فہرست جلد دوم غایۃ الاوطار ترجمہ اردو درمختار

تمت

بعون صانع مکین و مکان و فضل خالق زمین و آسمان

الحمد والمنۃ کہ ربع دوم فتاوی معتمد مذہب امام اعظم مستند علماء عرب و عجم مفید خاص و عام موسوم بہ

یعنے

غایۃ الاوطار

ترجمہ اردو

در المختار

جلد دوم

مترجمہ مولوی خرم علی صاحب مرحوم تکمیل مولانا محمد احسن صدیقی نانوتوی و محفوظ کاپی رائٹ

مطبع نامی منشی نول کشور واقع لکھنؤ میں طبع ہو کر مطبوع ہوا

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوٰة والسلام علی سید المرسلین وشفیع المذنبین سیدنا ومولانا محمد وآله وصحبه اجمعین ⁂

کتاب النکاح لیس لنا عبادة شرعت من عهد آدم علیه السلام الی الآن تستمر فی الجنة الا النکاح والایمان یہ کتاب ہے
مسائل نکاح مین نہین کوئی ایسی عبادت ہم مسلمانون کے واسطے جو شروع رہی ہو زمان آدم علیه السلام سے اتبک پھر بہشت مین
دائمی رہے بجز نکاح اور ایمان کے یعنی نکاح اور ایمان دائمی عبادت ہین انہین نسخ کو گنجایش نہین نکاح کو بعد حج کے اسواسطے بیان کیا کہ دونون
مین مال کی حاجت ہے وهو عند الفقهاء عقد تفید ملک المتعة ای حل استمتاع الرجل من امراة لم یمنع من نکاحها مانع شرعی فخرج الذکر والخنثی المشکل
لجواز ذکورته والوثنیة والمحارم والجنیة وانسان الماء لاختلاف الجنس واجازه الحسن نکاح الجنیة بشهود قنیة نکاح نزدیک فقہاء کے عقد مخصوص کا نام
ہے یعنی ایسی بندش ایجاب اور قبول کی جو مفید ہو ملک تمتع کی یعنی حلال ہو نفع لینا مرد کا اس عورت سے کہ نہین روکتا اسکے نکاح کو مانع شرعی
جیسے ذی رحم محرم ہونا یا ناجنس ہونا یا مشرک ہونا عورت کی قید سے مرد اور خنثی مشکل جسکا مرد یا عورت ہونا ہنوز ثابت نہین نکلگیا کہ شاید
وہ مرد ہو اور مانع شرعی کی قید سے مشرکہ بت پرست اور محارم عورتین نکل گئین اور جنی عورت اور دریائی انسان بھی نکل گیا کہ جنس کا اختلاف ہے
اور جائز رکھا ہے حسن بصری نے نکاح جنیہ کا گواہون سے کذا فی القنیة قصدًا خرج ما یفید الحل ضمنًا کشراء امة للتسری یعنی بالقصد تمتع کا
فائدہ بخشے اسکا نام نکاح ہے نکل گیا اس قید سے جو مفید ہو حلت کا ضمنًا جیسے خرید کرنا لونڈی کا حرم بنانے کیواسطے یعنی وطی کے لیے تو یہان
اگرچہ بہ نیت وطی کے خرید ہوئی لیکن خرید سے مقصود اصلی ملکیت ہے اور قربت کرنا ضمنًا ثابت ہے تو اس حلت ضمنی کا شرع مین نکاح نام نہین و
عند اهل الاصول واللغة حقیقة فی الوطی مجاز فی العقد فحیث جاء فی الکتاب والسنة مجردًا عن القرائن یراد الوطی کما فی ولا تنکحوا ما نکح آباؤکم فتحرم مزنیة الاب
علی الابن بخلاف حتی تنکح زوجًا غیره لاسناده الیها والمقصود منها العقد لا الوطی الا مجازًا اور نکاح نزدیک علماء اصول اور لغت عربی
کے حقیقت ہے یعنے جماع مین اور مجاز ہے عقد مین تو جہان آوے لفظ نکاح کا قرآن اور حدیث مین خالی قرائن سے تو وہان جماع مراد ہوگا
یعنی اسواسطے کہ حقیقت مقدم ہے مجاز پر جیسا کہ اس آیت شریف مین ولا تنکحوا ما نکح آباؤکم یعنی نہ جماع کرو تم جنکو تمہارے باپون نے جماع کیا جماع

تمام ہو حلال ہوا حرام تو نہیں ہے باپ نے زنا کیا وہ بیٹے پر حرام نہیں ہوئی بخلاف اس آیت کے کہ حتی تنکح زوجا غیرہ یعنی عورت مطلقہ ثلثہ شوہر اول کو
حلال نہیں تا وقتیکہ وہ نکاح کرے شوہر سے جو غیر ہو اول شوہر کا اس آیت میں نکاح سے جماع مراد ہی بسبب نسبت کرنے نکاح کے طرف عورت کے
یعنی اسناد نکاح کی عورت کی طرف یہ قرینہ ہو کہ یہان معنی حقیقی مراد نہیں اسواسطے کہ جماع کرنا عورت سے متصور نہیں کیونکہ عورت مفعول ہی نہ فاعل لیکن اس
سے عقد ہی نہ جماع کرنا مگر باعتبار مجاز کے کوئی شبہہ نہ کرے کہ مطلقہ ثلثہ شوہر اول پر جبھی حلال ہو کہ شوہر ثانی اس سے جماع کرے اور یہ بات
فقط نکاح سے نہیں معلوم ہوتا ہی اسواسطے کہ مشروط ہونا جماع کا حدیث عسیلہ سے ثابت ہی نہ اس آیت سے ویکون واجبا عند التوقان فان تیقن الزنا الا به فرض
نہایہ وہذا ان ملک المھر والنفقة والا فلا اثم بترکه بدائع اور ہوتا ہی نکاح واجب وقت غلبہ شہوت کے پس اگر یقین ہو جاوے زنا کا بدون نکاح کے تو
نکاح فرض ہی کذا فی النہایہ اور یہ وجوب اور فرضیت اسوقت ہی کہ مالک ہو مہر دینے اور نفقہ رسانی پر اور اگر مہر اور نفقہ کا مقدور نہیں تو اسکے
ترک سے گناہ نہیں کذا فی البدائع ویکون سنة مؤکدة فی الاصح فیأثم بترکه ویثاب ان نوی تحصینا او ولدا حال الاعتدال ای القدرة علی
وطی ومهر ونفقة ورجح فی النهر وجوبه للمواظبة علیه والانکار علی من رغب عنه اور ہوتا ہی نکاح سنت مؤکدہ بنا بر مذہب اصح کے تو گنہگار
ہوگا اسکے ترک سے اور ثواب پاویگا اگر نیت کرے عفت کی یا اولاد کی نکاح سنت ہی حالت اعتدال میں یعنی جو قادر ہو جماع اور مہر اور نفقہ پر
اور اگر قادر نہ ہو یا زنا اور جور اور ترک فرائض اور سنن سے ڈرے تو وہ معتدل نہیں سو اسکا نکاح بھی سنت مؤکدہ نہیں کذا فی حاشیة المدنی اور ترجیح دی
نہر الفائق میں نکاح حالت اعتدال کے واجب ہونے کو بسبب ثابت ہونے مواظبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ثابت ہونے انکار کے اوپر جو نکاح
سے اعراض کرے صحیحین میں وارد ہی حضرت نے فرمایا کہ میں نکاح کرتا ہوں عورتوں سے جو میری سنت کی رغبت نہ رکھے وہ میرے طریق پر نہیں
لیکن یہ حدیث وجوب پر دلیل نہیں ہو سکتی جیسا کہ صاحب نہر نے استدلال کیا ہی اسواسطے کہ انکار اس حدیث میں تارک نکاح پر نہیں بلکہ بے
رغبتی پر ہی اور واجب وہ ہی جسکے تارک پر انکار ہو کذا فی حاشیة المدنی ویکره لخوف الجور وان تیقنه حرم اور نکاح مکروہ ہی بسبب خوف
ظلم کے عورت پر اور اگر ظلم کو یقینی جانے تو اسوقت نکاح حرام ہی محشی مدنی نے کہا کہ شارح نے قسم سادس نکاح کو ترک کیا یعنے نکاح
مباح کو نکاح مباح اسوقت ہوتا ہی جب خوف عجز کا ہو ادائے حقوق سے کذا فی المجتبیٰ وندب اعلانه وتقدیم خطبة اور مستحب ہی نکاح کو ظاہر
کرنا اور شہرت دینا اور نکاح سے پہلے خطبہ پڑھنا جامع ترمذی میں حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشہور
کرو نکاح کو مسجدون میں [illegible] [illegible] تو معلوم ہوا کہ اعلان شان نکاح ہی اور اخفا خاصہ زنا ہی وکونه فی مسجد یوم الجمعة بعاقد رشید وشهود عدول
والاستدانة له والنظر الیها قبله اور مستحب ہی ہونا نکاح کا مسجد میں اسواسطے کہ حدیث میں حکم ہی اور نکاح از قسم عبادت ہی مستحب ہی جمعہ کے دن بواسطہ عاقد
ہوشیار اور متقی گواہوں کے تاکہ کوئی شرط نکاح کی فوت نہو اور صحت نکاح بالاتفاق ہو اسواسطے کہ گواہوں کی عدالت امام شافعی کے نزدیک شرط ہی
اور مستحب ہی قرض لینا نکاح کے واسطے یعنی تو انگر بھی قرض لے اسواسطے کہ حق تعالی اسکے ادا کا ضامن ہی کذا فی البحر اور مستحب ہی نظر کر لینا عورت کی طرف نکاح سے پہلے
تاکہ الفت ہو اور اگر نہ دیکھ لیگا تو شاید افسوس کرے سوائے چہرہ اور دونوں ہتھیلیوں کے اور بدن نہ دیکھے اور دیکھنا بھی اسوقت درست ہی جب طرف ثانی سے
اسکے نکاح کر دینے کی امید ہو تو نکاح کرے غیر کو مثلا یا امیر کی بیٹی اس نیت سے دیکھنا درست نہیں کہ ظاہر میں نکاح ہونا متصور نہیں کذا فی حاشیة المدنی ودونها
سنا وحسبا وعزا ومالا اور مستحب ہی ہونا عورت کا کمتر شوہر سے عمر میں اور حسب میں اور عزت میں اور مال میں حسب فضائل آبائی کا نام ہی کذا فی القاموس
جیسے علما اور سلاطین اور حاتم اور رستم کی اولاد اور اگر عورت مالدار ہوگی تو شوہر اسکی نظر میں ذلیل ہوگا وفوقه خلقا وادبا وورعا وجمالا
اور مستحب ہی ہونا عورت کا زیادہ تر شوہر سے اخلاق میں اور ادب میں اور پرہیزگاری میں اور حسن میں بحر الرائق میں کہا کہ نکاح کرے

اُس عورت سے جو نسب اور حسب اور دینداری مین مشہور ہو کہ صفات خاندانی اولاد مین اکثر منتقل ہوتے ہین اور خوبصورت کنبی عورت سے نکاح
نہ کرے اور کنواری اور کم خرچ کو اختیار کرے اور نہ نکاح کرے لنبی دُبلی اور ٹھنگنی بد شکل سے اور نہ بد خلق اور اولاد والی اور نہ بڑی عمر والی اور نہ لونڈی سے
باوجود قدرت حُرّہ کے اور نہ حُرّہ سے بدون اجازت ولی کے اور نہ زانیہ سے اور عورت کو چاہیے کہ شوہر دیندار نیکبخت سخی مقدور والے کو اختیار
کرے اور فاسق سے نکاح نہ کرے اور کوئی اپنی جوان بیٹی کو نہایت بڈھے مرد کے نکاح مین نہ دے اور نہ بد شکل کو دے کذا فی حاشیۃ المدنی وہل یکرہ الزفاف
المختار لا اذا لم یشتمل علی مفسدۃ دینیۃ اور کیا مکروہ ہے زفاف یعنی عورت کا پہونچانا اُسکے خاوند کے پاس روایت مختار یہ ہے کہ مکروہ نہین جب کوئی مفسدہ
دینی نہو جیسے اختلاط مردون کا عورتون سے اور خوش طبعی سے کسی کو ذلیل کرنا یا بُرائی مارنا ہم فقط زفاف لائق اختلاف کے نہین کہ کوئی جائز رکھے
اور کوئی مکروہ تو مراد زفاف سے یہان عورتون کا اجتماع ہے اسواسطے کہ شب زفاف مین عورتون کا جمع ہونا عرف مین لازم ہے اور بعضون نے کہا کہ مراد
زفاف باعلان دف بجانے کے ہے کذا فی حاشیۃ المدنی اور یہ جو بعضی جگہ ہندوستان مین رواج ہے کہ شب زفاف مین دولہن کو دولھا کے پاس پردے مین پہونچا
کر عورتین جھانکا کرتی ہین سو بلاشبہہ مکروہ بلکہ حرام ہے وینعقد ملتبسا بایجاب من احدہما وقبول من الآخر وضعا للمضی لان الماضی ادل علی التحقیق کزوجت
نفسی او ابنتی او موکلتی منک ویقول الآخر تزوجت اور نکاح منعقد اور بندھتا ہے یعنی گٹھتا ہے جب ملے ایک کے ایجاب سے اور دوسرے کے
قبول سے دران حالیکہ ایجاب اور قبول موضوع ہون فعل ماضی کے واسطے اسواسطے کہ فعل ماضی خوب دلالت کرتا ہے تحقق اور وقوع پر کیونکہ زمانہ
حال کی کچھ حقیقت نہین کہ وہ مرکب ہے ماضی اور استقبال سے اور زمانہ مستقبل وقت تکلم کے معدوم المضمون ہے اسواسطے ایجاب اور قبول کے لیے صیغہ
ماضی کا معین ہوا جیسے کوئی کہے نکاح کیا مین نے اپنی ذات کا یا اپنی بیٹی کا یا اپنی موکلہ کا تجھ سے اس کلام اول کو ایجاب کہتے ہین مرد کہے یا عورت اور
دوسرا کہے مین نے قبول کیا اپنی ذات کے واسطے یا اپنے بیٹے کے واسطے یا اپنے موکل کے واسطے اس دوسرے کلام کو قبول کہتے ہین خواہ مرد کہے خواہ
عورت زوجت نفسی عاقد اصیل کہے اور زوجت ابنتی ولی کہے اور زوجت موکلتی وکیل کہے وینعقد ایضا بما ای بلفظین وضع احدہما لہ ای للمضی والآخر
للاستقبال او للحال فالاول الامر کزوجنی او زوجینی نفسک او لونی امرأتی او بنتی منعقد ہوتا ہے نکاح اُن دو لفظون سے کہ ان مین سے ایک تو موضوع ہو ماضی
کے واسطے اور دوسرا استقبال یا حال کے واسطے سو اول سے یعنے استقبال سے مراد امر کا صیغہ ہے جیسے کہ مرد کہے ولی سے یا عورت کے وکیل سے
کہ میرا نکاح کردے یا خود عورت سے کہے کہ میرا نکاح اپنی ذات سے کردے یا یون کہے کہ تو میری جورو ہوجا فانہ لیس بایجاب بل توکیل ضمنی فاذا قال
فی المجلس زوجت او قبلت او بالسمع والطاعۃ قام مقام الطرفین سو البتہ یہ صیغہ امر کا خود ایجاب نہین بلکہ ضمنا دوسرے کو وکیل کرنا ہے اپنے نکاح کیواسطے
یعنی جب زوجنی کہا تو در ضمن امر کے گویا مطلب یہ ہوا کہ تو میری طرف سے وکیل ہوکر میرا نکاح کردے پھر جب دوسرے شخص نے کہا اسی مجلس مین کہ مین نے
نکاح کردیا یا قبول کیا یا مان لیا بسمع وطاعت تو یہ قبول قائم ہوگیا بجائے ایجاب اور قبول عاقدین کے تو نکاح صحیح ہوگیا وقیل ہو ایجاب ورجحہ فی البحر
رضا و رغبت سے۱۲
اور بعضون نے مثل قاضی خان اور صاحب خلاصہ کے کہا کہ یہ صیغہ امر کا خود ایجاب ہے توکیل نہین اور ترجیح دی ہے اس قول ثانی کو بحرالرائق مین
الثانی المضارع المبدوء بہمزۃ او نون او تاء کتزوجنی نفسک اذا لم ینو الاستقبال اور دوسرا لفظ مضارع کا جو مصدر بہمزہ ہو جیسے اتزوجک یا
مصدر بنون جیسے نتزوجک یا مصدر بتا ہو جیسے خود شارح نے مثال دی تو صیغہ مضارع سے اُسوقت نکاح منعقد ہوگا جب متکلم استقبال کے معنی کا
ارادہ نکرے بلکہ معنی حال مراد رکھے اور اگر استقبال کا ارادہ کریگا تو وعدہ نکاح ہوگا نہ ایقاع نکاح وکذا انا متزوجک او جئتک خاطبا لعدم جریان
المساومۃ فی النکاح اور اسی طرح نکاح منعقد ہوتا ہے اسم فاعل بمعنی حال سے جیسے کہ کہے مین اب تیرے ساتھ نکاح کرنے والا ہون یا یون کہے کہ
مین آیا تیرے پاس منگنی کرنے والا اسواسطے نکاح صحیح ہوگا کہ مول چکانا نکاح مین جاری اور مروج نہین بخلاف بیع کے کہ وہان فقط انا مشتری
مین خریدار ہون تو ہے

باتفاق شرط ہے اور لیجا سکے بات کے یون کہنے سے کہ تیری بیٹی منعقد نہین ہوئی جبتک اسکے بعد شرعیت کی وجہ سے کہ بیٹی مین ملا ہو اور
نیست تمہیں ... حاشیۃ المدنی ... ان المجلس لمتاع وان الوعد ... یا منعقد ہوتا ہے بخلاف اس کے جب کہ مرد کے صورت کہ باپ سے کہکر تو
یہ صورت مجلکو دی اور اسکے باپ کے بعلیت یعنی دی بشرطیکہ مجلس نکاح کی ہو تو دلالت حال واقع ہوئی استفہامی معنی کو یا امتناع وقت کو اور اگر
مجلس وعدہ کرنے کی ہو تو اس کلام سے وعدہ نکاح کا ہوگا تو اس صورت مین نکاح منعقد نہوگا و ان قال لها ام رتی نفسك فقالت لبیک انعقد علی المذہب
اور اگر مرد نے کہا عورت سے کہ اے میری جورو سوائے جواب دیا کہ لبیک نکاح منعقد ہوگیا بنا بر مذہب مختار کے اسواسطے کہ یا مرتی تو کم منف هم
باشتہ جبک کے ہو امر لبیک معنی اجبیک جوابہ بعد ما قبلہ کے تو ایجاب بمعنی حال ہوا اور قبول صیغہ ماضی سے ہوا اسواسطے نکاح منعقد ہوگیا کذا فی
حاشیۃ المدنی فلا ینعقد بقبول بالفعل کقبض مہر حیث کہ ایجاب اور قبول لفظی شرط ہوا تو نکاح منعقد نہوگا قبول فعلی سے جیسے مہر پر قبضہ کرنا بدون لفظ
ثبات کے ولا بتعاطی اور نہ منعقد ہوگا نکاح تعاطی سے تعاطی یہ کہ مثلاً باپ نے اپنی بیٹی کسی مرد کو دی اسنے مہر اسکو حوالہ کیا شاہدون کے روبرو
بدون تلفظ کے ولا بکتابۃ حاضر بل غائب بشرط اعلام الشہود بما فی الکتاب اور نہین منعقد ہوتا نکاح شخص حاضر کے لکھنے سے بلکہ غائب کے
لکھنے سے نکاح منعقد ہوتا ہے بشرطیکہ شاہدون کو مضمون خط سے آگاہ کردیا ہو خواہ خط پڑھکر خواہ زبانی مالم یکن بلفظ الامر فیتولی الطرفین ......
غائب کی تحریر پر اعلام شاہدون کا اسوقت ضرور ہے جب خط مین صیغہ امر کا نہو یعنی لکھا ہو کہ مین نے تجھسے نکاح کیا اور اگر امر کا صیغہ صراحۃ ہو
کہ زوجنی نفسک یعنے میرا نکاح اپنی ذات سے کردے تو اس صورت توکیل مین عورت دونون طرف کی متولی اور متصرف ہوگی کذا فی فتح القدیر
تو اس صورت مین عورت کا یون کہنا کہ زوجت نفسی منہ یعنے مین نے اپنا نکاح اسکے ساتھ کردیا قائم مقام ایجاب اور قبول کے ہوگا اسوقت مین خط کا
مضمون شاہدون کو سنانا ضرور نہین فقط لفظ قبول سنانا کافی ہے بالاقرار علی المختار خلاصۃ کقولہ ہی امراتی لان الاقرار اظہار لما ہو ثابت ولیس
بانشاء اور نہ منعقد ہوگا نکاح اقرار سے بنا بر مذہب مختار کے کذا فی الخلاصۃ مثل قول مرد کے کہ یہ میری جورو ہے اسواسطے اقرار سے نکاح نہوگا کہ
اقرار ثابت چیز کے اظہار کا نام ہے اقرار انشا نہین حالانکہ نکاح مین انشا چاہیے وقیل ان کان بحضرۃ الشہود صح کما لو صح بلفظ الجعل اور بعضون
نے کہا کہ اگر اقرار نکاح کا شاہدون کے حضور مین ہوا تو نکاح صحیح ہوگا لیئے اس صورت مین اقرار کو انشاء نکاح قرار دیا گویا اب نکاح ہوا جیسے نکاح صحیح
ہوتا ہے جعل کے لفظ سے مع شرح الغفار مین فتح القدیر سے نقل کیا کہ اگر زوج نے اقرار کیا شاہدون کے روبرو نکاح کا اور حالانکہ نکاح بدون گواہون کے
ہوا تھا تو اسمین اختلاف ہے اصح یہ ہے کہ اگر زوج اور زوجہ نے مہر کا نام لیا تو نکاح جدید منعقد ہوا اور اگر عورت مرد نے بدون نکاح ہونے نکاح کا
اقرار کیا تو نکاح منعقد نہوگا مگر اسوقت نکاح منعقد ہوگا جب شاہدون نے یون کہا کہ جعلتما ہذا نکاحا یعنے تمنے اس اقرار کو نکاح بنایا پھر دونون
نے قبول کیا تو یہان بلفظ جعل نکاح صحیح ہوا کذا فی حاشیۃ المدنی وجعل الاقرار انشاء وہو الاصح ذخیرہ اور اقرار انشا کر ڈالا گیا اور یہی اصح ہے
کذا فی الذخیرہ یعنی اقرار جملہ خبریہ ہے اور نکاح جملہ انشائیہ ہے منعقد ہوتا ہے اسواسطے اسکو انشا قرار دیا ولا ینعقد بتبرز وبنت لنصفک فی الاصح احتیاطا
خانیۃ بل لابد ان یضیفہ الی کلہا او ما یعبر بہ عن الکل ومنہ الظہر والبطن علی الاشبہ ذخیرہ ورجحوا فی الطلاق خلافہ فیحتاج للفرق اور نہین منعقد ہوتا
نکاح اس کلام سے کہ کوئی کہے کہ مین نے تیرے نصف بدن سے نکاح کیا مذہب اصح مین بنا بر احتیاط کے کذا فی الخانیۃ اسواسطے کہ
حلت اور حرمت ایک ذات مین جمع ہوئی تو احتیاطاً حرمت کو غلبہ دیا بلکہ ضرور ہے صحت نکاح کے واسطے کہ نسبت کرے نکاح کو عورت کے تمام
بدن کی طرف یا اس عضو کی طرف جو بجائے کل بدن کے بولا جاتا ہے جیسے پشت اور شکم بنا بر مشابہ مذہب کے کذا فی الذخیرہ اور ترجیح دی ہے فقہا نے
طلاق مین برخلاف اسکے یعنے یون کہا ہے کہ اگر کوئی مرد کہے کہ مین نے اپنی عورت کی پشت یا شکم کو طلاق دی تو بروایت اصح طلاق نہین واقع ہوتی

تو احتیاج بڑی اظہار فرق کی کہ کیا وجہ کہ اضافت پشت اور شکم سے نکاح تو صحیح ہوا اور طلاق نہ پڑی واذا وصل الایجاب بالتسمیة للمهر کان من تمامه
ای الایجاب فلو قبل الآخر قبله لم یصح لتوقف اول الکلام علی آخره لو فیه ما یغیر اوله اور جب ملایا ایجاب کو تسمیہ مہر کے ساتھ تو ہوگا مہر تمامی ایجاب سے
سو اگر قبول کیا دوسرے نے تسمیہ مہر سے پہلے تو نکاح صحیح نہوگا واسطے موقوف ہونے اول کلام کے اپنے آخر پر اگر آخر کلام میں وہ مضمون ہو جو
مخالف ہو اول کلام کے مثلاً عورت نے مرد سے کہا کہ مین نے نکاح کیا تیرے ساتھ ہزار درم پر اور مرد نے قبول کر لیا مہر کے نام لینے سے پہلے تو نکاح
صحیح نہوگا ومن شرائط الایجاب والقبول اتحاد المجلس لو حاضرین وان طال کمخیرة اور شرائط ایجاب اور قبول سے مجلس کا متحد ہونا ہی اگر دونون
حاضر ہون اگرچہ مجلس دراز ہو تو اگر عورت نے ایجاب کیا اور مرد نے دوسری مجلس مین قبول کیا تو نکاح نہوگا کیونکہ مجلس ایک نہی اور اگر کوئی غائب ہو
اور اُسنے خط مین ایجاب لکھا ہو تو اتحاد مجلس شرط نہین ایجاب اور قبول مین اتحاد مجلس ایسا شرط ہی جیسے عورت مخیرہ مین شرط ہی مخیرہ سے وہ عورت
مراد ہی جسکے شوہر نے اُس سے کہا کہ تو اپنی ذات کو اختیار کر لینے اگر تیرا جی چاہے تو تو طلاق لے تو یہ اختیار مجلس کا حکم تک منتہی نہ مجلس بدلی
اختیار گیا وان لا یخالف الایجاب والقبول کقبلت النکاح لا المهر اور شرائط ایجاب اور قبول سے یہ ہی کہ ایجاب قبول کے مخالف نہو جیسے کہ دوسرے کہا کہ
مین نے نکاح کو قبول کیا نہ مہر کو مثلاً مرد نے کہا کہ مین نے تیرے ساتھ ہزار درم پر نکاح کیا عورت نے جواب دیا کہ مین نے نکاح قبول کیا نہ مہر تو نکاح
خالی ہوا مہر مسمی سے تو مہر مثل ہوگا حالانکہ مہر مثل اور مہر مسمی باہم متغایر ہین تو ایجاب مخالف ہوا قبول کے لہذا عقد صحیح نہوگا کذا فی حاشیة المدنی
نعم یصح الحط ہان صحیح ہی مہر کا کم کرنا عورت کی طرف سے مثلاً مرد نے کہا کہ مین نے ہزار درم مہر پر تجھسے نکاح کیا عورت نے کہا کہ مین نے
پانچ سو درم مہر پر نکاح قبول کیا گویا یہ مطلب ہوا کہ ہزار درم کا مہر قبول کیا اور اُسمین سے پانچ سو کم کر دئے اس صورت مین مرد کو کمی کا قبول کرنا شرط
نہین اسواسطے کہ یہ اسقاط اور ابرا ہی کزیادة قبلتها فی المجلس مہر کا کم کرنا ایسا صحیح ہی جیسے وہ زیادتی مہر کی صحیح ہی جسکو عورت نے اسی مجلس مین قبول کر لیا مثلاً عورت
نے کہا کہ مین نے ہزار درم مہر پر نکاح کیا مرد نے کہا کہ مین نے دو ہزار درم مہر پر قبول کیا تو صحیح ہی بشرطیکہ عورت نے دو ہزار کو اسی مجلس مین قبول کر لیا ہو
ان لا یکون مضافا ولا معلقا کما سیجیء اور شرائط ایجاب اور قبول سے یہ ہی کہ نکاح مضاف نہو زمان مستقبل کی طرف جیسے کوئی کہے کہ مین نے تیرے ساتھ
نکاح کیا کل کے دن یا کہا مین قبول کرونگا کل اور شرط یہ ہی کہ نکاح معلق بشرط نہو جیسے کسی نے کہا کہ مین نے تیرے ساتھ نکاح کیا اگر میرا باپ راضی
ہوگا چنانچہ اسکا ذکر آویگا ولا المنکوحة مجهولة اور شرائط ایجاب اور قبول سے یہ ہی کہ منکوحہ نامعلوم نہو جیسے ایک شخص کی دو بیٹیاں ہین اور کسنے ایک بیٹی کا نکاح
بے نام لیے کر دیا تو نکاح صحیح نہوگا بسبب جہالت کے ولا یشترط العلم بمعنی الایجاب والقبول فیما یستوی فیه الجد والهزل اذ لم یحتج الی نیة به یفتی اور نہین
شرط ہی دانست ایجاب اور قبول کے معنی کی اُس عقد مین جسمین قصد کرنا اور نہ کرنا یکسان ہی اسواسطے کہ اس عقد مین نیت کی احتیاج نہین اسی
پر فتوے ہی اسمین فقہا کو اختلاف ہی بعضون نے کہا کہ عاقدین کو ایجاب اور قبول کے معنون کا علم ضرور ہی کذا فی الدرر اور بعضون نے کہا
قضاءً ضرور نہین دیانةً علم ضرور ہی کذا فی الخانیة اور عمادیہ مین روایت ہی کہ کوئی عقد بدون علم معنی کے صحیح نہین اور بعضون نے کہا سب صحیح
ہین علم ہو یا نہو اور بعضون نے کہا جو عقد ایسا ہو کہ جسمین قصد کرنا اور نہ کرنا دونون برابر ہون جیسے طلاق اور نکاح اور عتاق تو اسمین علم
ضرور نہین اسواسطے کہ علم سے غرض قصد کرنا ہی اور حالانکہ اسمین قصد اور غیر قصد دونون برابر ہین مثلاً اگر کوئی ہزل سے نکاح کرے یا
طلاق دے تو صحیح ہوگا اگرچہ اسکا قصد متعلق نہین اسی قول کو شارح نے پسند کیا اور ترجیح دی بخلاف بیع کے کہ بدون علم کے صحیح نہین
کذا فی حاشیة المدنی والله اعلم وانما یصح بلفظ تزویج ونکاح لانهما صریح وما عداهما کنایة وهو کل لفظ وضع لتملیک العین کاملة للشیع
بالشرکة اور البتہ نکاح صحیح ہی تزویج اور نکاح کے لفظ سے اسواسطے کہ دونون لفظ صریح ہین اسکے واسطے موضوع ہین اور جز انکے لفظ انکے سوا

سو کتابۃ ہر حقیقی غیر مرتفع ہی اور نص کا لفظ یہ جو موضوع ہو واسطے تملیک ذات کے بطور تملیک کامل کے تو نکاح منعقد ہوگا نکاح شرکت سے لفظ

اسواسطے کہ نکاح میں پوری تملیک ہی فی الحال عرف الوصیۃ غیر المقیدۃ بالحال یعنی تملیک ذات کی بالفعل ہو تو اس سے نکل گئی وصیت جو تمام

بالفعل یا قید نہیں جیسے کسی نے کہا کہ میں نے وصیت کی اپنی لونڈی کی تربیت کی ہزار درم کے بدلے اپنی موت کے بعد اور دوسرے شخص نے قبول

کیا تو نکاح صحیح نہوگا اسواسطے کہ تملیک فی الحال نہوئی اور وصیت بالفعل میں نکاح صحیح ہوگا کہ ہبہ و تملیک و صدقہ و عطیہ تملیک بالفعل جیسے ہبہ و تملیک

اور صدقہ اور عطا مثلاً اگر عورت نے کہا کہ میں نے اپنی ذات کو ہبہ کیا یا تجھکو مالک کیا یا صدقہ دیا یا عطا کیا وغیرہ اور دوسرے نے قبول کیا تو نکاح

صحیح ہوگا و سلم و استیجار اور نکاح صحیح ہو بلفظ بیع و سلم اور استیجار کے سوا اگر عورت کو اجرت قرار دیا تو نکاح صحیح ہو جیسے یوں کہے کہ میں نے اجارہ لیا ایک

برس کو اجارہ دیا تیری بیٹی کے بدلے اور اگر یوں کہے کہ میں نے اجارہ دیا اپنی بیٹی کو ہزار درم کے بدلے تو صحیح یہ ہے کہ نکاح نہوگا کہ اس میں تملیک ابدی

نہیں بخلاف صورت اول کے کذا فی حاشیۃ المدنی و نحوہا و صح بصرف و کلما تملک بہ الرقاب بشرط نیۃ او قرینۃ وفہم الشہود المقصود و لکن قد یقال

مافیتنا و نحو اور صلح اور صرف کے اور جو لفظ کہ گردنوں کی ملکیت کا فائدہ بخشے بشرط نیت متکلم کے یا قرینہ مقام کے اور سمجھنے شہود کے مقصود کو

یعنی بلفظ ہبہ وغیرہ کے نکاح جب منعقد ہوتا ہے کہ نکاح کی نیت ہو یا قرینہ ہو اور گواہ بھی اس مطلب کو سمجھ گئے ہوں نہ بغیر قرینہ نیت کی حاجت

اسواسطے ہوئی کہ یہ الفاظ کنایہ ہیں نکاح کے صریحاً نکاح کے واسطے موضوع نہیں جو محتاج نیت کے ہوں لا یصح بلفظ اجارۃ و اباحۃ و اعارۃ

صحیح نکاح اجارہ کے لفظ سے مطلقاً جائز ہو اور بلفظ اجارہ سے نکاح صحیح ہو اسواسطے کہ اس میں تملیک نہیں بلکہ تملیک منفعت کی

ایک وقت ہو اور نکاح میں دوام شرط ہے بخلاف لفظ استیجار کے چنانچہ سابق مذکور ہوچکا اور اجازت سے اسواسطے نکاح نہیں منعقد ہوتا کہ لفظ اجازت کا

تملیک میں کیواسطے موضوع نہیں و اعارۃ و وصیۃ و رہن و ودیعۃ و نحوہا مما لا یفید الملک لکن یثبت بہ شبہۃ فلا یحد و لہا الاقل من المسمی و مہر المثل و نہیں صحیح

نکاح بلفظ اعارہ اور وصیت اور رہن اور ودیعت اور مانند ان الفاظ کے جو ملک کے مفید نہیں لیکن ایسے الفاظ سے شبہہ نکاح کا ثابت ہوتا ہے تو

حد ماری جاویگی اسکو جسنے ان الفاظ سے نکاح کیا اسواسطے کہ حد شبہہ پڑنے سے ٹل جاتی ہے اور اس صورت میں عورت کو مہر ملیگا جو کمتر ہو مہر مسمی سے

یا مہر دونوں میں سے یعنی اگر مہر مسمی کم ہو مہر مثل سے تو مسمی ملیگا اور اگر مہر مثل کم ہو مسمی سے تو مہر مثل ملیگا و کذا ثبت بکل لفظ

لا ینعقد بہ النکاح کالمتعۃ اور اسی طرح شبہہ نکاح کا ثابت ہوتا ہے ہر ایک اس لفظ سے جس سے نکاح منعقد نہیں ہوتا سو اسکو یاد رکھنا چاہیے ظاہر یہ

مضمون کمرہ ہو گیا و بالفاظ مصحفۃ کتجوزت لصدورہا عن قصد صحیح بل عن تحریف و تصحیف فلم تکن حقیقۃ و لا مجازاً لعدم العلاقۃ بل غلطاً فلا اعتبار بہ اصلاً

تلویح اور نہیں منعقد ہوتا نکاح ان الفاظ سے جن میں تصحیف واقع ہوئی جیسے تجوزت بجاے تزوجت کے تصحیف لغت میں خطائی الصحیفہ کو کہتے ہیں اور

بیان منطلق سے مراد ہے تصحیف ہو یا تحریف لفظوں کی غلطی تصحیف ہے جیسے زوج بمعنی جفت کو روح بمعنی جان کہنا اور تحریف حرکت کی غلطی کو کہتے ہیں جیسے

سلیم بروزن کریم کو سلیم بروزن [illegible] بولنا تصحیف اور تحریف سے اسواسطے نکاح منعقد نہیں ہوتا کہ اسکا صدور قصد صحیح سے نہیں بلکہ تبدیل اور

تغییر ہے تو حقیقت نہ ٹھہرا نہ مجاز اسواسطے کہ تحریف اور تصحیف میں اصل لفظ سے کچھ علاقہ نہیں ہوتا اور حالانکہ مجازی معنی میں حقیقی معنی سے علاقہ ہونا

لازم ہے بلکہ ایسے الفاظ محض غلط ہیں تو انکا کچھ اعتبار نہیں کذا فی التلویح نعم لو اتفق قوم علی النطق بہذہ الغلطۃ وصدرت عن قصد کان ذلک

وضعاً جدیداً فیصح بہ افتیٰ ابو السعود ہاں اگر اتفاق کر لیوے کوئی قوم ایسے غلط الفاظ کے بولنے پر اور صدور انکا بالقصد ہو تو یہ وضع جدید

ٹھہرا وضع جدید تو اسوقت میں غلط الفاظ سے نکاح منعقد ہوگا اسی پر فتوی دیا شیخ الاسلام مفتی ابو السعود نے ورد الخیر الرملی بانہا تقضی

بالغاء الاوائل الاشباہ و ردہ [illegible] ایسے غلط الفاظ سے تا انکے رد پر بنا بروایات کے چنانچہ کتاب [illegible] کے

اوائل مین اسکی تصریح ہو جیسے کوئی طلاق کو تلاق یا طلاک کہے تو طلاق واقع ہوگی بخلاف نکاح کے ولا بتعاطٍ احترازا للفروج اور نہ منعقد ہوگا نکاح تعاطی سے واسطے تعظیم اور تکریم فروج کے یعنی حلت فروج اور اجناس کی طرح قابل نہین کہ ایجاب و قبول لفظی اسمین مشروط نہو تعاطی سکے معنے سابق ہو چکے و شرط سماع کل من العاقدین لفظ الآخر لتحقق رضائہما اور صحت نکاح مین شرط ہو سننا ہر ایک کا عاقدین سے دوسرے کے لفظ کو واسطے ثبوت رضا طرفین کے و شرط حضور شاہدین اور شرط ہو صحت نکاح مین موجود ہونا دو شاہدون کا اسواسطے کہ جامع ترمذی مین حدیث ہو کہ زانی عورتین وہ ہین کہ اپنے نکاح بدون شاہدون کے کر لیتی ہین اور محمد بن حسن نے مرفوعاً روایت کیا کہ لا نکاح الا بشہود یعنی نکاح صحیح نہین بدون شاہدون کے اور جب دو شاہدون کے روبرو نکاح ہوا تو ادنی رتبہ اعلان کا ثابت ہوا نکاح سر اور نکاح مخفی اسکو نہ کہینگے اسواسطے کہ دو شاہدون سے زیادہ اعلان شرط نہین اور اگر شاہدون سے کہا کہ تم اظہار نہ کرنا تو بھی نکاح فاسد نہین ہوتا اگرچہ ترک مستحب ہوا کہ شہرت کامل نہوئی اور ضرور ہو امتیاز منکوحہ کی شاہدون کے نزدیک تا کہ جہالت نہ رہے سو اگر منکوحہ مجلس عقد مین حاضر ہو تو اشارہ اسکی طرف کفایت کرتا ہو اور چہرہ کھول کر دیکھنا زیادہ تر احتیاط ہو پھر اگر جسم منکوحہ نظر نہ آوے اور وہ اندر مکان سے ایجاب و قبول کرے سو اگر وہان وہ اکیلی ہو تو نکاح جائز ہو اور اگر اسکے ساتھ اور عورت بھی ہو تو درست نہین کہ جہالت مرتفع نہوئی اور اسی طرح اگر منکوحہ نے کسیکو اپنے نکاح کا وکیل کیا تو یہی تفصیل ان بھی ضرور ہو اور اگر منکوحہ مجلس عقد سے غائب ہو اور وکیل نکاح باندھے تو اگر شاہد عورت کا ارادہ جانتے ہون اور اسکو پہچانتے ہون تو فقط اسکا نام لینا کفایت کرتا ہو اور اگر عورت کو نہ پہچانتے ہون تو اسکا نام اور اسکے باپ دادا کا نام لینا ضرور ہو کذا فی البحر کہا سید احمد طحطاوی محشی نے کہ یہ جو بعضے لوگون مین معمول ہو کہ شاہد دروازے یا پردے کی آڑ سے توکیل عورت کی زبانی سن لیتے ہین اور حالانکہ وہان عورتون کی کثرت ہوتی ہو تو جائز نہین اسواسطے کہ امتیاز منکوحہ کی نہین ہوتی تو ایسے مقام مین کوئی مخلص اور صورت جواز کی نہین سوائے اسکے کہ اسکو نکاح فضولی قرار دیجیے کہ عورت کی اجازت قولی یا فعلی سے تمام ہو کذا فی حاشیۃ المدنی حرین او حر و حرتین گواہ دو حر ہون یا ایک مرد حر اور دو حرہ عورتین ہون تو غلامون اور فقط عورتون کی گواہی سے نکاح نہوگا مکلفین دونون عاقل اور بالغ ہون تو لڑکون اور دیوانون کی گواہی سے نکاح نہوگا سامعین معاً قولہما علی الاصح دونون ساتھ ہی سامع ہون عاقدین کے قول کو بنا بر مذہب اصح کے سو اگر عاقدین نے ایجاب اور قبول کو ایک گواہ کو سنایا پھر دوسری مجلس مین دوسرے گواہ کو سنایا تو نکاح درست نہوگا اور اسی طرح حضور نائمین اور اصمین سے نکاح صحیح نہین فاہمین انہ نکاح علی المذہب بحر دونون گواہ سمجھتے ہون کہ کلام عاقدین کا نکاح ہو بنا بر مذہب مختار کے کذا فی البحر تو اگر ہندی گواہون کے روبرو عربی یا فارسی مین ایجاب اور قبول ہوا اور انکو نکاح ہونے کا فہم نہو تو نکاح صحیح نہوگا اور اگر فہم ہو گیا گو الفاظ کے معنی نہ سمجھے تو نکاح صحیح ہوگا مسلمین فی نکاح مسلمۃ ولو فاسقین دونون گواہون کا مسلمان ہونا شرط ہو عورت مسلمان کے نکاح مین اگرچہ فاسق ہون اسواسطے کہ گواہی کافر کی مسلمان پر درست نہین او محدودین فی قذف او اعمیین یا دونون گواہون پر تہمت زنا لگانے سے مار پڑے یا دونون اندھے ہون تو بھی گواہی درست ہو او ابنی الزوجین یا گواہ دو بیٹے زوج اور زوجہ کے ہون جیسے عورت کا بیٹا دوسرے شوہر سے ہو اور مرد کا بیٹا دوسری عورت سے یا نہین زوج اور زوجہ سے دو بیٹے ہون سو یہ دوسری صورت اسوقت واقع ہوگی جب زوجین مین کسی وجہ سے نکاح ٹوٹ گیا ہو اور پھر دونون نکاح ثانی کا ارادہ کرین او ابنی احدہما وان لم یثبت النکاح بہما ای بالابنین ان ادعی القریب یا زوجین مین فقط ایک ہی کے دو بیٹے گواہ ہون اگرچہ نکاح نہین ثابت ہوگا دونون بیٹون کی گواہی سے اگر بیٹون والا مدعی ہوگا یعنی فقط عورت کے دو بیٹے ہون یا فقط مرد کے دو بیٹے ہون تو انکی بھی گواہی سے نکاح صحیح ہو جائیگا لیکن اگر عورت کے دو بیٹون کی گواہی سے نکاح ہوا تھا اور مرد نکاح کا منکر ہو اور عورت نکاح کی مدعی ہوتی

تو اسکے بیٹون کی گواہی سے قاضی کے روبرو اُسکا دعوی ثابت نہ ہوگا اور اس صورت مین اگر مرد مدعی ہو تو عورت کے بیٹون کی گواہی سے
اُسکا دعوی ثابت ہو جائیگا اور اسی طرح اگر مرد کے بیٹون کی گواہی سے نکاح ہوا تو مرد کا دعوی ثابت نہوگا اور عورت کا دعوی ثابت ہو جائیگا
اسواسطے کہ فرع کی گواہی سے اصل کا نفع ثابت نہیں ہوتا البتہ ضرر ثابت ہوتا ہے (ولو تزوج مسلم ذمیۃ بشهادۃ ذمیین جاز عندهما خلافا لمحمد وزفر
رحمہما اللہ) یعنے کسی مسلمان مرد کا ذمی عورت سے دو ذمیون کے نزدیک تو دونون ذمی عورت کے دین کے مخالف ہون یعنی اگرچہ
عورت نصرانیہ ہو گواہ یہودی ہون یا بالعکس اگرچہ ثابت ہوگا نکاح ذمیون کی گواہی سے مسلمان کے منکر ہونے کے وقت یعنی اگر مسلمان نے
نکاح کا انکار کیا اور عورت مدعی ہوئی تو ذمیون کی گواہی سے دعوی اُسکا ثابت نہوگا اسواسطے کہ کافر کی گواہی مسلمان کے ضرر پر درست
نہین (والاصل عندنا ان کل من ملک قبول النکاح بولایۃ نفسہ انعقد بحضرتہ) قاعدہ کلیہ ہم حنفیون کے نزدیک صحت شہادت مین یہ ہے کہ جو شخص
مالک ہو سکتا ہو قبول نکاح کا اپنی ذات کی ولایت سے اُسکے روبرو نکاح بھی منعقد ہوگا مثلاً فاسق مرد ہی کو قبول نکاح کا اختیار ہے تو اسکا گواہ
ہونا بھی درست ہے بخلاف صبی اور عبد اور مجنون کے کہ انکو اپنی ذاتون کا اختیار نہین تو انکی گواہی بھی درست نہین (امرالاب رجلا بان یزوج صغیرتہ
فزوجها عند رجل او امرأتین والحال ان الاب حاضر صح) لانہ یجعل عاقدا حکما اگر کیا باپ نے کسی مرد کو کہ نکاح کردے اُسکی صغیرہ کا پھر نکاح کردیا اس
وکیل نے روبرو ایک مرد کے یا دو عورتون کے اور حالانکہ باپ موجود ہے تو نکاح صحیح ہوگا اسواسطے کہ باپ کو اس صورت مین عاقد قرار دیا جائیگا
حکماً یعنی جب باپ موجود ہوا اسی مجلس مین تو اس مرد کی وکالت کی کچھ حاجت نرہی تو اس صورت مین باپ تو گویا خود عاقد ہوا اور وکیل اور
دوسرا مرد یا دو عورتین شاہد نکاح کی ہوگئین تو بلا تامل نکاح صحیح ہوگا والا لا اور اگر باپ مجلس نکاح مین حاضر نہین اور وکیل نے ایک مرد یا دو عورتون کے
روبرو نکاح باندھا تو نکاح صحیح نہوگا اسواسطے کہ وکیل تو عاقد ٹھہرا تو گواہ ہوا ایک مرد یا دو عورتین حالانکہ ایک مرد یا دو عورتون کی گواہی سے نکاح
نہین ہوتا (ولو زوج ابنتہ البالغۃ) العاقلۃ بحضرۃ شاہد واحد جاز ان کانت ابنتہ حاضرۃ لانها تجعل عاقدۃ والا لا اور اگر نکاح کردیا باپ نے اپنی جوان
عاقل بیٹی کا ایک شاہد کے سامنے تو نکاح جائز ہوگا اگر اسکی بیٹی مجلس عقد مین موجود ہو اسواسطے کہ بیٹی عاقدہ قرار دی جائیگی اور باپ اور
دوسرا مرد شاہد ہو جائینگے اور اگر اسکی بیٹی مجلس عقد مین حاضر نہوگی تو نکاح درست نہوگا اسواسطے کہ اس صورت مین باپ عاقد ہے شاہد نہین تو ایک
شاہد سے نکاح نہوگا والاصل ان الآمر متی حضر جعل مباشرا اور اصل قاعدہ مسائل امر مین یہ ہے کہ امر کرنے والا جب موجود ہوگا تو وہی مباشر اور
عاقد قرار دیا جاویگا اور شخص مامور سفیر محض ہو جائیگا پھر جب مامور عاقد نہ ٹھہرا تو شاہد ہو سکیگا ثم انما تقبل شهادۃ المامور اذا لم یذکر انہ عقد
لئلا یشهد علی فعل نفسہ پھر شہادت مامور کی اسی صورت مین مقبول ہوگی جبتک وہ آپ کو عاقد نہ کہے تاکہ نہ لازم آوے گواہی دینا اپنی ذات
کے فعل پر یعنی جب مامور نے آپ کو عاقد کہا تو اسوقت مین اُسکی گواہی نہ درست ہوگی اسواسطے کہ خود اپنے فعل کی گواہی دینا جائز نہین ولو زوج
المولی عبدہ البالغ بحضرۃ واحد لم یجز علی الظاہر اور اگر نکاح کردیا مالک نے اپنے بالغ غلام کا اُسی غلام اور ایک شاہد کے سامنے تو نکاح نہ جائز
ہوگا بنابر قول ظاہر کے اسواسطے کہ بدون اجازت مالک کے غلام کو عاقد ہونے کی لیاقت نہین کہ مالک کو دوسرا شاہد قرار دیجیے ولو اذن لہ
فعقد بحضرۃ المولی ورجل صح والفرق لایخفی اور اگر اجازت دی مالک نے اپنے غلام کو نکاح کر لینے کی پھر غلام نے عقد کیا مالک اور ایک مرد کے حضور مین
تو نکاح صحیح ہوگا اسواسطے کہ غلام مالک کے حکم سے اس صورت مین عاقد ہوا اور مالک اور دوسرا مرد شاہد ہوگئے تو نکاح صحیح ہوگیا اور فرق دونون صورتون
مین ظاہر ہے چنانچہ بیان فرق مفصل ہو چکا ہے (قال رجل لآخر زوجتنی ابنتک فقال الآخر زوجت او قال نعم) مجیبا لہ لم یکن نکاحا مالم یقل الموجب بعد
قبلت لان زوجتنی استخبار ولیس لعقد اور اگر کہا ایک مرد نے دوسرے سے کہ تو نے میرا نکاح کردیا اپنی بیٹی سے سو دوسرے نے کہا مین نے نکاح کردیا

یا جواب مین فقط ہان کہا تو یہ نکاح نہوگا جب تک ایجاب کرنے والا اُسکے بعد یون نہ کہے کہ مین نے قبول کیا اسواسطے کہ لفظ زوجنی کا استخبار اور استفہام ہی اور عقد نہین سابق مین ہو چکا کہ بل اعطیتنیہا اور عطیت سے مجلس نکاح مین نکاح صحیح ہوتا ہی کہ قبلت کہنے کی حاجت نہین تو یہان کیون نہ صحیح ہوا اور حالانکہ استفہام دونون صورتون مین ہی اسکا جواب یہ ہی کہ وہان مجلس نکاح کے قرینہ سے استفہام باقی نرہا بخلاف یہان کے کذا فی حاشیۃ المدنی بخلاف ان زوجنی فانہ توکیل برخلاف اسکے اگر مرد نے دوسرے سے کہا کہ تو اپنی بیٹی کا مجھ سے نکاح کردے اور اُسنے کہا کہ مین نے نکاح کردیا تو بعد اسکے قبلت کہنے کی حاجت نہین عقد کامل ہوگیا اسواسطے کہ لفظ زوجنی کا توکیل ہی یعنے جب مرد نے بیٹی کے باپ سے کہا کہ میرا نکاح اپنی بیٹی سے کردے تو اُسنے اُسکو اپنے نکاح کا وکیل بنا دیا تو اب وجہت کہنا قائم مقام ایجاب و قبول کے ہوگیا اسواسطے کہ نکاح مین ایک شخص متولی طرفین کا ہوسکتا ہی بخلاف بیع کے چنانچہ سابق مذکور ہو چکا ہی (غلط وکیلہا بالنکاح فی اسم ابیہا بغیر حضورہا لم یصح للجہالۃ) عورت کے نکاح کا وکیل چوک گیا عورت کے باپ کے نام مین اور وہ حاضر ہونے عورت کے تو نکاح صحیح نہوگا بسبب عدم امتیاز کے یعنی زید کی بیٹی کو بھول کر خالد کی بیٹی کہ گیا اور عورت وہان موجود نہین تو نکاح نہوگا اور اگر عورت وہان موجود ہی تو وکیل کا چوکنا ضرر نکاح مین نہین کرتا کہ اُسکے موجود ہونے اور اُسی کی طرف اشارہ کرنے سے امتیاز حاصل ہی وکذا لو غلط فی اسم ابنتہ الا اذا کانت حاضرۃ واشار الیہا فیصح اور اسیطرح اگر چوک گیا مرد اپنی بیٹی کے نام مین نکاح کرنے کے وقت تو نکاح نہ صحیح ہوگا لیکن جب بیٹی مجلس عقد مین حاضر ہو اور اُسکی طرف اشارہ کرے کہ اُسکا مین نے نکاح کیا تو نکاح صحیح ہوگا نام کی غلطی اس صورت مین مضر نہین اسواسطے کہ اشارہ قوی تر ہی نام سے ولو لہ بنتان واراد تزویج الکبری فغلط فسماہا باسم الصغری صح للصغری خانیۃ اور اگر ایک مرد کی دو بیٹیان ہون اور اُسنے بڑی بیٹی کے نکاح کردینے کا ارادہ کیا اور غلطی سے چھوٹی بیٹی کا نام لیگیا تو چھوٹی بیٹی کا نکاح صحیح ہو جائیگا کذا فی الخانیۃ بشرطیکہ کوئی مانع نکاح نہو اور اگر چھوٹی بیٹی کسیکی منکوحہ ہو یا زوج کی محرم ہو تو اس صورت مین نہ چھوٹی کا نکاح صحیح ہوگا نہ بڑی کا چھوٹی کا اسواسطے صحیح نہوگا کہ محل نکاح نہین اور بڑی کا اسواسطے نہین کہ اُسکا نام مذکور نہوا کذا فی حاشیۃ المدنی و بولبعث مرید النکاح اقواما للخطبۃ فزوجہا الاب الولی بحضرتہم صح فیجعل المتکلم فقط خاطبا والباقی شہودا بہ یفتی فتح اور اگر بھیجا نکاح کے ارادہ کرنے والے نے چند قوم کو منگنی کے واسطے سو نکاح کردیا باپ نے یا اور ولی نے اُنکے حضور مین تو نکاح صحیح ہوگا تو فقط ایک بولنے والا خاطب قرار دیا جائیگا اور باقی لوگ شاہد ہو جائینگے اسی روایت پر فتوی ہی کذا فی فتح القدیر فروع مسائل لحقہ شارح کے قال زوجنی ابنتک علی ان امرہا بیدک لم یکن لہ الامر لانہ تفویض قبل النکاح ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ میرا نکاح اپنی بیٹی سے کردے اس شرط پر کہ اُسکی طلاق تیرے ہاتھ مین ہے تو اس صورت مین باپ کو طلاق کا اختیار نہوگا اور نکاح صحیح ہوگا اسواسطے کہ یہ تفویض طلاق کی تفویض ہی نکاح سے پہلے اور حالانکہ یہ صحیح نہین وکلہ بان یزوجہ فلانۃ بکذا فزاد الوکیل فی المہر لم ینفذ وکیل کیا ایک مرد نے دوسرے کو کہ اسکا نکاح فلانی عورت سے کردے استنے درم پر مثلا ہزار درم پر سو زیادہ کردیا مہر وکیل نے مثلاً دو ہزار کا مہر مقرر کردیا تو یہ نکاح نافذ نہوگا موکل چاہے تو زیادتی مہر کی قبول کرے اور نکاح کو صحیح کردے اور چاہے نمانے تو نکاح باطل ہوجاوے ولو لم یعلم حتی دخل بہا بقی الخیار بین اجازتہ وفسخہ ولہا الاقل من المسمی ومہر المثل لان الموقوف کالفاسد پھر اگر موکل کو زیادتی مہر کا علم نہوا یہانتک کہ عورت کی قربت کی تو بھی باقی رہیگا اختیار زوج کو نکاح کے صحیح رکھنے مین اور باطل کردینے مین سو اگر صحیح رکھیگا تو مہر مسمی قبول کریگا اور اگر فسخ کریگا تو عورت کو کمتر مہر مسمی اور مہر مثل سے ملیگا یعنی مہر مسمی زوج پر واجب ہوگا اگر مہر مسمی مہر مثل سے کم ہوگا اور مہر مثل واجب ہوگا اگر مہر مثل مسمی سے کم ہوگا اسواسطے کہ نکاح غیر نافذ جسکو نکاح موقوف کہتے ہین نکاح فاسد کے برابر ہی تو نکاح فاسد کا حکم نکاح موقوف مین جاری ہوگا اور نکاح فاسد کا یہی حکم ہو کہ اُسمین کمتر مہر ملتا ہی تزوج بشہادۃ اللہ ورسولہ لم یجز بل قیل یکفر نکاح کیا کسی شخص نے خدا اور رسول کی گواہی سے تو نکاح درست نہوگا بلکہ بعضون نے یعنی ابو القاسم صفار نے اُسکے کفر کا فتوے دیا ہی کفر اُسکا دو دلیلون سے منقول ہی اول یہ کہ اُسنے حرام کو حلال جانا اسواسطے کہ اللہ اور اُسکے رسول نے نکاح کی گواہی دیمون

بلکہ شرع مین کی بابت سو ادر کی کو دین لا تکلم نہین دیا اور دوسری دلیل یہ ہو کہ جب اشتباہ ہوا کہ کو وقرابت تو رسول کو متوجہ بت کیا اور حال کو علم ہو
حقتعالی کو خاص ہو واللہ اعلم کذا فی حاشیۃ المدنی فصل فی المحرمات اس فصل مین بیان ہو محرمات کا یعنے وہ عورتین جنکا نکاح مرد کو شرع مین جائز
نہین اسباب تحریم انواع اسباب تحریم کے چند قسم ہین سب نو ہین قرابۃ پہلا سبب حرمت کا قرابت ہو یعنے نسبی سات عورتین ماں
بیٹی بہن عمہ خالہ بھتیجی بھانجی مصاہرۃ دوسری حرمت سسرالی رشتے سے جیسے خوشدامن اور بیٹے کی لڑکیان اور بہو رضاع
تیسری حرمت شیرخوارگی کی چنانچہ دایہ اور اسکی لڑکیان جمع چوتھی حرمت اجتماع کرنے سے جیسے دو بہنون کو یا عورت اور اسکی پھوپھی یا خالہ کو
نکاح مین جمع کرنا ملک پانچوین حرمت ملکیت کے سبب سے جیسے مالک کا نکاح اپنی لونڈی سے یا بی بی کا نکاح اپنے غلام سے شرک چھٹی
حرمت مشرک ہونے سے جیسے مجوسیہ اور بت پرست سے نکاح کرنا ادخال امۃ علی حرۃ ساتوین حرمت بی بی پر لونڈی لانا یعنے زوجہ حرہ کے ہوتے
لونڈی سے نکاح کرنا فہی سبعۃ ذکرہا المصنف بہذا الترتیب یہ سات سبب حرمت کے مصنف نے اسی ترتیب سے ذکر کیے وبقیت اثنین تعلق
حق الغیر بنکاح او عدۃ ذکرہا فی الرجعۃ والثانی تین بار کی طلاق دینا اور حرمت بسبب تعلق ہونے حق غیر کے نکاح سے یا عدت سے یعنی مطلقہ ثلثہ
بھی حرام ہو اور غیر کی منکوحہ اور معتدہ بھی حرام ہو ان دو سببون کو مصنف نے فصل رجعت مین مذکور کیا تو نو سبب حرمت کے ہوگئے اور محشیون نے
الیس سبب حرمت کے شمار کیے ہین جیسے لعان اور خنثی مشکل اور جنیہ اور دریائی انسان مترجم نے خوف تطویل سے سب کا شمار کرنا ضرور نہ جانا
اسواسطے کہ اگر عاقل آدمی کتاب النکاح مین غور کرے تو جابجا سے سب معلوم ہو سکتے ہین (حرم) علی المتزوج ذکرا کان او انثی نکح (اصلہ وفرعہ)
علا او نزل حرام ہو نکاح کرنے والے پر مرد ہو یا عورت نکاح کرنا اپنی جڑ کا اور شاخ کا اگرچہ جڑ نہایت اونچی ہو جیسے ماں اور باپ دادا دادی پردادا پردادی
اور نانا نانی پرنانا پرنانی سرنانا سرنانی اور شاخ بھی حرام ہو اگرچہ نہایت نیچی ہو جیسے بیٹا بیٹی پوتا پوتی پروتا پروتی اور ناتن ناتی پرناتن پرناتی
وعلی ہذا القیاس (وبنت اخیہ) اور حرام ہو اپنی بھتیجی سے سگے بھائی کی بیٹی ہو یا سوتیلے کی (واختہ) اور حرام ہو اپنی بہن سگی ہو یا سوتیلی یا
اخیافی (وبنتہا) اور حرام ہو اپنی بھانجی سگی بہن کی بیٹی ہو یا سوتیلی کی ولو من زنا اگرچہ یہ سب رشتہ زنا سے ہون تو بھی حرام ہین یعنے
اصل اور فرع اور بھتیجی اور بہن اور بھانجی ہر طرح سے حرام ہین یہ رشتے نکاح سے ہون یا زنا سے (وعمتہ) اور اپنی پھوپھی بھی حرام ہو
نکاح سے ہو یا زنا سے (وخالتہ) اور اپنی خالہ حرام ہو نکاح سے ہو یا زنا سے شارح اگر قید زنا کی محرمات نسبیہ کے آخر مین لگاتا تو نہایت
مناسب ہوتا کہ سب کو حکم شامل ہو جاتا فہذہ السبعۃ مذکورۃ فی ایۃ حرمت علیکم امہاتکم سو یہ ساتون رشتے محرمات کے حرمت علیکم
امہاتکم کی آیت مین مذکور ہین ویدخل عمۃ جدہ وجدتہ وخالتہما الاشقاء وغیرہن اور داخل ہو عمہ اور خالہ کی حرمت مین دادا اور دادی
کی عمہ اور ان دونون کی خالہ سوا اصل اور فرع کے باقی رشتہ برابر ہین حرمت مین سگی ہون یا سوتیلی یا اخیافی چنانچہ اسکا
بیان ترجمہ مین مفصل ہو چکا واما عمۃ عمۃ امہ وخالۃ خالۃ ابیہ فحلال اور مادری عمہ کی عمہ اور سوتیلی خالہ کی خالہ حلال ہو اسواسطے کہ مادری
عمہ کا باپ دادی کا زوج ہو تو مادری عمہ کی عمہ دادی کی زوج بہن ہوئی اور چونکہ زوج الام کی بہن حرام نہین تو زوج الجدہ
کی بہن بطریق اولے نہ حرام ہوگی اور اگر عمہ سگی یا سوتیلی ہو تو عمہ کی عمہ حرام ہو اسواسطے کہ عمہ یہان عبارت ہو باپ کی بہن سے
تو عمہ کی عمہ دادا کی بہن ہوئی تو جیسے باپ کی بہن حرام ہو ویسے ہی دادا کی بہن حرام ہو اور سوتیلی خالہ کی خالہ اسواسطے حلال ہوئی
کہ سوتیلی خالہ کی مان سگی نانی نہین بلکہ نانا کی زوجہ ہو تو اسکی بہن سالی ہوئی نانا کی اور نانا کی ایسی سالی ناتی پر حرام نہین اور اسکی
خالہ یا مادری خالہ ہو تو اس صورت مین خالہ کی خالہ حلال نہین کذا فی حاشیۃ المدنی عن البحر عن المحیط طحطاوی نے کہا شارح کا یون کہنا

مناسب تھا وا ما عمۃ العمۃ تو لام تا کہ جار مجرور مضاف الیہ کا صفت ہوتا اور مدعا واضح ہوجاتا کبنت عمۃ وعمتہ وخالہ وخالتہ واحل لکم ما وراء ذلکم
چنانچہ چچا اور عمہ کی بیٹی اور ماموں اور خالہ کی بیٹی بھی حلال ہے بموجب اس قول حقتعالی کے کہ حلال کردیا گیا تمپر سوائے اسکے اول حقتعالی نے
محرمات کو ذکر فرمایا پھر ارشاد فرمایا کہ سوائے ان محرمات کے سب عورتیں حلال ہیں اور چونکہ عمہ اور خالہ کی بیٹیاں اور مادری عمہ کی عمہ اور سوتیلی خالہ کی
خالہ محرمات مذکورہ میں داخل نہیں تو انکی حلت صاف ثابت ہوگئی (و حرم) بالمصاہرۃ (بنت زوجتہ الموطوءۃ) اور حرام ہے بسبب سسرالی رشتہ کے
زوجہ مدخولہ کی بیٹی یعنی ربیبہ اور اگر عورت سے نکاح کیا اور بدون جماع اسکو طلاق دی تو اسکی بیٹی سے نکاح درست ہے (وام زوجتہ) جدا تہا مطلقا بمجرد العقد
الصحیح (وان لم توطأ الزوجۃ) اور حرام ہے اپنی زوجہ کی ماں اور دادیاں نانیاں ہر طرح سے سگی ہوں یا سوتیلی حرمت ثابت ہوتی ہے بمجرد نکاح صحیح کے اگرچہ
زوجہ سے جماع نہ کیا ہو نکاح صحیح کی اسواسطے قید دی کہ مجرد نکاح فاسد سے خوشدامن حرام نہیں ہوتی جبتک جماع یا مساس وغیرہ نہوا ہو لما تقرر ان وطی الامہات
یحرم البنات ونکاح البنات یحرم الامہات حرمت ربیبہ کا مقید ہونا جماع زوجہ پر اور خوشدامن کی حرمت بلا قید اسواسطے ہے کہ ثابت ہوچکا ہے شرع میں
کہ ماؤں کا جماع بیٹیوں کو حرام کردیتا ہے اور فقط بیٹیوں کا نکاح بدون جماع کے حرام کردیتا ہے ماؤں کو چنانچہ کلام مجید میں یہ دونوں صورتیں صاف
مصرح ہیں ویدخل بنات الربیبۃ والربیب اور داخل ہے ربیبہ کی حرمت میں ربیبہ اور ربیب کی بیٹیوں کی حرمت (وفی الکشاف واللمس ونحوہ کالدخول
عند ابی حنیفۃ رح واقرہ المصنف اور تفسیر کشاف میں ہے کہ مساس وغیرہ شہوت سے قائم مقام دخول کے ہے نزدیک ابی حنیفہ رحمۃ اللہ کے تو فقط
مساس سے بھی حرمت ربیبہ کی امام اعظم رح کے نزدیک ثابت ہوگی اور اسکو مصنف نے اپنی شرح منح الغفار میں مسلم رکھا ہے (وزوجۃ اصلہ) اور حرام ہے
اپنی اصل کی زوجہ یعنی جن عورتوں سے باپ دادا نے نکاح صحیح کیا وہ حرام ہیں جماع انسے کیا ہو یا نہ کیا (وفرعہ) مطلقا ولو بعیدا دخل بہا اولا او
حرام ہے مطلقا اپنی شاخ کی زوجہ یعنی اولاد کی اگرچہ شاخ بعید ہو جیسے پوتا اور ناتی اولاد نے اپنی زوجات سے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو یعنی بیٹے اور
پوتے کی زوجہ باپ اور دادے پر حرام ہے جماع یہاں مشروط نہیں فقط نکاح صحیح چاہیے واما بنت زوجۃ ابیہ وابنہ فحلال اور اپنے باپ کی
زوجہ کی بیٹی یعنی سوتیلی ماں کی لڑکی جو باپ کے نطفہ سے نہیں اور اپنے فرزند کی زوجہ کی بیٹی جو فرزند کے نطفہ سے نہیں سو حلال ہے اسواسطے کہ دونوں میں
کوئی کامل نہیں (و) حرم (الکل) مما مر تحریمہ نسبا ومصاہرۃ (رضاعا) الا ما استثنی فی بابہ اور حرام ہیں سب رشتے جنکی تحریم نسبا اور مصاہرۃ مذکور ہوئی شیر خوارگی سے
مگر بعض کی حلت رضاعت سے مستثنی ہے چنانچہ انکی تفصیل آگے آویگی رضاعی ماں اور بہن اور رضاعی دادی نانی اور رضاعی بھتیجی بھانجی حرام ہیں خلاصہ یہ کہ دایہ کی
سب قرابت والی شیر خوار پر حرام ہیں اور شیر خوار کیطرف سے زوجین اور فروع دایہ وغیرہ پر حرام ہیں چنانچہ یہ قاعدہ حرمت کا اس بیت میں موجود ہے بیت
از جانب شیردہ ہمہ خویش شوند ✢ وز جانب شیرخوار زوجان وفروع ✢ فروع تتبع مغالطۃ چند فروع متعلق بمحرمات شارح مذکور کرتا ہے جنکے جواب دینے میں خطا
کا احتمال ہے طلق امرأتہ لتطلیقتین ولہا منہ لبن فاعتدت فنکحت صغیرا فارضعتہ فحرمت علیہ فنکحت آخر فدخل بہا فابانہا فہل للاول ان یتزوجہا الا واحدۃ ام تثلث الجواب
لا تعود الیہ ابدا لصیرورتہا علیہ ابنہ رضاعا ایک مرد ہے جسنے اپنی زوجہ کو دوبار طلاق دی اور زوجہ شیر دار ہے اس مرد کے نطفہ سے پھر عدت کے بعد اسنے
نکاح کیا کسی شیر خوار لڑکے سے سو اسنے اسکو دودھ پلایا تو حرام ہوگئی اسپر پھر اسنے اور مرد سے نکاح کیا تو اسنے عورت سے جماع کیا پھر اسنے
اسکو طلاق بائن دی سو یہ عورت کیا پھر نکاح کرسکتی ہے پہلے شوہر سے ایک طلاق سے یا تین طلاقوں سے یعنی شوہر اول دوبار طلاق دے چکا تھا
سو دوسرے نکاح میں شوہر اول کو ایک باقی ماندہ طلاق کا اختیار ہوگا یا تینوں طلاق کا مالک ہوگا جواب اس سوال کا یہ ہے کہ یہ عورت کبھی نہیں پھر سکتی ہے
شوہر اول کی طرف اسواسطے کہ وہ زوجہ ہوگئی مرد کے رضاعی بیٹے کی اور بہو کبھی حلال نہیں ہوسکتی شری امۃ ابیہ لا تحل لہ ان علم انہ وطیہا خرید کی
اسنے باپ کی لونڈی تو ولد کو اسکی وطی حلال نہیں اگر اسکو معلوم ہو کہ باپ نے اس سے وطی کی تزوج بکرا فوجدہا ثیبا وقالت ابوک فضنی

تصدیق کی بات بیٹے نے شہوت سے کیا ایک مرد نے ذکر عورت سے تو اسکو اکراہ پایا شہوت سے چھوا گئے [illegible] ثابت کیا [illegible] یا کہ مرد
باپ نے بیٹے [illegible] کیا اور کیا سو اگر زوج نے اسکی تصدیق کی تو اسکا نکاح ٹوٹ گیا جان لو کہ یعنی ہوتا شوہر پر تب تو مشہور عورت کا قاعدہ ہے اول
بیان شہ ظاہر کیا اور اگر شوہر نے عورت کی تصدیق نہ کی تو نکاح نہ ٹوٹنا چاہیے اسکو کے چاہیے چھوڑ دے و حرم ایضا بالصہریۃ اصل مزنیۃ یعنی حرام ہو
سسرالی رشتہ سے صورت زنا کی اصل یعنی جس عورت سے زنا کیا تو اسکی ماں اور دادی اور نانی مرد پر حرام ہیں اور یاد رکھو کہ اشارۃ التحریم مصنف نے زنا سے
حرام جماع مراد کیا اسی سے کہ نکاح فاسد کی منکوحہ اور جاریہ مشترکہ اور زوجہ حائضہ اور نفساء کے جماع سے بھی حرمت مصاہرت کی ثابت ہوتی ہے تو
اعتبار جماع کا ہے اور احتمال ہوا حرام حرمت فقط زنا پر مخصوص نہ ہوئی و اصل ممسوسۃ بشہوۃ ولو لشعر علی الراس آباہ لا یمنع الحرارۃ اور حرام ہوا اصل
اس عورت کی جسکو شہوت سے مساس کیا اگرچہ سر کے بیٹے ہوئے بالوں کو مساس کیا ہو اور اگرچہ ایسا باریک کپڑا درمیان میں حائل ہو کہ گرمی بدن کی اصل
کی مانع نہ ہو معلوم ہوا کہ لٹکے بالوں کا مساس حرمت کا سبب نہیں اور اسی طرح گاڑھے کپڑے کا حائل ہونا جو بدن کی گرمی معلوم ہونے کا مانع ہو ممسوسہ
کی اصول کو مع ہیں کرتا و اصل ماستہ و ناظرۃ الی ذکرہ و المنظور الی فرجہا المدور الداخل ولو نظرہ من زجاج او من ماء ہی فیہ و حرام
ہوا اصل اس عورت کی جسنے مرد کو شہوت سے چھو لیا یا مرد کے آلہ تناسل کو شہوت سے دیکھ لیا اور اس عورت کی اصل حرام ہے جسکی گول شرمگاہ اندرونی کو
مرد نے شہوت سے دیکھا اگر شیشے سے دیکھا ہو یا اس پانی سے دیکھا ہو جسکے اندر عورت داخل ہے سو اگر عورت کی شرمگاہ آئینہ میں دیکھی یا عورت
حوض پر بیٹھی ہو اور اسکی شرمگاہ پانی سے نظر پڑی یا ظاہری شرمگاہ دیکھی یا باطنی نہ دیکھی تو اسکی اصول اور فروع کی حرمت ثابت نہیں ہوتی و فروعہن
مطلقا اور فروع ان محرمات مذکورہ کے حرام ہیں مطلقا یعنی جیسے عورت مزنیہ اور ممسوسہ اور ماسہ اور ناظرہ اور منظورہ کی اصول حرام ہیں ایسے فروع
بھی حرام ہیں اصول پدری اور مادری اگرچہ عالی ہوں اور فروع پسری اور دختری اگرچہ سافل ہوں و العبرۃ للشہوۃ عند المس و النظر لا بعدہما
اور اعتبار شہوت کا مساس کرنے اور نظر کرنے کے وقت کا ہے نہ بعد کا یعنی مساس اور نظر کے وقت اگر شہوت ہو گی تو حرمت مذکورہ ثابت ہوگی
اور اگر بعد مساس کرنے اور بعد نظر پڑنے کے شہوت ہوئی تو اسکا کچھ اعتبار نہیں و حدہا فیہما تحرک آلتہ او زیادتہ بہ یفتی اور مقدار شہوت کی
مساس اور نظر میں یہ ہے کہ آلہ تناسل جنبش میں آوے یا نظر اور مساس کرنے سے جنبش سابق سے زیادہ ہو جاوے اگر سابق سے کچھ شہوت تھی اسی
روایت پر فتوی ہے کذا فی بحر الرائق و فی امرأۃ و نحو شیخ کبیر تحرک القلب او زیادتہ اور مقدار شہوت کی عورت اور بڈھے مرد میں یہ ہے کہ دل میں
جنبش اور خواہش ہو یا دل کی خواہش سابق سے زیادہ ہو جاوے شیخ کے مانند عنین اور مریض اور مقطوع الذکر داخل ہو گئے و فی الجوہرۃ
لا یشترط فی النظر الفرج تحریک آلتہ بہ یفتی اور جوہرہ میں یہ روایت ہے کہ عورت کی شرمگاہ کے نظر کرنے میں جنبش آلہ تناسل کی شرط نہیں اسی پر
فتوی ہے ہذا اذا لم ینزل فلو انزل مع مس او نظر فلا حرمۃ بہ یفتی ابن کمال وغیرہ یہ حرمت مساس اور نظر کی اس وقت تک ہے جب تک انزال
نہیں ہوا اور اگر انزال ہو گیا مساس اور نظر کرنے کے ساتھ تو حرمت ثابت نہیں اسی پر فتوے دیا ہے ابن کمال وغیرہ نے عدم انزال سبب
حرمت کا اسواسطے ہوا کہ جب تک انزال نہیں ہوا تو جماع کی خواہش ہے اسواسطے اسکو قائم مقام جماع کے کر دیا ہے بخلاف انزال کے کہ اسوقت
مطلق خواہش جماع کی نہیں ہوتی پھر کیونکر جماع کے قائم مقام ہو کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن الاشباہ و فی الخلاصۃ وطی اخت امرأتہ لا تحرم علیہ
امرأتہ اور خلاصہ میں ہے کہ جماع اپنی زوجہ کی بہن کا اسکی زوجہ کو اسپر حرام نہیں کر دیتا یعنے مصاہرت کی حرمت سوائے فروع اور اصول کے
اور کہیں ثابت نہیں ہو گی چنانچہ زوجہ کی بہن کے جماع سے زوجہ حرام نہ ہو گئی لیکن اگر وطی بالشبہہ کی تو زوجہ کی بہن پر عدت بیٹھنا واجب ہے
اور عدت تک زوجہ کے جماع سے پرہیز لازم ہے کذا فی حاشیۃ المدنی لا تحرم المنظور الی فرجہا الداخل اذا رآہ من مرآۃ او ماء لان المرئی مثالہ

بالانعکاس لاہو حرام نہین اصول اور فروع اس عورت کی جسکی شرمگاہ نہانی پر نظر پڑی آئینہ سے یا پانی سے اسواسطے کہ شرمگاہ کی مثال نظر پڑی
انعکاس سے نہ خود شرمگاہ اور اسی طرح تصور اور خیال کرنے سے حرمت ثابت نہین ہوتی ہذا اذا کانت حیۃ مشتہاۃ ولو ماضیا اما غیرہا
یعنی المیتۃ وصغیرۃ لم تشتہ فلا تثبت الحرمۃ بہا اصلاً کوطی ودبر مطلقاً یہ حرمت مصاہرت کی زنا اور مساس اور نظر سے جب ہی کہ عورت زندہ لائق
شہوت کے ہو اگرچہ زمانہ ماضی مین لائق شہوت کے تھی اور اب نہو جیسے بڑھی بدشکل اور اگر سواے اسکے ہو یعنی عورت مردہ ہو یا نو برس سے
چھوٹی ہو تو اُسکے جماع اور مساس اور نظر شرمگاہ سے ہرگز حرمت ثابت نہین ہوتی چنانچہ عورت یا مرد کے اغلام سے مطلق حرمت مصاہرت نہین اگر کوئی
سوال کرے کہ یہ عجیب بات ہے کہ فقط مساس سے اصول اور فروع کی حرمت تو ثابت ہو اور عورت کے اغلام سے نہو حالانکہ اُسمین بھی مساس کامل موجود ہے اُسکا
جواب بحرالرائق مین یون دیا ہے کہ واقع مین علت حرمت کی وہ جماع ہے جس سے لڑکا پیدا ہو اور مساس وغیرہ سے اسواسطے حرمت ثابت ہوئی کہ اُس
جماع خاص کا سبب ہے اور اغلام مین اُسکا مطلق احتمال نہین کذا فی حاشیۃ المدنی وکما لو افضاہا لعدم تیقن کونہ فی الفرج مالم تحبل منہ اور اسی طرح
اگر مرد نے اُس عورت سے جماع کیا جسکے قبل اور دبر کا پردہ پھٹ کر ایک ہو گئی حرمت مصاہرت کی ثابت نہین ہوتی اسواسطے کہ تیقن نہین اس بات
کا کہ جماع قبل مین واقع ہوا یعنی جب دونون مقام مل گئے تو کیونکر یقین کامل ہو کہ دخول فقط قبل مین ہوا دبر مین نہوا اس صورت مین حرمت اُسوقت
ہو گی جب عورت اُس سے حاملہ ہو جائے اسواسطے کہ حمل قبل سے ہوتا ہے نہ دبر سے بلا فرق بین زنا ونکاح یعنے میت اور صغیرہ کے جماع حرمت
ثابت نہین اسمین زنا اور نکاح کا کچھ فرق نہین فلو تزوج صغیرۃ لاتشتہی فدخل بہا فطلقہا وانقضت عدتہا وتزوجت باخر جاز لہ
ای للاول التزوج بنتہا لعدم الاشتہاء سو اگر نکاح کیا ایک مرد نے صغیرہ سے جو لائق شہوت کے نہین پھر اُس سے صحبت کی پھر اسکو طلاق
دی اور اُسکی عدت گذر گئی اور اس عورت نے بعد مشتہاۃ ہونے کے نکاح کیا اور شخص سے تو جائز ہے پہلے شوہر کو کہ اُس عورت کی بیٹی سے
نکاح کر لے اسواسطے کہ شوہر اول کے پاس لائق شہوت کے نہ تھی اور حرمت مصاہرت کی بدون اشتہاء کے ثابت نہین ہوتی لیکن اُس عورت کی
مان شوہر اول پر بلا شبہہ حرام ہے اسواسطے کہ نکاح بنات محرم ہے امہات کا۔ وکذا تشترط الشہوۃ فی الذکر فلو جامع غیر مراہق زوجۃ ابیہ لم تحرم فتح
اور اسی طرح حرمت مصاہرت مین شرط ہے کہ شہوت ہو مرد مین بھی سو اگر جماع کیا باپ کی زوجہ سے لڑکے نے جو قریب البلوغ نہین تو باپ کی زوجہ
باپ پر حرام نہو گی کذا فی فتح القدیر یعنے بسبب عدم شہوت کے بہو نہ ٹھہرے گی کہ باپ پر حرام ہو جائے ولا فرق فیما ذکر بین اللمس والنظر بشہوۃ
بین عمد ونسیان وخطاء واکراہ اور مسائل مذکورہ مین کچھ فرق نہین مساس اور شہوت کی نظر سے درمیان قصد کرنے اور بھول جانے اور چوک جانے
اور زبردستی کے یعنے ہر صورت سے مصاہرت کی حرمت ثابت ہو جاتی ہے اور نسیان اور خطا اور اکراہ یہان سب برابر ہین فلو ایقظ زوجتہ
او ایقظتہ ہی لجماعہا فمست یدہ بنتہا المشتہاۃ او یدہا ابنہ حرمت الام ابداً فتح سو اگر جگایا اپنی زوجہ کو یا جگایا زوجہ نے شوہر کو قربت کے لیے
پھر لگ گیا مرد کا ہاتھ زوجہ کی جوان بیٹی کو بیٹی اس مرد سے ہو یا غیر سے یا لگ گیا زوجہ کا ہاتھ شوہر کے بیٹے سے اسی عورت سے بیٹا ہو یا
اور سے تو مان ہمیشہ کو حرام باپ پر ہو جائیگی کذا فی فتح القدیر اسواسطے کہ جب شہوت سے مساس ہوا تو عمداً در خطا دونون برابر ہین
قبل ام امراتہ فی ای موضع کان علی الصحیح جوہرہ حرمت علیہ امراتہ مالم یظہر عدم الشہوۃ ولو علی الفم کما فہمہ فی الذخیرۃ بوسہ لیا اپنی
زوجہ کی مان کا کسی جگہ کا بوسہ ہو بنا بر مذہب صحیح کے کذا فی الجوہرۃ حرام ہو جائیگی اُسپر زوجہ اُسکی جب تک شہوت نہونا ظاہر نہو گو بوسہ منھ پر لیا ہو
چنانچہ ذخیرہ مین اُسکا مصنف یون ہی سمجھا ہے اور اگر خوشدامن کے بوسہ لینے کے وقت شہوت ظاہر نہو گی تو زوجہ حرام نہو گی اگرچہ منھ پر بوسہ لیا ہو
محشیون نے لکھا ہے کہ یہ جو عموم تقبیل کا شارح نے جوہرہ سے نقل کیا اسمین شارح چوک گیا اسواسطے کہ جوہرہ مین عموم مذکور نہین اگرچہ عموم اور معتبر کتابون مین

شہوت کے ساتھ ہونا شرط ہے وہ اسی صورت میں ہو گا کہ اس کے حاشیۂ المدنی و فی اللمس لا تحرم ما لم تعلم الشہوۃ بخلاف التقبیل الشہوۃ شرط نہیں اور شہوت کے ساتھ چھونے میں حرمت ثابت نہیں ہوتی جب تک یقین نہ ہو کہ شہوت تھا اور اگر شہوت کا یقین ہو گا تو شہوت میں کے ساتھ چھونے سے حرام ہو جائیگی یعنی شہوت ظاہر نہیں ہوتی اس لئے متعین ہوتی سو سے لمس تقبیل میں شہوت ہر حال میں بوسہ لینا اکثر شہوت سے خالی ہوتا ہے بخلاف مساس کے کہ اکثر شہوت سے خالی ہوتا ہو والمعانقۃ کالتقبیل وکذا القرص والعض لشہوۃ ولو علی غیرہ فی الشہوۃ من حد یا اور گلے لگانا بوسہ لینے کے یعنی معانقہ کا بھی اسی شہوت ہو تو اس سے بھی حرمت ثابت ہو گی جب تک عدم شہوت ظاہر ہو اور اسی طرح اگر شہوت سے چٹکی لینا اور دانت سے دانت کاٹنا اگرچہ جبنی عورت سے ہو یعنی اگر اجنبی عورت کا بوسہ لیا یا اسکو گلے لگایا یا اسکے چٹکی لی یا دانت سے کاٹا تو اسکی بیٹی اس پر حرام ہو جائیگی مگر ان امور کے ساتھ شہوت متعلق نہو گی تو حرمت ثابت نہو گی اور کفایت کرتی ہو شہوت ان امور میں دو میں سے ایک کی یعنی ان امور میں عورت مرد دونوں کو شہوت ہونا ضرور نہیں ایک کو بھی اگر شہوت ہو گی تو حرمت ثابت ہو جائیگی ومراہق ومجنون وسکران کبالغ بزازیۃ اور ان مورتوں قریب البلوغ اور دیوانہ اور مست بالغ کے برابر ہو کذا فی البزازیۃ وفی القنیۃ قبل السکران بنتہ تحرم امہا اور قنیہ میں ہو کہ مست نے اپنی بیٹی کا بوسہ لیا تو اسکی ماں اسپر حرام ہو گئی وبحرمۃ المصاہرۃ لا یرتفع النکاح حتی لا یحل لہا التزوج بآخر الا بعد المتارکۃ وانقضاء العدۃ والوطی بہا لا یکون زنا اور حرمت مصاہرت سے نکاح ٹوٹ نہیں جاتا یہانتک کہ عورت کو دوسرے سے نکاح کرنا حلال نہیں بدون چھوڑ دینے کے یعنی بعد طلاق دینے او عدت گذرنے کے نکاح ہو سکتا ہو اور قربت کرنا اس حرمت میں زنا نہو گا یعنے زوج اگر قبل تفریق کے صحبت کریگا تو اسپر حد زنا کی نہ واجب ہو گی کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن الذخیرۃ وفی الخانیۃ ان النظر الی الفرج ابنتہ لشہوۃ یوجب حرمۃ امرأتہ خانیہ میں ہو کہ نظر کرنا اپنی بیٹی کی شرمگاہ کو شہوت سے اسکی زوجہ کو اسپر حرام کر دیتا ہو وکذا لو فزعت فدخلت فراش ابیہا عریانۃ فانتشر لہا ابوہا تحرم علیہ امہا اور اسی طرح اگر بیٹی ڈر کر ننگی گھس گئی اپنے باپ کے بچھونے میں پھر باپ کو اس سے شہوت ہوئی تو حرام ہو جائیگی باپ پر اس بیٹی کی ماں بشرطیکہ باپ نے مساس کیا ہو اور اگر مساس نہیں کیا تو فقط گھس جانے سے حرمت ثابت نہیں ہوئی کذا فی حاشیۃ المدنی وبنت سنہا دون تسع لیست بمشتہاۃ یہ لفتے اور جو لڑکی کہ عمر اسکی نو برس سے کم ہو وہ مشتہاۃ نہیں یعنے لائق شہوت کے نہیں اسی روایت پر فتوے ہو موٹی اور دبلی ہونے کا کچھ فرق نہیں وان ادعت الشہوۃ فے تقبیلہ او تقبیلہا ابنہ وانکرہا الرجل فہو مصدق لاہی اور اگر دعوے کیا عورت نے مرد کے بوسہ لینے میں یا اپنے بوسہ لینے میں شوہر کے بیٹے کا اور انکار کیا شہوت کا مرد نے تو یہاں شوہر کی تصدیق کی جائیگی نہ عورت کی یعنے اگر زوجہ نے دعوے کیا کہ شوہر نے میری ماں کا یا بیٹی کا بوسہ شہوت سے لیا یا یوں دعوی کیا کہ میں نے شوہر کے اصول یا فروع کا بوسہ شہوت سے لیا اور شوہر شہوت کا منکر ہو تو شوہر کے قول کی تصدیق ہو گی نہ زوجہ کے یعنے اس صورت میں حرمت مصاہرت نہ ثابت ہو گی الا ان یقوم الیہا منتشرا آلتہ فیعانقہا لقرینۃ کذبہ او یاخذ ثدیہا او یرکب معہا او یمسہا علے الفرج او یقبلہا علی الفم قالہ الحدادی مگر شوہر کی تصدیق اسوقت نہو گی جب شوہر اٹھے زوجہ کی بیٹی کی طرف آلہ تناسل کی استادگی میں پھر اسکو گلے لگا دے تصدیق شوہر کی اسواسطے نہ ہو گی کہ اسکے جھوٹ کا قرینہ موجود ہو یا مرد عورت کی چھاتی پکڑلے یا اسکے ساتھ سوار ہو یا اسکی شرمگاہ کو مساس کرے یا اسکے منھ کا بوسہ لے یہ کہا حدادی نے جوہرہ میں یعنے ان صورتوں میں اگر مرد کہے کہ مجھکو شہوت نہ تھی تو اسکے قول کی تصدیق نہو گی حرمت مصاہرت کی ثابت ہو جائیگی وفی الفتح یتراءی الحاق الخدین بالفم اور فتح القدیر میں ہو کہ رائے میں آتا ہو ملانا دونوں رخساروں کا منھ کے ساتھ یعنے قیاس میں یوں آتا ہو کہ رخساروں کا بوسہ لینا اور لبوں کا بوسہ لینا حکم میں برابر ہو وفی الخلاصۃ قیل لہ ما فعلت بام امرأتک فقال جامعتہا تثبت الحرمۃ ولا یصدق انہ کذب ولو ہازلا اور خلاصہ

مین ہو کہ ایک مرد سے کہا گیا کہ کیا تو نے اپنی خوشدامن سے کیا سو اُسنے کہا کہ مین نے اُس سے جماع کیا تو حرمت مصاہرت کی ثابت ہوجائیگی اور اُسکے کاذب ہونے کی تصدیق نہ کیجائیگی اگرچہ اُسنے ہنسی سے کہا ہو و تقبل الشہادۃ علی الاقرار باللمس و التقبیل عن شہوۃ اور قبول ہوگی گواہی شہوت سے چھونے اور بوسہ لینے کے اقرار پر یعنی مرد نے شاہدون کے روبرو اقرار کیا کہ مین نے زوجہ کی بیٹی کو شہوت سے مساس کیا یا بوسہ لیا مگر جب زوجہ نے اُسکا دعوی کیا تو مرد منکر ہوگیا تو اس صورت مین اُسکے اقرار کی گواہی مسموع ہوگی اور زوجہ زوج پر حرام ہوجائیگی و کذا تقبل علی نفس اللمس و التقبیل و النظر الی ذکرہ او فرجہا عن شہوۃ فی المختار تجنیس لان الشہوۃ مما یوقف علیہا فی الجملۃ بانتشار او آثار - اور اسی طرح سے مقبول ہو گواہی خود چھونے اور بوسہ لینے اور مرد کے آلہ تناسل یا عورت کی شرمگاہ شہوت سے دیکھنے پر بنا بر مذہب مختار کے کذا فی التجنیس اسواسطے کہ شہوت اس قسم کی چیز ہو جسپر فی الجملہ اطلاع ہوسکتی ہو آلہ تناسل کی استادگی سے یا اور آثار سے و حرم الجمع بین المحارم نکاحا ای عقدا صحیحا اور حرام ہو جمع کرنا محرم عورتون کا نکاح مین یعنی عقد صحیح مین جمع بین المحارم جیسے دو بہنون کو نکاح مین جمع کرنا یا خالہ اور بھانجی یا پھوپھی اور بھتیجی سے نکاح کرنا محارم عام ہین نسبی ہون یا رضاعی شارح نے عقد صحیح کی اسواسطے قید لگائی کہ نکاح فاسد مین جمع حرام نہین جیسے ایک عورت سے نکاح فاسد کیا پھر اُسکی بہن سے نکاح صحیح کیا تو درست ہو اسواسطے کہ نکاح فاسد مین وطی کرنا حلال نہین کذا فی حاشیۃ المدنی و عدۃ و لو من طلاق بائن اور حرام ہو جمع کرنا محارم کا عدت مین اگرچہ طلاق بائن کی عدت ہو یعنی جب عورت کو طلاق رجعی یا بائن دی تو جبتک عدت نہو چکے تو اُسکی بہن یا خالہ یا پھوپھی سے نکاح کرنا درست نہین و حرم الجمع وطیا بملک یمین اور حرام ہو جمع کرنا محارم کا وطی مین بواسطے ملک یمین کے یعنی جب لونڈی تصرف مین آئی تو اُسکی بہن یا خالہ پھوپھی کو ساتھی تصرف مین لانے مین امرأتین ایتہما فرضت ذکرا لم تحل لہ الاخری ابدا یعنی نکاح اور عدت اور وطی ملک مین سے جمع کرنا اُن دو عورتون مین حرام ہو کہ اُن دو مین سے جسکو مرد فرض کیجیے تو نہ حلال ہو اُسکو دوسری کبھی جیسے عورت اور اُسکی عمہ سو اگر عورت کو مرد فرض کیجیے تو عمہ کے ساتھ نکاح حلال نہ ہوگا اور عمہ کو اگر مرد فرض کیجیے تو بھتیجی سے نکاح درست نہ ہوگا اور اسی طرح خالہ اور بھانجی کا حال ہو لحدیث مسلم لا تنکح المرأۃ علی عمتہا وہو مشہور یصلح مخصصا للکتاب جمع کرنا دو عورتون کا بسبب حدیث صحیح مسلم کے حرام ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح نہ کیا جاوے عورت کا اُسکی عمہ پر اور حدیث صحیح مسلم کی مشہور حدیث ہو صلاحیت رکھتی ہو کہ قرآن کی تخصیص ہو جاوے یعنی ہر چند قرآن مجید مین سواے جمع بین الاختین کے بھتیجی اور عمہ کا جمع کرنا منع نہین بلکہ عموم احل لکم ما وراء ذلکم سے حلت معلوم ہوتی ہو لیکن عموم آیت کا حدیث مسلم سے مخصوص ہوگیا اسواسطے کہ اصول فقہ مین ثابت ہوچکا ہو کہ عموم آیت کا حدیث مشہور سے تخصیص قبول کرلیتا ہو تیسیر الاصول مین صحاح ستہ سے ابوہریرہ رض کی روایت موجود ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ نکاح کیا جاوے عورت کا اُسکی عمہ پر اور عورت کا اُسکی خالہ پر جمع بین المحارم اسواسطے حرام ہوا کہ اسمین قطع رحم ہوتا ہو چنانچہ طبرانی مین اسی مضمون کی حدیث موجود ہو کذا فی حاشیۃ المدنی فجاز الجمع بین امرأۃ و بنت زوجہا او امرأۃ ابنہا و امۃ ثم سیدتہا لانہ لو فرضت المرأۃ او امرأۃ الابن او السیدۃ ذکرا لم یحرم بخلاف عکسہ تو جائز ہو جمع کرنا عورت مین اور اُسکے شوہر کی بیٹی مین اور جائز ہو جمع عورت مین اور اُسکے بیٹے کی جورو مین اور جائز ہو جمع کرنا لونڈی مین پھر اُسکے مالک کی بی بی مین اسواسطے کہ اگر عورت کو اور بیٹے کی جورو کو اور بی بی کو مرد فرض کیجیے تو دوسری حرام نہین ہوتی اور اُسکے برخلاف مین حرمت ہو یعنے جمع کرنا اُن دو عورتون کا حرام ہو جنکے مرد فرض کرنے سے دونون طرف سے حرمت ہو اور تینون صورتون مین ایک طرف سے حرمت ہو دوسری طرف سے نہین اسواسطے جمع کرنا جائز ہوا مثلاً پہلی صورت مین اگر عورت کو مرد فرض کیجیے تو اُس عورت کے شوہر کی بیٹی اُسپر حرام نہین اور اگر شوہر کے بیٹے کو مرد فرض کیجیے تو البتہ اُسپر عورت حرام ہوگی اور دوسری صورت مین اگر بیٹے کی جورو کو مرد فرض کیجیے تو عورت اُسپر حرام نہین اور اگر عورت کو مرد کیجیے

تو البتہ یہ حرام ہوگی اور تیسری صورت مین الیہ لی کو مردود قرار دیجیے تو لونڈی کی حرمت ثابت اور اگر لونڈی کو مزوج اپنے تو البتہ بی بی حرام ہوگی فان
تزوج اخت امتہ قد وطیہا صح النکاح لکن لا یطأ واحدۃ منہما حتی یحرم الاخری تستلزم احدہما علیہ بسبب یعنی اگر کسی نے نکاح کیا لونڈی
کی بہن سے جس لونڈی کو صحبت مین رکھتا ہو تو نکاح اسکی بہن کا صحیح ہوگا لیکن دونون مین سے کسیکو تصرف مین نہ لاوے جبتک ایک کی حلت جماع کو اپنے پر
کسی سبب سے حرام نکرے اگر منکوحہ کو رکھنا منظور ہو تو لونڈی کی صحبت سے پرہیز کرے اور اگر لونڈی کو رکھنا چاہے تو منکوحہ کو چھوڑ دے لان لحرمۃ جمع الوطی
تحرز ... ثبت نسب الولد امنۃ بشوت ... او حکما لونڈی یا اسکی منکوحہ بہن کہ حرام کرنا اسواسطے ضرور ہوا کہ نکاح جماع کے حکم مین ہے یہان تک
کہ اگر ... سے اس طرح کہ اسکے ولی نے شرق مین نکاح کردیا تو ثابت ہوگا اس عورت کی اولاد کا نسب شرقی کے
واسطے ثابت ہونے جماع حکمی کے سبب نکاح ہونے کے اسواسطے کہ قطع مسافت بطریق کرامت یا بواسطہ اعمال علویہ کے ممکن ہے ولو لم یکن وطی منہ
وطی المنکوحۃ اور اگر لونڈی سے جماع نہ کیا ہو تو مرد کو جائز ہے کہ اپنی منکوحہ بہن سے جماع کرے اسواسطے کہ مملوک ہونا وطی کے حکم مین نہین ای الوطی کذا فی
ابن کمال اور وطی کے اسباب وطی کے برابر ہین حرمت جمع مین کذا قالہ ابن کمال یعنی اگر لونڈی سے ساتھ التقبیل بشہوت کیا پھر اسکی بہن سے نکاح کیا
تو کسی کی وطی بدون تحریم دوسری کے حلال نہوگی وان تزوجہما ای الاختین او من بمعناہما بعقدین ونسی النکاح الاول فرق
بینہ وبینہما ویکون طلاقا اور اگر ایک مرد نے نکاح کیا دو محارم سے ساتھ ایک ایجاب اور قبول سے یعنی دو بہنون سے نکاح کیا یا جو دو بہنون کے مانند
ہون حرمت مین یا دونون سے نکاح کیا دو عقد مین یعنے ہر ایک سے ایجاب و قبول علیحدہ کیا اور پہلا نکاح بھول گیا تو جدائی کی جائیگی درمیان مرد
اور دونون عورتون کے اور یہ جدائی طلاق ہوویگی نہ فسخ یعنے اسمین طلاق کے احکام جاری ہونگے نہ فسخ کے ولہما نصف المہر یعنی فی مسئلۃ
النسیان اذ الحکم فی تزوجہما معا البطلان وعدم وجوب المہر الا بالوطی کما فی عامۃ الکتب قنیۃ اور واجب ہوگا ان دونون بہنون کے واسطے آدھا مہر
یعنی وجوب نصف مہر کا نسیان کے مسئلہ مین ہے جہان دو عقد سے نکاح ہوا اسواسطے کہ دونون کے ساتھ نکاح ہونے مین بطلان نکاح اور نہ
واجب ہونے مہر کا حکم ہے مگر وطی سے البتہ مہر واجب ہوگا چنانچہ یہ مسئلہ تمام کتب فقہ مین مصرح ہے سو اس مقام مین آگاہ رہنا چاہئے وہذا ان کان مہراہما
متساویین قدرا وجنسا وہو مسمی فی العقد وکانت الفرقۃ قبل الدخول او ادعت کل منہما انہا الاولی ولا بینۃ لہما اور یہ وجوب نصف مہر کا
اسوقت ہے کہ جب دونون کے مہر برابر ہون مقدار مین اور ایک جنس ہونے مین اور مہر معین ہوگیا ہو عقد مین اور جدائی قبل دخول ہوئی ہو یا ہر ایک
عورت دعوے کرتی ہو کہ میرا نکاح پہلے ہوا اور دونون کے گواہ نہون فان اختلف مہراہما فان علما فلکل ربع مہرہا والا فلکل نصف اقل المسمیین
سو اگر مختلف ہون دونون کے مہر پھر اگر دونون کے مہر معلوم ہون کہ فلانی کا اتنا اور فلانی کا اتنا تو ہر ایک کو اسکا چوتھائی مہر ملیگا اور اگر ہر ایک کا
مہر بالخصوص معلوم نہو اگرچہ یہ معلوم ہو کہ ایک کا مثلاً ہزار ہے اور دوسری کا دو ہزار تو اس صورت مین ہر ایک عورت کو دونون مہر سے جو کمتر ہے
اسکا نصف نصف ملیگا مثلاً ہزار دو ہزار سے کم ہے تو ہر عورت پانسو پاویگی وان لم یکن مسمی فالواجب متعۃ واحدۃ لہما بدل نصف المہر اور اگر
مہر معین نہو تو واجب ایک پوشاک ہے دونون کے واسطے عوض نصف مہر کے وان کانت الفرقۃ بعد الدخول وجب لکل واحدۃ مہر کامل
لتقررہ بالدخول اور اگر جدائی دونون بہنون کی بعد دخول کے ہوئی تو واجب ہوگا ہر ایک کو مہر کامل بسبب ثابت ہونے مہر کے دخول سے ومنہ
یعلم حکم دخولہ بواحدۃ اور اس مقام سے ایک عورت کے دخول کا حکم بھی معلوم ہوگیا یعنے اگر دونون عورتون کی جدائی ایک عورت کے
مدخولہ ہونے کے بعد ہوئی تو مدخولہ کو مہر کامل ملیگا اور غیر مدخولہ چوتھائی مہر پاویگی وکذا الحکم فیما جمعہما من المحارم فی نکاح یعنی جیسا حکم جمع بین الاختین کا ہو چکا ہے
حکم تمام محارم کو نکاح مین بھی تفصیل سے جسکا بیان ہوچکا وحرم نکاح المولی امتہ اور حرام ہے نکاح کرنا مالک کا اپنی لونڈی سے اسواسطے کہ جماع کی

ملکیت مالک کو نکاح سے قبل بھی ثابت ہے اور یہان حرمت سے یہ مراد نہین کہ نکاح کرنے سے مولی لائق عذاب کے ہوگا بلکہ مراد یہ ہے کہ مولی پر نکاح کے احکام مثل مہر اور طلاق وغیرہ کے لازم نہ آوینگے **والعبد لسیدتہ لان المملوکیۃ تنافی المالکیۃ** اور حرام ہے نکاح غلام کو اپنی بی بی سے اسواسطے کہ مملوک ہونا مخالف ہے مالک ہونے کے یعنے غلام کا نکاح بی بی سے اسواسطے حرام ہوا کہ غلام مملوک ہے اور مملوک کو مغلوب ہونا لازم ہے پھر غلام کا شوہر ہونا غالب ہونے کا مقتضی ہے سو ایک شخص غالب بھی ہو اور مغلوب بھی یہ کیونکر ہو سکے **نعم لو فعلہ المولی احتیاطًا کان حسنًا وفیہ انہ لا احتیاط فی عدم عدہا خامسۃ ونحوہا فتأمل** ہان اگر نکاح کرے مولی اپنی لونڈی سے احتیاط کی راہ سے تو خوب ہوگا اسواسطے کہ شاید حرّہ یعنے آزاد ہو اسواسطے کہ دست بدست جانے سے ایسا اکثر ہو جاتا ہے کذا فی البحر شارح نے کہا کہ اسمین یہ ہے کہ اس لونڈی کو پانچوین یا مثل اُسکے نہ شمار کرنے مین احتیاط نہین سو اسکو تامل کرے یعنی اگر بالفرض اسکے نکاح مین چار آزاد یا لونڈیان ہون تو ئی کو پانچوین نہ شمار کرتے مین احتیاط نہین یا یہ کہ لونڈی سے حرّہ پر نکاح کرے تو اس نکاح مین کچھ احتیاط نہین پس اس عبارت سے بظاہر ایسا پایا جاتا ہے کہ مولے کے لیے احتیاط یہی ہے کہ اپنی لونڈی سے عقد نکاح نہ کرے اور فتاوے عالمگیری مین فتاوی سراجیہ سے روایت یون ہے کہ علما نے کہا ہے کہ اس زمانے مین بہتر یہ ہے کہ اپنی لونڈی سے نکاح کرے تاکہ اگر حرّہ ہو تو جماع اُسکا نکاح سے حلال ہو جاوے اور بزازیہ مین ہے کہ اگر لونڈی مول لے اور جماع کا ارادہ کرے تو احتیاط یہ ہے کہ اُس سے نکاح کرے اسواسطے کہ اگر واقع مین وہ حرّہ ہے تو نکاح سے حرمت وطی کی جاتی رہی اور اگر لونڈی ہے تو کچھ نکاح سے ضرر نہین اس روایت سے معلوم ہوا کہ مولی پر اپنی لونڈی کا نکاح حرام نہین کذا فی حاشیۃ المدنی **وحرم نکاح الوثنیۃ بالاجماع** اور حرام ہے نکاح عورت مشرکہ بت پرست کا بالاتفاق فتح القدیر مین ہے کہ آفتاب پرست بت پرست اور ستارہ پرست اور صورت پرست اور معطلہ اور زندیق یعنی ملحد اور باطنیہ اور اباحیہ بت پرست مین داخل ہین اور شرح وجیز مین ہے کہ جو مذہب ایسا ہو کہ اسکے اعتقاد پر تکفیر وارد ہو تو اس مذہب والی عورت سے نکاح نہین جائز اسواسطے کہ مشرک کا نام اُن سب کو شامل ہے اور بحر الرائق مین بھی اس قسم کا مضمون ہے کذا فی حاشیۃ المدنی **وصح نکاح کتابیۃ وان کرہ تنزیہا** اور صحیح ہے نکاح کتاب والی عورت سے اگرچہ مکروہ ہے بکراہت تنزیہی فتح القدیر مین کہا کہ اہل کتاب کی عورتون سے نکاح درست ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ نہ کرے اور کتابیہ حربیہ سے بالاتفاق مکروہ ہے تاکہ مسلمان دار الحرب مین نہ رہ پڑے اور صحبت اہل کفر سے اولاد کے اعتقاد اور اخلاق نہ بگڑ جاوین کذا فی حاشیۃ المدنی **مومنۃ بنبی مرسل مقرۃ بکتاب منزل وان اعتقدوا المسیح الہا** کتابیہ سے مراد وہ عورت ہے جو نبی مرسل کا ایمان رکھتی ہو اور کتاب آسمانی کا اقرار کرتی ہو جیسے یہود اور نصارے اگرچہ اہل کتاب حضرت مسیح علیہ السلام کو معبود جانتے ہون گو کہ اس اعتقاد سے وہ مشرک ہو گئے لیکن شرع مین اہل کتاب کو مشرکون سے جدا کیا چنانچہ قرآن شریف مین فرمایا (لم یکن الذین کفروا من اہل الکتاب والمشرکین) اسواسطے کہ عطف دلیل ہے مغائرت کی **وکذا حل ذبیحتہم علی المذہب بحر** یعنے جیسے کہ کتابیہ سے نکاح درست ہے ویسے ہی اہل کتاب کا ذبح کیا ہوا جانور بھی حلال ہے بنا بر مذہب قوی کے کذا فی بحر الرائق **وصرح فی النہر بجواز مناکحۃ المعتزلۃ لانا لا نکفر احدا من اہل القبلۃ وان وقع لہم الزاما فی المباحث** اور صاف کہدیا ہے نہر الفائق مین مناکحت معتزلہ کی جواز کو اسواسطے کہ ہم اہل سنت اہل قبلہ مین سے کسیکی تکفیر نہین کرتے اگرچہ واقع ہو گئی ہے تکفیر اُنکی بطور الزام کے مباحث خلافیہ مین معتزلہ ایک فرقہ ہے اسلام کا کہ قرآن مجید کو مخلوق کہتے ہین اور قیامت مین دیدار الٰہی کے منکر ہین اور عباد کو خالق اپنے افعال کا جانتے ہین وغیر ذلک من القبائح فاضل خیر الدین رملی نے مصنف کی شرح منح الغفار کے حاشیہ مین کہا کہ رافضیون کے سب فرقے اور معتزلیون کے سب گروہ اہل کتاب مین داخل ہین تو نہ جائز ہوگا سنی عورت کا نکاح رافضی سے اسواسطے کہ عورت مسلمان ہے اور مرد کافر اور حالانکہ مسلمہ کا نکاح کافر سے جائز نہین انتہی اور شیخ رحمتی نے کہا کہ بعضون نے معتزلہ سے نکاح کرنا مطلقًا ناجائز کہا تو رافضی اُنکے برابر ہونگے یا اُنسے بھی بدتر فاضل رملی نے انکو از قبیل اہل کتاب کے قرار دیا تو اُنکی عورتون سے نکاح کرنا اہل سنت کو درست ہوگا اور سنیہ کا نکاح رافضی یا معتزلی سے

کا ہوتا ہو کہ اور یہ قول اصل اقوال ہو سو اسکو رافضیون کے گفرمین شک نہین بسبب اُنکے اعتقاد کفریات کے سکین سبب کتابیت کی درست ہوتو اُن کو سبب بطلیا اسلام کو کرنا یہی دیکھیں تو شکنا اسکا یہ ہو کہ رافضی عورت سے بھی نکاح درست ہاور جو شبہات سے بچاؤ اسکے بنا پر بنا یا
انتہی کذا فی حاشیۃ المدنی لا یصح نکاح عابدۃ کوکب لاکتاب لہا نہین صحیح ہو نکاح عورت ستارہ پرست کا جسکے پاس آسمانی کتاب نہین اسواسطے کہ
فرقہ ہو کفار کا انکے پاس کتاب ہونے مین اشتباہ ہو صاحب ہدایہ نے کہا کہ صابیہ عورت سے نکاح درست ہو اگر انکو کسی نبی کا ایمان ہواور آسمانی کتاب ہو اور
اگر وہ ستارہ پرست ہون اور کتاب نہ رکھتی ہون تو نکاح درست نہین اسواسطے کہ مشرک ہین مصنف نے بھی اس قول مین صاحب ہدایہ کی پیروی کی
ولا وطیہا بملک یمین اور نہین حلال وطی ستارہ پرست کی ملک یمین سے والمجوسیۃ والوثنیۃ نہین صحیح ہو نکاح آتش پرست عورت کا اور نہ اسکی وطی حلال ہو
ملک یمین سے اسی پر اجماع ہو چارون اماموں کا والوثنیۃ اور نہین صحیح نکاح عورت بت پرست کا یہان عورت بت پرست کے محل کی عدم صحت بیان
ہوئی اور سابق مین عدم حلت مذکور ہو چکی تو تکرار نہ ہوئی اسواسطے کہ عدم صحت کو عدم حلت لازم نہین وہذا اسقاط من نسخ الشرح ثابت فی نسخ المتن و
ہو عطف علی عابدۃ کوکب اور یہ یعنی مجوسیہ اور وثنیہ کا لفظ مصنف کی شرح منح الغفار کے نسخون سے ساقط ہو اور متن کے نسخون مین ثابت ہو اور وہ
عابدۃ کوکب پر عطف ہو تو مطلب یہ ہوا کہ عابدۃ کوکب اور مجوسیہ اور وثنیہ کا نکاح درست نہین والمحرمۃ بحج او عمرۃ ولو محرم عطف علی کتابیۃ فقیہ اور صحیح ہو
نکاح اُس عورت کا جسنے حج یا عمرہ کا احرام باندھا اگرچہ مرد بھی محرم ہو تو بھی صحیح ہو لفظ محرمہ کتابیہ پر عطف ہو تو صحت نکاح محرمہ ثابت ہوئی عابدۃ کوکب پر
عطف نہین کہ عدم صحت کوئی سمجھے سو شارح کہتا ہو کہ کتاب لکھنے والے اس مقام مین خبردار رہنا کہین عطف محرمہ کا عابدۃ کوکب پر نہ کر کہ مطلب بگڑ جاوے
والامۃ ولو کانت کتابیۃ او مع طول الحرۃ اور صحیح ہو نکاح کرنا لونڈی سے اگرچہ کتابیہ ہو یا بی بی کے ساتھ نکاح کرنے کا مقدور ہو یعنی حرۃ کا مقدور رکھے یعنی اُسکے
مہر دینے کا مقدور ہو تو بھی لونڈی سے نکاح کرنا صحیح ہو والاصل عندنا ان کل وطی یحل بملک یمین یحل بنکاح وما لا فلا اور قاعدہ ہم حنفیون کے نزدیک یہ ہو کہ جو
وطی حلال ہو ملک یمین سے وہ نکاح سے بھی حلال ہو اور جو ملک یمین سے حلال نہین وہ نکاح سے بھی حلال نہین تو کتابیہ لونڈی کی وطی ملک یمین سے
حلال ہو تو نکاح سے بھی حلال ہو اور لونڈی کی وطی ملک یمین سے باوجود قدرت نکاح حرۃ کے جائز ہو تو نکاح سے بھی جائز ہو اور مجوسیہ اور بت پرست
کی وطی ملک یمین سے درست نہین تو نکاح سے بھی درست نہین وان کرہ تحریما فی المحرمۃ وتنزیہا فی الامۃ اگرچہ نکاح مکروہ ہو کراہت تحریمی محرمہ کے نکاح مین اور
کراہت تنزیہی لونڈی کے نکاح مین شارح نے کراہت تحریمی نکاح محرمہ کی نہر الفائق کی پیروی سے بیان کی حالانکہ یہ قول ہمارے فقہا کے مخالف ہو
اسواسطے کہ اُنکے اقوال مین نکاح محرمہ کی حلت مصرح ہو اور حلت کراہت تحریمی کے منافی ہو اور صحاح ستہ مین ابن عباس کی روایت سے ثابت ہو کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھے ہوئے حضرت میمونہ سے نکاح کیا اور حالانکہ حضرت کے افعال مین کراہت تحریمی کا ہرگز احتمال نہین تو قول صاحب النہر الفائق
کا اور اُسکے تابع شارح کا لائق التفات کے نہین کذا فی حاشیۃ المدنی مفصلا وحرۃ علی امۃ اور صحیح ہو نکاح حرہ کا لونڈی پر یعنی اگر اول لونڈی سے
نکاح کیا پھر حرہ سے نکاح کیا تو درست ہو لا عکسہ اور اُسکا عکس صحیح نہین یعنے اول حرہ سے نکاح کرے پھر لونڈی سے نکاح کرے تو درست نہین
اسواسطے کہ طبرانی مین حدیث ہو کہ منع کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈی کا نکاح حرہ پر کذا فی حاشیۃ المدنی ولو ام ولد فی عدۃ حرۃ ولو من بائن
اگرچہ نکاح ام ولد کا حرہ کی عدت مین ہو گو عدت طلاق بائن کی ہو تو بھی صحیح نہین وصح لو راجعہا ای الامۃ علی حرۃ لبقاء الملک اور صحیح ہو اگر
رجوع کیا لونڈی کی طرف حرہ پر یعنے اگر اول لونڈی سے نکاح کیا پھر حرہ سے نکاح کیا پھر لونڈی کو طلاق رجعی دی پھر اُسکی طرف رجوع کیا باوجود حرہ کے
تو درست ہو اسواسطے کہ باقی رہنے ملکیت نکاح لونڈی کے اسواسطے کہ طلاق رجعی سے لونڈی نکاح سے باہر ہو گئی تو حرہ پر ادخال امۃ لازم آیا کہ نادرست
ہوتا ولو تزوج اربعا من الاماء وخمسا من الحرائر فی عقد واحد صح نکاح الاماء لبطلان الخمس اور اگر نکاح کیا چار لونڈیون سے اور پانچ

حرہ سے ایک عقد مین تو صحیح ہو گیا نکاح لونڈیون کا واسطے باطل ہونے نکاح پانچ حرہ کے یعنی جیسا حرہ پر لونڈیون کا نکاح درست نہین ویسے ہی حرہ
اور لونڈی کا ایک عقد مین نکاح صحیح نہین لیکن یہان اسواسطے درست ہوا کہ جب پانچ حرہ کا نکاح باطل ٹھہرا تو چار لونڈیون کا نکاح صحیح ہو گیا وصح نکاح اربع
من الحرائر والاماء فقط للحر لا اکثر اور صحیح ہے نکاح فقط چار حرہ کا اور فقط چار لونڈیون کا مرد حر کے واسطے چار سے زیادہ جائز نہین وله التسری بما شاء
من الاماء اور جائز ہے حر کو لونڈی رکھنا صحبت کے واسطے جتنی لونڈیان کہ چاہے یعنی لونڈیون کی مقدار مقرر نہین فلو له اربع من الحرائر والف سرية اراد شراء
اخرى فلامه رجل خيف عليه الكفر پس اگر ایک شخص کے پاس چار بیبیان اور ہزار لونڈیان ہون اور وہ اور ایک لونڈی کی خرید کا ارادہ کرے پھر اسکو
کوئی مرد ملامت کرے تو اس مرد ملامت کرنے والے پر کفر کا خوف ہے اسواسطے کہ قرآن مین لونڈیون کے تصرف پر کتنی ہی ہون ملامت نہین تو اسکا ملامت
کرنا ظاہرا اسپر دلالت کرتا ہے کہ اسکو قرآن کا یقین نہین ولو اراد التسری فقالت امراته اقتل نفسي لا يمنع لانه مشروع اور اگر ارادہ کیا ایک شخص نے
لونڈی کے تصرف کا یا دوسرے نکاح کا پھر کہا اسکی جورو نے کہ مین جان کو ہلاک کرتی ہون تو نہ باز رہے لونڈی کے تصرف سے اسواسطے کہ شرع مین
حلال ہے یعنی باز رہنا اسپر واجب نہین لکن لو ترک لئلا يغمها يوجر لحديث من رق لامتي رق الله له بزازية لیکن اگر لونڈی کا تصرف یا دوسرے نکاح کو اسواسطے
ترک کرے کہ زوجہ کو رنج نہو تو ثواب پاویگا اس حدیث کی دلیل سے کہ جو میری امت پر نرمی اور شفقت کریگا تو حق تعالی اسپر رحم کریگا کذا فی البزازیہ کہا محشی شیخ عابد
محدث مدنی نے کہ اس حدیث کا ٹھکانا مجھکو معلوم نہین لیکن اس مضمون کی حدیث جامع ترمذی اور ابوداود مین موجود ہے حضرت نے فرمایا کہ رحم کرنے والون پر
رحمن رحم کرتا ہے زمین والون پر رحم کرو تا کہ آسمان والا تمپر رحم کرے اور ابن عساکر اور دیلمی نے صدیق اکبر سے حدیث قدسی مرفوع نقل کی حقتعالی فرماتا ہے
کہ اگر تم میری رحمت کی امید رکھتے ہو تو میری خلق پر رحم کیا کرو ونصفها للعبد ولو مدبرا ويمنع عليه غير ذلك فلا تحل له التسري لانه لا يملك الا الطلاق
اور جتنی عورتون کا نکاح حر کو جائز ہے اسکے نصف کا غلام کو صحیح ہے یعنے دو حرہ کا اور دو لونڈیون کا اگرچہ غلام مدبر ہو اور منع ہے اسپر اسکے سوا تو حلال
نہین اسکو لونڈیون کا تصرف اسواسطے کہ غلام کو کسی چیز کی ملکیت نہین سوا اسے طلاق دینے اپنی منکوحہ کے غلام و مدبر اسکو کہتے ہین جس سے
مالک کہے کہ تو میری موت کے بعد آزاد ہے وصح نکاح حبلى من زنا لا حبلى من غيره اي الزنا لثبوت نسبه ولو من حربي او سيدها المقر به اور صحیح ہے
نکاح حاملہ کا جسکا حمل زنا سے ہے زنا کے سوا سے اور حاملہ سے نکاح جائز نہین اسواسطے کہ اسکا نسب ثابت ہے اگرچہ حمل کافر حربی سے ہو یا لونڈی کے
ایسے مالک سے جو اسکا اقرار کرتا ہے اور اگر اقرار نہ کرے تو نکاح حاملہ سے درست ہے اسواسطے کہ نفی ولد کی جیسے صریح قول سے ثابت ہوتی ہے ویسے ہی
دلالت حال سے ثابت ہوتی ہے کذا فی حاشیۃ المدنی وان حرم وطؤها ودواعيه حتى تضع متصل بالمسألة الاولى اگرچہ زانیہ حاملہ کی وطی اور بوسہ وغیرہ
حرام ہے لڑکا ہونے تک شارح نے کہا کہ حرمت وطی پہلے مسئلہ سے متصل ہے یعنی زانیہ حاملہ کا نکاح درست ہے وطی درست نہین اسکے سوا اور حاملہ کا نہ نکاح
درست نہ وطی لئلا يسقي ماءه زرع غيره اذ الشعر ينبت منه زانیہ حاملہ کی وطی اسواسطے منع ہے کہ نہ سینچے اسکا جماع کرنے والا اپنا پانی پرائی کھیتی مین اسواسطے
کہ بال اس سے جمتے ہین یعنے زیادہ جمتے ہین نہ یہ کہ اسی پر جمنا موقوف ہے کذا فی حاشیۃ المدنی فرع لو نكحها الزاني حل له وطؤها اتفاقا والولد له ولزمه
النفقة یہ چند مسائل ہین جنکو شارح نے بڑھایا اگر زانیہ حاملہ سے زانی مرد نے نکاح کیا تو اسکو اس سے وطی کرنا باتفاق حنفی رح اور شافعی رح کے حلال ہے
اور بیٹا اسی کا ہوگا اور اسپر نفقہ دینا لازم آویگا اسواسطے کہ وطی اسکو حلال ہے بخلاف غیر زانی کے اور لڑکے کا نسب زانی سے اس شرط سے ثابت ہوگا
جب نکاح کرنے سے چھ مہینے یا زیادہ مدت مین پیدا ہوا اور اگر چھ مہینے سے کم مین پیدا ہوگا تو ثابت النسب نہوگا ولو زوج امته او ام ولده الحامل
بعد علمه قبل اقراره به جاز وكان نفيا للولد نهر عن التوشيح اور اگر نکاح کر دیا ایک مرد نے اپنی حاملہ لونڈی کا یا حاملہ ام ولد کا بعد دریافت کرنے حمل کے
اور ولد کے اقرار کرنے سے پہلے تو جائز ہے اور یہ حمل مین نکاح کر دینا باوجود اسکے علم کے نفی ہے ولد کی اپنے نسب سے کذا فی النهر عن التوشيح

عالمگیری الموطوءة بنکاح یمین اور صحیح ہی نکاح اس عورت کا جس سے صحبت کیجاتی تھی ملک یمین سے یعنی اگر ایک شخص کی لونڈی تھی کہ اسکے تصرف مین رہا کرتی
تھی پھر اسنے دوسرے شخص سے نکاح کر دیا تو درست ہی لیکن بشرطیکہ حاملہ نہو سوا اسکے کہ لونڈی کی نوبت فراغ مالک کی نہین ہوتا ہے کہ اگر اس سے لڑکا پیدا ہو تو بدون
اقرار مولی کے ثابت النسب نہوگا بخلاف ام ولد کے ولا یستبرئہا الزوج اور نہ استبرا کرے زوج اسکا نزدیک امام ابو حنیفہ و ابو یوسف کے کذا فی الہدایۃ اور امام محمد کے نزدیک
استبرا مستحب ہی اور اگر لونڈی خرید کرے تو مشتری پر استبرا واجب ہی اگرچہ عورت یا لڑکے سے خرید کی ہو استبرا یہ ہی کہ بعد ایک بار حیض ہونے کے صحبت
کرنا بل سیدہا علی الصحیح ذخیرۃ بلکہ اسکے مالک پر واجب ہی استبرا نکاح کر دینے سے پہلے بنا بر قول صحیح کے کذا فی الذخیرۃ والموطوءۃ بزنا ای جاز
نکاح الزانیۃ وان رآہا تزنی وله وطیہا بلا استبرا یا اس عورت کی وطی زنا سے ہوئی ہو تو بھی اسکا نکاح صحیح ہی یعنے زانیہ کا نکاح جائز ہی اگرچہ دیکھے
عورت کو زنا کرتے دیکھا اور اسکو جائز ہی وطی کرنا بدون استبرا کے بشرطیکہ حاملہ نہو چنانچہ سابق مین مذکور ہوچکا واما قولہ تعالے الزانیۃ لا ینکحہا
الا زان منسوخ باٰیۃ فانکحوا ما طاب لکم اور یہ جو قول ہی حق تعالی کا کہ عورت زانیہ سے نکاح نہین کرتا مگر زانی مرد تو اسکا جواب یہ ہی کہ قول
مذکور فانکحوا ما طاب لکم کی آیت سے منسوخ ہو گیا یعنے نکاح کرو جو تمکو اچھا معلوم ہو عورتون سے اس آیت مین بلا قید زنا کے نکاح کا حکم ہی
اور نسخ کی دلیل یہ ہی کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ میری عورت کسی ہاتھ لگانے والے کا ہاتھ نہین ٹالتی
یعنی زانیہ ہی حضرت نے فرمایا کہ طلاق دے اسکو اسنے کہا کہ وہ خوبصورت ہی مین اسکو چاہتا ہون حضرت نے فرمایا تو اپنا مطلب نکال اس سے یعنی نہ
طلاق دے اور اسکو صحبت مین رکھ کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن البحر اس مضمون کی حدیث ابو داود اور نسائی مین موجود ہی ابن عباس کی روایت سے
کذا فی تیسیر الوصول وفی آخر حظر المجتبی لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرۃ ولا یجب علیہا تسریح الفاجر الا اذا خافا ان لا یقیما حدود اللہ فلا باس
ان یتفرقا فما فی الوہبانیۃ ضعیف کما بسط المصنف اور مجتبی کے باب الحظر کے آخر مین ہی کہ واجب نہین مرد پر طلاق دینا بدکار عورت کا بدکاری
زنا سے ہو یا ترک فرائض وغیرہ سے ہو اور نہین واجب عورت پر اپنا خلاص کرنا مرد بدکار سے مگر اسوقت جب دونون ڈرین کہ اقامت احکام الہی
کی نہ کر سکینگے تو کچھ مضائقہ نہین دونون کی جدائی مین سو جو روایت کہ وہبانیہ مین ہی کہ زانیہ کی وطی زوج پر حرام ہی بدون حیض ہو جانے کے تو وہ روایت
ضعیف ہی چنانچہ اسکو خوب بیان کیا ہی مصنف نے اپنی شرح منح الغفار مین وصح نکاح المضمومۃ الی محرمۃ اور صحیح ہی نکاح حلال عورت کا جو ملائی گئی
محرم عورت سے یعنی ایک عورت مرد پر حلال ہی اور دوسری حرام ہو اُن دونون سے ایک عقد مین نکاح کیا تو حلال عورت کا نکاح صحیح ہوگا و محرم کا نکاح
باطل ہو جائیگا والمسمی کلہ لہا اور مہر معین سب حلال عورت کا ہوگا یعنی دونون کا مہر اُسی کو ملیگا امام کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک دونون
کے مہر مثل پر تقسیم ہوگا ولو دخل بالمحرمۃ فلہا مہر المثل اور اگر صحبت کی محرم عورت سے تو اسکو مہر مثل ملیگا کتنا ہی ہو وبطل نکاح متعۃ اور باطل ہی
نکاح متعہ کا متعہ اسکو کہتے ہین کہ کوئی شخص عورت سے کہے کہ مین نے تجھ سے متعہ کیا دس دن یا مہینے تک اسقدر مال پر اول متعہ خیبر اور
فتح مکہ مین مباح تھا جب کہ مردون پر مجرد رہنا نہایت سخت تھا اور عورتون مین قلت تھی پھر بعد فتح مکہ کے قیامت تک حرام ہو گیا چنانچہ صحیح
مسلم مین ربیع بن سبرہ سے روایت ہی کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تین روز فتح مکہ مین متعہ مباح کیا پھر فرمایا کہ اے لوگو مین نے تمکو
متعہ کرنے کی اجازت دی تھی عورتون سے اور بالتحقیق حق تعالے نے اسکو حرام کر دیا قیامت کے دن تک ابن عباس قائل حلت متعہ کے قائل
تھے آخر کو وہ بھی حرمت کے قائل ہوئے چنانچہ جامع ترمذی مین مصرح ہی تو باجماع صحابہ اسکی حرمت ثابت ہوئی اور جو متعہ کو حلال جانے
وہ کافر ہی چنانچہ مضمرات مین موجود ہی کذا فی حاشیۃ المدنی وموقت اور باطل ہی نکاح موقت یعنی مدت مقرر کرنا نکاح مین اسکو نکاح موقت کہتے ہین
نکاح موقت اور متعہ مین چند وجوہ سے فرق ہی متعہ مین لفظ متعہ کا بولنا ضرور ہی اور موقت مین لفظ تزویج اور نکاح لازم ہی اور متعہ مین تعین تعداد

مہر کی لازم ہو موقت مین نہین اور متعہ مین گواہ شرط نہین بخلاف موقت کے کذا فی حاشیہ المدنی وان جہلت المدۃ او طالت فی الاصح نکاح موقت
باطل ہو اگرچہ مدت مجہول ہو یا طویل ہو بنا بر قول اصح کے ولیس منہ ما لو نکحہا علی ان یطلقہا بعد شہر اور نکاح موقت سے یہ نہین اگر نکاح کیا عورت سے
اس شرط پر کہ اسکو طلاق دیگا بعد ایک مہینے کے اسواسطے کہ طلاق قاطع ہو نکاح کی تو مدت کی شرط قاطع مین ہوئی نہ نکاح مین تو شرط باطل ہو گی اور
نکاح صحیح ہوگا بخلاف نکاح موقت کے کہ اسمین خود نکاح مشروط ہو او نوی مکثہ معہا مدۃ معینۃ یا نیت کی نکاح کرنے والے نے زوجہ کے ساتھ مدت معین
تک رہنے کی یعنی یہ بھی نکاح موقت مین داخل نہین ولا بأس بتزوج النہاریات یعنی اور کچھ مضائقہ نہین نہاریات کے نکاح مین کذا فی العینی نہاریات
وہ عورتین جنکے پاس شوہر دن کو رہے نہ رات کو ویحل لہ وطی امرأۃ ادعت علیہ عند قاض انہ تزوجہا بنکاح صحیح وہی فی الحال محل
لہ لانشاء ای لانشاء النکاح خلیۃ عن الموانع وقضی القاضی بنکاحہا ببینۃ اقامتہا ولم یکن فی نفس الامر تزوجہا اور حلال ہو مرد کو وطی اس عورت
کی جسنے مرد پر دعوی کیا قاضی کے نزدیک اسکا کہ مرد نے اس سے صحیح نکاح کیا اور حالانکہ وہ عورت محل ہو وجود نکاح کی حلال ہو محرم نہین خالی ہو موانع نکاح
سے یعنی مثلاً غیر کی منکوحہ یا معتدہ نہین اور حکم کردیا قاضی نے اسکے ثبوت نکاح کا بسبب گواہی اُن گواہون کے جنکو عورت نے قائم کیا اور حالانکہ درحقیقت
مرد نے اس سے نہین نکاح کیا تھا مدعیہ اور گواہ دونون جھوٹے تھے سو قاضی کا حکم ظاہر مین نافذ ہوگا نفقہ وغیرہ مرد پر لازم آویگا اور باطن مین بھی نزدیک
امام اعظم رح کے نافذ ہوگا یعنی بلا تردد وطی حلال ہو گی امام اعظم رح کی یہ دلیل ہو کہ ایک مرد نے گواہون سے ایک عورت کا نکاح ثابت کیا علی مرتضی کے روبرو
حضرت نے اسکے ثبوت نکاح کا حکم کیا عورت نے کہا کہ دعوے اسکا جھوٹا ہو چارو ناچار اگر یہی حکم منظور ہو تو میرا نکاح ہی کر دیجیے حضرت علی نے
فرمایا کہ تیرے دونون شاہدون نے تیرا نکاح کردیا یعنے اب نکاح کی کچھ حاجت نہین اگر نکاح نہ تھا تو بھی یہ شہادت شہود ہو گیا کذا فی حاشیۃ المدنی
ناقلاً عن البحر وکذا الحکم لو ادعی ہو نکاحہا خلافاً لہما اور اسی طرح سے حلال ہو وطی مرد کو اگر خود اسی نے عورت کے نکاح کا دعوی کیا اور
گواہ سنکر قاضی نے حکم دیا لیکن اول صورت مین دعوی باطل سے عورت گنہگار ہو گی اور صورت ثانی مین مرد ہوگا اور یہ قول حلت وطی کا خلاف ہو
صاحبین رح کے نزدیک اسواسطے کہ اُنکے نزدیک بدون نکاح جدید کے وطی کرنا حلال نہین وفی الشرنبلالیۃ عن المواہب بقولہما یفتی اور شرنبلالیہ مین
بروایت مواہب صاحبین رح کے قول پر فتوی ہو احتیاط اسی مین ہے کہ وطی نہ کرے لیکن حکم قاضی کا ظاہر مین بالاتفاق نافذ ہو کذا فی حاشیۃ المدنی
ولو قضی بطلاقہا بشہادۃ الزور مع علمہا بذلک نفذ وحل لہا التزوج باخر بعد العدۃ اور اگر حکم کیا قاضی نے عورت کی طلاق کا
شہادت زور سے باوجود دریافت ہونے عورت کے کہ شہادت زور ہو قضا نافذ ہو گی اور حلال ہوگا عورت کا نکاح کر لینا دوسرے مرد سے
عدت گذرنے کے بعد شہادت زور کا علم عورت کو یون متصور ہو کہ اُس نے خود طلاق کا دعوی کیا اور کاذب گواہ پیش کیے تو وہ یقیناً جانتی ہو
کہ اسکے شوہر نے طلاق نہین دی وحل للشاہد زوراً تزوجہا وحرمت علی الاول اور حلال ہو شاہد زور کو نکاح کر لینا اس عورت کا اسواسطے
کہ قضا نافذ ہو گئی ظاہر اور باطن مین اور حرام ہوئی عورت پہلے شوہر پر وعند الثانی لا تحل لہما وعند محمد تحل للاول ما لم یدخل الثانی وہی من
فروع القضاء بشہادۃ الزور کما سیجیٔ اور نزدیک ابو یوسف رحمہ اللہ کے دونون پر حلال نہین نہ اول شوہر پر نہ ثانی پر اور نزدیک محمد رح کے
شوہر اول پر حلال ہو جب تک شوہر ثانی نے صحبت نہ کی اور اگر صحبت کی تو اول پر حرام ہو گی بسبب وجوب عدت کے اور یہ مسئلہ نکاح اور
طلاق کا قضاء شہادت زور کی فروع سے ہو چنانچہ آگے کتاب القضاء مین آویگا والنکاح لا یصح تعلیقہ بالشرط اور نکاح کا معلق
کرنا شرط پر صحیح نہین اسواسطے کہ تعلیق بالشرط اسقاطات خالصہ کو مخصوص ہو جو حلف واقع ہوتے ہین جیسے طلاق اور عتاق اور نکاح
اُن مین سے نہین کتزوجتک ان رضی ابی لم ینعقد النکاح لتعلیقہ بالخطر کما فی العمادیۃ وغیرہا جیسے کوئی کہے کہ مین نے تجھے نکاح کیا

میرا باپ راضی ہوگا اور دوسرے نے کہا مین نے قبول کیا تو نکاح نہ منعقد ہوگا بوجہ اسکے معلق ہے نکاح کے خطر پر کہ شرط ہو کہ واقع ہو
یا نہ ہو چنانچہ عدم صحت نکاح معلق کی عمادیہ اور سوا اسکے مین موجود ہے چنانچہ فتح القدیر اور خلاصہ اور ظہیریہ اور بزازیہ اور خانیہ اور تاتارخانیہ
و فتاوی ابو اللیث اور جامع الفصولین اور قنیہ مین تصریح ہے کذا فی حاشیۃ المدنی و ما فی المحیط ففیہ نظر اور جو روایت محیط مین ہے سو اسمین بحث
و نظر ہے یعنے مخالف ہے تقاضا کے لائق اسناد کے مین صاحب در نے کہا کہ نکاح بالشرط جیسے کوئی کہے کہ اگر تو کہے مین جاؤنگا تو فلانے
سے تیرا نکاح کر دونگا اور فلانے نے کہا کہ مین نے قبول کیا تو یہ تعلیق باطل ہے اور نکاح صحیح ہے کذا فی حاشیۃ المدنی ولا اضافتہ الی المستقبل اضافہ جیسے کہ
غدا او بعد غد لم یصح اور نہین صحیح ہے اضافت کرنا نکاح کا زمانہ آیندہ کی طرف جیسے یون کہے کہ مین نے تجھسے نکاح کیا آج کے لیے کل یا پرسون تو نہ
صحیح ہوگا ولکن لا یبطل النکاح بالشرط الفاسد ولیکن نکاح نہین باطل ہوتا شرط فاسد سے جیسے کوئی کہے کہ مین نے تجھسے نکاح کیا اس شرط
کہ مہر نہ دونگا یا اپنا گھر تجھکو عاریت دے یا اپنا نفقہ مجھسے نہ مانگیو یا میری خدمت کرنا وانما یبطل الشرط دونہ یعنی لو عقد مع شرط فاسد لم یبطل النکاح بل
الشرط بخلاف ما لو علقہ بالشرط اور باطل تو شرط ہوتی ہے نہ نکاح یعنے اگر عقد شرط فاسد کے ساتھ ہوا تو نکاح نہ باطل ہوگا شرط باطل ہوگی بخلاف اسکے کہ
اگر نکاح کو شرط پر معلق کیا تو وہان شرط بھی باطل اور نکاح بھی باطل ہے اس مقام مین فرق بتانا معلق علی الشرط اور مشروط بالشرط الفاسد کا ضرور ہے کہ واقفون
کو حیرانی نہ ہو سو معلق علی الشرط سے یہ مراد ہے کہ ایسی شرط پر نکاح تعلیق کرے کہ وہ محتمل الوجود ہو نہ متحقق الوجود جیسے کسیکی دل کی خوشی یا نزول باران یا ہوا چلنا یا اپنی
کا برسنا یا کسی کے بیٹے مرنے پر نکاح کا معلق کرنا اسکو معلق علی الشرط کہتے ہین اور نکاح مشروط بالشرط الفاسد سے یہ مراد ہے کہ نکاح کے ساتھ ایسی شرط کی جو لوازم نکاح
کے مخالف ہے جیسے مہر اور نفقہ نہ دینا و علی ہذا القیاس الا ان یعلقہ بشرط ماض کائن لا محالۃ مگر نکاح معلق اسوقت درست ہے جب اسکی تعلیق کرے
شرط ماضی موجود بالفعل پر یعنے سابق سے شرط پائی گئی یا وقت ایجاب و قبول کے حادث ہوئی چنانچہ کسی نے کہا کہ مین نے اپنی بیٹی کا نکاح تجھسے کر دیا
بشرطیکہ آئے زید کے دوسرے نے قبول کیا اور حالت قبول مین فوراً زید آگیا تو نکاح منعقد ہو جائیگا کذا فی حاشیۃ المدنی فیکون تحقیقا فینعقد فی الحال
کان خطب بنتا لابنہ فقال ابوہا زوجتہا قبلک من فلان فکذبہ فقال ان لم اکن زوجتہا من فلان فقد زوجتہا لابنک فقبل ثم علم کذبہ انعقد لتعلیقہ بموجود
یعنے جب موجود شرط پر تعلیق ہوئی تو نکاح تحقیق ہو گیا معلق نہ رہا تو اسی وقت منعقد ہو جائیگا جیسے ایک شخص نے اپنے فرزند کے واسطے
کسیکی بیٹی سے منگنی کی تو اسکے باپ نے کہا کہ مین تو تجھسے پہلے اسکا نکاح کر چکا ہون فلانے شخص سے سو اس نے اسکی تکذیب کی پھر بیٹی کے
باپ نے کہا کہ اگر مین نے فلانے شخص سے نہین نکاح کر دیا تو البتہ اسکا نکاح تیرے فرزند سے کیا سو اسنے قبول کیا پھر اسکا کذب معلوم ہو گیا خواہ
اسکے اقرار سے یا فلانے شخص کے اظہار سے تو یہ نکاح منعقد ہو گیا واسطے معلق ہونے نکاح کے شرط موجود پر یعنی نکاح معلق اس سبب سے صحیح
نہین کہ شرط کا وجود حاصل نہین اور جب شرط موجود ٹھہری تو نکاح معلق نہ رہا بلکہ محقق ہو گیا تو البتہ صحیح ہوگا وکذا اذا وجد المعلق علیہ فی المجلس کذا
ذکرہ جوی زادہ و عزاہ المصنف بحثا اور اسی طرح نکاح صحیح ہو جاویگا جب معلق علیہ یعنی جسپر تعلیق نکاح کی ہوتی وہ ایجاب و قبول کی مجلس مین پایا
جاوے جیسا کہ اسکو جوی زادہ نے مذکور کیا اور بعضے نسخون مین جوی زادہ کے مقام پر خواہر زادہ مرقوم ہے اور مصنف نے اپنی شرح مین اسکو عام
رکھا ہے بحث کر کے مصنف نے عمادیہ سے نقل کی کہ اگر عورت نے کہا کہ مین نے تجھسے ہزار درم پر نکاح کیا اگر فلانا شخص آج راضی ہو اور وہ شخص
مجلس مین حاضر تھا سو بولا کہ مین راضی ہوا تو نکاح صحیح ہوگا بطریق استحسان کے اور اگر حاضر نہوگا تو نہ جائز ہوگا اور ظہیریہ مین ہے کہ اگر یون کہا کہ مین
نے تجھسے نکاح کیا اگر میرا باپ راضی ہوا اور اجازت دے پھر دوسرے نے قبول کیا تو صحیح نہین اسواسطے کہ تعلیق ہے اور نکاح تعلیق کا احتمال
نہین رکھتا اور اگر باپ مجلس مین حاضر ہوگا اور قبول کرے تو نکاح جائز ہوگا تو معلوم ہوا کہ فقط وجود معلق علیہ کا مجلس مین کافی نہین جبتک کہ وہ جنس ہو

اور اجازت نہ دے اور اگر مجلس کے بعد اجازت دیگا تو جائز نہ ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی لکن فی النہر قبیل کتاب الصرف فی مسئلۃ التعلیق برضی الاب واستحق الاطلاق فلیتامل المفتی لیکن نہر الفائق میں کتاب الصرف کے قبل مسئلہ تعلیق برضاے والد کے یون کہا ہو کہ حق یہ ہو کہ تعلیق علی الاطلاق صحیح نہیں خواہ باپ مجلس میں حاضر ہو کر راضی ہو یا نہ راضی ہوا ور معلق علیہ خواہ باپ ہو یا اجنبی کسی طرح نکاح صحیح نہیں اس اطلاق کو صاحب نہر نے خانیہ سے نقل کیا تو چاہیے کہ مفتی تامل کرے اس مسئلہ کے بیان میں اسواسطے کہ خانیہ نہایت معتمد کتاب ہو کہ قاضی خان اسکی تصحیحات پر اعتماد کرتا ہو کذا فی حاشیۃ المدنی

باب الولی

یہ باب ہو تعریف اور احکام ولی میں ہو لغۃً خلاف العدو وعرفاً العارف باللہ تعالی وشرعاً البالغ العاقل الوارث ولو فاسقا علی المذہب ما لم یکن متہتکا ولی لغت میں بمعنے دوست ہو خلاف دشمن اور عرف میں ولی عارف باللہ کو کہتے ہین اور شرع میں ولی اسکو کہتے ہین جو بالغ اور عاقل اور وارث ہو اگرچہ فاسق ہو بنا بر مذہب صحیح کے بشرطیکہ پردہ دری اور حرمت کھونے والا نہو اس تعریف میں سلطان اور مالک اور معتق داخل نہین اسواسطے کہ وارث نہین تو مصنف اور شارح کو لازم تھا کہ انکو تعریف میں داخل کرتے فخرج نحو صبی ووصی مطلقا علی المذہب تو نکل گیا ولی کی تعریف سے لڑکا اور دیوانہ اور بیہوش اور وصی مطلقاً بنا بر مذہب صحیح کے لڑکا بالغ کی قید سے نکلا اور دیوانہ اور بیہوش عاقل کی قید سے نکلا اور وصی وارث کی قید سے نکلا وصی کو مطلقاً ولایت نکاح کی نہین خواہ اسکو نکاح کر دینے کی باپ نے وصیت کی ہو یا نہ کی ہو اور وارث کی قید سے کافر اور غلام بھی نکل گیا تو کافر اپنے بیٹے مسلمان کا اور غلام حرہ کا ولی نہین والولایۃ تنفیذ القول علی الغیر اور ولایت عبارت ہو جاری ہونے قول سے غیر پر یعنی دوسرے پر اسکا قول نافذ ہو جائے فتثبت باربع قرابۃ وملک وولاء وامامۃ سو ثابت ہو ولایت چار سبب سے اول قرابت سے جیسے نکاح بیٹی کا باپ کر دے دوسرے ملک جیسے نکاح لونڈی یا غلام کا مالک کر دے تیسرے ولایت آزاد کرنے کی جیسے نکاح آزاد کا سید کر دے چوتھے امامت جیسے نکاح لاوارث کا بادشاہ یا قاضی کر دے شاء او ابی الغیر راضی ہو یا ناراضی یعنی ولی کا قول بہر صورت غیر پر نافذ ہو وہ خوش ہو یا ناخوش وہی ہنا نوعان ولایۃ ندب علی المکلفۃ ولو بکراً اور ولایت بیان نکاح میں دو قسم ہو ولایت مستحب عاقلہ بالغہ پر اگرچہ کنواری ہو یعنی باپ وغیرہ کو بالغہ بیٹی پر جبر کرنا نہین پہونچتا نکاح میں لیکن مکلفہ کو مناسب ہو کہ اپنا نکاح ولی پر رکھے تاکہ خلاف فقہا سے بچے اور بیحیائی کی طرف منسوب نہو وولایۃ اجبار علی الصغیرۃ ولو ثیبا ومعتوہۃ ومرقوقۃ اور دوسری قسم زبردستی کی ولایت ہو چھوٹی لڑکی پر اگرچہ کنواری نہو اور ولایت جبری ہو بالغہ بیہوش پر اور لونڈی پر ولایت اجبار کے یہ معنی کہ ولی کے عقد کرنے سے انکا نکاح نافذ ہوتا ہو گو یہ انکار کرین کا افادہ بقولہ وہو ای الولی شرط صحۃ النکاح صغیر ومجنون ورقیق لا مکلفۃ چنانچہ قسم ثانی ولایت کو یعنے اجبار کو مصنف نے اپنے اس قول سے بیان کیا کہ وہ یعنے ولی شرط ہو صغیر اور مجنون اور عبد کے نکاح کی صحت میں نہ مکلفہ میں قید ذکورت کی اتفاقی ہے صغیرہ اور مجنونہ اور مرقوقہ کا نکاح بدون اولیاء کے صحیح نہین فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضی ولی تو نافذ ہوگا نکاح حرہ بالغہ عاقلہ کا بدون رضامندی ولی کے کفو میں یا غیر کفو میں اسواسطے کہ اسپر ولایت استحبابی ہو جبری نہین یہی مذہب ہو امام اعظمؒ اور ابو یوسفؒ کا اور محمدؒ نے بھی اسی طرف رجوع کیا اور امام شافعیؒ اور مالکؒ کے نزدیک عورتون کو بدون اولیاء کے نکاح کا اختیار نہین اسواسطے کہ حدیث شریف میں آیا ہو لا نکاح الا بولی اور ہمارا جواب یہ ہو کہ اکثر آیات قرآنی میں عورتون کو اختیار نکاح کا ثابت ہوتا ہو کما قال تعالی (لا جناح علیکم فیما فعلن فی انفسہن) اور حدیث لا نکاح الا بولی صحیح نہین بلکہ مضطرب ہو بخاری اور یحیی بن معین نے کہا کہ اسباب میں یعنے اشتراط ولی میں کوئی صحیح حدیث نہین ثابت چنانچہ زیلعی نے

ہوتی ہیں اور [illegible] حدیث کی [illegible] تو [illegible] ولی کی [illegible] تو [illegible]

نہین ثابت ہوتا [illegible] واسطے کہ [illegible] اپنی ذات کی ولی ہے [illegible] بدون ولی کے [illegible] تو جائز ہے [illegible]

[illegible] الایم احق بنفسہا من ولیہا یعنی عورت بے شوہر اپنی ذات کی [illegible]

[illegible] نہین [illegible] شامل ہین تو معلوم ہوا کہ بالغہ پر ولی کو [illegible] نہین اسکو خود اختیار ہے کذا فی حاشیۃ [illegible]

[illegible] قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جو اپنے مال مین تصرف کر سکتا ہے وہ اپنی ذات مین بھی تصرف کر سکتا ہے اور جسکو اپنے مال مین

تصرف نہین اسکو اپنی ذات پر بھی تصرف نہین سو عاقلہ بالغہ کو اپنے مال مین تصرف کا اختیار ہے تو اپنے نکاح کا بھی اختیار ہے اور صغیرہ اور مجنونہ کو اپنے مال مین اختیار

نہین تو اپنے نکاح مین بھی اختیار نہین وللولی الاعتراض اذا کان عصبۃ ولو غیر محرم کابن العم فی الاصح خانیۃ وخرج ذوی الارحام والام وللقاضی الاعتراض

فی غیر الکفو اور جائز ہے ولی کو جب عصبہ ہو اگرچہ غیر محرم ہو جیسے چچا کا بیٹا قول صحیح مین کذا فی الخانیۃ اعتراض کرنا یعنی عاقلہ کو قاضی سے [illegible] نکاح

کو فسخ کرا دے اور نکل گئے عصبہ کی غیرت ذوی الارحام اور ماں اور قاضی یعنی انکو اعتراض کا حق نہین [illegible] وتجدید النکاح [illegible] فسخ [illegible]

تجدید [illegible] چنانچہ ولی نے عورت کا نکاح کفو سے کر دیا پھر عورت نے اسکو [illegible] سے غیر کفو سے نکاح کیا بدون مرضی ولی کے تو یہان بھی ولی کو تفریق کا اختیار ہے [illegible]

کہ نکاح اول کی رضامندی [illegible] دوسرے نکاح [illegible] فیفسخہ القاضی مالم یسکت حتی تلد منہ لئلا یضیع الولد تو نکاح کو فسخ کرے قاضی [illegible]

سکوت نہ کیا ہو ولی نے یہان تک کہ عورت شوہر غیر کفو سے جنے اور اگر اس سے لڑکا پیدا ہو تو ولی کو حق اعتراض نہ رہا تا کہ لڑکا ضائع نہ ہو معلوم ہوا کہ [illegible]

قاضی کے جدائی کا اختیار ولی کو نہین اور قبل تفریق قاضی کے نکاح کے احکام مثل ارث اور طلاق کے ثابت رہینگے سو اگر تفریق بعد دخول کے ہوئی تو

عورت کو مہر معین ملیگا اور عدت لازم ہوگی اور اگر قبل دخول کے تفریق ہوئی تو مہر نہ ملیگا اسواسطے کہ جدائی شوہر کی طرف سے نہین کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا

عن الخانیۃ وینبغی الحاق الحبل الظاہر بہ اور مناسب ہے حمل ظاہر کا ملحق کرنا ولادت کے حکم سے یعنی اگر ولی ساکت رہا یہانتک کہ عورت حاملہ ہو گئی تو حق فسخ کا ساقط

ہو گیا اور یہ تجویز ہے صاحب درمختار کی ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وہو المختار للفتوی اور فتوی دیا گیا غیر کفو مین عدم جواز نکاح کا یعنی اگر عورت غیر کفو

سے بدون مرضی ولی کے نکاح کرے تو اصلا جائز نہین اور یہی روایت پسندیدہ ہے فتوی دینے کے واسطے اور یہی روایت کی ہے حسن بن زیاد نے امام اعظم رح

سے کہ اگر زوج کفو ہو تو نکاح بدون ولی کے نافذ ہوگا اور اگر غیر کفو ہو تو ہرگز نافذ نہ ہوگا اور سراج مین خانیہ سے نقل کیا کہ ہمارے زمانہ مین مختار فتوی دینے

کے واسطے حسن کی روایت ہے اور ذخیرہ مین ہے کہ حسن کی روایت کو اکثر مشائخ نے لیا ہے لفساد الزمان عدم جواز پر فتوے ہوا بسبب فساد زمانہ کے

نہ ہر مکلفہ باشرم وحیا ہے کہ عزت کا خیال رکھے نہ ہر قاضی عادل ہے نہ ہر ولی کو نالش کا سلیقہ ہے فلا تحل مطلقۃ ثلثا نکحت غیر کفو بلا رضی ولی بعد معرفتہ

ایاہ فلیحفظ تو نہ شوہر اول کی حلال ہوگی مطلقہ ثلثہ جس نے نکاح کیا غیر کفو سے بدون مرضی ولی کے بعد پہچان لینے ولی کے شوہر غیر کفو سو اسکو

یاد رکھنا چاہیے کہ یہ امر غیر کفو مین کثیر الوقوع ہے یعنی جب فتوے ہوا نکاح غیر کفو کے عدم جواز پر تو ایسے نکاح سے شوہر اول کو مطلقہ ثلاثہ نہ

حلال ہوگی اور اگر مطلقہ کا کوئی ولی نہین یا ولی راضی ہو گیا شوہر غیر کفو کو جان بوجھ کر تو مطلقہ شوہر اول پر حلال ہوگی بعد طلاق دینے شوہر ثانی

کے اور نہر الفائق مین بزازیہ سے نقل کیا کہ برہان الائمہ نے ذکر کیا کہ فتوی امام اعظم رح کے قول پر ہے بسبب ثبات دلیل کے یعنی اگر مکلفہ غیر کفو سے نکاح کرے بدون

مرضی ولی کے تو جائز ہے باکرہ ہو یا ثیبہ کذا فی حاشیۃ المدنی تو معلوم ہوا اس مسئلہ مین فتوی مختلف ہے سو اسکو بھی یاد رکھنا چاہیے وبنا علی الاول وہو ظاہر الروایۃ

فرضی البعض من الاولیاء قبل العقد او بعدہ کالکل لثبوتہ لکل کملا اور بنا بر قول اول کے یعنی ظاہر الروایۃ کے راضی ہونا بعض اولیا کا قبل عقد کے یا بعد عقد

کے سب کے راضی ہونے کے برابر ہے اسواسطے کہ حق ولایت کا ہر ایک کو پورا ثابت ہے یعنی جب ایک ولی راضی ہو جاوے باقی ولیوں کو حق اعتراض [illegible]

مستحقہ فی الوقت مانند ولایت امان اور قصاص کے یعنی اگر ایک مسلمان نے حربی کو امان دی تو اور مسلمانوں کو اُسکا تعرض نہیں پہونچتا اور اسی طرح اگر ایک ولی نے
قصاص معاف کیا تو باقی اولیا کو طلب قصاص کا حق نہ رہا اور کتاب الوقف میں اسکی ہم آگے تحقیق کرینگے لو استووا فی الدرجۃ والا فللاقرب منہم حق الفسخ
ایک ولی کی رضا سب کی رضا کے برابر ہے اگر سب اولیا درجہ میں برابر ہوں جیسے دو بھائی اور دو چچا اور اگر اولیا برابر نہوں ایک زیادہ قریب ہو جیسے باپ
اور دوسرا بعید جیسے مثلاً بھائی تو اولیا میں سے اقرب کو حق ہے فسخ کا یعنے اگر بھائی نے نکاح کر دیا تو باپ نکاح کو فسخ کر سکتا ہے وان لم یکن لہا ولی
فہو ای العقد صحیح نافذ مطلقا اتفاقاً اور اگر عورت کا کوئی ولی نہیں تو عقد صحیح اور نافذ ہے مطلقاً خواہ کفو سے نکاح کیا ہو خواہ غیر کفو سے سب کے
نزدیک وقبضہ ای ولی لہ حق الاعتراض المہر ونحوہ مما یدل علی الرضاء رضاء دلالۃ ان کان عدم الکفاءۃ ثابتاً عند القاضی قبل مخاصمتہ والا
لایکون رضا اور قبض کرنا اُس ولی کا جسکو حق اعتراض ہے مہر کو اور جو مہر کے مانند ہو اس قسم سے جو رضامندی پر دلیل ہو جیسے تحفہ لینا رضامندی ہے
باعتبار دلالت حال کے اگر عدم کفاءت ثابت ہو قاضی کے نزدیک قبل مخاصمت ولی کے اور اگر عدم کفاءت قاضی کے نزدیک ثابت نہیں نالش سے
پہلے تو مہر وغیرہ کا قبض کرنا ولی کی رضا پر دلیل نہیں کما لایکون سکوتہ رضا ما لم تلد جیسا چپ رہنا ولی کا رضامندی پر دلیل نہیں جبتک عورت نہ جنے چنانچہ
یہ مسئلہ سابق ہو چکا واما تصدیقہ بانہ کفو فلا یسقط حق الباقین مبسوط اور تصدیق کرنا ایک ولی کا کہ زوج کفو ہے ساقط نہیں کرتا باقی اولیا کے حق کو کذا
فے المبسوط ولا تجبر البالغۃ البکر علی النکاح لانقطاع الولایۃ بالبلوغ اور جبر کرنا نہیں پہونچتا بالغہ باکرہ پر نکاح کا واسطے قطع ہونے ولایت کے بالغ
ہونے سے فان استاذنہا ہو ای الولی وہو السنۃ او وکیلہ او رسولہ او زوجہا ولیہا واخبرہا رسول او فضولی عدل فسکتت عن ردہ مختارۃ پس اگر اجازت
نکاح کی مانگی بالغہ سے ولی نے اور یہی سنت ہے یا ولی کے وکیل نے یا اُسکے پیغامی نے اجازت مانگی یا اُسکا نکاح کر دیا اُسکے ولی نے استیذان سے پہلے اور خبر کی بالغہ کو
نکاح کی ولی کے پیغامی نے یا فضولی عادل نے فضولی وہ جو ولی کا وکیل اور رسول نہو پھر سکوت کیا بالغہ نے رد نکاح سے حالت اختیار میں تو اگر استیذان کے
وقت عورت کو چھینک یا کھانسی آئی پھر بعد فراغت کے اُسنے کہا کہ میں راضی نہیں نکاح رد ہو گیا ایسا سکوت عذر بے اختیاری لائق اعتبار کے نہیں اور شارح نے
سکوت میں قید عن الرد کی لگائی اسواسطے کہ اگر استیذان کے وقت یا نکاح کی خبر سننے کے بعد بالغہ نے کوئی اجنبی بات کی تو ایسا کلام سکوت میں شمار کیا جاویگا اسواسطے
کہ کلام اجنبی رد نکاح نہیں تو اجازت میں داخل ہوگا او ضحکت غیر مستہزءۃ یا بالغہ ہنسی بدون تمسخر کے سو اگر تمسخر اور استہزا سے ہنسی تو یہ ضحک اذن نہوگا او تبسمت
او بکت بلا صوت فلو بصوت لم یکن اذناً ولا ردا حتی لو رضیت بعدہ انعقد معراج وغیرہ فما فی الوقایۃ والملتقی فیہ نظر یا مسکرائی یا روئی بدون آواز کے اور اگر آواز سے
روئی تو یہ رونا نہ اذن ہوگا نہ رد نکاح کا ہوگا یہانتک کہ اگر راضی ہوگی بعد اس رونے کے تو نکاح منعقد ہو جایگا کذا فی المعراج وغیرہ سو جو روایت وقایہ اور ملتقی
میں ہے اُسمیں نظر اور اعتراض ہے یعنے صحیح نہیں وقایۃ الروایۃ اور ملتقی الابحر میں یوں ہے کہ بالغہ کا رونا بے آواز اذن ہے اور آواز سے رد کی شارح نے اس اعتراض
میں صاحب بحر اور نہر اور منح کی پیروی کی ہے اور حالانکہ متون مقدم ہیں شروح پر اور وقایہ اور ملتقی کے شاہد ہیں اور دو متن یعنی نقایہ اور اصلاح اور اُنکی شرح سو
کیونکر کہا جاوے کہ اُنکی روایت صحیح نہیں بلکہ یوں کہنا اولی ہے کہ اس مسئلہ میں دو قول ہیں کذا فی حاشیۃ المدنی فہو اذن ای توکیل فی الاول ان اتحد الولی
تو یہ سکوت اور ضحک اور تبسم اور بکا اذن ہے نکاح کا یعنی اپنے نکاح کا وکیل کرنا ہے ولی کو اول صورت میں یعنی استیذان میں اگر ولی ایک ہی ہے فلو تعدد
الزوج لم یکن سکوتہا اذناً سو اگر اولیا نکاح کر دینے والے کثیر ہوں تو اسکا سکوت اذن نہ ہوگا مثلاً عورت کے دو بھائی ہیں ایک بھائی نے کہا کہ میں تیرا
نکاح زید سے کرتا ہوں اور دوسرے نے کہا کہ محمود سے کرتا ہوں اور دونوں کے استیذان میں عورت چپ رہی تو یہ سکوت اذن نہوگا واجازۃ فی الثانی ان بقی
النکاح لا لو بطل بموتہ اور سکوت بالغہ کا یا ضحک وغیرہ جائز رکھنا نکاح کا ہے دوسری صورت میں یعنے ولی نے قبل استیذان نکاح کر دیا پھر بعد خبر ہونے
کے اُسنے سکوت کیا تو یہ سکوت اجازت ہے نکاح کی اگر ولی ایک ہو اور اگر اولیا زیادہ ہوں اور بالغہ ہر ایک کی تزویج سنکر سکوت کرے تو یہ سکوت اجازت نہوگا

بلکہ دونون نکاح موقوف رہینگے یہانتک کہ پہر اجازت قولی یا فعلی ظاہر کرے کذا فی البدائع اور اگر دونون کو ایک ساتھ خبر ہو تو دونون ثابت نہ ہونگے
کذا فی حاشیۃ المدنی سکوت اجازت ہوگا اگرچہ صحت ثابت ہو خبر معلوم ہونے تک اور اگر نکاح باطل ہوگیا بسبب موت شوہر کے یعنی شوہر کے مرنے کے بعد عورت
کو خبر نکاح کی پہونچی تو اسوقت مین اُسکا سکوت اجازت ہوگا اسواسطے کہ نکاح خود باطل ہوگیا ولو قالت بعد موتہ زوجنی ابی بامری فالقول
لہا لامرث وتعتد اور اگر بعد مرنے شوہر کے عورت نے کہا کہ میرا نکاح کردیا تھا میرے باپ نے میرے اذن سے اور شوہر کے وارث اُسکے منکر ہین تو عورت
ہی کا قول معتبر ہوگا تو اسپنے شوہر کی وارث ہوگی اور عدت بیٹھے گی ولو قالت بغیر امری لکنہ بلغنی فرضیت فالقول لہم اور اگر عورت نے کہا کہ میرا نکاح میرے
باپ نے بدون میرے اذن کے کیا لیکن جب مجھکو خبر نکاح کی پہونچی تو مین راضی ہوگئی سو اس صورت مین شوہر کے وارثون کا قول معتبر ہوگا تو اُسکو نہ ملیگا نہ
میراث لیکن اگر اُسکو صحت نکاح کا علم ہو تو اُسپر عدت لازم آویگی کذا فی حاشیۃ المدنی وقولہا غیرہ اولی منہ رد قبل العقد لا بعدہ اور عورت کا یون بولنا کہ غیر اسکا بہتر
ہو اُس سے یہ رد ہو قبل عقد کے نہ بعد عقد کے یعنی ولی نے بالغہ سے اذن مانگا زید کے ساتھ نکاح مین اور اُسنے کہا کہ زید کے سوا اور شخص بہتر ہو تو اگر یہ قول عقد سے
پہلے ہو تو اجازت نہوگی انکار ہوا اور اگر بعد عقد کے کہا تو انکار نہوگا بلکہ اجازت ہو کذا فی الظہیریۃ اور بحر الرائق مین کہا کہ قبل عقد اور بعد عقد دونون صورتون
مین یہ قول انکار ہو کذا فی حاشیۃ المدنی ولو زوجہا لنفسہ فسکوتہا رد بعد العقد لا قبلہ اور اگر نکاح کیا بالغہ کا ولی نے اپنے ساتھ تو سکوت کرنا اُسکا رد ہو بعد عقد کے
نہ قبل عقد کے یعنی نکاح کیا ایک شخص نے اپنے چچا کی بیٹی کے ساتھ بدون اُسکے اذن کے پھر جب بالغہ کو خبر پہونچی تو وہ ساکت ہو رہی تو یہ سکوت بعد العقد
رضا نہوگا اسواسطے کہ ابن العم اس نکاح مین اصیل ہوا اپنی طرف سے اور فضولی ہوا عورت کی طرف سے اور متولی عقد طرفین مین یہ شرط ہو کہ فضولی نہو ایک طرف سے
دو طرف سے تو یہ عقد امام اور محمد کے نزدیک قابل رد ہوا اور اجازت کے نہین یہانتک کہ اگر عورت اجازت قولی بھی دے تو بھی صحیح نہین اور اگر استیذان قبل عقد کے ہوا
تو سکوت کرنا اُسکا رضا ہو جائیگا اور عقد صحیح ہوگا بالاتفاق کذا فی الخانیۃ اسواسطے کہ ابن العم اس صورت مین وکیل ہوا عورت کی طرف سے اور اصیل ہوا اپنی طرف سے
سے تو اب اُسکو متولی عقد طرفین ہونا صحیح ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی ولو استاذنہا فی معین فردت ثم زوجہا منہ فسکتت صح فی الاصح اور اگر اذن مانگا ولی نے
عورت سے ایک مرد معین مین تو اُسنے رد کیا تھا پھر بعد اسکے نکاح کردیا اُسی شخص مذکور سے سو ساکت ہو گئی بعد خبر معلوم ہونے کے تو نکاح صحیح ہوگا قول اصح مین بخلاف
ما لو بلغہا فردت ثم قالت رضیت لم یجز لبطلانہ بالرد بخلاف اسکے کہ اگر عورت کو نکاح کی خبر پہونچی تو اُسنے انکار کیا پھر بولی کہ مین راضی ہون تو نکاح نہ جائز ہوگا بسبب باطل
ہو جانے نکاح اول کے انکار سے ولذا استحسنوا التجدید عند الزفاف لان الغالب اظہار النفرۃ عند فجاءۃ السماع اور اسیواسطے بہتر جانا ہو فقہا نے تجدید نکاح کو زفاف
کے وقت اسواسطے کہ غالب عادت کنواری عورتون کی اظہار نفرت ہو نا گہان سماعت نکاح کے وقت یعنی احتمال ہو کہ اعلان نکاح کے وقت نکاح سے نفرت کی ہو اور
نکاح باطل ہوگیا ہو بسبب عدم رضا کے پھر جب بعد اسکے نکاح جدید کرلیا تو یہ اشتباہ جاتا رہا بحر الرائق مین کہا تجدید نکاح اسوقت مستحب ہو جب نکاح قبل استیذان کے ہوا ہو
اگر بعد استیذان کے نکاح ہوا ہو تو اسکی کچھ حاجت نہین کذا فی حاشیۃ المدنی ولو استاذنہا فی معین فسکتت فوکل من یزوجہا ممن سماہ جاز ان عرفت الزوج والمہر
کما فی القنیۃ اور اگر اذن لیا ولی نے عورت سے ایک مرد معین مین سو اُسنے سکوت کیا پھر وکیل کیا ولی نے ایک شخص کو کہ عورت کا نکاح کردے اُس سے جسکا نام
لے دیا تو یہ توکیل اور عقد وکیل جائز ہو اگر زوج اور مہر کی معرفت ہوگئی ہو کذا فی القنیۃ صحت نکاح مین معرفت زوج کی ضرور ہو عورت بھی اُسکو جان گئی ہو اور وکیل
بھی جان گیا ہو تاکہ دوسرے سے نہ عقد کردے اور مہر کی معرفت مین اختلاف ہو چنانچہ ماتن آگے تصریح کریگا کہ دریہ صحت نکاح کی موقوف نہین وتشکل فی الجوا
لیس للوکیل ان یوکل بلا اذن فمقتضاہ عدم الجواز اور نہاستشنا قوا اور مشکل جانا ہو مسئلہ سابق کو بحر الرائق مین اسطرح ہو کہ وکیل کو اختیار نہین کہ دوسرے کو
وکیل کرے بدون اجازت موکل کے تو اس سے لازم آتا ہو عدم جواز نکاح کا یعنی بالغہ کے سکوت سے ولی اُسکا وکیل ٹھہرا پھر اُسکو وکیل کرنے کا اختیار نہین کہ ولی
کے وکیل کی تزویج جائز ہو یا کیسے کہ یہ مسئلہ اس قاعدے سے مستثنیٰ ہو یعنی ہر چند وکیل کو توکیل کا اختیار نہین لیکن نکاح مین اختیار ہو اسواسطے کہ فقہا نے تصریح کی ہو کہ نکاح

کی وکالت حقیقی وکالت نہین بلکہ یہان سفیر محض اور معتبر ہوتا ہے اور اسیواسطے حقوق عقد کے وکیل کی طرف رجوع نہین کرتے اور باب الوکالت مین آویگا کہ اگر موکل
نے قیمت معین کر دی ہو تو وکیل کو اختیار ہے کہ دوسرے کو وکیل کر دے اسیطرح یہان بھی شوہر اور مہر معروف اور معلوم ہین تو البتہ وکالت صحیح ہوگی تو اب کچھ اشکال باقی نرہا
کذا فی حاشیة المدنی ان علمت بالزوج اور ساتھ ہو لتظہر الرغبة فیه او عنه ولو فی ضمن العام کجیرانی او بنی تمیم ولو تحصین سکوت بالغہ کا اذن ہوگا اگر وہ جان گئی ہو
شوہر کو کہ وہ کون ہے تاکہ اسمین شوق ظہور کرے یا نفرت اگرچہ علم شوہر کا ضمن عام ہو جیسے ولی نے کہا کہ مین تیرا نکاح کرتا ہون اپنے ہمسایون سے یا اپنے چچا کے بیٹون
مین سے ایک مرد کے ساتھ بشرطیکہ وہ گنتی مین ہون تا ہر ایک کا حال عورت کو معلوم ہو سکے والا لا لم تفوض له الامر اور اگر گنتی مین نہ ہونگے تو رضا نہ ثابت ہوگی جبتک
ولی کو اپنا امر سپرد نہ کرے مثلاً اگر یون کہے کہ جو تو کرے مین اسمین راضی ہون یا یون کہے کہ میرا نکاح کر دے جس سے تو چاہے تو البتہ رضا ثابت ہوگی لا العلم بالمہر وقیل
یشترط وہو قول المتاخرین کذا فی البحر عن الذخیرة واقرہ المصنف وما صححه فی الدرر عن الکافی ردہ الکمال شرط نہین مہر کا علم یعنے استیذان مین مقدار مہر کا علم ضرور
نہین اسواسطے کہ صحت نکاح مہر پر موقوف نہین کذا فی الہدایہ اور بعضون نے کہا کہ مہر کا ذکر کرنا شرط ہے اسواسطے کہ قلت اور کثرت مہر سے شوق مختلف ہوتا ہے اور
یہی ہے قول متاخرین فقہا کا کذا فی البحر عن الذخیرہ اور مصنف نے بھی اسی قول کو ثابت رکھا ہے شرح منح الغفار مین اور جسکی تصحیح کی ہے درر مین بروایت کافی
کے اسکو رد کیا ہے کمال الدین محقق نے درر مین کہا کہ اگر ولی باپ یا دادا ہے تو ذکر شوہر کا کافی ہے مہر کا ذکر ضرور نہین اور اگر باپ دادا کے سوا اور کوئی ولی ہے تو مہر کا تسمیہ
ضرور ہے محقق نے اسکو یون کہا کہ اسطرح تفصیل کرنا قائل کی غفلت ہے اسواسطے کہ باپ دادا مین اور انکے سوا اور اولیا مین تفرقہ کرنے کا محل تزویج صغیر و صغیرہ
مین ہے جہان ولایت اجبار ثابت ہے اور یہان گفتگو بالغہ مین ہے اسمین باپ اجنبی کے برابر ہے بدون اسکی رضا کچھ نہین کرسکتا وکذا اذا زوجها الولی عندہا ای
بحضرتہا فسکتت صح فی الاصح ان علمته کما مر اور اسیطرح جب نکاح کر دیا بالغہ کا ولی نے اسکے روبرو پھر وہ چپ رہی تو نکاح صحیح ہوگا قول اصح مین
بشرطیکہ شوہر کو نسے جانا ہو چنانچہ سابق مین مذکور ہو گیا والسکوت کالنطق فی سبع وثلثین مسئلة مذکورة فی الاشباہ اور سکوت نطق کے برابر ہے
سینتیس مسئلہ مین جنکا ذکر اشباہ مین ہے کتاب الاشباہ والنظائر مین ابن نجیم صاحب بحر الرائق نے بارھوین قاعدہ مین کہا کہ سینتیس مسئلہ مین
سکوت مانند نطق کے ہے ۱ سکوت باکرہ کا وقت استیذان ولی کے قبل عقد ہو یا بعد ۲ سکوت کرنا اسکا اپنے قبض مہر کے وقت ۳ سکوت باکرہ کا
اپنے بالغ ہونے کے وقت اپنے خیار نفس مین جب کہ باپ دادا کے سوا اور ولی نے اسکا نکاح کیا ہو ۴ عورت نے نکاح کرنے کی قسم کھائی ہو پھر اسکے
باپ نے اسکا نکاح کر دیا اور وہ چپ رہی تو حانث ہو گی یعنی قسم ٹوٹ جائیگی ۵ سکوت متصدق علیہ یعنی فقیر کا برابر قبول کے ہے نہ موہوب له کا ۶ قبض موہوب له
اور متصدق علیہ کے وقت سکوت کرنا مالک کا اذن مین داخل ہے ۷ سکوت وکیل کا قبول ہے اور رد کرنے سے وکالت رد ہو جاتی ہے ۸ سکوت مقرله کا
قبول ہے ۹ مفوض الیہ یعنی جسکو کچھ سپرد کیجیے اسکا چپ رہنا قبول ہے اور رد ہوتا ہے رد کرنے سے ۱۰ موقوف علیہ کا سکوت جبکہ کوئی چیز وقف کیجیے
قبول ہے اور رد ہوتا ہے رد کرنے سے ۱۱ بیع التلجیہ مین بائع یا مشتری نے کہا کہ مین اس بیع کو صحیح کرتا ہون اور دوسرا چپ رہا تو یہ سکوت تصحیح بیع ہوگا ۱۲
غانمین مین تقسیم مال کے وقت یا ملک قدیم کا سکوت رضامندی ہے ۱۳ عبد کو بیع اور شری کرتے دیکھکر مشتری بالخیار کا سکوت کرنا خیار کو ساقط
کرتا ہے ۱۴ مشتری کا قبضہ مبیع پر دیکھکر اس بائع کا سکوت کرنا جسکو حبس مبیع مین اختیار تھا اجازت ہے قبضہ کرنے کی ۱۵ بیع معلوم ہونے کے
وقت شفیع کا سکوت حق شفعہ کا مبطل ہے ۱۶ غلام کو غیر کا مال خرید فروخت کرتے دیکھکر مولی کا سکوت اجازت ہے تجارت کی ۱۷ مولی نے قسم کھائی کہ غلام کو
تجارت کا اذن نہ دونگا پھر سکوت کیا خرید فروخت کرتے دیکھکر تو حانث ہوگا ۱۸ غلام کا سکوت اور انقیاد بیع اور رہن کے وقت اقرار ہے غلامی کا ۱۹ ایک
شخص نے قسم کھائی کہ فلانے شخص کو اپنے گھر نہ اترنے دونگا پھر اسکو اپنے گھر مین اترتے دیکھا اور سکوت کیا تو حانث ہوگا ۲۰ شوہر کا سکوت کرنا عورت کی
ولادت کیوقت یا مبارکبادی سنتے کیوقت اقرار ہے ثبوت نسب کا پھر سکوت کے بعد نفی ولد کا اختیار نہین ۲۱ مولی کا سکوت نزدیک ولادت ام ولد کے اقرار ہے ولد کا ۲۲ قبل بیع

جسیع [illegible] سے مسئلہ سکوت کے رضا ہے سبب ہو نہ جیسے خبر عادل ہو ۳۳ سکوت باکرہ کا نزدیک ولی کے معلوم ہونے کے وقت مہر اور لڑکی کی [illegible]
[illegible] اگر وقت شوہر نے سکوت کیا تو یہ سکوت اقرار ہوا ۳۳ [illegible] شوہر کی [illegible] اسی [illegible] مرتبہ کا بچہ [illegible]
[illegible] کی [illegible] ۳۵ ایک شخص نے دیکھا کہ [illegible] شے بیچ رہا ہے مشتری
[illegible] تو اسکے سکوت اسکے ذمہ کو [illegible] ۳۶ شرکت عنان کے دو شریک ہیں ایک نے [illegible]
[illegible] اپنے دوست [illegible] اور دوسرا چپ رہا تو وہ چیز دونوں کی شراکت ہو گی ۳۷ وکیل نے موکل سے کہا کہ لونڈی چیز تو [illegible]
[illegible] اور وہ [illegible] وہ چیز وکیل ہی کی ہو گی ۳۸ صبی عاقل کو خرید و فروخت کرتے دیکھکر اسکے ولی نے سکوت کیا تو یہ اذن ہوا ۳۹ [illegible]
[illegible] تو یہ سکوت رضا ہے ۴۰ قسم کھائی کہ مملوک سے خدمت نہ لونگا پھر وہ بدون اسکے امر و نہی کے خدمت کرے
[illegible] اور یہ ساکت ہے تو حانث ہوا [illegible] جامع الفصولین وغیرہ میں ہے اور سات اگلے اشباہ کے مصنف نے زیادہ کیے ۴۱ ان میں بیٹی کے جہیز میں کچھ
اسباب باپ کا دیا اور باپ ساکت ہے تو اسکو پھیر لینا نہیں پہنچتا ۴۲ ماں نے بیٹی کے جہیز میں وہ سامان دیا جسکا رواج ہے اور باپ ساکت تھا تو ماں ضامن [illegible]
نہوگی ۴۳ زیور پہنے لونڈی کو بیچا بدون شرط کے پھر لونڈی مشتری کو مع زیور حوالہ کی اور وہ اسکو لیگیا اور بائع ساکت رہا تو یہ سکوت بمنزلہ تسلیم کے
زیور [illegible] ہوگا ۴۴ استاد کے آگے شاگرد کا پڑھنا اور استاد کا چپ رہنا تو یہ سکوت بمنزلہ نطق کے ہے قول صحیح میں ۴۵ [illegible]
کا ساکت رہنا انکار ہے اور بعضوں نے کہا کہ انکار نہیں کذا فی القضاء الخلاصۃ ۴۶ سکوت راہن کا مرتہن کے قبضہ کرتے وقت مرہون پر ۴۷
قاضی نے شاہد کا حال مزکی سے پوچھا اور اُسنے سکوت کیا تو اُسکا سکوت تعدیل ہے شاہد کی اور یہ مسئلہ حموی نے اشباہ کے حاشیہ میں زیادہ کیے تو سب
[illegible] مسئلے ہوتے ہیں سکوت بمنزلہ نطق کے ہے خوف طوالت سے انکا ذکر کرنا ضرور نجانا فان استاذنہا غیر الاقرب کاجنبی او ولی ابعد فلا عبرۃ لسکوتہا سو اگر اذن
چاہا باکرہ بالغہ سے غیر ولی اقرب نے جیسے اجنبی یا ولی بعید نے اقرب ولی کے ہوتے تو اُسکے سکوت کا اُسوقت میں کچھ اعتبار نہیں بل لابد من القول
کالثیب البالغۃ بلکہ اسوقت میں بولنا ضرور ہے مثل ثیب بالغہ کے ثیب اس عورت کو کہتے ہیں جسکا ایک بار نکاح ہوا اور صحبت بھی ہوئی پھر شوہر کی موت سے
یا طلاق وغیرہ سے جدائی ہوئی لا فرق بینہما الا فی السکوت نہیں فرق دونوں میں مگر سکوت میں یعنے باکرہ بالغہ اور ثیبہ بالغہ میں سوا سکوت اور کچھ فرق نہیں مثلاً
باپ نے اذن نکاح کا چاہا تو اسوقت میں باکرہ بالغہ کا سکوت دلیل ہے رضا کی اور ثیبہ کا سکوت کافی نہیں بدون رضای قولی کے لان رضاہا یکون بالدلالۃ کما
ذکرہ بقولہ او ما ہو فی معناہ من فعل یدل علی الرضاء کطلب مہرہا ونفقتہا وتمکینہا من الوطی ودخولہ بہا برضاہا ظہیریۃ اسواسطے کہ دونوں کی رضا
دلالت حال سے بھی معلوم ہوتی ہے چنانچہ مصنف نے اپنے اس قول میں بیان کیا یعنی ضرور ہے رضاے قولی یا جو قول کے مانند ہے یعنے وہ فعل جو رضا پر
دلالت کرے جیسے اپنا مہر مانگنا اور نفقہ مانگنا اور وطی کی قدرت دینا اور اپنی خوشی سے شوہر سے خلوت کرنا کذا فی الظہیریۃ مراد دخول سے خلوت ہے نہ وطی اسواسطے
کہ وطی کا ذکر اول ہو چکا وقبول التہنیۃ والضحک سرورا ونحو ذلک بخلاف خدمتہ او قبول ہدیتہ اور مبارکبادی کو قبول کرنا اور خوشی سے ہنسنا اور مانند ان
افعال کے رضامندی پر دلیل ہیں جیسے اپنا اسباب شوہر کے گھر اٹھوا لیجانا بخلاف خدمت کرنے شوہر کے اور قبول کرنے اُسکے تحفہ کے کہ یہ رضامندی کی دلیل نہیں
من زالت بکارتہا بوثبۃ ای نطۃ او درور حیض او حصول جراحۃ او تعنیس ای کبر کہ حقیقۃ کتفریق بجب وعنۃ او طلاق او موت بعد خلوۃ قبل
وطی جس عورت کی بکارت زائل ہوئی یعنے شرمگاہ کا پردہ صحبت کیا اچھلنے کودنے سے یا حیض جاری ہونے سے یا وہاں زخم لگنے سے یا زیادہ عمر ہونے سے تو
وہ عورت حقیقی باکرہ ہے کہ مطلق مردوں سے خبر نہیں مانند اس عورت کے جسکی تفریق واقع ہوئی شوہر کے مقطوع الذکر و مخنث ہونے سے یا اُسکے نامرد ہونے سے یا
طلاق دینے یا مرنے شوہر سے بعد خلوت قبل وطی کے او زنا و ہذہ فقط بکر حکما ان لم یتکرر ولم تحد بہ یا بکارت زائل ہوئی ہے زنا سے اور یہی عورت فقط حکمی باکرہ ہے

یعنے بمنزلہ باکرہ کے ہے بشرطیکہ تکرار زنا کی نہ ہوئی ہو اور زنا کی حد بھی اُس پر نہ قائم ہوئی ہو خلاصہ یہ کہ باکرہ حقیقی اور حکمی کا سکوت وقت استیذان
ولی کے بجائے نطق کے ہے بولنا اسکا شرط نہیں والا فثیب کموطوءۃ بشبہۃ او بنکاح فاسد اور اگر چند بار زنا ہوا یا اُس پر زنا کی حد ماری گئی تو وہ
باکرہ نہیں ثیب ہے مانند اس عورت کے جسکی صحبت شبہہ سے ہوئی یا نکاح فاسد سے **قال الزوج للبکر البالغۃ بلغک النکاح فسکتت و**
قالت بل رددت النکاح ولا بینۃ لہما علی ذلک ولم یکن دخل بہا طوعا فی الاصح فالقول قولہا بیمینہا علی المفتی بہ کہا زوج نے
باکرہ بالغہ سے کہ تجھکو خبر پہونچی نکاح کی سو تو ساکت رہی اور اُسنے کہا بلکہ مین نے نکاح کو رد کیا اور حالانکہ دونون کے گواہ نہین اپنے اس دعوی پر
اور دخول بھی رضامندی سے نہوا قول اصح مین تو لائق اعتبار کے عورت کا قول ہوگا اُسکی قسم کھانے کے ساتھ بنا بر قول مفتی بہ کے یعنی اگر عورت قسم
کھائیگی تو نکاح نہ ثابت ہوگا **وتقبل بینتہ علی سکوتہا لانہ وجودی بضم الشفتین** اور مقبول ہونگے زوج کے گواہ زوجہ کے سکوت پر اسواسطے کہ سکوت امر وجودی
ہے بسبب ملانے دونون لبون کے یہ جواب ہے سوال مقدر کا کہ سکوت عبارت ہے عدم کلام سے پھر زوج کے گواہ نفی پر کیونکر مقبول ہونگے شارح نے جواب
دیا کہ سکوت دونون لبون کے ملانے سے ہوتا ہے تو وجودی ہوا نہ کہ عدمی **ولو برہنا فبینتہا اولی الا ان یبرہن علی رضاہا او اجازتہا** اور اگر دونون گواہ
لائے تو عورت کے گواہ اولی ہین لیکن اگر شوہر گواہ لایا عورت کی رضامندی پر یا اُسکی اجازت پر تو شوہر کے گواہ اولی ہونگے **کما لو زوجہا ابوہا مثلاً**
زاعماً عدم بلوغہا فقالت انا بالغۃ والنکاح لم یصح وہی مراہقۃ قال الاب او الزوج بل ہی صغیرۃ فان قولہا ان ثبت ان سنہا تسع چنانچہ اگر نکاح
کر دیا عورت کا مثلاً اُسکے باپ نے نابالغہ جانکر سو عورت نے کہا کہ مین تو بالغہ ہون اور نکاح صحیح نہین اور حالانکہ وہ قریب البلوغ ہے اور کہا باپ نے یا زوج نے بلکہ
یہ صغیرہ ہے اس صورت مین بھی معتبر قول عورت ہی کا قول ہوگا اگر یہ ثابت ہو کہ عورت کی عمر نو برس کی ہے **وکذا لو ادعی المراہق بلوغہ** اور اسی طرح اگر دعوی کیا بھی
قریب البلوغ نے اپنے بلوغ کا یعنی باپ نے اپنے بیٹے کی کوئی چیز بیچی بیٹا بولا کہ مین بالغ ہون بدون میری مرضی بیع صحیح نہین اور باپ یا مشتری نے
کہا بلکہ وہ نابالغ ہے تو قول بیٹے کا معتبر ہوگا **ولو برہنا فبینۃ البلوغ اولی** اور اگر باپ بیٹے دونون نے گواہ گذرانے تو گواہ بلوغ کے اولی ہونگے **علی الاصح**
قول صغیرہ یا صغیر کا معتبر ہے بنا بر مذہب اصح کے اور غیر اصح مین قول باپ کا معتبر ہے **بخلاف قول الصغیرۃ رددت حین بلغت وکذبہا الزوج فالقول لہ لانکارہ**
زوال ملکہ بخلاف اس قول صغیرہ کے کہ مین نے نکاح رد کیا جب مین بالغ ہوئی اور زوج اُسکی تکذیب کرتا ہو تو یہان معتبر قول زوج کا قول ہوگا اسواسطے کہ
زوج اپنے زوال ملک کا منکر ہے اور صغیرہ مدعی ہے ظاہر ہین اور حالانکہ لائق اعتبار کے منکر کا قول ہوتا ہے نہ مدعی کا **لو اختلفا بعد زمان البلوغ ولو حالۃ البلوغ**
فالقول قولہا شرح وہبانیۃ فلیحفظ لائق اعتبار کے قول زوج کا ہے اگر صغیرہ اور زوج مین اختلاف ہوا ہو بعد زمان بلوغ کے اور اگر وقت بلوغ کے اختلاف
ہوا تو قول صغیرہ کا معتبر ہوگا کذا فی شرح الوہبانیۃ سو اسکو یاد رکھنا چاہیے **وللولی الآتی بیانہ انکاح الصغیر والصغیرۃ جبراً ولو ثیبا کمعتوہ ومجنون شہراً**
اور واسطے اُس ولی کے جسکا بیان آگے آویگا اختیار ہے صغیر اور صغیرہ کے نکاح کر دینے کا زبردستی اگرچہ صغیرہ ثیب ہو مانند احمق بدتدبیر اور مجنون کے
جسکا جنون مہینہ بھر برابر رہتا ہو **ولزم النکاح ولو بغبن فاحش بنقص مہرہا وزیادۃ مہرہ او زوجہا بغیر کفو ان کان الولی المزوج بنفسہ بغبن ابا او جدا**
وکذا المولی وابن المجنونۃ اور لازم ہوگا نکاح یعنی صغیر اور صغیرہ کو فسخ کا اختیار نہین ہوگا بعد بلوغ کے اگرچہ نکاح نقصان صریح سے ہوا ہو اسطرح کہ صغیرہ کا مہر کم
کر دیا ہو اور صغیر کا زیادہ یا اگرچہ صغیرہ کا نکاح غیر کفو سے کر دیا ہو اگر ولی جسنے نکاح بذات خود صریح نقصان سے کیا ہو باپ ہے یا دادا اور اسی طرح مولا بھی
جسنے صغیر اور صغیرہ غلام لونڈی کا نکاح کرکے آزاد کیا اور اسیطرح مجنون کا بیٹا **ولم یعرف منہما سوء الاختیار مجانۃ وفسقا وان عرف لا یصح النکاح اتفاقاً**
ایسے باپ یا دادا کا نکاح کر دینا لازم ہے جنکی بدتدبیری از راہ بیباکی اور فسق کے معروف نہین اور اگر اُنکی بدتدبیری معروف ہے تو نکاح صحیح نہین باتفاق
امام اور صاحبین کے **وکذا لو کان سکران فزوجہا من فاسق او شریر او فقیر او ذی حرفۃ دنیۃ لظہور سوء اختیارہ فلا یعارضہ شفقتہ المظنونۃ** اور اسی طرح

و اتفاق نہو تو تیمت مہر کا سبب ہے ... جب صغیرہ کا نکاح کرے ... سے ... جو مہر مثل سے ... [illegible]
سب قبلے سے جیسے کہ ... صحیح ہے ... بسبب ... جب تک ... کی شفقت ... مذہب شرعی کی ...
لینے ان سے بیٹوں میں ولی کی شفقت کامل ہی کان شفقت ناقص ولیا وان کان المزوج غیرہما ... قاضی ...
اور جب ... لم یجز النکاح اصلا من غیر کفو و بغبن فاحش اصلا اگر نکاح کر دیے ولا باپ دادا کے سوا اگرچہ
ان ... قاضی یا باپ کا وکیل ... بحث ... کہ اگر باپ نے اپنے وکیل سے مہر مثل سے کمی کر کے تو نکاح صحیح ہے ... غیر کفو سے
نکاح صحیح نہ ہوگا ... نقصان سے ہے ... صدر الشریعۃ ... کتاب ... الشریعۃ میں ہے ... غیر کفو یا نقصان
مہر سے نکاح کر دینا صحیح ہے اور صغیر اور صغیرہ کو بعد بلوغ کے فسخ کا اختیار ہے ... صحیح نہیں کذا فی فتح القدیر و نہایۃ البیان اگر کان
من کفو و بمہر المثل صح ولکن لہما ای للصغیر والصغیرۃ ... خیار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ او العلم بالنکاح ... اور اگر
تزویج غیر باپ دادا ... کفو سے ہو اور ساتھ مہر مثل کے تو نکاح صحیح ہے لیکن ان دونوں کو یعنی صغیر اور صغیرہ ... اور مجنون کو اختیار ہے
نکاح فسخ کر دینے کا اگرچہ بعد دخول کے ہو فسخ کا اختیار ہے بالغ ہونے کے وقت یا بعد بالغ ہونے کے نکاح معلوم ہونے کے وقت یعنی اگر اول سے نکاح
کا علم تھا تو بلوغ کے وقت اختیار ہے اور اگر نکاح اول معلوم نہ تھا تو بعد بلوغ کے جس وقت معلوم ہونے تک اختیار ہے ... کم مہر کی ... باپ ... برابر ... لیا
کو مہر ... نہیں ہوتی تو اسواسطے صغیر اور صغیرہ کے وقت بلوغ کے اختیار ... خیار العتق اور اختیار آزادی کا اختیار بلوغ
سے ... مثلا صغیرہ لونڈی کا مالک نے نکاح کر دیا پھر اسکو قبل بلوغ آزاد کیا تو بلوغ کے وقت ... اختیار جمع ہوئے خیار بلوغ اور خیار عتق سو ایسی صورت
میں کون سے فسخ کا اختیار ہوگا خیار بلوغ سے یا خیار عتق سے شارح نے جواب دیا کہ بوجہ خیار عتق کے خیار بلوغ کی کچھ حاجت نہیں بسبب قوی ہونے خیار
عتق کے اسواسطے کہ خیار عتق بسبب سکوت اور قیام مجلس سے باطل نہیں ہوتا بخلاف خیار بلوغ کے اور حق یہ ہے کہ اس صورت میں خیار بلوغ مطلق نہیں اسواسطے کہ
تزویج مولی کی بمنزلہ تزویج اب اور جد کے ہے اور حالانکہ وہاں بلوغ کے وقت یہ فسخ کا اختیار نہیں کذا فی حاشیۃ المدنی ... صغیر فرق بینہما ...
بشرط القضاء للفسخ فیتوارثان فیہ ویلزم کل المہر اور اگر بالغ ہوئی زوجہ اور زوج صغیر ہے اور زوجہ نے نکاح توڑنا چاہا تو تفریق کرائی جائیگی ... غیر کے
باپ کے روبرو یا اسکے وصی کے روبرو بشرط حکم قاضی کے واسطے فسخ کے تو دونوں باہم وارث ہونگے ایک دوسرے کے نکاح میں اور لازم ہوگا تمام مہر لینے وقت
بلوغ صغیرہ کے قاضی نے نکاح فسخ نہ کیا یہانتک کہ دونوں میں سے کوئی مر گیا تو بسبب نکاح باقی رہنے کے ایک دوسرے کا وارث ہوگا اور تمام مہر لازم آئیگا
اسواسطے کہ موت بمنزلہ دخول کے ہے مہر پورا کرنے میں ثم الفرقۃ ان من قبلہا فسخ لا ینقص عدد الطلاق پھر جدائی اگر عورت کی جانب سے ہے تو فسخ ہی نکاح کا کم
نہیں کرتا طلاق کے عدد کو یعنی اگر زوج نے بعد فسخ کے بخوشی اسکے نکاح کیا تو زوج پوری تین طلاق کا مالک ہوگا یہاں وہ فرقت مراد ہے جو غیر ہو خیار بلوغ
کی کہ وہ تو محض فسخ ہے طلاق کا اسمین احتمال نہیں ولا یلحقہا طلاق الا فی الردۃ اور نہیں لاحق ہوتی طلاق اس عورت کو جو فسخ کی عدت میں ہے مگر مرتد ہو جانے
میں طلاق لاحق ہوتی ہے یعنی ارتداد عورت کا اگرچہ فسخ ہے لیکن مرتدہ کی عدت میں طلاق پڑ سکتی ہے وان من قبلہ فطلاق اور اگر فرقت جانب زوج سے ہے
تو طلاق ہے فرقت زوج سے مراد وہ فرقت ہے جو عورت کی طرف سے نہو سکے تو تقبیل اور اسلام اور ارتداد اور خیار بلوغ وغیرہ کی فرقت نکل گئی اسواسطے
کہ اس قسم کی فرقت طلاق نہیں بلکہ فسخ ہے کیونکہ عورت اور مرد دونوں کی طرف سے یہ فرقت ہوتی ہے فقط مرد ہی کو خاص نہیں الا ملک اور ردۃ اور خیار
عتق مرد کی طرف فرقت طلاق ہے لیکن ملک یا ارتداد یا خیار عتق میں طلاق نہیں ملک کی صورت یہ کہ ایک مرد نے لونڈی سے نکاح کیا پھر اسکو
مول لیا تو نکاح فسخ ہو گیا تو جدائی مرد کی طرف سے ہوئی اور طلاق نہ ہوئی بلکہ فسخ ہوا اور ارتداد زوج بھی فسخ ہے طلاق نہیں اور ذکر خیار عتق میں

شارح سے سہو ہی اسواسطے کہ غلام کو خیار عتق نہین ہوتا چنانچہ اسکی تصریح باب نکاح الرقیق مین آویگی ولیس لنا فرقة منه ولا مهر علیه الا اذا اختار نفسه بخیار عتق
اور نہین ہی ہم حنفیون کے نزدیک کوئی جدائی زوج کی طرف سے جسمین زوج پر مہر نہو مگر جب کہ اختیار کرے اپنی ذات کو خیار عتق سے شارح کو لازم تھا
کہ بجاے خیار عتق کے خیار بلوغ کہتا چنانچہ ابھی اسکا ذکر ہو چکا یعنے زوج کی طرف کی سب جدائیون مین زوج پر مہر دینا واجب ہی سواے خیار بلوغ کے
کہ اسمین مہر ساقط ہی کذا فی حاشیة المدنی والطحطاوی وشرط الکل قضاء الا ثمانیة اور شرط ہی سب جدائیون کے واسطے حکم قاضی کا مگر آٹھ جدائیون مین
قاضی کا حکم شرط نہین ونظمه فی النهر فقال اور نظم کیا ہی نہر الفائق مین سولون کہا ہے کہ مصنف نے فرق النکاح اتتک جمعا نافعا ÷ فسخ طلاق فیه هذا الدرر
یحکیها ÷ جدائیان نکاح کی آئین تیرے پاس مجموعہ نافع ہوکر اور وہ دو جنس مین منحصر ہین فسخ یا طلاق اور یہ نظم جو نفاست مین موتی کے مانند ہی انکو بیان
کرتی ہی ۔ تباین الدار مع نقصان مهر کذا ۔ فساد عقد وفقد الکفو نبیها اول فرقت مین تباین دار دوسری فرقت کمی مہر کی ساتھ نکاح کے اسی طرح
تیسری فرقت فساد عقد اور چوتھی فرقت فقدان کفو کا عورت کو خبر موت کی سناتا ہی تباین دار مثلاً عورت دار الحرب چھوڑکر دار الاسلام مین آگئی
مسلمان ہوکر یا ذمیہ ہوکر تو اپنے شوہر سے جدا ہو گئی اگر حاملہ نہ ہو تو فی الفور اسکا نکاح درست ہی دوسری فرقت نقصان مہر سے یعنی عورت نے اپنا نکاح
مہر مثل سے کم کر لیا تو ولی دونون مین تفریق کروائیگا اگر قبل دخول کے تفریق ہوئی تو کچھ مہر نپاویگی اور اگر بعد دخول کے تفریق ہوئی تو مہر مسمی پاویگی تیسری فرقت
فساد عقد کی جیسے لونڈی سے نکاح حرہ پر چوتھی فرقت فقدان کفو کی یعنی جب عورت نے نکاح غیر کفو سے کر لیا تو اولیا کو فسخ کرا دینے کا حق ہی تقبیل سبی اسلام
المحارب ÷ وارضاع ضرتها قد عددا فیها ÷ پانچوین فرقت تقبیل کی چھٹی فرقت سبی کی ساتوین فرقت اسلام حربی کی آٹھوین فرقت سوت کے دودھ پلانے کی
اسلام اور ارضاع بھی انھین مین معدود ہین تقبیل کی فرقت یعنی بوسہ لینے سے نکاح ٹوٹنا مراد تقبیل سے جو عمل کہ حرمت مصاہرت کا باعث ہو مثلاً عورت نے
شوہر کے بیٹے کو شہوت سے مساس کیا یا بوسہ لیا تو نکاح ٹوٹ گیا یا شوہر نے زوجہ کی بیٹی کا مساس کیا تو نکاح فسخ ہو گیا سبی کی فرقت یعنی عورت کا قید
ہوکر دار الاسلام مین آنا ناظم سے یہان سہو ہوا اسواسطے کہ باب نکاح الکافر مین معلوم ہوگا کہ عورت تباین دارین سے جدا ہوتی ہی سبی سے جدا نہین ہوتی اور
اگر سبی مع تباین دار مراد لیجیے تو فقط تباین دار فرقت مین کافی ہی سبی کی کچھ حاجت نہین کذا فی حاشیة المدنی اسلام حربی کی فرقت یعنی شوہر حربی مسلمان ہوا اور
عورت کے تین حیض ہو چکے یا تین مہینے گذر گئے تو یہ جدائی فسخ ہی ارضاع کی فرقت یعنی جوان عورت نے اپنی صغیرہ سوت کو دودھ پلایا جسکی عمر دو برس سے کم تھی تو
دونون کا نکاح فسخ ہو گیا ۔ خیار عتق بلوغ ردة وکذا ۔ ملک لبعض وتلک الفسخ تحصیها ÷ نوین فرقت خیار عتق کی دسوین فرقت خیار بلوغ کی گیارھوین
فرقت ارتداد کی بارھوین فرقت ملک بعض کی ان سب جدائیون کو فسخ کرنا ہی یعنی یہ سب جدائیان جو مذکور ہوئین فسخ ہین طلاق نہین خیار عتق
کی فرقت فقط عورت کی طرف سے ہوتی ہی نہ مرد کی طرف سے چنانچہ سابق مین مذکور ہو چکا بخلاف اگلی جدائیون کے کہ وہ دونون طرف سے
ہوتی ہی ملک بعض کی فرقت یعنے زوج زوجہ کا مالک ہوا یا زوجہ زوج کی مالک ہوئی کل ملکیت ہو یا بعض نکاح نرہیگا ناظم نے ملک بعض کو اسواسطے
بیان کیا کہ جب ملک بعض سے فرقت ہوئی تو ملک کل سے بطریق اولی ہو گی ۔ اما الطلاق فجب عنة کذا ۔ ایلاء ولعان ذاک تتلوها ÷ اور جو جدائیان
کہ طلاق ہین وہ چار ہین مجبوب ہونا اور عنین ہونا اور ایلا اور لعان یہ حکم مین ماقبل کا تابع ہی مجبوب ہونے کی جدائی یعنے عورت نے مرد کو
مقطوع الذکر والخصیتین پایا اور اسی طرح عنین یعنے نامرد پانے کی جدائی اور ایلاء کی فرقت یعنی مرد نے چار مہینے صحبت نکرنے کی قسم کھائی اور چار
مہینے بدون جماع گذر گئے لعان کی جدائی یعنے مرد نے عورت کو بدکاری کی نسبت کی بدون گواہون کے پھر کاذب پر لعنت کرکے دونون مین جدائی
ہوگئی یہ سولہ قسم کی جدائیان مذکور ہوئین ان مین سے بارہ جدائیان فسخ ہین اور چار جدائیان طلاق ۔ فقضاء قاض لی شرط الجمیع خلا ÷ عتق وملک و
اسلام اتی فیها ÷ حکم قاضی کا سب ان جدائیون مین شرط ہی سواے خیار عتق اور ملک اور اسلام کے اور انھین مین اگلی چیزین ہین تقبیل سبی

ان دنوں یا الی بہ فقرات من جنس فساد العقد مثالہ التقبیل اور بہی ساتھ ولایت کے اس میری اسیرکو اور متباین در اصل فساد عقد کے یہ فساد عقد
صورت کو اسکے مرتبہ سے نکالتا ہو یعنے کوئی فرقت بدون حکم قاضی کے تمام نہین ہوتی زوجین کو قاضی کے پاس رجوع کرنا ضرور لیکن ان تمام
بعد ایجاد لفظ مین قاضی کے حکم کی کچھ حاجت نہین فرقت خیار عتق کی اور ملک کی اور فرقت اسلام حربی کی اور فرقت تقبیل وغیرہ کی فرقت بھی کی ہو فرقت
بیع کی ہو فرقت تباین دارین کی اور فرقت فساد عقد کی وبطل خیار البکر بالسکوت و مختارۃ عالمۃ باصل النکاح اور باطل ہوتا ہی اختیار باکرہ کا
بشرطیکہ مختار ہو سکوت مین معذور نہو اور اصل نکاح کا علم رکھتی ہو تو اگر چہینک اور کھانسی آنے سے یا کسی کے منہ بند کر لینے سے بول نسکے یہ سکوت
عذر سی باطل خیار کا نہین اور علم نکاح کا اسواسطے شرط ہوا کہ بدون دانست کے تصرف ممکن نہین لیکن ثبوت اختیار کا علم شرط نہین ولو سالت عن قدر مہر
قبل الخلوۃ او عن الزوج او سلمت علی الشہود لم یبطل خیارہا نہر مختار اور اگر باکرہ نے مقدار مہر کی پوچھی قبل خلوت کے یا زوج کا حال پوچھا یا سلام کیا
شاہدون کو تو ایسے کلام سے اسکا اختیار باطل نہین ہوتا چنانچہ یہ روایت نہر الفائق مین ہی بحث کے ساتھ ولا یمتد الی آخر المجلس لانہ کالشفعۃ
اور خیار بلوغ کا دراز نہین ہوتا آخر مجلس تک اسواسطے کہ خیار بلوغ کا مانند حق شفعہ کے ہو یعنے جس مجلس مین عورت کو بلوغ ہوا یا علم نکاح کا ہوا تو
فوراً انکار کرے اگر سکوت کریگی تو ساعت نہوگی جیسے حق شفعہ کا بعد علم بیع کے سکوت سے باطل ہو جاتا ہی ولو اجتمعت مع الشفعۃ تقول اطلب الحقین ثم تبدأ
بخیار البلوغ لانہ دینی والشفعۃ تاملہ بلغت الان حرۃ اختیار نفسی اور اگر حق شفعہ خیار بلوغ کے ساتھ جمع ہو تو کہے مین دو حق طلب کرتی ہون
پھر بیان مین ابتدا خیار بلوغ سے کرے اسواسطے کہ یہ دینی امر ہو اور گواہ کرے اپنے بلوغ پر یون کہتی ہوئی کہ مین اب بالغ ہوئی یہ کہنا احیاء حق
کی ضرورت کے سبب سے ہو بحر الرائق مین کہا کہ جب سے خون حیض دیکھے طلب کرے پھر اگر رات کو دیکھے تو زبان سے یون طلب کرے کہ مین نے نکاح فسخ
کیا اور صبح کو گواہ کرے اور کہے کہ مین نے خون اب دیکھا اسواسطے کہ حیض ہر دم اندک اندک رہی رہتا ہی جسکو یہ کہنا کہ مین نے اب دیکھا کذب نہین
علاوہ اسکے بضرورت احیاء حق ایسا کذب بھی روا ہی چنانچہ امام محمد سے مروی ہی کذا فی حاشیۃ المدنی وان جہلت بالتفرغہا للعلم بخلاف خیار المعتقۃ فانہا
لتشغلہا بالمولی یعنے سکوت سے خیار بلوغ کا باطل ہو جاتا ہی اگرچہ حرہ باکرہ حق خیار سے جاہل ہو بسبب فارغ رہنے حرہ کے احکام شرعی کے دریافت
کے واسطے بخلاف آزاد عورت کی خیار کے کہ اسکو امتداد ہی دریافت ہونے تک بسبب مصروف رہنے لونڈی کے خدمت مولی مین یعنی
دار الاسلام مین حرہ کا جہل عذر نہین اسواسطے کہ وہ جان ومال کی مالک تھی کیون نہ اسنے احکام شرعیہ کو سیکھا اور لونڈی کا جہل عذر ہی اسواسطے کہ
مالک کی خدمت سے فراغت نہ تھی کہ احکام شرعیہ کو سیکھتی وخیار الصغیر والثیب اذا بلغا لا یبطل بالسکوت بلا صریح رضا او دلالۃ علیہ کقبلۃ و
لمس ودفع مہر اور خیار صغیر اور ثیب کا جبکہ وہ بالغ ہون باطل نہین ہوتا سکوت سے بدون صریح رضامندی کے یا جو فعل کہ رضامندی پر دلالت
کرے جیسے بوسہ لینا اور مساس کرنا اور مہر کا دینا یعنی لڑکا نابالغ تھا اور ثیب بھی صغیرہ تھی انکا نکاح غیر اب وجد نے کر دیا تو انکا خیار بعد بالغ ہونے کے
باطل نہین ہوتا ولا یبطل بقیامہما عن المجلس الا ان وقتہ العمر فیبقی حتی یوجد الرضا اور اختیار باطل نہین ہوتا دونون کے کھڑے ہونے سے
مجلس مین سے اسواسطے کہ اسکے اختیار کا وقت تمام عمر ہی سو باقی رہیگا اختیار جب تک کہ رضامندی پائی جاوے ولو ادعت التمکین کرہا صدقت اور اگر
شوہر نے بعد بالغ ہونے ثیب کے جماع کیا اور عورت نے دعوی کیا کہ تیار ہونا جماع پر زبردستی سے تھا تو عورت کی تصدیق کیجائیگی اسواسطے کہ ظاہر
حال اسکا مصدق ہی ومفادہ ان القول لمدعی الاکراہ ولو فی حبس الوالی فلیحفظ اور حاصل کلام سابق کا یہ ہی کہ جو دعوی کرنے زبردستی کا اسکا
قول لائق اعتبار کے ہو اگرچہ مدعی حاکم کی قید مین ہو سو اس قاعدہ کو یاد رکھنا چاہیے الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ ولی نکاح مین
نہ مال مین وہ ہی جو عصبہ ہو بذات خود یہ تعریف ہو نکاح کے ولی کی نہ مال کے ولی کی تعریف آگے آویگی عصبہ بنفسہ کی قید سے عصبہ مع غیرہ

نکل گیا جیسے بنت ابن کے ساتھ عصبہ ہوتی ہے وہو من تتصل بالمیت حتی المعتقہ بلا توسط انثی بیان لما قبلہ اور عصبہ بنفسہ وہ ہے جو لگاؤ رکھے میت سے
حتی کہ آزاد عورت سے بدون واسطے عورت کے کہا شارح نے کہ بلا توسط انثی بیان ہے ما قبل کا یعنی عصبہ بنفسہ کا مثلاً باپ اور بیٹا اور مولی عصبہ بنفسہ ہیں کہ باپ
کا اتصال بیٹے سے اور بیٹی کا اتصال ماں سے اور مولی کا اتصال آزاد عورت سے بواسطہ عورت کے نہیں شارح کو مناسب تھا کہ تعریف عصبہ بنفسہ میں
میت کا لفظ نہ کہتا اسواسطے کہ نکاح میں میت سے کیا علاقہ ہے بلکہ لائق تھا کہ یوں تعریف کرتا کہ عصبہ بنفسہ وہ ہے جو غیر مکلف سے بلا واسطہ عورت کے
اتصال رکھے کذا فی حاشیۃ المدنی علی ترتیب الارث والحجب فیقدم ابن المجنونۃ علی ابیہا لانہ یحجبہ حجب نقصان ولایت نکاح کی اوپر ترتیب وراثت
اور حجب کے ہے تو مقدم ہوگا مجنونہ کا بیٹا مجنونہ کے باپ پر اسواسطے کہ بیٹا حاجب ہوتا ہے باپ کا حجب نقصان کہ اگر بیٹا ہوتا تو باپ سدس یا تا اور بیٹے کے
ہونے سے کل نہ پاویگا چھٹا حصہ پاویگا تو بیٹے کے سبب حجب نقصان ہوا اسواسطے ولایت بیٹے کی باپ پر مقدم ہوئی بشرط حریۃ وتکلیف واسلام فی
حق مسلمۃ ترید التزوج وولد مسلم لعدم الولایۃ عصبہ بنفسہ ولی ہے بشرطیکہ حرہ ہووے اور مکلف ہووے اور مسلمان ہونے کے عورت مسلمان کے حق میں کہ ارادہ
نکاح کا رکھتی ہے اور اسلام شرط ہے ولد مسلم کے حق میں اسواسطے کہ کافر کی ولایت مسلمان پر نہیں اور عبد اور صغیر پر تو مطلق ولایت نہیں ح کذا لا ولایۃ فی نکاح
ولا مال لمسلم علی کافرۃ الا بالسبب العام بان یکون المسلم سید امۃ کافرۃ او سلطانا او نائبۃ او شاہدا یعنی جیسے کافر کو مسلم پر ولایت نہیں ویسے ہی
مسلم کو نکاح اور مال میں کافرہ پر ولایت نہیں مگر عام سبب سے البتہ ولایت ہے سبب عام یہ کہ مسلم مالک ہو کافر لونڈی کا یا بادشاہ ہو یا اسکا نائب ہو جیسے
قاضی یا شاہد ہو وللکافر ولایۃ علی کافر مثلہ اتفاقاً اور کافر کو ولایت ہے اپنے سے کافر پر بالاتفاق اصل لفظ میں ثلث چاہیے گو ملت ہر ایک
کی جدا ہو تو نصرانی کو یہودی کی بیٹی پر ولایت ہے فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للام ثم لام الاب وفی القنیۃ عکسہ ثم للبنت ثم لبنت الابن ثم لبنت
البنت ثم لبنت ابن الابن ثم لبنت بنت البنت وہکذا ثم للجد الفاسد سو اگر عورت کا کوئی عصبہ نہو تو ولایت نکاح کی ماں کو ہے پھر دادی کو اور قنیہ میں اسکے
برعکس ہے یعنے اول دادی پھر ماں پھر دادی کے بعد ولایت ہے بیٹی کو مجنون اور مجنونہ کی پھر پوتی کو پھر نواسی کو پھر پر پوتی کو پھر پر نواسی کو اسی طرح
آخر فروع تک پھر ولایت نانا کو ثم الاخت لاب وام ثم الاخت لاب ثم لولد الام الذکر والانثی سواء ثم لاولادہم پھر نانا کے بعد ولایت ہے
سگی بہن کو پھر سوتیلی بہن کو پھر مادری اولاد کو انمیں مرد وعورت برابر ہیں پھر مادری اولاد کی اولاد کو ثم لذوی الارحام العمات ثم الاخوال ثم الخالات
ثم بنات الاعمام وبہذا الترتیب اولادہم شمنی پھر ولایت ہے بقیہ ذوی الارحام کو یعنی پھوپھیوں کو پھر ماموؤں کو پھر خالاؤں کو پھر چچا کی بیٹیوں کو
اور اسی ترکیب سے انکی اولاد کو ولایت ہے یعنے پھوپھیوں کی اولاد کو پھر ماموؤں کی اولاد کو وعلی ہذا القیاس کذا فی الشمنی ثم مولی الموالاۃ پھر
ولایت ہے مولی موالاۃ کو مولی موالاۃ اسکو کہتے ہیں کہ جسکے ہاتھ پر کوئی کافر مسلمان ہوا مثلاً زید کے ہاتھ پر خالد مسلمان ہوا اور وہ مجہول النسب
تھا اور وہ مرگیا اور وہ اسکی بیٹی صغیرہ ہے سو اسکے نکاح کی ولایت زید کو ہوگی ثم للسلطان ثم لقاض نص لہ علیہ فی منشورہ ثم لنوابہ ان فوض لہ
ذلک والالا پھر ولایت بادشاہ کو پھر قاضی کو جسکی سند قضا میں تصریح کردی گئی ہے نکاح صغار کی ولایت پر پھر قاضی کے نائبوں کو اگر قاضی کو
تزویج صغار کا حکم ہوا ہو بادشاہ کی طرف سے اور اگر قاضی کو تزویج صغار کا حکم نہو تو قاضی کے نائبوں کو تزویج صغار کی درست نہیں ح ولیس للوصی من حیث
ہو وصی ان یزوج الیتیم مطلقا وان اوصی الیہ الاب بذلک علی المذہب اور جائز نہیں وصی کو وصی ہونے کی راہ سے یہ کہ نکاح کرے یتیم کا کسی طرح اگرچہ
اسکو باپ نے نکاح کردینے کی وصیت کی ہو برابر قوی مذہب کے نعم لو کان قریبا او حاکما یملکہ بالولایۃ کما لا یخفے ہاں اگر وصی قرابت دار یا حاکم ہو تو
مالک ہوگا تزویج کا بسبب ولایت کے نہ بسبب وصی ہونے کے چنانچہ یہ مخفی نہیں فروع مسائل لحقہ شارح کے لیس للقاضی تزویج الصغیرۃ من نفسہ وممن
لا تقبل شہادتہ لہ کما فی معین الحکام جائز نہیں قاضی کو تزویج صغیرہ کی اپنی ذات سے نہ اُس سے کہ جسکی گواہی اسکے حق میں مقبول نہیں جیسے باپ

اور یہی لفظ متن مین ... ثبوت رکھا ہو مسئلہ سابقہ کو مصنف نے اپنی شرح مین اور

اس سے معلوم ہوا کہ فضولی کا فعل بھی حکم ہو اگرچہ خالی ہو فضولی سے مثلاً تزویجہا نفسہا ولا ولی ولا حاکم ثمۃ توقف نفاذہ الی اجازتہا بعد بلوغہا یعنی لہ
بچہ ہو اسنے اپنا نکاح کیا یعنی بچے نے نکاح کیا اور وہان کوئی ولی اور حاکم یعنی قاضی وغیرہ نہین تو یہ نکاح موقوف رہیگا اور نافذ ہوگا سبب اجازت
صغیرہ کے بعد بالغ ہونے کے یہ نکاح باطل نہین بلکہ موقوف ہو اسواسطے کہ اسکے اجازت دینے والا موجود ہو یعنی بادشاہ و قاضی تو اگر ہوا چاہے بال تقدم
والا یعنی موقوف نہین بلکہ باطل ہو اسواسطے کہ وقت عقد کے اگر اسکا کوئی مجیز ہو تو وہ عقد باطل ہو تو نکاح نے جواب یا ایسا علی ... ان ارادکا مجیز
بادشاہ دینی ولو زوجہا ولیان مستویان قدم السابق فان لم یدر او وقعا معاً بطلا اور اگر اسکا نکاح دو برابر کے ولیون نے کر دیا تو پہلا نکاح مقدم کیا جائیگا اور اگر
معلوم نہ ہو کہ پہلا کون اور پچھلا کون ہو یا دونون نکاح ساتھ ہی ہوئے تو دونون باطل ہو گئے دو برابر کے ولی جیسے دو بھائی یا دو چچا وللولی الابعد
التزویج بغیبۃ الاقرب فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ اور جائز ہو ولی ابعد کو نکاح کر دینا ولی اقرب کے غائب ہونے مین سو اگر
نکاح کر دیا ابعد نے اقرب کے موجود ہونے مین تو نکاح موقوف رہیگا اسکی اجازت پر مثلاً سوتیلے بھائی نے نکاح کر دیا سگے بھائی کے ہوتے
تو نکاح موقوف رہیگا چاہے سگا بھائی جائز رکھے چاہے باطل کر دے ولو تحولت الولایۃ الیہ لم یجز الا باجازتہ بعد التحول قہستانی وظہیریۃ اور اگر
پھر آئی ولایت ابعد کی طرف تو بھی نکاح نہ جائز ہوگا مگر ابعد کی اجازت سے بعد پھر آنے ولایت کے کذا فی القہستانی والظہیریۃ یعنی ابعد نے اقرب کے
ہوتے نکاح کر دیا پھر اقرب مر گیا یا بالکل غائب ہو گیا تو اب ولایت ابعد پھر آئی تو بھی وہ نکاح جائز نہوگا بدون اسوقت کی اجازت کے
مسافۃ القصر اختار فی الملتقی مالم ینتظر الکفو الخاطب جوابہ واعتمدہ الباقانی ونقل ابن الکمال ان الفتوی علیہ تزویج ابعد کی جائز ہو جب اقرب غائب ہو بمقدار
مسافت قصر کے یعنی تین شبانہ روز اور تبیین مین ہو کہ اسی پر فتوی ہو کذا فی حاشیۃ المدنی اور اختیار کیا ملتقی مین کہ غیبت کی مقدار یہ ہاتک ہو کہ کفو منگنی
کرنیوالا ولی اقرب کے جواب کا منتظر رہ سکے اور اسی پر باقانی نے اعتماد کیا اور نقل کیا ابن کمال نے کہ اسی روایت پر فتوی ہو بحر الرائق مین کہا کہ تعریف
غیبت مین آٹھ قول مختلف ہین تو اس روایت پر فتوی دینا بہتر ہو کہ جسپر اکثر مشائخ ہین یعنی ملتقی کی روایت پر کذا فی حاشیۃ المدنی وثمرۃ الخلاف فیمن
اختفی فی المدینۃ ہل تکون غیبۃ منقطعۃ اور ثمرہ اختلاف بین القولین کا اس ولی اقرب مین ظاہر ہوگا جو چھپ جاتا ہو اس طرح کہ معلوم نہین
ہو سکتا آیا یہ چھپنا غیبت منقطعہ ہو یا نہین تو بموجب روایت متن کے اس صورت مین ابعد کی تزویج نہ جائز ہوگی اسواسطے کہ مسافت قصر کی نہین
اور بموجب روایت ملتقی کے جائز ہو اگر کفو انتظار نہ کر سکے ولو زوجہا الاقرب حیث ہو جاز النکاح علی القول الظاہر ظہیریۃ اور اگر نکاح کیا عورت کا ولی
اقرب نے جہان کہ وہ ہو یعنی اپنے محل غیبت مین تو یہ نکاح جائز ہوگا بنابر قول ظاہر کے کذا فی الظہیریۃ اور نہر الفائق مین کہا کہ یہ نکاح جائز نہین
اسواسطے کہ بسبب غیبت کے ولایت منقطع ہو گئی چنانچہ محیط اور مبسوط مین ہو کذا فی حاشیۃ المدنی وتثبت للابعد من اولیاء النسب شرح الوہبانیۃ
لکن فی القہستانی عن الغیاث لو لم یزوج الاقرب زوج القاضی عند فوت الکفو اور ثابت ہو ابعد کو اولیاء نسبی سے تو بادشاہ اور قاضی کو کہا
کذا فی شرح الوہبانیۃ لیکن قہستانی مین غیاث المفتین سے نقل کیا کہ اگر نہ نکاح کر دے ولی اقرب تو قاضی نکاح کر دے جبکہ خوف ہو کفو کے
نہ ملنے کا التزویج بعضل الاقرب ای بامتناعہ عن التزویج اجماعاً خلاصۃ یعنی ثابت ہو ابعد کو نکاح اقرب کے روکنے سے یعنی اسکے امتناع
تزویج سے ابعد کو نکاح کر دینا ثابت ہو بالاجماع کذا فی الخلاصۃ یعنی جب اقرب نے بالکل نکاح کو روک دیا تو ولایت سے معزول ہوا اور اسوقت مین ابعد قائم
مقام اقرب کے ہوگا ولا یبطل تزویجہ السابق بعود الاقرب لحصولہ بولایۃ تامۃ اور نہ باطل ہوگی غیبت اقرب مین تزویج ابعد کی جو سابق ہو چکی
اقرب کے پھر آنے سے بسبب حاصل ہونے تزویج کے پوری ولایت سے وولی المجنونۃ والمجنون ولو عارضاً فی النکاح اما التصرف

فی المال ولا الاب اتفاقاً ابنہا وان سفل دون ابیہا کما مر اور ولی مجنونہ اور مجنون کا اگرچہ جنون عارضی ہو نکاح میں بیٹا ہی امام اور ابو یوسفؒ کے نزدیک
کو سافل ہو جیسے پوتا اور پرپوتا نہ باپ مجنونہ کا چنانچہ آگے مذکور ہو چکا اور مال کے تصرف میں پوتا باپ ولی ہی بالاتفاق شیخین اور محمدؒ کے والاولی ان
یامر الاب بہ لیصح اتفاقاً اور بہتر یہ کہ مجنونہ کے نکاح میں باپ امر کرے بیٹے کو کہ اسکا نکاح کر دے تاکہ بالاتفاق امام اور صاحبین کے صحیح ہو ولو اقر ولی
صغیر او صغیرۃ او اقر وکیل رجل او امراۃ او مولی العبد بالنکاح لم ینفذ لانہ اقرار علی الغیر اور اگر اقرار کیا صغیر یا صغیرہ کے ولی نے یا اقرار کیا
مرد کے وکیل یا عورت کے وکیل نے یا غلام کے میاں نے نکاح کا تو اقرار نافذ نہو گا اسواسطے کہ وہ اقرار ہی غیر شخص پر اور اقرار اپنی ذات پر حجت ہوتا
ہی نہ غیر پر شیخ القدیر میں کہا کہ صغیر اور صغیرہ جب کہ بالغ ہو کر نکاح کے منکر ہوں اسوقت میں ولی کا اقرار نافذ نہیں اور اگر ولی نے انکی حالت صغر میں
اقرار نکاح کا کیا اور دونوں نے بعد بلوغ کے اُسکا انکار نہ کیا تو بالاتفاق صحیح ہی کذا فی حاشیۃ المدنی بخلاف مولی الامۃ حیث ینفذ اجماعاً لان منافع بضعہا ملکہ بخلاف
لونڈی کے مالک کے اسواسطے کہ اُسکا اقرار نافذ ہو جاتا اس سبب سے کہ منافع اسکے قربت کے مولی کی ملک ہیں یعنی ایک مرد نے لونڈی کے نکاح کا دعوی
کیا اور گواہ اسکے نہیں اور اس لونڈی کے میاں نے اسکی تصدیق کی تو اقرار مولی کا نافذ ہو گا الا ان یشہد الشہود علی النکاح بان ینصب القاضی خصما عن
الصغیر حتی ینکر فیقام البینۃ علیہ مگر اسوقت اقرار ولی کا نافذ ہو گا جب گواہی دیں گواہ نکاح اسطرح پر کہ قاضی قائم کرے ایک مدعی علیہ صغیر کی طرف سے تاکہ وہ نکاح کا انکار
کرے پھر اسپر گواہ قائم ہوں بیان سوال کا مقام تھا کہ اقامت بینہ کی صغیر منکر پر کیونکر صحیح ہو گی شارح نے جواب یا کہ صغیر کے قائم مقام پر اقامت بینہ ہو گی
او یدرک الصغیر والصغیرۃ فیصدقہ ای الولی للقربۃ بیٹا یا بالغ ہو صغیر یا صغیرہ پھر اُسکی تصدیق کرے یعنی ولی مقر کی او یصدق الموکل والعبد عند
ابی حنیفۃ رحمہ وقالا یصدق فی ذلک یا تصدیق کرے موکل اپنے وکیل کے اقرار کی یا تصدیق کرے غلام اپنے میاں کے اقرار کی نزدیک ابی حنیفہؒ کے اور صاحبین
نے کہا کہ بدون شہادت اور تصدیق کے بھی ولی وغیرہ کے اقرار کی تصدیق ہو گی وہذہ المسئلۃ تخرج من قولہم من ملک الانشاء ملک الاقرار بہ ولہا نظائر اور یہ مسئلہ
اقرار کا خارج ہی فقہا کے اس قول سے کہ جو مالک ہی انشا کا وہ مالک ہی اسکے اقرار کرنے کا یعنی باوجودیکہ ولی انشا کا مالک ہی لیکن اقرار نکاح کا مالک
نہیں تو اس قاعدہ سے یہ مسئلہ مستثنی ہوا اور اس مسئلہ مستثنی کی اور بھی مثالیں ہیں جیسے قرض لینا وصی کا یتیم پر کہ وصی اسکے انشا کا مالک ہی اور
اُسکے اقرار کا مالک نہیں یعنی اسکا اقرار بدون شہادت کے نافذ نہیں فرع مسئلہ ملحقہ شارح کا ہل لولی المجنون والمعتوہ تزویجہ اکثر من واحدۃ لم ارہ ومنعہ
الشافعیؒ وجوزہ فی الصبی للحاجۃ آیا درست ہی مجنون اور احمق بدتدبیر کے ولی کو اُسکا نکاح کر دینا ایک عورت سے زیادہ شارح صاحب النہر کا پیرو
ہو کر کہتا ہی کہ یہ مسئلہ اپنے مذہب میں میں نے نہیں دیکھا اور اسکو امام شافعیؒ نے منع کیا ہی اور اسکو صبی کے حق میں جائز رکھا ہی بسبب حاجت کے

باب الکفاءۃ

من کافاہ اذا ساواہ والمراد ہنا مساواۃ مخصوصۃ او کون المراۃ ادنی یہ باب ہی کفارت کا عرب بولتے ہیں کافاہ جب کسی چیز کے برابر ہو اور کتاب النکاح
میں کفارت سے مراد مخصوص برابری ہی جسکا آگے مذکور ہو گا یا ہونا عورت کا کمتر مرد سے تو اگر عورت نے اپنا نکاح کیا اپنے سے افضل مرد سے تو یہاں ولی کو
حق تفریق نہیں اسواسطے کہ اس صورت میں ولی کو مقام ننگ نہیں الکفاءۃ معتبرۃ فی ابتداء النکاح للزومہ او صحتہ برابری معتبر ہی شروع نکاح میں تو اگر نکاح
کے وقت مرد عورت کے برابر تھا پھر کمتر ہو گیا یعنی مثلاً فاسق ہو گیا تو نکاح فسخ نہیں ہوتا کفارت معتبر ہی لزوم نکاح کے واسطے یعنی ہر چند نکاح بدون
کفارت کے بھی صحیح ہی لیکن ولی کا حق اعتراض باقی ہی پھر جب برابر سے نکاح ہوا تو لازم ہو گیا اور دوسری روایت پر کفارت کا اعتبار واسطے
صحت نکاح کے ہی یعنی نکاح بدون کفارت کے صحیح نہیں ہوتا من جانبہ ای الرجل لان الشریفۃ تابی ان تکون فراشا للدنی کفارت کا اعتبار مرد کیجانب سے اسواسطے کہ عورت شریف
انکار کرتی ہی کمتر کے فراش ہونے سے یعنی مرد کے نیچے رہنا قبول نہیں کرتی ولذا لا تعتبر من جانبہا لان الزوج مستفرش فلا تغیظہ دناءۃ الفراش اسلیے برابری ہنر نہیں عورت کی

عورت سے اسواسطے کہ زوج طالب ہو اور حق کا تو اسکو منع نہیں ہے کیونکہ یہی مقصود ہے وہذا عند الکل فی الصحیح لانہا تعتبر من جانبہ لان الشریفۃ تابی ان تکون مستفرشۃ للخسیس

وعندہما تعتبر فی جانبہا ایضا اور یہ یعنی کفارت کا اعتبار مرد کی جانب میں نہ عورت کی جانب میں امام اعظم کے نزدیک ہے قول صحیح میں کما فی

التجنیس ذیہ تکلیف ظہیریہ و غیرہ میں یعنی عورت کی کفارت کا اعتبار امام کے نزدیک ہے اور صاحبین کے نزدیک کفارت دونوں طرف معتبر ہے عورت کی جانب

میں بھی والکفاءۃ ہی حق الولی لا حقہا فلو نکحت رجلا و لم تعلم حالہ فاذا ہو عبد لا خیار لہا بل للاولیاء اور کفارت حق ہے ولی کا نہ حق عورت کا تو

اگر نکاح کیا عورت نے ایک مرد سے اور اسکا حال عورت کو معلوم نہ تھا سو اگر ان دونوں تما اسکا اختیار ہوگا عورت کو بلکہ ولیوں کو حق فسخ ثابت ہے ولو زوجوہا

برضاہا و لم یعلموا بعدم الکفاءۃ ثم علموا لا خیار لاحد الا اذا شرطوا الکفاءۃ او اخبرہم بہا وقت العقد فزوجوہا علی ذلک ثم ظہر انہ غیر کفو کان لہم الخیار ولوالجیۃ فلیحفظ

اور اگر اولیا نے عورت کا نکاح کر دیا اسکی رضامندی سے اور نہ جانا اولیا نے عدم کفارت کو پھر معلوم کیا کہ زوج کفو نہیں تو کسی کو اختیار فسخ کا نہیں

نہ اولیا کو نہ عورت کو مگر اسوقت کہ جب شرط کر لی ہو اولیا نے کفارت کی اور خبر دی زوج نے اولیا کو کفو ہونے کی نکاح کے وقت سو اولیا نے

اسی شرط پر اسکا نکاح کر دیا پھر ظاہر ہوا کہ وہ زوج غیر کفو ہے تو اولیا کو اختیار ہوگا فسخ کا کذا فی الولوالجیہ سو اسکو یاد رکھنا چاہیے وتعتبر الکفاءۃ للزوم النکاح

خلافا لمالک اور معتبر ہے کفارت واسطے لزوم نکاح کے بخلاف امام مالک کے کہ انکے نزدیک کفارت کا کچھ اعتبار نہیں نسبا اول اعتبار برابری کا بجہت

نسب کے ہے اسواسطے کہ آدمی نسب کا بڑا فخر کرتے ہیں فقریش بعضہم اکفاء بعض سو قریش آپسمیں ایک دوسرے کے ہمسر اور برابر ہیں قریش انکو کہتے ہیں

جو اولاد ہیں نضر بن کنانہ کی اور نضر بن کنانہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بارھویں پشت ہیں اور چاروں خلفاء راشدین قریش ہیں قریش باعتبار

نسب کے ایک دوسرے سے افضل نہیں تو ہاشمی اور نوفلی اور تیمی اور عدوی سب برابر ہیں اور اسی واسطے علی المرتضی نے اپنی بیٹی ام کلثوم کا عمر فاروق سے

نکاح کر دیا حالانکہ علی مرتضی ہاشمی ہیں اور عمر فاروق عدوی ہیں وبقیۃ العرب بعضہم اکفاء بعض قریش کے سوا اور باقی عرب آپسمیں ایک دوسرے کے ہمسر

اور برابر ہیں تو عجم کے لوگ عرب کے ہمسر نہیں واستثنی فی الملتقی تبعا للہدایۃ بنی باہلۃ لخستہم والحق الاطلاق تبعا للمصنف کالبحر والنہر والفتح ولیقید اطلاق المصنف

کالکنز والدرر اور ملتقی میں ہدایہ کی پیروی سے نکالا ہے بنو باہلہ کو اور عرب سے بسبب انکی خست اور دنارت کے اور حق یہ ہے کہ انکو عرب سے نکالنا صحیح نہیں

بلکہ مطلق عرب برابر ہیں یہی کہا ہے مصنف نے اپنی شرح میں مثل بحر الرائق اور نہر الفائق اور فتح القدیر کے اور اسی کی تائید کرتا ہے مصنف کا مطلق کہنا

اس متن میں مثل کنز اور درر کے وہذا فی العرب واما فی العجم فتعتبر حریۃ و اسلاما اور یہ یعنی کفارت نسب کا اعتبار فقط عرب میں ہے اسواسطے کہ عجمی

لوگوں نے اپنے نسب کو ضائع کر دیا تو عرب کے سوا عجم کے لوگوں میں برابری معتبر ہے حر ہونے میں اور مسلمان ہونے میں فمسلم بنفسہ او معتق غیر کفو لمن ابوہ مسلم

او حر او معتق وامہا حرۃ الاصل سو جو مرد خود مسلمان ہو یا آزاد ہو وہ برابر نہیں اس عورت سے جسکا باپ مسلمان ہو یا حر ہو یا باپ اسکا آزاد ہو اور ماں اسکی حرہ

اصلی ہو ومن ابوہ مسلم او حر غیر کفو لذات ابوین اور جس مرد کا باپ مسلمان ہو یا حر ہو وہ برابر نہیں اس عورت کے جسکا باپ اور دادا دونوں مسلمان ہیں

وابوان فیہما کالآباء لتمام النسب بالجد اور باپ دادا کا حر اور مسلمان ہونا برابر ہے چند پشت کے اسلام اور حر ہونے کے یعنی دو پشت کی آزادی

اور اسلام دس پشت کی آزادی اور اسلام کے برابر ہے بسبب تمام ہونے نسب کے دادا پر وفی الفتح لا یبعد مکافاۃ مسلم بنفسہ لمعتق بنفسہ اور فتح القدیر

میں ہے کہ بعید نہیں ہے برابری مسلمان بنفسہ کی آزاد بنفسہ سے اسواسطے کہ مسلمان کے باپ دادا حر تھے مگر مسلمان نہیں اور آزاد کے باپ دادا مسلمان

تھے مگر آزاد نہیں تو عیب سے دونوں خالی نہیں واما معتق الوضیع فلا یکافئ معتقۃ الشریف اور جو مرد آزاد ہو کم ذات کا سو برابر نہیں اس عورت کے

جسکا آزاد کرنے والا شریف ہے واما مرتد اسلم فکفو لمن لم یرتد اور جو مرتد ہو کر پھر مسلمان ہوا سو برابر ہے اس مسلمان کے جو مرتد نہیں ہوا واما الکفاءۃ

بین الذمیین فلا تعتبر الا لفتنۃ اور کفارت درمیان دو ذمیوں کے سو معتبر نہیں مگر واسطے دفع فساد کے یعنی راجا اور چمار دونوں برابر ہیں

لیکن اگر راجہ کی بیٹی نے چمار سے نکاح کیا تو قاضی جدائی کرا دیگا نہ بخیال عدم کفارت کے بلکہ واسطے رفع فساد کے وتعتبر فی العرب والعجم دیانۃ
ای تقوی فلیس فاسق کفوا الصالحۃ او فاسقۃ بنت صالح معلنا کان او لا علی الظاہر نہر اور معتبر ہی عرب اور عجم مین کفارت دینداری کی یعنے
پرہیزگاری کی تو مرد فاسق برابر نہین عورت صالحہ کے یا فاسقہ کے جو صالح کی بیٹی فاسق خواہ معلن ہو خواہ غیر معلن بنابر قول ظاہر کے کذا فی النہر ومالا
بان یقدر علی المعجل ونفقۃ شہر لو غیر محترف والا فان یکسب کل یوم کفایتہا لو تطیق الجماع اور معتبر ہی کفارت مال مین اسطرح کہ قادر ہو زوج مہر معجل پر بطور رواج
کے اور قادر ہو ایک مہینے کے نفقہ پر اگر پیشہ ور نہ ہو اور اگر پیشہ ور ہو تو کسب کر سکتا ہو ہر روز بقدر کفایت عورت کے قدرت نفقہ پر اسوقت
ضرور ہی اگر عورت کو جماع کی برداشت ہو والا فقط مہر معجل کی قدرت کافی ہی کما فی الذخیرۃ وحرفۃ فمثل حائک غیر کفو لمثل خیاط اور برابری معتبر ہی
پیشہ مین سو مان جولاہے کی برابر نہین مثل درزی کی بیٹی کے اسواسطے کہ جولاہہ درزی سے ذلیل ہی ولا خیاط لبزاز وتاجر ولا ہما لعالم وقاض اور
نہ درزی برابر ہی بزاز اور سوداگر کے اور نہ وہ دونون ہمسر ہین عالم اور قاضی کے واما اتباع الظلمۃ فاخس من الکل اور حکام ظالمین کے خدام توسب
پیشہ ورون سے خسیس تر اور بدتر ہین اگرچہ صاحب مروت اور مالدار ہون اسواسطے کہ اُنکے مال ظلم اور ستم سے جمع ہوئے ہین واما الوظائف من الحرف
فصاحبہا کفو للتاجر لو غیر دنیئۃ کبوابۃ اور روزینے وقف کے وظائف اور روزینے حرفون مین داخل ہین جیسے امامت اور خطبہ خوانی سو وقف کا وظیفہ دار
ہمسر ہی تاجر کا اگر وظیفہ حقیر نہ ہو جیسے دربانی اور فراشی وغیرہ وتدریس ونظر کفو لبنت الامیر بمصر بحر اور مدرس یا ناظر ہمسر ہی امیر کی بیٹی کا مصر مین
کذا فی البحر والکفارۃ اعتبارہا عند ابتداء العقد فلا یضر زوالہا بعدہ اور اعتبار کفارت کا نزدیک شروع عقد کے ہی سو ضرر نہین کرتا زوال ہمسری
کا بعد عقد کے فلو کان وقتہ کفوا ثم فجر لم یفسخ سو اگر زوج وقت نکاح کے عورت کا ہمسر تھا پھر مثلاً فاسق ہو گیا تو نکاح فسخ نہوگا واما لو کان دباغا فصار تاجرا
فان بقی عارہا لم یکن کفوا والا لا نہر بحثا اور اگر شوہر پہلے دباغ تھا پھر تاجر ہو گیا سو اگر دباغت کی عار باقی ہی تو ہمسر نہ ہوگا اور اگر اسکی عار باقی نہین تو
برابر ہوگا چنانچہ نہر الفائق مین ہی باعتبار بحث کے نہ بنابر روایت مذہب کے العجمی لا یکون کفوا للعربیۃ ولو کان العجمی عالما او سلطانا وہو الاصح
فتح عن الینابیع وادعی فی البحر انہ ظاہر الروایۃ واقرہ المصنف مرد عجمی برابر نہین عورت عربیہ کے اگرچہ عجمی عالم ہو یا بادشاہ ہو اور یہی قول اصح ہی
چنانچہ فتح القدیر مین ہی ینابیع سے اور دعوی کیا بحر الرائق مین کہ یہی ظاہر الروایت ہی اور ثابت رکھا ہی اسکو مصنف نے اپنی شرح مین ولکن فی
النہر ان فسر الحسیب بذی المنصب والجاہ فغیر کفو للعلویۃ کما فی الینابیع وان بالعالم فکفو لان شرف العلم فوق شرف النسب والمال کما جزم بہ البزازی وارتضاہ الکمال
وغیرہ والوجہ فیہ ظاہر ولذا قیل ان عائشۃ افضل من فاطمۃ قہستانی لیکن نہر الفائق مین ہی کہ اگر حسیب کی تفسیر صاحب منصب و درجاہ کی کیجیے تو حسیب والا ہمسر
علویہ کا نہین کذا فی الینابیع اور اگر تفسیر حسیب کی عالم کو کیجیے تو برابر ہی علویہ کے اسواسطے کہ بزرگی علم کی فوق ہی بزرگی نسب و مال سے چنانچہ اسی کا
یقین کیا ہی بزازی نے اور پسند کیا ہی کمال وغیرہ نے اور وجہ اسکی ظاہر ہی بسبب اشرفیت علم کے اور اسی واسطے کہا گیا ہی کہ عائشہ صدیقہ افضل ہین
فاطمہ زہرا سے یعنے بسبب کثرت علم کے کذا فی القہستانی مع برجندی مین تصریح ہی کہ عالم اور بادشاہ علویہ کا کفو نہین تو اس روایت سے تفصیل نہر الفائق
کی نفی ہوتی ہی اور قول اصح وہی ہی جو متن مین ہی بموجب تصریح سید احمد محشی کے کذا فی حاشیۃ المدنی والحنفی کفو لبنت الشافعی اور حنفی مرد کفو ہی شافعی مذہب
کی بیٹی کا ظاہر الیوم کہنا تھا کہ شافعی ہمسر ہی حنفی کا اسواسطے کہ حنفی کے ہمسر ہونے مین شافعی سے علماء حنفی کو تامل نہین لیکن شارح نے برعکس کہا اسواسطے کہ
بعض حنفی متعصب شافعی مذہب پر طعن کرتے ہین حالانکہ امام شافعی رکن اعظم ہین ارکان اسلام سے اور مجتہد برحق ہین رحمۃ اللہ علیہ تو انکے مقلد بھی برحق
ہین کذا فی حاشیۃ المدنی وفتی سئلنا عن مذہبہ اجبنا بانہ ہنا کما بسطہ المصنف معزیا لجواہر الفتاوی اور جب ہمسے سوال ہو مذہب شافعی کا تو ہم جواب
دینگے اپنے مذہب سے چنانچہ اسکا تفصیل بیان کیا ہی مصنف نے اپنی شرح مین جواہر الفتاوی سے نقل کر کے جواہر الفتاوی مین یون ہی کہ باکرہ

[illegible] کیا اور جب اسکا باپ راضی ہو تو عقد تو نافذ ہو اور اسی طرح اگر شافعی مذہب نقل کرے پھر جب شافعی ہو گیا نکاح
[illegible] تو یہی جواب ہے کہ نکاح صحیح ہو ابو حنیفہ کے نزدیک اسواسطے کہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ شافعی کا مذہب صحیح ہو [illegible]

[illegible] حق نہیں کذا فی حاشیة الدرر والقروی کفو للمدنی فلا عبرة بالبلد کما لا عبرة بالجمال ثناتیه ولا بالعیوب التی یفسخ بها
البیع [illegible] اور گانو کے رہنے والا کفو ہو شہر کے رہنے والے کا کفاءت میں شہر کا کچھ اعتبار نہیں جیسے خوبصورتی کا کچھ اعتبار نہیں کذا
فی [illegible] یہ مطلب ہو کہ مجنون کفو ہو عاقل کا اور ان عیبون کا اعتبار ہو جنسے بیع فسخ ہو جاتی جیسے جذام اور برص اور گندہ
[illegible] مذہب شافعی [illegible] فی النهر عن المرغینانی المجنون لیس بکفو للعاقل لیکن نہر الفائق میں منقول ہو مرغینانی سے کہ مجنون کفو عاقل کا نہیں

ولنا النسبی کالقوی نفقة اوامہ اوجدہ مہرا بالنسبة الی مہیتی المعجل کما مرلا بالنسبة الی النفقة لان العادة ان الآباء یتحملون عن الابناء المهر لا النفقة
[illegible] اسی طرح کفو ہو بسبب الداری اپنے باپ کے یا اپنی ماں کے یا اپنے دادا کے کذا فی النهر کفو ہو بنسبت مہر کے یعنی مہر معجل کے چنانچہ سابق میں
گذرا ہو نہ بنسبت نفقہ کے اسواسطے کہ عادت یہ ہو کہ باپ اٹھا لیتے ہیں اپنے بیٹوں کا مہر نہ نفقہ کذا فی الذخیرة ولو نکحت باقل من مہرها فللولی
العصبة الاعتراض حتی یتم مہر مثلها او یفرق القاضی بینهما دفعا للعار اور اگر نکاح کیا عورت نے کمتر اپنے مہر مثل سے تو جائز ہو ولی عصبہ کو روک دینا
دیان تک کہ مہر مثل اسکا پورا ہو جاوے یا جدائی کردے قاضی دونوں میں ولی کو حق اعتراض اسواسطے دفع عار کے ہو ولو طلقها الزوج قبل تفریق
الولی قبل الدخول فلها النصف المسمی اور اگر طلاق دی اسی عورت مذکورہ کو شوہر نے قبل تفریق ولی کے دخول سے پہلے تو اسکو آدھا مہر ملیگا
ولو فرق الولی بینهما قبل الدخول فلا مہر لها وان بعده فلها المسمی اور اگر تفریق کردی ولی نے دونوں میں قبل دخول کے تو اسکا کچھ مہر نہیں اور اگر بعد دخول
کے تفریق ہوئی تو اسکو پورا مہر معین ملیگا وکذا لو مات احدهما قبل التفریق فلیس للولی المطالبة بالاتمام لانتهاء النکاح بالموت جواہر الفتاوی اور اسی طرح
مہر معین ملیگا اگر دونوں میں سے کوئی مرگیا قبل تفریق کے تو ولی کے مہر مثل پورا کر لینے کا مطالبہ نہیں اسواسطے آخر ہو نے نکاح کے موت سے کذا فی جواہر الفتاوی

امرہ بتزویج امرأة فزوجه امة نفذ وقالا لا یصح وہو استحسان الملتقی تبعا للهدایہ امر کیا ایک نے دوسرے کو کسی عورت سے نکاح کر دینے کا سو وکیل نے موکل کا نکاح
کردیا لونڈی سے تو نکاح نافذ ہوگا اور صاحبین نے کہا کہ یہ نکاح صحیح نہیں یعنی نافذ نہیں اور یہ قول استحسان یعنی قیاس خفی ہو یہ روایت ملتقی میں ہو ہدایہ کی پیروی
سے وجہ استحسان کی یہ ہو کہ نکاح کر لینے پر ہر ایک کو قدرت ہو تو وکیل کرنے سے عمدہ غرض یہ ہوتی ہو کہ نکاح ہمسر اور برابر سے ہو نہ کمتر سے وفی شرح الطحاوی قولهما
احسن للفتوی واختاره ابو اللیث واقره المصنف اور شرح طحاوی میں ہو کہ قول صاحبین کا بہتر ہو فتوی کے واسطے اور پسند کیا اسکو فقیہ ابو اللیث نے اور ثابت کہا

اسکو مصنف نے اپنی شرح میں واجمعوا انه لو زوجه بنته الصغیرة او موکلته لم یجز لما امر بعینه او حرة او امة مخالف او امرته بتزویجها ولم یعین فزوجها غیر کفو
لم یجز اتفاقا اور اجماع کیا فقہا نے اسپر کہ اگر نکاح کر دیا وکیل نے موکل کا اپنی چھوٹی بیٹی سے یا اپنی محکوم عورت سے آزاد لونڈی ہو اسکی یا بھتیجی تو
جائز ہوگا کذا فی حاشیة الدرر جیسے وہ نکاح جائز نہیں کہ امر کیا ایک نے دوسری کو کہ نکاح کر دے معین عورت سے یا حرہ سے یا لونڈی سے
پھر وکیل نے موکل کی مخالفت کی یا عورت نے اپنے وکیل سے اپنے نکاح کر دینے کو کہا اور زوج کو معین نکردیا سو وکیل نے اسکا نکاح غیر کفو سے کر دیا تو یہ
نکاح بالاتفاق جائز نہوگا ولو زوجه المامور بنکاح امرأة امرأتین فی عقد واحد لا ینفذ للمخالفة اور جسکو امر کیا تھا ایک عورت سے نکاح کر دینے کا اسنے دو
عورتوں سے نکاح کر دیا ایک عقد میں تو یہ نکاح نافذ نہوگا بسبب مخالفت امر کے ولہ ان یختار احداهما ولو فی عقدین لزم الاول وتوقف الثانی اور جائز ہو موکل
کو کہ دونوں عورتوں کا نکاح درست رکھے یا ایک عورت کا اور اگر دونوں کا نکاح دو عقد میں ہوا ہو تو پہلا نکاح لازم ہوگا اور دوسرا موقوف ہیگا موکل کی اجازت

پر ولو امرہ بامرأتین فی عقد فزوجه واحدة او اثنتین فی عقدین جاز الا اذا قال لا تزوجنی الا امرأتین فی عقد او عقدین لم یجز المخالفة اور اگر امر کیا ایک نے دوسرے کو

دو عورتوں کے نکاح کا ایک عقد میں سو نکاح کر دیا اُسکا وکیل نے ایک عورت سے یا دو عورتوں سے دو عقدمین تو جائز ہی مگر جبکہ کہا موکل نے کہ میرا نکاح نہ کرنا مگر دو ہی
عورتوں سے ایک عقدمین سو وکیل نے دو عقدمین دو عورتوں سے کیا یا یون کہا تھا کہ میرا نکاح نہ کرنا مگر دو ہی عورتوں سے دو عقدمین سو وکیل نے دو عورتوں سے
ایک عقدمین کر دیا تو یہ مخالفت نہ جائز ہو گی **ولا یتوقف الایجاب علی قبول غائب عن المجلس فی سائر العقود من نکاح وبیع وغیرہا بل یبطل الایجاب ولا تلحقہ**
الاجازة اتفاقا اور نہین موقوف رہتا ایجاب اُسکے قبول کرنے پر جو مجلس ایجاب سے غائب ہی حاضر نہین تمام عقود مین یعنی معاوضہ کے عقود مین از قسم نکاح اور بیع
اور ان دونون کے سوا جیسے صلح اور اجارہ بلکہ ایجاب باطل ہوجاتا ہی اور نہین لاحق ہو سکتی اُسکو اجازت بالاتفاق **ویتولی طرفی النکاح واحد بایجاب**
یقوم مقام القبول اور دو طرفون نکاح کا یعنی ایجاب و قبول کا ایک شخص متولی ہوتا ہی فقط ایجاب سے جو قائم مقام ہی قبول کے چنانچہ زوجین صغیرین کے ولی نے کہا کہ مین نے
دونون کا نکاح کر دیا تو یہ ایسا ایجاب ہی کہ قبول کے معنی اُسمین موجود ہین اب اُسکے بعد قبول جدا گانہ کی حاجت نہین **فی خمس صور کان کان ولیا او وکیلا من الجانبین**
او اصیلا من جانب ووکیلا من اخر او ولیا من جانب ووکیلا من آخر کزوجت بنتی من موکلی ایجاب اور قبول مین ایک شخص کا متولی ہونا پانچ
صورتون مین منحصر ہی (۱) جیسے ایک شخص جانبین کا ولی ہو مثلاً زید یون کہے کہ مین نے اپنی نواسی کا نکاح اپنے پوتے سے کر دیا (۲) یا ایک شخص
وکیل ہو دونون طرف سے تو یون کہے کہ مین نے اپنے موکل کا نکاح اپنی موکلہ سے کیا (۳) یا ایک طرف سے اصیل ہو اور دوسری طرف سے وکیل
ہو تو یون کہے کہ مین نے اپنی موکلہ کا نکاح اپنی ذات سے کیا (۴) یا اصیل ہو ایک طرف سے اور دوسری کا ولی ہو تو یون کہے کہ مین نے اپنے چچا کی بیٹی صغیرہ کا
نکاح اپنی ذات سے کیا (۵) یا ولی ہو ایک طرف سے اور وکیل دوسری طرف سے جیسے یون کہنا کہ مین نے اپنی بیٹی کا نکاح اپنے موکل سے کیا **لیس الفضولی ذلک الواحد**
لفضولی ولو من جانب ان تکلم بکلامین علی الراجح اذ قوله غیر معتبر شرعا لما تقرر ان الایجاب لا یتوقف علی قبول غائب بشرطیکہ یہ شخص واحد جو متولی ہی طرفین کا فضولی
نہو گو ایک ہی طرف سے یعنی فضولی نہ چاہیے نہ دو طرف سے نہ ایک طرف سے اگرچہ فضولی دونون کلام بولے بنا بر قول راجح کے یعنی اگر یون کہے کہ مین نے
زید کا نکاح کریمہ سے کیا پھر یون کہے کہ مین نے کریمہ کی طرف سے قبول کیا تو بھی درست نہین اسواسطے کہ قبول کرنا فضولی کا معتبر نہین شرعاً اسواسطے کہ یہ ثابت
ہوچکا ہی کہ ایجاب موقوف نہین رہتا غائب کے قبول پر **ونکاح عبد وامة بغیر اذن السید موقوف علی الاجازة کنکاح الفضولی** اور نکاح کرنا
غلام اور لونڈی کا بغیر اذن میان کے موقوف ہی میان کی اجازت پر جس طرح نکاح کر دینا فضولی کا موقوف ہی زوج یا زوجہ کی اجازت پر فضولی وہ جو غیر کے
واسطے تصرف کرے بدون ولایت اور وکالت کے مثلاً زید محمود کا نکاح کسی عورت سے کرے حالانکہ نہ زید محمود کا ولی ہی نہ وکیل تو یہ نکاح موقوف ہی محمود کی اجازت
پر اگر محمود نے اسکو جائز رکھا تو نکاح نافذ ہوا اور نہین تو باطل ہو گیا **سیجئ فی البیوع توقف عقود کلہا ان لہا مجیز حالة العقد والا تبطل** عنقریب آویگا کتاب
البیوع مین موقوف ہونا تمام عقود فضولی کا اگر اُن عقود کا اجازت دینے والا وقت عقد کے ہوگا اور اگر حالت عقد مین اُنکا مجیز نہین تو عقود باطل
ہین **ولابن العم ان یزوج بنت عمہ الصغیرة** اور جائز ہی چچا کے بیٹے کو نکاح کرنا اپنے چچا کی چھوٹی بیٹی کا اپنے ساتھ **فلو کبیرة فلا بد من استیذان حتی لو**
تزوجہا بلا استیذان فسکتت او صرحت بالرضا ولا یجوز عندہما وقال ابو یوسف رح یجوز وکذا المولی المعتق والحاکم والسلطان جوہرة یعنی بخلاف الصغیرة کما مر
فیجوز سو اگر بنت عم کبیرہ ہو یعنی بالغہ تو ضرور ہی استیذان سے یہان تک کہ اگر ابن عم نے اس سے نکاح کر لیا بدون استیذان کے سو وہ چپ رہی
یا رضامندی کی تصریح کر دی تو بھی نکاح جائز نہین نزدیک امام اعظم رح اور محمد رح کے اور کہا ابو یوسف نے کہ جائز ہی اور اسی طرح مولی آزاد کرنے
والے کو اور حاکم اور سلطان کو نکاح بالغہ مین استیذان ضرور ہی بدون استیذان کے عقد جائز نہین کذا فی الجوہرة یعنی بخلاف صغیرہ کے اسواسطے
کہ قاضی اور سلطان کو صغیرہ سے اپنا نکاح کرنا جائز نہین چنانچہ یہ سابق مذکور ہوچکا تو یہان تحریر اور تنقیح چاہیے ایسا نہو کہ کوئی قاضی اور سلطان کو
بسبب تشبیہ کے جواز نکاح صغیرہ مین مانند ابن عم کے سمجھے **من نفسہ فیکون اصیلا من جانب وولیا من آخر** ابن عم کو جائز ہی نکاح صغیرہ کا اپنی ذات سے

تو جائز ہوگا یعنی اپنی جانب سے اصالۃً اور دوسری جانب سے ولایۃً اور لفظ مثلاً ولو کلفتہ امرأۃ بغیر ... کے تحت ... ہو جائیگی عورت سے اور غیرہ

غیرہ کی عورت کا للوکیل الذی وکلتہ ان یزوجہا من نفسہ فان ذلک یکون اصیلا من جانب نائبا من آخر جیسا کہ بالغ عورت سے

وکیل کو اسکا نکاح کرے اپنی ذات سے موکلہ یہ ثابت کرلینا درست ہو تو ہوگا اصیل اپنی جانب سے وکیل عورت کی طرف سے مجاز ہے ولو وکلتہ

ان یزوجہا من نفسہ فزوجہا من نفسہ لا تنعقد ... برخلاف اسکے یعنی اگر عورت نے اسکو وکیل کیا اپنے نکاح کردینے کا کسی مرد سے سو وکیل نے اپنے نکاح

اپنے ساتھ کرلیا تو جائز نہیں ہو سکتے کہ عورت نے وکیل کو نکاح کردینے والا قرار دیا نہ نکاح کرنے والا اور ولو وکلتہ ان تصرف فی امرہا او قالت زوجنی نفسی

ممن شئت لم یصح تزوجہا من نفسہ کما فی الخانیۃ والاصل ان الوکیل معرف بالخطاب فلا یدخل تحت النکرۃ یا وکیل کیا عورت نے اسکو کہ تصرف کرے اسکے

امر میں یا کہا اس سے کہ میرا نکاح کردے جس سے کہ تو چاہے تو نہ صحیح ہوگا وکیل کو اسکا نکاح کرلینا اپنی ذات سے کذا فی الخانیۃ اور عدم جواز کا قاعدہ

یہ ہے کہ وکیل بسبب خطاب کرنے عورت کے معرفہ یعنی معین ہوگیا تو نہ داخل ہوگا مونث تحت نکرہ کے یعنی غیر معین کے تو حاصل یہ ہے کہ وکیل بسبب خطاب کے

معین ہوگیا اور عورت نے وکالت میں زوج کو معین نہ کیا اور قاعدہ یہ ہے کہ معین غیر معین میں داخل نہیں ہوتا واجاز من لہ الاجازۃ نکاح الفضولی

بعد موتہ صح لان الشرط قیام المعقود لہ واحد العاقدین فقط بخلاف اجازۃ بیعہ فانہ یشترط قیام اربعۃ اشیاء کما سیجئ اور اگر اجازت دی جسکو اجازت

دینے کا اختیار ہے یعنی زوج یا زوجہ نے جائز رکھا فضولی کے نکاح کو بعد اسکے مرنے کے تو نکاح صحیح ہوگا اسواسطے کہ صحت نکاح میں اجازت کے وقت

شرط ہے قیام معقود لہ کا یعنی جسکے واسطے نکاح منعقد ہوا اور احد العاقدین کا فقط ایک عاقد کی موت یعنی فضولی کی مضر صحت نہیں اسواسطے کہ دوسرا عاقد

موجود ہے بخلاف اجازت بیع فضولی کے کہ بعد موت فضولی کے جائز نہیں اسواسطے کہ بیع فضولی کی صحت میں چار چیز کا قیام شرط ہے یعنی مبیع اور دونوں عاقد اور قیمت کا

چنانچہ اسکا بیان کیا گیا آئیگا کتاب البیوع میں **فروع** یہ چند مسائل ہیں تابع کے الفضولی قبل الاجازۃ لا یملک نقض النکاح بخلاف البیع فضولی قبل اجازت

مالک کے نہیں نکاح توڑ سکتا بخلاف بیع کے کہ اسکو توڑ سکتا ہے ویشترط للزوم عقد الوکیل موافقتہ فی المہر المسمی شرط ہے واسطے لازم ہونے عقد وکیل کے موافقت

رکھنا موکل کی مہر مسمی میں تو عدم موافقت میں نکاح لازم نہوگا بلکہ موکل کو اختیار ہوگا قبول کرے یا انکار کرے وحکم الرسول کالوکیل اور حکم پیامی کا مثل حکم وکیل کے ہے

مثلاً مرد نے عورت کے پاس کسی کو بھیجا نکاح کا پیام لیکر اور عورت نے شہود کے روبرو قبول کرلیا تو نکاح صحیح ہوگا بشرطیکہ مہر مسمی میں مخالفت نہ کی ہو

باب المہر

ومن اسماء الصداق والصدقۃ والنحلۃ والعطیۃ والعقر یہ باب ہے مہر کا صداق اور صدقہ اور نحلہ اور عطیہ اور عقر یہ سب مہر کے نام ہیں اور اجر اور علائق

اور حباء اور فریضہ بھی مہر کو کہتے ہیں کذا فی حاشیۃ المدنی وفی استیلاد الجوہرۃ العقر فی الحرائر مہر المثل وفی الاماء عشر قیمۃ البکر ونصف عشر قیمۃ الثیب

اور جوہرہ کے باب استیلاد میں ہے کہ بیبیوں میں عقر مہر مثل ہے اور لونڈیوں میں دسواں حصہ قیمت باکرہ کا اور بیسواں حصہ ثیب کا عقر ہے واقلہ عشرۃ دراہم لحدیث

البیہقی وغیرہ لامہر اقل من عشرۃ دراہم کمتر درجہ کا مہر دس درم ہیں بدلیل حدیث بیہقی وغیرہ کے کہ نہیں ہے مہر کمتر دس درم سے اور اگرچہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن بسبب

کثرت طرق کے درجہ حسن تک بلند ہوگئی ہے تو لائق حجت کے ہوئی کذا فی النہر وروایۃ الاقل تحمل علی المعجل اور روایت اقل دس درم کی محمول ہے مہر معجل پر مثلاً بخاری

اور مسلم میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری مرد سے مہر کے واسطے فرمایا کہ کچھ تلاش کر لا اگرچہ

لوہے کی انگوٹھی ہو اور سنن ابو داؤد میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسنے اپنی عورت کے مہر میں دو لپ بھر

ستو یا کھجور کو دیا تو اسنے وطی کو حلال کرلیا حالانکہ لوہے کی انگوٹھی اور اتنے ستو اور کھجور دس درم سے نہایت کم ہیں تو ایسی روایات کا شارح نے جواب دیا کہ

کمتر کی روایت مہر معجل پر محمول ہے اسواسطے کہ عرب کی عادت یہ تھی کہ مہر میں سے کچھ قبل دخول کے جلد ادا کرتے تھے اور یہ مراد نہیں کہ سوائے انگوٹھی اور

ستو کے اور کچھ مہر نہ تھا علاوہ اسکے حدیث جابرؓ کی متعہ کے مہر کی ہے تو قیاس نکاح کا متعہ پر جائز نہیں اور ایک شخص نہایت محتاج تھا چند سورتیں قرآن مجید کی اُسکو یاد تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکا نکاح ایک عورت سے کردیا اور فرمایا ملکتہا بما معک من القرآن کہ میں نے تجھکو عورت کا مالک کردیا بسبب قرآن کے جو تیرے ساتھ ہے اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ قرآن کو مہر ٹھہرایا اور اسیواسطے عورت کو قرآن کا سکھلانا شرط نہیں کیا بلکہ مطلب یہ ہے کہ حفظ قرآن کی بزرگی سے تیرا نکاح کردیا اور اغلب یہ ہے کہ مہر اسکا حضرت نے خود ادا کیا ہوگا اسواسطے کہ محتاج مسلمین کے اخراجات کے حضرت خود کفیل ہوا کرتے تھے فضۃ وزن سبعۃ مثاقیل کما فی الزکوۃ چاندی کے دس درم جو وزن میں سات مثقال کے برابر ہیں چنانچہ بیان زکوۃ میں مذکور ہوچکا دس درم شرعی کے ساڑھے اکتیس ماشے ہوتے ہیں جسکے ڈیڑھ ماشہ کم تین روپے ہوتے اگر گیارہ ماشہ کا روپیہ ہو مضروبۃ کانت اولا دونہا او عرضا قیمتہ عشرۃ وقت العقد اما فی ضمانہا لطلاق قبل الوطی فیوم القبض درم سکہ دار ہوں یا بے سکہ جیسے چاندی کی ڈلی یا پتر اگرچہ قرض ہو یعنی شوہر کے دس درم کسی پر قرض تھے اور اُسنے نکاح میں اُنھیں دس درموں کا مہر مقرر کیا تو جائز ہے یا کوئی جنس ایسی ہو جسکی قیمت دس درم ہوں وقت نکاح کے تو اگر بعد نکاح کے اُسکی قیمت کم ہوجائے تو کچھ ضرر نہیں لیکن جنس کی قیمت کے ضامن ہونے میں بسبب طلاق قبل وطی کے تو قبضہ کرنے کے دن کا اعتبار ہے مثلاً عورت کا نکاح ایک کپڑے پر ہوا جسکی قیمت دس درم تھی پھر جسدن عورت نے کپڑے پر قبضہ کیا تو قیمت اُسکی بیس درم ہوگئی تھی سو طلاق دی اسکو شوہر نے قبل دخول کے اور کپڑا ضائع ہوگیا تو عورت کو دس درم پھیر دینا چاہیے اسواسطے کہ اگرچہ کپڑا اول دس درم کا تھا لیکن جس دن عورت کے قبضہ میں آیا تو بیس کا تھا ہکذا فی حاشیۃ المدنی نقلاً عن المحیط وتجب العشرۃ ان سماہا او دونہا ویجب الاکثر منہا ان سمی الاکثر اور واجب ہیں دس درم اگر دس کا نام لیا یا دس سے کم کا نام لیا یعنی اگر پانچ درم کا مثلاً مہر باندھا تو بھی دس ہی درم دینا واجب ہوگا اور واجب ہونگے دس سے زیادہ اگر دس سے زیادہ کا نام رکھا کتنے ہی کیوں نہوں زیادہ مہر کی کچھ حد نہیں ویتاکد عند وطی او خلوۃ صحت من الزوج او موت احدہما اور پورا مہر لازم اور محکم ہوتا ہے نزدیک وطی کے یا خلوت کے جو صحیح ہوگئی زوج کی طرف سے یا نزدیک مرجانے زوج یا زوجہ کے او تزوج ثانیا فی العدۃ یا نزدیک دوبارہ نکاح کرنے کے عدت میں صورت اسکی یہ ہے کہ عورت کو طلاق بائن دی بعد دخول کے پھر اُس سے نکاح کیا عدت میں پھر طلاق دی قبل دخول کے تو واجب ہوگا دوسرا مہر پورا اور عدت جداگانہ واجب ہوگی مہر کامل قبل خلوت کے اسواسطے واجب ہوا کہ وجوب عدت کا فوق ہے خلوت پر کذا فی البحر اور بائن کی قید اسواسطے لگائی کہ طلاق رجعی میں نکاح دوسرا نہیں اور اول مہر کے سوا دوسرا مہر نہیں ہوتا کذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی المدنی او ازالۃ بکارتہا بنحو حجر بخلاف ازالتہا بدفعۃ فانہ یجب النصف بطلاق قبل وطی یا مہر کامل ہوتا ہے بسبب ازالۂ بکارت عورت کا پتھر وغیرہ سے جیسے اُنگلی یا لکڑی سے یا موم کی بتی سے بخلاف اسکے اگر ڈھکیلنے سے ازالہ بکارت کا ہوگیا تو نصف مہر مسمی واجب ہوگا طلاق قبل وطی سے ولو الدفع من اجنبی فعلی الاجنبی ایضا نصف مہر مثلہا ان طلقت قبل الدخول والا فکلہ نہر بحثا اور اگر اجنبی کے ڈھکیلنے سے ازالہ بکارت کا ہوگیا تو اجنبی پر بھی نصف مہر مثل واجب ہوگا اگر طلاق ہوئی عورت کو قبل دخول کے اور اگر بعد دخول کے طلاق ہوئی تو پورا مہر مثل واجب ہوگا چنانچہ یہ روایت نہر الفائق میں ہے بنا بر بحث کے ویجب نصفہ بطلاق قبل وطی او خلوۃ فلو کان نکحہا علی ما قیمتہ خمسۃ کان لہا نصفہ ودرہمان ونصف اور واجب ہوتا ہے نصف مہر طلاق قبل وطی یا خلوت سے تو اگر نکاح کیا عورت سے ایسی چیز پر جسکی قیمت پانچ درم تھی پھر اُسکو طلاق دی قبل وطی یا خلوت کے تو وہ چیز آدھی عورت کو ملیگی اور اڑھائی درم اور ملینگے آدھی چیز عورت کو اسواسطے ملیگی کہ نصف مہر ملتا ہے طلاق قبل وطی سے اور چونکہ مہر دس درم سے کم تھا تو دس کا پورا کرنا واجب ہوا اسواسطے کہ اڑھائی درم عورت کو اور ملینگے تا اقل مہر کامل ہوجائے وعاد النصف الی ملک الزوج بمجرد الطلاق اذا لم یکن مسلما لہا وان کان مسلما لہا لم یبطل ملکہا منہ بل توقف عودہ الی ملکہ علی القضاء او الرضاء اور پھر آویگا نصف مہر زوج کی ملکیت میں مجرد طلاق دینے کے جبکہ زوج نے زوجہ کو مہر نہ تسلیم کیا ہو اور اگر مہر کو تسلیم کردیا ہو تو عورت کی ملکیت کل مہر سے قبل وطی کے باطل نہیں ہوتی بلکہ نصف مہر کی ملکیت کا عود کرنا زوج کی طرف سے موقوف ہے قاضی کے حکم پر یا عورت کی رضامندی پر فلہذا لا انفاذ لعتقہ ای الزوج عبد المہر بعد طلاقہا قبلہ ای قبل القضاء ونحوہ

اور جب کہ قبضہ ہو چکی ہو بسبب تفاوت یعنی زوج کا آزاد کرنا مہر کے غلام کو بعد طلاق دینے عورت کے قضا یا رضامندی سے بسبب نسب ہونے کے قبل قبضہ
یا رضامندی کے جب ملکیت زوج کی قضا یا رضا پر موقوف ہوئی تو بعد فسخ کے آزاد کرنا کیونکر ثابت ہوگا ولنفذ تصرف الزوج قبلہ ای قبل القضاء فیہما او بانہ
ہو و نفذ صرف زوج کا عورت کو قبل قضا یا رضامندی کے کل مہر بسبب باقی رہنے ملکیت عورت کے تو جس غلام پر عورت نے مہر کی دیت تعیین کیا بعد طلاق دینے
کے پیش کرے اسکو آزاد کرے تو یہ عتق نافذ ہوگا اسواسطے کہ اسکی ملکیت کل مہر پر قبل قضا یا رضا کے ثابت ہے وعلیہا نصف قیمتہ الاصل یوم القبض ان زادت المہر زیادۃ
متصلۃ قبل القبض لا بعدہ اور عورت پر واجب ہوگی نصف قیمت اصل کی جو قبضہ کرنے کے دن قیمت تھی فقط اصل قیمت اسواسطے کہ جب ہوئی کہ جس کی
جس کی زیادتی تنصیف ہوتی ہے قبضہ کرنے سے پہلے نہ بعد قبضہ کرنے کے یعنے عورت کو مثلا لونڈی مہر میں ملی پھر اسکی لڑکی پیدا ہوئی پھر عورت طلاق دی گئی
قبل ملنے کے تو عورت لونڈی کی قیمت قبضہ کرنے کے دن تھی اسکی نصف قیمت عورت زوج کو پھیر دیگی مگر لونڈی کی اولاد کو بالکل اپنی ملک میں رکھیگی اسواسطے کہ بعد
زیادتی منفصل ہو اور زیادتی منفصل کی تنصیف قبضہ کرنے کے بعد نہیں ہوتی وو جب مہر المثل فی الشغار و ہو ان یزوجہ بنتہ او اختہ علی ان یزوجہ
الآخر بنتہ او اختہ مثلا معاوضۃ بالعقدین اور واجب ہو مہر مثل شغار میں شغار اسکو کہتے ہیں کہ نکاح کر دے ایک مرد اپنی بیٹی یا بہن کا دوسرے مرد سے
اس شرط پر کہ دوسرا مرد مثلاً اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح کر دے اس سے تاکہ ایک عقد دوسرے عقد کا بدلا ہو جائے تو دونوں نکاح مہر سے خالی ہوئے وہو معنی
تخلوعن المہر فاوجبنا فیہ مہر المثل فلم یبق شغارا اور شغار ممنوع ہے حدیث سے بسبب خالی ہونے شغار کے مہر سے سو ہمنے اسمیں مہر مثل واجب کیا سو شغار نہ باقی رہا
یعنی شغار اسی سبب سے ممنوع ہوا کہ اسمیں مہر نہیں ہوتا پھر جب مہر مثل اسمیں واجب قرار دیا تو حقیقت میں شغار نہ باقی رہا صحاح ستہ میں عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے منع فرمایا و فی خدمۃ زوج حر سنۃ للامہار لحرۃ او امۃ لان فیہ قلب الموضوع کذا
قالوا اور واجب ہے مہر مثل زوج حر کی خدمت میں ایک برس تک یعنی ایک برس کی خدمت کرنا مہر ٹھہرا ہو حرہ کا یا لونڈی کا اسواسطے کہ شوہر کے خادم ہونے
میں قلب موضوع ہے یعنے الٹا معاملہ ہے یعنے لازم یوں ہے کہ زوجہ زوج کی خدمت کرے پھر جب زوج کا خدمت کرنا مہر ٹھہرا تو بالعکس ہوا اسواسطے نادرست
ہوا اور مہر مثل اسمیں واجب ہوا ایسا کچھ فقہا نے کہا ہے قاضی خان نے کہا کہ زوج سے خدمت لینا حرام ہے اسواسطے کہ ذلت کا سبب ہے کذا فی
حاشیۃ المدنی و مفادہ صحۃ تزویجہا علی ان یخدم سیدہا او ولیہا القصۃ شعیب مع موسی علیہما السلام اور بنا و تعلیل فقہا کا یہ ہے کہ صحیح ہو نکاح لونڈی کا اس مہر
پر کہ خدمت کرے زوج اسکے مالک کی یا حرہ کا نکاح اس شرط پر کہ زوج اسکے ولی کی خدمت کرے بدلیل قصہ شعیب کے ساتھ موسی علیہما السلام کے اسواسطے
کہ شعیب علیہ السلام نے اپنی بیٹی کا نکاح موسی علیہ السلام سے کیا اور آٹھ برس یا دس برس اپنی بکریاں چرانا مہر مقرر کر لیا انتہی کصحتہ علی خدمۃ عبدہ
او امتہ او عبد الغیر برضاء مولاہ او حر آخر برضاہ جیسے صحیح ہو نکاح اس مہر پر کہ شوہر کا غلام یا لونڈی خدمت کرے زوجہ کی یا غیر کا غلام خدمت کرے
اپنے مالک کی رضامندی سے یا کوئی اور حر اپنی خوشی سے خدمت کرے لیکن جب حر کی خدمت مہر ہوگا تو زوج پر خدمت کی قیمت واجب ہوگی اسواسطے
کہ خدمت حرہ میں مفاسد بہت ہیں جیسے خلوت ہونا اجنبی سے یا انکشاف بعض اعضا کا کذا فی فتح القدیر و فی تعلیم القرآن لنص بالابتغاء بالمال اور واجب ہے
مہر مثل تعلیم قرآن میں بموجب نص قرآنی کے کہ طلب نکاح کی مال سے چاہیے قرآن شریف میں فرمایا کہ ان تبتغوا باموالکم یعنی نکاح طلب کرو اپنے اموال سے
اور تعلیم قرآن مال نہیں اسواسطے تعلیم قرآن میں مہر مثل واجب کیا و با ر از وجتک بما معک من القرآن للسببیۃ او للتعلیل لکن فی النہر ینبغی ان یصح علی
قول المتاخرین اور بے زوجتک بما معک من القرآن کے واسطے سببیت یا تعلیل کے ہے یہ شارح نے دفع دخل کا کیا یعنی حدیث میں آیا ہے کہ
حضرت نے ایک صحابی سے فرمایا کہ زوجتک بما معک من القرآن کہ میں تیرا نکاح کرتا ہوں بدلے قرآن کے جو تیرے ساتھ ہے تو معلوم ہوا کہ تعلیم قرآن کی مہر
ہو سکتا ہے شارح نے اسکا جواب دیا کہ یہ دلیل اسوقت میں پوری ہوتی کہ اس حدیث میں بے کا حرف فقط عوض کے معنی میں مخصوص ہوتا بلکہ سببیت کے اور

معنی اسمین ہو سکتے ہین یعنی بسبب قرآن یاد ہونے کے یا قرآن کی برکت سے تیرا نکاح کیا تو تعلیم قرآن کا مہر ہونا ثابت ہوا چنانچہ اوپر اس حدیث
کا بیان ہو چکا لیکن نہر الفائق مین کہا ہو سزاوار یہ ہو کہ تعلیم قرآن متاخرین کے قول پر مہر ہو سکے بحر الرائق اور نہر الفائق مین کہا ہو کہ متاخرین کا فتوی یہ ہو کہ تعلیم
قرآن اور تعلیم فقہ پر اجرت لینا درست ہو پھر جب اجرت لینا درست ہوا تو مہر ہونا بھی درست ہوگا اسواسطے کہ جسکی اجرت لینا جائز ہو اسکا مہر ہونا بھی جائز ہو اور
فتح القدیر مین ہو قول مفتی بہ پر تعلیم قرآن کا مہر ہونا صحیح ہو کذا فی حاشیۃ المدنی واما خدمتہ لو کان الزوج عبدا فیجوز فی ذلک فالحرۃ خدمتہ لہا حرام لما فیہ من الاہانۃ
بالاذلال وکذا استخدامہ نہر عن البدائع اور جائز ہو حرۃ عورت کو خدمت لینا شوہر سے بشرطیکہ شوہر غلام ہو اور اُسکے مالک نے خدمت کرنے کی اجازت
دی ہو یعنی اگر غلام باجازت اپنے مولی کے حرۃ سے نکاح کرے اور ایک برس کی خدمت مثلاً مہر ٹھہراوے تو درست ہو اسواسطے کہ خدمت کرنے مین غلام کی اہانت
نہین لیکن حر کو خدمت کرنا زوجہ کی حرام ہو اسواسطے کہ اسمین ذلت اور اہانت ہو اور اسی طرح زوجہ کو شوہر سے خدمت لینا حرام ہو چنانچہ نہر الفائق مین ہو
بدائع سے وکذا یجب مہر المثل فیما اذا لم یسم مہرا او نفی ان وطی الزوج او مات احدہما اذا لم یتراضیا علی شیء یصلح مہرا والا فذاک المسمی ہو الواجب
اور اسی طرح واجب ہو مہر مثل اس صورت مین جبکہ مہر کا نام نہ لیا گیا یعنی نکاح کیا اور مہر کے ذکر سے سکوت کیا یا نفی مہر کی یعنی یون کہا کہ ہمنے نکاح کیا
بدون مہر کے تو مہر مثل واجب ہوگا اگر وطی کی ہو زوج نے یا دونون مین سے ایک مرگیا یہ اسوقت ہو جب دونون راضی ہو گئے ہون کسی چیز پر جو مہر ہونے
کی لیاقت رکھتی ہو اور اگر کسی چیز پر راضی ہو گئی ہو تو وہی چیز واجب ہوگی مہر مثل کی کچھ ضرورت نہین وسمی خمرا او خنزیرا او ہذا الخل فاذا ہو خمر او ہذا العبد
فاذا ہو حر لتعذر التسلیم یا نام لیا شراب یا سور کا مہر مین تو مہر مثل واجب ہوگا اسواسطے کہ شراب اور سور مسلمان کے حق مین مال نہین یا اشارہ کیا ایک برتن کی طرف
اور کہا کہ یہ سرکہ مہر ہو حالانکہ وہ شراب ہو یا ایک شخص کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہ غلام مہر ہو حالانکہ وہ حر ہو تو مہر مثل واجب ہوگا اسواسطے کہ تسلیم کرنا حر کا
متعذر ہو اسی طرح تسلیم خمر اور خنزیر بھی متعذر ہو کہ مسلمان کے کام کی نہین او دابۃ او ثوبا او دارا لم یبین جنسہا انتہی ابہام یا نام لیا مہر مین جانور کا یا کپڑے
کا یا گھر کا اور نہ بیان کیا انکی جنس کو کہ کون جانور گھوڑا یا بیل اور کون کپڑا ململ یا گزی اور کیسا گھر کچا یا پکا تو ایسا مہر صحیح نہین بسبب کثرت جہالت کے کہ کچھ
امتیاز نہین ہو سکتی لہذا ان صورتون مین مہر مثل واجب ہوگا وتجب متعۃ لمفوضۃ ہی من زوجت بلا مہر طلقت قبل الوطی اور واجب ہو متعہ مفوضہ کے واسطے
مفوضہ وہ عورت ہو جسکا نکاح ہوا بدون مہر کے جو مطلقہ ہو قبل وطی کے وہی درع وخمار وملحفۃ لا یزید علی نصفہ ای نصف مہر المثل لو الزوج غنیا ولا تنقص عن
خمسۃ دراہم لو فقیرا اور مراد متعہ سے تین کپڑے ہین ایک کرتی دوسری اوڑھنی تیسری چادر سر سے قدم تک زیادہ نہو ان تینون کپڑون کی قیمت نصف
مہر مثل سے اگر زوج مالدار ہو اور کم نہو پانچ درم سے اگر زوج محتاج ہو وتعتبر المتعۃ بحالہا کالنفقۃ بہ یفتی اور معتبر ہو متعہ بقدر حال زوجین کے مثل نفقہ
کے اسی کا فتوی بحر الرائق مین ہو کہ اگر دونون محتاج ہین تو واجب کرپاس متوسط ہو اور اگر دونون غنی ہین تو واجب ریشمی کپڑا متوسط ہو اور اگر ایک غنی ہو اور دوسرا
محتاج تو تسر کا کپڑا متوسط ہو کذا فی حاشیۃ المدنی وتستحب المتعۃ لمن سواہا ای المفوضۃ الا من سمی لہا مہر وطلقت قبل وطی فلا تستحب لہا بل للموطوءۃ
سمی لہا مہر او لا فالمطلقات اربع اور مستحب ہو متعہ دینا سوائے مفوضہ کے مگر جسکا مہر معین ہوا اور وہ مطلقہ ہوئی قبل وطی کے تو اُسکے واسطے متعہ مستحب نہین
بلکہ متعہ اُس عورت کو مستحب ہو جسکی وطی ہوئی اُسکا مہر معین ہوا ہو یا نہوا ہو تو مطلقہ عورتین چار ٹھہرین ایک وہ مطلقہ جسکی وطی نہوئی نہ مہر معین ہوا تو اسکے
واسطے متعہ واجب ہو دوسری وہ مطلقہ جسکا مہر معین تھا اور وطی نہوئی تو اسکو متعہ دینا مستحب نہین تیسری وہ مطلقہ جسکی وطی ہوئی اور مہر معین نہوا چوتھی
وہ مطلقہ جسکی وطی ہوئی اور مہر اسکا معین تھا تو ان دونون کو متعہ دینا مستحب ہو کذا فی حاشیۃ المدنی والطحطاوی وما فرض بتراضیہما او بفرض قاضی
مہر المثل بعد العقد الخالی عن المہر او زید علی ما سمی فانہا تلزمہ بشرط قبولہا فی المجلس او قبول ولی الصغیرۃ فی معرفۃ قدرہا وبقاء الزوجیۃ علی الظاہر نہر اور
جو مہر کہ مقرر ہوا زوجین کی تراضی سے یا بسبب ٹھہرانے قاضی کے مہر مثل کو بعد نکاح کے جو خالی تھا مہر سے یا جو مہر کہ معین بڑھایا گیا زوج نے زیادہ کر کے

پائے تو فی الحال ہبہ ہوگا اور کوئی زمین یا مہر ہو تو بشرط قبول کرنے عورت کے بغیر قبول کرنے عورت کے زیادتی لازم ہوگی اور عورت موقت
ہے تو زیادتی ہے اور باقی ہے بسبب زوجیت کے بنا بر قول مختار کے کذا فی النہر تو یہ اگر زوجیت کو کوئی سبب سے مہر بڑھا دیوے تو صحیح ہوگا اور واسطے عورت کے
زیادتی ہوگی اور اگر بعد مدت زمین کے مہر بڑھا دیا تو صحیح ہوگا اس واسطے کہ زوجیت باقی ہے اور فی الکافی مہر المثل بزیادۃ الفاظ لو اقالت فی اثنا
اور کافی میں لکھا ہے کہ زوج نے نکاح کی تجدید کی تو بعد مہر زیادہ کرنے کے تو اسپر دو ہزار لازم آوینگے بنا بر قول مختار کے کذا فی النہر وہزار اس واسطے لازم
ہونگے کہ ایک ہزار اول نکاح کے اور ایک ہزار دوسرے نکاح کے وفی الخانیۃ لو وہبتہ مہرہا ثم اقر بقدر من المہر قیل یصح ویحمل علی الزیادۃ فی البزازیۃ
الا تجب لانہ لم یقصد الزیادۃ اور خانیہ میں ہو کہ اگر زوجہ نے زوج کو مہر بخشدیا پھر اقرار کیا زوج نے اسکے مہر کا اور قبول کرلیا عورت نے تو صحیح ہوا
یہ قول ہوا مہر زیادہ کرنے کا اور بزازیہ میں ہو کہ واجب نہیں یہ ہو کہ یہ اقرار صحیح نہیں بدون قصد زیادتی کے لا ینصف باختصاص التنصیف بالمفروض
فی العقد بالنص یعنے جو مہر کہ مقرر ہوا بعد عقد کے یا زیادہ ہوا ہو اسکی تنصیف نہ ہوگی طلاق قبل وطی میں اس واسطے خصوص ہے تنصیف کے
عقد کے مفروض سے بموجب نص قرآن کے قرآن میں ارشاد ہوا فنصف ما فرضتم یعنی آدھا مہر مفروض دینا لازم ہو اور عرف میں مفروض اسی مہر کو کہتے ہیں
جو عقد کے وقت مقرر ہو نہ اسکو جو بعد عقد کے مفروض ہوا یا زیادہ ہوا ہو بل تجب المتعۃ فی الاول ونصف الاصل فی الثانی بلکہ واجب ہوگا متعہ اول صورت میں
یعنی مفروض بعد العقد میں اور واجب ہوگا نصف اصل مہر کا ثانی صورت میں یعنے زیادت علی المسمی میں وصح حطہا الکل او البعض عنہ قبل اولا ویرتد
بالرد کما فی البحر اور صحیح ہو ساقط کر دینا عورت کا کل مہر کو یا بعض کو شوہر سے قبول کیا ہو شوہر نے اسکو یا نہ قبول کیا ہو اور پھر تا ہو پھیرنے سے کذا فی البحر یعنی زوجہ
اگر زوج سے اپنا مہر معاف کر دے تو صحیح ہو خواہ زوج قبول کرے یا نہ کرے یہاں تک کہ اگر بعد موت زوج کے یا طلاق بائن کے بھی معاف کریگی تو معاف
ہو جاویگا لیکن اگر زوج یوں کہے کہ مہر کا معاف کرنا میں نہیں مانتا تو البتہ نہ معاف ہوگا اور شرط یہ ہو کہ عورت اپنے مرض الموت میں نہ اسقاط کرے اور قنیہ میں ہو
کہ زوج نے زوجہ سے کہا کہ میں تیرے پاس نہیں لیٹتا جب تک تو مہر سے ابرا نہ کرے سو زوجہ نے ابرا کیا بعضوں نے کہا کہ مہر معاف ہوگیا اس واسطے کہ حدیث
میں آیا ہو کہ آپس میں تحفہ دیا کرو تاکہ دوست ہو جاؤ تو جب محبت کے واسطے تحفہ دینے کا حکم ہوا تو محبت کے واسطے مہر معاف کرنا بھی صحیح ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی
من البحر والخلوۃ مبتدا خبرہ قولہ الآتی کالوطی اور لفظ خلوت کا مبتدا ہو اور خبر اسکی مصنف کا آئندہ قول کالوطی ہو یہان سے احکام خلوت صحیحہ کے
شروع ہوئے خلوت صحیحہ برابر وطی کے ہو بشرط رفع موانع کے اور مبتدا اور خبر میں موانع کا بیان ہو بلا مانع حسی کمرض لاحدہما یمنع الوطی وطبعی
کوجود ثالث عاقل ذکرہ ابن الکمال وجعلہ فی الاسرار من الحسی وعلیہ فلیس للطبعی مثال مستقل خلوت بدون مانع حسی کے مانند وطی کے ہو مانع حسی
وہ جو حواس سے معلوم ہو جیسے زوج یا زوجہ کا ایسا بیمار ہونا کہ مانع ہو وطی کا اور خلوت بدون مانع طبعی کے جیسے زوج اور زوجہ میں تیسرے
شخص عاقل کا موجود ہونا ایسا ذکر کیا ابن کمال نے اور وجود ثالث کو اسرار میں مانع حسی سے ٹھہرایا ہو تو اس تقدیر پر مانع طبعی کی کوئی مستقل
مثال نہیں ہو وشرعی کاحرام الفرض او نفل اور مانع شرعی جیسے احرام فرض حج کا یا نفل حج کا ومن الحسی رتق بفتحتین التلاحم وقرن بالسکون عظم
وعفل بفتحتین غدۃ وصغر ولو بزوج لا یطیق معہ الجماع اور مانع حسی سے رتق ہو رتق بفتحتین بمعنی تلاحم ہو یعنے شرمگاہ کا ایسا بند ہونا کہ دخول ممکن
نہ ہو اور مانع حسی سے قرن ہو قرن بالسکون عظم ہو یعنے ایسی ہڈی شرمگاہ میں جو مانع ہو دخول کی اور بعضے قرن کو غدہ غلیظ کہتے ہیں اور بعضے
گوشت زائد کہتے ہیں اور مانع حسی سے عفل بفتحتین غدۃ ہو قاموس میں کہا کہ عفل ایک شے ہو کہ عورت کی شرمگاہ سے نکلتی ہو جیسے فوطہ بڑھنے کی بیماری
مرد کو ہوتی ہو اور بحر الرائق میں کہا کہ عفل ایک شے مدور ہو کہ عورت کی شرمگاہ میں نکلتی ہو یعنے مثل پھوڑی کے اور مانع حسی سے لڑکپن ہو اگرچہ زوج ہی کمسن
ہو ایسا لڑکپن کہ قدرت نہو اس حال کے ساتھ جماع کرنے کی ووجود ثالث معہما ولو نائما او اعمی الا ان یکون الثالث صغیرا لا یعقل بان لا یعبر عما

یکون منہما او مجنونا او مغمی علیہ لکن فی البزازیۃ ان فی اللیل صحت لا فی النہار وکذا الاعمی فی الاصح او جاریۃ احدہما فلا یمنع بہ یفتی مجتبیٰ اور خلوت مانع وطی سے ہو بدون موجود ہونے تیسرے شخص کے زوجین کے ساتھ اگرچہ شخص ثالث سوتا ہو یا اندھا مانع ہو خلوت کا مگر یہ کہ تیسرا شخص صغیر لا یعقل ایسا ہو کہ بیان نہ کر سکے جو دونوں مین ہوتا ہو یا دیوانہ یا بیہوش ہو تو خلوت زوجین کا مانع نہین لیکن بزازیہ مین ہو کہ اگر خلوت رات مین ہو اور دیوانہ یا بیہوش پاس ہو تو خلوت صحیح ہو اور دن مین خلوت صحیح نہین اسواسطے کہ مجنون کو کبھی ادراک ہوتا ہو اور بیہوش گاہے ہوش مین آتا ہو اور ایسا ہی حال اندھے کا ہو قول اصح مین یا شخص ثالث لونڈی ہو زوج کی یا زوجہ کی تو لونڈی کا ہونا زوجین کے پاس خلوت کا مانع نہین یہی قول مفتیٰ بہ ہو کذا فی المجتبیٰ بحر الرائق مین کہا کہ جاریہ مین اختلاف ہو بعضون نے کہا کہ جاریہ مانع خلوت کی نہین زوجین کی ہو یا اور کسی کی اور بعضون نے کہا کہ زوجہ کی جاریہ مانع ہو خلوت کی بخلاف جاریہ زوج کے اور مختار یہ ہو کہ زوج اور زوجہ دونون کی جاریہ مانع خلوت کی نہین کذا فی الخلاصۃ اور اسی پر فتوے ہو کذا فی المجتبیٰ اور امام سرخسی نے مبسوط مین کہا دونون کی جاریہ مانع ہو خلوت کی اور یہی ہو قول امام اور صاحبین کا اسواسطے کہ لونڈی کے روبرو جماع کرنا زوجہ سے بالطبع نہین ہو سکتا انتہی علی الخصوص زوجہ کی جاریہ کے روبرو وطی کرنا کسی طرح حلال نہین اسواسطے کہ وہ اجنبی ہو زوج سے اور لائق یہ ہو کہ اس قول سے عدول نہ کیجیے کہ باعتبار درایت اور روایت کے قوی ہو اور عجب ہو کہ امام اور صاحبین کے مخالف قول کو مفتیٰ بہ قرار دیجیے اور متن مین داخل کیجیے حالانکہ کسی طرح لائق ترجیح کے نہین کذا فی حاشیۃ المدنی عن الشیخ رحمتی المحشی والکلب یمنع ان کان عقورا مطلقا فی الفتح وعندی ان کان لہ لا یمنع مطلقا او کان للزوجۃ والا یکن عقورا او کان لہ لا یمنع اور کتے کا ہونا زوجین کے پاس مانع ہو خلوت صحیحہ کا اگر کٹہا ہو تو مطلق مانع ہو زوج کا کتا ہو یا زوجہ کا رات ہو یا دن اور فتح القدیر مین کہا کہ میرے نزدیک زوج کا کتا مطلقاً مانع خلوت کا نہین کٹہا ہو یا نہو اسواسطے کہ اپنے مالک کو ہرگز نہین کاٹتا تو وہ بخوف وطی پر قادر ہوگا یا کتا زوجہ کا ہو تو اسکا ہونا مانع ہو خلوت کا اسواسطے کہ زوجہ کا کتا اپنی بی بی کو مرد کے تلے دیکھکر غضب مین آویگا اور حملہ کریگا اور اگر کتا کٹہا نہ ہو یا کٹہا ہو اور زوج کا ہو تو مانع خلوت کا نہین اسواسطے کہ کلب عقور اپنے مالک کو نہین کاٹتا چنانچہ فتح القدیر کی روایت مین مذکور ہو چکا وبقی منہ عدم صلاحیۃ المکان کمسجد وطریق وصحراء وسطح وبیت بابہ مفتوح وما اذا لم یعرفہا اور باقی رہگیا مانع حسی سے عدم صلاحیت مکان کی یعنی مکان لائق وطی کے نہونا جیسے مسجد اور راہ اور بیابان اور چھت بدون پردہ کی اور کوٹھری جسکا دروازہ کھلا ہو اسواسطے کہ یہ مکانات آمد و رفت اور نظر غیر سے خالی نہین اور باقی یہی مانع شرعی کی وہ صورت جبکہ زوج زوجہ کو نہ پہچانے اسواسطے کہ قدرت وطی کی بدون معرفت زوجہ کے شرعاً متصور نہین وصوم التطوع والمنذور والکفارات والقضاء غیر مانع لصحتہا فی الاصح اذ لا کفارۃ بالافساد ومفادہ انہ لو اکل ناسیا فامسک فخلی بہا ان تصح وکذا کل ما اسقط الکفارۃ نہر اور روزہ نفل کا اور نذر اور کفارات اور قضا کا مانع نہین صحت خلوت کا قول اصح مین اسواسطے کہ ان روزون کے توڑنے مین کفارہ نہین اور مفاد اس تعلیل کا یہ ہو کہ اگر صائم بھولکر کھا گیا پھر اسنے باقی دن کا امساک کیا پھر عورت سے خلوت کی تو یہ خلوت صحیح ہوگی اسواسطے کہ اسمین کفارہ نہین چنانچہ اسکی تفصیل کتاب الصوم مین ہو چکی اور اسی طرح جو کفارہ کو ساقط کرے سو مانع صحت خلوت کا نہین کذا فی النہر بل المانع صوم رمضان اداء وصلوۃ الفرض فقط بلکہ مانع خلوت صحیحہ کا صوم ہو اداے رمضان کا اور نماز فرض فقط خواہ نماز ادا کی ہو خواہ قضا کی اور باقی رہگیا موانع شرعیہ سے وہ طلاق جو خلوت پر معلق ہو یعنے زوج نے کہا عورت سے کہ اگر مین تیرے ساتھ خلوت کرون تو تجھکو طلاق ہو پھر کسے خلوت کی تو طلاق واقع ہوئی تو زوج فقط نصف مہر دیگا اسواسطے کہ خلوت کرتے ہی عورت مطلقہ ہو گئی تو وطی حرام ہوئی کذا فی الواقعات اور بزازیہ اور خلاصہ مین ہو کہ اس طلاق مین عدت واجب نہین کذا فی حاشیۃ المدنی کالوطی فیما یجی ولو کان الزوج مجبوبا او عنینا او خصیا او خنثی ان ظہر حالہ والا فنکاحہ موقوف یعنی خلوت بدون موانع مذکورہ کے برابر وطی کے ہو چند احکام مین جنکا ذکر آگے آتا ہو اگرچہ زوج مقطوع الذکر یا خصیتین ہو یا نامرد ہو یا خصی ہو یا خنثی ہو

یہ ہے کہ خنثی وہ حال قبل نصرت کے کس کیا ہے ... اسکا ثابت ہو گیا ہو جب اسکی خلوت مانند وطی کے ہوئی اور اگر خنثی وہ حال ... ہو کر ... بلا صورت
... نکاح مرتہ ... حال ظاہر ہونے کے ... اپنے خنثی کی خلوت مانند وطی کے ... ہو ... اور خنثی ... ہے
... اور ... ہے ... چنانچہ اسکا خوب بیان کیا ... الفائق ... اور اگر خنثی ... نکاح ...
... سے وطی کی ... اور مرد وطی ... کرے ... اور ... کے ... عورت سے ... خنثی سے ...
سے وطی کی تو ... اور ... تو اسکی مدت مقرر ہوگی عنین کے مانند ... اس عبارت سے یون ظاہر ہوتا ہے کہ قبل ظاہر ہونے حال خنثی کے
خلوت کرنا اسکو ... اور نہر الفائق ... مبسوط سے نقل کیا کہ نکاح خنثی کا قبل ظاہر ہونے کے حال کے موقوف ... ہونے کے اگر خنثی ...
... اور ... عورت ... تو نکاح صحیح ہوگا اور اگر مرد ... ہوا تو نکاح باطل ہوا اس عبارت سے صریحا ثابت ہوتا ہے کہ خنثی کو خلوت کرنا قبل ظاہر
ہونے حال کے صحیح نہیں ... شرح الوہبانیہ قد یکون العنۃ لمرض او ضعف خلقۃ او کبرسن اور نہر الفائق میں ہے شرح وہبانیہ سے اور کبھی ہوتی ہے نامردی
بیماری سے یا ضعف پیدائش سے یا درازی عمر سے ... یہ جواب اس سوال کا ہے جو نہر الفائق کی عبارت پر وارد ہوتا ہے نہر الفائق میں کہا کہ اگر خنثی بعد بلوغ
ہونے کے نکاح پر قادر نہ ہوا تو اسکی مدت مقرر ہوگی مانند عنین کے اس عبارت پر سوال لگتا ہے کہ نامردی تو درازی عمر میں ہوتی ہے بلوغ کے وقت تو
جوش شہوت کا زمانہ ہے ... وقت میں نامردی کیونکر متصور ہو ... نے اسکا جواب شرح وہبانیہ سے نقل کیا کہ نامردی فقط پیری پر موقوف نہیں بلکہ بیماری اور ضعف
خلقت سے بھی ہوتی ہے کذا فی حاشیۃ المدنی ... وثبوت النسب لو من المجبوب یعنی خلوت صحیحہ مانند وطی کے ہے ثابت ہونے نسب میں اگرچہ خلوت ... مقطوع الذکر
والخصیتین سے ہو مناسب یون تھا کہ ثبوت نسب کو احکام خلوت سے نہ شمار کرتا اسواسطے کہ نسب تو مجرد عقد سے ثابت ہو جاتا ہے خلوت پر موقوف نہیں وفی
تاکد المہر المسمی ومہر المثل بلا تسمیۃ اور خلوت مانند وطی کے ہے مہر مسمی اور مہر بدون تسمیہ کے ثابت اور محکم ہو جانے میں یعنی جیسے وطی سے مہر معین اور مہر مثل
غیر مسمی میں زوج پر لازم ہوتا ہے ویسا ہی خلوت صحیحہ سے بھی دونوں لازم ہو جاتے ہیں والنفقۃ والسکنی اور خلوت مانند وطی کے ہے نفقہ اور سکنی لازم
ہونے میں یعنی نکاح کے بعد اگر خلوت صحیحہ کر کے طلاق دے تو زوج پر نفقہ اور سکنے تا عدت لازم ہوگا والعدۃ وحرمۃ نکاح اختہا واربع سواہا
فی عدتہا اور خلوت مانند وطی کے ہے وجوب عدت میں اور منکوحہ کی بہن کا نکاح اور اسکے سوا چار عورتون کے نکاح حرام ہونے میں اسکی عدت کے
اندر یعنی عورت سے نکاح کیا ہے خلوت صحیحہ کر کے اسکو طلاق دی تو اسکی عدت میں اسکی بہن سے نکاح حرام ہے اور اسیطرح سواے اس عورت کے اور چار عورتون
سے نکاح کرنا اسکی عدت میں حرام ہے وحرمۃ نکاح الامۃ اور خلوت مانند وطی کے ہے لونڈی کے نکاح حرام ہونے میں یعنے حرہ منکوحہ بعد خلوت کے
مطلقہ ہوئی تو اسکی عدت میں لونڈی سے نکاح کرنا حرام ہے ومراعات وقت الطلاق فی حقہا اور خلوت مانند وطی کے ہے وقت طلاق کے
رعایت کرنے میں عورت کے حق میں یعنے وطی جیسے بعد وطی کے مسنون ہے کہ طہر میں طلاق رجعی دے نہ حیض میں ایسے ہی بعد خلوت صحیحہ کے بھی وقت
طلاق کی رعایت کرے چنانچہ اسکی تصریح کتاب الطلاق میں آویگی وکذا فی وقوع طلاق بائن آخر علی المختار اور اسیطرح خلوت مانند وطی کے ہے دوسری
طلاق بائن پڑنے میں بنا بر قول مختار کے یعنی خلوت کے بعد ایک طلاق دی پھر عدت کے اندر دوسری طلاق بائن دی تو دوسری طلاق واقع ہوگی
قول مختار میں اور اگرچہ پہلی طلاق بہ لفظ صریح تھی لیکن وہ بھی در حکم بائن ہے علما کے نزدیک حتیٰ کہ اور مزید تصریح اسکی حاشیہ طحطاوی و مدنی میں ہے
جسکو زیادہ شوق ہو وہاں دیکھ لے لا تکون کالوطی فی حق بقیۃ الاحکام کالغسل نہیں ہے خلوت برابر وطی کے بقیہ احکام کے حق میں جیسے
غسل میں یعنے وطی سے زوجین پر غسل واجب ہوتا ہے اور خلوت صحیحہ سے نہیں والاحصان اور نہیں ہے خلوت صحیحہ مانند وطی کے ثبوت احصان
میں یعنے وطی سے حکم احصان کا ثابت ہوتا ہے اور خلوت سے نہیں محصن اگر زنا کرے تو سنگسار ہو بخلاف خلوت والی کے وحرمۃ البنات نہیں ہے خلوت

مانند وطی کے بیٹیون کی حرمت مین یعنی مرد نے جس عورت سے وطی کی تو اُسکی بیٹی مرد پر حرام ہی اور خلوت سے اُس عورت کی بیٹی حرام نہین وفی حلہا للاول اور
نہین خلوت مانند وطی کے عورت کے حلال ہونے مین پہلے زوج کے واسطے یعنی مطلقہ ثلثہ زوجہ ثانی کی وطی سے زوج اول پر حلال ہوتی ہی اور زوج
ثانی کی خلوت سے اُسکو حلال نہین ہوتی والرجعة اور نہین خلوت مانند وطی کے رجعت مین یعنے وطی کے بعد طلاق دینے مین رجعت درست ہی اور خلوت
کے بعد طلاق ہونے سے رجعت درست نہین اسواسطے کہ بعد خلوت کے طلاق رجعی نہین رہتی بلکہ بائن ہوجاتی ہی چنانچہ ذخیرہ وغیرہ مین اسکی تصریح موجود ہی
کذا فی حاشیة المدنی والمیراث اور نہین خلوت مانند وطی کے درحق میراث یعنے اگر بعد خلوت کے طلاق ہوئی اور عدت مین زوج مرگیا تو عورت نہ وارث
ہوگی مدنی بخلاف وطی کے وتزوجہا کالابکار علی المختار وغیر ذلک کما نظمہ صاحب النہر فقال اور تزویج خلوت والی عورت کی مثل باکرہ عورتون کے ہی بنابر
قول مختار کے یعنی جب باکرہ کو بعد خلوت کے طلاق ملی تو اُسکا نکاح ثانی مانند باکرہ عورتون کے ہوگا اور سوا اسکے اور احکام مین جنمین خلوت وطی کی مانند
نہین جیسے اجازت نکاح موقوف کی خلوت سے نہین ہوتی بخلاف وطی کے چنانچہ اسکو نہر الفائق کے مصنف نے نظم کیا ہی اور کہا ہے وخلوة الزوج مثل الوطی فی صور
وغیرہ وہذا النقد تحصیل + اور خلوت کرنا زوج کا مانند وطی کے ہی چند صورتون مین اور مغائر ہی وطی کے چند صورتون مین اور اس نظم سے جو کہ موتیون کی لڑی
ہی احکام خلوت کی تحصیل ہی سے تکمیل مہر واعداد کذا النسب + انفاق سکنی ومنع الاخت مقبول + خلوت برابر ہو وطی کے تکمیل مہر مین اور ثبوت عدت مین اور
اسیطرح نسب مین اور نفقہ دینے مین اور سکنی مین اور بہن کے نکاح منع ہونے مین مقبول ہی یہ قول علما کے نزدیک مردود نہین سے والرابع وکذا قالوا الاما ولقد
راعوا زمان فراق فیہ ترحیل + اور خلوت مانند وطی کے ہی چار عورتون کے نکاح حرام ہونے مین اُسکی عدت کے اندر اسیطرح علمانے لونڈیون کو کہا ہی اور مقرر رعایت
کی ہی علمانے زمانۂ فراق کی جسمین رخصت کرتا ہی یعنے طہر کے وقت طلاق دینا چاہیے نہ حیض مین سے واوقعوا فیہ تطلیقا اذا لحقا + وقیل لا والصواب الاول القول
اور واقع کی ہی علمانے طلاق کے اندر دوسری طلاق جبکہ وہ لاحق ہو اول طلاق سے اور بعضون نے کہا کہ دوسری طلاق نہین واقع ہوتی اور درست
پہلا ہی قول ہی یعنی واقع ہوتی ہی سے اما المغائر فالاحصان یا املی + ورجعة وکذا التوریث معقول + ولیکن وہ احکام جنمین خلوت مغائر ہی وطی کی
اول اُن مین سے احصان ہی ای میرے مقصود اور رجعت ہی اور اسی طرح وراثت معقول ہی سے سقوط وطی وہ احلال لہا وکذا + تحریم بنت نکاح
البکر مبذول + اور ساقط ہونا وطی کا یعنے جب ایکبار زوجہ سے وطی کی تو اُسکا وطی کا مطالبہ ساقط ہوگیا اور اگر فقط خلوت کی تو زوجہ کو وطی کے
مطالبہ کرنے کا حق ہی اور حلال زوجہ کا یعنے زوج ثانی نے اگر عورت کو بعد خلوت کے طلاق دی تو زوج اول کو یہ عورت نہ حلال ہوگی بخلاف وطی
کے اور اسیطرح حرام ہونا بیٹی کا یعنے اگر عورت سے خلوت کی بدون مساس وغیرہ کے پھر طلاق دی تو اس عورت کی بیٹی زوج پر حرام نہین بخلاف وطی کے
اور نکاح باکرہ مبذول ہی یعنے باکرہ کی طرح خلوت والی عورت کا نکاح ہو یعنے استیذان اُس لی مین اُسکا سکوت قائم مقام نطق کے ہی باکرہ کے مانند سے
کذلک النفی والتکفیر با فسدت + عبادة وکذا الغسل تکمیل + اسی طرح ایلا سے رجوع کرنا یعنی زوج نے قسم کھائی کہ زوجہ سے چار مہینے وطی نہ کرونگا پھر اگر قسم
پوری کی تو طلاق بائن ہوئی اور اگر مدت مذکورہ مین وطی کی تو اُسکو فی کہتے ہین یعنے نکاح باقی رہنے کی طرف رجوع کی تو ایلا کرنے والے کا رجوع
وطی کرنے سے ہوتا ہی نہ خلوت سے اور اسی طرح کفارہ دینا صائم کو خلوت سے واجب نہین ہوتا اور وطی سے کفارہ واجب ہی اور اسی طرح
خلوت سے عبادت حج اور صوم اور اعتکاف فاسد نہین ہوتی بخلاف وطی کے اور اُسی طرح خلوت سے غسل واجب نہین ہوتا بخلاف وطی کے اور غسل تک
تکمیل ہوئی اُن مسائل کی جنمین خلوت مانند وطی کے نہین ولو افترقا فقالت بعد الدخول وقال الزوج قبل الدخول فالقول لها
لانکارہا سقوط نصف المہر وان انکرت الوطی اور اگر جدائی ہوئی زوج اور زوجہ مین سو زوجہ نے کہا کہ مجھکو طلاق دی بعد دخول کے اور زوج
نے کہا قبل دخول کے تو عورت کا قول معتبر ہوگا بسبب منکر ہونے عورت کے سقوط نصف مہر کو اگرچہ منکر ہو وطی کی تو بھی اسی کا قول معتبر ہوگا

[illegible] فی [illegible] ولادت [illegible]

[illegible] ہوئی [illegible] ہوئی [illegible]

[illegible] بعد [illegible] ولو قال ان خلوت بک

فانت طالق فخلا بہا طلقت بائن لوجود الشرط ووجب نصف المہر والعدۃ [illegible] کہ اگر میں تیرے

[illegible] تجھکو طلاق ہے پھر خلوت کی زوجہ سے تو اسکو طلاق بائن ہو گئی بسبب پائے جانے شرط کے اور واجب ہے نصف مہر اور عدت

[illegible] فی البزازیۃ پھر جب عدت نہ ہوئی تو نفقہ اور سکنی [illegible] پھر یہ فرع عدت میں کما فی

[illegible] تجب العدۃ فی الکل ای کل انواع الخلوۃ ولو فاسدۃ احتیاطا ای استحسانا لتوہم الشغل [illegible] واجب ہوتی ہے عدت کل میں یعنی

[illegible] خلوت میں اگرچہ خلوت فاسدہ ہو خلوت سے عدت واجب ہے احتیاطا یعنی باعتبار استحسان کے بسبب توہم شغل کے یعنی اس وہم سے کہ رحم عورت

کا نطفہ منی سے مشغول ہو گیا ہو چنانچہ سابق میں خلوت سے وجوب عدت کا حکم مذکور ہو چکا لیکن مصنف نے بیان علیحدہ کیا ہے اسواسطے بیان کیا تا کہ معلوم

ہو جائے کہ خلوت صحیحہ و فاسدہ دونوں میں عدت واجب ہے چنانچہ شارح نے اسکی طرف اشارہ کر دیا اور سابق فقط خلوت صحیحہ کے احکام مذکور ہوئے تھے و نقل

[illegible] القدوری [illegible] قاضیخان ان کان المانع شرعیا کصوم تجب العدۃ وان کان حسیا کصغر ومرض مدنف لا تجب والمذہب الاول لاطلاق

کلام المصنف اور کہا گیا ہے اس قول کا قائل قدوری ہے اور پسند کیا ہے اسکو تمرتاشی اور قاضیخان نے کہ اگر خلوت میں کوئی مانع شرعی ہے جیسے روزہ تو عدت

واجب ہے اور اگر مانع خلوت کا حقیقی ہے جیسے کم سن ہونا یا مرض دائمی جس نے قوت کو بالکل توڑ دیا تو عدت واجب نہیں اور مذہب مختار اول ہی

قول ہے یعنی ہر صورت عدت واجب ہے خلوت صحیح ہو یا نہو اسواسطے کہ تصریح کر دی ہے امام محمد نے جامع صغیر میں چنانچہ مصنف نے اسکو اسی طرح

بیان کیا ہے وفی المجتبی الموت ایضا کالوطی فی حق العدۃ والمہر فقط حتی لو ماتت الام قبل دخولہ بہا حلت بنتہا اور مجتبی میں ہے کہ موت بھی مانند وطی کے ہے

عدت کے حق میں اور مہر میں فقط یہانتک کہ اگر ماں مر گئی قبل دخول کے تو اسکی بیٹی حلال ہو گی اس کے زوج پر وہبت الالف المہر لزوجہا

وطلقت قبل وطی رجع علیہا بنصفہ لعدم تعیین النقود فی العقود وفسخہا کیے زوجہ نے ہزار درم مہر کے پھر دیے ہزار زوج کو ہبہ کیے اور طلاق ہوگئی

زوجہ کو قبل وطی کے تو زوج زوجہ سے نصف مہر لینے پانسو پھیرے اسواسطے کہ مہر فقط ہزار تھا تو طلاق قبل وطی سے آدھا زوج پر واجب ٹھہرا

اور زوجہ نے پورا مہر لیا تھا تو آدھا مہر زوجہ کو پھیر دینا چاہیے اور زوجہ نے جو زوج کو ہبہ کیا اسکا اعتبار نہیں اسواسطے کہ جو مستحق الاسترداد تھا وہ

بعینہ زوج کو نہیں پہونچا بلکہ غیر مستحق پہونچا بسبب نہ متعین ہونے نقود کے عقود میں مثلاً ایک مرد نے عورت سے نکاح ہزار درم پر جو اسکے پاس موجود تھے

کیا پھر مرد کو اختیار ہے کہ ان درموں کو اپنے پاس رکھے اور انکے مانند اور درم زوجہ کو دے اور اسیطرح بیع وغیرہ عقود میں نقود کی تعیین معتبر نہیں وان لم تقبضہ

او قبضت نصفہ فوہبت الکل فی الصورۃ الاولی او ما بقی وہو النصف فی الثانیۃ او وہبت عرض المہر کثوب معین او فی الذمۃ قبل القبض او بعدہ

لا رجوع لحصول المقصود اور اگر زوجہ نے مہر پر قبضہ نہ کیا یا نصف پر قبضہ کیا پھر زوج کو سب مہر ہبہ کیا پہلی صورت میں یعنی عدم قبض میں یا باقی

مہر کو ہبہ کیا یعنی نصف مہر کو دوسری صورت میں یعنی نصف مہر کے قبضہ کرنے میں یا مہر نقد نہ تھا بلکہ جنس تھی اور زوجہ نے جنس مہر کی زوج کو ہبہ

کی جیسے کوئی معین کپڑا یا وہ کپڑا ہبہ کیا جو کسی کے ذمہ پر قرض تھا قبل قبضہ کرنے جنس مہر کے ہبہ ہو یا بعد قبضہ کرنے کے پھر طلاق ہوئی عورت کو قبل وطی

کے تو ان چاروں صورتوں میں نصف مہر کا پھیر لینا زوجہ سے نہیں پہونچتا بسبب حصول مقصود کے یعنی زوج کا حق بعینہ لگیا متعین ہو کر نکحہا بالالف علی ان لا یخرجہا

من البلد او لا یتزوج علیہا او نکحہا علی الالف ان اقام بہا وعلی الفین ان اخرجہا فان وفی بما شرط فی الصورۃ الاولی او اقام بہا فی الثانیۃ فلہا

الالف لرضاہا بہا فہہنا صورتان الاولی تسمیۃ المہر مع ذکر شرط ینفعہا والثانیۃ تسمیۃ المہرین تقدیرا وغیرہ علی تقدیر والا یوف ولم یقم فمہر المثل لفقد رضاہا
لفوات النفع نکاح کیا عورت سے بعوض ہزار درم کے اس شرط پر کہ عورت کو شہر سے نہ نکال لیجائیگا یا اس شرط پر کہ اس عورت پر دوسرا نکاح
نہ کریگا یا نکاح کیا عورت سے ہزار درم کے مہر پر اگر رہا مرد عورت کے شہر میں اور دو ہزار درم کے مہر پر اگر عورت کو اسکے شہر سے باہر لیگیا سو اگر زوج
نے شرط کو پوری کی پہلی صورت میں یعنے شہر سے باہر نہ لیگیا یا دوسرا نکاح نہ کیا اور دوسری صورت میں عورت کے شہر میں مقیم رہا تو عورت کو ہزار درم
ملینگے بسبب راضی ہو جانے عورت کے تسمیہ مہر پر تو یہاں دو صورتیں ہیں ایک تو مہر کا معین ہونا ایسی شرط کے ساتھ جو عورت کو مفید ہو دوسری صورت
یہ کہ تسمیہ مہر کا ایک تقدیر پر اور اسکے سوا دوسری تقدیر یعنی اقامت میں ہزار اور اخراج میں دو ہزار اور اگر شرط پوری نہ کی اول صورت میں اور اقامت
شرط نہ کی دوسری صورت میں تو مہر مثل واجب ہوگا بواسطے نہ راضی ہوتے عورت کے مہر مسمی پر بسبب فوت ہونے منفعت کے لکن لا یزاد المہر
فی المسألۃ الاخیرۃ علی الفین ولا ینقص عن الف لاتفاقہما علی ذلک لیکن مہر مثل زیادہ نہ کیا جائیگا دو ہزار سے مسئلہ اخیرہ میں یعنے جسمیں شرط
ہوئی تھی کہ اقامت میں ہزار اور اخراج میں دو ہزار اور کم نہ ہوگا مہر مثل ہزار سے بسبب متفق ہونے زوجین کے اسپر یعنی عورت راضی ہو چکی تھی
دو ہزار پر حالت اخراج میں تو اسکو دو ہزار سے زیادہ کیونکر ملیں مثلاً مہر مثل پانچ ہزار تھے تو دو ہی ہزار پاویگی نہ زیادہ اور اگر مہر مثل سو تھے تو ہزار
سے کم نہ دیے جائینگے اسواسطے کہ مرد راضی ہو چکا تھا ہزار پر حالت اقامت میں تو حالت اخراج میں کیونکر ہزار سے کم ہوسکے ولو طلقہا قبل الدخول تنصف
المسمی فی المسألتین لسقوط الشرط وقالا الشرطان صحیحان اور اگر طلاق دی عورت کو قبل دخول کے تو آدھا مہر مسمی دیا جائیگا دونوں مسئلوں میں بسبب
ساقط ہو جانے شرط کے طلاق قبل دخول سے اور صاحبین نے کہا کہ دونوں شرطیں صحیح ہیں یعنے عورت ہزار پاویگی اگر مرد شہر میں رہا اور دو ہزار پاویگی
اگر اسکو باہر لیگیا کذا فی حاشیۃ الدنی بخلاف ما اذا تزوجہا علی الف ان کانت قبیحۃ وعلی الفین ان کانت جمیلۃ فانہ یصح الشرطان اتفاقاً
فی الاصح لقلۃ الجہالۃ مسئلہ سابقہ برخلاف ہے اسکے کہ جب نکاح کیا عورت سے ہزار پر اگر بدصورت ہو اور دو ہزار پر اگر خوبصورت ہو تو یہ دونوں
شرطیں صحیح ہیں باتفاق امام اور صاحبین کے قول اصح میں بسبب قلت جہالت کے اسواسطے کہ خوبصورتی اور بدصورتی ایسی چیز نہیں کہ جسکی معرفت دشوار
ہو اور اسکے حصول اور عدم حصول میں تردد واقع ہو تو دونوں شرطیں صحیح ہونگی بخلاف شرط اقامت و اخراج کے کہ اسکا وجود اور عدم دونوں محتمل ہیں تو
ایسی شرط صحیح نہیں بخلاف مالو ردد فی المہر بین القلۃ والکثرۃ للثیوبۃ والبکارۃ فانہا ان ثیبا لزمہ الاقل والا فمہر المثل لا یزاد علی الاکثر ولا ینقص
عن الاقل فتح بخلاف اسکے کہ اگر تردید کی قلت اور کثرت مہر میں بسبب ثیب ہونے اور باکرہ ہونے کے یعنی یوں کہا کہ اگر عورت ثیب ہے تو ہزار درم
اور اگر باکرہ ہے تو دو ہزار سو اگر عورت ثیب ہوگی تو مرد پر لازم ہوگا کمتر مہر مثلاً ہزار اور اگر باکرہ ہوگی تو مہر مثل لازم ہوگا نہ زیادہ ہوگا اکثر مہر سے مثلاً دو ہزار سے
اور نہ کم ہوگا کمتر مہر سے مثلاً ہزار سے کذا فی فتح القدیر ولو شرط البکارۃ فوجدہا ثیبا لزمہ الکل درر ورجحہ فی البزازیۃ اور اگر شرط کی بکارت کی پھر اسکو ثیب
پایا تو مرد پر لازم ہوگا کل مہر کذا فی الدرر اور ترجیح دی ہے اس عبارت کو بزازیہ میں اسواسطے کہ مہر مشروع ہے مجرد استمتاع کے واسطے نہ بکارت کیواسطے
تو یہ شرط فاسد ہوئی اور شرط فاسد سے نکاح باطل نہیں ہوتا بلکہ شرط باطل ہو جاتی ہے ولو تزوجہا علی ہذا العبد او علی ہذا الالف او الالفین او علی ہذا
العبد او ہذا العبد او علی احد ہذین واحدہما اوکس حکم القاضی مہر المثل فان مثل الارفع او فوقہ فلہا الارفع وان مثل الاوکس او دونہ فلہا الاوکس
والا فمہر المثل اور اگر مہر میں نام لیا دو چیز مختلف القیمت کا خواہ متحد الجنس ہوں خواہ مختلف جیسے نکاح کیا عورت سے اس غلام پر
یا اس ہزار درم پر یا دو ہزار درم پر یا نکاح کیا اس غلام پر یا اس غلام پر یا یوں کہا کہ دو میں سے کسی پر اور ان دو چیزوں میں ایک
کم قیمت ہے اور دوسری زائد تو حکم کریگا ان صورتوں میں قاضی مہر مثل کو سو اگر مہر مثل اونچی قیمت والے کے برابر ہو یا زیادہ تو عورت کو اونچی قیمت والی چیز

آدھی یا زیادہ یعنی کم قیمتی چیز کے برابر ہو یا اُس سے بھی کم ہو تو عورت کو کم قیمتی چیز ملیگی [illegible] سے کم ہو اور فرق سے [illegible]

عورت کو نصف [illegible] ملیگی فی الطلاق قبل الدخول بحکم متعۃ المثل آہ یعنی اگر دونوں میں نصف ادنیٰ کل [illegible] متعہ کی [illegible]

مین طلاق ہونے قبل دخول کے حکم کیا جائیگا متعۃ مثل کا اسواسطے کہ متعۃ مثل کا اصل ہو حسب تسمیہ کے وقت جیسے متعۃ مثل برابر ہو قیمت کے برابر متعہ

کے برابر ہو نصف مثل قیمتی ہو سے زیادہ ہو نصف مثل قیمتی سے تو عورت کو نصف مثل قیمتی ملیگی اور متعہ برابر ہو نصف کم قیمتی چیز تو اسی

عورت مین نصف کم قیمتی ملیگی یہانتک کہ اگر نصف کم قیمتی کا کمتر ہوگا متعہ سے تو واجب ہوگا متعۃ مثل چنانچہ شرح قدوری مین لکھا ہے ولو

تزوجہا علی فرس او حمار او ثوب ہروی و ثوب مروی و عبد مسلم من نحو ابل فالواجب فی کل جنس له هو وسط او قیمته اور اگر نکاح کیا عورت سے

گھوڑے کے مہر پر یا غلام پر یا ہروی کپڑے پر یا کوٹھری کے فرش پر یا عدد معلوم پر اونٹ وغیرہ سے تو واجب ہوگا متوسط ہر جنس سے اور فی الحقیقت

متوسط کی واجب ہوگی مرد کو اختیار ہے چاہے جنس متوسط دے اور چاہے اُسکی قیمت دے و کل ما یجیز السلم فیہ فالخیار للزوج والا فللمرأۃ اور جو چیز کہ جسمین بیع سلم

جائز نہین جیسے جانور اور جواہر اور مچھلی تو اسمین اختیار زوج کا ہے خواہ جانور وغیرہ کو دے خواہ اُسکی قیمت کو اور جس چیز مین کہ بیع سلم جائز ہے جیسے کیلی اور

موزون تو اسمین عورت کا اختیار ہے چاہے ان چیزونکو لے چاہے اُسکی قیمت لے وکذا الحکم وہو لزوم الوسط فی کل حیوان ذکر جنسہ وہو عند الفقہاء

المقول علی کثیرین مختلفین فی الاحکام دون نوعہ وہو المقول علی کثیرین متفقین فیہا اور ایسا ہی ہے حکم یعنی لازم ہونا متوسط کا ہر حیوان کے مہر ہونے

مین جس حیوان کی جنس مذکور ہوئی ہو نہ کہ نوع فقہا کے نزدیک جنس اُسکو کہتے ہین جو بہت افراد پر صادق آوے اور وہ افراد احکام مین مختلف ہون

جیسے انسان کہ مرد اور عورت دونون پر صادق آتا ہے اور دونون کے حکم فقہ مین مختلف ہین مثلاً مرد نصف [illegible] اور امامت کی لیاقت رکھتا ہے

نہ عورت اور گھوڑا بھی جنس ہے کہ فرس غازی اور فرس غیر غازی پر صادق آتا ہے فرس غازی کا غنیمت مین حصہ ہے نہ اور فرس کا اور نوع فقہا

کے نزدیک اُسکو کہتے ہین جو کثیرین متفق الاحکام پر صادق آوے جیسے فرس عربی اور ترکی اور غلام حبشی اور ہندی اور مرد اور عورت بخلاف مجہول الجنس

کثوب و دابۃ لانہ لا وسط له بخلاف مجہول الجنس کے جیسے کپڑا اور جانور یعنے اگر مجہول الجنس کا مہر ہوگا تو اس جنس کا متوسط نہ مراد ہوگا اسواسطے کہ

مجہول الجنس مین متوسط نہین مجہول الجنس وہ کہ جسکے احکام کثرت سے مختلف ہون جیسے کپڑا کہ لباس حرام اور حلال دونون کو شامل ہے جیسے حریر اور

غیر حریر پھر ان دونون مین باعتبار قیمت کے بڑا اختلاف ہے اور اسی طرح جانور مین بڑا اختلاف ہے بعضے حلال بعضے حرام بعضے سواری کے لائق ہین

بعضے نہین تو اگر مجہول الجنس کا مہر مین نام لیا جاویگا تو تسمیہ فاسد ہے اسوقت مین مہر مثل واجب ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی و وسط العبید فی زماننا الحبشی

اور غلامون مین متوسط ہمارے زمانے مین حبشی غلام ہے ذخیرہ مین کہا کہ متوسط غلام ہمارے زمانے مین سندھی غلام ہے اور ادنیٰ ترکی اور اعلیٰ ہندی

اور مصر مین صاحب بحرالرائق کے وقت مین حبشی متوسط اور اعلیٰ رومی اور ادنیٰ سیاہ غرضکہ اعلیٰ اور ادنیٰ اور متوسط ہونا باعتبار رواج ہر ملک کے اور

ہر زمانے کے مختلف ہے جو جس ملک مین ہو وہین کے رواج کا اعتبار ہے وان امہرہا العبدین والحال ان احدہما حر فمہرہا العبد عند الامام ان

ساوی قلمہ ای عشرۃ دراہم والا کمل لہا العشرۃ لان وجوب المسمی وان قل یمنع مہر المثل اور اگر مہر مقرر کیا زوج نے زوجہ کا دو غلام کو اور حالانکہ

ایک اُن دونون مین کا حر ہے تو مہر عورت کا وہی ایک غلام ہوگا نزدیک امام اعظم کے بشرطیکہ برابر ہو اُس غلام کی قیمت اقل مہر سے یعنی دس درہم

اور اگر اُس غلام کی قیمت دس درم سے کم ہو تو پورا کر دیا جائیگا عورت کے واسطے دس درم کو مثلاً اگر غلام سات درم کا تھا تو تین درم دیکر عشرہ

پورا کر دیا جائیگا اسواسطے کہ وجوب مہر مسمی کا اگرچہ کمتر ہو اقل مہر سے مانع ہے وجوب مہر مثل کا وعند الثانی لہا قیمۃ الحر لو عبدا وعند الکمال کما لو

استحق احدہما اور نزدیک ابو یوسف کے عورت کو حر کی قیمت ملیگی اگر حر غلام ہوتا یعنے جب دو غلام کا مہر مقرر ہوا اور ایک اُنمین حر نکلا تو عورت

اس غلام کو لیگی اور حر کی قیمت لیگی اسطرح کہ حر کی در صورت غلام ہونے کے جو قیمت ہو سکتی ہو وہی حر جے سے طلب کیگی اور اسی قول کو ترجیح دی ہو کمال نے چنانچہ دو غلامون مین سے اگر ایک غلام غیر کا ثابت ہو تو عورت غیر کے غلام کی قیمت پاویگی اسیطرح ایکسا کہ حر ہونے مین بھی اسکو قیمت ملیگی ویجب مہر المثل فی نکاح فاسد وہو الذی فقد شرطا من شرائط الصحۃ کشہود اور واجب ہوتا ہو مہر مثل نکاح فاسد مین نکاح فاسد وہ جسمین کوئی شرط شرائط صحت نکاح سے مفقود ہو چنانچہ گواہ نہون یعنے بدون گواہون کے زوجین نے ایجاب اور قبول کر لیا یا خدا اور رسول کو گواہ قرار دیا تو یہ نکاح صحیح نہین فاسد ہو اور اسیطرح دو بہنون سے ساتھ ہی نکاح کرنا یا ایکی بہن کی عدت مین دوسری بہن سے نکاح کرنا یا عدت والی عورت سے نکاح کرنا یا پانچوین عورت سے چوتھی عورت کی عدت مین نکاح کرنا یا لونڈی سے نکاح کرنا حرہ پر یہ سب قسمین نکاح کی فاسد مین اسواسطے کہ صحت نکاح کی انمین شرط نہین بالوطی فی القبل لا بغیرہ کالخلوۃ لحرمۃ وطیہا مہر مثل واجب ہوتا ہو نکاح فاسد مین فرج مین جماع کرنے سے نہین واجب ہوتا مہر مثل بدون وطی کے مانند خلوت کے یعنی جیسا خلوت سے نکاح صحیح مین مہر واجب ہوتا ہو اسطرح نکاح فاسد مین خلوت سے مہر واجب نہین ہوتا بسبب حرام ہونے وطی عورت کے یعنی نکاح فاسد مین جماع عورت کا حرام ہو تو وجود مانع شرعی سے خلوت صحیحہ نہوگی اسواسطے خلوت قائم مقام وطی کے نہین ہو سکتی بخلاف نکاح صحیح کے اور وطی مین شرط یہ ہو کہ وطی فی القبل ہو تو وطی فی الدبر سے نکاح فاسد مین مہر نہین واجب ہوتا کذا فی حاشیۃ الطحطاوی ثم لم یزد مہر المثل علی المسمی لرضاہا بالحط ولو کان دون المسمی لزم مہر المثل لفساد التسمیۃ بفساد العقد ولو لم یسم او جہل لزم بالغا ما بلغ اور مہر مثل زیادہ نہ کیا جائیگا مہر مسمی پر بسبب راضی ہو جانے عورت کے کمی مہر پر اور اگر مہر مثل کم ہوگا مہر مسمی سے تو بھی مہر مثل ہی لازم ہوگا نہ مہر مسمی بسبب فاسد ہو جانے تسمیہ مہر کے فساد عقد سے اور اگر نکاح فاسد مین مہر کا نام نہ لیا یا مہر مسمی ہوا لیکن اسکی مقدار مجہول اور نامعلوم ہوگئی تو مہر مثل ہی لازم آویگا کتنا ہی کیون نہو حم نکاح فاسد مین اگر مہر مثل کم ہو گا مسمی سے تو مہر مثل ہی واجب ہوگا اگرچہ دس درم سے بھی کم ہو مثلاً پانچ درم کا مہر مثل ہو تو بھی زیادہ نہوگا بخلاف نکاح صحیح کے کہ حب اسمین مہر مثل واجب ہوگا اور کم ہوگا دس درم سے تو دس درم پورے کیے جاوینگے لیکن اگر نکاح فاسد محرم سے ہوا تو مہر مثل واجب ہوگا کتنا ہی کیون نہو اگرچہ مہر مسمی سے بھی زیادہ ہو جاتے کما فی حاشیۃ المدنی والطحطاوی ویثبت لکل واحد منہما فسخہ ولو بغیر محضر من صاحبہ دخل بہا اولا فی الاصح خروجا عن المعصیۃ فلا ینافی وجوبہ بل یجب علی القاضی التفریق بینہما اور ثابت ہو ہر واحد کو زوجین سے فسخ کر دینا نکاح فاسد کا اگرچہ بدون حاضر ہونے اپنے ساتھی کے ہو وطی کی ہو عورت سے یا نہ کی ہو تو قول اصح مین ہر واحد کو فسخ کا اختیار ہو گناہ سے نکلنے کے واسطے اسواسطے کہ عقد فاسد کا مرتکب ہونا پھر اسکو قائم رکھنا حرام ہو سو ملکیت فسخ کی منافی وجوب فسخ کی نہین یعنی اگر کوئی کہے کہ نکاح فاسد کا فسخ کرنا واجب ہو تو ماتن کو لازم تھا بجاے لکل واحد علی کل واحد اسکا جواب شارح نے دیا کہ ملکیت فسخ اور وجوب فسخ مین منافات نہین تو علی کل واحد ماتن کو کہنا ضرور نہوتا شارح نے کہا بلکہ واجب ہو قاضی پر جدائی کر دینی درمیان دونون کے یعنی اگر زوجین فسخ نہ کرین تو قاضی پر تفریق واجب ہو وتجب العدۃ بعد الوطی لا الخلوۃ للطلاق لا للموت اور واجب ہو عدت نکاح فاسد مین بعد وطی کے نہ بعد خلوت کے واسطے طلاق کی عدت طلاق کی نہ عدت موت کی یعنے نکاح فاسد مین بعد وطی کے اگر زوج نے نکاح فسخ کیا یا وہ مرگیا تو عورت پر طلاق کی عدت واجب ہوگی یعنی تین حیض یا تین مہینے یا وضع حمل اور زوج کی موت سے عدت موت کی نہ واجب ہوگی یعنی چار مہینے اور دس دن کی من وقت التفریق او متارکۃ الزوج وان لم تعلم المرأۃ بالمتارکۃ فی الاصح عدت واجب ہو تفریق قاضی کے وقت سے یا زوج کے چھوڑ دینے سے اگرچہ عورت کو چھوڑنے کا علم نہو قول اصح مین ویثبت النسب احتیاطا بلا دعوۃ اور ثابت ہوگا نسب بنا بر احتیاط حفظ ولد کے بدون دعوے کے یعنی اگر زوج ثبوت نسب کا مدعی نہوگا تو بھی نسب ثابت ہوگا وتعتبر مدتہ وہی ستۃ اشہر من الوطی اور معتبر ہوگی مدت نسب کی وطی سے مدت نسب کے چھ مہینے ہین فان کان منہ الی الوضع اقل مدۃ الحمل یعنی ستۃ اشہر فاکثر یثبت النسب والا بان ولدتہ لاقل من ستۃ اشہر لا یثبت ہذا قول محمد وبہ یفتی پھر اگر ہو وقت وطی سے پیدائش تک کمتر مدت حمل کی یعنے چھ مہینے

[illegible] مستحب ہوا [illegible] کے اگر [illegible] جو کچھ [illegible]

[illegible] سبب [illegible] کہ [illegible]

[illegible] ذکر من المشترط [illegible] فاسدة [illegible] مشتری [illegible] فی [illegible]

[illegible] وقت [illegible] کے وقت [illegible] صحیح [illegible] کو مہر اتفاق [illegible]

[illegible] فاسدہ کے [illegible] ذکر کیے ہین اور انہین سے [illegible]

[illegible] الاجرۃ [illegible] ولا یجاوز المسمی + اور عقد فاسد [illegible] عقود فاسدہ [illegible]

[illegible] فاسدہ [illegible] کہ اجرت معین ہو گئی ہو تو اگر [illegible] واجب ہو گا [illegible] اجر مثل کم [illegible] ہے تو

[illegible] واجب ہوگا اور اگر مسمی کم ہوگا تو مسمی واجب ہو گا یعنی اجر مثل واجب ہو وہ ساقط نقصان مسمی کے لیئے اگر [illegible] مجہول

ہو تو اجر مثل واجب ہوگا کتنا ہی کیون نہو اجارہ فاسدہ وہ ہو جسمین شروط صحت اجارہ سے کوئی شرط [illegible]

[illegible] قیمتہ + اور کتاب فاسدہ مین جو مسمی اور قیمت سے زائد ہو وہ واجب ہو سے [illegible] المثل [illegible] الی المثل [illegible]

مین مہر مثل واجب ہو اگر وطی ہوئی ہو اور مزارعت فاسدہ مین جو چیز کہ پیدا ہوئی ہو کھیت مین وہ بیج کے مالک کی ہو پھر اگر بیج زمین والے کا ہو تو [illegible]

اجر مثل ہو اور اگر بیج عامل کا ہو تو زمین والے کو اجرت زمین کی ہو + والصلح والرہن مثل الصحیح + امانۃ وکا الصحیح حکما + اور صلح فاسد مین [illegible]

کو عاقدین مین سے اختیار ہو توڑ دینے کا اور بدل صلح کا مصالح کے ہاتھ مین امانت ہو اور اسی طرح رہن مرتہن کے ہاتھ مین امانت ہو [illegible] مثل

صلح صحیح کے حکم ہو اور رہن فاسد کا مثل رہن صحیح کے حکم ہو + ثم البیع مضمونۃ یوم القبض + وصح بیعہ لعبد قرض + پھر بیع فاسد [illegible]

[illegible] قبضہ کیا اور قرض فاسد مین جیسے جانور کے قرض لینے مین مستقرض مالک ہوتا ہو تو بیع کرنا غلام کا صحیح ہو قرض لینے [illegible]

مین اسکی قیمت کا ضمان دیگا مقرض کو + مضاربۃ وحکمہا الامانۃ + والمثل فی البیع ولا القیمۃ + اور مضاربت فاسدہ [illegible] مال مضاربت کا [illegible]

مضارب کے ہاتھ مین اور بیع فاسد مین اگر مثلی چیز ہو تو مثل مقبوض مالک کا ضمان مشتری پر اور اگر قیمت والی چیز ہو تو قیمت کا ضمان ہو [illegible]

ان عقود کی خود تصریح آویگی اسواسطے کہ زیادہ تر تصریح کرنا ضرور نہین + والمعتبرۃ مہر مثلہا الشرعی لا مہر مثلہا اللغوی [illegible] مہر [illegible]

شرعی وہ ہو جو اسکے مثل لغوی کا مہر ہو یعنے مہر مثل شرع مین اسکو کہتے ہین جو دوسری عورت برابر والی کا مہر ہو [illegible]

[illegible] وہ عورت برابر والی اس عورت کے باپ کی قوم سے ہو نہ اسکی ماں کی قوم سے اگر اسکی ماں اسکے باپ کی قوم سے نہوا [illegible]

باپ کی قوم سے ہو جیسے اسکے چچا کی بیٹی تو ماں کی قوم کا بھی اعتبار ہوگا اسواسطے کہ دونون ایک ہی قوم [illegible]

[illegible] کی قوم کا + وفی الخلاصۃ یعتبر باخواتہا وعماتہا فان لم تکن فبنت الشقیقۃ وبنت العم انتہی [illegible] بالترتیب [illegible]

مہر مثل مین اول اعتبار ہوگا عورت کی بہنون کا اور پھوپھیون کا پھر اگر وہ نہونگی تو سگی بھانجی اور چچا کی بیٹی کا [illegible]

خلاصہ کا یہ ہو کہ باپ کی قوم مین بھی ترتیب کا اعتبار ہو اول یادہ تر قریب کا اعتبار ہو [illegible]

المماثلۃ فی الاوصاف وقت العقد سناً وجمالاً ومالاً وبلداً وعصراً وعقلاً ودیناً وبکارۃً وثیوبۃً و [illegible] وکمال خلق [illegible]

عدم ولد اور معتبر ہو برابری اس عورت کے باپ کی قوم کی عورتون سے وقت عقد کے [illegible]

کے رشتہ مین اور عصر ہونے مین اور عقل مین اور تقوی مین [illegible] باکرہ ہونے مین [illegible] اور کمال خلق مین [illegible]

ہونے مین تو چھوٹی عورت بڑی عورت کے برابر نہین اور خوبصورت بدصورت کے برابر نہین اور مالدار مفلس کے برابر نہین اور ایک شہر کی رہنے والی دوسرے شہر
والی کے برابر نہین اور ایکنے مانے والی دوسرے زمانے والی کے برابر نہین اور عاقلہ اور مجنونہ برابر نہین اور متقیہ اور فاسقہ برابر نہین اور باکرہ اور غیر باکرہ برابر نہین اور
عفیفہ اور غیر عفیفہ برابر نہین اور عالمہ اور غیر عالمہ برابر نہین اور ادب والی اور بے ادب برابر نہین اور خلیق اور بدخلق برابر نہین اور لڑکے والی اور بے لڑکے والی برابر
نہین و تعتبر حال الزوج ایضا ذکرہ الکمال وقال مہر الامۃ بقدر الرغبۃ فیہا اور معتبر ہی حال زوج کا بھی مماثلت مین یعنی اس عورت کا زوج اور عورتون کے ازواج کے
برابر ہو مال اور حسب مین ذکر کیا ہی اسکو کمال ابن الہمام نے فتح القدیر مین اور کہا ہی لونڈی کا مہر مثل بقدر اسکی خواہش کے ہی یعنی دیکھنا چاہیے کہ اسکا خواہش
کرنے والا کہانتک مہر دے سکتا ہی وہی اسکا مہر مثل ہی اور لونڈی مین اسکے باپ کی قوم کا کچھ اعتبار نہین بحر الرائق مین کہا کہ مہر مثل وہان واجب ہوتا ہی جہان نکاح صحیح
ہو اور مہر کا تسمیہ نہو یا تسمیہ مجہول ہو یا اس چیز کا تسمیہ ہو جو شرعًا حلال نہین اور نکاح فاسد مین بعد وطی کے مہر مثل ہی اور وطی بالشبہہ مین جو مہر لازم آتا ہی تو مراد اس سے
یہ مہر مثل مذکور نہین ہوتی بلکہ وہان مہر مثل سے مراد عقر ہی عقر اسکو کہتے ہین کہ اگر زنا حلال ہوتا تو اس عورت کی کیا اجرت ہوتی اسیقدر وطی بالشبہہ مین دینا
لازم ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی ویشترط فیہا ای فی ثبوت مہر مثل ہا ذکر اخبار رجلین او رجل وامرأتین ولفظ الشہادۃ اور شرط ہی ثبوت مہر مثل مین اشیاء
مذکورہ کے اندر خبر دینا دو عادل مردون کا یا ایک مرد اور دو عورتون کا اور شرط ہی لفظ شہادت کا یعنی فقط اخبار بدون لفظ گواہی کے معتبر نہین فان لم توجد
شہود عدل فالقول للزوج بیمینہ وما فی المحیط من ان للقاضی فرض المہر حملہ فی النہر علی ما اذا رضیا بذلک سو اگر نپائے جاوین گواہ عادل تو قول زوج کا
قسم کے ساتھ تقدیر مہر مثل مین معتبر ہوگا اور جو محیط مین یہ ہی کہ گواہ نہونے مین قاضی کو چاہیے مہر مثل کا ٹھہرانا سو اسکو نہر الفائق مین اس صورت پر
محمول کیا ہی جبکہ زوجین فرض قاضی پر راضی ہوگئے ہون فان لم یوجد من قبیلۃ ابیہا فمن الاجانب ای فمن قبیلۃ تماثل قبیلۃ ابیہا سو اگر نپائے
جائین سب اوصاف مذکورہ یا بعض عورت کے باپ کی برادری مین تو اجنبی قوم کے مہر کا اعتبار ہوگا یعنی اجنبی وہ قوم جو مساوی اور مماثل ہو اسکے
باپ کی قوم سے تو اونچی قوم یا نیچی قوم کا اعتبار نہوگا شرح مجمع اور برجندی مین ہی کہ اگر سب اوصاف مذکورہ باپ کی قوم مین نہون تو جسقدر
موجود ہون وہی معتبر ہونگے اسواسطے کہ ان سب اوصاف کا دو عورتون مین جمع ہونا متعذر ہی کذا فی حاشیۃ المدنی فان لم یوجد فالقول لہ ای
للزوج فی ذلک بیمینہ کما مر پھر اگر غیر قوم مین بھی مماثلت باپ کی قوم کی نپائی جاوے تو معتبر قول زوج کا ہوگا مہر مثل کی تقدیر مین قسم کھانے کے ساتھ
چنانچہ عنقریب گذرا وصح ضمان الولی مہرہا ولو المرأۃ صغیرۃ ولو عاقدا لانہ سفیر لکن بشرط صحتہ فلو فی مرض موتہ وہو وارثہ لم یصح والا صح من الثلث و
قبول المرأۃ او غیرہا فی مجلس الضمان اور صحیح ہی ضامن ہونا ولی کا عورت کے مہر کو اگرچہ عورت صغیرہ ہو اگرچہ ولی ہی عاقد ہو نکاح کا تو بھی اسکا ضامن ہونا
درست ہی اسواسطے کہ ولی عاقد تو محض سفیر معتبر ہوتا ہی حقوق نکاح کے اسپر لازم نہین آتے کہ ایک ہی شخص عاقد بھی ٹھہرے اور ضامن بھی ٹھہرے
ولی ضامن زوج کا ولی ہو یا زوجہ کا خواہ زوجین صغیر ہون یا جوان لیکن جواز ضمان بشرط صحت ولی کے ہی تو اگر ولی ضامن ہوگا اپنے مرض موت
مین اور مکفول لہ وارث ہی ولی کا ضامن ہونا صحیح نہین اور اگر مکفول عنہ یعنی جسکی طرف سے ضامن ہوا یا مکفول لہ یعنی جسکے واسطے ضامن
ہو وارث نہین ہی ولی کا تو ضمانت صحیح ہوگی ولی کے ثلث مال سے یعنی ولی کے ثلث متروکہ سے مہر ادا کیا جاویگا اور دوسری شرط صحت ضمان ولی
کی قبول کرنا عورت کا ہی یا اسکے غیر کا مجلس ضمان مین یعنی بشرطیکہ عورت بالغہ مجلس ضمان مین ولی کی ضمانت قبول کرلے اور اگر عورت صغیرہ ہو تو اسکا
ولی قبول کرے تب اسکی ضمانت صحیح ہوگی نہر الفائق مین ہی کہ اگر صغیرہ کا ولی ضامن ہو تو اسکا ضامن ہونا قائم مقام ہی عورت کے قبول کے
کذا فی حاشیۃ المدنی وتطالب ایا شاءت من زوجہا البالغ او الولی الضامن اور عورت مہر کو طلب کرے جس سے چاہے خواہ اپنے زوج بالغ سے یا ولی
ضامن سے خواہ ولی ضامن زوجہ کا ولی ہو خواہ زوج کا اور اگر زوج بالغ نہین تو مطالبہ مہر کا فقط ولی ہی سے ہوگا نہ زوج سے فان ادی رجع علی الزوج

ان امر با بیع الا [illegible] سے مہر کو بیٹے باپ سے ادا کرے تو درست ہے [illegible]

اور [illegible] ضامن [illegible] نہیں پہونچتا و لا یطالب الاب بمہر ابنہ الصغیر الفقیر الا اذا ضمن [illegible]

[illegible] باپ سے بیٹے صغیر فقیر کے مہر کا [illegible] اگر باپ مہر کا ضامن نہیں تو اسکے بیٹے صغیر محتاج کے مہر کا [illegible]

[illegible] باپ سے [illegible] باپ بیٹے کے مال سے اوا کرے اپنے مال سے اذا زوجہ امراۃ الا اذا ضمن علی المہر کما فی الفتح [illegible]

اذا ضمن ولا یرجع الاب الا اذا اشہد علی الرجوع عند الاداء ابن صغیر فقیر کے مہر کا باپ پر مطالبہ نہیں جبکہ نکاح کردیا ہو [illegible]

[illegible] سے باپ کو مہر دینا لازم نہیں [illegible] جبکہ ضامن ہو مہر کا بنا بر قول معتبر کے چنانچہ نقد و شیٔ مین [illegible] باپ سے نہین [illegible]

جبکہ باپ نے بیٹے صغیر کا مہر ادا کیا خواہ صغیر محتاج ہو یا غنی تو اسکو پھیر لینا بیٹے سے نہین پہونچتا مگر جس صورت مین کہ باپ نے [illegible] کرلیا ہو پھیر لینے پر [illegible]

وقت یا ضامن ہونے کے وقت تو البتہ پھیر لے سکتا ہو کذا فی حاشیۃ الطحطاوی لہا منعہ من الوطی والاخراج شرح تنویر ولہا السفر والخروج [illegible]

[illegible] الا ان کل وطئۃ معقود علیہا فتسلیم البعض لا یوجب التسلیم الباقی جائز ہو عورت کو روکنا زوج کو وطی سے اور اُسکے دواعی سے لینی تقبیل اور

مساس سے کذا فی شرح الجمع اور روک دینا اپنے سفر لیجانے سے اگر چہ روکا ہو عورت نے اس وطی یا خلوت کے بعد جو اُسکی رضا مندی سے ہو چکی

یعنی عورت کو مہر معجل کے لینے کے واسطے وطی اور سفر سے روکنا پہونچتا ہو اگر چہ اُسکی خوشی سے ایک بار وطی ہو چکی ہو یا خلوت ہو چکی ہو تو بھی اُسکو منع کرنے

حق ثابت ہو اسواسطے کہ ہر وطی مہر پر معقود یعنی ہر وطی پر جدا جدا مہر لازم ہو تو تسلیم البعض کی سوجب نہین تسلیم باقی کی لاخذ ما بین تعجیلہ من المہر کلا او بعضا

او وافقہ قدر ما یعجل لمثلہا عرفا بہ یفتی لان المعروف کالمشروط ان لم یؤجل او یعجل کلہ فکما شرطا لان الصریح یفوق الدلالۃ عورت کو جائز ہو

روک دینا وطی کا واسطے لینے اس مہر کے جسکا جلد دینا بیان ہو چکا ہو کل مہر ہو یا بعض یا واسطے لینے اسقدر مہر کے جو جلد دیا جاتا ہو اُس سے

عورت کو عرف مین اسی کا فتوی ہو اسواسطے کہ مروج مثل مشروط کے ہو رواج کا اعتبار ہو اگر کل مہر کی مدت یا تعجیل نہ مقرر ہو گئی ہو اور اگر کل مہر کی

مدت مقرر ہو چکی ہو تو ویسا ہی کرنا چاہیئے جیسا کہ دونون نے شرط کیا یعنی مہر موجل مین عورت کو منع کرنا وطی سے نہین پہونچتا اور معجل مین پہونچتا ہو شرط

صریح پر اسواسطے کہ مقدم ہو اکہ صریح فائق ہو دلالت پر معلوم ہوا کہ کل مہر کی بھی تاجیل درست ہو بخلاف منلومہ کے کہ اُسنے اپنے فتاوی مین عدم صحت مذکور کی

ہو کذا فی حاشیۃ المدنی الا اذا جہل الاجل جہالۃ فاحشۃ فیجب حالا غایۃ الا التاجیل لطلاق او موت فیصح للعرف بزازیۃ مہر موجل مین عورت کو حق منع وطی کا

نہین مگر اسوقت جبکہ مدت مجہول ہو جہالت فاحشہ کو جیسے مہر کی مدت مقرر ہوئی ہو زوج کی کشائش تک یا آندھی چلنے تک یا پانی برسنے تک ان چیزون

کا ایک وقت مقرر نہین تو اسی مدت مین مہر فی الحال واجب ہوگا کذا فی غایۃ البیان لیکن اگر مہر کی مدت طلاق ہونے تک یا [illegible] تک مقرر ہو تو صحیح ہو حالانکہ [illegible]

بھی جہالت فاحشہ ہو کہ ہر گز طلاق اور موت کا وقت معین نہین مگر صحیح ہو بسبب رواج کے کذا فی البزازیۃ [illegible] نے کہا کہ تاخیر مہر کی موت اور طلاق تک

خوارزم مین عادت ماثورہ اور شریعت معروفہ ہو گئی ہو کذا فی حاشیۃ الطحطاوی اور اکثر بلاد ہندوستان مین بھی ایسا مروج ہو بلکہ اکثر [illegible] ہمیشہ کا ارادہ کرے تو

عورت ہر گز نہین لیتی نادانی سے جانتی ہو کہ مہر لینے سے نکاح فسخ ہو جاویگا وعن الثانی لہا منعہ ان اجل کلہ وبہ یفتی استحسانا ولوالجیہ اور امام ابو یوسف سے منقول

ہو کہ عورت کو منع وطی کا حق ہو اگر کل مہر کی مدت مقرر ہو گئی ہو اور اسی پر فتوی ہو بدلیل استحسان کے کذا فی الولوالجیہ دلیل استحسانی یہ ہو کہ جب [illegible]

کی مدت مقرر کی تو گویا اپنے حق استمتاع کے ساقط ہونے پر راضی ہو گیا اسواسطے مہر بدلا ہو استمتاع کا خلاصہ مین ہو کہ [illegible] نہ عدم المنع

پر ہو اور صدر شہید کا فتوی جو از امتناع پر ہو بحر الرائق مین کہا تو معلوم ہوا کہ اسمین فتوی مختلف ہو کذا فی حاشیۃ المدنی وفی النہر [illegible]

نادۃ علی حکم الخلول علی ان یعجل او یعین لہا منعہ حتی تقبضہ اور نہر الفائق مین ہو کہ اگر نکاح کیا عورت سے سو درم مہر کا [illegible]

اس شرط پر کہ چالیس درم جلد ادا کردیگا تو عورت کو جائز ہی کہ منع کرنا وطی وغیرہ کا زوج سے یہانتک کہ باقی درمون کو بھی قبضہ کرلے ولہا النفقۃ لبعد المنع
اور ثابت ہی عورت کے واسطے نفقہ بعد منع کے سبھی نزدیک امام کے بشرطیکہ قبل مطالبہ کے خلوت یا دخول رضامندی سے ہو چکا ہو ولہا السفر والخروج
من بیت زوجہا لحاجۃ ولہا زیارۃ اہلہا بلا اذنہ مالم تقبضہ ای المعجل اور جائز ہی عورت کو سفر کرنا اور شوہر کے گھر سے نکلنا حاجت کے
واسطے تب بے حاجت نکلنا جائز نہین اور جائز ہی عورت کو زیارۃ کرنا اپنے اقربا کی بدون اذن زوج کے جب تک کہ مہر معجل نپایا ہو فلا تخرج الا لحق لہا او علیہا
او لزیارۃ ابویہا کل جمعۃ مرۃ او المحارم کل سنۃ او لکونہا قابلۃ او غاسلۃ لا فیما عدا ذلک ان اذن کانا عاصیین اور جب مہر معجل پا چکی ہو تو گھر سے نہ نکلے مگر
بسبب حق کے کہ عورت کا حق کسی پر ہو یا کسی کا حق عورت پر ہو یعنی اگر عورت کا قرض کسی پر ہو یا کسی کا قرض عورت پر ہو تو اسکا نکلنا درست ہی زوج کی اجازت
ہو یا نہو یا عورت نکلے واسطے زیارت ماں باپ کے ہر ہفتہ مین ایکبار یا محارم کی ملاقات کے واسطے نکلے ہر سال اگرچہ زوج منع کرے کذا فی فتح القدیر یا عورت دائی
جنائی ہو یا مردہ شو ہو تو بھی نکلنا درست ہی لیکن دائی اور مردہ شو کو زوج منع کر سکتا ہی نہ نکلے انکے سوا مین یعنے سوائے قرض اور زیارت والدین
محارم کے اور لڑکا جنانے اور مردہ نہلانے کے اور کسی کام کے واسطے نکلنا عورت کا جائز نہین اور اگر زوج سوائے ان امور کے نکلنے کی اجازت
دیگا تو زوج اور زوجہ دونون گنہگار ہونگے والمعتمد جواز الحمام بلا تزیین اشباہ وسیجیئ فی النفقۃ اور قول معتمد یہ ہی کہ عورت کا حمام مین جانا درست ہی بدون
آرائش اور عطر ملنے کے کذا فی الاشباہ اور عنقریب مسائل خروج عورت کے باب النفقۃ مین بھی آوینگے محقق ابن ہمام نے کہا کہ جہان عورت کا نکلنا درست ہی
وہان بھی شرط ہی کہ آرائش اور سنگار نہ کرے بلکہ ایسی صورت بگاڑ کے نکلے کہ مردون کی نظر اسپر نہ پڑے اور چند احادیث نسائی اور ترمذی اور حاکم مین در
باب حمام وارد ہوئی ہین از انجملہ یہ حدیث ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب تمپر ملک عجم فتح ہوگا اور وہان تم چند بیوت پاؤگے انکو
حمام کہتے ہین تو مرد انمین نہ جاوین بدون ازار کے اور عورتون کو انمین نجانے دو سوائے مریضہ اور نفاس والی کے کذا فی حاشیۃ المدنی ویسافر بہا
بعد اداء کلہ مؤجلا او معجلا اذا کان مامونا علیہا والا لا وکذا اذا لم یکن مامونا لا یسافر بہا وبہ یفتی کما فی شرح المجمع واختارہ فی الملتقی الابحر ومجمع الفتاوی واعتمدہ المصنف
وبہ افتی شیخنا الرملی اور سفر مین ساتھ لیجائے عورت کو تین منزل یا زیادہ بعد ادا کرنے کل مہر کے موجل ہو یا معجل ہو جب کہ زوج پر اطمینان ہو عورت
کی طرف سے یعنے سفر مین ایذا رسانی کا خوف نہو اور اگر کل مہر ادا نہ کیا اور زوج لائق اطمینان کے نہ ہو تو عورت کو سفر مین نہ لیجائے اور اسی
قول پر فتوے ہی کذا فی شرح مجمع اور اسی کو پسند کیا ملتقی الابحر اور مجمع الفتاوے مین اور مصنف نے اپنی شرح مین اسی پر اعتماد کیا ہی اور اسی
پر فتوے دیا ہی ہمارے استاد خیر الدین رملی نے لکن فی النہر والذی علیہ العمل فی دیارنا انہ لا یسافر بہا جبرا علیہا وجزم بہ البزازی
وغیرہ وفی المختار وعلیہ الفتوی وفی الفصول یفتی بما یقع عندہ من المصلحۃ لیکن نہر الفائق مین ہی جسپر عمل ہی ہمارے ملک یعنے مصر مین
وہ یہ ہی کہ عورت کو سفر مین نہ لیجائے اسپر زبردستی کر کے یعنے سفر عورت کی خوشی پر موقوف ہی اور اسی قول کی حقیقت پر یقین کیا ہی بزازی
وغیرہ نے اور مختار مین ہی کہ اسی پر فتوی ہی اور فصول مین ہی کہ فتوے دے مفتی جو اسکے نزدیک مصلحت اور مناسب معلوم ہو یعنی اگر زوج امانت دار اور صالح ہو
اور جانے زن عورت کی سرکشی معلوم ہو تو سفر مین لیجانے کا فتوی دے والا نہ لیجانے کا فتوے دے کذا فی حاشیۃ الطحطاوی وینقلہا فیما دون
مدتہ ای السفر من المصر الی القریۃ وبالعکس ومن قریۃ لقریۃ لانہ لیس بغربۃ وقیدہ فی التاتارخانیۃ بالقریۃ یمکنہ الرجوع قبل اللیل الی وطنہ واطلقہ
فی الکافی وعلیہ الفتوی اور لیجاوے زوج زوجہ کو وہان جو مدت سفر سے کم ہو یعنے تین منزل سے کم ہو خواہ شہر سے گانون کی طرف لیجاوے
خواہ گانون سے شہر مین لاوے اور ایک گانون سے دوسرے گانون مین لیجاوے اسواسطے کہ اتنی دور جانا غربت نہین اور قید لگائی ہی فتاوی
تاتارخانیہ مین گانون کی یعنے ایسے گانون تک لیجانا جائز ہی کہ ممکن ہو پلٹ آنا زوج کو رات کے آنے سے پہلے اپنے وطن تک اور کافی مین

انھم سمی شیئا بدون مہر کے ہی ہو نیت ہو وان اختلفا فی المہر فی اصل تسمیۃ فالقول قول من ینکر التسمیۃ ویجب مہر مثل اور اگر
عقد کیا زوجین سے ہونے سوا اگر اختلاف اصل مہر میں کیا اس طرح کہ ایک نے کہا کہ مہر معین تھا اور دوسرے نے کہا نہیں تھا اگر دونوں گواہ
لانے سے عاجز ہوں تو قسم کھانی ہے منکر تسمیہ کو سو اگر منکر نے قسم سے انکار کیا تو دعوی تسمیہ کا ثابت ہوگا اور اگر منکر نے قسم کھائی تو واجب ہوگا مہر مثل
لیکن اگر عورت مدعی ہو تو مہر مثل اسکے دعوے سے زیادہ نہ دیا جائیگا مثلاً عورت نے کہا تھا کہ مہر میں ہزار تھا اور مثل دو ہزار ہو تو ایک ہزار دو
دیئے جائینگے دو ہزار اور اگر مرد مدعی تھا تو مہر مثل اسکے دعوے سے کم نہ کیا جائیگا مثلاً مہر مثل ایک ہزار تھا اور مرد مدعی دو ہزار کا ہو تو دو ہی ہزار
اس سے دلائے جائینگے کذا فی حاشیۃ الدر فی نا قلاً عن البدائع و فی المہر یحلف اجماعا اور مہر میں منکر پر قسم ہو بالاتفاق امام اور صاحبین کے اتفاق
سے اس نے ذکر کیا قول صدر الشریعت کا کہ ذات کا منکر پر قسم ہو صاحبین کے نزدیک اور امام اعظم کے نزدیک سو ہے کہ ائمہ کے نزدیک نکاح میں قسم نہیں
صاحب بحر الرائق وغیرہ نے جواب دیا کہ یہاں اصل نکاح پر قسم نہیں بلکہ مال پر قسم ہو تو بالاجماع منکر مہر پر قسم ثابت ہوئی کذا فی حاشیۃ الدر فی والطحطاوی وان
اختلفا فی قدرہ حال قیام النکاح فالقول لمن شہد لہ مہر المثل بیمینہ اور اگر اختلاف کیا زوجین نے مقدار مہر میں قیام نکاح کے وقت تو قول اسی کا معتبر
ہو جسکی گواہی دے مہر مثل ساتھ قسم کے تو اگر مہر مثل زوج کے دعوی سے برابر ہو یا کم تو زوج کا قول معتبر ہوگا قسم کے ساتھ اور اگر مہر مثل زوجہ کے دعوی سے
برابر ہو یا زیادہ تو زوجہ کا قول مع الیمین معتبر ہوگا وای اقام بینۃ قبلت سواء شہد لہ مہر المثل او لہا او لا اور اختلاف مقدار مہر میں جو اپنے شاہد
قائم کریگا مقبول ہونگے خواہ مہر مثل مرد کی شہادت دے یا زوجہ کی یا دونوں کا شاہد نہ ہو یعنی گواہوں کے ہوتے مہر مثل کی موافقت اور عدم موافقت کا کچھ اعتبار نہیں
وان اقاما البینۃ فبینتہا مقدمۃ ان شہد لہ مہر المثل وبینتہ مقدمۃ ان شہد لہا مہر المثل لان البینات لاثبات خلاف الظاہر اور اگر دونوں نے گواہ
قائم کیے تو گواہ عورت کے مقدم ہونگے اگر مہر مثل مرد کے دعوے سے موافق ہو اور گواہ مرد کے مقدم ہیں اگر مہر مثل عورت کے دعوی سے مطابق ہو اسواسطے
کہ گواہ مقرر ہوئے ہیں واسطے ثابت کرنے خلاف ظاہر کے اور ظاہر کے خلاف اسی کا دعوی ہو جو مہر مثل سے موافق نہو وان کان مہر المثل بینہما تحالفا
اور اگر مہر مثل دونوں کے مابین ہو تو دونوں سے قسم لیجاوے مثلاً عورت دو ہزار کے مہر کی مدعی ہو اور مرد ایک ہزار کا اور مہر مثل ہو پندرہ سو تو مہر مثل کسی کے
موافق نہ ہو بلکہ دونوں کے درمیان میں پڑا تو دونوں پر قسم آویگی مرد اسطرح قسم کھاوے کہ واللہ میں نے دو ہزار مہر پر نکاح نہیں کیا اور عورت اسطرح قسم کھاوے
کہ واللہ میں نے ایک ہزار پر نکاح نہیں کیا فان حلفا او برہنا قضی بہ سو اگر دونوں نے قسم کھائی یا دونوں گواہ لائے تو حکم کریگا قاضی مہر مثل پر یعنی
مہر مثل دلاویگا اسواسطے کہ دونوں کی قسم اور گواہ برابر ہیں کسی کا دعوی ثابت نہیں ہو سکتا وان برہن احدہما قبل برہانہ لانہ نور دعواہ اور اگر
دونوں میں سے کوئی ایک گواہ لایا تو مقبول ہونگے اسکے گواہ اسواسطے کہ اسنے اپنے دعوی کو روشن اور ظاہر کردیا و فی الطلاق قبل الوطی حکم متعۃ المثل
لو المسمی دینا وان عینا کمسئلۃ العبد والجاریۃ فلہا المتعۃ بلا تحکیم الا ان یرضی الزوج بنصف الجاریۃ اور طلاق قبل وطی میں فیصلہ متعہ ہو گا متعہ مثل پر یعنی اگر
اختلاف ہوا زوجین میں بعد طلاق قبل وطی کے تو متعہ مثل جسکے دعوی سے مطابق ہوگا اسی کے قول کا اعتبار ہے گا قسم کے ساتھ بشرطیکہ مہر مسمی دین ہو
جیسے درہم و دینار اور اگر مہر مسمی عین ہو یعنی شئی ہو معین چیز ہو جیسے مسئلہ غلام اور لونڈی کا مثلاً زوج کہتا ہو کہ مہر غلام تھا اور زوجہ کہتی ہو کہ مہر لونڈی تھی
تو زوجہ کو متعہ مثل ملیگا بدون تحکیم کے کہ اس صورت میں متعہ مثل کی حاجت نہیں اگر زوج راضی ہو جائے نصف جاریہ پر و ای اقام بینۃ قبلت اور
دونوں میں سے جو گواہ لاویگا تو اسکے گواہ مقبول ہونگے فان اقاما فبینتہا اولی ان شہدت لہ المتعۃ وبینتہا ان شہدت لہا سو اگر دونوں گواہ لاویں
تو عورت کے گواہ اولے ہیں اگر موافق ہو متعہ مثل کا مرد کے اور گواہ مرد کے اولی ہیں اگر مطابق ہو متعہ عورت کے اسواسطے کہ گواہ خلاف ظاہر کو ثابت کرتے
ہیں وان کانت المتعۃ بینہما تحالفا وان حلفا وجب متعۃ المثل اور اگر متعہ مثل دونوں کے مابین میں واقع ہو یعنی نصف خود سی مرد سے زیادہ ہو اور

نصف دعوی زوجہ سے کم ہو تو دونون سے قسم لیجائیگی اور اگر دونون نے قسم کھائی تو مہر مثل کا واجب ہوگا **وموت احدہما کحیوتہما فی الحکم** اصلا وقدرا
لعدم سقوطہ بموت احدہما اور دونون مین کسی کا مرنا اُنکے زندہ ہونے کے برابر ہی حکم مین خواہ اختلاف اصل مہر مین ہو یا مقدار مین بسبب ساقط نہونے مہر مثل کے
ایک کی موت سے **وبعد موتہما ففی القدر القول لورثتہ** اور اگر دونون کے مرجانے کے بعد اختلاف ہو وارثون مین تو مقدار مہر کی اختلاف مین زوج کے
وارثون کا قول معتبر ہوگا ساتھ قسم کے **وفی الاختلاف فی اصلہ القول لمنکر التسمیۃ** اور اصل مہر کے اختلاف مین منکر تسمیہ کا قول معتبر ہوگا یعنی زوج کے وارثون
کا اسواسطے کہ اگر عورت کے وارث تسمیۂ مہر کے منکر ہون تو انکا حق ثابت ہوتا ہی **لم یقض بشیٔ** مالم یبرہن علی التسمیۃ یعنی بعد موت زوجین کے اختلاف
پڑا اصل تسمیۂ مہر مین تو کچھ حکم نہ کیا جاویگا جب تک کہ گواہ نہ قائم کیے جاوینگے تسمیہ پر یعنے بدون گواہون کے مہر مثل پر فیصلہ نہوگا نزدیک امام کے
اسواسطے کہ مرنا زوجہ کا دلالت کرتا ہی کہ اُسکی ہمسر عورتین بھی مرگئین تو قاضی کس عورت کے مہر کو مہر مثل ٹھہراوے کذا فی الہدایۃ اس دلیل سے معلوم ہوا
کہ مہر مثل کا اعتبار نہ کرنا اُس صورت مین ہی جب زوجین کی موت کا زمانہ بہت گذر گیا ہو اور زمانہ قریب ہوگا تو مہر مثل پر فیصلہ ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی
والطحطاوی ناقلا عن البحر **وقالا یقضی بمہر المثل کحال الحیوۃ** وبہ یفتی اور کہا صاحبین نے بعد موت زوجین کے بھی مہر مثل پر حکم ہوگا مانند حال زندگی
کے اور اسی قول پر فتوی ہی کذا فی قاضیخان لیکن اگر زوج کے وارث گواہ لاوین ادائے مہر یا زوجہ کے اقرار پر یا اُسکے اقرار پر کہ ہم مہر پا چکے تو اس صورت
مین مہر مثل کے اعتبار کی کچھ حاجت نہین **وہذا کلہ اذا لم تسلم نفسہا** اور یہ سب اُس صورت مین ہی جبکہ زوجہ نے اپنی ذات بخوشی زوج کو نہ تسلیم کی ہو یعنی
تحکیم مہر مثل اختلاف قدر مہر مین زوجین کی حیات مین یا ایک کی حیات یا دونون کی موت مین یا اختلاف اصل مہر مین درصورت عدم تسلیم ہی **فان سلمت**
ووقع الاختلاف فی الحالین الحیوۃ وبعدہا **لا یحکم بمہر المثل** لانہا لا تسلم نفسہا الا بعد تعجیل شیٔ عادۃ پھر اگر زوجہ نے اپنی ذات تسلیم کی زوج کو اور
واقع ہوا اختلاف دو حال مین یعنے زندگی مین اور بعد اسکے تو نہ فیصلہ ہوگا مہر مثل پر اسواسطے کہ عورت اپنی ذات تسلیم نہین کرتی مگر کچھ مہر معجل لینے کے بعد
بطور رواج کے اور تعجیل مہر کی دلیل ہی تسمیۂ مہر کی اور تسمیہ کے ہوتے مہر مثل کا اعتبار نہین لیکن یہ اُس صورت مین ہی جہان عادت ہو مہر معجل کی اور
جہان کل مہر کی تاخیر ہوتی ہو طلاق یا موت تک جیسے خوارزم مین تو وہان تسلیم اور عدم تسلیم دونون برابر ہین کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن القاسمیۃ **فیقال**
لہا لابد ان تقری بما تعجلت والا قضینا علیک بالمتعارف تعجیلہ ثم یعمل فی الباقی کما ذکرنا وہذا اذا ادعی الزوج ایصال شیٔ الیہا بحکم
عورت سے یا اُسکے وارثون سے کہا جائیگا کہ بالضرور تجھکو مہر معجل پانے کا اقرار کرنا ہوگا اور نہین تو ہم تجھپر حکم کرینگے تعجیل متعارف کا چنانچہ مصر مین دو
ثلث مہر معجل دینے کا رواج ہی پھر بعد وضع متعارف کے عمل کیا جائیگا باقی مہر مین یعنی مثلا ثلث مین جیسا کہ ہمنے بیان کیا اور یہ اُسوقت ہی جب زوج نے
کچھ عورت کو دینے کا دعوی کیا کذا فی البحر یعنی متعارف التعجیل پر فیصلہ اُسوقت ہوگا جب زوج کچھ ادا کرنے کا مدعی ہو اور اگر زوج مدعی نہوگا تو متعارف پر فیصلہ
نہوگا بلکہ سابق کی تفصیل پر عمل ہوگا اور قضا بالمتعارف بحر الرائق اور نہر الفائق مین محیط سے منقول ہی اور یہی قول ہی فقیہ ابو اللیث کا اور قاضیخان
کے نزدیک یہ قول مسلم نہین واللہ اعلم کذا فی حاشیۃ المدنی **ولو بعث الی امرأتہ شیئا ولم یذکر جہتہ عند الدفع غیر جہۃ المہر** کقولہ لشمع اوحناء ثم قال انہ
من المہر لم یقبل قنیۃ لوقوعہ ہدیۃ فلا ینقلب مہرا اور اگر بھیجا زوج نے اپنی عورت کو کچھ نقد یا جنس اور نہ بیان کیا دینے کے وقت کسیطرح کو جو مغائر ہو جہت
مہر کی یعنی دینے کے وقت مہر یا غیر مہر کا کچھ ذکر نہ کیا سوا اگر غیر مہر کو ذکر کیا مثلا یون کہا کہ اس نقد کو شمع مین صرف کرو یا مہندی مین پھر زوج نے کہا کہ وہ تو
مہر مین بھی تو اسکا قول مقبول نہوگا کذا فی القنیہ اسواسطے کہ وہ چیز ہدیہ ہو چکی تو مہر نہو سکیگی اور اگر قبل عقد کے کچھ بھیجا تھا تو اسکا بعینہ پھیر لینا درست ہی
کذا فی حاشیۃ الطحطاوی **فقالت** ہو ای المبعوث **ہدیۃ وقال ہو من المہر** اومن الکسوۃ او عاریۃ **فالقول لہ** بیمینہ والبینۃ لہا سو کہا عورت نے
وہ بھیجی چیز ہدیہ ہی اور کہا زوج نے کہ وہ مہر مین ہی یا از قسم لباس ہی یا عاریت ہی تو قول زوج کا معتبر ہوگا ساتھ قسم کے اور اگر وہ دونون گواہ لاوے

اور عورت کے کہ وہ مقدار مہر بھیجا ہے تو عورت کا قول معتبر ہوگا اور اگر بطور ہدیہ بھیجنے کا دعویٰ کیا ہو تو مرد کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا کذا فی الغیاثیہ اور اگر عورت نے کہا کہ یہ ہدیہ ہے اور مرد نے کہا کہ مہر میں سے ہے

اور عورت نے دعویٰ کیا کہ یہ ہدیہ ہے اور مرد نے کہا کہ مہر ہے تو مرد کا قول معتبر ہے چنانچہ ابن کمال نے اسکو بیان کیا ہے فقال اتھم امعاد ماریۃ فعلما ان تعویض

نسبت کیا کہ زوج نے ہدیہ بھیجا عورت کی طرف اور عوض میں عورت نے بھیجا زوج کی طرف بعد زفاف کے پھر مرد نے اپنا بھیجا ہوا دعویٰ کیا

کہ وہ مہر ہے تو عورت کو کہ عوض کی چیز کو پھیرلے عوض کی جنس سے کذا فی البحر الرائق من جنسہ نہیں اور بحرالرائق میں ہے اور منتقیٰ میں لکھا ہے

مین یون ہے کہ ان المرأۃ ان تسترد ما عوضتہ علیہ کذا فی حاشیۃ المدنی فی غیر المہیا للاکل کثیاب شاۃ حیۃ وسمن وعسل ملقی شرنبلالی زوجہ اختلاف

زوجین مین زوج کا قول معتبر ہوگا اُنمین جو کھانے کے واسطے مہیا نہیں جیسے کپڑے اور زندہ بکری اور گھی اور شہد اور جو چیز کہ مہیا بحرالرائق ہے اور بدع شرح

کذا ذکرہ فی زادہ والقول لہا بینہا فی المہیا لہ کخبز ولحم مشوی لان الظاہر یکذبہ ولذا قال الفقیہ المختار انہ یصدق فیما لایجب علیہ کخف وخمار و

نیما یحب کخمار و درع یعنی عالمگیری انہ کسوۃ لان الظاہر سواد قول زوجہ کا معتبر ہر قسم کے ساتھ اُنمین جو کھانے کے واسطے مہیا ہو جیسے روٹی اور

بھنا گوشت عورت کا قول کھانے کی چیزون مین اسواسطے معتبر ہوا کہ ظاہر حال زوج کو جھٹلاتا ہے یعنی روٹی اور پختہ گوشت کوئی مہر مین نہین دیتا

اور اسی واسطے فقیہ ابواللیث نے کہا کہ مختار یہ ہے کہ زوج کی تصدیق اُنمین ہوگی جو زوج پر واجب نہین جیسے موزہ اور چادر یا باریک کپڑا اور

اُنمین تصدیق ہوگی جو اُسپر واجب ہے جیسے اوڑھنی اور قمیص سینے جب تک زوج نے اسکا دعویٰ نہ کیا ہو کہ اوڑھنی اور قمیص کو پوشاک مین دیا ہے

اور اگر پوشاک کا دعویٰ کیا زوج نے اور زوجہ نے کہا کہ پوشاک نہین بلکہ ہدیہ ہے تو اس صورت مین زوج ہی کا قول معتبر ہوگا اسواسطے کہ ظاہر حال زوج کو

مصدق ہے خطب بنت رجل وبعث الیہا اشیاء ولم یزوجہا ابوہا فما بعث المہر یسترد عینہ قائما فقط وان تغیر بالاستعمال او قیمتہ ہالکا لانہ معاوضۃ

ولم تتم فجاز الاسترداد منگنی کی ایک مرد کی بیٹی سے اور بھیجا زوج نے عورت کی طرف چند اشیا کو اور عورت کے باپ نے عورت کا نکاح نہ کیا تو

جو چیز مہر کے واسطے بھیجی ہو اور وہ موجود بھی ہو تو فقط اُسی کو پھیرلے نہ اسکی قیمت کو اگرچہ متغیر ہوگئی ہو استعمال سے یا قیمت اسکی پھیرلے اگر نہ موجود ہو

اسواسطے پھیرلے کہ یہ تو بدلا تھا سو پورا نہوا تو پھیر لینا جائز ہوا وکذا یسترد ما بعث ہدیۃ وہو قائم دون الہالک والمستہلک لان فیہ معنی الہبۃ اور

اسی طرح اسکو پھیرلے جو بطریق تحفہ کے بھیجا اور وہ موجود بھی ہو نہ پھیرلے ہالک اور مستہلک کو ہالک وہ جو آپ بگڑ گیا جیسے میوہ سڑ گیا اور مستہلک

وہ جو دوسرے کے فعل سے معدوم ہوا جیسے شیرینی کسی نے کھالی ہالک اور مستہلک کا پھیر لینا اسواسطے جائز نہوا کہ تحفہ دینے مین معنی ہبہ کے

موجود ہین اور موہوب جب ہالک یا مستہلک ہوا تو اسکا پھیر لینا درست نہین ولو ادعت انہ ای المبعوث من المہر وقال ہو ودیعۃ فان

کان من جنس المہر فالقول لہا وان کان من خلافہ فالقول لہ لشہادۃ الظاہر اور اگر دعویٰ کیا عورت نے کہ بھیجی چیز مہر ہے اور کہا

زوج نے کہ وہ امانت ہے تو اگر وہ چیز مہر کی جنس سے ہو جیسے مہر مسمی مین روپیہ اور اشرفی تو عورت کا قول معتبر ہوگا اور اگر وہ چیز مخالف ہے جنس مہر کے

جیسے مہر تھا درم اور زوج نے فرش یا کپڑا بھیجا تو زوج کا قول معتبر ہے اسواسطے کہ دونون صورتون مین ظاہر حال دونون کا گواہ ہے انفق رجل

علی معتدۃ الغیر بشرط ان یتزوجہا بعد عدتہا ان تزوجتہ لا رجوع مطلقا وان ابت فلہ الرجوع ان کان دفع لہا وان اکلت

معہ فلا مطلقا بحر عن العمادیۃ خرچ کیا ایک مرد نے غیر کی معتدہ پر اس شرط سے کہ نکاح کریگا اس سے بعد عدت کے تو اگر عورت نے اُس

مرد سے نکاح کر لیا تو خرچ کا پھیر لینا مطلقاً نہین خواہ دونون ساتھ کھاتے ہون یا علیحدہ اور اگر عورت نے نکاح سے انکار کیا تو مرد کو خرچ کا پھیر

لینا پہونچتا ہے اگر عورت کو دیا ہو اور اگر عورت مرد کے ساتھ کھاتی ہو تو مطلقاً پھیر لینا نہین خواہ نکاح کیا ہو یا نہ کیا ہو کذا فی البحر عن العمادیۃ

وفیہ عن المبتغی جہز ابنتہ بجہاز وسلمہا ذلک لیس لہ الاسترداد منہا ولا لورثتہ بعدہ ان سلمہا ذلک فی صحتہ بل تختص بہ وبہ یفتی

اور بحر الرائق مین منتقی سے منقول ہی باپ نے اپنی بیٹی کو جہیز دیا اور اُسکے قبضہ مین کر دیا تو اُسکو پھیر لینا اس سے نہین پہونچتا اور نہ باپ کے وارثون
کو بعد مرنے باپ کے اگر بیٹی کو جہیز تسلیم کیا ہو باپ نے اپنی صحت مین بلکہ اس جہیز کی ملکیت بیٹی کو مخصوص ہوگی اور اسی پر فتوی ہی اور جہیز تسلیم نہین
کیا تو پھیر سکتا ہی اسواسطے کہ تملیک بدون تسلیم کے تمام نہین ہوتی اور اسی طرح اگر مرض الموت مین باپ نے جہیز تسلیم کیا تو وہ وصیت ہوگی اور وصیت
وارث کے حق مین درست نہین وکذا لو اشتراہ لها فی صغرها ولوالجیة اور اسی طرح استرداد نہ ہوگا اگر باپ نے جہیز کو مول لیا صغیرہ بیٹی کیواسطے کذا فی
الولوالجیة اس صورت مین تسلیم کی حاجت نہین اسواسطے کہ باپ کا قبضہ قائم مقام صغیرہ کے قبضہ کے ہی وحیلته ان یشهد عند التسلیم الیها انه انما سلمه عاریة اور
حیلہ استرداد کا یہ ہی کہ گواہ کرے باپ بیٹی کے جہیز دینے کے وقت اسپر کہ جہیز کو بطور عاریت ہی دیا ہی والاحوط ان یشتریه منها ثم تبرئه درر اور زیادہ تر احتیاط
حیلہ استرداد مین یہ ہی کہ باپ جہیز کو بیٹی سے مول لے پھر بیٹی قیمت سے ابرا کرے کذا فی الدرر اخذ اهل المرأة شیئا عند التسلیم فللزوج ان
یسترده لانه رشوة زوجہ کے لوگون نے کچھ لیا تسلیم زوجہ کے وقت مثلاً بھائی نے بدون لیے رخصت نہ کیا تو زوج اُسکو پھیر سکتا ہی اسواسطے
کہ یہ رشوت ہی جهز ابنته ثم ادعی ان ما دفعه الیها عاریة وقالت هو تملیک او قال الزوج ذلک بعد موتها لیرث منه وقال الاب
او ورثته بعده عاریة فالمعتمد ان القول للزوج ولها اذا کان العرف مستمرا ان الاب یدفع مثله جهازا لا عاریة اور جہیز دیا اپنی بیٹی کو
پھر دعوی کیا کہ اسکو تو عاریت ہی دیا ہی اور بیٹی نے کہا کہ وہ تملیک ہی یا زوج نے یہی کہا بعد مرنے زوجہ کے تاکہ جہیز کا وارث ہو اور باپ نے یا اُسکے
وارثون نے اُسکے مرنے کے بعد کہا کہ عاریت ہی تو قول زوج اور بیٹی کا معتمد ہوگا جب رواج دائمی عموماً اسی کا ہو کہ باپ اتنا مال جہیز مین دیا کرتا ہو نہ بطور عاریت
کے واما ان کان مشترکا کمصر والشام فالقول للاب کما لو کان اکثر مما یجهز به مثلها اور اگر رواج مشترک ہو یعنی بعضے جہیز دیتے ہون اور بعضے عاریت جیسے مصر اور شام مین تو قول باپ
کا معتبر ہوگا چنانچہ اگر جہیز زیادہ تر ہی اس سے جو اُس جیسی عورت کو ملا کرتا ہی یعنے رواج سے جہیز زیادہ تر دیا تو سواے رواج کے زیادتی مین باپ کا قول معتمد ہوگا والام
کالاب فی تجهیزها وکذا ولی الصغیرة شرح وهبانیة اور ماں مثل باپ کے ہی بیٹی کے جہیز مین اور اسی طرح صغیرہ کا ولی کذا فی شرح الوہبانیہ یعنی اگر ماں نے جہیز
تسلیم کر دیا تو استرداد نہین کر سکتی اور دعوی عاریت مین ماں اور ولی صغیرہ کا وہی حکم ہی جو باپ کا حکم معلوم ہوا واستحسن فی النهر تبعا لقاضیخان ان الاب
ان کان من الاشراف لم یقبل قوله انه عاریة اور مستحسن جانا ہی نہر الفائق مین قاضیخان کی پیروی سے یہ کہ اگر باپ اشراف مین سے ہی تو اُسکا یہ قول مقبول
نہوگا کہ جہیز عاریت ہی ولو دفعت فی تجهیزها لابنتها اشیاء من امتعة الاب بحضرته وعلمه وکان ساکتا وزفت الی الزوج فلیس للاب ان
یسترد ذلک من ابنته لجریان العرف به اور اگر ماں نے بیٹی کے جہیز مین کچھ چیزین دین باپ کے اسباب سے اُسکے حضور اور دانست مین اور وہ ساکت رہا
اور بیٹی زوج کے گھر پہونچائی گئی تو باپ کو نہین پہونچتا کہ اس جہیز کو پھیر لے اپنی بیٹی سے بسبب جاری ہونے رواج کے اسپر یعنی مروج یہی ہی کہ باپ جہیز
کو ماں پہ سپرد کرتا ہی وکذا لو انفقت الام فی جهازها ما هو معتاد والاب ساکت لا تضمن الام وهما من المسائل السبع والثلاثین بل الثمان
والاربعین حلبی ای زواهر الجواهر التی السکوت فیها کالنطق اور اسی طرح اگر خرچ کیا ماں نے بیٹی کے جہیز مین اُسقدر جسکی عادت ہی اور باپ ساکت ہی تو ماں
پر ضمان نہین اور یہ دونون مسئلے اُن سینتیس بلکہ اڑتالیس مسئلون مین سے ہین جنمین سکوت برابر نطق کے ہی کذا فی زواہر الجواہر فروع مسائل متفرقہ
شارح کے لو زفت الیه بلا جهاز یلیق به فله مطالبة الاب بالنقد قنیة اگر پہونچائی گئی زوجہ زوج کی طرف بدون ایسے جہاز کے جو لائق ہو زوج کے تو
زوج کو جائز ہی مطالبہ باپ کا نقد مال مین کذا فی القنیہ یہ حکم اس صورت مین مخصوص ہی جہان عادت ہو کہ ولی زوجہ کا زوج سے کچھ نقد لیتا ہو بعوض
سامان کے واسطے پھر کچھ سامان زوج کا تیار کرتا ہو اور کچھ زوجہ کا تو ایسی صورت مین اگر زوج کے لائق دینے کے باپ نے نہ کچھ دیا تو زوج کو نقد
مال پھیر لینا پہونچتا ہی اور اسی طرح عورت کو اپنے جہیز کا مطالبہ پہونچتا ہی کذا فی حاشیة المدنی ناقلا عن البحر زاد فی البحر عن المنتقی الا اذا سکت طویلا

[illegible] مضمون [illegible] سے اگر جب [illegible] مدت گذر گئی تو [illegible]

[illegible] ولکن بعد الدخول انبریہ [illegible] الاولی [illegible] الاول فی الاقل [illegible]

[illegible] مقصود نہیں [illegible]

[illegible] کہ اصل نکاح مین مقصود نہ ہونا مگر حتی الاطلاق [illegible] کہ حق تعالی نے خطاب

نکاح کی [illegible] مال کے ساتھ کیا کہ نکح ذمی او مستامن ذمیۃ او حربی حربیۃ ثم میتۃ او بلا مہر جان سکت عنہ او نفیاہ فکان ان فرجاتہ

عنہ بہم فرقت او طلقت قبل ادبات عنہا فلا مہر لہا و لو اسلما و ترافعا الینا لانا امرنا بترکہم و ما یدینون نکاح کیا ذمی یا مستامن نے ذمیہ سے یا

حربی نے حربیہ سے نکاح کیا مردار جانور کے مہر پر یا بدون مہر کے نکاح کیا اسطرح کہ دونون بیان مہر سے ساکت رہے یا دونون نے مہر کی

نفی کی اور [illegible] کے نزدیک جائز ہو [illegible] بعد طلاق قبل وطی کے یا زوج زوجہ کو چھوڑ کر مر گیا تو عورت کو کچھ مہر نہ ملیگا

[illegible] قبل وطی مین اگرچہ دونون مسلمان ہو گئے ہون اور ہمارے معاملہ رجوع کیا ہو تو بھی مہر نہ ہوگا اسواسطے کہ ہم اہل اسلام بسبب ذمیون کے

چھوڑنے پر اور انکے دین کے چھوڑنے پر لینے [illegible] دین اور اعتقاد پر انکو چھوڑنا چاہیے احکام اسلام کے انہین جاری [illegible] انکو

شراب پینے اور [illegible] سے روکنا ہمکو نہین پہونچتا و تثبت بقیۃ احکام النکاح فی حقہم کالمسلمین من وجوب النفقۃ فی النکاح و وقوع

الطلاق و نحوہا کعدۃ و نسب و خیار بلوغ و توارث بنکاح صحیح و حرمۃ مطلقۃ ثلثا و نکاح المحارم اور مہر کے سوا باقی احکام [illegible] ثابت

ہونگے مثل مسلمانون کے جیسے واجب ہونا نفقہ کا نکاح مین اور واقع ہونا طلاق کا اور مثل ان احکام کے جیسے عدت اور نسب و خیار بلوغ کا [illegible]

نکاح صحیح سے اور حرام ہونا مطلقہ ثلثہ کا اور حرام ہونا نکاح محارم کا لیکن یہ احکام اسوقت انپر جاری ہونگے جب کہ [illegible] ان احکام کا اعتقاد [illegible]

[illegible] کذا فی حاشیۃ الطحطاوی و ان نکحہا بخمر او خنزیر عینین ای مشار الیہ ثم اسلما او اسلم احدہما قبل القبض فلہا ذلک [illegible]

الخنزیر ولو طلقہا قبل الدخول فلہا النصف اور اگر نکاح کیا ذمی نے ذمیہ سے شراب معین پر یا معین سور پر یعنی جسکی طرف اشارہ [illegible]

کیا پھر دونون مسلمان ہو گئے یا ایک انمین سے مسلمان ہوا قبضہ کرنے سے پہلے تو عورت کو وہی ملیگا یعنی یہی شراب [illegible]

اور چھوڑ دے سور کو اور بہتر یہ ہے کہ سور کو قتل کرے کذا فی حاشیۃ المدنی اور اگر طلاق دی قبل دخول کے تو عورت کو [illegible]

ملیگا ولہا فی غیر عینین قیمۃ الخمر و مہر المثل فی الخنزیر اذا اخذ قیمۃ القیمی کاخذ عینہ اور صورت کو غیر معین شراب اور غیر معین سور مین قیمت شراب کی [illegible]

مہر مثل سور مین ملیگا سلیئے سور کی قیمت لینا درست نہین اسواسطے کہ قیمت والی چیز کی قیمت لینا ویسا ہی ہے جیسے اسی چیز کو [illegible]

لی تو گویا سور لیا فروع مسائل متفرقہ شارح نے کہا الوطی فی دار الاسلام لا یخلو عن حد او مہر الا فی مسئلتین [illegible]

قبل التسلیم و یسقط من الثمن ما قابل البکارۃ و الا فلا و طی دار الاسلام مین سوا ان دو مسئلون کے خالی نہین حد سے [illegible]

حد ہو یا مہر ایک مسئلہ [illegible] نے نکاح کیا جوان عورت سے بدون اجازت اپنے ولی کے [illegible]

تو اس صورت مین نہ حد ہو نہ مہر دوسرا مسئلہ یہ کہ لونڈی کے بیچنے والے نے لونڈی سے وطی کی قبل تسلیم مشتری کے [illegible]

اس صورت مین وہ قیمت جو مقابل تھی بکارت کے بیچنے [illegible] بکارت عیب ہوا تو اتنی قیمت ساقط ہو [illegible]

[illegible] اخری فازالت بکارتہا لزمہا مہر المثل ایک لڑکی نے دوسری لڑکی کو دھکیلا سو اسکی بکارت [illegible]

مہر مثل اور اسی طرح صبی اور مرد اجنبی کے دھکیلنے سے زائل بکارت کا اگر ہوگا تو اسپر بھی مہر مثل لازم آئیگا [illegible]

بالمهر وللزوج المطالبة بتسليمها ان تحملت الرجل صغیرہ کے باپ کو مطالبہ مہر کا زوج سے پہونچتا ہی اگرچہ زوجہ کو متع نہوا ہو اور زوج کو تسلیم صغیرہ کا مطالبہ پہونچتا ہی اگر صغیرہ مرد کی برداشت کرسکتی ہو قال البزازی لا تعتبر السن کہا بزازی نے کہ عمر کا کچھ اعتبار نہوگا یعنے اگر زوج اور باپ مین اختلاف ہوا زوج کہتا ہو کہ صغیرہ لائق تحمل مرد کے ہی اور باپ کہتا ہی کہ مرد کے لائق نہین تو یہان صغیرہ کی عمر کا اعتبار نہوگا بلکہ قاضی صغیرہ کو عورتون کو دکھلاوے اگر عورتین کہین کہ لائق مرد کے ہی تو زوج کو تسلیم کرے اور نہین تو نہین کذا فی حاشیۃ المدنی فلو سلمها فهربت لم يلزمه طلبها سو اگر باپ نے اپنی بیٹی زوج کو تسلیم کی پھر وہ بھاگ گئی تو زوج پر اسکی طلب اور تلاش لازم نہین اسواسطے کہ حرہ کے گم ہونے پر ضمان نہین کہ طلب زوج پر لازم ہو بخلاف لونڈی کے کہ اگر کسی کے نکاح مین ہو اور بھاگ جاوے تو زوج پر تلاش لازم ہی اسواسطے کہ اسکے گم ہونے مین زوج پر ضمان لازم ہی کذا فی حاشیۃ المدنی فرع اخرج امرأة وخدعها حبس الی ان یاتی بها او یعلم موتها کسی نے فریب یا عورت کو اور اسکو نکال لیگیا تو وہ شخص قید کیا جائیگا یہانتک کہ اسکو لے آوے یا عورت کا مرنا معلوم ہو المهر مهر السر لا العلانية مہر وہی معتبر ہی جو پوشیدگی کا مہر ہی اور قول ضعیف یہ ہی کہ ظاہر کا مہر معتبر ہی یعنی عورت سے نکاح کیا اور مخفی ایکہزار مثلاً مہر مقرر کیا پھر دوسری بار نمود کے واسطے لوگون مین دو ہزار کا مہر ٹھہرایا تو اس صورت مین مہر مخفی ہی کا اعتبار ہوگا نہ علانیہ کا المؤجل الی الطلاق تعجل بالرجعي ولا يتأجل براجعتها جو مہر کہ مؤجل ہو طلاق تک وہ معجل ہو جاتا ہی طلاق رجعی سے اور نہین مؤجل ہوتا پھر عورت کی طرف مراجعت کرنے سے ولو وهبته المهر على ان يتزوجها فأبى فالمهر باق نكحها اولا اگر عورت نے مہر بخشا اس شرط پر کہ مرد اس سے نکاح کرلے سو مرد نے ہبہ مہر کا نہ قبول کیا تو مہر باقی ہی نکاح عورت سے کیا یا نہ کیا توضیح اس مسئلہ کی بزازیہ مین یون ہی کہ ایک شخص نے اپنی مطلقہ سے کہا کہ مین تجھسے نکاح نکرونگا جبتک تو اپنا مہر معاف نکرے سو عورت نے بشرط نکاح مہر معاف کیا پھر مرد نے انکار کیا تو مہر باقی ہی کذا فی حاشیۃ الطحطاوی در صورت نکاح نکرنے کے تو مہر کا باقی رہنا ظاہر ہی اور نکاح کرنے مین مہر اسواسطے باقی رہا کہ ہبہ بدون قبول کے تمام نہین ہوتا اور حالانکہ مرد ہبہ سے انکار کرچکا ہی کذا فی حاشیۃ المدنی ولو وهبته لاحد ووكلته بالقبض صح اور اگر عورت نے اپنا مہر کسیکو ہبہ کیا اور اسکو مہر لینے پر وکیل کیا تو صحیح ہی اور ہبہ مہر کا بدون قبض کے تمام ہی ولو احالت به انسانا ثم وهبته للزوج لم يصح وهذه حيلة من يريد ان يهب ولا يصح اور اگر عورت نے اپنا مہر کسی آدمی کو حوالہ کیا یعنی زوج سے کہا کہ میرا مہر فلانے شخص کو دے اور زوج نے یہ حوالہ قبول کیا پھر عورت نے وہی مہر زوج کو ہبہ کیا تو یہ ہبہ صحیح نہوگا اسواسطے کہ مہر کا دوسرا آدمی مالک ہو گیا اور حوالہ کرنے کا حیلہ اس شخص کے واسطے ہی کہ جو چاہے کہ ہبہ کرے اور صحیح نہو

باب نکاح الرقیق

هو المملوك كلا او بعضا والقن المملوك كلا یہ باب ہی نکاح رقیق کا رقیق اُس غلام کو کہتے ہین جو بالکل مملوک ہو یا تھوڑا یعنی نصف مملوک ہو یا ربع اور قن اُس غلام کو کہتے ہین جو بالکل مملوک ہو توقف نكاح قن وامة ومكاتب ومدبر وام ولد على اجازة المولى فان اجاز نفذ وان رد بطل موقوف ہی نکاح قن اور لونڈی اور مکاتب اور مدبر اور ام ولد کا مولی کی اجازت پر تو اگر مولی نے نکاح جائز رکھا تو نکاح نافذ ہوگیا اور اگر رد کیا تو باطل ہوگیا مکاتب وہ غلام ہی جسکو مالک نے کہا کہ تو سو روپے مثلاً کہین سے پیدا کرلا تو تو آزاد ہی اور مدبر وہ غلام ہی جس سے مالک نے کہا کہ تو میری موت کے بعد آزاد ہی اور ام ولد وہ لونڈی ہی جو مالک کے تصرف مین ہے اور اس سے لڑکا پیدا ہوا فلو نكح بلا اذن فيطالب بمهر المثل بعد عتقه سبب غلام غیرہ کا نکاح مولی کی اجازت پر موقوف ٹھہرا تو قبل اجازت مولی کے اس نکاح مین مہر نہین جبتک وطی نہوا اور جب وطی ہوئی تو مہر مثل طلب ہوگا بعد آزاد ہونے غلام کے اسواسطے کہ قبل آزادی کے غلام کسی چیز کا مالک نہین اور مولی پر اسواسطے مہر لازم نہوگا کہ اسکے بدون اجازت نکاح ہوا ثم المراد بالمولى من له ولاية تزويج الرقيق كاب وجد وقاض ووصي ومكاتب ومفاوض ومتولي مولی سے مراد وہ شخص ہی جسکو اختیار ہو لونڈی کے نکاح کردینے کا جیسے صغیر کی لونڈی کا باپ اور دادا اور قاضی اور وصی اور مکاتب اور شریک مفاوض اور متولی وقف تو باپ اپنی بیٹی صغیر کی لونڈی کا نکاح کرسکتا ہی اور اسی طرح دادا اور قاضی اور وصی لیکن ان کو یہ اختیار نہین کہ اپنے غلام سے اسکا نکاح کردین اور اسیطرح عبد مکاتب کہ اپنی لونڈی کے نکاح کا اختیار ہی اور اسیطرح شریک مفاوض کو شرکت کی لونڈی کا نکاح کردینا جائز ہی اور اسی طرح وقف اور بیت المال کی لونڈی کا نکاح متولی کے اختیار ہی الا العبد فلا یزوجه الا من یملک

[illegible] مولیٰ [illegible] اجازت [illegible]

[illegible] والنفقۃ [illegible]

[illegible]

ہو تو مطالبات [illegible] نفقہ [illegible]

[illegible] نفقہ [illegible] مہر ادا کرے اور [illegible]

نہیں بیچا جائیگا [illegible] مہر اور [illegible] کی بیع [illegible] کروائی جائیگی [illegible] مہر کے نفقہ [illegible]

مہر و نفقہ میں صرف ہوگا [illegible] اور اگر [illegible] مولی مرگیا تو [illegible] ایکبار کی [illegible]

[illegible] قدرت تک [illegible] ہوگا کذا فی النہر والقنیۃ لکنہ یباع فی النفقۃ مرارًا ان تجددت لیکن نفقہ میں بیچا جائیگا نفقہ میں بار بار اگر تجدید ہو نفقہ

یعنی جب غلام پر زوجہ کا نفقہ اتنا ہوگیا کہ دینے سے عاجز ہوا تو واسطے ادائے نفقہ کے بیچا جائیگا پھر جب دوسری بار نفقہ سے عاجز ہو تو پھر بیچا جائیگا

وعلی ہذا القیاس فی المہر مرۃ ویطالب بالباقی بعد عتقہ الا اذا باعہ منہا خانیہ اور بیچا جائیگا فی مہرین ایکبار پھر اگر مہر کچھ باقی رہیگا تو مطالبہ باقی مہر کا

ہوگا بعد اسکے آزاد ہونے کے مگر اس صورت میں باقی مہر کا مطالبہ نہیں جب مالک نے غلام کو اسکی زوجہ کے ہاتھ بیچا کذا فی الخانیہ یعنی مالک نے اپنے غلام کا

نکاح ایک عورت سے کیا ہزار درم کے مہر پر پھر غلام کو ادائے مہر کے واسطے اسی عورت کے ہاتھ نو سو درم کو بیچا پھر مول لینے کے نکاح ٹوٹ گیا تو نو سو درم عورت

مہر میں لیگی اور ایک سو درم جو مہر باقی رہا تھا سو ساقط ہوگیا اگر غلام آزاد بھی ہو تو بھی مطالبہ نہیں ولو زوج المولی امتہ من عبدہ لا یجب المہر

فی الاصح ولوالجیہ قال البزازی بل یسقط ومحل الخلاف اذا لم تکن الامۃ ماذونۃ فان کانت بیع [illegible] لانہ یثبت لہا ثم ینتقل للمولی اور اگر نکاح کیا مولی نے اپنی

لونڈی کا اپنے غلام سے تو واجب ہوگا مہر قول اصح میں کذا فی الولوالجیہ بزازی نے کہا بلکہ مہر واجب ہوگا پھر ساقط ہو جاویگا اور وجوب اور عدم وجوب کا

اختلاف وہاں ہے جبکہ لونڈی ماذون اور قرضدار نہ ہو اور اگر مولے کی اجازت سے لونڈی قرضدار ہو تو اس لونڈی کا شوہر غلام بھی بیچا جائیگا ادائے مہر کے

واسطے اسواسطے کہ مہر ثابت ہوتا ہے اول لونڈی کے لیے بعد اسکے اگر لونڈی قرضدار نہ ہو تو پھرتا ہے مولی کی طرف کذا فی النہر اور یہاں تو لونڈی قرضدار ہے تو اسکے مہر سے

اول اسکا قرض ادا کیا جائیگا پھر اگر کچھ قرض باقی رہیگا تو خود لونڈی مولی کی اجازت سے بیچی جائیگی کذا فی حاشیۃ المدنی فلو باعہ سیدہ بعدما زوجہ امرأۃ فالمہر

فی رقبتہ یدور معہ اینما دار کدین الاستہلاک پھر اگر غلام کو اسکے مالک نے بیچا بعد نکاح کرنے غلام کے ایک عورت سے تو مہر اس عورت کا غلام کی گردن

پر ہوگا پھر اگر بیچا گیا مہر وہاں غلام پھریگا یعنی غلام اگرچہ دس بار بکے اور کسی مالک کے پاس رہے مہر عورت کا اسپر رہیگا جیسے استہلاک کا دین یعنی اگر غلام کسی شخص کا مال ضائع

کردے تو اسکے دین میں بیچا جائیگا اگرچہ ایک دوبار بک چکا ہو لکن للمرأۃ فسخ البیع لو المہر علیہ لانہ دین فکانت کالغرماء منح لیکن عورت کو اختیار ہے مالک کی بیع کو

فسخ کردینے کا اگر مہر غلام پر باقی ہو اسواسطے کہ مہر بھی دین ہے تو عورت مثل قرضخواہوں کے ہوئی کذا فی المنح الغفار یعنی اگر عبد ماذون پر قرض ہو اور اسکا

مالک اسکی بیع کرے تو قرضخواہوں کو اختیار ہے چاہیں بیع کو جائز رکھیں اور اسکی قیمت قرض میں لیں اور چاہیں بیع کو فسخ کریں اسی طرح مہر عورت کا بھی دین ہے

تو اسکو بھی فسخ بیع میں اور جائز رکھنے میں اختیار ہے وقولہ لعبدہ طلقہا رجعیۃ اجازۃ للنکاح الموقوف اور یوں کہنا مالک کا اپنے غلام سے کہ عورت

کو طلاق رجعی دے یہ اجازت ہے نکاح موقوف کی اسواسطے کہ طلاق رجعی بدون نکاح صحیح کے نہیں ہوتی لا طلقہا او فارقہا لانہ یستعمل للمتارکۃ حتی

لو اجازہ بعد ذلک لا ینفذ خلاصۃ الفتاوی اور یوں کہنا مالک کا کہ اسکو طلاق دے یا اسکو چھوڑ دے نکاح موقوف کی اجازت نہ ہوگی اسواسطے کہ

طلاق اور فراق کا لفظ چھوڑ دینے میں بھی مستعمل ہوتا ہے یعنی یہ دونوں لفظ اجازت اور رد دونوں میں محتمل ہیں اسواسطے عدم اجازت پر محمول کیا

ہو جائیگا کہ اگر مولی لے بولے اِن لِنْقُلْن کے اگر غلام کے نکاح کو جائز رکھیگا تو بھی نکاح نافذ نہوگا بخلاف نکاح فضولی کے یعنی ایک فضولی نے کسی مرد کا عورت سے
نکاح کر دیا پھر حسب رسم و دکر نکاح کی خبر پہنچی تو اُسنے کہا کہ اسکو طلاق دے تو نکاح کی اجازت ہوگی اسواسطے کہ زوج کو اختیار ہے طلاق دینے کا تو طلاق کا حکم بھی دے سکتا ہے
اور طلاق بدون ثبوت نکاح کے متصور نہین بخلاف مولی کے کہ اسکو طلاق کا اختیار نہین واذنہ لعبدہ فی النکاح ینتظم جائزہ وفاسدہ فیباع العبد للمھر
مین نکحہا فاسدًا لعبد اذنہ فوطیہا خلافًا لہما اور اذن دینا مولی کا اپنے غلام کو نکاح مین شامل ہے نکاح جائز اور نکاح فاسد کو تو بیچا جائیگا غلام اس عورت
کے مہر مین جس سے نکاح فاسد کیا بعد اذن کے اور وطی کی اسکے پھر اس سے وطی کی بخلاف مذہب صاحبین کے کہ اُنکے نزدیک اذن مولی کا نکاح فاسد کو شامل نہین تو نکاح فاسد مین بعد
وطی کے غلام نہ بیچا جائیگا بلکہ بعد آزاد ہونے کے اُسپر مہر لازم آویگا کذا فی حاشیۃ المدنی ولو نوی المولی الصحیح فقط تقیید بہ کما لو نص علیہ ولو نص علی الفاسد صح
وصح الصحیح ایضا نہر اور اگر مولی نے غلام کو نکاح کا اذن دیا اور فقط صحیح نکاح کی نیت کی تو یہ اذن نکاح صحیح کو مخصوص ہوگا چنانچہ اگر مولی تصریح کر دے
اذن مین نکاح صحیح پر تو فقط صحیح منعقد ہوگا نہ فاسد اور اگر تصریح کی مولی نے نکاح فاسد کے اذن پر تو نکاح فاسد کرنا درست ہوگا اور نکاح صحیح بھی درست ہوگا
کذا فی النہر ولو نکحہا ثانیا صحیحًا او نکح اخری بعدہا صحیحًا وقف علی الاجازۃ لانتہاء الاذن بمرۃ وان نوی مرارًا اور اگر مطلق اذن دیا مولی نے تو غلام
نے نکاح فاسد کیا ایک عورت سے پھر دوسری بار اسی عورت سے نکاح صحیح کیا یا دوسری عورت سے نکاح صحیح کیا پہلی عورت کے بعد تو یہ نکاح ثانی موقوف ہوگا مولی
کی اجازت پر اسواسطے کہ مولی کا اذن ایکبار نکاح کرنے پر منتہی ہو چکا اگرچہ مولی نے چند بار نکاح کرنے کی نیت کی ہو تو بھی نکاح ثانی اجازت پر موقوف ہیگا
والمرتین صح لانہ کل نکاح العبد اور اگر مولی نے اپنے اذن مین دو بار دو عورتون سے نکاح کرنے کی نیت کی تو یہ نیت دو بار کی صحیح ہوگی اور غلام کو دوسری
عورت سے نکاح کرنا درست ہوگا اسواسطے کہ دو نکاح کرنا غلام کے نکاح کی تمامی ہے یعنی غلام کو دو نکاح سے زیادہ کرنا درست نہین وکذا التوکیل بالنکاح اور
اسیطرح وکیل کرنا نکاح مین یعنی ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میرا نکاح کر دے تو وکیل کو ایک نکاح کے سوا دوسرا نکاح کرنے کا اختیار نہین بخلاف التوکیل بہ
فانہ لا یتناول الفاسد فلا ینتہی بہ یعنی اذن مولی کا نکاح صحیح اور فاسد دونون کو شامل ہے بخلاف توکیل بالنکاح کے کہ وہ نکاح فاسد کو شامل نہین تو وکالت
نکاح فاسد پر منتہی نہوگی اسی قول پر فتوی ہے یعنی اگر نکاح کے وکیل نے فاسد نکاح کیا تو نافذ نہوگا اور نکاح فاسد کرنے سے اسکی وکالت بھی منقطع نہ ہوگی
اور اگر اسی عورت سے یا دوسری عورت سے دوسری بار نکاح صحیح وکیل کریگا تو نافذ ہوگا والوکیل بنکاح فاسد لا یملک الصحیح بخلاف البیع ابن ملک اور نکاح فاسد
کا وکیل مالک نہین صحیح نکاح کرنے کا بخلاف بیع کے یعنی بیع فاسد کا وکیل بیع صحیح کا مالک ہے کذا ذکرہ ابن الملک فی شرح الملتقی وفی الاشباہ فی قاعدۃ الاصل فی
الکلام الحقیقۃ الاذن فی النکاح والبیع والتوکیل بالبیع یتناول الفاسد لا بالنکاح اور اشباہ کے اس قاعدہ مین کہ اصل ہر کلام مین معنی حقیقی ہین نہ مجازی یون کہا ہے کہ
نکاح اور بیع کے اذن مین اور بیع کی وکالت مین فاسد بھی شامل ہے اور نکاح کی وکالت مین نکاح فاسد شامل نہین یعنی اگر مولی غلام کو نکاح اور بیع کا اذن دے تو یہ
اذن نکاح صحیح اور فاسد کو اور بیع صحیح اور بیع فاسد دونون کو شامل ہے اور اسیطرح بیع کی وکالت بیع صحیح اور فاسد دونون کو عام ہے لیکن نکاح وکالت نکاح فاسد کو شامل
نہین والیمین علی نکاح وصلوۃ وصوم وحج وبیع ان کانت علی الماضی تناولہ وان علی المستقبل لا اور قسم نکاح پر اور نماز پر اور صوم اور حج اور بیع پر اگر فعل ماضی پر ہو تو فاسد
کو بھی شامل ہے اور اگر قسم فعل مستقبل پر ہے تو سوا صحیح کے فاسد کو شامل نہین یعنی اگر یون قسم کھائی کہ مین نے نکاح نہین کیا تو نکاح صحیح اور فاسد دونون کو شامل ہے
اور اگر قسم کھائی کہ مین نکاح نکرونگا تو فقط صحیح کو شامل ہے نہ فاسد کو تو حانث نہوگا مگر صحیح نکاح سے اور اسیطرح اگر قسم کھائی کہ مین نے نماز نہین پڑھی یا حج نہین کیا یا بیع نہین کی
تو نماز فاسد اور حج فاسد اور بیع فاسد سے بھی حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ مین نماز نہ پڑھونگا یا حج نہ کرونگا یا بیع نہ کرونگا تو حانث نہوگا مگر نماز صحیح اور حج
صحیح اور بیع صحیح سے ولو زوج عبدًا لہ ماذونًا مدیونًا صح وساوت المراۃ غرماءہ فی مہر مثلہا والاقل والزائد علیہ تطالبہ بعد استیفاء الغرماء
اور اگر نکاح کیا مولے نے اپنے غلام ماذون قرضدار کا تو نکاح صحیح ہوگا اور برابر ہو جائیگی عورت غلام کے قرضخواہون سے اپنے مہر مثل مین اور کمتر مین

۱۴

بیچنے بیچے اور قرضخواہ غلام کی کمائی سے اور بیچنے مین ولیسا ہی عورت بھی حصہ پاوینگی [illegible] مثل بیت داخل ہے
اور عورت مقدم ہے مطالبہ کرنے مین قرضخواہون سے کیونکہ قرض ثابت ہونے کے بعد کہ مہر ہے وہ مثل دین المرض ہے بسبب ثابت ہونیکے ساتھ دین صحت کے لیکن اگر غلام
پر قرض بحالت صحت کا اور حالت مرض کا تو اول صحت کا دین ادا کیا جاویگا پھر اگر کچھ مال باقی رہے تو دین مرض کا ادا ہوگا اور اوفی یا ہے مثل مہر لیکن جبکہ مولی نے غلام
کو عورت کے اذن سے نہ بیچا تو باقی مہر واسطے غلام پر رہیگا چنانچہ یہ مسئلہ سابق مین مذکور ہوا صورت اسکی یہ ہے کہ مولی نے غلام پر دین کا نکاح ایک عورت سے ہزار درہم
کے مہر پر کیا اور غلام پر پہلے سے ہزار درہم قرض تھے پھر مولی نے غلام کو اس عورت کے اور قرضخواہون کی اجازت سے ہزار درم کو بیچا تو دو سو درم قرضخواہون
اور عورت دونون اپنے حصون کے موافق بانٹ لینگے اور جسقدر عورت کا مہر باقی رہیگا وہ ساقط ہوگا کذا فی الحاشیۃ المدنی **ولو زوج بنتہ مکاتبہ فمات لم**
یفسد النکاح وان ملکت المکاتب بموت ابیہا **الا اذا عجز فرد فی الرق فحینئذ یفسد** لنا لک اور اگر نکاح کیا مولی نے اپنی بیٹی کا اپنے مکاتب غلام سے پھر
مولی مر گیا تو نکاح فاسد نہین ہوتا اسواسطے کہ بیٹی مالک نہین ہوئی مکاتب کی اپنے باپ کے مرنے سے مگر جبکہ عاجز ہوا ادا کرنے بدل کتابت سے اور پھر غلام بنا لیا گیا تو اسوقت
مین نکاح فاسد ہوگا بسبب منافات ہونے زوجیت اور ملکیت کے **زوج امتہ او ام ولدہ لا یجب علیہ تبوئتہا وان شرطا** فی العقد نکاح کر دیا مولی نے اپنی لونڈی
کا یا ام ولد کا تو واجب نہین مولی پر شب باشی کرنا لونڈی کو زوج کے گھر اگرچہ مولی نے شب باشی نکاح مین شرط کر لی ہو تو بھی واجب نہین اسواسطے کہ مولی کا حق زوج
کے حق پر مقدم ہے اگر کوئی کہے کہ کیا سبب ہے کہ شب باشی کی شرط مولی پر لازم نہوگی اور اگر زوج لونڈی کا آزادی اولاد کی شرط کرے تو آزادی ثابت ہو جاتی ہے
اسکا جواب شارح نے اپنے اسکے قول مین دیا **ان لو شرط الحر حریۃ اولادہا فیصح فیعتق کل من ولدتہ فی ہذا النکاح** لان قبول المولی الشرط التزویج علی اعتبارہ بمعنی
تعلیق الحریۃ بالولادۃ فیصح فیمتنع ولو باعہا او مات عنہا قبل الوضع فلا حریۃ لیکن اگر شرط کر لیا زوج حر نے آزاد ہونا لونڈی کی اولاد کا عقد مین تو شرط
صحیح ہوگی اور آزاد ہونگے جنکو لونڈی اس نکاح مین جنے گی اسواسطے کہ قبول کرنا مولی کا اس شرط کو اور نکاح کر دینا اس شرط کے اعتبار پر حقیقت آزادی کی
تعلیق ہے ولادت پر یعنی گویا مولی نے لونڈی سے یون کہا کہ اگر تو اس نکاح مین اولاد جنے گی تو وہ سب حر ہین تو تعلیق صحیح ہوگی اور جب تعلیق صحیح ہوئی بالضرور
حریت اولاد کی ثابت ہوگی اور مولی کو اسمین کچھ اختیار باقی نرہیگا بخلاف شب باشی کی شرط کے کہ اسمین تعلیق نے سے نہین ہو سکتی کذا فی فتح القدیر
اور اس تعلیق سے یہ ملازم ہے کہ اگر مولی نے اس لونڈی کو بیچا یا اسکو چھوڑ کر مر گیا قبل ولادت کے تو اولاد کی آزادی نہ ثابت ہوگی اسواسطے کہ تعلیق نہین صحیح
ہوتی مگر اسوقت کہ تعلیق کرنے والا زندہ ہو اور مالک ہو بوجود شرط کے وقت **ولو ادعی الزوج الشرط ولا بینۃ لہ حلف المولی** نہر اور اگر دعوی کیا لونڈی کے
زوج نے حریت اولاد کی شرط کا اور اسکے پاس گواہ نہین تو قسم کھاوے مولی کذا فی النہر **لکن لا النفقۃ ولا سکنی الا بہا بان یدفعہا الیہ ولا یستخدمہا**
لیکن لونڈی کا نفقہ اور سکنی زوج پر نہین بدون شب باشی کے شب باشی کا یہ طریق ہے کہ مولی اسکو اسکے شوہر کے حوالہ کرے اور اس سے
خدمت نہلے **وتخدم المولی ویطاہا الزوج ان ظفر بہا فارغۃ عن خدمۃ المولی ویکفی فی تسلیمہا قولہ متی ظفرت بہا وطئتہا** اور لونڈی خدمت
کیا کرے مولی کی اور وطی کرے زوج اگر اسکو پاوے مولی کی خدمت سے خالی اور کفایت کرتا ہے لونڈی کی تسلیم مین مولی کا یون کہنا اسکے زوج
سے کہ جب اسکو خالی پاوے تو وطی کیا کر کذا فی النہر **فان بواہا ثم رجع عنہا صح رجوعہ لبقاء حقہ وسقطت النفقۃ** سو اگر مولی نے شب باشی کی اجازت
دی پھر اس سے رجوع کی تو اسکا رجوع کرنا صحیح ہوگا بسبب باقی رہنے حق مولی کے اور ساقط ہوگا نفقہ زوج سے یعنی زمان آیندہ کا نفقہ نہ طلب ہوگا اور
گذشتہ کا نفقہ البتہ طلب ہوگا **ولو خدمتہ ای السید بعد تبوئتہ بلا استخدامہ** ای استخدامہا نہارا وعادت للبیت الزوج لیلا **لا یسقط** بقاء التبوئۃ
اور اگر خدمت کی لونڈی نے مولی کی بعد اجازت شب باشی کے بدون خواہش مولی کے یا مولی نے اس سے دن کی خدمت چاہی اور رات کو
شوہر کے گھر اسکو بھیج دیا تو نفقہ زوج سے نہ ساقط ہوگا بسبب باقی رہنے شب باشی کے **وللمولی السفر بہا** ای بامتہ **وان ابی الزوج** تہر

اور مولی کو اختیار ہی اپنی منکوحہ لونڈی کو سفر مین لیجانے کا اگرچہ اُسکا زوج منع کرے کذا فی الظہیریۃ وله اجبارهما ای القن والامۃ ولو ام ولدہ اور مولی کو اختیار ہی اپنے قن اور لونڈی کے نکاح مین جبر کرنے کا اگرچہ لونڈی ام ولد ہو اسواسطے کہ اُسکی ملکیت کامل ہی تو اسکو نکاح مین زبردستی کرنا جائز ہی اگرچہ وہ راضی نہو مگر بار کو سٹ کر نکاح نہ کرنا چاہیے کذا فی حاشیۃ الطحطاوی ناقلا عن البحر ولا یلزمہ الاستبراء بل یندب فلو ولدت لاقل من نصف حول فہو من المولی والنکاح فاسد بحر من الاستیلاد وثبوت النسب اور لازم نہین مولی پر استبراء بلکہ مستحب ہی یعنے جو لونڈی مولی کے تصرف مین ہو اور وہ اُسکا نکاح کردے تو استبراء مولی پر ضرور نہین سو اگر لونڈی بعد نکاح کے چھ مہینے سے کمتر مین جنے وہ لڑکا مولی کا بیٹا ہوگا اور نکاح فاسد ہو جائیگا بشرطیکہ قنہ اور مدبرہ مین مولی نے دعوی نسب کا کیا ہو اور ام ولد مین نفی ولد کی نہ کی ہو چنانچہ یہ مسئلہ بحر الرائق کے باب الاستیلاد اور ثبوت النسب مین مذکور ہی علی النکاح وان لم یرضیا اما المکاتب والمکاتبۃ بل یتوقف علی اجازتهما ولو صغیرین الحاقا بالبالغ مولی کو جبر کرنے کا اختیار ہی لونڈی غلام کے نکاح پر اگرچہ وہ دونون راضی نہون نہ غلام مکاتب پر اور نہ لونڈی مکاتبہ پر بلکہ نکاح مکاتب اور مکاتبہ کا اُن دونون کی اجازت پر موقوف ہی اگرچہ دونون صغیر ہون بسبب ملا دینے صغیرین کے بالغ کے ساتھ یعنی بسبب کتابت کے مکاتب اور مکاتبہ خود مختار ہوگئے تو انکا نکاح اُنکی اجازت پر موقوف رہا یہانتک کہ اگر دونون صغیر بھی ہونگے تو بھی انکا نکاح اُنکی اجازت پر ہی موقوف رہیگا یعنی بسبب کتابت کے صغیر بھی بالغ کے برابر ہو گیا مولی کا اختیار نکاح کردینے مین باقی نرہا فلو ادیا فعتقا عاد موقوفا علی اجازۃ المولی لا علی اجازتهما لعدم اہلیتهما ان لم یکن عصبۃ غیرہ پھر اگر مکاتب اور مکاتبہ صغیرین نے نکاح ہونے کے بعد مال کتابت کا مولی کو ادا کیا تو آزاد ہوگئے نکاح پھر پلٹا مولی کی اجازت پر موقوف ہو کر نہ صغیرین کی اجازت پر بسبب عدم اہلیت صغیرین کے اگر کوئی عصبہ صغیرین کا سوا مولی کے تب مولی کی اجازت پر نکاح اُنکا موقوف ہوگا اور اگر صغیرین کا بعد آزاد ہونے کے بھائی یا چچا ہوگا تو اُسکی اجازت پر موقوف رہیگا نہ مولی کی اجازت پر خلاصہ یہ کہ مولی نے مکاتب اور مکاتبہ صغیرین کا نکاح کیا تو نکاح نافذ نہوا اسواسطے کہ مکاتب پر ولایت جبری نہین بلکہ صغیرین کی اجازت پر موقوف رہا بعد اسکے صغیرین نے بدل کتابت ادا کیا تو آزاد ہوگئے تو اب بھی نکاح مولی کی اجازت پر موقوف ٹھہرا اسواسطے کہ بسبب نا بالغ ہونے صغیرین کے مولی کی ولایت جدید پیدا ہوئی اسواسطے کہ آزاد کرنے والا عصبہ ہوتا ہی اور یہ مسئلہ عجیبہ ہی کہ لڑکا جبتک مملوک تھا تو مختار تھا اور بعد آزاد ہونے کے مجبور ہو گیا اور مولی کی ملکیت قبل آزادی کے مکاتب پر بھی تب اُسپر اختیار نہ تھا اور بعد آزاد ہونے کے باکل ملکیت باقی نرہی لیکن اختیار حاصل ہوا ولو عجزا توقف نکاح المکاتب علی رضی المولی ثانیا لعود من الملک علیہ اور اگر عاجز ہوئے مکاتب اور مکاتبہ ادائے بدل کتابت سے تو موقوف رہیگا نکاح مکاتب کا مولی کی رضامندی پر دوبارہ بواسطے پھر آنے تصرف اور زیر باری نکاح کے مولی یعنی اول مکاتب کی رضا پر موقوف تھا جبکہ مکاتب عاجز ہوا تو خالص غلام ہو گیا اُسکی اجازت اور عدم اجازت کا کچھ اختیار نرہا اب دوسری بار مولی کی اجازت چاہیے اور مولی کی بھی اول رضا کا اعتبار نہین سو اسواسطے کہ مہر اور نفقہ اُسوقت مین مکاتب پر تھا نہ مولی پر جب مکاتبہ عاجز ہوا تو اب اُسکی کمائی مولی کی ہوگئی ہی اسواسطے دوسری بار مولی کی رضامندی ضرور ہوئی و بطل نکاح المکاتبۃ لانه طرأ حل بات علی موقوف فابطلہ الدلیل لعلہ العجائب و بحثہ الکمال ہنا غیر صائب بل مر باطل ہو گیا نکاح مکاتبہ کا عاجز ہونے سے اسواسطے کہ طاری ہوئی حلت قاطعہ موقوف پر سو مسکو شاذ الا اور دلیل سے امور عجیبہ ثابت ہوتے ہین اور اعتراض کمال الدین ابن الہمام کا یہان ٹھیک نہین یعنی جب مولی نے مکاتبہ کا نکاح بدون اُسکی رضا کے کردیا تو وہ نکاح موقوف تھا اُسکی اجازت پر پھر جب مکاتبہ ادائے بدل کتابت سے عاجز ہو گئی تو رقیت نے عود کیا تو مولی پر بسبب عود ملکیت کے اُسکی وطی حلال ہوئی اس حلت کاملہ نے نکاح موقوف غیر نافذ کو شاذ الا نکاح باطل ہو گیا محقق ابن الہمام نے یہان اعتراض کیا ہی کہ بعد آزاد ہونے مکاتب صغیر کے اُسکے نکاح کا اجازت پر موقوف ہونا معقول نہین اسواسطے کہ مولی کی ولایت بعد آزاد ہونے کے باقی نرہی خلاصہ جواب کا یہ ہی کہ بعد آزاد ہونے صغیر کے مولی کو بسبب کم سنی اُسکے ولایت جدیدہ حاصل ہوئی اور جو ولایت کہ منتفی ہوئی وہ بحکم ملک تھی موقوف ہونا اُسکے نکاح کا مولی کی اجازت پر بلا تردد معقول ہو گیا دلیل کی یہی صفت ہی کہ ایسے مسائل عجیبہ اس سے ثابت ہو جاتے ہین کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن البحر و قتل المولی امتہ قبل الوطی لو خلا فسخ کہ ہو

[illegible] اسقاط [illegible] اگر [illegible] مسئلہ اصل [illegible] قتل [illegible]

قتل [illegible] ہو [illegible] قول [illegible]

نے اپنی [illegible] قتل [illegible] کی [illegible] جب [illegible] کہ مولی کے عوض کرنے [illegible]

سبب قتل [illegible] لونڈی کو قتل کیا تو [illegible] جیسے مرد کا مہر ساقط ہو جاتا ہے اسکے مرتد ہونے سے قبل وطی کے اگرچہ [illegible] ساقط

ہو [illegible] کہ جو اس عورت کی طرف سے ہو یعنی شوہر کی طرف سے او قبلت ذلک ابن الزوج [illegible]

اور رہ گیا [illegible] فی [illegible] مہر ساقط ہوگا اگرچہ قتل عورت نے کیا اگرچہ لونڈی ہو بنا بر قول صحیح کے کذا فی الکفایہ [illegible]
نے خود اپنے کو قتل کیا یا اسکے وارث نے اسکو قتل کیا یا لونڈی مرتد ہوگئی واسطے اسکے فرزند کا بوسہ لیا چنانچہ البحر الرائق میں اسی قول کو صحیح کہا یا لونڈی کے
قتل [illegible] مرتد ہونے اور بوسہ لینے سے اسواسطے مہر ساقط ہوگا کہ مولی کی طرف سے تفویت اور قصور نہیں یعنی مہر کا مالک مولی ہے تو لونڈی کے قصور سے مہر کیونکر ساقط
ہوگا اور اسی طرح اگر حرہ نے اپنے کو قتل کیا تو اسکے مہر کے وارث مالک ہونگے اور اگر کسی وارث نے حرہ کو قتل کیا تو اور وارث مالک ہونگے ان صورتوں میں مہر ساقط
ہوتا [illegible] ای اذا قتل المتزوجہ یا مولی مکاتبہ نے لونڈی کو قتل بعد وطی کے کیا تو مہر ساقط ہوگا بسبب ثبوت ہو جانے مہر کے وطی سے [illegible]
مکاتبہ او امتہ [illegible] لیسقط اتفاقا اور اگر مولی نے اپنے غلام کو قتل کیا یا اپنی مکاتبہ کو قتل کیا یا لونڈی [illegible] کو قتل کیا تو مہر ساقط ہوگا اتفاقا
اسواسطے کہ مہر کا مالک ان صورتوں میں مولی ہے جب مولی نے اپنے غلام کو قتل کیا تو اسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور اسکی زوجہ غلام کی قیمت سے اپنا مہر
مولی سے لیگی والاذن فی العزل وہو الانزال خارج الفرج لمولی الامۃ لا لہا لان الولد حقہ وہو یفید التقیید بالبالغۃ وکذا الحرۃ نہر اور اذن بیچ عزل کے
عزل خارج شرمگاہ کے انزال کو کہتے ہیں اور بہتر تعریف عزل کی بحر الرائق میں معراج سے منقول ہے وہ یہ کہ وطی کرے جب قریب انزال کا آوے تو علیحدہ ہو کر
خارج شرمگاہ کے انزال کرے سو عزل میں اجازت دینا مولی کے اختیار میں ہے نہ لونڈی کے اسواسطے کہ لونڈی کا لڑکا حق ہے مولی کا اور اس سے نکلتا ہے کہ لونڈی کی
بالغہ کی قید کرنا چاہیے یعنی جب بچے کا مولی کو حق ہے تو اگر لونڈی بالغہ ہو تو اسکا شوہر مولی سے عزل کی اجازت لے صغیرہ لونڈی میں اجازت مولی کی حاجت نہیں اسواسطے
کہ صغیرہ کے لڑکا نہیں ہوتا جو عزل سے حق مولی کا تلف ہو اور اسی طرح حرہ کو بھی بالغہ کی قید کرنا چاہیے یعنی اگر حرہ بالغہ ہو تو اسکا شوہر حرہ سے عزل کی اجازت لے اور
صغیرہ سے اجازت کی حاجت نہیں کذا فی النہر ولیعزل عن الحرۃ وکذا المکاتبۃ نہر بحثا باذنہا اور عزل کرے حرہ سے حرہ کی اجازت سے اور یہی حال ہے مکاتبہ کا چنانچہ نہر الفائق میں کہا
باعتبار بحث کے لکن فی الخانیۃ انہ یباح فی زماننا لفساد الزمان قال الکمال فلیعتبر عذرا مسقطا لاذنہا لیکن خانیہ میں ہے کہ عزل حرہ سے بدون اجازت حرہ کے مباح
ہے ہمارے زمانے میں بسبب فساد زمانہ کے یعنی اسوقت میں اکثر لڑکے اطاعت نہیں کرتے والدین کو رنج پہنچاتے ہیں تو کمال الدین محقق نے کہا کہ فساد زمانے
کو اذن حرہ کا عذر مسقط اعتبار کرنا چاہیے وقالوا یباح اسقاط الولد قبل اربعۃ اشہر ولو بلا اذن الزوج اور کہا ہے فقہا نے کہ مباح ہے اسقاط ولد کا چار مہینے سے پہلے اگرچہ
بلے اجازت زوج کے ہو یعنی جان پڑنے سے قبل پیٹ کا گرانا درست ہے ہر چند شارح نے اسقاط ولد مطلقا بیان کیا لیکن حق یہ ہے کہ بدون ضرورت کے جائز نہیں
جیسے لڑکا عورت کا دودھ پیتا ہو اور اسکے حمل رہ گیا اور زوج کو دایہ رکھنے کی طاقت نہیں تو بسبب خوف ہلاکی ولد کے اسقاط قبل نفخ روح کے جائز ہے خانیہ کے باب کراہیت
میں ہے کہ میں نہیں کہتا کہ اسقاط مطلقا مباح ہے اسواسطے کہ محرم اگر شکار کی پرند کا انڈا توڑے تو اسپر ضمان ہے اسواسطے کہ انڈا اصل ہے پرند کی جب محرم ماخوذ ہوا
تو بیضہ کے اسقاط میں کیونکر گناہ نہ ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی و عزل عن امتہ بغیر اذنہا بلا کراہیۃ فان ظہر بہا حبل حل نفیہ ان لم یعد قبل البول او عزل کرے اپنی
لونڈی سے بدون اسکی اجازت کے بلا کراہیت سو اگر لونڈی سے عزل کیا اور اسکے حمل ظاہر ہوا تو مولی کو اسکی نفی کرنا درست ہے یعنی یوں کہنا کہ یہ حمل
میرے نطفہ سے نہیں ہے درست ہے بشرطیکہ دوبارہ وطی نکی ہو پیشاب کرنے سے پہلے یعنی اگر مولی نے اول جماع کیا اور عزل کیا پھر بدون پیشاب کیے

دوبارہ عزل کیا تو نفی کرنا درست ہوگا اسواسطے کہ احتمال ہے کہ بقیہ منی دوسرے عزل میں نکلی ہو اور موجب حمل کی ہوئی ہو اور وہ دوسری شرط نفی کی یہ ہے کہ لونڈی غیر محصنہ ہو یعنی گھر سے باہر آتی جاتی ہو اور اگر محصنہ ہو تو نفی جائز نہیں اسواسطے کہ عزل کے وقت شاید کچھ منی اندر رہ گئی ہو تیسری شرط نفی کی یہ ہے کہ غیر محصنہ میں ظن غالب چاہیے کہ یہ حمل میرے نطفہ سے نہیں ہے کذا فی حاشیۃ المدنی و خیرت امۃ ولو ام ولد و مکاتبۃ ولو حکما کمعتقۃ البعض اعتقت تحت حر او عبد ولو کان النکاح برضاہا دفعا لزیادۃ الملک علیہا بطلقۃ ثالثۃ نکاح باقی رکھنے یا نہ رکھنے میں مختار ہے لونڈی اگرچہ ام ولد ہو اور مکاتبہ مختار ہے اگرچہ حکمی مکاتبہ ہو جیسے وہ لونڈی کہ کل آزاد نہو مثلاً نصف آزاد ہے یا ربع یا اختیار اسوقت ہے جب آزاد ہو جاوے خواہ حر کے نیچے ہو خواہ عبد کے اگرچہ نکاح اسکی رضا سے ہوا ہو تو بھی اسکو اختیار ہے تاکہ دفع ہو زیادتی ملک کی اسپر سے بسبب طلقہ ثالثہ کے یعنی جب لونڈی تھی زوج کے دوبار طلاق دینے سے چھٹ سکتی تھی اور حرہ بدون تین طلاق کے نہیں چھٹتی تو حرہ پر نسبت لونڈی کے ایک طلاق کی ملک زیادہ ہوتی ہے تو اسواسطے شارح نے اسکو اختیار دیا کہ اپنے اوپر سے طلقہ ثالثہ کی ملک چاہے دفع کرے اور چاہے جائز رکھے فان اختارت نفسہا فلا مہر لہا او زوجہا فالمہر لسید پھر اگر لونڈی آزاد نے اپنی ذات کو اختیار کیا یعنے نکاح توڑا تو اسکا کچھ مہر نہیں اگر وطی نہ ہوئی ہو اسواسطے کہ جدائی اسی کی طرف سے ہوئی اور اگر وطی ہوئی ہو تو مہر مولی کو ملیگا اور اگر اسنے زوج کو اختیار کیا یعنی نکاح قائم رکھا تو مہر اسکے مولی کا ہے وطی ہوئی ہو یا نہوئی ہو مولی مہر کا اسواسطے مالک ہوگا کہ مہر ثابت ہوا تھا عقد سے اور اسوقت مولے ہی کی ملک تھی ولو صغیرۃ تأخر لبلوغہا ولیس لہا خیار بلوغ فی الاصح اور اگر لونڈی صغیرہ ہو تو اسکی آزادی کا اختیار اسکے بالغ ہونے تک متاخر رہیگا اسواسطے کہ صغیر کے افعال کا بسبب عقل نہونے کے کچھ اعتبار نہیں اور نہیں ہے اختیار لونڈی کو بلوغ کا قول اصح میں اسواسطے کہ خیار عتق کا مغنی ہے خیار بلوغ سے چنانچہ باب الولی میں مذکور ہوگا او کانت الامۃ عند النکاح حرۃ ثم صارت امۃ بان ارتدا ولحقا بدار الحرب ثم سبیا معا فاعتقت خیرت عند الثانی خلافا للثالث مبسوط یا خیار عتق کا اسوقت بھی ثابت ہوگا جب لونڈی نکاح کے وقت حرہ تھی پھر لونڈی ہوگئی اس طرح کہ زوج اور زوجہ مرتد ہو گئے اور دونوں دار الحرب میں جا رہے پھر دونوں قید ہو آئے دار الاسلام میں پھر عورت آزاد ہوئی تو اسکو نکاح رکھنے نہ رکھنے کا اختیار ہوگا نزدیک ابو یوسف کے نہ نزدیک محمد کے کذا فی المبسوط والجہل بہذا الخیار خیار العتق عذر فلو لم تعلم بہ حتی ارتدا ولحقا فولدت فسخت صح الا اذا قضی باللحاق ولیس ہذا الحکم بل فتوی کانہ اور نہ جاننا اس خیار عتق کی عذر ہے بخلاف خیار بلوغ کے اسواسطے کہ لونڈی کو بسبب مشغولی خدمت مولے کے تحصیل مسائل دینی کی فرصت نہیں بخلاف حرہ کے سو اگر لونڈی کو خیار عتق کا علم نہوا اسطرح کہ لونڈی منکوحہ تھی پھر مولی نے اسکو آزاد کیا اور اسکو خیار عتق کا مسئلہ نہ معلوم ہوا یہانتک کہ وہ اور اسکا شوہر دونوں مرتد ہو گئے اور دار الحرب میں جا ملے پھر دار الاسلام میں گرفتار ہو آئے یا مسلمان ہو کر خود آ گئے پھر عورت نے خیار عتق کا مسئلہ جانا خواہ دار الاسلام میں خواہ دار الحرب میں سو نکاح فسخ کیا تو یہ فسخ کرنا باوجود اتنی مدت گذرنے کے بسبب عذر جہل کے صحیح ہوگا مگر جبکہ قاضی نے انکے حق میں لحوق کفار کا حکم دیا تو عورت کا فسخ کرنا صحیح نہوگا اسواسطے کہ بعد حکم لحوق کے اگر پھر آویگی تو لونڈی ہو جاویگی اور فسخ کو صحیح کہنا حکم نہیں ہے بلکہ فتوی ہے یہ جواب ہے سوال مقدر کا تقریر سوال کی یہ ہے کہ تم نے دار الحرب کے ملنے والوں میں یہی حکم دیا کہ فسخ نکاح کا صحیح ہے اور حالانکہ دار الحرب سے احکام مسلمین کے منقطع ہیں شارح نے جواب دیا کہ یہ حکم نہیں بلکہ فتوی ہے یعنے حادثہ کے سوال کا جواب ہے کذا فی حاشیۃ الطحطاوی والمدنی ولا یتوقف علی القضاء ولا یبطل بسکوت ولا یثبت لغلام ویقتصر علی مجلس کخیار مخیرۃ بخلاف خیار البلوغ فی الکل خانیۃ اور نہیں موقوف ہے خیار عتق کا قاضی کے حکم پر اور نہیں باطل ہوتا سکوت سے اور ثابت نہیں خیار عتق غلام صغیر کو یعنی جب غلام صغیر آزاد ہو تو اسکو خیار عتق حاصل نہیں اور منحصر ہے یہ خیار مجلس علم پر تو اگر مجلس سے عورت اٹھ گئی خیار باطل ہو گیا جیسے خیار مخیرہ کا مجلس علم پر منحصر ہے مخیرہ وہ عورت جسکو زوج نے اس سے کہا کہ تجھکو میں نے طلاق کا اختیار دیا تو اگر وہ مجلس سے اٹھ گئی تو اختیار اسکا باطل ہو گیا بخلاف خیار بلوغ کے کہ وہ پانچوں حکم میں مخالف ہے خیار عتق کے کذا فی الخانیۃ یعنی خیار بلوغ قضا پر موقوف ہے اور سکوت سے باطل ہوتا ہے اور غلام کو بھی ثابت ہے اور آخر مجلس تک

مستحقین ہو تا اور اسی تفصیل مذکورہ مین چنانچہ اب الولی مین مفصل مذکورہ ہے فتح عبد بلا اذن مولی سے اور وہاں تو جواز مشتری لتقدم اذن المالک کی دلیل یہ ہے
بدون اجازت مولی کے پھر آزاد ہوا بیچ کر ڈالا مولی نے اسکو مشتری سے تو نکاح جائز رکھا تو نہیں تو فقہ ہو گیا بسبب زوال مانع کے یعنی مال قدر کو
مولی کی اجازت پر موقوف تھا جب آزاد ہوا تو حق مولی کو جاتا رہا اسکی اجازت کی کچھ حاجت نہیں لذا الحکم الیہ خلا اختیار لھا لکون النفوذ بعد العتق فلم یتحقق
زیادۃ الملک اور ایسا ہی حکم ہر لونڈی کا یعنی اسکا بھی نکاح بلا اذن بعد آزادی کے نافذ ہوتا ہے اور یہاں بھی فسخ کرنے مین لونڈی کو اختیار نہیں بسبب نفاذ
ہونے نکاح کے بعد آزادی کے تو زیادتی ملک طلاق ثالثہ کی نہ ثابت ہوئی رکذا لو اعتقہا بان زوجہا فضولی واعتقہا فضولی واجاز ہما المولی اور اسی طرح
لونڈی کو اختیار فسخ کا نہین اگر اجازت محق کی اور آزادی ساتھ ہی ہوا اسطرح پر کہ نکاح کر دیا لونڈی کا ایک فضولی نے اور آزاد کیا اسکو دوسرے فضولی نے
اور جائز رکھا ان دونون کو یعنے نکاح اور عتق کو مولی نے وکذا مدبرۃ عتقت بموتہ اور اسیطرح اختیار فسخ کا اس مدبرہ کو نہین جسنے اپنا نکاح بے اذن مولی کے کیا
پھر آزاد ہوئی مولی کی موت سے وکذا ام الولد ان وطی بہا الزوج والا لم ینفذ لان عدتہا من المولی تمنع نفاذ النکاح اور اسی طرح اس ام ولد کو اختیار فسخ کا
نہین جسنے اپنا نکاح بے اذن مولی کے کیا پھر وہ آزاد ہوئی مولی کے آزاد کرنے سے یا اسکی موت سے نکاح ام ولد کا اسوقت نافذ ہوگا اگر اسکے زوج نے
وطی کی ہوگی اور اگر زوج نے قبل آزادی کے وطی نہ کی تو اسکا نکاح نافذ نہوگا اسواسطے کہ عدت ام ولد کی مولی کی موت سے مانع ہے نفاذ نکاح کی اور جب قبل
عتق کے زوج وطی کر چکا تو مولی کی عدت معدوم ہوگئی سو حسب روایت ابن سماعہ کے محمد سے اور ظاہر الروایت مین زوج کی وطی سے بھی مولی کی عدت نہین جاتی تو
نکاح صحیح نہوگا کذا فی حاشیۃ الطحطاوی فلو وطی الزوج الامۃ قبلہ ای العتق فالمھر المسمی لہ ای المولی ولبعدہ فلہا لمقابلتہ بمنفعۃ ملکہا سو اگر وطی کی زوج نے لونڈی
سے قبل آزاد ہونے کے تو مہر مسمی مولی کا ہے اور اگر وطی کی بعد آزادی کے تو مہر عورت کا ہے واسطے مقابل ہونے مہر کے اسکی ملک کی منفعت سے
یعنی جب لونڈی آزاد ہوئی تو اپنی ذات کے تصرف کی مالک ہوئی اور مہر بدلا ہے وطی کا تو بعد آزادی کے مہر کی مالک عورت ہی ہوگی ومن وطی امۃ ابنہ
فولدت فلو لم تلد لزم عقرہا وارتکب محرما ولا یحد قاذفہ فادعاہ الاب وہو حر مسلم عاقل ثبت نسبہ بشرط بقاء ملک ابنہ من وقت الوطی الی الدعوۃ اور جسنے
وطی کی اپنے بیٹے کی لونڈی سے پھر وہ حاملہ ہوئی اور لڑکا جنی تو اگر نہ جنے گی تو لازم ہوگا باپ پر مہر مثل اور مرتکب ہوا حرام کام کیا اور جسنے اسکو زانی کہا اسپر
حد قذف کی نہ ماری جائیگی پھر باپ نے اس لونڈی کے ولد کا دعوی کیا اور حالانکہ باپ حر اور مسلمان اور عاقل ہے تو اسکا نسب ثابت ہوگا بشرطیکہ بیٹے کی
ملک لونڈی پر باقی رہی ہو وطی کے وقت سے دعوی کرنے تک وبیعہا لاخیہ مثلا لا یضر نہر بحثا اور مثلا بیچ ڈالنا لونڈی کا اپنے بھائی سے مضر نہین کہتا چنانچہ
نہر الفائق مین ہے بحث کے ساتھ یعنی جب باپ نے بیٹے کی لونڈی سے وطی کی اور وہ لونڈی دوسرے بیٹے کی ملک مین جاتی رہی خواہ بیع سے خواہ ہبہ سے
اور وہان جنی تو بقائے ملک مین کچھ ضرر نہین اسواسطے کہ باپ کے دونون بیٹے برابر ہین ولایت مین فصارت ام ولدہ لاستناد الملک لوقت العلوق اور بیٹے
کی لونڈی ام ولد ہوگئی باپ کی بسبب استناد ملک کے حمل رہنے سے اسواسطے کہ باپ مالک ہے بیٹے کے مال کا حاجت کے وقت کیونکہ حدیث مین آیا ہے انت ومالک
لابیک یعنی تو اور تیرا مال تیرے باپ کا مملوک ہے اور نطفہ آدمی کا جز ہے تو اسکی حفاظت ضرور ہے اس ضرورت سے بیٹے کے مال کا باپ یہان مالک ٹھہرا اور لونڈی
اسکی ام ولد ہوگئی وعلیہ قیمتہا ولو فقیرا لقصور حاجتہ لبقاء نسلہ عن بقاء نفسہ ولذا یحل له عند الحاجۃ الطعام لا الوطی ویجبر علی نفقۃ ابیہ لا علی دفع جاریۃ یتسرّی بہا
اور باپ پر واجب ہے قیمت لونڈی کی حمل رہنے کے دن سے اگرچہ باپ فقیر ہو بسبب کم ہونے حاجت بقائے نسل کے بہ نسبت بقائے نفس کے اور اسیواسطے
حلال ہے باپ کو حاجت کے وقت طعام بیٹے کا نہ وطی اسکی لونڈی کی اور جبر کیا جائیگا بیٹے پر باپ کے نفقہ کا اور جبر نہوگا لونڈی دینے پر تاکہ باپ اسکو حرم
بنا دے مم یہ جواب ہے سوال مقدر کا کہ کتنے فقیر باپ پر کیون قیمت واجب کی حالانکہ باپ اپنی حفاظت اور بقائے نسل مین مضطر ہے اور باپ اگر اضطرار مین بیٹے کا طعام
کھا دے تو اسپر ضمان نہین شارح نے جواب دیا کہ طعام مین بقائے نفس ہے اور حفاظت مین بقائے نسل ہے اور بقائے نفس اعظم ہے بقائے نسل سے تو دونون برابر نہ ہوئے اسواسطے حفاظت میں

قیمت واجب ہوئی نہ طعام مین لاعقرہا ولا قیمۃ ولدہا لم تکن مشترکۃ فتجب حصۃ الشریک باپ پر قیمت لونڈی کی واجب ہوگی نہ اسکا مہر مثل اور نہ قیمت اسکے
لڑکے کی بشرطیکہ لونڈی مشترک نہو اور اگر لونڈی بیٹے اور اجنبی مین مشترک ہو تو بقدر حصۂ شریک کے مہر مثل واجب ہوگا وہذا اذا ادعاہ وحدہ فلو ادعی الابن فان
شریکین قدم الاب الا فالابن اور یہ حکم مسائل سابقہ کا اسوقت ہی جب فقط باپ ہی نے دعوی نسب کا کیا پھر اگر شریک ہوا باپ بیٹے کے ساتھ دعوی مین یعنی باپنے
کہا یہ میرا بیٹا ہی اور بیٹے نے کہا میرا بیٹا ہی تو اگر باپ اور بیٹا دونون شریک ہون لونڈی کی ملکیت مین تو باپ کا دعوی مقدم ہوگا دو جہت سے کہ اپنے حصہ مین ملک
حقیقی ہی اور بیٹے کے حصہ مین ملک حکمی اور اگر دونون شریک نہون تو اسکی دو صورتین ہین ایک یہ کہ لونڈی فقط بیٹے کی ملک ہو تو بیٹے کا دعوی مقدم ہی دوسرے یہ کہ باپ کی خالص
ملک ہو تو دعوی بیٹے کا غیر مسموع ہی اور ظاہر کلام شارح سے یہی نکلتا ہی کہ دوسری صورت مین بھی دعوی بیٹے کا مقدم ہی اور حالانکہ یہ ظاہر الفساد ہی کذا فی الطحطاوی

ولو ادعی ولد ام ولدہ المنفی او مدبرتہ او مکاتبتہ شرط تصدیق الابن اور اگر دعوی کیا باپنے اپنے بیٹے کی ام ولد کے ولد منفی کا یا اسکے مدبرہ کے ولد کا یا اسکی
مکاتبہ کے ولد کا تو ثبوت نسب کے واسطے مشروط ہی تصدیق بیٹے کی پھر جب بیٹا باپ کے دعوی کی تصدیق کریگا تو نسب ثابت ہوگا اس احتمال سے کہ باپنے نکاح کر لیا ہو صحیح
یا فاسد یا وطی شبہہ سے ہوگئی ہو اور اگر بیٹے نے اپنی ام ولد کے ولد کی نفی نہ کی تو الحاق اُس ولد کا باپ سے صحیح نہوگا اسواسطے کہ نسب قابل انتقال کے نہین وجاز
صحیح کالاب بعد زوال ولایتہ بموت وکفر وجنون ورق فیہ ای فی الحکم المذکور اور دادا مانند باپ کے ہی بعد زائل ہونے ولایت باپ کے بسبب موت کے
یا کفر کے یا جنون کے یا غلام ہونے کے حکم مذکور مین یعنی اگر دادا پوتے کی لونڈی کے ولد کا دعوی کرے تو صحیح ہی بشرطیکہ ولایت باپ کی بہانہ مذکورہ سے زائل ہوگئی ہو لا کون
کالاب لاقبلہ ای قبل الزوال المذکور نہوگا دادا مثل باپ کے قبل سکے یعنی قبل زوال ولایت مذکورہ کے دادا مثل اجنبی کے ہی ویشترط ثبوت ولایتہ من حین العلوق الی الدعوۃ
اور صحت دعوی مین شرط ہی ثبوت ولایت دادا کی وقت وطی سے دعوت تک سو اگر وطی کی دادا نے باپ کی ولایت مین پھر مثلاً باپ مر گیا اور لونڈی جنی
دادا کی ولایت مین تو دعوی صحیح نہوگا ولو تزوجہا ولو فاسدا ابوہ ولو بالولایۃ فولدت لم تصر ام ولدہ لتولدہ من نکاح اور اگر نکاح کیا باپنے بیٹے کی
لونڈی سے اگرچہ نکاح فاسد ہوا اسواسطے کہ نکاح فاسد مثل صحیح کے ہی ثبوت نسب مین اور گو کہ باپنے نکاح بولایت کیا اس صورت مین کہ بیٹا صغیر یا مجنون تھا پھر لونڈی
جنی تو نہوگی ام ولد باپ کی بواسطے پیدا ہونے ولد کے نکاح سے اور ام ولد بدون ملک یمین کے نہین ہوتی ویجب المہر لا القیمۃ وولدہا حر لملک اخیہ لہ اور واجب
ہوگا باپ پر مہر مسمی یا مہر مثل نہ قیمت لونڈی کی اور بیٹا لونڈی کا آزاد ہوگا اسواسطے کہ اسکا بھائی اسکا مالک ہوا تو بسبب قرابت کے آزاد ہوگیا ومن الحیل ان یملکہا
لطفلہ ثم یتزوجہا اور جو چاہے کہ لونڈی سے وطی کرے اور وہ لڑکا پیدا ہونے سے ام ولد نہو تو اسکا حیلہ یہ ہی کہ اپنی لونڈی کو اپنے لڑکے کی ملک مین کر دے خواہ بیع
خواہ ہبہ سے پھر اس لونڈی سے نکاح کر لے تو جب یہ لونڈی جنے گی تو ام ولد باپ کی نہوگی اور لڑکا حر ہوگا ولو وطی جاریۃ امراتہ او والدہ او جدہ فولدت و
ادعاہ لا یثبت النسب الا بتصدیق المولی فلو کذبہ ثم ملک الجاریۃ وقتا ما ثبت النسب ویجی فی الاستیلاد اور اگر وطی کی اپنی جورو کی لونڈی سے یا اپنے باپ
کی لونڈی یا دادا کی لونڈی سے پھر وہ جنی اور وطی کرنے والے نے دعوی نسب کا کیا تو نسب ثابت ہوگا مگر لونڈی کے مالک کی تصدیق سے یعنی جورو اور باپ اور دادا یون
کہے کہ یہ لونڈی مدعی پر حلال تھی اور یہ لڑکا اسی کا ہی تو نسب ثابت ہوگا اور اگر مالک نے اسکی تکذیب کی پھر مدعی لونڈی کا مالک ہوگیا عمر بھر مین کسی وقت اور کسی وجہ سے تو
ثابت ہوگا نسب لڑکے کا اور لڑکا حر ہوگا اور یہ مسئلہ باب الاستیلاد مین آویگا حرۃ متزوجۃ برقیق قالت لمولی زوجہا الحر المکلف اعتقہ عنی بالف او ورطل من خمر اذ الفاسد
ہنا کالصحیح ففعل فسد النکاح لتقدیم الملک اقتضاء کانہ قال بعتہ منک واعتقتہ عنک حرہ غلام کی منکوحہ نے اپنے زوج کے مولی سے جو حر اور مکلف ہی کہا کہ آزاد کر دے اسکو میری طرف سے
بعوض ہزار درم کے یا زیادہ کیا ہزار پر یعنے یون کہا کہ بدلے ہزار درم اور ایک رطل شراب کے اسکو آزاد کر اسواسطے کہ فاسد بھی یہان یعنی احتمال سقوط قبض مین مانند
صحیح کے ہی پھر مولے نے ایسا ہی کیا یعنے اسکو آزاد کر دیا تو فاسد ہوگا نکاح بسبب مقدم ہونے ملک زوجہ کے بطریق اقتضا کلام کے گویا مولے نے کہا کہ مین نے اپنے غلام کو تیرے ہاتھ بیچا
یا اسکو مین نے تیری طرف سے آزاد کیا یعنے آزادی بدون ملکیت کے نہین ہوتی پھر جب اسکی طرف سے آزاد کیا تو اول حرہ مالک ٹھہری جب مالک ہوئی تو نکاح فاسد ہوگیا لکن لو قال کذلک فی

[illegible] تو قول ثابت [illegible] اگر [illegible]

[illegible] آزاد [illegible] کی طرف [illegible] قول [illegible]

[illegible] آزادی [illegible] آمر [illegible]

[illegible] [illegible] کی تمیل [illegible]

[illegible] کیا [illegible] والولا لها او لزوجها ان الف [illegible]

[illegible] ساقط ہو [illegible] غلام کی [illegible] کی جہت سے [illegible] آزاد کرنے والے [illegible]

[illegible] اسکا کوئی وارث نہ [illegible] آزاد کرنے [illegible] کا مالک ہوگا [illegible] العتق عن کفارتها ان نوعنها [illegible] عورت کے کفارے سے [illegible]

[illegible] ولو لم تعتق [illegible] المالک اولا [illegible] اعتق [illegible]

[illegible] ہوگا [illegible] مالک ہونے [illegible] ہوا [illegible]

باب نکاح الکافر

فصل المشرکة الکتابی یہ باب ہے کافر کے نکاح کا اور کافر شامل ہے مشرک اور کتابی کو وہ ہمنا تفتہ اصول الاول ان کل نکاح صحیح بین اہل الاسلام صحیح بین اہل الکفر خلافا لمالک دیرو ہو قولہ تعالی (وامراتہ حمالة الحطب) وقولہ علیہ الصلوۃ والسلام ولدت من نکاح لا من سفاح اور بیان میں نکاح کفار کے تین قاعدے ہیں پہلا قاعدہ یہ ہے کہ جو نکاح صحیح ہے نزد مسلمانوں کے ہے سو صحیح ہے کافروں میں خلاف امام مالک کے کہ انکے نزدیک کافروں کا نکاح صحیح نہیں اور دلیل ہمارا اس قول کو قول اللہ تعالی کا وامراتہ حمالة الحطب حق تعالی نے ابولہب کی جورو کو فرمایا تو یہ اضافت عرف اور لغت میں صحت نکاح پر ناطق ہے اور انکو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی رد کرتا ہے حضرت نے فرمایا کہ میں نکاح سے پیدا ہوا نہ زنا سے تو معلوم ہوا کہ قبل اسلام کے بھی نکاح صحیح تھا والثانی ان کل نکاح حرم بین المسلمین لفقد شرط کعدم شهود یجوز فی حقهم اذا اعتقدوه عند الامام ویقرون علیه بعد الاسلام اور دوسرا قاعدہ یہ ہے جو نکاح کہ حرام ہے مسلمانوں میں بسبب فوت ہونے شرط نکاح کے جیسے گواہوں کا نہ ہونا یا عدت میں نکاح کرنا وہ نکاح جائز ہے کفار کے حق میں جبکہ وہ انکی صحت کے معتقد ہوں نزدیک امام اعظم کے اور ثابت رکھے جاوینگے اسی نکاح پر بعد مسلمان ہونے کے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد مسلمان ہونے کفار کے انکے نکاحوں کو دوبارہ نہ کیا اور استفسار نفرمایا کہ تمنے اپنا نکاح کیونکر کیا تھا تو اس دلیل سے معلوم ہوا کہ انکے حق میں ایسا ہی نکاح صحیح تھا گو ہمارے حق میں صحیح نہیں والثالث ان کل نکاح حرم بحرمة المحل کالمحارم لیقع جائزا وقال مشائخ العراق لابل فاسدا والاول اصح وعلیه تجب النفقة فیه فافهم) اور تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ جو نکاح حرام ہے بسبب حرمت محل کے جیسے محارم سے نکاح کرنا تو ہمارے مشائخ کے نزدیک جائز ہوگا اور مشائخ عراق کہا کہ جائز نہوگا بلکہ فاسد ہوگا اور پہلا قول اصح ہے تو اسی قول پر نفقہ عورت کا واجب ہوگا اور بعد مسلمان ہونے اس نکاح والے کے اگر اسکو کوئی زانی کہیگا تو اسپر حد ماری جاویگی وحیهوا علی انهم لا یتوارثون لان الارث ثبت بالنص علی خلاف القیاس فی النکاح الصحیح مطلقا فیقتصر علیه ابن ملک اور اتفاق کیا ہے فقہا نے کہ کفار باہم وارث نہیں ہوتے بسبب نکاح محارم کے لیکن نسب کی جہت سے البتہ وارث ہونگے مثلا ایک کافر نے اپنی بہن سے نکاح کیا اور مرگیا تو عورت بسبب نکاح کے وارث نہوگی لیکن بہن ہونے کی راہ سے وارث بھائی کی ہوگی اسواسطے کہ میراث زوجین ثابت ہوئی نص سے برخلاف قیاس کے اس نکاح میں جو خالی الاطلاق صحیح ہے تو اسی پر منحصر ہوگی اسواسطے کہ جو برخلاف قیاس ہے وہ عام نہیں ہوتا کما ذکرہ ابن ملک وراثت زوجین کی خلاف قیاس اسواسطے ہوئی کہ دونوں اجنبی ہیں اسلم المتزوجان بلا سماع شهود او فی عدة کافر معتقدین ذلک اقرا علیه [illegible]

دا یعتقدون اسلام لائے زوج اور زوجہ جنہوں نے نکاح بدون سماع شاہدون کے یا کافر کی عدت مین کیا اور حالانکہ دونون حالت کفر مین اسکے معتقد تھے یعنی نکاح بلا شہود اور نکاح عدت کو درست جانتے تھے تو اسی پر ثابت رکھے جاوینگے اسواسطے کہ ہم مامور ہین اُنکے ترک پر اور انکے معتقدات کے ترک پر دونون مسلمان ہوگئے ہون یا ایک دونون نے قاضی کے پاس نالش کی ہو یا ایک نے کذا فی حاشیۃ المدنی ولو کانا ای المتزوجان الذان اسلما محرمین او اسلم احدہما محرمین او ترافعا

الینا او احدہما علی الکفر فرق القاضی او الذی حکماہ بینہما لعدم المحلیۃ ولا بمرافعۃ احدہما لا یفرق لبقاء حق الآخر بخلاف اسلامہ لان الاسلام یعلو ولا یعلی علیہ اور اگر دونون نکاح کرنے والے جو مسلمان ہوئے محرم ہون یا دو محرمون مین سے ایک مسلمان ہوا یا دونون نے ہمسے نالش کی اور حالانکہ وہ کافر ہین تو جدائی کرادے دونون کے درمیان مین قاضی یا جسکو انھون نے حکم قرار دیا بسبب عدم محلیت نکاح کے اور دو کافرون مین سے ایک کافر کی نالش سے تفریق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ حق دوسرے کا باقی رہا بخلاف ایک کے مسلمان ہونے کے اسواسطے کہ اسلام بلند ہی پست نہین ہوسکتا الا اذا طلقہا ثلثا او

طلبت التفریق فانہ یفرق بینہما اجماعا کما لو خالعہا ثم اقام معہا من غیر عقد او تزوج کتابیۃ فی عدۃ مسلم او تزوجہا قبل زوج آخر وقد طلقہا ثلثا فانہ فی ہذہ الثلثۃ یفرق من غیر مرافعۃ بحر عن المحیط خلافا عن الزیلعی والحاوی من اشتراط المرافعۃ مگر جب طلاق دی مرد نے عورت کو تین بار اور عورت نے جدائی چاہی تو یہان فقط ایک کی نالش سے جدائی کرادی جاویگی دونون مین بالاتفاق اسواسطے کہ تین طلاق نکاح کی قاطع ہین سب مذہبون مین تو دوسرے کا حق باقی نرہا کذا فی حاشیۃ المدنی جیسے کہ مرد نے عورت سے خلع کیا پھر اُسکے ساتھ قائم رہا بدون عقد کے یا کافر نے نکاح کیا کتابیہ سے مسلمان کی عدت مین یا عورت سے نکاح کیا قبل دوسرے زوج کے اور حالانکہ اُسکو طلاق دے چکا تھا تین بار سو ان تینون مسئلون مین تفریق کیجائیگی بدون نالش کے کذا فی البحر عن المحیط بخلاف زیلعی اور حاوی کے انہین جدائی کے واسطے نالش شرط ہی واذا اسلم احد الزوجین المجوسیین او امرأۃ الکتابی عرض الاسلام علی الآخر

فان اسلم فبہا والا بان ابی او سکت فرق بینہما ولو کان الزوج صبیا ممیزا اتفاقا علی الاصح والصبیۃ کالصبی فیما ذکر والاصل ان کل من صح منہ الاسلام اذا اتی بہ صح منہ الاباء اذا عرض علیہ اور جب مسلمان ہوا دو مجوسی زوج اور زوجہ مین سے ایک شخص یا مسلمان ہوئی جورو کتابی کی تو عرض کیا جائیگا اسلام دوسرے پر یعنی اس سے کہا جائیگا کہ تو بھی مسلمان ہوجا سو اگر وہ بھی مسلمان ہوگیا تو خوب ہوا کہ نکاح باقی رہا اور اگر اُسنے اسلام نہ قبول کیا اسطرح کہ انکار کرگیا یا سکوت کیا تو دونون مین جدائی کرائی جائیگی اگرچہ زوج لڑکا باتمیز ہو تو بھی اُسکے انکار سے تفریق ہوگی بالاتفاق بنا بر قول اصح کے اور اس تمیز کی حد یہ ہے کہ جب اسکو ادیان کا فرق سمجھنا ہو اور بعضون نے سات برس مقرر کیے ہین اور صبیہ مثل صبی کے ہے حکم مذکور مین یعنے اگر زوج کتابی مسلمان ہوا اور اُسکی زوجہ صبیہ ہے تمیز تو اُس سے بھی مسلمان ہونے کو کہا جائیگا سو اگر وہ مسلمان ہوئی تو نکاح باقی رہیگا اور اگر نہ مسلمان ہوئی تو تفریق واقع ہوگی اور اصل علت اسکی یہ ہے کہ جسکا مسلمان ہونا صحیح ہے اسلام لانے کے وقت اُسکا انکار بھی صحیح ہے اسلام سے عرض اسلام کے وقت فہمیدہ صبی اور صبیہ کا اسلام لانا تو صحیح ہے تو انکا انکار بھی صحیح ہوگا

وینتظر عقل ای تمیز غیر الممیز ولو کان مجنونا لا ینتظر لعدم نہایتہ بل یعرض الاسلام علی ابویہ فایہما اسلم تبعہ فیبقی النکاح فان لم یکن لہ اب نصب القاضی عنہ وصیا فیقضی علیہ بالفرقۃ باقانی عن البہنسی عن روضۃ العلماء للزاہدی اور صبی غیر ممیز کی عقل یعنے تمیز کا انتظار کیا جائیگا اور اگر زوج مجنون ہے تو انتظار نہوگا اسواسطے کہ جنون کی کچھ نہایت نہین بلکہ اسلام عرض ہوگا مجنون کے ماں باپ پر جو اُن مین سے اسلام قبول کریگا مجنون بھی اسلام مین اُسکا تابع ہوگا تو نکاح باقی رہیگا پھر اگر اُسکا باپ یا ماں نہو تو قائم کرے قاضی مجنون کی طرف سے ایک وصی کو پھر اُسپر حکم ہوگا تفریق کا چنانچہ اس مسئلہ کو باقانی نے بہنسی سے اور اُسنے زاہدی کے روضۃ العلماء سے نقل کیا ولو اسلم الزوج وہی مجوسیۃ فتہودت او تنصرت بقی نکاحہا کما لو کانت فی الابتداء کذلک لانہا کتابیۃ مآلا اور اگر مسلمان ہوا زوج اور عورت مجوسیہ تھی پھر یہودیہ ہوگئی یا نصرانیہ تو اُسکا نکاح باقی رہیگا جیسے کہ اگر عورت پہلے سے یہودیہ یا نصرانیہ ہو تو نکاح بنا رہیگا مجوسیہ کے یہودیہ یا نصرانیہ ہونے سے اسواسطے نکاح باقی رہا کہ وہ اہل کتاب ہوئی باعتبار

[illegible] قرابت [illegible]

[illegible] اس صورت سے [illegible]

[illegible] اسلام سے انکار کرے اور اگر عورت انکار کرے تو تفریق [illegible]

کے صفت دونون کی جانب سے [illegible] فلو بلغ واحد منهما طلاق فی الحال [illegible] صغیر [illegible]

طلاقا اسحاق من القاضی [illegible] لموتت ارادہ تمیز لمیز کا اور مجنون کی [illegible] کو طلاق [illegible]

[illegible] اسواسطے کہ طلاق واقع ہوئی صبی اور مجنون کی جانب سے کہ انکی طرف طلاق [illegible] اسواسطے کہ طلاق [illegible]

ہوتی ہو [illegible] اور طلاق صبی اور مجنون پر زبردستی ڈالی جاتی ہو کیونکہ انکے اختیار سے تو وہ دونون طلاق دینے کے اہل نہین بلکہ طلاق ہونے کے

کیونکہ [illegible] انکی طرف سے ہوئی [illegible] تعجب کیا [illegible] علیہ [illegible] لم یقع [illegible]

[illegible] مجنونا وقع جیسا کہ صغیر [illegible] قرابت دار کو آزاد ہو جائیگا تو یہ آزاد ہی شارع کی طرف سے واقع ہوئی نہ صغیر و مجنون کی

سے اور اسی طرح اگر [illegible] اپنی [illegible] کہ اگر مین مجنون ہو جاؤن تو تجھکو طلاق ہو پھر وہ مجنون ہو گیا تو طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ طلاق بعد وجود

شرط کے واقع ہوتی ہو اور یہان [illegible] جنون بسبب جنون پایا گیا تو وہ شخص [illegible] باقی [illegible] کہ اگر مین اہل ہون تو تجھکو طلاق

اور پھر [illegible] مجنون ہو کر داخل ہوا تو طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ معلق ہو دخول پر سو دخول پایا گیا تو یہ وقوع ہوا طلاق کا نہ ایقاع اور پہلی صورت مین ایقاع

تھا نہ وقوع اسواسطے واقع نہوا خلاصہ یہ کہ مجنون اور صغیر سے ایقاع طلاق صحیح نہین مگر وقوع طلاق البتہ صحیح ہو اور زیلعی نے ایقاع اور وقوع مین فرق کیا اسواسطے

تعجب اور غرابت کا قائل ہوا [illegible] المدنی ولو اسلم احدهما ای احد الزوجین او امرأة الکتابی ثمه ای فی دار الحرب ای بان لو لم تقع [illegible] ثلثا او

تمضی ثلثة اشهر قبل اسلام الآخر اقامة لشرط الفرقة مقام السبب لیست بعدة لدخول غیر المدخول بها اور اگر اسلام لائے دو مجوسی مرد اور عورت سے ایک یا کتابی کی

عورت مسلمان ہوگئی وہان یعنے دار الحرب مین اور جو کہ دار الحرب سے ملحق ہو جیسے دریا سے شور تو عورت نکاح سے جدا نہوگی یہانتک کہ تین بار اسکو حیض

آوے یا تین مہینے گذر جاوین دوسرے کے مسلمان ہونے کے پہلے واسطے قائم کرنے شرط فرقت کے یعنی گذر جانا عدت کا بجائے سبب فرقت کے یعنی انکار

اسلام کا یعنی جیسے کہ اور زوج [illegible] دار الاسلام مین ہوتے اگر ایک نہین سے دار الحرب مین ہو تو ایک کے مسلمان ہونے سے دوسرے پر عرض اسلام نہین ہو سکتا

کہ وہان مسلمانون کی حکومت نہین اسواسطے اتنی مدت جدائی کی قائم مقام عرض اسلام کے مقرر ہوئی اور یہ مدت عدت نہین ہو اسواسطے کہ عورت غیر مدخولہ

بھی اسمین داخل ہو اور غیر مدخولہ پر عدت نہین ولو اسلم زوج الکتابیة فهو اي النکاح علی حاله اور اگر مسلمان ہو گیا کتابیہ عورت کا شوہر تو وہ عورت اسی کی

ہوگی یعنے جدائی دونون مین نہوگی اسواسطے کہ مسلم اور کتابیہ کا نکاح درست ہو اگرچہ عورت پہلے سے کتابیہ ہو یا پہلے مجوسیہ یا مشرکہ ہو آخر کو یہودیہ یا

نصرانیہ ہوگئی چنانچہ سابق مین اسکا مذکور ہو چکا والمرأة تبین بتباین الدارین حقیقة وحکما اور عورت جدا ہو جاتی ہو اپنے زوج سے بسبب تباین دارین کے

باعتبار تباین حقیقی اور حکمی کے تباین حقیقی یہ کہ دونون شخصون مین دوری واقع ہو جیسے مثلا زوج دار الاسلام مین ہو اور زوجہ دار الحرب مین اور تباین حکمی یہ کہ مثلا

دار الحرب کا رہنے والا دار الاسلام مین پھر جانے کے قصد سے نہ آوے بلکہ بطریق سکونت اور توطن کے وارد ہو اگر کافر حربی دار الاسلام مین امان لیکر آیا

تو اسکی زوجہ نہ چھوٹ جاویگی اسواسطے کہ وہ حکما اپنے ملک مین ہو مگر جب ذمی ہو کر رہیگا تو دونون مین جدائی ہو جاویگی لا بالسبی یعنی قید ہو جانا عورت

اپنے زوج سے بسبب قید ہو جانے کے یعنی علت فرقت کی تباین دارین ہو امام اعظم رح کے نزدیک نہ قید ہونا اور امام شافعی کے نزدیک بالعکس ہو فلو

خرج احدهما الینا مسلما او ذمیا او اسلم او عقد ذمة فی دارنا او اخرج مسبیا وادخل دارنا بانت بتباین الدارین اذ اهل الحرب کالموتی ولا نکاح

...میں تھی ویسے سوا اگر ایک حربی زوج یا زوجہ دار الاسلام میں نکل آیا مسلمان ہو کر یا ذمی ہو کر یا وہ مستامن ہو گیا یا دار الاسلام میں ذمی ہو گیا یا نکالا گیا
دار الحرب سے مقید کر کے اور دار الاسلام میں داخل کیا گیا تو عورت چھوٹ گئی اپنے شوہر سے بسبب تباین دارین کے اسواسطے کہ کافر حربی دار الحرب میں مانند میت
اور حالانکہ زندہ اور مردہ میں نکاح نہیں اور یہی سبب ہے کہ جب مرتد حربیوں میں ملا اسپر احکام میت کے جاری ہوتے ہیں وان سبیا وخرج الینا معا ذمیین
او مسلمین او ثم اسلما او صارا ذمیین لا تبین لعدم التباین حتی لو کانت المسبیۃ منکوحۃ مسلم او ذمی لم تبن اور اگر زوج اور زوجہ دونوں ساتھ ہی مقید ہوئے
یا دونوں نکل آئے ہماری طرف ساتھ ذمی ہو کر یا مسلمان ہو کر یا دونوں نکلے مسلمانوں سے امان لیکر پھر اسلام لائے یا امان لیکر نکلے پھر دونوں ذمی
ہو گئے تو ان صورتوں میں زوجہ زوج سے جدا نہو گی بسبب نہونے تباین دارین کے یہانتک کہ اگر عورت مقیدہ منکوحہ ہو مسلم کی یا ذمی کی تو جدا نہو گی اپنے شوہر سے
اسواسطے کہ دونوں دار الاسلام میں ہو گئے اختلاف دارین نہیں جو موجب ہو فرقت زوجین کا ولو نکحھا ثم خرج قبلھا بانت وان خرجت قبلہ لا وما فی الفتح
عن المحیط تحریف نہر اور اگر نکاح کیا مسلم نے کتابیہ سے وہاں یعنی دار الحرب میں پھر نکلا وہاں سے قبل عورت کے تو وہ جدا ہو گئی بسبب اختلاف دارین کے اور اگر
نکلی عورت قبل مرد کے تو جدائی نہوئی اسواسطے کہ اگرچہ اختلاف حقیقی ہوا لیکن اختلاف حکمی نہیں ہوا کیونکہ مسلم دار الاسلام کا مقیم ہے نہ دار الحرب کا اور جو روایت کہ
فتح القدیر میں محیط سے منقول ہے وہ تحریف ہے کذا فی النہر الفائق فتح القدیر میں محیط سے منقول ہے کہ اگر مسلم عورت کو نکال لایا دار الاسلام میں اور پہلے نکاح
اس سے کر چکا تھا دار الحرب میں تو وہ جدا ہو گئی صاحب نہر الفائق نے کہا کہ میں نے محیط رضوی کو دیکھا تو اسمیں یہ مضمون تھا کہ مسلم نے حربیہ کتابیہ سے دار الحرب
میں نکاح کیا پھر نکلا وہاں سے اکیلا بدون عورت کے تو عورت جدا ہو گئی اور اگر عورت مرد سے پہلے نکلی تو جدا نہوئی تو صاف ظاہر ہو گیا کہ فتح القدیر کی نقل عبارت
محیط میں تحریف اور تبدیل واقع ہوئی کذا فی حاشیۃ المدنی ومن ہاجرت الینا مسلمۃ او ذمیۃ غیر حاملۃ بانت بلا عدۃ فیحل تزوجھا اما الحامل فحتی تضع علی الاظہر
لا للعدۃ بل لشغل الرحم بحق الغیر اور جس عورت نے کہ ہجرت کی ہماری طرف یعنی دار الحرب سے دار الاسلام میں آ گئی مسلمان ہو کر یا ذمیہ ہو کر درانحالیکہ وہ حاملہ نہیں تو
وہ جدا ہو گئی اپنے زوج سے بدون عدت کے پھر جب امام کے نزدیک اسپر عدت واجب نہوئی تو فوراً اس سے نکاح کر لینا درست ہوا لیکن اگر مہاجرہ حاملہ ہے تو اس سے نکاح کرنا
تب درست ہوگا جب وہ جنے بنابر قول اظہر کے حمل تک نکاح کرنا بسبب عدت کے نہیں بلکہ بسبب خالی نہونے رحم کے حق غیر سے وارتداد احدھما ای الزوجین فسخ
فلا ینقص عدد الطلاق عاجل بلا قضاء اور مرتد ہونا ایک کا زوجین میں سے بالفعل فسخ ہے نکاح کا تو حکم قاضی کی حاجت نہیں ارتداد طلاق نہیں بلکہ فسخ ہے تو عدد
طلاق نہ کم ہوگا سو اگر مرد چند بار مرتد ہو گیا اور پھر بار مسلمان ہوا اور پھر بار تازہ نکاح کر لیا امام کے نزدیک عورت حلال ہو گی دوسرے زوج کی وطی کی حاجت نہیں
کذا فی الطحطاوی ناقلا عن الخانیۃ فللموطوءۃ ولو حکما کل مہرھا لتاکدہ بہا سو جس عورت کی وطی ہو گئی اگرچہ وطی حکمی ہو جیسے خلوت صحیحہ تو عورت کا کل مہر واجب
ہوگا بسبب مستحکم ہو جانے مہر کے وطی سے خواہ مرد مرتد ہوا ہے خواہ عورت کذا فی الطحطاوی ولغیرھا النصف او المتعۃ ولو ارتد فعلیہ نفقۃ العدۃ اور
جس عورت کی وطی نہیں ہوئی تو اسکو نصف مہر ملیگا اگر مہر معین ہوا اور اگر معین نہیں تو متعہ یعنی پوشاک پاویگی اور اگر مرد مرتد ہوا تو نصف مہر اور متعہ عورت کو
ملیگا اور مرد پر نفقہ عدت کا واجب ہوگا اور اگر عورت مدخولہ نہیں تو عدت نہ واجب ہے نہ نفقہ کذا فی حاشیۃ المدنی ولا شیء من المہر والنفقۃ سوی السکنی بہ یفتی
لو ارتدت لمجیء الفرقۃ منہا قبل تاکدہ اور اگر عورت مرتد ہوئی تو کچھ مہر اور نفقہ مرد پر نہیں سوائے مکان سکونت کے اسی پر فتوی ہے مہر اور نفقہ اسواسطے نہوا کہ جدائی
عورت کی طرف سے ہوئی قبل مستحکم ہونے مہر کے اسواسطے کہ مہر مستحکم ہوتا ہے دخول یا موت سے سو یہاں پایا نہیں گیا سکنی مرد پر اسوقت واجب ہوگا جب بادشاہ حکم
کرے زوج کو کہ عورت کو اپنے پاس قید میں رکھ اور اگر بادشاہ خود قید کرے تو زوج پر سکنی واجب نہیں کذا فی حاشیۃ المدنی ولو ماتت فی العدۃ ورثھا زوجھا المسلم
استحسانا اور اگر عورت مرتدہ مر گئی عدت میں تو وارث ہوگا اسکا زوج مسلم بدلیل استحسان وصرحوا بتعزیرھا خمسۃ وسبعین اور تصریح کی فقہا نے عورت مرتدہ کو تعزیر
دینے کی پچھتر کوڑے سے اور یہ مذہب ہے ابو یوسف کا اور امام اور محمد کے نزدیک نہایت تعزیر آزاد کی ننانوے کوڑے ہیں حلوی میں کہا کہ ابو یوسف کے

[illegible] فتوی [illegible] الافتاء [illegible] کذا فی [illegible] والدر [illegible] [illegible]

[illegible] مرتد [illegible] فتوے [illegible] [illegible]

[illegible] عورت خوش ہو [illegible] [illegible]

[illegible] جب عورت الجنال [illegible] اختیار کرے [illegible]

تسریح کی بلکہ اسپر عورت کو کلمہ اسلام اور پیمان پر مجبور کرے [illegible] واسطے وہ مرتد ہو جاتی ہے کیونکہ سبب نکاح جدید کے تو انکو مسلمان کرنا چاہیے

اور قاضی اسکا نکاح جدید کردے فتوے یہ کذا فی حاشیۃ الدر والحق [illegible] الفرقۃ [illegible] [illegible] کنز [illegible] قال

فی النہر والافتاء بہذا اولی من الافتاء بما فی النوادر اور فتوے [illegible] نے عورت کے مرتدہ ہونے سے عورت کی تحریک کیواسطے تاکہ

شوہر پر اسکا حیلہ نہ چلے اور فیصلہ سہل ہو جاوے اسکے واسطے یہ تو قاضی اور حاکم نہ ہو علی الخصوص جو عورت کہ موجبات کفر کرے پھر منکر ہو جاوے نہر الفائق میں

کہا کہ اس روایت پر فتوی دینا بہتر ہے نوادر کی روایت کے فتوے سے لکن قال المصنف ومن تفحص احوال نساء زماننا وما یقع منہن من موجبات الردۃ

مکررا فی کل یوم لم یتوقف فی الافتاء بروایۃ النوادر اقول وقد بسطت فی القنیۃ والمجتبی والفتح والبحر وحاصلہا انہا بالردۃ تسترق وتکون فیئا

للمسلمین عند ابی حنیفۃ یشتریہا الزوج من الامام ان لم یکن مصرفا او یصرفہا الیہ ان کانت مصرفا ولو استولی علیہا الزوج بعد الردۃ ملکہا ولہ بیعہا ما لم تکن

ولدت منہ فتکون کام الولد لکن مصنف نے اپنی شرح منح الغفار میں کہا کہ جو کوئی تفحص اور تلاش کرے ہمارے زمانے کی عورتوں کے احوال کا اور جو انسے

موجبات ارتداد واقع ہوتے ہیں مکرر ہر دن میں تو توقف اور تردد نکرے نوادر کی روایت پر فتوی دینے سے شارح کہتا ہے میں کہتا ہوں کہ نوادر کی

روایت مبسوط اور شرح ہے قنیہ اور مجتبی اور فتح القدیر اور بحر الرائق میں اور خلاصہ اس روایت کا یہ ہے کہ عورت بسبب مرتد ہونے کے لونڈی بنائی جاتی ہے اور

مسلمانوں کے واسطے غنیمت ہو جاتی ہے نزدیک امام ابو حنیفہ کے اور مول لیوے زوج اسکو امام سے اگر وہ مصرف غنیمت کا نہو یا دیدے اسکو اسکے مصرف میں

اوسے اگر وہ مصرف ہو غنیمت کا اور اگر زوج اسپر مسلط ہو بعد ارتداد کے مالک ہوگا اسکا اور اسکو اسکا بیچ ڈالنا درست ہے جبتک عورت جنی نہو زوج سے اور اگر زوج

کا لڑکا عورت جنے تو وہ ام ولد کے مثل ہو جاوے گی نقل المصنف فی کتاب الغصب ان عمر رضی اللہ عنہ ہجم علی نائحۃ فضربہا بالدرۃ حتی سقط خمارہا فقیل لہ یا امیر المؤمنین قد

سقط خمارہا فقال انہا لا حرمۃ لہا ومن ہذا قال الفقیہ ابو بکر البلخی حین مر بنساء علی شط نہر کاشفات الرؤس والذراع فقیل لہ کیف تمر فقال لا حرمۃ لہن انما الشک

فی ایمانہن کانہن حربیات اور نقل کیا مصنف نے کتاب الغصب میں کہ البتہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ دفعۃ جا پڑے ایک عورت نوحہ گر پر پھر اسکو دُرّے سے

مارا یہانتک کہ اُسکے سر کا کپڑا گر پڑا تو لوگوں نے اُنسے کہا کہ یا امیر المؤمنین اُسکے سر کا کپڑا گر پڑا اور حالانکہ عورت کا سر کھولنا جائز نہیں تو فرمایا فاروق اعظم

نے کہ مقرر اس عورت کی کچھ حرمت اور عزت نہیں اس واسطے کہ خدا کی نافرمانی پر سرگرم ہے اور گاہے نوحہ گری مرتد بھی کر دیتی ہے اور اس جگہ سے فقیہ ابوبکر

بلخی نے جب کہ وہ گذرے عورتوں پر جو نہر کے کنارے پر سر اور ہاتھ کھولے تھیں تو اُنسے لوگوں نے کہا کہ آپ کیونکر انکو برہنہ دیکھکر اُنکے پاس سے گذرے

تو فقیہ موصوف نے کہا کہ انکی کچھ عزت اور حرمت نہیں اُنکے تو ایمان میں شک ہے گویا کہ وہ حربی عورتیں ہیں اور حربی عورتیں لونڈیاں ہیں تو اُنکے سر اور

ہاتھ دو واجب الستر نہیں ہم یہ نقل مصنف کی استدلال نہیں بلکہ روایت سابقہ کی استیناس ہے اس واسطے کہ غالبا حال نوحہ گری کا یہ ہے کہ باعث ارتداد کا ہو جاتا ہے کذا فی

حاشیۃ الطحطاوی ویلحق النکاح ان ارتدا معا بان لم یعلم السبق فیجعل کالغرقی ثم سلما کذلک استحسانا اور باقی رہیگا نکاح اگر زوج اور زوجہ ساتھ ہی مرتد ہو جاویں

پھر بعد اسکے ساتھ ہی مسلمان ہوں ساتھ مرتد ہوں جیسے مثلا دونوں ملکر کسی بت کو سجدہ کریں یا معاذ اللہ قرآن مجید کو ہاتھ سے پھینک دیں یا اُنمیں کا ہر دو

میں سے کسی کے ارتداد کی سبقت نہ معلوم ہو تو غرقی کے مانند قرار دیے جاوینگے یعنی وہ شخص غرق ہو گئے یا جل گئے اور معلوم نہیں کہ کون پہلے مرا یا کون بعد

جلا تو دونوں ساتھی غریق اور حریق قرار دیے جاوینگے کوئی انمین ایک دوسرے کا وارث نہو گا اور یہ نکاح باقی رہنا بدلیل استحسان کے ہے نہ بطور قیاس کے سو اسکے کہ جب
ایک کا ارتداد منافی ہوا نکاح کا تو دونوں کا ارتداد بطریق اولی منافی ہوگا فان اسلم احدہما قبل الآخر فلا مہر قبل الدخول والمتاخر ہی لو ہو نصفہ ومتعہ اور ٹوٹ جاویگا
ہوگا نکاح اگر مسلمان ہوا ایک قبل دوسرے کے اور مہر نہوگا قبل دخول کے اگر عورت پیچھے مرد سے مسلمان ہوئی اور اگر مرد عورت سے پیچھے مسلمان ہو تو نصف مہر
واجب ہوگا اگر مہر معین تھا اور اگر مہر معین نہین تو متعہ واجب ہوگا اور اگر بعد دخول کے ارتداد اور اسلام ہوا تو مہر مسمی یا مہر مثل واجب ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی والولد
یتبع خیر الابوین دیناً ان اتحدت الدار ولو حکماً بان کان الصغیر فی دارنا والاب ثمہ بخلاف العکس اور لڑکا تابع ہوگا والدین مین سے بہتر دین والے کا یعنی
اگر باپ مسلمان ہے تو لڑکا باپ کا تابع ہوگا دین مین اور اگر مان مسلمان ہے تو مان کا تابع ہوگا بشرطیکہ ملک متحد ہو اگرچہ حکمی اتحاد ہو اسطرح کہ لڑکا ہمارے
ملک مین ہو اور مان اسکی ذمیہ ہے اور باپ وہان یعنی دار الحرب مین اسلام لایا ہو تو اگرچہ یہان حقیقت مین اختلاف دارین ہے لیکن باپ بسبب اسلام کے دار الاسلام
مین حکماً داخل ہے بخلاف بالعکس کے یعنی لڑکا دار الحرب مین ہو اور باپ دار الاسلام مین مسلمان ہوا ہو تو اس صورت مین لڑکا اسلام مین باپ کا تابع نہ ہوگا
بسبب اختلاف دارین کے حقیقۃ وحکماً والمجوسی ومثلہ کوثنی وسائر اہل الشرک شر من الکتابی والنصرانی شر من الیہودی فی الدارین لانہ لاذبیحۃ لہ بل یخنق
کمجوسی وفی الآخرۃ اشد عذاباً اور مجوسی اور اسکے مانند جیسے بت پرست اور باقی اہل شرک جنکا دین آسمانی نہین وہ بدتر ہین کتابی سے اسواسطے کہ اہل کتاب کا
دین باعتبار دعوے کے آسمانی ہے اسیواسطے انکا ذبیحہ حلال ہے بخلاف مجوس کے تو اگر مجوسی اور کتابی سے لڑکا پیدا ہوگا تو کتابی شمار ہوگا اور نصرانی بدتر ہے یہودی
سے دارین مین اسواسطے کہ نصرانی کا ذبیحہ نہین بطور عادت کے بلکہ نصرانی جانور کا گلا گھونٹ ڈالتا ہے مجوسی کی طرح ہان اگر نصرانی بوجہ شرع حلال کریگا تو ذبیحہ
حلال ہوگا یہ برائیان دنیاوی ہوئین اور آخرت مین سخت تر عذاب ہے نصرانی پر بہ نسبت یہودی کے اسواسطے کہ نزاع نصاری کا الہیات مین ہے اور نزاع یہود کا
نبوت مین لیکن اگر نصرانی اور یہودی کا لڑکا ہوگا تو یہودی ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلاً عن النہر وفی الجامع الفصولین لو قال النصرانیۃ خیر من الیہودیۃ او المجوسیۃ
کفر لاثباتہ الخیر لما قبح بالقطعی لکن ورد فی السنۃ ان المجوسی اسعد حالاً من المعتزلۃ لاثبات المجوسی خالقین فقط وہؤلاء خالقا لا عدد لہ بزازیہ ونہر اور جامع الفصولین
مین ہے اگر کوئی کہے دین نصاری کا بہتر ہے یہود کے دین سے یا مجوس کے دین سے تو کافر ہو جائیگا بسبب ثابت کرنے بہتری کے اسکو جو دلیل قطعی سے
قبیح ہے یعنی سوائے دین اسلام کے سب دینون سے خیریت اور بہتری مسلوب ہے لیکن حدیث مین وارد ہے کہ مجوسی خوشحال ہے معتزلہ سے اسواسطے کہ مجوسی فقط دو خالق
کو ثابت کرتا ہے اور معتزلہ بیشمار خالق ثابت کرتے ہین کذا فی البزازیۃ والنہر مسند امام اعظم وغیرہ مین بروایت صحیح ثابت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
القدریۃ مجوس ہذہ الامۃ یعنے قدریہ مجوس ہین اس امت کے قدریہ سے مراد وہ فرقہ ہے جو منکر ہے قدر کا (تقدیر) اور معتزلہ قائل ہین کہ خدا خالق شر کا نہین بلکہ
شر بندون کا مخلوق ہے تو بہت خالق ٹھہرے اور مجوسی قائل ہین دو خالق کے ایک نور جسکو یزدان کہتے ہین اور دوسرا ظلمت جسکو اہرمن بولتے ہین ولو تمجس ابو صغیرۃ
نصرانیۃ تحت مسلم بانت بلا مہر ولو کانت قد ماتت الام نصرانیۃ مثلاً وکذا العکس لم تبن لتناہی التبعیۃ بموت احدہما ذمیا او مسلما او مرتدا فلم تبطل بکفر الآخر
اور اگر مجوسی ہوگیا صغیرہ نصرانیہ کا باپ جو مسلمان کے نیچے ہے تو جدا ہو جائیگی نصرانیہ بدون مہر کے اسواسطے کہ صغیرہ نصرانیہ تابع ہوگی دین مین باپ کی
پھر جب وہ مجوسی ٹھہری تو نکاح ٹوٹ گیا اور اگر صغیرہ کی مان نصرانیہ مثلاً یا یہودیہ مر چکی ہو اور باپ اسکا مجوسی ہو جاوے اور اسیطرح بالعکس یعنی باپ صغیرہ کا نصرانی
مر چکا ہو اور مان اسکی مجوسیہ ہو جاوے تو صغیرہ جدا نہوگی مسلم سے بسبب تمام ہی ہونے تابعداری کے ایک کی موت پر ذمی ہو کر یا مسلمان ہو کر یا مرتد ہو کر تو تابعداری
باطل نہوگی دوسرے کے کفر سے یعنی جب صغیرہ کی مان یا باپ ذمی یا مسلمان یا مرتد ہو کر مرا تو تبعیت دین کی ختم ہو گئی اب دوسرے کے کافر ہونے سے نکاح نہ ٹوٹ جائیگا مان یا باپ
کے مرتد ہونے سے اسواسطے نکاح باقی رہیگا کہ مرتد بجبر مسلمان کیا جاتا ہے اسکے مرتد ہونے سے لڑکا مرتد نہین ہوتا وفی المحیط لو ارتد الابوان لم تبن ما لم یلحقا اور محیط مین ہے کہ اگر
مان باپ صغیرہ کے دونون مرتد ہوگئے تو صغیرہ جدا نہوگی اپنے زوج مسلم سے جبتک دونون دار الحرب مین صغیرہ کو لیکر نہ ملین ارتداد والدین سے جدائی اسواسطے نہوگی کہ ہنوز

[illegible] کے دونون [illegible] مسلمان [illegible] ہو کی [illegible] ہو [illegible]

[illegible] مسلمان [illegible] ظاہر ہے [illegible] اسلام [illegible] اسلئے کہ [illegible]

[illegible] مسلمان [illegible] مطلقاً اور [illegible] مسلم کی بات جو لی عاقل مسلمان ہو کر [illegible] ان [illegible]

[illegible] خواہ [illegible] خواہ [illegible] اسواسطے کہ عورت خود [illegible] مسلمان [illegible] کی [illegible]

[illegible] ایک مسلمان کے نیچے نصرانیہ ہو پھر [illegible] اور زوجہ مجوسی ہوگئے یا نصرانی ہوگئے تو نکاح ٹوٹ جائیگا عورت [illegible]

[illegible] کے سبب فرقت کا یعنی ارتداد [illegible] کی طرف سے ہو اور عورت تو کہ فرقہ بھی [illegible] کذا فی حاشیۃ المدنی [illegible]

[illegible] مطلقاً اور [illegible] کرے مرد مرتد اور عورت مرتدہ ہے کوئی آدمی مطلقاً یعنی نہ مرتد مسلمہ کا نہ اسواسطے کہ [illegible]

[illegible] مسلمان ہو جاویگا اور مرتد واجب القتل ہے اسواسطے قاتل کے توقف ہو کے دونون مین کسی کو نکاح نہین [illegible]

وتحتہ خمس نسوۃ فصاعداً او اختان او ام وبنتہا بطل نکاحہن ان تزوجہن بعقد واحد فان رتب فالآخر باطل مسلمان ہوا ایک کافر اور

اسکے نیچے پانچ عورتین ہین زیادہ یا اسکے نیچے دو بہنین ہین یا ماں اور اسکی بیٹی ہو تو نکاح اُن عورتون کا باطل ہو اگر اُسنے نکاح ایک عقد مین کیا اور [illegible]

کیا یعنی اول پہلی سے پھر دوسری سے علی ہذا القیاس پانچوین تک یا ایک عقد مین تین سے اور دوسرے عقد مین دو سے کیا یا اول ایک بہن سے نکاح کیا پھر دوسری

سے وعلی ہذا القیاس ماں اور بیٹی مین کہین نکاح مرتب ہوا تو پچھلا نکاح باطل ہوگا یعنی پانچوین عورت کا یا دوسری بہن کا یا ماں کا یا بیٹی کا [illegible]

[illegible] فیروز اور [illegible] اختیار دیا ہو اسکو محمدؒ اور شافعیؒ نے حدیث فیروز کی دلیل سے یعنی محمد اور شافعیؒ نے مختار کیا ہو اسلام لانے والے کو چار عورتین [illegible]

مین کوئی ہون اور دو بہنون مین کسی اختیار ہو کہ جسکو چاہے رکھے اور ماں اور بیٹی کے نکاح مین فقط بیٹی کو اختیار کرے یا دونون کو چھوڑ دے [illegible] اور ترمذی

اور ابن ماجہ اور صحیح ابن حبان مین ضحاک ابن فیروز عن ابیہ سے مروی ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فیروز دیلمی سے اور حالانکہ وہ مسلمان [illegible]

اسکے نیچے دو بہنین تھین کہ ان دونین سے جسکو تیرا جی چاہے اختیار کر اور دوسری کو طلاق دے اور ترمذی مین مروی ہو کہ غیلان بن سلمہ الثقفی مسلمان ہوا اور اسکے

پاس دس عورتین تھین جاہلیت مین وہ بھی مسلمان ہوئین تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا کہ ان عورتون مین سے چار کو اختیار کرلے کذا فی حاشیۃ المدنی [illegible]

فی التزوج بعد الفرقۃ محمدؒ اور شافعیؒ کے جواب مین ہم کہینگے کہ حضرت کا اختیار دینا نکاح کرنے مین ہو بعد فرقت کے یعنی نکاح سابق باطل ہوگیا پھر نکاح جدید مین [illegible]

اور غیلان کو مختار کیا کہ جسسے چاہین کرلین بلغت المسلمۃ المنکوحۃ ولم تصف الاسلام بانت ولا مہر قبل الدخول یعنی ان یذکر اللہ تعالی بجمیع صفاتہ [illegible]

[illegible] کذا فی الکافی بالغ ہوئی مسلمہ منکوحہ اور بیان نکرسکی ارکان اسلام کو بسبب جہل کے تو جدا ہوگی شوہر سے اور اسکو مہر نہ ملیگا قبل دخول کے [illegible]

[illegible] کو ذکر کرے حق تعالی کو اسکی جمیع صفات سے عورت کے پاس اور اُس سے اسکا اقرار کرادے کذا فی الکافی یعنی اُس سے [illegible] کہلا دے [illegible]

ایسا [illegible] کہ ہان ایسا ہو تو وہ مسلمان ہو نکاح قائم رہا اور اگر اسلام کو بوجھتی ہو اور بیان نکرسکتی ہو تو بھی نکاح موجود ہو کذا فی حاشیۃ [illegible]

باب القسم

[illegible] القسم [illegible] یہ باب ہو ازواج کے برابر رکھنے کا قسم بفتح قاف اور سکون سین بمعنی قسمت کے اور قسم بکسر قاف بمعنی نصیب [illegible]

ہو اور یہان مراد تسویہ منکوحات ہو [illegible] وظاہر الآیۃ انہ فرض ان یعدل ای ان لا یجور فیہ ای فی القسم بالتسویۃ فی البیتوتۃ وفی الملبوس

والماکول لا فی المحبۃ لا فی المجامعۃ کالمحبۃ واجب ہو اور ظاہر آیت کا یہ ہو کہ فرض ہو عدل کرنا یعنے جور اور ظلم نہ کرنا قسم مین اسطرح کہ برابر رکھنا [illegible]

منکوحات کو شب باشی مین اور لباس اور کھانے اور مؤانست مین نہ جماع کرنے مین مثل محبت کے یعنے جماع مین برابری ضرور نہین [illegible]

جماع نشاط خاطر پر موقوف ہی اور اسی طرح محبت مین بھی برابر رکھنا ضرور نہین اسواسطے کہ محبت آدمی کے اختیار مین نہین بل یستحب ویسقط حقہا بمرۃ ویجب
دیانۃ احیانا جماع واجب نہین بلکہ مستحب ہی اور ساقط ہوتا ہی حق عورت کا ایکبار جماع کرنے سے باعتبار حکم قضا کے اور واجب ہی جماع باعتبار دیانت کے
گاہ گاہ ولا یبلغ مدۃ الایلاء الا برضاہا اور نہ پہونچے چھوڑنا جماع کا ایلاء کی مدت تک یعنی حرہ کے حق مین چار مہینے اور لونڈی کے حق مین دو مہینے تک ترک
کی نوبت نہ پہونچے مگر عورت کی خوشی سے ویؤمر المتعبد بصحبتہا احیانا اور امر کیا جاوے عابد کو عورت کی صحبت کا گاہ گاہ اور اسیطرح جو شخص مشغول ہو
لونڈیون کے تصرف کا اسکو بھی موافقت ازدواج کا قاضی حکم کریگا گاہے گاہے یعنی اسمین مدت مقرر نہین وقدرہ الطحاوی بیوم ولیلۃ من کل اربع لحرۃ وسبع
لامۃ اور ٹھرائی ہی مدت صحبت کی طحاوی نے ہر چار دن مین ایک رات اور دن حرہ کے واسطے اور ہر ہفتے مین ایک رات اور دن منکوحہ لونڈی کے واسطے
ولو تضررت من کثرۃ جماعہ لم تجز الزیادۃ علی قدر طاقتہا والرای فی تعیین المقدار للقاضی بما یظن طاقتہا نہر بحثا اور اگر ضرر ہو عورت کو کثرت جماع زوج
سے تو جائز نہین زیادتی اسکی قدر طاقت پر اور تجویز تعیین مقدار جماع کی قاضی پر ہی جسقدر عورت کی طاقت کو گمان کرے کذا فی النہر از روے
بحث کے شرح ملتقی مین کہا ہی کہ مقرر کرنا مقدار جماع کا مین نے اپنے علما کی کتب مین نہین دیکھا البتہ کتب مالکین ہی کہ چار بار دن اور چار بار رات کو چاہیے اور بعضی
بروایت مین دو بار دن اور دو بار رات اور نہر الفائق مین کہا کہ میرے نزدیک قاضی کی تجویز تعیین مقدار مین پسندہ ہی اور حالانکہ جو مسئلہ ہمارے مذہب مین مصرح نہو تو امام مالک کی
طرف رجوع کرنا چاہیے چنانچہ حموی نے حاشیہ اشباہ مین اسکو مصرح کیا ہی تو صاحب نہر الفائق کی تجویز اور بحث کوئی وجہ معقول نہین کذا فی حاشیۃ المدنی بلا فرق
بین فحل وخصی وعنین ومجبوب ومریض وصحیح وصبی دخل بامراتہ وبالغ لم یدخل بحر بحثا واقرہ المصنف قسم زوج پر واجب ہی بدون فرق کے درمیان
فحل اور خصی کے اور نامرد اور مقطوع الذکر کے اور بلا فرق درمیان بیمار اور تندرست اور صبی کے جو وطی کر چکا ہی اپنی عورت کی اور بالغ کے جسنے وطی نہین
کی چنانچہ یہ مسئلہ بحر الرائق مین ہی بحث کر کے اور ثابت رکھا ہی اسکو مصنف نے اپنی شرح مین فحل وہ جسکا آلہ تناسل صحیح اور جماع پر قادر ہو اور خصی وہ جسکے خصیے
نکال ڈالے گئے ہون یعنی خصی اور عنین اور مجبوب سے ہر چند جماع متصور نہین تو بھی انکو شب باشی اپنی منکوحات کے ساتھ واجب ہی مانند فحل کے واسطے
صحبت اور موانست کے نہ واسطے جماع کے ومریضۃ وصحیحۃ وحائض وذات نفاس ومجنونۃ لا تخاف ورتقاء وقرناء وصغیرۃ یمکن وطیہا
ومحرمۃ ومظاہرۃ ومولی منہا ومقابلاتہن وکذا مطلقۃ رجعیۃ ان قصد رجعتہا والا لا بحر اور قسم واجب ہی بلا فرق درمیان عورت بیمار اور تندرست کے
اور حائض اور نفاس والی کے اور ایسی مجنونہ کے جس سے خوف ضرر رسانی کا نہین اور بدون فرق رتقا اور قرنا کے رتقا وہ عورت جسکی شرمگاہ بند ہو
لائق دخول کے نہو اور قرنا وہ عورت جسکی شرمگاہ مین ہڈی زائد مانع ہو جماع کی اور بدون فرق اس صغیرہ کے جس سے وطی کرنا ممکن ہو اور بلا فرق محرمہ کے
جسنے حج یا عمرہ کا احرام باندھا اور بدون فرق مظاہرہ یعنی جسکو محارم کے ساتھ تشبیہ دی اور بدون فرق اس عورت کے جس سے ایلا کیا یعنی چار مہینے
تک جماع نہ کرنے کی قسم کھائی اور بلا فرق انکے مقابلات کے یعنی غیر محرمہ اور جس سے ظہار اور ایلا نہین کیا اور اسی طرح سے مطلقہ رجعیہ اگر اسکے ساتھ قصد رجوع
کرنے کا ہو اور اگر قصد رجوع کا نہو تو اسکے ساتھ قسم نہین کذا فی البحر خلاصہ یہ کہ منکوحات مذکورہ کے ساتھ شب باشی وغیرہ واجب ہی واسطے دفع وحشت کے
نہ جماع کے ولو اقام عند واحدۃ شہرا فی غیر سفر ثم خاصمتہ الاخری فی ذلک یؤمر بالعدل بینہما فی المستقبل وہدر ما مضی وان اثم بہ
لان القسمۃ تکون بعد الطلب اور اگر اقامت کی زوج نے ایک زوجہ کے پاس ایک مہینہ بدون سفر کے پھر جھگڑا کیا زوج سے دوسری زوجہ نے اسمین تو
زوج کو دونون کے برابر رکھنے کا حکم ہوگا زمانہ آیندہ مین اور جو زمانہ ماضی مین ہو چکا اسکا عوض نہین اگرچہ زوج اسکے سبب سے گنہگار ہوا اسواسطے کہ قسمت
بعد طلب کے ہوتی ہی اور طلب نہین ہوئی مگر زمانہ مستقبل مین وان عاد الی الجور بعد نہی القاضی عزر بغیر حبس جوہرۃ لتفویتہ الحق وہذا اذا لم یقل انما
فعلت ذلک لان خیار الدور لے یحتمل یقضی القاضی بقدرہ نہر بحثا اور اگر پھر ظلم کیا زوج نے بعد منع کرنے قاضی کے یعنی ایک

عورت کے پاس زیادہ رہا [illegible] سو قضا [illegible] بدون قید کے کذا فی [illegible] وغیرہ [illegible] سبب [illegible] نہ [illegible]
[illegible] مستحب ہوا اور [illegible] وقت ہوئی جب [illegible] ایک کے پاس زیادہ [illegible] [illegible] دوسری [illegible]
[illegible] میں [illegible] اگر [illegible] تو [illegible] وقت میں [illegible] کے [illegible] ایک کے پاس زیادہ [illegible] سبب

الجدیدۃ والقدیمۃ والمسلمۃ والکتابیۃ سواء لاطلاق الآیۃ اور باکرہ اور ثیبہ اور جدیدہ اور قدیمہ اور مسلمہ اور کتابیہ سب برابر
ہیں بسبب مطلق ہونے آیت قرآنی کے عدل منکوحات میں اور مسند امام احمد میں حدیث مرفوع ہے کہ جسکی دو عورتیں ہوں اور وہ ایک کی طرف مائل ہو تو وہ
قیامت میں آویگا اور اسکا آدھا بدن ٹیڑھا ہوگا یہ حدیث بھی مطلق ہے باکرہ اور ثیبہ اور قدیمہ اور جدیدہ وغیرہ کو اس میں کچھ فرق نہیں اور امام شافعی کے نزدیک باکرہ
سے نکاح کرے تو سات دن اسکے پاس رہے اور اگر ثیبہ سے نکاح کرے تو تین دن اسکے پاس رہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ باکرہ کے سات دن اور ثیبہ کے تین دن ہیں
تو حدیث کا یہ مطلب ہے کہ ابتداء نوبت جدیدہ سے چاہیے نہ زیادتی نوبت کی یعنی اگر سات دن باکرہ کے پاس رہے تو اور ازواج کے پاس بھی سات دن رہے
اور اگر تین دن ثیبہ کے پاس رہے تو اسیقدر اور منکوحات کے پاس بھی رہنا چاہیے کذا فی حاشیۃ المدنی وللامۃ والمکاتبۃ وام الولد والمدبرۃ والمعتقۃ
بعضہا النصف مالحرۃ ای من البیتوتۃ والسکنی معہا اما النفقۃ فبحالہا اور قسم لونڈی اور مکاتبہ اور ام ولد اور مدبرہ اور معتقہ کیواسطے بقدر نصف آزاد کے ہے یعنی شب کیا
اور اسکے ساتھ رہنے میں لیکن نفقہ پس معتبر ہے بقدر حال زوجین کے تونگری اور افلاس میں خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی لونڈی یا مکاتبہ منکوحہ ہو تو اسکی باری حرہ سے آدھی
ہو مثلاً ایک شخص کے پاس ایک حرہ اور ایک لونڈی منکوحہ ہو تو دو شب حرہ کے پاس رہے اور ایک شب لونڈی کے پاس کیونکہ عورت جبکہ آزاد ہو تو نصف آزاد ہو جاتی ہے
ولا قسم فی السفر دفعا للحرج فلہ السفر بمن شاء منہن والقرعۃ احب تطییبا لقلوبہن اور سفر میں باری نہیں واسطے دفع حرج کے تو مرد کو اختیار ہے جسکو چاہے
ان میں سے سفر میں لیجاوے اور قرعہ کر لینا مستحب ہے ازواج کا دل خوش کرنے کے واسطے اور قرعہ کا یہ طریق ہے کہ ایک پرچہ کاغذ میں سفر کا لفظ لکھا اور دوسرے کاغذ میں
حضر کا لفظ لکھا پھر آٹے یا مٹی میں اندر کرکے گولی بنائے پھر کسی لڑکے کو دے کہ ہر عورت کو حوالہ کرے جسکے پاس سفر کی گولی جاوے اسکو ساتھ لے کذا فی الطحطاوی
والمدنی عن القہستانی ولو ترکت قسمتہا بالکسر ای نوبتہا لضرتہا صح ولہا الرجوع فی ذلک فی المستقبل لانہ ما وجب فما سقط اور اگر ایک زوجہ اپنی باری
چھوڑ دے اپنی سوت کیواسطے تو یہ درست ہے اور اسکو رجوع کرنا یعنی باری دیکر پھیر لینا بھی اسمیں جائز ہے زمانہ آئندہ میں اسواسطے کہ زمانہ مستقبل میں حق عورت کا واجب
نہیں تو اسکے ساقط کرنے سے ساقط بھی نہوگا و لو جعلتہ لمعینۃ ہل لہ جعلہ لغیرہا ذکر الشافعی لا وفی البحر بحثا نعم ونازعہ فی النہر اور اگر ایک عورت نے اپنی باری مخصوص
ایک سوت کو دی تو آیا زوج کو جائز ہے کہ اسکے سوا دوسری کے واسطے مقرر کرے شافعی نے ذکر کیا کہ دوسری کو باری دینا جائز نہیں اور بحر الرائق میں
بعد گفتگو کے کہا کہ ہاں زوج کو اختیار ہے اور تنازع کیا ہے اس سے نہر الفائق میں ہم بحر الرائق میں کہا کہ شاید مشائخ حنفیہ نے اس تفصیل شافعیہ کو اسواسطے ذکر نہیں
کیا کہ یہ ہبہ اسقاط ہے زوج سے تو اسمیں زوج کا اختیار ہوگا خواہ زوج کو ہبہ کرے خواہ سوت کو نہر الفائق میں کہا کہ سوت کو دینے سے زوج کا حق ہو جاوے
یہ مسلم نہیں اسواسطے کہ باری عورت کا حق ہے جا ہے لے جا ہے ترک کرے طحطاوی نے کہا کہ باری عورت کا حق ہے قبل اسقاط کے اور بعد اسقاط کے زوج کا
اختیار ہے نزدیک مشائخ کے کذا فی حاشیۃ المدنی ولیقم عند کل واحدۃ منہا یوما ولیلۃ لکن انما تلزمہ التسویۃ فی اللیل حتی لو جاء للاولی بعد الغروب وللثانیۃ
بعد العشاء فقد ترک القسم اور ٹھہرے ہر ایک کے پاس دو عورتوں میں سے ایک دن اور ایک رات اور یہی حال ہے چار کا لیکن برابری تو زوج کو رات میں لازم
ہے یہانتک کہ اگر آیا زوج پہلی عورت کے پاس بعد غروب کے اور دوسری کے پاس بعد عشا کے تو البتہ اس نے چھوڑا عدل کو خلاصہ یہ کہ عورتوں کے
پاس رات کے رہنے میں زیادتی کمی نہ کرے اور دن کو اختیار ہے یہانتک کہ اگر ایک کے پاس دن بھر رہا اور دوسری کے پاس ایک ساعت تو جائز ہے کذا فی
حاشیۃ المدنی عن فتح القدیر ولا یجامعہا فی غیر نوبتہا ولو نہارا وکذا لا یدخل علیہا بالیل [illegible] [illegible] فی الجوہرۃ لا باس ان یقیم عند ما حتی یشفی او تموت انتہی

یعنی اذا لم یکن عندہا من یونسہا اور جماع نہ کرے عورت سے اسکی باری کے سواے اگرچہ دن ہو اور اسیطرح سواے باری کے رات کو اُسکے پاس نجاوے مگر اسکی عیادت کیواسطے اور اگر زوجہ کی بیماری سخت ہو تو مجھ پر ہویدا ہی کہ کچھ مضائقہ نہیں کہ ٹھہرا رہے اُسکے پاس یہانتک کہ اُسکو آرام ہو یا مرجاے فقط یعنی اسقدر بیمار عورت کے پاس ٹھہرنا اس صورت مین ہی جبکہ اُسکے پاس کوئی مونس اور غمخوار نہو ولو مرض ہو فی بیتہ دعی کلا فی نوبتہا لانہ لوکان صحیحا دارا وبذلک ینبغی ان یقبل منہ نہاد اگر بیمار ہو زوج اپنے گھر مین تو بلاوے ہر عورت کو اُسکی باری مین اسواسطے کہ اگر تندرست ہوا اور یہی ارادہ کرے یعنی بلانے کا تو لائق ہی کہ اسکا امر قبول کیا جاوے کذا فی النہر وان شاء ثلثا ثلثا ای ثلثۃ ایام ولیالیہا اور اگر چاہے تین دن اور تین راتین ہر ایک کے پاس ہے ولا یقیم عند احدہما اکثر الا باذن الاخری لما صححہ وزاد فی الخانیۃ والرای فی البداءۃ فی القسم الیہ وکذا فی مقدار الدور ہدایۃ وتبیین نہ ٹھہرے دو مین سے ایک کے پاس زیادہ مگر دوسری کی اجازت سے کذا فی الخلاصۃ اور زیادہ کیا ہی خانیہ مین اور تجویز شروع باری مین زوج کی طرف ہی یعنی مثلاً اگر سفر سے آوے تو جسکے پاس چاہے رہے اور اسی طرح مقدار دور کی زوج کے اختیار مین ہی چاہے ہر ایک پاس سات سات دن سب چاہے کم وبیش کذا فی الہدایہ والتبیین وقیدہ فی الفتح بحثا بمدۃ الایلاء او جمعۃ وعممہ فی البحر فنظر فیہ فی النہر قال المصنف وظاہر بحثہما انہما لم یطلعا علی ما فی الخلاصۃ من التقیید بثلثۃ ایام کما حولنا علیہ فی المختصر واللہ اعلم اور مقید کیا ہی فتح القدیر مین مدت دور کو از رو بحث کے ساتھ مدت ایلا کے یا ساتھ مدت ایک ہفتہ کے اور عام رکھا ہی مدت دور کو بحر الرائق مین سو اعتراض کیا ہی عموم بحر مین صاحب نہر الفائق نے کہا مصنف نے منح الغفار مین اور ظاہر بحث صاحب فتح القدیر اور بحر الرائق کی دلالت کرتی ہی کہ دونون مطلع نہین ہوئے اس روایت پر جو خلاصہ مین ہی یعنی تین دن کو تقیید سے جیسا کہ ہمنے اسی خلاصہ کی روایت پر اعتماد کیا ہی مختصر مین یعنی تنویر الابصار مین واللہ اعلم فتح القدیر مین کہا کہ اطلاق دور کا معتبر نہین اسواسطے کہ اگر ایک ایک برس کا دورہ زوج مقرر کرے تو یہ اطلاق خیال مین نہین آتا بلکہ مدت ایلا تک یعنی چار مہینے تک مطلق رکھنا بھی لائق نہین اور جبکہ باری آنیا اور دفع وحشت کے لیے واجب ہی تو قریب مدت اعتبار کرنا چاہیے اور میرے گمان مین یہ ہی کہ ایک ہفتہ سے زیادہ دورہ مقرر کرنا ضرر رسانی ہی مگر یہ کہ دونون اسپر راضی ہو جاوین فقط تو معلوم ہوا کہ شارح کی عبارت مین لفظ او بمعنی بل ہی اسیواسطے مترجم نے ویسا ہی ترجمہ کیا اور بحر الرائق مین کہا کہ مدت دور کی مطلق ہی اسواسطے کہ جب دورہ برابر ہوا تو کچھ ضرر رسانی نہین کیونکہ عورت اپنی باری کے آنے پر مطمئن رہیگی اور نہر الفائق مین کہا کہ اطلاق دور مین نفی مضرت کی مسلم نہین فقط یعنی مثلاً اگر مدت دور کی دس برس ہوئی اور زوج قبل آنے باری دوسری عورت کے مرگیا تو صریحاً مضرت ہی اور مصنف جو خلاصہ کی عبارت سے تین دن کی تقیید سمجھا سو بھی لائق اعتماد کے نہین اسواسطے کہ خلاصہ کی عبارت محتمل ہی تمثیل کی نہ تحدید کی اور شارح قہستانی نے خانیہ اور سراجیہ سے نقل کیا کہ زوج کو اختیار ہی کہ ہر ایک عورت کے پاس سات سات دن رہنے اور بلاشک شروح متون کی ترجیح مین مقدم ہین فتاوون پر کذا فی حاشیۃ المدنی فروع مسائل ملحقہ شارح کے لو کان عملہ لیلا کالحارس ذکر الشافعیۃ انہ یقسم نہارا وہو حسن اگر کام زوج کا رات کو ہو جیسے چوکیدار اور اُسکی دو تین عورتین ہون تو شافعیون نے ذکر کیا ہی کہ وہ دن کو باری مقرر کرے شارح نے کہا کہ یہ کلام شافعیون کا خوب ہی وحقہ علیہا ان تطیعہ فی کل مباح یامرہا بہ اور حق زوج کا زوجہ پر یہ ہی کہ اُسکی اطاعت کرے ہر ایک امر مباح مین جسکا عورت سے حکم کرے ظاہر یہ ہی کہ امر مباح زوج کے امر سے عورت پر واجب ہوتا ہی جیسے حکم سلطان کا رعیت پر اور زوج کو جائز ہی کہ ترک آرائش سے اور ترک نماز اور طہارت سے اور وطی کی عدم اجابت سے عورت کو مارے کذا فی فتح القدیر اور اگر مرد کے پاس عورت ہو کہ نماز نہ پڑھتی ہو تو اُسکو طلاق دینا جائز ہی اگرچہ ادائے مہر پر قادر نہو اور اگر عورت کا باپ لنگڑا ہو اور اُسکا کوئی خبر گیر نہو اور زوج اُسکے پاس جانے سے منع کرتا ہو تو اس صورت مین عورت کو نافرمانی زوج کی جائز ہی اور خدمت باپ کی ضرور ہی باپ خواہ مسلمان ہو خواہ کافر کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن العالمگیریہ وله منعہا من الغزل اور جائز ہی مرد کو عورت کا منع کرنا سوت کاتنے سے اسواسطے کہ نفقہ اُسکا زوج پر واجب ہی ومن اکل ما یتاذی من رائحتہ اور مرد کو جائز ہی کہ عورت کو منع کرنے اُس چیز کے کھانے سے جسکی بو سے اُسکو تکلیف ہوتی ہو جیسے کچا پیاز اور لہسن اور مولے اور حقہ کشی اسواسطے کہ بوسہ لینا حق ہی زوج کا اور بدبو سے نفرت آتی ہی اور سید اسعد مدنی نے

... سے ثابت ہے ... کو اگر وہ منع ہو اور تعریف سے عورت کو منع کرے کذا فی حاشیۃ السفر ... الاول ...
... اور ... سے منع کرے عورت کو ... ہے ... کذا فی ...
... مرد کو ... ساتھ ... معاملات کی ہو ... ثابت ہو کر اسلام ... ہے ایک معاشرت بالمعروف ہو ... سے ...
... قول ... وغیرہ کے اور معاشرت بالمعروف کے مضمون سے یہ بھی ہے کہ مرد عورت سے ایسا سلوک کرے جو ...
... سے عجب ... احکام ... ہے یہ ہو کہ اگر عورت نافرمانی زوج کی کرے تو اول اسکو نصیحت کرے اگر نصیحت ...
... اور ... تو پھر مارنا جائز ہے کذا فی حاشیۃ السراج ... اور مکروہ ہو مرد کو اپنی عورت سے ... کرنا
... درست ... سوت کے نزدیک اور اسی طرح اپنی لونڈی اور اسکی لونڈی کے ... کذا فی حاشیۃ الطحطاوی

باب الرضاع

یہ باب ہو رضاع کا یعنی ... احکام دودھ پلانے کی کے مذکور ہیں ہو لغۃ بفتح و کسر مص اللبن من ثدی و شرعا مص من ثدی آدمیۃ ولو بکرا او میتۃ او آیسۃ و الحق بالمص
... رضاع بفتح و کسر لغت میں چوسنا ہے چھاتی کا اور شرع میں چوسنا ہے عورت کی چھاتی سے اگرچہ عورت کنواری ہو یا مردہ یا بڑھی ... اور چوسنے سے ملحق
... حلق میں ... ناک سے ... اشارہ ہے صاحب بحر الرائق کی رد پر کرنے کا کہ کبھی مص ہوتا ہے اور پیٹ میں نہیں جاتا اور کبھی رضاع ثابت ہوتا ہے
بدون مص کے جیسے ... شارح نے جواب دیا کہ وجور اور سعوط ملحق ہے مص سے اور چونکہ سبب ... پیٹ میں جانے کا مص ہوتا ہے اسواسطے اسکو ذکر کیا
شرنبلالی میں کہا کہ مص ... کا اسواسطے کہ صاحب قاموس نے مص کو شرب قلیل کر کے تعبیر کیا ہے فی وقت مخصوص ہو حولان و نصف عندہ و حولان فقط عندہما و
ہو الاصح فتح و بہ یفتی کما فی تصحیح القدوری عن العون مص ہو وقت مخصوص میں وہ وقت اڑھائی برس ہیں امام کے نزدیک اور فقط دو برس ہیں
صاحبین کے نزدیک اور یہی مذہب صاحبین کا اصح ہے کذا فی فتح القدیر اور اسی پر فتوی ہے کما فی تصحیح القدوری ناقلا عن الدرایۃ و فی نسخۃ عن العیون
اور للنظم حولین کاملین سے جو کلام مجید میں واقع ہے ثابت ہوتا ہے کہ رضاع بعد تمامی حولین کے نہیں اور طحاوی نے اسی روایت کو پسند کیا ہے لکن فی الجوہرۃ
انہ فی الحولین و نصف و لو بعد الفطام محرم و علیہ الفتوی لیکن جوہرہ میں ہے کہ البتہ رضاع اڑھائی برس کے اندر اگرچہ بعد چھوڑنے کے ہو حرمت ثابت
کرتا ہے اور اسی روایت پر فتوی ہے کما فی الولوالجیۃ اور یہی ظاہر الروایت ہے کما فی الخانیۃ اور فتح القدیر میں واقعات ناطفی سے منقول ہے کہ فتوی ہے
ظاہر الروایت پر کذا فی حاشیۃ المدنی تو معلوم ہوا کہ مدت رضاع میں فتوے مختلف ہے تو اس صورت میں ظاہر الروایت مرجح ہوگی واستدل لقول الامام
بقولہ تعالی و حملہ و فصالہ ثلثون شہرا اے مدۃ کل منہما ثلثون اور استدلال کیا ہے علما نے واسطے قول امام کے حق تعالی کے اس قول پاک سے کہ حمل لڑکے
کا اور دودھ سے چھوٹنا اسکا تیس مہینے میں ہے یعنی مدت ہر ایک کی دونوں میں سے تیس مہینے ہیں یعنے حمل بھی تیس مہینے اور فصال بھی تیس مہینے اسواسطے
کہ حق تعالی نے دو چیزیں ذکر کیں اور دونوں کی مدت مقرر فرمائی تو وہ پوری مدت دونوں میں سے ہر ایک کے واسطے ہوگی جیسے کوئی مدت مقرر کرے دو
قرض کیواسطے یوں کہ ... کے مجھ پر ایک ہزار درہم اور پانچ سو ... جو ہیں مہینہ بھر کے وعدہ سے تو مہینہ بھر ... کی بھی مدت ہوتی اور پورا مہینہ ہو کی بھی مدت ہوگی ... سوال
ہوتا ہے کہ اس تقریر سے لازم آتا ہے کہ مدت حمل اڑھائی برس ہو اور حالانکہ امام کے نزدیک حمل کی مدت دو برس سے زیادہ نہیں تو اسکا جواب شارح نے اپنے آیندہ قول ...
... فی الاول ... بقول عائشۃ لا یبقی الولد اکثر من سنتین ... حمل میں ثابت ہوئی عائشہ ... نے
فرمایا کہ نہیں باقی رہتا ہے لڑکا پیٹ میں زیادہ دو برس سے اور مثل اس مضمون کا معلوم نہیں ہو سکتا مگر شارع کی سماع سے یعنی تعیین مدت ... کو دخل نہیں ...
معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوگا تو ایسی صورت میں قول صحابی کا قائم مقام حدیث مرفوع کے ہو گیا چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اسکو شرح نخبۃ الفکر ...

مشرح بیان کیا ہو اور قول حضرت صدیقہؓ کا سنن دار قطنی اور بیہقی مین جمیلہ بنت سعد کی روایت سے موجود ہو کذا فی حاشیۃ المدنی پھر یہان دوسرا سوال وارد ہوا
کہ امام نے تخصیص آیت کی حدیث سے کیونکر تجویز کی حالانکہ آیت قطعی ہی اور حدیث ظنی اور تخصیص قطعی کی ظنی سے جائز نہین اسکا جواب شارح نے اگلے قول سے دیا ولانہ
مأوّلۃ لتوزیعہم الاجل علی الاقل والاکثر فلم تکن دلالتہا قطعیۃ اور آیت موصوفہ ماوّل ہو یعنی اپنے ظاہری معنی پر محمول نہین بسبب تقسیم کرنے علما کے مدت کو اقل مدت
حمل پر اور فصال اکثر مدت پر یعنی صاحبین اور شافعی وغیرہ نے تیس مہینے کو یون تقسیم کیا کہ چھ مہینے حمل کی مراد رکھے اور دو برس فصال کی پھر جب تیس مہینے کی مدت حمل اور
فصال پر اسطرح تقسیم ہوئی تو دلالت آیت کی قطعی نرہی ظنی ہوگئی اور حدیث بھی ظنی ہو تو تخصیص ظنی کی ظنی سے درست ہوگئی علی ان الواجب علی المقلد العمل بقول
المجتہد وان لم یظہر دلیلہ کما افادہ فی رسم المفتی علاوہ استدلال سے یہ ہو کہ مقلد پر واجب ہو عمل کرنا مجتہد کے قول پر اگرچہ اسکی دلیل ظاہر نہو چنانچہ قاضیخان نے اسکو بیان کیا ہو اپنے
فتاوی مین رسم مفتی کے مقام مین یعنی اگر کوئی بسبب قلت کلام کے استدلال امام کو نہ سمجھے تو کچھ حرج نہین اسواسطے کہ جسکو اجتہاد کا پایہ نہین اسپر تقلید مجتہد کے قول کی
واجب ہو گو اسکی دلیل کو نجانے تو حنفی مذہب کو مثلاً امام کا قول کافی ہو دلیل کا سمجھنا اسپر ضرور نہین لکن فی آخر الحاوی فان خالفاہ قیل یخیر المفتی والاصح ان العبرۃ
لقوۃ الدلیل لیکن حاوی قدسی کے آخر مین یون ہو کہ اگر مخالفت کی صاحبین نے امام کے کسی مسئلہ مین تو بعضون نے کہا ہو کہ مختار ہو مفتی دونون قول مین
جس قول پر چاہے فتوی دے اور بعضون نے کہا کہ امام کے قول کو مقدم رکھے اور اصح یہ ہو کہ اختلاف امام اور صاحبین مین قوت دلیل کا اعتبار ہو یعنی اگر امام رح
کی دلیل قوی ہو تو امام کے قول پر فتوی دے اور اگر صاحبین کی دلیل قوی ہو تو انکے قول پر مفتی فتوی دے لیکن قوت دلیل کو کون سمجھ سکتا ہو سوا ئے مجتہد کے
اور صاحب بحر الرائق اور نہر الفائق کو گونہ پایہ اجتہاد کا رکھتے ہین مصرح کر چکے ہین کہ مدت رضاع مین دلیل صاحبین کی قوی ہو کما قال تعالی والوالدات یرضعن اولادہن
حولین کاملین کذا فی حاشیۃ الطحطاوی والمدنی ثم الخلاف فی التحریم اما لزوم اجر الرضاع للمطلقۃ فمقدر بحولین بالاجماع پھر معلوم کیا چاہیے کہ اختلاف امام
اور صاحبین کا تحریم مین ہو یعنے امام کے نزدیک اڑھائی برس کے اندر دودھ پینے سے حرمت مرضعہ وغیرہ کی ثابت ہوتی ہو اور صاحبین کے نزدیک فقط دو برس
کے اندر لیکن لازم ہونا دودھ پلانے کی اجرت کا مطلقہ کیواسطے سو دوہی برس کر مقدر ہو باجماع امام اور صاحبین کے یعنی اگر زوج زوجہ کو طلاق دے اور وہ لڑکے کو
دودھ پلائے بعد طلاق تو فقط دوہی برس تک بالاتفاق اجرت پاویگی نہ دو برس سے زیادہ وثبت التحریم فی المدۃ فقط ولو بعد الفطام والاستغناء
بالطعام علی ظاہر المذہب وعلیہ الفتوی فتح وغیرہ قال المصنف وبہ علم ان ما فی الزیلعی خلاف المعتمد لان الفتوی متی اختلف رجح ظاہر الروایۃ اور ثابت ہوتی ہو
تحریم مدت رضاع مین فقط یعنی بعد مدت کے شیرخوارگی سے تحریم نہین مدت کے اندر تحریم ثابت ہو اگرچہ رضاعت ہو بعد دودھ چھوڑنے کے اور بسبب استغناء
طعام کے ہو بنابر ظاہر مذہب کے یعنی اگر مدت کے اندر مثلاً چھ مہینے کے بعد لڑکا روٹی دال کھانے لگا ہو اور دودھ چھٹ چکا ہو تو بھی اگر دو برس کے اندر دودھ پیئے گا
تو حرمت ثابت ہوگی اور اسی روایت پر فتوی ہو چنانچہ فتح القدیر وغیرہ مین مصرح ہو کہا مصنف نے بحر الرائق کی پیروی سے جو روایت کہ زیلعی مین ہو مخالف معتمد
کے زیلعی نے کہا کہ حسن نے امام رح سے روایت کی کہ اگر لڑکے کو دودھ کے سوا کھانے کی عادت ہوگئی قبل گذرنے مدت رضاع کے تو تحریم نہین ثابت ہوتی اور
اسی پر فتوی ہو مصنف نے کہا کہ یہ قول لائق اعتماد کے نہین اسواسطے کہ جب فتوی مختلف ہوا تو ظاہر الروایت کو ترجیح ہوئی اور ظاہر الروایت یہی ہو کہ مدت کے
اندر مطلقاً تحریم ثابت ہو کذا فی حاشیۃ المدنی ولم یبح الارضاع بعد مدتہ لانہ جزء آدمی والانتفاع بہ بغیر ضرورۃ حرام علی الصحیح شرح الوہبانیۃ اور مباح نہین
دودھ پلانا بعد مدت رضاع کے یعنی دو برس کے بعد اسواسطے کہ دودھ جزء ہو آدمی کا اور نفع لینا جزء آدمی سے بغیر ضرورت شرعی کے حرام ہو بنابر قول صحیح کے کذا فی شرح الوہبانیۃ
یعنی بعد دو برس کے لڑکا کھانے پینے لگتا ہو اب ان کے دودھ کی ضرورت نرہی یہان شبہہ ہوتا تھا کہ جب انتفاع آدمی کے دودھ سے بضرورت جائز ہوا تو بطور علاج
کے استعمال اسکا جائز ہونا چاہیے سو اس وہم کو شارح نے اپنے اگلے قول سے دفع کیا وفی البحر لا یجوز التداوی بالمحرم فی ظاہر المذہب اصلہ بول الماکول کما مر وہ
بحر الرائق مین ہو کہ جائز نہین دوا کرنا حرام چیز سے ظاہر مذہب مین اور اصل تداوی بالمحرم کی ماخوذ ہو تداوی ببول ماکول اللحم سے چنانچہ کتاب الطہارۃ مین

تو فسخ ہو جائیگا جیسا مذکور ہو چکا عتاق سے وہان لکھا کر تو دیکھ ؛ اور حرمت کا اختلاف تابع ہو حرمت جسمیت کی جو بعضون نے کہ ہو کہ جو موجب ہو
معلوم ہو اور کوئی دوسری دلیل نہ ہو سوا اس کے اور اسی روایت پر فتوی ہو جیسے شراب جائز ہو واسطے کو دفع ہلاکت جان کے مثل قطعۃ من دمہ جیسے حتی یلیس
الذہ لم یشیرہ و لیشلم بما لہ بیتنا جیسا رہ دی استحق الارضاع اور باپ کو جائز ہو بچی لونڈی سے زبردستی کرنا اسکے لڑکے کے دودھ پینے
پر جو لڑکا مولی کے فلانے سے ہو دودھ چھوڑا سکے پر جبر جائز نہین و برس سے آگے لڑکے کو دودھ چھڑانا مشروع ہو کر سے بعضرت باپ کو جبر کرنا اپنی لونڈی پر دودھ
پلانے پر بھی جائز نہین لونڈی ام ولد ہو مولی کا تو اسکو دودھ پلانے اور چھوڑانے پر اختیار ہو لڑکا مولی کے نطفے سے ہو یا غیر کے نطفے سے بالغ ہو یا اسکی نظر
کرنی ہو تو مولی کو جبر کرنا جائز نہین کذا فی حاشیۃ الشمنی و لیس لہ ذلک تعنی اذا جاز ابو عیسی مع زوجتہ الحرۃ و قبلہما ان تعنی الزوجۃ لا بوہ باپ کو جائز نہین
یعنی دونون قسم کا جبر اپنی زوجہ حرہ کے ساتھ اگر چہ قبل مدت دو برس کے ہو اسواسطے کہ حق پرورش کا زوجہ کو ہو تو دودھ پلانے اور چھوڑانے میں اسکو اختیار ہو لیکن لڑکے
یعنی دودھ چھوڑانے اور دودھ پلانے میں اگر قبل مدت کے بچہ کو جبر کرنا جائز نہین ہان بعد مدت کے دودھ چھوڑانے پر اسکو جبر کرنا درست ہو وثبت ہذہ الحرمۃ بوصولہ الی الجوف
وان قل ان علم وصولہ یجوفہ من فمہ او انفہ لا غیر فلو التقم الحلمۃ ولم یدر ادخل اللبن فی حلقہ ام لا لم یحرم لان فی المانع شکا و لو الجیہ اور ثابت ہوتا ہو رشتہ دائی کا دودھ
دودھ پینے سے اگر چہ قلیل دو چلو کا فرق نہین ہو کذا فی البزازیۃ اگر چہ دودھ نہایت قلیل ہو بشرطیکہ معلوم ہو دودھ کا پیٹ میں پہنچنا لڑکے کے منہ سے یا ناک
ناک سے نہ اور راہ سے یعنی کان میں ٹپکانے سے یا حقنہ وغیرہ سے سو اگر لڑکے نے سر پستان کو منہ میں لیا اور معلوم نہوا کہ دودھ حلق میں داخل ہوا یا نہین تو حرمت نہ
ثابت ہوگی اسواسطے کہ حلت کے مانع میں شک ہو یعنی حلت اصل ہو اور بالیقین ثابت ہو اور مانع حلت میں یعنی دودھ کے اندر جانے میں شک ہو تو شک سے یقین نہین زائل
ہوتا کذا فی الولوالجیۃ و لو ارضعہا اکثر اہل القریۃ ثم لم یدر فارادو احدہم تزوجہا ان لم یظہر علامۃ ولم یشہد بذلک جاز خانیۃ اور اگر دودھ پلایا ایک عورت کو اکثر اہل قریہ نے پھر
معلوم نہوا کہ کون کون عورت نے اسکو دودھ پلایا ہو پھر ارادہ کیا اہل قریہ میں سے کسی نے اس عورت سے نکاح کا تو اگر علامت ظاہر نہوا اور کوئی تعیین نہ کیا گواہ نہو تو نکاح
کرنا جائز ہو کذا فی الخانیۃ طحطاوی نے لکھا کہ اس علامت کو کسی نے تفسیر نہین کیا اور ممکن ہو کہ علامت کو یون بیان کیجیے کہ مثلاً ایک عورت دودھ والی بار بار آتی جاتی ہو
جہان صبیہ رہتی تھی یا اسی گھر میں وہ رہتی ہو تو یہ نشان قوی ہو دودھ پلانے پر اور تقوی ایسے مسائل میں یہ ہو کہ موقع اشتباہ میں نکاح نکرے اور واجب ہو کہ عورتون
پر واجب ہو کہ ہر لڑکے کو دودھ نہ پلاوین بلا ضرورت اور اگر پلاوین تو یاد رکھین بلکہ لکھ رکھین سیلئے تا نادانستگی میں حرام نہ واقع ہو اور خانیہ میں ہو کہ عورت کو اپنی
لڑکے کا دودھ پلانا بدون اجازت شوہر کے مکروہ ہو مگر جب ہلاک ہونے کا خوف ہو تو مضائقہ نہین اور محیط میں ہو کہ مرد کو مناسب نہین کہ اپنے لڑکے کو احمق عورت
کا دودھ پلاوے اسواسطے کہ حدیث میں منع ہو کہ دودھ کا اثر ہوتا ہو کذا فی حاشیۃ المدنی و تثبت امومۃ المرضعۃ للرضیع و تثبت ابوۃ زوج مرضعۃ اذا کان لبنہا منہ
لہ والا لا کا بھی ثابت ہوتا ہو ماں ہونا دائی کا شیر خوارگی کے واسطے اور ثابت ہوتا ہو باپ ہونا دائی کے زوج کا جبکہ دودھ دائی کا اسی زوج سے ہو اور
اگر دودھ دائی کا پہلے زوج سے ہو تو زوج ثانی کا باپ ہونا ثابت نہوگا بلکہ شیر خوار ربیب رضاعی ہوگا زوج ثانی کا چنانچہ اسکی تصریح آئیگی
فیحرم منہ ای بسببہ ما یحرم من النسب رواہ الشیخان واستثنی بعضہم احدی وعشرین صورۃ وجمعہا فی قولہ پس حرام ہوتا ہو اس سے بسبب رضاعت کے جو
حرام ہو نسب سے یہ حدیث بالمعنی ہو روایت کیا ہو اسکو بخاری اور مسلم نے مرفوع ابو ہریرہ سے اور ابن عباس رض کی روایت سے ان الفاظ سے کہ (یحرم
من الرضاعۃ ما یحرم من النسب) اور عموم اس حدیث سے بعض علماء نے اکیس صورتین مستثنی کی ہین اسکو اپنی آیندہ قول میں نظم کیا ہو سے یفارق النسب الارضاع
فی صور کام اخت او حفیدۃ الولد یعنی جدا ہو دودھ پلانا نسب سے چند صورتون میں چنانچہ پوتے کی ماں یا لڑکے کی نانی یعنی پوتے کی رضاعی ماں دادا کو حلال ہو مثلاً زید کا
بیٹا محمود ہو اور محمود کا بیٹا خالد ہو سو خالد کو ایک اجنبی عورت کریمہ نے دودھ پلایا تو زید کو کریمہ سے نکاح کرنا حلال ہو بخلاف نسب کے کہ پوتے کی ماں نسبی دادا کو
حلال نہین اسواسطے کہ خالد کی ماں زوجہ ہو محمود کی تو بہو ہوئی زید کی اور اگر محمود کا بیٹا رضاعی ہو اسطرح کہ محمود کی زوجہ نے بکر کو دودھ پلایا ہو تو زید کو

بکر کی نسبی ماں سے نکاح درست ہو اور اسیطرح بکر کو زوجہ محمود کے سواے اگر حلیمہ نے دودھ پلایا ہو تو حلیمہ بھی زید کو حلال ہو اور لڑکے کی نانی حلال ہو اسطرح کہ زید کے بیٹے عبداللہ کو حمیدہ نے دودھ پلایا تو حمیدہ کی ماں جو نانی ہوئی عبداللہ کی سو زید کو حلال ہو بخلاف نسب کے کہ عبداللہ کی نانی نسبی خوشدامن ہو زید کی تو یہ حرام ہو اور اسیطرح زید کا بیٹا ہو رضاعی خالد اسکا نام تو خالد کی نانی نسبی ہو یا رضاعی زید کو حلال ہو ۵ وام اخت اخت ابن وام اخ + وام خال وعمۃ ابن اعتمد + اور حلال ہو باعتبار رضاعت کے بہن کی ماں اور بیٹے کی بہن اور بھائی کی ماں اور ماموں کی ماں اور بیٹے کی پھوپھی سو بہن کی ماں سو اسکی بھی تین صورتیں ہیں پہلی صورت یہ کہ ماں رضاعی ہو اور بہن نسبی مثلاً زید کی سگی بہن کو حافظہ نے دودھ پلایا تو زید کو حافظہ سے نکاح درست ہو دوسری صورت یہ کہ بہن رضاعی ہو اور اسکی ماں نسبی جیسے زید کی رضاعی بہن رشیدہ ہو تو زید پر رشیدہ کی ماں نسبی حلال ہو اور تیسری صورت یہ ہو کہ ماں بھی رضاعی ہو اور بہن بھی رضاعی چنانچہ مثال سابق میں رشیدہ کی رضاعی ماں زید پر حلال ہو اور بیٹے کی بہن کی بھی تین صورتیں ہیں پہلی یہ کہ بہن رضاعی اور بیٹا نسبی چنانچہ زید کا بیٹا ہو خالد اور اسکی رضاعی بہن ہو فریدہ یعنی خالد اور فریدہ نے ایک اجنبی عورت کا دودھ پیا تو زید کو فریدہ حلال ہو دوسری یہ کہ بیٹا فقط رضاعی ہو جیسے زید کا بیٹا ناصر ہو رضاعی اور ناصر کی بہن نسبی زینب ہو تو زید پر زینب حلال ہو تیسری یہ کہ بیٹا بھی رضاعی اور اسکی بہن بھی رضاعی جیسے کہ مثال سابق میں ناصر کی بہن رضاعی زید پر حلال ہو اور بھائی کی ماں اسکی بھی تین صورتیں ہیں چنانچہ اسکی تفصیل بہن کی ماں میں مذکور ہو چکی اور ماموں کی ماں اسکی بھی تین صورتیں ہیں پہلی صورت یہ کہ زید کے ماموں نسبی کو دودھ پلایا جعفریہ نے تو زید کو ماموں کی دائی حلال ہو دوسری یہ کہ زید کے رضاعی ماموں کی نسبی ماں زید کو حلال ہو تیسری یہ کہ زید کے رضاعی ماموں کی رضاعی ماں زید پر حلال ہو اور اگر ماموں اور اسکی ماں دونوں نسبی ہوں تو حلال نہیں اسواسطے کہ ماموں کی ماں یا سگی نانی ہو یا نانا کی منکوحہ اور بیٹے کی پھوپھی اسکی بھی تین صورتیں ہیں پہلی یہ کہ زید کا بیٹا نسبی ہو حسن جس نے دودھ پیا اجنبی عورت کا جو زوجہ ہو خالد کی اور خالد کی بہن ہو عظیمہ تو عظیمہ رضاعی پھوپھی ہوئی حسن کی سو عظیمہ زید پر حلال ہو دوسری یہ کہ زید کا بیٹا رضاعی ہو قاسم سو قاسم کی نسبی عمہ زید پر حلال ہو تیسری یہ کہ قاسم نے زید کی زوجہ کے سواے کریمہ کا دودھ پیا تو کریمہ کے خاوند کی بہن زید پر حلال ہو اور اگر بیٹا اور اسکی عمہ دونوں نسبی ہوں تو زید پر اسکی عمہ حلال ہوگی اسواسطے کہ وہ بہن ہو زید کی مع ہذا یہ اکیس صورتیں جو نظم میں مندرج تھیں مفصلاً بیان ہو چکیں اسواسطے کہ ناظم نے سات صورتیں نظم کی ہیں اور ہر ایک صورت میں تین تین صورتیں محتمل ہیں تو سب اکیس ہوئیں الا ام اخیہ واختہ یعنی جو نسب سے حرام ہو وہ رضاعت سے بھی حرام ہو مگر بھائی اور بہن کی ماں اور اسکے سوا اور معطوفات آئندہ رضاعت سے حلال ہیں نہ نسب سے چنانچہ حلت کا بیان مفصل ہو چکا اس مقام میں قاضی بیضاوی کا اعتراض ہو کہ یہ جو فقہا نے حدیث یحرم من الرضاعۃ ما یحرم من النسب سے ام اخیہ وغیرہ کو استثنا کیا ہو سو صحیح نہیں اسواسطے کہ ان صورتوں کی حرمت باعتبار مصاہرت کے ہو نہ باعتبار نسب کے پھر جب مستثنٰی مستثنٰی منہ میں داخل نہوا تو استثنا کیونکر صحیح ہوگا اسکا جواب شارح نے آئندہ دیا ہو یا استثنا منقطع لان حرمتہن ذکرنا بالمصاہرۃ لا بالنسب فلم یکن الحدیث متناولا لہا استثناء کا لنقار فلا تخصیص بالعقل کما قیل یہ استثنا منقطع ہو اسواسطے کہ حرمت مذکورات کی مصاہرت کے سبب سے ہو نہ نسب کے سبب سے تو حدیث مذکور شامل نہوئی اُن صورتوں کو جنکو فقہا نے استثنا کیا ہو تو عموم حدیث کی تخصیص عقل سے نہوئی جیسا کہ بعضوں نے کہا یعنی یہ استثنا متصل نہیں جو مستثنٰی کا داخل ہونا مستثنٰی منہ میں ضرور ہو بلکہ یہ استثنا منقطع ہو اور استثنای منقطع میں مستثنٰی مستثنٰی منہ میں داخل نہیں ہوتا چنانچہ اس قول میں کہ جاء القوم الا حمارا گدہا تک قاضی بیضاوی کے اعتراض کا جواب ہو چکا پھر شارح نے اسی تقریر میں دوسرا اعتراض رفع کیا صاحب البدایہ نے کہا کہ حدیث مذکور عام ہو تو فقہا نے حدیث کو دلیل عقلی سے تخصیص کیا کہ چند صورتوں کو عموم حدیث سے نکالا شارح نے جواب دیا کہ جن صورتوں کو فقہا نے استثنا کیا ہو انکو حدیث مذکور شامل ہو نہیں تو تخصیص بالعقل کہنا غلط ہو فتح القدیر میں ہو کہ محققین کے نزدیک استثنا فقہا کا تخصیص عقلی نہیں اسواسطے کہ قرآن مجید میں محرمات نسبیہ کی یوں تعبیر ہوئی ہو کہ (حرمت علیکم امہاتکم وبناتکم واخواتکم وعماتکم وخالاتکم وبنات الاخ وبنات الاخت) سو ان الفاظ کے مسمیات جو رضاعت میں متحقق ہیں وہ بھی بلاشبہ حرام ہیں یعنی ماں اور بیٹی اور بہن اور پھوپھی اور خالہ اور بھتیجی اور بھانجی جیسے نسب سے حرام ہیں ویسے ہی یہ ساتوں رشتے رضاعت سے بھی حرام ہیں اور جنکو فقہا نے استثنا کیا ہو وہ ان سات رشتوں میں داخل نہیں تو تخصیص کیونکر

ہوں گذا فی حاشیۃ الہدایۃ فی ذلک حرمۃ ام اختہ واخیہ نسباً لکونہا امہ او موطوۃ ابیہ وہذا المعنی مفقود فی الرضاع سو حرام ہوتا ہے اور بھائی کی ماں کا ابتداً
نسب کے اسواسطے اور بہن بھائی کی ماں حقیقی یا اپنی ماں ہو یا اپنے باپ کی مدخولہ ہو اور یہ امر مفقود ہو رضاعت مین یعنی زید کے بھائی کی رضاعی ماں زید کی
ماں نہین ہو اور نہ اسکے باپ کی مدخولہ چنانچہ اسکا مفصل بیان اخر کی شرح مین مذکور ہو چکا پھر جو حلت تھی حرمت کی نسبت وجہ رضاعت مین ثابت ہو گی تو
حدیث مذکور مستثنی صورتون کو ہرگز شامل نہ ہو گی تو حصر تخصیص عقلی کا غلط ہو گیا وقس علیہ اخت ابنہ وبنتہ وجدۃ ابنہ وبنتہ وام عمہ وعمتہ
ام خالہ و خالتہ اور قیاس کرے بھائی بہن کی ماں پر بیٹا بیٹی کی بہن کو اور باقی معطوفات کو یعنی ان رشتون مین جو حرمت کا سبب نسب مین ہو وہ امر رضاعت
مین مفقود ہو بیٹا بیٹی کی بہن اور بیٹا بیٹی کی نانی اور چچا اور پھوپھی کی ماں اور ماموں و خالہ کی ماں باعتبار رضاعت کے حلال ہین چنانچہ اسکا بیان شرح نظم
مین مثالون کے ساتھ ہو گیا دوبارہ بیان ضرور نہین لیکن چچا اور عمہ کی ماں کی حلت وہان مذکور نہین سو اسکا بیان دریافت کرنا چاہیے کہ مثلاً زید کا چچا اور عمہ نسبی
انکو ایک اجنبی عورت نے جسکا جمیلہ نام ہو دودھ پلایا سو زید پر جمیلہ حلال ہو اور اسیطرح اگر زید کا چچا رضاعی ہو یعنی زید کے باپ اور اسکے حمید کا دودھ پیا ہو
پھر رضاعی بھائی نے فریدہ کا دودھ پیا تو زید کو فریدہ حلال ہو اور باعتبار نسب کے چچا یا عمہ کی ماں حلال نہین اسواسطے کہ چچا کی نسبی ماں یا تو دادی ہو یا دادا کی
مدخولہ اور یہ دونون حرام ہین وکذا ام عمہ ولدہ وبنت عمتہ وبنت اخت ولدہ وام اولاد اولادہ وغیرہ من الرضاع حلال للرجل اور اسیطرح اپنے ولد کی عمہ اور اپنے
ولد کی عمہ کی بیٹی اور اپنے ولد کی بہن کی بیٹی اور اپنے پوتے کی ماں سو یہ سب رشتے اس طرح سے یعنی رضاعت سے حلال ہین مرد کو چنانچہ انکا بیان نظم کے ترجمہ مین
گذرا لیکن ان دو کا بیان ضرور ہو ایک یہ کہ ولد کی عمہ کی بیٹی رضاعت سے حلال ہو نسب سے اسواسطے کہ بہن کی بیٹی بھانجی ہوئی دوسری یہ کہ ولد کی بہن کی بیٹی رضاعت
سے حلال ہو نسب سے اسواسطے کہ یا ذاتی بیٹی ہو یا ربیبہ کی بیٹی سو یہ دونون حرام ہین کذا اخو ابن المرأۃ لہا فتلک عشر صور اور اسیطرح عورت کے بیٹے کا بھائی عورت کو
حلال ہو یہ صورت مکرر ہو گئی متن کے قول ام اخیہ سے یعنی مثلاً حبیب زید کے بھائی کی ماں زید پر حلال ہوئی تو زید کے بھائی کی ماں پر زید بھی حلال ہوا سو زید اس عورت کے
بیٹے کا بھائی ٹھہرا شارح کہتا ہو سو دس صورتین ہین پہلی صورت بھائی بہن کی ماں دوسری بیٹا بیٹی کی بہن تیسری بیٹا بیٹی کی دادی چوتھی چچا اور عمہ کی ماں پانچوین ماموں
اور خالہ کی ماں چھٹی ولد کی عمہ ساتوین ولد کی عمہ کی بیٹی آٹھوین ولد کی بہن کی بیٹی نوین پوتے کی ماں دسوین عورت کے بیٹے کا بھائی لیکن دسوین صورت مکرر ہو اسواسطے
کہ مشابہات سے ہو تو حقیقت مین نو صورتین ہین ثم یتصل باعتبار الذکورۃ والانوثۃ الی عشرین پس صورتین باعتبار مرد ہونے اور عورت ہونے مضاف الیہ کے بیس صورتون
تک پہونچتی ہین کہ اگر مضاف الیہ کو مذکر فرض کیجیے تو یون ہوگا بھائی کی ماں اور بیٹے کی بہن اور بیٹے کی دادی اور چچا کی ماں اور ماموں کی ماں اور بیٹے کی عمہ اور
بیٹے کی عمہ کی بیٹی اور بیٹے کی بہن کی بیٹی اور پوتے کی ماں اور اگر مضاف الیہ کو عورت فرض کیجیے تو یون ہوگا بہن کی ماں اور بیٹی کی بہن اور بیٹی کی دادی اور عمہ کی ماں
اور خالہ کی ماں اور بیٹی کی عمہ اور بیٹی کی عمہ کی بیٹی اور بیٹی کی بہن کی بیٹی اور پوتی کی ماں وباعتبار ما یحل لہ او لہا الی اربعین مثلاً یجوز تزوجہ بام اخیہ وتزوجہا باب
اخیہا اور اس اعتبار سے کہ یہ بیس صورتین مرد کو حلال ہین یا عورت کو حلال ہین تو چالیس صورتون تک نوبت پہونچے گی مثلاً جب مرد کے واسطے حلت ہو تو
تو اول صورت مین یون کہا جائیگا کہ مرد کو اپنے بھائی کی ماں سے نکاح کرنا جائز ہو اور جب عورت کے واسطے حلت ہو گی تو اس صورت مین یون بولینگے
کہ عورت کو اپنے بھائی کے باپ سے نکاح کرنا درست ہو ہم جو متن اور شرح مین مثالین ہین سو مرد کی حلت کی ہین اور عورت کی حلت مین یون بولینگے
کہ بھائی کا باپ اور بیٹے کا بھائی اور بیٹے کا دادا اور چچا کا باپ اور ماموں کا باپ اور بیٹے کا ماموں اور بیٹے کے ماموں کا بیٹا اور بیٹے کی بہن کا بیٹا اور
پوتے کا باپ عورت کو حلال ہو دو مثالون مین خلاف قیاس تعبیر واقع ہو گی اسواسطے کہ بیٹے کا چچا اور بیٹے کی عمہ کا بیٹا نسب سے بھی حرام ہین اور بیان
اسکا بیان ہو جو رضاعت سے حلال ہو نہ نسب سے اور بعضون نسخون مین تزوجہا بابی اخیہا کے مقام پر تزوجہا بابن اخیہا واقع ہو سو غلط ہو کذا فی حاشیۃ
المدنی وکل منہا یجوز ان یتعلق الجار والمجرور اعنی من الرضاع تعلقاً معنویاً بالمضاف کام کان تکون لہ اخت نسبیۃ لہا ام رضاعیۃ او بالمضاف الیہ

کالاخ کان یکون لاخ نسبی لام رضاعیۃ او بہا کان تجتمع مع آخر علی ثدی اجنبیۃ ولاخیہ رضاعا ام اخری رضاعیۃ ہی مایۃ وعشرون وہذا من خواص
کتابنا اور ہرایک صورت کو ان چالیس صورتون سے جائز ہی کہ جار اور مجرور یعنی من الرضاع باعتبار تعلق معنوی کے متعلق ہو مضاف سے یعنی من الرضاع
مقدر ہی بعد استثنا کے اس قرینہ سے کہ مستثنیٰ منہ مین مذکور ہی تو تقدیر کلام یون ہی کہ یحرم من الرضاع مایحرم من النسب الا ام اختہ من الرضاع سو یہ جار مجرور
مضاف سے متعلق ہو جیسے ام اختہ مین ام کا لفظ اسطرح کہ مثلاً زید کی نسبی بہن کی رضاعی مان ہو یا من الرضاع متعلق ہو مضاف الیہ یعنی اخ کے لفظ
سے اسطرح کہ اُسکے بھائی نسبی کی رضاعی مان ہو اس مثال مین شارح سے خطا ہوگئی یون کہنا ٹھیک تھا لاخ رضاعی لام نسبیۃ یعنی رضاعی بھائی کی نسبی مان یا من الرضاع
مضاف اور مضاف الیہ دونون سے متعلق ہو اسطرح کہ ایک شخص دوسرے کے ساتھ اجنبی عورت کی چھاتی پر مجتمع ہو یعنی مثلاً زید خالد کے ساتھ اجنبی عورت کا جسکا زینب نام
ہی دودھ پیے اور اسکے رضاعی بھائی کی زینب کے سوا اور رضاعی مان ہو چنانچہ کلثوم سو کلثوم زید پر حلال ہی تو اس صورت مین بھائی بھی رضاعی ہی اور اسکی مان بھی رضاعی
ہی یعنی خالد اور کلثوم تو یہ ایکسو بیس صورتین ہوئین اسطرح پر کہ چالیس صورتین ہین ہر ایک صورت مین تین صورتین نکلین باعتبار تعلق جار او مجرور کے اور چالیس کو تین مین ضرب
دینے سے ایکسو بیس ہوتے ہین شارح کہتا ہی کہ ایسا بیان ہماری کتاب کے خواص مین سے ہی یعنی ایکسو بیس صورتین مسائل رضاعیہ مین نکالنا فقط درالمختار کا خاصہ ہی دوسری کتاب
فقہ مین اتنا بیان نہین سید احمد طحطاوی نے ذکر کیا کہ ابن وہبان نے شرح منظومہ مین مسائل استثنائی رضاعت کے کچھ اوپر ستر پہونچا ئے بحر الرائق مین کہا کہ یہ اسکی کتاب کا خاصہ ہی مجر صاحب
بحر الرائق نے مسائل مذکورہ کو اکاسی تک پہونچایا اور صاحب النہر الفائق نے ایک سو آٹھ تک پہونچایا اور کہا کہ یہ میری کتاب کے خصائص سے ہی سو شارح نے چاہا کہ ایکسو بیس تک
پہونچاوے سو اُسکا ارادہ پورا ہوا اسواسطے کہ نہر الفائق مین نو صورتون کی بناتھی شارح نے دسوین صورت زیادہ کی سو مکرر ہوگئی چنانچہ اسکا بیان سابق مین گذرا تو اس حساب سے
ایکسو بیس سے بارہ صورتین نکل گئین تو وہی نہر الفائق والی ایکسو آٹھ صورتین باقی رہ گئین اور شیخ عابد محشی مدنی نے دوسو سولہ تک نوبت پہونچائی ہی اور کہا ہی کہ یہ ہماری شرح
کے خصائص سے ہی مترجم نے بخوف طوالت کتاب کے انکو ذکر نہ کیا واللہ علیم الصواب تکامل تلاحق الافکار کا مطلب اس مقام مین حل ہوگیا وتحل اخت اخیہ رضاعا یصح اتصاله
بالمضاف کان یکون لاخ نسبی لہ اخت رضاعیۃ وبالمضاف الیہ کان یکون لاخیہ رضاعا اخت نسبا وبہما وہو ظاہر اور حلال ہی اپنے بھائی کی بہن باعتبار رضاعت کے صحیح
ہی اتصال رضاعت کا مضاف سے جسطرح کہ اُسکے نسبی بھائی کی رضاعی بہن ہو اور صحیح ہی کہ مضاف الیہ سے متصل ہو جسطرح کہ اُسکے رضاعی بھائی کی نسبی بہن ہو اور یہ بھی صحیح ہی کہ مضاف
اور مضاف الیہ دونون سے متصل ہو اور وہ ظاہر ہی یعنی رضاعی بھائی کی رضاعی بہن ہو لیکن رضاعی بھائی کی بیٹی حرام ہی مثل نسب کے کذا فی حاشیۃ المدنی عن الخلاصۃ
وکذا نسبا بان یکون لاخیہ لابیہ اخت لام فہو متصل بہما لا باحدہما للزوم التکرار کما لایخفی اور اسیطرح حلال ہی اپنے بھائی کی بہن باعتبار نسب کے اسطرح کہ سوتیلے بھائی
کی مادری بہن ہو یعنی زید اور خالد ایک باپ مین مشترک ہون اور مان دونون کی مختلف اور خالد اور کریمہ فقط ایک مان مین مشترک اور باپ مین مختلف تو زید کو کریمہ حلال ہی تو لفظ
نسب کا مضاف اور مضاف الیہ دونون سے متصل ہی نہ ایک سے بسبب لازم آنے تکرار کے چنانچہ یہ چھپا نہین اسواسطے کہ اگر فقط مضاف سے نسب متصل ہو تو مضاف الیہ رضاعی ہوگا اور اگر
مضاف الیہ سے متصل ہو تو مضاف نسبی ہوگا اور یہ دونون صورتین مسائل سابقہ مین داخل ہین ولاحل بین رضیعی امرأۃ لکونہما اخوین وان اختلف الزمن والاب اور حلت
نہین ایک عورت کے دو شیرخوارون مین اسواسطے کہ وہ دونون بھائی ہین اگرچہ مختلف ہو زمانہ شیرخوارگی کا اور مختلف ہو دونون کا باپ رضاعی ولاحل بین الرضیعۃ وولد
مرضعتہا ای التی ارضعتہا وولد ولدہا لانہ ولد الاخ اور حلت نہین درمیان عورت شیرخوار کے اور اسکی دائی کے بیٹے کے اسواسطے کہ دونون بہن بھائی ہین اگرچہ دائی کے
بیٹے نے اپنی مان کا مطلق دودھ نہ پیا ہو اور اسیطرح حلت نہین شیرخوار عورت مین اور اسکی دائی کے پوتے مین اسواسطے کہ دائی کا پوتا بھتیجا ہی اُسکا ولبن بکر بنت
تسع سنین فاکثر محرم والا لا جوہرۃ اور دودھ کنواری نو برس کی عمر والی کا اور زیادہ عمر والی کا حرمت رضاعت کی ثابت کرتا ہی اور اگر نو برس سے عمر کم ہی تو اُسکے
دودھ سے حرمت نہین کذا فی الجوہرۃ کنواری عورت سے مراد یہ کہ جسکی وطی نہ ہوئی ہو نہ نکاح سے نہ زنا سے وکذا یحرم لبن میتۃ ولو محلوبا فیصیر ناکحہا محرما للمیتۃ فیمہا
ویدفنہا اور اسی طرح حرمت رضاعت کی ثابت کرتا ہی مردہ عورت کا دودھ اگرچہ برتن مین دوہا ہو تو نکاح کرنیوالا میت کا محرم ہوگیا میت کا تو میت کا بلا حائل تیمم کراوے

[illegible] ایک صغیرہ [illegible] عورت کا دودھ [illegible] حرمت [illegible]
[illegible] صغیرہ [illegible]
کیا [illegible] حرمت [illegible] ثابت [illegible]
الا [illegible] کہ اس [illegible] حرمت مصاہرت کی ثابت نہیں ہوتی [illegible]
[illegible] رضاعت [illegible]
[illegible] ذکر [illegible] حرمت [illegible] الہدایہ [illegible]
کیونکہ ثابت [illegible] حرمت مصاہرت کا سبب [illegible] المراۃ
[illegible] اسی طرح حرمت رضاعت کی ثابت کرتا ہو [illegible] دودھ [illegible]
عورت دودھ [illegible] اور اسی طرح جبکہ [illegible] دودھ برابر مخلوط ہو تو دونوں عورتوں کی [illegible] بالاتفاق ثابت ہوگی [illegible]
[illegible] حرمت [illegible] مطلقاً یعنی دونوں عورتوں کے مخلوط دودھ سے دونوں [illegible] ان کی حرمت برابر سے ثابت ہو خواہ [illegible] دودھ
برابر ہوں خواہ کم [illegible] بعضوں نے کہا ہے کہ یہی قول اصح ہے لا یحرم المخلوط بالطعام مطلقا وان [illegible] وکذا [illegible] حرمت ثابت نہیں
کرتا وہ دودھ جو مخلوط ہو طعام کسی طرح اگرچہ اس مخلوط دودھ کو گھونٹ گھونٹ پیا ہو اور اسیطرح اگر دودھ کو پنیر بنایا ہو تو بھی حرمت ثابت نہیں ہوتی اسواسطے کہ نام رضاعت کا ایسے پر نہ
واقع ہوتا یعنی پنیر کھانے کو دودھ پینا نہیں بولتے کذا فی بحر الرائق ولا الاحتقان والاقطار فی اذن واحلیل وجائفۃ وآمۃ اور حرمت ثابت نہیں کرتا دودھ حقنہ لینا اور کان میں
اور سوراخ ذکر اور پیٹ کے زخم اور سر کے زخم میں دودھ کا ٹپکانا ولا لبن رجل وخنثی مشکل الا اذا قال النساء انہ لا یکون علی غزارتہ الا للمرأۃ [illegible] اور حرمت ثابت نہیں کرتا مرد
اور خنثی مشکل کا دودھ مگر جبکہ عورتیں خنثی مشکل کے دودھ کو کہیں کہ اس کثرت کا دودھ بجز عورت کے نہیں ہوتا تو البتہ اسسے حرمت ثابت ہوگی احتیاطا اور اگر عورتیں [illegible] دودھ کو
یوں کہیں تو حرمت نہ ثابت ہوگی کذا فی الجوہرہ مرد کے اگر دودھ نکلے تو وہ حقیقت میں دودھ نہیں اسواسطے کہ حقیقت میں دودھ اسکا ہوتا ہے جس سے ولادت متصور ہو ولبن
شاۃ ونحوہا لعدم الکرامۃ اور حرمت رضاعت کی ثابت نہیں کرتا بکری کا دودھ اور اسکے سوا اور حیوانات کا دودھ بسبب عدم بزرگی کے یعنی حرمت رضاعت کی بطریق کرامت و فضیلت
کے باشتباہ جزئیت کے ہے اور آدمی اور بہائم میں جزئیت نہیں ولو ارضعت الکبیرۃ ولو بانۃ ضرتہا الصغیرۃ وکذا الواجرۃ رجل فی فیہا حرمتا [illegible] اللبن منہ
[illegible] تزوج الصغیرۃ ثانیا اور اگر دودھ پلایا زوجہ کبیرہ نے اگرچہ مطلقہ بائنہ ہو اپنی صغیرہ سوت کو اور اسیطرح اگر اسکے دودھ کو کسی مرد نے زوجہ صغیرہ کے حلق میں ٹپکا دیا
تو کبیرہ اور صغیرہ دونوں اپنے زوج پر دائمی حرام ہو جاوینگے اسواسطے کہ ماں اور بیٹی رضاعی کا اجتماع ہوا بشرطیکہ وطی کی ہو زوج نے ماں کی یعنی زوجہ کبیرہ کی یا دودھ کبیرہ کا زوج سے
اور اگر زوجہ کبیرہ کی وطی کی ہو اور دودھ زوج سے نہ ہو تو جائز ہے زوج کا نکاح کرنا صغیرہ سے دوسری بار اسواسطے کہ پہلا نکاح بسبب جمع ہونے ماں اور بیٹی کے ٹوٹ گیا اور دوسری بار صحیح
ہوا کہ زوجہ کبیرہ مدخولہ نہ تھی تو صغیرہ ربیبہ ہوئی اور ربیبہ سے نکاح درست ہے جب اسکی ماں غیر مدخولہ ہو اور کبیرہ سے مطلقا نکاح جائز نہیں اسواسطے کہ بیٹی کا فقط عقد ماں کو حرام کرتا ہے دخول
ہو یا نہ ہو اور اگر کبیرہ غیر مدخولہ نے بعد طلاق کے صغیرہ کو دودھ پلایا تو صغیرہ کا نکاح فسخ نہ ہوگا اسواسطے کہ پلانے کے وقت کبیرہ سوت [illegible] کی نہ رہی اسواسطے کہ غیر مدخولہ کی عدت نہیں
کذا فی حاشیۃ المدنی ولا مہر للکبیرۃ ان لم توطأ لمجی الفرقۃ منہا وللصغیرۃ نصفہ لعدم الدخول اور کچھ مہر نہیں زوجہ کبیرہ کا بشرطیکہ مدخولہ نہ ہو بسبب آنے جدائی کے اسکی
طرف سے اور زوجہ صغیرہ کو نصف مہر ملیگا بسبب عدم دخول کے اور اگر کبیرہ مدخولہ ہوگی تو کل مہر پاویگی لیکن عدت کا نفقہ [illegible] ویرجع الزوج بہ
علی الکبیرۃ ان تعمدت الفساد [illegible] عاقلۃ [illegible] بالنکاح وبالفساد [illegible] رجوع
کرے زوج [illegible] کبیرہ پر [illegible] اس مرد پر جسنے اسکا دودھ صغیرہ کی حلق میں ڈالا [illegible] نصف مہر جو صغیرہ کو دیا اسکو کبیرہ سے [illegible] دودھ

پلانے سے فساد نکاح کا قصد کیا ہو بایں طرح کہ کبیرہ دودھ پلانے کے وقت عاقل ہو اور اپنی خوشی دودھ پلایا ہو جاگتی ہو اور صغیرہ کے نکاح کو اور رضاعت سے فساد نکاح کو جانتی ہو اور
دفع گرسنگی اور ہلاکی صغیرہ کا قصد نہ ہو تب اسکو نصف مہر دینا ہوگا قالوا الا ان التسبب یشترط فیہ التعدی اور اگر کبیرہ نے دودھ پلانے سے فساد نکاح کا قصد نہ کیا اسطرح پر کہ وہ اسوقت
مجنونہ تھی یا سوتی تھی یا اسپر کسی نے جبر کیا یا وہ نکاح صغیرہ کو اور فساد رضاعت کو نہ جانتی تھی یا اسکو دفع گرسنگی اور ہلاکی صغیرہ کی مقصود تھی تو ان صورتوں میں زوج
نصف مہر کو کبیرہ سے نہ لے سکیگا اسواسطے کہ ضمان دینے میں تعدی اور زیادتی شرط ہے اور ان صورتوں میں کبیرہ کی تعدی نہیں ہے والقول لہا ان لم یظہر منہا تعمد الفساد معراج اور قول
کبیرہ کا قسم کے ساتھ معتبر ہوگا اگر اسکی طرف سے فساد کا قصد ظاہر ہوگا کذا فی معراج الدرایہ طلق ذات لبن فاعتدت و تزوجت باخر فحملت و ارضعت فحکمہ من الاول
لانہ منہ بیقین فلا یزول بالشک و یکون ابنا للثانی حتی تلد فیکون اللبن من الثانی طلاق دی یا زوج نے دودھ والی زوجہ کو پھر وہ عدت بیٹھی اور بعد عدت کے اسنے دوسرے
زوج سے نکاح کیا سو اسکو حمل رہ گیا اور اسنے کسی صغیرہ کو دودھ پلایا تو حکم اس دودھ کا زوج اول کیطرف ہوگا اسواسطے کہ یہ دودھ زوج اول کا ہے بالیقین تو یقین زائل نہ ہوگا شک سے تو صغیر زوج
اول کا بیٹا ہوگا اور زوج ثانی کا ربیب ہوگا تو زوج ثانی کی بیٹی کا نکاح اس صغیر سے جائز ہوگا زوج اول کا حکم ثابت رہیگا یہانتک کہ وہ عورت جنے پھر جب جننے گی تو اب زوج ثانی سے
دودھ ثابت ہوگا والوطی بالشبہۃ کالحلال قیل وکذا الزنا والاوجہ لا فتح اور شبہہ کی وطی حلال وطی کی برابر ہے حرمت کی رضاعت کے ثبوت میں اور بعضوں نے کہا اور اسیطرح زنا سے
بھی حرمت ثابت ہوتی ہے اور قول معقول یہ ہے کہ زنا کے دودھ سے حرمت نہیں کذا فی فتح القدیر مثلاً ایک عورت کی وطی ہوئی شبہہ سے سو وہ حاملہ ہوئی اور جنی اور پھر اسنے نکاح کیا
بعد اسکے دودھ پلایا صغیر کو تو یہ صغیر بیٹا اس مرد کا ہوگا جسنے شبہہ سے وطی کی نہ اسکے زوج کا اور اسی طرح زنا کذا فی حاشیۃ الطحطاوی قال لزوجتہ ہذہ رضیعتی ثم رجع عن قولہ
صدق لان الرضاع مما یخفی فلا یمنع التناقض فیہ ایک مرد نے اپنی زوجہ کو کہا کہ یہ میری رضاعی بہن ہے پھر اپنے اس قول سے پلٹا یعنی منکر ہوا کہ میں نے غلطی سے کہا تو اسکو
صادق جانیں گے اور زوجہ کی تفریق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ شیرخوارگی اس قسم کی چیز ہے کہ مخفی رہ سکتی ہے تو اسمیں تناقض قول کا ممنوع نہیں ہے ولو ثبت علیہ
بان قال بعدہ ہو حق کما قلت و نحوہ ہکذا فسر الثبات فی الہدایہ وغیرہا فرق بینہما اور اگر ثابت رہا زوج اول اقرار پر اس طرح پر کہ اسکے بعد بھی
کہہ گیا کہ قول اول حق ہے جیسا کہ میں نے کہا اور مانند اس کلام کے ایسی ہی تفسیر ثبات کی ہدایہ وغیرہ میں ہے تو درصورت ثبات تفریق کرائی جائیگی زوج اور زوجہ میں
خانیہ میں ہے کہ قاضی تفریق کردیگا کذا فی حاشیۃ المدنی وان اقرت المرأۃ بذلک ثم اکذبت نفسہا و قالت اخطات و تزوجہا جاز کما لو تزوجہا
قبل ان تکذب نفسہا وان اصرت علیہ لان الحرمۃ لیست الیہا قالوا وبہ یفتی فی جمیع الوجوہ بزازیہ اور اگر اقرار کیا عورت نے اسکا یعنی یوں کہا کہ مرد میرا رضاعی
باپ ہے یا بھائی اور مرد اسکا منکر ہے پھر عورت نے آپ کو جھٹلایا اور کہا کہ میں نے خطا کی تھی دعوی رضاعت میں اور اس مرد نے اس عورت سے نکاح کیا تو درست ہے چنانچہ
مرد کو جائز ہے کہ عورت سے نکاح کرے قبل اسکے کہ عورت اپنی خطا کی قائل ہو اگرچہ عورت دعوی رضاعت پر مصر رہے تو بھی نکاح درست ہے اسواسطے کہ شرع میں حرمت کا اختیار
عورت کو نہیں ہے علماء نے کہا کہ اسی پر فتوی ہے جمیع اقسام میں کذا فی البزازیہ یعنی مرد کو نکاح کرنا اور اسکے پاس رہنا حلال ہے خواہ عورت نے مرد کو باپ رضاعی کہا ہو خواہ بھائی یا یوں کہا
ہو کہ میں نے اس سے خلع کیا ہے اسنے مجھکو طلاق بائن دی ہے سو اسکو میرے پاس رہنا نہ چاہیے اور مرد کو باوجود ایسے اقرار کے نکاح اسواسطے جائز ہوا کہ عورت کا مستعد ہونا نکاح
پر دلیل ہے کہ وہ دعوی رضاعت میں جھوٹی ہے یہ فتوی ہے لیکن ایسے مقام میں تقوی یہ ہے کہ نکاح نہ کرے اسواسطے کہ حدیث میں ثابت ہے کہ جو شبہات سے بچا اسکا دین سلامت رہا
کذا فی حاشیۃ المدنی ومفادہ انہا لو اقرت بثلث من رجل حل لہا تزوجہا اور مفاد تعلیل سابق کا یہ ہے کہ اگر عورت اقرار کرے تین طلاق کا ایک مرد سے تو حلال ہے اس
عورت کو اس مرد سے کہ نکاح کرے اسواسطے کہ طلاق عورت کے حق میں مخفی رہ سکتی ہے تو اسکو رجوع کرنا اس اقرار سے درست ہے کذا فی النہر عن الصغری لیکن یہ حکم
ظاہر کا ہے اور اگر عورت کو تین طلاق کا یقین ہو تو باعتبار دیانت کے عورت کو نکاح اس مرد کا حلال نہ ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلاً عن الحلبی ولو اقرا بذلک
جمیعا ثم اکذبا انفسہما وقالا اخطانا ثم تزوجہا جاز یا اقرار کیا اس رضاعت کا عورت مرد دونوں نے پھر دونوں نے آپ کو جھٹلایا اور کہا کہ ہمنے خطا کی اقرار
رضاعت میں پھر مرد نے اس عورت سے نکاح کیا تو جائز ہے اور اگر قیام نکاح کی حالت میں یوں کہا تو دونوں میں تفریق نہ واقع ہوگی کذا فی حاشیۃ الطحطاوی

ان کی اولاد میں ... نسب نہیں ثابت ہوگا ... فاثبت عليه لو قال هذه اختي او امي ونسبها معروف فاثم قال وهمت صح ان ثبت عليه فرق

بینہما ... یعنی اگر ... [illegible] ... کہا کہ یہ میری ماں ہے ... [illegible]

... [illegible] ... نسب معروف ہے ... [illegible] ... اور نسب ... [illegible]

... [illegible] ... نسب ... اقرار کرنے ... ثابت ہے ... تفریق واقع ہوگی اور ... [illegible] ... کی حرمت ... [illegible]

... [illegible] ... في الرضاع حجة حجة المال وهي شهادة عدلين او رجل وامرأتين لكن لا تقع الفرقة الا بتفريق القاضي لتضمنها حق العبد

رضاعت کی حجت کا ثبوت وہی ہے جو ثبوت مال کی حجت ہے یعنی گواہی دو عادل مردوں کی یا ایک عادل مرد اور دو عادل عورتوں کی لیکن اگر ... [illegible]

رضاعت کی ... [illegible] ... قاضی کی تفریق کے اسواسطے کہ شہادت متضمن ہے حق العبد کو یعنی اگر نکاح قائم ہے تو ابطال حق عبد ہوتا ہے اور اگر نکاح نہیں تو

ابطال ملک ... [illegible] ... ثبوت رضاعت کا ... بدون حکم قاضی کے ولا يتوقف ثبوته على دعوى المرأة الظاهر لتضمنها حرمة الفرج ... [illegible]

... [illegible] ... ثبوت ... عورت کے دعوی پر ثبوت اسکا موقوف نہیں بسبب متضمن ہونے رضاعت کے حرمت ... کی حرمت کو اور ... کے حق

... ثبوت ... دعوی پر موقوف نہیں كما في الشهادة ... ثبوت ... دعوی پر موقوف نہیں جیسے کہ عورت کی طلاق کی گواہی میں دعوی کی ضرورت نہیں ہے

... دعوی پر موقوف نہیں ... الرضاع ... المقام ... القاضي ... [illegible]

... التزوج ... شرح وهبانية اور اگر گواہی دی نزدیک عورت کے دو عادل گواہوں نے دونوں کی رضاعت پر یعنی ... کہ وہ عورت

... رضاعی بھائی بہن ہیں ... گواہی دی دو عادلوں نے عورت کی تین طلاق پر اور زوج اسکا انکار کرتا ہے ... [illegible]

... [illegible] ... عورت کو مرد کے ساتھ قیام کرنا اسواسطے کہ حرمت رضاعت کی ثابت ہوگئی فقط حکم قاضی کا باقی رہا اور عورت کو جائز ہے ... [illegible]

... [illegible] ... اگر عورت کو قدرت ... روکنے کی ... لیکن اس روایت پر فتوی نہیں اسواسطے کہ حکم قاضی رضاعت کی گواہی سے

... [illegible] ... تین طلاق کی گواہی ... اور قول ضعیف ہے ... دوسرے سے نکاح کرلینا باعتبار دیانت جائز ہے

كذا في شرح الوهبانية ... شرح وهبانیہ کی عبارت نقل کی ... اگر دو گواہ ... رضاعت کی گواہی ... عورت کو ... عادل ہیں اور

... نکاح کرلینا ... [illegible] ... کے فروع مسائل ... القاضي بالتفريق بالرضاع

بشهادة امرأة ... [illegible] ... ایک عورت کی گواہی سے ... حکم نافذ ہوگا اسواسطے کہ شہادت ... [illegible]

زوجہ کی ... [illegible] ... حرمت ثابت نہیں ہوتی تزوج صغيرين ... كالمرأة ولبنهما من رجل ... النساء

... [illegible] ... یعنی ایک صغیرہ کو عورت نے ... ایک صغیرہ کو دودھ پلایا اور دوسری عورت نے دوسری صغیرہ کو دودھ پلایا اور

دونوں عورتوں کا ایک مرد سے ہے یعنی دونوں کا زوج ایک ہے تو دونوں عورتیں نصف نصف مہر کی ضامن ہونگی اگرچہ دونوں نے عمداً فساد کیا ہو اسواسطے کہ فساد نکاح کا

سبب بہن ہوجانے دونوں صغیرہ کا ہوگیا یعنی جب دونوں عورتوں کا دودھ ایک مرد کے نطفہ سے ہوا تو وہ مرد رضاعی باپ ہوا دونوں صغیرہ کا اور دونوں صغیرہ آپس میں ایک دوسرے کی

بہن ہوگئیں نکاح ٹوٹ گیا بسبب جمع بين الاختين کے ... نصف نصف مہر ... [illegible] ... نہیں لے سکتا اسواسطے کہ ... [illegible]

حرمت ... [illegible] ... دونوں کے عارض ہوگئی ... [illegible] ... الفساد ... لا اللزوم

... [illegible] ... بیٹے نے باپ کی زوجہ کا ... نکاح باپ کا ... [illegible] ... کا سبب ... [illegible]

اور یہی کہا ... فساد نکاح ... [illegible] ... ضامن ہوگا اسواسطے کہ ... [illegible]

کتاب الطلاق

هو لغة رفع القيد لكن جعلوه في المرأة طلاقا وفي غيرها اطلاقا فلذا كان انت مطلقة بالسكون كناية یہ کتاب ہے جسمین مسائل طلاق کے مذکور ہین طلاق لغت
عرب مین بمعنی رفع قید ہے یعنے بند کھولنا لیکن فقہانے عورت کی رفع قید نکاح مین طلاق بولنا قرار دیا ہے اور عورت کے سوا اور چیز کی رفع قید مین اطلاق مستعمل ہے
تو اسواسطے انت مطلقة بسکون طا کنایہ ہے طلاق سے اسواسطے کہ مطلقہ اطلاق سے مشتق ہے اور اطلاق بمعنی طلاق کے مستعمل نہین شرعا رفع قيد النكاح في الحال
بالبائن او المآل بالرجعي بلفظ مخصوص هو ما اشتمل على الطلاق فخرج الفسوخ كخيار عتق وبلوغ وردة فانه فسخ لا طلاق اور طلاق شرع مین رفع قید نکاح کو کہتے ہین خواہ رفع
قید فی الحال ہو جیسے کہ طلاق بائن سے یا آخر کار رفع قید ہو جیسے کہ طلاق رجعی سے بعد گذرنے عدت کے اسواسطے کہ زوج کو عدت کے اندر رجعت کا اختیار ہے اور اگر زوج عدت مین
مرجاے تو زوجہ مطلقہ اسکی وارث ہوگی رفع قید نکاح ہو لیکن واسطے لفظ مخصوص کے لفظ مخصوص سے مراد وہ جو شامل ہے طلاق پر طلاق صریح ہو یا کنایہ رجعی ہو یا بائن لیکن لفظ مخصوص کی قید
سے فسوخ نکاح نکلگئی جیسے خیار عتق لونڈی کا اور خیار بلوغ صغیر اور صغیرہ کا اور فسخ بسبب ارتداد کے تو تفریق ان صورتون مین فسخ ہے نہ طلاق چنانچہ شارح نے باب الولی مین اقسام فسخ اور طلاق کے
ضمن اشعار مفصل بیان کیے ہین اور مراد قید نکاح سے وہ احکام ہین جو نکاح صحیح سے ثابت ہین چنانچہ حلت وطی اور حلت نظر اور ملک استمتاع اور ملک حبس وغیر ذلك بهذا علم ان عبارة الكنز والملتقى
منقوضة طردا وعكسا بحر اور اس لفظ مخصوص کی قید سے معلوم ہو گیا کہ مقرر عبارت کنز اور ملتقی الابحر کی تعریف طلاق مین منقوض ہے باعتبار جمع و منع کے کذا فی البحر الرائق کنز اور ملتقی مین یہ
عبارت ہے کہ الطلاق رفع القيد الثابت شرعا بالنكاح یعنی طلاق عبارت ہے رفع قید نکاح سے جو شرعا ثابت ہے تو یہ تعریف افراد محدود کو یعنی طلاق کو جامع نہین کیونکہ رجعی کو شامل نہین اسواسطے کہ
اسمین رفع قید بالفعل نہین بلکہ بعد عدت کے ہے اور غیر محدود کی مانع نہین اسواسطے کہ تفریق ارتداد اور خیار بلوغ اور خیار عتق وغیرہ پر بھی تعریف صادق آتی ہے اور حالانکہ یہ جزئیات فسخ مین
طلاق نہین سو اسواسطے مصنف نے لفظ مآل کا زیادہ کیا تاکہ طلاق رجعی داخل رہے اور لفظ مخصوص کو بھی زیادہ کیا تاکہ فسوخ حد طلاق سے نکل جاوین وايقاعه مباح عند العامة لاطلاق
الآيات اكمل اور طلاق دینا مباح ہے نزدیک جمہور فقہا کے بسبب مطلق ہونے آیات طلاق کے کما ذکرہ اکمل یعنی آیات قرآنی مین طلاق کی اجازت ہے بلا قید تو یہ دلیل ہے اباحت کی نہ
کراہت کی لیکن ابغض المباحات ہے چنانچہ ابو داود و حاکم نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابغض الحلال الی اللہ الطلاق اسواسطے کہ وصال زوجین کا قاطع ہے اور قلت
تناسل کا باعث ہے یعنی فی نفسہ حلال ہے مگر ان وجوہ سے مبغوض ہے اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا طلاق دینا بھی ثابت ہے اگر مکروہ ہوتا تو حضرت سے نہ واقع ہوتا کذا فی حاشیۃ المدنی وقيل
قائله الكمال الاصح حظره اي منعه الا لحاجة كريبة وكبر والمذهب الاول كما في البحر اور بعضون نے کہا یعنی کمال الدین ابن الہمام نے کہ قول اصح یہ ہے کہ طلاق ممنوع ہے مگر وقت حاجت
کے ممنوع نہین حاجت جیسے اشتباہ حرام کاری زوجہ کا یا بڑھاپا عورت کا اور قول مذہب پہلا ہے یعنی اباحت قوی ہے بسبب اطلاق آیات کے اور فعل نبوی کے کذا فی البحر الرائق لیکن یہان
سوال وارد ہوتا ہے کہ فقہانے طلاق کو مباح قرار دیا ہے اور بعضی مسائل کی تعلیل مین کہا ہے کہ طلاق اصل مین منع ہے حاجت کیواسطے جائز ہے تو اباحت اور منع مین صریحا
تناقض ہے اسکا جواب شارح نے اگلے قول مین دیا وقولهم الاصل فيه الحظر معناه ان الشارع ترك هذا الاصل فاباحه بل يستحب لو مؤذية او تاركة صلوة غاية اور فقہا کا یہ قول کہ
اصل طلاق مین منع ہے اسکی یہ مراد ہے کہ شارع نے اس اصل کو چھوڑ دیا سو اسکو مباح کر دیا تو حقیقت مین اباحت اور منع کے دونو قولون مین تناقض باقی نہ رہا جبکہ شرع مین اصل
متروک ہوئی تو اباحت بلا تردد ثابت ہو گئی بلکہ طلاق مستحب ہے اگر زوجہ قول اور فعل سے ایذا رسانی کرے یا تارک الصلوۃ ہو کذا فی الغایۃ ومفاده ان لا اثم بمعاشرة من لا تصلي اور
مستفاد تعلیل استحباب کا یہ ہے کہ گناہ نہین بے نماز عورت کے ساتھ رہنے مین اسواسطے کہ اگر گناہ ہوتا تو طلاق واجب ہوتی نہ مستحب ويجب لو فات الامساك بالمعروف اور طلاق
واجب ہے اگر فوت ہو دستور کے موافق رکھنا چنانچہ اگر زوج خصی ہو یا عنین ہو یا مقطوع الذکر ہو یا شکار ہو یعنی عورت کو ہاتھ لگانے سے منزل ہو جاے پھر وطی کیواسطے استادگی نہو تو
ان صورتون مین طلاق واجب ہے اسواسطے کہ اسمین عورت کی حق تلفی ہے ويحرم لو بدعيا اور طلاق حرام ہے اگر بدعی ہو بدعت کی طلاق یہ کہ حیض مین طلاق دے یا طہر مین وطی کے بعد
طلاق دے یا تین طلاق ایک لفظ سے دے یا تین طلاق ایک آن مین دے چنانچہ نسائی مین حدیث مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر معلوم ہوئی کہ ایک مرد
نے تین طلاق یکبارگی دی تو آپ غضب مین کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ کتاب اللہ سے کھیل ہوتا ہے میرے ہوتے یعنی یکبارگی قرآن مجید مین اجازت نہین اور ابن عمر کی حدیث مین

[illegible] ہو یا [illegible] سے [illegible] فرمایا [illegible] کی [illegible] عورت [illegible]

[illegible] طلاق کی [illegible] سے [illegible] سبب [illegible] [illegible]

[illegible] کی [illegible] ایک کی [illegible] سے [illegible] کی [illegible] طلاق [illegible]

ہوئی [illegible] طلاق سے [illegible] ہوتا [illegible] یعنی [illegible] ابغض الحلال الی اللہ الطلاق [illegible]

جو ہر [illegible] ابغض الحلال الی اللہ [illegible] حدیث [illegible] سے معلوم ہوا کہ طلاق [illegible] واقع ہوتی [illegible] مصنف تحریر کیا [illegible]

کی عورت [illegible] کہ اگر کوئی [illegible] کا حکم کیسے [illegible] سبب طلاق [illegible] عدم طلاق کا [illegible] تو اسکا حکم ہرگز [illegible] اسواسطے اختلاف [illegible] کے طلاق

پس اگر جیسے کوئی اپنی عورت سے کہے کہ میں تجھکو طلاق دیتا ہوں طلاق دینے سے پہلے تجھ پر طلاق ہے اسکو طلاق [illegible] ہوسکتا کہا کہ [illegible]

[illegible] سے تو [illegible] اس سے پہلے واقع ہو [illegible] پہلے [illegible] لازم آتا ہے کہ طلاق واقع ہو [illegible] اسلام میں [illegible]

طلاق واقع ہوتی ہو بسبب [illegible] اسواسطے کہ [illegible] کی روایت [illegible] طلاق سے ہر سوا [illegible] طلاق [illegible]

[illegible] طالق قبلہ [illegible] یعنی اسکو طلاق [illegible] تجھ پر طلاق [illegible] اب تجھ پر [illegible] طلاق [illegible] تو ایک [illegible] تجھ پر [illegible] ایک [illegible]

[illegible] نہیں تین طلاق پڑجاتی [illegible] ایک [illegible] پہلی ابن شریح شافعی قائل ہے کہ طلاق [illegible] واقع نہیں [illegible] بعض صالحین نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ طلاق [illegible]

واقع ہوتی ہے یا نہیں فرمایا کہ جو طلاق [illegible] عدم وقوع کا قائل ہوا اسنے میری امت کو گمراہ کیا کذا فی حاشیۃ الطحطاوی المدنی واقسامہ ثلثۃ حسن واحسن وبدعی قسم اول اقسام طلاق

کے تین ہیں ایک حسن یعنی خوب دوسرا احسن یعنی بہت خوب تیسرا بدعی یعنی بدعت والا جسکے فعل سے آدمی گنہگار ہوتا ہے بدعت سے مراد یہاں معصیت ہے والفاظہ صریح وکنایۃ

وکنایۃ اور الفاظ طلاق کے بھی تین ہیں ایک صریح دوسرا [illegible] تیسرا کنایہ طلاق صریح وہ جو طلاق کے سوا اور معنوں میں مستعمل نہو اور نیت کا محتاج نہو جیسے انت طالق اور طالق

اور تطلیق اور مطلقہ کہ ان الفاظ سے طلاق پڑجاتی ہے بے نیت طلاق کی کرے یا نکرے لیکن وقوع طلاق میں عورت کا خطاب شرط ہے تو اگر عورت مرد سے طلاق چاہتی ہو اور اسنے کہا

کہ طالق طالق طالق یا یوں کہا کہ طلاق طلاق طلاق تو طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ خطاب عورت کی طرف نہیں چنانچہ حموی نے شرح کنز میں اسکی تصریح کردی ہے پھر طلاق صریح کا سبب رجعی

ہوتی ہے جیسے کہ ایکبار یا دوبار طلاق دینا اور کبھی بائن ہوتی ہے جیسے تین بار طلاق دینا اور ملحق بصریح جیسے لفظ حرام اور تحریم کہ اسمیں بھی نیت کی حاجت نہیں اور کنایہ وہ جو طلاق

اور غیر طلاق دونوں کا محتمل ہو اسمیں بدون نیت کے طلاق نہیں پڑتی کذا فی حاشیۃ المدنی ومحلہ المنکوحۃ اور محل طلاق کا منکوحہ ہے یعنی جس پر طلاق واقع ہوتی ہے سو منکوحہ

عورت ہے تو لونڈی محل طلاق کا نہیں مولی کے حق میں واہلہ زوج عاقل بالغ مستیقظ اور اہل طلاق کا زوج ہے جو عاقل و بالغ اور جاگتا ہو تو مولی اور اجنبی زوج کی قید سے نکل گیا اور

مجنون اور صبی اور سوتا آدمی بھی نکل گیا یعنی انکی طلاق نہیں واقع ہوتی ورکنہ لفظ مخصوص خال عن الاستثناء اور رکن طلاق کا لفظ مخصوص ہے جو خالی ہو استثناء سے تو لفظ مخصوص سے

فسوخ نکل گئے اور معلوم ہوا کہ اگر انشاء اللہ کی قید طلاق میں متصل کرے تو طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ لفظ مخصوص استثناء سے خالی نہیں طلقۃ رجعیۃ فقط فی

طہر لا وطی فیہ وترکہا حتی تنقضی عدتہا احسن بالنسبۃ الی البعض الآخر فقط ایکبار طلاق رجعی دینا اس طہر میں جسمیں وطی نہیں ہوئی اور چھوڑنا اسکا یعنی دوسری

نہ دینا یہانتک کہ اسکی عدت گذر جاوے یہ طلاق احسن ہے بہ نسبت اور دوسری طلاق کے یعنی حسن اور بدعی سے احسن ہے نہ یہ کہ فی نفسہ احسن ہے تو اس تقریر سے وہ اعتراض

دفع ہوا جو بعضوں نے کہا کہ طلاق احسن یا حسن کہنا کیونکر درست ہوگا حالانکہ وہ ابغض الحلال ہے وطلقۃ لغیر موطوءۃ ولو فی حیض ولموطوءۃ تفریق الثلث فی ثلثۃ

اطہار لا وطی فیہا ولا فی حیض قبلہا ولا طلاق فیہ فیمن تحیض وثلثۃ اشہر فی حق غیرہا حسن وسنی نعلم ان الاحسن سنی بالاولی اور ایک طلاق دینا غیر مدخولہ کو

اگرچہ طلاق حیض میں واقع ہو اور مدخولہ کو جدا جدا تین طلاق دینا تین طہر میں جسمیں وطی نہ کی ہو اور نہ اس حیض میں وطی ہوئی ہو جو تین طہر

سے پہلے تھا اور نہ اسمیں طلاق ہوئی ہو حیض ہونے والی عورت کے حق میں ہے اور تفریق تین طلاق کی تین مہینے میں اس عورت کے حق میں جسکو حیض نہیں آتا یعنی [illegible]

عمر والی اور صغیرہ یا در حالمہ تو ان تینوں کو طلاق دینا طلاق حسن ہے اور سنی ہے یعنی مسنون ہے سو جبکہ طلاق حسن مسنون ہوئی تو طلاق احسن بطریق اولیٰ مسنون ہوگی کہ اسمین
فقط ایک ہی طلاق ہے خالی طہر میں عورت تک اور مسنون کے یہ معنی کہ لائق عتاب کے نہیں اور یہ مراد نہیں کہ اسمین کچھ ثواب ہے اسواسطے کہ طلاق فی نفسہ عبادت نہیں کہ ثواب
کی توقع ہو وحل طلاقہن ای الآئسة والصغیرة والحامل عقب وطی لان الکراہة فیمن تحیض لتوہم الحبل وہو مفقود ہہنا اور حلال ہے طلاق دینا انکا یعنی آئسہ اور صغیرہ اور
حاملہ کا بعد وطی کے بھی اسواسطے کہ کراہت طلاق کی حیض والی عورتوں میں بسبب احتمال حمل کے ہے اور احتمال حمل کا یہان یعنی ان عورتون میں مفقود ہے آئسہ وہ عورت ہے
جسکا حیض بسبب زیادتی عمر کے بند ہوگیا ہے پچپن برس والی عورت آئسہ ہے قول ظاہر میں اور جسکی عمر نو برس سے کم ہو وہ صغیرہ ہے بنابر قول مختار کے والبدعی ثلث متفرقة
او ثنتان بمرة او مرتین فی طہر واحد لا رجعة فیہ او واحدة فی طہر وطئت فیہ او واحدة فی حیض موطوءة اور طلاق بدعی یہ کہ تین طلاق دینا
جدا جدا یا دو طلاق یکبارگی یعنی ایک لفظ سے یا طلاق دو لفظ سے ایک طہر میں جسمیں رجعت نہیں یا ایک طلاق دینا اس طہر میں جسمیں وطی ہو چکی ہے یا ایک طلاق دینا عورت کے
حیض میں پس یہ [illegible] تین طلاق بدعی کی ہیں سو جب تین طلاق متفرق بدعی ہوئیں تو یکبارگی تین طلاق دینا بطریق اولیٰ بدعی ہوگا اور اگر طہر میں طلاق بدعی دے کر رجعت کریگا
تو طلاق [illegible] ہوگی [illegible] ظاہر اور شیعہ کے نزدیک تین طلاق یکبارگی دینے سے ایک ہی طلاق واقع ہوتی ہے نہ تین اور ہمارے نزدیک تینوں واقع ہو جاتی ہیں اگرچہ
تین طلاق دینا یکبارگی گناہ ہے ہماری دلیل حدیث عجلانی کی ہے جو صحیح بخاری اور مسلم میں وارد ہے اسمین یہ مضمون ہے کہ عجلانی نے تین طلاق بدون اجازت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے دی اور حضرت نے انپر انکار نہ فرمایا تو اس حدیث تقریری سے وقوع ثابت ہوا کذا فی حاشیۃ المدنی لو قال البدعی ما خالفہما لکان اوجز وانسب شارح کہتا ہے
کہ اگر مصنف صاحب متن بدعی کی تعریف میں یون کہتا کہ طلاق بدعی وہ ہے جو مخالف ہو طلاق احسن اور حسن کے تو کلام مختصر ہوتا اور زیادہ مفید ہوتا اسواسطے کہ طلاق بدعی
آٹھ قسم ہے اول قسم تین طلاق متفرق ایک طہر میں دینا دوسری قسم تین طلاق ایک لفظ سے ایک طہر میں دینا تیسری دو طلاق ایک لفظ سے دینا چوتھی دو طلاق دو لفظ سے اول
طہر میں [illegible] رجعت نہ [illegible] پانچوین حیض میں طلاق دینا چھٹی اس طہر میں طلاق دینا جسمین وطی ہو چکی ساتوین اس طہر میں طلاق دینا جسمین وطی نہیں ہوئی لیکن طہر کے قبل حیض
میں [illegible] ہو چکی [illegible] نفاس میں طلاق دینا سو ساتوین اور آٹھوین قسم مصنف کی تعریف میں داخل نہیں اگر یون کہتا کہ بدعی مخالف ہے احسن اور حسن کے تو یہ دونوں قسمیں بھی داخل
ہو جاتیں کذا فی حاشیۃ المدنی وتجب رجعتہا علی الاصح فیہ ای الحیض رفعا للمعصیة فاذا طہرت طلقہا ان شاء او امسکہا قید بالطلاق لان التخییر والاختیار والخلع فی الحیض
لا یکرہ مجتبی اور واجب ہے رجعت کرنا زوجہ کیطرف بنابر قول صحیح کے حیض میں یعنی حیض میں اگر طلاق دی ہے تو رجعت کرے اسواسطے کہ گناہ دور ہونے کے پھر جب عورت طاہر ہو
[illegible] تو چاہے اسکو طہر میں طلاق دے یا چاہے اسکو رکھے شارح کہتا ہے کہ مصنف نے قید طلاق کی اسواسطے لگائی کہ تخییر اور خلع اور اختیار حیض میں مکروہ نہیں کذا فی المجتبی
تخییر یہ کہ زوج اپنی زوجہ کو نکاح باقی رکھنے اور طلاق میں مختار کرے اور اختیار یہ کہ نابالغ کا باپ دادا کے سوا کسی اور ولی نے نکاح کیا پھر جب وہ بالغ ہوا تو اسکو اپنی ذات
کا اختیار ہے چاہے نکاح کو باطل کر دے اگرچہ وہ وقت حیض میں ہو خلاصہ یہ کہ طلاق دینا حیض میں مکروہ ہے اور تخییر زوج اور اختیار صبی اور اسیطرح خلع حیض میں مکروہ
نہیں [illegible] اور نفاس مانند حیض کے ہے کذا فی الجوہرة یعنی طلاق نفاس میں مکروہ اور تخییر اور اختیار صبی اور خلع نفاس میں مکروہ نہیں قال لموطوءة
وہی حائل [illegible] انت طالق ثلثا او ثنتین للسنة وقع عند کل طہر طلقة ویقع اولہا فی طہر لا وطی فیہ کہا زوج نے اپنی مدخولہ سے درانحالیکہ
وہ حیض آنے والیوں میں ہے کہ تجھکو تین طلاق ہیں یا دو ہیں مخصوص بسنت تو واقع ہوگی ہر طہر کے نزدیک ایک طلاق خواہ قائل نے نیت کی ہو یا نہ
کی ہو اور پہلی طلاق ان تینوں سے یا دو سے اس طہر میں واقع ہوگی جسمین وطی نہیں ہوئی فلو غیر موطوءة او لا تحیض تقع واحدة للحال ثم کلما نکحہا او
مضی شہر تقع سو اگر وہ عورت جسکو تین طلاق مسنون ہوئی مدخولہ نہو یا حیض اسکو نہ آتا ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی فی الحال پھر غیر مدخولہ
سے جب زوج نکاح کریگا تو دوسری طلاق واقع ہوگی پھر جب تیسرا نکاح کریگا تو تیسری طلاق واقع ہوگی یا جس عورت کو حیض نہیں آتا جب ایک مہینہ
گذر جائیگا تو طلاق واقع ہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی وان نوی ان تقع الثلث الساعة او ان تقع عند راس کل شہر واحدة صحت نیتہ لانہ محتمل کلامہ

[illegible] واقع ہونے کی ... [illegible]

[illegible]

مذہب اہل سنت وقوع طلاق کی نسبت ثلث عائل [illegible]

[illegible] قول [illegible]

واقع ہونے کے قرار دیا ہے [illegible]

[illegible] اقرار کرا دے تو اس اقرار سے طلاق واقع نہیں ہوتی کذا فی النہر [illegible]

[illegible] اور ان عقود کو جو اکراہ کے ساتھ صحیح ہو جاتے ہیں [illegible] طلاق [illegible]

[illegible] قصاص [illegible] رضاع [illegible] کذا فی فتح [illegible]

رجوع کرنا [illegible] اور وصیت قبول کرنا اسی طرح قصاص [illegible] عورت [illegible]

[illegible] خواہ [illegible] کی طرف سے [illegible] طلاق کی یعنی زبردستی کسی نے یوں قسم کھائی کہ اگر فلانا کام کرے تو اسکی عورت پر طلاق ہو سو اگر وہ کام

کریگا تو طلاق واقع ہو گی اور [illegible] مسلمان ہونا اور غلام [illegible] کا مدبر کرنا [illegible]

[illegible] واجب کرنا صدقہ کا اور واجب کرنا حق کا یعنی زبردستی یوں کہلا دے کہ میں نے اپنے اوپر خدا کے واسطے ایک درم یا ایک غلام کی آزادی [illegible] عقود مذکورہ

صحیح ہیں اکراہ کے ساتھ [illegible] اور ہنسی سے طلاق [illegible]

جسکو [illegible] کلام کی حقیقت مقصود نہو [illegible] سفیہ خفیف العقل کم فہم ہو اور سکران [illegible] اگر نشا خواہ

شراب کا ہو یا بھنگ کا ہو یا افیون کا یا خراسانی اجوائن کا ان چیزوں کے نشے سے طلاق واقع ہوتی ہے واسطے زجر اور تنبیہ کے [illegible] کذا فی تصحیح القدوری

زجر اور توبیخ کی قید سے معلوم ہوا کہ اگر خراسانی اجوائن یا افیون کو بطریق دوا کے استعمال کرے تو اسپر زجر نہیں ہے اسواسطے کہ معصیت نہیں تو اس صورت میں طلاق بھی نہ واقع

ہو گی نہر الفائق میں کہا کہ خراسانی اجوائن کی اباحت اور حرمت میں اختلاف ہے اور حق یہ ہے کہ اگر بطریق دوا کے استعمال ہو تو طلاق نہ واقع ہو گی اسواسطے کہ معصیت نہیں اور اگر

بطریق لہو اور سرور کے ہو تو طلاق واقع ہو گی کذا فی حاشیۃ المدنی والطحطاوی [illegible] طلاق اسواسطے واقع ہے کہ شارع نے [illegible] حالت [illegible] خطاب

کیا چنانچہ فرمایا یا ایہا الذین امنوا لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکاری) تو معلوم ہوا کہ [illegible] احکام شرعیہ [illegible] طلاق [illegible]

[illegible] عورت [illegible] آسمان کو زمین سے فرق نکرے [illegible]

کلام بیہودہ اور ہذیان ہو [illegible] اور طہارت [illegible] بھنگ کے نشے سے بالاتفاق علماء شافعیہ اور

حنفیہ کے طلاق واقع ہوتی ہے اسواسطے کہ اسکے حرام ہونے پر بالاتفاق فتوی ہے اور اسکے بائع پر تعزیر ہے [illegible] کذا فی المنتقی

حرمت افیون اور خراسانی اجوائن کی مصرح ہے کذا فی حاشیۃ المدنی [illegible] اور مختار [illegible] کا اس شخص کے حق میں

جو مست ہو گیا زبردستی نشا پلانے سے یا اضطرار سے پھر اسنے طلاق دی نہر الفائق میں کہا صحیح یہ ہے کہ اسکی طلاق واقع نہیں ہوتی چنانچہ تحفہ و شرح

جامع اور خانیہ میں ہے کذا فی [illegible] المدنی [illegible] اگر زائل ہو عقل نشا پینے والے کی بسبب دوسرے

یا مباح چیز کے استعمال سے جیسے کوئی افیون کھائے بطریق دوا کے تو طلاق واقع نہیں ہوتی اسواسطے کہ زوال عقل [illegible] قہستانی

[illegible] ہو کہ اگر [illegible] عقل زائل ہو کر [illegible]

احکام شرعیہ کو تو اُسکا تصرف باطل ہوگا فقط یعنی نہایت بدمست کی طلاق نہ واقع ہوگی بحرالرائق مین کہا کہ یہ قول ضعیف ہو واستثنی فی الاشباہ من تصرفات السکران سبع

مسائل منہا الوکیل بالطلاق صاحیا اور مستثنی کیا ہو اشباہ مین مست کے تصرفات سے سات مسائل کو یعنی مست اور ہوشیار کا ایک حکم ہو لیکن سات مسائل مین مست

ہوشیار کے برابر نہین از انجملہ طلاق کا وکیل ہوشیار ہی مین یعنی مثلاً زید نے حالت ہوشیاری مین خالد کو وکیل کیا طلاق کا سو خالد نے مست ہوکر طلاق دی تو یہ طلاق نہ واقع

ہوگی لیکن قیدہ البزازی بکونہ علی مال الا وقع مطلقا لیکن مقید کیا ہو بزازی نے طلاق وکیل کو مال کے بدلے پر یعنی اگر وکیل نے عوض مال کے طلاق دی تو طلاق نہ ہوگی

اور اگر طلاق عوض مال کے نہین تو واقع ہوگی ہر طرح سے خواہ موکل نے ہوشیاری مین وکیل کیا ہو خواہ مستی مین اور وکیل نے ہوشیاری مین طلاق دی ہو یا مستی مین ولم یوقع الشافعی طلاق

السکران واختارہ الطحاوی والکرخی وفی التاتارخانیۃ عن التفریق والفتوی علیہ اور امام شافعی نے مست کی طلاق کو واقع نہین کہا اور پسند کیا ہو اس قول کو طحاوی اور کرخی

نے اور تاتارخانیہ مین تفریق سے یہ ہو کہ اس روایت پر فتوی ہو ہم یہ روایت مخالف ہو متون کے اور کتب معتبرہ مین ہرگز اسپر اعتماد نہین فتاوی عالمگیری مین محیط سے منقول ہو کہ

طلاق مست کی واقع ہو اور یہی مذہب ہو ہمارے اصحاب کا کذا فی حاشیۃ المدنی واخرس ولو طاریا ان دام للموت بہ یفتی یا گونگا ہو یعنی گونگے کی طلاق اشارہ سے ہوتی ہو اگرچہ

پیدائشی گونگا نہو بشرطیکہ موت تک گونگا رہے اسی پر فتوی ہو وعلیہ فتصرفاتہ موقوفۃ واستحسن الکمال اشتراط کتابتہ اور اس شرط پر گونگے کے تصرفات موقوف رہینگے موت تک یعنی اگر

موت تک گونگا رہا تو اشارہ کی طلاق وغیرہ تصرفات صحیح ہونگے اور اگر زبان کھل گئی بولنے لگا تو اس سے دریافت کیا جائیگا اور پسند کیا ہو کمال الدین بن ہمام نے اُسکی کتابت کا

شرط ہونا یعنی اگر گونگا لکھ جانتا ہو تو اُسکی طلاق اشارہ سے نہ واقع ہوگی لکھنے سے واقع ہوگی باشارتہ المعہودۃ فانہا تکون کعبارۃ الناطق استحسانا گونگے کی طلاق واقع

ہوگی اُسکے اشارہ معلومہ سے اسواسطے کہ اسکا اشارہ ناطق کے بیان کے برابر ہو باعتبار استحسان کے وجہ استحسان کی یہ کہ اگر اسکا اشارہ مثل عبارت ناطق کے نہو تو موجب ہو

حرج کا او مخطئا بان اراد التکلم فجری علی لسانہ الطلاق او تلفظ بہ غیر عالم بمعناہ او غافلا او ساہیا او بالفاظ مصحفۃ یقع قضاء فقط یا زوج نے خطا سے طلاق دی اسطرح پر کہ

ارادہ کسی بات کے کہنے کا کیا سو اسکی زبان پر طلاق جاری ہوگئی یا طلاق کا لفظ بولا حالانکہ اسکے معنی سے آگاہ نہ تھا یا زوج بھولا کم عقل ہو یا بھولکر طلاق بولا ہو جسکی

کی صورت یہ کہ اُسنے قسم کھائی کہ لفظ طلاق نہ بولونگا پھر طلاق بول گیا بھول کر یا طلاق کو الفاظ محرفہ سے بولا چنانچہ بجائے طاء کے تا یا عین یا غین بولا تو

ان صورتون مین طلاق واقع ہوگی فقط باعتبار قضاء کے یعنی باعتبار حکم ظاہر کے نہ باعتبار دیانت کے بخلاف الہازل واللاعب بہ فیقع قضاء ودیانۃ لان الشارع جعل ہزلہ

بہ جدا فتح بخلاف ہنسی کرنے والے اور کھیلنے والے کے کہ اُسکی طلاق ظاہر اور باطن دونون مین واقع ہوجاتی ہو اسواسطے کہ شارع نے اُسکی ہزل کو جد قرار دیا ہو یعنی طلاق دینے

والے کی ہنسی اور خوش طبعی کو بجائے واقعی کلام کے ٹھہرایا ہو کذا فی فتح القدیر ومریضا او کافرا لوجود التکلیف یا زوج بیمار یا کافر ہو بسبب وجود تکلیف کے یعنی کافر بھی احکام شرعی

کا مخاطب ہو لیکن قاضی حکم تفریق کا کافر کے حق مین اُسوقت کریگا جب دونون نے اُسکے پاس نالش کی ہو کذا فی حاشیۃ المدنی ولا طلاق الفضولی باجازۃ قولا وفعلا

وکذا النکاح بزازیۃ اور طلاق دینا فضولی کا اور جائز رکھنا زوج کا باعتبار قول اور فعل کے مانند نکاح کے ہو کذا فی البزازیۃ یعنی جیسے نکاح فضولی کا زوج کی اجازت پر موقوف ہو

اسیطرح طلاق فضولی کی بھی اُسکی اجازت پر موقوف ہو اجازت خواہ قولی ہو چنانچہ زوج فضولی سے کہے کہ خدا تجھکو راحت دے جیسے تو نے مجھکو اس عورت سے راحت دی

یا یون کہے کہ تو نے مجھپر بڑا احسان کیا کہ اُس سے چھوڑایا خواہ اجازت فعلی ہو چنانچہ اُسکا باقی مہر حوالہ کرے یا اسکے سوا چار عورتون سے نکاح کرے بناء علی اعتبار الزوج

المذکور لا یقع طلاق المولی علی امرأۃ عبدہ لحدیث ابن ماجۃ الطلاق لمن اخذ بالساق الا اذا شرط فی العقد فقال زوجتہا منک علی ان امرہا بیدی اطلقہا کلما شئت فقال العبد

قبلت وکذا اذا قال العبد اذا تزوجتہا فامرہا بیدک ابدا کان کذلک خانیۃ اور بنا بر اعتبار زوج کے جو سابق مین مذکور ہوچکا یعنی ہر زوج عاقل بالغ کی طلاق واقع

ہوتی ہو اگرچہ وہ غلام ہو تو اس اعتبار سے نہ واقع ہوگی طلاق مولی کی اپنے غلام کی جورو پر بدلیل حدیث ابن ماجہ کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طلاق

کا اختیار اُسکو ہو جسنے عورت کی پنڈلی کو پکڑا یعنے زوج کے سوا دوسرے کو طلاق کا اختیار نہین مگر جبکہ مولی نے شرط کر لیا ہو حالت عقد مین یون کہا ہو غلام سے

کہ مین اسکا نکاح تیرے ساتھ کرتا ہون اس شرط پر کہ عورت کا امر میرے ہاتھ مین ہو اسکو مین طلاق دون جب چاہون پھر غلام کہے کہ مینے قبول کیا اور اسیطرح جب غلام نے

[illegible] ہوگا [illegible]

[illegible] قال الشارح [illegible] الطلاق [illegible] اور نہین واقع ہوتی [illegible]

[illegible] مجنون [illegible] مجنون کی [illegible]

بیچ علم قبول کیا تو ان صورتون مین مجنون کی طلاق واقع ہوگی کذا فی الاشباہ والنظائر [illegible] طلاق [illegible]

کذا فی حاشیۃ [illegible] والصبی ولو مراہقا او اجازہ بعد البلوغ ولو قال اوقعته وقع لانہ ابتداء ایقاع [illegible] اور نہین واقع ہوتی طلاق لڑکے کی اگرچہ

قریب البلوغ ہو یا لڑکے نے حالت [illegible] طلاق دی اور اسکو بعد بلوغ کے جائز رکھے تو بھی طلاق نہوگی لیکن اگر یون کہے کہ مین نے طلاق کو واقع کیا تو واقع ہو جائیگی

کیونکہ [illegible] ابتدائی [illegible] بلوغ [illegible] کی [illegible] مسئلہ سابقہ کے کہ [illegible] طلاق [illegible] واقع ہوئی کیونکہ طلاق [illegible]

اوقعت طلاق کی [illegible] المعتوہ من العتہ وہو اختلال فی العقل اور نہین واقع ہوتی طلاق [illegible]

[illegible] اختلال عقل [illegible] اقوال [illegible] معتوہ اور مجنون کے [illegible] قلیل الفہم مختلط الکلام فاسد التدبیر [illegible]

[illegible] والمبرسم من البرسام بالکسر علۃ [illegible] اور نہین واقع ہوتی طلاق مبرسم کی لفظ مبرسم کا مشتق برسام سے [illegible] برسام [illegible]

[illegible] کہ برسام ورم [illegible] جو جگر اور انتڑیون کے درمیان [illegible]

طلاق واقع نہین ہوتی والمغمی علیہ [illegible] اور نہین طلاق واقع ہوتی جسکو غش [illegible] لغت مین [illegible]

کہ [illegible] غلبہ [illegible] عقل [illegible] بسبب [illegible] غشی [illegible] کذا فی

حاشیۃ المدنی والمدہوش [illegible] فی القاموس [illegible] اور نہین واقع ہوتی طلاق مدہوش کی [illegible]

جاتی ہے کذا فی فتح القدیر اور قاموس مین کہا کہ دہش [illegible] مجہول کا صیغہ ہے اور اسم مفعول مدہوش ہے [illegible]

[illegible] خلاصہ یہ کہ [illegible] لازم بھی ہے اور متعدی بھی [illegible] باب افعال سے بھی مستعمل ہے [illegible] خیر الدین رملی نے فتاوی خیریہ مین کہا کہ [illegible] فتح القدیر

مین تصریح ہے کہ طلاق مدہوش کی نہین واقع ہوتی اور [illegible] غیر عاقل کی نہین پڑتی [illegible] کی طلاق [illegible]

ہوجاتی ہے تو غیر عاقل مین مجنون معتوہ اور مبرسم اور مغمی علیہ اور مدہوش سب داخل ہین [illegible] اسباب العقل کے [illegible] مدہوش کو [illegible]

[illegible] اسواسطے کہ [illegible] اسباب العقل کے مذکور ہین انتہی خلاصہ کذا فی حاشیۃ والنائم لانعدام الارادۃ ولذا

لا یتصف [illegible] بصدق ولا کذب ولا خبر ولا انشاء اور نہین واقع ہوتی طلاق سونے والے کی بسبب نہونے ارادہ اور اختیار کے اور اسی واسطے سونے والے کو صادق اور

کاذب نہین بولتے اور اسکے کلام کو خبر اور انشا نہین کہتے اسواسطے کہ اسکا کلام بالقصد نہین چنانچہ کتب اصول مین یہ مصرح ہے فلو قال اجزته او اوقعته لا یقع لانہ اعاد

الی غیر معتبر ہے اور اگر سونے والے سے اسکے جاگنے کے بعد کسی نے کہا کہ تو نے سوتے ہوئے طلاق دی سو اسنے کہا کہ مین نے اسکو جائز رکھا یا واقع کیا تو

طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ اسنے ضمیر کو اسی طرف پھیرا جو غیر معتبر ہے لائق اعتبار کے نہین [illegible] طلاق نوم کذا فی البحر [illegible] مقام مین [illegible] وارد ہوتا ہے کہ

صبی اگر بعد بلوغ کے کہے کہ اوقعته یعنی اسکو مین نے واقع کردیا تو طلاق پڑ جاتی ہے اور اگر یہی لفظ نائم بعد جاگنے کے کہے تو نہین پڑتی ان دونون مین کیا فرق ہے

شارح نے اسکا جواب دیا کہ کلام صبی کا [illegible] اور نحو مین معتبر ہے لیکن شارع نے بسبب قصور عقل کے اسکو لغو کردیا بخلاف نائم کے کہ اسکا کلام کسی کے نزدیک معتبر

نہین اسواسطے کہ اسکا قصد نہین کذا فی حاشیۃ المدنی ولو قال اوقعت ذلک الطلاق او جعلته طلاقا وقع ہے اور اگر نائم نے کہا بعد بیداری کے کہ مین نے

اس طلاق کو واقع کردیا یا مین نے اسکو طلاق ٹھہرادی تو واقع ہوگی کذا فی البحر الرائق تو اسوقت مین مطلب یہ ہوگا کہ جس جنس کی طلاق حالت نوم مین صادر ہوئی تھی [illegible]

اس حبس کی طلاق بیماری میں مینے واقع کردی تو یہ طلاق دوسری ہوئی لوم کے سوا نہ واقع ہوگی کذا فی حاشیۃ الطحطاوی ولو ازال الملک احدہما الآخر کلہ او
بعضہ بطل النکاح اور جبکہ مالک ہوا زوج اور زوجہ میں سے ایک دوسرے کا کل کا مالک ہوا یا بعض کا تو نکاح باطل ہوگیا اسواسطے کہ مالکیت منافی ہے زوجیت کی
ولو قال حررتہ حین ملکتہ فطلقہا فی العدۃ او خرجت الحربیۃ الینا مسلمۃ ثم خرج زوجہا کذلک مسلما فطلقہا فی العدۃ الثانی والثانی
فی المسئلتین اوقعہ الثالث فیہما اور اگر زوج نے کہا کہ عورت نے اپنے زوج مملوک کو آزاد کردیا جبکہ اسکی مالک ہوئی پھر زوج نے عورت کو طلاق دی عدت میں یا عورت حربیہ
نکل آئی ہماری طرف یعنی دارالاسلام میں آئی مسلمان ہوکر پھر اسکا زوج نکلا اسیطرح مسلمان ہوکر پھر اسنے اسکو طلاق دی عدت میں تو اس طلاق کو ابو یوسف نے لغو کہا ہے دونوں صورتوں
میں اور واقع کیا ہے اسکو محمد نے دونوں میں اور فتوی ابو یوسف کے قول پر ہے کذا فی التاتارخانیہ اسلئے کہ وہ الگ تھے اور دارالاسلام میں آکر جدائی ہو چکی کیونکہ دونوں ایک ... پھر جب
جدائی ہوئی تو طلاق کا ہونا باقی نہ رہا کذا فی حاشیۃ المدنی واعتبار عددہ بالنساء وعند الشافعی بالرجال اور اعتبار عدد طلاق کا عورتوں پر ہے اور نزدیک امام شافعی کے
کے مردوں پر ہے فطلاق حرۃ ثلث وطلاق امۃ ثنتان مطلقا تو طلاق حرہ کی تین بار ہے اور طلاق لونڈی کی دو بار ہے ہر طرح سے یعنی حرہ کا زوج خواہ حر ہو خواہ عبد
اسکو تین بار طلاق ہوگی اور لونڈی کا زوج خواہ حر ہو خواہ عبد اسکو دو بار طلاق ہوگی اسواسطے کہ اعتبار عدد طلاق کا عورتوں پر ہے نہ مردوں پر ویقع الطلاق بلفظ العتق بنیۃ
او دلالۃ حال لا عکسہ لان ازالۃ الملک اقوی من ازالۃ القید اور واقع ہوتی ہے طلاق عتق کے لفظ سے بشرطیکہ نیت کے یا دلالت حال کے نہ بالعکس یعنی عتق طلاق
کے لفظ سے نہیں واقع ہوتا ہے صحیح اسواسطے کہ ازالہ ملک کا قوی تر ہے ازالہ قید سے یعنی عتق عبارت ہے ازالہ ملک سے اور طلاق عبارت ہے ازالہ قید نکاح سے تو عتق سے
طلاق مراد ہوسکتی ہے اسواسطے کہ عتق قوی ہے طلاق سے اور طلاق سے عتق مراد نہیں ہوسکتا اسواسطے کہ طلاق ضعیف ہے عتق سے تو ضعیف میں قوی کی نہیں آسکتا مثلاً زوج نے زوجہ سے کہا
کہ مین نے تجھکو آزاد کیا تو اگر نیت طلاق کی زوج نے کی یا قرینہ طلاق کا پایا گیا جیسے زوجہ نے طلاق کی خواہش کی تھی تو طلاق واقع ہوگی فروع مسائل متفرقہ ہیں کتاب الطلاق
ان ستینا علی نحو لوح وقع ان نوی وقیل مطلقا لکھا طلاق کو یعنی زوج نے زوجہ کو یہ لکھکر دیا کہ تجھکو طلاق ہے اگر صاف ظاہر ہے جیسے تختہ پر یا دیوار پر یا زمین پر تو طلاق واقع
ہوگی اگر نیت طلاق کی زوج نے کی اور قول ضعیف یہ ہے کہ ہر طرح طلاق واقع ہوتی ہے نیت کی ہو یا نہ کی ہو ولو علی نحو الماء فلا مطلقا اور اگر طلاق لکھی اس چیز پر جسپر نقش
ثابت نہیں رہتا جیسے پانی پر یا ہوا پر تو کسیطرح طلاق نہ واقع ہوگی نیت طلاق کی کرے یا نہ کرے ولو کتب علی وجہ الرسالۃ والخطاب کان کتب یا فلانۃ اذا اتاک کتابی ہذا فانت
طالق طلقت بوصول الکتاب جوہرۃ اور اگر طلاق لکھی زوج نے بطریق خط بھیجنے اور خطاب کرنے کے چنانچہ یوں لکھا کہ اے فلانی جب تیرے پاس میرا یہ خط پہنچے تو تجھکو طلاق ہے
تو عورت مطلقہ ہوجاویگی بمجرد خط پہنچنے کے کذا فی الجوہرۃ وفی البحر کتب لامرأتہ کل امرأۃ لی غیرک وغیر فلانۃ طالق ثم محا اسم الاخیرۃ وبعثہ لم تطلق وہذہ حیلۃ عجیبۃ وسیجیء لو
استثنی بالکتابۃ اور بحر الرائق میں ہے کہ زوج نے اپنی عورت کو یہ لکھا جسکا مثلاً کریمہ نام ہے کہ جو عورت کہ میری ہے سوا تیرے اور سوا فلانی کے یعنی تھا سوا
زینب کے سو مطلقہ ہے پھر پچھلی عورت کا نام مثلاً الاخیر یعنی زینب کا تو زینب کو طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ زینب کو بھی کریمہ کے مانند لکھنے کے وقت مستثنی کرلیا تھا گو بعد
اسکے مٹا ڈالا مثلاً زید کی زوجہ کریمہ تھی پھر وہ دوسرے شہر میں گیا اور وہاں زینب سے نکاح کیا یہ خبر سنکر کریمہ کو رنج ہوا تب زید نے اس طرح سے کریمہ کو لکھا تا کہ
اسکا دل خوش ہوجاوے اور زینب کو طلاق بھی نہ پڑے شارح کہتا ہے یہ حیلہ عجیب ہے کہ لکھنا بعد مٹانے کے بھی مفید ہوا اور باب التعلیق میں عنقریب آویگا جسکو مستثنی کرے کتابت سے

باب الطلاق الصریح

یہ باب ہے طلاق صریح کا الصریح مالم یستعمل الا فیہ ولو بالفارسیۃ کطلقتک وانت طالق ومطلقۃ بالتشدید قید بخطابہا لانہ لو قال ان خرجت
یقع الطلاق او لا تخرجی الا باذنی فانی حلفت بالطلاق فخرجت لم یقع لترکہ الاضافۃ الیہا طلاق صریح وہ ہے جو مستعمل نہ ہو مگر اسمیں اگرچہ فارسی
زبان میں ہو فارسی سے مراد غیر عربی ہے یعنی طلاق صریح عربی میں منحصر نہیں بلکہ ہر بولی میں جو لفظ ایسا ہو کہ سوا طلاق کے
اور معنے میں مستعمل نہ ہوتا ہو وہ صریح ہے چنانچہ عربی میں طلقتک بے تشدید لام طلاق صریح ہے یعنی میں نے تجھکو طلاق دی اور

باب الطلاق الصریح

[illegible] تخفیف [illegible] صریح [illegible] کنایہ [illegible]

[illegible] ہوگی [illegible]

[illegible] عورت کی [illegible]

[illegible] عورت کی طلاق [illegible]

[illegible] واقع ہوگی [illegible]

[illegible] حاشیۃ الطحطاوی [illegible] الطلاق [illegible] اور واقع ہوتی ہے ایک طلاق [illegible] ان الفاظ [illegible]

ان الفاظ کے معنی [illegible] کہا کہ [illegible] یعنی [illegible] تیری طلاق [illegible] تیری طلاق [illegible]

[illegible] یعنی [illegible] تیری طلاق [illegible] کذا فی حاشیۃ المدنی [illegible] طلاق بائن [illegible] فرق [illegible] عالم [illegible]

[illegible] تصدیق [illegible] اور طلاق صریح میں اصل میں الفاظ [illegible] چنانچہ [illegible] عوض [illegible]

[illegible] عوض [illegible] کے چنانچہ [illegible] عوام [illegible] بولتے ہیں [illegible]

[illegible] طلاق بائن [illegible] طحطاوی نے [illegible] تفسیر کیا [illegible] صریح [illegible] کنایہ سے [illegible] کہا کہ [illegible] طلاق [illegible]

الفاظ [illegible] بولنے میں کچھ فرق نہیں درمیان عالم اور جاہل کے یعنی عالم اور جاہل جو ان الفاظ کو عورت کی طرف خطاب کرکے بولے تو طلاق واقع ہوگی بدون نیت اسواسطے کہ یہ الفاظ

صریح میں اصل میں نیت کی حاجت نہیں اور اگر زوج نے کہا کہ میں نے بالقصد طلاق کو محرف کیا عورت کے ڈرانے کیواسطے تو ظاہر میں اسکی تصدیق نہ کیجاوے گی یعنی قاضی [illegible]

اگر وہ [illegible] ہو تو عند اللہ طلاق نہ واقع ہوگی مگر بظاہر [illegible] کی تصدیق ہوگی جبکہ اُسنے تخویف پر گواہ کرلیا ہو قبل اس تکلم کے اسی قول پر فتوی ہے ولو قیل له طلقت امرأتک

فقال نعم او بلی بالہجاء طلقت بحر اور اگر زوج سے کہا گیا کہ تو نے طلاق دی اپنی عورت کو سو اُسنے کہا نعم یا بلے ہجے کرکے یعنی نعم کے حروف کو علیحدہ علیحدہ کہا یعنی ن ع م یا ب ل ی کے حرف کو

جدا جدا کہا یعنی [illegible] طلاق بدون نیت کے عورت کو ہوگی کذا فی البحر الرائق یا یہ مطلب ہے کہ ان [illegible] طلاق [illegible] یعنی ط ا ل ق لیکن اس صورت میں تکرار لازم آتی ہے اسواسطے کہ

طلاق ہجی کی بیان [illegible] واحدۃ رجعیۃ وان نوی خلافہا من البائن او اکثر خلافا للشافعی [illegible] یعنی صریح الفاظ کے بولنے سے ایک ہی طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اگرچہ نیت ایک

رجعی کے خلاف کا ارادہ کیا از قسم بائن یا ایک سے زیادہ کا بخلاف مذہب امام شافعی کے یا طلاق صریح بول کر کچھ ارادہ نہ کیا تو بھی ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اسواسطے کہ صریح محتاج نیت کی

نہیں ہے طلاق رجعی وہ ہے کہ جسمیں تجدید نکاح کی حاجت نہیں اور عورت کی رضامندی رجوع میں ضرور نہیں اور اسکی عدت میں [illegible] نہیں اور ایک گھر میں زوج و زوجہ کا عدت میں رہنا

جائز ہے بخلاف طلاق بائن کے اسیواسطے علماء نے کہا ہے کہ طلاق رجعی مانند قطع کے ہے اور طلاق بائن مانند قتل کے ہے ولو نوی بہ الطلاق عن وثاق دین ان لم یقرنہ بعدد ولو مکرہا

صدق قضاء ایضا کما مر بالوثاق او القید اور اگر نیت کی زوج نے طلاق صریح سے قید سے چھوڑنے کی تو اسکی دیانت پر عمل کیا جاویگا یعنی تصدیق اسکی ہوگی طلاق

نہ واقع ہوگی اگر اُسنے طلاق کو عدد کے ساتھ نہ مذکور کیا یعنی یوں نہ کہا کہ تجھکو تین طلاق اسواسطے کہ ذکر عدد کا قرینہ ہے طلاق کا نہ چھوڑنے قید کا یا زبردستی سے صریح طلاق بولا پھر

اسنے قید چھوڑنے کا ارادہ بیان کیا تو اسکی تصدیق ہوگی باعتبار حکم قضا کے بھی چنانچہ اگر طلاق صریح کے بعد وثاق یا قید کا لفظ صریح کریگا تو ظاہر میں بھی اسکی تصدیق ہوگی

طلاق نہ واقع ہوگی وکذا لو نوی طلاقہا عن [illegible] دیانۃ علی الصحیح خانیہ اور اسی طرح ظاہر اور باطن میں تصدیق ہوگی اگر زوج نے صریح سے عورت کی طلاق اُسکے

اول زوج سے ارادہ کیا بنا بر قول صحیح کے اور قول غیر صحیح میں تصدیق فقط دیانت میں ہوگی نہ قضا میں کذا فی الخانیہ ولو نوی عن العمل لم یصدق اصلا ولو صرح بہ دین فقط اور

اگر نیت کی زوج نے طلقتک کو بول کر طلاق عن العمل کی یعنی کام کرانے سے میں نے تجھکو چھوڑا تو مطلقا اسکی تصدیق نہ کیجاویگی نہ دیانت میں نہ قضا میں اسواسطے کہ ایسی

نیت ہے کہ اسکو لفظ محتمل نہیں اور اگر لفظ عن العمل کو کھولکر کہا یعنی یوں بولا کہ طلقتک عن العمل تو اسکی تصدیق فقط دیانت میں ہوگی نہ قضا میں کم بحر الرائق میں ہے

کہ جب ثابت ہوا کہ طلاق صریح محتاج نیت کی نہیں تو معلوم ہوا کہ اسکے معنی کا علم شرط نہیں سو اگر جاہل کو کسی نے لفظ طلاق سکھایا اور وہ عورت کی طرف خطاب کر کے بولا تو قضا مین
طلاق واقع ہوگی نہ دیانت مین اور مشائخ اوزجندی نے کہا کہ مطلقا طلاق نہ واقع ہوگی نہ قضا مین نہ دیانت مین تاکہ فریب سے املاک آدمیون کی ضائع ہونے سے محفوظ رہین چنانچہ بزازیہ
مین اسکی تصریح ہو کذا فی حاشیۃ المدنی **وفی انت الطلاق** او طلاق وانت طالق الطلاق او انت طالق طلاقا **واحدۃ رجعیۃ ان لم ینو شیئا او نوی** یعنی بالمصدر
لانہ لو نوی لطالق واحدۃ وبالطلاق اخری وقعتا رجعیتین لو مدخولا بہا کقولہ انت طالق انت طالق زیلعی **واحدۃ او ثنتین** لا نہ صریح مصدر لا یحتمل العدد اور انت الطلاق یا
انت طلاق مین یعنی جس ترکیب مین مصدر خبر واقع ہو خواہ مصدر معرفہ ہو خواہ نکرہ یا انت طالق الطلاق یا انت طالق طلاقا مین ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اگر متکلم نے ایک یا
کی کچھ نیت نہ کی ہو یا ایک یا دو طلاق کی فقط مصدر سے نیت کی تو بھی ایک رجعی طلاق واقع ہوگی مصدر کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر انت طالق طلاقا مین لفظ طالق سے ایک طلاق
کی نیت کریگا اور لفظ طلاق سے دوسری طلاق کا ارادہ کریگا تو دو طلاق رجعی واقع ہونگی اگر عورت مدخولہ ہوگی اور اگر مدخولہ نہوگی تو ایک ہی طلاق سے بدون عدت کے
جدا ہو جاویگی دوسری طلاق کا محل ہی باقی نہ رہا انت طالق طلاقا سے دو طلاق ایسی واقع ہونگی جیسے دو طلاق رجعی اس قول سے واقع ہوتی ہین یعنی انت طالق انت طالق سے
کذا فی الزیلعی فقط مصدر سے ایک یا دو طلاق کی نیت کرنے سے ایک ہی طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ صریح مصدر احتمال شمار کا نہین رکھتا یعنی مصدر صیغہ ہو وحدت کا اسمین کثرت کی گنجائش
نہین **فان نوی ثلثا فثلث** لانہ فرد حکمی ولذا کان **الثنتان فی الامۃ** وکذا فی حرۃ تقدمہا واحدۃ جوہرۃ لکن جزم فی البحر انہ سہو **بمنزلۃ الثلث فی الحرۃ** سو اگر ان اقوال سابقین مین مصدر سے
تین طلاق کا ارادہ کریگا تو تین طلاق واقع ہونگی اسواسطے کہ تین فرد حکمی ہین یعنی تین کل ہو طلاق کا اس سے زیادہ طلاق نہین تو تین طلاق کی فرد کامل ہوئی اور اسیواسطے دو طلاق لونڈی کے
حق مین بمنزلہ تین طلاق کے ہین حرہ کے حق مین یعنے لونڈی کے حق مین دو طلاق کل طلاق ہو جیسے حرہ کے حق مین تین طلاق تو اگر لونڈی سے کہا کہ انت طلاق اور مصدر سے دو طلاق کی نیت
کی تو دو طلاق واقع ہونگی اسواسطے کہ دو طلاق اُسکے حق مین فرد حکمی ہو اور اسیطرح اس حرہ کے حق مین جسکو ایک طلاق سابق مین ہو چکی دو طلاق فرد حکمی ہو کذا فی الجوہرۃ لیکن بحر الرائق
مین یقین کیا ہو کہ روایت جوہرہ کی سہو ہو یعنی دو طلاق حرہ کے حق مین مصدر سے نہ واقع ہونگی **ومن الالفاظ المستعملۃ الطلاق یلزمنی والحرام یلزمنی وعلی الطلاق وعلی الحرام**
فیقع بلا نیۃ للعرف ولو لم یکن لہ امرأۃ یکون یمینا فیکفر بالحنث تصحیح القدوری اور الفاظ مستعملہ عوام سے یہ اقوال ہین کہ طلاق مجھکو لازم ہو اگر مین ایسا کرون اور حرام مجھکو لازم
ہو اگر مین نے ایسا کیا اور مجھپر طلاق لازم ہو اگر ایسا نہ کرون اور مجھپر حرام لازم ہو اگر مین ایسا کام کرون تو ان الفاظ سے طلاق واقع ہوگی بدون نیت کے بسبب عرف کے یعنی
عرف مین طلاق کی قسم کھانا رائج ہو گیا ہو تو انپر جاری ہونا اُسکا واجب ہوا اور اگر ان اقوال کے بولنے والے کی زوجہ نہوگی تو یہ الفاظ قسم ہو جاوینگے تو کفارہ دینا ہوگا قسم توڑنے
سے کذا فی تصحیح القدوری قلنا علی الطلاق من ذراعی بحر اور اسیطرح طلاق واقع ہوگی اس قول سے کہ مجھپر طلاق لازم ہو میرے ہاتھ سے کذا فی بحر الرائق ثم صاحب بحر نے کہا کہ
بزازیہ مین مصرح ہو کہ انت طالق من ہذا العمل سے قضاءً طلاق واقع ہوتی ہو نہ دیانۃً تو یہ دلالت کرتا ہو کہ علی طلاق من ذراعی سے بطریق اولی طلاق واقع ہو قضاءً مقدسی
نے کہا کہ یہ قیاس صحیح نہین اسواسطے کہ مقیس علیہ مین عورت مخاطب ہو اور وہ محل ہو طلاق کی بخلاف مقیس کے حلبی نے کہا کہ کلام مقدسی کا مدلل ہو اور مدنی کہا کہ یہ
تحقیق لائق ہو قبول کرنے کے **ولو قال طلاقک علی لم یقع** ولو زاد واجب او ثابت او فرض ہل یقع قال البزازی المختار لا وقال الخاصی المختار نعم اور اگر یون کہا کہ
تیری طلاق مجھپر ہو تو نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ یہ احتمال بھی اسمین ہو کہ تیری طلاق مجھپر حرام ہو اور اگر اس قول پر لازم یا واجب یا ثابت یا فرض کو بڑھایا یعنی یون کہا کہ
تیری طلاق مجھپر لازم ہو یا واجب ہو یا ثابت ہو یا فرض ہو تو طلاق واجب ہوگی یا نہین بزازی نے کہا کہ قول مختار یہ ہو کہ نہ واقع ہوگی اور خاصی نے کہا اپنے فتاوی مین کہ
قول مختار یہ ہو کہ ہان واقع ہوگی اور فقیہ ابوجعفر نے کہا کہ واجب مین واقع ہوگی نہ اور الفاظ مین کذا فی حاشیۃ المدنی **ولو قال طلقک اللہ ہل یفتقر لنیتہ قال الکمال الحق نعم** اور اگر
یون کہا کہ خدا تجھکو طلاق دے کیا اس کلام مین نیت طلاق کی حاجت ہو یا نہین کمال الدین بن ہمام نے کہا کہ حق یہ ہو کہ ہان نیت کی حاجت ہو یعنی بدون نیت کے
طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ احتمال ہو کہ یہ کلام بطریق بددعا کے ہو **ولو قال لہا کونی طالقا او طلقی او یا مطلقۃ بالتشدید یقع** اور اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ تو طلاق والی
ہو جا یا یون کہا کہ او مطلقہ بتشدید لام تو طلاق واقع ہوگی **وکذا یا طال** بکسر اللام وضمہا لانہ ترخیم **او انت طال بالکسر والا توقف علی النیۃ** کما لو تہجی بہ او بالعتق

دوسری طرف طلاق ہوئی تو طلاق بدون نیت کے واقع نہ ہوگی کیونکہ یہ لفظ کنایہ ہے پس بدون نیت کے طلاق نہ ہوگی اور اگر دونوں نیت کرے
طلاق ہوگی یعنی تو طلاق ہو تو بھی طلاق بدون نیت واقع نہ ہوگی اور اگر یون کہا کہ تو طلاق ہو تو بسبب اسکے کہ تو طلاق موقوف ہوئی نیت پر تو بدون نیت کے
طلاق نہ واقع ہوگی چنانچہ طلاق نیت پر موقوف ہوگی کیونکہ طرف جدا جدا ہے جیسے اگر ... فی الفتح ... کہا ہے ...
ان دونوں صورتوں میں بدون نیت کے طلاق نہ ہوگی اور شارح نے بیان کیا کہ طلاق کو کنایہ میں داخل کیا ہے ... سے ...
طلاق میں روایت مختلف ہے فتاویٰ میں صریح ہے کہ کبھی طلاق کی صریح میں داخل ہے نیت کی حاجت نہیں ... کبھی طلاق کی کنایات میں ...
پر موقوف ہوگی لیکن مصنف نے اول بطور قاعدہ کے بیان کیا اور بیان بطور روایت کے کذا فی الطحطاوی ... المحیط ...
میں صحیح مذہب یہی منقول ہے کہ طلاق واقع ہوتی ہے صحیح قول ہے اس کلام کے میں نے تجھکو تیری طلاق بخشی ... مانند اسکے کہ ...
طلاق تیرے پاس ودیعت رکھی یعنی تیری طلاق کردی یعنی بنا بر قول صحیح کے لفظ ہبہ اور ودیعت سے بھی طلاق بدون نیت واقع ہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی واذا
اضاف الطلاق الیہا کانت طالق او الی ما یعبر بہ عنہا کالرقبۃ والعنق والروح والبدن والجسد ان الواقع داخلا فی الجسد دون البدن والفرج والوجہ
والراس کذا لاستدلال النفیع مالدر والدر علی المختار خلاصہ او اضاف الی جزء شائع منہا کنصفہا او ثلثہا وقع لعدم تجزیہ وحیث طلاق جسوجب عورت کی طرف
بنا چنانچہ یون کہا کہ تو طلاق ہو یا نسبت کی طلاق کی طرف اس عضو کی جس سے کل عورت کی تعبیر ہوتی ہے جیسے رقبہ یا عنق یعنی گردن اور روح اور بدن اور جسد اور فرج اور چہرہ اور
سر اور اسیطرح است یعنی جوڑ یعنی یون کہا کہ تیری گردن یا روح کو طلاق ہے مصنف نے بدن اور جسد دونوں کو اسواسطے ذکر کیا کہ ہاتھ پاؤں سر جسد میں داخل ہیں بدن میں
نہیں اور لفظ الفرج ادر اسیطرح بنا بر قول مختار کے کذا فی الخلاصہ یعنی اگرچہ لفظ الفرج کا مرادف ہے فرج کے اور دبر مرادف ہے است کے لیکن یہ لفظ کل آدمی کی تعبیر میں واقع ہوتے یا
نسبت کیا طلاق کو عورت کے جز شائع کی طرف جیسے نصف عورت یا ثلث عورت کی طرف تو ان تینوں صورتوں میں طلاق واقع ہوگی نصف یا ثلث کی نسبت اسواسطے
طلاق ہوگی کہ طلاق میں تقسیم نہیں کہ اسمیں نصف یا ثلث یا عشر کی گنجایش ہو خلاصہ یہ کہ جب کل کی طرف طلاق کی نسبت ہوئی یا جز معین کی طرف نسبت ہوئی جو جز کہ بجائے
کل کے مستعمل ہوتا ہے یا جز غیر معین جیسے نصف یا ثلث کیطرف نسبت ہوئی تو ان صورتوں میں طلاق واقع ہوجاویگی ولو قال نصفک الاعلی طالق واحدۃ ونصفک الاسفل ثنتین
وقعت ثلاث فی نصف الاعلیٰ لبعضہم الطلقۃ وبعضہم ثلاث عملا بالاضافتین خلاصہ اور اگر کہا زوج نے زوجہ سے کہ تیرے اوپر کے آدھے جسم کو ایک طلاق ہے اور تیرے نیچے کے آدھے
جسم کو دو طلاق ہیں یہ صورت واقع ہوئی تھی بخارا میں اور متقدمین سے اسمیں کچھ روایت نہ تھی تو بعضے فقہا نے ایک طلاق کا فتویٰ دیا اسواسطے کہ نصف اعلیٰ میں سر داخل ہے
اور سر بجائے کل کے واقع ہوتا ہے تو کل پر ایک طلاق واقع ہوگئی اور نصف اسفل میں اگرچہ فرج داخل ہے اور وہ بھی بجائے کل کے واقع ہوتی ہے لیکن جب اسفل اعلیٰ میں شامل ہوچکا
تو اسکا کچھ اثر باقی نہ رہا تو نصف اسفل کی طلاق لغو ہوگئی اور بعضے فقہا نے تین طلاق کا فتویٰ دیا دونوں نسبتوں پر عمل کرکے کذا فی الخلاصہ واذا قال الرقبۃ منک والوجہ
او وضع یدہ علی الراس والعنق او الوجہ وقال ہذا العضو طالق لم یقع فی الاصح لانہ لم یجعلہ عبارۃ عن الکل بل عن البعض حتی لو لم یضع یدہ بل قال ہذا الراس
طالق واشار الی راسہا وقع فی الاصح ولو نوی تخصیص العضو ینبغی ان یدین فتح اور جب کہا کہ تیرے جسم سے گردن یا چہرہ کو طلاق ہے یا رکھا اپنا ہاتھ سر پر یا گردن پر
یا چہرہ پر اور کہا کہ اس عضو کو طلاق ہے تو طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ اُسنے گردن اور منہ اور سر کو بجائے کل جسم کے مراد نہ رکھا بلکہ بسبب منک کے یا ہاتھ رکھنے
کے اور اشارہ کرنے کے بعض کا ارادہ کیا یہانتک کہ اگر ہاتھ نہ رکھتا بلکہ یون کہتا کہ اس سر کو طلاق ہے اور اشارہ کرتا عورت کے سر کیطرف تو طلاق واقع ہوجاتی قول
اصح میں اور اگر اسنے یا بقہ یعنی راسک طالق ورقبتک طالق میں تخصیص عضو کی متکلم نے مراد رکھی تو لائق ہے کہ باعتبار دیانت کے اسکی تصدیق کیجاوے نہ باعتبار قضا
کے کذا فی فتح القدیر لیکن یہ اس صورت میں ہے کہ سر اور گردن وغیرہ سے تعبیر کل جسم کی عرف میں مشہور اور رائج ہو اور اگر رواج اسکا نہو تو باعتبار دیانت اور قضا کے حق میں
تصدیق ہوگی چنانچہ بحرالرائق سے یہ مطلب مفہوم ہوتا ہے کذا فی حاشیۃ المدنی کما لا یقع لو اضافہ الی الید لا ضیۃ المجاز والرجل والدبر والشعر والانف والساق

والفخذ والظہر والبطن واللسان والاذن والفم والصدر والذقن والسن والریق والعرق کذا الثدی والدم جوہرہ لانہ لایعبر بہا عن الجملۃ فلو عبر قوم بہا عنہا صح چنانچہ
طلاق واقع نہیں ہوتی اگر نسبت کی طلاق کی ہاتھ کیطرف مگر بہ نیت مجاز کے اور نہیں واقع ہوتی اگر طلاق کی نسبت کی طرف بالون کے اور ناخن کے اور بال کا اور
ناک کے اور پنڈلی کے اور ران کے اور پیٹھ کے اور پیٹ کے اور زبان کے اور کان کے اور منھ کے اور سینہ کے اور ٹھوڑی کے اور دانت کے اور رال کے اور پسینہ کے اور
اسیطرح چھاتی اور خون کذا فی الجوہرہ ان اعضا کیطرف طلاق کی نسبت کرنے سے طلاق نہیں واقع ہوتی اسواسطے کہ ان اعضا سے کل جسم کی تعبیر نہیں ہوتی اور اگر کسی قسم کے عرف میں ان
اعضا سے بھی کل عورت کی تعبیر ہوتی ہو تو طلاق واقع ہوگی وکذا کل ما کان من اسباب الحرمۃ لا الحل اتفاقا اور اسیطرح جو سبب کہ حرمت کے ہین نہ حلت کے انکا یہی حکم ہو بالاتفاق
جو طلاق کا حکم ہو حرمت کے اسباب جیسے ایلا اور ظہار اور عتق اور حلت کے اسباب چنانچہ نکاح یعنی اگر ایلا اور ظہار کل عورت کی یا اُس عضو کی جو بجائے کل مستعمل ہوتا ہو چنانچہ
سر اور گردن اور چہرہ اور فرج یا نصف اور ثلث کی تو ایلا اور ظہار واقع ہوگی اور ہاتھ یا ون کیطرف نسبت کرنے سے واقع ہوگی بخلاف نکاح کے کہ گردن و سر اور فرج اور
نصف کیطرف نسبت کرنے سے صحیح ہوگا بنا بر احتیاط کے کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن البحر و جزء الطلقۃ ولو من الف جزء تطلیقۃ لعدم التجزی اور حصہ ایک طلاق کا اگرچہ ہزاروان
حصہ ہو ایک طلاق دینے کے برابر ہو بسبب عدم قسمت پذیری کے یعنی طلاق لائق قسمت کے نہیں لہو اسکا جزا اگرچہ نہایت قلیل ہو بجائے کل کے ہو مثلاً اگر کوئی کہے کہ مین نے ایک طلاق کا
ہزاروان یا لاکھوان حصہ واقع کیا تو پوری ایک طلاق واقع ہوگی ولو زادت الاجزاء وقع اخری وہکذا اور اگر زیادہ ہون اجزا ایک طلاق سے تو دوسری طلاق واقع
ہوگی اور اسیطرح اگر اجزا دو طلاق سے زیادہ ہون تو تین طلاق واقع ہونگی چنانچہ اگر یون کہا انت طالق نصف طلقۃ وثلثہا یعنی تجھکو آدھی طلاق ہو اور دو تہائیان
اسکی تو دو طلاق واقع ہونگی اسواسطے کہ ایک طلاق سے چھٹا حصہ زیادہ ہوگیا الم یقل نصف طلقۃ وثلث طلقۃ وسدس طلقۃ فیقع الثلث حکم سابق اسوقت تک ہو جب تک
یون نہین کہا کہ نصف طلقۃ وثلث طلقۃ وسدس طلقۃ اور اگر یون ہی کہا تو تین طلاقین واقع ہونگی یعنی ہر چند نصف اور ثلث اور سدس سے ایک طلاق پوری ہوئی زیادتی
اجزا کی نہوئی لیکن لفظ طلقۃ کا نکرہ ہو تین بار مکرر ہوا اور قاعدہ عرب کا یہ ہو کہ نکرہ کا جب اعادہ ہوا تو وہ غیر ہوتا ہو اول کا تو بسبب مغایرت کے تین طلاقین ٹھہر گئین بخلاف
معرفہ کے کہ اگر وہ مکرر آویگا تو عین ہوگا اول معرفہ کا ولو بلا واو فواحدۃ اور اگر مثال مذکور کو بدون واو عاطفہ کے بولا مثلاً یون کہا کہ انت طالق نصف طلقۃ ثلث طلقۃ
سدس طلقۃ تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ ہر واحد بدل واقع ہوگا اپنے ماقبل سے اور مبدل منہ ساقط ہوجاتا ہو نیت میں کذا فی حاشیۃ الطحطاوی ولو قال طلقۃ ونصفہا فثنتان
علی المختار جوہرہ اور اگر کہا کہ تجھکو ایک طلاق ہو اور نصف اسکا تو دو طلاقین ہونگی بنا بر قول مختار کے کذا فی الجوہرہ وکذا لو کان مکان السدس ربعا فثنتان علی المختار وقیل واحدۃ قہستانی
اور اسیطرح اگر مثال سابق مین بجائے سدس کے ربع ہو تو دو طلاقین ہونگی بنا بر قول مختار کے اور قول ضعیف مین ایک طلاق ہو کذا فی القہستانی سید احمد طحطاوی نے کہا کہ قہستانی سے
اس مقام مین دو خطائین واقع ہوئین ایک نقل مین دوسری حکم مین نقل مین یہ خطا ہوئی کہ اس عبارت کو اُسنے محیط سرخسی سے نقل کیا حالانکہ یہ عبارت محیط مین نہین چنانچہ فتاویٰ ہندی
یعنی عالمگیری مین محیط کی عبارت منقول ہو اور حکم مین یہ خطا ہوئی کہ جب انت طالق نصف طلقۃ وثلث طلقۃ وسدس طلقۃ مین بسبب تکرار نکرہ کے تین طلاق واقع
ہوئین تو انت طالق نصف طلقۃ وثلث طلقۃ وربع طلقۃ مین بطریق اولیٰ تین واقع ہونگی اسواسطے کہ ربع زائد ہو سدس سے کذا فی حاشیۃ المدنی ویصح استثناء بعض التطلیق لغو
بخلاف الایقاع اور عنقریب باب التعلیق مین آویگا کہ استثنا کرنا بعض تطلیق کا لغو ہو بخلاف ایقاع طلاق کے یعنے اگر یون کہا کہ انت طالق ثلثا الا
نصف طلقۃ تو امام محمدؒ کے نزدیک تین طلاق واقع ہونگی اسواسطے کہ طلاق قسمت پذیر نہین بخلاف ایقاع کے کہ بعض طلاق لغو نہین ہوتی یعنی اگر یون کہے گا کہ تجھکو ایک طلاق
اور آدھی طلاق ہو تو دو واقع ہونگی ویقع بقولہ من واحدۃ الی ثنتین او ما بین واحدۃ الی ثنتین واحدۃ اور ایک طلاق واقع ہوتی ہو اس قول سے کہ تجھکو طلاق ہو ایک سے
دو تک یا یون کہا کہ تجھکو طلاق ہو مابین ایک کے دو تک وبقولہ من واحدۃ او ما بین واحدۃ الی ثلث ثنتان الاصل فیما احد الخروخول الغایۃ الاولی فقط
عند الامام وفیما مرجعہ الاباحۃ کخذ من مالی من مائۃ الی الف الغایتین اتفاقا اور اس قول سے کہ تجھکو طلاق ہو ایک سے تین تک یا مابین ایک کے
تین تک واقع ہونگی دو طلاق شارح کہتا ہو قاعدہ کلیہ ان مسائل کا جنمین اصل منع ہو یعنی بے ضرورت مباح نہین یہ ہو کہ انمین فقط پہلی حد داخل ہوتی ہو

[illegible] کا اعتبار ہو تو تعلیق معنی کو معتبر ہونی چاہئے
[illegible] اور بعضوں نے کہا [illegible] طلاق واقع ہوگی [illegible]
[illegible] في ثلاث اصابع [illegible] تین طلاق واقع ہوگی [illegible]
[illegible] واقع ہوگی [illegible] میں تین طلاق [illegible]
طلاق واحدة في ثنتين [illegible] وان لم ينو او نوى الضرب والحساب فواحدة اور اگر یوں کہا کہ تجھکو ایک طلاق دو میں
طلاق ہیں ایک طلاق واقع ہوگی اگر ضرب و حساب کی نیت کی ہو کی ایک کی ضرب کی دو میں یعنی تو ضرب کی نیت کی یا نہیں ایک ہی طلاق واقع ہوگی ہو کہ
ضرب [illegible] کو معانی [illegible] فتح القدیر [illegible] یہ مسئلہ نہیں کہا کذا في فتاوی قاضی خان وان نوى واحدة وثنتين فثلاث لو مدخولا بها اور اگر نیت کی ایک اور دو کی
یعنی واحدة في ثنتين میں لفظ فی کو بمعنی واو عاطفہ کے استعمال کیا تو تین طلاق واقع ہونگی اگر زوجہ مدخولہ ہو وفي غير المدخولة واحدة كقوله واحدة وثنتين
اور غیر مدخولہ میں ایک واقع ہوگی چنانچہ اس قول میں کہ جب غیر مدخولہ سے کہا کہ تجھکو ایک اور دو طلاق ہیں تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ غیر مدخولہ ایک
ہی طلاق سے بدون عدت کے جدا ہوگئی تو طلاق کا محل باقی نہ رہا وان نوى مع الثنتين فثلاث مطلقا اور اگر نیت کی ساتھ ایک طلاق کے دو طلاق کی یعنی واحدة
في ثنتين میں لفظ فی کو بمعنی مع کے استعمال کیا تو اس صورت میں تین طلاق واقع ہونگی مطلقا خواہ مدخولہ ہو خواہ غیر مدخولہ اسواسطے کہ مستتبع کی [illegible] وفي ثنتين في ثنتين
ولو نوى الضرب ثنتان لما مر ولو نوى معنى الواو او مع فكما مر اور واقع ہونگی دو طلاق اس قول سے کہ تجھکو دو طلاق ہیں دو طلاق کے اندر اگرچہ ضرب حساب کی نیت کی ہو
اسواسطے کہ مضروب کو ضرب سے اجزا زیادہ ہوتے ہیں نہ افراد اور اگر لفظ فی کو بمعنی واو یا مع کی نیت کی تو اسکا حکم ویسا ہی ہے جیسا کہ گذر گیا یعنی اگر طلقتک ثنتين
في ثنتين میں فی کو بمعنی واو عاطفہ کے استعمال کیا تو زوجہ مدخولہ کو تین طلاق ہونگی اور غیر مدخولہ کو ایک طلاق ہوگی اور اگر فی کو بمعنی مع کے استعمال کیا تو مدخولہ
اور غیر مدخولہ دونوں کو تین طلاق واقع ہونگی وبقوله من هنا الى الشام واحدة رجعية لا بائنة بخلاف الطول او كبيرة بائنة اور واقع ہوتی ہے اس قول سے کہ تجھکو
طلاق ہے یہاں سے شام تک ایک طلاق رجعی اسواسطے کہ طلاق کو طول اور بزرگی کے ساتھ موصوف نہیں کیا اور اگر طول اور بزرگی کے ساتھ موصوف کرے تو طلاق بائن واقع ہوگی وانت
طالق بمكة او في مكة او في الدار او الظل او الشمس او ثوب كذا تنجيز يقع للحال كقوله انت طالق مريضة او مصلية او انت مريضة او انت تصلين او
یہ قول کہ انت طالق بمكة او في مكة یعنی تجھکو طلاق ہے مکہ میں یا گھر میں یا سایہ میں یا دھوپ میں یا ایسے کپڑے میں تنجیز ہے طلاق کی یعنی اس قول سے بالفعل طلاق
پڑجاتی ہے دخول مکہ اور گھر پر اور سایہ اور دھوپ پر موقوف نہیں چنانچہ اس قول سے بھی بالفعل طلاق پڑجاتی ہے کہ تجھکو طلاق ہے حالت بیماری میں یا نماز خوانی میں خواہ
بیمار ہو یا نہ ہو نماز پڑھتی ہو یا نہ پڑھتی ہو اسواسطے کہ طلاق کو مرض اور نماز اور اسیطرح سایہ اور دھوپ سے کچھ خصوصیت نہیں وتصدق في الكل ديانة اور تصدیق کیجاویگی زوج کی
ان مثالوں میں باعتبار دیانت کے نہ باعتبار قضا کے لو قال عنيت اذا دخلت الدار او اذا لبست او اذا مرضت ونحو ذلك فيتعلق به كقوله الى سنة او الى راس الشهر
او الى الشتاء اور اگر کہا مرد نے کہ میں نے انت طالق في الدار میں انت طالق اذا دخلت الدار کا ارادہ کیا ہو وانت طالق في ثوب میں انت طالق اذا لبست
کا وانت طالق مريضة میں انت طالق اذا مرضت کا ارادہ کیا اور اسی طرح بعض اقوال میں تو طلاق معلق ہوگی انکی شرطوں پر یعنی بدون دخول دار و لبس ثوب و مرض وغیرہ کے
طلاق نہ واقع ہوگی چنانچہ یہ قول کہ تجھکو طلاق ہے ایک سال تک یا مہینہ کے شروع تک یا موسم سرما تک یعنی بدون سال گذر جانے اور بدون [illegible] آنے کے طلاق نہ واقع ہوگی واذا
دخلت مكة تعليق اور یوں کہنا کہ تجھکو طلاق ہے جبکہ تو مکہ میں داخل ہوگی یہ تعلیق ہے حقیقت میں یعنی مکہ میں داخل ہونے کے طلاق نہ واقع ہوگی كذا في دخولك الدار كذا في
لبسك ثوب كذا في صلوتك ونحوه لان الظرف يشبه الشرط اور اسیطرح یہ قول تعلیق ہے کہ تجھکو طلاق ہے تیرے گھر داخل ہونے میں یا اسیطرح تجھکو طلاق ہے تیرے ایسے کپڑے پہننے
میں یا تجھکو طلاق ہے تیری نماز میں اور مانند ان اقوال کے تعلیق میں داخل ہیں اسواسطے کہ ظرف مشابہ ہے شرط کے باعتبار جمعیت کے اسواسطے کہ مظروف بدون ظرف کے

نہین ہوتا جیسے مشروط بدون شرط کے نہین ہوتا ولو قال لدخولک الدار تطلق اور اگر یون کہا کہ تجھکو طلاق ہے بسبب داخل ہونے تیرے کے گھر مین یا بسبب
تیرے حیض کے تو یہ قول تنجیز ہے یعنی فی الحال طلاق واقع ہوگی دخول دار اور حیض پر موقوف نہین ولو بالباء تعلیق واگر بجاے لام کے باء موحدہ بولا یعنی یون کہا کہ انت طالق
بدخولک الدار وبحیضتک تو یہ قول تعلیق ہے یعنی دخول دار اور حیض پر طلاق موقوف ہوگی وفی حیضتک ہی حائض حتی تحیض اخری اور اگر اس قول مین کہ تجھکو طلاق ہے تیرے
حیض مین اور حالانکہ اسکو حیض موجود ہے تو طلاق نہ واقع ہوگی یہانتک کہ اسکو دوسری بار حیض آوے وفی حیضتک حتی تحیض وتطہر اور اس قول مین کہ تجھکو طلاق ہے تیرے
حیضہ مین یعنی ایکبار حیض آنے مین تو وہ مطلقہ نہوگی یہانتک کہ اسکو دوسری حیض آوے اور پاک بھی ہوجاوے اسواسطے کہ حیضہ حیض کامل کو کہتے ہین اور کامل حیض بدون طہر
کے نہین خلاصہ یہ کہ اگر حیض بدون تے کے بولا تو تعلیق طلاق حیض ثانی پر ہوگی اور اگر تے کو ساتھ ملایا تو تعلیق طلاق کی طہر بعد حیض ثانی کے ہوگی کذا فی حاشیۃ
المدنی وفی ثلثۃ ایام تنجیز وفی مجیء ثلثۃ ایام تعلیق بمجیء الیوم الثالث سوی یوم کلمہ لان الشروط تعتبر فی المستقبل اور اس قول مین کہ تجھکو طلاق ہے تین دن مین فی الحال طلاق ہوگی
اور اس قول مین کہ تجھکو طلاق ہے تین دن کے آنے مین تعلیق ہے طلاق کے تیسرے دن کے آنے پر سواے اسدن کے جسدن یہ کلام کیا اسواسطے کہ شروط کا اعتبار زمانہ مستقبل
مین ہوتا ہے نہ ماضی مین اور آنا دن کا ابتداے یوم سے ہوتا ہے حالانکہ یوم تکلم کچھ دن گذر چکا تھا تو یوم تکلم کا آنا ثابت نہوا اسواسطے اسدن کو شمار سے نکال ڈالا ویوم القیمۃ
لغو اور یون کہنا کہ تجھکو طلاق ہے قیامت کے دن لغو ہے یعنی اس کلام سے طلاق نہین واقع ہوتی اسواسطے کہ قیامت کا دن محل وقوع احکام شرعیہ نہین وقبلہ تنجیز اور اس قول
مین کہ تجھکو طلاق ہے روز قیامت سے پہلے فی الحال طلاق واقع ہوگی وفی انت طالق تطلیقۃ حسنۃ فی دخولک الدار ان رفع حسنۃ تنجیز وان نصبھا تعلیق اور اس قول مین کہ انت
طالق تطلیقۃ حسنۃ فی دخولک الدار اگر رفع دیا لفظ حسنۃ کو تو فی الحال طلاق ہوگی اور اگر نصب دیا اسکو تو تعلیق ہوگی اسواسطے کہ لفظ حسنۃ حالت رفع مین صفت ہوگی
عورت کی تو فاصل ہوئی درمیان طلاق اور تعلیق کے تو فی دخولک الدار جدا کلام ہوگیا تعلیق نرہا تو تنجیز ہوگا اور جب حسنۃ کو نصب دیا تو صفت ہوئی طلاق کی تو فاصل نہوئی
تو دخول دار پر تعلیق ہوگی طلاق کی وسأل الکسائی محمدا عمن قال لامرأتہ شعر فان ترفقی یا ہند فالرفق ایمن ٭ وان تخرقی یا ہند فالخرق اشأم ٭ فانت طالق
والطلاق عزیمۃ ٭ ثلث ومن یخرق اعق واظلم ٭ کم تقع فقال ان رفع ثلث فواحدۃ وان نصبھا فثلث وتمامہ فی المغنی وفیما علقناہ علی الملتقی اور سوال کیا کسائی
نحوی اور قاری نے امام محمد سے کہ جس شخص نے اپنی عورت سے یہ شعر کہا کہ اگر نرمی کریگی تو اے ہند تو نرمی کرنا مبارک ہے اور اگر سختی اور بدمزاجی کریگی اے ہند تو سختی
نامبارک ہے سو مطلقہ ہے اور طلاق تو عزیمت کی چیز ہے یعنی لہو اور لعب نہین تین بار اور جو سختی اور بدمزاجی کرتا ہے وہ نافرمان اور ظالم تر ہے کسائی نے پوچھا کہ اس
کلام سے کے بار طلاق واقع ہوتی ہے تو امام محمد رح نے جواب دیا کہ اگر اسنے لفظ ثلث کو رفع دیا تو ایک طلاق ہوگی اور اگر اسکو نصب دیا تو تین بار طلاق ہوگی تمام شارح
نے کہا اور پوری تقریر اسکی مغنی اللبیب اور ہماری شرح مین ہے جو ملتقی پر ہے ٭ جب لفظ ثلث مرفوع ہوگا تو ایکبار طلاق ہوگی گویا یون کہا کہ انت طالق پھر خبر دی کہ پوری طلاق تین
بار ہے اور جب ثلثا منصوب ہوگا تو تین بار طلاق ہوگی تو تقدیر کلام کی انت طالق ثلثا ہوگی اور والطلاق عزیمۃ جملہ معترضہ ہوگا کتاب مغنی اللبیب کے باب اول مین مذکور ہے کہ
ہارون رشید نے یہ سوال امام ابو یوسف سے کیا انکو جواب نہ آیا کسائی سے دریافت کر کے جواب دیا بحر الرائق مین کہا کہ یہ حکایت غلط ہے اسواسطے کہ ابو یوسف مجتہد تھے اور شرط
اجتہاد کی ایک یہ بھی ہے کہ معرفت کامل عربیت کی ہو اور یہ نقل اہل درایت کے مخالف ہے چنانچہ مبسوط مین مذکور ہے کہ یہ سوال کسائی نے امام محمد رح سے کیا اور تاریخ خطیب بغدادی
مین بھی یون ہی مذکور ہے چنانچہ جلال الدین سیوطی نے حاشیہ مغنی اللبیب مین اسکی تصریح کردی ہے کذا فی حاشیۃ المدنی ولو قال انت طالق غدا او فی غد یقع عند طلوع
الصبح اور اس قول سے کہ تو طالق ہے کل یا کل مین تو واقع ہوگی طلاق طلوع صبح کے وقت وصح فی الثانی نیۃ العصر آخر النہار قضاء وصدق فیھما دیانۃ وفی انت
طالق شعبان او فی شعبان اور صحیح ہے قول ثانی مین یعنی انت طالق فی غد مین نیت عصر کی یعنی آخر دن کی باعتبار قضا کے اور تصدیق کیجاویگی متکلم کے دونون قولون
مین باعتبار دیانت کے اور مانند اسکے ہے یہ قول کہ تو طالق ہے شعبان کو یا شعبان مین تو اگر اس متکلم نے کچھ نیت نہ کی تو آخر رجب مین بعد غروب آفتاب کے طلاق واقع ہوگی
اور اگر آخر شعبان کی نیت کی تو قضاء قول ثانی مین صحیح ہوگی اور دیانۃ دونون مین تصدیق ہوگی وفی انت طالق الیوم غدا او غدا الیوم اعتبر اللفظ الاول

اور اس قول میں کہ تو طالق ہے آج کل یا تو طالق ہے کل آج پہلا لفظ معتبر ہوگا اور دوسرا لفظ لغو ہوگا تو پہلے قول میں آج کے روز طلاق ہوگی اور دوسرے قول میں کل کو
اور بعض نے کہا دونوں میں واقع ہوگی۔ یہ مثال سابق میں مشتمل ذکر کیا یعنی یوں کہا کہ انت طالق الیوم غدًا او انت طالق غدًا الیوم
تو قول اول میں ایک طلاق ہوگی یعنی الیوم و غدًا میں اور قول ثانی میں طلاق ہوگی یعنی غدًا میں یہ بھی ہیں کہ انت طالق فی اول النہار و آخرہ
والیوم و رأس الشہر چنانچہ اس محل میں کہ انت طالق باللیل والنہار اگر یہ قول دن کو کہا تو دو بار طلاق ہوگی اور اگر یوں کہا انت طالق بالنہار
واللیل تو ایکبار واقع ہوگی اور اگر رات کو یہ قول کہا تو حکم بالعکس ہوگا یا یوں کہا کہ انت طالق اول النہار و آخرہ سو اگر یہ قول دن کو کہا تو ایکبار
طلاق واقع ہوگی اور اگر اول روز میں یوں کہا کہ انت طالق آخر النہار و اولہ تو دو بار طلاق ہوگی اور اگر آخر روز میں یوں کہا کہ انت طالق اول النہار و آخرہ
تو دو بار طلاق واقع ہوگی اگر آخر روز میں یوں کہا کہ انت طالق آخر النہار و اولہ تو ایکبار طلاق ہوگی اور اسی طرح عکس اسکا یعنی عکس باللیل والنہار کا اور مسئلہ
اول النہار و آخرہ کا آخر النہار و اولہ چنانچہ اسکا حکم بھی متصل مذکور ہو چکا یا یوں متکلم بولا کہ انت طالق الیوم و رأس الشہر تو اگر یہ کلام دن میں کہا تو ایک طلاق
ہوگی اور اگر شروع مہینہ میں کہا تو دو بار طلاق واقع ہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی والاصل انہ متی اضاف الطلاق لوقتین کائن و مستقبل بحرف العطف فان
بدأ بالکائن اتحد او بالمستقبل تعدد اور قاعدہ کلیہ امثلہ سابقہ میں یہ ہے کہ جب مضاف کیا طلاق کو دو وقت کی طرف کہ ایک ان میں ماضی ہے اور دوسرا مستقبل اور
دونوں وقتوں کے درمیان میں حرف عطف کا ڈالا سو اگر ابتدا ماضی سے کی تو دونوں وقت متحد ہونگے اس صورت میں ایک ہی طلاق واقع ہوگی
چنانچہ انت طالق الیوم و غدًا میں اور اگر ابتدا مستقبل سے کی تو تعدد و کثرت ہوگی یعنے دو بار طلاق واقع ہوگی چنانچہ انت طالق غدًا والیوم میں و فی
انت طالق الیوم اذا جاء غد او انت طالق لا بل غدًا طلقت واحدۃ للحال واخری بعد الغد اور اس قول میں کہ تو طالق ہے آج اور جب کہ کل آوے
یا یوں کہا کہ تو طالق ہے نہیں بلکہ کل طالق ہے تو اسکو ایکبار طلاق ہوگی فی الحال اور دوسری بار کل مثال ثانی میں متکلم نے لفظ لا بل سے نفی کلام سابق کی
ارادہ کی سو ابطال منجز کا ممکن نہیں انت طالق واحدۃ او لا او مع موتی او مع موتک لغو اما الاول فلحرف الشک و اما الثانی فلاضافتہ لحالۃ منافیۃ
للایقاع او للوقوع تو طالق ہے ایکبار یا کہ طالق نہیں یا یوں کہا تو طالق ہے میری موت کے ساتھ یا اپنی موت کے ساتھ تو یہ دونوں قول لغو ہیں یعنی ایسے کلام
سے طلاق نہیں ہوتی پہلا قول تو اسواسطے لغو ہوا کہ حرف شک کا اسمیں واقع ہے اور قول ثانی اسواسطے لغو ہوا کہ اسمیں طلاق مضاف ہے ایسی حالت کی طرف
جو منافی ہے ایقاع طلاق کے یا وقوع طلاق کے یعنی موت زوج کی منافی ہے ایقاع طلاق کی کہ اس حالت میں اسکو اہلیت طلاق دینے کی نہیں اور موت زوجہ کی منافی
ہے وقوع طلاق کی کہ اس حالت میں محل طلاق باقی نہیں کذا انت طالق قبل ان اتزوجک او امس وقد نکحہا الیوم اور اسیطرح لغو ہے یہ قول کہ تو طالق ہے قبل
اسکے کہ میں تیرے ساتھ نکاح کروں یا یوں کہے کہ تو طالق ہے کل یعنی جو دن کہ ہو چکا اور حالانکہ نکاح کیا اس عورت سے آج یہ دونوں قول اسواسطے لغو ہوئے
کہ طلاق کو اس وقت کی طرف مضاف کیا جبکہ اسکو ملکیت طلاق کی نہ تھی اسواسطے کہ بعد نکاح کے زوج طلاق کا مالک ہوتا ہے قبل نکاح کے ولو نکحہا قبل امس
وقع الآن لان الانشاء فی الماضی انشاء فی الحال اور اگر نکاح کیا تھا عورت سے کل سے پہلے یعنی پرسوں نکاح کیا تھا اور بعد اسکے یوں کہا کہ انت طالق امس تو فی الوقت
حکم کے طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ ماضی کا ایقاع زمانہ موجود کا ایقاع ہے ولو قال امس والیوم تعدد او لعکسہ اتحد و قیل بعکسہ اور اگر کہا کہ انت طالق امس
والیوم تو دو بار طلاق ہوگی یا بالعکس اسکے کہا یعنی یوں کہا کہ انت طالق الیوم والامس تو ایکبار ہوگی اور بعض علما نے اسکے بالعکس کہا ہے یعنے
اول صورت میں ایکبار اور دوسری صورت میں دو بار ہوگی اور یہی قول اخیر موافق قاعدہ سابقہ کے ہے یعنی اگر ماضی مقدم ہے استقبال پر تو اتحاد ہوگا اور
استقبال مقدم ہے ماضی پر تو تعدد ہوگا اور یہی حق ہے کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن الحلبی او انت طالق قبل ان اخلق او قبل ان تخلقی او طلقتک و
انا صبی او نائم او مجنون وکان معہودًا کان لغوًا یا یوں کہا کہ تو طالق ہے قبل میری پیدائش کے یا قبل تیری پیدائش کے یا یوں کہا کہ میں نے تجھکو

طلاق دی جبکہ مین لڑکا تھا یا جبکہ مین سوتا تھا یا جبکہ مین دیوانہ تھا اور حالانکہ اُسکا جنون معلوم تھا تو یہ قول لغو ہوگا اسواسطے کہ حالات مذکورہ منافی ہین ایقاع طلاق
کے بخلاف قولہ انت حر قبل ان اشتریک اوانت حر امس وقد اشتراہ الیوم فانہ یعتق کما یعتق لو اقر بعبد ثم اشتراہ لاقرارہ بحریتہ بخلاف حکم
سابق کے ہی یہ قول کہ تو آزاد ہی قبل اسکے کہ مین تجھکو خرید کرون یا یون کہا کہ تو آزاد تھا کل اور حالانکہ اُسکو خرید کیا آج تو وہ آزاد ہوجاویگا اسواسطے کہ آزادی
ایقاع اور وقوع کی محتاج نہین احتمال ہی کہ اُسکو اور شخص نے آزاد کیا ہو یا کہ وہ اصلی آزاد ہو بخلاف طلاق کے چنانچہ اسطرح بھی آزاد ہوجاویگا اگر اقرار کیا
ایک شخص نے کسی کے غلام کے حق مین کہ یہ آزاد ہی پھر اسکو خرید کیا ان تینون صورتون مین آزادی ثابت ہوگی بسبب اقرار کرنے قائل کے اُسکی آزادی کا انت
طالق قبل موتی بشہرین او اکثر ومات قبل مضی شہرین لم تطلق لانتفاء الشرط وان مات بعدہ طلقت مستندا الی اول المدۃ لاعند الموت وفائدتہ انہ لا
میراث لہا لان العدۃ قد تنقضی بشہرین بثلاث حیض تو طالق ہی میری موت سے دو مہینے پہلے یا کہ اُس سے زیادہ اور مرگیا زوج قبل گذرنے دو مہینے کے
تو عورت مطلقہ نہوگی بسبب نہ پائے جانے شرط کے اور اگر زوج مرگیا بعد دو مہینہ کے تو مطلقہ ہوگی نزدیک امام کے فی الحال باستناد اول مدت کے یعنی دو مہینے
سے مطلقہ ہوگی نہ موت کے نزدیک سے اور فائدہ طلاق مستند کا یہ ہی کہ عورت کو میراث زوج کی نہ ملیگی اسواسطے کہ عدت گاہے منقضی ہوجاتی ہی دو مہینے مین تین حیض
ہوکر ہم مصنف اور شارح نے اس مقام مین قول ضعیف کو پسند کیا ہی باتباع صاحب درر کے اور قول صحیح یہ ہی کہ عدت وقت موت سے ہوگی اور عورت وارث ہوگی نزدیک
امام کے اسواسطے کہ حق میراث مین استناد ظاہر نہین ہوتا کیونکہ اُسمین ابطال ہی عورت کے حق کا کذا فی حاشیۃ الطحطاوی اور تحریر مین تصریح ہی کہ وجوب عدت نزدیک
امام کے موت سے ہی اور علامہ سمرقندی نے کہا کہ اسی پر فتوےٰ ہی کذا فی حاشیۃ المدنی قال لہا انت طالق کل یوم او کل جمعۃ او رأس کل شہر ولا نیۃ لہ تقع واحدۃ فان
نواہ کل یوم او قال فی کل یوم او مع او عند او کلما مضی یوم تقع ثلث فی ایام ثلث والاصل انہ متی ترک کلمۃ الظرف اتحد والا تعدد کہا زوج نے زوجہ سے کہ تو طالق ہی ہر دن یا
ہر جمعہ یا ہر مہینے کے شروع پر اور زوج کی ان اقوال مین کچھ نیت نہین تو ایکبار طلاق واقع ہوگی اور اگر اُسنے نیت کی ہر روز ایک طلاق کی یا اُسنے یون کہا کہ تو
طالق ہی ہر ایک دن مین یا یون کہا کہ تو طالق ہی ہر دن کے ساتھ یا کہا کہ تو طالق ہی نزدیک ہر دن کے یا یون کہا کہ تو طالق ہی ہر بار کہ دن ہوچکے تو ان صورتون مین
تین بار طلاق واقع ہوگی تین دن مین اور قاعدہ کلیہ تین طلاق یا ایک طلاق کے واقع ہونے کا ان مثالون مین یہ ہی کہ جب کلمہ ظرف کا متروک ہوگا کلام مین تو
ایکبار طلاق واقع ہوگی اور جب کلمہ ظرف کا مذکور ہوگا تو تین بار طلاق واقع ہوگی کلمہ ظرف کا ان اقوال مین لفظ فی او مع اور عند ہی وفی الخلاصۃ انت طالق مع کل
یوم تطلیقۃ تقع ثلث للحال اور خلاصہ مین ہی کہ اگر یون کہیگا کہ تو طالق ہی ہر دن کے ساتھ ایک طلاق کر تو واقع ہونگی تین طلاق فی الحال ہم روایت خلاصہ کی
مخالف ہی شارح کے قول کے اسواسطے کہ شارح نے کہا کہ مع کل یوم مین تین طلاق تین دن مین واقع ہونگی اور خلاصہ مین فی الحال واقع کہا اور دونون
کلامون مین سوائے مفعول مطلق کے کوئی فارق ظاہر نہین ہوتا اور شیخ رحمتی محشی نے کہا کہ خلاصہ مین یون عبارت ہی کہ انت طالق مع کل تطلیقۃ یعنی اسمین
لفظ یوم کا نہین تو یہ مطلب ہوا کہ تو طالق ہی ہر ہر طلاق کے ساتھ تو اس صورت مین تین بار طلاق فی الحال واقع ہونگی اور شاید کہ نسخہ بحر الرائق مین تحریف
واقع ہوگئی اور مصنف اور شارح نسخہ محرفہ کے پیرو ہوگئے کذا فی حاشیۃ المدنی قال اطولکما عمرا طالق الآن لا تطلق حتی تموت احدیہما فتطلق
الاخری لوجود شرطہ حینئذ کہا زوج نے اپنی دو زوجہ سے کہ تم دو مین بڑی عمر والی کو طلاق ہی اسوقت تو کسی کو طلاق نہوگی یہانتک کہ ایک اُنمین سے مرجاوے
پھر جب ایک مرے گی تو دوسری زندہ زوجہ مطلقہ ہوگی بسبب پائے جانے شرط زوج کے اسوقت یعنی جب ایک مرگئی تو دوسری عورت کی زیادتی عمر کی ثابت
ہوئی ہم شیخ رحمتی نے کہا کہ طول عمر بدون دونون عورتون کے مرجانے کے ثابت نہین ہوسکتا اسواسطے کہ جو عورت کہ اول مرگئی جائز ہی کہ چالیس برس کی ہو اور
جو زندہ ہی شاید اُسکی عمر تیس ہی برس کی ہو کذا فی حاشیۃ المدنی اور نسخہ مطبوع مین بعد حینئذ کے لفظ مستندا کا بھی مرقوم ہی قال انت طالق قبل قدوم
زید بشہر فقدم بعد شہر وقع الطلاق مقتصرا کہا زوج نے کہ تو طالق ہی زید کے آنے سے پہلے بقدر ایک مہینہ کے پھر زید آیا بعد مہینے کے

ہو ... حال ہو ... مضاف کو ذکر کیا ... قسم تقدیم ... ذکر کیا ... [illegible]

... اسناد ... ثبوت ... مقتضا ... تحقیق ... ثبوت ... [illegible]

... [illegible] ... استناد ... حقیقت ... تحقیق ... [illegible]

... تعلیق ... میں ... طلاق ... حکم کے ... سبب ... [illegible]

... تعلیق کے سبب ... طلاق واقع ہوگی ... تحقیق ... اول ... [illegible]

فی الحال ... ثبوت حکم ... فی الحال چنانچہ انشاء عقود مثل بیع ... طلاق و عتاق کے ... [illegible]

... استناد ثبوت فی الحال مستندا الی ما قبلہ بشرط بقائہ ... [illegible] ... عبارت

ہے ثبوت حکم کے فی الحال اپنے ما قبل کی طرف مستند ہو کر بشرط باقی رہنے محل حکم کے تمام مدت میں جیسے لازم ہونا زکوۃ کا سال تمام ہونے کے وقت ...

... یعنی جو سال کے زکوۃ بالفعل واجب ہوتی ہو باعتبار ما قبل کے یعنی ... اول سال کے بشرط باقی رہنے مال کے اول سے آخر تک ...

... مال حکم ... والتبیین ان یظہر فی الحال تقدم الحکم کقولہ ان کان زید فی الدار فانت طالق وتبین فی الغد وجودہ فیہا ... اعتد من حین القول ...

اور تبیین یہ ہے کہ ظاہر ہو فی الحال حکم کا مقدم ہونا یعنے اب ظاہر ہوا کہ وقت تکلم سے حکم مقدم تھا جیسے زوج کا یہ قول کہ اگر زید گھر میں ہوگا تو تجھکو طلاق ہے

اور کل ظاہر ہوا وجود زید کا گھر میں یعنی دوسرے دن ثابت ہوا کہ وقت تعلیق کے زید گھر میں موجود تھا تو عورت مطلقہ ہوگی وقت تکلم سے اور عدت اسکی

مدت ہوگی خلاصہ یہ ہے کہ ثبوت حکم تین حال سے خالی نہیں یعنی زمانہ مستقبل میں ہو یا زمانہ حال میں یا زمانہ ماضی میں تو اگر زمانہ استقبال میں ہو بطور تعلیق کے تو اسکو

انقلاب کہتے ہیں اور اگر زمانہ حال میں ہو بلا استناد و سابق تو اسکو اقتضا بولتے ہیں اور اگر زمانہ حال میں ہو قبل سے مستند ہو کر اسکو استناد کہتے ہیں اور اگر نسبت

حکم کے زمانہ ماضی میں ہو اسکو تبیین بولتے ہیں انت طالق ما لم اطلقک او متی لم اطلقک او متی ما لم اطلقک سکت طلقت للحال لسکوتہ اگر زوج نے

کہا کہ تو طالق ہے ما اسکا تجھکو طلاق نہ دوں یا جب تک کہ میں تجھکو طلاق نہ دوں یا مادامیکہ تجھکو طلاق نہ دوں اور یہ کلام کرکے زوج ساکت ہو گیا تو عورت

فی الحال مطلقہ ہوگی بسبب اسکے سکوت کے اسواسطے کہ کلمہ متی کا ظرف زمان ہے اور اسیطرح کلمہ ما کا ... ہے قائم مقام ظرف کے اگرچہ متی شرط کے ... ہو

لیکن فقہا کا اتفاق ہے کہ دونوں یہاں بمعنی وقت کے ہیں خلاصہ یہ کہ ان مثالوں میں طلاق کی اضافت ہوئی ایسے زمانہ کی طرف جو طلاق ... خالی ہے جب سے

سکوت کیا تو وہ زمانہ پایا گیا لہذا وہ مطلقہ ہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی عن البحر وفی ان لم اطلقک لا تطلق بالسکوت بل یمتد النکاح حتی یموت احدہما قبلہ اسے

تطلیقہ فتطلق قبیل الموت لتحقق الشرط ویکون فارا اور ... قول میں کہ تو طالق ہے اگر میں تجھکو طلاق نہ دوں عورت مطلقہ نہ ہوگی بسبب سکوت زوج کے بلکہ نکاح قائم رہیگا جبتک

کہ کوئی ان دونوں میں قبل طلاق دینے زوج کے مرجاوے پھر جب ایک کوئی مریگا تو عورت مطلقہ ہوگی قبل موت کے قریب بسبب پائے جانے شرط کے یعنی عدم طلاق

کے پھر اگر زوج اول مریگا تو فار ہوگا سو اگر عورت مدخولہ ہوگی تو وارث ہوگی زوج کی فار کا بیان آگے آویگا واذا واذا ما بلا نیۃ مثل ان عندہ وعندہما مثل متی

حتی ... وقد مر حکمہا اور کلمہ اذا ما کا اور اذا کا بدون نیت کے مانند کلمہ ان کے ہے نزدیک امام کے اور مثل کلمہ متی کے ہے نزدیک صاحبین کے اور دونوں کا یعنی ان

اور متی کا حکم عنقریب مذکور ہو چکا یعنی جب اذا اور اذا ما بمعنی ان کے ہوگا تو طلاق نہ واقع ہوگی تا وقتیکہ کوئی زوجین میں سے مرنے کے قریب نہ ہوگا اور بمعنی متی کے ہونگے

تو فی الحال بسبب سکوت زوج کے طلاق واقع ہوگی ولو نوی الوقت او الشرط اعتبرت نیتہ اتفاقا ما لم تقم قرینۃ الفور فعلی الفور او اگر نیت کی

زوج نے کلمہ اذا سے وقت کی یا شرط کی تو اسکی نیت معتبر ہوگی باتفاق امام اور صاحبین کے جب تک کہ قرینہ فی الفور کا قائم ہو اور اگر فی الفور کا قرینہ

قائم ہوگا تو فی الفور طلاق واقع ہوگی نیت شرط کی معتبر نہ ہوگی قرینہ فی الفور کا یہ کہ عورت نے کہا کہ مجھکو طلاق دے زوج نے کہا کہ انت طالق ان لم اطلقک

فی الفور طلاق واقع ہوگی و فی قولہ انت طالق مالم اطلقک انت طالق مع الوصل بقولہ مالم اطلقک طلقت بالمنجزۃ الاخیرۃ فقط استحسانا اور اس قول مین کہ انت طالق مالم اطلقک انت طالق یعنے زوج نے انت طالق کو اپنے قول مالم اطلقک سے ملاکر کہا تو عورت مطلقہ ہوگی فقط پچھلے قول منجز سے باعتبار استحسان کے یعنی اخیر قول انت طالق سے کہ وہ منجز ہے معلق نہین طلاق واقع ہوگی اور اگر انت طالق کو مالم اطلقک سے جدا کرکے کہا وصل نہ کیا تو منجز اور معلق دونون واقع ہونگی کذا فی حاشیۃ الطحطاوی المدنی عن البحر **فرع** مسئلہ ملحقہ شارح کا قال ان لم اطلقک الیوم ثلثا فانت طالق ثلثا فحیلتہ ان یطلقہا علی الف ولا تقبل المرأۃ فان مضی الیوم لا تطلق بہ یفتی خانیۃ لان التطلیق المقید یدخل تحت المطلق کہا زوج نے اپنی زوجہ سے کہ اگر مین آج تجھکو تین طلاق نہ دون تو تجھکو طلاق ہے تو حیلہ نہ طلاق واقع ہونے کا یہ ہے کہ اسکو طلاق دی بعوض ہزار کے یعنی یون کہے کہ مین نے تجھکو طلاق دی بشرط ہزار اشرفی کے اور عورت ہزار اشرفی دینا نہ قبول کرے پھر اگر وہ دن گذر جاویگا تو عورت مطلقہ نہوگی اسی پر فتویٰ ہے کذا فی الخانیۃ والخلاصۃ والمحیط اسواسطے کہ تطلیق مقید داخل ہے تطلیق مطلق کے تحت مین یعنی ہر چند تعلیق طلاق مطلق پر تھی بعوض مال ہو یا بلا عوض اور جو طلاق کہ زوج نے دی وہ مقید ہے یعنی بعوض مال کے ہے لیکن چونکہ مقید مطلق مین داخل ہے اسواسطے طلاق نہ واقع ہوگی انت طالق یوم اتزوجک فنکحہا لیلا حنث بخلاف الامر بالید امرک بیدک یوم یقدم زید فقدم لیلا لم تخیر ولو نہارا بقی للغروب کہا مرد نے عورت سے کہ تو طالق ہوگی جسدن کہ مین تجھسے نکاح کرون پھر نکاح کیا اُس سے رات مین تو حانث ہوگا یعنے طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ یوم اس قول مین بمعنی مطلق وقت کے ہے جو رات اور دن دونون کو شامل ہے بخلاف امر بالید کے یعنی زوج نے زوجہ سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہے یعنی تجھکو طلاق کا اختیار ہے جسدن کہ زید آوے پھر زید آیا رات کو تو عورت کو اختیار طلاق کا نہوگا اور اگر دن مین زید آویگا تو عورت کو اختیار طلاق کا باقی رہیگا اسی دن کے غروب تک والاصل ان الیوم متی قرن بفعل یستوعب المدۃ یراد بہ النہار کالامر بالید فانہ یصح جعلہ بیدہا یوما او شہرا ومتی قرن بفعل لا یستوعبہا یراد بہ مطلق الوقت کالایقاع الطلاق فانہ لو قال طلقتک شہرا کان ذکر المدۃ لغوا وتطلق للحال اور قاعدہ کلیہ جو فارق ہے طلاق اور امر بالید مین یہ ہے کہ یوم جب مقرون ہے ایسے فعل سے کہ پورا بھرلے تمام مدت کو تو وہان یوم سے مراد نہار رہیگا چنانچہ امر بالید ایسی چیز ہے کہ اسکو عورت کے اختیار مین دینا ایکدن یا ایک مہینہ درست ہے اور اسی طرح ہے سیر اور رکوب اور صوم کہ کل مدت یوم مین ممتد ہو سکتا ہے اور جب کہ یوم مقرون ہو اس فعل سے کہ کل مدت ممتد نہو سکے تو وہان یوم سے مراد مطلق وقت ہوگا جو شامل ہے لیل ونہار کو چنانچہ ایقاع طلاق اور تزوج اور کلام اور دخول اور خروج اور عتاق سو اگر کہے گا کہ مین نے تجھکو طلاق دی مہینہ بھر تو ذکر مدت کا لغو ہوگا اور فی الحال طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ ایقاع طلاق لائق امتداد کے نہین انا منک طالق او بری لیس بشئ ولو نوی بہ الطلاق اور اگر کہا اپنی عورت سے کہ مین تجھسے طالق ہون یا کہ مین تجھسے بری ہون تو یہ قول کچھ نہین اگرچہ اس قول سے طلاق کی نیت کرے تو بھی طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ محل طلاق عورت ہے نہ مرد سو جبکہ اضافت طلاق کی مرد کی طرف ہوئی تو بیموقع ہوئی تو لغو ہوئی وتبین فی البائن والحرام ای انا منک بائن وانا علیک حرام ان نوی لان الابانۃ لازالۃ الوصلۃ والتحریم لازالۃ الحل وہما مشترکان فیصح الاضافۃ الیہ حتی لو لم یقل منک او علیک لم تقع اور جدا ہو جاویگی عورت لفظ بائن اور حرام مین یعنی اگر عورت سے کہا کہ مین تجھسے بائن ہون یعنی جدا ہون یا کہ مین تجھپر حرام ہون تو مطلقہ ہوگی اگر طلاق کی نیت کرے اسواسطے کہ لفظ ابانت یعنی جدائی کا موضوع ہے واسطے زائل کرنے اتصال نکاح کے اور لفظ تحریم کا موضوع ہے واسطے زائل کرنے حلت کے اور وہ دونون یعنی ازالۂ اتصال نکاح اور ازالۂ حلت مشترک ہین درمیان زوج اور زوجہ کے تو صحیح ہوگی اضافت ابانت اور تحریم کی طرف زوج کے یہانتک کہ اگر نہ کہیگا لفظ منک اور علیک کا تو طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ اسمین عورت کی طرف خطاب نہین تو احتمال ہے کہ دوسری وجہ کی جدائی اور حرمت مراد ہو بخلاف انت بائن او حرام حیث یقع اذا نوی وان لم یقل منی بخلاف اس قول کے کہ انت بائن او حرام یعنی تو جدا ہے یا کہ تو حرام ہے اسواسطے کہ اس کلام سے طلاق واقع ہوگی جبکہ زوج نیت طلاق کی کرے اگرچہ لفظ منی کا نہ کہے یعنی اگرچہ یون نہ کہے کہ تو جدا ہے مجھسے تو بھی طلاق واقع ہوگی شارح نے اس کلام سے خزانۃ الاکمل کی عبارت کو رد کیا اُسمین یون ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ان دونون کی طرف [illegible]

[illegible] تو اس طلاق کے بعد عدت [illegible] جبکہ وہ کیا نہ [illegible]

ورستی مجتاج نیت کا نہیں انت طالق ثنتین مع عتق مولاک ایاک فاعتق ملکت ثنتین فلا الرجعة ویعتبر ایضا العتاق اوتطلیقا کما مر سے

اپنی لونڈی سے جو کسی کی منکوحہ ہو کہا کہ تو طالق ہے دو بار ساتھ آزاد کرنے مولی کے تجھکو یعنی تیری آزادی کے ساتھ تجھکو دو بار طلاق ہے پھر اسکے مالک نے اسکو آزاد کیا تو وہ

طلاق مغلظہ ہوگی اور اسکے زوج کو رجعت کا اختیار نہوگا بسبب مغلظ ہونے کے یعنی دو لونڈی کے حق میں مغلظ ہے آزادی ہوئی بعد اسکے طلاق واقع ہوئی اسواسطے کہ آزادی

شرط تھی طلاق کی اور شرط مقدم ہوتی ہے اور مشروط پر تو آزادی مقدم ہوئی طلاق پر یعنی عورت پہلے آزاد ہو چکی پھر طلاق ہوئی اور آزاد کو رجعت کرنی دو طلاق کے بعد جائز ہے

اگر کوئی کہے کہ لفظ مع مقارنت کا مقتضی ہے جب مقارنت ہوئی تو تقدم اور تاخیر کی کہاں گنجائش ہے اسکا جواب یہ ہے کہ لفظ مع کلمہ بمعنی بعد کے بھی مستعمل ہوتا ہے

چنانچہ ان مع العسر یسرا میں یعنی تحقیق اسکے بعد آسانی ہے اور یہ مطلب نہیں کہ سختی اور آسانی آپس میں ساتھ ہی ہیں مثل ابن الکمال ان کلمۃ مع اذا اقحم بین

متنافیین یحمل علی الشرط وہ لیس کما ہو ابن الکمال نے الایضاح میں طحاوی سے ذکر کیا ہے کہ مع کا جب داخل کیا جاوے درمیان دو چیزوں مختلف کے تو قائم مقام ہوتا ہے شرط

کے تو طلاق اور عتاق دو جنسیں مختلف ہیں کہ مع کا داخل ہوا اسواسطے بجائے شرط ہوا گویا تقدیر کلام یون ہوئی کہ ان اعتقک مولاک فانت طالق ثنتین یعنی اگر

تیرا آقا تجھے آزاد کر دے تو تجھکو دو بار طلاق ہے ولو علق بالمجیئ الغد عتقها وطلاقها بمجی الغد فجاء الغد لا رجعۃ لتعلیقها بالشرط واحد وان تعلق ہو آزادی عتق

کی اور طلاق اسکی کل کے آنے پر یعنی اسکے مولی نے کہا ہو کہ جب کل کا دن آوے تو تو آزاد ہے اور اسکے زوج نے کہا کہ جب کل آوے تو تجھکو طلاق ہے پھر آیا کل کا دن تو

زوج کو رجعت کا اختیار نہوگا واسطے معلق ہونے عتق اور طلاق کے ایک شرط پر یعنی زمانہ عتق و طلاق کا ایک ہی ہوا کیونکہ شرط دونون کی ایک ہی تھی بخلاف مسئلہ

سابقہ کے کہ وہان عتق طلاق پر مقدم تھا باعتبار مرتبہ کے اور لونڈی کے حق میں دو طلاق ایسی ہیں جیسے حرہ کے حق میں تین طلاق تو اسکے زوج کو رجعت کا اختیار نہ

باقی رہا وعدتها فی المسئلتین ثلث حیض احتیاطا اور عدت اُس عورت کی دونون مسئلون میں یعنی اس مسئلہ میں اور مسئلہ سابقہ میں تین حیض ہیں بنا بر احتیاط کے

ولو کان الزوج مریضا لا ترث منه لو قوعہ وہی امۃ فلا ترث مبسوط اور مسئلہ ثانیہ میں اگر زوج مریض ہوگا تو عورت اسکی وارث نہوگی اسواسطے کہ طلاق اوسوقت واقع

ہوئی جبکہ وہ لونڈی تھی تو وارث نہوگی کذا فی المبسوط بخلاف مسئلہ سابقہ کے کہ وہ وارث ہوگی انت طالق ہکذا مشیرا بالاصابع المنشورۃ وقع بعددها

کہا عورت سے کہ تو طالق ہے اسطرح منتشر انگلیون سے اشارہ کر کے تو واقع ہونگی طلاق مشار الیہ کے شمار پر یعنی اگر ایک انگلی سے اشارہ کیا تو ایک طلاق

اور دو انگلیون سے اشارہ کیا تو دو طلاق اور اگر تین انگلیون سے اشارہ کیا تو تین طلاق واقع ہونگی اسواسطے کہ لفظ ہکذا میں ہا واسطے تنبیہ کے ہے اور کاف

واسطے تشبیہ کے اور ذا واسطے اشارہ کے ہے بخلاف مثل ہذا فانہ ان نوی ثلثا فعن والا فواحدۃ لان الکاف للتشبیہ فی الذات ومثل للتشبیہ فی الصفات

ولذا قال ابو حنیفۃ ایمانی کایمان جبرئیل لا مثل ایمان جبرئیل بخلاف اسکے کہ اگر عورت سے کہا کہ تو طالق ہے مثل اسکے اور تین انگلیون سے

اشارہ کیا تو اگر تین طلاق کی نیت کریگا تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر نیت تعدد نہ کی تو ایک ہی طلاق ہوگی اسواسطے کہ مسئلہ سابقہ میں کاف

ہکذا کا موضوع ہے واسطے تشبیہ فی الذات کے تو گویا اُس نے یون کہا کہ تجھکو ایسی طلاق ہے جسکی ذات ان انگلیون کی ذات کے مانند ہے تو اس صورت میں

انگلیون کا عدد معتبر ہوگا اور اس مسئلہ مین یعنی مثل ہذا مین کلمہ مثل کا موضوع ہر واسطے تشبیہ فی الصفات کے تو اُسنے گویا یون کہا کہ تجھکو طلاق ثابت ہر مانند
ثبوت ان انگلیون کے اور طلاق ثابت ہر ایک رجعی طلاق واقع ہوتی ہر اور جبکہ کاف و مثل مین تفرقہ ثابت ہوا تو بنا براسی تفرقہ کے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ
علیہ نے کہا کہ ایمانی کایمان جبرئیل لا مثل ایمان جبرئیل یعنے میرا ایمان اور جبرئیل علیہ السلام کا ایمان ذات مین یکسان ہر نہ مثل ایمان جبرئیل علیہ السلام کے ہر
صفات مین کذا فی بحر الرائق اسواسطے کہ ایمان عبارت ہر تصدیق جازم سے اور ایمان امام کے نزدیک نہ زیادہ اور کم نہین ہوتا تو ایمان امام کا اور ایمان ملائکہ کا اور ایمان
ہر مومن کا ذات مین متحد ہوا اور یون امام نے نہین کہا کہ میرا ایمان مثل ایمان جبرئیل علیہ السلام کے ہر اسواسطے کہ صفات مختلف ہین کیونکہ علم الیقین اور عین الیقین اور
حق الیقین مین بڑا فرق ہر جو ترقی انوار اور ثمرات تقرب وغیرہ ملائکہ کو حاصل ہر وہ اور مومنین کو کہان کذا فی حاشیۃ المدنی وتعتبر المنشورۃ لا المضمومۃ الا دیانۃ لا قضاء
اور اشارہ کرنے مین معتبر منتشر انگلیان ہین بنا بر عرف کے نہ مضموم اور متصل مگر باعتبار دیانت کے یعنی اگر دو مضموم انگلیون سے اشارہ کرکے نیت کریگا تو اسکی دیانت
مین تصدیق ہوگی نہ قضا مین مانند حکم کف کے یعنی اگر نیت کریگا ہتھیلی سے اشارہ کرکے بدون انگلیون کے تو فقط دیانت مین اسکی تصدیق ہوگی نہ قضا مین بنا بر
عدم عرف کے کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن البحر والمعتمد فی الاشارۃ وفی الکف نشر کل الاصابع اور معتمد کف کے اشارہ مین کھولنا سب انگلیون کا ہر یعنی اشارہ
کف مین باعتبار دیانت کے تصدیق نہوگی جبتک سب انگلیون کو علیحدہ علیحدہ نہ کھولے گا اور بعض متصل کہیگا تو معتبر منتشر انگلیان ہونگی اسواسطے کہ نشر انگلیون
کا قرینہ ہر عدد کا کذا فی حاشیۃ الطحطاوی ونقل القہستانی انہ یصدق قضاء بنیۃ الاشارۃ بالکف فہی واحدۃ اور قہستانی نے نقل کیا ہر کہ قضا مین اسکی
تصدیق ہوگی اشارہ کف کی نیت سے یعنی جب اصابع منشور ہون اور کف سے اشارہ کرکے نیت کرے تو قائل کی تصدیق ہوگی قضا مین اور اسطرح اشارہ
کف سے ایکبار طلاق ہوگی ولو لم یقل ہکذا یقع واحدۃ لفقد التشبیہ اور اگر کہا کہ تو طالق ہر اور اشارہ انگلیون سے کیا اور نہ کہا ہکذا تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی بسبب
نقدان تشبیہ کے ولو قال انت ہکذا مشیرا ولم یقل طالق لم اَرہ اور اگر عورت سے کہا کہ تو ایسی ہر انگلیون سے اشارہ کرکے اور یون نہ کہا کہ تو طالق ہر شارح کہتا ہر کہ مین
نے اس مسئلہ کا حکم کسی کتاب مین نہین دیکھا مصنف حلبی نے کہا کہ اس صورت مین طلاق نہ واقع ہونا نہایت صریح ہر اسواسطے کہ یہ لفظ نہ طلاق صریح مین داخل ہر
نہ کنایہ مین اور اشارہ بیان ہوتا ہر ملفوظ کا سو یہان موجود نہین اور خیر الدین رملی نے بھی کہا کہ ایسا قول لغو ہر اگرچہ قائل نیت طلاق کی کرے اسواسطے کہ لفظ مشعر
طلاق کا نہین اور نیت کو بدون لفظ کے طلاق مین تاثیر نہین اور حموی نے بھی عدم وقوع طلاق کی بعضے علماء کے قول سے تصریح کی ہر کذا فی حاشیۃ المدنی
ولو اشار بظہورہا فالمضمومۃ للعرف اور اگر اشارہ کیا انگلیون کی پیٹھ سے یعنی پیٹھ انگلیون کی مخاطب کیطرف کی اور پیٹ انکا مشیر کیطرف تو معتبر بند انگلیان ہونگی
بسبب عرف کے محاسبین کے یا رواج بین الناس کے ولو کان بطونہا الی المخاطب فان نشر عن ضم فالعبرۃ للنشر وان ضم عن نشر فالضم ابن الکمال اور اگر ہون پیٹ انگلیون کے
مخاطب کیطرف سو اگر افتراق کیا انگلیون کا بعد اتصال کے تو اعتبار ہر افتراق کا اور اگر اتصال کیا انگلیون کا بعد افتراق کے تو اعتبار ہر اتصال کا چنانچہ ابن کمال
نے اسکو ذکر کیا ہر جبکہ فراغت ہوئی بیان طلاق رجعی سے تو اسکے بعد طلاق بائن کا بیان شروع ہوا ویقع بقولہ انت طالق بائن او البتۃ وقال الشافعی
یقع رجعیا لو موطوءۃ اور واقع ہوتی ہر طلاق بائن زوج کے اس قول سے کہ تو طالق بائن ہر یا یون کہا کہ تو طالق ہر البتہ کلمہ بتہ کا مصدر ہر یعنی قطع اور جزم
کے اور منصوب ہر بنا بر مصدریت کے تو ترجمہ لفظی یون ہوگا کہ تو طالق ہر قطعاً اور یقینیا اور امام شافعی نے کہا کہ لفظ بائن اور البتہ سے اور اسیطرح اور الفاظ
آیندہ سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہر اگر عورت مدخولہ ہو کذا فی حاشیۃ المدنی او افحش الطلاق او طلاق الشیطان او البدعۃ او اشر الطلاق او کالجبل
او کالف او ملاء البیت یا یون کہا کہ تو طالق ہر افحش طلاق کر یا تجھکو طلاق شیطان ہر یا طلاق بدعت ہر یا تجھکو بدتر طلاق ہر یا تجھکو مانند پہاڑ کے طلاق ہر
یا تو طالق ہر مانند ہزار کے یا تجھکو گھر بھر کی طلاق ہر او تطلیقۃ شدیدۃ او عریضۃ او طویلۃ یا یون کہا کہ تجھکو سخت طلاق ہر یا چوڑی طلاق یا لمبی
طلاق ہر او اسوءہ او اشدہ او اخبثہ او اخشنہ او اکبرہ او اعرضہ او اطولہ او اغلظہ او اعظمہ واحدۃ بائنۃ فی الکل لانہ وصف الطلاق بما یحتملہ ان لم ینو ثلثا فی الحرۃ

[illegible] طلاق بائن [illegible]
[illegible] طلاق [illegible] ان سب الفاظ مذکورہ مین
اسواسطے کہ قائل نے طلاق کو موصوف کیا ایسی صفت کے جسکو طلاق محتمل ہو جیسے صفت بینونت کی ان سب الفاظ مین صفت بینونت
[illegible] طلاق بائن [illegible] بائن ہوگی بسبب اتصال ان صفت کے [illegible] ان ہوگی کہ طلاق کی قسم مین
تفصیل ہی [illegible] ایک طلاق بائن ان الفاظ مین واقع ہوگی اگر قائل نے نیت تین طلاق کی کی ہو [illegible] طلاق کی لونڈی ہو [illegible]
[illegible] تین طلاق کی [illegible] طلاق کی لونڈی مین نیت کی ترجیح ہوگی اسواسطے کہ بیان اسکا ہو چکا کہ [illegible] کو تین طلاق کی
نیت [illegible] طلاق کی لونڈی مین صحیح ہوگی مع صیغہ افعل کا ان الفاظ مین یعنی تفضیل کے نہین بلکہ [illegible] معنی فاحش اور شنیع معنی قبیح
کے ہین معنی شدید اور فاحش کذا فی حاشیۃ المدنی کالو نوی بطلاق واحدۃ نحو بائن اخری تقع ثنتان بائنتان چنانچہ کہا [illegible] انت طالق بائن صحیح [illegible]
نیت کیے ایک طلاق کی [illegible] ایک طلاق کی اور بائن [illegible] سے دوسری طلاق کی تو دو طلاق بائن واقع ہونگی بائن کی مانند [illegible] کنایات جو متصل
طلاق کے واقع ہون کذا فی حاشیۃ المدنی ولو عطف فقال بائن او ثم بائن ولم ینو شیئا فرجعیۃ ولو بالفاء فبائنۃ ذخیرۃ اور اگر عطف کیا سو یون کہا کہ انت طالق بائن
یا یون کہا کہ انت طالق ثم بائن اور لفظ بائن سے کچھ نیت نہ کی تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اگر حرف فا سے عطف کیا یعنی یون کہا کہ انت طالق فبائن اور کچھ نیت نہ
کی تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی کذا فی الذخیرہ کما یقع البائن لو قال انت طالق طلقۃ تملکی بہا نفسک لانہا تملک نفسہا الا بالبائن چنانچہ طلاق بائن
واقع ہوتی ہو اگر یون کہے کہ تو مطلقہ ہو ایسی طلاق کہ کہ مالک ہو جاوے تو بسبب اس طلاق کے اپنی ذات کی اس قول سے طلاق بائن اسواسطے ثابت ہوئی کہ عورت
اپنی ذات کی مالک نہین ہوتی مگر طلاق بائن سے اسواسطے کہ طلاق رجعی مین زوجیت ہر طرح سے ثابت ہو یہانتک کہ اسکی باری واجب ہو کذا فی حاشیۃ
الطحطاوی ولو قال انت طالق علی ان لا رجعۃ لی علیک لا الرجعۃ وقیل لا جہرہ ورجح فی البحر الثانی اور اگر کہا کہ طالق ہو اس شرط پر کہ مجھکو رجعت نہین تجھپر تو اسکو
رجعت کرنا جائز ہو یعنے شرط عدم رجعت کی لغو ہو اور بعضون نے کہا کہ اس قول سے زوج مالک رجعت کا نہین اسواسطے کہ طلاق بائن پڑگئی اور اگر تین طلاق کی
نیت کرے تو تین واقع ہونگی کذا فی الجوہرہ اور ترجیح دی ہو بحر الرائق مین قول ثانی کو اسطرح کہ ظاہر ہدایہ سے ثابت ہوتا ہو کہ قول ثانی قوی ہو کیونکہ ہدایہ مین
کہا ہو کہ جب طلاق کو کسی طرح کی شدت اور زیادت کر موصوف کیا تو طلاق بائن ہوتی ہو اور عنایہ شرح فتح القدیر مین مصرح ہو کہ شرط عدم رجعت طلاق بائن واقع
ہوتی ہو تو مذہب صحیح قول ثانی ہی ٹھہرا کذا فی حاشیۃ المدنی وخطأ من افتی بالرجعی فے التعالیق وقول الموثقین تکون طالقا طلقۃ تملک بہا نفسہا ذکرہ البحر الرائق
مین خطا کار کہا ہو انکو بعضون نے فتوی طلاق رجعی کا دیا تعلیقات مین اور اس قول موثقین مین جو وثیقہ نکاح مین بعد ذکر عقد اور شروط کے لکھتے ہین کہ جب
اس عورت پر دوسرا نکاح کریگا یا اسکو شہر سے باہر لیجاویگا تو یہ عورت طالق ہوگی ایسی طلاق کہ کہ مالک ہو جاویگی بسبب اس طلاق کے اپنی جان کی الی آخر عبارۃ
موثقین بتشدید ثاء مثلثہ وکسرہ وہ لوگ ہین جو عدول ہین دار القضا کے موثقین اسواسطے انکو کہتے ہین کہ وہ شاہدون کی توثیق کرتے ہین یا اسوجہ سے کہ
انکے لکھے شرعی کاغذ لوگون مین معتمد ہوتے ہین کذا فی الطحطاوی خلاصہ بحر الرائق کا یہ ہو کہ تعلیق مذکور موثقین کی طلاق بائن ہو رجعی نہین فی البزازیۃ و
غیرہا لو قال للمدخولۃ ان طلقتک واحدۃ فہی بائنۃ او ثلث ثم طلقہا تقع رجعیا لان الوصف لا یسبق الموصوف لیکن بزازیہ وغیرہ مین یون ہو کہ اگر [illegible]
مدخولہ سے کہ اگر مین تجھکو ایک طلاق دون تو وہ ایک طلاق بائن ہو یا تین بار طلاق ہو پھر زوج نے اسکو طلاق دی تو طلاق رجعی واقع [illegible]
اسواسطے کہ صفت مقدم نہین ہوتی موصوف پر یعنے اگر ہم اس قول کو طلاق بائن یا رجعی کہین تو لازم آوے سبقت صفت کی موصوف پر [illegible]
کہ قبل طلاق تو معلق ہو ہنوز واقع نہین ہوئی پھر قبل وقوع اسکو بائن قرار دینا کیونکر صحیح ہوگا شاید کہ اس قول سے [illegible]

وجہ استدراک کی یہ ہے کہ جب نحو ہوا یہ قول کہ فہی بائن اور ثلث باوجود صراحت بینونت کے اور ثابت ہوا کہ تعلیق صراحت رجعت کے بھی رجعی ہے تو یہ قول کہ انت
طالق علی ان لا رجعۃ لی علیک اگر رجعی ہو تو کیا بعید ہے بلکہ اسکا رجعی ہونا بالطریق اولی ہے اسواسطے کہ اسمین صراحت بینونت کی نہین لیکن تصریح صاحب بدائع کی
اس استدراک کے مخالف ہے کہ جب طلاق موصوف بشدت اور زیادت کر ہوئی تو طلاق بائن واقع ہوتی ہے کذا فی حاشیۃ المدنی وکذا لو قال ان دخلت الدار فانت طالق ثم قال قبل
دخولہا الدار قال جعلتہ بائنا او ثلثا لا یصح لعدم وقوع الطلاق علیہا انتہی اور اسیطرح اگر کہا کہ اگر تو گھر مین داخل ہوگی تو طالق ہے پھر قبل داخل ہونے عورت کے گھر مین مرد
نے کہا کہ مین نے اس طلاق کو بائن یا تین طلاق قرار دی تو یہ صحیح نہوگا بسبب واقع ہونے طلاق کے عورت پر یعنی ہنوز طلاق معلق واقع نہین پھر اسکو بائن
وغیرہ قرار دینا کیونکر صحیح ہوگا انتہی قول البزازیہ طحطاوی نے کہا کہ تقدم صفت کا موصوف پر اس مسئلہ مین البتہ ثابت ہے بخلاف مسئلہ سابقہ کے وہ مفادہ وقوع الطلاق
فی متی تزوجت علیک فانت طالق ثلثۃ تملکی بہا نفسک او غایتہ مساواتہ لانت بائن والوصف لا یسبق الموصوف کذا حررہ المصنف ہنا وفی الکنایات تعلیل البزازیہ
سے ثابت ہوتا ہے وقوع طلاق رجعی اس قول مین کہ جب مین تیرے اوپر دوسرا نکاح کرون تو تو طالق ہے ایسی طلاق کہ مالک ہو جاوے تو بسبب اسکے اپنی ذات
کی اسواسطے کہ غایت مضمون اس قول کا یہ ہے کہ یہ برابر ہے انت بائن کے اور حالانکہ انت بائن سے بھی طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اسواسطے کہ صفت سبقت
نہین کرتی موصوف پر اسیطرح منقح کیا ہے مصنف نے اپنی شرح مین یہان اور کنایات طلاق مین بخلاف انت طالق اکثرہ ای الطلاق بالتاء المثناۃ من
فوق فانہ یقع بہ الثلث ولا یدین فی ارادۃ الواحدۃ بخلاف الفاظ بائنہ سابقہ کے ہے یہ قول کہ تو طالق ہے اکثر طلاق کر لفظ اکثر کا تاء مثناۃ فوقانیہ
سے ہے اس قول مین سو تین طلاق اس قول سے واقع ہونگی اور قائل کی تصدیق دیانت مین نہوگی ایک طلاق کی نیت مین ہم عوام عرب بالفعل بجائے
اکثر ثاء مثلثہ کے اکثر بتاء مثناۃ فوقانیہ بولتے ہین تحریف کرکے مصنف نے تصریح کردی کہ محرف اور غیر محرف تین طلاق واقع ہونے مین یکسان ہے اسواسطے
کہ طلاق کا مدار عرف پر ہے اور سابق مین تصریح ہو چکی ہے کہ الفاظ محرفہ سے بھی طلاق واقع ہوتی ہے کما لو قال اکثر الطلاق او انت طالق مرارا او الوفا او لا قلیل
ولا کثیر فثلث علی المختار کما فی الجوہرۃ چنانچہ ارادہ ایک طلاق کی دیانت مین تصدیق نہوگی اگر یون کہیگا کہ تو طالق ہے اکثر طلاق کر اکثر یہان ثاء مثلثہ ہے یا یون
کہے کہ تو طالق ہے چند بار یا ہزارون بار یا یون کہے کہ تو طالق ہے نہ قلیل نہ کثیر تو ان اقوال مین تین بار طلاق واقع ہوگی بنابر قول مختار کے کذا فی الجوہرۃ ثم
لفظ مرار مین تین بار طلاق ہوگی اسواسطے کہ جمع ہے اور اقل جمع تین ہین اور لفظ الوف مین بھی تین بار طلاق ہوگی اور زیادتی لغو ہوگی اسواسطے کہ منتہای طلاق
تین ہین اور لا قلیل مین اور لا کثیر مین تین طلاق اسواسطے ہونگی کہ جب قائل نے کہا کہ لا قلیل تو معلوم ہوا کہ طلاق کثیر کا ارادہ کیا اور کثیر تین ہین بعد اسکے کہا اسنے کہ
لا کثیر تو اسمین کلام سابق کی نفی ہوگی تو مقبول نہوگی اور بعضون نے کہا کہ لا قلیل او لا کثیر مین دو بار طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ لا قلیل سے ایک طلاق کی نفی ہوئی اسواسطے
کہ اقل طلاق ایک ہے اور لا کثیر سے تین طلاق کی نفی ہوئی اسواسطے کہ اکثر طلاق تین ہین تو دو طلاق ثابت ہوئین اور طحطاوی نے اسی قول کو پسند کیا ہے کذا فی حاشیۃ
المدنی ولو قال اقل الطلاق فواحدۃ اور اگر کہا تجھکو کمتر طلاق ہے تو ایک طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ اقل طلاق ایک ہے اور ظاہر اس کلام کا یہ ہے کہ طلاق رجعی ہو
اسواسطے کہ رجعی اقل ہے بائن سے کذا فی حاشیۃ الطحطاوی ولو قال عامۃ الطلاق او اجلہ او لونین منہ او اکثر الثلث او کبیر الطلاق فثنتان اور اگر کہا کہ تو مطلقہ
ہے عامہ طلاق کر یا تجھکو اجل طلاق ہے یا تجھکو دو رنگ کی طلاق ہے یعنے دو قسم کی یا تجھکو طلاق ہے اکثر الثلث یا تجھکو کبیر الطلاق ہے تو ان اقوال مین دو
طلاق واقع ہونگی ہم عامہ طلاق مین دو بار طلاق اسواسطے ہوئی کہ عامہ بمعنی غالب کے کثیر الاستعمال ہے اور غالب طلاق دو ہین اور اجل طلاق مین محشیون نے
کہا کہ لفظ اجل یہان تحریف کاتبین سے ہے اسواسطے کہ بحر الرائق مین جل الطلاق ہے بضم جیم وتشدید لام اور جل بمعنی معظم ہے اور اکثر ثلثہ مین دو اسواسطے مراد ہین کہ
کلمہ اکثر کا مضاف ہے افراد کی طرف اور اکثر افراد کے دو ہین کما مر فی عامۃ الطلاق بخلاف اکثر الطلاق کے کہ وہان تین مراد ہین اسواسطے کہ اکثر مضاف ہے طرف جنس
کے اور کبیر الطلاق مین دو اسواسطے ہوئین کہ طلاق واحد صغیر الطلاق ہے اور تین طلاق اکبر الطلاق ہین تو دو طلاق کبیر الطلاق ہوئین کذا فی حاشیۃ المدنی وکذا لا کثیر

[illegible] ... تین طلاق ... [illegible]

[illegible]

[illegible] ... تطلیقات ... [illegible]

[illegible] ... تین طلاق ... [illegible]

انت ... [illegible] ... آخر اثنا عشر ... بحرف الالف ... [illegible]

... تین طلاق ہونگی ... [illegible] ... مثال ... [illegible]

ہین ... کذا فی حاشیۃ الطحطاوی والدر ... مسائل ... شارح کے ... [illegible] ... تطلیقۃ ... [illegible]

انت طالق کل تطلیقۃ ... واقع ہوگی اور اس قول سے کہ انت طالق کل تطلیقۃ تین طلاق واقع ہونگی سو ... [illegible]

اجزا کا مقتضی ہے اور جب مضاف ... عموم افراد کا فائدہ دیتا ہے اسیواسطے کل ... اجزا ... [illegible]

... اسواسطے کہ جمیع افراد ... کل التطلیقۃ مین جمیع اجزاء ایک طلاق کی ... جمیع افراد طلاق ... [illegible]

افراد طلاق کے تین سے زیادہ نہین کذا فی حاشیۃ الدر وعدد التراب احد اور اس قول سے کہ تجھکو طلاق ہے بعدد خاک کے ایک طلاق ... [illegible]

ہے جو قلیل و کثیر دونون پر صادق آوے چنانچہ خاک اور پانی اور شہد کہ ایک قطرہ کو بھی پانی بولتے ہین اور تمام دریا کو بھی پانی بولتے ہین ... [illegible]

ہین تو جبکہ طلاق مضاف ہوئی طرف جنس افراد کی ... تو ادنی جنس مراد ہوگی تو ایک طلاق ... [illegible]

کذا فی حاشیۃ الدر وعدد الرمل ثلاث اور واقع ہوتی ہین تین طلاق یون کہنے سے کہ تجھکو طلاق ہے بقدر عدد ریگ ... [illegible]

صادق آوے اور جسکا واحد ممتاز ہو ... چنانچہ تمر ... اور ایک تمر کو تمرہ بولتے ہین ... تین تمرات ... [illegible]

ہین وعدد شعر ابلیس وعدد شعر بطن کفی واحدۃ اور یون کہنے سے کہ تجھکو طلاق ہے بعدد شیطان کے بالون کے یا میری ہتھیلی کے ... بالون ... دونون

صورتون مین ایک طلاق واقع ہوگی شعر ابلیس سے مراد وہ چیز جسکی نفی اور اثبات کچھ معلوم ہو اسواسطے کہ ابلیس کے بال معلوم نہین ... [illegible]

ہوگی تو فقط ... باقی رہا کہ انت طالق تو ایک واقع ہوگی اور اسیطرح باطن کف مین بھی بال نہین تو یہ شرط بھی لغو ہوگی ... [illegible]

او عدد ما فی ہذا الحوض من السمک وقع بعددہ ان وجد والا لا اور اس قول سے کہ تجھکو طلاق ہے بشمار ہتھیلی کی پیٹھ کے بالون کے یا بشمار میری پنڈلی کے بالون کے

یا بشمار پنڈلی کے بالون کے یا بشمار میری شرمگاہ کے بالون کے یا بشمار اس حوض کی مچھلیون کے تو طلاق واقع ہوگی بشمار بالون یا مچھلیون کے ... بال اور مچھلیان پائی

جاوین اور اگر وہان کوئی بال اور مچھلی نہ پائی جاویگی تو ایک طلاق بھی نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ طلاق معلق تھی شرط پر سو شرط نہ پائی گئی لست لک بزوج او لست

لی بامرأۃ او قالت لست لی بزوج فقال صدقت طلاق ان نواہ خلافا لہما یون کہنا کہ مین تیرا شوہر نہین یا تو میری زوجہ نہین یا زوجہ نے زوج سے کہا کہ تو

میرا زوج نہین سو زوج نے کہا کہ تو سچی ہے تو یہ قول طلاق ہے اگر مرد اس قول سے طلاق کی نیت کریگا برخلاف صاحبین کے کہ انکے نزدیک باوجود نیت کے بھی

یہ قول طلاق نہین ولو اکدہ بالقسم او سئل الک امرأۃ فقال لا فطلق اتفاقا وان نوی لان الیمین والسوال قرینتان ارادۃ النفی فیہما اور اگر قول سابق کو قسم

سے مؤکد کیا جیسے یون کہا کہ واللہ تو میری زوجہ نہین یا زوج سے کسی نے پوچھا کہ کیا تیری جورو ہے سو اسنے کہا کہ نہین تو عورت مطلقہ نہوگی باتفاق

امام اور صاحبین کے اگرچہ زوج نے نیت طلاق کی بھی کی ہو اسواسطے کہ قسم کھانا پہلی صورت مین اور سوال کرنا دوسری صورت مین دو قرینے ہین

ارادہ کرنے نفی طلاق کے دونون مسئلون مین یعنی پہلی صورت جملہ خبریہ ہے محتمل ہے صدق اور کذب کو اور قسم مشروع ہے واسطے تقویت ایک جانب کے تو قسم سے

خبریت تو ہی ہو گئی اور طلاق واقع نہیں ہوتی مگر جملہ انشائیہ سے اور سوال کا جواب بھی جملہ خبریہ ہوتا ہی وفی الخلاصۃ قیل لہ الست طلقتہا تطلق ببلی لا بنعم ا ه خلاصہ
مین ہی کہ پوچھا گیا ایک مرد سے کہ الست طلقتہا یعنی تو نے اپنی عورت کو طلاق کیا نہین دی تو طلاق واقع ہوگی لفظ بلے سے نہ نعم سے یعنی اگر تو نے جواب مین
بلے کہا تو طلاق واقع ہوگی اور اگر نعم کہا تو نہوگی اسواسطے کہ کلمہ بلے کا موضوع ہی واسطے منفی کے اثبات کے تو مثال مذکور کا یہ مطلب ہوا کہ مین نے طلاق دی
اور کلمہ نعم کا موضوع ہی واسطے اثبات ماقبل کے منفی ہو یا مثبت استفہام ہو یا خبر تو مثال مذکور کا یہ مطلب کہ طلاق نہین دی ہی وفی الفتح ینبغی عدم الفرق للعرف
اور فتح القدیر مین ہی کہ بلے اور نعم مین فرق کرنا نہ چاہیے بسبب عرف اہل زمانہ کے یعنی ہرچند اصل لغت عرب مین بلے اور نعم مین فرق ثابت ہی لیکن طلاق مین
دونون مین فرق کرنا لائق نہین اسواسطے کہ عرف مین دونون برابر ہین تو دونون لفظون سے طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ مدار طلاق کا عرف پر ہی نہ اصل لغت پر وفی البزازیۃ
قالت لہ انا امرأتک فقال انت طالق کان اقرارا بالنکاح وتطلق لاقتضاء الطلاق النکاح وضعا اور بزازیہ مین ہی کہ کہا عورت نے مرد سے کہ مین تیری جورو ہون سو مرد نے
کہا کہ تو طالق ہی تو مرد کا یہ کلام اقرار ہی نکاح کا اور عورت پر طلاق واقع ہوگی اس کلام سے نکاح اسواسطے ثابت ہوا کہ طلاق مقتضی ہی نکاح کو باعتبار شرع اور لغت
کے حلم انہ حلف ولم یدر بطلاق او بغیرہ لغا کما لو شک اطلق ام لا مرد کو معلوم ہی کہ قسم کھائی ہی اور یہ یاد نہین کہ طلاق کی قسم کھائی یا غیر طلاق کے تو ایسی قسم لغو ہی یعنے
طلاق نہ واقع ہوگی چنانچہ اگر مرد کو شک پڑے کہ طلاق دی ہی یا نہین تو طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ نکاح بالیقین ثابت ہی اور قاطع نکاح کا مشکوک ہی حالانکہ شک
سے یقین نہین ٹلتا ولو شک اطلق واحدۃ او اکثر بنی علی الاقل اور اگر شک پڑے کہ آیا ایک طلاق دی ہی یا زیادہ تو کمتر کو قائم رکھے یعنی اگر ایک اور دو مین شک ہی تو
ایک کو قائم رکھے اور اگر دو مین اور تین مین شک ہی تو دو کو قائم رکھے وفی الجوہرۃ طلق المنکوحۃ فاسدا ثلثا لہ تزوجہا بلا محلل ولم یحک خلافا اور جوہرہ مین ہی کہ ایک
مرد نے اس عورت کو طلاق دی جس سے نکاح فاسد کیا تھا تو جائز ہی اس مرد کو کہ اسی عورت سے بدون محلل کے نکاح کر لے اور صاحب جوہرہ نے اس مسئلہ مین خلاف فقہا کا
نہین نقل کیا اور نکاح فاسد یہ کہ مثلاً عورت سے اسکی بہن کی عدت کے اندر نکاح کرے یا نکاح بدون گواہون کے کرے طلاق نکاح فاسد مین محلل کی اسواسطے
حاجت نہوئی کہ طلاق لاحق نہین ہوتی مگر نکاح صحیح مین یا عدت مین یا فسخ ارتداد کی عدت مین یا انکار اسلام مین تو نکاح فاسد مین داخل نہین

باب طلاق غیر المدخول بہا

اس باب مین مسائل ہین عورت غیر مدخولہ کی طلاق کے قال لزوجتہ غیر المدخول بہا انت طالق یا زانیۃ ثلثا فلا حد ولا لعان لوقوع الثلث علیہا
وہی زوجتہ ثم بانت لبعدہ کہا زوج نے اپنی زوجہ غیر مدخولہ سے کہ تو طالق ہی اے زانیہ تین بار تو زوج پر نہ حد ہی قذف کی اور نہ لعان واسطے پڑجانے تین طلاقون کے
حالت زوجیت مین پھر وہ عورت بائن ہوگئی بعد تین طلاق کے یعنی حد قذف اسواسطے ساقط ہوئی کہ زوجہ کا قذف موجب لعان کا نہین اور جبکہ مرد نے اسکو زانیہ کہا تھا تو
وہ اسکی زوجہ تھی پھر جب کہ سے تین طلاق کہے تو بائن ہوگئی زوجیت قطع ہوگئی اور لعان نہین ہوتا مگر زوجہ سے وکذا انت طالق ثلثا یا زانیۃ انشاء اللہ لتعلق الاستثناء
بالوصف بزازیہ اور چنانچہ واقع ہونا قذف کا درمیان طلاق و عدد کے مثال سابق مین فاصل نہین اسی طرح واقع ہونا قذف کا درمیان طلاق اور استثناء کے اس
مثال مین فاصل نہین کہ زوج نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تو طالق ہی تین بار اے زانیہ اگر خدا نے چاہا تو متعلق ہوا استثنا یعنی مشیت خدا وصف سے یعنی طلاق سے کذا فی البزازیۃ
تو طلاق اس صورت مین واقع ہوئی اسواسطے کہ فاصل کا کچھ اعتبار نہین اور اس صورت مین یا زانیہ کہنا موجب ہی لعان کا بسبب بقا ے زوجیت کے تو تشبیہ اس مثال کی
مثال سابق سے مخصوص بنابر عدم فصل کے ہی نہ باعتبار نفی حد اور لعان کے وقعن لما تقرر انہ متی ذکر العدد کان الوقوع بہ یعنی اگر غیر مدخولہ سے کہا کہ انت طالق ثلثا تو
اسپر تین طلاق واقع ہونگی اسواسطے کہ یہ قاعدہ ثابت ہو چکا ہی کہ جب طلاق کے بعد عدد مذکور ہوگا تو واقع ہونا طلاق کا بقدر عدد کے ہوگا اور امام محمد نے
تصریح کی ہی کہ غیر مدخولہ پر تین طلاق واقع ہونا ہمکو حدیث مرفوع اور آثار علی مرتضی اور ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے ثابت ہو چکا ہی کذا فی
حاشیۃ الطحطاوی والمدنی ہی اور یہ حسن بصری اور عطا کے مذہب کا کہ انکے نزدیک غیر مدخولہ پر تین طلاق نہین واقع ہوتین فقط انت طالق سے اسپر طلاق بائن

و اگر نیت ... سبب نزول ... کے اور ہوگیا ... ہے کہ اس عورت سے بدون ... کے نکاح کرلے ... ۔

... غیر ... عورت مدخولہ کے حق میں نازل ہوئی ہو غیر مدخولہ میں ... کی ... سے ... کرلیا ... ۔

... مدخولہ ... موطوۃ ... مشارالیہا ... خصوص سبب ... جو بعضون نے کہا ہے کہ آیت ... تین طلاق

... تین ... غیر مدخولہ مثل ... نہین ہے سبب نزول ہے آیت کے حق ... میں ... عورت ... قرآن ... ہے ...

... ہے ... ہوکر ... استدلال ... بعموم اللفظ ... خصوص سبب کا نہین ہے چنانچہ آیت ... مدخولہ کے حق میں نازل ہوئی ہے ...

آیت کا حکم عام ہے مدخولہ اور غیر مدخولہ دونون کو شامل ہے حتی فی غیر المدخول بہا ولو کانت متفرقۃ فلا تقع الا الاولی فقط اور محمول کیا ہے حسن بصری کے قول کو قرآۃ ...

مین متفرق تین طلاق ہونے پر یعنی اگر جدا جدا تین طلاق دیئے تو ... واقع ہوگی اس صورت مین کہ پہلی طلاق فقط اور اگر ... جمع کیا ہو تین طلاق

... تو تینون واقع ہونگی سو اگر یہ تاویل واقع مین صحیح ہو تو حسن بصری اور جمہور مین کچھ اختلاف نہین لیکن ظاہر ترتیب کے مخالف ہے واللہ اعلم وان فرق

بوصف او خبر او جمل بعطف او غیرہ بانت بالاولی لا الی عدۃ اور اگر تین طلاق کو جدا جدا کیا بذکر وصف یعنی یون کہا کہ انت طالق واحدۃ وواحدۃ وواحدۃ

یا بذکر خبر آخر کے چنانچہ یون کہا کہ انت طالق طالق طالق یا مذکر چند اقوال تفریق کے خواہ بعطف چنانچہ یون کہا کہ انت طالق وانت طالق وانت

طالق یا بدون عطف کے چنانچہ یون کہا کہ انت طالق انت طالق انت طالق تو ان تینون صورتون مین پہلی لفظ سے طلاق بائن غیر مدخولہ پڑجائیگی بدون

عدت اسواسطے کہ طلاق غیر مدخولہ مین عدت نہین چنانچہ کلام مجید مین تصریح ہے ولذا لم تقع الثانیۃ بخلاف الموطوۃ حیث تقع الکل اور چونکہ غیر مدخولہ پر اول

لفظ سے طلاق بائن بلا عدت پڑجاتی ہے اسواسطے اسپر طلاق ثانی نہین پڑتی تو ثالث بطریق اولی نہ واقع ہوگی بخلاف مدخولہ کے کہ اسپر دوسری اور تیسری طلاق

سب واقع ہوجاتی ہین کل مسئلہ سابقہ مین وعم التفریق قولہ وکذا انت طالق ثلثا متفرقات او ثنتین مع طلاق ایاک فطلقہا واحدۃ وقع واحدۃ اور شامل ہے

تفریق طلاق مصنف کی اس قول کو اور اسیطرح ہے یون کہنا کہ تو طالق ہے تین بار جدا جدا یا یون کہنا کہ تو طالق ہے دو بار ساتھ طلاق کے میری کہ تجھکو پھر طلاق

دی عورت کو ایکبار تو واقع ہوگی دونون صورتون مین ایک طلاق اسواسطے کہ لفظ مع کا مثال لی مین بمعنی شرط کے ہے اور شرط مقدم ہوتی ہے مشروط پر اور

شرط ایک طلاق تھی جب ایک طلاق واقع ہوگی تو مشروط کیواسطے یعنی دو طلاق کیواسطے محل نہ باقی رہا اور مصنف نے کہا کہ یہان بھی جگہ ہے چنانچہ ان مع الشرط مین

ہے تو غیر مدخولہ مین بعد ایک طلاق پڑنے کے دو طلاق کا محل نہ باقی رہا بسبب نہونے عدت کے کما لو قال نصفا واحدۃ علی الصحیح جوہرہ چنانچہ اگر کہا کہ تو طالق ہے آدھی طلاق

اور ایک طلاق تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی بنا بر قول صحیح کے کذا فی الجوہرہ اسواسطے کہ نصفا وحدہ بولنا مستعمل نہین بلکہ واحدۃ ونصفا بولنا مستعمل ہے پھر جب مخالف

استعمال ہوا تو کلام واحد نہ ٹھہرا متفرق ہوا ولو قال احدۃ ونصفا فثنتان اتفاقا لانہ جملۃ واحدۃ اور اگر کہا کہ تجھکو ایک طلاق ہے اور آدھی تو دو طلاقین واقع ہونگی

بالاتفاق اسواسطے کہ یہ ایک جملہ ہے موافق استعمال کے ولو قال احدۃ وعشرین او ثلثین ثلث لما مر اور اگر کہا انت طالق واحدۃ وعشرین یا یون کہا کہ واحدۃ وثلثین تو تین

بار طلاق واقع ہوگی بدلیل گذشتہ یعنی یہ ایک جملہ ہے طلاق متفرق نہین الطلاق یقع بعدد قرن بہ لا بنفسہ عند ذکر العدد اور طلاق واقع ہوتی ہے ساتھ عدد کے جو طلاق سے متصل ہو نہ

کہ خود لفظ طلاق سے نزدیک ذکر عدد کے بیان مراد عدد سے وہ ہے جو واحد کو بھی شامل ہو وعند عدمہ الوقوع بالصیغۃ اور نزدیک عدم ذکر عدد کے وقوع طلاق ہوگا صیغہ طلاق سے تعلق

یہ کہ جب طلاق کے ساتھ عدد مذکور رہا چنانچہ انت طالق واحدۃ او ثنتین وثلثا تو وقوع طلاق متعلق ہوگا عدد سے نہ صیغہ طلاق سے اور اگر عدد مذکور نہین چنانچہ

انت طالق تو یہان وقوع طلاق فقط صیغہ طلاق سے متعلق ہوگا فلو ماتت بعد الموطوۃ وغیرہا بعد الایقاع قبل تمام العدد لغا اما تفرع تو اگر زوجہ مرگئی خواہ

مدخولہ ہو خواہ غیر مدخولہ بعد ایقاع طلاق کے قبل تمام ہونے عدد کے تو طلاق لغو ہوگی یعنی نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ ابھی ثابت ہوچکا کہ وقوع طلاق عدد سے

ہوتا ہے نہ صیغہ طلاق سے اور جبکہ زوج نے عدد ذکر کیا تب زوجہ بسبب موت کے محل طلاق نہ باقی رہی پھر جب طلاق نہ واقع ہوئی تو ... بالفسخ ...

وارث ہوگا شارح نے لفظ تمام کا زیادہ کرکے اشارہ کیا کہ اگر اثناء تلفظ عدد کے بھی عورت مر گئی تو طلاق نہ واقع ہوگی ولو مات الزوج او اخذ احد فمہ قبل ذکر العدد
وقع واحدة عملا بالصیغة لان الوقوع بلفظہ لا بالقصد اور اگر مر گیا زوج یا کسی نے اُسکا منھ بند کر لیا قبل ذکر عدد کے تو ایک طلاق واقع ہوگی بنا بر عمل صیغہ طلاق
کے اسواسطے کہ جب عدد مذکور نہو سکا تو انت طالق باقی رہگیا اور ابھی ثابت ہو چکا ہی کہ درصورت عدم ذکر عدد تعلق طلاق کا صیغہ سے ہوتا ہی اور یہ نہین کہ
عدد ہی ہونے سے وقوع طلاق کو متعلق کیجیے اسواسطے کہ وقوع طلاق کا لفظ عدد سے ہوتا ہی نہ اُسکے قصد کرنے سے بدون تلفظ کے ولو قال لغیر الموطوءة انت
طالق واحدة وواحدة لعطف او قبل واحدة او بعدہا واحدة تقع واحدة بائنة ولا تلحقہا الثانیة لعدم العدة اور اگر کہا زوجہ غیر مدخولہ سے کہ تو طالق ہی
ایکبار اور ایکبار یعنی بواو عاطفہ بولا یا یون کہا کہ تو طالق ہی ایکبار قبل ایکبار کے یا یون کہا کہ تجھکو ایک طلاق ایسی ہی جسکے بعد ایک اور طلاق ہی تو ان تینون صورتون
مین ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور دوسری طلاق اسکو نہ لاحق ہوگی بسبب نہونے عدت غیر مدخولہ کے وفی انت طالق واحدة بعد واحدة او قبلہا واحدة او مع
واحدة معہا واحدة ثنتان الاصل انہ متی وقع بالاول لغا الثانی او بالثانی اقترنا لان الایقاع فی الماضی ایقاع فی الحال اور اس کلام مین کہ تو طالق ہی
ایکبار بعد ایکبار کے یا یون کہا کہ تو طالق ہی ایکبار جسکے قبل ایک طلاق ہی یا تو طالق ہی ایکبار ساتھ ایک طلاق کے یا تجھکو ایک طلاق جسکے ساتھ ایک
اور طلاق ہی دو بار طلاق واقع ہوگی ان مثالون مین اور قاعدہ کلیہ یہ ہی کہ جب طلاق واقع ہوئی اول لفظ سے تو دوسرا لفظ لغو ہوگا چنانچہ انت طالق واحدة
وواحدة او قبل واحدة او بعدہا واحدة مین طلاق واقع ہوئی ثانی لفظ سے چنانچہ دو طلاق پڑنے کی مثالون مین تو اول اور ثانی دونون متصل ہو جاوینگی اسواسطے
کہ ایقاع فی الماضی ایقاع فی الحال ہی یعنی زمانہ ماضی مین طلاق واقع کرنا متصور نہین تو فی الحال واقع ہوگی تو گویا دو طلاق دفعةً واقع ہوئین یہ تعلیل جاری ہی قبلیت
اور بعدیت مین اور معیت مین تو صاف اقتران علت ہی وتقع بانت طالق واحدة وواحدة ان دخلت الدار ثنتان لو دخلت لتعلقہما بالشرط دفعة
اور دو واقع ہوتی ہین اس قول سے کہ تجھکو ایک طلاق اور ایک طلاق ہی اگر تو گھر مین داخل ہوئی دو طلاقین بسبب تعلق ہونے دو طلاقون کے شرط سے یکبارگی اور معلق
نزدیک وجود شرط کے مثل منجز کے ہی ویقع واحدة ان قدم الشرط لان المعلق کالمنجز اور واقع ہوگی ایک طلاق اگر شرط مقدم ہو مثلاً یعنی اگر یون ہو کہ ان دخلت
الدار فانت طالق واحدة وواحدة تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور ثانی لغو ہوگی اسواسطے کہ معلق نزدیک وجود شرط کے مانند منجز کے ہی وتقع فی الموطوءة ثنتان
فی کلہا لوجود العدة اور واقع ہونگی زوجہ مدخولہ کے حق مین دو طلاقین سب اگلی مثالون مین بسبب موجود ہونے عدت کے یعنی ایک طلاق حالت بقاء نکاح مین ہوگی اور
دوسری عدت مین بخلاف غیر مدخولہ کے کہ اُسکی طلاق مین عدت نہین تو طلاق ثانی کے وقوع کیواسطے محل باقی نہین رہا من مسائل قبل او بعد ما قیل شعرا وللفقیہ ایدہ ربہ
ولا زال عندہ الاحسان ◦ فی فتی علق الطلاق بشہر ۞ قبل ما بعد قبلہ رمضان ◦ وینشد علی ثمانیة اوجہ اور مسائل قبل و بعد سے وہ نظم ہی جو بعضون نے منظوم کی
ہی کہ کیا کہتا ہی فقیہ اللہ تعالی اُسکی مدد کرے اور ہمیشہ اس فقیہ مجیب کے نزدیک احسان اور کرم نہارہے اُس جوان کے مقدمہ مین کہ اسنے طلاق معلق
کی اس مہینہ پر جسکے مابعد قبل سے قبل رمضان ہی جواب اس سوال کا یہ ہی کہ وہ مہینہ شوال کا ہی اور مصرع اخیر آٹھ طرح پر پڑھا گیا ہی پہلی وجہ یہ کہ قبل ما قبل قبلہ
رمضان دوسری وجہ یہ کہ قبل ما بعد قبلہ رمضان تیسری یہ کہ قبل ما قبل بعدہ رمضان چوتھی یہ کہ بعد ما قبل قبلہ رمضان پانچوین یہ کہ بعد ما بعد بعدہ رمضان چھٹی یہ
کہ بعد ما قبل بعدہ رمضان ساتوین یہ کہ بعد ما بعد قبلہ رمضان آٹھوین یہ کہ قبل ما بعد بعدہ رمضان فیقع بمحض قبل فی ذی الحجة تو طلاق واقع ہوگی صرف قبل
کی تین لفظون سے ذی الحجہ کے مہینہ مین چنانچہ پہلی وجہ مین ہی اسواسطے کہ پہلی ذی الحجہ کی ذیقعدہ ہی اور اُسکے قبل شوال ہی اور اُسکے قبل رمضان ہی
تو رمضان قبل قبل القبل شہر و بمحض بعد فی جمادی الآخری اور واقع ہوگی طلاق صرف بعد کے تین لفظون سے جمادی الآخری مین چنانچہ پانچوین وجہ مین ہی
اسواسطے کہ بعد جمادی الآخری کے رجب ہی اور بعد رجب کے شعبان ہی اور بعد شعبان کے رمضان ہی تو رمضان بعد بعد البعد شہر و بقبل اولا و وسطا
و آخرا فی شوال و بعد کذلک فی شعبان لالغاء الطرفین فیبقی قبلہ و بعدہ رمضان اور واقع ہوگی طلاق لفظ قبل سے خواہ اول ہو

[illegible] شوال [illegible] بعدیت [illegible] شعبان [illegible]
[illegible] قبل اور بعد کے سوا دو قبل ہوتے [illegible] ایک بعد تو لغو ہو جاتا [illegible] ایک قبل رہا اور [illegible]
[illegible] ایک قبل تو وہ ہو جاتا ایک قبل [illegible] جیسے [illegible] شعبان [illegible]
[illegible] کہا ہو کہ شارح کی عبارت منتسب ہوگئی ہو شوال کے مقام پر شعبان چاہیے سو یہ کہ قبلیت [illegible] بعدیت کے ساتھ [illegible]
[illegible] بعد ہو شعبان کے اور جہاں شارح نے شعبان کہا وہاں شوال چاہیے بموجب تقریر گذشتہ کے [illegible] کیا ہو [illegible]
[illegible] انفاق سے خلاف تحقیق کی ہو منقرض [illegible] سب بیان کے [illegible] قاعدہ [illegible] قبل و بعد کے جواب دریافت کرنے [illegible] جہان
[illegible] کے ساتھ کسی طرح وہاں شوال جواب ہو اور جہاں دو بعد ہوں قبل کے ساتھ کسی طرح وہاں شعبان جواب ہو چنانچہ لبعض علما نے اس قاعدہ کو سوال [illegible]
کے بعد [illegible] نظم کیا ہو اشعار و [illegible] قبل [illegible] بعد فالجمادی الاخیر [illegible] کیف [illegible] بعد فہو شوال [illegible] شعبان [illegible]
المعنی وہو قال امرأتی طالق ولہ امرأتان اوثلث تطلق واحدۃ منہن ولہ خیار التعیین اتفاقا اور اگر کہا زوج نے کہ میری عورت کو طلاق ہو
اور اسکی دو عورتیں ہیں یا تین تو مطلقہ ہوگی ایک عورت انمین سے اور زوج کو بالاتفاق فقہا اختیار ہو کہ جسکو چاہے اسکو مطلقہ ٹھہراوے [illegible]
[illegible] نے اس مسئلہ میں اتفاق نقل کیا ہو اور علامہ زیلعی نے ذکر کیا ہو کہ خیار تعیین بھی صحیح ہو اور صحیح کہنا شعر [illegible] خلاف ہو [illegible]
[illegible] قول میں رہا و اتصحیح الزیلعی فانما ہو فی غیر الصریح کامرأتی حرام کما حررہ المصنف و سیجئی فی الایلاء اور تصحیح زیلعی کی تو فقط طلاق غیر صریح میں ہو جیسا [illegible]
کہنا کہ میری عورت حرام ہو اور نقل اتفاق کی طلاق صریح میں ہو چنانچہ اسکو مصنف نے تحریر کیا ہو اور عنقریب باب الایلاء میں آویگا قال لنسائہ الاربع
بینکن تطلیقۃ طلقت کلواحدۃ تطلیقۃ کہا اپنی چار عورتوں سے کہ تمھارے درمیان میں ایک طلاق ہو تو ہر ایک عورت پر ایک طلاق پڑ جاویگی [illegible]
کہ حصہ ہر ایک کا چوتھائی طلاق ہوا اور چونکہ طلاق تقسیم پذیر نہیں اسواسطے ہر ایک کو ایک طلاق ہوگی وکذا لو قال بینکن تطلیقتان اوثلث اواربع الا ان
نوی قسمۃ کلواحدۃ منہن فتطلق کلواحدۃ ثلثا اور اسیطرح چار عورتوں میں ہر ایک پر ایک ایک طلاق واقع ہوگی اگر کہا انسے کہ درمیان تمھارے دو طلاق ہیں تو ہر ایک کا
حصہ آدھا ہوا یا تین طلاق ہیں تو ہر ایک کا حصہ پون ہوا یا چار طلاق ہیں تو ہر ایک کا حصہ پورا ایک ہوا لیکن اگر طلاق کی قسمت درمیان عورتوں کے مراد رکھے
یعنی تین طلاق یا چار طلاق میں ہر ایک فرد طلاق سے ہر ایک عورت کو حصہ دیا تو ہر عورت پر اس نیت سے تین طلاق واقع ہونگی اور چوتھی طلاق لغو ہو جائیگی اور اگر
چار عورتوں سے کہا کہ تمکو دو طلاق ہیں اور قسمت ہر فرد طلاق کا ارادہ کیا تو ہر ایک کو دو طلاق ہونگی کذا فی حاشیۃ [illegible] ولو قال بینکن خمس
تطلیقات یقع علی کلواحدۃ طلاقان ہکذا الی ثمان تطلیقات اور اگر کہا چار عورتوں سے کہ تمھارے درمیان پانچ طلاق ہیں تو واقع ہونگی ہر ایک عورت
پر دو طلاق اسواسطے کہ چار طلاق چاروں پر منقسم ہوئیں اور پانچویں طلاق سے چوتھائی ہر ایک کو پہنچا اور [illegible] کو کل قرار دیا تو ہر ایک کو دو ہو گئے اسیطرح ہر ایک کو دو دو
ملینگی آٹھ طلاق تک فان زاد علیہا طلقت کلواحدۃ ثلثا سو اگر زیادہ ہونگی طلاق آٹھ سے تو ہر ایک کو تین تین طلاق ہونگی [illegible] کو کل کر کے
اور بارہ میں تین تین پوری ہونگی اور بارہ سے زیادہ میں [illegible] لغو ہو جاوینگی ومثلہ قولہ اشرکتکن فی تطلیقۃ اوثنتین او ثلث جیسے بینکن تطلیقۃ کے ہو اشرکتکن فی تطلیقۃ یعنی تمکو شریک
کیا میں نے ایک طلاق میں کذا فی الخانیۃ وفیہا قال لامرأتین لم یدخل باحدٰیہما منہما امرأتی طالق امرأتی طالق ثم قال اردت واحدۃ منہما لا
یصدق ولو مدخولتین ولہ ایقاع الطلاق علی احدٰیہما لصحۃ تفریق الطلاق علی المدخولۃ ولا علی غیرہا اور خانیہ میں ہو کہا زوج نے اپنی دو عورتوں سے جو
مدخولہ نہیں ہیں کہ میری عورت طالق ہو میری عورت طالق ہو پھر زوج نے کہا کہ میں نے اس طلاق کرنے سے ان دونوں میں سے ایک عورت کے طلاق کا ارادہ کیا اور
دونوں عورتوں کا تو اسکی تصدیق نہ ہوگی اور اگر دونوں عورتیں مدخولہ ہیں تو زوج کو انمیں سے ایک پر طلاق [illegible] کرنا جائز ہو بسبب صحت تفریق طلاق

کے مدخولہ پر نہ غیر مدخولہ پر یعنی مدخولہ کی تو عدت ہوتی ہی تو دوسری طلاق واقع ہونے کی اسمین گنجایش ہی بخلاف غیر مدخولہ کے کہ اُسکی عدت نہین تو دوسری طلاق کا وہان محل نہین اسواسطے زوج کی تصدیق نہوگی قاضی کے نزدیک **قال امرأتی طالق وله امرأة معروفة طلقت امرأته استحسانا** کہا زوج نے کہ میری عورت طالق ہی اور عورت کا نام نہ لیا اور اُسکی ایک عورت مشہور ہی تو اُسکی وہی عورت مطلقہ ہوگی باعتبار استحسان کے اور قیاس یہ ہی کہ بدون نام یا خطاب کے طلاق نہو جیسا کہ طحطاوی نے کہا جبکہ زوج کی دوسری عورت کا نہو اور ایک ہی اُسکی عورت مشہور ہو تو قیاس مقتضی ہی اُسکی طلاق کا **فان قال لی امرأة اخری وایاها عنیت لا یقبل قوله الا ببینة ولو کان له امرأتان کلتاهما معروفة له صرفه الی ایتهما شاء** خانیة ولم یحک خلافا سو جبکہ زوج کی سوا ایک عورت کے مشہور نہین اور اُسنے کہا کہ میری عورت ہی پھر اگر زوج کہیگا کہ میری ایک عورت اور ہی اور اسی غیر مشہور عورت کی طلاق کا ارادہ مین نے کیا تو اُسکا یہ قول نہ مقبول ہوگا بدون گواہون کے اور اگر زوج کی دو عورتین ہین اور دونون مشہور ہین تو اُسکو اختیار ہی طلاق کو جسکی طرف چاہے پھیرے کذا فی الخانیة اور خانیہ کے مصنف نے اس مسئلہ مین خلاف فقہا کا نہین منقول کیا **فروع** مسائل متفرقہ شارح کے **کرر لفظ الطلاق وقع الکل فان نوی التاکید دین** مکرر کہا لفظ طلاق کو یعنی یون کہا کہ انت طالق انت طالق تو ہر ایک طلاق علیحدہ علیحدہ واقع ہوگی پھر اگر کہیگا کہ مین نے طلاق ثانی سے طلاق اول کی تاکید کی نیت کی تو باعتبار دیانت کے اُسکی تصدیق ہوگی نہ باعتبار قضا کے کذا فی العالمگیری **کان اسمها طالق او حرة فناداها ان نوی الطلاق او العتاق وقعا والا لا** تھا نام زوجہ کا طالق اور لونڈی کا حرہ پھر اُسنے زوجہ کو طالق کہا اور لونڈی کو حرہ کہکر پکارا اگر نیت طلاق یا عتاق کی کی تو طلاق یا عتاق واقع ہونگے اور اگر نیت نہین کی نہ اعتاق واقع ہوگا نہ طلاق **قال لامرأته هذه الکلبة طالق طلقت او لعبده هذا الحمار حر عتق** کہا اپنی زوجہ سے کہ یہ کتیا مطلقہ ہی تو وہ مطلقہ ہوجائیگی یا کہا اپنے غلام سے کہ یہ گدھا آزاد ہی تو وہ آزاد ہوجائیگا اسواسطے کہ پہلی صورت مین گالی کا ارادہ کیا اور طلاق کا اور دوسری صورت مین گالی کا قصد کیا اور آزادی کا **قال انت طالق او انت حر وعنی به الاخبار کذبا وقع قضاء الا اذا اشهد علی ذلک** کہا زوجہ سے کہ تو طالق ہی یا کہا غلام سے کہ تو حر ہی اور ارادہ ہی واحد سے جھوٹ خبر دینے کا کیا تو طلاق اور عتاق باعتبار حکم قاضی کے واقع ہونگی مگر جبکہ گواہ کر رکھے جھوٹ خبر دینے پر تو باعتبار دیانت کے بھی اُسکی تصدیق ہوگی اور باعتبار قضا کے بھی **وکذا المظلوم اذا اشهد عند استحلاف الظالم بالطلاق الثلث انه یحلف کاذبا صدق قضاء ودیانة** شرح وهبانیة اور اسی طرح مظلوم جبکہ گواہ کر رکھے نزدیک قسم لینے ظالم کے تین طلاق کی اس بات پر کہ مظلوم جھوٹی قسم کھائیگا تو اسوقت مظلوم کی قضا اور دیانت دونون مین تصدیق ہوگی کذا فی شرح الوهبانیة اور اگر گواہ نہ کر رکھیگا جھوٹی قسم کھانے پر تو قضا مین اسکی تصدیق نہوگی اُسکی زوجہ پر طلاق کا حکم ہو جائیگا علما مین اختلاف ہی کہ قسم مین قسم کھانے والے کی نیت کا اعتبار ہی یا قسم لینے والے کی فتوی اسپر ہی کہ اگر قسم کھانے والا مظلوم ہی تو اُسکی نیت کا اعتبار ہی اور نہین تو قسم لینے والے کی نیت معتبر ہی کذا فی حاشیة المدنی ناقلا عن الاشباه **وفی النهر قال فلانة طالق واسمها کذلک وقال عنیت غیرها دین ولو غیره صدق قضاء** اور نہر الفائق مین ہی کہ کہا فلانی یعنے زینب طالق ہی اور واقع مین اُس عورت کا نام بھی زینب تھا اور کہا زوج نے کہ مین نے اپنی زوجہ کے سوا اور عورت جسکا نام بھی زینب ہی ارادہ کیا تو اُسکی دیانت مین تصدیق ہوگی نہ قضا مین اور اگر اُسکی زوجہ کا نام غیر زینب ہی تو قضا مین بھی اُسکی تصدیق ہوگی **وعلی هذا لو حلف لدائنه بطلاق امرأته فلانة واسمها غیره لم تطلق** اور اسی طرح پر اگر قسم کھائی اپنے قرضخواہ سے اپنی زوجہ زینب کی طلاق کی اگر فلان دن قرض نہ ادا کرے اور حالانکہ اُسکی زوجہ کا نام زینب نہین بلکہ حلیمہ ہی مثلاً تو اُسکی زوجہ پر طلاق نہ واقع ہوگی **وقد کثر فی زماننا قول الرجل انت طالق علی الاربعة مذاهب قال المصنف ینبغی الجزم بوقوعه قضاء ودیانة** اور البتہ بکثرت مستعمل ہی ہمارے زمانہ مین مرد کا یون کہنا کہ تو طالق ہی چارون مذہب پر یعنے باتفاق مذاهب اربعہ تجھکو طلاق ہی کہا مصنف نے اپنی شرح منح الغفار مین کہ لائق ہی یقین کرنا وقوع اس طلاق کا قضا مین بھی اور دیانت مین بھی اور فتاوی رملی مین ہی کہ یہ طلاق رجعی ہی نہ بائن اسواسطے کہ مذاهب اربعہ کا اتفاق ہی کہ انت طالق سے طلاق رجعی ہوتی ہی نہ بائن کذا فی حاشیة المدنی **ولو قال انت طالق فی قول الفقهاء او فلان القاضی او المفتی دین** اور اگر کہا کہ تو طالق ہی فقہا کے قول مین یا فلانے قاضی کے قول مین یا فلانے مفتی کے قول مین تو باعتبار دیانت کے اُسکی تصدیق ہوگی

یعنی طلاق نہ واقع ہوگی بدون نیت کے لیکن مشائخ نے تصریح کی ہے قال نساء الدنیا او نساء العالم طوالق لم تطلق امرأتہ قید بقولہ نساء الدنیا لانہ لو قال نساء
کہا مرد نے کہ دنیا کی عورتیں یا جہان کی عورتیں مطلقہ ہیں تو اسکی عورت کو طلاق نہ ہوگی اسواسطے کہ یہ حد قابل یمین کی نہیں کذا فی
... تو مطلقہ ہوگی کذا فی حاشیۃ الحموی بخلاف محلہ یا گھر یا کوٹھری کی عورتوں کے یعنی اگر یون کہا کہ محلہ کی عورتیں یا گھر کی عورتیں یا کوٹھری کی عورتیں مطلقہ ہیں
اور اسکی زوجہ بھی داخل ہو تو اسکی زوجہ پر طلاق واقع ہوگی ومثلہ القریۃ والبلدۃ بخلاف الثانی اور گاؤن اور شہر کی عورتوں میں عورت جو
... یعنی اگر یون کہا کہ گاؤن کی عورتیں یا شہر کی عورتیں مطلقہ ہیں تو ابو یوسف کے نزدیک اسکی زوجہ پر طلاق پڑیگی وکذا العتق اذا قال عتق
کے ذریعہ عتق کا یعنی اگر کہا کہ دنیا کے غلام یا جہان کے غلام آزاد ہیں تو اسکا غلام نہ آزاد ہوگا اور اگر کہا کہ محلہ کے غلام یا گھر کے غلام یا کوٹھری کے غلام
آزاد ہیں تو اسکا غلام آزاد ہوگا اور اگر کہا کہ گاؤن کے غلام یا شہر کے غلام آزاد ہیں تو اسکا غلام ابو یوسف کے نزدیک آزاد نہوگا اور محمد کے نزدیک آزاد
ہوگا قالت لزوجہا طلقنی فقال فعلت طلقت کہا عورت نے اپنے زوج سے کہ مجھکو طلاق دے زوج نے کہا میں نے کیا تو عورت مطلقہ ہوگی فان قالت زد لی
فقال فعلت طلقت اخری پھر اگر زوجہ نے کہا کہ میری طلاق کو زیادہ کر سو زوج نے کہا کہ میں نے کیا تو دوسری طلاق اسپر واقع ہوگی ولو قالت طلقنی طلقنی طلقنی
فقال طلقتک فواحدۃ ان لم ینو الثلث ولو عطفت بالواو فثلث اور اگر کہا زوجہ نے کہ مجھکو طلاق دے مجھکو طلاق دے مجھکو طلاق دے سو کہا زوج نے کہ میں نے
طلاق دی تو ایک طلاق واقع ہوگی اگر زوج نے نیت تین طلاق کی نہیں کی اور اگر زوجہ نے عطف کیا یعنی یون کہا طلقنی وطلقنی وطلقنی تو تین طلاق
واقع ہوگی اسواسطے کہ واو موضوع ہے واسطے جمع کے ولو قالت طلقت نفسی فاجاز طلقت اعتبارا بالانشاء وکذا ابنت نفسی لو نوی لو قلنا بخلاف الاول اور اگر
کہا زوجہ نے کہ میں نے اپنی ذات کو طلاق دی پھر زوج نے اسکو جائز رکھا تو اسپر طلاق پڑ گئی باعتبار انشاء طلاق کے یعنی اجازت طلاق قائم مقام انشاء طلاق کے
ہو گئی گویا زوج نے خود کہا کہ طلقتک اسیطرح ہے ابنت نفسی یعنی زوجہ نے کہا کہ میں نے اپنی ذات کو جدا کیا اور زوج نے اجازت دی تو اسپر طلاق پڑ جائیگی بشرطیکہ زوج نے
نیت طلاق کی کی ہو اگرچہ تین طلاق کی بھی نیت کی ہو اسواسطے کہ ابانت طلاق کنایہ ہے اور کنایہ بدون نیت کے معتبر نہیں بخلاف صورت اول کے یعنی طلقت
محتاج نیت کا نہیں اور تین طلاق کی نیت کرنا اسمیں صحیح نہیں وفی اخترت لا یقع لانہ لم یوضع الا جوابا اور لفظ اخترت میں طلاق نہیں واقع ہوتی یعنی اگر زوجہ
نے کہا کہ میں نے اپنی ذات کو اختیار کیا اور زوج نے کہا کہ میں نے اجازت دی تو طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ لفظ اخترت کا موضوع نہیں مگر واسطے جواب کے یعنی اگر
زوج کہے کہ مثلا اختاری نفسک تو زوجہ اسکے جواب میں کہے اخترت اور لفظ جواب کا بجائے انشاء طلاق کے نہیں ہو سکتا وفی البزازیۃ قال من تحابہ من کانت امرأتہ
علیہ حراما فلیفعل ہذا الامر ففعلہ احدہم فہو اقرار منہ بحرمتہا وقیل لا انتہی اور بزازیہ میں ہے کہا ایک مرد نے اپنے ساتھیوں سے کہ جس شخص کی زوجہ اسپر حرام ہو وہ یہ کام کرے
یعنی تالی یا اپنے مقام سے اٹھ کھڑا ہو پھر ایک شخص نے یہی کام کیا تو یہ کام کرنا اسکی جانب سے اقرار ہے اسکی زوجہ کی حرمت کا اور بعضوں نے کہا کہ فعل اقرار حرمت کا نہیں
اسواسطے کہ طلاق قولی چیز ہے نہ فعلی انتہی قول البزازیۃ وسئل ابو اللیث عمن قال لجماعۃ کل من لہ امرأۃ مطلقۃ فلیصفق بیدہ فصفقوا فقال طلقن وقیل لیس
ہو باقرار اور سوال ہوا ابو اللیث فقیہ سے اس شخص کے کلام کا کہ اسنے ایک جماعت سے کہا کہ جسکی عورت مطلقہ ہو وہ اپنے ہاتھ سے تالی بجائے پھر سب
جماعت نے تالی بجائی تو جواب دیا ابو اللیث نے کہ سب کی عورتیں مطلقہ ہو گئیں اور قول ضعیف یہ ہے کہ فعل اقرار طلاق کا نہیں ... تامل کیا
پھر اسمیں جماعت شارح نے مزید تاکید کا بیان ارادہ کیا جماعۃ تحدثوا فی مجلس فقال رجل منہم من تکلم بعد ہذا فامرأتہ طالق ثم تکلم الحالف طلقت امرأتہ لان
کلمۃ من للتعمیم والحالف لا یخرج نفسہ عن الیمین فحنث چند لوگ ہیں کہ باتیں کر رہے ہیں ایک مجلس میں سو ایک مرد نے انمیں سے کہا کہ جو بولیگا بعد اسکے تو اسکی جورو
کو طلاق ہے پھر بولا قسم والا تو اسکی جورو پر طلاق پڑ جائیگی اسواسطے کہ کلمہ من کا جسکا ترجمہ جو ہے عام ہے متکلم اور غیر متکلم دونوں کو شامل ہے اور حالانکہ قسم والا نہیں
نکالتا اپنی ذات کو قسم سے تو حانث ہوگا یعنی طلاق واقع ہوگی لیکن اگر جماعت سے متکلم کے سوا کوئی اور بولا تو اسکا حکم بیان نہیں کیا ... کے تکلم سے طلاق نہ ہوگی

قسم کا توڑنا ۱۲

اسواسطے کہ تعلیق اور قسم متکلم کی غیر پر جاری نہین۔ واللہ اعلم کذا فی حاشیۃ الطحطاوی

باب الکنایات

یہ باب ہے کنایات طلاق مین جب بیان احکام طلاق صریح سے کہ حقیقت مین وہی اصل ہے فراغت ہوئی تو اب بیان احکام کنایہ کا آیا کنایۃ عند الفقہاء ما لم یوضع لہ ای للطلاق واحتملہ وغیرہ کنایہ طلاق فقہا کے نزدیک اس مقام مین وہ لفظ ہے جو طلاق کیواسطے موضوع نہو اور احتمال رکھے طلاق کا اور غیر طلاق کا مثلاً لفظ بتہ کا واضع نے طلاق کے واسطے موضوع نہین کیا لیکن طلاق اور غیر طلاق کا محتمل ہے اسواسطے کہ بتہ بمعنی قطع کے ہے تو اگر پیوند نکاح کا کاٹنا مراد ہے طلاق ہے اور اگر قطع الفت اور قطع آدمیت کو ارادہ کیجیے تو طلاق کا محتمل نہین مصنف نے کنایہ کی تعریف بصیغہ عام کی تو معلوم ہوا کہ کنایات منحصر نہین شرح ملتقی مین کہا کہ یہ الفاظ کنایات پچپن سے زیادہ ہین کذا فی حاشیۃ المدنی فالکنایات لا تطلق بہا قضاء الا بنیۃ او دلالۃ الحال وہی حالۃ مذاکرۃ الطلاق او غضب کنایات سے طلاق نہین واقع ہوتی باعتبار قضا کے مگر نیت طلاق سے یا دلالت حال سے دلالت حال یہ کہ اسوقت گفتگو ہو طلاق کی یا رنج یا غصہ ہو شارح نے قضاء کی قید اسواسطے لگائی کہ وقوع طلاق باعتبار دیانت کے محض نیت پر موقوف ہے اُسمین دلالت حال کا کچھ اعتبار نہین ور کنایات سے وقوع طلاق مین نیت یا دلالت حال اسواسطے شرط ہوئی کہ الفاظ کنایہ کے طلاق و غیر طلاق دونون کے محتمل ہین تو احتیاج پڑی طرف مرجح کے کہ وہ غیر طلاق کے احتمال کو قطع کر دے اور یہان ایسا مرجح سوا نیت یا دلالت حال کے کوئی نہین مذاکرہ طلاق اسطرح پر کہ زوجہ نے زوج سے کہا کہ مجھکو طلاق دے اور زوج نے کہا اعتدی تو حالت مذاکرہ دلالت کرتی ہے کہ اس لفظ سے زوج نے طلاق کا ارادہ کیا فالحالات ثلث رضا و غضب و مذاکرۃ والکنایات ثلث ما یحتمل الرد او یصلح للسب او لا ولا سو حالات تین ہین ایک رضامندی کی حالت دوسری رنج و خفگی کی حالت تیسری مذاکرہ طلاق کی حالت اور الفاظ کنایات کے بھی تین احتمال سے خالی نہین بعضے تو اُنمین محتمل ہین رد کو یعنی عورت کے سوال طلاق کا رد اُن مین سے نکلتا ہے اور جواب طلاق کے بھی محتمل ہین یا بعضے اُنمین صلاحیت سب اور دشنام کی رکھتے ہین اور محتمل ہین جواب طلاق کے بھی یا بعضے وہ ہین کہ نہ رد سوال کے محتمل ہین نہ لیاقت سب اور دشنام کی رکھتے ہین لیکن جواب طلاق کا البتہ احتمال رکھتے ہین فنحو اخرجی واذہبی وقومی تقنعی تخمری استتری انتقلی انطلقی اغربی اعزبی من الغربۃ او العزوبۃ یحتمل ردا سو مانند اخرجی اور اذہبی اور قومی کے تقنعی تخمری استتری انتقلی انطلقی اغربی احتمال رکھتے ہین یہ الفاظ رد سوال طلاق کا اور جواب کے بھی محتمل ہین اور سب و شتم کی صلاحیت نہین رکھتے سو اخرجی بمعنے نکل یعنی اس مکان سے نکل تا کہ تیرے شر سے نجات ہو تو یہ رد ہوا طلاق کے سوال کا یا یہ مطلب کہ نکل میرے گھر سے اسواسطے کہ تو مطلقہ ہوئی یہ جواب ہے طلاق کے سوال کا اور اذہبی بمعنی جا یعنی اپنے کام کو جا یہ رد ہے سوال کا یا یہ مطلب کہ اپنے ماں باپ کے گھر جا اسواسطے کہ تو مطلقہ ہوئی یہ جواب ہے سوال کا اور قومی بمعنی اُٹھ یعنی اپنے ضروری کام کیواسطے اُٹھ یہ رد ہے سوال کا یا اُٹھ میرے پاس سے اسواسطے کہ تجھکو طلاق ہوئی یہ جواب ہے سوال کا اور تقنعی یا مشتق قناع سے ہے یا قناعت سے قناع بمعنی خمار ہے یعنی اپنا منھ کپڑے سے چھپا لے حیا کر ایسا کام نہ کر یا قناعت سے یعنی اس کلام سے قناعت کر باز رہ یہ رد ہے سوال کا یا استتار اور باز رہنے کلام کا اسواسطے امر کیا کہ طلاق واقع ہوئی یہ جواب ہے سوال کا اور تخمری یعنے اپنے سر پر خمار ڈال خمار وہ کپڑا جس سے سر چھپاتے ہین اس لفظ مین بھی مانند تقنعی کے دو احتمال ظاہر ہین اور استتری بمعنی چھپ اور پردہ کر استتار کا حکم اسواسطے کیا کہ شرعاً محرم ہے تو رد ہوا سوال کا یا اسواسطے کہ تجھکو تیرا دیکھنا جائز نہ ہا بسبب طلاق کے یہ جواب ہے سوال کا اور انتقلی اور انطلقی بمعنی چل جا مانند اذہبی کے دو احتمال ہین اور اغربی بغین معجمہ اور رائے مہملہ مشتق ہے غربت سے یعنی دور ہو یا اعزبی بعین مہملہ و زائے معجمہ مشتق ہے عزوبت سے بمعنی بُعد اور دوری کے تو مطلب یہ کہ دور ہو ایسا کلام نکر یہ رد ہے سوال کا یا دور ہو میرے پاس نہ بیٹھ اسواسطے کہ تو مطلقہ ہوئی یہ جواب ہے سوال کا ونحو خلیۃ بریۃ حرام بائن ومرادفہا کبتۃ بتلۃ یصلح سبا اور مانند الفاظ خلیہ بریہ حرام بائن اور ہم معنی ان الفاظ کے مثل بتہ اور بتلہ کے صلاحیت رکھتے ہین سب اور دشنام کی مراد سب سے وہ کلام ہے جس سے آبرو ریزی اور بیحرمتی نکلے مخاطب کی ان الفاظ مین رد سوال کا احتمال نہین لیکن جواب سوال طلاق کا احتمال البتہ موجود ہے خلیہ یعنے تو خالی ہے حسن یا خوبیون سے یہ دشنام ہوئی یا خالی ہے نکاح سے یہ جواب ہے سوال کا اور بریہ یعنی

[illegible] سے [illegible] ہو [illegible] بھی صفت سے ذکر [illegible] کرکے [illegible]
[illegible] نیت سے بسبب [illegible] کے [illegible] یعنی تو خبر دینے [illegible]
جواب سوال [illegible] قسم کے [illegible] ہر [illegible]
[illegible] واحدۃ انت حرۃ اختاری امرک بیدک سرحتک فارقتک [illegible] سب [illegible]
[illegible] نہیں احتمال رکھتے ہیں رد سوال کا اور دشنام کا [illegible] حیثیتوں [illegible]
[illegible] اور [illegible] اپنے [illegible] ہوا سے کہ مطلقہ ہوئی تو جواب سوال کا [illegible]
[illegible] طلاق کا ایسے کلمہ سے طلاق نہیں ہوتی انت واحدۃ یعنی تو طلاق [illegible] سوال کا [illegible]
[illegible] ہیں [illegible] انت حرۃ تو آزاد ہے یعنی [illegible] آزاد [illegible]
سے اختاری یعنی اپنی ذات اختیار کرے امرک بیدک یعنی تیرا امر تیرے ہاتھ میں ہے یہ دونوں الفاظ کنایہ ہیں تفویض طلاق سے تو عورت مطلقہ ہوگی جب تک وہ
اپنی ذات کو طلاق نہ دے اور کنایات طلاق میں ان دونوں لفظوں کو [illegible] داخل کیا کہ طلاق [illegible] احتمال [illegible] اختاری میں یہ احتمال ہے
کہ اختاری نفسک [illegible] اپنی ذات کو بسبب فراق کے [illegible] اپنی ذات کو کسی کام [illegible] اور امرک بیدک میں یہ احتمال ہے کہ امرک
بیدک فی الطلاق [illegible] یعنی تیرے قابو میں ہے طلاق [illegible] اور [illegible] منقول ہے کہ ان دونوں لفظوں کا ذکر کنایات
طلاق میں مناسب نہیں [illegible] یہ گمان کرے کہ ان لفظوں سے طلاق واقع ہو جاتی ہے [illegible]
اور [illegible] آگاہ کر دیا ہے کہ اختاری کنایہ تفویض طلاق ہے [illegible] ایقاع طلاق سے کذا فی حاشیۃ الدر [illegible]
[illegible] اس مکان میں [illegible] طلاق [illegible] الفاظ میں [illegible]
رد سوال اور دشنام کا نہیں [illegible] جواب کیواسطے چنانچہ صاحب بحر الرائق اور قہستانی نے اسکی تصریح کی ہے اور بعضے [illegible] احتمال
دشنام کا موجود ہے [illegible] چنانچہ منح الغفار میں اسکی تصریح ہے اور [illegible] شامی [illegible] کذا فی حاشیۃ
الدر ففی حالۃ الرضا ای غیر الغضب والمذاکرۃ تتوقف الاقسام الثلثۃ تاثیرا علی النیۃ للاحتمال اگر حالت رضامندی میں یعنی سوائے حالت خفگی اور مذاکرہ
میں تینوں قسم کے کنایات کی تاثیر نیت پر موقوف ہے بسبب احتمال کے یعنی اس حالت میں احتمال ہے کہ زوج نے ان الفاظ سے طلاق کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو
موجود نہیں [illegible] ایقاع طلاق کی کوئی [illegible] اگر کوئی کہے کہ جو الفاظ کہ جواب کیواسطے [illegible] رضامندی [illegible]
طلاق بدون نیت کے بھی واقع ہو جاوے اسکا جواب یہ ہے کہ یہ مطلب نہیں کہ وہ الفاظ جواب طلاق کیواسطے موضوع ہیں بلکہ وہ الفاظ مطلق کلام کے جواب [illegible]
عورت نے طلاق کا سوال کیا اور زوج نے جواب کا لفظ کہا تو یہ حالت مذاکرہ طلاق کی ہوگی اس حالت میں وقوع طلاق نیت پر موقوف [illegible] کذا فی حاشیۃ الدر والقول [illegible]
فی عدم النیۃ ویکفی تحلیفہا [illegible] فان نکل فرق بینہما [illegible] اور قول زوج کا قسم کے ساتھ معتبر ہوگا عدم نیت میں اور کفایت کرتا ہے قسم [illegible] عورت
کا زوج سے [illegible] سو اگر زوج نے قسم کھانے سے انکار کیا [illegible] عورت نالش کرے [illegible] حاکم سے سو اگر زوج وہاں بھی [illegible] جدائی [illegible]
کذا فی المجتبی لیکن قسم کا نامخیر مجلس قاضی میں باعث تفریق کا نہیں وفی الغضب توقف [illegible] حالت میں [illegible]
[illegible] نیت پر موقوف [illegible] صلاحیت [illegible] جواب کی [illegible] نیت [illegible]
کی تو طلاق واقع ہوگی اور اگر نیت نہ کی تو نہ واقع ہوگی لیکن جو الفاظ جواب کے واسطے [illegible] حالت غضب [illegible] طلاق [illegible]

اسواسطے کہ غضب قرینہ مرجحہ ہو طلاق کا وفی مذاکرۃ الطلاق یتوقف الاول فقط اور مذاکرہ طلاق کی حالت مین فقط اول قسم نیت پر موقوف ہوگی
یعنی جو صلاحیت رد اور جواب کی رکھتی ہو ویقع فی الآخرین وان لم ینو لان مع الدلالۃ لا یصدق قضاء فی نفی النیۃ لانہا اقوی لکونہا ظاہرۃ والنیۃ باطنۃ ولذا
تقبل بینتہا علی الدلالۃ لا علی النیۃ الا ان یقام علی اقرارہ بہا عمادیۃ اور واقع ہوتی ہو طلاق دو اخیر قسمون سے یعنی جو صلاحیت دشنام کی رکھے اور جو دشنام اور
رد کا محتمل نہو اُنسے طلاق واقع ہوتی ہو اگرچہ زوج نے نیت طلاق کی نہ کی ہو اسواسطے کہ باوجود دلالت تعیین نہ کے یعنی حالت مذاکرۂ طلاق اور حالت
غضب کے مرد کی تصدیق نہ کیجائیگی باعتبار قضا کے نفی نیت مین اسواسطے کہ دلالت قوی تر ہو نیت سے اس سبب سے کہ دلالت امر ظاہر ہو کہ ہر شخص کو اسپر اطلاع ممکن
اور نیت امر باطن ہو کہ سواے زوج کے کوئی نہین جان سکتا اور قاضی کو حکم ہو ظاہر پر عمل کرنے کا اور چونکہ دلالت امر ظاہر ہو اور نیت امر باطن اسیواسطے مقبول ہونگے
گواہ عورت کے دلالت کے اثبات پر نہ نیت پر مگر یہ کہ گواہ قائم کیے جاوین نیت کرنے زوج کے اقرار پر یعنی اگر زوج نے اپنی نیت کا کہین اقرار کیا ہو اور پھر منکر ہوگیا ہو تو اُسکے
اقرار کے گواہ البتہ مقبول ہونگے کذا فی العمادیۃ ثم فی کل موضع یشترط النیۃ فلو السؤال ہل یقع یقول نعم ان نویت ولو بکم یقع یقول واحدۃ ولا یتعرض لاشتراط النیۃ
بزازیۃ فلیحفظ پھر جس مقام مین وقوع طلاق کنایات مین نیت مشروط ہو یعنی اقسام ثلثہ حالت رضا مین اور قسمین اولین حالت غضب مین اور قسم اول حالت مذاکرہ
مین تامل کرے فتوے دینے ، اگر سوال سائل مین سو اگر سوال یون ہو یعنی سائل کہے کہ مین نے یون کہا ہو آیا اس لفظ سے طلاق واقع ہوتی ہو تو مفتی جواب دے
کہ ہان طلاق واقع ہوتی ہو اگر تو نے طلاق کی نیت کی ہو اور اگر سائل یہ کہا کہ مین نے یون کہا ہو اس لفظ سے چند بار طلاق واقع ہوئی تو مفتی کہے کہ ایکبار اور
تعرض نہ کرے بیان نیت مشروط ہونے کا کذا فی البزازیۃ اسکو یاد رکھنا چاہیے سوال ثانی مین نیت مشروط ہونے کا ذکر اسواسطے نہ چاہیے کہ سائل کا یون سوال کرنا کہ
چند بار طلاق واقع ہوئی یہ صاف دلیل ہو نیت طلاق کی اب نیت کا ذکر کرنا گویا حیلہ سکھلانا ہو انکار نیت کا ویقع رجعیۃ بقولہ اعتدی استبری رحمک انت واحدۃ ان
نوی اکثر ولا عبرۃ باعراب واحدۃ فی الاصح اور ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہو اعتدی اور استبری رحمک اور انت واحدۃ کے قول سے اگرچہ زوج نے ایک سے زیادہ کی
نیت کی ہو اور کچھ اعتبار نہین لفظ واحدۃ کے اعراب کا قول اصح مین اور بعضون نے کہا کہ انت واحدۃ مین اگر لفظ واحدۃ کو قائل نے منصوب کہا تو طلاق بلا نیت واقع
ہوگی اسواسطے کہ واحدۃ اس ترکیب مین صفت ہو مصدر موصوف محذوف کی اصل مین یون تھا کہ انت طالق تطلیقۃ واحدۃ اور اگر واحدۃ کو مرفوع کہا تو طلاق نہ واقع ہوگی
اگرچہ نیت کی ہو اسواسطے کہ واحدۃ اس صورت مین صفت ہوگی عورت کی نہ طلاق کی اور اگر واحدۃ کو ساکن پڑھا تو دونون احتمال ہین لیکن اصح یہ ہو کہ اعراب واحدۃ کا کچھ اعتبار نہین
ہر صورت سے طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ عوام اعراب کا تفرقہ نہین جانتے ہین اور خواص بھی اسکا التزام نہین رکھتے بیان عرف پر مدار ہو نہ نحو اور لغت پر ویقع
بباقیہا ای باقی الفاظ الکنایات المذکورۃ فلا یرد وقوع الرجعی ببعض الکنایات ایضا نحو انا بریء من طلاقک وخلیت سبیل طلاقک وانت مطلقۃ بالتخفیف وانت
اطلق من امرأۃ فلان وہی مطلقۃ وانت طال ق ونحو ذلک مما صرح بہ اور طلاق بائن واقع ہوتی ہو باقی الفاظ کنایات سے یعنی باقی وہ الفاظ کنایات کے جو یہان
مذکور ہو چکے تو اعتراض نہ وارد ہوگا واقع ہونا طلاق رجعی کا بعضے کنایات سے بھی مثل انا بریء من طلاقک یعنی منزہ اور دور ہون تیری طلاق سے وخلیت
سبیل طلاقک یعنی تیری طلاق کی راہ مین نے چھوڑ دی سو طلاق نے راہ پائی اور تجھپر واقع ہوئی وانت مطلقۃ بالتخفیف یعنی تو مطلق العنان ہو وانت اطلق من
امرأۃ فلان اور تو مطلق العنان زیادہ تر ہو مثلاً زید کی عورت سے اور حالانکہ زید کی عورت پر طلاق واقع ہو چکی ہو وانت طال ق یعنی تو طالق ہو اور طالق
کو بطور ہجی کے کہا اور سواے ان مثالون کے جسکی فقہا نے تصریح کی ہو مصنف نے کہا کہ سواے امثلہ ثلثہ کے باقی کنایات سے طلاق بائن واقع ہوتی ہو
حالانکہ چند کنایات ایسے ہین کہ اُنسے بھی طلاق رجعی واقع ہوتی ہو تو حصر کرنا مصنف کا صحیح نہوا شارح نے جواب اس سوال مقدر کا یون دیا کہ مصنف کو حصر اضافی
مراد ہو یعنے جو الفاظ کنایات کے اس کتاب مین مذکور ہو چکے ہین انمین سواے تین کے طلاق بائن ہی واقع ہوتی ہو تو اگر بعضے کنایات غیر مذکورہ سے
سے طلاق رجعی واقع ہو تو قادح اس حصر کی نہین خلافا لاختیار فان نیۃ الثلث لا تصح فیہ ایضا ولا یقع بہ ولا با مرک بیدک ما لم تطلق المرأۃ نفسہا کما یاتی

یعنی باقی الفاظ عدت سے ... کی نیت ... [illegible] چنانچہ ... [illegible] ہوگی ... [illegible] ان الطلاق ... [illegible] ... اس واسطے کہ کنایات ... [illegible] ... یہ حالت کل الفاظ کنایات میں نہیں ہوتی ... [illegible] ... وفی فتاوی ... ان قال لها اعتدی اعتدی اعتدی ... الی الثلث ... اور اگر الفاظ ... تین طلاقیں واقع ہوں گی اگر ... تین طلاق کی نیت کی ... بسبب ... اس واسطے کہ ان الفاظ سے ... حق میں وہ طلاق کی بھی نیت کرنا ... [illegible] ... تو تین طلاقیں ... ہوں گی اس واسطے کہ تین مرتبہ کے حق میں کل طلاق ... [illegible] ... قال اعتدی اعتدی اعتدی ونوی بالاول طلاقا و بالباقی حیضا صدق قضاء لانه نوی حقیقة کلامه ... اگر کہا ... نیت کی اول سے طلاق کی اور باقی دو سے حیض کی تو اس کی تصدیق کی جائیگی قضاء میں بسبب نیت کرنے حقیقت کلام اپنے کے اس واسطے کہ ... حقیقی معنی ... طلاق بائن ... اور حیض کی ... میں جب زوج نے حیض کا ارادہ کیا بعد لفظ اعتدی کے تو معنی حقیقی کا ارادہ کیا تو ... اس کی قضاء میں تصدیق ہوگی ... تو دیانت میں بھی ہوگی وان لم ینو بالباقی شیئا فثلث لان الحال حال مذاکرة الطلاق اور اگر نیت نہ کی باقی سے کچھ طلاق کی یا حیض کی تو تین طلاق واقع ہوں گی ... بسبب حال کے سبب نیت کرنے طلاق کے لفظ اول سے یعنی جب کہ اول لفظ اعتدی سے طلاق کا ارادہ کیا تو حالت مذاکرہ طلاق کی باقی رہی تو بسبب اس قرینہ کے باقی دونوں لفظوں سے بھی طلاق کا تعین ہو گیا تو اس صورت میں نفی نیت زوج کی تصدیق ہوگی قضاء لیکن دیانة ... طلاق واقع ہوگی مگر اول لفظ سے کذا فی حاشیة الهدایة دونوں ... فقط فثنتان وان نوی ... اگر زوج نے فقط لفظ ثانی سے طلاق کی نیت کی تو دو طلاق واقع ہوں گی ایک طلاق لفظ ثانی سے اور دوسری طلاق لفظ ثالث سے اس واسطے کہ جب لفظ ثانی سے طلاق کا ارادہ کیا تو حالت مذاکرہ طلاق کی باقی رہی تو لفظ ثالث بھی بقرینہ حال طلاق ثابت ہوگی اور اگر فقط لفظ ثالث سے طلاق کی نیت کی تو ایک ہی طلاق ہوگی اسواسطے کہ اول دو لفظوں میں حالت مذاکرہ طلاق کی نہ پائی گئی ... وان لم ینو بالکل لم یقع اور اگر زوج نے کل الفاظ ثلثہ سے نیت طلاق کی نہ کی تو ایک طلاق بھی واقع نہ ہوگی اسواسطے کہ ظاہر حال میں کوئی قرینہ تعین نیت کا ... اور اگر ان الفاظ سے حیض کی نیت کریگا تو ایک طلاق واقع ہوگی کذا فی حاشیة الهدایة ... اقسامها ... الکمال ... فتح القدیر میں کمال الدین نے انکو ذکر کیا ہے کہ ... قسموں میں ایک طلاق واقع ہوتی ہے اور ... دو طلاق واقع ہوتی ہیں ... تین طلاقیں واقع ہوتی ہیں اور ایک قسم میں طلاق نہیں ہوتی پہلی صورت یہ کہ الفاظ ثلثہ سے حیض کی نیت کی ... ایک طلاق ہوگی دوسری یہ کہ فقط تیسرے لفظ سے طلاق کی نیت کی تیسری یہ کہ تینوں الفاظ سے فقط حیض کی نیت کی چوتھی یہ کہ دوسرے لفظ سے طلاق اور تیسرے لفظ سے حیض کی نیت کی پانچویں یہ کہ ثانی اور ثالث سے حیض کی نیت کی چھٹی یہ کہ اول سے طلاق اور ثانی اور ثالث سے حیض کی نیت کی ان چھ صورتوں میں ایک طلاق واقع ہوگی ساتویں یہ کہ فقط دوسری لفظ طلاق کی نیت کی آٹھویں یہ کہ اول سے طلاق اور ثانی سے حیض کی نیت کی اور ثالث سے کچھ نیت نہ کی نویں یہ کہ اول و ثانی سے حیض کی نیت کی اور ثالث سے کچھ نہ کی دسویں یہ کہ اول و ثالث سے حیض کی نیت کی اور ثانی سے کچھ نیت نہ کی گیارھویں یہ کہ اول و ثانی سے طلاق کی نیت کی و ثالث سے حیض کی بارھویں یہ کہ اول و ثالث سے طلاق کی نیت کی اور ثانی سے حیض کی تیرھویں یہ کہ اول و ثانی سے حیض اور ثالث سے طلاق کی نیت کی چودھویں یہ کہ اول و ثالث سے حیض اور ثانی سے طلاق کی نیت کی پندرھویں یہ کہ ثانی سے حیض کی نیت کی باقی سے

کچھ نیت نہ کی سولھوین یہ کہ اول سے طلاق اور ثالث سے حیض کی نیت کی اور ثانی سے کچھ نیت نہ کی سترھوین یہ کہ ثانی اور ثالث سے طلاق کی نیت کی اور اول سے کچھ نیت کی
ان گیارہ صورتوں مین یعنی ساتوین سے سترھوین تک تین طلاقین واقع ہونگی اٹھارھوین یہ کہ فقط اول سے حیض کی نیت کی انیسوین یہ کہ اول اور ثانی سے طلاق کی نیت کی
اور ثالث سے کچھ نیت نہ کی بیسوین یہ کہ اول اور ثالث سے طلاق کی نیت کی اور ثانی سے کچھ نیت نہ کی اکیسوین یہ کہ اول سے حیض کی اور ثانی اور ثالث سے طلاق کی نیت کی بائیسوین
یہ کہ سب الفاظ ثلثہ سے طلاق کی نیت کی تیئیسوین یہ کہ اول سے طلاق کی نیت کی اور ثانی اور ثالث سے کچھ نیت کی ان چھ صورتوں مین یعنی اٹھارھوین سے تیئیسوین
تک تین طلاقین واقع ہونگی چوبیسوین صورت یہ کہ الفاظ ثلثہ سے کچھ نیت کی تو کچھ واقع ہوگا اور قاعدہ کلیہ ان مسائل کے دریافت کرنیکا یہ ہے کہ جب ایک لفظ سے طلاق کی نیت کی
مذاکرہ طلاق کی پائی گئی سو بعد اُس لفظ کے نفی نیت کی تصدیق نہ ہوگی ہان اگر بعد مین حیض کی نیت کرےگا تو صحیح ہوگی اور اگر کسی لفظ سے طلاق کی نیت نہ کریگا تو صحیح ہوگا
اور اسیطرح قبل منوی کے عدم نیت صحیح ہے مثلاً لفظ ثانی سے طلاق کی نیت کی تو ثانی مین نفی نیت مقبول نہ ہوگی اسواسطے کہ بعد منوی کے واقع ہے اور اول لفظ مین عدم نیت
طلاق کی البتہ مقبول ہے اسواسطے کہ قبل منوی کے واقع ہے اور اگر کسی لفظ سے حیض کی نیت کی اور اسکے قبل طلاق کی نیت نہین تو اُس حیض کی نیت سے طلاق واقع ہوگی اور اگر
اُسکے قبل طلاق کی نیت ہو چکی ہے تو حیض کی نیت سے طلاق نہ واقع ہوگی اگر اس قاعدہ کو خوب غور کرے تو مسائل مذکورہ کا حکم نکالنا آسان ہو جاوے کذافی حاشیۃ الدر ناقلا
عن البحر ویزاد ولو نوی بالکل واحدۃ فواحدۃ دیانۃ وثلاث قضاء اور چوبیس قسمون مذکورہ پر ایک قسم اور زیادہ کی گئی ہے کہ اگر کل الفاظ ثلثہ سے ایک طلاق کا ارادہ کرے تو ایک
ہی طلاق واقع ہوگی دیانۃ مین بنظر احتمال تاکید کے اور تین طلاق ہونگی قضاء مین اسواسطے کہ تاکید خلاف ظاہر ہے ولو قال انت طالق اعتدی اعتدی عطفہ بواو او بفاء ان
نوی واحدۃ فواحدۃ او ثنتین فثنتان وان لم ینو فقیل الواو ثنتان وفی الفاء قیل واحدۃ وقیل ثنتان اور اگر کہا زوج نے کہ انت طالق اعتدی بدون عطف کے یا
لفظ اعتدی کو عطف کیا واو سے یا فا سے یعنی یون کہا کہ انت طالق واعتدی یا یون کہا کہ انت طالق فاعتدی سو اگر ان تینون صورتون مین ایک طلاق کا ارادہ
کیا تو ایک ہی طلاق ہوگی یا دو طلاق کا قصد کیا تو دو واقع ہونگی اور اگر کچھ نیت نہ کی تو انت طالق واعتدی مین دو طلاق واقع ہونگی اور فاعتدی مین بعضون کے
نزدیک ایک طلاق اور بعضون کے نزدیک دو طلاق واقع ہونگی طلقہا واحدۃ بعد الدخول فجعلہا ثلثا صح کما لو طلقہا رجعیا فجعلہ قبل الرجعۃ بائنا او ثلثا ایک طلاق
بائن دی بعد دخول کے پھر اُس ایک طلاق کو تین طلاق کر ڈالا تو یہ ایک کا تین کر ڈالنا امام کے نزدیک صحیح ہے چنانچہ یہ بھی صحیح ہے کہ اگر عورت کو ایک طلاق رجعی
دی پھر اُسکو قبل رجعت کے بائن کر ڈالا یا ایک رجعی کو تین کر ڈالا وکذا لو قال فی العدۃ الزمت امرأتی ثلث تطلیقات بتلک التطلیقۃ او الزمتہا تطلیقتین بتلک التطلیقۃ
فہو کما قال اور اسیطرح اگر کہا زوج نے عدت مین کہ لازم کردی مین نے اپنی عورت کو تین طلاق اُسی ایک طلاق سے جسکے سبب عدت مین تھی یا یون کہا
کہ مین نے اُسکو دو طلاق لازم کر ڈالی اُسی ایک طلاق سے تو ویسا ہی ہوگا جیسا اُسنے کہا یعنی وہ عورت اُسپر حرام ہوگئی اور کبھی اُسکو حلال نہ ہوگی مگر بعد طلاق زوج
ثانی کے ولو قال ان طلقتک فہی بائن او ثلث ثم طلقہا یقع رجعیا لان الوصف لا یسبق الموصوف کما مر فتذکر اور اگر کہا کہ اگر تجھکو طلاق دون تو وہ
طلاق بائن ہوگی یا تین پھر اُسکو طلاق دی تو رجعی واقع ہوگی نہ بائن اور نہ تین اسواسطے کہ صفت مقدم نہین ہوتی موصوف پر یعنے بائن یا تین
ہونا صفت ہے طلاق کی تو طلاق پر کیونکر مقدم ہوگی چنانچہ یہ امر سابق مذکور ہو چکا اُسکو یاد کر الصریح یلحق الصریح ویلحق البائن بشرط العدۃ
طلاق صریح لاحق ہوتی ہے طلاق صریح کو اور لاحق ہوتی ہے طلاق بائن کو بشرط عدت کے یعنی اول کہا انت طالق پھر کہا انت طالق یا طلاق
عوض مال کے دی تو یہ دوسری طلاق بھی واقع ہوگی اسواسطے کہ صریح لاحق ہوتی ہے صریح کو یا اول یون کہا کہ انت بائن پھر کہا انت طالق تو یہ
دوسری طلاق واقع ہوگی اور بائن ہو جائیگی اسواسطے کہ طلاق سابق کا بائن ہونا مانع ہوا رجعی ہونے سے کذا فی حاشیۃ الطحطاوی والبائن یلحق الصریح
اور طلاق بائن لاحق ہوتی ہے طلاق صریح کو بشرط عدت کے مثلاً اول یون کہا کہ انت طالق پھر کہا انت بائن تو طلاق ثانی بھی واقع ہوگی الصریح
مالا یحتاج الی نیۃ بائنا کان الواقع بہ او رجعیا فتح فمنہ الطلاق الثلثۃ فیلحقہا طلاق صریح وہ ہے جو محتاج ہو نیت کی خواہ صریح سے طلاق بائن واقع ہو

[illegible] طلاق صریح [illegible] طلاق ثلث صریح اور بائن [illegible] صورت [illegible]

[illegible] واقع ہوتی ہے [illegible] تعلیق صریح کی [illegible] طلاق ثلث و طلاق [illegible] کے بائن [illegible]

[illegible] طلاق بائن [illegible] لاحق ہوتی ہین [illegible] لان الطلاق حق [illegible] لاحق ہوتی ہین [illegible]

[illegible] طلاق [illegible] کے صریح [illegible] ہو طلاق ہوگی [illegible] اور بائن [illegible]

[illegible] اسواسطے واجب ہوا اگر رجعی مین زوج کو اختیار ہوکر رجوع کرے اور عدت تو [illegible] صورت تو

عورت نے اپنی جان چھوڑانے کا بدلا دیا اور بائن مین زوج کا عورت پر بدون اسکی رضامندی کے کچھ اختیار باقی نہ رہا تو عوض دینے کی کچھ حاجت باقی نہین [illegible]

لا اعنی مثل المشہور تو معتبر طلاق کے صریح اور بائن ہونے مین لفظ ہر وہ معنی بنابر قول مشہور کے یعنی اگر لفظ محتاج نیت کا نہین تو وہ صریح ہو خواہ طلاق [illegible] بائن ہو یا رجعی تو صریح مین طلاق ثلث اسلئے عوض مال کے داخل ہوئی اور جو کہ بلفظ حرام ہو وہ بائن مین داخل ہو اسواسطے کہ عدم احتیاج نیت کی [illegible] ہو کی [illegible]

شیوع استعمال عرفی کے کالا یلحق البائن البائن اذا امکن جعلہ اخبارا عن الاول کانت بائن بائن او ابنتک بتطلیقۃ لا یقع لانہ اخبار فلا ضرورۃ فی جعلہ انشاء

نہین لاحق ہوتی طلاق بائن اول طلاق بائن کو جب ممکن ہو دوسری بائن کو اول بائن سے خبر بنانا چنانچہ اول کہا انت بائن دوسری بار کہا انت [illegible] یا دوسری بار یون کہا ابنتک بتطلیقۃ یعنی مین نے تجھکو ایک طلاق بائن کر جدا کیا تو یہ دوسری بائن نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ یہ اخبار ہو اول سے تو کچھ ضرورت نہین اسکے انشاء طلاق ٹھہرانے مین یعنی بائن ثانی سے دوسری طلاق بائن پیدا کرنا کچھ ضرور نہین اسواسطے کہ اسکا خبر دینا اول سے ممکن ہو یعنی اول کلام سے طلاق واقع کی اور کلام ثانی سے وقوع طلاق سابق کی خبر دی ہم یہ جو کہا کہ بائن بائن سے لاحق نہین ہوتی مراد یہ ہو کہ جو بائن بلفظ کنایت ہو وہ لاحق نہین ہوتی اور اگر بائن بلفظ کنایہ نہین تو وہ واقع ہوتی ہو چنانچہ اگر اول یون کہا کہ انت طالق افحش الطلاق پھر دوسری بار کہا انت طالق افحش الطلاق تو یہ طلاق ثانی بھی واقع ہوگی اور یہ جو شارح نے کہا اخبار کی مثال انت بائن بائن کر ذکر کرکے خوب نہین بلکہ یون کہنا مناسب تھا کہ انت بائن انت بائن اسواسطے کہ یہان مراد اخبار سے خبر نحوی نہین بلکہ جملہ خبریہ مراد ہو کذا فی حاشیۃ السلطان و بخلاف ابنتک بتطلیقۃ اخری او انت طالق بائن او قال نویت البینونۃ الکبری لتعذر حملہ علی الاخبار فیجعل انشاء بخلاف سابق کے یہ ہو کہ اول طلاق بائن دی پھر کہا کہ مین نے تجھکو دوسری طلاق کر بائن کیا یا اول طلاق بائن دی پھر کہا انت طالق بائن یا اول کہا انت بائن پھر کہا انت بائن اور کہا کہ مین نے ثانی بائن سے بینونت کبری یعنی بہت بڑی جدائی کی نیت کی تو ان تینون صورتون مین دوسری طلاق بھی واقع ہوگی بسبب تعذر محمول کرنے اس کلام کے اخبار پر تو یہ کلام ثانی انشاء طلاق قرار دیا جائیگا صورت اول مین لفظ اخری کا مانع ہو حمل اخبار کا اور صورت ثانی مین لفظ طلاق کا صریح ہو اور حمل اخبار کا نہین ہوتا مگر کنایہ مین اور لفظ بائن کا لغو ہو اور صورت ثالثہ مین بینونت کبری یعنی طلاق ثلث کا ارادہ کیا پھر جب ان تینون صورتون مین بسبب وجوہ مذکورہ کے حمل علی الاخبار نہو سکا تو خواہ مخواہ دوسری طلاق بائن بھی واقع ہوتی ولذا وقع المعلق کما قال الا اذا کان البائن معلقا بشرط او مضافا قبل ایجاد المنجز البائن کقولہ ان دخلت الدار فانت بائن ناویا للطلاق ثم ابانہا ثم دخلت بانت باخری لانہ لا یصلح اخبارا اور اسی واسطے یعنی بسبب تعذر حمل اخبار کے واقع ہوتی ہو طلاق معلق چنانچہ مصنف نے کہا کہ بائن لاحق نہین ہوتی بائن سے مگر جبکہ بائن معلق بشرط ہو یا کہ بائن مضاف ہو قبل واقع کرنے منجز بائن کے یعنی اول تعلیق یا اضافت ہو بعد اسکے منجز بائن یعنے طلاق بائن بلا شرط واقع ہوگی مانند قول زوج کے کہ اگر تو گھر مین داخل ہوگی تو بائن ہوگی تو یہ کہا طلاق کی نیت سے پھر اس کہنے کے بعد عورت کو طلاق بائن دی پھر عورت گھر مین داخل ہوئی تو اسپر دوسری طلاق بائن پڑیگی اسواسطے کہ طلاق معلق کو صلاحیت نہین خبر واقع ہونے کی اسواسطے کہ تعلیق قبل ہو چکی تھی اور خبر نہین ہوتی مگر بعد مخبر عنہ کے ومثال المضاف کانت بائن غدا ثم ابانہا جاز الحاق ہذہ

اور مانند معلق کے ہو مضاف چنانچہ اول زوج نے کہا کہ تجھکو طلاق بائن ہو کل پھر اُسکو آج ہی طلاق بائن دی پھر جب دوسرا دن آویگا تو دوسری طلاق بائن
واقع ہوگی بسبب اضافت سابقہ کے اسواسطے کہ مضاف بھی بسبب اضافت سابقہ کے خبر نہیں ہو سکتا وفی البحر عن الوہبانیۃ انت بائن کنایۃ معلقا کان او منجزا فیفتقر الی
النیۃ اور بحر الرائق میں ہو وہبانیہ سے کہ انت بائن یہ کنایہ ہو طلاق سے خواہ معلق ہو خواہ منجز تو لفظ بائن کا محتاج ہو نیت کی طرف اس قول سے شارح نے استدلال کیا
کہ لفظ بائن میں نیت کرنا ضرور ہو بدون نیت کے طلاق نہ ہوگی ولو قال ان دخلت الدار فانت بائن ثم قال ان کلمت زیدا فانت بائن ثم دخلت الدار بانت ثم
کلمت یقع اخری ذخیرۃ اور اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ اگر تو گھر میں داخل ہوگی تو تو بائن ہو پھر کہا کہ اگر تو زید سے بولیگی تو تو بائن ہو پھر زوجہ گھر میں داخل ہوئی
تو ایک طلاق بائن اُسپر ہوئی پھر وہ زید سے بولی تو دوسری طلاق بائن اُسپر واقع ہوئی کذا فی الذخیرۃ یہ مثال ہو دو معلق بائن کی وفی البزازیۃ ان فعلت کذا
فحلال اللہ علی حرام ثم قال کذلک لامر آخر ففعل احدہما بانت وکذا لو فعل الثانی علی الاشبہ فلیحفظ اور بزازیہ میں ہو کہ زوج نے کہا کہ اگر میں ایسا کروں یعنی مثلاً اگر
شراب پیوں تو اللہ کا حلال مجھپر حرام ہو پھر اسی طرح دوسرے امر کے واسطے کہا یعنی مثلاً اگر میں ترک صلوٰۃ کروں تو حلال خدا کا مجھپر حرام ہو سو زوج نے
کوئی ان دونوں میں سے کیا تو اُسکی عورت پر ایک طلاق بائن پڑی اور اسیطرح اگر دوسرا امر کیا تو دوسری طلاق واقع ہوگی بنا بر قول اشبہ کے سو اسکو یاد رکھنا چاہیے
قید بالقابلیۃ لانہ لو ابانہا اولا ثم اضاف البائن او علقہ لم یصح کتنجیزہ بدائع مصنف نے مقید کیا معلق کو قابلیت کر اسواسطے کہ اگر عورت کو طلاق بائن دیگا پھر
مضاف کریگا بائن یا معلق کو تو صحیح نہوگا مثل تنجیز بائن کے کذا فی البدائع یعنی جیسے بائن با تعلیق بعد بائن کے صحیح نہیں ویسے ہی تعلیق اور اضافت بعد
بائن کے درست نہیں ویستثنی ما فی البزازیۃ قال کل امراۃ لہ طالق لم یقع علی المختلعۃ اور استثنا کیا جاوے اُس سے کہ طلاق صریح بائن کو لاحق ہوتی ہو وہ روایت جو بزازیہ میں
ہو مستثنی ہو کہ کہا مرد نے کہ جو عورت کہ اُسکی ہو وہ طالق ہو تو یہ طلاق نہ واقع ہوگی مختلعہ پر یعنی وہ عورت جسپر طلاق بدلے مال کے واقع ہوئی اسواسطے کہ صریح
بائن کو اسوقت لاحق ہوتی ہو جبکہ عورت کیطرف خطاب ہو طلاق کا یا اشارہ ہو اُسکی طرف اور یہاں نہ خطاب ہو نہ اشارہ کذا فی حاشیۃ الحموی ولو قال ان فعلت
کذا فامراتہ کذا لم یقع ... البائن اور اگر کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو اُسکی عورت ایسی ہو یعنی طالق ہو نہ واقع ہوگی معتدہ بائن پر یہ اسواسطے کہ بائن سے نکاح
جاتا رہتا ہو تو وہ اُسکی عورت نہ رہی علاوہ اسکے خطاب اور اشارہ یہاں بھی نہیں ... الکل ... کذا اجزنا بائنا مع ... الا اذا علقہ من قبلہ لاکل امراتہ وقد
خلع ✤ والحق الصریح بعد لم یقع ✤ اور جمع کردی ہیں نظم میں بعضے علما نے تمام لحوق کی صورتیں مع المستثنیٰ اور عدم لحوق کی صورتیں مع المستثنیٰ یعنی
طلاق صریح اور بائن کی ہر صورت کے لحوق کو جائز رکھ نہ جائز جان بائن کے لحوق کو ساتھ بائن کے مگر جبکہ تو نے تعلیق کی ہو بائن کی قبل بائن کے یعنی اس
صورت میں بائن لاحق ہوگی بائن سے اور صریح بعد بائن کے لاحق ہوتی ہو مگر اس صورت میں کہ کل امراۃ لہ طالق کہا اور حالانکہ اول خلع کیا اور طلاق صریح کو بعد
خلع کے لاحق کیا تو یہ طلاق صریح بعد بائن کے نہ واقع ہوگی اور بعضے نسخوں میں مصرع اولی یوں ہو ... اجزنا بائنا مع ... یعنی ہر لحوق کو جائز جان بائن بعد بائن کے
کل فرقۃ ہی فسخ من کل وجہ کاسلام وردۃ مع لحاق وخیار بلوغ وعتق لا یقع الطلاق فی عدتہا مطلقا جو جدائی کہ وہ فسخ نکاح ہو ہر طرح سے جیسے
مسلمان ہونا زوجین میں سے کسی کا یا مرتد ہونا عورت کا اور دار الحرب میں جا کر ملنا اور خیار بلوغ کا عورت یا مرد کو یا خیار عتق عورت کو تو نہ واقع ہوگی طلاق اُسکی
عدت میں مطلقاً طلاق صریح نہ بائن نہ منجز نہ معلق خواہ عدت حیض سے ہو خواہ مہینوں سے کذا فی حاشیۃ المدنی وکل فرقۃ ہی طلاق یقع الطلاق فی عدتہا علی
نحو ما بینا اور جو جدائی کہ وہ طلاق ہو تو واقع ہوگی طلاق اُسکی عدت میں اُسطرح پر واقع ہوگی جیسا کہ ہمنے بیان کیا یعنی الصریح یلحق الصریح الی آخرہ فروع مسائل متعلقہ شارح
کے انما یلحق الطلاق لمعتدۃ الطلاق اما المعتدۃ للوطء بشبہۃ لا یلحقہا خلاصۃ طلاق تو اُس عورت کو لاحق ہوتی ہو جو طلاق کی عدت میں ہو اور جو عورت بسبب
وطی اشتباہی کے عدت میں ہو اُسکو طلاق نہیں لاحق ہوتی کذا فی الخلاصۃ علم اسی طرح نکاح فاسد اور لونڈی جبکہ آزاد ہو جاوے تو اُسکی عدت میں
بھی طلاق نہیں لاحق ہوتی کذا فی حاشیۃ الطحطاوی وفی القنیۃ زوج امراتہ من غیرہ لم یکن طلاقا ثم رقم ان نوی طلقت اور قنیہ میں ہو کہ زوج نے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نیت ہو [illegible] فرق نکالا [illegible] کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن البحر [illegible]

دیے ہمکو جدا تو ان الفاظ سے طلاق واقع ہوگی اگر زوج نے طلاق کی نیت کی ہو [illegible] اس قول سے کہ [illegible] اور یہ عبارت بشرط نیت کے

طلاق واقع [illegible] سے [illegible] بشرط نیت کے طلاق واقع ہوگی [illegible]

[illegible] کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن الجوہرۃ [illegible] بشرط

نیت کے طلاق واقع ہوتی ہے ان الفاظ سے کہ میں نے نکاح کو فسخ کر دیا وقوع طلاق میں ان الفاظ سے بشرط نیت اسواسطے شرط ہے کہ نکاح کی نسبت جب کیا [illegible]

نہیں کہا کہ میں نے تیرے نکاح کو فسخ کر دیا [illegible] کی حاجت ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ [illegible] تو مقتضی [illegible] نیت

[illegible] سے یہ مسائل تحریر اور تحقیق طلب ہیں کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن الشیخ الرحمتی وانت حلال والمیتۃ اولحم الخنزیر او حرام [illegible] بشرط

نیت طلاق واقع ہوتی ہے اس قول سے کہ تو میرے نزدیک مانند مردار کے گوشت کے ہے یا مثل سور کے ہے یا تو مجھپر حرام ہے [illegible] اسواسطے کہ تشبیہ [illegible]

میں کر دیا یوں کہا کہ تو مجھپر حرام ہے نہایت جلد جیسے پانی میں جلد بہ جاتی ہے بہت کیفیت ولا تقع بالبتہ عرق علیک مفتوحۃ لان تو کم [illegible] شیت [illegible]

نہیں واقع ہوتی طلاق اس قول سے کہ جا روانی سے تجھپر کھلے ہیں اگرچہ نیت طلاق کی بھی کرے جب تک یہ نہ کہے کہ تو اسے جس راہ کو چاہے فائدہ چند الفاظ کنایا طلاق

کا ذکر کرنا یہاں مثل سب معلوم ہوا مزید فائدہ طالبین کے انا انجانات سائبۃ یعنی تو سائبہ ہے یعنی تو بے قید ہے جیسے [illegible] حبلک علی غاربک یعنی تیری رسی تیری گردن پر ہے

کنایہ ہے عرب کا دستور ہے کہ جب اونٹنی کو چھوڑتے ہیں تو اسکی گردن پر رسی ڈال دیتے ہیں الحقی باہلک یعنی اپنے لوگوں میں جا مل وہبتک لاہلک یعنی میں نے

تجھکو تیرے لوگوں کو دیا یا تجھکو تیرے باپ یا تیری ماں کو دیا عفوت عنک لاجل اہلک یعنی میں نے تجھکو معاف کیا تیرے لوگوں کے سبب سے رد [illegible] یعنی میں نے تجھکو تیرے لوگون کو

پہیر دیا الا ان [illegible] رتون میں ان کا قبول کرنا شرط نہیں اور اگر یوں کہا کہ میں نے تجھکو تیرے بھائی کو دیا یا تیری بہن یا تیری [illegible] تیرے چچا کو یا تیری [illegible] کو دیا تو ان الفاظ سے طلاق

نہ واقع ہوگی اگرچہ زوج نے نیت بھی کی ہو [illegible] یعنی میں نے تجھکو آزاد کیا [illegible] یعنی تو آزاد ہو جا [illegible] یعنی تو اپنے معاملہ کا دخل کر [illegible] یعنی میں نے

تجھسے خلع کیا [illegible] یعنی ہبہ لست لی بامرأۃ یعنی تو میری جورو نہیں لست لک بزوج یعنی میں تیرا زوج نہیں لا نکاح بینی وبینک یعنی میرے اور تیرے درمیان نکاح نہیں مرت

غیر امرأتی یعنی تو میری جورو نہیں ثالث لست لی بزوج فقال صدقت یعنی زوجہ نے کہا کہ تو میرا شوہر نہیں شوہر نے کہا کہ تو نے سچ کہا واتبغی الازواج یعنی اور شوہر تلاش کر

البعدی عنی یعنی مجھسے دور ہو ان الفاظ سے طلاق واقع ہوگی بشرط نیت کے یا دلالت حال کے اور اگر زوج نے کہا کہ [illegible] لا اشتہیک یعنی میں تجھکو نہیں چاہتا میں تجھسے

محبت نہیں کرتا مجھکو تیری خواہش نہیں تو ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوتی اگرچہ زوج نے نیت بھی کی ہو کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن الملتقی والنہر

باب تفویض الطلاق

یہ باب ہے تفویض طلاق کا لما ذکر ما یوقعہ بنفسہ بنوعیہ ذکر ما یوقعہ غیرہ باذنہ شارح کہتا ہے جب کہ مصنف ذکر کر چکا اُس طلاق کو جسکو زوج خود واقع کرتا ہے

دونوں قسموں کے ساتھ یعنی صریح اور کنایہ تو اب ذکر کیا اُس طلاق کو جسکو غیر زوج بحکم زوج واقع کرتا ہے وانواعہ ثلثۃ تفویض وتوکیل ورسالۃ

اور ایقاع غیر کی تین قسمیں ہیں ایک تفویض یعنے غیر کو طلاق کا مالک کر دینا دوسرے توکیل یعنے دوسرے کو طلاق کا وکیل کرنا تیسری قسم

رسالت یعنی غیر سے طلاق کو کہلا بھیجنا فرق تفویض اور توکیل مین یہ ہی کہ جسکو تفویض ہو وہ اپنی ذات کے واسطے عمل کرتا ہی اور توکیل مین وکیل مامور ہوتا ہی
غیر کے واسطے عمل کرتا ہی اور رسالت تو محض نقل اور سفارت سے عبارت ہی والفاظ التفویض ثلثۃ تخییر وامر بید ومشیۃ اور الفاظ تفویض کے تین
ہین ایک تخییر دوسرا امر بالید تیسرا مشیت قال لہا اختاری اپنی کر لے اوامرک بیدک ونوی تفویض الطلاق لانہا کنایۃ فلا یعملان بلا نیۃ
او طلقی نفسک فلہا ان تطلق فی مجلس علمہا بہ مشافہۃ او اخبارا اگر کہا زوج نے زوجہ سے کہ اختیار کر لے یا یون کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین
ہی نیت کی ان دونون لفظون مین طلاق سپرد کرنے کی اسواسطے کہ یہ دونون لفظ کنایہ طلاق ہین تو طلاق واقع ہونے مین بدون نیت کے عمل
نہ کرینگے یا زوج نے یون کہا کہ طلاق دے لے اپنی ذات کو تو ان تینون صورتون مین زوجہ کو اختیار ہی کہ اپنی ذات کو طلاق دے لیوے علم تفویض
کی مجلس مین یعنی جس جگہ عورت کو تفویض طلاق کا حال معلوم ہوا وہین تک اسکو اختیار حاصل ہی خواہ بالمشافہہ زوج سے اسکا علم ہوا ہو خواہ وکیل یا رسول
سے خبر پہونچی ہو یا زوج کا خط آیا ہو وان طال یوما او اکثر ما لم یوقتہ ویمضی الوقت قبل علمہا بالمجلس علم تک عورت کو اختیار حاصل ہی اگرچہ مجلس دراز ہوگئی ہو ایک
دن تک یا زیادہ مجلس طویل مین وہانتک اختیار ہی جبتک زوج نے تفویض کا وقت نہین ٹھہرایا اور حال یہ ہی کہ وقت معین گذر گیا قبل علم زوجہ کے یعنی مثلاً زوج نے
کہا تھا کہ زوجہ کو جمعہ تک اختیار ہی پھر زوجہ کو خبر ہوئی بعد غروب آفتاب جمعہ کے تو تفویض باطل ہوگئی ما لم یقم لتبدل مجلسہا حقیقۃ او حکما بان تعمل ما یقطعہ
مما یدل علی الاعراض لانہ تملیک فیتوقف علی قبولہا فی المجلس لا توکیل فلم یصح رجوعہ زوجہ کو اختیار باقی ہی جب تک مجلس علم سے نہ اٹھے اسواسطے کہ اٹھنے مین
اسکی مجلس کا تبدل ہی حقیقت مین یا تبدل مجلس حکما ہو اس طرح پر کہ وہ کام کرنے لگے جو قاطع ہی اختیار کا اس قسم سے جو دلالت کرے بے التفاتی اور
روگردانی پر اسواسطے کہ تفویض تملیک ہی تو موقوف رہیگی عورت کے قبول پر مجلس مین تفویض توکیل نہین بلکہ تملیک ہی تو زوج کو تفویض سے رجوع کرنا صحیح
نہین حتی لو خیرہا ثم حلف ان لا یطلقہا فطلقت لم یحنث فی الاصح تفویض تملیک ہی یہانتک کہ اگر زوجہ کو اختیار طلاق کا دیا پھر قسم کھائی کہ مین اسکو
طلاق نہ دونگا پھر عورت نے خود طلاق دے لی تو زوج حانث نہوگا قول اصح مین اسواسطے کہ طلاق دینے والی عورت ہوئی نہ زوج اور اگر تفویض تملیک نہ ہوتی
بلکہ توکیل ہوتی تو عورت کی طلاق سے زوج حانث ہوتا اسواسطے کہ وکیل کا فعل بعینہ موکل کا فعل ہوتا ہی اور اگر زوج بعد حلف کے زوجہ کو مختار کریگا تو
بالاتفاق حانث ہوگا شارح کو مناسب تھا کہ حتی لو خیرہا کے مقام پر ولو خیرہا کہتا اسواسطے کہ یہ مسئلہ بھی متفرع ہی تملیک تفویض پر کذا فی حاشیۃ المدنی لا تطلق بعدہ
ای المجلس الا اذا زاد وعلی قولہ طلقی نفسک اخواتہ متی شئت او متی ما شئت او اذا شئت او اذا ما شئت فلا یتقید بالمجلس نہ طلاق دے سکیگی عورت بعد مجلس
علم کے مگر اسوقت کہ زیادہ کرے اپنے قول طلقی نفسک اور اسکے امثال پر لفظ متی شئت کا یا متی ما شئت کا یا لفظ اذا شئت کا یا اذا ما شئت کا تو اسکے زیادہ کرنے
سے اختیار عورت کا مجلس علم تک مقید نہوگا بلکہ ہر وقت اسکو اختیار باقی رہیگا اسواسطے کہ قول زوج کا یون ترجمہ ہی کہ تو اپنی ذات کو طلاق دے جب تو چاہے یا جس وقت
تو ارادہ کرے ولم یصح رجوعہ لما مر اور نہین صحیح ہی رجوع کرنا زوج کا اس سبب سے جو مذکور ہو چکا یعنی تفویض تملیک ہی نہ توکیل جو پلٹ جانا درست ہوتا واما فی
طلقی ضرتک او قولہ لاجنبی طلق امرأتی فیصح رجوعہ عنہ ولم یتقید بالمجلس لانہ توکیل محض اور اس قول مین کہ طلقی ضرتک یعنی طلاق دے
اپنی سوت کو یا اس قول مین جو اجنبی سے کہا کہ تو طلاق دے میری عورت کو صحیح ہی رجوع کرنا اس قول سے اور یہ تخییر مقید اسی مجلس کو نہین اسواسطے کہ یہ
قول محض توکیل ہی مطلق تملیک نہین اسواسطے کہ مامور اسمین عمل غیر کے واسطے کرتا ہی نہ اپنے واسطے بخلاف مسئلہ سابقہ کے پھر جب توکیل ہوئی تو رجوع
کرنا درست ہی اور توکیل مین مجلس کی قید نہین وفی طلقی نفسک وضرتک کان تملیکا فی حقہا توکیلا فی حق ضرتہا جوہرہ اور اس قول مین کہ طلاق دے
اپنی ذات کو اور اپنی سوت کو تو یہ قول تملیک ہی مخاطبہ کے حق مین اور توکیل ہی اسکی سوت کے حق مین کذا فی الجوہرہ تو زوج کو طلاق دلانی
مخاطبہ سے رجوع کرنا درست نہین اور اسکی سوت کے طلاق دلانے سے رجوع درست ہی اور مخاطبہ کی تخییر مقید بمجلس ہی بخلاف اسکی سوت کے

الا اذا اضافہ بالمشیئۃ [illegible] ۔ [illegible] جب [illegible] کو مشیئت وکیل سے متعلق کیا تو بمنزلہ تملیک [illegible]
تملیک ہو جاتی [illegible] اپنی زوجہ سے کہا کہ [illegible] اپنی سوت کو طلاق دے تو [illegible] کو کل ملت [illegible]
کیونکہ وہ وکیل [illegible] تملیک ہوگی ۔ [illegible] کہ وکیل سے عمل منسوب ہوتا ہو وکیل کو دل چاہے یا نہ چاہے اور جب [illegible] کہا تو [illegible]
[illegible] سے [illegible] عمل اپنی مرضی سے [illegible] وکیل کی مرضی سے وکیل ہو سکتا ہو کذا فی حاشیۃ [illegible] والفرق بینہما ان [illegible]
[illegible] فی التملیک [illegible] المالک [illegible] مجنون الزوج [illegible] جنون الموکل [illegible] التوکیل بخلاف التوکیل ہو اور فرق درمیان توکیل تملیک
کے [illegible] ہیں تو تملیک میں نہیں رجوع کر سکتا زوج اور نہیں معزول کر سکتا مالک کو اور باطل نہیں ہوتی تملیک زوج کے دیوانہ ہو جانے سے اور مقید ہوتی ہو
تملیک مجلس تک اور نہیں مقید ہوتی تملیک [illegible] سے تو صحیح ہو تفویض طلاق کی دیوانہ کو اور بچی [illegible] کو بشرطیکہ وہ دونوں کلام کر سکتے ہوں بخلاف وکیل کے
کہ اس میں رجوع کرنا اور وکیل کو معزول کرنا درست ہو اور موکل کے جنون سے وکالت باطل ہوتی ہو اور وکالت مقید ساتھ مجلس کے نہیں اور وکیل کے عاقل ہونے پر مقید ہو
کذا فی بحر الرائق مع عزل کے ذکر کرنے کی کچھ حاجت نہ تھی ذکر عدم رجوع کافی ہو کیونکہ جب تملیک سے رجوع کرنا جائز نہ ہوا تو معزول کرنا بھی جائز نہ ہوگا کذا فی حاشیۃ
الشلبی عن الدمیری ثم لو جن بعد التفویض لم یقع لما قدمنا ابتداء لا بقاء بعکس القاعدۃ فلیحفظ ہاں اگر مفوض الیہ یعنے جسکو طلاق کی تفویض ہوئی مجنون
ہو گیا بعد تفویض کے یعنے حالت جنون میں طلاق دی تو یہ طلاق نہ واقع ہوگی تو اس مسئلہ میں سامحہ اور تساہل ہوا ابتداء میں نہ بقاء میں بالعکس قاعدہ فقہیہ کے
تو اسکو یاد رکھنا چاہیے قاعدہ فقہیہ یہ ہو کہ یتسامح فی البقاء ما لا یتسامح فی الابتداء یعنی مسامحہ کیا جاتا ہو بقاء امر میں ایسا جو کہ نہیں مسامحہ ہوتا ابتداء امر میں
اور اس مسئلہ میں برعکس قاعدہ کے ہوا یعنی ابتداء میں مسامحہ ہوا نہ بقاء میں یعنی مجنون کو تفویض طلاق درست ہو اور اسکا ایقاع بھی درست اور اگر مفوض الیہ وقت
التفویض کے عاقل ہو اور پھر مجنون ہو جاوے تو اسکی طلاق درست نہیں اور سبب اسکا یہ ہو کہ جب مجنون کو زوج نے تفویض طلاق کی کی تو اسکے ایقاع طلاق پر
باوجود اسکی عقل کے نہ ہونے کے راضی ہوا تو گویا طلاق کو جنون کے وجہ پر معلق کیا بخلاف اسکے اگر عاقل کو تفویض کی پھر وہ دیوانہ ہو گیا تو یہاں تفویض تھی اسکی عقل کے
اعتماد پر حالانکہ عقل بعد جنون کے باقی نہیں وجلوس القائمۃ واتکاء القاعدۃ وقعود المتکئۃ ودعاء الاب او غیرہ للمشورۃ بفتح فضم المشاورۃ ودعاء
الشہود للاشہاد علی اختیار ہا الطلاق اذا لم یکن عندہا من یدعوہم سواء تحولت عن مکانہا او لا فی الاصح خلاصہ اور قاطع مجلس کا نہیں بیٹھنا
کھڑی عورت کا اور تکیہ لگانا بیٹھی کا اور اٹھنا تکیہ لگانے والی کا اور بلانا باپ کا یا غیر کسکے کسی اور کا باہم صلاح کرنے کے واسطے اور بلانا گواہوں کا
گواہ کرنے کے واسطے اپنی طلاق کے اختیار کرنے پر جبکہ عورت کے نزدیک کوئی انکا بلا دینے والا نہو خواہ انکے بلانے میں عورت اپنے مکان سے
ٹل گئی ہو یا نہ ٹلی ہو دونوں برابر ہیں قول اصح میں کذا فی الخلاصہ معلوم ہوا کہ اگر باپ وغیرہ کو صلاح کرنے کو نہ بلایا یا ہوتے ہوئے دوسرے بلا دینے والے
کے عورت خود گواہوں کے بلانے کو گئی تو مجلس بدل گئی اسکو اختیار نہ باقی رہا کذا فی حاشیۃ الطحطاوی شارح نے کہا کہ مشورہ بفتح میم وضم شین ہو بمعنی مشاورۃ
یعنی باہم صلاح کرنا اور مصباح میں تصریح ہو کہ مشورہ میں دو لغت ہیں لغت اول سکون شین کا اور فتح واو کا لغت ثانی ضمہ شین کا اور سکون واو کا اور
قاموس میں ہو کہ مشورہ مفعلہ کے وزن پر ہو نہ مفعولہ کے کذا فی حاشیۃ المدنی والفلک وابۃ ہی الیتہما لا یقطع المجلس اور ٹھہرانا اس سواری کا جس
عورت سوار ہو مجلس اختیار کو قطع نہیں کرتا ولو اتی لہا زوجہا مکرہۃ بطل لتمکنہا من الاختیار اور اگر زوج نے بعد تخییر کے عورت کو مجلس سے
اٹھایا یا زبردستی اس سے صحبت کی تو باطل ہو گیا اختیار عورت کا واسطے قادر ہونے عورت کے اختیار سے یعنی حالت اقامت اور حالت
جماع میں عورت یوں کہنے پر قادر تھی کہ اخترت نفسی پھر جب کہ اس نے نہ کہا تو اختیار باطل ہو گیا والفلک لہا کالبیت وسیر دابتہا کسیرہا
حتی لا یتبدل المجلس بجری الفلک ویتبدل بسیر الدابۃ لاضافۃ الیہا اور کشتی عورت کے حق میں مانند گھر کی کے ہو اور چلنا اسکی سواری کا

مانند چلنے عورت کے ہی یہان تک کہ نہین بدلتی مجلس کشتی کے بہنے سے اور بدلتی ہی سواری کے چلنے سے واسطے منسوب نے چال کے عورت کیطرف
اسواسطے کہ سواری کے چلانے پر جانور چلتا ہی بخلاف کشتی کے الا ان تجیب مع سکوتہا او کونہا فی محمل یقودہا الجمال فانہ کالسفینۃ سواری کے چلانے سے اور
عورت کے خود چلنے سے مجلس بدل جاتی ہی مگر اسوقت مجلس نہین بدلتی جب عورت بول اُٹھے جواب بین زوج کے چپ رہنے کے ساتھ ہی یعنی فوراً سنکر جانور کے پاؤن
قدم اُٹھاتے ہی جواب دیا اور اگر پہلے قدم اُٹھا پھر جواب دیا تو طلاق نہ واقع ہوگی کذا فی حاشیۃ الطحطاوی ناقلا عن الہندیۃ یا کہ زوج اور زوجہ دونون ایک کجاوے
مین ہون اور اونٹ کو اونٹ والا ہانکتا ہو اسوقت بین مثل کشتی کے ہی یعنی اُسکے چلنے سے مجلس نہین بدلتی **وفی اختاری نفسک لا تصح نیۃ الثلث**
لعدم تنوع الاختیار بخلاف انت بائن او امرک بیدک اور اختاری نفسک یعنی اپنی ذات کو اختیار کر لے اسمین صحیح نہین عورت کو تین طلاق کی نیت کرنا
بسبب عدم تنوع اختیار کے یعنی اختیار ایسا امر نہین جو چند قسم ہو بخلاف انت بائن کے یا امرک بیدک کے اسواسطے کہ بینونت چند قسم ہو سکتی ہی یعنی
بینونت صغری اور بینونت کبری تو اگر انت بائن بین تین طلاق کی نیت کریگی تو صحیح ہی بسبب تنوع کے اور اسی طرح امرک بیدک بھی چند قسم ہی کہ زوج کو اختیار کرے
یا طلاق کو پھر طلاق رجعی کو اختیار کرے یا بائن کو پھر بینونت صغری کا ارادہ کرے یا کبری کا بخلاف اختاری نفسک کے کہ اسمین تنوع اور تعدد کو گنجائش نہین
اسواسطے کہ اختیار عورت کا مفید ہی استخلاص نفس کو اور استخلاص کو بینونت اقتضاءً ثابت ہی اور جو چیز اقتضاءً ثابت ہوتی ہی اسکو عموم نہین ہوتا تو بقدر ضرورت تصحیح
کلام کے اسکی تقدیر ہوگی اور قدر ضرورت بیان ادنی مرتبہ ہی بینونت کا یعنی بینونت صغری اسواسطے کہ بینونت صغری سے بھی استخلاص نفس کا ملک زوج سے ہوتا ہی تو
بینونت کبری یعنی تین طلاق کی نیت کرنا صحیح نہوگا کذا فی حاشیۃ الہدایۃ **بل تبین بواحدۃ ان قالت اخترت نفسی او انا اختار نفسی استحسانا** بخلاف
قولہ طلقی نفسک فقالت انا طالق او انا اطلق نفسی لم یقع لانہ وعد جوہرۃ مالم یتعارف او تنوی الانشاء بلکہ اختاری نفسک مین بائن ہوگی عورت ایک طلاق اگر یون کہیگی
کہ مینے اپنی ذات کو اختیار کیا یا یون کہے کہ مین اختیار کرتی ہون اختار نفسی سے طلاق واقع ہوگی بدلیل استحسان کے برخلاف قیاس بخلاف اس قول کے کہ طلقی
نفسک تو عورت نے جواب مین کہا کہ انا طالق یعنی مین مطلقہ ہون یا یون کہا کہ مین اپنی ذات کو طلاق دیتی ہون تو طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ وعدہ ہی
ایقاع وطلاق کا یہ قول خود ایقاع طلاق نہین کذا فی الجوہرۃ عدم وقوع طلاق جبتک ہی کہ وقوع طلاق اس لفظ سے متعارف نہو یا عورت نے نیت طلاق کی
نہ کی ہو اور اگر اس زمانہ مین صیغہ مضارع سے یا جملہ اسمیہ سے طلاق واقع کرنا مروج اور مشہور ہو یا عورت نے ایسے ایقاع طلاق کی نیت کی ہو تو البتہ طلاق واقع
ہوگی م قیاس چاہتا ہی کہ انا اختار نفسی سے طلاق نہ واقع ہو اسواسطے کہ یہ وعدہ ہی خود انشاء طلاق نہین انشاء ہوتا ہی ماضی کے صیغہ سے لیکن باعتبار استحسان
کے اس لفظ سے طلاق واقع ہوتی ہی وجہ استحسان کی یہ ہی کہ صحیح مسلم مین حدیث مروی ہی کہ جب آیت تخییر کی نازل ہوئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ حال کہا تو صدیقہ نے کہا کہ انی ارید اللہ ورسولہ والدار الآخرۃ یعنی مین اللہ اور اُسکے رسول اور آخرۃ کے گھر کو چاہتی ہون اور مسلم کی دوسری
روایت مین یون ہی کہ بل اختار اللہ ورسولہ یعنی بلکہ مین اللہ اور اُسکے رسول کو اختیار کرتی ہون اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جواب کو بصیغہ مضارع معتبر
رکھا **وذکر النفس او الاختیارۃ فی احد کلامیہما شرط لصحۃ الوقوع بالاجماع** اور مذکور کرنا نفس کا یا لفظ اختیارہ کا زوجین مین سے ایک کے کلام مین شرط ہی واسطے
صحت وقوع طلاق کے باجماع صحابہ یعنی وقوع طلاق کا بلفظ اختیارہ باجماع صحابہ کرام معلوم ہوا ہی م ذکر نفس اور اختیارہ کا بالخصوص ضرور نہین بلکہ جو لفظ کہ قائم
مقام نفس اور اختیارہ کے ہو وہ بھی انھین دونون لفظون کے برابر ہی **ویشترط ذکرہا متصلا فان کان منفصلا فان فی المجلس صح لانہا تملک فیہ**
الانشاء اور مشروط ہی ذکر نفس کا یا اختیارہ کا متصل کلام مین پھر اگر منفصل ہی سو اگر اُسی مجلس مین اُسکا ذکر ہو گیا تو صحیح ہی اسواسطے کہ عورت مجلس مین انشاء
طلاق کی مالک ہی تو ذکر نفس اور اختیارہ کی بھی مالک ہی **والا لا الا ان یتصادقا علی اختیار النفس فیصح وان خلا کلامہا عن ذکر النفس درر وتاجیۃ واقرہ اکمل**
والباقانی لکن ردہ الکمال ولقلہ الاکمل بقیل فالحق ضعفہ نہر اور اگر ذکر نفس کا عورت نے مجلس مین نہ کیا تو ایقاع طلاق صحیح نہین تفویض باطل ہوئی مگر اگر زوجین نے

ف یعنی سورۂ احزاب کی آیت یا ایہا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا وزینتہا فتعالین امتعکن واسرحکن سراحا جمیلا وان کنتن تردن اللہ ورسولہ والدار الآخرۃ فان اللہ اعد للمحسنات منکن اجرا عظیما یعنی اے نبی کہہ دے اپنی ازواج سے اگر تم چاہتی ہو دنیا کی اور یہان کی رونق تو آؤ کچھ فائدہ دون تم کو اور رخصت کرون تم کو بھلی طرح سے اور اگر تم چاہتی ہو اللہ کو اور اسکے رسول کو اور پچھلے گھر کو تو اللہ نے رکھ چھوڑا ہی تم مین نیکیون والیون کے لیے بڑا ثواب ۱۲ منہ

اختیار نفس یا اتفاق کیا یعنی زوج نے زوجہ کی تصدیق کی کہ اُسنے یہ نفس بنیت کیا تو صدق واقع ہوگی اگرچہ دونون کلمہ نے تصریح نفس یکدم
قول ... واقع بین تیسیہ تماثلت جاوے اور محل لو بعض اور بدون سے ذکر مع کیا ہو کہ کوئی نیت مختص سے اتفاق یہ بعض لوگ فصل تعین بیعیہ
نیت نفس کے لفظ سے تعیین ہو اور تو اقع تمیک ہو ومثل نفس سے تصدیق ہیت کہ بہ جہت کذا فی الہدایہ فلو قال اختاری فقیدۃ
او طلقت ... لو قالت اخترت فان ذکر الاختیارۃ کذکر النفس اذ ان فیہ لو حدۃ وکذا ذکر تطلیقۃ بعد الاذن نے اختاری تطلیقۃ بیوی تہ
طلقت بایون کہا کہ اختاری یا اس تو طلاق واقع ہوگی اگر دو جسے کہا اخترت اسواسطے کہ ذکر لفظ اختیارۃ کا بمنزلۃ نفس خصوصیت صدق میں ہے
کہ لفظ اختیارۃ میں تے کے واسطے وحدت کے ہی اور تا وحدت نشانی ہو اتحاد کی اور بیشتر ذکر تطلیقۃ دو تو بمنزلہ ذکر نفس کے ہی جا بہم بھی صحیح
تحریر کذا فی حاشیۃ المدنی وتکرار لفظ اختاری دقولہا اخترت ابی او امی او اہلی او الازواج لیقیم مقام ذکر النفس وتکرار لفظ اختاری ایسا یون کہا کہ عورت
کہ کہ میں نے اپنے باپ یا اپنی مان کو یا اپنے اہل کو یا اپنے شوہرون کو اختیار کیا تو قائم مقام ہو ذکر نفس کے لیکن اختیار کرنا قوم کا یا کسی قرابت والے
کا موجب طلاق کا نہیں لیکن اگر عورت کے مان باپ نہون اور اسکا بھائی ہو اور وہ کہے کہ میں نے بھائی کو اختیار کیا تو اس صورت میں بھی طلاق واقع
ہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن البحر والشرط ذکر ذلک فی کلام احدہما کما مثلنا فلو قیس اختیارہ بخلاف کما نص ورشرط ذکر مع اسکا یعنی نفس یا قائم مقام
نفس کا ایک کے کلام میں خواہ زوج کے خواہ زوجہ کے چنانچہ جیسے مثالون میں مذکور کیا تو نہیں مخصوص ہو اسکا ذکر زوج کے کلام میں چنانچہ بعضون کا
گمان ہو لو قالت اخترت نفسی او زوجی او نفسی لا بل زوجی وقع اور اگر کہا عورت نے کہ میں نے اختیار کیا اپنی ذات کو یا اپنے زوج کو یا یون کہا کہ میں نے
اختیار کیا اپنی ذات کو نہین بلا اپنے زوج کو اختیار کیا تو طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ جب اول اپنے نفس کو اختیار کیا تو طلاق واقع ہوگی پھر زوج کو
اختیار کیا تو یہ رجوع ہوا طلاق سے حالانکہ بعد وقوع طلاق کے اُس سے رجوع کرنا درست نہین ومافی الاختیار من عدم الوقوع سہو اور جو کتاب
اختیار میں مسئلہ ثانیہ میں عدم وقوع طلاق مذکور ہی سو خطا ہی نعم لو عکست لم یقع اختیار المتقدم وبطل مرا کما لو عطفت باو اشعارا بالتخییر وفاتتہ اوکما
الحقت نفسی باہلی ہان اگر عورت اس کلام کو بالعکس کہے یعنی یون کہے کہ میں نے اختیار کیا اپنے زوج کو اور اپنے نفس کو یا یون کہے کہ میں نے
اختیار کیا اپنے زوج کو نہین بلکہ اپنے نفس کو تو طلاق نہ واقع ہوگی بسبب اعتبار متقدم کے یعنی جسکو اول ذکر کیا اسکا اعتبار ہو اور موخر کا کچھ اعتبار نہین اور
باطل ہو گیا اختیار اسکا چنانچہ باطل ہو اختیار عورت کا اگر عطف کیا بحرف او یعنی یون کہا کہ اخترت نفسی او زوجی یعنی اختیار کیا میں نے اپنی ذات کو یا
زوج کو اسواسطے کہ بسبب تذبذب اور تردد کے اختیار اسکا باطل ہو گیا طلاق نہ واقع ہوئی یا زوج نے عورت کو رشوت دی تاکہ زوج ہی کو اختیار کرے سو
اُسنے زوج ہی کو اختیار کیا تو عورت کا اختیار باطل ہوا طلاق نہ واقع ہوئی اور زوج کو مال دینا واجب نہین اسواسطے کہ رشوت دینا حرام ہی بلکہ اگر دیدی ہو تو پھیر سکتا ہو
یا زوج نے کہا اختاری اور عورت نے کہا الحقت نفسی باہلی یعنی میں نے اپنی ذات کو اپنے لوگون میں ملایا تو طلاق واقع نہ ہوگی اسواسطے کہ اختیار کا
جواب ان الفاظ سے صریح اور مشہور نہین کذا فی حاشیۃ المدنی والطحطاوی ولو کرر اھی لفظہ اختاری ثلثا بالعطف وغیرہ فقالت اخترت او اخترت اختیارۃ
او اخترت الاولی او الوسطی او الاخیرۃ یقع ثلثا بلانیۃ من الزوج لدلالۃ التکرار علی ثلث اور اگر مکرر کیا زوج نے لفظ اختاری کو تین بار خواہ بعطف یا بغیر
اختاری اختاری اختاری کہا یا مکرر بدون عطف کے کی چنانچہ اختاری اختاری اختاری کہا سو عورت نے جواب میں فقط اخترت کہا یعنی میں نے اختیار کیا یا یون
کہا کہ اخترت اختیارۃ یا یون کہا کہ میں نے پہلی یا درمیانی یا پچھلی اختیار کی تو تین بار طلاق واقع ہوگی بدون نیت زوج کے واسطے دلالت کرنے تین بار کے تکرار
کے اوپر طلاق کے اور صاحب کنز اور ہدایہ اور صدر الشہید اور عتابی نے اسی قول کو پسند کیا ہی اسواسطے کہ جامع صغیر میں امام محمد نے اسمین نیت مشروط
نہین کی اور زیادات اور جامع کبیر میں اور قاضیخان وغیرہا میں نیت مشروط ہی اور صاحب فتح القدیر نے بھی شرط نیت کو پسند کیا ہو بحر الرائق میں کہا کہ

باعتبار روایت اور درایت کے یہی قول معتمد ہے کہ نیت مشروط ہے نہ ذکر نفس کذا فی حاشیۃ المدنی وقالا یقع فی اخترت الاولی او الاخرۃ واحدۃ بائنۃ واختارہ
الطحاوی بحر واقرہ المقدسی وفی الحاوی القدسی وبہ ناخذ انتہی فقد افاد ان قولہما ہو المفتی بہ لان قولہم وبہ ناخذ من الالفاظ المعلم بہا علی الافتاء کذا بخط الشرف
الغزی محشی الاشباہ اور صاحبین نے کہا کہ اخترت الاولی میں اور اخترت الوسطی اور اخترت الاخرۃ میں ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور طحاوی
نے اسکو پسند کیا ہے کذا فی البحر اور ثابت رکھا ہے اسکو مقدسی نے اور حاوی قدسی میں ہے کہ اسی روایت کو ہم لیتے ہیں تو حاوی قدسی کے کلام نے
البتہ اسکا فائدہ بخشا کہ صاحبین ہی کا قول مفتی بہ ہے اسواسطے کہ فقہا کا یون کہنا کہ بہ ناخذ یعنی ہم اسی کو لیتے ہیں ان الفاظ سے ہے جنسے اعلام دیا جاتا ہے
افتا پر ایسا ہی مرقوم ہے شرف غزی محشی اشباہ کے دستخط سے **ولو قالت فی جواب التخییر المذکور طلقت نفسی او اخترت نفسی بتطلیقۃ او اخترت الطلقۃ
الاولی بانت بواحدۃ فی الاصح** لتفویضہ بالبائن فلا تملک غیرہ اور اگر عورت نے کہا تخییر مذکور کے جواب میں کہ طلاق دی مین نے اپنی
ذات کو یا اختیار کیا مین نے اپنی ذات کو ایک طلاق کر یا مین نے پہلی طلاق اختیار کی تو ایک طلاق بائن ہوگی مذہب اصح میں اسواسطے کہ زوج نے طلاق
بائن تفویض کی ہے تو عورت مالک نہین غیر بائن کی یعنی رجعی کو اختیار نہین کر سکتی **امرک بیدک فی تطلیقۃ او اختاری تطلیقۃ فاختارت نفسہا
طلقت رجعیۃ** لتفویضہ الیہا بالصریح والمقید للبینونۃ اذا قرن بالصریح صار رجعیا کعکسہ زوج نے کہا تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہے ایک طلاق مین یا اختیار
کر ایک طلاق کو سو عورت نے اپنی ذات کو اختیار کیا تو اسکو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اسواسطے کہ زوج نے اسکو صریح طلاق تفویض کی اور صریح طلاق
رجعی طلاق واقع ہوتی ہے نہ بائن اور جو لفظ کہ بینونت کا فائدہ دیتا ہے جب صریح سے متصل ہوگا تو بائن بھی رجعی ہو جائیگا چنانچہ بالعکس سکے یعنی جب صریح
متصل بائن سے ہوگا تو صریح بائن ہو جاتا ہے چنانچہ انت طالق بائن میں طلاق بائن ہی واقع ہوگی یہ جواب ہے سوال مقدر کا یعنی لفظ امر بالید اور لفظ
اختیار کا بینونت کا مفید ہے پھر طلاق رجعی کیونکر ہوگی کیا وجہ شارح نے جواب دیا کہ جب بائن کے بعد صریح متصل ہوتا ہے تو رجعی ہو جاتا ہے اور صریح کے بعد بائن جب متصل ہوگا تو
سبھی رجعی ہوگا قید بفی ومثلہا الباء بخلاف لتطلقی نفسک او حتی تطلقی فہی بائنۃ مقید کیا مصنف نے مثال مذکور کو بحرف فی اور مثل فی کے بے بھی ہے مقید کیا بسبب مخالفت لتطلقی نفسک
یا حتی تطلقی کے کہ اسمین ایک طلاق بائن ہوتی ہے یعنی امرک بیدک فی تطلیقۃ مین رجعی طلاق ہوتی ہے بسبب اتصال صریح کے بائن کے ساتھ اسواسطے کہ فی اور بے
بیان کے واسطے ظرفیت کے ہے اور ظرف اور مظروف کا اتصال صریح ہے بخلاف امرک بیدک لتطلقی نفسک کے یعنی تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہے تا کہ تو اپنی ذات کو طلاق دے یا یون کہا
کہ امرک بیدک حتی تطلقی یعنی تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہے طلاق دینے تک کہ اسمین لفظ طلاق کا متصل ہے اسواسطے کہ علت اور غایت شی کی شی سے جدا ہوتی ہے تو جب صریح
بائن سے متصل نہوئی تو بائن ہی واقع ہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی کما لو جعل امرہا بیدہا لو لم تصل نفقتی الیک فطلقی نفسک متی شئت فلم تصل فطلقت کان بائنا لان
لفظۃ الطلاق لم تکن فی نفس الامر چنانچہ اگر عورت کو طلاق کا اختیار دیا اسطرح کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہے اگر میری طرف سے تجھکو خرچ نہ پہونچے تو طلاق
دے لینا اپنی ذات کو جب چاہنا پھر زوج کی طرف سے خرچ نہ پہونچا سو عورت نے اپنی ذات کو طلاق دی تو یہ طلاق بائن ہوگی اسواسطے کہ لفظ طلاق کا لفظ امر کی
ذات سے متصل نہ تھا پھر جب اتصال صریح کا بائن سے نہوا تو بائن طلاق واقع ہوگی م نفس الامر سے یہان واقع مراد نہین بلکہ لفظ امرک بیدک مراد ہے تامل فروع مسائل
ملحقہ شارح کے قال لرجل خیر امرأتی فلا خیار لہا ما لم یخیرہا زوج نے کسی مرد سے کہا طلاق کا اختیار دے میری زوجہ کو سو عورت طلاق کو اختیار نہین کر سکتی جب تک
وہ مرد عورت کو اختیار نہ دے اسواسطے کہ زوج نے ایک امر کا امر کیا تو جبتک وہ مرد اسکو نکریگا زوج کا مامور بہ حاصل نہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن البحر
بخلاف اخبرہا بالخیار لاقرارہ بہ بخلاف اس قول کے کہ اگر زوج نے کسی مرد سے کہا کہ خبر کر دے عورت کو اختیار کی سو عورت نے قبل خبر پہونچانے اس
مرد کے طلاق لی تو طلاق واقع ہوگی بسبب اقرار کرنے زوج کے اختیار کے یعنی اس قول مین اختیار مقدم ہے خبر پر تو گویا زوج نے خود ثبوت اختیار کا
اقرار کیا قال لہا انت طالق ان شئت واختاری فقالت شئت واخترت وقع ثنتان زوج نے کہا زوجہ سے کہ تو طالق ہے اگر تو چاہے اور اختیار کر طلاق کو

[illegible] ثابت [illegible] مطلقاً [illegible]
[illegible] اختیار کو [illegible] کوئی [illegible]
[illegible] اختیار [illegible]
[illegible] فقال اخترت [illegible]
[illegible] اختیار [illegible]
[illegible] اختیار [illegible]
اور اگر زوج نے کہا اختاری الیوم یعنی اختیار کر آج کے دن یا یوں کہا کہ اختیار کر ایک مہینہ یعنی یوم اور شہر کو نکرہ کہا تو بعد اس وقت کے [illegible]
[illegible] یعنی [illegible] اس وقت سے [illegible] عورت کا اختیار طلاق کی [illegible] الشہر [illegible] الزوج [illegible] عورت کو
مہینے کے سرے پر [illegible] تو عورت مختار ہوگی اس مہینے کی پہلی رات [illegible] اول الوقت [illegible]
[illegible] بلکہ اختیار باطل ہوتا ہے وقت معین کے گذر جانے سے عورت کو تخییر کا علم ہوا ہو یا نہ ہوا ہو [illegible] باطل ہوتا ہے

باب الامر بالید

یہ باب امر بالید کا ہے امر بمعنی حال کے ہے اور ید بمعنی تصرف کے یعنی یہ باب ہے طلاق عورت کے حال کے بیان کا جس طلاق کو اسکے زوج نے اسکے تصرف میں کر دیا
تخییر کو مقدم کیا اسواسطے کہ تخییر باجماع صحابہ ثابت ہے بخلاف امر بالید کے اگرچہ اسمیں اختلاف نہیں لیکن صحابہ کا اجماع نہیں کذا فی حاشیۃ المدنی ہو کالاختیار الا
نیۃ الثلث لاختیار امر بالید مانند اختیار کے ہے نیت کی طرف محتاج ہونے میں اور مجلس تک مقید ہونے میں اور نفس کے ذکر کرنے میں یا جو نفس کے قائم مقام ہو مگر
تین طلاق کی نیت کرنے میں اختیار کے مانند نہیں اسکے غیر میں یعنی فقط اتنا فرق ہے کہ اختیار میں تین طلاق کی نیت صحیح نہیں اور امر بالید میں صحیح ہے باقی امور
میں دونوں برابر ہیں فلو قال لہا ولو صغیرۃ لانہ کالتعلیق بزازیۃ امرک بیدک او بشمالک او فی فمک او لسانک ینوی ثلثا لان التفویض فقالت فی مجلسہا اخترت
نفسی بواحدۃ او قبلت نفسی او اخترت امری او انت علی حرام او منی بائن او انا منک بائن او طالق وقعن یعنی جبکہ کہا زوج نے زوجہ سے اگرچہ عورت صغیرہ ہو
اسواسطے کہ امر بالید مثل تعلیق کے ہے کذا فی البزازیۃ اس طرح کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ میں ہے یا تیرے بائیں ہاتھ میں یا تیرے منہ میں یا تیری زبان میں ہے اور نیت
تین طلاق سے تین کی نیت کرکے کہا اسکی زوجہ نے اپنی مجلس میں کہا کہ میں نے اپنی ذات کو اختیار کیا ایک اختیار کیا یا قبول کیا میں نے اپنی ذات کو
یا اختیار کیا امر اپنا یا عورت نے کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے یا کہ تو مجھسے بائن ہے یا کہ میں تجھسے بائن ہوں یا طالق ہوں تو سب صورتوں میں تین طلاق واقع ہونگی [illegible]
کی تخییر صحیح ہے مثل تعلیق کے یعنی اگر یوں کہا [illegible] جب صغیرہ اختیار کریگی تو شرط پائی جائیگی تو طلاق واقع ہوگی اسیطرح [illegible] کے ایقاع سے
بھی طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ جائز کے فعل سے تعلیق صحیح ہے اسیطرح صغیرہ کذا فی حاشیۃ المدنی وکذا لو قال ابوہا قبلتہا [illegible] اور
اسیطرح تین طلاق واقع ہونگی اگر تفویض مذکور میں عورت کے باپ نے کہا کہ میں نے قبول کیا اسکو یعنی تین طلاق کو کذا فی الخلاصۃ اور لائق ہے ذکر اس مسئلہ کا مقید
بصغیرہ کیجیے یعنی صغیرہ کے باپ کا قبول کرنا موجب ہے طلاق کا مصنف نے قید صغیرہ کی [illegible] نہر الفائق [illegible] اسواسطے کہ
[illegible] امرہا بیدہا [illegible] فقال ابوہا قبلت طلقت [illegible] کہ امر جب باپ کے ہاتھ میں [illegible] قبول کیا تو طلاق واقع ہوجائیگی خواہ عورت
صغیرہ ہو خواہ کبیرہ اسواسطے کہ یہ تعلیق ہے [illegible] اگرچہ عورت کبیرہ ہو کذا فی حاشیۃ المدنی [illegible] ونحو امرک
طلاقک وامرک بید اللہ وبیدک او امری بیدک علی المختار خلاصۃ کامرک بیدک وذکر اسم اللہ تعالی للتبرک [illegible]

تیری طلاق عاریت دی اور امرک بید اخذ کے ہاتھ میں ہے یعنی اختیار میں تیرے ہاتھ میں ہے اور امر میرا تیرے ہاتھ میں ہے بنا بر قول مختار کے کذا فی الخلاصۃ
اقوال مذکورہ مانند امرک بیدک کے ہیں تین طلاق واقع ہونے میں بشرط نیت کے اور اس قول میں کہ امرک بید اللہ و بیدک ذکر اسم اللہ تعالیٰ کا محض برکت
کیواسطے ہے اور اگر ان اقوال میں تین طلاق کی نیت نہ کریگا تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی ولو طلقت ثلثا فقال نویت واحدۃ ولا دلالۃ حلف وقبل بینتہا علی
الدلالۃ کما مر اور اگر امر بالید وغیرہ میں عورت نے اپنی ذات کو تین طلاق کر مطلقہ کیا پھر زوج نے کہا کہ میں نے تخییر میں ایک ہی طلاق کی نیت کی تھی اور حالانکہ
دلالت حال اسوقت موجود نہیں تو قسم لیجاویگی زوج سے تین طلاق کی نیت کرنے پر اور اگر عورت گواہ لاویگی تو مقبول ہونگے اسکے گواہ دلالت حال پر یا
اسکے اقرار پر چنانچہ یہ مضمون اول باب الکنایات میں مذکور ہو چکا و اتحاد المجلس علمہا و ذکر النفس او ما یقوم مقامہا شرط فلو جعل امرہا بیدہا ولم تعلم فطلقت
نفسہا لم تطلق لعدم شرط خانیہ اور متحد ہونا مجلس تخییر اور اختیار کا اور دریافت کرنا عورت کا تخییر زوج کو اور مذکور ہونا نفس یا اسکے قائم مقام کا شرط ہے سو
اگر زوج نے لفظ امرک بیدک سے عورت کو اختیار دیا اور اسکو اسکا علم نہوا اور عورت نے اپنی ذات کو طلاق دی تو عورت پر طلاق نپڑیگی بسبب نہ پائے جانے شرط وقوع طلاق
کے یعنی علم کے کذا فی الخانیۃ وکل لفظ یصلح للایقاع منہ یصلح للجواب منہا وما لا یصلح للایقاع منہ فلا یصلح للجواب منہا فلو قالت انا طالق او طلقت
نفسی تقع بخلاف نحو طلقتک لان المرأۃ توصف بالطلاق دون الرجل اختیار اور جو لفظ کہ لیاقت رکھتا ہے ایقاع طلاق کی جانب زوج سے وہی لیاقت رکھتا
ہے جواب کی جانب زوجہ سے اور جو ایقاع کی لیاقت نہیں رکھتا جانب زوج سے وہ عورت کی طرف سے بھی جواب کی لیاقت نہیں رکھتا تو اگر عورت نے
کہا کہ میں طالق ہوں یا یوں کہا کہ میں نے اپنی ذات کو طلاق دی تو واقع ہوگی اسواسطے کہ دونوں لفظ ایقاع طلاق کے لائق ہیں جانب زوج سے
بخلاف ایسے قول کے کہ عورت مرد سے کہے کہ میں نے تجھکو طلاق دی ہرچند یہ لفظ ایقاع زوج کے لائق ہے لیکن عورت کے جواب کے لائق نہیں اسواسطے
کہ عورت موصوف ہوتی ہے وقوع طلاق کے ساتھ نہ مرد کذا فی الاختیار یعنے عورت پر طلاق واقع ہوتی ہے نہ مرد پر الا لفظ الاختیار خاصۃ فانہ لیس من
الفاظ الطلاق ویصلح جوابا منہا بدائع مگر لفظ اختیار کا خاص کر اسواسطے کہ لفظ اختیار کا طلاق واقع کرنے کے الفاظ سے نہیں اور حالانکہ جواب کے
لائق ہے عورت کی طرف سے کذا فی البدائع لکن یرد علیہ صحتہ بقبولہا وقبول ابیہا کما مر فتدبر لیکن اعتراض وارد ہوتا ہے مصنف کے حصر کرنے پر جواب صحیح
ہونے کا عورت کے قبول کرنے سے اور اسکے باپ کے قبول کرنے سے چنانچہ اسی باب میں عنقریب مذکور ہو چکا سو اسکو غور کر یعنی مصنف نے دعویٰ کیا کہ سوا لفظ
اختیار کے جو لفظ صالح ہے ایقاع کا وہی صالح ہے جواب کا اور حالانکہ قبول کرنا زوجہ اور اسکے باپ کا جواب کا صالح ہے اور ایقاع کا صالح نہیں اور جواب مصنف
کیطرف سے یوں ہو سکتا ہے کہ قبول کا جواب ہونا بتقدیر طلاق کے ہے یعنی گویا عورت یوں کہتی ہے کہ میں نے طلاق قبول کی اور طلاق کا لفظ ایقاع اور جواب دونوں
کے لائق ہے کذا فی حاشیۃ المدنی وفی قولہا فی جوابہ طلقت نفسی واحدۃ او اخترت نفسی بتطلیقۃ بانت بواحدۃ لما مر ان المعتبر تفویض الزوج لا ایقاعہا
اور یوں عورت کے کہنے میں مرد کے جواب امر بالید میں کہ میں نے اپنی ذات کو مطلقہ کیا ایک طلاق کر یا یوں کہا کہ میں نے اپنی ذات کو پسند کیا ایک طلاق کر
بائن ہوگی ایک طلاق کر اسواسطے کہ مذکور ہو چکا کہ معتبر بائن یا رجعی ہونے میں تفویض زوج کی ہے نہ ایقاع عورت کا یعنی ہرچند عورت کے جواب میں لفظ
طلاق ہے اور لفظ طلاق سے رجعی واقع ہوتی ہے نہ بائن لیکن چونکہ زوج نے بلفظ امر بالید بائن کی تفویض کی تو اسکی تفویض کا اعتبار ہوگا نہ عورت کے جواب کا اور جبکہ
مرد نے تین طلاق کا اختیار عورت کو دیا تو ایک طلاق کا بھی اسکو اختیار ہوگا ولا یدخل اللیل فی قولہ امرک بیدک الیوم وبعد غد لانہما تملیکان اور نہ داخل ہوگی رات
مرد کے اس قول میں کہ تیرا امر تیرے ہاتھ آج اور کل کے بعد یعنی پرسوں رات اسواسطے داخل نہیں کہ اس قول میں دو تملیکیں ہیں جدا جدا فان ردت الامر فی یومہا بطل الامر
فی ذلک الیوم وکان امرہا بیدہا بعد غد ولو طلقت لیلا لم یصح لانطلاق الامرۃ سو اگر مثال مذکور میں رد کیا عورت نے اختیار آج کا تو باطل ہوگا اختیار اسدن کا تو اسکا اختیار باقی
رہیگا پرسوں اور اگر عورت طلاق دیگی رات کو تو صحیح نہوگی اسواسطے کہ رات اس تخییر میں داخل نہیں اور طلاق نہ دیگی عورت مگر ایکبار یعنی ہرچند تملیکیں یہاں دو ہیں جدا جدا لیکن ایک واحد

[illegible] ایک مسئلہ جس میں [illegible] امرک بیدک الیوم [illegible] بعد [illegible] [illegible]
[illegible] اختیار [illegible] [illegible]
امرک بیدک الیوم [illegible] امرک بیدک غدا [illegible] [illegible] قبل [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] حاشیہ [illegible] کی طرف سے دفع تناقض [illegible]

تو ہر تقلب مسائل مذکورہ سے ہر کہ اختیار عورت کا جو جاتا رہا ہے [illegible] اور نفیس ثابت ہو کہ امر بالید [illegible] عورت [illegible]
اور قول [illegible] تناقض ہے [illegible] اتنا قض کی یون مذکور ہو کہ امر بالید ہے اختیار عورت کا جاتا رہا قبل قبول کرنے اور کے بعد قبول کرنے
کے [illegible] اگر عورت نے خود تخییر کو قبول نہیں کیا تو رد کر سکتی ہے اور بعد قبول کر چکنے کے رد نہیں کر سکتی مانند ابرا کی یعنی قرضہ معاف کرنا ہر چند قرضدار کے
قبول کرنے پر موقوف نہیں لیکن اسکے رد کرنے سے رد ہو جاتا ہے اور رد قبول سے پہلے [illegible] کی قبول [illegible] تو عورت نے بعد تفویض
اپنی ذات اختیار کیا تو طلاق واقع ہو چکی اب یہ طلاق نہیں رد ہو سکتی اور یہ دفع تناقض [illegible] کذا فی حاشیۃ [illegible]
لکن فی الولوالجیۃ امرک بیدک الی راس الشہر فقالت اخترت زوجی بطل [illegible] فی الیوم [illegible] تخییر [illegible] فی الدرایۃ [illegible] وقت قبر
تعلیقا [illegible] مطلب مسائل مذکورہ کا یہ ہر کہ تخییر متحد میں یعنی امرک بیدک الیوم وغدا میں اگر عورت اول دن انکار کر دی تو دوسرے دن
بھی اختیار عورت کا باقی نہ رہیگا اور ولوالجیہ میں یون ہر کہ اگر زوج نے کہا تیرا امر تیرے ہاتھ میں ہر اس مہینے کے سر تک پھر عورت نے کہا میں نے
اپنے زوج کو اختیار کیا تو باطل ہوگا اختیار اسکا اس دن جس دن اسنے یہ کہا اور جائز ہو عورت کو کہ اپنے نفس کو اختیار کرے بعد اسکے نزدیک امام کے بخلاف ابی یوسف
کے تو با وجود تخییر متحد ہونے کے ایکدن کے رد کرنے سے دوسرے دن کا اختیار باقی رہا تو یہ قول اول قول کا متناقض ہوا اور وجہ قول امام کی دراید میں مذکور ہو کہ جب تفویض
کے ساتھ وقت مذکور ہوگا تو اسکو تعلیق معتبر کرینگے اور اگر وقت مذکور نہیں تو اسکو تملیک [illegible] اور بعض نے کہا کہ بیان دونوں قسموں میں وقت مذکور ہو تو مثل کی تقریر
سے تناقض دفع ہوا طحطاوی نے کہا کہ شارح کو بیان اثبات تناقض منظور ہی نہ دفع تناقض کذا فی حاشیۃ المدنی اتی لو طلقہا بائنا بطل امرہا ان کان التفویض منجزا
وان کان معلقا کان وجدت الدار فامرک بیدک او موقتا لاشہر فیہ باقی رہا بیان اس مسئلہ کا کہ اگر زوج نے بعد تفویض کے پھر اسکو طلاق بائن دی تو
آیا باطل ہو جاتا ہے اختیار عورت کا جواب اسکا یہ ہر کہ اگر تفویض منجز تھی یعنی معلق شرط پر نہ تھی تو بائن سے اسکا اختیار باطل ہوا اسوا سطے کہ اگر باطل نہ ہو تو لازم آوے لاحق ہونا
بائن کا بائن کو اور حالانکہ یہ جائز نہیں اور اگر تفویض معلق ہو اسطرح کہ اگر تو گھر میں داخل ہوگی تو امر تیرا تیرے ہاتھ میں ہر یا تفویض وقت ہو اسطرح کہ امر تیرا
تیرے ہاتھ میں ہر کل تو اختیار عورت کا باطل نہوگا اسواسطے کہ بائن معلق اور بائن موقت کا لاحق ہونا جائز ہر چنانچہ سابق میں گذرا کذا فی العنایۃ لکن فی البحر عن
القنیۃ ظاہر الروایۃ ان المعلق کالمنجز یعنی بحر الرائق میں قنیہ سے منقول ہو کہ ظاہر روایت یہ ہو کہ تفویض معلق مانند تفویض منجز کے ہر یعنی دونوں صورتوں میں اختیار
باقی نہیں رہتا تو جواب سوال میں تفصیل مذکور اسواسطے کہ ظاہر روایت مقدم ہر فروع مسائل الحقتہا کے طلقتی ان مرہ بیدہ [illegible] عورت سے اس شرط پر کہ
عورت طلاق کی مختار ہر تو یہ صحیح ہو جسم بحر الرائق میں خلاصہ اور بزازیہ سے ہے تفصیل مذکور یعنی اگر یہ شرط مرد کی طرف سے ہو تو عورت کو اختیار نہیں اور اگر عورت کی
طرف سے ہو تو اختیار ہر کذا فی حاشیۃ السندی ولو ادعت جعل امرہا بیدہا لم تسمع الا اذا طلقت نفسہا بحکم الامر ثم ادعتہ تسمع اور اگر دعوی کیا عورت نے مرد کے مختار کرنے
کا تو سموع اسکا دعوی کی سماعت ہوگی مگر جبکہ طلاق دی عورت نے اپنی ذات کو پھر جب زوج کے پھر اس تفویض کا دعوی کیا تو سموع ہوگا اور گواہ طلب ہو سکتے
قالت طلقت فی المجلس بلا تبدل ان انکر فالقول لہا کہا عورت نے کہ میں نے طلاق دی اپنی ذات کو مجلس میں بلا تبدل مجلس کے اور زوج نے اسکا انکار کیا تو عورت

ہی کا قول معتمد ہوگا جعل لہ امرہا بیدہا ان ضربہا بغیر جنایۃ فضربہا ثم اختلفا فالقول لہ لانہ منکر مرد نے عورت کو طلاق کا اختیار دیا اگر اسکو بے قصور مارے سو اسکو مارا پھر دونون
مختلف ہوئے زوج کہتا ہے کہ مین نے قصور پر مارا زوجہ کہتی ہے کہ نہین بلا قصور مارا تو مرد ہی کا قول معتبر ہوگا اسواسطے کہ وہ منکر ہے وتقبل بینتہا علی الشرط المنفی کما یجئی اور مقبول ہوتے
ہین گواہ عورت کے شرط منفی پر چنانچہ باب التعلیق مین اسکا ذکر آویگا یعنی اگر عورت گواہ لاوے کہ زوج نے اسکو بلا قصور مارا تو لائق یہ ہے کہ مقبول ہوں اگرچہ نفی پر گواہ
مقبول نہین لیکن شرط منفی پر مقبول ہین طلب ولیہا طلاقہا فقال الزوج لابیہا ما ترید منی افعل ما ترید فخرج فطلقہا الابو ان لم یرد الزوج التفویض والقول
لہ فیہ خلاصہ عورت کے والیون نے عورت کی طلاق طلب کی سو زوج نے اسکے باپ سے کہا کہ تو مجھسے کیا چاہتا ہے کر جو تیرا جی چاہے اور یہ کہکر زوج باہر نکلا پھر عورت
کے باپ نے اسکو طلاق دی تو عورت کو طلاق نہوگی اگر زوج نے اس قول سے تفویض طلاق کا ارادہ نہ کیا اور زوج ہی کا قول اسمین معتبر ہوگا کذا فی الخلاصہ لا یدخل
نکاح الفضولی مالم یقل ان دخلت امرأۃ فی نکاحی نہ داخل ہوگا نکاح فضولی کا جبتک زوج یون نہ کہے کہ اگر داخل ہو عورت میرے نکاح مین یعنی زوجہ سے زوج نے کہا کہ
اگر مین تجھپر دوسری عورت سے نکاح کرون تو اسکی طلاق تیرے اختیار مین ہے پھر ایک عورت داخل ہوئی اسکے نکاح مین فضولی کے نکاح کر دینے سے اور زوج نے فضولی کے نکاح کو جائز رکھا تو زوجہ
اولی اسکی طلاق کی مالک نہوگی اسواسطے کہ زوج نے اس عورت سے خود نکاح نہین کیا بلکہ دوسرے شخص نے اسکا نکاح کر دیا اور زوج نے اسکو جائز رکھا اور اسیطرح اگر وکیل نے نکاح کر دیا کذا فی حاشیۃ
السید فی جعل امرہا بید رجلین فطلقہا احدہما لم یقع زوج نے طلاق عورت کی دو شخص کو تفویض کی پھر انمین سے ایک شخص نے طلاق عورت کو دی تو طلاق واقع نہوگی اسواسطے کہ ایک کو فقط اختیار نہ تھا

فصل فی المشیۃ یہ فصل ہے مشیت مین یعنی وہ مسائل جنمین طلاق عورت کی خواہش پر زوج نے رکھی لیکن اول مصنف نے مسئلہ طلقی نفسک کا مقدم کیا مسائل
مشیت پر قال لہا طلقی نفسک ولم ینو او نوی واحدۃ او ثنتین فے الحرۃ فطلقت وقعت رجعیۃ وان طلقت ثلثا ونواہ وقعن تقیید بخطابہا لانہ
لو قال طلقی ای نسائی شئت لم تدخل تحتہ لعموم خطابہ کہا زوج نے زوجہ سے کہ طلاق دے اپنی ذات کو اور کچھ نیت نہ کی یا ایک طلاق کی نیت کی یا دو
طلاق کی نیت کی حرہ مین پھر زوجہ نے اپنی ذات کو طلاق دی خواہ ایکبار خواہ دو بار خواہ تین بار اور یہ تینون صورتین عدم نیت کے ساتھ ہوں یا ایک طلاق کی نیت
کے ساتھ ہو یا دو طلاق کی نیت کے ساتھ ہو تو ان سب صورتون مین ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور اگر عورت نے تین بار طلاق دی اور حالانکہ مرد نے نیت بھی تین
کی کی تھی تو اس صورت مین تین طلاق واقع ہونگی مصنف نے طلقی نفسک کو عورت کے خطاب سے مقید کیا اسواسطے کہ اگر یون کہتا کہ تو طلاق دے میری عورتون مین سے
جس عورت کو کہ تو چاہے تو مخاطبہ اس عموم خطاب مین داخل ہوتی یعنی بسبب قرینہ مقام کے مخاطبہ اس صورت مین خود اپنی ذات کو طلاق دے سکتی ولو قال لہا فی جوابہ
ابنت نفسی طلقت رجعیۃ ان اجازہ لانہ کنایۃ اور زوج کے جواب مین یعنی طلقی نفسک کے جواب مین عورت نے یون کہا کہ مین نے اپنی ذات کو طلاق بائن دی تو ایک
طلاق رجعی اسپر واقع ہوگی اگر زوج نے اسکو جائز رکھا اسواسطے کہ ابنت نفسی کنایہ ہے اور کنایہ محتاج ہوتا ہے نیت کا مگر زوج نے طلاق رجعی کو مفوض کیا اور زوجہ نے
طلاق بائن دی تو اصل طلاق مین دونون کلام موافق ہوئے وصف بینونت زوجہ نے زیادہ کیا تھا سو لغو ہوگیا اور یہ جو شارح نے اجازت زوج کی شرط لگائی اور
بسبب کنایہ ہونے کے احتیاج نیت کی طرف اشارہ کیا سو اسکی کچھ حاجت نہ تھی اسواسطے کہ طلاق کا حکم کرنا صاف دلیل ہے کہ زوج نے طلاق کی نیت کی تو اب کیا حاجت
رہی اجازت اور نیت کی کذا فی حاشیۃ الطحطاوی والمدنی لا باخترت نفسی ان اجازہ لان الاختیار لیس بصریح ولا کنایۃ اور نہ واقع ہوگی طلاق عورت کی اس قول
سے کہ مین نے اپنی ذات کو اختیار کیا اگرچہ زوج اسکو جائز رکھے اسواسطے کہ لفظ اختیار نہ طلاق صریح مین داخل ہے نہ کنایہ مین اور لفظ اختیار سے ایقاع طلاق نہین ہوتا تو جواب
بھی نہوگا چنانچہ سابق مذکور ہو چکا ولا یملک الزوج الرجوع عنہ ای عن التفویض بانواعہ الثلثۃ لما فیہ من معنی التعلیق اور مالک نہین زوج تینون قسم کی تفویض
سے رجوع کرنیکا خواہ تفویض بلفظ تخییر ہو خواہ بلفظ امر بالید ہو خواہ یون ہو کہ طلقی نفسک رجوع کا اختیار اسواسطے نہین کہ تفویض مین تعلیق کے معنی پائے
جاتے ہین اور تعلیق مین رجوع کا اختیار نہین تو تفویض مین بھی نہین وتقیید بالمجلس لانہ تملیک الا اذا زاد متی شئت ونحوہا فیفید عموم الوقت مطلق
مطلقا اور اس تطلیق کا مقید ہے مجلس علم سے اسواسطے کہ تملیک ہے مگر جبکہ زوج نے متی شئت اور مانند اسکے جو عموم وقت کا مقید ہو زیادہ کیا ہو تو عورت مطلقا

[illegible] وقت [illegible] تفویض [illegible] وقت [illegible]

[illegible] بالمجلس [illegible]

[illegible] اختیار [illegible] موکل [illegible]

[illegible] وکالت [illegible] تفویض [illegible]

[illegible] وکیل [illegible] اختیار [illegible]

[illegible] مشیت [illegible] وکیل [illegible]

[illegible] بسبب جانے توکیل کے تملیک یعنی جب وکیل کی خواہش پر [illegible]

[illegible] اشارت [illegible]

[illegible] ایک مرد نے [illegible] طلاق [illegible] وکیل [illegible] طلاق کی خواہش [illegible]

اپنی مجلس [illegible] طلاق [illegible] مجلس [illegible] مشیت [illegible] مجلس [illegible]

اس مسئلہ [illegible] طلاق [illegible] مشیت کی مجلس [illegible] مجلس کی مقید [illegible]

[illegible] قال لها طلقي نفسك ثلثا او ثنتين فطلقت واحدة وقعت [illegible] زوجہ [illegible] طلاق [illegible]

کہ تین [illegible] اپنی ذات کو ایکبار طلاق [illegible] ایک طلاق [illegible] وکیل کا اختیار [illegible]

[illegible] وکیل کو تین یا دو طلاق کا اختیار دیا اور وکیل نے ایک طلاق واقع کی تو واقع ہوگی [illegible] تین طلاق

[illegible] واقع ہوگی [illegible]

[illegible] طلاق [illegible] اپنی ذات [illegible] کوئی طلاق واقع ہوگی امام اعظم کے نزدیک [illegible] طلقي نفسك ثلثا ان شئت فطلقت

واحدة وكذا عكسه لا تقع فيهما [illegible] فطلقت ثلثا او [illegible] طلاق [illegible] اپنی ذات کو تین طلاق

[illegible] ایک طلاق اور اسیطرح [illegible] طلاق [illegible] اپنی ذات [illegible] دونوں صورتوں میں

[illegible] موافقت لفظی [illegible] باب التعلیق [illegible] طلاق کا [illegible] اپنی ذات کو [illegible] طلاق دے [illegible]

[illegible] طلاق [illegible] ایک طلاق [illegible] نصف طلاق واقع [illegible] دونوں صورتوں میں طلاق [illegible] مخالفت لفظی کے [illegible]

میں [illegible] موافقت معنوی [illegible] بخلاف مسئلہ سابقہ کے [illegible] مشیت تعلیق [illegible] امر بائن او رجعی فعکست [illegible] امر الزوج به

وليغو وصفهما والاصل ان المخالفة في الوصف لا تبطل الجواب بخلاف الاصل [illegible] معلقا بمشيته [illegible] لم يقع [illegible] بمشيته [illegible]

[illegible] امر کیا مرد نے عورت کو طلاق بائن کا یا رجعی کا سو عورت نے جواب میں [illegible] یعنی پہلی صورت میں طلاق رجعی [illegible] طلاق بائن واقع

کی تو وہی طلاق واقع ہوگی جسکا [illegible] اسواسطے کہ اصل طلاق [illegible] زیادتی وصف کے [illegible]

[illegible] مخالفت جواب کی [illegible] اگر وصف میں ہو تو مخالفت جواب [illegible] وصف باطل ہو [illegible]

کی مخالفت بخلاف مخالفت اصل کے کہ [illegible] باطل ہوجاتا ہے چنانچہ امام کے نزدیک ایک طلاق کی تفویض میں تین طلاق [illegible] وصف کو لغو [illegible]

[illegible] مشیت پر [illegible] طلاق کو معلق کیا اور عورت نے جواب [illegible] واقع [illegible]

اُس امر کو جو اسکی مشیت پر مفوض ہوا تھا کذا فی البحر ناقلا عن الخانیہ قال لہا انت طالق ان شئت فقالت شئت ان شئت انت فقال شئت ینوی
الطلاق او قالت شئت ان کذا المعدوم ای لم یوجد بعد کان شاء ابی او ان جاء اللیل وہی فی النہار بطل الامر لفقد الشرط کہا عورت سے کہ تو طالق ہے اگر تو چاہے
عورت نے کہا مرد سے کہ مین نے چاہا اگر تو نے چاہا سو مرد نے کہا کہ مین نے چاہا اور اس قول سے طلاق کی نیت کی یا عورت نے جواب مین یون کہا کہ مین نے چاہا اگر ایسا امر ہو یعنی امر معدوم
پر تعلیق کی مراد امر معدوم سے وہ امر ہے جو ممکن الوجود ہو لیکن ہنوز موجود نہین مثلاً یون کہا عورت نے کہ مین نے چاہا اگر میرے باپ نے چاہا یا یون کہا کہ مین نے چاہا اگر رات آوے
اور حالانکہ عورت وقت تکلم کے دن مین ہے تو ان دونون صورتون مین باطل ہوگا امر یعنی طلاق جو معلق تھی عورت کی مشیت پر وہ باطل ہوئی بسبب پائے جانے شرط کے اسواسطے
کہ شرط زوج کی مطلق مشیت تھی بلا قید اور عورت نے اپنی مشیت کو معلق اور مقید کر دیا تو حقیقت مین شرط نپائی گئی وان قالت شئت ان کان کذا الامر قد مضی اراد بالماضی
المحقق وجوده کان کان ابی فی الدار وہو فیہا او ان کان ہذا لیلا وہی فیہ مثلا طلقت لانہ تنجیز اور اگر تفویض مذکور کے جواب مین عورت نے کہا کہ مین نے چاہا اگر ایسا ہو یعنی معلق کیا
امر ماضی پر مراد ماضی سے وہ امر ہے جو ثابت الوجود ہو چنانچہ عورت نے کہا کہ مین نے چاہا اگر میرا باپ گھر مین ہو اور حالانکہ اسکا باپ گھر مین موجود ہے یا یون کہا کہ مین نے چاہا اگر یہ وقت رات ہے
اور حالانکہ عورت اسوقت رات ہی مین تھی مثلاً تو عورت مطلقہ ہوگی اُسیوقت اسواسطے کہ تعلیق امر ثابت الوجود پر در حقیقت تعلیق نہین بلکہ تنجیز ہے قال لہا انت
طالق متی شئت او متی ما شئت او اذا شئت او اذا ما شئت فردت الامر لا یرتد ولا یتقید بالمجلس و لا تطلق نفسہا الا واحدۃ لانہا تعم الازمان لا الافعال فتملک
التطلیق فی کل زمان لا تطلیقا بعد تطلیق کہا عورت سے کہ تو طالق ہے جبکہ تو چاہے یہ عموم زمانی خواہ بلفظ متی شئت ذکر کیا یا متی ما شئت یا اذا شئت یا اذا ما شئت کے
لفظ سے بیان کیا پھر عورت نے رد کیا امر کو یعنی کہا کہ مین طلاق نہین چاہتی تو اس رد کرنے سے عورت کا اختیار رد نہوگا یہ اختیار مشیت کا مجلس علم پر اور نہ طلاق دے
سکیگی عورت مگر ایک طلاق اسواسطے کہ یہ الفاظ سب ماقون کو شامل ہین نہ افعال کو تو عورت مالک ہیگی طلاق کی ہر زمانہ مین اور مالک نہوگی دوسری تطلیق کی بعد تطلیق اول
کے بسبب عموم افعال کے ولہا التفریق لثلث فی کلما شئت ولا تجمع ولا تثنی لانہا لعموم الافراد اور عورت کو اختیار ہے تین طلاق کو علیحدہ علیحدہ لیا کلما شئت مین
یعنی مرد نے کہا کہ تو طالق ہے ہر بار کہ تو چاہے سو عورت نے ایک مجلس مین کہا کہ مین نے اپنی ذات کی طلاق چاہی پھر دوسری مجلس مین یون ہی کہا تیسری مجلس مین یون
ہی کہا تو درست ہے لیکن تین طلاق کو ایک مجلس مین جمع نکر سکیگی اور نہ دو طلاق کو اسواسطے کہ کلما کا لفظ موضوع ہے واسطے عموم افراد کے تو مین جمع اور تثنیہ کا ارادہ صحیح
نہین ولو طلقت بعد زوج آخر لا یقع ان کانت طلقت نفسہا ثلاثا متفرقۃ والا فلہا التفریق بعد زوج آخر وہی مسئلۃ الہدم الآتیۃ اور اگر طلاق واقع کی عورت نے بعد
دوسرے زوج کے تو طلاق نہ واقع ہوگی اگر اپنی ذات کو تین متفرق طلاق دے چکی ہوگی یعنی اگر زید نے مثلاً حمیدہ سے کہا کہ انت طالق کلما شئت سو اُسنے تین طلاق متفرق اپنے
نفس پر واقع کین اور اُسنے خالد سے نکاح کیا پھر خالد نے اسکو طلاق دی پھر حمیدہ نے زید سے نکاح کیا اور اپنی ذات پر طلاق واقع کی تو یہ طلاق ثانی نہ واقع ہوگی اسواسطے
کہ تعلیق کلما شئت کی اول ملک تک تھی تو اس ملک ثانی مستجدث کو شامل نہوگی اور اگر حمیدہ نے اپنی ذات پر مطلق طلاق نہ واقع کی تھی یا تین طلاق ایک مجلس مین کر چکی تھی
یا فقط ایک ہی طلاق یا دو طلاق ایک مجلس مین واقع کر چکی ہے تو حمیدہ کو تین متفرق طلاق واقع کرنے کا اختیار ہے بعد دوسرے زوج کے اور یہ مسئلۃ الہدم نام ہے جو باب التعلیق اور
باب الرجعۃ مین آویگا انت طالق حیث شئت او این شئت لا تطلق الا اذا شاءت فی المجلس وان قامت من مجلسہا قبل مشیتہا لا مشیۃ لہا لانہما للمکان ولا
تعلق للطلاق بہ فجعلا مجازا عن ان لانہا ام الباب کہا زوج نے انت طالق حیث شئت یعنی تو طالق ہے جہان تو چاہے یا یون کہا کہ انت طالق این شئت یعنی تو طالق ہے
جس جگہ تو چاہے تو عورت طلاق نہ دے سکیگی مگر جبکہ چاہیگی مجلس علم مین اور اگر اٹھ کھڑی ہوگی اپنی مجلس سے قبل مشیت کے تو اب اسکی خواہش کا کچھ اعتبار نہوگا اسواسطے کہ
حیث اور این موضوع ہین واسطے مکان کے اور حالانکہ طلاق کو کچھ تعلق نہین مکان سے تو مکان کو وجود اور عدم بہ نسبت طلاق کے برابر ہے تو اسواسطے حیث اور این باعتبار مجاز کے
بمعنی ان شرطیہ کے قرار دیے گئے اسواسطے کہ ان شرطیہ اصل ہے باب تعلیق مین علاقہ مجاز کا یہ کہ ظرف اور شرط مین مناسبت ہے اسواسطے کہ مظروف بدون ظرف کے نہین ہوتا
جیسے کہ مشروط بدون شرط کے نہین ہوتا کذا فی حاشیۃ المدنی والطحطاوی وفی کیف شئت یقع فی الحال رجعیۃ اور انت طالق کیف شئت مین یعنی تو طالق ہے جس طرح کہ تو چاہے

ایسا طلاق ہی کی ابتدا ہوئی اور اسی طرح مشیت عورت کے صدق ہی ہوئی امام کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک بدون مشیت کے طلاق نہوگی قبل الدخول کا حکم جس نے طلاق کو خود واقع کیا اور یوسف صاحب نے یعنی تین یا ایک واقع کر سکتی ہے عورت کو مختار کیا کذا فی ... وان شارت واحدۃ او ثلثا وقع ما شاءت مع نیتہ وان قبلہ ... او ثلث ولیس کذا ان قول ... من الاصل ... جب عورت نے مشیت کی تین عورت طلاق بائن کو چاہا یا تین طلاق واقع ہونگی جو کہ وہ چاہیگی اسواسطے کہ وہ مختار تھی یوسف اور صاحبین کے نزدیک مشیت عورت کی موافق ہوئی نیت زوج کے اور اگر نیت زوج کے موافق نہ مشیت زوجہ کی تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی یعنی اس صورت میں دونوں کی نیت لغو ہوگی اصل واقع ہوئی تو ... یہ جب ہے کہ عورت مدخولہ ہو اور اگر مدخولہ نہیں تو صورت مطلقہ بائن واقع ہوگی اور بائن ہوگا اور مشیت کا اور قول ... یعنی کو قبل دخول کے طلاق ہوئی ... اور یہ حکم ٹھیک یوں ہو کہ بعد دخول کے بھی ہو کذا فی حاشیۃ السلبی ... فی کم شئت او ما شئت لہا ان تطلق ما شاءت فی مجلسہا فان قامت ... واحدۃ اور اس قول میں کہ انت طالق کم شئت یا ما شئت یعنی تو طالق ہے جتنا تو چاہے یا جو بار کہ تو چاہے تو عورت مختار ہے طلاق دینے میں تین طلاق تک جیسا کہ وہ چاہے اسی مجلس میں اپنی ذات کو خواہ ایک طلاق دے خواہ دو یا تین اور عورت کا تین طلاق واقع کرنا طلاق ہی میں منحصر ہوگا بسبب ضرورت کے یعنی عورت مضطر ہے طلاق کی طرف اپنی خلاصی کیواسطے اسواسطے کہ اسکو بعد مجلس کے اختیار نہ باقی رہیگا بخلاف زوج کے کہ اسکو تین طلاق دینا بدعت ہے ان وقت اور اسی طرح اگر اس نے ... تملیک فی الحال بجوابہ کذلک اور اگر عورت نے رد کیا امر کو یعنی یوں کہا کہ میں طلاق نہیں چاہتی یا اسی قسم کے ... اور ... تو امر رد ہو جائیگا پھر عورت کو اختیار نہ باقی رہیگا اسواسطے کہ یہ تملیک ہے فی الحال تو اسکا جواب بھی ایسا ہی فی الحال چاہیے قال لہا طلقی نفسک من ثلث ما شئت تطلق ما دون الثلث وقالا اختاری من الثلث ما شئت ان من تبعیضیہ وقالا لابیانیہ فتطلق الثلث والاول اظہر کہا عورت کو طلاق دے اپنی ذات کو تین سے جسقدر کہ تو چاہے تو عورت طلاق دے کمتر تین سے یعنی دو یا ایک طلاق میں وہ مختار ہے اور مانند اسی قول کے یہ قول ہے کہ اختیار کر اپنی ذات کے واسطے تین میں سے جسقدر کہ تو چاہے اسواسطے کہ کلمہ من کا طلقی من ثلث میں تبعیضیہ ہے اور کہا صاحبین نے کہ من بیانیہ ہے تو اس صورت میں عورت تین طلاق بھی دے سکیگی اور پہلا قول ظاہر تر ہے اسواسطے کہ من اپنے حقیقی معنی میں مستعمل ہے فروع مسائل متفرقہ کے قال انت طالق ان شئت وان لم تشائی فانت طالق ... کہا زوج نے زوجہ سے کہ تو طالق ہے اگر تو چاہے اور اگر تو نہ چاہے تو فی الحال مطلقہ ہوگی اسواسطے کہ خواہش یا عدم خواہش سے خالی ہونا ممکن نہیں تو ایک شرط بلا شبہہ ثابت ہے ولو قال ان کنت تحبین الطلاق فانت طالق وان کنت تبغضینہ فانت طالق لم تطلق لانہ یجوز ان لا تحب ولا تبغض ولا یجوز ان لا تشاء ولا ... اور اگر کہا مرد نے کہ اگر تو طلاق کو محبوب رکھتی ہے تو تو طالق ہے اور اگر اسکو مبغوض اور مکروہ جانتی ہے تو تو طالق ہے تو اس صورت میں عورت طالقہ نہ ہوگی اسواسطے کہ یہ جائز ہے کہ عورت طلاق کو محبوب نہ رکھتی ہو نہ مبغوض بخلاف مسئلہ سابقہ کے کہ وہاں مشیت اور عدم مشیت عورت کے خالی ہونا جائز نہیں ولو قال انت اشد کنا حبا للطلاق او اشد کنا بغضا له طالق فقالت کل انا اشد حبا له لم تقع لدعوے کل ان صاحبتها اقل حبا منها فلم یتم الشرط اور اگر کہا مرد نے اپنی دو عورتوں سے کہ تم دو میں جو زیادہ تر محبت رکھتی ہے طلاق سے اسکو طلاق ہے یا یوں کہا کہ تم میں جو زیادہ تر بغض رکھتی ہے طلاق سے اسکو طلاق ہے تو ہر ایک عورت نے کہا کہ میں زیادہ تر محبت رکھتی ہوں طلاق سے تو کسی عورت پر طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ ہر ایک عورت کا دعوی یہ ہے کہ اسکی سوت کو کمتر محبت بہ نسبت مدعیہ کے تو نہ تمام ہوئی شرط زوج کی یعنے کثرت حب کسی کی نہ ثابت ہوئی بسبب عدم تصادق آپس کے ثم التعلیق بالمشیۃ او الارادۃ او الرضا او المحبۃ یکون تملیکا فیہ معنی التعلیق فیتقید بالمجلس کالامر بالید بخلاف التعلیق بغیرہا پھر یہ معلوم کرنا چاہیے کہ طلاق کو معلق کرنا عورت کی مشیت پر یا ارادہ پر یا رضا پر یا محبت پر یہ تملیک ہے جسمیں تعلیق کے معنی ہیں پھر جب یہ تعلیق تملیک ٹھہری تو مقید بمجلس ہوگی مانند امر بید کے بخلاف اس تعلیق کے جو بغیر ان الفاظ مذکورہ کے ہو جیسے دخول دار کی تعلیق کہ وہ تملیک نہیں بلکہ خاص تعلیق ہے تو مقید بمجلس نہ ہوگی ...

باب التعلیق

یہ باب ہے مسائل تعلیق طلاق مین جب طلاق منجز سے مصنف نے فراغت پائی تو طلاق معلق کا بیان شروع کیا اسواسطے کہ معلق مرکب ہے طلاق اور شرط سے لہذا طلاق مفرد کے بعد مذکور ہوا ہو لغۃ من علقہ تعلیقا جعلہ معلقا و اصطلاحا ربط حصول مضمون جملۃ بحصول مضمون جملۃ اخری تعلیق باعتبار لغت کے ماخوذ ہے علقہ تعلیقا سے عرب اس کلام کو اسوقت بولتے ہین جب کسی چیز کو کوئی معلق کرے یعنی لٹکا دے اور اصطلاح فقہ مین تعلیق عبارت ہے مربوط کرنے حصول مضمون ایک کلام کے ساتھ حصول مضمون دوسرے کلام کے یعنی مضمون جزا کو مضمون شرط سے گانٹھنا اور لٹکانا اسکو تعلیق کہتے ہین جیسا انت طالق ان دخلت الدار تعلیق ہے اسواسطے کہ طلاق مخاطبہ کی دخول دار سے مربوط ہے یعنی طلاق کا حصول دخول دار کے حصول پر موقوف ہے و یسمی یمینا مجازا اور تعلیق کو یمین بھی مجازا کہتے ہین و شرط صحتہ کون الشرط معدوما علی خطر الوجود فالمحقق کان کانت السماء فوقنا تنجیز والمستحیل کان دخل الجمل فی سم الخیاط لغو اور شرط صحت تعلیق کی ہونا شرط کا معدوم جائز الوجود یعنی وقت تکلم کے شرط موجود نہین لیکن موجود ہونا اسکا محال نہین تو امر ثابت الوجود جیسے ان کانت السماء فوقنا یہ تنجیز ہے تعلیق نہین یعنی اگر کوئی یون کہے کہ تو طالق ہے اگر آسمان ہمارے اوپر ہو تو اسیوقت طلاق واقع ہو گی اور امر محال جیسا کہ اگر اونٹ سوئی کے ناکے مین داخل ہو تو ایسی تعلیق لغو ہے یعنی اگر طلاق کو امر محال پر معلق کرے تو طلاق نہ واقع ہو گی و کونہ متصلا الا لعذر اور شرط صحت تعلیق کی ہونا شرط کا متصل ہے شرط کے تو اگر انت طالق کہا پھر بعد سکوت کے شرط بیان کی تو صحیح نہو گی مگر بسبب جیسے زکے التبہ صحیح ہو گی عذر یہ کہ ہکلا ہو مشکل سے بات پوری کرتا ہو وان لا یقصد بہ المجازاۃ فلو قالت یا سفلۃ فقال ان کنت کما قلت فانت کذا تنجیز کان کذلک اولا اور شرط صحت تعلیق کی یہ ہے کہ مرد تعلیق سے عورت کے کلام کے بدلا دینے کا نہ قصد کرے سو اگر عورت نے مرد سے کہا یا سفلہ یعنی او بے غیرت بے شرم مرد نے کہا کہ اگر مین ایسا ہی ہون جیسا کہ تو نے کہا تو تو ایسی ہے یعنی طالق ہے تو یہ تعلیق نہین تنجیز ہے یعنے فی الحال طلاق واقع ہو گی مرد سفلہ ہو یا نہو و ذکر المشروط فنحو انت طالق ان لغو بہ یفتی اور شرط صحت تعلیق کی یہ ہے کہ مشروط مذکور ہو شارح نے لفظ مشروط سے فعل شرط کا ارادہ کیا تو ایسا کہنا کہ انت طالق ان یعنی حرف شرط کا بدون فعل شرط کے بولنا لغو ہے اس صورت مین طلاق نہ واقع ہو گی اسی روایت پر فتوی ہے و وجود رابط حیث تاخر الجزاء کما یاتی اور شرط صحت تعلیق کی وجود رابط کا ہے جہان جزا موخر ہو شرط سے چنانچہ اسکا بیان آگے آویگا رابط سے مراد وہ حرف جو ربط دے شرط اور جزا کو جیسا کہ ف اور اذا مفاجات کا و شرط الملک حقیقۃ کقولہ لقنہ ان فعلت کذا فانت حر او حکما کقولہ لمنکوحتہ او معتدتہ ان ذہبت فانت طالق اور شرط لزوم تعلیق کی ملک ہے خواہ ملک حقیقی ہو جیسا کہ یون کہنا مولی کا اپنے غلام سے کہ اگر تو ایسا کام کریگا تو تو آزاد ہے یا ملک حکمی ہو اگرچہ ملک حکمی حقیقۃ نہو بلکہ حکما ہو مانند قول زوج کے اپنی منکوحہ یا عدت والی سے اگر جہ تو جائیگی تو تو طالق ہے ملک حقیقی کی مثال غلام ہے اسواسطے کہ مولی غلام کی گردن کا مالک ہے اور منکوحہ ملک حکمی کی مثال ہے اسواسطے کہ زوج منکوحہ کی گردن کا مالک نہین لیکن بسبب نکاح کے انتفاع قربت کا مالک ہے اور معتدہ ملک حکمی حکما کی مثال ہے تو ملک حکمی کی دو صورتین ہین اگر نکاح بلا مانع قائم ہے تو ملک حکمی ہے حقیقۃ اور اگر طلاق کے بعد عورت عدت مین ہے تو یہ ملک حکمی ہے حکما بسبب باقی رہنے اثر نکاح کے اسواسطے کہ معتدہ محل ہے طلاق کی کذا فی حاشیۃ المدنی او الاضافۃ الیہ ای الملک الحقیقی عاما او خاصا کان ملکت عبدا او ان ملکتک لمعین فکذا او الحکمی کذلک کان نکحت امرأۃ او ان نکحتک فانت طالق و کذا کل امرأۃ یا اضافت اور نسبت ہو ملک حقیقی کیطرف عام ہو یا خاص جیسا کہ یون کہنا کہ اگر مین مالک ہونگا کسی غلام کا تو وہ آزاد ہے یا اگر مین مالک ہونگا تیرا یہ کہا معین شخص سے تو تو آزاد ہے اول مثال ہے ملک حقیقی عام کی اضافت کی اور ثانی مثال ہے ملک حقیقی خاص کی اضافت کی یا اضافت ہو ملک حکمی کیطرف اسیطرح یعنی حکمی عام ہو یا خاص حکمی عام کی مثال جیسا کہ یون کہنا کہ اگر مین کسی عورت سے نکاح کرون تو وہ مطلقہ ہے یا یون کہنا اجنبی عورت سے کہ اگر مین تجھسے نکاح کرون تو تو طالق ہے یہ مثال ہے حکمی خاص کی اضافت کی اور اسیطرح کل امرأۃ نکحتہا فہی طالق مثال ہے حکمی عام کی اضافت کی و یکفی معنی الشرط الا فی المعینۃ باسم او نسب او اشارۃ اور اضافت ملک کی صحت کیواسطے کافی ہین معنی شرط کے خواہ حرف شرط مذکور ہو یا نہو مگر جو عورت کہ معین ہو گئی نام یا نسب یا اشارہ کرنے سے تو وہان معنی شرط کے کافی نہین بلکہ معینہ کی تعلیق طلاق مین شرط صریح ضرور ہے مصنف و شارح نے باسم او نسب کہا اور بحر الرائق اور نہر الفائق اور شارح کی شرح ملتقی مین تعبیر لواہ ہے یعنی باسم او نسب اور تعبیر لو او تہا

[illegible] پس [illegible] طلاق واقع ہوگی [illegible]

[illegible] طلاق [illegible]

[illegible] نکاح کرون [illegible] طلاق [illegible] عورت [illegible]

[illegible] لو قال ہذہ المراۃ التی [illegible] طلاق [illegible] عورت [illegible]

[illegible] طلاق [illegible] واقع ہوگی [illegible] عورت [illegible]

[illegible] عورت معینہ کی تعلیق [illegible] اس عورت سے نکاح کرونگا تو [illegible]

[illegible] تعلیق صحیح ہوگی فلما قولہ لاجنبیۃ ان زرت زید افانت طالق فنکحہا فزارت تو لغو ہوا یون کہنا مرد کا اجنبی عورت سے کہ اگر تو زیارت کریگی [illegible]

[illegible] اس عورت سے نکاح کیا پھر [illegible] تعلیق [illegible] کی ہوگی عورت [illegible]

طرف ملک [illegible] وکذا کل امراۃ اتزوجہا فہی طالق [illegible] جاریۃ اطاہا حرۃ فاشتری جاریۃ فوطیہا لم تعتق لعدم الملک والاضافۃ الیہ [illegible]

[illegible] طلاق [illegible] نکاح [illegible]

ملک کی [illegible] سبب [illegible]

الی الملک [illegible] یہ کلام [illegible] فائدہ بیان کیا اور بحر الرائق مین [illegible]

مین [illegible] عورت کے ساتھ [illegible] عورت [illegible]

اسکو زیارت [illegible] الا کما لغا الیقاع للطلاق مقارنا للثبوت ملکہ کانت طالق مع نکاحک [illegible]

[illegible] طلاق [illegible] ملک [illegible] ایقاع طلاق لغو [illegible] طالق [illegible]

ساتھ ہی اور ایقاع طلاق یون صحیح ہو کہ تو طالق ہے ساتھ نکاح کرنے [illegible] بحر الرائق مین [illegible]

بیان کیا ہے [illegible] مفعول [illegible] کلام [illegible]

اور [illegible] مفعول ہے فاعل [illegible] تعلیل [illegible]

ہے اسطرح [illegible] فاعل [illegible] قائم مقام [illegible] واللہ اعلم

کذا فی حاشیۃ [illegible] طلاق [illegible] طالق [illegible]

یعنی عورت کے ساتھ یہ کلام لغو ہوا [illegible] ایقاع اور وقوع طلاق کی [illegible] فی المجتبی عن محمد فی [illegible]

[illegible] الشافعی [illegible]

مجتبی مین امام محمد سے روایت ہے کہ [illegible] طلاق نہین واقع ہوتی یعنی تعلیق [illegible] نکاح کرون [illegible]

امام محمد [illegible] نکاح کرنے کے بعد طلاق نہ واقع ہوگی [illegible] امام شافعی کا [illegible] مذہب [illegible]

شافعی کی [illegible] قاضی شافعی [illegible] تعلیق [illegible]

عورت کی [illegible] البحر الرائق [illegible] قاضی شافعی [illegible]

[illegible] حنفی [illegible] شافعی [illegible] ایک شخص [illegible] فتوی دیا [illegible]

اُس فتوے پر عمل کیا ایک عورت کے حق میں پھر دوسرے مفتی نے حرمت کا فتوے دیا تو وہ شخص دوسرے فتوی پر عمل کرے دوسری عورت کے حق میں نہ پہلی عورت میں اور اس مسئلہ کو دریافت کر لینا چاہیے
فتوی اسپر دینا نہ چاہیے۔ کذا فی البزازیہ شیخ الاسلام مفتی ابو سعود نے کہا فائدہ دریافت کرنے کا یہ ہے کہ وقت ضرورت کے اپنی ذات پر عمل کرے حلوائی نے کہا اسکا علم سکھے فتوی نہ دے
تاکہ جاہل لوگ ہدم مذہب پر راہ نہ پاویں اور بحر الرائق میں بزازیہ سے منقول ہے کہ ہمارے زمانہ میں فسخ یمین سے نکاح فعلی بہتر ہے اصلاح کہ کسی عالم پاس جائے اور اپنی یمین کا ذکر کرکے
اپنی احتیاج طرف نکاح فضولی کے بیان کرے سو عالم اسکا نکاح عورت سے کر دے اور یہ شخص اجازت فعلی سے نکاح کو صحیح کر دے تو اس تدبیر سے نکاح بھی ہو گیا اور حانث بھی نہوا کذا فی
حاشیۃ المدنی **ویبطل تنجیز الثلث** للحرۃ والثنتین للامۃ **تعلیقہ للثلث** وما دونہا اور باطل کرتا ہے فی الحال تین طلاق واقع کرنا حرہ کے حق میں اور دو طلاق لونڈی کے
حق میں تین طلاق کی تعلیق کو اور تین سے کمتر کو یعنی زوج نے اول تین طلاق یا کمتر کی تعلیق کی پھر اسکے بعد تین طلاق کو بلا تعلیق کے فی الحال واقع کر دیا تو اگلی تعلیق کا کچھ
اعتبار نہ ہوگا اگر اس مطلقہ سے بعد زوج ثانی کے نکاح کریگا اور بعد اسکے شرط تعلیق پائی جائیگی تو طلاق نہ واقع ہوگی الا المضافۃ الی الملک لما مر تنجیز تین کی مبطل ہے تعلیق کی مگر
اس تعلیق کو جو ملک کیطرف مضاف ہے مبطل نہیں چنانچہ سابق میں یہ مذکور ہو چکا مراد تعلیق مضاف سے وہ تعلیق ہے جو بلفظ کلما ہو جیسا کہ کلما تزوجتک فانت طالق یعنی جو بار کہ میں
تجھسے نکاح کروں تو تو طالق ہے تو تنجیز تین طلاق کی اس تعلیق مضاف کی مبطل نہیں ہو سکتی کذا فی حاشیۃ السید طحطاوی نے کہا یہ جو شارح نے کہا کہ یہ مسئلہ مذکور ہو چکا سو درست
نہیں ہے اسواسطے کہ سابق میں یہ مسئلہ کہیں مذکور نہیں لا تنجیز ما دونہا مبطل تعلیق ثلث کی نہیں تین طلاق سے کمتر کی تنجیز اعلم ان التعلیق یبطل بزوال المحل لا بزوال
الملک دریافت کر کہ تعلیق طلاق کی باطل ہوتی ہے زوال حلت سے نہ زوال ملکیت سے اور حلت زائل ہوتی ہے بینونت کبری سے یعنی تین طلاق سے حرہ میں اور دو طلاق سے
لونڈی میں پھر جب تین طلاق کے بعد جدائی کامل ہو گئی اور حلت باطل ہو چکی تو اب وقوع طلاق کا محل باقی نہ رہا تو تعلیق بھی باطل ہو گئی اور جو حلت کہ بعد زوج ثانی کے
پیدا ہو گی وہ بالفعل معدوم ہے اور معدوم لائق اعتبار کے نہیں فلو علق الثلث او ما دونہا بدخول الدار ثم نجز الثلث ثم نکحہا بعد التحلیل بطل التعلیق فلا یقع بدخولہا شیئ تو اگر زوج
نے تین طلاق یا کمتر کی تعلیق دخول دار پر کی پھر فی الحال تین طلاق کو واقع کر دیا پھر نکاح کیا اسی عورت سے بعد تحلیل زوج ثانی کے تو باطل ہو گی تعلیق مذکور تو نہ
واقع ہوگا کچھ عورت کے دخول دار سے اسواسطے کہ اثر تعلیق کا اب کچھ باقی نہ رہا تعلیق کے وقت کی حلت بالکل مٹ گئی اور حلت حادثہ سے اُس تعلیق کو کچھ علاقہ
نہیں ولو کان نجز ما دونہا لم یبطل فیقع المعلق کلہ اور اگر زوج نے تین طلاق یا کمتر تعلیق کی پھر فی الحال دو طلاق یا ایک طلاق کو واقع کر دیا تو تعلیق نہ باطل ہوگی تو
بالکل معلق واقع ہوگا تعلیق اسواسطے نہ باطل ہوئی کہ حلت زوج کی ایک یا دو طلاق سے نہ زائل ہوئی زوج کو جائز تھا بعد ایک دو طلاق کے کہ بدون زوج ثانی کے
مطلقہ کی رضامندی سے نکاح کر لیتا اس صورت میں تو فقط ملکیت زوج کی بسبب بینونت صغری کے زائل ہوئی تھی اور ثابت ہو چکا ہے کہ زوال ملک سے تعلیق باطل نہیں
ہوتی پھر جبتک حلت باقی ہے تو تعلیق بھی باقی ہے پھر جب عورت زوج معلق کے پاس عود کریگی اور شرط پائی جائیگی تو جسقدر طلاق کی تعلیق ہوئی تھی سب واقع ہوگی
خواہ ایک طلاق ہو خواہ دو خواہ تین وأوقع محمد بقیۃ الاولی وہی مسئلۃ الہدم الآتیۃ اور واقع کرتے ہیں امام محمد بقیہ اول کو یعنی جب تنجیز تین طلاق سے کم کی
ہوئی تو جسقدر ملک اول میں عدد طلاق کے باقی رہ گئے اسقدر بعد وجود شرط کے واقع ہونگے مثلاً زوج نے تعلیق تین طلاق کی دخول دار پر کی پھر ایک طلاق کی تنجیز کی
یعنے فی الحال واقع کر دی اور بعد زوج ثانی کے پھر زوج اول کے نکاح میں عورت آئی اور شرط تعلیق کی پائی گئی تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر ملک اول میں دو طلاق کی
تنجیز کی تھی تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ اتنا ہی بقیہ تھا ملک اول کا اور یہ مسئلہ ہدم کا ہے جو باب الرجعۃ میں آویگا خلاصہ یہ کہ تنجیز ما دون ثلث میں باتفاق
شیخین اور محمد تعلیق باطل نہیں ہوتی لیکن اختلاف ہے وقوع معلق میں شیخین کے نزدیک کل معلق واقع ہوتا ہے اور محمدؒ کے نزدیک جسقدر تین طلاق سے باقی رہا ہے اتنا واقع
ہوتا ہے وثمرتہ فیمن علق واحدۃ ثم نجز ثنتین ثم نکحہا بعد زوج آخر فدخلت لم تحرم خلافا لمحمد اور ثمرہ اختلاف شیخینؒ اور محمدؒ کا ظاہر ہوتا ہے اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ایک طلاق
کی تعلیق کی دخول دار پر پھر بعد تعلیق کے اُسنے دو طلاق کو فی الحال واقع کر دیا پھر اُس عورت سے نکاح کیا بعد دوسرے زوج کے پھر عورت دار میں داخل ہوئی تو شیخین کے
نزدیک زوج اول کو رجعت کرنا عورت سے درست ہے اسواسطے کہ زوج ثانی نے طلاق منجز کو ہدم کر دیا گویا اسکا وجود ہی نہ تھا تو زوج اول کو بملک جدید پھر تین طلاق کا اختیار حاصل ہے پھر جب ایک

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تحقیق بسبب فوت ہونے [illegible] قسم [illegible] کرنے [illegible] باقی [illegible] زوجیت کا [illegible]

گھر میں تو طلاق [illegible] نہیں [illegible] تعلیق [illegible] اگر عورت اُس [illegible] میں داخل ہوئی تو طلاق [illegible]

شرح ملتقی میں [illegible] بیان کیا ہو اور عنقریب [illegible] کتاب الایمان کے [illegible] شرح میں [illegible]

اور [illegible] اگر زوج نے اپنی [illegible] سے کہا کہ اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو [illegible]

پھر وہ لونڈی آزاد ہو گئی بعد [illegible] داخل ہوئی تو زوج کو اُس سے رجعت کرنا درست ہو [illegible]

زیادہ [illegible] اختیار [illegible] طلاق کی تعلیق ہوئی [illegible] پھر جب شرط پائی گئی [illegible] تین طلاق [illegible]

واقع ہوئیں تو ایک طلاق کی ملکیت زوج کو باقی رہی اسواسطے رجعت کرسکتا ہو والفاظ الشرط [illegible]

[illegible] اور الفاظ شرط کے [illegible] وجود جزا کی [illegible] وجود جزا پر دلالت کرتے ہیں [illegible]

ہو [illegible] اگر زوج نے [illegible] فی الحال طلاق واقع ہوگی جبتک کہ زوج تعلیق کی نیت نہ کرے اور اگر تعلیق کی نیت کریگا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اُسکا عموم زیادہ ہوگیا یعنی تعمیم فعل کی بار بار مراد ہوئی کذا فی النہایہ اور یہ مسئلہ غریب ہی وجہ غرابت کی یہ ہی کہ تکرار فعل کی فقط کلما مین مشہور ہی نہ اسکے غیر مین اور بحر الرائق
مین روایت غایہ کو احد القولین ٹھہرایا ہی اور کہا ہی کہ غیر کلما کے کوئی موجب تکرار فعل نہین کذا فی حاشیۃ المدنی وفیہا کلہا تنحل ای تبطل الیمین ببطلان التعلیق اذا
وجد الشرط مرۃ الا فی کلما فانہ تنحل بعد الثلث لاقتضائہا عموم الافعال کاقتضاء کل عموم الاسماء اور ان الفاظ شرط مین سب مین باطل ہو جاتی ہی
یمین بسبب باطل ہو جانے تعلیق کے جبکہ ایکبار شرط پائی جاوے مگر کلما کے لفظ مین ایکبار شرط پائی جانے سے یمین باطل نہین ہوتی اسواسطے کہ کلما مین تعلیق بعد تین بار کے یمین
باطل ہوتی ہی بواسطہ اقتضاء کلما کے عموم افعال کو جیسے کہ مقتضی ہی لفظ کل کا عموم اسما کو تو اگر زوج نے کہا کہ کلما دخلت الدار فانت طالق پھر عورت داخل ہوئی
گھر مین تین بار تو وہ تین طلاق کر بائن ہوگی پھر اگر بعد زوج ثانی کے زوج اول کے نکاح مین آویگی اور چوتھی بار گھر مین داخل ہوگی تو کچھ نہ واقع ہوگا بسبب بطلان تعلیق کے
اور اگر کہا کل امرأۃ اتزوجہا فہی طالق یعنی جس عورت سے کہ مین نکاح کرون تو وہ طالق ہی تو ہر عورت مطلقہ ہوگی بعد نکاح کے پھر اگر دوسری بار اُسی عورت سے نکاح
کریگا تو طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ لفظ کل عموم اسما کو مقتضی ہی نہ عموم افعال کو فلا یقع ان نکحہا بعد زوج آخر الا اذا دخلت کلما علی التزوج نحو کلما تزوجتک
فانت کذا لدخولہا علی سبب الملک وہو غیر متناہ تو نہ واقع ہوگی طلاق کلما دخلت الدار فانت طالق کے کہنے اور عورت کے تین بار داخل ہونے کے بعد اگر زوج
اول اُس سے نکاح کریگا بعد زوج ثانی کے مگر جبکہ داخل ہو کلما تزوج کے لفظ پر چنانچہ کلما تزوجتک فانت کذا یعنی جبکہ مین تجھسے تزوج کرون تو تو طالق ہی تو اس صورت
مین بعد نکاح کرنے تین بار کے بھی تعلیق نہ باطل ہوگی بسبب داخل ہونے کلما کے ملک کے سبب پر یعنی تزوج پر اور سبب ملک کا متناہی نہین تو طلاق واقع ہوگی ہر بار
نکاح کرنے سے اگرچہ ستر بار نکاح کرلے ستر زوج کے بعد اسواسطے کہ جب شرط پائی جائیگی یعنی تزوج تو بالضرور اُسکو جزا لاحق ہوگی یعنی طلاق ومن لطیف مسائلہا
لو قال لموطوءتہ کلما طلقتک فانت طالق فطلقہا واحدۃ یقع ثنتان اور مسائل کلما سے لطیف مسئلہ یہ ہی کہ اگر کہا زوج نے اپنی مدخولہ سے کہ جبکہ مین تجھکو طلاق
دون تو تو طالق ہی پھر اُسکو ایکبار طلاق دی تو دو بار طلاق واقع ہوگی ایک طلاق بسبب تنجیز کے اور دوسری طلاق بسبب تعلیق کے بواسطے وجود شرط کے ولو قال کلما وقع
علیک طلاقی یقع ثلث لتکرر الوقوع لکنہ لا یزید علیہ الثلث اور اس قول مین کہ کلما وقع علیک طلاقی فانت طالق یعنی جب تجھپر طلاق واقع ہو تو تو طالق ہی پھر
اُسکو ایک طلاق دی تو تین بار طلاق واقع ہوگی بسبب مکرر ہونے وقوع طلاق کے اسواسطے کہ جب ایک طلاق دی تو شرط پائی گئی تو دوسری طلاق واقع ہوئی
اور ثانی کے وقوع سے پھر شرط پائی گئی تو تیسری طلاق واقع ہوئی وعلی ہذا القیاس الی غیر النہایہ لیکن وقوع طلاق کا تین سے زیادہ نہوگا اسواسطے تنجیز تین کی مبطل ہی
تعلیق کی بخلاف مسئلہ سابقہ کے کہ اُسمین تکرار وقوع کی نہین تو دو ہی بار واقع ہوگی نہ تین بار واللہ اعلم وزوال الملک من نکاح او یمین لا یبطل الیمین فلو ابانہا او باع
ثم نکحہا او اشتراہ فوجد الشرط طلقت وعتق لبقاء التعلیق ببقاء محلہ اور بعد تعلیق کے زوال ملک کا ملک نکاح کا زوال ہو یا ملک یمین کا نہین باطل کرتا تعلیق
کو تو اگر منکوحہ کو ایک طلاق یا دو طلاق بائن دی اور اُسکی عدت گذر گئی یا غلام کو بیچا بعد تعلیق عتق کے پھر نکاح کیا مطلقہ بائنہ سے گو بعد زوج ثانی
کے یا اُس غلام کو مول لیا پھر تعلیق کی شرط پائی گئی تو عورت مطلقہ ہوگی اور غلام آزاد ہوگا بجہت بقاء تعلیق کے بسبب باقی رہنے کل تعلیق کے مراد محل
تعلیق سے عورت اور غلام ہی اور یہ جو کہا کہ زوال ملک مبطل تعلیق کا نہین یہ اُس صورت مین ہی جبکہ زوال کمتر تین طلاق سے ہوا ہو اور اگر زوال ملک کا تین طلاق سے
ہوا ہو تو بلاشبہ مبطل ہی تعلیق کا اسواسطے کہ تنجیز تین طلاق کی مبطل ہی تعلیق کی کما مر وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقا لکن ان وجد فی الملک طلقت وعتق
والا لا اور باطل ہو جاتی ہی تعلیق بعد پائے جانے شرط کے ہر طرح سے یعنے وجود شرط کا ملک مین ہوا ہو یا غیر ملک مین دونون طرح تعلیق باقی نہین رہتی لیکن اگر ملک
مین شرط پائی گئی تو عورت مطلقہ ہوگی اور غلام آزاد ہوگا اور اگر شرط ملک مین نہ پائی گئی اسطرح کہ عورت داخل ہوئی گھر مین مثلاً بعد ابانت اور انقضاے عدت کے
قبل تزوج کے تو عورت مطلقہ نہوگی اسیطرح غلام آزاد نہوگا اسواسطے کہ جزا شرط کو لاحق نہین ہوئی غیر ملک مین چنانچہ اسی شارح نے مسئلہ آیندہ کو متفرع کیا فحیلۃ من علق الثلث
بدخول الدار ان یطلقہا واحدۃ ثم بعد العدۃ تدخلہا فتنحل الیمین فینکحہا ترجمہ حیلہ اُس شخص کے واسطے جسنے معلق کیا تین طلاق کو دخول دار پر یہ ہی کہ عورت کو ایک طلاق دے پھر جبکہ پوری ہوجاے

اگر کسی نے شوہر پر دعوی کیا ... عورت کی طرف سے ... نہیں ہے اسواسطے کہ بعد وجود شرط کے تحقق ... عورت کی طرف
اسکو ... صورت میں ... اسکا ... تو ... وجود ... اس صورت میں ہوسکتا ہے کہ تصدیق ... کیا ... کہ ... مثل ... حیض
ہوں گی تو دونوں کی صورت کے لیے ... کے صورت کو یمین ... ذکر ہو جانا چاہیے تحقیق ... فی حاشیۃ ... فی
وجود الشرط ... القول لہ مع الیمین ... ما لم یقم البینۃ وفی البحر الرائق ... اور ... ثبوت شرط ... سے ...
کو ثبوت کرو اسواسطے کہ ... کیا ... شامل ہے چنانچہ ... لم ... ما ... تو ... کے ...
سبب سے زوج کے طلاق کی اور معتبر قول منکر کا ... وصول الخ ... اذا قال ... ان ... امرأتہ ... القول ... فی البحر
الدلیل مذکور کا ... طلاق کیا زوج نے طلاق ... صورت کے ... پہنچنے ... ان کا ... ہے ... القول لہ
دعویٰ کیا زوج نے ... انکار کیا ... تو قول زوج کا معتبر ہوگا ... روایت ... کیا ... صورت ... ہو ... فی
طلاق کی اور ... ثبوت شرط کا ... کو زوج منکر ہو ... قول معتبر ... فی الخلاصۃ والبزازیۃ ان القول لہا ... فی
تفسیر المتون الذین قال المصنف ... المتون والشروح ... المذہب ... لیکن تصحیح کی ... مسئلہ ... کی
مسئلہ سابقہ میں صورت ہی کا قول معتبر ... ثابت ... البحر الرائق ... متون کی تفصیل کا ... متون میں قول
معتبر ... کے نزدیک ... قول ... مختلف ہو ... مصنف نے ... الخلاصہ میں ... البحر الرائق کے ...
فتوی ... متون اور شروح کے اسواسطے کہ متون اور شروح ... موضوع ہیں ... مذہب میں ... شرح کی ... الخلاصۃ ...
کی نسبت پر اسواسطے کہ وہ دونوں ... اہل ... کے نزدیک ... نہیں الا اذا ... ان القول قولہا ... ان ... کان ...
اللیلۃ ... کذا ... وطاقت ... عورت ... اپنے ... قول ... شرط ... اگر ... کہا ... کو
آج کی رات میری خوشدامن یا میری سالی آویگی تو میری عورت طلاق ہے ... گواہی دی کہ خوشدامن یا سالی زوج کے پاس ... گواہی مقبول ہوگی اور
عورت مطلقہ ہوگی کذا فی ... ہر چند کہ ... گواہی ... نہیں لیکن ... اسواسطے ... ظاہر ... لیکن حقیقت میں ... طلاق کا کذا فی حاشیۃ ...

وفی الیمین ان لم اجامعک فی حیضک فانت طالق للسنۃ ثم قال جامعتک ... القول قولہ ... فالمسئلۃ ... علیہا
علی الطلاق ... اور یمین میں یوں روایت ہے کہ زوج نے کہا کہ اگر میں تجھ سے جماع نہ کروں تیرے حیض کے اندر تو تو طلاق ہے موافق سنت ...
حیض میں کیا اگر دعوی ... وقت عورت کو حیض موجود ہو تو زوج ہی کا قول معتبر ہو اسواسطے کہ ... جماع ... حیض میں ... نہیں
اور اگر وقت ... عورت طاہر ہو ... نہیں تو قول زوج کی تصدیق نہ ہوگی اسواسطے کہ ... اسکے قول کے مخالف ہے اور ... وقت ...
کتاب ... المسئلۃ ... وجود الشرط فالقول ... یعنی ان ... طالق یہ دونوں مسئلے ... طلاق ... سے ... تقیید ...
یمین کی روایت ثابت ہوئی یعنی وقت طہارت حیض کے زوج کا قول معتبر ... آیندہ کی ... الا انہا ... لنفسہا
فاحشہ ... اور وجود شرط جسکا وجود معلوم ہو سکے بجز عورت ... حیض اور ... عورت کے قول کی ... ہوگی ...
حق میں اسواسطے کہ ... اسی صورت ... کذا فی حاشیۃ ... تصدیق قول عورت کی باعتبار ... فی البحر الرائق ...
بدون عورت کے معلوم نہیں ہو سکتی ... حکم شرعی مترتب ہو تو عورت ... خبر ... احتلام ... الاحتلام ... صورت
قریب البلوغ بالغہ کی برابر ہو اور احتلام ... حیض ... قول ... اگر حیض ... طلاق کی ... قریب البلوغ ...

باحتلام ولکنه اور اسی طرح غلام قریب البلوغ کی آزادی بھی احتلام پر معلق ہے یعنی اگر مولیٰ نے کہا کہ تجھکو احتلام ہو تو آزاد ہے اسکے قول کی تصدیق ہوگی مثل حیض کے کقوله ان حضت فانت طالق
وفلانة وان کنت تحبین عذاب الله فانت کذا وعبده حر فلو قالت حضت والحیض قائم وان انقطع لم یقبل قوله لانه ظهر ضد حنثه اور حیض طلقت هی
فقط ان کذبها الزوج فان صدقها او علم وجود الحیض طلقتا جمیعا حدادی چنانچہ یوں کہا زوج کا اگر تو حائض ہوئی تو تو طالق ہے اور فلانی عورت طالق ہے یا یوں کہا کہ
اگر تو عذاب خدا کو دوست رکھتی ہے تو تو طالق ہے یا غلام اسکا آزاد ہے تو اگر عورت نے کہا کہ میں حائض ہوئی درحالانکہ حیض اُسوقت قائم ہے اور اگر حیض منقطع ہوگیا تو اسکا
قول مقبول نہوگا چنانچہ زیلعی اور حدادی نے اسکو مصرح کیا ہے یا عورت نے یوں کہا مسئلہ ثانیہ کے جواب میں کہ میں عذاب اللہ کو دوست رکھتی ہوں تو فقط وہی عورت مخبرہ مطلقہ
ہوگی نہ اُسکی سوت اگر زوج نے اسکی تکذیب کی اور اگر زوج نے اسکی تصدیق کی یا زوج کو اُسکے حیض کا ہونا معلوم ہوگیا تو دونوں عورتیں مطلقہ ہونگی یعنی خبر دینے والی
اور اُسکی سوت کذا صرح الحدادی وفی ان حضت لا یقع برؤیة الدم لاحتمال الاستحاضة فان استمر ثلاثا وقع من حین رأت الدم وکان بدعیا اور اگر کہا کہ اگر تو حائض
ہوگی تو تو طالق ہے تو طلاق واقع نہوگی بمجرد نظر آنے خون کے بسبب اس احتمال کے کہ شاید یہ استحاضہ کا ہو پس اگر خون برابر جاری رہا تین دن تو طلاق واقع ہوگی اُسوقت سے کہ عورت
نے خون کو دیکھا اور یہ طلاق بدعی ہوئی اسواسطے کہ حیض میں واقع ہوئی فلو غیر مدخولة فتزوجت باخر فی ثلاثة ایام صح نکاحها فیها اذ زوج الاول وارث لثانی ان تصدق فی حقها
دون حقه اور پھر اگر عورت غیر مدخولہ ہو سو نکاح کر لے دوسرے شوہر سے تین دن میں تو یہ نکاح صحیح ہوگا پھر اگر غیر مدخولہ بعد نکاح ثانی کے مرگئی تین دن کے اندر تو وراثت اس عورت کی
زوج اول کو ہوگی اسواسطے کہ معلوم نہیں کہ یہ خون حیض تھا یا نہیں کیونکہ حیض تین دن سے کم نہیں ہوتا اور اگر تین دن برابر خون جاری رہا تو زوج ثانی اسکا وارث ہوگا اور تصدیق
ہوگی عورت کے قول کی اپنے حق میں نہ اسکی سوت کے حق میں کما مر وفی ان حضت حیضة او نصفها او ثلثها او سدسها لعدم تجزیها لا یقع حتی تطهر منها لان الحیضة
اسم للکامل اور زوج نے کہا تو قول ہے کہ اگر تو حائض ہوگی ایک حیض کہ یا نصف حیض یا ثلث حیض یا سدس حیض کہ یعنی کل اور بعض حیض کہنا یکسان ہے بسبب
عدم قسمت پذیری حیض کے تو ایک یا بعض حیض کی تعلیق سے طلاق نہ واقع ہوگی یہانتک کہ پاک ہوجاوے عورت اس سے اسواسطے کہ ایک حیض تمام ہے پورے حیض کا
اور پورا ہونا بدون پاکی کے متصور نہیں ثم انما یقبل قولها اذا کانت الحیضة اخری جوہرة جوہرہ میں ہے کہ قول عورت کا حیض ہونے میں اسوقت مقبول ہے کہ اسے دوسری بار حیض نہیں دیکھا کذا فی
الجوہرہ یعنی حالت حیض میں ہا لیکن پاک ہونے سے بعض کا اظہار کیا تب تک مقبول ہوگا اور اگر حیض ثانی میں اظہار کیا تو مقبول ہوگا وفی ان صمت یوما فانت
طالق تطلق حین غربت الشمس من یوم صومها بخلاف ان صمت فانه یصدق بساعة اور اس قول میں کہ اگر تو روزہ رکھیگی ایکدن تو تو طالق ہے تو طلاق
واقع ہوگی بوقت غروب آفتاب کے جس دن روزہ رکھے بخلاف اس قول کے کہ ان صمت یعنی اگر تو صائم ہوگی تو تو طالق ہے تو غروب آفتاب کی ضرورت نہیں اسواسطے
کہ صوم لغوی ایک ساعت پر بھی صادق آتا ہے قال لها ان ولدت غلاما فانت طالق واحدة وان ولدت جاریة فانت طالق ثنتین فولدتهما ولم یدر الاول
تلزمه واحدة قضاء وثنتان تنزها ای احتیاطا لاحتمال تقدم الجاریة کہا زوجہ سے کہ اگر تو لڑکا جنی تو تجھکو ایکبار طلاق ہے اور لڑکی جنی تو تجھکو دوبار طلاق ہے سو عورت
لڑکا اور لڑکی ایک کے دوسرے کے بعد جنی اور معلوم نہیں ہے اول کون جنی لڑکا یا لڑکی تو لازم ہوگی اسکو ایک طلاق باعتبار قضا کے اور دوبار طلاق باعتبار احتیاط کے
بسبب احتمال تقدم جاریہ کے یعنی شاید اول لڑکی ہی پیدا ہوئی ہو ومضت العدة بالثانی فلذا لم یقع به شیء لان الطلاق المقارن لانقضاء العدة لا یقع اور آخر کی عدت
اس طلاق کی لڑکا ثانی سے اور اسی سبب ولد ثانی کے تولد سے کچھ نہ واقع ہوگا اسواسطے کہ جو طلاق کہ متصل ہوا انقضاء عدت کے اس سے کچھ نہیں واقع ہوتا کذا فی حاشیة المدنی فان
علم الاول فلا کلام وان اختلفا فالقول للزوج لانه منکر وان تیقن بهما او تصادقا فالثلث وتعتد بالاقراء پھر اگر معلوم ہو پہلا ولد تو اسمیں کچھ کلام کی حاجت نہیں اگر
عورت اول لڑکا جنی تو ایک طلاق واقع ہوگی اور بعد لڑکی پیدا ہونے سے آخر ہوگی پھر دوسری طلاق نہ واقع ہوگی اور اگر اول لڑکی جنی تو دوبار طلاق واقع ہوگی اور
عدت لڑکا ہونے سے منقضی ہوگی پھر تیسری طلاق نہ واقع ہوگی اور اگر زوجین میں اختلاف ہوا سو عورت نے دعوی کیا کہ اول لڑکی پیدا ہوئی اور زوج نے کہا کہ نہیں اول لڑکا ہوا تو
زوج کا قول معتبر ہوگا اسواسطے کہ وہ منکر ہے لزوم طلاق ثانی کا اور اگر ثابت ہوئی دونوں کی ولادت ساتھ ہی تو تین طلاق واقع ہونگی اور عدت حیضوں سے ہوگی اسواسطے کہ عدت

بسبب [illegible] منقضی ہونیکی اسواسطے کہ [illegible] شرط [illegible] ہوگی عدت کی وان ولدت غلاما وجارية [illegible] الخ [illegible]
اور [illegible] ایک [illegible] سے پہلے [illegible] تو ایک طلاق واقع ہوگی اور تین بنابر احتیاط کے اسواسطے کہ اگر لڑکا اول [illegible]
درمیان میں [illegible] ہوگی ایک [illegible] سبب [illegible] لڑکی کے سبب سے [illegible] طلاق [illegible] سبب [illegible]
ہوگی کذا فی حاشیۃ الطحطاوی [illegible]
طلاق واقع ہوگی اور بنابر احتیاط کے تین اسواسطے کہ اگر [illegible] غلام پہلے ہی تو ایک [illegible] پہلے [illegible]
[illegible] اور اگر جاریہ [illegible] سواسطے کہ انقضاء عدت اسکی ولادت سے متعلق ہو اور اگر جاریہ اول [illegible] تو تین طلاق واقع ہوگی [illegible]
دوسرا بچہ تو یہ مسئلہ متعلق ہو ایک اور تین کو تو قضا میں اقل لازم ہوگا اور بنابر احتیاط کے اکثر کذا فی حاشیۃ الحموی [illegible] وقال ان کان حملک
غلاما فانت طالق واحدة وان كان جارية فثنتين فولدت غلاما وجارية لم تطلق لان الحمل اسم للكل فما لم يكن الكل غلاما او جارية لم تطلق اور یہ مسئلہ وارد کا
مخالف ہو مسئلہ کل [illegible] اس طرح کہ اگر زوج نے کہا کہ اگر تیرا حمل لڑکا ہو تو تجھکو ایک طلاق ہو اور اگر لڑکی ہو تو دو طلاق ہیں پھر وہ لڑکا اور لڑکی ساتھ ہی جنی تو طلاق
نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ حمل نام ہو کل کا اسواسطے کہ اسم جنس مضاف ہو سبکو شامل ہے تو جب تک کل حمل لڑکا یا لڑکی نہو گا تو طلاق واقع ہوگی بسبب
نپائے جانے شرط کے وکذا لو قال ان کان ما فی بطنک غلاما والمسئلة بحالها لم تطلق اور اسی طرح طلاق نہ واقع ہوگی اگر زوج نے کہا کہ جو تیرے پیٹ میں ہو اگر لڑکا
ہو تو تجھکو ایک طلاق ہو پھر وہ لڑکا اور لڑکی ساتھ ہی جنی تو طلاق نہ واقع ہوگی بسبب عموم لفظ ما کے تو مطلب یہ ہوا کہ جب جمیع ما فی البطن لڑکا ہو تب شرط پائی جائیگی
الساہین بخلاف ان کان فی بطنک غلام والمسئلة بحالها فانه تقع الثلاث لعدم اللفظ العام بخلاف سابق کے یہ مسئلہ ہو کہ اگر زوج نے کہا کہ اگر تیرے پیٹ میں
لڑکا ہو تو تجھکو ایک طلاق ہو اور اگر لڑکی ہو تو دو طلاق ہیں پھر عورت لڑکا اور لڑکی ساتھ ہی جنی تو تین طلاق واقع ہونگی اسواسطے کہ اس میں کوئی عام لفظ
نہیں کہ جمیع ما فی البطن مراد ہو بلکہ لفظ فی البطن کا لڑکا اور لڑکی دونوں پر صادق آتا ہو فروع مسائل متفرقہ شارح کے [illegible] حتی بلا [illegible] سنتین من
وقت الیمین اگر معلق کیا طلاق کو عورت کے حمل پر تو طلاق [illegible] واقع ہوگی [illegible] دو برس سے زیادہ [illegible] تعلیق سے یعنی بعد تعلیق کے جبتک دو برس سے زیادہ ولادت
ہوگی طلاق نہ واقع ہوگی اور اگر قبل دو برس کے یا پورے دو برس میں جنے تو طلاق ہوگی اسواسطے کہ احتمال ہو کہ شاید حمل تعلیق سے پہلے ہوا ہو کذا فی حاشیۃ للسندی
قال ان ولدت ولدا فانت طالق وحرة فولدت ولدا میتا طلقت وعتقت کہا کہ اگر تو لڑکا جنے گی تو تو طالق ہو یا آزاد ہو پھر عورت مردہ لڑکا جنی تو زوجہ
مطلقہ ہوگی اور لونڈی آزاد ہوگی اسواسطے کہ مردہ کو بھی لڑکا کہتے ہیں قال لام ولده ان ولدت فانت حرة تنقضی بالولد جو کہا اپنی ام ولد سے کہ
اگر تو جنے گی تو تو آزاد ہو پھر وہ مردہ لڑکا جنی تو اسکے ام ولد کی عدت منقضی ہو جائیگی کذا فی الجوہرۃ [illegible] علی در مختار [illegible] نے کہا کہ اس مسئلہ میں [illegible] واقع ہوا ہو
اسواسطے کہ عدت نہیں [illegible] مگر بعد آزاد ہونے کے اور آزادی ثابت نہیں ہوئی مگر بعد ولادت کے تو کیونکر ولادت سے عدت منقضی ہوگی [illegible] نے جواب دیا کہ قیاس تو یہی ہو لیکن عدت
مقصود تو یہ ہو کہ رحم کی صفائی معلوم ہو اور ولادت سے صفائی تو ثابت ہو گئی لہذا ولادت ہی پر اکتفا کی واللہ اعلم کذا فی حاشیۃ [illegible] علق العتاق والطلاق بالولد
الثلث تشبیہین حقیقة بتكرار الشرط اولا كان جاء زيد وبكر فانت كذا [illegible] المعلق ان وجد الشرط الثاني في الملك الا اذا اشترط الملك حالة [illegible]
رباعیۃ تعلیق کی عتاق اور طلاق کی گو تین طلاق ہوں دو چیز پر فی الحقیقۃ دو پر تعلیق ہو بسبب مکرر ہونے شرط کے اسطرح کہ اگر آویگا زید اور اگر آویگا بکر تو تو طالق
ہو یا تعلیق دو چیز پر بدون تکرار شرط کے ہو اسطرح کہ اگر آویگا زید اور بکر تو تو طالق ہو یا آزاد ہو تو عتاق یا طلاق معلق واقع ہوگی اگر شرط ثانی ملک میں پائی
جاوے اور اگر شرط ثانی ملک میں [illegible] پائی جاویگی تو معلق نہ واقع ہوگی بسبب شرط [illegible] ملک کے وقت حنث یعنی تعلیق ٹوٹنے کے وقت ملک ضرور ہو پھر جب شرط ثانی ملک
میں حاصل ہوئی تو معلق واقع ہوگی اور شرط اول کا ملک میں حاصل ہونا کافی نہیں اور یہ مسئلہ رباعی ہو یعنی چار صورتوں کا محتمل ہو ایک صورت یہ کہ دونوں چیزیں ملک میں پائی

جاوین اسمین طلاق واقع ہوگی دوسری صورت یہ کہ دونون چیزین ملک مین نہ پائی جاوین اسمین طلاق نہوگی تیسری صورت یہ کہ اول چیز ملک مین پائی گئی نہ دوسری
تو اسمین طلاق نہوگی چوتھے یہ کہ دوسری چیز ملک مین پائی گئی نہ پہلی اسمین طلاق واقع ہوگی علق الثلاث او العتق بالوطی حنث بالتقاء الختانین ولم
یجب علیہ العقر فی اللبث بعد الایلاج لان اللبث لیس بوطی معلق کیا تین طلاق کو یا اپنی لونڈی کی آزادی کو جماع پر تو حانث ہوگا مجرد ملنے
دونون شرمگاہ کے یعنی بمجرد دخول کے طلاق اور آزادی ثابت ہوگی اور نہ واجب ہوگا مرد پر عقر دونون صورتون مین بسبب توقف اور درنگی کے بعد ادخال
کے اسواسطے کہ ٹھہرنا اور درنگی جماع نہین بلکہ جماع عبارت ہے ادخال سے سوا ادخال بعد طلقات ثلثہ اور عتق کے نہین پایا گیا عقر عبارت ہے مہر مثل سے
حرہ مین لونڈی مین دسوان حصہ قیمت کا اگر وہ باکرہ ہو اور اگر باکرہ نہو تو بیسوان حصہ ولذا لم یصر مراجعا فی الطلاق الرجعی اور چونکہ لفظ ٹھہرنا بدون ادخال کے
جماع نہین لہذا بسبب ٹھہرنے کے طلاق رجعی مین زوج مراجع نہوگا یعنی زوج نے دخول کیا پھر عورت کو طلاق رجعی دی اور ٹھہر گیا بدون حرکت کے تو مجرد اس ٹھہرنے
کے رجعت ثابت نہوگی نزدیک محمد رح کے اسواسطے کہ اس فعل کو جماع نہین کہتے اور ابو یوسف رح کے نزدیک فقط اسی فعل سے رجعت ثابت ہے اسواسطے کہ بعد طلاق
رجعی ٹھہرنا مساس سے خالی نہین اور مساس مثبت ہے رجعت کا بحر الرائق مین کہا کہ مذہب ابو یوسف رح کا بسبب قوت دلیل کے لائق ترجیح کے ہے کذا فی حاشیۃ المدنی الا اذا اخرج ثم
اولج ثانیا حقیقۃ او حکما بان حرک نفسہ فیصیر مراجعا بالحرکۃ الثانیۃ ویجب العقر لا الحد لاتحاد المجلس مگر جبکہ زوج نے نکالا پھر داخل کیا دوبارہ خواہ ادخال ثانی حقیقۃ ہو اسطرح
کہ آلہ تناسل کو عورت کی شرمگاہ سے جدا کیا پھر داخل کیا یا ادخال حکما ہو اسطرح کہ بالانفصال حرکت دی بدون اخراج اور ادخال کے تو دونون طرح زوج مراجع ہوگا
بسبب دوسری حرکت کے طلاق رجعی مین اور مرد پر عقر واجب ہوگا تین طلاق یا عتق کی تعلیق مین اور حد نہ واجب ہوگی بسبب متحد ہونے مجلس عتق اور وطی کے مع اس
قول سے شارح نے معراج الدرایہ کے اعتراض کو دفع کیا اسمین یون مذکور ہے کہ تعلیق عتق مین جبکہ آلہ تناسل کو خارج کیا پھر داخل کیا تو چاہیے کہ مرد پر حد زنا واجب
آوے اسواسطے کہ یہ وطی بعد آزاد ہونے لونڈی کے نہ ملک مین داخل ہوئی نہ شبہ حلت مین بخلاف مسئلہ تعلیق طلاق کے کہ وہان شبہ حلت کا موجود ہے یعنی عدت
شارح نے جواب دیا کہ بسبب اتحاد مجلس کے یہ فعل ابتدائی نہین ہے اس وجہ سے کہ حد لازم آوے کذا فی حاشیۃ المدنی لا تطلق الجدیدۃ فی قولہ للقدیمۃ ان نکحتہا اے فلانۃ
علیک فہی طالق اذا نکح فلانۃ علیہا فی عدۃ البائن لان الشرط مشارکتہا فی القسم ولم یوجد نہ مطلقہ ہوگی منکوحہ جدیدہ منکوحہ قدیمہ کو اسطرح کہنے سے
زوج کے کہ اگر مین فلانی سے نکاح کرون تیرے اوپر تو وہ طالق ہے جبکہ نکاح کیا زوج نے فلانی سے قدیمہ پر اسکی طلاق بائن کی عدت مین یعنی اول
قدیمہ کو طلاق بائن دی پھر اسکی عدت مین جدیدہ سے نکاح کیا تو جدیدہ پر طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ شرط طلاق جدیدہ کی شارکت تھی جدیدہ کی قدیمہ کے
ساتھ باری مین حالانکہ مشارکت مذکورہ بعد طلاق بائن کے موجود نہین ہم عدم لزوم قسم کی تعلیل خوب نہین اسواسطے کہ اگر جدیدہ سے سفر مین زوج نکاح کریگا تو
بھی طلاق واقع ہوگی حالانکہ سفر مین باری نہین تو عدم بقاے نکاح قدیمہ بہتر تعلیل ہے عدم طلاق کی کذا فی حاشیۃ المدنی ولو نکح فی عدۃ الرجعی او لم یقل علیک
طلقت الجدیدۃ ذکرہ مسکین وقیدہ فی النہر بحثا بما اذا راجعہا والا فلا قسمۃ لہا کما مر اور اگر نکاح کیا جدیدہ سے قدیمہ کی عدت رجعی مین یا زوج نے یون نہ کہا کہ
اگر تیرے اوپر نکاح کرون بلکہ یون کہا کہ اگر فلانی سے نکاح کرون تو وہ طالق ہے تو دونون صورتون مین منکوحہ جدیدہ مطلقہ ہوگی مذکور کیا اسکو
مسکین نے اور نہر الفائق مین بحث کرکے طلاق مذکور کو مقید کیا ہے قصد رجعت سے یعنی زوج جب قدیمہ سے رجعت کا ارادہ رکھتا ہو تب جدیدہ پر طلاق
واقع ہوگی اور اگر ارادہ رجعت کا نہین تو مطلقہ رجعی کی باری نہین چنانچہ باب القسم مین اسکا بیان ہو چکا پھر جب اسکی باری نہوئی تو جدیدہ مطلقہ بھی نہوگی
بسبب عدم شرط کے ہم عنقریب گذرا کہ سفر مین باری نہین حالانکہ وہان بھی نکاح جائز نہین تو بحث صاحب نہر الفائق کی مندفع ہوگئی کذا فی حاشیۃ
المدنی قال لہا انت طالق انشاء اللہ متصلا الا لتنفس او سعال او جشاء او عطاس او ثقل لسان او امساک فم او فاصل مفید لتاکید او تکمیل او حد
طلاق او نداء کانت طالق یا زانیۃ او یا طالق ان شاء اللہ صح الاستثناء خانیۃ کہا زوج نے کہ تو طالق ہے انشاء اللہ ملا کر یعنی یہ کہ انشاء اللہ کو متصل کہا

[illegible] … [illegible]

[illegible] … [illegible]

[illegible] … [illegible]

[illegible] انشاء اللہ … استثنا صحیح … [illegible]

[illegible] … [illegible]

کرنے طلاق [illegible] واقع ہو واسطے طلاق نہیں [illegible] جیسا کہ شخص … ہوا تو واقع ہوگا صحت استثنا کو اور [illegible]

طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ یہ قائل [illegible] کہ مانع ہے صحت استثنا کا [illegible] جیسا اور [illegible]

قنیہ [illegible] النہر والرشد [illegible] انت طالق … اور انشاء اللہ تو طلاق واقع ہوگی [illegible] نیت سے [illegible] کی نیت سے کذا فی القنیہ اور

تقویت [illegible] قنیہ کو بحر الرائق [illegible] بحر الرائق [illegible] قنیہ کی روایت کی تضعیف ہے اور بحر الرائق [illegible] تقویت [illegible] الدر المختار [illegible]

[illegible] رجعی اور [illegible] نے بحر الرائق کی تصویب کی [illegible] دلیل [illegible] طلاق کا [illegible] رجعی [illegible]

جبکہ زبان سے طلاق نہیں ہوتی تو اسکی نیت سے بھی طلاق نہ واقع ہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی [illegible] فی [illegible] استثنا [illegible]

[illegible] استثنا متصل مسموع ہو اسطرح کہ اگر [illegible] کرے کوئی شخص اپنا کان متکلم کے منھ کی طرف تو سن لے تو صحیح ہوا استثنا کرنا بہرے آدمی کا کذا [illegible]

الہندیہ یعنی جب سماع کی یہ حد ہوئی کہ دوسرا آدمی کان لگانے سے سن سکے تو بہرے آدمی کا استثنا کرنا بھی صحیح ہوگا اگرچہ وہ خود نہیں سنتا لیکن دوسرا سن سکتا ہے

[illegible] قول [illegible] کا مسموع قول وہ ہے جسکو آپ نے اس سے [illegible] مستثنی ہے کذا فی حاشیۃ المدنی لا یقع للشک واقع ہوگی طلاق انشاء اللہ کہنے کے سبب

شک کے اسواسطے کہ زوج نے طلاق کو معلق کیا خدا کی مشیت پر اور خدا کی مشیت معلوم نہیں تو جو شک پڑا مشیت اور عدم مشیت [illegible] ثابت موجود ہے یا نہیں تو

طلاق ثابت ہوگی بسبب شک کے و ان ماتت قبل قولہ ان شاء اللہ طلاق نہ واقع ہوگی اگرچہ زوجہ گئی ہو انشاء اللہ کہنے سے پہلے یعنی زوج نے [illegible] کہا تھا

کہ انت طالق اور انشاء اللہ کہنے کی نوبت نہ آئی کہ زوجہ [illegible] مرگئی تو بھی طلاق نہ واقع ہوگی عدم طلاق کا ثمرہ یہ ہے کہ زوجہ [illegible] کا زوج وارث ہوگا اور اگر طلاق

ہوتی تو زوج اسکا وارث ہوتا کذا فی حاشیۃ المدنی و ان مات یقع اور اگر زوج مرگیا قبل تلفظ انشاء اللہ کے طلاق واقع ہوگی بسبب عدم استثنا کے [illegible] استثنا زوج کا ارادہ

اسطرح معلوم ہوسکتا ہے کہ زوج نے قبل لفظ طلاق کے کسی شخص سے قصد استثنا کو مذکور کیا ہو ولا یشترط فیہ القصد اور شرط نہیں ہے استثنا میں قصد استثنا کو [illegible] تین

طلاق دینے کا ارادہ کیا اور [illegible] زبان سے انت طالق انشاء اللہ نکل گیا تو استثنا صحیح ہوگا طلاق نہ واقع ہوگی ولا التلفظ بہما اور شرط نہیں بولنا طلاق اور استثنا کا فلو [illegible]

کتب الاستثناء موصولا او عکس او ازال الاستثناء بعد الکتابۃ لم یقع عمادیہ تو اگر بولا طلاق کو اور لکھا استثنا متصل [illegible] یا اسکے برعکس کیا یعنی طلاق لکھا اور استثنا کو زبان سے

بولا یا طلاق اور استثنا دونوں لکھا پھر استثنا کو بعد لکھنے کے مٹا ڈالا تو ان تینوں صورتوں میں طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ تلفظ شرط نہیں کذا فی العمادیہ ولا العلم بمعناہ حتی

لو اتی بالمشیۃ من غیر قصد جاہلا لم یقع خلافا للشافعی اور شرط نہیں جاننا معنی استثنا کا یہانتک کہ اگر زوج انشاء اللہ کو اپنے کلام میں بلاقصد ناواقفیت بولا تو بھی طلاق نہ ہوگی بخلاف

امام شافعی کے کہ انکے نزدیک صحت استثنا میں قصد اور اسکے معنی کا علم شرط ہے و افتی الشیخ الرملی الشافعی بمن حلف علی شیء بالطلاق و استثنی لاعتقادہ انہ یفید الوقوع ثم حلف

[illegible] واحد منہا واللہ اعلم اور فتوی دیا ہے شیخ رملی شافعی نے اس شخص کے حق میں جسنے قسم کھائی کسی چیز پر طلاق کی پھر انشاء اللہ کہا قسم کھانے والے کے اعتقاد [illegible]

[illegible] کہ استثنا [illegible] واللہ [illegible] استثنا [illegible] عدم وقوع طلاق کا [illegible] عالم کے نزدیک [illegible]

[illegible] شافع [illegible] اپنے علماء حنفیہ سے کسی [illegible] اس مسئلہ کو [illegible] کیا ہو [illegible] ظاہر کلام علماء حنفیہ کا یہ ہے کہ [illegible] تو [illegible] استثنا کرنا صحیح [illegible]

واللہ اعلم ولو شہد ابہا وہو لا یذکر بان کان بحال لا یدری ما یجری علی لسانہ لغضب جاز لہ الاعتماد علیہا والا لا بحر اور اگر گواہی دی دو گواہوں نے مشیت کی یعنی
انشاء اللہ کہنے کی اور زوج کو یاد نہیں اسکا کہنا سو اگر زوج وقت تکلم کے اس حال پر تھا کہ نہیں جانتا تھا کہ کیا نکلتا تھا اسکی زبان سے بسبب غضب کے تو زوج کو اعتماد
کرنا شاہدوں کے قول پر جائز ہی اور اگر اسکو ایسی حالت بیخبری کی نہ تھی تو اسکو انکے قول پر اعتماد کرنا نچاہیے کذا فی بحر الرائق ویقبل قولہ ان ادعاہ وانکرتہ
فی ظاہر المروی عن صاحب المذہب وقیل لا یقبل الا ببینۃ وعلیہ الاعتماد والفتوے احتیاطا لغلبۃ الفساد خانیۃ اور مقبول ہوگا قول زوج کا اگر وہ
مدعی ہو استثنا کا اور منکر ہو اسکی عورت ظاہر الروایت مین جو مروی ہی صاحب مذہب سے اور قول غیر ظاہر یہ ہی کہ زوج کا قول مقبول نہین ہوگا بدون گواہون کے
اور اسی قول پر اعتماد اور فتوی ہی بنابر احتیاط کے بسبب غلبہ فساد زمانہ کے کذا فی الخانیہ یعنی اہل زمانہ مین بسبب شیوع فسق کے حلال حرام کی امتیاز نہین تو بدون
گواہون کے قول زوج پر اعتماد نچاہیے طحطاوی نے کہا کہ یہ اگلے زمانہ کا حال تھا ہم اپنے زمانہ کا کیا حال بیان کرین کہ جاہل ایک طرف بعضے علماء طمع دنیا سے سائل کو یہ بھی
حیلہ سکھا دیتے ہین تا کہ طلاق نہ واقع ہو بسبب دعوی استثنا کے استغفر اللہ من شرور الفساد قیل ان عرف بالصلاح فالقول لہ اور بعضے علمانے یعنی کمال الدین بن الہمام نے
فتح القدیر مین کہا کہ اگر زوج معروف بصلاح وتقوی ہو تو اسیکا قول معتبر ہو گا خیر الدین رملی نے منح الغفار کے حاشیہ مین کہا کہ جب دو قول کی ترجیح مین اختلاف پڑے
تو ظاہر الروایت کیطرف رجوع کرنا واجب ہی کذا فی حاشیۃ المدنی وحکم من لم یوقف علی مشیتہ فیما ذکر کالانس والجن والملائکۃ والجدار والحمار کذلک اور حکم اس
شخص کا جسکی مشیت نہین معلوم ہوسکتی امر مذکور مین یعنی تعلیق بالمشیتہ مین چنانچہ آدمی اور جن اور فرشتے اور دیوار اور گدھا ایسا ہی ہی جیسا مشیت خدا کا حکم ہی
یعنی اگر زوج زوجہ سے کہے کہ تو مطلقہ ہی اگر سب آدمی یا جن یا فرشتے چاہین یا دیوار یا گدھا چاہے تو طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ سب آدمیون کی خواہش
معلوم نہین ہوسکتی اسی طرح جن اور فرشتے کی مشیت معلوم نہین ہوسکتی اور دیوار اور گدھے مین تو مطلق مشیت نہین دیوار سے مراد جمیع جمادات اور گدھے سے مراد
جمیع حیوانات ولو شرک کان شاء اللہ وشاء زید لم یقع اصلا اور اگر ملایا مشیت خدا کو ساتھ مشیت اس شخص کے جسکی مشیت معلوم ہوسکتی ہی مثلا یون کہا کہ تو مطلقہ ہی اگر
چاہا خدا نے اور چاہا زید نے تو طلاق اصلا نہ واقع ہوگی اگرچہ زید چاہے ومثل ان الا وان لم وما اذا وما لم اور مانند ان شرطیہ کے ہی لفظ الا وان لم واذا اور ما
اور ما لم کا یعنی اگر زوج نے کہا انت طالق الا ان یشاء اللہ یا یون کہا کہ انت طالق ان لم یشاء اللہ یا یون کہا کہ انت طالق اذا شاء اللہ یا یون کہا کہ
انت طالق ما شاء اللہ یا یون کہا کہ انت طالق ما لم یشاء اللہ تو ان سب مثالون مین طلاق نہ واقع ہوگی جیسا کہ انشاء اللہ کہنے سے نہین واقع ہوتی ومن الاستثناء
انت طالق لولا ابوک ولولا حسنک ولولا انی احبک فلا یقع خانیۃ اور استثنا مین سے یہ قول ہی کہ انت طالق لولا ابوک یعنی تو مطلقہ ہی اگر تیرا باپ نہ ہو اور انت طالق
لولا حسنک یعنی تو مطلقہ ہی اگر تیرا حسن نہو اور انت طالق لولا انی احبک یعنی تو مطلقہ ہی اگر مین تیرا محب نہوتا سو اس قول سے طلاق نہ واقع ہوگی کذا فی الخانیہ یہ قول
استثنا مین اسواسطے داخل ہوا کہ کلمہ لولا کا امتناع جزا پر دلالت کرتا ہی یعنی طلاق پر بسبب وجود شرط کے ومنہ سبحان اللہ ذکرہ ابن الہمام نے فتواہ اور استثنا
مین سے ہی سبحان اللہ بیان کیا ہی اسکو کمال الدین ابن الہمام نے اپنے فتوی مین یعنی اگر یون کہے کہ انت طالق سبحان اللہ تو طلاق نہ واقع ہوگی جیسے انشاء اللہ
سے نہین ہوتی حم سبحان اللہ یعنی استثنا ہونے کی حلبی محشی نے وجہ بعید بیان کی ہی کہ قتال وغیرہ محشیون کو پسند نہین اور فتح القدیر سے سبحان اللہ کا بمنزلہ
استثنا کے ہونا ثابت نہین ہوتا بلکہ خلاف اسکے متبادر ہوتا ہی واللہ اعلم کذا فی حاشیۃ المدنی قال انت طالق ثلثا وثلثا ان شاء اللہ وانت حر وحر
ان شاء اللہ طلقت ثلثا وعتق العبد عند الامام لان اللفظ الثانی لغو لا وجہ لکونہ تاکیدا للفصل بالواو بخلاف قولہ حر حر او حر وعتیق لانہ توکید وعطف
تفسیر فیصح الاستثناء کہا زوج نے کہ تو طالق ہی تین بار اور تین بار اگر چاہا اللہ نے یا مولے نے غلام سے کہا کہ تو حر ہی اور حر ہی اگر چاہا اللہ تعالی
نے تو زوجہ مطلقہ ہوگی تین طلاق کر اور غلام آزاد ہوگا نزدیک امام اعظم رحمہ اللہ کے اسواسطے کہ لفظ ثانی یعنے ثلثا اور حر لغو ہی لفظ اول سے
کچھ زیادہ فائدہ اسمین نہین اور لفظ ثانی تاکید بھی نہین ہوسکتا اسواسطے کہ جدائی ہوگئی لفظ اول کو لفظ ثانی سے بسبب واو کے اور تاکید مین جدائی نہین ہوتی تو استثنا صحیح

خود بخود ہی قول کے کہ انت حر ان شاء اللہ [illegible] تعلیق [illegible] اس واسطے کہ قول ان شاء اللہ [illegible]

تو وہ [illegible] کذا فی التبیین [illegible] ان شاء اللہ انت طالق فہو تعلیق [illegible] عند ابی یوسف [illegible] اتصال [illegible]

[illegible] قول ابی یوسف [illegible] بالعکس [illegible] عدم وقوع [illegible]

ہوتی ہو [illegible] اس قول سے کہ [illegible] انت طالق اس واسطے کہ یہ قول تعلیق ہو امام محمد کے نزدیک تعلیق [illegible] ابی یوسف کے [illegible] متصل

ہونے [illegible] کے ساتھ [illegible] تو طلاق واقع ہوگی [illegible]

[illegible] کہ انت طالق ان شاء اللہ تو [illegible] نے ابو یوسف کے قول کی [illegible] ہو کہ ابو یوسف ہی کے قول پر [illegible]

خلاف بالعکس ہو جیسے انشاء اللہ تو انت طالق ابو یوسف کے نزدیک تعلیق ہو اور امام محمد کے نزدیک تعلیق اور بہر تقدیر مفتی بہ عدم وقوع طلاق ہو جبکہ مقدم کرے

زوج مشیت کو یعنی انشاء اللہ تو کو اور فی جزا [illegible] شارح نے تصریح کی کہ اس مقام میں خلاف [illegible] ہو اور ان کی بنا لم یقع الخ تا کما فی البحر والنہر [illegible]

القہستانی وغیرہ اور اگر زوج قول مذکور میں فی اور کہا یعنی یون کہے کہ انشاء اللہ تو فانت طالق تو باتفاق امام اور صاحبین کے طلاق واقع ہوگی چنانچہ بحر الرائق

اور نہر الفائق و قہستانی وغیرہ مین مصرح ہو و ثمرتہ فیمن حلف لا یحلف بالطلاق و قال حنث علی التعلیق لا الابطال اور ثمرہ اس اختلاف کا اس شخص کے حق مین ظاہر

ہوتا ہو جسنے قسم کھائی کہ مین طلاق کی قسم نہ کھاونگا اور وہ قول بولا یعنی انشاء اللہ تو انت طالق اسکی زبان سے نکلا تو اسکی قسم ٹوٹیگی تعلیق کہنے پر نہ ابطال پر [illegible]

مستقل ہو تقدیم شرط پر متفرع نہیں چنانچہ نہر الفائق مین قاضیخان سے منقول ہو کہ طلاق قردن باستثنا صحیح نہیں ہو یعنی تعلیق ہو ابو یوسف کے نزدیک اور

محمد کے نزدیک تعلیق نہیں بلکہ ابطال ہو یعنی اصل کلام بسبب استثنا کے باطل ہو گیا کذا فی حاشیۃ المدنی و بانت طالق بمشیۃ اللہ او بارادتہ او بمحبتہ او

برضاہ لا التعلیق لان الباء للالصاق فکان کالصاق الجزاء بالشرط اور اس قول سے کہ تو طالق ہو ساتھ مشیت خدا کے یا ساتھ ارادہ خدا کے یا ساتھ محبت

خدا کے یا ساتھ رضاء الٰہی کے طلاق نہ واقع ہوگی اس واسطے کہ مشیت اور ارادہ اور محبت اور رضا کی باء بمعنی الصاق اور اتصال کے ہو تو یہ اتصال مثل اتصال جزا

کے ہوا ساتھ شرط کے تو جیسا کہ شرط اور جزا سے یعنی انت طالق انشاء اللہ سے طلاق نہیں واقع ہوتی ویسے ہی اس قول سے بھی طلاق نہ واقع ہوگی اور یہ اسلیے کہ

مشیت الٰہی اور ارادہ اور محبت اور رضا امور غیبیہ سے ہین بشر کو اطلاع اسپر ممکن نہیں تو بسبب شک کے طلاق کیونکر واقع ہو وان اضافہ ای المذکور من المشیۃ

وغیرہا الی العبد کان ذلک تملیکا فیقتصر علی المجلس کما مر اور اگر نسبت کیا مذکور سابق کو یعنے مشیت وغیرہا کو بندہ خدا کی طرف تو یہ تملیک طلاق ہوگی

منحصر ہوگی مجلس حاضر پر چنانچہ فصل مشیت مین اسکا بیان ہو چکا یعنی اگر یون کہا کہ تو طالق ہو بمشیت زید یا بارادہ زید یا بمحبت زید یا برضاے زید تو زید کو اختیار

طلاق دینے کا مجلس تک ہو نہ بعد مجلس کے وان قال بامرہ او بحکمہ او بقضائہ او باذنہ او بعلمہ او بقدرتہ یقع فی الحال اضیف الیہ تعالے

او الی العبد او یراد بمثلہ التنجیز عرفا کقولہ انت طالق بحکم القاضی اور اگر زوج نے کہا کہ تو مطلقہ ہو بامر خدا یا بحکم خدا یا بقضاء خدا یا باذن خدا یا بعلم

خدا یا بقدرت خدا تو فی الحال طلاق واقع ہوگی خواہ امور مذکورہ خدا کی طرف منسوب ہون خواہ بندہ کی طرف اس واسطے کہ ایسے قول سے عرف مین تنجیز

مراد ہوتی ہو نہ تعلیق تو گویا مطلب یہ ہوا کہ تو مطلقہ ہوئی اس واسطے کہ خدا نے طلاق دینے کا امر کیا اور حکم دیا اور اضافت الی العبد کی مثال چنانچہ زوج کا

یون کہنا کہ تو طالق ہو بحکم قاضی یا بامر قاضی یا بعلم قاضی وان قال ذلک باللام تقع فی الوجوہ کلہا لانہا للتعلیل اور اگر الفاظ عشرہ کو یعنی مشیت وغیرہ

اور امر وغیرہ کو لام کے ساتھ کہا یعنی یون کہا کہ انت طالق لمشیۃ اللہ او لامرہ تو سب صورتون مین طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ لام موضوع ہو واسطے تعلیل کے اور

علت کا ہونا طلاق کیواسطے نفس الامر مین ضرور نہین ان کان ذلک بحرف فی ان اضاف الی اللہ تعالی لا تقع فی الوجوہ کلہا لانہ فی معنی الشرط الا فی العلم

فانہ تقع فی الحال وکذا القدرۃ ان نوی بہا ضد العجز لوجود قدرتہ [illegible] کالعلم [illegible] اگر یہ الفاظ عشرہ قول مذکور مین متصل ہون بحرف فی تو اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کی

تو طلاق نہ واقع ہوگی سب صورتون مین اسواسطے کہ فی بمعنی شرط ہے تو انت طالق فی مشیۃ اللہ بجائے انت طالق انشاء اللہ کے ہے مگر لفظ علم مین فی الحال طلاق واقع ہوگی اور اسیطرح قدرت مین اگر نیت کی زوج نے قدرت سے ضد عاجزی کی طلاق واقع ہوگی بسبب موجود ہونے قدرت حق تعالیٰ کے یقیناً مانند علم الٰہی کے یعنی اگر یون کہا کہ انت طالق فی علم اللہ یا یون کہا کہ انت طالق فی قدرۃ اللہ تو فی الحال طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ علم الٰہی اور قدرت الٰہی قطعی الوجود ہین اُن تعالیٰ در علیم ہے کسیوقت نفی علم اور قدرت کی متصور نہین تو گویا یہ تعلیق ہوئی امر موجود پر تو فی الحال واقع ہوگی اور اگر زوج نے قدرت سے تقدیر کی نیت کی تو طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ حکیم مطلق کلہ شی کو مقدر کرتا ہے اور گاہے نہین تو اسصورت مین تعلیق بالمجہول ہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی وان اضاف الی العبد کان تملیکا فی الاربع الاول وما بعدہا کالہوی والرؤیۃ وتعلیقا فی غیرہا وہی ستۃ اور اگر نسبت کی بندہ کیطرف بحرف فی تو تملیک ہوگی پہلے چار امور مین یعنی مشیت اور ارادہ اور محبت اور رضا مین اور جو الفاظ کہ انکے ہم معنی ہون چنانچہ ہوی بمعنی محبت اور خواہش اور رویت یعنی رویت قلبی اور یہ اضافت تعلیق ہوگی ان چار کے غیر مین اور وہ چھ ہین یعنی امر اور حکم اور قضا اور اذن اور علم اور قدرت تو اگر زوج نے یون کہا کہ انت طالق فی مشیۃ زید تو یہ تملیک ہے زید کو مجلس تک تطلیق کا اختیار ہے اور اگر یون کہا کہ انت طالق فی امر زید تو یہ تعلیق ہے کہ تم العشرۃ اما ان تضاف الی اللہ او العبد والعشرون اما ان تکون بالباء او اللام او فی فہی ستون پھر الفاظ عشرہ یا مضاف ہون خدا کی طرف یا عبد کی طرف تو بیس ہوگئے اور بیسون تین حال سے خالی نہین یا ساتھ بے کے مستعمل ہون یا لام کے یا فی کے چنانچہ انت طالق بعلم اللہ اور لعلم اللہ او فی علم اللہ او بعلم زید او لعلم زید او فی علم زید تو یہ ساٹھ صورتین ہوئین اسواسطے کہ بیس کو تین مین ضرب کرنے سے ساٹھ ہوتے ہین ثم فی البزازیۃ کتب الطلاق واستثنی بالکتابۃ صح اور بزازیہ مین ہے کہ لکھا زوج نے طلاق کو اور استثنا کیا ساتھ لکھنے کے تو صحیح ہے اس عبارت سے دو صورتین مفہوم ہوئین ایک یہ کہ طلاق اور استثنا کو ساتھ ہی بولے دوسرے یہ کہ دونون کو ساتھ ہی لکھے پھر اگر ساٹھ کو دو مین ضرب کیجیے تو ایک سو بیس ہوتے ہین شارح نے اس سے بھی زیادتی کا ارادہ کیا لہذا کہا وعلی ما مر من العمادیۃ فہی ثلثۃ وثمانون اور بنا بر اس قول کے جو عمادیہ سے اس باب مین عنقریب مذکور ہو چکا تو ایک سو اسی ہوتے ہین عمادیہ مین تین احتمال مذکور ہین ایک یہ کہ طلاق کو بولا اور استثنا کو فوراً لکھا دوسرے یہ کہ طلاق کو لکھا اور استثنا کو فوراً بولا تیسرے یہ کہ استثنا کو بعد لکھنے کے مٹا ڈالا تو اگر ساٹھ کو تین مین ضرب کیجیے تو ایک سو اسی ہوتے ہین حلبی محشی نے کہا بلکہ یہان تین سو بیس صورتین ہین اسواسطے کہ الفاظ عشرہ یا مضاف ہون خدا کیطرف یا بندہ کیطرف تو بیس ہوئے اور ہر ایک خالی نہین کہ مستعمل ہوان شرطیہ سے یا بے سے یا لام یا فی سے تو اسی ہوئے بیس کو چار مین ضرب کرنے سے اور ہر ایک صورت چار حال سے خالی نہین ایک یہ کہ طلاق اور استثنا دونون ملفوظ ہون دوسرے یہ کہ دونون مکتوب ہون تیسرے یہ کہ طلاق ملفوظ ہو اور استثنا مکتوب چوتھے یہ کہ طلاق مکتوب ہو اور استثنا ملفوظ تو یہ تین سو بیس ہوئے اسی کو چار مین ضرب کرنے سے اور شیخ رحمتی محشی نے اختصار ایک سو بیس بلکہ چوراسی ہزار چار سو صورتین ثابت کی ہین وفوق کل ذی علم علیم جسکو دریافت تفصیل کا شوق ہو وہ حاشیہ شیخ عابد سندھی مدنی کو ملاحظہ کرے مترجم نے بخوف طوالت ذکر تفصیل کا ضرور نجانا انت کیف شاء اللہ تطلق رجعیۃ اور اس قول مین کہ انت طالق کیف شاء اللہ یعنی تو طلاق ہے جس کیفیت سے کہ خدا چاہے ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اسواسطے کہ خلاصہ مین مذکور ہے کہ کیفیت باطل ہوگئی بسبب تعلیق بالمشیۃ کے تو باقی رہگیا انت طالق تو اس سے ایک ہی طلاق واقع ہوگی کذا فی حاشیۃ الآفندی انت طالق ثلثا الا واحدۃ تقع ثنتان اس قول سے کہ تو طلاق ہے تین مگر ایک نہین تو دو طلاق واقع ہونگی اسواسطے کہ استثنا اقل کا اکثر سے بالاتفاق جائز ہے یہان سے بحث استثناء تحصیلی کی شروع ہوئی بعد از فراغت استثناء تعطیلی کے بحر الرائق مین کہا کہ استثناء دو قسم ہے ایک استثناء عرفی دوسرا استثناء وضعی استثناء عرفی مذکور ہو چکا یعنی تعلیق بالمشیۃ اور استثناء وضعی اب مذکور ہوتا ہے استثناء وضعی وہ ہے جو مابعد الا یا اخوات الا کے مذکور ہو اور مابعد الا کا حکم مخالف ہوتا ہے ماقبل الا سے ماقبل الا کو مستثنی منہ کہتے ہین اور مابعد الا کو مستثنی بولتے ہین وفی الا اثنتین تقع واحدۃ اور اس قول مین کہ انت طالق ثلثا الا اثنتین یعنی تجھکو تین طلاق مگر دو تو ایک طلاق واقع ہوگی وفی الا ثلثا تقع ثلث لان استثناء الکل باطل ان کان بلفظ الصدر او مساویہ اور اس قول مین کہ انت طالق ثلثا الا ثلثا یعنی تجھکو تین طلاق ہین مگر تین تو تین طلاق واقع ہونگی اسواسطے کہ استثنا کرنا کل کا کل سے باطل ہے اگر بلفظ صدر کلام یعنی مستثنی منہ کے ہو یا معنی مین برابر اسکے ہو استثناء بلفظ صدر کی مثال متن مین مذکور ہو چکی یعنی ثلث سے ثلث مستثنی ہوا اور مساوی کی یہ مثال ہے کہ انت طالق ثلثا الا واحدۃ وواحدۃ وواحدۃ وان بغیرہا کنسائی طوالق الا ہولاء

اور اگر چند عدد مستثنیٰ ہوں [illegible] الا [illegible] اگر مستثنیٰ کی [illegible] اور نتیجہ [illegible]

[illegible] موافق [illegible] تین [illegible] کہ [illegible] تین [illegible]

[illegible] نہ [illegible] کہ [illegible] شمار [illegible]

اور [illegible] سے [illegible] استثنا [illegible] ظاہر ہو [illegible] میں [illegible]

[illegible] مستثنیٰ [illegible]

الکلام الذی [illegible] مستثنیٰ [illegible] مستثنیٰ [illegible]

آتین ہیں یعنی اگر مستثنیٰ [illegible] تین طلاق سے تو آخری آخر سے استثنا ہوگا یعنی تین سے مثل انت طالق عشرا الا تسعا الا ثمانیا [illegible]

کہ تو طلاق [illegible] ایک طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ جب نو کو دس سے گرایا تو ایک باقی رہا اور اگر استثنا کو جملہ ترتیب کے اعتبار کرتے یعنی تین طلاق

سے استثنا کرے [illegible] اسواسطے کہ اول سے تین گر سکتا ہے [illegible] اور اس قول میں کہ انت طالق عشرا ثمانیۃ یعنی تو طلاق ہے دس

مگر [illegible] طلاق [illegible] اسواسطے کہ دس سے آٹھ ساقط کیجیے تو دو باقی رہتی ہیں والا سبعا [illegible] اور اس قول میں کہ انت طالق عشرا الا سبعا یعنے تو

طالق ہے دس طلاق مگر سات [illegible] تین طلاق واقع ہونگی وقیل تعدد الاستثناء [illegible] اسقاط [illegible] اور جبکہ چند استثناء ہوں [illegible] تو ہر مستثنیٰ کا [illegible]

اپنے ماقبل سے [illegible] نحویوں کا ہے اور اگر چند مستثنیٰ بحرف عطف ہوں تو ہر ایک مستثنیٰ کا اسقاط صدر سے ہوگا جیسا کہ انت طالق عشرا الا خمسا و ثلثا

والا واحدا میں ایک طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ خمس و ثلث اور واحد کا مجموعہ نو ہیں جب نو کو دس سے گرایا تو ایک باقی رہا کذا فی حاشیۃ المدنی [illegible]

طالق عشرا الا تسعا الا ثمانیۃ الا سبعۃ جب مستثنیٰ متعدد بالاعداد کا ضابطہ معلوم ہوا تو دو طلاق واقع ہونگی اس قول سے کہ تو طلاق ہے دس مگر نو مگر آٹھ مگر سات ہم

اسکی دریافت کے دو قاعدے ہیں پہلا قاعدہ یہ کہ اول مستثنیٰ کو مستثنیٰ منہ سے ساقط کیا جو باقی رہا اسکو ثانی مستثنیٰ پر بڑھایا اور ثالث مستثنیٰ کو ثانی سے ساقط کیا

وعلیٰ ہذا القیاس آخر تک جو باقی رہا وہی مستثنیٰ مراد ہے سو مثال مذکور میں اول مستثنیٰ تسعہ ہے اسکو عشرہ سے ساقط کیا ایک باقی رہا اسکو ثانی مستثنیٰ یعنی ثمانیہ پر زیادہ کیا تو

تسعہ ہوا پھر اس سے ثالث یعنی سبعہ کو ساقط کیا دو باقی رہے لہذا شارح نے کہا کہ مثال مذکور میں دو طلاق واقع ہونگی اور دوسرا قاعدہ یہ کہ مستثنیٰ اخیر کو اسکے قریب سے

ساقط کیا جو باقی رہا اسکو اسکے قریب سے گرایا اسی طرح کرتے جاتے مستثنیٰ منہ تک سو مثال مذکور میں اخیر مستثنیٰ سبعہ ہے اسکو ثمانیہ سے ساقط کیا ایک باقی رہا اسکو تسعہ سے ساقط کیا آٹھ رہے

آٹھ کو عشرہ سے ساقط کیا دو باقی رہے اسیواسطے شارح نے کہا کہ مثال مذکور میں دو طلاق واقع ہونگی کذا فی حاشیۃ المدنی [illegible] علی عشرۃ الا تسعۃ الا ثمانیۃ الا سبعۃ الا ستۃ

الا خمسۃ الا اربعۃ الا ثلثۃ الا اثنین الا واحدا درہم لازم ہونگی مقر کو پانچ درہم اس قول سے کہ مثلاً زید نے کہا کہ خالد کے مجھپر دس درہم ہیں مگر نو مگر آٹھ مگر سات مگر چھ مگر پانچ مگر چار

مگر تین مگر دو مگر ایک ہم وجہ اسکی بموجب قاعدہ اولیٰ کے یہ ہے کہ مستثنیٰ اول یعنی نو کو دس سے ساقط کیا ایک باقی رہا اسکو آٹھ پر بڑھایا تو نو ہوئے اس سے سات کو ساقط

کیا دو باقی رہے انکو چھ پر بڑھایا آٹھ ہوئے اس سے پانچ کو گرایا تین باقی رہے انکو چار پر بڑھایا سات ہوئے اس سے تین کو گرایا چار باقی رہے انکو دو پر

بڑھایا چھ ہوئے اس سے ایک ساقط کیا پانچ باقی رہ گئے اور بموجب قاعدہ ثانیہ کے ایک کو ساقط کیا دو سے ایک باقی رہا اسکو تین سے گرایا دو باقی رہے انکو چار سے ساقط

کیا دو باقی رہے انکو پانچ سے گرایا تین باقی رہے انکو چھ سے گرایا تین باقی رہے انکو سات سے ساقط کیا چار باقی رہے انکو آٹھ سے گرایا چار باقی رہے انکو نو سے

ساقط کیا پانچ باقی رہے انکو دس سے گرایا پانچ باقی رہ گئے لہذا شارح نے کہا کہ مثال مذکور میں پانچ درہم لازم آتے ہیں باقی رہا تیسرا قاعدہ اسکے دریافت کرنے کا سو اسکو

شارح نے اپنے اس قول میں بیان کیا وتقریبہ ان تاخذ العدد الاول بیمینک والثانی بیسارک والثالث بیمینک والرابع بیسارک الیٰ آخرہ ثم تسقط ما فی [illegible]

ما بیمینک فما بقی فہو الواقع اور تقریب اسکے دریافت کی یہ ہے کہ عدد اول کو اپنے داہنے [illegible] اور عدد ثانی کو اپنے بائیں [illegible]

ثالث کو اپنے داہنے میں اور عدد رابع کو اپنے بائیں میں اور اسیطرح لیتا جا ایک داہنے میں اور ایک بائیں میں آخر تک پھر ساقط کر بائیں ہاتھ کے اعداد کو داہنے ہاتھ کے اعداد سے پھر جسقدر بعد اسقاط کے باقی رہے وہی واقع ہے تو مثال مذکور میں مستثنی اول کو یعنی نو کو داہنے ہاتھ میں لیا اور ثانی کو یعنی آٹھ کو بائیں میں لیا پھر ثالث یعنے سات کو داہنے میں لیا اور رابع کو یعنی چھ کو بائیں میں لیا پھر خامس یعنی پانچ کو داہنے میں اور سادس یعنی چار کو بائیں میں لیا پھر سابع یعنی تین کو داہنے میں اور ثامن یعنی دو کو بائیں میں لیا باقی رہا ایک اسکو داہنے میں لیا تو داہنے میں نو اور سات اور پانچ اور تین اور ایک مجتمع ہوئے جنکا مجموعہ ہوا پچیس اور بائیں میں آٹھ اور چھ اور چار اور دو مجتمع ہوئے جنکا مجموعہ ہوا بیس پھر بائیں ہاتھ کے اعداد کو یعنی بیس کو داہنے کے اعداد سے یعنی پچیس سے ساقط کیا تو پانچ باقی رہگئے لہذا شارح نے کہا کہ مثال مذکور کے اقرار سے پانچ درم لازم آتے ہیں **اخراج لبعض التطلیقۃ لغو بخلاف ایقاعہ** ایک طلاق کے بعض کو نکالنا بطریق استثنا کے لغو ہے بخلاف اسکے ایقاع کے یعنی مثلاً نصف طلاق کا واقع کرنا لغو نہیں بلکہ نصف سے پوری ایک طلاق واقع ہوگی چنانچہ اوائل باب میں مذکور ہو چکا لیکن نصف یا ثلث کا استثنا کرنا صحیح نہیں **فلو قال انت طالق ثلثا الا نصف تطلیقۃ وقع الثلاث فی المختار وعن الثانی ثنتان فتح** تو اگر زوج نے کہا کہ تجھکو تین طلاق ہیں مگر آدھی طلاق تو قول مختار میں تین طلاق واقع ہونگی اسواسطے کہ بعض طلاق کا استثنا لغو ہے اور ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ دو ہی طلاق واقع ہونگی کذا فی فتح القدیر اسواسطے کہ انکے نزدیک استثنا بعض کا صحیح ہے مانند ایقاع کے

وفی السراجیۃ انت طالق الا واحدۃ تقع ثنتان انتہی فکانہ استثنی من ثلث مقدر اور سراجیہ میں ہے کہ اس قول میں کہ تو طالق ہے مگر ایک دو طلاق واقع ہونگی انتہی کلام گویا استثنا کیا تین سے جو مقدر ہیں **سالت المرأۃ الطلاق فقال انت طالق خمسین طلقۃ فقالت المرأۃ ثلث تکفینی فقال ثلث لک والباقی لصواحبک ولہ ثلث نسوۃ غیرہا تطلق المخاطبۃ لا غیرہا اصلا ہو المختار لصیرورۃ الباقی لغوا فلم یقع لصرفہ لصواحبہا** اسکی عورت نے طلاق سوال کیا زوج نے کہا کہ تو طالق ہے پچاس طلاق کر تو عورت نے کہا کہ مجھکو تین طلاق کافی ہیں سو زوج نے کہا تین طلاق تجھکو اور باقی تیری ساتھ والی سوتون کیواسطے اور حالانکہ اس مرد کے تین عورتیں اور ہیں سوائے مخاطبہ کے تو مخاطبہ ہی مطلقہ ہوگی نہ اسکے سوا کوئی یہی قول مختار ہے بسبب جانے باقی طلاقوں کے لغو یعنی پچاس میں سے سینتالیس کے باطل ہوگئے تو انکی سوتون پر لغو طلاق کے صرف کرنے سے کچھ نہ واقع ہوگا **فروع** مسائل ملحقہ شارح کے **فی ایمان الفتح مالفظہ وقد عرف فی الطلاق انہ لو قال ان دخلت الدار فانت طالق ان دخلت الدار فانت طالق ان دخلت الدار فانت طالق وقع الثلاث واقرہ المصنف ثمہ** فتح القدیر کے باب الایمان میں یہ مسئلہ بایں لفظ مذکور ہے جیسا کہ شارح نے ذکر کیا یعنی باب الطلاق میں معلوم ہو چکا ہے کہ اگر زوج نے کہا کہ اگر تو گھر میں داخل ہوگی تو تو طالق ہے اگر تو گھر میں داخل ہوگی تو تو طالق ہے اگر تو گھر میں داخل ہوگی تو تو طالق ہے تو تین طلاق واقع ہونگی دخول سے اگرچہ دخول ایک ہی بار ہو کذا فی حاشیۃ المدنی اور مصنف نے منح الغفار میں اسکو ثابت رکھا ہے باب الایمان میں **ان سکنت ہذہ البلدۃ فامرأتہ طالق فخرج فورا وخلع امرأتہ ثم سکنہا فی العدۃ لم تطلق بخلاف فانت طالق فلیحفظ** کہا اگر میں رہوں اس شہر میں تو اسکی زوجہ مطلقہ ہے یعنی میری زوجہ پھر فوراً شہر سے نکلگیا پھر اپنی زوجہ سے خلع کیا بعد اسکے اسی شہر میں اثنا گذرنے عدت مختلعہ کے تو بسبب اس بسنے کے وہ عورت مطلقہ نہ ہوگی اسواسطے کہ شرط پائی جانے کیوقت وہ عورت اسکی زوجہ نہیں کذا فی البحر بخلاف اس مسئلہ کے یہ ہے کہ اگر کہا اپنی زوجہ سے کہ اگر میں اس شہر میں رہوں تو تو مطلقہ ہے پھر فوراً نکل گیا پھر اس سے خلع کیا پھر بعد اسکے شہر میں آرہا تو مخاطبہ مطلقہ ہوگی تو اسکو یاد رکھنا چاہیے اسواسطے کہ اس صورت میں تعلیق ہو سکتی ہے بقید زوجیت نہیں بخلاف پہلی صورت کے کذا فی حاشیۃ المدنی **ان تزوجتک وان تزوجتک فانت کذا لم تقع حتی تتزوجہا مرتین بخلاف ما لو لم یوخر الجزاء فلیحفظ** اگر میں تجھسے نکاح کروں اور اگر میں تجھسے نکاح کروں تو تو ایسی ہے یعنی مطلقہ ہے تو مخاطبہ پر طلاق نہ واقع ہوگی یہانتک کہ اس سے دو بار نکاح کرے بخلاف اسکے وہ صورت ہے کہ اگر جزا کو موخر نہ لاوے سو اسکو یاد رکھنا چاہیے یعنی اگر جزا کو شرط پر مقدم کریگا یا درمیان میں لاویگا دونوں شرطوں کے تو ایک ہی بار نکاح کرنے سے مخاطبہ مطلقہ ہوگی تقدیم جزا کی مثال انت طالق ان تزوجتک وان تزوجتک اور توسیط جزا کی مثال ان تزوجتک فانت طالق وان تزوجتک کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن النہر والہندیہ

ان غبت عنک اربعۃ اشہر فامرک بیدک ثم طلقہا فاعتدت فتزوجت ثم عادت للاول ثم غاب اربعۃ اشہر فلہا ان تطلق نفسہا ولو خلعت لا لانہ تنجیز والاول تعلیق زوج نے کہا کہ اگر میں تجھسے غائب ہوں چار مہینے تو امر تیرا تیرے ہاتھ میں ہے پھر اسکو طلاق دی یعنی کئی تین پھر عورت نے بعد عدت کے زوج ثانی سے نکاح کیا پھر مطلقہ ہوئی اور

بعد مدت کے نہ ہو دل کے حق مین بھوانی بعدت مرد غائب ہو پس اس نے عورت کی فرقت کر دی پس اسکو انتشار ہو سو یہ مسئلہ کرنا مین حرج ہو گئی تو
دلہن کے ساتھ صحبت نہ کی اور اگر مرد نے نہ کیا یعنی تیرے زوجہ کو عورت سمجھ کے بدن نہ مس کے پھر عورت نے منع کیا پھر انتشار ہوا مسئلہ کو منہ نے تو ادا کی ہوگی سو رات
سے تمیز اور تفصیل یعنی تفصیل منجملہ اسکے حکم ہو پھر جب کو منہ نہ تو تمیز نہیں کی ہو گئی یہ مثال مثل حیض ہو تو مثال بھی ہے اسکی نگی کذا فی محیط سرخسی اذا
تزوج امرأة فقال لہا ان لم تطلعی نفسک ان دخلت بک فلم یدخل حتی مضت الوقت کذا فی فتاوی قاضی خان الله رحمہ اللہ یقع لما بان من وجہ کو ان مسئلہ کو تو جو تو بیجا
تو زن سے کہا یا مرکب پر کو سو عورت نے کہا کہ تم عورت کو کہ اور منت کے گل نہ کی تو تو ایسی ہو جس معلق ہو کہ زوج اور زوجہ دونون بعد کے کہ یہ انتک گہرو
دن گذر گیا تو طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ بقاے تعلیق وقت مین ممکن ہو یعنی شرط ہونا بسبب ان کے کہ وقت باقی نہ ہو بعد تعلیق باطل ہوگی منت ادتہا
لا تستقی بماء ماء الفرات ان ستقتہا حنث قسم کہائی کہ عورت سے صحبت نکرے گا پھر جب لیتا سو عورت آئی اور اسنے صحبت کی تو اور حالت جماع مین کہا ہو کو تو حانث
ہوگا ان لم اجامعک مع الجماع مثل الزنا اہل مرد نے عورت سے کہا کہ اگر مین تجھکو آسودہ نکرون جماع سے تو تجھکو طلاق ہو تو یہ آسودگی عورت کے انزال پر موقوف ہو اسواسطے
آسودگی سے مراد کسر شہوت ہو بسبب جماع کے سو بدون انزال کے نہین ہوتی ان لم اجامعک الف مرة فکذا فعلی المبالغة لا العدد مرد نے کہا کہ مین تجھ سے ہزار بار جماع نکرون
تو وہ مطلقہ ہو تو یہ محمول مبالغہ اور کثرت جماع پر ہو نہ اس عدد خاص پر جیسا کہ کہتے ہیں کہ بکثرت بار کثیر مین داخل ہو کذا فی حاشیة الشلبی ان وطئتک فعلی جماع الفرج وان نوی الدوس
بالقدم حنث بوالیہما مرد نے عورت سے کہا کہ اگر مین تیری وطی کرون تو تو طالق ہو تو یہ وطی جماع شرمگاہ پر محمول ہو اسواسطے کہ متبادر وطی سے جماع ہی ہو اور اگر زوج
وطی سے قدم سے روندنا اور کچلنا مراد لیگا تو اس معانی سے بھی حانث ہوگا چنانچہ جماع سے لامرأة جنب او حائض نفساء فقال اخبثکن طالق حلفت نفساء اگر کہا ہو کہ کوئی عورت
اسکی جنب ہو جماع سے یا احتلام سے اور دوسری حائض ہو اور تیسری نفاس والی ہو سو اس نے کہا تم عورتون مین سے گندہ تر اور پلید تر عورت مطلقہ ہو تو نفاس والی
عورت پر طلاق واقع ہوگی و فی اخبثکن فعلی الحائض اور اگر مرد نے کہا ان عورتون کو کہ تم مین سے افحش کو طلاق ہو تو حائض پر طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ گذرا ہے کہ جیسا
افحش اور سیہ تر ہو نفاس سے کذا فی حاشیة المدنی قال لی الیک حاجة فقال امرأته طالق ان لم اکن قضیتہا فقال ہی ان اطلق امرأتک فلان لم یصدقہ زید کہا
خالد سے کہ میری کچھ حاجت ہو تیری طرف تو خالد نے کہا کہ اسکی زوجہ مطلقہ ہو اگر مین تیری حاجت نکرون سو زید نے کہا کہ وہ حاجت تو یہ ہو کہ تو اپنی زوجہ کو طلاق
دے تو خالد کو جائز ہو کہ زید کی تصدیق نکرے اسواسطے کہ احتمال ہو کہ زید کو ممکن ہو شاید کہ اسکی حاجت کچھ اور ہو جیسے دیکھا کہ قسم کہا بیٹھا تو زوج یا زوجہ کی شرمندگی
کے واسطے یون اظہار کیا علاوہ اسکے جب زوج اور زوجہ مین وجود شرط کا اختلاف ہو تو زوج ہی کا قول معتبر ہو تو جبکہ کے ساتھ بطریق اولی معتبر ہوگا کذا فی حاشیة الشلبی قال
لاصحابه ان لم اذہب بکم اللیلة الی منزلی فامرأته کذا فذہب بہم بعض الطریق فاخذہم اللصوص ... الحنث کہا ایک شخص نے اپنے ساتھیون سے کہ اگر مین لیجاؤن تم کو آج کی رات اپنے گھر
تک تو اسکی عورت مطلقہ ہو سو آدہی راہ تک لیجا کر چورون نے ان کو پکڑ لیا اور قید کر رکھا سو گھر تک پہنچ نسکے تو وہ شخص حانث ہوگا طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ تعلیق
لیجانے پر معنی نہ گھر مین داخل کرنے کی سو جہانا متعلق ہو چکا ان خرجت من الدار الا باذنی فخرجت بحریق الا یحنث کہا زوج نے زوجہ سے کہ اگر تو گھر سے نکلیگی بدون حکم میرے تو تو طالق ہو
پھر سو وہ نکلی بسبب آگ لگنے گھر کے تو زوج حانث نہوگا اور یہی حال ہو خوف انہدام اور خوف غرق اور خوف ڈوبنے کا اسواسطے کہ جانے مین نیت ہو اور ایسے عذر قسم مین
مستثنے ہوتے ہین مثلا الیمین خرج بیتی تسیا لا یحنث قسم کہائی شہر یا گھر سے نکلنے کی نہ بلیگا پھر بیلا کسی بہولی چیز لینے کے واسطے تو حانث ہوگا ان لم تہب لفلان
او ان لم ترد الی الساعة فانت طالق فجاء فلان من جانب اخر منہا او افتد الثوب قبل دفعہا لا یحنث کہا زوج نے زوجہ سے کہ اگر تو فلانے شخص کو نہ لا دیگی
تو تو طالق ہو یا یون کہا کہ اگر تو میرا کپڑا اسی دم نہ پہیر دیگی تو تو طالق ہو پھر بلا وہ شخص خود آ گیا دوسری طرف سے یا زوج نے فورا اپنا کپڑا لے لیا عورت کے دینے
سے پہلے تو حانث نہوگا کذا ان لم ادفع الیک الدینار الذی علی الی راس الشہر فکذا فابرأتہ قبل الشہر بطل الیمین اسی طرح حانث نہوگا اس قول مین کہ زوج نے
زوجہ سے کہا کہ اگر مین تجھکو نہ دون وہ اشرفی جو میرے ذمہ قرض ہو تو اس مہینے کے سرے تک تو تو طالق ہو پھر زوجہ نے وہ اشرفی زوج کو معاف کر دی اس مہینے کے ختم سے پہلے

تو یمین باطل ہوگئی طلاق نہ واقع ہوگی حلف لیخرجن ساکن دارہ الیوم والساکن ظالم قادر لم یمکنہ اخراجہ فالیمین علی التلفظ باللسان قسم کھائی کہ ضرور نکالیگا اپنے گھر کے
رہنے والے کو آج کے دن اور رہنے والا اُسکے گھر کا مرد ظالم ہے سو اگر گھر والے کو اُسکا نکالنا ممکن نہو تو مراد یمین یعنی واسطے قسم فقط زبان کے بولنے پر ہے یعنی زبان سے
یوں کہے کہ مین نے تجھکو اپنے گھر سے نکالا تو حانث نہوگا یعنی مالکیہ فی التعالیق التی تکتب فی التزوج نظیرها او براءة من کذا ومن باقی صداقها ولو دفع لها الکل
ہل تبطل الظاهر لا لتصریحهم بصحة براءة الاسقاط والرجوع بالدفعة باقی رہا کلام یمین جو تعالیق مین لکھا جاتا ہے کہ جب زوج زوجہ کو شہر سے باہر لیجائیگا یا اسپر دوسرا
نکاح کریگا یا کہ زوج زوجہ کو ذاتی قرض سے ابرا کرے یا باقی مہر سے ابرا کرے تو زوجہ مطلقہ ہے سو اگر زوج زوجہ کو کل قرض یا سب باقی مہر دے تو آیا تعلیق براءۃ کی
باطل ہوگی یا نہیں جواب ظاہر یہ ہے کہ زوج کے دینے سے تعلیق نہ باطل ہوگی اسواسطے کہ فقہا نے صرح کیا ہے کہ بعد وصول دین کے بھی براءۃ اسقاط صحیح ہے اور جو دیا ہے اُسکا
پھیر لینا درست ہے مع تعالیق سے مراد وہ وثائق ہین جو عقد نکاح کیوقت شروط لکھے جاتے ہین براءۃ اسقاطیہ کہ دائن مدیون کو یا دین معاف کردے یا اپنا حق اُسکی گردن سے ساقط
کرے سو براءۃ اسقاط قبل وصول دین کے بھی ہوتی ہے اور بعد وصول کے بھی لیکن مدیون بعد براءۃ اسقاط کے جو دیا تھا اُسکو پھیر سکتا ہے اسواسطے کہ وہ براءۃ سے فارغ الذمہ
ہوگیا پھر جب براءۃ بعد وصول کے بھی صحیح ہوتی تو تعلیق براءۃ کی کیونکر باطل ہوگی تو بعد براءۃ کے طلاق واقع ہوگی حلف باللہ انہ لم یدخل هذه الدار الیوم ثم قال عبده
حر ان لم یکن دخل الیوم لا کفارة ولا یعتق عبده اما الصدق او لانها غموس ولا مدخل للقضاء فی الیمین بالله ایک شخص نے قسم کھائی اللہ کی کہ وہ داخل نہین ہوا اس گھر مین
آج پھر بولا کہ اُسکا غلام آزاد ہے اگر آج اس گھر مین داخل ہوا ہو تو اسپر کفارہ قسم کا نہ لازم آویگا اور اُسکا غلام بھی نہ آزاد ہوگا کفارہ نہ لازم آویگا بسبب صدق اُس شخص کے
یعنی عدم دخول دار کے یا اس سبب سے کہ وہ قسم غموس ہے اور غموس مین گناہ ہے کفارہ نہین اور قاضی کے حکم کو کچھ دخل نہین خدا کی قسم مین خلاصہ یہ ہے کہ یہ دونون قسمین تنافی مین
اگر ایکمین صادق ہوگا تو بالضرور دوسری مین کاذب ہوگا اور آزادی غلام کی ثابت نہوگی جبتک پہلی قسم مین صادق ہو اور پہلی قسم مین باللہ ہے اور یمین باللہ مین قاضی کے حکم کو دخل
نہین پھر بدون قاضی کے اُسکا صادق یا کاذب رہا کیونکر ثابت ہو لہذا اس مسئلہ مین نہ کفارہ ہے نہ عتق حتی لو کانت یمینہ الاولی بعتق او طلاق حنث بالثانیة لدخولهما
فی القضاء یہانتک کہ اگر اُسکی پہلی قسم عتق یا طلاق کی ہوگی تو وہ شخص دونون قسمون مین حانث ہوگا بسبب داخل ہونے دونون یمین کے قاضی کے حکم مین باقی بیان اسکا باب
عتق البعض مین انشاء اللہ تعالی آویگا اخذت من ماله درهما فاشترت به لحما فخلطه اللحام بدراهمه قال زوجها ان لم تردیه الیوم فانت کذا فحیلتها ان تاخذ کیس اللحام وتسلمه للزوج
ولو ضاع عن اللحام ثم لم یعلم انه اذیب او سقط فی البحر لا یحنث لیا زوجہ نے زوج کے مال سے ایک درم پھر اُس سے گوشت مول لیا اور قصاب نے اُس درم کو اپنے
درمون مین ملا ڈالا اور اُسکے زوج نے کہا کہ اگر اُس درم کو آج نہ پھیر لاویگی تو تو طالق ہے تو تدبیر اسکی یہ ہے کہ عورت قصاب کی تھیلی جسمین وہ درم داخل ہوا لاوے اور زوج کو
دیوے اور اگر وہ درم قصاب سے ضائع ہوا تو جبتک یہ معلوم نہو کہ وہ درم پگھلایا گیا یا دریا مین گر گیا تو زوج حانث نہوگا اسواسطے کہ اُسکا پھر ملنا ممکن ہے بخلاف
اذیب او سقوط فی البحر کے حلف ان لم یکن الیوم فی العالم او فی هذه الدنیا فکذا فحبس لم یحنث حتی یمضی الیوم قسم کھائی کہ اگر ہون مین آج جہان مین یا اس دنیا مین
تو اُسکی زوجہ مطلقہ ہے تو وہ شخص محبوس کیا جاوے اگرچہ کسی گھر ہی مین قید رہے یہانتک کہ وہ دن گذر جاوے تو جبکہ وہ قید ہوگا حانث نہوگا طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے
کہ حق تعالی نے قرآن مجید مین حبس پر نفی من الارض کا اطلاق کیا ہے چنانچہ فرمایا او ینفوا من الارض تو گویا وہ حبس سے دنیا مین نہ ہوا اس مسئلہ مین عرف کا اعتبار نہین
طحطاوی نے کہا کہ شارح کو بجائے ان لم اکن کے ان اکن کہنا واجب تھا اسواسطے کہ تعلیق وجود حالف پر ہے نہ عدم پر مترجم نے اسیواسطے ترجمہ مضارع مثبت کا کیا نہ منفی کا کیا
ولو حلف ان لم یخرب بیت فلان غدا فقید ومنع حتی مضی الغد حنث هو المختار اور اگر قسم کھائی کہ اگر مین نہ ویران کرون فلانے کے گھر کو کل تو ایسا ہو پھر اُسکے پاؤن مین بیڑیان
ڈالی گئین اور روکا گیا ویران کرنے سے تو وہ حانث ہوگا یہی قول مختار ہے فتوی کیواسطے کذا ان لم اخرج من هذه المنزل فکذا فقید وان لم اذهب بک الی منزلی فاخذ ما ذهبت
منه ان لم تحضری اللیلة منزلی فکذا فمنعها ابوها حنث فی المختار اسیطرح حانث ہوگا جسنے یون کہا کہ اگر مین نہ نکلون اس گھر سے تو ایسا ہو پھر اُسکے بیڑیان ڈالی گئین یا یون کہا
اپنی زوجہ سے کہ اگر مین تجھکو اپنے گھر نہ لیجاؤن تو ایسا ہو پھر اُس عورت کو پکڑا سو وہ اُس سے چھوٹ بھاگی یا یون کہا عورت سے کہ اگر تو حاضر نہوگی آج کی رات

[illegible]

[illegible] ... فصل ... [illegible]

[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... کہ شرائط کی امر عدمی ہے یعنی عدم آوردن [illegible] ... [illegible]

[illegible] ... لازم آتا ہے کہ شال [illegible] سبب دین سے عاجز ہو تو یمین باطل ہو یعنی جب [illegible] ... [illegible]

[illegible] ... شرائط کی وجود [illegible] بیان عدمی ہے [illegible] ... [illegible]

باب طلاق المریض

یہ باب طلاق مریض کے احکام میں جبکہ [illegible] طلاق [illegible] اقسام طلاق سے یعنی تنجیز اور تعلیق اور صریح اور کنایہ [illegible] باب طلاق مریض کی شرح [illegible]

کی [illegible] طلاق مریض کو تعبیر کیا بسبب اسکی اہمالت کے یعنی [illegible] احکام مریض ہی کے بیان [illegible] ... [illegible]

[illegible] ... اور طلاق [illegible] مریض کو فار بھی کہتے ہیں یعنی [illegible] بسبب [illegible] عورت کی وراثت

سے یعنی [illegible] عورت کو طلاق بائن [illegible] کے مال کی وارث [illegible] ... یعنی اسکے [illegible] عدت تک اسکی

[illegible] ... [illegible] دیکھا من غالب حالہ الہلاک بمرض او غیرہ بان [illegible] مرض [illegible] قائما مصالحہ

خارج البیت [illegible] من الاتیان الی [illegible] السوق من الاتیان الی [illegible] کذا فی البزازیۃ [illegible]

اسکا [illegible] مرض سے [illegible] اس طرح پر کہ [illegible] اور [illegible] سبب [illegible] کی [illegible] یعنی بیماری

ایسے کہ [illegible] قول [illegible] مریض میں [illegible] مسجد کے جانے سے اور عاجز [illegible]

اور [illegible] مرض کی یہ ہے کہ [illegible] عاجز ہو جائے گھر کے اندر کے کاروبار سے یعنی [illegible] کے جانے سے کذا فی البزازیۃ [illegible]

[illegible] فی النہر والظاہر [illegible] ہوتا ہے تعریف مذکور سے کہ اگر عورت [illegible] ... [illegible]

قولہ [illegible] الاصح المعتبر [illegible] للصلوۃ قاعدا [illegible] فی الفراش [illegible]

[illegible] میں کہتا ہوں کہ مجتبی کی کتاب [illegible] بیماری خطرناک [illegible] نماز [illegible]

بیماری [illegible] فالج کی بیماری [illegible] بیماری ہے جبکہ وہ بیماری پرانی ہو جاوے [illegible]

[illegible] ہے کہ حد [illegible] مرض کی [illegible] فتاوی عالمگیری میں [illegible]

اور [illegible] میں شمس الدین [illegible] سے کذا فی حاشیۃ [illegible] علی التبیین [illegible] المفلوج والمسلول [illegible]

یہ بیماریاں بڑھتی جاتی ہوں مانند مریض کے ہیں فتاوی عالمگیری میں ہے کہ جبتک ان بیماریوں پر مرض کی ترقی ہو تو مریض کے مانند ہیں اور جب ترقی موقوف ہوگئی تو مانند
صحیح ہیں ط و بارز رجلا اقوی منہ او قدم لیقتل من قصاص او رجم او بقی علی لوح من السفینۃ او افترسہ سبع وبقی فی فیہ فار بالطلاق خبر من یا علیہ بلا کی کا اسطرح
پر ہو کر جنگ کرے اپنے سے زیادہ زور آور مرد سے یا پیش کیا گیا ہو قتل کرنے کے واسطے خون کے بدلے سے یا سنگسار میں یا باقی رہگیا ہو ایک تختہ پر کشتی کے تختوں سے
یا پکڑا ہو اسکو درندہ جانور نے اور اسکے منھ میں بچ رہا ہو تو ایسا شخص فار بالطلاق ہے اسکو طلاق دینا جائز نہیں اسواسطے کہ عورت کا حق اسکے مال میں متعلق ہو چکا مثل مرے
کما لو فار بالطلاق خبر ادس غالب حالہ الہلاک کی یعنی جسپر غالب حال ہلاکی کا ہو خواہ بیماری سے خواہ قوم کی جنگ سے خواہ تقدیم قتل وغیرہ سے وہ فار ہے ولا یصح تبرعہ الا من
الثلث لو صحیح نہیں تبرع فار کا مگر تہائی مال سے تبرع سے مراد عقود غیر لازمہ جیسے وقف یا نکاح کیا زیادہ مہر مثل سے فلو ابانہا فہی من اہل المیراث علم باہلیتہا ام لا بان اسلمت
او عتقت ولم یعلم سو اگر فار نے عورت کو طلاق بائن دی اور عورت اہل تھی میراث کی یعنی حرہ مسلمہ تھی زوج اسکی اہلیت کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو چنانچہ اسکی زوجہ کتابیہ
مسلمان ہوگئی یا اسکی زوجہ لونڈی تھی آزاد ہوگئی اور زوج کو اسکا اسلام یا آزاد ہونا معلوم نہو طائعا بلا رضاہا فلو اکرہ او رضیت لم ترث طلاق بائن دی اپنی خوشی
بدون رضامندی زوجہ کے تو اگر طلاق میں زبردستی ہوئی زوجہ کی زوج پر یا کہ عورت راضی ہوگئی اپنی طلاق سے تو وارث نہوگی اسواسطے کہ عورت نے اپنا حق آپ قطع کیا
اور یہ مراد نہیں کہ غیر زوجہ کا اکراہ مبطل ہے وراثت کا اسواسطے کہ اس صورت میں عورت کا کچھ قصور نہیں کذا فی حاشیۃ المدنی لہذا مترجم نے ترجمہ میں اکراہ زوجہ کی قید زیادہ
کی ولو اکرہت علی رضاہا او جامعہا ابنہ کرہا ورثت اور اگر عورت پر جبر ہوا اسکے راضی ہونے پر یعنی عورت سے بزبردستی طلاق کا سوال کرادیا یا زوج کے بیٹے نے زبردستی عورت سے
صحبت کی تو عورت وارث ہوگی اسواسطے کہ جبر میں رضامندی نہیں وہو کذلک الی الحال ومات فیہ فلو صح ثم مات فی عدتہا لم ترث اور حالانکہ زوج طلاق دینے والا ایسا ہی
بیمار بھی حال سے بنا رہا اور اسی مرض میں مرگیا تو اگر زوج بعد طلاق کے تندرست ہوگیا پھر زوجہ کی عدت میں مرگیا تو زوجہ نہ وارث ہوگی اسکی بذلک السبب موتہ او لغیرہ کان قتل
المریض او بموت بجہۃ اخری فی العدۃ المدخولۃ ورثت ہی منہ لا ہو منہا لرضاہ باسقاط حقہ اسی مرض ہی کے سبب سے موت ہو زوج کی یا اسکے سوا جیسے مریض قتل کرڈالا جاے
یا کسی اور جہت سے مرجاے عدت میں عدت کی قید مدخولہ کیواسطے ہے تو مطلقہ وارث ہوگی زوج کی اور اگر عورت اول مرگئی تو زوج اسکا وارث نہوگا بسبب راضی ہونے زوج کے اپنے
اسقاط حق سے مع متن میں لفظ ورثت کا جزا ہے شرط کی یعنی فلو ابانہا کی تو متن کا خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ اگر طلاق بائن دیگا اپنی خوشی اور اسی بیماری میں عدت کے اندر جائیگا تو
عورت مطلقہ اسکی وارث ہوگی موت اسکی اسی بیماری سے ہو یا کسی اور وجہ سے اور مدخولہ کی قید سے خلوت والی عورت نکلگئی اسواسطے کہ ہرچند اسپر عدت واجب ہے لیکن وہ وارث نہیں
ہوتی وعند احمد ترث بعد العدۃ ما لم تتزوج باخر اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک زوجہ فار کی وارث ہوگی بعد عدت کے بھی جبتک دوسرے زوج سے نکاح نکرے اور یہی مذہب ہے
اسحق اور ابن ابی لیلی کا اور امام مالک کے نزدیک اگرچہ اور ازواج سے نکاح کریگی تو بھی وارث ہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی وکذا ترث طالبۃ رجعیۃ او طلاق فقط طلقت
بائنا او ثلثا لان الرجعی لا یزیل النکاح حتی یحل وطیہا ویتوارثان فی العدۃ مطلقا اور اسیطرح وارث ہوگی رجعی طلاق یا فقط طلاق کی مانگنے والی جو مطلقہ ہوگئی ایک طلاق
بائن کی یا تین طلاق کی اسواسطے کہ طلاق رجعی نکاح کو زائل نہیں کرتی یہانتک کہ وطی اسکی حلال ہے اور زوجین ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں عدت کے اندر ہر طرح سے یعنی خواہ صحت میں
طلاق رجعی دی ہو خواہ بیماری میں اور اگر عدت منقضی ہوگئی تو نکاح زائل ہوگا وتکفی اہلیتہا الا وقت الموت بخلاف البائن اور کفایت کرتی ہے اہلیت عورت کی وراثت کے واسطے
زوج کی موت کے وقت بخلاف بائن کے کہ اسمیں طلاق اور موت دونوں وقتوں میں اہلیت وراثت کی شرط ہے وکذا ترث مبانۃ قبلت او طاوعت ابن زوجہا لحرمتہ بینونۃ اور اسیطرح وارث
ہوگی مطلقہ بائنہ جسنے بوسہ لیا اپنے زوج کے بیٹے کا یا بخوشی اس سے ہمصحبت ہوئی بواسطے آنے حرمت کے بسبب طلاق بائن دینے زوج کے یعنی اول جدائی زوج کیطرف سے ہوئی
نہ زوجہ کیطرف سے سو تقبیل یا وطی زوجہ کی مبطل وراثت کی نہوگی ومن لاعنہا فی مرضہ او آلی منہا مریضا کذلک ای ترثہ لما مر اور جسنے لعان کیا اپنی عورت سے اپنی بیماری
میں یا ایلا کیا اس سے حالت بیماری میں اسکا بھی ایسا ہی حکم ہے یعنی عورت وارث ہوگی زوج کی چنانچہ اسکی وجہ مذکور ہو چکی یعنی فرقت زوج کیطرف سے ہوئی نہ عورت کیطرف سے وان آلی
فی صحتہ وبانت بہ ای بالایلاء فی مرضہ او ابانہا فی مرضہ فصح فمات او ابانہا فارتدت فاسلمت فمات لا ترثہ لانہ لابد ان یکون المرض الذی طلقہا

[illegible]

[illegible] اپنے ... جبکہ مرض کے ... [illegible]

[illegible] او علق المريض طلاقها البائن بفعل اجنبي اي غير الزوجين ... او بمجئ الوقت كان

التعليق والشرط في مرضه او علق طلاقها بفعل نفسه وهما في المرض او الشرط فقط فيه او علق بفعلها ولا بد لها منه ... ككلام ابويها

وهما في المرض او الشرط فقط فيه ورثت لفراره جبکہ معلق کیا مریض نے عورت کی طلاق بائن کو اجنبی کے فعل پر ... [illegible]

[illegible] عورت کا بیٹا ہو ... طلاق بائن کو وقت کے آنے پر ... [illegible]

اسکی بیماری میں ہوئی یا معلق کیا اسکی طلاق کو اپنی ذات کے فعل پر ... [illegible]

فعل پر اور حالانکہ اس فعل سے عورت کو چارہ نہیں یعنی ضروری ہے خواہ باعتبار طبیعت بشری کے خواہ باعتبار شریعت کے ... [illegible]

دونوں یعنی تعلیق اور شرط مرض میں ہوئی یا فقط شرط مرض میں ہوئی تو ان سب صورتوں میں عورت وارث ہوگی ... [illegible]

[illegible]

عورت مرگئی تو زوج اسکا وارث نہوگا اسواسطے کہ بسبب طلاق اور تزوج کے اپنے اسقاط حق پر راضی ہوا ﴿فی تخییر﴾ لا ترث وہو ما اذا کان التعلیق فقط
او بفعلها او لہا منہ بد او ران صورتوں کے غیر میں وارث ہوگی اور وہ غیر وہ ہے جبکہ تعلیق اور شرط دونوں صحت میں ہے خواہ تعلیق اجنبی کے فعل پر ہو خواہ وقت کے آنے
پر خواہ زوج یا زوجہ کے فعل پر یا فقط تعلیق صحت میں ہو یا تعلیق ہو عورت کے فعل پر اور حالانکہ وہ فعل ایسا ہو کہ اسکو لابد نہیں خواہ تعلیق اور شرط دونوں مرض میں ہوں خواہ تعلیق
صحت میں ہو اور شرط مرض میں ﴿و﴾ حاصلہا ستۃ عشر لان التعلیق اما بمجیئ وقت او بفعل اجنبی او بفعلہ او بفعلہا وکل وجہ علی اربعۃ لان التعلیق والشرط اما فی الصحۃ او فی المرض او
احدہما وقد علم حکمہا خلاصہ اسکا یہ ہے کہ سولہ صورتیں ہیں اسواسطے کہ تعلیق طلاق کی یا وقت کے آنے پر ہے یا اجنبی کے فعل پر یا زوج کے فعل پر یا عورت کے
فعل پر تو یہ چار صورتیں ہوئیں اور ہر وجہ چار وجہ پر ہے اسواسطے کہ تعلیق اور شرط یا صحت میں ہیں یا مرض میں یا ایک صحت میں اور دوسرا مرض میں یعنی تعلیق
صحت میں اور شرط مرض میں یا شرط صحت میں اور تعلیق مرض میں تو یہ سولہ صورتیں ہوگئیں چار کو چار میں ضرب کرنے سے اور بالتحقیق معلوم ہو چکا حکم ہر
صورت کا کہ چھ صورتوں میں عورت وارث ہے اور دس صورت میں نہیں ﴿م﴾ تفصیل وجوہ مذکورہ کے احکام کی یوں ہے پہلی صورت یہ کہ تعلیق کی اجنبی کے فعل پر اور
تعلیق اور فعل اجنبی مرض میں ہوئی تو عورت وارث ہوگی ۲ صورت یہ کہ تعلیق اور فعل مذکور صحت میں ہوئی تو وارث نہوگی ۳ صورت یہ کہ تعلیق کی اجنبی کے فعل پر لیکن تعلیق
ہوئی صحت میں اور شرط مرض میں تو بھی وارث نہوگی ۴ یہ کہ تعلیق کی اجنبی کے فعل پر لیکن تعلیق ہوئی مرض میں اور شرط صحت میں تو بھی وارث نہوگی ۵ یہ کہ تعلیق کی وقت کے
آنے پر اور تعلیق اور شرط دونوں مرض میں ہوئی تو وارث ہوگی ۶ یہ کہ تعلیق کی وقت کے آنے پر اور تعلیق اور شرط صحت میں ہوئی تو وارث نہوگی ۷ یہ کہ تعلیق کی وقت
کے آنے پر لیکن تعلیق صحت میں ہوئی اور شرط مرض میں تو بھی وارث نہوگی ۸ یہ کہ تعلیق کی وقت کے آنے پر لیکن تعلیق ہوئی مرض میں اور شرط صحت میں تو بھی وارث نہوگی ۹ یہ کہ تعلیق
کی اپنے فعل پر اور تعلیق اور شرط دونوں مرض میں ہوئی تو وارث ہوگی ۱۰ یہ کہ تعلیق کی اپنے فعل پر اور تعلیق اور شرط صحت میں ہوئی تو وارث نہوگی ۱۱ یہ کہ تعلیق کی اپنے فعل
پر مگر تعلیق ہوئی صحت میں اور شرط مرض میں تو وارث ہوگی ۱۲ یہ کہ تعلیق کی اپنے فعل پر مگر تعلیق ہوئی مرض میں اور شرط صحت میں تو وارث نہوگی ۱۳ یہ کہ تعلیق کی عورت کے
فعل پر اور تعلیق اور شرط دونوں مرض میں ہوئی تو عورت وارث ہوگی ۱۴ یہ کہ تعلیق کی عورت کے فعل پر اور تعلیق اور شرط صحت میں ہوئی تو وارث نہوگی ۱۵ یہ کہ تعلیق کی عورت کے
فعل پر مگر تعلیق ہوئی مرض میں اور شرط صحت میں تو وارث ہوگی ۱۶ یہ کہ تعلیق کی عورت کے فعل پر مگر تعلیق ہوئی صحت میں اور شرط مرض میں تو وارث نہوگی کذا فی حاشیۃ
المدنی قال لہا فی صحتہ ان شئت انا وفلان فانت طالق ثلثا فمرض فشاء الزوج والاجنبی الطلاق معا او شاء الزوج ثم الاجنبی
ثم مات الزوج لا ترث کہا زوج نے زوجہ سے اپنی صحت میں کہ اگر میں چاہونگا اور فلانا شخص چاہیگا تو تو طالق ہے تین بار پھر بیمار ہوا زوج پھر چاہا زوج اور اجنبی نے
طلاق کو ساتھ یا کہ اول زوج نے چاہا بعد اسکے اجنبی نے پھر زوج مر گیا تو عورت وارث ہوگی ﴿و﴾ ان شاء الاجنبی اولا ثم الزوج ورثت کذا فی الخانیۃ والفرق انہ
او بمشیۃ الاجنبی اولا صار الطلاق معلقا علی فعلہ فقط اور اگر چاہا طلاق کو اجنبی نے پہلے پھر زوج نے چاہا تو عورت وارث ہوگی کذا فی الخانیۃ اور فرق دونوں صورتوں
میں پوشیدہ نہیں اسواسطے کہ اجنبی کے اول خواہش کرنے سے طلاق معلق ہوگی فقط زوج ہی کے فعل پر یعنی تمامی علت طلاق کی زوج ہی کے فعل پر ہوئی بخلاف اول صورت کے
کہ اسمیں مشیت زوج کی جز ہے علت کی نہ تمامی علت کی ﴿و﴾ تصادقا ای المریض مرض الموت والزوجۃ علی تلثہا فی الصحۃ وعلی مضی العدۃ ثم اقر لہا بدین او عین
او اوصی لہا بشیئ فلہا الاقل منہ ای من الاقرار او الوصی و من المیراث للتہمۃ مرض الموت والے بیمار نے اور زوجہ نے اتفاق کیا صحت کی تین طلاق پر اور انقضاء عدت پر
پھر زوج نے اقرار کیا عورت کے دین کا یا سوائے نقد کے کسی جنس کا یا زوج نے وصیت کی عورت کے واسطے کسی چیز کی تو عورت کو اقرار یا وصیت اور میراث جو کمتر ہوگا وہ ملیگا یعنی
اگر اقرار یا وصیت کا مال کمتر ہے میراث سے تو اقرار یا وصیت کا مال عورت پاویگی اور اگر میراث عورت کی کمتر ہے اقرار یا وصیت کے مال سے تو میراث ہی پاویگی کمتر
مال ملیگا بسبب اس تہمت کے کہ شاید عورت طلاق کو اسواسطے اظہار کرتی ہو تا کہ اقرار یا وصیت اسکے واسطے صحیح ہو تا کہ میراث سے زیادہ پاوے اور اقرار یا وصیت
وارث کے حق میں صحیح نہیں اور احتمال ہے کہ زوجین کی محبت سے زوج اسکے موافق ہوگیا ہو اور قدر میراث میں کچھ تہمت نہیں لہذا کمتر مال عورت کیواسطے مقرر ہوگیا ﴿و﴾ لو تصادقا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... حالت میں ... عورت کو ... [illegible]

واسطے ... [illegible] ... عورت ... [illegible]

[illegible] ... طالقت ثلثا ... فی مرضه ... [illegible]

عورت ... [illegible] ... بیماری میں ... [illegible] ... تو عورت کو ... [illegible]

[illegible] وصیت ... میراث ... [illegible] قال لامراتیه احدکما طالق ثم مات ... فی مرضه [illegible]

[illegible] ... فرتث ... [illegible]

[illegible] ... طلاق ... [illegible] ... تو عورت اسکی وارث ہوگی ... [illegible]

[illegible] ... یعنی شرط واقع ہوئی مرض میں ... [illegible]

[illegible] ... ولا یشترط علم الزوج باہلیتها ای المراۃ للمیراث فلو طلقها بائنا فی مرضه وقد کان سیدها

اعتقها قبله ... [illegible] ... کان فارا ... [illegible] ... عورت کے واسطے میراث کے سوا اگر زوج نے

عورت کو طلاق بائن دی اپنی بیماری میں اور حالانکہ ... [illegible] ... کیا تھا قبل طلاق کے یا کہ عورت کتابیہ تھی سو مسلمان ہوگئی اور ... [illegible]

آزاد ہوئی یا اسلام کا علم ... [illegible] ... تو عورت اسکی وارث ہوگی کذا فی الظہیریہ ... [illegible] ... قال لامته انت حرۃ غدا وقال الزوج انت طالق ثلثا

بعد غد ان علم بکلام المولی کان فارا والا فلا لا ترث خانیہ بخلاف سابق کے یہ صورت ہو کہ مالک نے اپنی لونڈی سے کہا کہ تو آزاد ہے کل اور ... [illegible]

کے زوج نے کہا کہ تجھکو تین طلاق ہیں پرسوں اگر زوج کو کلام مولی کا علم ہوا تو فار ہوگا یعنی زوجہ وارث ہوگی اور اگر اسکو کلام مولی کا علم نہ ہوا تو عورت وارث نہ ہوگی کذا فی الخانیہ

سو اسطے کہ وقت تعلیق ... [illegible] ... ثابت ... اگرچہ عورت اہل میراث کی ہوچکی تھی قبل نزول طلاق کے ... [illegible]

اور ... [illegible] ... اگر زوج نے معلق کیا طلاق کو عورت کے آزاد ہونے پر ... اپنی بیماری ... [illegible] ... وکیل کیا ... [illegible]

کی تعلیق ... [illegible] ... حالت صحت میں ... وکیل نے طلاق کو زوج کی بیماری میں واقع کیا حالانکہ زوج قادر تھا وکیل کے معزول کرنے پر ... [illegible] ... تینوں صورتوں

میں عورت وارث ہوگی ولو باشرت سبب الفرقۃ وہی فی حال ... مرضه ... قبل انقضاء عدتها ورثها الزوج کما اذا وقعت الفرقۃ بینهما باختیارها

لنفسها فی خیار البلوغ والعتق او تقبیلها ابن زوجها ... لانها من قبلها ... [illegible] ... اگر عورت خود مرتکب ہوئی فرقت کے

سبب کی ... [illegible] ... بیمار تھی ... قبل انقضا عدت کے تو زوج اسکا وارث ہوگا ... فرقت واقع ہوئی دونوں میں بسبب اختیار کرنے عورت کے اپنی

ذات کو خیار بلوغ میں یا خیار عتق میں ... جدائی ہوئی بسبب ... عورت کے ابن زوج کا ... اپنی بیماری کی حالت میں ... [illegible]

جدائی کے اسواسطے وارث ہوگا کہ ان مسائل میں فرقت عورت ہی کی طرف سے ہوئی اور اسواسطے یہ جدائی طلاق نہیں کیونکہ عورت طلاق کی مالک نہیں بلکہ یہ جدائی فسخ ہے

بخلاف وقوع الفرقۃ بینہما بسبب العنۃ واللعان فانہ لا یرثہا علی ما فی الخانیۃ والفتح عن الجامع وجزم بہ فی الکافی قال فی البحر فکان ہو المذہب لانہا طلاق
فکانت مضافۃ الیہ وقیل ترثہ قالہ الزیلعی ہو کالاولی نیز انہا بخلاف واقع ہوئے فرقت کے دونوں میں بسبب مقطوع الذکر ہونے کے اور نامردی اور لعان کے کہ
ان صورتوں میں مرد وارث نہوگا زوجہ کا بنا بر روایت خانیہ اور فتح القدیر کے جامع سے اور عدم وراثت بیقین کہا ہے کافی میں بحر الرائق میں کہا تو یہی مذہب
ٹھہرا اسواسطے کہ یہ فرقت طلاق ہے تو زوج ہی کیطرف منسوب ہوگی اور قول ضعیف ہے کہ یہ فرقت بھی مثل پہلی فرقتوں کے ہے تو زوج اس فرقت میں بھی وارث ہوگا مانند قول
اول کے اور قول ضعیف کا قایل زیلعی ہے ولو ارتدت ثم ماتت او لحقت بدار الحرب فلو کانت الردۃ فی المرض ورثہا زوجہا استحسانا اور اگر عورت مرتد ہوگئی اور
دار الحرب میں جا ملی تو اگر ارتداد اسکا مرض میں ہوا تھا تو زوج اسکا وارث ہوگا باعتبار دلیل استحسان کے اور قیاس مقتضی ہے عدم وراثت کو اسواسطے کہ مسلم اور کافر میں وراثت
نہیں ہے الا ان ارتدت فی الصحۃ لا یرثہا بخلاف ردتہ فانہا فی معنی مرض موتہ فترثہ مطلقا ولو ارتدا معا فان اسلمت ہی ورثتہ والا لا خانیۃ اور اگر عورت بیماری میں
مرتد نہیں ہوئی اس طرح کہ صحت میں مرتد ہوئی تو زوج اسکا وارث نہوگا بخلاف ارتداد زوج کے اسواسطے کہ زوج کا ارتداد بجائے اسکے مرض الموت
کے ہے اسواسطے کہ مرد اگر ارتداد سے توبہ نکرے تو قتل ہوتا ہے تو عورت مرتد کی وارث ہوگی ہر طرح سے خواہ وہ بیماری میں مرتد ہوا خواہ صحت میں اور اگر زوج اور زوجہ
دونوں ساتھ ہی مرتد ہوئے پھر اگر عورت مسلمان ہوئی تو وارث ہوگی اور اگر زوج مسلمان ہوگا تو وارث نہوگا کذا فی الخانیۃ قال آخر امرأۃ اتزوجہا طالق
ثلثا فنکح امرأۃ ثم اخری ثم مات الزوج طلقت الاخری عند التزوج ولا یصیر فارا خلافا لہما لان الموت معرف والصفۃ بالآخریۃ من
وقت الشرط فیثبت مستندا کہا ایک مرد نے کہ پچھلی عورت جس سے میں نکاح کروں وہ مطلقہ ہے تین اسواسطے نکاح کیا ایک عورت سے پھر دوسری عورت سے
نکاح کیا پھر زوج مرگیا تو مطلقہ ہوگی دوسری عورت نکاح کے ساتھ ہی اور زوج فار نہوگا تو وہ عورت وارث نہوگی بخلاف صاحبین کے اسواسطے کہ موت معرف ہے
یعنی زوج کی موت سے یہ معلوم ہوا کہ پچھلی عورت منکوحہ یہی دوسری عورت ہے اور متصف ہونا زوج ثانی کا بوصف آخریۃ شرط کے وقت سے ہوا یعنی تزوج
کے وقت سے تو طلاق ثابت ہوگی وقت تزوج سے مستند ہوکر خلاصہ یہ کہ امام کے نزدیک طلاق واقع ہوئی تزوج ثانی کے وقت اور اسوقت زوج
بیمار نہ تھا لہذا دوسری عورت وارث نہوگی اور صاحبین کے نزدیک طلاق واقع ہوگی موت کے نزدیک لہذا وارث ہوگی فروع مسائل ملحقہ شارح کے ابانہا فی مرضہ
ثم قال لہا اذا تزوجتک فانت طالق ثلثا فتزوجہا فی العدۃ ومات فی مرضہ لم ترثہ لانہا فی عدۃ مستقبلۃ وقد حصل التزوج بفعلہا فلم یکن فرارا خلافا لمحمد خانیۃ زوج نے
طلاق بائن دی زوجہ کو اپنے مرض موت میں پھر کہا اس سے کہ جب میں تجھسے نکاح کروں تو تو طالق ہے تین طلاق پھر اس سے نکاح کیا عدت میں اور مرگیا
اپنے مرض میں تو وہ وارث نہوگی اسواسطے کہ وہ عدت مستقبلہ میں ہوگئی اور البتہ تزوج ثانی عورت کے فعل سے ہوا تو یہ فرار نہوا بخلاف محمد کے کذا فی الخانیۃ یعنی
طلاق بائن کی پہلی عدت بسبب نکاح ثانی کے باطل ہوگئی اب عورت پر بسبب نکاح ثانی اور وقوع طلاق ثانی کے دوسری جدی عدت واجب ہوئی
پھر جب پہلی عدت باطل ہوئی تو وراثت کیونکر ثابت ہوگی اسواسطے کہ ارث فار کی عدت تک منحصر ہے اور یہ ممکن نہیں کہ عدت ثانیہ میں وہ وارث ہوسکے اسواسطے
کہ ابطال عدت کا عورت ہی کی رضا سے ہوا تو زوج پر فرار ثابت نہوگا کذبہا الورثۃ بعد موتہ فی الطلاق فی مرضہ فالقول لہا کقولہا طلقنی وہو نائم وقالوا فی
الیقظۃ ولوالجیۃ جھٹلایا عورت کو وارثوں نے بعد موت زوج کے اسکی بیماری کے طلاق دینے میں یعنی زوج کے وارثوں نے کہا کہ زوج نے اپنے مرض میں اسکو
طلاق نہیں دی عورت کا دعوی غلط ہے تو اسصورت میں عورت ہی کا قول معتبر ہوگا چنانچہ اسکا قول اس دعوی میں معتبر ہے کہ زوج نے مجھکو طلاق دی حالانکہ وہ سوتا تھا
اور وارثوں نے کہا کہ جاگتے میں طلاق دی کذا فی الولوالجیۃ طلقہا فی المرض ومات بعد العدۃ فالمشکل من متاع البیت لوارث الزوج لصیرورتہا اجنبیۃ بخلافہ فی
العدۃ جامع الفصولین طلاق دی زوج نے زوجہ کو مرض میں اور مرگیا بعد عدت کے تو مشکل اسباب گھر کا زوج کے وارث کا ہوگا بسبب بیگانہ ہوجانے
عورت مطلقہ کے بعد انقضاء عدت کے بخلاف اسکے کہ اگر زوج عدت میں مرگیا تو عورت وارث ہوگی اور مشکل اسباب اسکے قبضہ میں ہوگا تو عورت ہی

وقول موقت صحیح ہوگا کذا فی فتح القدیر یعنی ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ تو کل ہی مطلقہ ہے تو حنفیہ کے نزدیک قول ہو گا اور
مدت مختصر ہوگی اور بعد مدت کے زوج مرگیا تو عورت وارث ہوگی کیونکہ سبب وراثت کا مناسب حال ہوگا اور منکر ہو تو مطلقہ کے نزدیک زوج کے
دونون کا قول معتبر ہوگا اور یہ قیاس ہے کہ عورت کے مناسب حال ہوگا اور عورت کا قول معتبر ہوگا اگرچہ اسباب کہ دونون کے مناسب حال دونون کو
ثابت ہے شخص کا اسوقت کے دونون پر ہوگا کذا فی حاشیہ سعدی

باب الرجعة

بالفتح وکسر الراء متعدی ولا متعدی یہ باب ہے رجعت کا رجعت کی بیان میں ہے اور اسکو کسرہ بھی ثابت ہے اور لفظ رجعت کو متعدی بنفسہ ہوتا ہے اور کبھی بنفسہ
متعدی نہین ہوتا ہے بعد سفر مثل اور الی کے متعدی ہوتا ہے رجعت کو بعد طلاق کے ہوا سوا سطے ذکر کیا کہ رجعت مشروع ہوتی ہے بعد طلاق کے
اور رجوع نہین ہوتا مگر بعد وقوع کے ہی استدامة الملک القائم بلا عوض ما دامت فی العدة ای عدة الدخول حقیقة اذ لا رجعة فی عدة الخلوة
ابن الکمال اصطلاح فقہا مین رجعت عبارت ہے قائم رکھنے ملکیت کے امتناع سے جو قائم ہو بغیر عوض کے جبتک کہ مطلقہ عدت مین ہو اور مراد عدت
سے عدت دخول کی ہے یعنی حقیقت یعنی وطی کی عدت اسواسطے کہ خلوت کی عدت مین رجعت نہین کذا ذکرہ ابن الکمال ہم رجعت کو استدامت ملک تم کہا
اسواسطے کہ حق تعالی نے فرمایا فامسکوھن بمعروف یعنی رکھو مطلقات کو دستور کے موافق اور امساک عبارت ہے استدامت ملک تم سے اور زائل ہے اور
بلا عوض کی قید شارح نے سواسطے لگائی کہ رجعت مین مال دینے کی حاجت نہین اسواسطے کہ تصرف ہے اپنی ملک قائم مین بلکہ اگر رجعت مین کچھ مال شرط ہو گا تو زوج پر
اسکا دینا واجب نہوگا کذا فی المعراج اور ثبوت رجعت مین بقای عدت کی قید اسواسطے لگائی کہ بعد انقضاء عدت کے رجعت نہین ہے باقی بعد رجعت کے بعد عدت کذا فی
حاشیة المدنی وفی البزازیة ادعی الوطی بعد الدخول وانکرت فله الرجعة لا فی عکسه اور بزازیہ مین ہے کہ زوج نے دعوی کیا وطی کا بعد دخول کے اور عورت نے وطی کا انکار کیا
تو زوج کو رجعت کا اختیار ہے اسکے بالعکس مین یعنی اگر عورت وطی کی مدعی ہو اور زوج منکر ہو تو زوج کو رجعت کا اختیار نہین اسواسطے کہ انکار وطی سے حق رجعت ساقط
ہوگیا وتصح مع اکراہ وہزل ولعب وخطاء اور صحیح ہے رجعت ساتھ جبر اور بیہودگی اور کھیل اور چوکنے کے مع ہزل القبیح ہے جد کی اور نا سمجھ ہے اور لعب نہ ہو جبکی تو
ہزل اور لعب مرادف ہیں اور خطا کی صورت یہ کہ زوج اور کچھ کام کیا چاہتا تھا اور اسکے منہ سے نکل گیا کہ مین اپنی زوجہ سے رجعت کی تو بھی رجعت صحیح ہو گی
بنحو متعلق باستدامة راجعتک ورددتک ومسکتک بلا نیة لانه صریح استدامت ملک ثابت ہوتی ہے مانند لفظ راجعتک سے یعنی مین نے تجھسے رجعت کی اور لفظ
رددتک یعنی مین نے تجھکو پھیر لیا اور لفظ مسکتک سے یعنی مین نے تجھکو رکھا ان الفاظ مذکورہ سے رجعت قولی صحیح ہے بدون نیت کے بھی اسواسطے کہ ہر ایک الفاظ مذکورہ سے
صریح ہے رجعت مین بلا خلاف اور صریح مین حاجت نیت کی نہین اور کنایات رجعت سے یہ قول ہے کہ انت عندی کما کنت کہ تو میرے نزدیک ویسی ہے جیسا کہ تھی
وانت امرأتی یعنی تو میری عورت ہے تو ان الفاظ سے بدون نیت کے رجعت صحیح نہوگی کذا فی حاشیة المدنی وبالفعل مع الکراہة بکل ما یوجب حرمة
المصاهرة المس لو منها اختلاسا او نائما او مکرها او مجنونا او معتوها ان صدقها هو او ورثته بعد موته جوهرة اور صحیح ہے رجعت فعل سے ساتھ کراہت کے رجعت فعلی ہر اس
فعل سے صحیح ہے جو موجب ہے حرمت مصاہرت کا مانند مساس یا تقبیل کے اگرچہ مساس عورت ہی کی طرف سے بطور چھینا جھپٹی کے یا مرد سوتا ہو یا مجبور ہو یا مجنون ہو
ہو یا کہ دیوانہ یا کہ بیہوش ہو بشرطیکہ بعد خواب یا اکراہ کے یا ہوشیار ہونے کے زوج عورت کی تصدیق کرے یعنی یون کہے کہ عورت نے مجھکو شہوت سے مس کیا یا وارث
کے بعد موت زوج کے عورت کی تصدیق کرین کذا فی الجوہرة تو اس فعل سے ان حالات مین رجعت ثابت ہو گی اسواسطے کہ نفس مس شہوت سے رجعت ہو جاتی ہے کذا فی
حاشیة المدنی ورجعة المجنون بالفعل بزازیة اور رجعت دیوانہ کی ساتھ فعل کے ہے کذا فی البزازیة یعنی جس زوج نے حالت صحت مین دیکر طلاق دی پھر دیوانہ ہو گیا تو اسکی
رجعت فعلی صحیح ہے اسواسطے کہ اقوال مجنون کے لغو ہین لائق اعتبار کے نہین وتصح بتزوجها فی العدة به یفتی اور جائز ہے رجعت عورت عدت مین

کی پر فتوی ہے کذا فی الجوہرۃ صحت رجعت بلفظ تزویج و نکاح ہے یہی مذہب ہے یہ محیط سرخسی میں ہے اور یہی اظہر ہے کذا فی التبیین پس اگر تزوجتک کہا تو صحیح ہے رجعت
مستفادہ ہوگی سے اگرچہ وطی مستحب ہے پس اگر قول امام محمد کے ہوئے رجعی مستحب کی رجعی شہوت سے ساتھ ہے نہیں ان الفرق [illegible] فان رجعت
صحیح ہے اگر زوج نے طلاق بائن دی ہو پھر کہا کہ عورت کو طلاق رجعی دی تو رجعت نہیں ہو سکتی مگر عورت کی رضامندی سے اور نکاح جدید سے ثابت ہو
قال لہا راجعتک ابدا راجعتک علی قدر الرجعۃ عوضی اگر عورت سے کہا کہ تو رجعت صحیح ہے اگرچہ عورت قبول نہ کرے اگر زوج یوں کہے کہ رجعت کی شرط یہ ہے کہ عوض دے
یا یوں کہے کہ رجعت میرے واسطے نہیں ہے بلکہ زوج کو رجعت کا اختیار ہے یہ امر ہے کہ رجعت بالکل باطل نہ ہوگی خزانۃ المفتین میں ہے صحیح
ہوگی وہ مہر کی اصل یا وہی المہر ہوگا اور اگر زوج نے کہا کہ میں نے رجعت کی یعنی یوں کہا کہ میں نے تجھ سے رجعت کی بعوض ہزار درم کے تو آیا یہ مال کی مہر میں
زیادتی میں قرار دیا جائیگا یا نہیں جواب اس سوال کا یہ ہے کہ اس میں دو قول ہیں ایک قول میں یہ ہے [illegible] قول میں ہے کہ [illegible] مہر رجعی ہو اور اگر مہر مؤجل
برجعتہا خلاصہ اور یہ مہر مؤجل معجل ہو جاتا ہے بسبب طلاق رجعی کے اور مؤجل نہیں ہوتا بسبب رجعت کرنے عورت کے کذا فی الخلاصہ صورت اسکی یہ ہے کہ نکاح کیا
عورت سے مہر مؤجل پر یعنی مدت والا مہر ہے اور مہر کی مدت ٹھہرائی طلاق تک پس جب [illegible] یہ کہ عورت کو طلاق رجعی دی تو اب مہر ہوگی یعنی طلاق
تو مدت مہر کی ساقط ہو گئی تو مہر معجل ہو گیا بسبب طلاق کے یعنی مدت [illegible] ادا کرنا لازم ہوا ہے جب [illegible] رجعت کی تو مہر مؤجل ہوگا یعنی مہر کی
مدت پھر عود کر گئی اسواسطے کہ مدت ساقط ہو چکی بسبب طلاق کے اور ساقط ہو چکا ہے پھر عود نہیں کرتا کذا فی حاشیۃ المفتاح فی الصیرفیۃ لا یکون الموجل حالا حتی تنقضی
العدۃ اور صیرفیہ میں یوں ہے کہ مہر مؤجل لا یکون حالا جب تک [illegible] طلاق رجعی کے جب تک کہ عدت منقضی نہ ہو جائے [illegible] عبارت صیرفیہ کی خلاف
ہو خلاصہ کے اور شاید کہ توفیق دونوں قولوں میں یوں ہے کہ خلاصہ کی عبارت اس صورت پر محمول ہے جبکہ مدت مہر کی طلاق ہو اور صیرفیہ کی عبارت اس صورت پر
محمول ہے جبکہ مدت مہر کی فراق زوجین ہو واللہ اعلم کذا فی حاشیۃ المدنی وندب اعلامہا بہا لئلا تنکح غیرہ بعد العدۃ فان نکحت فرق بینہما وان دخل شئ
اور مستحب ہے خبر دینا عورت کو رجعت کی یعنی زوج عورت کو رجعت کرنے کی اطلاع کر دے تاکہ وہ نکاح نہ کرے بعد عدت کے زوج کے سوا کسی اور شخص سے
سو اگر زوج نے رجعت کی خبر نہ دی اور عورت نے دوسرے مرد سے نکاح کر لیا تو جدائی کرائی جائیگی دونوں میں یعنی عورت اور زوج ثانی میں اگرچہ اس سے وطی
بھی کی ہو کذا فی المنح اسواسطے ہوگی کہ وہ منکوحہ ہے زوج اول کی تو نکاح ثانی فاسد ہوا پھر اگر زوج ثانی نے دخول کیا تو اسکو مہر مثل دینا لازم آئیگا اور عورت
بعد عدت کے زوج اول کے پاس رجوع کریگی بلا اعادہ نکاح کذا فی حاشیۃ المدنی وندب الاشہاد بعدلین ولو بعد الرجعۃ بالفعل اور مستحب ہے گواہ کرنا دو عادل شاہدوں کا
اگرچہ بعد رجعت فعلی کے ہو وندب عدم دخولہ بلا اذنہا علیہا لتتاہب ان قصد رجعتہا لکراہتہا بالفعل کما مر اور مستحب ہے عدم داخل ہونا زوج کا عورت
کے پاس بدون اسکی اجازت کے تاکہ وہ پردہ کا سامان کرے اگرچہ زوج اسکی رجعت کا قصد رکھتا ہو بسبب مکروہ ہونے رجعت فعلی کے چنانچہ مذکور
ہو چکا ہم ہدایہ میں کہا کہ جب رجعت کا قصد ہو تو اعلان [illegible] اذن مانگنا مستحب نہیں شارح نے اسکو رد کیا کہ بدون اجازت جانے میں احتمال ہے کہ عورت برہنہ ہو
اور مرد اسکی شرمگاہ کو بنظر شہوت دیکھے اور رجعت فعلی ہو جاوے حالانکہ رجعت فعلی مکروہ ہے کذا فی حاشیۃ المدنی ادعاہا بعد العدۃ فیہا بان قال کنت
راجعتک فی عدتک فصدقتہ صح بالمصادقۃ والا لا یصح زوج نے دعوی کیا رجعت کا بعد عدت کی عدت کے اندر رجعت کرنے کا یعنی اس طرح کہا کہ میں نے
تجھے رجعت کی تیری عدت میں سو عورت نے اسکی تصدیق کی تو دعوی رجعت کا صحیح ہوگا باہم کی تصدیق کے سبب سے اور اگر عورت نے مرد کی تصدیق نہ کی تو دعوی
رجعت کا صحیح نہ ہوگا کذا لو اقام بینۃ بعد العدۃ انہ قال فی عدتہا قد راجعتہا او انہ قال قد جامعتہا وتقدم قبولہا علی لمس او تقبیل للمحیط اور اسطرح
رجعت ثابت ہوگی اگر قائم کیے زوج نے گواہ بعد عدت کے کہ زوج نے کہا تھا عورت کی عدت میں کہ میں نے اس سے رجعت کی یا کہ زوج نے کہا تھا کہ میں نے اس سے جماع کیا تھا اور
تقبیل و [illegible] مقدم ہو چکا ہے کہ گواہ مقبول ہیں [illegible] لمس اور تقبیل پر [illegible] یعنی اگر لمس و تقبیل گواہی سے ثابت ہونگے عدت میں تو بھی رجعت ثابت ہوگی

[illegible] عدت [illegible] ثابت [illegible] رجعت [illegible] اگر [illegible] رجعت [illegible]

[illegible] ثابت ہوگی تو رجعت [illegible] ثابت ہوئے [illegible] مشاہدہ ثابت ہوا [illegible]

[illegible] ثابت ہوتا ہو [illegible] بحر الرائق اور بحر الفائق میں [illegible] امام [illegible]

[illegible] بعد عدت کے یوں قرار دیا کہ [illegible] عدت میں رجعت کا [illegible]

[illegible] کذا فی حاشیة الدرر کما لو قال فیها کنت راجعتک امس فانها تصح وان کذبته الا انه [illegible]

[illegible] رجعت صحیح ہے اگرچہ عورت اسکی تکذیب کرے بسبب [illegible]

[illegible] بخلاف قوله راجعتک فی الاختیار فقالت علی الفور مجیبة له قد مضت عدتی فانها لا تصح عند الامام [illegible] انقضاء العدة

[illegible] اتفاقا بخلاف اس قول کے کہ زوج نے عورت سے کہا کہ میں نے تجھے رجعت کی یعنی اب رجعت کرتا ہوں [illegible]

[illegible] جواب میں کہا کہ میری عدت منقضی ہوگئی تو یہ رجعت صحیح نہوگی نزدیک امام کے بسبب [illegible] رجعت کے انقضاء

عدت [illegible] اگر عورت سکوت کریگی رجعت سنکر [illegible] انقضاء عدت کا تو رجعت صحیح ہوگی بالاتفاق امام و صاحبین [illegible] رجعت بعد عدت کے

صحیح نہیں تو جب [illegible] سکوت عورت نے انقضاء عدت کی خبر دی [illegible] انقضاء عدت [illegible]

[illegible] ثابت ہوگی [illegible] سکوت [illegible] بعد عدت کے سکوت ہوگا تو اس صورت میں رجعت عدت کے اندر واقع ہوگی [illegible] امام کے

نزدیک [illegible] انقضاء عدت کی خبر [illegible] مقبول ہوگی جب [illegible] بعد طلاق کے [illegible] قبل انقضاء عدت خبر دی

تو قبول ہوگی اور رجعت ثابت ہوجاویگی کذا فی حاشیة الدرر [illegible] جیسا کہ رجعت صحیح ہے اگر قسم لیگئی عورت سے انقضاء عدت پر [illegible]

انقضاء عدت کی قسم سے انکار کیا قال زوج الامة بعد مضی العدة راجعتها فیها فصدقه السید وکذبته الامة او قالت مضت عدتی

وانکر الزوج والمولی فالقول لها عند الامام [illegible] لونڈی کے زوج نے بعد عدت کے [illegible] رجعت کی عدت کے اندر [illegible] تصدیق کی مالک

نے اور تکذیب اسکی کی لونڈی نے [illegible] لونڈی [illegible] میری عدت منقضی ہوگئی اور زوج اور مالک نے انکار کیا تو لونڈی کا قول

معتبر ہوگا نزدیک امام کے اسواسطے کہ لونڈی بیان عدت میں امین ہے فلو کذبه المولی وصدقته الامة فالقول للمولی علی الصحیح [illegible]

فلا یمکنها ابطاله [illegible] اگر تکذیب کی زوج کے عدت کی رجعت میں لونڈی کے مالک نے اور تصدیق کی زوج کی لونڈی نے تو مالک ہی کا قول معتبر ہوگا بنا بر قول

صحیح کے بسبب ظاہر ہونے ملکیت مالک کے لونڈی کی وطی میں سو ممکن نہیں لونڈی کو ابطال اسکا یعنی جب لونڈی کے زوج نے اسکو طلاق دی اور عدت گذرگئی تو [illegible]

کی ملکیت [illegible] ظاہر ہوچکی اب تصدیق رجعت زوج سے اس ملکیت کو لونڈی باطل نہیں کرسکتی قالت انقضت عدتی ثم قالت لم تنقض کان

له الرجعة لاخبارها بکذبها فی حق علیها [illegible] عورت نے کہ میری عدت منقضی ہوگئی پھر کہنے لگی کہ عدت منقضی نہیں ہوئی تو زوج کو رجعت کرنا صحیح ہوگا بسبب

خبر دینے عورت کے اپنے کذب پر اس حق میں جو اسپر واجب تھا کذا ذکره [illegible] ثم انما [illegible] بالحیض لا بالسقط [illegible]

ولو حرة [illegible] تو اعتبار [illegible] کا اسی صورت میں ہے اگر انقضاء عدت حیض سے ہو یعنی اگر عورت نے انقضاء عدت کا سبب [illegible]

کیا بعد طلاق کے دو مہینے میں تو مسموع ہوگا اور اگر اس مدت سے کم میں دعوی کیا تو مقبول نہوگا [illegible]

بعد طلاق کے [illegible] منقضی ہوجائے [illegible] صورت دعوی انقضاء [illegible]

اسکے [illegible] مخلوق ہوچکے تھے اسواسطے کہ [illegible] عدت نہیں منقضی ہوئی [illegible] عورت [illegible] انقضاء عدت کی [illegible]

بسبب ولادت کے تو ایک قول مقبول ہوگا بدون گواہی کے اگرچہ عورت حرہ ہو کذا فی فتح القدیر وتنقطع الرجعة اذا طهرت من الحیض الآخیر لعشرة ایام مطلقا وان لم تغتسل ورجعت منقطع ہوتی ہے جبکہ عورت طاہر ہو حیض اخیر سے بسبب گذر جانے دس روز کے ہر طرح سے خواہ خون بند ہوگیا ہو کہ جاری ہو اگرچہ عورت نہائی نہ ہو اور طہارت حیض اخیر سے لوٹ کر بھی شامل ہے او تمضی وقت صلوٰة یا اگرچہ وقت ایک نماز کا گذر گیا ہو حتی کہ بعد دس روز کے عدت منقضی ہوگی ولاقل لا تنقطع حتی تغتسل وتو لسو حارمع وجود الارشق لکن نقضے وار تزوج احتیاطا اور اگر طاہر ہوئی حیض اخیر سے دس دن سے کمتر میں تو عدت منقطع ہوگی یہاں تک کہ عورت غسل کرے اگرچہ غسل کرے کے جھوٹے پانی سے ہو یا وجود مطلق پانی کے یعنی مشکوک پانی کے غسل سے بھی طہارت ثابت ہوگی انقضاے عدت کے حق میں لیکن اس غسل سے نماز نہ پڑھے اور نکاح بھی نہ کرے بنابر احتیاط کے او تمضی جمیع وقت صلوٰة فتصیر دینا فی ذمتها یا کہ گذر جاے تمام وقت نماز کا تو نماز دین ہو جاے عورت کے ذمے میں مثلاً اشراق کے وقت آٹھ دن حیض میں عورت طاہر ہوئی اور غسل نہ کیا تو عصر کے وقت اسکی عدت منقضی ہوگی ولو عادو لم یجاوز العشرة فله الرجعة اور اگر عورت کے حیض نے پھر عود کیا اور حال کہ دس روز سے تجاوز نہ کیا تھا تو زوج کو رجعت کا اختیار رہے اسواسطے کہ بسبب عود حیض کے معلوم ہوا کہ ہنوز عدت منقضی نہیں ہوئی او حتی تیمم عند عدم الماء وتصلی ولو نفلا صلوٰة تامة فی الاصح یا یہاں تک کہ عورت تیمم کرے پانی نہ ہونے کے وقت اور نماز پڑھے پوری نماز اگرچہ نفل کی نماز ہو قول اصح میں یعنی آٹھ حیض میں عورت طاہر ہوئی اور پانی غسل کا موجود نہیں سو اسنے تیمم کرکے نماز پڑھی تب عدت منقضی ہوگی وفی الکتابیة بمجرد الانقطاع لعدم الخطاب قلت مفاده ان المجنونة والمعتوهة کذلک اور عورت کتابیہ میں مجرد حیض منقطع ہونے کے عدت منقضی ہوتی ہے کذا فی الملتقی بسبب نہ مخاطب ہونے کے یعنی بحکام شرعی کی وہ مخاطب نہیں شارح کہتا ہے اور اس تعلیل سے مستفاد ہوتا ہے کہ دیوانی عورت اور بیہوش بھی اسی طرح ہے یعنی اسکی عدت بھی بمجرد انقطاع حیض کے منقضی ہوگی اسواسطے کہ وہ بھی بسبب زوال عقل کے احکام شرعی کی مکلف نہیں ولو اغتسلت ونسیت اقل من عضو تنقطع للتسارع الجفاف لقلته یتیقن عدم الوصول وترکه عمداً لا تنقطع اور اگر غسل کیا عورت نے بعد آٹھ حیض کے اور بھول گئی کسی عضو کے ٹکڑے کو پانی پہونچانا جیسا کچھ ایک انگلی تو عدت منقطع ہوگی بواسطے احتمال جلد خشک ہو جانے کے تو اگر عورت کو پانی نہ پہونچنے کا اس ٹکڑے میں یقین ہوا اسکو عمداً ترک کیا ہو تو عدت منقطع نہ ہوگی ولو نسیت عضواً لا تنقطع اور اگر غسل میں پورے عضو کا پانی پہونچانا بھول گئی مانند ہاتھ یا پاؤں کے تو عدت منقطع نہ ہوگی وکل دون عضو ادخل کتحت ولا تستنشق کالاقل زبما عضوا وحد علی الصحیح اور ہر ما حد مضمضہ اور استنشاق سے مانند بعض کے ہے اسواسطے کہ وہ دونوں ملکر ایک عضو میں بنابر قول صحیح کے تو اگر کوئی کرنا بھولیگی غسل میں تو عدت منقطع ہوگی طلق حاملا منکرا وطیها فراجعها لما جاءت بولد لاقل من ستة اشهر من وقت الطلاق اولمدة تمضی منها من وقت النکاح صحت رجعته السابقة طلاق دی حاملہ کو اسکی وطی سے منکر ہوکر پھر عورت سے رجعت کی قبل وضع حمل کے پھر حاملہ لڑکا جنی چھ مہینے سے کمتر میں طلاق دینے کے وقت سے یا پورے چھ مہینے یا اس سے زیادہ مدت میں جنی نکاح کے وقت سے تو زوج کی اگلی رجعت صحیح ہوگی جبکہ بعد طلاق کے چھ مہینے سے کمتر مدت میں حاملہ جنی تو زوج کے انکار وطی کو شرع نے باطل کیا اور یہ انکار زوج ہی کا ٹھیرا تو رجعت سابقہ کی صحت بھی ظاہر ہوگئی اسواسطے کہ عین صحت میں واقع ہوئی اور اگر بعد نکاح کے چھ مہینے سے کمتر میں جنی تو شرعاً تکذیب زوج کی انکار وطی میں ثابت نہوگی اسواسطے کہ نطفہ اولاد کا نکاح کے بعد ہوا تو رجعت بھی صحیح ہوگی کذا فی حاشیہ المسکین یہاں درالمختار کے نسخوں میں اختلاف ہے بعض نسخوں میں بجاے فجاءت بولد لاقل من ستة اشهر فصاعدا من وقت النکاح ہے ظاہر یہ نسخہ صحیح نہیں اسواسطے کہ وقت نکاح سے کمتر چھ مہینے میں ولادت ہونے سے شرعاً تکذیب زوج کی ثابت ہوگی لہذا مترجم نے نسخہ محشی مسکین کو اختیار کیا وقت ظهور صحتها علی او ضعه لا نیانی صحتها قبله فلا مساخة فی کلام الوقایة اور موقوف ہونا ظہور صحت رجعت کا وضع حمل پر صحیح ہونے رجعت کا قبل وضع حمل کے مخالف نہیں تو کچھ تسامح نہیں اور بے تامل وقایة الروایة کے کلام میں نہیں ہے شارح نے جواب دیا اس اعتراض کا جو صدر الشریعة نے شرح وقایہ میں

[illegible] رجعت [illegible] اسکی رجعت منکر ہے کیونکہ [illegible] ثابت [illegible]
[illegible] ولادت کے قریب ثابت نہیں ہو سکتی جب عورت [illegible]
[illegible] رجعت [illegible] سے کہ مدت منکر وطی کا اور [illegible] عورت منکر [illegible] تکذیب [illegible]
[illegible] ولادت [illegible] رجعت [illegible] قبل الولادت کے ثابت ہو [illegible]
[illegible] تا کہ اصل رجعت پر مبنی ہو [illegible] صحت [illegible]
سنتين ولدت قبل الطلاق فلو ولدت بعده فلا رجعة لانه منكر وطيها لان الشرع كذبه حيث جعل الولد للفراش [illegible] ثبت [illegible]
[illegible] رجعت [illegible] اگر طلاق دی منکر وطی ہو کر اس عورت کو جو جنی قبل طلاق کے اور اگر بعد طلاق کے جنی تو رجعت صحیح نہیں اسواسطے کہ سبب ولادت کے
مدت [illegible] اور ولادت قبل طلاق میں باوجود انکار وطی کے رجعت اسواسطے صحیح ہوئی کہ شرع نے انکار زوج کی تکذیب کی بسبب شہرت [illegible]
فراش کے یعنی تا قیام نکاح منکوحہ کا بچہ زوج ہی کی طرف منسوب ہوگا شرعاً تو زوج کا عدم وطی کا زعم باطل ہو گیا اسواسطے کہ اسکے اقرار پر [illegible]
[illegible] ولو خلا بها ثم انكره اي الوطي ثم طلقها لا يملك الرجعة لان الشرع لم يكذبه اور اگر عورت سے خلوت کی پھر وطی کا منکر ہوا پھر اسکو طلاق
دی تو رجعت کا مالک نہ ہوگا اسواسطے کہ شرع نے اسکی تکذیب نہیں کی ولو اقر به وانكرته فله الرجعة اور اگر زوج نے بعد خلوت کے وطی کا اقرار کیا اور
عورت نے اسکا انکار کیا تو زوج کو رجعت جائز ہے اسواسطے کہ ظاہر حال شاہد ہے زوج کا ولو لم يخل بها فلا رجعة له لان الظاهر شاهد لها ولوالجية اور اگر
زوج نے وطی کا دعوی کیا اور عورت اسکی منکر ہے اور حالانکہ زوج نے عورت سے خلوت نہیں کی تو زوج کو رجعت کا اختیار نہیں اسواسطے کہ ظاہر حال شاہد ہے
عورت کا کذا فی الولوالجیہ فان طلقها فراجعها والمسئلة بحالها فجاءت بولد لاقل من حولين من حين الطلاق صحت رجعته السابقة لصيرورته مكذبا
کما مر پھر اگر طلاق دی عورت کو اور اس سے رجعت کی اور یہ مسئلہ بھی بحال سابق کے ہے یعنی بعد خلوت کے وطی کا انکار کرکے طلاق دی پھر رجعت کی پھر
عورت لڑکا جنی دو برس سے کمتر میں وقت طلاق سے تو صحیح ہوگی زوج کی رجعت سابقہ اسواسطے کہ ہو جانے زوج کے مکذب شرعاً جیسا کہ عنقریب گذرا
یعنی بسبب ولادت کے انکار وطی میں زوج کی تکذیب ہوئی تو رجعت سابقہ عدت کے اندر واقع ہوئی لہذا صحیح ہوگی ولو قال ان ولدت فانت طالق
فولدت فطلقت فاعتدت ثم ولدت آخر ببطنين يعني بعد ستة اشهر ولو لاكثر من عشر سنين لم تقر بانقضاء العدة لان امتداد الطهر لا غاية له الا الاياس فهو
اي الولد الثاني رجعة اذ جعل العلوق بوطي حادث في العدة بخلاف ما لو كان ببطن واحد اور اگر زوج نے کہا زوجہ کو اگر تو جنے گی تو تو طالق ہے پھر
وہ جنی سو وہ مطلقہ ہوئی پھر وہ معتدہ ہوئی بعد اسکے وہ دوسرا لڑکا جنی دوسرے پیٹ سے یعنی ولادت ولد اول سے بعد چھ مہینے کے ولد ثانی جنی اگرچہ ولد
ثانی کو دس برس سے زیادہ میں جنی جبتک کہ عورت انقضاء عدت کا اقرار نہ کرے اسواسطے کہ درازی طہر کی کچھ حد نہیں سوا بڑھاپے کے تو یہ
ولد ثانی رجعت ہوگا اسواسطے کہ علوق ولد ثانی کا وطی جدید سے قرار دیا جائیگا عدت میں بخلاف اس صورت کے جبکہ ولد ثانی ایک ہی پیٹ سے ہو یعنی دونوں
ولادت میں چھ مہینے سے کم مدت ہو مثلاً ولد اول کے بعد چار یا پانچ مہینے کے ولد ثانی پیدا ہو تو رجعت نہ ثابت ہوگی اسواسطے کہ علوق ثانی کا وطی
[illegible] سے ثابت نہیں وفي كلما ولدت فانت طالق فولدت ثلثة ببطون تقع الثلث والولد الثاني رجعة في الطلاق الاول كما مر و[illegible] الطلاق
الثاني كالولد الثالث فانه رجعة في الثاني وتطلق به ثلثا عملا بكلما وتعتد للطلاق الثالث بالحيض لانها من ذوات الاقراء ما لم تحمل في سن الاياس فبالاشهر
اور کلما میں یعنی اگر کہا جب جب تو جنے گی تو تو طالق ہے تو پھر وہ جنی تین لڑکے تین پیٹ سے تو تین بار طلاق ہوگی اور ولد ثانی رجعت ہوگا طلاق اول میں چنانچہ مذکور ہو چکا
یعنی علوق اسکا عدت میں وطی جدید سے ہوا اور ولد ثانی سے دوسری طلاق عورت پر واقع ہوگی اور ولد ثالث کے ہونے سے اور عورت مطلقہ ہوگی اسواسطے کہ ولد ثالث رجعت ہے طلاق ثانی میں [illegible]

عورت تین طلاق کرے ولد ثالث کے سبب کلام کے معنی پر عمل کرنے سے اسواسطے کہ کلام مقتضی ہے سموم افعال کا اور طلاق ثالث کیواسطے عورت کی عدت ہوگی
حیض سے اسواسطے کہ مطلقہ وقت طلاق سے حیض آنے والی عورتون مین داخل ہے جبتک کہ وہ ناامیدی کے سن مین نہ داخل ہو پھر جب بڑھاپے مین داخل ہوگی تو اسکی
عدت مہینون سے ہوگی ولو کانوا بطنین یقع ثنتان بالاولین لا بالثالث لانقضاء العدۃ بہ فتح اور اگر تین لڑکے دو حمل سے جنی تو پہلے دو لڑکون سے دو بار طلاق واقع ہوگی
نہ تیسرے لڑکے سے واسطے منقضی ہونے عدت کے اسکی ولادت سے خواہ اول حمل سے دو پیدا ہوئے ہون خواہ دوسرے حمل سے کذا فی فتح القدیر والمطلقۃ الرجعیۃ تتزین
ویحرم ذلک فی البائن والوفات لزوجہا الحاضر لا الغائب لفقد العلۃ اذا کانت الرجعۃ مرجوۃ والا فلا فعل کرہ مسکین اور مطلقہ رجعیہ سنگار کرے اور حرام ہے سنگار
کرنا طلاق بائن میں اور زوج کی وفات مین مطلقہ رجعیہ اپنے زوج موجود کیواسطے سنگار کرے نہ زوج غائب کیواسطے بسبب فقدان علت کے یعنی سنگار فقط باامید رجعت ہے
سو غائب مین حاصل نہین سنگار اسوقت مستحب ہے جبکہ رجعت کی امید ہو اور اگر رجعت کی امید نہو تو سنگار نہ کرے چنانچہ مسکین نے اسکو مذکور کیا ہے ولا یخرجہا من بیتہا
ولو لما دون سفر للنہی المطلق ما لم یشہد علی رجعتہا فتبطل العدۃ وہذا اذا صرح بعدم رجعتہا فلو لم یصرح کان السفر رجعۃ والا فتح بحثا واقرہ المصنف اور زوج مطلقہ رجعیہ
کو اسکے گھر سے نہ نکال لیجاے اگرچہ اخراج مدت سفر سے کم ہو بسبب نہی مطلق کے یعنی قرآن مجید مین مطلقہ کا مطلقًا اخراج ممنوع ہے بقدر مدت سفر ہو یا کم مطلقہ کو
گھر سے نہ نکالے جب تک گواہ نہ کرے اسکی رجعت پر پھر جب رجعت پر گواہ کریگا تو عدت طلاق کی باطل ہوگی تو نکالنا جائز ہوگا اور یہ یعنی اخراج بلا شہادت
کا رجعت نہونا اسوقت ہے جبکہ زوج نے وقت اخراج کے عدم رجعت کی تصریح کی ہو اور اگر عدم رجعت کی تصریح نہ کی ہو تو سفر مین مطلقہ کا لیجانا بھی رجعت ہے
باعتبار دلالت حال کے چنانچہ یہ قید فتح القدیر مین بدلیل مصرح ہے اور مصنف نے بھی اپنی شرح مین اسکو مسلم رکھا ہے والطلاق الرجعی لا یحرم الوطی خلافًا
للشافعی فلو وطی لا عقر علیہ لانہ مباح اور طلاق رجعی حرام نہین کرتی وطی کو بخلاف مذہب شافعیؒ کے سو اگر مطلقہ رجعی کی وطی کریگا تو زوج پر مہر مثل دینا
لازم نہ آویگا اسواسطے کہ وطی کرنا مباح ہے یعنی حرام نہین اگرچہ مکروہ ہے اسواسطے کہ رجعت فعلی مکروہ ہے لکن تکرہ الخلوۃ بہا تنزیہا ان لم یکن من قصدہ
المراجعۃ والا لا یکرہ لیکن مطلقہ رجعی سے خلوت کرنا مکروہ ہے بکراہت تنزیہی بشرطیکہ زوج کو رجعت کا قصد نہو اور اگر رجعت کا قصد ہو تو خلوت کرنا مکروہ
نہین ویثبت القسم لہا ان کان من قصدہ المراجعۃ والا لا قسم لہا بحر عن البدائع قال وصرحوا بان لہ ضرب امرأتہ علی ترک الزینۃ وہو شامل للمطلقۃ رجعیا
اور مطلقہ رجعی کیواسطے باری ثابت ہے اگر زوج کو قصد رجعت کا ہو اور اگر قصد رجعت کا نہین تو اسکی باری بھی نہین کذا فی البحر عن البدائع صاحب بحر الرائق
نے کہا کہ فقہا نے تصریح کی ہے کہ زوج کو مارنا عورت کا ترک زینت پر جائز ہے اور یہ جواز ضرب مطلقہ رجعی کو بھی شامل ہے اسواسطے کہ طلاق رجعی مین
زوجیت تا عدت منقطع نہین وینکح مبانتہ بما دون الثلاث فی العدۃ وبعدہا بالاجماع اور نکاح کرے زوجہ مطلقہ بائنہ سے تین طلاق سے کم مین
یعنی اگر ایک طلاق بائن ہوئی یا دو طلاق تو عدت کے اندر بدلیل اجماع نکاح جائز ہے اور بعد عدت کے بھی جائز ہے ہم لفظ بالاجماع متعلق ہے فی العدۃ کا تو بہتر یون تھا
کہ بلا فصل اسی کے قریب ہوتا اور یہ جواب ہے سوال مقدر کا تقریر سوال یہ ہے کہ حق تعالی فرماتا ہے (لا تعزموا عقدۃ النکاح حتی یبلغ الکتاب اجلہ) یعنی نکاح کا قصد نکرو
تا وقتیکہ عدت نہ تمام ہو اور یہ خطاب شامل ہے زوج اور غیر زوج دونون کو پھر زوج کو عدت مین نکاح کرنے کی کیا وجہ ہے خلاصہ جواب یہ ہے کہ زوج اس عموم سے
بدلیل اجماع مخصوص ہے کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن الدرر والمنتقی ومنع غیرہ فیہا لاشتباہ النسب اور غیر زوج ممنوع ہوا عدت مین نکاح کرنے سے بسبب
اشتباہ نسب کے یعنی اگر غیر زوج کو عدت مطلقہ مین نکاح جائز ہوتا اور بعد اسکے لڑکا پیدا ہوتا تو معلوم نہوتا کہ زوج اول کا نطفہ ہے یا ثانی کا ام تعلیل صغیرہ
اور آئسہ اور عدت وفات قبل دخول اور معتدہ صبی سے منقوض ہے تو یون کہنا بہتر ہے کہ نص قرآنی سے عدت مین نکاح کرنا عمومًا منع ہے اور زوج اس سے
بالاجماع مخصوص ہے کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن النہر لا ینکح مطلقۃ من نکاح صحیح نافذ کما سنحققہ بہا ای بالثلث لو حرۃ وثنتین لو امۃ ولو قبل الدخول نہ
نکاح کرے زوج مطلقہ ثلثہ سے بشرطیکہ نکاح صحیح نافذ کے بعد تین بار طلاق واقع ہو چنانچہ قید صحت اور نفاذ کی اس باب مین بعد ایک صفحہ کے ہم ثابت

[illegible]

[illegible] عورت [illegible] طلاق کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] طلاق [illegible] بسبب نقصان عقل کے [illegible] قبل الدخول [illegible] حتی یطأہا غیرہ ولو الغیر مراہقا یجامع

مثلہ وقدرہ شیخ الاسلام بعشر سنین او خصیا او مجنونا او ذمیا لذمیۃ مطلقہ ثلثہ کو نکاح زوج اول کو جائز نہیں ہوتا جبتک کہ نکاح کرے اسکے غیر سے زوج

یعنی زوج ثانی مراہق یعنی قریب البلوغ لڑکا ہو کہ ویسا لڑکا جماع کر سکتا ہو اور شیخ الاسلام نے مراہق کا اندازہ دس برس تک کا کیا ہو یا زوج ثانی

خصی ہو یا مجنون ہو یا ذمی ہو مطلقہ ذمیہ کیواسطے خصی کا محلل ہونا اسواسطے صحیح ہو اگرچہ کٹ گئے ہوں لیکن آلہ تناسل باقی ہو مجنون کی تحلیل اسلئے

صحیح ہو کہ اسکا ولی اسکا نکاح کر دے گو طلاق اسکی بدون ہوش آنے کے صحیح نہ ہوگی اور ذمی کے محلل ہونے کی یہ صورت ہو کہ کتابیہ ذمیہ مسلم کی منکوحہ تھی سو

مطلقہ ثلثہ ہوئی تو اگر بعد عدت ذمی اس سے نکاح کرے اور بعد دخول کے طلاق دیدے تو زوج اول پر نکاح اسکا حلال ہو بنکاح نافذ خرج الفاسد والموقوف فلو نکح

عبد بلا اذن سیدہ ووطیہا قبل الاجازۃ لا یحلہا حتی یطأہا بعدہا زوج ثانی مطلقہ ثلثہ کی وطی نافذ نکاح سے کرے تب زوج اول پر حلال ہوگی نکاح فاسد یعنی

فاسد اور نکاح موقوف کی کیا تو اگر مطلقہ سے غلام نے نکاح بدون اذن مولی کے کیا اور وطی کی اس سے قبل اجازت مولی کے تو وطی اس غلام کی عورت کو

زوج اول پر حلال نکریگی جبتک دوبارہ اس عورت سے وطی نکرے بعد اجازت مولی کے اسواسطے کہ نکاح غلام کو مولی کی اجازت پر موقوف ہی بدون اجازت کے

نافذ نہیں ہوتا لطیفۃ الحیل ان تتزوج بمملوک مراہق بشاہدین فاذا اولج یملکہ لہا فیبطل النکاح ثم تبعثہ لبلد آخر فلا یظہر امرہا اور زوج اول پر حلال ہونے کی

نہایت خوب تدبیر یہ ہو کہ مطلقہ ثلثہ کا نکاح کر دے قریب البلوغ غلام سے روبرو دو شاہدوں کے پھر جب دخول کر چکے تو غلام کا مالک عورت کو غلام کا

مالک کر دے تو نکاح باطل ہوگا پھر عورت غلام کو کسی دوسرے شہر میں بھیجدے کہ وہاں بیچ ڈالا جاوے تو اس تدبیر سے عورت کا حال کسی پر نہ کھلے اور حیلہ

مبنی ہو ظاہر مذہب پر کہ کفایت نکاح میں شرط نہیں لہذا شارح نے آیندہ قول میں اسکا استدراک کیا لکن علی روایۃ الحسن المفتی بہا انہ لا یحلہا لعدم الکفاءۃ

ان لہا ولی والا یحلہا اتفاقا کما مر لیکن حسن بن زیاد کی روایت پر جسپر فتوی ہو چکا ہو البتہ غلام عورت کو زوج اول پر حلال نکریگا بسبب کفاءت کے اگر

عورت کا ولی موجود ہوگا اور اگر ولی نہوگا تو اسکو حلال کر دیگا بالاتفاق حنفیہ کے چنانچہ یہ مسئلہ باب الاکفاء والاولیاء میں گذر گیا وتمضی عدتہ اور مطلقہ ثلثہ

اول پر اسوقت حلال ہوگی جبکہ زوج ثانی بنکاح نافذ وطی کرے اور زوج ثانی کی عدت بھی گذر جائے خواہ عدت طلاق کی ہو خواہ عدت فسخ نکاح کی خواہ

موت کی کذا فی حاشیۃ المدنی لا بملک یمین لاشتراط الزوج بالنص فلا یحلہا وطء المولی اور حلال نہیں کرتی مطلقہ کو وطی ملک یمین کی بسبب شرط ہونے

زوج کے نص سے تو لونڈی کو حلال نکریگی وطی مولی کی یعنی زوج نے اپنی منکوحہ لونڈی کو دو بار طلاق دی تو زوج پر بحرمت غلیظہ حرام ہوگئی پھر اس لونڈی کے

مالک نے اس سے وطی کی بعد عدت کے تو وہ لونڈی زوج پر حلال نہوگی اسواسطے کہ نص قرآنی میں حلت موقوف ہو زوج کی وطی پر نہ مالک کی وطی پر ولا ملک

امۃ لعبد طلقتین اور نہ مالک ہونا لونڈی کا بعد دو طلاق کے یعنی جسنے غیر کی لونڈی سے نکاح کیا پھر اسکو دو بار طلاق دی پھر اس لونڈی کو مول لیا تو مشتری کو وطی اسکی ملک یمین

حلال نہیں اسواسطے کہ حلت مطلقہ کی غایت ہنوز موجود نہیں یعنی زوج ثانی کی وطی قال تعالی حتی تنکح زوجا غیرہ ثم مسئلۃ ملک الامۃ کالا یحلہا وطء المولی [illegible]

نہیں اسواسطے کہ وہ غیر کی ملک پر متفرع ہو بخلاف اسکے تو شارح نے بمناسبت مقام اسکو بطور استیناف کے ذکر کیا کذا فی حاشیۃ المدنی [illegible]

وہی بالملک حرۃ کی بعد تین طلاق کے اور مرتد ہونے اور گرفتار ہونے کے بعد یعنی ایک مرد نے اپنی زوجہ حرہ پر تین بار طلاق واقع کی پھر وہ مرتد ہوگئی اور

دار الاسلام میں گرفتار ہو آئی پھر اسکے مالک نے اس سے وطی کی تو زوج اول پر یہ عورت حلال نہوگی اسواسطے کہ زوج ثانی کی وطی غایت حرمت کی ہو ملک یمین کی وطی نہیں

من فرق بینہما لظہار اولعان ثم ارتدت وسبیت ثم ملکہا لم تحل لہ ابدًا اور مانند مسئلہ حرہ مرتدہ کے وہ ہی کہ بسبب ظہار یا لعان کے زوج اور زوجہ مین تفریق واقع ہوئی یعنی وطی ممنوع ہوگئی پھر زوجہ مرتد ہو گئی اور دار الحرب سے دار الاسلام مین گرفتار ہو آئی پھر زوج اسکا مالک ہو گیا تو یہ عورت اسپر کبھی حلال نہوگی یعنی ظہار مین بدون کفارہ کے اور لعان مین بدون ابطال لعان کے حلال نہوگی تو شارح کے کلام مین یعنی حرمت موبدہ کے ذکر مین مسامحت ہی اس اعتبار سے کہ باب ظہار اور لعان مین قیود مقررہ مذکور ہین کذا فی حاشیۃ المدنی وشرط التیقن بوقوع الوطی فی المحل المتیقن بہ فلو کانت صغیرۃ لا یوطأ مثلہا لم تحل للاول اور شرط تحلیل کی یہ ہی کہ مکان مخصوص مین وطی واقع ہونے کا یقین ہو یعنی محل مشتہی ہو تو اگر عورت مطلقہ ایسی صغیرہ ہو کہ ویسی لڑکی لائق جماع کے نہو تو زوج اول پر حلال نہوگی اگرچہ زوج ثانی وطی کر چکا ہو اسواسطے کہ نہایت صغیرہ محل شہوت نہین اور اسکی وطی شرعًا معتبر نہین تو وجود کالعدم ہوا وطی متیقن نہ پائی گئی کذا فی حاشیۃ المدنی والاحلت وان افضاہا بزازیۃ اور اگر ویسی صغیرہ وطی کے لائق ہو تو زوج ثانی کی وطی سے زوج اول پر حلال ہوگی اگرچہ زوج ثانی صغیرہ کو مفضاۃ کرڈالے کذا فی البزازیۃ مفضاۃ اس عورت کو کہتے ہین جسکے قبل اور دبر کے درمیان کا پردہ پھٹکر ایک ہو جاوین فلو مفضاۃ لاتحل لہ الا اذا حبلت لیعلم ان الوطی کان فی قبلہا حسب وطی متیقن شرط تحلیل کی ہوئی تو اگر مطلقہ ثلثہ مفضاۃ ہو تو زوج ثانی کی وطی سے زوج اول پر حلال نہوگی مگر جب کہ وہ حاملہ ہو جاوے تاکہ بالیقین معلوم ہو جاے کہ وطی اسکی قبل ہی مین ہوئی نہ دبر مین اور بدون حمل ہونے کے قبل کی وطی کا یقین نہین ہو سکتا اسواسطے کہ دونون مکان ملکر ایک ہو گئے ہین بخلاف مسئلہ سابقہ کہ وہان قبل کی وطی مین شبہہ نہین اسواسطے کہ صغیرہ پہلے مفضاۃ نہ تھی بلکہ قبل کی وطی سے اسکی یہ حالت ہوگئی تو دونون صورتون مین فرق ظاہر ہو گیا کما لو تزوجت بمجبوب فانہا لا تحل حتی تحبل لوجود الدخول حکما حتی تثبت النسب فتح فالاقتصار علی الوطی قصور الا ان یعمم بالحقیقی والحکمی چنانچہ اگر مطلقہ ثلثہ نے نکاح کیا زوج ثانی مقطوع الذکر سے تو یہ عورت زوج اول پر حلال نہوگی تا وقتیکہ حاملہ نہوا در جب حاملہ ہوگی تو اول کو حلال ہوگی بسبب وجود دخول حکمی کے یعنے ہر چند یہان دخول حقیقی متصور نہین اسواسطے کہ زوج ثانی کا آلۂ تناسل مطلق باقی نہین لیکن حکمی دخول ہی یعنی شرع مین یہ حمل زوج ہی کی طرف سے منسوب ہوگا بسبب قیام نکاح کے یہانتک کہ بسبب اس دخول حکمی کے اس ولد کا نسب زوج ہی سے ثابت ہوگا کذا فی فتح القدیر پھر جب دخول حکمی بھی علت ہوا تحلیل کی تو اقتصار کرنا مصنف کا شرط تحلیل کے ذکر مین فقط وطی پر قصور ہی عبارت کا مگر یہ کہ وطی کو عام کیجیے وطی حقیقی اور وطی حکمی سے تو البتہ قصور باقی نرہیگا مقطوع الذکر بھی وطی حکمی مین داخل رہیگا والایلاج فی محل البکارۃ یحلہا والموت عنہا لا کما فی القنیۃ واستشکلہ المصنف اور ادخال محل بکارت مین حلال کر دیتا ہی عورت کو زوج اول کیواسطے اور مرجانا زوج ثانی کا عورت کو زندہ چھوڑکر حلال نہین کرتا بدون وطی کے کذا فی القنیۃ اور مشکل جانا ہی اس احلال کو مصنف نے اپنی شرح مین اور اصل اشکال صاحب بحر الرائق کا ہی تقریر اشکال کی یہ ہی کہ قنیہ مین کہا کہ مجرد ادخال محل بکارت مین سبب ہی حلت کا حالانکہ باوجود باقی رہنے پردہ بکارت کے دخول حشفہ کا متصور نہین اور تحلیل مین وہ ادخال معتبر ہی جو موجب ہو غسل کا اور غسل بدون دخول حشفہ کے واجب نہین وفی النہر وکانہ ضعیف لما فی التبیین لیشترط ان یکون الایلاج موجبا للغسل وہو التقاء الختانین بلا حائل یمنع الحرارۃ اور نہر الفائق مین کہا ہی کہ شاید قول قنیہ کا ضعیف ہی اسواسطے کہ تبیین مین یون ثابت ہی کہ تحلیل مین شرط یہ ہی کہ وہ ادخال ہو جو موجب ہی غسل کا اور موجب غسل کا ملنا دونون شرمگاہون کا ہی بدون حائل ہونے اس چیز کے جو مانع ہو حرارت کی ثم شیخ رحمتی محشی نے کہا کہ ادخال فی محل البکارۃ سے مراد یہ ہی کہ بعد ازالہ بکارت کے ادخال ہو اسواسطے کہ دو چیز کا حلول محل واحد مین محال ہی تو اشکال مصنف کا اور تضعیف صاحب نہر الفائق کی مندفع ہوگئی کذا فی حاشیۃ المدنی وکونہ عن قوۃ نفسہ فلا یحلہا من لا یقدر علیہ الا بمساعدۃ الید الا اذا انتعش وعمل ولو فی حیض ونفاس واحرام وان کان حرامًا وان لم تنزل لان الشرط الذوق لا الشبع اور شرط تحلیل ہی ہونا ادخال کا اپنی قوت ذات سے تو عورت کو زوج پر حلال نہ کریگا وہ شخص جو قادر نہین ادخال پر بدون مددگاری ہاتھ کے مگر اسوقت حلت ثابت ہوگی جبکہ لیا

[illegible] کے [illegible] ہوا [illegible] یعنی بلا مساعدت ذاتی کے اگرچہ [illegible]
[illegible] صحیح ہوئی [illegible] حلال ہو [illegible] لذت [illegible]
[illegible] مشارق ابن ملک [illegible]
[illegible] کتابون کو [illegible] مین [illegible] یون ہی کہ [illegible] ہوتی ہی وقت عورت کی دخول [illegible]
ہونا [illegible] مساعدت لیکن ابن ملک کی شرح مشارق مین یون ہی کہ اگر سوتی عورت سے وطی کر گیا تو عورت کو زوج اول پر حلال کریگا بسبب عدم
ذوق عسیلہ کے اور عسیلہ کنایہ ہی لذت جماع سے یعنی حدیث صحیح مین مرد اور عورت دونون کیواسطے جماع کی لذت پانی [illegible] کی شرط فرمائی ہو حالانکہ
سوتی عورت کو مزہ نہین اور نشہ والا یون ہی کہ بیہوشی کی حالت کی وطی بھی اسیطرح ہو یعنی [illegible] شیخ عبد الحق محدث نے کہا کہ [illegible]
لائق اعتماد کے نہین اسواسطے کہ شارح مشارق فقہ مین ایسی کتاب معتمد نہین کہ اسکی روایت نقل مذہب مین معتبر ہو اور [illegible] اور شرح
[illegible] اور ذوق عسیلہ کا موجود رکھنا کیا تو نہین جانتا کہ [illegible] کو پایا [illegible] حالانکہ [illegible] بدون لذت کے [illegible]
غسل واجب نہین تو قائم کیا حکم غسل کو [illegible] کہ سبب وجود لذت حکمی کے اسواسطے کہ اکثر یہی ہو کہ لذت حاصل ہوتی ہو مگر بسبب ثقل نوم کے یاد نہین رہتی کذا فی
حاشیۃ المدنی وکرہ التزوج للثانی تحریما لحدیث لعن اللہ المحلل والمحلل لہ بشرط التحلیل کتزوجتک علی ان احللک ان حلت للاول لصحۃ النکاح وبطلان
الشرط فلا یجبر علی الطلاق کما حققہ الکمال خلافا لما زعمہ البزازی اور مکروہ تحریمی ہو زوج ثانی کو نکاح کرنا تحلیل کی شرط سے بموجب حدیث عبد اللہ
ابن مسعود کے جو جامع ترمذی مین بروایت صحیح مروی ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت کرے اللہ تحلیل کرنے والے پر اور جسکے
واسطے تحلیل ہوتی یعنی زوج ثانی اور زوج اول دونون پر لعنت ہو شرط تحلیل کا طریقہ یون ہی جیسے کہ زوج ثانی عورت سے کہے کہ مین نے تجھسے نکاح کیا اس
شرط پر کہ مین تجھکو طلاق دونگا اگرچہ نکاح بشرط تحلیل سے عورت حلال ہوتی ہی زوج اول کو بسبب صحیح ہوجانے نکاح کے شرط لغو اور باطل ہوجانے
شرط تحلیل کے تو زوج ثانی پر جبر نہین ہوسکتا طلاق دینے پر چنانچہ اسکو تحقیق کیا ہو کمال الدین محقق نے بخلاف زعم بزازی کے بزازی نے کہا کہ نکاح بشرط تحلیل
[illegible] جائز ہو اور شرط بھی جائز ہی یہانتک کہ اگر زوج ثانی طلاق دینے سے انکار کریگا تو قاضی بجبر اس سے طلاق دلادیگا اور فتح القدیر مین محقق نے
اسکو رد کیا کہ یہ قول ظاہر الروایت مین ثابت نہین اور قواعد مذہب کے مخالف ہو اسواسطے کہ یہ شرط ایسی ہو جسکو عقد مقتضی نہین تو اصل نکاح صحیح ہوگا اور شرط باطل
ہوجاویگی کذا فی حاشیۃ المدنی ومن لطیف الحیل قولہا ان تزوجتک وجامعتک وامسکتک فوق ثلث مثلا فانت بائن اور تحلیل کے واسطے لطیف حیلہ زوج کا
یون کہنا ہو کہ اگر مین تجھسے نکاح کرون اور جماع کرون تو تو بائن ہو یا اگر مین تجھکو تین رات سے مثلا زیادہ رکھون تو تو بائن ہو تو اگر بعد جماع کے تین رات
زیادہ زوج ثانی عورت کو رکھیگا تو عورت مطلقہ ہوکر بعد عدت کے زوج اول پر حلال ہوجاویگی ولو خافت ان لا یطلقہا تقول زوجتک نفسی علی ان
امری بیدی زیلعی وتمامہ فی العمادیۃ اور اگر عورت اس سے ڈرے کہ زوج ثانی اسکو طلاق نہ دیگا تو اسکے واسطے یہ حیلہ ہو کہ عورت ایجاب کے وقت یون
کہے کہ مین نے اپنی ذات کا نکاح کیا تجھسے اس شرط پر کہ امر میرا میرے ہاتھ مین ہے یعنی طلاق کا مجھکو اختیار ہو کذا فی الزیلعی اور پوری تقریر اسکی
فصول عمادیہ مین ہو [illegible] فصول عمادیہ مین یون ہو کہ جب عورت امساک محلل سے ڈرے تو یون کہے کہ مین نے اپنی ذات کا نکاح تجھسے کیا اس شرط پر کہ میرا امر
میرے ہاتھ مین ہے اور زوج نے کہا کہ مین نے قبول کیا تو نکاح جائز ہوگا اور عورت کو طلاق کا اختیار حاصل ہوگا اور اگر زوج نے ابتدا کی اور کہا کہ مین نے تجھسے نکاح کیا
اس شرط پر کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہے سو عورت نے اس ایجاب کو قبول کیا تو نکاح جائز ہوگا اور طلاق کا اسکو اختیار نہوگا وجہ فرق کی یہ ہو کہ جب زوج نے عورت
کو طلاق تفویض کی تو وہ اسکے نکاح مین نہ تھی اور تفویض بدون ملک یا اضافت الی سبب الملک کے صحیح نہین جانا کہ دونون امر اسوقت موجود نہین بخلاف پہلی

صورت سے کہ جب زوج نے قبول کیا تو عورت کے منکوحہ ہونے کی مقارن تفویض پائی گئی لہذا صحیح ہوئی اما اذا اضمر ذلک لا یکرہ وکان الرجل ماجورا
لقصد الاصلاح وتاویل اللعن اذا شرط الاجر ذکرہ البزازی اور اگر قصد تحلیل کو زوج ثانی نے دل میں رکھا یعنی زبان سے نہ کہا تو اس مرد کو ثواب ملیگا بسبب
قصد اصلاح کے کہ بعد ازالہ حرمت کے دو بچھڑے مسلمان کو ملا دیا اور تاویل لعن محلل کی یہ ہے جبکہ کچھ اجرت تحلیل پر لی کذا ذکرہ البزازی ثم ہذا کلہ فرع
صحۃ النکاح الاول حتی لو کان بلا ولی بل بعبارۃ المرأۃ او بلفظ ہبۃ او بحضرۃ الفاسقین ثم طلقہا ثلثا واراد حلہا بلا زوج یرفع الامر لشافعی یقضی به
ببطلان النکاح ای فی القائم والآن لا فی المنقضی بزازیۃ پھر یہ سب کچھ جو مذکور ہوا تو اول نکاح کی صحت پر متفرع ہے یعنی اگر زوج اول کا نکاح
صحیح تھا تو بعد تین طلاق کے تحلیل کیواسطے ان حیلوں کی البتہ حاجت ہے سو اگر اول نکاح بدون ولی کے تھا بلکہ خود عورت کی عبارت سے
ہوا تھا یا بلفظ ہبہ تھا یا دو فاسق گواہوں کے روبرو ہوا تھا پھر زوج نے اسکو تین بار طلاق دی اور عورت کا حلال ہونا بدون زوج ثانی کے چاہا تو
اس امر کو قاضی شافعی المذہب کے پاس رجوع کرے تاکہ قاضی حلت کا اور بطلان نکاح کا حکم کرے یعنی حکم بطلان کا اس نکاح میں کرے جو قائم درایہ موجود ہے
نہ نکاح گذشتہ میں کذا فی البزازیۃ م شارح کی یہ تعبیر ٹھیک نہیں اسواسطے کہ یہ تعبیر اسکو مقتضی ہے کہ نکاح بلا ولی و بلفظ ہبہ اور بحضور شاہدین فاسقین حنفی
مذہب میں صحیح نہیں بلکہ فاسد ہے حالانکہ یہ غلط ہے تو عبارت میں قصور ہے یوں کہنا تھا کہ جب نکاح فاسد ہوگا تو طلاق نہ واقع ہوگی سو اگر ہمارے نزدیک
صحیح ہو اور ہمارے غیر کے نزدیک فاسد ہو چنانچہ مسائل مذکورہ میں تو شافعی کے پاس مرافعہ کرے طحطاوی نے کہا ایسے مسائل لائق اظہار کے نہیں کیونکہ اس میں
مفاسد کا دروازہ کھلتا ہے علاوہ اسکے تین طلاق کا وجود گا ہے متحقق نہ ہوسکیگا اسواسطے کہ جب شافعیؒ نے بطلان نکاح اول کا حکم درصورت شہادت فاسقین کے
کیا تو عقد ثانی کس مذہب پر ہوگا اگر شافعی مذہب پر ہو تو نہایت متعسر ہے اسواسطے کہ عدالت بشرط نزدیک شافعیؒ کے نادر الوجود ہے علی الخصوص ہمارے
زمانہ میں اور اگر عقد ثانی بموجب مذہب حنفی کے ہو تو وہاں آتش در کاسہ کذا فی حاشیۃ المدنی فیہا قال الزوج الثانی کان النکاح فاسدا او لم ادخل بہا وکذبتہ
فالقول لہا ولو قال الزوج الاول ذلک فالقول لہ اور بزازیہ میں ہے کہ زوج ثانی نے کہا کہ نکاح ثانی فاسد تھا یا یوں کہا کہ نکاح صحیح تھا لیکن میں نے اس عورت سے
جماع نہیں کیا یعنی بعد طلاق کے زوج ثانی نے یہ اظہار کیا تاکہ عورت زوج اول کو حلال نہو اور عورت نے زوج ثانی کی تکذیب کی تو عورت ہی کا قول معتبر ہوگا اور
اگر زوج اول نے یہ کہا یعنی فساد نکاح ثانی یا عدم دخول زوج کا دعوی کیا تو زوج اول ہی کا قول معتبر ہوگا والزوج الثانی یہدم بالدخول فلو لم یدخل لم یہدم
اتفاقا قنیہ ما دون الثلث ایضا کما یہدم الثلث اجماعا لانہ اذا ہدم الثلث فما دونہا اولی خلافا لمحمدؒ اور زوج ثانی بعد دخول کے تین طلاق سے کمتر کو گرا دیتا ہے
چنانچہ تین طلاق کو بالاجماع گراتا ہے اسواسطے کہ جب تین طلاق کو اسنے گرایا تو کمتر کو بطریق اولی گرا دیگا بخلاف امام محمدؒ کے انکے نزدیک ایک یا دو طلاق کو
نہیں گراتا پھر اگر زوج ثانی نے وطی نہیں کی تو بالاتفاق نہ گرا دیگا کذا فی القنیۃ فمن طلقت دونہا وعادت الیہ بعد آخر عادت بثلث لو حرۃ وثنتین لو امۃ وعند
محمدؒ و باقی الائمۃ بالبقی وہو الحق فتح واقرہ المصنف وغیرہ سو جو عورت کہ تین طلاق سے کم مطلقہ ہوئی یعنی ایک طلاق ہوئی یا دو طلاق دیئے ہوئے زوج کے
نکاح میں پھر آئی بعد دوسرے زوج کے تو زوج اول کو پھر تین طلاق دینے کا اس عورت پر اختیار ہوگا اگر وہ حرہ ہے اور اگر لونڈی ہے تو دو طلاق کا اختیار ہوگا
اسواسطے کہ زوج ثانی نے پہلے ایک یا دو طلاق کو گرا دیا یعنی نیست و نابود کر دیا اور نزدیک محمدؒ اور باقی اماموں کے باقی طلاق کا زوج اول کو اختیار ہوگا یعنی
اگر پہلے ایک طلاق دی تھی تو اب دو طلاق کا اختیار ہوگا اور اگر اول دو بار طلاق واقع کی تھی تو اب ایک طلاق کا اختیار ہوگا اور یہی قول امام محمدؒ کا حق ہے کذا فی
فتح القدیر اور اسیکو ثابت رکھا ہے مصنف نے اپنی شرح میں اور مصنف کے سوا اور علما نے چنانچہ صاحب بحر اور صاحب نہر نے م شیخ رحمتی نے کہا کہ قول امام کا
علی الاطلاق ماخوذ ہے اور ابو یوسفؒ کا ساتھ ہونا زیادہ تر موجب ہے ترجیح کا اور اسیواسطے متون میں یہی ثابت ہے اور ترجیح کمال الدین بن ہمام کی بخلاف
متون کے معتبر نہیں کذا فی حاشیۃ المدنی ولو اخبرت مطلقۃ الثلث بمضی عدتہ وعدۃ الزوج الثانی بعد دخولہ والمدۃ تحتملہ ای للاول ان یصدقہا ان غلب

عدت مستقیما [illegible] عدت گذر جانے کے [illegible] عدت [illegible]

[illegible] زوج اول کو [illegible] تصدیق کرے تو نکاح کرے اگر [illegible]

[illegible] یہ کہا کہ [illegible] عدت [illegible]

[illegible]

[illegible] العدت [illegible]

بالزوج الثانی ان دخل بی فاقدامها علی التزوج دلیل … دلیل ہو جاتی ہے … تو اوسنے کیا مطلقہ … اول سے جدائی … کہ

انقضائے عدت کی تھی … عورت کو کہا کہ میری عدت … گذر گئی … کہ عورت کی تصدیق … کہ

عورت اپنے … کرے یہ دلیل … حلالہ کی … زوج اول پر حلال ہونے … کی دلیل ہو اور … زوج اول …

تیں … کہ عورت … دیانت … کرے … فی البزازیة … انتہی فقلنا تم … تزوج … ذکر …

اور … سے … طلاق دی پھر عورت نے اپنے نکاح کرنے کا … ہو گیا … جائز نہیں خواہ عورت

… اپنی ذات کو … اس صورت میں … عورت … طلاق کی … منکر … اور … سے

… طلاق … کیا تھا تو … درست ہو کذا فی حاشیة المدنی سمعت من زوجها انه طلقها ولا تقدر علی منعه من

نفسها ان تقتله لما قتلته … قال … ترفع الامر الی القاضی فان حلف ولا بینة فالاثم علیه ان قتلها …

علیها … کا … ہے عورت نے اپنے زوج سے سنا کہ اسنے اسکو طلاق دی یعنی تین بار طلاق اور عورت اپنی ذات کو روک نہیں

سکتی … تو عورت کو … قتل کرنا درست ہے جائز ہے قصاص … یعنی زہر … قصاص … لازم آوے اور مار ڈالے

عورت اپنی ذات کو … اور جندی نے کہا کہ … قاضی کے پاس ہو اگر زوج قاضی کے … طلاق دینے کی قسم کہا جاوے اور عورت کو دونوں تو

اب گناہ … مرد پر ہو کہ اگر عورت کو اپنی جان کا خوف ہو اور اس صورت میں اگر عورت … قتل کروادے تو اسپر کچھ گناہ نہیں … طلاق … کا انقطاع …

طلاق سے … کذا فی البزازیة وفیها شهد انه طلقها ثلثا والزوج غائب … تحلیل لو غائبا انتہی … یعنی … عدم جواز … بزازیہ … کہ دو گواہ …

گواہی دی کہ مرد نے عورت کو تین طلاق دی تو عورت کو دوسرے مرد سے نکاح کر لینا جائز ہے تحلیل کیواسطے اگر زوج اول غائب ہو یعنی اگر عورت کو خوف ہے کہ زوج طلاق

کا انکار کر جاوے تو بعد عدت کے دوسرے مرد سے نکاح کرے اور بعد وطی کے اس سے طلاق لے تاکہ زوج اول پر حلال ہو جاوے پھر جب زوج اول آوے تو اس سے بعد عدت

زوج ثانی کے تجدید نکاح کی درخواست کرے کذا فی حاشیة المدنی والعالمگیریہ شارح کہتا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ مراد بزازیہ کی یہ ہو کہ عورت کو دیانۃً نکاح جائز

یعنی قضاءً جائز نہیں اسواسطے کہ قضا علی الغائب صحیح نہیں اور مذہب صحیح یہ ہے کہ عورت کو دوسرے مرد سے نکاح کر لینا جائز نہیں … بھی درست نہیں جیسے

کہ قضا درست نہیں کذا فی القنیة وفیها … علی … لو غاب … الیها … جهده اور قنیہ میں ہے کہ اگر زوج بعد

تین طلاق دینے کے قادر ہو کہ آپ چھوڑا سکے عورت سے اور اگر غائب ہو جاوے اس سے تو عورت اسپر جادو کرے اور پھیر لادے اپنی طرف کو

تو مرد کو اسکا قتل کرنا حلال نہیں اور دور رہے اس سے اپنے مقدور بھر وقیل لا تقتله قاله الاسبیجابی وبه یفتی کما فی التاتارخانیة وشرح الوهبانیة

عن المنتقی ای والاثم علیه کما مر اور دوسرا قول مطلقہ ثلثہ میں جو مرد کو نہیں روک سکتی یہ ہے کہ مرد کو قتل نہ کرے قائل اس قول کا اسبیجابی ہے اور اسی

قول پر یعنی عدم قتل پر فتوی ہے چنانچہ تاتارخانیہ اور شرح وہبانیہ میں منتقی سے یہ فتوی موجود ہے یعنی اس صورت میں گناہ وطی غیر کا مرد پر ہے جو عورت

جبرا … چنانچہ تصریح اسکی قول اوزجندی میں مذکور ہو چکی قال لیعده ای بعد طلاقه ثلثا کان قبلها طلقت واحدة وانقضت عدتها … للمراة فی

ذلک لا یصدقان علی المذہب المفتی بہ کما لو لم تصدقہ ہی وقیل یصدقان کہا زوج نے تین بار طلاق دینے کے بعد کہ اس تین طلاق سے پہلے میں نے عورت کو ایک طلاق دی تھی اور عدت اسکی منقضی ہو گئی تھی زوج کی غرض اس کلام سے یہ ہے کہ تا مجھکو اس عورت سے نکاح کر لینا درست ہو اسواسطے کہ تین طلاق بعد عدت کے واقع ہوئی تو لغو ہو گئی اور عورت نے مرد کی تصدیق کی اس قول میں تو مرد اور عورت کی تصدیق نہو گی بنا بر مذہب مفتی بہ کے چنانچہ بصورت میں جبکہ عورت اسکی تصدیق نکرے اور قول ضعیف یہ ہے کہ زوج اور زوجہ کے کلام کی تصدیق کرنا چاہیے لو طلقہا ثنتین قبل الدخول ثم قال کنت طلقتہا قبلہا واحدۃ اخذ بالثلث اور اگر عورت کو دو بار طلاق دی قبل دخول کے پھر بولا کہ میں اسکو دو طلاق سے پہلے ایک طلاق دے چکا ہوں غرض اس کلام سے یہ کہ دو طلاق باطل ہو جاویں سو اسواسطے کہ پہلے ایک ہی طلاق سے بائن ہو چکی بلا عدت تو زوج اس کلام سے ماخوذ ہو گا تین طلاق کا اسواسطے کہ اقرار زوج کا دو طلاق پر لغو ہو تا ہے بثبوت محل پر واللہ سبحانہ اعلم بالصواب

باب الایلاء

یہ باب ہے ایلا کا مناسبتہ البینونۃ مآلا مناسبت ایلا کی طلاق رجعی سے باعتبار جدائی انجام کار کے ہے یعنی جیسے طلاق رجعی میں عورت بعد عدت کے گذرنے کے جدا ہو جاتی ہے ویسے ہی ایلا میں بعد چار مہینے کے جدا ہوتی ہے لہذا دونوں باب متصل مذکور ہوئے ہو لغۃ الیمین شرعا الحلف علی ترک قربانہا مدتہ او دشیا ایلاء لغت میں بمعنی قسم کے ہے اور شرع میں ایلاء وہ قسم ہے جو زوج نے زوجہ کی ترک قربت پر چار مہینے تک قسم کھائی ہو اگرچہ ذمی ہی ہو چنانچہ ایلا ذمی کا بیان متن میں آگے مذکور ہو گا والمولی ہو الذی لا یمکنہ قربان امرأتہ الا بشیء شاق یلزمہ الا لمانع کفر اور مولی بضم میم وسکون واو وکسر لام اسکو کہتے ہیں جسکو ممکن نہیں اپنی عورت سے وطی کرنا بدون مشقت والی چیز کے کہ یہ لازم ہوتی ہے اسپر یعنی بدون کفارہ کے قربت نہیں کر سکتا مگر مانع کفر سے مولی پر کفارہ لازم نہیں آتا یعنی کافر اگر ایلا کریگا تو اسکو قربت اپنی زوجہ کی ممکن ہے بدون لزوم کفارہ کے ورکنہ الحلف اور رکن ایلا کا قسم ہے خواہ قسم اللہ تعالی کے نام پاک سے ہو یا تعلیق ہو بالتزام نذر کے یا طلاق یا عتاق کے وشرطہ محلیۃ المرأۃ بکونہا منکوحۃ وقت تنجیز الایلاء اور شرط ایلا کی یہ ہے کہ عورت محل ہو ایلا کی بسبب منکوحہ ہونے عورت کے وقت تنجیز ایلا کے یعنی اگرچہ وقت تعلیق کے منکوحہ نہو لیکن ایلا واقع ہونے کے وقت منکوحہ ہونا کفایت کرتا ہے ومنہ ان تزوجتک فواللہ لا اقربک ایلا مذکور سے یہ مثال ہے کہ مرد نے عورت سے کہا کہ اگر میں تجھسے نکاح کرونگا تو قسم اللہ کی کہ تجھسے وطی نکرونگا ہر چند عورت اس قول میں وقت ایلا کے منکوحہ نہیں لیکن بعد نکاح کے ایلا ثابت ہو گا اسواسطے کہ تعلیق بعد وجود شرط کے مانند تنجیز کے ہے تو گویا اسنے بعد نکاح کے ایلا کیا ولو زاد وانت طالق تم تزوجہا لزمہ کفارۃ یمین بالقربان ووقع بائن بترکہ اور اگر مثال مذکور میں وانت طالق زیادہ کیا یعنی یوں کہا کہ (ان تزوجتک فواللہ لا اقربک وانت طالق) یعنی اگر میں تجھسے نکاح کروں تو قسم اللہ کی کہ تجھسے وطی نکرونگا اور تو مطلقہ ہو گی تو لازم آویگا اس قائل کو کفارہ بسبب وطی کے اور طلاق بائن واقع ہو گی وطی چھوڑنے سے ہم اس مثال میں کفارہ لازم آویگا وطی سے اسواسطے کہ ایلا ہے اور طلاق واقع ہو گی ترک وطی سے چنانچہ وطی سے لیکن مشکل یہ ہے کہ اسمیں تعلیق ہے طلاق کی نکاح پر تو مجرد نکاح کے طلاق واقع ہو گئی کفارہ وطی سے کیونکر لازم آویگا تو مراد یہ ہے کہ اول بار عورت سے نکاح کیا اور وہ مطلقہ ہو گئی بسبب تعلیق طلاق کے بعد اسکے دوسری بار اس سے نکاح کیا تو اگر بعد نکاح ثانی کے چار مہینے گذر گئے بدون وطی کے تو دوسری بار طلاق بائن واقع ہو گی اور اگر چار مہینے کے اندر وطی کی تو کفارہ لازم آویگا کذا فی حاشیۃ المدنی واہلیۃ الزوج للطلاق وعندہما للکفارۃ اور شرط ایلا کی ہے اہل ہونا زوج کا واسطے طلاق کے یعنی جسکو طلاق کی لیاقت ہے اسکو ایلا کی بھی لیاقت ہے اور صاحبین کے نزدیک کفارہ کی اہلیت شرط ہے ایلا کی فصح ایلاء الذمی بغیر ما ہو قربۃ تو صحیح ہے ایلا کرنا ذمی کا امام کے نزدیک بجز عبادات کے یعنی چونکہ ذمی اہل ہے طلاق کا تو اسکا ایلا بھی صحیح ہے لیکن اگر ذمی عبادات کی قسم کھاویگا تو صحیح نہیں اور صاحبین کے نزدیک ذمی کا ایلا صحیح نہیں اسواسطے کہ وہ کفارہ کا اہل نہیں معلوم کرنا چاہیے کہ ذمی کا ایلا تین طرح پر ہے ایک یہ کہ بالاتفاق صحیح ہے یعنی بغیر عبادت کے قسم کھانا چنانچہ عتاق کی دوسرے عبادات کی قسم کھانا چنانچہ حج یا صوم کی یہ بالاتفاق باطل ہے تیسرے میں اختلاف ہے یعنی بنام خدا قسم کھانے میں کذا فی حاشیۃ المدنی اگر کوئی کہے کہ جب ذمی پر کفارہ لازم نہوا تو امام کے نزدیک اسکی ایلا کا کیا فائدہ ہوا مصنف نے اسکے قول میں اسکا جواب دیا

[illegible] صدق [illegible] اگر [illegible] ایلاء کے [illegible] قربت نکرونگا [illegible]

یعنی [illegible] قربت [illegible] اگر کوئی قسم کھاوے کہ مین ایک مہینہ قربت نکرونگا تو ایلاء ثابت [illegible]

[illegible] کیونکہ ایک [illegible] واقع ہو گی اگر [illegible] قسم [illegible]

حنث [illegible] کفارہ [illegible] لازم آوے گی اگر اسنے قسم توڑی بسبب وطی کے [illegible]

اگر تعلیق کی قسم ہو تو جزا لازم ہوا [illegible] کفارہ اور جزا ساقط [illegible] لازم آتا ہے بخلاف حلف باللہ اور تعلیق [illegible] چنانچہ مثال [illegible]

کہون تو [illegible] والمدة للحرة اربعة اشهر ولامة شهران [illegible] فلا ایلاء [illegible] علی ان لا اقربك [illegible] اکثر مدت ایلاء کی [illegible]

اور [illegible] باندی کی [illegible] اور اکثر مدت کی کچھ حد نہین تو دونون کثر مدت سے کمتر کی قسم کھانے مین ایلا نہین اگر مرد نے [illegible] چار مہینے کی قسم کھائی

یا لونڈی سے [illegible] مین ایک مہینے کی قسم کی تو ایلاء ثابت ہوگا [illegible] کالسبب الرجعی اور سبب ایلا کا مانند اس سبب کے ہے جو [illegible]

نا موافقت [illegible] کا سبب ہوتا ہے [illegible] ایلاء کو سبب [illegible] والفاظه صریح وکنایة اور الفاظ ایلاء کے دو قسم ہین [illegible] صریح [illegible] جو لفظ جماع مین

مستعمل ہو اور کنایہ وہ جو جماع اور غیر جماع دونون مین مستعمل ہو صریح محتاج نیت کو نہین بخلاف کنایہ کے کذا فی حاشیة الملا مسکین [illegible] لو قال الله

لا اقربك [illegible] لا اقربك [illegible] غیر حائض ذکره سعدی لعدم اضافة المنع الی الیمین [illegible] ایلا صریح کے یہ مثال ہے کہ اگر زوجہ کے [illegible] غیر حالت حیض [illegible]

قربت نکرونگا اور جس لفظ سے کہ یمین منعقد ہوتی ہو وہ بھی مانند واللہ کے ہے یعنی بعظمة الله وبجلال الله وکبریائه سے ایلا صحیح ہو [illegible]

نہین اسواسطے کہ اول سے یمین منعقد ہوتی ہے [illegible] ملا سعدی نے صحت ایلا مین عدم حیض کی قید لگائی [illegible] مع قربت کے

حرمت [illegible] یعنی حالت حیض مین باز رہنا وطی سے بسبب منع شرعی کے ہے [illegible] بسبب قسم کے اور [illegible] والله لا اقربك لا اجامعك لا اطاك لا اغتسل منك من جنابة اربعة

اشهر لو حائض لتعیین المدة یا یون کہا کہ واللہ مین تجھسے قربت نکرونگا تجھسے جماع نکرونگا تجھسے وطی نکرونگا غسل جنابت نکرونگا [illegible] چار مہینے

اگر خطاب حائض سے ہو [illegible] مدت کے یعنی تعیین چار مہینے کی یہ قرینہ ہے کہ منع وطی کا سبب قسم ہے [illegible] چار مہینے تک

برابر حیض نہین ہوتا بخلاف مسئلہ سابقہ کے کہ وہان قسم مین مدت مذکور نہین وان قربتك فعلی حج او نحوه مما یشق بخلاف فعلی صلاة [illegible]

مشقة اور اگر قربت کرون مین تیری تو مجھپر حج واجب ہو یا مانند اسکے اس قسم سے جسکا فعل انسان پر شاق و دشوار ہے جیسے ایک مہینہ روزہ رکھنا یا [illegible]

بخلاف اس قول کے کہ اگر مین قربت کرون تو مجھپر دو رکعت واجب ہین [illegible] قائل مولی نہین یعنی ایلا کرنے والا نہین بسبب شاق ہونے دو رکعت [illegible] بخلاف

فعلی مائة رکعة وقیاسه ان یکون مولیا بمائة [illegible] واتباع مائة جنازة [illegible] بخلاف اس قول کے کہ مین تیری قربت کرون تو مجھپر سو رکعتین لازم ہین اسواسطے

کہ اسقدر نماز اکثر لوگون پر شاق ہے اور قیاس [illegible] مقتضی ہے کہ سو بار ختم قرآن مجید اور سو جنازہ کے اتباع سے مولی ہو شارح کہتا ہے کہ یہ مسئلہ مین نے

کتب فقہ مین نہین دیکھا یعنی اگر کوئی کہے کہ اگر مین تجھسے قربت کرون تو سو بار قرآن ختم کرنا مجھپر لازم ہو یا سو جنازہ کی ہمراہی و دفن کرنے کی شرکت مجھپر

واجب ہو تو ایلا ثابت ہوا اسواسطے کہ [illegible] مشقت ہے او فانت طالق او عبده حر یا یون کہا کہ اگر مین تجھسے قربت کرون تو تو مطلقہ ہے یا غلام [illegible]

آزاد ہے [illegible] ایلا صریح کی تھین ومن الکنایة لا امسك لا آتیك لا اغشاك لا اقرب فراشك لا ادخل علیك [illegible] کنایہ ہین [illegible] کہ مین

تجھکو نہ چھوؤنگا تیرے پاس نہ آؤنگا تیرے بچھونے کے نزدیک نہ جاؤنگا نہ داخل ہونگا تیرے اوپر یعنی تیرے پاس نہ آؤنگا [illegible] لا اغشاك [illegible]

تیرے پاس نہ آؤنگا اسواسطے کہ غشیان بالکسر بمعنے اتیان ہے کذا فی المغرب اور صراح مین کہا کہ غشیان بالکسر مجامعت [illegible]

من المریة نحوه حتی تخرج الدابة او الدجال او تطلع الشمس من مغربها اور از قسم ایلاء دوامی کے ہے یون کہنا کہ واللہ مین تجھسے قربت نکرونگا یہان تک

اگر دابۃ الارض نکلے یا دجال خروج کرے یا کہ آفتاب اپنے غروب گاہ سے طلوع کرے فان قربہا فی المدۃ حنث وحینئذ فی الحلف
باللہ وجبت الکفارۃ وفی غیرہ وجب الجزاء وسقط الایلاء لانتہاء الیمین پس زوج نے وطی کی اندر مدت کے اندر اگرچہ عورت دیوانی ہو تو حانث ہوگا
پھر جس وقت کہ حانث ہوگا تو اللہ کی قسم سے کفارہ واجب ہوگا اور اس کے سوا میں یعنی تعلیق میں جزا واجب ہوگی خواہ حج خواہ عتاق خواہ سوا اس کے
اور ساقط ہوگا ایلا بسبب آخر ہونے یمین کے یعنی جب بعد وطی کے کفارہ یا جزا لازم ہو گئی تو اب حکم ایلا کا باجماع علماء باقی نہ رہا یعنی بعد چار مہینے گذرنے کے طلاق نہ واقع
ہوگی وان لم یقربہا بانت بواحدۃ بمضیہا اور اگر مدت میں نہ وجہ سے وطی نہ کی تو عورت پر ایک طلاق بائن واقع ہوگی بسبب منقضی ہونے مدت کے ولو ادعاہ بعد مضیہا
لم یقبل قولہ الا ببینۃ اور اگر زوج نے دعوی وطی کا کیا بعد گذرنے مدت کے تو اس کا قول مقبول نہ ہوگا بدون گواہوں کے وسقط الحلف لو کان موقتا بمدتین از
ہمینے الثانیۃ تبین بثانیۃ وسقط الایلاء اور ساقط ہوگی قسم بعد جدائی کے اگر موقت ہو یمین ہوگی اگرچہ توقیت مدت کی ہو اسواسطے کہ دوسری مدت کے گذرنے سے
عورت پر دوسری طلاق بائن واقع ہوگی یعنی اگر زوج نے یوں کہا کہ واللہ میں تجھ سے آٹھ مہینے صحبت نہ کرونگا پھر چار مہینے اس سے صحبت نہ کی تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی پھر زوج
نے اس سے نکاح کیا اور باقی چار مہینے تک صحبت نہ کی تو دوسری طلاق واقع ہوگی اس کے بعد اب قسم کا اثر نہ باقی رہیگا یعنی اگر تیسری بار اس عورت سے نکاح کریگا اور بعد اس کے چار مہینے
تک صحبت نہ کریگا تو اب طلاق نہ واقع ہوگی بسبب ساقط ہونے قسم کے الا لو کان مؤبدا اور کانت طاہرۃ مگر اور قسم ساقط نہ ہوگی بائن ہونے سے اگر قسم دائمی ہو یعنی ہمیشہ کی ہو اور عورت
طاہر ہوگی یعنی بشرطیکہ حائض نہ ہو عورت قسم کھانے کے وقت چنانچہ ذکر اس کا گذر گیا وفرع علیہ فلو نکحہا ثانیا وثالثا ومضت المدتان بلا فئ بانت
باخریین اور متفرع کیا مصنف نے عدم سقوط قسم دائمی پر اس قول کو کہ اگر زوج نے عدم قربت کی دائمی قسم کھائی اور طلاق بائن پڑی پس اس نے دوسری اور تیسری
بار نکاح کیا اور دو مدتیں بدون قربت کے گذر گئیں تو عورت پر دو بار طلاق بائن اور پڑیگی یعنی زوج نے یوں کہا کہ واللہ میں تجھ سے صحبت نہ کرونگا اور چار مہینے تک صحبت
نہ کی تو ایک طلاق بائن پڑی پھر دوسری بار نکاح کیا اور چار مہینے بدون جماع کے گذر گئے تو دوسری بار طلاق بائن واقع ہوگی پھر تیسری بار نکاح کیا اور چار مہینے
بدون وطی کے منقضی ہوگئے تو تیسری بار طلاق بائن پڑیگی اسواسطے کہ قسم دائمی تھی نہ موقت والمدۃ من وقت التزوج اور مدت کا اعتبار نکاح کے وقت سے ہے یعنی اگر
دائمی قسم کھائی اور بعد چار مہینے کے عورت بائن ہوگئی اور مرد نے اس سے نکاح نہ کیا اور بعد بائن ہونے کے چار مہینے گذر گئے تو اب دوسری بار طلاق نہ ہوگی اسواسطے کہ
منکوحہ نہیں اور بدون نکاح کے مدت کا اعتبار نہیں فلو نکحہا بعد زوج آخر لم تطلق لانتہاء ہذا الملک سو اگر ایلا کرنیوالے نے اس عورت سے نکاح کیا دوسرے زوج کے
بعد تو اب پھر طلاق نہ واقع ہوگی بسبب آخر ہونے اس ملک کے یعنی زوج نے عدم قربت کی دائمی قسم کھائی اور تین بار طلاق بائن عورت پر واقع ہوئی بسبب نکاح ثانی
اور ثالث کے اور عدم قربت کے پھر عورت نے زوج ثانی سے نکاح کیا اور بعد وطی کے مطلقہ ہوئی اور عدت کے بعد زوج اول نے اس سے نکاح کیا اور چار مہینے تک قربت
نہ کی تو اب پھر طلاق نہ واقع ہوگی بسبب حلف دائمی کے اسواسطے کہ بعد وقوع تین طلاق کے زوج کی ملکیت بالکل معدوم ہوگئی پھر جب ملکیت باقی نہ رہی تو طلاق کیونکر
واقع ہو بخلاف ما لو بانت بالایلاء بدون ثلاث او ابانہا بتنجیز الطلاق ثم عادت ثلاث تقع بالایلاء خلافا لمحمد کما مر فی مسئلۃ الہدم بخلاف اس کے کہ اگر عورت جدا
ہوگئی بسبب ایلا کے کمتر تین طلاق سے یا کہ زوج نے عورت کو قبل چار مہینے کے طلاق بائن دی پھر بعد زوج ثانی کے زوج اول کے نکاح میں آئی اور شیخین
کے نزدیک زوج اول کو تین طلاق کی ملکیت حاصل ہوئی تو تین بار طلاق واقع ہوگی بسبب قسم دائمی کے بخلاف امام محمد کے کہ انکے نزدیک بعد رہی باقی طلاق واقع
ہوگی چنانچہ اسکی تصریح باب الرجعۃ کے اندر مسئلہ ہدم میں ہو چکی یعنی اگر بعد ایلاء دائمی کے تین بار طلاق نہوئی اس طرح پر کہ ایک شخص نے کہا کہ واللہ میں تجھ سے قربت
نہ کرونگا اور چار مہینے تک قربت نہ کی تو پھر ایک طلاق بائن پڑی پھر اس عورت سے دوسرا نکاح کیا اور قربت نہ کی تو دو بار طلاق بائن ہوئی پھر عورت نے دوسرے
زوج سے نکاح کیا اور بعد طلاق اور عدت کے زوج اول کے نکاح میں پھر آئی تو زوج اول پھر تین طلاق کا مالک ہوا نزدیک امام اور ابو یوسف کے اسواسطے کہ زوج
ثانی نے طلاق سابق کو منہدم کردیا تو اگر زوج اول چار مہینے تک قربت نہ کریگا تو ایک طلاق بائن پڑیگی پھر اگر نکاح کرکے قربت نہ کریگا تو دوسری بار طلاق واقع

آئی ہو اور حنث ہو گئے قربت کرنے سے تو تیسری بار طلاق واقع ہوگی اور [illegible] قربت نہ کی [illegible] تو طلاق واقع نہ ہوگی [illegible]
مدت تین مہینے [illegible] تک بقیہ طلاق کا حکم [illegible] کہ واللہ میں قربت نکرونگا اور قبل [illegible] مدت [illegible]
[illegible] کی [illegible] زوج ثانی سے نکاح کیا پھر زوج اول سے نکاح میں آئی تو [illegible] ایلاء [illegible]
ولیہا البقیۃ [illegible] فان لم یقربہا [illegible] آمین [illegible] تزوجت [illegible] بسبب [illegible]
قسم [illegible] بعد تین طلاق [illegible] طلاق بائن [illegible] ایلاء [illegible] مدت قربت کی [illegible]
لا اقربک شہرین و شہرین بعد ہذین الشہرین ایلاء تحقق المدۃ اور یوں کہا کہ واللہ میں تجھے قربت نکرونگا دو مہینے اور دو مہینے بعد ان دو مہینوں
کے تو ایلاء ہو بسبب تحقق ہونے مدت ایلاء کے اسواسطے کہ [illegible] ولو مکث یوما ثم قال واللہ لا اقربک شہرین [illegible]
یعنی ایک دن ٹھیرا پھر کہا کہ واللہ میں دو مہینے تجھے قربت نکرونگا پھر ایکدن توقف کیا [illegible] تو ایلاء ثابت نہو گا اور ایک ساعت کا توقف بھی
اسی روز کے حکم میں ہے کذا فی البحر الرائق ثم قال واللہ لا اقربک شہرین لم یکن مولیا فان قال بعد الشہرین الاولیین او نقص المدۃ پھر بعد توقف ایکدن یا
ایک ساعت کے کہا کہ واللہ میں تجھے قربت نکرونگا دو مہینے پہلے دو مہینوں کے یا بعد الشہرین الاولیین کے لفظ کو بیان کیا یعنی یوں کہا کہ واللہ میں
دو مہینے تجھے قربت نکرونگا تو دونوں صورتوں میں مولی نہوگا یعنی ایلاء ثابت ہوگا بسبب کم ہونے مدت کے یعنی جب یوں کہا کہ واللہ میں تجھے دو مہینے
قربت نکرونگا تو دو مہینے اس یمین سے ثابت ہوئے پھر اسنے ایکدن توقف کرکے دوسری قسم کھائی اسطرح کہ واللہ میں تجھے قربت نکرونگا دو مہینے بعد پہلے دو مہینوں کے
تو دونوں یمین کے چار مہینے ہوئے لیکن توقف کا درمیان میں ساقط ہو گیا تو ایکدن کم چار مہینے باقی رہے اور حالانکہ مدت ایلاء کی پورے چار مہینے ہیں لہذا ایلاء ثابت ہوا اور
جبکہ زوج نے بعد الشہرین الاولیین کو یمین ثانی میں ذکر کیا تو دونوں یمین متداخل ہونگے مثلا یمین اول غرہ محرم شروع ہوئی آخر صفر میں تمام ہوئی اور یمین ثانی دوسری
تاریخ محرم سے شروع ہوئی غرہ ربیع الاول کو تمام ہوئی مدت ایلاء کی اسمیں بھی نپائی گئی لکن ان قال ذالک [illegible] الکفارۃ [illegible] لیکن اگر بعد الشہرین الاولیین
کہیگا تو وطی سے ایک ہی کفارہ لازم آویگا اور اگر نہ کہیگا تو دو کفارہ لازم آوینگے پہلی صورت میں اگر پہلے دو مہینوں میں وطی کریگا تو ایک کفارہ لازم ہوگا
اور اگر پچھلے دو مہینوں میں وطی کریگا تو بھی ایک ہی کفارہ لازم ہوگا اسواسطے کہ مدت ہر یمین کی جدی جدی ہے متداخل نہیں اور دوسری صورت میں اگر دو مہینے کے
اندر وطی کریگا تو دوہرا کفارہ لازم آویگا ایک کفارہ یمین اول سے اور دوسرا کفارہ یمین ثانی سے اسواسطے کہ دونوں یمین کی مدت متداخل ہے جدی جدی
نہیں او قال واللہ لا اقربک سنۃ الا یوما لم یکن مولیا للحال بل ان قربہا و بقی من السنۃ اربعۃ اشہر فاکثر صار مولیا [illegible] یعنی اگر زوجہ سے یوں کہا کہ واللہ
میں تجھے قربت نکرونگا ایک سال مگر ایکدن تو فی الحال مولی نہوگا بلکہ اگر قربت کرے عورت سے اسوقت جبکہ باقی رہگئے ہوں ایکسال سے چار مہینے یا زیادہ تو
مولی ہوگا اور اگر سال میں چار مہینے باقی نہیں ہے مثلا تین مہینے باقی رہے تھے کہ اسنے قربت کی تو مولی نہوگا ولو حذف سنۃ لم یکن مولیا حتی یقربہا فیصیر مولیا
اور اگر مثال مذکور سے سال کا لفظ گرا دیا یعنی یوں کہا کہ واللہ میں تجھے قربت نکرونگا مگر ایک دن تو مولی نہوگا بدون قربت کے پھر جب عورت سے
قربت کریگا تو مولی ہوگا بعد غروب ہونے آفتاب کے وطی کے دن اور یہی قید مثال سابق میں بھی ہے کذا فی حاشیۃ المدنی ولو زاد الا یوما اقربک فیہ لم یکن مولیا
ابدا لانہ استثنی کل یوم یقربہا فیہ فلم یتصور منعہ ابدا اور اگر اسنے مثال مذکور میں (الا یوما اقربک فیہ) کو زیادہ کیا یعنی یوں کہا کہ واللہ میں تجھے قربت نکرونگا
ایک سال مگر وہ دن جسمیں تجھے قربت کرونگا تو کبھی مولی نہوگا خواہ قربت کرے یا نکرے اسواسطے کہ اسنے ہر ایک اس دن کو مستثنی کرلیا جسمیں عورت
سے قربت کرے تو اسکا ممنوع ہونا وطی سے کبھی متصور نہیں تمام سال او قال وہو بالبصرۃ واللہ لا ادخل مکۃ وہی فیہا لا یکون مولیا لانہ یمکنہ ان یخرجہا
منہا فیطأہا یا کہ زوج بصرہ میں ہے اور اسنے یوں کہا کہ واللہ کہ میں نہ جاؤنگا اور حالانکہ زوجہ مکہ میں ہے تو اس قول سے مولی نہوگا اسواسطے

کہ ممکن ہو کہ عورت کو رکھ لے بلا لیوے پھر اُس سے وطی کرے آلی من المطلقة رجعیا صح لبقاء الزوجیة وبطل بمضی المدة ایلا کیا رجعیہ مطلقہ سے تو یہ صحیح ہے
بسبب باقی رہنے زوجیت کے اور باطل ہوگا ایلا بعد طلاق بائن پڑنے کے بسبب گذر جانے مدت ایلا کے یعنی چار مہینے گذر گئے اور ہنوز عدت بھی
کی باقی ہے بسبب امتداد طہر کے اور اگر مدت عدت کی قبل مدت ایلا کے گذر گئی تو بھی ایلا باطل ہوگا بسبب باقی نہ رہنے محل کے کذا فی حاشیة للمدنی اتقاعن النہر
م لبعض نسخوں میں بمضی العدة ہے بجائے بمضی المدة کے چونکہ نسخہ محشی مدنی کا دوسری صورت کو شامل تھا لہذا اسکو مترجم نے اختیار کیا ولو آلی من مبانتہ او اجنبیة
نکحہا البعدہ ای بعد الایلاء ولم یضفہ الی الملک کما مر لا یصح لفوات محلہ ولو وطیہا کفر لبقاء الیمین اور اگر ایلا کیا مطلقہ بائنہ سے یا اجنبیہ سے جس سے
بعد ایلا کرنے کے نکاح کیا اور ایلا باضافت الی الملک نہ کیا یعنی نکاح پر تعلیق نہ کی جیسا کہ اسکا ذکر ہو چکا تو ایلا صحیح نہ ہوگا بسبب فوت ہونے محل ایلا کے یعنی
نکاح کے اور اگر بعد ایلا کے بائنہ یا اجنبیہ سے وطی کریگا تو کفارہ لازم آویگا بسبب باقی رہنے یمین کے یعنی ہر چند ایلا نہ ہوا لیکن یمین عدم قربت کی ثابت ہے
ولو آلی فابانہا ان مضت مدتہ وہی فی العدة بانت باخری والا لا خانیة اور اگر زوج نے ایلا کیا پھر زوجہ کو طلاق بائن دی اگر مدت ایلا کی گذر گئی اور حالانکہ
عورت ہنوز عدت میں ہے تو اسپر دوسری طلاق بائن پڑیگی اور اگر عدت پہلے منقضی ہوگئی تو دوسری طلاق نہ واقع ہوگی کذا فی الخانیة عجز عجزا حقیقیا لا
حکمیا کاحرام لکونہ باختیارہ عن وطیہا لمرضہ او مرضہا او رتقہا او صغرہا او جبہ او عنتہ او بمسافة لا یقدر علی قطعہا فی مدة الایلاء او لحبسہ اذا لم یقدر علی وطیہا
فی السجن کما فی البحر عن الغایة وقولہ لا بحق لم اره لغیره فلیراجع عاجز ہوا ایلا کرنے والا وطی سے حقیقی عاجزی کرنہ حکمی کر جیسا کہ بسبب احرام باندھنے کے یا
اعتکاف کے اسواسطے کہ یہ عاجزی اختیاری ہے نہ اضطراری عاجز ہوا وطی سے بسبب بیماری زوج یا زوجہ کے یا بسبب صغیرہ ہونے عورت کے یا بسبب بستگی شرمگاہ عورت کے
یا بسبب نہ طلوع الذکر یا نامرد ہونے مرد کے یا بسبب حائل ہونے اتنی مسافت کے کہ اسکو قطع نہیں کر سکتا اور پہونچ نہیں سکتا زوجہ تک ایلا کی مدت میں یا بسبب محبوس ہونے
زوج کے ناحق بشرطیکہ قادر نہو عورت کی وطی پر قید خانے میں کما فی البحر الرائق عن الغایہ شارح کہتا ہے جس میں ناحق کی قید مصنف کے سوا اور کسی فقیہ کے کلام میں نہیں دیکھی تو
اسکے دریافت کرنے کو کتب فقہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے حلبی محشی نے کہا کہ ہمنے اس روایت کی تلاش کی سو فتاوے عالمگیری میں اسکو پایا منقول غایة السروجی سے
کہ حبس اجبی میں رجوع کرنا زبانی معتبر نہیں اور حبس ناحق میں معتبر ہے اور مترجم نے بھی اس روایت کو فتاوی مذکورہ میں دیکھا تو اب مصنف کا قول تحقیق ہوگیا او لابانتہا
ونشوزہا ففیئہ نحو قولہ بلسانہ فئت الیہا او راجعتک او ابطلت الایلاء او رجعت عما قلت ونحوہ لانہ اذاہا بالمنع فیرضیہا بالوعد اور اسی طرح عاجز ہوا وطی
سے بسبب محبوس ہونے زوجہ کے اور اسکی نافرمانی سے تو رجوع کرنا زوج کا زبانی قول سے کفایت کرتا ہے چنانچہ یوں کہنا کہ میں نے رجوع
کیا زوجہ کی طرف یا یوں کہا کہ میں پھرا تیری طرف یا یوں کہا کہ میں نے ایلا کو باطل کر دیا یا یوں کہا کہ جو میں نے کہا تھا اس سے میں پھرا اور مانند ان
اقوال کے یعنی بعد ایلا کے بسبب عذرات مذکورہ کے وطی نکر سکا تو زبانی قول سے ایلا موقوف کرے اسواسطے کہ زوج نے زوجہ کو اذیت اور تکلیف دی تھی
بسبب منع وطی کے تو اسکو اب راضی کرے وعدہ کر کے فان قدر علی الجماع فی المدة ففیئہ الوطء فی الفرج لانہ الاصل فان وطی فی غیره کدبرہا لا یکون
فیئا پھر بعد رجوع قول کے اگر زوج قادر ہوا جماع پر مدت ایلا میں تو اُسکا رجوع کرنا معتبر ہوگا وطی فی الفرج سے اسواسطے کہ یہی اصل ہے سو اگر غیر
فرج میں وطی کریگا جیسے کہ مقعد میں تو رجوع کرنا معتبر نہوگا ومفاده اشتراط دوام العجز من وقت الایلاء الی مضی مدتہ وبہ صرح فی الملتقی وفی الحاوی آلی وہو
صحیح ثم مرض لم یکن فیئہ الا الجماع اور مستفاد ہوتا ہے قول مصنف سے یعنی (فان قدر علی الجماع) سے مشروط ہونا دوام عاجزی کا رجوع لسانی میں ایلا کے وقت
سے اسکی مدت کے گذرنے تک اور اسی شرط کو مصرح کر دیا ہے ملتقی الابحر میں اور حاوی میں یوں ہے کہ زوج نے حالت صحت میں ایلا کیا پھر بیمار ہو گیا تو اسکا رجوع
کرنا ثابت نہوگا بدون جماع کے شارح نے اس روایت سے ملتقی کے کلام کی تائید کی وبقی شرط ثالث ذکره فی البدائع وہو قیام النکاح وقت الفیء باللسان
فلو ابانہا ثم فاء بلسانہ بقی الایلاء اور باقی رہی تیسری شرط رجوع قولی کی شرط اول عجز ہے اور شرط ثانی دوام عجز اور شرط ثالث کو

[illegible] کر لیا ہو تو [illegible] اسکی [illegible] کے [illegible] [illegible] ہو [illegible] بعد [illegible] کے [illegible] [illegible]
[illegible] ثابت [illegible] قال لامرأته انت علی حرام [illegible] فی [illegible] نوی [illegible]
ان نوی [illegible] نوی الکذب [illegible] فی [illegible] بائنة ان نوی الطلاق و ثلث ان [illegible]
طلاق بائن [illegible] اگر کسی مرد نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تو مجھپر حرام ہے [illegible] کلام سے کچھ [illegible]
حرام کا [illegible] کہ [illegible] اور تو یہ قول ایلا ہو الا اسوقت کہ تحریم کا ارادہ کیا اسواسطے کہ تحریم حلال کی [illegible]
سے اس کلام سے [illegible] نہ کیا [illegible] طلاق [illegible] جھوٹ کی تو بھی ایلا ہو اور یہ کلام [illegible] اگر اسنے [illegible] ارادہ کیا اور یہ کلام باطل
[illegible] اگر اسنے کذب کا ارادہ کیا [illegible] باعتبار دیانت کے ہے اور باعتبار حکم قاضی کے تو ایلا ہی ثابت ہوگا کذا فی الفتاوی
اور یہ کلام ایک بائن طلاق ہوگا اگر اسنے طلاق کی نیت کی اور تین بار طلاق واقع ہوگی اگر اسنے تین طلاق کی نیت کی [illegible]
یہ کلام یعنی انت علی حرام طلاق بائن [illegible] گرچہ زوج نے طلاق بائن کی نیت نہ کی ہو بسبب غلبہ استعمال کے یعنی بالفعل یہ قول طلاق ہی [illegible]
مستعمل ہو [illegible] اس [illegible] سوا مردون کے کوئی قسم نہیں [illegible] لامرأة [illegible] بالمرأة کان [illegible]
[illegible] قسم [illegible] طلاق تھا اور اگر مرد کے کوئی زوجہ نہو اور اسنے کہا کہ علی الحرام یعنی حرام مجھپر لازم ہوا یا کہ عورت نے [illegible]
حرام قسم [illegible] سے [illegible] کہ تو مجھپر حرام ہو تو یہ قول یمین ہوگا نہ طلاق چنانچہ اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ تو مجھپر حرام ہو اور [illegible]
زوجہ [illegible] بائن ہوگئی بدون عدت کے بسبب طلاق قبل دخول کے [illegible] غلام کو مارا [illegible] عورت [illegible]
زوجہ اولی کے نکاح کیا اسی قول پر فتوی ہو کہ زوجہ ثانیہ پر طلاق نہ واقع ہوگی بسبب جانے تعلیق کے یعنی جب زوجہ مخاطبہ [illegible] بائن ہوگئی تو [illegible] طلاق
کی [illegible] یمین ہوگئی [illegible] تعلیق یمین ہوگئی تو یمین منقلب ہو کر طلاق نہیں ہوسکتی ومثله انت معی فی الحرام [illegible] علی [illegible]
[illegible] او حرام علی [illegible] علی [illegible] حرام او محرم او حرمت نفسی علیک او انت علی حرام کالخمر [illegible] اور انت علی حرام کے [illegible] یہ اقوال
ساتھ میرے [illegible] حرام [illegible] لازم ہوا اور [illegible] تجھکو اپنے اوپر حرام کیا [illegible] مثال [illegible] لفظ نہ بولا [illegible] اسیقدر کہا
کہ تو حرام [illegible] اور میں تجھپر حرام ہوں یا محرم ہوں یا کہ میں نے اپنی ذات کو تجھپر حرام کیا یا کہ تو مجھپر حرام ہو [illegible] کذا فی البزازیہ [illegible]
[illegible] طلاق بائن واقع ہوگی بقول مفتی بہ اور اگر قائل کے زوجہ نہو گی تو یہ اقوال یمین ہو جاوینگے تو حانث ہونے سے کفارہ لازم آویگا [illegible]
نسوة [illegible] وقع علی کل واحدة منهن طلقة بائنة وقیل تطلق واحدة منهن والیه البیان [illegible] کذا فی [illegible] البزازی
[illegible] وقال الکمال الاشبه عندی بالاول وبه جزم صاحب البحر فی فتاواه وصححه فی جواهر الفتاوی واقره المصنف فی شرحه [illegible]
ہون اور یہ مسئلہ بحال خود بطور سابق کے ہو زکر [illegible] یعنی چار عورتوں کے زوج نے کہا کہ امرأتی علی حرام یعنی میری عورت مجھپر حرام ہو تو ہر [illegible]
ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور بعضون نے کہا کہ ان چار عورتون میں سے ایک ہی عورت پر طلاق واقع ہوگی اور زوج کا اختیار ہو بیان تعیین میں چنانچہ [illegible]
ذکر طلاق صریح میں ہوچکا اور یہی قول ظاہر تر اور اشبہ بالحق ہو چنانچہ زیلعی [illegible] اسکے سوا اور فقہا نے [illegible] صاحب [illegible]
اسکو ذکر کیا ہو اور کمال الدین محقق نے فتح القدیر میں کہا کہ میرے نزدیک اشبہ قول اول ہو یعنی ہر عورت پر طلاق واقع ہونا اور [illegible] یقین کیا ہو
صاحب بحر الرائق نے اپنے فتاوی میں اور جواہر الفتاوی میں بھی اسکی تصحیح کی ہو اور مصنف نے بھی اسی قول کو اپنی شرح میں قائم رکھا [illegible]
[illegible] الغفار میں کلام محقق کا فتح القدیر سے یون منقول ہو کہ میرے نزدیک [illegible] جو فتاوی [illegible] کیونکہ [illegible]

حرام ہی یہ ہر زوجہ کو شامل ہی تو ہر ایک زوجہ پر طلاق بائن واقع ہوگی انتہی تو معلوم ہوا کہ محقق ممدوح اور اُسکے تابعین کا کلام حلال اللہ اور حلال المسلمین مین ہی
نہ کہ (انت علی حرام) مین اسواسطے کہ خطاب صریحا مانع ہی عموم کا اور نہ (امرأتی علی حرام) مین ہی اور ظاہر نظر مین بھی معلوم ہوتا ہی کہ یہ گفتگو (انت علی حرام) مین ہی
لہذا شارح نے اگلے قول مین اسکا استدراک کیا لکن فی النہر یجب ان یکون معنی قول الزیلعی والمسألۃ بحالہا یعنی التحریم لا بقید انت علی حرام مخاطبا لواحدۃ کما فی المتن
بل یجب فیہ ان لا یقع الا علی المخاطبۃ انتہی قلت یعنی بخلاف حلال اللہ او حلال المسلمین فانہ یعم وبہ تحصیل التوفیق فلیحفظ لیکن نہر الفائق مین ہی کہ واجب ہی
کہ ہون معنی اس قول زیلعی کے کہ یہ مسئلہ بطور سابق کے ہی یعنی فقط تحریم مین مثل مسئلہ سابقہ کے ہی نہ کہ بقید خطاب زوجہ واحدہ کے جیسا کہ متن مین ہی کہ
یعنی کنز مین بلکہ یہ واجب ہی انت علی حرام مین کہ طلاق نہ واقع ہو کسی پر بجز زوجہ مخاطبہ کے انتہی کلام النہر شارح کہتا ہی کہ مین کہتا ہون یعنی بخلاف
حلال اللہ یا حلال المسلمین کے کہ یہ عام ہی چارون عورتون کو شامل ہی اور اسی سے حاصل ہوگئی توفیق یعنی تصریح صاحب نہر الفائق اور توضیح شارح
کلام فقہا مین اتفاق حاصل ہوگیا سو اس تحقیق کو یاد رکھنا چاہیے یعنے جو کہتا ہی کہ سب عورتون پر طلاق واقع ہوگی سو اس قول سے کہتا ہی کہ حلال اللہ
یا حلال المسلمین اور جو کہتا ہی کہ فقط زوجہ مخاطبہ ہی پر واقع ہوگی سو اس قول سے کہتا ہی کہ (انت علی حرام) اور شارح کا یہ مطلب نہین کہ نہر الفائق کی تصریح
سے متن تنویر الابصار کے دونون قولون مین اتفاق ہوگیا اسواسطے کہ ان دونون قولون کا اختلاف (امرأتی علی حرام) پر مبنی ہی سو جو فقہا کہ عموم کے قائل
ہین سو امرأتی کی اضافت کو اضافت جنسی کہتے ہین اور جو خصوص کے قائل ہین وہ اضافت عہدی کہتے ہین خلاصہ یہ کہ الفاظ تین طرح پر ہین قسم اول حلال اللہ یا
حلال المسلمین تو یہ عام ہی اور یہی مراد ہی اصحاب فتاوی اور کمال الدین محقق اور مصنف کی اپنی شرح مین قسم ثانی انت علی حرام یہ خاص ہی مخاطبہ کو قسم ثالث امرأتی علی
حرام اسمین اختلاف ہی کذا فی حاشیۃ المدنی فروع مسائل ملحقہ شارح کے انت علی حرام الف مرۃ تقع واحدۃ زوجہ سے کہا کہ تو مجھپر حرام ہی ہزار بار تو ایک طلاق
واقع ہوگی اسواسطے کہ حرمت شی واحد ہی اسمین تعدد کی گنجایش نہین بخلاف طلاق کے واللہ اعلم طلقہا واحدۃ ثم قال لہا انت حرام ناویا ثنتین وقع واحدۃ عورت
کو ایک طلاق دی پھر کہا اُسے کہ تو حرام ہی دو طلاق کی نیت کرکے تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی کرر ہ ثلثا ونوی بالاول طلاقا وبالثانی یمینا صح انت حرام کو دوبار
کہا اور اول سے طلاق کی نیت کی اور دوسری سے یمین کی تو صحیح ہی قال ثلث مرات حلال اللہ علیہ حرام ان فعل کذا ووجد الشرط وقع الثلث کہا تین بار کہ
حلال خدا کا حرام ہی اُسپر اگر ایسا کرے اور شرط پائی گئی تو تین بار طلاق واقع ہوگی قال لہا انتما علی حرام ونوی فی احدہما ثلثا وفی الاخری واحدۃ فکما نوی لہیئتی
وتمامہ فی البزازیۃ کہا دو عورتون سے کہ تم دونون مجھپر حرام ہو اور ایک عورت مین تین طلاق کا ارادہ کیا اور دوسری مین ایک طلاق کا تو ویسا ہی ہوگا
جیسا کہ اُسنے ارادہ کیا اسی پر فتوی ہی اور پورا بیان اسکا بزازیہ مین ہی قال انتما علی حرام حنث بوطی کل ولو قال واللہ لا اقربکما لم یحنث الا بوطیہما والفرق لا
یخفی کہا کہ تم دونون مجھپر حرام ہو تو حانث ہوگا ہر عورت کی وطی سے اور اگر یون کہا کہ واللہ تم دونون سے مین قربت نکرونگا تو حانث نہوگا مگر دونون کی وطی
سے یعنی ایک وطی سے قسم نٹوٹیگی اور وجہ فرق دونون مسئلون کی مخفی نہین اسواسطے کہ پہلی صورت مین ہر عورت کو متصف بحرمت کیا تو ہر عورت کو حرمت
مستقلہ ثابت ہوئی اور دوسری صورت مین دونون کی وطی سے اپنی ذات کو روکا تو ایک کی وطی سے حانث نہوگا اور دوسری وجہ فرق کی یہ ہی کہ پہلی صورت
مین ایلاء معنوی ہی باعتبار معنی تحریم کے کہ ہر ایک مین جدی جدی ہوجاتا ہی بخلاف صورت ثانیہ کے واللہ اعلم کذا فی حاشیۃ المدنی قال مسکین فی الجوہرۃ کرر واللہ لا اقربک
ثلثا فی مجلس ان نوی التکرار اتحد والا فالا یلاء واحد والیمین ثلث وان تعدد المجلس تعدد الایلاء والیمین واللہ اعلم اور جوہرہ مین ہی کہ واللہ مین تجھسے قربت نکرونگا
اسکو تین بار ایک مجلس مین مکرر کہا اگر تکرار کی یعنی تاکید کی نیت کی تو ایک ہی ایلاء اور ایک ہی یمین ہوگی اور اگر تاکید کی نیت نکی تو ایک ایلاء ہوا یعنی اگر
چار مہینے بدون وطی کے منقضی ہونگے تو ایک طلاق ہوگی اور تین یمین ہونگی یعنی اگر وطی کریگا تو تین کفارے دینے لازم ہونگے اور مجلسین متعدد ہونگی یعنی ہر مجلس مین
ایکبار واللہ لا اقربک کہیگا تو تین ایلاء اور تین یمین ہونگی اگر چار مہینے تک قربت نکریگا تو تین بار طلاق واقع ہوگی اور اگر قربت کریگا تو تین کفارے لازم آوینگے واللہ اعلم

باب الخلع

[illegible] اس باب میں [illegible] مرقوم ہیں واضح ہو کہ خلع لغت میں بمعنی ازالہ ہے یعنی ایک چیز کو دوسری چیز سے زائل کرنا اور [illegible]
[illegible] دونوں سے [illegible] فی ازالۃ الزوجیۃ بالضم [illegible] الخلع اور خلع مستعمل ہے [illegible] زوجیت میں [illegible]
[illegible] ازالۃ ملک النکاح [illegible] الخلع فی النکاح الفاسد وبعد البینونۃ والردۃ لغو لانہ [illegible]
[illegible] عبارت ازالہ ملک [illegible] ہے ملک نکاح کی قید سے نکاح فاسد میں خلع کرنا [illegible]
[illegible] اسواسطے کہ وہ لغو ہے بسبب عدم ملکیت نکاح کے کذا فی الفصول العمادیۃ [illegible]
[illegible] ازالہ ملک نکاح کا خلع ہے جو موقوف ہے عورت کے قبول کرنے پر تو اس قید سے نکل گئی وہ صورت کہ
[illegible] نے کہا کہ میں نے تجھکو خلع کیا طلاق کی نیت سے یوں کہا تو طلاق بائن واقع ہوگی [illegible] زوجیت تو یہ قول خلع
سبب [illegible] موقوف [illegible] طلاق کے عورت کے قبول پر اور ازالہ ملک نکاح عورت کے قبول پر موقوف نہیں [illegible]
الفاظ [illegible] اختلعی [illegible] فانہ خلع مسقط حتی لو کان قبضت البدل [illegible]
خلع کیا یا عورت [illegible] یعنی خلع قبول کر اور اسکے عوض میں کچھ مال مقرر کیا سو عورت نے خلع قبول کیا تو یہ قول خلع ہے مسقط حقوق
زوجیت کا [illegible] اگر [illegible] مہر [illegible] تو اسکو مہر کا پھیر دینا لازم ہوگا کذا فی الخانیۃ بلفظ الخلع خرج الطلاق علی مال [illegible]
[illegible] یعنی ازالہ ملک بلفظ خلع ہو تو اس قید سے طلاق بعوض مال کے تعریف خلع سے نکل گیا اسواسطے کہ طلاق مذکور زوجیت کو ساقط نہیں کرتا
کذا فی فتح القدیر وزاد قولہ او ما فی معناہ لیدخل لفظ المبارأۃ فانہ تسقط کما یجیئ ولفظ البیع والشراء فانہ کذلک کما صححہ [illegible]
خلع عبارت ہے ازالہ ملک سے جو بلفظ خلع ہو یا اس لفظ سے ہو جو بمعنی خلع ہو مصنف نے اس قول کو اسواسطے زیادہ کیا تاکہ مبارات کا لفظ خلع
میں داخل ہو جاوے اسواسطے کہ وہ بھی حقوق زوجیت کا مسقط ہے چنانچہ عنقریب آویگا اور تاکہ خلع بلفظ بیع اور شرا داخل ہے خلع میں سو واسطے کہ وہ بھی
مسقط ہے چنانچہ اسکی تصحیح کی ہے فتاوی صغری میں برخلاف خانیہ کے پس اب تعریف خلع کی پوری ہوگئی اپنی افراد کی جامع اور غیر کی مانع [illegible]
خلع المطلقۃ رجعیا [illegible] فائدہ [illegible] تعریف مذکور نے مطلقہ رجعی کی صحت خلع کا اسواسطے کہ خلع عبارت ہے ازالہ ملک نکاح سے اور [illegible] طلاق
میں ملک ثابت ہے لہذا رجعت بدون تجدید نکاح کے درست ہے ولا بأس بہ عند الحاجۃ للشقاق بعدم الوفاق [illegible] خلع کرنے میں وقت
ضرورت کے جب آپس میں پھوٹ پڑے یعنی نااتفاقی سے اور مرد کو مال لینا عورت سے چھوڑنے کے بدلے جائز ہے بشرطیکہ نااتفاقی [illegible] چنانچہ صحیح بخاری میں [illegible]
عبداللہ بن عباس سے ثابت ہے کہ ایک عورت نے ایک باغ اپنے مہر میں پایا تھا وہ اپنے زوج سے راضی نہ تھی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ باغ پھیر کر خلع
کرلے اور بلا ضرورت عورت کو خلع کی خواہش کرنا حرام ہے جامع ترمذی میں بحدیث مرفوع ثابت ہے کہ جو عورت کہ بلا ضرورت [illegible] سے طلاق کی [illegible]
تو اسپر بہشت کی خوشبو حرام ہے لیکن جب کسیطرح موافقت نہ ہوسکے تو بموجب [illegible] کے جدائی [illegible] مال کے جائز ہے کذا فی حاشیۃ [illegible] ما یصلح للمہر [illegible] الخلع بدلا
[illegible] الشرط [illegible] یعنی [illegible] خلع جائز ہے عوض اس مال کے جو صلاحیت مہر کی رکھتا ہو بدون عکس کلی کے یعنی جو صلاحیت خلع کی رکھتا ہو وہ
مہر کی بھی [illegible] یہ کلیہ صحیح نہیں بسبب خلع کے کم دس درم سے اور بعوض اس مال کے جو عورت کے قبضہ میں ہے [illegible] ہوگی [illegible]
دس درم سے کم میں اور عورت [illegible] کے بسبب مجہول ہونے مال کے [illegible] صحیح نہیں [illegible] علامہ عینی نے [illegible] العکاس [illegible] الکلام
سے مراد شاید الانعکاس منطقی ہے اسواسطے کہ منطق میں موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ جزئیہ ہوتا ہے سو یہاں صحیح ہے [illegible] کسیطرح [illegible] اور [illegible]

خلع کی مانند شرط طلاق کے ہی یعنی منکوحہ ہونا زوجہ کا اور اہلیت زوج کی تو بھی اور مجنون کا خلع صحیح نہین و صفتہ ما ذکر بقولہ ہو یمین فی جانبہ لانہ
تعلیق الطلاق بقبول المال فلا یصح رجوعہ قبل قبولہا ولا یصح شرط الخیار لہ ولا یقتصر علی المجلس الی مجلسہ ویقتصر قبولہا علی مجلس علمہا اور خلع
یمین ہی مرد کی جانب مین اسواسطے کہ وہ تعلیق ہی طلاق کی مال کے قبول پر تو صحیح نہین پلٹنا زوج کا خلع سے قبل قبول کرنے عورت کے اور صحیح نہین زوج
کو شرط کرنا اپنے اختیار کا اور منحصر نہین زوج کی مجلس پر یعنے اگر زوج مجلس بدلیگا تو خلع باطل نہوگا اور موقوف ہی قبول کرنا عورت کا اپنے علم کی مجلس پر
یعنے جب عورت کو خلع کی خبر ہوا ور وہ مجلس مین نہ قبول کرے اُٹھ کھڑی ہو خلع باطل ہوگا وفی جانبہا معاوضۃ بمال فیصح رجوعہا قبل قبولہ و صح
شرط الخیار لہا ولو اکثر من ثلثۃ ایام بحر ویقتصر علی المجلس کالبیع اور عورت کی جانب مین خلع بدلائی ہو عوض مال دینے کے تو صحیح ہی عورت کا رجوع کرنا قبل
قبول کرنے زوج کے اور صحیح ہی عورت کو اختیار کا شرط کرنا اگرچہ تین روز سے زیادہ اپنے اختیار کو شرط کرے کذا فی البحر الرائق اور موقوف ہی صحت خلع
کی عورت کی مجلس پر مانند بیع کے فائدۃ یشترط فی قبولہا علمہا بمعناہ لانہ معاوضۃ بخلاف طلاق وعتاق وتدبیر لانہ اسقاط والاسقاط یصح مع الجہل فائدہ
شرط ہی عورت کی صحت قبول مین دریافت کرنا عورت کا معنی خلع کو تو اگر زوج مثلاً ہندی عورت سے خلع بعوض مال عربی زبان مین کرادے تو قول
صحیح مین صحیح نہوگا اسواسطے کہ خلع بدلائی کا نام ہی اور بدلائی بدون دریافت کے نہین ہوتی بخلاف طلاق اور عتاق اور تدبیر کے کہ اُنمین علم ہونا
ضرور نہین اسواسطے کہ ہر واحد عبارت ہی اسقاط حق سے اور اسقاط نادانی کے ساتھ صحیح ہو جاتا ہی یعنی فقط قضاءً صحیح ہی نہ دیانۃً کذا فی حاشیۃ المدنی
وطرف العبد فی العتاق علی مال کطرفہا فی الطلاق اور جانب غلام کے آزادی بشرط مال مین مانند جانب عورت کے ہی طلاق مین یعنی اگر
غلام کہے مولی سے کہ عوض اس قدر مال کے مجھکو آزاد کیجیے تو غلام کو رجوع کرنا قبل قبول مولی کے درست ہی اور اگر مولی کہے کہ مین نے بعوض اتنے مال کے تجھکو
آزاد کیا تو مولی اس کلام سے پلٹ نہین سکتا اور شرط خیار اور اقتصار علی المجلس کو بھی اسی پر قیاس کرلینا چاہیے والخلع یکون بلفظ البیع والشراء والطلاق
والمبارأۃ بعت نفسک او طلاقک وطلقتک علی کذا و ابرأتک ای فارقتک قبلت المرأۃ اور خلع ہوتا ہی بلفظ بیع اور شرا اور طلاق اور مبارات کے
چنانچہ یون زوج کا کہنا کہ مین نے تیری ذات کو یا تیری طلاق کو بیچا یا یون کہے کہ مین نے تجھکو طلاق بعوض اتنے مال کے دی یون کہا کہ مبارأۃ کی مین نے
تجھسے یعنی تجھکو جدا کیا اور عورت نے قبول کرلیا تو خلع ان الفاظ سے ثابت ہوگیا ہم خلع بلفظ شرا کی یہ مثال کہ عورت نے کہا کہ مین نے اپنی ذات یا اپنی طلاق تجھسے
مول لی بعوض اتنے مال کے کذا فی منح الغفار وحکمہ ان الواقع بہ ولو بلا مال وبالطلاق الصریح علی مال طلاق بائن وثمرتہ فیما لو بطل البدل کما سیجیء
اور حکم خلع یہ ہی کہ جو خلع سے واقع ہوتی ہی سو طلاق بائن ہی اگرچہ خلع بدون مال کے ہو اور اگرچہ بلفظ طلاق صریح ہو عوض مال کے اور ثمرہ اس حکم کا اُس صورت
مین ظاہر ہوتا ہی جبکہ بدل خلع کا مال باطل واقع ہو مانند شراب یا سور کے چنانچہ بدل باطل کا بیان بعد چند سطر کے عنقریب آتا ہی یعنی جبکہ بدل خلع مین مال باطل
مذکور ہوگا تو اگر خلع بلفظ خلع ہوا ہی تو طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر بلفظ طلاق ہوا ہی تو طلاق رجعی واقع ہوگی والخلع ہو من الکنایات فیعتبر
فیہ ما یعتبر فیہا من قرائن الطلاق لکن لو قضی بکونہ فسخا نفذ لانہ مجتہد فیہ وقیل لا اور خلع کنایات مین داخل ہی تو خلع مین اعتبار کیا جاویگا اس امر کا
جسکا کنایات مین اعتبار ہوتا ہی یعنی قرائن طلاق کا چنانچہ قبل اسکے مذاکرہ طلاق کا ہونا یا طلاق کا سوال کرنا اور المنتقی مین ہی کہ مال مقرر کرنا خلع مین
یہ بھی قرینہ ہی طلاق کا کذا فی حاشیۃ المدنی اور باوجودیکہ خلع کنایات مین داخل ہی اور کنایات سے طلاق ہی واقع ہوتی ہی نہ فسخ لیکن اگر قاضی حنبلی یا
شافعی بموجب اپنے مذہب کے فسخ کرنے کا حکم کرے تو نافذ ہوگا اسواسطے کہ اس امر مین اجتہاد کی گنجایش ہی اور قول مجتہد فیہ مین حکم قاضی نافذ ہی اگرچہ قاضی
شافعی ہو اور مدعی یا مدعا علیہ حنفی یا مالکی یا حنبلی اور قول ضعیف یہ ہی کہ قاضی کا حکم اسمین نافذ نہین خلعتہا ثم قال لم انو بہ الطلاق فان ذکر بدلا لم یصدق
قضاء فی العقود الاربع اور اگر مرد نے عورت سے خلع کیا پھر بولا کہ مین نے اس سے طلاق کی نیت نہین کی تو اگر زوج بدل خلع مین کچھ مال ذکر کرچکا ہی تو قضاءً

کی تصدیق نہ ہوگی چاروں صورتوں میں طلاق کا ذکر ہو یا نہ ہو خلع و مبارات میں اس واسطے کہ اگر عوض کا ذکر ہو تو مہر وغیرہ کا قرینہ ہے

تصدیق ہوگی لیکن جس صورت میں عورت کو مہر کے پاس نہ ہو تو نہیں اس واسطے کہ عورت سے قاضی کے نزدیک ہو جو کچھ پس نیت نہ کی جائیگی

وقد مر فی العمدۃ الاصل قال اذا ادعی بلفظ الخلع والمبارات انہ کنایات ولا قرینۃ تحتاج الی النیۃ یعنی خلع مبارات کنایات میں سے ہیں پس ان کی

تصدیق ہوگی اس لئے ہیں جو کہ بلفظ خلع اور بلفظ مبارات واقع ہوا ہو اس واسطے کہ یہ دونوں لفظ کنایات میں سے ہیں اور قرینہ طلاق کا ہی ہو تو نہیں

ثابت لفظ صریح اور طلاق کے کہ جس نیت کی تصدیق ہوگی بدون قرینہ حال کے بھی اس واسطے کہ دونوں لفظ ہیں صریح نہیں اور نیت کی کچھ حاجت

حاجت نہیں فقد صریح اس واسطے طلاق صریح مشہور ہے عبارت ہو زوال کا شبہ ہے اور نزول کا حکم یہ ہے کہ صریح طلاق میں حقیقۃ کی اشارۃ الیہ

وہ ہی ہو روایۃ الاولی من المشائخ قالوا لا یشترط النیۃ لانہ بحکم غلبۃ الاستعمال صار کالصریح کما فی القہستانی میں متفرقات طلاق کے بیان اور یعنی خلع و مبارات

کی کنایہ ہونے میں نیت کی ضرورت ہے شرط ہونے کی طرف لیکن بلفظ خلع بدون نیت کے طلاق واقع ہوگی اور یہ ظاہر روایت ہے مگر مشائخ نے کہا کہ نیت

شرط نہیں اس واسطے کہ لفظ خلع بسبب کثرت استعمال کے مثل طلاق صریح کے ہوگیا ہے چنانچہ قہستانی میں یہ مذکور ہے متفرقات طلاق بیان کے ذکر کیا

از مشائخ سابقین کے زمانہ میں شاید ایسا ہی ہوگا کہ خلع بجائے طلاق صریح مستعمل ہوتا ہوگا و کرہ لہ تحریما اخذ شیء و یلحق بہ الابراء عما لہا علیہ ان نشز

اور اگر ناموافقت اور زیادتی زوج کی طرف سے ہو اسکو خلع کی عوض کچھ لینا عورت سے مکروہ تحریمی ہے اور اس کے حق میں ابرا دینا یعنی اگر عورت کا

دین ہو مثلاً مہر ہو یا غیر مہر اور مرد عوض خلع کے اسکی معافی چاہے تو یہ بھی مکروہ تحریمی ہے مصطفیٰ نے کہا کہ حق یوں ہے کہ اس مال میں مال لینا

حرام قطعی ہے لیکن اگر لیگا تو مالک ہوگا بملک خبیث کذا فی حاشیۃ المدنی وان نشزت لا ولو منہ نشوز ایضا ولو باکثر مما اعطاہا علی الاوجہ فتح اور اگر

نافرمانی اور ناموافقت عورت کی طرف سے ہو تو عورت سے عوض خلع کے مال لینا مکروہ نہیں اگرچہ ساتھ نافرمانی زوجہ کے زوج کی طرف سے بھی ناموافقت

ہوگئی ہو تو بھی مال لینا درست ہے اگرچہ خلع میں لینا دینے سے زیادہ ہو یعنے اگر مثلاً دس درم مہر میں عورت کے دیئے تھے اور بیس درم خلع کی

عوض لیے تو بھی جائز ہے بنابر اس قول کے جسکی وجہ خوب تر ہے کذا فی فتح القدیر وصحح الشمنی کراہۃ الزیادۃ وتعبیر الملتقی لا باس یفید انہا تنزیہیۃ وبہ

یحصل التوفیق اور شمنی نے مہر سے زیادہ لینے کی کراہت کو صحیح کیا ہے اور تعبیر ملتقی الابحر کی بلفظ لا باس ہے کہ اسکا فائدہ دیتی ہے کہ کراہت تنزیہی

ہے اور اس تقریر سے حاصل ہوگیا اتفاق دونوں قولوں کا سو جو شخص کہ دیئے سے زیادہ لینے کو کہتا ہے سو کراہت تنزیہی کا ارادہ کرتا ہے اور جو نفی

کراہت کی کرتا ہے وہ کراہت تحریمی کی نفی کرتا ہے نہ تنزیہی کی تو اختلاف جاتا رہا اکرہہا الزوج علیہ تطلق بلا مال لان الرضا شرط للزوم المال

وسقوطہ زبردستی کی عورت پر زوج نے خلع قبول کرنے پر تو بدون مال کے طلاق واقع ہوگی اس واسطے کہ رضامندی شرط ہے لازم ہونے

مال میں اور ساقط ہونے مال میں یعنی خواہ عورت نے مال دینا اپنے اوپر جبر سے لازم کرلیا ہو یا اسقاط مہر کا قبول کیا تو جبر میں مال دینا لازم ہوگا

اور نہ مہر ساقط ہوگا ولو ہلک بدل الخلع فی یدہا قبل الدفع او استحق فعلیہا قیمتہ لو البدل قیمیا ومثلہ لو مثلیا لان الخلع لا یقبل الفسخ اور اگر

ہلاک ہوگیا بدل خلع کا عورت کے ہاتھ میں یا اسکا کوئی اور مالک نکلا عورت کے سوا تو اگر بدل قیمت والی چیز تھا جیسے غلام یا کپڑا تو عورت پر اسکی قیمت

دینا لازم ہوگا اور اگر بدل مثلی تھا جیسے گیہوں یا اور مثلی چیز تھا تو عورت کو اسکے مانند دینا لازم آویگا اس واسطے کہ خلع فسخ ہونے کو قبول نہیں کرتا بخلاف بیع کے

جبکہ بائع کے پاس ہلاک ہو جاوے اس واسطے کہ بیع فسخ ہوتی ہے خلعہا او طلقہا بخمر او خنزیر او میتۃ او نحوہا مما لیس بمال وقع طلاق بائن فی الخلع رجعی

فی غیرہ وقع مجانا لانہا البطلان البدل وہو المترتب کما مر خلع کیا عورت سے یا طلاق دی اسکو عوض شراب یا سور یا مردار یا مانند اسکے اس قسم سے

کہ وہ مال نہیں تو خلع میں تو طلاق بائن واقع ہوگی خلع کے لفظ میں اور طلاق رجعی ہوگی خلع کے سوا اور الفاظ میں دونوں صورتوں میں

طلاق کا واقع ہونا صفت ہوگا بسبب باطل ہونے بدل کے اور یہ وہ ثمرہ ہی جسکی آنے کا شارح نے وعدہ کیا تھا و تمت طلاقا لکونہ اکل فاذا ہو مر رجع بالمہران لم یعلم والا لاشیٔ لہ اور اگر عورت نے عوض خلع مین حلال مال کا نام لیا چنانچہ یون کہا کہ مجھسے خلع کر عوض اس سرکے کے حالانکہ وہ شراب تھی سرکہ نہ تھا تو زوج مہر کو پھیر دے اگر ادا کیا ہو اور اگر ہنوز دیا نہین تو ساقط ہوا بشرطیکہ زوج کو شراب ہونے کا علم نہ تھا اور اگر زوج جانتا ہو کہ وہ سرکہ نہین بلکہ شراب ہی تو مفت طلاق واقع ہوگی مہر عورت کا قائم رہیگا اسواسطے کہ فریب عورت کا ثابت نہین اس صورت مین کہا یعنی علی ما فی یدی من الدراہم دلاشیٔ فی یدہا لعدم التسمیۃ چنانچہ مفت طلاق واقع ہوتی ہی اس صورت مین کہ عورت نے اپنے مرد سے کہا کہ مجھسے خلع کر میرے ہاتھ والی چیز پر اور حالانکہ اسکے ہاتھ مین کچھ نہین مفت طلاق ہوگی بسبب عدم تقرر مال کے اور ہاتھ سے مراد اس مثال مین ظاہری ہاتھ ہی نہ معنوی یعنی قبض اور تصرف کذا عکسہ اور اسیطرح اس مثال کے بالعکس مین مفت طلاق ہوگی یعنی اگر مرد نے عورت سے کہا کہ مین نے تجھسے خلع کیا اپنی ہاتھ والی چیز پر اور حالانکہ اسمین کچھ نہین لکن لو کان فی یدہ جوہرۃ لہا فقبلت ہی لہ علمت اولا لاضرار بنفسہا بقبولہا لیکن اگر زوج کے ہاتھ مین عورت کا جواہر ہوگا اور عورت ہاتھ والی چیز پر خلع قبول کریگی تو وہ جواہر مرد کا مملوک ہو جاویگا عورت کو ہاتھ مین جواہر ہونے کا علم ہو یا نہو بسبب ضرر رسانی عورت کے اپنی ذات کو اسکے قبول کر لینے سے وان زادت من مال او دراہم ردت علیہ فی الاولی مہرہا ان قبضتہ والا لاشیٔ علیہا جوہرۃ او ثلثۃ دراہم فی الثانیۃ اور اگر عورت نے مثال مذکور مین مال یا دراہم کا لفظ زیادہ کیا یعنی یون کہا کہ مجھسے خلع کر میرے ہاتھ والے مال پر یا میرے ہاتھ والے دراہم پر اور حالانکہ اسکے ہاتھ مین کچھ نہین تو پہلی صورت مین یعنی درصورت ذکر مال عورت اپنا مہر مرد کو پھیر دے اگر مہر کو مرد سے لے چکی ہو اور اگر مہر ہنوز نہ پایا ہو تو عورت کو کچھ دینا لازم نہین یعنی اگر مہر مرد پر ہوگا تو ساقط ہوگا عورت کو کچھ نہ دینا پڑیگا یا کہ عورت تین درم مرد کو پھیر دے دوسری صورت مین یعنی درصورت ذکر دراہم کے کذا فی الجوہرہ ثم ہاتھ سے مراد ان دونون صورتون مین ظاہری ہاتھ نہین بلکہ مقبوضہ مراد ہی ولو فی یدہا اقل کملتہا اور اگر مثال مذکور مین عورت کے ہاتھ مین تین درم سے کم ہون یعنی ایک درم ہو یا دو نہین کو پورا کر دے تاکہ اقل جمع پایا جاوے ولو سمت دراہم فبان دنانیر لم ارہ اور اگر عورت نے عوض خلع مین دراہم کا نام لیا پھر ظاہر ہوا کہ عورت کے ہاتھ مین درم نہین بلکہ دینارین ہین شارح کہتا ہی کہ مین نے اسکا حکم کتب فقہ مین نہین دیکھا م صاحب نہر نے کہا کہ اس صورت مین دراہم ہی واجب ہونگے نہ دنانیر لیکن اسکو کہین صریح نہین دیکھا کذا فی حاشیۃ المدنی والبیت والصندوق وبطن الجاریۃ اذا لم تلد لاقل المدۃ وبطن الغنم وثمر الشجر کالید فذکر الید مثال کما فی البحر اور کوٹھری اور صندوق اور لونڈی کا پیٹ بشرطیکہ چھ مہینے سے کم مین نہ جنی ہو اور پھر بکری کا پیٹ اور درخت کا پھل حکم مین مانند ہاتھ کے ہین تو ذکر ہاتھ کا اسئلہ سابقہ مین بطور مثال کے ہی کذا فی بحر الرائق یعنی اگر عورت نے کہا کہ میری کوٹھری والی یا صندوق والی چیز یا میری لونڈی اور بکری کے پیٹ کے بچے یا میرے درخت کے پھلون پر مجھسے خلع کر اور حالانکہ اسکی کوٹھری اور صندوق مین اور لونڈی اور بکری کے پیٹ مین اور درخت پر کچھ نہین تو طلاق مفت ہوگی عورت پر کچھ دینا لازم نہوگا لیکن اگر لونڈی چھ مہینے سے کم مدت مین جنے گی تو مرد اسکے بچہ کا مالک ہوگا اور اگر پورے چھ مہینے یا زیادہ مدت مین جنے گی تو مرد اسکا مالک نہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی قال م وقیدہ فی الخلاصۃ وغیرہا بعدم الملک فقال لو علم انہ لا متاع فی البیت او انہ لا مہر لہا علیہ فی خلعہا بمہرہا دلا یلزمہا شیٔ لانہا لم تطمعہ فلم یصر مغرورا ولو ظن ان علیہ المہر ثم تذکر عدمہ ردت المہر اور صاحب بحر الرائق نے کہا کہ مسائل مذکورہ مین مفت طلاق واقع ہونے کو خلاصہ وغیرہا مین مقید کیا ہی بقید عدم علم کے یون کہا ہی کہ اگر زوج نے جانا کہ کچھ اسباب کوٹھری یا صندوق مین نہین یا خلع بعوض مہر مین زوج یہ جانتا تھا کہ عورت کا اسپر کچھ مہر نہین تو عورت کو کچھ دینا لازم نہ آویگا اسواسطے کہ اس صورت مین عورت نے مرد کو کچھ لالچ نہین دکھلایا تو زوج کو عورت نے کچھ فریب نہین دیا اور اگر مرد کو اپنے اوپر مہر واجب ہونے کا گمان تھا پھر اسکو یاد آگیا کہ مجھپر مہر باقی نہین ہا تو عورت کو مہر کا پھیر دینا لازم ہوگا اسواسطے کہ مرد کو دھوکا ہوا م طحطاوی نے کہا کہ شارح کو مناسب تھا کہ بعدم العلم سے لفظ عدم کو محذوف کرتا تاکہ آیندہ قول سے مناسبت ہوتی کذا فی حاشیۃ للدنی

[illegible] لیکن [illegible] میں [illegible] عورت [illegible] صحیح کیا
[illegible] اسکی [illegible] عورت [illegible] ہوگی [illegible]
[illegible] قیمت غلام کی لازم ہوگی [illegible] یا [illegible]
[illegible] انت طالق [illegible] واحدۃ [illegible] انت [illegible] عورت سے کہا کہ تجھکو تین
طلاق [illegible] ایک [illegible] ہزار [illegible] ایک طلاق [illegible] صورت میں [illegible] کی ہزار کی تہائی کی
[illegible] کی مجلس [illegible] دوسری مجلس میں طلاق دی تو صفت طلاق واقع ہوگی کذا فی فتح القدیر [illegible]
الالف [illegible] میں ہے کہ اگر [illegible] عورت کو دو طلاق اول دیکر [illegible] تو اسکو پورے ہزار [illegible] یعنی اگر بعد دو طلاق دیئے کے عورت نے کہا کہ مجھکو تین طلاق دے
عوض ہزار کے اور [illegible] نے ایک طلاق دی تو عورت کو ہزار کا دینا لازم ہوگا اسواسطے کہ وہ ایک طلاق تین ہو کے عورت کو حلت بھی زائل سے ہو
حاصل ہو لیا وفی الثانیۃ رجعیۃ مجانا لان علی للشرط وقالا کالبا اور دوسری صورت میں ایک طلاق رجعی واقع ہوگی مفت یعنی جب عورت نے کہا کہ تین طلاق
علی الف دو تو ایک طلاق رجعی مفت واقع ہوگی اسواسطے کہ حرف علی کا واسطے شرط کے ہے اور شرط کا تقسیم نہیں ہوتا اجزاء شرط پر اور جس [illegible] واسطے
ہوتی کہ مال سے خالی ہے اور صاحبین نے کہا کہ حرف علی کا مانند بے کے ہے تو جیسے پہلی صورت میں ہزار کی تہائی کے عوض ایک طلاق بائن ہوتی تھی ویسی ہی
دوسری صورت میں ایک طلاق بائن واقع ہوگی قال لہا طلقی نفسک ثلثا بالف او علی الف فطلقت نفسہا واحدۃ لم تقع شی لانہ لم یرض بالبینونۃ
الا بکل الالف بخلاف امرہا لرضاہا بالبعض فبعضہا اولی مرد نے عورت سے کہا کہ تین طلاق دے اپنی ذات کو عوض ہزار کے یا ہزار پر سو عورت نے اپنی
ذات کو ایک طلاق دی تو کچھ نہ واقع ہوگا اسواسطے کہ مرد راضی نہ ہوا جدائی سے مگر پورے ہزار کے بدلے اور عورت نے تہائی کے بدلے جدائی چاہی کہ
مطلب مرد کا نہ ہوا اسلئے ایک طلاق بھی واقع نہ ہوگی بخلاف مسئلہ گذشتہ کے بسبب راضی ہونے عورت کے جدائی سے عوض ہزار کے تو ہزار سے کم میں بطریق اولی
راضی ہوگی وقولہا انت طالق بالف او علی الف فقبلت فی مجلسہا لزم ان لم تکن مکرہۃ کما مر ولا سفیہۃ ولا مریضۃ کما یجی الالف لانہ تفویض او
تعلیق اور مرد کا عورت سے یوں کہنا کہ تو مطلقہ ہے عوض ہزار کے یا بشرط ہزار کے پھر عورت نے اسے قبول کرلیا اپنی مجلس میں تو عورت پر ہزار کا دینا لازم ہوگا
بشرطیکہ اسپر زبردستی نہ کی ہو جیسا کہ اسکا ذکر سابق ہوچکا اور عورت احمق اور بیمار نہ ہو جیسا کہ حکم بیمار کا آگے آویگا ہزار دینا اسواسطے لازم ہوگا کہ یہ قبل طلاق کے بدلائی ہے
یا تعلیق ہے یعنی بالف کہنے میں بدلائی ہے اور علی الف میں تعلیق ہو دے البحر عن التاتارخانیۃ قال لامرأتہ احدکما طالق بالف درہم والاخری بمائۃ
دینار فقبلتا طلقتا بغیر شی اور بحرالرائق میں تاتارخانیہ سے منقول ہے کہا اپنی دو عورتوں سے تم میں سے ایک مطلقہ ہے بعوض ہزار درہم کے اور دوسری بعوض
سو درہم کے سو قبول کرلیا اسکو دونوں نے تو دونوں پر طلاق واقع ہوگی مفت بسبب مجہول ہونے مال کے اسواسطے کہ ہر عورت یہ کہہ سکتی ہے کہ مجھپر لازم
نہیں دینا مگر سو درہم کا انت طالق وعلیک الف او انت حر وعلیک الف طلقت وعتق مجانا وان لم تقبلا لان قولہ وعلیک الف
جملۃ تامۃ وقالا ان قبلا صح ولزم المال عملا بان الواو للحال وفی الحاوی وبقولہما یفتی زوج نے کہا زوجہ سے کہ تو طالق ہے اور تجھپر ہزار درہم دینا
لازم ہے یا مالک نے اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہے اور تجھپر ہزار درہم دینا لازم ہے تو عورت مطلقہ ہوگی اور غلام آزاد ہوگا مفت اگرچہ دونوں نے ہزار درہم دینا
قبول بھی نہ کرلیا ہو اسواسطے کہ زوج یا مالک کا یوں کہنا وعلیک الف یہ پورا جملہ ہے یعنی ماقبل سے کچھ علاقہ نہیں رکھتا اور ایسے میں خواہ واو عطف کا ہو
خواہ استیناف کا اور صاحبین نے کہا کہ اگر عورت اور غلام نے ہزار درہم کو قبول کرلیا ہے تو طلاق یا اعتاق صحیح ہوگا اور مال کا دینا لازم ہوگا باعتبار اسکے
عمل کرنے کے کہ یہ واو حالیہ ہے تو وعلیک الف پورا جملہ نہ ٹھہرا لیکن انت طالق وعلیک الف ایک جملہ ہوگیا تو مطلب یہ ہوا کہ تو طالق ہے درحالت یہ

ہزار درم اور حاوی قدسی مین کہا ہی کہ صاحبین ہی کے قول پر فتوی ہی **قال طلقتک علی الف فلم تقبلی فقالت قبلت فالقول له بیمینه**
بخلاف ان بعتک طلاقک امس علی الف فلم تقبلی وقالت قبلت فالقول لها وکذا لو قال العبد کذلک لغیره بعت منک هذا
العبد بالف امس فلم تقبل وقال المشتری قبلت فان القول للمشتری والفرق ان الطلاق بمال یمین من جانبه فهی تدعی حنثه وهو ینکر اما البیع
فاقراره به اقرار بالقبول فانکاره رجوع فلا یسمع فلو برهنا اخذ ببینتها تاتارخانیه زوج نے زوجہ سے کہا کہ مین نے تجھکو طلاق دی ہزار درم پر سو تو نے ہزار
درم دینا قبول نہ کیا سو عورت نے کہا کہ مین نے قبول کیا تھا تو زوج ہی کا قول معتبر ہوگا ساتھ قسم کے بخلاف اس قول کے کہ مرد نے عورت سے
کہا کہ مین نے تیری طلاق کل بیچی تھی ہزار درم پر سو تو نے ہزار درم کو نہ قبول کیا تھا اور عورت نے کہا کہ مین نے قبول کیا تھا تو اس صورت مین عورت
ہی کا قول معتبر ہوگا اور اسیطرح اگر مالک نے اپنے غلام سے کہا تو اسکا بھی ایسا ہی حکم ہی یعنی اگر مالک نے غلام سے کہا کہ مین نے تجھکو ہزار درم پر آزاد کیا تھا
سو تو نے دینا نہ قبول کیا تھا اور غلام نے کہا کہ مین نے قبول کیا تھا تو مالک ہی کا قول معتبر ہوگا ساتھ قسم کے اور اگر یون کہا کہ مین نے تیری ذات کو ہزار
درم پر بیچا تھا سو تو نے نہ قبول کیا تھا اور غلام بولا کہ مین نے قبول کیا تھا تو غلام کا قول معتبر ہوگا چنانچہ مالک کا یون کہنا غیر عبد سے کہ مین نے بیچا تھا
تیرے ہاتھ اس غلام کو بعوض ہزار درم کے کل سو تو نے نہ قبول کیا تھا اور مشتری نے کہا کہ مین نے قبول کیا تھا تو مشتری کا قول لائق اعتماد کے
ہوگا نہ مالک کا اور وجہ فرق کی درمیان طلاق اور بیع کے یہ ہی کہ طلاق بعوض مال کے تعلیق ہی جانب زوج سے اور تعلیق طلاق کو قبول زوجہ
لازم نہین اسواسطے کہ تعلیق بدون قبول کے بھی صحیح ہی اور زوجہ مدعی ہی زوج کے حانث ہونے کی یعنی تعلیق ٹوٹنے کی اور زوج اسکا انکار کرتا ہی اور
قول معتبر نہین مگر منکر کا لہذا صورت مذکورہ زوج ہی کا قول معتبر ہوا اور بیع کا تو یہ حال ہی کہ بیع کا اقرار وہی اقرار ہی قبول کا اسواسطے کہ بیع
عبارت ہی ایجاب اور قبول سے تو جب بیع کا اقرار کیا تو وہی قبول کا بھی اقرار ہو گیا تو بیع کا اقرار کر کے قبول کا انکار کرنا پھرنا اور پلٹنا ہی بیع سے تو
مسموع نہوگا اور اگر زوج اور زوجہ اپنے قول کے گواہ لاوین تو عورت ہی کے گواہ لیے جاوینگے اسواسطے کہ عورت مثبت ہی اور زوج نافی تو گواہ اثبات کے
اولی ہین نفی سے **کذا فی التاتارخانیه ولو ادعی الخلع علی مال وهی تنکر یقع الطلاق باقراره والدعوی فی المال بحالها فیکون القول لها**
لانها تنکر وعکسه لا یقع کیف ما کان بزازیه اور اگر دعوی کیا مرد نے خلع کا مال پر اور عورت منکر ہی تو طلاق واقع ہو جائیگی بسبب اقرار مرد کے
اور دعوی مال کا بحال خود ہی سو اگر زوج گواہ لاویگا تو مال عورت پر لازم ہوگا اور اگر گواہ نہین تو عورت ہی کا قول معتبر ہوگا اسواسطے کہ وہ منکر ہی اور
اسکے بالعکس مین طلاق نہ واقع ہوگی یعنے اگر عورت نے دعوی خلع کا کیا اور زوج منکر ہی تو طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ عورت طلاق واقع
کرنے کی مالک نہین کسیطرح کا دعوی ہو طلاق نہوگا **کذا فی البزازیه** یعنے دعوی خلع کا بعوض مال ہو یا بلا عوض اور جب خلع نہ ثابت ہوا تو عورت کو مال کا
دینا بھی نہ لازم ہوگا اسواسطے کہ مال تھا عوض خلع کے **فروع** مسائل ملحقہ شارح کے **انکر الخلع او ادعی شرطا او استثناء او ان ما قبضه من دینه**
او اختلفا فی الطوع والکره فالقول له زوج نے خلع سے انکار یا خلع مین دعوی شرط کا کیا مثلاً یون کہا کہ مین نے خلع کیا تھا بشرط رضامندی اسکے
باپ کے یا دعوی استثنا کا کیا یعنے خلع کے ساتھ مین نے انشاء اللہ کہا تھا یا یہ دعوی کیا کہ جو مال کہ لیا وہ اسکو قرض مین سے تھا یعنے
زوجہ قرضدار تھی زوج کی سو زوج نے کہا کہ مجھکو قرض کی بابت زوجہ نے مال دیا نہ بابت خلع کے یا دونون مین اختلاف پڑا خوشی اور زبردستی مین
زوجہ کہتی ہی کہ مجھسے زبردستی مال کا اقبال کرایا اور زوج کہتا ہی کہ اسنے اپنی خوشی قبول کیا تو ان سب صورتون مین اگر گواہ نہونگے تو زوج ہی کا قول
لائق اعتبار کے ہوگا **ولو قالت کان بغیر بدل فالقول لها** اور اگر عورت یون کہیگی کہ خلع بلا عوض تھا اور زوج کہتا ہی کہ خلع بعوض تھا تو عورت ہی کا
قول معتبر ہوگا **ادعت المهر ونفقة العدة وانه طلقها وادعی الخلع ولا بینة فالقول لها فی المهر لا فی النفقة** دعوی کیا عورت نے مہر اور نفقہ عدت کا

[illegible]

[illegible] ویسقط الخلع [illegible] نکاح صحیح [illegible] کل حق ثابت وقتہا لکل منہما علی الآخر مما یتعلق وقتہا بالنکاح [illegible]

[illegible] نفقہ عدت [illegible] ساقط [illegible]

[illegible] الا اذا [illegible] نفقۃ العدۃ [illegible]

[illegible] عدت کا ساقط ہونا [illegible] اللہ تعالیٰ نے فرمایا [illegible]

عدت مگر جبکہ عورت مرد کو بری الذمہ کردے بار برداری اور سکنی کے خرچ سے اسطرح کہ مثلاً دونوں کرایہ کے مکان میں رہتے تھے تو عورت نے اپنے اوپر کرایہ دینا لازم کرلیا یوں بولی کہ میں دوسرا گھر کرایہ کو لونگی یا کہ اپنے مملوک کے گھر میں رہتی ہو تو اسطرح صحیح ہوگا کذا فی فتح القدیر خلاصہ یہ کہ سکنی کسیطرح ساقط نہیں ہوتا لیکن کرایہ سکنی کا البتہ ابراء سے ساقط ہوتا ہے شارح کہتا ہے کہ نفقۂ عدت اور سکنی کے استثنا کرنے کی کچھ حاجت نہیں ہو جیسا ہمارے بیان سے یعنی (قولہ ثابت وقتہا بعد قول المصنف کل حق کی اسواسطے کہ نفقہ اور سکنی واجب ہی نہیں وقت خلع اور مبارات کے بلکہ بعد انکے واجب ہوتے ہیں یعنی اگر مصنف ثابت وقتہا کی قید لگاتا جیسی شارح نے لگائی ہے تو استثنا کرنے کی کچھ حاجت نہیں ہوتی لیکن چونکہ مصنف نے اس قید کو مذکور نہیں کیا تو البتہ استثنا کرنے کی حاجت ہو گی اور بعض حواشی میں یوں ہے کہ قید ثابت کی مصنف کے قول یسقط سے مفہوم ہوتی ہے اسواسطے کہ امر ثابت ساقط ہوتا ہے نہ کہ امر حادث تو اس توجیہ سے الا النفقۃ العدۃ استثناء منقطع ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی وقیل الطلاق علی مال یسقط للمهر کالخلع والمعتمد کذا ذکرہ البزازی اور قول معتمد یہ ہے کہ طلاق عوض مال کے بھی مہر کو ساقط کرتا ہے مانند خلع کے اور قول معتمد یہی ہے کہ ساقط نہیں کرتا کذا ذکرہ البزازی لو لا ابرأ ابراک اللہ ذکرہ البہنسی اور زوج بری نہیں ہوتا عورت کے اس قول سے کہ خدا تجھکو بری کرے چنانچہ بہنسی نے اسکو ذکر کیا ہے اور اسکا شاگرد علامہ باقانی اور خیر الدین رملی بھی اسی کے قائل ہیں لیکن قاری ہدایہ نے اسکے خلاف فتوی دیا ہے اور کہا ہے کہ اس قول سے طلاق واقع ہوگی اور ابرا صحیح ہوگا اور غزی اسکا تابع ہوگیا ہے اپنے فتاوے میں اور علامہ مقدسی نے کہا کہ ہمارے زمانے میں یہ رائج ہے کہ مرد عورت سے برائت چاہتا ہے سو عورت کہتی ہے کہ اللہ تجھکو بری کرے اور میں نے لکھدیا ہے کہ یہ برائت صحیح ہے بسبب عرف کے کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن الاسقاطی شرط البراءۃ من نفقۃ الولد ان وقتا وقتا کسنۃ صح ولزم والا لا بحر وفیہ عن المنتقی وغیرہ لو کان الولد رضیعا صح وان لم یوقتا وترضعہ حولین بخلاف الفطیم شرط کیا زوج نے خلع میں اپنا بری الذمہ ہونا اپنے لڑکے کے خرچ سے تو اگر دونوں نے کوئی برائت کی مدت مقرر کی چنانچہ ایک سال کی مدت تو یہ شرط صحیح ہے اور عورت پر نفقہ لڑکے کا لازم ہوگیا اور اگر مدت نفقہ کی مقرر نہ کی تو شرط بھی صحیح نہ ہوگی اور عورت پر نفقہ بھی نہ لازم ہوگا کذا فی بحر الرائق اور اسمیں منتقی وغیرہ سے منقول ہے کہ اگر لڑکا شیرخوار ہوگا تو شرط برائت کی صحیح ہوگی اگرچہ دونوں نے مدت نہ مقرر کی ہو اور عورت اسکو دودھ پلاوے دو برس اسواسطے کہ شیرخوار میں قرینہ دلالت کرتا ہے کہ تا مدت رضاعت نفقہ مراد ہے بخلاف اس لڑکے کے جو دودھ چھوڑ چکا ہے کہ اگر اسکی پرورش میں مدت مقرر نہیں ہوئی تو عورت پر نفقہ لازم نہوگا لیکن خلع صحیح ہوگا بسبب قبول کر لینے عورت کے کذا فی حاشیۃ الطحطاوی ولو تزوجہا او ہربت او ماتت او مات الولد رجع ببقیۃ نفقۃ الولد والعدۃ اور اگر خلع کیا عورت سے بشرط برائت نفقۂ عدت اور نفقۂ ولد کے اور پھر اس عورت سے نکاح کیا کہ عورت نفقہ رسانی ولد سے بھاگ نکلی یا کہ عورت بعد شرط مذکور کے مر گئی یا کہ لڑکا مر گیا تو زوج پھیر دے بقیہ نفقۂ ولد اور نفقۂ عدت کو در صورت نکاح کر لینے مختلعہ مذکورہ کے زوج پر نفقہ عورت کا لازم ہوگیا اور یہاں آکر لڑکے کو بھی اسکے باپ کے مال سے کھلاوے گی لہذا زوج کو جسقدر مدت بعد عدت باقی رہی ہوگی اتنی مدت کا نفقہ عورت کا اور نفقہ ولد کا پھیر لینا جائز ہے اسواسطے کہ وہ عوض تھا خلع کا اور در صورت ہرب بھی بقیہ نفقہ کو زوج پھیر لیگا اسواسطے کہ عورت نے شرط کو پورا نہ کیا ہرب سے یا یہ مراد ہے کہ نفقہ رسانی سے عورت بھاگی کذا فی النہر الفائق یا یہ مراد ہے کہ عورت ناشزہ ہو جاوے یعنی نافرمانی کرے تاکہ نفقہ عدت کا ساقط ہو جاوے کذا فی البحر الرائق اور در صورت مر جانے عورت کے اسکے متروکہ سے بقیہ نفقہ کو زوج پھر لے کذا فی حاشیۃ المدنی الا اذا شرطت براءتہا در صورت مرنے عورت یا مرنے ولد کے بقیہ نفقہ کو زوج پھیر لیگا مگر اسوقت نہ لے سکیگا جبکہ عورت نے اپنی برائت شرط کر لی ہو یعنی خلع کیوقت عورت نے یہ شرط کر لی ہو کہ میں مر گئی یا کہ لڑکا مر گیا تو میں بری الذمہ ہوں نفقہ سے ولہا مطالبتہ بکسوۃ الصبی الا اذا اختلعت علیہا ایضا ولو بہما فیصح کالطعام اور جس صورت میں خلع بعوض نفقہ وارد ہوا ہو تو عورت کو جائز ہے کہ پوشاک ولد کی اسکے باپ سے طلب کرے مگر اس صورت میں مطالبہ نہ ہوگا جب کہ عورت نے پوشاک کے عوض بھی خلع کیا ہو اگرچہ لڑکا شیرخوار ہو تو بھی خلع کرنا بعوض اسکے لباس کے صحیح ہے چنانچہ اجارہ دائی کا طعام اور پوشاک پر صحیح ہے ہر چند یہ اجارہ مجہول ہے لیکن منازعت کا باعث

اوسے ... کو [illegible] بسبب ... شفقت ... [illegible] شفقت ... [illegible] ولو ... علی النفقہ ولم
تشترط ... شفقت ... ولیہ الا ... اور اگر عورت نے خلع کیا اس شرط سے کہ [illegible]
[illegible] کذا فی فتح القدیر [illegible]
... اور عورت پر ایک بیٹے کا نفقہ ... ہوگا ... وغیرہ ... [illegible]
... وان النفقة ... ولو ... الی ... کذا فی ... [illegible]
اگر عورت نے خلع کیا اس شرط پر کہ ... تو یہ خلع صحیح ہوگا لڑکی کے حق میں ... اسواسطے کہ لڑکا
عورت کی نسبت ... تا بلوغ ... اور اگر عورت نے نفقہ ... خلع کرکے ...
خلع کیا تو زوج اول ... لڑکے کا ... لینا ضرور ہوا اگرچہ زوج اول ... متفق ہوں عورت کے پاس ... کا رہنے پر ...
اسواسطے کہ یہ حق ... لڑکے کا ... اور ... کیا جاویگا اس مدت کے خرچ میں یعنے مثلاً ایک مہینے کے خرچ پر عورت سے خلع ہوا تھا تو حساب کیا جاوے
کہ باپ جو ... مہینے ... تو ... اسپر خرچ ہوا تو اسیقدر مال عورت سے زوج اول ... جیسے خلع الاب صغیرتہ بمالہا ومہرہا طلقت فی الاصح ولا
تلزمہ ... ولم یلزم المال ... اگر خلع کیا باپ نے اپنی صغیرہ بیٹی کا اسکے مال یا اسکے مہر کے عوض تو اسپر طلاق واقع ہوگی قول اصح میں ...
واقع ہوتی ہو ... صورت میں کہ اگر صغیرہ ... ہو اور خلع کو قبول کرے اور مال دینا لازم نہ آویگا نہ باپ پر نہ صغیرہ پر اسواسطے کہ باپ کا خلع کرنا ... تبرع
ہو یعنی فعل غیر ضروری ہو تو معتبر نہوگا وکذا الکبیرة الا اذا قبلت فیلزمہا المال اور اسی طرح اگر باپ نے کبیرہ بیٹی کا خلع کیا تو طلاق واقع ہوگی اور مال دینا لازم
نہ آویگا مگر جبکہ کبیرہ نے مال کا دینا قبول کرلیا ہو تو اسکو مال کا دینا ہوگا والصحیح من الام ان التزم البدل وصح ... خلع صغیرہ کا ماں کی طرف
جبتک کہ ماں اپنے اوپر عوض کے مال کو لازم نہ کرے بسبب عدم ولایت ... علی صغیر ... اور صحیح نہیں خلع کرنا ولد صغیر پر ... یعنی نہ باپ
خلع کرسکتا ہو نہ ماں خواہ اپنے مال سے ہو خواہ صغیرہ کے مال سے اسواسطے کہ صغیر طلاق کا مالک نہیں تو ماں یا باپ کے نائب بھی نہیں ہوسکتے
کذا فی حاشیة ... کما لو خالعت المرأة بذلک ای بمالہا ومہرہا وہی غیر رشیدة فانہا تطلق ولا یلزم المال حتی لو کان بلفظ الطلاق لیقع رجعیا
فیہا شرح الوہبانیہ چنانچہ اگر خلع کیا عورت نے بعوض اپنے مال کے یا بعوض اپنے مہر کے اور حالانکہ عورت ہوشیار نہیں یعنی امور دنیاوی میں نادان ہو تو وہ
مطلقہ ہوگی اور اسکو مال کا دینا لازم نہوگا یہانتک کہ اگر خلع بلفظ طلاق ہوگا تو دونوں صورتوں میں یعنی ... اور نادان ہو کے طلاق رجعی ... ہوگی
اسواسطے کہ صریح خالی از عوض ہو کذا فی شرح الوہبانیہ فان خالعہا الاب علی الف ضامنا لہ ای ملتزما لہ لا کفیلا لعدم وجوب المال علیہا صح والمال علیہ
کالخلع من الاجنبی فالاب اولی بلا سقوط مہرہا لانہ یدخل تحت ولایة الاب پھر اگر صغیرہ یا نادان کا خلع کیا باپ نے مال ... بخود ضامن ہوکر یعنی مال دینا اپنی ذات پر لازم کرکے
خلع کیا نہ صغیرہ کی طرف سے کفیل ہوکر بسبب نہ واجب ہونے مال کے صغیرہ پر تو اگر باپ نے بالتزام مال خلع صغیرہ کا کیا تو صحیح ہو اور مال کا دینا باپ
پر واجب ہوگا مانند خلع کرنے اجنبی شخص کے یعنی جب اجنبی کا خلع کرنا بالتزام مال صحیح ہوا تو باپ کا خلع کرنا بطریق اولی صحیح ہو بغیر سقوط مہر صغیرہ کے
اسواسطے کہ مہر باپ کی ولایت میں داخل نہیں ... حیلة سقوطہ ان یحیل بدل الخلع علی اجنبی بقدر المہر ثم یحیل بہ الزوج من لہ ولایة قبض ذلک منہ بزازیہ اور
حیلہ سقوط مہر کا یہ ہو کہ زوج اور باپ عوض خلع کا اجنبی پر ٹھہرا دیں بقدر مہر کے تو اجنبی یوں کہے کہ بدل خلع کا دینا مجھپر لازم ہوا پھر زوج بدل خلع کا حوالہ
کرے اسکو جسکو زوج سے مہر لینے کی ولایت ہو یعنی باپ کو کذا فی البزازیہ یعنی زوج صغیرہ کے باپ سے کہے کہ تو فلانے اجنبی سے بیٹی صغیرہ کا مہر لے
تو اس تدبیر سے صغیرہ کا مہر زوج سے ساقط ہوگا وان شرطہ ای الزوج الضمان علیہا ای الصغیرة فان قبلت وہی من اہلہ بان تعقل ان النکاح جالب ... سالب

طلقت بلا شئ لعدم اہلیۃ الغرامۃ وان لم تقبل او لم تعقل لم تطلق وان قبل الاب فی الاصح زیلعی اور اگر زوج نے بدل خلع کی ضمانت صغیرہ پر شرط
کی سو اگر صغیرہ نے خلع قبول کیا اور حالانکہ اُسکو لیاقت تھی قبول کرنے کی اسطرح پر کہ وہ اتنا بوجھتی سمجھتی ہو کہ نکاح سے مال حاصل ہوتا ہو اور خلع سے
مال جاتا ہو تو اُسپر طلاق واقع ہو گی مفت اسواسطے کہ صغیرہ قابل تاوان کے نہیں اور اگر صغیرہ نے خلع بشرط ضمان نہ قبول کیا یا قبول کیا لیکن اُسکو اتنا فہم نہیں کہ
نکاح سے مال حاصل ہوتا ہو اور خلع سے نقصان ہوتا ہو تو اُسپر طلاق نہ واقع ہو گی اگرچہ اُسکے باپ نے قبول کر لیا ہو اُسکی طرف سے قول اصح میں کذا فی شرح الزیلعی
ولو بلغت واجازت جاز فتح اور اگر صغیرہ بالغ ہوئی اور اُسنے قبول سابق کو جائز رکھا تو خلع جائز ہو گا کذا فی فتح القدیر اور منتقی میں کہا کہ اگر صغیرہ نے
بعد بلوغ کے اپنے باپ کے قبول کو درست رکھا تو جائز ہو گا اور طحطاوی نے کہا کہ یہ بھی احتمال ہو کہ صغیرہ بعد بلوغ کے اپنے قبول سابق کو جائز رکھے
کذا فی حاشیۃ المدنی قال الزوج خالعتک فقبلت المرأۃ ولم یذکرا مالا طلقت لوجود الایجاب والقبول وبرئ عن المہر المؤجل لو کان علیہ والا
یکن علیہ من المؤجل شئ ردت علیہ ما ساق الیہا من المہر المعجل لما مر انہ معاوضۃ فتعتبر بقدر الامکان کہا زوج نے کہ میں نے تجھسے خلع کیا سو قبول
کر لیا عورت نے اور دونوں نے کچھ مال کو نہ ذکر کیا تو عورت مطلقہ ہو گی بسبب پائے جانے ایجاب اور قبول کے اور زوج بری الذمہ ہو گا مہر مؤجل سے
اگر مہر مؤجل ہنوز اُسپر ہو گا اور اگر مہر مؤجل سے کچھ نہ باقی رہا ہو گا تو عورت پھیر دے اُسکو جسقدر کہ مہر معجل زوج اُسکو دے چکا ہو اسواسطے کہ یہ مذکور ہو چکا ہو کہ خلع
معاوضہ ہو عورت کیطرف سے تو بقدر امکان معاوضہ معتبر ہو گا خلع المریضۃ یعتبر من الثلث لانہ تبرع فلہ الاقل من ارثہ وبدل الخلع ان خرج من الثلث والا
فالاقل من ارثہ والثلث وان ماتت فی العدۃ ولو بعدہا او قبل الدخول فلہ البدل ان خرج من الثلث وتمامہ فی الفصولین اور خلع بیمار عورت کا معتبر ہو
اُسکے تہائی مال سے اسواسطے کہ بیماری میں خلع کرنا تبرع ہو اور تبرع صحیح نہیں مگر تہائی مال سے تو میراث اور بدل خلع میں سے جو کمتر ہو گا سو زوج اُسکو
پاویگا بشرطیکہ ثلث سے زیادہ ہو میراث اور بدل خلع سے اور اگر ثلث زیادہ ہو میراث اور بدل خلع سے تو میراث اور ثلث میں سے جو کمتر ہو گا زوج
کو ملیگا یعنی اگر زوج کی ارث کم ہو ثلث سے تو ارث پاویگا اور اگر ثلث کم ہو ارث سے تو ثلث پاویگا یہ اُس صورت میں ہو جبکہ عورت عدت میں مر گئی
ہو اور اگر عورت بعد عدت کے مر گئی یا خلع قبل الدخول کے بعد مر گئی تو زوج بدل خلع کا پاویگا اگر بدل کمتر ہو ثلث سے اور اگر بدل ثلث سے کم نہو
تو ثلث ہی پاویگا اور پورا بیان اسکا جامع الفصولین میں ہو اختلعت المکاتبۃ لزمہا المال بعد العتق ولو باذن المولی لحجرہا عن التبرع خلع کیا مکاتبہ
نے تو لازم ہو گا اُسپر مال بعد آزاد ہونے مکاتبہ کے اگرچہ اُسنے خلع مالک کی اجازت سے کیا ہو بسبب ممنوع ہونے مکاتبہ کے تبرع سے یعنی ہنوز مال
دیکر اُسنے اپنی گلو خلاصی نہیں کی لہذا اُسکو عقود دیگر جو غیر ضروری ہیں جائز نہیں ولو امۃ او ام الولد ان باذن المولی لزمہا المال للحال فتباع الامۃ
وتسعی ام الولد والمدبرۃ ولو بلا اذن فبعد العتق اور اگر خلع کیا لونڈی اور ام ولد نے اگر باجازت مالک کے خلع کیا ہو تو ان دونوں پر فی الحال مال لازم
ہو گا تو لونڈی بدل خلع کیواسطے بیچ لیجائیگی اور ام ولد اور مدبرہ مزدوری کر کے مال ادا کرینگی اور اگر لونڈی اور ام ولد بدون اجازت مالک کے خلع کیا ہو
تو بعد آزاد ہونے کے مال دینا اُنپر لازم آویگا خلع الامۃ مولاہا علی رقبتہا ان زوجہا حرا صح الخلع مجانا وان زوجہا مکاتبا او عبدا
او مدبرا صح وصارت امۃ للسید فلا یبطل النکاح خلع کیا لونڈی کا اُسکے مالک نے لونڈی کی گردن پر یعنی خود لونڈی کو بدل خلع کا قرار دیا
تو اگر زوج لونڈی کا آزاد ہو تو خلع صحیح ہو گا مفت اور اگر اُسکا زوج مکاتب ہو یا غلام ہو یا مدبر ہو تو خلع صحیح ہو اور لونڈی زوج کے مالک کی مملوک
ہو جاویگی اسواسطے کہ زوج خود مملوک ہو تو نکاح قائم رہیگا باطل نہو گا اسواسطے کہ زوج زوجہ کا مالک نہ ٹھہرا کہ نکاح باطل ہوتا اور عدم ملکیت غلام اور
مدبر کی ظاہر ہو مگر مکاتب مالک ہو گا زوجہ کا لیکن اُسکی ملکیت تام نہیں تو نکاح فسخ نہو گا اور بعد آزاد ہونے مکاتب کے زوجہ اُسکی ام ولد ہو جاویگی اگر اولاد
ہو گی اور اگر اولاد نہو گی نکاح فسخ ہو کر اُسکی لونڈی بن جاویگی تو یہ جو متن میں کہا ہو کہ لونڈی مدت کے مالک کی مملوک ہو جاویگی یہ اُس صورت میں ہو جبتک

اور ... [illegible] ... مسائل ... [illegible] ... رابعا ... [illegible]

... [illegible] ... بسبب ... [illegible] ... [illegible]

... [illegible] ... [illegible]

... [illegible] ... تو زانت طالق ثلاثا ... [illegible] ... بجميع ... [illegible]

قبول کیا تو عورت مطلقہ ہوگی بعوض تین ہزار کے بسبب تعلیق ہونے طلاق کے عورت کی قبول پر یعنی جب عورت نے تین ہزار پر

تو حسب بیان کے قبول کرنا ... جب ... عورت نے قبول ... تو تین طلاق ... عورت کو لہذا تین طلاق مع تین ہزار کے واقع ہوگی کذا فی حاشیۃ الصدر فی الملتقی انت طالق ثلاثا بالف ... ثلاثا

انت طالق ... [illegible] ... ہیں ... نے کہا کہ تو طالق ہوجا ... ہزار کے سو عورت نے قبول کیا تو تین ... طلاق واقع

ہوگی ... ہزار کے اور جو تھی طلاق بسبب مرحل کے لغو ہوجاوے گی اور اگر عورت نے تین طلاق کو قبول کیا یا طلاق ... طلاق ... ہوگی بسبب

تعلیق کرنے زوج کے طلاق کو عورت کے قبول پر بمقابلہ چار طلاق کے تو لو زوج یون کہا کہ اگر تو چار طلاق کو عوض ہزار کے قبول کرے تو تو مطلقہ ہے ... طلاق

طلاق کو عورت نے قبول کی ... پائی جاوے گی انت طالق علی دخولک الدار توقف علی القبول وعلی ان تدخل الدار توقف علی الدخول ... [illegible]

یعنی الصدر ... زوج نے کہا کہ تو طالق ہو بشرط دخول دار کے تو موقوف ہوگی طلاق عورت کی قبول پر یعنی بعد قبول کے طلاق واقع ہوگی اگرچہ دخول ... [illegible]

و انت طالق علی ان تدخلی الدار یعنی تو طالق ہو اس شرط پر کہ تو داخل ہو گھر میں تو طلاق موقوف ہوگی دخول پر ... کہتا ہوں کہ ... [illegible]

وجہ فرق کی تلاش کرنا چاہیے اسواسطے کہ ان اور اسکے بعد کا فعل معنی مصدر کے ہو تو پہلے مسئلہ میں بھی مسئلہ یعنی دخول ... مسئلہ بنابر ... مصدر

کیا وجہ کہ پہلی صورت میں تو قبول پر طلاق موقوف ہو اور دوسری صورت میں دخول پر موقوف تو اسکے جواب میں غور تامل کرنا ... اور ... [illegible]

فرق ثابت ہو چنانچہ شیخ ... محشی نے شرح الملتقی سے نقل کیا ہو کہ مصدر کا حمل کرنا ... صحیح ... یوں کہنا درست نہیں ... [illegible]

تو حاجت پڑی تقدیر مضاف کی یعنی انت طالق علی التزام دخول الدار تو مطلب یہ ہوا کہ تو طالق ہو بشرط التزام اور قبول کرنے تیرے کے دخول دار کو ... مصدر

صریح میں قبول پر طلاق موقوف ہوگی نہ دخول پر اور مصدر اول کا حمل کرنا جسم انسانی پر صحیح ہو چنانچہ یوں کہنا درست ہو کہ انت ... [illegible]

اسواسطے کہ مثل میں ضمیر موجود ہو کچھ ضرورت تقدیر مضاف کی نہیں تو انت طالق علی ان تدخلی الدار میں کل صحیح ہو بدون تقدیر مضاف کے تو طلاق دخول پر

موقوف ہوگی نہ قبول پر اسواسطے کہ دخول حقیقۃ مدلول ہو اس لفظ کا اور التزام دخول مجاز ہو اور جب حقیقت کے بجائے ... [illegible]

حاشیۃ الدرر قال خلعتک واحدۃ بالف وقالت انما سالتک ثلاثا بالف فالقول لها زوج نے کہا کہ میں نے تجھے خلع کیا ایک ... ہزار ... اور

عورت نے کہا کہ میں نے تجھ سے تین طلاق کا سوال کیا تھا تو مجھکو ہزار کی تہائی چاہیے تو عورت ہی کا قول معتبر ہوگا یعنی ... خلعہا علی ان ... الولد او

لاجنبی او علی ان یمسک الولد عندہ صح الخلع وبطل الشرط خلع کیا عورت سے اس شرط پر کہ عورت کے مہر کا عورت کا بیٹا مالک ہو یا کوئی ... مالک ہو

یا اس شرط پر خلع کیا کہ عورت لڑکے کو مرد کے پاس ... دے تو خلع صحیح ہو اور یہ شرط باطل ہو اسواسطے کہ خلع ... [illegible] ... کا حق ... [illegible]

پر باقی رہے منجملہ حقوق نکاح کے تو عورت کی بیٹی کو یا اجنبی کو مہر کا مالک قرار دینا یہ شرط فاسد ہو مخالف خلع کے لہذا خلع صحیح ہوگا اور شرط باطل ... تو مہر

زوج کا ہوگا نہ ولد اور اجنبی کا اور پرورش لڑکا حق عورت پر شرعا ثابت ہو تو ساقط کرنے سے ساقط نہ ہوگا قالت خلعت منک فقال ... [illegible]

عورت نے کہا کہ میں خلع چاہتی ہوں تجھ سے سو مرد نے کہا کہ میں نے تجھکو طلاق دی تو یہ طلاق بائن ہو اسواسطے کہ تعلیق اختلاع کے جواب میں واقع ہوئی اور

اختلاع سبب ہو جدائی کا اور یہی قوی ہے یا امام ظہیر الدین نے اور قول ضعیف یہ ہے کہ یہ طلاق رجعی ہے اسواسطے کہ باعتبار مرد کے ایقاع کے ہے نہ عورت کی ایقاع کا اور مرد نے
بلفظ صریح طلاق دی ہے تو رجعی ہی واقع ہوگی اور یہ قول ہے قاضی ابو علی نسفی کا کذا فی حاشیۃ المدنی ولو قالت ابرأتک من المہر بشرط الطلاق الرجعی فطلقہا
رجعیا لکن فی الزیادات انت طالق الیوم رجعیا وغدا اخری رجعیا بالف فالبدل لہ وبہا بائنان لکن یقع غدا بغیر شئ ان لم یعد ملکہ اور قنیہ میں ہے کہ کوئی روایت
نہیں اس صورت میں کہ اگر عورت نے کہا کہ میں نے تجھکو بری الذمہ کیا مہر سے بشرط طلاق رجعی کے سو مرد نے اسکو رجعی طلاق دی یعنی اس صورت
میں بائن طلاق ہوگی باعتبار مقابلہ مال کے یا رجعی ہوگی باعتبار ایقاع کے لیکن زیادات میں یوں ہے کہ مرد نے کہا کہ تجھکو آج ایک طلاق رجعی ہے
اور کل دوسری رجعی طلاق ہے عوض ہزار درم کے تو ہزار درم بدلا دونوں طلاق کا ہوگا اور دونوں طلاق بائن ہونگی لیکن آج یک طلاق بعوض پانسو کے واقع ہوگی
اور کل دوسری طلاق بدون مال کے واقع ہوگی اگر دوبارہ ملک زوج کی نہ ثابت ہوئی یعنی اگر زوج نے پہلی طلاق کے بعد عورت سے نکاح نہ کیا تو عورت
پر مال دینا لازم ہوگا اسواسطے کہ مطلقہ بائنہ کا التزام مال صحیح نہیں بسبب باقی رہنے ملکیت زوج کے تو عوض بلا عوض کے ہوا ہاں اگر بعد طلاق کے دوسری بار
نکاح کر لیا ہو تو دوسرے دن دوسری طلاق بعوض نصف الف کے البتہ واقع ہوگی ام زیادات سے ثابت ہوا کہ طلاق رجعی بمقابلہ مال کے بائن ہو جاتی ہے تو وہ جو قنیہ میں
کہا کہ مسئلہ مذکور میں روایت نہیں سو اسکی روایت بخوبی ثابت ہوگئی کذا فی حاشیۃ المدنی وفی الظہیریۃ قال لصغیرۃ ان غبت عنک اربعۃ اشہر فامرک بیدک بعد ان
تبرئنی من المہر فوجد الشرط فابرأتہ وطلقت نفسہا لا یسقط المہر ویقع الرجعی، درمختار کی ظہیریہ میں ہے کہ زوج نے اپنی زوجہ صغیرہ سے کہا کہ اگر میں غائب رہوں
تجھے چار مہینے تو تجھکو طلاق کا اختیار ہے بعد اس امر کے کہ مجھکو بری الذمہ کر دے مہر سے پھر شرط پائی گئی یعنی چار مہینے تک زوج غائب رہا سو
صغیرہ نے اسکو مہر سے بری کر دیا اور اپنی ذات کو طلاق دی تو مہر اسکا ساقط نہوگا اور یہ طلاق رجعی واقع ہوگی اسواسطے کہ صغیرہ کا ابرا کرنا صحیح نہیں پھر
جب مہر ساقط نہوا تو طلاق بلا مال رجعی ہوگی وفی البزازیۃ اختلعت بمہرہا علی ان یعطیہا عشرین درہما او کذا منا من الارز صح ولا یشترط مکان الایفاء
لان الخلع اوسع من البیع اور بزازیہ میں ہے کہ عورت نے خلع کی درخواست کی بعوض اپنے مہر کے اس شرط پر کہ زوج اسکو بیس درم دے یا اتنے من چانول
دے تو یہ خلع صحیح ہے اور شرط نہیں مکان معین کرنا واسطے درم اور چانول دینے کے اسواسطے کہ خلع وسیع تر ہے بیع سلم سے یعنی جیسے بیع سلم میں مکان
جنس لینے دینے کا شرط ہے ویسا خلع میں شرط نہیں قلت ومفادہ صحۃ ایجاب بدل الخلع علیہ فلیحفظ شارح کہتا ہے میں کہتا ہوں کہ روایت بزازی سے
یہ مستفاد ہوا کہ بدل خلع کا زوج پر بھی واجب کرنا صحیح ہے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے یعنی جب بیس درم زوج پر لازم آئے تو بدل خلع کا وجوب زوج پر ثابت ہوگیا لیکن
یہ اس صورت میں ثابت ہوگا جب مہر عورت کا بیس درم سے کم ہو اور اگر مہر اسکا زیادہ ہو بیس درم سے تو یہ بدل خلع نہوگا بلکہ استثنا ہوگا بدل خلع سے نتیجہ
زوج پر بدل خلع کا واجب ہونا مختلف فیہ ہے نہ اس میں کذا فی حاشیۃ المدنی وفی القنیۃ اختلعت بشرط الصک او بشرط ان یرد الیہا امتعتہا فقبل لم تحرم ویشترط
کتبۃ الصک ورد الامتعۃ فی المجلس اور قنیہ میں ہے کہ عورت نے خلع کی درخواست کی بشرط اقرار نامہ کے یعنی لکھنا اقرار نامہ کا زوج کے ذمہ ہو یا اس
شرط پر خلع کی درخواست کی کہ زوج عورت کی اجناس و اسباب کو پھیر دے سو زوج نے اسکو قبول کر لیا تو بعد قبول کرنے کے عورت مرد پر حرام ہو جاوے گی لیکن حرام ہونے میں لکھ دینا
زوج کا اقرار نامہ کو اور پھیر دینا اسباب کا اسی مجلس میں مشروط ہے طحطاوی نے کہا چونکہ خلع مسقط ہے حقوق کا تو عورت کا مہر اس صورت میں ساقط ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی

باب الظہار

یہ باب ہے ظہار کا ظہار کو خلع کے بعد اسواسطے ذکر کیا کہ دونوں غالباً عورت کی نافرمانی سے ہوتے ہیں اور خلع کو اسواسطے مقدم کیا کہ اسکی حرمت زائد ہے
بسبب منقطع ہو جانے نکاح کے اور ظہار میں نکاح باقی رہتا ہے ہو لغۃ مصدر ظاہر من امرأتہ اذا قال لہا انت علی کظہر امی ظہار لغت میں مصدر ہے ظاہر کا
عرب (ظاہر من امرأتہ) اسوقت بولتے ہیں جبکہ مرد نے اپنی عورت سے یوں کہا کہ تو مجھ پر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ یہ استعارہ ہے واسطے حرمت کے لینے

باب الظہار

[illegible] بنت [illegible] [illegible]

[illegible] تشبیہ [illegible] سے معلوم ہوا کہ [illegible]

[illegible] منافات [illegible] عبارت [illegible]

[illegible] عبارت [illegible] قہستانی کے قول [illegible]

کنایہ و صغیرہ و مجنونہ تشبیہ مسلم اپنی زوجہ کو اگرچہ وہ کتابیہ ہو یا صغیرہ یا مجنونہ ہو واسطے اسکے کہ [illegible] حرمت [illegible]
[illegible] نساء [illegible] اسکی زوجات کو بولتے ہیں تو کتابیہ اور صغیرہ اور مجنونہ [illegible] صحیح ہوگا [illegible]
[illegible] اور اجنبیہ کے لیکن اجنبیہ وقت اضافت الی سبب الملک [illegible] تعالیٰ [illegible]
[illegible] صحیح ہو او تشبیہ بعیر عنہا من اعضائہا او تشبیہ جزء شائع منہا بمحرم علیہ تابیدا کالبطن والفخذ والفرج
یا تشبیہ اس عضو سے جس عضو کو عورت کی تعبیر کیجاتی ہو جیسا کہ سر اور گردن یا ظہار عبارت ہو عورت کے جزء شائع کی تشبیہ سے ساتھ [illegible]
حرام ہو ابدی وصف کہ [illegible] نہیں زوال اسکا جیسا کہ وصف مادری اور خواہری کا [illegible]
کے ہو خواہ باعتبار رضاعت کے جزء شائع کی مثال جیسے نصف اور ثلث اور ربع [illegible] کے ساتھ زوجہ کی تشبیہ [illegible]
عضو کی تشبیہ دینا جو بجائے کل واقع ہوتا ہو یا جزء شائع کی تشبیہ دینا اسکو ظہار کہتے ہیں جیسا کہ [illegible] تو مجھ پر ایسی جیسے میری ماں کی پیٹھ
یا تیری گردن ایسی جیسی میری ماں کی پیٹھ یا تیرا نصف بدن ایسا جیسے میری ماں کی پیٹھ فخرج تشبیہا باخت امرأتہ او بمطلقۃ ثلثا او بمجوسیۃ [illegible]
تو وصف غیر ممکن الزوال کی قید سے اپنی عورت کو سالی کے ساتھ تشبیہ دینا یا مطلقہ ثلثہ کے ساتھ تشبیہ دینا ظہار کی تعریف سے نکل گیا سو جبکہ سالی
اور مطلقہ ثلثہ مرد پر حرام ہے لیکن وصف حرمت کا ایسا نہیں کہ زائل نہو سکے بلکہ اگر زوجہ مر جاوے یا بعد طلاق کے اسکی عدت گذر جاوے تو سالی سے
نکاح جائز ہے اور مطلقہ ثلثہ سے بھی بعد زوج ثانی کے نکاح حلال ہے اور [illegible] مجوسیہ کے ساتھ زوجہ کو تشبیہ دینا ظہار نہیں بسبب احتمال
اسلام کے یعنی ہر چند مجوسیہ مسلم پر حرام ہے لیکن اگر وہ مسلمان ہو جاوے تو مرد پر حلال ہوگی تو اسکی بھی حرمت دائمی نہ ٹھہری [illegible] المذکر
والانثی فلو شبہہا بالفرج ابیہ او قریبہ کان مظاہرا قالہ المصنف تبعا للبحر اور مصنف کا قول محرم صفت ہے [illegible]
تو مطلب یہ ہوا کہ ظہار عبارت ہے تشبیہ زوجہ سے ساتھ شخص محرم کے تو اگر زوج نے اپنی زوجہ کی تشبیہ دی اپنے باپ کی شرمگاہ سے یا کسی مرد
اپنے قریب کی شرمگاہ سے تو زوج مظاہر ہوگا یعنی ظہار کا حکم اسپر لازم آویگا اسواسطے کہ مشبہ بہ عام ہے نساء سے ہو یا رجال سے [illegible]
دونوں کی شرمگاہ حرمت میں برابر ہیں مصنف نے ایسا ہی [illegible] شرح منح الغفار میں بحر الرائق کی پیروی کر کے اور بحر الرائق [illegible]
اس عموم کو محیط سے نقل کیا ہے کذا فی منح الغفار ورده فی النہر بما فی البدائع من شرط الظہار کون المظاہر به من جنس النساء حتی لو شبہہا بظہر ابیہ
او ابنہ لم یصح لانہ انما عرف بالشرع والشرع ورد فی النساء اور بحر الرائق کے قول کو نہر الفائق میں رد کیا ہے بدائع کی اس عبارت سے ظہار کی
شرائط سے ایک یہ شرط ہے کہ ظہار کا مشبہ بہ جنس نساء سے ہو یہاں تک کہ اگر زوج نے زوجہ کی تشبیہ دیگا اپنے باپ کی پیٹھ سے یا اپنے بیٹے کی پیٹھ سے تو ظہار
صحیح نہیں اسواسطے کہ حرمت ظہار کی شرع سے معلوم ہوئی ہے اور شرع کا حکم عورتوں میں وارد ہوا ہے [illegible] فی الحاشیۃ [illegible]
والخمر والمیتۃ والدم والزنا والربا والرشوۃ وقتل المسلم [illegible] ظہارا [illegible] علی الصحیح بان بدائع کے قول پر [illegible] وارد
ہوتا ہے خانیہ کی اس عبارت سے کہ زوج نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تو مجھ پر ایسی ہے جیسے کہ خون اور سود اور شراب [illegible]

اور ربا اور رشوت اور مسلمان کا قتل کرنا اگر زوج نے اس کلام سے طلاق کی نیت کی تو طلاق ہی اور اگر ظہار کی نیت کی تو ظہار ہی بنابر قول صحیح کے م
خانیہ کے قول سے ثابت ہوا کہ غیر نسا کی تشبیہ مین بھی ظہار ہوتا ہی تو یہ قول بدائع کے مخالف ہو لیکن بدائع کیطرف سے تین جواب ہوسکتے ہین جواب
اول یہ کہ غرض صاحب بدائع کی یہ ہی کہ تشبیہ رجال سے ظہار صحیح نہین اور یہ مطلب نہین کہ دم اور خمر کی تشبیہ سے بھی ظہار نہین بلکہ ان امور سے اسکی عبارت
ساکت ہی جواب ثانی یہ کہ بدائع مین ظہار صریح کا ذکر ہی اور خانیہ مین کنایات ظہار مذکور ہین تو کچھ مخالفت نہوئی جواب ثالث یہ کہ اس مسئلہ مین دو قول ہین
ایک روایت کو صاحب بدائع نے اختیار کیا اور دوسری روایت کو صاحب خانیہ نے پسند کیا چنانچہ قول اسکا علی الصحیح دو قول ہونے پر دلالت کرتا ہی کذا فی حاشیۃ
المدنی فتاوی قاضیخان مین مذکور ہی کہ اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو مجھپر مانند مردار اور خون اور لحم خنزیر کے ہی اسمین روایات مختلف ہین اور صحیح قول یہ ہی کہ اگر کچھ نیت
نکریگا تو ایلاء ہی اور اگر طلاق کی نیت کریگا تو طلاق ہوگی اور اگر ظہار کی نیت کریگا تو ظہار صحیح نہین معلوم ہوا کہ روایت قاضیخان کی مخالف ہی خانیہ کے اور موافق
ہی بدائع کے واللہ اعلم کانت علی کامی فان التشبیہ بالام تشبیہ بظہرہا وزیادۃ ذکرہ القہستانی معزیا للمحیط چنانچہ صحیح ہی نیت ظہار کی اس قول مین کہ تو میرے
نزدیک ایسی ہی جیسے کہ میری مان اسواسطے کہ مان کے ساتھ تشبیہ دینے مین اسکے پیٹھ کے ساتھ بھی تشبیہ ہوئی ساتھ زیادتی کے یعنی جسطرح مان کے ساتھ
تشبیہ ہوئی تو اسکی پیٹھ اور باقی اعضا کی بھی تشبیہ ہوگئی چنانچہ قہستانی نے اسکو ذکر کیا ہی محیط کیطرف منسوب کر کے وصح اضافتہ الی ملک وسببہ کان نکحتک فلذا
حتی لو قال ان تزوجتک فانت علی کظہر امی مأۃ مرۃ فعلیہ لکل مرۃ کفارۃ تاتارخانیہ اور صحیح ہی اضافت ظہار کی طرف ملک کے یا اضافت طرف سبب ملک
کے اضافت الی الملک سے مراد یہ کہ منکوحہ ہونے کی حالت مین ظہار کرنا اور اضافت الی سبب الملک سے مراد یہ کہ قبل از نکاح تعلیق نکاح ظہار کرنا چنانچہ
یون کہنا کہ اگر مین تجھسے نکاح کرون تو ایسا ایسا تک کہ اگر یون کہیگا کہ اگر مین تجھسے نکاح کرون تو تو مجھپر ایسی ہی جیسی میری مان کی پیٹھ سو بار تو ہر بار کیواسطے
ایک کفارہ لازم آویگا کذا فی التاتارخانیہ وظہارہا منہ لغو ولا حرمۃ ولا کفارۃ بہ یفتی جوہرہ ورجح ابن الشحنۃ ایجاب کفارۃ یمین اور ظہار کرنا عورت
کا مرد سے لغو ہی یعنی اگر عورت اپنے مرد سے یون کہے کہ تو مجھپر ایسا جیسے میرے باپ کی پیٹھ یا یون کہے کہ مین تجھپر ایسی ہون جیسی تیری مان کی پیٹھ تو اس
قول سے نہ حرمت ہوگی اور نہ کفارہ ظہار کا نہ کفارہ یمین کا اسی قول پر فتوی ہی اور ابن شحنہ نے ترجیح دی ہی کفارہ یمین کے واجب ہونے کی یعنی اگر عورت ظہار کرے
تو اسپر کفارہ یمین کا لازم آویگا نہ کفارہ ظہار کا اسواسطے کہ تحریم حلال کی یمین ہی اور یہی روایت ہی ابو یوسف سے کذا فی حاشیۃ المدنی وہو ای الظہار کانت علی کظہر
امی وکذا لو حذف علی کما فی النہر او راسک کظہر امی ونحوہ کالرقبۃ مما یعبر بہ عن الکل والنصف ونحوہ من الجزء الشائع کنصفک کظہر امی او کبطنہا او کفخذہا او کفرجہا
او کظہر اختی او عمتی او فرج امی او فرج بنتی کذا فی نسخ الشرح ولا یخفی ما فیہ من التکرار والذی فی نسخ المتن او فرج ابی بالیاء او قریبی وقد علمت ردہ اور
یہ یعنے ظہار کی مثالین چنانچہ یون کہنا زوج کا زوجہ سے کہ تو میرے اوپر ایسی ہی جیسی کہ میری مان کی پیٹھ یا تیری مان کی پیٹھ اور اسیطرح اگر لفظ
علی کا محذوف ہوجاوے کذا فی النہر الفائق یا یون کہنا کہ تیرا سر میری مان کی پیٹھ کے مانند ہی اور مانند اس لفظ کے چنانچہ گردن یعنی ایسا عضو جو تمام
بدن کی مقام پر بولا جاتا ہی چنانچہ عنق یا یون کہنا کہ تیرا نصف اور مانند اس لفظ کے از قسم جزء شائع یعنی تیرا ثلث یا ربع میری مان کی پیٹھ کے مانند ہی یا مانند
اسکے پیٹ کے ہی یا مانند اسکی ران کے ہی یا مانند اسکی شرمگاہ کے ہی یا میری بہن کی پیٹھ کے مانند ہی یا میری عمہ کی پیٹھ کے مانند ہی یا میری مان یا بیٹی کی
شرمگاہ کے مانند شارح نے کہا کہ اسیطرح لفظ فرج امی کا مصنف کی شرح کے نسخون مین واقع ہی اور اسمین جو تکرار ہی سو مخفی نہین اور جو متن کے نسخون مین ہی سو بجائے
فرج امی کے فرج ابی او قریبی ہی اور تجھکو اسکا مردود ہونا معلوم ہوچکا ہی نہر الفائق کے کلام سے نقل روایت بدائع کے یعنی ظہار تشبیہ رجال سے صحیح نہین خلاصہ
یہ کہ حسب منکوحہ کو تشبیہ دے محرمات ابدیہ کی ان اعضا سے جنکو دیکھنا اسکو جائز نہین تو ظہار صحیح ہی تو اگر ہاتھ یا پاؤن کے ساتھ تشبیہ دیگا تو ظہار کا حکم
نہ ثابت ہوگا اسواسطے کہ ان اعضا کا دیکھنا محرم کو درست ہی بخلاف پیٹھ اور پیٹ اور ران کے لیصیرہ بہ مظاہرا بالنیۃ لانہ صریح فیحرم وطیہا علیہ و

[illegible] ... ستنقضہ ... [illegible]

... نیت کے ... کا تعین ... مقام ... [illegible]

... حرمت ... سے ظاہر ہے کہ ... تو اس کا قول ... [illegible]

اور یہ شامل ... وطی اور ... کو سب ... [illegible]

اور امام ابی یوسف کے ... اعتبار شہوت کے ہمراہ ... میں کہا کہ یہ ... روایت میں ... اسواسطے ... شہوت ... اور حضرت ... میں ...

کذا فی حاشیۃ المسکین حتی یکفر وان عادت الیہ بملک یمین او بعد زوج آخر لبقاء حکم الظہار وکذا اللعان ... [illegible]

کو کفارہ دے یعنی بدون کفارہ کے وطی وغیرہ حلال نہیں اگرچہ عورت دوبارہ آوے بسبب ملک یمین یا بعد زوج ثانی کے ... حکم ظہار ...

اور یہی حکم ہے لعان کا ملک یمین کی یہ صورت ہے کہ لونڈی سے نکاح کیا پھر اس سے ظہار کیا پھر اسکو مول لیا ... پھر ظہار کیا پھر وہ مرتد ہو گئی اور دار الحرب میں چلی گئی

پھر پکڑی آئی ... اور زوج اسکا مالک ہوا اور زوج ثانی کی یہ صورت ہے کہ زوج نے ایک حرہ سے نکاح کیا اور اس سے ظہار کیا پھر اسکو تین طلاق دی اور اس نے زوج

ثانی سے نکاح کیا اور بعد دخول اور عدت کے زوج اول کے نکاح میں پھر آئی تو ان صورتوں میں ظہار کا حکم باقی رہیگا ... کفارہ کی حرمت ... بدون

کفارہ دینے کے وطی اس عورت کی حلال نہیں فان وطی قبلہا تاب واستغفر وکفر للظہار فقط ولیس علیہ غیرہ پھر اگر وطی کی کفارہ دینے سے پہلے تو وہ گنہگار ہوا تو بہ

اور استغفار کرے اور فقط ایک کفارہ ظہار کا دے اور قول ضعیف یہ ہے کہ دوسرا کفارہ بھی لازم ہو جاتا ہے ... امام ... کی ... میں یکبارگی کفارہ ثابت ہے

کذا فی حاشیۃ المسکین ولا یعود لوطیہا ثانیا قبلہا ای قبل الکفارۃ اور دوبارہ عود نہ کرے وطی کیطرف اگر عورت سے وطی کر چکا ہو قبل کفارہ دینے کے اسواسطے کہ حرمت ہنوز

قائم ہے وعود المذکور فی الآیۃ عزمہ ... فلو عزم ثم بدا لہ ان لا یطأ لا کفارۃ علیہ ... ای یرجعون عما قالوا ... [illegible]

الرجوع واللام بمعنی عن اور عود کرنا زوج کا جو آیت قرآنی میں مذکور ہے یعنی ثم یعودون لما قالوا میں سو مراد اس سے عزم مصمم اور قصد ہو کہ وہ عورت کی وطی

کی استباحت پر سو اگر زوج نے ارادہ وطی کا کیا پھر اسکا قصد وطی سے ہٹ گیا تو اسپر کفارہ نہ لازم ہوگا اسواسطے کہ عزم ہو گذرا تو آیت کا مطلب یہ ہوا کہ

پھر پلٹیں اپنے قول سے یعنی حرمت منکرہ سے باز آویں سو ارادہ وطی کا کریں فراء نحوی نے کہا کہ عود بمعنی رجوع ہے اور لام لما قالوا میں بمعنی عن ہے حاصل کلام

یہ ہے کہ سبب کفارہ واجب ہونے کا ظہار اور ... وطی ہے اور کفارہ عود پر اسواسطے مقدم ہوا کہ کفارہ حرمت ثانیہ کا رافع ہے جیسے طہارت قبل ارادہ نماز کے

رافع ہے حدث کی وللمرأۃ مطالبتہ بالوطی لتعلق حقہا بہ اور جائز ہے عورت کو کہ زوج مظاہر سے مطالبہ وطی کا کرے کیونکہ متعلق ہے عورت کے حق کے

ساتھ وطی کے وعلیہا ان تمنعہ من الاستمتاع حتی یکفر وعلی القاضی الزامہ بہ ای بالتکفیر دفعا للضرر عنہا بحبس او ضرب الی ان یکفر او یطلق اور

واجب ہے عورت پر کہ روکے زوج کو وطی اور دواعی وطی سے کفارہ دینے تک اور قاضی پر واجب ہے لازم کرنا زوج کا بجبر کفارہ دینے تک تاکہ عورت سے ضرر

دور ہو قاضی پر زوج کا قید کرنا یا مارنا لازم ہے یہاں تک کہ کفارہ کرے یا عورت کو طلاق دے فان قال قد کفرت صدق ما لم یعرف بالکذب سو اگر زوج کہے کہ

میں کفارہ ظہار کا دے چکا ہوں تو اسکی تصدیق کرنا چاہیے جبتک کہ وہ مشہور بدروغگوئی نہ ہو اور اگر وہ کذاب ہے گا تو بدون گواہ کے تصدیق کرنا نہ چاہیے ویتقید

بوقت سقط بمضیہ اور اگر زوج نے ظہار کو کسی وقت پر معین اور مقرر کر دیا تو ظہار ساقط ہو اس وقت کے گذر جانے سے مثلا ایک مہینے کے لیے ظہار کیا اور مہینے کے

اندر اگر وطی کا ارادہ کریگا تو کفارہ لازم ہوگا اور بعد مہینے کے کفارہ ساقط ہے وتعلیقہ بمشیۃ اللہ تعالی تبطلہ بخلاف مشیۃ فلان اور تعلیق کرنا ظہار کا حق

تعالی کی مشیت پر ظہار کو باطل کرتا ہے مثلا یوں کہنا کہ انت علی کظہر امی ان شاء اللہ ظہار کو باطل کرتا ہے جیسے کہ طلاق کو باطل کرتا ہے بخلاف مشیت

فلانے شخص کے یعنی اگر ظہار بمشیت زید یا عمر کریگا تو اسکی مشیت سے ظہار صحیح ہے وان نوی بانت علی مثل امی ... [illegible] ... علی ...

برا او طلاقا او ظہارا صحت نیتہ ووقع مانواہ لانہ کنایۃ اور اگر اس قول سے کہ تو میرے نزدیک میری ماں کے مانند ہے یا بمثل امی کے کامی بولا اور بیچ
ہے اگر علی کا لفظ محذوف کردیا یعنی یون کہا کہ انت مثل امی تو اگر زوج نے اس قول سے تعظیم زوجہ کی نیت کی یا طلاق یا ظہار کی نیت کی تو صحیح ہے نیت اسکی
اور جو نیت کریگا وہی واقع ہوگا اسواسطے کہ یہ قول کنایہ ہے اور کنایہ محتاج ہے نیت کا تو اگر تعظیم کی نیت کریگا تو ظہار اور طلاق کچھ واقع نہ ہوگی اور طلاق کی نیت
سے طلاق واقع ہوگی اور ظہار کی نیت سے ظہار وان لا ینو شیئا او حذف الکاف لغا لتعین الادنی ای البر یعنی الکرامۃ اور اگر اس قول یعنی انت علی مثل امی
سے کچھ نیت نہ کریگا یا کاف کو یا مثل کو حذف کریگا یعنی یون کہیگا کہ انت امی تو یہ قول لغو ہوگا اور متعین ہوگا کمتر یعنی تعظیم و تکریم مراد ہوگی نہ ظہار نہ طلاق
نہ واقع ہوگی کمتر مفہوم اسواسطے مراد ہوا کہ حتی الامکان کلام مہمل نہ ٹھہرے ویکرہ قولہ انت امی ویا بنتی ویا اختی ونحوہ اور مکروہ ہے زوج کا یون کہنا اپنی
زوجہ سے کہ تو میری ماں ہے اور یون کہنا کہ تو میری بیٹی اور میری بہن اور مانند اسکے جیسے خالہ اور عمہ کہنا ہر چند اس قول سے ظہار ثابت نہین اسواسطے
کہ تشبیہ سے خالی ہے لیکن مکروہ تحریمی ہے اسواسطے کہ قریب بہ تشبیہ ہے اور سنن ابی داؤد مین بحدیث مرفوع ثابت ہے کہ جورو کو بہن کہنا ممنوع اور مکروہ ہے کذا فی
حاشیۃ المدنی و بانت علی حرام کامی صح مانواہ من ظہار او طلاق وتمتنع ارادۃ الکرامۃ لزیادۃ لفظ التحریم وان لم ینو ثبت الادنی وہو الظہار
فی الاصح اور اس قول سے کہ تو مجھپر حرام ہے میری ماں کے مانند جو نیت کہ ظہار یا طلاق کی کریگا تو صحیح ہے اور جائز نہین اس قول سے تعظیم کا ارادہ کرنا
بسبب زیادہ ہونے لفظ تحریم کے بخلاف انت علی مثل امی کے کہ اسمین تحریم کا لفظ نہین اور اگر کچھ نیت نہ کریگا تو ادنی ثابت ہوگا یعنی ظہار قول اصح مین
و بانت علی کظہر امی ثبت الظہار لا غیر لانہ صریح اور اس قول سے کہ تو مجھپر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ تو ظہار ہی ثابت ہے نہ طلاق نہ تعظیم اسواسطے
کہ یہ لفظ صریح ہے ظہار مین تو بدون نیت ظہار کے بھی ظہار ثابت ہوگا اور اگر متکلم طلاق یا ایلا کا ارادہ کریگا تو لغو ہوگا ولا ظہار صحیح من امۃ اور ظہار صحیح نہین
اپنی لونڈی سے اور نہ ام ولد اور مکاتبہ سے اسواسطے کہ لفظ نساء کا جو آیت ظہار مین واقع ہے وہ لونڈی کو شامل نہین اسواسطے کہ عرف مین نساء رجل کی
زوجات کو کہتے ہین نہ لونڈی اور حرم کو کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن البحر الرائق ولا من نکحہا بلا امرہا ثم ظاہر منہا ثم اجازت لعدم الزوجیۃ اور ظہار
صحیح نہین اس عورت سے جس سے نکاح کیا بدون اسکے امر کے پھر اس سے ظہار کیا پھر عورت نے نکاح کو جائز رکھا بسبب عدم زوجیت کے یعنی وقت ظہار
کے وہ زوجہ نہ تھی اسواسطے کہ اسکو نکاح کی خبر بھی نہ تھی فضولی نے اسکا نکاح کردیا تھا انتن علی کظہر امی ظہار منہن اجماعا وتعدد الکفارۃ وقال مالک و احمد
یکفیہ کفارۃ واحدۃ کالایلاء مرد نے کہا اپنی عورتون سے کہ تم مجھپر ایسی ہو جیسی میری ماں کی پیٹھ تو یہ ظہار ہے سب عورتون سے باتفاق فقہاء کے اور
کفارہ دے مرد ہر عورت کیواسطے اور کہا امام مالک رح اور امام احمد بن حنبل رح نے کہ ایک کفارہ سب عورتون کی حلت کیواسطے کافی ہے مانند کفارہ
ایلا کے یعنی اگر مرد نے قسم کھائی کہ مین اپنی عورتون سے صحبت نہ کرونگا پھر اسنے ایک سے صحبت کی تو ایک کفارہ دینے سے سب عورتین حلال ہو جاوینگی
ظاہر من امرأتہ مرارا فی مجلس او مجالس فعلیہ لکل ظہار کفارۃ فان عنی التکرار دون التاکید فان کان فی مجلس صدق قضاء والا لا علی المعتمد وانا دیانۃ فیصدق کما حرر عن
التاتارخانیۃ ظہار کیا اپنی عورت سے چند بار ایک مجلس یا چند مجالس مین تو واجب ہے اسپر عوض ہر ظہار کے ایک کفارہ پھر اگر مرد نے ارادہ تکرار اور تاکید کا کیا سو
اگر چند بار ظہار کو ایک مجلس مین کہا تو باعتبار قضا کے اسکی تصدیق ہوگی اور اگر چند مجالس مین چند بار ظہار کرچکا ہے تو قضاء اسکی تصدیق نہ ہوگی لیکن دیانۃ
البتہ تصدیق ہوگی بنا بر قول معتمد کے اور ایسا ہی حکم ہے اگر تعلیق ظہار کی اجنبیہ کے نکاح پر کی چنانچہ اسکی تصریح فتاوی تاتارخانیہ سے اسی باب مین
مذکور ہے جکی رح مصنف نے تصدیق تاکید مین اتحاد مجلس کی قید لگائی اور شارح نے بھی اسکی پیروی کی حالانکہ مصنف کا قول اسکے استاد کی روایت کے
مخالف ہے یعنی صاحب بحرالرائق کے بحرالرائق مین یون ہے کہ اگر اپنی عورت سے چند بار ظہار کریگا ایک مجلس مین یا چند مجلس مین تو اسپر عوض ہر ظہار کے کفارہ
لازم آویگا مگر جب تاکید کی نیت کریگا یعنی تو ایک ہی کفارہ لازم ہوگا کما ذکرہ الاسبیجابی وغیرہ اور بعضی کتابون مین ایک مجلس اور چند مجالس مین فرق

[illegible] نہیں ... بوجہ ... کی پیٹھ کی طرح ... [illegible]

... صاحب ... تعلق ... [illegible] ... صاحب ... [illegible]

... شارح کے مثل تعلق ظہار کی یوم اجیہ ولوالی لیق ... [illegible]

... الدین ... کفارہ کے اور ارشاد ... [illegible]

تو ... جیسی میری ماں کی پیٹھ ... ثابت ہوگا ... [illegible]

اور ... ظہار ... حرمت ... اس سے ... [illegible]

تو دن ... کذا فی حاشیۃ المدنی ولو قال انت علی کظہر امی الیوم وکلما جاء یوم ... ظہار ... [illegible]

ان کی پیٹھ ... اور جب دن آوے تو اس صورت میں جب کے دن آویگا ... ظہار ہو جاوے ... [illegible]

ثابت ہوگا باوجود باقی ... ظہار اول کے ... شارح کی مخالف ہے ... [illegible]

الیوم وکلما جاء یوم ... آج کے دن عورت ... اور جب ... ظہار باطل ہوگا ... [illegible]

تو دوسرے ظہار ... کذا فی حاشیۃ المدنی ... ظہار اول کے بقا کو ذکر کیا ... [illegible]

علی کظہر امی کلما جاء یوم ... ظہار اول ... باقی رہیگا اور جب ... کفارہ ... کذا فی العالمگیریۃ ... [illegible]

تعلیق الظہار بالشرط ... اور جب ظہار کو شرط متکرر پر معلق کریگا تو ظہار بھی متکرر ہوگا مثلاً یوں کہا جب کبھی ... [illegible]

میری ماں کی پیٹھ کی مانند ہے ... تو ظہار ثابت ہوگا کفارہ لازم ہوگا ... [illegible]

... رجب ... شعبان ... یوم الجمعۃ ... الاستثناء لم یجز ... [illegible]

تو میرے نزدیک ایسی ہے جیسی میری ماں کی پیٹھ رمضان بھر اور رجب بھر تو یہ ایک ہی ظہار ہے باعتبار استحسان کے ... کفارہ ... [illegible]

کا رجب میں شعبان میں ... کفارہ رجب ... رمضان کی ساقط ہوگا ... چنانچہ اگر شخص نے ظہار کیا اور جمعہ کا دن مستثنیٰ کر لیا یعنی یوں

کہا انت علی کظہر امی الا یوم الجمعۃ تو ... روز استثنا میں یعنی جمعہ میں تو جائز ہوگا اور اگر روز استثنا کے سوا کسی اور دن کفارہ دیتا تو جائز ہوگا

کذا فی فتاوی التاتارخانیۃ والبحر ... ظہار میں ... شرط ... اہل ... مجنون ... [illegible]

باب الکفارۃ

یہ باب ہے کفارہ ظہار کا ... اختلف فی سببہا ... العود ... اختلاف علما ہے کفارہ کے سبب میں جمہور علما کا یہ مذہب ہے کہ کفارہ کا سبب ظہار اور

عود ہے یعنی عزم وطی اور بعضے علما نے کہا کہ سبب کفارہ کا ظہار ہے اور عود اسکی شرط ہے اور بعضوں نے اسکا بالعکس کہا ... کفر اللہ الذنب ... کفارہ لغت

میں ماخوذ ہے اس قول سے کفر اللہ الذنب یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب اللہ تعالی گناہ مٹا دے کفارہ کو کفارہ اسواسطے کہا کہ گناہ کو ... [illegible]

ساقط ہو جانا ... اور ... کفارہ فی اللغۃ ... [illegible]

ادائے عتق ... قدرت ... کذا فی حاشیۃ المدنی ... [illegible]

قبل الوطی ای ... الکفارۃ ... کفارہ اصطلاح شرع میں عبارت ہے تحریر رقبہ سے قبل وطی کے ... [illegible]

اعتاق رقبہ یعنی گردن آزاد کرنا ... کفارہ تو اگر اپنے باپ کو وراثت میں پایا ... نیت کر لی تو جائز ... بیٹے ... [illegible]

خود بخود یا بانیت مالک کے آزاد ہو جاویگا تو یہ اعتاق نہیں بلکہ عتق ہی اور تحریر رقبہ عبارت ہی اعتاق سے نہ عتق سے ولو صغیرا رضیعا او کافرا او مباح الدم
اعتاق غلام صحیح ہی اگرچہ غلام صغیر شیرخوار ہو یا کافر ہو یا غلام کا خون حلال ہوگیا ہو اسطرح کہ قاضی نے قصاص میں اُسکے قتل کا حکم دیا پھر اُسکے مالک نے کفارۂ
ظہار میں اُسکو آزاد کیا پھر مقتول کے وارثوں نے خون معاف کر دیا تو اُسکے جواز اعتاق میں اختلاف ہی فتح القدیر اور عنایہ میں کہا ہی کہ یہ جائز نہیں اور شرح
مبسوط میں کرخی سے منقول ہی کہ یہ اعتاق جائز ہی واللہ اعلم کذا فی العالمگیریۃ او مرہونا یا غلام مرہون ہو یعنی مالک نے اپنے غلام کو گرو رکھا ہو تو اُسکا آزاد کرنا کفارۂ
ظہار میں درست ہی لیکن جسقدر مال پر رہن ہوگا اُتنا مالک پر دینا لازم آویگا کذا فی حاشیۃ المدنی او آبقا علمت حیوتہ او مرتدا او مرتدۃ یا غلام فرار
ہو یا کہ غلام بھاگ گیا ہو جسکی زندگی معلوم ہو یا لونڈی مرتدہ ہو فی المرتد و حربی خلی سبیلہ خلاف اور غلام مرتد اور غلام حربی میں جسکو مالک نے مطلق العنان
کر دیا اختلاف ہی فقہا کا فتح القدیر میں ہی کہ غلام حربی کو دار الحرب میں آزاد کرنا جائز نہیں اور تاتارخانیہ میں کہا کہ اگر اُسکو دار الحرب میں مطلق العنان
کر دیا تو بعضوں کے نزدیک جائز ہی کذا فی حاشیۃ المدنی او اصم ان صیح بہ یسمع والا لا یا غلام بہرا ہو لیکن اگر شور کرنے سے سنتا ہو تو اُسکے آزاد کرنے
سے کفارہ ادا ہوگا اور اگر شور کرنے سے مطلق نہ سنتا ہو تو کفارہ نہ ادا ہوگا او خصیا او مجبوبا او رتقاء او قرناء یا غلام خصی ہو مقطوع الذکر ہو یا لونڈی ہو
جسکی شرمگاہ میں ایسا گوشت زائد یا ہڈی ہو کہ مانع ہو وطی کا تو ایسی لونڈی کا بھی اعتاق کفارۂ ظہار میں جائز ہی او مقطوع الاذنین یا غلام کے دونوں
کان کٹے ہوں او ذاہب الحاجبین و شعر لحیۃ و راس یا غلام کے دونوں ابرو کے بال اور ڈاڑھی اور سر کے بال جاتے رہے ہوں او مقطوع الانف او الشفتین ان قدر علی
الاکل والا لا یا غلام نکٹا ہو یا اُسکے دونوں لب کٹے ہوں بشرطیکہ کھانا کھا سکتا ہو اور اگر کھا نہ سکتا ہو تو جائز نہیں او اعور او اعمش او مقطوع احدی
یدیہ و احدی رجلیہ من خلاف یا غلام کانا ہو یا چیپڑا یا اُسکا ایک ہاتھ یا ایک پاؤں کٹا ہو دوسری طرف سے یعنی داہنا ہاتھ تو بایاں پاؤں یا
بایاں ہاتھ تو داہنا پاؤں اور اگر ایک طرف سے ہاتھ اور پاؤں کٹا ہوگا تو اُسکا اعتاق کفارہ میں جائز نہیں چنانچہ اُسکا ذکر آگے آویگا او مکاتبا
لم یؤد شیئا و اعتقہ مولاہ لا الوارث یا غلام مکاتب ہو جسنے بدل کتابت کا ہنوز کچھ ادا نہیں کیا اور مکاتب کو اُسکے مالک ہی نے آزاد کیا ہو نہ مالک کے
وارث نے یعنی اگر مکاتب کے مالک پر کفارۂ ظہار تھا اور وہ بدون ادا کے مرگیا پھر اُسکے وارث نے مکاتب کو مورث کیطرف سے بنیت کفارہ آزاد کر دیا تو
جائز نہیں وکذا یقع عنہا شراء قریبہ بنیۃ الکفارۃ لانہ یصنعہ بخلاف الارث اور اسیطرح ادا ہوتا ہی کفارہ اپنی قرابت دار کے مول لینے سے بنیت کفارہ
مثلا مظاہر کا بھائی کسیکا غلام تھا اور اُسنے بہ نیت ادائے کفارۂ ظہار اُسکو مول لیا تو کفارہ ادا ہوگا اسواسطے کہ مول لینا اُسکا اختیاری فعل ہی بخلاف ارث
کے کہ وہ فعل اختیاری نہیں یعنی اگر کوئی اپنے قرابت والے کو ورثہ میں پاوے اور نیت ادائے کفارہ کرے تو صحیح نہیں اسواسطے کہ وارث ہونا اختیاری فعل نہیں تو یہ
اعتاق نہوگا بلکہ عتق ہوگا چنانچہ اسکا ذکر عنقریب گذر گیا و اعتاق نصف عبدہ ثم باقیہ عنہا استحسانا بخلاف المشترک کما یجی اور آزاد کرنا اپنے نصف
غلام کو پھر نصف باقی کو کفایت کرتا ہی کفارہ کیجانب سے بدلیل قیاس خفی بخلاف مشترک غلام کے چنانچہ اُسکا ذکر آویگا لا یجزی فائت جنس المنفعۃ لانہ
ہالک حکما کفایت نہیں کرتا آزاد کرنا اس غلام کا جسکی جنس منفعت فوت ہوگئی ہو یعنی منفعت سمع اور بصر کی اور بولنے اور ہاتھ سے تھامنے اور پاؤں سے
چلنے کی اور عقل کی فوت ہوگئی ہو تو اُسکے آزاد کرنے سے کفارہ نہ ادا ہوگا اسواسطے کہ وہ در حکم میت ہی اور مراد فوت منفعت سے یہ ہی کہ بالکل منفعت فوت
ہو تو نقصان منفعت کا ادائے کفارہ میں ضرر نکریگا الاعمی والمجنون الذی لا یعقل فمن لیس یجوز فی حال افاقتہ و مریض لا یرجی برءہ و ساقط الاسنان غلام
مفقود المنفعت جیسے اندھا اور ایسا دیوانہ جو کچھ نہ سمجھتا ہو سو جو دیوانہ کبھی ہوش میں آجاتا ہو تو اُسکا آزاد کرنا جائز ہی ہوشیاری کی حالت میں اور ایسا بیمار
جسکی صحت کی امید نہ ہو اور جسکے دانت گر پڑے ہوں اسواسطے کہ وہ کھانا چبانے پر قادر نہیں والمقطوع یداہ او ابہاماہ او ثلث اصابع من کل ید او رجلاہ او ید و رجل من جانب
و جائز نہیں وہ غلام جسکے دونوں ہاتھ یا دونوں ہاتھ کے انگوٹھے یا تین انگلیاں ہر ہاتھ کی کٹی ہوں یا دونوں پاؤں یا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں ایک طرف سے کٹا ہوا ہو کہ ان

معروف ہین تماشا اور پیٹنے کی منفعت باطل مقصود ہو وضو مطلوب کافی اور جس غلام کا ہاتھ کٹا ہو یا اور پاون بھی کٹا ہو یعنی لولا لنگڑا ہو ...
ومکاتب ادی بعض بدل الکتابۃ فان عجز عن نفسہ جاز نہین جیسے اگر مدبر اور ام ولد کو آزاد کرنا جائز نہیں کفایت نہین کرتا آزاد کرنا مدبر کا اور ام ولد کا اور اسی
مکاتب کا جسنے اپنی کتابت کا کچھ بدل ادا کیا ہو اور وہ عاجز نہین ہوا اور اسے باقی سے سوا جب عاجز ہوگیا پھر اسکے مالک نے اسکو آزاد کیا بہ نیت کفارہ
تو جائز ہی اور یہی عاجزی حیلہ ہی اعتاق مکاتب کا جسکو اور کسی نے اپنے بیس مکاتب کچھ مال ادا کیا ہو اسکا نائب بہ نیت کفارہ آزاد کیا
تو اسکی بھی تدبیر ہی کہ مکاتب اپنی عاجزی کو ظاہر کرے واعتاق نصف عبد مشترک ثم باقیہ بعد ضمانہ نقصان او کفایت نہین کرتا آزاد کرنا
نصف عبد مشترک کا پھر نصف باقی کو آزاد کرنا بعد ضامن ہونے اسکی قیمت کے لیواسطے جم جانے نقصان کے نصف اخیر مین یعنی ایک غلام کے دو مالک
تھے نصفا نصف سو ایک مالک نے بہ نیت کفارہ اپنا آدھا حصہ آزاد کر دیا تو نصف اخیر کی مملوکیت مین نقصان آگیا یعنی دوسرا مالک اب اسکو بیچ نہین سکتا
ہے اگر آزاد کرنے والا غنی ہو باقی کی قیمت کا ضامن ہوکر باقی کو آزاد بھی کریگا تو بھی کفارہ ادا ہوگا وان ادی بنا حصہ آزاد کرنا اور نصف
باقی کا ضامن ہوکر کل عبد کو آزاد کرنا تو صحیح ہوتا ہو ونصف عبد عن تکفیر ثم باقیہ بعد وطی من ظاہر منہا لا تحت قبل التماس او کفایت نہین کرتا آدھے
نصف غلام کو آزاد کرنا بہ نیت کفارہ پھر نصف باقی کو آزاد کرنا بعد وطی اس عورت کے جس سے ظہار کیا ہو اسوسطے کہ حکم کفارہ دینے کا قبل وطی وغیرہ کے ہی
اور قبل وطی کے نصف آزاد کیا نہ کل لہذا صحیح نہین فان لم یجد الظاہر ما یعتق وان احتاج بخدمتہ او لقضاء دینہ لانہ حقیقۃ مانع فما فی الجوہرۃ لیطلب
لخدمتہ لم یجزہ الصوم الا ان یکون زمنا انتہی یعنی العبد لیوافق کلامہم وتحمیل رجوعہ للمولی لکنہ یحتاج الی النقل سو اگر ظہار کرنے والا نہ پاوے اسکو جسکو آزاد کرے اگرچہ
محتاج ہو غلام کا اپنی خدمت کیواسطے یا اسکو بیچکر اپنے قرض ادا کرنے کیواسطے اسواسطے کہ وہ قادر ہو غلام پر فی الحقیقت کذا فی البدائع تو جو کلام کہ جوہرہ مین
یون ہی کہ مظاہر کا ایک غلام ہی خدمت کیواسطے اسکو اور اسے کفارۂ ظہار مین روزہ رکھنا درست نہین کیلئے اسی غلام کو آزاد کرے مگر اسوقت غلام کو آزاد کرنا اور روزہ
رکھنا درست ہی جبکہ وہ ایسا لنگڑا ہو کہ چل نہ سکے انتہی کلام الجوہرۃ یعنی غلام لنگڑا ہو تو اسکا آزاد کرنا درست ہوگا اور روزہ رکھنا جائز ہوگا شارح نے کہا ضمیر
یکون کی عبد کیطرف پھیر کر یہ مطلب جوہرہ کا اسواسطے مذکور کیا تاکہ کلام اسکا اور فقہا کے کلام سے موافق ہو جاوے اور یہ بھی احتمال ہی کہ ضمیر یکون کی مولی
کیطرف پھیر تو مطلب یہ ہوگا کہ اگر مالک لنگڑا ہو تو غلام کو نہ آزاد کرے روزہ رکھے لیکن اس صورت مین نقل و روایت کی احتیاج ہوگی یعنی تاوقتیکہ کتب معتمدہ سے نقل صحیح
اسبابمین ثابت نہو گی احتمال اخیر نامقبول ہی ہم چونکہ عبارت جوہرہ کی بظاہر مخالف تھی بدائع کے لہذا شارح نے اسکی توجیہ معقول کردی تا اختلاف مندفع ہو جاوے
ولا یعتبر مسکنہ او کھر اسکا معتبر نہین یعنی اگر مظاہر کا ایک گھر ہو جسمین وہ رہتا ہو تو اسپر اسکا بیچنا اسکی قیمت سے ادائے کفارہ ظہار کیواسطے غلام کا خرید کرنا فرض نہین اسواسطے
کہ گھر ان ضروریات مین داخل ہی تو اسپر صوم لازم ہوگا ولو لہ مال وعلیہ دین مثلہ ان ادی الدین اجزاہ الصوم والا فقولان اور اگر مظاہر کے پاس مال ہو
اور اسپر اتنا ہی قرض ہو قرض کو ادا کردے تو اسکو صوم کفایت کرتا ہی اسواسطے کہ وہ اعتاق پر قادر نہین اور اگر قرض کو ادا نہین کیا تو اسمین دو قول ہین
ایک قول یہ ہی کہ روزہ رکھنا کافی ہی اور دوسرا قول یہ کہ کافی نہین ولو لہ مال غائب انتظرہ اور اگر اسکا مال غائب ہو یعنی مثلاً سفر مین ہو تو اسکے
حصول کا منتظر رہے جب آ جاوے تو غلام خرید کرکے آزاد کرے ولو علیہ کفارتان ولہ رقبۃ فصام عن احدیہما ثم اعتق عن الاخری لم یجز وبعکسہ جاز اور اگر مرد پر کفارہ
ہو اور دو عورتون سے ظہار کیا ہو اور اسکے ملک مین ایک ہی غلام ہو سو اس نے ایک کفارہ سے روزے رکھے اور دوسرے کفارہ سے
غلام آزاد کیا تو صوم کا کفارہ جائز نہوگا اسواسطے کہ باوجود قدرت اعتاق کے صوم جائز نہین لیکن کفارۂ عتاق بہ نسبت صحیح ہی و بالعکس اسکے جائز ہی یعنی اول
آزاد کرے اور دوسرے کفارے مین روزے رکھے تو درست ہی اسواسطے کہ عدم قدرت مین صوم کافی ہی کذا فی حاشیۃ المدنی وصام شہرین ولو ثمانیۃ وخمسین لو بالاہلال وا لا فستین
یوما اگر مظاہر اعتاق پر قادر نہو تو دو مہینے روزے رکھے اگرچہ دو مہینے کے اٹھاون دن ہون چاند نکلنے سے یعنی اگر پہلی تاریخ سے روزہ رکھا دو مہینہ اور دو مہینے انتیس

دن کا ہو تو اتنے دن کی روزے کفایت کرتے ہیں اور اگر پہلی تاریخ سے صوم شروع نہیں کیا تو دو مہینے کے ساٹھ روزے رکھنا چاہیے ولو قدر علی التحریر فی آخر آخر
الیوم لزمہ العتق اور اگر قادر ہو گیا غلام آزاد کرنے پر پچھلے مہینے کے آخر دن میں تو لازم ہوگا اسپر آزاد کرنا یعنی ساٹھویں دن مثلاً ظہر یا عصر کے وقت مظاہر کو مال
ملگیا تو کفارہ صوم کا نہ ادا ہوا اسواسطے کہ استمرار عجز اول سے آخر تک شرط ہے صوم کی سو یہاں پایا نہ گیا تو یہ صوم اسکا نفل ہو گیا اسپر واجب ہے کہ غلام خرید
کر آزاد کرے واتم یومہ ندبا ولا قضاء لو افطر وان صار نفلا اور مستحب ہے کہ صوم کو پورا کرے استحباب کی راہ سے نہ وجوب کی راہ سے اور اگر اس صوم کو توڑ ڈالے
تو اسپر قضا واجب نہیں اگرچہ یہ صوم نفل ہو گیا یعنی ہر چند افطار صوم نفل سے قضا واجب ہوتی لیکن اس صورت میں باوجود نفل ہونے کے قضا واجب نہیں اسواسطے
کہ شروع صوم بقصد نفل نہ تھا لہذا اسکی قضا واجب ہو نہ اتمام لیکن یہ اس صورت میں ہے جبکہ بمجرد قدرت عتاق کے فی الفور صوم کو قطع کر دیا اور اگر بعد قدرت عتاق
کے ساعت دو ساعت صوم ثابت رکھا تو یہ قائم مقام شروع فی النفل کے ہو گیا اب اسپر اتمام واجب ہوگا اور اگر اب افطار کریگا تو قضا واجب ہوگی چنانچہ کتاب الصوم میں گذر چکا
کذا فی حاشیۃ المدنی متتابعین قبل المسیس لیس فیہما رمضان وایام نہی عنہا دو مہینے پے در پے لگاتار روزے رکھے وطی وغیرہ سے پہلے ایسے دو مہینے کا صوم ہو
جنمیں رمضان اور وہ پانچ دن جنکا صوم ممنوع ہے نہ ہوں اسواسطے کہ اگر رمضان درمیان میں آجاویگا تو رمضان کا صوم مقدم ہوگا اور اگر رمضان میں کفارہ کی نیت
سے روزہ رکھیگا تو بھی رمضان ہی صحیح ہوگا نہ کفارہ تو صوم کفارہ میں تتابع نہ رہا انقطاع ہو گیا لیکن اگر مظاہر مسافر ہوگا اور روزہ بہ نیت کفارہ رکھیگا تو البتہ صحیح
ہوگا اور جسطرح درمیان میں آنا رمضان کا مانع ہے تتابع کا اسیطرح ایام منہیہ کا درمیان میں پڑنا مانع ہے تتابع کو وکذا کل صوم شرط فیہ التتابع اور اسیطرح جس
صوم میں لگاتار روزہ رکھنا شرط ہے رمضان و ایام خمسہ کا درمیان میں آنا مانع ہے تتابع کا چنانچہ کفارہ قتل میں اور کفارہ افطار میں اور کفارہ یمین میں اور نذر معین میں تتابع
مشروط کیا ہو کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن الفتح فان افطر بعذر کسفر و نفاس بخلاف حیض الا اذا ایست سو اگر افطار کرے بسبب عذر کے چنانچہ بسبب سفر یا نفاس
کے بخلاف حیض کے اسواسطے کہ حیض کا آنا مانع تتابع کا نہیں کفارہ قتل اور کفارہ افطار میں اسوجہ سے کہ عورت ایسے دو مہینے نہیں پا سکتی جو حیض سے خالی ہوں مگر جبکہ عورت کا
بسبب پیری کے حیض منقطع ہو گیا ہو اور اسنے مثلا کفارہ افطار کا صوم شروع کیا ہو تو اگر اب حیض آویگا تو مانع ہوگا تتابع کا تو اسکو سرے سے روزہ رکھنا پڑیگا
حکم کفارہ ظہار میں حیض اور نفاس کا ذکر بیجا ہے خود نہیں اسواسطے کہ یہ کفارہ سوا مرد کے عورت پر واجب نہیں ہوتا لیکن شارح نے بمناسبت تتابع کے اسکو بھی ذکر کر دیا او لغیرہ او
وطیہا ای المظاہر منہا او وطی غیرہا وطیا غیر مفطر لم یضر اتفاقا کالوطی فی کفارۃ القتل یا افطار صوم کا بلا عذر کرے یا اسی عورت سے جس سے ظہار کر چکا ہے وطی کرے لیکن اگر
اُس عورت کے سوا اور زوجہ سے ایسی وطی کرے جو روزہ نہ توڑے یعنی رات میں یا دن کو سہو سے وطی کرے تو ایسی وطی صوم کی کفارہ کو مضر نہیں باتفاق طرفین اور
ابی یوسف کے نزدیک جیسے کہ وطی کرنا کفارہ قتل میں مضر نہیں فیہا ای الشہرین مطلقا لیلا او نہارا عامدا او ناسیا کما فی المختار وغیرہ وتقیید ابن ملک اللیل بالعمد
غلط بحر لکن فی القہستانی ما یخالفہ فتنبہ اگر وطی کرے ظہار والی عورت سے کسی طرح رات کو یا دن کو بالقصد یا بھول کر چنانچہ یہ اطلاق مصرح ہے مختار وغیرہ
میں اور قید لگانا ابن ملک کا وطی شب میں ساتھ عمد کے غلط ہے یعنی یہ جو ابن ملک نے کہا ہے کہ اگر رات کو عمدا وطی کرے تو مضر کفارہ ہے اور سہوا مضر نہیں سو یہ
قول غلط ہے بلکہ عمدا اور سہوا مطلقا مضر ہے اور جن کتابوں میں وطی لیل میں عمد کی قید ہے سو اتفاقی قید ہے نہ احترازی کما فی شرح المجمع اور غایۃ البیان اور عنایہ میں
تصریح ہے کہ یہ قید اتفاقی ہے کذا فی البحر الرائق لیکن شرح قہستانی میں وہ قول ہے جو مخالف ہے بحر الرائق کے تو خبردار رہنا قہستانی نے یوں کہا ہے کہ اگر مظاہر منہا سے
شب کو عمدا وطی کرے تو استیناف صوم کرے چنانچہ نظم اور مبسوط اور ہدایہ اور کافی اور قدوری اور مضمرات اور نتف میں اور انکے سوا اور کتابوں میں یوں ہی ہے اور خلاف
اسبیجابی کے قول پر جو شرح طحاوی میں یوں کہا گیا ہے کہ وطی لیل میں عمدا اور نسیان برابر ہے لائق نہیں کہ عمد کو ہدایہ وغیرہ کے کلام میں قید اتفاقی پر محمول کیجیے چنانچہ
صاحب کفایہ اور اسکے تابعین نے کیا ہے حالانکہ صاحب ہدایہ نے اسکی طرف التفات نہیں کیا انتہی کلام القہستانی شیخ رحمتی محشی نے کہا کہ قہستانی غلط گوئی میں ابن ملک کے
موافق ہو گیا اور جن کتب کی عبارتیں قید اتفاقی پر محمول ہیں اُنسے استدلال کرتا ہے اور حالانکہ کتب معتبرہ میں مصرح ہے کہ عمد اور نسیان دونوں برابر ہیں چنانچہ مختار اور

[illegible] اور [illegible] ... فی [illegible] ستّاً ثم استأنف الصوم ... الطعام الی [illegible] فی خلاله
[illegible] من الطعام [illegible] فی غیر صیام یعنی اگر کفارہ [illegible] بعد [illegible] عند [illegible] یا [illegible] الی [illegible] صحبت کی [illegible]
[illegible] یعنی پھر سے [illegible] روزے رکھنا شروع کرے لیکن الطعام کو استیناف لازم نہیں اگر درمیان الطعام کے وطی کی [illegible] تو بھی [illegible]
[illegible] کے الطعام میں [illegible] اعتاق اور صیام میں یعنی حق تعالی نے کفارہ الطعام میں قبل مماس کی قید نہیں لگائی [illegible]
[illegible] اعتاق اور صیام میں قید لگائی کہ قبل مماس [illegible] تو [illegible] لازم ہوا [illegible] کفارہ [illegible]
[illegible] اگر [illegible] ایسا غلام ہو جسکے مالک نے نصف آزاد کردیا ہو اور باقی کو [illegible] محنت مزدوری کرا تا ہو [illegible] بسبب
[illegible] کے سبب [illegible] بنا بر قول [illegible] یعنی [illegible] نہیں کے لا یجزیہ الا الصیام المذکور غلام وغیرہ کو
الفاسیت نہیں کرتا مگر صوم مذکور یعنی [illegible] دو مہینے پے در پے روزے رکھنا کفارہ ظہار میں واجب ہے غلام اور مکاتب اور مجور جلیہ کو اور اس غلام کو جو آدھا آزاد ہو
اور بسبب عدم قدرت کے اپنے اعتاق اور اطعام نہیں [illegible] اس مقام میں سوال وارد ہوتا ہے کہ قاعدہ یہ ہے کہ غلام پر نسبت [illegible] عقوبت آدھی ہوتی ہے [illegible] چاہیے
[illegible] لازم ہوتا [illegible] کفارہ عبد کا نصف [illegible] یعنی ایک مہینے کا صوم غلام کو کفایت کرتا اس سوال مقدر کا جواب شارح نے [illegible] قول [illegible]
لما فیہا من معنی العبادۃ اور کفارہ غلام کا آدھا نہوا اس واسطے کہ کفارہ میں معنی عبادت موجود ہے یعنی ہر چند کفارہ میں مضمون عقوبت اور مضمون عبادت دونوں
ہیں لیکن عبادت اسمیں غالب ہے اور عبادت میں تنصیف نہیں چنانچہ صوم اور صلوۃ میں اسیطرح کفارات میں بھی لیس للسید منعہ اور مالک کو اختیار نہیں غلام کو صوم سے
منع کرنے کا اس واسطے کہ منجملہ حقوق نکاح کے ہے سو جب مالک نے غلام کو نکاح کی اجازت دی تو اسکے سب حقوق کو اپنے اوپر گویا لازم کرلیا تو اب کیونکر صوم کفارہ
سے روک سکے ولو وصام عنہ اعتق سیدہ عنہ او اطعم ولو بامرہ لعدم اہلیۃ التملیک الا فی الاحصار فیطعم عنہ المولی قیل [illegible] یا وکیل ہو یا کفارہ ظہار میں اعتاق اور
اطعام غلام کا کفایت نہیں کرتا اگرچہ اسکا مالک اسکی طرف سے آزاد کرے یا اطعام کرے اگرچہ یہ اعتاق اور اطعام بامر غلام ہو بسبب عدم قابلیت تملیک کے
یعنی اعتاق اور اطعام بدون ملک کے نہیں ہو سکتا اور غلام کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا اگرچہ مالک اسکو تملیک کرے مگر احصار میں غلام مالک ہوتا ہے یعنی اگر غلام باجازت مولی
حج کا احرام کرے اور کسی عذر شرعی سے حج کو نہ جا سکے تو مولی اسکی طرف سے اطعام کرے یعنی قربانی کا جانور اسکی طرف سے حرم میں بھیجے کہ وہاں ذبح کرکے
تصدق ہو لیکن بعض علما نے کہا کہ قربانی کا بھیجنا مولی پر مستحب ہے اور بعضوں نے کہا کہ واجب ہے مع اطلاق الطعام کا ارسال قربانی پر غیر مشہور ہے شارح نے یہیں صاحب
نہر اور منح کی پیروی کی ہے فان عجز عن الصوم لمرض لا یرجی برؤہ او کبر اطعم ای ملک ستین مسکینا [illegible] ولا یجزی غیر المراہق بدائع سو اگر عاجز ہو
مظاہر صوم سے بسبب ایسی بیماری کے کہ توقع نہیں اسکی صحت کی یا بسبب پیری کے تو طعام دیوے یعنی طعام کا مالک کردے ساٹھ مسکین کو اگرچہ
تملیک ساٹھ مسکین کی حکما ہو اسطرح پر کہ ایک محتاج کو ساٹھ دن یا کرے تو گویا ساٹھ محتاج کو دیا اور کفایت نہیں کرتا اطعام غیر مراہق کا کذا فی البدائع یعنی اطعام
اس بچے کا جو قریب البلوغ نہیں کافی نہیں کالفطرۃ قدرا ومصرفا او قیمۃ ذلک من غیر المنصوص لان العطف للمغایرۃ ہر مسکین کو [illegible] اندازہ صدقۂ فطر کے مقدار میں
اور مصرف میں کما فی الزکوۃ یعنی اگر گیہوں دے تو نصف صاع دے اور اگر جو اور کھجور سے دے تو پورا صاع دے یا اسکی قیمت غیر منصوص سے یعنی اگر گیہوں اور کھجور
اور جو کے سوا اور کوئی اناج دے تو قیمت کا اعتبار ہو گا اگر ربع صاع چاول کا مساوی ہو نصف صاع گیہوں کی تو جائز ہے یا دو صاع باجرا برابر ہو ایک صاع
جو کے یا نصف صاع کھجور کے تو درست ہے اس واسطے کہ عطف کرنا [illegible] کا قیمت کے اوپر مقتضی ہے مغایرت کا تو اگر ربع صاع گیہوں کا برابر ہو نصف صاع
کھجور کے تو جائز نہوگا اس واسطے کہ اعتبار قیمت کا غیر منصوص میں ہے اور گیہوں اور کھجور تو دونوں منصوص ہیں انمیں اعتبار قیمت کا صحیح نہیں وان [illegible] والاباحۃ غداہم
وعشاہم او غداہم وعشاہم قیمۃ العشاء او عکسہ او اطعمہم غداءین او عشاءین او عشاء وسحورا [illegible] جاز بشرط الادام فی خبز شعیر وذرۃ لا بر اور کفارہ دے [illegible]

محتاجون کو تملیک طعام نہ کرے بلکہ ارادہ کرے اباحت طعام کا تو انکو دن چڑھتے اور دن ڈھلتے دو وقت کھلادے یا دن چڑھتے انکو کھلادے اور دن ڈھلتے
وقت کھانے کی قیمت دے یا اسکے بالعکس کرے یعنی اول وقت کے کھانے کی قیمت دے اور آخر وقت کھلادے یا انکو دو روز دن چڑھتے کھلادے یا دو روز دن
ڈھلتے کھلادے یا دن ڈھلتے اور سحر کے وقت کھلادے اور پیٹ انکا بھروے خلاصہ یہ ہے کہ اگر ساٹھ محتاجون کو دو وقت آسودہ کرکے کھلادے تو جائز ہے بشرطیکہ
سالن ہو جو اور جوار کی روٹی کے ساتھ نہ گیہون کی روٹی کے ساتھ یعنی گیہون کی روٹی کے ساتھ سالن کی حاجت نہین کہ اسمین بدون سالن بھی آسودگی ہوتی
ہے بخلاف جو اور جوار کے کہ انمین بدون سالن کے پیٹ نہین بھرتا تملیک طعام اور اباحت طعام مین یہ فرق ہے کہ تملیک طعام مین محتاج مالک ہوتا ہے طعام کا جو چاہے
سو کرے اور اباحت طعام مین محتاج مالک نہین طعام کا کچھ اسمین تصرف نہین کر سکتا فقط کھانے کا اسکو اختیار ہے اور اباحت طعام مین مقدار طعام کی کچھ مقرر
نہین نصف صاع مین آسودہ ہو جاے خواہ کمتر مین بخلاف تملیک کے کہ نصف صاع سے کم جائز نہین کما جاز لو اطعم واحدا ستین یوما لتجدد الحاجۃ چنانچہ یہ بھی جائز ہے کہ اگر
طعام دے ایک محتاج کو ساٹھ دن یہ جائز ہے بسبب تجدد حاجت کے یعنی ہر دن آدمی کھانے کا حاجتمند ہے تو گویا ساٹھ محتاج کو طعام دیا چنانچہ یہ عنقریب بیان کو ہو چکا
ولو اباحہ کل الطعام فی یوم واحد اجزاہ عن یومہ ذلک فقط اتفاقا اور اگر ایک محتاج کو ساٹھ محتاج کا سب کھانا مباح کریگا ایکدن مین تو فقط اسی ایک
ہی دن کو کفایت کریگا بالاتفاق یعنے مظاہر پر ساٹھ محتاج کا طعام دینا اور واجب ہو ولو ملکہ الطعام بدفعات فی یوم واحد علی الاصح ذکرہ الزیلعی
لفقد التعدد حقیقۃ وحکما اور اسیطرح جبکہ ایک محتاج کو مالک طعام کا کرے چند بار ایکدن مین بنا بر قول اصح کے ذکر کیا ہے اسکو زیلعی نے یعنی ایکدن مین ایک شخص
کو ساٹھ بار دینا کفایت نہین کرتا بسبب نہونے تعدد حقیقی اور حکمی کے کہ نہ ساٹھ محتاج کو دیا کہ تعدد حقیقی ہوتا نہ ساٹھ دن ایک محتاج کو دیا کہ تعدد حکمی ہوتا امر غیرہ ان
لیطعم عنہ عن ظہارہ ففعل الغیر ذلک صح وہل یرجع ان قال علی ان ترجع رجع وان سکت ففی الدین یرجع اتفاقا وفی الکفارۃ والزکوۃ لا یرجع علی المذہب امر کیا
مظاہر نے کسی غیر آدمی سے کہ مظاہر کیطرف سے کفارۂ ظہار کا طعام دیدے سو غیر آدمی نے بموجب امر کے ایسا ہی کیا تو یہ صحیح ہے یعنی کفارہ مظاہر کا ادا ہو گیا
اور یہ غیر آدمی بقدر اطعام کے مظاہر سے پھیر سکتا ہے یا نہین جواب یہ ہے کہ اگر مظاہر نے دلانے کیوقت یون کہا تھا کہ مجھسے لے لیجیو تو لیوے اور اگر مظاہر
چپ ہو رہا تھا تو دین مین یعنی ادائے قرض مین بالاتفاق پھیر لیوے اور کفارہ اور زکوۃ مین نہ لے بنابر ظاہر مذہب کے کما صحت الاباحۃ بشرط الشبع فی طعام الکفارات
سوی القتل وفی الفدیۃ لصوم وجنایۃ حج چنانچہ صحیح ہے مباح کرنا طعام کا بشرط آسودگی کے اور کفارون کے طعام مین سوا کفارۂ قتل کے اسواسطے کہ کفارۂ قتل مین طعام
کا حکم نہین اور اباحت صحیح ہے فدیۂ صوم اور فدیۂ جنایات حج مین ہم فدیہ صوم شیخ فانی پر ہے عوض صوم کے بقدر نصف صاع کے حالت تملیک مین اور بقدر سیری کے حالت
اباحت مین اور جیسے بعد احرام کے سر منڈایا یا کوئی اور ممنوع کام کیا تو اس قصور کے عوض چاہے ذبح کرے چاہے نصف صاع محتاج کو دے یا اسکو پیٹ بھر کھلادے
یا تین روزے رکھے وجاز الجمع بین اباحۃ وتملیک اور جائز ہے جمع کرنا درمیان اباحت اور تملیک کے چنانچہ عنقریب گذرا کہ ساٹھ محتاج کو ایک وقت کھلادے اور دوسرے وقت کے
کھانے کی قیمت دے یا تیس محتاجون کو بطور اباحت کے کھلادے اور تیس کو نصف نصف صاع گیہون تملیک کرے دون الصدقات والعشر نہ صدقات اور عشر مین

یعنی زکوۃ اور صدقہ فطر اور عشر مین اباحت صحیح نہین بلکہ تملیک انمین ضرور ہے والضابط ان ما شرع بلفظ الاطعام والطعام جاز فیہ الاباحۃ وما شرع بلفظ الایتاء والاداء شرط فیہ
التملیک اور قاعدہ کلیہ جواز اباحت اور عدم اباحت کا یہ ہے کہ جو بلفظ اطعام اور طعام مشروع ہے تو اسمین اباحت جائز ہے اور جو کہ بلفظ ایتا اور ادا مشروع ہے تو اسمین
تملیک مشروط ہے تو کفارۂ ظہار اور کفارۂ یمین مین اور کفارۂ افطار اور کفارۂ صید مین قرآن مجید مین اطعام اور طعام کا لفظ ارشاد ہوا ہے اور اطعام عبارت ہے تمکین سے یعنے
طعام پر محتاج کو قادر کر دینا خواہ باباحت ہو خواہ بتملیک اور زکوۃ وغیرہ صدقات مین لفظ ایتا اور ادا وارد ہے اور ایتا اور ادا معنی دینے کے ہے لہذا انمین تملیک
شرط ہے اباحت کافی نہین حرر عبدین عن ظہارین من امراۃ او امراتین ولم یعین صح عنہما وکذا لو صام اربعۃ اشہر او اطعم مائۃ وعشرین
فقیرا لاتحاد الجنس مظاہر نے آزاد کیا دو غلامون کو دو ظہار سے خواہ دونون ظہار ایک عورت سے کیے ہون یا دو عورتون سے اور مظاہر نے معین و مقرر نہ کیا

[illegible] کو بسبب [illegible] نہ ہونے کے [illegible] کی کہ یہ غلام [illegible] تو یہ اعتاق دونوں طرف سے [illegible]
[illegible] نیت [illegible] مختلف [illegible] سبب کے سبب تعیین کی ضرورت نہیں [illegible]
میں [illegible] نیت تعیین کی [illegible] نیت تعیین کی صحت [illegible] اختلاف جنس [illegible]
[illegible] اور کفارہ قتل [illegible] غلام کو [illegible] نیت تعیین [illegible] تو صحیح ہوگا جب تک کہ ہر غلام کو ہر کفارہ کی [illegible]
[illegible] مختلف الجنس [illegible] اعتاق صحیح نہیں [illegible] کے ساتھ ایک کفارہ کی نیت کرے تو صحیح ہو [illegible]
[illegible] نہیں کے [illegible] کذا فی البحر [illegible] ہو [illegible]
[illegible] سے ہر کفارہ کی نیت کرے سو مراد نہیں بلکہ وہی مراد ہے جو مذکور ہو چکی [illegible] کہ [illegible] ہر غلام کو ایک کفارہ
کی نیت کرے بالتعیین ظہار یا یمین کے تو جائز ہوگا بالاجماع کذا فی حاشیۃ المدنی [illegible] رقبتہ [illegible] عن واحد
[illegible] دونوں غلام کو ایک ظہار سے آزاد کیا یا دو ظہار سے دو مہینے روزے رکھا تو یہ اعتاق و صوم صحیح ہوگا [illegible] ایک ظہار سے
[illegible] اعتاق یا صوم کو اول ظہار یا ثانی کا کفارہ قرار دے اور [illegible] کی درست ہے جیسے [illegible] کا کفارہ
[illegible] دوسری صورت کی [illegible] ظہار و قتل [illegible] صح عن الظہار استحساناً لعدم صلاحیتہا للقتل اور اگر ایک غلام آزاد کیا کفارۂ ظہار اور
کفارۂ قتل سے تو یہ اعتاق صحیح نہیں [illegible] جب تک کہ کافر غلام کو آزاد نہ کرے اور جب کافر غلام کو آزاد کریگا تو یہ اعتاق صحیح ہوگا کفارۂ ظہار سے بدلیل
استحسان کے بسبب عدم صلاحیت [illegible] کفارۂ قتل کے یعنی کفارۂ قتل میں غلام مسلم کا آزاد کرنا شرط ہے تو اعتاق کافر کا ظہار ہی کے واسطے خاص ہو جاویگا
اس واسطے کہ ظہار میں [illegible] دونوں کا درست ہے ہر کفارہ ظہار اور کفارۂ قتل میں اعتاق عبد مسلم بالتعیین نیت اس واسطے صحیح نہیں کیونکہ دونوں
کفارہ مختلف الجنس ہیں [illegible] بیان [illegible] میں مذکور ہو چکا (اطعم ستین مسکینا کل صاعاً) [illegible] عن ظہارین لم یصح الا عن واحد
کذا فی [illegible] الکامل [illegible] یعنی اگر ساٹھ محتاج کو ہر ایک کو ایک صاع گیہوں کھلایا دونوں ظہار کی طرف سے تو ایک ہی طرف سے
دو ظہار کے [illegible] تو صحیح ہوگا ایک ظہار کی طرف سے [illegible] اور ان متن
کے نسخوں میں جو شرح سے علیحدہ ہیں لم یصح کا لفظ ہے تو اسکا مطلب یہ ہے کہ ہر محتاج کو ایک صاع گیہوں کا دینا دو ظہار کی طرف سے صحیح نہیں بلکہ ایک ظہار سے
درست ہو برخلاف [illegible] کے نزدیک دونوں ظہار کی طرف سے صحیح ہے اور اسی قول کو ترجیح دی ہے کمال الدین بن الہمام نے فتح القدیر میں [illegible] گیہوں کا
[illegible] اس واسطے زیادہ کیا کہ اختلاف شیخین و محمد کا ایک صاع گیہوں اور دو صاع جو اور کھجور میں ہے کذا فی حاشیۃ المدنی [illegible] نے کھجور کی قید اس واسطے
زیادہ کی کہ اگر ایک صاع کھجور [illegible] کو دیگا تو بالاتفاق دونوں ظہار کی طرف سے جائز ہوگا کذا فی منح الغفار [illegible] لیکن [illegible] اس واسطے کہ
[illegible] کفایت [illegible] چنانچہ مذکور ہو چکا (وعن قضاء و ظہار صح عنہما اتفاقاً لان نیۃ التعیین فی الجنس المتحد بسببہ لغو وفی المختلف سببہ مفید)
اور ساٹھ محتاج کو ہر محتاج کو ایک صاع گیہوں دیا یا [illegible] کفارۂ [illegible] ظہار کی نیت سے تو صحیح ہوگا دونوں کفاروں سے بالاتفاق شیخین و محمد کے اور اصل یہ ہے کہ اتحاد
جنس کا کہ سبب متحد ہو اسمیں تعیین کی نیت لغو ہو اور جس جنس کا کہ سبب مختلف ہو اسمیں تعیین کی نیت مفید ہو لغو نہیں خلاصہ یہ ہے کہ اتحاد جنس عبارت ہے اتحاد
سبب سے اور اختلاف جنس عبارت ہے اختلاف سبب سے تو دو کفارہ ظہار کے متحد الجنس ہیں اس واسطے کہ انکا سبب ایک ہی ہے یعنی ظہار تو دو کفارہ ظہار میں جب
تعیین نیت لغو ہوئی تو مطلق نیت باقی رہی لہذا مظاہر کو اختیار ہے کہ جس ظہار کیواسطے چاہے مقرر کرے اور دو کفارہ ظہار اور قتل کے مختلف الجنس ہیں اس واسطے
کہ ہر ایک کا سبب مختلف ہے تو تعیین نیت لغو نہیں بلکہ مفید ہے اور جب یہ ہے لہذا دونوں صحیح ہیں (فرع) مسائل مختصرہ شارح کے [illegible]

اور افلاس مین کفارہ دینے کا وقت معتبر ہے یعنی وقت وجوب کفارہ معتبر نہین بلکہ کفارہ دینے کیوقت مقدور ہے تو روزہ رکھنا جائز نہین اگرچہ وقت وجوب کفارہ وہ مفلس
تھا اور اگر کفارہ دینے کیوقت مفلس ہے تو روزہ رکھنا درست ہے اگرچہ وقت وجوب کفارہ کے اسکو مقدور تھا اطعم مائۃ وعشرین فی یوم لم یجز الا عن نصف الاطعام فیعید علی ستین
منہم غداء وعشاء او فی یوم آخر للزوم العدد مع المقدار کھانا کھلایا ایک سو بیس محتاج کو ایک دن مین ایک وقت تو کفایت نہ کریگا مگر نصف اطعام سے تو دوبارہ کھانا
کھلادے انہین مین سے ساٹھ محتاج کو خواہ دن چڑھتے کھلادے یا دن ڈھلتے اگرچہ دوسرے دن کھلادے تو بھی درست ہے اعادہ اطعام ضرور ہے بسبب لازم ہونے
شمار کے ساتھ مقدار کے یعنی اباحت طعام مین ساٹھ محتاجون کا شمار اور دو وقت کھانے کی مقدار لازم ہے تو ساٹھ محتاجون کا شمار ایک سو بیس کے ضمن مین تو
پایا گیا لیکن مقدار طعام یعنی دو وقت کھلانا نہ حاصل ہوا لہذا ساٹھ محتاج کو ایکبار اور کھلانا لازم ہوا ولم یجز اطعام فطیم ولا شبعان اور کفارہ ظہار مین جائز نہین کھانا کھلانا
اس لڑکے کا جو دودھ چھوڑ چکا ہے اور شکم سیر کا یہ مضمون مکرر ہو گیا اسواسطے کہ اسی باب مین بدائع سے مذکور ہو چکا کہ اطعام غیر مراہق جائز نہین تو اس مین دودھ
چھوڑنے والا لڑکا بھی داخل تھا اور یہ بھی مذکور ہو چکا ہے کہ محتاجون کا پیٹ بھر دینا شرط ہے حالانکہ شکم سیر مین یہ حاصل نہین تو اسکا کھلانا بھی جائز نہین

باب اللعان

باب اللعان

یہ باب ہے لعان کا ہو لغۃ مصدر لاعن کقاتل من اللعن وہو الطرد والابعاد وسمی بہ لا بالغضب للعنہ نفسہ قبلہا والسبق من اسباب الترجیح لعان
باعتبار لغت کے مصدر ہے لاعن کا جو قاتل کے ہموزن ہے یعنی لعان باب مفاعلت کا مصدر ہے لعن سے مشتق ہے اور لعن عبارت ہے ہانکنے اور پھٹکارنے
اور دور ڈالنے سے یعنی رحمت الٰہی یا مراتب صالحین سے دور کرنا اور لعان مسمی بہ لعان ہوا نہ بغضب حالانکہ لعنت اور غضب دونون لعان مین مذکور
ہوتے ہین بسبب لعنت کرنے مرد کے اپنی ذات کو قبل عورت کے اور سبقت ترجیح کی اسباب سے ہے حکم لعان کا اول ہلال بن امیہ کے حق مین اترا حق تعالی فرماتا ہے
سورۂ نور مین کہ جو لوگ کہ اپنی ازواج کو زنا کا عیب لگاتے ہین اور کوئی گواہ نہ ہو سوا انکی ذات کے تو عیب لگانے والا اللہ کے نام کی چار گواہی دے کہ وہ شخص سچا ہے
اور پانچوین بار یون کہے کہ اللہ کی لعنت اسپر اگر وہ جھوٹا ہو اور عورت سے اسطرح ٹلتی ہے کہ وہ بھی چار بار اللہ کے نام کی گواہی دے کہ مقرر اسکا زوج جھوٹا ہے اور پانچوین
بار یون کہے کہ اللہ کا غضب اسپر یعنی عورت پر اگر مرد سچا ہو وشرعاً شہادات اربعۃ کشہود الزنا موکدات بالایمان اور لعان باعتبار اصطلاح شرع کے عبارت ہے چار
گواہیون سے مانند شہود زنا کے ایسی گواہیان جو موکد اور مستحکم ہون قسمون سے اسواسطے کہ لفظ اشہد کا مشاہدہ یقینی اور قسم پر مختوی ہے چنانچہ اسکو فقہا نے کتاب الشہادۃ مین مذکور
کیا ہے اور درر المنتقی مین کہا کہ کوئی ایسی گواہی نہین جو جانب مدعی سے متعدد ہو مگر لعان اور قسامت مین کذا فی حاشیۃ المدنی مقرونۃ شہادتہ باللعن وشہادتہا
بالغضب لانہن یکثرن اللعن فکان الغضب اردع لہن اور پانچوین گواہی مرد کی مقرون بہ لعنت ہے اور عورت کی پانچوین گواہی مقرون بہ غضب ہے عورت کو
لفظ غضب کا اسواسطے مخصوص ہوا کہ عورتین اپنی گفتگو مین اپنے اوپر اور غیر پر لعنت بہت کیا کرتی ہین اور قاعدہ ہے کہ جس چیز کی عادت ہوتی اس سے وحشت اور
خوف کم ہو جاتا ہے تو غضب کا لفظ انکے واسطے زیادہ ترزجر اور خوف کا باعث ہوگا قائمۃ شہاداتہ مقام حد القذف فی حقہ وشہاداتہا مقام حد الزنا فی حقہا
ای اذا تلاعنا سقط عنہ حد القذف وعنہا حد الزنا لان الاستشہاد باللہ مہلک کالحد بل اشد مرد کی گواہیان قائم مقام ہین حد قذف کے اسکے حق مین اور عورت
کی گواہیان قائم مقام حد زنا کے اسکے حق مین یعنی جبکہ دونون نے باہم لعنت کی تو مرد سے حد قذف کی یعنی تہمت زنا لگانے کی ساقط ہوگئی اور عورت
سے زنا کی حد ساقط ہوئی اسواسطے کہ جھوٹ مین خدا کو گواہ پکڑنا مہلک ہے مثل حد کے بلکہ حد سے بھی سخت تر ہے اسواسطے کہ صحیح حدیث مین ثابت ہے کہ جھوٹی قسم ملک کو اجاڑتی ہے بلکہ حد سے
بھی زیادہ سخت تر ہے اسواسطے کہ حد سے فقط دنیا مین تکلیف ہے اور جھوٹی قسم سے دنیا اور آخرت دونون مین تکلیف ہے وشرطہ قیام الزوجیۃ وکون النکاح
صحیحا لا فاسدا اور شرط لعان کی قیام زوجیت ہے اور نکاح کا صحیح ہونا نہ فاسد ہونا تو مطلقہ ثلاثہ اور مطلقہ بائنہ اور منکوحہ بنکاح فاسد کا قذف لعان کا موجب نہین
بسبب عدم زوجیت اور عدم صحت نکاح کے وسببہ قذف الرجل زوجتہ قذفا یوجب الحد فی الاجنبیۃ فحصت بذلک لا نہا ہی المقذوفۃ تقدم لہا شرط الاحصان او رسبب

[illegible] اپنی زوجہ کو ایسی تہمت کہ جسکی فی الحقیقت کو لیس نہ تھی [illegible] وجہ واجب ہوتی ہے [illegible]
[illegible] اور عورت منکوحہ تہمت سے عورت مخصوص ہجز اس کے مذکورہ میں سے ہوئی کہ تہمت لگی [illegible] شرط [illegible]
[illegible] ہو کہ اب بالمتبین واللعن اور دونوں کو کبھی اکٹھا نہ ہونا چاہیے جو کہ تفسیر این ہون وحکمہ حرمۃ الوطی والاستمتاع بعد التلاعن ولو قبل
التفریق بینہما کمرمۃ لقولہ علیہ السلام المتلاعنان لا یجتمعان ابدا اور لعان کا حکم حرمت وطی اور استمتاع ہے لعان کرنے کے بعد اگرچہ قبل تفریق زوجین کے جو پیشتر بعد
[illegible] اور [illegible] حرام ہو اگرچہ حاکم نے ہنوز حکم جدائی کا نہ دیا ہو اور حرمت [illegible] واقع ہوتا طلاق میں [illegible] تفریق کے [illegible]
[illegible] عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے المتلاعنان اذا تفرقا لا یجتمعان ابدا یعنی زوجہ اور زوج
لعان کرنے والے جب جدا ہوں تو مجتمع نہ ہوں حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا کہ اس حدیث کی سند میں کچھ مضائقہ نہیں ہے [illegible]
کے اور حضرت عمر اور علی اور عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے عبدالرزاق نے روایت کی کہ سنت جاری ہو کہ لعان کرنے والے باہم مجتمع نہ ہوں [illegible]
[illegible] لعان کی حقیقت پر [illegible] اتفاق نہیں [illegible] ہو سکتا اور اگر بعد لعان کے اپنی تکذیب کریں تو بعد طلاق بائن [illegible] ہوسکے امام اعظم
اور محمد کے نزدیک باہم نکاح درست ہو اور ابی یوسف اور امام شافعی کے نزدیک [illegible] کذا فی حاشیۃ العینی وا هلہ من هو اہل للشہادۃ علی المسلم او ر
اہل لعان کا وہ ہو جو مسلمان پر گواہی دینے کا اہل ہو یعنی حر مسلم بالغ عاقل تو غلام اور کافر اور دیوانہ لائق لعان کے نہیں فمن قذف بصریح الزنا فی
دار الاسلام زوجتہ الحیۃ بنکاح صحیح ولو فی عدۃ الرجعی العفیفۃ عن فعل الزنا وتہمتہ بان لم توطأ حراما ولو مرۃ بشبہۃ ولا بنکاح فاسد ولا لہا ولد بلا اب [illegible]
لگائے یا صریح زنا کا دار الاسلام میں اپنی زندہ زوجہ کو جو کہ منکوحہ ہو بنکاح صحیح اگرچہ طلاق رجعی کی عدت میں عیب لگایا ہو اپنی زوجہ کو جو پاک دامن ہو فعل زنا سے
اور تہمت زنا سے صفت زنا سے اس طرح پر کہ اس سے کسی نے حرام وطی نہ کی ہو ایک بار بھی بسبب شبہ جہالت کے اور نکاح فاسد سے اور تہمت زنا سے [illegible]
باپ کا نہ معلوم ہو [illegible] سے معلوم ہوا کہ کنایات زنا سے اور قذف فی دار الحرب سے اور قذف مردہ عورت سے اور قذف غیر عفیفہ وتہمت سے لعان ساقط ہو وتصلح للشہادۃ
علی المسلم فخرج نحو کافرۃ وصغیرۃ ومجنونۃ والفاسق لانہا من اہل الاداء وعورت زوجہ صلاحیت رکھتی ہو مرد مسلمان کی شہادت پر [illegible]
نکل گیا اور داخل ہو گیا اس قید میں اندھا اور مسلمان فاسق اس واسطے کہ دونوں لائق ہیں ادائے شہادت کے او نفی نسب الولد [illegible] لد
کی اپنے سے نفی کی ہو اور اپنے غیر سے یعنی یوں کہا ہو کہ یہ لڑکا زنا کا ہے میرا نہیں ہے اور نہ زوج سابق کا وطالبتہ او الولد المنفی بموجب قذف وہو حد
عند القاضی ولو بعد العفو او التقادم فان تقادم الزمان لا یبطل الحق نحو قذف وقصاص وحقوق عباد جو بیرہ اور مطالبہ کیا ہو زوجہ نے زوج کا یا
مطالبہ کیا ہو اس سے ولد منفی النسب نے اسکا جو قذف سے واجب ہوتا ہے یعنی عورت یا مرد نے قاضی کے پاس حد قذف کا مطالبہ کیا ہو اگرچہ مطالبہ بعد
عفو اور گذرنے مدت مدید کے ہو اس واسطے کہ حد قذف حق اللہ ہے تو عورت کے عفو سے عفو نہیں ہوتا اور مدت کا گذر جانا بھی مثل [illegible] زیادہ
مدت گذر جانا حق کو باطل نہیں کرتا قذف اور قصاص اور حقوق عباد میں کذا فی الجوہرۃ لعان میں مطالبہ اس واسطے شرط ہوا کہ اگر عورت مطالبہ نہ کریگی تو
لعان ساقط ہو اس واسطے کہ لعان حق ہے عورت کا تاکہ اپنی ذات سے رفع عار کرے والافضل لہا الستر وللحاکم ان یامرہا بہ اور بہتر ہے عورت کو پردہ پوشی اور حاکم کو
چاہیے کہ عورت کو پردہ پوشی کا حکم کرے یعنی عورت کو پردہ پوشی مناسب ہے تاکہ بدکاری مشہور نہ ہو لاعن خبر ہو ای ان اقر بقذفہ او ثبت قذفہ بالبینۃ فان ابا کرہ
لانہ ما لم یستحلف وسنذکر اللعان لفظ لاعن کا خبر ہے من قذف کی یعنی جو اپنی زوجہ کو بشرائط مذکورہ عیب لگادے وہ لعان کرے اگر اپنی قذف کا مقر ہو
یا اسکا قذف گواہی سے ثابت ہو گیا ہو پھر اگر مرد بعد قذف کے منکر ہو گیا ہو اور عورت کے پاس گواہ نہوں تو مرد سے قسم نہ لیجائیگی اور یہ بیان قریب ہو گا چنانچہ
کتاب الدعوی میں آویگا فان ابی حبس حتی یلاعن او یکذب نفسہ فیحد للقذف سو اگر زوج لعان سے انکار کرے تو قید کیا جاوے یہاں تک کہ لعان کرے یا اپنی

ذات کو جھٹلاوے پھر جب اپنی دروغگوئی کو ظاہر کرے تو اسکو حد قذف کی ماری جاوے یعنی اسّی کوڑے فان لاعن لاعنت بعدہ لانہ المدعی فلو بدأ
بلعانہا عادت فلو فرق قبل الاعادۃ صح لحصول المقصود سو اگر زوج لعان کرے تو زوجہ اسکے بعد لعان کرے اسواسطے کہ زوج مدعی ہے تو اسکی تقدیم چاہیے
پھر اگر قاضی پہلے عورت سے لعان کرا دے تو بعد لعان زوج کے عورت دوبارہ لعان کرے تا کہ ترکیب مشروع متحقق ہو سو اگر قاضی تفریق کر دے
دونون مین قبل اعادہ عورت کے تو صحیح ہے بسبب حصول مقصود کے یعنی تلاعن مقصود تھا سو حاصل ہو چکا کذا فی الاختیار والاحبست حتی تلاعن او
تصدقہ فیندفع بہ اللعان اور اگر عورت بعد لعان مرد کے لعان سے انکار کرے تو قید کیجاوے یہانتک کہ لعان کرے یا زوج کی تصدیق کرے پھر جب زوج کی تصدیق
کریگی تو اس تصدیق کے سبب سے زوجہ سے لعان کرنا دفع ہوگا ولا تحد وان صدقتہ اربعا لانہ لیس باقرار قصدا اور عورت پر حد زنا نہ ماری جاویگی اگرچہ مرد کی چار بار
تصدیق کرے اسواسطے کہ تصدیق اقرار زنا نہین قصدا بلکہ مقصود عورت کا تصدیق مرد سے یہ ہے کہ اسکو لعان نہ کرنا پڑے ولا ینتفی النسب لانہ حق الولد فلا
یصدقان فی ابطالہ اور جبکہ مرد نے قذف بنفی ولد کیا اور عورت نے مرد کی تصدیق کی تو نسب ولد کی نفی نہ ہوگی اسواسطے کہ نسب حق ہے لڑکے کا تو زوجین
کی تصدیق نہوگی اُسکے ابطال حق مین تو لڑکا زوجین ہی کا ٹھہریگا ولو امتنعا حبسا وحملہ فی البحر علی ما اذا لم تعف المرأۃ اور اگر بعد نالش کے زوجین نے
لعان سے انکار کیا تو دونون قید کیے جاوینگے اور محمول کیا ہے حبس زوجین کو بحر الرائق مین اس حالت پر کہ عورت نے قذف کو معاف نہ کر دیا ہو تو بعد معافی
کے دونون محبوس نہونگے لیکن عورت کو حق مطالبہ ثابت رہیگا چنانچہ مذکور ہو چکا واستشکل فی النہر حبسہما بعد امتناعہ لعدم وجوبہ علیہا حینئذ اور مشکل جانا ہے نہر الفائق مین
حبس عورت کو بعد امتناع زوج کے بسبب نہ واجب ہونے لعان کے عورت پر اسوقت مین یعنی جب زوج لعان سے باز رہا تو زوجہ پر لعان ہی واجب نہین تو اسوقت
مین اسکی حبس کی کیا وجہ خلاصہ اشکال نہر الفائق کا یہ ہے کہ یہ جو بحر الرائق وغیرہ مین مذکور ہے کہ زوجین امتناع لعان سے محبوس ہونگے اسمین حبس زوجہ کی کیا وجہ
اسواسطے کہ بدون لعان زوج کے زوجہ پر لعان واجب نہین شیخ محشی رحمتی نے اس اشکال کا یون جواب دیا کہ امتناع زوجین سے یہ مراد نہین کہ دونون نے آن واحد
مین امتناع کیا تا دونون کا حبس ساتھ ہی لازم آوے اور اشکال مذکور وارد ہو بلکہ مراد یہ ہے کہ اگر ہر واحد عند الطلب لعان نہ کریگا تو محبوس ہوگا اور طلب لعان زوج سے
بعد قذف کے ہے اور زوجہ سے بعد لعان زوج کے واذا لم یصلح الزوج شاہدا لرقہ او کفرہ وکان اہلا للقذف ای بالغا عاقلا ناطقا حد الاصل ان اللعان انما یقع
لیتنے من جہتہ فلو القذف صحیحا حد والا فلا حد ولا لعان اور جبکہ زوج لیاقت نہ رکھتا ہو شاہد ہونے کی بسبب مملوکیت اور کفر کے اور ہو اہل قذف کا یعنی بالغ اور عاقل
اور بولتا ہو تو اسپر قذف کی حد ماری جاویگی اور اصل اسکی یہ ہے کہ جب لعان ساقط ہو مرد کیطرف سے کسی علت سے تو اگر قذف صحیح ہے یعنی شروط قذف کی جامع ہے تو مرد پر حد
ماری جاویگی اور اگر قذف کی شروط حاصل نہین چنانچہ زوج صغیر ہے یا دیوانہ ہے یا گونگا ہے تو حد ہے نہ لعان وان صلح شاہدا والحال انہا لم تصلح ومن لا یحد

قاذفہا فلا حد علیہ کما لو قذفہا اجنبی ولا لعان لانہ خلفہ لکنہ یعزر حسما لہذا الباب وہذا التصریح بما فہم اور اگر زوج لیاقت شاہد ہونے کی رکھتا ہو اور
حالانکہ زوجہ لائق گواہی کے نہین یعنی صغیرہ ہے یا دیوانی ہے یا عیب لگانے کی لائق کھاچکی ہے اور ایسی زوجہ نہین جسکے عیب لگانے سے قاذف پر حد ماریجاوے
یعنی عفیفہ نہین زانیہ ہے تو ایسی عورت کے عیب لگانے سے زوج پر حد نہین چنانچہ اگر اجنبی آدمی ایسی عورت کو عیب لگاویگا تو اسپر بھی حد نہین اور زوج پر جیسا حد
نہین ویسی لعان بھی نہین اسواسطے کہ لعان قائم مقام حد کے ہے پس جب حد نہین تو اسکا قائم مقام بھی نہین لیکن زوج کو تعزیر دیجاویگی واسطے سد باب کے
یعنی تعزیر اسواسطے ہے تا کہ گالی دینا اور عیب لگانا موقوف ہو جاوے شارح کہتا ہے یہ قول مصنف کا یعنی عدم حد اور لعان تصریح ہے اسکی جو اسکے قول سابق سے مفہوم
ہو چکا تھا یعنی من قذف زوجتہ العفیفۃ ویعتبر الاحصان عند القذف فلو قذفہا وہی امۃ او کافرۃ ثم اسلمت او عتقت فلا حد ولا لعان یعنی اور معتبر ہے محصنہ
ہونا زوجہ کا نزدیک قذف کے تو اگر قذف کیا زوج نے زوجہ کا اور حالانکہ وہ لونڈی یا کافرہ تھی پھر کافرہ مسلمان ہوگئی اور لونڈی آزاد ہوئی تو زوج پر نہ حد ہے
نہ لعان لما ذکرہ الزیلعی اسواسطے کہ لونڈی اور کافرہ کی قذف سے نہ حد ہے نہ لعان اور بعد مسلمان اور آزاد ہونیکے زوج سے قذف صادر نہین ہوا کہ حد ہو یا لعان ویسقط اللعان

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اور [illegible] لعان [illegible]

اور اگر [illegible] منسوب ہو زنا کے [illegible]

[illegible] بخلاف زنیت [illegible] لہذا [illegible]

اقتضاء [illegible] کہ تو نے زنا کیا [illegible]

کی [illegible] لعان کرینگے [illegible] بلکہ فی فتح القدیر [illegible]

ولادت [illegible] ذکر [illegible] تو فقط الفاظ زنیت [illegible] لعان کا کذا فی حاشیۃ المدنی [illegible]

لتعلق الغضب الشرعی [illegible] لعان کی [illegible] قرآن اور حدیث [illegible] کرکے بعد اول

زوج [illegible] لعان [illegible] کہ قسم اللہ کے نام پر گواہی دیتا ہوں کہ میں سچا ہوں اسکی طرف زنا کی نسبت کرنے میں [illegible] کہ خدا کی لعنت

اسپر اگر وہ جھوٹا ہو اسکی طرف زنا کی نسبت میں اور ہر بار عورت کیطرف اشارہ کرتا جاوے پھر عورت چار بار کہے کہ میں قسم اللہ کے نام کی گواہی دیتی ہوں کہ [illegible] میری طرف

زنا کی نسبت کرنے میں [illegible] پانچویں بار یوں کہے کہ اللہ کا غضب اسپر یعنی عورت پر اگر مرد سچا ہو عورت کیطرف زنا کی نسبت کرنے میں [illegible] چاہیئے کہ

لعنت [illegible] لعنت کا لفظ [illegible] ہرگز جائز نہیں [illegible]

[illegible] کذا فی حاشیۃ المدنی فان التعنا ولو اکثرہ بانت بتفریق الحاکم فیتوارثان قبل تفریقہ الذی تبع اللعان

[illegible] پھر اگر لعان کیا دونوں نے اگرچہ چار بار نہیں بلکہ اکثر یعنی تین بار لعان کیا تو عورت بائن ہوگی یعنی نکل

جاویگی [illegible] بدون تفریق حاکم کے جدائی نہوگی لہذا دونوں باہم وارث ہونگے قبل تفریق [illegible] بعد لعان

واقع [illegible] اگرچہ دونوں جدائی سے راضی ہوں [illegible] حدیث میں ثابت ہو چکا ہو کہ لعان [illegible] کذا ذکرہ الشمنی

ولو زال [illegible] اہلیت اللعان [illegible] فرق [illegible] اگر بعد لعان قبل تفریق کے اہلیت لعان کی [illegible] ہوگئی تو اگر زوال اہلیت کا ایسی چیز سے

ہوا ہو کہ [illegible] حاکم دونوں کو جدا کر دے [illegible] اہلیت کا [illegible] اپنے تکذیب کی [illegible] دونوں

میں [illegible] قذف کی حد [illegible] کوئی گونگا ہو گیا تو ان صورتوں [illegible]

دونوں میں تفریق [illegible] کذا فی البحر الرائق [illegible] بالتفریق [illegible]

[illegible] اور اگر دونوں نے لعان کیا پھر [illegible] تفریق کے [illegible] تفریق کا کردے کذا فی

الشامی [illegible] حکم تفریق کے [illegible]

درست نہیں اور یہ تقریر صاحب نہر الفائق کی ہے کذا فی حاشیۃ المدنی فلو لم یفرق الحاکم حتی عزل او مات استقبله الحاکم الثانی خلافا لمحمد پھر اگر بعد لعان کے حاکم نے تفریق نہ کی یہانتک کہ حاکم معزول ہو گیا یا مر گیا تو دوسرا حاکم اپنے روبرو دوسری بار لعان کرادے اور تفریق کرے یعنی حاکم ثانی کو اعادہ لعان کا بعد تفریق کرنا جائز نہیں بخلاف امام محمد کے کہ اُنکے نزدیک اعادہ لعان شرط نہیں تو بدون اعادہ بھی تفریق جائز ہے کذا فی الاختیار ولو اخطأ الحاکم ففرق بینهما بعد وجود الاکثر من کل منهما صح ولو بعد الاقل ای مرة او مرتین لا اور اگر چوک گیا حاکم سو اُسنے تفریق کر دی دونوں میں بعد وجود اکثر لعان کے ہر ایک سے یعنی تین تین لعان کے بعد حاکم نے تفریق کر دی تو صحیح ہے اسواسطے کہ اکثر بجائے کل ہے اور اگر حاکم چوک گیا اور بعد کمتر لعان کے یعنی ایکبار یا دو بار کے بعد تفریق اُسنے کر دی تو یہ تفریق صحیح نہیں اسواسطے کہ اقل کالعدم ہے ولو فرق بعد لعانه قبل لعانها نفذ لانه مجتهد فیه تاتارخانیة وقیده فی البحر بغیر القاضی الحنفی اما هو فلا ینفذ اور اگر تفریق کر دی حاکم نے بعد لعان زوج کے قبل لعان زوجہ کے تو یہ تفریق نافذ ہوگی کذا فی التاتارخانیۃ اسواسطے کہ اس مقام میں اختلاف مجتہدین ہے لیکنے ہے جیسے امام اعظم کے مذہب میں تفریق قبل لعان زوجہ کے جائز نہیں لیکن امام شافعی کے نزدیک جائز ہے کذا فی النہر الفائق اور بحر الرائق کے اندر یہ قید لگائی ہے غیر قاضی حنفی کی یعنی اگر حنفی مذہب کے سوا قاضی شافعی مذہب قبل لعان زوجہ کے تفریق کا حکم کریگا تو یہ تفریق نافذ ہوگی خواہ زوجین حنفی ہوں یا شافعی اور اگر حنفی مذہب قاضی ایسی تفریق کریگا تو نافذ نہو گی اسواسطے کہ مقلد قاضی کا حکم اپنے امام کے مخالف نافذ نہیں ثم حرم وطیها بعد اللعان قبل التفریق لا مر اما النفقة العدة اور حرام ہے وطی زوجہ کی بعد لعان قبل تفریق حاکم کے بموجب اُس حدیث کے جو مذکور ہو گئی یعنی متلاعنین میں اجتماع نہیں اور نفقہ عورت کی عدت کا مرد پر لازم ہے بسبب وجوب عدت کے وان قذف الزوج بولد حی نفی الحاکم نسبه عن ابیه والحقه بامه بشرط صحة النکاح وکون العلوق فی حال یجری فیه اللعان حتی لو علق وهی امة او کتابیة فعتقت او اسلمت لا ینتفی لعدم التلاعن اور اگر عیب لگایا زوج نے اپنی زوجہ کو زندہ ولد کی نفی کرکے تو حاکم ولد کے نسب کو اُسکے باپ سے نفی کرے اور اُسکی ماں سے اُسکو ملاوے بشرط صحت نکاح کے اور ہونے علوق ولد کے اس حال میں جسمیں لعان جاری ہو سکتا ہے یہانتک کہ اگر نطفہ ولد کا ٹھہرا جبکہ زوجہ لونڈی یا کتابیہ تھی پھر وہ آزاد ہو گئی یا مسلمان ہو گئی تو اس صورت میں ولد کی نفی نہو گی بسبب عدم تلاعن کے کیونکہ صحت نکاح اور حریت اور اسلام لعان کی شرطیں ہیں نہ نفی ولد کی تو نکاح فاسد میں نفی ولد سے لعان نہوگا اور نسب کی بھی نفی نہو گی کذا فی حاشیۃ المدنی نا قلا عن النہر والبحر وباقی شروط النفی فستاتی مبسوطة مذکورة فی البدائع وسیجیء اور نفی ولد کی شرطیں تو چھ ہیں بتفصیل مذکور ہیں بدائع میں اور کچھ شرطیں نفی ولد کی آگے باب میں عنقریب آوینگی ہم شروط مذکورہ کا ذکر بالاجمال یہ ہے پہلی شرط تفریق حاکم دوسری قرب ولادت تیسری عدم اقرار نسب صراحۃً یا دلالۃً چوتھی حیات لڑکے کی چنانچہ مسئلہ سابقہ میں اسکی تصریح ہو چکی پانچویں یہ کہ بعد تفریق کے اسی حمل میں دوسرا لڑکا نہ جنی ہو چھٹی یہ کہ ثبوت نسب کا کسی وجہ سے شرعاً حکم ہو گیا ہو کذا فی حاشیۃ المدنی فان اکذب نفسه ولو دلالة بان مات الولد المنفی عن مال فادعی نسبه حد القذف پھر اگر زوج نے اپنی تکذیب کی بعد لعان کے اگرچہ صراحۃً تکذیب کی یا دلالۃً کی اسطرح کہ جس ولد کی نفی کر چکا تھا سو مال چھوڑ کر مر گیا سو اُسکے نسب کا اُسنے دعویٰ کیا تو اُسکو حد قذف کی ماری جاویگی وله ان ینکحها حدا ولا اور جائز ہے زوج ملاعن کو بعد اپنی تکذیب کے یہ کہ نکاح کر لے اُس عورت سے کہ حد قذف کی اُسکو ماری گئی ہو یا نہ ماری گئی ہو اسواسطے کہ بعد تکذیب کے لعان باقی نہیں تو جو حرمت کہ بسبب لعان کے طاری ہوئی تھی سو زائل ہو گئی وکذا ان قذف غیرها فحد او صدقته او زنت فحدت لزوال العفة والحاصل ان له تزوجها اذا خرجا او احدهما عن اهلیة اللعان اور اسیطرح نکاح کر لینا جائز ہے اگر زوج نے عیب لگایا اپنی زوجہ کے سوا کسی عورت کو پھر اُسپر حد قذف کی ماری گئی یا عورت نے قذف زوج کی تصدیق کی یا زنا کیا اگرچہ اُسپر حد زنا نہ ہوئی ہو یہ نکاح جائز ہوگا بسبب زوال عفت کے خلاصہ یہ ہے کہ زوج کو اپنی زوجہ سے نکاح کر لینا بعد لعان کے جائز ہے جبکہ دونوں یا ایک اہلیت لعان کی نکل جاوے ولا لعان لو کانا اخرسین او احدهما وکذا لو طرأ ذلک بعده ای اللعان قبل التفریق فلا تفریق ولا حد لدرئه بالشبهة مع فقد الرکن وهو لفظة شهدت ولا الا بالکتابة اور لعان نہیں اگر زوجین گونگے ہوں یا ایک اُنمیں سے

[illegible]

[illegible] شکل ہے [illegible]

[illegible] قول [illegible]

[illegible]

[illegible] بسبب [illegible] نفی [illegible]

[illegible] گذارد [illegible]

[illegible] زیب [illegible]

[illegible] حال [illegible] نسبت [illegible]

[illegible] بزم [illegible] اگر حمل [illegible] قبول [illegible]

[illegible] غیرمستحق [illegible] سوال [illegible]

[illegible] عبد اللہ بن عباس [illegible] ہلال بن امیہ نے اپنی حاملہ زوجہ سے لعان کیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں میں تفریق کردی

اور حکم دیا کہ بچہ [illegible] ہلال بن امیہ کا بیٹا کوئی نہ کہے پھر جب حضرت نے نفی حمل کی کردی پھر کیا وجہ کہ حاکم نہ کرے [illegible]

[illegible] رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہلال کے ولد کا سبب ظاہر وحی کے تھا یعنی حضرت کو وحی [illegible]

[illegible] پیدا ہوا تب [illegible] علم ہوا نفی الولد [illegible]

[illegible] حال ولادت [illegible] ولد کی نفی نسب کی مبارکبادی دینے کے وقت [illegible] مبارکبادی [illegible]

[illegible] ولادت [illegible] خرید کرنے سامان ولادت کے نفی کی تو نفی صحیح ہے اور بعد اسکے نفی کرنا صحیح نہیں بسبب [illegible] اقرار [illegible]

[illegible] باعتبار دلالت حال کے یعنی سات دن تک نفی نہ کرنا دلالت کرتا ہے کہ وہ نسب [illegible] نفی کرنا [illegible]

[illegible] حالت ولادت کے یعنی جیسے عورت کے جننے سے سات دن تک نفی صحیح [illegible]

تک نفی صحیح ہے [illegible] امام [illegible] نزدیک بقدر مدت نفاس یعنی چالیس دن تک نفی صحیح ہے کذا فی الہدایہ والاصح [illegible]

[illegible] اللعان ینفی الولد [illegible] نسب [illegible] لیس علی الاطلاق اور لعان کرے دونوں نفی کی صورتوں میں [illegible] نفی صحیح [illegible]

[illegible] جاتے قذف کے دونوں صورتوں میں تو حالت عدم صحت نفی میں لعان تو بسبب نفی [illegible]

[illegible] قول جو سابق [illegible] کہ قذف ولد سے حاکم اسکا نسب نفی کردے سواے اطلاق [illegible] نفی [illegible]

نفی کے صحیح ہے تب قذف [illegible] حاکم نفی نسب کی کرے نہ مطلقا نفی اول التوامین واقر بالثانی [illegible] نفی کی اول [illegible]

نسب کی [illegible] دوسرے توام کا تو اسکو حد قذف [illegible] تکذیب کی نے اپنی ذات کے [illegible] ولادت [illegible]

[illegible] کی نفی کی ہو اور ثانی کا اقرار کیا تو اسکی تکذیب نفس لازم آئی [illegible] دونوں ایک ہی [illegible] پیدا ہوئے [illegible]

[illegible] کی [illegible] اقرار [illegible] کی نفی [illegible] شارح نے [illegible] عدم رجوع کی قید [illegible]

[illegible] نے کہا کہ قید شارح کی [illegible] کے اقرار سے [illegible] تکذیب نفس لازم [illegible]

سب رجوع کرنا اسکا اس قول سے مسقط حد نہین اور اسیواسطے بحر الرائق اور نہر الفائق اور درر اور منح الغفار اور شرح ملتقی مین اس قید کو ذکر نہین کیا شاید کہ یہ لفظ کاتب کے اغلاط سے ہو انتہی کلامہ کذا فی حاشیۃ المدنی وان عکس لاعن ان لم یرجع لقذفہ نانیا اور اگر سابق کے برعکس کیا یعنی اول توام کے نسب کا اقرار کیا اور ثانی کی نفی کی تو لعان کرے بشرطیکہ اپنے قول سے یعنی نفی ثانی سے نہ پھرے لعان لازم ہوگا بسبب قذف عورت کے ثانی کی نفی سے یعنی جب اول کا اقرار کیا تو عورت کی عفت کا قائل ہوا پھر جب ثانی کی نفی کی تو قذف عفیفہ لازم آیا لہذا لعان واجب ہوگا والنسب ثابت فیہما لانہما من ماء واحد اور نسب دونون لڑکونکا دونون صورتون مین ثابت ہو اسواسطے کہ دو تون ایک ہی نطفہ سے پیدا ہوئے ایک کا اقرار اور دوسرے کی نفی ممکن نہین ولو جاءت بثلثۃ فی بطن واحد فنفی الثانی واقر بالاول والثالث لاعن وہم بنوہ اور اگر عورت تین لڑکے جنی ایک پیٹ سے سو مرد نے ولد ثانی کی نفی کی اور اول اور ثالث لڑکے نسب کا اقرار کیا تو لعان کرے بسبب قذف عورت کے نفی ولد سے اور وہ تینون لڑکے بیٹے ہین مرد کے بحر الرائق مین نوادر سے بروایت فتح القدیر بیان لعان ہی کو ثابت کیا ہو اور نہر الفائق مین جو کہا ہو کہ یہ حسن ہو سو لائق اعتماد کے نہین کیونکہ قول مذہب کے مخالف ہو کذا فی حاشیۃ المدنی ولو نفی الاول والثالث واقر بالثانی یحد وہم بنوہ لکون احدہم ضمنی اور اگر ولد اول اور ثالث کی نفی کی اور ولد ثانی کے نسب کا اقرار کیا تو اسپر حد مار یجاوے بسبب تکذیب اپنے نفس کے اور وہ لڑکے اسکے بیٹے ہین مانند مرجانے ایک لڑکے کے کذا ذکرہ الشمنی یعنی اگر بعد نفی قبل لعان کے کوئی لڑکا مر جاوے تو اسکا نسب نفی نہین ہو سکتا اسواسطے کہ نفی مین حیات شرط ہو پھر جب ایک کا نسب ثابت ہوا تو باقی کا بھی ثابت ہوگا مات ولد اللعان ولہ ولد فادعاہ الملاعن ان ولد اللعان ذکرا ثبت نسبہ اجماعا وان کان انثی لا لاستغنائہ بنسب ابیہ خلافا لہما ابن ملک مرگیا ولد لعان کا اور اسکا ایک ولد ہو لڑکی ہو یا لڑکا پھر ملاعن نے بعد نفی کے پیدا ہونے اول ولد لعان کے نسب کا دعوی کیا تو اگر ولد لعان کا مرد تھا تو اسکا نسب ملاعن سے ثابت ہوگا باتفاق امام اور صاحبین کے اسواسطے کہ ہر چند میت نسب سے مستغنی ہو لیکن اسکا لڑکا البتہ محتاج ہو نسب کا تو دعوی ملاعن کا صحیح ہوگا واسطے اثبات نسب لڑکے میت کے اور اگر ولد لعان عورت تھی تو اسکا نسب ملاعن سے نہ ثابت ہوگا واسطے مستغنی ہونے ولد البنت کے بسبب اپنے باپ کے نسب کے یعنی ہر چند ماں اسکی تابع الاب نہین لیکن اسکا باپ ثابت النسب ہو تو اسکی ماں کے واسطے اثبات نسب کی کچھ حاجت نہین اسواسطے کہ اعتبار نسب کا باپ ہی سے ہو نہ ماں سے بخلاف مذہب صاحبین کے کہ انکے نزدیک اس صورت مین بھی ملاعن سے نسب ثابت ہوگا کذا ذکرہ ابن ملک فی فروع مسائل المتفرقۃ من الاقرار بالولد الذی لیس منہ حرام کالسکوت لاستلحاق نسب من لیس منہ بحر اقرار کرنا اس لڑکے کے نسب کا جو اسکے نطفہ سے نہین حرام ہو مانند سکوت کے یعنی جب معلوم ہو کہ یہ لڑکا میرے نطفہ سے نہین تو اسکو اپنا بیٹا کہنا یا یہانتک سکوت کرنا کہ لوگ اسکو اسکا بیٹا کہنے لگین تو یہ اقرار اور سکوت حرام ہو واسطے ملا دینے نسب اس شخص کے جو اسکے نطفہ سے نہین کذا فی البحر الرائق یعنی نسب کا خلط ملط جائز نہین تو جو اپنے نطفہ سے نہو اسکی صاف نفی کردے تاکہ خلط نسب نہ ہو جاوے مترجم سنن ابی داؤد مین ابو ہریرہ سے حدیث مروی ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت ایک قوم مین اسکو ملاویگی جو اس قوم سے نہیں یعنی ولد زنا کو اپنے زوج کا بیٹا ظاہر کریگی اسکو خدا بہشت مین نہ داخل کریگا اور جو مرد کہ اپنے بیٹے کو نفی کریگا خدا اسکو اولین و آخرین مین فضیحت کریگا وفیہ متی سقط اللعان بوجہ ما او ثبت النسب بالاقرار او بطریق الحکم لم ینتف نسبہ ابدا اور بحر الرائق مین ہو کہ جب لعان ساقط ہو کسی وجہ سے یا ثابت ہو چکا ہو نسب ایکبار کے اقرار سے یا نسب ثابت ہو چکا بطریق حکم قاضی کے تو ان مسائل مین اسکا نسب کبھی نفی نہین ہو سکتا فلو نفاہ ولم یلاعن حتی قذفہا اجنبی بالولد فحد فقد ثبت نسب الولد ولا ینتفی بعد ذلک سو اگر زوج نے ولد زوجہ کی نفی کی اور ہنوز لعان نہین کیا یہانتک کہ اجنبی شخص نے زوجہ کے لڑکے کو عیب لگایا یعنی یون کہا کہ یہ لڑکا اسکے زوج کا نہین سو اجنبی پر بسبب اس قذف کے حد ماری گئی تو البتہ نسب لڑکا عورت کے زوج سے ثابت ہوگیا شرعا تو اب بعد حکم قاضی کے اجنبی کی حد پر اس لڑکے کا نسب نفی نہین ہو سکتا اسواسطے کہ حکم حد سے الحاق نسب ضمنا ثابت ہو گیا م یہ مسئلہ قول سابق پر متفرع ہو نفی نسب التوامین

ثم مات احدہما عن توام وام واخ لام فالارث اثلاثا فرضا ورد الام اسدس للاخوین الثلث والباقی یرد علیہم علم ان نفیہما یخرجہ عن کونہ عصبت اور

[illegible] عورت [illegible] مرگیا ہے تو [illegible]

[illegible] ثابت ہوتا [illegible] کا [illegible]

[illegible] کی [illegible] ہوا [illegible]

[illegible] نہیں ہوسکتا [illegible]

والدی کا [illegible] واللہ اعلم [illegible]

[illegible] صاحب بحرالرائق [illegible] نسب کی [illegible] الذی [illegible]

[illegible] ثابت نہیں [illegible] ولدیت ثابت نہیں [illegible] میراث [illegible] ایک [illegible]

[illegible] ماں پر واجب ہو [illegible] اور نفقہ کے سوا باقی سب [illegible]

ثابت [illegible] نسب کو [illegible] ثابت النسب میں صحیح [illegible]

تصدیق [illegible] منقول ہو کہ والد [illegible] ثابت النسب [illegible]

[illegible] گواہی [illegible] ملاعن کو جائز نہیں اور نہ ملاعن کو زکوۃ دینا [illegible]

[illegible] کسی اجنبی انسان [illegible] نسب [illegible] صحیح نہیں باوجود تصدیق [illegible] احکام میں [illegible]

[illegible] لعان [illegible] شارح کہتا ہے [illegible] لعان کا [illegible] صحیح نہیں [illegible]

[illegible] کسی مردے کا [illegible] ہوسکتا ہو یا [illegible] کیا ہو [illegible]

[illegible] کیا [illegible] ثقات [illegible] کتب معتبرہ کے مخالف ہو [illegible]

باب العنین وغیرہ

یہ باب عنین یعنی نامرد وغیرہ کے احکام میں ہے غیر عنین میں خصی اور مشکوک اور خنثی مشکل و مجبوب و شیخ کبیر و [illegible] داخل ہیں انکا ہم ذکر لکھتے ہیں:

عورت کے [illegible] آلہ تناسل کو [illegible] جماع کرے کذا فی حاشیۃ المدنی [illegible] لا یقدر علی الجماع فعیل بمعنی مفعول [illegible]

لغت میں عنین بوزن سکین [illegible] کہتے ہیں جو مطلق جماع کرنے پر قادر نہو عنین بروزن فعیل بمعنی مفعول یعنی محبوس و ممنوع جماع سے [illegible] اسکی

[illegible] لا یقدر علی جماع فرج زوجتہ یعنی لمانع منہ ککبر سن او سحر [illegible] لہا لما لا مانع منہا [illegible] اور اصطلاح شرع میں عنین اسکو

کہتے ہیں جو اپنی زوجہ کے جماع فرج پر قادر نہو تو جو شخص وطی فرج پر قادر نہو اور وطی دبر پر قادر ہو وہ بھی عنین ہو یعنی عدم قدرت بسبب [illegible] کے

ہو جیسا کہ نہایت بڑھاپا یا جادو اسواسطے کہ جس عورت کی شرمگاہ بسبب زیادتی گوشت کے بند ہو اسکو اختیار تفریق کا نہیں ہو اسلئے کہ اس صورت میں

نقصان عورت کی طرف سے ہے نہ مرد کی طرف سے کذا فی الخانیۃ اذا وجدت المرأۃ زوجہا مجبوبا او مقطوع الذکر فقط او صغیرہ جدا کالزر ولو قصیرا

یمکنہ ادخالہ داخل الفرج فلیس لہا الفرقۃ [illegible] اگر عورت اپنے زوج کو مجبوب یعنی مقطوع الذکر والخصیتین یا فقط مقطوع الذکر پاوے

یا ذکر کے آلہ تناسل کو نہایت صغیر پایا جیسے [illegible] کی گھنڈی اور اگر آلہ تناسل ایسا چھوٹا ہو کہ اسکو اندرونی فرج میں نہ داخل کر سکے تو عورت

کو جدائی کا اختیار نہیں کذا فی البحر الرائق اور اسمیں بحث و گفتگو ہے [illegible] کوتاہی کے ادخال پر قادر نہو تو وہ شخص مقطوع الذکر کے

برابر ہو گیا [illegible] جبکہ عورت کو [illegible] کا اختیار ہو کذا فی شرح الوہبانیہ اور اسمیں اسی اعتراض کی صاحب بحرالرائق سے [illegible]

عدم خیار کے محیط ہے کذا فی حاشیۃ المدنی وفیہ المجبوب کالعنین الا فی المسئلتین التاجیل ومجیئ الولد اور بحر الرائق مین ہے کہ مجبوب مانند عنین کے ہے
مگر دو مسئلون مین ایک تاجیل مین یعنے عنین کی فرقت مین مدت ہے اور مجبوب مین مدت نہین اور دوسرا لڑکا ہونے مین یعنی مجبوب کی زوجہ کے
اگر لڑکا پیدا ہو دو برس تک بعد تفریق کے تو اسکا نسب مجبوب سے ثابت ہوگا اور تفریق باطل نہوگی اور عنین مین تفریق باطل ہوجاویگی اور
بحر الرائق مین یہ بھی مذکور ہے کہ تفریق مجبوب مین بلوغ شرط نہین بخلاف عنین کے اور تفریق مجبوب مین صحت مجبوب شرط نہین بخلاف عنین کے
کذا فی حاشیۃ المدنی فرق الحاکم بطلبہا لو حرۃ بالغۃ غیر رتقاء او قرناء او غیر عالمۃ بحالہ قبل النکاح وغیر راضیۃ بہ بعدہ اور اگر زوج مجبوب ہو تو جدائی
کرادے حاکم عورت کی درخواست سے اگر عورت حرہ بالغہ ہو بشرطیکہ اسکی شرمگاہ مین گوشت زائد اور ہڈی مانع جماع نہو اور قبل نکاح کے
زوج کا حال بھی نہ جانتی ہو یا بعد نکاح کے اس حال پر راضی نہوگئی ہو اور اگر عورت مجبوب کی لونڈی ہو تو فرقت کا اختیار اسکو نہین بلکہ اسکے
مالک کو ہے اور اگر صغیرہ ہے تو تابلوغ تفریق نہ ہوگی کہ شاید وہ راضی ہو جاوے اور اگر اسکی شرمگاہ مین گوشت زائد یا ہڈی ہو تو نقصان عورت کی
طرف سے ہے تو اسکا طلب فرقت مین حق نہین اور اگر جان کر راضی ہوئی تو بھی اسکو طلب فرقت مین اختیار نہین بینہما فی الحال ولو المجبوب
صغیرا لعدم فائدۃ التاخیر مجبوب اور اسکی زوجہ مین حاکم بعد درخواست عورت کے فوراً جدائی کرادے اگرچہ مجبوب نابالغ صغیر ہو بسبب نہونے فائدہ
تاخیر کے فلو جب بعد وصولہ الیہا مرۃ او صار عنینا بعدہ ای الوصول لا یفرق لحصول حقہا بالوطی مرۃ سو اگر ایکبار عورت سے جماع
کرنے کے بعد اسکے آلات تناسل کاٹے گئے یا کہ زوج عنین ہوگیا عورت سے ایکبار جماع کرنے کے بعد تو دونون صورت مین تفریق نہ کیجاویگی
بسبب حاصل ہو جانے عورت کے حق کے ایکبار جماع کرنے سے زیادہ جماع کرنے کا استحقاق دیانۃً ثابت ہے نہ قضاءً کذا فی البحر الرائق ناقلا عن
جامع قاضی خان اور اگر باوجود قدرت جماع کے شرارت سے ترک کریگا تو گنہگار ہوگا اور لونڈی کی ترک وطی مین کچھ گناہ نہین کذا فی حاشیۃ المدنی
ناقلا عن النہر جاءت امراۃ المجبوب بولد ولم تعلم بجبہ فادعاہ ثبت نسبہ ثم علمت فلہا الفرقۃ تاتارخانیۃ اور اگر عورت مجبوب کی ایک لڑکا لائی یعنی
جنی اور عورت کو زوج کا مقطوع الذکر ہونا معلوم نہین سو مجبوب نے اس لڑکے کا دعوی کیا ثابت ہوجاویگا نسب اسکا اور بعد اسکے عورت کو
مقطوع الذکر ہونا زوج کا معلوم ہوا تو اسکو جدائی مین اختیار ہے کذا فی التاتارخانیۃ ولو ولدت بعد التفریق الی سنتین ثبت نسبہ لانزالہ
بالسحق والتفریق باق بحالہ لبقاء جبہ اور اگر عورت مجبوب کی بعد تفریق کے دو برس تک لڑکا جنی تو اسکا نسب مجبوب سے ثابت ہوگا بسبب احتمال
انزال ہونے مجبوب کے رگڑنے سے اور باوجود ثبوت نسب کے تفریق بحال خود باقی ہے بسبب بقاء مجبوبیت کے ولو کان عنینا
بطل التفریق لزوال عنتہ بثبوت نسبہ کما یبطل التفریق بالبینۃ علی اقرارہا بالوصول قبل التفریق لا بعدہ للتہمۃ فسقط نظر الزیلعی اور اگر زوج
عنین ہوگا اور قاضی نے تفریق کردی ہے بعلت نامردی کے پھر عورت اسکی لڑکا جنی دو برس کے اندر تو تفریق باطل ہوگئی بواسطے زوال
اسکی نامردی کے بسبب ثابت ہونے اسکے نسب کے چنانچہ باطل ہوتی ہے تفریق گواہون سے یعنی گواہون نے گواہی دی کہ عورت جماع زوج کا اقرار
کرچکی تھی قبل تفریق کے تو تفریق باطل ہوگی اور اگر گواہی دی کہ بعد تفریق کے عورت نے جماع کا اقرار کیا تو تفریق نہ باطل ہوگی بسبب تہمت
کے تو اعتراض زیلعی کا ساقط ہوگیا امام زیلعی نے شرح کنز مین کہا کہ طلاق واقع ہوگئی حاکم کی تفریق سے اور یہ طلاق بائن ہے پھر یہ تفریق کیونکر
باطل ہوگی چنانچہ عورت کا اقرار جماع بعد تفریق کے مبطل تفریق نہین جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ ثبوت نسب مجبوب سے باحتمال انزال ہے اور
تفریق باعتبار قطع آلات تناسل تھی سو موجود ہے بخلاف ثبوت نسب کے عنین سے اسواسطے کہ ثبوت نسب سے زوال نامردی ظاہر ہوتا ہے اور تفریق تھی
باعتبار نامردی کے جب نامردی زائل ہوئی تو تفریق بھی باطل ہوگئی بخلاف اقرار بعد تفریق کے اسمین عورت پر تہمت ہے ابطال قضا کی یعنی احتمال ہے کہ

[illegible] قاضی [illegible] اگر مجلس [illegible] عنین [illegible] کذا فی [illegible]
فی [illegible] مبالغہ [illegible] عورت نے اپنے شوہر کو عنین یا خصی [illegible] سبب [illegible]
عورت [illegible] کذا فی [illegible] عرب میں [illegible] کذا فی [illegible]

اور خصی کا حکم [illegible] الحکم فی العنین [illegible] کان [illegible] فیما عرفت [illegible] عورت اپنے
زوج کو خصی پاوے یعنی آلۂ تناسل میں استادگی نہیں ہوتی جسکے آلۂ تناسل موجود ہو [illegible] سے جو وطی کرنے سے عاجز ہو
ملکہ [illegible] آلۂ تناسل کو استادگی ہوتی ہو تو اسکی عورت کو اختیار نہیں کذا فی البحر الرائق اور بدون استادگی آلۂ تناسل کے خصی
عنین ہے [illegible] خاص [illegible] عام [illegible] خاص عام کے حکم میں داخل ہوتا ہو [illegible] تخصیص اسکے ذکر کا سبب [illegible]
کہ خصی کا اختصاص [illegible] ساتھ عنین کے گمان ہو اور ہر چند عطف خاص کا عام پر جائز [illegible] خصوص [illegible] عطف خصی کا عنین
پر [illegible] فقہا ایسے امور میں تساہل کرتے ہیں اس واسطے کہ اصل مقصود انکا افادۂ احکام ہے کذا فی النہر الفائق [illegible]
[illegible] صاحب [illegible] خصی کا عطف کرنا عنین پر کیا ضرور تھا اس واسطے کہ خصی کو عنین شامل تھا اور اگر عطف خاص کا عام پر ہو تو [illegible]
لازم تھا [illegible] یعنی اگر عورت اپنے زوج کو عنین یا خصی پاوے تو زوج کے واسطے ایک سال کی
مدت مقرر کیجاوے واسطے شامل ہونے سال کے چار فصلوں پر تو اگر نامردی بسبب کسی ہوگی بیاری سے ہوگی تو سال بھر میں بسبب اختلاف الفصول
مختلفہ کے دفع ہو جاویگی اور عنین کے واسطے مدت ایک سال کی حضرت عمر اور علی مرتضیٰ اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کذا فی الہدایہ
[illegible] غیر قاضی البلد [illegible] اور سوائے قاضی شہر کے اور کسی کا مدت ٹھہرانا معتبر نہیں ہے تاجیل عورت کی اور غیر قاضی کی صحیح نہیں کذا فی
[illegible] قمریۃ [illegible] علی المذہب وہی ثلثمایۃ و اربع و خمسون یوما و بعض یوم مدت عنین کی قمری سال سے بنا بر ظاہر روایت مذہب کے
ہے اور قمری سال وہ ہے جسکے بارہ مہینوں کا شمار ہلال نکلنے سے ہوتا ہے اور اسکے تین سو چون دن پورے ہوتے ہیں کچھ تھوڑا دن یعنی اسکی نو ساعت اور
[illegible] ہوتے ہیں کذا فی القہستانی اور بعضے فقہا نے اسکو ذکر نہیں کیا کذا فی العالمگیری [illegible] الکافی اور واقعات والوالجیہ میں سال قمری کی تصحیح
کی ہے اور یہی ظاہر [illegible] کذا فی الہدایہ اور یہی قول مشہور ہے اسواسطے کہ صاحب مذہب سے یہی ثابت ہے کذا فی منح الغفار [illegible] بالایام [illegible]
[illegible] اور قول ضعیف یہ ہے کہ مدت عنین میں سال شمسی معتبر ہو جسکا شمار ایام سے ہو نہ چاند دیکھنے سے اور وہ سال قمری سے گیارہ دن زیادہ ہو
بعضوں نے کہا کہ صاحب خلاصہ نے اسی پر فتویٰ دیا ہے اور یہ روایت حسن کی ہے امام سے اور شمس الائمہ سرخسی اور صاحب تحفہ اور صاحب غایۃ البیان [illegible]
اور ظہیر الدین نے سال شمسی کو مختار کیا ہے بنا بر احتیاط کے اور کمال الدین نے کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب اقوال [illegible] اس واسطے کہ امیر المؤمنین
عمر نے قاضی شریح کو لکھ بھیجا کہ عنین کیواسطے ایک سال مقرر کرے اور خود حضرت عمر نے عنین کے واسطے ایکسال کی مدت مقرر کی بلا قید شمسی کے اور
چونکہ عرب سوائے سال قمری کے سال شمسی کو ہرگز نہ جانتے تھے تو جہاں مطلق سال مذکور ہوگا وہاں قمری ہی مراد ہوگا تاوقتیکہ تصریح اسکے خلاف
[illegible] اور سابق میں مذکور ہو چکا کہ سال قمری ظاہر الروایت ہے تو وہی معتمد ہوگا اور اسکا خلاف لائق التفات کے نہیں کذا فی حاشیۃ المدنی [illegible]
[illegible] فی اثناء الشہر [illegible] بالایام [illegible] اور اگر مدت عنین کی درمیان مہینے کے مقرر کیجاوے تو سال کا اعتبار ایام کے شمار سے ہوگا باجماع [illegible] کے یعنی اختلاف
سال قمری یا شمسی کا اس صورت میں ہے جبکہ تاجیل شروع چاند سے ہو اور اگر مثلاً دسویں یا بیسویں تاریخ سے مدت مقرر کیجاوے تو باتفاق حساب
سال کا دنوں سے ہوگا مہینوں سے یعنے تین سو ساٹھ دن کا سال لیا جاویگا اسکو سال عددی کہتے ہیں کذا فی حاشیۃ المدنی [illegible] رمضان و ایام

حیضها منها وكذا حجه وغيبته لا مدة حجه وغيبتها ومرضه ومرضها مطلقا وبه يفتي ولوالجية اور رمضان اور عورت کے ایام حیض سال ہی مین داخل
ہین اور اسی طرح مرد کے ایام حج اور اُسکے سفر کرنے کے ایام بھی سال مین داخل ہین نہ عورت کے حج کی مدت اور نہ اُسکے سفر کی مدت
اور نہ مرد اور عورت کی بیماری کی مدت مطلقا خواہ پورا مہینہ ہو یا کم اور اسی پر فتوے ہو کذا فی الولوالجیہ یعنی جتنی مدت بیماری زوجین کی ہوگی
اتنی مدت سال پر زیادہ کیجاویگی اور اسی طرح عورت کے حج اور سفر کی مدت سال پر بڑھائی جاویگی بخلاف رمضان اور ایام حیض اور ایام حج
اور سفر مرد کے ويؤجل من وقت الخصومة مالم يكن صبيا او مريضا او محرما فبعد بلوغه وصحته واحرامه اور مدت سال کی خصومت اور نالش کے وقت
سے مقرر کیجاوے جب تک کہ زوج لڑکا اور بیمار اور محرم نہو اور اگر لڑکا ہو تو بعد بلوغ کے اور اگر بیمار ہوگا تو بعد صحت کے اور اگر محرم ہوگا تو بعد
تمامی احرام کے حساب سال کا شروع ہوگا ولو مظاهرا لا يقدر على العتق اجل سنة وشهرين اور اگر زوج ظہار کر چکا ہو اور واسطے کفارۂ ظہار کے غلام آزاد
کرنے پر قادر ہو تو اُسکی مدت ایک برس اور دو مہینے مقرر کیے جاوینگے دو مہینے اسواسطے زیادہ ہوئے تاکہ اپنی روزہ رکھکر کفارہ ادا کرے کیونکہ
صحبت قبل کفارہ کے نہین فان وطئ مرة فبها والا بانت بالتفريق من القاضي ان ابى طلاقها بطلبها يتعلق بالجميع فيعم امرأة المجبوب
کما مر سو اگر عنین یا خصی نے ایکبار وطی کی سال کے اندر تو خوب ہوا کہ تقاضائے عورت کا حق ادا ہوگیا اور اگر سال کی مدت مین ایکبار بھی وطی نہ کرسکا
تو عورت کو طلاق بائن ہوگی قاضی کے جدا کر دینے سے اگر زوج اُسکے طلاق دینے سے انکار کرے تفریق واقع ہوگی عورت کی دوسری
درخواست سے اور پہلی درخواست سے مدت ایک سال کی مقرر ہوئی تھی اور طلب عورت کے جمیع مسائل گذشتہ سے متعلق ہو تو مجبوب کی عورت کو
بھی شامل ہو چنانچہ تفریق مجبوب مین قید طلب کی شارح مذکور کر چکا ہو ہم در صورت نہ طلاق دینے زوج کے قاضی اسواسطے کر دیگا کہ جب زوج عاجز ہوا
امساک بالمعروف سے تو اسپر تسریح بالاحسان واجب ہو پھر جب اُسنے نہ چھوڑا تو وہ ظالم ہوا لہذا قاضی اُسکا نائب ہو جاویگا دفع ظلم کے واسطے ولو
مجنونة لطلب وليها او من نصبه القاضي اور اگر عورت دیوانی ہو تو قاضی تفریق کرے اُسکے ولی کی طلب سے یا اُس شخص کی طلب سے جسکو قاضی
مجنونہ کی طرف سے مدعی قرار دیا ہو ولو امة فالخيار لمولاها لان الولد له اور اگر زوجہ عنین کی لونڈی ہو تو اختیار تفریق کا اُسکے مالک کو ہو لونڈی کو
اسواسطے کہ اولاد لونڈی کی اُسکے مالک کی مملوک ہو وهو اي هذا الخيار على التراخي لا الفور ولو جدته عنينا او مجبوبا ولم تخاصم زمانا طويلا لم يبطل حقها
وكذا لو خاصمته ثم تركته مدة فلها المطالبة ولو ضاجعته تلك الايام خانية اور وہ یعنے یہ اختیار فرقت کا یا طلب تفریق کی درنگی کے ساتھ ثابت ہو
نہ فی الفور سو اگر عورت نے زوج کو عنین یا مجبوب پایا اور مدت دراز تک اُس سے جھگڑا نہ کیا تو اس درنگی سے اُس عورت کا حق باطل نہین ہو
اور اسیطرح اگر جھگڑا کرکے مدت تک چپ ہو رہی تو بھی اُسکو مطالبہ کا اختیار ہو اگرچہ ان دنون مین زوج کے پاس لیٹا بھی کرتی ہو اور بدون جماع کے
مساس وغیرہ سے دونون منزل بھی ہو جاتے ہون کذا فی الخانیۃ والبحر کما لو رفعته الى قاض فلم يحاسبه ومضت السنة ولم تخاصم زمانا زيلعي چنانچہ اگر عورت نے
عنین زوج کی نالش کی قاضی کے پاس سو قاضی نے ایکسال کی مدت مقرر کر دی اور وہ سال بھی گذر گیا اور مدت تک اُسنے مطالبہ کیا تو بھی عورت کا اختیار
باقی ہو کذا ذکرہ الزیلعی ولو ادعى الوطء وانكرته فان قالت امرأة ثقة والثنتان احوط هي بكر بان تبول على جدار او يدخل في فرجها مخ بيضة خيرت
في مجلسها اور اگر دعوی کیا زوج نے وطی کا اور اُسکا انکار کیا عورت نے تو اگر ایک متقی عورت نے کہا اور دو متقی عورتون کا کہنا قریب تر باحتیاط ہو
کہ یہ عورت باکرہ ہو اور باکرہ کی یہ علامت ہو کہ وہ دیوار پر پیشاب کرے اگر پیشاب دیوار پر پڑے تو وہ باکرہ ہو اور اگر اُسکی ران پر بہے تو وہ باکرہ
نہین یا اُسکی شرمگاہ مین زردی انڈے کی ڈالے اگر داخل ہو جاوے تو باکرہ نہین اور داخل نہ ہو تو باکرہ ہو بہر صورت جب باکرہ ہونا ثابت ہو تو عورت
کو اختیار دیا جاوے اسی مجلس مین وصال اور جدائی کا سو اگر راضی ہوگئی زوج سے یا کھڑی ہوگئی قبل تفریق تو اختیار باطل ہوگیا ہم یہ مسئلہ

سلّح یعنی زوال بہ بن جا ... نا سلک برور ... اوکر ما

یا احسان یعنی یاری کرنا ہو اچھی طرح پر یا چھوڑ دینا احسان کے ساتھ ۱۲

[illegible] عورت [illegible] فالقول قولها [illegible] وجب ان [illegible] بیان [illegible] جواب ہو کہ [illegible] روایت کے
[illegible] قالت انا ثیب [illegible] فالقول قوله وان قالت بکر [illegible]
[illegible] فی الزائد واصل ونفی [illegible] عورت نے کہا کہ جو مدت [illegible]
عورت کے قول کی تصدیق ہوگی ساتھ قسم کے سو اگر عورت نے قسم سے انکار کیا ابتدا میں یعنی قبل تاجیل کے تو سال بھر کی مدت مقرر کیا جاوے اور
اگر انکار کیا پیچھے میعاد گذرنے کے تو عورت کو مجلس تک اختیار نہ رہیگا بجہت زوج کے اس سبب سے کہ جدا ہونیکا مستحق ہونا بوجہ
قسم کے اور ثابت زوال [illegible] السبب آخر غیر وطیه کا صیغہ مثلا الانه ظاہر الاول [illegible] اسباب [illegible] چنانچہ [illegible] کی اس صورت میں
تصدیق ہوگی اگر عورت ثیب پائی جاوے اور وہ دعوی کرے اپنے زوال بکارت کا دوسرے سبب سے سوا وطی زوج کے یعنی ناخن وغیرہ سے
زوال بکارت زوج نے وطی سے کر دیا اس صورت میں قول زوج کی اسواسطے تصدیق ہوگی کہ ظاہر حال اسی پر دلالت کرتا ہے کہ زوال بکارت کا جماع
سے ہوا ہے اور [illegible] اسباب نادر ہیں اسواسطے جماع کے اور قول اسیکا معتبر ہے جو تمسک باصل کرے اور ظاہر حال کا شاہد ہو کذا فی [illegible] ان
اختارته [illegible] بطل حقها کما لو وجد منها دلیل اعراض بان قامت من مجلسها او اقامها اعوان القاضی او قام القاضی قبل ان
تختار شیئا [illegible] الواقعات لامکان [illegible] مع القیام فان اختارت طلق او فرق القاضی اور اگر عورت نے زوج کو اختیار کر لیا اگرچہ اختیار باعتبار دلالت
حال کے ہو [illegible] تو باطل ہو جاویگا حق اسکا چنانچہ اسیطرح بھی اسکا حق باطل ہو جاتا ہے کہ اعراض کی دلیل پائی جاوے یعنی
طلب فرقت سے بے اعتنائی کرے مثلا یہ کہ کھڑی ہو جاوے اپنی مجلس سے یا اسکو مددگار قاضی کے کھڑا کر دیں یا قاضی خود کھڑا ہو جاوے قبل اختیار کرنے
فرقت کے اسی قول پر فتوی ہے کذا فی الواقعات عورت اور قاضی کے کھڑے ہونے سے اسواسطے اسکا حق باطل ہو گیا کہ کھڑے ہونے کے ساتھ ہی
اختیار فرقت کا ممکن تھا پھر باوجود اسکے سکوت کرنا دلیل ہے رضا کی اگر عورت جدائی کو اختیار کرے تو زوج طلاق دیوے اور اگر وہ طلاق سے انکار کرے
تو قاضی تفریق کر دیوے تزوجت الاولی او امرأة اخری عالمة بحاله لا خیار لها علی المذهب المفتی به کذا فی البحر عن المحیط خلافا لتصحیح الخانیة نکاح کیا عنین نے پہلی عورت جو
جدا ہو چکی اور تفریق ماضی کے جدا ہو گئی تھی یا نکاح کیا دوسری عورت سے جو عنین کا حال جانتی ہے کہ اسکی زوجہ میں بسبب نامردی کے جدائی ہو چکی ہے تو بعد نکاح
کے عورت کو جدائی کا اختیار نہیں نہ زوجہ اولی کو نہ دوسری عورت کو بنابر مذہب مفتی بہ کے اسواسطے کہ وہ اپنا حق خود باطل کر چکی کذا فی البحر الرائق عن المحیط
اور یہ قول مفتی بہ مخالف ہے تصحیح خانیہ کے ولا یتخیر احد الزوجین بعیب الآخر ولو فاحشا کجنون وجذام وبرص ورتق وقرن زوجین میں سے کسی کو اختیار
جدائی کا نہیں دوسرے کے عیب سے اگرچہ نہایت برا عیب ہو چنانچہ جنون اور جذام اور برص اور رتق اور قرن اول تین بیماریاں تو مرد و عورت
دونوں کو شامل ہیں اور پچھلی دو بیماریاں عورت کے مکان مخصوص کو مخصوص ہیں کہ بسبب زیادتی گوشت اور ہڈی کے مانع ہیں جماع سے لیکن امام
محمد کے نزدیک اگر زوج کو جنون یا جذام یا برص ہو تو عورت کو اختیار ہے فرقت کا اور اسیطرح ہر عیب میں ہے کہ عورت بدون ضرر کے اسکے
پاس نہ ٹھہر سکے عورت کو اختیار ہے کذا فی حاشیة المدنی وخالف الائمة الثلاثة فی الخمسة لو بالزوج ولو قضی بالرد صح [illegible] اور خلاف کیا ہے باقی تینوں اماموں نے یعنی
مالک و شافعی اور احمد نے امراض خمسہ مذکورہ میں اگرچہ بیماریاں زوج میں ہوں اور اگر قاضی مالکی یا شافعی یا حنبلی بسبب ان بیماریوں کے نکاح رد کر دے
تو صحیح ہوگا اسکا حکم کذا فی فتح القدیر ہم شارح کے اس قول میں چند خلل ہیں اول یہ کہ ظاہر کلام شارح اسکو مقتضی ہے کہ ائمہ ثلثہ کے نزدیک تینوں بیماریوں
میں عورت کو تو اختیار فرقت کا ہو [illegible] حالانکہ حق یہ ہے کہ اسکے نزدیک جنون اور جذام اور برص میں دونوں کو اختیار ہے اور پچھلی دو بیماریوں
میں فقط زوج کو اختیار ہے دوسرا خلل یہ کہ [illegible] سے لازم آتا ہے کہ رتق اور قرن کی بیماری زوج کو ہوتی ہے حالانکہ یہ خلاف واقع ہے تیسرا خلل یہ [illegible]

محشی نے کہا کہ فتح القدیر مین ہمنے اس روایت کو تلاش کیا تو نہ پایا شاید کہ یہ تحریف ہی کاتبون کی بلکہ صواب یہ ہی کہ یہ مسئلہ بحرالرائق کا ہی کذا فی حاشیۃ المدنی لو تراضیا
اسی العنین وزوجتہ علی النکاح ثانیا بعد التفریق صح اور اگر دونون یعنی عنین اور اُسکی عورت راضی ہوگئے دوسری بار نکاح کرنے پر بعد تفریق کے تو صحیح
ہی یعنی تفریق عنین کی مثل لعان کی تفریق کے نہین جو دائمی حرمت ہو جاوے وللسید شق رتق امتہ وکذا زوجتہ وبل یجبر الظاہر نعم لان التسلیم الواجب علیہا لا یمکن بدونہ نہر
اور مالک کو جائز ہی اپنی لونڈی کا رتق چیرنا یعنی لستگی مکان مخصوص کا چیرنا واسطے قربت کے درست ہی اور اسیطرح زوج کو اپنی زوجہ کی لستگی چیرنا جائز ہی اور
اگر زوجہ نہ مانے تو نہین کیا زبردستی کرنا درست ہی ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ درست ہی واللہ اعلم اسواسطے کہ تسلیم نفس کا عورت پر واجب ہی وہ بدون اسکے ممکن نہین کذا فی
النہر الفائق قلت وافادہ البہنسی انہا لو تزوجتہ علی انہ حر او سنی او قادر علی المہر والنفقۃ فبان بخلافہ او علی انہ فلان بن فلان فاذا ہو لقیط او ابن زنا کان لہا الخیار
فلیحفظ شارح کہتا ہی کہ بہنسی نے بیان کیا ہی کہ اگر عورت نے نکاح کیا مرد سے اس شرط پر کہ زوج حر ہی یا سنی مذہب ہی یا قادر ہی مہر اور نفقہ پر پھر ظاہر ہوا کہ زوج اسکے برخلاف
ہی یعنی غلام ہی یا رافضی یا خارجی ہی یا محتاج کہ اُسکو مہر اور نفقہ کا مقدور نہین یا اس شرط پر نکاح کیا کہ زوج فلان بن فلان ہی اور نا گہان وہ لقیط یا ولد الزنا نکلا تو عورت
کو ان مسائل مین اختیار ہی فرقت کا سو اسکو یاد رکھنا چاہیے لقیط وہ لڑکا جو کہین پڑا ہوا اور والدین اُسکے نہ معلوم ہون ہم عورت کو ان مسائل مین اختیار فسخ ہوا بسبب
نقدان کفاءت کے اول مین رقیت کے سبب سے اور ثانی مین کفاءت دینی نہین اور ثالث مین کفاءت مالی نہین اور رابع مین کفاءت نسبی نہین

باب العدۃ

یہ باب ہی احکام عدت کے بیان مین ہی لغۃ بالکسر الاحصاء وبالضم الاستعداد للامر لغت مین عدت بکسر اول وتشدید ثانی معنی شمار اور گنتی کے ہی اور بضم اول اور
تشدید ثانی کسی کام پر مستعد ہونے اور تیار ہونے کو کہتے ہین اور اُس مال و ہتھیار کو بھی کہتے ہین جو حوادث زمانہ کیواسطے مہیا کرے وشرعا تربص یلزم المرأۃ او الرجل عند
وجود سببہ اور عدت بالکسر شرع مین اُس توقف اور انتظار کو کہتے ہین جو عورت کو یا مرد کو لازم آتا ہی نزدیک پائے جانے سبب انتظار کے اور مرد کے لیا انتظار سے
وہ مواضع مراد ہین جو سوالع ہین وطی کے اور ہرچند انتظار مرد پر اطلاق عدت کا شرعا جائز ہی لیکن اصطلاح فقہا مین عدت مخصوص ہی عورت کے انتظار کو نہ مرد کے کذا فی
فتح القدیر ومواضع تربصہ عشرون مذکورۃ فی الخزانۃ وحاصلہا یرجع الی ان من امتنع نکاحہا علیہ لمانع لزوم زوالہ کنکاح اختہا واربع سواہا اور مواضع انتظار مرد
کے بیس ہین خزانۃ الفقہ مین مذکور ہین اور حاصل ان بیس مواضع کا رجوع کرتا ہی اس قاعدہ کلیہ کیطرف کہ جس عورت کا نکاح یا وطی مرد پر ممتنع ہی بسبب کسی
مانع شرعی کے تو لازم ہی انتظار کرنا مرد کو اُس مانع کے زوال تک جیسے نکاح کرنا سالی سے زوجہ کی زندگی یا عدت مین یا چار عورتون سے نکاح کرنا
اپنی زوجہ کے ہم فقیہ ابو اللیث نے خزانۃ الفقہ مین بیس مواضع کو یون ضبط کیا ہی کہ اپنی زوجہ کی بہن اور اسکی عمہ اور خالہ اور اسکی بھانجی اور بھتیجی سے
نکاح کرنا اور چار زوجہ کے ہوتے پانچوین عورت سے نکاح کرنا اور لونڈی کا نکاح بی بی پر اور عورت سے بعد نکاح فاسد کے وطی کرکے پھر اسکی بہن سے
نکاح کرنا یا عورت سے بشبہہ نکاح وطی کرکے پھر اُسکی بہن سے نکاح کرنا چاہے یا چوتھی عورت سے نکاح بنکاح فاسد یا بشبہہ نکاح وطی کرکے پانچوین سے نکاح کرنا بدون
گذرنے عدت کے جائز نہین اسواسطے کہ نکاح فاسد اور شبہ نکاح مین بعد وطی کے عدت واجب ہوتی ہی اور عدت والی عورت سے شخص اجنبی کو نکاح کرنا اور مطلقہ
ثلثہ سے نکاح کرنا اور خریدی لونڈی سے قبل استبرا کے وطی کرنا اور حاملہ زانیہ سے نکاح کرکے قبل ولادت کے وطی کرنا اور اس حربیہ سے جو دار الحرب مین مسلمان
ہو کر دار الاسلام مین حاملہ آئی نکاح کرنا قبل ولادت کے اور اُس حربیہ سے جو دار الحرب سے گرفتار ہو کر آئی وطی کرنا درست نہین بدون ایکبار حیض ہو جانے کے
یا ایک مہینہ گذرنے کے اگرچہ صغیرہ یا کبیرہ ہو اور اپنی مکاتبہ سے مالک کو نکاح کرنا بدون آزادی کے یا عاجز ہونے کے بدل کتابت سے اور عورت
بت پرست اور مرتد اور مجوسیہ سے بدون مسلمان ہوے نکاح کرنا ایسی بیس صورتون مین نکاح یا وطی جائز نہین بدون گذرنے عدت اور رفع موانع کے
کذا فی منح الغفار اور اکیسوین صورت ایک یہ ہی کہ غیر کی منکوحہ سے نکاح کرنا جائز نہین اصطلاحا ثم لعل [illegible]

[illegible] حقیقت [illegible] مفقود [illegible] اور [illegible] عدت [illegible]
[illegible] کے عدت مین لازم [illegible] کے کہ عدت [illegible]
[illegible] جیسے [illegible] کتب [illegible] کی عدالت [illegible]
[illegible] واجب [illegible] کی تعریف عدت مین [illegible] کیا عدت [illegible] تعریف [illegible]
عدت کو بھی شامل [illegible] لازم [illegible] عدت [illegible] بسبب [illegible]
کے کہ [illegible] اور سکوت [illegible] شامل [illegible] کو [illegible]
کے [illegible] تعریف عدت [illegible] کہ تعریف [illegible]
الی [illegible] عدت [illegible] اور [illegible]
کی تعریف عدت کی نہایت خوب ہے کہ عدت [illegible] انقضا [illegible] کے [illegible] عدت کے واجب ہوتے
جاتا ہے کہ [illegible] عدت [illegible] ولد کی بھی [illegible] اور [illegible] کا اعتراض [illegible] لازم [illegible] حاشیہ المدنی حکایت عجیبہ قبل
[illegible] امام اعظم کے [illegible] طعام [illegible] جنکا نکاح [illegible] عورتین [illegible] کر اپکی زوجہ کے پاس [illegible] اسکے پاس [illegible]
حال کھلا [illegible] فتوی دریافت کیا گیا سب علما نے فتوی دیا کہ ہر عورت پر عدت لازم ہے بعد عدت کے ہر عورت اپنے اپنے زوج کے پاس جاوے
اور ہر ایک [illegible] بسبب وطی بالشبہ کے مہر مثل دینا واجب ہے امام اعظم سے [illegible] حضرات [illegible] فرمایا میرے نزدیک [illegible] ہو سکتا ہے
علما نے فرمایا کہ [illegible] بیان کرو امام اعظم نے دونون بھائیون کو بلایا اور پوچھا کہ تم دونون کو پسند ہے کہ ہر ایک کے پاس [illegible] والی عورت رہے دونون نے
کہا کہ ہم [illegible] امام نے فرمایا کہ ہر شخص اپنی منکوحہ کو طلاق دیوے اور اپنی ہم بستر عورت سے نکاح کرے تو اس عدت لازم [illegible]
مین عدت نہین [illegible] نے اسکو نہایت پسند کیا اور امام کی ذکاوت کی تعریف کی کہ ہر ایک کی ہم بستر ہر ایک کے پاس [illegible] اور عدت کی حاجت [illegible]
[illegible] جوہا عقد النکاح المتاکد بالتسلیم وما جری مجراہ من موت وخلوۃ صحیحۃ فلا عدۃ بخلوۃ الرتقاء اور عدت واجب ہونے کا سبب عقد نکاح [illegible]
متاکد بتسلیم وطی یا قائم مقام وطی [illegible] قائم مقام کی عبارت [illegible] موت یا خلوت صحیحہ تو عدت لازم نہین رتقا کی خلوت سے اسواسطے کہ رتقا کی خلوت صحیح نہین [illegible]
[illegible] عدت جو بسبب بستگی شرمگاہ کے لائق جماع کے نہین وشرطہا الفرقۃ اور شرط عدت کی جدائی ہے وركنها حرمات ثابتۃ بہا کحرمۃ
تزوج [illegible] وصحۃ الطلاق فیہا ای فی العدۃ اور عدت کے رکن وہ حرمتین ہین جو بسبب عدت کے ثابت ہین جیسے غیر زوج سے نکاح کی حرمت
اور [illegible] کی حرمت اور طلاق واقع ہونے کی صحت عدت کے [illegible] نے ذکر کیا کہ رکن کہتے ہین حقیقت شی کو تو مصنف [illegible]
کو مناسب تھا کہ [illegible] رکن عدت کو کہتے اور حرمات مذکورہ تو عدت سے پیدا ہوتے ہین تو حرمات کو حکم عدت کا کہنا مناسب تھا اسواسطے کہ حکم اسکو کہتے ہین جو شی
پر [illegible] اور [illegible] صحت طلاق اور حرمت [illegible] حکم مین داخل ہے تو بعض کو رکن کہنا اور بعض کو حکم قرار دینا تحکم اور [illegible] بے دلیل ہے کذا فی حاشیۃ
المدنی اور [illegible] صاحب [illegible] کیا ہے یعنی جنکو بیان رکن کہا ہے انکو حکم عدت مین مذکور کیا ہے [illegible] منہا حرمۃ نکاح [illegible] اور عورت کی [illegible] نکاح حرام ہونا
حکم ہے عدت کا [illegible] اشہر ووضع حمل [illegible] اور اقسام عدت کے حیض اور مہینے اور وضع حمل ہین چنانچہ اسکو مصنف نے آیندہ قول مین ذکر کیا وہی فی حق
حرۃ ولو کتابیۃ تحت مسلم تحیض لطلاق ولو رجعیا او فسخ بجمیع اسبابہ ومنہ الفرقۃ بتقبیل ابن الزوج نہر اور عدت حرہ کی حق مین اگرچہ حرہ کتابیہ ہو جو
مسلمان کے [illegible] حرہ کی جسکو حیض آیا ہو خواہ عدت بسبب طلاق کے ہو اگرچہ رجعی طلاق ہو یا بسبب فسخ نکاح کے ہو بجمیع اسباب فسخ چنانچہ کتاب النکاح

مین اسباب فسخ کے تفصیل مذکور ہو چکے اور منجملہ فسخ وہ جدائی ہی جو عورت کو حاصل ہوتی ہی اپنے زوج کے فرزند کے بوسہ لینے سے کذا فی النہر شرح الغفارین مصنف نے کہا کہ فسخ کو مطلق رکھا تاکہ جمیع اسباب فسخ کو شامل رہے خیار بلوغ اور خیار عتق اور ملک احد الزوجین اور ارتداد احد الزوجین اور عدم کفاءت کو بعد الدخول حقیقۃ او حکما اسقط فی الشرح وجزم بان قولہ الآتی ان وطئت راجع للجمیع بعد دخول کے دخول حقیقی ہو جیسے کہ وطی یا دخول حکمی چنانچہ خلوت مصنف نے اپنی شرح منح الغفار مین حقیقۃ او حکما کو ساقط کر دیا ہی اور یہ یقین کیا ہی کہ اُسکا آئندہ قول یعنی ان وطئت سب کو شامل ہی یعنے عدت بالحیض اور عدت بالاشہر کو تو یہان حقیقۃ اور حکما کہنا کچھ ضرور نہین اسواسطے کہ وطی حقیقی اور حکمی دونون کو شامل ہی ثلث حیض کوامل لعدم تجزی الحیضۃ حرہ مذکورہ کی عدت پوری تین حیض ہین بسبب عدم قسمت پذیری حیض کے یعنی بموجب نص قرآنی جب عدت کے تین حیض کامل ٹھہرے تو اگر عورت کو حیض کے اندر طلاق ہوئی تو لازم تھا کہ اُسکی تکمیل بعض حیض رابع سے کیجاوے لیکن چونکہ اصول مین ثابت ہو چکا ہی کہ حیض تجزی اور انقسام کے لائق نہین لہذا کل حیض رابع عدت ممتد ہوگی اور حیض اول بسبب نقصان کے کالعدم ہی فالاولی لتعرف براءۃ الرحم والثانیۃ لحرمۃ النکاح والثالثۃ لفضیلۃ الحریۃ جب معلوم ہوا کہ عدت تین حیض ہین تو اب اُسکے مشروع ہونے کی حکمت دریافت کرنا چاہیے تو پہلا حیض واسطے دریافت ہونے صفائی رحم کے ہی اسواسطے کہ اگر حمل ہوتا تو حیض نہ آتا اور دوسرا حیض واسطے تعظیم نکاح کے یعنی تاکہ زوجہ زوال نعمت نکاح کا تاسف کرے کہ عفت اُسکو حاصل تھی اور کھانے کپڑے کا کچھ اُسکو فکر نہ تھا اور تیسرا حیض واسطے فضیلت آزادی کے اسواسطے کہ لونڈی کی عدت دو حیض ہین تو واسطے امتیاز اور عزت حرہ کے تیسرا حیض زیادہ ہوا کذا فی البحر الرائق اور یہ بھی احتمال ہی کہ واسطے احتیاط نسب کے تین حیض کو مقرر فرمایا کہ شاید حیض اول استحاضہ ہو اسواسطے کہ استحاضہ حمل مین بھی ہوتا ہی اور تین بار حیض کا آنا قاطع ہی احتمال کا کذا عدۃ ام ولد مات مولاہا او اعتقہا لان لہا فراشا کالحرۃ ما لم تکن حاملا او آئسۃ او محرمۃ علیہ اور اسیطرح عدت اس ام ولد کی بھی تین کامل حیض ہین جسکا مالک مرگیا یا اسکو اُسنے آزاد کر دیا اسواسطے کہ ام ولد کو بھی ہم بستری ثابت ہی مانند حرہ کے یہ عدت ام ولد کی اُسوقت تک ہی جب تک وہ حاملہ اور آئسہ اور مالک پر حرام نہو اور اگر حاملہ ہوگی تو تا وضع حمل اُسکی عدت ہی اور اگر آئسہ ہوگی تو تین مہینے اُسکی عدت ہی اور اگر مالک پر حرام ہوگئی ہو کسی سبب سے تو کچھ عدت نہین اور مالک پر حرام ہونے کی یہ صورت ہی کہ غیر کے نکاح یا عدت مین ہو یا مولی کے فرزند نے بشہوت تقبیل کی ہو کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن الخانیۃ ولو مات مولاہا وزوجہا ولم یدر الاول تعتد باربعۃ اشہر وعشر او بالبعد الاجلین بحر اور اگر موے ام ولد کا اور زوج اُسکا مرگیا اور معلوم نہین کہ کون پہلے مرا تو وہ عدت چار مہینے دس دن کرے یا کہ جو دو مدتون مین بعید تر ہی اسکو عدت ٹھہراوے کذا فی البحر الرائق ہم اگر معلوم ہو کہ مولی پہلے مرگیا تو ام ولد پر عدت نہین اور اگر زوج کی موت اول ثابت ہو تو اُسکے دو مہینے پانچ دن عدت ہین اور اگر مولی زوج کی عدت مین مرگیا تو کچھ عدت نہین اور اگر مولی بعد عدت زوج کے مرگیا تو تین حیض کامل اُسکی عدت ہی اور اگر مولی اور زوج کی موت کا تقدم اور تاخر معلوم نہو تو اُسکی تفصیل بحر الرائق مین یون ہی کہ اگر اسقدر معلوم ہو کہ دونون کی موت مین دو مہینے اور پانچ دن کی مدت سے کمتر ہی تو اس صورت مین ام ولد کی عدت چار مہینے اور دس دن کی ہی احتیاطاً بدون اعتبار کرنے تین حیض کے اور اگر معلوم ہو کہ دونون کی موت مین دو مہینے اور پانچ دن کی مدت یا زیادہ گذر گئی ہی تو اُسکی عدت چار مہینے اور دس دن ہین باعتبار استکمال تین حیض کے اور اگر دونون کی موت کے درمیان کی مدت معلوم نہو اور یہ معلوم ہو کہ کون پہلے مرگیا تو امام کے نزدیک چار مہینے دس دن کی عدت ہی بدون اعتبار کرنے تین حیض کے اور صاحبین کے نزدیک ابعد الاجلین عدت ہی یعنی چار مہینے اور دس دن باستکمال حیض اور ابعد الاجلین کی تفسیر اور توضیح بعد تین ورق کے آویگی کذا فی حاشیۃ المدنی ولا ترث من زوجہا لعدم تحقق حریتہا یوم موتہ اور ام ولد وارث نہو گی اپنے زوج کی سب صورتون مین بسبب نہ ثابت ہونے آزادی ام ولد کے اپنے زوج کی موت کے دن ولا عدۃ علی امۃ ومدبرۃ کان یطأہا لعدم فراش جوہرہ اور عدت نہین لونڈی پر اور مدبرہ پر جس سے مولے وطی کرتا تھا بسبب نہ ثابت ہونے فراش کے کذا فی الجوہرہ ولہذا لونڈی اور مدبرہ کے ولد کا نسب مولی سے ثابت نہوگا بدون اقرار مولی کے بخلاف ام ولد کے کہ اُسکا فراش مثل حرہ کے ثابت ہی یہانتک کہ اُسکے ولد کا نسب مولی سے ثابت ہی بدون اقرار کے بھی وکذا موطؤۃ لشبہۃ

[illegible] فاسد [illegible] الموت [illegible] ہوئی وہی عورت جس [illegible] کی عدت [illegible] کی وجہ
[illegible] عورت [illegible] میں [illegible] کسی [illegible] کے پاس [illegible] کی [illegible] بات میں [illegible]
[illegible] نکاح فاسد ہو [illegible] موت [illegible] کی مرتبہ [illegible]
میں [illegible] موت [illegible] ان دونوں صورتوں سے متعلق [illegible] موت [illegible] حیض کی عدت [illegible]
عورت [illegible] حیض کی عدت [illegible] صورتوں میں [illegible] عدت وفات [illegible] کہ عدت وفات [illegible]
کے [illegible] مسئلہ [illegible] بخلاف ان صورتوں کے کہ [illegible] نہ ہونا [illegible] کذا فی حاشیۃ الشلبی [illegible]
[illegible] اور [illegible] عورت [illegible] میں [illegible] آیا [illegible] سبب [illegible]
[illegible] کی امیدی کی عمر [illegible] یعنی پچپن برس کی ہوئی اور [illegible] قولہ ولم تحض [illegible]
[illegible] حائضۃ [illegible] ان تبلغ حد الایاس [illegible] بالغ ہو گئی عورت بسبب [illegible] پندرہ برس کی [illegible]
اسکو حیض [illegible] آیا اور حیض [illegible] کی قید سے اس مسئلہ سے خارج ہو گئی جو ان عورت یعنی طہر والی جسکو حیض ایک [illegible] آیا پھر [illegible] ہو گئی عدت
[illegible] تین مہینے کے نہیں بلکہ اسکی عدت باعتبار حیض کے ہوگی یہانتک کہ امیدی کی حد کو پہونچے یعنی پچاس یا پچپن برس [illegible] تو اسکی علامت
[illegible] کی [illegible] اور جب پچاس یا پچپن برس کی ہو گی تب تین مہینے کی اسکی عدت ہو گی کذا فی [illegible]
[illegible] غریب مخالف لجمیع الروایات فلا [illegible] اور جو روایت کہ [illegible] میں ہے کہ یعنی طہر والی کی عدت نو مہینے [illegible]
[illegible] روایات معتبرہ کے سو کوئی مفتی حنفی مذہب کا فتوی [illegible] یہ کوئی ظاہر عبارت شارح سے نہ سمجھے [illegible] عدت نو مہینے [illegible] مذہب [illegible]
جوان عورت کو چھ مہینے تک حیض نہ آوے تب وہ تین مہینے کی عدت کرے تو اسطرح نو مہینے [illegible] لکھا ہے کہ اگر جوان عورت
کو [illegible] مہینے تک حیض نہ آیا اور بعد اسکے [illegible] تین مہینے کی عدت کی اور قاضی نے اسپر حکم دیا تو جائز ہے اسواسطے کہ یہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے [illegible]
ہے اور بعضوں نے کہا اس روایت پر فتوی ہے اور یہی مذہب ہے امام مالک کا انتہی اور شرح [illegible] میں کہا کہ [illegible] امام مالک کے قول پر فتوی [illegible]
[illegible] مسئلہ میں بنا بر ضرورت [illegible] کے اور جامع الفصولین [illegible] میں بھی [illegible] عدت نو مہینے [illegible] روایت نو مہینے
کی [illegible] معتبرہ کے مخالف ہے تو لائق فتوی کے نہیں [illegible] میں کہا کہ اس روایت پر فتوی ہے کی کچھ ضرورت نہیں [illegible]
کرتا ہے کہ وہ [illegible] مذہب [illegible] کرے [illegible] طحطاوی نے کہا کہ [illegible] کا قول غیر مسلم ہے اسواسطے کہ [illegible] حنفی مذہب [illegible]
میں اور وہاں قاضی مالکی نہیں [illegible] کے پاس [illegible] کرے اور فتوی دینا بقول مالک عین تقلید ہے اور [illegible]
[illegible] فی نکاح [illegible] الامام الشافعی [illegible] قال ابو حنیفۃ [illegible] مالکی [illegible]
فتوی دیا جاوے امام مالک کے قول پر اور حالانکہ خلاصہ کی کتاب النکاح میں یوں مذکور ہے کہ اگر حنفی مذہب [illegible]
[illegible] کیا تو حنفی مذہب پر واجب ہے کہ یوں کہے کہ امام ابو حنیفہ نے اس امر میں یوں کہا ہے [illegible] قاضی مالکی [illegible] عدت [illegible]
تو اسکا حکم نافذ ہوگا یعنے حنفی مذہب [illegible] نہیں سکتا اسواسطے کہ امر مجتہد فیہ بسبب حکم قاضی کے محکم ہو جاتا ہے [illegible]
حنفی مذہب باوجود سوال مذہب شافعی کے بموجب امام اعظم کے مذہب کے جواب اسواسطے دے کہ ہر شخص پر واجب ہے [illegible]
غیر کا قول خطا محتمل الصواب [illegible] مقلد یعنی مجتہد اپنے قول کو صواب محتمل الخطا جانتا ہے اور غیر کے قول کو خطا محتمل الصواب

اعتقاد کرتا ہی اور مقلد پر غیر مذہب کو خطا اعتقاد کرنا واجب نہین بلکہ فقہا نے تصریح کردی ہی کہ تقلید مفضول کی جائز ہی باوجود فاضل کے حالانکہ
مفضول کی خطا زیادہ تر ہی فاضل سے چنانچہ صاحب بحر الرائق نے اپنے بعض رسائل مین اسکو بیان کیا ہی اور اسیواسطے حموی نے کہا ہی کہ صاحب نہر الفائق
نے جو خاص کے قول سے اپنی بحث کی تقویت کی ہی وہ مسلم نہین کذا فی حاشیۃ المدنی وقد نظمہ شیخنا الخیر الرملی فقال سـ لممتدۃ طہر بتسعۃ اشہر ونا هدتہ
بان مالکی یقرر ۞ ومن بعدہ لا وجہ للنقض ہکذا ۞ یقال بلا نقد علیہ ینظر ۞ شارح کہتا ہی اور اسکو نظم کیا ہی اسکو ہمارے استاد خیر الدین رملی حنفی نے یوں
یون فرمایا ہی کہ واسطے اس عورت کے جسکا طہر ممتد ہی نو مہینہ پوری عدت ہی اگر مالکی قاضی اسکا حکم کرکے ثابت کردے اور بعد حکم قاضی مالکی کے
کوئی وجہ نہین اس حکم توڑنے کی یعنی قاضی حنفی اس حکم کو نہین اٹھا سکتا ایسا ہی قول کہنا چاہیے بلا خلل جسپر کوئی اعتراض وارد نہین ہوتا ہی وقاعدہ اصل مین
وفا رعدہ ہی لیکن بضرورت نظم ہمزہ کو محذوف کردیا اور بعضے نسخون مین یقدر بجائے یقرر کے ہی طحطاوی نے کہا کہ جو اعتراض اس قول پر وارد ہوتا ہی سو مذکور
ہوچکا یعنی اکثر ملکون مین مالکی قاضی میسر نہین تو وہان نہایت مشقت اور تنگی ہوگی واما ممتدۃ الحیض فالمفتی بہ کما فی حیض الفتح تقدیر طہرہا بشہرین فستۃ اشہر
للاطہار وثلثۃ حیض بشہر احتیاطًا اور جب عورت کا حیض دراز ہو جاوے یعنی ہمیشہ خون جاری رہے اور وہ اپنے حیض کی عادت بھول جاوے تو قول
مفتی بہ جو فتح القدیر کے باب الحیض مین مذکور ہی یہ ہی کہ اسکے طہر کا اندازہ دو مہینے ہین تو اس حساب سے کل عدت اسکی سات مہینے ہین چھ مہینے تین طہر کے اور
ایک مہینہ تین حیض کا بنابر احتیاط کے ہم اور یہ قول حکم کا ہی اور غیر مفتی بہ مرغینانی کا قول ہی کہ اسکے نزدیک اس عورت کی عدت تین مہینے ہین اور اگر عورت
کا خون ہمیشہ جاری ہو اور اسکو اپنے حیض کی مدت یاد ہو تو بموجب اپنی عادت کے حساب کرے کذا فی البحر الرائق اور اگر شارح بجائے ممتدۃ الحیض کے مستحاضہ کا لفظ
کہتا تو خوب تھا اسواسطے کہ حیض دس دن سے زیادہ نہین ہوتا کذا فی حاشیۃ المدنی ثلثۃ اشہر بالاہلۃ لو فی الغرہ والا فبالایام بحر وغیرہ یعنی صغیرہ اور آئسہ اور بالغہ غیر
حائضہ کے حق مین تین مہینے کی عدت ہی اگر طلاق پہلی تاریخ واقع ہوئی تو حساب ہر مہینہ کا ہلال سے ہوگا اور اگر درمیان مہینہ کے طلاق واقع ہوئی تو حساب ہر
مہینے کا دنون سے ہوگا یعنی ہر مہینہ تیس دن کا کذا فی البحر الرائق وغیرہ ان وطئت فی الکل ولو حکما کالخلوۃ ولو فاسدۃ کما مر عدت مذکورہ واجب ہوگی اگر عورت سے وطی ہوئی
ہو جمیع مسائل مذکور مین اگرچہ وطی حقیقی نہین بلکہ حکمی وطی ہو چنانچہ خلوت اگرچہ خلوت فاسدہ ہو چنانچہ اسکا بیان باب المہر مین ہوچکا شارح نے خلوت کو مطلق
کہا یعنی خلوت صحیحہ اور فاسدہ دونون سے عدت لازم ہوتی ہی اور یہی قول صحیح ہی اور ابتداء باب العدۃ مین فقط خلوت صحیحہ کو سبب علیت کا کیا موافق قدوری کے
قول کے جو غیر صحیح ہی کذا فی حاشیۃ المدنی ولو رضیعا تجب العدۃ لا المہر قنیہ اور اگر زوج شیرخوار ہو اور بعد خلوت کے فراق ہو تو عدت بالاتفاق واجب ہوگی اور
امام محمد کے نزدیک مہر واجب ہوگا کذا فی القنیہ صورت فراق شیرخوار کی یہ ہی کہ شیرخوار کے باپ نے اسکا نکاح فاسد کردیا اور بعد خلوت کے بحکم قاضی تفریق ہوئی
کذا فی حاشیۃ الطحطاوی والمدنی و عدۃ الموت اربعۃ اشہر بالاہلۃ لو فی الغرۃ کما مر وعشر من الایام بشرط بقاء النکاح صحیحا الی الموت اور عدت زوج کی
موت کی چار مہینے ہین بحساب ہلال کے اگر موت پہلی تاریخ ہوئی ہو چنانچہ بیان اسکا ہوچکا اور دس دن یعنی چار مہینے دس دن عدت موت ہی بشرط باقی رہنے
نکاح کے صحیح موت تک اسواسطے کہ نکاح فاسد مین مرد کی موت سے عدت وفات کی نہین اور اگر مکاتب نے اپنی زوجہ کو خرید کیا پھر بدل کتابت ادا کرکے مرگیا تو اسکی زوجہ پر
عدت وفات نہین اسواسطے کہ موت کے وقت نکاح باقی نہین بسبب آزاد ہونے مکاتب کے ادائے بدل کتابت سے پھر جب وہ قبل موت کے آزاد ہوا تو اپنی زوجہ کا مالک ہوا اور
حالانکہ ملک احد الزوجین سے نکاح باقی نہین رہتا مطلقا وطئت اولا ولو صغیرۃ او کتابیۃ تحت مسلم ولو عبدا فلم یخرج عنہا الا الحامل عدت وفات مطلقا واجب ہی
عورت کی وطی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو اگرچہ زوجہ صغیرہ یا کتابیہ ہو نیچے مسلمان کے اگرچہ مسلم غلام ہو تو زوج کی موت مین کسی زوجہ کی عدت چار مہینے اور دس دن
سے خالی نہین سوا سے حاملہ کے کہ اسکی عدت بعد وضع حمل ہی قلت وعم کلامہ ممتدۃ الطہر لم تحض وہی واقعۃ الفتوی لم ارہا فلان فراجعہ شارح کہتا ہی کہ کلام مصنف کا
یعنی عدت وفات مین ممتدہ طہر کو بھی شامل ہی ممتدہ طہر کی مثال جیسے دودھ پلانے والی عورت کہ اسکو اکثر حیض نہین ہوتا مدت تک اور یہی مسئلہ کا فتوی مطلب ہوا اور

[illegible] کسی کو [illegible] نفس [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] کتب [illegible]

[illegible] الحیض حیضتان [illegible] [illegible]

[illegible] عدت [illegible] [illegible]

[illegible] فان لم تحض [illegible] مات عنہا زوجہا [illegible]

[illegible] بعد [illegible] طلاق یا فسخ کے [illegible] عدت [illegible] بسبب [illegible]

[illegible] صورتوں میں [illegible] عدت [illegible] عدت طلاق و فسخ [illegible]

حیض ہو اور بعدت ثلاث دو مہینے پانچ دن ہو وفی حق الحامل مطلقا ولو امۃ او کتابیۃ او من زنا بان تزوج حبلی من زنا ودخل بہا ثم مات او طلقہا تنقضی بالوضع ہکذا فی

الفتاوی وضع جمیع حملہا لان الحمل اسم لجمیع ما فی البطن اور حاملہ کے حق میں مطلقا اگرچہ حاملہ لونڈی ہو یا کتابیہ ہو یا حاملہ زنا سے ہو بایں طور کہ مثلاً زنا سے

حمل کیا اس عورت سے جسکو زنا کا حمل تھا پھر وطی کی اس سے اگرچہ وطی تا وضع حمل حرام تھی پھر یہ مرگیا یا اسکو طلاق دی تو اسکی بھی عدت بوضع حمل ہوگی کذا فی

جواہر الفتاوی وضع جمیع حمل ہے عدت حاملہ کی اسواسطے کہ حمل نام ہے جمیع ما فی البطن کا تو اگر مثلاً اس نے ایک لڑکا جنی اور بعد مہینے کے دوسرا لڑکا جنی تو اسکی عدت

پچھلے لڑکے سے منقضی ہوگی نہ اول ولد سے وفی البحر یعتبر اکثر الولد لکل فی کل الاحکام الا فی حلہا للازواج احتیاطا اور بحر الرائق میں ہے کہ نکلنا اکثر بدن

ولد کا مانند نکلنے کل بدن کے ہے سب احکام میں مگر عورت کے حلال ہونے میں واسطے ازواج کے اکثر بچہ کے کل نہیں بنا بر احتیاط کے یعنی اگر حاملہ کے

پیٹ سے اکثر بدن ولد کا نکل آیا اور ماقل اندر رہا تو عدت تمام ہوگئی رجوع اول پر حرام ہوگئی لیکن نکاح ثانی کو ہنوز حلال نہیں بنا بر احتیاط کے کہ جمیع حمل کا

وضع نہیں ہوا ولا عبرۃ بخروج الراس ولو مع الاقل فلا قصاص بقتلہ اور بچہ کا اعتبار نہیں سر نکلنے کا اگرچہ تھوڑے بدن کے ساتھ سر نکلا ہو تو صرف سر نکلنے

سے عدت آخر نہ ہوگی اور قصاص بھی نہ ہوگا اسکے قطع کرنے میں بلکہ [illegible] واجب ہوگا بلکہ جیسا ان [illegible] حصہ خونبہا کا لازم ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی اور اگر

حمل گر گیا تو اگر کچھ اعضا اسکے معلوم ہوتے ہوں تو عدت آخر ہوگی اور اگر خون بستہ یا گوشت کا لوتھڑا گرا تو عدت منقضی نہیں ہوگی کذا فی العالمگیریہ

ما قالہ فی البدائع ولا تثبت النسب من المبانۃ اذا قل من سنتین ثم باقیہ لاکثر ثابت نہیں ہوتا نسب ولد کا سر نکلنے سے عورت بائنہ کے پیٹ سے اگر دو

برس سے سر نکلا پھر اسکا باقی بدن بعد دو برس کے نکلا وامرأۃ زوجہا المیت صغیر غیر مراہق وولدت لاقل من نصف حول من تاریخ الموت

لعدم الماء ولادلالۃ الاحتمال عدت حاملہ کی وضع حمل ہے اگرچہ زوج اسکا جو مرگیا ہو صغیر ہو نہ قریب البلوغ اور جنی بیوی صغیر کی زوجہ کمتر چھ مہینے سے ابتداء

موت زوج سے بنا بر قول [illegible] کے [illegible] صغیر سے حمل [illegible] نہیں لیکن انقضائے عدت بدون وضع حمل کے نہیں بسبب عموم آیت قرآنی کے حق تعالی نے

فرمایا کہ حمل والیوں کی عدت وضع حمل ہے اسمیں خصوصیت بالغ کی نہیں فرمائی تو صغیر اور کبیر کی موت یکساں ہوگئی اور یہ قول امام اور محمد کا ہے بخلاف

ابی یوسف کہ انکے نزدیک موت کی عدت لازم ہے نہ حمل کی وفیمن حبلت بعد موت الصبی بان لم تلد لاقل من ستۃ اشہر فالعدۃ الموت اجماعا

لعدم الحمل حین الموت اور اس عورت کے حق میں جو حاملہ ہوگئی بعد موت صغیر کے اسطرح کہ جنی چھ مہینے یا زیادہ میں موت کے بعد سے تو اسکو موت کی عدت لازم

ہے بالاجماع بسبب ثابت ہونے حمل کے صغیر کی موت کے وقت تک بعد موت صغیر کے حمل حادث ہوا بخلاف پہلی صورت کے ولا نسب فی ما لیسا اذ لا ماء

للصبی اور نسب ولد کا صغیر سے ثابت نہیں دونوں صورتوں میں اسواسطے کہ صغیر کا منی نہیں [illegible]

فتح ان المراہق [illegible] ثبوت نسب لڑکا زوج قریب البلوغ سے بنا بر احتیاط کے کذا فی فتح القدیر قریب البلوغ دس برس کے لڑکے کو کہتے ہیں چنانچہ [illegible]

ولو مات فی بطنها ینبغی بقاء عدتها الی ان تنزل او تبلغ حد الایاس ہے اور اگر لڑکا حاملہ کے پیٹ میں مرگیا تو اسکی بقا سے عدت اُسکے گرنے تک رہتی ہے
یا کہ عورت ناامیدی تک پہونچے کذا فی النہر الفائق م یہ مسئلہ امام اور صاحبین سے منقول نہیں یہ تجویز ہے صاحب نہر کی شیخ رحمتی نے کہا کہ جب عورت
ناامیدی کی عمر کو پہونچی تو تین مہینے کی عدت ہو گی لیکن یہ مخالف ہے عموم آیت قرآنی کے کہ حمل والیوں کی عدت وضع حمل ہے اور شاید صاحب نہر الفائق
نے حد ایاس سے دو برس پورے کا ارادہ کیا ہو نہ سن ایاس کا اسواسطے کہ فقہا کا یہ قول کہ لڑکا دو برس سے زیادہ پیٹ میں نہیں ٹھہرتا زندہ اور مردہ دونوں کو
شامل ہے کذا فی حاشیۃ المدنی و فی حق امرأۃ الفار من الطلاق البائن ان مات وھی فی العدۃ ابعد الاجلین من عدۃ الوفاۃ وعدۃ الطلاق احتیاطاً

بان تتربص اربعۃ اشھر وعشرا من وقت الموت فیھا ثلث حیض من وقت الطلاق شمنی وفیہ قصور لانھا لو لم تر فیھا حیضا تعتد بعدھا بثلث حیض حتی لو امتد
طھرھا تبقی عدتھا حتی تبلغ الایاس فتح اور زوجہ فار کے حق میں طلاق بائن کی عدت اگر مرد مرگیا ہو عورت کی عدت میں تو ابعد الاجلین ہے یعنے عدت
وفات اور عدت طلاق میں جو بعید تر ہے وہ عدت کرنا لازم ہے بنا بر احتیاط کے اسطرح پر کہ چار مہینے اور دس دن انتظار کرے موت کے وقت سے اسی
چار مہینے دس دن میں تین حیض بھی گذر جائیں شروع طلاق سے کذا ذکرہ الشمنی اور اس بیان میں قصور ہے یعنی ابعد الاجلین کی تفسیر جو شمنی نے کی پوری
نہیں کہ سب صورتوں کو شامل نہیں اسواسطے کہ اگر عورت نے چار مہینے دس دن میں حیض نہ دیکھا تو وہ بعد چار مہینے دس دن کے تین حیض کی عدت
کرے جتنے دنوں میں ہو یہانتک کہ اگر عورت کا طہر دراز ہو جاوے حیض نہ آوے تو اسکی عدت باقی رہیگی ناامیدی کی عمر تک کذا فی فتح القدیر اور بعد پچاس
برس کے تین مہینے کی عدت ہو گی م تفسیر ابعد الاجلین کی آسان طریق پر موافق فتاوی قاضیخان کے یوں ہے کہ اگر چار مہینے دس دن میں تین حیض بھی گذر جاویں
تو عدت منقضی ہو گئی اور اگر چار مہینے دس دن ہو چکیں اور تین حیض نہ ہو چکیں تو جبتک تین بار حیض نہ ہو گا عدت آخر نہ ہو گی اور اگر تین حیض قبل چار مہینے دس دن کے
ہو چکیں تو بدون تمام ہونے چار مہینے دس دن کے عدت منقضی نہ ہو گی فائدہ عدت ابعد الاجلین چار صورتوں میں ہوتی ہے ایک فار کی عورت جسکا بیان ابھی ہوا
دوسری صورت یہ کہ زوج کی دو عورتیں ہیں اور اُسنے ایک کو معین کر کے طلاق دی بشرطیکہ دونوں سے وطی کر چکا ہو اور دونوں حیض والیاں ہوں پھر زوج مرگیا
اور یاد نہ رہا کہ دونوں میں سے مطلقہ کون ہے تو ہر عورت پر واجب ہے ابعد الاجلین تیسری صورت یہ کہ دو عورتوں میں سے ایک کو بلا تعیین تین بار طلاق دی اپنی
صحت میں پھر مرگیا بدون بیان کرنے تعیین کے تو ہر عورت کی عدت ابعد الاجلین ہے چوتھی یہ صورت کہ دو عورتوں میں سے ایک کو طلاق دی بلا تعیین صحت میں پھر
اپنے مرض الموت میں بیان کر دیا کہ فلانی کو طلاق دی تھی اور قبل انقضاے عدت طلاق مرگیا تو مطلقہ پر ابعد الاجلین کی عدت واجب ہے گی کذا فی فتاوی قاضیخان اور
پانچویں صورت ابعد الاجلین کی وہ ہے جسکو شارح اسی باب میں مذکور کر چکا یعنی جس ام ولد کا مولی اور زوج دونوں مرجاویں اور معلوم نہو کہ کون پہلے مرگیا وقید

بالبائن لان المطلقۃ رجعیا بالموت اجماعا اور فار کے زوجہ کی ابعد الاجلین عدت ہونے میں مصنف نے طلاق بائن کی قید لگائی اسواسطے کہ اسکی مطلقہ رجعی
کی عدت وہی ہے جو موت کی عدت ہے بالاتفاق یعنی چار مہینے دس دن کی عدت ہے خواہ تین حیض ہوں یا نہوں والعدۃ فیمن عتقت فی عدۃ رجعی
لا عدۃ البائن ولا الموت ان تتم کعدۃ حرۃ اور عدت اُس لونڈی کے حق میں جو آزاد ہو گئی طلاق رجعی کی عدت میں نہ طلاق بائن کی عدت میں اور
نہ موت کی عدت میں یہ ہے کہ پوری کرے عدت کو مانند حرہ کی عدت کے یعنی لونڈی کے زوج نے اسکو طلاق رجعی دی تو اسکی عدت تھی دو حیض یا ڈیڑھ مہینہ لیکن ہنوز
اسکی عدت منقضی نہوئی تھی کہ اُسکے مولی نے اسکو آزاد کر دیا تو اب اُسپر حرہ کی عدت پوری لازم ہو گئی یعنی تین حیض کی عدت اور اگر صغیرہ یا آئسہ ہو تو تین
مہینے کی عدت و عتقت فی احدھما ای البائن او الموت فکعدۃ امۃ لبقاء النکاح فی الرجعی دون الاخیرین اور اگر لونڈی آزاد ہوئی طلاق بائن یا
زوج کی موت میں تو اسکی عدت مانند لونڈی کی عدت کے ہے بسبب باقی رہنے نکاح کے طلاق رجعی میں نہ بائن اور موت میں یعنی چونکہ رجعی میں نکاح

قائم ہے لہذا مطلقہ رجعی کی عدت مانند حرہ کے ہے بخلاف بائن اور موت کے و تنتقل العدۃ بالاشھر کامرۃ صغیرۃ منکوحۃ طلقت رجعیا فتعتد لشہر و نصف

اذا حاضت [illegible] فانہ [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] انقضاے عدت کے [illegible] تین [illegible] حیض کے [illegible]

[illegible] مہینے کی عدت [illegible] تین مہینے [illegible] تین حیض کی عدت [illegible]

تین حیض سے [illegible] مہینے [illegible] کی عدت [illegible] پانچ بار انتقال ہوا اور [illegible]

[illegible] صورت کو بھی انتقال [illegible] عدت [illegible]

واستانفت بالحیض [illegible] الی الموت [illegible] کذا فی النہایۃ [illegible] فی الہدایۃ

حتی [illegible] فی البحر [illegible] مہینوں کی عدت کی یہ [illegible] حیض سے [illegible] جاری ہو [illegible]

عادت قدیمی کے [illegible] حیض [illegible] کی [illegible] نکاح کیا اور [illegible] دوسرے زوج سے [illegible] آنے [illegible]

جو صفت مہینوں کی عدت باطل ہوگئی اور [illegible] ثانی [illegible] سوائے تین عدت [illegible] وہ عورت سرے سے عدت کو بحساب حیض کے پوری

کرے اس واسطے کہ عدت بالاشہر خلف تھی عدت [illegible] شرط خلف ہونے کی یہ ہو کہ اصل سے ناامیدی متحقق ہو اور تحقق ناامیدی بسبب ناامیدی

دائمی کے ہو اور موت تک [illegible] اس صورت [illegible] آنے [illegible] کے ناامیدی نہ رہی اور اسلئے [illegible] حیض [illegible]

استیناف عدت ظاہر روایت ہو کذا فی النہایۃ [illegible] پر رجوع تمام مقرر ہو گیا ایسا ہی کہا ہو البحر الرائق مین بعد نقل کرنے اس قول کے

جنکی تصحیح ہو چکی ہو [illegible] ظاہر الروایۃ کو ثابت [illegible] مصنف نے [illegible] مین [illegible] کے حیض جاری ہونے کی مراد مین چند قول ہین لیکن ترجیح

مین کثرت سیلان جی کو ذکر کیا اسواسطے کہ البحر الرائق مین ذکر ہو کہ معراج الدرایۃ مین اسی قول پر فتوی ہو لکن اختار الہندی اختار الشہید انہا ان رأت

قبل تمام الاشہر استانفت لا بعد [illegible] مختار صدر الشریعۃ [illegible] بالاتفاق واقرہ المصنف فی باب الحیض [illegible] فالنکاح جائز وتعتد فی المستقبل

بالحیض کما صحح فی الخلاصۃ وغیرہا وفی المجتبی [illegible] الفتوی وفی تصحیح القدوری [illegible] التصحیح اولی من تصحیح الہدایۃ وفی

النہر انہ اعدل الاقوال وتمامہ فیما علقتہ علی الملتقی لیکن اختیار کیا ہو ہندی نے جسکو شہید نے اختیار کیا ہو وہ یہ ہو کہ اگر [illegible] سے قبل تمام ہونے

تین مہینے کے حیض کو دیکھا تب تو عدت مہینوں کی باطل ہوئی سرے سے حیض کی عدت شروع کرے اور بعد تمام ہونے تین مہینے کے

حیض دیکھا تو عدت پوری ہو گئی اب استیناف عدت کا نہ کرے شارح کہتا ہو اسی کو صدر الشریعۃ نے شرح وقایہ مین [illegible] بالاتفاق پسند کیا ہو

اور اسی قول کو مصنف نے باب الحیض مین ثابت رکھا ہو اور موجب اس قول مختار کے بعد تین مہینے کے نکاح زوج ثانی کا جائز ہو نہ فاسد اور [illegible]

مین اگر زوج ثانی طلاق دیوے عورت بحساب حیض عدت کرے چنانچہ اسی کی تصحیح کی ہو خلاصہ وغیرہا مین اور مجتبی مین کہا ہو کہ یہی صحیح اور مختار ہو

اور اسی پر فتوی ہو اور تصحیح قدوری مین یون ہو کہ تصحیح اس قول کی بہتر ہو تصحیح ہدایہ سے اور نہر الفائق مین کہا ہو کہ یہی قول سب اقوال مین معتدل ترہو

اور پوری تقریر اسکی شارح کی اس شرح مین ہو جو ملتقی الابحر پر لکھی والصغیرۃ لو حاضت بعد تمام الاشہر لا تستانف اما اذا حاضت فی اثنائہا استانفت بالحیض

کما تستانف العدۃ بالشہور من حاضت حیضۃ او ثنتین ثم ایست تحرزا عن الجمع بین الاصل والبدل و صغیرہ کو حیض آوے بعد تمام ہونے تین

مہینے کے تو استیناف عدت کا حیض سے نکرے مگر جبکہ اسکو درمیان عدت کے حیض آوے یعنی تین مہینے کے اندر آوے تو حیض سے عدت شروع کرے چنانچہ

استیناف عدت کا مہینوں سے وہ عورت کرتی ہو جسکو ایک یا دو حیض آیا پھر وہ آئسہ ہو گئی یعنی پچپن برس کو پہنچی ان سے [illegible] عدت [illegible] عدت

کا حکم اسواسطے ہوا تاکہ جمع ہو جانے اصل اور بدل سے بچاو رہے اسواسطے کہ بدل درصورت تعذر اصل ہوتا ہی تو کچھ عدت اصل ہو اور کچھ بدل جائز نہین
والایاس سنتہ لاؤمیتہ وغیرہا خمس وخمسون عند الجمہور وعلیہ الفتوی وقیل الفتوی علی خمسین نہر اور ایاس یعنی ناامیدی کی عمر خواہ عورت روم کی
رہنے والی ہو خواہ اور کسی ملک کی پچپن برس ہی نزدیک اکثر فقہا کے اور اسی قول پر فتوی ہی اور قول ضعیف یہ ہی کہ پچاس برس پر فتوی ہی کذا فی
النہر الفائق وعن محمد سے روایت ہی کہ روم کی عورت مین حد ایاس پچپن برس اور اسکے سوا مین ساٹھ یا ستر برس لیکن اس روایت پر فتوی نہین کذا فی
البحر الرائق وفی البحر عن الجامع صغیرۃ بلغت ثلثین سنۃ ولم تحض حکم بایاسہا اور بحر الرائق مین جامع سے منقول ہی کہ صغیرہ تیس برس کو پہونچی اور اسکو حیض نہ آیا
تو اسپر ایاس کا حکم کیا جاویگا وعدۃ المنکوحۃ نکاحا فاسدا فلا عدۃ فی باطلہ وکذا موقوف قبل الاجازۃ اختیار لکن الصواب ثبوت العدۃ والنسب
بحر اور عدت منکوحہ بنکاح فاسد کی حیض ہی تو نکاح فاسد کی قید سے نکاح باطل نکل گیا کہ اسمین عدت نہین نکاح باطل یہ کہ غیر کی عورت سے
دانستہ نکاح کرے اور اسی طرح نکاح موقوف مین قبل اجازت کے عدت نہین کذا فی الاختیار نکاح موقوف جیسے نکاح فضولی کا یا نکاح غلام یا
لونڈی کا بلا اذن مولی لیکن حق یہ ہی کہ نکاح موقوف مین عدت اور نسب ولد کا ثابت ہی کذا فی البحر الرائق والموطوءۃ بشبہۃ ومنہ تزوج امرأۃ الغیر
غیر عالم بحالہا کما سیجیء والموطوءۃ بشبہۃ ان تقیم مع زوجہا الاول وتخرج باذنہ فی العدۃ لقیام النکاح بینہما وانما حرم الوطی حتی تلزمہ نفقتہا وکسوتہا بحر یعنی
اذا لم تکن عالمۃ راضیۃ کما سیجیء اور عدت اس عورت کی جسکی وطی بشبہہ ہوئی اور منجملہ وطی بشبہہ غیر کی عورت سے نکاح کر لینا ہی نادانستہ چنانچہ آخر
باب مین آویگا اور اگر مرد نے دانستہ غیر کی عورت سے نکاح کیا تو وہ شبہہ نہین صریح زنا ہی تو اسمین عدت نہین اور جسکی وطی بشبہہ ہو گئی اسکو اپنے اول
زوج کے پاس رہنا جائز ہی اور نکلنا گھر سے اسکی اجازت سے عدت مین لازم ہی بسبب قائم رہنے نکاح کے دونون مین اور زوج اول کو حرام تو فقط وطی
ہی عدت تک قیام نکاح کا یہانتک ثابت ہی کہ زوج اول کو عورت کا نفقہ اور لباس دینا لازم ہی کذا فی البحر الرائق شارح کہتا ہی نفقہ زوج اول پر اسوقت
لازم ہوگا جبکہ عورت واقف اور راضی نہو یعنی دونون قیدین یا ایک قید ضرور ہی وجوب نفقہ مین چنانچہ اگر عورت واقف ہو کہ یہ شخص میرا زوج نہین
لیکن بجبر اسکو مرد کے پاس شب زفاف مین کر دیا ہو اور مرد سے کہا ہو کہ یہ تیری عورت ہی اور وقت وطی کے ہر چند عورت نے کہا ہو کہ مین غیر کی زوجہ ہون لیکن
اسنے اعتبار نہ کیا ہو اور تلوار سے دھمکایا ہو تو اس صورت مین کسی پر حد نہین مرد پر بسبب شبہہ کے اور عورت پر بسبب جبر کے اور عدت بعد وطی کے اسپر واجب ہوگی
اور نفقہ زوج اول پر لازم ہوگا اسواسطے کہ عورت کا کچھ قصور نہین کذا فی حاشیۃ المدنی وام الولد فلا عدۃ علی مدبرۃ ومعتقۃ غیر الآئسۃ والحامل فان
عدتہا بالاشہر والوضع اور عدت ام ولد کی تو اس قید سے مدبرہ اور معتقہ پر عدت نہین دران حالیکہ ام ولد آئسہ اور حاملہ نہو اسواسطے کہ عدت آئسہ کی دو مہینون
سے ہی اور عدت حاملہ کی بوضع حمل ہی الحیض للموت ای موت الواطی وغیرہ کفرقۃ او متارکۃ لان عدۃ ہولاء لتعرف براءۃ الرحم وہو بالحیض ولم یکتف
بحیضۃ احتیاطا یعنی عدت منکوحہ بنکاح فاسد اور موطوءہ بشبہہ اور ام ولد کی بشرط عدم ایاس اور حمل کے فقط تین حیض ہین وطی کرنے والی کی عدت مین
بھی حیض کی عدت ہی نہ مہینون کی اور غیر موت مین بھی تین حیض ہی کی عدت ہی غیر موت کی عدت جیسے نکاح فاسد مین فرقت ہوئی ہو بحکم قاضی یا اظہار
ترک وطی کے عزم کا ایسی عورتون کی عدت بالحیض ہوئی نہ بالاشہر اسواسطے کہ عدت انکی محض اسواسطے دریافت کرنے صفائی رحم کے ہی اور یہ دریافت نہین ہو سکتی
مگر حیض سے اور ہر چند ایک حیض سے بھی صفائی معلوم ہو جاتی ہی لیکن ایک حیض پر کفایت نہ کی بلکہ بنا بر احتیاط کے تین حیض مقرر ہوئے ولا اعتداد
بحیض طلقت فیہ اجماعا اور اس حیض کا جسمین طلاق واقع ہوئی عورت پر شمار نہین عدت مین بالاجماع اسواسطے کہ قرآن سے حرہ کی عدت مین تین حیض
اور حدیث سے لونڈی کی عدت مین دو حیض ثابت ہین تو پورے حیض معتبر ہونگے نہ ناقص لہذا طلاق والا حیض ساقط الاعتبار ہی یعنی اسکے سوا تین اور
حیض حرہ مین اور دو حیض لونڈی مین لازم ہونگے واذا وطئت المعتدۃ بشبہۃ ولو من المطلق وجبت عدۃ اخری لتجدد السبب وتداخلتا والمرئی من الحیض منہما

[illegible] عدت [illegible] عورت [illegible]
[illegible] عدت [illegible] دونوں عدتیں [illegible]
[illegible] عدت [illegible] عدت [illegible]
[illegible] عورت [illegible] حیض [illegible]
[illegible] عدت ثانی کی مدت میں [illegible]
[illegible] عدت [illegible] حیض [illegible] عدت [illegible] دوسری [illegible]
دونوں عدتوں میں [illegible] طلاق بائن کی عدت [illegible] طلاق رجعی کی عدت
میں [illegible] ثابت ہو [illegible] کذا فی حاشیۃ [illegible] عدتیں [illegible]
عدت مہینوں کی ہو چنانچہ اس کی عدت میں وطی بشبہ ہو گئی تو اگر پہلی عدت [illegible] دوسری کے [illegible] دوسری عدت [illegible]
عدت مہینوں کی ہو اور دوسری حیض کی [illegible] وفات [illegible] ایک عورت [illegible] چار مہینے دس دن کی عدت میں تھی کہ اسکی وطی بالشبہ ہو گئی تو
دوسری عدت حیض کی ہو گی تو اگر چار مہینے دس دن میں تین حیض بھی ہو گئے تو دونوں عدتیں منقضی ہو گئیں [illegible] اس مدت میں [illegible]
تو [illegible] اس مدت کے تین حیض کی عدت ثانیہ [illegible] واجب ہو گی کذا فی البحر الرائق [illegible] وتمام عدتھا [illegible]
الوفاۃ [illegible] کما صرح فی البدائع سو جب معلوم ہوا کہ [illegible] دو عدتوں کا جیسا کہ حیض کی عدتوں میں ہو [illegible] ویسا ہی مہینوں کی عدت میں بھی [illegible]
تو اگر مصنف نے قول [illegible] کو محذوف کرتا یعنی [illegible] حیض نہ مذکور کرتا تو دونوں قسم کی عدتوں کو شامل ہوتا اور اس معتدہ کو بھی شامل ہے جو عدت
میں حاملہ ہو گئی تو اسکی عدت وضع حمل ہو [illegible] اس عورت کو دو عدتیں لازم ہیں ایک حیض کی دوسری [illegible] کی لیکن دونوں عدتیں وضع حمل سے منقضی
ہو جاتی ہیں اسواسطے کہ حاملہ کو حیض نہیں آتا کذا فی الکافی پھر حاملہ کی عدت وضع حمل ہو مگر معتدہ وفات کی عدت مہینوں کے حساب سے ہو [illegible]
ہوتا حمل سے جیسا کہ گذر گیا اسکا بیان [illegible] صغیر میں جبکہ بعد موت صغیر کے وہ حاملہ ہو جاوے اور یہی روایت کی تصحیح کی بدائع میں [illegible] لبعد الطلاق و
بعد الموت علی الفور اور عدت کا شروع بعد طلاق اور بعد موت کے ہوتا ہے فی الفور بلا توقف و تنقضی العدۃ وان جہلت المراۃ بما ای بالطلاق والموت [illegible]
[illegible] العلم [illegible] سواء اعترف بالطلاق او انکر اور آخر ہو جاتی ہے عدت اگرچہ عورت کو خبر نہ ہو طلاق اور موت کی یعنی زوج نے طلاق دی اور
تین حیض ہو گئے یا زوج مر گیا اور چار مہینے دس دن گذر گئے عدت آخر ہو گئی عورت کو طلاق اور موت کی خبر ہو یا نہو اسواسطے عدت نام ہے مدت معین
کا سو گذر گئی تو اسکے گذر جانے کا علم شرط نہیں خواہ زوج طلاق کا مقر ہو یا منکر فلو طلق امراتہ ثم انکر واثبت علیہ بینۃ وقضی القاضی بالفرقۃ
[illegible] علیہ [illegible] الشوال وقضی بہ فی المحرم فالعدۃ من وقت الطلاق لا من القضاء بزازیہ سو اگر زوج نے طلاق دی تھی عورت کو پھر منکر ہو گیا اور گواہوں
نے اسکا جھوٹ کیا اور قاضی نے حکم دیا جدائی کا مثلاً عورت نے دعوی کیا کہ زوج نے اسکو شوال میں طلاق دی تھی اور حکم جدائی کا ہوا محرم میں تو عدت کی ابتدا وقت
کے وقت سے ہو گی یعنی شوال سے نہ قاضی کے حکم دینے سے یعنی محرم سے کذا فی البزازیہ وفی الطلاق المبہم من وقت البیان اور طلاق مبہم میں ابتدائے عدت بیان کے وقت
سے ہو گی نہ طلاق سے [illegible] لو شہدا [illegible] ثم [illegible] فقضی بالفرقۃ فالعدۃ من وقت الطلاق لا القضاء اور اگر دو شاہدوں نے گواہی دی عورت
کی طلاق کی پھر بعد چند روز کے عدالت شاہدوں کی ثابت ہوئی پھر قاضی نے حکم جدائی کا دیا تو ابتدائے عدت وقت طلاق سے ہو گی نہ قضا سے
بخلاف ما لو اقر بطلاقہا [illegible] فان الفتوی انہا من وقت الاقرار [illegible] بخلاف اسکے کہ اگر زوج نے اقرار

کیا عورت کی طلاق کا شروع زمان ماضی سے. مثلاً رجب مین کہا کہ مین نے محرم مین طلاق دی تھی تو فتوی اسپر ہی کہ ابتداے عدت اقرار کے وقت سے
ہو گی مطلقاً خواہ عورت اُسکی تصدیق کرے یا تکذیب یا کہے کہ مجھکو معلوم نہین یہ فتوی ہوا تا کہ مواضعت و جین کی تہمت دور ہو جاوے یعنی احتمال ہی کہ خلاف
واقع اظہار انقضاے عدت مین زوج اور زوجہ موافق ہو گئے ہون کسی غرض سے مثلاً زوج کی یہ غرض ہو کہ پانچوین عورت سے نکاح کرے اور عورت کی یہ غرض
ہو کہ زوج ثانی سے نکاح کرے تو اس تہمت کے مندفع ہونے کے واسطے فتوی یہ ہوا کہ اقرار طلاق سے عدت شروع ہو نہ زمان ماضی سے لکن ان کذبتہ فی
الاسناد او قالت لا ادری وجبت العدة من وقت الاقرار ولہا النفقة والسکنی وان صدقتہ فکذلک غیر انہ ان وطیہا لزمہ مہر ثان اختیار ولا نفقة
ولا سکنی ولا کسوة لہا لقبول قولہا بسقوطہ لنفسہا لیکن اگر عورت نے تکذیب زوج کی اسناد مین کی یعنی زوج نے جو طلاق کو زمان ماضی کی طرف
منسوب کیا تھا اُسکی تکذیب کی یا یہ کہ عورت نے کہا کہ مین نہین جانتی تو عدت واجب ہو گی وقت اقرار سے اور عورت کا نفقہ اور سکنی مرد پر لازم ہو گا اور اگر
عورت نے زوج کے طلاق دینے زمان ماضی کی تصدیق کی تو بھی اسی طرح عدت واجب ہو گی وقت اقرار سے سواے اس بات کے کہ اگر زوج نے وطی کی ہو گی
بعد اسوقت کے جسین ایقاع طلاق کا اظہار کرتا ہی تو دوسرا مہر اسپر لازم ہو گا بشرطیکہ طلاق بائن ہو کذا فی الاختیار اور عورت کا نفقہ لازم نہو گا اور نہ سکنی اور
نہ لباس بسبب مقبول ہونے عورت کے قول کے اُسکی ذات کی مضرت پر کذا فی الخانیہ یعنی عورت خود قائل ہو چکی کہ میری عدت گذر چکی تو اُسکا حق ساقط
ہو گیا وفیہا ابانہا ثم اقام معہا زمانا ان مقرا بطلاقہا تنقضی عدتہا لا ان منکرا اور خانیہ مین ہی کہ زوج نے اپنی عورت کو طلاق بائن دی پھر اُسکے پاس ایک مدت رہا
اگر مقر ہو اُسکی طلاق کا تو عدت اُسکی منقضی ہو گی اور اگر منکر ہو طلاق کا تو عدت نہ آخر ہو گی وفی اول طلاق جواہر الفتاوی ابانہا واقام معہا فان اشتہر
طلاقہا فیما بین الناس تنقضی والا لا وکذا لو خالعہا ان بین الناس واشہد علی ذلک تنقضی والا لا ہو الصحیح وکذا لو کتم طلاقہا لم تنقض زجرا انتہی وحینئذ
فمبدأہا من وقت الثبوت والظہور اور جواہر الفتاوی کی اول کتاب الطلاق مین یون ہی کہ زوج نے طلاق بائن دی عورت کو پھر اُسکے ساتھ رہا کیا
سو اگر اُسکا طلاق دینا لوگون مین مشہور ہو گیا تو عدت اُسکی منقضی ہو گئی اور اگر طلاق مشہور نہین تو انقضاے عدت نہین اور اسی طرح اگر خلع کیا
عورت سے سو اگر خلع مشہور ہو گیا لوگون مین اور گواہ کیا لوگون کو اُسپر تو عدت منقضی ہو گئی اور نہین تو نہین یہی قول صحیح ہی اور اسی طرح اگر مرد نے
عورت کی طلاق مخفی رکھی تو عدت منقضی نہو گی مرد کی جھڑکی کیواسطے انتہی کلام جواہر الفتاوی شارح کہتا ہی کہ اسوقت یعنی عدم شہرت طلاق مین ابتداے
عدت وقت ثبوت اور ظہور طلاق سے ہو گی و مبدأہا فی النکاح الفاسد بعد التفریق من القاضی بینہما ثم لو وطیہا حد جوہرہ وغیرہا وقیدہ فی البحر بحثا بکونہ
بعد العدة لعدم لزوم الحد بوطی المعتدة اور ابتداے عدت نکاح فاسد مین بعد تفریق کر دینے قاضی کے ہی دونون مین پھر اگر مرد وطی اُس عورت سے کریگا تو اُسکو
حد ماری جاویگی کذا فی الجوہرہ وغیرہا اور بحر الرائق مین دلیل بیان کر کے مخصوص کیا ہی وطی کو ساتھ ہونے وطی کے بعد عدت کے یعنی حد اس صورت
مین لازم آویگی جب وطی بعد عدت کے ہوئی ہو اسواسطے کہ معتدہ کی وطی مین حد نہین او المتارکة ای اظہار العزم من الزوج علی ترک وطیہا بان یقول بلسانہ ترکتک
ونحوہ یا ابتداے عدت نکاح فاسد مین بعد متارکت کے ہی یعنی قصد کرنا زوج کا عورت کی ترک وطی پر اسطرح کہ اپنی زبان سے کہے عورت سے کہ مین نے تجھکو چھوڑا
یا اسیطرح کچھ اور کہے ومنہ الطلاق وانکار النکاح لو بحضرتہا والا لا بمجرد العزم لو مدخولة ولو لا فیکفی تفرق الابدان اور از قسم متارکت ہی طلاق دینا یا نکاح
فاسد سے انکار کرنا اگر عورت کے سامنے طلاق اور انکار ہوا ہو اور اگر عورت کے پیچھے طلاق اور انکار کریگا تو متارکت صحیح نہو گی اگر منکوحہ نکاح فاسدہ
مدخولہ ہی تو اب فقط عزم ترک سے متارکت نہ جائز ہو گی اور اگر مدخولہ نہین ہی تو فقط تفرق ابدان کافی ہی یعنی عورت کو اسطرح چھوڑ کر چلا جانا کہ پھر اُسکے پاس آنے کا ارادہ نہو والخلوة
فی النکاح الفاسد لا توجب العدة اور خلوت کرنا نکاح فاسد مین خواہ خلوت صحیحہ ہو خواہ فاسدہ موجب عدت کی نہین والطلاق فیہ لا ینقص عدد الطلاق لانہ فسخ جوہرہ ولا تعتد
فی بیت الزوج بزازیہ اور نکاح فاسد مین طلاق دینا عدد طلاق کو کم نہین کرتا یعنی اگر دوسری بار اُس عورت سے نکاح صحیح کریگا تو پوری تین طلاق کا مالک ہو گا اسواسطے کہ نکاح

[illegible]

[illegible] مسئلہ [illegible] مرا لم تکن [illegible]

[illegible] دعوی نہیں کیا چنانچہ اسکی تصریح باب الرجعۃ مین مذکور [illegible]

[illegible] اگر طلاق [illegible] متعلق ہوئی تو [illegible] عدت کے ساتھ [illegible] نفاس کے [illegible]

[illegible] کا دعوی کریگی [illegible] عدت [illegible] ہو جاویگی [illegible]

[illegible] حیض کی عدت کے [illegible] نفاس کے

[illegible] مقرر ہو چکے ہین نکاح [illegible] فاسد [illegible] قبل الوطی [illegible]

[illegible] الاول [illegible] نکاح صحیح کیا [illegible] اگرچہ عدت [illegible]

[illegible] اگرچہ وطی [illegible] بعد خلوت کے تو واجب ہے [illegible] مہر لازم ہوگی [illegible] دوسری عدت [illegible]

[illegible] تو واجب ہے [illegible] دوسرا نکاح کیا [illegible]

[illegible] قبضہ کی حاجت

[illegible] المسائل العشرۃ مبنیۃ علی ان الدخول فی النکاح الاول دخول فی الثانی اور یہ ایک مسئلہ ہو ان مسائل عشرہ [illegible] قاعدہ [illegible]

[illegible] تفصیل ان مسائل عشرہ کی [illegible] پہلا مسئلہ تو مذکور ہو چکا [illegible] نکاح فاسد کیا [illegible] دخول کے تفریق

[illegible] صحیح کیا اور قبل دخول کے طلاق دی تو مہر کامل اور عدت مستقلہ واجب [illegible] فاسد [illegible]

[illegible] طلاق بائن دی [illegible] عدت کے اندر نکاح ثانی کیا [illegible] حالت مرض الموت میں قبل دخول طلاق بائن دی [illegible] عورت [illegible]

[illegible] عدت کے اندر [illegible] نکاح ثانی [illegible] قبل دخول [illegible]

۵ صغیرہ سے نکاح کیا اور بعد دخول کے طلاق بائن دی پھر عدت مین نکاح کیا پھر وہ بالغ ہوئی پھر وہ نارض ہوئی نکاح سے قبل دخول کے ۶ ایک عورت سے نکاح کیا پھر بعد دخول کے اسکو طلاق دی پھر وہ مرتدہ ہو گئی پھر مسلمان ہوئی پھر عدت مین زوج نے اُس سے نکاح کیا اور قبل دخول طلاق دی ۷ بعد نکاح اور دخول کے طلاق دی پھر عدت مین نکاح کیا پھر وہ مرتدہ ہو گئی پھر مسلمان ہوئی پھر اُس سے عدت مین نکاح کیا پھر قبل دخول طلاق دی ۸ بعد نکاح اور دخول کے طلاق دی پھر عدت مین نکاح کیا پھر وہ مرتدہ ہو گئی قبل دخول کے ۹ لونڈی سے نکاح کیا اور بعد دخول کے وہ آزاد ہوئی سو اُسنے اپنی ذات کو اختیار کرکے نکاح فسخ کیا پھر عدت مین اُس سے دوسرا نکاح کیا اور قبل دخول کے طلاق دی ۱۰ لونڈی کو بعد نکاح اور دخول کے طلاق دی پھر عدت مین نکاح کیا پھر وہ آزاد ہو گئی اور اُسنے فسخ نکاح کر دیا قبل دخول کے سو ان مسائل عشرہ مین دخول نکاح اول بجاے دخول نکاح ثانی کے ہے امام اعظم اور ابی یوسف کے نزدیک پورا مہر اور عدت مستقلہ واجب ہو گی اور محمد کے نزدیک نصف مہر اور تکمیل عدت سابقہ واجب ہے نہ عدت مستقلہ کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن البحر وقول زفر لا عدۃ علیہا اصلا ابطلہ المصنف بالطول وجزم بان القاضی المقلد اذا خالف مشہور مذہبہ لا ینفذ حکمہ فی الاصح کما لو قضی الا ان ینص السلطان علی العمل بغیر المشہور فیسوغ فیصیر حنفیا زفریا وہذا لم یقع بل الواقع خلافہ فلیحفظ اور زفر کا یہ قول ہے کہ جس معتدہ مدخولہ کا نکاح ہوا اور قبل دخول مطلقہ ہوئی اُسپر عدت واجب نہین سو اُس قول کو مصنف نے باطل کیا ہے بکلام طویل اور یقین کیا ہے اُسپر کہ اگر قاضی مقلد نے اپنے مشہور مذہب کی مخالفت کی تو اسکا حکم جاری نہو گا قول اصح مین چنانچہ اگر رشوت لیکر حکم کریگا جاری نہو گا مگر یہ کہ سلطان تصریح کر دے سند قضا مین غیر مشہور پر عمل کرنے کی تو حکم جاری ہو جاویگا تو اسوقت مین وہ حنفی زفری ہو گا اور ایسا حکم سلطان کا ہنوز واقع نہین ہوا بلکہ حکم سلطان روم کا اسکے مخالف واقع ہے یعنے قول راجح پر عمل کرنے کا حکم ہے روم اور شام اور حرمین شریفین مین تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ذمیۃ غیر حامل طلقہا ذمی او مات عنہا لم تعتد عند ابی حنیفۃ اذا اعتقدوا ذلک لانا امرنا بترکہم وما یعتقدون ذمیہ غیر حاملہ کو طلاق دی ذمی نے یا ذمیہ کو زندہ چھوڑ کر ذمی مر گیا تو اسپر عدت نہین نزدیک امام اعظم کے جب کہ کفار ذمی عدم عدت کے معتقد ہون اسواسطے کہ ہم اہل اسلام مامور بعدم تعرض ہین اُنسے اور اُنکے اعتقادیات سے اور اسواسطے کہ کفار مخاطب باحکام شرعیہ نہین ولو کانت الذمیۃ حاملا تعتد بوضعہ اتفاقا وقید الولوالجی بما اذا اعتقدوہا اور اگر ذمیہ حاملہ ہو تو وہ عدت کرے بوضع حمل باتفاق امام و صاحبین کے اسواسطے کہ اُسکے پیٹ مین لڑکا ثابت النسب ہے کذا فی الہدایہ اور ولوالجی نے وجوب عدت حاملہ ذمیہ کو مقید کیا ساتھ اس قید کے کہ جب کفار ذمی وجوب عدت حاملہ کے معتقد ہون اور یہ قول ضعیف ہے اور یہلا صحیح ہے کذا فی منح الغفار والذمیۃ لو طلقہا مسلم او مات عنہا فتعتد اتفاقا مطلقا لان المسلم یعتقدہ اور ذمیہ کتابیہ کو اگر مسلمان طلاق دے یا اُسکو زندہ چھوڑ کر مر جاوے تو وہ عدت کرے بالاتفاق مطلقا خواہ حاملہ ہو یا نہو اسواسطے کہ مسلمان وجوب عدت کا معتقد ہے وکذا لا تعتد مسبیۃ افترقت بتباین الدارین لان العدۃ حیث وجبت حقا للعباد والحربی ملحق بالجماد والا الحامل فلا یصح تزوجہا لا لانہا معتدۃ بل لان فی بطنہا ولدا ثابت النسب اور اسیطرح مثل ذمیہ کے وہ حربیہ عدت نہ کرے جو دار الاسلام مین گرفتار ہو کر اپنے زوج سے جدا ہو گئی بسبب تباین دارین کے اسواسطے کہ عدت جہان کہین واجب ہوئی ہے تو اسواسطے محفوظ رکھنے حق عباد کے واجب ہوئی ہے اور کافر حربی ملحق ہے ساتھ بہائم اور جماد کے سواے حاملہ حربیہ کے اس سے نکاح کر لینا صحیح نہین یہ عدم صحت اسوجہ سے نہین کہ وہ معتدہ ہے بلکہ اسوجہ سے کہ اُسکے پیٹ مین لڑکا ثابت النسب ہے کمہاجرۃ خرجت الینا مسلمۃ او ذمیۃ او مستامنۃ ثم اسلمت او صارت ذمیۃ لما مر انہ ملحق بالجماد الا الحامل لما مر چنانچہ وہ حربیہ عدت نکرے جو دار الحرب چھوڑ کر ہماری طرف نکل آئی مسلمان ہو کر یا ذمیہ ہو کر یا امان لیکر پھر مسلمان ہو گئی یا ذمیہ ہو گئی اسواسطے کہ مذکور ہو چکا کہ حربی جانور اور پتھر مین داخل ہے سواے حاملہ کے بدلیل گذشتہ یعنے ہر چند اسپر عدت نہین لیکن بخیال ولد ثابت النسب اس سے نکاح کرنا صحیح نہین وکذا لا عدۃ لو تزوج امرأۃ الغیر ووطیہا عالما بذلک وفی نسخ المتن ودخل بہا ولا بد منہ وبہ یفتی ولہذا یحد مع العلم بالحرمۃ لانہ زنا والمزنی بہا لا تحرم علی زوجہا وفی شرح الوہبانیۃ لو زنت المرأۃ لا یقربہا

[illegible]

[illegible] اور [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] سبب [illegible] تین [illegible] ہو [illegible]

[illegible] گیا [illegible]

[illegible] کہنا چاہیے سبب [illegible] متفق [illegible]

[illegible] اور روایت [illegible] ہے تو کچھ قوت نہیں کذا فی حاشیۃ المدنی قوله اذا لم [illegible]

حیث تحرم علی الاول [illegible] عدته [illegible]

سو یہ ہے کہ یہ عورت غیر کی منکوحہ ہو اور وہ نادانستہ نکاح اور وطی کرے تو اس وقت میں عورت حرام ہوگی زوج اول پر [illegible]

[illegible] نہیں [illegible] نکاح [illegible] عدت [illegible] نفقہ واجب نہیں [illegible]

اس وقت ہوگی جبکہ وہ دانستہ اپنی خوشی سے نکاح کرے اور اگر نادانستہ [illegible] ہو [illegible] عدت [illegible]

[illegible] ہے ذکر ہو چکی سو اسکو خود [illegible] فروع مسائل متعلقہ عدت کے [illegible]

[illegible] عورت نے [illegible] کہا اسپر عدت لازم ہو بحر الرائق میں [illegible] کے جواب [illegible]

لازم ہو واسطے دریافت ہونے صفائی رحم کے [illegible] میں [illegible] سوال کے جواب میں تفصیل کی کہ اگر [illegible] عورت [illegible]

[illegible] لازم ہو اور اگر [illegible] ظاہر نہیں تو عدت بھی لازم نہیں [illegible] دونوں جواب کا ثمرہ اختلاف یہ ہے کہ قبل [illegible]

[illegible] معلوم ہوا کہ رحم خالی تھا تو بطور صاحب نہر نکاح صحیح ہے اور بطور جواب صاحب بحر کے نکاح صحیح نہیں [illegible] کہ جواب [illegible]

[illegible] نے تصریح کر دی ہے کہ منی ڈال لینے سے بھی رحم کا بچہ ہوتا ہے تو بخوف ضائع ہونے [illegible] نسب کے ہر صورت عدت لازم ہے [illegible]

کی [illegible] صاحب بحر [illegible] کذا فی حاشیۃ المدنی وفی القنیۃ ولدت ثم طلقها [illegible] شهر [illegible] اذا لم تحض فیها ثلث حیض [illegible]

لم تلزمن [illegible] قبل الولادة [illegible] من الحیض [illegible] قنیہ میں ہے کہ ایک عورت جنی پھر زوج نے اسکو طلاق دی اور سات مہینے گذرے سو عورت نے

دوسرے زوج سے نکاح کیا تو نکاح صحیح نہیں جب تک کہ اس عدت میں تین حیض اسکو آ دیں اگرچہ قبل ولادت کے اسکو حیض [illegible]

[illegible] تو اسکی عدت حیضوں کی ہوگی نہ مہینوں کی وفیها طلقها ثلثا ویقول کنت طلقتها واحدة [illegible] عدتها [illegible]

[illegible] والاوقع اور قنیہ میں ہے طلاق دی زوج نے عورت کو تین بار اور بعد تین طلاق کے کہتا ہے کہ میں نے اسکو ایک طلاق [illegible]

اسکی عدت بھی گذر گئی یعنی تین [illegible] سے پہلے ایک طلاق دی اور عدت گذر گئی زوج کی غرض اس کلام سے یہ ہے کہ تین طلاق نہ واقع ہوں بسبب عدم

[illegible] تو بلا توسط زوج ثانی بنکاح جدید عورت اسکو حلال ہو جاوے تو اگر طلاق اول کی عدت کا گذرنا لوگوں کو معلوم ہو تو تین طلاق نہ واقع ہوں گی

اور اگر عورت کو [illegible] معلوم ہو تو تین طلاق واقع ہوں گی اور بلا توسط زوج ثانی عورت اسکو حلال نہ ہوگی [illegible] بوقوع الثلث [illegible]

[illegible] طلقته لم تقبل [illegible] ہے کہ حکم ہو چکا ہو زوج پر تین طلاق واقع ہونے کا بسبب شہادت کے

بعد انکار زوج کے پھر اگر زوج گواہوں سے ثابت کرے کہ وہ عورت کو ایک طلاق عدت سے قبل ان تین طلاق کے دے چکا ہی تو یہ گواہی مقبول نہوگی کذا فی
البحر الرائق اسواسطے کہ ابطال حکم قاضی گواہوں سے نہیں ہو سکتا وفیہ عن الجوہرۃ اخبر بالثقۃ ان زوجہا الغائب مات او طلقہا ثلثا او اتاہا منہ کتاب علی یدثقۃ بالطلاق
ان اکبر رایہا انہ حق فلا باس ان تعتد وتتزوج اور بحر الرائق مین جوہرہ سے منقول ہی کہ عورت کو خبر دی ثقہ نے کہ اسکے غائب زوج نے اسکو طلاق دی تین بار
یا وہ مرگیا یا عورت کے پاس زوج کی طرف سے خط آیا طلاق کا معتمد شخص کے ہاتھ سو اگر عورت کو ظن غالب ہوا کہ خبر اور خط حق ہی تو کچھ مضائقہ نہیں کہ
عدت کرے اور بعد عدت کے نکاح کرے وکذا لو قالت امرأۃ لرجل طلقنی زوجی وانقضت عدتہا لا باس ان ینکحہا اور اسی طرح اگر کسی عورت نے
کسی مرد سے کہا کہ میرے زوج نے مجھکو طلاق دی ہی اور اسکی عدت منقضی ہو گئی تو کچھ مضائقہ نہیں کہ مرد اس سے نکاح کرے م لا باس کی قید سے معلوم ہوا
کہ نکاح نہ کرنا اولی ہی یا تحقیق کامل وفیہ عن الحاکم لو شکت فی وقت موتہ تعتد من وقت تستیقن بہ احتیاطا اور بحر الرائق میں کافی حاکم سے منقول ہی کہ اگر عورت کو
شک پڑے زوج کی موت کے وقت میں تو عدت کرے اسوقت سے کہ جسمیں یقین ہو جاوے موت کا بنابر احتیاط کے وفیہ عن المحیط کذبتہ فی مدۃ تحتملہ
لم تسقط نفقتہا وجاز لہ نکاح اختہا عملا بخبریہا بالقدر الامکان ولو ولدت لاکثر من نصف حول ثبت نسبہ ولم یفسد نکاح اختہا فی الاصح فترثہ لو مات دون
المدۃ اور بحر الرائق مین محیط سے منقول ہی مرد نے دعوی کیا کہ عورت اپنی انقضاے عدت کی خبر دے چکی ہی اور عورت اسکی تکذیب کرتی ہی
اس مدت مین جو انقضاے عدت کی محتمل ہی تو نفقہ عورت کی عدت کا مرد سے ساقط نہوگا اور جائز ہوگا مرد کو نکاح کر لینا اسکی بہن سے بنابر عمل کرنے
دونوں کی خبروں پر حتی الامکان عدم سقوط نفقہ مین عورتوں کی خبر پر عمل کیا اور اسکی بہن کے جواز نکاح مین مرد کی خبر پر عمل کیا اور اگر عورت مطلقہ
جنی چھ مہینے سے زیادہ مدت مین تو ولد کا نسب اوسے ثابت ہوگا اور نہ فاسد ہوگا نکاح عورت کی بہن کا قول اصح مین تو اسکی بہن ہی وارث ہوگی مرد کی اگر وہ مرگیا نہ عورت معتدہ

فصل فی الحداد

یہ فصل ہی حداد مین یعنی سوگ مین حاد من باب عد ومد وفر وہی بالجیم لفظ حداد کا آیا ہی تین باب سے افعال اور نصر اور ضرب سے اور جیم بھی نردی ہی
بجاے حاے مہملہ جنی قطع یعنی قطع زینت اور اصمعی منکر ہی الا باب افعال کا کذا فی الصحاح وہو لغۃ کما فی القاموس ترک الزینۃ للعدۃ اور حداد لغت مین
چنانچہ قاموس مین ہی عبارت ترک زینت سے بسبب عدت کے خواہ طلاق بائن ہو خواہ رجعی عورت کافرہ ہو یا صغیرہ تو معنی لغوی اعم ہی معنی شرعی سے
وشرعا ترک الزینۃ ونحوہا لمعتدۃ بائن او موت اور اصطلاح شرع مین حداد عبارت ہی ترک زینت اور خوشبو وغیرہ سے واسطے معتدہ طلاق بائن اور موت کے تحد
بضم الحاء وکسرہا کما مر مکلفۃ مسلمۃ ولو امۃ منکوحۃ بنکاح صحیح ودخل بہا بدلیل قولہ اذا کانت معتدۃ بت او موت وان امرہا المطلق او المیت بترکہ لانہ حق الشرع
اظہارا للتاسف علی فوات نعمۃ النکاح سوگ کرے عورت بالغہ عاقلہ مسلمہ اگرچہ زوجہ لونڈی منکوحہ ہو بنکاح صحیح اور زوج اسکی وطی کر چکا ہو سوگ اسوقت واجب
ہی جبکہ زوجہ قطع نکاح اور موت زوج سے عدت مین ہو بتہ یعنی قطع نکاح عبارت ہی تین طلاق سے یا طلاق بائن سے یا خلع سے یا عنین وغیرہ کی فرقت سے قطع
نکاح اور موت سے سوگ واجب ہی اگرچہ زوج طلاق دینے والا یا میت سوگ نکرنے کی وصیت کر گیا ہو اسواسطے کہ ترک زینت حق ہی شرع کا واسطے ظاہر کرنے
افسوس کے نعمت نکاح کے فوت ہو جانے پر تو اس مسئلہ کی قیود سے معلوم ہوا کہ صغیرہ اور مجنونہ اور کافرہ اور منکوحہ بنکاح فاسد اور مطلقہ رجعی پر سوگ کرنا لازم
نہین شارح کہتا ہی کہ نکاح مین دخول کی قید لگائی ہی نے اس قول مصنف کے باعث سے کہ معتدہ بت پر ترک زینت واجب ہی کیونکہ مبتوتہ پر عدت واجب
نہین مگر بعد دخول کے م حلبی نے کہا کہ قید دخول کی مبتوتہ کیواسطے تو صحیح ہی لیکن معتدہ موت کیواسطے مضر ہی اسواسطے کہ معتدہ موت پر بہر صورت ترک
زینت واجب ہی مدخولہ ہو یا نہو تو اس قید کا ساقط کرنا ہی لازم تھا بترک الزینۃ بحلی او حریر او امتشاط بضیق الاسنان والطیب وان لم یکن لہا
کسب الا فیہ والدہن ولو بلا طیب کزیت خالص والکحل والحناء ولبس المعصفر والمزعفر ومصبوغ بمغرۃ او ورس الا بعذر

ما شکایت ولا الضحیٰ حتی الفور سے سوگ کرے عورت ترک زینت سے مراد ہے یعنی برائی بڑی ایک ... کی ہے
سے آلتا اور مہندی کی کنگھی نہ تیل نہ سرمہ لگائے اور نہ کوئی چیز خوشبو دار ملے کذا فی البحر اور سوگ سے تو یہ مراد ہے کہ کچھ ...
خوشبو ہو خوشبو داری ملے اور تیل سر میں نہ ڈالے اور زینت نہ کرے اگر چہ تیل بے خوشبو ہو جیسے روغن زیتون کا تیل ... کذا فی البحر
سر میں ... نہ کرے ... اور نہ زعفران اور گیرو میں رنگا کپڑا پہنے اور ... رنگ خوشبو دار ہوں ... سے کپڑے
پہنے ... ان سب چیزوں کا استعمال درست نہیں مگر عذر سے اس واسطے کہ ... کو ... کپڑا پہنے ... اور ... ہو سکتا ہے
اور سرمہ آنکھوں کی بیماری ... درست ہے ... کہ شب کو لگا دے اور صبح کو دھو ڈالے اور اگر کوئی کپڑا میسر نہ ہو تو ... رنگین کپڑا پہنے
جائز ہے ... سیاہ ... مضائقہ نہیں سیاہ اور کرمٹی کپڑے میں ... رنگین پرانے کپڑے میں ... کی خوشبو
باقی نہ رہی ہو ... فرقہ صغیرہ و مجنونہ و ... عتق کی ... ام ولد ... نکاح فاسد اور ... طلاق رجعی میں سوگ نہیں ہے
صغیرہ پر ... اور مجنونہ ... آزاد ہونے کی عدت والی پر جیسا کہ مولیٰ کی موت ام ولد کو ... نکاح فاسد اور ... کی عدت بھی
کی عدت والیوں پر ... اور صغیرہ اور مجنونہ پر اس واسطے سوگ نہیں کہ وہ مکلف نہیں اور ام ولد ... ملکیت سے ... کا ... کیا
... اور نکاح فاسد اور ... نعمت نکاح کی فوت نہیں ہوئی کہ افسوس کی جگہ ہو بلکہ گناہ سے خلاصی ہی اور ... میں سوگ کیا اگر
اور ... کرنا چاہیے تاکہ ... امام ... الزوج ... حق ...
حق ... اور ... مرد ... ترک زینت کرنا قرابت والوں کی موت میں فقط تین دن تک اور زوج کو درست ہو
کہ اپنی زوجہ کو تین دن سے اوپر منع کرے سوگ کرنے سے اس واسطے کہ ... حق ... کذا فی فتح القدیر اور لائق یوں ہے کہ حلال ہو زیادتی
ترک زینت تین دن سے بھی زیادہ ... عورت کو ... کذا فی النہر الفائق ... ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال نہیں کسی عورت مسلمان کو جو حق تعالیٰ اور قیامت کو حق جانتی ہو کہ تین دن سے زیادہ کسی کے غم میں سوگ کرے
مگر اپنے زوج پر چار مہینے اور دس دن فتح القدیر میں ... اس حدیث کے تین دن سے زیادہ ترک زینت ... کی موت میں اور یہ ...
فتح القدیر کی طرف نسبت کیا کہ تین دن ... منع کرنا زوج کو درست ہو ... فتح القدیر کی عبارت میں ... صاحب نہر الفائق کی یہ
عبارت ہوا ... صاحب ... تین دن سے زیادہ سوگ کرنا ... واسطے ... مخالف ہو اطلاق حدیث مذکور
کی اور مخالف ہو روایت ... امام محمد نے نوادر میں کہا کہ حلال نہیں عورت کو سوگ کرنا اپنے باپ یا بیٹے یا بھائی یا ان کی موت میں یعنی تین دن سے
زیادہ سوگ ... زوج کے واسطے کذا فی حاشیۃ المدنی وفی التاتارخانیۃ ... لبس السواد ... الزوجۃ فی حق زوجہا ... الثلثۃ ...
فی البحر ... فوق الثلث ... تاتارخانیہ میں ہے کہ عورت ... نہیں سیاہ کپڑے پہننے میں ... اور وہ
اس سیاہ پوشش سے گنہگار ہوگی ... زوج کے حق میں سو تین دن تک ... بحر الرائق میں کہا کہ ظاہر کلام تاتارخانیہ اسپر دلالت کرتا ہے کہ عورت
کو سیاہ پوشی ممنوع ہے اپنے زوج کی موت کے باعث پر تین دن سے زیادہ ہم ... عنقریب تصریح کر چکا ہوں کہ سیاہ پوشش میں کچھ مضائقہ نہیں اور
تاتارخانیہ سے معلوم ہوا کہ جائز نہیں تو مطلب یہ ہے کہ اگر قبل موت زوج کے سیاہ کپڑا ... تو درست ہے اور اگر بعد موت ... گنہگار ہوگی
میں چنانچہ تفصیل تاتارخانیہ کی عبارت سے مفہوم ہوتی ہے ... فی العدۃ ... اور نہر الفائق میں ہے کہ اگر زوجہ صغیرہ بالغ
ہوگئی عدت کے اندر تو اسپر سوگ کرنا لازم ہوگا باقی عدت میں ... معتدۃ ... نکاح فاسد ...

فتخطب اذا تم تخطبہا غیرہ و رضی بہ فلو سکتت فقولان تحرم خطبتہا بالکسر والضم اور عدت والی سے پیام نکاح کا دینا حرام ہے کوئی عدت والی ہو کذا فی العینی تو معتدہ عتق اور معتدہ نکاح فاسد کو بھی یہ حرمت شامل ہے اور جو عورت کہ عدت سے خالی ہو تو اس سے پیام دینا درست ہے اُسوقت جبکہ دوسرے نے اسکو پیام نہ دیا ہو اور وہ راضی نہ ہو گئی ہو اور اگر بعد پیام کے عورت نے سکوت کیا ہو نہ اقبال کیا ہو نہ انکار تو اسمین دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ پیام دینا جائز ہے اور دوسرا قول یہ کہ جائز نہیں ہے اصل ان روایات کی وہ حدیث متفق علیہ ہے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ لایخطب احدکم علی خطبۃ اخیہ یعنی کوئی تم میں سے پیام نکاح کا نہ دے اپنے بھائی کی منگنی پر فقط خطبہ بکسر اول بمعنی پیام نکاح اور بعضی اہل لغت بضم اول بھی قائل ہیں وصح التعریض کاریدالتزوج لو معتدۃ الوفاۃ لا المطلقۃ اجماعاً لافضائہ الی عداوۃ المطلق ومفادہ جوازہ لمعتدۃ عتق ونکاح فاسد ووطی بشبہۃ نہر اور صحیح ہے تعریض اگر معتدہ وفات ہو یعنی گول گول پیام نکاح کا دینا درست ہے نہ کھول کر چنانچہ یون کہنا کہ مین نکاح کا ارادہ رکھتا ہون یا کہ مجھکو آرزو ہے کہ حق تعالی مجھکو نیکبخت عورت میسر کرے اور صحیح نہین تعریض مطلقہ سے بالاجماع اسواسطے کہ تعریض مطلقہ سے طلاق دینے والے کے عداوت کی نوبت پہونچتی ہے اور اس تعلیل سے مستفاد ہوتا ہے جواز تعریض کا واسطے معتدہ عتق اور معتدہ نکاح فاسد اور معتدہ وطی بشبہہ کے اسواسطے کہ ان صورتون مین کوئی طلاق دینے والا نہین جسکی عداوت کا خوف ہو لکن فی القہستانی عن المضمرات ان بناء التعریض علی الخروج لیکن قہستانی مین مضمرات سے یون منقول ہے کہ بناء تعریض عورت کے نکلنے پر ہے اسواسطے کہ گھر کے اندر جا کر تعریض درست نہین اور سوائے معتدہ وفات کے کسی معتدہ کا گھر سے نکلنا جائز نہین اسواسطے کہ نفقہ سب عدت والیون کا مرد پر فرض ہے سوائے معتدہ وفات کے پھر جب نکلنا اور عدت والیون کو جائز نہوا تعریض کرنا کیونکر ہوگا ولاتخرج معتدۃ رجعی وبائن بای فرقۃ کانت علی ما فی الظہیریۃ ولو مختلعۃ علی نفقۃ عدتہا فی الاصح اختیار او عن السکنی فیلزمہا ان تکتری بیت الزوج معراج لو حرۃ او امۃ مبواۃ ولو من فاسد اور نہ نکلے معتدہ رجعیہ اور بائنہ کسیطرح سے جدائی ہو گئی ہو کذا فی الظہیریۃ اگرچہ عورت نے اپنی عدت کے عوض خلع کیا ہو تو بھی نہ نکلے قول اصح مین کذا فی الاختیار یا عوض سکنے کے خلع کیا ہو تو لازم ہوگا عورت پر اسصورت مین زوج کے گھر کو کرایہ لینا تا عدت کذا فی المعراج یہ عدم خروج لازم ہے اگر معتدہ حرہ ہو یا ایسی لونڈی ہو جسکو زوج نے ایک مکان رہنے کیواسطے مقرر کر دیا ہو اگرچہ عدت نکاح فاسد کی ہو تو بھی اپنے گھر سے نہ نکلے اور اگر لونڈی کیواسطے زوج نے مکان کو معین کر دیا ہو تو اسکو عدت مین نکلنا درست ہے خواہ وہ خالص لونڈی ہو یا مدبرہ ہو خواہ ام ولد خواہ مکاتبہ اسواسطے کہ خدمت مولی کی اسپر واجب ہے کذا فی البحر الرائق مکلفۃ من بیتہا اصلاً لا لیلاً ولا نہاراً ولا الی صحن دار فیہا منازل لغیرہ ولو باذنہ لانہ حق اللہ تعالی بخلاف نحو امۃ لتقدم حق العبد یعنی نہ نکلے معتدہ مکلفہ اپنے گھر سے جسمین قبل عدت کے رہتی تھی اصلاً نہ نکلے رات کو نہ دن کو اور نہ گھر کے اُس صحن مین نکلے جسمین غیر زوج کے مکانات ہون اگرچہ زوج کی اجازت نکلنے مین ہو تو بھی نہ نکلے اسواسطے کہ گھر سے نہ نکلنا حق ہے اللہ تعالی کا تو زوج اسکو باطل نہین کرسکتا قرآن مجید مین ارشاد فرمایا لاتخرجوہن من بیوتہن ولا یخرجن یعنی عدت والیون کو اُنکے گھرون سے نہ نکالو اور نہ وہ آپ نکلین بخلاف لونڈی کے کہ اسکو عدت مین نکلنا جائز ہے بسبب مقدم ہونے حق عبد کے یعنی مولی کی خدمت کے وتعتدۃ موت تخرج فی الجدیدین وتبیت اکثر اللیل فی منزلہا لان نفقتہا علیہا فتحتاج للخروج حتی لو کان عندہا کفایتہا صارت کالمطلقۃ فلا یحل لہا الخروج فتح اور موت زوج کی عدت والی نکلے دن مین اور رات مین اور اکثر شب اپنے گھر مین شب باشی کرے اسواسطے کہ نفقہ اسکا اسی پر ہے تو ناچارون بہ ضرورت ہوئی اسکو نکلنے کی واسطے تحصیل معاش کے یہان تک کہ اگر عورت کے پاس بقدر کفایت مال ہو تو وہ بھی مطلقہ کے مانند ہو جاویگی پھر اسکو بھی باہر نکلنا جائز نہ ہوگا کذا فی فتح القدیر مراد جدیدین سے رات اور دن ہے اسواسطے کہ ہر دن نیا دن ہے اور ہر رات نئی رات ہے وجوز فی القنیۃ خروجہا لاصلاح ما لابد لہا منہ کزراعۃ ولا وکیل لہا اور جائز رکھا قنیہ مین نکلنا معتدہ کا اپنے ضروری کام کی درستی کے واسطے جیسے کھیتی کی خبر گیری کے واسطے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] المنزل [illegible]

[illegible] البیت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] الذی [illegible]

[illegible] کی [illegible] بطور وراثت کے [illegible] کذا فی المجتبی [illegible]

[illegible] کذا فی البحر الرائق اور [illegible] صاحب [illegible] بھائی [illegible] صاحب [illegible]

اپنی شرح میں [illegible] لیکن [illegible] نسخون میں [illegible] شرح [illegible]

[illegible] مطابق مجتبی [illegible] کو کنایت [illegible] عورت [illegible] لوگون سے پردہ کرے [illegible]

[illegible] نسخون میں شارح نے [illegible] عورت [illegible] کو کفایت نہیں [illegible]

کنایت [illegible] پردہ کر لینے سے کیا کام [illegible] پوری عبارت مجتبی کی یون ہو کہ [illegible] عورت [illegible]

[illegible] کے مطلب یہ ہوگا کہ زوج کی اور [illegible] زوج کی [illegible] واسطے کہ وہ [illegible]

[illegible] کذا فی حاشیۃ المدنی ولا بد من سترۃ بینہا فی البائن لئلا یختلی بالاجنبیۃ ومفادہ لان المحائل یمنع الخلوۃ المحرمۃ اور طلاق بائن میں [illegible]

مرد اور عورت کے درمیان [illegible] مرد کو اجنبی عورت سے خلوت [illegible] طلاق بائن سے عورت اجنبی ہو گئی تو پردہ کرنا ضرور ہوا اور اس کلام سے معلوم ہوا [illegible]

[illegible] یعنی اگر کوئی چیز درمیان میں حائل ہو [illegible] کا پردہ یا کپڑے کا پردہ تو حرام خلوت ثابت نہیں ہوتی [illegible] ضاق المنزل علیہما او

کان الزوج فاسقا فخروجہا اولی [illegible] اور تنگی کرے مکان [illegible] عورت [illegible]

[illegible] کہ زوج فاسق ہو جسکو حرام حلال کی کچھ تمیز نہیں تو نکل جانا مرد کو اس مکان سے بہتر [illegible] مکان [illegible]

[illegible] مرد کا رہنا اس مکان میں کچھ واجب نہیں [illegible] زوج کے خروج [illegible] کذا فی فتح القدیر [illegible]

زوج فاسق کے خروج کو اولی کہا ہر [illegible] وجوب نہیں ثابت ہوتا ہو لیکن [illegible] کو ذکر کیا ہو [illegible]

اولی [illegible] خروج کا واجب ہوگا اس واسطے کہ [illegible] تو ترجیح [illegible] ہوتی ہو کذا فی فتح القدیر [illegible]

بینہا امرأۃ ثقۃ ترزق من بیت المال [illegible] علی الحیلولۃ بینہا [illegible] مرد اور عورت کے درمیان [illegible]

[illegible] عورت کو مقرر کرے جسکی روزی بیت المال سے دی جاوے کذا فی البحر [illegible] حال [illegible]

[illegible] مرد کو [illegible] لوگون کو [illegible] المجتبی [illegible] قال ولہا

ان یسکنا بعد الثلاث فی بیت واحد اذا لم یلتقیا التقاء الازواج ولم یکن فیہ خوف فتنة انتہی اور مجتبی مین یون ہو کہ بہتر یہ ہی کہ آڑ کردی جاوے پردہ سے
اور اگر زوج فاسق ہو تو ایک عورت مقرر کیجاوے کہ وہ حائل رہے دونون مین کہا مجتبی کے مصنف نے کہ جائز ہی مرد اور عورت کو رہنا ایک گھر مین بعد عدت
کے بشرطیکہ دونون زوج اور زوجہ کی طرح نہ ملتے ہون مثلاً عورت سر اور ہاتھون کو برہنہ کرتی ہو مرد کے سامنے اور بشرطیکہ دونون کے ایک جا رہنے
مین کچھ فساد کا خوف نہ ہو انتہی کلامہ وسئل شیخ الاسلام عن زوجین افترقا ولکل منہما ستون سنة وبینہما اولاد وتتعذر علیہما مفارقتہم فیسکنان فی بیتہم ولا یجتمعان
فی فراش ولا یلتقیان التقاء الازواج ہل لہم ذلک قال نعم واقرہ المصنف اور کسی نے سوال کیا شیخ الاسلام سے زوجین کے باب مین جنمین طلاق وغیرہ سے
جدائی ہوگئی اور عدت گذر گئی اور ہر ایک کی ساٹھ ساٹھ برس کی عمر ہو اور دونون کے اولاد ہو کہ انکا چھوڑنا دونون پر سخت مشکل ہی سو دونون اولاد
والے گھر مین رہتے ہین اور ایک فرش پر جمع نہین ہوتے اور آپسمین جورو خاوند کی طرح نہین ملتے کیا اسطرح کا رہنا انکو درست ہی شیخ الاسلام نے کہا کہ
ہان درست ہو اور مصنف نے بھی اس روایت کو اپنی شرح مین مسلم رکھا ہو ابانہا او مات عنہا فی سفر ولو فی مصر ولیس بینہا وبین مصرہا
مدة سفر رجعت ولو بین مصرہا مدة وبین مقصدہا اقل مضت طلاق بائن دی عورت کو یا اسکو چھوڑکر سفر مین مرد مر گیا اگرچہ راہ مین نہین بلکہ
کسی شہر مین طلاق یا موت واقع ہوئی ہو اور نہ ہو درمیان اس جگہ کے اور درمیان عورت کے شہر کے سفر کی مدت یعنی تین دن کی راہ نہو تو عورت
لوٹ آوے اپنے شہر مین اور اپنے گھر مین عدت منقضی کرلے اور اگر عورت کے شہر مین اور اس جگہ مین تین دن کی راہ ہو اور جہان کو جاتی تھی اسکی مسافت
وہان سے تین منزل سے کم ہو تو وہین چلی جاوے وان کانت تلک ای مدة السفر من کل جانب منہا ولا یعتبر ما فی میمنة ومیسرة فان کان فی مفازة
خیرت بین رجوع ومضی معہا ولی اولا فی الصور تین اور اگر اس جگہ سے دونون طرف عدت سفر کی ہو یعنی وہان سے وطن بھی تین منزل ہو یا
زیادہ اور مکان مقصود بھی تین منزل ہو یا زیادہ تو اگر مکان طلاق یا موت کا جنگل ہو تو عورت کو اختیار ہو وطن کے پھر آنے مین اور مکان مقصود
کی طرف چلے جانے مین اور داہنے بائین اگر کوئی شہر قریب ہو تو اسکا کچھ اعتبار نہین عورت کے ساتھ کوئی اُسکا محرم ہو یا نہو دونون صورتون مین
جب وطن تک مدت سفر نہو تو عورت پر رجوع وطن واجب ہی اسکے ساتھ محرم ہو یا نہو اور جب دونون طرف مدت سفر کی ہو تو عورت کو پھرنے اور سیدھے چلے
جانے مین اختیار ہی خواہ محرم ساتھ ہو یا نہو والعود احمد لتعتد فی منزل الزوج اور جب کہ دونون طرف مدت سفر کی ہو تو ہر چند عورت مختار ہی لیکن وطن مین پھر آنا
مستحب ہی تاکہ عدت کو زوج کے گھر مین منقضی کرے ولکن ان مرت بما یصلح للاقامة کما فی البحر وغیرہ وزاد فی النہر وبینہ وبین مقصدہ سفر او کانت
فی مصر او قریة تصلح للاقامة تعتد ثمہ ان لم تجد محرما اتفاقا وکذا ان وجدت عند الامام ثم تخرج بمحرم ان کان ولیکن اگر عورت کا
جانے یا پھرنے مین ایسے مقام پر گذر ہو جو رہنے کے لائق ہو یعنی شہر ہو یا گانون نہ جنگل کما فی البحر وغیرہ اور نہر الفائق مین اتنی قید اور زیادہ کی کہ
اُس محل اقامت مین جہان گذار ہو اور عورت کے مکان مقصود مین سفر کی مدت ہو یا کہ عورت طلاق اور موت کیوقت کسی شہر یا گانون مین ہو جو
لائق رہنے کے ہو وہین عدت کرے اگر محرم کو نپاوے باتفاق امام اور صاحبین کے اور اسیطرح وہین عدت کرنا چاہیے اگر محرم کو بھی پاوے نزدیک
امام کے پھر بعد عدت کے وہانسے نکلے اور اپنے وطن کو آوے اگر محرم ساتھ ہو اور اگر محرم نہو تو اسکو تین منزل یا زیادہ سفر کرنا حرام ہی یہانتک کہ اسکا محرم آوے
یا کہ عورت وہان کسی سے نکاح کرلے اور نہر الفائق کی قید سے معلوم ہوا کہ اگر درمیان کے شہر سے اور مکان مقصود سے سفر کی مدت سے کم مسافت ہوگی تو
عدت وہین کرنا واجب نہین بلکہ اگر عورت چاہے تو مکان مقصود کو چلی جاوے کذا فی حاشیة الطحطاوی وتنقل المعتدة المطلقة بالبادیة فتم مع اہل الکلام
فی محفة او خیمة مع زوجہا ان تضررت بالمکث فی المکان الذی طلقہا بہ فلا ان یتحول بہا والا لا اور نقل مکان کرلی رہنے والی عدت والی
جسپر طلاق واقع ہوئی جنگل مین کذا فی فتح القدیر یعنی جب زوج مرد صحرائی اور بادیہ نشین ہو اسکا دستور ہو کہ ایک جگہ نہین ٹھہرتے جہان جہان

[illegible] ... المبانة المعتدة ... [illegible]

[illegible] ... عورت ... [illegible] ... ساتھ سفر ... [illegible]

[illegible] ... المعتدة كالبائن فيه ... [illegible] ... السفر لقيام ... بخلاف المباينة ... [illegible]

[illegible] ... اگر خط ... منزل سے کم ہو تو ... [illegible]

[illegible] ... طلاق رجعی ہو ... [illegible]

[illegible] ... مدت میں ... [illegible]

فروع مسائل ... [illegible] ... المفارقة ... [illegible] ... قاضی ... [illegible]

[illegible] ... مفارقت ... قبلت ابن زوجها فلها السكنى لا النفقة تاتارخانیہ ... [illegible]

[illegible] ... سکونت کا مکان دینا لازم ہوگا نہ نفقہ دینا ... تاتارخانیہ ... [illegible]

[illegible] ... البزازیہ ... التحسین ... [illegible]

[illegible] ... بدائع میں ہے ... [illegible]

[illegible] ... تفصیل ... [illegible]

[illegible] ... مشائخ ... [illegible]

[illegible] ... روایت ... [illegible]

مسائل مذکورہ ہوچکی بزازیہ سے

فصل فی ثبوت النسب

یہ فصل ثبوت نسب کے بیان میں ... [illegible] ... اکثر مدة الحمل ... [illegible]

[illegible] ... دو برس ... امام مالک و شافعی ... [illegible]

[illegible] ... دو برس سے ... [illegible]

[illegible] ... حدیث ... [illegible]

[illegible] ... حدیث عائشہ ... [illegible]

[illegible] ... امام مالک ... [illegible]

[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... [illegible]

چھ مہینے ہین باجماع ائمہ اربعہ اسمین کسیکو خلاف نہین حق تعالی نے فرمایا (حملہ وفصالہ ثلثون شہرا) یعنی حمل ولدکا اور فصال اُسکا ہر تیس مہینے بیان حمل اور
فصال کو یکجا فرمایا بلا تفصیل مدت پھر دوسری آیت مین ارشاد ہوا کہ فصال کی مدت دو برس ہین تو معلوم ہوگیا کہ باقی چھ مہینے حمل کی مدت ہین اور یہ جو علما
نے آیت مذکورہ سے باب الرضاع مین امام اعظم کے مذہب کیواسطے استدلال کیا ہر کہ تیس مہینے رضاع کی مدت اور تیس مہینے اکثر حمل کی مدت اس آیت
سے ثابت ہوتی ہر لیکن حدیث عائشہ صدیقہ سے ثابت ہوا کہ دو برس سے زیادہ حمل کی مدت نہین ہوتی سو یہ استدلال صحیح نہین اسواسطے کہ لفظ ثلثون سے اطلاق
واحد مین رضاعت کیواسطے تیس مہینے مراد لینا اور حمل کیواسطے چوبیس مہینے ارادہ کرنا یہ جمع بین الحقیقت والمجاز ہر حالانکہ یہ صحیح نہین علاوہ اسکے تحقیق یہ ہر کہ
عدد مین گنجایش مجازیت کی نہین کذا فی فتح القدیر فیثبت نسب ولد معتدۃ الرجعی بالاشہر او بالاسها بدائع وفاسد النکاح فی ذلک تصحیح قہستانی وان لد
لاکثر من سنتین ولو لعشرین سنۃ فاکثر لاحتمال امتداد طہرہا وعلوقہا فی العدۃ تو ثابت ہوگا نسب معتدہ رجعی کے ولدکا اگرچہ عدت اُسکی مہینون کے حساب سے
ہو بسبب یاس کے کذا فی البدائع اور نکاح فاسد فقط ثبوت نسب مین بمنزلہ نکاح صحیح کے ہر کذا فی القہستانی اگرچہ معتدہ رجعی بعد طلاق کے دو برس سے
زیادہ مین جنی ہو گو بعد بیس برس یا زیادہ کے جنے تو بھی نسب ثابت ہو جاویگا بسبب احتمال دراز ہونے اُسکے طہر کے اور باحتمال اُسکے حاملہ ہونیکے عدت
مین یعنی احتمال ہر کہ مثلاً بعد طلاق کے اٹھارہ برس تک اُسکو طہر رہا حیض نہ آیا تو عدت ہنوز قائم ہر پھر عدت مین زوج نے وطی کی اور حمل رہگیا اور دو برس مین
لڑکا پیدا ہوا تو یہ لڑکا ثابت النسب ہر یعنی زوج ہی کا ٹھہریگا مالم تقر بمضی العدۃ والمدۃ تحتملہ زیادہ دو سال کی ولادت سے ولد ثابت النسب اُس صورت
مین ہوگا جبکہ عورت اقرار نہ کرتی ہو انقضاے عدت کا اور حالانکہ مدت بھی انقضاے عدت کی محتمل تھی تو اگر طلاق سے بعد آٹھ مہینے کے جنی اور پہلے انقضاے عدت
کا طلاق سے ساٹھ دن کے بعد اقرار کر چکی تھی تو ولد ثابت النسب ہوگا اسواسطے کہ اقل مدت عدت کی امام کے نزدیک ساٹھ دن ہین اور اقل مدت حمل چھ مہینے
ہین تو آٹھ مہینے انقضاے عدت اور حدوث حمل اور تولد کے محتمل ہین اور اگر انقضاے عدت کا اُسنے اقرار کیا اور وقت اقرار سے چھ مہینے سے کمتر مدت مین جنی تو ولد
ثابت النسب ہوگا اسواسطے کہ مدت انقضاے عدت کی محتمل نہین تو شرعاً عورت کی تکذیب ہوگی اسواسطے کہ چھ مہینے سے کمتر مدت مین لڑکا پیدا نہین ہو سکتا تو معلوم
ہوا کہ عین عدت مین حمل رہا تھا ہدایہ اور کنز اور باقی متون معتدہ مین یہی روایت مسطور ہر کہ اقرار کے وقت سے اگر چھ مہینے سے کمتر مین عورت جنے گی تو ولد
ثابت النسب ہر اور یہ جو شرح وقایہ مین بجاے اقرار طلاق کا لفظ ہر سو غلط کاتب سے ہر کذا فی الدرر وکانت الولادۃ رجعۃ لو فی الاکثر منہما ولیتما بہا
لعلوقہا فی العدۃ لا فی الاقل للشک وان ثبت نسبہ اور ہوگی ولادت رجعت اگر مطلقہ رجعی دو سال سے زیادہ یا پورے دو سال مین جنی بسبب حمل
رہنے کے عدت مین اور دو سال سے کمتر مدت مین جنی تو ولادت سے رجعت نہ ثابت ہوگی بسبب شک کے اگرچہ ولد کا نسب دو سال سے کمتر مین بھی
ثابت ہوگا کیونکہ ثبوت رجعت مطلقہ عدت کی وطی پر موقوف ہر تو جب دو سال سے زیادہ یا پورے دو سال مین ولادت ہوئی تو معلوم ہوا کہ بعد طلاق کے
عدت مین حمل رہا تھا اور اگر دو سال سے کم یعنی نو مہینے یا بارہ مہینے مین مثلاً ولادت ہوئی تو احتمال ہر کہ حمل قبل طلاق کے ہوا اور محتمل ہر کہ بعد طلاق کے ہو تو
بسبب اس شک کے رجعت ثابت نہین ہو سکتی لیکن نسب بہرصورت ثابت ہر کما ثبت بلا دعوۃ احتیاطا فی مبتوتۃ جاءت بہ لاقل منہما من وقت الطلاق
لجواز وجودہ وقتہ چنانچہ ثابت ہوتا ہر نسب بدون دعوی زوج کے مبتوتہ مین یعنی مختلعہ اور مطلقہ بائنہ اور مطلقہ ثلثہ مین جو لڑکا جنی دو سال سے کمتر مین
طلاق کے وقت سے ثبوت نسب ہوگا بسبب جواز وجود حمل کے بوقت طلاق یعنے جب مبتوتہ دو سال سے کم مین جنی تو یہ احتمال ہو سکتا ہر کہ طلاق
کیوقت حمل موجود تھا خلاصہ یہ کہ ثبوت نسب مین شارع کو اہتمام زیادہ ہر تاکہ لڑکا ضائع نہو لہذا اُسکے ثبوت مین احتمال بھی کافی ہر یقین ہونا کچھ ضرور
نہین بخلاف ثبوت رجعت کے اسمین احتمال کافی نہین یقین چاہیے ولم تقر بمضیہا المراد یعنی ولد مبتوتہ کا نسب کمتر دو سال سے پیدا ہونے مین اُسوقت ثابت
ہوگا جبکہ عورت انقضاے عدت کا اقرار نہ کر چکی ہو بشرط احتمال عدت چنانچہ تحریر اسکی ابھی مذکور ہو چکا اور اگر بعد اقرار انقضاے عدت دو سال

[illegible] ثابت النسب ہوگی [illegible] اور اگر [illegible]

[illegible] بعد طلاق [illegible] ثابت النسب [illegible]

[illegible] دو برس [illegible] ولادت [illegible] ثابت ہوگا [illegible]

[illegible] حاملہ [illegible] ثابت [illegible] اقرار [illegible]

[illegible] دو برس [illegible] حمل [illegible] ثابت [illegible]

[illegible] پورے دو سال سے [illegible] صدق [illegible]

[illegible] کیا [illegible] روایت میں [illegible] البحر الرائق میں [illegible]

[illegible] النسب [illegible] البحر [illegible] صاحب بحر الرائق [illegible]

[illegible] وقت [illegible] دو سال کی ولادت [illegible] ثابت النسب ہوگا [illegible] دعویٰ سے

ولد ثابت النسب ہوگا۔ سو مسئلے کہ [illegible] بحر الرائق [illegible] کہ حرمت میں فقط

شبہۃ الفعل [illegible] ثابت ہو [illegible] دعویٰ [illegible] بحر الرائق میں جو اشباہ [illegible] شبہۃ الفعل [illegible] کہ اعتراض کیا [illegible] ساتھ

شبہۃ [illegible] ثبوت النسب [illegible] شبہۃ الفعل و شبہۃ العقد کی کتاب الحدود میں معلوم ہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی [illegible] الولادت [illegible]

لاقل من سنتین [illegible] ثابت النسب ہوگا اگرچہ معتدہ دو لڑکوں کو ایک حمل سے جنی یعنی [illegible] کہ بعد طلاق کے ایک لڑکے کو دو برس

سے کم میں جنی اور دوسرے لڑکے کو دو برس سے زیادہ میں جنی مثلاً پہلا لڑکا بائیس مہینے میں جنی اور دوسرا ستائیس مہینے میں جنی اس مسئلے کہ پہلا لڑکا تو بلا شرط دعویٰ

ثابت النسب ہے اور دوسرا بھی بلا دعویٰ ثابت النسب ہوگا اس مسئلے کہ دونوں ایک ہی نطفہ سے ہیں الا اذا ملکھا فیثبت ان ولدتہ لاقل من ستۃ اشہر من وقت الشراء

ولو لاکثر من سنتین من وقت الطلاق یعنی پورے دو سال میں ولد معتدہ ثابت النسب ہوگا مگر جبکہ معتدہ کا مالک ہو جاوے اس طرح کہ مثلاً لونڈی منکوحہ تھی

پھر اسکو طلاق دی پھر اسکو خرید کیا تو اسکا ولد ثابت النسب ہے [illegible] اگر [illegible] خریدنے کے وقت سے چھ مہینے سے کم میں جنی اگرچہ طلاق کے وقت سے دو برس سے زیادہ

میں جنی ہو کذا فی الدر المختار [illegible] التشبیہ بالطلاق سائر اسباب الفرقۃ [illegible] اور مانند طلاق بائن کے ہیں سب باقی اسباب جدائی کے کذا فی البدائع یعنی خیار بلوغ

اور عتق اور عدم کفائت [illegible] ارتداد تو یہ سب اسباب فرقت کے احکام سابقہ میں مانند طلاق بائن کے ہیں لکن فی القہستانی عن شرح الطحاوی ان

الدعوۃ مشروطۃ فی الولادۃ لاکثر منھا لیکن قہستانی میں شرح طحاوی سے یہ منقول ہے کہ ثبوت نسب میں دعوت زوج کی شرط ہے دو سال سے زیادہ کی ولادت

میں یعنی پورے دو سال میں ثبوت نسب بلا دعوت ہوگا [illegible] شارح نے استدراک کیا [illegible] کلام ظاہر [illegible] وہی روایت ہے جو مختار ہے صاحب بحر کی [illegible] روایت

[illegible] کو اختیار کیا [illegible] ان لم تصدقہ [illegible] یعنی پوری دو سال کی ولادت [illegible] دعوی زوج سے نسب ثابت ہوگا اگر عورت

ولادت کی تصدیق نہ کرے [illegible] روایت کے اور یہی روایت قوی اقرب بدلیل ہے کذا فی فتح القدیر و نہر الفائق میں ہے کہ دعوی زوج میں دو

روایتیں ہیں ایک روایت یہ ہے کہ دعوی میں تصدیق عورت کی شرط ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ شرط نہیں اور اسی روایت کو ترجیح دی ہے صاحب

فتح القدیر نے و یثبت نسب ولد المطلقۃ [illegible] المراہقۃ المدخول بہا [illegible] ان ولدت لاقل من [illegible] ثابت ہوگا نسب [illegible] مطلقہ کے ولد

کا اگرچہ طلاق رجعی ہو [illegible] سے کم مدت میں [illegible] مہینے [illegible]

کے چھ مہینے سے کم [illegible] ثابت النسب [illegible]

کم ہو تو اُسکی ولادت متصور نہین اسواسطے کہ اُسمین نطفہ نہین کذا فی حاشیۃ المدنی غیر المقرۃ بانقضاء عدتہا وکذا المقرۃ ان ولدت لاقل من وقت الاقرار اذا لم تقر حبلا فلو ادعتہ فکبالغۃ جس مراہقہ نے کہ اپنی انقضاء عدت کا اقرار نہین کیا اسکا ولد ثابت النسب ہے اور اسی طرح اور مقرہ کا ولد ثابت النسب ہے جو چھ مہینے سے کمتر مین جنی اقرار کے وقت سے یہ اسوقت مین ہے جبکہ مراہقہ نے اپنے حاملہ ہونے کا دعویٰ نہین کیا اور اگر حمل کا دعویٰ کیا تو وہ بالغہ کے مانند ہے لاقل من تسعۃ اشہر من طلاقہا لکون العلوق فی النکاح او العدۃ و الا لا یکون بعدہا لانہا لصغرہا یحمل سکوتہا کا قرار بمعنی عدتہا مراہقہ غیر مقرہ کا ولد ثابت النسب ہے جبکہ جنے بعد طلاق کے نو مہینے سے کمتر مدت مین بواسطے حمل رہنے کے نکاح مین یا عدت مین اور اگر نو مہینے سے کمتر مین جنے بلکہ پورے نو مہینے یا زیادہ مین جنے تو ثبوت نسب نہوگا بسبب احتمال رہنے حمل کے بعد عدت کے اسواسطے کہ بسبب کم عمری مراہقہ کے اسکا سکوت بجاے اقرار انقضاے عدت قرار دیا جاویگا اور یہ جواب ہے اُس سوال مقدر کا کہ جب مراہقہ مدخولہ نو مہینے یا زیادہ مین جنی تو احتمال ہے کہ اُسکو نکاح مین یا عدت مین حمل رہا پھر کیا وجہ عدم ثبوت نسب کی اور مسئلہ مفروض ہے عدم اقرار کا ہان اگر اقرار انقضاے عدت کرتی اور اُسکے بعد پورے چھ مہینے یا زیادہ مین لڑکا ہو تو البتہ نسب ثابت نہوتا خلاصہ جواب کا یہ ہے جو حکم انقضاے عدت مراہقہ کا بسبب کم عمری کے مخصوص ہے بایک ہی طور پر تھا یعنی فقط مہینون پر نہ حیض پر تو بعد طلاق کے تین مہینے کا گذر جانا اور بسبب کم عمری کے اُسکا سکوت کرنا یہ قائم مقام اقرار کے ہے تو جبکہ بعد تین مہینے کے پورے چھ مہینے یا زیادہ مین جنی تو معلوم ہوا کہ حمل بعد عدت کے پیدا ہوا لہذا نسب ثابت ہوگا فلو ادعت حبلا فہی ککبیرۃ فی بعض الاحکام لاعترافہا بالبلوغ سو اگر دعویٰ کیا مراہقہ نے حمل کا تو وہ برابر بالغہ کے ہوگی بعضے احکام مین بسبب اقرار بلوغ کے محرر الرائق مین کہا کہ اگر مراہقہ نے دعویٰ حمل کا کیا طلاق بائن مین پھر کمتر دو برس سے جنی اور طلاق رجعی مین ستائیس مہینے سے کمتر مین جنی تو اُسکا ولد ثابت النسب ہوگا کذا فی غایۃ البیان مراہقہ اس حکم مین تو کبیرہ کے برابر ہوئی لیکن دو احکام مین برابر نہین مثلاً طلاق رجعی مین اگر مراہقہ مذکورہ ستائیس مہینے پورے مین یا زیادہ مین جنے گی تو نسب ثابت نہوگا بخلاف کبیرہ کے کہ اُسکے ولد کا نسب پاس تک ثابت ہوگا بسبب امتداد طہر کے کذا فی حاشیۃ المدنی و یثبت نسب ولد معتدۃ الموت لاقل منہما من وقت الموت اذا کانت کبیرۃ ولو غیر مدخول بہا اور ثابت ہوتا ہے نسب معتدہ موت کا اگر ابتداے موت سے کمتر دو سال سے جنے بشرطیکہ کبیرہ ہو اگرچہ وہ مدخولہ نہو اسواسطے کہ فراش عقد سے ثابت ہوتا ہے نہ دخول اور اجتماع زوجین سے چنانچہ اسکا ذکر آویگا اما الصغیرۃ فان ولدت لاقل من عشرۃ اشہر و عشرۃ ایام ثبت و الالا اور معتدہ موت کی اگر صغیرہ ہو اور دس مہینے اور دس دن سے کمتر مین جنے تو نسب ثابت ہوگا اسواسطے کہ اس سے ثابت ہوا کہ حمل موجود تھا قبل انقضاے عدت وفات کے کیونکہ چار مہینے دس دن عدت کے ہوئے اور باقی اقل مدت حمل ہے اور اگر پورے دس مہینے اور دس دن یا زیادہ مین جنے تو نسب ثابت نہوگا اسواسطے کہ حمل بعد عدت اسکے حادث ہوا ولو اقرت بمضیہا بعد اربعۃ اشہر و عشر فولدت لستۃ اشہر لم یثبت اور اگر اقرار کیا کبیرہ یا مراہقہ نے انقضاے عدت کا بعد چار مہینے دس دن کے موت سے پھر جنی پورے چھ مہینے مین تو نسب ثابت نہوگا وہ ما الآیسۃ فکالکبیرۃ لان عدۃ الموت بالاشہر للکل الا الحامل زیلعی اور عدت موت مین آئسہ برابر بالغہ کے ہے اسواسطے کہ عدت موت کی مہینون کے حساب سے ہے ہر معتدہ کیواسطے سواے حاملہ کے کذا ذکرہ الزیلعی و ان ولدت لاکثر منہما من وقتہ لا یثبت بدائع ولو لعلہ لاکثر بحر بحثا اور اگر معتدہ موت کی جنی دو برس سے زیادہ مدت مین ابتداے موت سے تو نسب ثابت نہوگا کذا فی البدائع اور اگر پورے دو سال مین جنی تو اُسکا حکم مثل اکثر دو سال کے ہے کذا فی البحر بحثا بحث یہ ہے کہ معتدہ موت کو معتدہ مبتوتہ کے ساتھ لاحق کیا ہے کذا فی حاشیۃ المدنی وکذا المقرۃ بمضیہا لو لاقل من اقل مدتہ من وقت الاقرار و لاقل من اکثرہا من وقت البینۃ للتیقن بکذبہا اور اسیطرح ثابت ہوتا ہے نسب اُس عورت کے ولد کا جسنے اقرار کیا ہے اپنی عدت کے گذر جانیکا اگر وہ جنی چھ مہینے سے کمتر مدت مین اقرار کے وقت سے اور اگر جنی دو برس سے کمتر مدت مین وقت فراق سے یعنی طلاق بائن یا موت سے نسب ثابت ہوگا بسبب یقین ہوجانے دروغگوئی عورت کے یعنی جب وقت اقرار سے چار یا پانچ مہینے مین جنی تو معلوم ہوا کہ اُسوقت اسکے رحم مین نطفہ تھا اور اُسکا اقرار انقضاے عدت کا محض غلط تھا اسواسطے کہ چھ مہینے سے کمتر مین تولد ہونا ممکن نہین خلاصہ یہ کہ ولد مقرہ کے ثبوت نسب مین دو شرطین ہین ایک یہ کہ چھ مہینے سے کمتر مدت مین جنی اقرار سے دوسری شرط یہ کہ

قد طلقہا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] مقر [illegible]

[illegible] فی الشہادۃ [illegible]

[illegible] ثابت [illegible] مدت میں [illegible] سے بو [illegible]

[illegible] گواہی [illegible] تو [illegible]

ہو کہ ان شہادت [illegible] ولادت [illegible] زوج کے حق [illegible] ثبات کے [illegible] ولادت کی حاجت

ہو [illegible] تقبل فیہ شہادۃ القابلۃ وحدہا کما فی

معتدہ [illegible] زوج [illegible] معتدہ کا [illegible] جنائی کی گواہی ثبوت

نسب میں کافی ہو با جماع امام و صاحبین کے چنانچہ کافی ہو کہ یہی دائی جنائی کی معتدہ رجعی میں جو دو برس سے زیادہ مدت میں جنی ہو دو برس سے کم میں یعنی اگر معتدہ

رجعی دو برس سے کم میں جنے گی تو ثبوت [illegible] حالت [illegible] زوج دائی کی گواہی نہ کفایت کریگی بلکہ حجت تامہ یعنی دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی لازم

ہوگی اور تصدیق بعض الورثۃ یثبت فی حق المقرین و تصدیق ورثہ نے بعض دیگروں سے نسب ثابت ہوگا یعنی زوج نے ولادت معتدہ کا انکار کیا اور مرگیا اور

بعض وارثوں نے تصدیق ولادت کی کی تو نسب ثابت ہوگا فقط اقرار کرنے والے وارثوں کے حق میں نہ سب وارثوں کے حق میں یعنی ورثہ مقرین لڑکے کو حصہ

وراثت دینگے نہ ورثہ منکرین کو وانما یثبت النسب فی حق غیرہم حتی الناس کافۃ ان تم نصاب الشہادۃ بہم بان شہد مع المقر رجل آخر وکذا لو صدق المقر

الورثۃ وہم من اہل التصدیق فیثبت النسب ولا ینفع الرجوع اور ثابت ہوجاوے گا نسب غیر مقرین کے حق میں یہانتک کہ سب لوگوں کے حق میں اگر پوری

ہوجاوے نصاب شہادت کی انہیں سے اسطرح پر کہ گواہی دے وارث مقر کے ساتھ دوسرا مرد اور اسی طرح اگر تصدیق کریں وارث مقر کے باقی ورثہ اور وہ

اہل بھی ہوں تصدیق کے یعنی عاقل بالغ ہوں تو اسوقت میں ثابت ہوگا نسب لڑکے معتدہ کا اور نفع نہ کریگا بعد تصدیق کے منکر ہوجانا یعنی حصہ ملنے کا دینا پڑیگا

والاتیم نصابہا لاتشارک المکذبین اور اگر نصاب شہادت کی پوری ہوئی یعنی دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں تصدیق نہ کریں اور ان میں سے بلکہ ایک مرد اور

ایک عورت تصدیق کریں تو ولد معتدہ کا شریک مکذبین کا نہوگا فقط ورثہ مقرین سے حصہ لیگا وہل یشترط لفظ الشہادۃ ومجلس الحکم الاصح لا لنظر الشبہۃ الاقرار

وشرط العدد ولنظر الشبہۃ الشہادۃ اور وارثوں کی تصدیق میں کیا لفظ شہادت کا اور مجلس حکم قاضی بھی شرط ہو قول صحیح یہ ہو کہ شرط نہیں برعایت شبہہ اقرار

اور شرط کیا ہو فقہا نے تمام مقرین کا بمناسبت شبہہ شہادت خلاصہ یہ ہو کہ تصدیق ورثہ کی دو امر کی مشابہ ہو ایک اقرار اور دوسری شہادت اور چونکہ اقرار

میں لفظ شہادت اور مجلس حکم شرط نہیں تو اسواسطے تصدیق میں بھی شرط نہیں اور چونکہ شہادت میں عدد لازم ہو تو تصدیق میں بھی لازم کیا ونقل المصنف

عن الزیلعی انہ لیفید اشتراط العدالۃ ثم قال لقول شیخنا وینبغی ان لا تشترط العدالۃ مما لا ینبغی قلت وفیہ انہ کیف تشترط العدالۃ فی المقر

اللہم الا ان یقال لاجل الشرایۃ فتامل ولیراجع اور نقل کیا ہی مصنف نے اپنی شرح مین زیلعی کا ایسا کلام جو مفید ہی اشتراط عدالت کا یعنی ورثہ مقرین کی
عدالت ضرور ہی پھر مصنف نے کہا کہ ہمارے استاد یعنی صاحب بحر الرائق کا یون کہنا کہ مناسب نہین مشروط ہونا عدالت کا یہ مناسب نہین ہو اسلئے کہ روایت
زیلعی کی مخالف ہی شارح کہتا ہی کہ اشتراط عدالت مین بحث ہی اور کیونکر مشروط ہو گی عدالت اقرار کرنے والے مین یعنی مقر کا اقرار ہر صورت اُسپر حجت ہی
خواہ عادل ہو خواہ فاسق مگر یون جواب ہو سکتا ہی کہ عدالت مشروط ہی غیر پر حجت ہونے کے واسطے نہ کہ اپنی ذات کیواسطے سو اس مطلب کو غور کر اور اس مسئلہ کی کتب
معتمدہ مین تلاش کرنا چاہیے ہم حلبی محشی نے کہا یہی جواب ٹھیک ہی جو شارح نے دیا کہ عدالت مقر اپنی ذات کیواسطے مشروط نہین غیر کیواسطے البتہ مشروط ہی لیکن شارح
نے بنا بر دیانت اور احتیاط کے بالیقین حکم نہین دیا اب مراجعت کتب کی کچھ حاجت نہین اور شارح کی تقریر سے معلوم ہوا کہ اگر سب وارث تصدیق کرین تو کچھ عدالت کی
حاجت نہین **ولو ولدت فاختلفا فی المدۃ فقالت المرأۃ نکحتنی منذ نصف حول وادعی الاقل فالقول لہا بلا یمین وقالا تحلف وبہ یفتی کما سیجی
فی الدعوی** اور اگر معتدہ جنی پھر دونون مین اختلاف ہوا سو عورت نے کہا کہ تو نے مجھسے نکاح کیا ہی چھ مہینے سے اور مرد نے کمتر مدت کا دعوی کیا یعنی چار یا پانچ
مہینے کا تو قول عورت کا بدون قسم کے معتبر ہوگا نزدیک امام اعظم کے اور صاحبین نے کہا کہ عورت سے قسم لیجاویگی اور صاحبین کے قول پر فتوی ہی چنانچہ کتاب
الدعوی مین اسکا ذکر آویگا **وہو ای الولد ابنہ لشہادۃ الظاہر لہا بالولادۃ من نکاح حملا لہا علی الصلاح** اور وہ لڑکا جو معتدہ جنی اُسی مرد کا بیٹا ہی اسواسطے کہ
ظاہر حال عورت ہی کا شاہد ہی بسبب ولادت کے نکاح سے عورت کو نیک سیرت گمان کرکے **قال ان نکحتہا فہی طالق فنکحہا فولدت لنصف حول منذ
نکحہا لزمہ نسبہ احتیاطا لتصور الوطی حالۃ العقد ولو ولدتہ لاقل منہ لم یثبت وکذا الاکثر ولو بیوم لکن بحث فیہ فی الفتح واقرہ فی البحر** کہا مرد نے کہ اگر نکاح کرون مین
اُس عورت سے تو اُسکو طلاق ہی پھر نکاح کیا اُس سے سو وہ پورے چھ مہینے مین ابتداے نکاح سے جنی تو لازم ہوگا مرد پر نسب لڑکا بنا بر احتیاط کے بسبب متصور ہونے
وطی کے حالت عقد نکاح مین یعنی عین ایجاب اور قبول کی حالت مین وطی ہوئی اور اختتام نکاح اور انزال ساتھہ ہی ہوا تو اس تقریر سے وطی بعد طلاق کے نہ لازم آئی
اور اگر وہ عورت چھ مہینے سے کمتر مین جنے گی اگرچہ ایک ہی دن کم ہو تو نسب ثابت ہوگا اسواسطے کہ یہ نطفہ قبل نکاح کا ٹھہریگا اور اسیطرح ولد ثابت النسب نہوگا
اگر چھ مہینے سے زیادہ مین عورت جنے گی اگرچہ ایک ہی دن زیادہ ہو گیا ہو لیکن فتح القدیر مین عدم ثبوت نسب مین بحث کی ہی اور اسکو بحر الرائق مین مسلم رکھا ہی
فتح القدیر مین کہا کہ مدت حمل دو برس تک ہی تو چھ مہینے سے زیادہ مین نفی نسب کی کرنا مخالف ہی احتیاط کے اور یہ احتمال کرنا کہ بعد طلاق کے حمل حادث ہوا ہی نہایت
بعید ہی اسواسطے کہ حادث اکثر ولادت کے نو مہینے ہین طحطاوی نے کہا کہ بحث اگرچہ مسلم ہو لیکن نقل مذہب کی معارض نہین ہو سکتی **ولزمہ مہرہا بجملۃ وطئہا حکما ولا یکون
بہ محصنا نہایہ** اور لازم ہوگا مرد پر عورت کا مہر اسواسطے کہ مرد کی وطی حکمی ثابت ہو گئی بسبب ثبوت نسب کے اور اس وطی حکمی سے مرد محصن نہوگا کذا فی النہایہ اسواسطے
کہ محصن وہ مرد ہی جو نکاح صحیح کے بعد وطی کر چکا ہو اور نکاح مرکب ہی ایجاب اور قبول سے اور اس مسئلہ مفروضہ مین وطی واقع ہی قبل قبول کے تو وطی بعد النکاح
اسپر صادق نہین **علق طلاقہا بولادتہا لم تطلق بشہادۃ امرأۃ بل بحجۃ تامۃ خلافا لہما** کہا مرد نے طلاق عورت کو اُسکی ولادت پر تو طلاق واقع
ہوگی ایک عورت کی گواہی سے بلکہ پوری حجت سے طلاق ہو گی بخلاف صاحبین کے چنانچہ مذکور ہو چکا **ولو اقر المعلق مع ذلک بالحبل او کان ظاہرا
طلقت بالولادۃ بلا شہادۃ لاقرارہ بذلک واما النسب ولوازمہ کامومیۃ الولد فلا یثبت بدون شہادۃ القابلۃ اتفاقا بحر** اور اگر ایک عورت کی گواہی
کے ساتھ تعلیق کرنے والے زوج نے عورت کے حمل کا اقرار کیا یا کہ حمل خود ظاہر ہو تو عورت مطلقہ ہوگی ولادت سے بدون شہادت کے بسبب اقرار
کر چکنے مرد کے لیکن ثبوت نسب اور لوازم اُسکے جیسے اُس عورت کا مان ہونا اُس لڑکے کیواسطے سو وہ ثابت نہوگا بدون دائی جنائی کی شہادت کے باتفاق امام اور
صاحبین کے کذا فی البحر **قال لامتہ ان کان فی بطنک ولد فہو منی فشہدت امرأۃ ظاہرۃ لعیم غیر القابلۃ بالولادۃ فہی ام ولدہ اجماعا ان
جاءت بہ لاقل من نصف حول من وقت مقالتہ وان لاکثر منہ لا لاحتمال علوقہ بعد مقالتہ قید بالتعلیق لانہ لو قال ہذہ حامل منی ثبت نسبہ الی**

شیئین تھی [illegible] مقر [illegible] بیٹے میں [illegible] تو وہ میراث [illegible]

[illegible] وارث کی [illegible] عورت [illegible] ہوگی [illegible] اگر وہ [illegible] دونوں [illegible]

[illegible] مسئلہ کی تحقیق کر مقید کیا [illegible]

[illegible] اس [illegible] بیٹا [illegible] کذا فی غایۃ البیان قال للقدوری [illegible]

[illegible] المعروفۃ [illegible] انا امرأتہ وہو ابنہ [illegible] ایک [illegible] کو کہا میرا بیٹا

[illegible] اسکی ماں [illegible] عورت [illegible] بیٹا ہے تو یہ دونوں وارث ہونگے

[illegible] کذا فی حاشیۃ المدنی [illegible]

حیلت میتیا او موتیا لا ورثت وقول فتقال ان شاء ثبت امر ولد الی قید اتفاقی [illegible] شیئا او کان صغیرا کما فی البحر وکنت نصرانیۃ فقیت

سوید لم نعلم اسلامہا وقتہ او قال [illegible] لا ترث فی الصور المذکورۃ بل انما [illegible] پھر اگر عورت کا حرہ ہونا اور جلد

کی ان [illegible] مشہور [illegible] تو صورت وارث [illegible] تو عدم وراثت میں مصنف کا یہ قید لگانا کہ جب وارث مقر لہ کے [illegible]

یہ قید اتفاقی ہے احترازی نہیں اس واسطے کہ اسی طرح عدم وراثت کا بھی حکم ہے اگر وارث کچھ نہ کہیگا یا صغیر ہو کذا فی البحر یا مقر کے وارث نے عورت سے کہا کہ تو نصرانیہ

تھی وقت مرنے مقر کے یا وقت مرگ [illegible] کا اسلام نہ معلوم ہوا وارث نے یوں کہا کہ وارث کی زوجہ [illegible] تھی اور یہ عورت لونڈی ہے تو ان سب اقوال مذکورہ میں

وارث نہوگی فقط لڑکا وارث ہوگا اور کیا اس عورت کو شامل [illegible] بعضوں نے کہا کہ [illegible] صاحب فتح القدیر [illegible] کے قائل ہوئے [illegible]

تعالیٰ نے اسکو رد کیا ہے کذا فی النہر الفائق زوج امتہ من عبدہ فجاءت بولد فادعاہ المولی لم یثبت نسبہ للزوم فسخ النکاح وہو لا یقبل الفسخ [illegible]

نکاح کر دیا اپنی لونڈی کا اپنے غلام سے پھر لونڈی لڑکا جنی سو اسکا دعوی کیا مالک نے یعنی کہا کہ میرا بیٹا ہے تو اسکا نسب مالک سے ثابت نہوگا بسبب

لازم ہونے فسخ نکاح کے یعنی اگر نسب لڑکا مالک سے ثابت ہو تو لازم آتا ہے کہ نکاح غلام منفسخ ہو جاوے اور حالانکہ نکاح فسخ نہیں ہوتا بعد تمام ہونے کے

ترجمہ میں تمام ہونے کی قید لگائی تاکہ فسخ [illegible] اور خیار عتق کا اعتراض نہ لگے اس واسطے کہ [illegible] فسخ قبل تمام ہے اگر کوئی کہے کہ ارتداد سے بھی

نکاح فسخ ہوتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ یہ فسخ نہیں یہ انفساخ ہے یعنی نکاح خود ٹوٹ گیا بدون توڑنے کے اور فسخ عبارت ہے توڑنے سے وعتق الولد وتصیر الامۃ

ام ولد لاقرارہ ببنوتہ [illegible] اور لڑکا آزاد ہوگا اور لونڈی ام ولد ہو جاویگی بواسطے اقرار کرنے مولی کے ولد کے بیٹے ہونے کا اور لونڈی [illegible]

او ولدت امتہ الموطوءۃ ولدا لم یثبت نسبہ بلا دعوۃ لضعف فراشہا مالک کی لونڈی مدخولہ جنی ایک لڑکا تو موقوف ہوگا ثبوت نسب

ولد کا مالک کے دعوی پر یعنی بدون دعوی مولی کے وہ ولد ثابت النسب نہوگا بسبب ضعیف ہونے فراش لونڈی کے بخلاف ام ولد کے کہ اسکا ولد بدون دعوی

مولی کے بھی ثابت النسب ہے لیکن نفی کرنے سے نفی ہو جاویگی اس واسطے کہ ام ولد کا فراش لونڈی سے قوی ہے اور منکوحہ سے ضعیف کما مر [illegible] مشترکہ [illegible]

واحد [illegible] جاءت بولد لا یثبت النسب بدون [illegible] ام ولد [illegible] مولیہما چنانچہ لونڈی مشترک دو شخصوں میں کہ ان میں سے ایک

شخص نے طلب لڑکی یعنی اسکی وطی سے اولاد کی خواہش کی اور کتاب درر کی یہ عبارت ہے کہ دونوں نے خواہش ولادی پھر وہ مشترک لونڈی ایک

لڑکا جنی تو نسب ثابت نہوگا بدون دعوی کے بسبب حرام ہونے وطی لونڈی مشترک کے جیسے ام ولد کی وطی حرام ہے جسکے مولی نے اسکو مکاتبہ کیا اور اسکا

ولد بھی ثابت النسب نہوگا بدون دعوی مولی کے کما فی الاستیلاد ان الفراش علی اربع مراتب [illegible] باب الاستیلاد [illegible]

چار مراتب ہیں ایک مرتبہ ضعیف وہ فراش لونڈی کا کہ اسکا ولد بدون دعوی کے ثابت النسب نہیں [illegible] ام ولد کا کہ اسکا ولد بدون دعوی [illegible]

ثابت النسب ہو لیکن نفی کرنے سے نفی ہو جاتا ہو تیسرا قوی یعنی فراش منکوحہ اور معتدہ رجعی کا کہ اُسکا ولد بدون دعوی کے ثابت النسب ہو اور اُسکی نفی نہیں ہو سکتی
بدون لعان کے چوتھا اقوی یعنی فراش معتدہ بائن کہ اُسکا ولد ثابت النسب ہو بلا دعوی اور اُسکے ولد کی نفی نہیں ہو سکتی کسیطرح اسواسطے کہ نفی موقوف ہو
لعان پر اور لعان کی شرط ہو قیام زوجیت سو وہ بائنہ میں قائم نہیں اور اسیطرح منکوحہ فاسدہ اور لونڈی منکوحہ کے ولد کی نفی نہیں ہو سکتی بسبب عدم ہونے شرط
لعان کے یعنی صحیح اور حریت وقد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی بمشرقیۃ بینہما مسافۃ سنۃ فولدت لستۃ اشہر مذ تزوجہا لتصورہ کرامۃ واستخداما
فتح اور البتہ کفایت کی ہو فقہانے قیام فراش بلا دخول پر ثبوت نسب میں قیام فراش عبارت ہو ملت وطی سے جو بسبب عقد کے ہو اگرچہ دخول حقیقی
اور حکمی کچھ بھی نہو مانند نکاح مرد مغربی کے عورت مشرقیہ سے یعنی مرد منتہاے مغرب میں اور عورت منتہاے مشرق میں اتنے فاصلہ سے رہتے ہوں کہ دونوں
کے درمیان سال بھر کی راہ ہو سو منکوحہ مشرقیہ پورے چھ مہینے میں جنی ابتداے نکاح سے تو یہ لڑکا ثابت النسب ہو بسبب متصور ہونے وطی کے باعتبار کرامت
یا استخدام جن کے کذا فی فتح القدیر یعنی ممکن ہو کہ بعد نکاح کے از راہ کرامت یا بعمل تسخیر جن کے زوج مشرق سے مغرب میں ساعت واحد میں آوے اور وطی کرے
طحطاوی نے کہا کہ بہتر یہ ہو کہ بعد نکاح کے چھ مہینے اور ایک ساعت میں ولادت فرض کیجاوے تاکہ اُس ساعت میں زوج کا زوجہ کے پاس پہنچنا محتمل اور متصور ہو لیکن
فی النہر الاقتصار علی الثانی اولی لان طی المسافۃ لیس من الکرامۃ قلت لکن فی عقائد التفتازانی جزم بالاولی تبعا بالمفتی الثقلین النسفی بل سئل عما یحکی ان الکعبۃ کانت
تزور واحدا من الاولیاء ہل یجوز القول بہ فقال خرق العادۃ علی سبیل الکرامۃ لاہل الولایۃ جائز عند اہل السنۃ ولا لبس بالمعجزۃ لانہا اثر دعوی الرسالۃ
وبادعائہا یکفر فورا فلا کرامۃ وتمامہ فی شرح الوہبانیۃ من السیر عند قولہ ۔ ومن لولی قال طی مسافۃ ٭ یجوز جہول ثم بعض یکفر ٭ واثباتہا فی کل ما کان
خارقا عن النسفی النجم یروی ویتنصر ای ینصر ہذا القول بنص محمد انا نؤمن بکرامات الاولیاء لیکن نہر الفائق میں ہو کہ تصور وطی مغربی میں دوسری وجہ یعنی
استخدام جن پر اختصار کرنا بہتر ہو اسواسطے کہ مسافت بعیدہ کا طے کرنا زمانہ قلیل میں کرامات میں داخل نہیں شامی نے کہا ہو لیکن شرح عقائد نسفی میں علامہ سعد الدین
تفتازانی نے وجہ اول کا یقین کیا ہو یعنی طے مسافت کو کرامت میں داخل کیا ہو باتباع مفتی ثقلین امام نجم الدین عمر نسفی کے بلکہ امام ممدوح سے
سوال ہوا کہ یہ جو حکایت ہو کہ کعبہ معظمہ ایک ولی کی زیارت کو جاتا تھا یہ کہنا جائز ہو یا نہیں سو مفتی ثقلین نے جواب میں کہا کہ خرق عادت بطریق
کرامت کے اہل ولایت کے واسطے جائز ہو اہل سنت کے نزدیک اور کچھ التباس نہیں کرامت میں ساتھ معجزے کے یعنی یہ کوئی نہ سمجھے کہ کرامت اور معجزہ دونوں
خارق عادت ہیں تو کیا فرق ہو کرامت اور معجزہ میں اسواسطے کہ معجزہ نہیں ہوتا مگر بعد دعوی پیغمبری کے اور ادعاے رسالت سے فوراً کافر ہوتا ہو ولی
پھر کرامت کہاں بلکہ وہ استدراج ہو اور پوری تقریر اُسکی شرح وہبانیہ میں کتاب السیر سے اس قول منظوم کے پاس ہو کہ جو ولی کیواسطے طے مسافت کو
جائز کہے وہ جاہل ہو پھر بعض علما اُسکو کافر کہتے ہیں اور اثبات کرامت کا ہر امر خارق عادت میں خواہ طے مسافت ہو یا غیر اُسکی نجم الدین عمر نسفی سے منقول
اور منصور ہو یعنی اس قول کی نصرت اور تائید امام محمد کے اس قول سے ہو کہ ہم تصدیق کرتے ہیں کرامات اولیا کی ہم اگر خرق عادت مدعی رسالت کے
ہاتھ پر ہو وہ معجزہ ہو اور اگر مومن متقی کے ہاتھ پر ہو وہ کرامت ہو اور اگر کافر اور فاسق کے ہاتھ پر ہو تو وہ استدراج اور مکر ہو تو اس تقریر سے ایک قسم کا دوسری قسم سے
اشتباہ نہیں شرح وہبانیہ میں ہو کہ طے مسافت بعیدہ کو زمانہ قلیل میں ولی کیواسطے بعضے علما جائز نہیں رکھتے اور اسکے مجوز کو جاہل کہتے ہیں اور بعضے کافر اور اسیطرح
ظہور معجزات کبار کا مانند احیاء میت اور عصا کو سانپ کر ڈالنا اور انشقاق قمر اور جوش کرکے پانی بہنا انگلیوں سے اور طعام قلیل میں جماعت کثیر کو آسودہ کر دینا بطریق
کرامت کے ناجائز جانتے ہیں اور حق یہ ہو کہ طے مسافت کرامت میں داخل ہو اور اسکا معتقد جاہل یا کافر نہیں امام الحرمین نے کہا کہ قول پسندیدہ ہمارے نزدیک یہ ہو کہ خوارق عادات
بطریق کرامت کے جائز ہیں سواے اس امر کے جو بدلیل قطعی ممنوع الوقوع ہو جیسے قرآن کے برابر دوسرا کلام ظاہر کرنا اور قول با انصاف امام نسفی کا کلام ہو جو مذکور ہو چکا
انتہی کذا فی حاشیۃ المدنی غاب عن امرأتہ فتزوجت بآخر وولدت اولادا ثم جاء زوجہا الاول فالاولاد للثانی علی المذہب الذی رجع الیہ الامام

[illegible] ثانی [illegible] اور [illegible] مثل [illegible] قول [illegible] حتی [illegible] اول [illegible]

[illegible] مدت [illegible] چھ مہینے [illegible]

[illegible] کو [illegible] مدت کے [illegible] ثانی سے [illegible] نسبت [illegible] مدت [illegible] کے بعد مدت کے [illegible]

ثانی سے [illegible] اول [illegible] ثانی سے ہونے [illegible] امام [illegible] کیا کذا فی التجنیس [illegible]

[illegible] ثانی [illegible] اور قول اول غیر مفتی بہ امام [illegible] اور زوج اول کی [illegible] بسبب [illegible]

[illegible] کے حاشیہ میں [illegible] زوج ثانی کی [illegible] نکاح کے بعد نکاح ثانی کے

چھ مہینے میں [illegible] زوج اول [illegible] ثابت [illegible] میں یہ مسئلہ [illegible] اول

نقل کیے ہیں [illegible] زوج ثانی کی اولاد [illegible] شرح مجمع البحرین

میں [illegible] بیان کی ہے [illegible] میں [illegible] کے تحت [illegible] نسب لڑکا [illegible] ثابت ہوگا

اور جو نکاح فاسد ہو [illegible] زوج ثانی کے ثبوت نسب میں یہ شرط ضروری ہے کہ نکاح

ثانی سے پورے چھ مہینے یا زیادہ میں [illegible] اور [illegible] نسب میں [illegible] اسواسطے زوج

[illegible] تو صورت [illegible] صاحبین کے کذا فی حاشیۃ المدنی [illegible] مسائل [illegible] ولدت لاقل من ستۃ

[illegible] کیا [illegible] اسکو طلاق دی پھر اسکو مول لیا [illegible] چھ مہینے سے کمتر مدت میں [illegible] تو نسب لڑکا مرد کو لازم

ہوگا خواہ مرد اقرار کرے [illegible] اسواسطے کہ [illegible] اسواسطے کہ خرید کیوقت سے اقل مدت حمل نہیں گذری [illegible] طلاق کا

اتفاقی ہو اسواسطے کہ [illegible] طلاق [illegible] خرید [illegible] تو بھی یہی حکم ہے اور اسیطرح [illegible] خرید کا بھی اتفاقی ہو اسواسطے کہ [illegible] لونڈی کا

مالک ہوگا تو بھی یہی حکم ہو [illegible] الطلاق قبل الدخول [illegible] اور اگر لونڈی بعد خرید کے پورے چھ مہینے یا زیادہ میں جنی تو ولد کا نسب [illegible]

ثابت نہوگا بدون اقرار مرد کے اسواسطے کہ [illegible] صورت میں [illegible] اسواسطے کہ بعد خرید کے کل مدت حمل پائی گئی لیکن اگر لونڈی [illegible] طلاق

قبل دخول ہوئی ہو یا بعد دخول کے دو یا طلاق بائن ہوئی ہو [illegible] اعتبار ولادت کا [illegible] طلاق قبل دخول طلاق سے چھ

مہینے سے کمتر مدت میں جنی تو ولد اسکا ثابت النسب ہو بلا شرط اقرار لکن فی الثانیۃ [illegible] لیکن دوسری صورت میں یعنی جسکو دو بار طلاق بائن ہوئی تو اسکے

ولد کا نسب ثابت ہوگا پورے دو برس تک یا کمتر مدت میں یعنی اس صورت میں بعد طلاق کے چھ مہینے سے کمتر مدت کا اعتبار نہیں لیا اگر [illegible] پورے دو برس

یا اس سے کم مدت میں جنی [illegible] اسواسطے کہ [illegible] طلاق کے بعد لونڈی حرام ہو جاتی ہے [illegible] تو بعد خرید کے اسکی [illegible]

لہذا اسکے حمل کو [illegible] کی طرف نسبت کیا [illegible] طلاق کے کذا فی حاشیۃ المدنی وفی الرجعی [illegible] بعد ان یکون [illegible]

المسئلتین اور طلاق [illegible] ثابت النسب [illegible] طلاق کے دو برس سے زیادہ مدت میں [illegible] زیادہ [illegible] بشرطیکہ ابتدا

خرید سے چھ مہینے سے [illegible] دونوں صورتوں میں پہلی صورت [illegible] جسکو بعد دخول کے ایک طلاق بائن ہوئی اور دوسری صورت سے

طلاق رجعی [illegible] مسائل [illegible] غیر کی لونڈی [illegible] طلاق دی پھر اسکو خرید کیا تو دو حال سے خالی نہیں یا طلاق قبل دخول کے دی

یا بعد دخول کے اور بعد دخول کے طلاق [illegible] سے خالی نہیں کہ یا طلاق رجعی ہو یا بائن اور طلاق بائن دو حال سے خالی نہیں یا [illegible] ایک طلاق

یا [illegible] دو طلاق [illegible] طلاق [illegible] ہو تو اگر طلاق قبل دخول کے دی ہو اگر ولادت [illegible] طلاق

چھ مہینے سے کمتر مدت ہو اور نکاح سے پورے چھ مہینے یا زیادہ ہین تو نسب ثابت ہی اور اگر نکاح سے چھ مہینے سے کم مدت ہو ولادت ہین تو نسب ثابت نہین اور
اگر ایک طلاق بائن دی بعد دخول کے تو اگر ولادت اور خرید سے چھ مہینے سے کمتر مدت ہو اور ولادت اور طلاق بین دو برس سے کم مدت ہو تو نسب ثابت ہو اور اگر
ولادت اور خرید مین پورے چھ مہینے یا زیادہ کی مدت ہو تو مرد پر اسکا نسب لازم نہین بلکہ ولادت اور طلاق مین پورے دو برس یا کم کی مدت ہو تو نسب ثابت ہوگا اور
اگر طلاق رجعی دی تو اگر ولادت اور خرید سے چھ مہینے سے کمتر مدت ہو اور ولادت اور طلاق سے دو برس سے زیادہ کتنی ہی مدت کیون نہو بہرصورت نسب ثابت ہو
کذا فی حاشیۃ المدنی وکذا لو اعتقہا بعد الشراء اور اسیطرح اگر غیر کی لونڈی سے نکاح کیا پھر اسکو آزاد کردیا بعد خرید کے فوراً تو نسب ثابت ہوگا اگر چھ مہینے سے
کمتر مدت مین جنی خرید کیوقت سے اور اگر وقت خرید سے چھ مہینے سے زیادہ مدت مین جنی تو نسب ثابت نہوگا مگر باقرار زوج کذا فی العالمگیریۃ نا قلا عن الکافی
فلو باعہا فولدت لاکثر من الاقل مذ باعہا فادعاہ ہل یفتقر لتصدیق المشتری قولان اور اگر غیر کی لونڈی سے نکاح کیا پھر اسکو خرید کیا پھر اسکو بیچ ڈالا پھر وہ
جنی چھ مہینے سے زیادہ مدت مین ابتداے بیع سے پھر زوج بائع نے ولد کا دعوی کیا تو اس صورت مین تصدیق مشتری کی حاجت ہی یا نہین یا ن دو قول ہین
ابو یوسف کے نزدیک تصدیق مشتری کی حاجت ہو بدون تصدیق مشتری کے ثبوت نسب نہین اگرچہ بائع دعوی کرے اسواسطے کہ بسبب خرید کے نکاح باطل ہوگیا اور
محمدؒ کے نزدیک تصدیق مشتری کی حاجت نہین کذا فی العالمگیریۃ مات عن ام ولدہ او اعتقہا فولدت لدون سنتین لزمہ لا لاکثر الا ان یدعیہ مولی مرگیا اپنی ام ولد کو
چھوڑکر یا اسکو آزاد کردیا پھر وہ جنی دو سال سے کم مین بعد موت یا آزادی کے تو نسب لڑکا مولی کو لازم ہوگا اور اگر دو سال سے زیادہ مدت مین جنی تو نسب اسکا
مولی کو نہ لازم ہوگا مگر یہ کہ مولی بعد عتق کے دعوی ولد کا کرے تو نسب ثابت ہوگا و لو تزوجت فی العدۃ فولدت لستین من عتقہا او موتہ ولنصف حول لاکثر مذ تزوجت و
ادعیاہ معا کان للمولی اتفاقا لکونہا معتدۃ بخلاف ما لو تزوجت ام الولد بلا اذنہ فانہ للزوج اتفاقاً اور اگر ام ولد نے نکاح کیا عدت موت یا عتق مین پھر جنی پورے دو
برس مین آزاد کرنے مولی سے یا اسکے مرنے سے اور پورے چھ مہینے یا زیادہ مین ابتداے نکاح سے اور مولی اور زوج نے دعوی کیا ولد کا ساتھ مولی کہتا ہی یہ میرا لڑکا ہو اور
زوج ام ولد کا کہتا ہو کہ میرا ہی تو یہ ولد مولی ہی کا ہوگا بالاتفاق اسواسطے کہ ام ولد مولی کی معتدہ ہو بخلاف اس صورت کے کہ اگر ام ولد نے نکاح کرلیا بدون اذن مولی
کے پھر وہ پورے چھ مہینے یا زیادہ مین جنی ابتداے نکاح سے پھر ولد مین مولی اور زوج نے دعوی کیا تو ولد زوج ہی کا ہوگا بالاتفاق نہ مولی کا مگر شارح کے قول مین
موت کا ذکر بے معنی ہو اسواسطے کہ بعد موت مولی کے دعوی کرنا مولی کا غیر متصور ہو ولو تزوجت معتدۃ بائن فولدت لاقل من سنتین بانت لاقل من الاقل مذ تزوجت فالولد
للاول لفساد نکاح الآخر اور اگر نکاح کرلیا معتدہ بائن نے پھر وہ جنی دو سال سے کم مدت مین ابتداے طلاق بائن سے اور چھ مہینے سے کمتر مین ابتداے نکاح ثانی سے تو وہ لڑکا
زوج اول کا ہوگا بسبب فاسد ہونے نکاح ثانی کے اسواسطے کہ عدت مین ہوا ولو لاکثر منہما مذ بانت ولنصف حول مذ تزوجت فالولد للثانی اور اگر معتدہ بائن نے نکاح
کیا اور جنی دو برس سے زیادہ مدت مین ابتداے طلاق بائن سے اور پورے چھ مہینے مین ابتداے نکاح ثانی سے تو یہ بیٹا زوج ثانی کا ہوگا اسواسطے کہ زوج اول
کی طرف نسبت ولد کی متعذر ہوگئی کیونکہ دو برس سے زیادہ حمل نہین ٹھہرتا اور زوج ثانی کیطرف نسبت بلا معارض ثابت ہو ولو لاقل من نصفہ لم یلزم الاول
ولا الثانی والنکاح صحیح اور اگر معتدہ مذکورہ ابتداے طلاق بائن سے دو سال سے زیادہ مدت مین جنی تو نسب اس لڑکا کا نہ زوج اول کو لازم ہوگا اور نہ زوج
ثانی کو اور نکاح ثانی صحیح ہوگا نہ زوج اول کو اسواسطے نسب نہ لازم ہوا کہ نسبت اسکی زوج اول کیطرف بسبب زیادہ ہو جانے اکثر مدت حمل سے متعذر ہو اور زوج
ثانی کیطرف بھی نسبت متعذر ہوگئی اسواسطے کہ کمتر مدت حمل سے بھی کمتر ہو اور نکاح ثانی اسواسطے صحیح ہوا کہ بعد طلاق بائن کے دو سال سے زیادہ مدت مین
ولادت ہونا دلیل ہی کہ زوج اول کا نطفہ معتدہ کے پیٹ مین نہ تھا تو حاملہ ثابت النسب سے نکاح کرنا نہ لازم آیا کذا فی حاشیۃ المدنی ولو لاقل منہا ولنصفہ ففی
عدۃ البحر بحثا انہ للاول لکن نقل ہنا عن البدائع انہ للثانی معللا بان اقدامہا علی التزوج دلیل انقضاء عدتہا حتی لو علم بالعدۃ فالنکاح فاسد و ولدہا للاول ان
امکن اثباتہ منہ بان تلد لاقل من سنتین مذ طلق او مات اور اگر نکاح کیا معتدہ بائن نے پھر جنی کمتر دو سال سے ابتداے طلاق بائن سے اور

اور اسی طرح نتیجہ میں خفا نہیں ہے تو بحر الرائق کے صاحب نے بحث کی ہے کہ یہ ولد بنت ثانی کا ہو حق جو کہ حق ثانی سے ہو بر مسائل کے لئے ہم
دیکھتے ہیں تو تحقیق یہ ہے لیکن صاحب بحر الرائق سے بحث میں نقل کیا ہے کہ یہ ولد بنت ثانی کا ہو گا اس لئے کہ حق ثانی کا ثابت ہو چکا کہ وہ ثانی ہے
اسکے انتساب میں چار مہینے سے کم مدت اول سے کم نہیں ہو سکتا اور یہی حقیقت ہے جو صحیح کی ہے اور یہ بحث صاحب بحر الرائق کی نہیں ہے اور
ثانی کا ہو گا اس صورت میں جو بچہ اسکو مدت سے کم اول سے معلوم ہو تو ثانی کی طرح ثابت ہو گی اور نسب اسی صورت کو ثابت ہو گی اور وہ
مدت چھ مہینے کی ہو گی اور اگر ممکن ہو اثبات اسکا حق اول سے اور اگر کہ مدت دو سال سے کم ہو تو جدا ہونے سے پہلے [illegible]
سے دو سال سے زیادہ ہے اور چھ مہینے سے کم ہے تو ولد بنت ثانی کا ہو گا کذا فی حاشیۃ المدنی نقلا عن البدائع والفتح [illegible]
الحق فان نکح ثم جاء بہ لاقل من ستۃ اشہر منذ نکح [illegible] اور اگر نکاح کیا ایک عورت معتدہ سے جو اسکے پیٹ سے بچہ نکلا جسکے پیٹ میں
حاملہ ہو چھ مہینے کے بعد نکاح ثانی کے پس اگر چھ مہینے میں تو نسب بچے کا زوج ثانی سے ثابت ہو گا اور اگر ایک دن کم چار مہینے میں تو نسب اسکا زوج اول سے
ہوگا اور نکاح فاسد ہے کیونکہ یہ سب مسائل بحر الرائق سے منقول ہیں پورے چار مہینے میں زوج ثانی کا نسب ہو سکتا ہے کہ خلقت اعضا ظاہر نہیں ہوتی کیونکہ
روح نہیں تو چالیس دن نطفہ پیٹ میں رہتا ہے اور چالیس دن خون بستہ رہتا ہے اور چالیس دن گوشت کا لوتھڑا رہتا ہے کذا فی البحر اور نکاح ثانی اس صورت میں اسواسطے
فاسد ہوا کہ نکاح عدت میں واقع ہوا قلت وفی فتاوی [illegible] ولدت منہ لا یثبت النسب منہ لا تجب العدۃ لان النکاح باطل [illegible]
میں ہے کہ نکاح کیا ذمی نے مسلمان عورت کا پھر بچہ اس سے تو ولد کا نسب کافر سے ثابت ہو گا اسواسطے کہ زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا اور عورت پر عدت بھی
واجب نہیں اسواسطے کہ یہ نکاح باطل ہے بخلاف نکاح فاسد کے اسواسطے کہ اسکی وطی شبہ ہے لہذا اسمیں نسب ثابت ہوتا ہے اگر ایک مرد نے زنا کیا ایک عورت
سے پھر وہ حاملہ ہوئی پھر اس سے نکاح کیا پھر وہ جنی تو اگر پورے چھ مہینے یا زیادہ میں جنی تو ولد کا نسب مرد سے ثابت ہو گا اور اگر چھ مہینے سے کم مدت میں جنی تو
نسب ثابت ہو گا مگر دعوی نسب سے ثابت ہو گا بشرطیکہ یوں نہ کہا ہو کہ یہ میرا لڑکا زنا سے ہے اور اگر یوں کہیگا کہ یہ میرا لڑکا زنا سے ہے تو نسب ثابت ہوگا اور لڑکا
اسکا وارث ہوگا کذا فی الینابیع مرد مسلمان نے نکاح کیا اپنی محارم سے پھر اولاد ہوئی تو وہ اولاد امام کے نزدیک مرد سے ثابت النسب ہوگی اور صاحبین کے نزدیک ثابت
النسب نہیں اسواسطے کہ نکاح محارم کا فاسد امام کے نزدیک اور باطل ہے صاحبین کے نزدیک [illegible] ثبوت نسب اشارہ کرنے سے بھی ثابت ہے اور وجود تدبیر کے [illegible] کذا فی الذخیرۃ

باب الحضانۃ

فتح اول اور کسر ثانی تربیۃ الولد باب ہے حضانت میں حضانت بفتح و کسر حا عبارت ہے تربیت ولد سے یعنی لڑکوں کی پرورش کے احکام اس باب میں مذکور ہیں صراح [illegible]
میں حضانت کو بکسر اول کہا ہے اور شارح نے باعتبار مصباح اور بحر اور نہر کے فتح اول کو بھی مذکور کیا ہے اور حاضنہ وہ عورت ہے جو لڑکے کی پرورش کرے اور گود میں رکھے
اور خیر الدین رملی نے کہا کہ شروط حضانت کے یہ ہیں کہ حاضنہ حرہ بالغہ امینہ ہو قادر ہو پرورش پر اور زوج اجنبی کے نکاح میں نہ ہو اور اگر پرورش کرنے والا مرد ہو تو اسمیں بھی یہی شرطیں ہیں
سوائے شرط اخیر کے کذا فی حاشیۃ المدنی تثبت للام النسبیۃ ولو کتابیۃ او مجوسیۃ ولو بعد الفرقۃ الا ان تکون مرتدۃ حتی تسلم لانہا تحبس ثابت ہے حق پرورش کا نسبی ماں کو
اگرچہ کتابیہ یا مجوسیہ ہو اور اگرچہ جدائی زوج کے ہو مگر یہ کہ ماں لڑکی مرتدہ ہو گئی ہو تو اسکو حق پرورش نہیں یہانتک کہ وہ اسلام قبول کرے اسواسطے ارتداد میں حق پرورش
نہیں کہ مرتدہ کا زنان ارتداد محبوس رہیگی پھر جبس میں پرورش کیونکر ہو مجوسیہ ہونے کی یہ صورت کہ ولد کے ماں باپ دونوں مجوسی تھے پھر باپ مسلمان ہو گیا اور عورت
مجوسی رہی تو بھی حق پرورش اسکا ہو گا اسواسطے کہ عورت کو محبت ولد کی پیدائشی امر ہے کا فرہ ہو یا مسلمہ او فاجرۃ فجورا یضیع الولد بہ کزنا او غناء و سرقۃ و نیاحۃ کما
فی البحر والنہر بحثا قال المصنف والذی یظہر العمل باطلاقہم کما ہو مذہب الشافعی ان الفاسقۃ بترک الصلوۃ لا حضانۃ لہا وفی القنیۃ الام احق بالولد ولو سیئۃ السیرۃ
معروفۃ بالفجور ما لم یعقل ذلک یا ولد کی ماں فاسقہ ہو ایسا فسق اور گناہ کرتی ہو جس سے لڑکا ضائع ہو جاوے مانند زنا اور گانا اور چوری اور نوحہ گری کے

چنانچہ یہ تفصیل بحر الرائق اور نہر الفائق میں ہی بحث کے ساتھ اسواسطے کہ جب عورت حرام کار ہوئی یا گانے یا نوحہ گری کا پیشہ لیا یا چوری کرنے لگی اسکو خروج لگی اور گھر مین
نہ ٹھہرے گی تو لڑکا تباہ ہوگا مصنف نے اپنی شرح مین کہا کہ جو امر کہ متن مین مطلق فقہا سے ظاہر ہوتا ہی چنانچہ یہی مذہب شافعی بھی ہی کہ جو عورت کہ فاسقہ ہو بسبب ترک
نماز کے تو اسکو حق پرورش نہین اور قنیہ مین ہی کہ ماں سزاوار تر ہی پرورش ولد مین اگرچہ وہ بد طریق مشہور بفسق ہو جبتک کہ لڑکے کو بدکاری کا شعور ہو انتہی کلام المصنف م
اکثر کتب فقہ مین وارد ہی کہ فاجرہ کو حق پرورش نہین صاحب بحر نے کہا کہ فاجرہ سے مراد زانیہ ہی جو پرورش لد سے غافل ہو جاوے نہ مطلق فسق کہ شامل ہو ترک
صلوۃ کو اسواسطے کہ جب کتابیہ احق بالولد ہوئی تو مسلمہ فاسقہ اولیٰ ہوگی مصنف نے کلام صاحب بحر کا پسند کیا اور مطلق فسق کو قائم رکھا اور کتابیہ اور فاسقہ مین فرق
کیا کہ کتابیہ اپنے اعتقاد پر ہی بخلاف مسلمہ فاسقہ کے شیخ رحمتی اور طحطاوی محشیون نے کہا کہ جب مدار حکم کا ولد کے ضائع ہونے پر ہوا تو بحث مصنف کی بیجا ہی اور بحث صاحب
بحر کی قوی ہی اور تفرقہ کتابیہ اور فاسقہ کا حضانت مین کچھ مفید نہین مفتی ابو السعید نے کہا کہ مطلق فجور مسقط حضانت کا نہین تاوقتیکہ خوف ولد کے ضائع ہونے کا نہو غزی زادہ
نے کہا کہ بلحاظ اس قید کا ضرور ہی کذا فی حاشیۃ المدنی **وغیر مامونۃ ذکرہ فی المجتبی بان تخرج کل وقت وتترک الولد ضائعا** یا دلد کی ماں غیر مامونہ ہو یعنی اسپر اطمینان نہو مجتبی
مین تفسیر غیر مامونہ کی اسطرح پر کی ہی کہ ہر وقت گھر سے نکلا کرتی ہو اور لڑکے کو تباہ حالت چھوڑ جاتی ہو خواہ بلا ضرورت نکلتی ہو خواہ بضرورت مانند کشتہ کاری کے یا کہ وہ
دائی جنائی ہو یا مردہ شو ہو **او تکون امۃ او ام ولد او مدبرۃ او مکاتبۃ ولدت ذلک الولد قبل الکتابۃ لاشتغالہن بخدمۃ المولی لکن ان کان الولد رقیقا کان الحق**
لانہ للمولی مجتبی یا کہ ماں ولد کی لونڈی ہو یا ام ولد یا مدبرہ ہو یا مکاتبہ ہو جو کہ اس لڑکے کو قبل کتابت کے جنی ان سب کی پرورش ساقط ہی بسبب مشغول رہنے ان عورتون
کے خدمت مولی مین تو انکو پرورش ولد کی فرصت کہان لیکن اگر ولد انکا مملوک ہوگا مولی کا تو یہی عورتین اس ولد کی پرورش کیواسطے لائق تر ہین اسواسطے کہ وہ
ولد مولی کا ہی تو اسکی پرورش کرنا گویا مولی کی خدمت ہی کذا فی المجتبی ثم تعلیل مذکور مکاتبہ پر صادق نہین آتی اسواسطے کہ مکاتبہ پر مولی کی خدمت واجب نہین تو نفی حضانت
کی یون علت بیان کرنا بہتر ہی کہ حضانت ایک نوع کی ولایت ہی اور ان عورتون کو اپنی ذات پر ولایت نہین تو غیر پر بطریق اولی ولایت نہوگی **او متزوجۃ**
بغیر محرم الصغیر یا ولد کی ماں نے نکاح کر لیا ہو صغیر کے غیر محرم کے ساتھ اسواسطے کہ مرد اجنبی ولد کی پرورش سے راضی نہوگا اور اگر اسکی ماں نے اسکے محرم کے
ساتھ نکاح کیا ہو مثلاً ولد کے چچا کے ساتھ نکاح کیا ہو تو حق حضانت کا ساقط نہین اور محرم سے محرم نسبی ہی نہ رضاعی **او ابت ان تربیۃ مجانا والحال ان**
الاب معسر والعمۃ تقبل ذلک ای تربیۃ مجانا ولا تمنعہ عن الام قیل للام اما ان تمسکیہ مجانا او تدفعیہ للعمۃ حکی المذہب وقیل یرجع العم والعمۃ علی الاب
اذا ایسر قیل العم مجتبی والعمۃ لیست بقید فیما یظہر یا کہ ماں انکار کرے ولد کے مفت پالنے سے اور حالانکہ باپ کو مقدور اجرت دینے کا نہین اور عمہ ولد کی
اس پرورش کو مفت قبول کرتی ہی اور ماں کو بیٹے کے پاس آنے جانے سے روکتی بھی نہین تو اس صورت مین اسکی ماں سے کہا جاوے کہ یا لڑکے کو مفت اپنے پاس
رکھے یا کہ اسکی عمہ کو دے کہ وہ رکھے یہی حکم ہی بنا بر مذہب صحیح کے اور جسقدر مال چچا یا عمہ کا پرورش مین صرف ہوا ہی اسکو باپ سے پھیر لینا جبکہ باپ کو مقدور ہو درست
ہی یا نہین بعضے علما نے جواب دیا کہ ہاں پھیر لینا ہو سکتا ہی کذا فی المجتبی اور ظاہر اذکر عمہ کا اس مسئلہ مین کچھ قید نہین بلکہ جب کہ ماں مفت پرورش سے انکار کرے
اور باپ کو مقدور نہو اور کوئی اجنبی عورت مفت پرورش کا اقبال کرے تو بھی یہی حکم ہی کہ اجنبی پالے کذا ذکرہ شرنبلالی فی کشف المنارۃ علی حاشیۃ الدرر تو توقف
شارح کا عمہ کے اتفاقی قید ہونے مین اس روایت سے زائل ہو گیا کذا فی حاشیۃ المدنی **وفی المنیۃ تزوجت ام صغیر توفی ابوہ وارادت تربیۃ بلا نفقۃ مقدرۃ**
واراد وصیہ تربیۃ بہا تسع الیہا لا الیہ الیاقی لمالہ اور منیہ مین ہی کہ نکاح کر لیا صغیر کی ماں نے جس صغیر کا باپ مر گیا اور صغیر کی ماں نے بدون صرف مقرری کے
اسکی پرورش کا ارادہ کیا اور صغیر کے وصی نے چاہا کہ نفقہ دیکر کسی اور اجنبی عورت سے پرورش کرادے تو لڑکا ماں ہی کو دلایا جاویگا نہ وصی کو تاکہ مال صغیر
کا باقی رہے **وفی الحاوی تزوجت باجنبی وطلبت تربیۃ بنفقۃ والتزمہ ابن عمہ مجانا ولا حاضنۃ لہ فلہ ذلک** اور حاوی مین ہی کہ نکاح کیا صغیر کی ماں نے
اجنبی سے اور پرورش ولد کی درخواست کی بعوض نفقہ کے اور صغیر کے ابن عم نے اپنے اوپر لازم کر لی پرورش اسکی مفت اور حالانکہ

[illegible] اما [illegible]

[illegible] پرورش [illegible] ہیں [illegible]

[illegible] عورت [illegible]

[illegible]

[illegible] حضانت [illegible]

[illegible] حق حضانت کا [illegible]

على الثالث حق الحضانة فيها حتى لو اختلعت على ان تترك ولدها عند الزوج صح الخلع وبطل الشرط [illegible]

اجرت [illegible] فلا اجرة لها [illegible] اور قدرت [illegible] حاضنہ کو حق صغیر کے باطل کرنے [illegible]

کی ذات [illegible] عورت نے اس شرط پر کہ صغیر کو چھوڑ جاوے گی زوج کے پاس [illegible] خلع صحیح ہوگا اور شرط عدم پرورش کی باطل ہو جاوے گی [illegible]

[illegible] پرورش حق [illegible] تو عورت کو اختیار نہیں کہ اسکو باطل کرے [illegible] اور اگر ان کے سوا کوئی حاضنہ نہ پائی جاوے تو ان پر جبر کیا جاوے [illegible] کذا فی

فتح القدير [illegible] پایا جاوے [illegible] اس صورت [illegible] پرورش کا [illegible] کذا فی البحر [illegible]

[illegible] پرورش کی [illegible] واسطے کہ واجب [illegible] کچھ اجر نہیں کذا فی [illegible] معلوم ہوا [illegible] قول ہیں ایک قول [illegible]

[illegible] پرورش [illegible] چنانچہ قبل [illegible] تفصیل اسکی مذکور ہوچکی اور دوسرا قول [illegible] پرورش صغیر [illegible] منقول ہے فقہاء ثلاثہ [illegible]

اور خواہرزادہ سے اور فتح القدیر میں کافی حاکم سے [illegible] کی تائید کی ہے اور کہا ہے کہ کافی [illegible] معلوم ہوا [illegible]

[illegible] درصورت عدم تعین [illegible] اقوال مشائخ کے عدم [illegible]

[illegible] تعجب [illegible] کہ اس تمام [illegible]

ایک قول کو پسند کرے اور دوسرے [illegible] کذا فی حاشیہ [illegible] وتستحق الحاضنة اجرة الحضانة اذا لم تكن منكوحة ولا معتدة لابيه [illegible]

[illegible] کذا فی البحر عن السراجیة [illegible] جواہر الفتاوی [illegible] اور مستحق ہوتی ہے حاضنہ اجرت حضانت کی جبکہ وہ منکوحہ اور معتدہ اس باپ

کی نہو [illegible] صغیر [illegible] منکوحہ یا معتدہ [illegible] اور اگر منکوحہ یا معتدہ [illegible] بیٹا ہوگا [illegible] وہ اجرت کی مستحق ہوگی کذا فی الرملی [illegible] اجرت پرورش

کی دودھ پلانے اور نفقہ [illegible] کے سوا ہے کذا فی البحر عن السراجیہ [illegible] تو باپ پر تین چیزیں واجب ہوتی ہیں اجرت حضانت اور اجرت رضاعت اور نفقہ ولد [illegible]

[illegible] اجرت حضانت کا رضاعت سے [illegible] مصنف [illegible] شرح میں جواہر الفتاوی سے نقل [illegible] جواہر الفتاوی [illegible]

[illegible] منقول ہے کہ [illegible] اجرت حضانت کی [illegible] کے جواب [illegible] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اجرت حضانت اور

رضاعت [illegible] شیخ [illegible] جواہر الفتاوی کی عبارت میں تحریف [illegible] حضانت اور رضاعت [illegible] منافات کی

[illegible] حضانت کی [illegible] شرح النقایة للباقانی عن البحر المحیط [illegible] ابو حفص [illegible]

مسكن مع الولد فقال [illegible] وقال نجم الائمة المختار ان عليه السكنى في الحضانة وكذا ان احتاج الصغير الى خادم يلزم الاب به [illegible] باقانی کی شرح

نقایہ میں بحر محیط سے منقول ہے کہ ابو حفص [illegible] سے کسی نے سوال کیا اس عورت کا مسئلہ کہ جسکو صغیر کے رکھنے کا حق ہوتا ہے اور اس عورت کا کوئی مسکن نہیں جہان

صغیر کو ساتھ لیکر رہے تو جواب میں کہا باپ پر دونوں کے واسطے مکان دینا واجب ہے اور بحر الائمہ نے کہا قول مختار یہ ہے کہ باپ پر مکان کا دینا ایام پرورش میں
واجب ہے اور اسیطرح اگر صغیر خادم کا محتاج ہو تو باپ پر خادم کا دینا لازم کیا جاویگا و فی کتب الشافعیۃ مؤنۃ الحضانۃ فی مال المحضون لو لہ مال والا فعلی من تلزمہ نفقتہ
قال شیخنا و قواعدنا تقتضیہ فیفتی بہ ثم حرر ان الحضانۃ کالرضاع اور کتب شافعیہ میں ہے کہ خرچ پرورش کا صغیر کے مال سے ہوگا اگر اسکو مال وراثت سے
ملا ہو اور اگر صغیر کا مال نہ ہو تو حضانت کا صرف اسپر واجب ہے جسپر صغیر کا نفقہ لازم ہے شارح کہتا ہے ہمارے استاد خیر الدین رملی نے کہا کہ ہم حنفیوں کے
قواعد بھی اسی کو مقتضی ہیں تو اسی پر فتوی دینا چاہیے پھر خیر الدین رملی نے تحریر اور تنقیح کی ہے کہ حضانت مانند رضاعت کے ہے یعنی بنا بر قول ان کے
جیسے رضاعت بقدر ارث کے وارثوں پر واجب ہے ویسی ہی حضانت بھی بقدر ارث واجب ہے خلاصہ یہ ہے کہ اسمیں تصریح روایت کی نہیں ہے لیکن نظیر فقہی
اسکو مقتضی ہے کہ جب صغیر کا باپ نہو اور مال بھی نہو تو حضانت کی اجرت وارثوں پر واجب ہے بقدر ارث کے مانند رضاعت کے کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن فتاوی
خیر الدین الرملی ثم ای بعد الام بان ماتت او لم تقبل او اسقطت حقہا او تزوجت باجنبی ام الام وان علت عند عدم اہلیۃ القربی پھر بعد ماں کے اسطرح
کہ ماں مرگئی یا وہ فاجرہ غیر مامونہ ہے یا اسنے حضانت قبول نہ کی یا اسنے اپنے حق کو ساقط کردیا یا اجنبی سے نکاح کر لیا تو نانی کو حق حضانت ثابت ہے اگرچہ بعیدہ ہو
نانی بعیدہ ہو مثلاً نانی کی ماں یا نانی کی نانی لیکن نانی بعیدہ کو حضانت ثابت ہوگی نزدیک عدم اہلیت نانی قریبہ کے یعنی اگر نانی غیر کی منکوحہ ہوگی تو اسصورت میں
حق پرورش صغیر کا نانی کو نہ پہونچیگا ثم ام الاب وان علت بالشرط المذکور پھر بعد نانی کے حق پرورش صغیر کی دادی کو ثابت ہے اگرچہ دادی بعیدہ واسطے بعید ہو بشرط
مذکور یعنی دادی بعیدہ کو در صورت عدم اہلیت قریبہ کے حق پہونچیگا واما ام ابی الام فتؤخر عن ام الاب بل عن الخالۃ ایضا بحر اور نانا کی ماں دادی سے مؤخر کیجاوے
بلکہ خالہ سے بھی کذا فی بحر الرائق ثم الاخت لاب وام ثم لام لان ہذا الحق لقرابۃ الام پھر دادی کے بعد سگی بہن ہے پھر مادری بہن ہے یہ مقدم ہے سوتیلی بہن سے
اسواسطے کہ یہ حق پرورش صغیر کا مخصوص ہے ماں کی قرابت والیوں کو ثم الاخت لاب ثم بنت الاخت لابوین ثم لام ثم لاب پھر مادری بہن کے بعد سوتیلی بہن کو حق ہے
پرورش کا پھر سگی بہن کی بیٹی کو پھر مادری بہن کی بیٹی کو پھر سوتیلی بہن کی بیٹی کو مگر سوتیلی بہن کی بیٹی خالہ پر مقدم نہیں ہے برابر قول صحیح کے کذا فی فتاوی قاضیخان
و بحر الرائق یہ روایت غیر صحیح ہے جو شارح نے یہان ذکر کی چنانچہ قول آئندہ میں خود شارح خالہ کی تقدیم کو سوتیلی بہن کی بیٹی پر بیان کریگا ثم الخالات کذلک ای
لابوین ثم لام ثم لاب ثم بنت الاخت لاب ثم بنات الاخ پھر مادری بہن کی بیٹی کے بعد خالات کو ہے ترتیب میں اسیطرح یعنی پہلے سگی خالہ پرورش کی لیاقت میں مقدم ہے پھر مادری
خالہ پھر سوتیلی بہن کی بیٹی پھر صغیر کے بھائی کی بیٹیاں ثم العمات کذلک پھر بھتیجیوں کے بعد پھوپھیاں اسیطرح ہیں یعنی پہلے سگی پھوپھی پھر مادری پھوپھی پھر سوتیلی
پھوپھی ثم خالۃ الام کذلک پھر پھوپھیوں کے بعد ماں کی خالہ اسیطرح ہے یعنی پہلے ماں کی سگی خالہ پھر مادری خالہ اسکے بعد سوتیلی خالہ ثم خالۃ الاب کذلک پھر
ماں کی خالہ کے بعد باپ کی خالہ اسیطرح ہے یعنی اول سگی خالہ باپ کی پھر مادری خالہ پھر سوتیلی خالہ ثم عمات الامہات والآباء بہذا الترتیب پھر باپ کی خالہ کے بعد ماں
کی پھوپھیاں پھر باپ کی پھوپھیاں اسی ترتیب گذشتہ سے یعنی ماں کی سگی پھوپھی مقدم ہے پھر مادری پھوپھی پھر سوتیلی پھوپھی پھر اسکے بعد باپ کی سگی پھوپھی پھر مادری
پھوپھی پھر سوتیلی پھوپھی ہکذا الفہم من فتح القدیر اس ترتیب کو رکھو جیسا کہ ولایت پرورش کی اسی مستفاد ہے ماں کی جانب سے لہذا در باب حضانت قرابت ماں
مقدم ہے باپ کی قرابت پر کذا فی الاختیار سنن ابوداود میں عبداللہ ابن عمرو سے روایت ہے کہ ایک عورت نے کہا کہ یا رسول اللہ صلعم یہ میرا بیٹا ہے میرا پیٹ اسکا ظرف تھا اور میری
چھاتی اسکے دودھ کی مشک تھی اور میری گود اسکا گہوارہ اور جھولا تھا اور اسکے باپ نے مجھے طلاق دی ہے اور چاہتا ہے کہ اسکو مجھ سے چھین لے تو فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے کہ اسکے رکھنے میں تو احق ہے جبتک کہ تو دوسرا نکاح کرے اور جابر شرح فتاوی میں سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ عمر فاروق رضہ نے اپنی زوجہ ام عاصم
کو طلاق دی اور لڑکے کو لینا چاہا تو دونوں میں جھگڑا ہوا مقدمہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس رجوع ہوا صدیق اکبر نے فرمایا کہ اے عمر اسکی ماں لڑکے کیواسطے
بہتر ہے تیرے تمہارے سے پھر لڑکا عورت کو دیدیا پرورش کیواسطے اور روایت کی امام مالک نے موطا اور بیہقی اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کذا فی فتح القدیر اور سنن ابو داود

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] بھائی [illegible] سگے بھائی کا بیٹا سوتیلے بھائی کے بیٹے [illegible]

[illegible]

حق حضانت [illegible] بیٹے سگے بھائی [illegible] زیادہ [illegible] مقدم ہے اور اگر [illegible]

[illegible] حق حضانت [illegible]

[illegible] حضانت [illegible]

[illegible] پرورش [illegible] بھائی کو [illegible]

[illegible] چچا [illegible] ماموں [illegible] ماموں [illegible]

[illegible] صغیرہ [illegible] تین بھائی [illegible]

[illegible] اور ماموں اور خالہ [illegible] کو حق پرورش [illegible]

[illegible] اسلام [illegible]

[illegible] نہر الفائق میں کہا مناسب [illegible]

[illegible] اسلام [illegible] اسوقت میں [illegible] معلوم ہونے لگے [illegible] ان کی صحبت سے [illegible]

صغیر [illegible] کے پاس سے لے لینا چاہیئے کذا فی البحر و الحاضنة يسقط حقها بنكاح غير محرم [illegible]

في القنية لو تزوجت الام بآخر فامسكته ام الام في بيت الراب فللاب اخذه اور حاضنہ کا حق ساقط ہو جاتا ہے [illegible]

اسیطرح حق ساقط ہوتا ہے حاضنہ کے رہنے سے اس شخص کے پاس جو صغیر سے بغض اور کراہت رکھتا ہے اسواسطے کہ قنیہ میں [illegible] نکاح کیا [illegible]

[illegible] نانی نے رکھا [illegible] اجنبی کے گھر میں تو باپ کو صغیر کا لے لینا نانی سے پہنچتا ہے اسواسطے کہ شخص اجنبی اپنی زوجہ کے [illegible]

[illegible] وفي البحر [illegible] في بيت اجنبي عارية والظاهر السقوط [illegible] النهر والظاهر [illegible]

[illegible] البحر الرائق میں [illegible] میں متردد ہوں اس حکم میں کہ اگر صغیر کو خالہ یا نانی [illegible] حاضنہ اجنبی کے گھر میں [illegible]

[illegible] معلوم ہوتا ہے کہ حق حضانت ساقط ہے بقیاس اسکے کہ مذکور ہو چکا یعنی جیسے نانی کا حق پرورش ساقط ہو گیا [illegible]

[illegible] اجنبی کے گھر میں [illegible] نہر الفائق میں ہے کہ مسئلہ مذکورہ میں ظاہر حکم عدم سقوط حضانت ہے اسواسطے کہ زوج [illegible]

[illegible] اجنبی کو صغیر سے [illegible] بخلاف زوج ام کے قال الرحمتي [illegible] ابن العم [illegible] قرابت [illegible]

[illegible] اجنبی کے برابر ہے یعنی اگر صغیر کی ماں صغیر کے ابن عم سے نکاح کریگی تو حق حضانت ساقط ہو جاویگا اور [illegible]

رضاعی [illegible] اجنبی کے برابر ہیں کذا في حاشية الطحطاوي [illegible] الحضانة بالفرقة البائنة لزوال المانع [illegible] حضانت [illegible]

بائنہ کے زوج اجنبی سے بسبب دور ہونے لڑکے کے یعنی حق حضانت بسبب نکاح اجنبی کے ساقط ہوا تھا پھر جب پوری جدائی ہوگئی تو حق حضانت بسبب زائل
ہونے مانع کے عود کر آویگا تو بائن کی قید سے معلوم ہوا کہ طلاق رجعی سے عود حق نہ ہوگا والقول لہا فی نفی الزوج اور قول عورت ہی کا معتبر ہوگا نفی زوج میں یعنی زوج نے
مطلقہ سے کہا کہ تو نے دوسرا نکاح کر لیا ہی تیرا حق حضانت ساقط ہو گیا اور عورت اسکی منکر ہی اور زوج کے دعوے کے گواہ موجود نہیں تو اسوقت میں عورت کا قول
مقبول ہوگا اور حق حضانت ساقط نہ ہوگا وکذا فی تطلیقہ ان ابہمتہ لان حینئذ اور اسیطرح قول عورت کا مقبول ہوگا زوج ثانی کے طلاق دینے میں اگر اسنے زوج
ثانی کو مبہم بیان کیا نہ مقبول ہوگا قول عورت کا اگر اسکو معین کر لیا یعنی اگر عورت نے دعوی کیا کہ میں نے کسی شخص سے نکاح کیا تھا اس نے مجھے طلاق دی تو اسصورت میں اسکا
قول مقبول ہوگا اور حق حضانت ثابت ہوگا اور اگر اسنے کہا کہ میں نے زید سے نکاح کیا تھا اسنے مجھکو طلاق دی تو اسصورت میں دعوی طلاق کا مسموع نہ ہوگا بدون گواہوں
کے یا اقرار زید کے اسواسطے کہ یہان صاحب حق ایک شخص متعین ہی والحاضنۃ اما او غیرہا احق بہ بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع وبہ یفتی لانہ
الغالب اور حاضنہ ماں ہو یا کوئی اور عورت مستحق پرورش کی احق ہی لڑکا رکھنے میں یہانتک کہ اسکو حاجت نہ رہے عورتوں کے پاس رہنے کی اور اس استغنا کی مدت
سات برس کی مقرر ہوئی ہی اور اسی پر فتوی ہی اسواسطے کہ تقریبا سات برس کی حصول استغنا میں غالب ہی ہم یہ تقدیر خصاف کی ہی اور قدوری نے کہا کہ جب لڑکا
اپنے ہاتھ سے کھانے پینے لگے اور بول وبراز سے آپ طہارت کرلے بدون اعانت کے تو مستغنی ہوا عورتوں سے اور درواقع میں دونوں قولوں میں کچھ تفاوت
نہیں اسواسطے کہ اکثر ایسا ہی ہوتا ہی کہ سات برس کا لڑکا خود کھاتا پیتا ہی اور استنجا کر لیتا ہی ولو اختلفا فی سنہ فان اکل وشرب ولبس واستنجی وحدہ دفع الیہ ولو جبرا والا لا
اور اگر اختلاف کریں ماں اور باپ لڑکے کی عمر میں باپ کہتا ہو کہ سات برس کا ہی اور ماں کہتی ہو کہ چھ برس کا ہی تو قاضی کسی کی قسم نہ لے بلکہ لڑکے کا حال دریافت
کرے سو اگر لڑکا خود کھاتا پیتا اپنے کپڑے پہنتا اپنا استنجا کر لیتا ہو تو لڑکا باپ کو دلایا جاوے اگرچہ باپ پر جبر ہو یعنی اگر باپ قبول نہ کرے تو حاکم زبردستی سے دے
اسواسطے کہ بعد مدت پرورش کے باپ پر تعلیم وتادیب اور نماز سکھانا واجب ہی اور اگر لڑکا کھانے پینے اور لباس اور استنجا کرنے میں غیر کا محتاج ہو آپ نہ کر سکتا ہو تو باپ
کو نہ دلایا جائیگا ماں یا خالہ کے پاس رہیگا والام والجدۃ لام او لاب احق بہا بالصغیرۃ حتی تحیض ای تبلغ فی ظاہر الروایۃ اور ماں اور نانی یا دادی صغیرہ
کے رکھنے میں سزاوار تر ہیں یہانتک کہ اسکو حیض آنے لگے حیض سے مراد یہ ہی کہ بالغ ہو جاوے خواہ بلوغ حیض سے ہو خواہ احتلام سے خواہ عمر سے اور یہی ظاہر الروایۃ
ہی اسواسطے کہ لڑکی بعد مدت حضانت کے عورتوں کے آداب دریافت کرنے کی محتاج ہی جیسے سینا کاتنا کھانا پکانا اور ایسے امور کی تعلیم میں عورت زیادہ تر قادر ہی
اور جبکہ صغیرہ بالغ ہوئی تو عفت اور حفاظت کی محتاج ہی سو اسپر باپ زیادہ تر قوی وقادر ہی بنسبت ماں یا نانی کے کذا فی البحر الرائق ولو اختلفا فی حیضہا فالقول
للام بحر بحثا واقول ینبغی ان یحکم بسنہا ویعمل بالغالب اور اگر اختلاف کریں ماں اور باپ صغیرہ کے حیض ہونے میں ماں کہتی ہو کہ ہنوز اسکو حیض نہیں آیا اور باپ
کہتا ہی کہ ہوتا ہی تو ماں کا قول معتبر ہوگا کذا فی البحر الرائق بنا بر بحث کے نہ بنا بر روایت کے بحث یہ ہی کہ عورت منکر ہی اور قول منکر کا معتبر ہوتا مگر شارح کہتا ہی میں
کہتا ہوں کہ اختلاف والدین میں یوں لائق ہی کہ صغیرہ کی عمر پر حکم کیا جاوے اور عمل کیا جاوے غالب حال پر یعنی اگر صغیرہ اتنی عمر کو پہونچی ہی کہ جسمیں حیض آتا ہو تو باپ
کا قول معتبر ہوگا اور اگر ہنوز حیض کی عمر کو نہ پہونچی تو ماں کا قول لائق اعتبار کے ہی یہ قول ہی صاحب نہر الفائق کا شیخ رحمتی محشی نے کہا کہ اس مسئلہ میں بحث اور تجویز
علما کی کچھ حاجت نہیں بلکہ روایت مصرح پر عمل کرنا مناسب ہی کہ جب اختلاف پڑے ماں باپ میں تو صغیرہ سے دریافت کرنا چاہیے اگر وہ بلوغ کا اقرار
کرے تو اسکی تصدیق کرنا چاہیے کہ وہ امین ہی اس امر میں ماں باپ کو اسکی کیا اطلاع ہی کذا فی حاشیۃ المدنی وعند مالک حتی یحتلم الغلام وتتزوج الصغیرۃ
ویدخل بہا الزوج عینی اور امام مالک کے نزدیک ماں اور نانی احق ہیں اپنے پاس رکھنے میں یہانتک کہ صغیر کو احتلام ہو اور صغیرہ کا نکاح ہو اور زوج اسکی
وطی کرنے لگے کذا فی العینی وغیرہما احق بہا حتی تشتہی وقدر بتسع وبہ یفتی وبنت احدی عشر مشتہاۃ اتفاقا زیلعی اور ماں اور نانی یا دادی کے سوا
اور حاضنہ جیسے خالہ یا عمہ احق ہی صغیرہ کی پرورش میں یہانتک کہ وہ مشتہاۃ یعنی لائق شہوت اور رغبت کے ہو اور نو برس کی عمر حد ٹھہرائی گئی ہی مشتہاۃ کی یہ تقدیر ہی

[illegible] ... فتاوی قاضی خان ... [illegible]
[illegible] ... تغییر اور باپ ... جب بچے ... [illegible]
[illegible] وحضن حمدان الخمرفی الامرۃ الجدۃ کذا فی التبیین ... [illegible]
[illegible] ... نانی کے پاس بچی صغیرہ ہو ... زیادہ ... [illegible]
[illegible] ... اور جواہر الاخلاطی میں بھی اسی صفت پر فتوی ... وقایہ کہ اگر ایک ... [illegible]
[illegible] ... اُن کے پاس ... ہو جبکہ باپ نے اسکو ... [illegible]
[illegible] ... باپ کے پاس ... سے جدا کرنے کی کوئی وجہ ظاہر نہیں ہوتی واللہ اعلم ... [illegible]
[illegible] ... الا ان تشتہی ... مصنف کے اس قول سے کہ حضانت صغیرہ کی تا حد مشتہاۃ ہو جانا ... معلوم ہوا
کہ ... صغیرہ ... ہے جب تک صغیرہ مرد کے پاس لائق رہنے کے نہو مگر ایک روایت میں ابو یوسف سے یون ہو کہ جب صغیرہ
[illegible] ... حق حضانت ساقط ہو اگرچہ صغیرہ مشتہاۃ نہو کذا فی القنیہ ... سے مراد ... [illegible]
[illegible] ... کہ یہ روایت ابی یوسف کی ضعیف ہو کہ مذہب معتمد کے مخالف ... نو برس تک ... حق حضانت ساقط ... [illegible]

[illegible] فی ... امراۃ قالت ہذا ابنک من بنتی وقد ماتت امہ فاعطنی لنفقتہ فقال صدقت لکن ... [illegible]
[illegible] ... ثم ادعت الحضانۃ غیرہا ... فان احضر الاب امراۃ وقال ہذہ
[illegible] ... ابنتی وقد ماتت ابنتی ام ہذا الولد فالقول للرجل والمراۃ التی معہ ویدفع الصبی
[illegible] ... ایک عورت نے ایک مرد سے کہا کہ یہ تیرا بیٹا ہو میری بیٹی سے اور میری بیٹی مرگئی ہو تو مجھکو اس
[illegible] ... پرورش کی مالک ہو سو مرد نے کہا کہ تو سچی ہو یہ میرا بیٹا ہو لیکن ماں اسکی نہیں مرگئی اور وہ میرے گھر
[illegible] ... کیا جاویگا یہانتک کہ قاضی اسکی ماں کو جانے اور لڑکے کی ماں قاضی کے پاس حاضر ہو پھر لڑکے کو لیجاوے
[illegible] ... مرد نے اس عورت کی نانی اور حاضنہ ہونے کا اقرار کیا حقیقت پھر دعوی کیا ... نانی اور ماں دونوں کو حق پرورش
[illegible] ... کے ان احق ہو ... اور یہ دعوی احق ہونے کا محتمل ہو صدق اور کذب کا سو اگر باپ نے حاضر کیا ایک عورت کو اور کہا یہ عورت
[illegible] ... بیٹا ہو اسکے پیٹ سے اور نانی نے کہا یہ میری بیٹی نہیں اور میری بیٹی اس لڑکے کی ماں تو مرگئی ہو تو اس صورت میں قول
[illegible] ... معتبر ہوگا اور لڑکا انھیں دونون کو دلایا جاویگا اسواسطے کہ فراش دونون کا ثابت ہو تو ظاہر یہ لڑکا انھیں دونون کا ہو
[illegible] ... ادعی الزوج انہ ابنہ لا منہا بل من غیرہا وعکست فقالت ہو ابنی لا منہ حکم بکونہ ابنا لہما لما قلنا چنانچہ زوج اور زوجہ کے
پاس ایک ... ہو پھر دعوی کیا ... نے کہ یہ لڑکا میرا بیٹا ہو نہ اس زوجہ سے بلکہ اور عورت سے اور اسکے بالعکس دعوی کیا عورت نے سو اسنے یون کہا کہ یہ میرا
بیٹا ہو ... نہ اس سے اور دونون میں گواہ کسی کے پاس نہیں تو حکم کیا جاویگا کہ یہ لڑکا دونون کا بیٹا ہو اسی دلیل سے جو ہمنے بیان کی یعنی بسبب ثبوت
فراش یعنی علقہ زوجین کے ظاہر حال یہی ہو کہ دونون کا بیٹا ہو وکذا لو قالت الجدۃ ہذا ابنک من بنتی المیتۃ فقال بل من غیرہا فالقول لہ ویاخذ الصبی منہا

[illegible] ... فقال ابنی من ہذہ لا من بنتک وکذبتہ الجدۃ وصدقتہ المراۃ فالاب اولی بہ لانہ لما قال ہذا ابنی من ہذہ المراۃ فقد انکر کونہا جدۃ
[illegible] ... حق حضانت ... انتہی ملخصا اور اسی طرح اگر کہا نانی نے ایک مرد سے کہ یہ لڑکا تیرا بیٹا ہو میری بیٹی سے جو مرگئی

سو مرد نے کہا کہ یہ میرا بیٹا تیری بیٹی سے نہین بلکہ اور عورت سے ہی تو قول مرد ہی کا معتبر ہوگا اور لیگا صغیر کو اُس عورت سے اور اسیطرح اگر مرد نے
حاضر کیا ایک عورت کو اور کہا کہ میرا بیٹا اس عورت سے ہی نہ تیری بیٹی سے اور تکذیب کی نانی نے مرد کی اور اُس عورت نے مرد کی تصدیق کی تو باپ
ہی منکر اور تب ہی صغیر کا اسواسطے کہ جب مرد نے کہا کہ یہ لڑکا میرا بیٹا ہی اس عورت سے نہ تیری بیٹی سے تو اُسنے نانی ہونے کا انکار کیا تو اُسکے حق حضانت کا
بھی منکر ہوا اور وہ عورت جو آپ کو نانی بتاتی ہی مرد کے حق کا اقرار کر چکی اُسکا بیٹا کہکر آخر ہوگیا یہانتک قول ظہیریہ کا خلاصہ ہو کر والاختیار للولد عندنا مطلقا
ذکرا او انثی خلافا للشافعی قلت وہذا قبل البلوغ اما بعدہ فیخیر بین الابوین وان اراد الانفراد فلہ ذلک مؤید زادہ معزیا للمنیة اور نہین ہی اختیار صغیر کو ہمارے
نزدیک مطلقا لڑکا ہو یا لڑکی بخلاف امام شافعی کے کہ اُنکے نزدیک بعد ایام حضانت کے صغیر کو اختیار ہی چاہے ان کے پاس رہے چاہے باپ کے پاس
رہے شارح کہتا ہی کہ یہ عدم اختیار صغیر کا ہمارے نزدیک قبل بلوغ کے ہی اور بعد بالغ ہونے کے تو اسکو اختیار ہی ماں باپ کے پاس رہنے مین اور اگر بعد بلوغ کے تنہا
رہنے کا ارادہ کرے تو بھی اُسکو جائز ہی چنانچہ اسکو مؤید زادہ نے ذکر کیا ہی منیہ کیطرف منسوب کرکے تنہا رہنا مشروط ہی اُسکے رشید ہونے پر اور اگر اُسکی تنہائی مین خوف
ہو فساد کا تو باپ ہی کے پاس رہے کذا فی الولوالجیہ قہ امام شافعی کی دلیل ترمذی کی حدیث ہی کہ ایک عورت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے
لگی کہ میرا زوج میرے بیٹے کو لیے جاتا ہی اور حالانکہ بیٹا کنوئین سے پانی بھر لاتا ہی میرے واسطے اور میری خدمت کرتا ہی تو حضرت نے لڑکے سے فرمایا کہ یہ تیرا باپ
ہی اور یہ تیری ماں ہی تو ہاتھ پکڑ لے جسکا تو چاہے تو اُسنے ماں کا ہاتھ پکڑ لیا سو وہی اُسکو لیگئی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لڑکا مختار ہی حنفیہ یہ جواب دیتے ہین کہ قرینہ
سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ یہ لڑکا بالغ ہو گیا تھا اسواسطے کہ کنوئین سے پانی بھر لانا دلیل ہی بلوغ کی ورنہ نابالغ کو ہمارے نزدیک اسواسطے اختیار نہین کہ لڑکا نافہم ہی اپنا
رہنا اختیار کریگا جہان کھیلنے اور پھرنے سے کوئی مانع نہوگا اور البتہ صحیح روایت سے ثابت ہوا ہی کہ صحابہ کرام لڑکون کو اختیار نہین دیتے تھے کذا فی الہدایہ وحاشیة
المدنی وافادہ بقولہ بلغت الجاریة مبلغ النساء ان بکرا ضمہا الاب الی نفسہ الا اذا دخلت فی السن واجتمع لہا رأی فتسکن حیث احبت حیث لاخوف علیہا وحکم
بلوغ کا مصنف نے اپنے اس قول مین بیان کیا کہ پہونچی لڑکی عورتون کی حد پر یعنی بالغ ہوئی تو اگر وہ کنواری ہی تو اسکو باپ اپنے پاس رکھے اسواسطے کہ اسکو
فاسق مردون کے مکر و فریب کی خبر نہین مگر جبکہ کنواری کی زیادہ عمر ہو جاوے اور عقل کامل ہو چکے تو رہے جہان اُسکا جی چاہے اسواسطے کہ اسباب خوف
باقی نہین رہا اور دخول فی السن سے مراد یہ ہی کہ مسنہ اور بڈھی ہو جاوے کذا فی حاشیة المدنی ناقلا عن الوجیز وکفایة المستوفظ وان ثیبا لا لعدمہما الا اذا لم
تکن مامونة علی نفسہا فللاب والجد ولایة الضم لا لغیرہما کما فی الابتداء بحر عن الظہیریة اور اگر لڑکی ثیبہ ہی یعنی ایکبار اُسکا نکاح ہو چکا ہو تو باپ کو ولایت اُسکو
پاس رکھنے کی نہین مگر جبکہ ثیبہ کی ذات پر اطمینان نہو یعنی خوف ہو فساد کا تو باپ اور دادا کو اپنے پاس رکھنے کی ولایت اور قدرت ہی نہ اور اولیا کو جیسا کہ باپ دادا
کو ابتدا مین پاس رکھنے کی ولایت تھی ویسی ہی خوف فساد مین بھی ولایت ہی کذا فی البحر الرائق ناقلا عن الظہیریة والغلام اذا عقل واستغنی برایہ لیس
للاب ضمہ الی نفسہ الا اذا لم یکن مامونا علی نفسہ فلہ ضمہ لدفع فتنة او عار وتادیبہ اذا وقع منہ شیء ولا نفقة علیہ الا ان یتبرع بحر اور لڑکا جبکہ عاقل
ہو اور ایسا ہوشیار ہو جاوے کہ دوسرے کا محتاج نرہے سکھانے کا تو باپ کو اسپر ولایت نہین اپنے پاس رکھنے کی مگر جبکہ اُسپر اطمینان اور اعتماد نہو
یعنے مرد خوبصورت ہو یا فاسق ہو تو اسوقت مین باپ کو اختیار ہی اُسکو اپنے پاس رکھنے کا واسطے دفع فتنہ اور دفع عار و ننگ کے اور باپ کو ولد بالغ
کی تادیب کا اختیار ہی اگر اس سے کوئی فعل بد واقع ہو اور باپ پر اُسکا نفقہ واجب نہین اگر وہ کسب سے عاجز نہو مگر بطریق احسان کے کذا فی حاشیة
البحر الرائق والحاشیة المدنی والجد بمنزلة الاب فیما ذکر اور دادا باپ کے برابر ہی اسمین جو مذکور ہو چکا فان لم یکن لہا اب ولا جد ولکن لہا اخ
او عم فلہ ضمہا ان لم یکن مفسدا وان کان مفسدا لا یمکن من ذلک وکذا الحکم فی کل عصبة ذی رحم محرم منہا اور اگر بالغہ کا باپ
اور دادا نہو اور اُسکا بھائی یا چچا ہو تو اُسکو اختیار ہی بالغہ کے پاس رکھنے کا بشرطیکہ بھائی یا چچا مفسد نہ ہو مراد مفسد سے فاسق ہی نہ مفسد بال

[illegible]

[illegible] چنانچہ اسکی تصریح کی ہے موید اور خاصکر نسبت کر کے لیس للمطلقۃ [illegible]

من بلدۃ الی اخری بینہما تفاوت [illegible] بحیث ان لو خرج [illegible] لم تمنع مطلقا لانہ کالانتقال من ناحیۃ
الی ناحیۃ [illegible] جائز نہین مطلقہ بائنہ کو بعد عدت کے لیجانا لڑکے کا ایک شہر سے دوسرے شہر کو جنکے درمیان مین زیادہ تفاوت ہو مگر اگر دونون شہرون مین
زیادہ تفاوت نہو [illegible] کہ ممکن ہو باپ کو [illegible] لڑکے کا دیکھنا پھر اسیدن اپنے شہر مین پھر آنا تو لیجانے سے عورت کو روکا نجاویگا مطلقا خواہ [illegible] شہر
عورت کا وطن ہو یا نہو اسواسطے کہ جب دونون شہرون مین اتنی مسافت قریب ہوئی کہ ایکدن مین جانا اور آنا متصور ہو تو گویا ایک شہر مین جانا ہوا اور جیسے
شہر کے ایک محلہ سے دوسرے محلہ کی طرف نقل مکان کیا کذا فی التمی الا اذا انتقلت من القریۃ الی المصر فی حکمہ لا العکس ولو تخلفۃ باختلاف اہل سواء
الا اذا کان ما انتقلت الیہ وطنہا وقد نکحہا ثم ای عقد علیہا فی وطنہا ولو قریۃ فی الاصح الا دار الحرب الا ان یکونا مستامنین درصورت تفاوت دو شہرون کے
مطلقہ کو لیجانا [illegible] نہین مگر اسصورت مین جائز ہے کہ مطلقہ گانون سے شہر کیطرف جاوے اسواسطے کہ شہر مین صغیر کو شعور اور سلیقہ حاصل ہوگا اور بالعکس
اسکے یعنی شہر سے گانون مین لیجانا درست نہین بسبب ضرر صغیر اسواسطے کہ گنوارون کی صحبت سے صغیر کی خو بُری ہوجاویگی مگر اسصورت مین شہر سے دوسری
بستی مین بھی لیجانا درست ہے جبکہ وہ بستی جسمین مطلقہ گئی ہو وطن ہو اسکا اور حالانکہ وہین زوج نے اسکا عقد نکاح کیا تھا اگرچہ وہ بستی گانون ہو بنابر قول اصح
کے مگر یہ کہ جس مطلقہ کا وطن دار الحرب ہو تو وہان صغیر کا لیجانا درست نہین مگر یہ کہ زوج اور زوجہ دونون کافر مستامن ہون تو مطلقہ کو صغیر کا لیجانا دار الحرب مین
بھی جائز ہے وھذا الحکم فی الام المطلقۃ فقط اما غیرہا کجدۃ وام ولد اعتقت فلا تقدر علی نقلہ لعدم العقد بینہما الا باذنہ کما یمنع الاب من اخراجہ من بلدہا
بلا رضاہا ما بقیت حضانتہا اور یہ حکم یعنی صغیر کا دوسری بستی مین لیجانا فقط مطلقہ ماں کے حق مین ہے اور ماں کے سوا جیسے نانی اور دادی اور ام ولد
جو آزاد ہوگئی ہو تو قادر نہین صغیر کے لیجانے پر اسواسطے کہ دونون مین عقد نکاح نہین مگر باپ کی اجازت سے لیجانا درست ہے چنانچہ باپ بھی منع کیا
جاویگا اخراج صغیر سے ان کے شہر سے بدون ان کی رضامندی کے جبتک صغیر ان کی پرورش مین ہے فلو اخذ المطلق ولدہ منہا لتزوجہا جاز لہا
ان تسافر [illegible] فی شرحہ [illegible] اذا لم یکن [illegible] ظاہر [illegible] اگر طلاق [illegible]

اپنا لڑکا لیا مطلقہ سے بسبب نکاح کر لینے مطلقہ کے تو جائز ہے باپ کو سفر میں ساتھ لیجانا صغیر کا یہانتک کہ عود کرا دے حق اسکی ماں کا یعنی جب صغیر کی ماں
کو زوج ثانی طلاق دے تو اب سفر میں صغیر کا رکھنا جائز نہیں بلکہ ماں کے پاس پہونچانا چاہیے کہ مانع حضانت کا زائل ہو گیا حق حضانت نے عود کیا کذا فی
السراجیۃ اور مصنف نے اپنی شرح میں جواز سفر کو مقید کیا ہے اس شرط سے کہ جب بعد ماں کے حق حضانت نے کسی طرف انتقال نکیا ہو اور یہ تقیید ظاہر ہے مقام تردد
میں نہیں یعنی ماں کے نکاح کر لینے کے بعد اگر نانی صغیر کی نہو گی تو البتہ باپ کو سفر میں لیجانا صغیر کا درست ہوگا اور اگر نانی موجود ہوگی تو سفر میں لیجانا نہ جائز ہوگا کیونکہ
کہ بعد ماں کے حق پرورش کا نانی کو ثابت ہے ہم شرنبلالیہ میں برہان سے وہ روایت منقول ہے جو سراجیہ کے مخالف ہے کہ باپ کو صغیر کا لیجانا محل اقامت سے قبل استغناء
صغیر کے جائز نہیں اگرچہ ماں کی حضانت نہیں ہے بسبب احتمال عود حضانت کے زائل ہو جانے مانع سے کذا فی حاشیۃ المدنی وفی الحاوی لہ اخراجہ الی مکان یمکنہا ان
تبصر ولدہا کل یوم کما فی جانبہا فلیحفظ اور حاوی میں ہے کہ بعد نکاح کر لینے کے باپ کو صغیر کا لیجانا شہر سے اس مکان تک درست ہے کہ ممکن ہو ماں کو دیکھ آنا اپنے لڑکے
ہر روز چنانچہ ایک شہر کے دوسرے کنارے میں لیجانا بھی اسی شرط کر شرط ہے یعنی ہر روز دیکھ آنا ممکن ہو تو ہمکو یاد رکھنا چاہیے قلت وفی السراجیۃ اذا سقطت حضانۃ
الام واخذہ الاب لا یجبر علی ان یرسلہ لہا بل ہی اذا ارادت ان تراہ لا تمنع من ذلک انتہی وافتی شیخنا الرملی بان لہ ان یسافر بہ بعد تمام حضانتہا وبان غیر الاب من العصبات مثلہ لا
وغیرہ للخلاصۃ والتاتارخانیۃ شارح کہتا ہے اور سراجیہ میں ہے کہ جب ساقط ہوئی حضانت ماں کی اور لے لیا صغیر کو باپ نے تو زبردستی نہیں باپ پر کہ بھیجا کرے صغیر
کو ماں کے پاس بلکہ ماں جب صغیر کے دیکھنے کا ارادہ کرے تو روکی نہ جاویگی اور فتوی دیا ہے ہمارے استاد خیر الدین رملی نے اسکا کہ بعد تمام ہونے ایام حضانت کے
باپ صغیر کو سفر میں لیجاوے اور اسکا فتوی بھی دیا ہے کہ صغیر کے عصبات برابر باپ کے ہیں صغیر کو اپنے پاس رکھتے ہیں مگر صغیرہ کو عصبہ غیر محرم جیسے چچا کا بیٹا نہیں رکھ سکتا کذا فی
الخلاصۃ والتاتارخانیۃ فرع مسئلہ ملحقہ شارح کا خرج بالولد ثم طلقہا فطالبتہ بردہ ان اخرجہ باذنہا لا یلزمہ ردہ وان بغیر اذنہا لزمہ کما لو خرج بہ مع امہ ثم ردہا ثم خالعہا
فعلیہ ردہ بحر بحر الرائق میں ظہیریہ اور منتقی سے منقول ہے کہ مرد نے عورت سے نکاح کیا بصرہ میں پھر وہ لڑکا جنی پھر صغیر کو مرد کوفہ میں لیگیا پھر عورت کو طلاق دی
پھر مطالبہ کیا عورت نے صغیر کے پھیر دینے کا تو اگر مرد صغیر کو عورت کی اجازت سے کوفہ میں لیگیا ہو تو اسکو بصرہ میں عورت کے پاس پہونچا دینا لازم نہیں بلکہ
عورت سے کہا جاویگا کہ اگر تو چاہے تو وہاں جا کر لے آ اور اگر بے اجازت اسکے لیگیا تھا تو صغیر کو پہونچا دینا ماں کے پاس لازم ہوگا یا پسر چنانچہ صغیر
کو ساتھ اسکی ماں کے لیگیا تھا پھر ماں کو کوفہ سے بصرہ روانہ کر دیا پھر اسکو طلاق دی تو مرد پر لازم ہے پہونچا دینا صغیر کا ماں کے پاس کذا فی حاشیۃ المدنی

باب النفقۃ

ہی لغۃ ما ینفقہ الانسان علی عیالہ یہ باب ہے نفقہ کے احکام میں نفقہ لغت عرب میں اسکو کہتے ہیں جسکو خرچ کرے آدمی اپنے اہل و عیال پر و شرعا
ہی الطعام والکسوۃ والسکنی اور شرع میں نفقہ عبارت ہے طعام اور لباس اور مکان سکونت سے یہ معنی شرعی محمد سے منقول ہیں کذا فی منح الغفار
اور یہ تفسیر نفقہ کی باعتبار استعمال غالب کے ہے اور تفسیر عام نفقہ کی فتح القدیر میں یوں ہے کہ اصطلاح شرعی میں نفقہ شے کا عبارت ہے اسکے خرچ میں
کرنے سے جس سے وہ شے باقی رہے تو اس میں بہائم مملوکہ کا بھی نفقہ شامل ہو گیا وعرفا ہی الطعام اور عرف میں نفقہ فقط طعام ہی کو کہتے ہیں لہذا اکثر
کتب فقہ میں نفقہ پر کسوت اور سکنی کو عطف کرتے ہیں اسواسطے کہ عطف مقتضی ہے مغایرت کا اور وجوب نفقہ کا قرآن اور حدیث سے ثابت ہے
حق تعالی نے آیت میں یوں ارشاد کیا کہ رزق اور کسوت زوجات کی ازواج پر ہے دستور کے موافق اور دوسری آیت میں فرمایا کہ رکھو عورتوں
کو جہاں تم رہتے ہو اور تیسری آیت میں ارشاد ہوا چاہیے کہ مقدور والا اپنے مقدور سے خرچ کرے اور جس پر روزی تنگ ہو تو جسقدر خدا نے اسکو دیا ہے اتنا
صرف کرے حقتعالی کسی جان پر مقدور سے زیادہ حکم نہیں فرماتا اور صحیح مسلم میں مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں خطبہ کے اندر
یہ مضمون بھی فرمایا کہ زوجات کا تم پر رزق واجب ہے موافق دستور کے اور اسی وجوب نفقات پر اجماع امت منعقد ہو گیا ہے کذا فی فتح القدیر و

لا النفقۃ تجب علی الغیر ۔۔۔ صاحب شرح وقایہ کی دو تصحیح ۔۔۔ ہوئی ہے کہ پہلا قول لا نہ یعنی مرد نان نفقہ نہ ملے گا اور تنفقہ اجیب یہ ہے کہ [illegible]
[illegible] ہے تو ان ۔۔۔ مگر جیسے ضحی کی شرح میں نفقہ یا دونسے ۔۔۔ [illegible]
نفقۃ یعنی نفقہ میں کیا ہو سکتا ہے ۔۔۔ کتاب نکاح سے یا نفقہ زوجہ کے ۔۔۔ ہو سکتا ہے مگر ۔۔۔ ثابت ہے باب النفقۃ یا
۔۔۔ مناسب ہوا اسواسطے نفقہ ہر جگہ ۔۔۔ ہوئی کہ زوجہ قبل ۔۔۔ تو نفقہ واجب ۔۔۔ کا مقدم ہو ۔۔۔ تجب
للزوجۃ بنکاح صحیح فلو بان فساده او بطلانہ ۔۔۔ فی النفقۃ پھر تو واجب ہو نفقہ زوجہ کا صحیح نکاح سے سواگر فساد نکاح کا ظاہر ہوا ساقط ہو
۔۔۔ غیر کی یا بطلان نکاح ظاہر ہوا ساقط ہے ۔۔۔ رضاعی بہن نکلی تو پھیر لے مرد اوس نفقہ کو جو عورت سے لیا ہو کذا فی البحر الرائق ہوا کہ
شرعا زوجہ نہیں تو اسکا نفقہ بھی واجب نہیں لیکن نکاح فاسد میں عدت واجب ہوا ۔۔۔ باطل میں عدت نہیں اسواسطے کہ وہ زنا ہوا ۔۔۔ عقد
میں ۔۔۔ نہ ہر بحرالرائق میں نفقہ پھیر لینا نہیں کہ نکاح باطل میں ابن شبلی نے البتہ نکاح فاسد میں نفقہ کا پھیر لینا مذکور کیا ہو بشرطیکہ بحکم قاضی
نفقہ مقرر ہوا ہو اور اگر بے حکم قاضی زوج نے آپ نفقہ دیا ہو تو رجوع نہیں اور یہی عالمگیری میں بھی مذکور ہو کذا فی حاشیۃ المدنی علی وجوبا لانہا جزاء
الاحتباس نفقہ زوجہ کا واجب ہو زوج پر اسواسطے کہ نفقہ بدلہ ہو احتباس کا یعنی زوج کے گھر میں مقید ہونے تلاش معاش کو نہیں جا سکتی سو زوج پر اسکی خبرگیری
ضروریات کی واجب ہوئی یہ دلیل عقلی ہو وجوب نفقہ کی اور دلیل نقلی وہ ہو جو قرآن اور حدیث اور اجماع سے ترجمہ میں مذکور ہو چکی وکل محبوس لمنفعۃ غیرہ تلزمہ نفقتہ
کالقاضی والعامل والمفتی والوصی والمقاتلۃ اذا قاموا بدفع العدو والمضارب اذا سافر بمال المضاربۃ اور جو شخص کہ محبوس ہو غیر کی منفعت کے واسطے تو غیر پر اس محبوس
کا نفقہ لازم ہوگا جیسے کہ مفتی اور قاضی اور زکوۃ کی تحصیل کا عامل تو نفقہ انکا بقدر کفایت انکی اور انکے اہل وعیال کے مسلمین کے بیت المال سے
واجب ہو اسواسطے کہ مفتی اور قاضی اور عامل صدقات مسلمین کی کارسازی میں مصروف اور محبوس ہیں اپنی تلاش معاش نہیں کر سکتے اور اسیطرح نفقہ
وصی کا یتیم کے مال میں واجب ہو اس مدت تک کہ صغیر کے مہمات میں مصروف رہے کذا فی الزیلعی اور اسی طرح رزق مجاہدین کا بیت المال میں واجب ہو کہ
دفع اعداء دین پر وہ قائم اور مستعد ہیں اور جس مضارب نے کہ مضاربت کیواسطے سفر کیا تو مال مضاربت میں اسکی روزی واجب ہو فلا یرد الرہن حیث لا تجب نفقتہ اور
مرتہن پر مرہون کا نفقہ واجب نہیں ہوتا حالانکہ مرہون کا محبوس ہونا مرتہن کے سبب سے ہوا پس اگر کوئی اعتراض کرے کہ جب یہ قاعدہ ہوا کہ جب کوئی غیر کی
منفعت کے واسطے محبوس ہو تو غیر پر اسکی روزی واجب ہو تو لازم یہ ہو کہ اگر غلام یا گھوڑا مرہون ہو تو مرتہن پر اسکی روزی واجب ہو حالانکہ راہن پر واجب ہو نہ مرتہن
پر ۔۔۔ جواب یہ ہو کہ مرہون کی منفعت فقط مرتہن ہی کو نہیں جو اعتراض لگے بلکہ راہن اور مرتہن دونوں کو فائدہ ہو راہن کو یہ فائدہ ہو کہ بسبب رہن کے
۔۔۔ کے سبب رہن کے اپنے مال ملنے پر تسکین کا فائدہ حاصل ہو تو جب دونوں کی منفعت ہوئی تو ساقط الاعتبار ہوئے لہذا اصل پر بجہت ملکیت کے
نفقہ واجب ہوا نہ مرتہن پر ولو صغیرا جدا الا اذا کان یخدمہا کما مر فی المہر اگرچہ زوج نہایت صغیر ہو نفقہ زوجہ کا واجب ہوگا اسکے
۔۔۔ صغیر کے باپ پر ۔۔۔ صورت میں باپ پر واجب ہوگا جیسے کہ ضامن ہو النفقۃ کا چنانچہ باب المہر میں اسکا ذکر ہو چکا لا یقدر علی الوطی لان
۔۔۔ قبل اگرچہ صغیر ہی پر قادر نہیں نفقہ زوجہ کا واجب ہو اسواسطے کہ مانع وطی کا زوج کیطرف سے ہو نہ زوجہ کیطرف سے ان اگر زوجہ بھی صغیرہ لائق
وطی کے نہ ہو تو نفقہ واجب نہوگا چنانچہ شارح قول آئندہ میں مذکور کریگا او فقیرا اگرچہ زوج فقیر محتاج ہو تو بھی نفقہ واجب ہوگا ولو کانت مسلمۃ او
کافرۃ او کبیرۃ او صغیرۃ تشتہی الوطی او تشتہی للوطی فیما دون الفرج حتی لو لم تکن کذلک کان المانع عنہا فلا نفقۃ لہا لو کانا صغیرین نفقہ زوجہ کا زوج پر
واجب ہو ۔۔۔ مسلمہ ہو یا کافرہ کتابیہ خواہ کبیرہ ہو یا ایسی صغیرہ جو وطی کے لائق ہو یا ایسی صغیرہ کہ جماع کے سوا تقبیل اور مساس کے لائق ہو یعنی کہ تقبیل
اور مساس کے بھی لائق نہ ہوئی تو مانع استمتاع کا زوجہ کیطرف سے ثابت ہوگا تو اس صورت میں نفقہ اسکا زوج پر نہ واجب ہوگا بسبب عدم تسلیم کے جیسا کہ اصلا بھی نفقہ واجب نہیں

جبکہ زوج اور زوجہ دونوں بہ نیابت صغیر ہوں ہر چند صغیرین مین دونوں طرف سے مانع موجود ہی لیکن مانع صغیر کالمعدوم ہی اور مانع صغیرہ کا قائم ہی تو باوجود
قیام مانع کے جانب صغیرہ سے مستحق نفقہ کی نہ ہوگی کذا فی منح الغفار ناقلا عن النہایہ ہم مصنف کو مناسب تھا کہ بجاے ولو کانت مسلمہ کے سوار کانت کہتا کما لا
یخفی علی الماہرین لہذا مترجم نے ترجمہ لو کانہ کیا فقیرۃ او غنیۃ موطوءۃ او لا کان کان الزوج صغیرا او کانت رتقاء او قرناء خواہ زوجہ محتاج ہو یا مالدار
مدخولہ ہو یا نہو اسطرح پر کہ زوج صغیر ہو یا زوجہ کی شرمگاہ بند ہو گوشت زائد یا ہڈی سے ہم اگر کوئی کہے کہ جب زوجہ بسبب زیادتی ہڈی یا گوشت زائد کے
لائق جماع کے نہووے تو مانع عورت ہی کیطرف سے ہوا تو قیاس یہ چاہتا ہی کہ اسکا نفقہ زوج پر نہ واجب ہو اسکا جواب یہ ہی کہ مانع زوجہ کیطرف سے ثابت نہین کہ
زوج ایسی صورت مین تقبیل اور مساس وغیرہ سے منتفع ہو سکتا ہی اور نفقہ واجب ہوتا ہی احتباس یا منفعت سے مطلقا نہ بالخصوص احتباس یا وطی سے او معتوہۃ
او کبیرۃ لا توطا ہو کذا صغیرۃ تصلح للخدمۃ او للاستیناس ان اسکنہا فی بیتہ عند الثانی واختارہ فی التحفۃ خواہ زوجہ بیہوش ہو یا ایسی کبیرہ کہ وطی کے لائق نہو اور
اسیطرح اس زوجہ صغیرہ کا نفقہ واجب ہی جو لائق خدمتگزاری اور موانست کے ہی اگر زوج اسکو اپنے گھر مین رکھے نزدیک ابو یوسف کے اور اسی قول کو
پسند کیا ہی صاحب تحفہ اور ایضاح نے کذا فی البحر الرائق و لو منعت نفسہا للمہر دخل بہا او لا و لو کلہ موجلا عند الثانی و علیہ الفتوی کما فی البحر والنہر وافتاہ
محشی الاشباہ لانہ منع بحق فیستحق النفقۃ نفقہ زوجہ کا واجب ہی اگر چہ اسنے اپنی ذات کو روکا ہو یعنی وطی پر قادر نہ ہونے دیتی ہو واسطے مہر معجل لینے کے
باتفاق ائمہ ثلثہ خواہ مدخولہ ہو چکی ہو یا نہین اگر چہ تمام مہر موجل ہو تو بھی منع نفس سے نفقہ ساقط نہین ہوتا نزدیک ابی یوسف کے اسواسطے کہ جب زوج نے مہر کو
موجل کر دیا کچھ تھوڑا مہر بھی زوجہ کو بالفعل نہ دیا تو اسنے حق استمتاع کے سقوط سے راضی ہوا اور اسی قول ابو یوسف پر فتوی ہی چنانچہ بحر الرائق اور نہر الفائق مین ہی
اور اشباہ کے محشی نے بھی اسکو پسند کیا ہی اسی سبب سے کہ مہر لینے کیواسطے نہ کرنا زوجہ کا حق واجبی ہی تو باوجود اسکے بھی نفقہ کی مستحق ہوگی بقدر حالہما یفتی و یخاطب
بقدر وسعہ والباقی دین الی المیسرۃ و لو موسرا وہی فقیرۃ لا یلزمہ ان یطعمہا مما یاکل بل یندب نفقہ واجب ہی موافق حال زوجین کے اور اسی پر فتوی ہی کذا فی
الہدایۃ تو اگر زوج اور زوجہ دونوں مقدور والے ہین تو نفقہ فراخی کے ساتھ واجب ہی اور اگر دونوں مفلس ہین تو تنگی نفقہ کی لازم ہی اور اگر زوج کم مقدور ہی
اور زوجہ مقدور والی ہی تو زوج مخاطب ہی بقدر مقدور کے دینے کا اور باقی نفقہ زوج پر دین ہوگا بوقت قدرت اسکو ادا کرے اور اگر زوج مقدور والا ہی اور
زوجہ محتاج ہی تو لازم نہین کہ زوج پر کہ کھلا دے اسکو جس سے آپ کھاتا ہی بلکہ اپنا سا کھانا کھلانا مستحب ہی خلاصہ یہ ہی کہ جب زوج اور زوجہ کا حال یکسان نہو ایک صاحب
مقدور ہو اور دوسرا مفلس تو وہان متوسط نفقہ واجب ہی یعنی مالدار عورتوں سے کم اور محتاجون سے زیادہ کذا فی الدرر اور یہ قول مفتی بہ یعنی وجوب نفقہ برعایت حال
زوجین خصاف کا قول ہی اور کرخی نے کہا کہ وجوب نفقہ مین زوج کا حال معتبر ہی نہ زوجہ کا اور یہی ظاہر الروایۃ ہی اور یہی مذہب ہی امام شافعی کا ظاہر الروایۃ کی
دلیل نص قرآنی ہی کہ مقدور والا اپنے مقدور کے موافق خرچ کرے اور جسپر رزق تنگ ہو وہ اسکے موافق دے ہدایہ مین قول مفتی بہ کیواسطے اس حدیث سے استدلال
کیا ہی جو صحیح بخاری مین عائشہ صدیقہ سے مروی ہی کہ ہندہ بنت عتبہ نے کہا یا رسول اللہ ابو سفیان مرد بخیل ہی مجھکو اسقدر نہین دیتا جو مجھکو اور میرے لڑکے
کو کفایت کرے لیکن اگر اسکی نادانستگی مین لے لون تو مجھکو کفایت کر سکتا ہی حضرت نے فرمایا کہ لے لیا کر جو تجھکو اور تیرے لڑکے کو کفایت کرے موافق دستور
کے یعنی متوسط نہ زیادہ نہ کم تو اس حدیث مین حضرت نے عورت کے حال کو بھی معتبر رکھا اور رعایت حال زوجین نص قرآنی کے بھی موافق ہی کہ زوج محتاج بقدر اپنی طاقت
کے دے اور باقی نفقہ جو زیادہ ہی اسکے مقدور سے وہ اسپر دین رہیگا جب مقدور ہوگا تب ادا کریگا و لو ہی فی بیت ابیہا اذا لم یطالبہا الزوج بالنقلۃ بہ یفتی نفقہ
زوجہ کا واجب ہی اگر چہ زوجہ اپنے باپ کے گھر مین ہو بشرطیکہ زوج نے مطالبہ نقل مکان کا نہ کیا ہو اور سسرال مین استمتاع پر قادر ہوتا ہو اور اسی پر فتوی ہی کذا فی
البحر الرائق اور اگر زوج بلاتا ہو زوجہ کو اپنے گھر مین اور وہ نہ آتی ہو یا سسرال مین دونون مین خلوت نہوتی ہو تو نفقہ واجب نہوگا بسبب عدم تسلیم کے و کذا اذا
طلبہا ولم تمتنع او امتنعت للمہر او مرضت فی بیت الزوج فان لہا النفقۃ استحسانا لقیام الاحتباس وکذا لو مرضت ثم الیہ نقلت او فی منزلہا بقیت و نفسہا ما منعت

اور نفیہ النفقۃ علی الام عن الولد اور اسی طرح نفقہ واجب ہی جبکہ زوج نے زوجہ کو پایا ہو اور آئندہ خلوت کی ہو یا نہ کیا ہو یا ہمیشہ
اسکے شوہر کے پاس نہ رہی ہو جسکے سبب بیاہی کے لائق نہ ہو بلکہ نفقہ سے بعد رخصت کے اور نفقہ اسکا احسان کے سبب سے ہوتا ہے
جیسا کہ فتاوی میں مذکور ہے اور یہی ظاہر الروایت ہے اور اسی طرح واجب ہو نفقہ اگر بیاہ ہوا اور اپنے گھر میں ہو اور زوج کے گھر میں آئی ہو
اور اگر بیاہ ہوا ہو اور زوج کو اپنے پاس نہ آنے دے تو اسکو نفقہ نہیں ملتا ہے جیسا کہ تقدیر میں اسکو تحریر کیا ہو اور فتاوی قاضی خان میں ہو
اور یہ بیان ظاہر الروایت کا ہے اور نفقہ والا اور لڑکی کے لئے ہے اور اسی طرح فتاوی میں ہو کہ جب زوجہ زوج کے پاس آئی اپنے باپ کے گھر میں چلی گئی
اپنے گھر میں بلا اجازت زوج یعنی بیاہ کے بعد ممکن نہ ہو کہ زوج کے واسطے نفقہ وغیرہ کی سواری میں تو وہ نفقہ کی مستحق ہو اور اگر محل میں رہ سکتی ہو تو نفقہ
نہیں ملیگا اور زوجہ پر زوج کی مواصلت کرنا واجب نہیں اور زوج کو طیب اور نفس کی واجب ہو کذا فی العالمگیریۃ لا نفقۃ لاحدی عشر مرتدۃ وقبلۃ ابن زوجھا
ومعتدۃ موت ومنکوحۃ فاسدۃ وعدتہ والامۃ لم تبوأ وصغیرۃ لم توطأ وخارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ حتی تعود ولو بعد سفرہ خلافا للشافعی
زوج پر نفقہ واجب نہیں گیارہ عورتوں کا زوجہ مرتدہ کا اور اس عورت کا جسنے زوجہ کے لڑکا کا بوسہ لیا ہو اور یہی حکم ہو تمام اصول و فروع زوج کی
تقبیل کا اور منکوحہ نکاح فاسد کا اور منکوحہ عدت فاسد کا اور اس لونڈی منکوحہ کا جسکے مولی نے اسکے واسطے علیحدہ مکان نہ دیا ہو اور
زوجہ صغیرہ کا جو لائق وطی اور خدمت اور موانست کے نہیں اور نفقہ واجب نہیں اس زوجہ کا جو نکل گئی زوج کے گھر سے ناحق یا عذر شرعی اور ایسی عورت
کو شرع میں ناشزہ کہتے ہیں یہانتک کہ زوج کے گھر میں پھر آوے تو ناشزہ نہیگی اگرچہ بعد مسافرت کرجانے زوج کے گھر میں آئی ہو بخلاف مذہب شافعی کے
انکے نزدیک اگر زوج کے روبرو گھر سے نکل گئی اور زوج نے سفر کیا بعد اسکے زوجہ اپنے زوج کے گھر میں آئی تو نفقہ اسکا واجب ہوگا تاوقتیکہ زوج گھر
میں نہ آوے کذا فی حاشیۃ المدنی عن حاشیۃ البحر الرملی نشوز لغت میں عبارت ہو نا موافقت اور نافرمانی زوجہ سے اور اصطلاح فقہ میں عبارت ہو خروج ناحق
اور منع نفس سے اور یہ تفسیر خصاف سے منقول ہو کذا فی البحر والقول لھا فی عدم النشوز بیمینھا وتسقط بہ المفروضۃ لا المستدانۃ فی الاصح کالموت اور قول زوجہ کا
معتبر ہو عدم خروج میں ساتھ قسم کے یعنی اگر زوج نے دعوی کیا زوجہ کے نشوز کا اور گواہ نہیں ہیں اور زوجہ منکر ہو نشوز کی اور پھر قسم کھالی ہو تو زوجہ ہی کا
قول معتبر ہوگا زوج پر نفقہ دینا لازم آویگا اور ساقط ہوتا ہو بسبب نشوز کے نفقہ مفروضہ نہ مقروضہ قول اصح میں مانند موت کے یعنی اگر زوجہ کا نفقہ کچھ مقرر کیا
ہو اور چند ماہ اسپر گذر گئے اور گذشتہ نہ پایا اور پھر وہ گھر سے نکل گئی تو وہ نفقہ ساقط ہو گیا اور اگر بموجب اجازت زوج یا بحکم قاضی اسنے نفقہ قرض لیا
ہو اور بعد نکل گئی تو یہ ساقط نہوگا زوج کو دینا پڑیگا اور یہی حال ہو موت کا خواہ زوج مرگیا ہو یا زوجہ کہ مفروضہ ساقط ہوگا نہ مقروضہ کذا فی حاشیۃ المدنی
ناقلا عن الذخیرۃ قید بالخروج لانہا لو کانت معہ فمنعتہ من الوطی لم تکن ناشزۃ اور مقید کیا مصنف نے ناشزہ کو ساتھ خروج کے اسواسطے کہ اگر زوجہ زوج کو گھر میں
وطی سے ممانعت کریگی تو ناشزہ نہوگی اسواسطے کہ ظاہر حال قدرت زوج پر دلالت کرتا ہو چنانچہ باکرہ کی وطی نہیں ہوتی مگر زبردستی سے کذا فی الزیلعی
وشمل الخروج الحکمی کان کان المنزل لھا فمنعتہ من الدخول علیھا فھی کالخارجۃ ما لم تکن سالتہ النقلۃ اور خروج ناشزہ کا خروج حکمی کو بھی شامل ہو چنانچہ مکان
عورت ہی کا ہو اور وہ زوج کو اپنے پاس نہ آنے دے تو یہ عورت بمنزلہ خارجہ کے ہو اسکا نفقہ زوج پر لازم نہوگا جبتک کہ زوجہ نے زوج سے نقل
مکان کا سوال کیا ہو یعنی اگر زوجہ اپنے گھر میں رہتی ہو اور زوج سے کہے کہ مجھکو دوسرے مکان میں لیچل میں یہاں نہ رہونگی اور اگر زوج نے نہیں توقف
کیا ہو اور زوجہ نے اس حالت میں اپنے پاس آنے سے روکا ہو تو نفقہ اسکا ساقط نہوگا ولو کان فیہ شبھۃ کبیت السلطان فامتنعت منہ فھی ناشزۃ لعدم
اعتبار الشبھۃ فی زماننا بخلاف ما لو خرجت من بیت الغصب او ابت الذھاب الیہ او السفر معہ او مع اجنبی بعثہ لینقلھا فلھا النفقۃ اور اگر اس گھر میں جس میں
زوج نقل مکان کا ارادہ کرتا ہو شبہہ ہو معلوم نہیں کہ حلال مال سے بنا ہو یا حرام سے جیسے مکان بادشاہی سو عورت نے وہاں جانے سے

انکار کیا تو وہ عورت ناشزہ ہے بسبب نہ معتبر ہونے شبہات کے ہمارے زمانہ مین یعنی پچھلا زمانہ بسبب کثرت بے دیانتی کے لائق نہین کہ شبہات سے آدمی بچے حرام خالص سے بچنا البتہ ضرور ہے علاوہ اسکے اجتناب شبہات مستحب ہے اور اطاعت زوج فرض ہے اور ترک فرض کا واسطے مستحب کے زبون ہے بخلاف اسکے کہ زوج کے ساتھ غصب کے گھر مین ہی رہی پھر معلوم ہوا کہ یہ گھر غصب کا ہے سو وہ وہان سے نکل گئی تو ناشزہ نہوگی اسواسطے کہ بعذر شرعی نکلی یا زوج غصب کے گھر مین رہتا ہے اور وہان زوجہ کو بلایا اور وہان جانے سے اُسنے انکار کیا یا زوج نے بلایا کہ سفر مین ساتھ لیجاوے اور اُسنے ساتھ جانے سے انکار کیا تو وہ ناشزہ نہین ہے اُسکا نفقہ بقول مفتی بہ واجب ہے اسواسطے کہ سفر مین لیجانا بدون رضی زوجہ کے زوج کو جائز نہین یا زوج سفر مین ہے اور اُسنے ایک اجنبی نامحرم کو بھیجا تاکہ زوجہ کو اپنے ساتھ لے آوے اور اُسنے اُسکے ساتھ جانے سے انکار کیا تو بھی وہ ناشزہ نہین اور اُسکا نفقہ زوج پر لازم ہے اسواسطے کہ نامحرم کے ساتھ عورت کو سفر کرنا جائز نہین اور اگر سفر سے کم مدت ہے یعنی ایک دو منزل ہے اور نامحرم کے ساتھ جانے سے انکار کرے گی تو نفقہ ساقط ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی وکذا الواجرت نفسہا الارضاع صبی مع زوجہا شریف لم تخرج وقیل تکون ناشزۃ اور اسیطرح نفقہ زوجہ کا واجب ہے اگر اُسنے نوکری کرلی لڑکے کے دودھ پلانے کی اور زوج اسکا شریف ہے کہ اُسکو عار آتی ہے دودھ پلانے کی نوکری سے اور حالانکہ زوجہ زوج کے گھر سے باہر نہین نکلی بلکہ وہین دودھ پلاتی ہے تو ناشزہ نہین اور دوسرا قول یہ ہے کہ یہ عورت بھی ناشزہ ہے اور اسی قول کو مسکو شارح نے ضعیف کہا ہے محشیون نے قوی کہا ہے اس دلیل سے کہ نفقہ زوجہ کا زوج پر واجب ہے پھر کیون وہ ننگ و عار شریف زوج کو لگاتی ہے ولو سلمت نفسہا باللیل دون النہار او عکسہ فلا نفقۃ لنقص التسلیم قال فی المجتبی بہ عرف جواب واقعۃ فی زماننا انہ لو تزوج من المحترفات التی تکون بالنہار فی مصالحہا وباللیل عندہ فلا نفقۃ لہا انتہی قال فی النہر وفیہ نظر اور اگر زوجہ نے تسلیم کی اپنی ذات کو نہ دن کو یعنی رات کو زوج کے پاس رہتی ہے اور دن کو اپنے کاروبار کو جاتی ہے یا بالعکس یعنی دن کو زوج کے پاس رہتی ہے اور رات کو اپنی ضروریات کیواسطے جاتی ہے تو اسکا نفقہ زوج پر لازم نہین بسبب نقصان تسلیم کے اور مجتبی مین ہے کہ اس روایت سے معلوم ہوگیا جواب اُس واقعہ کا جو ہمارے زمانہ مین پیش ہے اسطرح کہ اگر پیشہ ور عورتون سے نکاح کرے جیسے دائی جنائی یا رنگریز یا مشاطہ جو دن کو اپنے کامون مین رہتی ہین اور رات کو اپنے ازواج کے پاس رہتی ہین تو انکا نفقہ ازواج پر نہ لازم ہوگا بسبب نقصان تسلیم کے انتہی کلام المجتبی نہر الفائق مین کہا کہ اس جواب مین اعتراض ہے مگر شارح نے اعتراض کو بیان نہین کیا حلبی محشی نے کہا وجہ اعتراض کی یہ ہے کہ قابلہ وغیرہ اپنے کسب مین معذور رہتی ہین بخلاف اسکے جو بلا عذر رات یا دن کو تسلیم نفس نکرے شیخ رحمتی نے اسکا جواب دیا کہ کسب قابلہ وغیرہ کا عذر نہین اسواسطے کہ نفقہ عورت کا زوج پر لازم ہے تو وہ کسب سے منع کرسکتا ہے طحطاوی نے کہا کہ منصوبہ اور محبوسہ اور حاجہ باوجود معذور ہونے کے بھی ساقط النفقہ ہین بسبب عدم تسلیم کے تو ثبوت عذر وجوب نفقہ کی دلیل نہین ہوسکتی ومحبوسۃ ولو ظلما الا اذا حبسہا ہو بدین لہ فلہا النفقۃ فی الاصح جوہرۃ وکذا لو قدر علی الوصول الیہا فی الحبس صیرفیہ جیسے مطلقاً قیدی عورت کا نفقہ زوج پر نہین اگرچہ بظلم قید ہوا اسواسطے کہ زوج کے احتباس اور قابو مین نہین مگر جبکہ زوج ہی نے اُسکو قید کیا ہو بسبب اپنے قرض کے کہ عورت پر ہے تو اُسکو نفقہ ملیگا قول اصح مین کذا فی الجوہرہ اور اسیطرح زوجہ محبوسہ نفقہ پاویگی اگر زوج قید خانہ مین اُس تک پہونچکر اُسپر قادر ہوتا ہو کذا فی الصیرفیہ چنانچہ زوج کے قید ہونے مین نفقہ اُسپر لازم ہے ہرطرح سے خواہ وہ ناحق قید ہو یا حق پر عورت اُس تک پہونچ سکتی ہو یا نہ اسواسطے کہ فوت احتباس اور عدم تسلیم بیان عورت کیطرف سے نہین علاوہ اسکے زوج کے گھر مین وہ موجود بھی ہے اور وہ نکل جانے سے راضی بھی نہوگا تو فی الحقیقۃ احتباس قائم ہے لکن فی تصحیح القدوری لو حبس فی سجن السلطان فالصحیح سقوطہا لیکن تصحیح قدوری مین یون ہے کہ اگر زوج قید خانہ سلطانی مین ہوگا تو قول صحیح یہ ہے کہ نفقہ ساقط ہے طحطاوی اور مدنی محشیون نے تصریح کی کہ تصحیح قدوری مین یہ مسئلہ قاضیخان سے منقول ہے حالانکہ فتاوی ہندی یعنی عالمگیری مین اسکے مخالف ہے تو خطا نقل مین یا صاحب تصحیح قدوری سے ہے یا صاحب نہر سے جہانسے شارح نے نقل کیا ہے اور صریح روایت مذہب اور قواعد مذہب کے مخالف ہے کہ زوج صغیر پر نفقہ واجب ہے باوجود عدم قدرت جماع کے اسواسطے کہ عورت کیطرف سے مانع تسلیم نہین تو محبوس سلطانی مین بطریق اولی واجب ہے کاتب فتاوی قاضیخان اور عالمگیری کو مین نے خود دیکھا فی الواقع تصحیح قدوری کے مخالف ہے عبارت قاضیخان کی یہ ہے وان حبس فی سجن السلطان ظلما اختلفوا فیہ والصحیح انہا تستحق النفقۃ یعنی اگر زوج محبوس ہے قید خانہ سلطانی مین بظلم تو اسمین فقہا کا اختلاف ہے اور قول صحیح یہ ہے کہ زوجہ مستحق ہے نفقہ کی اور فتاوی عالمگیری مین یہی عبارت بعینہ مذکور ہے واللہ اعلم فی البحر عن مال الفتاوی انہ لو

سبقت منها نفسها كذا في منحة الخالق اور بحر الرائق میں اسی اعتبار سے منقول ہے کہ اگر زوجہ پر نساء کا خوف ہو تو وہ بھی تنبیہ کے واسطے ناخن سے
مار سکتا ہے کیونکہ موافق جب تک اپنے دین کے سبب سے تنبیہ کرے ایذا کو بغیر سبب بشرطیکہ وہ ان باتون سے باز رہے کذا فی حاشیۃ السندی ومریضة لم تزف
ای لم تنتقل الی منزل الزوج فلا نفقة لها اذا لم تزف نفسها لعدم التسليم تقديرا بكرو ادعی مریضہ کو نفقہ زوجیت پر نہیں جو بیماری کے سبب سے زوج کے گھر نہیں
آئی یعنی انہیں بیاہ ہوا لیکن بعد اسکے بیمار نہیں ہوئی زوج کے ساتھ تو اسکے نفقہ واجب نہیں اگرچہ وہ زوج کے گھر آئی اور نکاح بھی ہو تو بھی نفقہ بسبب عدم
سبب عدم تسلیم کے انتقدیا کذا فی البحر ومغصوبة كرها او مغصوبہ دیکھ نفقہ زوجیت پر نہیں جسکو زبردستی کسی نے چھین لیا ہو اور ابو یوسف کے نزدیک نفقہ مغصوبہ کا
زوج پر ہے اور اگر عورت بیمار ہو سب کے ساتھ چلی گئی تو بالاتفاق نفقہ ساقط ہو کذا فی حاشیۃ الشلبی وحاجة ولو نفلا لا معه ای لا نفقة لها اذا حجت لا مع الزوج
اور حج کی وجہ کا نفقہ نہیں جو حج کو گئی نہ اپنے زوج کے ساتھ اگرچہ محرم کے ساتھ گئی ہو اگرچہ نفل حج ہو نفقہ ساقط ہو بسبب فوت ہو جانے احتباس کے اور ابو یوسف کے
نزدیک اگر حج فرض ہو تو زوج پر نفقہ لازم ہو حلبی کہتے ہیں کہا کہ شارح کو لازم تھا کہ ولو نفلا کے مقام پر ولو فرضا کہتا اسواسطے کہ فرض حج کے جانے میں مقصود اور ہم
سقوط النفقہ میں اختلاف ہے اور نفل حج میں تو بالاتفاق نفقہ ساقط ہو ولو معه فعليه نفقة الحضر خاصة لا نفقة السفر ولا الكراء اگر زوجہ زوج کے ساتھ حج کرے تو
بس تو زوج پر فقط نفقہ حضر کا واجب ہو نہ نفقہ سفر کا اور نہ کرایہ سواری کا کذا فی الدر امتنعت المراة من الطحن والخبز ان كانت ممن لا تخدم او كان بها علة فعليه
ان یاتیها بطعام مهيا اگر انکار کیا عورت نے چکی پیسنے اور روٹی پکانے سے تو یہان غور کرنا چاہیے اگر زوجہ ان لوگون میں سے ہے جو ایسے کام نہیں کرتے چنانچہ عمدہ
خاندان میں سے ہے یا کہ زوجہ بسبب امیر زادی ہونے کے نہیں لیکن اسکو ایسی بیماری ہے کہ اپنا کھانا نہیں پکا سکتی تو زوج پر واجب ہے کہ اسکو پکا ہوا کھانا طیار دیوے وان كانت
ممن تخدم نفسها وتقدر على ذلك لا يجب عليه اور اگر زوجہ ان عورتون میں سے ہے جو اپنا کام آپ کرتی ہون اور وہ بسبب عدم مرض کے قادر ہو آٹا پیسنے اور
روٹی پکانے پر تو زوج پر پکا طیار کھانا دینا واجب نہیں بلکہ اسکو اناج دے دے وہ اپنے واسطے پکا لیا کرے اسواسطے کہ ایسے کام عورت پر باعتبار دیانت کے واجب
ہیں اگرچہ قاضی اسپر جبر نہیں کر سکتا سرخسی نے کہا کہ عورت پر جبر نہیں لیکن اگر عورت نے باوجود قدرت کے نہ پکایا تو اسکو دال و سالن نہ دے کذا فی منح الغفار شیخ رحمتی نے
کہا کہ سرخسی کا یہ مطلب نہیں کہ پکایا ہوا سالن نہ دے بلکہ روکھا سوکھا دے تاکہ روٹی بخوبی کھا سکے کذا فی حاشیۃ المدنی ولا يجوز لها اخذ الاجرة على ذلك لوجوبها عليها
ديانة ولو شريفة لانه عليه الصلوة والسلام قسم الاعمال بين علي وفاطمة فجعل اعمال الخارج على علي رضي الله عنه والداخل على فاطمة رضي الله عنها مع انها سيدة نساء العالمين
اور جائز نہیں زوجہ کو اجرت لینا اسپر یعنی آٹا پیسنے اور روٹی پکانے پر بسبب واجب ہونے ان اعمال کے اسپر باعتبار دیانت کے اگرچہ عورت شریف ہو اسواسطے
کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے امور خانگی کو علی مرتضی اور فاطمہ زہرا میں بانٹ دیئے تو باہر کے کام جیسے اونٹ کو پانی پلانا اور بازار سے سودا کر لانا یہ
علی مرتضی کے ذمہ پر کر دیئے اور اندر کے کام جیسے چکی پیسنا اور روٹی پکانا اور گھر میں جھاڑو دینا یہ جناب فاطمہ زہرا کے ذمہ پر کر دیئے حالانکہ وہ تمام عالم
کی عورتون کی سردار ہیں یہانتک کہ عائشہ صدیقہ اور خدیجۃ الکبری اور مریم اور سارا اور آسیہ سے بھی وہ سیدہ افضل ہیں اسواسطے کہ جگر پارہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہیں جو سید الخلق ہیں پھر جب اندر گھر کے کام سیدۃ عالمین کے ذمہ پر ہوئے تو اب کون شریف زادی عذر کر سکتی ہو لیکن چونکہ بعضے علماء نے
تقسیم اعمال خارجی اور باطنی میں گفتگو کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ان کامون کو سیدہ بنا بر عادت عرب کے کرتی تھین نہ بحکم رسالت اور اسمین بھی تامل ہو کہ
صحابی عورتین کاروبار خانگی بنا بر ضرورت افلاس یا عادت کے کرتی تھین یا بنا بر حکم شرعی کے لہذا مجتہد نے دیانۃ واجب کہا نہ قضاء اسواسطے کہ جنکو کہ
عادت نہیں ایسے کامون کی اسپر سخت مصیبت ہو لہذا قاضی اسپر جبر نہیں کر سکتا کذا فی حاشیۃ المدنی ويجب عليه آلة طحن وآنية شرب وطبخ ككوز وجرة
وقدر ومغرفة وكذا سائر ادوات البيت كحصير ولبد وطنفسة وما تتنظف به وتزيل الوسخ كمشط واشنان وما يمنع الصنان ومدس ونحوها وتمامه في الجوهرة
اور جوہرہ اور زوج پر واجب ہیں آلات پیسنے کے جیسے چکی اور نیل اور بیتہ اور پانی پینے اور پکانے کے برتن جیسے کوزہ اور گھڑا اور ہانڈی اور ڈوئی اسیطرح

اور باقی سامان گھر کا جیسے چٹائیان اور چارپائیان اور نمدہ اور فرش جیسے دری شطرنجی اور وہ چیز جس سے عورت کے بدن کی صفائی ہو اور میل چھوٹے
جیسے کنگھی اور اشنان جو مدینہ مین گھاس ہو بال صاف ہوجاتے ہین اُس سے یا کھلی یا صابون بطور عادت ہر ملک کے اور وہ چیز زوج پر واجب ہو جو عورت کی بغل
گندگی کو دور کردے اور زوجہ کے پاؤن کی جوتیان واجب ہین اور پورا بیان اسکا جوہرہ اور بحرالرائق مین ہو حاشیہ مدنی مین باقی مضمون جوہرہ کا یون منقول ہو
کہ تلذذ اور زینت کی چیز جیسے خضاب اور سرمہ سو زوج پر واجب نہین اسکا اختیار ہو چاہے دے چاہے نہ دے جب دے تو عورت استعمال کرے اور خوشبو بھی زوج پر واجب
نہین مگر اسقدر کہ بساہند کو دور کرے نہ زیادہ اس سے اور علاج بیماری کی اجرت طبیب اور فصد اور پچھنے کی زوج پر واجب نہین اور اتنا پانی دینا واجب ہو جس سے عورت
اپنے کپڑے دھولے اور اپنے بدن کا میل چھوڑا دے نہا کر اور بحرالرائق کا باقی مضمون یہ ہو کہ زوج پر واجب ہین لکڑیان جلانے کی اور صابون اور تیل چراغ کیواسطے اور پانی
غسل اور وضو کا زوج پر واجب ہو کذا فی الظہیریۃ والواقعات اور یہ جو خلاصہ مین ہو کہ وضو کا پانی زوج پر فرض نہین سو ضعیف روایت ہو وفیہ اجرۃ القابلۃ علی من
استاجرہا من زوجۃ او زوج ولو جاءت بلا استیجار قیل علیہ وقیل علیہا اور بحرالرائق مین ہو کہ اجرت دائی جنائی کی اُسپر ہو جسنے اسکو بلایا مزدوری ٹھہراکر خواہ زوجہ نے یا زوج
نے اور اگر دائی خود بلا درخواست آئی دونون پر اسکی مزدوری محتمل ہو وتفرض لہا الکسوۃ فی کل نصف حول مرۃ لتجدد الحاجۃ حرا وبردا اور فرض ہو عورت
کو پوشاک دینا ہر نصف سال مین ایکبار یعنی سال مین دو جوڑے کپڑے زوج پر فرض ہین بسبب تجدد حاجت کے باعتبار گرمی اور سردی یعنی گرمی کی پوشاک جاڑے
مین کام نہین آسکتی اور نہ جاڑے کی گرمی مین کام آتی ہو لہذا سال بھر مین دوبار پوشاک کی حاجت ہوئی م اور اگر قبل مدت کے کپڑے عورت کے پھٹ گئے تو اگر
اُسنے موافق عادت کے احتیاط سے پہنے اور پھر پھٹ گئے تو زوج پر اور پوشاک دینا واجب ہوگا اور اگر خلاف عادت بے احتیاطی سے پہنے رہی تو زوج پر نئی
پوشاک دینا واجب نہین کذا فی العالمگیریۃ ناقلا عن الجوہرۃ وللزوج الانفاق علیہا بنفسہ ولو بعد فرض القاضی خلاصہ الا ان یظہر للقاضی عدم
انفاقہ فیفرض ای یقدر لہا لیطلبہا مع حضرتہ ویامرہ لیعطیہا ان شکت مطلہ ولم یکن صاحب مائدۃ لان لہا ان تاکل من طعامہ وتتخذ ثوبا من کرباسہ بلا
اذنہ فان لم یعط حبسہ ولا تسقط عنہ النفقۃ خلاصہ وغیرہا اور زوج کو جائز ہو نفقہ دینا عورت کو بذات خود یعنی اُسکی ضروریات کا خرید کر دینا تاکہ عورت کو باہر
نکلنے کی حاجت نہ پڑے اگرچہ خرید کر دینا بعد معین کردینے قاضی کے ہو کذا فی الخلاصہ مگر یہ کہ قاضی کو ظاہر ہو نہ نفقہ دینا زوج کا تو اگر قبل اسکے قاضی نے
نفقہ نہ معین کردیا ہو تو اب عورت کا نفقہ ٹھہرادے دو شرط سے ایک شرط یہ کہ عورت کی درخواست سے معین کرے نہ بلا درخواست دوسری شرط یہ کہ بوقت حاضر
ہونے زوج کے معین کرے اسواسطے کہ غائب پر حکم جائز نہین اور بعد معین کردینے نفقہ کے اگر نہ دینا معلوم ہو تو قاضی حکم کرے تاکہ زوج عورت کو نفقہ دیدے اگر
شکایت کرے عورت اُسکے ٹالنے اور دیر لگانے کی بشرطیکہ زوج سخی اور صاحب دستارخوان نہو اور اگر زوج سخی اور صاحب دستارخوان ہو کہ بہت لوگ اُسکی کشادہ جبینی
کے سبب سے اُسکے دستارخوان پر کھاتے ہین تو قاضی کو نفقہ دینے کا اسپر حکم کرنا نہ چاہیئے اسواسطے کہ عورت کو بھی اختیار ہو کہ اُسکے کھانے مین سے کھالے اور اُسکے
کپڑون مین سے کپڑا لے لیا کرے بے اُسکی اجازت کے اسواسطے کہ جو شخص بسبب اپنے جود اور سخاوت کے غیرون کو بلا وجوب کھلاتا اور پہناتا ہو وہ عورت کے نفقہ
واجب مین کیونکر کمی کریگا پھر اگر بعد نفقہ دینے قاضی کے اور بعد حکم انفاق کے زوج سرکشی سے نہ دے تو قاضی اُسکو قید کرے اُس قید ہونے سے بھی ایام حبس کا نفقہ زوج سے
نہ ساقط ہوگا کذا فی الخلاصہ وغیرہا قولہ فی کل شہر ای کل مدۃ تناسبہ کیوم للمحترف وسنۃ للدہقان اور مصنف کا یہ قول کہ قاضی ہر مہینے کا نفقہ معین کردے مراد اُسکی یہ ہو
کہ ہر شخص کیواسطے وہ مدت ٹھہرادے جو مناسب ہو اس شخص کے چنانچہ پیشہ ور کیواسطے ایکدن کی مدت ٹھہرادے اور زمیندار اور کاشتکار کیواسطے سال بھر کی مدت ٹھہرادے اسواسطے
کہ پیشہ ور جیسے لوہار اور بڑھئی اور مزدور ہر روز محنت کرکے کماتے ہین سو کھاتے ہین تو قاضی ایسے لوگون پر حکم کرے کہ نفقہ مفروضہ ہر روز دیا کرین اسواسطے
کہ ان پیشہ ورونسے ایک مہینہ کا خرچ یکبارگی نہین ہوسکتا بخلاف زمیندار کھیتی والے کے کہ وہ سال بھر کا خرچ دے سکتا ہو اور اگر زوج سوداگر ہو یا ایسا نوکر ہو جسکو بعد
مہینے کے تنخواہ ملتی ہو تو ہر مہینے بھر کا خرچ معین کرے کذا فی فتح القدیر وغیرہ تو اس تقریر سے معلوم ہوا کہ کل شہر کا لفظ قید اتفاقی ہو نہ احترازی ولہ الدفع کل یوم کلما

اقصر فی ہذا مضبطا ... الا فی ... وتعتبر ... نفقہ ... جیسے عورت کو نفقہ دیا ... [illegible]

جیسے ... ہو کہ جیسے دو سال کی مدت نفقہ نہین ... نہین کر سکتا ... ضعیف ہوئی ... [illegible]

لازم ہو جائز ہو ... کفیل نفقہ شہری ... ضامن قیمت ... [illegible] ... جو اہر ... [illegible]

اور ... جو مہینے بہر کے نفقہ یا ابد کا ضامن ہنا ... غائب ہو ... اگر زوجہ ... کہین چلا جائیگا ... [illegible]

بہر کے نفقہ کا ضامن مانگے تو ابی یوسف کے نزدیک یہ جائز ہو اور اسی پر فتوی ہو کیونکہ حرج سے ضامن لیا جاتا ہے کذا فی الفتح ... عورت کے ... [illegible]

دیون کو قیاس کرکے جس دیون پر غائب ہونے کا خوف ہو اس سے ضامن لیا جاتا ہے اور اسی پر بہتیرے فقہا نے فتوی دیا ہو چنانچہ جواہر الفتاوی کی کتاب الکفالت کے

پہلے باب مین یہ حکم ہو کہ التحریر مین ہو کہ ابی یوسف کے نزدیک اگر عورت تمام عمر کے نفقہ کا یا ہر مہینے کا تا بقاے نکاح ضامن طلب کرے تو صحیح ہو اور کفیل اسکا مستحق ہو

ابدا ... علی ... کذا ... الکفیل ... المختار ... اگر کوئی کفیل ہوا زوجہ کو یعنی ہر مہینہ مین ... قدر یا ... مہینہ ... کر تو یہ ضمانت دائمی ہو

بالاتفاق ائمہ ثلثہ کے اور ... دائمی ضمانت ثابت ہو گی نزدیک ابی یوسف کے اگر مہینہ کا لفظ کہا یعنی فلسا ... کا اگر مین ہر مہینے مین اتنا دیا کرونگا زوج

کیطرف سے تو یہ بھی دائمی ضمانت ہو اور اسی پر فتوی ہو کذا فی البحر الرائق وفیہ علیہا دین لزوجہا لم یلتقیا قصاصا الا برضاہ بشرط الموت تحت سلاطہ الدیون

اور بحر الرائق مین ہو عورت نے طلب کیا قاضی سے کہ نفقہ معین کرے اور زوج کا دین تھا عورت پر تو نفقہ اور دین زوج کا باہم ملکر مجرا ہونگے بدون رضامندی

زوج کے یعنی اگر زوج کہیگا کہ نفقہ کو میرے دین مین سے حساب کرلو تو البتہ برابر ہو جاوینگے اور بدون رضامندی زوج کے نفقہ اسکے قرض مین مجرا ہوگا ہو اسواسطے

کہ نفقہ دین ضعیف ہو کہ موت سے ساقط ہو جاتا ہو بخلاف اور باقی دیون کے کہ وہ موت سے ساقط نہین ہوتے تو وہ باہم حساب مین مجرا ہو جاتے ہین خواہ

دونون شخص باہم مجرا دین یا نہ دین کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن البحر وفیہ اجرت دارا من وجہاوہا لیسکنا ان فیہ لا اجر علیہا ۔ بحر الرائق مین ہو کہ زوجہ نے

کرایہ دیا اپنا گھر زوج کو اور وہ دونون اسمین رہتے ہین تو کرایہ مرد پر نہ واجب ہوگا لیکن شارح نے اجارہ فاسدہ کے فروع مین حاشیہ بغدادی سے نقل کیا ہو

کہ فتوی اس روایت کے مخالف ہو یعنی زوج پر کرایہ اس صورت مین واجب ہو چنانچہ وہان معلوم ہوگا ۔ لو دخل بہا فی منزل کانت فیہ بامر فطولبت بعد

مدۃ فقالت لہ اخبرتک بان المنزل بالکراء فعلیک الاجر فہو علیہا لانہا العاقدۃ بزازیہ اور اگر زوج نے دلہن کی زوجہ کے اس گھر مین جسمین وہ بکرایہ رہتی تھی پھر

عورت سے کرایہ کا مطالبہ ہوا بعد سال کے سو اسنے زوج سے کہا کہ مین تجھکو خبر دے چکی ہون کہ یہ مکان کرایہ کا ہو اور کرایہ تیرے ذمہ پر ہو تو زوج پر کرایہ

لازم نہ ہوگا زوجہ ہی پر لازم ہوگا اسواسطے کہ کرایہ ٹھہرانے والی وہی ہو نہ زوج کذا فی البزازیہ ومفہومہ انہا لو سکنت بغیر اجارۃ فی وقف او

مال یتیم او معد للاستغلال فالاجرۃ علیہ فلیحفظ اور مفہوم تعلیل عاقدہ ہونے کا یہ ہو کہ بدون اجارہ کے مکان وقف یا مکان مال یتیم مین یا اس مکان مین جو

غلہ رکھنے کیواسطے تیار ہو زوجہ رہے تو اسکا کرایہ زوج پر لازم ہوگا اسواسطے کہ عقد اجارہ زوجہ نے نہین کیا اور سکنی زوجہ کا زوج پر لازم ہو لہذا زوج

کو اجرت دینا لازم ہوگا تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ویقدر بالقدر الغلاء والرخص ولا تقدر بدراہم ودنانیر کما فی الاختیار وعزاہ المصنف لشرح المجمع

للمصنف اور قاضی ٹھہراوے نفقہ زوجہ کا بقدر گرانی اور ارزانی غلہ کے اور نہ اندازہ کرے نفقہ کا درہم اور دنانیر سے کذا فی الاختیار شرح المختار

اور مصنف نے اپنی شرح مین اس عدم تقدیر کو ماتن کی شرح مجمع کی طرف منسوب کیا ہو لکن فی البحر عن المحیط ثم المجتبی ان شاء القاضی فرضہا

اصنافا او قومہا بالدراہم ثم یقدر بالدراہم لیکن بحر الرائق مین محیط سے پھر مجتبی سے منقول ہو کہ اگر قاضی چاہے تو نفقہ کو قسم قسم مقرر کرے مثلا گیہون اتنے

اور گوشت اتنا اور گھی اتنا اور دال اتنی خواہ ہر روز کی تقدیر کرے خواہ مہینے خواہ سال کی علی حسب المراتب یا اقسام ماکولات کی قیمت ٹھہراوے درہم سے

پھر مجموعہ کا اندازہ درہم کرے اور زوج کو حکم کرے کہ ہر مہینے یا ہر سال اتنے روپیہ زوجہ کو دیا کرے وفیہ لو فرضت علی لخبا ... ان یرفعہا القاضی لتاکل ما فرض

اما خوفا علیہا من الہزال فانہ یفرضہ کما لہ ان یرفعہا للقاضی لملبس الثوب لان الزینۃ حقہ اور بحر الرائق مین یہ ہی جبکہ قاضی نے زوجہ کا نفقہ معین کر دیا پھر اگر زوجہ اپنی ذات پرست کرے اور جمع کرنے کی طمع سے کم کھاوے تو زوج کو جائز ہو کہ اسکی نالش قاضی کے پاس کرے تاکہ وہ اچھی طرح کھایا کرے انہین سے جو اسکے لیے مقرر ہو گیا ہو مبادا کہ نہایت ضعیف اور دبلی ہو جائے اسواسطے کہ لاغری زوجہ کی زوج کیواسطے مضر ہی کہ لائق رغبت اور شہوت کے نہین رہتی چنانچہ جائز ہو زوج کو کہ اسکی نالش قاضی کے پاس پوشاک کیواسطے کرے کہ کیون پوشاک نہین پہنتی اور کیون میلی کچیلی رہتی ہو اسواسطے کہ سنگار کرنا زوج کا حق ہو ہم جیسے عورت کو زینت کرنا مرد کے واسطے لازم ہو ویسے ہی مرد کو زینت شرعی کرنا عورت کیواسطے لازم ہو یعنی حجامت بنوانا اور مونچھ کتروانا اور موے زہار کا مونڈنا اور غسل کرنا اور موافق مقدور کے پوشاک پہننا ضرور ہی اسواسطے کہ جب عورت یا مرد بے سلیقگی سے ترک زینت کا کریگا تو دوسرے کو خواہ مخواہ نفرت آویگی تو غیرون کی طرف نظر جانے لگے گی پھر وہ فساد ہونگے کہ خدا پناہ مین رکھے چنانچہ بنی اسرائیل مین مردون کے زینت ترک کرنے سے انواع مفاسد درپیش ہوئے بلکہ عورت کے حقوق سے یہ بھی ہی کہ مرد بسرعت انزال سے آپ کو بچاوے اور اسکا خیال رکھے اسواسطے کہ عورت کو اکثر بعد دیر کے انزال ہوتا ہو عبد اللہ بن عباس سے مروی ہی کہ مجھکو سرمہ لگانا زوجہ کا پسند آتا ہی جیسا کہ اپنا سرمہ لگانا پسند آتا ہو اور یہ مطالب اس آیت قرآنی سے مفہوم ہوتے ہین جو حقتعالی نے فرمایا کہ لہن مثل الذی علیہن بالمعروف کہ عورتون کا حق مردون پر ویسا ہی جیسا کہ مردون کا حق عورتون پر ہو بطریق شرع کذا فی حاشیۃ الطحطاوی و تزاد فی الشتاء جبۃ و سروالا اور زیادہ کیا جاوے موسم سرما مین جبہ اور پاجامہ ہم یہ ان عورتون کے حق مین ہی جو فقط قمیص مین گذران کرتی ہین جیسے عرب کی گنوار عورتین جنکو بدوی کہتے ہین اور جنکو مدام پاجامہ کی عادت ہی چنانچہ شرفاے ہند مین تو انکو سرما اور گرما مین پاجامہ دینا لازم ہو اور ظہیریہ مین منقول ہو کہ امام محمد نے پوشاک عورت کی سال بھر کی یون بیان کی ہو کہ دو درع اور دو خمار اور ایک ملحفہ درع کرتہ گلے سے قدم تک اور خمار وہ جو سر پر اوڑھا جاوے اور ملحفہ کی تفسیر مختلف ہو بعضے کہتے ہین وہ بڑی چادر ہو جس سے تمام بدن لپیٹکر عورت باہر نکلتی ہو اور بعضون کے نزدیک شب خوابی کا کپڑا اور خصاف نے بجاے درع کے قمیص کو مذکور کیا ہی درع اور قمیص حقیقت مین ایک ہی چیز کا نام ہو فرق اتنا ہو کہ درع وہ ہی جسکا چاک سینہ کیطرف ہو اور قمیص وہ جسکا دونون مونڈھون کیطرف ہو کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن البحر اور فتاوی عالمگیری مین ینابیع سے منقول ہو کہ لباس عورت کا مرد پر واجب ہو موافق دستور کے جیسا کہ عورت کیواسطے مناسب ہی باعتبار عادت گرمی اور جاڑے کے لیکن عادت ہر ملک کے مختلف ہو تو ہر ملک مین ویسا ہی نالازم ہوگا بشرطیکہ ویسا لباس ہو جس سے بدن چھپا رہے نہ لباس شیطانی جو لکھنو وغیرہ مین بالفعل رائج ہو کہ سر اور سینہ بالکل کھلا رہتا ہو حقتعالی انکو حیا نصیب کرے و جاید فعیہ اذی حر و برد اور وہ لباس زیادہ کرنا چاہیے سرما اور گرما مین جس سے گرمی اور جاڑا دور ہو ولحافا و فراشا وحدہا لانہا ربما تعتزل عنہ ایام حیضہا و مرضہا زیادہ دیا جاوے جاڑے مین لحاف اور بچھونا عورت کو علیحدہ یعنی سوا اس لحاف اور توشک کے جسمین زوج اور زوجہ پاس ملکر لیٹتے ہین علیحدہ اسواسطے چاہیے کہ گاہے عورت جدا رہتی ہو زوج سے حیض کے ایام مین یا بیماری کے دنون مین صحیح حدیث مین وارد ہو کہ ایک اوڑھنا بچھونا زوج کا اور ایک دوسرا زوجہ کا اور تیسرا مہمان کیواسطے اور چوتھا شیطان کا یعنی فضول ہو ان طلبتہ لباس کے ان اقسام مذکورہ کو قاضی مقرر کر دے اگر عورت درخواست کرے قاضی سے اسواسطے کہ یہ حق ہو زوجہ کا بدون اسکی نالش اور خواہش کے حاکم پر ٹھہرا دینا لازم ہی نہین ویختلف ذلک یسارا و اعسارا و حالا و بلدا اختیار اور مختلف ہوتی ہو یہ خوراک اور پوشاک باعتبار مقدور اور افلاس کے اور بنا بر موسم اور ملک کے کذا فی الاختیار تو مقدور والے پر اسکے موافق خوراک اور پوشاک زوجہ کی واجب ہو اور مفلس پر اسکے موافق اور گرمی مین گرمی کے موافق اور سردی مین اسکے موافق جیسے جس ملک کی عادت اور رواج ہو بشرطیکہ مخالف شرع شریف کے نہو ولیس علیہ خف امتہا بجنتہ اور واجب نہین مرد پر موزہ دینا عورت کا بلکہ اسکی لونڈی کا موزہ واجب ہی اسواسطے کہ لونڈی باہر نکلتی ہو نہ زوجہ کذا فی المجتبی اگر مرد با مقدور ہو اور ملک کی رسم ہو کذا فی حاشیۃ المدنی وفی البحر قد یستفید من ہذا انہ لو کان لہا امتعۃ من فرش ونحوہا لا یسقط عن الزوج ذلک بل یجب علیہ قدر انیاہا من یامرہا بفرش امتعتہا لہ ولاصیانہا جبر اعلیہا اذ حرام تمتع کسوتہا انتہی اور بحر الرائق مین ہی کہ مستفاد ہوا اس سے یعنی وجوب لباس اور فرش سے ثابت ہوا کہ اگر عورت کے سامان و اسباب ہو از قسم فرش اور ظروف

[illegible] ہوگا [illegible] عورت سے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] مہر [illegible] باب المہر [illegible]

[illegible]

[illegible] نفقہ کا مطالبہ جائز [illegible]

[illegible]

[illegible] عورت کے جہیز کا استعمال [illegible]

[illegible] صاحب بحر [illegible] بہت گفتگو کی ہے [illegible] تفصیل [illegible]

[illegible]

باپ سے [illegible] جہیز [illegible] زوج کو استعمال کرنا [illegible]

صورت میں زوج کو نفقہ [illegible] باپ سے مطالبہ [illegible]

[illegible] البتہ اپنے باپ سے مطالبہ مہر کا اختیار ہے [illegible]

النفقہ حکم [illegible] طلب التقدیر [illegible] البحر الرائق [illegible] القضاء [illegible]

[illegible] تقدیر قاضی کی حکم ہے [illegible] تقدیر نفقہ کا [illegible]

دعوی کے [illegible] قاضی [illegible] حکم [illegible] نفقہ ساقط [illegible] مدت گذرنے سے [illegible] ساقط ہوگا [illegible]

[illegible]

قاضی [illegible] نفقہ [illegible]

[illegible] نفقہ ساقط ہو جائیگا [illegible] تقدیر قاضی [illegible]

[illegible] قاضی [illegible] طرفین کے [illegible]

حکم قاضی [illegible] طرفین [illegible] قاضی کے [illegible] نفقہ [illegible]

حاشیۃ [illegible] فی العقد ان النفقۃ [illegible] الکسوۃ [illegible]

[illegible] نفقہ [illegible] لباس [illegible]

لازم [illegible] عورت کو اختیار [illegible] نفقہ اور لباس [illegible] قاضی سے درخواست تقدیر کی کرے [illegible]

[illegible] صاحب بحر کی [illegible]

[illegible] عقد مشروط [illegible] قاضی مالکی [illegible] قاضی حنفی کو تقدیر نفقہ کی جائز [illegible]

[illegible] صاحب بحر الرائق [illegible] مسئلہ [illegible] کتاب [illegible]

کذا فی الزیلعی الاختیار اور عنقریب یہ واضح ہوگا فروع مین امام زیلعی نے کہا کہ اختیار شرح مختار مین ہی کہ اگر عورت کا زوج مفلس ہی اور اُسکا بیٹا دوسرے زوج سے مالدار ہی
یا بھائی مالدار ہی تو نفقہ عورت کا زوج پر واجب ہی اور حکم کیا جاویگا عورت کے بھائی یا بیٹے پر کہ نفقہ دے عورت کو اور جب اسکے زوج کو مقدور ہو تو اُس سے اپنا قرض
بھر لے جتنا کہ عورت کو دیا ہی اور اگر بھائی یا بیٹا خرچ دینے سے انکار کرے تو مقید ہوگا اسواسطے کہ ایسے حال مین بطور قرض دینا رائج اور مشہور ہی تو اس روایت سے معلوم ہوا کہ
قرض دینا عورت کے نفقہ کیواسطے جبکہ عورت اور اُسکا زوج مفلس ہوں واجب ہی اُس شخص پر جسپر نفقہ عورت کا واجب ہوتا اگر زوج عورت کا نہوتا اور اسیطرح اگر زوج مفلس
کی اولاد صغیر ہو اور اُنکو اُنکے خرچ کی طاقت نہو تو واجب ہوگا نفقہ اولاد صغار کا جسپر صغار کا نفقہ واجب ہوتا اگر اُنکا باپ نہوتا جیسے ماں اور بھائی اور چچا پھر جب
صغار کا باپ مقدور والا ہو تو جسقدر اُنکو کھلایا پہنایا ہو اس سے بھر لے کذا فی حاشیۃ المدنی **قضی بنفقۃ الاعسار ثم ایسر فخاصمتہ تمم نفقۃ الیسار فی المستقبل** قاضی نے
حکم کیا زوج پر نفقہ افلاس کا بسبب مفلس ہونے زوجین کے پھر بعد مدت کے مالدار ہو گیا اور عورت مفلس بنی رہی تب جھگڑا کیا عورت نے زوج سے نفقہ مین تو پورا کر دے
قاضی نفقہ کو موافق مقدور زوج کے آیندہ کیواسطے نہ زمان گذشتہ کیواسطے نفقہ یسار زوج سے مراد یہان نفقہ متوسط ہی اسواسطے کہ جب زوج مالدار ہو اور زوجہ مفلس یا بالعکس تو بموجب
قول مفتی بہ کے متوسط نفقہ واجب ہی اور اگر مصنف یون کہتا کہ بعد مقدور ہونے کے نفقہ متوسط واجب ہی جیسا کہ قول آیندہ مین ہی تو واضح ہوتا کذا فی حاشیۃ الحلبی **بالعکس وجب
الوسط کما مر** یا اسکے بالعکس ہو یعنی زوج اور زوجہ دونون مالدار تھے سو قاضی نے نفقہ یسار کا حکم کر دیا تھا پھر زوج مفلس ہو گیا تو اب متوسط نفقہ واجب ہوگا یعنی مالدار عورت سے
کم اور مفلس عورت سے زیادہ تو زوج مفلس بقدر وسعت کے دیگا اور باقی اسپر قرض رہیگا مقدور ہونے تک چنانچہ شروع باب مین اسکا بیان گذر گیا **صالحت زوجہا علی نفقۃ کل شہر علی
دراہم ثم قالت لا تکفینی زیدت** صالحہ کیا عورت نے اپنے زوج سے عوض نفقہ ہر مہینے کے چند درم پر پھر عورت نے کہا کہ مجھکو اسقدر درم کفایت نہین کرتے ہین تو زیادہ دلائے
جاوینگے صرف ظاہر عبارت اسپر دلالت کرتی ہی کہ بمجرد دعوی کے بدون ملاحظہ کرنے قاضی کے غلہ کے نرخ مین زیادتی ہوگی حالانکہ ایسا نہین بلکہ قاضی نظر کرے سو اگر دراہم کافی نہین
ہون تو اسکے دعوی کو سنے ورنہ الا بقدر کفایت زیادہ کر دے چنانچہ خانیہ مین ہی کہ اگر زوجہ نے مصالحہ کیا زوج سے اسقدر پر کہ اسکو کفایت نہین کرتا تو عورت کو اس صلح سے پھر جانا
اور بقدر کفایت کو طلب کرنا جائز ہی اور بحر الرائق مین ذخیرہ سے منقول ہی کہ جب قاضی نے عورت کا نفقہ معین کر دیا پھر غلہ گران ہو گیا یا سستا ہو گیا تو قاضی اسکو بدل دے کذا فی
حاشیۃ المدنی **ولو قال الزوج لا اطیق ذلک فہو لازم فلا التفات لمقالتہ بکل حال** اور اگر عورت نے مصالحہ کیا نفقہ کا دراہم پر پھر زوج نے کہا کہ مجھکو اسقدر درم دینے
کی طاقت نہین تو یہ صلح لازم ہی تو کچھ التفات نکیا جاویگا اسکے قول پر کسی حال مین خواہ مقدور ظاہر کرے یا نکرے اسواسطے کہ مصالحہ پر راضی ہونا دلیل ہی اسکے قادر ہونے پر **الا اذا تغیر
سعر الطعام وعلم القاضی ان ما دون ذلک الصالح علیہ یکفیہا فحینئذ یفرض کفایتہا نقلہ المصنف عن الخانیۃ وفی البحر عن الذخیرۃ الا ان یتعرف القاضی عن حالہ
بالسؤال من الناس فیوجب بقدر طاقتہ** مگر جبکہ بدل جاوے نرخ غلہ کا اور جانے قاضی کہ جسقدر پر صلح ہو گئی ہی اُس سے کمتر نفقہ عورت کو کفایت کرتا ہی تو اسوقت مین
قاضی بقدر کفایت عورت کے مقرر کر دے نقل کیا ہی اسکو مصنف نے اپنی شرح مین خانیہ سے اور بحر الرائق مین ذخیرہ سے منقول ہی کہ مصالحہ زوج پر لازم ہی مگر یہ کہ حاکم
کرے قاضی زوج کی حیثیت دریافت لوگون سے پوچھکر تب ٹھہرا دے نفقہ کو بقدر اسکی طاقت کے **وفی الظہیریۃ صالحہا من نفقۃ کل شہر علی مائۃ درہم والزوج محتاج
لم یلزمہ الا نفقۃ مثلہا** اور ظہیریہ مین ہی کہ صلح کی زوج نے زوجہ سے ہر مہینہ کے نفقہ مین سو درم پر اور حالانکہ زوج محتاج ہی تو لازم نہ ہوگا زوج کو مگر نفقہ مثل کا
یعنے عورت کے مناسب حال نفقہ لازم ہوگا مصالحہ کا کچھ اعتبار نہ ہوگا **والنفقۃ لا تصیر دینا الا بالقضاء او الرضا ای اصطلاحہما علی قدر معین
اصناف او دراہم فقبل ذلک لا یلزمہ شیء** اور نفقہ زوجہ کا دین نہین ہوتا زوج پر مگر بحکم قاضی یا برضائے طرفین یعنی دونون کے مصالحہ کر لینے سے قدر معین پر خواہ
درمون پر صلح ہو گئی ہو خواہ طعام کی قسمون پر مثلاً گیہون اتنے اور دال اتنی اور گوشت اتنا تو قبل قضا یا رضا کے زوج پر کچھ لازم نہوگا یعنی چند مدت بدون نفقہ
گذر گئی اور پھر قاضی نے نفقہ معین کر دیا یا دونون قدر معین پر راضی ہو گئے تو مدت گذشتہ کا نفقہ دینا لازم نہ ہوگا **وبعدہ ترجع بما انفقت ولو من مال نفسہا بلا
امر قاض** اور بعد قضا یا رضا کے جسقدر عورت خرچ کریگی اُسکو زوج سے بھر لیگی اگرچہ اپنا ہی مال خرچ کیا ہو بدون قاضی کے حکم کے **ولو اختلفا فی المدۃ فالقول**

[illegible] نفقہ معین کیا ہو [illegible]

[illegible] عورت کا [illegible]

[illegible] عدم سقوط [illegible]

[illegible] عدم سقوط [illegible] از اشباہ والنظائر [illegible]

[illegible] ذکرہ ابن الشحنۃ [illegible] لیستدا المفروض [illegible] ساقط ہوتا ہو [illegible]

[illegible] زوج کی موت سے یا عورت کی موت سے اگرچہ طلاق [illegible] نفقہ [illegible] موت اور طلاق سے

ساقط ہو جاتا ہو [illegible] موت سے ساقط ہوتا ہو اور بحر الرائق میں [illegible] عدم سقوط النفقہ پر اعتماد کیا ہو طلاق میں بھی [illegible]

[illegible] شرح منظومہ [illegible] اس قول پر اعتماد کیا ہو کہ طلاق میں بھی عدم سقوط النفقہ پر فتوی ہو تاکہ لوگ [illegible] حیلہ [illegible]

یعنی جب بہت نفقہ جمع ہو تو عورت کو طلاق دیدیں پھر رجعت کر لیویں [illegible] نفقہ دینا نہ پڑے [illegible] عورتوں کا بڑا نقصان ہو [illegible] عدم سقوط کو طلاق میں بھی

[illegible] نے پسند کیا ہو [illegible] کہتا ہو ہمارے استاد خیر الدین رملی نے قول اول پر فتوی دیا ہو یعنی مطلق طلاق کے سقوط نفقہ [illegible]

[illegible] اس قول کی تصحیح کی ہو جسکی بحث بحر الرائق میں کی یعنی عدم سقوط النفقہ کی اگرچہ طلاق بائن ہو [illegible]

[illegible] یعنی اگر بعد نفقہ مفروض ہونے کے زوج نے طلاق دی ہو تو قاضی اور مفتی کو غور کرنا

چاہیے سو اگر معلوم ہو کہ نفقہ نہ دینے کی وجہ سے اسنے طلاق دی ہو تو عدم سقوط کا حکم کرے یا فتوی دے اور اگر زوجہ کی بدمزاجی سے طلاق دی ہو تو سقوط النفقہ کا حکم یا فتوی دے

مقدسی نے [illegible] اور [illegible] نے بھی اسی پر اعتماد کیا ہو کذا فی حاشیۃ المدنی **الا اذا استدانت بامر قاضی** [illegible] تسقط بموت وطلاق فی الصحیح [illegible]

[illegible] ابن الکمال الا اذا استدانت بعد فرض قاضی [illegible] یعنی مگر جبکہ بعد مفروض ہونے نفقہ کے عورت نے قرض لیا ہو نفقہ قاضی کی اجازت سے تو واجب نہ

ساقط ہوگا موت یا طلاق سے قول صحیح میں کذا فی المحیط اسواسطے کہ مذکور ہو چکا ہو کہ بحکم قاضی قرض لینا عورت کا مانند قرض لینے زوج کے ہو بذات خود تو جیسے زوج کا

قرض لازم الادا ہو ویسے ہی عورت کا کذا فی البحر [illegible] عبارت ابن کمال کی [illegible] ہو کہ موت اور طلاق سے نفقہ مفروضہ ساقط ہوتا ہو مگر جبکہ عورت نے نفقہ قرض لیا بعد فرض قاضی

کے تو ساقط نہیں ہوتا اگرچہ بدون حکم قاضی کے قرض لیا ہو تو اسکی تحریر اور تنقیح کتب نقد سے کرنا چاہیے [illegible] حلبی نے لکھا کہ قول ابن کمال کا [illegible] کے خلاف ہو [illegible]

کے نہیں کذا فی حاشیۃ المدنی **ولا ترد النفقۃ والکسوۃ المعجلۃ** بموت او طلاق [illegible] اور نہ پھیرا جاویگا نفقہ اور لباس جو پیشگی دیا گیا ہو موت سے

[illegible] طلاق سے زوج نے پیشگی دیا ہو [illegible] اگرچہ نفقہ اور لباس بعد موت اور طلاق کے موجود ہو صرف میں نہ آیا ہو تو بھی [illegible] اسی پر فتوی ہو کذا فی

[illegible] الخانیہ **ویباع القن** [illegible] مدبر ومکاتب لم یعجز **المأذون بالنکاح** [illegible] نفقۃ زوجتہ المفروضۃ [illegible]

[illegible] ذخیرہ [illegible] زوجہ کے نفقہ مفروضہ میں بیچا جاویگا خالص غلام جسکو اذن دیا مولی نے نکاح کا اور بدون اذن مولی کے اگر غلام نے

نکاح کیا تو اس سے مطالبہ نفقہ کا بعد اسکی آزادی کے ہوگا اور مدبر اور وہ مکاتب جو عاجز نہیں [illegible] کتابت سے محنت مزدوری کر کے [illegible] واسطے نفقہ زوجہ کے

خالص غلام اس نفقہ کیواسطے بیچا جاویگا جبکہ اسپر [illegible] نفقہ جمع ہو جاوے [illegible] عوض نفقہ [illegible] کذا فی الذخیرۃ [illegible]

غلام کی زوجہ [illegible] اسکے واسطے بیچا جاویگا [illegible] ولا نفقۃ لولدہ [illegible] لتبعیتہ للام [illegible] نفقہ [illegible]

[illegible] غلام کا [illegible] نفقہ [illegible]

[illegible] مکاتب [illegible]

تو لڑکا بھی مکاتب ہو اور اگر ماں لڑکے کی لونڈی ہو یا مدبرہ یا ام ولد تو نفقہ اُسکا مولے پر ہو اسواسطے کہ لڑکا مملوک ہو مولی کا ولو مکاتبین سعی لامہ ونفقتہ علی ابیہ
جوہرہ اور اگر زوج اور زوجہ دونوں مکاتب ہوں تو کوشش کریگا لڑکا اپنی ماں کیواسطے یعنی اُسکے کسب کی ماں مالک ہوگی اسواسطے کہ لڑکا ماں کا تابع ہو اور
نفقہ ولد کا اُسکے باپ پر ہو کذا فی الجوہرہ مترجم عبارت جوہرہ کا یہ مضمون ہو کہ اگر مولی نے اپنے غلام کا نکاح اپنی لونڈی سے کردیا پھر دونوں کو مکاتب کیا پھر دونوں
کے ولد پیدا ہوا تو ولد اپنی ماں کی کتابت میں داخل ہوگا اور کسب ولد کا ماں کا ہوگا اور نفقہ ولد کا اُسکی مکاتبہ ماں پر نہ آپڑیگا اور نفقہ مکاتبہ کا زوج پر واجب ہوگا
انتہی مضمون الجوہرۃ تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ جو شرح میں ہو کہ نفقہ ولد کا اُسکے باپ پر ہو سو غلط ہو اسواسطے کہ مخالف ہو جوہرہ کے اور بحر الرائق کے بھی مخالف ہو کذا فی
حاشیۃ المدنی اور فتاوی عالمگیری میں محیط سے منقول ہو کہ ایک مرد نے مکاتب کیا اپنے غلام اور لونڈی کو پھر دونوں کا نکاح کردیا پھر وہ لڑکا جنی تو نفقہ ولد کا ماں پر ہوگا نہ باپ
پر تو بالیقین معلوم ہوگیا کہ عبارت شرح کی یہاں غلط ہوگئی ہو مرۃ بعد اخری ای لو اجتمع علیہ نفقۃ اخری بعد ما اشتراہ من علم بہ اولم یعلم ثم علم فرضی بیع ثانیا
کذا المشتری الثالث وہلم جرًا لانہ دین حادث قالہ الکمال وابن الکمال فما فی الدرر تبعا للصدر سہو غلام خالص اپنی زوجہ کے نفقہ میں باربار بیچا جاویگا یعنی اگر
غلام پر دوسرا نفقہ مجتمع ہوا بعد خرید کرنے اُس شخص کے جو غلام کا حال جانتا تھا یا اُسکو معلوم نہ تھا پھر خرید کرنے کے بعد اُسنے جانا اور راضی ہوگیا یعنی یہ نقصان
جانکر رد بیع نہ کیا تو دوسری بار غلام بیچا جاویگا نفقہ ثانیہ کیواسطے اور اسی طرح اگر مشتری ثالث خرید کریگا یہ حال جانکر یا بعد علم کے راضی ہوگا تو تیسرے نفقہ کیواسطے بیچا
جاویگا وعلی ہذا القیاس چوتھی بار اور پانچویں بار اسواسطے کہ نفقہ دین حادث ہو یعنی روز بروز پیدا ہوتا جاتا ہو تو جتنی بار اتنا نفقہ جمع ہوگا کہ غلام اُسکے دینے سے عاجز ہوگا تو
اُتنی بار ادائے نفقہ کیواسطے بیچا جاویگا بخلاف اور دینوں کے کہ وہ روز بروز پیدا نہیں ہوتے جاتے لہذا مہر وغیرہ دینوں میں ایکبار غلام بیچا جاویگا نہ باربار اسی طرح مذکور کیا ہو
کمال الدین نے فتح القدیر میں اور ابن کمال نے ایضاح میں اور اصطلاح میں سو جو کہ درر میں باتباع صدر الشریعۃ مذکور ہو سو سہو اور غلط ہو مترجم شرح وقایہ میں صدر الشریعۃ
کے کلام کا حاصل یہ ہو کہ غلام نے باجازت مولی ایک عورت سے نکاح کیا اور قاضی نے اُسکا نفقہ غلام پر مقرر کردیا سو اُسپر ہزار درم جمع ہوگئے اور پانسو درم پر غلام بیچا گیا
اور یہی اُسکی قیمت تھی اور مشتری جانتا تھا کہ اُسپر دین نفقہ کا ہنوز موجود ہو تو دوسری بار بیچا جاویگا بخلاف اسکے کہ اگر غلام پر ہزار درم کا دین ہوگا اور کسی
سبب سے اور وہ پانسو کو بیچا جاویگا تو دوسری بار نہ بیچا جاویگا انتہی اور یہی عبارت بعینہ درر غرر میں ہو تو ظاہر کلام صدر الشریعۃ سے یہ مستفاد ہوتا ہو کہ بیع ثانی
غلام کی واسطے ادا کرنے باقی پانسو درم کے ہوگی آخر کلام کے قرینہ سے اور حالانکہ یہ صحیح نہیں اسواسطے کہ فقہا نے تصریح کی ہو کہ دین نفقہ میں جو غلام باربار بیچا جاتا ہو اسکی
علت یہ ہو کہ نفقہ تھوڑا تھوڑا حادث ہوتا جاتا ہو مشتری کے پاس اور حالانکہ پانسو باقی درم مشتری کے پاس حادث نہیں ہوئے تو اُنکے واسطے دوسری بار ہرگز نہ بیچا جاویگا بلکہ اُسکے ادا
کیواسطے تا زمان عتق انتظار کیا جاویگا کذا فی منح الغفار وحاشیۃ المدنی وتسقط بموتہ وقتلہ فی الاصح اور ساقط ہوتا ہو نفقہ غلام کی موت اور مقتول ہونے سے قول اصح میں و
یباع فی دین غیرہا مرۃ لعدم التجدد اور غلام بیچا جاویگا نفقہ زوجہ کے دین کے سوا اور دین میں ایکبار بسبب عدم تجدد کے یعنی نفقہ کے سوا اور دین روز بروز پیدا نہیں
ہوتا جاتا ہو بلکہ یکبارگی ہوتا ہو تو اُسکے واسطے ایک ہی بار بیع بھی ہوگی ویسعی فی الماذون ان للغرماء استسعاءہ ومفادہ ان لہا استسعاءہ لو النفقۃ کل ایام بحر اور آویگا احکام عبد
ماذون میں کہ صاحبان دین کو کسب کروانا غلام سے اور اُسکی اجرت لینا درست ہو اپنے دین میں تو اس سے مستفاد ہوا کہ زوجہ کو بھی اُس سے محنت مزدوری اپنے نفقہ کیواسطے کروانا
جائز ہو اگرچہ ہر دن کے نفقہ کیواسطے ہو کذا فی البحر اسواسطے کہ زوجہ بھی صاحب دین ہو قال وہل یباع فی کفنہا ینبغی علی قول الثانی المفتی بہ نعم کما یباع فی کسوتہا کہا صاحب بحر نے کہ غلام
زوجہ کے کفن کیواسطے بیچا جاویگا بنابر قول ابو یوسف کے جو مفتی بہ ہو یا نہیں جواب اسکا یہ کہ ہاں کفن کیواسطے بیچا جاویگا چنانچہ عورت کی پوشاک کیواسطے بکتا ہو مترجم یہ جواب روایت مذہب
نہیں بلکہ ابی یوسف کے اس قول سے کہ کفن برابر پوشاک کے ہو صاحب بحر نے استخراج کیا ہو اور صاحب نہر اور حموی نے بھی اسکو پسند کیا کذا فی حاشیۃ المدنی ونفقۃ الامۃ المنکوحۃ
ولو مدبرۃ او ام ولد اما المکاتبۃ فکالحرۃ انما تجب علی الزوج ولو عبدا بالتبوئۃ ان یدفعہا الیہ ولا یستخدمہا اور نفقہ منکوحہ لونڈی کا اگرچہ مدبرہ او ام ولد ہو نہیں واجب
ہوتا ہو زوج پر اگرچہ وہ غلام ہو مگر علیحدہ مکان دینے سے اسطرح پر کہ لونڈی اسکو سپرد کردے مالک اور اُس سے خدمت نہ لے اور اگر مالک لونڈی کو اپنے کاروبار میں رکھیگا

اور اس میں نفقہ واجب ہو گا تو بروایت کے بھی نفقہ واجب ہوگا کیونکہ ہونے پر موقوف نہیں ہے ... عورت ...
اس میں صحبت ... اور یہ بات صحت کو نہیں روکتی ہے اور دوسری حالت کی قدرت میں ہے بوجہ قدرت کے نفقہ پر ہو گا ... فی تعلیل المرقی
المعنی ... الموطوئی ... فلا یتحقق الفراق لاجل انتفاء العدة ولوقتا بالحمل ابتداء انتقل ... نفقہ ...
استقرت ... حمل ... کے واسطے انتہاء عدت کے قبل ... حق قرض کے مثل
... اور نفقہ ... اب ... کا ... حیثیت سے ... کے ...
... مدت ... نفقہ ... فی البحر ... فی البدایة ... نفقات ... روایات ... اور بحر الرائق ... سے
... نفقہ ... کے ... روایات مختلفہ ... اعتبار حال زوجین کا ... ہو
... میں ایک ... اور ... تو زوجہ کا نفقہ ... ہوگا ... زوجین ... نفقہ متوسط ... اور ... نفقہ
متوسط ... مناسب ... ہے۔ وكذا تجب لها السكنى في بيت خالٍ عن أهله لفظ الذي ... ان ... ذا ... عن غيرها
حالہا کالطعام والکسوة اور جس طرح طعام اور لباس ... تو زوج پر واجب ہے اسی طرح سکنی بھی واجب ہے یعنی زوجہ کے رہنے کو ایک ایسی کوٹھری یا مکان دینا واجب ہے جو خالی ہو
کے لوگوں سے یعنی ... زوج کی ... مگر ... طفل کے جو جماع کو نہیں جانتا اور زوج کی لونڈی ... کے سوا ... سے کہ ... جو
کا ... نہیں ہے واسطے کہ ... طفل ... شرم نہیں آتی اور ... ولد ... صحبت کے وقت ... اور ... مکان زوجہ کا زوج کے لوگوں سے خالی
چاہیے ... زوجہ کے لوگوں سے بھی خالی چاہیے اگر زوجہ ... سے مکان ... زوجہ کا زوج پر واجب ہے بقدر حال زوجین کے مانند طعام اور لباس کے
کہ ... بیت منفرد من دار له غلق زاد في الاختيار ... ومرافق ... کفایت کرتا ہے حصول مقصود ...
اور کفایت کرتا ہے زوجہ کو ... ایک کوٹھری ... اور اختیار شرح مختار ... کوٹھری ... پر مرافق کو زیادہ کیا ... کوٹھری کے ساتھ ضرورت
مکان بھی ... لازم ہیں ... پاخانہ اور ... اور اسی پر فتویٰ ... ہو کذا فی البحر الرائق میں ... کہ کوٹھری ... عورت کو ... ہو
واسطے حصول مقصود کے ... خلاصہ یہ ہے کہ ہدایہ میں ... کوٹھری ... مرافق کو ذکر نہیں کیا اور صاحب
نے بروایت اختیار ... مرافق کا ... ہے اور شرنبلالی نے برہان سے نقل کیا ہے کہ کوٹھری کامل المرافق لازم ہے ... پاخانہ زوجہ کا علیحدہ
لازم ہے واسطے کہ پاخانہ ... کذا فی حاشیة الدر ... جب ثابت ہوا کہ عورت کو علیحدہ مکان ...
تو یہ جو ہندوستان میں ... میں رواج ہے کہ زوجہ کے واسطے علیحدہ مکان دینے کا اہتمام نہیں کرتے ... صرف ...
گھر کے لوگ ... ایک کوٹھرے کا پردہ ... اور زوجہ کے واسطے کر دیتے ہیں یہ رسم مخالف ہے شرع شریف کے ... ہے
... کے سبب ... زوجین کی حرکات ... تو ... سمجھنا چاہیے علیحدہ مکان ... کا اہتمام بالضرور لازم ہے ... الخانیة ...
یکون في الدار احد من احماء الزوج يؤذيها اور بحر الرائق میں خانیہ سے منقول ہے کہ شرط سکنی یہ ہے کہ گھر میں کوئی زوج کے اقربا سے نہ ہو جو زوجہ کو ایذا دیتا
ہو ... لغت عرب میں احماء ان کو کہتے ہیں جو زوجہ کے رشتہ دار ہوں جانب زوج سے جیسے عورت کا سسر یا جیٹھ یا دیور لیکن ... میں تصریح ہے کہ جب ایک
مکان میں ... ہوں اور زوجہ کو ایک کوٹھری ... علیحدہ ... ہو تو سسر اور دیور کا گھر میں رہنا درست ہے ... مطالبہ کرنا علیحدہ مکان کا نہیں پہنچتا
کذا فی منح الغفار ... دار ... مطالبہ ... دار ... نقل کیا ہے مصنف نے ... سے
کفایت کرتا ہے ... ساتھ سسر یا دیور کے ... سو ان کے ... زوجہ ... ہر ایک ... ایک کوٹھری کو علیحدہ ... طلب ... زوج ... ہو

اسواسطے کہ جسقدر عورت کو سوت کے پاس رہنے سے تکلیف ہوتی ہی اتنی سسر یا دیور سے نہین ہوتی ہم علی الخصوص ہندوستان کی عورتین کہ سوت سے نہایت رنج مین ہوتی ہین بسبب قلت رواج کے تو ہندوستان مین دو یا تین یا چار سوتون کو ایک گھر مین رکھنا اگرچہ ہر ایک کا مکان علیحدہ علیحدہ ہو گویا اپنی زندگی تلخ کرنا ہی ولا یلزم ماتیا نہا بمونستہ ویبرالزوج بالسکانہا بین جیران الصالحین بحیث لا تستوحش سراجیہ اور واجب نہین زوج پر زوجہ کے پاس ایسی عورت رکھنا جو سکا دل لگایا کرے اور زوج پر داراقتضائے حکم کیا جاوے کہ زوجہ کو رکھے نیکبخت ہمسایہ مین ایسی جگہ جہان وہ نہ گھبرائے اور اسکو وحشت نہو کذا فی السراجیہ ہم بیان سراجیہ سے مراد فتاوی سراج الدین قاری ہدایہ ہی نہ دو فتاوی سراجیہ کہ کے مشہور ہی کذا فی منح الغفار شیخ رحمتی محشی نے کہا کہ پڑوسیون کے ایسے گھر قریب ہون کہ اگر عورت کو کوئی مصیبت پیش آوے تو انکو پکار سکے یا تنہائی کے وقت ہمسائی عورتون سے کلام کر سکے تو ایسے مکانات بلند کے پاس رہنا جہان پکارنے سے آواز نہ جا سکے کافی نہین کذا فی حاشیۃ المدنی ومفادہ ان البیت بلا جیران لیس مسکنا شرعیا بحر اور سراجیہ کے کلام سے مستفاد ہوا کہ ایسا مکان جسکے گرد پیش پڑوسی لوگ نہون وہ مکان مسکن شرعی نہین اسواسطے کہ اسمین عورت کو امن نہین کذا فی البحر الرائق وفی النہر ہذا ظاہر وجوبہا لو البیت خالیا عن الجیران لا سیما اذا خشیت علی عقلہا من سعتہ قلت لکن نظر فیہ شرنبلالی بما مران ما لا جیران لہ غیر مسکن شرعی فتنبہ اور نہر الفائق مین ہی کہ ظاہر کلام سراجیہ وجوب مونسہ پر دلالت کرتا ہی یعنی زوج پر واجب ہی کہ ایک عورت بات چیت کرنے والی زوجہ کے پاس مقرر کردے اگر مکان خالی ہو پڑوسیون سے خصوصا جبکہ زوجہ ڈرے اپنے زوال عقل پر بسبب کشادگی مکان کے شارح کہتا ہی لیکن اسمین اعتراض کیا ہی شرنبلالی نے اس قول سے جو مذکور ہوچکا یعنی جس مکان کے پڑوسی نہون اسکو شرع مین مکان ہی نہین کہتے تو خبردار ہو جاؤ یعنی مکان کی کشادگی اور تنگی کا کچھ اعتبار نہین بلکہ پڑوسیون کا اعتبار ہی تو جہان پڑوسی نیکبخت نہین تو وہان سے نقل مکان لازم ہی دوسری عورت کا مقرر کرنا موانست کیواسطے لازم نہین **ولا یمنعہا من الخروج الی الوالدین فی** کل جمعۃ ان لم یقدرا علی اتیانہا علی ما اختارہ فی الاختیار ولو ابوہا زمنا مثلا واحتاجہا فعلیہا تعاہدہ ولو کافرا وان ابی الزوج فتح اور نہ منع کرے زوج زوجہ کو ماں باپ کے پاس جانے سے ہر جمعہ مین یعنی سات دن مین ایکبار بشرطیکہ والدین اسکے پاس آ سکتے ہون یہ حکم بنا بر اُس روایت کے ہی جسکو اختیار مین مختار کیا ہی اور اگر زوجہ کا باپ لنگڑا ہو یا کوئی اور بیماری اسکو ہو اور وہ اسکی خدمت کا محتاج ہو تو عورت پر اسکی خبرگیری اور خدمت واجب ہی اگرچہ باپ کافر ہو اور اگرچہ زوج اسکی خدمت سے منع کرتا ہو کذا فی فتح القدیر اور اگر باپ کا کوئی خادم ہو تو اسپر خبرگیری واجب نہین اور عورت اسقدر عصیان زوج سے ناشزہ نہوگی کہ اسکا نفقہ زوج پر واجب ہے کذا فی حاشیۃ المدنی ولا یمنعہا من الدخول علیہا فی کل جمعۃ وغیرہما من المحارم فی کل سنۃ لہا الخروج ولہم الدخول زیلعی اور زوج منع نکرے زوجہ کے والدین کو اسکے پاس آنے سے ہر ہفتہ مین ایکبار اور ماں باپ کے سوا اور محارم کو جیسے چچا ماموں بھائی عم خالہ ہین کو ہر سال مین ایکبار آنے سے منع نکرے تو عورت کو انکے پاس جانا اور انکو عورت کے پاس آنا جائز ہی کذا فی الزیلعی ویمنعہم من الکینونۃ وفی نسخۃ البیتوتۃ لکن عبارۃ ملا مسکین من القرار عندہا بہ یفتی خانیۃ اور زوج منع کرے ماں باپ اور محارم کو زوجہ کے پاس رہنے ٹھہرنے سے اسواسطے کہ ٹھہرنے سے گاہے زوج کو ضرر پہونچتا ہی اور اسی پر فتوی ہی کذا فی الخانیۃ اور متن کے ایک نسخہ مین بیتوتت ہی بجائے کینونت یعنی محارم کو شب باشی سے منع کرے اور عبارت ملا مسکین یہ ہی کہ محارم کو عورت کے پاس قرار سے یعنی ٹھہرنے سے منع کرے تو قرار کی لفظ سے کینونت کا نسخہ راجح ہو گیا ہم فتاوی عالمگیری مین قاضیخان اور خزانہ سروجی سے منقول ہی کہ فتوی اسپر ہی کہ زوجہ کو والدین کے پاس جانے سے اور انکو اسکے پاس آنے سے ہر جمعہ مین ایکبار منع کرنا جائز نہین اور محارم کے پاس آنا جانا سال بھر مین ایکبار مفتی بہ ہی ہان البتہ زوج کو اختیار ہی کہ انکو زوجہ کے پاس ٹھہرنے نہ دے اور ہدایہ اور اختیار شرح مختار مین مصرح ہی کہ محارم کو ہر وقت اختیار رہی کہ عورت سے باتین کرین اور اسکو دیکھین بشرطیکہ گھر مین داخل ہون زوج کو انکا منع کرنا نہین پہونچتا کہ اسمین قطع رحم ہوتا ہی اور صحیح حدیث مین ثابت ہوا ہی کہ قاطع رحم بہشت مین نہ داخل ہوگا اور بحر الرائق مین ہی کہ بموجب قول صحیح مفتی بہ کے عورت کو نکلنا والدین کے ملنے کو جمعہ مین ایکبار اور محارم کے ملنے کیواسطے سال مین ایکبار باجازت و بلا اجازت زوج کے جائز ہی اور اس سے زیادہ والدین اور محارم کیواسطے جانا بدون اجازت کے جائز نہین اور خلاصہ مین ہی کہ زوج کو جائز ہی کہ زوجہ کو سات جگہ نکلنے کی اجازت دے ماں باپ کے ملنے کو اور انکی بیمار پرسی کو اور انکی ماتم پرسی کو یا ان دونون سے فقط ایک کے ملنے کو یا ایک کی

جانا درست ہی کذا فی البحر لیکن زوجہ کو اجازت دینا حمام جانیکی مکروہ ہی کذا فی شرح النقایہ اور ایسا ہی بیاہ شادی میں جانیکو منع کرنا کہ عورتون کا مجمع ہوتا ہے منع کرسکتا ہی

خاصکر اس زمانے میں کہ بعض عورتون کے حق میں کہ اس میں بیاہ شادی کے جلسے سے بری باتون سے بعض بعض عورتون سے ایسا ہوتا ہی جو

عورت کو منع کرنا چاہیئے اور بعض بیاہ شادی میں جو بدعت اور گناہ ہوتے ہیں کہ عورتون کی ہی مجلس ہوتی ہے اور جب بری باتین ہوتی ہیں تب سے بھی منع کرے

اور جو جگہ محفل شادی کے مقام کو ولیمہ کہتے ہیں اگر وہان بدعت ہو تو جانا جائز نہیں ہی اور بعض کا قول ہی کہ ایسی صحبت سے بچنا لازم ہی

کیونکہ فساد ہی کذا فی حاشیۃ المدنی وفی البحر منعہا عن الغزل وکل عمل ولو تبرعا لاجنبی ولو قابلۃ او مغسلۃ لتقدم حقہ علی فرض الکفایۃ اور کا الاولی میں ہی کہ

زوج کو جائز ہی منع کرنا زوجہ کو ہر ایک کام سے خواہ وہ کام اپنے واسطے زوجہ کرتی ہو یا اجنبی کے واسطے بطریق احسان کرتی ہو اگرچہ زوجہ دائی جنائی

یا مردہ شو ہو بے اجازت زوج کے یہ کام نہین کرسکتی بسبب مقدم ہونے حق زوج کے فرض کفایہ پر یعنی جنانا اور مردہ کو غسل دینا فرض عین نہیں بلکہ فرض

کفایہ ہی اور حق زوج کا حق اسپر مقدم ہی کہ خلاف حج مفروض کے کہ اسمین زوج منع نہین کرسکتا اگر اسکے ساتھ کوئی محرم ہو اسواسطے کہ فرض عین ہی

اور حق کا مقدم نہین ہی کہ تمام خواص میں روایت ہی کہ دائی جنائی اور مردہ شو اور اپنے قرض کی نالش کو عورت کا نکلنا جائز ہی زوج اجازت دے یا نہ دے اور

معجل مہر قبل مہر معجل کے مقبوض ہونے کے کذا فی النہر یعنی جبتک مہر معجل کو زوج نے نہین دیا تب تک وہ بے اجازت نکل سکتی ہی اور اگر مہر معجل ادا کر دیا جسکے سوا اُس

عورت کے کوئی دائی جنائی یا مردہ شو نہین تو اس صورت میں اسکا نکلنا ضرور ہوگا اگرچہ زوج منع کرتا ہو اسواسطے کہ اب جنانا یا مردہ کو غسل دینا فرض کفایہ نہ رہا بلکہ فرض

عین ہو گیا اور فرض کیواسطے نکلنا اگر عورت پردہ دار نہین تو بلا اجازت جانا جائز ہی اور اگر پردہ دار ہو تو اسکو بلا اجازت نکلنا جائز نہین سواسطے کہ نالش کیواسطے اُسکی طرف

سے وکیل کفایت کرتا ہی کذا فی حاشیۃ المدنی ومن مجلس العلم الا لنازلۃ امتنع زوجہا من سوالہا اور جائز ہی زوج کو منع کرنا عورت کا علم کی مجلس سے یعنی وعظ اور درس میں

نہ جانے دینا درست ہی مگر زوجہ کو اس مسئلہ ضروری کے دریافت کرنے کیواسطے بلا اجازت زوج کے نکلنا درست ہی جس مسئلہ کو زوج اسکا کسی عالم سے سوال کرکے دریافت

نہین کر دیتا اور اگر زوج کسی عالم سے دریافت کرکے اسکو بتا دیگا تو پھر عورت کو نکلنا جائز نہوگا اور اگر عورت کو مسئلہ دریافت کرنیکی نہایت ضرورت ہو اور اسنے چاہا کہ مجلس علم میں

جاکر ان کو مسائل ضروریہ جماعۃ کو سیکھون تو اگر زوج مسئلہ دان ہو تو اسکو بتا دے اور وہان جانے سے روکے اور اگر جاہل ہو تو بہتر ہی کہ آپ جاکر مجلس علم میں جانے سے لیکن

اگر منع کریگا تو بھی درست ہی اسلئے کہ کسی مسئلہ خاص کے دریافت کرنے کی اسکو ضرورت نہین کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن البحر ومن الحمام الا لنفساء وان جاز بلا تزین وکشف عورۃ

احد قال الباقانی وعلیہ الفتوی فلا خلاف فی منعہن للعلم بکشف بعضہن وکذا فی الشرنبلالی معزیا للکمال اور جائز ہی زوج کو منع کرنا زوجہ کا حمام کے جانے سے مگر

نفاس والی اور بیمار عورت کو کذا فی فتح القدیر اگرچہ حمام میں جانا عورتون کا بدون آرائش اور بدون اسکے کہ کسی کے سامنے بدن کھلا دے جائز ہی باقانی نے

کہا کہ اسی پر فتوی ہی پھر سبب عدم آرائش اور عدم کشف عورت شرط ہونے کی خروج کی تو ہی اسمین کچھ اختلاف نہین زوجہ عورتون کے منع کرنے میں دخول حمام سے اسواسطے کہ

بالیقین معلوم ہی کہ بعضی عورتین بلکہ اکثر مکشوف العورۃ ہو جاتی ہین اور اسیطرح شرنبلالیہ میں بنقل کلام کمال الدین کے شیخ رملی نے کہا اور اسیطرح عورتون کے نکلنے میں

فی الحقیقۃ اختلاف نہین ہی اسواسطے کہ انکی عادت ہی کہ بدون آرائش اور زینت کے نہین نکلتی ہین حالانکہ ایسا نکلنا حرام ہی کذا فی حاشیۃ المدنی ص فتح القدیر میں کمال الدین

نے کہا ہی قول فقیہ ہی کہ دخول حمام عورت کو ممنوع ہی اور قاضیخان نے کہا کہ مشروع ہی بشرط عدم کشف عورت تو فی الحقیقۃ اب کچھ اختلاف دونون قولون میں نہ رہا

اور منع کرنا عورتون کا متفق علیہ ہو گیا اسواسطے کہ اکثر نسا مکشوف العورۃ ہو جاتی ہین حمام میں اور چند احادیث مؤید ہین فقیہ کے قول کی یعنی منع دخول حمام

کی لیکن نفاس والی عورت اور مریضہ کا استثنا ابو داؤد اور ابن ماجہ کی حدیث میں ثابت ہی انتہی کلامہ وتفرض النفقۃ بانواعہا لزوجۃ الغائب مدۃ سفر

تصیر فیہ (؟) کذا فی البحر وہو مفقود اور مقرر کیا جاویگا تینون قسم کا نفقہ زوج غائب کی زوجہ کیواسطے جسکی غیبت بقدر مدت سفر ہو یعنی جو تین منزل یا اس سے زیادہ ہو

کذا فی البصیر (؟) اسکو بحر الرائق میں پسند کیا ہی اگرچہ زوج غائب مفقود الخبر ہو گیا ہو مگر زوجہ غائب کے نفقہ ٹھہرانے میں مدت سفر شرط نہین کذا فی الدر المنتقی

عن قاضی خان المحیط و طفله ومثله کبیر زمن جع انثی مطلقًا اور مقرر کیا جاوے نفقہ طفل غائب کیواسطے اور مانند طفل کے وہ بالغ بیٹا ہے جو لنگڑا ہو اور بیٹیاں صغیرہ ہون
یا کبیرہ و ابویہ فقط فلا تفرض لمملوکہ واخیہ ولا یقضی عنه دینه لانه قضاء علی الغائب اور مقرر کیا جاوے نفقہ غائب کے والدین کیواسطے فقط تو اُسکے غلام اور بھائی کیواسطے نہ مقرر
ہوگا اور نہ غائب کیطرف سے اُسکا دین ادا کیا جاوے اسواسطے کہ اُسکی طرف سے دین ادا کروانا یہ غائب پر حکم کرنا ہے اور قضا علی الغائب جائز نہین فی مال له من جنس حقهم
کنقیر وطعام وثیاب لا خلافه فیفتقر للبیع ولا یباع مال الغائب اتفاقًا غائب کے اُس مال مین نفقہ ٹھہرایا جاوے جو زوجہ اور طفل اور والدین کے حقوق کی جنس سے ہو جیسے سونا چاندی اور
اناج یا کپڑا ہو اُنکے لباس کے مناسب ورجہ مال کہ اُنکے حقوق کے مخالف ہو جیسے اسباب اور زمین تو اُسمین بیچنے کی حاجت ہوگی تاکہ نفقہ اُنکا حاصل ہو اور حالانکہ مال غائب کا بیچنا بالاتفاق
امام اور صاحبین کے جائز نہین عندهم او علی من یقر به عند الامانة وعلی الدین قید لهما اولا غائب کے اُس مال سے نفقہ مقرر ہوگا جو اُن لوگون کے پاس یا اُس شخص پر ہو جو
امانت یا دین کا اقرار کرتا ہو متن کے کلام مین لفظ عند کا واسطے امانت کے اور لفظ علی کا واسطے دین کے مستعمل ہوا ہے اسواسطے کہ امانت کا مال بعینہٖ امین کے پاس رہتا ہے اور مدیون کے پاس دین
بعینہٖ نہین ہوتا بلکہ دین عبارت ہے امر معنوی سے کہ اُسکے ذمہ پر لازم ہوتا ہے پھر جب ثابت ہو کہ غائب کا مال ایک شخص کے پاس امانت ہے اور دوسرے شخص پہ دین ہے تو نفقہ زوجہ
وغیرہا کا پہلے امانت کے مال سے لیا جاوے اسواسطے کہ امانت مین ہلاکی متصور ہے بلا ضمان بخلاف دین کے اور چونکہ قاضی ناظر اور خیر خواہ ہے غائب کا تو اُسپر لازم ہوا
کہ پہلے امانت کو صرف کرا دے بعد اسکے دین کو اور شیخ رمتی نے کہا کہ اگر مال غائب کا زوجہ کے پاس ہو گھر مین تو بہتر یہ ہے کہ قاضی اول اُسی کو صرف کرا دے پھر
امانت کو پھر دین کو کذا فی حاشیة المدنی ولو انفقا بلا فرض ضمنا بلا رجوع اور اگر غائب کے امانت دار یا مدیون نے زوجہ اور طفل اور والدین کو نفقہ دیا بلا فرض کرنے قاضی
کے تو دونون ضامن ہونگے مال کے بلا رجوع کے یعنی زوجہ وغیرہا سے نفقہ کو نہ پھیر سکینگے ویقبل قول المودع فی الدفع للنفقة لا المدیون الا ببینة او اقرارها بحر یعنی
یعنی بعد حکم قاضی کے اگر امانت دار کہے کہ مین نے نفقہ زوجہ کو دیا اور عورت منکر ہو تو امانت دار کا قول مقبول ہوگا اور مدیون کا قول امین مقبول نہوگا بدون گواہون
کے یا بدون زوجہ کے اقرار کے کذا فی البحر اور اسکا ذکر آویگا وبالزوجیة وبقرابة الولاد اور زوجیت اور قرابت ولادت کا اقرار کرے امانت دار یا مدیون یعنی
فرض نفقہ کی دو شرطین ہین ایک یہ ہے کہ امانت دار اور مدیون مال غائب کا اقرار کرین دوسری شرط یہ کہ اقرار کرین اسکا کہ یہ عورت غائب کی زوجہ ہے یا یہ طفل غائب
کا بیٹا ہے یا یہ دونو شخص غائب کے والدین ہین وکذا الحکم ثابت اذا علم قاضی بذلک ای بکل من زوجیة ونسب اور اسیطرح فرض کرنے نفقہ کا حکم ثابت ہے جبکہ قاضی کو
اُسکا علم ہو یعنی غائب کے مال کا اور زوجیت اور نسب کا ولو علم باحدهما احتیج للاقرار بالآخر ولا یمین ولا بینة هنا لعدم الخصم اور اگر قاضی دو چیزون مین سے ایک چیز کو جانتا ہو
تو دوسرے امر کیواسطے اقرار کی حاجت ہوگی یعنی اگر مال کو جانتا ہو اور زوجیت اور نسب کو نہ جانتا ہو تو اُسکی حاجت ہوگی جسکے پاس مال ہے اور وہ اقرار زوجیت اور نسب کا کرے
اور اگر زوجیت اور نسب کو جانتا ہو تو اُسکی حاجت ہوگی کہ امانت دار اور مدیون مال غائب کا اقرار کرے اور قسم اور گواہون کا یہان کام نہین دوسرے امر کے اثبات کیواسطے
بسبب نہ ہونے خصم کے یعنی غائب یا اسکا وکیل نہین جو قسم یا گواہ سے کام نکلے وکفلها ای اخذ منها الکفیل بما اخذته وجوبا فی الاصح او ضامن لے قاضی زوجہ سے اُس مال کا جسکو
زوجہ سے نفقہ مین لیا بنابر وجوب ضمانت کے قول اصح مین ہم قاضی کو ضامن لینا عورت سے مال پر واجب ہے سرخسی کے قول سے اور مستحب ہے خصاف کے قول سے اور صدر شہید نے
وجوب کی تصحیح کی ہے کذا فی حاشیة لا فی وتحلفها معه ای مع الکفیل احتیاطا وکذا کل اخذ نفقة فلو ذکر الضمیر کابن الکمال لعم اور قاضی قسم لے زوجہ سے ساتھ ضامن کے یعنی دونون سے قسم
لے بنابر احتیاط کے اور زوجہ کیطرح ہر شخص نفقہ لینے والے سے قسم لے یعنی والدین سے اور لنگڑے لولے سے اور جوان بیٹیون سے سوائے صغیر کے تو اگر ماتن ضمیر مذکر لاتا بجائے مونث کے
یعنی بجائے کفلها وتحلفها کے کفله وتحلفه لاتا چنانچہ ابن کمال نے مذکر ضمیر کو مذکور کیا ہے ایضاح الاصلاح مین تو بہتر ہوتا ہر اخذ یعنی ہر لینے والے کو شامل ہوتا اور ماتن کے
کلام مین فقط زوجہ پر کفالت اور قسم مقصور ہے کذا فی حاشیة المدنی ان الغائب لم یعطها النفقة ولا کانت ناشزة ولا مطلقة مضت عدتها زوجہ اور کفیل سے قاضی قسم
لے کہ زوج غائب نے مجھکو نفقہ نہین دیا اور نہ زوجہ ناشزہ تھی اور نہ وہ ایسی مطلقہ ہے جسکی عدت منقضی ہو چکی ہو ثم واو کا لفظ ترتیب کو مقتضی نہین جو کوئی تحلیف کو بعد
فرض اور تکفیل کے سمجھے بلکہ ترتیب واقعی یون ہے کہ قاضی پہلے قسم لے پھر نفقہ دے اور ضامن لے کذا فی حاشیة الطحطاوی ناقلا من ایضاح الاصلاح فان حضر الزوج وبرهن انه ادی فالنفقة

عورت بھی نفقہ لینا چاہے عدت کے اندر جس وقت کہ جب سے زوج غائب ہو اور رشتہ ہو تو کیا بے شک اور بعد اس کے اگر وجہ ثابت ہو
ہے غائب ہو اسکے چاہیے کہ دو مرد گواہی دے کر ثابت کریں کہ وہی مرد اور زوج گواہ ہو سکتا ہے جب تک سو ہے تو کیا ہو گی اس سے عدت کو بھی چاہیے
عدت بعد ثبوت نفقہ اور زوج کے مقدمہ میں قسم کھانا لازم نہیں ہے تو نفقہ وصول نہ ہو تو نفقہ بعد رسم سب لوگوں کی عبارت میں بھی ہیں کہ قاضی
کی تحریر کو کتب معتبرہ سے نقل نہ ہو اسکے لئے کہ بحر الرائق میں ہے کہ زوج کے پاس نفقہ بیٹھے گواہ نہ ہوں تو وہ بیشتر کہ کرین کہ نفقہ میں یا
لوگ بات اور کفیل دونوں ہی الزام ہوتے کذا فی حاشیۃ المدنی اور عالمگیری میں بدائع سے منقول ہے کہ اگر عورت نے دعویٰ کیا کہ زوج کو نفقہ جلد دے گیا تھا
تو زوج کا حق ہے کہ کفیل اور جب یہ تفصیل ہے تو معلوم ہوا کہ اصل عبارت شارح کی یوں ہوگی کہ لو اقرت خوبیت نفقہ لا تبرن نے تحریر کے کہ بابت اقرت کے سلف
اسے بایں اصل اضح کو بیان کی تحریر ہے یہ نسخہ منی نے شرح ملتقی الابحر شارح کی تصنیف سے یہ عبارت جامع کے موقع کی ہے اور دوسری عبارت نسخہ اور ناظر کے
بہت علی الکفیل والزوجۃ ان اقرت باخذہا ای النفقۃ ترجع علیہا فقط کذا فی الجواہر من شرح الملتقی لا تفرض علی غائب الا قامۃ زوجۃ بینۃ علی النکاح بالنسب
تو مقرر کیا جائیگا نفقہ زوج غائب پر زوجہ کے گواہ گزارنے سے نکاح پر یا گواہ دینے قریب کے مثلاً نسب یعنی اگر عورت گواہ قاضی کے پاس ہیں کہ وہ جو غائب کی زوجہ
والا گواہ ادا کرے کہ زوج غائب کا باپ ان ہی زمانے کی ہو یا دین سکا اقرار کرین تو قاضی نفقہ مقرر نہ کرے اولا تفرض ایضا ان لم یخلف مالا فاقامت بینۃ لیفرض علیہ یا امرہا
بالاستدانۃ والقضی بہ نہ تقضا علی الغائب اور اس صورت میں بھی نفقہ مقرر کیا جائیگا اگر زوج غائب نے کچھ مال نہ چھوڑا ہو اور عورت نے گواہ گزارنے تاکہ قاضی زوج
غائب پر نفقہ مقرر کرے اور عورت کو اجازت دے قرض لینے کی تو یہاں قاضی نفقہ نہ مقرر کرے اور نہ ثبوت نکاح کا حکم دے اسواسطے کہ یہ قضا علی الغائب ہوا اور یہ عبارت نسخہ
صحیح نہیں وقال زفر یقضی بہا ای بالنفقۃ لا بہ ای بالنکاح وعمل القضاۃ الیوم علی ہذا للحاجۃ فیفتی بہ ہذا من المسائل التی یفتی بہا بقول زفر امام زفر نے کہا
کہ جب عورت نے نکاح کے گواہ گزارنے تو نفقہ کا حکم دیا جاوے نہ نکاح کا اور قاضیوں کا عمل بالفعل اسی زفر کے قول پر ہے بسبب حاجت کے تو یہی قول مفتی بہ ہو اور یہ
مسئلہ ایک ہو ان چھ مسائل سے جنہیں زفر کے قول پر فتویٰ ہو کذا فی البحر والنہر وقاضیخان والعالمگیریۃ عن العینی شرح الکنز اور حموی نے چند مسائل مفتی بہا قول
زفر کے ثابت کئے ہیں نظر میں کہ تفصیل انکی موجب تطویل ہو کذا فی حاشیۃ المدنی وعلیہ فلو غاب لہ زوجۃ وصغار تقبل بینتہا علی النکاح ان لم یکن عالما بہ ثم یفرض لہم
ویامرہا بالانفاق او الاستدانۃ لترجع اور بنا بر قول مفتی بہ زفر کے اگر زوج غائب ہوا اور اسکے ایک زوجہ اور چھوٹے لڑکے ہیں تو قبول ہونگے گواہ اسکے نکاح پر واسطے
نفقہ ٹھہرانے کے نہ نکاح پر حکم کرنے کیواسطے اگر قاضی کو علم نہ ہو نکاح کا پھر قاضی ان کو ان کیواسطے نفقہ مقرر کرے اور حکم کرے عورت پر نفقہ دینے کا اگر اسکے پاس مال
ہو یا عورت کو قرض لینے کا حکم کرے تاکہ بعد حاضر ہونے زوج کے اُس سے بھر لے کذا فی البحر الرائق وتجب لمطلقۃ الرجعی والبائن والفرقۃ بلا معصیۃ کخیار
عتق وبلوغ والتفریق لعدم الکفاءۃ النفقۃ والسکنی والکسوۃ ان طالت المدۃ اور مطلقہ رجعی و بائن کیواسطے اور اُس جدائی والی عورت کے واسطے جو
بلا قصور ہو چنانچہ خیار عتق اور خیار بلوغ سے یا عدم کفایت کی تفریق سے واجب ہو نفقہ اور سکنی اور پوشاک لیکن پوشاک اس صورت میں واجب ہوگی جب عدت کی
دراز ہو جاوے اور یہ جواب ہے سوال مقدر کا کہ ظاہر ہو کہ طلاق اور فرقت کی عدت میں پوشاک کا ذکر نہیں کیا اور ذخیرہ اور خانیہ اور مجتبی میں لباس کو بھی ساتھ نفقہ و سکنی کے
ذکر کیا ہے سو کیا وجہ ہے شارح نے جواب دیا کہ عدت اکثر جلد منقضی ہو جاتی ہے تو پوشاک کی حاجت نہیں ہوتی لہذا اسکو ذکر نہیں کیا اور اگر کسی سبب سے دراز ہو جاوے عدت دراز ہوگی
تو ضرور پوشاک کی حاجت ہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن البحر ولا تسقط النفقۃ المفروضۃ بمضی العدۃ علی المختار بزازیۃ اور ساقط نہیں ہوتا نفقہ مقرر شدہ عدت کے
گذر جانے سے بنا بر قول مختار کے کذا فی البزازیۃ ہم معتدہ نے جبکہ نفقہ نہ لیا یا زوج نے اسکو نہ دیا اور عدت گذر گئی تو حق اسکا قول مختار ہے کہ ساقط نہ ہوگا کذا فی منح الغفار
عن البزازیۃ ولو ادعت امتداد الطہر فلہا النفقۃ ما لم یحکم بانقضائہا ما لم تدع الحبل فلہا النفقۃ الی سنتین منذ طلقہا اور اگر عورت نے دعویٰ کیا امتداد طہر کا تو اسکے واسطے نفقہ
لازم ہوگا جبتک کہ قاضی نے انقضاء عدت کا حکم کیا ہو اسطرح کہ زوج نے گواہ گزرانے ہوں کہ عورت انقضائے عدت کا اقرار کر چکی ہے جب تک قاضی انقضائے عدت کا حکم نہ کرے تو نفقہ

اسکے دعوی امتداد طہر کا مسموع نہو گا اور نفقہ عورت کو نہ ملیگا تاوقتیکہ حمل کی مدعی نہوئی ہو اور اگر عورت نے حمل کا دعوی کیا تو اسکو نفقہ دیا جاویگا دو سال تک
ابتداے طلاق سے مم یہ ترکیب اُسکو مقتضی ہی کہ جب عورت دعوی حمل کا بعد حکم انقضاے عدت کریگی تو وہ مستحق ہوگی نفقہ کی حالانکہ یہ صحیح نہین اسواسطے کہ ثبوت نسب
کے باب مین مذکور ہو چکا کہ اگر عورت انقضاے عدت کا اقرار کریگی مدت محتمل مین پھر لڑکا جنے گی تو ولد ثابت النسب نہوگا پھر جب نسب ثابت نہوگا تو نفقہ کیونکر واجب ہوگا
تو اگر شارح وادعا طلقۃ لانا یعنی یون کہتا ومالم تدع الحبل تو یہ قباحت نہ لازم آتی اسواسطے کہ ادعاے حمل کا مسئلہ جدا ٹھہرتا اقبل سے متعلق نرہتا کذا فی تحفۃ الاخیار حاشیۃ الحلبی فلو
قضا ثم تبین ان لاحبل فلارجوع علیہا ان شرط لانہ شرط باطل بحر سو اگر عورت نے حمل کا دعوی کیا اور بعد طلاق کے دو برس تک نفقہ جاری رہا پھر ظاہر ہوا کہ حمل نہ تھا تو عورت سے نفقہ
پھیر لینا نہین ہو سکیگا اگرچہ زوج نے اسکو شرط بھی کر لیا ہو یعنی کہا ہو کہ اگر حمل کا دعوی جھوٹ نکلا تو مین نفقہ پھیر لونگا اسواسطے کہ یہ شرط باطل ہی کذا فی البحر الرائق ولو صالح
علی نفقۃ العدۃ ان بالاشہر صح وان بالحیض فلا للجہالۃ اور اگر زوج نے صلح کر لی معتدہ سے عدت کے نفقہ کی یعنی چند درم مقرر کر لیے تو اگر عدت اسکی مہینون کے حساب سے
ہوگی بسبب صغر یا ایاس کے تو یہ صلح صحیح ہوگی اور اگر عدت اسکی حیض سے ہوگی تو یہ صلح صحیح نہین بسبب جہالت مدت کے اسواسطے کہ بسبب احتمال درازی طہر کے اسکی مدت
معین نہین ہو سکتی لا تجب النفقۃ بانواعہا لمعتدۃ موت مطلقا ولو حاملا واجب نہین تینون قسم کا نفقہ معتدہ موت کیواسطے مطلقا اگرچہ وہ حاملہ ہو اسواسطے کہ ٹھہرنا معتدہ
موت کا زوج کے گھر مین باعتبار حق زوج کے نہین بلکہ باعتبار حق شرع کے ہی اور عدت موت مین معرفت صفائی رحم ملحوظ نہین لہذا اسکی عدت حیض سے
نہین اور نفقہ جو واجب ہوتا ہی تو اندک اندک زوج کی ملک مین واجب ہوتا ہی اور بعد موت زوج کے اسکی ملک باقی نہین اور وارثون پر واجب کرنا ممکن نہین کذا فی منح الغفار
لیکن حموی نے برجندی سے نقل کیا ہی کہ معتدہ وفات اگرچہ حاملہ ہو تو اسکا نفقہ واجب ہی اور قہستانی مین بھی مضمرات سے قول ضعیف اسمین منقول ہی تو معلوم ہوا کہ اسمین
اختلاف ہی کذا فی حاشیۃ المدنی الا اذا کانت ام ولد وہی حامل من مولاہا فلہا النفقۃ من کل المال جوہرہ معتدہ وفات کیواسطے نفقہ واجب نہین مگر جبکہ ام ولد حاملہ
ہو اپنے مولی سے تو اسکے واسطے نفقہ واجب ہی کل مال میت سے کذا فی الجوہرہ بشرطیکہ مولی نے حمل کا اعتراف کیا ہو اسواسطے کہ بدون اقرار مولی کے ولد ثابت النسب نہوگا وتجب السکنی
فقط لمعتدۃ فرقۃ بمعصیتہا الا اذا خرجت من بیتہ فلا سکنی لہا فی ہذہ الفرقۃ قہستانی وکفایۃ کردۃ او تقبیل ابنہ لاغیرہا من طعام وکسوۃ والفرق ان السکنی حق اللہ
تعالی فلا تسقط بحال والنفقۃ حقہا فتسقط بالفرقۃ بمعصیتہا اور واجب ہی فقط سکنی اس عدت والی کیواسطے جسکی معصیت سے جدائی ہوگئی مگر جبکہ زوج کے گھر سے
نکل گئی تو اسکے واسطے سکنی بھی نہوگا اس جدائی مین کذا فی القہستانی والکفایۃ معصیت کی فرقت کی مثال جیسے عورت کا مرتد ہو جانا یا زوج کے ولد کا بوسہ شہوت
لینا سواے سکنے کے طعام اور لباس نہ واجب ہوگا فرقت معصیت مین اور وجہ فرق کی یہ ہی کہ سکنے حق ہی اللہ تعالی کا سو وہ کسی حال مین ساقط نہین ہوتا اور طعام اور لباس
حق ہی عورت کا سو وہ عورت کی فرقت معصیت سے ساقط ہو گیا ام خلاصہ مین ہی کہ جب جدائی زوج کیطرف سے ہوگی تو معتدہ کا نفقہ واجب ہوگا اور اگر جدائی عورت
کیطرف سے ہو اگر بلا معصیت ہو چنانچہ خیار عتق اور خیار بلوغ اور عدم کفارت مین تو نفقہ واجب ہی اور اگر جدائی معصیت ہی چنانچہ ارتداد اور تقبیل زوج کے اصل یا فرع کی
تو نہین نفقہ ساقط ہو تو لعان اور خلع اور ایلا اور ارتداد زوج مین اور اسیطرح خوشدامن کی وطی مین نفقہ عورت کا واجب ہی اسواسطے کہ جدائی زوج کیطرف سے ہی نہ زوجہ کیطرف سے
کذا فی العالمگیریہ وتسقط النفقۃ بردتہا بعد البت ای ان خرجت من بیتہ والا فواجبۃ قہستانی اور نفقہ ساقط ہوتا ہی عورت کے مرتد ہونے سے بعد طلاق بائن
کے اگر وہ زوج کے گھر سے نکل گئی اور اگر گھر مین موجود ہو تو نفقہ واجب ہی کذا فی القہستانی یعنی اگر زوج نے طلاق بائن دی پھر وہ عدت مین مرتد ہو گئی تو اسکا نفقہ
ساقط ہو گیا فقط ارتداد کے سبب سے نہین بلکہ وہ حاکم کے پاس مقید رہیگی توبہ کرنے تک تو سقوط نفقہ کی علت حبس ہی نہ ارتداد اور اگر وہ محبوس نہوگی زوج کے گھر
مین رہیگی تو نفقہ واجب ہوگا بخلاف اُس ارتداد کے جو قبل طلاق ہی کہ اسمین مطلقا نفقہ ساقط ہی لا تمکین ابنہ لعدم حبسہا بخلاف المرتدۃ حتی لو لم تحبس فلہا النفقۃ نہ
ساقط ہوگا نفقہ تمکین ابن زوج سے یعنی اگر زوج نے طلاق بائن دی اور زوجہ نے زوج کے ولد کو اپنے اوپر قادر کر دیا یعنی وطی سے راضی ہو گئی تو اسکا نفقہ نہ ساقط
ہوگا بسبب نہ محبوس ہونے زوجہ کے یعنی حاکم کے پاس اُسکا مقید ہونا لازم نہین جو اسکا نفقہ ساقط ہو جاوے بخلاف مرتدہ کے کہ اسکا نفقہ بسبب حبس حاکم کے

[illegible] بیٹا [illegible] موقوف [illegible] کیا [illegible] نفقہ واجب ہو [illegible]

[illegible] نفقہ [illegible] مرتد ہوکر [illegible]

[illegible] مسلمان [illegible] واجب [illegible] ہے [illegible]

[illegible] موقوف [illegible] نفقہ میں [illegible] مرتد [illegible] حکم [illegible]

[illegible] مسلمان ہوکر [illegible] تو اسکا نفقہ عود کر [illegible] مرتد [illegible] ساتھ [illegible]

چاہیئے [illegible] روایت [illegible] وغیرہ کا مندرج ہو گیا جامع میں روایت یہ ہو کہ نفقہ عود نہیں کرتا بعد لحوق دار الحرب [illegible]

حکم لحوق کے عود نہیں کرتا اور وغیرہ کی روایت یہ ہو کہ عود کرتا ہو تو اسکا مطلب یہ ہو کہ قبل از حکم لحوق نفقہ عود کرتا ہو کذا فی حاشیۃ المدنی و تجب نفقۃ [illegible]

قال الولد لقولہ [illegible] اور واجب ہو نفقہ تینوں قسم کا جو اسکے طفل کا شامل ہو مونث اور جمع کو بیٹا اور بیٹی چند ہوں یا ایک سب کو وجوب نفقہ ثابت

ہو [illegible] تفسیر [illegible] اپنے ولد صغیر کا نفقہ واجب ہو [illegible] عبارت ہو صغیر [illegible] ان کے پیٹ سے پیدا ہوا [illegible] اور طفل [illegible]

کو شامل ہو کذا فی المغرب [illegible] ہوتا ہو [illegible] کذا فی منح الغفار [illegible] فان نفقۃ المملوک علی [illegible] لاحاضر [illegible] علی الاب

[illegible] اور یہ باپ پر طفل فقیر آزاد کا نفقہ واجب ہو اسواسطے کہ طفل مملوک کا نفقہ اسکے مالک پر ہو اور طفل لڑکا کا نفقہ اسکے موجود مال میں ہو [illegible]

[illegible] سے ملا اور اگر طفل کا مال غائب ہو یا حاضر نہو تو اسکے باپ پر نفقہ ہو [illegible] باپ کے مال سے [illegible] نفقہ دینے کی [illegible]

رجوع [illegible] رجوع کرسکیگا اگر اسنے نیت اسکی کی ہوگی مگر باعتبار دیانت کے البتہ رجوع کرسکتا ہو نہ باعتبار قضا کے [illegible]

[illegible] لم یتیسر النفق علیہم القریب رجع علی الاب [illegible] وغیرہ اور اگر باپ [illegible] اسکا ولد صغیر دونوں محتاج ہوں تو باپ کمائی کرے اور اگر کسب کی طاقت

نہو تو سوال کرے اور اولاد صغیر کو کھلادے اور اگر کسب میسر نہ آوے یا کفایت نہ کرے تو قرابت والا [illegible] ہو یا ماموں انکو نفقہ دے اور جب باپ کو مقدور ہو تو اس سے [illegible]

[illegible] کذا فی الذخیرۃ [illegible] الام فی نفقتہم [illegible] القاضی [illegible] ثبت خیانتہا [illegible] من ینفق علیہم اور اگر اولاد صغار کی ماں

نے باپ سے جھگڑا کیا انکے نفقہ میں تو قاضی انکا نفقہ مقرر کردے اور باپ کو حکم کرے کہ انکا نفقہ ماں کو دے جب تک کہ ماں کی خیانت ثابت نہو اور اگر خیانت اسکی

ثابت ہو تو کیا اسکی نفقہ نہ دے بلکہ ہر روز صبح یا شام ماں کو دیا کرے یا قاضی کسی شخص سے کہدے کہ وہ انپر خرچ کیا کرے [illegible] کذا فی

حاشیۃ المدنی [illegible] تحت التقدیر وان لم تدخل طرحت [illegible] اور صحیح ہو صلح کرلینا ماں کا باپ سے اولاد

صغار کے نفقہ پر اگرچہ ایسی تھوڑی زیادتی پر صلح ہوگئی ہو جو تحت تقدیر داخل ہوسکتی ہو مثلاً دس درم پر صلح ہوئی ہو اور حالانکہ انکو آٹھ یا نو درم کافی ہیں لیکن جب

اندازہ کرنے والے لوگوں نے تو کوئی انمیں سے دس درم اندازہ کرتا ہو اور کوئی کم تو ایسی قلیل زیادتی صلح کی منافی نہیں اور اگر ایسی زیادتی ہو کہ تحت تقدیر مقدرین کے

نہ داخل ہو یعنی مثلاً سب اندازہ کرنے والے آٹھ ہی درم پر متفق ہوں تو ایسی زیادتی گھٹا لی جاویگی اور اگر صغار کی ماں نے مقدر پر صلح کرلی کہ انکو کافی نہیں ہوتی تو اس

سے زیادہ نفقہ دیا جاویگا بقدر کفایت کے کذا فی البحر ولو ضاعت حجت [illegible] اور اگر اولاد کا نفقہ ضائع ہو ان کے پاس سے تو انکا نفقہ دوبارہ [illegible]

النفیۃ [illegible] الام بالانفاق [illegible] علی الاب ہی [illegible] الموسر [illegible] النفقۃ علی الحر لاولادہ من الامۃ [illegible] العبد لاولادہ [illegible] حرۃ [illegible]

نفقۃ [illegible] المسلم [illegible] یہ ہو کہ باپ محتاج ہو اور ماں [illegible] تو ماں یہ حکم کیا جاوے [illegible] نفقہ دیگی اور یہ نفقہ دین ہوگا باپ پر جب [illegible]

ہو تو ادا کرے [illegible] اگر ماں اور دادا [illegible] مقدور والے ہوں تو صغار کا نفقہ ماں ہی پر ہوگا [illegible] جزئیت

اور مزید شفقت کے اور اسی کتاب میں ہو کہ مرد آزاد پر نفقہ واجب نہیں اسکی اولاد کا جو لونڈی [illegible] ہو اور نہ غلام پر نفقہ واجب ہو اسکی اولاد کا اگرچہ حرہ سے

پیٹ سے ہون یا کہ انکی ماں پر نفقہ لازم ہو اور کافر باپ پر اسکے مسلمان ولد کا نفقہ لازم ہو چنانچہ اسکا ذکر آویگا کذا فی البحر عم یہ عمدہ اعادہ ذکر نفقہ ولد مسلم کا صاحب بحر کا ہی
اپنی کتاب مین نہ شارح کا کذا فی حاشیۃ المدنی وکذا تجب لولدہ الکبیر العاجز عن الکسب کانثی مطلقا از رمن ومن یلحقہ العار بالتکسب وطالب العلم لا یتفرغ لذلک کذا فی الزیلعی
والعینی اور اسیطرح سے واجب ہی نفقہ ولد بالغ کا جو عاجز ہی کمائی سے چنانچہ بانون سے لولا ہو یا جیسے بیٹی کا نفقہ مطلقًا واجب ہی صغیرہ ہو یا کبیرہ تا عدم نکاح اور اُس ولد کا
نفقہ باپ پر واجب ہی جسکو عار و ننگ لاحق ہوتا ہو پیشہ وری سے مانند ابنیاء کرام کے اور اُس طالب علم کا نفقہ باپ پر واجب ہی جسکو تحصیل علم سے فراغت نہ ہوتی ہو
پیشہ وری کیواسطے کذا فی الزیلعی والعینی م یہ کوئی نہ سمجھے کہ اشراف اور اولاد کرام کو پیشہ کرنا عار ہی اسواسطے کہ صحابہ اور اہلبیت کسب کرتے تھے بلکہ مراد یہ ہی کہ انکی عمدگی
خاندان کے سبب سے لوگ شرماتے ہون اور انکو نوکر نہ رکھتے ہون مزدوری مین نہ لگاتے ہون چنانچہ حلوانی نے کہا ہی کہ اگر ولد ابنیاء کرام سے ہو اور لوگ اُسکو مزدوری
مین نہ لگاتے ہون تو وہ عاجز ہی اُسکے باپ پر نفقہ اُسکا واجب ہی کذا فی العالمگیریۃ ناقلا عن الوجیز وہکذا فی منح الغفار ناقلا عن الخلاصۃ وافتی ابو حامد بعدمہا للطلبۃ زماننا
کما بسطہ فی القنیۃ وکذا قیدہ فی الخلاصۃ بذی رشد اور فتوی دیا ہی ابو حامد نے عدم وجوب نفقہ کا ہمارے زمانہ کے طالب علمون کیواسطے بسبب فسق اور عدم تزین
کے چنانچہ اسکو خوب واضح بیان کیا ہی قنیہ مین اور اسیواسطے وجوب نفقہ کو مقید کیا ہی خلاصہ مین برفیع الہمت کے ساتھ یعنی جس طالب العلم کی ہمت عالی ہو طالب العلم مین
آخرت مطلوب ہو نہ منصب دنیاوی ناپائدار اسکا نفقہ باپ پر واجب ہی م فتاوی عالمگیری مین وجیز سے منقول ہی کہ جب طالب العلم عاجز ہون بسبب اشتغال علم کے کسب
کرنے سے تو انکا نفقہ اُنکے باپون پر واجب ہی بشرطیکہ علوم شرعیہ مین مشغول ہون نہ خلافیات رکیکہ اور ہذیان فلاسفہ مین اور انمین آثار صلاح اور تقوی کے معلوم ہوتے
ہون اور اگر ایسے نہون تو انکا نفقہ بھی واجب نہین لا یشارکہ ای الاب ولو فقیرا احد فی ذلک کنفقۃ ابویہ وعرسہ بہ یفتی مالم یکن معسرا فیلحق بالمیت فتجب
علی غیرہ فلا رجوع علیہ علی الصحیح من المذہب الا الام موسرۃ بحر نہین مشارک ہی کوئی باپ کا اس امر مین اگرچہ باپ محتاج ہو یعنی طفل اور بالغ عاجز دو بیٹون کے نفقات
مین باپ کا کوئی شریک نہین اسی پر واجب ہی نہ اُسکے غیر پر چنانچہ محتاج والدین کا نفقہ فرزند پر ہی نہ اُسکے چچا یا دادا پر اور زوجہ کا نفقہ زوج پر ہی نہ غیر پر اور
اسی پر فتوی ہی یعنی طفل وغیرہ کا نفقہ تمام وکمال باپ پر ہی تاوقتیکہ نہایت تنگدست نہ ہو اور جب کہ تنگدست ہوگا تو وہ میت مین داخل ہی تو اسصورت مین
باپ کے سوا اُس قرابت والے پر واجب ہوگا جسپر نفقہ طفل کا واجب ہوتا درصورت نہ باپ ہونے کے تو ایسے قریب پر نفقہ واجب ہی بدون اسکے کہ باپ سے پھیر
لے بنا بر صحیح مذہب کے مگر مالدار ماں ولد پر نفقہ کرے پھر جب باپ کو مقدور ہو تو اُس سے پھیر لے کذا فی البحر الرائق قال وعلیہ فلا بد من اصلاح المتون جوہرۃ
صاحب بحر نے کہا بنا بر مذہب صحیح مذکور کے متون فقہ کو اصلاح دینا لازم ہی کذا فی الجوہرہ یعنی جب مذہب صحیح یہ ٹھہرا کہ جب باپ نہایت تنگدست ہو تو قرابت
والے پر طفل کا نفقہ واجب ہی اور حالانکہ متون فقہ مین اسپر اتفاق ہی کہ ہوتے باپ کے نفقہ طفل وغیرہ مین کوئی شریک نہین تو بموجب مذہب صحیح کے متون اور شرح
کو درست کرنا ضرور ہو اخیر الدین رملی نے بحر الرائق کے حاشیہ مین کہا ہی کہ اصحاب متون نے قدوری کی روایت اختیار کی ہی کہ باپ کے ہوتے انکی اولاد کے
نفقہ مین کوئی شریک نہین خواہ باپ مالدار ہو خواہ تنگدست اور تنگدستی مین اُنکی اولاد کا نفقہ قرابت والے پر لازم ہی جب باپ کو مقدور ہو تو اُس سے پھیر لے متون
اور شرح مین اسی روایت پر اتفاق ہی اور یہی معتمد اور مفتی بہ ہی اور صاحب بحر الرائق نے جسکو مذہب صحیح گمان کیا ہی وہ لائق التفات کے نہین اسواسطے کہ نقل مذہب
کیواسطے متون ہی مخصوص ہین شیخ رحمتی نے کہا کہ تعجب ہی صاحب نہر الفائق سے کہ اس مقام مین چپ با وجود خلل کے حالانکہ بحث اور اعتراض کرنا صاحب بحر پر
اسکی عادت ہی اور زیادہ تر تعجب اسپر آتا ہی کہ شارح نے بھی کلام صاحب بحر کو مسلم رکھا حالانکہ اُسکے استاد خیر الدین رملی نے اُسکے خلل پر آگاہ کر دیا ہی اور دوسرا خلل صریح شارح
کی عبارت مین یہ ہی کہ بعد نقل کلام صاحب بحر کے جوہرہ کا لفظ اکثر نسخ دُرالمختار مین موجود ہی تو اس سے لازم آتا ہی کہ صاحب جوہرہ نے بحر الرائق کی عبارت نقل کی حالانکہ یہ
غلط ہی اسواسطے کہ صاحب جوہرہ کا زمانہ بہت مقدم ہی صاحب بحر سے طحطاوی محشی نے کہا کہ اگر اُسکا یہ مطلب خلاف متبادر کہا جاوے کہ صاحب بحر نے جوہرہ
سے یہ روایت کی ہو سو بھی نہین ہو سکتا اسواسطے کہ بحر مین یہ روایت جوہرہ سے منقول نہین محشی مدنی نے کہا کہ مین نے ایک نسخہ دُرالمختار کا دیکھا جسکو

شیخ محمد [illegible] عبارت نقل کی [illegible] تو ثابت ہوا کہ [illegible] منقول ہیں [illegible]

[illegible] نفقہ [illegible] ایک [illegible]

[illegible]

[illegible] باپ مقدم ہو [illegible] حاشیۃ المدنی [illegible]

اور اگر کسی شخص کا باپ مفلس ہو اور اسکا ایک ہی بیٹا ہو [illegible] کسب پر قادر نہیں [illegible] ضعیف ہو

کہ نفقہ کو دونوں میں تقسیم کر دے وعلیہ نفقۃ زوجۃ ابیہ [illegible] باپ کی زوجہ [illegible] نفقہ واجب ہو بلکہ فرزند پر

باپ کو محتاج کر دینا [illegible] لونڈی [illegible] واجب ہو بشرطیکہ باپ کو عورت کی حاجت ہو [illegible] کذا فی حاشیۃ المدنی [illegible]

علیہ نفقۃ [illegible] اور اگر باپ کے چند زوجات ہوں تو فرزند پر ایک ہی زوجہ کا نفقہ دینا واجب ہو ایک کا نفقہ باپ کو دیوے تاکہ

وہ تقسیم کر دے بقدر انکے استحقاق کے فی الدر المختار والملتقی ونفقۃ زوجۃ الاب علی ابنہ [illegible] صغیرا فقیرا [illegible] در مختار [illegible] نفقہ [illegible]

اگر بیٹا صغیر محتاج ہو [illegible] وفی الواقعات المفتین لقدری افندی ویجبر الاب علی نفقۃ امراۃ ابنہ الغائب وولدہا اور قدری افندی کے واقعات المفتین

میں ہے کہ باپ سے زبردستی دلایا جاویگا ولد غائب کی زوجہ کا نفقہ اور بہو کے ولد کا نفقہ قدری افندی کو عالم عبد القادر بن یوسف [illegible] کتاب واقعات المفتین

کے مقدمہ میں مذکور ہو اور یہ بزرگ بلاد روم کے مفتیوں کے رئیس تھے کذا فی حاشیۃ المدنی انتہی ترکی زبان میں مولوی [illegible] کو کہتے ہیں کذا الام علی نفقۃ

ولدہا لترجع بہا علی الاب اور اسیطرح ماں سے زبردستی دلایا جاویگا ولد کا نفقہ تاکہ ماں اسکے باپ سے نفقہ پھیرے جبکہ وہ میسر ہو [illegible] کذا الابن علی نفقۃ امہ لترجع

علی زوج امہ اور اسیطرح ولد سے زبردستی ماں کا نفقہ دلایا جاویگا تاکہ وہ اپنی ماں کے زوج سے پھیرے جب وہ میسر ہو [illegible] وہ باپ ہو یا نہ ہو کذا

الاخ علی نفقۃ اولاد اخیہ لیرجع بہا علی الاب کذا الابعد اذا غاب الاقرب انتہی اور اسیطرح بھائی سے دوسرے بھائی کی اولاد کا نفقہ جبرا دلایا جاویگا تاکہ پھیرے اپنے باپ سے

جبکہ وہ میسر ہو [illegible] اور اسیطرح ابعد سے [illegible] نفقہ اقرب کی اولاد کا دلایا جاویگا جبکہ اقرب غائب ہو پھر جب اقرب آوے تو ابعد نے جو خرچ کیا ہو اسکو اس سے پھیرے انتہی کلام

الواقعات وفی الفصولین من البیوع والثلثین اجنبی انفق علی بعض الورثۃ فقال انفقت بامر الوصی واقر بہ الوصی ولا یعلم ذلک الا بقول الوصی [illegible] قول الوصی

لو المنفق علیہ صغیرا انتہی اور فصولین کی چونتیسویں فصل میں ہے کہ ایک مرد اجنبی نے میت کے بعضے وارثوں کو نفقہ دیا پھر اجنبی نے کہا کہ میں نے وارثوں کو نفقہ

وصی کے کہنے سے دیا اور اسکا وصی نے بھی اقرار کیا اور اس نفقہ دینے کا حال معلوم نہیں ہوتا بعد خرچ کر چکنے کے مگر وصی ہی کے قول سے تو اس صورت میں قول

وصی کا مقبول ہوگا بشرطیکہ جس وارث کو کہ نفقہ دیا ہے صغیر ہو انتہی کلام اور اگر وارث بالغ ہوگا تو نفقہ اجنبی کا احسان ہوگا نہ دین ہوگا اور اگر [illegible] میت سے لازم ہو کذا فی حاشیۃ

المدنی وفیہ قال انفق علی وعلی عیالی واولادی ففعل قیل یرجع بلا شرط وقیل لا والمختار [illegible] بلا شرط [illegible] کذا [illegible]

الیہم فذکر ان الاسیر ومن اخذہ السلطان لیصادرہ لو قال لرجل خلصنی فدفع المامور مالا فخلصہ قیل یرجع وقیل لا فی الصحیح [illegible] اور فصولین میں ہے کہ ایک شخص نے

دوسرے سے کہا کہ مجھکو نفقہ دے یا میرے عیال اور اولاد کو نفقہ دے پھر اسنے نفقہ دیا تو ایک قول یہ ہے کہ اس سے پھیرے بلا شرط رجوع اور دوسرا قول یہ ہے

کہ بدون شرط کے پھیر نہیں سکتا اور اگر ایک نے دوسرے کا دین ادا کر دیا اسکے کہنے سے تو پھیرے اگرچہ پھیر لینے کی شرط نہ کی ہو اور اسیطرح سے بلا شرط پھیر سکتا ہو جن

مصارف میں [illegible] نہیں [illegible] کرنے والے پر مطالبہ ہو جانب عبادت سے چنانچہ جنایات میں اور مصارف [illegible] مانند عشر اور خراج کے جنایت یعنی قصور کی صورت یہ ہو کہ مثلا زید نے کسی شخص

کی [illegible] زید پر خونبہا لازم آیا اور زید نے کہا خالد سے کہ تو میری طرف سے خونبہا دے اور اسنے دیا تو اگرچہ شرط پھیر لینے کی نہ کی ہو لیکن خالد زید سے مقدار [illegible]

پھیر لیگا اور اسیطرح اگر زید کے امر سے خالد نے عشر یا خراج ادا کیا تو اسکو بھی پھیر لیگا بلا شرط پھر صاحب فصولین نے ذکر کیا کہ [illegible]

کیواسطے گرفتار کیا اگر کہا ایک مرد سے کہ مجھکو چھڑا لے سو مرد مامور نے اپنا مال دیا سو اسکو قید سے یا بادشاہ کی گرفتاری سے چھڑایا تو بعضون نے کہا کہ وہ شخص اپنا مال اس سے پھیر لے اور
بعضون نے کہا نہ پھیرے بنابر قول صحیح کے اور اسی پر فتوی ہے یعنی نہ پھیر لینے پر ولیس علی امہ ارضاعہ قضاء بل دیانۃ اور واجب نہین صغیر کی مان پر دودھ پلانا اسکا بنابر قضا کے بلکہ
واجب ہے باعتبار دیانت کے ہم مان بسبب وفور شفقت کے اپنے ولد کی رضاعت سے پہلو تہی نہین کرتی اور اگر وہ انکار کرے کہ مجھکو دودھ پلانے سے تکلیف ہوتی ہے تو قاضی اسپر
جبر نہین کر سکتا اسواسطے کہ حقتعالی نے فرمایا لا تضار والدة بولدها یعنی والدہ کو اسکے ولد کی جہت سے ضرر رسانی نچاہیے تو دودھ کیواسطے جبر کرنا یقیناً ضرر رسانی ہے لیکن
باعتبار دیانت کے البتہ اسپر واجب ہے اسواسطے کہ حقتعالی نے فرمایا کہ والوالدات یرضعن اولادهن حولین کاملین یعنی مائین دودھ پلاتی ہین اپنی اولاد کو دو برس پورے تو
دودھ پلانا ایسا ہی ہے جیسے اور گھر کے کام ہین چنانچہ کھانا پکانا یا جھاڑو دینا کہ باعتبار دیانت کے واجب ہین نہ باعتبار قضا یعنی اگر وہ انکار کرے کہ مجھسے نہین ہو سکتا تو اسپر
کوئی زبردستی نہین کر سکتا کہ شاید عاجزی سے اقبال نہ کرتی ہو الا اذا تعینت فتجبر کما مر فی الحضانة مگر جبکہ مان ہی متعین ہو جاوے دودھ پلانے کیواسطے اسطرح پر کہ بچہ
کسی عورت کا دودھ نہ پیتا ہو سوا اپنی مان کے یا کوئی دائی دودھ پلائی نہ ملتی ہو یا ملتی ہو مگر بدون اجرت کے نہ پلاتی ہو اور حالانکہ باپ اور بچہ دونون محتاج ہین مال نہین ایسی
صورتون مین مان پر دودھ پلانا قضاءً بھی واجب ہوگا یعنی قاضی اسپر زبردستی کریگا تاکہ بچہ ہلاک ہونے سے محفوظ رہے چنانچہ یہ مسئلہ باب الحضانة مین مذکور ہو چکا وکذا الظئر
تجبر علی ابقاء الاجارة بزازیة اور اسیطرح دائی پر جبر کیا جاوے نوکری کے باقی رکھنے پر کذا فی البزازیة یعنی مثلاً دائی کو ایک مہینے کیواسطے نوکر رکھا اور بعد مہینے کے اسنے
نوکری سے انکار کیا اور حالانکہ دوسری دائی نہین ملتی یا لڑکا اس سے مانوس ہوگیا ہے تو نوکری باقی رکھنے مین اسپر جبر کیا جاویگا تاکہ صغیر تلف نہو ویستاجر الاب من ترضعه
عندها لان الحضانة لها والنفقة علیه اور دودھ پلانے والی کو باپ نوکر کرکے صغیر کی مان کے پاس رکھے اسواسطے کہ حق پرورش مان کیواسطے ہے اور نفقہ دائی اور صغیر اور اسکی مان
کا باپ پر واجب ہے اور اگر صغیر کی مان نہو تو جسکو حق حضانت پہونچتا ہو اسکے پاس صغیر رہے ولا یلزم الظئر المکث عند الام مالم تشترط فی العقد اور لازم نہین دائی کا قیام کرنا
مان کے پاس جبتک اسکی شرط نہوئی ہو عقد اجارہ مین اسواسطے کہ دائی کو اختیار ہے کہ مان کی رضامندی سے صغیر کو اپنے گھر لیجاوے یا گھر مین داخل ہو ڈیوڑھی مین دودھ
پلا جایا کرے اور اگر نوکری کیوقت دائی سے شرط کر لی ہے مان کے پاس رہنے کی تو اسصورت مین اسکو رہنا لازم ہوگا کذا فی حاشیة المدنی عن البحر لا یستاجر الاب امه
لو منکوحة ولو من مال الصغیر خلافا للذخیرة والمجتبی نوکر نہ رکھے باپ صغیر کی مان کو اگر وہ منکوحہ ہو اگرچہ اسکو صغیر کے مال سے نوکری دے نہ اپنے مال سے بخلاف ذخیرہ
اور مجتبی کے کہ انہین مال صغیر سے نوکر رکھنا منکوحہ مان کا جائز رکھا ہے اور حموی نے برجندی سے نقل کیا ہے کہ منتقی مین ایسی روایت ہے کہ مال صغیر سے مان کو نوکر رکھنا دودھ پلانے
کیواسطے جائز ہے طحطاوی نے کہا تو ذخیرہ اور مجتبی کا قول مفتی بہ ٹھہرا کذا فی حاشیة المدنی او معتدة رجعی اگر صغیر کی مان منکوحہ یا معتدہ رجعی ہو تو اسکو نوکر نرکھے و
جاز فی المبائن فی الاصح جوہرہ کاستیجار منکوحته لولده من غیرها اور صغیر کی مان کو طلاق بائن مین نوکر رکھنا جائز ہے قول اصح مین یعنی اگر صغیر کے باپ نے اسکو طلاق بائن
دی ہو اور وہ عدت مین ہو تو اسکا نوکر رکھنا دودھ پلانے کیواسطے صحیح ہے کذا فی الجوہرہ جیسے نوکر رکھنا منکوحہ کا اس لڑکے دودھ پلانے کیواسطے جائز ہے جو اس منکوحہ کے
پیٹ سے نہین چنانچہ زید کا لڑکا ہے حلیمہ سے اور اسکی دوسری زوجہ کریمہ ہے تو کریمہ کو نوکر رکھنا حلیمہ کے لڑکے کیواسطے درست ہے اسواسطے کہ کریمہ کو اسکا دودھ پلانا واجب
نہین جو نوکری درست ہو وہی احق بارضاع ولدها بعد العدة اذا لم تطلب زیادة علی ما تاخذه الاجنبیة ولو دون اجر المثل بل الاجنبیة المتبرعة احق منها نظراً ای
فی الارضاع اور مان سزاوار تر ہے اپنے ولد کے دودھ پلانے کی نوکری مین بعد گذر جانے عدت کے بشرطیکہ مان زیادہ نہ مانگتی ہو اس اجرت سے جسکو اجنبی عورت پاتی ہے اگرچہ وہ اجر
مثل سے کم پاتی ہو اور مان اجرت مثل مانگتی ہو بلکہ اجنبیہ مفت دودھ پلانے والی زیادہ تر سزاوار ہے دودھ پلانے مین اس مان سے جو بدون اجرت کے نہین پلاتی کذا فی شرح الزیلعی اما اجرة
الحضانة فللام کما مر اور پرورش کی اجرت تو مان ہی پاویگی چنانچہ باب الحضانة مین مذکور ہو چکا یعنی اگر باپ نے صغیر کے دودھ پلانے کیواسطے کسی عورت کو نوکر رکھا تو مطلقہ
کا حق پرورش ہنوز باقی ہے ساقط نہین اسکی اجرت وہی پاویگی ولا تضیع النفقة والکسوة اور باپ پر لازم ہے شیر خوار کیواسطے نفقہ اور پوشاک دینا اسواسطے کہ فقط
دودھ صغیر کو کفایت نہین کرتا بلکہ چٹانے کیواسطے آٹا چیز کی بھی حاجت ہوتی ہے جیسے کھیر یا کھچڑی مثلاً تو قاضی اسکو بھی مقرر کرے سوائے اجرت رضاعت اور اجرت حضانت کے

کذا فی حاشیۃ المدنی [illegible] محتاج [illegible] اور محتاج ان کے واسطے اجرت [illegible] کی ثابت [illegible] ہوں [illegible] یعنی جیسے مال کی اجرت کے
[illegible] ہیں تو [illegible] اجرت [illegible] اگرچہ باپ نے اسکو نوکر رکھا ہو تو بیٹا مستغنی ہو [illegible] کہ اجرت [illegible] یعنی [illegible]
[illegible] کا [illegible] کے بعض [illegible] نوکری کے [illegible] تو اگر ان سے باپ نے [illegible] کیا ہو کہ [illegible] بیٹے میں [illegible]
[illegible] تو [illegible] جیسے نوکری جائز نہیں [illegible] ان کی صحت [illegible] کی [illegible] جب [illegible] ہو کے [illegible]
[illegible] کی [illegible] جائز ہے جیسے نوکری جائز ہو کذا فی حاشیۃ المدنی [illegible] بسبب النفقۃ [illegible] بصورت الاجرۃ [illegible] ان کو ان [illegible] اجرۃ [illegible] النفقۃ
واجب [illegible] یعنی صغیر [illegible] ان کو نوکری کرنا جائز ہو اور نفقہ اسکے [illegible] واجب ہو کے [illegible] کی اجرت ساقط نہیں ہوتی [illegible] کے کرنے سے یعنی صغیر کے
[illegible] کے [illegible] ان صغیر کی [illegible] ہوگی سب دین والوں کے یعنی جیسے اور قرض والوں کو میت کے مال سے حصہ ملیگا ویسے ہی صغیر کی ان کو بھی ملیگا [illegible]
اجرت [illegible] نفقہ جو [illegible] کی اجرت سے ساقط ہو جاوے وتجب علی موسر [illegible] صغیر الیسار الفقرۃ علی الارجح اور نفقہ اصول کا واجب ہوا ایسے مالدار مقدور والے
پر جسپر [illegible] واجب ہو بنا بر قول ارجح کے یعنی جو مالک ہو ایسے نصاب کا کہ فاضل ہو حوائج اصلیہ سے اگرچہ نامی نہو اور یہ قول ابو یوسف کا ہو اور یہی مختار ہو صاحب
ہدایہ کا اور اسی پر فتوی ہو اور بعضوں نے کہا کہ وجوب نفقہ اصول میں نصاب کرنا کا مالک ہونا شرط ہو اور [illegible] میں کہا کہ یہی [illegible] ہو کذا فی حاشیۃ المدنی ویرجح [illegible]
[illegible] الاتفاق [illegible] اور ترجیح دی [illegible] اور کمال الدین نے فتح القدیر میں نفقہ دینے اصول میں لڑکے کے فاضل کسب [illegible] النہر الفائق میں فتح القدیر سے منقول ہو کہ اگر
بیٹا [illegible] ہو تو وہاں امام محمد کا قول معتبر ہو یعنی جو اسکے اور اسکے عیال کے خرچ سے باقی بچے وہ اصول پر خرچ کرے مثلاً بیٹا ہر روز [illegible] کماتا ہو اور چار پیسے میں اسکے
عیال کا خرچ [illegible] ہو اور دو پیسے بچتے ہوں تو اسپر واجب ہو کہ دونوں پیسے اپنے والدین کو دے صاحب نہر نے کہا کہ اسی قول پر اعتماد کرنا واجب ہو اور یہی [illegible]
کے ہو کذا فی حاشیۃ المدنی وفی الخلاصۃ المختار ان الکسوب یدخل ابویہ فی نفقتہ اور خلاصہ میں ہو کہ قول مختار یہ ہو کہ بیٹا کمائی والا اپنے باپ کو اپنے خرچ میں
داخل اور شریک کرلے خواہ اسکی کمائی اسکے خرچ سے فاضل ہو یا نہو فتح القدیر میں ہو کہ حق تعالی نے والدین کافرین کے حق میں فرمایا ہو وصاحبہما فی الدنیا معروفا یعنی
والدین کے ساتھ باحسان دنیا میں بسر کر تو خود کھانا اور والدین کو بھوکا ننگا چھوڑنا احسان اور نیکی کے خلاف ہو وفی المجتبی للفقیر ان یسرق من مال ابنہ الموسر ما
یکفیہ ان ابی ولا قاضی ثمہ والا اثم اور مجتبی میں ہو کہ محتاج باپ کو جائز ہو اپنے مقدور والے بیٹے کے مال سے چرا لینا بقدر کفایت کے جس صورت میں کہ بیٹا نہ دیتا ہو
اور وہاں قاضی نہو اور اگر چوری کرے تو اسپر کچھ گناہ نہیں اور اگر وہاں قاضی ہو تو چوری کرنا درست نہیں قاضی سے نالش کرے وہ نفقہ دلا دیگا کذا فی حاشیۃ
المدنی عن البحر النفقۃ لاصولہ ولو اب امہ ذخیرۃ الفقراء ولو قادرین علی الکسب مقدور والے لڑکے پر اپنے اصول محتاجین کا نفقہ واجب ہو اگرچہ اصل نانا ہو
کذا فی الذخیرۃ اور اگرچہ اصول محتاجین کسب پر قادر ہوں اصل سے مراد ماں اور باپ اور دادا اور دادی اور نانا نانی لیکن پوتے پر دادا کا نفقہ اسوقت فرض ہوگا جب باپ
مرگیا ہو یا محتاج ہو اور نانا کا بھی نفقہ اس صورت میں نانی پر واجب ہوگا جب ماں نہو یا محتاج ہو اور اصول کے وجوب نفقہ میں عدم قدرت کسب کی شرط نہیں بلکہ
والدین اگر کسب پر قادر بھی ہوں تو بھی اولاد مالدار پر انکا نفقہ واجب ہو اسواسطے کہ احسان اور نیکوکاری سے بعید ہو کہ باوجود مقدور کے انکو کسب کی مشقت میں ڈالنا
والقول لمنکر الیسار والبینۃ لمدعیہ اور قول معتبر ہو مقدور کے منکر کا اور گواہ مقبول ہیں مقدور کے مدعی کے یعنی اگر باپ دعوی کرتا ہو کہ بیٹا مقدور والا ہو اور بیٹا منکر ہو
مقدور کا تو بیٹے کا قول معتبر ہوگا اور اگر بیٹا دعوی کرتا ہو کہ باپ مقدور والا ہو مجھپر اسکا نفقہ واجب نہیں اور باپ اپنے مقدور کا منکر ہو تو باپ ہی کا قول
معتبر ہوگا اور اگر ہر ایک نے اپنے دعوی کے گواہ گذرانے ہوں یعنی مدعی مقدور گواہوں سے ثابت کرتا ہو اور منکر بھی اسکو جو مدعی ہوگا مقدور کا اسکے گواہ مقبول
ہونگے نہ منکر کے بالسویۃ بین الابن والبنت وقیل کالارث وبہ قال الشافعی نفقہ اصول کا اولاد پر برابر واجب ہو بیٹے اور بیٹی میں کچھ فرق نہیں تو اگر محتاج باپ کے
بیٹی اور بیٹا ہو تو آدھا نفقہ اسپر واجب ہو اور آدھا اسپر یہی [illegible] حق ہو اور اسی پر فتوی ہو کذا فی فتح القدیر والخلاصۃ اسواسطے کہ علت وجوب نفقہ ولادت ہو سو

دونوں میں برابر ہی اور قول ضعیف یہ ہی کہ بطور ارث واجب ہی تو بیٹا دو حصہ دے اور بیٹی ایک حصہ اور یہی قول ہی امام شافعی کا شمس الائمہ نے کہا کہ نفقہ اصول کا اولاد پر برابر ہی اگر مقدور میں کم تفاوت ہو اور اگر ایک نہایت زیادہ مقدور والا ہو اور دوسرا کم مقدور ہو تو قدر نفقہ میں بھی تفاوت لازم ہی کذا فی الذخیرۃ
عن الذخیرۃ والمعتبر فیہ القرب والجزئیۃ فلو لہ بنت وابن ابن او بنت بنت وابن ابن فالنفقۃ علی البنت لانہ لا یعتبر الارث الا اذا استویا کجد وابن ابن کما
الا مرجح کوالدیہ ولد فعلی ولدہ لترجحہ بانت ومالک لابیک اور نفقہ حالات کے وجوب میں معتبر ہی قرب اور جزئیت تو اگر دو شخصوں میں جزئیت پائی جاوے اور ایک زیادہ تر قریب ہو دوسرے سے تو اقرب ہی پر نفقہ واجب ہوگا بلا اعتبار ارث کے بعد پس اگر ایک شخص کے بیٹی ہو اور پوتا یا نواسہ ہو اور بہائی تو نفقہ اسکا بیٹی پر واجب ہوگا نہ پوتے پر اور دوسری صورت میں ثانی پر واجب ہوگا نہ بہائی پر اسواسطے کہ یہاں ارث معتبر نہیں ہاں مگر ارث وہاں معتبر ہی جب سب میں دونوں برابر ہوں جیسے دادا اور پوتا یعنی ایک محتاج کا دادا اور پوتا ہو تو اسکا نفقہ دونوں پر بقدر انکی ارث کے ہوگا یعنی سدس دادا پر اور باقی پوتے پر اسواسطے کہ دونوں سے قرابت ایک واسطہ برابر تو دادا کی ترجیح نہ ہوگی مگر بسبب ارث کے اور صورت تساوی قرابت کے ارث معتبر ہی مگر کسی مرجح کی جہت سے تساوی قرابت اور ارث بھی ساقط الاعتبار ہی چنانچہ ایک محتاج کا باپ اور بیٹا مالدار ہوں تو اسکا نفقہ ولد پر ہوگا نہ باپ پر حالانکہ قرابت دونوں کی بلا واسطہ برابر ہی اور اگر ارث کا یہاں اعتبار ہوتا تو سدس نفقہ باپ پر ہوتا اور باقی ولد پر جاتا ہی [illegible] اولاد ہی پر ہی بمقتضائے اس حدیث شریف کے کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ ہی کا ہی تو ولد کے مال کو باپ کا مال قرار دیا یعنی یہ ترجیح ہی صاحب النقایہ کی ہی اور یہیں فرمایا کہ باپ کا اور بیٹے کا بہم بہائی اور باپ اور دادا کا ذکر کرنا اسی کا [illegible] ہی اور آئندہ مثالوں میں بھی یہ حکم ہوگیا اسواسطے کہ گذشتہ بیان ہی وجوب نفقہ اصول کا فروع پر کذا فی حاشیۃ المدنی وفی الخانیۃ لام وابوا ب نکا رشنا اور خانیہ میں ہی کہ ایک محتاج کی ماں ہی اور دادا ہی تو اسکا نفقہ بقدر انکی ارث کے ہی جیسا کہ اوپر میں مثال گذری اسواسطے کہ دادا کو ترجیح ہی بسبب جزئیت کے اور دادا کو ترجیح ہی بسبب قوت نسب کے لہذا ارث کا اعتبار ہوا وفی الفتح لام وابن الام علی الام اور فتح میں ہی کہ ایک محتاج کی ماں ہی اور نواسہ ہی تو نفقہ ماں پر ہوگا اسواسطے کہ نانا واسطے کثرت ہی لہذا ماں کو ترجیح ہوئی بخلاف پہلی صورت کے ولو لہ ام وابن ام علی ابن الام اور اگر محتاج کا چچا ہی اور نانا تو اسکا نفقہ نانا پر ہی بسبب ترجیح جزئیت کے اور ارث کا یہاں اعتبار نہیں اگرچہ وارث چچا ہی نہ نانا واستشکل فی البحر لو لہ ام وعم کما مر آنفا اور بحر الرائق میں تذبذب کر کے یہ قول اشکال کیا ہی کہ ایک محتاج کی ماں ہی اور چچا تو اسکا نفقہ دونوں پر ہی تین حصہ کے ارث کے ہی یعنی ایک ثلث ماں پر اور دو ثلث چچا پر وجہ اشکال کی یہ ہی کہ وجوب نفقہ میں ماں مقدم ہی بسبب جزئیت کے بغیر ارث کے اعتبار کرنے کی کیا وجہ ہی قال فلو لہ ام وعم واجاب الرملی بانہم الا نفقۃ ام کا ارث احتمال کہ صاحب بحر نے کہا اگر ایک شخص کی ماں ہو اور چچا اور نانا تو آیا نفقہ فقط ماں ہی کو لازم ہوگا یا مانند ارث کے ہوگا یہاں دونوں کا احتمال ہی رملی شیخ حنفی نے کہا کہ اصل اشکال صاحب بحر کا ظاہر ہی واسطے بحر نے انکی پیروی کی ہی اور حقیقۃ الحال یہ ہی کہ یہاں دو روایتیں ہیں ایک قوی اور دوسری ضعیف قوی یہ ہی کہ ترجیح قرب اور جزئیت کو ہی اور ضعیف یہ ہی کہ ارث معتبر ہو صاحب خانیہ نے دونوں روایتوں کو مذکور کیا اور ایک دوسرے کا تناقض جانکر اشکال پیدا کیا حالانکہ ضعیف روایت ہرگز قوی سے معارضہ کے لائق نہیں تو مسئلہ الفقہ میں یعنی جسکو صاحب بحر نے مشکل جانا ہی اور اس مسئلہ میں جسکو صاحب بحر کو احتمال در تردد ہی یہ جواب روایت قوی کے یہ حکم ہی کہ ماں پر نفقہ واجب ہی نہ چچا پر وہ بشہ اہ وفی حاشیۃ المدنی المنصاد تجب ایضا لکل ذی رحم محرم صغیر او انثی مطلقا ولو کانت الانثی بالغۃ صحیحۃ اور بھی واجب ہی نفقہ ہر قرابت والے محرم کا صغیر ہو یا انثی مطلقا اگرچہ انثی تندرست بالغہ ہو معلوم ہو وجوب نفقہ کا سبب قرابت ہی ساتھ محرمیت کے تو چچا کے بیٹے کا نفقہ واجب نہیں اسواسطے کہ وہ اگرچہ قریب ہی لیکن محرم نہیں اور رضاعی بہائی بہن کا نفقہ واجب نہیں اگرچہ وہ محرم ہیں لیکن قرابت نسبی نہیں محرم سے مراد وہ ہی کہ جسکے ساتھ نکاح نہ جائز ہو بسبب قرابت کے اور صغیر کی قید سے بالغ نکل گیا اور محرم عورت میں خالہ عمہ بہن بہانجی بھتیجی داخل ہیں انکا نفقہ واجب ہی صغیر ہوں یا بالغہ تندرست ہوں یا بیمار بشرطیکہ محتاج ہوں اور غیر منکوحہ اسواسطے کہ منکوحات کا نفقہ انکے ازواج پر فرض ہی او کان الذکر بالغا لکن عاجزا عن الکسب بنحو زمانۃ کعمی وعتہ وفلج یا اسی قریب محرم کا نفقہ واجب ہی جو مرد بالغ ہی لیکن کسب سے عاجز ہی بسبب مرض دائمی بیماری کے جیسے لولا ہونا اور اندھا ہونا اور غافل نافہم ہونا اور فالج ہونا زاد فی الملتقی والمختار ولا یحسن الکسب لخرقہ

[illegible] حبیب [illegible] نفقہ [illegible]

[illegible] شرح [illegible] فقیر [illegible]

[illegible] نفقہ [illegible]

[illegible] کے [illegible] سے [illegible] ریت کا [illegible]

[illegible] ولنا اکثر [illegible]

[illegible] نفقہ [illegible] کے [illegible]

[illegible] اکثر [illegible] کا [illegible]

[illegible] شریف [illegible]

[illegible] محرم [illegible]

[illegible] اخراجات [illegible]

[illegible] بہنوں کے [illegible]

[illegible] ایک [illegible] بہنوں کی ارث [illegible]

[illegible]

[illegible] کا رشتہ اور ان سے فقیر کے [illegible]

[illegible] فقیر [illegible] بھائی [illegible]

[illegible] بھائی [illegible]

[illegible] بھائی [illegible]

[illegible] فقیر [illegible]

ہوا اور [illegible] اس فقیر [illegible]

ہوا اور اگر [illegible] تو اسکے باپ کا نفقہ [illegible] بھائی یا اسکی بہنوں [illegible]

ہو گئے ہیں بہت کے بیٹے کے ساتھ [illegible] کہ مادری بہن [illegible]

تو واجب [illegible] اسکی بہن [illegible] لیکن [illegible] کے سبب [illegible] کے [illegible] لہذا تمام [illegible]

بیٹی کی [illegible] کے سبب سے ساقط ہو لہذا تمام نفقہ [illegible] بھائی [illegible]

[illegible] نفقہ [illegible]

[illegible] نفقہ [illegible]

[illegible]

[illegible] تفصیل [illegible]

کہ ماں کا چھٹا حصہ اور سگی بہن کا آدھا اور سوتیلی بہن کا ششم حصہ اور مادری بہن کا بھی ششم حصہ تو تقسیم اسکی چھ سہم سے ہے ایک سہم ماں کا اور تین سہم سگی بہن کے اور ایک ایک سہم سوتیلی اور مادری بہن کا لیکن چونکہ سوتیلی اور مادری بہنیں مفلس محتاج ہیں انکو بعد دریافت کرلینے سہم وارثین کے میت قرار دیا تو انکے دو سہم ساقط ہوگئے باقی رہے چار سہم لہذا یہ حکم ہوا کہ ماں پر ربع نفقہ واجب ہے اور سگی بہن پر تین ربع سو یہ مطلب ہے شارح کے اس قول کا کہ بعد دریافت کرلے مقدار سہم کے کل نفقہ مالداروں پر لازم ہوگا **والمعتبر** ای فی الرحم المحرم **اھلیۃ الارث لا حقیقتہ** اذ لا یتحقق الا بعد الموت اور معتبر قرابت محرم میں ارث کی لیاقت ہے یعنی کاہے وارث ہوتا ہو محروم محض نہو نہ کہ حقیقت ارث معتبر اسواسطے کہ حقیقت ارث ثابت نہیں ہوتی مگر بعد موت کے **فنفقۃ من لہ خال وابن عم علی الخال** لانہ محرم سو نفقہ اس فقیر عاجز کا جسکا ایک ماموں ہے اور چچا کا بیٹا ماموں پر ہے اسواسطے کہ وہ محرم ہے بخلاف چچا کے بیٹے کے کہ ہر چند وارث بالفعل فقیر کا وہی ہے نہ ماموں لیکن مدار وجوب نفقہ کا محرم ہونے پر ہے نہ محض وراثت پر **فلو استویا فی المحرمیۃ کعم وخال رجح الوارث للحال الا من سیجعل کالمیت** اور اگر دو شخص محرمیت میں برابر ہوں جیسے چچا اور ماموں تو ترجیح دیجاویگی وارث فی الحال کو یعنی چچا کو نا وقتیکہ وارث فی الحال مفلس نہو اور اگر وارث فی الحال مفلس ہوگا تو وہ میت کے شمار میں ہوگا تو اب نفقہ ماموں پر واجب ہوگا نہ مفلس چچا پر **فی القنیۃ یجبر الابعد اذا غاب الاقرب** اور قنیہ میں ہے کہ محرم ابعد پر جبر کیا جاوے نفقہ دینے میں جبکہ محرم اقرب حاضر نہو صورت اسکی یہ ہے کہ ایک فقیر کا سگا بھائی ہے اور دوسرا سوتیلا اور سگا بھائی کہیں چلا گیا تو حاکم سوتیلے بھائی سے زبردستی نفقہ دلاویگا پھر جب سگا بھائی آوے تو جسقدر دیا ہے اتنا اس سے بھر لے کذا فی حاشیۃ المدنی عن القنیۃ وفی السراج معسر لہ زوجۃ ولہ وجۃ اخ موسر اجبر اخوہ علی نفقتہا ویرجع بہ علی الزوج اذا ایسر انتہی اور سراج میں ہے کہ ایک مفلس کی زوجہ ہے اور اس زوجہ کا ایک بھائی ہے مالدار تو جبر اس سے اسکی بہن کا نفقہ دلایا جاوے اور جب اسکا زوج مقدور والا ہو تو اس سے پھیر لے انتہی کلامہ **وفیہ** النفقۃ انما ہی علی من حرم کامل ولذا قال القہستانی قولہم وابن العم فیہ نظر لانہ لیس بمحرم والکلام فی ذی الرحم المحرم فافہم اور سراج میں یہ بھی ہے کہ وجوب نفقہ کا تو اسی پر منحصر ہے جسکی قرابت کامل ہے یعنی قرابت یا محرمیت اور اسیواسطے قہستانی نے کہا کہ فقہا کے اس قول میں کہ نفقہ ماموں پر ہے نہ چچا کے بیٹے پر اسمیں اعتراض ہے اسواسطے کہ چچا کا بیٹا محرم نہیں اور ہماری گفتگو ہے قریب محرم کی ترجیح میں سو اسکو سمجھ لے یعنے جب چچا کا بیٹا محرم نہوا تو اسکو ماموں کے ساتھ ذکر کرنا مناسب نہیں **ولا نفقۃ تجب مع الاختلاف دینا الا للزوجۃ والاصول والفروع** علوا وسفلوا اور نفقہ واجب نہیں ساتھ اختلاف دین کے مگر زوجہ اور اصول اور فروع کا البتہ باوجود اختلاف دینی کے بھی واجب ہے عالی ہوں اصول جیسا کہ باپ دادا پردادا یا سافل ہوں فروع جیسا کہ بیٹا پوتا پرپوتا یعنی کافر کا نفقہ مسلم پر واجب نہیں اور نہ مسلم کا کافر پر اسواسطے کہ مدار وجوب نفقہ کا بموجب نص قرآنی کے وراثت پر ہے اور حالانکہ مسلم اور کافر میں وراثت نہیں بخلاف زوجہ اور اصول اور فروع کے کہ زوجہ میں وجوب نفقہ کی علت احتباس ہے اور اصول اور فروع میں وجوب نفقہ کی علت جزئیت ہے اور حالانکہ احتباس اور جزئیت میں بسبب اختلاف دین کے اختلاف نہیں ہوتا قہستانی وغیرہ نے کہا کہ جب اختلاف دین عدم وجوب نفقہ کی علت ٹھہری تو محرم سنی کا نفقہ شیعی رشتہ دار پر مثلا لازم ہوگا بشرطیکہ تفضیلیہ شیعہ ہو اور اگر تبرائی شیعہ ہے یعنی اصحاب کبار علی الخصوص شیخین پر تبرا کرتا ہو تو وہ مرتد ہے اگر اسکا تبرا ثابت ہو تو حاکم اسکو قتل کرے کذا فی حاشیۃ المدنی **الذمیین لا الحربیین** ولو مستامنین ان اصول اور فروع کا نفقہ واجب ہے جو کافر ذمی ہیں نہ حربی اگرچہ حربی مستامن ہوں اور اصول اور فروع حربیوں کا نفقہ اسواسطے واجب نہیں کہ انکے ساتھ احسان کرنا اہل اسلام کو جائز نہیں **لانقطاع الارث** اختلاف دین میں نفقہ واجب نہیں بسبب انقطاع ارث کے یہ تعلیل ہے نفقہ واختلاف دینی کی تو اسکا یہاں فاصلہ ذکر کرنا نامناسب تھا یعنی یوں کہنا تھا کہ لا نفقۃ مع الاختلاف دینا لانقطاع الارث کذا فی حاشیۃ الحلبی المدنی **یبیع الاب** لانہ ولایۃ التصرف **لا الام** ولا بقیۃ اقاربہ **والا القاضی اجماعا عرض ابنہ الکبیر الغائب لا الحاضر** بیچے باپ اپنے بالغ غائب ولد کا مال منقول نہ ولد حاضر کا اور ماں اور باقی اقارب اور قاضی اسکا مال نہ بیچیں باجماع امام اور صاحبین کے باپ کو بیچنا اسواسطے جائز ہے کہ اسکو ولایت ہے تصرف کی نہ غیر کو **لا عقارہ** فیبیع عقار صغیر ومجنون اتفاقا نہ بیچے اسکے عقار کو یعنی مال غیر منقول کو جیسے زمین اور باغ سو جب فقط عقار بالغ کا بیچنا نہ جائز ہوا تو معلوم ہوا کہ صغیر اور مجنون ولد کے عقار کو بیچے بالاتفاق **للنفقۃ**

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ... الابن ... [illegible]

[illegible] ... الغائب ... [illegible]

[illegible] ... غائب کے ... امانت ... [illegible]

[illegible] ... جائز نہیں ... [illegible]

اسکے سپرد ... [illegible] ... كذا في حاشية الشلبي عن البحر وكذا في مختصر الوقاية المدفوع اليه
[illegible] ... اور اسی طرح پھیر لینا جائز نہیں امانت ... [illegible] ... کہ انکو بھی اسکا حق ... [illegible]
[illegible] ... امانت رکھی ... کے پاس ... سفر کو گیا اور مر گیا ... امانت ... صرف کی ... سوا اس لڑکے کے ... کوئی وارث نہیں تو اب
... امانت کو ... نہیں پھیر سکتا ... الابوان لو انفقا ما عنده ... من جنسه ای جنس النفقة لا يضمنان لوجوب نفقتهما
... قبل القضاء ... فقد ظفر بجنس حقه فله اخذه ولذا ... في مال الغائب بخلاف بقية الاقارب اور ماں باپ اگر خرچ کریں غائب لڑکے کا مال کہ جو انکے
پاس ہو اپنے اوپر اور حالانکہ وہ مال از قسم نفقہ ہو یعنی اناج اور کپڑا ہو تو ... تاوان نہیں ... بسبب واجب ہونے نفقہ اصول و فروع اور نفقہ زوجہ کے قبل حکم
کرنے قاضی کے سیاتک کہ اگر باپ یا ولد صغیر یا زوجہ غائب کا مال کہیں پا جاوے اور وہ مال از جنس نفقہ بھی ہو تو اسکو لینا انکو جائز ہے بلا حکم قاضی اور بدون رضامندی
غائب کے ... مال غائب میں ... نفقہ ... بخلاف باقی اقارب محارم کے کہ انکو غائب کے مال سے لینا جائز نہیں بدون حکم قاضی یا بلا رضامندی غائب کے
ولو قال الابن ... الاب ... ولو برهنا فبينة الابن ... اور اگر ولد غائب سفر سے آیا ... لینے باپ کے ... باپ نے
کہا کہ ... نفقہ لیا اور حالانکہ تو مقدور والا تھا اور باپ نے اسکی تکذیب کی تو باپ کا قول ... حاکم کریگے خصومت کے دن یعنی اگر نزاع اور خصومت کے دن ... باپ
مقدور والا ہوگا تو قول ولد کا مقبول ہوگا اور اگر اسدن وہ محتاج ہوگا تو باپ کا قول معتبر ہوگا. اور اگر دونوں اپنے دعوی کے گواہ گذرانیں تو لڑکے کے
گواہ مقبول ہونگے كذا في الخلاصة اسواسطے کہ گواہ اثبات کے مقدم ہیں نفی کے قضی بنفقة غير الزوجة زاد الزيلعي والصغير ومضت مدة شهر فاكثر
... سقطت لحصول الاستغناء فيما مضى ... القضاء ... حکم ہو گیا زوجہ کے سوا اور اقارب کے نفقہ کا اور گذر گئی ایک مہینہ یا زیادہ مدت یا نفقہ گذشتہ
مدت کا نفقہ ساقط ہو گیا بسبب حاصل ہونے استغناء کے زمان گذشتہ میں لیئے اقارب کا نفقہ واجب ہو واسطے دفع حاجت کے موجب مدت گذر گئی تو حاجت
بھی نہ رہی اور زیلعی نے زوجہ کے ساتھ صغیر کو بھی زیادہ کیا ہے ہم زیلعی نے حاوی سے نقل کیا کہ نفقہ صغیر کا دین ہوتا ہے قاضی کے حکم سے نہ غیر صغیر کا یعنی
اور صاحب بحر اور نہر نے بھی اسکو مسلم رکھا ہے شیخ رحمتی محشی نے کہا کہ یہ غفلت ہے ان علما کی کہ مقید کو مطلق بیان کرتے ہیں اسواسطے کہ ذخیرہ میں
حاوی سے بالتصریح ثابت ہے کہ تعیین قاضی سے نفقہ ولد صغیر کا اس شرط سے دین ہوتا ہے جب قاضی صغیر کی ماں کو نفقہ کیواسطے قرض لینے
کا حکم کرے اور بدون اس شرط کے بعض حکم قاضی سے نفقہ صغیر کا ہرگز دین نہیں ہوتا كذا في حاشية الدر المختار والا دون الشهر لنفقة الزوجة والصغير

تقصیر دنیا بالتقصار اور مہینے سے کم مدت کا نفقہ محارم کا اور زوجہ اور صغیر کا نفقہ دین ہوجاتا ہی قاضی کے حکم سے ہم مہینے کی مدت طویل ٹھہری اور اس سے
کم مدت قصیر ہوئی اسواسطے کہ قاضی ہر مہینے مین نفقہ کا حکم دیتا ہی تو باعتبار عادت قضات کے طول اور قصر مذکور رہوا باقی گفتگو نفقہ صغیر کی قول آتی
مین مذکور ہوچکی اور وہی حق ہی واللہ اعلم الا ان یستدین غیر الزوجۃ بامر قاض فلو لم یستدن بالفعل فلا رجوع نفقہ اقارب کا مدت گذرنے سے ساقط ہی
مگر یہ کہ زوجہ کے سوا کوئی محرم قرض لے بحکم قاضی تو دین ہوجاویگا سو اگر بعد حکم قاضی کے محرم نے قرض بالفعل نہ لیا مثلاً غیر کے صدقات سے اپنی گذران کی تو انکو
رجوع کرنے کا اختیار نہوگا بسبب عدم حاجت اور حصول کفایت کے بل فی الذخیرۃ لو اکل اطفالہ من مسألۃ الناس فلا رجوع لاھم بل بہ ذخیرہ مین ہی کہ اگر غائب کے اطفال نے
لوگون سے سوال کر کے کھایا بعد حکم استدانت کے تو انکی ماں کو پھیر لینا نفقہ کا اُنکے باپ سے جائز نہین اسواسطے کہ حاجت دفع ہوگئی ولو اعطوا شیأ واستدانت شیأ فالنفقۃ من
مالہ بالحصۃ بازارت خانیہ اور اگر اطفال کو کچھ نفقہ بطریق سوال ملا اور کچھ نفقہ انکی ماں نے لیا قرض بحکم قاضی یا اپنے مال سے انپر خرچ کیا تو اُنکے باپ سے پھیر لے جسقدر
زیادہ ہو نفقہ سوال سے کذا فی الخانیۃ وینفق منہا تراہ فی البحر للمبسوط لکن نظر فیہ فی النہر بانہ لا اثر لانفاقہ بلا استدانۃ حتی لو استدان وانفق من غیرہ ودفی مما استدانہ
یسقط ایضا انتہی نفقہ محارم کا اُسوقت دین ہوتا ہی جب قاضی قرض لینے کا حکم کرے اور محرم اُسی مال مقروض سے صرف کرے بحرالرائق مین اس شرط
انفاق کو مبسوط کی طرف نسبت کیا ہی لیکن نہر الفائق مین اس شرط مین گفتگو کی ہی کہ مال مقروض کے صرف کرنے کا کچھ اثر نہین یہانتک کہ اگر محرم قرض لے اور
غیر قرض سے صرف کرے اور اسکو قرض سے ادا کرے تو بھی نفقہ ساقط نہوگا انتہی کلام شیخ رحمتی محشی نے کہا کہ غیر قرض دو حال سے خالی نہین کہ وہ محرم کا مال ہی یا کسی
اجنبی کا اگر اُسیکا مال ہی تو نفقہ ساقط ہو بسبب رفع حاجت کے اور اگر غیر کا مال ہی تو اُسیکا نام قرض ہی تو قرض سے صرف کرنا اُسپر صادق آیا تو معلوم ہوا کہ اعتراض
صاحب نہر کا محض بیجا ہی کذا فی حاشیۃ المدنی فلو مات الاب ومن علیہ النفقۃ بعدہا ای الاستدانۃ المذکورۃ فہی ای النفقۃ دین ثابت فی ترکتہ فی الصحیح
بحر نقل عن البزازیۃ تصحیح ما یخالفہ ونقلہ المصنف عن الخلاصۃ قائلا ولو لم ترجع حتی مات لم تاخذہا من ترکتہ ہو الصحیح انتہی لخصا فلیتأمل سو اگر باپ مرجاے یا
وہ شخص مرے جسپر نفقہ دینا واجب ہی بعد استدانت مذکورہ کے تو وہ نفقہ دین ثابت ہوگا میت کے مال مین بقول صحیح کذا فی البحر عن الذخیرۃ پھر صاحب بحر نے
اسکے مخالف بزازیہ سے تصحیح نقل کی یعنی نفقہ مذکورہ مال میت سے نہ لیا جاویگا بقول صحیح اور مصنف نے منح الغفار مین خلاصہ سے نقل کیا یون بیان
کر کے کہ اگر ماں نے صغیر کا نفقہ بحکم قاضی قرض لیا اور اسکو اسکے باپ سے نہ پھیر لیا یہانتک کہ اُسکا باپ مرگیا تو باپ کے مال متروک سے نہ لے سکیگی یہی قول
صحیح ہی انتہی قول المصنف ملخصا تو اس مقام مین تامل کرنا چاہیے ہم حلبی نے کہا کہ یہ امر تامل کرنے کا مفتی کیواسطے ہی یعنی جب دو قولون مین تصحیح مختلف ہوئی تو مفتی غور اور
تامل کرے جسمین آسانی خلق پر ہو اُس قول کو اختیار کرے چنانچہ شارح نے خطبہ کتاب مین اس قاعدہ کیطرف اشارہ کیا ہی وفی البدائع الممتنع من نفقۃ القریب المحرم
یضرب لا یحبس لفواتہا بمضی الزمن فیستدرک بالضرب وقیدہ فی البحر بحثا بما فوق الشہر لعدم سقوط ما دونہ کما مر اور بدائع مین ہی کہ جو شخص اپنے قریب محرم کو
نفقہ نہ دے تو اُسپر مار پڑیگی اور قید نہوگا بسبب ساقط ہوجانے نفقہ کے مدت گذر جانے سے تو اسکا تدارک مارنے سے ہی اور بحرالرائق مین بنا بر بحث کے نہ بنا بر روایت
کے عدم حبس کو مقید کیا ہی بقید ما فوق الشہر اسواسطے کہ مہینے سے کمتر مدت کا نفقہ ساقط نہین ہوتا چنانچہ اسکا بیان عنقریب ہوچکا ہم عدم حبس سے یہ
مراد نہین کہ حبس اُسکا مطلقاً جائز نہین بلکہ مراد یہ ہی کہ مجرد حبس بلا ضرب کافی نہین اسواسطے کہ فصل حبس مین اشباہ سے منقول ہوگا کہ محبوس کا مارنا جائز ہی اگر وہ
اپنے قریب کو نفقہ نہ دیتا ہو کذا فی حاشیۃ المدنی ولا یصح الامر بالاستدانۃ لترجع علیہ بعد بلوغہ اور قاضی کا حکم صغیر کیواسطے قرض لینے کا صحیح نہین تاکہ ماں قرض لیکر
اسکو کھلاوے اور بعد بالغ ہونے صغیر کے اُس سے پھیر لے یعنی قاضی کو استدانت کا حکم دینا جائز نہین مگر دو صورت مین ایک یہ کہ صغیر کا مال ہو مگر اُس شہر مین
نہو دوسری صورت یہ ہی کہ جسپر صغیر کا نفقہ واجب ہی وہ زندہ ہو کذا فی منح الغفار وتجب النفقۃ بانواعہا المملوکۃ منفعۃ وان لم یملک رقبتہ کموصی بخدمتہ اور
واجب ہی تینون قسم کا نفقہ اپنے مملوک کا اگرچہ اُسکی ذات کا مالک نہ ہو فقط منفعت کا مالک ہو چنانچہ کسی نے اپنے غلام کو دوسرے کی خدمت کیواسطے

[illegible] خوبصورت [illegible] تو [illegible] غلام [illegible] حاجت [illegible]

کی [illegible] نفقہ [illegible] اسکا [illegible]

[illegible]

[illegible] قول صحیح [illegible]

تو انکو کھانے کپڑے میں برابر رکھنا [illegible] اگر غلام یا لونڈی [illegible] ساتھ کھلاوے [illegible] ساتھ بٹھلاوے

ساتھ نہ کھلاوے تو اسکو [illegible] اور [illegible] کا نقل [illegible] کذا فی السراج الوہاج

اور جو غلام [illegible] مالک کے تصرف میں ہو تو [illegible] کذا فی العالمگیریہ عن النہایہ اور صحیحین میں ابو ذر رضی سے مروی ہے کہ

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ غلام تمہارے بھائی ہیں جنکو اللہ تعالی نے تمہارے زیر دست کیا ہے سو جسکا بھائی اسکے زیر دست ہو تو کھلاوے

جس میں سے آپ کھاتا ہو اور پہناوے جس میں سے آپ پہنتا ہو اور نہ ایسا تکلیف کا کام دو جو انکی طاقت سے باہر ہو اگر سخت کام دو تو آپ بھی انکی مدد کرو [illegible]

کا یہ مطلب نہیں کہ غلام کو کھلانا اور پہنانا اپنے برابر واجب ہے بلکہ مستحب ہے اسواسطے کہ [illegible] ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible]

کسوہ یعنی غلام کا کھانا کپڑا واجب ہے [illegible] فرمایا کہ مالک پر اپنا سا طعام اور لباس لازم ہے بلکہ حدیث صحیحین کا یہ مطلب ہے کہ اکل و ملبوس کی جنس [illegible] مثلاً اگر

مالک سوت کا کپڑا پہنتا ہو تو غلام کو بھی سوتی پہناوے اگرچہ خود ململ [illegible] پہنے اور غلام کو گاڑھا [illegible] پہناوے اور صحابہ کبار سے ہرگز منقول نہیں کہ غلاموں کو اپنا سا

پہناتے ہوں مگر بعضے صحابہ البتہ بنظر استحباب برابر رکھتے تھے کذا فی فتح القدیر وحاشیۃ الدرر وفی القنیۃ نفقۃ المبیع علی البائع ما دام فی یدہ ہو الصحیح واستشکل فی البحر بانہ

لا ملک للبائع رقبۃ ولا منفعۃ فینبغی ان تلزم المشتری اور قنیہ میں ہے کہ نفقہ غلام یا حیوان مبیع کا بائع پر ہے جبتک کہ وہ اسکے قبضے میں ہو اور یہی قول صحیح ہے [illegible]

قول کو بحر الرائق میں اس دلیل سے [illegible] کہ مبیع پر بائع کی کچھ ملکیت نہیں نہ باعتبار رقبہ نہ باعتبار منفعت لینے کے تو لائق ہے کہ مشتری پر نفقہ لازم ہو نہ بائع پر بعضے علماء نے اس

اشکال کا یوں جواب دیا ہے کہ جبتک مبیع بائع کے پاس ہے تو اسکے ضمان میں ہے تو اسپر نفقہ بھی واجب ہے جیسے مغصوب کا نفقہ غاصب پر واجب ہے حالانکہ غاصب کسی کا مالک

نہیں نہ ذات کا نہ منفعت کا کذا فی حاشیۃ الدرر فان امتنع ففی کسبہ ان قدر بان کان صحیحا ولو غیر حاذق بصناعۃ [illegible] اگر مولی غلام کو

نفقہ نہ دے تو اسکا نفقہ اسکی کمائی میں ہے اگر وہ قادر ہو اسطرح پر کہ تندرست ہو اور اگرچہ کوئی صنعت اور پیشہ نہ جانتا ہو تو مزدوری کرے جیسے معمار کا مددگار یعنی

معمار کو اینٹ گارہ دینا ہر تندرست سے ہو سکتا ہے عاقل ہو یا احمق والا لکونہ زمنا او جاریۃ لا یؤجر مثلها امرہ القاضی ببیعہ [illegible] وبہ یفتی اور اگر

غلام مزدوری نہ کرسکتا ہو چنانچہ لولا ہو یا ایسی لونڈی ہو کہ مزدوری نہ کرسکتی ہو یعنی خوبصورت ہے کہ اسکی مزدوری میں فساد کا احتمال ہے تو قاضی اسکے مالک پر جبر

حکم کرے اسکے بیچ ڈالنے کا اور صاحبین نے کہا کہ قاضی خود اسکو بیچ لے مالک سے کہنے کی کچھ حاجت نہیں اور اسی پر فتوی ہے الا ان محالا کالمدبر وام الولد فیجبر

بالاتفاق اور غیر غلام مذکور کو بیچے اگر وہ محل ہو بیع کا یعنی اگر اسکا بیچنا جائز ہو اور اگر اسکا بیچنا جائز نہ ہو جیسے مدبر اور ام ولد تو اسکے مالک پر اسکا نفقہ قاضی

لازم کر دے بحکومت اسکے سوا اور کچھ نہ کرے عبد لا ینفق علیہ مولاہ اکل او اخذ من مال مولاہ قدر کفایتہ بلا رضاہ ان عاجزا عن الکسب وجاز ولم یاذن

لہ فیہ ایک غلام ہو کہ اسکا مالک اسکو نفقہ نہیں دیتا تو اسنے کھایا یا لیا اپنے مولی کے مال سے اپنی بقدر حاجت کے بدون اسکی رضامندی کے تو اگر

غلام عاجز ہو کمائی سے یا قادر ہو کسب پر لیکن اسکا مالک کسب کی اجازت نہ دیتا ہو تو اسکو کھانا اور لینا جائز ہے والا لا کما لو اقتر علیہ مولاہ ولا یاکل من مال

مکتسبا ان قدر مجتبی اور اگر غلام کسب پر قادر ہو اور مالک کسب سے روکتا نہ ہو تو بدون رضامندی مولی کے غلام کو اسکا مال کھانا اور لینا جائز نہیں چنانچہ اگر

غلام پر تنگی کرتا ہو مولی یعنی بقدر حاجت کھانا کپڑا نہ دیتا ہو تو اسکا مال بدون اسکی رضامندی کے نہ کھاوے بلکہ کمائی کرے اگر اسکی طاقت ہو کذا فی المجتبی قنیہ

تنازعا فی عبد او دابۃ فی ایدیہما یجبران علی نفقتہ اور مجتبی میں ہے کہ دو شخصوں نے جھگڑا کیا غلام یا جانور میں جو اُن دونوں کے قبضے میں ہے تو اُنپر جبر کیا جاویگا اُسکے
نفقہ میں یعنی دونون سے زبردستی اُسکا قوت دلایا جاویگا تا وقتیکہ ایک کا دعویٰ ثابت ہو نفقۃ العبد المغصوب علی الغاصب الی ان یردہ الی مالکہ
غلام مغصوب کا نفقہ غاصب پر واجب ہے یہانتک کہ اُسکے مالک کے پاس اُسکو پہونچاوے فان طلب الغاصب من القاضی الامر بالنفقۃ او البیع
لا یجیبہ لانہ مضمون علیہ ولکن ان خاف القاضی علی العبد الضیاع باعہ القاضی لا الغاصب و امسک القاضی ثمنہ لمالکہ سو اگر طلب کرے
غاصب قاضی سے اجازت نفقہ کی یعنی قرض لیکر نفقہ دیا جاوے اور غلام کی قیمت میں قرض مجرا ہو یا بیع کی اجازت مانگے تو قاضی اُسکو نہ قبول کرے اسواسطے کہ غاصب
پر تاوان ہر صورت ثابت ہے خواہ غلام زندہ رہے یا مرے لیکن اگر قاضی ڈرے غلام کی ہلاکی پر بسبب فاقہ کشی کے تو اُسکو قاضی بیچڈالے نہ غاصب اور اُسکی قیمت کو
قاضی اُسکے مالک کیواسطے رکھ چھوڑے جب آوے تب اُسکو دے طلب المودع او اخذ الآبق او احد شریکی عبد غاب احدہما من القاضی الامر بالنفقۃ علی
عبد الودیعۃ ونحوہا لا یجیبہ لما تاکلہ النفقۃ بل یوجرہ وینفق منہ او یبیعہ ویحفظ ثمنہ لمولاہ دفعا للضرر طلب کیا امانت دار نے یا بھاگے غلام کے پکڑنے
والے نے یا غلام کے ایک مالک نے دوسرے مالک کی غیبت میں طلب کیا قاضی سے قرض لینے کا حکم امانت کے غلام کے نفقہ کیواسطے اور مانند اُسکے یعنی غلام
گریختہ یا مشترک کے نفقہ کیواسطے تو قاضی اُسکو نہ قبول کرے یعنی اجازت قرض کی اُن غلامون کے نفقات کیواسطے نہ دے تاکہ نفقہ نہ اُسکو کھا جاوے یعنی کثرت
قرض سے غلام کی قیمت اُسمین مجرا ہو جاوے بلکہ قاضی اُس غلام کو اجارہ دے اور اُسکی مزدوری سے اُسکو کھلا دے یا اُسکو بیچڈالے اور اُسکی قیمت کو اُسکے مولی کیواسطے
رکھ چھوڑے تاکہ مولی کا ضرر نہو ہم اجارہ غلام گریختہ کا یہ تجویز ہے صاحب نہر کی نزدیک مذہب کی تو شارح پر اُسکا آگاہ کرنا ضرور تھا کذا فی حاشیۃ المدنی والنفقۃ علی الآجر
والراہن والمستعیر والکسوۃ علی المعیر وتسقط النفقۃ ولو ماتا و تلزم بیت المال خلاصۃ اور نفقہ غلام کا اجارہ دینے والے پر ہے نہ مستاجر پر اور گرو کرنے والے پر ہے نہ مرتہن پر اور عاریت
مانگنے والے پر ہے نہ عاریت دینے والے پر اور لباس تحت عاریت دینیوالے پر واجب ہے اور ساقط ہوتا ہے نفقہ غلام کا اُسکے آزاد کر دینے سے اگرچہ غلام لولا ہو اور ایسے عاجز کا
نفقہ مسلمین کے بیت المال میں لازم ہے کذا فی الخلاصۃ اور اسیطرح شیخ کبیر اور مریض کا نفقہ بیت المال میں ہے اگر اُسکے پاس مال نہو اور کوئی قرابت دار نہو کذا فی العالمگیریۃ عن المضمرات
دابۃ مشترکۃ بین اثنین امتنع احدہما من الانفاق اجبرہ القاضی لئلا یتضرر شریکہ جوہرۃ جانور یا چارپایہ مشترک ہے دو مالکون میں ایک مالک اُسپر کچھ صرف نہیں کرتا تو قاضی اُسپر
زبردستی کرے اور اُسسے بھی صرف کراوے تاکہ اُسکے شریک کو ضرر نہ پہونچے کذا فی الجوہرۃ وفیہا ویومر اما بالبیع او بالانفاق علی بہائمہ دیانۃ لا قضاء علی ظاہر المذہب
للنہی عن تعذیب الحیوان واضاعۃ المال اور جوہرہ میں ہے کہ جانورون کے مالک سے کہا جاوے کہ یا اُنکو بیچڈالے یا اپنے چوپایون کو چارہ پانی دے یہ امر دیانۃً کیا جاوے یعنی اگر کوئی
فتوی پوچھے تو فتوی دے بطریق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے نہ قضاءً یعنی بحکومت جبر کرے بنا بر ظاہر مذہب کے ہدایہ میں کہا کہ عدم جبر اصح ہے انفاق کا امر اسواسطے کرے کہ حدیث
میں نہی وارد ہے جاندار کی تکلیف رسانی سے اور مال کے ضائع کرنے سے اور جو آپکی نفقہ نہ دینے میں دونون ممنوع کام مجتمع ہیں تعذیب بھی اور اضاعت بھی وعن الثانی یجبر ورجحہ
الطحاوی والکمال وبہ قالت الائمۃ الثلثۃ اور ابو یوسف سے منقول ہے کہ جانور کے مالک پر جبر کیا جاوے انفاق پر اور اسی قول کو ترجیح دی ہے طحاوی اور کمال الدین نے
فتح القدیر میں کہ اگرچہ یہان کوئی مدعی نہیں لیکن مالک کے ترک واجب میں تامل نہیں تو قاضی ترک واجب ہی پر جبر کرے اور یہی قول ہے اماموں کا یعنی مالک اور شافعی اور احمد کا اور یہی
حق ہے کذا فی فتح القدیر ولا یجبر فی غیر الحیوان وان کرہ تضییع المال ما لم یکن لہ شریک اور جبر نہ کیا جاوے سواے جاندار کے اور مال پر صرف کرنے کا جیسا کہ گھر اور زمین اور باغ
کی مرمت میں اگرچہ مکروہ ہے مال کا ضائع کرنا جب تک کہ اُسکا دوسرا شریک نہو اور اگر اُسکا دوسرا شریک ہوگا تو بنظر ضرر شریک کے غیر حیوان میں بھی جبر
ہوگا چنانچہ مضرت شریک کا مسئلہ مذکور ہوچکا قلت وفی الجوہرۃ فان کان العبد مشترکا فامتنع احدہما انفق الثانی ورجع علیہ ونقل المصنف تبعا للبحر عن الخلاصۃ انفق
الشریک علی العبد فی غیبۃ شریکہ بلا اذن الشریک او القاضی فہو متطوع وکذا النخیل والزرع والودیعۃ واللقطۃ والدار المشترکۃ اذا استرمت شارح
کہتا ہے اور جوہرہ میں ہے کہ اگر غلام مشترک ہو دو شخصون میں اور ایک شریک اُسکو نفقہ نہ دیتا ہو تو دوسرا شریک اُسکو نفقہ دے اور اپنے شریک سے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کتاب العتق

کتاب العتاق کے احکام میں کتاب الطلاق کے بعد کتاب العتق کو اس واسطے ذکر کیا کہ دونوں مشترک ہیں [illegible] یعنی طلاق عبارت ہے [illegible]
[illegible] سے اور [illegible] ذکر کیا اور رسول مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] غلام آزاد کیے [illegible]
[illegible] صدیق اکبر رضی اللہ عنہ [illegible] غلام آزاد کیا اور عبدالرحمن بن عوف نے تیس ہزار غلام آزاد کیے [illegible]
اسقاط [illegible] عن القصاص [illegible] حقوق کے اسقاط [illegible] جدا جدا کیے گئے ہیں
[illegible] تاکہ [illegible] کلمات کی [illegible] کا نام عفو ہے [illegible] کا نام ابرا ہے اور اسقاط حق وطی کا نام طلاق ہے اور اسقاط
ملک رقبہ کا نام عتق ہے [illegible] من الرق عتاق اس واسطے کہ عتق لازم ہے اور اعتاق متعدی [illegible]
[illegible] کتاب العتق یعنی کتاب العتاق [illegible] لفظ عتق [illegible]
[illegible] استیلاد اور ملک قریب کو بھی شامل ہے اس واسطے کہ استیلاد اور ملک قریب عتق ہے نہ اعتاق کیونکہ اعتاق عبارت ہے ایقاع عتق سے [illegible] استیلاد اور ملک قریب میں
وقوع عتق ہے نہ ایقاع عتق اور یہ تفسیر شارح کی مخالف ہے قول سابق کے کہ ان اسقاط ملک [illegible] کو عتق بولا ہے اور اسقاط مولیٰ کا فعل ہے اور اسکا نام اعتاق ہے اور
کنز [illegible] کتاب الاعتاق کر تعبیر کیا ہے [illegible] لغۃ الخروج عن المملوکیۃ من باب ضرب مصدر عتق و عتاق عتق لغت عرب میں مملوکیت سے
نکلنے کو کہتے ہیں کذا فی المغرب عتق بالکسر اور عتاق بالفتح اور [illegible] عتاقہ باب ضرب یضرب کے مصادر ہیں [illegible] لغت عرب میں عتق بمعنی کرم اور جمال
اور سبقت اور تقدم اور قوت کے بھی آیا ہے لیکن چونکہ معنی لغوی و شرعی میں مناسبت ضرور ہے لہذا شارح نے بیان فقط حریت یعنی خروج عن المملوکیۃ کو اختیار کیا
کہ معنی شرعی سے اسکو نہایت مناسبت ہے بلکہ درحقیقت اتحاد ہے بخلاف اور معانی کے کہ ان میں ایسی مناسبت صریح نہیں اور جبکہ غلام آزاد ہوا تو اسکو عتیق اور
معتق [illegible] شرع کا عبارت عن اسقاط المولی حقہ عن مملوکہ بوجہ مخصوص یصیر المملوک بہ من الاحرار اور اصطلاح شرع میں عتق عبارت
ہے اسقاط حق ملکیت سے یعنی مولیٰ اپنے حق کو اپنے مملوک سے ایسی مخصوص وجہ سے ساقط کر دے کہ اسکا مملوک اس اسقاط کے سبب سے احرار میں داخل ہو یعنی آزاد ہو جائے
غلام [illegible] باقی رہے تو تدبیر [illegible] موت مولی کے اور کتابت قبل [illegible] بدل کتابت کے عتق کی تعریف سے نکل گئی [illegible] مولی کے حقوق جیسے بیع کرنا اور مکاتب کرنا اور مدبر کرنا
مملوک کی [illegible] نکاح کر دینا اور خدمت لینا عتق سے یہ سب ساقط ہو جاتے ہیں [illegible] وجہ مخصوص سے مراد صریح لفظ عتق کا کہنا یا کنایۃ بہ نیت عتق یا
مملوک کو اپنا قریب بنانا یا حریت کا اقرار کرنا یعنی اگر غیر کے غلام کو کہا کہ آزاد ہے پھر اسکا مالک ہو تو وہ آزاد ہوگا چنانچہ مزید تصریح ان وجوہ کی مسائل سے معلوم ہوگی کہ

او اللفظ الدال علیہ او ما یقوم مقامہ کملک قریب ودخول حربی اشتری مسلماً دار الحرب اور رکن عتق کا وہ لفظ ہی جو ارادے پر دلالت کرے یا وہ فعل جو قائم مقام ہو اسکے جیسے قریب
کا مالک ہونا اور داخل ہونا حربی کا دار الاسلام مین یان پھر غلام مسلمان خرید کر کے دار الحرب مین لیجانا تو بمجرد داخل ہونے دار الحرب کے غلام مسلمان آزاد ہو جاویگا بدون آزاد
کرنے کے نزدیک امام کے اور اسی طرح اگر حربی غلام مسلمان ہوکر دار الاسلام مین آ دیگا تو آزاد ہو جاویگا اور اگر حربی غلام دار الحرب مین مسلمان ہوگا تو بالاتفاق امام اور
صاحبین کے آزاد نہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی عن المنح وصفتہ واجب لکفارۃ ومباح بلا نیۃ لانہ لیس بعبادۃ حتی صح من الکافر ومندوب لوجہ اللہ تعالی لحدیث عتق
الاعضاء اور وصف عتق کا یہ ہی کہ وہ واجب ہی اور مباح اور مستحب اور مکروہ اور حرام عتق واجب تو وہ ہی جو کفارۂ قتل اور ظہار اور افطار اور قسم مین آزاد کرے اور
عتق مباح وہ جو بلا نیت ہو عتق مین نیت شرط نہین ہی واسطے کہ وہ عبادت نہین یہانتک کہ کافر کا آزاد کرنا بھی صحیح ہی اور حالانکہ کافر لائق عبادت کے نہین ہان اگر مسلمان
واسطے رضائے حقتعالی کے آزاد کریگا تو اسوقت عتق البتہ عبادت ہو جاویگا اور عتق مستحب وہ ہی جو حق تعالی کی خوشنودی کیواسطے ہو موجب اس حدیث کے جسمین عتق اعضا کا ذکر ہی صحاح
ستہ مین ابوہریرہ سے مروی ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان کو آزاد کریگا تو حقتعالی اسکے ہر عضو کے عوض مین آزاد کرنے والے کا ہر عضو دوزخ سے آزاد کریگا
کذا فی حاشیۃ المدنی وہل یحصل ذلک بتدبیر وشراء قریب الظاہر نعم اور کیا یہ ثواب یعنی عتق اعضا مدبر کرنے مین اور اپنے قریب کے مول لینے مین حاصل ہوگا یا نہین ظاہر
جواب یہ ہی کہ ہان انمین بھی ایسا ہی ثواب متوقع ہی اسواسطے کہ مدبر کرنا بھی عبادت ہی اعتاق کی اگرچہ بعد موت مالک کے ہی اور شراء قریب مین دوہرا ثواب ہی ایک اعتاق
کا اور دوسرا صلہ رحمی کا ومکروہ لفلان اور عتق مکروہ یہ ہی جو کسی رئیس کی خاطر سے ہو مکروہ اسواسطے ہوا کہ ایسا عمدہ کام بیفائدہ ہوگیا اور بحر الرائق مین بروایت محیط اسکو مباح مین
شمار کیا ہی تو ظاہر کراہت سے مراد کراہت تنزیہی ہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی وحرام بل کفر للشیطان اور عتق حرام وہ ہی جو شیطان کیواسطے ہو بلکہ یہ تو کفر ہی یعنی اگر عتق
سے تعظیم شیطان مقصود نہو تو حرام ہی اور اگر تعظیم منظور ہو تو صاف کفر ہی بہر صورت شیطانی کام ہی اور اسیطرح بت کیواسطے آزاد کرنا اور اگر ظن غالب ہو کہ غلام دار الحرب
مین چلا جاویگا یا مرتد ہو جاویگا یا چوری یا قطع الطریق کریگا تو اسکا بھی آزاد کرنا حرام ہی کذا فی حاشیۃ المدنی ویصح من حر مکلف ولو سکران او مکرہاً او مخطئاً او ہازلاً
او لا یعلم بانہ ملکہ کقول الغاصب للمالک او البائع للمشتری اعتق عبدی ہذا واشار الی المبیع عتق صحیح ہی آزاد کرنا حر مکلف سے یعنی عاقل بالغ سے اگرچہ وہ مست ہو یا زبردستی
کسی نے آزاد کروایا ہو اس سے یا کہ مولی چوک گیا ہو اسطرح پر کہ مثلاً اسکے غلام کا نام صالح تھا سو اسنے چاہا کہ یون پکارے کہ یا صالح سو اسکے منہ سے نکل گیا یا حر یعنی او آزاد
یا اگرچہ مولی بیمار ہو بمرض الموت یا وہ نجانتا ہو کہ یہ میرا غلام ہی چنانچہ غاصب نے مالک سے یا بائع نے مشتری سے کہا کہ اس میرے غلام کو آزاد کردے اور اشارہ کیا
مبیع کیطرف مشتری نے اور مغصوب کیطرف غاصب نے تو وہ آزاد ہو جاویگا یعنی غاصب نے غلام مغصوب کیطرف اشارہ کرکے مالک سے کہا کہ اس میرے غلام کو آزاد کر
سو مالک نے نادانستہ اسکو آزاد کردیا تو وہ غلام مالک کا آزاد ہو جاویگا اور اسیطرح اگر مشتری نے غلام مبیع کیطرف اشارہ کرکے بائع سے کہا کہ اس میرے غلام کو آزاد کردے
حالانکہ مشتری کو یہ معلوم نہین کہ یہ میرا غلام ہی سو بائع نے اسکو آزاد کردیا تو وہ غلام آزاد ہوگا مشتری کیجانب سے اور مشتری اسکا قابض ٹھہریگا اور قیمت دینا اسکو لازم ہوگا
کذا فی المنح عن الکشف الکبیر مستی اور اکراہ اور خطا اور نادانستگی مانع عتق کی نہین اسواسطے کہ احادیث سے ثابت ہوچکا ہی کہ ہزل سے بھی عتق صحیح ہوتا ہی تو معلوم ہوا کہ
قصد اور دانستگی اسمین ضرور نہین چنانچہ اسکی تصریح کتاب النکاح اور کتاب الطلاق مین مذکور ہو چکی لا من صبی ومدہوش ومعتوہ ومبرسم ومغمی علیہ ومجنون و
نائم کما لا یصح طلاقہم صحیح نہین آزاد کرنا صغیر کا اور شخص متحیر کا اور مختلط الکلام فاسد التدبیر کا اور جسکی عقل بجا نہ رہی ہو برسام کے مرض سے اور بیہوش کا اور
مجنون کا اور سونے والے کا جیسے کہ انکی طلاق صحیح نہین ولو اسندہ لحالۃ منافیۃ مما ذکرنا او قال وانا حربی فی دار الحرب وقد علم ذلک فالقول لہ اور اگر مالک نے عتق کو منسوب
کیا حالات مذکورہ کیطرف یعنی یون کہا کہ مین نے غلام کو بچپن یا جنون یا بیہوشی مین آزاد کیا تھا یا یون کہا کہ جب مین نے آزاد کیا تھا تو مین حربی تھا دار الحرب
مین اور یہ حال لوگون کو معلوم بھی ہو تو مالک ہی کا قول معتبر ہوگا یعنی غلام نہ آزاد ہوگا بسبب عدم اہلیت عتق کے فی ملکہ ولو رقبۃ کمکاتب ونحو عتق الحمل ان
ولدتہ لستۃ اشہر او اکثر ولو اقل صح صحیح ہی عتق حر مکلف کا اپنی ملک مین اگرچہ ذات کی ملکیت ہو نہ تصرف کی جیسے مکاتب اور قید ملکیت سے نکل گیا عتق حمل جب کہ

[illegible]

اور ... ہو جاتا ہے [illegible] تو عتق ثابت ہو [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] عتق [illegible] بسبب اضافت الی [illegible]

[illegible] ملک [illegible]

[illegible]

[illegible] سے [illegible] وارث [illegible] تو تو آزاد ہے [illegible] عتق [illegible]

[illegible]

[illegible] تو آزاد ہے [illegible]

سبب ہو [illegible] تعلیق [illegible]

ثبت عتقا [illegible] بالموت [illegible] اور تعلیق کے جو مسائل ہیں [illegible] اپنی لونڈی سے کہ اگر میرا باپ مرے تو تو آزاد ہے [illegible]

[illegible] کہ اگر میرا باپ مرے تو تجھکو دو طلاق [illegible] باپ مرگیا تو وہ لونڈی [illegible] کذا فی التبیین [illegible]

عتق [illegible] ملک ثابت [illegible] طلاق اور عتاق کے باپ کی موت کے سبب [illegible]

[illegible] تعلیق بالموت [illegible]

عتاق کی شرطوں [illegible]

نہیں ہوتا [illegible]

[illegible] الفاظ عتق دو قسم ہیں صریح اور کنایہ صریح وہ ہے جو لغت اور شرع میں [illegible]

تو الفاظ صریح کے بولنے سے بدون نیت کے بھی عتق واقع ہوتا ہے [illegible]

حاجت نہیں کذا فی منح الغفار [illegible]

[illegible]

لفظ عتق [illegible]

[illegible] عتیق یا معتق یا محرر [illegible] آزاد [illegible]

[illegible]

اس سے پوچھا [illegible] اپنے غلام کو [illegible] غلام آزاد ہوگا کذا فی منح الغفار [illegible]

فی الاصح [illegible]

آزاد کیا [illegible]

[illegible] کذا فی حاشیۃ الدرر [illegible]

پکارا کہ یا مولاے یا لونڈی کو یون پکارا کہ یا مولاتی ہم مولا کا لفظ مشترک ہو معانی کثیرہ مین چنانچہ ابن اثیر نے بیس معانی سے زیادہ شمار کیے ہین از انجملہ ناصر اور
ابن عم اور مالک اور آزاد لیکن جب غلام کو مولی کہا تو کوئی معنی مناسب نہین ہوتے سوا آزاد کے لہذا اس لفظ سے بلا نیت عتق ثابت ہوگا بنا بر قول اصح کے کذا فی
المنح عن الولوالجیہ بخلاف انا عبدک فی الاصح بخلاف اس قول کے کہ مولی نے اپنے غلام سے کہا کہ مین تیرا غلام ہون اس قول سے عتق نہین ہوتا قول اصح مین اسواسطے کہ
یہ کلمہ تلطف اور مہربانی کا ہو نہ عتق کا او یا حر او یا عتیق ولو قال اردت الکذب او حریتہ من العمل دین یا غلام کو یون پکارا کہ یا حر یا عتیق اور اگر مالک نے کہا کہ مین نے
اس قول سے کذب کا ارادہ کیا یا کام لینے سے آزاد کرنا مقصود تھا نہ عتق تو دیانۃً اسکی تصدیق ہوگی بسبب احتمال کے نہ قضاءً اسواسطے کہ ظاہر لفظ کے مخالف ہو الا
اذا سماہ بہ و اشہد وقت تسمیتہ خانیۃ فلا یعتق مالم یرد الانشاء و کذا فی الطلاق حر اور عتیق سے عتق ثابت ہوتا ہو مگر جبکہ مالک نے غلام کا حر یا عتیق نام رکھے اور
نام رکھتے وقت لوگون کو اسکا شاہد بھی کر دے کذا فی الخانیۃ تو اب حر یا عتیق کہنے سے غلام آزاد نہوگا جب تک کہ ایجاد عتق کا ارادہ نکریگا اور اسیطرح طلاق کا بھی
حکم یعنی اگر زوجہ کا طالق یا مطلقہ نام ہو اور لوگ اسکو جانتے ہون تو طالق یا مطلقہ کہنے سے طلاق نہ واقع ہوگی جبتک کہ طلاق کا ارادہ نکریگا ثم لو بعد تسمیتہ بالحر اذا ناداہ بہ او دعاہ
بالعجمیۃ کیا آزاد او عکس بان سماہ بآزاد و ناداہ بالعربیۃ یا حر عتق لعدم العلمیۃ پھر غلام کو حر کرنے کے بعد جب اسکو زبان عجمی مین بلفظ مترادف پکاریگا چنانچہ یا
آزاد یا اسکے بالعکس کرے یعنی اسکا آزاد نام رکھے اور زبان عربی مین اسکو بلفظ عربی پکارے چنانچہ یا حر تو وہ غلام آزاد ہوجاویگا بسبب عدم علمیت کے اسواسطے کہ پہلی صورت
مین اسکا حر نام ہو نہ آزاد ہو اور دوسری صورت مین اسکا آزاد نام ہو نہ حر و کذا راسک حر و وجہک حر و نحوہما مما یعبر بہ عن البدن کما مر فی الطلاق اور اسیطرح غلام آزاد ہوگا
یون کہنے سے کہ تیرا سر آزاد ہو یا تیرا چہرہ آزاد ہو اور مانند ان اعضا کے جنسے کل بدن کی تعبیر ہوتی ہو چنانچہ ذکر ان اعضا کا کتاب الطلاق مین گذر گیا ولو اضافہ بجزء شائع کثلثک عتق
ذلک القدر لتجزیہ عند الامام کما یجیٔ اور اگر عتق کو جزء شائع کیطرف مضاف کیا مثلاً یون کہا کہ ثلث آزاد ہو یا نصف آزاد ہو تو اسیقدر آزاد ہوگا جتنا مولی نے ذکر کیا یعنی
اگر ثلث کہا تو ثلث آزاد ہوگا اور اگر نصف کہا تو نصف آزاد ہوگا نہ کل بدن بسبب قسمت پذیری عتق کے نزدیک امام اعظم کے چنانچہ اسکا ذکر آویگا و من الصریح قولہ لعبدہ
انت حرۃ ولامتہ انت حر خانیۃ اور عتق صریح کی قسم سے یون کہنا ہو مولی کا اپنے غلام سے کہ تو حرہ ہو یا اپنی لونڈی سے کہ تو حر ہو اسواسطے کہ فقہا کے نزدیک ایسے
مقامون مین اعراب اور تذکیر اور تانیث کا اعتبار نہین و منہ وہبتک او بعتک نفسک فیعتق مطلقا و لو زاد بکذا توقف علی القبول فتح اور عتق صریح سے ہو یون کہنا مولی
کا اپنے غلام سے کہ مین نے تیری ذات تجھکو بخشی اور مین نے تیری ذات تیرے ہاتھ بیچی تو اس قول سے غلام آزاد ہوجاویگا ہر طرح سے اس ہبہ اور بیع کو قبول کرے یا
نکرے اگرچہ اسنے عتق کی نیت نہ کی ہو اور اگر مولی نے یون زیادہ کرکے کہا کہ مینے تیری ذات تجھکو بخشی دس درم کے عوض یا بیچی پانچ درم کے عوض مثلاً تو غلام کا آزاد ہونا
اسکے قبول کرنے پر موقوف ہوگا کذا فی فتح القدیر ثم ہبہ او بیع نفس کو فتح القدیر مین ملحق بصریح کہا ہو نہ صریح اور عالمگیری مین حاوی قدسی سے بھی یہی قول منقول ہو
اور شارح نے اسکو صریح مین داخل کیا ہو اور محشی مدنی نے بحر الرائق سے نقل کیا ہو کہ مختار صاحب فتح القدیر کا یہ ہو کہ یہ صریح ہو لیکن مترجم نے جو فتح القدیر
کو دیکھا تو یہ عبارت تھی و ملحق بالصریح قولہ العبدہ وہبتک لنفسک و بعتک نفسک الی آخرہ و اللہ اعلم و منہ المصدر نحو العتاق علیک و عتقک علی و عتیق بالنیۃ ولو زاد واجب
لم یعتق لجواز وجوبہ الکفارۃ ظہیریۃ اور عتق صریح سے ہو مصدر چنانچہ یون کہنا کہ عتاق تجھپر واقع ہو یا تیرا عتق مجھپر ثابت ہو اور اگر واجب کا لفظ زیادہ کریگا یعنی یون
کہے کہ تیرا عتق مجھپر واجب ہو تو غلام نہ آزاد ہوگا اس احتمال سے کہ شاید مولی پر آزاد کرنا کفارہ کیواسطے واجب ہو کذا فی الظہیریۃ پھر جب احتمال کی گنجایش ہوئی
تو صریح نہ باقی رہا و فی البدائع قیل لہ اعتقت عبدک فقال بیدہ برأسہ ان نعم لم یعتق اور بدائع مین ہو مولی سے کسی نے کہا کہ تو نے اپنے غلام کو آزاد کیا سو اسنے سر سے
اشارہ کیا کہ ہان اسطرح سے غلام آزاد نہوگا اسواسطے کہ اسنے عتق کا لفظ نہین کہا باوجود قدرت کے بخلاف گونگے کے کہ اسکا اشارہ کافی ہو عتق مین ولو زاد
من ہذا العمل عتق قضاء اور اگر انت حر کے بعد من ہذا العمل زیادہ کریگا یعنی اگر یون کہیگا کہ تو آزاد ہو اس کام سے تو غلام آزاد ہوگا قضاءً نہ دیانۃً ثم یہ عبارت
شارح کی مسئلہ یا راس سے متعلق نہین کما ہو المتبادر بلکہ اس کلام کیطرف راجع ہو کذا فی حاشیۃ الحلبی المدنی ناقلا عن البحر ولو قال یا سالم فاجابہ غانم فقال

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کی تشبیہ ... یا مطلب ... کالا ملک لی علیک لا سبیل لی علیک لا رق لی علیک اور خرجت من ملکی خلیت سبیلک ...
عتق کنایات عتق سے ... کی نیت کریگا ... دونوں کا احتمال ہے چنانچہ مولی نے ... میری ملک تجھپر نہیں
میری کوئی ... تجھپر ... اور تو میری ملک سے نکل گیا ... یہ قول کنایات میں ... عتق اور غیر عتق دونوں کا احتمال
نفی ان اشیاء مذکورہ کی ... سبب ... ثابت کے ہوا سبب عتق ... جب ان قول میں مولی عتق کی نیت کریگا تو احتمال ... ہوگا
ہوگا کذا فی الدر المختار ... واثبت العتق ... ولزوجتہ انت اطلق من فلانۃ ... مطلقہ ... اور چنانچہ مولی ... قول
اپنی لونڈی سے کہ میں نے تجھکو مطلق ... کیا اور تو زیادہ تر آزاد ہو فلانی سے اور حالانکہ فلانی آزاد ہے یا اپنی زوجہ سے کہا کہ تو زیادہ تر مطلقہ ہو
فلانی عورت سے اور حالانکہ وہ عورت مطلقہ ہو تو پہلی مثال میں لونڈی آزاد ہوگی اور دوسری مثال میں زوجہ اسکی مطلقہ ہوگی بشرطیکہ متکلم نیت عتاق
اور طلاق کی کریگا جیسے عتاق اور طلاق کی ... میں نیت شرط ہو چنانچہ غلام سے یون کہے کہ انت حر یا زوجہ سے یون کہے کہ انت طالق ... میں ... ہو
کا قول نقل کیا ہو کہ عتاق اور تطلیق کو اگر کوئی تہجی کرے اور عتق اور طلاق کی نیت کرے تو واقع ہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی وفی الخلاصۃ قال لعبدہ انت غیر مملوک
لا یعتق لکن ... لہ احکام الاحرار حتی ... مملوک ... وکذا لیس ہذا بعبدی لا یعتق وقاس علیہ فی البحر لا ملک لی علیک لکن ... فی النہر ...
اگر کسی مولی نے اپنے غلام سے کہا کہ تو مملوک نہیں تو وہ آزاد نہوگا لیکن ثابت ہونگے اس غلام کو آزادوں کے احکام یعنی اب مولی اسکی مملوکیت کا دعوی کر سکے ...
تا قتل ... اور اس سے خدمت ... اور اگر وہ مر جاوے تو مولی ... ولا اسکی ... بحر الرائق میں کہا کہ اگرچہ وہ عتق نہیں لیکن ...
احرار کے ... رہینگے یہانتک کہ اسکی عبدیت کا کوئی مدعی ہو اور اپنے دعوی کو ثابت کرے تو اسکا مالک ہوگا یا خود غلام اپنے مولی کے قول مذکور
کے بعد اقرار کرے کہ میں مملوک ہوں اسکا اور مولی بھی اسکی تصدیق کرے کہ ہان سچ کہتا ہے تب اسکا مالک ہوگا اور اسیطرح غلام کو عتق ثابت نہوگا لیکن حکم احرار
کے ہونگے اگر مولی نے کہا کہ یہ میرا غلام نہیں اور بحر الرائق میں خلاصہ کے قول پر لا ملک لی علیک کو قیاس کیا ہے بسبب اشتراک نفی ملک کے یعنی اگر کوئی غلام سے کہیگا
کہ میری ملک تجھپر نہیں تو وہ آزاد نہوگا لیکن احکام احرار اسپر ثابت رہینگے تا وقتیکہ غلام خود مملوکیت کا اقرار کرے اور مولی بھی تصدیق کرے تب
اسکا مالک ہوگا لیکن نہر الفائق میں صاحب بحر الرائق سے اس قیاس میں نزاع کیا ہے یعنی یون کہا ہے کہ میرے نزدیک یہ قیاس صحیح نہیں اسواسطے کہ لا ملک لی علیک
میں ... کی نفی ملکیت ... ثابت ہو ... ملکیت کی نفی نہیں بخلاف مسئلہ خلاصہ کے یعنی انت غیر مملوک میں مطلقا نفی ہو ... فرق ...
نہین جب کوئی دوسرا مالک اس غلام کا نہوگا تو مولی کی ملک نفی کرنے سے علی الاطلاق ثابت ہوگی تو دونون قول برابر ہوگئے علی الخصوص ... خلاصہ کا یعنی لیس ہذا
بعبدی ... لا ملک لی علیک ... تو معلوم ہوا کہ قیاس صاحب بحر کا حق ہو کذا فی حاشیۃ المدنی وصح ایضا ہذا ابنی ... لا اصغر سنا من ...

او ابی کبیر وکذا ہذا ابی او جدی او ہذہ امی لان لم یصلحوا لذالک و لم ینووا العتق لانہا صرائح لا کنایۃ وہذا جار بار ار وخر بالتفصیلہا اور یہی صحیح ہے عتق مملوک
یون کہنے سے کہ یہ میرا بیٹا ہے اور لونڈی کو یون کہنے سے کہ یہ میری بیٹی ہے خواہ مملوک عمر مین چھوٹا ہو مالک سے یا بڑا اور اسیطرح سے یون کہنا غلام کو کہ یہ میرا باپ ہے یا دادا یا
لونڈی سے یون کہنا کہ یہ میری ماں ہے اگرچہ لونڈی یا غلام بسبب عدم مناسبت کے بیٹا یا باپ ہونے کی یا بیٹی اور مان ہونے کی صلاحیت اور لیاقت نرکھتے ہون یا مالک نے اس
قول سے عتق کا قصد نکیا ہو تو بھی آزاد ہو جاوینگے اسواسطے کہ یہ الفاظ صریح عتق ہین نہ کنایہ کہ نیت کے محتاج ہون لہٰذا ماتن ان الفاظ پر باب سے جارہ لایا ہے تاکہ کنایات پر ان الفاظ
کا عطف ثابت ہو اور ان الفاظ کو صریح سے موخر لایا ہے تفصیل احکام کے یہ جواب ہے سوال مقدر کا یعنی جب یہ الفاظ صریح ٹھہرے تو کیا وجہ ہے کہ انکو صریح کے ساتھ نہ ذکر کیا
شارح نے جواب دیا کہ انکے احکام مین تفصیل زیادہ تھی لہٰذا انکو موخر لانا مناسب ہے اور مملوک کو بیٹا کہنے سے عتق ثابت ہوتا ہے بطریق مجاز کے اسواسطے کہ فرزندی کو حریت لازم ہے اور ملزوم
بولنا اور لازم کا ارادہ کرنا مجاز ہے اور اسیطرح باپ یا دادا یا ماں کہنے مین عتق بطریق مجاز ہے فان صلحوا و قیل یشترط ان یولد مثلہ لمثلہ و کان مجہول النسب ثبت النسب ایضا لام الغلام ولی
من الزنا عتق فقط یعنی اگر مملوک باعتبار عمر کے صلاحیت رکھتے ہون مولی کا بیٹا یا بیٹی ہونیکی اور غلام مولی کا نسب بھی ایسے جس مین مجہول ہے اور جس مولی نے غلام کو اپنا باپ
کہا ہے اسکا باپ معلوم اور مشہور نہین کہ کون ہے تو عتق کے ساتھ نسب بھی ثابت ہوگا جبتک یون کہا ہو مولی نے کہ یہ میرا بیٹا زنا سے ہے اور اگر یون کہیگا کہ یہ غلام میرا بیٹا ہے زنا
سے تو نسب اسکا ثابت نہوگا بلکہ فقط عتق غلام کا ثابت ہوگا تفصیل اس اجمال کی یون ہے کہ زید کی عمر چالیس برس کی ہے اور اسکے غلام مین برس کا ہے مجہول النسب جو
زید نے غلام کو کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے تو غلام آزاد بھی ہوگا اور زید کا بیٹا بھی ٹھہریگا اور اگر غلام کا نسب معلوم ہوگا تو فقط عتق ثابت ہوگا نہ نسب اور اگر زید مین برس کا ہو
اور غلام چالیس برس کا تو اس صورت مین بیٹا کہنے سے نسب ثابت ہوگا بسبب عدم صلاحیت کے فقط عتق ہی ثابت ہوگا نزدیک امام کے کذا فی العالمگیریہ عن قاضیخان
اور اسی طرح کی تفصیل ہے غیر . . . . مین یا لونڈی کو مان کہنے مین لیکن ثبوت نسب مین شرط تصدیق مملوک مختلف فیہ ہے چنانچہ شارح آگے طرف اشارہ کرتا ہے وہل
یشترط تصدیقہ فیما سوی دعوی البنوۃ قولان اور کیا شرط ہے ثبوت نسب مین تصدیق غلام کی سوا دعوی فرزندی کے اسمین دو قول ہین ایک قول یہ ہے کہ تصدیق غلام
کی شرط نہین اسواسطے کہ اقرار مالک کا اپنے مملوک پر صحیح ہے بلا تصدیق مملوک اور دوسرا قول یہ ہے کہ دعوی فرزندی کے سوا مین تصدیق مملوک کی شرط ہے اسواسطے
کہ اسمین تحمیل ہے نسب کی غیر پر بخلاف فرزندی کے کہ اسمین غیر کا تحمیل نسب ہے اپنی ذات پر کذا فی حاشیۃ المدنی عن البحر و لا تصیر امہ ام ولد اور نہین ہو جاتی ماں غلام کی
ام ولد یعنی جب غلام کو مولی نے اپنا بیٹا کہا تو اسکی ماں مولی کی ام ولد ہوگی و لو قال لعبدہ ہذہ بنتی او لامتہ ہذا ابنی فالمختار للفتیۃ اور اگر کہا اپنے غلام کو یہ میری بیٹی ہے اور
اپنی لونڈی سے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے تو عتق مین احتیاج ہوگی نیت کی یعنی بدون نیت کے آزادی نہوگی اسواسطے کہ اشارہ موافق مشار الیہ کے نہین تذکیر اور تانیث مین
کذا فی الہدایہ و فتح القدیر و فی ہذا خالی او عمی عتق و اخی لا مالم ینو من النسب اور مولی کے یون کہنے مین کہ یہ میرا ماموں یا چچا ہے غلام آزاد ہوگا اور یون کہنے مین کہ
یہ میرا بھائی ہے آزاد نہوگا جبتک اخوت نسبی کی نیت نکرے اسواسطے کہ اخوت مشترک ہوتی ہے نسبی اور دینی مین قال اللہ تعالیٰ (انما المؤمنون اخوۃ) اور مشترک بدون نیت کے
متعین نہین ہو سکتا بخلاف عم اور خال کے لا عتق بیا ابنی و یا اخی و یا اختی و یا ابی غلام آزاد نہین ہوتا یون کہنے سے کہ اے میرے بیٹے اور اے میرے بھائی اور اے
میری بہن اور اے میرے باپ اسواسطے کہ ندا کرنے سے متوجہ کرنا منادی کا مقصود ہوتا ہے بلا قصد معنی کے بخلاف یا حر کو اسواسطے کہ یا حر عتق صریح ہے اسمین معنی قصد کرنے کی حاجت نہین
کذا فی منح الغفار و لا سلطان لی علیک اور غلام کو یون کہنے مین بھی عتق نہین کہ میری قدرت نہین تجھپر اسواسطے کہ باوجود بقاے ملک کے کبھی عدم قدرت اور عدم تصرف بھی
مین متصور ہے چنانچہ غلام مکاتب مین لا بالفاظ الطلاق صریحہ و کنایتہ بخلاف عکسہ کما مر اور عتق واقع نہین ہوتا طلاق کے الفاظ سے نہ صریح طلاق سے نہ کنایہ طلاق سے اور طلاق
واقع ہوتی ہے بلفظ عتق چنانچہ اسکی تصریح باب الطلاق مین گذر چکی تو اگر مولی اپنی لونڈی سے کہے کہ تجھکو طلاق ہے یا تو مجھپر حرام ہے تو آزاد نہوگی و ان نوی قید للاخیر
لتوقف فی المنار علی النیۃ کما نقلہ ابن الکمال وکذا نفی السلطان کما رجحہ الکمال و اقرہ فی البحر الفاظ طلاق سے عتق نہین ہوتا اگرچہ مولی عتق کی نیت بھی کرے
اسواسطے کہ نیت وہان مفید ہوتی ہے جہان لفظ مین مراد کا احتمال ہو بخلاف لفظ طلاق کے کہ اسمین معنی عتق کی صلاحیت نہین شارح کہتا ہے با وجود نیت کے عتق نہونا یہ عبارت

بزبان ..... سب ....

[illegible] مذکور کی نیت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کہ اس قول میں [illegible]

[illegible] فی قولہ [illegible] اختیاری [illegible]

[illegible] عتق نہیں ہوتا [illegible] کے اس قول میں [illegible]

[illegible] کذا فی فتح القدیر [illegible] مولی کے اس قول میں [illegible]

[illegible] کنایات عتق سے بھی ہیں چنانچہ [illegible]

[illegible] ہونے کی صلاحیت رکھتے علی الخصوص کہ دونوں متناسب المعنی بھی ہوں [illegible]

کنایات سے ہے [illegible] اختیاری میں موقوف [illegible] قبول فی المجلس پر [illegible]

عتق [illegible] کے کہ اس میں قبول کی کچھ حاجت نہیں ہوتی [illegible]

[illegible] قبول فی المجلس پر عتق موقوف [illegible]

اگرچہ [illegible] کی حاجت نہیں [illegible] لیکن قبول مملوک پر عتق موقوف ہے اسواسطے کہ [illegible] عتق [illegible]

کے تمام [illegible] حرام [illegible] عتق ثابت نہیں اس قول سے کہ تو مجھ پر حرام ہے اگرچہ [illegible] کی نیت بھی کرے لیکن [illegible]

[illegible] اسواسطے کہ تحریم حلال قسم ہے [illegible] بقولہ عبدی او حماری او جداری حر [illegible]

یعنی کہ میرا غلام یا میرا گدھا آزاد ہے یا میری دیوار آزاد ہے [illegible]

[illegible] اپنی عورت اور چارپاؤں [illegible] طلاق [illegible]

اسواسطے کہ [illegible] طلاق کی نہیں الا جمع بین امرأتہ [illegible] طلاق واقع ہوتی [illegible]

[illegible]

[illegible] اسواسطے کہ [illegible] طلاق [illegible]

کذا فی حاشیۃ [illegible] وان ملک ذا رحم محرم [illegible] قریب [illegible]

[illegible] اگر ایک شخص نے اپنے ماموں یا چچا کو خرید کیا تو مجرد خرید کے [illegible] آزاد [illegible]

[illegible] کوئی عورت ہوتا تو [illegible] نکاح کرنا حلال [illegible]

اسواسطے کہ [illegible] قرابت [illegible] لیکن محرم نہیں [illegible] رضاعی بھائی کو خرید کیا [illegible] آزاد [illegible]

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو مالک ہو [illegible]

[illegible] لیکن عبد الحق نے اسکو صحیح حدیث کہا ہے اور ابن القطان اور ابن حزم نے [illegible] توثیق کی [illegible]

صحیت ہے شافعیہ پر کذا فی فتح القدیر یعنی امام شافعی کے نزدیک اصول فروع کی ملک سے البتہ عتق ہوتا ہے نہ جمیع محارم کی ملک سے ولو شقصا عتق بقدرہ عندہ
و حملا کشراء زوجۃ ابیہ الحامل منہ اگرچہ قریب محرم کا کل مالک نہو بلکہ بعض مملوک ہو جیسے ثلث یا نصف تو اسیقدر آزاد ہوگا نزدیک امام اعظم کے یا حمل کا مالک
ہو جیسے خرید کرنا اپنے باپ کی زوجہ کا جو حاملہ ہو اُسکے باپ سے یعنی ایک شخص کے باپ نے غیر کی لونڈی سے نکاح کیا اور وہ حاملہ ہوئی پھر اُسکے بیٹے نے اس حاملہ کو خرید
کیا تو یہ لونڈی مملوکہ ہوگی لیکن قبل ولادت اُسکا بیچنا جائز نہوگا اور جب جنے گی تو ولد اُسکا آزاد ہوگا اسواسطے کہ مالک کا بھائی ہے ولو المالک صبیا او مجنونا او کافر
فی دارنا حتی لو اعتق المسلم اما الحربی عبدہ فی دار الحرب لا یعتق بل بالتخلیۃ خلافا للثانی محرم قریبہ کا عتق مالک ہونے سے صحیح ہے اگرچہ مالک صغیر ہو یا دیوانہ یا
کافر جو دار الاسلام میں ہے اور اگر کافر حربی دار الحرب میں اپنے قریب محرم کا مالک ہو تو بمجرد ملک کے آزاد نہوگا اسواسطے کہ احکام مسلمین کے وہاں جاری نہیں یہانتک کہ اگر مسلمان یا
حربی دار الحرب میں اپنے غلام کو آزاد کریگا تو اُسکے آزاد کرنے سے نہ آزاد ہوگا بلکہ تخلیہ سے یعنی بعد اعتاق باللفظ کے رفع تصرفات مالکانہ سے عتق ثابت ہوگا تو امام اعظم اور
محمد کے نزدیک مالک کیواسطے حق ولا ثابت نہیں اسواسطے کہ آزادی اعتاق سے نہیں بلکہ تخلی بالطبع کرنے سے ہے بخلاف ابو یوسف کے کہ نزدیک اُنکے ولا مولی کو ثابت
ہے کیونکہ اُنکے نزدیک اعتاق باللفظ دار الحرب میں صحیح ہے کذا فی حاشیۃ المدنی عن الزیلعی و لو عبدہ مسلما او ذمیا عتق بالاتفاق لعدم تخلیتہ للاسترقاق زیلعی اور اگر مولی کا غلام دار الحرب
میں مسلمان ہو یا ذمی تو فقط لفظ اعتاق سے بلا شرط تخلیہ آزاد ہوگا باتفاق امام اور صاحبین کے اسواسطے کہ مسلم اور ذمی محل ملکیت نہیں کذا فی الزیلعی و یصح ایضا تحریر لوجہ اللہ
تعالی و الشیطان و الصنم وان اثم اور خدا کی رضامندی کیواسطے آزاد کرنا اور شیطان اور بت کیواسطے آزاد کرنے سے بھی عتق صحیح ہے اگرچہ شیطان اور بت کیواسطے
آزاد کرنے سے وہ گنہگار ہوگا صنم اُس بت کو کہتے ہیں جو بصورت انسان ہو خواہ چاندی خواہ سونے خواہ لکڑی سے اور جو بے صورت ہو اُسکو وثن کہتے ہیں کذا فی غایۃ البیان و کفر بہ
ای بالاعتاق للصنم المسلم عند قصد التعظیم لان تعظیم الصنم کفر و عبارۃ الجوہرۃ ولو قال للشیطان وللصنم کفر اور بت کیواسطے آزاد کرنے سے مسلمان کافر ہو جاویگا نزدیک قصد
کرنے تعظیم کے اسواسطے کہ تعظیم صنم کی کفر ہے اور جوہرہ میں یہ عبارت ہے کہ اگر یون کہیگا کہ مین نے غلام کو شیطان یا صنم کیواسطے آزاد کیا تو کافر ہو جاویگا و یصح ایضا
بکرہ و لو غیر ملجی اور زبردستی آزاد کرانے سے بھی عتق صحیح ہوتا ہے اگرچہ جبر اور زیادتی دوسرے شخص نے اتنی نہ کی ہو جسمین جان یا عضو تلف ہونے کا خوف ہو ہر چند اکراہ
مین رضائے مالک نہین لیکن عتق رضا پر موقوف نہین اسواسطے کہ ہزل سے بھی عتق صحیح ہوتا ہے حالانکہ ہزل مین رضا نہین کذا فی فتح القدیر لیکن زبردستی کرنے والے
پر قیمت غلام کی دینا واجب ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی عن الحموی و سکر بسبب محظور ای ان حصل بمسکر حرام فخرج الاشربۃ والمضطر فانہ کالاغماء اور صحیح ہے عتق اُس مستی اور
نشے مین جو حاصل ہوئی ہو بسبب استعمال کرنے حرام چیز کے مصنف کا مطلب یہ ہے کہ اشیاے مباحہ کی مستی سے عتق نہوگا جیسے مثلا کا شربت خمر اور مثلث کا
استعمال بقصد قوت اور نقیع زبیب بلا طبخ کا اور ادویہ اور اغذیہ جو انگور سے ہون کذا فی المنح شارح کہتا ہے باب الاشربہ مین امام محمد کا قول مفتی بہ مذکور
ہوگا کہ جو مسکر ہے سو حرام ہے اور مسکر کا قلیل اور کثیر سب حرام ہے تو اشیاے مذکورہ مین سے کوئی چیز مسکر محرم سے خالی نہین یعنی سب پر مسکر محرم صادق ہے سوے
شرب مضطر کے یعنی جسکے حلق مین لقمہ اٹک گیا نیچے نہین اترتا اور پانی وہان نہین تو اُس وقت لقمہ اتارنے کیواسطے شراب پی لینا حرام نہین ہو اگر اُس سے
بعد نشہ ہوگا تو مانند بیہوشی کے اس مستی سے بھی عتق صحیح نہوگا محشی مدنی نے کہا کہ ادویہ اور اشیاء مباحہ کے سکر کا بھی یہی حال ہے جیسے کہ شہد سے بعضے صفراوی
مزاجون کو نشہ ہو جاتا ہے تو اس مستی سے بھی عتق صحیح نہوگا و یصح ایضا مع ہزل ہو عدم قصدہ حقیقۃ ولا مجازا اور عتق صحیح ہے ہزل یعنی بیہودگی کے ساتھ بھی ہزل عبارت
ہے عدم قصد حقیقت اور مجاز سے یعنی جس کلام کے معنی حقیقی اور مجازی متکلم کو کچھ مقصود نہون وہ ہزل ہے چنانچہ خوش طبعی مین حقیقت اور مجاز کلام کا اکثر مراد نہین ہوتا
و ان علق العتق بشرط کدخول دار صح و عتق اذا دخل اور اگر معلق کیا مولی نے عتق کو کسی شرط پر جیسے دخول دار پر تو یہ تعلیق صحیح ہے اور غلام آزاد ہوگا جب
گھر مین داخل ہوگا اور مولی کو اختیار ہے کہ قبل دخول دار اُسکو بیچ ڈالے اور بعد بیع کے اگر غلام گھر مین داخل ہوا پھر اُسکو مالک اول نے خرید کیا اور دوسرے
بار گھر مین غلام داخل ہوا تو اب آزاد نہ ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی و التعلیق بامر کائن تنجیز فلو قال لعبدہ وہو فی ملکہ ان ملکتک فانت حر

عتق کا قائل بخلاف قول کے کہ تیرا ان نہ ہے عہد کی تا ثابت ہو عتق تفسیر یا مختار فلو قال کہ تا اس سے کا آنا ہو جو مکاتب ہو دو مدبر ہو
اور فقیر یعنی کی صفات ہتق مانتی ہوگا تو اگر یعنی سے اپنے اس کو ہے تا اس کی نیت ہو یہ کہ آزاد ہے تو ما لک میں آزاد ہو تو وہ سولی قول پر جیسا کہ
یعنی سے ہیں کہتے مولی کے اپنے مکاتب سے کہا کہ تو میرا غلام ہو تو تو آزاد ہو جائیگا مکاتب آزاد ہوگا یہ سبب یہ کہ یہ خدمت عبدیت تک ولی منفیہ ہو اور غلام
عبدیت تو ہی مولی کی کوئی تصرف نہ کر سکے اور غلام مکاتب اپنے تصرفات میں مختار ہو یہ پورا غلام ہو تو عرض عتق یہ پانے کی صورت اور آزاد ہوگا فیما بینہ و بین اللہ
اور فقیر ہو اس یہ کہ یوں کہنا مولی کا خدمت ہے کہ تو صحیح کر گیا آزاد ہو کر تعلیق دی اعتاق کی تیرے وقت پر کہ یوں کا سبب تو صحیح کے وقت میں قائل ہو گو
تو آزاد ہو جا تو قدم ہو اور تعلیق نہ تیرے بیچ میں کہ تو قدم سے کہ تو محرم ہو تا ہو آزاد ہوگا وجیسا ہو آزاد ہو کر فی الحال اعتاق ہو اسواسطے کہ مقصود اس کلام کا یہ ہو کہ
تو ہر حال میں آزاد ہو یہ قول ابن سماعہ ہماری مذہب ہے اور المنتقی مین ہے عتق دون المراد عرض لہ علیہ دعا دولی نے اپنے خادمت کو اور بیجے کر نے کو پانی پر دے
تم تو آزاد ہو سو غلام نے اسکو پانی پلا کر دیا اور اسے پانی نہ پیا تو غلام آزاد ہو جاویگا اسواسطے کہ مراد اس کلام کی یہ ہو کہ درست کے سامنے پانی وجاوت تاکہ ترا پیاسا ہو تو پی
اور یہ مراد نہیں کہ پیاسا ہو یا سیر ہو پانی پلا دے اسکو لازم ہو قولہ عبدی الذی ہو قدیم آزاد ہو عتق من صحیحہ مہ والمختار مولی نے کہا جو میرا قدیم غلام ہو صحبت میں وہ آزاد ہو تو غلام
آزاد ہوگا جو چھ مہینے سال صحبت میں رہا اور یہی قول مختار ہو کہ قال انت عتیق وانو یافی الملک دین اور اگر مولی نے کہا اپنے غلام سے کہ تو عتیق ہو اور لفظ عتیق سے نیت کی
کہ قدیم ہو مراد لی دیانۃ اسکی تصدیق ہوگی سواسطے کہ عتیق لغت میں یعنی قدیم بھی ہو لیکن قاضی نہ تصدیق کریگا اسواسطے کہ صریح حق ہو مخالف نیت کہ صریح آزاد
فی السن عتیق اور اگر یوں زیادہ کرکے کہا کہ انت عتیق فی السن یعنی تو عمر میں بڑا ہو تو آزاد نہ ہوگا غلام مرتفعہ اگر نہ دیا اسواسطے کہ قرینہ عرض سے کچھ عتاق نہ رہا وفی قولہ عتق
بما انت الا حر ادر آزاد ہوگا اس قول سے کہ تو نہیں مگر حر ہو اسواسطے کہ استثنا نفی سے کرنا اثبات علی وجہ التاکید ہو جیسا کہ کلمہ توحید میں ما انت الا مثل حر اور اسی قول
قول سے کہ تو نہیں مگر مثل حر کے آزاد نہوگا اگرچہ عتق کی نیت بھی کرے کذا فی المحیط وانکل مالی حرا اور یوں کہنے سے آزاد نہوگا کہ میرا سب مال حر ہو اسواسطے کہ مراد بیان
صفات اور خالص ہو تو مطلب یہ ہوا کہ میرا تمام مال صاف اور خالص ہو غیر کی شرکت سے کذا فی الملتقی من السود وفی عبید اہل بلخ کل عبید اہل بلخ حرا دولا ینوی
بلغی اور منکلم کا غلام اسی قول سے آزاد نہیں ہوا کہ زمین میں سب غلام یا دنیا کے تمام غلام آزاد ہیں اور بلخ کے رہنے والے آزاد ہیں ادر حالانکہ منکلم کا غلام بلخ
میں داخل ہو ابو یوسف کے نزدیک اور اقوال ثلثہ سے عتق ثابت نہیں اور یہی قول مختار ہو کذا فی الکافی [illegible] قاضیخان بخلاف اہل بغداد وسکۃ اور بخلاف اس
قول کے کہ اس کوچہ کے رہنے والے آزاد ہیں یا اس گھر کے رہنے والے آزاد ہیں کذا فی البحر الرائق ثم ظاہر کلام شارح کا اسپر دلالت کرتا ہو کہ ان دونوں قولوں میں
کے نزدیک عتق ثابت ہو کہ بحر الرائق میں حالانکہ یہ خلاف واقع کے ہو اسواسطے کہ بحر الرائق میں بروایت ظہیریہ [illegible] یوں مذکور ہو کہ اہل [illegible]
ثابت ہو اور مسئلہ سکہ اسمین مذکور نہیں لیکن صاحب بحر نے اشباہ میں کہا کہ اگر یوں کہیگا کہ سب غلام اس سکہ کے آزاد ہیں اور حالانکہ اسکا غلام بھی اہل سکہ میں ہو تو ابو یوسف
کے نزدیک آزاد ہوگا اور محمد کے نزدیک آزاد ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی اور فتاوی عالمگیری میں تاتارخانیہ و قاضیخان سے یہ منقول ہو کہ ابو یوسف کے نزدیک اہل سکہ میں عتق نہیں اہل
دار میں بالاتفاق عتق ہو تو معلوم ہوا کہ یہاں یا تحریف کاتب ہو یا سہو شارح واللہ اعلم حرر حاملا اعتقا اصالۃ وتبعا اذا ولدتہ لاقل من نصف
حول مولی نے آزاد کیا حاملہ لونڈی کو تو لونڈی اور بچہ دونوں بالاصالت اور بالقصد آزاد ہوگئے جبکہ بعد عتق اسکے کہ کمتر چھ مہینے سے جنے کی ماں کا
بالاصالۃ آزاد ہونا تو صریح ہو اور بچہ بھی اسواسطے بالقصد اور بالاصالت آزاد ہوا کہ وہ جزو تھا اسوقت اپنی ماں کا اور عتاق کل بعینہ عتاق جزو ہو اسواسطے کہ جب
اقل مدت حمل میں جنی بعد اعتاق کے تو بالیقین معلوم ہوگیا کہ ولد قبل اعتاق کے اسکے پیٹ میں موجود تھا اور لو لاکثر عتق تبعا وقت سنۃ الحمر وان لاعتد اور اگر بعد عتق کے
چھ مہینے یا زیادہ مدت میں جنی تو اسکا ولد بالاصالۃ آزاد ہوگا اسواسطے کہ وقت اعتاق کے متیقن الوجود نہیں بلکہ تبعا آزاد ہوگا یعنی ماں کے آزاد
ہونے سے وہ بھی آزاد ہوگا اگر کوئی کہے کہ جب ولد دونوں صورتوں میں آزاد ہوا تو بالاصالۃ اور بالتبع کے فرق نکالنے سے کیا فائدہ اور کون ثمرہ پیدا ہوتا

اسکا جواب دیا کہ ثمرہ اس فرق کا ولاء ولد کے انجرار مین ہی اگر ولد بالاصالۃ آزاد ہوا تو ولد کا حق ولا یعنی وراثت اسکے مال کی اسکے ماکے مالکون کو ملیگی اسکے باپ کے
مالکون کیطرف انتقال نہ کریگی اور اگر ولد بالطبع آزاد ہوا تو اسکے مال کی وراثت اسکے باپ کے مالکون کیطرف انتقال کر جاویگی اور انتقال ولا کی یہ صورت ہی کہ زید کے
غلام نے اجازت زید کے خالد کی آزاد لونڈی سے نکاح کیا اور اس سے لڑکا پیدا ہوا تو یہ لڑکا اپنی مان کی تبعیت سے آزاد ہوگا اور ولد کی وراثت اسکی مان کے
مالکون کو جنھون نے اسکو آزاد کیا تھا پہونچیگی پھر جب زید نے اس غلام کو آزاد کریگا تو یہ غلام اپنے آزاد ہونے سے اپنے ولد کی ولا کو اپنی طرف کھینچکر اپنے مولا کو پہونچا دیگا پھر اگر
اپنے مولی کی زندگی مین غلام آزاد مر گیا اور اسکے بعد اسکا ولد مریگا تو ولد کے مال کا اسکا مولی یعنی زید وارث ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی وحسن الجلبی علی شرح الوقایہ ولو
حررہ ولو بلفظ علقۃ ومضغۃ او ان حملت بولد فہو حر عتق فقط ولم یجز بیع الام وجاز ہبتہا اور اگر مولی نے اپنے لونڈی کے حمل کو آزاد کیا اگرچہ حمل کو بلفظ علقہ اور مضغہ
آزاد کیا یعنی یون کہا کہ جو خون بستہ یا گوشت کا لوتھڑا تیرے پیٹ مین ہی سو آزاد ہی یا یون کہا کہ اگر تیرے پیٹ مین بچہ ہو تو وہ آزاد ہی تو یون کہنے مین فقط بچہ آزاد ہوگا نہ
اسکی مان اور بیع مان کی جائز نہین جبتک کہ وہ حاملہ رہیگی اور ہبہ اسکا جائز ہی اسواسطے کہ بیع مین استثنا کر لینا حمل کا جائز نہین اور ہبہ مین جائز ہی لہذا بیع صحیح نہوئی اور ہبہ صحیح ہوا لیکن
اگر لونڈی کو بیع کریگا تو بطلان ثابت نہوگا تاوقتیکہ اقل مدت حمل مین نہ جنے گی کذا فی حاشیۃ المدنی عن البحر ولو دبرہ لم یجز ہبتہا فی الاصح لانہ کمشاع اور اگر مولی لونڈی کے حمل کو مدبر کریگا یعنی
یون کہے کہ میری موت کے بعد یہ حمل آزاد ہی تو حاملہ لونڈی کا ہبہ کرنا قول اصح مین صحیح نہین اسواسطے کہ وہ ہبہ مشاع کے مانند ہی اسواسطے کہ مدبر کرنے مین ملک مولی کی حمل سے
زائل نہین ہوتی پھر جب بعد مدبر کرنے کے لونڈی کسیکو دی تو موہوب متصل ہوا غیر موہوب سے تو یہ ہبہ مشاع کے معنی پائے گئے اور حالانکہ ہبہ مشاع قسمت پذیر چیز مین درست نہین
ویبطل شرط المال علیہ وکذا علی امہ لکن یشترط قبولہا للعتق اور باطل ہی شرط کرنا مال کا حمل کی آزادی پر اسواسطے کہ پیٹ کا بچہ الزام مالی کے قابل نہین اور اسیطرح اسکی مان پر مال کا
شرط کرنا بچہ کی آزادی کیواسطے باطل ہی لیکن اگر مولی حمل کو بشرط مال آزاد کرے تو اسکی مان کا قبول کر لینا مشروط ہی واسطے عتق حمل کے اگرچہ اسکو مال کا دینا لازم نہوگا و سنے
الظہیریۃ قال لہا ما فی بطنک حر متی ادیت الی الفا فتعلیق اور ظہیریہ مین ہی کہ اگر مولی نے لونڈی سے کہا کہ جو تیرے پیٹ مین ہی سو آزاد ہی جبکہ تو مجھکو ہزار درم دیدے تو یہ قول تعلیق
ہی عتق کی یعنی اگر اقل مدت حمل مین وہ جنی اور ولد نے بعد ہوشیاری کے کسی طرح سے ہزار درم ادا کیے تو اسوقت آزاد ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی عن البحر وفیہا اوصی بما
فاعتقہ الورثۃ جاز وضمنوہ یوم الولادۃ اور ظہیریہ مین ہی کہ مولی نے لونڈی کے حمل کی مثلاً زید کیواسطے وصیت کی اور مولی مر گیا پھر وارثون نے حمل کو آزاد کر دیا تو قیمت
حمل کے وارث ضامن ہونگے بروز ولادت یعنی جسقدر قیمت بعد ولادت کے اسکی ٹھہرے سو زید کو وارث مولی کے دین طحطاوی نے کہا اعتاق حمل سے مراد یہ ہی کہ اسکی مان کو
آزاد کیا تو بالتبع وہ بھی آزاد ہو گیا اور یہ ظاہر مطلب نہین ہو سکتا کہ حمل کو وارثون نے بالاصالۃ آزاد کیا اسواسطے کہ وہ بسبب وصیت کے وارثون کا مملوک نرہا ولو قال
اکبر ولد فی بطنک حر فولدت ولدین فی بطن ولہا خرج اکبر اور اگر مولی نے اپنی لونڈی سے کہا کہ تیرے پیٹ کا بڑا بچہ آزاد ہی پھر وہ دو لڑکے جنی تو جو اول نکلے گا وہ بڑا ہی سو وہی آزاد
ہوگا کذا فی المحیط والولد الا من سیدہا جنینا یتبع الام ولو بہیمۃ فیکون لصاحب الانثی ولو کل وضحی بہ لو امہ کذلک اور بچہ جب تک کہ مان کے پیٹ مین ہی تو احکام مین اپنی
مان کا تابع ہی بالاجماع نہ باپ کا اسواسطے کہ باپ کا نطفہ مین مستہلک ہی تو مان ہی کی جانب غالب ٹھہری اور اسواسطے کہ بالخصوص باپ کا نطفہ متیقن نہین اور مان کے
نطفہ مین کچھ تردد نہین بالیقین ثابت ہی و لہذا ولد الزنا اور ولد الملاعنۃ کا نسب فقط مان کو ثابت ہی کہ مان اسکی وارث ہی اور وہ مان کا وارث کذا فی البحر بالجملہ بچہ
مان کا تابع ہی اگرچہ مان جانور ہو تو بچہ مادہ کے مالک کا ہوگا یعنی حاملہ جانور بعد بیع اور ہبہ کے اگر جنے تو اسکا مشتری اور موہوب لہ مالک ہوگا اور اسیطرح اگر زید کا گھوڑا
خالد کی گھوڑی پر جست کرے اور وہ بچہ جنے تو اسکا مالک خالد ہی نہ زید اور بچہ ماکول اللحم ہی اگر اسکی مان ماکول اللحم ہی اور بچہ بھی قربانی کیا جاے اگر اسکی مان قربانی کے لائق ہو
بحر الرائق مین ہی کہ اگر وحشی جانور اور اہلی سے بچہ پیدا ہو یا غیر ماکول اللحم اور ماکول اللحم سے بچہ ہو تو اسکا کھانا درست ہی اگر مان اسکی ماکول اللحم ہی اور قربانی بھی درست ہی اگر
مان قربانی کے لائق ہی مثلاً اگر گورخر اور گاے سے بچہ پیدا ہو یا بیل گاو اور گاے سے بچہ پیدا ہو تو قربانی اسکی جائز ہی اور یہی قول معتمد ہی اور جو لوگ کہ اعتبار مشابہت
کے قائل ہوئے ہین سو قول ضعیف ہی کذا فی حاشیۃ المدنی فی الملک بسائر اسبابہ والرق الا ولد المغرور بچہ تابع ہی اپنی مان کا ملک مین جمیع اسباب ملک کے

[illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] کی حریت [illegible] کیا [illegible] [illegible] کے

[illegible] کی حریت [illegible] ان کی [illegible] [illegible] ہونے کا [illegible]

[illegible] کے [illegible] جب [illegible] [illegible] اپنے [illegible] سے [illegible]

[illegible] [illegible] ملکیت مال کی [illegible] [illegible]

[illegible] اپنی تصریح فرمائی بصورۃ رق یا ملک [illegible]

[illegible] الفریسہ [illegible] نورالانوار [illegible] حسامی [illegible] اور صورت [illegible] ملک

جیسے [illegible] ملکیت [illegible] ملکیت [illegible]

[illegible] ملکیت [illegible] ساتھ تو ولد اسکا تابع ہوگا قیمت میں کنز الدقائق [illegible]

[illegible] بیان کیا سو [illegible] مثال [illegible] قیمت [illegible] ثابت ہوگا

عتاق [illegible] قیمت میں [illegible] کنز الدقائق حاشیہ [illegible] بصورت ملک رق میں فرق

ظاہر ہوگیا [illegible] خواہ [illegible] حیوان یا انسان اور رق نہیں ہوتا مگر انسان میں [illegible] سے ملک کی

[illegible] زائل ہو جاتی ہے اور رق [illegible] عتق سے [illegible] زائل ہوتی ہے [illegible] ضمنا [illegible] حقوق العباد سے

[illegible] ملک ورق کا فرق ام ولد اور مکاتب میں ظاہر ہوتا ہے اسواسطے کہ ان میں ملک اور رق دونوں کامل ہیں [illegible] ام ولد میں ملک کامل ہے اور رق

ناقص ہے [illegible] اسکا اعتاق [illegible] نہیں اور مکاتب میں رق کامل ہے یہانتک کہ کفارہ میں اسکا اعتاق صحیح ہے اور ملک اسمیں ناقص ہے اسواسطے کہ مکاتب مولی کے تصرف

میں [illegible] اگر مولی [illegible] مکاتب آزاد [illegible] بسبب نقصان ملک کے کذا فی الدرر [illegible] والحریۃ والعتق وفروعہ کالکتابۃ والتدبیر المطلق والاستیلاد الی

[illegible] حریۃ الولد [illegible] تابع ہے ماں کے حریت اصلیہ میں اور عتق میں اور عتق کے فروع میں جیسے کتابت اور تدبیر مطلق اور استیلاد میں [illegible] لونڈی کے [illegible]

حریت [illegible] مولی سے [illegible] کتاب النکاح کے باب نکاح الرقیق میں اسکا حکم مذکور ہو چکا ہے حریت اصلیہ کی مثال یہ ہے کہ غلام نے حرہ سے نکاح کیا سو وہ حاملہ ہوئی اس سے تو

اسکا بچہ بھی ماں کا تابع ہوکر حر اصل ہوگا اور حریت غیر اصلی کا ذکر [illegible] حاملہ کے عتق میں [illegible] کتابت کی یہ مثال ہے کہ مولی نے حاملہ لونڈی کو مکاتب کیا اور بعد کتابت کے قبل

مدت حمل [illegible] بچہ پیدا ہو تو بعد ادائے بدل کتابت کے ماں اور بچہ ساتھ ہی آزاد ہونگے اور تدبیر مطلق یہ کہ مولی نے حاملہ لونڈی سے کہا کہ تو میری موت کے بعد آزاد ہے تو دونوں

ساتھ ہی آزاد ہونگے اور اگر مولی تدبیر مقید اس طرح پر کریگا کہ اگر میں [illegible] مرگیا تو تو آزاد ہے تو اسمیں ولد تابع ماں کا نہوگا اور استیلاد کی مثال یہ ہے کہ مولی نے اپنی

ام ولد کا نکاح کردیا سو وہ حاملہ ہوئی تو بعد موت مولی کے دونوں آزاد ہونگے والرہن اور رہن میں تابع ہے ماں کا یعنے اگر حاملہ کو رہن رکھا اور بچہ پیدا ہوا تو وہ بھی

مرہون ہوگا یہانتک کہ راہن اسکو مرتہن سے نہیں لے سکتا [illegible] والدین [illegible] تابع ہے ماں کا یعنی لونڈی کو مولی نے تجارت کرنے کی اجازت دی پھر وہ مقروض

ہوگئی تو بچہ بھی دین میں اسکا تابع ہوگا یعنی قرض دینے والے ولد کو بیچ لینگے والحق [illegible] درحق [illegible] میں ماں کا تابع ہوگا اسطرح پر کہ مثلا قربانی کیواسطے گائے یا بکری

کا [illegible] خریدی اور اسکے بچہ پیدا ہوا تو ماں کے ساتھ بچہ بھی ذبح کیا جاویگا یا پیٹ سے زندہ نکلیگا تو ذبح ہوگا والاسترداد بالبیع [illegible] ماں کا تابع ہوگا یعنی لونڈی

یا گائے یا بکری کی بیع فاسد ہوئی پھر مشتری کے پاس وہ حاملہ ہوئی تو استرداد بیع میں ولد تابع ہوگا ماں کا وسریان الملک اور سرایت ملک میں تابع ہے ماں کا یعنی مالک

قدیم کا حق ملکیت اس تک پہونچ جاتا ہے صورت اسکی یہ ہے کہ ایک لونڈی چند بار دست بدست بکی لیکن اسکے سبب [illegible] مالک اول پر مستحق ہوئی اور حالانکہ

وہ حاملہ تھی تو اُسکا حمل بھی مالک اول کا مملوک ہوگا کذا فی حاشیۃ الطحطاوی عن الاشباہ فہی اثنا عشر یعنی بارہ مسئلے ہیں جنمیں حمل تابع یعنی ماں کا تابع ہے یعنی مالک
رِق حریت عتق کتابت تدبیر مطلق استیلاد رہن حق اضحیہ استرداد بیع سریان ملک کہ لاتبعہا الی الکفایۃ اور جنمیں تابع نہیں ہوتا وہ ان کا کفالت میں یعنی اگر حرہ حاملہ نے
یا لونڈی نے باجازت مولی الضامنی یا حاضر ضامنی کی ضمانت مدت تک بنی رہی یہانتک کہ لڑکا پیدا ہوا اور بالغ ہوا تو یہ لڑکا ضمانت میں ماں کا تابع نہیں ہوا اجارہ اور
اجارہ میں ماں کا تابع نہیں یعنی جس حاملہ کو اجارہ لیا پھر وہ جنی تو یہ لڑکا اجارہ میں داخل نہیں تو ماں کیطرح خدمت کرنا اسکو لازم نہوگا وجنایۃ اور جنایت میں تابع ماں کا
نہوگا یعنی اگر حاملہ نے کوئی جنایت کی تو ولی جنایت کو ماں کے ساتھ ولد نہ دیا جاویگا اور اگر مالک فدیہ دیگا تو فقط ماں کا فدیہ دیگا کذا فی الجامع الصغیر اور حاکم شہید نے مختصر میں
کہا کہ جنایت ماں کیطرف سے ولد تک سرایت کریگی واللہ اعلم کذا فی حاشیۃ المدنی وحد وقود اور حد اور قصاص میں تابع ماں کا نہوگا تو حاملہ پر حد نہ ماری جاویگی مگر بعد
ولادت کے اور قصاص نہ لیا جاویگا مگر بعد وضع حمل کے وزکوٰۃ سائمۃ اور زکوٰۃ کے جانوروں میں بچہ تابع ماں کا نہیں ورجوع فی ہبۃ اور ہبہ پھیر لینے میں بچہ تابع ماں کا نہیں
یعنی اگر لونڈی کسیکو بخشی اور وہ ان حاملہ ہوئی اور واہب نے اُسکے پھیر لینے کا ارادہ کیا تو حمل میں رجوع کرنا جائز نہیں کذا فی السراج اور زیلعی نے رجوع حمل کو جائز رکھا ہے چنانچہ اسکا ذکر
کتاب الہبہ میں آویگا ووصایا بخدمتہا اور اسکی خدمت کی وصیت میں یعنی مولی نے اپنی حاملہ لونڈی کی خدمت کسی شخص کیواسطے وصیت کی تو اُسکا بچہ وصیت میں تابع ماں
کا نہیں ولا تذکی بذکوۃ امہ اور حلال نہیں ہوتا بچہ اپنی ماں کے ذبح کرنے سے پورا بنگیا ہو یا ناقص یعنی گابھن گلے یا بکری کو ذبح کیا اور اُسکے پیٹ سے زندہ بچہ
نکلا تو اُسکے ماں کا ذبح کرنا کفایت نہیں کرتا اسکو بھی ذبح کرنا چاہیے اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ ذکوۃ الجنین ذکوۃ امہ سو بنا بر تشبیہ کے ہے یعنی ذبح کرنا جنین کا مانند ذبح
کرنے اُسکی ماں کے ہے بدلیل ثابت نصب کے تو اگر بچہ مردہ نکلا تو نہ کھانا چاہیے نزدیک امام اعظم اور زفر اور حسن بن زیاد کے اور صاحبین کے نزدیک اگرچہ بچہ پورا ہوچکا ہو
تو اسکا کھانا حلال ہے بسبب ذبح ہونے اسکی ماں کے فہی تسع کما بسط فی بیوع الاشباہ تو یہ نو مواضع ہیں جنمیں تابع ماں کا نہیں چنانچہ ابن نجیم نے اسکو صریح بیان کیا ہے
اشباہ کے باب البیوع میں وزاد فی البحر ولا فی نسب حتی لو نکح ہاشمی امۃ فولد ہاشمی کابیہ رقیق کامہ اور ابن نجیم نے بحر الرائق میں مسائل مذکورہ پر یہ مسئلہ اور زیادہ
کیا ہے کہ ولد تابع نہیں اپنی ماں کا نسب میں تا اینکہ اگر نکاح کیا سید نے لونڈی سے تو اُسکا بیٹا ہاشمی سید ہوگا مانند اپنے باپ کے اور غلام مملوک ہوگا مانند اپنی ماں کے
اسواسطے کہ زوج ہاشمی راضی ہوگیا اپنے ولد کی رقیت سے کہ جب تو اُسنے لونڈی کے نکاح پر اقدام کیا اور نسب میں ولد اپنے باپ کا اسواسطے تابع ہوا کہ نسب
واسطے تعریف اور شناخت کے ہے تو مرد کی جانب اسمیں غالب ہوئی اسواسطے کہ مردوں کا حال مشہور ہوتا ہے نہ عورتوں کا کذا فی منح الغفار وحموی نے کہا کہ نص
صریح ہے کہ اگر باپ سید نہو اور ماں سیدہ ہو تو بیٹا سید نہوگا اگرچہ اُسکو فی الجملہ شرافت نسبی ثابت ہے اور شیخ ابراہیم دمشق کے مفتی حنفیہ نے لکھا ہے کہ جسکا باپ سید نہو
اور ماں سیدہ ہو تو اُسکا ولد سید شریف ہے اسواسطے کہ سیادت اور شرافت اس نسب مطہر اور شرف کی ابتدا سے ماں کیطرف سے آئی ہے یعنی سیدۃ النساء بنت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف سے اور سغناقی نے کہا کہ میں نے حمید الدین ضریر سے یہ مسئلہ پوچھا اُسنے کہا میں نے اپنے استاد شمس الدین کردری سے سنا کہ وہ سید ہونے
کے قائل تھے اس دلیل سے کہ حقتعالی نے قرآن مجید میں عیسی علیہ السلام کو نوح اور ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں فرمایا ماں کی جہت سے اور فتاوی
عمر نسفی میں ہے کہ جبکہ ماں سیدہ ہو تو قول مختار یہ ہے کہ وہ ولد سید ہے اور جامع الفتاوی میں ہے کہ جسکا باپ سید نہو ماں ہو تو اسکے سید ہونے میں اختلاف ہے شمس الائمہ حلوائی
نے کہا کہ مفتی بہ قول یہ ہے کہ وہ سید ہے اور بعضے علماء نے کہا کہ جسکی ماں سیدہ ہے اُسکو شرافت نسبی حاصل ہے تو یہ قول اختلاف بین القولین کے توفیق کیواسطے صالح
ہے تو جسنے کہا کہ وہ سید نہیں تو مطلب اُسکا یہ ہے کہ جسکی فقط ماں سیدہ ہو اُسکی شرافت اسکے برابر نہیں جسکا باپ سید ہے واللہ اعلم کذا فی حاشیۃ المدنی ملخصا ولا یتبعہا بعد الولادۃ
الا فی مسئلتین اذا استحقت الام ببینۃ واذا بیعت البہیمۃ معہا ولدہا رقۃ اور بچہ اپنی ماں کا تابع نہیں ہوتا بعد ولادت کے مگر دو مسئلوں میں ایک تو یہ کہ جب ماں غیر کی مستحق ملک
ٹھہری بسبب گواہوں کے اور دوسرے یہ کہ جب جانور بیچا جاوے اور اسکا بچہ ہو بیع کیوقت تو وہ بھی بیع میں تابع اپنی ماں کا ہو جاویگا بشرطیکہ بائع اور مشتری نے سکوت کیا ہو اور
اگر عدم دخول بیع کی تصریح ہوگئی ہو تو تابع نہوگا کما فی الدر المنتقی اور قنیہ میں ہے کہ شیرخوار بچہ گائے اور بکری اور اونٹنی اور گھوڑی کا بیع میں تابع ہے ماں کا نزد

[illegible] آزاد ہوا [illegible] مکاتب [illegible] حضرت [illegible]

[illegible] غلام [illegible] آزاد [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] قول [illegible] مالک [illegible]

[illegible] بیان [illegible] مسلمان ہو گیا [illegible]

[illegible] مسلمان ہو گیا [illegible]

[illegible] کیا جاوے [illegible]

[illegible] امام صاحب [illegible] اسواسطے [illegible]

[illegible] مالک کا حق ساقط ہوگا [illegible] کہ اگر مالک نے اپنی زندگی میں کل کی [illegible] کی

[illegible] تو وصیت صحیح ہو اور اگر [illegible] یا زیادہ ہی تو وصیت باطل ہو کذا فی حاشیۃ [illegible] ابن حجر

باب عتق البعض

یہ باب ذکر عتق البعض کے احکام میں جب پورا اعتق مذکور ہو چکا تب ادھورا عتق شروع ہوا اسواسطے کہ ادھورا قلیل وقوع ہوتا ہے اور [illegible] اعتق بعض عبیدہ

تو صحیح ہے اگر آزاد کیا مولیٰ نے اپنے غلام کا کچھ حصہ اگرچہ غیر معین ہو تو بھی صحیح ہے اور لازم ہوگا مالک پر بیان کرنا بعض کا امام اعظم کے نزدیک اگر غلام [illegible] آزاد

کرے لیکن بعض آزاد کرے تو صحیح ہے خواہ بعض معین کو آزاد کرے جیسے نصف یا ثلث یا بعض غیر معین کو آزاد کرے مثلاً یوں کہے کہ میں نے بعض غلام کا یا جزء غلام کا آزاد کیا

لیکن اس صورت میں [illegible] سے بیان کرادیگا کہ بعض یا جزء سے کیا مراد ہے نصف یا ثلث اور اگر مالک یوں کہے کہ میں نے اپنے غلام کا ایک سہم آزاد کیا تو امام اعظم کے نزدیک

چھٹا حصہ آزاد ہوگا [illegible] فما بقی [illegible] اور سعی کرے غلام باقی میں اور اگر مولیٰ چاہے تو باقی کو بھی آزاد کردے یعنی اگر مثلاً سو درم قیمت تھی غلام کی اور مولیٰ

نے آدھا آزاد کیا [illegible] پچاس درم تو محنت مزدوری کرکے غلام اتنے مولیٰ کو پہنچا دے تو پورا آزاد ہو جاوے لیکن اسکا باقی عتق [illegible] بلکہ اگر مالک چاہے

آزاد کردے [illegible] کچھ حاجت نہ ہو [illegible] وہو ای معتق البعض کالمکاتب حتی یودی الا انہ لا یرد الی الرق لو عجز ولو جمع بینہ وبین قن فی البیع بطل بیعہما ولو

قتل [illegible] بخلاف المکاتب [illegible] یعنی معتق البعض مکاتب کے مانند ہو جاتا ہے کہ باقی کو ادا کرنے میں سعی کرے مگر تین باتوں میں مکاتب کے مانند نہیں ایک یہ کہ اگر عاجز

ہو جاوے تو [illegible] کیطرف نہیں پھیرا جاتا بخلاف مکاتب کے کہ وہ بدل کتابت کے عجز سے رقیت کیطرف عود کرتا ہے دوسرا یہ کہ اگر جمع کیا جاوے درمیان معتق البعض اور

خالص غلام [illegible] دونوں کو ساتھ ہی بیچے تو دونوں میں بیع باطل ہوگی نہ معتق البعض کی صحیح ہوگی اور نہ خالص غلام اور اگر مکاتب اور خالص غلام کی ساتھ ہی

بیچے تو مکاتب کی بیع باطل اور خالص کی صحیح ہوگی امر ثالث یہ ہے کہ اگر معتق البعض قتل کیا جاوے اور نہ چھوڑا ہو اتنا مال جس سے قدر حاجت ادا ہو تو اسکے

قاتل پر قصاص نہیں اسواسطے کہ اس میں اختلاف ہے کہ وہ آزاد مرا یا غلام تو شبہہ پڑا کہ اسکے خون کا دعویدار کون ہے اگر وہ غلام تھا تو مولیٰ مدعی ہے اور اگر آزاد تھا

تو اسکے وارث مدعی ہیں [illegible] بخلاف مکاتب کے کہ [illegible] بدل کتابت کے سبب وہ مقتول ہوگا تو رقیت اسکی ثابت تھی تو بلاشبہہ اسکے خون کا مدعی فقط مولیٰ

ہوگا [illegible] مکاتب کے قاتل سے قصاص لیا جاویگا اور اگر معتق البعض کا کوئی وارث نہ ہوگا سوا مولیٰ کے تو [illegible] تعلیل یہ ہے کہ اس

صورت میں اسکے قاتل کا بھی قصاص لیا جاوے کذا فی حاشیۃ المدنی عن الشیخ الرحمتی وقال الامام احمد بعتق کلہ وتصحیح قول الامام قستانی

من المضمرات اور صاحبین اور امام شافعی نے کہا کہ جو بعض غلام کو آزاد کریگا تو کل آزاد ہو جاویگا تو سعایت اُسپر لازم نہ ہوگی اور صحیح امام اعظم کا قول ہے کذا فی القہستانی من المضمرات تمام صحیحین میں موافق مذہب امام کے عبداللہ بن عمر سے حدیث مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص اپنا حصہ ایک غلام میں سے آزاد کرے اور اُسکے پاس مال ہو بقدر قیمت غلام کے تو اُسکی معتدل قیمت ٹھہرائی جاوے تو اور شریکون کے حصے آزاد کر نیوالا ادا کرے اور غلام اُسکی طرف سے آزاد ہوگا اور اگر اُسکو مقدور نہو تو غلام سے اُسیقدر آزاد ہوگا جتنا اُسنے آزاد کیا اس حدیث سے صاف معلوم ہوگیا کہ اعتاق بعض صحیح ہے والخلاف مبنی علی ان الاعتاق یوجب زوال الملک عندہ وھو متجز وعندھما زوال الرق وھو غیر متجز اور امام اور صاحبین کے خلاف کی بنا یہ ہے کہ امام کے نزدیک آزاد کرنا موجب ہے زوال ملک کا اور چونکہ ملک بالاتفاق قسمت پذیر ہے تو اعتاق بھی قسمت پذیر ہے اور صاحبین کے نزدیک اعتاق موجب ہے زوال رق کا اور حالانکہ رق قسمت پذیر نہیں تو عتق بھی قسمت پذیر نہیں ہم معلوم ہوا کہ اختلاف مذہبین اعتاق کی تفسیر پر مبنی ہے خلاصہ دلیل امام کے مذہب کی یہ ہے کہ اعتاق ازالہ رق سے عبارت نہیں جیسا کہ صاحبین کہتے ہیں بلکہ اعتاق عبارت ہے ازالہ ملک سے ہے واسطے کہ انسان کا اختیار نہیں مگر اپنے ازالہ ملک میں اور ملک بالاتفاق تجزی ہے تو اسیطرح اُسکا ازالہ بھی تجزی ہے تو اعتاق بعض کا بعض علت کا مثبت ہے تو تحقق معلول یعنی عتق کا نہوگا بدون تحقق علت کل کے یعنی ازالہ کل ملک کے کذا فی منح الغفار وعلی ہذا الخلاف التدبیر والاستیلاد ولا خلاف فی عدم تجزی العتق والرق اور اسی خلاف پر تدبیر اور استیلاد بھی مختلف فیہ ہے کہ امام کے نزدیک تدبیر اور استیلاد تجزی ہے نہ صاحبین کے نزدیک تو اگر نصف غلام کو مولی مدبر کریگا تو بعد موت مولی کے نصف باقی کیواسطے غلام سعی کریگا اور صاحبین کے نزدیک بلا سعایت وہ آزاد ہے اور مشترک لونڈی کا استیلاد کریگا تو نصف استیلاد تحقق ہوگا اور نصف باقی کو ضمان سے مالک ہوگا اور امام اور صاحبین میں اختلاف نہیں عتق اور رق کی قسمت پذیری میں سواسطے کہ عتق عبارت ہے اُس قوت حکمیہ سے جسکے سبب سے آدمی لائق قضا اور شہادت اور تصرفات مالیہ کے ہو اور یہ قوت حاصل نہیں ہوسکتی تاوقتیکہ اسکی ضد زائل ہو یعنی رق عبارت ہے اُس ضعف حکمی سے جسکے سبب سے انسان اہل قضا اور شہادت اور تصرفات مالیہ کے نرہے تو معلوم ہوا کہ ایک انسان میں عتق اور رق جمع نہیں ہوسکتے کہ آدھا آزاد ہو اور آدھا رقیق اور جیسا عتق اور رق کے عدم تجزی پر امام اور صاحبین کا اتفاق ہے ویسے ہی ملک کے تجزی ہونے پر بھی اتفاق ہے تو خلاف نہیں مگر اعتاق کی قسمت پذیری میں ومن الغریب ما فی البدائع من تجزیہما عند الامام لان الامام لو ظہر علی جماعۃ من الکفرۃ وضرب الرق علی انصافہم ومن علی الانصاف جاز ویکون حکم النصف کالمستسعی اور غریب روایت وہ ہے جو بدائع میں ہے کہ امام کے نزدیک عتق اور رق قسمت پذیر ہیں اسواسطے کہ امام المسلمین جب غالب ہو کافرون کے کسی گروہ پر اور انمین سے ہر شخص کے نصف نصف پر رقیت قائم رکھے اور نصف نصف پر احسان کرے یعنی آزاد کرنے کے تو یہ جائز ہے اور ہوگا حکم ہر شخص کا بعد اس فعل کے مانند معتق البعض کے چاہے امام اُنکو آزاد کردے اور چاہے باقی کیواسطے سعی کرادے ہم اس روایت سے صاحب بدائع نے استدلال کیا کہ عتق اور رق امام کے نزدیک قسمت پذیر ہے حالانکہ احسان امام کا عتق نہیں بلکہ اعتاق ہے خلاصہ یہ کہ قول بدائع کا غریب ہے لائق اعتماد کے نہیں کہ روایات معتمدہ کے مخالف ہے لہذا فتح القدیر میں اُسکو مستبعد کہا ہے ولو اعتق بعضہ فالشریک ست خیارات بل سبع اما ان یحرر نصیبہ منجزا او مضافا والمدۃ کمدۃ الاستسعاء فتح اور اگر ایک غلام کے دو مالک ہون اور ایک شخص نے اپنا حصہ آزاد کردیا تو دوسرے شریک کو چھ بلکہ سات امر مین اختیار ہے یا اپنا حصہ فی الحال آزاد کرے یا آزادی کی کچھ مدت مقرر کردے مانند مدت سعی کردانے کے کذا فی فتح القدیر یعنی اعتاق کو مدت طویل کی طرف اضافت نکرے نہیں تو وہ تدبیر کے مساوی ہوجاویگی بلکہ یون کہے کہ برس یا دو برس مین تو آزاد ہوگا نہایت یہ ہے کہ جتنی مدت میں وہ محنت مزدوری کرکے اپنی نصف قیمت ادا کرسکے اتنی مدت کی طرف اُسکے عتق کو مضاف کرے او یصالح او یکاتب لا علی اکثر من نصف قیمتہ لو من النقدین ولو عجز فاستسعے فان امتنع اجرہ جبرا یا شریک صلح کرلے مال پر یا مکاتب کرے غلام کو بشرطیکہ اُسکی نصف قیمت سے بدل کتابت زیادہ نہو اگر بدل کتابت چاندی سونے کی قسم سے ہو اور غیر نقدین میں زیادتی بھی جائز ہے اور اگر غلام عاجز ہو ادائے بدل کتابت سے تو اس سے سعایت کرادے اگر وہ سعایت نکرے تو زبردستی اُس سے مزدوری کرادے او یدبرہ ویلزمہ السعایۃ للحال فلو مات المولی فلا سعایۃ ان خرج من الثلث یا شریک غلام کو مدبر کرے اور مدبر کرنے سے فی الحال اُسکو سعایت لازم ہوگی اور نصف قیمت ادا کرکے آزاد ہو جاویگا سو اگر مولی یعنی شریک مرگیا تو غلام پر سعایت لازم نہیں اگر غلام ثلث مال سے نکلے یعنی ثلث مال سے آزاد ہوسکے او

سعی [illegible] شریک سعایت کرا دے [illegible] سعایت اگر عبد [illegible] مستسعیٰ [illegible] آزاد

ہو جیسا کہ فی الدر وفیہ والولاء لہما لما الاعتاق [illegible] دونون شریکون کا ہوگا [illegible] شریک [illegible] اپنا حصہ [illegible]

[illegible] اپنا حصہ [illegible] لیا [illegible] غلام [illegible] مدبر کیا [illegible] ولاء [illegible] دونون شریک [illegible]

آزاد [illegible] دونون [illegible] معتق [illegible] دوسرا قبل آزادی [illegible] مستسعیٰ [illegible] المدبر یا شریک [illegible] آزاد [illegible]

[illegible] شریک [illegible] آزاد [illegible] اجازت [illegible] شریک [illegible] سعایت [illegible]

اجازت ضمان کے نفی [illegible] اعتاق وصلح اور کتابت [illegible] حاشیۃ المدنی [illegible] البدر [illegible] علی العبد الولاء کلہ

[illegible] ضمان [illegible] آزاد کرنے [illegible] غلام سے [illegible] ضمان [illegible] سعایت [illegible]

غلام کی آزاد کرنے [illegible] کیونکہ غلام کا پورا مالک [illegible] اعتاق [illegible] ضمان [illegible]

[illegible] کیا جائز [illegible] سعایت اور ضمان [illegible] جواب [illegible] شریک ہون یعنی اگر مثلا ایک غلام کے تین مالک ہون [illegible] اپنا

حصہ آزاد کیا تو دونون شریکون کو اختیار ہو کہ ایک ضمان لے اور دوسرا سعایت کرا دے اور اگر ایک ہی شریک ہو تو ضمان اور سعایت کا جمع کرنا جائز نہین کذا فی حاشیۃ المدنی

عن البدائع [illegible] اختیار [illegible] الاعتاق [illegible] شریک نے اختیار کیا ایک امر کو خیارات [illegible] تو وہی متعین اور مقرر ہو جاتا ہے یعنی اسکو

[illegible] اختیار نہین کر سکتا [illegible] کہ اگر شریک [illegible] بعض کی سعایت کو اختیار کرتا تو اسکو آزاد کر دینے کا اختیار [illegible]

کی [illegible] اور مدبر [illegible] وصلح [illegible] سعایت کو شامل [illegible] لنصیبہ [illegible] مکاتب [illegible] اگر شریک اپنا حصہ آزاد کرنے والے کے ہاتھ بیچے یا اسکو ہبہ کرے [illegible]

[illegible] مکاتب [illegible] قدر قیمۃ نصیبہ الآخر [illegible] اعتاق [illegible]

اور آزاد کرنے والے [illegible] قدر ثابت ہوتا [illegible] قیمت حصہ شریک کے مالک ہونے سے اعتاق کے دن [illegible] یعنی اگر معتق اقل قیمت

حصہ شریک کا مالک ہو [illegible] قول [illegible] کذا فی المجتبیٰ [illegible] فی قیمتہ [illegible] الحال [illegible] المعتق [illegible] والزیادۃ

[illegible] اختلاف [illegible] اعتاق کے دن تو اگر غلام موجود ہو [illegible] حال اسکی قیمت [illegible]

[illegible] تو معتق کا قول معتبر ہوگا اسواسطے کہ وہ منکر ہے زیادتی قیمت کا اور قول معتبر منکر کا [illegible] اسی طرح اگر دونون مین اختلاف ہوے معتق کی مالداری

مفلسی مین تو بھی معتق کا قول معتبر ہوگا ولو شہد ای اخبر [illegible] کل من الشریکین بعتق الآخر [illegible]

[illegible] ہر شریک دوسرے شریک کے آزاد کرنے کی اور ہر ایک منکر ہو اپنے حصہ کے آزاد کرنے کا تو غلام سعایت کرے دونون کے حصہ [illegible]

شہادت [illegible] شہادت کے اگرچہ چند شریک ہون اور [illegible] شریک تیسرے کے اعتاق کی گواہی دین تو بھی گواہی مقبول

ہوگی اسواسطے کہ دونون اپنے واسطے منفعت کو کھینچتے ہین یعنی چاہتے ہین کہ اگر تیسرے پر اعتاق ثابت ہو تو ہم اپنے حصون کا ضمان لین کذا فی البدائع [illegible]

القاضی [illegible] لیسترق [illegible] فی خطہما دونون شریکون کیواسطے غلام سعایت کرے تا وقتیکہ قاضی دونون سے قسم نہ لی جاوے اگر قاضی نے دونون سے قسم لی تو اسوقت

مین غلام کو اختیار ہوگا خواہ اپنی [illegible] خواہ دونون کے حصون مین سعایت کرے [illegible] قاضی رقیت کا اثبات [illegible]

کہ فتح القدیر مین مصرح ہے کہ اگر قاضی کے پاس جانے سے پہلے باہم دونون شریکون نے اعتاق کو دوسرے کیطرف نسبت کیا تو اسکا حکم [illegible] سعایت کے [illegible]

قاضی کے پاس [illegible] رجوع کیا اور قاضی نے دونون سے اعتاق کا حال دریافت کیا اور دونون نے انکار کیا اور قاضی نے دونون کو قسم دلائی [illegible] ہر ایک نے قسم کھائی [illegible]

آزاد نہین کیا تو غلام پر رقیت ثابت کیجاویگی اسواسطے کہ ہر شریک کا یہی گمان ہے کہ اسکے شریک نے جھوٹی قسم کھائی [illegible] اپنا حصہ آزاد کیا ہو تو ہر ایک [illegible]

کا استرقاق حرام ہے اسواسطے کہ عتق البعض ہو گیا جب اسکا استرقاق صحیح نہوا تو ہر شریک کو سعایت کا اختیار ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی عن البحر ولو حلف احدہما صار استرقاقا لا سعایۃ
اور اگر قاضی کے روبرو ایک شریک نے قسم کھائی کہ میں نے نہیں آزاد کیا اور دوسرے شریک نے قسم سے انکار کیا تو وہ معترف ہوا اپنے اعتاق کا تو اسکے واسطے سعایت کا حق نہ رہا تو قسم
کھانے والا سعایت کرا دیگا ولو مات قبل ان یسعی فلبیت المال بحر اور اگر غلام مر گیا قبل اس بات کے کہ دونوں ایک شخص کے اعتاق پر متفق ہوں تو غلام کی ولایت بیت المال
کی ہوگی نہ مالکوں کی اسواسطے کہ ہنوز کسی کا اعتاق ثابت نہیں کذا فی البحر یہ مذہب ہے صاحبین کا نہ امام کا تو لازم تھا کہ اسکا ذکر صاحبین کے آیندہ قول میں ہوتا اور امام کے
مذہب میں اسکے ذکر کرنے سے خلط مذہبین ہو گیا مطلقا ولو موسرین او مختلفین والولاء لہما سعایت کرے غلام امام اعظم کے نزدیک ہر طرح اگرچہ دونوں شریک مالدار ہوں یا مفلس یا
ایک مالدار ہو اور دوسرا مفلس اور ولا دونوں کا حق ہے وقالا لا یسعی للموسرین لانہما ابرآہ ولو تخالفا فیسارا ای للمعسر لا للموسر لانہ یدعی الضمان وہو المعسر والولاء موقوف حتی یتصادقا کذا فی البحر
والملتقی وعامۃ الکتب قلت ففی المتن خلط لا یخفی فتنبہ ثم رایت محشیا الرملی نبہ علی ذلک کذلک اور صاحبین نے کہا کہ غلام مذکور مفلس شریکوں کے واسطے سعایت کرے نہ
مالداروں کیواسطے اور اگر دونوں مقدور میں مختلف ہوں یعنی ایک شریک مالدار ہو اور دوسرا مفلس تو سعایت کرے مالدار کیواسطے نہ مفلس کیواسطے اسواسطے کہ مفلس بسبب
انکاری نیے شریک کے ضمان کا طالب ہے نہ سعایت کا اور ولا یعنی میراث غلام کی صاحبین کے نزدیک سب صورتوں میں موقوف رہیگی اسواسطے کہ ہر شخص اعتاق کو دوسرے پر
ڈالتا ہے کہ یہانتک کہ دونوں شریک متفق ہوں ایک شخص کے اعتاق پر تب متفق وارث ہوگا اور اگر قبل اتفاق شریکین کے غلام مر گیا تو اسکا مال بیت المال میں داخل ہوگا امام
اور صاحبین کا مذہب اسیطرح مصرح ہے بحر الرائق اور ملتقی الابحر اور شرح وقایہ و ہدایہ اور باقی کتب فقہ میں شارح کہتا ہے تو متن میں خلط مذہبین ہو گیا ہے کہ مخفی نہیں سو ملاحظہ کرنے
والے کو ہوشیار رہنا چاہیے پھر میں نے اپنے استاد خیر الدین رملی کو دیکھا کہ انہوں نے مصنف کی شرح منح الغفار کے حاشیہ میں اس خلط مذہبین سے اسیطرح سے آگاہ کر دیا ہے فی الحقیقت ماتن
سے خلط دونوں مذہب کا ہو گیا کہ مذہب امام میں بلا تنبیہ مذہب صاحبین کو ذکر کر دیا یعنی تخالف یسار میں مالدار کے واسطے سعایت ہے نہ مفلس کیواسطے اسلئے کہ امام کے نزدیک مطلقا
سعایت لازم ہے اور ولا غلام کی شریکوں کا ہے اور صاحبین کے نزدیک قبل از اتفاق موقوف ہے لیکن طرفہ ماجرا ہے کہ اگر ماتن سے ایک خطا ہوئی تو شارح رحمۃ اللہ علیہ سے اسی مقام میں دو
خطائیں ہوئیں اول خطا یہ کہ در صورت حلف قاضی کے استرقاق کو ذکر کیا حالانکہ فتح القدیر میں مذکور ہو چکا کہ امین ہرگز استرقاق نہیں اور ثانی خطا یہ کہ خلط مذہبین کا اعتراض ماتن پر کیا
پھر اسمیں آپ بھی مبتلا ہوئے یعنی بیت المال کا مسئلہ مذہب ہے صاحبین کا انکو امام کے مذہب کے ساتھ گڈ مڈ کر کے بلا تنبیہ مذکور کر دیا انسان ہر چند اپنے فن میں کامل ہو لیکن خطا
اور نسیان سے خالی نہیں و لہذا ماخوذ اور معاتب نہیں ع مسئلۃ المحقۃ شارح کا قال احد الشریکین للآخر بعت منک نصیبی ان لم اکن بعتہ منک فہو حر وقال الآخر ما اشتریتہ وان کنت
اشتریتہ منک فہو حر فالقول لمنکر الشراء بیمینہ فان حلف ولا بینۃ للبائع عتق بلا سعایۃ لمدعی البیع بل للآخر فی حظہ بکل حال ایک غلام کے دو مالک ہیں سو ایک شریک
نے دوسرے شریک سے کہا کہ میں نے اپنا حصہ تیرے ہاتھ بیچ ڈالا قبل اسکے کہ تو اپنا حصہ آزاد کرے اور اگر میں نے اپنا حصہ تیرے ہاتھ نہ بیچا ہو تو وہ آزاد ہے اور دوسرے
شریک نے کہا کہ میں نے تیرا حصہ نہیں خرید کیا اور اگر میں نے تم کو تجھسے خرید کیا ہو تو وہ آزاد ہے تو اس صورت میں جو شریک کہ منکر ہے خرید کا اسیکا قول معتبر ہوگا ساتھ قسم کے پھر
اگر اسنے قسم کھائی عدم خرید کی اور حالانکہ بائع کے گواہ نہیں تو غلام آزاد ہو جاویگا بلا سعایت کے یعنی بائع کیواسطے اسپر سعایت نہ لازم ہے کہ مدعی آزاد ہو جاویگا اسواسطے
کہ اسنے عتق کو عدم بیع پر معلق کیا تھا سو عدم بیع بسبب قسم کھانے مدعا علیہ کے ثابت ہو گئی بلکہ دوسرے شریک کیواسطے بقدر اسکے حصہ کے سعایت کریگا ہر حال میں
خواہ بائع مالدار ہو خواہ مفلس وکذا اعتقہ ہا لو البائع معسرا ولو موسرا لم یسع لاحد فی الاصح اور اسی طرح صاحبین کے نزدیک سعایت فقط منکر شراء کے واسطے ثابت
ہے اگر بائع مفلس ہوگا اسواسطے کہ انکے نزدیک مفلس پر ضمان نہیں اور اگر بائع مالدار ہو تو غلام کسی کے واسطے سعایت نہ کریگا قول اصح میں اسواسطے کہ صاحبین
کے نزدیک دوسرے کی توانگری کی حالت میں سعایت نہیں اور تضمین بھی نہیں اسواسطے کہ دوسرا منکر ہے ولو علق احدہما عتقہ بفعل غدا مثلا ان کان
دخل زید الدار غدا فانت حر وعکس الشریک الآخر فقال ان لم یدخل فمضی الغد وجہل شرطہ ادخل ام لا عتق نصفہ لحنث احدہما بیقین وسعی
فی نصفہ لہما مطلقا والولاء لہما اور اگر ایک شریک نے معلق کیا غلام کا عتق روز آیندہ کے کسی کام پر مثلاً یوں کہا کہ اگر داخل ہوگا زید گھر میں

[illegible] ہے تو آزاد ہو گا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] مسئلہ [illegible] ولا عتق [illegible]

[illegible] جہالت [illegible]

[illegible] نہ ہو [illegible] ہر غلام آزاد ہو [illegible] خالد گھر میں داخل ہو [illegible] تو کوئی غلام آزاد ہو گا [illegible]

مبارک ہو [illegible] اس مسئلہ میں نسبت مسئلہ سابق کے دونی جہالت ہے یعنی غلام میں بھی جہالت ہے [illegible] معلوم نہیں کہ کون غلام آزاد ہو [illegible] جہالت بھی معلوم نہیں

[illegible] مسئلہ سابق کے وہاں ایک ہی جہالت ہے یعنی جہالت میں [illegible] معلوم نہیں کہ کون شریک جانتا ہے [illegible] غلام میں جہالت نہیں [illegible]

ہو ایک [illegible] غلام ہو [illegible] کان اشتریا امۃ من علم بحلفھما عتق علیہ احدھما والامر بالبیان فتح [illegible] کہ دونوں غلاموں کا ایک ہی شخص مالک ہو جاوے

صورت کہ دونوں [illegible] غلاموں کو وہ شخص خرید کرے جو دونوں مالکوں کی قسم یعنی تعلیق کو جانتا تھا تو اسکے پاس ایک غلام آزاد ہو جاویگا اور مشتری پر بیان کا حکم کیا جاوے

دونوں میں سے ایک غلام کو عتق کے واسطے معین کرے کذا فی فتح القدیر حاصل یہ کہ مسئلہ سابقہ میں سبب تو معلوم [illegible] مالک کے جہالت [illegible] اور اب سبب

[illegible] مالک کے جہالت [illegible] اور ہر چند تعلیق عتق کی مشتری کی جانب سے نہیں تھی لیکن چونکہ مشتری دونوں مالکوں کی تعلیق کو جانتا تھا لہذا [illegible]

حالف بان قال عبدہ حر ان لم یکن فلان دخل ہذہ الدار الیوم ثم قال امرأتہ طالق ان کان دخل الیوم عتق وطلقت [illegible]

[illegible] بخلاف [illegible] الاولی [illegible] لم تدخل تحت حکم الحاکم لیکذب بخلاف الاخری [illegible] اسکی صورت یہ ہے کہ زید نے کہا کہ [illegible] غلام آزاد ہے اگر

اس گھر میں آج خالد داخل نہ ہوا ہو پھر زید نے کہا کہ اسکی زوجہ مطلقہ ہے اگر اس گھر میں آج خالد داخل ہوا ہو تو زید کا غلام آزاد ہو جاویگا اور اسکی زوجہ مطلقہ ہو جاویگی

کیونکہ [illegible] قسم کو [illegible] یعنی پہلی یمین میں شرط طلاق کے موجود ہونیکا مقر ہوا اور دوسری یمین میں شرط عتق کی موجود ہونیکا اقرار کیا بخلاف

اسکے [illegible] صورت [illegible] یعنی اگر یوں کہے کہ واللہ میں اس گھر میں داخل نہیں ہوا [illegible] پھر کہا کہ واللہ میں اس گھر میں داخل ہوا ہوں [illegible]

[illegible] کفارہ لازم [illegible] ثابت ہے اسواسطے کہ اگر عدم دخول میں صادق ہے تو کفارہ نہیں اور اگر عمداً کذب بولا تو یمین غموس ہے اور یمین غموس سے دوسری یمین کی

تکذیب نہیں ہو سکتی اسواسطے کہ غموس حاکم کے حکم کے تحت میں داخل نہیں ہوتی تاکہ اسکے سبب دوسری یمین کی تکذیب [illegible] غموس ہونا اتفاقی

قید ہے اگر دوسری یمین بھی غموس ہوگی تو بھی یہی حکم ہے چنانچہ اس مسئلہ کا ذکر کتاب الطلاق میں ہو چکا کذا فی حاشیۃ المدنی ومن ملک قریبہ بسبب مع آخر

عتق حظہ بلا ضمان علم الشریک بالقرابۃ اولا علی الظاہر لان الحکم یدار علی السبب [illegible] جو شخص کہ مالک ہو دوسرے شخص کے ساتھ اپنے قریب محرم کا کسی سبب سے خواہ سبب

ملک کا خرید ہو یا ہبہ یا صدقہ یا وصیت یا بدل [illegible] میراث تو آزاد ہو گا حصہ قرابت والے کا بدون ضمان [illegible] شریک کو اسکی قرابت معلوم ہو یا نہ ہو بنا بر ظاہر الروایۃ کے اسواسطے

کہ حکم [illegible] ضمان کا سبب تعدی ہے [illegible] نہیں اسواسطے کہ یہاں قریب محرم کو [illegible] الشریکان العتق [illegible] شریک کو اختیار ہے کہ [illegible]

حصہ آزاد کرے یا اس سے سعایت کرا وے [illegible]

ساتھ [illegible] غیر کی لونڈی سے نکاح کیا اور اس سے لڑکا پیدا ہوا پھر اسکو خرید کیا دوسرے شخص کے ساتھ شریک ہو کر [illegible]

[illegible] اشتری نصفہ اجنبی ثم القریب باقیہ [illegible]

اور اگر [illegible] نصف غلام کو اجنبی نے [illegible] پھر باقی کو غلام کے قرابت والے نے [illegible] لیا تو اجنبی کو اختیار ہے چاہے [illegible]

ہو اور چاہے غلام سے سعایت کراوے یہ مسئلہ متن کے نسخون مین داخل ہی اور شرح مصنف کے نسخون سے ساقط ہی **وان اشتری نصف قریبہ ممن یملکہ کلہ لا یضمن لبائعہ**
مطلقا لمشارکتہ فی العلۃ اور اگر خرید کیا اپنے قرابت دار کے نصف کو اُس شخص سے جو اُسکا پورا مالک ہی تو قریب بائع کو ضمان نہ دیگا مطلقاً خواہ مالدار ہو خواہ مفلس بسبب شریک
کر لینے بائع کے علت مین یعنی ملک مشتری مین دخول مبیع کی علت ایجاب اور قبول ہی سو اُسمین بائع نے مشتری کو اپنا شریک کر لیا **وقید بتملکہ لانہ لو اشتراہ من احد الشریکین ضمن**
الضمان اجماعا للشریک الذی لم یبع لو المشتری موسرا اور عدم ضمان مشتری مین مصنف نے بائع مین پوری ملک کی قید لگائی اسواسطے کہ اگر اپنے قریب کو ایک
شریک سے خرید کریگا تو اُسپر ضمان دینا لازم ہوگا باتفاق امام اور صاحبین کے دوسرے شریک کیواسطے جسنے اپنا حصہ نہین بیچا اسواسطے کہ شریک ثانی نے مشتری کو بیع مین اپنا
شریک نہین کر لیا ضمان مشتری پر اُسوقت لازم ہوگا جبکہ وہ مالدار ہو اور اگر مشتری مفلس ہو تو شریک غلام سے سعایت کرا دیگا کذا فی العالمگیریۃ **عبد لہ ثلثۃ دبرہ واحد و بعدہ**
اعتقہ آخر وہما موسران ضمن الساکت الذی لم یدبر ولم یحرر مدبرہ ان شاء ثلث قیمتہ قنا ورجع بہا علی العبد لا معتقہ لان التدبیر ضمان معاوضۃ وہو الاصل ایک غلام ہی
جسکے تین مالک ہین اُنمین سے ایک مالک نے اُس غلام کو مدبر کیا اور بعد اُسکے دوسرے مالک نے اُسکو آزاد کر دیا اور وہ دونون مالک مالدار ہین تو تیسرا ساکت مالک جسنے
نہ مدبر کیا نہ آزاد کیا اگر چاہے تو مدبر کرنے والے سے خالص غلام کی تہائی قیمت کا ضمان لے اور مدبر کرنے والا اسقدر غلام سے پھر لے نہ ضمان لے تیسرا مالک آزاد کرنے والے
سے اسواسطے کہ مدبر کرنا ضمان ہی معاوضہ کا اور ضمان معاوضہ کا یہی اصل ہی ضمان مین خلاصہ یہ ہی کہ شریک اول کے مدبر کرنے سے دونون شریکون کے حصون مین نقصان
واقع ہوگیا تو ہر ایک کو اپنے حصے مین تدبیر اور کتابت اور ضمان اور سعایت عبد کا اختیار تھا جب دوسرے شریک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو فقط تیسرے شریک کا حصہ باقی رہا تو اب
تیسرے شریک کیواسطے دو طرف ضمان متوجہ ہوا ایک ضمان تدبیر اور دوسرا ضمان اعتاق لیکن چونکہ ضمان تدبیر ضمان معاوضہ ہی یعنی مالک ہونیکا ضمان ہی اور ضمان اعتاق ضمان اتلاف
ہی اسواسطے کہ غلام مدبر کا اجارہ اور اعارہ اور استخدام درست ہی اور اعتاق مین یہ امور جائز نہین لہذا شریک ثالث کو مدبر کرنے والے سے ضمان لینا متعین ہوگیا نہ آزاد کرنیوالے
سے کذا فی حاشیۃ المدنی **وضمن المدبر معتقہ ثلثہ مدبرا لا ما ضمنہ المدبر من ثلثہ قنا لنقصہ بتدبیرہ** اور ضمان لے مدبر کرنے والا غلام کے آزاد کرنیوالے سے تہائی قیمت مدبر
کی نہ ضمان لے مدبر کرنیوالا اسقدر جتنا آپ ضمان دیچکا ہی یعنے خالص غلام کی تہائی بسبب ناقص ہوجانے غلام کے اسکے مدبر کرنے سے **ویجیٔ ان قیمۃ المدبر ثلثا قیمتہ قنا** اور باب
التدبیر مین آویگا کہ غلام خالص کی قیمت سے مدبر غلام کی قیمت تہائی کم ہوتی ہی اسواسطے کہ منافع مملوک کی تین قسمین ہین ایک وطی کرنا دوسرے خدمت لینا اور تیسرے بیع
کرنا اور مدبر کر دینے سے بیع کا فائدہ فوت ہوجاتا ہی لہذا مدبر کی قیمت ثلث کم ہوگئی مثلاً اگر غلام خالص کی قیمت ستائیس درم ہون تو شریک ثالث مدبر کرنے سے نو درم ضمان لیگا اور
مدبر کرنیوالا آزاد کرنیوالے سے چھ درم ضمان لیگا اسواسطے کہ مدبر کی قیمت تہائی کم ہو کر اٹھارہ درم ہونگے اور اٹھارہ کا ثلث چھ ہی **والولاء بین المعتق والمدبر اثلاثا ثلثاہ للمدبر**
والثلث للمعتق لعتقہ علی ملکہما اور میراث غلام کی آزاد کرنے والے اور مدبر کرنے والے مین تین تہائی ہوگی دو تہائیان مدبر کرنے والے کی اور ایک تہائی آزاد کرنیوالے
کی بوجہ اسکے آزاد ہوجانے غلام کے ہر ایک کی ان دونون کی ملک پر آزاد کرنے والا ایک تہائی کا مالک تھا تو میراث بھی اُسنے ایک تہائی پائی اور مدبر کرنیوالا دو تہائی کا مالک
تھا ایک تہائی کا تو خود مالک تھا اور دوسری تہائی کا ضمان دیکر مالک ہوا لہذا دو تہائی میراث کی پاویگا **ولو قال ہی ام ولد شریکی انکرہ شریکہ ولا بینۃ تخدمہ یوما و**
تتوقف یوما بلا خدمۃ عملا باقرارہ اور اگر لونڈی کے ایک مالک نے کہا کہ یہ لونڈی میرے شریک کی ام ولد ہی اور اُسکے شریک نے انکار کیا کہ یہ میری ام ولد نہین اور گواہ اس دعوی
کے نہین تو یہ لونڈی شریک منکر کی ایکدن خدمت کرے اور ایک دن کسی کی خدمت نہ کرے یہ اُسکے اقرار پر عمل کرنے سے اسواسطے کہ جب اسکی ام ولد ہونے کا قائل ہوا تو اپنے
سقوط حق کا مقر ہوا لہذا اپنے اقرار پر ماخوذ ہوا اور شریک منکر کا یہ گمان ہی کہ لونڈی ویسی ہی جیسی کہ پہلے تھی تو نصف لونڈی مین اُسکا حق موجود ہی **ونفقتہا فی کسبہا والا**
فعلی المنکر اور نفقہ لونڈی کا اُسکی محنت مزدوری مین ہی اور اگر کسب نہ کر سکے تو شریک منکر پر اُسکا پورا نفقہ ہی کذا فی المختلف من باب محمد اور دوسرا قول یہ ہی کہ
نصف نفقہ منکر پر ہی اسواسطے کہ وہ نصف کا مالک ہی فتح القدیر مین کہا کہ یہی قول الیق بقول امام ہی کذا فی حاشیۃ المدنی **واما جنایتہا موقوفۃ** اور جنایت لونڈی
کی موقوف رہیگی تا وقتیکہ ایک شریک دوسرے کی تصدیق کرے ہم لونڈی کی نصف میراث اور اُسکا نصف کسب منکر کا ہوگا اور اگر منکر مرجاوے تو

اور اگر مدبر کی قیمت آدھی ہو اور بعض مشائخ کہتے ہیں کہ دونوں کے درمیان سعایت کی جائیگی اور امام اعظم کے نزدیک قیمت ام ولد کی تہائی ہے

اور مدبر کی دو تہائی ہے اسلیے کہ ام ولد سے سعایت نہیں ہوتی ہے اور مدبر کی خدمت اور سعایت کی بنا پر ہے اور کہا ہے کہ تہائی قیمت ہے

اور ام ولد کی قیمت ایک تہائی ہوگی اور صاحبین کے نزدیک ام ولد کی قیمت مدبر کی قیمت کے مانند ہے اور یہی صحیح ہے

اسواسطے کہ ملک متعہ اور ملک استخدام باقی ہے اور زوال ہوا ہے ملک سعایت کا تو اس قدر نقصان ہوا کذا فی حاشیۃ الہدایہ

تعالی اور ام ولد کی قیمت تہائی ہے غلام کی قیمت سے اور اگر نصرانی کی ام ولد مسلمان ہوئی تو اس پر سعایت واجب ہے

سعایت لازم ہوگی اور امام کے نزدیک ام ولد کی قیمت نہیں ہے اور صاحبین کے نزدیک قیمت ہے اسلیے کہ ملک متقوم ہے

تو ام ولد کی قیمت مدبر کی قیمت کے تہائی ہوگی قولہ القیمۃ فی اختیار الاشتراک فی ام ولد اور مدبر کے درمیان

اور اگر باندی دو شخصوں میں مشترک ہو اور اس نے بچہ جنا اور ایک نے دعوی کیا تو وہ اسکی ام ولد ہوگی

اور اگر دونوں نے دعوی کیا تو دونوں کی ام ولد ہوگی اور ہر ایک نے آدھا آدھا عقر دوسرے کو دیا اور بچہ دونوں کا ہوگا

ضمان دیگا اور اسی طرح مشترک لونڈی سے لڑکا پیدا ہوا اور ایک مالک نے اسکا دعوی کیا تو اسکا نسب ثابت ہوگا اور لونڈی

ام ولد ہوگی اور اسپر سعایت لازم ہوگی ایسلیے کہ امام کے نزدیک ام ولد کی قیمت نہیں ہے اور صاحبین کے نزدیک ضمان لازم ہوگا

تو اسپر ضمان لازم ہوگا اور اگر مفلس ہو تو ولد پر سعایت لازم ہوگی وانما القیمۃ بالجنایۃ اجماعا فلو قربہا الی سبع فافترسہا ضمن لان ضمان جنایۃ لا ضمان غصب

ولد الغصب الصبی الحر یشلہ رجل اور البتہ ام ولد کا ضمان دیا جائیگا بسبب جنایت کے باتفاق امام اور صاحبین کے تو اگر ایک شخص ام ولد کو شیر کے پاس کردیا اور

شیر نے اسکو پھاڑ ڈالا تو وہ شخص ضمان دیگا دوسرے مالک کو اسلیے کہ یہ جنایت کا ضمان ہے غصب کا ضمان اور ضمان جنایت کا تقوم پر موقوف نہیں بخلاف ضمان غصب

کے اور اسیواسطے صغیر حر کا ضمان دیا جاتا ہے اگر کوئی صغیر حر کو لیکر کوئی تلف کر ڈالے تو اسپر ضمان جنایت لازم آتا ہے

ولو قال لعبدین عندہ من ثلثۃ اعبد لہ احدکما حر فخرج واحد ودخل آخر فاعاد قولہ احدکما حر ومات بلا بیان اور ایک شخص کے تین غلام ہیں سعید

اور مرجان اور فیروز سو جسکے اگر مثلا سعید اور مرجان دو حاضر غلاموں سے کہا کہ تم میں ایک آزاد ہے پھر ایک غلام مثلا سعید باہر گیا اور تیسرا غلام یعنی فیروز باہر سے

داخل ہوا اور پھر دوبارہ کہا کہ ایک تم میں آزاد ہے سو اگر مالک زندہ ہو تو اسپر بیان کرنیکا حکم کیا جائیگا یعنی اگر غلام قاضی سے نالش کرینگے تو قاضی حکم کریگا

کہ بیان کردے کہ قول اول اور ثانی میں کس کس غلام کو تونے آزاد کیا ہے پس جسکو مالک بیان کریگا وہی آزاد ہوگا وان مات بلا بیان عتق من ثبت ثلثۃ ارباعہ

ونصفہ بالاول ونصف نصفہ بالثانی اور اگر مالک بلا بیان مرگیا تو جو غلام کہ دونوں قولوں میں ٹھہرا ہے یعنی مرجان سے تین ربع یعنی پون آزاد ہوگا اور نصف خارج

آزاد ہوگا اور نصف النصف یعنی چوتھائی ایجاب ثانی سے آزاد ہوا اسکی تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ جب مالک نے سعید اور مرجان سے کہا کہ تم دو میں ایک آزاد ہے تو

مالک کے قول سے ثابت ہوئی تو ایجاب اول سعید اور مرجان میں دائر ہوا لہذا منتصف ہوگیا آدھا سعید آزاد ہوا اور آدھا مرجان پھر جب سعید نے باہر گیا اور فیروز داخل

ہوا پھر مالک نے وہی کہا کہ ایک تم دو میں آزاد ہے تو ایجاب ثانی بھی داخل اور ثابت میں یعنی مرجان اور فیروز میں دائر ہوا تو یہی دونوں میں نصفا نصف ہوگیا نصف

مرجان کو اور نصف فیروز کو سو جو نصف کہ مرجان کو پہنچا وہ بالکل مرجان میں شائع ہوا اور تحلیل کیا اور چونکہ نصف مرجان کا ایجاب اول سے آزاد ہوچکا تھا تو نصف

تابع غیر آزاد کا تو جسقدر نصف آزاد کو پہنچا وہ تو لغو ہوا یعنی مردہ ہوگیا اور جسقدر غلام کو پہنچا وہ باقی رہا یعنی چوتھائی اسواسطے کہ نصف لغو ہوا نصف کا نصف

ورابع ہوا تو اس تفصیل سے صاف معلوم ہوگیا کہ مرجان سے تین ربع آزاد ہوئے دو ربع ایجاب اول سے اور ایک ربع ایجاب ثانی سے کذا فی الدر وعند الکل

وعتق من کل خبیر نصفہ اور سوائے مرجان کے ہر ایک غلام خارج اور داخل سے نصف نصف آزاد ہوگا ایجاب اول سے سعید نصف آزاد ہوا اور ایک ایجاب

ثانی سے فیروز نصف آزاد ہوا نزدیک امام اور ابو یوسف کے اور محمد کے نزدیک غلام داخل سے یعنی فیروز سے فقط چہارم آزاد ہوا اسواسطے کہ ایجاب ثانی سے
جیسے ثابت غلام یعنی مرجان چہارم آزاد ہوا ویسے فیروز بھی چہارم ہی آزاد ہوا اگر کوئی سوال کرے کہ صاحبین کے نزدیک عتق تو قسمت پذیر نہین پھر کیا وجہ ہے کہ اس مسئلہ مین
صاحبین تجزی عتق کے قائل ہین نہ اسکے سوا اور مسائل مین اسکا جواب شارح نے آیندہ قول مین بیان کیا لثبوتہ بطریق التوزیع والضرورۃ فلم یتعد یعنی ثبوت تجزی عتق کا اس
مسئلہ مین بطور تقسیم اور ضرورت کے ہوگیا ہے تو سوائے محل ضرورت کے اور مسائل مین تعدی اور متجاوز نہوگا یعنی ایک غلام کا عتق مبہم بضرورت عدم تعیین کے دو مین منقسم ہوگیا تو سوائے
اپنے محل کے اور محل مین متجاوز نہین ہوسکتا کذا فی حاشیۃ المدنی وشرح ابی المکارم عن المختصر وان صدر ذلک المذکور منہ فی مرضہ وضاق الثلث عنہم ولم تجزہ الورثۃ قسم
سوا قسم الثلث بینہم کما مر بان جعل کل عبد سبعۃ اسہم سہام العتق لاحتیاجنا الی مخرج لہ نصف وربع واقلہ اربعۃ فتعول لسبعۃ ہے ثلث المال اور اگر یہی دونون قول مذکور
صادر ہون مالک سے اسکی بیماری مین اور بلا بیان وہ مرگیا اور ثلث مال سے غلام آزاد ہوسکین اسلیے کہ سوائے تین غلامون کے کچھ اور متروکہ میت کا نہین
اور وارث میت کے اسقدر آزاد ہونے کو جائز نہین رکھتے اور حالانکہ قیمت تینون غلامون کی برابر ہے تو اس صورت مخصوص مین بحساب سابق مذکور کے ثلث مال ان
تینون غلامون مین منقسم کیا جاویگا اسطرح پر کہ ہر غلام کے سات سہم قرار دیے جاوین تا نشر سہام عتق کے چنانچہ اسکی تفصیل مذکور ہوچکی کہ تین سہم مرجان کے اور دو سہم سعید کے اور
دو سہم فیروز کے آزاد ہوئے تھے تین ربع ایک کے اور نصف نصف دو کے ہر غلام کے سات سہام اسواسطے مقرر ہوئے کہ اس تقسیم مین ہمکو احتیاج ہوئی اس مخرج کی جسمین نصف
اور ربع ہو اور اسکا اقل مخرج چار ہین اسواسطے کہ نصف چار کا دو ہین اور ربع ایک اور چونکہ چار مین گنجائش سات سہم کی نہین لہذا چار کو زیادہ کرکے سات قرار دیا اور یہی سات
سہم ثلث مال ہے میت کا اور چونکہ عتق مرض کا در حکم وصیت کے ہے لہذا ثلث مین جاری ہوا اگر کوئی کہے کہ اہل فرائض نے تصریح کردی ہے کہ چار کی زیادتی سات تک نہین ہوتی اسکا
جواب یہ ہے کہ چونکہ فرائض مین اجتماع دو نصف اور ربع کا نہین ہوتا لہذا اہل فرائض سات عول کے قائل نہوئے تو اس سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ فرائض کے سوا اور کہین بھی جائز نہین اسیطرح
مصرح کیا ہے شارح کلام اہل فرائض نے کذا فی الدرر فیعتق ممن ثبت ثلثۃ من سبعۃ یعنی فی اربعۃ ویعتق من کل من غیرہ سہمان ای فی خمسۃ فبلغ سہام السعایۃ اربعۃ عشر وسہام
الوصایا سبعۃ لنفاذہا من الثلث اور اس غلام سے جو ثابت رہا دونون ایجاب مین یعنی مرجان کے تین سہم آزاد ہوئے سات سہم سے اور سعایت کرے چار سہم مین اور ثابت
کے سوا ہر ایک غلام سے دو سہام آزاد ہوئے یعنی سعید کے دو سہم آزاد ہوئے تو باقی پانچ سہم مین وہ سعایت کرے اور فیروز کے بھی دو سہم آزاد ہوئے تو وہ بھی باقی پانچ مین کوشش
کرے تو سعایت کے سہام تینون غلامون مین چودہ ہوئے اور وصیت یعنی عتق کے سہام سات ہوئے بسبب جاری ہونے وصیت کے کل مال کی تہائی سے تو کل مال میت کا اکیس سہام
ہوئے انہین سے ثلث آزاد ہوئے یعنی سات باقی رہے دو ثلث یعنی چودہ ان طلق نسوۃ ثلثا کذلک مہرہن سواء اور اگر طلاق دی ایک زوج نے اپنی تین عورتون کو اسیطرح
یعنی ایک شخص کے تین عورتین ہین سو ایکدن اسکے پاس دو عورتین حاضر تھین سو اسنے کہا کہ تم دو مین سے ایک مطلقہ ہے پھر ایک انمین سے باہر گئی اور تیسری آئی سو اسنے دوبارہ کہا کہ تم دو
مین سے ایک مطلقہ ہے اور حالانکہ مہران تینون کے برابر ہین مہر کا برابر ہونا کچھ ضرور نہین شارح نے یہ قید باتباع صاحب درر کے زیادہ کی اسواسطے کہ حکم مسئلہ کا در صورت تفاوت
مہر کے بھی یکسان ہے بلا تفاوت کذا فی حاشیۃ المدنی عن المفتی ابی سعود قبل وطی لیفید البینونۃ طلاق دی قبل وطی کے قید قبل وطی کی اسواسطے لگائی تا کہ ایجاب اول مفید
ہو جدائی کا اسلیے کہ زوجہ غیر مدخولہ ایک ہی طلاق سے جدا ہوجاتی ہے تو جس عورت کو ایجاب اول پہنچا وہ ایجاب ثانی کی محل باقی نہ رہی تو اس امر مین طلاق عتق
کے مانند ہوگئی کذا فی شرح الوقایہ والدرر ثم اس مسئلہ مفروضہ مین تین طرح کے احکام ہین ایک حکم مہر کا دوسرا حکم میراث کا اور تیسرا حکم عدت کا اور یہ سب احکام اس صورت
مین متعین ہین جبکہ زوج یہ طلاق مبہم یکر بلا بیان مرگیا اور اگر زوج بیان کریگا کہ طلاق سے فلانی عورت مراد ہے تو وہ عورت بائنہ ہوجاویگی بلا عدت اور نصف مہر اپنا
لے گی اور دوسری عورت کہ بوقت خطاب موجود تھی وہ نکاح مین ثابت رہیگی اور اگر بعد اس بیان کے زوج مرجاویگا تو وہ باقی عورت میراث اور پورا مہر پاویگی اور
عدت وفات اسپر لازم ہوگی کما لا یخفی سقط ربع مہر من خرجت وثلثۃ اثمان ممن ثبتت وثمن من دخلت لان بالایجاب الاول سقط نصف مہر الواحدۃ
منصفا بین الخارجۃ والثابتۃ فسقط ربع کل ثم بالایجاب الثانی سقط الربع منصفا بین الثابتۃ والداخلۃ تو ساقط ہوگا زوجہ خارجہ کا چہارم مہر اور زوجہ ثابتہ کے مہر

تھیں جن میں سے نصف ساقط ہو گئے اور زوجہ داخلہ و ثابتہ کے حصہ سے ساقط ہو گا اس واسطے کہ تو بیچ ہے اس لیے کہ ایک زوجہ کا نصف ساقط ہوا تھا اور وہ زوجہ داخلہ و ثابتہ ہیں نصف نصف
نصف ہو گی اور نیز بوجہ وطی خالی ہو جاتی ہے ... اس نے پایا ہے کہ اس نے پیدا ہو جاتا ہو کہ بعد اس داخلہ میں آدھوں آدھ ہو گیا ہو اس واسطے کہ ایک زوجہ کا
نصف ساقط ہوا ہو اور ثابتہ اور داخلہ میں نہ رہی کہ ایک صورت کو اس حق قبل دخول میں نصف مہر ساقط ہو جاتا ہو اور چونکہ حق کی ایک صورت میں چوتھائی
مہر ساقط اور نصف ہو ہو اس میں ... کیا تو خارجہ کا بھی چہارم ساقط ہو اور ثابتہ کا بھی چہارم ساقط ہوا اس واسطے کہ چہارم ثانی میں ہے تردد واقع ہوا کہ آیا ہر ایک
میں خارجہ سے ساقط ہو لیکن نہ ثابتہ کو ... ثابتہ مطلقہ ہو سب ثانی کو حکم ثابتہ پر باطل ہو اس واسطے کہ وہ وہ انتقاق کے تجزی نہیں ہوتی کہ کچھ ثابتہ سے ساقط ہو اور کچھ
خارجہ سے اور اگر کلام اول میں خارجہ مطلقہ ہوئی تو اس تقدیر میں ثابتہ کی وجہ ہو گی ثابتہ سے وہ خارجہ میں بہ ترتیب اس تردد کے ایک ثمن ثانی میں ... مہر ساقط ہوا اور وہ ربع
دونوں میں نصفا نصف ہو گیا ثابتہ کا بھی ثمن حصہ مہر کا ساقط ہوا اور خارجہ کا بھی بعضے علماء نے کہا کہ یہ شیخین کا قول ہے اور بعضوں نے کہا کہ شیخین کا قول بھی ہے مگر ثمن
کا نصف قول ہو تو ظاہر ہو اور اگر شیخین کا بھی تو بعد تحقیق اس طلاق میں فرق مذکور کے بیان کرنے کی ضرورت ہو جیسا کہ ہدایہ شرح وقایہ و نیز شیبانی نصف ولا میراث
المعن من کل مع وقتی طلاق اخیا لا نصف لا نہا ثابتہ وصار الا ثانیہ و النصف الاخرین المخارجة والثابتہ نصفان بعدم المرجح اور زوجہ ثابتہ کی میراث نصف نصف
ہو خواہ حق مہر داخلہ کو تو نصف میراث ہو اگر زوج کے اولاد نہیں تو نصف ربع ہو اور اگر اولاد ہو تو نصف ثمن ہو اس واسطے کہ داخلہ کے ساتھ کوئی زوجہ شریک نہیں کہ ثابتہ
اور نصف ثانی خارجہ اور ثابتہ میں نصفا نصف ہو اس واسطے کہ کوئی مرجح نہیں ایک کا دوسرے پر تو زوجیت کی میراث نصف داخلہ کی اور نصف خارجہ کی اور ثابتہ کی کل
کل منہن عدۃ الوفات احتیاطا والطلاق بعدم الدخول اور ہر زوجہ پر احتیاطا وجوب عدت عدت وفات کی لازم ہو گی بنا بر احتیاط کے نہ عدت طلاق کی بسبب عدم
وطی کے عدت وفات میں احتیاط ہر سبب احتمال مذکور ہو اسی کے کذا فی الکافی و التوضیح الموت بیان فی طلاق بائن مبہم کقولہ مرتہ احدکما بائن ثم وطی احدیہما او قبّلہا
کان بیانا لا خری قیل وکذا التقبیل او الطلاق اور وطی اور عدت زوجہ بیان ہو طلاق بائن مبہم میں چنانچہ یوں کہا زوج کا اپنی دو عورتوں سے کہ ایک تم میں سے بائن
ہو پھر زوج نے ایک زوجہ کی وطی کی تو ظاہر ہو گیا کہ زوج کے نزدیک طلاق مبہم سے زوجہ ثانیہ مراد تھی اگر موطوہ مطلقہ ہوتی تو اس سے وطی نہ کرتا بعد طلاق مبہم کے
ایک زوجہ مر گئی تو دوسری زندہ زوجہ مطلقہ ہو گی اس لیے کہ مردہ محل طلاق نہیں بعضے علماء نے کہا اور اسی طرح تقبیل کا بھی حکم ہو یہ کرخی کا قول ہے زیادات کے مخالف یعنی
اگر بعد طلاق بائن مبہم کے ایک زوجہ کا بوسہ لیگا تو معلوم ہو گا کہ زوجہ ثانیہ مطلقہ تھی اور طلاق بیان نہیں ہوتی یعنی اگر دو عورتوں سے کہا کہ ایک تم میں بائن ہے پھر ایک
زوجہ کو معین کر کے طلاق دی تو یہ طلاق ثانی مبہم کا بیان نہ ہو گی یعنی دوسری زوجہ مطلقہ نہ ثابت ہو گی اس واسطے کہ طلاق بائن کے بعد عدت میں دوسری طلاق بھی
واقع ہو سکتی ہو تو جائز ہو کہ جسکو اول طلاق بائن ہوئی تھی اسی کو دوسری طلاق بھی ہوئی کذا فی حاشیۃ الدرر عن البحر ولم اللفظ بیان الطلاق کالطلاق والعرض علی
البیع کالبیع لم اراہ شارح کہتا ہو طلاق کی مثل طلاق کے مانند اور بیع کے واسطے پیش کرنا بیع کے مانند ہو بیان میں یا نہیں میں نے اسکو صریح نہیں دیکھا مترجم طلاق
بیان نہ ہوئی تو بھلا اسکی طلاق کیونکر بیان ہو گی اور عرض علی البیع کو شارح نے مانند بیع کے کسی کتاب میں نہیں دیکھا الحمد للہ کہ مترجم نے شرح مختار میں صریح دیکھا
کہ عرض بھی مانند بیع کے بیان ہو عتق مبہم کا چنانچہ ملتقی الابحر کی عبارت یہ ہو ولو قال لعبدیہ احدکما حر ثم باع احدہما او عرضہ علی البیع عتق الاخر لا بالعرض قصد
وصول الثمن حاز عیانا فی الحرمۃ اور ملتقی الابحر میں یوں ہو والبیع بیان فی العتق المبہم وکذا العرض علی البیع باوجودیکہ شارح ملتقی پر شرح لکھ چکا ہو در المختار سے
پہلے پھر بھی یہ مسئلہ یاد نہ رہا انسان کتنا ہی بڑا کامل ہو لیکن خطا اور نسیان سے خالی نہیں معاذ اللہ یہ شارح علامہ پر طعن نہیں ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک
غرض اس بیان سے محض حریت کا بیان ہو کہ بیع ولو فاسدا او موت او تقبیل العبد لنفسہ و تحریر لو مطلقا و تدبیر لو مقیدا او استیلاد و کذا کل تصرف لا یصح
الا فی الملک کالکتابۃ والاجارۃ والبیع والتزویج والرہن والہبۃ والصدقۃ ولو غیر مسلمتین ذکرہ ابن الکمال لان المساومۃ بیان فھذا اولی بیان عتق مبہم
چنانچہ بیع کرنا ایک غلام کا عتق مبہم کا بیان ہو اگرچہ بیع فاسد ہی ہو اور مر جانا ایک غلام کا اگرچہ غلام نے اپنی ذات کو آپ قتل کیا ہو اور آزاد کرنا ایک غلام کا

اگرچہ اعتاق مطلق ہو اور مدبر کرنا ایک غلام کا اگرچہ تدبیر مقید ہو چنانچہ تدبیر مطلق اور مقید کا بیان باب التدبیر مین آویگا اور استیلاد یعنی دعوی ولد کرنا اور اسی طرح عتق مبہم کا بیان ہو وہ تصرف جو صحیح نہین ہوتا مگر ملک مین جیسے مکاتب کرنا یا اجارہ یا وصیت کرنا یا مملوک کا نکاح کر دینا یا گرو رکھنا اور اسیطرح ہبہ کرنا اور خیرات مین دینا اگرچہ ہبہ اور خیرات بلا قبض ہو یہ قول ہو ابن کمال کا اسواسطے کہ فقط قیمت ٹھہرانا بلا تسلیم جبکہ بیان ہوتا ہو عتق مبہم کا تو ہبہ اور صدقہ بلا قبض اولی بیان ہونے مین کذا فی البدائع اسواسطے کہ ہبہ اور صدقہ بلا قبض مین ایجاب و قبول ہوتا ہو بخلاف قیمت ٹھہرانے کے فی حق عتق مبہم کقوله احدكما حر فلو ذكر تعين الآخر امور مذکورہ عتق مبہم کے حق مین بیان ہین چنانچہ مالک نے اپنے دو غلامون سے یا دو لونڈیون سے کہا کہ ایک تم مین آزاد ہو تو یہ عتق مبہم ہو معلوم نہین کہ کسکی آزادی مراد ہو پھر امور مذکورہ مین سے کوئی امر کیا یعنی دو غلامون مین ایک کو بیع کر ڈالا یا ایک غلام مرگیا یا دو ایک کو آزاد کیا معین کرکے یا مدبر کیا یا ایک لونڈی کے ولد کو اپنا بیٹا کہا یا ایک غلام کو مکاتب کیا یا اجارہ مین دیا یا ایک غلام کے استخدام کی کسی کیواسطے وصیت کی یا ایک کا نکاح کر دیا یا گرو رکھا یا ایک غلام کسیکو ہبہ کر دیا یا خیرات مین دیا تو ان افعال سے دوسرے غلام کا عتق متعین اور مصرح ہو گیا ابہام دفع ہوا اسواسطے کہ تصرف مالکانہ قرینہ ہو کہ عتق اسکا مالک کو مقصود نہ تھا بلکہ دوسرے غلام کی آزادی مراد تھی وتقبل له ایها نویت نقال لم

اعن هذا عتق الآخر ثم ان قال لم اعن هذا عتق الاول ایضا وکذا الطلاق بخلاف الاقرار اختیار اور اگر مالک نے اپنے دو غلامون سے کہا کہ ایک تم مین سے آزاد ہو اور کسی نے مالک سے پوچھا کہ کس غلام کے آزاد کرنیکا تو نے ارادہ کیا سو مالک نے کہا ایک کیطرف اشارہ کرکے کہ اسکو مین نے نہین آزاد کیا تو دوسرا آزاد ہوگا اسواسطے کہ ایک کی نفی کرنے سے دوسرا متعین ہو گیا پھر بعد اسکے دوسرے غلام کی طرف جسکا عتق متعین ہو گیا اشارہ کرکے کہا کہ اسکی آزادی کا مین نے ارادہ نہین کیا تو اول غلام بھی آزاد ہو جاویگا یعنے دونون غلام آزاد ہو جاوینگے نفی اول سے دوسرا غلام آزاد ہوا اور نفی ثانی سے پہلا غلام آزاد ہوا اور یہی حکم ہو طلاق مبہم مین یعنی زوج جسنے اپنی دو عورتون سے کہا کہ ایک تم مین مطلقہ ہو پھر کسی نے پوچھا کہ کسکو تو نے ارادہ کیا سو زوج نے کہا کہ اسکو مین نے ارادہ نہین کیا تو دوسری عورت مطلقہ ہوگی پھر اگر دوسری عورت کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ اسکو بھی مین نے ارادہ نہین کیا تو دونون مطلقہ ہونگی بخلاف اقرار مبہم کے کہ اسمین ایک کی نفی سے دوسرے کی تعیین نہین ہوتی چنانچہ اگر یون کہا کہ ان دو شخصون مین سے ایک شخص کے ہزار درم مجھپر ہین سو اگر کسی نے پوچھا کہ کون مراد ہو اور مقر نے ایک کی نفی کی تو دوسرے شخص کیواسطے کچھ واجب نہوگا وجہ فرق کی یہ ہو کہ طلاق اور عتاق مین کسی شخص پر تعیین واجب ہو تو جب ایک کی نفی کی تو دوسرا متعین ہوگا بنا بر ضرورت اقامت وجوب کے بخلاف اقرار کے کہ اسکی تعیین مقر پر واجب نہین اسواسطے کہ اقرار مجہول سے مقر پر کچھ لازم نہین آتا کہ جبر کرنیکا جائز ہو تو اقرار مین ایک کی نفی سے دوسرے کی تعیین بھی نہوگی کذا فی الاختیار شرح المختار ولو جنی احدهما تعين الجاني وعلیه الدیة دفعا للضرر لو الجیه اور اگر ایک غلام نے جنایت کی یعنی کسی کو مار ڈالا تو مارنے والا غلام متعین ہو جاویگا واسطے عتق کے اور اسی پر خون بہا دینا لازم ہوگا واسطے دفع ضرر مولی کے کذا فی الولوالجیہ یعنی غلام قاتل کی آزادی اسواسطے متعین ہوگئی تاکہ مولی کا ضرر نہو قاتل ہی پر خون بہا دینا لازم ہوگا اور اگر غلام غیر قاتل کو آزاد قرار دیجیے تو قاتل کی طرف سے خون بہا دینا مولی پر لازم ہوگا لا یکون الوطی دواعیه بیانا فیه وقالا هو بیان حبلت اولا وعلیه الفتوی لعدم حله الا فی الملک نہوگی وطی اور اسکی دواعی بیان عتق مبہم مین یعنی اگر ایک لونڈی سے مولی نے وطی کی تو دوسری لونڈی کا عتق ثابت نہوگا نزدیک امام اعظمؒ کے اور صاحبینؒ نے کہا کہ وطی بیان ہو عتق مبہم مین لونڈی اس وطی سے حاملہ ہو یا نہو اور اسی قول پر فتوی ہو کذا فی الہدایہ اسواسطے کہ وطی حلال نہین مگر ملک مین اور ظاہر حال مسلم کا دلالت کرتا ہو کہ وہ مرتکب حرام کا نہوا ہوگا وکذا الموت لا یکون بیانا فی الاخبار اتفاقا فلو قال لغلامین احدکما ابنی او قال لجاریتین احدکما ام ولدی فمات احدهما لا تعین للباقی للعتق

ولا الاستیلاد لان الاخبار یصح فی الحی والمیت بخلاف الانشاء اور اسی طرح موت بھی بیان نہین ہوتی خبر دینے مین باتفاق امام اور صاحبین کے سو اگر مولی نے اپنے دو غلامون سے کہا کہ تم مین سے ایک میرا بیٹا ہو یا دو لونڈیون سے کہا کہ تم مین سے ایک میری ام ولد ہو پھر وہ ایک غلام یا ایک لونڈی مرگئی تو باقی غلام عتق کے واسطے اور باقی لونڈی استیلاد کے واسطے متعین نہونگے اسلیے کہ خبر دینا زندہ اور مردہ دونون مین صحیح ہو سکتا ہو لہذا موت بیان نہین ہو سکتی اخبار مین بخلاف انشاء کے کہ وہ مردہ مین صحیح نہین لہذا انشاء مین موت بیان ہوتی ہو قال لامته ان کان اول ولد تلدینه ذکرا فانت حرة فولدت ذکر

[illegible] فی الصحۃ بتقدیم الاقرار [illegible] بعتق [illegible] وصیتان [illegible] نصف [illegible]

[illegible]

[illegible] اسواسطے کہ اگر اول ذکر ہوا تو وہ نائب ہوگا [illegible]

[illegible] تو دونوں کی آزادی [illegible] پس جانا [illegible]

[illegible] ہوجاتی سبب [illegible] دونوں کے [illegible]

[illegible] وہ دونوں وصایت کرتی ہیں نصف [illegible] شہدا بعتق احد مملوکیہ [illegible]

[illegible] اگر [illegible] دونوں [illegible]

[illegible] کیونکہ گواہی عتق مبہم پر [illegible] مولی کی گواہی [illegible] شہادتہما فی وصیتہ ومعنا [illegible]

فی الصحۃ [illegible] عتاق مبہم کی گواہی کسی صورت میں قبول نہیں مگر صرف مقبول ہو کہ دونوں کی گواہی وصیت میں ہوا اور وصیت میں

داخل [illegible] وصیت میں [illegible] مرض الموت میں آزاد کرنا گواہی عتاق مبہم میں ہے تو باجماع امام اور صاحبین کے مقبول ہوگی ہم جبکہ تدبیر فی الصحۃ وصیت میں داخل ہوئی تو

تدبیر فی الصحۃ [illegible] الوصیۃ [illegible] وصیت کی یہ مثال دی ہے کہ دونوں گواہ گواہی دیں کہ اسکے [illegible] مرض الموت میں دو غلاموں سے

ایک غلام کو آزاد کیا [illegible] اس میں کچھ فرق نہیں معلوم ہوتا اور لیکن ہو کہ وصیت سے یہ مراد ہو کہ اپنے غلام کے اعتاق کی دونوں

کو وصیت کرے [illegible] مرض الموت کے اعتاق سے یہ مراد ہو کہ خود آزاد کرے والاصل ان الطلاق المبہم یحرم الفرج اجماعا فلا یشترط الدعوی بخلاف العتق المبہم [illegible]

[illegible] طلاق مبہم [illegible] کہ طلاق مبہم حرام کردیتی ہے شرمگاہ کو باجماع امام اور صاحبین کے تو طلاق مبہم کی گواہی کیواسطے

دعوے شرط نہیں اسواسطے کہ یہ حق اللہ ہے حق العباد اور حق اللہ میں بلا شرط دعوی گواہی مقبول ہے بخلاف عتق مبہم کے کہ دعوے اس میں شرط ہے [illegible] نزدیک امام

کے لیکن اس مقام میں امام کے قول پر فتوی دینا جائز نہیں کذا فی الہدایہ اسواسطے کہ مزید احتیاط تحریم میں ہے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے کما تقبل لو شہدا بعد موتہ

انہ اعتق احد عبدیہ قال فی صحتہ [illegible] شیوع العتق فیہما بالموت فصار کل منہما [illegible] ابن الکمال وغیرہ چنانچہ مقبول ہے گواہی اگر دو

شاہدوں نے گواہی دی بعد موت مولی کے کہ اسنے اپنی صحت میں کہا تھا اپنے دو غلاموں سے کہ ایک تم میں سے آزاد ہے گواہی مقبول ہوگی بنا بر قول

اصح کے بسبب شائع ہو جانے عتق کے دونوں غلاموں میں مولی کی موت سے یعنی جبتک مولی زندہ تھا تو شہادت مذکورہ مقبول نہ تھی اس سبب سے کہ دعوے

صحیح نہ تھا اسواسطے کہ مدعی مجہول تھا معلوم نہ تھا کہ دونوں میں سے کون آزاد ہے اور جب مولی مرگیا تو دونوں غلاموں پر عتق پھیل گیا تو ہر غلام مدعی معین ہوگیا

اور تصحیح کی ہے اس قول کی ابن کمال وغیرہ نے یعنی فخرالاسلام اور صاحب کافی نے اور شارحین نے بھی اسی قول کو پسند کیا ہے کذا فی حاشیۃ المدنی فرع

مسائل ملحقہ شارح کے شہدا بعتقہ سالما ولا یعرفونہ عتق گواہی دی دو گواہوں نے کہ مولی نے اپنے سالم غلام کو آزاد کیا اور گواہ سالم کو پہچانتے نہیں ہیں تو

سالم آزاد ہوگا بشرطیکہ مولی کے غلاموں میں یہی سالم ایک ہی غلام ہو ولہ عبدان کل اسمہ سالم وجحد فلا عتق کشہادتہما بطلاق نسائہ معینۃ سماہا ونسیا اسمہا

[illegible] طلاق احدی نسائہ [illegible] ونسیا [illegible] اور اگر مولی کے دو غلاموں کا نام سالم ہو اور مولی اعتاق کا منکر ہو تو گواہوں کی

گواہی اس گواہی سے کہ مولی نے سالم کو آزاد کیا عتق نہ ثابت ہوگا چنانچہ دو گواہوں کی ایسی گواہی کہ مولی نے معین ذمی کا نام لیکر

آزاد کیا اور گواہوں کو اسکا نام یاد نہ رہا یا دو عورتوں میں سے ایک عورت کی طلاق کی گواہی دی جبکہ زوج نے نام لیا تھا اور گواہ اسکو

بھول گئے تو ایسی گواہی نہ مقبول ہوگی بسبب کمال جہالت کے کذا فی فتح القدیر

باب الحلف بالعتق

یہ باب ہے عتق کی قسم کھانے کے بیان میں حلف بفتح حا وسکون لام مصدر ہے بمعنی قسم کھانیکے اور حلف بمعنی عہد بیان کے ہے کذا فی الصراح اور حلف سے مراد بیان تعلیق ہے عتق
کی اور مسئلہ تعلیق بالولادۃ کا عتق البعض میں اسواسطے مذکور ہوا کہ درصورت عدم علم شرط کے بعض عتق ہوتا ہے نہ کل کذا فی المنح قال ان دخلت الدار فکل مملوک لی یومئذ
حر عتق من له حین دخوله ولیلا سواء ملکه بعد حلفه او قبله لان المعنی یوم اذ دخلت فاعتبر ملکه وقت دخوله کہ اگر قائل نے کسی مخاطب سے کہا کہ اگر تو گھر میں داخل ہوگا تو جو میرا مملوک
ہوگا اسدن سو آزاد ہے تو آزاد ہو جاویگا جو لونڈی یا غلام کہ متکلم کا مملوک ہوگا مخاطب کے داخل ہونے کے وقت اگرچہ مخاطب رات کو گھر میں داخل ہوا ہے خواہ متکلم مملوک کا بعد
تعلیق کے ہوا ہو یا قبل تعلیق کے اسواسطے کہ معنی یومئذ کے بیان یہ ہیں کہ جس روز کہ تو گھر میں داخل ہوگا تو وقت دخول مخاطب کے ملک متکلم کی معتبر ہوئی تو گویا یوں متکلم نے کہا کہ وقت
دخول کے جس غلام اور لونڈی کا میں مالک ہونگا وہ آزاد ہے ہر مملوک لونڈی اور غلام دونوں کو شامل ہے چنانچہ لفظ آدمی کا کذا فی الذخیرہ اور یوم اس مثال میں بمعنی مطلق وقت کے
ہے لہذا دخول لیل سے بھی عتق ثابت ہوگا ولذا لو لم یقل یومئذ عتق من له وقت حلفه فقط کقوله کل عبد لی او املکه حر بعد غد او بعد شهر اعتبر وقت حلفه لان
الملک للحال فلا یتناول الاستقبال حتی لو لم یملک شیئا یوم حلفه یعنی یمینه اور چونکہ مثال سابق یوم دخول سے ملک معتبر ہوگی لہذا اگر مولی یومئذ کا لفظ نہ کہتا تو وہی
فقط غلام آزاد ہوتا جو تعلیق کے وقت اسکا مملوک تھا چنانچہ یہ قول مولے کا کہ جو غلام کہ میرا ہے وہ پرسوں آزاد ہے یا جس غلام کا کہ مالک ہوں وہ پرسوں یا بعد مہینے کے آزاد
ہے تو اس سے مثال میں معتبر ہوگی ملکیت مولی کی اسکے قسم کھانیکے وقت اسواسطے کہ لفظ لی اور املک موضوع ہے زمانہ حال کے واسطے اسلیے کہ لی متعلق ہے ثابت کا اور وہ
ثابت اسم فاعل ہے اور اسم فاعل اور اسم مفعول میں بسبب مختار ہونے کہ وہ حال کیواسطے ہے اور صیغہ افعل کا اگرچہ حال اور استقبال دونوں میں مستعمل ہوتا ہے لیکن عند الاطلاق عرفا اور
شرعا اور لغۃ زمانہ حال ہی مراد ہوتا ہے تو قول مذکور شامل نہوگا استقبال کو یہانتک کہ اگر متکلم مالک نہوگا کسی غلام کا تعلیق کے دن تو اسکی تعلیق لغو ہو جاویگی اور جس غلام کہ
کہ بعد تعلیق کے مالک ہوگا وہ ہرگز آزاد نہوگا ودبر بکل عبد لی او املکه حر بعد موتی من کان له مملوک یوم قال هذا القول ورس غلام سے کہ جو میرا غلام ہے یا جس غلام کا میں
مالک ہوں وہ بعد میری موت کے آزاد ہے تو مدبر ہو جاویگا جو غلام کہ اسکا مملوک ہوگا اسدن جسدن یہ قول اسنے کہا اسواسطے کہ اسم فاعل اور مضارع زمانہ حال کیواسطے ہے لا یکون
مدبرا مطلقا بل مقیدا من ملکه بعده لکن ان مات عتقا من الثلث لتعلیقه بالموت فیصیر وصیته اور جس غلام کا کہ مولی مالک ہوگا بعد تعلیق مذکور کے وہ غلام مدبر مطلق نہوگا
بلکہ مدبر مقید ہوگا لیکن اگر مولی بعد اس تعلیق کے مرجاویگا تو دونوں غلام یعنی جو مملوک تھا قبل تعلیق کے اور جو مملوک ہوا بعد تعلیق کے آزاد ہو جاوینگے طرفین کے نزدیک
ثلث مال سے بسبب تعلیق کرنے مولی کے موت پر تو یہ تعلیق وصیت ہو گئی اور وصیت نہیں واقع ہوتی مگر بعد موت کے خلاصہ یہ ہے کہ جو غلام مملوک تھا قبل تعلیق کے وہ تو بسبب صیغہ
حال کے آزاد ہو گیا اور جو غلام کہ بعد تعلیق کے مملوک ہوا وہ باعتبار صیغہ کے آزاد نہیں ہوا کہ جمع بین الحال والاستقبال لازم آوے بلکہ ایجاب عتق ہوا بطریق وصیت کے اور لہذا ثلث
مال سے معتبر ہوا اور وصیت حال و استقبال دونوں کو شامل ہے لہذا اگر کوئی ثلث مال کی وصیت کریگا اور حالانکہ وہ مفلس ہو اور بعد وصیت کے وہ مالک ہوا اور مرجاوے
تو وصیت اسمیں جاری ہوگی کذا فی الدرر وحاشیته المدنی المملوک لا یتناول الحمل لانه تبع لامه لفظ مملوک کا شامل نہیں حمل کو اسواسطے کہ جنین تابع ہے اپنی ماں کا یعنی مملوک
سے متبادر وہ ہے جو بالقصد مملوک ہوا اور جنین بالتبع مملوک ہے نہ بالقصد فلا یعتق حمل جاریته من قال کل مملوک لی ذکر فهو حر ولو لم یقل ذکر دخل الحمل فیعتق
الحمل تبعا تو نہ آزاد ہوگا حمل اس مولی کی لونڈی کا جسنے یوں کہا کہ جو میرا مذکر مملوک ہے وہ آزاد ہے اسواسطے کہ لفظ مملوک کا حمل کو شامل نہیں اور اگر مولی لفظ ذکر کا نہ کہتا یعنی
فقط اسیقدر کہتا کہ جو میری مملوک ہے وہ آزاد ہے تو حاملہ لونڈی بھی عتق میں داخل ہو جاتی تو جنین بھی تابع اپنی ماں کا ہوکر آزاد ہو جاتا شارح کے کلام سے ثابت ہوا
کہ لفظ مملوک کا لونڈیوں کو بھی شامل ہے چنانچہ اسکا بیان ذخیرہ سے منقول ہو چکا وکذا لفظ المملوک والعبد لا یتناول المکاتب والمشترک ویتناول المدبر والمرهون
والماذون علی الصواب اور اسی طرح لفظ مملوک کا شامل نہیں مکاتب اور عبد مشترک کو اور شامل ہے غلام مدبر اور مرہون اور ماذون فی التجارۃ کو بنابر قول درست کے شارح نے
قول درست کے کہنے سے مجتبی کی عبارت کو رد کیا اسمیں کہا ہے کہ لفظ مدبر اور مرہون اور ماذون کو لفظ مملوک کا شامل نہیں ولو نوی الذکور او لم ینو المدبر رفا اگر مولی کہا کہ ہر مملوک میرا

[illegible] تصدیق [illegible]

[illegible]

[illegible] اسکی تصدیق [illegible]

[illegible] عتق [illegible]

[illegible] اپنے غلام کو مکاتب کیا [illegible] مرتب محرم کو [illegible]

[illegible] کتابت بعد حصول بدل کتابت کے عتق [illegible] سبب [illegible]

[illegible] اگر مولی نے غلام سے کہا کہ اگر [illegible] تو تو آزاد ہے [illegible]

[illegible] بیع [illegible] مالک [illegible] منافع نہیں ہوتی [illegible] تسلیم کے تو شرط عتق کی [illegible] ملکیت میں [illegible]

[illegible] شرط عتق کی اسوقت [illegible] ملک باقی نہ رہی [illegible]

[illegible] غلام سے کہا کہ اگر تو مثلاً زید کے گھر میں داخل ہو تو تو آزاد ہے [illegible]

[illegible] زید کے گھر میں داخل ہوا تو غلام آزاد ہو جاویگا اسواسطے کہ دخول فعل غلام کا ہے [illegible] گواہی میں [illegible]

اور اس قول میں کہ مولے نے اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو مثلاً زید سے کلام کریگا تو تو آزاد ہے پھر زید نے اور دوسرے شخص نے گواہی دی کہ غلام نے زید سے کلام کیا [illegible]

تو آزاد ہوگا اسواسطے کہ گواہی زید نے اپنی فعل کے [illegible] لہذا مقبول نہ ہوگی باقی رہی گواہی ایک آدمی کی [illegible]

[illegible] اور اگر مثلاً زید کے دو بیٹوں نے گواہی دی کہ غلام نے کلام کیا [illegible] گواہی انکی درست [illegible]

[illegible] کلام کرنے کا اس لیے کہ بیٹوں کی گواہی برخلاف باپ کے درست ہے [illegible]

[illegible] بیٹوں کو گواہی [illegible] اسواسطے کہ [illegible] باپ کو کچھ منفعت نہیں [illegible] بیٹوں کی گواہی [illegible]

باب العتق علی جعل

بالضم وفتح الجیم یہ باب ہے عتق کا بشرط مال کے جعل بالضم جیم بمعنے مال ہے اور فتح جیم کا لغت قلیل ہے جعل اس مال کو کہتے ہیں جو انسان کو کسی کام کے واسطے مقرر

کیا جاوے اور جعالہ بالکسر اور جعالیہ بھی اسی کے مانند ہے کذا فی الصحاح اعتق عبدہ علی مال صحیح معلوم الجنس القدر فقبل العبد کل المال فی المجلس [illegible]

[illegible] عتق [illegible] معلق علی القبول [illegible] آزاد کیا مولے نے اپنے غلام کو صحیح مال پر جسکی جنس اور مقدار معلوم ہے [illegible] قبول

کر لیا غلام نے سب مال کو مجلس میں مجلس عام ہے مجلس خطاب کو اگر غلام حاضر ہو اور اسکے علم کی مجلس کو اگر وہ غائب ہو تو غلام بعد قبول کے آزاد ہو جاویگا [illegible]

مال [illegible] کیا اسواسطے کہ عتق قبول پر معلق ہے [illegible] کہ اگر غلام اس کلام کو رد کرے یا مجلس سے اعراض کرے یعنی بلا قبول [illegible]

مجلس سے تو عتق باطل ہو جاویگا بسبب نہ پائے جانے قبول کے اسواسطے کہ یہ معاوضہ ہے مال کا بغیر مال کے اسواسطے کہ غلام اپنی ذات کا مالک نہیں اور

[illegible] قبول عوض کا ضرور ہے جیسے بیع میں کذا فی الدرر مال صحیح کی اسواسطے قید لگائی کہ عوض [illegible]

[illegible] جنس [illegible] کذا فی [illegible]

[illegible] اور اگر معلق کیا عتق کو مال کے ادا کرنے پر [illegible]

آزاد ہو تو غلام ماذون فی التجارۃ ہوگا [illegible] اسواسطے کہ مولے نے غلام کو [illegible] تجارت [illegible]

حاصل نہین ہوتا تو گویا اُسنے تجارت کی اجازت دی کذافی الزیلعی وہل لہ حجرہ تردد فیہ فی البحر اور بعد اس قبول کے غلام کو روکنا تجارت سے جائز ہے یا نہین اسکے جواب
مین بحرالرائق مین تردد کیا ہے نہ اسکے حکم مین صریح روایت پائی نہ قواعد مذہب سے استخراج کیا اور محشیون نے بھی اسمین قول فیصل نہین ذکر کیا واللہ اعلم لانکا تبا
لانہ صریح فی تعلیق العتق بالاداء وہو یخالف المکاتب فی عشرین مسألۃ ذکر منہا ستۃ اداے مال کی تعلیق سے غلام ماذون ہوگا نہ مکاتب ہوگا اسواسطے کہ قول مذکور مین اداے
مال پر تعلیق عتق کی صریح ہے بخلاف کتابت کے کہ اسمین تصریح عتق کی نہین ہوتی بلکہ کتابت مین مولی یون کہتا ہے کہ مین نے تجکو مکاتب کیا ہزار درم پر مثلاً اور وہ مسئلے
جس غلام کا عتق اداے مال پر معلق ہو اور وہ مخالف ہے مکاتب سے بیس مسئلون مین انمین سے نو مسئلون کو ماتن نے ذکر کیا اور باقی مسائل کو شارح نے ماتن کی عبارت کے
ساتھ ملا جلا بمناسبت کلام پورا کر دیا مترجم شمار مسائل کیواسطے ہر مسئلہ پر ہندسہ عدد کا واسطے اختصار کے رقم کریگا فقال فلا یتوقف عتقہ علی قبولہ سو ماتن نے کہا ۱
تو موقوف نہین عتق غلام مذکور کا اسکے قبول پر یعنی اگر بلا قبول اس مال کو ادا کریگا تو آزاد ہوگا بخلاف مکاتب کے کہ اسکا قبول کرنا شرط ہے ولا یبطل برد ہ ۲ اور باطل نہوگا عتق غلام کے
رد کرنے سے بخلاف مکاتب کے وللمولی بیعہ قبل وجود شرطہ وہو الاداء ۳ اور مولی کو جائز ہے بیع کرنا اُس غلام کا قبل وجود عتق کی شرط کے اور وہ شرط کیا ہوا اداے مال ہے بخلاف
مکاتب کے کہ بدون عجز اداے بدل کتابت کے اُسکا بیع کرنا مولی کو جائز نہین ولو باعہ ثم اشتراہ بل یجب قبول ما یاتی بہ خلاف ۴ اور اگر مولی اُسکو بیچے پھر اُسکو خرید کرے
کیا واجب ہے قبول کرنا اُس مال کا جسکو غلام لاوے اسمین اختلاف ہے ابو یوسف کے نزدیک قبول کرنا واجب ہے اور محمد کے نزدیک واجب نہین لیکن اگر مولی مال مذکور قبض کریگا
تو بالاتفاق آزاد ہوگا بخلاف مکاتب کے کہ اسکے مال کے وجوب قبول مین اختلاف نہین کذافی منح الغفار وتحقق بالتخلیۃ بحیث لو مدیدہ لنال اخذہ ۵ اور آزاد ہوگا غلام مذکور
مال کو آگے رکھدینے سے اسطرح پر کہ اگر مولی ہاتھ اپنا بڑھاوے تو مال کو تھام لے ہم مکاتب بھی تخلیہ مال سے آزاد ہوجاتا ہے کذافی الزیلعی تو دونون مین کچھ فرق نہوا تو اُسکا ذکر
یہان بے موقع ہوا کذافی حاشیۃ المدنی ولو ادی عنہ غیرہ تبرعا او امر غیرہ بالاداء فادی لا یعتق لان الشرط ادائہ ولم یوجد کما لا یعتق لو قید بدراہم فادی دنانیر
او بکیس ابیض فدفع فی کیس اسود او بہذا الشہر فدفعہ فی غیرہ ۶ اور اگر مال ادا کیا غلام کی طرف سے کسی غیر شخص نے بطریق احسان کے ۷ یا غلام نے غیر شخص کو اداے مال
کا امر کیا سو اُسنے ادا کر دیا تو آزاد نہوگا اسواسطے کہ شرط عتق کی خود غلام کا ادا کرنا تھا سو پایا نہ گیا ۸ چنانچہ غلام آزاد نہوگا اگر مولی نے اداے مال مین دراہم
کی قید لگائی پھر غلام نے دینار ادا کیے ۹ یا مولی نے مثلاً ہزار درم دینے کی سفید تھیلی مین قید لگائی سو غلام نے ہزار درم سیاہ تھیلی مین دیے ۱۰ یا مولی نے اس مہینے
مین ادا کرنیکی شرط کی تھی سو غلام نے دوسرے مہینے مین مال ادا کیا سو ان چارون مسائل مین غلام آزاد نہوگا بسبب پائے جانے شروط مذکورہ کے بخلاف مکاتب کے کہ وہ
چارون صورتون مین آزاد ہوگا بسبب حاصل ہونے مقصود بدل کتابت کے او حط عنہ البعض لطلبہ وادی الباقی ۱۱ یا مولی نے مال معین سے کچھ کم کر دیا یا غلام کی درخواست
سے اور باقی مال کو اُسنے ادا کیا تو آزاد نہوگا اسواسطے کہ شرط عتق کی کل مال تھا نہ بعض بخلاف کتابت کے کہ مکاتب باقی دینے سے آزاد ہوگا وکذا لو ابراہ ۱۲ اور یہی
طرح غلام آزاد نہوگا اگر مولی مال کو معاف کر دیگا بخلاف مکاتب کے کہ وہ معاف کرنے سے آزاد ہوتا ہے ہم اس مسئلہ کا ذکر بھی یہان بے موقع ہے اسواسطے کہ ابرا نہین متصور
مکر دین مین اور یہان غلام مذکور پر دین کہان ہے جو ابرا کی گنجائش ہو کذافی منح الغفار او مات المولی وادّاہ الی الورثۃ لعدم الشرط بل للعبد باکسابہ للورثۃ ۱۳
یا مولی مر گیا اور غلام نے مال معین وارثون کو ادا کیا تو آزاد نہوگا بسبب نہ پائے جانے شرط کے اسواسطے کہ شرط یہ تھی کہ مولی کو دیوے بلکہ غلام اور غلام کا کمایا ہوا
مال وارثون کا مملوک ہے تو غلام بیچا جاویگا بخلاف مکاتب کے کما او مات العبد قبل الاداء فترکتہ لمولاہ ۱۴ چنانچہ اگر غلام مرجاوے قبل ادا کرنے مال معین کے
تو ترکہ اُسکا مولی کا ہوگا اور اس مال سے غلام میت کے آزاد ہونے کے واسطے نہ ادا کیا جاویگا بخلاف مکاتب کے بل لہ اخذ ما ظفر بہ وما فضل عندہ من
کسبہ ۱۵ بلکہ مولے کو جائز ہے کہ قبل ادا کرنے مال کے جو مال کہ غلام کا پاوے لے لیوے بخلاف مکاتب کے ۱۶ یا کمائی غلام کی جو زیادہ ہو مال معین
سے اسکے پاس اُسکا لینا بھی جائز ہے بخلاف مکاتب کے ولو ادی من کسبہ قبل التعلیق عتق ورجع السید بمثلہ علیہ ۱۷ اور اگر مال معین کو غلام نے ادا کیا
اُس کمائی سے جو قبل تعلیق عتق کے تھی وہ آزاد ہوجاویگا اور اتنا مال غلام سے مولے پھیر لیگا بخلاف مکاتب کے کہ قبل کتابت کے کمائی سے وہ آزاد نہ ہوگا

اسواسطے کہ مولی نے مال ... [illegible] عتق ... آزاد ... اور مشتری ... [illegible]
... [illegible] ... تعلیق ... [illegible]
... [illegible] ... آزاد ... [illegible]
ایسے ... آزاد ہو ... اسواسطے کہ وقت ... خبر نہین ... ساتھ ... سابقہ
ہین چنانچہ ... بیع ... المال ... تصح الکفیل بہ بخلاف بدل الکتابة ...
... کفالت اسکی جائز ہو بخلاف بدل کتابت کے کہ اسکی کفالت صحیح نہین ہے اسواسطے کہ بدل کتابت ثابت ...
اور یہ مسئلہ ... مسائل کا شارح کو مناسب تھا کہ ... کرتا اسواسطے کہ ... صحیح
تا ... صحیح نہین ہے اسواسطے کہ ... مال ... نہین ہے کہ مولے نے مال کو اپنے غلام پر واجب نہین کیا بلکہ ... تعلیق ذکر کیا ... نہین تو اس کا
او یہ بیان ... کا ... باب ... اعتاق علی المال ... چنانچہ صاحب بحر و صاحب درر ... نے یہین ذکر کیا ہے کہ اعتاق
علی المال مین مجرد قبول کے غلام آزاد ہوجاتا ہے اور ... دین ... کفالت بھی اسکی جائز ہے بخلاف بدل کتابت کے کہ وہ دین صحیح نہین اسواسطے کہ مکاتب ...
نہین کذا فی حاشیة ... [illegible]
... اور زیادہ کیے جاتے ہین ... مذکور ہین کہ اگر عتق غلام کا معلق کیا مولی نے ہزار پر ... غلام نے ہزار قرض لیے اور اپنے مولی کو دیے تو غلام آزاد ہوجائیگا
اور قرض دینے والا مولے سے ہزار پھیر لیگا اسواسطے کہ قرض دینے ... اسکے غلام ماذون کے مال مین ... تمام ہوئی ...
... اور اگر غلام مذکور نے دو ہزار قرض لیے سو ایک ہزار مولی کو دیے اور ایک ہزار خود رکھ لیا تو
قرض دینے والے کو مولے سے دونون ہزار کا مطالبہ جائز ہے اسواسطے کہ مولے نے بسبب اعتاق غلام کے دین کی بیع سے روک دیا یعنی اگر غلام آزاد نہ ہوتا تو
قرض دینے والا اپنے دین کے واسطے غلام کو بیع لیتا اور اب غلام آزاد ہے تو وہ بیع نہین سکتا اور چونکہ سبب عتق کا مولے ہے لہذا وہ اپنے دین کا مطالبہ مولی
سے کریگا **ولو قال انت حر بعد موتی بالف ان قبل بعدہ** ای بعد موتہ عتق ... ذلک وارث او وصی او قاضی عند امتناع الوارث ...
المیت ... لان الاعتاق عتق ... والولاء للمیت اور اگر مولے نے کہا اپنے غلام سے کہ تو آزاد ہے میری موت کے بعد بعوض ہزار درہم کے اگر غلام نے ہزار درہم
قبول کرلیا بعد موت مولے کے اور ساتھ اس شرط کے مولے کے وارث یا وصی یا قاضی نے امتناع وارث کے وقت غلام کو آزاد کردیا تو غلام آزاد ہوجائیگا
ہزار درہم ... قبول ... مولی کو آزاد کرنا ... نہین اسواسطے کہ مردہ آزاد کرنے کے لائق نہین ... غلام کی میت کے واسطے ہے ... مذکور مولی
کے وارث ہونگے ... اور اگر میت کو وارث نہ ملیگی ... کذا فی حاشیة الطحطاوی عن البحر اور قبول غلام کا
بعد موت مولی کے اسواسطے مشروط ہوا کہ ایجاب عتق کا بعد موت کیطرف مضاف ہوا تو اگر مولی کی حیات مین قبول معتبر ہوتا تو قبول مقدم ہوتا ایجاب پر لہذا ...
... نہین اور ... مشروط ہے کہ بعد موت مولی کے فی الفور غلام قبول کرے تب آزاد ہوگا کذا فی فتح القدیر ... [illegible]
... یعنی بعد موت مولی کے غلام ہزار درہم کو مثلاً فوراً نہ قبول کرے یا وارث وغیرہ نہ آزاد کرین اسکو تو فقط اس مولی کے قول سے غلام آزاد نہوگا **ولو حررہ**
علی خدمتہ حولا ... **فقبل عتق فی الحال** اور اگر آزاد کیا غلام کو اسکی ایکسال کی خدمت پر مثلاً چنانچہ یون کہا کہ مین نے
تجھکو آزاد کیا اسپر کہ تو سال بھر میری خدمت کرے سو غلام نے اسکو قبول کیا تو فی الحال آزاد ہوجائیگا اسواسطے کہ علی الشیء قبول مجلس پر مشروط ہے ... ان خدمتنی
سنة فانت حر ... الا بالخدمة ... وقال ان خدمتنی ... لا ... التعلیق ...

للمعاوضۃ اور مولی کے اس قول مین کہ اگر تو میری خدمت سال بھر کرے تو تو آزاد ہے تو غلام آزاد نہ ہوگا بدون پائے جانے شرط کے یعنی خدمت یکسالہ
سو اگر غلام مولے کی خدمت سال بھر سے کم کریگا یا بعوض خدمت کے مولی کو مال دیگا یا مولے نے غلام سے یون شرط کی کہ اگر تو میری اور میری اولاد کی خدمت کرے
تو تو آزاد ہے پھر اُسکی اولاد سے کوئی مرگیا تو ان تینون صورتون مین آزاد نہ ہوگا اسواسطے کہ ان شرطیہ تعلیق کیواسطے موضوع ہے اور علی معاوضہ کیواسطے اور تعلیق مین بدون
وجود شرط معلق علیہ کے معلق نہین ہوتا اور معاوضہ مین سیاذلہ مین فقط قبول کرنا کفایت کرتا ہے چنانچہ جمیع عقود معاوضات کا یہی حکم ہے وخدمتہ الخدمۃ المعروفۃ بین
الناس مدتہ ایا کانت اور جب خدمت پر عتق ٹھہرے تو غلام مولے کی وہ خدمت کرے جو لوگون مین معروف اور مروج ہے بقدر مدت مقررہ کے جتنی مدت ہو فان
جہلت او مات ہو او حکما کعمی او مولاہ قبلہا پھر اگر مدت خدمت کی مجہول ہے یا غلام قبل خدمت کے مرجاوے اگرچہ موت حکمی ہو چنانچہ اندھا ہوجانا یا مولے
مرجاوے ھم اندھے کو بجاے میت کے قرار دینا یہ تجویز ہے صاحب نہر کی نزد روایت مذہب کی لیکن شارح نے بطور روایت کے ذکر کیا کذا فی حاشیۃ المدنی او خدم بعضہا
فبحسابہ اور اگر غلام مولی کی تھوڑی مدت خدمت کرکے مرگیا تو اُسکے موافق حساب کیا جاویگا مثلاً چار برس کی خدمت پر عتق ٹھہرا تھا سو غلام ایکسال خدمت کرکے مرگیا تو شیخین
کے نزدیک چہارم وضع کرکے یون قیمت غلام کی اُسپر لازم آویگی اور محمدؒ کے نزدیک تین سال کی خدمت کی قیمت اُسپر لازم ہوگی کذا فی البحر عن شرح الطحاوی تجب
قیمتہ فتؤخذ منہ للورثۃ او من ترکتہ للمولی وعند محمد تجب قیمۃ خدمتہ دیہ ناخذ حاوی اگر قبل خدمت کے غلام یا مولی مرگیا تو امام اعظم اور ابویوسفؒ کے نزدیک قیمت غلام
کی واجب ہوگی سو اگر مولی مرگیا ہے تو غلام سے اُسکی قیمت وارثون کے واسطے لیجاوے اور یا غلام مرگیا ہے تو اُسکے متروکہ سے مولی کیواسطے قیمت مذکورہ لیجاوے
اور محمدؒ کے نزدیک غلام کی قیمت واجب نہین بلکہ اُسکی خدمت کی قیمت واجب ہے اور یہی روایت ماخوذ اور مفتی بہ ہے کذا فی الحاوی القدسی وہل نفقۃ عیالہ لو فقیرا علی مولاہ
فی المدۃ کالموصی لہ بالخدمۃ او یکتسب للانفاق حتی یستغنی ثم یخدم المولے کالمعسر بحث فی البحر للثانی والمصنف الاول اور کیا نفقہ غلام کی عیال کا اگر وہ محتاج
ہون خدمت کی مدت مین اُسکے مولے پر ہے جیسے اُس غلام کا نفقہ مولے پر ہے جسکو مولے نے خدمت مین دیا کسی غیر شخص کے یا غلام اول کسب کرے عیال
کی نفقہ رسانی کے واسطے یہانتک کہ کسب کی حاجت نہ رہے پھر خدمت کرے مولی کی مدت معین تک جیسے مفلس غلام کا عتق مال پر ٹھہرے تو مقدور ہونے
تک اُسکو مہلت ملتی ہے بحر الرائق مین امر ثانی کو تجویز کیا ہے یعنی کسب کو خدمت پر مقدم کیا ہے بقیاس غلام مفلس کے اور مصنف نے اپنی شرح منح الغفار مین امر اول کو
تجویز کیا ہے یعنی مولی پر اُسکا اور اُسکے عیال کا نفقہ واجب ہے بقیاس وصیت خدمت کے محشی حلبی نے کہا کہ ظاہر قیاس صاحب بحر کا صحیح ہے لہذا صاحب نہر نے بھی اُسکو مسلم
رکھا ہے اور قیاس مصنف کا وصیت کی خدمت پر قیاس مع الفارق ہے اسواسطے کہ وصیت کی خدمت غلام بلاعوض کرتا ہے لہذا اُسکا نفقہ مولی پر واجب ہے اور یہان مولی کی خدمت
بعوض اپنی گلوخلاصی کے کرتا ہے تو مانند مستاجر کے ہوا کبیع عبد عنہ بعین کبعتک نفسک بہذا العین فہلکت او استحقت تجب قیمتہ وعند محمد قیمتہا چنانچہ غلام کو بیچنا خود
غلام سے بعوض کسی چیز معین کے چنانچہ مولی نے اپنے غلام سے کہا کہ مین نے تیری ذات کو تیرے ہاتھ بیچا بعوض اس گھوڑی کے مثلاً سو قبول کرلیا غلام نے پھر وہ گھوڑی
یا لونڈی ہلاک ہوگئی یا کسی اور شخص کی مملوک نکلی تو غلام کی قیمت غلام پر واجب ہوگی اور محمدؒ کے نزدیک گھوڑی یا لونڈی کی قیمت واجب ہوگی ولو قال رجل
لمولی امۃ اعتق امتک بالف علی ان تزوجنیہا ان فعل العتق وابت النکاح عتقت مجانا ولا شی لہ علی آمرہ لصحۃ اشتراط البدل علی الغیر فی الطلاق
لا فی العتاق اور اگر کہا ایک مرد نے لونڈی کے مالک سے کہ آزاد کردے اپنی لونڈی کو بعوض ہزار درم کے اس شرط پر کہ میرے ساتھ اُسکا نکاح کردینا اگر مولے
نے اُسکو آزاد کردیا اور عورت نے نکاح سے انکار کیا تو وہ مفت آزاد ہوجاویگی اور آزاد کرنے والے پر کچھ دینا لازم نہ ہوگا اسواسطے کہ شخص غیر پر عوض کا
شرط کرنا طلاق یعنی خلع مین صحیح ہے نہ عتاق مین ھم اگر عورت اس مرد سے نکاح کریگی تو ہزار درم اُسکی قیمت اور اُسکے مہر مثل پر تقسیم ہونگے تو جسقدر قیمت کے درم
ہونگے وہ ساقط ہوجاوینگے اور جسقدر مہر مثل کے مقابلہ مین پڑینگے وہ مرد پر لازم ہونگے کذا فی فتح القدیر تو انکار نکاح کی قید بیفائدہ ہے لونڈی نکاح کرے
یا نکاح سے انکار کرے بہر صورت مفت آزاد ہوگی آزاد کرنے والے پر کچھ لازم نہ ہوگا ولو زاد لفظ عنی قسم الالف علی قیمتہا ومہرہا ای مہر مثلہا فقضہا

شہر و قیمتہا دونوں کا جب ... ساقط ہوگی قیمت وتسقط حصة المهر و ... آزاد کرے تو اگر قول مذکور میں لفظ عنی کا زیادہ کیا یعنی اپنی طرف سے

لونڈی آزاد کر تو اپنی طرف سے ... ہزار درم کے شرط پر کہ میرے ساتھ اسکا نکاح بھی کرے سو مولیٰ نے لونڈی کو آزاد کردیا اور اُسنے نکاح سے انکار کیا

تو ... ہر ... لونڈی کی قیمت اور اسکے مہر مثل پر بسبب تقسیم ... کہ ... ہزار درم ... آیا ہے یون کہا کہ لونڈی کو میرے

ہاتھ بیچ کر اور ... طرف سے آزاد کر لیکن چونکہ قائل نے دونوں کے ساتھ اسکے نکاح کو بھی ملایا اور ہزار درم کو بعوض ... کے مقابل کیا ... بحصہ منقسم

ہونگے اور جو ... قائل پر حصہ قیمت کا جسکی تسلیم مولیٰ پر واجب ہوا اور حصہ مہر کا ساقط ہوگیا بسبب عدم تسلیم کے نکاح ... فالقائل حصة مهر مثلها مأمن الدلف

مہر و ... فی وجہ ... یعنی اور ترکیب ... آزاد کی ... قائل نے نکاح کیا تو ہزار درم سے اُسکے مہر مثل کا حصہ جسقدر ہوگا وہی اُسکا مہر ہوگا تو جسقدر حصہ

کا مہر ہوگا دونوں صورتوں میں لفظ عنی کے ملانے میں اور اُسکے ترک کرنے میں ہم اگر قیمت لونڈی کی اور اسکا مہر مثل دونوں برابر ہیں اسطرح کہ سو درم کی اُسکی

قیمت ہو اور ... سو ہی اُسکا مہر مثل ہو تو ہزار درم دونوں پر منقسم ہونگے پانسو درم قیمت کا حصہ ہوگا اور پانسو مہر مثل کا تو مسئلہ سابقہ میں یعنی جبکہ قائل نے لفظ عنی کو

نہیں ملایا تو قیمت کا حصہ ساقط ہوگا اور مہر کا حصہ یعنی پانسو درم قائل پر واجب ہونگے اور جبکہ قائل نے لفظ عنی کا زیادہ کیا تو اُسپر پانسو درم قیمت کے بابت مولیٰ کے

واجب ہونگے اور پانسو درم مہر کے لازم ہونگے اور اگر قیمت اور مہر مثل میں تفاوت ہوگا اسطرح پر کہ قیمت کے دو سو ہوں اور مہر کے ایکسو تو ہزار درم کے دو ثلث قیمت

پر اور ایک ثلث مہر پر منقسم ہوگا تو مسئلہ سابقہ میں حصہ قیمت کا تو ساقط ہوگا اور حصہ مہر کا اُسپر لازم ہوگا اور مسئلہ لاحقہ میں دو ثلث مولیٰ کے واجب ہونگے اور ایک ثلث

عورت کے مہر کا وما اصاب قیمتہا فی الاولی ہدر وفی الثانیة لمولاہا باعتبار تضمن الشراء ہزار درم سے جسقدر لونڈی کی قیمت کو پہونچا وہ مسئلہ اولیٰ

میں رائگان گیا اسواسطے کہ وہ مفت آزاد ہوگئی اور جسقدر اُسکی قیمت کو مسئلہ ثانیہ میں پہونچا وہ اُسکے مولیٰ کا ہوا باعتبار متضمن ہونے خریداری کے اسلئے

تضمن کے کما مر تفصیلہ اعتق المولی امتہ علی ان تزوجہ نفسہا فزوجتہ فلہا مہر مثلہا وجوزہ الثانی اقتداء بفعلہ علیہ الصلوة والسلام فی صفیة قلنا کان علیہ

الصلوة والسلام مخصوصا بالنکاح بلا مہر آزاد کیا مولیٰ نے اپنی لونڈی کو اس شرط پر کہ اپنا نکاح مولیٰ سے کرے سو اُسنے اپنی ذات کا نکاح مولیٰ سے کیا

تو اُسکا مہر مثل مولیٰ پر لازم آویگا امام اعظم اور محمدؒ کے نزدیک اسواسطے کہ عتق مال نہیں اور مہر بدون مال کے نہیں ہوتا اور جائز رکھا ہے اس عادہ عقد

کو ابو یوسف نے باقتداء فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ام المومنین حضرت صفیہ میں صحیحین میں بروایت انسؓ کے حدیث ثابت ہے کہ حضرت صفیہ

بنت حیی کو خیبر کے قیدیوں میں سے حضرت نے اپنے واسطے اختیار کیا اور اُنکو آزاد کیا اور اُنسے نکاح کیا اُنکے عتق کو اُنکا مہر قرار دیا شارح کہتا ہے ہم طرفین

کی طرف سے ابو یوسف کو جواب دیتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بنص قرآنی مخصوص تھے ساتھ نکاح بلا مہر کے یعنی نکاح حضرت صفیہ کا بھی بلا مہر تھا نہ

بعوض عتق کے اور امور مخصوصہ میں اقتدا جائز نہیں فان ابت فعلیہا السعایة فی قیمتہا اتفاقا اور اگر بعد اعتاق کے بشرط مذکور کے آزاد لونڈی نکاح سے انکار

کرے تو اُسپر اپنی قیمت کے ادا کرنے میں سعایت واجب ہوگی باتفاق امام اور صاحبین کے وکذا لو اعتقت المرأة عبدا علی ان ینکحہا فان فعل فلہ مہرہا وان ابی

فعلیہ قیمتہ اور اسی طرح اگر بی بی اپنے غلام کو آزاد کرے اس شرط پر کہ بی بی سے وہ نکاح کرے تو اگر غلام بی بی سے بعد آزاد ہونے کے نکاح کریگا تو بی بی کا

مہر اُسپر لازم ہوگا اور اگر نکاح سے انکار کریگا تو اُسپر قیمت اپنی ادا کرنا واجب ہوگا ولو کانت المعتقة علی ذلک ام ولدہ فقبلت عتقت فان ابت

فلا شیء علیہا فانہ لعدم تقوم ام الولد اور اگر ام ولد آزاد ہو بشرط نکاح کے پھر اُسنے یہ شرط قبول کی تو آزاد ہو جاویگی پھر اگر ام ولد نے مولیٰ کے

نکاح سے بعد آزاد ہونے کے انکار کیا تو اُسپر کچھ واجب نہ ہوگا کذا فی الخانیة اسواسطے کہ ام ولد لائق قیمت کرنے کے نہیں جو بقدر قیمت اُسپر سعایت

لازم آوے فروع مسائل متعلقہ شارح کے قال اعتق عنی عبدا واثبت حرا فاعتق عبد احید الا لیعتق وفی اوالی لیعتق لانہ ادخل نے ملکہ فیکون ہبتا

بالزیادة وادا العتق اخراج لان کسبہ ملک للمولی ہوسے ہے اپنے غلام سے کہا کہ میری طرف سے آزاد کر غلام کو اور تو آزاد ہو تو یہ غلام ماذون فی التجارة

ہوا اور متوسط غلام کا آزاد کرنا اسپر لازم ہوا سو اس غلام مخاطب نے عمدہ غلام مول لیکر آزاد کر دیا تو یہ آزاد نہ ہوگا اور اسی طرح ناقص غلام کے آزاد کرنے سے بھی آزاد نہ ہوگا کذا فی العالمگیریہ اور سوائے کے اس قول مین کہ مجکو ایک غلام دیدے اور تو آزاد ہی ہوا اُسنے عمدہ غلام لا دیا تو غلام مخاطب آزاد ہوگا اسواسطے کہ عمدہ غلام کو اُسنے مولی کے ملک مین داخل کر دیا تو مولی راضی ہوگا زیادتی ملک سے اور عمدہ غلام کا آزاد کرنا تو اُسکو ملک مولے سے نکالنا ہی اسواسطے کہ غلام مخاطب کسب مملوک ہی مولی کا تو مال جید کے اخراج سے مولی کیونکر راضی ہوگا

باب التدبیر

یہ باب ہی تدبیر کے احکام مین یعنی غلام کے مدبر کرنے کے احکام مین زندگی کے اعتاق کے بعد اعتاق بعد الموت کو شروع کیا اور استیلاد پر تدبیر کو مقدم کیا اسواسطے کہ تدبیر غلام اور لونڈی دونون کو شامل ہی بخلاف استیلاد کے کہ وہ فقط لونڈی پر مخصوص ہی اور لغۃً الاعتاق عن دبر ہو العبد الموت وہ یعنی تدبیر لغت مین عبارت ہی اعتاق عن دبر سے یعنے بعد موت کے آزاد کرنا تدبیر کی اصل دبر ہی اور دبر بضم اول و سکون ثانی وبضمتین ضد ہی قبل کی یا قبل آگا اور دبر پیچھا و لہذا مدبر اُس غلام کو کہتے ہین جو پیچھے مرنے مولی کے آزاد ہو اور چونکہ یہ معنی لغوی معنی شرعی سے زیادہ تر مناسب تھے اسیواسطے اکثر فقہا اسیکو بیان کرتے ہین اور معنی ثانی تدبیر کے تفکر ہین کذا فی الصحاح یعنی انجام کار کو سوچنا اور یہی معنی معروف ہین اور بعضے فقہانے اسی کو پسند کیا ہی مانند القانی اور صاحب درر کے اور وجہ مناسبت معنی شرعی سے یون بیان کی ہی کہ جب مولی نے اپنے انجام کار کا سوچ کیا تو اپنے غلام کو آزاد کیا تاکہ بعد موت کے تقرب خدا حاصل ہو و شرعاً التعلیق العتق بمطلق موتہ ولو معنی کان مت الی مائۃ سنۃ اور شرع مین تدبیر عبارت ہی تعلیق عتق سے ساتھ مطلق موت مولے کے اگرچہ اطلاق معنوی ہو نہ لفظی چنانچہ یون کہنا کہ اگر مین سو برس تک مرون تو تو آزاد ہی ہم تدبیر دو قسم ہی ایک تدبیر مطلق اور دوسری تدبیر مقید اور یہ تعریف تدبیر مطلق کی ہی نہ مطلق تدبیر کی کہ دونون قسم کو شامل ہو خلاصہ یہ ہی کہ جب مولی نے اپنی موت پر بلا قید تعلیق عتق کی اُسکو تدبیر مطلق کہتے ہین اور اگر مولی کی عمر اسی برس کی تھی اور اُسنے اپنے غلام سے کہا کہ اگر مین سو برس تک مر جاؤن تو تو آزاد ہی ہر چند ظاہر مین یہ کلام مقید ہی لیکن باعتبار معنی کے مطلق ہی اسواسطے کہ غالب حال یہ ہی کہ اسی برس کا آدمی سو برس ورکا ہے کو زندہ رہیگا تو فی الحقیقت تقیید مین اطلاق ہی بخلاف نکاح کے کہ اُسمین توقیت اگرچہ مدت دراز کی ہو صحیح نہین اسواسطے کہ نکاح موقت ممنوع ہی تو تابید معنوی بنظر نہی کے وہان معتبر نہین اور تدبیر مین چونکہ کوئی مانع شرعی نہین لہذا تابید معنوی صحیح ہی اسواسطے کہ اعتبار معنی کا اصل ہی درصورت عدم مانع کذا فی حاشیۃ المدنی عن الشرنبلالیہ وخرج بقید الاطلاق التدبیر المقید کما یجئ وبموتہ تعلیقہ بموت غیرہ فانہ لیس بتدبیر اصلا بل تعلیق بشرط اور نکلگئی اطلاق کی قید سے تدبیر مقید چنانچہ اسکا ذکر آخر باب مین آویگا اور مولے کی موت کی قید سے تعلیق عتق بموت غیر نکل گئی یعنی یون مولے کا کہنا کہ تو بعد موت زید کے آزاد ہی تو یہ قول اصلا تدبیر نہین نہ یہ تدبیر مطلق ہی نہ مقید بلکہ یہ تعلیق ہی شرط پر گویا یون کہا کہ اگر زید مرے تو تو آزاد ہی تو یہ غلام بمجرد مرنے زید کے مولی کی زندگی مین مفت آزاد ہو جاویگا بسبب وجود شرط کے کذا فی المنح عن البحر کاذا مت او ان مت او ہلکت او حدث بی حادث فانت حر او عتیق او معتق او انت حر عن دبر منی او انت مدبر او دبرتک زاد بعد موتی اولا چنانچہ یون کہنا مولے کا اپنے غلام سے کہ جب مین مرون یا جسدم کہ مرون یا اگر مین مرون یا جب مجھپر حادثہ ہو یعنی موت آوے تو تو حر ہی یا عتیق یا معتق ہی یا تو آزاد ہی میرے پیٹھ پیچھے یا تو مدبر ہی یا مین نے تجھکو مدبر کیا ان الفاظ کے کہنے کے بعد لفظ بعد موتی کا زیادہ کرے یا نہ کرے اسواسطے کہ معنی موت کے مدبر اور تدبیر مین داخل ہین تو ذکر کرنا بعد موتی کا اور نہ ذکر کرنا دونون برابر ہی ہم عرب کے عرف مین حدث اور حادث اور اسی طرح وفات اور ہلاک موت مین مستعمل ہین اسواسطے کہ اُسمین معنی کا اعتبار ہی نہ لفظ کا فقط کذا فی البحر تو عرف ہندوستان مین انتقال کرنا اور اول منزل کو پہونچنا اسی طرح ہوگا او انت حر یوم اموت ان یرید بہ مطلق الوقت لقرانہ بالا یمتد فان نوی النہار صح وکان مقیدا یا مولے نے یون کہا کہ تو حر ہی جس دن کہ مین مرون یوم سے مراد اس مثال مین مطلق وقت ہی بسبب متصل ہونے یوم کے اُس چیز سے جسکو امتداد اور قیام نہین ہی یعنے موت سے اور قاعدہ یہ ہی کہ جب لیل یا یوم امر غیر

مستحب ... [illegible] ... مثال ہو تو مدبر ہو اس قول کے معنی یہ ہیں کہ جو کوئی غلام آزاد ہوگا پھر اگر موت
فلا یقع ... [illegible] ... مقید ہو جاوے
اور مدبر ... کہ موت ... [illegible] ... اور وہ ... میں ... سے
اور ... آزاد ہوا اور مذہب ... موت کا ... [illegible] ... اس واسطے کہ ... برس کی مدت سے قبل سو
برس کے ... [illegible] ... استعمال ... کے ... قول ہو ... الفتح ... مقید ... کے موافق
تفصیل و تحقیق اسکی تعریف مدبر مطلق میں ہو چکی ... [illegible] ... والفرق ... ذکرنا فی شرح الملتقی از شرح
سے کافی ... اشارہ کیا یعنی مسئلہ مذکورہ میں تدبیر مطلق منحصر نہیں تا اینکہ اگر ... اپنے غلام کے واسطے اپنے مال میں سے ایک سہم کی وصیت
کر جاوے تو وہ آزاد ہو جاویگا اسکی موت کے بعد اور ایک جزء کی اگر وصیت کریگا تو آزاد نہ ہوگا اور فرق سہم اور جزء میں فقہا کے نزدیک مخفی نہیں اور ہم نے شرح ملتقی
میں فرق کو بیان کیا ہے ہم اختیار شرح مختار ... دونوں میں فرق یوں بیان کیا ہے کہ سہم عبارت ہے سدس مال سے اور جزء عبارت ہے شئ مبہم غیر معین سے تو جب
مولی نے اپنے کل مال سے غلام کے واسطے سدس کی وصیت کی تو سدس رقبہ غلام کا بھی وصیت میں داخل ہوا اسواسطے کہ غلام بھی مولی کا مال ہے تو غلام اپنی
ذات سے سدس کا مالک ہوا لہذا آزاد ہوگا اور چونکہ جزء مبہم ہے تو اسکی تعیین وارثوں کے اختیار میں ہے لہذا رقبہ غلام کا بلا تردد جزء میں داخل نہیں ہو سکتا تو آزاد
بھی نہ ہوگا اور محشی ... نے بھی اسی طرح کا فرق ملتقی سے ذکر کیا ہے اور دریافت کیا چاہیے کہ الفاظ مدبر کرنے کے چار طرح ہیں اول صریح جیسے مدبر یا
... [illegible] ... ثانی بلفظ تعلیق موت اور ثالث ان الفاظ سے مدبر کرنا جنسے تعلیق بعد الموت مفہوم ہو جیسے یوں کہنا کہ میری موت کے بعد کسی کا اختیار تجھ پر نہیں اور رابع
بلفظ وصیت ثلث مال یا سدس یا یوں کہنا کہ میں نے وصیت کی تیرے واسطے تیری ذات کی یا تیری گردن کی اسواسطے کہ ایسی وصیت عبارت ہے ازالہ ملک
سے کیونکہ غلام میں مالکیت کی صفت بدون اعتاق کے نہیں ہوتی ... [illegible] ... فالتدبیر علی حالہ لما مر انہ تعلیق ... [illegible] ... رجوع مدبر
کیا اپنے غلام کو پھر مولی کی عقل زائل ہو گئی تو مدبر قائم ہے اپنے حال پر اسواسطے کہ تعریف میں گذر گیا کہ مدبر تعلیق ہے اور تعلیق باطل نہیں ہوتی جنون اور رجوع
کرنے سے بخلاف الوصیۃ برقبۃ لانسان ... [illegible] ... بخلاف وصیت کے یعنی ... اپنے غلام کے رقبہ کی کسی انسان کے واسطے ... پھر موصی مجنون
ہو گیا بعد اسکے مر گیا تو وصیت باطل ہو جاویگی ولا یقبل التدبیر الرجوع عنہ ویصح مع الاکراہ ... فالتدبیر کوصیۃ الا فی ... [illegible] ... اشباہ ... مدبر
السفیہ ... [illegible] ... اور تدبیر قبول نہیں کرتی رجوع کو یعنی مدبر کر کے اس سے پھر جانا جائز نہیں اور مدبر جبر اور زبردستی سے بھی صحیح ہے بخلاف وصیت
کے کہ اس سے پھر جانا درست ہے اور وصیت زبردستی سے صحیح نہیں تو مدبر مثل وصیت کے ہے سوائے ان تین امور مذکورہ کے یعنی جنون اور رجوع اور اکراہ کے کذا فی
الاشباہ والنظائر اور اشباہ کے تین امر پر دو امر اور زیادہ کیے گئے ہیں ایک سفیہ کا مدبر ... [illegible] ... اپنے مالک کو قتل کر ڈالے ... وصیت
نہیں ... نافذ ہوا اور مدبر اسکی اگرچہ نافذ ہو لیکن ... مدبر کل قیمت میں سعایت لازم ہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی ... اور مدبر اپنے مولی کو قتل کریگا تو آزاد
ہوگا اور کل قیمت میں سعایت کرے اور موصی لہ اگر وصیت کرنے والے کو قتل کریگا تو وصیت باطل ہوگی فلا یباع المدبر المطلق خلافا للشافعی سو
مدبر مطلق کی بیع جائز نہیں بخلاف مذہب امام شافعی کے کہ انکے نزدیک مدبر کی بیع جائز ہے اسواسطے کہ صحیحین میں جابر سے حدیث ثابت ہے کہ
ایک شخص نے اپنا غلام مدبر کیا تھا اسکے پاس کچھ مال نہ تھا سوائے اس غلام کے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو آٹھ سو درم کو بیچا اور اس سے
فرمایا کہ اپنا قرض اسی قیمت سے ادا کر اور امام مالک کی موطا میں ثابت ہے کہ عائشہ صدیقہ نے اپنے غلام مدبر کو بیچا اور امام اعظم کی وہ حدیث دلیل ہے
جو دارقطنی نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی کہ مدبر نہ بیچا جاوے اور نہ ہبہ کیا جاوے اور وہ آزاد ہے ثلث مال سے دارقطنی نے اس حدیث کی تضعیف

کی ہو اور موقوف ہونے کی تصحیح کی ہو اور چونکہ رقیت مدبر کی ہنوز زائل نہین تو ممنوعیت اسکی بیع کی مخالف قیاس کے ہوئی تو معلوم ہوا کہ یہ قول
ابن عمر کا بنا بر قیاس اجتہاد کے نہین تو بالضرور محمول ہو سماع شارع پر تو اب حدیث جابر کا معارض ہوا اور حدیث جابر کے چند جواب ہین اول یہ کہ ابتدا سے
اسلام مین بیع حر کی جائز تھی پھر منسوخ ہوئی تو مدبر کی بیع بطریق اولی جائز ہوگی جواب ثانی یہ ہو کہ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے دار قطنی نے روایت
کی کہ مجکو جابر سے اس حدیث کا مشاہدہ ہوا کہ غلام مدبر کی خدمت بیع ہوئی تھی یعنے اجارہ اسکا ہوا تھا نہ بیع رقبہ تیسرا جواب یہ ہو کہ حدیث جابر
کی حدیث قولی نہین جو عام ہو بلکہ واقعہ ہو حال کا اور واقعۂ حال کو عموم نہین بخلاف حدیث ابن عمر کے کہ وہ حدیث قولی ہو تو حدیث جابر کی حدیث ابن
عمر سے معارض نہین ہو سکتی چوتھا جواب یہ ہو کہ حدیث جابر کی مدبر مقید پر محمول ہو نہ مدبر مطلق پر جمعاً بین الاحادیث اور اسیطرح موطا کی حدیث کے جوابون کو
قیاس کرنا چاہیے کذا فی فتح القدیر ملخصاً فلو قضی بصحۃ بیعہ نفذ پھر اگر قاضی شافعی المذہب بیع مدبر کی صحت کا حکم کریگا تو نافذ ہوگا اسواسطے کہ حکم قاضی کا رافع ہو اختلاف
مذہب کا و ہل یبطل التدبیر قیل نعم اور کیا قاضی کا حکم تدبیر کو باطل کر دیتا ہو بعضے علما نے کہا ہو کہ ہان قضاے قاضی مبطل تدبیر ہو مگر شارح نے بطلان تدبیر کو
بقول ضعیف مذکور کیا حالانکہ قضاے قاضی سے تدبیر کا باطل ہونا قول ضعیف نہین بلکہ منصوص ہو اہل مذہب کا اسواسطے کہ ظہیریہ مین مصرح ہو کہ اگر مولی
نے مدبر کو بیچا اور قاضی شافعی نے جواز بیع کا حکم کیا تو تدبیر فسخ ہو گئی تا اینکہ اگر یہ غلام پھر موے کی ملک مین کسی نہ کسی وجہ سے آ جاویگا پھر بعد اسکے مولی مر گیا
تو غلام نہ آزاد ہوگا کذا فی منح الغفار نعم لو قضی ببطلان بیعہ صار کالحر ہان اگر مولی حنفی نے غلام مدبر کو بیچا اور قاضی حنفی نے بطلان بیع کا بعد نالش غلام کے
حکم دیا تو یہ غلام آزاد کے مانند ہو جاویگا یعنی بالاتفاق اسکی بیع وغیرہ اب نہ جائز ہوگی اور یہ مطلب نہین کہ اسپر ہر طرح سے احکام حر کے جاری ہونگے ولا
یوہب ولا یرہن کالوقف فشرط واقف الکتب الرہن باطل لان الوقف فی ید مستعیرہ امانۃ فلا یتاتی الایفاء والاستیفاء بالرہن یہ بحر اور نہ ہبہ کرنا غلام
مدبر کا جائز ہوگا نہ اسکا رہن رکھنا جیسے وقف کا رہن جائز نہین تو کتابون کے وقف کرنے والے کو رہن کا شرط کرنا باطل ہو یعنی وقف کرنے والا یہ
شرط کرے کہ مکان یا مسجد سے وقف کی کتابین باہر کوئی نہ لیجاوے بدون کسی چیز کے گرو رکھ جانے کے تو یہ شرط باطل ہو اسواسطے کہ وقف کا مال عاریت
لینے والے کے ہاتھ مین بطور امانت کے ہو اور امانت مین بدون تعدی کے ضمان نہین تو کسی چیز کے گرو رکھنے سے دین کا استیفا نہین ہو سکتا کذا فی البحر الرائق
صاحب بحر نے اشباہ مین کہا کہ رہن شرعی کا شرط کرنا تو وقف مین جائز نہین اور رہن لغوی البتہ جائز ہو یعنے مستعیر کتب سے کوئی چیز رکھ لینا یاد رکھنے کیواسطے
کذا فی حاشیۃ المدنی ولا یخرج من الملک الا بالاعتاق والکتابۃ تعجیلا للحریۃ وستتضح فی بابہ اور نہ نکالا جاوے مدبر ملک سے مگر آزاد کر دینے اور مکاتب
کر دینے سے تاکہ آزادی اسکو جلد حاصل ہو جاوے اور باب المکاتب مین کتابت مدبر کے مسائل واضح ہونگے یعنی جب موے نے غلام کو مدبر کیا تو اب
سواے اعتاق اور کتابت کے کوئی تصرف سے اسکو اپنی ملک سے نہین نکال سکتا یہان تک کہ کسی کے واسطے وصیت نہین کر سکتا اور بدل صلح مین
نہین دے سکتا مانند حر کے والحیلۃ لمرید التدبیر علی وجہ یباع بہ ان یدبرہ مقیدا کان مت وانت فی ملکی او ان بقیت بعد موتی فانت حر اور حیلہ اس
شخص کے واسطے جو تدبیر کا ارادہ کرے اسطرح پر کہ اسکو بیچ سکے یہ ہو کہ اسکو مدبر مطلق نہ کرے بلکہ مدبر مقید کرے اسطرح پر کہ اگر مین مرون اور تو میری ملکیت
مین ہو تو تو آزاد ہو یا یون کہے کہ اگر تو میری موت کے بعد باقی رہے تو تو آزاد ہو ویستخدم المدبر ویستاجر وینکح والامۃ توطأ وتنکح جبراً اور مدبر سے
خدمت لینا اور مزدوری کرانا اور اسکا نکاح زبردستی کر دینا جائز ہو اور مدبر لونڈی سے وطی کرنا اور دوسرے مرد سے اسکا نکاح بجبر کر دینا درست ہو والمولی
احق بکسبہ وارشہ ومہر المدبرۃ لبقاء ملکہ فی الجملۃ اور مولی مدبر کے کسب کا اور اسکے خون بہا کا اور مدبرہ کے مہر کا احق ہو بسبب بقاے ملک
موے کے فی الجملہ اور اگر مدبر کسی کا خون کریگا تو موے پر اسکا خون بہا دینا لازم ہوگا اور بعضے نسخون مین بجاے ارش کے ارث کا لفظ ہو سو غلط ہو
اسواسطے کہ مدبر آزاد نہین مگر بعد موت موے کے اور موے کی حیات مین جو اسکے پاس ہو وہ مولی کی ملک ہو پھر مولی کا وارث ہونا بے معنی ہو وبموتہ

[illegible] صحیح [illegible] موت [illegible] مدبر [illegible] ثلث [illegible] امام [illegible]
[illegible] ثلث [illegible] موت سے [illegible] آزاد ہو [illegible]
[illegible] اس [illegible] مال [illegible]
[illegible] قدم [illegible] مال سے [illegible]
اس [illegible] فی [illegible] سعایت [illegible]
اس کے حساب سے [illegible] سعایت کرے [illegible]
[illegible] وصیت [illegible] حاشیہ [illegible] ثلث
اور مرض [illegible] سعایت [illegible] مدبر [illegible] وارث [illegible]
اور کافی [illegible] سعایت کرے [illegible] مولی کا [illegible] وارث [illegible]
نہیں کھتا [illegible] آزاد ہو [illegible] غلام کا مدبر [illegible] تو اگر مولی کا کوئی وارث نہ [illegible] غلام کو جائز [illegible] کل [illegible]
اسواسطے کہ مدبر درحقیقت وصیت [illegible] وارث کے ثلث سے زیادہ جاری نہیں ہوتی [illegible] قیمت [illegible]
علیہ المال السعدی [illegible] اور چونکہ مدبر [illegible] وصیت [illegible] لہذا اگر مدبر اپنے سید کو قتل کرے تو ثلث مال سے [illegible] آزاد ہوگا بلکہ اپنی کل قیمت میں سعایت کرے
جیسے مدبر سفیہ کا مدبر کل قیمت میں سعایت کرتا ہو اور اگر اپنے مالک کو ام ولد نے قتل کیا تو وہ آزاد ہو جاویگی مالک کی موت سے اور اسپر کچھ سعایت [illegible]
چنانچہ مسئلہ جوہرہ میں صراحۃ [illegible] مدبر قتل [illegible] اسواسطے آزاد [illegible] کہ اعتاق درحقیقت وصیت تھی اور وصیت قاتل کے واسطے صحیح نہیں [illegible]
کی آزادی کے [illegible] قیمت نہیں لہذا سعایت اسپر واجب نہیں [illegible] فی کل قیمۃ مدبر [illegible] دین [illegible] المولی [illegible]
اگر مولی پر دین اسقدر ہو کہ سب متروکہ کو محیط ہو تو غلام اپنی سب قیمت میں سعایت کرے یعنی اس صورت میں ثلث بھی نہ آزاد ہوگا اور قیمت سے
غلام مدبر کی قیمت مراد ہو نہ غلام خالص کی کذا فی المبتغی اور غلام مدبر زمانہ سعایت میں نزدیک امام اعظم کے مانند مکاتب کے ہو تو اسکی شہادت مقبول نہیں
اور نکاح اسکا نافذ نہیں اور صاحبین نے کہا کہ وہ حر مدیون ہو تو اسکی گواہی مقبول ہو اور اسکا نکاح بھی نافذ ہو [illegible] خیارات العتق فان
ضمن شریکہ [illegible] فی نصفہ [illegible] اور اگر غلام کے دو مالکوں میں سے ایک شریک نے غلام کو مدبر کیا تو دوسرے شریک کو عتق میں سات یا پانچ طرح کے اختیار
حاصل ہیں چنانچہ انکی تفصیل باب عتق البعض میں ہو چکی سو اگر شریک ساکت نے مدبر کرنے والے شریک سے ضمان لیا [illegible] مدبر کرنے والا مر گیا تو یہ
غلام اپنی نصف قیمت میں سعایت کرے اسکے وارثوں کے واسطے کذا فی المختار وولد المدبرۃ مدبر اتفاقا [illegible]
یعنی مدبر [illegible] ان کے ساتھ وہ بھی مولی کے مرنے کے بعد آزاد ہوگا [illegible]
یعنی ان کے ساتھ وہ آزاد ہوگا [illegible] البیع الفاسد [illegible] باب [illegible] فاسد [illegible] غلام مدبر کا [illegible]
باپ کے مانند ہو [illegible] یہ قول صحیح نہیں کذا فی البحر اسواسطے کہ لڑکا اپنی ماں کا تابع ہوتا ہو نہ باپ کا اور بعض
بعضے نسخوں میں [illegible] حلبی نے کہا [illegible] صاحب ہدایہ [illegible] لفظ مدبر کا مرد اور عورت
دونوں کو شامل ہو [illegible] حاشیۃ المدنی [illegible] آزاد [illegible]
[illegible] تدبیر کے وقت سے [illegible]

لانہ من الثلث والاستیلاد من الکل فکان اقوی اور اگر لونڈی مدبرہ اپنے مالک سے لڑکا جنے تو وہ ام ولد اسکی ہے اور اُسکی تدبیر باطل ہو گئی اسواسطے کہ تدبیر
مین عتق ثلث مال سے ہوتا ہے اور استیلاد مین عتق کل مال سے ہوتا ہے تو استیلاد قوی ہوا تدبیر سے اور قوی ضعیف کو توڑتا ہے ومنہ ای من المدبر
المقید کان قال له ان مت من سفری او مرضی ہذا او الی عشرین سنۃ مثلا مما یقع غالبا اور مدبر مقید بیچا جاوے اور ہبہ کیا جاوے اور گرو رکھا جاوے
مدبر مقید کی مثال چنانچہ مولے نے غلام سے یون کہا کہ اگر مین سفر سے یا اپنی اس بیماری سے مرجاؤن تو تو آزاد ہے یا اب سے بیس سال تک مثلاً مرون ایسی مدت
مذکور کرے جسمین غالباً موت واقع ہو سکے خلاصہ یہ ہے کہ مدبر مقید وہ ہے جسکا عتق فقط موت پر نہ ہو بلکہ موت مین کچھ قید اور صفت زیادہ لگائی جاوے مثلاً اس
سفر کی موت یا اس مرض کی موت یا دس برس یا بیس برس تک کی موت مدبر مقید مین التصرفات مالکانہ مثل بیع وغیرہ کے اسواسطے جائز ہوے کہ مولی کی
موت ان مدتون مین محتمل ہے یقینی نہین بخلاف مطلق موت کے کہ وہ بالیقین ہونے والی ہے او ان مت وغسلت او کفنت یا یہ کہ مولی نے یون کہا کہ اگر
مین مرون اور غسل دیا جاؤن یا یون کہا کہ اگر مین مرون اور کفنایا جاؤن تو تو آزاد ہے او ان مت او قتلت خلافا لزفر ورجحہ الکمال یا مولی نے غلام سے کہا کہ اگر
مین مرون یا مقتول ہون تو تو آزاد ہے تو یہ غلام ابو یوسف کے نزدیک مدبر مطلق نہین اسواسطے کہ ایک امر خاص پر تعلیق نہین اور موت اور قتل مترادف اور متساوی نہین
اسواسطے کہ قتل کو موت البتہ لازم ہے اور موت کو قتل لازم نہین تو یہ مدبر مقید ہے بخلاف زفر کے کہ اُنکے نزدیک یہ غلام مدبر مطلق ہے اور اسی قول کی ترجیح دی ہے کمال الدین نے
فتح القدیر مین اس تقریر سے کہ فی الحقیقت یہ تعلیق ہے مطلق موت پر اسواسطے کہ دو حال سے خالی ہونا ممکن نہین کہ قتل سے موت ہوگی یا بلا قتل بہر صورت موت حاصل ہے
کذا فی منح الغفار او انت حر بعد موتی او موت فلان قبلہ فیصیر مطلقا یا مولی نے یون کہا کہ تو آزاد ہے میری موت کے بعد اور فلانے شخص مثلاً
زید کی موت کے بعد تو یہ غلام مدبر مقید ہے جبتک کہ زید اس سے پہلے نہ مرے اور اگر زید مولی سے پہلے مرگیا تو یہ غلام مدبر مطلق ہو جاویگا اسواسطے کہ اب تعلیق عتق
کی فقط مولی کی موت پر منحصر ہو گئی او انت حر بعد موت فلان کما فی الدرر والکنز ورده فی البحر بان فی المبسوط وغیره من انه لیس تدبیرا بل تعلیقا حتی لو مات فلان
والمولی حی عتق من کل المال ولو مات المولی اولا بطل التعلیق یا مولے نے غلام سے کہا کہ تو حر ہے مثلاً زید کی موت کے بعد یہ مثال ہے مدبر مقید کی چنانچہ
درر اور کنز مین مذکور ہے اور رد کیا ہے اس قول کو بحر الرائق مین مبسوط وغیرہ کی روایت سے اسطرح پر کہ یہ قول تدبیر ہی نہین نہ مطلق نہ مقید بلکہ یہ تعلیق ہے عتق
کی مانند اور تعلیقات کے جیسے دخول دار کی تعلیق تا اینکہ اگر زید مثلاً مرے اور مولے زندہ رہے تو غلام کل مال سے آزاد ہوگا اور مدبر ہوتا تو مولی کی موت کے
بعد آزاد ہوتا اور ثلث مال سے آزاد ہوتا نہ کل مال سے اور اگر مولے پہلے زید سے مرگیا تو تعلیق باطل ہوگی اور غلام وارثون کا مملوک ہوگا ویعتق المقید ان وجد الشرط
بان مات من سفره او مرضه ذلک کعتق المدبر من الثلث لوجود الاضافة الی الموت اور مدبر مقید آزاد ہوگا اگر شرط عتق کی پائی جاویگی اسطرح پر کہ مولے اپنے اُسی
سفر یا اُسی مرض مین مرگیا مانند آزاد ہونے مدبر مطلق کے ثلث مال سے مدبر مقید آزاد ہوگا بسبب موجود ہونے اضافت الی الموت کے تو بعد موت کے مدبر مطلق اور
مدبر مقید کا حکم برابر ہو گیا قال ان مت من مرضی ہذا فهو حر فقتل لا یعتق بخلاف ما لو قال فی مرضی نفرق بین من وفی مولی نے کہا کہ اگر مین اپنی اس بیماری
سے مرگیا تو وہ آزاد ہے سو مولی کو قتل کر ڈالا کسی نے تو آزاد نہوگا بخلاف اسکے اگر یون کہا کہ اگر مین اپنی اس بیماری مین مرگیا تو تو آزاد ہوگا سو تفرقہ کیا گیا ہے درمیان من اور
فی کے حکم مجتبی مین اُسکے مصنف نے من مرضی اور فی مرضی مین یون فرق بیان کیا ہے کہ من مفید ہے تعلیل اور سببیت کا تو مطلب یہ ہوا کہ اگر مین اس بیماری کے سبب سے مرون
تو قتل دوسرا سبب ہوا سوا بیماری کے تو شرط عتق کی نپائی گئی اور لفظ فی کا مقید ہے ظرفیت کا یعنی موت مرض مین واقع ہو خواہ بیماری سے ہو یا کسی اور سبب سے ولہ حمی فتحول
صداعا او عکسہ قال محمد ہو مرض واحد مجتبی اور اگر مولی نے کہا کہ اگر مین اس بیماری سے مرون تو غلام آزاد ہے اور مولی کو تپ کی بیماری تھی سو بدل کر دوسری بیماری ہو گئی یا
درد سر تھا سو تپ ہو گئی محمد نے کہا کہ تپ اور درد سر ایک ہی بیماری ہے کذا فی المجتبی ہر چند تپ اور درد سر جدا جدا دو مرض ہین لیکن چونکہ اکثر دونون باہم متلازم
ہین لہذا اُنکو ایک ہی شمار کیا وقیمۃ المدبر المطلق ثلثا قیمتہ قنا بہ یفتی اور قیمت مدبر مطلق کی دو ثلث اُسکی قیمت کی ہے اگر وہ خالص غلام ہوتا ہے اسی قول پر فتویٰ ہے یعنی

[illegible] مقبوضہ ہیں پس اگر وہ مر جائے تو حصہ قیمت ہو گی والمدبر المقید یقوم مدبرا [illegible]
[illegible] حکایت [illegible] قیمت [illegible] سے سودان [illegible] قال [illegible]
[illegible] ہے اپنے غلام سے کہا [illegible] تو ایک [illegible] بیچی [illegible]
[illegible] مال سے ہو واسطے کہ امام [illegible] کے نزدیک [illegible] عتق اول [illegible] مدبر [illegible] تھا کذا فی [illegible]
[illegible] قول [illegible] مولی واسطے جنایا جائز ہو قول تحت میں فرع مسئلہ مقدر سابق کا قال مریض اعتقوا غلامی بعد موتی ان شاء اللہ صح
[illegible] بعد موتی ان شاء اللہ [illegible] لان قولہ الا الاستثناء [illegible] باطل [illegible] الثانی ایجاب یصح الاستثناء کہا ایک بیمار نے کہ آزاد کیجیو میرے غلام کو میری
موت کے بعد انشاء اللہ تو یہ وصیت صحیح ہو اور ثلث مال سے آزاد کرنا لازم ہوگا اور اس قول میں کہ وہ آزاد ہو میری موت کے بعد انشاء اللہ تو یہ وصیت
صحیح نہ ہوگی اسواسطے کہ قول اول بصیغہ امر ہو اور استثناء امر میں باطل ہو اور قول ثانی ایجاب ہو اور استثناء اسمین صحیح ہو

باب الاستیلاد

قولہ هو طلب الولد من [illegible] مختصر الفقہاء باب ثانی یہ باب ہو استیلاد کے احکام میں استیلاد لغت عرب میں عبارت ہو خواہش اولاد سے خواہ زوجہ سے
ہو خواہ لونڈی سے اور [illegible] کرلیا ہو ثانی سے یعنی اصطلاح فقہ میں لونڈی سے اولاد لینے کو استیلاد کہتے ہیں اور ولدت و لو سقطا الامۃ ولد
من سیدہا ولو استدخال غیرہا جبکہ جنی لونڈی اپنے مالک سے اگرچہ بچہ ناتمام پیدا ہوا ہو گو کہ لونڈی مدبرہ ہو اور اگرچہ لونڈی نے مالک کو نطفہ اپنی شرمگاہ
میں ڈال لیا ہو بغیر جماع کے یعنی مالک نے محل مخصوص میں جماع نکیا ہو لیکن بعد انزال کے فوراً گرما گرم اسکا نطفہ لونڈی نے داخل کرلیا ہو اور وہ حاملہ ہوگئی ہو اور بچہ کہ پیدا ہوا ہو گو
یہ کہ مالک ہوگا اور لونڈی ام ولد ہو جاوے گی کذا فی النہر عن المحیط باقرارہ و ینبغی ان یشہد لئلا یسترق ولدہ بعد موتہ لونڈی جنی مالک کے اقرار ولدت سے اور
یہ بات لائق ہو مالک کو کہ لوگوں کو گواہ کر دے کہ یہ لونڈی میرا بچہ جنی ہو تا کہ وارث اسکے ولد کو بعد موت مالک کے غلام نہ بنا دیں ولو حاملا کقولہ حملہا او ما فی
بطنہا منی کا مرفی ثبوت النسب و ہذا قضاء اما دیانۃ فیثبت بلا دعوی کا ستیلاد معتوہ و مجنون وہبانیہ اگرچہ اقرار مالک کا لونڈی کے حاملہ ہونے کے وقت
ہو نہ ولادت کے وقت چنانچہ یوں کہنا مولی کا کہ حمل اس لونڈی کا مجھسے ہو یا جو اسکے پیٹ میں ہو سو مجھسے ہو اور یہ یعنے ثبوت نسب لڑکا موقوف ہونا مولی
کے اقرار پر بنا بر حکم قاضی کے ہو اور دیانت میں یعنی فیما بینہ و بین اللہ تو نسب بدون دعوی کے بھی ثابت ہوگا تو مالک کو نفی ولد کی کرنا جائز نہیں اگر لونڈی سے
جماع کرتا ہو بشرطیکہ وہ کوچہ گرد نہو کذا فی حاشیۃ المدنی جیسے استیلاد مرد بیہوش اور مجنون کا بلا دعوت ثابت ہوتا ہو کذا فی الوہبانیہ یعنی اگر مرد بیہوش یا
مجنون کی لونڈی اسکے تصرف میں ہوگی اور بچہ جنے گی تو وہ لڑکا اسی کا ہوگا بلا اقرار اسواسطے کہ مجنون وغیرہ میں اہلیت دعوت کی نہیں او ولدت من زوج ونحو سیدا
کوطی بشبہۃ فولدت فاشتراہا الزوج ای ملکہا کلا او بعضا فہی ام ولدہ من حین الملک یا جنی لونڈی اپنے زوج سے جسکے ساتھ اسکے مولی نے نکاح
کر دیا تھا اگرچہ نکاح فاسد ہوا ہو مانند وطی بالشبہہ کے پھر وہ لونڈی جنی پھر اسکو اسکے زوج مذکور نے خرید کیا یعنی اسکا مالک ہوا خواہ بیع سے یا ہبہ سے کل کا مالک
ہوا یا بعض کا تو یہ لونڈی جو مولی کے اقرار سے جنی یا جسکو اسکا زوج مالک ہوا ام ولد ہوگئی مالک ہونے کے وقت سے یعنی ابتدائے علوق سے کذا فی حاشیۃ الطحاوی
فلو ملک ولدا من غیرہ فلہ بیعہ جب ام ولد ہونا لونڈی کا ابتدائے ملک سے ہوا تو اگر زوج مشتری اس لونڈی کے ولد کا جو غیر کے نطفے سے ہو مالک ہوگا تو
اسکو ولد کے بیچ لینے کا اختیار ہو وکذا لو استولدہا بملک ثم استحقت ثم ملکہا فان عتق ام الولد یتکرر بتکرار الملک کالمحارم بخلاف المدبرۃ
اور اسی طرح اگر لونڈی کو ام ولد بنایا بسبب ملک کے پھر وہ لونڈی غیر کی مملوکہ ثابت ہوئی یا مرتدہ ہو کر دار الحرب میں جا ملی پھر یہ شخص اسکا مالک
ہوا تو عتق ام ولد کا دوبارہ ثابت ہوگا بسبب دوبارہ مالک ہونے کے جیسے عتق محارم کا مکرر ہوتا ہو تکرار ملک سے بخلاف مدبرہ کے کہ اگر مدبرے نے

اُسکو آزاد کر دیا یا پھر وہ مرتد ہو کر دار الحرب میں گئی اور گرفتار ہو کر مملوک ہوئی موسلے کی تو اب مدبرہ نہ ہوگی م یہ جو شارح نے کہا کہ عتق ام ولد کا مکرر ہوتا ہی
تکرار ملک سے مراد عتق سے عتق مجازی ہی یعنے ام ولد ہونا اُسکا پھر ثابت ہوگا اور عتق حقیقی مراد نہین اسواسطے کہ ام ولد بعد مرنے موسلے کے آزاد ہوتی ہی طحطاوی
نے کہا شارح کو مناسب تھا کہ اِس مسئلہ کو جداگانہ ذکر کرتا اسلیئے کہ ارتباط اِسکا ماقبل سے مناسب نہین کذا فی حاشیۃ المدنی والمستولدۃ کالمدبرۃ فی تدبیر او اُم ولد کا
حکم مدبرہ کے مانند ہی چنانچہ اُسکا بیان ہو چکا یعنی اُسکی بیع اور ہبہ اور رہن جائز نہین الا فی ثلثۃ عشر مذکورۃ فی فروق الاشباہ والبیع الفاسد من البحر ام ولد
مثل مدبرہ کے ہی مگر تیرہ مسئلون مین فرق ہی جنکا ذکر اشباہ کے فرقون کی بحث مین اور بحر الرائق کے باب بیع فاسد مین مصرح ہی انمین سے ماتن اور
شارح نے چار صورتون کو مذکور کیا منہا انہا تعتق بموتہ من کل مالہ والمدبرۃ من ثلثہ من غیر سعایۃ والمدبرۃ تسعی اُن تیرہ مسئلون مین سے ایک یہ ہی
کہ ام ولد موسلے کی موت سے اُسکے تمام مال سے آزاد ہوتی ہی اور مدبرہ ثلث مال سے آزاد ہوتی ہی اور ام ولد بدون سعایت کے آزاد ہوتی ہی اور مدبرہ
سعایت کرکے آزاد ہوتی ہی م ام ولد بعد موت موسلے کے کل مال سے آزاد ہو جاتی ہی اُسکی بیع جائز نہین اور سعایت اُسپر لازم نہین اگرچہ موسلے قرضدار مرا ہو
اور یہی مذہب ہی جمہور صحابہ اور تابعین اور فقہاء معتبرین کا مگر بشر مریسی اور داؤد ظاہری جمہور کے مخالف اُسمین قائل ہین سو لائق اعتماد کے نہین کذا سفی
فتح القدیر ولو قضی بجواز بیعہا لم ینفذ اور اگر قاضی غیر حنفی ام ولد کی جواز بیع کا حکم کرے تو اُسکا حکم جاری نہوگا نزدیک محمد کے اور اسی قول پر فتوی ہی کذا سفی
حاشیۃ المدنی عن الخانیۃ والظہیریۃ بل یتوقف علی قضاء قاض آخر امضاء وابطالاً ذخیرہ وینفذ فی المدبرۃ کام بلکہ جواز بیع کا حکم موقوف رہیگا دوسرے قاضی کے
حکم پر جائز رکھنے مین اور باطل کرنے مین یعنے مجتہدین معتبرین کا اختلاف ہوتا تو قاضی کے حکم سے رفع اختلاف ہو جاتا اور چونکہ یہ حکم جمہور صحابہ اور فقہاء کے
مخالف ہی لہذا قاضی کا حکم رافع اختلاف کا نہین ہو سکتا بلکہ دوسرے قاضی کی قضاء پر موقوف ہی تو اگر دوسرے قاضی غیر حنفی نے اول قاضی کے
حکم کو جاری کر دیا تو اب بیع ام ولد کی نافذ ہوگی کسی کے توڑنے سے نہ ٹوٹے گی اور اگر قاضی حنفی نے قاضی اول کا حکم باطل کر دیا تو اب بالاتفاق اُسکی
بیع باطل ہو جاویگی کذا فی الذخیرۃ اور مدبرہ کے جواز بیع مین ایک ہی قاضی کا حکم نافذ ہوگا دوسرے قاضی کے حکم پر موقوف نہ رہیگا اسواسطے کہ
مدبرہ کے جواز بیع مین مجتہدین معتبرین باہم مختلف ہین چنانچہ امام شافعی جواز کے قائل ہین وان ولدت بعدہ ولدا ثبت نسبہ بلا دعوۃ اذا لم
تحرم علیہ بنحو نکاح او کتابۃ او وطی ابنہ او المولی امہا فحینئذ لو ولدت لاکثر من ستۃ اشہر لا یثبت الا بدعوۃ الا فی المزوجۃ فلا یثبت بل یعتق علیہ اور اگر ام ولد
ایک ولد کے بعد دوسرا ولد جنے تو اُسکا نسب بدون دعوی موسلے کے ثابت ہو جاویگا بشرطیکہ ام ولد بعد ولد اول کے موسلے پر حرام نہ ہو گئی ہو کسی
وجہ سے جیسے دوسرے کے ساتھ نکاح کر دینے سے یا مکاتبہ کر دینے سے یا ابن موسلے کے وطی سے یا بسبب وطی کرنے موسلے کے ام ولد کی ماں سے
تو اُسوقت مین اگر ام ولد محرمہ چھ مہینے یا چھ مہینے سے زیادہ مدت مین جنی تو اُسکے ولد کا نسب موسلے سے ثابت نہوگا مگر دعوی نسب سے البتہ نسب ثابت
ہوگا مگر ام ولد منکوحہ کے ولد کا نسب دعوی سے بھی نہ ثابت ہوگا اسلیئے کہ اُسکا ولد زوج سے ثابت النسب ہی بلکہ موسلے کے دعوی کرنے سے ولد اُسکا
موسلے پر آزاد ہو جاویگا بسبب ولی کے اقرار کے ولو لاقل من ستۃ اشہر ثبت بلا دعوۃ لفساد النکاح لندب الاستبراء لہا قبلہ وقدمناہ فی نکاح الرقیق و ثبوت
النسب اور اگر ام ولد ولد ثانی کو بعد عارض ہونے حرمت کے چھ مہینے سے کمتر مدت مین جنی تو اُسکے ولد کا نسب موسلے سے بدون دعوی کے ثابت ہوگا
اور در صورت نکاح کر دینے کے اُسکا نکاح فاسد ہو جاویگا واسطے مستحب ہونے استبراء کے لونڈی کے حق مین قبل نکاح کے یعنی مولی پر مستحب ہی کہ جب
ام ولد کا نکاح کر دینے کا ارادہ کرے تو قبل تزویج کے ایک حیض سے استبراء کرکے نکاح کر دے کذا فی البحر شارح کہتا ہی اور ہمنے استبراء کے استحباب کو غلام کے
نکاح اور ثبوت نسب مین اول بیان کر دیا ہی لکنہ ینتفی بنفیہ من غیر توقف علی لعان لان الفراش ابدہ ضعیف للامۃ ومتوسط لام الولد وقوی کما ہو قوی
للمنکوحۃ فلا ینتفی الا باللعان واقوی للمعتدۃ فلا ینتفی اصلا لعدم الا لعان ہر چند ام ولد کے ولد ثانی کا ثبوت نسب اقرار موسلے پر موقوف نہین

لیکن اسکا نسب مولی کی نفی کرنے سے نفی ہو جاتا ہو بلا توقف کے لعان پر بیسے بدون لعان کے مجرد نفی کرنیکے نفی ہو جاتا ہو اسواسطے کہ فراش ہو توام ولد کا فراش
ضعیف ہو یعنی اسکو بدون اقرار مولی کے اسکا ولد ثابت النسب نہین ہوتا اور اسکا فراش ضعیف ہے تو نفی ہو جاتا ہو اور اسکا حکم معلوم ہوا کہ اسکا ولد بدون اقرار مولی کے
بھی ثابت النسب ہی لیکن نفی کرنے سے نفی ہو جاتا ہو اور تیسرا فراش قوی منکوحہ کا ہو کہ اسکے ولد کا نسب اقرار پر موقوف نہین اور اسکا نسب نفی نہین ہو سکتا بدون لعان سے
اور جو مختار ہی یہی ہی کہ منکوحہ کا ہو کہ اسکے ولد کا نسب نفی صرف نفی سے نہین ہو سکتا اسبب ہو نے لعان کے اور لعان اسواسطے نہین ہو سکتا کہ زوجیت قائم نہین اور ذمی
ہو قاضی نے نفی ہی حکم کیا مبا لعتضاء ام ولد کے ولد کا نسب نفی نہین ہوتا اسلئی کی نفی سے مگر جب حنفی مذہب کے سوا دوسری مذہب کا قاضی جسکے مذہب مین
نفی کرنے سے نفی نہین ہوتا وہ حکم کرے عدم نفی کا تو حنفی مذہب پر لازم ہو جاویگا ثبوت نسب کا بسبب قضا کے اور تطاول از زمان و ہو ساکت کما فی اللعان و دلیل
در مختار و فی شرح منیہ فی الاتین الصورتین یا مدت دراز گذر گئی اور مولی ساکت رہا نفی کرنے سے جیسا کہ ذکر باب اللعان مین گذر گیا اسواسطے کہ سکوت مدت
دراز تک دلیل ہو رضامندی کی تو اب اسکی نفی کرنے سے ان دونون صورتون مین اسکا نسب نفی نہوگا اذا اسلمت ام ولد الذمی یعنی ایک ذمی کی ام ولد مسلمان ہوگئی تو کافر
الاسلام جب مسلمان ہوگئی ام ولد ذمی کی یعنی کافر کی تاکہ ذمی اور مستامن دونون کو حکم شامل رہے یا مدبرہ ذمی یا مستامن کی مسلمان ہوئی کذا ذکرہ مسکین تو کافر
پر اسلام عرض کیا جاوے اسواسطے کہ مسلم کا کافر کے تحت مین رہنا جائز نہین فان اسلم فہی لہ تو اگر ذمی یا مستامن نے اسلام قبول کیا تو ام ولد یا مدبرہ
بھی ویسی ہی اسکی رہی والا سعت نظرا للجانبین لان خصومۃ الذمی والدابۃ یوم القیمۃ اشد من خصومۃ المسلم اور اگر ذمی نے اسلام سے انکار کیا تو ام ولد کے واسطے
سعایت کرے لحاظا دونون جانبون کے ام ولد کی جانب مین سعایت سے یہ رعایت ہوئی کہ وہ ذلت سے بچی آزاد ہوگئی اور ذمی کی جانب مین سعایت سے یہ
رعایت ہوئی کہ مال ملنے سے اسکا ضرر دفع ہوا ذمی کا حق شرع مین اسواسطے باطل نہوا کہ خصومت ذمی اور جانور کی قیامت کے دن سخت تر ہو مسلم کی خصومت
سے اسواسطے کہ اگر مسلم دوسرے مسلم پر ظلم کریگا تو قیامت مین امید ہو کہ مسلم مظلوم عفو کرے یا ظالم کے حسنات مظلوم کو عوض مین ملین یا مظلوم کا وبال ظالم
پر پڑ جاوے بخلاف ذمی مظلوم کے کہ اس سے توقع عفو کی نہین اور حسنات مسلم ظالم کے ذمی کو نہین مل سکتے اسواسطے کہ وہ لائق ثواب کے نہین
کافر کا وبال مسلم ظالم پر پڑنا اسمین تامل ہو پھر جب ذمی کی حق تلفی کا معاوضہ نہوسکا تو رہائی سخت مشکل ہو اور اسیطرح جانور بے زبان پر ظلم کرنا سخت اندیشناک
ہو کذا فی حاشیۃ المدنی اللہم انا نعوذ بک من مظالم عبادک اجمعین فی ثلث قیمتہا قنۃ وعتقت لعدادہا اے القیمۃ التی قدرہا القاضی ام ولد سعایت
کرے اپنی ثلث قیمت مین خالص لونڈی ہونے کی حالت کی قیمت یعنی اگر ام ولد نہوتی خالص لونڈی ہوتی تو جو اسکی قیمت تھی اسکا ثلث درم ہوتا تو اسی
کا کما دینا اسپر لازم ہو اور آزاد ہو جاویگی بعد ادا کرنے اس قیمت کے جسکا قاضی نے مقرر کردیا ہو یہ ثلث قیمت کی سعایت نہایۃ البیان مین مذکور ہو کذا فی منح الغفار
وہی مکاتبۃ فی حال سعایتہا الا فی صورتین بلارد الی الرق لو عجزت اذا لورثت لا عبدت اور وہ یعنی ذمی کی ام ولد بمنزلہ مکاتبہ کے ہو سعایت کی
حالت مین مگر دو صورتون مین مکاتبہ کے برابر نہین پہلی صورت یہ کہ اگر وہ عاجز ہوا اسے قیمت سے تو رقیت کی طرف نہ پھیری جاویگی بخلاف مکاتبہ کے
کہ اگر ام ولد رقیت کی طرف پھیری جاویگی تو کافر کی ملکیت پھر اسپر ثابت ہوگی تو مسلم کو ذلت لازم آویگی اور حالانکہ شرعا یہ جائز نہین ولو مات قبل
سعایتہا و اما ولد ولدہ تو فی سعایتہا سے فیا علیہا والا عتقت مجانا لانہا ام ولد دوسری صورت یہ کہ اگر مولی مرگیا قبل سعایت ام ولد کے اور حالانکہ
اسکا ایک لڑکا ہو جسکو سعایت کی مدت مین جنی تو وہ لڑکا اپنی ماں کی قیمت مین سعایت کرے اور اگر لڑکا نہ ہو تو وہ مفت آزاد ہوگی اسواسطے
کہ وہ ام ولد ہو اور ام ولد بعد موت مولی کے بلا سعایت آزاد ہوتی ہو مع سعایت ولد کی قیمت مین در صورت ام ولد کی موت مین ہو اسکے مولی
کی موت مین تو شارح کو مناسب تھا کہ مصنف کے کلام سے اپنے کلام کو ملائے ؛ ملا تا بعد حکم موت مولی کے ام ولد کی موت کا حکم بعدہ بیان کرتا چنانچہ
در المنتقی کی یون عبارت ہو ولو ماتت عتقت بلا سعایۃ ولو ماتت ہی و معہا ولد ولدتہ فی سعایتہا سعی فیما علیہا یعنی اگر ام ولد کا مولی مرگیا تو بلا سعایت

اُسکو آزاد کر دیا یا پھر وہ مرتد ہو کر دار الحرب مین گئی اور گرفتار ہو کر مملوک ہوئی موے کی تو اب مدبرہ نہ ہوگی ہم یہ جو شارح نے کہا کہ عتق ام ولد کا مکرر ہوتا ہی
تکرار ملک سے مراد عتق سے عتق مجازی ہی یعنے ام ولد ہونا اُسکا پھر ثابت ہوگا اور عتق حقیقی مراد نہین اسواسطے کہ ام ولد بعد مرنے موے کے آزاد ہوتی ہی طحطاوی
نے کہا شارح کو مناسب تھا کہ اِس مسئلہ کو جداگانہ ذکر کرتا اسلیے کہ ارتباط اِسکا ما قبل سے مناسب نہین کذا فی حاشیۃ المدنی والمستولدۃ کالمدبرۃ وقد مر اور ام ولد کا
حکم مدبرہ کے مانند ہی چنانچہ اُسکا بیان ہو چکا یعنی اُسکی بیع اور ہبہ اور رہن جائز نہین الا فی ثلٰثۃ عشر مذکورۃ فی فروق الاشباہ والبیع الفاسد من البحر ام ولد
مثل مدبرہ کے ہی مگر تیرہ مسئلون مین فرق ہی جنکا ذکر اشباہ کے فرقون کی بحث مین اور بحر الرائق کے باب بیع فاسد مین مصرح ہی اُسین سے متن اور
شارح نے چار صورتون کو مذکور کیا منہا انہا تعتق بموتہ من کل مالہ والمدبرۃ من ثلثہ من غیر سعایۃ والمدبرۃ تسعے اُن تیرہ مسئلون مین سے ایک یہ ہی
کہ ام ولد موے کی موت سے اُسکے تمام مال سے آزاد ہوتی ہی اور مدبرہ ثلث مال سے آزاد ہوتی ہی اور ام ولد بدون سعایت کے آزاد ہوتی ہی اور مدبرہ
سعایت کر کے آزاد ہوتی ہی ہم ام ولد بعد موت موے کے کل مال سے آزاد ہو جاتی ہی اُسکی بیع جائز نہین اور سعایت اُسپر لازم نہین اگرچہ موے قرضدار مرا ہو
اور یہی مذہب ہی جمہور صحابہ اور تابعین اور فقہاء معتبرین کا مگر بشر مریسی اور داؤد ظاہری جمہور کے مخالف اُسین قائل ہین سو لائق اعتماد کے نہین کذا فے
فتح القدیر ولو قضی بجواز بیعہا لم ینفذ اور اگر قاضی غیر حنفی ام ولد کی جواز بیع کا حکم کرے تو اُسکا حکم جاری نہوگا نزدیک محمد کے اور اسی قول پر فتوی ہی کذا فے
حاشیۃ المدنی عن الخانیۃ والظہیریۃ بل یتوقف علی قضاء قاض آخر امضاء وابطالا ذخیرہ وینفذ فی المدبرۃ کما مر بلکہ جواز بیع کا حکم موقوف رہیگا دوسرے قاضی کے
حکم پر جائز رکھنے مین اور باطل کرنے مین یعنے مجتہدین معتبرین کا اختلاف ہوتا تو قاضی کے حکم سے رفع اختلاف ہو جاتا اور چونکہ یہ حکم جمہور صحابہ اور فقہا کے
مخالف ہی لہذا قاضی کا حکم رافع اختلاف کا نہین ہو سکتا بلکہ دوسرے قاضی کی قضا پر موقوف ہی تو اگر دوسرے قاضی غیر حنفی نے اول قاضی کے
حکم کو جاری کر دیا تو اب بیع ام ولد کی نافذ ہوگی کسی کے توڑنے سے نہ ٹوٹے گی اور اگر قاضی حنفی نے قاضی اول کا حکم باطل کر دیا تو اب بالاتفاق اُسکی
بیع باطل ہو جاویگی کذا فی الذخیرۃ اور مدبرہ کے جواز بیع مین ایک ہی قاضی کا حکم نافذ ہوگا دوسرے قاضی کے حکم پر موقوف نہ رہیگا اسواسطے کہ
مدبرہ کے جواز بیع مین مجتہدین معتبرین باہم مختلف ہین چنانچہ امام شافعی جواز کے قائل ہین وان ولدت بعدہ ولدا ثبت نسبہ بلا دعوۃ اذا لم
تحرم علیہ بنحو نکاح او کتابۃ او وطی ابنہ او المولی امہا ولم ینفہ ولو ولدت لاکثر من ستۃ اشہر لا یثبت الا بدعوۃ الا فی المزوجۃ فلا یثبت بل یعتق علیہ اور اگر ام ولد
ایک ولد کے بعد دوسرا ولد جنے تو اُسکا نسب بدون دعوی موے کے ثابت ہو جاویگا بشرطیکہ ام ولد بعد ولد اول کے موے پر حرام نہ ہو گئی ہو کسی
وجہ سے جیسے دوسرے کے ساتھ نکاح کر دینے سے یا مکاتبہ کر دینے سے یا ابن موے کے ولی سے یا بسبب وطی کرنے موے کے ام ولد کی ماں سے
تو اسوقت مین اگر ام ولد حرمت کے چھ مہینے یا چھ مہینے سے زیادہ مدت مین جنی تو اُسکے ولد کا نسب موے سے ثابت نہوگا مگر دعوی نسب سے البتہ نسب ثابت
ہوگا مگر ام ولد منکوحہ کے ولد کا نسب دعوی سے بھی نہ ثابت ہوگا اسلیے کہ اُسکا ولد زوج سے ثابت النسب ہی بلکہ موے کے دعوی کرنے سے ولد اُسکا
مولی پر آزاد ہو جاویگا بسبب مولی کے اقرار کے ولو لاقل من ستۃ اشہر ثبت بلا دعوۃ فسد النکاح لتذکیر الاستبراء لہا قبلہ وقدمناہ فی نکاح الرقیق وثبوت
النسب اور اگر ام ولد ولد ثانی کو بعد عارض ہونے حرمت کے چھ مہینے سے کمتر مدت مین جنی تو اُسکے ولد کا نسب موے سے بدون دعوی کے ثابت ہوگا
اور در صورت نکاح کر دینے کے اُسکا نکاح فاسد ہو جاویگا واسطے مستحب ہونے استبراء کے لونڈی کے حق مین قبل نکاح کے یعنی مولی پر مستحب ہی کہ جب
ام ولد کا نکاح کر دینے کا ارادہ کرے تو قبل تزویج کے ایک حیض سے استبرا کر دے کر نکاح کر دے کذا فی البحر شارح کہتا ہی اور ہمنے استبراء کے استحباب کو غلام کے
نکاح اور ثبوت نسب مین اول بیان کر دیا ہی لکنہ ینتفی بنفیہ من غیر توقف علی لعان لان الفراش ایضا ضعیف للامۃ ومتوسط لام الولد وعلم حکمہا وقوی
للمنکوحۃ فلا ینتفی الا باللعان واقوی للمعتدۃ فلا ینتفی اصلا لعدم اللعان ہی چند ام ولد کے ولد ثانی کا ثبوت نسب اقرار موے پر موقوف نہین

لیکن اسکا نسب مولی کی نفی کرنے سے نفی ہو جاتا ہو یا توقف کے لعان ہونے بدون لعان کے مجرد نفی کرنیکے نفی ہو جاتا ہو اسواسطے کہ فراش جو تیسرے درجہ کا ہو
نسبت حرمت کی کلام ہو بدون اقرار صریح کے ولد ثابت النسب نہین ہوتا دوسرا فراش جو ضعیف تر ہی ام ولد ہو اور اسکا حکم معلوم ہو کہ اسکے ولد بدون اقرار مولی کے
بھی ثابت النسب ہو لیکن نفی کرنے سے نفی ہو جاتا ہی تیسرا فراش قوی منکوحہ کا کہ اسکے ولد کو نسب اقرار پر موقوف نہین اور اسکے نسب نفی نہین ہو سکتا بدون لعان کے
اور چوتھا فراش قوی تر معتدہ کا کہ اسکے ولد کو نسب کسی طرح نفی نہین ہو سکتا بسبب نہ ہونے لعان کے درمیان اسواسطے نہین ہو سکتا کہ زوجیت قائم نہین از فتح القدیر
یہ قاضی غیر حنفی پر ہی لکن ینفذ یعنی بالقضاء ام ولد کے فرزند کا نسب نفی نہین ہوتا مولی کی نفی سے کہ جب حنفی مذہب کے سوا اور کسی مذہب کا قاضی جسکے مذہب مین
نفی کرنے سے نفی نہین ہوتا وہ حکم کرے عدم نفی کا تو حنفی مذہب پر لازم ہو جاویگا ثبوت نسب کا بسبب تقادم اور تطاول الزمان رہو ساکت کما مر فی اللعان لانہ دلیل
الرضا بحرفان نفیہ بعد ذلک فی ہاتین الصورتین یا مدت دراز گذر گئی اور مولی ساکت رہا نفی کرنے سے چنانچہ اسکا ذکر باب اللعان مین گذر گیا اسواسطے کہ سکوت مدت
دراز تک دلیل ہو رضامندی کی تو اب اسکی نفی کرنے سے ان دونون صورتون مین اسکا نسب نفی نہوگا اذا اسلمت ام ولد الذمی یعنی الکافر او مدبرته سعین عرض علیه
الاسلام جب مسلمان ہو گئی ام ولد ذمی کی یعنی کافر کی تا کہ ذمی اور مستامن دونون کو حکم شامل رہے یا مدبرہ ذمی یا مستامن کی مسلمان ہوئی کذا ذکرہ مسکین تو کافر
پر اسلام عرض کیا جاوے اسواسطے کہ مسلمان کا کافر کے تحت مین رہنا جائز نہین فان اسلم فہی لہ تو اگر ذمی یا مستامن نے اسلام قبول کیا تو ام ولد یا مدبرہ جیسے
تھی ویسی ہی اسکی رہی والا سعت نظر للجانبین لان خصومة الذمی والدابة یوم القیمة اشد من خصومة المسلم اور اگر ذمی نے اسلام سے انکار کیا تو ام ولد کے واسطے
سعایت کرے بلحاظ دونون جانبون کے ام ولد کی جانب مین سعایت سے یہ رعایت ہوئی کہ وہ ذلت سے بچی آزاد ہو گئی اور ذمی کی جانب مین سعایت سے یہ
رعایت ہوئی کہ مال ملنے سے اسکا ضرر دفع ہوا ذمی کا حق شرع مین اسواسطے باطل نہوا کہ خصومت ذمی اور جانور کی قیامت کے دن سخت تر ہی مسلم کی خصومت
سے اسواسطے کہ اگر مسلم دوسرے مسلم پر ظلم کریگا تو قیامت مین امید ہی کہ مسلم مظلوم عفو کرے یا ظالم کے حسنات مظلوم کو عوض مین ملین یا مظلوم کا وبال ظالم
پر ڈالا جاوے بخلاف ذمی مظلوم کے کہ اس سے توقع عفو کی نہین اور حسنات مسلم ظالم کے ذمی کو نہین مل سکتے اسواسطے کہ وہ لائق ثواب کے نہین اور
کافر کا وبال مسلم ظالم پر پڑنا اسمین تامل ہی پھر جب ذمی کی حق تلفی کا سد عوضہ نہو سکا تو بڑی سخت مشکل ہی اور اسیطرح جانور بے زبان پر ظلم کرنا سخت اندیشناک
ہی کذا فی حاشیة المدنی اللہم انا نعوذ بک من مظالم عبادک اجمعین فی ثلث قیمتها قنة وعتقت بعد ادائها اے القیمة التی قدرها القاضی ام ولد سعایت
کرے اپنی ثلث قیمت مین خالص لونڈی ہونے کی حالت کی قیمت یعنی اگر ام ولد نہ ہوتی خالص لونڈی ہوتی تو مثلاً اسکی قیمت تیس درم ہوتے تو دس درم
کا کما دینا اسپر لازم ہی اور آزاد ہو جاویگی بعد ادا کرنے اس قیمت کے جسکا قاضی نے مقرر کر دیا ہی ثلث قیمت کی سعایت غایة البیان مین مذکور ہی کذا فی منح الغفار
وہی مکاتبة فی حال سعایتها الا فی صورتین بلا رد الی الرق لو عجزت اذا ورث لا تورث اور وہ یعنی ذمی کی ام ولد مانند مکاتبہ کے ہی سعایت کی
حالت مین مگر دو صورتون مین مکاتبہ کے برابر نہین پہلی صورت یہ کہ اگر وہ عاجز ہوا ادائے قیمت سے تو رقیت کی طرف نہ پھیری جاویگی بخلاف مکاتبہ کے اسواسطے
کہ اگر ام ولد رقیت کی طرف پھیری جاویگی تو کافر کی ملکیت پھر اسپر ثابت ہو گی تو مسلم کو ذلت لازم آویگی اور حالانکہ شرعاً یہ جائز نہین ولو مات قبل
سعایتها وامة او ولد ولدتہ فی سعایتها سعے فیما علیها والا عتقت مجانا لانها ام ولد دوسری صورت یہ کہ اگر مولی مر گیا قبل سعایت ام ولد کے اور حالانکہ
اسکا ایک لڑکا ہی جسکو سعایت کی مدت مین جنی تو وہ لڑکا اپنی ماں کی قیمت مین سعایت کرے اور اگر لڑکا نہ ہو تو مفت آزاد ہو گی اسواسطے
کہ وہ ام ولد ہی اور ام ولد بعد موت مولے کے بلا سعایت آزاد ہوتی ہی ام سعایت ولد کی قیمت مین درصورت ام ولد کی موت مین ہی نہ اسکے دوست
کی موت مین تو شارح کو مناسب تھا کہ مصنف کے کلمہ سے اپنے کلام کو بیان نہ ملاتا بعد حکم موت مولے کے ام ولد کی موت کا حکم جدا بیان کرتا چنانچہ
در المنتقی کی یون عبارت ہی ولو ماتت عتقت بلا سعایة ولو ماتت ہی وعنها ولد ولد فی سعایتها سعی فیما علیها یعنی اگر ام ولد کا مولے مر گیا تو وہ بلا سعایت

منفعت آزاد ہوگئی اور اگر ام ولد قبل سعایت کے مر گئی اور اسکا ایک لڑکا تھا جسکو سعایت کی حالت مین جنی تو وہ اپنی ماں کی قیمت مین سعایت کرے بخلاف مکاتبہ
کے کہ اگر اسکا مولی مریگا تو وہ منفعت نہ آزاد ہوگی بلکہ اُسکے وارثون کیواسطے سعایت کریگی کذا فی حاشیۃ المدنی وکذا حکم المدبرۃ فیسعی فی ثلثی قیمتہ ادر اسیطرح ہی حکم
مدبر کا یعنی اگر ذمی اور مستامن کا مدبر مسلمان ہوجاوے اور اُسکا مولی مسلمان ہونے سے انکار کرے تو مدبر اپنی دو ثلث قیمت مین سعایت کرے یعنی جو خالص غلام کی
قیمت ہو اُسکے دو ثلث مین سعایت کرے کذا فی حاشیۃ المدنی ولو اسلم قن الذمی عرض الاسلام علیہ فان اسلم فبہا والا امر ببیعہ تخلصا من یدالکافر ذکرہ مسکین
اور اگر ذمی کا خالص غلام مسلمان ہو گیا تو ذمی پر اسلام عرض کیا جاوے سو اگر وہ بھی مسلمان ہوا تو خوب بات ہی وہ اسکا غلام بنا رہیگا جیسا کہ سابق مین تھا اور اگر اُسنے
اسلام سے انکار کیا تو غلام کے بیچ ڈالنے کا حکم کیا جاویگا تاکہ مسلمان کافر کے ہاتھ سے نجات پاوے کذا ذکرہ مسکین فی شرح الکنز فان ادعی ولد امۃ مشترکۃ ولو
مع ابنہ ثبت نسبہ منہ ولو کافرا او مریضا او مکاتبا لکنہ ان عجز فلہ بیعہا وہی ام ولدہ اور اگر ایک شریک نے دعوی کیا مشترک لونڈی کے ام ولد کا اگرچہ شرکت
اپنے بیٹے کے ساتھ ہو تو ثابت ہوگا نسب لڑکا اس مدعی سے اگرچہ کافر ہو یا مریض بمرض الموت ہو یا مکاتب ہو لیکن مکاتب اگر اداے بدل کتابت سے عاجز ہو تو اُسکو
بیچنا لونڈی کا جائز ہی اور وہ لونڈی مشترک ام ولد ہی مدعی کی وضمن لشریکہ نصف قیمتہا ونصف عقرہا ولو معسرا لا قیمۃ ولدہا لانہ علق حرا الاصل ولا ضمان
دے مدعی نطفہ رہنے کے دن اپنے شریک کو لونڈی کی نصف قیمت کا اور اُسکے نصف مہر مثل کا اگرچہ مدعی مفلس ہو اسواسطے کہ یہ ضمان ہی تملک نہ ضمان عتق
کا اور نہ ضامن ہوگا ولد کی قیمت کا اسواسطے کہ ولد حر اصلی ہی کیونکہ وقت علوق سے ثابت النسب ہی اور اسیوقت سے ضمان لازم ہوا تو حدوث لڑکا ملک مدعی مین
ہوا نہ شریک کی ملک مین اور اگر مدعی باپ ہو اپنے شریک کا تو ضمان اُسپر نہ لازم ہوگا اسواسطے کہ باپ کا حق ہی بیٹے کے مال مین فان ادعیاہ معا او حمل
السابق وقد استویا وقت الدعوۃ لا العلوق فی الاوصاف فہو ابنہما اور اگر مشترک لونڈی کے ولد کا دونون شریکون نے زمانہ واحد مین ساتھ ہی دعوے کیا
یا ایک نے اول دعوی کیا اور دوسرے نے بعد چند ساعت یا چند روز کے دعوی کیا لیکن بالفعل معلوم نہین کہ کس نے پہلے دعوی کیا تھا اور حالانکہ دونون اسلام وغیرہ
اوصاف آیندہ مین برابر ہین دعوی کرنیکے وقت نہ نطفہ رہنے کیوقت تو وہ لڑکا دونون کا بیٹا ہی ہم یہ مطلب نہین کہ وہ لڑکا دونون کے نطفہ سے پیدا ہوا ہو اسواسطے کہ یہ
متصور نہین بلکہ جب دونون مالکون نے برابر دعوی کیا اور دونون جمیع اوصاف مرجحہ مین مساوی ہین تو ترجیح ایک کی دوسرے پر نہین ہوسکتی لہذا ولد کو دونون
کا بیٹا قرار دیا اور امام شافعی کے نزدیک اس صورت مین قیافہ شناس کا قول معتبر ہی اُسکا جواب یہ ہی کہ قیافہ شناسی حجت شرعی نہین کیونکہ بنا قیافہ شناسی کی فقط
اٹکل پر ہی اور اگر قیافہ حجت ہوتا تو لعان مین آپ کی طرف رجوع کیجاتی اور نفی ولد کی حمل سے کاہے کو ہوتی لہذا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسکا اعتبار نہ کیا اور قاضی
شریح کو لکھ بھیجا کہ دونون شریکون نے تلبیس کی لہذا اُسکے مناسب حکم دیا گیا اور اگر صاف بیان کرتے تو حکم بھی صاف ہوتا اور یہ حکم بحضور صحابہ
بلا نکیر ہوا تو لائق حجت کے ہوا اور یہی مذہب ہی علی مرتضی رض اور ابن عباس رض اور زید بن ثابت رض کا رضی اللہ عنہم کذا فی منح الغفار فلو لم یستویا قدم من العلوق فی
ملکہ ولو بنکاح تخیر اگر دونون شریک برابر نہون زمانہ مالکیت مین یعنی ایک زمانہ سابق مین مالک ہوا ہو لونڈی کا اور دوسرا بعد اُسکے تو وہ شریک مقدم
ہوگا جسکی ملک مین نطفہ رہا اگرچہ تقدم ملک کا بسبب نکاح کے ہو فتح القدیر مین ہی کہ جب لونڈی حاملہ ہوئی ایک کے ملک مین پھر مالک نے نصف لونڈی
دوسرے کے ہاتھ بیچی پھر وہ پورے چھ مہینے مین بعد اس بیع کے جنی اور دونون شریکون نے ولد کے نسب کا دعوی کیا تو مالک اول مقدم ہی اسواسطے کہ
نطفہ اُسی کی ملک مین رہا محشی مدنی نے کہا کہ مناسب یون کہنا تھا کہ بعد بیع کے چھ مہینے سے کم مین جنی تاکہ مالک اول کی خالص ملک مین علوق
ثابت ہو اور اگر پورے چھ مہینے مین جنے گی تو دونون کی ملک مین علوق کا احتمال ہی کما لا یخفی اور اگر ایک شخص نے لونڈی سے نکاح کیا پھر اُسنے اور
دوسرے شخص نے لونڈی کو مول لیا پھر وہ چھ مہینے سے کم مدت مین جنی بعد خریدنے کے پھر دونون نے اُسکے ولد کا دعوے کیا تو یہ لونڈی نکاح کرنیوالے
کی ام ولد ہوگی کذا فی فتح القدیر واب ومسلم وحر وذمی وکتابی علی ابن وذمی وعبد ومرتد ومجوسی اور باپ اور مسلم اور آزاد اور ذمی اور کتابی مقدم ہی

بیٹے اور ذمی اور غلام اور مدبر و مکاتب میں بھی یہی روایت و لشرمرتب جیسے کہ باپ اور بیٹا ایک لونڈی میں شریک ہوں اور لونڈی کے بچہ ہوا دونوں ساتھ
ہی مدعی ہوں تو باپ کا دعویٰ مقدم ہے اور ولد اس کا ہے بیٹے کا نہیں اسی طرح مسلم و ذمی ہوں تو مسلم مقدم ہے اور مکاتب مقدم ہے ذمی پر اور ذمی مقدم ہے مرتد پر اور لونڈی مقدم ہے
یوں ہی غلام سے افضل ہے یہ سراج الوہاج اور انوار میں ہے اور صحیح دعوی کی تقلید سے نقل کیا مگر یہ مخالف ہے جو ملتقی و فتح القدیر کی عبارت ہے
اور بدایع میں ہے جو فتح القدیر کی عبارت ہے وکذا نفی الدرہ میں ذمی و مرتد فالولد للمرتد لانہ اقرب الی الاسلام متفق الوسعود نے کہا کہ تقدم ذمی کا مرتد پر ہے
کذا فی حاشیۃ الدرر قرابتہ ہے سب برابر ہوں اور دوسرے کا نسب ہر دو دعوی کے جمیع صورتوں میں جو مذکور ہیں
سبب سے ہے اور اس ہی شرکت کے کہ باپ کی طرح مشترک ہیں کہ وہ ولد کا امّ ولد اور اس وقت میں ثابت النسب ہوتا ہے جب کہ ام ولد ہو کر مولی پر حرام ہو گئی
ہو تو اس صورت میں ام ولد ہوا ان کی ملک اور یہ لونڈی مشترک جس کے ولد کا دونوں متساوی شریکوں نے ساتھ ہی دعوی کیا دونوں کی ام ولد ہو گی
اور دونوں کی ملک میں حاملہ ہوئی ہو یا وقت تک دونوں کی خریدکے بعد پورے چھ مہینے یا زیادہ مدت میں بچی ہو خرید کے دن سے لا ہو بشرطیکہ دعویٰ عتق ولد کا ہو
اور یا دعوی اور دعوی عتق ہو نصف قیمت الولد لاعتبار اور اسی طرح ام ولد ہو گی اگر لونڈی کو دونوں مالکوں نے حاملہ خرید کیا اور وہ خرید کے دن سے قبل مدت
حمل سے کم مدت میں جنی پھر دونوں نے دعوی کیا ولد کے نسب کا تو وہ لونڈی ام ولد ہو گی اس دعوی سے اور اسلئے کہ فی الحقیقت یہ دعوی عتق کا ہے استیلاد
کا اسلئے کہ شرط استیلاد کی یہ ہے کہ علوق ولد کا ملک میں ہو اور یہاں قبل ملک کے علوق حاصل تھا پھر جب یہ دعوی عتق ولد کا ہوا تو ولد کی ولاء دونوں شریکوں کے
واسطے ہو گی اور اگر ایک شریک ولد کا دعوی کریگا تو ولد کی نصف قیمت کا ضامن ہو گا اور لونڈی کا نصف مہر دینا اسپر شریک کو لازم نہ آویگا اسواسطے کہ دعوے
استیلاد کا نہیں وعلی کل نصف عقرہا لتقاضا اور ہر صورت کہ دونوں شریکوں کی وہ لونڈی ام ولد ہوئی تو ہر شریک پر نصف مہر لونڈی کا لازم ہوگا اور
حصہ دوسرے شریک کے اس شریک پر اس شریک کو نصف مہر دینا چاہیے اور اسپر اسکو اور دونوں باہم اپنے حق میں کوئی دے کوئی لے اگر کوئی کہے کہ جب دونوں
حساب میں برابر ہو گئے تو ایجاب مہر کا کیا فائدہ ہے اسکا جواب یہ ہے کہ اگر ایک شریک اپنا حق معاف کر دے تو دوسرے کا حق باقی رہیگا اور اگر ایک کا حصہ درم پر
ٹھہرا اور دوسرے کا دینار پر تو اسکو درم دینا اور دینار لینا جائز ہو گا کذا فی فتح القدیر الا اذا کان نصیب احدہما اکثر فیاخذ منہ الزیادۃ لان المہر یقدر الملک
دونوں شریکوں کو نصف نصف مہر کا مجرا کر لینا درست ہے مگر جبکہ ایک شریک کا حصہ ملک کا زیادہ ہو دوسرے کی ملک سے تو دوسرے شریک سے بقدر زیادتی
ملک کے مہر لے مثلاً ایک شریک دو حصہ کا مالک ہو اور دوسرا ایک حصہ کا تو ثلث مہر ایک حصہ والے کو دینا لازم ہوگا اسواسطے کہ حق مہر کا بقدر ملک کے ہوتا
ہے بخلاف البنوۃ و الارث و الولاء فان ذلک لہما سویۃ و ان کان احدہما اکثر نصیبا من الآخر لعدم تجزی النسب فیکون سویۃ لعدم
الاولویۃ فتبعہ الارث و الولاء بخلاف فرزندی اور میراث اور ولاء کے اسواسطے کہ یہ امور دونوں شریکوں کے واسطے برابر ہیں اگرچہ ایک شریک کا حصہ زیادہ ہو
دوسرے شریک سے بسبب عدم قسمت پذیری نسب کے تو نسب دونوں میں برابر ہوگا بسبب عدم اولویت کے یعنی دونوں برابر ہیں کسیکو تقدم اور رجحان نہیں اور
ارث اور ولاء نسب کے تابع ہیں جب نسب میں تجزی نہوئی تو ارث اور ولاء میں بھی تجزی نہوگی وقد یرث الابن من کل ارث ابن کامل اور وارث ہوگا بیٹا
ہر ایک شریک مدعی سے پورے بیٹے کی ارث اسواسطے کہ ہر واحد مقر ہے اسکی فرزندی کا اور مقر کا اقرار اسپر حجت ہے و یرثان منہ ارث اب واحد اور اگر ولد مر گیا تو
دونوں شریک اسکے وارث ہونگے ایک باپ کی ارث میں اسواسطے کہ فی الواقع مستحق ارث پدری کا تو ایک ہی شخص ہے لیکن چونکہ کسی کی جانب ترجیح نہ
تھی اسلئے ایک باپ کا حصہ دونوں میں تقسیم ہوگا و کذا الحکم عند الامام لو کثروا ولو نساء و تمامہ فی البحر اور جیسا دو شریکوں کا حکم ہے اسی طرح اگر زیادہ ہوں تو
تو انکا بھی ایسا ہی حکم ہے اگرچہ دعوی کرنے والیاں ولد کی عورتیں ہوں اور پورا بیان اسکا بحر الرائق میں ہے اور پورا بیان بحر الرائق میں اسطرح ہے کہ اگر
دو شریکوں سے زیادہ مدعی ہوں ولد کے تو امام اعظم کے نزدیک مدعیوں سے اسکا نسب ثابت ہوگا اگرچہ وہ کتنے ہی ہوں اور ابو یوسف نے کہا کہ دو تک

سے زیادہ مین نسب نہ ثابت ہوگا اور محمد کے نزدیک تین سے زیادہ مین نسب نہ ثابت ہوگا اور فتح القدیر مین ہے کہ اگر ایک لڑکے مین دو عورتون نے تنازع کیا
تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک وہ لڑکا دونون کا ہوگا نہ صاحبین کے نزدیک بلکہ ایک عورت سے ملحق ہوگا اور اگر ایک لڑکے مین دو مردون اور دو عورتون نے تنازع
کیا ہر مرد یہ کہتا ہے کہ یہ لڑکا میرا ہے اس عورت سے اور عورت بیٹے اور عورت اُسکی تصدیق کرتی ہے تو امام اعظم کے نزدیک وہ لڑکا دونون مردون اور دونون عورتونکا ہوگا اور
صاحبین کے نزدیک فقط دو مردون کا ہوگا نہ عورتون کا کذا فی منح الغفار وفیہ لو مات احدہما او اعتقا عتقت بلا شیء قلت فالعتق انما تجزی فی القنیۃ لا فی ام الولد
بل یعتق بعضہا بعتق کلہا اتفاقا مجتبی فلیحفظ اور بحر الرائق مین ہے کہ اگر ایک شریک مر گیا یا ایک نے ام ولد کو آزاد کر دیا اپنی زندگی مین تو وہ مفت بلا سعایت
آزاد ہو جاویگی شارح کہتا ہے تو امام اعظم رح کے نزدیک عتق متجزی نہین ہوتا مگر خالص لونڈی مین نہ ام ولد مین بلکہ بعض ام ولد کے آزاد ہونے سے کل آزاد ہو جاتی ہے
بالاتفاق امام اور صاحبین کے کذا فی المجتبی تو اسکو یاد رکھنا چاہیے کہ تجزی عتق کا امام کے نزدیک فقط خالص لونڈی مین منحصر ہے اور ام ولد کے عدم تجزی مین اتفاق ہے
جاریۃ بین رجلین ولدت فادعاہ احدہما واعتقہ الآخر وخرج الکلامان منہما معا فالدعوۃ اولی لاستنادہا للعلوق خانیۃ ایک لونڈی مشترک ہے
دو مردون مین سو وہ جنی تو ایک شریک نے اُسکے ولد کا دعوی کیا اور دوسرے شریک نے ولد کو آزاد کر دیا اور یہ دونون کلام دونون سے ساتھ ہی برابر نکلے تو کلام
دعوی نسب کا اولی اور مقدم ہے بواسطہ مستند ہونے دعوت کے بوقت علوق ولد کے کذا فی الخانیہ یعنی دعوی نسب کا وقت علوق سے متعلق ہوگا بخلاف اعتاق
کے کہ وہ بالفعل سے متعلق ہے تو گویا آزاد کرنے والے نے غیر کے ولد کو آزاد کیا اور یہ صحیح نہین کذا فی المنح ادعی ولد امۃ مکاتبۃ وصدقہ المکاتب لزم النسب بتصادقہما
کدعوۃ ولد جاریۃ الاجنبی اما ولد مکاتبہ فلا لیشترط تصدیقہا کما یجی دعوی کیا مولی نے اپنے مکاتب کی لونڈی کے ولد کا اور تصدیق کی مکاتب نے اُسکی تو مولی کو
نسب ولد کا لازم ہوگا دونون کے تصادق سے چنانچہ نسب ثابت ہوتا ہے جاریہ اجنبی کے ولد کے دعوی سے اور اجنبی کی تصدیق سے اور مولی اپنی مکاتبہ لونڈی کے
ولد کا دعوی کریگا تو ثبوت نسب مین مکاتبہ کی تصدیق شرط نہین چنانچہ کتاب المکاتب مین مذکور ہوگا ولزم المدعی العقر وقیمۃ الولد لزم ولد اور لازم ہوگا مولی مدعی
پر مہر لونڈی کا اور قیمت ولد کی پیدایش کے دن کی وسقط الحد عنہ للشبہۃ اور ساقط ہوگی حد مولی سے بسبب شبہہ جات کے ولم تصر ام ولدہ لعدم ملکہ اور
لونڈی مکاتب کی موسے کی ام ولد نہوگی اسواسطے کہ اسکی ملک نہین وان کذبہ المکاتب لم یثبت النسب لحجرہ علی نفسہ بالعقد اور اگر مکاتب نے مولی کی تکذیب
کی دعوی ولد مین تو نسب ولد کا ثابت نہوگا اسواسطے کہ مولی نے اپنی ذات کو باز رکھا تصرف سے بسبب عقد کتابت کے یعنی جب غلام کو مکاتب کیا تو اب مکاتب کے
کسب پر مولی کا تصرف کرنا جائز نہا تو بدون تصدیق مکاتب کے دعوی مولی کا مسموع نہین ولدت منہ جاریۃ غیرہ وقال احلہا لی مولاہا والولد
ولدی فصدقہ المولی فی الاحلال وکذبہ فی النسب لم یثبت نسبہ غیر کی لونڈی ایک شخص کے نطفے سے جنی اور اُسنے دعوی کیا کہ لونڈی کے موسے نے
اُسکو مجھپر حلال کر دیا اور اُسکا ولد میرا ولد ہے اور تصدیق کی مدعی کی مولی نے احلال مین اور تکذیب کی اُسکی نسب مین تو نسب نہ ثابت ہوگا اور احلال سے
مراد احلال بالتزویج ہے نہ احلال بالملک اسواسطے کہ لونڈی کے مالک ہونے کا حکم بعد اسکے مذکور ہوگا کذا فی حاشیۃ الحلبی فان صدقہ فیہما جمیعا ثبت

حلال کرنا نکاح سے ۱۲

والا لا قال وقول الزیلعی ولو صدقہ فی الولد ثبت ای مع تصدیقہ فی الاحلال فلا مخالفۃ کما لا یخفی سو اگر مولی نے تصدیق کی مدعی کی سب دونون امرون مین
یعنی احلال اور نسب مین تو نسب ولد کا ثابت ہوگا اور اگر دونون امر کی یا ایک امر کی تصدیق نہ کی تو نسب ثابت نہوگا کذا فی الخانیۃ والدرر اور یہ قول زیلعی کا کہ
اگر مولی مدعی کے ولد مین تصدیق کرے تو نسب ثابت ہوتا ہے یعنی تصدیق ولد کی ساتھ تصدیق احلال کے مثبت ہے نسب کی نہ فقط تصدیق ولد کی تو کچھ
مخالفت نہین زیلعی اور غیر زیلعی کے کلام مین چنانچہ امر مخفی نہین اسواسطے کہ مسئلہ مفروض ہے تصدیق فی الاحلال مین کذا فی المنح ولو ملکہا او ملکہ بعد تکذیبہ ای المولی
ولو مکاتبہ یوما من الدہر ثبت النسب وتصیر ام ولدہ اذا ملکہا لبقاء اقرارہ اور اگر مدعی مالک ہوا لونڈی کا یا مالک ہوا اُسکے ولد کا کسی دن بعد تکذیب
مولی کے اگرچہ مالک لونڈی کا مدعی کا مکاتب ہو تو نسب ثابت ہوگا در صورت ملک ولد کے اور لونڈی اُسکی ام ولد ہوگی جبکہ اُسکا مالک ہوگا واسطے

اوقی حیث اقرار میں کے دعویٰ مستولد جاریتہ ابنہ او ابیہ او جدہ او امرأتہ وقال ظننت حلہا لی فلا حد للشبہۃ ولا نسب الا ان یصدقہ فیہا اگر کسی شخص نے دعویٰ کیا اپنے باپ یا ماں کی لونڈی یا اپنے دادا یا اپنی زوجہ کی لونڈی سے اور کہا اُسنے کہ میں نے اس لونڈی کی حلت اپنے واسطے گمان کی تھی تو اسپر حد لازم نہ ہوگی بسبب شبہ حلت کے اور نسب ولد کا ثابت نہ ہوگا شارح نے کہا مگر اسوقت نسب ثابت ہوگا جبکہ جاریہ کا مولیٰ دونوں امرمیں اُسکی تصدیق کرے حرمت ملک اور شبہ میں محشی رد المختار کے مخالف ہیں شیخ عابد سندھی مدنی نے کہا کہ شرح فیہا کی دو صورتیں ہیں یعنی جاریہ اصول و جاریہ زوجہ اور شیخ محقق وغیرہ نے کہا کہ شرح اسکا ظن حلت اور تصدیق ولد ہو لیکن ہر صورت سب محشی اسپر متفق ہیں کہ شارح کی عبارت یعنی الا ان یصدقہ فیہا بالکل یا اوقی ہو واسطے کہ ظن حلت کی تصدیق سے نسب ثابت نہیں ہوتا اور اس عبارت کو مصنف نے شرح الغفار میں ذکر نہیں کیا اور بحر اور نہر اور زیلعی اور درر میں جو کچھ ہے وہ اسکا بونکی حرمت رجوع کرے کذا فی حاشیۃ المدنی و ان ملکہ یوماً عتق علیہ اور اگر مستولد مالک ولد کا ہوگا کوئی دن تو اسپر آزاد ہو جاویگا بسبب باقی رہنے اقرار ابوت کے ولا تصیر ام ولدہ لعدم ثبوت نسبہ کذا ذکرہ المصنف تبعا للزیلعی لکنہ نقل ہنا وفی نکاح الرقیق عن الدرر والخانیۃ انہ لو ملکہا بعد تکذیب یثبت النسب لبقاء الاقرار فتنبہ اور اگر مستولد ولد کی ماں کا مالک ہوگا تو وہ اُسکی ام ولد نہ ہوگی بسبب نہ ثابت ہونے ولد کے نسب کے ایسا ہی ذکر کیا ہو مصنف نے اپنی شرح میں باتباع زیلعی لیکن مصنف نے یہاں اور باب نکاح الرقیق میں درر اور خانیہ سے نقل کیا ہو کہ اگر نسب ولد کا مدعی اُسکی ماں کا کسی دن مالک ہوا بعد تکذیب مولے کے تو نسب ولد کا ثابت ہوگا بسبب باقی رہنے اقرار ولدیت کے سو اسکو غور کرو شارح نے اس لفظ سے کلام مصنف کے تناقض ہونے کا اشارہ کیا کہ ثبوت نسب اور عدم ثبوت میں صریح تناقض ہی شیخ عابد محشی مدنی نے کہا کہ ظاہر اکلام مصنف میں تناقض نہیں اسلیے کہ یہاں دو مسئلے مذکور ہیں ایک یہ کہ مستولد نے جاریہ غیر کے ولد میں کہا کہ مولے نے اپنی جاریہ مجھپر حلال کر دی تھی اور دوسرا مسئلہ یہ کہ جاریہ اصول میں ظن حلت کا دعویٰ کیا تو مصنف نے اپنی شرح منح الغفار میں درر اور خانیہ سے ثبوت نسب کا بعد ملک کے پہلے مسئلہ میں مذکور کیا یعنی مسئلہ دعاے احلال میں نہ دوسرے مسئلہ میں یعنی دعاے ظن حلت میں اور عدم ثبوت نسب کا دوسرے مسئلہ میں ذکر کیا ہو تو تناقض نہ ثابت ہوا ہم منح الغفار میں فی الواقع ایسا ہی مذکور ہو جیسا کہ محشی نے کہا واللہ اعلم وفی الخانیۃ رجل زنی بامۃ فولدت لم تصر ام ولدہ وان ملکہا والولد عتق ہاں خانیہ میں ہو کہ ایک شخص نے زنا کیا لونڈی سے پھر وہ جنی پھر زانی اُسکا مالک ہوا تو وہ لونڈی اُسکی ام ولد نہوگی اور اگر ولد کا مالک ہوگا تو وہ آزاد ہو جاویگا ظاہر اس روایت سے زیلعی کے کلام کی تائید ثبوت ہوئی وفی الاشباہ لو ملک اختہ لابیہ من الزنا عتقت ولو اختہ لابیہ لا اور اشباہ میں ہو کہ اگر کوئی اپنی مادری بہن کا وارث ہو جو زنا سے پیدا ہوئی تو وہ آزاد ہو جاویگی اسواسطے کہ مالک اور مملوک ایک پیٹ سے پیدا ہیں اور اگر مالک ہوا اپنی سوتیلی بہن کا جو زنا سے ہو تو وہ لونڈی ہیگی آزاد نہوگی اسلیے کہ بھائی کا رشتہ بہن سے بواسطے باپ کے ہو اور حالانکہ نسب ولد کا زانی سے شرعاً منقطع ہو تو اسکا بہن ہونا ثابت ہوا لہذا آزاد نہوگی اور چونکہ زنا سے نسب ماں کا منقطع نہیں تو اُسکا بہن ہونا ثابت ہو اسواسطے ملک سے عتق ثابت ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی عن الحموی فروع مسائل لم یذکرہا شارح کے اراد وطی امتہ ولا تصیر ام ولدہ یملکہا الطفل ثم یتزوجہا ارادہ کیا ایک شخص نے اپنی لونڈی کی وطی کا اور چاہا کہ وہ ام ولد نہو اور آزاد ہونے سے تو اپنے طفل صغیر کو اُسکا مالک کردے پھر لونڈی سے نکاح کرے تو اُسکی اولاد آزاد ہوگی اور وہ لونڈی جنی ہیگی طفل صغیر کے مالک کرنیکا یہ فائدہ تھا کہ اسکو نکاح کر لینے کا اختیار رہا ہے اقر بانہ وطی امتہ فی مرضہ ان ہناک ولدا او حبل لتعتق من الکل والا من الثلث وما فی یدہا للورثۃ الا اذا اوصی لہا بہ لعم فی المجتبی استحسن محمد ان یترک لہا ملحفۃ وقمیصا ومقنعۃ والاشی للصبرۃ اقرار کیا مولے نے اپنی بیماری میں لونڈی کے ام ولد ہونے کا اگر اُسوقت لونڈی کا ولد ہو یا اُسکا حمل ظاہر ہو تو وہ کل مال سے آزاد ہوگی اور اگر ولد اور حمل نہ ہو تو ثلث مال سے آزاد ہوگی اور جو اُسکے پاس مال ہوگا وہ مولے کا ہوگا لیکن وارث اُسکے مالک ہونگے مگر اُسوقت وارث نہ ہونگے جبکہ مولے نے اُس مال کی ام ولد کے واسطے وصیت کر دی ہو ہاں مجتبیٰ میں یوں ہو کہ محمد نے مستحب کہا ہو اُسکو کہ اُس مال سے ام ولد کے واسطے چادر اور کرتی اور مقنع چھوڑ دیا جاوے لیکن اور لونڈی کے واسطے کپڑے دینے کو مستحب نہیں کہا واللہ اعلم واستغفر اللہ العلی العظیم الذی الا کرم

کتاب الایمان

یہ کتاب ہے ایمان کے احکام میں ایمان بالفتح جمع ہے یمین کی مناسبتہ عدم تاثیر الہزل والاکراہ وقدم الاعتاق لمشارکتہ للطلاق فی الاسقاط والسرایۃ مناسبت
کتاب الایمان کی کتاب الاعتاق سے عدم تاثیر ہے ہزل اور اکراہ کی یعنی جیسے ہزل اور اکراہ عتاق کا باطل نہیں کرتے ایسے ہی یمین کو بھی باطل نہیں کرتے پس ان دونوں بابوں کا
متصل ہونا مناسب ہوا اور مصنف نے اعتاق کو یمین پر مقدم کیا واسطے مشارک ہونے اعتاق کے ساتھ طلاق کے اسقاط اور سرایت میں یعنی جیسے طلاق عبارت ہے اسقاط
نکاح سے ایسے ہی عتاق عبارت ہے اسقاط مملوکیت سے اور جیسے نصف یا ربع طلاق دینے سے کل طلاق میں سرایت کرتی ہے یعنی پوری ہو جاتی ہے ویسے ہی نصف یا ربع اعتاق مملوک کے کل بدن میں
پھیل جاتا ہے بقول صاحبین بسبب عدم تجزی کے اور بقول امام چونکہ اعتاق تجزی ہے تو طلاق اور اعتاق سرایت میں مشترک نہیں کذا فی المجاری تو جب طلاق اور اعتاق مشترک ہوئے اپنے
تمام معنی میں یعنی اسقاط میں اور اپنے لازم شرعی میں یعنی سرایت میں لہذا طلاق کے بعد اعتاق کا ذکر کرنا مناسب تھا کذا فی النہر الفائق الیمین لغۃ القوۃ یمین لغت عرب میں
بمعنی قوت کے ہے ہر چند لفظ یمین کا قوت اور ید اور قسم میں مشترک ہے لیکن شارح نے فقط قوت کے معنے اسواسطے ذکر کیے کہ قوت مناسب تر ہے یعنی شرعی معنی سے غرض یمین
مذکور یہی ہے کہ حالف کو یمین اسواسطے کہا کہ قسم کھانے والا بسبب حلف کے قوت حاصل کرتا ہے فعل یا ترک پر یا حالف کو یمین اسوجہ سے کہا کہ عرب ہاتھ پکڑ کر قسم کھاتے تھے و
شرعاً عبارۃ عن عقد قوی بہ عزم الحالف علی الفعل او الترک فیدخل التعلیق فانہ یمین شرعاً الا فی خمس مذکورۃ فی الاشباہ فلو حلف لا یحلف حنث بطلاق و عتاق
اور اصطلاح شرع میں یمین عبارت ہے اس عقد سے جس سے قوی ہو جاوے ارادہ حالف یعنی قسم کھانے والے کا کسی فعل کے کرنے پر یا چھوڑنے پر اس تعریف میں تعلیق داخل
ہو گئی اسواسطے کہ تعلیق بھی یمین ہے شرع میں اسواسطے کہ تعلیق سے بھی فعل یا ترک کا عزم قوی ہو جاتا ہے مگر پانچ چیزوں میں تعلیق یمین نہیں جنکی تفصیل اشباہ میں مذکور ہے
پھر جب تعلیق یمین میں داخل ہوئی تو اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ قسم نہ کھاونگا تو طلاق اور عتاق کی تعلیق کرنے سے حانث ہوگا مصنف نے تعریف یمین کی باتباع صاحب
تبیین کنز اور صاحب کفایہ کی اور شرح نقایہ میں یوں تعریف کی ہے کہ یمین عبارت ہے تقویت خبر سے بذکر نام خدا یا تعلیق خلاصہ اشباہ یہ ہے قسم کھائی کہ قسم نہ
کھاونگا تو تعلیق سے حانث ہوگا مگر چند مسائل میں افعال قلوب کی تعلیق سے یا مہینہ آنے کی تعلیق سے اس عورت میں جسکی عادت مہینوں سے ہو یا تعلیق نہ کرنے
سے یا یوں کہنے میں اپنے غلام سے کہ اگر تو ادا کریگا تو تو آزاد ہے اور اگر نہ دے سکے گا تو غلام ہے یا یوں کہے زوجہ سے کہ اگر تجھکو اکیلا رہا میں یا حیض آیا تو
ایسا ہوگا یا طلوع آفتاب پر معلق کرنا درایت کرنا چاہیے کہ قسم دو طرح پر ہے ایک قسم خدا کے نام کی یا اسکی صفات کی اور دوسری قسم غیر نام خدا کی یہ دوسری قسم دو طرح پر ہے ایک
یہ کہ آبا و اجداد اور انبیا اور ملائکہ اور صوم اور صلوۃ اور کعبہ اور زمزم کی قسم کھاوے سو ایسی قسم کھانا شرعاً جائز نہیں اور دوسری طرح یہ کہ بطور شرط اور جزا کے حلف
ہو سو اسکی بھی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ عبادات کر حلف کرے اسطرح پر کہ اگر میں فلانا کام کروں تو مجھپر صوم یا صلوۃ یا حج یا عمرہ یا قربانی یا آزاد کرنا غلام کا یا خیرات
کرنا لازم ہو دوسری صورت بغیر عبادات کے حلف کرنا جیسے یوں کہنا کہ اگر میں فلانا کام کروں تو زوجہ کو طلاق ہے یا غلام میرا آزاد ہے کذا فی العالمگیریہ عن البدائع
وشرطہا الاسلام والتکلیف وامکان البر اور صحت یمین کی شرط ہے اسلام اور مکلف ہونا اور امکان پورا کرنے کا یعنی قسم کا پورا کر سکنا تو کافر اور مجنون اور صبی کی قسم صحیح نہیں اور
اسیطرح مستحیل حقیقی کی قسم طرفین کے نزدیک صحیح نہیں خلافاً لابی یوسف اور شرائط صحت یمین سے یہ ہے کہ شرط اور جزا میں کوئی لفظ حائل نہو اور اگر حائل ہوگا تو تعلیق
نہ ہوگی بلکہ تنجیز ہو جاوے گی کذا فی العالمگیریۃ اور علت غائی قسم کی دو چیزیں ہیں ایک یہ کہ سامع حالف کو سچا جانے دوسرے یہ کہ حالف یا غیر شخص فعل یا ترک پر مستعد ہو
جاوے کذا فی منح الغفار وحکمہا البر او الکفارۃ اور حکم یمین کا بر ہے یا کفارہ تفصیل احکام میں آگے مذکور ہوگی کہ قسم کا پورا کرنا کہاں واجب ہے اور کہاں مستحب ہے اور کہاں
مباح اور توڑنا قسم کا کہاں واجب ہے اور کہاں مباح ورکنہا اللفظ المستعمل فیہا اور رکن یمین کا وہ لفظ ہے جو قسم میں مستعمل ہے نہر ویکرہ الحلف بغیر اللہ تعالی وقیل لا
وبہ افتی لا سیما فی زماننا وحملوا النہی علی الحلف بغیر اللہ لا علی وجہ الوثیقۃ کقولہم بابیک ولعمرک ونحو ذلک عینی اور کیا مکروہ ہے غیر خدا کی قسم کھانا جیسے طلاق اور عتاق کی
قسم بعضے علما نے کہا کہ ہاں غیر خدا کی قسم مکروہ ہے بسبب وارد ہونے نہی کے اور اکثر علما کے نزدیک مکروہ نہیں اور عدم کراہت کا فتوی دیا ہے علما نے علی الخصوص ہمارے زمانہ میں

[illegible] خلاف [illegible] یا کوئی [illegible] ثابت ہوت ہے [illegible] حق [illegible] کہ [illegible]

[illegible] جو [illegible] ثابت [illegible] نہ [illegible] اور [illegible] شرح [illegible]

[illegible] کی [illegible] حق [illegible] کے [illegible] نزدیک [illegible]

[illegible] ہے [illegible] کے [illegible] الہین [illegible] بعض [illegible]

[illegible] خلاف [illegible] کی قید [illegible] کی کو غموس [illegible] فقہ [illegible]

اور تحقیق [illegible] ماضی [illegible] کی استیعاب یمین غموس [illegible] تحقیق [illegible] یمین منعقد ہوگی [illegible] تو [illegible]

[illegible] صرف اللہ میں منحصر [illegible] اسی طرح [illegible] بھی [illegible] لزکناہ حقیقی یمین باللہ وان لم یتعلق بہ الکفارۃ [illegible]

[illegible] قول [illegible] دوسرے لئے کنایہ یمین باللہ سے [illegible] گناہ کی [illegible] کذا فی البدائع یعنی اگر کوئی اعتراض کرے کہ [illegible] غموس [illegible]

کو یمین باللہ [illegible] کیونکہ اس فعل کو جسکو کرچکا ہو کرتے [illegible] تو یہ غموس ہو [illegible] یمین باللہ نہیں [illegible]

یہ ہوگا کہ قول [illegible] یمین باللہ [illegible] کنایہ [illegible] کنایہ کی یہ ہو [illegible] سے باز رہنا ہو [illegible] اور [illegible] مستلزم [illegible] کی لفظ [illegible]

مستلزم ہو [illegible] ہو [illegible] تعالیٰ کو [illegible] سے یوں کہا کہ [illegible] میں کیا واللہ اعلم کذا فی حاشیۃ چلپی غموس [illegible] فی الاثم ثم

فی النار [illegible] الکبائر [illegible] کی جو [illegible] کو غموس [illegible] کہ وہ دنیا میں گناہ کے اندر [illegible] پھر آخرت میں دوزخ کے اندر [illegible]

[illegible] کبیرہ [illegible] طرح [illegible] قسم کھا کر مسلمان کا مال ناحق لے یا [illegible] لیکن گناہ کبیرہ گناہوں کا متفاوت ہو کذا فی النہر [illegible] جھوٹی غموس کی

[illegible] بخاری کی حدیث شریف ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبائر اشراک باللہ و [illegible] الوالدین [illegible] نفس [illegible] یمین غموس ہو کذا فی النہر [illegible] ابن حبان [illegible]

[illegible] روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جھوٹی قسم کھاوے [illegible] مسلمان کا مال ناحق لے تو حق تعالیٰ بہشت کو اس پر حرام کریگا اور دوزخ میں اسکو ڈالیگا

کذا فی فتح القدیر حلف علی الکذب عمداً او بغیر فعل او ترک [illegible] الآن [illegible] اگر قسم کھائے جھوٹ پر قصداً اگرچہ وہ چیز فعل یا ترک فعل ہو [illegible]

[illegible] شرح [illegible] اللہ [illegible] کان [illegible] کا ان [illegible] شارح نے فی الان کا زیادہ کرکے [illegible]

[illegible] غموس میں حال ماضی ہو [illegible] تقیید [illegible] اسکی تعریف [illegible] ہو [illegible] کو [illegible] کذا [illegible] الفعل [illegible] حال کو اور [illegible]

علی ان عالما [illegible] واللہ [illegible] انہ غیر [illegible] یعنی غموس ماضی میں ہو [illegible] کہ واللہ میں نے ایسا نہیں کیا اس فعل کو جانکر [illegible]

میں ہو جیسا [illegible] کہنا کہ واللہ اسکے مجھپر ہزار درم نہیں یہ جانکر قسم کھائی کہ ہزار درم ہیں اور واللہ وہ بکر ہو یہ جانکر قسم کھائی کہ وہ بکر نہیں بلکہ زید ہو [illegible]

والماضی اتفاقی او اکثری اور قید [illegible] کا تعریف غموس میں حال اور ماضی کی اتفاقی ہو یا اکثری نہ قید احترازی جیسا کہ شرح [illegible] میں مصرح ہو

کر ذکر فعل [illegible] ماضی کا شرط نہیں لہذا مصنف نے دو اخیر مثالوں میں اسکی طرف اشارہ کیا کذا فی منح الغفار و یاثم بہا فتلزمہ التوبۃ اور گنہگار ہوتا ہو [illegible]

یمین غموس سے تو اسپر توبہ لازم ہو [illegible] کفارہ اور یہی مذہب ہو امام مالک اور احمد بن حنبل کا [illegible] [illegible]

الطلاق علی غالب الظن [illegible] الشافعیۃ خلافہ اور دوسری قسم یمین کی لغو ہو [illegible] یمین [illegible] طلاق اور عتاق [illegible]

الاشباہ [illegible] طلاق واقع ہوگی گمان غالب پر جب ظاہر ہو جاوے مخالفت ظن غالب کی اور شافعیوں سے اسکا خلاف مشہور ہو ان حلف کاذباً [illegible]

فی الماضی او الحال فالفارق بین الغموس و اللغو تعمد الکذب یمین لغو ہو اگر جھوٹی قسم کھائی اپنے گمان میں سچ جان کر زمان ماضی [illegible] یا حال

کی تو فرق درمیان غموس اور لغو کے فقط تعمد کذب کا ہو اگر عمداً کذب پر قسم کھائی تو غموس ہو اور نہیں تو لغو [illegible] صاحب کنز نے [illegible]

ماضی کی قید لگائی ہو سو اتفاقی ہو چنانچہ بدائع مین مصرح ہو کہ لغو ماضی اور حال دونون مین ہوتا ہو کذا فی النہر و اما فی المستقبل فالمنعقدۃ اور جو قسم کہ
زمان مستقبل مین ہوتی ہو وہ یمین منعقدہ ہو مع حلبی نے کہا کہ اس قول سے ثابت ہوتا ہو کہ نہین ہوتی ہو مستقبل مین مگر منعقدہ حالانکہ لغو مستقبل مین غموس بھی ہوتی
ہو چنانچہ اسکا ذکر آویگا تو شارح کو یون کہنا لازم تھا اما المنعقدۃ ففی المستقبل وخصہ الشافعی بما یجری علی اللسان بلا قصد مثل لا واللہ بلی واللہ ولو لآت او
امام شافعی نے لغو کو مخصوص کیا ہو اُس قسم پر جو لوگون کی زبان پر بلا قصد جاری ہوتی ہو چنانچہ یون کہنا لا واللہ و بلی واللہ اگرچہ زمان مستقبل کی قسم ہو پس بلا قصد
تو بھی لغو ہو تو مرجع خلاف حنفی اور شافعی کا اُس قسم مین ظاہر ہوتا ہو جو زمان مستقبل مین بلا قصد کھائی جاوے سو حنفی کے نزدیک وہ لغو نہین بلکہ منعقدہ ہو اور اسمین
کفارہ لازم ہو اور شافعی کے نزدیک وہ لغو ہو اور اُسمین کفارہ نہین کذا فی النہر فلذا قال ویرجی عفوہ او توضعا وتادبا اور چونکہ لغو کی تفسیر شافعی اور حنفی مین
مختلف فیہ ہو لہذا مصنف نے کہا کہ یمین لغو مین امید ہو عفو کی یا بنا بر انکسار کے اور آداب کے عفو بصیغہ جزم نہین بولا شارح نے یہ دفع دخل مقدر کیا یعنی عدم مواخذہ
لغو کا قرآن مین منصوص ہو سو مصنف نے عفو کو بطور تعلیق رجا کیون بیان کیا وکاللغو حلفہ علی ماض صادقا کو اللہ انی لقائم وکان فی حال قیامہ اور لغو کے حکم کے
مانند ہو ماضی کی سچی قسم کھانا چنانچہ یون کہنا کہ واللہ مین ابھی قائم ہون یہ قسم کھائی اپنے قیام کے وقت وثالثہا منعقدۃ وہی حلفہ علی مستقبل آت یمکنہ فنحو
واللہ لا اموت ولا تطلع الشمس من الغموس اور تیسری قسم یمین کی منعقدہ ہو کہ وہ قسم کھاوے امر مستقبل آیندہ پر جو حالف کو ممکن ہو تو مانند اس یمین کے کہ واللہ
مین نہ مرونگا اور واللہ آفتاب نہ نکلے گا یہ غموس مین داخل ہو کہ خارج از امکان بشر ہو وہذا القسم فیہ الکفارۃ لآیۃ واحفظوا ایمانکم ولا یتصور حفظ الا فی
المستقبل فقط اور اسی قسم مین یعنے منعقدہ مین کفارہ ہو بدلیل آیہ قرآنی کے کہ محافظت کرو اپنی قسمون کو اور متصور نہین محافظت مگر مستقبل مین فقط اسواسطے
کہ ماضی موجود نہین اور حال کو قیام نہین وعند الشافعی یکفر فی الغموس ایضا اور امام شافعی کے نزدیک یمین غموس مین بھی کفارہ دے ان حنث یمین
منعقدہ مین کفارہ ہو اگر قسم کو توڑے وہی اے الکفارۃ ترفع الاثم وان لم توجد منہ التوبۃ عنہا معہا ای مع الکفارۃ سراجیۃ اور وہ یعنی کفارہ
اُٹھا دیتا ہو گناہ حنث کو اگرچہ حانث کو کفارہ کے ساتھ توبہ نہ پائی جاوے کذا فی السراجیۃ ولو الحالف مکرہا او مخطئا او ذاہلا او ساہیا اگرچہ قسم کھانے والے
پر یمین یا حنث مین جبر کیا گیا ہو یا خطا کار یا غافل یا اُسکو سہو ہو گیا ہو خطا کی صورت یہ ہو کہ کہا چاہتا تھا کہ مجھکو پانی پلا سو مُنہ سے نکل گیا کہ واللہ
مین پانی نہ پیونگا اور ذہول کی صورت یہ ہو کہ کسی نے کہا کہ تو ہمارے پاس نہین آتا سو اُسکے مُنہ سے بلا قصد نکل گیا کہ واللہ مین نہ آؤنگا کذا فی المنح
اکثر علما کے نزدیک سہو اور نسیان متحد ہین اسواسطے کہ لغت مین دونون سہو سے عبارت ہین بلا فرق اگرچہ دونون کے درمیان یون تفرقہ کیا ہو
کہ اگر صورت مدرکہ سے زائل ہو اور حافظہ باقی رہے تو سہو ہو اور اگر مدرکہ اور حافظہ دونون سے زائل ہو تو نسیان ہو تو سہو مین کسب جدید کی حاجت نہین بخلاف
نسیان کے او ناسیا بان حلف ان لا یحلف ثم نسی فحلف فیکفر مرتین مرۃ لحنثہ واخری اذا فعل المحلوف علیہ یعنی لحدیث ثلث جدہن جد منہا الیمین یا بھول
گیا ہو اسطرح پر کہ اُسنے قسم کھائی کہ قسم نہ کھاوےگا پھر یہ قسم کھانا بھول گیا پھر اُسنے قسم کھائی کہ مثلاً زید سے نہ بولیگا تو یہ شخص دوبارہ کفارہ دے ایک کفارہ قسم توڑنیکا
یعنی قسم کھانیکا اور دوسرا کفارہ زید سے بولنیکا کذا ذکرہ العینی خطا اور نسیان مین یمین اور کفارہ اسواسطے لازم ہوا کہ بروایت حاکم حدیث مرفوع وارد ہو
کہ تین چیزین ہزل اور جد برابر ہو طلاق اور عتاق اور یمین مین صاحب نے اپنی شرح مین باتباع زیلعی ناسی کی تفسیر مخطی کہا ہو اسواسطے کہ نسیان حقیقی یمین
متصور نہین لیکن شارح نے بقول عینی نسیان کو اپنے حقیقی معنے پر رکھا اور مثال سے ثابت کیا اور شیخ بھی عینی کا اسمین متبع ہو کذا فی النہر فی الیمین او
فی الحنث بحنث بفعل المحلوف علیہ مکرہا خلافا للشافعی اگر حالف مکرہ یا ناسی ہو یمین یا حنث مین تو حانث ہوگا محلوف علیہ کے کرنے سے باکراہ
مثلاً قسم کھائی کہ مین زید کے گھر مین داخل ہونگا اور کوئی اُسکو جبر سے گھر مین لے گیا تو حانث ہوگا کفارہ لازم آویگا بخلاف امام شافعی کے کہ اُنکے
نزدیک جبر سے حانث نہین ہوتا ولذا یحنث لو فعلہ وہو مغمی علیہ او مجنون فیکفر بالحنث کیف کان اور اسی طرح حانث ہوگا اگر محلوف علیہ کو حالت

نہ ہوتی پس بعض نے کہا ہے کہ اس صورت میں حنث سے کسی حالت میں نہ ہوگا اور القسم باللہ تعالیٰ وبصفاتہ اور انکے اسماء الحسنی کا استعمال اور ترک کرنا قسم
لفظ اللہ اور ان سے اسم متعین ہوا اور قسم جائز ہے بکسر الہا ادا کرنا ثابت ہو تو قسم ہوگی اور اللہ کے لفظ سے اگر ہاء کو پیش یا زبر
دیا یا اسکو حذف کیا تو بھی قسم ہوگی چنانچہ حذف ترکیب میں مستعمل ہے اور اسی طرح بسم اللہ یعنی قسم اللہ کے نام کی چنانچہ نوح عرب کے نصاری کی
عادت ہے اور اسی طرح بسم اللہ امام محمد کے نزدیک یمین قسم ہے اللہ کے نام کی اور اسی کو ترجیح دی ہے اور لفظ میں بالکسر لام کے دو یمین ہیں
اگر چنانچہ ہوں اور یمین کا قصد کرے تو البتہ یمین ثابت ہوگی ہم بلا تشدید و کسر لام وا ور حذف الف یعنی باللہ اصل میں تھا لام کو کسرہ دیا اور
الف کو حذف کیا اور یہ چنانچہ اکثر لوگوں میں مستعمل ہے اور فتح لام کا حکم شارح نے مذکور نہ کیا کذا فی الطحاوی اور فارسی اور اردو زبان میں باشد بفتح لام
وحذف الف بھی مستعمل ہے اور باسم آخر من اسماء ولو مشترکا تعورف الحلف بہ او لا علی المذہب یا یمین ثابت ہے سوائے اللہ کے کسی اور نام سے بھی جملہ
اسماء الٰہی سے اگر چہ وہ اسم مشترک ہو اللہ اور غیر اللہ میں اس نام سے قسم کھانا مروج ہو یا نہ ہو بہر صورت قسم صحیح ہوگی بنا بر مذہب کے اور قول غیر متعین یہ
ہے کہ حق تعالیٰ کے اسم خاص سے یمین ہوتی ہے جیسے اللہ اور رحمن سے اور اسم مشترک سے یمین نہیں چنانچہ حلیم اور علیم سے کذا فی المنح والعالمگیریہ مثل الرحمن
والرحیم والعلیم والحلیم والملک یوم الدین والطالب الغالب اسماء الٰہی کی مثال چنانچہ رحمن اور رحیم اور حلیم اور علیم اور مالک یوم الدین اور طالب غالب
سے قسم کھانا اہل بغداد سے متعارف ہے کذا فی العالمگیریہ عن المحیط والحق معرفا لا منکرا کالعینی اور چنانچہ حق لفظ جبکہ معرف باللام ہو نہ منکر چنانچہ اسکا ذکر آ دیا
ہم اگر یوں کہے بحق اللہ لا افعل تو یہ یمین ہے کذا فی فتاوی قاضی خان اور کہے حق اللہ لا افعل تو یہ امام اعظم اور محمد کے نزدیک یمین نہیں کذا فی الخلاصۃ
وفی المجتبی لو نوی بغیر اللہ غیر الیمین دین اور مجتبی میں ہے اگر سوائے لفظ اللہ کے یعنی رحیم اور حلیم اور حق سے غیر یمین کی نیت کرے تو باعتبار دیانت کے اسکی
تصدیق کیجاویگی نہ بنا بر قضا کے اور بصفۃ یحلف بہا عرفا من صفاتہ تعالی صفۃ ذات لا یوصف بضدہا کعزۃ اللہ وجلالہ وکبریائہ وملکوتہ
وجبروتہ وعظمتہ وقدرتہ او صفۃ فعل یوصف بہا وبضدہا کالغضب والرضا فان الایمان مبنیۃ علی العرف فما تعورف الحلف بہ یمین والا فلا یمین ثابت
ہوتی ہے جملہ صفات الٰہی سے کہ اس صفت کی قسم کھانے سے جس طرح قسم کھائی جاتی ہے عرف میں خواہ وہ صفت ذات کی ہو صفت ذات سے
مراد یہ ہے کہ اسکی ضد سے حق تعالیٰ نہ موصوف ہو جیسے اللہ کی عزت اور جلال اسکا اور کبریا اسکی اور ملکوت اسکا جبروت اسکا اور عظمت اور قدرت اسکی
یا صفت فعل کی ہو صفت فعل سے مراد یہ ہے کہ حق تعالیٰ اس صفت اور اسکی ضد دونوں سے موصوف ہوتا ہو چنانچہ غضب اور رضا صفات میں اعتبار
عرف کا اسواسطے ہے کہ قسموں کی بنا عرف پر ہے تو جس صفت سے قسم کھانا مروج ہو گا تو وہ یمین ہوگی اور جس صفت سے قسم مروج نہیں وہ یمین نہیں صفت
عبارت ہے اس اسم یا معنی سے جو ذات کو متضمن ہو اور ذات پر محمول ہو بلا اشتقاق چنانچہ عزت اور قدرت اور منع اور عطا اسواسطے کہ حق تعالیٰ کو عزیز
کہتے ہیں نہ عزت اور قدیر کہتے ہیں نہ قدرت سو صفت دو قسم ہے صفت ذات اور صفت فعل صفات ذاتیہ عبارت ہیں اُن صفات سے کہ جنکی اضداد
سے حق تعالیٰ موصوف نہ ہو چنانچہ عزت اور قدرت کہ موصوف ہے نہ ذلت اور عجز کرا اور صفات فعلیہ عبارت ہیں اُن صفات سے کہ جنسے حق تعالیٰ
موصوف ہو اور انکے اضداد سے بھی چنانچہ رضا اور غضب اور رحمت اور سخط اور منع اور عطا اسواسطے کہ حق تعالیٰ مانع بھی ہے اور معطی بھی لا اقسم
بغیر اللہ تعالیٰ کالنبی والقرآن والکعبۃ قال الکمال ولا یخفی ان الحلف بالقرآن الآن متعارف فیکون یمینا واما الحلف بکلام اللہ فیدور
مع العرف وقال العینی وعندی ان المصحف یمین ولا سیما فی زماننا وعند الثلاثۃ المصحف والقرآن وکلام اللہ یمین زاد احمد والنبی ایضا
نہ قسم کھائی جاوے غیر اللہ تعالیٰ کے جیسے نبی اور قرآن اور کعبہ کی اسواسطے کہ حدیث صحیح متفق علیہ میں وارد ہے کہ جب قسم کھاوے
تو اللہ کی قسم کھاوے یا سکوت کرے کہا کمال الدین نے فتح القدیر میں اور یہ مخفی نہیں کہ قسم قرآن کی اب متعارف ہو گئی ہے تو یمین ہوگی ترجمہ

کلام اللہ کا سو اسکا مدار عرف پر ہی یعنے اگر رواج ہو قسم کھانے کا تو یمین ہی اور نہین تو نہین اور عینی نے کہا اور میرے نزدیک مصحف یمین ہی خصوصًا ہمارے زمانہ
مین جسمین جھوٹی قسمین بہت رائج ہین کذا فی النہر اور تینون اماموں کے نزدیک یعنی امام مالک اور شافعی اور احمد کے مصحف اور قرآن اور
کلام اللہ یمین ہی احمد بن حنبل نے اتنا زیادہ کہا ہی کہ نبی بھی یمین ہی ولو تبرأ من احدہا فیمین اجماعا الا من المصحف الا ان تبرأ مما فیہ بل لو تبرأ من سفر فیہ البسملۃ کان علینا اور
اگر برأت کرے انمین سے کسی ایک سے یعنی مصحف اور قرآن اور کلام اللہ اور نبی سے تو بالاجماع یمین ہی مگر برأت مصحف سے بالاجماع یمین نہین بلکہ
جسکے نزدیک قسم مصحف کی یمین ہی اسکے نزدیک برأت بھی یمین ہی اور جسکے نزدیک قسم مصحف کی یمین نہین اسکے نزدیک برأت بھی یمین نہین اسواسطے
کہ مصحف عبارت ہی اوراق اور نقوش سے نہ حقیقی کلام اللہ سے کذا فی حاشیۃ الحلبی مگر اسوقت برارت مصحف کی یمین ہی جب اُس چیز سے برارت کرے جو مضمون
اُسکے اندر مرقوم ہی بلکہ اگر برأت کریگا اُس دفتر اور کتاب سے جسمین بسم اللہ مکتوب ہی تو یمین ہوگی ہم برأت اسطرح پر ہوتی ہی کہ اگر ایسا کرے تو وہ شخص بری ہی
یعنی بیزار ہی قرآن یا کلام اللہ یا نبی سے ولو تبرأ من کل آیۃ فیہا او من الکتب الاربعۃ فیمین واحدۃ ولو کرر البراۃ فایمان بعددہا اور اگر برأت کرے ہر آیت
سے جو قرآن مین ہی یا برأت کرے آسمانی چارون کتابون سے تو یہ ایک ہی یمین ہی اور اگر برأت مکرر کریگا تو بشمار برأت کے چند یمین ہونگی یعنے اگر یون کہے
کہ وہ شخص بری ہی توریت سے اور بری ہی انجیل سے اور بری ہی زبور سے اور بری ہی قرآن سے تو چار یمین ہونگی اور جس چیز سے بیزاری کرنا کفر ہی جیسے قبلہ
اور صوم اور صلوۃ تو اسکی برأت یمین ہی کذا فی العالمگیریۃ عن الخلاصۃ وبری من اللہ بری من رسولہ یمینان اور یون کہنا کہ اگر فلانا کام کرے تو وہ شخص بری ہی
اللہ سے اور بری ہی رسول اُسکے سے تو یہ دو یمین ہین یعنے اگر قسم توڑیگا دو بار کفارہ لازم ہوگا ولو زاد واللہ ورسولہ بریئان منہ فاربع اور اگر قول سابق
پر یہ قول اور زیادہ کریگا کہ اللہ اور اُسکا رسول بری ہین اس سے تو چار یمین ہونگی اور حنث سے چار بار کفارہ لازم ہوگا وبری من اللہ الف مرۃ یمین
واحدۃ اور یون کہنا کہ وہ شخص بری ہی اللہ سے ہزار بار ایک ہی یمین ہی وبری من الاسلام او صوم رمضان او الصلوۃ او من المؤمنین او عبد الصلیب
یمین لانہ کفر اور یون کہنا کہ وہ شخص بری ہی اسلام سے یا صوم رمضان سے یا نماز سے یا مومنین سے یا مین ایسا کرون تو چلیپا یا بت کو پوجون تو یمین ہی اسواسطے
کہ برأت اسلام وغیرہ سے اور عبادت غیر اللہ کی کفر ہی وتعلیق الکفر بالشرط یمین اور معلق کرنا کفر کا شرط سے یمین ہی یون کہنا کہ اگر ایسا کرے تو وہ کافر ہی ولکنہ انہ
ان اعتقد الکفر بہ یکفر والا لا یکفر او عنقریب آویگا کہ اگر اعتقاد رکھتا ہو کہ شرط کے کرنے سے کافر ہوتا ہی تو کافر ہوگا اور اگر یہ اعتقاد نہین تو وہ شخص کافر
نہین یعنے اگر کہا کہ اگر زید سے بولے تو وہ مجوسی یا یہودی یا نصرانی ہی تو اگر بولے گا تو کفارہ لازم آویگا اور کفر مین اس شخص کے اختلاف ہی
قول مختار یہ ہی کہ اگر بعد تعلیق کے تکلم زید کو کفر جانتا ہوگا تو کلام سے کافر ہوگا اسواسطے کہ وہ کفر سے خود راضی ہوگیا اور کفارہ اسکا یہ ہی کہ یون
کہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اگر یہ جانتا ہو کہ اس شرط سے کافر نہین ہوتا تو کافر نہ ہوگا کذا فی العالمگیریۃ عن الذخیرہ وفی البحر عن الخلاصۃ
والتجرید وتعدد الکفارۃ لتعدد الیمین والمجلس والمجالس سواء ولو قال عنیت بالثانی الاول ففی حلفہ باللہ لا یقبل وبحجۃ او عمرۃ یقبل اور بحر الرائق مین
خلاصہ اور تجرید سے یون منقول ہی کہ تعدد کفارہ کا بسبب تعدد یمین کے ہی اور ایک مجلس اور چند مجالس اسمین برابر ہین اور اگر حالف
نے کہا کہ مین نے یمین ثانی سے یمین اول کو مراد رکھا یعنے واسطے تاکید کے ذکر کیا ہی تو اگر اللہ کی قسم ہی تو اُسکا یہ قول مقبول نہ ہوگا
اور حج اور عمرہ کی قسم مین اُسکا قول مقبول ہی گا وفیہ معزیا للاصل ہو یہودی وہو نصرانی یمینان وکذا ہو اللہ واللہ او واللہ والرحمن فے
الاصح والفتوی ان واللہ والرحمن یمینان وبلا عطف واحدۃ اور بحر الرائق مین ہی اصل سے منقول کر کے یہ قول کہ وہ یہودی ہی وہ نصرانی
ہی یہ دو یمین ہین اور اسی طرح واللہ واللہ یا واللہ والرحمن اقول اصح دو یمین ہین اور اتفاق کیا ہی فقہا نے کہ واللہ اور والرحمن دو
یمین ہین اور بدون عطف کے یعنی واللہ الرحمن ایک یمین ہی وفیہ معزیا للفتح قال الرازی اخاف علی من قال بحیاتی وحیوتک وحیوۃ

فیسئلک انه یکفر وان اعتقد وجوب البر فیه یکفر ولو کان العامۃ یقولونه ولا یعلمونه فقلت انه شرک وعن ابن مسعود رضی الله عنه لان احلف بالله
کاذبا احب الی من ان احلف بغیره صادقا اور بحر الرائق میں فتح القدیر سے منقول ہے کہ امام رازی نے کہا کہ میں ڈرتا ہوں اس شخص کے کافر
ہونے سے جو یوں کہتا ہے کہ قسم ہے مجھکو اپنی زندگی کی اور قسم ہے تیری زندگی کی اور قسم ہے تیرے سر کی زندگی کی اور اگر یہ قسم کھانا واجب البر ہونا جانتا ہی
اس قسم کا پورا کرنا اور نہ توڑنا ضروری ہے تو وہ کافر ہو جاویگا اور اگر عوام خلق اسکو کہتی ہوں ناواقفی سے تو میں کہتا ہوں کہ شرک ہے اور ابن
ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر میں جھوٹی قسم کھاؤں اللہ کی میرے نزدیک بہتر ہے اس سے کہ غیر خدا کی سچی قسم کھاؤں یعنی اللہ
کی فقط جھوٹی قسم میں گناہ ہے اور غیر خدا کی قسم میں اگرچہ سچی ہو خوف ہے کفر کا والقسم بصفۃ لم یتعارف الحلف بہا من صفاتہ تعالی
کرحمتہ وعلمہ ورضائہ وغضبہ وسخطہ وعذابہ ولعنتہ وشریعتہ ودینہ وحدودہ وصفتہ وسبحان اللہ ونحو ذلک لعدم العرف اور قسم
کھائی جاوے صفات الٰہی سے اس صفت کی جسکی قسم کھانے کا رواج نہیں جیسے خدا کی رحمت اور علم اسکا اور رضا اسکی اور غضب اور
قہر اور عذاب اسکا اور لعنت اسکی اور شریعت اور دین اور حدود اور صفت اسکی اور سبحان اللہ اور مانند اسکے یعنی لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کذا فی
العالمگیریہ عن السراج ان الفاظ سے قسم جائز نہیں بسبب عدم رواج کے اور عرش اور سموات اور اراضی اور شمس اور قمر اور حق
ایمان اور حق قرآن اور حق صوم اور صلوۃ اور اسی طرح نفس صلوۃ اور صوم اور حج کی قسم سے یمین نہیں ہوتی کذا فی العالمگیریہ والقسم ایضا بقولہ
لعمر اللہ ای بقاؤہ وایم اللہ ای یمین اللہ وعہد اللہ ووجہ اللہ وسلطان اللہ ان نوی بہ قدرتہ ومیثاقہ وذمتہ اور قسم ثابت ہوتی ہے
حالف کے اس قول سے لعمر اللہ یعنی قسم ہے بقا اور دوام اللہ کی اور ایم اللہ یعنی قسم خدا کی اور عہد اللہ اور وجہ اللہ یعنی ذات خدا اور سلطان
اللہ سے یمین ہوتی ہے اگر لفظ سلطان سے قدرت خدا کی نیت کرے اور میثاق اور ذمہ الٰہی سے قسم ہوتی ہے اور عمر اللہ بفتح عین یمین ہے اور بضم عین
اگرچہ بمعنی بقا ہے لیکن قسم میں مستعمل نہیں کذا فی النہر الفائق والقسم ایضا بقولہ اقسم او احلف او اعزم او اشہد بلفظ المضارع وکذا الماضی بالاولی
کاقسمت وحلفت وعزمت والیت وشہدت وان لم یقل باللہ او علقہ بشرط اور قسم ہوتی ہے اس قول سے بھی یعنی اقسم اور احلف اور اعزم
اور اشہد سے بلفظ مضارع اور اسی طرح بلفظ ماضی بطریق اولی چنانچہ اقسمت اور حلفت اور عزمت اور آلیت اور شہدت سے اگرچہ لفظ اللہ کا نہ بولے
یعنی اگرچہ یوں نہ کہے کہ اقسم باللہ اور اشہد باللہ تو بھی یمین ہے بشرطیکہ معلق کرے ان الفاظ کو شرط پر یعنی یوں کہے کہ اقسم لا افعلن کذا یعنی قسم کھاتا ہوں
کہ ضرور ایسا کرونگا اور اگر بلا شرط یوں کہیگا کہ قسم کھاتا ہوں یا مجھکو قسم ہے تو یمین نہوگی اور یہ جو نہایہ اور درایہ میں ہے کہ بلا تعلیق شرط کفارہ لازم ہے سو غلط ہے
کذا فی فتح القدیر وعلی نذر فان نوی بلفظ النذر قربۃ لزمتہ والا لزمتہ الکفارۃ ولیس ضع اور اس قول میں کہ علی نذر یعنی مجھپر نذر ہے تو اگر لفظ نذر سے
عبادت کا ارادہ کیا یعنی صوم یا صلوۃ یا حج کا تو وہ عبادت کرنا اسپر لازم ہوگا اور اگر لفظ نذر سے عبادت کا ارادہ نہ کیا تو یہ قول یمین ہے کفارہ لازم
آویگا بلا حنث بھی اور یہ مسئلہ آگے واضح ہوگا مع جب یوں کہیگا کہ علی نذر لا افعلن کذا تو یہ یمین ہے اور اگر محلوف علیہ کو ذکر کریگا تو قسم ثابت ہوگی
کذا فی النہر وعلی یمین او عہد وان لم یضفہ الی اللہ او علقہ بشرط یعنی اور یمین ثابت ہوتی ہے اس قول سے کہ مجھپر یمین اور عہد لازم ہے کہ میں
فلانا کام کرونگا اگرچہ اسکو خدا کی طرف نسبت نہ کرے یعنی اگرچہ یوں نہ کہے کہ مجھپر خدا کا عہد لازم ہے تو بھی یمین ہے بشرطیکہ تعلیق بالشرط کرے کذا فی
العینی والقسم ایضا بقولہ ان فعل کذا فہو یہودی او نصرانی او فاشہدوا علی بالنصرانیۃ او شریک للکفار او کافر فیکفر بحنثہ لو فی
المستقبل اما الماضی عالما بخلافہ فغموس واختلف فی کفرہ والاصح ان الحالف لم یکفر سواء علقہ بماض او آت ان کان عندہ
فی اعتقادہ انہ یمین وان کان جاہلا وعندہ انہ یکفر فی الحلف بالغموس وبمباشرۃ الشرط فی المستقبل یکفر فیہما لرضاہ بالکفر بخلاف

اذا کافر فلا تعبیر مسلما بالتعلیق لانہ ترک کما بسطہ المصنف فی فتاواہ اور قسم ثابت ہوتی ہی اس قول سے کہ اگر ایسا کام کرے تو وہ یہودی یا نصرانی
ہی یا ایسا کرے تو تم اسکے نصرانی ہونے کی گواہی دو یا وہ شخص شریک ہی کافرون کا یا وہ شخص کافر ہی تو ایسے قول سے اُسپر کفارہ ہوگا قسم
توڑنے سے اگر زمان مستقبل کی قسم ہو اور زمان ماضی کی قسم خلاف شرط جان کر تو یمین غموس ہی اور اسکے کفر مین اختلاف ہی اور صحیح تر قول یہ ہی
کہ قسم کھانے والا اس قسم مین کافر نہین ہوا خواہ اُس نے تعلیق ماضی کی کی ہو خواہ استقبال کی بشرطیکہ اُسکے نزدیک یہ ہے اُسکے اعتقاد مین یہ تو
یمین ہو نہ کفر اسواسطے کہ اُسنے اس قول سے قسم کا ارادہ کیا نہ کفر کا اور اگر ایسی قسم کھانے والا جاہل ہی اور اُسکے اعتقاد مین یہ ہی کہ غموس قسم کھانے سے
اور شرط کرنے سے مستقبل مین کافر ہوجاتا ہی تو ماضی اور مستقبل دونون مین کافر ہوجاویگا بسبب رضامندی کفر کے اسلیے کہ رضا بالکفر کفر ہی بخلاف کافر
کے کہ وہ ایسی قسم سے مسلمان نہین ہوتا یعنے اگر یون کہے کہ اگر وہ زید سے بولے تو وہ مسلمان ہی تو زید کے بولنے سے وہ مسلمان نہوگا جاہل مسلمان تعلیق
کفر سے کافر ہوتا ہی اسواسطے کہ کفر عبارت ہی ترک ایمان سے تو ترک کی تعلیق شرط سے صحیح ہوگی کذا فی حاشیۃ الحلبی چنانچہ اس مسئلہ کو مصنف نے مشرحاً بیان کیا ہی
اپنے فتاوی مین وہکذا فی النہر وفی منح الغفار وہل یکفر بقولہ اللہ یعلم او یعلم اللہ انہ فعل کذا ولم یفعل کذا کافر با قال الزاہدی الاکثر نعم وقال الشمنی الاصح لا لانہ قصد
ترویج الکذب دون الکفر وکذا الوطی المصحف قائلا ذلک لانہ لترویج کذبہ لا لاہانۃ المصحف مجتبی اور کیا کافر ہوتا ہی اس قول سے کہ اللہ جانتا ہی یا یون کہا کہ
جانتا ہی اللہ کہ اُسنے ایسا کیا مثلاً صبح کی نماز پڑھی اور حالانکہ اُسنے یہ نہین کیا یعنی نماز نہین پڑھی اُسنے جھوٹی قسم کھائی زاہدی نے کہا اکثر علما نے کہا کہ ہان
وہ اس قول سے کافر ہوگیا اور شمنی نے کہا کہ اصح یہ ہی کہ وہ کافر نہین ہوا اسواسطے کہ اُس نے قسم سے ترویج اور تصدیق کذب کا ارادہ کیا نہ کفر
کا اور اسی طرح اگر اُس نے مصحف کو روندا یہی قول کہتے ہوئے تو کافر نہ ہوگا اسواسطے کہ یہ فعل اُسکا ترویج کذب کیواسطے ہی نہ واسطے اہانت
مصحف کے کذا فی المجتبی م اگرچہ یہ کفر نہ ہو لیکن سخت گناہ ہی اس سے توبہ کرنا واجب ہی کذا فی حاشیۃ الحلبی وفیہ اشہد اللہ لا افعل استغفر اللہ
ولا کفارۃ وکذا اشہدک و اشہد ملائکتک لعدم العرف اور مجتبی مین ہی کہ اِس قول مین کہ گواہ کرتا ہون اللہ کو کہ ایسا نہ کرونگا استغفار اور توبہ
کرنا چاہیے اور کفارہ آئین نہین اور اسی طرح یون کہنا کہ یا اللہ مین گواہ کرتا ہون تجھ کو اور تیرے فرشتون کو کہ ایسا نہ کرونگا یہ بھی یمین نہین بسبب
عدم عرف کے وفی الذخیرۃ ان فعلت کذا فلا الٰہ فی السماء یکون یمینا ولا یکفر اور ذخیرہ مین ہی کہ یہ قول یعنے اگر مین ایسا کرون تو آسمان مین معبود
نہین یمین ہوگا اور اسکا قائل کافر نہ ہوگا وفی انا بریٔ من الشفاعۃ لیس یمین لان منکرہا مبتدع لا کافر اور اِس قول مین کہ مین بری ہون شفاعت
سے یمین نہین اسواسطے کہ منکر شفاعت کا مبتدع ہی نہ کافر اور یمین تعلیق کفر سے ہوتی ہی نہ بدعت سے وکذا فصلوتی وصیامی لہذا
الکافر اما فصومی للیہود فیمین ان اراد بہ القربۃ لا ان اراد بہ الثواب اور اسی طرح یہ قول یمین نہین کہ اگر مین ایسا کرون تو میری نماز اور
روزہ اس کافر کے واسطے ہی اور اگر یون کہیگا کہ اگر مین ایسا کرون تو میرا روزہ یہودیون کے واسطے ہی تو یمین ہوگی اگر صوم سے عبادت
مراد رکھیگا اسواسطے کہ عبادت سے غیر خدا کا تقرب چاہنا کفر ہی تو تعلیق کفر کی ہوگی اور اگر صوم سے ثواب صوم کا ارادہ کریگا تو یمین نہ ہوگی م
ظاہر امثال اول اور ثانی مین کچھ فرق نہین تو واجب ہی کہ دونون کا ایک ہی حکم ہو کذا فی حاشیۃ الحلبی وقولہ مبتدا خبرہ قولہ الاتی لا وحقا لا
اذا اراد بہ اسم اللہ تعالی وحق اللہ واختار فی الاختیار انہ یمین للعرف ولو بالبار یمین اتفاقا بحر وبحرمۃ محمد بحرمۃ شہد اللہ وبحرمۃ لا الہ الا اللہ
وبحق رسول اللہ او الایمان او الصلوۃ و عذابہ و ثوابہ ورضاہ ولعنۃ اللہ وامانتہ لکن فی الخانیۃ امانۃ اللہ یمین وفی النہر انہ لو نوی العبادات
فلیس یمین وان فعلہ فعلیہ غضبہ وسخطہ ولعنتہ او ہو زان او سارق او شارب خمر او آکل ربوا لا یکون قسما لعدم التعارف اور
یون کہنا وحقا اور حق اللہ اور بحرمۃ اللہ اور بحرمۃ شہد اللہ اور بحرمۃ لا الہ الا اللہ اور بحق رسول اللہ یا بحق الایمان

اذا حلف بصفۃ لا یحلف بہا عرفاً ... یعنی کہ قسم ہو اسکے عذاب کی اور اسکے ثواب کی اور انکی رضامندی اور رحمت کی اور انکی امانت کی اور رزق کا اور لعنت تو قسم
نہ ہوگی اللہ کا اور غضب کا اور رحمت انکی یا کوئی شخص زانی ہو یا سارق یا شراب کا پینے والا یا بیاج کا کھانے والا ان اقوال سے قسم نہیں ہوتی سبب
عدم رواج کے تو اسکے کہنا ہو تو وہ مبتدا ہو اور خبر انکی آتا ہو وحقا میں نہیں مگر جب حق لفظ سے اسم اللہ تعالیٰ کا مراد رکھے تو البتہ یمین ہوگی اور حق
اللہ سے تو قسم کا کہا لیکن شارح نے اشارہ کیا ہے کہ اسکا ذکر کرنا مناسب تھا واسطے اختصار کے اور اختیار شرح مختار میں وحق اللہ کے یمین
ہونے کو نہیں کیا بسبب عدم رواج کے اور اگر بجائے واو کے بے لاوے تو بعض یوں کہتے ہیں کہ بحق اللہ میں ایسا کرونگا تو بالاتفاق یمین ہو کذا فی البحر الرائق لیکن
فتاویٰ میں ہو والفتاویٰ علی انہ یمین ہو سو واسطے کہ امانت صفت ہو اسکی اور واسطے کہ اسما الٰہیہ میں یمین بھی ہو لیکن صفات الٰہی میں بعتبار رواج کے واجب ہو
چنانچہ اسکی تفصیل ہو چکی کذا فی ... حلبی اور بحر الرائق میں ہو اور امانت سے عبادات کا قصد کریگا تو یمین نہ ہوگی جیسے صوم اور صلوٰۃ سے نہیں ہوتی للعرف
اس کے واسطے جیسا کہ ... امام الکمال ... فی النہر سوا اگر اقوال مذکورہ سے قسم کھانا مروج ہو جاوے تو اگر یہ قول ... نہیں ... ظاہر ... تھا
کا اسپر دلالت کرتا ہو ... ظاہر کلام کمال الدین بن الہمام کا یہ ہو کہ رواج سے بھی یمین ہونگے اور پوری تقریر اسکی نہر الفائق میں ہو وفی البحر یباح
للضرورۃ لا یکفر مستحلہ کالدم والخنزیر اور بحر الرائق میں ہو کہ جو چیز حرام مباح ہو جاتی ہو بسبب ضرورت کے تو اسکا حلال کہنے والا کافر نہیں ہوتا جیسے خون
اور سور تو اگر یوں کہے کہ اگر وہ ایسا کرے تو وہ خون کھاوے یا سور تو یمین نہ ہوگی اسواسطے کہ تعلیق کفر کی شرط سے یمین ہو اور استحلال خون اور سور ایسا
نہیں خلاصہ یہ کہ جو چیز کہ ذاتی حرام ہو اسطرح کہ اسکی حرمت کسی حال میں ساقط نہیں ہوتی چنانچہ کفر اور مانند اسکے تو اسکا استحلال بطریق تعلیق بالشرط
کے یمین ہو اور جو چیز ایسی حرام ہو کہ کبھی اسکی حرمت بسبب ضرورت کے ساقط ہو جاتی ہو جیسے مردار اور شراب اور سور وغیرہ تو اسکا استحلال بطریق تعلیق بالشرط
کے یمین نہیں کذا فی الطحطاوی الا فراد والحالف بقولہ حقا اسم اللہ تعالیٰ یمین علی المذہب کما صححہ فی الخانیہ مگر جبکہ ارادہ کریگا قسم کھانے والا اپنے
قول حقا سے اسم اللہ کا تو ... یہ لفظ یمین ہوگا بنابر مذہب صحیح کے چنانچہ اس قول کی تصحیح کی ہو خانیہ میں ومن حروفہ الواو والباء والتاء ولام القسم وحرف
التنبیہ وہمزۃ الاستفہام وقطع الف الوصل والمیم المکسورۃ والمضمومۃ کقولہ واللہ وباللہ وتاللہ وللہ وھا اللہ ... اور منجملہ حروف قسم کے واو ہو اور بے اور تے چنانچہ
واللہ وباللہ وتاللہ اور لام قسم کا متضمن چنانچہ للہ اور حرف تنبیہ یعنے ہے چنانچہ ہا اللہ اور ہمزہ استفہام کا ممدود اور قطع الف وصل کا چنانچہ اللہ
اور میم مکسورہ چنانچہ مِ اللہ اور میم مضمومہ چنانچہ مُ اللہ معانی ان سب حروف کے یہ کہ قسم کھاتا ہوں اللہ کی اور ہمزہ قسم کے بعد الف ہوتا ہو اور نام مقدس
مجرور اور ہمزہ قسم کو ہمزہ استفہام مجازا کہا کذا فی حاشیۃ الحلبی وقد تضمر حروفہ ایجازا فتختص اسم اللہ بالحرکات الثلث ذخیرہ لتغییر البحر ولتوہم رفع ...
بالضمیر ... نزع الخافض وجرہ الکوفیون ... لا افعلن کذا افادہ ان اضمار حرف التاکید فی المقسم علیہ لا یجوز اور کبھی حروف قسم کے
پوشیدہ لائے جاتے ہیں واسطے اختصار کے تو اسم مقدس اللہ کا مخصوص بحرکات ثلثہ ہوتا ہو حالت اضمار میں اور سوائے نام پاک کے مخصوص
ہوتا ہو بغیر جر کے یعنے کہ اسمیں رفع اور نصب آتا ہو نہ جر اور لازم ہو گیا ہو رفع ایمن اللہ اور لعمر اللہ کا یعنے نون اور رے کا اضمار کی مثال اللہ
لافعلن کذا یعنی قسم اللہ کی ایسا کرونگا البتہ نام مقدس کا نصب جائز ہو بسبب نزع خافض کے اور کوفیون نے اسکو جر دیا ہو کذا ذکرہ مسکین شارح
نے بیان رفع سے سکوت کیا کہ اسکا جواز ظاہر ہو محتاج وجہ کا نہیں اسواسطے کہ اللہ حالت رفعی میں مبتدا ہو اور خبر محذوف یعنی اللہ قسمی کذا فی
النہر اور متن نے لا افعلن کی مثال دیکر اشارہ کیا کہ اضمار حروف تاکید کا جائز نہیں مقسم علیہ میں یعنی جسپر قسم کھائی جاوے تو صرح بہ لقولہ لانہ
بالعربیۃ فی الاثبات لا یکون الا بحرف التاکید وہو اللام والنون کقولہ تاللہ لافعلن کذا ... واللہ لقد فعلت کذا ...
وفی النفی بحرف النفی حتی لو قال واللہ افعل کذا الیوم کانت یمینہ ... وتکون لا مضمرۃ کانہ قال لا افعل کذا ...

فی الاثبات لاضمار العرب فی الکلام الکلمة لا لبعض الکلمة من البحر عن المحیط پھر عدم جواز حرف تاکید کو ماتن نے اپنے اس قول مین کھول کر کہدیا کہ قسم
عربی زبان مین اثبات مین نہین ہوتی بدون حرف تاکید کے اور حرف تاکید لام اور نون ہی مضارع مثبت مین چنانچہ (واللہ لافعلن کذا) اور ماضی مین حرف
تاکید لقد ہی چنانچہ (واللہ لقد فعلت کذا) مقرون بکلمہ تاکید اور نفی مین حرف نفی ہوتا ہی چنانچہ (واللہ لا افعل کذا و واللہ ما فعلت کذا) یہان تک
کہ اگر اثبات مین بلا حرف تاکید یون کہے گا کہ (واللہ افعل کذا الیوم) تو اسکی یہ قسم نفی پر ہوگی اور کلمہ لا درپردہ مضمر ہوگا گویا یون کہا کہ واللہ لا افعل
کذا اثبات کو نفی اسواسطے ٹھیرایا کہ حرف تاکید محذوف کرنا اثبات مین ممتنع ہی اسواسطے کہ عرب کلام مین پورا کلمہ حذف کرتے ہین نہ بعض کلمہ تو
لفظ لا پورا کلمہ ہی بخلاف لام اور نون کے کذا فی البحر عن المحیط مع بنابراس تحقیق کے اگر کوئی یون قسم کھاوے کہ (واللہ اضرب الیوم زیدا) تو عدم ضرب
سے حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ یہ قسم ظاہر مین مثبت ہی اور واقع مین منفی کما لا یخفی وکفارته ہذا اضافة للشرط لان السبب عندنا الحنث اور کفارہ قسم
شارح نے کہا اضافت کفارہ کی طرف قسم کی من قبیل اضافت شی کے ہی اپنی شرط کی طرف نہ اضافت شی کی طرف سبب کے اسواسطے کہ سبب کفارہ کا ہمارے
نزدیک حنث ہی کذا فی النہر تحریر رقبة او اطعام عشرة مساکین کما مر فی الظہار کفارہ قسم کا آزاد کرنا ہی گردن کا یا دس محتاجون کو کھانا دینا چنانچہ
اعتاق اور اطعام کی تفصیل باب الظہار مین مذکور ہو چکی یعنے اعتاق مین رقبہ مسلم ہو یا کافر مذکر ہو یا مونث صغیر ہو یا کبیر جائز ہی اور مفقود المنفعت
اور مدبر اور ام ولد اور وہ مکاتب جو بعض بدل کتابت ادا کرچکا ہی جائز نہین اور اطعام مین تملیک اور اباحت دونون کافی ہین تو تملیک مین نصف
صاع گیہون اور ایک کھجور یا جو ہر محتاج کو دے اور اباحت مین دن اور رات دونون وقت پیٹ بھر کے کھلاوے سو اگر گیہون کی روٹی کھلاوے
تو دال اور گوشت کی حاجت نہین والا سالن ضرور ہی بموجب تفصیل کفارۂ ظہار کے اور مصرف کفارہ وہ ہی جو مصرف ہی زکوۃ کا تو اپنے اصول و فروع اور
غنی اور سید کو دینا جائز نہین او کسوتهم بما یصلح للاوساط وینتفع به فوق ثلثة اشهر ویستر عامة البدن فلم تجز السراویل الا باعتبار قیمة الاطعام
یا کفارہ قسم کا دس محتاجون کو لباس دینا ہی ایسی پوشاک جو متوسط لوگون کے مناسب حال ہو یعنے اغنیا کی پوشاک سے کم اور محتاجین کی
پوشاک سے زیادہ ہو اور تین مہینے سے زیادہ اسکو استعمال کرسکے اور ایسا کپڑا ہو جس سے اکثر بدن ڈھک جاوے تو فقط پاجامہ دینا جائز نہین
اور اسیطرح پگڑی مگر باعتبار قیمت اطعام کے پاجامہ دینا جائز ہی یعنے اگر قیمت اسکی بقدر نصف صاع گیہون کے ہو تو اسکا دینا کفایت کریگا نہ بنابر
لباس کے بلکہ باعتبار اطعام کے اسواسطے کہ حق تعالی نے قرآن مجید مین اداے کفارہ مین حالف کو عتاق یا لباس یا اطعام مین اختیار دیا ہی ان
تینون چیزون مین سے جسکو چاہے اختیار کرے ولو ادی الکل جملة او مرتبا ولم ینو الا بعد تمامها للزوم النیة لصحة التکفیر وقع عنها واحدا هو
اعلاها قیمة اور اگر سب کو ادا کیا کفارہ مین یعنے اعتاق اور کسوۃ اور اطعام یکبارگی ادا کیا یا ترتیب دیا اور نیت کفارہ کی نکی مگر بعد اسکی تمامی
کے تو واقع ہوگا کفارہ کیجانب سے تینون مین سے وہ ایک جو قیمت مین سب سے اعلی ہی اعتبار نیت کا ہوا بسبب لزوم نیت کے اسواسطے صحت کفارہ
ادا کرنے کے یعنی کفارہ بدون نیت کے صحیح نہین کذا فی النہر عن الفتح ولو ترک الکل عوقب بواحد هو ادناها قیمة لسقوط الفرض بالادنی اور اگر کفارہ
مین سب تینون چیزون کو ترک کیا تو عذاب کیا جاویگا اس چیز سے جو قیمت مین سب سے ادنی ہی بسبب ساقط ہونے فرض کے ادنی سے بھی فان عجز عنها
کلها وقت الاداء عندنا حتی لو وهب ماله وسلمه ثم صام ثم رجع بهبته اجزاه الصوم مجتبی قلت وہذا مستثنی من قولهم الرجوع فی الہبة فسخ من الاصل سو اگر عاجز
ہو کفارہ سے سب تینون چیزون سے کفارہ ادا کرنے کے وقت ہم حنفیون کے نزدیک یہان تک کہ سب اپنا مال کسیکو ہبہ کیا اور تسلیم کردیا پھر اسنے روزہ
رکھا پھر اسنے اپنے ہبہ کو پھیر لیا تو اسکو روزہ کفایت کریگا اسواسطے کہ وقت اداے کفارہ وہ عاجز تھا اعتاق یا کسوت یا اطعام سے کذا فی المجتبی
شارح کہتا ہی اور یہ مسئلہ مستثنی ہی فقہا کے اس قول سے کہ ہبہ کا پھیر لینا فسخ ہی اصل ہبہ سے اسواسطے کہ اگر مستثنی نہوتا تو صوم کفایت نہ کرتا

پہلے اگر عتاق یا کسوت یا صوم متتابعہ ... عند احمد ... شافعی التفریق و حنیث ... لو شاء ... تو صوم
... نہ مادے ... تین دن کے اندر ... سے ... کفارہ افطار ... کے ... سے ...
... ہوگا اور ... امام شافعی نے تفریق صوم کو اور اعتبار کیا ہی عاجزی کو حنث کے وقت نہ ادا کیوقت کذا ذکرہ سکین ... کفارہ مین کی تفصیل
... فکفارتہ اطعام عشرۃ مساکین من اوسط ما تطعمون اھلیکم او کسوتہم او تحریر رقبۃ فمن لم یجد فصیام ثلثۃ ایام ... قرآن مجید مین
... ایام کی قید نہین لیکن ابن مسعود کی قرات یون ہی کہ (ثلثۃ ایام متتابعات) اور قرات اُنکی مانند انکی روایت کے ہی اور چونکہ قرات مشہور ہی لہذا
زیادت علی الکتاب اس سے جائز ہوئی کذا فی منح الغفار والشرط استمرار العجز الی الفراغ من الصوم فلو صام المعسر یومین ثم قبل فراغہ
ایسا فقد الیسر ولو بموت مورثہ موسرا لا یجوز لہ الصوم ویستانف بالمال خانیہ اور شرط کافی ہونے صوم کی برابر چلا جانا عاجزی کا ہی فراغت صوم
تک تو اگر حانث محتاج نے دو روزے رکھے تیسرا صوم ثالث کے صوم سے فراغت ہونے سے پہلے اگرچہ ایک ہی ساعت دن باقی ہی وہ مقدور والا ہوگیا اگرچہ
مقدور حاصل ہوا اپنے تو اگر مورث کے مرنے سے تو یہ صوم جائز نہ ہوگا اور سرنو سے مال کا کفارہ دیوے یعنی اعتاق یا کسوۃ یا اطعام کا کذا فی الخانیہ والصائم کا
للمال لم یجز علی الصحیح مجتبی اور اگر روزہ رکھا اپنے مال کو بھول کر لیکن اسکا مملوک مال تھا سواسنے آپکو محتاج جانکر صیام کا کفارہ ادا کیا اور پھر مال یاد آیا تو یہ صوم
جائز نہوگا صحیح قول پر کذا فی المجتبی م خانیہ مین ہی کہ اگر اُسکے پاس مال ہو اور اُسپر قرض ہو تو اگر اُسنے اس مال سے قرض ادا کیا تو بالاتفاق کفارہ صوم کا ادا
کرے اور اگر قبل ادائے قرض کے روزہ رکھا تو بعضون کے نزدیک جائز ہی اور بعضون کے نزدیک جائز نہین کذا فی النہر ولو نسی کیف حلف باللہ او بطلاق
او بصوم لاشی علیہ الا ان یتذکر خانیہ اور اگر حالف بھول گیا کہ کیونکر قسم کھائی تھی اللہ کی قسم تھی یا طلاق یا صوم کی تو اُسپر کوئی چیز لازم نہین نہ کفارہ نہ
طلاق مگر یہ کہ اُسکو یاد آجاوے کہ فلان چیز کی قسم تھی تو وہی لازم ہوگی کذا فی الخانیہ ولم یجز التکفیر ولو بالمال خلافا للشافعی قبل حنث لان الکفارۃ
لستر الجنایۃ ولا جنایۃ ولا یسترد من الفقیر لوقوعہ صدقۃ اور جائز نہین کفارہ دینا قبل حنث کے اگرچہ کفارہ مال کا ہو بخلاف امام شافعی کے کہ اُسکے
نزدیک کفارہ مال کا قبل حنث کے صحیح ہی ہمارے نزدیک کفارہ قبل حنث کے اسواسطے صحیح نہ ہوا کہ کفارہ موضوع ہی واسطے چھپانے گناہ کے اور
قسم توڑنے سے پہلے کوئی گناہ نہین جسکو کفارہ چھپا دے تو دوسرا کفارہ بعد حنث کے ادا کرنا لازم ہوگا اور جو طعام اور کسوہ قبل حنث کے دیا ہی اُسکو فقیر سے نہ
پھیر لے اسواسطے کہ وہ صدقہ نافلہ ہو چکا م اگر کوئی سوال کرے کہ سنن ابو داؤد مین عبد الرحمن بن سمرہ سے روایت ہی (فکفر عن یمینک ثم ایت الذی ہو خیر)
اس ... روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ اول کفارہ دے پھر قسم توڑے اسواسطے کہ لفظ ثم کا واسطے تعقیب کے ہی اُسکا جواب یہ کہ عبد الرحمن بن سمرہ سے صحیحین مین یون روایت
ہی (قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حلفت علی یمین فرایت غیرہا خیرا منہا فکفر عن یمینک وایت الذی ہو خیر) اس روایت مین واو ہی نہ ثم اور واو واسطے
مطلق جمع کے موضوع ہی نہ واسطے تعقیب کے اور چونکہ روایت صحیحین کی معروف اور صحت مین مقدم ہی تو روایت ابو داؤد کی انکے مقابل مین شاذ ہی اور لائق تاویل
کے ہی یعنی ثم بمعنی واو کے ہی اور صحیح مسلم مین عدی بن حاتم سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (من حلف علی یمین فرای غیرہا خیرا منہا فلیات الذی
ہو خیر ولیکفر عن یمینہ) اور اسی کی شاہد امام احمد کی روایت ہی عبد اللہ بن عمرو سے کذا فی فتح القدیر ومصرفہا مصرف الزکوۃ فلا تدفع الا الذمی خلافا
للثانی وبقولہ یفتی کما مر فی بابہا اور مصرف کفارہ یمین کا وہ مصرف ہی جو زکوۃ کا مصرف ہی اور جو زکوۃ کا مصرف نہین وہ کفارہ کا بھی مصرف نہین چنانچہ
اُسکا ذکر ترجمہ مین قبل اسی کے ہو چکا بعضون نے کہا ہی مگر ذمی کو کفارہ دینا جائز ہی نہ زکوۃ بخلاف ابو یوسف کے کہ اُنکے نزدیک ذمی کو بھی کفارہ دینا
جائز نہین اور اسی قول پر فتوے ہی چنانچہ باب الزکوۃ مین گذر گیا تو بقول مفتی بہ کلیہ قائم رہا کہ مصرف کفارہ بعینہ مصرف زکوۃ ہی وہذا کفارۃ یمین
کافر وان حنث مسلما لآیۃ انہم لا ایمان لہم واما وان نکثوا ایمانہم فمعنی النصوص تخصیف الحاکم اور کفارہ واجب نہین کافر کی قسم سے اگرچہ وہ

مسلمان ہوکر حانث ہو بدلیل اس آیت قرآنی کے کہ (انہم لا ایمان لہم) یعنی کافرون کے واسطے قسمین نہین ہین لہذا اول کتاب یمین مین مذکور ہو چکا کہ شرائط صحت یمین سے اسلام ہو اسواسطے کہ یمین عبادت ہو اور کافر اہل عبادت کا نہین اور یہ جو دوسری آیت مین وارد ہو (وان نکثوا ایمانہم) کہ اگر وے اپنی قسمین توڑین تو مراد اس سے یمین ظاہری ہو جسکو کفار اپنے صدق کیواسطے ظاہر کرتے ہین نہ حقیقی جیسے قسم لینا حاکم کا کافر سے اس توقع سے کہ وہ قسم سے انکار کرے تو حق ثابت ہو جاوے اور اگرچہ کافر کے حق مین یمین شرعی ثابت نہین لیکن چونکہ وہ اپنے اعتقاد مین نام الہی کی تعظیم کرتا ہے تو جھوٹی قسم سے انکار کریگا تو مقصود حاصل ہوگا یعنی ظہور حق اسواسطے کافر سے یمین ظاہری وہ لینا چاہیے کذا فی النہر والمنح **وہو اے الکفر یبطلہا اذا عرض بعدہا فلو حلف**

مسلما ثم ارتد والعیاذ باللہ ثم اسلم ثم حنث فلا کفارۃ اصلا لما تقرر ان الاوصاف الراجعۃ الی المحل یستوی فیہا الابتداء والبقاء کالمحرمیۃ فی النکاح

اور وہ یعنے کفر باطل کرتا ہے یمین کو جب عارض ہو بعد قسم کھانے کے تو اگر قسم کھائی حالت اسلام مین پھر معاذ اللہ کافر ہو گیا بعد اسکے مسلمان ہوا پھر قسم توڑی تو اسپر ہرگز کفارہ نہین اسواسطے کہ ثابت ہو چکا ہو اصول مین کہ جو اوصاف کہ رجوع کرتے ہین محل کی طرف انمین ابتدا اور بقا دونون برابر ہین جیسے وصف محرمیت کا نکاح مین ہم بیان اوصاف سے مراد کفر اور اسلام ہو اور محل سے مراد قسم کھانے والا شخص ہو اور مراد بقا سے عروض ہو چنانچہ نکاح مین محرمیت کا وصف خواہ ابتدا سے خواہ پیچھے سے عارض ہو دونون برابر ہین تو زانی پر مزنیہ حرام ہو جیسے اسکی زوجہ حرام ہو جاتی ہو زوجہ کی مان سے زنا کرنے سے **وکذا لو نذر الکافر ما ہو قربۃ لا یلزمہ شئی** اور اسی طرح مانند یمین کے اگر نذر ماننے کافر اس چیز کی جو از قسم عبادت ہو چنانچہ صوم یا صدقہ تو اسپر کچھ لازم نہین امام اعظم کے نزدیک نہ قبل اسلام کے نہ بعد اور یہی مذہب ہو امام مالک کا اور امام شافعی اور احمد کے نزدیک کفارہ مالی لازم ہو نہ صوم اور صدقہ اور یہ جو صحیحین مین عمر فاروق سے مروی ہو کہ مین نے کہا یا رسول اللہ مین نے جاہلیت مین ایک رات مسجد الحرام کے اعتکاف کی نذر مانی تھی سو حضرت نے فرمایا کہ اپنی نذر کو ادا کر تو مراد یہ ہو کہ حالت اسلام مین عبادت جدا گانہ کر قطع نظر جاہلیت کی نذر سے واللہ اعلم کذا فی فتح القدیر **ومن حلف**

علی معصیۃ کعدم الکلام مع ابویہ او قتل فلان الیوم وانما قال الیوم لان وجوب الحنث لا یتاتی الا فی الیمین الموقتۃ اما المطلقۃ فحنثہ فی آخر حیاتہ فیوصی بالکفارۃ بموت الحالف ویکفر عن یمینہ بہلاک المحلوف علیہ غایۃ وجب الحنث والتکفیر لانہ اہون الامرین اور جو شخص قسم کھاوے گناہ پر چنانچہ اپنے والدین سے نہ بولنے کی یا آج کے دن فلانے شخص کے قتل کرنے کی تو اس صورت مین قسم توڑنا اور کفارہ دینا واجب ہو اسواسطے کہ قسم توڑکر کفارہ دینا آسان تر ہو ترک کلام والدین اور قتل ناحق سے اسی کی طرف شیخ سعدی نے اشارہ کیا کہ آزردن دل دوستان جہل ست وکفارہ یمین سہل اور ماتن نے قتل مین آج کے دن کی قید اسواسطے لگائی کہ وجوب حنث حاصل نہین ہو سکتا مگر موقت قسم مین اور مطلق قسم مین تو حنث حالف کی آخر حیات مین ہوتا ہو اسواسطے کہ تا حیات حالف مثلاً نفی قتل کی نہین ہو سکتی تو وصیت کیجاوے کفارہ دینے کی بعد موت حالف کے یعنی حالف وصیت کر جاوے کفارہ دینے کی اور حالف اپنی حیات مین کفارہ نہین دے سکتا اسواسطے کہ کفارہ قبل حنث کے صحیح نہین اور کفارہ ادا کرے حالف اپنی قسم کا محلوف علیہ کی موت سے یعنی جسکے قتل کی قسم کھائی کذا فی غایۃ البیان خلاصہ یہ ہو کہ یمین مطلق مین حنث بدون موت حالف یا محلوف علیہ کے نہین ہو سکتا بشرطیکہ محلوف علیہ مثبت ہو اور اگر منفی ہو چنانچہ عدم کلام والدین تو حنث فی الحال متصور ہو کلام کرنے سے تو اس تقریر سے معلوم ہوا کہ الیوم مثال ثانی کی قید ہو نہ مثال اول کی کذا فی حاشیۃ الحلبی

وحاصلہ ان المحلوف علیہ اما فعل او ترک وکل منہما اما معصیۃ وہی مسئلۃ المتن او واجب کحلفہ لیصلین الظہر الیوم فبرہ فرض او ہو اولی من غیرہ او

غیرہ اولی منہ کحلفہ علی ترک وطی زوجتہ شہرا ونحوہ وحنثہ اولی او مستو یان کحلفہ لا یاکل ہذا الخبز مثلا فبرہ اولی لآیۃ واحفظوا ایمانکم تفید وجوبہ فتح وسیجی عشرۃ اور قسم توڑنے کے اقسام کا خلاصہ بطریق کلیہ کے یہ ہو کہ محلوف علیہ یعنے جسپر قسم کھائی وہ دو حال سے خالی نہین کہ فعل ہو یا ترک فعل اور ہر ایک یا معصیت ہو اور یہی مسئلہ متن مین مذکور ہو چکا تو معصیت کی قسم مین حنث واجب ہو

نہ کھاؤنگا اور ترک واجب ہو جیسا کہ یون قسم کھائے کہ نماز فرض نہ پڑھونگا اور مثال فعل کی اور ترک کی مثال ...

اور واجب کی قسم ہو اور واجب ہو یعنی قسم کو پورا کرنا ... جب قسم سے چاہیئے ... جب کھائی قسم ...

اور ... سے ... فقیرون کو واسطے ناراضی والون کو نہ ماریگا تو اس حالت ...

اسباب کے ... ہو جب ... واجب مباحات کے وجوب ... یا الخلوت علیہ ...

یا ... ترک قربت یا ایک ... اور مانند اسکے جیسا کہ ... آپ کو بھی جائز تھا تو اس قسم ...

تو ان کو ... جیسا کہ ... یا ... اور ایسی قسم ...

کہ دو احتمال ... کی محافظت کرو اپنی قسمون کی مباحات ... کی وجہ سے ... مفید ہو کذا فی فتح القدیر ...

ومن حرم علی نفسہ ... وقال ان ... علی حرام فاکلہ ... کفارۃ ... اگر ... اپنی ذات پر ...

کروے ... نے تحریم چیز کی ... کہ اگر ... تحریم ... کہ اگر مین اس طعام کو کھاؤن تو ...

کھایا تو اسپر کفارہ نہین کذا فی الخلاصہ اور مشکل سمجھا ہو ... مصنف نے اپنی شرح ...

معلق بالشرط ... وقوع شرط کے ... کہ حنث مین کفارہ نہین ... کہ تحریم ... تعلیق ...

کہ منجز مین طعام موجود کی تحریم ہو اور معلق مین تحریم ثابت نہین مگر بعد اکل کے اور بعد اکل کے طعام موجود نہین کذا فی حاشیۃ الچلپی ...

کقولہ الخمر ... علی حرام ... جو شخص اپنی ذات پر کسی چیز کو حرام کرے اگرچہ وہ چیز حرام ہو یا غیر کی مملوک ہو جیسا کہ یون کہا کہ شراب

مجھپر حرام ہو ... مال مجھپر حرام ہو تو یہ قول یمین ہوتا ... قول سے خبر دینے کا ... اور اگر اخبار کا ارادہ کیا ... انشاء تحریم کا

تو یمین ہوگا تو اس وقت شراب پینے سے فقط گناہ ہوگا کفارہ لازم نہ آویگا بخلاف انشاء تحریم کے کہ ... گناہ کے سوا کفارہ یمین کا لازم آویگا ثم فصلہ

بالکل ... تصدق ... الحنث بحکم العرف ... پھر بعد تحریم کے اس چیز کو کیا یعنی اگر طعام ہو تو اسکے کھانے سے ... ہو تو ...

خرچ کرنے سے قسم کو توڑا تو کفارہ دے اور اگر بعد تحریم کے اس شی کو خیرات کر دیا یا کسی کو بخش دیا تو حانث نہ ہوگا بحکم عرف کذا ذکرہ الزیلعی ...

لما تقرر ان تحریم الحلال یمین جو اپنی ذات پر کسی شی کو حرام کرے پھر اسکو کرے تو کفارہ دے اپنی قسم کا اس ... ثابت ہو چکا ہے اصول مین کہ حرام

کر دینا حلال چیز کو یمین ہے یعنی قسم کی ایک یہ بھی صورت ہے کہ حلال کو حرام کر ڈالے ... انت علی حرام ... علی نفسی ...

نے الجماع ... اور من قبیل قسم کے یہ قول ہے ... کا اپنی زوج سے کہ تو مجھپر حرام ہے ... حرام کیا ... اپنی ذات پر تو

بعد اس قول کے اگر اپنی خوشی جماع پر زوج کو قادر ہونے دیگی یا زوج اس سے زبردستی جماع کریگا تو حانث ہوگی ... کذا فی البحر

وفیہ قال القوم کلامکم علی حرام ... علی ... حنث بالبعض ... مجتبی مین ہے کہا ایک شخص نے کہ کلام

تمہارا مجھپر حرام ہے یا کلام اہل بغداد کا مجھپر حرام ہے ... اس روٹی کا مجھپر حرام ہے تو حانث ہوگا بعض کے کلام اور ... روٹی کے کھانے سے

وفی ... واللہ لا اکلمکم ... لم یحنث ... بالکل ... لم یکن الکل فی مجلس واحد او حلف لا اکلم فلانا وفلانا ...

وکلم اخوۃ فلان ... او واحد ... جواب حادثہ حلف بالطلاق ان اولاد زوجتہ لا یطلعون من بیتہ ... واحد

منہم لم یحنث ... بقول ... کہ واللہ مین تمسے کلام نہ کرونگا یا روٹی نہ کھاؤنگا تو حانث نہ ہوگا مگر سب کے کلام سے اور سب روٹی کے کھانے

سے ... بیان کیا ... مگر ... حانث ہوگا جب تمام روٹی کا کھانا مجلس واحد مین ... یا قسم

کھاوے کہ کلام نہ کریگا فلانے اور فلانے سے اور نیت کی دونون سے ایک کی یا یون قسم کھائی کہ مثلاً زید کے بھائیون سے نہ بولیگا اور زید کا ایک ہی بھائی ہو تو اُسوقت مین ایک ہی شخص کے بولنے سے حانث ہوگا اور پورا بیان اسکا اشباہ مین ہو شارح کہتا ہو مین کہتا ہون کہ اس سے معلوم ہوگیا اس واقعہ کا جواب کہ ایک شخص نے طلاق زوجہ کی قسم کھائی اگر اسکی زوجہ کی اولاد اُسکے گھر کو جاوینگی سو زوجہ کی اولاد سے ایک ولد نے زوج کے گھر کو جانا تو زوج حانث نہ ہوگا یعنی طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ لفظ اولاد جمع ہو بدون الف اور لام کے اور اقل مرتبہ جمع کا تین ہو کذا فی حاشیۃ الحلبی عن البحر کل حل او حلال اللہ او حلال المسلمین علی حرام زاد الکمال او الحرام یلزمنی و نحوہ فہو علی الطعام و الشراب لکن الفتوی فی زماننا علی انہ یمین امراتہ بتطلیقۃ و ان اکثر من جمیعا بلانیۃ و ان نوی ثلثا فثلث و ان قال لم انو طلاقا لم یصدق قضاء لغلبۃ الاستعمال و لذا لا یحلف بہ الا الرجال ظہیریۃ کہا ایک شخص نے یہ سب حلال مجھپر حرام ہو یا یون کہا کہ حلال اللہ کا یا حلال مسلمین کا مجھپر حرام ہو کمال الدین نے اتنا اور بھی زیادہ کیا ہو کہ یا حرام مجھکو لازم ہوگیا اور مانند اس قول کے تو ظاہر مذہب مین تحریم حلال کے کھانے یا پینے پر محمول ہو تو بعد اس قول کے حانث نہ ہوگا مگر اکل اور شرب سے لیکن ہمارے زمانہ مین فتوے اسپر ہو کہ قائل کی عورت بائن ہو جاویگی ایک طلاق کر اور اگر اُسکی زوجات ایک سے زیادہ ہون تو سب ایک ایک طلاق سے بائن ہو جاوینگی بلانیت اور اگر اس کلام سے تین طلاق کی نیت کریگا تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر وہ کہیگا کہ تحریم حلال سے مین نے طلاق کی نیت نہین کی تو دیانۃً اُسکی تصدیق ہوگی اور قضاءً تصدیق نہ ہوگی بسبب غالب ہونے استعمال تحریم حلال کی طلاق مین و لہذا اس لفظ سے قسم نہین کھاتے عرف مین مگر مرد نہ عورتین کذا فی المنح عن الظہیریۃ و ان لم تکن لہ امراۃ وقت الیمین سواء نکح بعدہ او لا فیمین فیکفر با کلہ او شربہ لو یمینہ علی آت و لو باللہ علی ماض فغموس او لغو و لو کانت لہ امراۃ وقتہا فبانت بلا عدۃ فاکل فلا کفارۃ لانصرافہا الطلاق و قدمر فی الایلاء اور اگر اُسکی عورت نہ ہو یمین کے وقت خواہ اُس نے بعد یمین کے نکاح کیا ہو یا نہ کیا ہو تو اسوقت مین تحریم حلال کی طلاق نہ ہوگی بلکہ یمین ہوگی تو کفارہ دیوے اپنے اکل و شرب سے اگر یمین اُسکی استقبال پر ہو اور اگر یمین اللہ جل شانہ کے نام پاک سے ہو ماضی پر اسطرح کہ اگر واللہ مین نے ایسا کیا ہو تو حلال اللہ کا مجھپر حرام ہو تو یہ یمین غموس ہو اگر جھوٹی قسم ہو یا یمین لغو ہو اگر اسکو صدق کا ظن ہو اور اگر اُسکی ایک عورت ہو یمین کے وقت پھر وہ بائن ہوگئی بدون عدت کے یعنی غیر مدخولہ تھی سو بعد یمین کے وہ مطلقہ ہوگئی پھر اُسنے کچھ کھایا پیا تو اس اکل و شرب سے اُسپر کفارہ نہ لازم ہوگا بسبب پھر جانے یمین کے طلاق کی طرف بسبب عورت ہونے کے سو اب اکل اور شرب کے واسطے نہین ہو سکتی اور مسئلہ تحریم حلال کا باب الایلاء مین مذکور ہو چکا **فائدہ** ضروریہ بعد مسائل یمین کے اب مصنف مسائل نذر کو مذکور کریگا وجہ مناسبت یمین اور نذر کی یہ ہو کہ نفس وجوب مین دونون مشترک ہین اسواسطے کہ نذر عبادت ہو ایجاب مباح سے کذا فی المنح یعنی عبادات غیر واجبہ کو اپنے اوپر واجب کر لینا نسائی نے عمران بن حصین سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نذر دو قسم ہو سو جس شخص کی نذر اللہ تعالی کی طاعت اور عبادت مین ہو تو وہ اللہ کے واسطے ہو اور اُسمین نذر کا ادا کرنا لازم ہو اور جس شخص کی نذر اللہ تعالی کی معصیت اور گناہ مین ہو وہ نذر شیطان کے واسطے ہو اُسکا ادا کرنا یعنی منت کا اُتارنا لازم نہین اور اُسمین کفارہ دیوے جو یمین کا کفارہ ہو اور علامہ شیخ قاسم نے شرح درر البحار مین مصرح بیان کیا ہو کہ یہ جو اکثر عوام الناس نذر مانتے ہین اسطرح کہ بعضے اولیاء اللہ کی قبرون پر جاتے ہین یون کہتے ہوئے کہ یا حضرت فلانے ہمارا غائب آدمی اگر وطن مین پھر آوے یا بیمار ہمارا اچھا ہو جاوے یا مراد ہماری بر آوے تو آپ کے واسطے اتنا سونا یا اتنی چاندی یا اسقدر کھانا یا چراغان کیواسطے اتنا تیل یا موم نذر کرینگے تو یہ نذر اور منت باتفاق فقہا و باجماع علما باطل ہو چند دلیل اول یہ کہ نذر مخلوق کے واسطے جائز نہین یعنی نذر مخصوص بخدائے علیم و قادر ہو اور دوسری دلیل بطلان کی یہ ہو کہ جنکی نذر مانی ہو میت ہین اور میت کسی چیز کا مالک نہین ہوتا اور تیسری دلیل یہ ہو کہ ایسی نذر کرنے والون کے گمان مین یہ ہو کہ سوا خدا کے میت بھی

تاویل کرتے ہیں کہ اسکی اسی صورت بھی جائز ہی ... اعتقاد کفر ہی ... ان گروہون نے کیا اشیخین سے تیری نذر مانی کہ اگر فلان سبب سے بیمار کو شفا دی [illegible]

او تیرے خلانی لنگر وسکے فقیرون کو کھانا کھلاونگا یا درہم و دینار ... ایسی چیز جو نذر کرے جسمین محتاجون کو نفع ہو ... [illegible]

کرے وہ محل صرف ہو نذر کی لیکن نذر خالص اللہ ہی کے واسطے ہو تو صرف الیہ نذر جائز ہو جب یہ معلوم ہو تو یہ ... [illegible]

اولیا کی قبرون پر لیجاتے ہیں اولیاسے قربت اور نزدیکی حاصل کرنے کو ... حرام ہی جبتک کہ ان کے نذر محتاجون پر صرف کرنا مقصود

نہو ... ہوا ہین فقہا کا اختلاف نہین انتہی ملخصا اور التباس ... ہو گئے ہین ... شیخ احمد ... سے ... کذا فی البحر الرائق فی کتاب

الصوم ... اجماعی ... کی دریافت ہوئی تو مثل آفتاب کے روشن ہوگیا کہ جو اکثر نذر اور نیاز ... اولیا اللہ کی قبور پر یا حسین رضی اللہ عنہما

کے مزار تعزیہ پر جو عوام ہرسال کرتے ہین ہندوستان مین علی العموم ... باطل اور گمراہی ہی حقتعالیٰ بادشاہ اسلام کو قائم کرے کہ ان گمراہیون کو مٹاوے

اور علماء دین کو توفیق دے کہ خوف عوام سے انکے بیان کے بیان مین چشم پوشی نہ کرین اور تاویلات لاحیہ کرکے اسکا جواز عوام کو نہ سکھاوین آمین

ومن نذر نذرا مطلقا او معلقا بشرط وكان من جنسه واجب اے فرض كما صرح به ... وهو عبادة مقصودة خرج الوضوء وتكفين الميت

ووجد الشرط المعلق به لزم الناذر لحديث من نذر وسمى فعليه الوفاء بما سمى اور جس نے نذر مانی خواہ نذر مطلق ہو یا معلق ہو کسی شرط پر اور جنس نذر کے

کوئی واجب ہو مراد واجب سے یہان فرض ہی چنانچہ مصنف اسکا خود تصریح کریگا باتباع صاحب بحر ... اور وہ واجب عبادت مقصودہ بھی ہو

تو عبادات مقصودہ کی قید سے وضو اور تکفین میت کی نکل گئی اسواسطے کہ وضو اگرچہ عبادت ہی لیکن عبادت مقصودہ نہین بلکہ شرط ہی واسطے صحت صلوٰۃ

کے اور شرط معلق علیہ پائی جاوے تو وہ نذر لازم الادا ہوگی نذر کرنے والے پر اس حدیث کی دلیل سے کہ جو نذر کرے اور معین کردے تو اسپر ادا کرنا معین

چیز کا لازم ہو یہ حدیث غریب ہی لیکن لزوم منذور کا قرآن اور حدیث اور اجماع سے ثابت ہی اس خاص حدیث پر موقوف نہین حقتعالیٰ نے فرمایا ولیوفوا

نذورہم یعنی چاہیئے کہ اپنی نذرون کو پورا کرین اور ایفاء نذر مین بہت احادیث ہین منجملہ انکے ایک یہ حدیث مرفوع ہی صحیح بخاری کی عائشہ صدیقہ کی

روایت سے کہ جو نذر مانے خدا کی اطاعت کرنے کی تو چاہیئے کہ اطاعت کرے اور جو نذر کرے خدا کی معصیت کرنے کی تو وہ معصیت نکرے اور اجماع

کے ذکر کی کچھ حاجت نہین کذا فی فتح القدیر نذر مطلق یہ ہی کہ شرط پر معلق نہو چنانچہ یون کہنا کہ خدا کے واسطے مجھپر ایک مہینہ کا صوم واجب ہی یا صدقہ یا دو رکعت

نماز اور نذر معلق یہ کہ کسی شرط پر تعلیق ہو نذر کی چنانچہ یون کہنا کہ اگر میرا بیمار تندرست ہووے یا میرے یہان لڑکا پیدا ہو تو صوم یا صدقہ یا حج مجھپر لازم ہی کصوم

وصلوة وصدقة ووقف واعتكاف واعتاق رقبة وحج ولو ماشيا فانها عبادات مقصودة ومن جنسها واجب لوجوب العتق في الكفارة والمشي الى الحج

على القادر من اهل مكة والقعدة الاخيرة في الصلاة وهي لبث كالاعتكاف ووقف مسجد للمسلمين واجب على الامام من بيت المال والا فعلى

المسلمين فتح چنانچہ صوم اور صلوٰۃ اور صدقہ اور وقف اور اعتکاف ... اور حج اگرچہ پیادہ نذر مانا ہو تو بھی نذر صحیح ہی اسواسطے کہ

امور مذکورہ عبادات مقصودہ ہین اور انکی جنس سے واجب بھی ہی اسواسطے کہ وجوب عتق کا کفارہ ... پیادہ چلنا حج کے

واسطے اہل مکہ پر واجب ہی بشرط قدرت اور قعدہ اخیرہ نماز مین واجب ہی ... سے مثل اعتکاف کے ... مسجد

کا مسلمانون کے واسطے واجب ہی بادشاہ پر بیت المال سے اور اگر بیت المال نہو تو مسلمانون پر ... فی فتح القدیر ...

وجوب صوم اور صلوٰۃ اور صدقہ کا نہ بیان کیا اسلیئے کہ وجوب صوم ... اور نماز ... اور زکوٰۃ کا ظاہر تھا ... [illegible]

الاكتفاء ولم يلزم النذر بالذي ليس من جنسه فرض كعيادة مريض وتشييع جنازة ودخول مسجد ... الرسول صلى الله عليه وسلم ...

لانه ليس من جنسها فرض مقصود وهذا هو الضابط ... [illegible]

کوئی فرض نہین چنانچہ عیادت بیمار کی اور جنازہ کے ساتھ چلنا اور مسجد کا داخل ہونا اگرچہ مسجد رسول اللہ کی ہو صلی اللہ علیہ وسلم یا مسجد اقصےٰ ہو یعنی
اگر کوئی نذر مانے عیادت مریض یا متابعت جنازہ یا دخول مسجد کی تو اُسکا ادا کرنا اُس پر لازم نہ ہوگا اگرچہ یہ امور عبادت ہین لیکن مجانس انکی کوئی فرض
مقصود بالذات نہین اور یہی قاعدہ کلیہ ہی لزوم اور عدم لزوم نذر مین کذا فی الدرر اگر کوئی کہے کہ حج مین طواف الزیارۃ فرض ہی اور وہ بدون داخل
ہونے مسجد الحرام کے نہین ہوتا اُسکا جواب یہ ہی کہ طواف فرض ہی نہ دخول تو دخول مقصود بالذات عبادت نہ ٹھہرا بلکہ واسطے ادائے طواف کے جیسا کہ وضو
واسطے نماز کے اور اسی طرح پل اور خانقاہ اور سراے اور پانی کی سبیل رکھنے کی نذر اگر مانے گا تو لازم نہ ہوگی اسواسطے کہ انکی جنس کا کوئی شرع مین
فرض نہین کذا فی الفتح وفی البحر شرائطہ خمس فزاد ان لایکون معصیۃ لذاتہ فصح نذر صوم یوم النحر لانہ لغیرہ و ان لایکون واجبا علیہ قبل النذر فلو نذر حجۃ الاسلام
لم یلزمہ شئ غیرہا و ان لایکون ما التزمہ اکثر مما یملکہ او ملکا لغیرہ فلو نذر التصدق بالف ولا یملک الا مائۃ لزمہ المائۃ فقط خلاصہ انتہی اور بحر الرائق مین ہی
کہ شرائط لازم ہونے نذر کی پانچ ہین سو مصنف نے دو شرطون پر تیسری شرط یہ زیادہ کی ہی کہ وہ معصیت بالذات نہ ہو تو صحیح ہی نذر یوم النحر کے صوم کی اسواسطے
کہ صوم عید قربانی کا معصیت بالذات نہین بلکہ معصیت بالغیر ہی یعنے اسواسطے ممنوع ہی صوم عید اضحی کا کہ ضیافت ربانی کا دن ہی اور اگر معصیت بالذات
کی نذر کریگا تو صحیح نہ ہوگی اور کفارہ لازم آویگا کذا فی حاشیۃ الحلبی عن الظہیریۃ اور چوتھی شرط نذر کی یہ ہی کہ وہ چیز اُس پر واجب نہ ہو قبل نذر کے تو اگر فرض
حج کی نذر کریگا تو اُسپر کچھ لازم نہ ہوگا سواے فرض حج کے اور پانچوین شرط نذر کی یہ ہی کہ وہ چیز زیادہ نہ ہو اُس مال سے جسقدر کا کہ وہ مالک ہی یا وہ چیز غیر کی
مملوک نہ ہو سو اگر نذر مانے ہزار درم کے خیرات کی اور حالانکہ وہ مالک نہین مگر سو درم کا تو اُسپر فقط سو درم لازم ہونگے نہ زیادہ کذا فی الخلاصہ انتہی کلام
البحر خلاصہ یہ ہی کہ نذر کی شرطین پانچ ہین کہ بدون اُنکے نذر صحیح نہین شرط اول یہ ہی کہ اُسکی جنس کا فرض ہو یعنے منذور کے فرائض شرعیہ
مین اصل ثابت ہو دوسرے یہ کہ عبادت مقصودہ ہو تیسرے یہ کہ وہ بالذات معصیت نہ ہو چوتھے یہ کہ منذور اُسپر واجب نہ ہو قبل نذر کے پانچوین یہ کہ
منذور ناذر کی ملک سے زیادہ نہ ہو اور غیر کا مملوک نہ ہو قلت وزاد فی النہر و ان لایکون مستحیل الکون فلو نذر صوم امس او اعتکافہ لم یصح نذرہ
وفی القنیۃ نذر التصدق علی الاغنیاء لم یصح ما لم ینو ابناء السبیل شارح کہتا ہی مین کہتا ہون اور بحر الرائق کی شرائط خمسہ نذر پر وہ شرط اور زیادہ کی گئی
ہی جو نوادر الجواہر مین ہی وہ یہ ہی کہ منذور مستحیل الوجود نہ ہو تو اگر کل یعنے یوم گذشتہ کا صوم یا اعتکاف کی نذر کی تو یہ نذر صحیح نہین کہ ممکن الوجود نہین
اور قنیہ مین ہی کہ نذر کی اغنیاء پر خیرات کرنے کی تو صحیح نہین جب تک اغنیاء مسافرین کی نیت نہ کرے اسواسطے کہ غنی پر صرف کرنا نذر کا جائز نہین مصرف
نذر کا فقیر اور مساکین ہین نہ اغنیاء ھم یہ جو ہندوستان مین رواج ہی کہ نذر اللہ کا کھانا یا شیرینی سب کو کھلاتے ہین غنی کو بھی اور محتاج کو بھی سو
خلاف شرع ہی غنی کے کھلانے سے نذر ادا نہین ہوتی تو اُسکا اعادہ لازم ہی اور جیسے نذر کا دینا غنی کو جائز نہین ویسی ہی سید کو بھی جائز نہین مانند زکوۃ
کے غنی سے مراد بیان وہ ہی جو صاحب نصاب ہی یعنے جسکو ساڑھے باون روپیہ کا مقدور ہو خواہ اسقدر نقد ہو یا جنس چنانچہ باغ یا زمین یا رہنے کے
سوا دوسری حویلی اتنی مالیت کی ہو کذا فی کتب الفقہ ولو نذر التسبیحات دبر الصلوۃ لم تلزمہ اور اگر نذر کی تسبیحات کی بعد نماز کے تو یہ نذر لازم نہین اسواسطے
کہ سبحان اللہ کہنا فرض نہین ولو نذر ان یصلی علی النبی صلعم کل یوم کذا لزمہ قیل لا اور اگر نذر مانے اتنا درود یعنے سو یا ہزار بار ہر روز پڑھا کرونگا تو یہ
نذر اسکو لازم الادا ہی اور قول ضعیف یہ ہی کہ لازم نہین ہم لزوم نذر کی یہ وجہ ہی کہ اگرچہ نماز مین درود پڑھنا فرض نہین لیکن تمام عمر مین ایکبار درود پڑھنا
فرض ہی چنانچہ کتاب الصلوۃ مین مذکور ہو چکا تو درود کی نذر کرنا صحیح ہوگا کہ اسکی جنس کی فرضیت ثابت ہی اور قول ثانی کی بنا یہ وجہ ہی کہ فرضیت درود
کی قطعی نہین واللہ اعلم کذا فی حاشیۃ الحلبی ثم ان المعلق فیہ تفصیل فان علقہ بشرط یرید کان قدم غائبی او شفی مریضی یوفی
وجوبا ان وجد الشرط و ان علقہ بما لم یردہ کان زنیت بفلانۃ مثلا فحنث وفی بنذرہ او کفر لیمینہ علی المذہب لانہ نذر بظاہرہ یمین بمعناہ فیخیر

شرط تحقق ہونے کے وقت کرنا واجب ہے کہ نذر میں شرط نہیں ہے اور اگر نذر کو معلق کیا کسی شرط پر جسکا ہونا منظور ہے بنا بر اینکہ یون کہا کہ اگر میرا غائب
شخص آوے یا میرا مریض اچھا ہو جاوے تو مجھپر صدقہ ہے تو مذہب یہ ہے کہ نذر کو پورا کرنا واجب ہے اگر شرط پائی جاوے یعنی اگر غائب آگیا یا مریض اچھا ہوگیا تو صدقہ دینا واجب
ہوگا لغو نہین ہوگی کذا فی شرح الطحاوی اور اگر کسی ایسی شرط پر معلق کیا جسکا ہونا منظور نہین ہے مثلاً یون کہا کہ اگر مین فلان عورت سے زنا کرون مثلاً تو مجھپر صدقہ یا روزہ
واجب ہو پس اگر شرط پائی گئی تو اسکو اختیار ہے چاہے نذر کو پورا کرے چاہے قسم کا کفارہ دیدے اور یہی قول آخر ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور یہی صحیح ہے کذا فی الکافی اور اسی
المحیط مین لکھا ہے اسواسطے اختیار دیا گیا کہ نذر ظاہر مین نذر ہے اور معنی مین قسم ہے پس جب شرط پائی گئی تو اسکو اختیار ہوگا کہ چاہے جسپر عمل کرے
قول کی وجہ یہ ہے کہ نذر مذکور مثلاً صدقہ کرنے کی من حیث نذر ہونے کے ایسی چیز ہے کہ اسکا ہونا منظور ہو اور اگر نذر کو مقصود نہیں ہے اسواسطے کہ اسکو مانع قرار دیا
اس شرط کے فعل سے اور ممنوع کرنا اسی کام سے ہوتا ہے کہ اوسکی حیثیت قسم کی ہے یعنی قسم ہے لیکن چونکہ ظاہر یہ قول نذر ہے لہذا اسکو اختیار حاصل ہوا چاہے
نذر ادا کرے یا کفارہ دے جسمین ہو سبب دونون وجہ کے برابر اس شرط کی تعلیق سے ایسی نذر کو خواہش ہو کہ بعد وجود شرط کے وہ معلق بمنزلہ منجز کے ہے لہذا نذر معلق مذکور
نذر منجز کے حکم مین مندرج ہوگئی یعنے وجوب ایفاء نذر مین کذا فی فتح القدیر اور یہی مذہب ہے کہ نذر مطلق اور نذر معلق دونون مین مطلقاً ایفاء نذر واجب ہے
کذا فی مجموع النوازل مین منقول ہے کہ امام اعظم نے ظاہر مذہب سے نذر معلق کے قسم اول مذکور کی طرف رجوع کیا اور یہی قول سرخسی و رشید کا مختار ہے اور اسی پر فتوی
ہوا اور وجہ اس تفصیل کی حدیث صحیح مسلم کی ہے کہ کفارہ نذر کا وہی کفارہ یمین کا ہے کذا فی النہر الفائق نذر مکلف لعتق رقبۃ فی ملک او فی بہ والا اثم ترکہ لا یدخل تحت الحکم
فلا یجبر والقاضی نذر کی مکلف نے گردن آزاد کرنے کی اپنی ملک مین یعنی یون کہا کہ واسطے مجھکو آزاد کرنا اس غلام کا لازم ہوا اور حالانکہ وہ غلام اسکا مملوک ہے
تو اس نذر کو پورا کرے اور اگر پورا نہ کریگا تو گنہگار ہوگا ترک اعتاق سے اور یہ امر حکومت کے نیچے داخل نہین تو اسپر قاضی جبر نہ کرے اعتاق کے واسطے نذر ان
یذبح ولدہ فعلیہ شاۃ لقصۃ الخلیل علیہ الصلوۃ والسلام و الغاہ الثانی و الشافعی نذر بقتلہ نذر انی ایک شخص نے کہ اپنے ولد کو ذبح کریگا تو اسپر بکری
لازم ہے بدلیل قصہ ابراہیم خلیل علیہ الصلوۃ والسلام کہ وہ ذبح فرزند پر مستعد ہوئے تھے بموجب رویت منامی کے پس حق تعالی نے فدا بکری قرار دیا چونکہ شریعت
انبیاء سابقین کی شرط عدم نسخ واجب العمل ہے لہذا امام اعظم اور محمد نے ذبح فرزند کی نذر مین بکری تجویز کی اور ابو یوسف اور شافعی نے اس نذر کو لغو کہا
ہے اسواسطے کہ معصیت کی نذر ہے کذا فی المنح جیسے اپنے فرزند کے قتل کی نذر جائز نہین بالاتفاق اسواسطے کہ معصیت ہے اور قصہ خلیل علیہ السلام مین ذبح وارد
ہے قتل کذا فی حاشیۃ الطحطاوی و ہنا لو کان نذر ذبح نفسہ او عبدہ او ابیہ او جدہ او امہ تعالی اجماعا عندنا سوا کسب او لا بہ
اگر اپنے ذبح کرنے کی نذر کی ہو یا اپنے غلام کی اور محمد نے ذبح نفس اور ذبح غلام مین بکری واجب کی ہے اور اگر اپنے باپ یا دادا یا مان کی ذبح کی نذر کی
تو بالاجماع لغو ہے اسواسطے کہ انسان کے اصول اسکا کسب نہین بخلاف ولد کے کہ وہ کسب ہے انسان کا چنانچہ حدیث صحیح مین وارد ہے کذا فی المنح ولو قال ان
برئت من مرضی ہذا ذبحت شاۃ او علی شاۃ اذبحہا فبرأ لا یلزمہ شئی لان الذبح لیس من جنسہ فرض بل واجب کالاضحیۃ فلا یصح اور اگر یون کہا کہ اگر مین چنگا ہو گیا اپنے اس
مرض سے تو مین بکری ذبح کرونگا یا مجھپر بکری لازم ہے کہ اسکو ذبح کرونگا پھر وہ چنگا ہو گیا تو اسپر کچھ لازم نہین اسواسطے کہ جنس ذبح کوئی فرض نہین بلکہ ذبح واجب
ہے جیسا چہ قربانی تو یہ نذر صحیح نہین اسواسطے کہ مذکور ہو چکا شرط لزوم صحت نذر یہ ہے کہ اسکی جنس فرض ہو نذر وجب الا اذا زاد و التصدق بلحمہا فیلزمہ لان
الصدقۃ من جنسہا فرض وہی الزکوۃ فتح و بحر قلت لکن فی الدرر تناقض مع مگر جب ذبح کرنے کی نذر پر اتنا زیادہ کرے کہ اسکے گوشت کو خیرات کردونگا تو اسپر یہ نذر
لازم ہو جاویگی اسواسطے کہ جنس تصدق فرض ہے یعنے زکوۃ از قسم صدقات ہے کذا فی الفتح و البحر تو معلوم ہوا کہ درر کے متن مین تناقض ہے کذا فی المنح مع الدر
مین کہا کہ ملا خسرو نے درر و غرر مین کہا کہ اگر ایک شخص بولا کہ اگر مین چنگا ہو گیا اپنے مرض سے تو بکری ذبح کرونگا تو اسپر کچھ لازم نہین مگر جب یون کہے للہ
علی ان اذبحہا یعنے خدا کے واسطے ذبح کرنا بکری کا مجھپر لازم ہے اسواسطے کہ لزوم نہین ہوتا مگر نذر سے اور صیغہ نذر کا قول ثانی مین ہے اور اول مین

انتہی کلامہ حالانکہ شرط نذر دوسری صورت مین بھی حاصل نہین یعنی ہمجنس ذبح کوئی فرض نہین چنانچہ خود صاحب درر نے اسکو مصرح بیان کیا ہو تو اُسکے کلام مین تناقض
ہوا انتہی مضمون المنح طحطاوی نے کہا درر کی عبارت مین فی الواقع تناقض نہین اسواسطے کہ فتاوی عالمگیری مین قاضیخان سے منقول ہو رجل قال ان برئت من مرضی ہذا
ذبحت شاۃ فبرا لایلزمہ شئی الا ان یقول ان برئت فللہ علی ان اذبح شاۃ انتہی) تو اس سے معلوم ہوا کہ ذبح کی نذر بہ تصریح صیغہ نذر لازم ہو اگرچہ ہمجنس نذر یعنی ذبیحہ واجب ہو
نہ فرض تو ثابت ہوا کہ وجوب سے مراد وجوب حقیقی ہو جو مصطلح ہو فقہا کا اور یہ جو صاحب درر نے کہا کہ جب منذور کی اصل فرض مین ہوگی تب نذر لازم ہوگی سو فرض سے
مراد بیان وہ ہو جو واجب کو بھی شامل ہو انتہی قول الطحطاوی ملخصًا خلاصہ یہ ہو کہ شرط لزوم نذر یہ ہو کہ اُسکے ہمجنس واجب ہو اور فرض ہونے مین بطریق اولی نذر لازم ہوگی
تو فرضیت کو شرط لزوم قرار دینا گمان ہو مصنف اور شارح کا ولو قال للہ علی ان اذبح جزورا و اتصدق بلحمہ فذبح مکانہ سبع شیاہ جاز کذا فی مجموع
النوازل ووجہہ لا یخفی اور اگر کہا کہ خدا کیواسطے مجھپر لازم ہو ذبح کرنا اونٹ کا اور تصدق کرنا اُسکے گوشت کا پھر اُسنے اونٹ کے عوض سات بکریان ذبح کین تو
جائز ہو کذا فی مجموع النوازل اور وجہ اُسکی مخفی نہین یعنے قربانی اور ہدی مین ایک اونٹ سات بکریون کے برابر ہو وفی القنیۃ ان ذہبت ہذہ العلۃ فعلی کذا فذہبت
ثم عادت لا یلزمہ شئی اور قنیہ مین ہو کہ ایک شخص نے یون کہا کہ اگر میری یہ بیماری جاتی رہی تو مجھپر فلانی چیز لازم ہو سو وہ بیماری جاتی رہی بعد اسکے پھر آئی تو اُسپر
ادائے نذر لازم نہین اسواسطے کہ مقصود زوال علت تھا اسطرح پر کہ عود نہ کرے سو حاصل نہ ہوا نذر لفقراء مکۃ جاز الصرف الی فقراء غیرہا لما تقرر فی کتاب
الصوم ان النذر غیر المعلق لا یختص نذر مانی فقرائے مکہ معظمہ کے واسطے تو جائز ہو صرف کرنا فقراء غیر مکہ کی طرف اسواسطے کہ کتاب الصوم مین ثابت ہو چکا ہو
کہ نذر غیر معلق کسی چیز سے مخصوص نہین یعنے خصوصیت فقیر اور درہم اور مکان اور زمان کی تعیین نہین اسواسطے کہ مقصود دفع حاجت فقیر ہو تو خصوصیت
مکان کو اسمین دخل نہین کذا فی المنح نذر ان یتصدق بعشرۃ دراہم من الخبز فتصدق بغیرہ جاز ان ساوی العشر کتصدقہ بثمنہ نذر کی یہ کہ دس درم کی
روٹیان تصدق کریگا سو اُسنے روٹیون کے سوائے اور کھانا تصدق کیا مثلاً گوشت اور چانول تو جائز ہو اگر قیمت مین دونون برابر ہون جیسے روٹیون
کی قیمت کا خیرات دینا جائز ہو اسواسطے کہ مقصود اصلی دفع حاجت فقیر ہو طعام کی کچھ خصوصیت نہین اور قیمت دینا زیادہ تر نافع ہو فقیر کو کذا فی المنح
نذر صوم شہر معین لزمہ متتابعا لکن ان افطر فیہ یوما قضاہ وحدہ وان قال متتابعا بلا لزوم استقبال لانہ معین نذر کی معین مہینے کے صوم کی
تو اُسپر پے درپے روزہ رکھنا لازم ہوگا لیکن اگر اُس مہینے مین ایکدن روزہ نہ رکھے گا تو فقط اُسی دن کی قضا کرے اگرچہ اُسنے برابر روزہ رکھنے کو کہا ہو
تو بھی ایک ہی دن کی قضا کرے بدون لزوم استقبال کے یعنے ایک دن کے ترک صوم سے اُسپر سرے سے روزہ رکھنا لازم نہین اسواسطے کہ وہ مہینہ معین ہو استقبال
اُسمین متصور نہین ولو نذر صوم الابد فاکل لعذر فدی اور اگر نذر کی ہمیشہ کے صوم کی پھر اُسنے عذر سے کھایا تو فدیہ دے ثم قید بعذر کی اتفاقی ہو اگر بلا عذر کھاویگا تو بھی
فدیہ لازم ہوگا کذا فی الطحطاوی نذر ان یتصدق بالف من مالہ وہو یملک دونہا لزمہ ما یملک منہا فقط ہو المختار لانہ فیما لم یملک لم یوجد النذر فی الملک
ولا مضافا الی سببہ فلم یصح نذر کی ہزار تصدق کرنے کی اپنے مال سے اور حالانکہ وہ ہزار سے کمتر کا مالک ہو مثلاً چارسو کا تو اُسپر فقط اُسی قدر کی نذر لازم ہوگی
جسقدر کا کہ وہ مالک ہو یعنے چارسو کا مثلاً یہی قول مختار ہو اسواسطے کہ غیر مملوک مین نذر نہ پائی گئی ملک مین اور نہ مضاف الی سبب الملک مین تو صحیح نہ ہوگی کیا
لو قال مالی فی المساکین صدقۃ ولا مال لہ لم یصح اتفاقا چنانچہ اگر یون کہا کہ میرا مال فقیرون مین صدقہ ہو اور حالانکہ اُسکا کچھ مال نہین تو یہ نذر صحیح نہین بالاتفاق
بسبب عدم ملک اور عدم اضافت کے طحطاوی نے کہا کہ عدم مال کی قید اتفاقی ہو اسواسطے کہ اگر مال بھی ہوگا تو بھی اُسپر کوئی چیز لازم نہین اسواسطے کہ قول مذکور
مین نذر کا صیغہ نہین نذر التصدق بہذہ المائۃ یوم کذا علی زید فتصدق بہا عنہ اخری قبلہ ای قبل ذلک الیوم علی فقیر آخر جاز لما تقرر فیما مرنذر کی
ان سو درمون کے خیرات کی فلانے دن زید پر سو اُسنے اور سو درم کو اُسدن سے پہلے دوسرے فقیر کو خیرات دیا تو جائز ہو اسواسطے کہ ثابت ہو چکا سابق
مین کہ نذر غیر معلق مین کسی چیز کی خصوصیت نہین نہ فقیر کی نہ درم کی نہ وقت کی قال علی نذر لم یزد علیہ ولا نیۃ لہ فعلیہ کفارۃ یمین کہا کہ مجھپر نذر واجب

[illegible] صوم یا صدقہ کی نیت [illegible] اور اگر قول [illegible]
[illegible] کا [illegible] مستثنی کے [illegible] مین [illegible]
[illegible] تمام [illegible] اور اگر قول مذکور مین صدقہ کی نیت [illegible] کہا [illegible]
[illegible] الفاظ اور اجب [illegible] کی [illegible]
[illegible] تو باقی کی [illegible] وقال [illegible] ان شاء اللہ بطل [illegible] استثناء [illegible]
[illegible] قسم [illegible] کتاب طلاق کے باب التعلیق مین [illegible]
[illegible] کو بعد قسم کے منفصل [illegible] عبداللہ بن عباس [illegible] استثنائے منفصل بھی [illegible]
[illegible] حکایت [illegible] کہ محمد بن اسحاق صاحب مغازی منصور دوانقی خلیفہ عباسی کے پاس [illegible] کتاب المغازی کو پڑھتے تھے اور امام ابو حنیفہ [illegible]
[illegible] نے خلیفہ سے کہا کہ شیخ [illegible] امام [illegible] خلیفہ کے جد کی مخالفت کرتا ہے [illegible] استثنائے منفصل مین [illegible] امام سے کہا کہ تمہارا یہ [illegible]
جدی کی مخالفت کرتے ہو امام نے فرمایا کہ یہ شخص یعنی محمد بن اسحاق خلیفہ کی سلطنت مٹایا چاہتا ہے اسواسطے کہ جب استثنائے منفصل جائز ہو تو آپ کے عہد خلافت کو [illegible]
کہ لوگ تم سے خلافت کی بیعت کرینگے اور اطاعت کی قسم کھاینگے پھر باہر نکلکر انشاء اللہ کہینگے اور آپ کی مخالفت کرینگے جائز ہوگا تو خلیفہ نے کہا کیا
خوب کہتے ہو اور محمد بن اسحق کو ناخوش ہوکر اپنے پاس سے اٹھا دیا اور امام اعظم سے کہا کہ تم اس راز کو مخفی رکھنا کذا فی فتح القدیر وکذا ابطل ما فی الاستثناء
المتصل کل ما تعلق بالقول عبادة او معاملة لو بصیغة الاخبار اور اسی طرح استثنائے متصل سے باطل ہوجاتا ہے جو امر کہ قول سے متعلق ہو خواہ عبادت ہو جیسے
نذر اور اعتاق یا معاملہ ہو جیسے طلاق اور اقرار بشرطیکہ بصیغہ اخبار ہو یعنے جملہ خبریہ ہو اگرچہ شرعاً انشاء کیواسطے موضوع ہو جیسے صیغ عقود کے ولو بالامر او
النہی کاعتقوا عبدی بعد موتی انشاء اللہ تعالی لم یصح ولا تبع عبدی ہذا انشاء اللہ لم یصح الاستثناء اور اگر استثنائے متصل بصیغہ امر یا نہی ہو جیسا کہ یوں
کہا کہ میرے غلام کو آزاد کر دیجیو میری موت کے بعد انشاء اللہ تعالی تو صحیح نہین اور میرے اس غلام کو بیچ ڈال انشاء اللہ تعالی تو یہ استثناء صحیح نہین ہے تو
مثال اول مین اعتاق کی وصیت صحیح ہوگی اور مثال ثانی مین مخاطب بیع کا وکیل ہوگا اور نہی کی مثال یہ ہے کہ فلانے شخص سے نہ بیچنا انشاء اللہ بخلاف المتعلق
بالقلب کالنیة کما مر فی الصوم واللہ تعالی اعلم بخلاف اس امر کے جو دل سے متعلق ہو جیسا کہ نیت کہ اسمین انشاء اللہ کہنا باطل نہین چنانچہ کتاب
الصوم مین مذکور ہوچکا واللہ اعلم یعنے بوقت تلفظ نیت صوم انشاء اللہ کہنا باطل نہین اسواسطے کہ نیت امر قلبیہ ہے [illegible] سے

باب الیمین فی الدخول والخروج والسکنی والاتیان والرکوب وغیر ذلک

یہ باب ہے دخول اور خروج اور سکونت اور آنے اور سوار ہونے اور انکے سوا اور افعال کی قسم کھانے کے احکام مین امام مصنف نے ان افعال
کا ذکر شروع کیا جنپر لوگ قسم کھاتے ہین اور چونکہ ضبط افعال کا بسبب کثرت کے متصور نہین لہذا اسقدر پر اکتفا کی جسکو فقہا نے کتب مین ذکر کیا اور
اور مذکور کتب مین دو قسم کے فعل ہین ایک افعال ظاہرہ دوسرے امور شرعیہ اور افعال مذکورہ مین دخول وغیرہ ہے اسواسطے ابتدا کی کہ جسم کیواسطے مکان مین
رہنا کھانے پینے سے زیادہ تر لازم ہے الاصل ان الایمان مبنیة عند الشافعی علی الحقیقة اللغویة وعند مالک علی الاستعمال القرآنی وعند احمد علی النیة وعندنا علی العرف
الا ان ینوی ما یحتمله اللفظ فلا حنث فی لا یہدم بیتا ببیت العنکبوت الا بالنیة فتح اصل یہ ہے کہ قسمین مبنی ہین امام شافعی کے نزدیک حقیقت لغوی پر اور امام مالک کے
نزدیک استعمال قرآنی پر اور نزدیک امام احمد کے نیت پر اور ہمارے نزدیک عرف پر قسم کی بنا ہے جبتک کہ قسم کھانے والے نے وہ نیت نہ کی [illegible]
ہمارے نزدیک اس قول مین کہ واللہ کوئی گھر نہ گراونگا حانث نہین مکڑی کے گھر گرانے سے اسواسطے کہ مکڑی کے جالے کو عرف مین گھر نہین بولتے ہین مگر نیت سے

البتہ حانث ہوگا کذا فی الفتح یعنی اگر قسم کھانے والا گھر سے کڑی کا گھر ادہ گریگا تو البتہ اسکے گرانے سے حانث ہوگا اسواسطے کہ بیت عنکبوت کو بھی لغت میں بیت بولتے ہیں
اور جنکے نزدیک یمین میں لغت کا اعتبار ہے اگر یون قسم کھاوے کہ گھر نہ گرادیگا تو بیت عنکبوت کے گرانے سے حانث ہوگا اور جنکے نزدیک یمین میں استعمال قرآن معتبر ہے اگر گوشت نکھانے
کی قسم کھا دیگا تو مچھلی کھانے سے حانث ہوگا اسواسطے کہ قرآن مجید میں مچھلی کو گوشت فرمایا ہے اور امام اعظم کے نزدیک عرف معتبر ہے اسواسطے کہ عرف متکلم کا عربی بولی پر ہے جو عام
مستعمل ہے نہ لغت اور قرآن پر اور جو الفاظ کہ اہل لغت اور اہل عرف میں مشترک ہیں وہاں لغت البتہ معتبر ہے بنا بر عرف کے فتح القدیر میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے سفیان ثوری
سے مسئلہ پوچھا کہ اگر کوئی قسم کھاوے گوشت نکھانیکی سو مچھلی کے کھانے سے حانث ہوگا یا نہیں سفیان نے جواب دیا کہ ہان حانث ہوگا اسواسطے کہ قرآن مجید میں مچھلی کو گوشت کہا ہے
قال تعالی (لتاکلوا منہ لحما طریا) پھر سائل مذکور امام اعظم کے پاس آیا اور سفیان کا جواب بیان کیا امام نے کہا کہ پھر جا انکے پاس اور سوال کر کہ ایک شخص فرش پر نہ بیٹھنے
کی قسم کھاوے پھر وہ زمین پر بیٹھے حانث ہوگا یا نہیں سفیان نے کہا کہ حانث نہ ہوگا امام نے سائل کو سکھایا کہ کیون حانث نہ ہوگا حالانکہ حقتعالی نے زمین کو فرش کہا ہے
قال تعالی (واللہ جعل لکم الارض بساطا) سفیان نے اسمین تامل کیا اور کہا شاید مچھلی کا مسئلہ بھی تو ہی نے پوچھا تھا سائل نے کہا ہان سفیان نے فرمایا کہ نہ مچھلی کھانے
سے حانث ہوگا نہ زمین پر بیٹھنے سے تو سفیان نے بھی عرف کیطرف رجوع کیا نہ استعمال قرآنی پر الایمان مبنیۃ علی الالفاظ لا علی الاغراض قسمین مبنی ہیں لفظوں پر نہ اغراض
پر ہیم غرض سے مراد یہان بنیت ہے یعنی نیت بدون لفظ کے معتبر نہیں بلکہ لفظ اپنے عرفی معنی کے ساتھ البتہ معتبر ہے تو اگر کوئی کہے کہ پانی مجکو پلا اور طلاق کی نیت کرے تو طلاق نہ واقع
ہوگی اور یہ قاعدہ غیر ہے اس قاعدہ کا جو مذکور ہو چکا کہ قسم کی بنا عرف پر ہے کذا فی حاشیۃ الطحطاوی فلو اغتاظ علی غیرہ وحلف ان لایشتری لہ شیئا بفلس
فاشتری لہ بدرہم او اکثر شیئا لم یحنث کمن حلف لایخرج من الباب اولا یضربہ اسواطا اولیغدینہ الیوم بالف فخرج من السطح وضرب بعصا
تو اسکے برخلاف اشتراہ بالف اشباہ لم یحنث لان العبرۃ لعموم اللفظ جب یہ قاعدہ ٹھہرا کہ مدار یمین کا لفظ پر ہے نہ غرض پر تو اگر متکلم ناخوش ہوا غیر شخص
پر اور قسم کھائی کہ اسکو ایک پیسے کی چیز نہ خرید دیگا پھر اسنے اسکو ایک درم یا زیادہ کی چیز مول لے دی تو حانث نہ ہوگا مانند اسکے جس نے قسم کھائی کہ
دروازہ سے نہ نکلے گا یا اسکو کوڑے نہ ماریگا یا اسکو اول روز ہزار درم کھلا دیگا پھر قسم کھانے والا چھت کی طرف سے نکلا اور لاٹھی سے مارا اور اول
روز ایک روٹی کھلائی جسکو ہزار درم سے مول لیا تھا کذا فے الاشباہ تو حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ عموم غرض کا اگرچہ متکلم
کی غرض پہلی صورت میں رہنا ہے گھر کا اور دوسری صورت میں نہ مارنا غلام کا اور تیسری صورت میں کثیر القیمت غذا کھلانا ہے لیکن چونکہ یمین
مین لفظ معتبر ہے نہ غرض لہذا حانث نہ ہوگا طحطاوی نے کہا لیغدینہ بغین معجمہ و دال مہملہ ہے اور بعضے نسخہ میں بذال معجمہ ہے غذا سے اور بعضے
نسخے میں بجائے لعصا کے لعصاہ ہے مگر نسخہ لعصا اظہر اور موافق ہے تلخیص جامع اور بحر الرائق کے الا فی مسائل حلف لایشتریہ بعشرۃ حنث باحد عشر بخلاف
البیع اشباہ یمین میں اعتبار لفظ کا ہے نہ غرض کا مگر چند مسائل میں غرض معتبر ہے نہ لفظ چنانچہ قسم کھائی کہ اسکو دس درم سے نخرید کریگا تو گیارہ درم سے
خرید کرنے میں حانث ہوگا اسواسطے کہ غرض متکلم کی یہ ہے کہ دس درم اور زیادہ سے نہ خرید کرے بخلاف بیع کے کذا فی الاشباہ یعنے اگر قسم کھائی کہ
دس درم سے نہ بیچ کریگا پھر اسنے گیارہ درم سے بیچا تو حانث نہ ہوگا اسلیئے کہ غرض بائع کی یہ ہے کہ زیادہ دس درم سے بیع کریگا سو حاصل ہوئی کذا فی الطحطاوی
لا یحنث بدخول الکعبۃ والمسجد والبیعۃ للنصاری والکنیسۃ للیہود والدہلیز والظلۃ التی علی الباب اذا لم یصلحا للبیتوتۃ کمر فی حلفہ
لا یدخل بیتا لانہا لم تبن للبیتوتۃ نہ حانث ہوگا اس قسم میں کہ بیت میں نہ داخل ہوگا کعبہ معظمہ اور مسجد اور نصاری کے عبادت خانہ اور یہود کی
عبادتخانہ اور ڈیوڑھی اور چھتے کے داخل ہونے سے جو دروازہ پر ہو جبکہ ڈیوڑھی اور چھت شب باشی کے لائق نہ ہو کذا فی البحر اسواسطے نہ حانث ہوگا کہ
مکانات مذکورہ شب باشی کیواسطے موضوع نہیں اور بیت اسکو کہتے ہیں جو شب باشی کے واسطے موضوع ہو ہم اور اگر ڈیوڑھی وسیع ہو جسمین شب باشی ہو سکتی ہو یا
چھتا گھر کے اندر لائق رہنے کے ہو تو اسکے دخول سے البتہ حانث ہوگا صحاح جوہری میں ہے کہ دہلیز بکسر دال وہ مکان ہے جو دروازہ اور گھر کے درمیان ہے جسکو اہل شہر

ڈیوڑھی کہتے ہیں اور اہل قصبات بر وقت ہوتے ہیں اور صفہ اور سایبان چھتے کہتے ہیں جنکی تعیین کا ایک مرتبہ دالان کی بلندی پر ہو اور یہ ہر طرف سے کھلا

ہو وہ یہ ہے کذا فی الفتح ولا یحنث فی الصفۃ الا ان تکون الصفۃ ذات بیت او دالان ہو انہیں مستقل الفتح اور چونکہ بیت کے مفہوم میں شب باشی معتبر ہے تو صفہ

اور دالان کے داخل ہونے سے حانث ہوگا بنابر مذہب کے ہو اسکے کہ انکے اندر موسم گرما میں رہتے ہیں اگرچہ انپر چھت ہو کذا فی فتح القدیر عاجز کہتا ہے کہ

صحیح نہیں ہے فتح القدیر میں صفہ کے مفہوم میں چھت ہونا مشروط ہے خواہ صفہ کی چار دیواریں ہوں اور اہل کوفہ یا تین دیواریں ہوں اور ایک طرف کشادہ ہو

جیسے صاحب ہدایہ نے تصیح کی ہے اور العنایہ میں کہ بیت کے مفہوم میں چھت شرط نہیں تو صفہ اور بیت میں عموم خاص کی نسبت ہے اور شاید کہ صفہ اور بیت کو

متساوی سمجھا ہو واللہ اعلم طحطاوی نے کہا صفہ اور ایوان ایک ہی چیز ہے تو عطف ایوان کا عطف تفسیری ہے اور ہندوستان کے قصبات میں صفہ کو صوفہ کہتے ہیں نے

قسم کھائی داراً لم یحنث بدخولہا خربۃ لا بناء فیہا اصلاً اور یوں قسم کھائی کہ کسی گھر میں نہ داخل ہوگا حانث ہوگا ویران گھر کے داخل ہونے سے جس میں کچھ عمارت باقی

نہیں اور اگر کچھ دیواریں منہدم ہوگئیں اور کچھ باقی رہیں تو لائق یوں ہے کہ حانث ہے کذا فی الفتح وفی ہذہ الدار یحنث وان صارت صحراء او بنیت دارا

اخری بعد الانہدام لان الدار اسم للعرصۃ والبناء وصف والصفۃ انما تعتبر فی المنکر لا فی المعین اور یوں قسم کھائی ہے کہ اس گھر میں نہ داخل ہوگا تو حانث ہوگا

دخول سے اگرچہ وہ گھر جنگل ہوگیا ہو یا اسکے انہدام کے بعد دوسرا گھر وہاں بنایا گیا ہو اسواسطے کہ گھر نام ہے ساحت کا اور عمارت وصف ہے اسکا اور وصف کا

اعتبار غیر معین میں ہوتا ہے نہ معین میں ہم چونکہ مثال اول میں لفظ دار نکرہ ہے یعنی غیر معین لہذا عمارت اسمیں معتبر ہوئی تو ویران گھر کے داخل ہونے سے حانث نہوگا

معین حاضر میں وصف اسواسطے معتبر نہ ہوا کہ اسکی ذات بسبب اشارہ کے تعریف وصف سے زیادہ تر معروف ہوگئی اور مثال ثانی میں چونکہ لفظ دار معرفہ ہے یعنی

معین لہذا اسمیں عمارت کا اعتبار نہوا تو ویران گھر کے داخل ہونے سے بھی حانث ہوگا اور مترجم خالی نقدین وصف اور صفت اسکو کہتے ہیں جو ایک چیز دوسری چیز میں

قائم ہو اور اسکے قیام سے دوسری چیز کا حسن اور کمال زیادہ ہوجاوے اور اسکے نہ ہونے سے نقصان ظاہر ہو خواہ وہ چیز قائم جوہر ہو یا عرض کذا فی الفتح الا اذا

کانت شرطاً او داعیۃ الیمین کحلفہ علی ہذا الرطب بتقیید بالوصف صفت کا اعتبار معین چیز میں نہیں ہوتا مگر اسوقت جبکہ صفت شرط ہو قسم کی یا باعث ہو قسم

کی چنانچہ یوں قسم کھائی کہ اس تر کھجور کو نہ کھاویگا تو اسوقت میں معین میں بھی قید صفت کی معتبر ہوگی یعنے خشک کھجور کھانے سے حانث نہوگا اسواسطے کہ قسم

کی باعث کھجور کی تری ہے خشکی اور صفت کے شرط ہونیکی یہ مثال ہے کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر اس گھر میں داخل ہوگی جو فلانے کے گھر سے متصل ہے تو تو

طالق ہے تو ہمسایگی صفت ہے کہ بطور شرط مذکور ہوئی کذا فی حاشیۃ الطحطاوی وان جعلت بعد الانہدام بستاناً او مسجداً او حماماً او بیتاً او غلب علیہ الماء

فصارت نہراً لا یحنث وان بنیت داراً بعد ذلک اور اگر قسم کھائی کہ اس گھر میں نہ داخل ہوگا پھر وہ گھر بعد منہدم ہونے کے باغ یا مسجد یا حمام یا بیت بنا دیا گیا یا گھر پر

پانی غالب ہوا سو گھر نہر ہوگیا تو وہاں کے داخل ہونے سے حانث نہوگا اسواسطے کہ گھر کا نام باقی نہ رہا دوسرا نام ہوگیا یعنی باغ یا مسجد اگرچہ بعد منہدم ہونیکے دوسرا گھر

بنایا جاوے تو بھی حانث نہوگا اسواسطے کہ انہدام سے اول رہا جاتا رہا جسکے عدم دخول کی قسم کھائی تھی کذا فی الفتح کہذا البیت وکذا بنیا بالاولی فہدم ثم بنی بیتاً آخر لو

ینقض الاول لزوال اسم البیت چنانچہ حانث نہیں ہوتا یوں قسم کھانے سے کہ اس بیت میں نہ داخل ہوگا پھر وہ گر گیا یا دوسرا بیت بنایا گیا اگرچہ اول کو توڑ کر بنایا ہو تو

بھی حانث نہوگا اسواسطے کہ نام معین بیت کا انہدام یا ٹوٹنے سے باقی نہ رہا بلکہ دوسرا نام پیدا ہوا اور اسیطرح غیر معین بیت کی قسم سے بطریق اولی حانث نہوگا م

طحطاوی نے کہا کہ تشبیہ غیر معین کی بیت معین سے فقط پہلی صورت میں ہے یعنی انہدام نہ بنا دوبیت کی ہو کہ جب معین میں صفت یعنی عمارت بیت معتبر ہوئی تو غیر

معین میں اعتبار عمارت کا بطریق اولی ہوگا ہو یہدم السقف دون الحیطان فدخلہ حنث فی المعین لانہ کالصفۃ الا فی المنکر لان الصفۃ تعتبر فیہ کما مر وغرابہ نے

البحر للہ الحمد لکن ذا فیہ نے البحر بانہ لا فرق بینہ یصلح فی البیوتۃ او اگر بیت کی چھت گر گئی نہ دیواریں پھر اسمیں داخل ہوا تو معین بیت کی قسم میں حانث ہوگا اسواسطے

کہ چھت معین بیت میں مانند صفت کے ہے اور صفت کا اعتبار معین میں نہیں ہوتا اور حانث نہوگا بیت غیر معین کی قسم میں اسواسطے کہ غیر معین میں صفت معتبر ہے

چنانچہ اسکی تفصیل سابق مین مذکور ہو چکی اور بحر الرائق مین معین اور غیر معین کے فرق کو بدائع کی طرف نسبت کیا ہو لیکن اُسمین نہر الفائق مین اعتراض کیا ہو کہ بیت معین اور غیر معین مین کچھ فرق نہین جبکہ وہ شب باشی کے لائق ہو قید بہذہ الدار لانہ لو اشار ولم یسم بان قال ہذہ حنث بدخولہا علی ای صفۃ کانت کہذا المسجد فخرب لبقائہ مسجدا الی یوم القیمۃ بہ یفتی شارح کہتا ہو مصنف نے لا یدخل ہذہ الدار کو باسم اشارہ اور تسمیہ مقید کیا اسواسطے کہ اگر فقط اشارہ کرے دار کی طرف اور نام نہ لے یعنی یون کے کہ اسمین نہ داخل ہوگا تو حانث ہوگا دخول دار سے جس صفت پر کہ وہ ہو یعنے اگرچہ باغ یا حمام یا مسجد بنگئی ہو تو بھی حانث ہوگا چنانچہ ہذا المسجد مین یعنے قسم کھائی کہ اس مسجد مین نہ داخل ہوگا پھر وہ ویران ہو گئی اور وہ داخل ہوا تو حانث ہوگا اسواسطے کہ مسجد کا حکم قیامت تک باقی رہتا ہو اگرچہ وہ ویران ہو جاوے اور یہ قول ہو ابو یوسف کا اسی پر فتوی ہو ولو زید فیہ حصۃ فدخلہا لم یحنث ما لم یقل مسجد بنی فلان فیحنث وکذلک الدار لانہ عقد یمینہ علی الاضافۃ وذلک موجود فی الزیادۃ بدائع وبحر اور اگر مسجد مین کسی کی زمین کا حصہ زیادہ کرا دیا گیا تو اُسکے دخول سے حانث نہ ہوگا جب تک یون نہ کہے کہ فلانے قوم کی مسجد مین نہ داخل ہوگا پھر جبکہ اسطرح کہیگا تو اسکی دخول سے حانث ہوگا اور ایسا ہی حکم ہو دار کا در صورت زیادت حصہ اسواسطے کہ حالف نے اپنی یمین کو منعقد کیا ہو اضافت پر یعنے فلانے قوم کی مسجد پر اور یہ موجود ہو اُس زیادتی مین جو مسجد مین داخل ہو گئی کذا فی البحر عن البدائع ولو حلف لا یجلس الی ہذہ الاسطوانۃ او الی ہذا الحائط فہدما ثم بنیا ولو بنقضہما او لا یرکب ہذہ السفینۃ فنقضت ثم اعیدت بخشبہا لم یحنث اور اگر قسم کھائی کہ اس ستون یا اس دیوار کی طرف نہ بیٹھیگا پھر دونون منہدم ہو گئے بعد اسکے بنائے گئے اگرچہ انکو توڑ کر اسی اینٹ اور مٹی سے بنایا ہو یا یون قسم کھائی کہ اس ناؤ پر سوار نہ ہوگا پھر وہ توڑی گئی بعد اسکے اُسی کی لکڑیون سے دوبارہ بنائی گئی تو ستون یا دیوار کے پاس بیٹھنے یا ناؤ کے سوار ہونے سے حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ پہلا نام زائل ہو گیا کذا فی حاشیۃ الطحطاوی کما لو حلف لا یکتب بہذا القلم فکسرہ ثم براہ فکتب بہ لان غیر المبری لا یسمی قلما بل انبوبا فاذا کسرہ فقد زال الاسم وبہ زال الیمین چنانچہ اگر قسم کھائی کہ اس قلم سے نہ لکھیگا پھر اسکو توڑ ڈالا بعد اسکے پھر قلم تراشا اور اس سے لکھا تو حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ غیر تراشے کا نام قلم نہین ہوتا بلکہ اسکو نَے کہتے ہین پھر جب قلم کو توڑا تو قلم کا نام زائل ہو گیا اور جب نام زائل ہوا تو قسم باطل ہو گئی م طحطاوی نے کہا کہ بالفعل عرف بدلگیا کہ اسکو ٹوٹا قلم کہتے ہین تو نام زائل نہ ہوا تو تراش کر لکھنے کے بعد بھی حانث ہوگا والواقف علی السطح داخل عند المتقدمین خلافا للمتاخرین اور جو شخص کہ چھت پر کھڑا ہو وہ گھر کے اندر داخل ہو فقہاء متقدمین کے نزدیک بخلاف متاخرین کے یعنی اگر قسم کھائی کہ اس گھر مین نہ داخل ہوگا پھر دوسرے گھر کی چھت سے اس گھر کی چھت پر آیا تو متقدمین کے نزدیک حانث ہوگا نہ متاخرین کے نزدیک م وفق الکمال بحمل الحنث علی سطح لہ ساتر وعدمہ علی مقابلہ اور کمال الدین نے فتح القدیر مین جمع بین القولین کیا ہو حنث کو اس چھت پر محمول کر کے کہ جسکے گرد پردہ ہو دیوار وغیرہ کا اور عدم حنث عدم پردہ پر محمول کیا ہو یعنی اگر چھت کے گرد احاطہ ہو تو اُسپر قائم ہونے سے حانث ہوگا بموجب قول متقدمین کے اور اگر اُسپر پردہ نہین تو حانث نہوگا بموجب قول متاخرین کے اسواسطے کہ دار عبارت ہو اُس سے جسکے گرد دائرہ محیط ہو اور یہ امر نیچے اور اوپر دونون درجون مین حاصل ہو اور اگر چھت پر احاطہ نہین تو یہ بات حاصل نہین کذا فی الفتح وقال ابن الکمال ان الحالف من بلاد العجم لا یحنث قال مسکین وعلیہ الفتوی اور ابن کمال نے کہا کہ بلاد عجم کا قسم کھانے والا چھت پر قائم ہونے سے حانث نہین ہوتا اسواسطے کہ بلاد عجم کے عرف مین اُسکو داخل دار نہین کہتے علامہ مسکین نے کہا اور اسی قول پر فتوی ہو م حلبی نے کہا جب مدار قسم کا عرف پر ہوا تو علیہ الفتوی کہنا بے معنی ہو مگر اس فتوی کو بلاد عجم پر محمول کیجیے وفی البحر افاد انہ لو ارتقی شجرۃ او حائطا حنث وعلی قول المتاخرین لا والظاہر قول المتاخرین فی الکل لانہ لا یسمی داخلا عرفا کما لو حفر سردابا او قناۃ لا ینتفع بہا اہل الدار اور بحر الرائق مین ہو کہ مصنف کنز نے واقف علی السطح کو داخل قرار دیکر اشارہ کیا کہ اگر گھر والے درخت یا دیوار پر باہر سے کوئی چڑھ جاوے تو حانث ہوگا اور بقول متاخرین حانث نہوگا اور ظاہر تو متاخرین کا قول ہو سب صورتون مین اسلیے کہ واقف علی السطح اور درخت اور دیوار کے چڑھنے والیکو عرف مین داخل دار نہین کہتے چنانچہ اگر گھر کے نیچے باہر سے تہخانہ کھودے یا بطور سرنگ ایسی نہر جاری کرے کہ گھر والے اُسکے پانی سے اندر کی جانب سے منتفع نہوتے ہون تو اُس تہخانہ اور

پر سقف کے نیچے ہو تو گھر میں داخل رہیں گے قال و لو اقر المسجد فزید فیہ مکان فدخلہ لم یحنث و لیس کمسجد بدائع صاحب بحر الرائق نے کہا کہ وہ قسم
اسی پر مطلق کرنا شامل ہے مسجد کو بھی تو اگر مسجد پر رہنے کا مکان ہو سو اسمیں جاوے تو حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ وہ مکان مسجد نہیں کذا فی البدائع و تقیید
الدخول بالباب بنیت باجانت کتفیا الا اذا احیۃ بالاشارۃ بدائع اور اگر قسم کھانے والے نے دخول دار میں باب کی قید لگا لی ہے یوں کہا کہ اس
گھر میں اس دروازہ سے نہ داخل ہونگا تو دوسرے دروازہ کے داخل ہونے سے بھی حانث ہوگا اگرچہ بطور نقب ہو مگر اسوقت حانث نہ ہوگا جبکہ دروازہ
کو داخلہ وقت معین کر دیا ہو کذا فی البدائع اور نقب سے مراد وہ ہے جو دروازہ بنانے کو دیوار توڑ کر بنی ہو کذا فی الطحطاوی والوقوف بقدمیہ فی طاق
الباب ای عتبۃ یحنث لو غلق الباب کان خارجا لا یحنث وان کان لعکس یحنث لو غلق کان داخلا یحنث فی حلفہ لا یدخل اور جو شخص اپنے
دونوں قدم سے دروازہ کے ایسے آستانہ پر کھڑا ہو کہ اگر دروازہ بند کیا جاوے تو آستانہ باہر ہو جاوے تو حانث نہوگا اور اگر اسکے بالعکس ہو اسطرح کہ اگر
دروازہ بند ہو تو آستانہ گھر کے اندر ہو جاوے تو وہ حانث ہوگا اس قسم میں کہ گھر میں نہ داخل ہوگا طاق باب اور عتبہ اور سکفۃ الباب آستانہ ہو جسکو دہلیز
دہلیز اور چوکھٹ بولتے ہیں ولو کان الحالف علیہ الخروج انعکس الحکم اور اگر خروج دار پر قسم کھائی ہو تو حکم بالعکس ہوگا یعنی یوں قسم کھائی کہ وہ اس
گھر سے باہر نجاونگا تو آستانہ داخلہ پر کھڑے ہونے سے حانث نہوگا اور آستانہ خارجہ پر کھڑے ہونے سے حانث ہوگا لکن فی المحیط حلف لا یخرج فرقی شجرۃ
فیما رجال لو سقط سقط فی الطریق لم یحنث لان الشجرۃ کبناء الدار لیکن محیط میں ہے قسم کھائی کہ اس گھر سے باہر نجاونگا پھر وہ گھر کے درخت پر چڑھ گیا سو اس
حال پر ہو گیا کہ اگر شاخ سے گرے تو گھر کے باہر راہ میں گرے تو حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ گھر کا درخت مانند عمارت دار کے ہے ہم شامل ہونے استدراک کیا حکم مانا
کا یعنی بموجب روایت محیط کے آستانہ خارجہ کا کھڑا ہونے والا بھی خارج نہیں مگر یہ کہ عرف کو فارق کہیے کذا فی الطحطاوی وہذا الحکم المذکور اذا کان
الحالف واقفا بقدمیہ فی طاق الباب فلو وقف باحدی رجلیہ علی العتبۃ وادخل الاخری فان استوی الجانبان او کان الجانب
الخارج اسفل لم یحنث وان کان الجانب الداخل اسفل حنث زیلعی وقیل لا یحنث مطلقا ہو الصحیح ظہیریۃ لان الانفصال التام لا یکون الا
بالقدمین اور یہ حکم مذکور یعنی آستانہ خارجہ اور داخلہ کا فرق اسوقت تک ہے جبتک کہ قسم کھانے والا اپنے دونوں قدم سے دروازہ کے آستانہ پر کھڑا ہو سو اگر ایک قدم
سے آستانہ پر کھڑا ہوا اور دوسرا قدم اندر گھر کے داخل کرے سو اگر دونوں طرفین خارجی اور داخلی برابر ہوں یا خارجی طرف پست ہو داخلی سے تو حانث نہ ہوگا عدم
دخول کی قسم میں اسواسطے کہ تمام بدن کا بوجھ پست جانب کی طرف ہوتا ہے اور اگر داخلی طرف نیچی ہو خارجی طرف سے تو حانث ہوگا کذا فی شرح الزیلعی اور دوسرا
قول یہ ہے کہ کسی طرح حانث نہوگا خواہ داخلی طرف پست ہو یا خارجی اور یہی قول صحیح ہے کذا فی الظہیریۃ اسواسطے کہ پوری جدائی بدون دونوں قدم کے نہیں ہوتی
اور ایک قدم کے رکھنے میں اگرچہ پست جانب کی طرف بدن کا بوجھ زیادہ ہوتا ہے لیکن دوسرے قدم کی طرف بھی لگا رہتا ہے ودوام الرکوب واللبس والسکنی
کالانشاء فیحنث بمکثہ ساعۃ اور دوام رکوب اور لبس اور سکونت مانند انشاء کے ہے تو ایکساعت کے توقف سے بھی حانث ہوگا یعنی اگر قسم کھائی کہ اس جانور پر
سوار نہوگا اور حالانکہ اسپر سوار ہے یا قسم کھائی کہ اس قمیص کو نہ پہنیگا حالانکہ وہ اسکو پہنے ہے یا قسم کھائی کہ اس حویلی میں نہ سکونت کریگا حالانکہ اسمیں ساکن ہے
تو اگر بعد اس قسم کے ایکساعت بھی سوار رہیگا یا قمیص نہ اتاریگا یا گھر سے باہر نکل نہ جاویگا تو حانث ہوگا اسواسطے کہ دوام اور ثبات ان افعال کا بجائے
انشاء افعال ہے گویا اب سوار ہوا یا اب قمیص پہنا یا اب سکونت کی لا دوام الدخول والخروج والتزوج والتطہیر لان الضابطۃ ان ما یمتد فلدوامہ حکم ابتدائہ
والا فلا اور دوام دخول اور خروج اور تزوج اور تطہیر انشاء کے مانند نہیں اسواسطے کہ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جو فعل لائق امتداد اور دیرپائی کے ہے مانند رکوب
اور لبس اور سکونت کے تو اسکے دوام کو ابتدا فعل کا حکم ہے اور جو فعل دیرپائی کے لائق نہیں مانند دخول وغیرہ کے اسکے دوام کو ابتدا کا حکم نہیں تو
اگر قسم کھائی کہ اس گھر میں داخل نہوگا حالانکہ اسمیں داخل ہے یا اس سے نکلیگا حالانکہ وہ خارج ہے یا اس عورت سے نکاح نکریگا حالانکہ وہ اسکی منکوحہ ہے

یا وضو کریگا حالانکہ وہ با وضو ہو تو باوجود دوام ان افعال کے حانث نہوگا اور دوام سے مراد یہ ہو کہ ایکساعت بعد قسم کے اُسی حالت پر باقی رہے کذا فی النہر

وہذا الیمین حال الدوام اما قبلہ فلا فلو قال کلما رکبت فانت طالق او فعلی درہم ثم رکب دوام لزمتہ طلقۃ ودرہم ولو کان راکبا لزمہ فی کل ساعۃ یمکنہ النزول طلقۃ ودرہم اور یہ یعنی دوام کو حکم ابتدا کا ہونا اس شرط پر ہو کہ حالت دوام مین قسم ہوا ور اگر قبل اسکے قسم ہوگی تو دوام فعل کو حکم ابتدا کا نہین تو اگر اُسنے کہا کہ جب مین سوار ہون تو تو طالق ہی یا مجھپر ایک درم واجب ہی تو بعد اسکے سوار ہوا اور سوار بنا رہا تو اُسپر ایک طلاق اور ایک ہی درم لازم ہوگا اور اگر قسم سے پہلے سوار ہوگا تو اسپر ہر ایک ساعت مین جسمین سواری سے اُترنا ممکن ہو ایک ایک طلاق اور درم لازم ہوگا کذا فی النہر عن المجتبی قلت افتی فنا

لاحنث الا بابتداء الفعل رے الفصول کا اداوان لم ینو الیہ مال استاذنا المجتبی صاحب مجتبی نے کہا مین کہتا ہون کہ ہمارے عرف مین حانث نہین ہوتا مگر ابتدا فعل سے سب افعال مذکورہ مین اگرچہ نیت نہ کرے اور اسی کی طرف ہمارے اُستاد نے میلان کیا ہو یعنی خواہ فعل ممتد ہو جیسے رکوب یا غیر ممتد ہو جیسے دخول خواہ قسم درحالت تلبس فعل ہو یا نہ ہو بہر صورت دوام فعل کو ابتدا فعل کا حکم نہین تو عرفاً حانث نہوگا مگر ابتدا فعل سے اور ایک روایت ابو یوسف رح کی اسکی مؤید ہو کذا فی النہر حلف لا یسکن ہذہ الدار او البیت او المحلۃ یعنی الحارۃ فخرج وبقی متاعہ واہلہ حتی لو بقی وتد حنث قسم کھائی کہ اس گھر یا اس بیت یا اِس گھنے محلہ مین سکونت نہ کریگا سو خود حالف وہانسے نکل گیا اور اُسکا اسباب خواہ اُسکی زوجہ اور اولاد باقی رہی یہانتک کہ اُسکے اسباب مین سے ایک میخ بھی اگر باقی رہ جاویگی تو حانث ہوگا اسواسطے کہ سکونت عرفی عبارت ہی بقاء متاع اور اہل سے چنانچہ اہل بازار تمام دن بازار مین رہتے ہین لیکن وہین کے کہلاتے ہین جہان اُنکے اہل وعیال اور اسباب رہتا ہو مصنف نے واہلہ کا واو بمعنی او ہی لہذا ترجمہ اسی طرح کیا اسواسطے کہ بقاء متاع اور بقاء اہل ہر ایک

علت مستقلہ ہو حنث کی کذا فی النہر واعتبر محمد نقل مایقوم بہ السکنیٰ وہو ارفق وعلیہ الفتوی قالہ العینی ولو انتقل الی سکۃ او مسجد علی الاوجہ قالہ الکمال واقرہ فی النہر اور اعتبار کیا ہو محمد رح نے نقل اسباب خانگی مین اُسقدر کو جس سے سکونت حاصل ہو اور یہ قول آسان تر ہو اور اسی پر فتوی ہو بقول شیخ الاسلام عینی یعنی سب اسباب کا اُٹھا لیجانا بقول محمد رح ترک سکونت کیواسطے لازم نہین بلکہ اگر بقدر ضرورت سکنی نقل متاع کریگا تو حانث نہوگا اگرچہ کسی گلی یا مسجد مین نقل مکان کیا ہو بنا بر قول اوجہ کہا ہو کمال الدین نے اور قائم رکھا ہو اُسکو نہر الفائق مین ہم نے نہر الفائق مین کہا کہ ہر مین کیواسطے نقل متاع اور اہل کافی ہو خواہ یہ نقل کسی حویلی کی طرف ہوا ہو خواہ کسی گلی یا مسجد کی طرف اور اطلاق عدم حنث اوجہ ہو بقول صاحب فتح القدیر خلافاً للہدایۃ انتہی ملخصا وہذا الیمین بالعربیۃ

ولو بالفارسیۃ بر بمجرد خروجہ بنفسہ اور یہ یعنے بقاء متاع یا اہل سے حانث ہونا اس شرط پر ہو کہ جب یمین حالف کی عربی زبان مین ہو اور اگر فارسی زبان مین قسم ہو تو حالف اپنی قسم مین سچا ہوگا اپنی ذات کے نکلنے سے بنا بر عرف فارس کے اگرچہ متاع اور اہل باقی رہے کما لو کان سکناہ تبعا جیسا کہ اگر سکونت حالف کی بالتبع ہو نہ بالاصالت چنانچہ بڑا بیٹا باپ کے ساتھ رہتا ہو یا زوجہ زوج کے ساتھ تو خروج بنفسہ سے حنث نہین وکما لو ابت المرأۃ النقلۃ وغلقہا ولم یمکنہ الخروج

ولو بدخول لیل لو غلق باب واشتغل لطلب دار آخری او دابۃ فان بقی ایاما او کان لہ امتعۃ کثیرۃ فاشتغل بنقلہا بنفسہ وان امکنہ ان یستکری دابۃ لم یحنث اور چنانچہ عورت نے نقل مکان سے انکار کیا اور زوج پر غالب آئی یا حالف کو گھر سے نکلنا ممکن نہوا اگرچہ رات ہو جانے سے یا دروازہ بند ہو جانے سے یا حالف دوسرے گھر یا سواری کی تلاش مین مشغول رہا اگرچہ اِس تلاش مین اپنی گھر مین چند روز موجود رہا یا حالف کا اسباب بہت تھا اور اُسکے اُٹھا لیجانے مین بذات خود مشغول رہا اگرچہ اُسکو کرایہ دینا جانور کا اسباب لادنے کے واسطے ممکن تھا اِن سب صورتون مین حانث نہ ہوگا ولو نوی التحول بعد نیدین وعند الشافعی یکفی خروجہ بنیۃ الانتقال اور اگر عدم سکونت کی قسم مین حالف نے فقط اپنے بدن کا اُٹھ جانا مراد لیا ہو تو باعتبار دیانت کے اُسکی تصدیق ہوگی نہ بنا بر قضا کے اور امام شافعی کے نزدیک نکلنا حالف کا انتقال کی نیت سے عدم حنث مین کافی ہو بخلاف المصر والبلد والقریۃ فانہ یبر بنفسہ فقط بخلاف شہر اور بلد اور گانون کے یعنی اگر قسم کھائی کہ اِس شہر یا گانون

[illegible] حانث ہوگا [illegible] خواہ کوئی شخص اسکو ہاتھ پکڑ کر لیجاوے [illegible]

[illegible] کی حویلی میں [illegible] کہ [illegible]

[illegible] تمام درخت [illegible] اور [illegible]

[illegible] تحقیق لازم آیا کہ حقیقۃً قسم کھائی کہ فلان زید کے ساتھ سکونت نہ کریگا پھر اسکو گھر کے بیوت میں رکھا

[illegible] ایک کوٹھری میں زید اور دوسری کوٹھری میں تو حانث ہوگا کہ مؤقت میں حانث نہ ہوگا جب کہ موجب نہ ہوا اور اگر گھر کو حانث اور

[illegible] تقسیم [illegible] قائم کرکے تو اگر گھر کو قسم میں معین کر لیا ہے یعنی یون کہا ہو کہ اس گھر میں زید کے ساتھ سکونت نہ کرینگا تو وہ بیوت تقسیم

[illegible] حانث ہوگا اور اگر معین نہین کیا تھا قسم میں تو قسم مذکور سے حانث نہ ہوگا اور اگر گھر میں زید داخل ہو گیا بطور غصب کے تو اگر حالف نے

اسکے ساتھ اقامت کی تو حانث ہوگا خواہ حالف کو اسکے رہنے کا علم ہوا ہو اور اگر حالف بمجرد دخول زید کے نکل گیا تو حانث نہ ہوگا چنانچہ اسی

صورت میں حانث نہین ہوتا اگر مثلاً زید حالف کے گھر میں بطور مہمان کے اترے اور اسی طرح اگر حالف سفر میں جاوے تو پھر زید اسکے گھر میں اسکے عیال

کے ساتھ رہے اسواسطے کہ حالف نے اسکو فی الحقیقت ساکن نہین کیا ہے تاوقتیکہ مہمان پندرہ روز اقامت نہ کریگا حالف کے ساتھ ساکن نہ گنا جاویگا اور

اسکو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ سکونت بدون اہل اور متاع کے متحقق نہین ہوتی کذا فی حاشیۃ الطحطاوی عن البحر وتقیید المساکنۃ بشہر حنث لیساعۃ لعدم امتدادہا

بخلاف الاقامۃ بحر اور اگر حالف مساکنت کو ایک مہینہ کرمقید کریگا یعنے یون کہیگا کہ مین زید کے ساتھ ایک مہینہ سکونت نہ کرونگا تو ایک ساعت

کی سکونت سے بھی حانث ہوگا سو اسطے کہ مساکنت مین امتداد نہین بخلاف اقامت کے کذا فی البحر عدم امتداد مسکنی غیر مسلم ہو چنانچہ مصنف

ذکر کرچکا ہو کہ دوام کو بھی اور سکنی ورحکم ابتدا ہو اور کنز مین بھی اسی کے موافق ہو تو حق یہ ہو کہ بدون مساکنت ایک مہینے کے حانث نہوگا کذا سے

حاشیۃ الحلبی وفی خزانۃ الفتاوی حلف لا یضربہا فضربہا من غیر قصد لا یحنث اور خزانۃ الفتاوی میں ہو قسم کھائی کہ عورت کو نہ مارینگا پھر اسکو بلا قصد مارا تو حانث

نہوگا وحنث فی لا یخرج من المسجد ان حمل واخرج مختارا بامرہ وبدونہ بان حمل کرہا لا یحنث ولو راضیا بالخروج فی الاصح اور حانث ہوگا

اس قول مین کہ مسجد سے نہ نکلونگا اگر اٹھایا گیا اور بخوشی نکالا گیا اپنے امر سے اور اگر بدون امر نکالا گیا اسطرح کہ زبردستی اٹھایا گیا تو حانث ہوگا

قول اصح مین اگرچہ بعد نکلنے کے خروج سے راضی ہو گیا ہو ومثلہ لا یدخل اقساما واحکاما اور مانند خروج کے دخول ہو اقسام اور احکام مین مثلاً اگر قسم کھائی

کہ مسجد مین داخل نہوگا تو اگر اپنے امر سے داخل کیا گیا تو حانث ہوگا اور اگر زبردستی داخل کیا گیا تو حانث نہ ہوگا اور خروج مین شارح نے مسجد کی

قید اسواسطے لگائی کہ خروج دار اور بیوت خود بدون متاع اور اہل کے معتبر نہین چنانچہ پہلے مذکور ہو چکا واذا لم یحنث بہ لا تنحل یمینہ بہ خرج بلا امرہ وبالاکراہ

تنزلہ مذہب مرجح والاصح وانہ علی الصحیح ظہیریۃ لا تنحل یمینہ لعدم فعلہ علی المذہب الصحیح فتح وغیرہ وفی البحر عن الظہیریۃ لکنہ خالف فی فتاواہ وافتی

بالانحلال واختار قول ابی شجاع لانہ ارفق لکنک علمت المعتمد اور جب کہ حانث نہ ہوا دخول بلا امر سے اگر چہ پہلے یا گھوڑے کر کھانے یا ادائے کے

لیے پا اور کی سرکشی سے بنا بر قول صحیح داخل ہو گیا ہو کذا فی الظہیریۃ تو حالف کی یمین نہ باطل ہوگی بسبب اسکے عدم فعل کے بنا بر مذہب

صحیح کے کذا فی فتح القدیر وغیرہ اور بحر الرائق مین ظہیریہ سے منقول ہو کہ عدم بطلان یمین پر فتوے ہو تو بعد اسکے اگر داخل ہوگا تو حانث ہوگا

لیکن صاحب بحر الرائق نے اپنے فتاوے مین اسکے مخالف کہا ہو سو بطلان یمین کا فتوے دیا ہو بدلیل قول ابو شجاع کے اسواسطے کہ بطلان یمین

لوگون کے حق مین آسان تر ہو تاکہ حانث نہ ہون لیکن تجھکو قول معتمد یعنے عدم بطلان یمین فتح القدیر وغیرہ سے معلوم ہو چکا ہو تو فتوی بموجب

بحر کا لائق اعتماد کے نہین ولا حنث فی قولہ لا یخرج الا الی جنازۃ ان خرج الیہا ثم اتی حاجۃ اخری [illegible]

ان خرجت الا الی المسجد فانت طالق فخرجت تريد المسجد ثم بدا لها فذهبت لغير المسجد لم تطلق اور حانث نہ ہوگا اس قول مین کہ نہ نکلیگا گھر سے مگر جنازہ کی طرف
اگر خارج ہوا جنازہ کے واسطے اُسکی طرف ارادہ کرکے اپنے گھر کے دروازہ سے جدا ہونے کے وقت خواہ جنازہ کے ساتھ چلا یا نہ چلا اسواسطے کہ بدائع
مین مصرح ہی کہ ایک مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر مسجد کے سوا تو نکلے تو تو طالق ہی سو وہ مسجد کا ارادہ کرکے نکلی پھر بعد خروج کے اُسکے تئین آیا سو غیر
مسجد کی طرف چلی گئی تو مطلقہ نہوگی ہم اسواسطے کہ شرط طلاق خروج غیر مسجد تھا سو پایا نہ گیا یعنی دروازے سے جدا ہونے کیوقت اسکو غیر مسجد مقصود نتھا اگرچہ
بعد خروج کے کہین اور چلی گئی ثم اتی امرا آخر لان الشرط فی الخروج والذہاب والرواح والعیادۃ والزیارۃ النیۃ عند الانفصال لا الوصول الا فی الاتیان کسی نے
قسم کھائی کہ سوائے جنازہ کے نہ نکلیگا سو بقصد جنازہ دروازہ سے جدا ہوا پھر دوسرے کام کو چلا گیا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ خروج اور ذہاب اور رواح اور عیادت اور
زیارت مین نیت شرط ہی دروازہ سے جدا ہونے کے وقت اور پہونچنا مقصود کیطرف شرط نہین مگر اتیان کی لفظ مین البتہ وصول مقصود شرط ہی انفصال
کیوقت نیت ہو یا نہو طحطاوی نے کہا کہ ظاہر کلام شارح اُسپر دلالت کرتا ہی کہ اگر عیادت اور زیارت کی نیت سے نکلے تو حانث نہ ہوگا مریض کے گھر تک پہونچے یا نہ پہونچے
حالانکہ بحر الرائق سے یون مستفاد ہوتا ہی کہ اُسکے گھر کے دروازے تک جانا اور اجازت دخول کی مانگنا عدم حنث مین ضرور ہی فلو حلف لایخرج اولا یذہب الا
یہ درج بحر بحثا الی مکۃ فخرج یریدہا ثم رجع عنہا قصد غیرہا ام لا نہر حنث اذا جاوز عمران مصرہ علی قصدہا ان بینہ وبینہا مدۃ سفر والا حنث بمجرد انفصال
فتح بحثا سو اگر قسم کھائی کہ نہ خارج ہوگا یا نہ جاویگا طرف مکہ کے پھر نکلا اُسکے قصد پر پھر اُسکی طرف سے پلٹ آیا مکہ کے سوا کسی طرف کا قصد کیا یا نہ کیا کذا
فی النہر تو حانث ہوگا جبکہ اپنے شہر کی آبادی سے باہر نکلیگا مکہ کے قصد پر بشرطیکہ اُس شہر اور مکہ مین مدت سفر کی ہو یعنے تین منزل یا زیادہ اور اگر
دونون مین اتنا فاصلہ نہوگا تو بمجرد جدا ہونے شہر سے حانث ہوگا بلا تجاوز عمران کذا فی فتح القدیر بحثا اور رواح کو مانند خروج اور ذہاب کے کہنا
تجویز ہی صاحب بحر کی ہم صاحب بحر الرائق نے کہا کہ لفظ رواح مین مین نے اپنے علما کی تصریح نہین دیکھی حالانکہ اہل مصر اسکو بہت بولتے ہین لیکن
ازہری لغوی نے کہا کہ لغت عرب مین رواح بمعنی ذہاب ہی خواہ اول شب مین ذہاب ہو یا آخر شب مین تو اس تقدیر مین لا یروح درحکم لا یذہب کے ہوگا
فتح القدیر مین ہی کہ خروج اس مثال مین یعنی سفر کے ہی اسواسطے کہ مکہ کیطرف جانا بلاشبہہ سفر ہی لہذا تجاوز عمران شہر حنث کی شرط ہوئی وفیہ حلف لیخرجن
مع فلان العالم الی مکۃ فخرج معہ حتی جاوز البیوت بر اور فتح القدیر مین ہی قسم کھائی کہ البتہ نکلیگا فلانے عالم کے ساتھ طرف مکہ کے پھر اُسکے ساتھ نکلا
یہانتک کہ گھرون سے باہر ہوگیا تو اپنی قسم کو قائم رکھا حانث نہوا اگرچہ مکہ تک نجاوے اور پھر آوے وفی لایخرج من بغداد فخرج مع جنازۃ والمقابر خارج بغداد
حنث اور اس قسم مین کہ بغداد سے نہ نکلیگا سو جنازہ کے ساتھ نکلا اور حالانکہ قبرستان بغداد سے خارج ہی تو حانث ہوگا وفی لایاتیہا لا یحنث الا بالوصول
لما مر والفرق لا یخفی اور یون قسم کھانے مین کہ مکہ مین نہ آویگا اور نہ داخل ہوگا حانث نہوگا بدون وصول کے چنانچہ مذکور ہو چکا کہ اتیان مین وصول شرط ہی
اور فرق خروج اور اتیان کا مخفی نہین ہم بحر الرائق مین ہی کہ خروج اور اتیان مین یہ فرق ہی کہ خروج بقصد مکہ پایا گیا شہر کے نکلنے سے اور یہی شرط تھی حنث
کی اسواسطے کہ اندر سے باہر کی طرف منفصل ہونا یہی حقیقت ہی خروج کی اور اتیان عبارت ہی وصول سے نہ مجرد انفصال سے کذا فی حاشیۃ الحلبی
کما لا یحنث لو حلف ان لا تاتی امراتہ عرس فلان فذہبت قبل العرس وکانت ثمہ حتی مضی العرس لانہا ما اتت العرس بل العرس اتاہا
ذخیرہ چنانچہ زوج حانث نہین ہوتا اگر یون قسم کھاوے کہ اُسکی زوجہ مثلا زید کی شادی مین نہ آویگی سو اُسکی زوجہ قبل شادی کے زید کے
گھر گئی اور وہین رہی یہانتک کہ شادی ہوگئی اسواسطے حانث نہ ہوگا کہ عورت شادی مین نہ آئی بلکہ شادی اُسکے پاس آئی یعنی اُسکی موجودگی
مین شادی ہوگئی کذا فی الذخیرہ حلف لیاتینہ فہو ان یاتی منزلہ او حانوتہ لقیہ ام لا قسم کھائی کہ اُسکے پاس جاویگا تو یہ اتیان اُسکے گھر یا دکان
جانے سے عبارت ہی خواہ اُس سے ملاقات ہو یا نہ ہو یعنے اگر اُسکے گھر یا دکان مین گیا تو حانث ہوگا ملاقات اسمین شرط نہین ہی یا نہو ولو لم یاتہ

حتی مات احدہما حنث فی آخر حیوۃ الآخر کذا فی شرح مختصر الوقایۃ فیصیر آخر قرہ فان اتصل نیۃ فدیانۃ وتوقیت تقیید الیمین و تحقیق حنث
بعد ان یصیر مطلقاً ہو اور بتکرار یمین ... اگر جا کر فلان شخص کے پاس نہ آیا تا آنکہ دونون مین سے کوئی مر گیا تو حالف حانث ہوگا اپنی آخر حیوۃ
مین اسی طرح ہر مطلق قسم مین جب کہ وقت سبب نہ ہو یعنی کیا آخر حیوۃ مین حانث ہوگا اور موقت قسم مین تو بعد وقت اسکا معتبر ہو جیسا یون کہنا کہ مثلاً تیسری
تاریخ مہینہ کو زید کے پاس جاؤنگا تو تیسری تاریخ کے اخیر مین حانث ہوگا پھر اگر نیت کیا قبل گذرنے وقت یمین کے مثلاً تیسری تاریخ سے پہلے مر گیا تو حانث
نہوگا اور نیت کو یون لینا کہ اخیر حیات مین حانث ہوگا اسکا مفید ہو کہ اگر حالت یمین مثال مین مرتد ہو گیا اور دار الحرب مین جا ملا تو حانث نہوگا بسبب باطل
ہونے یمین بالشک کے بعد ارتداد کے چنانچہ کتاب یمین کے اول مین مذکور ہو چکا کہ یمین باللہ کیلیے اسلام شرط ہو سو اسکو غور کرو جیسا غور کی یہ ہو کہ مصنف سے
اگر یمین موت سے حقیقی موت مراد ہو حکمی اسواسطے کہ مرتد ہو جانا حکمی موت ہو اور شارح نے یمین با اسکی قید سے اشارہ کیا کہ اگر طلاق کی یمین ہوگی تو ارتداد سے
حانث ہوگا کذا فی حاشیۃ الطحطاوی حلف لیاتینہ غدا ان استطاع فہی استطاعۃ الصحۃ لانہ المتعارف فیقع علی رفع الموانع کمرض او سلطان وکذا
جنون او نسیان یعنی کہا قسم کہائی کہ کل زید کے پاس جاؤنگا بشرط استطاعت تو یہ استطاعت صحت پر محمول ہو اسواسطے کہ یہی متعارف ہو نہ صرف حقیقی پس جب استطاعت
سے صحت مراد ہوئی تو دفع موانع پر واقع ہوگی چنانچہ بیماری یا منع کرنا بادشاہ کا اور اسیطرح جنون اور نسیان بھی موانع مین داخل ہین تجویز صاحب بحر الرائق یعنی
جب استطاعت صحت رفع موانع سے عبارت ہوئی تو اگر حالف قسم کو بھول گیا یا دیوانہ ہو گیا تو سزاوار یہ ہو کہ حانث نہو اسواسطے کہ نسیان اور جنون بھی موانع
فعل مین داخل ہین کذا فی الشرح طحطاوی سنو اگر استطاعت صحت عبارت ہو سلامت جوارح اور صحت اسباب سے اور امام محمد نے اسکو عدم مرض اور منع
سلطان کے مفسر کیا ہو وان نوی بہا القدرۃ الحقیقیۃ المقارنۃ للفعل صدق دیانۃ لا قضاء علی الاوجہ فتح لانہ خلاف الظاہر وقد اظہر الزاہدی اعتزالہ
ہنا فی المجتبی کما اظہر فی القنیۃ فی موضعین من الفاظ التکفیر اور اگر حالف مثال سابق مین استطاعت سے قدرت حقیقی جو فعل سے متصل ہوتی ہو مراد
لیگا تو دیانۃ اسکی تصدیق ہوگی نہ قضاءً بنا بر اوجہ قول کے کذا فی فتح القدیر اسواسطے کہ استطاعت سے قدرت حقیقی مراد لینا خلاف ظاہر عرف کے لہذا
اسکی تصدیق قضاءً نہوگی اسواسطے کہ قاضی خلاف ظاہر کو نہین مانتا اور البتہ زاہدی نے اپنا اعتزال یہان کتاب مجتبی مین ظاہر کیا ہو جیسے قنیہ مین دو
دو مقام مین متعلقہ الفاظ تکفیر کے ظاہر کیا ہو حالانکہ اہل سنت کے نزدیک افعال عباد بالکل حق تعالے کی قدرت سے واقع ہوتے ہین اور اسی کے
مخلوق ہین اور معتزلہ کا یہ مذہب ہو کہ عبد موجد ہو اپنے فعل کا اپنے اختیار سے یعنی سنے کہا قدرت وہ صفت ہو جسکو حقتعالی حیوان مین پیدا کرتا ہو اکتساب فعل کے
اہل سنت کے نزدیک بعد سلامت آلات و اسباب اور قدرت نہین ہوتی مگر متصل فعل کے فتح القدیر مین ہو کہ قدرت عبد مین فعل سے سابق نہین ہوتی بلکہ فعل
کے ساتھ پیدا ہوتی ہو اور فعل مین اسکو کچھ تاثیر نہین اسواسطے کہ افعال عباد مخلوق ہین خدا کے اور زاہدی نے اپنا اعتزال یون ظاہر کیا ہو کہ حقیقت استطاعت
کو مقارن فعل کہنا باطل ہو اسواسطے کہ یہ اشعریہ اور اہل سنت کے مذہب پر مبنی ہو اسواسطے کہ اگر ایسا ہی ہو تو فرعون اور ہامان اور باقی کفار جو کفر مین رہے ہین
وہ قادر نہتھے ایمان پر اور انکو ایمان کا مکلف کرنا تکلیف ما لا یطاق تھا اور انبیا علیہم السلام کا آنا اور کتب آسمانی کا نازل کرنا اور اوامر اور نواہی اور وعدہ اور
وعید انکے حق مین بیفائدہ ہوا انتہی کلامہ حالانکہ یہ قول اسکا خطا ہو اسواسطے کہ تکلیف شرعی قدرت حقیقی پر موقوف نہین تا اسکا اعتراض وارد ہو بلکہ قدرت ظاہری
اسکے واسطے کافی ہو یعنی سلامت اعضا اور صحت اسباب چنانچہ اسکی تفصیل علم کلام اور کتب اصول مین مذکور ہو کذا فی المنح و دلائل الاسرار و الطحطاوی ولا تخرجی بغیر اذنی
او الا باذنی او بامری او بعلمی او برضای شرط للبر لکل خروج اذن الا لغرق او حرق او فرقۃ ولو نوی الاذن مرۃ دین وتنحل یمینہ بخروجہا مرۃ بلا اذن کہا زوج نے
اپنی زوجہ سے کہ نکل گہر سے بغیر میرے اذن کے یا مگر میرے اذن سے یا مگر میرے حکم یا علم یا میری رضامندی سے تو اس قسم کے قائم رکھنے کیواسطے ہر بار نکلنے مین شرط
کا اذن شرط ہو مگر ڈوبنے یا جل جانے کے خوف سے یا بدکاری کے سبب سے نکلنے مین اذن شرط نہین اور اگر اس کلام مین ایک ہی بار کی اجازت مراد رکھیگا تو

دیانۃً اسکی تصدیق ہوگی نہ قضاءً اور یمین باطل ہوگی عورت کے ایک بار بلا اذن نکلنے سے یعنی جب ایک بار بلا اجازت نکلی تو زوج حانث ہوا پھر دوسری بار بلا اذن
نکلنے سے حانث نہوگا کذا فی النہر ولو قال کلما خرجت فقد اذنت لک سقط اذنہ ولو نہاہا بعد ذلک صح عند محمد وعلیہ الفتوی ولوالجیہ اور بعد یمین مذکور کے زوج نے
کہا کہ جو بار کہ تو نکلے سو البتہ مین نے تجکو اجازت دی ہی تو اس کلام سے ہر بار کا اذن لینا ساقط ہو جاتا ہی اور اگر بعد اس اذن عام کے اسکو منع کریگا نکلنے
سے تو صحیح ہی امام محمد کے نزدیک اور اسی پر فتوی ہی کذا فی الولوالجیہ وفی الصیرفیہ حلف بالطلاق لاتنقل اہلہ لبلد کذا فرفع الامر للحاکم فبعث رجلا باذنہ فنقل اہلہ
لایحنث اور صیرفیہ مین ہی کہ قسم کھائی طلاق کی کہ اپنے اہل کو فلانے شہر مین نہ لیجاویگا پھر نالش ہوئی حاکم کے پاس سو حاکم نے ایک مرد کو باذن شوہر جا
بھیجا سو وہ اسکی اہل کو اسی شہر مین لے آیا تو زوج حانث نہوگا اس لیے کہ حاکم پاس نالش کرنے سے حاکم مامور نہیں ہو جاتا کہ مامور کا فعل آمر کی طرف منسوب ہو مگر
کذا فی المنح بخلاف قولہ الا ان او حتی اذن لک لانہ للغایۃ بخلاف اس قول کے کہ نہ نکلیو گھر سے مگر یہ کہ مین تجکو اذن دون یا نہ نکلیو تا آنکہ مین تجکو اذن
دون سو اسطے کہ یہ قول غایت کے واسطے ہی مع لاتخرجی الا باذنی مین ہر بار اجازت مشروط ہی اسواسطے کہ استثناء مفرغ ہی اور مستثنی خروج مقرون
بالاذن ہی بخلاف لاتخرجی حتی اذن لک کے کہ اسمین اذن غایت ہی خروج کی تو ایک بار کا اذن کافی ہی ہر خروج مین اذن لازم نہیں حتی کا غایت
کیواسطے موضوع ہونا تو صریح ہی اور الا ان بمعنی حتی ہی مجازاً کذا فی الطحطاوی عن البحر ولو نوی التعدد صدق اور اگر نیت الا ان اور حتی مین تعدد اذن کی
نیت کریگا تو اسکی تصدیق ہوگی قضاءً اسواسطے کہ اسکا کلام محتمل ہی تعدد کا اور اسمین خود اسکی ذات پر تشدید ہی کذا فی المنح حلف لا یدخل دار فلان
یراد بہ نسبۃ السکنی الیہ عرفا ولو تبعا او باعارۃ قسم کھائی کہ داخل نہوگا فلانے کے گھر مین مثلاً زید کے گھر مین تو مراد اس سے سکونت کی نسبت ہی طرف زید کے بنا بر عرف کے
اگرچہ سکونت اسکی بالتبع ہو یا بالاصالت یا بطریق عاریت ہو یعنی دار زید سے عرف مین وہ گھر مراد ہی جسمین زید رہتا ہو خواہ وہ مملوک ہو یا عاریت یا بہ کرایہ و سکونت
اسکی بالاصالت ہو یا کسی کے ساتھ رہتا ہو جیسے سکونت بیٹی کی مان کے ساتھ یا سکونت زوجہ کی زوج کے ساتھ بالتبع ہی نہ بالاصالت ہر صورت جس گھر مین
زید ساکن ہوگا اس گھر مین داخل ہونے سے حالف حانث ہوگا اور اگر ایک گھر زید کا مملوک ہی اور اسمین وہ نہیں رہتا ہی تو اسکے داخل ہونے سے حانث ہوگا باعتبار
عموم المجاز ومعناہ کون محل الحقیقۃ فردا من افراد المجاز یعنی دار فلان سے دار سکونت مراد ہی باعتبار عموم مجاز کے اور عموم مجاز کا یہ مطلب ہی کہ محل حقیقت یعنی کلمہ حقیقی ایک فرد ہی
افراد مجاز سے یعنی مجازی معنے ایسے عام ہون کہ حقیقی معنی اسمین داخل ہو جاوین چنانچہ یہان دار سکونت مین دار مملوک داخل ہی شارح نے اشارہ کیا کہ یہان
جمع بین الحقیقۃ والمجاز نہ کوئی سمجھے اسواسطے کہ وہ حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں بلکہ عموم مجاز مراد ہی او حلف لایضع قدمہ فی دار فلان حنث
بدخولہا مطلقا ولو حافیا او راکبا لما تقرر ان الحقیقۃ متی کانت متعذرۃ او مہجورۃ صیر الی المجاز حتی لو اضطجع ووضع قدمیہ لم یحنث یا یون قسم کھائے کہ پانو
قدم نہ رکھیگا فلانے کے گھر مین تو حانث ہوگا اسمین داخل ہونے سے ہر طرح سے اگرچہ برہنہ پا یا سوار داخل ہوا اسواسطے کہ اصول مین ثابت ہو چکا ہی کہ جب حقیقت
متعذر یا متروک ہوتی ہی تو مجاز ٹھہرایا جاتا ہی یہانتک کہ اگر گھر کے باہر لیٹے اور اپنے دونون قدم گھر کے اندر رکھے تو حانث نہوگا اسواسطے کہ اس صورت مین
اگرچہ وضع قدمین ثابت ہی لیکن اسکو دخول نہیں کہتے م خلاصہ یہ ہی جب وضع قدمین سے عرفاً دخول مراد ہوا بسبب متروک ہونے حقیقی معنی کے تو سوار
ہو جانے مین باوجود ہر چند وضع قدم نہیں لیکن حانث ہوگا اور لیٹنے کی صورت مین ہر چند وضع قدم ہی لیکن حانث نہیں اور حقیقی معنی کا متعذر ہونا آگے
باب مین معلوم ہوگا و شرط للحنث فی قولہ ان خرجت مثلا فانت طالق او ان ضربت عبدک فعبدی حر لمرید الخروج والضرب فعلہ فورا لان قصدہ
المنع عن ذلک الفعل عرفا ومدار الایمان علیہ وہذہ تسمی یمین الفور تفرد ابو حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی باظہارہا ولم یخالفہ احد اور اس قول مین کہ اگر تو نکلے تو تو طالق ہی
یا تو نے اگر اپنے غلام کو مارا تو میرا غلام آزاد ہی یہ کہنا خروج اور ضرب کے ارادہ کرنے والے کو تو اس فعل کا فوراً کرنا شرط ہی حنث کی اسواسطے کہ قصد متکلم کا روکنا ہی
اس وقت کے فعل سے جسکے کرنے پر وہ مستعد ہوا ہی باعتبار عرف کے اور مدار قسمون کا عرف پر ہی اور اس قسم کو یمین فور کہتے ہین امام اعظم ابو حنیفہ یمین فور کے اظہار مین

مقرر ہوئے اور کسی توجہ سے لگے فوت ہوتین کہ ان مسئلون مین عام جب وجہ سے نزول مغیرت تھے تا تفسر کہ اور نیت لگا کر تو نکتی کچھ حدیث دو تو
زوجہ فورا کہی چلی گئی تو قسم حانث ہوگا وجہ مختلف ہو جاتی اور اگر جہ فورا نہ گئی بلکہ اس کہ بعد گئی یا بیٹھی تو حانث نہ ہوگا یہ
یہ حکم اول حضرت امام جعفر نے بیان کیا اور آگے علما مین دو قسمین جانتے تھے ایک یمین مطلق اور دوسری یمین مقید اور یمین فور تیسری قسم کو انہون نے مین
مین فقیہ ابو جعفر نے حکم حدیث جابر ثابت کیا کہ کسی نے زنا کی تھی انھون نے حد میں نصرت کی قسم کھائی پھر بعد کے نصرت کی تو حانث نہ ہونگے ان قسمون
میں اور بحرالرائق مین محیط سے منقول ہے کہ امام اعظم سے کسی عالم نے یمین فور کے نام رکھنے اور اسکا حکم نکالنے مین سبقت نہین کی بعد کے مجتہدون کی
مخالفت کی تو سب علما اس مسئلہ مین عیال ہین ابوحنیفہ کے بلکہ درحقیقت کل فقہ مین عیال ہین امام اعظم کے کذا فی الفتح چنانچہ امام شافعی نے ارشاد فرمایا
کہ الناس عیال ابی حنیفة فی الفقه وکذا فی حلف ان تغدیت فکذا بعد قول الطالب تعال تغد معی شرط للحنث تغدیہ معہ ذلك الغداء المدعو الیہ اور
اسی طرح اس قسم میں کہ اگر مین اول روز کا کھانا کھاؤن تو ایسا ہے کہا بلانیوالے کے اس قول کے بعد کہ آمیرے ساتھ اول روز کا کھانا شرط ہے واسطے حنث کے
طالب کے ساتھ وہی معین کھانا جسکے واسطے بلایا اسواسطے کہ جواب سادہ سوال کا متضمن ہوتا ہے تو اسی طعام مخصوص پر حنث منحصر ہوا تاکہ مطابقت واقع ہو
سوال اور جواب میں وان ضم الیہ ان تغدیت الیوم او معك فیعدی حنث بمطلق التغدی لزیادتہ علی الجواب فیجعل مبتدیا اور اگر جواب میں لفظ
الیوم یا معک ملایا یعنی یون کہا کہ اگر مین اول روز کا کھانا آج کھاؤن یا تیرے ساتھ کھاؤن تو میرا غلام آزاد ہے تو حانث ہوگا مطلق تغدی سے خواہ طالب کے
گھر مین کھاوے خواہ اسکے ساتھ دوسرے جگہ کھاوے بہرصورت حانث ہوگا جواب پر زیادہ ہو جانے سے تو وہ سرنوسے متکلم قرار دیا گیا نہ مجیب طحطاوی نے کہا
کہ ماتن کو وہم عظامی ان عبارت سندی کتاب جیسے صاحب کنز نے کہا ہے اسواسطے کہ جب لفظ مع کا سوال مین ہو تو مجیب کے کلام مین لفظ معک سے زیادتی لازم
آئی فی فتاوی الاشباه ان للتراخی الا بالقرینة الفور ومنہ طلب جماعها فابت فقال ان لم تدخلی معی البیت فانت طالق فدخلت بعد سکون شهوته حنث اور اشباہ
کی کتاب الطلاق مین ہے کہ ان شرطیہ درنگی کے واسطے ہے مگر بقرینہ فور البستہ فور کے واسطے ہوتا ہے اور از قبیل فور کے یہ مثال ہے کہ زوج نے اپنی زوجہ
سے جماع کی خواہش کی سو اسنے انکار کیا تو زوج نے کہا کہ اگر تو داخل نہو گی میرے ساتھ کوٹھری مین تو تجکو طلاق ہے پھر بعد سکون شہوت کے داخل ہوئی تو
تو زوج حانث ہوگا زوجہ مطلقہ ہوگی وفی البحر عن المحیط طول التشاجر لا یقطع الفور وکذا لو خافت فوت الصلوة فصلت او اشتغلت بالوضوء للصلوة المکتوبة
او اشتغلت بالصلوة المکتوبة لانه عذر شرعا وکذا عرفا اور بحرالرائق مین محیط سے منقول ہے کہ دیر تک جھگڑا ہونا زوجین مین قاطع فور کا نہین اور اسی طرح
اگر زوجہ فوت نماز سے ڈری سو نماز پڑھنے لگی یا مشغول ہوئی فرض نماز کے وضو مین یا فرض نماز مین مشغول ہوئی سواسنا توقف قاطع شرعت کا نہین
شرعا اور اسی طرح عرفا یعنی اگر بعد انکار جماع زوج نے کہا کہ اندر نہ آوگی میرے ساتھ تو تجکو طلاق ہے سو عورت دیر تک جھگڑا کرتی رہی یا نماز یا وضو مین
مشغول رہی اور پھر اندر داخل ہوئی تو زوج حانث نہوگا اسنے توقف عذری سے مرکب العبد الماذون والمکاتب لیس للمولی فی حق الیمین
الا بشرطین ان لم یکن دینه مستغرقا وقد نواه فحینئذ یحنث سواری عبد ماذون فی التجارة اور مکاتب کی اسکے مالک کی یمین مین اسکے حق مین گردو شرط
سے ایک یہ کہ قرضہ مستغرق نہو اور حالف نے اس سواری کی نیت کی ہو تو اسوقت مین حانث ہوگا یعنے اگر قسم کھائی کہ مثلا زید کی سواری پر سوار
نہوگا پھر زید کے عبد ماذون یا مکاتب کی سواری پر سوار ہوا تو حانث نہوگا اور بشرط عدم استغراق دین اور نیت کے حانث ہوگا اور اگر دین مستغرق ہو تو
حانث نہوگا اگرچہ اس سواری کی نیت کرچکا ہو اسواسطے کہ عبد مدیون مستغرق کے کسب مین مولی کی ملکیت نہین امام کے نزدیک کذا فی المنح حلف
لا یرکب فالیمین علی ما یرکبہ الناس عرفا من فرس و بغل و حمار فلو رکب ظهر انسان او بعیر او بقرة او فیلا لا یحنث استحسانا الا بالنیة ظهیریة قلت
وینبغی حنثه بالبعیر فی مصر و الشام و بالفیل فی الهند للتعارف قال المصنف قسم کھائی کہ سوار نہ ہوگا تو یہ قسم اسپر محمول ہے جسپر لوگ باعتبار رواج کے

سوار ہوتے ہیں گھوڑے اور خچر اور گدھے سے تو اگر انسان کی پیٹھ پر سوار ہوگا یا اونٹ یا بیل یا ہاتھی پر سوار ہوگا تو حانث نہ ہوگا بنا بر استحسان کے یا اونٹ وغیرہ کی نیت سے البتہ حانث ہوگا کذا فی الظہیریہ شارح کہتا ہے اور لائق ہے حانث ہونا حالف کا اونٹ کے سوار ہونے سے سفر اور شام میں اور ہاتھی کے سوار ہونے سے ہندوستان میں بسبب رواج کے ایسا کہا ہے مصنف نے اپنی شرح منح الغفار میں اور گدھے پر سوار ہونے سے عرب میں حانث ہوگا لیکن ہند میں حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ رواج نہیں لیکن دھوبی ہندوستان کے البتہ حانث ہونگے کہ وہ گدھے اور بیل پر سوار ہوا کرتے ہیں اور چونکہ گھوڑے اور ہاتھی اور پالکی اور ڈولی اور گاڑی وغیرہ پر ہند میں سوار ہونا رائج ہے تو عدم سواری کی قسم سے اگر ان سواریوں پر سوار ہوگا تو حانث ہوگا واللہ اعلم ولو حمل علی الخ

او ما قلنا مسلفا بحلف لا یرکب فرسا فرکب برذونا او بعکسہ لان الفرس اسم للعربی والبرذون اسم للعجمی والخیل یعم ہذا لو حلف بالعربیۃ ولو بالفارسیۃ حنث بکل حال اور اگر قسم کھائی مدعی سواری کی پھر زبردستی لادا گیا جانور پر حانث نہیں جیسے اس قسم میں حنث نہیں کہ سوار نہ ہوگا فرس پر پھر برذون پر سوار ہوا یا قسم کھائی کہ برذون پر سوار نہ ہوگا پھر فرس پر سوار ہوا اسواسطے کہ لغت عرب میں فرس عربی گھوڑے کا نام ہے اور برذون عجمی گھوڑے کا نام ہے اور خیل کا لفظ دونوں کو عام ہے یہ عدم حنث اس صورت میں ہے جب کہ قسم عربی زبان میں ہو اور اگر قسم فارسی زبان میں ہو اسطرح پر کہ براسپ سوار نخواہم شد تو ہر حال میں حانث ہوگا خواہ عربی گھوڑے پر سوار ہو خواہ عجمی پر اسواسطے کہ اسپ دونوں کو شامل ہے حکم فارسی کے مانند ہندی میں بھی تفرقہ گھوڑے کے لفظ میں نہیں

ولو حلف لا یرکب او لا یرکب مرکبا حنث بکل مرکب سفینۃ او محملا او دابۃ سوے الآدمی ویحنث بالکافر ولو حلف لا یرکب حیوانا او دابۃ اور اگر قسم کھائی کہ سوار نہ ہوگا یا مرکب پر سوار نہ ہوگا تو ہر مرکب کے سوار ہونے سے حانث ہوگا ناؤ ہو یا عماری یا جانور سوائے آدمی کے اور گلے باب میں قریب آویگا کہ اگر قسم کھائی کہ حیوان یا دابہ پر سوار نہ ہوگا تو انسان اور کافر پر سوار ہونے سے حانث ہوگا

باب الیمین فی الاکل والشرب واللبس والکلام

یہ باب ہے اکل اور شرب اور کلام کی قسم میں ثم الاکل ایصال ما یحتمل المضغ بفیہ الی الجوف کخبز وفاکہۃ مضغ اولا ہی وان ابتلعہ من غیر مضغ پھر دریافت کرنا چاہیے کہ اکل یعنی کھانا عبارت ہے پیٹ میں پہونچانے سے اسکو جو چبانے کے لائق ہے بواسطے اپنے منھ کے چنانچہ پہونچانا روٹی اور میوہ کا خواہ چباوے یا نہ چباوے یعنی اگرچہ بدون چبانے نگل جاوے والشرب الیصال ما لا یحتمل المضغ من المائعات الی الجوف کماء ونبیذ وعسل اور شرب یعنی پینا عبارت ہے پیٹ میں پہونچانے سے اسکو جو لائق چبانے کے نہیں از قسم پتلی چیزوں کے جیسے پانی اور شہد یعنی رقیق سائل کا پیٹ میں پہونچانا بواسطے منھ کے یہ حقیقت ہے شرب کی تو ناک سے پانی کھینچکر پیٹ میں لیجانا یا پچکاری سے دوا پیٹ میں پہونچانا شرب نہیں فحی حلفہ لا یاکل بیضۃ حنث ببلعہا جب حقیقت اکل کی معلوم ہوئی تو اس قسم میں کہ انڈا نہ کھائیگا اسکے نگلجانے سے حانث ہوگا حکم انڈے کے مانند بادام اور پستہ ہے طحطاوی نے کہا کہ انڈے سے مراد پختہ انڈا ہے اسواسطے کہ کچا انڈا لائق چبانے کے نہیں وفی لا یاکل عنبا مثلا لا یحنث بمصہ لان المص نوع ثالث ولو مصہ وادخل فیہ ثم حنث بدائع اور اس قسم میں کہ انگور نہ کھاویگا اسکے عرق چوسنے سے حانث نہوگا اسواسطے کہ چوسنا تیسری قسم ہے سوائے اکل اور شرب کے اور اگر انگور کا عرق نچوڑ ڈالا اور اسکے چھلکے کو کھایا تو حانث ہوگا کذا فی البدائع اسواسطے کہ چھلکا چبانے کے لائق ہے لکن فی تہذیب القلانسیہ حلف لا یاکل سکرا لا یحنث بمصہ وفی عرفنا یحنث اور قلانسی کی تہذیب میں ہے قسم کھائی کہ شکر نہ کھاویگا تو اسکے چوسنے سے یعنی اور اس لعاب نگلنے سے حانث نہ ہوگا اور ہمارے عرف میں یعنی مصر کے رواج میں حانث ہوگا حکم اصل استدراک یہ ہے کہ بعضے عرف میں چوسنے کو کھانا کہتے ہیں تو بموجب اس عرف کے انگور چوسنے سے بھی مثال سابق میں حانث ہوگا کذا فی الطحطاوی اما الذوق فعمل الفم بمجرد معرفۃ الطعم وصل الی الجوف ام لا وکل اکل وشرب ذوق ولا عکس اور ذوق یعنی چکھنا تو عبارت ہے منھ کے فعل سے فقط مزا دریافت کرنے کے واسطے خواہ پیٹ میں وہ چیز جاوے یا نجاوے اور ہر اکل اور شرب ذوق ہے اور اسکو بالعکس نہیں یعنی ہر ذوق اکل اور شرب نہیں تو اکل اور شرب میں اور ذوق میں عموم خصوص مطلق

[illegible] تو حانث ہوگا یعنی [illegible] تصرف [illegible] تو حانث نہوگا [illegible]

[illegible] مراد [illegible] چنانچہ منقول ہے امام محمد سے [illegible]

[illegible] کا ارادہ کیا تو اسکی تصدیق ہوگی [illegible] یعنی دلالت حال سے چنانچہ [illegible]

[illegible] سوال [illegible] حلف لا یاکل من ہذہ النخلۃ حنث باکل من ثمرہا [illegible]

[illegible] بما لم یتغیر بصنعۃ جدیدۃ حنث بالعصیر والدبس المطبوخ ولا بوصل غصن منہا بشجرۃ اخری قسم کھائی کہ اس کھجور کے درخت یا انگور کے درخت کو نہ کھاویگا

تو یمین [illegible] انکی ان درختون کے ثمر کے کھانے سے [illegible] یعنی عصارہ کے کھانے سے

حانث ہوگا نہ دبس مطبوخ کے کھانے سے اور نہ حانث ہوگا اس درخت کی شاخ پیوند کرنے سے دوسرے درخت مین جب حالف نے اضافت کیا یمین کو

درخت کی طرف حالانکہ درخت ماکول چیز نہین تو یمین لغو ہوتی تھی لہذا واسطے تصحیح کلام عاقل کے اسکے ظاہر سے پھیر لینی درخت سے پھل کا ارادہ کیا بطریق

مجاز کے یعنی سبب سے مسبب کا ارادہ [illegible] درخت ہے اور مسبب پھل [illegible] اور عصارہ وہ پانی ہے جو پھلون کے دابنے سے نکلے یعنی [illegible] اس شیرہ کو کہتے

ہین جو خود بخود [illegible] کھجور اور انگور [illegible] چونکہ اسمین انسان کا دخل نہین لہذا اسکے کھانے سے حانث ہوگا جیسے [illegible] کھجور کے کھانے سے حانث ہوتا ہے اور دبس

مطبوخ شیرہ ہے پختہ کھجور اور انگور کا جو جوش دیا جاوے لہذا اسکے کھانے سے حانث نہوگا جیسے نبیذ [illegible] انگوری سے حانث نہین ہوتا اسیطرح اگر انگور کی

شاخ دوسرے درخت مین پیوند کی اور اس شاخ کے پھل کو کھایا تو حانث نہوگا بسبب تصرف انسانی کے وان لم یکن للشجرۃ ثمر ینصرف یمینہ الی ثمنہا

اشتری بہ ماکولا لو اکلہ اور اگر اس درخت محلوف علیہ کے پھل نہو تو یمین اسکی اس درخت کی قیمت کی طرف پھر جاویگی تو حانث ہوگا جب درخت کی قیمت

سے کوئی کھانے کی چیز لیگا اور اسکو کھا لیگا ولو اکل من عین النخلۃ لا یحنث وان نوا لان الحقیقۃ مھجورۃ [illegible] اور اگر بعینہ کھجور کے درخت کو کھا لیگا

[illegible] تو حانث نہوگا اگرچہ خود درخت کھانے کی نیت کی ہو قسم کے وقت اسواسطے کہ حقیقت متروک ہے کذا فی [illegible] یعنی حقیقی معنے درخت کے

بیان متروک الاستعمال ہین [illegible] شارح کو لازم تھا کہ بجائے مھجورۃ متعذرۃ بولتا چنانچہ ایضاح الاصلاح مین ہے صاحب کشف نے کہا کہ متعذرۃ وہ ہے جو بلا مشقت

نہ حاصل ہو جیسے کھجور کے درخت کا کھانا اور مھجورہ وہ ہے جسکا حصول آسان ہو لیکن لوگون نے اسکو مھجور دیا ہو جیسے وضع قدم کے معنی حقیقی متروک ہے کہ مطلق

دخول مین مستعمل ہے کذا فی الطحطاوی وفی المحیط لو نوی اکل عینہا لم یحنث باکل ما یخرج منہا لانہ نوی حقیقۃ کلامہ قال المصنف [illegible] ان لا یصدق [illegible]

[illegible] المجاز [illegible] النہر فان قلت [illegible] عرفا [illegible] انما یاکلونہ مطبوخا اور [illegible] ہے کہ اگر حالف بعینہ کھجور کے

درخت کے کھانے کی نیت کریگا تو اسکے پھل وغیرہ کے کھانے سے حانث نہوگا اسواسطے کہ اسنے اپنے کلام کے حقیقی معنے کا ارادہ کیا تو مجاز مین کیونکر حانث

ہوگا مصنف نے اپنی شرح مین باتباع اپنے استاد یعنی صاحب بحر الرائق کے کہا کہ لائق یون ہے کہ باوجود نیت حقیقت کے قضاءً اسکی تصدیق نہو

بسبب متعین ہو جانے معنی مجازی کے تو غیر مجاز خلاف ظاہر ہوا اور خلاف ظاہر مین قاضی تصدیق نہین کرتا کذا فی [illegible] اور صاحب النہر الفائق نے واسطے

تقویت اس قول کے اتنا زیادہ کیا ہے یعنے اگر تو کہے کہ انگور کے پتون کو عرب مین کھاتے ہین تو لائق ہے یمین کا پھیرنا بعینہ انگور کے درخت کی طرف تو مین

جواب کہونگا کہ اہل عرب پتون کو تو پکا کر کھاتے ہین یعنی اگر کچا کھانا عادت ہوتا تو سوال صحیح ہوتا وفی الشاۃ یحنث باللحم خاصۃ لا باللبن لانہا ماکولۃ فتنعقد

الیمین علیہا اور بھیڑ بکری کی قسم مین فقط گوشت کھانے سے حانث ہوگا نہ دودھ کھانے سے اسواسطے کہ بھیڑ بکری خود کھانے کی چیز ہے تو یمین بعینہ

اسی پر منعقد ہوگی نہ اس چیز پر جو اس سے نکلتا ہے یعنی دودھ اور دہی اور مسکہ ولا یحنث فی حلفہ لا یاکل من ہذا البسر او الرطب او اللبن باکل رطبہ وتمرہ

وشیرازہ لان ہذہ صفات داعیۃ الی الیمین فتتقید بہا اور اگر قسم مین کہا کہ نہ کھاونگا اس گدر کھجور کو یا اس پختہ کھجور کو یا اس دودھ کو حانث نہوگا [illegible] صورت مین [illegible] کھجور کھانے سے

سے اور دوسری صورت میں خشک کھجور کھانے سے اور تیسری صورت میں جھاگ ہی کھانے سے اسواسطے کہ یہ صفات یعنی بسریت اور رطوبت اور لبنیت
باعث ہوتے ہیں قسم کھانے کے باختلاف اگرچہ تو اُنھی صفت مخصوصہ پر قسم مقید ہوگی تو غیر صفت میں کیونکر حانث ہوگا شیراز عبارت ہی زائب سے
یعنی دودھ کو جوش کرکے اُسکا پانی نکالا جاوے کذا فی فتح القدیر والمنح طحطاوی نے علامہ باکیر سے نقل کیا کہ شیراز بالکسر میں ترشی کا ہونا بھی شرط ہی لہذا مترجم
نے شیراز کا ترجمہ وہی کیا بخلاف لا اکلم ہذا الصبی او ہذا الشاب فکلمہ بعد ما شاخ اولا یاکل ہذا الحمل بفتحتین ولد الشاۃ فاکلہ بعد ما صار کبشا فانہ یحنث
لانہا غیر واعیۃ بخلاف اس قول کے کہ قسم کھائی کہ اس لڑکے یا اس جوان سے کلام نہ کریگا پھر اُس سے کلام کیا اُسکے بڑے ہونے کے بعد یا قسم کھائی کہ اس بھیڑ کے
بچہ کو نہ کھاویگا پھر اُسکو کھایا جبکہ وہ جوان مینڈھا ہوگیا تو حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ یہ صفات باعث یمین کے نہیں ہوتے ہیں اسواسطے کہ ہجران مسلم
شرعاً ممنوع ہی تو مانع ہی عدم تکلم کا خواہ وہ صغیر ہو یا کبیر اور اسی طرح بھیڑ کے بچے کا نہ کھانا باعث یمین نہیں ہوسکتا اسواسطے کہ صغیر کا گوشت جوان سے
زیادہ تر مرغوب ہوتا ہی حمل بفتح اول و دوم بچہ بھیڑ اور دُنبے کا والاصل ان المحلوف علیہ اذا کان بصفۃ داعیۃ الی الیمین تقید بہ فی المعرف والمنکر فاذا زالت زالت
الیمین وما لا تصلح داعیۃ اعتبر فی المنکر دون المعرف اور قاعدہ کلیہ مسائل سابقہ کے حکم کا یہ ہی کہ محلوف علیہ جب کہ ایسی صفت کے ساتھ ہو جو داعی ہی
طرف یمین کے تو یمین اس صفت کے ساتھ مقید ہی معرفہ اور نکرہ دونوں میں تو جب وہ صفت زائل ہوگی تو یمین بھی زائل ہو جاویگی اور جبکہ محلوف علیہ ایسی
صفت کے ساتھ ہی جسکو لیاقت نہیں داعی ہونے کی تو اعتبار صفت کا نکرہ میں ہوگا چنانچہ (لا اکلم صبیاً فکلم شاباً) میں نہ معرفہ میں چنانچہ امثلہ سابقہ میں یعنی
لا اکلم ہذا الصبی وفی المجتبی حلف لا اکلم ہذا المجنون فبرأ او ہذا الکافر فاسلم لا یحنث لانہا صفۃ داعیۃ الی الیمین اور مجتبی میں ہی قسم کھائی کہ اس مجنون سے نہ بولیگا
پھر اُسکا جنون جاتا رہا اور حالف اُس سے بولا یا قسم کھائی کہ اس کافر سے نہ بولیگا پھر وہ مسلمان ہوگیا اور حالف اُس سے بولا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ جنون اور
کفر ایسی صفت ہی کہ عدم تکلم کی باعث ہی تو اسکے زوال سے یمین بھی زائل ہوگی وفی لا اکلم رجلا فکلم صبیا حنث وقیل لا کلا یکلم صبیا وکلم بالغا لانہ بعد البلوغ یدعی شابا وفتی
الی ثلثین فکہل الی خمسین فشیخ اور اس قسم میں کہ مرد سے بات نہ کریگا پھر حالف لڑکے سے بولا تو حانث ہوگا اسواسطے کہ رجل صبی کو بھی شامل ہی باعتبار لغت کے
کذا فی الطحطاوی اور دوسرا قول یہ ہی کہ حانث نہوگا اور یہی قول حق ہی اسواسطے کہ عرف میں رجل صبی کو شامل نہیں کذا فی الحلبی چنانچہ اس مثال میں حانث نہیں قسم
کھائی کہ صغیر سے نہ بولیگا پھر اُس سے بعد بالغ ہونے کے بولا اسواسطے کہ صغیر کو بعد بلوغ کے شاب اور فتی کہتے ہیں تیس برس تک پھر تیس برس کے
بعد پچاس تک اُسکو کہل یعنے ادھیڑ بولتے ہیں پھر پچاس برس کے بعد آخر عمر تک شیخ کہتے ہیں یعنے بڈھا ولا یاکل ہذا العنب فصار
زبیبا ہذا و ما بعدہ معطوف علے قولہ من ہذا البسر مما لا یحنث بہ یا قسم کھائی کہ اس تر انگور کو نہ کھاویگا پھر وہ انگور خشک ہوگیا تو اُسکے کھانے سے حانث
نہوگا شارح کہتا ہی کہ یہ مثال اور اُسکے بعد کی مثالیں مصنف کے قول میں ہذا البسر پر عطف ہیں جس سے حالف حانث نہیں ہوتا ولا یاکل
ہذا اللبن فصار جبنا اولا یاکل من ہذا البیضۃ فاکل فرار یجہا کذا فی نسخ الشرح وفی نسخ المتن فرخہا یا قسم کھائی کہ اس دودھ کو نہ کھاویگا
پھر وہ پنیر ہوگیا یا اس انڈے کو نہ کھاویگا پھر اُسکے بچے کو کھائے شارح کہتا ہی مصنف کی شرح منح الغفار کے نسخوں میں اسیطرح فراریجہا کا لفظ ہی
اور متن کے نسخوں میں جو شرح سے معرا ہیں فرخہا کا لفظ ہی اولا یذوق من ہذا الخمر فصار خلا او من زہر ہذہ الشجرۃ فاکل بعد ما صار لوزا
او مشمشا لم یحنث یا اس شراب کو نہ چکھیگا پھر شراب سرکہ ہوگئی یا قسم کھائی کہ اس درخت کے پھول کو نہ کھاویگا پھر جب وہ پھول بادام یا زردآلو ہوگیا
تو اُسکو کھایا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ محلوف علیہ کی حقیقت بدل گئی بخلاف حلفہ لا یاکل بسرا فاکل حیسا فانہ یحنث لانہ تمر مفتت وان ضم الیہ
شیء من السمن او غیرہ بحر وفیہ الاصل فیما اذا حلفت لا یاکل معینا فاکل بعضہ ان کل شیء یاکلہ الرجل فی مجلس او یشربہ فی شربۃ فالحلف علی کلہ
والا فعلی بعضہ بخلاف اس قسم کے کہ کھجور کو نہ کھاویگا سو اُس نے حیس کو کھایا یعنے کھجور کا ملیدہ تو اس کھانے سے حانث ہوگا اسواسطے کہ حیس

ہوتا ہی کیونکہ وہ اس سے الگ ہو سکتا ہی [illegible] اور جب قسم کھائی کہ چند مسکین کو [illegible] تو [illegible]
[illegible] اور جب کئی آدمی ایک مجلس مین سب کہا جاتا ہو [illegible] تو [illegible] حلف کی [illegible] سب
حانث ہوگا اور اگر آدمی کیا مین نہ کھا سکتا ہو [illegible] کہ اسکے تھوڑے کھانے مین ہوگا وقد افاد انہ یحنث لو حلف لایاکل [illegible]
لایاکل عنبا فاکل زبیبا [illegible] رمانا [illegible] الرطب [illegible] حانث ہوگا اور قسم کھائی کہ [illegible]
انگور کھائیگا پھر اسنے [illegible] کہ مانند جوز وبادام [illegible] اور خشک [illegible] حلف [illegible]
رطبا او بسرا او حلف لایاکل رطبا ولا بسرا حنث باکل المذنب بکسر النون الشدیدۃ ما اکثرہ مرطب وزیادۃ اور اگر قسم کھائی کہ [illegible]
یا قسم کھائی کہ نہ کچی کھجور کھاویگا نہ گدر کو تو مذنب کے کھانے سے حانث ہوگا اسواسطے کہ اس سے مقصود کو کھایا ساتھ زیادتی کے [illegible]
کھجور کو کہتے ہین جو پکنے کی طرف سے شروع ہوئی ہو اور رطب مذنب وہ ہی جو اکثر پختہ ہوا اور تھوڑا گدر اور بسر مذنب ہی بالعکس ہو کذا فی [illegible] المنتقی
شرا ای کبا سۃ بکسر الکاف ای عرجون رقیال عنقود بسر فیہا رطب فی حلفہ لایشتری رطبا لان الشراء یقع علی الجملۃ والمغلوب تابع [illegible]
اور تو وہ شیا منتفیا اور حانث نہوگا گدر کھجور کے گودے کے مول لینے سے جسمین کچھ پکی کھجور بھی ہو اسطرح قسم کھانے مین کہ پکی کھجور کو خرید نہ کریگا اسواسطے [illegible]
یکبارگی واقع ہوتا ہی اور مغلوب تابع ہوتا ہی غالب کے بخلاف کھانے کی قسم کے یعنی اگر قسم کھائی کہ پکی کھجور نہ کھاویگا پھر اسنے گدر کے ساتھ [illegible]
کھائی تو حانث ہوگا بیان مغلوب تابع غالب کا نہین بسبب واقع ہونے اکل کے اندک اندک نہ یکبارگی مانند خرید کے [illegible] اور عرجون [illegible]
عنقود بھی اسکو کہتے ہین یعنی خوشہ خرما اور انگور اور ہندی مین اسکو گود بولتے ہین یعنی جس پر مین مجتمع ہوکر پھل لگتے ہین ولا حنث فی حلفہ لایاکل لحما
باکل مرقۃ او سمک الا اذا نوی ہما و لا فی لایرکب دابۃ فرکب کافرا ولا یجلس علی وتد فجلس علی جبل مع تسمیتہما فی القرآن [illegible]
اور حنث نہین اس قسم مین گوشت نہ کھاویگا شوربا اور مچھلی کے کھانے سے مگر جب کہ حالف شوربا اور مچھلی کی نیت کریگا گوشت کے [illegible] تو البتہ حانث
ہوگا اور اسمین بھی حنث نہین کہ دابہ یعنی چلنے والے جانور پر سوار نہ ہوگا پھر وہ کافر پر سوار ہوا یا قسم کھائی کہ میخ پر نہ بیٹھے گا پھر پہاڑ پر بیٹھا باوجود یکہ
قرآن مجید مین مچھلی کو گوشت اور کافر کو دابہ اور پہاڑون کو میخین فرمایا ہی حانث نہوگا بسبب عرف کے یعنی مدار حلف کا عرف پر ہی نہ اطلاق قرآنی پر وما فی المبتغی
فی حنثہ فی لایرکب حیوانا برکوب الانسان ردہ فی النہر بان العرف العملی مخصص عندنا کالعرف القولی اور جو قول حانث ہونے کا مبتغی مین ہی اس قسم
مین کہ جاندار پر نہ سوار ہوگا انسان کے سوار ہونے سے اسکو نہر الفائق مین رد کیا ہی اسطرح کہ عرف عملی ہمارے نزدیک مخصص ہی مانند عرف قولی کے
تبیین زیلعی کی شرح کنز مین ہی کہ اگر قسم کھائی کہ حیوان پر سوار نہ ہوگا تو انسان پر سوار ہونے سے حانث ہوگا اسواسطے کہ لفظ حیوان کا انسان کو
شامل ہی اور عرف عملی یعنی انسان پر سوار ہونے کی عادت نہین ہی مخصص انسان کا نہین ہو سکتا فتح القدیر مین کہا کہ عدم تخصیص عرف عملی کا قول صحیح
نہین اسواسطے کہ اصول مین ثابت ہی کہ حقیقت متروک ہوتی ہی عادت کی دلالت سے اور عادت بعینہ عبارت ہی عرف عملی سے اور تحریر مین ہی کہ عرف عملی
مخصص ہی حنفیہ کے نزدیک خلافا للشافعیۃ اور عرف قولی کا مخصص ہونا بالاتفاق ہی کذا فی النہر ولحم الانسان والکبد والکرش والریۃ والقلب والطحال
والخنزیر لحم ہذا فی عرف اہل الکوفۃ اما فی عرفنا فلا کما فی البحر عن الخلاصۃ وغیرہا وبہ علم ان العجمی یعتبر عرفہ قطعا اور اگر انسان کا گوشت اور کلیجی اور او جھڑی اور
پھیپھڑا اور دل اور تلی اور گوشت خوک گوشت مین داخل ہی لیکن یہ عرف کوفیون کا ہی اور ہمارے عرف مین کلیجی اور اوجھڑی وغیرہ کو گوشت نہین کہتے
کذا فی البحر عن الخلاصۃ وغیرہا اور یہین سے معلوم ہوگیا کہ انسان عجمی اپنے عرف کو بالیقین اعتبار کرے یعنی حلف مین ہر عجمی کو اپنے عرف کا
اعتبار لازم ہی عرب کا عرف اسکو حجت نہین لہذا فتح القدیر مین مصرح ہی کہ مفتی پر واجب ہی کہ بموجب عادت اس شہر کے فتوی دیوے [illegible] قسم

حالف کی واقع ہوئی ہو وفی الخانیۃ الرأس والاکارع لحم فی یمین الاکل لا فی یمین الشراء اور خانیہ میں ہو کہ سر اور پائے گوشت ہیں اکل کی یمین میں نہ مول لینے کی یمین میں یعنی اگر قسم کھائی کہ گوشت نہ کھاویگا تو کلّے پائے کھانے سے حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ گوشت کو نہ خریدیگا تو اُنکے مول لینے سے حانث نہوگا و فی لا یاکل من ہذا الحمار تقع علی کرائہ و من ہذا الکلب لا تقع علی صیدہ اور اس قسم میں کہ اس گدھے سے نہ کھاویگا تو قسم اُسکی کرایہ پر واقع ہوگی یعنے اُسکا کرایہ کھانے سے حانث ہوگا بنا بر عرف کے اور اگر قسم کھائی کہ اس کتّے سے نہ کھاویگا تو قسم اُسکی صید پر نہ واقع ہوگی بلکہ کتّے کے گوشت پر واقع ہوگی کذا فی النہر ولا یعم البقر الجاموس اور شامل نہیں گائے بھینس کو یعنے اگر قسم کھائی کہ گائے یا بیل کا گوشت نہ کھاویگا تو بھینس کا گوشت کھانے سے حانث نہوگا کہ وہ دوسری قسم ہی ولا یحنث بالکل النی ہو الاصح اور حانث نہوگا کچا گوشت کھانے سے یہی قول اصح ہی یعنی اگر قسم کھائی کہ گوشت نہ کھاویگا تو کچا گوشت کھانے سے حانث نہوگا اسواسطے کہ کچا کھانے کی عادت نہیں اور نہر الفائق میں مذکور ہی قسم کھائی کہ گوشت نہ کھاویگا تو اونٹ اور بھیڑ بکری اور گائے چڑیوں کے گوشت کھانے سے حانث ہوگا پختہ گوشت ہو یا بھونا یا خشک ولا یحنث بشحم الظہر وہو اللحم السمین فی حلفہ لا یاکل شحما خلافا لہما بل الشحم البطن والامعاء اتفاقا لا بما فی العظم اتفاقا فتح اور اس قسم میں کہ چربی نہ کھاویگا پیٹھ کی چربی کھانے سے حانث نہ ہوگا امام کے نزدیک کہ وہ چکنا گوشت ہی بخلاف صاحبین کہ اُنکے نزدیک اُسکے کھانے سے حانث ہوگا بلکہ پیٹ اور آنتوں کی چربی کھانے سے باتفاق امام اور صاحبین کے حانث ہوگا اور ہڈی کے اندر کا گودہ کھانے سے باتفاق حانث ہوگا اسواسطے کہ وہ چربی نہیں کذا فی فتح القدیر و فتاوی عالمگیری میں ہی شحم ظہر سے وہ مراد ہی جسکے ساتھ گوشت مخلوط ہی اور اگر چربی کو گوشت سے علیحدہ کیا تو اُسمیں امام سے روایت نہیں اور ممکن ہی کہ امام کے نزدیک اسکے کھانے سے حانث نہ ہو اور اگر فارسی زبان میں ہو تو حانث نہوگا اسواسطے کہ اسم پیہ شحم ظہر کو شامل نہیں والیمین علی شراء الشحم و بیعہ کھی علی اکلہ حکما و خلافا زیلعی اور یمین چربی کے مول لینے اور بیچنے پر اُسکے کھانے کی یمین کے مانند ہی حکم میں اور خلاف صاحبین میں کذا فی شرح الزیلعی یعنی اگر قسم کھائی کہ چربی کو خرید نہ کریگا تو ان چربی کے خریدنے سے حانث ہوگا جسکے کھانے سے حانث ہوتا ہی یعنے پیٹ اور انتڑیوں کی چربی کی خرید سے بالاتفاق حانث ہوگا اور پیٹھ کی چربی سے امام کے نزدیک حانث ہوگا نہ صاحبین کے نزدیک ولا یحنث بالیۃ فی حلفہ لا یاکل اولا یشتری لحما او شحما لانہا نوع ثالث اور اس قسم میں کہ چربی یا گوشت نہ کھاویگا یا خرید نہ کریگا دنبہ کی چکتی کھانے سے حانث نہوگا اسواسطے کہ چکتی چربی اور گوشت کے سوا تیسری قسم ہی ولا یحنث بخبز او دقیق او سویق فی حلفہ لا یاکل ہذا البر الا بالقضم من عینہا لو مقلیۃ کالبلیلۃ فی عرفنا اما لو قضمہا نیۃ فلا یحنث الا بالنیۃ فتح اور اس قسم میں کہ اس گیہوں کو نہ کھاویگا اُسکی روٹی اور آٹا اور ستو کھانے سے حانث نہ ہوگا مگر بعینہ گیہوں کے چبانے سے حانث ہوگا اگر گیہوں بھونے ہوں جیسے اُبالے گیہوں چبانے سے حانث ہوتا ہی ہمارے عرف میں اور کچے گیہوں چبانے تو حنث نہیں مگر کچے کی نیت سے کذا فی فتح القدیر و فی النہر عن الکشف المسئلۃ علی ثلثۃ اوجہ احدہا ان یقول ہذہ الحنطۃ و یشیر بصبرۃ و ہی مسئلۃ المختصر الثانیۃ ان یقول ہذہ بلا ذکر حنطۃ فیحنث باکلہا کیف کان ولو نیۃ او خبز الثالثۃ ان یقول حنطۃ فیحنث باکلہا ولو نیۃ لا بنحو الخبز اور نہر الفائق میں کشف سے منقول ہی کہ مسئلہ اکل حنطہ کا تین وجہ پر ہی ایک وجہ یہ کہ کہے کہ اس گیہوں کو نہ کھاویگا اور اشارہ کرے گیہوں کے ڈھیر کی طرف اور یہی مسئلہ متن میں مذکور ہی دوسری وجہ یہ کہ اسکو نہ کھاویگا بدون ذکر کرنے گیہوں کے تو اُسکے کھانے سے حانث ہوگا جس طرح سے کہ کھاوے اگرچہ کچے گیہوں کھاوے یا اُسکی روٹی کھاوے تیسری وجہ یہ کہ کہے گیہوں نہ کھاویگا بلا اسم اشارہ تو اُسکے کھانے سے حانث ہوگا اگرچہ کچے کھاوے لیکن روٹی وغیرہ کے کھانے سے حانث نہ ہوگا ولو زرع لم یحنث بالخارج اور اگر محلوف علیہا نے گیہوں کو بویا تو اُسکے کھیت سے جو گیہوں پیدا ہونگے اُنکے کھانے سے حانث نہ ہوگا وفی ہذا الدقیق حنث بما یتخذ منہ کالخبز ونحوہ کعصیدۃ وحلوی لا بسفہ فی الاصح کما مر فی اکل عین النخلۃ اور اس دقیق میں یعنی قسم کھائی کہ اس آٹے کو نہ کھاویگا تو حانث ہوگا اُن چیزوں کے کھانے سے جو آٹے سے تیار ہوتی ہیں چنانچہ روٹی وغیرہ جیسے عصیدہ یعنی لپٹی اور کاچی اور حلوا نہ خود آٹا پھانکنے سے حانث ہوگا قول اصح میں چنانچہ اُسکی وجہ بعینہ

کھجور کے درخت کو ذمہ مین ذکر ہونیکی نیت کیا اتنی کفن عرف مین متروک ہو مجازی معنی متعین ہو گئے والتغیر احتیاد و دلیل ہذا ما لغت تا سماعی الم
ويعني بالمدرة ما يليه خبزا من وجنس باليه التركي والشعير فلو نوى عليه بها استمر ليس الا الشعير لم يحنث الا بالشعير الخ اهل ... فتح القدير
الی طبرستان مین رہ روٹی مراد ہوگی جس روٹی کے کھانیکی اس شہر والون کو عادت ہوگی یعنی قسم کھانے والا رہتا ہو تو شام کا رہنے والا گیہون کی روٹی
کھانے سے حانث ہوگا اور یمن کا رہنے والا جوار کی روٹی کھانے سے حانث ہوگا اور طبرستان کا رہنے والا چاول کی روٹی کھانے سے حانث ہوگا اور بعض کے نزدیک
رہنے والا جو کی روٹی کھانے سے حانث ہوگا تو اگر جوار کی روٹی کہنے والا گیہون کے شہر مین گیا اور ہمیشہ اسکی یہی عادت ہے اور ان جگہ کے سوائے گیہون
کی روٹی نہ کھائی تو حانث ہوگا کیونکہ جو کی روٹی سے اگرچہ اس شہر کی عادت گیہون کی ہے اسواسطے کہ اس شہر کا عرف خاص بھی معتبر ہوا یہ بیان اسکے حق مین کہ
فتح القدير حلف لا يأكل من خبز فلانة فانه انصرف الى الخابزة التي تضرب في التنور لا من تخبزه وتهيئه للضرب تاتارخانية قسم کھائی کہ فلانی عورت کی روٹی
نہ کھاونگا تو یہ قسم اس روٹی پر ہے اسکی طرف پھیری جو تنور مین روٹی کو لگاتی ہے نہ اس عورت کی طرف جس نے اسکی روٹی کا آٹا گوندھا اور تنور مین لگانے کے
واسطے تیار کر دیا کذا فی الظہیریة ومنه الرقاق لا القطائف والثريد والعبد ناقد وقت انه لا يسمى خبزا اور روٹی مین داخل ہین رقاق نہ قطائف اور ثرید اور روٹی کو
ڈالنے یا چور کر ڈالنے کے کھایا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ اسکو روٹی نہین کہتے بلکہ اسکا نام قطیر اور ثرید اور طیبہ ہو م رقاق جمع ہو رقیق یعنی پتلی روٹی جسکو چپاتی
بولتے ہین اور قطائف جمع ہو قطیفہ کی اور قطیفہ ایک قسم کی روٹی کا نام ہو اور ثرید اسکو کہتے ہین کہ روٹی کو لیکر شوربے مین تر کرکے کھاوے وحنث فی لا یاکل طعاما من طعام
فلان باکل خلہ او زیتہ او ملحہ ولو للطعام نفسہ لا لو اتخذ من نبیذه او مائه فاکل بہ خبزا اور اس قسم مین کہ کوئی کھانا نہ کھاونگا فلانے کے طعام سے حانث ہوگا اسکے
سرکہ اور اسکے روغن زیتون اور اسکے نمک کے کھانے سے اگرچہ اسکے نمک وغیرہ کو اپنی روٹی کے ساتھ کھاوے اور اگر اسکا نبیذ یا پانی لیا اور اس سے
روٹی کھائی تو حانث نہ ہوگا اسم ہر چند طعام لغت مین ہر مطعوم کو کہتے ہین لیکن نہر الفائق مین کہا کہ ہمارے عرف مین نمک اور سرکہ اور روغن زیتون کو طعام
نہین بولتے حموی نے کہا تو عرف مین بدون پختہ کھانے کے حانث نہ ہوگا کذا فی الطحطاوی نبیذ عبارت ہی خیسانده تمر اور انگور وغیرہ سے ومن لا
یاکل سمنا فاکل سویقا ولا نیة له ان یحنث لو یعصر سال السمن حنث والا لا جوہرة اور اس قسم مین کہ گھی نہ کھاونگا پھر اسنے گھی سے ستو کھائے اور اسکی قسم مذکور
مین مخلوط گھی کھانے کی نیت نہ تھی تو اگر ستو ایسے ہون کہ اگر نچوڑے تو گھی بہ نکلے تو حانث ہوگا اور اگر گھی سائل نہ ہو تو حانث نہ ہوگا کذا فی الجوہرة م اور
اگر اسنے مخلوط گھی کی بھی نیت کی ہو تو ہر صورت سے حانث ہوگا گھی سائل ہو یا نہ ہو کذا فی الطحطاوی وفی البدائع لا یاکل طعاما فاضطر لمیتة فاکل لم یحنث
اور بدائع مین ہو قسم کھائی کہ کھانا نہ کھاونگا پھر وہ مردار کی طرف مضطر ہوا اسواسطے اسکو کھایا حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ مردار طعام نہین والشواء والطبیخ
لیقعان علے اللحم المشوی والمطبوخ بالماء اور شواء اور طبیخ واقع ہوتے ہین بھونے گوشت اور پانی کے ساتھ پکائے گوشت پر م ہر چند شواء بالکسر
اول لغت مین ہر بھونی چیز کو کہتے ہین خواہ گوشت ہو یا گاجر اور اسی طرح طبیخ وہ جو پانی کے ساتھ پکایا جاوے لیکن عرف قدیم مین شواء اور طبیخ فقط
گوشت کو مخصوص تھا تو اگر قسم کھائی کہ شواء یا طبیخ نہ کھاونگا تو بھونے چاول اور ماش کی دال یا چاول کھانے سے حانث نہ ہوگا ہذا فی عرفہم اما فی
عرفنا فاسم الطبیخ یقع علے کل مطبوخ بالماء ولو بودک او زیت او سمن کما نقلہ المصنف عن المجتبی یہ یعنے طبیخ کا مخصوص ہونا گوشت کے ساتھ انکے
عرف قدیم مین تھا اور ہمارے عرف مین تو طبیخ ہر چیز کو کہتے ہین جو پانی کے ساتھ پکایا جاوے اگرچہ چربی یا روغن زیتون یا گھی کے شامل مطبوخ ہو
چنانچہ اس عرف کو مصنف نے اپنی شرح مجتبی سے نقل کیا ہو م لیکن مصنف نے اپنی شرح مین بحر الرائق سے نقل کیا ہو کہ اسم طبیخ کا سمک مطبوخ کو شامل
نہین تو اسکے کھانے سے حانث نہ ہوگا وفی النہر الطعام لیعم ما یؤکل علی وجہ التسلط حیث وفاکہة لکن فی عرفنا لا اور نہر الفائق مین ہو کہ طعام عام ہو ہر چیز
کو جو بطریق تلذذ اور مزہ لینے کے کھائی جاوے جیسے پنیر اور میوہ اور نمک اور سرکہ لیکن ہمارے عرف مین ان اشیاء کو طعام نہین کہتے

کما مر والراس ما یباع فی مصرہ ای مصر الحالف اعتبارا للعرف اور سر سے وہ مراد ہی جو حالف کے شہر میں بکتا ہو باعتبار عرف کے تو قسم کھائی کہ سر نکھاویگا تو
اُس سر کھانے سے حانث ہوگا جو اُسکے شہر میں بکتا ہو امام سے منقول ہی کہ اونٹ اور گائے اور بکری کے سر کھانے سے حانث ہوگا اور صاحبین سے منقول ہی
کہ فقط گائے بکری کے سر سے حانث ہوگا اور یہ اختلاف امام اور صاحبین کا بنابر اختلاف اپنے عرف کے ہی یہ اختلاف حجت اور دلیل کا نہین تو مفتی پر واجب ہی کہ موافق
عادت ہر شہر کے فتویٰ دیوے کذا فی النہر والفاکہۃ التفاح والبطیخ والمشمش ونحوہا اور میوہ سیب ہی اور خربوزہ اور زردآلو اور مانند اسکے جیسے انجیر اور شفتالو
اور بہی اور آلو اور امرود اور اخروٹ اور بادام اور پستہ اور عناب اور قاعدہ کلیہ یہ ہی کہ میوہ اُسکا نام ہی جو قبل طعام اور بعد طعام کے آسودہ ہو کر بطریق
تلذذ اور تنعم کھایا جاوے خواہ خشک ہو خواہ تر کذا فی النہر تو معلوم ہوا کہ ہندوستان میں آم اور جامن اور فالسہ اور کھنی اور نارنگی اور شیرین لیموں اور گنا اور
بیر میوہ میں داخل ہین کہ لذت کے واسطے کھائے جاتے ہین لا العنب والرمان والرطب خلافا لہما اختلاف عصر والعبرۃ للعرف فیحنث بالکل ما یعد فاکہۃ عرفا
وذکرہ الشمنی واقرہ المصنف اور انگور اور انار اور تر کھجور میوہ نہین امام کے نزدیک بخلاف صاحبین کے کہ اُنکے نزدیک انگور وغیرہ میوہ ہین اور یہ اختلاف امام
اور صاحبین کا بنابر اختلاف عادت زمانہ کے ہی اور قسم میں اعتبار عرف کا ہی تو حانث ہوگا اُسکے کھانے سے جسکو عرف مین میوہ شمار کرتے ہون یہ شمنی نے
مذکور کیا ہی اور مصنف نے اپنی شرح مین اُسکو مسلم رکھا ہی والحلوی ما لیس من جنسہ حامض فیحنث باکل خبیص وعسل وسکر اور حلوا اُسکو کہتے ہین جسکا
ہم جنس کھٹا نہو تو حانث ہوگا خبیص اور شہد اور شکر کے کھانے سے جو اگر قسم کھائی کہ حلوا نہ کھاویگا تو شہد اور شکر کھانے سے حانث ہوگا اسواسطے کہ شہد اور
شکر کی کوئی قسم ترش نہین اور اگر انگور یا انار یا آلو کھاویگا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ بعض انگور اور انار اور آلو کھٹا ہوتا ہی خبیص اُس حلوے کو کہتے ہین جو کھجور اور
گھی سے بنایا جاوے کذا فی القاموس لکن الرجح فیہ الی عادات الناس فتبنی بلادنا لا حنث فی فانیذ وعسل وسکر کما نقلہ المصنف عن الظہیریۃ لیکن حلوے کی حقیقت
مین لوگون کے عادات پر اعتماد ہی سو ہمارے شہرون مین تو فانیذ اور شکر کے کھانے سے حنث نہین ہوتا چنانچہ مصنف نے اپنی شرح مین اسکو ظہیریہ سے نقل
کیا ہی جو اگر قسم کھائی کہ حلوا نہ کھاویگا تو شہد اور شکر کھانے سے حانث نہ ہوگا ہر چند تعریف حلوے کی جو متن مین مذکور ہوئی وہ شہد وغیرہ پر صادق ہی
لیکن حانث نہوگا اسواسطے کہ عرف مین شہد اور شکر کو حلوا نہین کہتے ہین فانیذ ایک قسم ہی شکر کی سرخ رنگ کذا فی البحر الرائق مین ہی کہ حلوا اور حلاوا اور
حلوا ایک ہی چیز ہی لیکن ہمارے عرف مین حلوا شہد کو کہتے ہین جو نشاستہ کے ساتھ پکایا جاوے اور حلوا اور حلاوہ اُسکو کہتے ہین کہ شہد یا شکر یا انگور کا شیرہ آگ
پر پکایا جاوے تاکہ بستہ ہو جاوے کذا فی النہر م ہندوستان کے عرف مین حلوا عبارت اُس سے ہی کہ میدہ یا انڈے یا گاجر وغیرہ اور شکر اور گھی کے ساتھ پکایا جاوے خواہ
اُسمین میوے مخلوط ہون یا نہون والادام ما یصطبغ بالخبز او اختلط بہ کخل وزیت وملح لذوبہ فی الفم فیحصل الاختلاط بالخبز اور ادام یعنی سالن وہ ہی
جسمین روٹی ڈوبے اصطباغ خبز اسوقت صادق ہوتا ہی جب روٹی کسی چیز سے بھگاوے مانند سرکہ اور روغن زیتون اور نمک کے واسطے گھل جانے نمک کے
منھ مین تو اختلاط روٹی کے ساتھ حاصل ہو جاتا ہی م شارح نے یہ ملح کا قول کیا ہی سوال یہ ہوتا تھا کہ سالن اُسکا نام ہی جو روٹی کے ساتھ مختلط ہو اور نمک خشک
چیز ہی اُسمین اختلاط کہاں جواب دیون یا کہ نمک منھ کے اندر گھل کر روٹی سے ملجاتا ہی تو سالن کہنا اُسپر صادق آیا لا اللحم والبیض والجبن اور گوشت اور انڈا
اور پنیر ادام نہین امام اور ابو یوسف کے نزدیک اسواسطے کہ گوشت اور انڈا اور پنیر ایسی چیز نہین جسمین روٹی ڈوبے کذا فی النہر وقال محمد ہو ما یوکل
مع الخبز غالبا وبہ یفتی کما فی البحر عن التہذیب اور محمدؒ نے کہا کہ ادام یعنی سالن وہ ہی جو روٹی کے ساتھ اکثر کھایا جاتا ہی یہی قول امام محمدؒ کا مفتی بہ ہی چنانچہ بحر الرائق
مین تہذیب قلانسی سے منقول ہی م اور حاوی قدسی مین کہا ہی کہ قول محمدؒ کا ماخوذ ہی اور محیط مین ہی کہ یہی اظہر ہی اور فقیہ ابو اللیث نے بھی اسی کو لیا ہی اسواسطے
کہ ادام موادمت سے ہی اور موادمت بمعنی موافقت کے ہی اور جو چیز روٹی کے ساتھ کھائی جاوے وہ روٹی کے موافق ہی جیسے گوشت اور انڈے اور مانند
اسکے تو بموجب قول مفتی بہ گوشت اور انڈے ادام مین داخل ہین کذا فی النہر وفیہ فما یوکل وحدہ غالبا کتمر وزبیب وجوز وعنب وبطیخ وبقل وسائر الفواکہ

[illegible] مقام [illegible] باعتبار العرف [illegible] ہین اور جو چیز [illegible] کہ [illegible] تو [illegible] مشکہ [illegible]
[illegible] دیتے [illegible] میو [illegible] مین [illegible] لیکن [illegible]
[illegible] یا ماوہ [illegible] ہین [illegible] خوشبو [illegible] ہوت [illegible] ہ مسائل
[illegible] [illegible] صاحب [illegible]
یہ دی الزعفران [illegible] ایک [illegible] گوشت اور دوسرے نے [illegible] اور تیسرے نے [illegible] ہیں یہ سب [illegible]
ہین تو تینون شخصون نے اسکو کھایا تو کوئی حانث نہوگا سواے صاحب فلفل کے اسواسطے کہ سیاہ مرچ نہین کھائی جاتی مگر اسی طرح مخلوط ہوکر اور
یہ حانث ہونا اسوقت ہے جبکہ مرچ کا مزہ معلوم ہوتا ہو اور زعفران کی قسم مین خود زعفران کے کھانے مین لفظ آثار زیادہ کرنا چاہیئے اگر
زعفران کا رنگ [illegible] تو حانث [illegible] الاکل لنیاطعنیہ بازار لاینظر الی فلان فنظر الی [illegible] اور جانبا [illegible] والی [illegible]
[illegible] حانث [illegible] کہ وہ [illegible] کو حیوانون کے ساتھ [illegible] یا قسم کھائی کہ مثلا زید کو نہ دیکھے گا پھر اسکا ہاتھ یا پانون یا سکے
کا سر [illegible] تو حانث [illegible] سر ہو یا پیٹھ اور پیٹ کو دیکھا تو حانث ہوگا کما فی فتاوے عالمگیری مین فتح اور محیط سے منقول ہو کہ رویت
چہرہ اور سر یا بدن کے دیکھنے سے ہوتی ہو اور پیٹھ کے دیکھنے یا پیٹ اور سینہ کے دیکھنے سے بھی ہوتی ہو طحطاوی نے کہا تو معلوم ہوا کہ شارح کے
القدم مین [illegible] یعنی لمس الید والرجل اور چھونے مین حانث ہوگا ہاتھ اور پانون کے چھونے سے فرض علیہ الیمین فقال نعم
کان حانثا فی الصحیح کذا فی التصیر فتیہ وغیرہ قال المصنف ہذا ہو المشہور لکن سمعنا من [illegible] التاتارخانیۃ انہ لا یصیر حالفا ہو الصحیح ثم فرع ان
لیتفح من التعالیق فی المحاکم ان الشاہد یقول للزوج تعلیقا یقول نعم لا یصح علی الصحیح عرض کی گئی ایکشخص پر یمین سوائس نے کہا ہان تو جب
حانث ہوگا قول صحیح مین کذا فی التصیر فتیہ وغیرہ مصنف نے شرح مین کہا کہ یہی مشہور ہو اکثر کتب فقہ مین یعنی یمین کا صحیح ہونا ہان کہنے سے
لیکن ہمارے اُستاد کے فوائد مین یعنی صاحب بحر کے فوائد مین تاتارخانیہ سے منقول ہو کہ ہان کہنے سے حانث نہین ہوتا ہو یہی قول صحیح ہو پھر صاحب بحر
نے اسپر تفریع کی کہ یہ جو تعلیقات قاضیون کی کچہریون مین واقع ہوتی ہین کہ شاہد نکاح کا زوج سے بطور تعلیق کہتا ہو اسطرح کہ اگر تو نے
چھ مہینے تک زوجہ کا نفقہ نہ بھیجا تو تیری زوجہ مطلقہ ہو پھر زوج کہتا ہو کہ ہان تو یہ تعلیق طلاق صحیح نہین بنا بر قول صحیح کے معلوم ہوا کہ یمین مجیب کی تصحیح
مختلف ہو لیکن ظاہر معلوم ہوتا ہو کہ قول اول اصح ہو بدلیل شہرت چنانچہ اسکی تائید آخر کتاب الیمین مین آویگی واللہ اعلم الغدی الاکل المترادف
الذی لیقصد بہ الشبع وکذا التعشے والاجدان یاکل اکثر من نصف الشبع غدا اور عشا اور سحور تغدی یعنی اول روز کا کھانا عبارت ہو زیادہ کھانے
سے جس سے آسودگی مقصود ہو تو ایک دو لقمہ کھانے سے غدا یا عشا ثابت ہوگا اور اسیطرح تعشی یعنی آخر روز کے کھانے مین اکل مترادف بقصد آسودگی شرط
ہو اور ضرور ہو آدھے پیٹ سے زیادہ کھانا غدا اور عشا اور سحور مین جو غدوہ عبارت ہو اول روز سے اور عشی آخر روز سے اور سحر آخر شب سے اور غدا بالفتح اول روز اول
روز کے طعام کو کہتے ہین اور عشا بفتح اول دوم آخر روز کے طعام کو بولتے ہین اور سحور بفتح اول آخر شب کے طعام کا نام ہو فی وقت خاص ہو ما بعد
طلوع الفجر وفی البحر عن الخلاصۃ منذ طلوع الشمس قال ومنتی اعتاد وللعرف زاد فی النہر واہل مصر یسمونہ فطورا الی ارتفاع الضحے الاکبر فیدخل وقت الغدا
فیمثل لہم قلت وکذا اہل الشام الی زوال الشمس تغدی عبارت ہو وقت خاص مین کھانے سے اور وہ وقت خاص ہو بعد طلوع ہونے فجر
کے آفتاب ڈھلنے تک اور بحرالرائق مین خلاصہ سے منقول ہو کہ ابتدا اور وقت طلوع شمس سے ہو کہا صاحب بحر نے کہ روایت خلاصہ کی لائق عمل
ہو بسبب عرف کے نہر الفائق مین اتنا زیادہ بیان کیا ہو کہ اہل مصر اس طعام کو فطور کہتے ہین یعنی طلوع آفتاب سے ڈیڑھ پہر دن چڑھے تک

پھر اسکے بعد غدا کا وقت داخل ہوتا ہی تو مصر مین اُنکے عرف کے موافق عمل کرنا چاہیے شارح کہتا ہی اور اسیطرح اہل شام فطور اور غدا کا وقت جدا جدا کہتے ہین م اکثر اہل ہند بعد طلوع کے طعام کو نہاری بولتے ہین اور پہر دن چڑھے سے دوپہر تک کے طعام کو دن کا کھانا کہتے ہین تو اہل ہند کا غدا اکثر پہر دن چڑھنے کے بعد ہوتا ہی ثم لا بد ان یکون مما یتغذی بہ اہل بلدہ عادۃ پھر تغذی مین یہ ضرور ہی کہ ویسا کھانا ہو جسکو حالف کے اہل شہر فطور اپنی عادت کے کھاتے ہون و غدا کل بلدۃ ما تعارفہ اہلہا حتی لو شبع بشرب اللبن یحنث البدوی لا الحضری ملتقی اور ہر شہر مین اول روز کے کھانے سے وہ کھانا مراد ہی جو وہانکے لوگون مین رائج ہو یہانتک کہ اگر حالف دودھ پینے سے آسودہ ہو جاویگا تو صحرائی آدمی حانث ہوگا نہ شہری کذا فی شرح الزیلعی م اسواسطے کہ عرب کے صحرائی آدمیون کی غذا اکثر دودھ ہی اور وہانکے شہریون مین یہ عادت نہین اور اسیطرح ہندی آدمی اگر کھجور سے پیٹ بھریگا تو حانث نہ ہوگا بسبب عدم عرف کے والعشی منہ ای الزوال وفی البحر عن الاسبیجابی وفی عرفنا وقت العشاء بعد صلوۃ العصر قلت وہو فی عرف مصر والشام الی نصف اللیل اور عشی یعنے آخر روز کا کھانا آفتاب ڈھلنے سے ہی آدھی رات تک اور بحر الرائق مین اسبیجابی سے منقول ہی کہ ہمارے عرف مین عشا کا وقت بعد نماز عصر ہی شارح کہتا ہی اور یہی مصر اور شام مین عادت ہی م اور اہل ہند مین عشا اکثر مغرب کے بعد سے پہر رات گذرنے تک معمول ہی والسحور ہو الاکل بعد نصف اللیل الی طلوع الفجر اور سحر کہی اور سحری وہ کھانا ہی آدھی رات کے بعد سے طلوع آفتاب تک قال ان اکلت او قال ان شربت او لبست او نکحت ونحو ذلک فعبدی حر ونوی معینا ای خبزا او لبنا او قطنا مثلا لم یصدق اصلا فیحنث بای شیٔ اکل او شرب وقیل یدین کما لو نوی کل الاطعمۃ او کل میاہ العالم حتے لا یحنث اصلا لنیتہ محتمل کلامہ کہا ایک شخص نے اگر مین کھاؤن یا پیون یا اگر مین پیون یا پہنون یا نکاح کرون اور مانند اس قول کے جسمین فعل کے ساتھ مفعول مذکور نہ ہو تو میرا غلام آزاد ہی اور نیت کی قائل نے معین چیز کی یعنے روٹی کی اکل مین اور دودھ کی شرب مین اور روئی کی لبس مین مثلا تو اُسکی ہرگز تصدیق ہوگی نہ دیانۃً نہ قضاءً تو حانث ہوگا ہر چیز کے کھانے اور پینے سے اسواسطے کہ نیت کرنا بدون ملفوظ کے صحیح نہین اور بعضون نے کہا کہ دیانۃً اُسکی تصدیق ہوگی چنانچہ قول مذکور مین اگر سب کھانون اور سارے عالم کے پانیون کی نیت کریگا تاکہ اصلا حانث نہ ہو تو صحیح ہی بسبب نیت کرنے اپنے کلام کے محتمل کو یعنے فعل مین عموم تو ثابت تھا اسکو اُسنے ارادہ کیا لہذا نیت عموم کی صحیح ہوئی بخلاف تعیین کی نیت کے ولو ضم لان اکلت طعاما او شربت شرابا او لبست ثوبا دین اذا قال عنیت شیأ دون شیٔ لانہ ذکر اللفظ العام القابل للتخصیص لانہ نکرۃ فی سیاق الشرط فتعم کالنکرۃ فے النفی اور اگر فعل مذکور مین مفعول کو ملایا یعنے یون کہا کہ اگر مین طعام کو کھاؤن یا پینے کی چیز پیون یا کپڑا پہنون تو دیانۃً اُسکی تصدیق ہوگی جب کہ قائل یون کہے کہ مین نے مثلاً طعام سے روٹی کا ارادہ کیا نہ گوشت کا اسواسطے کہ اُسنے لفظ عام کو ذکر کیا جو قابل ہی تخصیص کے اسواسطے کہ نکرہ واقع ہوا ہی سیاق شرط مین تو عام ہوگا جیسے نکرہ سیاق نفی مین عام ہوگا م شرط مثبت مین حلف نفی پر ہوتی ہی تو حالف کا یون کہنا کہ ان لبست ثوبا گویا یوں ہی لا البس ثوبا کی طرف لیکن یہ تاویل خلاف ظاہر ہی لہذا قاضی اُسکو قبول نہ کریگا کذا فی فتح القدیر والاصل ان النیۃ انما تصح فی الملفوظ الا فی ثلاث فیدین فی فعل الخروج والمساکنۃ وتخصیص الجنس کحبشیۃ او عربیۃ لا الصفۃ ککوفیۃ او بصریۃ اور قاعدہ کلیہ مسائل مذکورہ مین یہ ہی کہ نیت صحیح نہین ہوتی مگر ملفوظ مین مگر تین صورت مین بدون ملفوظ بھی نیت صحیح ہی تو دیانۃً تصدیق ہوگی خروج اور مساکنت کے فعل مین اور تخصیص جنس مین جیسے حبشی یا عربی عورت نہ صفت مین جیسے کوفی یا بصری عورت کذا فی الفتح م یعنی اگر قائل نے کہا کہ اگر مین نکلون یا زید کو اپنے پاس رکھون تو غلام آزاد ہی پھر اُسنے خروج سے سفر کی نیت اور مساکنت سے ایک کوٹھری مین رہنے کی نیت کی تو صحیح ہی اسواسطے کہ خروج چند قسم ہوتا ہی سفر کے واسطے اور غیر سفر کے واسطے اور مساکنت بھی کئی طرح کی ہوتی ہی یعنے ایک کوٹھری مین ساتھ رہنا یا ایک گھر مین یا ایک شہر مین اور فعل محتمل ہی تنویع کا نہ تخصیص کا اور اسی طرح اگر اُسنے حلف کیا

نہ سمت کو مخصوص کیا اور اسکی صفت کی نیت یا عورت کی نیت کی تو تخصیص درست نہیں کیونکہ جو عورت کی تخصیص ہے وہ بعض افراد عورت سے ہوئی
اور مخفی ہے بین لوگی اور بصرہ مین عورت کی نیت اگرچہ تخصیص ہوئی اسواسطے کہ لفظ ان اور جیسی ہے یہ صفت جو عورت کی ابتدا کو صفت ذکر نہین
ہوئی سنت کی یا ذکر صفت سین ہوئی کذا فی الغمت اور یہ تخصیص العام ہے دیانۃ اجماعا مثل قال کل امرأۃ اتزوجہا فہی طالق ثم قال نویت من
بلد کذا لم یدین قضاء وکذا من غصب اسم انسان فان حلف ما غصبہ الا انی نویت غلط فصار نیت کرنا تخصیص بعد علم کو صحیح ہے دیانۃ
اور ایسا ہی اگر کسی عورت سے نکاح کرون وہ مطلقہ ہے پھر کہا کہ مین نے فلانے شہر کی عورت کی نیت کی تھی فلانے شہر کی تو قضاء
اسکی تصدیق نہ ہوگی اسواسطے کہ تخصیص خلاف ظاہر ہے اور اسی طرح جس نے ایک انسان کے درم غصب کیے پھر جب مدعی نے اسکو علم قسم
دلائی تو اس نے خاص کی نیت کی یہی قول مفتی بہ ہے کہ تخصیص عام کی دیانۃ صحیح ہے نہ قضاء بخلاف خصاف کے کہ اسکے نزدیک تخصیص عام بائۃ اور
قضاء دونون طرح درست ہے اور سندی کی قسم سے طلاق کی قسم مراد ہے اسواسطے کہ خدا کی قسم مین قاضی کو حکم جاری نہین ہوتا جیسا بیان کیگا صورت قسم
لینے کی یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کے درم غصب کیے تھے مدعی نے اس سے عام قسم لی اس طرح کہ اگر مین نے تیرا مال غصب کیا ہو تو اسکی عورت کو طلاق ہے
اور مال غصب کرنا ثابت ہوگیا سو اسکی عورت نے قاضی کے پاس نالش کی اپنی طلاق واقع ہونے کی تو زوج نے تخصیص عام کا دعوی کیا یعنی کہا کہ مین نے قسم کے
وقت مال سے دینار کی نیت کی تھی نہ درم کی تاطلاق واقع نہ ہو تو قاضی اسکی تصدیق نہ کریگا اور خصاف کے نزدیک قاضی کو تصدیق کرنا چاہیے کذا فی
الطحطاوی وفی الولوالجیۃ متی حلفہ ظالم واخذ بقول الخصاف فلا باس بہ اور ولوالجیہ مین ہے کہ جب حالف کو ظالم قسم دلادے اور وہ خصاف کے قول پر عمل
کرے تو کچھ مضائقہ نہین ہے طحطاوی نے کہا اگرچہ یہ مسئلہ مشکل ہے کہ اگر اخذ دیانۃ مراد ہو تو خصاف کے قول کی کچھ خصوصیت نہین ظاہر الروایت مین بھی تخصیص عام کی
دیانۃ صحیح ہے اور اگر اخذ قضاء مراد ہو تو اسکی کوئی وجہ ظاہر نہین اسواسطے کہ حالف کا اخذ کرنا قضاء بقول خصاف امر مخفی ہے یہ اس صورت مین ہے کہ جب اخذ کا
فاعل حالف ہو اور اگر قاضی کو فاعل اسکا قرار دیجیے تو باوجودیکہ ولوالجی کی عبارت مین قاضی مذکور نہین اور پریشانی ضمائر کی اسپر علاوہ ہے تو بھی قاضی کو حکم
کرنا بقول ضعیف جائز نہین لیکن خلاصہ مین یہ ہے کہ اگر حالف مظلوم ہو تو خصاف کے قول پر فتوی ہو تو اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ فاعل اخذ کا مفتی ہے یعنی
اگر مظلوم مفتی سے پوچھے تو مفتی کو جائز ہے کہ بقول خصاف فتوی دے لیکن اسمین بھی خلل ہے کہ مفتی کو فتوی بالدیانۃ بھی جائز ہے یا نہین اور معلوم ہوچکا ہے
کہ تخصیص عام کی دیانۃ صحیح ہے قول خصاف کی کچھ خصوصیت نہین بہرصورت یہ مسئلہ تحریر طلب ہے واللہ اعلم وقالوا النیۃ للحالف لو بطلاق وعتاق وکذا باللہ
لو مظلوما وان ظالما فللمستحلف اور فقہا نے کہا کہ نیت کا اختیار اسی حالف کے ہے اگر طلاق اور عتاق کا حلف ہو اور اسی طرح حلف باللہ کی نیت
مین اسکو اختیار ہے اگر حالف مظلوم ہو اور اگر حالف ظالم ہو تو یمین باللہ مین حلف لینے والے کی نیت معتبر ہے تفسیر اسکی یہ ہے کہ ایک شخص نے قسم دلائی
دوسرے شخص کو سو اسنے قسم کھائی اور حلف کے مقصود کے سوائے اور نیت کی تو اگر طلاق اور عتاق کی یمین ہے تو حالف کی نیت معتبر ہے خواہ حالف ظالم
ہو یا مظلوم اور اگر یمین باللہ ہو تو اگر حالف مظلوم ہو تو اسکی نیت معتبر ہے اور اگر حالف ظالم ہو تو مستحلف کی نیت معتبر ہے طحطاوی نے کہا یہ اس صورت مین
ہے جب گذشتہ پر قسم ہو اور نیت سے مراد دیانت کی نیت ہے نہ قضائی ولا دخل للقضاء فی الیمین باللہ کیونکہ تعلق نہین قاضی کے حکم کو خدا کی قسم مین اسواسطے
کہ کفارہ مین حق اللہ ہے اسمین حق العبد نہین تاکہ وہ حالف کے قاضی کے پاس نالش کرے اور یہ مطلب نہین کہ یمین باللہ کو دار القضاء سے بالکل
تعلق نہین اسواسطے کہ جب مدعی کے گواہ نہ ہونگے تو قاضی مدعا علیہ سے خدا کی قسم لیگا کذا فی الطحطاوی حلف لا یشرب من دجلۃ فانما یحنث
بالکرع تحنث حلفہ بیمینہ علی الکرع منہ حتی لو شرب من نہر اخذ منہ لم یحنث قسم کھائی کہ نہ پیئے گا اس نہر سے یعنی منہ ڈال کر پینا مکن ہے
چنانچہ نہر دجلہ بالبالب بغار سے تو یمین اسکی اسمین منہ ڈال کر پینے پر منعقد ہوگی یہان تک کہ اگر دریا کا پانی ہاتھ سے یا برتن سے اٹھا کر

پیے گا تو حانث نہ ہوگا وفی البحر عن الظہیریۃ الکرع لا یکون الا بعد الخوض فی الماء لکن فی القہستانی عن الکشف انہ لیس بشرط اور بحر الرائق مین ظہیریہ سے
منقول ہر کہ کرع متحقق نہین ہوتا مگر بعد گھسنے کے پانی مین لیکن قہستانی مین کشف سے منقول ہر کہ کرع مین پانی کے اندر گھسنا شرط نہین ہم کرع لغت
مین اس سے عبارت ہر کہ اپنے مُنھ سے پانی لے پانی کے موضع سے اور اصل کرع جانور مین ثابت ہر کہ وہ بدون ادخال اپنے اکارع کے پانی مین نہین پیتا
غالباً لیکن اسکے کرع انسان مین مستعمل ہوا جب کہ وہ پانی مین مُنھ ڈال کر جانور کے مانند پیے اگرچہ پانی مین پانؤن نہ ڈالے کذا فی المنح الاکارع جمع کراع بالضم
یعنے پاچہ بخلاف من ماء دجلۃ فیحنث بغیر الکرع ایضاً بخلاف اس قسم کے کہ دجلہ کا پانی نہ پیے گا تو حانث ہوگا بدون کرع کے بھی لیکن برتن سے پینے مین
وفیما لا یتاتی فیہ الکرع کالبئر والحب یحنث بالشرب بالاناء مطلقاً سواء قال من البئر او من ماء البئر لتعین المجاز اور جسمین مُنھ ڈال کر پانی پینا نہین ہوسکتا جیسے
کنوان اور بڑا مٹکا تو برتن سے پانی پینے مین ہر طرح حانث ہوگا برابر ہر کہ لا اشرب من البئر کہا ہو یا لا اشرب من ماء البئر بولا ہو بسبب معین ہوجانے مجاز کے
ہم جب منھ لگا کر پانی پینا متصور نہ ہوا تو مجاز متعین ہوگیا یعنے برتن سے پینا مراد ہوا بخلاف دریا اور لبالب تنار کے کہ وہان حقیقت حاصل ہر
یعنے منھ ڈال کر پینا اور ہوتے حقیقت کے مجاز کی کیا حاجت ہر جب بجانے مہملہ بڑا مٹکہ ہر جسکو مٹھور اور گولی بھی بولتے ہین اور فارسی مین خم کہتے ہین
طحطاوی نے کہا کہ کنوان اور خم سے مراد یہ ہر کہ لبالب پانی سے بھرے نہ ہون والا مُنھ ڈال کر پانی پینا متصور ہوگا ولو تکلف الکرع فیما لا یتاتی
فیہ ذلک ای الکرع لا یحنث فی الاصح لعدم العرف اور اگر حالف نے بتکلف مُنھ ڈال کر اُسمین سے پانی پیا جسمین کرع نہین حاصل ہوتا مثلاً کنوئین مین اُتر کے
کرع کیا تو حانث نہوگا قول اصح مین بسبب عدم عرف کے امکان تصور البر فی المستقبل شرط انعقاد الیمین ولو بطلاق وبقائہا اذ لا بد من
تصور الاصل لتنعقد فی حق الخلف وہو الکفارۃ ثم فرع علیہ ممکن ہونا تصور بر کا زمان مستقبل مین شرط ہر یمین کے منعقد ہونے اور اُسکے باقی رہنے کے
اگرچہ طلاق کی یمین ہو اسواسطے کہ اول تصور اصل کا ضرور ہر تا یمین منعقد ہو اصل کے قائم مقام کے حق مین یعنی کفارہ کے حق مین پھر مصنف نے
اس قاعدہ پر اپنا اگلا قول تفریع کیا ہم مقصود بالذات قسم کھانے سے یہ ہر کہ قسم کو قائم رکھیے اور پورا کیجیے اور کفارہ دینا مقصود اصلی نہین ولہذا یمین غموس
اور یمین لغو مین کفارہ واجب نہین اور کفارہ تو حنث یعنی قسم توڑنے سے واجب ہوتا ہر پھر جب بر یمین یعنی قسم کا پورا کرنا محال ہوا تو حنث بھی محال ہوگا اسواسطے
کہ ترک نہین ہوسکتا مگر اُسی چیز مین جسکا وجود ہوسکے کذا فی الطحطاوی عن الشلبی ففی حلفہ لا اشربن ماء ہذا الکوز الیوم ولا ماء فیہ او کان فیہ ماء
وصب ولو بفعلہ او بنفسہ فی یومہ قبل اللیل او اطلق یمینہ عن الوقت ولا ماء فیہ لا یحنث سواء علم وقت الیمین ان فیہ ماء اولا فی الاصح لعدم امکان البر وان
قسم مین کہ واللہ اس کوزہ کا پانی مین آج ضرور پیون گا اور حالانکہ اُسمین پانی نہین یا اسمین پانی تھا مگر گرا دیا گیا اگر حالف کے فعل سے گرایا خود کوزہ کے ڈھلنے
سے گر گیا اسی دن مین رات سے پہلے یا یمین مطلق بولا یعنے اُسمین وقت کی قید نہ لگائی اور حالانکہ کوزہ مین پانی نہ تھا تو حانث نہوگا بسبب عدم امکان
بر کے برابر ہر کہ قسم کے وقت کوزہ مین پانی ہونے کا اُسکو علم ہو یا نہ ہو قول اصح مین ہم جس صورت مین کہ کوزہ مین پانی نہین تو انعقاد یمین کی شرط ابتدا
سے نہ پائی گئی اور پانی گرجانے کی صورت مین بقاے یمین کی شرط نہ حاصل ہوئی وان اطلق وکان فیہ ماء فصب حنث لوجوب
البر فی المطلقۃ کما فرغ وقد فات لصبہ اما الموقتۃ ففی آخر الوقت اور اگر حالف نے یمین کو مطلق کہا بلا ذکر یوم یعنی یون قسم کھائی کہ واللہ
اس کوزہ کا پانی پیون گا اور قسم کے وقت اُسمین پانی تھا سو اُس نے گرا دیا تو حانث ہوگا بسبب واجب ہونے بر کے یمین مطلق مین بمجرد فراغت
ہونے کے قسم کھانے سے اور پورا کرنا قسم کا پانی گرانے سے فوت ہوگیا اور یمین موقت مین تو وجوب بر آخر وقت مین ہوتا ہر لہذا پانی گرانے سے
قبل از لیل یمین موقت مین حانث نہین ہوتا وہذا الاصل فروعہ کثیرۃ منہا ان لم تصلی الصبح غداً فانت کذا لا یحنث بحیضہا بکرۃ فی الاصح اور اسکی یعنی
مکان بر یمین کے بہت فروع ہین از انجملہ یہ ہر کہ زوج نے زوجہ سے کہا کہ اگر تو کل صبح کی نماز نہ پڑھے گی تو تو ایسی ہر یعنی مطلقہ ہر تو بقول صحیح جانث

بتکلف

الحلف

حانث نہ ہوگا اور یہ کہ حالف پر فرض ہے صبح کے وقت اسواسطے کہ حالف سے نماز پڑھنا صبح کے وقت شرعاً ممکن نہیں ولو قال ان لم تردی الی الدینار الذی
فضربتہ من کیسی فانت طالق فاذا الدینار فی کیسہ لم تطلق لعدم تصور البر واذا جعلیہ کہ زوج نے زوجہ سے کہا کہ اگر وہ دینار جو میری تھیلی سے تو نے لیا ہے پھر نہ دیگی
سے لیا ہے تو تو مطلقہ ہو اور ناگہاں وہ دینار زوج کی تھیلی میں ہے تو زوجہ مطلقہ نہ ہوگی بسبب عدم تصور بر کے یعنی پھیرنا ممکن نہیں کیونکہ نہیں ہوا وہ نہ ان لم تہبی صداق
ویہم فانت طالق وقال ابوہا ان وہبتہ فامک طالق فالحیلۃ ان تشتری منہ بالمہر ثوبا ملفوفا وتقبضہ فاذا مضی الیوم لم یحنث ہو والعجز ایضا الزوج لا یحنث
من القبض عنہ الثوب بسبب الرد بخیار الرؤیۃ فعند ذلک فیعود المہر فلا یحنث کذا فی الظہیریہ اور زوج نے زوجہ سے کہا کہ اگر تو مہر مجھکو آج ہبہ نہ کرے
تو تو مطلقہ ہو اور زوجہ کے باپ نے اپنی بیٹی سے کہا کہ اگر تو اپنا مہر اپنے زوج کو ہبہ کرے گی تو تیری ماں مطلقہ ہے تو تدبیر اسکی خلاصی کی یہ ہے کہ زوجہ عوض
اپنے مہر کے اپنے زوج سے ایک کپڑا مول لیکر اسپر قبضہ کرے پھر جب وہ دن گذر جاویگا تو زوجہ کا باپ حانث نہ ہوگا بسبب عدم ہبہ کے اور نہ
زوج اسکا حانث ہوگا بسبب عاجز ہونے زوجہ کے غروب کے وقت ہبہ کرنے سے بواسطے ساقط ہوجانے مہر کے بیع سے یعنی جب اس نے عوض مہر
کپڑا خرید کیا تو وہ اسکی مالک نہ رہی تو ہبہ کرنا مہر کا ممکن نہ رہا پھر جب کہ زوجہ رجوع کا قصد کرے یعنی ابطال بیع چاہے تو کپڑے کو بسبب خیار
رویت کے پھیر دے تو مہر اسکا بطور سابق زوج پر لازم الادا ہوجاویگا طحطاوی نے زیلعی سے نقل کیا کہ کپڑا قبضہ کرنے کی قید اتفاقی ہے اسواسطے
کہ اگر قبضہ نہ ہوگا تو بھی یہی حکم ہے اور ثوب ملفوف خرید کرنے کا فائدہ یہ ہے تا پھیرنا خیار رویت سے ممکن ہو۔ اب چند فروع اس قاعدہ کے ترجمہ نقل
کرتا ہوں از انجملہ یہ ہے کہ قسم کھائی کہ زید کو آج قتل کریگا پھر زید قبل گذرنے دن کے مرگیا یا قسم کھائی کہ آج اس روٹی کو کھاویگا سو رات ہونے سے پہلے اسکو کوئی
کھا گیا یا قسم کھائی کہ زید کو نہ دیکھیگا یا اسکو نہ ماریگا یا اس سے بات نہ کریگا بلا اجازت خالد کے پھر خالد مرگیا اور حالف نے زید کو دیکھا یا مارا یا کلام کیا تو
حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ اجازت خالد کی بعد موت کے ممکن نہیں یا قسم کھائی کہ اس رات کو اس گھر میں سووے تو عورت اسکی مطلقہ ہے اور حالانکہ
وقت حلف صبح ہوچکی تھی اور اسکو علم نہ تھا تو حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ شرط حنث لیل گذشتہ کی تمام ہے سو اب متصور نہیں کذا فی الطحطاوی
وعن البحر وفی حلفہ واللہ لیصعدن السماء او لیقلبن ہذا الحجر ذہبا حنث للحال لامکان البر حقیقۃ ثم یحنث للعجز عادۃ ولو وقت الیمین
لم یحنث ما لم یمض ذلک الوقت اور اس قسم میں کہ واللہ مقرر چڑھے گا آسمان پر یا واللہ مقرر اس پتھر کو سونا کر دیگا فی الحال حانث ہوگا بسبب ممکن
ہونے بر کے فی الحقیقت پھر حانث ہوگا بسبب عاجز ہونے کے صعود اور تقلیب سے بنابر عادت کے اور اگر یمین کو کسی وقت کے ساتھ موقت کریگا تو جبتک وہ وقت
نہ گذر جاویگا حانث نہ ہوگا ہم آسمان کا چڑھنا فی نفسہ ممکن ہے اسواسطے کہ صعود ملائکہ اور انبیا بالیقین ثابت ہے اور اسیطرح پتھر کا سونا ہوجانا بتحویل الہی ممکن ہے
متکلمین کے نزدیک پھر جب ممکن ہوا تو یمین منعقد ہوگی لیکن چونکہ بنابر عادت کے انسان صعود اور تقلیب سے عاجز ہے لہذا فوراً حانث ہوگا بخلاف مسئلہ کوزہ
کے اسواسطے کہ درصورت پانی نہ ہونے کے وہ پانی پینا جو قسم کے وقت کوزہ میں ہے ممکن نہیں کذا فی منح الغفار وفی حیرۃ الفقہاء قال لامرأتہ ان لم اعرج
الی السماء ہذہ اللیلۃ فانت کذا ینصب سلما ثم یعرج الی سماء البیت لقولہ تعالے فلیمدد بسبب الی السماء ای سماء البیت قال الباقانی وانما ہو خروج عن قاعدۃ
مبنی الایمان اور کتاب حیرۃ الفقہاء میں مذکور ہے کہ ایک مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر میں آج کی رات آسمان پر نہ چڑھوں تو تجکو طلاق ہے
تو وہ شخص طلاق نہ واقع ہونے کی یہ تدبیر کرے کہ سیڑھی قائم کرے پھر سیڑھی پر سے اپنے گھر کی چھت پر چڑھ جاوے بدلیل قول حق تعالی فلیمدد بسبب الی السماء یعنے
چاہیے کہ رسی تانے طرف سما کے مراد سما سے اس آیت شریف میں گھر کی چھت ہے یعنی سما کا اطلاق قرآن مجید میں چھت پر آیا ہے تو اگر چھت پر چڑھ جاویگا
تو حانث نہوگا باقانی نے کہا اور ظاہر ہے خروج اس حیلہ کا مبنی یمینوں کے قاعدے سے یعنی بنا یمین عرف پر ہے نہ اطلاق قرآنی پر چنانچہ اول کتاب الیمین میں
مذکور ہوچکا ہے جسنے یہ حیلہ عدم حنث کا نکالا اسنے بنا یمین کا قاعدہ چھوڑا وکذا الحکم لو حلف لیقتلن فلانا عالما بموتہ اذ یمکن قتلہ بعد احیاء اللہ تعالی فیحنث

اور اسی طرح کا حکم ہے انعقاد اور حنث سے الحال کا اگر قسم کھائی کہ فلانے شخص کو قتل کریگا اُسکی موت کو جان کر اسواسطے کہ ممکن ہے قتل اُس میت کا بعد زندہ کردینے
حق تعالی کے پھر حانث ہوگا بسبب عجز عادی کے وان لم یکن عالما بموتہ فلا یحنث لانہ عقد یمینہ علے حیوۃ کانت فیہ ولا یتصور فکمسئلۃ الکوز کقولہ ان ترکت
مس السماء فعبدہ حر لان الترک لا یتصور فی غیر المقدور اور اگر اُس شخص کی موت کو نہ جانتا ہوگا تو حانث نہ ہوگا اُسکے قتل کی قسم کھانے سے اسواسطے
کہ حالف نے اپنی قسم کو منعقد کیا اُس حیات پر جو اُسمین تھی اور قتل کرنا بعد موت کے متصور نہین بالفرض اگر حقتعالی نے اُسکو زندہ بھی کردیا تو یہ زندگی
وہ زندگی نہین جس پر قسم واقع ہوئی تو یہ مسئلہ عدم امکان مین مسئلہ کوزہ کے مانند ہوا اور مانند اس قول کے ہوا کہ اگر مین آسمان کا چھونا چھوڑدون
تو اُسکا غلام آزاد ہے اسواسطے کہ ترک متصور نہین امر غیر مقدور مین یعنی جب آسمان کا چھونا مقدور سے باہر ہوا تو بر یمین کا محل فوت ہوا اور غیر مقدور سے
عدم قدرت عادی مراد ہے کذا فی الطحطاوی حلف لا یکلمہ فناداہ وہو نائم فایقظہ فلو لم یوقظ لم یحنث ہو المختار قسم کھائی کہ مثلاً زید سے کلام نہ کریگا
پھر اُسکو پکارا اور وہ سوتا تھا سو اُسکو جگایا تو حانث ہوگا سو اگر اُسکے پکارنے سے نہ جاگا تو حانث نہ ہوگا یہی قول مختار ہے اور غیر مختار قدوری کا قول ہے
یعنے الفاظ شرط نہین حنث کی ولو مستیقظا حنث لو بحیث یسمع بشرط انفصالہ عن الیمین فلو قال موصولا ان کلمتک فانت طالق فاذہبی او واذہبی لا تطلق
مالم یرد الاستیناف ولو قال اذہبی طلقت لانہ مستانف اور اگر زید جاگتا ہوگا تو اُسکے پکارنے سے حانث ہوگا اور اگر اتنا قریب ہو کہ اُسکی آواز کان لگانے
سے سن سکے بشرطیکہ کلام ندا سے منفصل ہو یمین سے اور اگر یمین سے کلام موصول ہوا اسطرح کہ زوج نے زوجہ سے کہا کہ اگر مین تجھسے کلام کرون تو تو طالق ہے
سو تو جا یا یون کہا اور تو جا تو زوجہ مطلقہ نہ ہوگی تاوقتیکہ ابتداء کلام کی نیت نہ کریگا اور اگر ان کلمتک فانت طالق کے بعد اذہبی کہیگا بدون فے اور واو
کے تو مطلقہ ہوگی اسواسطے کہ یہ کلام جداگانہ ہے یمین سے متصل نہین ہم فاذہبی یا واذہبی بسبب فے اور واو عاطفہ کے یمین سے موصول ہے لہذا اس کلام سے بلانیت
استیناف حانث نہ ہوگا بخلاف اذہبی کے کہ اُسمین کوئی حرف وصل نہین تو بسبب استیناف کے حانث ہوگا ولو قال یا حائط اسمع او اصنع کذا وکذا وقصد
اسماع المحلوف علیہ لم یحنث زیلعی اور اگر کہا کہ اے دیوار سن یا ایسا ویسا کام کر اور اس قول سے محلوف علیہ کا سنانا قصد کیا تو حانث نہوگا کذا فی الزیلعی اور
اگر سنانے کا قصد نہو تو بطریق اولی حانث نہ ہوگا ھ حانث اسواسطے نہ ہوگا کہ کلام کرنا بدون خطاب محلوف علیہ کے نہین ہوتا اور دلیل اُسکی وہ روایت ہے
کہ عبدالرحمن بن عوف رضہ نے قسم کھائی تھی کہ عثمان بن عفان رضہ سے کلام نہ کرینگے تو جب عبدالرحمن اُنکی طرف ہوکر نکلتے تھے تو جو مطلب کہنا ہوتا تھا وہ یون
کہتے تھے کہ اے دیوار ایسا کر اور اے دیوار ایسا ہوا اور معلوم کرنا چاہیے کہ ذکر دیوار کچھ شرط نہین بلکہ توجیہ خطاب غیر محلوف علیہ کی طرف کافی ہے عدم حنث مین چنانچہ
بحرالرائق مین مصرح ہے کہ زوج نے زوجہ سے کہا کہ اگر تو میرا گلا اپنے بھائی سے کریگی تو تجھکو طلاق ہے پھر جب اُسکا بھائی اُسکے پاس آیا اور اُسکے پاس ایک لڑکا
تھا نافہم تو عورت نے کہا لڑکے سے خطاب کرکے کہ میرے زوج نے ایسا کیا ویسا تک کہ اُسکی بھائی نے سُنا تو اُسپر طلاق نہوگی اسواسطے کہ اُسنے بھائی سے
شکایت نہین کی کیونکہ اُسکی طرف مخاطب نہین ہوئی اور اگر قسم کھائی کہ زید سے بات نہ کریگا پھر ایک جماعت کو سلام کیا جنمین زید بھی تھا سو حانث ہوگا اور
اگر زید کی طرف خطاب کی نیت نہ کریگا تو دیانۃً اُسکی تصدیق ہوگی اور اگر نماز بجماعت ہوگی تو سلام کرنے سے حانث نہوگا خواہ زید داہنی طرف ہو خواہ
بائین طرف اور اگر محلوف علیہ نے دروازہ کے کواڑ مین دھکا دیا اور حالف نے کہا کہ کون ہے تو حانث ہوگا کذا فی الطحطاوی وفی السراجیۃ سأل محمد
حال صغرہ اباحنیفۃ عمن قال لاخر واللہ لا اکلمک ثلث مرات فقال ابوحنیفۃ ثم ماذا فتبسم محمد رح وقال انظر حسنا یا شیخ فنکس ابوحنیفۃ ثم قال حنث مرتین فقال محمد رح
احسنت فقال ابوحنیفۃ لا ادری ای الکلمتین اوجع لے قولہ حسنا او احسنت اور سراجیہ مین ہے کہ سوال کیا محمد بن حسن نے طفلی کی حالت مین امام ابوحنیفہ رح
سے اُس شخص کے حق مین جسنے دوسرے سے کہا واللہ مین تجھ سے کلام نہ کرونگا تین بار سو امام نے کہا پھر کیا ہوا تو محمد رح نے تبسم کیا اور کہا اے شیخ خوب
تامل کیجیے تو سر جھکا لیا امام نے پھر فرمایا وہ شخص دوبار حانث ہوا تو محمد رح نے کہا خوب کہا آپ نے تو امام نے فرمایا کہ مین نہین جانتا کہ وہ لفظون مین سے

کو نہ اللہ تعالیٰ میرے واسطے مدد نہ کرے گا اور جو شخص کہ سنت کا علم سوال کرنے والا تھا کہ تین مرتبہ ہاتھ سے تحقیق ہوا قول ما قبل سے
متعلق ہوا یہ مطلب ہو کہ تجھے تین بار کہ مکرر کہنا اول الامر ہی سے سمجھ لیا ہو کہ سمجھ کیا یعنی حانث نے کئی بار اس قسم کے بعد کلام کیا اور اگر تین مرتبہ
کو قول سے متعلق کیجیے تو مطلب یہ ہو کہ حانث نے تین بار کہا کہ مجھ سے کلام نہ کرنا سوال سے غرض یہی مقصود تھا اللہ جواب میں کہا کہ اس کے سبب
سے تیرے پوچھنے کی کچھ حاجت نہیں پھر امام نے مقصود سوال کا دریافت کیا اور فرمایا کہ لا اکلمک کو تین بار کہنے سے دو بار حانث ہوگا اسواسطے کہ ایک بار
کہنے سے یمین منعقد ہوئی اور دوسری بار کہنے سے ایکبار حنث ثابت ہوا اور تیسری بار کہنے سے دو بار حنث ہوا اور نظر حسنا کہنا اسواسطے کہ مکرر معلوم ہو کہ
عدم تامل کے سبب پر دلالت کرتا ہے اور حسنت کہنا اسواسطے کہ معلوم ہوا کہ علم سائل پر دلالت کرتا ہے جیسے سائل کو مسئلہ معلوم تھا لیکن امتحان کے واسطے سوال
کیا اور چونکہ حالت فضل میں یہ گفتگو ہوئی تو امین محمد بن حسن کی بے ادبی اور شوخ چشمی ثابت نہیں ہوتی اور حلف لا یکلمہ الا باذنہ فاذن ولم یعلم
بالاذن لم یحنث لاشتقاق الاذن من الاذان فیشترط العلم اسم کھائی کہ اس سے کلام نہ کریگا مگر اسکے اذن سے سو اس نے اذن دیا اور حالت
کو اسکے اذن دینا معلوم نہ ہوا پھر اس نے کلام کیا تو حانث ہوگا بسبب اشتقاق اذن کے اذان سے اور اذان بمعنے اعلام ہے تو اذن میں علم شرط ہوا
یہ امر اشتقاق سے اشتقاق کبیر مراد ہے کذا فی النہر اسواسطے کہ اشتقاق صغیر میں مجرد مزید سے مشتق نہیں ہوتا بلکہ مزید مجرد سے مشتق ہوتا ہے مصنف نے اپنی
شرح میں کہا یا اذن وقوع سے الاذن سے ماخوذ ہے ہر صورت تحقیق اذن کا بدون سماع کے نہیں ہوتا بخلاف لا یکلمہ الا برضاہ فرضی ولم یعلم لان الرضے من
اعمال القلب فیتم بخلاف اس قسم کے کہ نہ کلام کریگا مگر اسکی رضامندی سے سو وہ راضی ہوگیا اسکے کلام سے اور حالف کو اسکی رضا کا علم نہ ہوا پھر اسنے
کلام کیا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ رضامندی دل کا عمل ہے تو اسکا تحقیق فقط دل ہی سے تمام ہوگا علم حالف اس میں شرط نہیں الکلام والتحدیث لا
یکون الا باللسان فلا یحنث باشارۃ وکتابۃ کما فی الفتح کلام اور تحدیث ثابت نہیں ہوتا بدون زبان کے تو حانث نہ ہوگا اشارہ کرنے اور
لکھنے سے کذا فی الفتح یعنی اگر قسم کھائی کہ فلانے سے کلام نہ کریگا پھر اسکو خط لکھا یا اسکی طرف پیام بھیجا یا اسکی طرف آنکھ یا ہاتھ سے اشارہ کیا تو حانث
نہ ہوگا کذا فی المنح وفی الخانیۃ لا اقول لہ کذا فکتب الیہ حنث فنفرق بین القول والکلام لکن نقل المصنف بعد مسئلۃ شم الریحان عن الجامع انہ کالکلام
خلافا لابن سماعۃ اور خانیہ میں ہے قسم کھائی کہ اس سے نہ کہونگا ایسا پھر اسکی طرف لکھ بھیجا تو حانث ہوگا تو تفریق ہوئی قول اور کلام میں کہ
قول کتابت سے ثابت ہوتا ہے نہ کلام لیکن مصنف نے آگے بعد مسئلہ شم ریحان کے جامع سے نقل کیا ہے کہ قول مانند کلام کے ہے یعنی کتابت
سے قول بھی ثابت نہیں ہوتا بخلاف ابن سماعہ کے تو معلوم ہوا کہ کلام اور قول میں تین قول ہیں جامع کا یہ قول ہے کہ کلام اور قول کتابت سے
ثابت نہیں ہوتے اور قاضیخان کے نزدیک تفریق ہے کہ قول کتابت سے ثابت ہوتا ہے نہ کلام اور ابن سماعہ نے اپنی نوادر میں کہا کہ کلام اور قول دونوں
کتابت سے ثابت ہوتے ہیں کذا فی الطحطاوی والاخبار والاقرار والبشارۃ تکون بالکتابۃ لا بالاشارۃ والایماء اور خبر دینا اور اقرار کرنا
اور خوشخبری دینا لکھنے سے ثابت ہوتے ہیں نہ اشارہ اور ایماء سے طحطاوی نے کہا کہ مصنف کو مناسب تھا کہ ایضا کا لفظ بعد کتابت کے زیادہ کرتا
تاکہ معلوم ہوتا کہ اخبار اور اقرار اور بشارت کتابت سے بھی ہوتا ہے اور کلام سے بھی والاظہار والافشاء والاعلام یکون بالکتابۃ وبالاشارۃ ایضا
اور اظہار اور افشاء اور اعلام کتابت سے ہوتا ہے اور اشارہ کرنے سے بھی طحطاوی نے کہا کہ مصنف کی شرح میں التاتارخانیہ سے ہے اور بحر الرائق میں
افشاء ہے فلو قال لم انو الاشارۃ دین اور اگر حالف نے کہا کہ میں نے اشارہ کی نیت نہیں کی تو دیانۃً اسکی تصدیق ہوگی نہ قضاءً یعنے اگر عدم اظہار وغیرہ
کی قسم کھائی اور اشارہ کر دیا اور عدم اشارہ کی نیت ظاہر کی تو فیما بینہ وبین اللہ اسکی تصدیق ہوگی نہ قاضی کے نزدیک وفی لا یدعوہ او لا یبشرہ
یحنث بالکتابۃ اور اس قسم میں کہ اسکو نہ بلا دیگا یا اسکو بشارت نہ دیگا تو کتابت سے حانث ہوگا ان اخبرتنی او اعلمتنی ان فلانا قدم

ونحوہ یحنث بالصدق والکذب کہا کہ اگر تو مجکو خبر کریگا یا اعلام کریگا کہ فلانا شخص آیا یا مانند اسکے تو میرا غلام آزاد ہی تو حانث ہوگا صدق اور کذب سے یعنی اعلام اور اخبار مخاطب کا صدق ہو یا کذب بہر صورت غلام آزاد ہوگا **ولو قال بقدومہ ونحوہ فعلی الصدق خاصۃ لافادتہا صدق الخبر بنفس** القدوم کما حققناہ فی بحث الباء من الاصول اور اگر یون کہا کہ اگر تو مجکو بقدوم فلانی یا مانند اسکے خبر کریگا تو یہ اخبار صدق پر مخصوص ہوگا اسواسطے کہ بار جارہ الصاق خبر بنفس قدوم کا فائدہ دیتی ہی چنانچہ اصول کی کتاب مین ہم نے اسکو محقق کیا ہی بار جارہ کی بحث مین یعنی بار جارہ الصاق کے واسطے موضوع ہی تو جب وہ قدوم کے لفظ پر آئی تو یہ مطلب ہوا کہ خبر قدوم سے ملا ئی جاوے اور یہ ملانا بدون تحقق قدوم کے نہین ہوسکتا لہذا اخبار بالکذب اسمین مراد نہین ہوتا طحطاوی نے کہا کہ ان اخبرتنے ان فلانا قدم مین بار جارہ مقدر ہی اسواسطے کہ حذف جار کا ان کے ساتھ مطرد ہی تو چاہیے کہ وہان بھی اخبار بالکذب سے حانث نہ ہو **وکذا ان کتبت لبقدوم فلان کما یجی فی الباب الاتی** اور اسی طرح فقط صدق پر حنث مخصوص ہی اس مثال مین کہ اگر تو کتابت لبقدوم فلانے کریگا چنانچہ اگلے باب مین آویگا **وسال الرشید محمدا عمن حلف لا یکتب الی فلان فاومی بالکتابۃ** **ہل یحنث فقال نعم یا امیر المومنین ان کان ممن یکتب** اور سوال کیا ہارون رشید نے امام محمدؒ سے کہ جس نے قسم کہائی کہ فلانے شخص کو نہ لکھیگا پھر اُس نے دوسرے سے اشارہ کیا لکھنے کا کیا حانث ہوگا تو امام محمدؒ نے کہا ہان یا امیر المومنین حانث ہوگا اگر حالف ایسا شخص ہو کہ بادشاہ خود نہین لکھتا بلکہ غیر کو حکم کرتا ہی کتابت کا اور عادت سلاطین اور امرا کی یہ ہی کہ اشارہ اور ایما سے حکم کرتے ہین **لا یکلمہ شہرا فمن حین حلف** قسم کہائی کہ فلانے سے ایک مہینہ نہ کلام کریگا تو ابتدا اُس مہینہ حلف کے وقت سے ہوگی تیس۳۰ دن تک **دعرفہ لسقط فعلہ باقیہ** اور اگر حالف نے مہینہ کو معرفہ مذکور کیا یعنے یون کہا لا یکلمہ الشہر تو اُس مہینے کی باقی تاریخون پر حنث ہوگی مثلا پچیسوین۲۵ تاریخ قسم کہائی تو پانچ یا چھ روز باقی مین اگر کلام کریگا تو حانث ہوگا **بخلاف لاعتکفن اولا صومن شہرا فان التعیین الیہ** بخلاف اس مثال کے کہ واللہ اعتکاف کرونگا یا روزہ رکہونگا تو حالف کو تعیین کا اختیار ہی چاہیے حلف کے وقت سے مہینہ بہر اعتکاف کرے اور چاہے باقی تاریخون مین اعتکاف کرے تم اور یہی حکم ہی سال اور دن کا اور بدائع مین ہی کہ اگر مثلا دوپہر دن رہے قسم کہائی کہ ایک دن کلام نہ کریگا تو قسم ثابت ہوگی باقی دن اور پوری اگلی رات اور دوسرے دن کے دوپہر دن تک اور یہی حکم ہی رات کا کذا فی النہر **والفرق ان ذکر الوقت فیما یتناول الابد لاخراج ما ورائہ وفیما لا یتناولہ للمد الیہ زیلعی** اور فرق کلام اور اعتکاف مین یہ ہی کہ ذکر وقت کا اُس فعل مین جو شامل ہی دوام کو واسطے اخراج ماسوا وقت کے ہوتا ہی اور جس فعل مین شمول دوام کا نہین تو اُسمین ذکر وقت کا واسطے دراز کرنے فعل کے ہی اسوقت تک کذا فی زیلعی مثلا اگر عدم کلام کی یمین مین مہینہ مذکور نہ ہوتا تو عدم تکلم تمام عمر کو شامل رہتا تو مہینہ کے ذکر کرنے سے باقی مدت عمر کی نکل گئی اور اعتکاف اور صوم کی یمین مین اگر مہینہ مذکور نہ ہوتا تو تمام عمر کو اعتکاف اور صوم شامل نہ ہوتا تو ذکر کرنا مہینہ کا واسطے تقدیر اعتکاف اور صوم کے ہی **حلف لا یتکلم فقرا القرآن او سبح فی الصلوۃ لا یحنث اتفاقا** قسم کہائی کہ کلام نہ کریگا پھر اُسنے قرآن پڑھا نماز مین یا سبحان ربی العظیم یا سبحان ربی الاعلی نماز مین کہا تو بالاتفاق حانث نہوگا اسواسطے کہ اُسکو عرف اور شرع مین متکلم نہین کہتے کذا فی المنح **وان فعل ذلک خارجہا حنث علی الظاہر کما رجحہ فی البحر ورجح فی الفتح عدمہ مطلقا للعرف وعلیہ الدرر والملتقی بل فی البحر عن التہذیب انہ لا یحنث بقراءۃ** **الکتب فی عرفنا استقی او قواہ فی الشرنبلالیۃ قائلا ولا علیک من الترجیح التصحیح لہ مع مخالفۃ العرف والقیاس علیہ القارء درس ما للن یعکر علیہ ما فی الفتح** **واما الشعر فیحنث بہ لانہ کلام منظوم استثنی فیر المنظوم اولی فتامل** اور اگر قراءت قرآن اور تسبیح خارج نماز کی تو حانث ہوگا بنا بر ظاہر مذہب کے چنانچہ اسی کو ترجیح دی ہی بحر الرائق مین اور فتح القدیر مین ترجیح دی ہی عدم حنث کو بسبب عرف کے مطلقا خواہ قراءت اور تسبیح نماز مین ہو خواہ خارج نماز خواہ یمین عربی مین ہو خواہ فارسی مین اور عدم حنث پر درر اور ملتقی الابحر کا قول ہی بلکہ خود بحر الرائق مین تہذیب فلان سے منقول ہی کہ حانث نہین

القرآن

[illegible] میں اتفاق کیا اور فتح القدیر کے قول [illegible] میں [illegible]

[illegible] کے قول پر قیاس کیا [illegible] قرآن کو پڑھا [illegible] نماز میں [illegible]

[illegible] فتح القدیر میں [illegible] شعر پڑھے سے تو حانث ہوگا اسواسطے کہ شعر [illegible]

[illegible] جب نظم [illegible] شعر [illegible] حانث ہوگا [illegible]

[illegible] قیاس [illegible] قرات کتب [illegible] مسلم [illegible] لا یقرأ القرآن الیوم فحنث بقراءۃ

فی الصلوۃ او خارجہا قسم کھائی کہ آج کے دن قرآن نہ پڑھے گا تو حانث ہوگا قرآن پڑھنے سے نماز میں یا غیر نماز میں ولو قرأ البسملۃ فان نوی

ما فی النمل حنث والا لا [illegible] القرآن اور اگر بسم اللہ الرحمن الرحیم کو پڑھا تو اگر اس قرات سے سورہ نمل کی آیت کی نیت کی تو حانث ہوگا

اور اگر نیت نہ کی تو حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ بسم کہنے سے لوگ قرات قرآن کا ارادہ نہیں کرتے ہیں بلکہ تبرک پڑھتے ہیں [illegible]

[illegible] واقعات اور اگر قسم کھائی کہ فلانی سورۃ یا [illegible] نہ پڑھے گا تو [illegible]

سے حانث نہ ہوگا [illegible] واقعات اسواسطے کہ [illegible] قرات نہیں حلف لا یکلم فلانا الیوم فمضی الیوم [illegible]

[illegible] قسم کھائی کہ [illegible] آج کے دن تو یہ حلف [illegible] پر شامل ہوگا [illegible]

[illegible] کتاب الطلاق میں مذکور ہو چکا کہ جب یوم مقارن ہو کسی فعل غیر ممتد سے تو [illegible] وقت

[illegible] ہوگا اور چونکہ کلام غیر ممتد ہے لہذا لیل و نہار دونوں کو شامل ہوگا لیل و نہار کو جدید ہیں [illegible] کی مثال

صحیح نہیں اسواسطے کہ لا یکلم فلانا الیوم کا یہ حکم ہے کہ یمین باقی دن تک ہو رات کو شامل نہیں اسواسطے کہ بحر الرائق میں ہے کہ اگر کسی نے مثلا [illegible]

[illegible] الیوم تو یمین باقی دن تک رہیگی جب آفتاب غروب ہوگا تو یمین ساقط ہو جاویگی اور رات کو شامل نہ ہوگی [illegible] الیوم فلانا

[illegible] فان نوی النہار صدق [illegible] اگر شامل مذکور میں نیت نہار کی کریگا یعنی یوم سے فقط نہار مراد لیگا تو اسکی تصدیق ہوگی دیانۃ بھی

[illegible] اسواسطے کہ [illegible] حقیقت [illegible] صورت نیت حقیقت مجاز مراد [illegible] تو اس صورت میں یوم لیل اور نہار کو شامل ہوگا [illegible]

[illegible] اللیل [illegible] مطلق الوقت اور اگر یوں کہا کہ جس رات کہ میں کلام کروں فلانے سے تو ایسا ہو تو یمین رات پر مخصوص ہوگی

[illegible] مطلق وقت میں [illegible] شارح نے [illegible] دخل کیا کہ بعضے اشعار عرب میں لیالی بمعنی مطلق وقت کے مستعمل ہے خلاصہ جواب

[illegible] مطلق وقت [illegible] بلفظ مفرد قال ان کلمتہ الا ان یقدم زید او حتی او الا ان یاذن او حتی یاذن فکذا فکلم

قبل قدومہ [illegible] حنث ولو بعدہما لا حنث لبقاء الیمین قبل القدوم والاذن فانہ لعدم الکلام کو اگر میں عمرو سے کلام کروں مگر یہ کہ زید آوے یا یہاں تک کہ زید آوے

یا یوں کہا کہ اگر میں اس سے کلام کروں تا آنکہ زید اذن دے یا یوں بولا کہ اگر میں اس سے کلام کروں تا اجازت دینے زید کے تو ایسا ہو پھر اس سے بات کی قبل قدوم

زید کے یا قبل اذن دینے زید کے تو حانث ہوگا اور اگر بعد قدوم اور اذن زید کے عمرو سے بولا تو حانث نہ ہوگا بسبب قرار دینے حالف کے قدوم اور اذن کو غایت

عدم کلام کے یمین باقی رہتی ہے قبل غایت کے اور منتہی ہوتی ہے بعد غایت کے تو بعد انتہا کے یمین حانث نہ ہوگا سو حتی کا غایت کے واسطے موضوع ہونا تو صریح

ہے مگر الا ان بمعنی غایت باعتبار مجاز کے ہے اسواسطے کہ اصل ان میں استثنا ہے لیکن شرط اور غایت کے واسطے مجازا مستعمل ہوتا ہے جبکہ استثنا متعذر ہو اسواسطے

کہ استثنا اور شرط اور غایت میں یہ مناسبت ہے کہ ہر ایک کے ماقبل کا حکم [illegible] جیسا کہ فی المنح وان مات زید قبلہا اسقط الحلف اور اگر زید

مرگیا قبل قدوم اور اذن کے تو یمین ساقط ہوگئی اسواسطے کہ یمین کا محل ہی نہ باقی رہا [illegible] لو قیدہ بقولہ الا ان یقدم زید [illegible]

بل للشرط لان الطلاق مما یحتمل التاقیت فلا تطلق بقدومہ بل بموتہ مصنف نے مثال مذکور کو مقید بتاخیر جزا کیا اسواسطے کہ اگر مثال مذکور مین جزا کو مقدم کرے
سو یون کہے کہ اسکی عورت مطلقہ ہے اگر نہ آوے زید تو اس صورت مین الا واسطے غایت کے نہین بلکہ شرط کے واسطے ہے اسواسطے کہ طلاق ایسی چیز نہین جو
تعیین وقت کی محتمل ہو تو عورت مطلقہ نہ ہوگی زید کے قدوم سے بلکہ زید کی موت سے پس الا بمعنی غایت وہان نہین ہے جو توقیت کا محتمل ہو اور طلاق
اسکا محتمل نہین لہذا بیان معنی شرط ہے تو گویا اُسنے یون کہا کہ ان لم یقدم زید فانت طالق یعنی اگر زید نہ آویگا تو تو طالق ہے تو اب طلاق قدوم زید سے
نہ واقع ہوگی بلکہ اسکی موت سے ہوگی اسواسطے کہ قبل موت زید کے عدم قدوم کا تحقق نہین ہو سکتا اسواسطے کہ یمین مطلق ہے کما لو قال لغیرہ واللہ
لا اکلمک حتی یاذن لی فلان او قال لغریمہ واللہ لا افارقک حتی تقضینی حقی او حلف لیوفینہ الیوم فمات فلان قبل الاذن او بری من
الدین فالیمین ساقط والاصل ان الحالف اذا جعل لیمینہ غایۃ وفاتت الغایۃ بطل الیمین بہا خلافا للثانی چنانچہ حالف نے غیر سے کہا کہ واللہ مین تجھ سے نہ
بولونگا یہان تک کہ مثلاً زید مجکو اذن دیوے یا حالف نے اپنے قرض دار سے کہا کہ واللہ مین تجھکو نہ چھوڑونگا یہان تک کہ تو میرا حق ادا کرے یا قرضدار نے قسم
کھائی کہ البتہ اسکا قرض آج ادا کریگا پھر زید مر گیا قبل اذن دینے کے یا بری الذمہ ہو گیا قرض دار قرض معاف ہو جانے سے تو قسم ساقط ہو جائیگی اور اصل
سقوط کی یہ ہے کہ قسم کھانے والے نے جب اپنی قسم کی ایک غایت مقرر کی اور وہ غایت فوت ہو گئی تو اُسکے فوت ہونے سے قسم باطل ہو جاویگی امام اعظم
اور محمد کے نزدیک بسبب عدم امکان بر کے بخلاف ابی یوسف کے کلمۃ مازال ومادام وماکان غایۃ ینتہی الیمین بہا فلو حلف لا یفعل کذا مادام
بنجاری فخرج منہا ثم رجع فعل لا یحنث لانتہاء الیمین کلمہ مازال اور مادام اور ماکان کا غایت کیواسطے ہے تو یمین اسی کے ساتھ آخر ہو جاویگی تو اگر قسم
کھائی کہ البتہ نہ کریگا مادامیکہ بخارا مین رہیگا پھر قسم کے بعد بخارا سے نکلا پھر وہین پلٹ گیا پھر وہ فعل کیا جسکے نہ کرنے کی قسم کھائی تھی تو حانث نہوگا بسبب منتہی
ہونے یمین کے خروج سے وکذا لا یاکل ہذا الطعام ما دام فی ملک فلان فباع فلان بعضہ لا یحنث باکل باقیہ لانتہاء الیمین ببیع البعض اور اسیطرح قسم کھائی
کہ اس طعام کو نہ کھاویگا جب تک کہ فلانے کی ملک مین رہیگا سو فلانے نے اُس طعام سے کچھ بیچا تو باقی طعام کے کھانے سے حانث نہوگا بسبب منتہی ہونے قسم
کے بعض کی بیع سے وکذا لا افارقک حتی تعطینی حقی الیوم او حتی اقدمک الی السلطان الیوم لا یحنث بمضی الیوم بل بمفارقتہ بعدہ ولو قدم الیوم لا یحنث ولو
فارقہ بعدہ بحر اور اسی طرح قسم کھائی کہ تجکو نہ چھوڑونگا یہان تک کہ تو میرا حق دیوے آج کے دن یا یون کہا کہ تجکو نہ چھوڑونگا یہان تک کہ تجکو حاکم کے
پاس لیچلون آج کے دن تو حانث نہ ہوگا دن کے گذرنے سے بلکہ بعد مدت کے قرض دار کے چھوڑ دینے سے حانث ہوگا اور اگر حالف نے یوم کو مقدم
کیا یعنی یون کہا کہ لا افارقک الیوم حتی تعطینی حقی پھر وہ دن گذر گیا اور اُسنے اسکو نہ چھوڑا اور قرض دار نے قرض نہ ادا کیا تو حانث نہ ہوگا اگرچہ
حالف نے اسکو بعد گذرنے دن کے چھوڑ دیا ہو کذا فی البحر اسواسطے کہ حالف نے فراق کیواسطے اُسدن کو وقت ٹھہرایا تھا کذا فی الطحطاوی عن البحر وکذا لو
حلف ان یجرہ الی باب القاضی ویحلفہ فاعترف الخصم او ظہر شہود سقط الیمین لتقییدہ من جہۃ المعنی بحال انکارہ کما سیجی فی باب الیمین فی الضرب اور اسیطرح اگر قسم
کھائی اسکی کہ مدعلیہ کو قاضی کے دروازہ تک کھینچ لیجاویگا اور قسم دلاویگا پھر اقرار کیا اُسنے مال کا یا مدعی کے شاہد ظاہر ہو گئے تو یمین ساقط ہو جاویگی بسبب مقید
ہونے یمین کے باعتبار معنی کے اس حال سے جبکہ وہ منکر تھا چنانچہ اسکا ذکر آویگا یمین نے الضرب کے باب مین وفی حلفہ لا یکلم عبدہ ای عبد فلان او عرسہ
او صدیقہ او لا یدخل دارہ او لا یلبس ثوبہ او لا یاکل طعامہ او لا یرکب دابتہ ان زالت اضافتہ ببیع او طلاق او عداوۃ وکلمہ لم یحنث فی العبد
ونحوہ ما یملک کالدار اشار الیہ بہذا او لا علی المذہب لان العبد ساقط الاعتبار عند الاحرار فکان کالثوب والدار اور اس قسم مین کہ فلانے
کے مثلاً زید کے غلام سے کلام نہ کریگا یا اسکی زوجہ یا اسکے دوست سے یا اُسکے گھر مین نہ داخل ہوگا یا اُسکا کپڑا نہ پہنے گا یا اُسکا کھانا نہ کھاویگا
یا اُسکے جانور پر سوار نہ ہوگا اگر زید کی نسبت زائل ہو گئی بیع کرنے سے غلام اور دار اور ثوب اور طعام اور جانور مین یا طلاق دینے سے زوجہ مین یا دشمنی ہونے

اُسے دوست ہین اور پھر ہمکلام ہوا اُس سے تو حانث ہوگا قدوری میں ہے کہ اسکے ماننند ہے قول ملک زید یعنی پھر اگر غلام کی اضافت کی تو حانث نہ ہوگا ہو یا نہ
مذہب ہے یعنی خواہ یون کہا کہ داخل میں زید کے اس غلام سے نہ بولونگا یا یون کہا کہ زید کے غلام سے نہ بولونگا پھر غلام بیچا اُسکے بعد اُس سے بات کی تو حانث نہ ہوگا
سو واسطے عدم ساقط اعتبار ہوگا ایسا کہ زید کے نزدیک تو مانند قرب اسکے جو غلام میں عداوت الگ تھی ہوگا تو ٹھس قسم کے عدم تکلم کی قسم کھانے تو
یہ قسم ہوگی ذات کے الگ کے سبب سے پھر جب بیچا اور ملک نہ رہا تو عدم تکلم کا نفاذ ہو تو ہاں اضافت نوٹ جاوے تو کھ ہی ترک اور قرب اور حالت کا ہو
فی غیرہ یعنی تکلم غیر معین حق ارث التصدیق لا بعد الا حماء تکلم قبلون اور مسئلہ میں اشارہ پانے کا سبب ہو جو حق ازدواج حقیقی ہو اسکے غیر معین غیر عبد سے کلام
کرنے مین مراد غیر عبد سے زوجہ اور دوست ہے زید والا سواسطے کہ دار میں کلام کرنے کے نہین تو زید کا حکم مسکوت ہوا سواسطے کہ دار کا تفسیر عبد سے ہو نہ یہ
ہو حق اولی معلوم ہو سو غیر رہا ماتن نے مثال مین دل اجلد جہ او دوست اور رویت میں تفصیل مین اول عبد کو حکم بیان کیا پھر غیر عبد کا حکم مذکور کیا حالانکہ غیر عبد
مین دار بھی داخل ہے لیکن حکم ثانی مین وہ شامل نہین اسلئے شارح نے کلام متن کی توجیہ کی یعنی غیر عبد سے فقط زوجہ اور دوست مراد ہو اس دلیل سے کہ دار اُس کا حکم نہین تو
اُسکا حکم مذکور نہین اگر کوئی کہے کہ جب دار کا حکم مذکور نہین کیا تو اُسکے ذکر نے سے کیا فائدہ شارح نے جواب دیا کہ دار کا حکم مانند حکم عبد کے بطریق اولی معلوم ہو
تو اُسکے حکم کے علیحدہ ذکر کرنے کی کچھ حاجت نہ تھی وجہ اولویت کی یہ ہو کہ زوال اضافت سے بعد عبد سے حنث نہوا حالانکہ عبد مین اس ہو کراہت ذاتی ممکن ہے
مثل ہے تو دخول دار سے بعد زوال اضافت کے بطریق اولی حنث نہ ہوگا سواسطے کہ دار مین تعقل نہین کہ اُسکے دخول سے کراہیت ذاتی مقصود ہو پھر شارح
نے بعد اس توجیہ کے آخر کو آگاہ کردیا کہ تعمیم ماتن غیر مناسب ہو ان اشارہ بہذا او عین حنث لان الحکم لذاتہ والاشارہ العین لا یحنث حنث بالمتجدد
بان اشتری عبدا او تزوج بعد الیمین اور غیر عبد میں یعنے زید کی زوجہ اور دوست کے کلام سے اگر اشارہ کیا بلفظ ہذا یا اسکو معین کردیا نام لیکر تو حانث ہوگا
زوال اضافت کے واسطے کہ حر بالذات کبھی چھوڑا جاتا ہو اور اگر اشارہ نہین کیا اور نام اُسکا لیا یعنے یون کہا کہ زید کی زوجہ یا دوست سے کلام نہ کرونگا تو بعد زوال
اضافت کے حانث نہ ہوگا اور حانث ہوگا عبد جدید اور زوجہ جدید کے کلام سے تجدد کی صورت یہ ہو کہ زید نے غلام مول لیا یا نکاح کیا بعد یمین کے لا
اکلم صاحب ہذا الطیلسان مثلا فکلمہ بعد ما باعہ حنث لان الاضافۃ للتعریف وان لم یکلم المشتری لم یحنث قسم کھائی کہ نہ بولونگا اس طیلسان والے سے
کلام نہ کرونگا پھر اُس سے کلام کیا طیلسان بیچنے کے بعد تو حانث ہوگا اسواسطے کہ یہ اضافت اور نسبت شناخت کیواسطے ہو کچھ قید نہین اور اسواسطے
اگر طیلسان مول لینے والے سے کلام کریگا تو حانث نہ ہوگا معرب ہو تیلسان کا وہ اہل عجم کا لباس ہو سیاہ اور سبز اُسکا تانا بانا صوف کا
ہوتا ہو کذا فی الشرح الزمان والحین ومنکرہا ستۃ اشہر ان حلف لانہ الوسط لفظ زمان اور حین کا معرف باللام ہو خواہ نکرہ بلا لام مراد اُس سے
چھ مہینے ہین ابتداء حلف سے اسواسطے کہ چھ مہینے متوسط استعمال ہو زمان اور حین کا حین گاہے زمان قلیل مین مستعمل ہوتا ہو کما قال اللہ تعالی
(فسبحان اللہ حین تمسون) مراد یہان ساعت ہو اور گاہے حین چالیس برس کے واسطے مستعمل ہوتا ہو کما قال اللہ تعالی (ہل اتی علی الانسان حین
من الدہر) انسان سے مراد آدم علیہ السلام ہین اور حین سے چالیس سال مراد ہین اور گاہے حین چھ مہینے مین مستعمل ہوتا ہو کما قال اللہ تعالی
(تؤتی اکلہا کل حین) ابن عباس نے کہا کہ حین سے یہان چھ مہینے مراد ہین اور چونکہ چھ مہینے متوسط رتبہ ہو استعمال حین کا لہذا عدم تکلم زمانی
حینی کے حلف مین اسی قدر مراد ہوگا اسلئے کہ ساعت بھر عدم تکلم قسم کھانے پر موقوف نہین بلا قسم بھی متصور ہو اور چالیس برس کی مدت دراز ہو پس
اتنا عدم تکلم مقصود نہین لہذا متوسط رتبہ متعین ہوگیا اور لفظ زمان کا استعمال مین حین کے برابر ہو اور اتنا نہیں ہو زمان ایک ہی
معنی مین مستعمل ہو کذا فی الشرح الطحاوی وبہا ای بالنیۃ ما نوی فیہا علی الاصح بدائع اور نیت کے ساتھ جو نیت حین اور زمان مین کریگا وہی
مراد ہوگا بنا بر مذہب صحیح کے کذا فی البدائع یعنے چھ مہینے کی تقدیر حین اور زمان مین اسوقت ہو جب حالف نے قلیل یا کثیر مدت کی نیت نکی ہو اور اگر

صورت نیت اسکی نیت ہی کی تقدیر مراد ہوگی وغرۃ الشہر وراس الشہر اول لیلۃ منہ ویومہا اور غرۂ شہر اور راس شہر سے مہینہ کی پہلی رات اور اسی کا دن مراد ہی
واولہ الی ما دون النصف وآخرہ اذا مضی خمسۃ عشر یوما فلو حلف ان یصوم اول یوم من آخر الشہر وآخر یوم من اول الشہر صام الخامس عشر والسادس عشر
اول شہر نصف مہینہ سے کم تر تک ہی اور آخر شہر اسوقت سے ہی جب پندرہ روز گذر جاوین تو اگر قسم کھائی کہ آخر شہر کے اول روز مین اور اول شہر کے آخر
دن مین روزہ رکھیگا تو پندرھوین اور سولھوین تاریخ روزہ رکھے اسواسطے کہ سولھوین آخر شہر کا پہلا روز ہی اور پندرھوین اول شہر کا پچھلا دن ہی طحطاوی نے
کہا کہ ماتن کو مناسب تھا یون کہنا کہ اول شہر نصف شہر تک ہی جیسا کہ قہستانی نے کہا ہی اسواسطے کہ پندرھوین تاریخ کو فقہا نے اول شہر کا آخر دن کہا ہی
والصیف من حین القاء الحشو الی لبس الحشو والشتاء بدائع اور گرمی کا موسم اسوقت سے ہی جب روئی بھرا کپڑا اتار ڈالا جاوے یہانتک کہ پھر اسکے پہننے کی نوبت
آوے اور سردی کا موسم اسکے بالعکس ہی کذا فی البدائع ہم فتاوے عالمگیری مین واقعات سے منقول ہی کہ صیف اور شتا کی معرفت مین علما کا کلام مختلف ہی
اور قول مختار یہ ہی کہ اگر قسم کھانے والا اس شخص مین رہتا ہو جہان کے لوگون مین گرمی اور سردی کا حساب مقرر ہی جس سے وہ صیف اور شتا کو پہچانتے ہون
تو اسکی قسم مین وہی حساب مقرری مراد ہوگا اور اگر وہان حساب معلوم نہ ہو تو شتاء وہ ہی جسمین روئی دار یا پوستین وغیرہ کی حاجت ہو اور گرمی اسکی بالعکس ہی
اور ربیع کا موسم آخر شتا سے ہی اول صیف تک اور خریف آخر صیف سے ہی اول شتا تک وفی حلفہ لا یکلمہ الدہر والابد ہو العمر ای مدۃ حیوۃ الحالف
عند عدم النیۃ اور اگر قسم کھائی کہ کلام نہ کریگا اس سے دہر اور ابد مین تو دہر اور ابد سے عمر مراد ہی یعنی حالف کی زندگی کی مدت عدم نیت کیوقت یعنی درصورت
نیت اسکی نیت ہی معتبر ہوگی قلیل زمانہ ہو یا کثیر اور دہر سے مدت حیات مراد ہونا اسوقت ہی جب کہ لفظ دہر کا معرف باللام ہو ودہر منکر لم یدرہ وقالا ہو
کالحین وغیر خاف انہ اذا لم یدر عن الامام شیٔ فی مسئلۃ وجب الافتاء بقولہما نہر اور دہر منکر کو امام اعظم نے نجانا کہ اسکی حد کیا ہی اور صاحبین نے کہا کہ وہ
مانند حین کے ہی یعنی چھ مہینے پر محمول ہی اور یہ امر پوشیدہ نہین کہ جب امام سے کچھ روایت وارد نہین کسی مسئلہ مین تو انھین فتوی دینا صاحبین کے
قول پر واجب ہی کذا فی النہر الفائق ہم امام اعظم نے دہر منکر مین یعنی جسپر الف لام تعریف کا نہ ہو فرمایا کہ مین نہین جانتا کہ دہر کیا ہی اسواسطے کہ استعمال دہر کا
انکا زمانہ پر یعنے مدید اور قصیر اور وسیط پر ثابت نہین ہوا مانند لفظ حین کے تو نہ معلوم ہوا امام کو کہ کیا اسکی تقدیر کیجیے اور اقل زمان متیقن تھا لیکن اسکی
عدم تکلم پر حلف کرنا مستبعد ہی اسواسطے لحظہ دو لحظہ کا عدم تکلم بلا یمین بھی متصور ہی لہذا انھین توقف کرنا لازم ہوا اور یہ توقف صریح دلیل ہی امام
کی نناہت اور تدین پر کہ بلا حجت شرعی اپنی عقل کو دین مین دخل نہ دیا اور انھین اپنی عدم علمی کا صاف اقرار کر دیا کذا فی فتح القدیر طحطاوی
کے حاشیہ مین ہی کہ شیخ الاسلام مفتی ابو سعود نے کہا کہ جب مذہب مین اصلا نص نہ ہو نہ امام سے نہ صاحبین سے تو امام مالک کے قول پر عمل
کرنا چاہیے چنانچہ اسکو حموی نے حاشیۂ اشباہ مین مصرح کہا ہی اور امام مالک کے مذہب کا قاعدہ یہ ہی کہ جب کسی مسئلہ مین امام مالک سے تصریح نہو تو
امام شافعی کی طرف رجوع کرے تو جب حنفی مذہب اپنے مذہب مین اور امام مالک کے مذہب مین نص نپاوے تو امام شافعی کے مذہب کی طرف رجوع کرے
رضی اللہ عنہم اجمعین فی السراج توقف الامام فی اربعۃ عشر مسئلۃ وقیل لا ادری عن الائمۃ الاربعۃ بل عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعن جبرئیل علیہ السلام ایضا
اور سراج مین ہی کہ توقف کیا ہی امام اعظم نے چودہ مسئلون مین اور لفظ لا ادری کا یعنی مین نہین جانتا چارون امامون سے منقول ہی بلکہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اور جبرئیل علیہ السلام سے بھی لا ادری منقول ہی ہم کرمانی مین مذکور ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ بہترین مکانات کون ہی فرمایا کہ
مین نہین جانتا جبرئیل سے دریافت کرونگا جبرئیل نے فرمایا کہ مین نہین جانتا ہون اپنے رب سے دریافت کرونگا پھر حق جلشانہ نے فرمایا خیر البقاع مساجد ہین اور
مساجد کے بہتر لوگ وہ ہین جو اول مسجد مین داخل ہوتے ہین اور آخر کو نکلتے ہین اور مساجد کے آنیوالون مین برے لوگ وہ ہین جو سبکے پیچھے آتے ہین اور اول نکل جاتے ہین اور
حقائق مین ہی کہ اسمین تنبیہ ہی عالم اور مفتی کیواسطے کہ جو امر معلوم نہ ہو اسمین توقف کرنے اور اپنی لاعلمی ظاہر کرنے سے ننگ و عار نکرے اسواسطے کہ درصورت عدم علم

[illegible] ہوتا ہے [illegible] غلام ہو دو مسئلی مذکور [illegible] فرقہ بیان کیے ہیں قسم

[illegible] ابو حنیفہ [illegible] قال [illegible] فقال [illegible] الاشہر [illegible] الملائکۃ [illegible] ثم [illegible] الی الغیب

[illegible] الایام [illegible] الشھور [illegible] السنین [illegible] جمع [illegible]

[illegible] لا ایام ایام کثیرۃ والشھور والسنین ذالجمع والازمنۃ والدھور عشرۃ من کل صنف لانہ اکثر ما یذکر بلفظ الجمع

یا مراد ایام کثیرہ ہیں اور شہور اور سنون اور جمع اور ازمنہ اور دہور کے الفاظ اور جمع معرف باللام ہونے کے ہر نوع سے دس دس ہیں اسواسطے کہ لفظ جمع

ان الفاظ میں کثرت جو بلفظ جمع مذکور ہوتے ہیں ہم نے ایام کے لفظ میں دس دن مراد ہونگے اور شہور میں دس مہینے اور سنون میں دس برس اور جمع میں دس

جمعے اور ازمنہ میں دس زمانے اور دہور میں دس دہر مراد ہونگے امام کے نزدیک اسواسطے کہ جمع معرف باللام منتہی استعمال لفظ

جمع کی طرف ہے اور وہ عشرہ ہے اسواسطے کہ ثلثہ رجال اور اربعۃ رجال الی عشرۃ رجال بولتے ہیں پھر جب تعداد عشرہ سے تجاوز ہو تو جمع کا صیغہ

نہیں ہوتا بلکہ مفرد بولا جاتا ہے چنانچہ احد عشر رجلا کذا فی الفتح اور شرح میں ہے لفظ جمع بعد سنون کے ہر جمعہ کے دن کی جمع ہے تو اگر قسم کھائی کہ لا اکلمہ الجمع تو یہ قسم

دن جمعہ پر منعقد ہوگی تو اگر یوم الجمعہ کے سوا اور ایام میں بولے گا تو حانث نہ ہوگا اور یہ مراد نہیں کہ دس اسبوع پر یمین منعقد ہو ہاں اگر لفظ جمع سے حالف

اسبوع کا قصد کریگا تو دس اسبوع تک ترک کلام لازم ہوگا کذا فی الطحطاوی عن الکافی لا اکلمہ الازمنۃ خمس سنین تو اس قسم میں کہ لا اکلمہ الازمنۃ پانچ برس مراد ہونگے واسطے

کہ سابق میں مذکور ہو چکا کہ لفظ زمان اور حین چھ مہینے کی طرف منصرف ہے تو جب چھ مہینے کو دس بار لیا تو ساٹھ مہینے ہوئے جسکے پانچ برس ہوتے ہیں و منکرا

ثلثۃ لانہ اقل الجمع الم توصف بالکثرۃ کما مر اور الفاظ مذکورہ جبکہ نکرہ ہوں بدون الف لام کے تو ہر نوع سے تین مراد ہونگے اسواسطے کہ تین اقل جمع ہے جبتک نکرہ

موصوف بالکثرۃ نہو چنانچہ مذکور ہو چکا ہے ماتن کے قول میں لفظ ایام کثیرہ نکرہ موصوف بالکثرۃ ہے تو یہیں جمع منکر تین پر محمول نہیں بلکہ دس پر محمول ہے اور

اسیطرح سنون کثیرہ اور شہور کثیرہ تین پر محمول نہونگے حلف لا یکلم عبیدا او عبید فلان او لا یرکب دوابہ او لا یلبس ثیابہ ففعل ثلثۃ منہا حنث ان

کان لہ اے لفلان اکثر من ثلثۃ من کل صنف قسم کھائی کہ فلاموں کسے یا فلانے کے غلاموں سے کلام نکریگا یا اسکے جانوروں پر سوار نہوگا یا اسکے کپڑے نہ پہنیگا

پھر انمیں سے تین کو عمل میں لایا یعنی اسکے تین غلاموں سے بات کی یا اسکے تین جانوروں پر سوار ہوا یا اسکے تین کپڑے پہنے تو حانث ہوگا اگرچہ فلانے شخص

کی ملک میں ہر نوع تین تین سے زیادہ ہوں ہم حانث اسواسطے ہوگا کہ اقل جمع تین ہیں اور شارح نے عبیدا کا لفظ اسواسطے زیادہ کیا تا معلوم ہو جاوے

کہ بیان منکر اور معرف میں کچھ فرق نہیں وہ الا بان کلم اقل من ثلثۃ لا یحنث وتصح نیۃ الکل اور اگر ویسا نہ کیا اسطرح کہ دو یا ایک غلام سے کلام کیا تو حانث نہوگا

اور صحیح ہے نیت کل کی یعنی غلاموں کی یا تمام جانوروں کی یا سب کپڑوں کی نیت کریگا تو دیانۃ اور قضاءً صحیح ہے ولو کانت یمینہ علی زوجاتہ او اصدقائہ

او اخوانہ لا یحنث ما لم یکلم الکل مما سمی لان المنع لمعنی فی ہولاء تعلقت بہ باعیانہم اور اگر یمین حالف کی فلانے کی زوجات یا اسکے دوستوں یا اسکے بھائیوں

پر ہو تو حانث نہوگا جبتک کل سے کلام نکریگا جس نوع کو کہ اسنے نام لیا ہے یمین میں اسواسطے کہ روکنا کلام کا ان لوگوں میں کسی معنی کے سبب سے ہے تو یمین

متعلق انہوں کی ذاتوں سے ہوگی ہم بخلاف عبید اور دواب اور ثیاب کے کہ وہاں یمین متعلق ہے ان ذاتوں سے جو فلانے کیطرف منسوب ہیں اور جنکی نسبت

بلفظ جمع ہے اور اقل جمع تین ہے لہذا تین کے عمل میں لانے سے حانث ہوگا کذا فی الطحطاوی عن البحر خلاصہ یہ ہے کہ غلام اور دواب فلانے کے لائق نفرت کے

نہیں لہذا وہاں نسبت ملحوظ ہے اور زوجات فلانی وغیرہ بسبب تعقل اور حریت کے لائق نفرت ہیں لہذا وہاں نسبت کا اعتبار نہیں کیا یوں ہما لا اکلم اخوانہ لا دولم یکن لہ الا

اخ واحد فان کان یعلم حنث والا لا کما فی الواقعات والحق بہ فی النہر الاصدقاء والزوجات قلت وہی من المسائل التی یکون فیہا الجمع للواحد کما فی الاشباہ

اور اگر قسم کھائی کہ فلانے کے بھائیوں سے کلام نکریگا تو اگر اسکا سوائے ایک کے دوسرا بھائی نہو سو اگر حالف اسکو جانتا ہوگا تو حانث ہوگا اسلیے کہ کل سے

جانکر واحد کو بصیغہ جمع تعبیر کیا اور اگر ایک بھائی کا ہونا جانتا ہوگا تو حانث نہوگا کذا فی الواقعات لہ سو اسطے کہ اُسنے جمع سے واحد کا ارادہ نہیں کیا نہر الفائق مین زوجات اور اصدقا کو بھائیون کے ساتھ ملحق کیا ہی تفصیل مذکور مین شارح کہتا ہی یہ مسئلہ اُن چارون مسائل سے ہی جنمین صیغہ جمع کا واحد کے واسطے مستعمل ہوتا ہی کذا فی الاشباہ شباہ کی کتاب الیمین مین ایک مسئلہ بھائیون کا ہی جو مذکور ہو چکا اور دوسرا مسئلہ وقف اولاد کا ہی یعنی ایک شخص نے اپنی اولاد پر وقف کیا حالانکہ اُسکا ایک ہی لڑکا ہی اور تیسرا مسئلہ یہ ہی کہ اپنے اقارب پر وقف کیا جو فلانے شہر مین رہتے ہین اور وہان کوئی باقی نرہا سوا ایک شخص کے اور چوتھا مسئلہ یہ ہی کہ قسم کھائی کہ اس اناج کی تین روٹیان نہ کھاوینگا اور اس اناج مین ایک ہی روٹی ہوئی تو حانث ہوگا کذا فی الطحطاوی و اما الاطعمۃ والثیاب والنساء فیقع علی الواحد اجماعا لانصراف المعرف للعہد ان امکن والا فللجنس ولو نوی الکل صح اور لفظ اطعمہ اور ثیاب اور نسا کا درصورت معرف باللام ہونے کے ایک پر واقع ہوتا ہی واسطے منصرف ہونے معرف باللام کے واسطے شخص معہود کے اگر ممکن ہو اور اگر ممکن نہو تو جنس کی طرف منصرف ہوگا اور اگر کل اطعمہ وغیرہ کی نیت کریگا تو صحیح ہی یعنی اگر قسم کھائی کہ لا اٰکل الاطعمۃ تو جس طعام کی حالف کے شہر مین عادت ہوگی اُسی کے کھانے سے حانث ہوگا اور اگر طعام احد کی عادت نہو تو جنس طعام مراد ہوگی اور تحقق جنس کا ایک فرد مین کافی ہوتا ہی اگر اطعمہ وغیرہ کو بدون الف لام کے بولا یعنی یون کہا لا اٰکل اطعمۃ تو تین طعام کے حانث نہوگا کذا فی الطحطاوی

باب الیمین فی الطلاق والعتاق

یہ باب ہی طلاق اور عتاق کی یمین مین الاصل فیہ ان الولد المیت ولد فی حق غیرہ لا فی حق نفسہ وان الاول اسم لفرد سابق والاخیر لفرد لاحق والوسط لفرد بین العددین المتساویین اس باب کے بعض مسائل مین قاعدہ یہ ہی کہ میت ولد اپنے غیر کے حق مین ولد ہی اور اپنی ذات کے حق مین ولد نہین اور البتہ اول فرد سابق کا نام ہی اور اخیر فرد لاحق کا نام ہی اور وسط اُس فرد کا نام ہی جو برابر دو عدد کے درمیان مین واقع ہو میت ولد اپنے غیر کے حق مین ولد ہی یعنے اُسکے پیدا ہونے سے عدت منقضی ہوتی ہی حاملہ کی اور اُسکے تولد کے بعد کا خون نفاس ہی اور ماں اُسکی ام ولد ہو جاتی ہی اور اُسکے تولد سے طلاق معلق بالولادۃ واقع ہو جاتی ہی لیکن میت ولد اپنے حق مین ولد نہین یعنی اُسکا نام نہین کہا جاتا اور اُسکو غسل نہین دیا جاتا اور اُسپر نماز جنازہ نہین پڑھی جاتی اور وہ وارث نہین ہوتا اور وصیت اُسکے حق مین نافذ نہین ہوتی اور آزاد نہین ہوتا اور اول کے مفہوم مین عدم تقدم غیر ضرور ہی لیکن وجود فرد متاخر لازم نہین اور اخیر کے مفہوم مین وجود فرد سابق لازم ہی تو اگر شارح اول کی تعریف یون کرتا کہ اول وہ ہی جسپر اُسکا غیر مقدم نہو تو واضح تر ہوتا کذا فی الطحطاوی وان المنصف باحدہما لا یتصف بالاخر للتنافی ولا کذلک الفعل لعدم لان الفعل الثانی غیر الاول فلو قال اخر تزوج اتزوج فالتی اتزوجہا طالق طلقت المتزوجۃ مرتین لانہ جعل الاخر وصفا للفعل وہو العقد وعقدہا ہو الاخر اور قاعدہ یہ ہی کہ جو ذات کہ موصوف ہوگی ساتھ ایک کے امور ثلثہ سے تو دوسرے کے ساتھ موصوف نہ ہوگی یعنے جو ذات کہ موصوف باولیت ہی وہ موصوف بآخریت نہین ہوسکتی بسبب مخالفت کے اور نہین ہی ایسا فعل یعنے فعل البتہ موصوف باولیۃ و آخریۃ ہوتا ہی بسبب عدم تخالف اور تنافی کے اسواسطے کہ فعل ثانی جو موصوف بآخریت ہی وہ غیر ہی فعل اول کے جو موصوف باولیت ہی تو اگر بولا کہ آخر نکاح جو مین کرون تو جس سے یہ پچھلا نکاح کرون وہ مطلقہ ہی تو وہ عورت مطلقہ ہوگی جس سے دوبار نکاح کیا اسواسطے کہ اُسنے آخر کے لفظ کو فعل کا وصف ٹھہرایا اور وہ فعل عقد نکاح ہی تو پہلا نکاح عورت کا وہی آخر ہی ہم ایک عورت سے دو بار نکاح کرنے کی یہ صورت ہی کہ عورت سے اول نکاح کیا پھر اُسکو طلاق دی پھر اُس سے دوسری بار نکاح کیا تو پہلا نکاح موصوف باولیت ہوا اور دوسرا موصوف بآخریت ہوا اور اگر یون کہے کہ پچھلی منکوحہ مطلقہ ہی بعد اسکے ایک عورت سے نکاح کرے پھر دوسری سے نکاح کرے پھر پہلی کو طلاق دے پھر اُس سے نکاح کرے پھر زوج مرجاوے تو وہی عورت مطلقہ ہوگی جس سے ایکبار نکاح کیا اسلیے کہ جس سے اعادہ نکاح کا کیا وہ پہلی ہو چکی اب وہ پچھلی نہین ہوسکتی بسبب تنافی کے کذا فی الطحطاوی اول عبد اشتریہ حر فاشتری عبدا عتق لما مر ان الاول اسم لفرد سابق وقد وجد کہا ایک شخص نے کہ اول غلام جسکو خرید کرون وہ آزاد ہی پھر اُسنے ایک غلام مول لیا تو وہ آزاد ہو جاویگا اسواسطے کہ پہلے مذکور ہو چکا کہ اول اُس فرد کا نام ہی جو سابق ہو اور وہ امر حاصل ہی ادام قہستانی نے کہا کہ وجود سابق مین یہان تامل ہی اور شاید وجہ تامل کی یہ ہی کہ سابق لاحق کا مقتضی ہی اور لاحق یہان موجود نہین تو اگر شارح یون کہتا کہ اول وہ فرد ہی جسپر کوئی مقدم نہو تو خوب

ہوتا ہے یا فی نفسہ سبب غلام ہو چکا ولو اشتری عبدین معا فلا عتق اصلا ولا لشیء منہ ہرگاہ دو غلاموں کو ساتھ ہی ایک ہی وقت خریدا تو [illegible]
نزدیک کسی کو بھی عتق نہ ہوگا اسی واسطے کہ خریدا ہوا [illegible] نہیں فان زاد و حدہ و حدہ فاد یکا تو الاخیر عتق بالثلث
ہمارے یا ہو صفت [illegible] دوسرا یا [illegible] فالمتقدم تیسرا [illegible] [illegible]
واحدہ یعنی پہلا غلام جسکو [illegible] [illegible] اسواسطے کہ وہ پہلا ہے [illegible] خریدا ہو یا یون کہا کہ اول عبد اشتریہ اسود یعنی پہلا غلام جسکو
سیاہ خریدا کرون [illegible] کہ اول عبد اشتریہ بالذات یعنی پہلا غلام [illegible] خریدا کرون تو اگر تیسرا غلام سیاہ رنگ جو کہ یا دو غلام [illegible] خرید
ہوئے ہونگے اور تیسرا سیاہ [illegible] تو وہ آزاد ہو جاویگا ولو قال ذلک عبد اشتریہ واحدا فاشتری عبدین ثم اشتری واحدا لا یعتق الثالث [illegible]
بعید لا احتمال ای لان [illegible] ان یکون حالا من العبد او الوصف فالعبد بالشک [illegible] وجوز فی النہر ان [illegible]
کو احد [illegible] کہ اگر غلام [illegible] خرید کرون در حالت [illegible] دو غلام خریدے پھر ایک غلام خریدا تو تیسرا غلام آزاد نہ ہوگا بسبب احتمال
کے اور مصنف نے احتمال کے لفظ سے اول مثال اور اس مثال کے فرق کی طرف اشارہ کیا یعنی واحد کا لفظ اس مثال میں محتمل ہے کہ ضمیر سے حال واقع ہوا
ہو سکے اسواسطے کہ حال فاعل و مفعول دونوں سے واقع ہو سکتا ہے تو آزاد نہ ہوگا بسبب شک کے بخلاف اول عبد اشتریہ وحدہ کے کہ [illegible]
نہیں ہو سکتا ہے بسبب ضمیر غائب کے اور بحر الرائق میں واحد کے لفظ میں جو تجویز کیا ہے باعتبار صفت ہونے عبد کے تو واحد کیا ہے وحدہ ہو کیا یعنی جنس کا
وصف ہو کا نہ مولی کا تو غلام آزاد ہو جاویگا اور نہر الفائق میں رفع واحد کا تجویز کیا ہے مبتدا محذوف کی خبر ڈال کر یعنی ہو واحد تو اس تقدیر میں مانند اول
عبد واحد اشتریہ کے ہوا ولو قال اول عبد املکہ فہو حر فملک عبدا و نصف عبد عتق الکامل وکذا الثیاب بخلاف المکیلات والموزونات
[illegible] اور اگر کہا کہ پہلا غلام جسکا میں مالک ہون سو وہ آزاد ہے پھر وہ مالک ہوا ایک غلام اور نصف غلام کا تو پورا غلام آزاد ہوگا اور یہی حکم [illegible] بخلاف کیلی
اور وزنی چیزون کے بسبب مزاحمت کے کذا فی شرح الزیلعی م نصف غلام کو پورا غلام نہیں تو سبا کامل کے نام میں شریک ہوگا تو عبد [illegible]
کے نام کو قطع نہ کریگا بخلاف کیلی اور موزون کے یعنی اگر یون کہا کہ اول سیر جسکا میں مالک ہون وہ صدقہ ہے پھر ڈیڑھ سیر کا مالک ہوا [illegible]
کیلی اور موزون میں نصف کل میں شریک اور مزاحم ہو جاتا ہے اسلئے کہ ملانے سے ایک چیز ہو جاتا ہے یعنی آدھ سیر کو جب آدھ سیر سے ملانے تو پورا سیر ہو جاتا ہے
ثوب اور عبد میں یہ اشتراک اور مزاحمت حاصل نہیں کذا فی المنح قال آخر عبد املکہ فہو حر فملک عبدا ثم مات الحالف لم یعتق [illegible]
العکس کالعبد لان [illegible] قبل بخلاف الاول کہا پچھلا غلام جسکا میں مالک ہون سو وہ آزاد ہے پھر وہ ایک غلام کا مالک ہوا پھر حالف مر گیا تو وہ غلام آزاد نہ ہوگا اسلئے
کہ آخر کے واسطے اول کا ہونا ضرور ہے سویہان موجود نہیں بخلاف بالعکس کے یعنی اول کے واسطے آخر کا ہونا ضرور نہیں جیسے بعد کے واسطے قبل کا ہونا ضرور نہیں
کہ اسکے واسطے بعد کا ہونا ضرور نہیں فلو اشتری الحالف المذکور عبدا ثم عبدا ثم مات الحالف عتق الثانی مستندا الی وقت الشراء [illegible]
فی الصحۃ والا فمن الثلث سو اگر حالف مذکور نے ایک غلام خریدا پھر دوسرا غلام مول لیا پھر حالف مر گیا تو دوسرا غلام آزاد ہوگا [illegible]
اسکے عتق کا کل مال سے ہوگا اگر خرید اسکی حالف کی صحت میں ہوئی ہوگی اور نہیں تو ثلث مال سے آزاد ہوگا [illegible] حالف کی موت [illegible]
کا آخر ہونا ثابت ہوا اسواسطے کہ حیات میں تیسرے غلام خرید کرنے کا احتمال ہے [illegible] کا وصف آخر ہے [illegible]
لہذا اسکا عتق بھی وقت شرا سے ہوگا وعلیہ فلا یعتبر فار الطلاق البائن بالآخر خلافا لہما وہو بناء [illegible] اگر [illegible]
پچھلا نکاح پر تعلیق کی ہو بخلاف صاحبین کے یعنی اگر زوج نے کہا کہ جس عورت سے [illegible] طلاق ہو تو امام کے نزدیک [illegible]
طلاق واقع ہوگی منا و فار نہ ہوگا تو اگر اس سے صحبت کی ہو کی تو نصف مہر بسبب [illegible] بسبب طلاق قبل دخول کے لازم آویگا اور

عدت اُسکی حیض سے ہوگی بدون سوگ کے اور وہ وارث نہ ہوگی اور صاحبین کے نزدیک طلاق اُسکی موت کے نزدیک واقع ہوگی اور طلاق اور وراثت کی
عدت مین جو ابعد ہوگی وہ اُسپر واجب ہوگی کذا فی المنح واما الوسط ففی البدائع انہ لایکون الا فی وتر فثانی الثلثۃ وسط وکذا ثالث الخمسۃ وہکذا اور فرد وسط کا
بیان تو بدائع مین یون ہی کہ متوسط (زیادہ دونون والی) تحقق نہین ہوتا مگر طاق عدد مین تو تین کا دوسرا متوسط ہی اور اسی طرح پانچ کا تیسرا اور سات کا چوتھا متوسط ہی وعلی ہذا
القیاس مع جفت مین متوسط تحقق نہین ہوتا تو جب ایک غلام خریدا پھر دوسرا پھر تیسرا تو دوسرا متوسط ہی پھر جب چوتھا خریدا تو دوسرا متوسط نرہا پھر جب
پانچوان خریدا تو تیسرا غلام متوسط ہوگیا پھر جب چھٹا خریدا تو وہ بھی متوسط نرہا وعلی ہذا القیاس تو اس تقریر سے معلوم ہوا کہ تین یا پانچ مین متوسط ہونا ثابت
نہین ہوسکتا بدون مولی کی موت کے تو اگر مولی نے کہا کہ اوسط غلام جسکو مین خرید کرون آزاد ہی تو بعد موت مولی کے تین مین دوسرا اور پانچ مین تیسرا آزاد ہوگا امام
کے نزدیک وقت خرید سے آزادی ہوگی اور صاحبین کے نزدیک موت سے اور اگر چار غلام ہونگے یا چھ تو کوئی آزاد نہوگا کذا فی الطحطاوی عن الحلبی ان ولدت
فانت کذا حنث بالمیت ولو سقطا مستبین الخلق والا لا اگر تو جنی تو تو ایسی ہی تو حانث ہوگا مردہ لڑکا پیدا ہونے سے اگرچہ ناتمام لڑکا جسکے اعضا ظاہر ہوگئے
پیدا ہوا اور اگر لڑکے کے اعضا ظاہر نہون یعنی گوشت کا لوتھڑا ہو تو حانث نہوگا بخلاف فہو حر فولدت میتا ثم اخر حیا عتق الحی وحدہ لبطلان الرق
بالموت بخلاف الولد اذ الولادۃ بخلاف اس قول کے کہ اگر تو جنی تو لڑکا آزاد ہی پھر لونڈی مردہ لڑکا جنی بعد اسکے زندہ لڑکا جنی تو فقط زندہ آزاد ہوگا نہ مردہ بسبب باطل
ہوجانے رقیت کے مرجانے سے بخلاف ولد اور ولادت کے یعنی اگر کہا کہ تو لڑکا جنی یا یون بولا کہ اگر تو جنی تو تو آزاد ہی تو لونڈی آزاد ہوجاویگی مردہ لڑکا پیدا ہونے سے اسواسطے
کہ تحقق ولد اور ولادت کا میت سے بھی ہوتا ہی البشارۃ عرفا اسم لخبر سار خرج الضار فلیس ببشارۃ عرفا لغۃ ومنہ فبشرہم بعذاب الیم بشارت یعنی خوشخبری عرف مین
اُس خبر کا نام ہی جو مسرور اور خوش کردے تو اس قید سے رنج دینے والی خبر نکل گئی سو وہ بشارت نہین عرف مین بلکہ لغت مین اُسکو بھی بشارت کہتے ہین اور بنا بر
لغت کے یہ قول ہی حقتعالی کا کہ بشارت دے کافرون کو عذاب دردناک کی اور یمین مین عرف کا اعتبار ہی نہ لغت کا صادق خرج الکذب فلا یعتبر وہ خبر راست ہو تو
اس قید سے کذب نکل گیا تو وہ معتبر نہین یعنی جھوٹی خبر بشارت نہین لیس للمبشر بہ علم فیکون من الاول دون الباقین ایسی خبر ہو کہ جسکو بشارت دی گئی وہ
اُسکو نہ جانتا ہو تو بشارت اول مخبر کے خبر دینے سے ہوگی نہ باقی مخبرون سے یعنی اگر چند لوگون نے خوشخبری سنادی تو جسنے اول خبر دی اُسکی خبر کو بشارت کہینگے
نہ اُسکے سوا اور لوگون کی اسواسطے کہ وہ آگاہ ہوچکا اول خبر سے فلو قال کل عبد بشرنی فہو حر فبشرہ ثلثۃ متفرقون عتق الاول فقط لما قلنا تو اگر مولی
نے کہا کہ جو غلام مجکو ایسی بشارت دے وہ آزاد ہی پھر تین غلامون نے جدا جدا بشارت دی تو فقط پہلا غلام بشارت دینے والا آزاد ہوگا اُس وجہ سے جسکو ہم ابھی
بیان کرچکے ہین ولا تکون بکتابۃ ورسالۃ مالم ینو المشافہۃ فیکون کالحدیث اور بشارت لکھ بھیجنے اور کہلا بھیجنے سے بھی ہوتی ہی جبتک مولی نے خطاب بالمشافہہ کی نیت نکی
ہو اور اگر مشافہہ کی نیت کریگا تو بشارت مانند حدیث کے مقید بالمشافہہ ہوگی ولو ارسل بعض عبیدہ عبدا آخر ان ذکر الرسالۃ عتق المرسل والا المرسل اور
اگر مولے کے بعضے غلام نے دوسرے غلام کو بھیجا بشارت دینے کو تو اگر اُسنے رسالت کو ذکر کیا تو بھیجنے والا آزاد ہوگا اور نہین تو پیام پہونچانے والا آزاد ہوگا یعنے
اگر پیام پہونچانیوالے غلام نے یون کہا کہ فلانے غلام نے مجھسے پیام کہلا بھیجا ہی تو پیام کا بھیجنے والا آزاد ہوگا اور اگر اُس نے پیام کو نہ ذکر کیا تو خود پیام پہونچانے والا
آزاد ہوگا وان بشروہ معا عتقوا لتحققہا من الکل بدلیل فبشروہ بغلام علیم اور اگر مولے کے سب غلامون نے ساتھی بشارت پہونچائی بلا تقدم
تاخر تو سب آزاد ہوجاوینگے بسبب ثابت ہونے بشارت کے ہر غلام سے بدلیل اس آیت قرآنی کے کہ خوشخبری سنائی فرشتون نے ابراہیم
علیہ السلام کو فرزند صاحب علم کی یعنی اس آیت مین جمیع ملائکہ مخبرین کی طرف بشارت منسوب ہوئی ثم طحطاوی نے کہا کہ شارح نے آیت مذکورہ مین فبشروہ کہا
مانند زیلعی اور کمال الدین بن الہمام اور صاحب بحر الرائق کے حالانکہ قرآن مجید مین وبشروہ ہی والبشارۃ لا فرق فیہا بین ذکر الباء وعدمہا بخلاف الخبر فانہ
یحتمل الصدق مع الباء کما مر فی الباب قبلہ اور بشارت کی لفظ مین کچھ فرق نہین درمیان ذکر کرنے باء جارہ کے اور اُسکے عدم ذکر مین یعنی خواہ بشارت کے ساتھ باء جارہ مذکور ہو

[illegible] ساتھ مخصوص ہے سو چنانچہ [illegible] ذکر

[illegible] مگر نیت تھی اجارہ کے ساتھ مخصوص [illegible] سکے مصدق [illegible]

[illegible] الاجارہ [illegible] بالکتابۃ [illegible] مرتبات العلم [illegible]

[illegible] اجارہ کے [illegible] لبانات کے سو [illegible] عبارت [illegible] مرتبات علم کا مفید نہیں کذا فی البدائع قاعدہ

اور عبارت علۃ العتق ان اختیاریۃ کالشراء مثلاً بخلاف الارث فانہ جبری قاعدہ ہو کہ حسب نیت [illegible] ہو اختیاری علت عتق سے چنانچہ [illegible]

بابت وراثت کے کہ وہ جبری علت ہو عتق کی نہ اختیاری والحال ان رق المعتق کامل صح التکفیر والا فان لم تقارن العلۃ او قارنت ولکن الرق غیر کامل لم

اور نہ صحیح التکفیر [illegible] علیہا القبول اور حال یہ ہو کہ مملوکیت معتق کی کامل ہو تو کفارہ دینا عتق سے صحیح ہو اور اگر ایسا نہو اسطرح کہ نیت علت عتق کی مقارن

نہو یا مقارن ہو مگر حالت کی ہو ولیکن مملوکیت غیر کامل ہو چنانچہ ام ولد مین تو کفارہ دینا صحیح نہین پھر بعد تمہید قاعدہ مذکورہ کے مصنف نے اپنے قول کو مفرع کیا

فتصح شراء ابیہ لکفارۃ لمقارنتہا یعنی تو خرید کرنا اپنے باپ کا واسطے کفارہ وغیرہ کے خواہ کفارہ یمین ہو یا اور کفارات صحیح ہو بسبب مقارنت نیت کے یعنی چونکہ

خرید علت ہو عتق کی تو خرید کے وقت نیت عتق مقارن ہوئی تو بموجب قاعدہ مذکور کے بلا شبہ تکفیر صحیح ہو گی لا شراء من حلف بعتقہ لعدمہا خرید کرنا اس غلام

کا جسکی آزادی کی قسم کھائی بسبب عدم مقارنت کے ہم چنانچہ اگر کہے کہ مین غلام کو خرید کرون تو وہ آزاد ہو پھر اسکو واسطے کفارہ کی نیت سے خرید کیا تو تکفیر صحیح نہین

اسواسطے کہ شرط صحت اتصال نیت کا ہو ساتھ علت عتق کے اور علت عتق اس مثال مین یمین ہو اور خرید علت نہین بلکہ شرط عتق ہو تو اتصال نیت کا علت کے ساتھ

نہوا بلکہ شرط کے ساتھ ہوا کذا فی المنح ولا شراء مستولدۃ بنکاح علق عتقہا عن کفارتہ لشراءہا لنقصان رقہا اور صحیح نہین کفارہ کے واسطے خرید کرنا

ایسی لونڈی کا جسکی آزادی کو معلق کیا اپنے کفارہ سے سبب لیکر سبب ناقص ہونے اسکی مملوکیت کے یعنی ایک شخص نے غیر کی لونڈی سے نکاح کیا پھر کہا اگر مین تجکو خرید

کرون تو تو آزاد ہو میری قسم کے کفارہ کی طرف سے پھر اسکو خرید کیا تو بمجرد خرید کے وہ آزاد ہو جاویگی بسبب پائے جانے شرط کے لیکن کفارہ ادا نہوگا اسواسطے کہ حریت

اسکی بسبب استیلاد کے متحقق ہو چکی تو کل عتق یعنے ہر وجہ سے آزاد ہونا خرید کی طرف منسوب نہوا اسوجہ سے کہ مملوکیت اسکی ناقص ہو حالانکہ قاعدہ مین

مذکور ہو چکا کہ بدون ملک کامل کے تکفیر صحیح نہین کذا فی المنح بخلاف ما اذا قال لقنۃ ان اشتریتک فانت حرۃ عن کفارۃ یمینی فاشتراہا بنیۃ

تجزیہ عنہا للمقارنۃ کالتہاب والصدقۃ والوصیۃ عند القبول بخلاف الارث لما مر زیلعی بخلاف اسکے یہ ہو کہ کہا ایک خالص لونڈی سے کہ اگر مین تجکو خرید کرون تو تو آزاد ہو میری قسم

کے کفارہ کی طرف سے پھر اسکو خرید کیا اسواسطے کہ یہ خرید کفارہ کے واسطے کافی ہو بسبب مقارنت نیت کے ساتھ خرید کے جیسے تکفیر صحیح ہو ہبہ قبول کرنے اور وصیت

مین قبول کرنے کے وقت بخلاف ارث کے کہ اسمین قران نیت کا کافی نہین چنانچہ مذکور ہو چکا کذا فی شرح الزیلعی ام شرح زیلعی مین مذکور ہو کہ اگر اسکے قریب نے

اسکو غلام ہبہ کیا یا اسکے واسطے غلام کی وصیت کی سو اسنے قبول کرنے کے وقت کفارہ کی نیت کی تو صحیح ہو بخلاف ارث کے کہ وہ اختیاری امر نہین کذا فی [illegible]

وعتق لقولہ ان تسریت امۃ فہی حرۃ من تسراہا وہی فی ملکہ حینئذ ای حین علقہ لمصادفتہا الملک [illegible] قول سے کہ اگر مین حرم بناؤن کسی

لونڈی کو تو وہ آزاد ہو اس لونڈی کا عتق ثابت ہوگا جسکو مولی نے حرم بنایا اور حالانکہ وہ اسکے ملک مین تھی اس وقت یعنی اسکی تعلیق کے وقت بسبب متحقق

ہونے تعلیق کے ملک مین لا تعتق من تسراہا فتسراہا آزاد نہوگی وہ لونڈی جسکو تعلیق مذکور کے بعد خرید کیا پھر اسکو حرم بنایا اسواسطے کہ تعلیق بدون ملک یا اضافت

الی الملک کے صحیح نہین وثبت التسری بالتحصین والوطی وشرط الثانی عدم العزل فتح اور ثابت ہوتا ہو حرم بنانا تحصین اور وطی سے اور ابو یوسف نے تحصین اور وطی کے

ساتھ عدم عزل بھی شرط کیا ہو کذا فی فتح القدیر عزل یہ ہو کہ انزال کے وقت عورت سے جدا ہو جاوے ام تسری عبارت ہو اسکی ذمہ یت اور سریۃ جمیع مین تشدید راء ملہ

[illegible] ہو یعنی جو لونڈی کہ مولی کے تصرف مین دے سریۃ یا سرور سے ہو اسواسطے کہ لونڈی حرم ہونے کے خوش ہوتی ہو اور مولی بھی اس سے خوش ہوتا ہو

یا بمعنی جماع اور خفا سے ہی اسواسطے کہ اکثر حرم کو زوجہ سے مخفی رکھتے ہیں اور تحصین عبارت اس سے ہی کہ اسکو علیحدہ مکان مین سے اور باہر نکلنے سے منع کرے کذا فی الطحطاوی

ولو قال ان تسریت امۃ فانت طالق او عبدی حر فتسری بمن فی ملکہ او من اشتراہا بعد التعلیق طلقت وعتق افاد الفرق بقولہ لوجود الشرط بلا مانع لصحۃ تعلیق طلاق المنکوحۃ بای شرط کان ملخصا اور اگر زوج یا مولی نے کہا کہ اگر مین کسی لونڈی کو حرم بناؤن تو تو مطلقہ ہی یا میرا غلام آزاد ہی پھر اسنے حرم بنایا اس لونڈی کو جو اسکی ملک مین تھی یا اس لونڈی کو جسکو خرید کیا بعد اس تعلیق کے تو زوجہ اسکی مطلقہ ہوگی اور غلام اسکا آزاد ہو جاویگا اور فرق بیان کیا مصنف نے اس مثال مین اور مثال سابق مین اپنے قول لوجود الشرط سے یعنی طلاق واقع ہوئی بسبب پائے جانے شرط طلاق کے بلا مانع بسبب صحیح ہونے طلاق منکوحہ کے ہر شرط سے اس فرق کو یاد رکھنا چاہیے ہم ایک عالم ہمعصر صاحب بحرالرائق سے خطا ہو گئی کہ اسنے تعلیق طلاق بالتسری کو تعلیق حریت بالتسری پر قیاس کیا یعنی جیسے ان تسریت امۃ فھی حرۃ کہنے سے وہ لونڈی آزاد نہین ہوتی جو بعد اس تعلیق کے خرید ہوئی اور حرم بنی اسیطرح ان تسریت امۃ فانت طالق کہنے سے منکوحہ مطلقہ نہوگی اگر بعد تعلیق کے لونڈی خرید ہو کر حرم بنائی گئی حالانکہ یہ قیاس غلط ہی اسواسطے کہ تعلیق حریت کی بدون ملک یا اضافت الی الملک کے صحیح نہین لہذا وہ لونڈی آزاد نہین ہوئی بخلاف طلاق منکوحہ کے کہ اسکی تعلیق ہر شرط سے صحیح ہی شارح نے محافظت وجہ فرق کا اسواسطے امر کیا تا دوسرا عالم نہ خطا کرے **کل مملوک لی حر عتق عبیدہ ومدبروہ ومدبرین فی نیۃ الذکور لا الاناث و امہات اولادہ لملکہ یدا و رقبۃ** اور ہر مملوک میرا آزاد ہی تو اس قول سے اسکے سب غلام اور مدبر اور اسکی سب لونڈیان ام ولد آزاد ہو جاوینگی بسبب انکے مملوک ہونیکے تصرف کی راہ سے اور ذات کی راہ سے اور دیانۃ اسکی تصدیق کیجاویگی ذکور کی نیت مین نہ اناث کی نیت مین ہم یعنی اگر مولی کہے کہ مین نے اس قول سے غلامون کی آزادی کی نیت کی نہ لونڈیون کی تو دیانۃ اسکی تصدیق ہوگی نہ قضاء اسواسطے کہ تخصیص عام کی دیانۃ صحیح ہی نہ قضاءً اور اگر کہے کہ مین نے اس قول سے لونڈیون کا عتق مراد لیا نہ غلامون کا تو مطلقاً تصدیق نہوگی اسواسطے کہ ہر چند مملوک کا لفظ ذکور کے واسطے ہی نہ اناث کے واسطے کہ انثی کو مملوکہ کہتے ہین لیکن جب ذکور اور اناث مختلط ہون تو لفظ مذکر کا مستعمل ہوتا ہی بطریق تغلیب کے تو اسصورت مین اناث کی نیت لغو ہوگی کذا فی الطحطاوی **لا مکاتبہ الا بالنیۃ ومعتق البعض کالمکاتب** لعدم الملک یدا نہ آزاد ہوگا قول مذکور سے مکاتب اسکا مگر مکاتب کی نیت کرنے سے اور جو غلام کہ کچھ آزاد ہو چکا ہی وہ مکاتب کے مانند ہی بسبب عدم ملک کے مکاتب پر از راہ تصرف وفی الفتح ینبغی فی کل مرقوق لی حر ان لا یعتق المکاتب لا ام الولد الا بالنیۃ اور فتح القدیر مین ہی اس قول مین کہ ہر مرقوق میرا آزاد ہی لائق یہ ہی کہ مکاتب آزاد ہو نہ ام ولد مگر نیت سے اسواسطے کہ ام ولد مین رقیت کمتر ہی مکاتب سے **ہذہ طالق او ہذہ و ہذہ طلقت الاخیرۃ وخیر فی الاولیین وکذا العتق والاقرار** لان او لاحد المذکورین وقد ادخلہا بین الاولیین وعطف الثالث علی الواقع منہما فکان کاحدکما طالق وہذہ کہا زوج نے اپنی تین عورتون سے اشارہ کر کے کہ یہ مطلقہ ہی یا یہ اور یہ تو پچھلی عورت مطلقہ ہوگی اور اسکو اختیار دیا جاویگا پہلی دو عورتون مین جسکو چاہے انمین سے ایک کو طلاق دے اور یہی حکم ہی عتق اور اقرار کا اسواسطے کہ لفظ او جسکا ہندی مین یا ترجمہ ہی دو امر مذکورین سے ایک امر کے واسطے ہی اور اسکو زوج نے داخل کیا ہی پہلی دو عورتون کے درمیان مین اور عطف کیا تیسری عورت کو اس مطلقہ پر جسپر ان دونون مین سے طلاق واقع ہوئی ہی تو قول مذکور اس قول کے مانند ہو گیا کہ تم دو عورتون سے ایک مطلقہ ہی اور یہ مطلقہ ہی ہم اور عتق کی مثال یون ہی کہ مولی نے اپنے تین غلامون سے کہا کہ یہ غلام آزاد ہی یا یہ تو تیسرا غلام آزاد ہوگا اور پہلے دو غلامون مین تعیین عتق کا مولی کو اختیار رہیگا بدلیل مذکور اور اقرار کی مثال یہ ہی کہ زید کے مجھپر ہزار درم ہین یا خالد کے اور محمود کے تو پانسو درم محمود کے ثابت ہونگے اس اقرار سے اور باقی پانسو مین مقر کو بیان کا اختیار ہی چاہے زید کے واسطے اقرار کرے چاہے خالد کے واسطے کذا فی المنح ولا یصح عطف ہذہ الثالثۃ علی ہذہ الثانیۃ للزوم الاخبار عن المثنی بالمفرد اور صحیح نہین اس تیسری عورت کا عطف کرنا اس دوسری عورت پر بسبب لزوم خبر مفرد کے مثنی سے ہم یہ جواب ہی فتح القدیر کے اعتراض کا خلاصہ اعتراض کا یہ ہی کہ ہذہ ثالثہ کا عطف بالواو محتمل ہی کہ ہذہ ثانیہ پر ہو تو اسصورت مین تیسری پر طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ اب تردید واقع ہوئی فقط اولی کے درمیان مین اور ثانیہ اور ثالثہ کے درمیان مین ساتھی تو زوج پر بیان طلاق لازم ہوگا خلاصہ جواب یہ ہی کہ عطف ثالثہ کا ثانیہ پر نہین ہو سکتا اسواسطے کہ خبر اول مفرد ہی یعنی ہذہ طالق تو خبر ثانی بھی مفرد ہوگی تو تقدیر کلام یون ہوگی کہ ہذہ طالق او ہاتان طالق حالانکہ تثنیہ کی خبر مفرد نہین واقع ہوتی اور خبر کو

[illegible] مطلقہ ہوئی [illegible] صورت [illegible] حضرت [illegible] مطلقہ

[illegible] ثلث ... اثنان ... ثلاث ... ان قال نے ادا ... ان ... تحقیق

... اختار الایجاب الاول تحقق الاول ... ان اختار الایجاب الثانی تحقق الخیر ان وطلقت

... حیرت ... اسوقت ہر جب ثانی ثلاث کی خبر ... کیا ... کہا کہ یہ عورت مطلقہ ...

مطلقہ ... الثانی ... اسوقت ... صورت مین ... عورت پر طلاق واقع ہوگی ... قول کو اختیار ... کیا اور

... ایجاب ... اختیار کرے تو اول غلام تو آزاد ہوگا اور یہی عورت تو مطلقہ ہوگی اور اگر ایجاب ثانی کو اختیار کیا تو پچھلے دونون غلام آزاد ہوجائینگے اور پچھلی دونو

عورتین مطلقہ ہونگی حلف لا یساکن فلانا فساکنہ فی عرصۃ دار ... حنث عند ابی یوسف ... یعنی قسم کھائی کہ سکونت کریگا فلانے کے ساتھ پھر سکونت کیا

حالف نے ... حالت کے عیال کے ساتھ ساکن ہوا تو وہ حانث ہوگا امام کے نزدیک نہ ابی یوسف کے نزدیک اور قول ثانی مفتی بہ ہے اس مسئلہ کو ... ابہ

دخول ... ہر چنانچہ شارح ... اس مسئلہ کو مع التفاوت ... ذکر کر چکے ہو قال لعبدہ ان لم تات ... فی شرح ... حنث عند الثانی لا عند الثالث ... کہا

اپنے غلام سے کہ اگر آج کی رات تو نہ آیا تاکہ ... تو تو آزاد ہو ... پھر غلام آیا سو ... جھگڑا تو حانث ہوگا ابی یوسف کے نزدیک نہ محمد کے نزدیک اور یہی قول

مفتی بہ ہو ... فی الحاق الشرط بالیمین المعقود بعد السکوت فصحہ الثانی وابطلہ الثالث ولہذا فلا حنث فی ان کان کذا فکذا وسکت ثم قال ان کان کذا ... کذا

اختلاف صاحبین کا ہر شرط کے ملانے مین یمین منعقود کے ساتھ بعد سکوت کے تو اس شرط ملانے کو صحیح کہا ہر امام ابو یوسف نے اور اسکو باطل کہا ہر محمد نے اور یہی محمد کا قول

مفتی بہ ہو تو حنث ہوگا اسطرح کہنے مین کہ اگر ایسا ہو تو ایسا اور چپ ہوگیا پھر بولا اور نہ ایسا پھر ظاہر ہوا کہ ایسا ہی تھا کذا فی الخانیۃ مگر شارح کی عبارت مین نہایت اجمال

و دقت ہر کہ ہر شخص اسکو سمجھ نہین سکتا اور خانیہ کی عبارت صاف ہر تو اسکا ذکر کرنا واجب ہوا خلاصہ عبارت خانیہ کا یہ ہر کہ ایک مرد نے اپنے پڑوسی سے کہا کہ میری عورت

تیرے پاس رات کو رہی تو اسکے پڑوسی نے کہا کہ اگر تیری عورت میرے پاس رات کو رہی ہو تو میری عورت کو طلاق ہر اور یہ کہکر چپ ہو رہا ایک ساعت پھر اسکے بعد اسکے

کہا او لا غیر العین تیری وجہ کے سوا کبھی کوئی عورت میرے پاس نہین رہی پھر ظاہر ہوا کہ حالف کے پاس دوسری عورت تھی تو نصیر بن یحیی نے کہا کہ حالف کی عورت مطلقہ ہوگئی اور

محمد بن سلمہ نے کہا کہ مطلقہ نہوئی اور ان دونون عالمون کا جواب مختلف ہوا بسبب اختلاف صاحبین کی شرط کے ملانے مین ساتھ یمین معقود کے بعد سکوت کے ابو یوسف نے کہا کہ الحاق

شرط صحیح ہر اسی قول کو نصیر بن یحیی نے لیا اور محمد نے کہا کہ الحاق شرط کا یمین سے بعد سکوت کے صحیح نہین اور اس قول کو محمد بن سلمہ نے لیا اور یہی پر فتوی ہر اسواسطے

کہ سکوت مانع ہر لحاق جزا کو ساتھ شرط کے تو دوسری شرط کے الحاق کو بھی سکوت مانع ہوگا یہ اختلاف صاحبین کا اسوقت ہر جب شرط سے منفعت ہو حالف کی اور اگر

شرط کے الحاق مین اسکا فائدہ ہوتا ہو تو بالاتفاق الحاق جائز نہین استتے کذا فی الطحطاوی

باب اليمين في البيع والشراء والصوم والصلوة وغيرها

یہ باب ہر بیع اور شراء اور صوم اور صلوۃ وغیرہ کی یمین کے احکام مین الاصل فیہ ان کل فعل تعلق حقوقہ بالمباشر کالبیع والاجارۃ لا حنث بفعل مامورہ وکل تعلق حقوقہ بالآمر

کالنکاح والصدقۃ وما لا حقوق لہ کالعارۃ والابراء حنث بفعل وکیلہ ایضا لانہ سفیر ومعبر قاعدہ اس باب مین یہ ہر کہ جو فعل ایسا ہو جسکے حقوق مباشر اور عاقد کے ساتھ متعلق ہوتے

ہون چنانچہ بیع اور اجارہ تو اس پر حنث نہین ہوتا اسکے امور کے کرنے سے مامور سے مراد وکیل اور رسول ہر اور جو فعل ایسا ہو جسکے حقوق امر سے متعلق ہوتے ہون

جیسے نکاح اور صدقہ اور وہ فعل جسکے حقوق نہوتے ہون جیسے عاریت دینا اور ابراء کرنا تو ایسے امر حانث ہوگا اپنے وکیل کے فعل سے بھی جیسے اپنے

کرنے سے حانث ہوتا ہر اسواسطے کہ وکیل ایسے فعل مین محض سفیر اور معبر ہوتا ہر ہم عقود تین قسم پر ہین ایک وہ ہین جنکے حقوق عاقد اور مباشر سے متعلق ہوتے ہین اثبات

جیسے بیع اور شراء اور اجارہ اور قسمت اور مانند اسکے دوسری قسم وہ ہین جنکے حقوق عاقد سے متعلق نہین ہوتے بلکہ جسکے واسطے عقد کیا ہو اس سے متعلق ہوتے ہین چنانچہ نکاح و طلاق

اور عتاق اور کتابت اور خلع اور صدقہ اور تیسری قسم وہ عقود ہین جنمین کچھ حقوق نہین چنانچہ اعارہ اور ابراء اور قرض کذا فی النہر عن الخانیہ یحنث بالمباشرۃ بنفسہ لا بالامر اذا کان
ممن یباشر بنفسہ فی البیع ومنہ الہبۃ بعوض ظہیریہ حانث ہوگا خود اپنے کرنے سے نہ امر کرنے سے جبکہ حالف اُس قسم کے لوگون مین ہو جو بذات خود کرتے ہون بیع مین اور بیع مین ہبہ
بالعوض بھی داخل ہے کذا فی الظہیریہ جو قسم کھائی کہ بیع نہ کریگا تو اگر حالف خرید فروخت کرنے والون مین ہوگا تو بذات خود بیع یا ہبہ بالعوض کرنے سے حانث ہوگا اور اگر اُسکی طرف سے وکیل نے
بیع کی تو حانث نہوگا اسیطرح عقود آیندہ مین سمجھنا چاہیے والشراء ومنہ السلم والاقالۃ قبل التعاطی شرح وہبانیہ اور بشرط مذکور خود خرید کرنے مین حانث ہوگا اور خرید مین سلم
اور اقالہ بھی داخل ہے اور بعضون کے نزدیک تعاطی بھی کذا فی شرح الوہبانیہ ہم ظہیریہ مین عام شراء کے حلف مین اُس اقالہ سے حنث مذکور کیا ہے جو بقیمت سابق اقالہ ہوا ہو تو
اطلاق شارح کا غیر مناسب تھا بلکہ اسکا حذف کرنا اولی ہے والاجارۃ والاستیجار فلو حلف لا یوجر ولہ مستغلات اجرتہا امراتہ واعطتہ الاجر لم یحنث کمن حلف لا یودی الناس کم
وکاخذ اجرۃ شہر قد سکنوا فیہ بخلاف شہر لم یسکنوا فیہ ذخیرہ اور بذات خود اجارہ دینے اور اجارہ لینے مین حانث ہوگا تو اگر قسم کھائی کہ اجارہ نہ دیگا اور اُسکے مکانات مین جنکو
اُسکی زوجہ نے اجارہ دیا اور اُنکی اجرت زوجہ نے زوج کو دی تو حانث نہوگا چنانچہ اُن مکانات کو اُنکے رہنے والون کے ہاتھ مین چھوڑنے سے حانث نہین ہوتا اور جیسے
اُس مہینے کے کرایہ لینے سے جسمین لوگ سکونت کر چکے ہین حانث نہین ہوتا بخلاف اُس مہینہ کی اجرت لینے کے جسمین اُنھون نے سکونت نہین کی کذا فی الذخیرہ اسواسطے
کہ آیندہ مہینہ کا کرایہ لینا درحقیقت خود اجارہ دینا ہے لہذا حانث ہوگا والصلح عن مال وقیدہ بقولہ مع الاقرار لانہ مع الانکار سفیر اور بذات خود صلح کرنے مین
مال سے بشرط اقرار کے حانث ہوگا اور مصنف نے اقرار کی قید اسواسطے لگائی کہ ساتھ انکار کے وکیل سفیر محض ہوتا ہے جو قسم کھائی کہ مال سے صلح نہ کریگا تو اگر مدعا
علیہ اقرار کرتا ہے مدعی کے دعوی کا تو حالف خود صلح کرنے سے حانث ہوگا اور وکیل کے صلح کرنے سے حانث نہوگا اور اگر مدعا علیہ اُسکے دعوی کا منکر ہے تو اس
صورت مین وکیل سفیر محض ہے تو خود صلح کرنے سے اور وکیل کی صلح سے دونون طرح حانث ہوگا یہ حکم اُسوقت ہے جب صلح مدعا علیہ کی طرف سے ہو اور اگر صلح
مدعی کی طرف سے ہے تو مطلقا حانث نہوگا نہ اپنی صلح سے نہ وکیل کی صلح سے کذا فی الطحطاوی عن البحر والقسمۃ والخصومۃ وضرب الولد ای الکبیر لان الصغیر یملک ضربہ
فیملک التفویض فیحنث بوکیلہ کالقاضی اور قسمت کرنے اور خصومت کرنے اور ولد کبیر کے مارنے سے حانث ہوگا ولد کبیر کی قید اسواسطے لگائی کہ ولد صغیر کے مارنے کا باپ
مالک ہے تو تفویض ضرب کا بھی مالک ہے تو وکیل کے مارنے سے بھی حانث ہوگا مانند قاضی کے یعنی جسکا مارنا قاضی کو حلال ہے تو اُسکے مارنے کا دوسرے کو امر کرنا بھی صحیح ہے تو وکیل
کے مارنے سے حانث ہوگا اور مانند قاضی کے سلطان اور محتسب اور معلم ہے کذا فی الطحطاوی عن القہستانی وان کان الحالف ذا سلطان کقاض وشریف ولا
یباشر ہذہ الاشیاء بنفسہ حنث بالمباشرۃ وبالامر ایضا لتقیید الیمین بالعرف وبمقصود الحالف اور اگر حالف صاحب حکومت ہو مانند قاضی اور شریف کے کہ ان اشیاء
مذکورہ کو بذات خود نہ کرتے ہون تو حانث ہوگا خود کرنے سے اور اُسکے امر کرنے سے بھی بسبب مقید ہونے یمین کے ساتھ عرف کے اور ساتھ مقصود حالف کے یعنی اگر حالف
اشیاء مذکورہ مین یہ قصد کرے کہ نہ خود کریگا نہ اُسکا مامور کریگا تو صحیح ہے وان کان یباشر مرۃ ویفوض اخری اعتبر الاغلب وقیل یعتبر السلعۃ فلو مما یشتریہا
بنفسہ لشرفہا لا یحنث بالوکیل والا حنث اور اگر حالف ایسا ہو کہ اشیاء مذکور کو گاہے خود کرتا ہو اور گاہے دوسرے کو تفویض کرتا ہو تو غلبہ معتبر ہوگا یعنی اگر مباشرت غالب ہوگی
تو اپنے فعل سے حانث ہوگا اور اگر تفویض غالب ہوگی تو وکیل کے فعل سے حانث ہوگا اور بعضون نے کہا قماش اور جنس معتبر ہے تو اگر وہ جنس ایسی ہے کہ خود اُسکو خرید کرتا ہو
بسبب اُسکی عمدگی اور خوبی کے تو یمین وکیل کے فعل سے حانث نہوگا اور اگر ذلیل چیز ہو تو وکیل کے فعل سے حانث ہوگا ویحنث بفعلہ وفعل مامورہ فی القرض لم یقل وکیلہ لان
ہذا النوع الاستقراض والتوکیل بہ غیر جائز اور حانث ہوگا اپنے فعل اور اپنے مامور کے فعل سے مصنف نے مامور کہا وکیل نہ کہا اسواسطے کہ اس نوع مین استقراض بھی
داخل ہے اور استقراض مین وکیل کرنا جائز نہین ہم توکیل استقراض مین اسواسطے جائز نہین کہ اگر وکیل یون کہے کہ مجھکو قرض دے اتنا تو مبلغ کا مالک وکیل ہوگا نہ موکل اور
اگر استقراض کی نسبت موکل کی طرف کرے اسطرح کہ فلانا شخص تجھسے قرض مانگتا ہے تو یہ رسالت اور امر ہے توکیل نہین اور رسالت استقراض مین جائز ہے جسکو
مامور کا لفظ شامل ہے کذا فی الطحطاوی عن الزیلعی فی النکاح لا الانکاح حانث ہوگا اپنے فعل اور مامور کے فعل سے نکاح مین نہ نکاح کرا دینے مین یعنی اگر قسم کھائی کہ نکاح نہ کریگا تو اگر

اجازت خود دیتا یا کسی کو وکیل کیا سوائے اُسکے عقد کیا دونون صورت مین حانث ہوگا اور اگر فضولی نے نکاح کر دیا بعد مین کہے تو اجازت قولی سے حانث
ہوگا بقول مختار اور اجازت فعلی سے حانث نہوگا یہی قول پر فتوی ہے کذا فی النہر اور اگر قسم کھائی کہ غیر کو نکاح کر دیگا تو یمین اپنے نفس سے متعلق ہوگی وکیل کے نفس سے
والطلاق والعتاق ان تلفظ بہ الکلام بعد الیمین لا بالتعلیق بدخول قبلہا اور حانث ہوگا مطلقاً طلاق و عتاق مین دونون صورت مین کہ بسبب قسم کے
بعد یمین کے پایا گیا ہو یا قبل یمین کے مانند دخول دار کے تعلیق کی کذا فی شرح الملتقی ہم طلاق اور عتاق مین قولی کی ہو سکتے قید لی کہ طلاق فعلی سے حانث نہین
ہوتا طلاق فعلی کی یہ صورت ہو کہ فضولی نے طلاق دی اور زوج نے اسکو باجازت فعلی جائز رکھا اور تعلیق کی یہ صورت ہو کہ زوج نے زوجہ سے کہا کہ اگر تو گھر مین داخل
ہوئی تو تو طالق ہو یا مولی نے کہا غلام سے کہ اگر تو گھر مین داخل ہوگا تو تو آزاد ہو بعد اُس تعلیق کے قسم کھائی کہ طلاق نہ دیگا اور آزاد نکریگا بعد اُسکے دخول دار سے طلاق
یا عتاق پایا گیا تو حانث نہوگا نہ زوج نہ مولی والخلع والکتابۃ والصلح عن دم عمد اور نکاح کیا اور حانث ہوگا مطلقاً خلع و کتابت و قتل عمد کی صلح کر لینے
یا اجازت کی صلح کرنے سے چنانچہ مذکور ہو چکا یعنی صلح عن المال مین والہبۃ ولو فاسدۃ او بعوض اور حانث ہوگا مطلقاً ہبہ کرنے مین اگرچہ ہبہ فاسد ہو یا ہبہ بالعوض
ہو یہ قول شارح کا منافی ہو قول سابق کے یعنی اس باب کے اول مین شارح نے بروایت ظہیریہ ہبہ بالعوض کو در حکم بیع کیا ہو اور حکم بیع کا یہ ہو کہ اپنے فعل سے
حانث ہوتا ہو نہ مامور کے فعل سے اور یہان وافق روایت خبر نہالی کے ہبہ بالعوض کو ان عقود مین داخل کیا جنمین اپنے فعل سے بھی حانث ہوتا اور مامور کے فعل سے بھی
کذا فی الطحطاوی والصدقۃ والقرض والاستقراض وان لم یقبل اور حانث ہوگا مطلقاً صدقہ اور قرض دینے اور قرض لینے مین اگرچہ ہبہ اور صدقہ [illegible]
یعنی قبول نکیا ہو ہم نہر الفائق مین کہا کہ لم یقبل ہبہ اور صدقہ کی طرف رجوع ہو وضرب العبد قیل الزوجۃ اور حانث ہوگا مطلقاً غلام کے مارنے مین اور بعضون
کے نزدیک زوجہ کے مارنے مین بھی ہم نہر الفائق مین کہا الضرب زوجہ بعضون کے نزدیک ضرب عبد کے مانند ہو اور بعضون کے نزدیک ضرب لڑکے مانند ہو والبناء والخیاطۃ
وان لم یحسن ذلک خانیہ اور حانث ہوگا مطلقاً مکان کی تعمیر اور کپڑا سینے مین اگرچہ اسکو خوب نہ کر جانتا ہو کذا فی الخانیۃ والذبح والایداع والاستیداع اور ذبح کرنے
مین اور کسی کے پاس ودیعت رکھنے مین اور کسیکی ودیعت قبول کرنے مین وکذا الاعارۃ والاستعارۃ ان اخرج الوکیل الکلام مخرج الرسالۃ والا فلا حنث تاتارخانیہ اسی
طرح عاریت دینے اور عاریت مانگنے مین بشرطیکہ وکیل نے اعارہ اور استعارہ مین بطور پیام کے کلام کیا ہو اور نہین تو حنث ثابت ہوگا وکیل کے فعل سے کذا فی تاتارخانیہ
ہم حلبی محشی نے کہا کہ کلام شارح کا باتباع صاحب نہر اسکو مقتضی ہو کہ یہ حکم یعنی وکیل کا کلام بطور پیام کے ہونا اعارہ اور استعارہ مین مخصوص ہو حالانکہ نکاح اور بعد نکاح
مین وکیل محض سفیر ہو تو موکل کی طرف اضافت کرنا کلام کا سب عقود مذکورہ مین ضرور ہو چنانچہ کتاب الوکالہ مین اسکی تصریح آویگی اور القاب کرنا تاتارخانیہ کی عبارت
تمام ہوگی سب مسائل مین ناقل کو خصوصیت کا وہم ہوگیا ہو تو اسکی طرف مراجعت کرنا چاہیے وقضاء الدین وقبضہ والکسوۃ ولیس منہا التکفین الا اذا اراد بہ
التملیک سراجیہ اور حانث ہوگا مطلقاً قرض ادا کرنے اور قرض کے قبضہ کرنے اور لباس دینے مین اور کفن دینا کسوہ مین داخل نہین مگر یہ کہ لباس دینے سے [illegible]
مراد رکھے تملیک تو البتہ کفن دینے والے سے بھی حانث ہوگا کذا فی السراجیہ ہم قسم کھائی کہ اسکو لباس دیگا تو اپنے دینے اور وکیل کے دینے سے حانث ہوگا لیکن اگر
محلوف علیہ کو کفن دیگا تو حانث نہوگا مگر یہ نیت مذکور اسواسطے کہ لباس دینا عبارت ہو تملیک لباس سے اور میت لائق تملیک کے نہین والحمل اور حانث ہوگا
مطلقاً بوجھ لادنے مین یعنی اگر قسم کھائی کہ اس جانور پر بوجھ نلادیگا تو اپنے لادنے اور وکیل کے لادنے سے حانث ہوگا اور مراد حمل سے حمل بلا اجارہ ہو اسواسطے کہ اجارہ کی صورت
مین وکیل کے فعل سے حانث نہین ہوتا چنانچہ قبل اسکے مذکور ہو چکا وذکر منہا فی البحر نیفا واربعین اور بحر الرائق مین اشیاء مذکورہ جنمین اپنے فعل سے حانث ہوتا ہو چالیس
اور چند عقود کو ذکر کیا ہو ہم نہر الفائق مین ان امور سے جو لیس امر کو ذکر کیا ہو باستثناء تو یہی امور مین جنکو ماتن نے ذکر کیا ہو باقی مذکور ہوتے ہین ہدم وقطع قتل شرکت نہر
زوجہ ضرب ولد صغیر تسلیم شفعہ اذن نفقہ وقف قربانی حبس تعزیر بنسبت حاکم حج وصیت حالانکہ کفالت قضاء شہادت اقرار تولیت وفی النہر عن شارح الوہبانیۃ نظم

والذی فلا حنث فیہ بفعل الوکیل لانہ لا حق یسیر الی حنثہ فیا بیقے نقال [illegible] بیع شراء صلح مال خصومۃ اجارۃ استیجار الضرب لابنہ کذا [illegible]

والحنث فی غیرہا اثبت اور نہر الفائق مین شارح وہبانیہ سے منقول ہی کہ میرے والد نے منظوم کیا ہی اُن مسائل کو جنمین وکیل کے فعل سے حنث نہین ہوتا اور

کر وہ کم ہین اس طرف اشارہ کر دیا نظم سے کہ انکے سوا باقی مسائل مین حنث ثابت ہی وکیل کے فعل سے تو یون کہا ہی کہ وکیل کے فعل سے حانث نہین ہوتا حالف بیع شرا صلح

مال خصومت اجارہ استجارہ ضرب ولد قسمت مین اور ان مسائل کے غیر مین حنث ثابت ہی نہ لام دخل مبتدا خبرہ اقتضی الآتی علی فعل اراد بدخولہا علیہ قربہا منہ بان

تجری فیہ النیابۃ للغیر کبیع وشراء واجارۃ وخیاطۃ وصباغۃ وبناء اقتضی ای اللام امرہ ای توکیلہ لیخصہ بہ ای بالمحلوف علیہ اذ اللام للاختصاص والتحقیق

الا بامرہ المقید للتوکیل اور جو لام کہ داخل ہوا اُس فعل پر جسمین غیر کے واسطے نیابت جاری ہی چنانچہ بیع اور شرا اور اجارہ اور درزی گری اور زرگری اور معماری

تو لام مذکور مقتضی ہوگا اُسکے امر کو یعنی اُسکے وکیل کرنے کو تاکہ مخصوص کر دے فعل کو ساتھ اُسکے تاکہ لام اس فعل کے اختصاص کا ساتھ محلوف علیہ کے فائدہ بخشے اسواسطے

کہ لام موضوع ہی واسطے اختصاص کے اور یہ اختصاص بدون اُسکے امر کے جو توکیل کا مفید ہی تحقیق نہین ہوتا شارح نے کہا کہ مصنف کی عبارت مین لام کا لفظ مبتدا ہی اور خبر

اُسکی لفظ اقتضی ہی اور دخول لام علی الفعل سے مراد یہ ہی کہ لام قریب ہو فعل سے کذا صرح ابن کمال فی الیضاح الاصلاح یعنی یہ کوئی نہ سمجھے کہ دخول سے متعلق ہونا لام کا ساتھ

فعل کے مراد ہی یا خود فعل پر لام کا داخل ہونا مراد ہی بلکہ قرب بلا فاصلہ مراد ہی چنانچہ بعت لک بخلاف بعت ثوبا لک کہ علینی نے کہا لام سے مراد لام اختصاص ہی نہ لام تعریف اور

تطہیر سے ظاہر ہوتا ہی کہ محلوف علیہ کے امر مین یہ شرط ہی کہ اُسنے خاص اپنی ذات کے واسطے امر کیا ہو غیر کو اور مطلق امر اُسکا مراد نہین کذا فی الطحطاوی فلم یحنث فی ان

بعت لک ثوبا ان باعہ بلا امرہ لانتفاء التوکیل سواء ملکہ ای المخاطب ذلک الثوب او لا بخلاف الوقال ثوبا لک فانہ یقتضی کونہ ملکا کما یجی تو اس یمین ان بعت

لک ثوبا مین یعنی یوں کہے کہ اگر بیع کرون تیرے واسطے کپڑا تو ایسا ہو حانث نہوگا اگر اُسکو بدون امر مخاطب کے بیچا یسبب پائے جانے توکیل کے خواہ مخاطب اُس

کپڑے کا مالک ہو یا نہو بخلاف اسکے کہ یون کہے ان بعت ثوبا لک یعنی جبکہ لام فعل کے نزدیک نہو تو یہ ترکیب کپڑے کے مملوک ہونے کی واسطے مخاطب کے مقتضی ہی چنانچہ اسکے

بعد بلا فاصلہ آتا ہی بیان اُسکا مع ان بعت لک ثوبا مین لام اُس فعل کے قریب واقع ہوا ہی جسمین غیر کی نیابت ہو سکتی ہی لہذا حنث اس یمین کی توکیل پر موقوف ہوگیا نہ مخاطب

کی ملک پر تو اگر مخاطب نے غیر مملوک کپڑے کی بیع کے واسطے متکلم کو وکیل کریگا تو اُسکی بیع سے حانث ہوگا جیسے اُسکی مملوک کی بیع سے حانث ہوگا فان دخل اللام علے

عین ای ذات او علی فعل لا یقع ذلک الفعل عن غیرہ ای لا یقبل النیابۃ کاکل وشرب ودخول وضرب الولد بخلاف العبد فانہ یقبل النیابۃ اقتضی دخول اللام

ملکہ ای ملک المخاطب للمحلوف علیہ لانہ کمال الاختصاص سو اگر لام داخل ہو عین پر یعنی ذات پر یا اُس فعل پہ داخل ہو جو غیر سے واقع نہین ہوتا یعنی قابل نیابت

کے نہین ہی جیسے کھانا اور پینا اور داخل ہونا اور ولد کا مارنا بخلاف غلام کے مارنے کے کہ وہ قابل نیابت ہی تو دخول لام مذکور اُسکی ملک کا مقتضی ہی یعنی مخاطب کی ملکیت

واسطے محلوف علیہ کے اسواسطے کہ مالک ہونے مین نہایت اختصاص ہی ہم لام ہر حال مین اختصاص کا مفید ہی لیکن پہلی صورت مین اختصاص امر کی طرف منصرف ہی اور یہان ملک

کی طرف فیحنث فی ان بعت ثوبا لک ان باع ثوبہ بلا امرہ ہذا نظیر الدخول علی العین وہو الثوب لان تقدیرہ ان بعت ثوبا ہو مملوک لک تو اس یمین مین

ان بعت ثوبا لک یعنی اگر مین بیچون کپڑا واسطے تیرے حانث ہوگا اگر مخاطب کا کپڑا بدون اُسکے امر کے بیچیگا یہ مثال ہی عین یعنی ذات پر لام داخل ہونے کی اور وہ

ذات کپڑا ہی اسواسطے کہ تقدیر کلام یون ہی کہ اگر مین وہ کپڑا بیچون جو تیرا مملوک ہی مع تو اگر مخاطب کا غیر مملوک کپڑا اُسکے امر سے بیع کریگا تو حانث نہوگا وامانظیر دخولہ

علی فعل لا یقع عن غیرہ فذکرہ بقولہ وکذا ای مثل ما مر من اشتراط کون المحلوف علیہ ملک المخاطب نحو ان اکلت طعاما او شربت لک شرابا اقتضی ان یکون

الطعام والشراب ملک المخاطب کما فی ان اکلت طعاما لک لان اللام ہنا اقرب الی الاسم من الفعل والقرب من اسباب الترجیح اور دخول لام کی مثال اُس فعل

پر جو غیر سے بطریق نیابت واقع نہین ہوتا اُسکو مصنف نے اپنے اس قول سے ذکر کیا اور اسی طرح یعنی مثل سابق کے ہی قول مصنف کا محلوف علیہ کے مملوک

ہونے کی اشتراط مین ان اکلت لک طعاما یعنی اگر مین کھاؤن تیرا خاص کھانا یا پیون مخصوص تیرا شربت تو دخول لام کا ان مثالون مین اسکا مقتضی ہی کہ

طعام اور شربت مخاطب کا مملوک ہو چنانچہ ان اکلت طعاما لک مین ملک مخاطب کا مقتضی ہی اسواسطے کہ لام یہان اسم سے قریب تر ہی بہ نسبت فعل کے اور قریب ہونا ترجیح

کے واسطے ہے اور مصنف نے اقتضا مین [illegible] ہو ہو [illegible] مین اس سے [illegible] فی الحقیقت عدم [illegible] بین [illegible] عدم [illegible]

مثل [illegible] حقیقۃ الملک بلکہ [illegible] اختصاص ہے اور صاحب الوسط کی مثال مین [illegible] حقیقت ملک [illegible] [illegible]

تو [illegible] الملک [illegible] سے حانث ہوگا [illegible] حانث ہوگا [illegible] سبب [illegible]

کے [illegible] مصنف نے [illegible] قول [illegible] کرو [illegible] قول [illegible]

مودی نے کہا ہے کہ اسکے قول سے حانث ہوگا جبکہ اختصاص مخاطب سے ثابت [illegible] کذا فی فتح القدیر [illegible]

سے بھی حنث ثابت ہوگا تو شارح کو مناسب تھا کہ [illegible] کذا فی [illegible] ہو ضمیر متصل ہو [illegible]

کے [illegible] تو وہ حال سے خالی نہین [illegible] متوسط ہوگا درمیان فعل اور اسکے مفعول [illegible] کے یا مفعول سے متاخر ہوگا اور دونون صورت مین یا فعل محتمل نیابت کا ہوگا یا

نہین سو اگر نیابت کا محتمل ہو اور دونون [illegible] مین ہے تو وہ لام اختصاص فعل کو فائدہ دیگا اور [illegible] کی حنث کی شرط [illegible] فعل ہوگی جو واقع ہو اس شخص کے

حسکی ضمیر ہے خواہ وہ مین [illegible] مملوک ہو یا نہو [illegible] بدون اسکے امر کے خالی نہین اور اگر لام متاخر ہوگا مفعول سے تو اختصاص مین کا فائدہ [illegible]

اور شرط اس اختصاص کی یہ ہوگی کہ مین [illegible] مملوک ہو خواہ فعل اسکے واسطے واقع ہوا ہو یا دوسرے کے واسطے واقع ہوا ہو اور اگر فعل محتمل نیابت کا نہین تو اسکے حکم مین افتراق [illegible]

کے توسط اور تاخر مین [illegible] حانث ہوگا جبکہ اس فعل کو کریگا خواہ اسکے امر سے خواہ بدون امر اسواسطے کہ فعل نیابت کا محتمل نہین [illegible]

امر اور عدم امر برابر ہوگا تو یہ متعین ہوگیا کہ وہان لام واسطے اختصاص عین کے ہے تاکہ اسکا کلام لغو ہونے سے محفوظ رہے کذا فی فتح . [illegible] غیر ذاتی [illegible]

فیما فیہ تشدید علیہ قضاء وو دیانۃ وفیما لہ ثم الفرق بین الدیانۃ والقضاء انما یتاتی فی الیمین باللہ لان الکفارۃ لا یطالب بہا کما مر اور اگر غیر مذکور کی نیت کریگا تو اسکی تصدیق

قضاء اور دیانۃ کیجاویگی اس امر مین جسمین تنگی اور سختی ہوگی حالف پر اور فقط دیانۃ تصدیق ہوگی اس امر مین جسمین آسانی اور تخفیف ہوگی واسطے حالف کے بعد اسکے

دریافت کرنا چاہیے کہ دیانت اور قضاء کا تفرقہ یمین باللہ مین حاصل نہین ہوتا اسواسطے کہ کفارہ کا مطالبہ قضاء نہین ہم تشدید کی صورت یہ ہے کہ مخاطب کا مملوک

کپڑا بدون اسکے امر کے سیا مسئلہ اولی مین اور اختصاص سے ملک کی نیت کی تو حانث ہوگا اور اگر نیت نکرتا تو حانث نہوتا یا مخاطب کا غیر مملوک کپڑا اسکے امر سے

سیا مسئلہ ثانیہ مین اور اختصاص سے امر کی نیت کی تو حانث ہوگا اور اگر نیت نہوتی تو حانث نہوتا تخفیف کی صورت یہ ہے کہ دونون مسئلون مین بالعکس نیت کرے

یعنے مسئلہ اولی مین اختصاص سے امر کی نیت کرے اور مسئلہ ثانیہ مین اختصاص سے ملک کی نیت کرے تو فقط دیانۃ اسکی تصدیق ہوگی اسواسطے کہ اسنے محتمل کلام کی نیت

کی لیکن قضاء تصدیق نہوگی اسواسطے کہ خلاف ظاہر ہے اور وہ متہم ہے کذا فی النہر قال ان بعتہ او ابتعتہ فہو حر فعقد علیہ بیعا بالخیار انث حنث لوجود الشرط

ولو بالخیار للغیر لا ولو ان اجیز بعد ذلک فی الاصح کما لو قال ان ملکتہ فہو حر لعدم ملکہ عند الامام کہا مولے نے کہ اگر مین غلام کو بیع کرون یا اسکو خرید کرون تو

وہ آزاد ہے پھر اسکی بیع منعقد کی بشرط اپنے اختیار کے تو حانث ہوگا بسبب وجود شرط کے اور اگر خرید یا فروخت بشرط اختیار غیر کے ہوئی تو حانث نہوگا اگرچہ

غیر نے بعد اسکے اجازت بھی دی ہو قول اصح مین چنانچہ اسمین حانث نہین ہوتا اگر یون کہا کہ اگر مین اس غلام کا مالک ہون تو وہ آزاد ہے یعنی پھر

اسکو بشرط اپنے اختیار کے مول لیا تو آزاد نہوگا بسبب اسکے عدم ملک کے نزدیک امام کے اسواسطے کہ خیار شرط مشتری اسکی ملک مین داخل ہونے سے

مانع ہے کذا فی الطحطاوی ہم یہ کہا کہ حانث ہوگا بسبب وجود شرط کے یعنی امام کے نزدیک بیع قیام الملک بیع اور شرا پائی گئی اسواسطے کہ بیع بائع کی ملک سے

خارج نہین بشرط اسکے خیار کے بالاتفاق اور خیار مشتری اگرچہ اسکی ملک کے دخول سے مانع ہے امام کے نزدیک لیکن عتق معلق ہے اسکی تعلیق سے اور معلق منجز کے

مانند ہے تو اگر بعد خرید بشرط خیار کے مشتری عتق کو منجز کرے تو خیار فسخ ہوجاویگا اور عتق واقع ہوگا تو اسیطرح تعلیق مین بھی ملک ثابت ہے کذا فی النہر الفائق

قید بالخیار لانہ لو قال ان بعتہ فہو حر فباعہ بیعا صحیحا بلا خیار لا یعتق لزوال الملک وقیل الیمین لتحقق الشرط والمعنی مصنف نے بیع کو مقید بالخیار کیا اسواسطے کہ اگر یون

کہا کہ اگر مین اسکو بیع کرون تو وہ آزاد ہی پھر اسکو صحیح بیع کر کے بیچا بلا خیار تو غلام آزاد نہو گا بسبب ضائع ہونے بائع کی ملکیت کے حالانکہ تحقیق جزا دون ملک کے نہین
ہوتا اور یمین باطل ہو جاویگی بسبب متحقق ہونے شرط کے کذا فی الزیلعی وحیث الحالف فی المسئلتین بالبیع والشراء الفاسد والموقوف لا الباطل لعدم الملک
وان قبضہ اور حالف حانث ہوگا دونون صورتون مین یعنی بیع اور شرا کی یمین مین حانث ہوگا بیع اور شراء فاسد اور موقوف نہ حانث ہوگا بیع اور شراء باطل
سے بسبب عدم ملک کے اگرچہ مبیع پر قبضہ کرے بخلاف بیع فاسد اور موقوف کے کہ انمین قبض سے مالک ہو جاتی ہی بیع موقوف کی یہ صورت ہی کہ حالف نے مثلاً
غلام کو زید غائب سے بیچا اور فضولی نے اسکی طرف سے قبول کیا چونکہ بائع کی طرف سے قبول کیا تو بائع کی طرف سے غلام آزاد ہو جاویگا کذا فی المنح ولو اشتری مدبرا او مکاتبا
لم یحنث الا باجازۃ قاض و مکاتب اور اگر غلام مدبر اور مکاتب کو مول لیا تو حانث نہوگا مگر قاضی اور مولی کی اجازت سے مثلاً قسم کھائی کہ مثلاً غلام کو نہ خرید کریگا پھر اسنے مدبر
کو خرید کیا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ مدبر محل بیع نہین لیکن چونکہ مدبر کی بیع مین مجتہدون کا اختلاف ہی تو اگر وہ قاضی جسکے مذہب مین مدبر کی بیع جائز ہی حکم جواز
کا دیگا تو اسوقت مین حالف البتہ حانث ہوگا اور اسیطرح حالف مذکور غلام مکاتب کے خرید کرنے سے حانث نہوگا لیکن اگر مکاتب کا مالک اسکی بیع کی اجازت دیگا
تب حالف حانث ہوگا اسواسطے کہ کتابت فسخ ہو گئی مولی کی اجازت سے تو منافی بیع زائل ہوا بیع تمام ہو گئی فرع مسئلہ ملحقہ شارح کا قال لامتہ ان بعت نصفک
شا فانت حرۃ فباع نصفہا من زوج ولدت منہ او من ابیہا لم یقع عتق المولی ولو من اجنبی تقع والفرق فی الظہیریۃ کہا مولی نے اپنی لونڈی سے کہ اگر مین تیری ذات
سے کچھ نصف یا کچھ بیع کرون تو تو آزاد ہی پھر آدھی لونڈی اسکی اس زوج کے ہاتھ بیچی جسکے نطفہ سے یہ لونڈی جن چکی ہی یا لونڈی کے باپ کے ہاتھ اسکو بیچا تو عتق مولی
کا نہ واقع ہوگا اور اگر اسکو اجنبی کے ہاتھ بیچا تو عتق واقع ہوگا اور فرق دونون صورتون کا ظہیریہ مین مذکور ہی ظہیریہ مین وجہ فرق یون مذکور ہی کہ ولادت زوج سے اور نسب
باپ سے مقدم ہی یعنی ولادت اور نسب تعلیق مولی سے سابق الوجود ہی تو وہی واقع ہوگا جو مقدم ہی اور اس امر کا اعتبار اجنبی کے حق مین ممکن نہین کذا فی النہر وانما قید بالبیع
لانہ فی حلفہ لا یتزوج امرأۃ او ہذہ المرأۃ فہو علی الصحیح دون الفاسد فی الصحیح اور مصنف نے حنث کو بیع فاسد کر کے مقید کیا مگر اسواسطے کہ یون قسم
کھانے مین کہ نکاح نکریگا کسی عورت سے یا اس عورت سے تو وہ صحیح نکاح پر محمول ہوگا نہ فاسد پر یعنی اگر قسم کھائی کہ نکاح نکریگا تو صحیح نکاح سے حانث ہوگا نہ فاسد سے
وکذا لو حلف لا یصلی او لا یصوم او لا یحج لان المقصود منہا الثواب ومن النکاح الحل ولا یثبت بالفاسد فلا تحل بہ الیمین بخلاف البیع لان المقصود منہ الملک وانہ
یثبت بالفاسد والہبۃ والاجارۃ کالبیع اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ نماز نہ پڑھیگا یا روزہ نہ رکھیگا یا حج نکریگا تو صحیح نماز اور روزہ اور حج سے حانث ہوگا نہ فاسد سے اسواسطے کہ
مقصود عبادات مذکورہ سے ثواب ہی اور نکاح سے حلت وطی مقصود ہی تو فاسد سے یہ مقصود نہ ثابت ہوگا تو فاسد کے کرنے سے یمین منحل نہوگی یعنی حنث نہ ثابت ہوگا
بخلاف بیع کے اسواسطے کہ مقصود بیع سے ملک ہی اور ملک تو بیع فاسد سے بھی ثابت ہو جاتی ہی اور ہبہ اور اجارہ مانند بیع کے ہی ہبہ فاسد اور اجارہ فاسدہ سے بھی حنث ہوگا ولو
کان ذلک کلہ فی الماضی کان تزوجت او صمت فہو علیہما ای الصحیح والفاسد لانہ اخبار اور اگر وہ سب یعنی نکاح اور صوم اور صلوۃ اور حج زمان ماضی مین ہو جیسا کہ ان تزوجت
یا ان صمت تو وہ دونون پر محمول ہوگا یعنی نکاح صحیح اور فاسد اور صوم صحیح اور فاسد دونون سے حنث ثابت ہوگا اسواسطے کہ زمان ماضی کی قسم اخبار ہی یعنی ماضی سے خبر دینا
مستقبل کا مقصود ہونا ہی نہ حلت اور ثواب اور نام نکاح اور صوم وغیرہ کا صحیح اور فاسد دونون پر برابر بولا جاتا ہی طحطاوی نے کہا کہ شارح کی تمثیل یعنی ان تزوجت یا ان
صمت صحیح نہین اسواسطے کہ یہ ماضی نہین بلکہ مستقبل ہی اسواسطے کہ تعلیق ہی تو بہتر یون مثال دینا تھا کہ ما تزوجت وما صمت ہم ماتن نے اپنی شرح منح الغفار مین ماضی کی یون
مثال دی ہی ان کنت تزوجت او صلیت او صمت یعنی اگر مین نے نکاح کیا ہو یا نماز پڑھی ہو یا روزہ رکھا ہو فان عنی بہ الصحیح صدق لانہ النکاح المعنوی بحر اگر مین نے
نکاح سے نکاح صحیح کا ارادہ کریگا تو اسکی تصدیق ہوگی قاضی کے نزدیک اسواسطے کہ صحیح نکاح تو نکاح حقیقی ہی کذا فی المنح عن البدائع اسواسطے کہ مقصود نکاح یعنی حلت صحیح پر
مترتب ہی شارح نے فقط نکاح کا حکم بیان کیا اور ظاہر یہی حکم صوم اور صلوۃ مین بھی ہی کذا فی الطحطاوی ان لم ابع ہذا الرقیق فکذا فاعتق المولی او دبر فحنث بر
مستلذا فلا یحنث بالمقید فتح او استولد الامۃ حنث لتحقق الشرط لفوات محلیۃ البیع حتی لو قال ان لم ابعک فانت حرۃ فدبرہا او استولدہا عتق اگر مین نہ بیچون اس غلام کو تو ایسا ہو سو مولی نے

تو زوجہ کیا یا اپنے غلام کو تعمیر [illegible] تو حانث ہوگا [illegible] بسبب متعلق ہونے شرط کے اُس بیع کے ذکر سے حانث ہوگا بسبب [illegible]
[illegible] بیع کے شرط [illegible] کہ اسنے فلان سے کہ میں تجھ سے بیع کروں تو آزاد ہے پھر اُسکو بیع کیا یا اور [illegible] تو وہ حانث ہوگا اسلئے [illegible]
[illegible] مصنف نے تعمیر [illegible] تو یہ تعمیر ہے حانث نہوگا [illegible] اسواسطے کہ تعمیر میں [illegible] شرط کے بیع جائز ہو [illegible] بالردۃ
[illegible] سبب [illegible] اسواسطے کہ وہ [illegible] تو یہ دفع قول کیا تو [illegible]
[illegible] کہ ایک [illegible] کی بیع جائز ہو [illegible]
[illegible] شرط [illegible] بیع کے [illegible] پایا گیا پھر حانث کیونکر ہوگا شارح نے کہا ہے [illegible] کا اعتقاد ہے [illegible]
[illegible] معلوم ہوا تو شارح کو مناسب تھا کہ یون کہتا کہ تعبیر تکرار الرق بالردۃ [illegible] ہو یا دفع قول ہو جاتا قالت لہ امرأۃ تزوجت علی فقال
کل امرأۃ لی طالق طلقت المحلفۃ بکسر اللام [illegible] لا و [illegible] فی جامع قاضیخان [illegible] فی الذخیرۃ ان فی الحال الغضب طلقت [illegible]
[illegible] کسی عورت سے کہ تو نے مجھ پر دوسرا نکاح کیا [illegible] نے کہا کہ جو عورت میری ہو وہ مطلقہ ہو تو محلفہ بکسر لام یعنی جس عورت نے اپنے زوج کو حلف دلایا وہ مطلقہ ہوگی
[illegible] کے نزدیک اسواسطے کہ کل امرأۃ میں یہ بھی داخل ہے اور ابو یوسف سے یہ روایت ہے کہ حلف دینے والی عورت مطلقہ نہین اسواسطے کہ [illegible]
[illegible] عورت عطیہ مذکورہ سے مستثنیٰ ہے اور اسی قول کو صحیح کہا ہے [illegible] اور جامع قاضیخان میں ہے کہ اسی قول پر [illegible]
[illegible] زوج نے حالت غضب میں یہ حانث کیا تو وہ بھی مطلقہ ہو اور نہین تو وہ مطلقہ نہین طحطاوی نے کہا کہ محل خلاف اُس صورت میں ہے جب زوج نے
[illegible] طلاق اور عدم طلاق کی نیت نہ کی ہو اور اگر نیت کی تو بالاتفاق موافق نیت کے حکم ہوگا ولو قیل لہ الک امرأۃ غیر ہذہ المرأۃ فقال کل
امرأۃ لی فہی کذا الا طلق ہذہ المرأۃ لان قولہ غیر ہذہ المرأۃ لا تکن ہذہ المرأۃ فلم تدخل تحت کل بخلاف الاول اور اگر زوج سے کسی نے کہا کیا تیری کوئی اور عورت ہے سوائے
اس عورت کے سو اُسنے کہا جو عورت میری ہو سو وہ مطلقہ ہو تو یہ عورت مطلقہ نہوگی اسواسطے کہ قول اُسکا غیر ہذہ المرأۃ احتمال نہین رکھتا ہذہ المرأۃ کا یعنی جب کہا سوائے
اس عورت کے تو یہ عورت اُسکو شامل نہ رہی تو کل امرأۃ کے تحت میں نہ داخل ہوگی تو تقدیر کلام یون ہوگی کہ کل امرأۃ غیر ہذہ المرأۃ فہی طالق بخلاف اول مثال کے کہ وہان
کل امرأۃ میں یہ داخل ہے فروع تتفرع علی الحنث لفوات المحل چند مسائل لکھے شارح کے جو حانث ہونے پر متفرع ہیں بسبب فوت ہونے محل میں کے عنوان لم تصبّنا فی
ہذا الصحن فانت طالق بکسر جیم یعنی زوج کا یون کہنا زوجہ سے کہ اگر تو اس برتن سے مثلاً پانی نہ گراوے اس برتن میں تو طالق ہے پھر عورت نے اُسکو توڑ دیا تو حانث ہوگا
اسواسطے کہ وہ برتن ہی نہ رہا جس سے پانی وغیرہ کا بہانا اور چھڑکنا متصور ہو او ان لم تذہبی فتاتی بہذا الحمام فانت [illegible] زوج نے زوجہ سے یون کہا کہ اگر تو [illegible]
[illegible] کبوتر کو لا دے تو تو مطلقہ ہے پھر کبوتر اڑ گیا تو عورت مطلقہ ہوگی قال لمحرم ان تزوجتک فعبدی حر فتزوجہا حنث لان یمینہ تنصرف الی ما یتصور کہا مرد نے اپنی
محرم عورت سے کہ اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو میرا غلام آزاد ہے پھر اُس سے نکاح کیا تو حانث ہوگا اسواسطے کہ یمین اُسکی منصرف ہوگی اُسکی طرف جو ہو سکتا ہے یعنی عقد
[illegible] لا یتزوج بالکوفۃ فعقد خارجہا لا لان المعتبر مکان العقد قسم کھائی کہ کوفہ میں نکاح نہ کریگا تو اُسکے باہر عقد کرے حانث نہوگا اسواسطے کہ معتبر
عقد کا مکان ہے بحر الرائق میں ہے قسم کھائی کہ کوفہ میں نکاح نہ کریگا پھر نکاح کا ارادہ کیا اور عورت اور مرد دونون کوفہ میں ہین تو اُسکی تدبیر یہ ہے کہ مرد اپنی طرف سے
[illegible] وکیل اپنی طرف سے کرے پھر دونون وکیل شہر سے باہر نکلکر نکاح کردین تو حالف حانث نہوگا اسواسطے کہ معتبر عقد کا مکان ہے کذا فی الطحطاوی
ان تزوجت فہی کذا فطلق امرأۃ ثم تزوجہا ثانیا لا تطلق اعتبارا للغرض وقیل تطلق اگر میں تجھ سے نکاح کرون تو اُسکی عورت مطلقہ ہے پھر اُسنے اپنی زوجہ کو
طلاق دی پھر اُس سے نکاح کیا دوسری بار تو اب وہ مطلقہ نہوگی باعتبار غرض کے یعنی متکلم کو غیرت سے غیر زوجہ مقصود تھا اور دوسرا قول یہ ہے کہ مطلقہ ہوگی
باعتبار عموم لفظ کے حلف لا تتزوج من بنات فلان ولیس لفلان بنت لا یحنث بمن ولدت لہ بعد قسم کھائی کہ مثلاً زید کی بیٹیون سے نکاح نہ کریگا

اور حالانکہ زید کے کوئی بیٹی نہین تو حانث نہوگا زید کی اُس بیٹی کے نکاح سے جو بعد یمین کے پیدا ہوئی کذا فی البحر طحطاوی نے کہا شاید قول محمد کا ہی اسواسطے کہ حاشیہ
شلبی مین فتح القدیر سے یہ منقول ہی قسم کھائی کہ زید کے ولد سے نہ بولیگا اور زید کا کوئی ولد نہین پھر زید کا ایک ولد پیدا ہوا اور حالف اُس سے بولا تو طرفین کے
نزدیک حانث ہوگا اور محمدؒ کے نزدیک حانث نہوگا اسواسطے کہ اصل یہ ہی کہ محمدؒ کے نزدیک وجود ولد وقت یمین معتبر ہی اور طرفین کے نزدیک وقت تکلم کے النکرۃ تدخل
تحت النکرۃ والمعرفۃ لاتدخل تحت النکرۃ فلو قال ان دخل ہذہ الدار احد فکذا او الدار لہ او لغیرہ فدخلہا الحالف حنث لتنکیرہ نکرہ داخل ہوتا ہی نیچے نکرہ کے اور معرفہ
داخل نہین ہوتا ہی نیچے نکرہ کے تو اگر کہا اگر داخل ہوگا اس گھر مین کوئی تو ایسا ہوگا اور وہ گھر حالف کا ہی یا اُسکے غیر کا پھر اُس گھر مین حالف داخل ہوا تو حانث ہوگا
بسبب تنکیر حالف کے م یعنی حالف نے آپ کو قول مذکور مین بلفظ معرفہ نہین مذکور کیا تو حالف نکرہ ہوا لہذا تحت نکرہ داخل ہوگیا یعنی احد کے لفظ مین جسکا ترجمہ کوئی
ہی وہ بھی شامل ہوگیا بموجب قاعدہ مذکورہ ولو قال داری ودارک لا لحنثہ الحالف لتعریفہ اور اگر یون کہا کہ اگر داخل ہوگا میرے گھر مین یا تیرے گھر مین تو حنث
نہوگا حالف کے داخل ہونے سے بسبب تعریف حالف کے یعنی حالف معرفہ ہی بسبب یائے متکلم کے تو تحت نکرہ نہ داخل ہوگا حلبی نے کہا یہ شارح نے لفظ داری کا بیان
کیا نہ دارک کا تو اُسکو مناسب تھا یون کہنا لا لحنث بالحالف والمخاطب لتعریفہما یعنی اگر یون کہا کہ ان دخل دارک احد تو اپنے گھر مین مخاطب کے داخل ہونے سے حانث
نہوگا اسواسطے کہ مخاطب معرفہ ہی بسبب کاف خطاب کے تو احد کے تحت مین نہ داخل ہوگا وکذا لو قال ان مس ہذا الراس احد واشار الی راسہ لا لحنث الحالف بمسہ لانہ متصل بہ
خلقۃ فکان اقوی من المعرفۃ بالاضافۃ بحر وذکرہ المصنف قبیل باب الیمین فی طلاق معزیا للاشباہ اور اسیطرح اگر کہا کہ اگر چھوئے اس سر کو کوئی اور اشارہ کیا متکلم نے
اپنے سر کی طرف تو حالف اسکے چھونے سے حانث نہوگا اسواسطے کہ سر متصل ہی حالف سے بنا بر پیدائش کے تو وہ معرفہ ہوا قوی تر اضافت کے معرفہ سے کذا فی البحر
یعنی تعریف سر کی بسبب اشارہ کرنے کے قوی تر ہی داری کی اضافت سے اور اسکو مصنف نے ذکر کیا ہی باب الیمین سے پہلے طلاق مین اشباہ کی طرف اشارہ کرکے
الا بالنیۃ وفی العلم کان کلم غلام محمد بن احمد احد فکذا دخل الحالف لو ہو کذلک لجواز استعمال العلم فی موضع النکرۃ فلم یخرج الحالف من عموم النکرۃ بحر معرفہ داخل
نہین ہوتا تحت نکرہ کے مگر نیت کرنے سے اور نام مین داخل ہوتا ہی چنانچہ اگر کلام کریگا محمد بن احمد کے غلام سے کوئی تو زوجہ اُسکی مطلقہ ہی حالف داخل
ہوگا تحت نکرہ کے اگر وہ ایسا ہوگا یعنی اگر حالف کا نام بھی محمد بن احمد ہوگا اور وہ بھی اپنے غلام سے کلام کریگا تو حانث ہوگا بسبب جائز ہونے استعمال نام کے
بجائے نکرہ کے تو اسوجہ سے حالف عموم نکرہ سے نہ نکلا کذا فی البحر م جب استعمال نام کا بجائے نکرہ جائز ہوا تو یمین مذکور کی یون تاویل ہوئی کہ اگر کوئی کلام کریگا اُس مرد
کے غلام سے جسکا نام محمد بن احمد ہی تو جسکا نام محمد بن احمد ہوگا اُسکا غلام اسمین داخل ہوگا کذا فی الطحطاوی قلت وفی الاشباہ المعرفۃ لاتدخل تحت النکرۃ الا المعرفۃ
فی الجزاء فتدخل فی النکرۃ التی ہی فی موضع الشرط کان دخل داری ہذہ احد فانت طالق فدخلت ہی طلقت ولو دخل ہو لم یحنث لان المعرفۃ لاتدخل تحت النکرۃ
تمامہ فی القسم الثالث من ایمان الظہیریۃ شارح کہتا ہی اشباہ مین ہی کہ معرفہ داخل نہین ہوتا تحت نکرہ کے مگر وہ معرفہ جو جزا مین واقع ہو یعنی معرفہ اُس نکرہ مین داخل
ہوتا ہی جو شرط کے محل مین واقع ہی چنانچہ اگر داخل ہوگا کوئی میرے اس گھر مین تو تو مطلقہ ہی پھر زوجہ اُسکی جو داخل ہوئی تو وہ مطلقہ ہوگی اور اگر زوج
حالف داخل ہوگا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ معرفہ داخل نہین ہوتا تحت نکرہ کے اور پوری تقریر اسکی ایمان ظہیریہ کی قسم ثالث مین ہی م حموی اشباہ کے محشی نے
کہا کہ زوجہ اگرچہ معرفہ ہی تا خطاب لیکن وہ جزا مین واقع ہی تو اُسکا دخول اُس نکرہ کے تحت مین جو شرط مین واقع ہی صحیح ہی اسواسطے کہ دو جملے مانند دو مختلف
کلاموں کے ہین اور اسیطرح شرط کا معرفہ جزا کے نکرہ کے تحت مین واقع ہوتا ہی کذا فی الطحطاوی بخلاف دخول زوج کے تحت نکرہ کے کہ وہ جائز نہین اسواسطے کہ
ایک ہی جملہ مین یعنی شرط مین دونون واقع ہین وتجب حج او عمرۃ ماشیا من بلدہ فی قولہ علی المشی الی بیت اللہ او الکعبۃ او ارق دما ان رکب لادخالہ النقص ولو
اراد بیت اللہ بعض المساجد لم یلزمہ شئی اور واجب ہوگا حج یا عمرہ پیدل چل کر اپنے شہر سے اس قول مین کہ مجھپر واجب ہی پیدل چلنا بیت اللہ تک یا کعبہ تک اور جانور
ذبح کرے اگر راہ مین سوار ہوا اسواسطے کہ اُسنے نذر مذکور مین نقصان داخل کیا اور اگر لفظ بیت اللہ سے یعنی مسجد کا ارادہ کریگا تو اُسپر کچھ لازم نہوگا نہ قضاءً

... اس واسطے کہ اسنے حقیقی معنی کا ارادہ کیا ہے ... [illegible]

... [illegible] یا ساتھ حج یا عمرے کا احرام ... اس واسطے کہ عرف میں ... [illegible] سبب عرف کے حج یا

عمرے کی نیت کی یا بیت اللہ ... [illegible] ... او مکۃ

الی بیت اللہ او المشی الی الحرم او الی المسجد الحرام او الی باب الکعبۃ او میزابہا ... [illegible] ... یعنی کہا کہ مجھ پر

... پیدل جانا ... مسجد حرام تک یا کعبہ تک ... یا صفا مروہ یا عرفات تک ... واجب نہیں

... سبب عدم عرف کے یعنی ان مسائل مذکورہ میں اور مسائل مذکورہ سابقہ میں ... فرق یہی ہے ... عرف کا ... ولو قیل لہ ان

لم تحج العام فانت حر فقال حججت فشہد بنحرہ بالکوفۃ لم یعتق ... نفی حج اور نفی حج داخل تحت شہادت

لم یعتق وعند محمد ... یعنی اگر مولی نے کہا ... اگر میں اس سال حج نہ کروں تو تو آزاد ہے پھر مولی نے کہا کہ میں نے حج کیا اور

غلام اسکے حج کا منکر ہوا اور دو گواہوں نے گواہی دی کہ اسنے کوفہ میں قربانی کرنے کی گواہی دی تو یہ گواہی مقبول نہ ہوگی بسبب اسکے قائم ہونے کے نفی حج پر

اس واسطے کہ قربانی کرنا حکم قاضی کے تحت میں داخل نہیں اور محمد نے کہا کہ غلام آزاد ہوگا اور ترجیح دی ہے اس قول کو کمال الدین نے فتح القدیر میں ...

ظاہر ... کی گواہی ... کوفہ کی قربانی پر لیکن مقصود اس سے نفی حج ہے اس واسطے کہ کوفہ بہت دور ہے ... [illegible]

... نہیں ہو سکتا اور ... قربانی کا قاضی سے متعلق نہیں تو یہ گواہی نفی حج کی گواہی کے مانند ہوگئی اور حالانکہ نفی کی گواہی مقبول نہیں اور خلاصہ ...

... گواہی نفی پر نہیں ... تو مقبول ہوگی حلف لا یصوم حنث بصوم ساعۃ بنیۃ وان ... قسم کھائی کہ روزہ نہ رکھیگا

تو حانث ہوگا ایک ساعت کے صوم سے بشرط نیت صوم اگرچہ بعد ساعت کے اسنے روزہ توڑ ڈالا ... یعنی شرط ایک ساعت کی امساک سے

... اس واسطے کہ صوم عبارت ہے امساک ... بقصد تقرب کذا فی المنح ولو قال لا یصوم صوما او یوما حنث بیوم ... [illegible]

اگر کہا کہ لا یصوم صوما یعنی ... اگر نہ روزہ رکھونگا ایکدن تو پورے ایکدن روزہ رکھنے سے حانث ہوگا ... [illegible]

... [illegible] ... کذا فی الطحطاوی حلف

لیصومن ہذا الیوم وکان بعد الاکل او بعد الزوال صحت الیمین وحنث للحال لان الیمین ... قسم کھائی کہ ... روزہ

... حالانکہ بعد کھانے کے یا بعد زوال کے یہ کہا تو قسم صحیح ہوگی اور فی الفور حانث ہوجاویگا اس واسطے کہ ... بلکہ تصور ہے

مانند تصور صوم کے ناسی میں ہے یعنی صوم بعد الاکل والزوال ناسی میں متصور ہے یعنی جو ... باوجود اکل کے ... [illegible]

کے جو نیت کرنا ... گیا کذا فی الطحطاوی وہو کما لو قال لامراتہ ان لم تصلی الیوم فانت کذا فحاضت من ساعتہا او بعد ما صلت رکعۃ فان

... فی الحال لان دور الدم مانع کما فی الاستحاضۃ بخلاف مسئلۃ الکوز لان محل الفعل وہو الماء غیر قائم اصلا فلا یتصور ... مثال سابق

مانند اس مثال کے ہے کہ کہا زوج نے ... کہ اگر تو آج نماز نہ پڑھیگی تو تو مطلقہ ہے پھر اسیوقت اسکا حیض جاری ہوگیا یا ایک رکعت ... جاری ہوا تو

... فی الحال مطلقہ ہوگی اس واسطے کہ جاری ہونا خون کا مانع صلوۃ کا نہیں چنانچہ استحاضہ ہے بخلاف مسئلہ الکوز کے یعنی قسم کھائی کہ

کوزہ سے پانی پیئے گا اور حالانکہ اسمیں پانی نہیں اس واسطے کہ محل فعل کا یعنی پانی اسمیں مطلقا موجود نہیں ... وحنث فی لا

یصلی برکعۃ بنفس السجود اور اس قسم میں کہ نماز نہ پڑھے گا حانث ہوگا ایک رکعت کے ادا کرنے سے بمجرد سجدہ کرنے کے ... عبارت

مختلف ہے اور تمامی ارکان کی سجدہ ... اس واسطے کہ ... التحقیق ... ارکان اصلیہ میں داخل نہیں فتح القدیر میں ... ارکان ... [illegible]

کے پانچ ہین اور قعدہ رکن زائد ہے کہ ختم صلوٰۃ کے واسطے واجب ہوا ہے تو حنث کے حق مین اسکی رکنیت معتبر ہوگی کذا فی فتح اور نہر الفائق مین قعدہ کو شرط
قرار دیا ہے نہ رکن تو بطریق اولی حنث مین اسکا اعتبار ہوگا بخلاف ان صلیت رکعۃ فانت حر لایعتق الا باولی تشفع تحقق الرکعۃ بخلاف اس یمین کے کہ اگر تو ایک
رکعت نماز پڑھیگا تو تو آزاد ہے آزاد ہوگا دوگانہ کی پہلی رکعت سے تا رکعت ثانی ہوہم ہر چند اس مثال مین حنث رکعت اولی پر ہے نہ دو رکعت پر لیکن بدون رکعت ثانیہ
کے شرعاً تحقق رکعت اولی کا متصور نہین اسواسطے کہ فقط ایک رکعت کا ادا کرنا ممنوع ہے تو ایک رکعت پڑھ کر کلام کریگا تو غلام آزاد ہوگا کذا فی الطحطاوی
وفی لایصلی صلوٰۃ لشفع وان لم یقعد اور اس یمین مین کہ لایصلی صلوٰۃ دو رکعت پڑھنے سے حانث ہوگا اگرچہ اسنے قعدہ نہ کیا ہو اسواسطے کہ
فتح القدیر سے منقول ہو چکا کہ وہ رکن اصلی نہین نماز کا بخلاف لایصلی الظہر مثلاً فانہ یشترط التشہد بخلاف اس قول کے کہ نماز ظہر کی مثلاً نہ پڑھیگا تو اسکے حانث
ہونے مین تشہد مشروط ہے ہم تشہد سے مراد تشہد اخیر ہے اسواسطے کہ کہتے ہین کہ اگر چار رکعت فرض کے نہ پڑھنے کے قسم کھا دیگا تو حانث نہ ہوگا تاوقتیکہ چوتھی
رکعت کے بعد تشہد نہ کریگا کذا فی الطحطاوی وحنث فی لایؤم احداً باقتداء قوم بہ بعد شروعہ وان قصد ان لایؤم احداً الا انہ اشہد اس قسم مین
کہ کسی کی امامت نہ کریگا حانث ہوگا قوم کی اقتدا کرنے سے ساتھ اسکے بعد شروع کرنے حالف کے اگرچہ اسنے کسی کی امت کا قصد نہ کیا ہو اسواسطے حانث
ہوگا کہ وہ امام انکا ہوگیا اسواسطے کہ امامت مین نیت امامت کی شرط نہین وصدق دیانۃ فقط ان نواہ ای ان لم یؤم احداً اور حالف کی فقط دیانۃ
تصدیق ہوگی اگر اسکی نیت کریگا یعنی اگر یہ نیت مین دیانۃ تصدیق ہوگی کہ کسی کی نیت نہ کریگا وان اشہد قبل شروعہ انہ لایؤم احداً لایحنث مطلقاً
لا دیانۃ ولا قضاء وصح الاقتداء ولو فی الجمعۃ استحساناً اور اگر حالف نے گواہ کر لیا قبل اپنی شروع کرنے نماز کے کہ وہ کسی کی امامت نکریگا تو کسی طرح حانث نہ ہوگا
نہ دیانۃ اور نہ قضاءً اور اقتدا مقتدیون کی صحیح ہوگی اگرچہ نماز جمعہ مین یہ واقعہ ہوا ہو بنابر استحسان کے وجہ استحسان کی یہ ہے کہ نماز جمعہ مین جماعت شرط ہے سو
بدون نیت امامت کے بھی حاصل ہے کما لاحنث لو امہم فی صلوٰۃ الجنازۃ او سجدۃ التلاوۃ لعدم کمالہا جیسے حانث نہین ہوتا اگر امامت کی قوم کی نماز
جنازہ یا سجدہ تلاوت مین بسبب اسکے عدم کمال کے یعنی لایصلی صلوٰۃ کی حلف مطلق منصرف ہے فرد کامل کی طرف اور نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت بسبب
عدم رکوع وغیرہ کے نماز کامل نہین بخلاف النافلۃ فانہ یحنث وان کانت الامامۃ فی النوافل منہیا عنہا بخلاف نماز نفل کے کہ اسکی جماعت کرنے سے
حانث ہوگا اگرچہ امامت کرنا نوافل مین ممنوع ہے ہم جماعت نفل کی اسوقت ممنوع ہے جبکہ بطریق تداعی ہو تداعی یہ ہے کہ چار مقتدی ایک امام کے پیچھے نماز پڑھین
کذا فی الطحطاوی فروع مسائل ملحقہ شارح کے ان صلیت فانت حر فقال صلیت وانکر المولی لم یعتق لامکان الوقوف علیہا بلا حرج اگر تو نماز پڑھیگا تو تو آزاد
ہے سو غلام نے کہا کہ مین نے نماز پڑھی اور مولی نے اسکے انکار کیا تو آزاد نہ ہوگا اسواسطے کہ اسپر مطلع ہونا ممکن ہے بلا مشقت قال ان ترکت الصلوٰۃ فانت
طالق فصلتہا قضاء طلقت علی الاظہر ظہیریہ کہا زوجہ سے کہ اگر تو نماز کو ترک کریگی تو تو طالق ہے سو اسنے قضا کی نماز پڑھی تو وہ مطلقہ ہوگی بقول اظہر کذا فی
الظہیریہ حلف لایؤخر صلوٰۃ عن وقتہا وقد نام فقضاہا استظہر الباقانی عدم حنثہ لحدیث فان ذلک وقتہا قسم کھائی کہ اپنی نماز کو اسکے وقت سے موخر
نہ کریگا اور حالانکہ وہ سوگیا نماز کے وقت پھر اسکو قضا کیا باقانی نے اسکے عدم حنث کو قوی کیا ہے اس حدیث کی دلیل سے فان ذلک وقتہا یعنی جو آدمی نماز
کے وقت سوگیا یا بھول گیا تو جب جاگے یا یاد پڑے تو وہی اسکا وقت ہے حلبی نے کہا کہ مدار ایمان کا عرف پر ہے اور عرف مین اسکو موخر کہتے ہین اگرچہ قضاء
کرے اجتمع حدثان فالطہارۃ منہما دو حدث جمع ہوئین تو طہارت دونون سے ہوگی ہم قسم کھائی کہ پیشاب سے وضو نکریگا پھر اسکی ناک سے خون بہا یا پیشاب
کیا پھر اسنے وضو کیا تو حانث ہوگا اسواسطے کہ دونون حدث کی طہارت ہوئی حلف لیصلین ہذا الیوم خمس صلوات بالجماعۃ ویجامع امرأتہ ولا یغتسل یصلی الفجر والظہر
والعصر بجماعۃ ثم یجامعہا ثم یغتسل کما غربت یصلی المغرب والعشاء بجماعۃ فلا یحنث قسم کھائی کہ البتہ اس دن مین پانچ وقت کی نماز جماعت سے
پڑھیگا اور اپنی عورت سے قربت کریگا اور غسل نہ کریگا تو اسکی تدبیر یہ ہے کہ فجر اور ظہر اور عصر کی نماز جماعت سے پڑھے پھر زوجہ سے

[illegible] ہے تو حانث ہوگا [illegible] صورت [illegible]

[illegible]

[illegible] توحنث صحیح ہو [illegible]

[illegible] حتی [illegible] الطواف

[illegible] کی حلف

میں حانث [illegible]

[illegible] ابو یوسف [illegible] تصنیف [illegible]

[illegible] حانث ہوگا [illegible] حلف میں [illegible]

[illegible] ملک [illegible]

ولیس [illegible] عند [illegible] کہا کہ [illegible] تو وہ [illegible]

میں تصدق کرنا [illegible] زوج نے اسکو کاتا [illegible] اسکا کپڑا بنا گیا اور زوج نے اسکو پہنا تو [illegible]

امام اعظم [illegible] کو [illegible]

خیرات کرے [illegible] جائز نہیں بخلاف الصدقات کے کذا فی الطحطاوی [illegible]

[illegible] الا غزلا من کتان [illegible] کتان الزوج [illegible] اور صاحبین نے [illegible] تصدق میں [illegible]

کے [illegible] الی سبب الملک [illegible] نہیں اور صاحبین کے قول پر یعنی عدم تصدق پر فتوی [illegible]

میں یعنی مصر میں اسواسطے کہ [illegible] امام اعظم کے قول پر فتوی ہو [illegible] کے ملک میں اسواسطے کہ [illegible] عورت اپنے زوج کے

کتان کو کاتتی ہو کذا فی النہر الفائق حلف لا یلبس من غزلہا فلبس تکۃ منہ لا یحنث عند الثانی وبہ یفتی لانہ لا یسمی لابسا فاقسم کہانی کہ زوجہ کے سوت کا

نہ پہنے گا پھر اسکے سوت کو ازاربند پہنا تو حانث نہوگا ابو یوسف کے نزدیک اور اسی پر فتوی ہے اسواسطے کہ عرف میں اسکو لابس نہیں کہتے ہیں کما

لا یلبس ثوبا من نسج فلان فلبس من نسج غلامہ یحنث اذا کان فلان لا یعمل بیدہ والا حنث [illegible] مجاز چنانچہ قسم کہائی کہ وہ کپڑا نہ پہنیگا جسکو فلانے نے بنا ہو

اسنے فلانے کے غلام کا بنا کپڑا پہنا تو حانث نہوگا جبکہ فلانا شخص بھی اپنے ہاتھ سے بنتا ہو اور اگر وہ نہ بن جانتا ہوگا تو اسکے غلام کے بنے کے پہننے سے حانث ہوگا

بسبب متعین ہونے مجاز کے اسواسطے کہ نسج حقیقی وہ ہے جو اپنے ہاتھ سے ہو تو جبتک حقیقت ممکن ہو گی تو اسی پر عمل [illegible] اور بصورت عدم حقیقت مجاز پر محمول ہوگا لذا فی

[illegible] یحنث بلبس خاتم ذہب وعقد لؤلؤ او زبرجد او زمرد ولو غیر مرصع عند ہما وبہ یفتی حلف لا یلبس حلیا اور چنانچہ قسم کہائی کہ زیور

نہ پہنیگا تو حانث ہوتا ہے بسبب [illegible] کی انگوٹھی پہننے سے اگرچہ حالف مرد ہو اور اگرچہ انگوٹھی بلا نگین ہو موتی کے ہار یا زبرجد کے ہار یا زمرد کے ہار پہننے سے اگرچہ مرصع

چاندی سونے میں جڑا نہو صاحبین کے نزدیک اسی پر فتوی ہے حلبی نے کہا کہ جامع اللغہ میں مصرح ہے کہ زبرجد اور زمرد ایک ہی چیز ہے [illegible] لا یحنث

بخاتم فضۃ [illegible] لا یحنث [illegible] حاتم [illegible] زیلعی [illegible]

سوا [illegible] حانث نہوگا حلف مذکور میں چاندی کی انگوٹھی پہننے سے بدلیل انکی حلت کے مردوں کے حق میں اور جبکہ چاندی کی انگوٹھی ہو تو اس انگوٹھی

کی صورت پر بھی ہو اسطرح پر کہ اسمیں نگین نہ ہو مانند عورتوں کے تو اسکے پہننے سے حانث ہو یہی قول صحیح ہے کذا فی شرح الزیلعی اور اگر انگوٹھی

پر سونے کا ملمع ہو تو لائق یون ہی کہ اُسکے پہننے سے حانث ہوگا کذا فی النہر جیسے گوجری اور کنگن کے پہننے سے حنث ثابت ہوتا ہی خواہ چاندی کے ہون خواہ سونے کے مگر ہر چند سونے چاندی کا زیور مردون پر حرام ہی فقط چاندی کی انگوٹھی جائز ہی واسطے مہر کرنے کے نہ واسطے زینت کے تو وہ اُنکے حق مین زیور کامل نہین اگرچہ آرائش سے خالی نہین لہذا اسکے پہننے سے حانث نہوگا کذا فی الطحطاوی حلف لایجلس علی الارض فجلس علی حائل منفصل کخشب او جلد او بساط او حصیر او حلف لاینام علی ہذا الفراش فجعل فوقہ آخر فنام علیہا او لایجلس علی ہذا السریر فجعل فوقہ آخر لایحنث فی الصور الثلثۃ کما لو خرج الحشو من الفراش یعنی اگر قسم کھائی کہ زمین پر نہ بیٹھیگا اُسکے بعد زمین پر پھر بیٹھا اُس چیز پر جو حائل ہی جانس اور زمین مین اور زمین سے جدا ہی جیسے لکڑی یا کھال یا فرش یا چٹائی یا قسم کھائی کہ اس فرش پر نہ سوئیگا پھر اُس فرش پر پھر فرش پر اور فرش ڈال لیا اور اُسپر سویا [illegible] کہ اس چارپائی پر نہ بیٹھیگا پھر اُسپر دوسری چارپائی بچھا کر بیٹھا تو حانث نہوگا ان تینون صورتون مین چنانچہ اگر فرش کے اندر کی روئی وغیرہ نکال ڈالی اور پھر اُسپر لیٹا تو حانث نہ ہوگا بنا بر عرف کے اور اسی طرح اگر فرش کا ابرہ اور آستر جدا کیا اور درمیان کی چیز پر بیٹھا تو بھی حانث نہوگا کذا فی الطحطاوی عن القہستانی ولو نکر الحریر حنث مطلقاً للعموم و [illegible] السریر حانث فی الجوہرۃ علی المعرف اور اگر اخیر دونون مثالون مین فرش اور سریر کو غیر معین ذکر کرے یعنی یون کہے کہ لاجلس علی فرش ولا اجلس [illegible] سریر یعنی کسی فرش پر نہ بیٹھیگا اور کسی چارپائی پر نہ بیٹھیگا تو ہر طرح سے حانث ہوگا بسبب عموم محلوف علیہ کے اور جو کہ قدوری مین سریر [illegible] ذکر کیا ہی تو جوہرہ مین اُسکو معرفہ پر محمول کیا ہی بخلاف مالو کان حلف لاینام علی الواح ہذا السریر او الواح ہذہ السفینۃ ففرش [illegible] ذلک فراش لم یحنث لانہ لم ینم علی الالواح بحر کذا فی نسخ الشرح لکن ینبغی التعبیر باو او [illegible] الحنث [illegible] تصحیح المرام کما لایخفی علی ذوی الافہام وکما ہو الموجود فی غالب نسخ المتن [illegible] دمشق الشام فتنبہ بخلاف اس قول کے کہ اگر قسم کھائی کہ نہ سوئیگا اُس چارپائی کی بیڑیون پر یا اس ناؤ کے تختون پر پھر اُن فرش بچھایا اور اُسپر سویا تو حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ تختون پر نہ سویا بلکہ فرش پر سویا کذا فی البحر [illegible] کہتا ہی ایسی عبارت ہی مصنف کی شرح کے نسخون مین لیکن لائق یون ہی تعبیر اس مسئلہ کی بحرف تشبیہ کیجاوے چنانچہ یون کہا جاوے کما لو حلف لاینام الخ یا اس مسئلہ کو مسئلہ فراش سے مؤخر کیجیے تا مطلب صحیح [illegible] نہین صاحبان فہم پر اور چنانچہ یون ہی موجود ہی ہمارے دیار دمشق شام کے اکثر متن کے نسخون [illegible] ہی کہ اس مسئلہ کا حکم مسئلہ سابقہ کے مخالف ہی حالانکہ دونون مین عدم حنث ثابت ہی [illegible] شارح نے اُسپر آگاہ کردیا اور واسطے تصحیح کلام کے طریقہ تعبیر کا بیان کیا لیکن مترجم کے پاس مصنف کی شرح منح الغفار کا ایک نسخہ دمشق شام کا لکھا ہوا موجود ہی اُسمین یہ عبارت متن مین داخل نہین بلکہ شرح مین داخل ہی بلا لفظ بخلاف پھر صورت یہ اختلاف تصرف کاتبین سے [illegible] نہین واللہ اعلم ولو جعل علی الفراش قرام بالکسر ملاءۃ او جعل علی السریر بساطا او حصیرا حنث لانہ یعد نائما وجالسا علیہ عرفا بخلاف مامر اور اگر قسم کھائی کہ اس فرش یا اس چارپائی پر نہ بیٹھیگا یا نہ سوئیگا اور اُس فرش پر باریک چیز بطور چاندنی کے بچھایا یا چارپائی پر بچھونا یا چٹائی ڈالی پھر اُسپر بیٹھا یا سویا تو حانث ہوگا اسواسطے کہ وہ شخص فرش کا بیٹھنے والا اور چارپائی کا سونے والا شمار ہوگا عرف مین بخلاف اُس مسئلہ کے جو مذکور ہو چکا کہ اُسمین [illegible] حانث نہین ہم قرام بکسر قاف عبارت ہی پردہ باریک سے شمنی نے کہا کہ قرام بالکسر اُس پردہ کا نام ہی جسمین نقوش ہون اور اسی طرح مختار الصحاح مین تصریح ہی اور ہمارے عرف مین قرام کو ملاءۃ کہتے ہین یعنی جو فرش پر [illegible] کہتا ہی کذا فی المنح [illegible] سیم و در لغت مین چادر کو کہتے ہین کذا فی المنح حلف لایمشی علی الارض فمشی علیہا بنعل او خف [illegible] علی احجار حنث وان مشی علی بساط لا یحنث قسم کھائی کہ زمین پر نہ چلیگا پھر زمین پر جوتیان پہنکر چلا یا پتھر [illegible] حانث نہوگا [illegible] تو مکب او فراشک فکذا اعتبر اکثر بدنہ کہا [illegible] نے زوجہ سے اگر [illegible] یا تیرے فرش پر سوؤن تو تو مطلقہ ہی تو اکثر بدن ندوح کا معتبر ہوگا یعنی اگر اُسکا بدن فرش پر لگا تو مطلقہ ہوگی اور اگر فقط اُسکے [illegible] پر سر رکھا یا اُسپر بیٹھا تو مطلقہ نہ ہوگی کذا فی الطحطاوی عن البحر عن المحیط

باب الیمین فی الضرب والقتل ونحوذلک

[illegible] مسائل [illegible] من [illegible] یہ باب ہے ضرب اور قتل وغیرہ کی قسم مین [illegible]
[illegible] کا بیان ہے [illegible] الاکل منا ان [illegible] المیت [illegible]
[illegible] تم [illegible] فرع علیہ [illegible]
[illegible] اور حیات مین بھی [illegible] حالت زندگی [illegible]
[illegible] اس قاعدہ پر [illegible] قول [illegible] ان ضربتک
[illegible] تقیید [illegible] المیت [illegible]
[illegible] کام کرون [illegible] اس [illegible] قول [illegible]
[illegible] ان افعال کے کرنے سے [illegible] تعلیق طلاق یا عتاق ان افعال پر یون ہو کہ [illegible]
[illegible] کام کرون [illegible] بعد ضرب وغیرہ [illegible]
[illegible] ضرب عبارت [illegible] استدلال [illegible]
[illegible] کے نزدیک [illegible]
[illegible] ہوسکتی اور کسوت کی [illegible]
[illegible] بعد موت کے [illegible] والتفصیل کا کذا فی النہر [illegible]
[illegible] میت [illegible]
[illegible] کنوئین مین [illegible] فرمایا کہ [illegible] فاروق [illegible]
[illegible] رسول اللہ صلعم تو فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جسکے قابو مین میری جان ہے کہ تم [illegible] نہین سنتے ہو [illegible] جواب یہ ہے کہ اس حدیث [illegible]
[illegible] بخاری مین دوسری حدیث ثابت ہو کہ عائشہ صدیقہ نے اس روایت کو قرآن مجید کی دو آیتون سے رد کیا [illegible]
[illegible] قبرون مین [illegible] دوسری آیت یہ ہے (فانک لاتسمع الموتی) یعنی [illegible]
[illegible] نصیحت کے واسطے چنانچہ علی مرتضی سے منقول ہے کہ قبرستان مین جاکر فرمایا کہ تمھاری عورتون نے [illegible] اور تمھارے مال تقسیم ہوگئے [illegible]
[illegible] ساکن ہوئے یہ خبر تمھاری [illegible] ہمارے پاس سو ہماری خبر تمھارے پاس کیا ہے [illegible] سماع موتی [illegible]
[illegible] زیادہ ہو اور وہ جو صحیح مسلم مین حدیث [illegible]
[illegible] اسکا جواب یہ ہے کہ [illegible] مردہ [illegible] منکر اور نکیر [illegible]
[illegible] قدم [illegible] جواب [illegible]
[illegible] سماعت موتی ثابت نہین ہوسکتا چنانچہ [illegible] حضرت [illegible]
صحیح مسلم کی روایت [illegible] دوسری حدیث صحیح سے ہوسکتی ہے کہ جب منکر اور نکیر مومن سے جواب معقول سنتے ہین [illegible]

کے محصنہ ہونے پر موقوف ہی اور زوجہ کا محصنہ ہونا زوج کے محصن ہونے پر موقوف ہی تو جسنے کتابیہ ذمیہ یا صغیرہ یا مجنونہ سے نکاح کرکے قربت کی تو وہ شخص محصن
نہوگا اسواسطے کہ زوجہ بسبب عدم اسلام یا عدم حریت یا عدم تکلیف کے محصنہ نہین اور سبب اسکا یہ ہی کہ نکاح ایسی عورتون کا لائق نفرت ہی تو حصول نعمت علی وجہ
الکمال نہوا تو ایسے شخص کا زنا مستحق رجم نہین اور اسیطرح وہ شخص محصن نہین جسنے عورت محصنہ سے قربت کی عدم احصان کی حالت مین اور پھر وہ محصن ہوگیا زنا کے وقت بدلیل
مذکور کذا فی الطحطاوی و ... البحر فلو نکح امۃ او الحرۃ عبداً فلا احصان الا ان یطاہا بعد العتق لحصل الاحصان بہ لا بما قبلہا حتی لو زنی ذمی بمسلمۃ ثم اسلم لا یرجم بل یجلد ... نکاح کیا
آزاد مرد نے لونڈی سے یا آزاد عورت نے نکاح کیا غلام سے تو احصان نہین مگر یہ کہ عورت سے وطی کرے زوج اسکا بعد آزاد ہونے کے لونڈی یا غلام کے تو حاصل
ہوگا احصان وطی بعد العتق سے نہ قبل عتق کے وطی سے یہانتک کہ اگر کافر ذمی مسلمان عورت سے زنا کرے پھر وہ مسلمان ہو تو اسپر رجم نہوگا بلکہ کوڑے
مارے جاوینگے اسواسطے کہ مرد محصن نہ تھا زنا کے وقت اگرچہ عورت محصنہ تھی وبقی شرط آخر ذکرہ ابن الکمال وہو ان لا یبطل احصانہما بالارتداد فلو ارتدا ثم اسلما
لم یعد الا بالدخول بعدہ اور باقی رہی ایک اور آٹھوین شرط احصان کی جسکو ابن کمال نے مذکور کیا ہو وہ شرط یہ ہی کہ احصان زوجین کا بسبب ارتداد
کے نہ باطل ہوگیا ہو سو اگر دونون مرتد ہو جاوینگے پھر مسلمان ہونگے تو دوبارہ احصان عود نہ کریگا مگر جماع بعد الاسلام سے ہم ساتھ ہی مرتد ہوتے اور ساتھ
ہی مسلمان ہونے سے نکاح باطل نہین ہوتا تو تجدید نکاح کی حاجت نہین اور اگر اسلام بترتیب ہوا تو تجدید نکاح ضرور ہی ولو بطل بجنون او عتہ عاد
بالافاقۃ وقیل بالوطی بعدہ اور اگر احصان باطل ہوا جنون یا بیہوشی سے تو احصان پھر ثابت ہوگا بعد صحت کے اور دوسرا قول یہ ہی کہ جماع بعد صحت
سے عود احصان ہوگا یہ قول اخیر ابو یوسف کا قول ہی وعلم انہ لا یجب بقاء النکاح لبقائہ ای الاحصان فلو نکح فی عمرہ مرۃ ثم طلق ... حتی تجرد او
زنی یرجم اور جان سکو کہ باقی رہنا نکاح کا واسطے بقاء احصان کے واجب نہین تو اگر ایک شخص نے اپنی تمام عمر مین ایکبار ... عورت کو طلاق
دی یا بعد وطی وہ مرگئی اور مرد مجرد بنا رہا اور اسنے زنا کیا تو سنگسار ہوگا ونظم بعضہم الشروط فقال ... شروط احصان اتت ستۃ ... خذہا عن النص مستفہما
بلوغ وعقل وحریۃ ورابعہا کونہ مسلما وعقد صحیح ووطی مباح متی اختل شرط فلا رجما اور بعض علمانے شروط احصان کو یون نظم کیا ہو شروط احصان
کے چھ ہین سو لے انکو تصریح سے دریافت کرکے ایک بلوغ دوسری عقل تیسری حریت اور چوتھی شرط ہونا اسکا مسلمان اور پانچوین نکاح صحیح اور
چھٹی وطی مباح جبکہ مختل ہوئی کوئی شرط تو سنگسار نہوم اس نظم مین دو شرطین باقی رہگئین ایک ہونا زوجین کا متصف بصفت احصان وقت دخول
کے اور دوسرے نہ باطل ہونا احصان کا ارتداد سے طحطاوی نے کہا کہ اس نظم کو صاحب عمدہ نے فاکہانی مالکی سے نقل کیا ہی

باب الوطی الذی یوجب الحد والذی لا یوجبہ

لقیام الشبہۃ لحدیث ادرؤا الحدود بالشبہات ما استطعتم یہ باب ہی اس وطی کے بیان مین جس سے حد واجب ہوتی ہی اور جس سے حد واجب نہین ہوتی بسبب
قائم ہونے شبہہ کے بدلیل اس حدیث کے کہ تم حدود کو بسبب شبہون کے جہانتک کہ تم سے ہوسکے دفع کرو عنقریب مذکور ہوچکا کہ ابو یعلی کی مسند مین حدیث مرفوع
ان الفاظ سے مروی ہی کہ (ادرؤا الحدود ما استطعتم) اور امام اعظم ابو حنیفہ کی مسند مین ابن عباس سے مروی ہی (قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادرؤا الحدود
بالشبہات) ٹالو حدود کو شبہون سے ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے روایت کی کہ امیر المومنین عمر فاروق نے کہا کہ اگر مین حدود کو بسبب شبہات کے معطل کرون
میرے نزدیک محبوب تر ہی کہ انکو شبہات سے اقامت کردن اور معاذ اور عبد اللہ بن مسعود اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم سے ابن ابی شیبہ نے روایت کی کہ ان حضرات
نے کہا کہ جب تجکو شبہہ پڑے حد مین تو اسکو دفع کر ... اہل ظاہر شبہات سے حد ٹالنے کے منکر ہین لیکن چونکہ حدیث مرفوع اور آثار صحابہ کرام سے
یہ امر ثابت ہی اور فقہاء امصار کا اسپر اتفاق اور اجماع ہی تو انکار انکا باطل ہی لائق التفات کے نہین کذا فی الفتح القدیر الشبہۃ ما یشبہ الشی الثابت ولیس
بثابت فی نفس الامر شبہہ یعنی دھوکھا وہ چیز ہی جو مشابہ ہی شی ثابت کے حالانکہ وہ نفس الامر مین ثابت نہین یعنی شبہہ عبارت ہی اس غیر واقعی سے جو امر واقعی سے مشابہت

باب الوطی الذی یوجب الحد والذی لا یوجبہ

[illegible] لونڈی کی وطی [illegible] شبہ ہو حلت [illegible] لونڈی وقت میں [illegible] قلتہ انواع شبہۃ حکمیۃ نے
المحل [illegible] شبہۃ [illegible] ایک شبہۃ فی المحل [illegible] شبہ حکمیہ بھی کہتے ہیں [illegible] وطی کی [illegible] شبہۃ فی اشتباہ فی الفعل [illegible]
[illegible] کہتے ہیں [illegible] اشتباہ واقع ہوا وشبہۃ فی القصد [illegible] دونوں [illegible] شبہۃ فی [illegible]
[illegible] کہ شبہ [illegible] ثابت دونوں شبہون مین [illegible] کوئی [illegible] شبہۃ نہین [illegible] اسکی تحقیق کریگے فان ادعاہا ای الشبہۃ [illegible] قبل
[illegible] بمجرد دعواہا الا فی دعوی الاکراہ فانہا لا بد من البرہان لانہ دعوی بحق [illegible] سوا اکراہ کے شبہ کا
دعوی کیا اور برہان سے [illegible] ثابت کیا تو اسکے گواہ مقبول ہونگے اور حد اسپر سے ساقط ہوجاویگی اور [illegible] سے ساقط ہوگی حد فقط دعوی کا
[illegible] برہان سے بھی [illegible] اکراہ [illegible] دعوی مین مجرد دعوی بلا برہان ساقط حد ہوگا [illegible] اکراہ کے دعوی مین برہان ہے اسواسطے کہ اکراہ غیر کے فعل کا
دعوی ہو [illegible] ثابت کرنا لازم ہوا کذا فی البحر لا حد بلازم [illegible] شبہۃ المحل ہی الملک و تسمی شبہۃ حکمیۃ ای الثابتۃ حکم الشرع [illegible] لازم نہین شبہۃ محل سے جیسے
ملک سے اور شبہہ محل کو شبہ حکمیہ بھی کہتے ہین شبہہ حکمیہ وہ جسمین محل کی حلت بحکم شرع ثابت ہو مگر شارح نے تعریف شبہہ حکمیہ کی فتح القدیر سے نقل کی [illegible]
[illegible] مین یون [illegible] ای الثابت شبہۃ حکم الشرع بحل المحل یعنی شبہہ حکمیہ وہ ہے جسمین محل کی حلت کا شبہہ بحکم شرع ثابت ہو یعنی شبہہ محل مین ثابت ہو بسبب
[illegible] دلیل کے جو حرمت محل کی نافی ہو یعنی جب دلیل شرع کو دیکھے قطع نظر مانع سے تو [illegible] منافی حرمت کی پائے کذا فی النہر اتقانی نے کہا شبہہ محل ہو [illegible]
[illegible] شبہ ثابت ہو اسطرح کہ محل مین شبہہ ملک پایا جاوے یعنی ملک رقبہ یا ملک وطی اور اسکو شبہہ حکمیہ کہتے ہین اس اعتبار سے کہ محل کو حکم ملک کا دیا گیا ہو [illegible]
[illegible] اگرچہ فی الحقیقت ملک ثابت نہین طحطاوی نے کہا کہ یہ تقریر خوب واضح ہے وان ظن حرمتہ شبہہ محل سے حد نہین اگرچہ زانی حرمت محل کا گمان رکھتا ہو یعنی
شبہہ محل مین [illegible] حد کا مدار دلیل شرعی کا شبہہ ہے نہ زانی کے اعتقاد پر اسواسطے کہ بسبب ثابت ہونے دلیل کے نفس الامر مین شبہہ قائم ہو زانی اسکو جانے یا نہ جانے
دونون برابر ہین کذا فی الفتح اب مصنف اور شارح امثلہ شبہہ محل کے ذکر کرتے ہین کوطی امۃ ولدہ وولد ولدہ وان سفل لو ولدہ حیا لحدیث انت ومالک
لابیک چنانچہ اپنے ولد کی لونڈی کا جماع یا اپنے پوتے کی لونڈی کا جماع اگرچہ بیٹا [illegible] واسطہ ہو گو کہ بیٹا زندہ ہو تو بھی پوتے پڑپوتے کی لونڈی کے وطی سے حد
نہین کذا فی الفتح بدلیل اس حدیث کے کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے ابن ماجہ نے جابر سے بسند صحیح روایت کی کہ ایک مرد نے کہا یا رسول اللہ کہ البتہ میرا مال ہے اور میرا بیٹا ہے اور
میرا باپ مال کو مانگتا ہے حالانکہ وہ میرے مال کا محتاج نہین حضرت صلعم نے فرمایا کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے اور اس مضمون کی حدیث طبرانی اور بیہقی نے بھی
روایت کی ہے مع القصۃ الطویلۃ کذا فی فتح القدیر اس حدیث کی دلیل سے معلوم ہوا کہ ولد کا مال والد کا مال ہے تو اسکی لونڈی کی وطی کی حلت کا شبہہ ثابت ہوگیا
[illegible] مین اگرچہ واقع مین [illegible] دلائل شرعیہ سے اسکی حلت ثابت نہین ومعتدۃ الکنایات ولو خلعا خالیا عن المال لو [illegible] بہا [illegible] قول عمر رضی اللہ عنہ الکنایات
رواجع اور چنانچہ کنایات طلاق کے معتدہ کی وطی سے حد نہین اگرچہ عدت خلع بلا مال کی ہو گو کہ کنایات سے تین طلاق کی نیت کی ہو کذا فی النہر بدلیل قول عمر کے
کہ کنایات رواجع ہین یعنی کنایات سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے مع قول مذکور سے شبہہ حلت وطی کا پیدا ہوا اگرچہ [illegible] تنہا کا قول ہو کہ کنایات سے طلاق
[illegible] واقع ہوتی ہے اور خلع بلا مال مین اسواسطے حد نہین کہ اسکے بائن ہونے مین صحابہ مختلف ہین کذا فی البحر عن جامع [illegible] اور فتح القدیر مین خلع بلا مال کو شبہہ حکمیہ
[illegible] نہین کیا تو ظاہر اسمین دو قول ہین کذا فی الطحطاوی و وطی البائع الامۃ المبیعۃ والزوج الامۃ الممہورۃ قبل تسلیمہا المشتری و زوجۃ ولو کان بعد فی
الفاسد اور چنانچہ وطی کرنا بائع کا بیچی ہوئی لونڈی سے قبل تسلیم مشتری کے اور وطی زوج کی اس لونڈی سے جسکو زوجہ کے مہر مین مقرر کیا قبل تسلیم زوجہ کے
اور اسیطرح نکاح فاسد مین بھی بعد تسلیم کرنے زوجہ کے بھی حد ساقط ہے و وطی الشریک ای احد الشریکین الجاریۃ المشترکۃ و وطی جاریۃ مکاتبہ و عبدہ
الماذون لہ و علیہ دین محیط بمالہ و رقبتہ زیلعی اور وطی شریک کی یعنی دو شریکون مین سے ایک شریک کا وطی کرنا مشترک لونڈی کا اور اپنے مکاتب کی

لونڈی کی وطی اور اپنے عبد ماذون فی التجارۃ کی لونڈی کی وطی مسقط حد ہے اور حالانکہ اُس عبد پر اتنا دین ہے جو اُسکے مال اور اُسکی ذات کو محیط ہے کذا فی الزیلعی
اور اگر عبد مدیون نہوگا تو بطریق اولی حد نہیں م مشترک لونڈی کی ملک کا شبہہ تو ظاہر ہے اور مکاتب اور عبد ماذون کے مال میں حق ہے مولی کا تو اُسکے حق
میں شبہہ ملک البتہ ثابت ہے و وطی جاریۃ من الغنیمۃ بعد الاحراز بدارنا او قبلہ اور وطی غنیمت کی لونڈی کی بعد لے آنے دار الاسلام کے یا قبل لے آنے کے م غازیوں
کا حق بعد استیلا کے ثابت ہے تو شبہہ ملک کا پیدا ہوا اور ظاہر مراد یہ ہے کہ وطی اُسکی قبل قسمت کے ہوئی اور بعد قسمت کے وطی سے حد لازم ہوگی بسبب متعین ہوجانے ملک کے
کذا فی الطحطاوی و وطی جاریۃ قبل الاستبراء التی فیہا خیار للمشتری التی ہی اختہ رضاعا اور حد نہیں خرید کی لونڈی کی وطی سے قبل استبرا کے اور اُس لونڈی کی وطی سے جسکے خرید
میں ہنوز اختیار باقی ہے مشتری کو اور اُس لونڈی کی وطی سے جو مولی کی رضاعی بہن ہے م اور اگر بائع کو خیار ہو تو بطریق اولی حد واجب نہیں اور یہی حکم ہے جب کہ بائع اور
مشتری دونوں کو خیار ہو یا مرد اجنبی کو خیار ہو و زوجۃ حرمت بردتہا او مطاوعتہا لابنہ او جماعہ لامہا او بنتہا لان مرتہ من لم یحرم بہ اور حد نہیں اُس زوجہ
کی وطی سے جو حرام ہوگئی زوج پر بسبب اپنے ارتداد کے یا زوج کے ولد کے جماع سے راضی ہوگئی یا اُس زوجہ کی وطی سے جو حرام ہوگئی بسبب جماع
کرنے زوج کے اُسکی ماں یا اُسکی بیٹی سے اسواسطے کہ بعضے امام اُسکی حرمت کے قائل نہیں ہیں م یہ تعلیل متعلق ہے ارتداد اور اُسکے مابعد سے کتاب النکاح میں
مذکور ہوچکا کہ مشائخ بلخ نے ارتداد زوجہ سے عدم فرقت کا فتوے دیا ہے اور باقی صورتوں میں امام شافعی کا خلاف ثابت ہے بہر صورت شبہہ پیدا ہونے
سے حد ساقط ہوگئی وغیر ذلک کما لا یخفی علی المتتبع فدعوی الحصر فی ستۃ مواضع ممنوع اور سوا ان امثلہ مذکورہ کے شبہہ محل کی اور بھی مثالیں ہیں چنانچہ
کتب فقہ کے دیکھنے والے پر یہ امر مخفی نہیں تو دعوی حصر کا چھ مکانوں میں ممنوع ہے م یہ تعریض ہے صاحب بحر پر ہر چند صاحب درر نے دعوی حصر کا
نہیں کیا مگر ظاہر کلام حصر پر دلالت کرتا ہے اسواسطے کہ شمار کرنا بیان کے مقام میں قرینہ ہے حصر کا کذا فی النہر ولا حد ایضا بشبہۃ الفعل وتسمی شبہۃ اشتباہ ای شبہۃ فی حق
من حصل لہ اشتباہ اور حد نہیں شبہہ فعل سے بھی اور اُسکو شبہہ اشتباہ بھی کہتے ہیں یعنے شبہہ اُسکے حق میں ثابت ہے جسکو وہم کا پڑا حلت کا م شبہہ فعل کو شبہہ
مشابہت بھی بولتے ہیں ان ظن حلہ العبرۃ لدعوی الظن وان لم یحصل لہ الظن شبہہ فعل سے اُسوقت حد ساقط ہوگی اگر زانی نے حلت وطی کا گمان کیا ہو اور
اعتبار ہے ظن کے دعوی کرنیکا اگرچہ فی الواقع اُسکو ظن نہ حاصل ہوا ہو فلو ادعاہ احدہما فقط لم یحدا حتی یقرا جمیعا بعلمہما بالحرمۃ نہر اور اگر مرد اور عورت میں
سے فقط ایک نے ظن حلت کا دعوی کیا تو دونوں پر حد نہ ماری جاویگی یہانتک کہ دونوں ملکر اپنے علم بالحرمۃ کا اقرار کریں کذا فی النہر یعنی شبہہ اشتباہ میں
اُسوقت دونوں پر حد ماری جاویگی جب دونوں زنا کا اقرار کریں اسطرح پر کہ ہمنے حرام جانکر زنا کیا اب شبہہ اشتباہ کی مثالیں مذکور ہوتی ہیں کوطی امۃ ابویہ وان
علیا شمنی چنانچہ اپنے والدین کی لونڈی سے جماع کرنا اگرچہ والدین اوپر کے ہوں کذا ذکرہ الشمنی یعنی دادا دادی کی لونڈی یا پردادا پردادی کی لونڈی سے جماع کرنا بھی
مسقط حد ہے اسواسطے کہ اتصال املاک بین الاصول والفروع سے یہ گمان ہوتا ہے کہ ولد کو والدین کی لونڈی کے جماع میں لاہیت ہے چنانچہ باپ کو بیٹے کی لونڈی پر ولایت ہے
کذا فی النہر ومعتدۃ الثلث ولو جملۃ اور چنانچہ تین طلاق کی عدت والی سے جماع کرنا اگرچہ طلقات ثلثہ یکبارگی واقع ہوگئی ہوں م اگرچہ مطلقہ ثلثہ کی حرمت قطعی ہے
لیکن لبقا بعض احکام نکاح سے مانند وجوب نفقہ اور سکنی اور منع خروج اور ثبوت نسب وغیرہا سے ظن حلت کا شبہہ پڑ سکتا ہے موضع اشتباہ میں کذا فی النہر وامۃ
امرأتہ وامۃ سیدہ اور چنانچہ اپنی زوجہ کی لونڈی سے یا اپنے مولی کی لونڈی سے جماع کرنا م حقتعالی نے رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام کو حضرت خدیجہ کے مال سے
غنی فرمایا چنانچہ ارشاد کیا ووجدک عائلا فاغنی اس آیت سے شبہہ پڑ سکتا ہے کہ زوج کو زوجہ کے مال میں تصرف کا اختیار ہے اور غلام محتاج ہے اپنے مولی کے مال کا تو اگر زوج
غلام کو شبہہ حلت کا پڑے تو معذور قرار دیا جاویگا و وطی المرتہن الامۃ المرہونۃ فی روایۃ کتاب الحدود وہی المختارۃ زیلعی اور چنانچہ جماع کرنا مرتہن کا مرہونہ
لونڈی سے مسقط حد ہے کتاب الحدود کی روایت میں بشرط ظن حلت اور یہی روایت مختار ہے کذا فی شرح زیلعی م جب مرتہن نے کہا کہ میں مرہونہ لونڈی کی حرمت
جانتا تھا اور اُس سے جماع کیا تو اُسمیں دو روایتیں ہیں سو کتاب الرہن کی روایت میں اُسپر حد نہیں ہے تو یہ مسئلہ شبہۃ المحل کے فروع سے ہوگا اور کتاب الحدود کی روایت

میں حد نہیں ہے وہ صورت کہ [illegible] عورت میں کوئی قریب نہ آیا [illegible] ہے مرد یہ گمان کی شبہت [illegible]

اور وہ کسی ثابت ہے کذا فی المضمرات والمبسوط [illegible] اور یہ نہیں [illegible] حد [illegible] اگرچہ [illegible]

[illegible] لونڈی مثلا گمان کرتا ہے تو قول نہ ہو میں اسپر حد نہیں [illegible] اور [illegible] ہوا [illegible]

[illegible] نہیں تاہم [illegible] شبہہ [illegible]

[illegible] یعنی گمان حلت [illegible]

معتدۃ الطلاق علی مال [illegible] بائن اور چنانچہ طلاق جو مال کے بدلے [illegible] جماع کرنا [illegible]

کذا فی [illegible] سوائے [illegible] مطلقہ [illegible] مال کی [illegible] بالاتفاق ثابت ہے مانند مطلقہ ثلاثہ کے کذا فی الفتح [illegible] حلت کے حد ساقط نہیں

معتدۃ الاعتاق [illegible] ام ولد [illegible] چنانچہ اعتاق کی عدت [illegible] کرنا حالانکہ وہ ام ولد [illegible] سوائے [illegible] ثابت

لیکن اشتباہ حاصل ہوسکتا ہے [illegible] کے سبب سے کذا فی [illegible] ان ادعی النسب یثبت فی الاولی ای شبہۃ المحل لا فی الثانیۃ ای [illegible]

[illegible] الاولی [illegible] مطلقۃ ثلاثا [illegible]

اور نسب کا دعوی کرے تو پہلے شبہ میں یعنی شبہۃ المحل میں نسب ثابت ہوگا [illegible] دوسرے شبہ میں یعنی شبہۃ الفعل میں [illegible]

ہونے کے سبب سے اور [illegible] اشتباہ کے سبب سے کہ مطلقہ [illegible] صورت نسب ثابت ہوگی [illegible]

مذکورہ دو سال [illegible] اور دو سال سے زیادہ میں نسب ثابت ہے [illegible] چنانچہ بیان اسکا ثبوت النسب کے باب میں مذکور ہوچکا اور

[illegible] کذا فی [illegible] سوائے کہ خلع اور طلاق [illegible] تین طلاق سے کم ہو کذا فی الطحطاوی

[illegible] میں شبہہ [illegible] طلاق اور خلع میں [illegible] النسب ثابت ہوا [illegible] شبہۃ العقد [illegible] بخلاف باقی مواضع شبہۃ [illegible]

[illegible] شبہہ عقد کا نہیں کذا فی [illegible] فی وطی امرأۃ زفت الیہ وقال النساء ہی زوجتک [illegible] یثبت نسب الولد [illegible]

[illegible] ثابت نہیں ہوتا [illegible] میں [illegible] عورت کی وطی میں جو [illegible] مرد کے پاس اور عورتوں نے کہا کہ یہ تیری زوجہ ہے اور حالانکہ وہ [illegible]

[illegible] مرد نے عورتوں کی خبر پر اعتماد کیا ہو تو اسوقت میں اسکا نسب ثابت ہوگا [illegible] کذا فی البحر [illegible] شبہۃ العقد ای عقد النکاح عند [illegible]

الامام [illegible] اور حد نہیں شبہۃ العقد سے یعنی عقد نکاح کے شبہہ سے امام [illegible] کے نزدیک چنانچہ [illegible] محرم سے [illegible] کرنا [illegible]

[illegible] اور محرم [illegible] رضاعی [illegible] امام کے نزدیک بسبب شبہہ عقد کے حد نہیں لیکن [illegible] سیاست کے [illegible] تعزیر اور ضرب شدید [illegible]

[illegible] محارم کا علم ہو [illegible] علیہ الفتوی [illegible] اور صاحبین نے کہا اگر [illegible] محارم کی جانتا ہو تو حد مارا جاوے اور [illegible]

[illegible] کذا فی [illegible] قول الامام [illegible] الفتوی علیہ [illegible] قاسم [illegible] تمام شروح میں قول امام [illegible]

[illegible] بہتر ہو کہا ہے شیخ قاسم نے اپنی تصحیح میں لکن فی القہستانی عن المضمرات علی قولہما الفتوی [illegible]

[illegible] صاحبین کے قول پر [illegible] متون میں [illegible] شیخ قاسم کے جمیع شروح [illegible] کہ مضمرات بھی شرح ہے [illegible] جمیع

شروح کا [illegible] شبہۃ المحل وفیہا یثبت النسب [illegible] فتح القدیر میں [illegible] شبہۃ العقد شبہۃ [illegible]

[illegible] نسب ثابت ہوتا ہے چنانچہ مذکور ہوچکا [illegible] وطی [illegible] نکاح بغیر شہود [illegible] شبہۃ العقد [illegible] نکاح بلا شہود کے جماع کرنے میں [illegible] بسبب

شبہہ عقد کے [illegible] فی المجتبی [illegible] منکوحۃ الغیر [illegible] معتدۃ [illegible] وطیہا [illegible] لا یحد [illegible] فکذلک عند [illegible]

تقسیمہا ثلثۃ اقسام قول الامام اور مجتبی میں ہی کہ نکاح کیا مرد نے اپنی محرم عورت سے یا غیر کی منکوحہ سے یا اپنی عدت والی سے اور اُس سے جماع کیا
حلال گمان کرکے تو اُسپر حد نہ ماریجاویگی اور تعزیر دیجاویگی اور اگر اُسنے حرام جانکر وطی کی تو اُسیطرح اُسپر بھی حد نہیں امام کے نزدیک بخلاف صاحبین کے
کہ اُنکے نزدیک اُسپر حد ہی تو اس تقریر سے ظاہر ہوگیا کہ شبہہ کو تین قسم پر تقسیم کرنا یعنی شبہۃ المحل اور شبہۃ الفعل اور شبہۃ العقد یہ قول ہی امام کا م حلبی نے کہا کہ اگر تقسیم
من حیث الحکم مراد ہی تو سب کے نزدیک شبہہ دو ہی قسم ہی غایۃ الامر یہ ہی کہ شبہۃ العقد کا حکم امام کے نزدیک شبہۃ المحل کا حکم ہی اور صاحبین کے نزدیک شبہۃ الفعل
کا حکم ہی اور اگر تقسیم من حیث المفہوم مراد ہی تو بھی شبہہ دو ہی قسم ہی اسواسطے کہ بعضا شبہۃ العقد شبہۃ الفعل میں داخل ہی چنانچہ معنقریب (؟) اور بعضا شبہۃ المحل میں
داخل ہی چنانچہ مسئلہ متن کا و حد بوطی امۃ اخیہ وعمہ وسائر محارمہ سوے الولاد لعدم البسوطۃ اور حد ماریجاوے اپنے بھائی کی لونڈی اور چچا کی لونڈی کی
وطی سے اور سواے ولادت کے باقی محارم کی لونڈیوں کی وطی سے بسبب عدم انبساط کے یعنی بھائی یا چچا وغیرہ کے مال میں توسع اور بے تکلفی جاری
نہیں چنانچہ باپ اور بیٹے کے مال میں جاری ہی ولہذا ظن حلت اور حرمت یہان برابر ہی و لوطی امرأۃ وجدت علی فراشہ فظنہا زوجتہ و لو ہو اعمی
لتمیزہ بالسوال الا اذا دعاہا فاجابتہ قائلۃ انا زوجتک او انا فلانۃ باسم زوجتہ فواقعہا لان الاخبار دلیل شرعی حتی لو اجابتہ بالفعل ولم تقل حد اور حد ماریجاویگی
اُس عورت کے جماع سے جو پائی گئی مرد کے بستر پر سو اُسنے گمان کیا کہ وہ اُسکی زوجہ ہی اگرچہ وہ شخص اندھا ہو تو بھی حد ہی بسبب امتیاز حاصل کر سکنے اندھے
کے سوال کرکے مگر جبکہ اُسنے عورت کو بلایا سو اُسنے جواب دیا اُسکو یون کہکر کہ مین تیری جورو ہون یا مین فلانی ہون اُسکی جورو کا نام لیکر پھر اُسنے اُس سے
جماع کیا تو اندھے پر حد نہین اسلیے کہ خبر دینا دلیل شرعی ہی یہانتک کہ اگر عورت اجابت فعلی کریگی یعنی جماع پر تیار کریگی یا فقط ہان کہیگی تو مرد پر حد ماریجاویگی
ہم بستر پر عورت کے پانے سے اسواسطے حد ہی کہ بعد طول صحبت کے اپنی زوجہ کا امتیاز کر لینا مرد پر مخفی نہین ہوسکتا لہذا ظن حلت یہان مستند بدلیل نہین
بخلاف شب زفاف کے جب عورتون نے غیر عورت کو کہا کہ یہ تیری جورو ہی وذمیۃ عطف علی ضمیر حد و جاز للفصل زنی بہا حربی مستامن اور حد ماریجاوے
ذمیہ عورت پر جس سے مستامن حربی نے زنا کیا شارح نے کہا ذمیہ کا لفظ حد کی ضمیر پر معطوف ہی اور عطف اسم ظاہر کا ضمیر متصل پر بلا اعادہ ضمیر جائز ہی بسبب جدائی
واقع ہونے کے اور عدم جواز در صورت عدم فصل ہی و حد ذمی زنی بحربیۃ مستامنۃ فلا یحد الحربی فی الاولی و الحربیۃ فی الثانیۃ والاصل عند الامام الحدود کلہا
لا تقام علی مستامن الا حد القذف اور حد مارا جاوے مرد ذمی جسنے حربیہ مستامنہ سے زنا کیا نہ حد واقع ہوگی مرد حربی پر پہلی صورت مین اور نہ حربیہ
عورت پر دوسری صورت مین اور قاعدہ امام اعظم کے نزدیک یہ ہی کہ جمیع حدود کی اقامت نہین ہوتی مستامن پر سواے حد قذف کے و لا یحد بوطی بہیمۃ
بل یعزر وتذبح ثم تحرق ویکرہ الانتفاع بہا حیۃ ومیتۃ مجتبی اور نہ حد ماریجاوے جانور کے جماع سے بلکہ اُسکو تعزیر دیجاوے اور جانور ذبح کیا جاوے پھر جلایا جاوے
اور مکروہ ہی فائدہ لینا اُسکے جیتے اور مرتے کذا فی المجتبی ھم ذبح کرنا جانور کا واجب نہین بلکہ مستحب ہی تاکہ اس فعل قبیح کی جس سے طبع سلیم نفرت کرتی ہی گفتگو منقطع
ہوجاوے یہ جلانا اُسوقت ہی جب جانور فاعل کا ہو اور اگر غیر کا ہو تو اُسکو اختیار ہی کہ قیمت لیکر فاعل کو جانور دیدے ڈالے کذا فی الفتح وفی النہر الظاہر انہ یطالب
ندبا لقولہم یضمن بالقیمۃ اور نہر الفائق مین ہی کہ ظاہر یہ ہی کہ مالک جانور کا جانور کے دینے پر مطالبہ کیا جاوے بطریق ندب کے بدلیل قول فقہا کے کہ
جانور مضمون بالقیمت ہی ھم طحطاوی نے کہا کہ ضمان قیمت دلیل استحباب نہین اور یہ عبارت نہر الفائق مین بھی نہین بلکہ اُسکی عبارت یون ہی فان کانت الدابۃ
لغیرہ امر صاحبہا ان یدفعہا الیہ بالقیمۃ ثم تذبح والظاہر انہ تطالب ای بالدفع علی وجہ الندب ولذا قال فی الخانیۃ کان لصاحبہا ان یدفعہا الیہ بالقیمۃ یعنی اگر
جانور غیر شخص کا ہو تو اُسکے مالک کو حکم کیا جاوے کہ جانور فاعل کو دے ڈالے قیمت لیکر پھر وہ ذبح کیا جاوے اور ظاہر یہ ہی کہ مالک مطالب بالدفع علی وجہ
الاستحباب ہی اور اسی واسطے خانیہ مین کہا ہی کہ اُسکے مالک کو اختیار ہی کہ جانور اُسکو دیوے قیمت لیکر ولا یحد بوطی اجنبیۃ زفت الیہ وقیل ہی زوجتک وعلیہ مہرہا
کاف فی کل ما تمیز فیہ لقول النساء بجری عرسک وعلیہ مہرہا بذلک قضی عمر رضی اللہ عنہ وبالعدۃ اور حد نہ ماری جاویگی اجنبی عورت سے جماع

سے جب خلافت میں بیو چا تو ان کے ایک مرد کے پاس ...لا یا گیا کہ جیسے عورت سے ... کیا جاتا ہے ... تو آپ نے صحابہ سے ... مشورہ کیا اور ... سے ... عورت ... کہا اور ... کہ قوم لوط ... ایک ہی امت ... ہلاک ... واسطے کہ ... خلافت میں ... اور ... ہے نہیں ... ظاہر ہوا ... کہ ... ہے ... سے قتل یا ...

۔۔۔ علی رضی ... سے ثابت ہوا ... اور ... جانب ... کی ... واسطے ... حد ... قال ...

... بالنار ... جیسا ... من ... باتباع ... الجلد ... ہی ... امام کے نزدیک ... کہ ...

نص ... میں کیا تو ... اور ... علام ... یا ... امام اور صاحبین کے حد نہین بلکہ تعزیر دیا جاوے اور ...

... اسکو آگ سے ... کے اور ... دیوار گرا ... اور ... مقام سے اوندھا گرا دینے ... پتھرون کے ساتھ ... جاری

ہین ہو کہ ... کے اسکے تعزیر صحیح ... صاحبین کے نزدیک لواطت مین حد ہو اس دلیل سے کہ لواطت مانند زنا ہو اسواسطے ...

مین ... اور ... امام اعظم کے نزدیک لواطت بحقیقت زنا نہین واسطے کہ صحابہ کرام ... مختلف ہین کسی نے ...

جلانا اور کسی نے ... دیوار گرا دینا اور کسی نے مکان بلند سے پتھرون کے ساتھ ... تجویز کیا اور ... زنا موجود نہین ... اسواسطے کہ ...

... لواطت زنا ہوتی یا ... تو صحابہ کرام کہ اہل لسان تھے اسکے موجب ... مختلف ہوتے بلکہ ... تجویز فرماتے ...

... ابن عباس سے سنن ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ ... حدیث مرفوع مروی ہو کہ جسکو تم قوم لوط کا عمل کرتے دیکھو تو فاعل اور مفعول کو قتل کر دو ...

... بطریق سیاست ہو نہ بطور حد کذا فی الفتح ... الفتح ... حتی یموت او یتوب ولو اعتاد اللواطۃ قتلہ الامام سیاسۃ قلت وفی النہر ... الامام ...

... ان القاضی لیس لہ الحکم بالسیاسۃ اور فتح القدیر مین ہو کہ لواطت کرنے والا تعزیر دیا جاوے اور قید کیا جاوے یہانتک کہ مر جاسے یا توبہ کرے اور

اگر اسکو لواطت کی عادت پڑ گئی ہو تو امام یعنی سلطان اسکو قتل کرے بطریق سیاست کے شارح کہتا ہو ... النہر الفائق مین بحر الرائق سے منقول ہو کہ امام کی

... اسکی ... ہو کہ قاضی کے واسطے حکم سیاست کا نہین ... بحر الرائق مین یہ مسئلہ بطریق بحث کے ہو نہ بطور منصوص کے علاوہ ... امام کے ...

... اس جزئی سے لازم نہین ... جمیع جزئیات سیاست کے واسطے امام کے اور معین الحکام مین مذکور ہو کہ اکثر جزئیات سیاست ...

ہو کذا فی الطحطاوی **فرع** مسئلہ ... شارح کا ... فی الجوہرۃ الاستمناء حرام وفیہ التعزیر ولو مکن امرأتہ ... من العبث بذکرہ حتی انزل کرہ ولا شئ

علیہ اور جوہرہ مین ہو کہ ... مار کر منی نکالنا حرام ہو اور اسمین تعزیر ہو اور اگر مرد نے قادر کیا اپنی زوجہ یا لونڈی کو اپنے آلہ تناسل سے عبث کرنے

کو یہانتک کہ انزال ہوا تو یہ کروہ ہو اور اسپر ... نہین نہ حد نہ تعزیر ولا تکون اللواطۃ فی الجنۃ علی الصحیح ... تعالی استقبحہا ... خبیثۃ والجنۃ منزہۃ ...

اور لواطت نہ ہوگی بہشت مین بنا بر صحیح قول کے اسواسطے کہ حق تعالی نے اسکو قبیح فرمایا اور قرآن مجید مین اسکا خبیثہ نام رکھا اور بہشت پاک ہو

خباثت سے کذا ... فی الاشباہ حرمتہا عقلیۃ فلا وجود لہا فی الجنۃ وقیل سمعیۃ فتوجد وقیل ... تعالی طائفۃ نصفہم الاعلی کالذکور ... اسفل

کالاناث ... الاول اور اشباہ مین ہو کہ حرمت لواطت کی عقلی ہو تو اسکا وجود نہین جنت مین اور ... حرمت اسکی ... اسکا

وجود جنت مین ہوگا اور بعضون نے کہا کہ پیدا کریگا اللہ تعالی ایک گروہ کو ... مردون کے مانند ہوگا اور ...

عورتون کے مانند ہوگا اور صحیح پہلا قول ہو ... فتوحات مکیہ مین مذکور ہو کہ اہل جنت کے ... ہوگی اس لیے کہ ... مخلوق ...

... اور جنت نجاسات کا ... نہین حموی نے کہا تو اس صورت مین لواطت کا ... جنت مین کذا فی الطحطاوی ...

حرمتہا اشد من الزنا ... عقلا وشرعا ... لیس بحرام ... [illegible]

علی قول اور بحر الرائق مین ہی کہ حرمت لواطت کی سخت تر ہی زنا سے بسبب حرام ہونے لواطت کے عقلاً اور شرعاً اور طبعاً اور حرمت عقلی سے یہ
مراد کہ عقل سے ظاہر اور مبین ہی حرمت کی نسبت اور نسبت حقیقتہ مین شرع ہی تو اسناد تحریم کی عقل اور طبع کی طرف اسناد مجازی ہی کذا فی الطحطاوی
اور زنا حرام نہین باعتبار طبیعت انسانی کے بلکہ فقط عقلاً اور شرعاً حرام ہی اور حرمت اسکی زائل ہو جاتی ہی عورت کے نکاح اور خرید کرنے سے یعنی زنا
کی حرمت دائمی نہین بخلاف لواطت کے کہ اسکی کسی طرح زوال پذیر نہین اور لواطت مین حد کا نہونا امام کے نزدیک اس جہت سے نہین کہ اسکی حرمت
خفیف ہی بلکہ بسبب تغلیظا اور تشدید کے ہی اسلیے کہ حد پاک کرتی ہی گناہ سے بموجب ایک قول کے وفی المجتبی یکفر مستحلہا عند الجمہور اور مجتبی مین ہی کہ لواطت
کا حلال جاننے والا کافر ہی اکثر علما کے نزدیک ہم طحطاوی نے کہا کہ یہ تکفیر مقید بغیر مملوکہ ہی اسواسطے کہ مذکور ہوچکا کہ مستحل اسکا کافر نہین اگرچہ اسنے گناہ
عظیم کا ارتکاب کیا او زنی فی دار الحرب والبغی الا اذا زنی فی عسکر لامیرہ ولایۃ الاقامۃ ہدایہ یا زنا کیا دار الحرب یا دار البغی مین تو اسپر حد نہین مگر جبکہ اسنے
زنا کیا اس لشکر اسلام مین جسکے سردار کو ولایت ہی اقامت حد کی تو البتہ اسپر حد ہو کذا فی الہدایۃ ہم ولایت اقامت حد کی خلیفہ کو ہی یا امیر بڑا کو نہ امیر لشکر کو کہ اسکا
اختیار فقط تدبیر جنگ مین ہی نہ اقامت حدود مین دار الحرب وغیرہ مین حدود اسواسطے نہین کہ وہان ولایت امام کی منقطع ہی ولا اذا زنی غیر مکلف بمکلفۃ مطلقاً
لا علیہ ولا علیہا اور حد نہین مرد غیر مکلف کے زنا کرنے سے ساتھ عورت مکلفہ کے مطلقاً نہ مرد نہ عورت پر اور غیر مکلف جیسے نابالغ اور مجنون اور
یہ اسواسطے حد نہین کہ فعل مرد کا اصل ہی زنا مین اور عورت اسکی تابع ہی اور ممتنع ہونا حد کا اصل مین موجب ہی امتناع حد کا تابع مین فی عکسہ حد فقط اور اسکے برعکس
مین یعنی مرد مکلف کے زنا مین ساتھ غیر مکلف کے فقط مرد پر حد لگایا جاویگی نہ صغیرہ اور مجنونہ پر ولا حد بزنا المستاجرۃ لای للزنا اور حد نہین اس عورت کے ساتھ
زنا کرنے سے جسکو زنا کے واسطے اجارہ لیا ہو یعنی اگر عورت سے مرد نے یون کہا کہ مین تجکو زنا کے واسطے اجارہ لیتا ہون یا اسقدر درہم لے تاکہ مین تجھسے
قربت کرون تو اسپر حد نہین امام کے نزدیک اسواسطے کہ عقد اجارہ صورت شبہہ ہی طحطاوی نے حموی سے نقل کیا کہ بموجب قول امام کے اگرچہ حد نہین لیکن
مرد اور عورت پر سخت تعزیر لازم ہی اور صاحبین اور شافعی اور مالک اور احمد کے نزدیک حد واجب ہی اسواسطے کہ عقد اجارہ سے وطی مباح نہین ہوتی تو مثل نص ناطق
اما لو استاجرہا لنحو طبخ اور واجب ہونا حد کا اجارہ زنا مین حق ہی جیسے مستاجرہ خدمت سے زنا کرنے مین بالاتفاق حد واجب ہی کذا فی الفتح ثم فتح
القدیر مین کافی سے منقول ہی اگر مرد نے عورت سے کہا کہ مین نے تجکو اتنا مہر دیا تاکہ تیرے ساتھ زنا کرون تو حد واجب نہین اور یہ بطریق اجارہ
اور متعہ اور مہر کے واسطے وطی کے اور ان سب صورتون مین حق یہ ہی کہ حد واجب ہی اسواسطے کہ بالعقبار معنی اور حقیقت کے کتاب اللہ کے معارض ہی حقتعالی فرماتا
ہی الزانیۃ والزانی فاجلدوا اسواسطے کہ لفظ مہر یا اجرت حقیقت زنا کو نہین بدلتا انتہی ملخصا ولا بالزنا بالاکراہ اور حد نہین جبر اور زبردستی کی زنا سے خواہ جبر سلطان کی طرف
سے ہو یا غیر سلطان سے اور یہی مذہب ہی صاحبین کا اور اسی پر فتوی ہی اور امام کے نزدیک فقط سلطان کے جبر سے حد ساقط ہی نہ غیر کے جبر سے علما نے کہا کہ اختلاف
امام اور صاحبین کا باعتبار اختلاف حال زمانہ ہی یعنی امام کے زمانے مین غیر سلطان اکراہ پر قادر نہ تھا بخلاف عہد صاحبین کے کہ اکثر متغلبین کو قدرت اکراہ حاصل
تھی کذا فی النہر ولا باقرار احدہما ان انکر الآخر للشبہۃ اور حد نہین ایک کی اقرار زنا سے اگر دوسرا منکر ہو زنا کا بسبب شبہہ کے [illegible] مراد چار بار کا
اقرار ہی اور انکار یہ کہ کہے مین نے مطلق نہین زنا کیا یا نکاح کا دعوے کرے خواہ مقر یا منکر مرد ہو یا عورت ہر صورت حد ساقط ہی اسواسطے کہ زنا فعل مشترک
ہی بدون دو شخص کے نہین ہوتا تو ایک شخص سے حد کا ٹلنا موجب شبہہ ہی دوسرے شخص مین اور جب حد ساقط ہوگی تو مہر واجب ہوگا کذا فی البحر کذا لو قال
اشتریتہا وہی حرۃ مجتبی اور اسی طرح حد ساقط ہی اگر مرد نے کہا کہ مین نے اس عورت کو مول لیا ہی اگرچہ وہ عورت آزاد ہو کذا فی المجتبی وفی قتل
امۃ زنا بہا الحد بالزنی والقیمۃ بالقتل اور لونڈی کے مقتول ہونے مین اسکے زنا کے سبب سے مرد پر حد ہی بسبب زنا کے اور قیمت ہی لواسطے قتل کے
قصہ لونڈی کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر حرہ مقتول ہو جاویگی زنا سے تو مرد پر حد ہی اور خون بہا کذا فی النہر ولو ذہب عینیہا لزمہ قیمتہا وسقط الحد لتملکہ الجثۃ العمیاء

اقرار نہ کیا ہو تو حد واجب ہوگی اور اگر لونڈی کی آنکھ پھوڑ ڈالی زنا سے تو مرد پر اُسکی قیمت لازم ہوگی اور حد ساقط ہوگی بسبب اسکے کہ مرد کے نزدیک اسکی قیمت دینے سے

مثل اسکے ہو جاوے وقت شہادت کے تو شبہ ملک میں پیدا ہوا اور ایسا ہی حد ساقط ہوگی کذا فی السراج الوہاج اور اگر لونڈی کو مفضاۃ کر ڈالا زنا سے

تو واقع تفصیل مصنف کی شرح ہے اور مصنف نے اپنی شرح مختصر الطحاوی میں کہا کہ دونوں راہین یعنی قبل و دبر ایک ہوجاوین اسکو مفضاۃ کہتے ہیں تو زنا کی

نسبت ہو ایسی حالت میں اگر کبیرہ راضی ہوئی تھی تو اور عاشبہ تو دونوں پر حد ہے اور مہر واجب نہیں اور افضاء کی کچھ چیز نہیں اور اگر اور عاشبہ ہو تو حد نہیں اور افضاء سے بھی

نہیں مگر مہر واجب ہوا اور اگر لونڈی راضی نہ ہو اور دعوی شبہہ تو مرد پر حد ہے لونڈی پر اور نہیں پھر افضاء کو نظر کرنا چاہیے اگر پیشاب اسکا تھمتا ہو تو مرد پر پوری

واجب ہے اور اگر پیشاب نہ تھمتا ہو تو تہائی دیت لازم ہے اور اگر شبہہ کا دعوی ہو تو دونوں پر حد نہیں پھر اگر بول تھمتا ہو تو مرد پر تہائی دیت ہے اور مہر واجب ہوگا

اور روایۃ میں اور اگر بول نہ تھمتا ہو تو پوری دیت ہے اور مہر واجب نہیں کیونکہ حال قائم ہو اور اگر لڑکی ایسی چھوٹی ہو کہ جماع کے لائق نہ ہو تو دیت لازم ہے

احکام میں سوائے سقوط دیت کے اسکی رضامندی سے اور اگر صغیرہ لائق جماع ہو تو اگر اسکا بول تھمتا ہو تو تہائی دیت اور مہر کامل لازم ہے اور اگر بول نہ

تھمتا ہو تو پوری دیت لازم ہے شیخین کے نزدیک اور محمد کے نزدیک مہر بھی لازم ہے اور لو غصبہا ثم زنیٰ بہا ثم ضمن قیمتہا فلا حد علیہ اتفاقا بخلاف

الزنیٰ بہا ثم غصبہا ثم ضمن قیمتہا کما لو زنیٰ بحرۃ ثم نکحہا لا یسقط الحد اتفاقا فتح اور اگر لونڈی کو غصب کیا پھر اس سے زنا کیا پھر اسکی قیمت کا ضمان دیا تو

مرد پر حد نہیں بالاتفاق بخلاف اسکے کہ اگر زنا کیا اس سے پھر اسکو غصب کیا پھر اسکی قیمت کا ضمان دیا جیسے حرہ سے زنا کیا پھر اس سے نکاح کر لیا تو

حد ساقط نہیں ہوتی بالاتفاق کذا فی فتح القدیر والخلیفۃ الذی لا والی فوقہ یؤخذ بالقصاص و الاموال لانہما من حقوق العباد فیستوفیہ ولی الحق

اما بتمکینہ او بمنعۃ المسلمین وبہ علم ان القضاء لیس بشرط لاستیفاء القصاص والاموال بل للتمکین فتح اور وہ خلیفہ جسکے اوپر کوئی حاکم نہیں ماخوذ ہوگا قصاص

اور تلف کرنے اموال سے اسواسطے کہ قصاص اور تلف اموال منجملہ حقوق العباد ہے تو صاحب حق اسکو لے سکتا ہے خلیفہ کے قادر کر دینے سے یعنی قدرت

دے اور اگر خلیفہ ایستادگی کرے تو مسلمانوں کی قوت اور شوکت سے استیفاء حق خلیفہ سے متصور ہے اور اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ استیفاء قصاص و اموال

کے واسطے قضاء قاضی شرط نہیں بلکہ حاکم کی قدرت دینے سے استیفاء قصاص کے واسطے قضا شرط ہے کذا فی الفتح و لا یحد ولو لقذف لغلبۃ حق اللہ تعالیٰ و

اقامتہ الیہ ولا ولایۃ لاحد علیہ اور حد نہ ماری جاویگی خلیفہ اور امام پر اگرچہ حد قذف ہو اسواسطے کہ حدود میں حق اللہ غالب ہے حقوق العباد پر اور اقامت حدود

کی امام کے اختیار میں ہے اور کسی کی ولایت اور حکومت نہیں خلیفہ پر جو اُس پر حد کو قائم کرے بخلاف امیر البلدۃ فانہ یحد بامر الامام بخلاف حاکم شہر کہ اُس پر حد ماری جاویگی حکم امام

باب الشہادۃ علی الزنا و الرجوع عنہا

یہ باب ہے زنا پر گواہی دینے کے احکام میں اور اُسکی گواہی سے رجوع کرنے میں شہدوا بحد متقادم بلا عذر کمرض و بعد مسافۃ او خوف طریق لم تقبل

للتہمۃ شاہدوں نے گواہی دی حد متقادم کے سبب کی بلا عذر مانند بیماری یا دوری مسافت یا خوف راہ کے تو مقبول نہ ہوگی بسبب تہمت کے کہ مدت تک

حدود کا شاہد مخیر ہے ادائے شہادت یا پردہ پوشی میں تو اگر اُسنے تاخیر پردہ پوشی کی جہت سے کی تو اب گواہی دینا فساد باطن یعنی کینہ اور عداوت پر دلالت کرتا ہے

اور اگر تاخیر بغیر پردہ پوشی نہ تھی تو تاخیر سے فاسق ہوا اور فاسق قابل شہادت نہیں اور جیسے تقادم مانع شہادت ہے ویسی ہی اقامت حد بعد القضاء مانع ہے تو قیاس

اگر بعد بعض ضرب حد کے بھاگ گیا اور پھر گرفتار ہوا تو تقادم زمان سے اقامت حد نہ ہوگی کذا فی البحر الا فی حد القذف لان فیہ حق العبد مگر حد قذف میں بعد

تقادم کے بھی گواہی مقبول ہے اسواسطے کہ اسمین حق العبد ہے یعنی دعوی اسمین شرط ہے شہادت کی تو تاخیر انعدام دعوی پر محمول ہوگی تو فسق شاہدوں کا ثابت

ہوگا و یضمن المال المسروق لانہ حق العبد فلا یسقط بالتقادم اور ضامن ہوگا سارق سے مال مسروق کا اسواسطے کہ یہ حق العبد ہے تو تقادم زمان سے ساقط

نہوگا یعنی جب شاہدوں نے بعد مدت کے گواہی دی تو ضمان سارق کے واسطے گواہی مقبول ہوگی اسواسطے کہ دعوی شرط ہے حقوق العباد میں تو تاخیر دعوی پر محمول ہے تو

فسق شاہد لازم نہ آیا کذا فی المنح ولو اقر بہ ای بالحد مع التقادم حد لانتفاء التہمۃ الا فی الشرب کما یجئ اور اگر اقرار کیا موجب حد یعنی سبب حد کا ساتھ گذرنے مدت کے
تو مقر پر حد قائم کیجاویگی بسبب منتفی ہونے تہمت کے مگر شرب خمر مین تقادم سے حد نہین چنانچہ آگے اسکا بیان آویگا یعنی تہمت عداوت کی اپنی ذات سے متصور
نہین مانند شہادت کے وتقادمہ بزوال الریح ولغیرہ بمضی شہر ہو الاصح اور تقادم شرب خمر کا بو کے جاتے رہنے سے ہے اور غیر شرب کا تقادم ایک مہینہ گذر جانے
سے ہے یہی قول اصح ہے م یہ قول محمد سے منقول ہے اور شیخین سے بھی مروی ہے کذا فی المنح ولو شہدوا بزنی متقادم حد الشہود عند البعض وقیل لا کذا فی الخانیۃ
اور اگر شاہدون نے متقادم زنا کی گواہی دی تو شاہدون پر حد قذف ماریجاویگی اور بعضون نے کہا کہ نہین کذا فی الخانیۃ وعدم حد کرخی کا قول ہے شہدوا علی زناہ
بغائبۃ حد گواہی دی شاہدون نے مرد کے زنا پر ساتھ غائب عورت کے یعنی جو مجلس قضا سے غائب ہے اور شاہد اسکو پہچانتے ہین تو مرد پر حد قائم ہوگی بالاتفاق
ایمۂ اربعہ اور اسیطرح اقرار سے اگر کوئی کہے محتمل ہے کہ غائبہ مدعی ہو نکاح کی تو حد ساقط ہو جاوے اسکا جواب یہ ہے کہ دعوی نکاح مثلا شبہہ ہے اور احتمال اُسکے دعوی
کرنیکا شبہۃ الشبہہ ہے حالانکہ معتبر شبہہ ہے نہ شبہۃ الشبہۃ والا جمیع حدود کی نفی لازم آوے اسواسطے کہ ثبوت حد کا اقرار سے ہوتا ہے یا گواہون سے اور اقرار محتمل رجوع ہے اور
گواہی بھی محتمل رجوع ہے تو اگر شبہۃ الشبہہ معتبر ہو تو حد کا وجود ہی معدوم ہو کذا فی الطحطاوی عن الشلبی لو علی سرقۃ من غائب لا لاشتراطیۃ الدعوی فی السرقۃ دون
الزنی اور اگر گواہی دی شخص غائب کے مال کی چوری کی تو مقبول نہوگی بسبب مشروط ہونے دعوی کے سرقہ مین نہ زنا مین اقر بالزنی بمجہولۃ حد وان شہدوا
علیہ بذلک لا لاحتمال انہا امراتہ او امتہ اقرار کیا ایک مرد نے زنا کا ساتھ ناواقف عورت کے تو اسپر حد قائم ہوگی اور اگر گواہی دی مرد کے زنا کرنے پر ساتھ ناواقف
عورت کے تو حد نہ قائم کیجاویگی بسبب اس احتمال کے کہ شاید وہ عورت اسکی جورو ہو یا لونڈی بخلاف مسئلہ اولی کے کہ مرد پر ایسا شبہہ مخفی نہین رہ سکتا کاختلافہم فی طوعہا
چنانچہ حد نہین شاہدون کے اختلاف مین عورت کی رضامندی مین یعنی دو شاہدون نے کہا کہ عورت راضی تھی اور دو نے کہا کہ اسپر جبر تھا تو دونون پر حد نہین
امام کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک فقط مرد پر حد ہے اور اسیطرح اگر تین نے طوع کی گواہی دی اور ایک نے اکراہ کی یا بالعکس اور ہر صورت مین شاہدون پر حد
قذف نہین امام کے نزدیک او فی البلد ولو کان علی کل زنی اربعۃ لکذب احد الفریقین یعنی ان ذکروا وقتا واحدا وتباعدا المکانان الا قبلت فتح یا شاہدون کا اختلاف
ہوا شہر مین اگرچہ ہر زنا پر چار گواہ ہون تو بھی حد نہین بسبب کاذب ہونے ایک گروہ کے یعنی اگر شاہد ایک ہی وقت کو ذکر کرین اور دونون مکان دور ہون اور
اگر ایسا نہو یعنی وقت متحد ہو اور دونون مکان قریب ہون یا وقت مختلف ہو اور دونون مکان متباعد ہون یا وقت مختلف ہو اور دونون مکان قریب
ہون تو گواہی مقبول ہوگی کذا فی الفتح م اختلاف بلد کی دو صورتین ہین پہلی صورت یہ ہے کہ دو شاہدون نے گواہی دی کہ زنا کوفہ مین ہوا اور دو نے کہا کہ بصرہ مین
تو مرد اور عورت دونون پر حد نہین اسلیے کہ فعل زنا مختلف ہوا بسبب اختلاف مکان کے اور ہر ایک مکان کی نصاب شہادت پوری نہین اور دوسری صورت یہ ہے
کہ چار گواہون نے باوجود دوری دونون مکان کے گواہی دی کہ طلوع آفتاب کے وقت فلانے سال کے فلان مہینے فلان تاریخ مین زنا ہوا ہے اور چار گواہون نے
گواہی دی زنا کی کوفہ مین اسیوقت اُسی سن و ماہ مین تو دونون پر حد نہین اسواسطے کہ شخص واحد ایکساعت مین دو مکان متباعد مین نہین ہو سکتا اور شاہدونکا صدق اور
کذب معلوم نہین تو حاکم حکم کرنے سے عاجز ہے بسبب تعارض کے یا تہمت کذب کے اور اگر دونون مکان متقارب ہین تو باوجود اتحاد وقت گواہی مقبول ہے
اور اسیطرح اگر وقت مختلف ہے اور دونون مکان متباعد ہین یا متقارب تو بھی گواہی مقبول ہے بسبب احتمال تکرار فعل کے کذا فی المنح ولو اختلفوا فی
زاویتی بیت واحد صغیر حدا ای المراۃ والرجل استحسانا لامکان التوفیق اور اگر شاہدون نے اختلاف کیا ایک چھوٹی کوٹھری کے دو کونون مین تو مرد اور
عورت دونون پر حد قائم ہوگی بنا بر استحسان کے بسبب امکان توفیق کے یعنی اس اختلاف کا رفع کرنا ممکن ہے اسطرح پر کہ ابتدای فعل ایک کونے مین ہو اور
انتہائے فعل دوسرے کونے مین بسبب اضطراب اور حرکت کے ولو شہدوا علی زناہا وقلن ہی بکر او رتقاء او قرناء او ہم فسقۃ او شہدوا علی شہادۃ اربعۃ
وان وصلیۃ شہد الاصول بعد ذلک لم یحد احد اور اگر شاہدون نے گواہی دی عورت کی زنا پر ولیکن وہ باکرہ ہے یا اسکی شرمگاہ گوشت زائد یا استخوان

نا مقبول ہو یا گواہ فاسق ہیں یا دونوں نے گواہی دی ہے جو گواہوں کی گواہی پر ہے یعنی اصل شاہد ہیں اسکے بعد یعنی بعد کو ثابت ہوا کہ
تو کسی پر حد نہیں ہے اس صورت میں یہ نہ کہا ہوں ہم شہادت علی الشہادت حدود میں جائز نہیں ہے اسواسطے کہ اس میں زیادہ شبہ ہے کیونکہ حدیں ہوتی ہیں اسکا احتمال ہے کہ
شہادت اصول ہی فروع شہادت فروع میں اور اگر بعد فروع کے اصول بھی گواہی دینگے تو بھی مقبول نہ ہوگی اسواسطے کہ شہادت اصول کی بعض جو حد ہے ہو گئی ہے
حد شہادت فروع کے اور غیر حدود میں رد شہادت فروع سے شہادت اصول کی رد نہیں ہوتی اور اس میں یہ ہے کہ رد اسکا ساتھ شبہ کے ثابت ہوتا ہے جو حد میں
النہر فائق نے کہا اگر ان شہود کا ان صلیبی ہونا کوئی غلطیہ محال ہو گیا بعد کو اسکے جواز سمجھے کہ مطلب بعد باوجود گواہی ان شہود اولی زنا و غیرہ اور بعد اسکے مرد رجم کیا
اگر شاہدوں نے گواہی دی مرد کے زنا پر سو درہ ملعوع الذکر مستثنیٰ کذا ولو شہدوا بالزنا فکانوا عبیدا او محدودین فی قذف او فیہم اور احدہم محدود او
عبد او حد احدہم کذلک بعد اقامۃ الحد حدوا للقذف ان طلب المقذوف اور اگر چار شاہدوں نے زنا کی گواہی دی لیکن وہ سب غلام ہیں یا قذف کی سزا میں
حد پائے ہوئے ہیں یا اندھے ہیں یا چار میں سے ایک گواہ محدود فی القذف یا غلام ہے یا بعد اقامت حد زنا ایک شاہد اسطرح کا پایا گیا یعنی اندھا یا محدود یا غلام تو سب
شاہدوں پر حد قذف ماری جاویگی اگر مقذوف طلب حد کریگا تمام شاہدوں پر اسواسطے حد قذف ماری جاویگی کہ وہ اہل شہادت نہیں یا نصاب شہادت کے پورے نہیں
تو زنا ثابت نہ ہوا تو مسلمان پر عیب لگانا ثابت ہوا اور یہی حکم ہے اگر شاہد صغیر یا مجنون یا کافر ہوں اور حد قذف طلب مقذوف پر اسواسطے مشروط ہوئی کہ اسکا
حق ہے کذا فی النہر الفائق وارش جلدہ وان مات منہ ہدر خلافا لہما اور کوڑے مارنے کی دیت باطل ہے اگرچہ وہ کوڑوں سے مر گیا ہو بخلاف صاحبین کے یعنی گواہوں نے
گواہی دی کہ زنا کی اور زانی غیر محصن ہے سو اسکو کوڑے مارے گئے تو وہ زخمی ہو گیا یا مر گیا پھر ظاہر ہوا کہ ایک شاہد غلام یا محدود فی القذف ہے تو اسکی
دیت امام کے نزدیک باطل ہے اسلیئے کہ کوڑوں کی ضرب ظاہر معلوم ہے نہ زخمی اور ہلاک کرنیوالی مگر ضارب کے قصور سے اور صاحبین کے نزدیک اسکی دیت
بیت المال میں واجب ہے کذا فی النہر ودیۃ رجمہ فی بیت المال اتفاقا اور زانی کی سنگساری کی دیت بیت المال میں ہے بالاتفاق امام اور صاحبین کے یعنی رجم ہونے
کے بعد ظاہر ہوا کہ شہود ایسے تھے ...
علام الہیت شہود و یحد من رجع من الاربعۃ بعد الرجم فقط لانقلاب شہادتہ بالرجوع قذفا اور فقط وہی شخص چار گواہوں میں حد قذف مارا جاویگا جو گواہی
سے پھر گیا بعد سنگسار ہونے زانی کے اسلیئے کہ شہادت اسکی بسبب رجوع کے منقلب بقذف ہو گئی ماتن نے اشارہ کیا کہ اگر زانی پر کوڑے پڑینگے تو راجع پر
حد نہیں اور سب گواہ رجوع کرینگے تو سب پر حد ماری جاویگی وغرم ربع الدیۃ اور جو شہادت سے رجوع کرے بعد رجم کے وہ ربع دیت کا ضمان دے
وان رجع قبلہ ای الرجم حدوا للقذف ولا رجم لان الامضاء من القضاء فی باب الحدود اور اگر شاہد نے شہادت سے رجوع کی قبل رجم کے خواہ رجم کا حکم ہوا ہو یا
نہ ہوا ہو تو سب گواہوں پر حد قذف ماری جاویگی اور زانی سنگسار نہ ہوگا اسواسطے کہ حد کا جاری کر دینا قضا میں داخل ہے باب حدود میں یعنی گویا قبل قضا کے رجوع
ثابت ہوا ہم سب گواہوں پر اسواسطے حد ہوئی کہ فی الحقیقت ہر شاہد قاذف ہے لیکن جب قاضی نے ثبوت زنا کا حکم دیا تو انکا قذف شہادت ہو گیا اتصال
قضا سے پھر جب قضا متصل نہوئی تو قذف باقی رہا لہذا حد قذف لازم آئی کذا فی النہر ولا شئی علی خامس رجع بعد الرجم اور اس پانچویں گواہ پر کچھ نہیں
نہ حد نہ دیت جسنے شہادت سے رجوع کیا بعد رجم کے فان رجع آخر حدا وغرما ربع الدیۃ ولو رجع الثالث ضمن ربع الدیۃ ولو رجع الخامسۃ ضمنوا اخماسا حاوی
پھر اگر پانچویں کے ساتھ ایک اور گواہ نے رجوع کیا تو دونوں پر حد قائم ہوگی اور دونوں چوتھائی دیت کی ضمان دینگے اور اگر تیسرا گواہ رجوع کریگا تو وہ بھی چوتھائی
دیت کا ضمان دیگا وعلی ہذا القیاس چوتھا گواہ اور اگر پانچوں گواہ رجوع شہادت سے کرینگے تو ہر گواہ پانچویں پانچویں حصہ دیت کا ضمان دیگا کذا فی الحاوی
القدسی ہم یہ حکم در صورت رجم ہے اسواسطے کہ ضمان نہیں مگر بعد رجم کے کذا فی النہر وضمن المزکی دیۃ المرجوم ان ظہر واعبیدا او کفارا او فیہم
اذا اخبر المزکی بحریۃ الشہود واسلامہم ثم رجع فانما تعمدت الکذب والا فالدیۃ فی المال اتفاقا ضمان دے مزکی مرجوم کی دیت کا اگر ظاہر ہو کہ گواہ زنا
کے اہل شہادت نہ تھے یعنی غلام یا کافر تھے یہ ضمان اسوقت ہے جب مزکی نے شہود کی آزادی اور اسلام کی خبر دی ہو پھر اسنے شہادت سے رجوع کیا ہو

ہو یوں کہکر کہیں بالقصد جھوٹ بولا آزادی اور اسلام کے اظہار میں اور دیت اُسکی بیت المال میں ہے بالاتفاق یعنی اگر مزکی تعمد کذب کے قائل نہوے
بلکہ ثابت رہے اپنے اظہار پر یا قائل اپنی خطا کے ہوئے بالاجماع اُنپر ضمان نہیں اور اگر مزکیوں نے خبر دی کہ گواہ عادل ہیں پھر ظاہر ہوا کہ وہ غلام ہیں
تو بھی اُنپر ضمان نہیں بالاجماع کذا فی النہر مزکی وہ جو قاضی کے روبرو شاہدوں کی اہلیت شہادت بیان کرے ولا یحدون للقذف لانہ لا یورث پھر اور
شاہدوں پر حد قذف نہ ماریجاویگی اسواسطے کہ قذف میں وراثت جاری نہیں کذا فی البحر یعنی شاہدوں نے عیب لگایا تھا زندہ شخص کو اور بعد رجم کے وہ
مرچکا اور چونکہ قذف میں ارث نہیں تو وارث اُسکے طلب حد نہیں کر سکتے کما لو قتل من امر برجمہ بعد التزکیۃ فظہروا کذلک غیر اہل الشہادۃ فان القاتل
یضمن الدیۃ استحسانا لشبہۃ صحۃ القضاء یعنی مزکی دیت کی ضمان ہے جیسے قاتل ضمان دیتا ہے اگر قتل کرے اسکو جسکی رجم کا حکم دیا تھا قاضی کی طرف سے بعد تعدیل
شہود کے پھر اسیطرح ظاہر ہوا کہ شاہد اہل شہادت کے نہیں تو البتہ قاتل دیت کا ضامن ہیگا بنا بر استحسان کے صحت قضا کے شبہہ کے سبب سے یعنی بسبب ظاہر
حکم قاضی کا صحیح واقع ہوا تو شبہہ پیدا ہوا لہذا قاتل پر دیت لازم آئی نہ قصاص اور ضمان من بیت کا تین سال میں واجب ہے کذا فی النہر فلو قتلہ قبل الامر او بعدہ قبل
التزکیۃ اقتص منہ کما یقتص بقتل المقضی بقتلہ قصاصا فظہر الشہود عبیدا او محدودین لان الاستیفاء للولی زیلعی من الردۃ سو اگر قاتل نے قتل کیا قبل حکم دینے قاضی کے
یا بعد حکم دینے قبل تزکیہ شہود کے تو قصاص لیا جاوے قاتل سے چنانچہ قصاص لیا جاتا ہے اُس قاتل سے مقتول ہونے سے جسکے قتل کا حکم ہو گیا بنا بر
قصاص کے خواہ شاہدوں کا غلام ہونا ظاہر ہوا ہو یا نہوا ہو اسواسطے کہ استیفاے قصاص کا حق واسطے وارث کے ہے کذا فی شرح الزیلعی من کتاب
الردۃ وان رجم ولم تزک الشہود فوجدوا عبیدا فدیتہ فی بیت المال لامتثالہ امر الامام فنقل فعلہ الیہ اور اگر کوئی سنگسار ہوا حالانکہ شہود زنا
کی تعدیل نہ ہوئی تھی پھر گواہ غلام نکلے تو دیت مرحوم کی بیت المال میں ہے بسبب بجا آوری رجم کے امام کے حکم سے تو فعل رجم کا امام ہی کی
طرف منقول ہوا اور فعل امام کی دیت مسلمین کے بیت المال میں ہوتی ہے اسواسطے کہ امام نائب ہے مسلمین کا وان قال الشہود للزنی تعمدنا
النظر قبلت لاباحتہ لتحمل الشہادۃ الا اذا قالوا تعمدناہ للتلذذ فلا تقبل لفسقہم منح اور اگر زنا کے گواہوں نے کہا کہ ہمنے قصداً زنا کو دیکھا تو گواہی اُنکی
مقبول ہوگی بسبب مباح ہونے نظر کے گواہ ہونے کے واسطے مگر جب کہ گواہوں نے کہا کہ ہمنے عمداً زنا کو دیکھا لذت لینے کے واسطے تو اب گواہی اُنکی مقبول
نہوگی بسبب فاسق ہو جانے شہود کے اس نیت سے کذا فی الفتح م تحمل شہادت کے واسطے نظر کرنا مباح ہے جیسے طبیب اور دایہ اور ختنہ کرنیوالے کو مباح
ہے اور اسیطرح واسطے تحقیق بکارت اور رد بالعیب کے نظر کرنا جائز ہے کذا فی المنح وان انکر الاحصان فشہد علیہ رجل وامرأتان او ولدت زوجتہ منہ
قبل الزنی نہر رجم اور اگر زانی نے اپنے محصن ہونیکا انکار کیا پھر ایک مرد اور دو عورتوں نے اُسکے احصان پر گواہی دی یا اُسکی زوجہ اُس سے جنی قبل
زنا کے کذا فی النہر تو وہ سنگسار ہوگا ولو خلا بہا ثم طلقہا وقال وطئتہا وانکرت فہو محصن باقرارہ دونہا لما تقرر ان الاقرار حجۃ قاصرۃ اور اگر مرد نے خلوت
اپنی زوجہ سے کی پھر اُسکو طلاق دی اور بولا کہ میں نے اُس سے جماع کیا اور عورت منکر ہے جماع کی تو مرد محصن ہوگا اپنے اقرار کے سبب سے
نہ عورت یعنی عورت محصن نہوگی اسواسطے کہ ثابت ہوچکا ہے کہ اقرار حجت قاصرہ ہے یعنی اقرار اپنی ذات پر حجت ہے نہ غیر پر کما لو قالت بعد الطلاق کنت
نصرانیۃ وقال کانت مسلمۃ فیرجم المحصن ویجلد غیرہ ویستغنی عما یوجد فی بعض نسخ المتن من قولہ اذا کان احد الزانیین محصنا یحد کل واحد منہما حدہ فتامل چنانچہ
اگر عورت نے کہا بعد طلاق کے کہ میں نصرانیہ تھی اور مرد نے کہا کہ وہ مسلمان تھی تو محصن سنگسار ہوگا اور غیر محصن پر کوڑے مارے جاوینگے یعنی مرد بسبب اقرار احصان کے
سنگسار ہوگا اور عورت تو اُسپر کوڑے مارے جاوینگے شارح کہتا ہے اور اس عبارت سے حاجت نہیں اُس عبارت کی جو متن کے بعضے نسخوں میں پائی جاتی
ہے وہ یہ قول ہے کہ جب دو زانیوں میں ایک محصن ہو تو ہر ایک کو اُنمیں سے وہ حد ماریجاویگی جو اُسکی حد ہے یعنی محصن کو رجم اور غیر محصن پر کوڑے غور کرے اسکو
مصنف کی شرح میں عبارت موجود ہے فیرجم المحصن ویجلد غیرہ لہذا شارح نے کہا کہ تو اذا کان احد الزانیین الخ کی کچھ حاجت نہیں بسبب تکرار مضمون کے کما لا یخفی علی المتامل

اور حد نہ ہوگی جبکہ غیر کی منکوحہ سے وطی کرے اور کہے کہ مین نے جانا کہ یہ مجھکو حلال ہے کیونکہ نکاح کی صورت میں شبہ ہے اور اگر عالم تحریم کا ہو تو حد ہے اور بعض کے نزدیک حد نہیں ہے کذا فی الہدایہ
اس نکاح کی صورت سے جو نہیں ہو سکتا ہے نزدیک امام ابو یوسف کے نزدیک بسبب شبہ صورت کے کذا فی البحر اور امام محمد اور ابو یوسف کے نزدیک حد ہے
اور امام ابو حنیفہ کی تحقیق تفصیل میں بعد امام ابو یوسف نے اس صحیح کو خیر سمجھا کیا ہے فتح القدیر کذا فی النہر

باب حد الشرب المحرم

یہ باب ہے شرب حرام کی حد کے بیان میں محرم کی قید واسطے بیان واقع کے ہے اسواسطے کہ بدون شرب حرام حد نہیں کہ مسلم نے جو شراب پی یا نشہ کیا
اور اس پر قائم علی الکفار بالحمیۃ من فی بینۃ المفتی سکر الذی من الحرم جاہلاً الا ان حرمۃ السکر فی حل لہ حد ما ناجاوے مسلمان اور اگر مسلمان معاذ اللہ مرتد ہو پھر
مست ہو پھر اسلام لاوے تو حد نہ ماریجاویگی اسواسطے کہ کفار پر حد قائم نہیں ہوتی کذا فی الفتح لیکن بینۃ المفتی میں ہے کہ کافر ذمی مست ہوا شراب پی کر
سے تو حد مارا جاویگا قول صحیح میں بسبب حرام ہونے نشہ کے ہر دین میں مگر ذمی پر حد مارنا یہ قول امام حسن کا ہے اور بعض مشائخ نے اسکو پسند کیا ہے اور مستامن پر
کہ اسپر حد نہیں کذا فی الشمطاوی عن فتاوی قاری الہدایہ ناطق للامیہا حرس للشبہۃ حد ماریجاوے مسلم ناطق پر تو گونگے پر حد نہیں بسبب شبہ کے یعنی گونگے نے جو شراب
پینا خود دوکو ہونٹ سے ثابت ہو خواہ اسکے اشارہ معہود سے بہر صورت اسپر حد نہیں اس شبہ سے کہ شاید اسکے حلق میں لقمہ اٹکا ہو اور اسکے اتارنے کے واسطے شراب
پی ہو کذا فی حاشیۃ الحلبی مکلف طائع غیر مضطر شرب الخمر ولو قطرۃ بلا قید سکر حد مارا جاوے مسلم ناطق عاقل بالغ جسنے بلا اضطرار اپنی خوشی شراب پی اگرچہ ایک ہی
قطرہ پیا ہو بلا قید مستی کے یعنی حد شرب خمر میں نشہ شرط نہیں اسواسطے کہ حرمت خمر کی قطعی ہے بخلاف اور شرب کے کہ انکی حرمت ظنی ہے تو بدون نشہ کے انکے پینے میں
حد نہیں کذا فی المنح اور عدم اضطرار کی قید کا یہ فائدہ ہے کہ اگر عطش وغیرہ کے دفع کے واسطے شراب پیئیگا تو اسپر حد نہیں کذا فی الدر المنتقی او سکر من نبیذ یا نبیذ یا مسلمان مست
ہو گیا ہو کسی نبیذ کے پینے سے اسی پر فتوی ہے مع یہ فتوی امام محمد کے قول پر ہے انکے نزدیک قلیل نبیذ بھی حرام اور نجس ہے کذا فی النہر نبیذ اس پینے کی چیز کو کہتے
ہین کہ سوائے انگور کے کھجور یا منقہ یا شہد یا حبوب مین پانی ڈالکر چند روز رکھا جاوے کہ گاڑھا ہو اور خمر پینے شراب عبارت ہے انگور کے پانی سے جب جوش
مین آوے اور گاڑھا ہو جاوے اگرچہ اسمین کف نہ آیا ہو بقول صاحبین اور یہی قول اظہر ہے اور اسی پر فتوی ہے طوعا حالا بالحرمۃ حقیقۃ او حکماً بکونہ
نشہ دار نا لماتا لو الو دخل حربی دارنا فاسلم فشرب الخمر جاہلا بالحرمۃ لا یحد بخلاف الزنا لحرمتہ فی کل ملۃ قلت یرد علیہ حرمۃ السکر ایضا فی کل ملۃ فتامل مسلمان پر
پر حد ہے جو خوشی شراب پیا اسکے حرام ہونے کو جانکر علم حرمت حقیقۃ ہو یا حکما اس طرح پر کہ شارب دار الاسلام میں رہتا ہو اسواسطے کہ فقہانے کہا ہے کہ حربی
دار الاسلام میں داخل ہوا سو مسلمان ہو گیا پھر اسنے شراب پی نادانستہ بحرمت خمر تو اسپر حد نہیں بخلاف زنا کے یعنی اگر مجرد دخول دار الاسلام اور قبول اسلام
کے زنا کریگا تو اسپر حد ہے بسبب حرام ہونے زنا کے ہر دین میں شارح کہتا ہے اس تعلیل پر وارد ہوتی ہے حرمت سکر بھی ہر دین میں تو تامل کرو طحطاوی نے کہا
کہ ہمنے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ اعتراض تعلیل مذکور پر وارد نہیں اسواسطے کہ ظاہر یہ ہے کہ شرب خمر مذکورہ سکر یعنی شرب خمر ہر دین میں حرام ہے اور شرب خمر کو جو
سکر لازم نہیں لبعد الافاقۃ فلو حد قبلہا فظاہرہ انہ یعاد یعنی حد ماریجاویگی شارب خمر کو بعد ہوشیار ہونے کے نشہ سے تو اگر مستی میں حد ماری گئی تو ظاہر اسکا
تقییکا دلالت کرتا ہے کہ دوبارہ حد ماریجاوے کذا فی شرح العینی ضم یہ استظہار ہے صاحب نہر کا عینی کی اس تعلیل سے کہ حد بعد الافاقہ اسواسطے واجب ہوئی تا
ضرب کا فائدہ ظاہر ہو اور شرنبلالی نے حالت سکر کے عدم فائدہ پر اعتراض کیا اسطرح کہ مستی میں بھی درد حاصل ہے اگرچہ کامل نہیں تو اعادہ ضرب کی بعد
الافاقہ کچھ حاجت نہیں کذا فی الطحطاوی اذا اخذ الشارب مع ریح ما شرب من خمر او نبیذ مع ممن قصر الراءحۃ علی الخمر فقد قصر موجودۃ خبر الریح وہو مونث سماعی غایۃ
حد ماریجاوے جبکہ شارب گرفتار ہو اور حو چیز پی اسکی بو موجود ہو منہ میں خواہ مشروب خمر ہو یا نبیذ کذا فی فتح القدیر سوجس نے فقط خمر کی بو پر قصر کیا
اسنے بیان میں قصور کیا یہ اشارہ ہے اوپر زیادہ شرح وقایہ کے محشی پر شارح نے کہا کہ موجودۃ خبر ہے ریح کی اور ریح مونث سماعی ہے کذا فی غایۃ البیان

یہ رد ہی صاحب کنز پر کہ اُسنے موجود کہا نہ موجودۃ کذا فی المنح الاان تنقطع الرائحۃ لبعد المسافۃ فحینئذ فلا حد ان لیتقید بالشرب طائعا و لقولہ لا اخذہ وریحہا
موجود تو وجود بو ثبوت شرب کے واسطے ضرور ہی مگر یہ کہ بو منقطع ہو گئی ہو بسبب بعد مسافت کے تو اُسوقت مین ضرور ہی کہ شاہدین گواہی دین کہ اُسنے شراب
اپنی خوشی پی اور یون کہین کہ ہمنے اُسکو گرفتار کیا تھا حالانکہ اُسوقت بو موجود تھی ولا یثبت الشرب بریح الخمر ولا بتقایئہا بل بشہادۃ رجلین او اقرار
نہین ہوتا شرب بو سے اور نہ شراب کے قے کرنے سے بلکہ ثابت ہوتا ہی شرب دو مردون کی گواہی سے ۔م فقط بو سے اسواسطے شرب ثابت نہین کہ گاہ غیر خمر
سے خمر کے مانند بو آتی ہی جیسے سفرجل یعنی بہی کے کھانے سے اور قے سے اسواسطے شرب ثابت نہین کہ شاید اُسنے اکراہ یا اضطرار سے پی ہو ویسأ لہما الامام عن ماہیتہا وکیف
شربہا لاحتمال الاکراہ ومتی شرب لاحتمال التقادم واین شرب لاحتمال شربہ فی دار الحرب فاذا بینوا ذلک حبسہ حتی یسأل عن عدالتہم ولا یقضی بظاہر العدالۃ خانیہ دونون شاہدون سے امام پوچھے کہ خمر کیا چیز ہی اور کیونکر پی بسبب احتمال اکراہ کے اور کب پی واسطے احتمال تقادم کے اور کہان پی بسبب احتمال پینے
شارب کے دار الحرب مین پھر شاہدان سوالات کے جواب بیان کرین تو شارب کو امام قید کرے تا شاہدون کی عدالت کا سوال کرے اور حکم نکرے کسی حد مین ظاہر
عدالت پر بلا تحقیق کذا فی الخانیۃ م ماہیت خمر کا سوال سو اسطے ہی کہ شاید گواہ ہر شراب سرور انگیز کو موجب حد کا جانتے ہون ولو اختلفا فی الزمان او شہد احدہما بالسکر
من الخمر والآخر من السکر لم یحد ظہیریۃ اور اگر شاہد مختلف ہون زمان شرب مین یا ایک گواہ گواہی دے اُسکے خمر سے مست ہونے کی اور دوسرا گواہ شہادت دے سکر سے
مست ہونے کی تو اُسپر حد نہین کذا فی الظہیریۃ م سکر بفتحتین عبارت ہی عصیر رطب سے جب اُسمین اشتداد ہو اور بعضون نے کہا ہر شراب مسکر سکر ہی کذا فی النہر او یثبت
باقرارہ مرۃ صاحیا یا شرب ثابت ہوتا ہی شارب کے ایکبار کے اقرار سے ہوشیاری کی حالت مین م بحر الرائق مین ہی کہ جب ثبوت شرب کا گواہ
اور اقرار مین منحصر ہوا تو جس فاسق کے گھر مین شراب ہو یا لوگ شراب کے گرد مجتمع ہون اور کسی نے اُنکو پیتے نہ دیکھا ہو تو اُسپر حد نہین بلکہ تعزیر ہی ثمانون
سوطا استعلق بحد الحر ونصفہا للعبد اسی کوڑے حد مار یجاوین آزاد کو اور اُسکے نصف یعنی ۴۰ کوڑے غلام کو ثمانین سوطا بحد سے متعلق ہی و فرق علی
بدنہ کحد الزنا کما مر اور متفرق کوڑے مارے جاوین شارب کے بدن پر مانند حد زنا کے چنانچہ اُسکی تفصیل مذکور ہو چکی یعنی سر اور مُنہ اور شرمگاہ پر نمارے اور
کوڑا گرہ دار نہو اور لباس شارب کا ضرب کے وقت اُتار اجاوے سوا پاجامے کے تا کشف عورت نہو کذا فی البحر فلو اقر سکران او شہدوا بعد زوال
ریحہا لا لبعد مسافۃ او اقر کذلک او رجع عن اقرارہ لا یحد لانہ خالص حق اللہ تعالی فیعمل الرجوع فیہ ثم ثبوتہ باجماع الصحابۃ ولا اجماع الا برأی عمر و
ابن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین وہما شرطا قیام الرائحۃ تو اگر اقرار کیا شرب کا مست نے یا گواہون نے گواہی دی بعد دور ہونے بو خمر کے بلا بعد
مسافت یا اسیطرح بعد زوال بو کے شارب نے اقرار کیا یا وہ اپنے اقرار سے پھر گیا تو اُسپر حد نہین اسواسطے کہ حد شرب خالص حق ہی اللہ تعالی کا تو اُسمین اقرار
سے رجوع کرنا عمل کریگا ابطال حد مین پھر ثبوت حد شارب اصحاب کرام کے اجماع کے سبب ہی اور اجماع حاصل نہین بدون رائے عمر فاروق اور عبد اللہ
بن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین کے اور اُن دونون بزرگون نے قیام بوے خمر کو شرط کیا ہی م شرب خمر اور سکر نبیذ کی حد امام اعظمؒ کے نزدیک ۸۰ کوڑے ہین
اور یہی قول ہی امام مالکؒ کا اور ایک روایت ہی امام احمدؒ کی اور امام شافعیؒ کے نزدیک ۴۰ کوڑے ہین لیکن بقول اصح امام کو ۸۰ کوڑے مارنا بھی جائز ہو
اگر اُسکو مصلحت معلوم ہو امام اعظم کی دلیل اجماع صحابہ ہی صحیح مسلم مین انس بن مالکؓ سے مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خمر مین شاخ خرما اور
جوتیون سے مارا پھر ابو بکرؓ نے ۴۰ کوڑے مارے یعنی اپنی خلافت مین پھر جب عمرؓ خلیفہ ہوئے اور ہر طرح کے لوگ مجتمع ہوئے تو صحابہ سے کہا کہ خمر کی مار مین تم
کیا کہتے ہو عبد الرحمن بن عوف نے کہا کہ میری رائے مین یہ آتا ہی کہ آپ ۸۰ کوڑے مقرر کیجیے خفیف حد کے مانند تو عمرؓ نے ۸۰ کوڑے مقرر کیے اور موطا
مین مروی ہی کہ عمر فاروقؓ نے خمر مین مشورت کی تو علیؓ بن ابیطالب نے کہا کہ ہماری رائے مین یہ آتا ہی کہ آپ ۸۰ کوڑے مقرر کیجیے اسواسطے کہ جب آدمی نے
شراب پی تو مست ہوگا اور جب مست ہوگا تو ہذیان گوئی کریگا پھر جب بیہودہ بکے گا تو افترا کریگا اور مفتری پر ۸۰ کوڑے ہین اور ان دونون روایتون

ہیں تب کچھ حرج نہیں ہے اور جتنا بھی ہو اسکا ارضین میں ہونا اور شافعی دونوں سے مگر جبکہ ہوش بھی جاتی رہے تو حرام ہے ایک جماعت سے
روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شراب خوار آتا ہوا تو وہ جوتیوں اور شاخوں سے پس وہ مارا گیا تو ان حاضرین سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت چالیس درے تھا پھر صدیق اکبر کے وقت اور ابتدائے خلافت عمر فاروق میں چالیس رہے پھر پر اجماع اور اتفاق صحابہ حضرت
علی نے نقل کیا کہ ایک موقع پر بسبب کے زیادتی فساد کے اسی درے صحابہ کرام نے
تابعین معلوم کیا کہ مقصود متأخر ہوگا فساد زیادہ ہوگیا پر اجماع کیا کذا فی فتح القدیر قضا عبد اللہ بن مسعود
اور امیر عمر فاروق کے پاس ایک شرابی اقرار کیا شراب کا تو حکم تعزیر کذا فی الطحاوی عن ابن والسکران من لا یعرف
بین الرجل والمرأة والسماء والارض وقالا من یخلط کلامه غالبا فلو نصفه مستقیما فلیس بسکران بحر امام کے نزدیک مست وہ ہے جو فرق نہ کرے مرد اور عورت
میں اور آسمان اور زمین میں اور صاحبین نے کہا کہ مست وہ ہے جسکا اکثر کلام بیہودہ اور ہذیان ہو تو اگر نصف کلام مستقیم اور نصف بیہودہ ہو تو وہ مست نہیں
کذا فی البحر ویختار للفتوی قولهما لضعف دلیل الامام فتح اور فتوی کے واسطے صاحبین کا قول مختار ہے بسبب ضعیف ہونے دلیل امام کے کذا فی الفتح ولو ارتد السکران
لم یصح فلا تحرم عرسه وهذه احدى المسائل السبع المستثناة من ان السکران کالصاحی کما بسطه المصنف شرح الاشباه وغیرها اور اگر مرتد ہوگیا مست تو اسکی زوجہ
حرام نہیں ہوگی زوجہ اسپر حرام نہیں اس ارتداد سے اور یہ ایک مسئلہ ان سات مسائل سے ہے جو مستثنی ہیں اس قاعدہ سے کہ مست مانند ہوشیار کے ہے چنانچہ مصنف
نے ان مسائل کو اپنی شرح میں اشباہ وغیرہ کی طرف نسبت کرکے بشرح بیان کیا ہے مصنف نے اپنی شرح منح الغفار میں اشباہ وغیرہ سے یوں نقل کیا ہے کہ تصرف
محرم کا مست ہوشیار کے مانند ہے مگر سات مسائل میں ۱- مرتد ہونے میں ۲- حدود خالصہ کے اقرار میں ۳- اشهاد علی الاشهاد میں ۴- تزویج صغیرہ اور
صغیر میں جبکہ مہر مثل سے اقل ہو یا کثیر تو تزویج نافذ نہیں ۵- وکیل ہو طلاق کا ہوشیاری میں پھر مست ہو کر اسنے طلاق دی تو واقع نہیں ۶- بیع کا وکیل اگر
مست ہو کر بیچے تو بیع نافذ نہیں موکل پر ۷- کوئی چیز غصب کی ہوشیاری سے پھر اسکو پھیر دی حالانکہ وہ مست تھا ونقل فی الاشربة عن الجوهرة حرمة اکل البنج والحشیشة
والافیون لکن دون حرمة الخمر ولو سکر باکلها لا یحد بل یعزر انتهى اور مصنف نے اپنی شرح میں جوہرہ سے کتاب الاشربہ میں نقل کی ہے حرمت خراسانی اجوائن کی اور بھنگ
اور افیون کی لیکن انکی حرمت کمتر ہے شراب کی حرمت سے اور اگر ان چیزوں کے کھانے سے مست ہوگا تو اسپر حد نہیں بلکہ اسکو تعزیر دی جاوے گی انتهى ونقل فی النهر
التحقیق ما فی العنایة ان البنج مباح لا الحشیش اما السکر منه فحرام اور نہر الفائق میں ہے کہ تحقیق عنایہ کا قول ہے کہ خراسانی اجوائن مباح ہے اسواسطے کہ حشیش
نہ لکھا ہے بلکہ اسکا نشہ حرام ہے طحاوی نے کہا کہ اباحت بنج میں تعلیل حشیش کی بے معنی ہے اور یہ عبارت عنایہ میں نہیں بنج یعنی خراسانی اجوائن
کی اباحت عنایہ اور بحرالرائق میں مصرح ہے اور خانیہ سے بھی اباحت معلوم ہوتی ہے تو ظاہر اختلاف ہوا انکی اباحت اور حرمت میں تو دونوں قولوں کی تطبیق
یہ ہے کہ خراسانی اجوائن دو قسم پر ہے بقول قہستانی ایک قسم حرام ہے اور دوسری مباح اور اباحت بھی شیخین کے نزدیک ہے اور محمد کے نزدیک جسکا کثیر نشا کرے اسکا
قلیل بھی حرام ہے اور اسی قول پر فتوی ہے چنانچہ مذکور ہوگا اقیم علیه بعض الحد فهرب ثم اخذ بعد التقادم لا یحد لما مر ان الامضاء من القضاء فی باب الحدود
شارب خمر پر اقامت ہوئی حد کی تیس یا ساٹھ کوڑے مارے گئے پھر وہ بھاگ گیا پھر گرفتار ہوا بعد مدت کے تو اسپر حد نہیں اسواسطے کہ مذکور ہوچکا کہ جاری
کرنا قضا میں داخل ہے باب الحدود میں ولو شرب او زنی ثانیا فیستانف الحد لتداخل المتحد کما یجیء اور اگر شراب پی یا زنا کیا دوسری بار تو ابتدا
ہوگا حد کا بسبب تداخل متحد الجنس کے چنانچہ اسکا ذکر آگے آوے گا مطلب یہ ہے کہ اگر شارب پر کچھ حد ماری گئی اور وہ بھاگ گیا پھر اسنے دوبارہ شراب پی اور گرفتار
ہوا تو اسپر شراب ثانی کے سبب سے ایک ہی حد ماری جاوے گی اور ثانی کی حد بقیہ حد اول سے بھی کافی ہے بسبب اتحاد قصور کے اسی حکم
بھاگ گئے اور دوبارہ زنا کرنے کا فرع مسئلہ متعلقہ شارح کا سکران اور صاحب فتح قسم الانشائیات ان تا ور علی مصنف وانه مست

یا ہوشیار کے گھوڑے نے اُسکے ساتھ سرکشی کی سو کچل ڈالا کسی انسان کو تو وہ مرگیا اگر سوار قادر تھا اُسکے روکنے پر تو اُسپر ضمان ہی اور اگر قادر نہین تو اُسپر ضمان بھی نہین
کذا فی شرح المصنف عن العمادیۃ ؎ مصنف نے اپنی شرح مین یہ مسئلہ عمادیہ اور جامع الفصولین سے نقل کیا تو شارح کو مناسب تھا کہ یون کہتا منف عن العمادیہ

باب حد القذف

یہ باب ہی حد قذف کے بیان مین ہو لغۃ الرمی وشرعا الرمی بالزنی وہو من الکبائر بالاجماع فتح قذف لغت عرب مین عبارت ہی مطلق عیب لگانے سے اور
اصطلاح شرع مین قذف عبارت ہی زنا کے عیب لگانے سے اور وہ کبیرہ گناہ ہی باجماع است کذا فی الفتح ؎ حق تعالی قرآن مجید مین فرماتا ہی کہ البتہ جو لوگ
محصنات غافلات مومنات کو زنا کا عیب لگاتے ہین وہ ملعون ہین دنیا اور آخرت مین اور اُنکے واسطے عذاب عظیم ہی اور متفق علیہ حدیث مین وارد ہی کہ
رسالت سات گناہون سے بچو اصحاب نے کہا کہ وہ سات گناہ کون کون سے ہین فرمایا خدا کے ساتھ شرک کرنا اور جادو کرنا اور ناحق قتل نفس کرنا اور بیاج کھانا
اور یتیم کا مال کھا جانا اور جنگ کفار سے بھاگ جانا اور محصنات مومنات غافلات کو زنا کا عیب لگانا اور حد قذف کی نص قرآنی سے ثابت ہی حق تعالی نے فرمایا کہ جو
عیب لگاوین محصنات کو اور چار گواہ نہ لاوین تو اُنکو ۸۰ کوڑے مارو اور اُنکی گواہی کبھی قبول نکرو عیب لگانے سے زنا کا عیب مراد ہی تو اگر زنا کے سوا اور معاصی کا
مسلمان کو عیب لگا دیگا تو اسپر حد نہین بلکہ تعزیر ہی کذا فی المنح نہر الفائق مین ہی کہ ہر چند نص قرآنی مین قذف محصنہ مذکور ہی لیکن وہ محصن کو بھی شامل ہی بطریق دلالۃ
النص کے بسبب جامع دفع عار کے اور اسی پر اجماع ہی لکن فی النہر قذف غیر المحصن کصغیرۃ ومملوکۃ وحرۃ متہتکۃ من الصغائر لیکن نہر الفائق مین ہی کہ غیر محصن
کا قذف جیسے صغیرہ یا مملوکہ یا حرہ بیحیا کا صغیرہ گناہ ہی ؎ نہر الفائق مین یہ قول حلیمی شافعی کی طرف منسوب ہی تو ظاہر الاستدراک غیر مناسب ہی بلکہ خود شارح نے
منتقی الابحر کی شرح مین کہا ہی کہ قذف کبیرہ گناہ ہی اگرچہ غیر محصن کو عیب لگایا ہو اور فقہا نے جو احصان شرط کیا ہی سو وجوب حد کے واسطے ہی نہ کبیرہ گناہ ہونے کے
واسطے اور طبرانی مین حدیث مرفوع ہی کہ جو ذمی کو قذف کریگا اُسپر قیامت کے دن حد پڑیگی آگ کے کوڑون سے ہان حلیمی شافعی البتہ غیر محصن کے قذف کو
صغیرہ کہتا ہی انتہی کذا فی الطحطاوی ؎ ہو کحد الشرب کمیۃ وثبوتا فیثبت برجلین حد قذف حد شرب کے مانند ہی مقدار اور ثبوت مین تو ثابت ہوگی دو مردون
کی گواہی سے یعنی سبب حد کا دو گواہون سے یا قاذف کے ایکبار کے اقرار کرنے سے اور عورتون کی گواہی مقبول نہین اور نہ شہادت علی الشہادت
اور نہ ایک قاضی کا خط دوسرے قاضی کو کذا فی المنح مقدار حد کی ۸۰ کوڑے ہین حر کو اور ۴۰ غلام کو یسألہما الامام عن ماہیتہ وکیفیتہ سوال کرے امام یا نائب
اُسکا گواہون سے حقیقت قذف اور کیفیت اُسکی سے ؎ حقیقت قذف کا سوال اُسوقت ہی جب گواہون نے اسطرح گواہی دی ہو کہ مثلاً زید نے خالد کا قذف کیا اور اگر
گواہ بجز لفظ قذف کے اُسکی حقیقت نہ بیان کرین تو گواہی مقبول نہین کذا فی النہر کیفیت سے وہ مراد ہی جس سے مقذوف کو متصف کیا الا اذا شہد القولہ یا زانی مگر جبکہ
دونون گواہون نے بلفظ یا زانی گواہی دی یعنی قاذف نے مقذوف کو یا زانی کہا تو اب ماہیت اور کیفیت کے سوال کی کچھ حاجت نہین کہ خود اُسنے مذکور کی تم تحبیسہ
لیسأل عنہما کما یحبسہ لشہود یمکن احضارہم فی ثلثۃ ایام والا اطلق ؎ بعد اُسکے امام قید کرے قاذف کو تا شاہدون کی عدالت کا سوال کرے چنانچہ قید کرتا ہی گواہ
شہود کے واسطے جنکا حاضر کرنا تین دن مین ممکن ہی اور اگر تین دن مین حاضر کرنا ممکن نہو تو قاذف کو قید نکرے کذا فی الظہیریۃ ولا یکفلہ خلافا للثانی نہر اور امام حاضر
ضامنی نہ لے قاذف سے دوسری مجلس تک بخلاف ابی یوسف کے کذا فی النہر و یحد الحر والعبد ولو ذمیا او امرأۃ قاذف المسلم الحر الثابتۃ حریتہ والاقیہ التعزیر اور حد
مارا جاوے حر یا غلام جسنے زنا کا عیب لگایا اُس مسلم حر کو جسکی حریت ثابت ہی قاذف کے اقرار یا گواہون سے اور اگر اُسکی حریت ثابت نہین تو اُسکے قذف مین تعزیر ہی
قاذف پر حد ہی اگرچہ وہ ذمی یا عورت ہو ؎ طحطاوی نے کہا عورت کو مبالغہ کرکے داخل کرنا بلا وجہ ہی اسواسطے کہ وہ حر اور عبد کے لفظ مین داخل ہین البالغ العاقل العفیف
عن فعل الزنا ہو مسلم کہ بالغ اور عاقل اور پاکدامن ہی زنا کے فعل سے ؎ اور کافر اور صغیر اور مجنون اور زنا کار کی قذف سے حد نہین نہر الفائق مین ہی کہ عفیف وہ ہی جسنے
کسی عورت سے وطی زنا اور شبہہ اور نکاح فاسد سے نہ کی ہو فینتقص عن احصان الرجم بشیئین النکاح والدخول تو بیان شروط احصان قذف سے معلوم ہوا کہ احصان رجم دو چیزون

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] بیان [illegible] کرنا [illegible] اس تشبیہ [illegible]

[illegible] تو اسپر حد [illegible] اسواسطے کہ [illegible]

[illegible] حالانکہ [illegible]

اور [illegible] کذا فی الطحطاوی [illegible] الاحصان [illegible] حد القاذف [illegible]

مقذوف کا [illegible] یا مرتد ہو جاوے تو [illegible] حد قاذف سے ساقط ہو جاویگی [illegible]

[illegible] القدیر [illegible] باقی رہا کہ مقذوف مر گیا ہو قبل حد قاذف کے اسواسطے کہ [illegible]

قاذف کی طلب [illegible] حاکم کے روبرو کذا فی المنح [illegible] بصریح الزنا صریح زنا کہ سبب [illegible] حد واجب ہے یعنی جو یوں [illegible] کہ تو نے زنا کیا [illegible] کذا فی النہر

انت زانی [illegible] الظہیریۃ اور صریح زنا میں [illegible] یوں کہنا کہ تو زانی ہے [illegible] کذا فی [illegible]

[illegible] مثال [illegible] کذا فی النہر [illegible] کما قال المصنف فی شرح المنار [illegible]

کو چنانچہ مصنف نے اپنی شرح میں [illegible] منار سے نقل کیا ہے [illegible] جماع کرنا [illegible]

[illegible] اور زانیہ طحطاوی نے کہا کہ یہ قول [illegible] قال یا زانی بالہمزۃ [illegible] اور اگر یا زانی کہا [illegible] کذا فی شرح

النقایۃ [illegible] یہ قول صحیح نہیں اسواسطے کہ [illegible] وجوب حد مذکور ہو اگرچہ قاذف [illegible] کے معنی کا قصد کرے [illegible]

مراد ہونگے [illegible] کے ساتھ مقرون ہو [illegible] اسواسطے کہ عرب بجائے حرف علت ہمزہ بولتے ہیں اور کبھی ہمزہ حرف علت

بولتے ہیں تو قاذف کی نیت کی تصدیق ہوگی بلا ذکر محل صعود کذا فی الطحطاوی او بقولہ زنات فی الجبل بالہمزۃ فانہ مشترک بین الفاحشۃ والصعود و

حالۃ الغضب تعین الفاحشۃ حد ہے صریح زنا کی تہمت سے یا اس قول سے کہ زنات فی الجبل یعنی تو نے زنا کیا پہاڑ میں یا تو چڑھا پہاڑ میں اسلیے کہ زنات

مشترک ہے فاحشہ اور صعود کے معنوں میں اسلیے کہ بعضے عرب حرف علت کو ہمزہ بولتے ہیں اور حالت غضب اور دشنام تعین کر دیتی ہے معنی فاحشہ کو یہ قول ہے

شیخین کا فی الجبل کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر زنات علی الجبل کہیگا تو اسپر حد نہوگی اسلیے کہ بقرینہ علی صعود کے معنی متعین ہوگئے او لست لابیک او لست لامک وقال

لست لابیک فلا حد او لست بابن فلان لابیہ المعروف بہ وکان ان [illegible] لانہا القذف فی الصورتین بان المعتبر احصان المقذوفۃ [illegible] طالب

شمنی یا حد قاذف ہے اس قول میں کہ تو اپنے باپ کا نہیں اور اگر اسقدر اور زیادہ کہا کہ تو اپنی ماں کا نہیں یعنی یوں کہا کہ تو نہ اپنے باپ کا نہیں تو اسپر حد

نہیں اسواسطے کہ جب قائل نے ولادت کی نفی کی تو زنا کی بھی کی کذا فی الحلبی یا حد ہے یوں کہنے سے کہ تو فلانے کا بیٹا نہیں اسکے باپ کا نام لیکر جس سے مخاطب

معروف النسب ہے اور حالانکہ ماں اسکی محصنہ ہے احصان اسکی ماں کا مشروط ہے اسواسطے کہ [illegible] تو مقذوفہ ہے دونوں صورتوں [illegible] لست [illegible] لست

یا ابن فلانہ [illegible] حقیقت [illegible] اسکی ماں کو ہے اسواسطے کہ معتبر مقذوف کا احصان ہے نہ طالب کے کذا فی شرح الشمنی [illegible]

ولد ہو جبکہ ماں اسکی مرگئی ہو اور اگر زندہ ہو تو طالب اسکی والدہ ہوگی نہ اسکا ولد کذا فی حاشیۃ الحلبی قی غضب تعلیق بالصور الثلاث فی غضب تینوں صورتوں سے
متعلق ہو یعنی زنات فی الجبل اور لست لابیک اور لست بابن فلان کہنے سے غضب اور دشنام کی حالت مین قاذف پر حد ہو اور اگر حالت رضا مین اقوال ثلاثہ مین سے کوئی
قول کہیگا تو حد نہین اسلیے کہ قول اول مین زنا صعود کے معنی پر اور قولین اخیرین مین نفی ولدیت احاسن اخلاق کی عدم مشابہت پر محمول ہو لطالب
المقذوف المحصن لانہ حقہ ولو المقذوف غائبا عن مجلس القاذف حال القذف وان لم یسمعہ احد نہر قاذف حد مارا جاویگا مقذوف محصن کی
خواہش اور طلب سے اسواسطے کہ حد قذف واسطے دفع عار کے اُسیکا حق ہو اگرچہ مقذوف غائب ہو قاذف کی مجلس سے وقت قذف کے گو اسکو عیب
لگاتے کسی نے نہ سنا ہو کذا فی النہر ہم درصورت عدم سماع کے طریق اثبات قذف کا قاذف کے اقرار پر منحصر ہو اسطرح کہ قاذف کہے کہ مین نے یون کہا تھا او وان امر
المقذوف بذلک شرح تکملۃ بلکہ اگرچہ قاذف کو امر کیا ہو مقذوف نے اسکا یعنی قذف کا کذا فی شرح التکملۃ ہم باوجود امر مقذوف حد ساقط نہوگی اسواسطے
کہ یہ حق اللہ ہو توصیہ کی اباحت سے مباح نہین ہوتا کذا فی الطحطاوی و نیز ع الفرو الحشو فقط اظہار التخفیف باحتمال صدقہ بخلاف حد شرب زنا اور
حد مارنے کے وقت قاذف کے بدن سے فقط پوستین اور روئی وغیرہ کا بھرا ہوا کپڑا اتارا جاوے واسطے ظاہر کرنے تخفیف حد قذف کے قاذف کے صادق ہونے
کے احتمال سے بخلاف حد زنا اور شرب خمر کے ہم حد قذف کا سبب چونکہ قطعی نہین کہ شاید قاذف صادق ہو لہذا اسکے سب کپڑے نہ اُتار یجاوینگے سوائے
پوستین اور روئی کے کپڑے کے واسطے تخفیف حد ظاہر ہو بخلاف حد زنا اور شرب کے کہ سوائے پاجامہ کے سب کپڑے اُتار ڈالے جاوینگے لا بحد لست بابن فلان
یجدہ لصدقہ یون کہنے سے کہ تو فلانے کا بیٹا نہین یعنی اپنے دادا کا حد نہ ماریجاویگی بسبب صادق ہونے اس کلام کے اسواسطے کہ فی الحقیقت وہ اپنے
باپ کا بیٹا ہو نہ دادا کا و بنسبتہ الیہ اوالی خالہ او عمہ او رابہ بتشدید الباء مربیتہ ولو غیر زوج امہ زیلعی لانہم آباء مجازا اور حد نہین اسکی دادا کی طرف اسکے
نسبت کرنے سے یا اسکے ماموں یا اسکے مربی اور پرورش کرنے والے کی طرف نسبت کرنے سے اگرچہ مربی اسکی ماں کا زوج نہو کذا فی شرح الزیلعی اسواسطے
کہ دادا اور چچا وغیرہا آباء مجازی ہین رابہ بتشدید با سو حدہ یعنی مربی ہو ولا بقولہ یا ابن ماء السماء وفیہ نظر ابن الکمال اور نہ یون کہنے سے حد ہو کہ او بارش
آسمانی کے فرزند اسمین اعتراض کیا ہو ابن کمال نے ہم اسواسطے حد نہین کہ ابن ماء السماء سے جود اور صفا اور سماحت کی تشبیہ مراد ہوتی ہو چنانچہ عامر بن حارثہ
ملقب بماء السماء تھا اپنی سخاوت کے سبب سے اسواسطے کہ وہ اپنے مال کو ایام قحط مین مثل قطرات باران بکثرت دیتا تھا اور ام المنذر ملقب بماء السماء تھی اپنے
حسن اور جمال کے سبب سے اور اُسکے فرزند جو ملوک عراق تھے بنو ماء السماء کہلاتے تھے اور نعمان بن المنذر بھی ملقب بابن ماء السماء تھا کذا فی الطحطاوی الفلاح
الاصلاح مین ابن کمال نے کہا کہ حالت غضب مین جود و جمال سے تشبیہ نہین ہو سکتی اس اعتراض کا جواب یہ ہو کہ ہم التزام کرتے ہین اور اسکو نفی شجاعت اور سخاوت
کا سبب ٹھہراتے ہین اسی حالت مین کذا فی النہر فتح القدیر مین مذکور ہو کہ اگر وہان کسی مرد کا نام ماء السماء مشہور ہو تو دشنام کے وقت البتہ اُسپر حد ہو ابن ماء السماء
کہتے ہین او جہین تو نہین حد لا بقولہ یا نبطی للعربی اور عربی کو نبطی کہنے سے حد نہین ہم نبط ایک گروہ ہو آدمیوں کا عراق مین احد کو نبطی کہتے ہین اور شرح جامع صغیر مین
ہو کہ انباط عجمی کشتکار ہین اسواسطے حد نہین کہ اس قول سے نفی مشابہت عرب اور مشابہت اس گروہ کی اخلاق اور عدم فصاحت مین مراد ہو بلا گمان قذف فی النہر
متی نسبہ لغیر قبیلتہ او نفاہ عنہا عزر بہز الفائق مین ہو کہ جب کوئی قائل نسبت کرے مخاطب کو اسکے غیر قوم کی طرف یا اُسکے قوم سے اسکی نفی کرے تو تعزیر دیا جاوے
ہم نہر الفائق مین یہ قول بطریق بحث ہو نہ بطریق روایت مذہب وفیہ بافرخ الزنا یا بیض الزنا یا حمل الزنا یا نخل الزنا قذف اور نہر مین ہو کہ یون کہنا کہ او
زنا کے چوزے اور زنا کے انڈے اور زنا کے حمل اور زنا کے نخل قذف ہو اسواسطے کہ یہ الفاظ ولد الزنا کے واسطے بولے جاتے ہین حمل تحقیق بچہ کو کہتے جب چار
مہینے کا ہو اور نخل بچہ گوسفند بعد پیدائش ہم نہر الفائق مین جو ہرہ سے منقول ہو کہ یون کہنا قذف ہو کہ تو ولد حلال نہین بخلاف یا لکش الزنا او یا حرامزادہ
قنیتہ بخلاف اس قول کے اوزنا کے مینڈھے یا او حرامزادے یہ قذف نہین ہم طحطاوی نے کہا کبش الزنا مین شاید یہ وجہ ہو کہ قذف میں مستعمل نہین اور حرامزادہ شریر

[illegible] حضرت [illegible]

[illegible] نسب [illegible]

[illegible] مخالف [illegible]

[illegible]

[illegible] عورت [illegible] قال فی الفتح [illegible]

[illegible] یہ قول مذکور [illegible]

[illegible] التاتارخانیۃ [illegible] بسبب [illegible] الاصول والفروع [illegible] ولو کان الطالب [illegible]

ولو [illegible] لعدم [illegible] الغائب [illegible]

طلب [illegible] نسب میں عیب لگاتا ہے بسبب قذف میت کے اور وہ یعنی طالب حد میت کے اصول اور فروع ہیں اگرچہ [illegible]

اگرچہ طالب [illegible] محروم ہو میراث سے بسبب قتل یا مملوکیت یا کفر کے یا طالب میت کا نواسا ہو اگرچہ شخص ابعد باوجود اقرب کے [illegible] یا اسکے عفو کرنے

یا اسکے تصدیق کرنے کی طالب حد ہو یعنی ہر اصل اور فرع کو حق طلب ہر طرح ہی اسواسطے کہ سب کو لحوق عار ہی بسبب جزئیت کے [illegible] طلب کو

کیا اسواسطے کہ اصول اور فروع کو مطالبہ زنا غائب کے قذف میں نہیں بسبب جائز ہونے تصدیق غائب کے بخلاف حاضر [illegible] ظاہر ہے

نقل کیا کہ اصول [illegible] مستثنی ہیں یعنی انکو حق طلب نہیں قال یا ابن الزانیین وقد ماتت ابواہ فعلیہ حد واحد لتعدد [illegible]

ابویہ [illegible] التاتارخانیۃ کہا اور دونوں زانیوں کے بیٹے اور حالانکہ مقذوف کے والدین مر چکے ہیں تو قاذف پر ایک ہی حد ہے بسبب تداخل کے

جسکا بیان آگے آویگا لہذا اسکے معلوم کرنا چاہیے کہ موت اسکے والدین کی قید نہیں تداخل کی بلکہ فائدہ انکا مطالبین ہی یعنی اگر والدین میت ہوتے

تو ولد کو حق طلب حد ثابت ہوگا بخلاف انکی حیات کے کذا فی المنح ذکر فی آخر المبسوط ان مجنونۃ قالت لرجل یا ابن الزانیین فجاء بہا الی ابن ابی لیلے

فاعترفت فحدہا حدین فی المسجد فبلغ ابا حنیفۃ فقال اخطأ فی سبعۃ مواضع بنی الحکم علی اقرار المعتوہۃ [illegible] حدین [illegible] فی المسجد [illegible]

حضرت [illegible] مبسوط کے آخر میں مذکور ہی کہ مجنون عورت نے ایک مرد سے کہا یا ابن الزانیین سو وہ مرد اسکو لایا قاضی ابن ابی لیلے کے پاس سو اس نے

قبول کیا قذف کرنے کو تو قاضی نے اسکو دو بار حد ماری مسجد میں تو یہ خبر پہنچی امام ابوحنیفہ کو تو کہا خطا کی قاضی نے سات جگہ اسکی بنا کی بیہوش عورت

کے اقرار پر [illegible] اور اسپر حد لازم کی [illegible] اور اسکو دو حدیں ماریں [illegible] اور دونوں حدوں کی ساتھ ہی اقامت کی ۵ - اور مسجد میں حد قائم کی ۶ اور

اسکو کھڑا کرکے حد ماری ۷ - اور بلا حضور اسکے ولی کے [illegible] فتح القدیر اور بحر الرائق اور منح الغفار میں یوں مروی ہی کہ قاضی ابن ابی لیلے نے ایک شخص کو

سنا کہ وہ [illegible] مرد کو کہتا ہی یا ابن الزانیین تو اسکے دو حدیں ماریں مسجد میں پھر جب امام ابوحنیفہ کو خبر ہوئی تو فرمایا عجب ہی ہمارے شہر کے قاضی سے

کہ [illegible] ایک مسئلہ میں پانچ جگہ خطا کی اول یہ کہ حد ماری بدون طلب مقذوف کے دوسرے یہ کہ اگر وہ طالب ہوتا تو ایک ہی حد واجب تھی تیسرے یہ کہ اگر

اسکے نزدیک دو حدیں تھیں تو دونوں حدوں میں ایکدن یا زیادہ کا انتظار کرنا تھا کہ ضرب اول کا اثر خفیف ہو جاتا چوتھے یہ کہ مسجد میں حد ماری پانچویں یہ کہ اسکو

دریافت کرنا تھا کہ اسکے والدین زندہ ہیں یا نہیں اگر زندہ ہوتے تو خصومت کا انکو اختیار رکھتا اور نہیں تو فرزند کو خصومت کا حق تھا انتہی تو شاید یہ زیادت

اور نقصان بسبب اختلاف راویوں کے ہی اور قاضی ابن ابی لیلی کی طرف سے یہ جواب ممکن ہی کہ وہ مجتہد تھے انکے اجتہاد میں یہی حق معلوم ہوا کذا فی الفتح ایک

وقال فی الدرر وبہ علم تعرف ان الابوین حیان فتکون الخصومۃ لہما او میتان فتکون الخصومۃ للابن اور درر میں کہا اور معلوم ہوا کہ مقذوف مذکور کے والدین زندہ

ستھے سو حق خصومت انکو ہوتا یا مردہ ستھے کہ حق خصومت بیٹے کو ہوتا اجتمعت علیہ اجناس مختلفۃ بان قذف وشرب وسرق وزنا غیر محصن فالقیام علیہ
الکل بخلاف المتحد جمع ہوئین ایک شخص پر حدود کی چند جنسین مختلف اسطرح پر کہ اُسنے قذف کیا اور شراب پی اور چوری کی اور غیر محصن سے زنا کیا تو اُسپر سب
حدود قائم کی جاوین اسواسطے کہ اغراض مختلف ہین کیونکہ مقصود حد زنا سے حفظ نسب ہی اور حد قذف سے حفظ آبرو ہی اور حد شرب سے حفاظت عقول
ہی تو اقامت حد واحد سے جمیع مقاصد مذکورہ نہین حاصل ہوتے بخلاف حدود متحد الجنس کے کہ وہان ایک حد کافی ہی بسبب اتحاد مقصود کے چنانچہ آخر باب مین مذکور
ہوگا ولا یوالی بینہا خیفۃ الہلاک بل یحبس حتی یبرأ اور حدود مختلفہ کے درمیان مین اتصال نہ کیا جاویگا یعنی لگاتار برابر انکی اقامت نہوگی ہلاک ہوجانے کے خوف
سے بلکہ وہ محبوس رہیگا صحیح سالم ہونے تک فیبدأ بالحد القذف لحق العبد ثم ہو ای الامام مخیر ان شاء بدأ بحد الزنی وان شاء بالقطع لثبوتہما بالکتاب اور حدود
مختلفہ کی اقامت مین حد قذف سے ابتدا کیجاوے بسبب حق العبد کے اگرچہ اسمین حق اللہ غالب ہی پھر امام مختار ہی چاہے حد زنا کو شروع کرے چاہے
قطع ید کی حد کو بسبب ثابت ہونے دونون کے قرآن مجید سے یعنی دونون قوت مین برابر ہین کسی کی ترجیح نہین ویؤخر حد الشرب لثبوتہ باجتہاد الصحابۃ اور
موخر کرے حد شرب کو بسبب اُسکے ثابت ہونے کے صحابۂ کرام کے اجتہاد سے ولو فقأ العینین بدأ بالفقأ ثم بالقذف ثم یرجم لو محصنا ولغی غیرہ بحر اور اگر کسی کو
زخمی بھی کیا تو امام ابتدا جراحت سے کرے پھر حد قذف مارے پھر سنگسار کرے اگر زانی محصن ہو اور اُسکے سوا اور حدود لغو ہوجاوینگے کذا فی البحر طحطاوی نے
ابو سعود سے نقل کیا کہ جراحت سے وہ جراحت مراد ہی جو قصاص کی موجب ہی وفی الحاوی القدسی ولو قتل ضرب للقذف وضمن للسرقۃ ثم قتل وترک
مابقی اور حاوی مین ہی کہ اگر قتل بھی کیا تو حد قذف ماریجاوے اور چوری کا ضمان ہو پھر قتل کیا جاوے اور باقی حدود متروک ہون ویؤخذ بالسرقۃ من
ترکتہ لعدم قطعہ نہر اور جسقدر اُسنے چوری کی وہ اُسکے متروکہ سے لیجاوے بسبب اُسکے عدم قطع کے کذا فی النہر یعنی ضمان ساقط ہوتا ہی قطع ید کی ضرورت سے
سو یہان پایا نہین گیا ولا یطالب ولد ای فرع وان سفل وعبد اباہ ای اصلہ وان علا وسیدہ لف ونشر مرتب بقذف امہ الحرۃ المسلمۃ
المحصنۃ اور مطالبہ حد کا نہ کرے بیٹا اپنے باپ سے اور غلام اپنے مالک سے اپنی مان کے قذف سے جو کہ حرہ مسلمہ محصنہ ہو ولد سے مراد فرع ہی اگرچہ سافل
ہو اور باپ سے مراد اصل ہی اگرچہ عالی ہو صم غلام کی مان کا حرہ ہونا اسطرح پر کہ مان آزاد ہوگئی اور بیٹا اُسکا غلام بنا رہا اور چونکہ باپ اور مولی
سے بموجب حدیث کے قصاص ساقط ہی تو حد بطریق اولی ساقط ہوگی فلو کان لہا ابن من غیرہ او اب او نحوہ ملک الطلب فی النہر واذا
سقط عنہ الحد عزر بالشتم ولولدہ لعزر پھر اگر اُس عورت محصنہ کا بیٹا ہو اُس زوج کے غیر سے یعنی ربیب ہو بشرطیکہ اسکا مملوک نہو یا عورت کا باپ ہو یا
اُسکے مانند کوئی اور اصول اور فروع مین تو وہ طلب حد کا مالک ہوگا اور نہر الفائق مین ہی اور جب باپ سے حد قذف ساقط ہوئی تو تعزیر دیا جایگا بلکہ بیٹے
کو گالی دینے سے تعزیر دیا جاویگا ولا ارث فیہ خلافا للشافعی اور قذف مین ارث نہین بخلاف امام شافعی یعنی اگر بعد قذف کے مقذوف مرگیا تو حد باطل ہی وارث
دعوی نہین کرسکتا اور اگر میت کو قذف کیا تو اصول اور فروع کو حق طلب ہی بالاصالۃ نہ بالخلافۃ چنانچہ مذکور ہوچکا ولا رجوع بعد اقرار ولا
اعتیاض ای اخذ عوض ولا صلح ولا عفو فیہ وعنہ اور رجوع کرنا نہین قذف مین بعد اقرار کے اور قذف سے عوض کرنا یعنی قذف کے عوض مال لینا جائز
نہین اور نہ صلح اور بخشنا جائز ہی یعنی حاکم کے روبرو جب قذف ثابت ہوجاوے تو مقذوف کی صلح کرنے یا بخشنے سے حد ساقط نہین فیہ متعلق ہی رجوع
سے اور عنہ اعتیاض سے نعم لو عفا المقذوف فلا حد لا لصحۃ العفو بل لترک الطلب حتی لو عاد وطلب حد شمنی ولذا لا یتم الحد الا بحضرتہ ہان اگر مقذوف عفو کردے تو
حد نہین نہ اس سبب سے کہ عفو صحیح ہی بلکہ اس سبب سے کہ اُسنے طلب حد کو ترک کیا اسواسطے کہ طلب شرط ہی حد کی یہانتک کہ بعد ترک کے اگر پھر عود کریگا اور
طلب حد کریگا تو حد مارا جاویگا کذا فی شرح الشمنی اور اسیواسطے یعنی بسبب ترک کے حد پوری نہوگی مگر بعد حاضر ہونے مقذوف کے یعنی اگر حد قذف شروع ہوئی پھر
مقذوف کہین چلا گیا تو باقی کوڑے نہ مارے جاوینگے تاوقتیکہ مقذوف نہ آویگا قال لآخر یا زانی فقال الآخر لا بل انت حدا لتعلق حق اللہ تعالی فیہ کہا کسی نے دوسرے سے کہ یا زانی سو اُسنے

[illegible]

[illegible] حسبتہ القاذف [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اور سبب [illegible] الزانی [illegible] لعان [illegible] اور اگر [illegible]

زوج [illegible] شہادت [illegible] لعان [illegible]

دیا گیا تو یعنی [illegible] لعان [illegible] شہادت کی قبول [illegible] شہادت ہوگی تو اسکا قذف

لعان کا موجب ہوگا [illegible] حد [illegible] الایضاح [illegible] التقدیم [illegible]

احتیاطا للدرء [illegible] قول مذکور [illegible] حد [illegible] کا قاعدہ یہ ہے کہ جب دو حدیں جمع ہونگی [illegible] مقدم کرنے سے دوسری حد کا ابطال ہو

تو اسکی تقدیم واجب ہوگی [illegible] اسلئے یعنی [illegible] حد [illegible]

کا اہل [illegible] اور لعان [illegible]

[illegible]

لو قال لہا یا زانیۃ بنت الزانیۃ [illegible] اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ

یا زانیۃ بنت الزانیۃ تو [illegible] لعان [illegible] زوجہ کی ماں کی قذف کی [illegible] حد [illegible] تو لعان ساقط ہو جاوے گا

اسواسطے کہ [illegible] لعان کے [illegible] بحر الرائق میں [illegible] اگر زوجہ نے دعوی کیا [illegible] قاضی لعان کریگا پھر زوجہ کی ماں [illegible] قذف کے

طالب ہوگی تو [illegible] حد قذف ماریگا [illegible]

قالت [illegible] یا زانیۃ [illegible] کہا کہ میں نے تجھسے زنا کیا یا تیرے ساتھ زنا

کیا تو حد اور لعان دونوں [illegible] قبل النکاح کے زنا کا ارادہ کیا تو حد واجب

ہوگی نہ لعان اسواسطے کہ [illegible] زنا کا ارادہ کیا ہو زوج کے ساتھ [illegible]

[illegible] واجب [illegible] قذف مرد کی طرف سے ہوا نہ عورت کی طرف

تو بسبب احتمالین مذکورین کے شک پڑا حد یا لعان کے ثبوت میں لہذا دونوں ساقط ہوگئے کذا فی [illegible]

خانیہ مصنف نے جواب [illegible] کذا فی الخانیہ

اسواسطے کہ [illegible] بالزنا [illegible] اور علم بالزنا کی نسبت [illegible] نہیں

کذا فی الطحطاوی عن الکافی [illegible]

اجنبی عورت سے [illegible] اجنبی عورت [illegible] زنا کیا تو عورت پر حد [illegible] مرد پر [illegible] بسبب تصدیق کرنے عورت

کے یعنی عورت نے بھی مرد کو قذف کیا اور اُسکا حق تصدیق کرنے سے ساقط ہوگیا اقر بولدٍ ثم نفاہ یلاعن وان عکس حد للقذف والولد لہ فیہما لاقرارہ اقرار کیا بچہ
نے ولد کا پھر اُسکی نفی کی تو لعان کرے زوجہ سے اور اگر اُسکے بالعکس کیا یعنی اول نفی کی پھر اقرار کیا تو مرد پر حد قذف ماریجاوے اور ولد دونوں صورتوں میں مرد کا
ہوگا اسکے اقرار سے پہلی صورت میں اقرار سابق ہے اور دوسری صورت میں اقرار لاحق ہے اور لعان بدون قطع نسب صحیح ہے کذا فی النہر ولو قال لیس بابنی ولا بابنک فہدر
لانہ انکر الولادۃ اور اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ یہ لڑکا نہ میرا ہے نہ تیرا تو یہ باطل ہے نہ اس قول سے حد متعلق ہے نہ لعان اسلیے کہ مرد ولادت کا منکر ہے اور انکار ولادت سے
قاذف نہیں ہوتا قال لامرأۃ یا زانی حد اتفاقا لان الہاء تحذف للترخیم کہا مرد نے اجنبی عورت سے یا زانی تو اُسپر حد ہے باتفاق شیخین اور محمدؒ کے اسواسطے کہ کلام
عرب میں ہاء ہوز محذوف ہو سکتی ہے بسبب ترخیم کے یعنی اصل میں یا زانیہ تھا سو ترخیم سے آخر کا حرف محذوف ہوگیا ترخیم عبارت ہے حذف آخر کلمہ سے ولرجل یا
زانیۃ لا وقال محمد یحد لان الہاء تدخل للمبالغۃ کعلامۃ قلنا الاصل فی الکلام التذکیر اور اگر مرد سے کہا یا زانیہ تو شیخین کے نزدیک حد نہیں اور محمدؒ نے کہا کہ اسکا قائل
حد مارا جاویگا اسواسطے کہ ہاء ہوز صیغہ مذکر میں مبالغہ کے واسطے داخل ہوتی ہے جیسے علامہ میں ہم اسکے جواب میں کہتے ہیں کہ اصل کلام میں مذکر لانا ہے لفظ
کا اور تانیث غیر اصل ہے ولا حد بقذف من لہا ولد لا اب لہ معروف فی بلد القذف اور حد نہیں اُس عورت کے قذف سے جسکے ولد کا باپ معلوم نہیں اُس
شہر میں جہاں قذف واقع ہوا نہ ہر شہر میں کذا فی البحر او من لاعنت بولدٍ لانہ امارۃ الزنیٰ یا حد نہیں اُس عورت کی قذف سے جسنے لعان کیا
باوجود ولد کے یعنی لعان باقی رہا اور قاضی نے ولد کا نسب زوج سے قطع کردیا اور ولد کو ماں کے ساتھ ملحق کردیا اسواسطے حد نہیں کہ وجود ولد بعد لعان علامت
ہے زنا کی اور اگر بعد لعان کے قاضی قطع نسب نہ کریگا تو اسکے قاذف پر حد واجب ہوگی یا اگر لعان باطل ہوجاویگا زوج کے اقرار کذب سے تو بھی قاذف پر
حد واجب ہوگی بسبب دور ہونے تہمت کے کذا فی النہر او بقذف رجل وطی فی غیر ملکہ بکل وجہ کامۃ ابنہ او بوجہ کامۃ مشترکۃ او فی ملکہ المحرم ابدا کامۃ فہی
اختہ رضاعا فی الاصح لفوات العقد یا حد نہیں اُس مرد کی قذف سے جسنے وطی کی اپنے غیر ملک میں ہر وجہ سے چنانچہ اپنے ولد کی لونڈی سے وطی کی یا ایک وجہ
سے غیر ملک میں وطی کی چنانچہ مشترک لونڈی سے وطی کی یا اپنی اُس مملوکہ سے وطی کی جو ہمیشہ کو حرام تھی چنانچہ اپنی اس لونڈی سے وطی کی جو اسکی رضاعی
بہن تھی یہاں حد نہیں قول اصح میں بسبب فوت ہونے عقد کے م یہ علت ہے مسائل ثلثہ مذکورہ کی عدم حد کی او بقذف من زنت فی کفرہا لسقوط الاحصان
یا حد نہیں اُس عورت کی قذف سے جسنے اپنے کفر کی حالت میں زنا کیا بسبب ساقط ہونے احصان کے او بقذف مکاتب مات عن وفاء لاختلاف الصحابۃ فی حریتہ فاورث
شبہۃ یا حد نہیں اُس مکاتب کے قذف سے جو مر گیا بدل کتابت ادا کرکے حد نہیں بسبب مختلف ہونے صحابہ کرام کے اُسکی حریت اور عبدیت میں تو اس اختلاف نے
شبہہ پیدا کیا سقوط حد میں م وفاء بدل کتابت کی قید سے معلوم ہوا کہ اگر بدون وفا مرجاویگا تو اُسکے قاذف پر بطریق اولی حد ہوگی اسواسطے کہ وہ بلاشبہہ غلام مرا
کذا فی البحر وحد قاذف واطی عرسہ حائضا او امۃ مجوسیۃ او مکاتبۃ ومسلم نکح محرمۃ فی کفرہ لثبوت ملکہ فیہن وفی الذخیرۃ خلافہما اور حد مارا جاویگا قاذف
اُس مرد کا جسنے اپنی زوجہ سے وطی کی حیض کی حالت میں اور مجوسی لونڈی اور مکاتبہ سے وطی کی اور اُس مسلم کا قاذف حد مارا جاویگا جسنے اپنی حالت کفر
میں اپنی محرم سے نکاح کیا بسبب ثابت ہونے وطی کے اُسکے ملک میں یعنی پہلی اور پچھلی صورت میں ملک نکاح ثابت ہے اور باقی میں ملک یمین ہے اور پچھلی صورت میں خلاف ہے
صاحبین کا اسواسطے کہ نکاح کافر کا اپنے محرم سے امام کے نزدیک صحیح ہے اور صاحبین کے نزدیک صحیح نہیں وحد مستامن قذف مسلما لانہ التزم ایفاء حقوق العباد
بخلاف حد الزنا والسرقۃ لانہما من حقوق اللہ تعالی المحضۃ کحد الخمر واما الذمی فیحد فی الکل الا الخمر غایۃ اور حد مارا جاویگا کافر مستامن جسنے مسلم کا قذف کیا
اسواسطے کہ اُس نے بسبب امان مسلمین کے ایفاء حقوق العباد کا التزام کیا ہے بخلاف حد زنا اور چوری کے کہ وہ مستامن پر نہیں اس لیے کہ زنا اور سرقہ
کی حد حق تعالی کے حقوق خالصہ سے ہے مانند شراب کی حد کے اور ذمی کافر پر تو جمیع حدود ماریجاوینگے سواے شراب کی حد کے کذا فی غایۃ البیان لکن قدمنا
عن القنیۃ تصحیح حدہ بالسکر ایضا لیکن ہم باب الشرب میں ذکر کرچکے ہیں قنیۃ المفتی سے حد ذمی کی تصحیح درست ہونے سے بھی نشہ ہونے سے کذا فی غایۃ البیان

کے مستند ہونے کی تصریح از مستقدہ اور حدیث الزیمو نر کا فسین اور سراجیہ مین ہو کہ بسبب اپنا مردوست ہمر کے مستقدمین تو مسلمین کے مانند ہین وجوب حد مین
مرشان سے سراجیہ کے قول سے غایۃ البیان اور ینبیع اشتی سے نقل مین کرونگا یا ویمنی غایۃ البیان کی روایت اس صورت پر محمول ہو جب ہو مستقدمین
ہوئے ورینبیع الفتی کی روایت حقیقۃ ومرتب پر محمول ہو تو تعقیق ہو باء تعد اعلم اور سراجیہ سے مراد سرنیہ بارد حدیث کا تعاملی ہو کذا فی الفتح ونهاقرق الحذی وندا
فان سلم ان ثبت باقراره وبشهادة المسلمین یحد وان ثبت بشهادة اهل الذمة لا یحد سراجیہ مین ہو کہ اگر ذمی نے جو حربی کی ذات کیا پھر وہ مسلمان ہو گیا پھر قیدی ہو
اگر صابی اپنی سلام کی گواہی سے ثابت ہو تو حد مارا جاویگا اور دیل ذمہ کی گواہی سے ثابت ہو تو حد نہین سواسطے کہ کفار کی گواہی مسلم پر مقبول نہین قرار فاذف
بالقذف فان اقام اربعۃ علی زناه وعلی اقره لسقوط احصانه کمرا وا قر بالزنا ربعا کاملا اقرار کیا قاذف نے قذف کا سو اگر چار گواہ قایم کیے مقذوف
کے زنا پر اگرچہ اقامت دیہ قاذف کی حالت کفر مین ہو بسبب ساقط ہونے احصان قاذف کے یعنی مقذوف کا احصان شرط ہو حد قذف مین تو قاذف کا جیسا کچھ
مذکور ہو کا یا زانی نے خود زنا کا اقرار چار بار چار مجلس مین کیا جیسا کہ اسکا بیان گذرا ہ یہ الدرر اور اقراره بالزنا فیکون معناه اواقام بینۃ علی اقراره بالزنا قد مر
فی البحران البینۃ علی ذلک لا تعتبر اصلا ولا یعول علیها لانہ ان کان منکرا لا تسمع مع الاقرار لا فی سبع مذکورۃ فی الاشباه لیست ہذه منها فلذ غیر المصنف عبارۃ
تنبیہ عبارت درر غرر کی یون ہو یا اسکے اقرار بالزنا پر تو مطلب اسکا یہ ہوا کہ قاذف نے گواہ قائم کیے زانی کے زنا کے اقرار پر اور حالانکہ بحرالرائق
مین تحریر کی ہو کہ اسپر گواہ اصلا معتبر نہین اور اسپر اعتماد نہین اسواسطے کہ اگر زانی منکر زنا ہو تو رجوع اسکا ثابت ہوا تو گواہی لغو ہو گئی اور اگر مقر
ہو تو گواہی لائق سماعت نہین باوجود اقرار کے مگر سات جگہ البتہ گواہی باوجود اقرار معتبر ہو جسکی تفصیل اشباه مین مذکور ہو ان سات مقامون سے
یہ مسئلہ نہین لہذا ماتن نے درر کی عبارت کو بدل ڈالا سو خبردار ہو جا یعنی یون کہا کہ اگر قاذف نے زنا پر گواہ قائم کیے یا زانی نے خود زنا کا اقرار کیا تو مقذوف
پر حد ہو ہم اشباه والنظائر مین مذکور ہو کہ مقر پر گواہ مسموع نہین مگر سات جگہ امیت کے قرض پر وارث نے اقرار کیا تو گواہ مسموع ہونگے تا اور وارثون پر حکم متعدی ہو
۲ مدعا علیہ کے اقرار وصیت پر وصی کے گواہ مسموع ہین ۳ مدعا علیہ کے اقرار وکالت پر وکیل کے گواہ اثبات وکالت پر مسموع ہین دفع ضرر کے واسطے ۴ استحقاق
کی گواہی باوجود اقرار مستحق کے مسموع ہو تا بائع سے رجوع کرنا آسان ہو ۵ اگر باپ سے خصومت کیجاے صغیر کے جانب سے تو باوجود باپ کے اقرار کے گواہی مقبول ہو
۶ اگر وارث نے موصی لہ کے واسطے اقرار کیا تو بھی شہادت مسموع ہو ۷ ایک جانور کرایہ دیا زید کو پھر اسکو کرایہ دیا خالد کو سو زید نے گواہ گذرانے اپنے کرایہ پر تو اگر خالد حاضر
ہوگا اور مقر بھی ہوگا زید کے کرایہ کرنے پر تو بھی شہادت زید کی مسموع ہوگی اور اگر غائب ہوگا تو مسموع ہوگی کذا فی الطحطاوی حد المقذوف یعنی ان فرض الشہادۃ
بحد متقادم کما لا یخفی حد مارا جاویگا مقذوف جب کہ گواہی حد متقادم پر ہوگی چنانچہ یہ مخفی نہین ہم حد المقذوف جزا ہو ان اقام کی یعنی اگر قاذف چار گواہ لا دیگا
مقذوف کے زنا پر یا مقذوف خود اقرار کریگا تو مقذوف پر حد ماری جاویگی وان عجز عن البینۃ للحال واستاجل لاحضار شهوده فی المصر یؤجل الی قیام المجلس فان
عجز حد اور اگر قاذف عاجز ہو گواہ انکے لانے سے اسوقت اور حاکم سے مدت مانگی اپنے گواہون کے حاضر کرنیکی جو اسی شہر مین موجود ہین تو اسکو مہلت دیجاوے
تیام مجلس تک پھر اگر نہ لاسکے تو اسپر حد قذف ماری جاوے ولا یکفل لیذہب لطلبہم بل یحبس ویقال ابعث الیہم من یحضرہم اور حاضر ضامنی نہ لیجاوے قاذف سے
تاکہ وہ گواہون کی تلاش کو جاوے بلکہ وہ محبوس یعنی نظر بند رہے اور اس سے کہا جاوے کہ گواہون کیطرف اس شخص کو بھیج جو انکو حاضر کرے ولو اقام اربعۃ فساقا انہ کما قال
درر لم یحد القاذف والمقذوف والشہود ملتقط اور اگر قاذف نے چار گواہون فاسق سے اپنے قول کی گواہی دلائی تو قاذف اور مقذوف اور گواہون سے حد
ساقط ہو جاویگی کذا فی الملتقط یعنی قاذف اور شہود پر اسواسطے حد نہین کہ نصاب شہادت پوری ہو اگرچہ گواہ عادل نہین اور مقذوف پر اسواسطے حد نہین کہ
وجوب حد شہود عدول پر موقوف ہو ملتقی یحد واحد لجنایات اتحد جنسها بخلاف ما اختلف جنسها کما بیناه وعم اطلاقہ ما اذا اتحد المقذوف ام تعدد وتثبت اذ
کلانت فی یوم اور ایام حاسب کلهم اولبعضهم وما اذا حد للقذف او سوط ثم قذف اخری فی المجلس فانہ یتم الاول ولا شئ للثانی للتداخل ایک حد کافی ہو ان جنایات

کے واسطے جنکی جنس متحد ہو بخلاف اُن جنایات کے جنکی جنس مختلف ہو چنانچہ ہم بیان کر چکے ہیں اسی باب میں حکم جنایات مختلفہ کا اور شامل ہو اطلاق مصنف
کا جبکہ مقذوف متحد ہو یا متعدد قذف انکا ایک لفظ سے ہو یا چند الفاظ سے ایک دن میں قذف کیا ہو یا چند ایام میں طلب حد جمیع مقذوفین نے کی ہو یا بعض
نے اور شامل ہو اطلاق اس صورت کو جبکہ قاذف کو حد ماری گئی ہو سوا ایک کوڑے کے پھر اُسنے دوسری بار اسی مجلس میں دوبارہ قذف کیا تو حد اول پوری کیجاویگی
یعنی فقط ایک باقی کوڑا مارا جاویگا اور قذف ثانی کیواسطے کچھ نہیں بسبب تداخل کے ہم اکتفا حد واحد اُسوقت ہو جبکہ بعد تکرار جنایات کے حد واقع ہوئی اور اگر جنایات
اولی کی حد کے بعد دوسری بار جنایت کریگا تو دوسری بار حد ماری جاویگی خواہ قذف ہو خواہ شرب کذا فی الفتح واما اذا قذف فحق فقذف آخر حدہ حد العبد فان اخذہ الثانی
کمل لہ ثمانون لوقوع الاربعین لہما فتح اور جبکہ غلام قذف کریگا پھر آزاد ہو جاویگا پھر دوسرے شخص کو قذف کریگا تو اُسپر غلام کی حد ماری جاویگی یعنی چالیس کوڑے پھر اگر
مقذوف ثانی اُسکو گرفتار کریگا یعنی طالب حد ہوگا تو اول حد کو لاکر اسی کوڑے پورے کردیے جاوینگے بسبب واقع ہونے پہلے چالیس کوڑونکے دونوں حدون کے واسطے
کذا فی الفتح یعنی بعد چالیس کوڑے دونوں قذفوں میں شمار ہو گئے بسبب تداخل حدین کے تو اسی میں تداخل ہو گیا پس باقی رہے چالیس باقی مقذوف ثانی کی طلب کے بعد
مار یجاوینگے وفی شرح الزیلعی قذفہ فحد ثم قذفہ لم یحد ثانیا لان المقصود وہو اظہار کذبہ ودفع العار حصل بالاول انتہی اور شرح زیلعی کے باب السرقہ میں ہو کہ قذف کیا
زید کو مثلاً سو اُسپر حد ماری گئی پھر بعد حد کے دوبارہ اُسکو قذف کیا تو دوسری بار اُسکو حد نہ ماری جاویگی اسواسطے کہ حد قذف کا مقصود یعنی اظہار کذب قاذف اور دفع عار
مقذوف سے حاصل ہو چکا پہلی حد سے تو حد ثانی کی حاجت نہ رہی انتہی کلام زیلعی کے بخلاف فتح القدیر کا قول ہو چنانچہ مذکور ہو چکا اور ضعف توجیہ زیلعی کا مخفی نہیں اسواسطے
کہ اول حد سے زمان ماضی کا کذب ظاہر ہوا نہ زمان مستقبل کا وعلی ہذا القیاس دفع عار لیکن ظاہر یہ ہو یہی مسئلہ انتہی حد ہو مانند زیلعی کے واللہ اعلم کذا فی الطحطاوی ومفادہ انہ
لو قال لہ یا ابن الزانیۃ وامہ میتۃ فخاصمہ حد ثانیا کما لا یخفی اور زیلعی کی تعلیل سے مستفاد ہوتا ہو کہ اگر قاذف نے مقذوف کو کہا یا ابن الزانیۃ یعنی اول مقذوف کو زانی کہا پھر
اُسکی ماں کو اور حالانکہ اُسکی ماں میت ہو پھر مقذوف نے قاذف سے خصومت کی تو اُسکو دوبارہ حد ماری جاویگی چنانچہ اُسکی پوشیدہ نہیں یعنی مقذوف نے اول اپنی قذف کی طلب
کی سو قاذف مارا گیا پھر اُسنے اپنی ماں کی قذف کا دعوی کیا تو دوبارہ اُسکو حد ماری جاویگی اسواسطے کہ حد اول سے مقذوف سے عار دفع ہوئی اور حد ثانی سے اُسکی ماں کی
طرف سے لیکن اگر قاذف نے دونوں کو ایک لفظ سے قذف کیا یا دونوں کی قذف کے بعد مطالبہ ہوا تو ایک ہی حد کافی ہوگی بسبب تداخل کے وافاد تقییدہ بالحد ان
التعزیر یتعدد بتعدد الالفاظ لانہ حق العبد اور مصنف نے حد کی قید لگانے سے اشارہ کیا کہ تعزیر متعدد ہوتی ہو اپنے الفاظ کے متعدد ہونے سے اسواسطے کہ تعزیر حق العبد ہو
ط طحطاوی نے کہا شارح نے تعدد تعزیر کو بطور جزم ذکر کیا لیکن مصنف نے کہا ہو کہ میں نے اُسکو مصرح نہیں دیکھا مگر فقہا کے کلام سے بوجھا جاتا ہو فرع مسئلہ ملحقہ شارح
کا عاین القاضی رجلا زنی او شرب لم یحد استحسانا عن محمد یحد قیاسا علی حد القذف والقود قلنا الاستیفاء للقاضی وہو مندوب للدرء بالخیر فلحقہ التہمۃ حواشی السعدیۃ دیکھا
قاضی نے ایک مرد کو زنا کرتے یا شراب پیتے تو اُسپر حد نہ مارے بنا بر استحسان کے اور محمد سے مروی ہو کہ حد مارے حد قذف اور قصاص کے قیاس پر ہم جواب
دیتے ہیں امام کی طرف سے وجہ استحسان بیان کرکے کہ استیفاء حد ضرب کا حق قاضی کے واسطے ہو اور حالانکہ قاضی کو دفع حد مستحب ہو موجب اس
حدیث کے کہ ادرؤا الحدود ما استطعتم تو اُسکو تہمت لاحق ہوئی کذا فی حواشی السعدیۃ یعنی جب قاضی نے حد کو نہ ٹالا تو وہ متہم بعداوت وکینہ محدود ہوا بخلاف
حد قذف کے کہ اُسکا حق استیفا مقذوف کو ہو نہ قاضی کو اور قصاص میں حق استیفا ولی مقتول کیواسطے ہو نہ قاضی کیواسطے تو قیاس مع الفارق ہوا واللہ اعلم

باب التعزیر

یہ باب ہو تعزیر کے احکام میں ہم چونکہ تعزیر حدود کی نصوص قطعیہ سے ثابت تھی لہذا مصنف نے اُنکو مقدم ذکر کیا اور تعزیر کمتر تھی حدود سے مقدار اور دلیل میں تو
اسکو حدود کے بعد لایا اور تعزیر مشروع ہو کتاب اللہ اور حدیث اور اجماع اور قیاس سے قال اللہ تعالی (واضربوہن فان اطعنکم فلا تبغوا علیہن سبیلا) اس آیت میں حق تعالی
نے زوجات کے مارنے کو فرمایا اسواسطے تادیب اور تہدید کے اور کافی میں حدیث مرفوع منقول ہو کہ اپنے عصا کو اپنے اہل سے نہ اٹھالے اور مروی ہو

آدمی حد ضرب کو تفشن کرتا تھا تو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسکو تعزیر دی تھی تو نہیں ہے حدیث میں تعزیر کا ذکر پس حدیث سے چند حدود میں اسکا حکم
ارادہ عمیاں کو تعزیر اسے اور تو بعض علمائے احادیث سے یہ ثابت ہی اوسکی حدیث جو کہ سب حدود کے میں کوئی ہی بہ نظر ادب ہے بعض روایت صحیح ثابت ہو کر دین
کشاد سنے جب وہ میں بس کے ہو کر ترک صلوٰۃ کرین اور تعزیر کرنا ہم کا امام دہ دہ شرعیت تعزیر دیا اور قیاس یہ ہو کہ انکو تشبیہ سے تعزیر اور حبسہ دیکر بعض کی رائے
دیدے کر بعد رجوع انکے اور اصل انکے اعمال کی نوبت ہو جائے کذا فی فتح القدیر یہ ہو لفظ التادیب متعلق ہو یعنی تعزیر لغت میں بمعنی تادیب ہے سوا تعزیر اور ضرب سے ہو
خواہ بغیر ضرب ہے خواہ ضرب ہے حد سے کمتر ہو یا زیادہ اور اصل تعزیر کی غرض یعنی تادیب ہے کذا فی الفتح و قول القاموس انہ یطلق علی ضرب دون الحد غلط اور قاموس کا
یہ قول کہ اطلاق تعزیر کا ضرب کمتر از حد پر ہی غلط ہو کذا فی النہر اور نہر الفائق میں یہ تغلیط ابن حجر کی طرف منسوب ہے اور اسواسطے اسکو غلط کہا کہ وضع شرعی ہو جو صاحب
قاموس نے ذکر کی تو اہل لغت کی طرف جو جاہل تھے اصطلاح شرع سے کیونکر منسوب ہو گی اور حموی نے جواب دیا کہ صاحب قاموس نے فقط اوضاع لغویہ کا التزام نہیں
کیا بلکہ انکی عادت ہو کہ منقولات شرعیہ اور اصطلاحیہ کو اور اصطلاح الفاظ فارسیہ کو بھی تکثیر فوائد کے واسطے ذکر کرتا ہو اور یہ اسکا اشارہ بیان قاموس میں
موجود ہو کذا فی الطحطاوی من الی سعود و شرعا تادیب دون الحد اکثرہ تسعۃ و ثلثون سوطا و اقلہ ثلثۃ لو بالضرب اور اصطلاح شرع میں تعزیر ایسا تادیب ہو
تادیب کمتر از حد سے اکثر مقدار تعزیر کی انتالیس کوڑے ہین اور کمتر تین کوڑے اگر بواسطہ ضرب کے تعزیر ہو یعنی ضرب الی تعزیر کا یہ بیان ہو اور مطلق تعزیر کا یہ
قول ہو قدوری کا اور صحیح یہ ہو کہ اقل تعزیر کی کچھ حد نہیں امام کی راے پر مفوض ہو یہانتک کہ اگر وہ جانے کہ ایک کوڑا دینے سے انزجار حاصل ہو گا تو وہی کافی ہو
کذا فی الفتح و الحلبی امام اعظم اور محمد کے نزدیک اکثر تعزیر انتالیس کوڑے ہین اور ابو یوسف کے نزدیک پچہتر کوڑے ہین امام نے عبد کی حد سے یعنی چالیس سے ایک کم کر دیا اور
ابو یوسف نے حر کی حد سے یعنی اسی سے پانچ کوڑے کم کر دیے اور اصل اسمین وہ حدیث ہو جسکو بیہقی اور محمد بن الحسن نے کتاب الآثار میں روایت کیا ہو من بلغ حدا فی غیر حد
فہو من المعتدین یعنی جو حد تک پہونچے بغیر حد میں وہ ظالمون میں سے ہو اگرچہ عند التحقیق یہ حدیث مرسل ہو لیکن مرسل امام کے نزدیک اور اکثر اہل علم کے نزدیک حجت ہو اور عمل
کے لائق ہو اور جب ثابت ہوا کہ تعزیر حد سے کمتر چاہیے تو امام اور محمد نے بہ نظر احتیاط عبد کی حد سے جو اقل حد ہو تعزیر کو کم قرار دیا اسواسطے کہ لفظ حد کا حدیث مذکور میں نکرہ ہو
اور ابو یوسف نے حد احرار سے کم کیا اسواسطے کہ حریت اصل ہو اور یہ جو صحیحین وغیرہ میں حدیث مرفوع ہو کہ غیر حد میں دس کوڑے سے زیادہ مارنا نچاہیے تو اسکا جواب علماء حنفیہ نے یون دیا ہو
کہ یہ حدیث منسوخ ہو صحابہ کرام کے عمل کرنے سے بخلاف اسکے بلا انکار یعنی اگر یہ حدیث منسوخ نہوتی تو صحابہ کرام اسکی مخالفت نکرتے اسواسطے کہ وہ اعلم الناس تھے احکام شرعیہ مین
کذا فی فتح القدیر و جعلہ فی الدرر علی اربع مراتب اور درر و غرر میں تعزیر کو چار مراتب پر ٹھہرایا ہو جسم مراتب کو دو لون میں تعزیر اشراف الاشراف کی یعنی علماء دین و سادات علویہ کی اعلام
سے ہو یعنی قاضی انسے کہے کہ ہمکو خبر معلوم ہوئی ہو کہ تم ایسا ایسا کرتے ہو سو آپ ایسا نکرنا اور تعزیر اشراف کی یعنی امراء اور دہاقین کی اعلام اور دار القضا تک کھینچ لانے سے
ہو اور دہقان سے مراد زمیندار ہو یعنی ملک کا زمین کا اسواسطے کہ دہقان معرب ہو دہگان کا یعنی صاحب دیہ اور تعزیر اوساط الناس یعنی اہل بازار کی کھینچ لانے اور قید کرنے سے ہو
اور تعزیر خسیس یعنی لیئمون کی کھینچ لانے اور قید کرنے اور مارنے سے ہو کذا فی الفتح و النہر و الطحطاوی کلام مبنی علی عدم تفویضہ للحاکم مع انما لیست علی ما ذہبنا الا تعزیر من اشرف
او شرف لو ضرب غیرہ فادماہ لا یکفی تعزیرہ بالاعلام بل الضرب صواب نہر اور یہ سب یعنی یہ جو مصنف اور صاحب درر نے ذکر کیا مبنی ہو عدم تفویض تعزیر کے
حاکم کے باوجود اسکے کہ مراتب اربعہ مذکورہ اپنے اطلاق پر نہیں ہین اسواسطے کہ جو شخص کہ اشرف الاشراف سے ہو اگر غیر شخص کو مارے کہ اسکا خون نکلے تو اسکی تعزیر فقط اعلام
اور اعلام سے کافی نہیں اور مجکو معلوم ہوتا ہو کہ اسوقت میں اسکی تعزیر ضرب سے صواب ہو کذا فی النہر اور حموی نے کہا کہ صاحب نہر نے تعزیر اشرف الاشراف میں نزاع
کی بلکہ اس صورت مذکورہ میں اعلام اور تشہیر منافی تعزیر ہو اسواسطے کہ اشرف الاشراف کی تعزیر کا مسئلہ مطلق نہیں بلکہ مقید ہو چنانچہ نہایہ میں مذکور ہو کہ اعلام اسکے ساتھ
نیز تفرست یکون اثر منہ ہو کہ لازم ہو یعنی بمقدار حیثیت تعزیر کذا فی الطحطاوی و لا یفرق الضرب فیہ دلیل یفرق و وفق ان بلغ اقصاہ یفرق و الا و دشت رہا
اور تعزیر میں ضرب متفرق نکیجائے اور دوسرا قول یہ ہو کہ متفرق کیجاوے بدن پر اور دونون قولون میں توفیق یون دی گئی ہو کہ اگر تعزیر اپنے نہایت مرتبہ کو پہنچ جاوے

یعنی انتالیس کوڑے کو تو بدن پر علحدہ علحدہ مارنا چاہیے تا خوف ہلاکی کا نہ ہے اور اگر تعزیر اس سے کمتر ہو تو متفرق نہ کیجائے کذا فی شرح الوہبانیہ ثم فتاوی قاضیخان میں ہی کہ عضو
مارنا چاہیے اعضا پر سوائے منھ اور سر اور شرمگاہ کے اور ابو یوسف نے کہا کہ پیٹ اور سینہ کو بھی بچانا چاہیے کذا فی النہر ویکون به وبالحبس وبالصفع علی العنق وفرک الاذن
وبالکلام العنیف وبنظر القاضی له بوجه عبوس وبشتم غیر القذف مجتبی اور تعزیر ہوتی ہی ضرب سے اور قید کرنے سے اور گردن پر دھپ مارنے سے پشت کی جانب سے
اور کان مروڑنے سے اور سخت کلام کرنے سے اور قاضی کے دیکھنے سے ترش رو ہو کر اسکو اور گالی دینے سے بشرطیکہ گالی قذف کی نہو کذا فی المجتبی وفیه عن السرخسی لایباح بالصفع لانه
من اعلی ما یکون من الاستخفاف فیصان عنه اهل القبلة اور مجتبی میں سرخسی سے منقول ہی کہ مباح نہیں تعزیر دینا گردن پر دھپ مار کر اسواسطے کہ یہ استخفاف اور ذلت
کا اعلی مرتبہ ہی تو اہل قبلہ یعنی اہل اسلام کو اس سے بچانا چاہیے لا باخذ مال فی المذهب بحر وفیه عن البزازیة وقیل یجوز ومعناه ان یمسکه مدة لینزجر ثم یعیده له فان ایس
من توبته صرفه الی ما یری وفی المجتبی انه کان فی ابتداء الاسلام ثم نسخ جائز نہیں تعزیر مال لینے سے بنا بر صحیح مذہب کے یعنی جرمانہ لینا جائز نہیں کذا
فی البحر الرائق اور اسمیں بزازیہ سے یوں منقول ہی اور قول ضعیف میں جائز ہی اور مطلب اسکا یہ ہی کہ اسکے مال کو چند مدت روک رکھے تا مجرم اپنے گناہ سے
نادم ہو اور ڈر جاوے دوبارہ کرنے سے پھر وہ مال اُسی کو حوالہ کرے پھر اگر نا امید ہی ہو مجرم کے توبہ کرنے سے تو حاکم اُس مال کو جہان مناسب دیکھے صرف کرے اور
مجتبی میں ہی مال سے جرمانہ لینا ابتداے اسلام میں تھا پھر منسوخ ہو گیا یعنی تا ظالم حاکم لوگون کے ناحق مال لینے کا اسکو وسیلہ نہ ٹھہرا دین کذا فی الطحطاوی عن
ابی السعود اور بزازیہ میں ہی کہ مال کا لینا جسکے نزدیک جائز ہی تو پھیر دینے کی نیت سے ہی بعد ازجار کے اور یہ نہیں کہ حاکم اسکو خود لے جیسے کہ ظالم حاکم غلط سمجھے ہین
کسی مسلم کو دوسرے مسلم کا مال لینا ناحق جائز نہیں کذا فی النہر والتعزیر لیس فیه تقدیر بل هو مفوض الی رای القاضی وعلیه مشایخنا زیلعی لان المقصود
منه الزجر واحوال الناس فیه مختلفة بحر اور تعزیر میں کوئی چیز متعین نہیں بلکہ وہ قاضی کی تجویز پر مفوض ہی اور اسی پر ہمارے مشایخ ہین اور یہی قول سرخسی کا مختار
ہی اسواسطے کہ مقصود تعزیر سے زجر اور توبیخ ہی اور آدمیون کے احوال اسمیں مختلف ہین کذا فی البحر یعنی بعضا شخص فقط اعلام اور تیز نظر سے ڈر جاتا ہی اور بعضے
کو بیس کوڑے کی کچھ پروا نہیں ہوتی تو جیسا قاضی مناسب دیکھے ویسا کرے ویکون التعزیر بالقتل کمن وجد رجلا مع امراة لا تحل له ولو اکرهها فلها قتله ودمه
هدر وکذا الغلام وهبانیه اور گاہے تعزیر قتل کر ڈالنے سے ہوتی ہی چنانچہ ایک شخص نے کسی مرد کو اُس عورت کے ساتھ پایا جو اسکو حلال نہیں یعنے زنا کرتے پایا مجرد
خلوت مراد نہیں یہ قید فقہا کے کلام سے مفہوم ہی کذا فی الطحطاوی اور اگر مرد نے عورت پر جبر کیا تو دیکھنے والے کو قتل اُسکا جائز ہی اور خون اُسکا
باطل ہی اور یہی حکم ہی مرد پر جبر کرنے کا کذا فی الوہبانیہ طحطاوی نے کہا کہ ظاہر اجبر میں قتل بدون شرط آیندہ جائز ہی اور نہیں تو اس کلام کا کچھ فائدہ نہیں
نزدیک اتحاد حکم کے یا شارح کی عبارت میں واؤ عاطفہ زائد ہی بہر صورت یہ امر تحریر کے لائق ہی ان کان یعلم انه لا ینزجر بصیاح وضرب بما دون
السلاح والا لا وان علم انه انزجر بما ذکر لا یکون بالقتل قتل کرنا مرد مذکور کا اُس شرط سے ہی کہ دیکھنے والا جانتا ہو کہ وہ مرد باز نہ آویگا شور کرنے اور مارنے سے سواے
ہتھیار کے اور اگر جانے کہ وہ باز رہیگا للکارنے اور مارنے سے تو اُسکی تعزیر قتل کرنے سے نہیں وان کانت المراة مطاوعة قتلهما کذا عزاه الزیلعی للهندوانی اور اگر
عورت راضی ہو مرد مذکور سے تو عورت مرد دونوں کو قتل کرے چنانچہ زیلعی نے اس قول کو ہندوانی کی طرف سے منسوب کیا ہی ثم قال وفی منیة المفتی لو کان
مع امراته وهو یزنی بها او مع محرمه وهما مطاوعان قتلهما جمیعا انتهی واقره فی الدرر پھر زیلعی نے کہا اور منیۃ المفتی میں ہی کہ اگر دیکھنے والے کی زوجہ کے
ساتھ اجنبی مرد ہو اور زنا کرتا ہو یا اسکی محرم عورت کے ساتھ زنا کرتا ہو اور وہ دونوں راضی ہون تو دونوں کو قتل کرے یعنی مرد اور زوجہ کو یا مرد اور محرم کو سبکو
انتهی کلام الزیلعی اور اسی قول کو ثابت رکھا ہی درر میں قال فی البحر ومفاده الفرق بین الاجنبیة والزوجة والمحرم مع الاجنبیة لا یحل القتل الا بالشرط المذکور
من عدم الانزجار المزبور وفی غیرها یحل مطلقا انتهی اور بحر الرائق میں کہا ہی کہ ہندوانی اور منیۃ المفتی کے قول سے مستفاد ہوا فرق درمیان اجنبی عورت
کے اور زوجہ اور محرم کے سوا اجنبی عورت کے ساتھ مرد کے ہونے سے قتل حلال نہیں بدون شرط مذکور کے یعنی عدم انزجار مزبور کے اور اُسکے غیر میں یعنے

زوجہ اور محرم میں قتل حلال ہو مطلقاً شرط مذکور [illegible] من التسعة [illegible] اجنبية [illegible]

[illegible] على التية مطلق قتل [illegible] بالشرط [illegible] شرط احصان [illegible]

بالصورت [illegible] کے فرق [illegible] میں [illegible] قتل [illegible] اجنبی عورت اور زوجہ اور محرم [illegible] شرط مذکور [illegible]

[illegible] کے قول میں [illegible] عبارت [illegible] زوجہ اور محرم میں [illegible]

[illegible] عدم انزجار [illegible] متحقق ہو جاوے [illegible] شرط مذکور کا جزم کیا ہو مطلقاً اجنبیہ میں بھی [illegible]

محرم میں بھی اور یہی قول یعنی عدم فرق حق ہو باشرط احصان یعنی مرد اور عورت کے قتل میں احصان شرط نہیں اسواسطے کہ یہ قتل حد زنا نہیں جو احصان شرط ہو بلکہ
من باب الامر بالمعروف [illegible] اسکو نہی عن المنکر کہنا خوب ہو اسواسطے کہ جب امر خلاف شرع کا زائل کرنا قتل میں متعین ہوا تو احصان کا شرط کرنا
بے معنی ہو ولہذا بزازی نے اسکو مطلق کہا ہو بزازیہ کی کتاب الحدود میں مسطور ہو کہ پایا اپنی زوجہ کے ساتھ ایک مرد کو [illegible]
سے تو قتل اسکا حلال نہیں اور اگر جانے بدون قتل کے تو اسکا قتل کرنا حلال ہو اور اگر زوجہ اسکی اس مرد سے راضی ہو تو اسکا قتل بھی حلال ہو [illegible] تعزیر [illegible]
کو غیر محتسب بھی کرتا ہو انتہی کذا فی النہر وفي المجتبى الاصل ان كل شخص رأى مسلما يزني تحل له قتله وانما يمتنع خوفا من ان لا يصدق انه زنى [illegible]
کو زنا کرتے دیکھا اسکا قتل کرنا اسکو حلال ہو اور قتل کرنے سے جو باز رہتا ہو تو اس خوف سے کہ اسکو سچا نجانیں مقتول کے زنا کرنے میں ہم اس قول سے معلوم ہوا کہ اسکا قتل اور
عدم قتل اوسکے اختیار ہو پھر اگر اسکو قتل کریگا اور بسبب عدم تصدیق کے قاتل مارا جاویگا تو شہید ہوگا وعلى هذا القياس المكابر بالظلم وقطاع الطريق وصاحب
المكس وجميع الظلمة بأدنى شيء له قيمة وجميع الكبائر والاعونة والسعاة يباح قتل الكل ويثاب قاتلهم انتہی اور اسی قیاس پر جو شخص علانیہ ظلم سے چیز کو چھین لے
اور راہزن اور صاحب ظلم اور سب ظالم جو کم قیمت والی چیز کو بھی ظلم سے چھین لیں اور جو ظالم کہ مرتکب کسی کبیرہ کا ہو جملہ کبائر کے اور ظالموں کے مددگار اور چغل خور
جو حاکم کو فساد پر دلاتے ہیں تو ان سب کا قتل کرنا بنابر تعزیر کے جائز ہو اور ان کا قاتل ثواب پاویگا انتہی کلام المجتبی ہم قتل ان شخصوں کا بھی ظاہراً مشروط بشرط عدم انزجار
مذکور ہو چنانچہ لفظ على هذا القياس کا اسپر دلالت کرتا ہو اور مکابر سے مراد وہ شخص ہو جو غیر کی چیز علانیہ چھین لے اگرچہ شہر میں یہ ظلم کرے اور ساعی سے مفسد مراد ہو
فتاوی عالمگیری میں تاتارخانیہ سے منقول ہو کہ علی بن احمد سے سوال ہوا کہ ایک شخص کا دعوی تھا دوسرے مرد پر سو اسنے اسکو [illegible] اسکی برادری کے لوگوں کو حاکم
کے بیان ناحق گرفتار کرایا تو اسنے انکو قید کیا اور انکا مال چھین لیا ناحق تو اگر مظلوم لوگ اسکے ظلم کو قاضی کے روبرو ثابت کریں تو اس مفسد پر تعزیر ہو یا نہیں جواب دیا کہ
ہاں اسپر تعزیر ہو کذا فی الطحطاوی وفي النتف الناصحي بوجوب قتل كل مؤذ اور فتوی دیا ہو امام ناصحی نے ہر موذی کے قتل کے واجب ہونے پر ہم امام ناصحی سے سوال ہوا کہ جو شخص
میں فساد ڈالے اور لوگوں میں فساد پھیلا دے حاکم کے پاس لیجاکر اسپر کیا واجب ہو تو جواب دیا کہ اسکا قتل واجب ہو واسطے دفع فساد کے کذا فی النتف طحطاوی نے کہا کہ شاید وجوب
قتل امام اور اسکے نائبوں پر بشرط عدم انزجار مذکور ہو اور انکے سوا اور لوگوں کو مباح ہو وفي شرح الوهبانية ويكون بالنفي من البلد وبالهجوم على بيت المفسدين بالاخراج
من الدار وبهدمها وكسر دنان الخمر وان الحوا ولم يثبت احراق بيته اور شرح وہبانیہ میں ہو اور تعزیر ہوتی ہو مفسد اور موذی کو شہر میں سے نکال دینے سے اور مفسدوں
کے گھر پر ہجوم کرنے سے اور گھر میں سے نکال دینے سے اور انکا گھر گرا دینے سے اور شراب کے مٹکوں کے توڑ ڈالنے سے اگرچہ شراب میں انہوں نے نمک ڈال دیا ہو
اور مفسد کا گھر جلا دینا منقول نہیں ہم حموی نے برجندی سے نقل کیا ہو کہ عمر نے شراب بنانے والے کا گھر جلا دیا اور اہل بدعت کو بطریق سیاست قتل کرنا امام کے
حق میں جائز ہو وفي القنية لكل مسلم حال مباشرة المعصية قتيلة وأما بعد المضي فليس ذلك لغير الحاكم والزوج والمولى انتہی اور تعزیر کو قائم کرے ہر مسلمان معصیت
کرنے کے وقت میں کذا فی القنیہ اور گناہ واقع ہو چکنے کے بعد سوائے حاکم اور زوج اور مولی کے یہ جائز نہیں چنانچہ آگے مذکور ہوگا ہم اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کرنے
کے وقت تعزیر بالضرب کا ہر مسلمان مالک ہو اگرچہ محتسب نہو کذا فی الملتقی اور وجہ اسکی یہ ہو کہ ہاتھ سے خلاف شرع کا ازالہ نہی عن المنکر میں داخل ہو اور شارع نے اسکا نہیا

ہر مسلم کو دیا ہر اسواسطے کہ صحیح مسلم وغیرہ میں ابوسعید خدری سے روایت ہر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے منکر خلاف شرع کے دیکھے تو چاہیے
کہ ہاتھ سے اسکو بگاڑ دے اور اگر اسکو طاقت نہو تو اپنی زبان سے اور اگر اسکی بھی نہ ہو تو دل سے اور یہ نہایت ضعیف ایمان ہر انتہی بخلاف حدود کے کہ انکی ولایت نہیں
مگر حاکم کو منح الغفار میں کہا کہ بعد فراغت گناہ کے ہر مسلم کو تعرض کرنا نہی عن المنکر نہیں اسواسطے کہ امر ماضی کی نہی متصور نہیں تو یہ خالص تعزیر ہو گئی بلا نہی عن المنکر تو بہین سوائے
امام کے کسیکو دخل نہیں فرع مسئلہ ملحقہ شارح کا من علیہ التعزیر لو قال لرجل اقم علی التعزیر ففعله ثم رفع للحاکم فانہ یحتسب به قنیه واقره المصنف ومثله فی دعوی الخانیة لکن فی
الفتح ما یجب حقا للعبد لا یقیمه الا الامام لتوقفه علی الدعوی الا ان یحکما فیہ فلیحفظ جس شخص پر تعزیر ہو اسنے کہا ایک مرد سے کہ مجھپر تعزیر قائم کر سو اسنے تعزیر قائم کی پھر اسکی نالش
حاکم کے پاس ہوئی تو حاکم اس سے احتساب کرے کذا فی القنیہ اور ثابت رکھا اسکو مصنف نے اور اسی کے مانند خانیہ کی کتاب الدعوی میں ہر لیکن فتح القدیر میں ہر
کہ جو تعزیر کہ بواسطے حق العبد کے واجب ہر اسکو قائم نہ کرے سوائے امام کے بسبب توقف اس تعزیر کے دعوے پر اور دعوی نہیں مگر حاکم کے پاس الا یہ کہ
مدعی اور مدعا علیہ آپس میں کسی کو حکم اور پنچ مقرر کریں تو حکم بجائے قاضی ہو جائیگا تو اس تفصیل کو یاد رکھنا چاہیے ھ خلاصہ تفصیل فتح القدیر یہ ہر کہ حق العبد کی تعزیر سوائے
حاکم کے جائز نہیں اور حق اللہ کی تعزیر میں ہر مسلم مامور ہر شارع کے جانب سے ضرب غیرہ بغیر حق ضرب المضروب ایضا عزران کما لو تشاتما بین یدی القاضی ولم یتکافآ
کہ اگر مارا غیر شخص کو ناحق اور مضروب نے بھی ضارب کو مارا تو دونوں تعزیر دیے جاوینگے چنانچہ اگر دو شخص باہم گالی دینگے قاضی کے روبرو تو تعزیر دیے جاوینگے اور گالی دینے
سے باہم برابر نہونگے بسبب بے ادبی کرنیکے مجلس شرع میں چنانچہ مذکور ہو چکا ھ مضاربت سے اسواسطے تعزیر ہر کہ ضرب میں اکثر تفاوت ہوتا ہر تو مکافات حاصل نہیں ہوتی
و یبدأ باقامة التعزیر بالبادی منهما لانه اظلم قنیه اور اقامت تعزیر کی شروع کیجائے اس سے جسنے ابتدا کی ضرب یا شتم کی اسواسطے کہ وہی ظالم ہر کذا فی القنیہ وفی مجمع الفتاوی
جاز المجازاة به فی غیر موجب حد للاذن به ولمن انتصر بعد ظلمه فاولئک ما علیهم من سبیل والعفو افضل فمن عفا واصلح فاجره علی الله اور مجمع الفتاوی میں ہر کہ بدلا لینا اور عوض میں
کرنا جائز ہر اس فعل میں جو حد کا موجب نہیں بسبب اسکی اجازت کے حقتعالی نے فرمایا کہ جو انتقام لے بعد مظلوم ہونے اپنے کے تو ان لوگوں پر راہ نہیں یعنی مواخذہ
نہیں اور معاف کر دینا افضل ہر انتقام سے حق تعالی نے فرمایا کہ جو معاف کردے اور اصلاح کرے تو اسکا ثواب حق تعالی پر ہر ھ ظلم کا بدلا لینا جائز ہر سوائے
ضرب کے اسواسطے کہ ابھی مذکور ہو چکا کہ اگر مضروب ضارب کو مارےگا تو دونوں پر تعزیر ہر تو مظلوم بالضرب یا حاکم سے نالش کرے یا معاف کر دے وصح حبسه ولو
فی بیته لیمنعه من الخروج منه نهر ومع ضربه اذا احتیج لزیادة التادیب اور درست ہر قید کرنا مجرم کا اگرچہ حبس اسکے گھر ہی میں ہو تو باہر نکلنے سے وہ باز رہے کذا فی النهر
ساتھ اسکی ضرب کے یعنی حبس ساتھ ضرب کے اسوقت ہر جب زیادہ تادیب کی حاجت ہو زیادہ قصور کے سبب سے وضربه اشد لانه خفف عددا فلا یخفف وصفا ثم
حد الزنا لثبوته بالکتاب ثم حد الشرب لثبوته باجماع الصحابة لا بالقیاس لانه لا یجری فی الحدود ثم القذف لضعف سببه باحتمال صدق القاذف اور ضرب تعزیر کی سخت تر
ہر حد زنا کی ضرب سے اسواسطے کہ تعزیر کے شمار میں تخفیف ہوئی تو وصف میں تخفیف نہو گی تا اصل مقصود فوت نہو پھر حد زنا کی ضرب سخت تر ہر حد شرب سے بسبب
ثبوت زنا کے حد کے قرآن مجید سے پھر حد شرب کی ضرب سخت تر ہر قذف کی ضرب سے بسبب اسکے ثابت ہونیکے اجماع صحابہ سے نہ قیاس مجتہد سے اسواسطے کہ قیاس
جاری نہیں حدود میں پھر سب کے بعد حد قذف کی ضرب ہر بسبب ضعیف ہونے اسکے سبب کے قاذف کے احتمال صدق سے ھ ہرچند حد قذف قرآن مجید سے ثابت ہر
لیکن بسبب ضعف سبب کے حد شرب سے کمتر ہوا اسواسطے کہ شرب کا سبب متیقن ہر گو ثبوت اسکا ضعیف ہر حد قذف کے ثبوت سے وعزر کل مرتکب منکر او موذی مسلم بغیر حق بقول او
فعل الا اذا کان الکذب ظاهرا کیا کلب بحر اور تعزیر دیا جاوے ہر مرتکب خلاف شرع کا یا مسلمان کا ناحق تکلیف دینے والا قول سے یا فعل سے مگر جبکہ تکلیف قولی میں کذب
قائل کا ظاہر ہو مانند یا کلب کہنے سے تو اسپر تعزیر نہیں کذا فی البحر ھ اور اسی کے مانند یا خنزیر کہنا ہر ولو بغمز العین او باشارة الید لانه غیبة کما یجئ فی الحظر فیعزر مرتکب
محرم بل کل مرتکب معصیة لا حد فیها فیها التعزیر اشباہ اگرچہ ایذائے فعلی آنکھ مارنے سے ہو یا ہاتھ کے اشارہ کرنے سے ہو اسواسطے کہ یہ بھی غیبت ہر چنانچہ اسکا بیان
کتاب الحظر والاباحة میں آویگا تو مرتکب اس فعل کا مرتکب حرام ہر اور جو مرتکب ایسی معصیت کا ہو جس میں حد نہیں تو اسمیں تعزیر ہر کذا فی الاشباہ والنظائر

مر شہر یا اس میں شتما عد یا ہو کر سبب قذف ذات کی صراحت نہ کی ہو بلکہ یمین قرینہ کی تصریح ہے اور یہ حدیث میں منقول ہے

اور نہ کیا ہو یہ قرینہ ہے مقصود معلوم ہو جب حرام نسبت میں ذات ہو اور یہ حدیث ہے کہ یہ بات کی نقل ہے نسبت زنا کی طرف ہو ئی نسبت

یعنی یہ ہو بعد فی فتح القدیر مشتم ولدہ وقذفہ ولقذف مملوک وام ولدہ ولیالقذف کا قرینہ میں حسب محصن یہ شاہد بلغ غایۃ کما فی حسب ت

اجنبیہ یا غیر محصن اور ہذا اسا نبی جد صغیر لمشاع قبل اخرا جہ فیا عدا ارا بلغ غایۃ تو تعزیر دیا جائے اپنی ولد کی گالی دینے والے اور اسکے قذف کرنے اور مملوک

کے قذف ت اگرچہ مملوک قاذف کی ام ولد ہو اور اسیطرح کافر کے قذف سے اور غیر محصن کے قذف یا زنا سے اور ان امور مذکورہ میں تعزیر کی انتہا کو پہونچایا چاہیے

یعنی قوانین فوت ہے چنانچہ اگر ایک شخص نے عورت اجنبی کے سوائے جماع کے کوئی فعل حرام کیا مثلاً بوسہ لیا یا مساس کیا یا چو کر کیا یہ اسباب جمع کر لئے

قتل کر سکے تہمت کے تو اسپر بھی غایت تعزیر ہو اور سوائے امور مذکورہ کے غایت تعزیر کو پہونچایا نہ چاہیے مگر غیر محصن کی قذف میں جو صحابہ قطعاً ولی لودا شد تعزیر

لازم ہونی سو مسئلہ کہ موجب حد کی قریب لوبت پہونچی و یقذفت ای انشتم مسلم یا خبا یا فاسق الا ان یکون معلوم الفسق کالمکاس مثلا او یعلم القاضی بفسقہ لان الشین

قد الحقہ ہو فیسقط قول قائل فتح اور تعزیر دیا جائے ہر مسلمان کے گالی دینے سے یعنی فاسق کہنے سے مگر یہ کہ وہ شخص معلوم الفسق ہو یعنی اسکا فاسق ہونا سب کو معلوم ہو مثلاً

یہ چنانچہ مکاس مثلاً یا قاضی اسکے فسق کو جانتا ہو تو تعزیر نہیں قائل پر اسواسطے کہ فاسق مذکور نے اپنی جان پر آپ عیب لگایا قائل کے کہنے سے پہلے کذا اسے

فتح القدیر منقول نے شتم کو قذف کہا مجازاً مکاس عاشر ظالم کو کہتے ہیں یعنی جو عشر اور زکوۃ ناحق زبردستی سے جو بری ہے اکس کی تفسیر عشار کی جو اور یا اسکے قاسم

میں ہو فان اراد ان اثباتہ بالبینۃ مجرداً بلا بیان سببہ لاتسمع ولو قال یا زانی واراد اثباتہ تسمع لثبوت الحد بخلاف الاول حتی لو بینوا فسقہ بما یوجب

اول لعید قبلت وکذا فی جوہرۃ النیرۃ پھر اگر گالی دینے والا اسکے مجرد فسق کے اثبات کا ارادہ کرے بلا بیان اسکے سبب کے تو شہادت مسموع نہ ہوگی اور اگر کہا

یا زانی اور اسکے اثبات کا ارادہ کریگا تو اسکی سماعت ہوگی بسبب ثابت ہونے حد زنا کے بخلاف اول کے یعنی مجرد فسق بلا بیان سے یہانتک کہ اگر شاہد اسکا فسق

ایسے فعل سے بیان کریں جس میں حق اللہ یا حق العبد ہو تو گواہی مقبول ہوگی اور یہی حکم ہے شاہد کی طعن میں کہ طعن مجرد مسموع نہیں اور بیان سبب کے ساتھ مسموع ہے

ہو مگر فسق مجرد یہ ہے کہ نہیں سبب فسق کا بیان ہو یعنی ترک صلوۃ یا زنا یا سرقہ بلکہ نسبت فسق علی الاطلاق ہو وعلی ہذا القیاس طعن مجرد یعنی ان یسأل القاضی عن سبب

فسقہ فان بین سببا شرعیا کتقبیل اجنبیۃ وکذا عانقہا وخلوتہ بہا طلب بینۃ لیعزرہ ولو قال ہو ترک واجبا سأل القاضی المشتوم عما یجب علیہ تعلمہ من الفرائض فان

لم یعرفہا ثبت فسقہ لما فی المجتبی من ترک الاشتغال بالفقہ لا تقبل شہادتہ والمراد ما یجب علیہ تعلمہ منہ نہر اور لائق ہے کہ قاضی گالی دینے والے سے اسکے فاسق

ہونے کا سبب پوچھے پھر اگر وہ سبب شرعی بیان کرے چنانچہ اجنبی عورت کا بوسہ لینا یا اسکو گلے سے لگانا یا اس سے خلوت کرنا تو اسکے گواہ طلب کرے

تاکہ فاسق کو تعزیر دے اور اگر اسنے سبب فسق کا مفصل نہ بیان کیا بلکہ یوں کہا کہ فسق اسکا ترک کرنے واجب سے ہے تو قاضی مشتوم سے یعنی جسکو گالی دی جاتی ہے

سوال کرے یعنی فرائض اسلام سے جسکا سیکھنا اسپر واجب ہے پوچھے سو اگر مشتوم اسکو نجانے تو اسکا فسق ثابت ہو گیا اسواسطے کہ مجتبی میں ہے کہ جو شخص اشتغال فقہ

کا ترک کرے تو اسکی گواہی مقبول نہیں اور مراد اشتغال فقہ سے مقدار ہے جسکا سیکھنا اسپر واجب ہے کذا فی النہر یعنی جمیع جزئیات فقہ کا دریافت کرنا واجب نہیں جسکے ترک سے

فاسق مردود الشہادۃ ہو جائے بلکہ تعلم واجبات مراد ہے وعزر الشاتم بیا کافر وہل یکفر ان اعتقد المسلم کافرا نعم والا لا یفتی شرح وہبانیہ اور کافر کی گالی دینے والا کافر

کہنے سے تعزیر دیا جائیگا اور یا کافر کہنے سے کافر ہو جائیگا یا نہیں جواب اسکا یہ ہے کہ اگر مسلم کو کافر اعتقاد کریگا تو ہاں کافر ہو جائیگا اور نہیں تو نہیں یہی مفتی بہ ہے کذا فی شرح وہبانیہ

مگر جب مسلم کو بنا بر اعتقاد اسلام کے کافر اعتقاد کیا تو دین اسلام کو اسنے کفر جانا اور جو اسلام کو کفر جانے وہ کافر ہے اور اگر یا کافر کہنا سب اور دشنام

کو قصد کیا بلا اعتقاد کفر مسلم تو یہ کفر نہیں بلکہ فسق ہے کذا فی الفتح وغیرہ اور ابن ملک نے شرح مشارق میں کہا کہ یہ جو حدیث ہے اذا قال الرجل لاخیہ یا کافر فقد باء بہ

احدہما تو یہ تشدید پر محمول ہے کذا فی الطحطاوی ولو اجابہ بلبیک کفر خلاصہ اور اگر اسکو بلفظ لبیک جواب دیگا تو کافر ہو جائیگا کذا فی الخلاصہ یعنی یا کافر کے جواب میں

ہر مسلم کو دیا ہے اسواسطے کہ صحیح مسلم وغیرہ بن ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تم مین سے منکر خلاف شرع کے دیکھے تو چاہیے
کہ ہاتھ سے اسکو بگاڑ دے اور اگر اسکو طاقت نہو تو اپنی زبان سے اور اگر اسکی بھی نہ ہو تو دل سے اور یہ نہایت ضعیف ایمان ہے انتہی بخلاف حدود کے کہ اسکی ولایت نہین
مگر حاکم کو منح الغفار مین کہا کہ بعد فراغت گناہ کے ہر مسلم کو تعرض کرنا نہی عن المنکر نہین ہے اسواسطے کہ امر ماضی کی نہی متصور نہین تو یہ خالص تعزیر ہوگئی بلا نہی عن المنکر تو اسمین سوائے
امام کے کسیکو دخل نہین فرع مسئلہ ملحقہ شارح کا من علیہ التعزیر لو قال لرجل اقم علی التعزیر ففعله ثم رفع للحاکم فانہ یحسب به قنیة واقرہ المصنف ومثله فی دعوی الخانیة لکن فی
الفتح ما یجب حقا للعبد لا یقیمہ الا الامام لتوقفه علی الدعوی الا ان یحکما فیه فلیحفظ جس شخص پر تعزیر ہے اُسنے کہا ایک مرد سے کہ مجھپر تعزیر قائم کر سو اُسنے تعزیر قائم کی پھر اسکی نالش
حاکم کے پاس ہوئی تو حاکم اُس سے احتساب کرے کذا فی القنیہ اور ثابت رکھا اسکو مصنف نے اور اسی کے مانند خانیہ کی کتاب الدعوی مین ہے لیکن فتح القدیر مین ہے
کہ جو تعزیر کہ بواسطے حق العبد کے واجب ہے اسکو قائم نہ کرے سوائے امام کے بسبب توقف اُس تعزیر کے دعوے پر اور دعوی نہین مگر حاکم کے پاس الا یہ کہ
مدعی اور مدعا علیہ اسمین کسی کو حکم اور پنچ مقرر کرین تو حکم بجائے قاضی ہو جائیگا تو اس تفصیل کو یاد رکھنا چاہیے ہم خلاصہ تفصیل فتح القدیر یہ ہے کہ حق العبد کی تعزیر سوائے
حاکم کے جائز نہین اور حق اللہ کی تعزیر مین ہر مسلم مامور ہے شارع کے جانب سے ضرب غیرہ بغیر حق ضرب المضروب یعزران کما لو تشاتما بین یدی القاضی لم یتکافا
کہا مارا غیر شخص کو ناحق اور مضروب نے بھی ضارب کو مارا تو دونون تعزیر دیے جاوینگے چنانچہ اگر دو شخص باہم گالی دینگے قاضی کے روبرو تو تعزیر دیے جاوینگے اور گالی دینے
سے باہم برابر ہونگے بسبب بے ادبی کرنیکے مجلس شرع مین چنانچہ مذکور ہوچکا ہم مضاربت سے اسواسطے تعزیر ہے کہ ضرب مین اکثر تفاوت ہوتا ہے تو مکافات حاصل نہین ہوتی
و یبدأ باقامة التعزیر بالبادی منهما لانه اظلم قنیہ اور اقامت تعزیر کی شروع کیجائے اُس سے جسنے ابتدا کی ضرب یا شتم کی اسواسطے کہ وہی ظالم ہے کذا فی القنیہ وفی مجمع الفتاوی
جاز المجازاة به فی غیر موجب حد للاذن به ولمن انتصر بعد ظلمه فاولئک ما علیهم من سبیل والعفو افضل فمن عفا واصلح فاجرہ علی الله اور مجمع الفتاوی مین ہے کہ بدلا لینا اور عوض مین
کہنا جائز ہے اس فعل مین جو حد کا موجب نہین بسبب اسکی اجازت کے حقتعالی نے فرمایا کہ جو انتقام لے بعد مظلوم ہونے اپنے کے تو اُن لوگون پر راہ نہین یعنی مواخذہ
نہین اور معاف کردینا افضل ہے انتقام سے حق تعالی نے فرمایا کہ جو معاف کردے اور اصلاح کرے تو اسکا ثواب حق تعالی پر ہے ہم ظلم کا بدلا لینا جائز ہے سوائے
ضرب کے اسواسطے کہ ابھی مذکور ہوچکا کہ اگر مضروب ضارب کو ماریگا تو دونون پر تعزیر ہے تو مظلوم بالضرب یا حاکم سے نالش کرے یا معاف کردے وصح حبسه ولو
فی بیته بمنعه من الخروج منه نهر صح ضربه اذا احتیج لزیادة التادیب اور درست ہے قید کرنا مجرم کا اگرچہ حبس اُسکے گھر ہی مین ہو تو باہر نکلنے سے وہ باز رہے کذا فی النہر
ساتھ اسکی ضرب کے یعنی حبس ساتھ ضرب کے اُسوقت ہے جب زیادہ تادیب کی حاجت ہو زیادہ قصور کے سبب سے وضربه اشد لانه خفف عددا فلا یخفف وصفا ثم
حد الزنا لثبوته بالکتاب ثم حد الشرب لثبوته باجماع الصحابة لا بالقیاس لانه لا یجری فی الحدود ثم القذف لضعف سببه باحتمال صدق القاذف اور ضرب تعزیر کی سخت تر
ہے حد زنا کی ضرب سے اسواسطے کہ تعزیر کے شمار مین تخفیف ہوئی تو وصف مین تخفیف نہوگی تا اصل مقصود فوت نہو پھر حد زنا کی ضرب سخت تر ہے حد شرب سے بسبب
ثبوت زنا کے حد کے قرآن مجید سے پھر حد شرب کی ضرب سخت تر ہے قذف کی ضرب سے بسبب اُسکے ثابت ہونیکے اجماع صحابہ سے نہ قیاس مجتہد سے اسواسطے کہ قیاس
جاری نہین حدود مین پھر سب کے بعد حد قذف کی ضرب ہے بسبب ضعیف ہونے اُسکے سبب کے قاذف کے احتمال صدق سے ہم ہرچند حد قذف قرآن مجید سے ثابت ہے
لیکن بسبب ضعف سبب کے حد شرب سے کمتر ہوا اسواسطے کہ شرب کا سبب متیقن ہے گو ثبوت اُسکا ضعیف ہے حد قذف کے ثبوت سے عزر کل مرتکب منکر او موذی مسلم بغیر حق بقول او
فعل الا اذا کان الکذب ظاهرا کیا کلب ہر اور تعزیر دیا جاوے ہر مرتکب خلاف شرع کا یا مسلمان کا ناحق تکلیف دینے والا قول سے یا فعل سے مگر جبکہ تکلیف قولی مین کذب
قائل کا ظاہر ہو مانند یا کلب کہنے سے تو اسپر تعزیر نہین کذا فی المجرم او اسی کے مانند یا خنزیر کہتا ہے ولو بغمز العین او باشارة الید لانه غیبة کما یجئ فی الحظر فمرتکبه مرتکب
محرم وکل مرتکب معصیة لا حد فیها ففیها التعزیر اشباہ اگرچہ ایذائے فعلی آنکھ مارنے سے ہو یا ہاتھ کے اشارہ کرنے سے ہو اسواسطے کہ یہ بھی غیبت ہے چنانچہ اسکا بیان
کتاب الحظر والاباحة مین آویگا تو مرتکب اس فعل کا مرتکب حرام ہے اور جو مرتکب ایسی معصیت کا ہو جسمین حد نہین تو اسمین تعزیر ہے کذا فی الاشباہ والنظائر

ہو شریعت میں بہ نسبت ... زنا کی صورت ہے تو تعزیر نہیں بلکہ یہی تعزیر ہے کہ ... اس سے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ... شاہ
... اور یا یا اور ... جس سے مقصود معلوم ہو اسکے ... سیر ... کی چال کی نقل کرنا نسبت ہو ... نہیں پینا اور نسبت سے
حتی یا اہو تو یا ذا الخبیث فیعزر نسبۃ ... وقذف ولیلۃ فی المولی کہ ولو ... ان کا قول ... بعض برناد ... ہو لیکن مال و اسباب
... خیر ہو اور ... سارق ... فی اخراجہ وقیل ... تعزیر ہو یا جانب ابی ... ماں کی گالی ... اور اسکے قذف کرنے سے اور ملوک
کے قذف ... ایک ... کی ... ہو اور اسی طرح کافر کے قذف سے اور ہر غیر محصن کے قذف پر لگانے سے اور ان امور مذکورہ میں تعزیر کی انتہا کو پہونچا یا جاتا ہے
... اگر ایک شخص نے عورت اجنبی کے سوائے جماع کے کوئی فعل حرام کیا مثلاً بوسہ لیا یا مساس کیا یا چور کر قتل ... اسباب جمع کر نے
... تو اسپر بھی غایت تعزیر ہو اور سوائے امور مذکورہ کے غایت تعزیر کو پہونچانا نہ چاہیے اور غیر محصن کی قذف میں جو حد یا قطع ہوگی ... تعزیر
... کہ وجہ حد کی قریب تو بت پہونچی ... ولیقذف ای لشتم مسلما بیا فاسق الا ان یکون معلوم الفسق کالمکاس ... او علم القاضی بفسقہ لان الشین
قد الحقہ ... قول قائل فتح اور تعزیر دیجائے ہر مسلمان کے گالی دینے یعنی فاسق کہنے سے مگر یہ کہ وہ شخص معلوم الفسق ہو یعنی اسکا فاسق ہونا سب کو معلوم اور ظاہر ہو
جیسا چنگی ... مثلاً یا قاضی اسکے فسق کو جانتا ہو تو تعزیر نہیں قائل پر اسواسطے کہ فاسق مذکور نے اپنی جان پر آپ عیب لگایا قائل کے کہنے سے پہلے
فتح القدیر ... شتم کو قذف کہا جاتا ہے مکاس ... کو کہتے ہیں یعنی جو عشر اور زکوۃ ناحق زبردستی لے جوہری نے اسکی تفسیر ... کی ہو ... تعزیر
میں ہو فان اراد ... اثباتہ بالبینۃ مجردا بلا بیان سببہ لا تسمع ولو قال یا زانی واراد اثباتہ تسمع لثبوت الحد بخلاف الاول حتی لو بین سببہ
او قطعیہ ... وکذا فی ... الشاہد پھر اگر گالی دینے والا اسکے مجرد فسق کے اثبات کا ارادہ کرے بلا بیان اسکے سبب کے تو شہادت مسموع نہوگی اور اگر کہا
یا زانی اور اسکے اثبات کا ارادہ کریگا تو اسکی سماعت ہوگی بسبب ثابت ہونے حد زنا کے بخلاف اول کے یعنی مجرد فسق بلا بیان سبب کہ اگر شاہد اسکا فسق
... سے بیان کریں ... حق اللہ یا حق العبد ہو تو گواہی مقبول ہوگی اور یہی حکم ہے شاہد کی طعن میں کہ طعن مجرد مسموع نہیں اور بیان سبب کے ساتھ مسموع
ہو ... فسق مجرد ... کہ ... سبب فسق کا بیان ہو یعنی ترک صلوۃ یا زنا یا سرقہ بلکہ نسبت فسق علی الاطلاق ہو وعلی ہذا القیاس طعن مجرد یعنی ان یسال القاضی عن سببہ
... فان بین سببا شرعیا کتقبیل اجنبیۃ وکذا ... دخلۃ بہا طلب بینۃ لیعزرہ ولو قال ہو ترک واجبا سال القاضی المشتوم عما یجب علیہ تعلمہ من الفرائض فان
لم یعرفہا ثبت فسقہ ... من ترک الاشتغال بالفقہ لا تقبل شہادتہ والمراد ما یجب علیہ تعلمہ منہ ... ہو کہ قاضی گالی دینے والے سے اسکے فاسق
ہونے کا سبب پوچھے پھر اگر وہ سبب شرعی بیان کرے جیسا کہ اجنبی عورت کا بوسہ لینا یا اسکو گلے سے لگانا یا اس سے خلوت کرنا تو اسکے گواہ طلب کرے
تا فاسق کو تعزیر دے اور اگر اس نے سبب فسق کا مفصل نہ بیان کیا بلکہ یوں کہا کہ فسق اسکا ترک کرنے واجب سے ہے تو قاضی مشتوم سے یعنی جسکو گالی دی گئی
سوال کرے یعنی ... فرائض اسلام سے جسکا سیکھنا اسپر واجب ہے پوچھے سو اگر مشتوم اسکو نجانے تو اسکا فسق ثابت ہوگیا اسواسطے کہ مجتبی میں ہے کہ جو شخص اشتغال فقہ
کا ترک کرے تو اسکی گواہی مقبول نہیں اور مراد اشتغال فقہ سے مقدار ہے جسکا سیکھنا اسپر واجب ہے کذا فی النہر یعنی جمیع جزئیات فقہ کا دریافت کرنا واجب نہیں جسکے ترک سے
فاسق مردود الشہادۃ ہو جائے بلکہ تعلیم واجبات مراد ہے وعزر الشاتم بیا کافر وہل یکفر ان اعتقد المسلم کافرا نعم والا لا یکفر شرح وہبانیہ اور کافر کہنے والے کو کافر
کہنے سے تعزیر دیجائیگی اور یا کافر کہنے سے کافر ہوگا یا نہیں جواب اسکا یہ ہے کہ اگر مسلم کو کافر اعتقاد کریگا تو ہاں کافر ہو جائیگا اور نہیں تو نہیں یہ ... کذا فی ...
... جب مسلم کو ... عقائد اسلام سے کافر اعتقاد کیا تو دین اسلام کو اسنے کفر جانا اور جو اسلام کو کفر جانے وہ کافر ہے ... کافر کہنے سے ... سب ... مسلم
کو ... کیا ... اعتقاد کفر مسلم تو یہ کفر نہیں بلکہ فسق ہے کذا فی الفتح وغیرہ اور ابن ملک نے شرح مشارق میں کہا کہ یہ جو حدیث ہے فقد کفر ... احدہما ...
احدہما تو یہ ... محمول ہے کذا فی الطحطاوی ولو اجابہ لبیک کفر خلاصہ اور اگر اسکو بلفظ لبیک جواب دیگا تو کافر ہو جاویگا کذا فی الخلاصہ یعنی یا کافر کہہ کر ... بیان
...

لبیک یا حاضر یا جی کہا تو مجیب کافر ہوگا اگر رضی بکفر ہوگا اور اگر قائل کے خوف ضرر سے کہا یا کافر کو کافر یا بالطاغوت طول کر کے کہا تو کافر نہ ہوگا کذا فی الطحطاوی
وفی التتارخانیۃ قیل للیہودی یا لم القل یا کافر یا قدلالہ کافر بالطاغوت فیکون محتملا اور ... تاتارخانیہ میں ہے کہ قول ضعیف یہ ہے کہ مطلقا یا کافر کہنے سے تعزیر قائل کی نہیں جبتک یوں نہ
کہے یا کافر باللہ اسواسطے کہ ہر مسلم کافر بالطاغوت ہے یعنی بت کا منکر ہے تو کافر کا لفظ محتمل ہوا اور محتمل میں تعزیر نہیں ہے یہ قول اسواسطے ضعیف ہوا کہ یہ تاویل حالت غضب اور
دشنام کے مخالف ہے لہذا ہدایہ وغیرہ میں اطلاق وارد ہے یا خبیث یا سارق یا فاجر یا مخنث یا خاین یا سفیہ یا بلید یا احمق یا مباحی یا عوانی اور تعزیر دیجاویگی یا
خبیث یا سارق یا فاجر یا مخنث یا خائن یا سفیہ یا بلید یا احمق یا مباحی یا عوانی کہنے میں اور مخنث بفتح نون وہ ہے جو اغلام کراوے اور بکسر نون یعنی لوطی کے ہے اور بلید یعنی خبیث فلہو
مستعمل ہے لہذا اسمیں تعزیر ہے کذا فی السراج اور ہندوستان میں بلید یعنی کم فہم بد ذہنی کے مستعمل ہے اور احمق یعنی کم عقل ہے کذا فی القاموس اور مباحی اباح کیطرف منسوب ہے یعنی جو حرام
چیز کو مباح سمجھے کسی چیز کی تحریم کا نہ معتقد ہو اور عوانی عوان (بروزن سحاب) کی طرف منسوب ہے اور عرف میں ظالم کے مددگار کو کہتے ہیں اور منح الغفار میں کہا ہے کہ ہمارے عرف میں عوانی
چغلخور اور ظالم کو بھی بولتے ہیں بالجملہ جو شخص ان افعال سے بری ہو اور اسکو کوئی یہ کہے تو تعزیر دیا جائیگا کذا فی الطحطاوی یا لوطی قیل یسأل نیتہ فان عنی انہ من قوم لوط علیہ السلام لا
یعزر وان اراد انہ یعمل عملہم عزر عندہ وحد عندہما والصحیح تعزیرہ لو فی غضب او ہزل فتح اور تعزیر دیجاویگی یا لوطی کہنے سے اور بعضوں نے کہا کہ قائل سے سوال کیا جاوے کہ اُسنے
اس لفظ سے کیا ارادہ کیا سو اگر اُسنے یہ ارادہ کیا کہ وہ شخص حضرت لوط علیہ السلام کی قوم سے ہے تو اُسپر تعزیر نہیں اور اگر اُسنے ارادہ کیا کہ وہ شخص لواطت کرتا ہے مانند اُس قوم کے
تو امام کے نزدیک اُسکو تعزیر دیجاوے اور صاحبین کے نزدیک اُسپر حد زنا ماریجاوے اور تعزیر دینے کا قول بدون سوال کے صحیح ہے اگر اُسنے حالت غضب اور بیہودگی میں
کہا ہو کذا فی الفتح ہزل یعنی بیہودگی اور مسخراپن سے یہ مراد ہے جسکو امر قبیح کے مسخراپن کرنے کی عادت ہوگئی ہو کذا فی النہر یا زندیق یا منافق یا رافضی یا مبتدع یا یہودی یا نصرانی
یا ابن النصرانی نہر اور تعزیر دیجاوے یا زندیق یا منافق یا رافضی یا بدعتی یا یہودی یا نصرانی یا ابن النصرانی کہنے سے کذا فی النہر منافق وہ ہے جو باطن میں کافر ہو اور لوگوں میں
اپنا اسلام ظاہر کرے اور زندیق یعنی منافق ہے معرب میں ہے کہ زند مجوسیوں کی کتاب کا نام ہے کذا فی النہر یا لص الا ان یکون لصا لصدق القائل کمامر اور تعزیر دیجاوے
یا لص کہنے سے یعنی او چور مگر اُسوقت تعزیر نہیں جبکہ مخاطب چور ہو بسبب صادق ہونے قائل کے چنانچہ یا فاسق کے بیان میں مذکور ہو چکا یعنی اس عیب کو اُسنے اپنی
ذات میں آپ لگایا تو اب تعزیر کا کیا موقع ہے والنداء لیس بقید اذ القید اذ الاخبار کانت او فلان فاسق ونحو کذلک مالم یخرج مخرج الدعوی قنیہ اور الفاظ مذکورہ کے
لزوم تعزیر میں نداء مخاطب قید نہیں اسواسطے کہ جملہ خبریہ چنانچہ تو فاسق ہے یا فلانا شخص فاسق ہے اور مانند اسکے اسیطرح ہے لزوم تعزیر میں تاوقتیکہ قائل نے اسکو بطور
دعوی نہ کہا ہو کذا فی القنیہ ہم قنیہ میں ہے کہ دعوی کیا قاضی کے پاس سرقہ کا اور اسکے اثبات سے عاجز ہوا تو اُسپر تعزیر نہیں یا دیوث ہو من لا یغار علی امرأتہ او محرمہ اور
تعزیر ہے یا دیوث کہنے سے دیوث وہ ہے جسکو اپنی زوجہ اور محرم پر غیرت نہ آتی ہو اسکے پاس غیر مرد کے آنے سے کذا فی النہر والفتح یا قرطبان مرادف دیوث یعنی مرص اور
تعزیر ہے یا قلتبان کہنے سے قلتبان مرادف دیوث ہے یعنی مرص ہے قرطبان معرب ہے قلتبان کا زیلعی نے کہا قلتبان وہ ہے کہ جو اپنی زوجہ یا محرم کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے اور تعرض نکرے
اُسکے پاس خلوت چھوڑ دے اور بعضوں نے کہا کہ جو دو شخصوں کو جمع کر دے امر قبیح کیواسطے اور بعضوں نے کہا قلتبان وہ ہے جو بالغ آدمی کو اپنے گھر میں زوجہ کے پاس
آنے جانے کی اجازت دے اپنی غیبت میں بہر تقدیر ہمارے ملک میں مرص بکسر الراء والسین یعنی قلتبان ہے اور عوام خطا سے بفتح الرا بولتے ہیں اور بجائے سین
صاد لاتے ہیں کذا فی النہر عن العینی یا شارب الخمر یا آکل الربوا یا ابن القحبۃ فیہ ایماء الی انہ اذا شتم اصلہ عزر بطلب الولد کیا ابن الفاسق یا ابن الکافر وانہ یعزر بقولہ یا قحبۃ
اور تعزیر ہے یا شارب الخمر یا آکل الربوا یا ابن القحبۃ کہنے سے اسمین اشارہ ہے اسکا کہ جب کوئی گالی دے والدین کو تو تعزیر دیا جاویگا ولد کے طلب کر دینے سے چنانچہ یا ابن
الفاسق اور یا ابن الکافر کہنے میں اور اسکا اشارہ ہے کہ یا قحبہ کہنے میں تعزیر دیا جاویگا ام قحبۃ بضم قاف وسکون حا مہملہ ماخوذ ہے قحاب سے یعنی کھانسنے کے اور قحبہ
زانیہ عرب میں جب مرد اُسکے پاس ہوکر نکلتا تھا تو کھانستی تا اپنا مطلب کرے لہذا زانیہ مسماۃ بقحبہ ہوگئی اور بعضوں نے کہا قحبہ وہ جسکی ہمت زنا کی ہو اور بعضوں نے کہا قحبہ
بدتر ہے زانیہ سے اسواسطے کہ زانیہ گاہے پوشیدہ کرتی ہے اور قحبہ آشکارا اجرت لیتی ہے کذا فی الدر عن الظہیریۃ لا یقال القحبۃ عرفا افحش من الزانیۃ لکونہا تجاہر بہ بالاجرۃ لان تقول

قذف لغیرہ فی مرحبضان ابن القحبۃ ... قحبہ فاجرہ زانیہ ابن ... کہ کوئی کسیکو بعوض مین یہ کہے یعنی ... وجہ سے تعزیر لازم نہ آوے گی ...
اسواسطے کہ ... معنی طلب ... صحیح ... لیکن بعضون کی رائے تعزیر ہو ... اور ... مستحق ... کہ ... کہ ...
... سبب ... یہ سوال ... تعزیر ... اور وقت ... واجب ہو ... مذکور صحیح ... لفظ ... تعزیر ...
کے واسطے موضوع نہیں ... لفظ ... کہ کتاب لغت مین بھی ... فی التعزیرات یوجب ... قال المصنف ...
... قول ... مین ... شرح ... مصنف نے اپنی شرح کے حاشیہ مین کہا کہ یہی قول ظاہر ہے ... اپنی شرح مین ... سے نقل کیا کہ ...
... لفظ سے ... کہ ... سبب ہو اسواسطے کہ کوئی شخص اس لفظ کو ... مقام ... استعمال ... کرتا ہے ... حالت غضب مین ... حقیقت ...
... کذا فی الطحطاوی یا ابن الفاجرۃ اور تعزیر ہو یا ابن الفاجرۃ کہنے سے ... فاجرہ وہ ہے جو ہر گناہ کرتی ہو ... نہیں ... کذا فی النہر ...
... یعنی ... لوزانی اور تعزیر ہو یون کہنے مین کہ تو چورون کا ... ہو یعنی سارق اور ... کا ...
... ہو یا من یلعب بالصبیان ... یون کہنے سے تعزیر ہو کہ اے شخص جو لڑکون سے کھیلتا ہے ... لفظ ... نہیں ...
... ابن المزنی ... قال ... یا حرام زادہ ... الحرام ...
... نہیں ... اور تعزیر ہو یا حرامزادہ کہنے سے یعنی حرام زادہ کے ... حرام ... پیدا ہو ... اور ...
اور ... شامل ... نہیں جو حد کا موجب ہو کوئی یہ نہ کہے کہ اس لفظ سے ... یعنی حالت حیض کی ... مراد نہیں ... عرف مین حرام زادہ کی ...
ولد الزنا مراد ہوتا ہے اسواسطے کہ ہم کہتے ہین کہ عرف مین اس لفظ سے اکثر ... مراد ہوتا ہے ... یعنی باعتبار وضع اور باعتبار عرف کے ...
مخصوص ... نہیں ... فرع مسئلہ ... شارح ... علی نفسہ بالدیانۃ ... فی التعزیر ... جواہر الفتاوی ... کیا ایک شخص
نے اپنی ذات کے دیوث ہونیکا ... فعل قبیح ... مشہور ہو تو قتل نہ کیا جاویگا جب تک دیوثی کو حلال نہ جانے ... تعزیر مین ... کیجاوے یا وہ شخص
اپنی ... معاف کرے کذا فی جواہر الفتاوی ... اپنی زوجہ کا قاذف ہوا تو اسپر تعزیر لازم ہو یا لعان ... صورت ... کذب ... لازم ...
... جھوٹ بولنے کا اقرار کرے ... کذا فی ... ان ... فاسق تائب قال ... الی ... اشہد ...
... قال ان ... فہو کافر ... کفارہ یمین ... جواہر الفتاوی مین ہے فاسق نے توبہ کی ... اسکا کہ اگر مین ... یہ کام کرون تو تم ...
گواہ ہو کہ وہ ... ہو اسنے ... فعل کیا تو وہ ... نہوجائیگا بلکہ گنہگار ہوگا اور اگر یون کہا کہ اگر مین پھر یہ فعل کرون تو وہ کافر ہے سو پھر وہی فعل کیا تو اسپر
کفارہ قسم کا لازم ہو اسواسطے تعلیق بالکفر یمین ہے لا یعزر ... یا کلب ... قرد یا ... لظہور کذبہ ... فی الہدایۃ ...
... وغیرہ ... تعزیر ... یون کہنے سے کہ اے گدھے ... اے بکری ... بندر ... سانپ تعزیر نہین ان الفاظ مین ... ظاہر ہونے ... جھوٹ کے
اور ہدایہ مین تعزیر ... مخاطب ... یعنی علما اور سادات سے ہو اور صاحب ہدایہ کے ... زیلعی وغیرہ ... مین اس ... مین یا حجام یا ابلہ یا ابن
الحجام والوالدین ... کذلک ... الزیلعی ... یا ابن الحجام ... تعزیر نہین ... حجام یا ابلہ یا ابن الحجام کہنے سے اور حالانکہ مخاطب کا باپ حجام نہین اور زیلعی نے
یا ابن الحجام کہنے مین تعزیر ... زیلعی نے کہا کہ یا حجام مین تعزیر نہین بسبب کذب کے اسواسطے کہ مخاطب کا حجامت کرنا ... نہیں اور یا ابن الحجام مین تعزیر ہو
مخاطب کے باپ کے مرجانے سے یعنی ... کہ شاید مخاطب کا باپ حجام تھا ... صاحب ... رد کیا ہے کہ ... مخاطب
کے باپ کے موت سے ... حجام ... جو ... اور ... مین حلاق اور مزین کو بھی ... حجام بولتے ہین اور ... جو ... عاقل
اور احمق ... کذا فی الطحطاوی یا موٴاجر ... عرفاً ... یا موٴاجر مین تعزیر نہین ... عرف مین ... صاحب ...

بکسر جیم وہ شخص ہے جو اپنی زوجہ کو زنا کیواسطے دے اجرت لیکر لیکن ہمارے عرف میں مواجر بمعنی موجر مستعمل ہے یعنی تشبیہ کرنیوالا اور تشبیہ کرنا شرعاً عیب نہیں لہذا تعزیر نہیں طحطاوی نے کہا لیکن اگر قائل معنی لغوی کا ارادہ کریگا تو تعزیر دیا جاویگا اسواسطے کہ وہ مانند دیوث کے ہے یا لبنا ہو اللاطون یا نقارسیة وفی الملتقط فی عرفنا لیعزر نیاوسے ولد الحرام نہر اور تعزیر نہیں یا لبنا کہنے میں اسواسطے کہ عام اسکو بولتے ہیں لیکن معنی اسکے نہیں جانتے کذا فی النہر عن الدرر فارسی بان میں لبنا اسکو کہتے ہیں جو اغلام کرادے اور ملتقط میں ہے کہ ہمارے عرف میں یا مواجر اور لبنا دونوں میں تعزیر ہے اور ولد الحرام میں بھی تعزیر ہے کذا فی النہر طحطاوی نے کہا کہ نہر الفائق میں یہ عبارت ملتقط سے موجود نہیں بلکہ اسمیں یون ہے کہ لائق یہ ہے کہ یا ولد الحرام میں تعزیر واجب ہو بلکہ اولیٰ ہے حرامزادہ سے انتہی اور مترجم نے بھی نہر الفائق کو دیکھا اسمیں ملتقط کی روایت نہیں پائی شاید کسی نسخہ میں ہو واللہ اعلم لبنا بالفتح موحدہ وغین معجمہ مشددہ اور اسکو بغا بھی کہتے ہیں کذا فی الطحطاوی عن البحر والضابط انہ متی نسبہ الی فعل اختیاری محرم شرعاً ویعد عاراً عرفاً یعزر والا لا ابن کمال الفاظ مذکورہ کی تعزیر اور عدم تعزیر کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب قائل نے مخاطب کو منسوب کیا اس فعل اختیاری کیطرف جو شرعاً حرام ہے اور عرفاً عار اور عیب گنا جاتا ہے تو تمیں تعزیر ہے قائل پر اور اگر ایسا نہیں یعنی وہ فعل منسوب اختیاری نہیں یا اختیاری ہے مگر شرعاً حرام نہیں یا حرام ہے لیکن عرف اور رواج میں ننگ اور عار نہیں تو اسمیں تعزیر نہیں کذا ذکرہ ابن کمال صرح فعل اختیاری کی قید سے یا کلب اور مانند اسکے نکلگیا اور حرام شرعی کی قید سے مواجر بمعنی موجر نکل گیا یا ضحکۃ بسکون الحاء من یضحک علیہ الناس او بفتحہا فہو من یضحک علی الناس وکذا یا سخرۃ واختار فی الغایۃ التعزیر فیہا وفی یا ساحر یا مقامر وفی الملتقی واستحسنوا التعزیر لو المقول لہ فقیہا او علویا اور تعزیر نہیں یا ضحکہ کہنے سے ضحکہ بضم ضاد وسکون حا وہ شخص ہے جسپر لوگ ہنسیں اور اسی طرح یا سخرہ ہے یعنی بضم سین وسکون خا معجمہ وہ شخص ہے جس سے لوگ مسخراپن کریں اور ضحکہ بفتح حا وہ ہے جو لوگوں سے ہنسی کرے اور سخرہ بفتح معجمہ وہ ہے جو لوگوں سے مسخراپن کرے اور غایۃ البیان میں ہے کہ یا ضحکہ اور یا سخرہ میں تعزیر دینا مختار ہے اور یا ساحر اور یا مقامر میں اور ملتقی میں ہے کہ فقہا نے تعزیر کو مستحسن جانا ہے اگر مخاطب فقیہ یا علوی ہو ہم طحطاوی نے کہا ملتقی میں استحسان تعزیر جمیع الفاظ مذکورہ کے بعد ہے نہ فقط ضحکہ وغیرہ کے بعد اور ضحکہ بفتح حاء مہملہ وسخرہ بفتح خا معجمہ وہ شخص ہے جو غیر سے ہنسی کرے یا مسخراپن کرے نہر الفائق میں ہے کہ یا لاہی یا مسخرہ یا مقامر یا سوقی یا کشخان میں تعزیر ہے کشخان مرادف دیوث ہے ادعے سرقۃ علی الشخص وعجز عن اثباتہا لا یعزر کما لو ادعے علی آخر بدعوی توجب تکفیرہ وعجز المدعی عن اثبات ما ادعاہ فانہ لا شئے علیہ اذا صدر الکلام علی وجہ الدعوے عند حاکم شرعی اما اذا صدر علی وجہ السباب او الانتقاص فانہ یعزر فتاوے قاری الہدایۃ دعوی کیا چوری کا ایک شخص پر اور عاجز ہوا اسکے اثبات سے تو تعزیر نہ دیا جاویگا اسواسطے کہ اس دعوے سے مقصود اپنے مال کی تحصیل ہے نہ سب اور دشنام چنانچہ اگر دعوی کیا دوسرے پر ایسا دعوے کہ جو موجب ہے مدعا علیہ کی تکفیر کا اور عاجز ہوا مدعی دعوی کے ثابت کرنے سے تو اسپر کچھ نہیں بشرطیکہ اسکا یہ کلام صادر ہوا ہو بطریق دعوی کے حاکم شرعی کے پاس اور اگر یہ کلام بطور دشنام یا انتقاص کے صادر ہوا تو وہ تعزیر دیا جاویگا کذا فی فتاوے قاری الہدایہ بخلاف دعوی الزنا فانہ اذا لم یثبت یحد للقذف بخلاف دعوی زنا کے اسواسطے کہ اگر زنا ثابت نہ ہوگا تو مدعی پر حد ماری جاویگی بدلیل گذشتہ یعنی اثبات زنا بدون نسبت الی الزنا ممکن نہیں تو نسبت مقصود ہوئی اور اثبات مال کا بدون نسبت الی السرقۃ متصور ہے تو نسبت الی السرقۃ مقصود بالذات نہ ہوئی بلکہ حصول مال مقصود بالذات ٹھہرا وہو ای التعزیر حق العبد غالب فیہ اور وہ یعنی تعزیر میں حق العبد غالب ہے یعنی حق العبد کی افراد تعزیر میں غالب ہیں حق اللہ کی افراد سے اور یہ مراد نہیں کہ حق العبد اور حق اللہ دونوں تعزیر میں مجتمع ہیں اور حق العبد غالب ہے کذا فی الطحطاوی فیجوز فیہ الابراء والعفو والتکفیل زیلعی جب تعزیر میں حق العبد کی افراد غالب ہوئیں تو تعزیر میں ابراء اور عفو اور مجرم کی حاضر ضامنی کرنا جائز ہے کذا فی شرح الزیلعی مع ابراء اور عفو میں یہ فرق ہے کہ ابراء قبل نالش کے ہوتا ہے اور عفو بعد نالش کے والیمین ویحلف باللہ ما لہ علیک ہذا الحق الذی یدعی لا بالعتق قاوئیت خلاصۃ اور یمین جائز ہے تعزیر میں یعنی جبکہ وہ گالی دینے کا منکر ہو تو حاکم اس سے یوں قسم لے اللہ کی کہ مدعی کا تجھپر وہ حق نہیں جسکا وہ دعوے کرتا ہے تو مدعا علیہ کے قسم اللہ کی میں نے نہیں کہا کذا فی الخلاصۃ والشہادۃ علی الشہادۃ وشہادۃ رجل وامرأتین کما فی حقوق العباد اور گواہی پر گواہی اور گواہی ایک مرد اور دو عورتوں کی تعزیر میں جائز ہے چنانچہ حقوق العباد میں بعد امور مذکورہ جاری ہیں دیکھو ایضاً

۵۸

تو ہے تاتارخانیہ میں ہے والافضل ان لا یعفو امام جو ایسا فعل ہو اور حق اللہ میں ہوتی ہو تو انہیں معاف کرنا امام کو جائز نہیں ہے بخلاف اسکے جبکہ امام کا ... پر یقین
تعزیر کسی شخص کی ہو تو ... صورت میں صراحت معاف کرنا امام کو جائز ہے کذا فی فتح القدیر ... لیکن اگر ہو اور حق اللہ میں ہو تو تعزیر میں قسم ثبوت ہے
ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اس نے میری بیٹی کا بوسہ لیا ہے یا ... اور مدعا علیہ منکر ہے اور گواہ نہیں تو مدعا علیہ سے قسم لی جاویگی ... حق اللہ میں
قسم نہیں ہے ... اقرار جائز ہے اثبات حق اللہ کا اس مدعی سے جس نے اپنے دعوی کی گواہی بھی دی تو وہ ... اور شاہد دونوں ہوگا
دوسرا شاہد موجود ہو اور ایسا اثبات حق اللہ میں جائز نہیں ہے فی القنیہ وغیرہ الا ان المدعی فیہ قادر ... ولو کان فیہ ... استحسانا ... یجب ان
یکون فی حقوق اللہ ان حقوق العباد لیس لقاضی استحلاف اور جو قول قنیہ وغیرہ میں ہو کہ اگر مدعا علیہ صاحب مروت ہو اول بار اس سے قصور ہو
تو نصیحت اور قید دیا جاوے بنابر استحسان کے اور تعزیر نہ دیا جاوے واجب ہو کہ یہ قول حقوق اللہ میں محمول ہو اسواسطے کہ حقوق العباد کا استیفاء قاضی کو درست
نہیں کذا فی النہر صاحب فتح القدیر نے کہا کہ مروت میرے نزدیک دین اور تقوی میں ہو طحطاوی نے کہا بعض علماء نے کہا کہ قنیہ کی روایت کو حق اللہ پر
محمول کرنا کچھ ضرور نہیں جائز ہے کہ اس شخص آدمی کا حق ہو اور شاتم اس قسم کا انسان ہو جسکی تعزیر فقط دارالقضا تک کھینچ جانا ہو اسواسطے کہ مروت جس سے مروی ہے کہ
اکرموا ذوی الہیات ... والا صاحب مروت ہو تو نصیحت کیا جاوے اور اگر اس سے کمتر ہو تو قید کیا جاوے اور اگر اکثر کوئی دیا کرتا ہو تو مار بھی جاوے اور قید بھی کیا جاوے مافی
کرد بتہ اللطیفیہ ... رجل یصلی ویؤذی الناس بیدہ ولسانہ فلا بأس علام السلطان ... من باب الاخبار ... اعلام القاضی ... الکفالۃ
الکافی میں ہے کہ ایک مرد نماز پڑھتا ہے اور لوگوں کو ضرر پہنچاتا ہے اپنے ہاتھ اور زبان سے یعنی مارتا ہے اور سخت گیری کرتا ہے تو کچھ مضائقہ نہیں اس امر کی حاکم کو اطلاع کرنا
میں تاکہ وہ باز رہے اسکا مفید ہے کہ یہ اعلام از قسم اخبار ہے تو لفظ شہادت اور مجلس قضاکی اس میں حاجت نہیں اور یہ کہ قاضی کا یہ اعلام اسکی تعزیر میں کافی ہے کذا فی النہر الفائق
من الکفالۃ ... لقاضی تعزیر المتہم ان لم تثبت علیہ شارح کہتا ہے اور نہر الفائق میں کتاب الکفالۃ سے بحر الرائق وغیرہ کی طرف نسبت کر کے کہا
ہے کہ قاضی کو جائز ہے تعزیر متہم کی اگرچہ اسپر شرعا گناہ ثابت نہ ہو مفہوم بحر الرائق میں ہے کہ تہمت ثابت ہوتی ہے دو مستور یا ایک عادل کی گواہی سے تو اگر ایک
مستور اور ایک فاسق گواہ سے تہمت ثابت نہیں تو تعزیر بالحبس بھی جائز نہیں کذا فی الطحطاوی وکل تعزیر للہ تعالی یکفی فیہ خبر العدل لانہ فی حقوقہ تعالی یقضی بعلمہ
اتفاقا اور جو تعزیر بسبب حق اللہ کے ہو اس میں ایک عادل کی خبر کافی ہے اسواسطے کہ حقوق اللہ میں قاضی اپنے علم پر حکم دیتا ہے بالاتفاق یعنی شاہد واحد سے قاضی کو علم
حاصل ہوتا ہے طحطاوی نے کہا یہ قول منافی ہے سابق کے دیکھیں ... شاہد ... وتقبل فیہا الجرح المجرد کما مر اور حقوق اللہ میں جرح مجرد شاہد بلا بیان سبب فسق
مقبول ہے چنانچہ مذکور ہو چکا طحطاوی نے کہا کہ سابق میں یہ مضمون نہیں مذکور ہوا بلکہ بیان حق اللہ یا حق العبد میں اللہ قبول کی شرط مذکور ہوئی ہے ... فیما
یکتب من المحاضر فی حق الانسان بل ہو فی حقوق اللہ تعالی ومن افتی لتعزیر الکاتب فقد اخطأ انتہی ملخصا اور بنابر اسکے یعنی حق اللہ میں خبر واحد کے مقبول
ہونے پر جو محضر حق انسان میں لکھے جاتے ہیں انپر عمل کرنا چاہیے اللہ تعالی کے حقوق میں اور جسنے فتوی دیا ہے تعزیر کاتب کا اسنے خطا کی انتہی کلام النہر ملخصا صاحب
نہر نے کتاب الکفالہ میں کہا کہ حقوق اللہ میں خبر واحد عادل کافی ہے اور خبر دینا جیسا زبان سے ہوتا ہے ویسا ہی لکھنے سے بھی ہوتا ہے اور فقہاء نے کہا ہے کہ جرح اور تعدیل
میں کتابت ایک عادل کی قاضی کیطرف کافی ہے تو بنابر اسکے جو محاضر حق انسان میں لکھے جاتے ہیں تو حاکم کو انپر اعتماد کرنا عمل سے جائز ہے اور واجب ہے اسکے حقوق
اللہ میں عمل کرنا چاہیے اور جس نے فتوی دیا ہے کہ محاضر کے کاتب پر کچھ الزام نہیں اور جسنے اسمیں بوجوب تعزیر کا فتوی دیا ہے اسنے خطا کی انتہی شرح طحطاوی نے
کہا شاید محضر سے یہاں وہ مراد ہے جسکو اہل اسلام وقت کے متولی یا کسی قریہ کے قاضی کے ظلم کا کاغذ لکھکر قاضی القضاۃ کے پاس نالش کے واسطے بھیجیں
کذا فی العینی حسن الثانی من جمیع الخمر وشربہ وترک الصلوۃ احبسہ وادبہ ثم اخرجہ ومن یتہم بالقتل والسرقۃ وضرب الناس احبسہ واخلدہ فی السجن حتی یتوب وان شرحہا
ثانی الناس ... مراد ہے کتاب الکفالہ میں ابو یوسف سے مروی ہے کہ جو شخص شراب جمع کرتا ہو اور پیتا ہو اور نماز ترک کرتا ہو اسکو حاکم

قید کرے اور ادب دے یعنی مارے پھر اسکو قید سے چھوڑ دے اور جو شخص متہم ہو ساتھ قتل کرنے اور چورانے اور لوگون کے مارنے کے اسکو حاکم قید کرے اور ہمیشہ اسکو قید خانہ
مین رکھے یہانتک کہ وہ توبہ کرے اسواسطے کہ اس شخص کا شر لوگون پر ہی اور ایسے شخص کا شر اسکی ذات پر ہی ہم ثبوت تہمت کا طریقہ عنقریب گذرا ختم مسلم ذمیا عزر لانہ ارتکب
معصیۃ تقیید بمسائل الشتم بالمسلم اتفاقی فتح گالی دی مسلم نے کافر ذمی کو تو تعزیر دیا جاوے اسواسطے کہ اُس نے گناہ کیا تو مسائل شتم مین مسلم کی قید لگانی اتفاقی ہی کذا فے

الفتح وفی القنیۃ قال لیہودی او مجوسی یا کافر یاثم ان شق علیہ ومقتضاہ انہ یعزر لارتکاب الاثم بحر واقرہ المصنف لکن نظر فیہ فی النہر قلت ولعل وجہہ ما مر فی یا فاسق تامل
اور قنیہ مین ہی کہا کہ یہودی یا مجوسی کو یا کافر تو گنہگار رہوگا اگر اسکو برا معلوم ہوا اور مقتضا اس قول کا یہ ہی کہ قائل تعزیر دیا جاویگا بسبب ارتکاب گناہ کے کذا فی البحر اور
مصنف نے اسکو ثابت رکھا ہی لیکن نہر الفائق مین اسپر اعتراض کیا ہی شارح کہتا ہی شاید کہ وجہ اعتراض وہ ہی جو یا فاسق مین گذری سو تامل کر اس مین وجہ ظاہر کہ
یا فاسق مین اسطرح کی مذکور ہوئی کہ یہودی اور مجوسی نے کفر کا عیب اپنی ذات مین خود لگایا یا تو اُس کے قول سے پہلے شارح نے بلفظ تامل اسوجہ کے ضعیف ہونے
پر اشارہ کیا یعنی اگرچہ کافر نے کفر کا عیب آپ لگایا لیکن اہل اسلام نے بسبب عقد ذمہ اسکے عدم ایذا کا التزام کیا ہی تو اب اسکو کافر کہکر ایذا دینا صریح عہد شکنی ہی
یعزر المولی عبدہ والزوج زوجتہ ولو صغیرۃ لما سیجیء علی ترکہا الزینۃ الشرعیۃ مع قدرتہا علیہا تعزیر دے مولی اپنے غلام کو اور زوج اپنی زوجہ کو شرعی سنگار
کے چھوڑنے پر باوجود اسکے قادر ہونے کے اُسپر اگرچہ زوجہ صغیرہ ہو چنانچہ اسکا بیان قریب آویگا مہ زینت شرعی کی قید سے معلوم ہوا کہ مردون کی سی زینت یا فاحشہ عورتون کی
سی زینت زوج زوجہ سے نہین کرا سکتا ہی وترکہا غسل الجنابۃ وعلی الخروج من المنزل لو بغیر حق وترک الاجابۃ الی الفراش لو طاہرۃ من نحو حیض اور تعزیر دے زوج
زوجہ کو غسل جنابت کے ترک کرنے سے اور تعزیر دے گھر سے باہر نکلنے پر اگر ناحق نکلے اور تعزیر دے نہ پاس لیٹنے پر اگر وہ حیض وغیرہ سے پاک ہو ترک اجابت سے مراد عدم

تمکین جماع ہی ویلحق بذلک ما لو ضربت ولدہا الصغیر عند بکائہ او ضربت جاریتہ غیرۃ ولا تتعظ بوعظہ او شتمتہ ولو بنحو یا حمار او ادعت علیہ او مزقت ثیابہ او کلمتہ لیسمعہا اجنبی او کشفت
وجہہا لغیر محرم او کلمتہ او شتمتہ او اعطت ما لم یجر العادۃ بہ بلا اذنہ اور ملحق ہین اسکے ساتھ یعنی لزوم تعزیر امور مذکورہ کے ساتھ یہ امور ملحق ہین کہ اگر زوجہ نے اپنے ولد صغیر کو
اسکے رونے کے وقت مارا یا زوج کی لونڈی کو رشک اور جلن سے مارا اور زوج کی نصیحت کو نہ مانتی ہو یا زوجہ نے زوج کو گالی دی اگرچہ مانند یا حمار کے کوئی کلمہ
کلمہ کہا یا زوج کو بد دعا دی یا اسکے کپڑے پھاڑے یا زوج سے اسطرح پکار کے بولے تا اسکو اجنبی مرد سنے یا اپنا منھ کھول دیا غیر محرم کے سامنے یا غیر محرم سے کلام کیا یا اسکو
گالی دی یا کسی کو کوئی چیز دی جسکے دینے کا دستور نہین بدون اجازت زوج کے یعنی ان سب امور مین زوج اسکو تعزیر دیسکتا ہی والضابط کل معصیۃ لا حد فیہا فللزوج
والمولی التعزیر ولیس منہ ما لو طلبت نفقتہا او کسوتہا والحت لان لصاحب الحق مقالا بحر اور قاعدہ کلیہ امور مذکورہ کے دریافت کرنیکا یہ ہی کہ جس گناہ مین شرعا حد
مقرر نہو تو اسمین زوج اور مولی کو تعزیر کا اختیار ہی اور یہ تعزیر کی چیز نہین اگر زوجہ نے اپنا نفقہ یا لباس مانگا اور اسمین سخت طلبی اور جھگڑا کیا اسواسطے کہ حقدار کو
اپنے حق کی طلب مین گفتگو کا اختیار ہی کذا فی البحر الرائق ولا علی ترک الصلوۃ لان المنفعۃ لا تعود الیہ بل الیہا کذا اعتمدہ المصنف تبعا للدرر علی خلاف

ما فی الکنز والملتقی واستظہرہ فی حظر المجتبی اور تعزیر نہین زوجہ کے نماز نہ پڑھنے پر اسواسطے کہ منفعت اسکی نماز کی زوج کی طرف نہین پھرتی بلکہ زوجہ کیطرف ہی
تو زوج کا کچھ نقصان نہین جو تعزیر دے اسی قول پر اعتماد کیا ہی مصنف نے درر کی پیروی کرکے کنز اور ملتقی الابحر کے برخلاف یعنی کنز اور ملتقی مین ترک صلوۃ
پر تعزیر مصرح ہی اور مجتبی کی کتاب الحظر مین اسی قول کو ظاہر جانا ہی محشی ابو السعود نے کہا کہ موافق کنز اور ملتقی کے اکثر اہل مذہب کے نزدیک ترک صلوۃ
پر تعزیر ہی اور بعض سلف صالحین سے منقول ہی کہ اگر مین حق تعالی کے حضور مین حاضر ہون اور زوجہ کا مہر میری گردن پر ہو تو یہ اس سے بہتر ہی کہ بے نماز زوجہ کے
ساتھ رہون کذا فی الطحطاوی وللاب تعزیر الابن علیہ وقدمنا ان للولی ضرب ابن سبع علی الصلوۃ ویلحق بہ الزوج نہر اور باپ تعزیر دے لڑکے کو ترک صلوۃ
پر صاحب نہر الفائق نے کہا کہ ہمنے کتاب الصلوۃ مین مقدم ذکر کیا کہ ولی کو جائز ہی مارنا سات برس کے صغیر کا نماز پر اور ولی کے ساتھ زوج ملحق ہی حکم مذکور مین ہم

اور شارح نے کتاب الصلوۃ مین سات برس والے کو امر کرنا اور دس برس والے کو نماز پر مارنا مذکور کیا ہی وفی القنیۃ لہ اکراہ طفلہ علی تعلم قرآن وادب وعلم لفریضتہ علی الوالدین و ا

تنبیہ یعنی ادب کرنے کی غرض سے ماریا جائے یعنی تعلیم پر قرآن ادب سے اور جس طرح کہ سیکھنے کے لئے سبب کے ماربہ ہوتا ہے یعنی عرب میں اقدمی نے یہ صحیح ہے کہ اسکا ضرب تادیب یعنی دلی کی جھڑ
اور ظہیر یہ دوارالنقل ہوا اس قسم میں شیخ الاسلام کی فقیہ سے روایت ہے کہ خزانۃ المفتین میں مذکور ہے ہنزہ ہے کہ اگر مار ڈالنے والا مسلمان ہے تو وجوب تعزیر کے لئے تعزیر پائی
اور جب شک کی وجہ سے تعزیر کی ابتدا نہیں تو تعزیر جاری ہو جائیگی جس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے یعنی اگر ایک لڑکا دوسرے کو مارے تو تعزیر دیا جاوے اور ترحم کیا گیا تو حق اللہ
ادا ہو گیا اسی طرح کہ بعض فقیہ یعنی عدم منع تعزیر میں بشرط ترحم ہے اور اگر حق العبد ہو تو معتبر ہے کہ بالغ ہو کر تعزیر کیا جائے کی پوری تعزیر دی جائے کذا فی الفتح
کذا فی المبتغی من حد و تعزیر فہلک فدمہ ہدر الا امرأۃ عزرہا زوجہا فی المنزل ماتت اور تادیب میں مفتی تنفیذ بشرط السلامۃ قال المصنف وہذا ظاہر یہ وجہ سے
کہ جو شخص ضرب زوجہ کو مارے شخص پر حد یا تعزیر واقع ہوئی پھر وہ مرگیا تو خون اسکا رائیگان ہے یعنی باطل ہے یعنی ضمان نہیں کیونکہ امام صاحب نے ارشاد کیا کہ جو عورت
شوہر کے سبب سے تعزیر دی ہو کہ وہ مرگئی تو اسکا خون باطل نہیں اسواسطے کہ تادیب زوج کی ملک پر ہو تو مقید بشرط سلامتی کی ہو گی
مصنف نے اپنی شرح میں کہا کہ اس تعلیل سے ظاہر ہوا کہ زوج اپنی زوجہ کی ضرب اصلاً واجب نہیں اسواسطے کہ اگر واجب تھی تو خون کا ضمان ہوتا اور ثبت
علی زوجہا ضربا فاحشا وثبت ذلک علیہ عزر وکذا الضرب المعلم الصبی ضربا فاحشا فانہ یعزر وتعتبر لو ماتت یعنی زوجہ نے اپنے زوج پر ضرب فاحش یعنی
ضرب شدید غیر معتاد کا دعویٰ کیا اور یہ دعویٰ گواہوں سے اسپر ثابت ہو گیا تو وہ تعزیر دیا جاویگا چنانچہ اگر معلم نے صغیر کو عادت سے زیادہ مارا تو اسکو تعزیر دیجائیگی
اور وہ ضامن ہوگا اسکے خون کا اگر وہ اس ضرب سے مرگیا کذا ذکرہ الشمنی وفی الطحطاوی مثل کما زوجہ کے دعوے میں ضرب فاحش مجرد تصویر ہے قید نہیں
اسواسطے کہ بحرالرائق میں ہے کہ فقہا نے تصریح کی ہے کہ جب زوج نے زوجہ کو ناحق ماریگا تو اسپر تعزیر واجب ہے شرح ملتقی میں ہے کہ امام مالک وامام کے نزدیک
زوج اور معلم تعزیر میں ضامن نہیں اور نہ باپ تادیب میں اور نہ دادا اور وصی اگر ضرب معتاد ہو الا ضامن ہو باجماع نفقا وفی الثانی لہذا ارتقاضی علی ما قد تما
فنصف الدیۃ فی بیت المال لقتلہ بفعل مأذون فیہ وغیر مأذون فیتنصف زیلعی اور ابو یوسف سے مروی ہے کہ اگر قاضی نے سو کوڑے سے زیادہ مارے سو
مضروب مرگیا تو نصف دیت اسکی بیت المال میں ہو گی اور نصف باقی قاضی پر بسبب اسکے مقتول ہونے کے اس فعل سے جسمیں شرع کا اذن تھا اور اس فعل سے
جسمیں اذن شرع نہ تھا تو دیت آدھوں آدھ ہو جائیگی کذا فی شرح الزیلعی وفی الطحطاوی نے کہا یہ قول ضعیف معارض ہے ان کے قول کے یعنی جو حد یا تعزیر میں مرجاوے
اسکا خون باطل ہے تو بہتر یہ تھا کہ شارح اسکو مذکور نہ کرتا فروع مسائل لمؤذن شارح کے ارتدت لتفارق زوجہا تجبر علی الاسلام وتعزر خمسۃ وسبعین سوطا ولا تتزوج بغیرہ
یعنی ملتقی میں ہے کہ عورت مرتد ہو گئی اسواسطے کہ اپنے زوج کو چھوڑ دے تو جبر کیا جاوے اسکے اسلام لانے پر اور اسپر پچھتر کوڑے تعزیر مارے جاویں اور بقول ابو یوسف اور
نکاح نہ کرے غیر زوج سے اسی کا فتوی ہے کذا فی الملتقط کتاب الطلاق میں مذکور ہو چکا کہ ایسی عورت کی تجدید نکاح پر جبر کیا جاوے تھوڑے سے مہر پر انتقل الی
مذہب الشافعی یعزر یعنی جو حنفی مذہب سے شافعی مذہب کی طرف انتقال کیا تو اسکو تعزیر دیجاوے کذا فی السراجیۃ وفی تعزیرہ اسوقت ہے جب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ
کے مذہب کو حقیر اور باطل اعتقاد کرکے شافعی المذہب ہو جاوے اور اگر بضرورت انتقال کرے جیسا کہ اتباع مذہب شافعی میں آسانی پاوے تو اسپر تعزیر کا حکم نہیں چنانچہ
حموی نے بزازیہ سے نقل کیا کہ شیخ الاسلام عطا ابن حمزہ سے سوال ہوا کہ شافعی المذہب حنفی ہو گیا پھر اسنے مذہب اول کی طرف عود کرنیکا ارادہ کیا تو جواب دیا کہ
ہمارا امام اعظم کے مذہب پر رہنا بہتر اور خوب تر ہے اور یہ جو بعضوں نے کہا ہے کہ اسکو شدید تعزیر دے اسواسطے کہ اسنے ادنیٰ یعنی کمتر غیر مذہب کیطرف انتقال کیا سو اس قول کو
کوئی پسند نہیں کرتا تھو یعنی متعصب پر زور اور قول بالانصاف وہ ہے جو محقق ابن الہمام نے کہا یعنی ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی انتقال کرنے بلا اجتہاد
اور برہان سے عاصی مستوجب تعزیر ہے تو بلا اجتہاد اور برہان انتقال کرنا بطریق اولی لائق تعزیر ہوگا انتہی تو اسمیں مطلق انتقال کو موجب تعزیر کہا خواہ حنفی
شافعی ہو جاوے بلا ضرورت یا شافعی حنفی ہو جاوے وعلی ہذا القیاس مالکی حنبلی اور شرح ملتقی میں ہے کہ جو شافعی کہ حنفی ہو گیا پھر اسنے مذہب اول کی طرف
عود کیا تو اسپر تعزیر دیجاویگی بموجب ایک قول کے انتہی اور وجہ اسکی یہ ہے کہ وہ شخص تردد میں المذاہب سے متلاعب ہو گیا یعنی مذہب کے ساتھ لہو ولعب

کرتا ہی لہذا مستحق تعزیر ہوا کذا فی حاشیۃ الطحطاوی قذف بالتعریض لیعزر حاوی قذف کیا بطریق تعریض اور رمز کے تو تعزیر دیا جاوے کذا فی الحاوی یعنی چنانچہ یون کہے کہ مین تو زانی
نہین مراد یہ کہ تو زانی ہی تعزیر اسواسطے ہوئی کہ صریح نسبت زنا نہین جو قائل پر حد ہوتی زنی بامراۃ میتۃ لیعزر اختیار زنا کیا مردہ عورت سے تو تعزیر دیا جاوے کذا فی الاختیار
ادعی علی آخر انہ وطی امتہ وحبلت فنقصت فان برھن فلہ قیمۃ النقصان وان حلف خصمہ فلا تعزیر المدعی مبینہ دعوی کیا دوسرے پر کہ اُسنے اُسکی لونڈی سے قربت کی
اور وہ حاملہ ہی تو اُسکی قیمت ناقص ہوگئی تو اگر مدعی نے اپنا دعوی گواہون سے ثابت کیا تو مدعی کو قیمت نقصان کی دلائی جاویگی قائل سے اور اگر مدعا علیہ نے قسم
کھائی عدم وطی کی درصورت عدم شہادت تو اُسکو تعزیر مدعی کا اختیار ہی کذا فی المنیۃ وفی الاشباہ خدع امراۃ انسان واخرجہا وزوجہا لغیرہ حبس حتی یتوب او یموت لسعیہ فی
الارض بالفساد اور اشباہ مین ہی کسی نے فریب دیا ایک آدمی کی عورت کو اور اسکو نکالا اور اسکا نکاح کر دیا تو فریب دینے والا قید کیا جاوے یہانتک کہ توبہ کرے یا قید
مین مر جاوے بسبب سعی کرنے اُس شخص کے زمین مین فساد کے ساتھ من لہ دعوی علی آخر فلم یجدہ فامسک اہلہ للظلمۃ فحبسوہم وغرموہم عزر المدعی ایک شخص کا دعوی تھا دوسرے
پر سو واسطے اُسکے پایا نہ اُسکے لوگون کو ظالمون کے پاس پکڑوایا سو اُنہون نے اُنکو قید کیا اور اُنسے ڈانڈ لیا تو مدعی تعزیر دیا جاوے نہ یعزر علی الورع البارد کتعریف نحو تمرۃ اور
تعزیر دیا جاوے ورع بارد یعنی نالائق پرہیزگاری پر چنانچہ مانند ایک کھجور کے پہچنوانا امام تاتارخانیہ مین مروی ہی کہ خلافت عادلہ کے وقت مین ایک شخص نے کھجور کا ایک
پھل مرتبہ کے بازار مین پایا سو اُسکو اُٹھا لیا اور بار بار کہتا تھا کہ یہ کسکی کھجور ہی اس قول سے اُسکو اپنے زہد اور تقوی کا اظہار خلق مین منظور تھا امیر المومنین عمر فاروق نے
یہ سنا اور مطلب اُسکا پایا تو دُرّا کھائے اُسکو یا بارد الورع یہ ورع تقوی ہی جس سے حق تعالی بغض رکھتا ہی کذا فی الطحطاوی عن الاشباہ التعزیر لا یسقط بالتوبۃ کالحد تعزیر ساقط
نہین ہوتی توبہ کرنے سے مانند حد کے ثم قال واستثنی الشافعی ذوی الہیئات قلت قد قدمناہ لاصحابنا عن القنیۃ وغیرہا وزاد الناطفی فی اجناسہ مالم یتکرر فیضرب التعزیر پھر
صاحب اشباہ نے کہا اور امام شافعی نے تعزیر سے ذوی الہیئات یعنی ستودین اور اصحاب مروت کو مستثنی کیا ہی مین کہتا ہون کہ مینے اشباہ مین اپنے اصحاب حنفیہ کے قول
قنیہ سے مقدم ذکر کیے یعنی صاحبان مروت کے حق مین عدم تعزیر بسبب اکتفاء علی النصیحۃ کی ہی اور ناطفی نے اپنے اجناس مین اتنا زیادہ کیا کہ اصحاب مروت سے اُسوقت تک ساقط
ہی جبتک بار بار قصور نہو اور مکرر ہونے مین تو تعزیر بار بار دیا جاوے طحطاوی نے ترتاشی کا قول نقل کیا کہ جب اُسنے دوبارہ قصور کیا تو معلوم ہوگیا کہ وہ صاحب مروت نہین وفی
الحدیث تجافوا عن عقوبۃ ذوی المروۃ الا فی الحد اور حدیث مین ہی کہ درگذر کرو صاحبان مروت کی عقوبت سے مگر سواے حد کے ہم کہتے ہین کہ وہ حدیث قرینہ ہی عدم تعزیر صاحبان
مروت پر دلیل ہی وفی شرح الجامع الصغیر للمناوی الشافعی فی حدیث الا لا الفین احدکم یجئ یوم القیمۃ علی رقبتہ بعیر لہ رغاء او بقرۃ لہا خوار او شاۃ لہا ثواج قال یوخذ منہ تجریس السارق
ونحوہ فلیحفظ اور مناوی شافعی کی شرح جامع صغیر کے اندر اس حدیث مین کہ حضرت اللہ تعالی سے کہ مین نہ پاؤن کہ تم مین سے کوئی قیامت کے دن اپنی گردن پر اٹھا کر اونٹ بلبلاتا یا گائے
بیل اُمین ہانین کرتا ہوا یا بکری مین مین کرتی ہوئی مناوی نے کہا کہ اس حدیث سے چور اور اُسکے مانند کو گھنٹا باندھنا تفضیح کے واسطے نکلتا ہی تو اُسکو یاد رکھنا چاہیے
ثم مناوی کی عبارت کا یہ مضمون ہی کہ ابن منیر نے کہا کہ مجکو یہ گمان ہی کہ تجریس سارق وغیرہ کی حاکمون نے اس حدیث سے نکالی ہی لغت عرب مین رغا اونٹ کی آواز کو کہتے
اور خوار گاے بیل کی آواز کو کہتے ہین اور ثواج بضم ثاء مثلثہ اور بعد اسکے ہمزہ مفتوحہ ممدودہ اور اُسکے بعد جیم بھیڑ بکری کی آواز کو بولتے ہین کذا فی الطحطاوی ثم یہ حدیث سرقہ مین وارد
ہوئی یعنی جو جانور کو چراویگا وہی جانور اُسکی گردن پر قیامت کیدن اپنی بولی بولتا آویگا فضیحت کرنیکو انتقال ہی مجیب سے یہانتک سب اقوال شارح نے اشباہ سے نقل کیے تمت اگر
کسیکو کسی نے یا مخنث کہا تو بہتر یہ ہی کہ صبر کرے اور اگر حاکم سے تعزیر دلاوے تو جائز ہی اور اگر یون جواب دے بلکہ تو مخنث ہی تو کچھ مضائقہ نہین اگر غلام یا زوجہ بے ادبی کرے تو مولی
اور زوج کو تادیب لازم ہی اور جو شرابخوارون کی مجلس مین حاضر ہوتا ہو اُسپر تعزیر ہی اگرچہ شراب نہ پیتا ہو اور جسکے پاس شراب ہو برتن مین اور جو مقیم رمضان شریف مین دنکو کھاتا
پیتا ہو تو مشہور اُسپر تعزیر ہی اور قید کر اور جو مسلمان کہ شراب بیچتا ہو یا بیاج کھاتا ہو وہ تعزیر دیا جاوے اور قید کیا جاوے اور اسیطرح مغنی اور مخنث اور نوحہ گر عورت پر تعزیر اور حبس ہی یہانتک کہ توبہ کرین
کذا فی فتح القدیر اگر ایک نے دوسرے کو کہا یا سفلہ یا بے نماز تو اُسپر تعزیر ہی اور اگر ایک شخص کسی مقدمہ کا علما سے فتوی لکھا کر اپنے خصم کے پاس لایا تو خصم نے کہا کہ مین اسپر عمل
نہین کرتا یا یون کہا کہ ایسا نہین ہی جیسا ان علما نے فتوی دیا ہی حالانکہ وہ شخص جاہل اہل علم کو تحقیر سے ذکر کرتا ہی تو اُسپر تعزیر واجب ہی آدمی کے حق مین بہتر یہ ہی کہ جب اُسکے کہا جاوے کہ کون کیونکر موجب [illegible]

[illegible]

کتاب السرقہ

یہ کتاب ہے سرقہ یعنی چوری کے حکم میں سرقہ بفتح سین و کسر راء ہے اور بسکون راء بھی جائز ہے [illegible]

[illegible] مقصود بیان [illegible]

[illegible] چھپا کر اور سرقہ کو جو سرقہ کہتے ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

غلام [illegible] یعنی مجنون نے اپنے ہوش کی حالت میں چوری کی تو [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] مقدار [illegible] جس سے کم میں قطع نہیں [illegible] قول حسن بصری اور داؤد ظاہری اور خوارج کا ہے [illegible] قرآن اور حدیث کے [illegible] اللہ تعالیٰ نے فرمایا السارق

والسارقۃ فاقطعوا ایدیہما یعنی چور اور چورنی دونوں کا ہاتھ کاٹو تو یہ آیت مطلق ہے [illegible] مذکور نہیں اور حدیث متفق علیہ میں [illegible]

اور [illegible] فقہائے امصار اور علمائے اقطار اس قول پر متفق ہیں کہ [illegible] قطع نہیں [illegible] بخاری اور مسلم میں حدیث [illegible] متفق علیہ [illegible]

[illegible] ربع دینار فصاعدا یعنی قطع نہیں مگر ربع دینار میں یا اس سے زیادہ میں تو اس حدیث سے اول حدیث کی تاویل واجب ہوئی [illegible]

[illegible] حدیث اول منسوخ ہے اگر کوئی کہے کہ شاید حدیث ثانی منسوخ ہو اور ترجیح کی کیا وجہ ہے اسکا جواب یہ ہے کہ [illegible] کسی حدیث کی تاریخ معلوم نہیں

ہوا ایک حدیث کا منسوخ ہونا متعین ہو جائے [illegible] جمہور [illegible] اسواسطے کہ باب الحدود میں [illegible]

[illegible] اجماع صحابہ کرام بھی اسی پر منقول ہے [illegible] اطلاق آیت کا بھی مقید ہو گیا [illegible]

[illegible]

[illegible] نزدیک نہیں بلکہ [illegible] بالاجماع [illegible] مقدار [illegible] قطع میں شرط ہے [illegible] مقدار میں مختلف ہیں تو ہمارے اصحاب حنفیہ [illegible]

[illegible] امام شافعی کے نزدیک ربع دینار ہے اور امام مالک اور احمد کے نزدیک ربع دینار [illegible]

[illegible]

[illegible] والسلام نے ڈھال کی چوری میں قطع کیا جسکی قیمت [illegible] اور عثمان رضی اللہ عنہ نے [illegible] کی چوری میں قطع کیا جسکی قیمت تین درہم تھی اور اصحاب حنفیہ کی دلیل یہ ہے کہ

ڈھال کی قیمت تین درم سے زیادہ کبھی بروایت صحیح ثابت ہوئی اور اخذ بالاکثر باب حدود مین واسطے احتیال درء حد کے اولیٰ ہے حاکم نے مستدرک مین مجاہد عن ایمن روایت کی کہ قطع
ید عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین نہین ہوا اگر ڈھال کی قیمت مین اور قیمت اسکی اسوقت مین ایک دینار تھی ہر چند ایمن مین اختلاف ہے کہ صحابی ہے یا تابعی اگر صحابی ہے تو کچھ اشکال نہین
اور اگر تابعی ہے تو بقول ابوزرعہ رازی و ابن حبان ثقہ اور محتسب ہے تو حدیث مرسل ہوئی اور مرسل ہمارے نزدیک اور اکثر اہل علم کے نزدیک تابع نہین بلکہ حجت ہے تو اسکا معتبر رکھنا واجب
ہوا تو ثابت ہوا کہ ڈھال کی قیمت مین اختلاف ہوا تین درم یا دس درم کا تو اخذ بالاکثر واجب ہوا اسواسطے کہ شرع نے اس باب مین حد کا ماننا حتی الامکان واجب کیا اور مقوی اس قول کی
نسائی کی روایت ہے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کہ قیمت ڈھال کی حضرت کے ساتھ کے وقت مین دس درم تھی اور یہ روایت دارقطنی اور مسند احمد اور اسحٰق بن راہویہ مین ثابت ہے اور ابن ابی شیبہ مین
حدیث مرفوع ہے کہ جو بقدر ڈھال کے قیمت پہونچے تو اسکے صاحب یعنی چرانے والے کا ہاتھ کاٹا جاوے اور قیمت ڈھال کی دس درم تھی اور طبرانی نے معجم مین اور عبدالرزاق اور حمزی نے ابن
مسعود سے روایت کی کہ قطع نہین مگر دینار مین یا دس درم مین اور یہ حدیث مرسل ہے کہ قاسم بن عبدالرحمن نے ابن مسعود سے روایت کی حالانکہ قاسم کو ابن مسعود سے سماعت نہین لیکن مسند
ابوحنیفہ مین عن القاسم بن عبدالرحمن عن ابیہ عن عبداللہ بن مسعود قال کان لقطع الید علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی عشرۃ دراہم تو یہ روایت مرسل نہین بلکہ موصول ہے اور ابن خسرو نے بروایت
محمد بن الحسن عن ابی حنیفہ مرفوع نقل کیا کہ لا تقطع الید فی اقل من عشرۃ دراہم تو یہ حدیث موصول مرفوع ہے اور اگر موقوف بھی ہوتی تو بھی بجائے مرفوع کے تھی اسواسطے کہ مقدرات شرعیہ
مین قیاس مجتہد کو دخل نہین تو موقوف اسمین محمول علی الرفع ہے کذا فی فتح القدیر ملخصا جیادا و مقدار ہا فلا قطع بنقرۃ وزنہا عشرۃ لا تساوی عشرۃ مضروبۃ ولا بدینار قیمتہ دون عشرۃ سرقہ عبارت
ہے کھرے دس درم کے لینے سے یا بمقدار دس درم کے تو قطع نہین اس چاندی کی ڈلی سے جو بوزن دس درم ہے مگر دس درم مضروب کے برابر نہین قیمت مین اور قطع نہین اس دینار سے جسکی قیمت دس درم
سے کم ہے وتعتبر القیمۃ وقت السرقۃ ووقت القطع ومکانہ بتقویم عدلین لہما معرفۃ بالقیمۃ ولا قطع عند اختلاف المقومین ظہیریۃ اور معتبر ہے قیمت چوری کے وقت اور قطع ید کے
وقت اور معتبر ہے قیمت قطع کرنے کے مکان مین دو عادلون کے قیمت ٹھہرانے سے جنکو معرفت ہے قیمت کی اور قطع نہین ہے قیمت ٹھہرانے والون کے اختلاف کے وقت کذا فی الظہیریۃ فنیم
تو اگر ایک کپڑا چرایا جسکی قیمت دس درم تھی سو مالک نے دوسرے شہر مین اسکو گرفتار کیا اور وہان اسکی قیمت آٹھ درم تھی تو قطع نہوگا اور اختلاف قیمت کی یہ صورت ہے کہ ایک
شخص دس درم یا زیادہ قیمت کرتا ہے اور دوسرا اس سے کم تو قطع نہین اور اگر نصاب سے زیادہ مین اختلاف ہوا تو وہ مانع قطع کا نہین مقصودۃ بالاخذ فلا قطع بثوب قیمتہ دون عشرۃ وفیہ
دینار او دراہم مصرورۃ الا اذا کان وعاء لہا عادۃ تجنیس لیسے دراہم جنکا لینا مقصود بالذات ہو تو قطع نہین اس کپڑے کی چوری سے جسکی قیمت دس درم سے کم ہے اور اسمین ایک دینار
یا دس درم بندھے ہین اسواسطے کہ کپڑا لینا مقصود تھا نہ دینار اور دراہم مگر اس کپڑے کے لینے مین البتہ قطع ہے جو دینار یا دراہم کے رکھنے کا ظرف ہو بطور عادت کے کذا فی
التجنیس یعنی جیسا کہ دینار اور دراہم کی تھیلی لی تو البتہ قطع ہے اگر اسمین بقدر نصاب ہو اسواسطے کہ تھیلی لینے مین دراہم مقصود ہوتے ہین اگرچہ تھیلی کی قیمت ایک درم سے کم
ہو ظاہرۃ الا اخراج فلو ابتلع دینارا فی الحرز وخرج لم یقطع ولا ینتظر لتغوطہ بل یضمن مثلہ لانہ استہلکہ وہو سبب الضمان للحال لیسے دراہم جنکا نکال لینا سارق سے ظاہر ہو تو اگر
سارق نے ایک دینار کو مکان محفوظ مین نگل لیا اور نکل آیا تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جاویگا اسواسطے کہ دینار کا نکال لینا اسکے پیٹ سے ظاہر نہین اور انتظار نکیا جاویگا اسکے ہگنے کا بلکہ مثل اس
دینار کے اس سے ضمان لیا جاویگا اسواسطے کہ اسنے اسکو مستہلک کیا اور استہلاک ہی الحال ضمان لینے کا سبب ہے خفیۃ ابتداء وانتہاء لو اخذہ نہارا وہو ما بین العشائین وابتداء
فقط لو لیلا لینا چھپ کر ہو ابتدا مین بھی اور انتہا مین بھی اگر دن ہو اور مغرب اور عشا کے درمیان کا وقت بھی دن مین داخل ہے اور فقط ابتدا مین اخفا شرط ہے اگر رات
ہو دم اخفا کی قید سے غارتگری اور بزور چھین لینا اور ہاتھ سے اچک لیجانا سرقہ کی تعریف سے نکل گیا پھر اگر چوری دن مین ہوئی شہر کے اندر تو اخفا شرط ہے ابتدا مین بھی اور
انتہا مین بھی اور عشا تک دن مین اسواسطے داخل ہوا کہ اسوقت تک آمد و رفت آدمیون کی ہوا کرتی ہے اور اگر رات مین چوری ہوئی تو فقط ابتدا کا اخفا شرط ہے نہ انتہا
کا تو اگر سارق رات کو گھر مین داخل ہوا بطور خفیہ پھر اسنے مال کو ظاہر ہو کر لیا گو بعد مقاتلہ تو اسکا ہاتھ کاٹا جاویگا خفیہ اولی یہ اکتفا کرکے کذا فی الفتح وہل العبرۃ لزعم السارق
ام لزعم احدہما خلاف اور خفا مین کیا سارق کے گمان کا اعتبار ہے یا سارق اور صاحب مال مین سے کسی ایک کا اسمین خلاف ہے محل اختلاف اس صورت مین ہے کہ جب سارق نے گمان کیا کہ
صاحب خانہ بیدار ہے اور حالانکہ صاحب خانہ کو اسکا علم نہین تو شرح زیلعی مین کہا کہ اس مین قطع نہین اسواسطے کہ سارق کے گمان مین خفیہ نہین بلکہ اسنے کھلکر لیا اور خلاصہ اور محیط اور

... تو قطع نہ ہو گا ... کیونکہ ... خبیر ہوتا ...
صاحب ہدایہ نے ... دونوں کو ... تعلیل ... تیسری صورت ...
... صورت اول ... مثل صاحب ...
... ہے ... کی اس پر قطع نہیں کذا فی الفتح ...
... ہو جیسے گوشت ... کذا فی التبیین اور ... چوری میں گو بقدر نصاب ہوں قطع نہیں ...
مسلم ... سارق ... اور ذمی ... لعدم تقومہا ... اور مسروق کا مال متقوم ہونا
... مال متقوم ہو تو قطع نہیں مسلمان کی شراب چرا لینے سے خواہ سارق مسلم ہو یا ذمی اور اسی طرح جب کسی ذمی سے
شراب یا سور ... چرا لے تو قطع نہیں اس واسطے کہ اشیاء مذکورہ مال متقوم نہیں ہمارے یعنی اہل اسلام کے نزدیک ... ذکر کیا ...
شامی کی عبارت ... کہ مسلم ذمی کی شراب چرا لے تو اگرچہ ... قطع ... شراب کی چوری ...
ہونا فی دار العدل ... یعنی دار اسلام میں ... کی چوری سے کذا فی ...
تو اگر بعض تجار مسلمین نے بعض کا مال دار الحرب میں چرایا پھر جب دار الاسلام میں آئے تو چور گرفتار ہوا تو امام اس کا ہاتھ نہ کاٹے گا کذا فی البحر ...
مالک ام تعدد چوری ہوئی ہو مکان محفوظ سے ... خود مال کا مالک ایک ہو یا چند مالک ہوں ... یعنی حفاظت کا مکان دو قسم ہے ایک حرز بنفسہ دوسرا حرز بغیرہ حرز بنفسہ
وہ مکان ہے جو حفاظت کے واسطے بنا ہو اور ... بلا اذن مالک ممنوع ہو چنانچہ گھر اور دوکان اور خیمہ اور خزانہ اور صندوق اور حرز بغیرہ وہ مکان ہے جو حفاظت مال
کے واسطے نہیں بنا مگر اس میں نگہبان موجود ہے چنانچہ مسجد اور راہ اور میدان اور قنیہ میں ہے کہ اگر جنگل سے مدفون مال کو چرایا تو اس میں قطع ہے کذا فی البحر اور ...
سے معلوم ہوا کہ اگر بعض مال کو گھر سے نکالا پھر دوسرے بار داخل ہو کر باقی کو نکالا تو قطع نہیں بشرطیکہ اطلاع مالک یا اخلاق ... کا درمیان میں ...
واقع ہوا ہو اور اگر ان امور کا تخلل نہیں واقع ہوا اور باوجود اس کے دو بار میں نکالا تو یہ ایک ہی چوری ہے البتہ قطع ہو گا کذا فی ...
سے معلوم ہوا کہ اگر ایک شخص نے بقدر نصاب جماعت کا مال چرایا تو قطع ہے اور اگر دو شخصوں نے بقدر نصاب ایک کا مال چرایا تو دونوں پر قطع ...
کو سارق کے حق میں ... مالک کے حق میں ... کذا فی الطحطاوی عن البحر لا شبہۃ ...
لینے میں نہ تاویل اور نہ ثابت ہوا امام کے نزدیک چنانچہ عنقریب واضح ہوگا ... شبہ کی قیمت ... کھل گیا ... مال کو نکالا ...
کی قیمت سے مصحف کی چوری نکل گئی کہ اس میں قطع نہیں اس واسطے کہ اس میں تلاوت کرنے کی تاویل ممکن ہے یعنی سارق کہہ سکتا ہے کہ میں نے چرایا نہیں بلکہ پڑھنے کے واسطے لیا
فیقطع ان اقر بہا مرۃ والیہ رجع الثانی ... جب تعریف سرقہ کی معلوم ہوئی تو ... ہاتھ سارق کا ... اگر اس نے ایک بار چوری کا اقرار کیا ...
نے ایکبار کے اقرار کی طرف رجوع کیا اور اول ... قائل تھے کہ دو مجلسوں میں دو بار ... چوری ثابت ہوتی ہے ...

من ... القہستانی ... خزانۃ المفتین ... اقرار کرنا سارق کا جبر اور زبردستی سے باطل ہے ...
نے ... اکراہ کا فتوی دیا ہے کذا فی الظہیریۃ اور قہستانی نے خزانۃ المفتین کی طرف نسبت کر کے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ سارق کا مارنا بھی حلال ہے ...
اقرار کرے چوری کا ... عنقریب ہم اس کی تحقیق بیان کرینگے او بشہد رجلان اور قطع ید ہوگا اگر دو مرد گواہی دیں چوری کی ...
... کہ عورتوں کی گواہی اس میں مقبول نہیں اور اقرار و شہادت میں حصر کرنے ... سے اشارہ کیا کہ شہادت علی الشہادۃ سے اور قسم ...
... ہو کذا فی الفتح ... بشرط حضور ... اور اگر سارق غلام ہے تو حضور اس کے ... شرط ...

نہین غلام کے اقرار پر اگرچہ مولی کے سامنے ہو م فتاوی عالمگیری مین ہی کہ جب گواہون نے گواہی دی عبد ماذون کی دس درم یا زیادہ کی چوری کی تو اگر اسکا مالک موجود
ہی تو بالاتفاق قطع ہی اور اگر مال قائم ہی تو صاحب مال کو پھیر دینا چاہیے اور اگر مولی غائب ہی تو امام کے نزدیک قطع نہین اور سرقہ کا ضمان ہی اور اگر شاہدون نے کمتر
نصاب کی گواہی دی تو قاضی مال دینے کا حکم کرے نہ قطع کا خواہ مولی موجود ہو یا نہو وسألهما الامام كيف هي واين هي وكم هي زاد في الدرر ومتى
هي وممن سرق وبينا ما احتيالا للدرء لدرء سوال کرے امام گواہون سے کہ کیونکہ چوری ہوئی اور کہان ہوئی اور کتنی ہوئی درر مین دو سوال زیادہ مذکور ہین کہ چوری
کسکو کہتے ہین اور کب ہوئی اور کس شخص کی چوری کی اور دونون گواہ ان سوالات کا جواب بیان کرین یہ سوالات حد ٹالنے کی حیلہ جوئی کے واسطے ہین م کیفیت سرقہ
کا سوال اس احتمال سے ہی کہ شاید چور نے نقب دیا ہو گھر مین اور بلا دخول ہاتھ ڈالکر چوری کی ہو تو اس مین قطع نہین ظاہر الروایہ مین اسواسطے کہ شخص اچکا ہوا
چور اور مکان کا سوال اس احتمال سے ہی کہ دار الحرب مین چوری کی ہو یا مستامن کا مال دار الاسلام مین چرایا ہو کہ اسمین قطع نہین اور مقدار سرقہ کا سوال اس احتمال
سے ہی کہ شاید نصاب سے کم ہو اور حقیقت سرقہ کا سوال اسواسطے ہی کہ شاید استراق کلام یا استراق رکوع اور سجود سے شاہدون نے اسکو چوری کی طرف منسوب کیا ہو اور
تاکہ غصب اور قاطع الطریق سے احتراز ہو اور زمان سرقہ کا سوال تقادم کے احتمال سے ہی اسواسطے کہ حدود خالصہ مین تقادم یعنی مدت گذرنا مبطل شہادت ہی اور صاحب
مال کا سوال اس احتمال سے ہی کہ شاید مالک محرم یا زوجہ ہو سارق کی وحبسه حتى يسأل عن الشهود لعدم الكفالة في الحدود اور بعد شہادت مذکورہ کے حاکم قید کرے سارق
کو تا شاہدون کی عدالت دریافت کرے حبس کرنا واسطے نہونے حاضر ضامنی کے ہی حدود مین یعنی حدود مین حاضر ضامنی جائز نہین تو تا تحقیق عدالت شہود متہم کو محبوس
کرنا چاہیے تا بھاگ نہ جاوے ويسأل المقر عن الكل الا الزمان وما في الفتح الا المكان تحريف نہر اور حاکم چوری کے اقرار کرنے والے سے جمیع امور مذکورہ کا سوال
کرے سوائے زمانے کے اور یہ جو فتح القدیر مین ہی کہ مقر سے مکان کا بھی سوال نہ کرے یہ تحریف ہی کذا في النهر الفائق م مقر سے زمان کا سوال اسواسطے نہین کہ تقادم
مانع اقرار کا نہین اور فتح القدیر کے بعض نسخون مین ہی کہ سوے مکان کے باقی شروط سے سوال کرے گویا یہ تحریف ہی حق یہ ہی کہ مکان سے بھی سوال کرے کہ شاید دار الحرب مین
چوری کی ہو کذا في النهر حموی نے کہا کہ زمان سے بھی سوال کرے اس احتمال سے کہ شاید مقر نے اپنی طفلی کی حالت مین چوری کی ہو وصح رجوعه عن اقراره بها وان
ضمن المال وكذا لو رجع احدهم وقال هو مالي او شهدا على اقراره بها وهو يجحد او يسكت فلا قطع شرح وهبانيه اور صحیح ہی رجوع کرنا مقر کا اپنی چوری کے اقرار سے اگرچہ اس
حالت مین ضامن ہوگا مال مسروق کا اور اسیطرح رجوع صحیح ہی اگر سب چورون مین ایک نے اقرار سے رجوع کیا یا یون کہا کہ وہ میرا مال ہی یا دو گواہون نے اسکی چوری کے
اقرار پر گواہی دی اور وہ منکر ہی یا ساکت ہی تو قطع نہین کذا في شرح الوهبانية م محیط مین مذکور ہی کہ دو شخصون نے چوری کا اقرار کیا پھر ایک شخص اقرار سے پلٹ گیا تو قطع دونون
سے ساقط ہو گیا اسواسطے کہ بعد ثبوت شرکت کے چوری مین جب راجع سے حد ساقط ہوئی تو دوسرے سے بھی ساقط ہو گی اسواسطے کہ شرکت باری کو چاہتی ہی کذا في المنح فان
اقر بها ثم هرب فان في فوره لا تبع بخلاف الشهادة كذا نقله المصنف عن الظهيرية ونقله شارح الوهبانية بلا تقييد الفورية پھر اگر سارق نے چوری کا اقرار کیا پھر
بھاگ گیا اگر فوراً بھاگا مجرد اقرار کے تو اسکا پیچھا نہ کیا جاوے بخلاف شہادت کے کہ اسکے بعد اگر بھاگے گا تو گرفتار کیا جاویگا اسیطرح نقل کیا ہی مصنف نے اپنی شرح
مین ظہیریہ سے اور شارح وہبانیہ نے اسکو بلا قید فوریت نقل کیا تو ظاہر استنائی ہوئی دونون نقلون مین م طحطاوی نے صاحب الفوائد سے نقل کی کہ مصنف کو یون تعبیر کرنا تھا
تھا فان اقر بها ثم هرب ان في فوره یعنی چوری کا اقرار کیا پھر بھاگا اسکا پیچھا نہ کیا جاویگا اگرچہ في الفور بھاگا اس تعبیر سے ثابت ہوتا ہی کہ رجوع بعد الفور سے بھی قطع نہین اسواسطے
اسکا بھاگنا اسکے رجوع قول کے برابر ہی اور رجوع صریح لفظا مین حکم مختلف نہین فی الفور اور تراخی مین تو اسوقت مین شرح وہبانیہ کے نقل مین کچھ منافات نہین اور فتاوی
عالمگیری مین بھی محیط سے موافق صاحب الفوائد کے وان في فوره ہی یعنی ان متصلہ ہی نہ منفصلہ ولا قطع بنكوله واقرار مولى على عبده بها وان لزم المال
لاقراره على نفسه اور قطع نہین سارق کے قسم نہ کھانے سے اور مولے کے اقرار کرنے سے اپنے غلام کی چوری پر اگرچہ مال کا دینا لازم ہی اپنی ذات پر اقرار کرنے سے م جب
سارق نے عدم سرقہ کی قسم نہ کھائی تو گویا مال کا اقرار کیا اور مولی کا اقرار موجب مطالبہ ہی والسارق لا يفتى بعقوبته لانه جور تجنيس وعزاه القهستاني للزاهدي معللا بانه

[illegible] سارق کی [illegible] چوری کا اقرار کرے [illegible] اسکو [illegible]

[illegible] اور بعض مشائخ [illegible] سے نقل کیا [illegible]

[illegible] الزعفرانی [illegible] الفقیہ [illegible] سے منقول ہو کہ عصام بن یوسف سے [illegible]

[illegible] سارق [illegible] سارق [illegible] قسم کا کیا ثبوت ہو [illegible]

[illegible] نے کوئی [illegible] سے زیادہ [illegible]

[illegible] اور بزازیہ کی کتاب الاکراہ مین بعض مشائخ نے چوری کا اقرار کرنیکے واسطے ضرب کی صحت کا

فتوی دیا [illegible] کہ حق مین [illegible] اور حسن بن زیاد سے مروی ہو کہ ضرب سارق کی حلال ہو یہانتک کہ قطع

کا اقرار کرے [illegible] نقل المصنف عن ابن الغرس الحنفی صح انه علیه الصلوة والسلام امر الزبیر بن العوام بتعذیب بعض المعاہدین حین

کتم کنز حیی بن اخطب فمسه بنوع من العذاب حتی دل علی المال فهذا الذی یسع الناس وعلیه العمل والا فالشهادة علی السرقات امر لا یعز اور مصنف نے اپنی شرح مین قاضی القضاة

ابن الغرس حنفی سے نقل کیا کہ بروایت صحیح ثابت ہو کہ رسول علیہ الصلوة والسلام نے زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو بعض معاہدین کے مارنے کا حکم دیا جب کہ

انھون نے حیی بن اخطب یہودی کا خزانہ چھپایا اور حتی خزانہ کا [illegible] مال پر معاہدہ ہوا تھا پھر زبیر رضی اللہ عنہ نے اسکو مارا تو اسنے بتایا کہا قاضی مذکور نے کہ یہ وہ جو

مروی ہو جسمین لوگون کو وسعت ہو اسی پر عمل ہو اور نہین تو چوریون پر گواہی کا ہونا نہایت قلیل الوجود امر ہو کذا فی المنح ثم نقل عن الزیلعی فی آخر باب

قطع الطریق جواز ذلک سیاسة وقرره المصنف تبعا للبحر وابن الکمال زاد فی النهر ینبغی التعویل علیه فی زماننا لغلبة الفساد وحمل ما فی التجنیس علی زمانهم پھر

مصنف نے باب قطع الطریق کے آخر مین اسکے جواز کو بطریق سیاست کے نقل کیا اور مصنف نے اس قول کو باتباع صاحب بحر اور ابن کمال کے ثابت رکھا

نہر الفائق مین اتنا زیادہ ہو کہ سارق منکر کی جواز عقوبت پر اعتماد کرنا ہمارے زمانے مین لائق اور سزاوار ہو بسبب غلبہ فساد کے اور تجنیس مین عقوبت

سارق کو ظلم کہا ہو وہ علماء سابق کے زمانے پر محمول ہو کیونکہ اسوقت اتنا فساد غالب نہ تھا تو عقوبت کی چندان حاجت نہ تھی ثم مصنف نے آخر باب قطع

مین قول مذکور یون نقل کیا ہو کہ زیلعی نے تصریح کی ہو کہ عند الامکان قتل کرنا بطریق سیاست ہو اور از قبیل سیاست ہی جو فقیہ ابو بکر اعمش سے منقول ہو

کہ اگر مدعا علیہ چوری کا انکار کرے تو امام کو جائز ہو کہ اپنے ظن غالب پر عمل کرے سو اگر اسکا گمان غالب ہو کہ وہ سارق ہو اور مال مسروق اسکے پاس

ہو تو اسکو مارے اور یہ یعنی عقوبت کرنا بظن غالب جائز ہو چنانچہ امام فاسقون کے پاس شراب کی مجلس مین کسی کو بٹھا دیکھے اور چنانچہ اسکو چورون کے ساتھ

چلتا دیکھے اور فقہا نے ظن غالب سے قتل نفس کو جائز کہا ہو چنانچہ کوئی شخص کسی کے اوپر میان سے تلوار کھینچکر آوے اور اسکو گمان غالب ہو کہ مجکو قتل کریگا کذا فی المنح

ثم نقل المصنف تبعا عن القنیة لو کسر سنه او یده وحسن الشاکی ورشه کالمال او فعل ذلک بمشورة الجدار او مات بالضرب لندرته پھر مصنف نے قول زیلعی کے قول کے

قنیہ سے نقل کیا ہو شرح مین کہ اگر حاکم کے پاس ناحق شکایت کی مدعی نے کسی شخص کی پھر حاکم نے اسکو مارا اور اسکا دانت یا ہاتھ ٹوٹ گیا تو مدعی شکوہ کرنیوالا

اس دانت یا ہاتھ کی دیت کا ضمان دیگا مانند مال کے ضامن ہوگا اگر یہ حاصل ہوا اسکی دیوار کے چڑھنے سے یعنی اگر قید خانہ کی دیوار پر چڑھ بھاگنے کے واسطے

اور اسکا دانت یا ہاتھ ٹوٹ گیا اور وہ شخص ضرب کے صدمہ سے مرگیا تو مدعی نالش کرنیوالا اسکا ضامن نہوگا اسواسطے کہ ایسی جانا قلیل الوجود ہو تو اسکی نالش خالی ہمکاب

نہین ہوسکتی کذا فی المنح مشروحا وعن الذخیرة لو صعد السطح لیفر خوف التعذیب فسقط فمات ثم ظهرت السرقة علی ید آخر کان للورثة اخذ الشاکی بدیته او قیمته

بامر السلطان لتعدیه فی هذا التسبیب سیجی فی الغصب اور مصنف نے شرح مین ذخیرہ سے نقل کیا کہ اگر ایک شخص نے دوسرے پر چوری کا دعوی کیا اور سلطان

کے پاس اسکو گرفتار کرا لایا اور دوا ایکبار مار کر لائی پھر قید خانہ مین قید کر دیا تو اگر وہ قید خانہ کی چھت پر چڑھ گیا تاکہ مار کے خوف سے بھاگ جاوے سو اگر

یا غصب یا فریب بنایا ہو سرقہ نہیں جو قطع لازم آوے ہم عبد کبیر سے ممیز غلام مراد ہی جو اپنا حال بیان کرسکتا ہو بالغ ہو یا نابالغ کذا فی البحر ودفاتر غیر الحساب لان ما فیہا
شرعیۃ ککتب تفسیر وحدیث وفقہ کمصحف والا فکطنبور اور سوائے حساب کے اوراق مکتوبہ کی چوری سے قطع نہیں اسواسطے کہ اگر وہ شرعی ہین جیسے تفسیر اور حدیث اور فقہ
کی کتابین تو وہ حکم مین قرآن کے مانند ہین یعنی باحتمال تلاوت قطع ساقط ہی اور اگر کتب شرعیہ نہین تو طنبور کے حکم مین ہین یعنی باحتمال نہی عن المنکر انمین بھی قطع
نہین ہم شارح نے باتباع ماتن کتب غیر شرعیہ کو طنبور کے مانند کہا لیکن قہستانی نے کہا کہ کتب شعر اور دواوین اور کتب حکمت مین قطع ہی اور صاحب بحر اور نہر نے کہا کہ اگر
سحر کے کتب کا سارق اسکا شوقین ہو تو اسکا ہاتھ کاٹا جاویگا بخلاف العبد الصغیر ودفاتر الحساب الماضی حسابہا لان المقصود ورقہا فیقطع ان بلغ نصابا لا ا
المعمول بہا فان المقصود علم ما فیہا وہو لیس بمال فلا قطع بلا فرق بین دفاتر تجار ودیوان ذا وقات شرح بخلاف صغیر غلام کی چوری کے اور ان حساب کے دفترون کی
چوری کے جنکے حساب کتاب سے فراغت ہوچکی کہ اس چوری مین قطع ہی اسواسطے کہ ایسے دفترون کے لینے سے مقصود بالذات ورق ہین نہ حساب کا دریافت کرنا
تو قطع ہوگا اگر اوراق کی مالیت بقدر نصاب پہونچے اور ایسے دفتر جنکے حساب سے ہنوز فراغت نہین ہو جب اسکے لینا و بنا باقی ہی تو انکے لینے سے اسکا حساب دریافت
کرنا مقصود ہو اور یہ دریافت کرنا مال نہین ہی تو لہذا قطع نہین انکی چوری مین بلا فرق سوداگر اور کچہری اور اوقاف کی بہی کے کذا فی النہر یعنی خواہ سوداگرون کی بہیان ہون
یا حاکم کی کچہری کی یا اوقاف کی بہیان ہون کسی مین قطع نہین در صورت عدم فراغت حساب اور اسصورت مین اوراق کی مالیت بسبب غیر مقصود ہونے کے ساقط الاعتبار ہی
وکلب وفہد ولو علیہ طوق من ذہب علم السارق بہ او لا لانہ تبع اور قطع نہین کتے اور چیتے کی چوری سے اگرچہ انکی گردن مین سونے کا طوق ہو سارق کو اسکا علم ہو یا
نہو اسواسطے کہ طوق تابع ہی تو ساقط الاعتبار ہی ولا بخیانۃ فی ودیعۃ ونہب ای اخذ قہرا واختلاس ای اختطاف لانتفاء الرکن اور قطع نہین امانت مین خیانت کرنے
سے اور غارتگری سے یعنی زبردستی لینے اور دست برد سے یعنی جھپٹا مارنے سے بسبب منتفی ہونے رکن کے یعنی خیانت مین حرز نہین اور نہب اور اختلاس مین چھپکر لینا موجود نہین
پھر جب رکن سرقہ نہوا تو قطع کیونکر ہو نہب اور اختلاس علانیہ لینے مین دونون برابر ہین لیکن اختلاس مین سرعت اختطاف داخل ہی اور نہب مین داخل نہین جامع ترمذی مین
حدیث مرفوع ہی کہ (لیس علی خائن ولا منتہب ولا مختلس قطع) کذا فی المنح ونبش القبور ولو کان القبر فی بیت مقفل فی الاصح او کان الثوب غیر الکفن وکذا لو سرق من بیت فیہ
قبر او میت لتاولہ بزیارۃ القبر او التجہیز وللاذن بدخولہ عادۃ ولو اعتادہ قطع سیاسۃ اور نبش قبور سے یعنی کفن چور پر جو بعد دفن کے مردون کے کفن چراوے قطع نہین اگرچہ
قبر مقفل کوٹھری مین ہو بقول اصح یا جس کپڑے کو قبر سے چرایا غیر کفن ہو یا اگر اسکو چرایا اس کوٹھری سے جسمین قبر یا مردہ ہی بسبب تاویل ہونے اسکے دخول کے واسطے زیارت قبر
یا تجہیز میت کے اور بسبب اجازت اسکے دخول کے بنا بر عادت کے اور اگر اسکی عادت پڑگئی ہو کفن چورانے کی تو قطع کیا جاویگا بنا بر سیاست کے نہ بنا بر حد کے ومال عامۃ او
مشترک وحصیر مسجد واستار کعبۃ ومال وقف لعدم المالک بحر اور قطع نہین بیت المال کے مال اور مشترک مال چرانے سے اور مسجد کی چٹائیان اور کعبہ کے غلاف اور وقف کے
مال چرانے سے بسبب نہونے مالک کے ہم مفتی ابو السعود نے کہا کہ مال وقف کی یہ تعلیل عدم قطع مین عجیب ہی اسواسطے کہ خود صاحب بحر اور نہر نے تصریح کی ہی کہ
قطع ید بہر محافظ کی طلب سے ہوتا ہی اور تمثیل مین متولی وقف کو بیان کیا ہی جب وقف کا مال چوری ہوجاوے ومثل دینہ ولو دینہ موجلا او زائدا علیہ او اجود لصیرورتہ
شریکا اور قطع نہین اپنے دین کے مانند کی چوری سے اگرچہ اسکا دین موجل ہو یا مسروق زائد ہو دین پر یا بہتر ہو اس سے بسبب ہوجانے سارق کے شریک ہم یہ تعلیل ہی کہ
از دین کے چرانے کی مثلا زید کے من بھر گیہون قرض تھے خالد پر سو زید نے دو من گیہون اسکے چرالئے تو زید خالد کا شریک ہوگیا لہذا قطع نہین اذا کان من جنسہ ولو حکما بان
کان لہ دراہم فسرق دنانیر وبعکسہ ہو الاصح لان النقدین من جنس واحد حکما صورت مذکور مین قطع اسوقت نہین جبکہ مسروق مجانس اور ہمجنس ہو دین کا اگرچہ مجانست حکمی ہو
اسطرح پر کہ سارق کے اسپر دراہم قرض تھے سو اسنے دنانیر کو چرایا یا اسکے بالعکس یہی قول صحیح ہی اسواسطے کہ چاندی سونا جنس واحد ہین حکما بخلاف العرض ومنہ
الحلی فیقطع بہ ما لم یقل اخذتہ رہنا او قضاء بخلاف اسباب و قماش کے اور اسمین زیور بھی داخل ہی تو اسباب اور زیور کی چوری سے قطع کیا جاویگا جبتک صاحب دین
یون نہ کہے کہ مینے اسکو بطریق رہن کے لیا یا بطور قضاء دین کے واطلق الشافعی اخذ خلاف الجنس للمجانسۃ فی المالیۃ قال فی المجتبی وہو اوسع فیعمل بہ عند الضرورۃ اور امام شافعی نے

[illegible]

[illegible] بیٹے کو [illegible] مال [illegible] سبب [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible]

میں [illegible] وقت [illegible] کر لینے [illegible] اور [illegible] وقت [illegible] نہیں [illegible]

میں [illegible] ولو سرق من [illegible] عبدہ الماذون لہ دیون فانہ یقطع [illegible] [illegible]

بیٹے کے قرضہ [illegible] کا [illegible] قرضہ [illegible] عبد ماذون [illegible] دیون کے قرضہ [illegible] [illegible] ولو سرق من محرم لہ

الا [illegible] قطع فیہ [illegible] بتغیر الا [illegible] الحسن [illegible] علی [illegible] اور اگر [illegible] کے قرضہ [illegible] چوری کی تو قطع نہیں [illegible]

قطع نہیں [illegible] چوری [illegible] اور [illegible] نہیں [illegible] موجود [illegible] اور [illegible] ذات [illegible] سبب [illegible] بیع [illegible] کہ [illegible]

ذات کی [illegible] چوری سے قطع ہوا [illegible] مالک کو [illegible] اسکے [illegible] سارق [illegible] اور [illegible] [illegible] سبب کی [illegible]

ہو کہ [illegible] بعد قطع کے مال مسروقہ کو بیع [illegible] پھر اسکو مول لیا پھر سارق [illegible] تو [illegible] کذا فی الفتح اور من سرق من ذی رحم محرم لا رضاعا [illegible]

قطع نہیں [illegible] رضاعا فانہ رحم نسبا محرم رضاعا [illegible] کلام الزیلعی یعنی چوری کسی ایسے کی اس قرابت دار سے کی جو محرم ہو بلا رضاعت کے [illegible] کہ محرم

ہو رضاعت کے سبب سے [illegible] نسب کے سبب سے تو اسکی چیز کے چورانے سے قطع کیا جاویگا جیسے [illegible] رضاعی بھائی [illegible] باعتبار نسب کے [illegible]

رضاعت [illegible] باعتبار [illegible] کذا فی شرح الکنز للعینی [illegible] سے ساقط ہو گیا کلام [illegible] کہ اگر رضاعی [illegible] بھائی کے مال [illegible] قطع [illegible]

اسکے اخراج کیواسطے لا برضاع کی قید کی کچھ حاجت نہیں اسواسطے کہ رحم محرم میں [illegible] عینی نے جواب دیا کہ قرابت نسبی [illegible] رضاعی [illegible]

اسوجہ سے کہ قرابت نہیں ہوتی [illegible] رضاعی بھی ہوتا ہے تو اسکے اخراج کی حاجت ہوئی [illegible] کہ محرم نسبی کذا فی النہر ولو سرق مال غیرہ من بیت ذی رحم

بخلاف مالہ اذا سرق من بیت غیرہ فانہ یقطع اعتبارا للحرز [illegible] قریب محرم سے [illegible] قطع نہیں اگر مال مسروق [illegible] کسی غیر شخص کا ہو [illegible]

محرم نسبی کو مال [illegible] غیر کے گھر سے چورایا تو قطع کیا جاویگا باعتبار حرز [illegible] محرم نسبی کا گھر [illegible] حق میں حرز نہیں [illegible] بلا استیذان [illegible]

لہذا قطع نہیں [illegible] مال محرم کا ہو یا غیر کا اور غیر محرم نسبی کا گھر [illegible] حق میں حرز ہے کہ وہاں [illegible] بدون اجازت صاحب خانہ جائز نہیں [illegible] باعتبار حرز کے

لہذا قطع ہے خواہ مال غیر کا ہو یا سارق کے محرم کا [illegible] بخلاف مرضعہ [illegible] کمال [illegible] مطلقا سواء سرق من بیتہا او بیت غیرہا فانہ یقطع [illegible] بخلاف [illegible]

[illegible] کے مال سے مطلقا لینے پر [illegible] کا مال [illegible] گھر سے چورایا ہو یا [illegible] غیر کے گھر سے [illegible] قطع کیا جاویگا [illegible] قطع ساقط [illegible]

کہ شارح نے [illegible] مقبول [illegible] مرضعہ [illegible] صواب ہے [illegible] جب تک [illegible] صغیر [illegible]

بدون [illegible] اور جب [illegible] اور صغیر کو [illegible] تو اسکو مرضعہ کہتے ہیں [illegible] کے ساتھ اور [illegible] مراد ہے [illegible]

قاموس کی کلام بھی اسی کے موافق ہے تو اعتراض شارح کا مصنف سے ساقط ہو گیا ولا بسرقۃ من زوجتہ او زوجہا او [illegible] بالقطع جوہرہ اور قطع نہیں [illegible] مال [illegible]

عورت سے بعد حکم قطع کے نکاح کیا ہو کذا فی الجوہرۃ یعنی کسی مرد نے عورت اجنبی کا مال چورایا اور چوری [illegible] ثابت ہوئی اور [illegible] قطع [illegible] اور اسکے بعد [illegible]

عورت [illegible] نکاح کر لیا تو بھی قطع ساقط ہے یعنی باب سرقہ میں زوجیت کا ہونا ہر حال میں کافی ہے ولو کان المسروق من حرز خاص لہ اور قطع نہیں [illegible] مال [illegible]

[illegible] حرز خاص [illegible] مال مسروق ہوا ہو [illegible] کا ہونا [illegible] کذا فی الفتح و لا [illegible] من سیدہ او [illegible] سیدتہ [illegible]

[illegible] اور [illegible] کے چورانے میں [illegible] کیا [illegible] کے مال سے [illegible] مالک کے [illegible] مال سے قطع نہیں [illegible] اجازت [illegible] یعنی [illegible] اجازت [illegible]

[illegible] ممنوع نہیں [illegible] اجازت ہوتی ہے [illegible] باقی [illegible] مکاتب [illegible] اور قطع نہیں [illegible] مکاتب [illegible] کے مال [illegible]

[illegible] سالا اور محرم نسبی کے [illegible] کہتے ہیں [illegible] کا زوج [illegible] من [illegible] فی [illegible] الاصل [illegible]

بحثا قطع نہین غنیمت کے مال چورانے سے اگرچہ سارق کا حصہ اُسمین نہو اسواسطے کہ وہ مباح الاصل ہی تو شبہہ ہو گیا کذا فی غایۃ البیان بحثا وحمام فی وقت جرت العادۃ
بدخولہ وکذا حوانیت التجار والخانات مجتبی اور قطع نہین حمام کی چوری سے اُسوقت مین کہ اُسمین داخل ہونے کی عادت جاری ہو اور اسی طرح بوقت دخول قطع نہین
سوداگرون کی دوکانون سے اور کاروان سرایون سے چوری کرنے مین کذا فی المجتبی لیکن مصنف نے باتباع صاحب کنز اور حاوی کے حمام کو مطلق رکھا کذا فی المنح وبیت
اذن فی دخولہ ولو اذن لمخصوصین فدخل غیرہم وسرق ینبغی ان یقطع اور قطع نہین اُس گھر کی چوری سے جسمین داخل ہونے کا اذن ہو گیا چنانچہ دوکان اور کاروان سرا
مین ہوتا ہی اور اگر خاص لوگون کو اذن دخول ہوا پھر سوا اُنکے غیر شخص داخل ہوا اور اُسنے چوری کی تو لائق یہ ہی کہ قطع کیا جاوے ہم اگر دوکان اور سرا مین رات کو چوری
کریگا تو قطع ہی اسواسطے کہ یہ مکانات حفاظت کے واسطے بنے ہین اور اذن دخول کا فقط دن کو ہی نہ رات کو کذا فی المنح واعلم انہ لا یعتبر الحرز بالحافظ مع وجود الحرز بالمکان لانہ
اقوی فلا یعتبر الحافظ فی الحمام لانہ حرز ویعتبر فی المسجد لانہ لیس بحرز بہ یفتی شمنی اور معلوم کر کہ حفاظت نگہبان کی باوجود حفاظت مکان کے معتبر نہین اسواسطے کہ حرز
مکانی قوی تر ہی نگہبان کے حرز سے تو نگہبان معتبر نہین حمام مین اسواسطے کہ وہ حرز مکانی ہی اور حرز نگہبان کا مسجد مین معتبر ہی اسواسطے کہ وہ حرز نہین یعنی اموال
کی حفاظت کے واسطے مسجد نہین بنی اسی کا فتوی ہی کذا ذکرہ الشمنی ہم یعنی حمام مین غیر وقت دخول کی چوری سے قطع ہی صاحب مال اپنے مال کے پاس ہو یا نہو اور مسجد
مین اگر مالک اپنے مال کے پاس نہوگا تو قطع نہین اور یہی حکم ہی راہ اور جنگل کا وکلما کان حرزا لنوع فہو حرز للانواع کلہا فیقطع بسرقۃ لؤلؤ من اصطبل علی المذہب وقیل
حرز کل شیء معتبر بحرز مثلہ والاول ہو المذہب عندنا مجتبی لکن جزم القہستانی بان الثانی ہو المذہب فتنبہ اور جو مکان کہ حرز ہو ایک قسم کے مال کا وہ کل اقسام کے اموال کا حرز
ہی تو قطع کیا جاویگا بسبب موتی کی چوری کے اصطبل سے بنا بر صحیح مذہب کے اور بعضون نے کہا کہ حرز ہر شی کا معتبر ہو اُسکے مماثل حرز سے اور پہلا قول ہمارا مذہب ہی کذا فی المجتبی
لیکن قہستانی نے یقین کیا ہی کہ ثانی مذہب صحیح ہی تو خبردار ہو جا ہم شارح نے آگاہ کر دیا کہ بیان دونون قولون کی تصحیح ہوئی ہی تو قول ثانی کے بموجب اصطبل سے موتی چورانے
مین قطع نہین اسواسطے کہ اصطبل گھوڑون کا حرز ہی نہ جواہرات کا ولا یقطع قفاف ہو من یسرق الدراہم بین اصابعہ اور قطع نہ کیا جاوے قفاف یعنی جو دراہم کو اپنی انگلیون کے
اندر چورا رکھے ہم مصنف نے باتباع صاحب بحر اپنی شرح مین کہا کہ قفاف وہ ہی جسکو دراہم پرکھنے کیواسطے دیے جاوین سو وہ بدون اطلاع مالک کچھ اُنمین سے رکھ لے وفشاش
بالفاء ہو من یہیئ لغلق الابواب ما یفتحہ اور فشاش بالفاء وہ شخص ہی جو دروازون کے قفل کھولنے کیواسطے آلات طیار رکھے اذا فش حانوتا او بابا نہارا وخلا البیت من احد
فلو فیہ احد وہو لا یعلم بہ قطع شمنی قطع نہ کیا جاوے جبکہ وہ دوکان یا گھر کے مقفل دروازے کو دن مین کھولے اور گھر مین کوئی نہو اور اگر گھر مین کوئی ہو اور وہ نہ جانتا ہو تو
قطع کیا جاویگا کذا فی الشمنی ہم دن مین قفل کا کھولنے والا مجاہر ہی مختفی نہین اور اسی طرح جو جانتا ہو کہ گھر مین کوئی ہی وہ بھی مجاہر ہی اور شرط قطع خفیہ ہی منح الغفار مین حاوی سے
منقول ہی کہ جب گھر کا دروازہ بھڑا ہو مقفل نہو پھر اُسمین سارق چھپکر داخل ہو اور اسباب چورا دے تو قطع کیا جاویگا اور اگر دروازہ کھلا ہو پھر دن کو گھسکر چورا دے تو قطع نہین و
یقطع لو سرق من السطح نصابا لانہ حرز شرح وہبانیہ اور قطع کیا جاویگا اگر چھت پر سے بقدر نصاب چورا دے اسواسطے کہ چھت بھی حرز ہی کذا فی شرح الوہبانیہ بشرطیکہ چھت پر
چڑھکر چراوے اور بحر الرائق مین ظہیریہ سے ہی کہ اگر کپڑا دیوار پر پھیلا ہو راہ کیطرف اور کوئی نیچے سے اُسکو کھینچ لے تو قطع نہین او من المسجد اراد بہ کل مکان لیس بحرز فعم الطریق والصحراء
ورب المتاع عندہ ای بحیث یراہ ولو الحافظ نائما فی الاصح یا مسجد سے چرا دے اور حالانکہ اسباب کا مالک اُسکے پاس ہی یعنی اُس جگہ مین جہانسے اُسکو دیکھتا ہی اگرچہ
حافظ سوتا ہو قول اصح مین مصنف نے مسجد سے ایسے ہر مکان کا ارادہ کیا جو حرز نہین تو مسجد یا مین قصد راہ اور میدان کو بھی شامل ہی ہم مالک متاع سے حافظ مراد ہی
مالک ہو یا نہو اور پاس ہونا عام ہی کہ اُسکے سر کے نیچے ہو یا پہلو کے یا آگے رکھا ہو اور حافظ سوتا ہو اسواسطے کہ نائم بھی حافظ گنا جاتا ہی اور یہی قول اصح ہی کذا فی المجتبی لا القطع
لو سرق ضیف ممن اضافہ ولو من بعض بیوت الدار او من صندوق مقفل لاختلال الحرز قطع نہ کیا جاویگا اگر مہمان نے چورایا اُسکا مال جسنے اُسکی مہمانی کی اگرچہ گھر کی کسی کوٹھری
سے چورایا ہو یعنی جسمین مہمانی نہین ہوئی یا صندوق مقفل سے چرایا ہو بسبب برہم ہونے حرز کے یعنی گھر سب کوٹھریون کے سامنے حرز واحد ہی تو دخول کے اذن سے اُنکی سب
کوٹھریون کا حرز جاتا رہا او سرق شیئا ولم یخرجہ من الدار لشبہۃ عدم الاخذ بخلاف الغصب یا کوئی چیز چورائی اور گھر سے باہر نہین نکالی تو قطع نہین بسبب شبہہ عدم اخذ کے

ثابت ہے پس ہم کہتے ہیں کہ مجرد اخراج بدون دخول کے نزدیک امام کے ثابت نہیں ہوتی ہے جس نقب کے کہ شخص غیر نے نقب دیا ہو پس جو چیز نقب کے پاس [illegible]
اور جب ہاتھ ڈال کر چیز لے لی تو [illegible] اور اس مسئلہ میں گھر سے مراد جہاں تک کہ حرز ہو پس اسی طرح جب گھر کا کونا ہو اس کے اندر موجود ہو اور اس کا ہاتھ پہنچا [illegible]
یہاں تک محفوظ اور شامل ہے اہل الحرز حکم حرز کا ہوگا [illegible] کی نہایت بڑے [illegible] بہت سے [illegible]
دوسرے [illegible] تو قطع نہیں ہوگا اسواسطے کہ [illegible] واجب ہے ساکن کے [illegible] حرز [illegible] کہ گھر کے [illegible]
[illegible] سے سرقت متحقق ہوتا ہے جیسے [illegible] کذا فی الفتح القدیر [illegible] اخذ السرقۃ [illegible] والنقب [illegible]
حیلۃ فی شرح المختار [illegible] کذا فی الکافی [illegible] فی الطریق [illegible] اخذہ قطع دون الرمی حیلۃ [illegible] بالسرقۃ [illegible] عن الکل [illegible]
یعنی کوئی شخص [illegible] گھر میں داخل ہوا اور کوئی چیز [illegible] راہ میں ڈالی پھر نکلا اور وہ چیز لے لی تو قطع کیا جاویگا اسواسطے کہ چیز کو پھینکنا ایک حیلہ ہے [illegible]
عادت ہے تو یہ سب افعال یعنی نقب دینا اور داخل ہونا اور چیز کو پھینک دینا اور پھر اٹھا لینا ایک ہی فعل شمار ہوگا [illegible] اس کتاب کے متن اور شرح [illegible]
میں [illegible] اور [illegible] کہ ہم [illegible] باہر کر پھینکنے کے بعد چیز [illegible] ہوا اور [illegible]
ہوگی تو قطع نہیں اگرچہ پھر اسکو پا جاوے اسواسطے کہ [illegible] کذا فی الیضاح [illegible] اخذہ [illegible] سارق اور اگر پھینک دینے والے نے اسکو نہ لیا بلکہ غیر
شخص نے اسکو لے لیا تو پھینکنے والا [illegible] سارق یعنی تو اسپر ضمان واجب ہے نہ قطع [illegible] علی دابۃ فساقہا واخرجہا [illegible] اور اسی طرح اگر
ایسا مال مسروق کو جانور پر لادا یا پھر اسکو ہانکا اور اسکو خارج کر دیا حرز سے یا مال مسروق کی رسی کتے کی گردن میں معلق کر دی اور کتے کو ڈانٹا اور ہانکا اور وہ نکل گیا
تو قطع کیا جاویگا اسواسطے کہ جانور اور کتے کا چلنا اور نکلنا اس شخص کی طرف منسوب ہوگا اور اگر جانور کو ہانکا اور اخراج نہ کیا بلکہ وہ خود نکل گیا اور اسی طرح کتا
بدون ڈانٹنے کے آپ نکل گیا تو اسپر قطع نہیں اسواسطے کہ خروج انکا آدمی کی طرف مضاف نہیں کذا فی الجوہرۃ النیرۃ فی الماء فاخرجہ بتحریک السارق [illegible]
مسروق کو پانی میں ڈالدیا پھر اسکو سارق کی حرکت دینے سے حرز کے اندر سے نکالا تو قطع کیا جاویگا بدلیل گذشتہ یعنی اسطرح نکالنا سارق ہی کی طرف منسوب ہوگا اور صورت
اسکی یہ ہو کہ گھر کے اندر نہر تھی اور اسکا پانی کم بہتا تھا سو سارق نے مال اسمیں ڈالا اور پانی کو زور سے بہا دیا تو مال باہر گھر سے نکل گیا کذا فی الفتح او لا بتحریکہ بل اخرجہ قوۃ جریہ علی
الاصح لانہ اخرجہ بسببہ زیلعی یا اسنے نکالا مال کو اپنی تحریک سے بلکہ پانی کے زور سے بہنے نے اسکو باہر کر دیا تو بھی قطع ہے بنا بر اصح قول کے اسواسطے کہ اسکا باہر ہونا سارق ہی کے
سبب سے ہوا کذا فی شرح الزیلعی قطع فی الکل لما ذکرنا سارق کا ہاتھ کاٹا جاویگا جمیع مسائل مذکورہ میں بسبب انکے جو کہ ہم نے ذکر کیا ہم قطع جزاء ہی ان اخرجہ او رسلہ
العجب کے مشکل علی الاخیر [illegible] وعلقہ علی طائر فطار الی منزل السارق لم یقطع فلذا واللہ اعلم جزم الحدادی وغیرہ بعدم القطع اور بنا بر اخیر مسائل کے مشکل [illegible]
مسئلہ جسکو فقہا نے کہا ہے کہ اگر مسروق کو چڑیا کی گردن میں لٹکا دیا سو چڑیا اڑ کر سارق کے گھر میں پہنچی تو قطع نہ کیا جاویگا تو واللہ اعلم اسیواسطے حدادی وغیرہ نے مسئلہ
اخیر میں عدم قطع کا یقین کیا ہے جیسے چڑیا کا اڑنا اور سارق کے گھر میں پہنچنا سارق کی طرف منسوب نہ ہونا چاہیے کہ پانی کی قوت سے باہر نکلنا بلا تحریک سارق کے بھی سارق کی طرف [illegible]
نقب و ان النقب ثم ناول آخر من خارج الدار او ادخل یدہ فی بیت واخذہ یسمی اللص الظریف اور اگر نقب دیا پھر گھر میں گھس کر مال مسروق [illegible] آدمی کو دیا جو کہ
باہر ہو یا نقب کے باہر سے کوٹھری میں ہاتھ ڈالا اور مال لیا تو قطع نہیں اور ایسے شخص کو لص ظریف یعنی ظریف چور کہتے ہیں کہ چوری کرے اور گرفتار ہو قطع [illegible]
پہلی صورت میں دونوں پر قطع نہیں اسواسطے کہ داخل پر اخراج صادق نہیں دوسرے شخص کے لینے سے اور خارج پر ہتک حرز ثابت نہیں تو کسی پر صادق آیا اور دوسری
صورت میں بھی ہتک حرز بسبب عدم دخول کے صادق نہیں کذا فی الفتح و لو وضعہ فی النقب ثم خرج واخذہ لم یقطع فی الاصح شمنی اور اگر مال کو پہلے نقب میں رکھ دیا پھر نکل کر
لے لیا تو قطع نہیں صحیح قول میں کذا فی الشمنی او طر ای شق صرۃ خارجۃ من نفس الکم فلو داخلۃ قطع وفی الحل بعکسہ اور اگر ہمیانی کو جو آستین کی ذات سے باہر
ہو اور درہم کو لیا تو قطع نہیں اور اگر ہمیانی آستین کے اندر ہو تو اسکے چیرنے سے قطع کیا جاویگا اور ہمیانی کھولنے میں بالعکس حکم ہے یعنی ہمیانی خارج کے کھولنے میں قطع

ہو نہ داخل کے کھولنے مین بطریق شق ہو ولہذا فاعل کو طرار کہتے ہین در صرہ سے مراد ہمیانی ہو کذا فی الطحطاوی و سرق من مرعی او من قطار بفتح القاف الابل علی الحق
واحد بعیر او حملا علیہ لا القطع لان السائق والقائد والراعی لم یقصدوا الحفظ یا اونٹون کی چراگاہ یا قطار سے ایک اونٹ کی چوری کی یا اسپر لدے ہوئے بوجھ کی چوری کی تو
قطع نہین اسواسطے کہ قطار ہانکنے والے اور کھینچنے والے سے اور چراگاہ کے چرانے والے سے نگہبانی مقصود نہین جو ہتک حرز متحقق ہو بلکہ سائق اور قائد سے قطع مسافت اور
نقل متاع مقصود ہو اور راعی سے چرانا مقصود ہو شارح نے کہا کہ قطار ابل بفتح قاف وہ اونٹ ہین جو نسق واحد پر ہون ہم قطار بکسر قاف صواب ہو چنانچہ قاموس
اور منح الغفار اور حموی اور شرح ملتقی مین ہو کذا فی الطحطاوی ولو کان معہا حافظ او شق الحمل فسرق منہ او سرق جوالقا بالضم الجیم فیہ متاع وربہ یحفظہ او نائم
علیہ او بقربہ او ادخل یدہ فی صندوق غیرہ او فی جیبہ او کمہ فاخذ المال قطع فی الکل والاصل ان الحرز ان امکن دخولہ فہتکہ بدخولہ والا بادخال الید فیہ والاخذ منہ اور
قطار کے ساتھ کوئی حافظ ہو یا کہ وہ گون کو چیرے اور اسمین سے چراوے یا اس خرجی کو چراوے جسمین اسباب ہو اور حالانکہ مالک اسکی نگہبانی کرتا ہو یا اسپر سوتا ہو یا اسکے
پاس سوتا ہو یا اپنا ہاتھ سارق نے غیر کے صندوق مین ڈالا یا اسکی جیب مین یا اسکی آستین مین ڈالا پھر مال کو اسمین سے لیا تو قطع کیا جاویگا ان سب صورتون مین اور اصل
ان مسائل مین یہ ہو کہ اگر حرز ایسا ہو جسمین گھسنا انسان کا ممکن ہو جیسے گھر ہو تو ہتک حرز اسکے دخول سے معتبر ہو اور اگر ایسا ہو کہ اسمین دخول ممکن نہین چنانچہ گون اور خرجی
اور صندوق اور جیب اور آستین تو ہتک حرز اسمین ہاتھ ڈالنے اور اسکے مال لینے سے معتبر ہو جوالق بضم جیم خرجی کو کہتے ہین اور جمع اسکی جوالق اور جوالیق اور جوالقات ہو بفتح جیم فرع
مسائل ملحقہ شارح کے سرق فسطاطا منصوبا لم یقطع ولو ملفوفا او فی فسطاط اخر قطع کھڑے خیمہ کو چرایا تو قطع نکیا جاویگا اور اگر خیمہ کسی چیز مین لپٹا ہوا ہو یا دوسرے خیمہ کے اندر ہو تو
قطع کیا جاویگا کذا فی فتح القدیر اسواسطے کہ پہلی صورت مین خیمہ خود حرز ہو مگر محرز نہین اور باقی صورتون مین محرز ہو اخرج من حرز شاۃ لا تبلغ نصابا فتبعہا اخری لم یقطع سارق نے حرز سے
بھیڑ یا بکری جو بقدر نصاب نہین نکالی پھر اسکے پیچھے دوسری بکری لگی چلی گئی اور نصاب پوری ہو گئی دونون کے ملجانے سے تو قطع نہ کیا جاویگا اسواسطے کہ جسکو اسنے نکالا تھا وہ بقدر
نصاب نہ تھی اور دوسرے کا نکلنا اسکی طرف منسوب نہین سرق مالا من حرز فدخل آخر فحمل السارق بامرہ قطع الحامل فقط سارق نے چورایا مال کو حرز سے پھر دوسرا داخل ہوا اور
سارق اول نے اپنے ساتھ کا مال اسپر لادیا تو جسپر لادا ہو وہی فقط قطع کیا جاویگا نہ لادنے والا کذا فی السراج قال انا سارق ہذا الثوب قطع ان اضاف
لکونہ اقرارا بالسرقۃ وان نونہ ونصب الثوب لا یقطع لکونہ عدۃ لا اقرارا درر وتوضیحہ اذا قیل ہذا قاتل زید معناہ انہ قتلہ واذا قیل قاتل زیدا معناہ انہ یقتلہ فالنکرۃ
تحتمل الحال والاستقبال فلا یقطع بالشک کہا کہ مین اس کپڑے کا سارق ہون تو قطع کیا جاویگا اگر اسنے سارق کے لفظ کو ہذا الثوب کی طرف مضاف کیا اسطرح کہ سارق
کی تنوین کو حذف کر دیا اور ثوب کو مجرور رکھا اسواسطے قطع ہوگا کہ یون کہنا چوری کا اقرار ہو اور اگر لفظ سارق کو تنوین کے ساتھ کہا اور ثوب کو منصوب بولا تو قطع
نہ کیا جاویگا اسواسطے کہ یہ وعدہ ہو چوری کا اقرار نہین اور توضیح اسکی یون ہو کہ جب یون کوئی بولا کہ ہذا قاتل زید تو مطلب اسکا یہ ہو کہ اسنے زید کو قتل کر ڈالا اور جب کوئی یون بولا کہ ہذا
قاتل زیدا تو مطلب یہ ہو کہ زید کو یہ قتل کریگا یا کرتا ہو اور مضارع حال و استقبال کو محتمل ہو اور معلوم نہین کہ کون مراد ہو تو قطع نہ کیا جاویگا شک سے ہم خلاصہ فرق اضافت و عدم
اضافت کا یہ ہو کہ اضافت سے اسم فاعل بمعنی ماضی ہو جاتا ہو تو گویا اسنے یون کہا کہ سرقت ہذا الثوب تو یہ اقرار ہوا سرقہ ماضیہ کا اور عدم اضافت مین اسم فاعل بمعنی مضارع
ہوتا ہو تو گویا یون ہو کہ انا اسرق ہذا الثوب اسواسطے کہ اعمال اسم فاعل کا دلالت کرتا ہو کہ قائل نے ماضی کا ارادہ نہین کیا کیونکہ جب ماضی کے معنی مین ہوتا ہو تو عمل نہیں کرتا مگر [illegible]
اور ہشام کے مذہب مین کذا فی المنح قلت وفی شرح الوہبانیۃ ینبغی الفرق بین العالم والجاہل لان العوام لا یفرقون الا ان یقال یحمل شبہۃ لدرء الحد وفیہ بعد [illegible]
کہتا ہو اور شرح وہبانیہ مین ہو کہ عالم اور جاہل کے درمیان فرق کرنا لائق ہو اسواسطے کہ عوام عرب جو مسائل نحویہ سے واقف نہین ایسی تراکیب یعنے نصب اور اضافت مین
کچھ فرق نہین کرتے ہین مگر یہ کہ اسکو حد ٹالنے کا شبہہ قرار دیجیے اور اسمین بعد یعنی دوری ہو طحطاوی نے کہا کہ شاید وجہ بعد یہ ہو کہ اسطرح سے تو شبہۃ الشبہۃ کا اعتبار
لازم آتا ہو اسواسطے کہ عدم ایجاب قطع کا عالم پر تو اس شبہہ سے ہو جو شک سے پیدا ہوا تو اگر جاہل مین اسکو اعتبار کیجیے تو عدم قطع اس وجہ سے ہوگا کہ جاہل کا کلام
[illegible] کے کلام سے مشابہ ہو للامام قتل السارق سیاسۃ لسعیہ فی الارض بالفساد درر وہذا ان عاد واما قبلہ فلا ابتلی من السیاسۃ فی شئی سزا امام کو جائز ہو قتل کرنا چور

بنا بر سیاست کے بسبب سعی کے فساد و اخافت کے جائز ہے کذا فی الکافی اور یہ جو اختلاف موقت ہے بسبب کہ چوری کی ہے اور معلوم ہوا کہ اسکی عادت ہے تو اس میں حکم کرنا سیاست
شرعی ہوتی ہے ورنہ نہیں کذا فی البحر الرائق منقول ہے کہ جب تیسری یا چوتھی بار چوری کرے تو امام کو اختیار ہے کہ بطریق سیاست قتل کرے
بلکہ یہی مسئلہ ہے کہ جو ہمارے زمانہ کے حاکم چور کو چوتھی بار اسکی چوری میں قتل کر ڈالتے ہیں سیاست سمجھا جو جائز ہے اور جو سیاست ہو کہ سیاست شرعیہ شرعا ممنوع
نہیں شرعی حکم سے عبارت ہو ملاحظات رسالہ معین الحکام باب فی السیاسۃ قولہ وان القضیۃ یدل علی ان للقاضی ان یسیاسۃ ففیہ خلاف کتاب
اور انکے بیچ میں بحر الرائق سے بحر الرائق کا قول باب الوطی الموجب للحد میں تنبیہ کیا کہ امام کا منصب ہے کہ قاضی کو حکم سیاست کرنا جائز نہیں تو اسکو داخل ہے
طحاوی نے کہا ہم بھی اسی مقام میں ذکر کر چکے ہیں بسبب کتاب کہ قاضی کو اکثر احکام سیاست کے کرنے جائز ہیں واللہ سبحانہ اعلم

باب کیفیۃ القطع و اثباتہ

یہ باب ہے کیفیت قطع اور اسکے اثبات کے احکام میں تقطع یمین السارق من الزند و تحسم یعنی داغ دیا جاوے اور اسکا خرچ بذمہ سارق ہے
کاٹا جاوے ہاتھ اسکے پہنچے سے یعنی پہنچے سے اور داغا جاوے گرم تیل سے بنابر وجوب کے اور امام شافعی کے نزدیک داغنا مستحب ہے کذا فی فتح القدیر
مطلق ہاتھ کا کاٹنا نص قرآنی سے ثابت ہے اور داہنے ہاتھ کی تعیین عبداللہ بن مسعود کی قرأت سے ہے یعنی فاقطعوا ایمانہما اور یہ قرأت مشہور ہے تو اطلاق آیت کی
تقیید اس قرأت سے صحیح ہے اور پہنچے کا کاٹنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے فعل سے ثابت ہے اور پہنچے کا کاٹنا متواترات سے ہے تو بیان منقول کے
علاوہ کی احتیاج نہیں اگرچہ دارقطنی وغیرہ میں اس مضمون کی احادیث بھی مروی ہیں اور قطع اصابع پر اکتفا کرنا قبیل شاذہ ہے اور خوارجیوں کا قول کہ ہاتھ مونڈھے سے کاٹنا چاہیے
خلاف اجماع ہے اور داغنا تو حدیث سے ثابت ہے حاکم نے ابوہریرہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سارق لایا گیا جس نے شملہ چرایا تھا تو حضرت نے
فرمایا کہ میں نہیں گمان کرتا کہ تو نے چوری کی ہو سارق نے کہا بلی یا رسول اللہ تو ارشاد ہوا کہ اذہبوا بہ اسکو لے جاؤ اور اسکو قطع کرو اور اسکو داغو پھر اسکو میرے پاس لاؤ سو قطع ہوا اور داغا
گیا پھر آنحضرت کے پاس لائے تو فرمایا کہ توبہ کر سو اسنے توبہ کی فرمایا اللہ تعالی تیری توبہ قبول کرے حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے بشرط مسلم اور اسحٰق بن راہویہ اور ابو داؤد نے مراسیل میں
اور قاسم بن سلام نے غریب الحدیث میں بھی روایت کیا ہے اور دارقطنی نے بھی قطع ید اور داغنے کی روایت کی ہے اور مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ حسمی یعنی داغنا عبارت ہے گرم تیل میں
ہاتھ ڈالنے سے اور مالکیہ و احمد نے کہا ہے کہ خون بند ہو جاوے اور شافعی اور احمد کے نزدیک کاٹا ہوا ہاتھ گلے میں لٹکانا یعنی لعبد قطع اور روایت کرنے میں ہے کہ رسول علیہ الصلوۃ والسلام
نے اسکا حکم کیا جیسا کہ ابو داؤد اور ابن ماجہ میں مروی ہے اور ہمارے نزدیک یہ امام کی تجویز پر موقوف ہے اور حضرت کا حکم تعلیق ہر قطع میں ثابت نہیں تعلیق سنت ہو کذا فی
فتح القدیر مصنف نے شرح میں کہا کہ میں کہتا ہوں کہ جب امر ثابت ہوا تو مسنون ہونا ثابت ہوا واللہ اعلم الا فی حر و برد شدیدین فلا تقطع لان الحد زاجر لا متلف کذا فی التبیین
لتوسط الامر یعنی سخت گرمی و سردی میں قطع نہ کیا جاوے گا ہلاک ہونے کے خوف سے اسواسطے کہ قطع زاجر ہے نہ تلف کرنیوالی اور سارق قید رہیگا تا اعتدال ہوا ہوگا
وثمن زیتہ و مؤنتہ کاجرۃ حداد و کلفۃ حسم علی السارق عندنا التسبب بخلاف اجرۃ المحضر للخصوم ففی بیت المال ذیل علی التمرتاشی و وہبانیۃ قلت وفی قضاء
الخانیۃ ہو الاصح لکن فی قضاء البزازیۃ ذیل علی المدعی و ہو الاصح کالسارق اور تیل کی قیمت اور اسکے مصارف جیسے ہاتھ کاٹنے والے کی اجرت اور
داغنے کی کلفت یعنی لکڑیوں کی قیمت اور تیل جوش کرنے کے برتن کی اجرت سارق پر ہے ہمارے نزدیک اسواسطے کہ وہی سبب ہے اور ان مصارف کا خلاف مدعی اور
مدعا علیہ کے محضر کی اجرت کہ وہ بیت المال سے متعلق ہے اور بعضوں نے کہا کہ مدعی پر ہے کذا فی شرح الوہبانیۃ شارح کہتا ہے اور خانیہ کی کتاب القضاء میں ہے کہ محضر
کی اجرت مدعی کی ہو نا بھی صحیح ہے لیکن بزازیہ کی کتاب القضاء میں ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اجرت محضر کی مدعی پر ہے اور یہی قول اصح ہے مانند سارق کے قطع یدین رجلہ الیسرے
من الکعب ان عاد اور سارق کا بایاں پاؤں ٹخنے سے کاٹا جاوے اگر وہ دوسری بار چوری کرے فان عاد ثالثا لا وحبس حتی یتوب و یظہر امارات التوبۃ
شرح وہبانیہ کبیر اگر تیسری بار چوری کرے تو قطع نہ ہوگا اور قید کیا جاوے گا اور اسکو مار نے سے بھی تعزیر دیجاوے گی یہانتک کہ توبہ کرے یعنی اسپر توبہ کے آثار ظاہر ہوں نفقہ

نہ باقی تو بہ کذا فی شرح الوصایۃ ہم سرقہ ثانیہ میں بایان پاؤن کاٹنا حدیث اور اجماع سے ثابت ہو اور جیسے کہ کاٹنا آنحضرت صلعم کے نزدیک اور امیر المومنین عمر فاروق کا فعل ہو اور سرقہ ثالثہ اور رابعہ میں قطع نہ کرنا امیر المومنین علی مرتضیٰ سے منقول ہے جیسے محمد بن الحسن نے کتاب الآثار میں روایت کی ہو ہم سے ابو حنیفہ نے عن عمرو بن مرۃ عن عبد اللہ بن سلمہ عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرمایا کہ جب سارق چوری کرے تو اسکا داہنا ہاتھ کاٹا جاوے پھر اگر دوبارہ چوری کرے تو اسکا بایان پاؤن کاٹا جاوے پھر اگر تیسری بار چوری کرے تو اسکو قید میں رکھون یہانتک کہ آثار خیر اس سے پیدا ہون مجھکو حیا آتی ہو اللہ سے کہ اسکو نہ چھوڑون ایسا کہ اسکے ہاتھ نہ رہے جس سے کھاوے یا استنجا کرے اور نہ پاؤن رہے جس سے چلے اور دار قطنی اور عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے بھی اسکو روایت کیا ہو اور ابن ابی شیبہ میں مروی ہو کہ عمر فاروق نے مشورہ کیا صحابہ کرام سے تو صحابہ نے اجماع کیا مثل قول علی مرتضیٰ کے وغیر ذلک من الآثار کذا فی فتح القدیر وما روی یقطع ثالثا ورابعا ان صح حمل علی السیاسۃ او نسخ اور یہ جو روایت ہو کہ تیسری بار اور چوتھی بار کی چوری میں بھی قطع کیا جاوے اگر وہ روایت صحیح ٹھہرے تو سیاست پر محمول ہو یا منسوخ ہو نزدیک امام شافعی کے نزدیک تیسری بار کی چوری میں بایان ہاتھ کاٹا جاوے اور چوتھی بار کی چوری میں داہنا پاؤن کاٹا جاوے بدلیل حدیث ابی ہریرہ اور روایت جابر خلاصہ مضمون اسکا یہ ہو کہ ایک سارق کی چار بار کی چوری میں چارون ہاتھ پاؤن کاٹے گئے پھر جب پانچوین بار اسنے چوری کی تو حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے اسکے قتل کرنے کا امر فرمایا چنانچہ وہ مقتول ہوا نسائی نے کہا کہ یہ حدیث منکر ہو مصعب بن ثابت اسکا راوی ضعیف ہو ہر چند مضمون اس حدیث کا طرق کثیرہ سے ثابت ہو لیکن کوئی سند طعن سے خالی نہین لہذا طحاوی نے کہا کہ ان آثار کو ہمنے تتبع کیا کسی کی ہمنے اصل نہین پائی اور عقل سے نہایت بعید ہو کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں سارق کے چارون ہاتھ پاؤن قطع ہوتے اور صحابہ کرام اسکو جانتے اور علی مرتضیٰ کی خلافت میں کوئی اسکا ذکر نہ کرتا اور مشورہ کے وقت اسکے خلاف پر اجماع صحابہ ہوتا اور علی مرتضیٰ کا اسکے مخالف عمل کرنا روایات مذکورہ کے ضعیف ہونے پر دلیل ہو یا سیاست پر محمول ہو یعنی یہ حکم بطریق حد سرقہ نہین بلکہ بطریق سیاست ہو مانند قتل سارق کے کذا فی فتح القدیر نہر الفائق میں کہا کہ سیاست پر محمول ہونے کی یہ دلیل ہو کہ پانچوین بار کی چوری میں قتل کا حکم ہوا یعنی قتل سارق بطریق سیاست ہو سب کے نزدیک نہ بطریق حد کمن سرق وابہامہ الیسری مقطوعۃ او شلاء او اصبعان منہا سوی الابہام او رجلہ الیمنی مقطوعۃ او شلاء لم یقطع لانہ اہلاک بل یحبس لیتوب چنانچہ جسنے چوری کی اور حالانکہ اسکے ہاتھ کا بایان انگوٹھا مقطوع یا شل ہو یا سوا انگوٹھے کے اسکے ہاتھ کی دو انگلیان مقطوع یا شل ہین یا سارق کا داہنا پاؤن مقطوع یا شل ہو تو کچھ قطع نہ کیا جاویگا اسواسطے کہ اس حالت میں داہنا ہاتھ یا بایان پاؤن کاٹنا اسکا درحقیقت ہلاک کرنا ہو بلکہ ایسے سارق کو قید رکھنا چاہیے تا توبہ کرے آثار توبہ ان مسائل میں قطع نہین کہ گرفت اور رفتار کی منفعت کا فوت کرنا ہو کیونکہ بدون چلنے کما انگوٹھے یہ ہو انگوٹھے کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر ایک انگلی غیر ابہام مقطوع یا شل ہوگی تو قطع ہوگا اسواسطے کہ اسکے فوت ہونے سے گرفت میں خلل نہین ہوتا اور بائین ہاتھ کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر داہنا ہاتھ شل یا ناقص الاصابع ہوگا تو ظاہر الروایۃ میں مقطوع ہوگا کذا فی المنح حلبی نے کہا اس صورت میں بایان اور داہنا پاؤن اسواسطے قطع ہوگا کہ یہ محل قطع نہین ہمارے نزدیک اور داہنا ہاتھ اسواسطے نہ قطع ہوگا کہ جب بایان ہاتھ بیکار ہو تو گرفت مفقود ہوگی اور یہ ہلاک ہو اور اگر داہنا پاؤن شل ہو گا تو ہاتھ پاؤن کا ایکہی طرف سے کاٹنا لازم آویگا اور یہ بھی اہلاک ہو ولا یضمن قاطع الید الیسریٰ لو عالماً بالحکم بغیر اذن الامام اذ اتلف واخلف من جنسہ ما ہو خیر منہ کذا لو قطعہ غیر الحداد فی الاصح اور ضمان نہ دیگا بائین ہاتھ کا کاٹنے والا اگرچہ اسنے عمداً کاٹا ہو قول اصح میں کذا فی النہر جب کہ قاطع کو اسکے برخلاف حکم ہوا اسواسطے کہ اسنے تلف کیا اور اسی کے جنس ایسا چھوڑا جو اس سے بہتر ہو یعنی داہنا اور اسی طرح ضمان نہین اگر غیر حداد نے بائین ہاتھ کو کاٹا قول صحیح میں یعنی قاضی نے حداد کو قطع کا حکم دیا اور غیر حداد نے قطع کردیا الا اور قبل حکم کے قطع کرنا آگے آتا ہو نفی ضمان سے تعزیر لازم نہین تو اگر عمداً کیا ہوگا تو تعزیر دیا جائیگا ولو قطعہ احد قبل الامر والقضاء وجب القصاص فی العمد والدیۃ فی الخطاء وسقط القطع عن السارق سواء قطع یمینہ او یسارہ اور اگر کسی نے ہاتھ کاٹا قبل حکم اور قضا کے تو قصاص واجب ہو عمد میں اور دیت واجب ہو خطا میں اور سارق سے قطع ساقط ہو جائیگا خواہ اسکا داہنا ہاتھ قطع ہوا ہو یا بایان وقضاء القاضی بالقطع کالامر علی الصحیح فلا ضمان کالثانی اور قطع میں قاضی کی قضا مانند حکم کے ہو بنا بر قول صحیح کے تو بعد قضا قاطع بھی قاطع پر ضمان نہین کذا فی الکافی وفی السراج

[illegible]

[illegible] ولا يقطع السارق [illegible]

[illegible] سقط القطع [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] عند القاضي [illegible] بالسرقة [illegible]

[illegible]

[illegible] قطع [illegible] شہادت [illegible] سارق [illegible]

[illegible] قول [illegible] شرح [illegible]

[illegible] ذکر کیا ہے [illegible] شرح [illegible] مقام [illegible]

[illegible] فتح القدیر سے نقل کی کہ قطع نہیں [illegible] حضور مسروق منہ اور شاہدین کے [illegible] غائب [illegible] شاہد [illegible]

شاہد غائب ہوگا یا مرجاویگا ظاہر الروایت میں [illegible] شارح نے [illegible] یہ مقام تحقیق [illegible] قول کو [illegible] کرنا چاہیے [illegible]

عالمگیری میں ہے کہ جب شاہد چوری کی گواہی دیں پھر غائب ہو جاویں یا مرجاویں قبل قضا کے یا بعد قضا جاری کرنے قطع کے تو دونوں صورتوں میں [illegible]

[illegible] امام اعظم کے نزدیک [illegible] قول [illegible] امام کا یہ ہے کہ [illegible] عدم حضور شاہدین [illegible]

[illegible] تصحیح تمام کو بیان کیا ہے کذا فی [illegible] اپنی شرح میں قول امام کا عدم [illegible]

حضور شاہدین میں موافقت قول صاحبین کے [illegible] فرع علی قوله وطلب المسروق [illegible] فقال فلو اقر انه سرق مال الغائب توقف القطع علی حضوره [illegible]

[illegible] اپنے قول یعنی اشتراط طلب مسروق منہ پر تفریع کیا [illegible] کہ اگر سارق نے اقرار کیا کہ اس نے [illegible] غائب شخص کا مال چرایا تو قطع موقوف [illegible]

[illegible] کرنے پر وکذا لو قال سرقت هذه الدراهم ولا ادري لمن هي ولا اخبرك من صاحبها لا قطع لانه يلزم من جهالته عدم طلبه [illegible]

کہا کہ میں نے یہ دراہم چوری کیے ہیں اور میں نہیں جانتا ہوں کہ کسکے ہیں یا یوں اقرار کیا کہ میں نے یہ دراہم چوری کیے ہیں اور تجکو میں نہیں بتاتا کہ کون [illegible] تو قطع

نہیں اسواسطے کہ [illegible] مالک سے اسکی عدم طلب لازم ہو حالانکہ طلب مالک شرط قطع ہے وکل من له يد صحيحة ملك الخصومة ثم فرع عليه بقوله كمودع و

غاصب ومرتهن [illegible] وصاحب [illegible] القطع [illegible]

علی الربوا الا ان بالتسلیم لم يبق له ملك [illegible] اور جسکا قبضہ صحیح ہو وہ مال پر وہ مالک ہے خصومت کرنے کا اس مال کے چرانے والے سے [illegible] مصنف نے [illegible]

قول متفرع کیا جیسے امانت دار اور غاصب اور مرتہن اور مسجد کا متولی اور باپ صغیر کے مال میں اور وصی اور [illegible] مبیع پر قبضہ کیا بائع کی خرید کے [illegible]

[illegible] والا سطرح کہ اسنے ایک درہم کو بعوض دو درہم کے بیچا اور دونوں درہم پر قبضہ کر لیا پھر اسکے پاس سے دونوں چوری گئے اسواسطے کہ فاسد خرید [illegible]

[illegible] خصومت کا مالک نہیں اسواسطے کہ بسبب تسلیم مال کے اسکی ملکیت اور قبضہ باقی نہ رہا کذا فی [illegible]

[illegible] صحیح ہے [illegible] ایک درہم کی مثال دی حالانکہ یہ مناسب مقام نہیں ہے اسواسطے کہ دو درہم نصاب سرقہ نہیں [illegible]

[illegible] تو سارق کا ہاتھ [illegible] کذا فی [illegible]

کذا فی الخانیۃ ط طحطاوی نے کہا کہ خانیہ میں سرقہ لقطہ سے عدم قطع مذکور نہیں بلکہ صاحب بحر نے انکی عبارت پر متفرع کیا ہے خانیہ کا یہ مضمون ہے کہ ایک مرد نے
لقطہ یعنی افتادہ چیز کو اٹھالیا پھر اسکے پاس سے وہ چیز جاتی رہی سو اسکو غیر کے ہاتھ میں پایا تو یہ مرد اس شخص سے خصومت نہیں کرسکتا اسواسطے کہ شخص ثانی لقطہ لینے کی ولایت میں
اس اول شخص کے مانند ہے صاحب بحر نے کہا تو لائق یہ ہے کہ ملتقط کی طلب سے قطع نہو **ومن لا ید لہ صحیحۃ فلا یملک الخصومۃ** کسارق سرق منہ بعد القطع لم یقطع بخصومۃ احد
ولو مالکا لان یدہ غیر صحیحۃ کما یاتی آنفا (انتہی الاول) اور جسکا قبضہ صحیحہ نہیں مال پر تو وہ مطالبہ اور خصومت کا مالک نہیں چنانچہ سارق کے پاس سے مال چوری ہو گیا بعد قطع ید کے تو
سارق ثانی کا ہاتھ قطع نہوگا کسیکی خصومت سے اگرچہ اس مال کا مالک ہو مطالبہ اسواسطے نکرے کہ قبضہ اسکا غیر صحیح ہے چنانچہ اسکا ذکر ابھی آتا ہے **ویقطع بطلب المالک**
ایضا لو سرق منہم ای من الثلثۃ اور قطع ہوگا مالک کے بھی مطالبہ سے اگر ان تینوں کے پاس سے چوری ہو گئی یعنی امانت دار اور غاصب اور صاحب ربوا م اسیطرح زیلعی
اور عینی اور صاحب بحر اور مصنف نے ذکر کیا ہے تو معلوم ہوا کہ بیاج دینے والا بھی مطالبہ کرسکتا ہے حالانکہ شارح نے شمنی سے مانند صاحب بحر اور مصنف کے ابھی مذکور
کیا ہے کہ معطی ربوا مطالبہ نہیں کرسکتا اسواسطے کہ تسلیم سے اسکا قبضہ اور ملک باقی نہیں واللہ اعلم کذا فی الطحطاوی **وکذا بطلب الراہن مع غیبۃ المرتہن** علی الظاہر لانہ
ہو المالک اور اسیطرح قطع ہے راہن کے مطالبہ سے مرتہن کے غائب ہونے کے ساتھ بنا بر قول ظاہر کے اسواسطے کہ مال مرہون کا راہن ہی تو مالک ہے کذا فی المنح عن الجامع الصغیر
لا بطلب المالک للعین المسروقۃ **او بطلب السارق لو سرق من السارق بعد القطع** لسقوط عصمتہ قطع نہیں مالک کے مال مسروق کے طلب کرنے سے یا سارق کے طلب
کرنے سے اگر سارق کے پاس چوری ہو گئی بعد قطع ید کے بسبب ساقط ہونے عصمت اس مال کے یعنی بعد قطع کے وہ مال غیر متقوم ہے سارق کے حق میں لہذا اسپر ہلاک کرنے سے
ضمان واجب نہیں کذا فی المنح **بخلاف ما اذا سرق الثانی من السارق الاول قبل القطع** وبعد ما درئ بشبہۃ **فان لہ ولرب المال القطع** لان سقوط التقوم ضرورۃ القطع ولم
یوجد فصار کالغاصب ثم بعد القطع ہل للاول استردادہ روایتان واختار الکمال ردہ للمالک بخلاف اسکے جبکہ سارق ثانی نے سارق اول سے چوری کی قبل قطع کے یا بعد ٹلجانے حد کے
شبہہ پڑنے سے اسواسطے کہ سارق اول کو اور صاحب مال کو مطالبہ قطع کا ہے اسواسطے کہ تقوم مال کا سقوط بضرورت قطع تھا سو یہاں موجود نہیں تو سارق مانند غاصب کے
ہو گیا استحقاق طلب میں پھر قطع ہوجانے کے بعد سارق اول کو سارق ثانی سے مال کا پھیر لینا جائز ہے یا نہیں اسمیں دو روایتیں ہیں اور کمال الدین صاحب فتح القدیر نے مالک کو
مال کا پھیر دینا پسند کیا ہے اسواسطے کہ اول اور ثانی دونوں خائن ہیں اور اگر مالک موجود ہو تو قاضی اس مال کو حفاظت میں رکھے جیسے غائب شخصوں کا مال محفوظ رکھتا ہے کذا فی الفتح **سرق**
شیئا وردہ قبل الخصومۃ عند القاضی **الی مالکہ** ولو حکما کاصولہ ولو فی غیر عیالہ **او ملکہ** ای المسروق **بعد القضاء** بالقطع ولو بہبۃ مع قبض **او ادعی انہ ملکہ** وان لم یبرہن للشبہۃ **او نقصت**
قیمتہ من النصاب بنقصان السعر فی بلد الخصومۃ **لم یقطع** فی المسائل الاربع کچھ چیز چرائی اور قاضی کے پاس نالش ہونے سے پہلے مالک کو پھیر دی اگرچہ مالک حکمی ہو چنانچہ مالک کے
اصول اگرچہ مالک کی عیال میں نہ داخل ہوں یا بعد حکم ہوجانے قطع کے سارق نے مال مسروق کا مالک کر دیا اگرچہ تملیک ہبہ مع القبض سے کر دی ہو یا سارق نے اس مال کے مالک
ہونیکا دعوی کیا اگرچہ یہ دعوی بہ گواہی ثابت نکیا ہو مگر قطع نہیں بسبب شبہہ پڑنے کے یا قیمت مسروق کی گھٹ گئی نرخ کے کم ہوجانے سے مطالبہ کے شہر میں قطع نہوگا ان چاروں مسئلوں
میں **اقرا بسرقۃ نصاب ثم ادعی احدہما شبہۃ مسقطۃ** للقطع **لم یقطعا** قید باقرارہما لانہ لو اقر انہ سرق من فلان وفلان ینکر قطع المقر کقولہ قتلت انا وفلان اقرار کیا دو شخصوں نے سرقہ
نصاب کا پھر دعوی کیا ایک سارق نے ایسے شبہہ کا جو قطع کو ساقط کرتا ہے تو دونوں پر نہوگا مصنف نے قید لگائی دونوں کے اقرار کی اسواسطے کہ اگر ایک سارق یوں اقرار کریگا کہ میں
نے چوری کی اور فلانے شخص نے اور فلانا منکر ہو تو مقر پر قطع ہے مانند اس قول کے کہ میں نے قتل کیا اور فلانے نے اور فلانا منکر ہے تو فقط مقر پر قصاص ہوگا م سرقہ نصاب سے جنس مراد
ہے اسواسطے کہ دو سارقوں پر قطع نہیں تاوقتیکہ سرقہ بقدر دو نصاب کے نہو کذا فی الطحطاوی **ولو سرقا وغاب احدہما وشہدا** ای شہد اثنان **علی سرقتہما قطع الحاضر** لان شبہۃ
الشبہۃ لا تعتبر اور اگر دو شخصوں نے چوری کی اور ایک انمیں سے غائب ہو گیا اور دو شاہدوں نے گواہی دی انکی چوری پر تو سارق حاضر قطع کیا جاویگا اسواسطے کہ شبہۃ الشبہۃ
معتبر نہیں م یعنی اس احتمال سے قطع ساقط نہیں ہوسکتا کہ شاید جب غائب سارق آوے تو کوئی شبہہ حاضر سارق کے واسطے بیان کرے کیونکہ یہ شبہۃ الشبہہ ہے اور
مسقط قطع شبہہ ہے نہ شبہۃ الشبہہ **ولو اقر عبد مکلف بسرقۃ قطع وترد السرقۃ الی المسروق منہ** لو قائمۃ اور اگر مکلف غلام نے چوری کا اقرار کیا تو قطع کیا جاویگا اور مال مسروق مالک

[illegible]

[illegible] اور جو قیمت [illegible] قطع نہ ہوگا [illegible]

[illegible] روایت کرنا ہے [illegible]

[illegible] سرقہ [illegible]

[illegible] فرق [illegible]

[illegible] قبل القطع [illegible]

نہیں [illegible] مالک [illegible] قیمت

[illegible] قطع [illegible] المشتری [illegible]

کہ اگر سارق سے [illegible] ہلاک کیا تو [illegible] ضمان لیا [illegible] اور مشتری سارق سے

انما [illegible] السرقات لم یضمن شیئا وقال [illegible] القطع فیہ اور اگر [illegible] کی [illegible]

سے کسی کا ضمان نہیں [illegible] اس مال کا ضمین قطع نہیں ہوا [illegible] سرقات میں قطع [illegible]

[illegible] قاضی [illegible] ایک سرقہ کی طرف سے قطع ہوا [illegible] کی طرف سے قطع ہو [illegible]

ایک شخص کا [illegible] مال ہو یا [illegible] شخصوں کا کذا فی الخ سرق ثوبا فشقہ نصفین ثم اخرجہ قطع ان بلغت قیمتہ نصابا بعد ما شقہ [illegible]

[illegible] القیمۃ [illegible] الی وقت الاخذ [illegible] کپڑا [illegible] کپڑا [illegible]

میں سے نکالا تو قطع کیا جاوے گا اگر اسکی قیمت بقدر نصاب کے ہو [illegible] کرنے کا موجب [illegible]

قیمت سے اکثر کم ہو جاوے تو اس صورت میں مالک کو اسکی قیمت کا ضمان لینا [illegible] سارق مالک ہوگا [illegible] وقت سے [illegible]

[illegible] قطع نہیں کذا فی الزاہدی [illegible] اور اگر گھر سے نکالا [illegible] تو قطع ہوگا اگرچہ اسکی قیمت بقدر نصاب [illegible]

[illegible] نقصان الشق مع القطع [illegible] وقال الکمال الحق [illegible] نقصان قطع کے ساتھ [illegible]

[illegible] عدم ضمان کی تصحیح کی ہے اور کمال الدین نے فتح القدیر میں [illegible]

[illegible] مالک نے تضمین قیمت [illegible] ساقط ہوگا [illegible] ضمان [illegible] سارق کا [illegible] قطع [illegible]

سرق شاۃ [illegible] القطع فی اللحم وان [illegible] اور اگر [illegible] گھر میں [illegible]

[illegible] گھر سے [illegible] قطع نہیں [illegible] گوشت میں قطع نہیں اگرچہ گوشت اسکا [illegible] سارق [illegible] قیمت [illegible]

[illegible] ولو [illegible] سرق من الحجر [illegible] بقدر النصاب وقت الاخذ [illegible]

اور سارق نے جس چاندی اور سونے کو چرایا اور حالانکہ وہ بقدر نصاب ہے چوری کے وقت اُسکے دراہم اور دنانیر یا برتن بنائے تو قطع کیا جاویگا اور وہ مالک کو پھیر دیے جاوینگے اور صاحبین نے کہا کہ پھیر دیا نہوگا بسبب تقوم صنعت کے صاحبین کے نزدیک بخلاف امام کے ہم صاحبین کے نزدیک صنعت سے ذات اور نام بدل گیا اسواسطے کہ چاندی کا نام درہم ہوگیا اور سونے کا نام دینار ہوگیا اور امام اعظم اور ائمہ ثلثہ کے نزدیک صنعت سے نام کا بدلنا شرعاً معتبر نہیں بدلیل عدم تغیر حکم ربوا یعنی اگر چاندی کا برتن دس درم کے وزن کا بیچا جاوے گیارہ درم سے تو جائز نہیں پس حکما ذات ویسی ہی باقی رہی جیسی تھی تو قطع ہوگا اور مالک کو پھیر دیا جاویگا علاوہ اسکے اور دینار چاندی سونے کا نام بھی باقی ہے اسکے ساتھ دوسرا نام حادث ہوگیا دا ما نحو النحاس لوجعلہ اوانی فان کان یباع وزنا فکذلک وان عدد افہو للسارق اتفاقا اختیار اور تانبا وغیرہ تو اگر اُسکو چرایا اور اُسکے برتن بنائے سو اگر وہ وزن سے بکتا ہو تو اسی طرح کا حکم ہے یعنی قطع ہے اور مالک کو پھیر دیا جاوے اگر بطور گنتی کے بکتا ہو تو وہ سارق کا ہے بالاتفاق امام اور صاحبین کے کذا فی الاختیار اسواسطے کہ حالت جدید پیدا ہوئی بنا بر تبدل اول اور بیع اور شر اسکے دلو صبغہ احمر او الطحان او اشتلہ او لت السویق فقطع لا رد و لا ضمان اور اگر سارق نے کپڑے کو سرخ رنگ کر دیا یا گیہون کو پیس ڈالا یا ستو کو گھی یا شہد مین لت کیا کذا فی الطحطاوی پھر سارق قطع کیا گیا تو نہ رد مال ہے نہ ڈانڈ و کذا لو صبغہ بعد القطع بحر خلافا لما فی الاختیار اور اسی طرح حکم ہے اگر کپڑے کو بعد قطع ید کے رنگین کریگا کذا فی البحر خلافا لما فی الاختیار و لو صبغہ اسود ردہ لان السواد نقصان خلافا للثانی و ہو اختلاف زمان لا برہان اور اگر سارق کپڑے کو سیاہ رنگے گا تو مالک کو پھیر دیا جاویگا اسواسطے کہ سیاہی نقصان ہے بخلاف ابی یوسف کے کہ اُنکے نزدیک سیاہی موجب نقصان نہین اور یہ اختلاف زمان کا ہے نہ اختلاف دلیل کا یعنی امام اعظم کے وقت مین سیاہی نقصان مین داخل تھی اور ابی یوسف کے وقت مین موجب خوشنمائی اور خوبی تھی اسواسطے کہ خلفاے عباسیہ پوشاک سیاہ کے ملتزم تھے سرق فی ولایۃ سلطان لیس لسلطان آخر قطعہ اذا ولایۃ لہ علے من لیس تحت یدہ فلیحفظ ہذا الاصل چوری کی ایک سلطان کی حکومت مین تو دوسرے سلطان کو اُسکا قطع کرنا نہین پہونچتا اسواسطے کہ جو شخص اُسکے تحت اختیار نہین سرقہ کے وقت اُسپر اسکی ولایت اور حکومت نہین تو اس اصل کو یاد رکھنا چاہیے کذا فی الدرر ہم سراجیہ مین ہے کہ جب سمرقند مین چوری کرے تو اوزجند کے والی کو اسپر حد قائم کرنا نہین پہونچتا کذا فی المنح طحطاوی نے کہا کہ یہ حکم فقط حدود مین خاص ہے یا جمیع امور مین اسکی تصریح تلاش کرنا چاہیے اذا کان للسارق کفان فی معصم واحد قیل تقطعان و قیل ان تمیزت الاصلیۃ وامکن الاقتصار علی قطعہا لم تقطع الزائد لانہ غیر مستحق للقطع و الا تکن متمیزۃ قطعا ہو المختار لانہ لا یمکن من اقامۃ الواجب الا بذلک سراج جبکہ سارق کی دو ہتھیلیان ہون ایک گٹے مین بعضون نے کہا دونون قطع کیجاوین اور بعضون نے کہا کہ اگر اصلی ہتھیلی ممتاز ہو اور فقط اسی کا کاٹ ڈالنا ممکن ہو تو اصلی کاٹی جاوے زائد نہ کاٹی جاوے اسواسطے کہ زائد مستحق قطع نہین اور اگر اصلی زائد سے ممتاز نہو تو دونون قطع کیجاوین یہی قول مختار ہے اسواسطے کہ حاصل نہین ہوتی اقامت واجب کی مگر اسی طرح کذا فی السراج واللہ اعلم

باب قطع الطریق

وہو السرقۃ الکبری یہ باب ہے قطع طریق یعنی رہزنی کے احکام مین اور یہ سرقہ کبریٰ ہے اور جو اول مذکور ہوا وہ سرقہ صغریٰ ہے اور چونکہ صغریٰ کثیر الوقوع ہے لہذا اُسکو مقدم ذکر کیا کبریٰ پر پھر چند قطع طریق علانیہ ہوتا ہے نہ بطریق خفیہ تو اُسکو سرقہ کہنا بنا بر مجاز کے ہے کہ ایک نوع کا اختفا اسمین بھی ہے یعنی اخفا حاکم اور اُسکے نائبون سے اور شرائط قطع طریق سے یہ ہے کہ قطاع الطریق با قوت و شوکت ہون ایک ہی آدمی ایسا ہو اور یہ کہ قطع طریق شہر سے باہر ہو تو شہر مین یا دو گانون کے درمیان مین قطع طریق نہین بخلاف ابو یوسف کے کہ اُنکے نزدیک شہر کے اندر رات کے وقت متحقق ہے اور اسی پر فتوے ہے لوگون کی مصلحت کے واسطے کذا فی الاختیار اور یہ شرط ہے کہ دار الاسلام مین ہو اور یہ کہ ماخوذ بقدر نصاب ہو اور یہ کہ قطاع الطریق اصحاب اموال کے قرابتدار نہون اجنبی ہون اور یہ کہ قطاع الطریق اُنمین سے جو وجوب قطع کے اہل ہون تو اگر عورت ہوگی تو اصح قول یہ ہے کہ قطع نہین اور یہ شرط ہے کہ قبل توبہ کرنیکے گرفتار ہون تو اگر بعد توبہ گرفتار ہونگے تو مال مالکون کو پھیر دیا جاویگا اور اُنپر سے حد ساقط ہو جاویگی بالاتفاق کذا فی الطحطاوی عن الشلبی والنہر والدرر المنتقی من قصدہ ولو فی المصر لیلا یفتی و ہو معصوم علی شخص

باب قطع الطریق

[illegible] ہو [illegible]

[illegible]

[illegible] بیان کتاب [illegible]

[illegible] قطع [illegible]

[illegible] سو قتل [illegible] لیئے سی چیز کے [illegible] کرتے جان سکے تو [illegible]

[illegible]

[illegible] مقصود [illegible] اسلام [illegible]

[illegible] ایک [illegible] بن تیمیہ [illegible]

[illegible] الاحوال [illegible] اور ظاہر ہو کہ آیت [illegible] تفسیر [illegible] کی احوال [illegible] کتب اصول مین ثابت [illegible]

[illegible] قتل کرنا یا سولی دینا یا ہاتھ پاؤن کا کاٹنا یا نفی یعنی جس [illegible] آیت کے اطلاق [illegible] گناہ [illegible]

[illegible] امر [illegible] شرع اور عقل کے مخالف ہو تو واجب ہوا تفسیر جرم کا [illegible]

[illegible] حکمت کے مخالف ہو اور یہ کیونکر ہو حالانکہ محمد بن حسن نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی [illegible]

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے یہ حد لیکر جسنے قتال کیا اور مال لیا اور جسنے قتال کیا اور مال نہین لیا وہ قتل کیا جاوے اور جسنے مال

لیا اور قتال نہین کیا اسکے ہاتھ پاؤن کاٹے جاوین جانب خلاف سے اور جو مسلمان ہو کر آوے تو اسلام سے گناہ گذشتہ کو گرا دیا [illegible] ابن عباس سے

[illegible] حق [illegible] اور قتال نہین کیا اور مال نہین لیا وہ نفی کیا جاوے کذا فی الفتح [illegible] امام شافعی [illegible] اصحاب [illegible]

[illegible] کے نزدیک امام کو اختیار ہو اطلاق آیت پر عمل کرنے کا لیعزر التعزیر [illegible] حتی یتوب [illegible]

[illegible] مخالفت شرع [illegible] کرنے کے سبب سے [illegible] بلکہ [illegible]

[illegible] مصنف نے اپنی شرح مین کہا کہ متون [illegible] تعزیر مذکور نہین حالانکہ [illegible] لیعزر التعزیر کی تصریح کی ہو [illegible]

[illegible] اسی طرح نقل کیا ہو چنانچہ [illegible] زادہ نے انکو مذکور کیا ہو انتہی وان اخذ مالا معصوما بان یکون لمسلم او ذمی

واصاب کل منہم نصابا قطع یدہ ورجلہ من خلاف ان کان صحیح الاطراف لئلا یفوت [illegible] ہذہ حالۃ ثانیۃ [illegible] مال [illegible]

[illegible] ذمی کا ہو چنانچہ مذکور ہو چکا اور ہر ایک کو بقدر نصاب کے [illegible] تو انکا ایک ہاتھ اور ایک پاؤن قطع کیا جاوے جانب مخالف سے بشرطیکہ ہاتھ پاؤن

صحیح سالم ہون تاکہ [illegible] منفعت حاجات انسانی کی نہ فوت ہون اور یہ دوسری حالت ہو مخالف سے یہ مراد ہو کہ داہنا ہاتھ اور بایان پاؤن کاٹنا چاہیئے [illegible]

[illegible] صحیح الاطراف کی قید سے معلوم ہوا کہ اگر انکا بایان ہاتھ اور داہنا [illegible] یا شل ہوگا تو قطع نہوگا اور نصاب کی قید سے معلوم ہوا کہ اقل نصاب [illegible]

نہین کذا فی الفتح وان قتل معصوما ولم یاخذ مالا قتل ہذہ حالۃ ثالثۃ حدا لا قصاصا فلذا لا یعفوہ ولی ولا یشترط ان یکون القتل موجبا للقصاص [illegible]

جزاء لمحاربۃ اللہ تعالی بمخالفۃ امرہ وہذا القتل مستثنی عن تقدیر مضارات کما لا یخفی اور تیسری حالت یہ ہو کہ اگر قتل کرے شخص معصوم کو اور مال نہ [illegible]

کیا جاویگا [illegible] قصاص کے تو اسیواسطے ولی مقتول اسکو معاف نہین کر سکتا اور شرط نہین ہو کہ قتل کرنا قاطع طریق کا [illegible] قصاص [illegible] مباشرت [illegible]

قاطع الطریق کو قتل کرنا شرط نہین بلکہ ایک شخص کا قتل کرنا سب کے قتل کیواسطے کافی ہو [illegible] اللہ تعالی کی [illegible]

مراد ہی اور اس تقدیر سے تقدیر مضاف کی حاجت نہ رہی بیت آتی ہیں چنانچہ مخفی نہیں سو اسبب قرآنی یعنی لو انما جزاء الذین یحاربون اللہ و رسولہ میں مضاف کی اکثر
علما محذوف مانتے ہیں یعنی یحاربون اولیاء اللہ و رسولہ یحاربون عباد اللہ اسواسطے کہ محاربہ خدا سے ممکن نہیں چنانچہ شارح نے کہا سبب محاربہ کو معنی مخالفت مرکے کہا اللطریق الاطلاق اہم سبب
سبب پر بتقدیر مضاف کی کچھ حاجت نہ رہی والحالۃ الرابعۃ ان قتل و اخذ المال فالامام مخیر ان شاء قطع من خلاف ثم قتل او قتل ثم صلب او
قتل فقط او صلب فقط اور چوتھی حالت یہ ہے کہ اگر قتل کرے اور مال لے تو امام کو اختیار ہے چاہے ہاتھ پاؤن جانب مخالف سے قطع کرے پھر قتل کرے یا چاہے قطع کرے پھر سولی دے یا قطع اور قتل اور سولی تینوں عمل میں لاوے یا قتل کرے اور سولی دے یا فقط قتل کرے یا فقط
سولی دے اسی طرح زیلعی نے تفصیل کی ہے کہ یہ حالت تین ہیں قطع اور قتل اور سولی تو امام کو اختیار ہے کہ اول اور ثانی جمع کرے یا اول اور ثالث میں جمع
کرے یا ثانی پر اقتصار کرے یا ثالث پر یا ثانی اور ثالث میں جمع کرے یا حالات ثلثہ کو جمع کرے و یصلب حیا فی الاصح و کیفیتہ فی الجوہرۃ اور سولی زندہ چڑھایا جائے قول
اصح میں اور سولی پر چڑھانے کی کیفیت جو ہرہ میں مذکور ہے ہم جوہرہ وغیرہ میں کیفیت سولی پر چڑھانے کی یون مذکور ہے کہ ایک لکڑی زمین میں گاڑ دیں پھر اسکا اوپر ایک اور لکڑی عرض
میں باندھے اسپر دونون بازو کھلے دوسری لکڑی پر تیسری لکڑی درباندھے عرض میں دونون ہاتھ اسکے باندھے جاویں پھر اسکا پیٹ خوب چھیدا جاوے یہانتک کہ مرجائے کذا فی الشرح لعبد الحق کذا فی الحصر مختصر پھر اسکا پیٹ نیزہ سے چھیدا جاوے یہانتک کہ مرجاوے و یترک ثلثۃ ایام من موتہ ثم یخلی بینہ و بین اہلہ لیدفنوہ لا اکثر منہا علی الظاہر و عن الثانی یترک حتی یتقطع اور موت کے بعد تین دن تک اسے سولی پر چھوڑا
جاوے پھر اسمین اور اسکے قرابت والون میں تخلیہ کیا جاوے تاکہ اسکو وہ لوگ دفن کریں تین روز سے زیادہ سولی پر نہ رہے بنا بر ظاہر الروایہ کے اسواسطے کہ بدبو سے
لوگون کو تکلیف ہوگی اور ابی یوسف سے مروی ہے کہ رہنے دیں یہانتک کہ گل سڑ کر گرپڑے و لا یضمن ما اخذ بعد اقامۃ الحد علیہ ای الضمن باقتل من اخذ المال و قتل و جرح اور حد قائم کرنے کے
بعد ضمان نہیں اسکے فعل کا یعنی اخذ مال و قتل اور زخم لگانے کا کذا فی الزیلعی ہم ضمان کا لفظ دلالت کرتا ہے کہ مال خود بعینہ باقی نہیں رہا اور اگر باقی ہوگا تو مالک کو دیا جاویگا کذا فی الملتقی
و تجری الاحکام المذکورۃ علی الکل بمباشرۃ بعضہم الاخذ و القتل و الاخافۃ اور احکام مذکورہ سب قطاع الطریقون پر جاری ہونگے انمین سے بعضے لوگون کے مال لینے اور
قتل کرنے اور ڈرانے سے یعنی اگرچہ افعال قطع طریق بعضے لوگ کریں اور باقی کھڑے رہیں یا مدد کریں لیکن حبس اور تعزیر اور قطع اور قتل اور صلب سب پر جاری ہوگا علی حسب
الحالات و حجر و عصا لہم کسیف اور پتھر اور انکی لاٹھیان مانند تلوار کے ہیں یعنی امام کے نزدیک پتھر اور لاٹھی سے قتل سے قصاص نہیں لیکن یہان بصورت قتل ہوگا
اسواسطے کہ یہ جزا الطریق قصاص نہیں جو لاٹھی اور تلوار میں فرق کیا جاوے بلکہ یہ جزائے محاربہ خدا و رسول ہے بنا بر حد کے و الحالۃ الخامسۃ ان قتل الی الجرح اخذ قطع من
خلاف و ہدر جرحہ لعدم اجتماع قطع و ضمان اور پانچوین حالت یہ ہے کہ اگر زخمی کرنے کے ساتھ مال کا لینا بھی ملے تو ہاتھ پاؤن جانب مخالف سے قطع کیے جاوین
اور زخم کا خون بہا باطل ہے بسبب نہ جمع ہونے قطع اور ضمان کے و ان جرح فقط ای لم یقتل لم یاخذ نصابا فالمال الزیلعی دل کلام ہذا لا اخذ شئی فقد اخذ
الضمان لان المقصود ہنا المال و ہی من الغرائب اور اگر فقط زخمی کیا یعنی نہ قتل کیا اور نہ بقدر نصاب مال لیا تو حد نہیں زیلعی نے کہا اور اگر اس لینے کے ساتھ یعنی
کمتر از نصاب لینے کے ساتھ قتل ہو تو بھی حد نہیں اسواسطے کہ مقصود یہان مال کا لینا ہے نہ قتل کرنا اور یہ مسئلہ عجائبات سے ہے ہم یہ جواب ہے سوال مقدر کا یعنی ابن
ابان نے کہا کہ فقط قتل موجب حد ہے پھر یہان کیون نہوئی باوجود زیادتی جنایت کے یعنی قتل کیا اور مال بھی لیا خلاصہ جواب کا جسکی طرف شارح نے اشارہ کیا وہ
یہ ہے کہ درصورت اخذ مال قطاع الطریق کا قصد مال لینے کی طرف غالب ہے تو نہی معتبر ہوا نہ غیر اسکا بخلاف اس صورت کے جبکہ فقط قتل کیا بلا اخذ مال اسواسطے کہ صاف
ظاہر ہوگیا کہ انکا مقصود قتل تھا نہ مال لہذا یہان حد واجب ہوئی فوائد ظہیریہ میں اس مسئلہ کو غرائب میں شمار کیا اسواسطے کہ زیادتی ہے جنایت صورت خفیف ہوگئی کذا فی
اللحطاوی عن البحر او قتل عمدا او اخذ المال ثم تاب قبل مسکہ و من تمام توبتہ رد المال و لو ایہ نرد قتل الاسد یا راہزن نے قتل کیا عمدا اور مال لیا پھر توبہ کی قبل گرفتار ہونے کے تو حد
نہیں اور اسکی تمامی توبہ سے مال کا پھیر دینا ہے حاکم کے گرفتار کرنے سے پہلے کذا فی المبسوط و المحیط اور اگر مال نہ پھیریگا تفصیل ہے لکہا تو بھی اسپر حد نہیں کذا فی المنح

جب سوم
جب دوم
جب اول

[illegible] قطع طریق [illegible] اوس شخص [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] قطع الطریق [illegible] ایک شخص [illegible]

[illegible]

[illegible] قطع طریق [illegible]

[illegible] مسائل [illegible] مذکور [illegible] حقوق العباد [illegible]

[illegible] اوس حالت میں [illegible]

[illegible] قطع الطریق [illegible]

[illegible] فتح القدیر [illegible]

فتاوی سراجیہ [illegible] قطاع الطریق [illegible]

مال لیا اور قتال کیا [illegible] قول مختار [illegible] عورتون نے قطع طریق کیا اور مال لیا اور

قتل کیا تو سب قتل کیے [illegible] قصاص [illegible] بدلیل ضمانت کے اور یہ توجیہ قول مختار پر مبنی ہو [illegible]

ان یقاتل دون ماله [illegible] وتفصیل [illegible] لاطلاق الحدیث من قتل دون ماله فهو شهید [illegible] اور جائز ہو کہ [illegible]

اپنے مال کی حفاظت [illegible] اور قتل کرے اسکو جو اس سے اسکے مال پر ظلم کرتا ہو بدلیل اطلاق اس حدیث کے جو قتل کیا جاوے

اپنے مال کے سوا [illegible] تو وہ شہید ہو کذا فی فتح القدیر [illegible] نسائی میں مخارق رضی الله عنه سے روایت ہو کہ ایک شخص رسول الله صلی الله علیه وسلم کے

پاس آیا سو اوسنے کہا یا رسول الله [illegible] میرا مال [illegible] فرمایا کہ اسکو [illegible] الله تعالی [illegible] یعنی یون کہ خدا کے عذاب سے [illegible]

اوسنے کہا اگر وہ [illegible] تو فرمایا کہ اپنے آس پاس کے [illegible] سے استعانت کر [illegible] اوسنے کہا اگر کوئی مسلمان میرے پاس نہو تو فرمایا تو سلطان اور حاکم سے استعانت کر [illegible]

[illegible] فرمایا قاتل دون [illegible] اپنے مال کے بچانے کیواسطے [illegible] یا تو شہید ہو جاوے یا تو اپنا مال بچا لاوے کذا فی تیسیر الوصول [illegible]

اسی کے [illegible] اسباب [illegible] کے پاس [illegible] بدلیل حدیث قاتل دون ماله [illegible]

[illegible] جائز نہیں [illegible] سراجیہ میں ہو کہ [illegible] لوگون کا مال لیا [illegible]

[illegible] مال کے [illegible] چھپ سکتے ہون [illegible]

[illegible] کذا فی الفتح [illegible]

[illegible] قتل [illegible]

[illegible] قتل [illegible]

[illegible] امام ابو حنیفه رحمه الله تعالی [illegible]

[illegible] قصاص [illegible] امام ابو حنیفه رحمه الله تعالی کے سوا [illegible]

کتاب الجہاد

یہ کتاب ہی جہاد کے احکام مین اور اس کتاب کو کتاب السیر اور کتاب المغازی بھی کہتے ہین سیر بکسر اول و فتح ثانی جمع ہی سیرت کی بکسر اول و سکون ثانی سیرت سیر بالفتح سے ہی سیر
اور سفر دو قسم ہی ظاہری و معنوی تو باعتبار قسم ثانی کے سیرت یعنی طریقہ کے مستعمل ہی خواہ طریقہ نیک ہو یا بد چنانچہ بولتے ہین کہ فلان محمود السیر ہی اور فلان مذموم السیر ہی اور اہل شرع کی
زبان مین جنگ کفار اور اُسکے متعلقات مین سیرت مستعمل ہی جیسے مناسک حج مین اسواسطے کہ لڑائی اور جہاد کو سیر اور سفر لازم ہی اور مغازی جمع ہی مغزاۃ کی اور مغزاۃ اور غزاۃ اور غزو بمعنی
جنگ ہی کذا فی الفتح والمنح اور فتاوی عالمگیری مین ہی کہ آیا جب جہاد کی دو شرطین ہین اول یہ کہ کفار اسلام کو نہ قبول کرتے ہون اور اہل اسلام نے اُنکو اُسکی دعوت دی ہو اور اُنسے عہد صلح کا نہ کیا ہو
اور شرط ثانی یہ ہی کہ قتال کرنے سے قوت اور شوکت اور غلبہ اہل اسلام متوقع ہو پس جہاد اور تخمین کے موافق یا جسکی اے اور اجتہاد پر اعتقاد اور اعتماد ہو اُسکی تجویز کے موافق اور اگر غلبہ مسلمین کی
قتال مین امید نہو تو لڑنا حلال نہین اسواسطے کہ دیدہ و دانستہ اپنی جان کو ہلاکی مین ڈالنا ہی اور حکم جہاد کا ساقط ہو نا واجب کا ہی اپنے ذمے سے دنیا مین اور حصول ثواب اور سعادت ہی آخرت
مین مانند عبادات کے اور وجہ لبعد الحدود لاتحاد المقصود و وجہ الترقی غیر خفی مصنف کتاب الجہاد کو لایا بعد کتاب الحدود کے بسبب اتحاد مقصود کے اور وجہ ترقی جہاد کی مخفی نہین ہم حدود اور جہاد کا مقصود ایک
چیز ہی یعنی خالی کرنا عالم کا فساد سے اور اسیواسطے حدود اور جہاد دونون حسن لغیرہ ہین اور جہاد کی ترقی کی وجہ حدود پر یہ ہی کہ حدود مین اکثر معاملہ اہل اسلام سے ہی اور جہاد مین کفار سے تو معاملہ
اہل سلام کا اولی بالتقدیم ہوا یا یہ وجہ ہی کہ حدود مین ازالہ فسق ہی اور جہاد مین ازالہ کفر حالانکہ کفر جمیع مفاسد سے اعظم اور اقبح ہی یا یہ وجہ ہی کہ قتال کفار کا ثواب اعظم اور اکبر ہی وہو لغۃ مصدر
جاہد فی سبیل اللہ اور جہاد باعتبار لغت کے مصدر ہی جاہد فی سبیل اللہ کا یعنی بذل وسعت اور کوشش کا خدا کی راہ مین اور یہ شامل ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی کوشش کو وشرعا
الدعاء الی الدین الحق وقتال من لم یقبلہ شمنی اور اصطلاح شرع مین جہاد عبارت ہی سچے دین کی طرف بلانے سے اور جو اُسکو نمانے اُسکے قتال کرنے سے کذا فی الشمنی ...
نے کہا کہ شریعت مین جہاد عبارت ہی قتل کفار سے اور اُنکے ضرب اور مال غارت کرنے اور اُنکے معابد اور اصنام کے توڑنے سے وغیر ذلک اور مراد اجتہاد اور کوشش ہی دین کی
تقویت مین اہل حرب اور اہل ارتداد اور اہل بغاوت سے لڑکر انتہی تو یہ جو شمنی نے تعریف جہاد مین فقط قتال پر انحصار کیا تو اسواسطے کہ جہاد کا جزو اعظم قتال ہی اور مراد یہ ہی کہ قتال اور
امداد مال وغیرہ سب جہاد مین داخل ہی تو تعریف ابن کمال کی جسکو شارح آگے ذکر کریگا تفصیل ہی اس اجمال کی کذا فی حاشیۃ الحلبی عرفہ ابن الکمال بانہ بذل الوسع فی القتال فی سبیل اللہ مباشرۃ او معاونۃ
بمال او رای او تکثیر سواد او غیر ذلک انتہی اور ابن کمال نے جہاد کی تعریف اسطرح کی ہی کہ جہاد عبارت ہی بذل وسعت اور کوشش کرنے سے قتال فی سبیل اللہ مین بذاتہ ... خود کر یا مال کی
مدد کر یا تدبیر بتا کر یا مسلمین کا جماؤ بڑھا کر یا سوائے اُسکے اور طرح کی مددگاری انتہی کلامہ یعنی جیسے زخمیون کی تیمارداری و غازیون کو کھانا پکا دینا اُنکے واسطے پانی لانا اُنکی اہل و عیال کی خدمتگزاری کرنا
سب جہاد مین داخل ہی چنانچہ اُسکی تصریح احادیث مین مذکور ہی ومن توابعہ الرباط وہو الاقامۃ فی مکان یتوقع ہجوم العدو فیہ لقصد دفعہ للہ تعالی اور جہاد کے توابع اور ملحقات سے رباط ہی اور وہ عبارت ہی ایسے
مکان کی اقامت سے جسکے آگے اسلام نہو یہی قول مختار ہی یعنے سرحد دار الاسلام مین مجاہدین کا اسواسطے ٹھہرنا تاکہ کفار دار الاسلام مین نہ آسکین و اہل سلام کو ضرر نہ پہونچا وین اسکو رباط کہتے ہین سوائے
کہ اگر سرحد کے اندر رباط ہو تو جمیع اہل سلام اپنے گھرون مین مرابط ٹھہرین حالانکہ ایسا نہین اور بعضون نے کہا کہ جس موضع مین ایکبار کفار نے غارتگری کی وہ چالیس برس تک رباط ہو گیا
اور جہان دو بار غارتگری ہوئی وہ ایک سو بیس برس تک رباط ہوا اور جہان تین بار غارتگری ہوئی وہ تا قیامت رباط ہی کذا فی فتح القدیر وصح ان صلوۃ المرابط بخمسمائۃ ودرہمہ بسبعمائۃ
وان مات فیہ اجری علیہ عملہ ورزقہ وامن الفتان وبعث شہیدا آمنا من الفزع الاکبر وتمامہ فی الفتح اور بحدیث صحیح ثابت ہوا ہی کہ مرابط یعنی رباط کے ٹھہرنوالے کی نماز پانسو نماز کے
برابر ہی اور ایک درم اسکا سات سو درم کے صرف کرنے سے افضل ہی اور صحیح مسلم مین سلمان فارسی سے روایت ہی کہ جو رباط مین مرگیا اسکا عمل جو کرتا تھا قیامت تک جاری رہیگا اور
روزی اُسکی جاری رہیگی اور فتنہ منکر اور نکیر وغیرہا سے محفوظ رہیگا اور طبرانی مین حدیث مرفوع ہی کہ جو مرابط مریگا روز قیامت کے شہید مبعوث ہوگا اور فزع اکبر یعنے بڑی
دہشت اور ہول سے قیامت مین محفوظ اٹھیگا اور پورا بیان اُسکا فتح القدیر مین ہی چنانچہ مترجم نے فتح القدیر سے پورا نقل کردیا فـ حدیث مین وارد ہی کہ جب ابن آدم مرتا ہی
تو اُسکا عمل منقطع ہو جاتا ہی لیکن احادیث سے ثابت ہوا ہی کہ تیرہ عملون کا ثواب موت کے بعد بھی جاری رہتا ہی ۱ نشر علوم یعنی علوم دینی کی تعلیم کرنا یا علم دین کی کتاب تالیف کرنا یا
کتاب دینی کا ترجمہ کرنا یہ سب نشر علوم مین داخل ہی ۲ دعائے اولاد ۳ کھجور وغیرہ کے درخت کا جمانا ۴ صدقات جاریہ مانند وقف وغیرہ ۵ قرآن مجید کو وارثون کے

[illegible] کیونکہ [illegible] جہاد [illegible] افضل [illegible]

[illegible] حسنات [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] فضیلت [illegible]

[illegible] نماز [illegible] جہاد کی [illegible] زیادہ [illegible] حدیث [illegible] نسائی

[illegible] رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی [illegible] جہاد [illegible] نماز [illegible]

بعد بیان [illegible] بخاری کی حدیث [illegible] روایت کرتا ہو کہ ابن مسعود نے یا رسول اللہ سوال [illegible] کون عمل افضل ہے فرمایا نماز اپنے وقت پر [illegible] کون فرمایا ماں باپ سے

نیکی کرنا [illegible] کون فرمایا جہاد فی سبیل اللہ [illegible] جہاد کی فضیلت [illegible] ابو ہریرہ کی [illegible] جہاد [illegible] افضل [illegible]

سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ کون عمل افضل ہو فرمایا اللہ اور اسکے رسول کے ساتھ ایمان لانا سوال ہوا کہ اسکے بعد کون فرمایا جہاد فی سبیل اللہ

پھر کون [illegible] فرمایا حج مبرور [illegible] اس حدیث میں جہاد [illegible] ایمان کی [illegible] افضل [illegible] دونوں حدیثوں میں کچھ منافات نہیں [illegible]

[illegible] نماز [illegible] افضل ہو جہاد سے [illegible] نماز فرض عین ہو [illegible] جہاد فرض [illegible]

[illegible] ایمان [illegible] صلوٰۃ کے واسطے [illegible] ایمان اور نماز [illegible] مقصود بالذات [illegible] جامع ترمذی کی حدیث میں صاف

[illegible] ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اسکی جسکے قابو میں میری جان ہو کہ کوئی عمل بعد [illegible] آخرت کی طلب میں [illegible] جہاد فی سبیل اللہ سے بہتر نہیں [illegible]

جہاد میں بکثرت ہیں [illegible] حاکم نے بخاری کی شرط پر عمران بن حصین سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھڑا ہونا مرد کا صف میں سبیل اللہ [illegible] اللہ تعالیٰ کے

نزدیک ساٹھ برس کی عبادت [illegible] ابو داؤد میں انس سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاد جاری ہو جب سے کہ مجکو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا یہاں تک کہ میری [illegible] امت

دجال سے لڑیگی [illegible] کسی ظالم کا ظلم اور عادل کا عدل [illegible] باقی [illegible] جہاد کا نسخ [illegible] کذا فی فتح القدیر جامع ترمذی میں ابو ہریرہ سے روایت

ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لڑا اللہ تعالیٰ کی راہ میں [illegible] تاکہ اللہ کا دین بلند ہو تو اسکے واسطے جنت واجب ہوئی [illegible] ابو داؤد [illegible] میں ابو ہریرہ سے

مروی ہو کہ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ کون عمل جہاد فی سبیل اللہ کے برابر ہو فرمایا کہ تم اسکو نہ کر سکوگے پھر [illegible] یہی سوال کیا پھر حضرت نے فرمایا کہ [illegible] فی سبیل اللہ کی

مثل ایسے صائم اور قائم اور قانت [illegible] آیات اللہ کے مانند ہو جسکے صیام اور صلوٰۃ میں [illegible] واقع ہوتا یہاں تک کہ [illegible] یعنی [illegible] اور تمام رات

اور قرآن میں بسر کرے ایک لحظہ [illegible] برابر ثواب میں ہو سکتا ہو [illegible] ترمذی میں ابن عباس سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ دو آنکھوں کو آگ نہ لگیگی یعنی آتش جہنم نہ جلاویگی ایک وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے روئی دوسری وہ آنکھ جو حراست فی سبیل اللہ میں جاگی [illegible] مسلم اور نسائی میں ابو مسعود سے مروی ہو کہ ایک

مرد ناقہ مخطومہ لایا اور بولا کہ یہ جہاد کیواسطے ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجکو اسکے عوض قیامت کے دن سات سو اونٹنیاں [illegible] کذا فی الیاس المنکی [illegible] صحیحین میں زید بن خالد سے

روایت ہو کہ جسنے سامان درست کر دیا غازی فی سبیل اللہ کا البتہ اسنے خود جہاد کیا اور جو غازی کے اہل عیال کی پیچھے خبرگیری کرتا رہا وہ بھی غازی ہو اور ابو داؤد میں ابو ہریرہ سے

روایت ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاد واجب ہو تمپر ہر سردار [illegible] کے ساتھ اور نماز واجب ہو تمپر مسلمان [illegible] کے پیچھے اگرچہ کبائر کرتا ہو اور

صحیح مسلم وغیرہ میں ابو ہریرہ سے روایت ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مر گیا اور اسنے جہاد نہ کیا اور جہاد کرنیکا اپنے دل میں بھی خیال نہ کیا وہ شعبہ نفاق پر مرا اور صحیحین وغیرہ

میں ابو موسیٰ سے روایت ہو کہ حضرت سے کسی نے پوچھا کہ مرد لڑتا ہو اظہار شجاعت کیواسطے یا لڑتا ہو حمیت کیواسطے یا [illegible] کیواسطے لڑتا ہو انمیں کون فی سبیل اللہ ہو فرمایا جو قتال

اسواسطے کرے کہ کلمۃ اللہ یعنی دین خدا کا بلند ہو وہ شخص مجاہد فی سبیل اللہ ہو اور ابو داؤد میں ابو ہریرہ سے مروی ہو کہ ایک مرد نے کہا یا رسول اللہ ایک شخص جہاد فی سبیل اللہ کا

[illegible] اور دنیا کی خواہش رکھتا ہو یعنی غنیمت کے مال کا آرزومند ہو تو حضرت نے فرمایا اسکو کچھ ثواب نہیں پھر سائل نے تین بار یہی [illegible] کیا حضرت

[illegible] کہ اسکو کچھ ثواب نہیں کذا فی تیسیر الوصول [illegible] فرض کفایہ کی [illegible] فرض عین [illegible] المقصود بالجہاد [illegible]

جہاد فرض کفایہ ہے یعنی بعضوں کے جہاد کرنے سے نکرنیوالوں سے فرضیت ساقط ہو جاتی ہے شارح کہتا ہے جو چیز اپنے غیر کے واسطے مفروض ہوتی ہے وہ فرض کفایہ ہے جبکہ بعض کے کرنے
سے مقصود حاصل ہو جاوے اور اگر ایسا نہو یعنی جو بذاتہٖ فرض ہو نہ غیر کی جہت سے یا ہر چند مشروط بغیرہ ہے لیکن بعض کے کرنے سے مقصود حاصل نہیں ہوتا تو وہ فرض عین ہے اور شاید کہ مصنف نے
فرض کفایہ کو مقدم کیا فرض عین پر بسبب اسکی کثرت کے یہ کلام ذکر کا مفید ہے اگرچہ تو جہاد کا فرض ہونا اور دوسرا فرض کفایہ ہونا دلیل فرضیت جہاد کی قول اللہ تعالیٰ ہے قاتلوا
المشرکین کافۃ و قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ والیوم الآخر و کتب علیکم القتال و قاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ و یکون الدین کلہ للہ یعنی حقتعالیٰ نے فرمایا کہ قتل کرو مشرکین سب سے اور فرمایا کہ قتال کرو
اُنسے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور پچھلے دن یعنی قیامت کا اور فرمایا کہ فرض کیا گیا تم پر قتال اور فرمایا کہ قتل کرو انکو یہانتک کہ فتنہ یعنی کفر فتنہ باقی نرہے اور ہو جاوے دین اللہ کا ہو جاوے اگر
کوئی کہے [illegible] مخصوص ہے اور عام مخصوص البعض ظنی الدلالۃ ہو جاتا ہے اس سے فرضیت ثابت نہیں ہوتی اسکا جواب یہ ہے کہ خروج صبی اور مجنون کا عقل سے ثابت ہے تو انکی تخصیص سے
عدم قطعیت نہیں ہوتا [illegible] مخاطب بخطاب جہاد نہیں ہیں اسواسطے کہ خطاب تو انہیں لوگون کو ہے جو طاقت محاربہ رکھتے ہیں یا جہاد کا فرض ہونا ہوا اسواسطے ہے کہ وہ فرض لعینہ نہیں
کیونکہ بنفسہ افساد ہے بلکہ بغیرہ فرض ہے یعنی دین الٰہی کی سربلندی کیواسطے اور عباد الٰہی کی ایذا دفع شر کیواسطے فرض ہوا ہے تو جبکہ یہ مقصد بعض لوگون کے کرنے سے حاصل ہوگا تو باقی لوگون سے
ساقط ہو جائیگا چنانچہ نماز جنازہ اور سلام کا جواب اگر کوئی کہے کہ ظاہر آیت قرآنی سے تو جہاد فرض عین معلوم ہوتا ہے تو کیسے فرض کفایہ ہوا اور ظاہر سے عدول کرنے کی کیا وجہ ہے اسکا
جواب یہ ہے کہ عدول [illegible] دلیل یہ آیت قرآنی ہے لا یستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجاھدون الی قولہ وکلا وعد اللہ الحسنیٰ یعنی حقتعالیٰ نے فرمایا برابر نہیں بیٹھنے والے مومنین سوا اہل ضرر کے
اور مجاہدین برابر نہیں پھر آخر آیت میں فرمایا اور ہر ایک سے اللہ تعالیٰ نے نیکی کا وعدہ کیا ہے تو اگر جہاد فرض عین ہوتا تو قاعدین سے نیکی کا وعدہ نہوتا بلکہ مستحق عذاب ہوتے اور بروایت صحیح
ثابت ہوا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بعضی لڑائی میں تشریف نلیجاتے تھے اگر فرض عین ہوتا تو تخلف حضرت کا [illegible] قاضی نے مستصفی سے نقل کیا کہ اگر
مسلمین کے ہر گروہ نے گمان کیا کہ ہمارے غیر نے جہاد کیا تو واجب سب سے ساقط ہو گیا اگرچہ کسی گروہ نے بھی جہاد نکیا ہو اور اگر ہر [illegible] گمان کیا کہ ہمارے غیر لوگون نے جہاد نہیں کیا تو سب پر
واجب ہوگا اور اگر ایک گروہ نے دوسرے گروہ کے جہاد کرنے کا گمان کیا اور دوسرے گروہ نے عدم جہاد کا گمان کیا تو دوسرے گروہ پر واجب ہوگا نہ اول گروہ پر اسواسطے کہ مدار وجوب کا بیان
ظن پر ہے کیونکہ غیر کے فعل اور عدم کا علم قطعی ایسے امور میں متعسر ہے وابتداء ان لم یبدؤنا بہ وان قاتلوکم فاقتلوھم و تحریمہ فی الاشھر الحرم منسوخ بالعمومات کقاتلوا المشرکین
حیث وجدتموھم جہاد فرض ہے ابتدا میں اگرچہ کفار نے ہم سے لڑائی کی ابتدا نکی ہو اور وہ جو آیت قرآنی ہے کہ اگر کافر تم سے لڑیں تو تم بھی اُنسے لڑو اور تحریم جہاد کی بزرگ مہینون میں
یعنی رجب ذیقعدہ اور ذی الحجہ اور محرم میں سو منسوخ ہے عمومات آیات سے چنانچہ یہ آیت کہ لڑو مشرکین سے جس وقت اور جہان انکو پاؤ اسواسطے کہ لفظ حیث کا زمان اور مکان دونون
میں مستعمل ہوتا ہے کذا فی البحر [illegible] ان قام بہ البعض ولو صبیا او نساء وعبیدا سقط عن الکل جہاد فرض کفایہ ہے یعنی اگر بعضے لوگ اسکو قائم کرین اگرچہ وہ لوگ غلام یا عورتین ہون تو سب سے
ساقط ہو جاتا ہے [illegible] اسوقت کل سے فرضیت ساقط ہوتی ہے جب بعض [illegible] اگر بعض کا جہاد کفایت کافی نہو تو کفار سے اقرب فالاقرب پر جہاد فرض ہے سو اگر
کفایت نہوتی ہو بدون تمام مسلمین کے تو اسوقت میں جہاد فرض عین ہو جائیگا مانند صوم اور صلوٰۃ کے کذا فی المنح والا یقم بہ احد فی زمن ما اثموا بترکہ ای اثم الکل من المکلفین اور اگر جہاد کو
کسی نے قائم نکیا کسیوقت میں تو اسکے ترک کرنے سے سب گنہگار ہونگے یعنی سب عاقلین بالغین مسلمان گنہگار ہونگے [illegible] اگر بعض مسلمین جہاد نکرین تو سب عاصی ہونگے اور مطلب یہ
نہیں کہ اگر کسی زمانہ میں بعضے جہاد کرینگے تو ہر وقت کے مسلمین سے گناہ ساقط ہو جاویگا ان توہم ان فرضیتہ تسقط عن اہل الہند بقیام اہل الروم مثلا بل فرض علی الاقرب فالاقرب من العدو
الی ان تقع الکفایۃ [illegible] الا لکل الناس فرض عینا کالصلوٰۃ والصوم ومثلہ الجنازۃ والتجہیز [illegible] فی الدرر [illegible] ایسا غلط تجیبہ کہ فرضیت جہاد اہل ہند سے ساقط ہو جاتی ہے
اہل روم کے جہاد کرنے سے مثلا بلکہ جہاد فرض ہے اُسپر جو زیادہ تر قریب ہو دشمن یعنی کفار سے پھر اُنکے بعد اُسپر جو اُنسے اقرب ہے یہانتک کہ کفایت حاصل ہو یعنی غیر کی مدد
کی حاجت نرہے [illegible] اگر کفایت نہ حاصل ہوتی ہو بدون سب آدمیون کے تو اسوقت سب پر جہاد فرض عین ہو جائیگا مانند صلوٰۃ اور صوم کے اور
جہاد کے مانند ہے نماز جنازہ اور تجہیز میت [illegible] یعنی اگر ایک مسلمان شہر کے کنارے مر گیا تو اسکے پڑوسیون اور اہل محلہ پر اسکی تجہیز اور تکفین اور نماز جنازہ
فرض ہے [illegible] اور اگر اسکے محلہ کے قریب دوسرے محلہ والون نے جانا کہ اہل محلہ میت کے حقوق ادا نہیں کرتے یا عاجز ہیں تجہیز اور تکفین سے تو دوسرے محلہ والون پر فرض ہوگا اور اگر وہ

جس میں تماشی کرینگے یا جو بہشت تو فرض ہے اسکی تجہیز میت فرض ہونے کی … اور جب تو واجب ہو گیا تو فرض عین **علی نفسی** …

لما حتیٰ یا فرض عین ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم العباس … ارادہ جہاد الزم … جہاد فرض عین …
انہیں سے زندہ ہیں … اسواسطے کہ اطاعت والدین کی فرض عین ہے تو فرض کفایہ کی وجہ سے فرض عین ترک نہ ہوگا اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب … سے جب کہ انہوں نے جہاد کا
ارادہ کیا الزم رجلیہا … اپنی ماں کے ساتھ رہ کیونکہ جنت تیری ماں کے قدم کے پاس ہے کذا فی السراج … اور جہاد … والدین … اسواسطے کہ انکی اطاعت … فرض عین ہے
اور جہاد فرض نہیں صحیح بخاری میں عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ ایک مرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد کی اجازت مانگنے آیا فرمایا کیا تیرے والدین زندہ ہیں کہا ہاں فرمایا
انہیں میں جہاد کر اور ابن مسعود کی حدیث جو مذکور ہوئی اسمیں بر والدین جہاد پر مقدم ہے اور ابوداؤد میں ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی
طرف ہجرت کی یمن کے ملک سے تو فرمایا کہ یمن میں کوئی تیرا ہے اسنے کہا میرے والدین ہیں فرمایا تجکو اذن دیا ہے بولا نہیں فرمایا تو پلٹ جا اور ان سے اجازت لے اگر وہ اجازت دیں تو
جہاد کر اور جو اجازت نہ دیں تو انکے ساتھ نیکی اور خدمت گذاری کر کذا فی … بحر الرائق میں ہے کہ … کے سوا اور … و عیال اگر وہ جہاد کرنے کو مکروہ جانیں تو اگر انکے ضائع ہونے کا خوف
ہو تو بدون انکی اجازت کے خروج نہ کرے وفیہ لا یحل سفر فیہ خطر الا باذنہما وما لا خطر فیہ یحل بلا اذن ومنہ السفر فی طلب العلم اور سراج میں ہے کہ جس سفر میں ہلاکی کا خوف ہو جیسا کہ جہاد اور سمندر
کا سفر کذا فی حاشیہ … تو اسمیں جانا حلال نہیں بدون اذن والدین کے اور جس سفر میں خطرہ نہیں وہ بدون اذن کے حلال ہے اور اسی سفر بلا خطر میں طلب علم کا سفر کرنا داخل ہے اور اسی طرح
تجارت و حج کا سفر کذا فی البحر **و عبید و امرأة** لحق المولی والزوج ومفادہ وجوبہ باذن الزوج … قال فی النہر …
یرجع الی النکاح … اور جہاد فرض نہیں غلام اور عورت پر بسبب فرض ہونے حق مولی اور زوج کے اور اس تعلیل سے مستفاد ہوتا ہے وجوب ہونا جہاد کا عورت پر اگر عورت کا زوج اسکو جہاد کا
امر کرے کذا فی الفتح اور غیر منکوحہ پر وجوب ہونا تعلیل مذکور سے نکلتا ہے کذا فی النہر شارح کہتا ہے اور تعلیل … کی بوجہ ضعیف جسم عورت انکے مخالف کی مفید ہے یعنی عدم وجوب کی
اگرچہ زوج بھی امر کرے بحر الرائق میں کہا کہ عورت پر زوج کا امر لازم الاتباع … اور توابع نکاح کے متعلقات میں ہے حتی امر جہاد متعلقات نکاح سے خارج ہے تو عورت پر امتثال
اسکا لازم نہیں تو وجوب جہاد بھی نہیں ہم تعلیلات مذکورہ پر وجوب و عدم وجوب کو مستفاد کرنا … ہے اسواسطے کہ عدم وجوب قہستانی میں محیط سے منصوص ہے خلاصہ اسکا یون ہے کہ جہاد
عورت پر واجب نہیں خواہ منکوحہ ہو یا نہو اسواسطے کہ عورت سر سے قدم تک … اور جہاد میں … ہو جاتا ہے چنانچہ محیط میں ہے تو زوجہ کی خصوصیت نہ رہی جیسا بعضوں
نے گمان کیا ہے کذا فی الطحطاوی **و اعمی و مقعد** ای اعرج فتح اور جہاد فرض نہیں اندھے اور لنگڑے پر کذا فی الفتح … فتح القدیر میں مقعد جیسی اعرج دیوان ادب سے منقول ہے … نقل کیا کہ
مقعد وہ ہے جسکو بیماری بیٹھنے سے بٹھا دیا ہو **و اقطع** … اور جہاد واجب نہیں دست بریدہ پر بسبب ہونے عاجز … اور … دست بریدہ کہ کم معذور ہونا … قرآن مجید
میں صحیح ہے اسواسطے کہ مدار تکلیف قدرت پر ہے … قہستانی نے کہا … کہ جو شخص عاجز ہو جہاد سے کسی سبب سے اسپر فرض نہیں … اشارہ کیا ہے **و مدیون بغیر اذن**
غریمہ بل وکفیلہ … اور جہاد فرض نہیں قرضدار پر بلا اذن قرضخواہ کے بلکہ اسکے ضامن کے بلا اذن بھی
اگر وہ قرضدار کے اذن سے ضامن ہوا ہو کذا فی التجنیس اگرچہ ضامن مال کا نہو بلکہ حاضر ضامن ہو تو وہ بھی بلا اذن اسکے جہاد کرنا فرض نہیں … یعنی اذن قرضخواہ یا ضامن کا
فی الحال کے قرض ادا کرنے میں شرط ہے اور … قرض میں تو اسکو جہاد کیواسطے جانا جائز ہے اگر اپنا پلٹ آنا قبل … کے معلوم ہو کذا فی الذخیرہ … علم …
مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہید کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں سواء دین کے **و عالم لیس فی البلدة افقہ منہ فلیس لہ الغزو لخوف ضیاعہم** سراجیہ
فی البزازیة السفر … ان المقید … اور اس عالم پر فرض نہیں جس سے زیادہ فقیہ شہر میں نہیں تو اسکو جہاد کرنا جائز نہیں لوگوں کے ضائع ہونے کے خوف سے کذا فی السراجیہ
یعنی جب مسائل شرعیہ کا شہر میں بطور تحقیق کے بتانے والا نہ رہا تو وہاں کے اہل اسلام ضائع ہونگے بسبب ترددات جہالت کے اور بزازیہ میں ہر سفر کو عام کہا ہے یعنی ایسے عالم کو کوئی سفر
کرنا جائز نہیں … مقید غیر مقید کا بطریق اولی … اسواسطے وجہ افادہ کی یہ ہے کہ جب جہاد کا سفر باوجود کفایہ ہونے کے ممنوع ہو
تو غیر جہاد کا سفر جو فرض نہیں ہے بطریق اولی ممنوع ہو گا طحطاوی نے کہا غیر جہاد کے سفر کو لازم نہیں کہ غیر فرض ہو بلکہ کبھی غیر جہاد کا سفر فرض عین ہو جاتا ہے چنانچہ حج …

وفرض عین ان ہجم العدو فیخرج الکل ولو بلا اذن باثم الزوج ونحوہ بالمنع ذخیرہ اور جہاد فرض عین ہی بشرطیکہ دشمن یکبارگی ہجوم کرین تو سب اہل اسلام مکلفین اگرچہ اہل حقوق کی اجازت
نہو اور زوج اور مانند اسکے جیسے باپ اور مولی اور قرضخواہ گنہگار ہوگا اس حالت مین جہاد کے منع کرنے سے کذا فی الذخیرہ ہجوم دشمن عام ہی کافر ہو یا باغی شارح نے شرح ملتقی مین کہا کہ اگر دار الاسلام
کے کسی شہر پر کفار ہجوم کرین تو اگر وہان کے گرد و پیش کے قریب لوگ دفع پر قادر ہون تو انکے حق مین جہاد فرض عین ہی اور انکے سوا اور دور والون پر فرض کفایہ ہی لیکن جب نزدیک والے عاجز
ہون یا کاہلی کرین تو دور والون پر بھی فرض ہو جاتا ہی اسیطرح بتدریج درجہ بدرجہ تمام اہل مشرق و مغرب سب پر فرض عین ہوگا اور جو بلا عذر اپنے وطن مین بیٹھا رہیگا وہ گنہگار ہوگا اور گناہ مین
نادانستگی مین ہو بشرطیکہ انسان مخاطب نہین یا دانستہ کا نہی اور اسی واسطے فتح القدیر مین کہا ہی کہ فرض عین ہونے کی شرط سے دوام خبر ہی یہانتک کہ دور کے لوگونکو خبر پہونچے نہین تو تکلیف مالا یطاق کی
اور چھڑانا مسلم اسیر کا سب اہل مشرق و مغرب پر واجب ہی جسکو خبر ہو اور بزازیہ مین یہ ہی کہ مسلمان عورت قید ہو گئی مشرق مین تو اہل مغرب پر اسکی تخلیص واجب ہی جبتک کفار دار الحرب مین داخل
ہوگئے ہون اسواسطیکہ دار الاسلام بمکان واحد کے حکم مین ہی کذا فی الاختیار **ولا بد للفرضیۃ من قید اخر وہو الاستطاعۃ** فلا یخرج المریض المدنف اما من یقدر علی الخروج دون الدفع ینبغی ان
یخرج لتکثیر السواد فتح اور ضروری جہاد کے فرض ہونے کیواسطے دوسری قید یعنی استطاعت اور قدرت تو خروج نہ کرے ایسا بیمار اور ضعیف اور جو خروج پر قادر ہو نہ دفع کفار پر تو اسکو بھی نکلنا چاہیے
جماعت بڑھانے کے واسطے تا کثرت مسلمین سے کفار کو دہشت اور خوف ہو کذا فی الفتح وفی السراج وشرط لوجوبہ القدرۃ علی السلاح لا امن الطریق فان علم انہ اذا حارب قتل وان لم یحارب اسر لم یلزمہ
القتال اور سراج مین ہی کہ ہتھیار پر قادر ہونا وجوب جہاد کے واسطے مشروط ہی نہ امن راہ کا پھر اگر مسلم نے جانا کہ جسوقت لڑیگا تو مارا جاویگا اور اگر نہ لڑیگا تو قید ہو جاویگا تو اسپر قتال
لازم نہین **وتقبل خبر المستنفر ومنادی السلطان ولو کان کل منہما فاسقا** لانہ خبر یشتہر فی الحال ذخیرہ اور قبول ہی خبر دینا مستنفر اور سلطان کے منادی کا اگرچہ ہر ایک ان دونون
مین سے فاسق ہو اسواسطے کہ ہجوم کفار کی خبر فی الحال مشہور ہو جاتی ہی تو مزید تحقیق کی حاجت نہین کذا فی الذخیرہ مستنفر وہ ہی جو نفیر عام ندا دے نفیر بمعنی خروج ہی یعنی بسبب
ہجوم کفار کے سب مسلمین کے نکلنے اور جہاد کرنے کے واسطے **وکرہ الجعل ای اخذ المال من الناس لاہل الغزو مع الفیء** ای مع وجود شیء فی بیت المال درر وصدر الشریعۃ ومفادہ ان الفیء ہنا
یعم الغنیمۃ فلیحفظ اور مکروہ ہی جعل یعنے لوگون سے مال کا لینا غازیون کے واسطے باوجود ہونے فیء کے یعنی باوجود ہونے کسی چیز کے بیت المال مین کذا فی الدرر وشرح الوقایہ اور
اس سے مستفاد ہوا کہ فیء یہان غنیمت کو شامل ہی تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم فیء اس مال کو کہتے ہین جو کافرون سے بدون قتال کے حاصل ہو جیسے خراج اور جزیہ اور غنیمت وہ مال ہی جو
قتال سے حاصل ہو خلاصہ یہ ہی کہ جبتک بیت المال مین کوئی مال موجود ہو تو حاکم کو رعیت سے مال لینا جہاد کیواسطے مکروہ ہی اسواسطے کہ اسکی کچھ ضرورت نہین اور بیت المال ایسے ہی
مصارف کیواسطے ہی نہ سلطان کے عیش اور آرام کیواسطے جیسا ظالم حاکم سمجھتے ہین **والا لا** یکرہ لانہ یدفع الضرر الاعلی بالادنی اور اگر بیت المال بالکل خالی ہو تو مکروہ نہین بسبب دفع کرنے
اعلی ضرر کے کمتر ضرر سے ہم اعلی ضرر سے مراد تعدی ضرر کفار ہی اور کمتر ضرر سے مراد مالدارون سے مال لینا بقدر ضرورت انکے مقدور کے تا محتاج غازیون کا سامان جہاد ہو **فان حاصرناہم**
دعوناہم الی الاسلام فان اسلموا فیہا **والا فالی الجزیۃ** لو محلا لہا کما سیجیء **فان قبلوا ذلک فلہم ما لنا من الانصاف وعلیہم ما علینا من الانتصاف** وخرج بالعبادات
اذ الکفار لا یخاطبون بہا عندنا ویؤیدہ قول علی رضی اللہ عنہ انما بذلوا الجزیۃ لتکون دماؤہم کدمائنا واموالہم کاموالنا پھر اگر ہم اہل اسلام کافرون کو گھیرین تو اول ہم انکو مسلمان ہونے
کی طرف بلا دین سو اگر وہ اسلام قبول کرین تو کیا خوب بات ہی اور اگر اسلام نہ قبول کرین تو جزیہ کی طرف بلا دین یعنی جزیہ دینے کی انسے درخواست کیجاوے اگر وہ محل جزیہ ہون چنانچہ اسکا ذکر
آویگا یعنی اگر وہ اہل کتاب یا آتش پرست یا عجم کے بت پرست ہون نہ عرب کے مشرک اور مرتد سو اگر وہ جزیہ دینا قبول کرین تو درصورت مظلومی انکے واسطے انصاف ہوگا جو انصاف
ہم اہل اسلام کے واسطے ہوتا ہی اور درصورت انکے ظلم کرنے کے انسے انتقام لیا جاویگا جیسا ہم اہل اسلام سے انتقام لیا جاتا ہی تو اس بیان سے عبادات نکل گئین اسواسطیکہ کفار مخاطب
بعبادات نہین ہمارے نزدیک اور موید اسکا علی مرتضی رضی اللہ عنہ کا قول ہی کہ ذمیون نے تو جزیہ اسواسطے دیا ہی کہ انکے خون ہمارے جیسے خون ہو جاوین اور انکے مال ہمارے سے
مال ہو جاوین ہم قول مرتضوی امام شافعی کے مسند مین بروایت محمد بن حسن شیبانی مروی ہی کذا فی الفتح شرح طحطاوی مین ہی کہ جب کفار اسلام قبول کرین تو انکے اموال سے تعرض نہوگا
اور انکی ارضی سے خراج نہ لیا جاویگا بلکہ دسوان حصہ عشر اور اہل اسلام کے اور انکو حکم ہوگا کہ دار الاسلام مین آکر اقامت کرین اسواسطے کہ مسلمان کا رہنا دار الحرب مین مکروہ ہی کذا
الطحطاوی **ولا یحل لنا ان نقاتل من لم تبلغہ الدعوۃ** بفتح الدال **الی الاسلام** وہو وان تشتہر فی زماننا شرقا وغربا لکن لا شک ان فی بلاد الله من لا شعور لہ بذلک

بھی دعوت دینا اسلام کی اگرچہ [illegible] لما نقلہ المصنف [illegible] کو قتال کے ذریعہ سے مشغول [illegible] اسلام کی دعوت دینی چاہیے

اور دعوت اسلام اگرچہ اس زمانہ میں مشہور ہو گئی ہے مشرق و مغرب میں لیکن ہم یہ نہیں کہہ سکتے [illegible] کہ ہر ایک کو پہنچ گئی ہے [illegible] دعوت

دعوت پہنچنے کی [illegible] اگر اسلام کی خبر اور دعوت نہ پہنچی ہو تو ان سے قتال جائز نہیں ہے [illegible] جزیہ دینے کی دعوت [illegible]

مصنف کے کلام [illegible] دعوت اسلام [illegible] معلوم کریں [illegible] اسلام قبول کریں [illegible]

دعوت دینا [illegible] قبل دعوت قتال [illegible] دعوت [illegible]

[illegible] اسلام اس واسطے [illegible] تو دعوت تمام [illegible] خلاف مصنف و صاحب [illegible] صاحب فتح القدیر

تو مسلمان [illegible] کیا اسلام [illegible] دعوت [illegible] کہ اللہ تعالیٰ کے بلاد میں [illegible] جنکو اسکی خبر نہ پہنچی ہو تو دعوت اسلام کرنا واجب

ہوگا جہاں [illegible] اسلام کی خبر نہیں پہنچی [illegible] دعوت کرنا مستحب ہوگا [illegible] الحقیقۃ الاضمن فی [illegible]

فلا یفعل فتح [illegible] دعوت الی الاسلام [illegible] اسلام کی خبر پہنچ گئی ہو مگر جسوقت کہ دعوت الی الاسلام [illegible]

کے مستعد ہو جاویں یا قلعہ کے اندر ہو [illegible] دعوت [illegible] مستحب نہیں کذا فی الفتح [illegible] دعوت وہ حدیث ہے [illegible] ابن عون نے کہا

[illegible] نافع کو لکھا اور ان سے قبل قتال کے دعوت کا سوال کیا سو نافع نے کہا کہ یہ تو اول اسلام میں تھا اور حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی المصطلق پر [illegible] اور وہ غافل تھے اور انکے

[illegible] اور انکو قتل کیا اور انکی ذریت کو [illegible] کیا اور حضرت نے [illegible] حدیث عبد اللہ بن عمر نے کہی [illegible]

نستعین باللہ و نحاربہم بنصب المجانیق و حرقہم و غرقہم و قطع اشجارہم و لو مثمرۃ و افساد زروعہم [illegible] فتح اور اگر جزیہ دینا بھی قبول نہ کریں تو ہم

اہل اسلام مدد مانگیں اللہ تعالیٰ سے اور انسے لڑیں [illegible] منجنیق [illegible] اور انکو آگ میں جلا کر اور انکے درختوں کو کاٹ کر اگرچہ پھلدار [illegible] کھیتوں کو

[illegible] اگر [illegible] غالب ہو [illegible] فتح ہونے کا تو درختوں اور کھیتوں کو خراب کرنا مکروہ ہے اسواسطے کہ وہ مسلمانوں کے کام میں آویں گے کذا فی الفتح [illegible] الفتح

ایک آلہ ہے جس سے بڑے بڑے پتھر پھینک مارتے ہیں [illegible] جنگ کی احادیث صحیحہ میں مصرح ہے کہ [illegible] اسلام کو [illegible] مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی [illegible]

[illegible] کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو لشکر کا سردار مقرر فرماتے تھے تو خاص اسکی ذات کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی وصیت فرماتے اور ساتھی مسلمانوں کے

واسطے بھلائی کی وصیت فرماتے [illegible] بسم اللہ فی سبیل اللہ قتل کرو جو منکر ہو اللہ کا [illegible] غنیمت کا مال [illegible] اور [illegible] کے خلاف قول [illegible] ناک کان وغیرہ

[illegible] اور طفل صغیر کو نہ قتل کیجیو [illegible] مشرک دشمن سے ملے تو انکو تین خصلتوں کی طرف بلا سو اگر وہ مان جاویں تیرا قول تو قبول کر انسے اور [illegible]

[illegible] انکو اسلام کی طرف بلا سو اگر وہ مان جاویں تو قبول کر انسے اور باز رہ انسے پھر انسے نقل مکان کی درخواست کر اپنے ملک سے نکل کر مہاجرین کے ملک میں [illegible] انسے خبر

کر دے کہ اگر وہ ہجرت کرینگے تو انکے واسطے وہ ہے جو مہاجرین کے واسطے ہے اور انپر وہ ہے جو مہاجرین پر ہے سو اگر وہ نقل مکان کرنا قبول نہ کریں تو انکو خبر کر دے کہ وہ اعرابی

مسلمین کی طرح ہونگے انپر حکم خدا جاری ہوگا جیسے کہ مومنین پر جاری ہوتا ہے اور غنیمت [illegible] انکو حصہ نہ ملیگا تا وقتیکہ مسلمین کے ساتھ شریک ہو کر جہاد نہ کرینگے اور اگر وہ اسلام

کو نہ قبول کریں تو انسے جزیہ دینے کا سوال کر سو اگر وہ مان جاویں تو قبول کر انسے اور باز رہ اور اگر جزیہ دینا بھی نہ قبول کریں تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ [illegible] الی آخر

الحدیث کذا فی تیسیر الوصول [illegible] و ان تترسوا ببعضنا و نترسوا لہم بسل ذلک [illegible] و نقصدہم ای الکفار [illegible] اہل اسلام [illegible] پھینک کر

اگرچہ کفار بعضے مسلمانوں کو سپر بنا دیں [illegible] تا اس تدبیر سے بچ جاویں تو بھی ہم انکو ماریں گے اور اس قتال میں ہم کفار ہی کے مارنے کا قصد کرینگے

نہ مسلمانوں کا اور اگر کفار بچوں کو سپر کریں تو [illegible] کیا جاوے کہ یا حضرت کیا حکم ہے ہم لڑیں یا نہ لڑیں [illegible] میں دور سے پھینک مارنے کو کہتے ہیں

خواہ دور کا ہتھیار رکھا [illegible] و ما اصیب منہم ای من المسلمین لا دیۃ فیہ و لا کفارۃ لان الغزو فرض [illegible] الغرامات [illegible]

مسلمان اُنکی طرف کے پیر جانے سے قتل ہو جاوین تو ہمپر نہ دیت ہے نہ کفارہ اسواسطے کہ قتال کفار فرض ہے اور فرائض ضمانتون سے مقرون نہین ہوتے ہم لڑائی مین
آواز بلند کرنا مستحب نہین اور مکروہ بھی نہین اگر اسمین ترغیب مسلمین کا فائدہ ہو تو کچھ مضائقہ نہین اور مجاہدین کو دار الحرب مین ناخن بڑھانا مستحب ہے اسواسطےکہ اگر
تلوار وغیرہ ہاتھ سے گر پڑے تو ناخن سے کافر کو کھروچ کر شاید بچ جاوے جیسے مونچھون کا بڑھانا غازی کو سنت ہے رعب اور دہشت کیواسطے کذا فی البحر خانیہ مین ہے کہ مسلمانون
کو لائق نہین کہ جب بارہ ہزار ہون تو فرار کرین اگرچہ کفار زیادہ ہون ہم اسواسطے کہ حدیث ترمذی مین وارد ہے کہ بارہ ہزار بسبب قلت کے مغلوب نہین ہوتے فتاوی الملتقی
مین ہے کہ یہ عدم فرار اسوقت ہے جبکہ سب لوگ متفق الکلمہ ہون اور اگر اختلاف ہو تو دو چند کا اعتبار ہے **ولو فتح الامام بلدة وفیہا مسلم او ذمی لا یحل قتل احد منہم اصلا**
ولو اخرج واحد یحل حینئذ قتل الباقین لجواز کون المخرج ہو ذلک فتح اور اگر امام نے دار الحرب کا کوئی شہر فتح کیا اسمین ایک مسلمان یا ذمی کافر تھا تو انمین سے کسی کا
قتل کرنا اصلا جائز نہین اور اگر ایک کوئی شخص انمین سے نکال دیا گیا ہو تو اسوقت مین باقی لوگون کا قتل کرنا حلال ہے اس احتمال سے کہ جو شخص نکالا گیا شاید وہی مسلمان
یا ذمی ہو کذا فی فتح القدیر **ونہینا عن اخراج ما یجب تعظیمہ ویحرم الاستخفاف بہ کمصحف وکتب فقہ وحدیث وامراة** ولو عجوزا للمداواة ہو الاصح ذخیرة الی دار الحرب لنہی
مسلم لا تسافروا بالقرآن فی ارض العدو اور ہمکو ممنوع ہین اسکے نکالنے سے جسکی تعظیم واجب ہے اور اسکا استخفاف اور بے ادبی حرام ہے جیسا کہ مصحف اور کتابین فقہ اور حدیث
کی اور عورت کا اخراج ممنوع ہے اگرچہ عورت بڑھی ہو دوا کرنے کیواسطے یہی قول صحیح ہے کذا فی الذخیرہ اور مصنف نے نہی سے صحیح مسلم کی حدیث کا ارادہ کیا کہ سفر مین قرآن کو نہ لیجاؤ دشمن کی زمین
مین م دلیل اگرچہ قرآن مین خاص ہے لیکن علت عامہ نے فقہ اور حدیث کو بھی قرآن کے ساتھ ملحق کر دیا **الا فی جیش یومن علیہ** فلا کراہۃ لکن اخراج العجائز والاماء اولی مگر اس بڑے لشکر مین
قرآن کا لیجانا ممنوع اور مکروہ نہین جسمین امن حاصل ہو لیکن بڑھی عورتون اور لونڈیون کا ساتھ لیجانا کام کے واسطے بہتر ہے جوان اور حرہ کے لیجانے سے کہ جنگ دوسر
در درطحطاوی نے امام کا قول نقل کیا کہ کمتر لشکر چار سو ہے اور کمتر مہمات ایک سو **واذا دخل مسلم الیہم بامان جاز حمل المصحف معہ اذا کانوا یوفون بالعہد** لان الظاہر
عدم تعرضہم ہدایہ اور جبکہ مسلم دار الحرب مین اُنسے امان لیکر جاوے تو مصحف کا ساتھ لیجانا جائز ہے بشرطیکہ وہ عہد کو پورا کرتے ہون اسواسطے کہ ظاہر ارادہ متعرض نہونگے
کذا فی الہدایہ **ونہینا عن غدر وغلول وعن مثلة** بعد الظفر بہم اما قبلہ فلا بأس بہا اختیار اور ہمکو ممنوع ہین عہد شکنی اور خیانت اور ناک اور کان کاٹنے سے اُنپر فتح پانے کے بعد اور
فتح پانے کے پہلے امور مذکورہ کے کرنے مین کچھ مضائقہ نہین کذا فی الاختیار م نقض عہد کی یہ صورت ہے کہ مثلاً ہمسے اور اُنسے عہد ہو گیا کہ آج کے دن نہ لڑینگے یہان تک کہ
اُنکو اطمینان ہوا تو اب اسدن لڑنا جائز نہین کہ عہد شکنی حرام ہے اور عین لڑائی کے وقت فریب کرنا اور دھوکا دینا جائز ہے اسطرح کہ بلا عہد ہم نے ایسی حرکت کی کہ
اُنکو معلوم ہوا کہ آج لڑائی نہوگی سو وہ مطمئن ہو گئے پھر ہم نے اُنپر حملہ کیا یا اہل اسلام کسی اور سمت چلے گئے اور کافر غافل ہو گئے پھر ناگہان رات کو اُنپر ٹوٹ پڑے اور
چھاپہ مارا اور علی ہذا القیاس داؤ گھات کے بہت طریقے مین فتح القدیر مین ہے کہ حالت قتال مین مبارز نے ہاتھ مارا اسوکافر کا کان کاٹا پھر ہاتھ مارا تو آنکھ پھوڑ دی پھر
ہاتھ مارا تو ناک اور ہاتھ کاٹے تو یہ جائز ہے انتہی پس حالت قتال کی قید سے معلوم ہوا جب کافر کو گرفتار کر لیا تو اُسکو مثلہ کرنا یعنی ناک کان ہاتھ کاٹنا جائز نہین اور اختیار
شرح مختار سے نکلتا ہے کہ اگر ہنوز جنگ قائم ہے تو جائز ہے **وعن قتل امراة وغیر مکلف وشیخ خرف** ان لا صیاح ولا نسل لہ فلا یقتل الا اذا ارتد اور ہمکو ممنوع ہین
عورت اور غیر مکلف یعنی صغیر اور مجنون اور نہایت کھاپٹ بڈھے کے قتل کرنے سے جسکو نہ چیخنے کی طاقت ہے جنگ کے وقت اور نہ اولاد ہونے کی اُس سے
توقع ہے تو ایسا بڈھا نہ قتل کیا جائے مگر جب کہ مرتد ہو جاوے ہم رازی نے شرح طحطاوی مین کہا کہ شیخ فانی کامل العقل حالت ارتداد مین مقتول ہو اور جو بڈھا
خرف پریشان حواس ہے وہ مقتول نہوگا کہ مجنون مین داخل ہے **واعمی ومقعد** وزمن ومعتوہ وراہب واہل کنائس لم یخالطوا الناس اور ہمکو ممنوع ہین کافر
اندھے اور لنگڑے اور دائم المرض خستہ حال اور بیہوش اور درویش نصرانی تارک الدنیا اور یہودیون کے عبادت خانہ والے لوگ جو آدمیون سے
نہین ملتے اُن سب کے قتل کرنے سے ہم اسواسطے کہ اہل اسلام کو اُنسے کچھ ضرر نہین اور یہی حال ہے ہندوستان کے اُن جوگیون کا جو گوشہ گیر اور کوہ نشین
ہین **الا ان یکون احدہم ملکا او مقاتلا او ذا رای او مال فی الحرب** مگر جب کہ اشخاص مذکورین سے کوئی بادشاہ یا لڑتا ہوا لڑائی مین

صاحب سیر صغیر ... [illegible] ... تو قتل کیا جاویگا [illegible]

دونوں قتل ... [illegible] ... اور وغیرہ جو قتال کرتا ہے [illegible] مقتول [illegible]

[illegible] مقتول ہوئی [illegible] قتل [illegible]

صاحب سیر [illegible] مقتول [illegible] صاحب سیر نے [illegible]

الذا فی فتح القدیر ولو قتل من لا یحل قتلہ من ... فعلیہ التوبۃ والاستغفار [illegible]

[illegible] اور اگر کسی مسلمان نے قتل کرڈالا [illegible] قتل حلال نہیں [illegible]

[illegible] دیت [illegible] قاتل [illegible]

[illegible] دار الاسلام میں [illegible] غنیمت کی [illegible] اور پورا بیان [illegible]

[illegible] دار الاسلام میں [illegible]

[illegible] قوت ہوگی [illegible]

زیادہ ہوگا [illegible] قتال پر قادر نہیں [illegible]

مخصوص [illegible] کذا فی فتح القدیر [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم

فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اکبر ہذا فرعونی وفرعون امتی کان شرہ علی وعلی امتی اعظم من شر فرعون علی موسیٰ [illegible]

[illegible] عبد اللہ بن مسعود نے ابوجہل کا [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible] فرمایا کہ اللہ اکبر یہ میرا فرعون اور میری امت کا فرعون ہے اسکا شر مجھ پر اور میری امت پر عظیم تھا [illegible]

موسیٰ علیہ السلام کو پرورش کیا تھا اور ڈوبنے کے وقت ایمان کا اقرار کیا تھا بخلاف ابوجہل [illegible]

دم تک کفر پر مصر تھا [illegible]

[illegible] نکالنے کیواسطے [illegible] کفار کی قبر [illegible] ولا یحل للفرع ان یبدأ

باصلہ المشرک بالقتل [illegible]

[illegible] باپ کی طرف سے [illegible]

[illegible] مشرک کا قتل درست ہے کذا فی الفتح [illegible]

بلکہ مشغول رکھے تا کوئی دوسرا شخص اسکو قتل کرڈالے اور اگر دوسرا شخص [illegible] تو اسکو خود قتل کرے کذا فی النہر [illegible]

میں [illegible] تو اسکا خون باطل ہے [illegible]

[illegible] اور اگر مشرک والدین نے مسلم اولاد کے قتل کا ارادہ کیا اور اسکا دفع کرنا بدون اسکے قتل کے ممکن نہیں [illegible]

روکنا درست ہے خواہ والدین مشرک ہوں یا مسلم کیونکہ اپنا بچانا فرض ہے [illegible]

فی [illegible] ویجوز [illegible]

[illegible] اسلام کے [illegible] بدلیل قول اللہ تعالیٰ [illegible]

مطلق ہے لیکن بالاجماع صلح بقید مصلحت مقید ہے تو اگر مصلحت نہو تو بالاتفاق جائز نہیں کذا فی الفتح ونَنبِذ ای نعلمہم بنقض الصلح تحرزا عن الغدر المحرم لو خیرا
لفعلہ علیہ الصلوۃ والسلام باہل مکۃ اور ہم صلح کو پھینک دیں یعنی صلح توڑنے کا اعلام اور اطلاع کردیں کافروں کو حرام عہد شکنی سے بچنے کے واسطے اگر صلح توڑنا اہل اسلام
کیواسطے بہتر ہو بدلیل فعل آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے اہل مکہ سے ہم اعلام نقض صلح اسوقت ضرور ہے جب ہنوز صلح کی مدت باقی ہو اور اگر مدت گذر گئی تو صلح خود باطل
ہو گئی اعلام کی کچھ حاجت نہیں اور اگر مال لیکر صلح کی ہو اور ہنوز مدت باقی ہو تو اسکے حساب سے مال پھیر دینا چاہیے اور اگر بسبب صلح کے بعضے کافر دار الاسلام میں آگئے
ہوں یا بسبب اطمینان صلح کے دار الحرب کے حصنوں اور قلاع کو قدرے خالی ہونا وغیرہ تو کفار اپنے ملک میں پہونچ لیں یا اپنے مکانات مذکورہ کو تیار بنالیں جبتک اُنسے
لڑنا جائز نہیں کہ عہد شکنی ہے اور یہ جو اہل مکہ کا نقض صلح شارح نے ذکر کیا باتباع صاحب ہدایہ سو بے موقع ہے بلکہ لائق تھا کہ قول آئندہ یعنی درصورت خیانت کفار اُس سے
استدلال کرتا اسواسطے کہ فتح القدیر میں مذکور ہے کہ جمیع کتب سیر اور مغازی میں مصرح ہے کہ نقض صلح کا اعلام آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف سے نہیں ہوا بلکہ اہل مکہ
نے قبل گذرنے مدت صلح کے عہد شکنی کی تو ناگہاں لشکر اسلام نے مکہ فتح کر لیا کذا فی الطحطاوی ونقاتلہم بلا نبذ مع خیانۃ ملکہم ولو بقتال ذی منعۃ باذنہ ولو بدون
اذنہ ینتقض فی حقہم فقط اور ہم لڑیں کافروں سے بلا اعلام نقض صلح کے ساتھ ظاہر ہونے اُنکے بادشاہ کی خیانت کے اگرچہ صاحب خیانت قوت کے قتال سے ہو گئی باجازت
بادشاہ اور اگر اُسکے بدون اذن کسیقدر بعضے کافروں نے قتل کیا ہو تو فقط انہیں لوگوں کے حق میں صلح ٹوٹیگی یعنی وہ مارے جاوینگے اور گرفتار لوگ لونڈی غلام ہونگے اور اگر مقاتلین
صاحب قوت اور شوکت نہونگے تو کسی کے حق میں نقض صلح نہیں کذا فی الفتح ونصالح المرتدین لو غلبوا علی بلدۃ وصارت دارہم دار حرب لو خیرا بلا مال اور
ہم اہل اسلام صلح کریں مرتدوں سے بلا اخذ مال جبکہ وہ غالب ہو جاویں کسی شہر پر اور انکا مکان دار الحرب ہو جاوے اگر اُنسے صلح کرنا خیر اور مصلحت ہو اور یہی حکم ہے مشرکین عرب
کا اور اہل ذمہ کا جبکہ وہ نقض عہد کریں کذا فی عالمگیری والا یغلبوا علی بلدۃ لا لان فیہ تقریر للمرتدین علی الردۃ وذلک لا یجوز فتح اور اگر غالب نہوئے ہوں کسی شہر پر تو ہم صلح
نہ کرینگے اسواسطے کہ صلح کرنے میں مرتدوں کو ارتداد پر قائم رکھنا ہے اور یہ جائز نہیں کذا فی الفتح وان اخذنا المال منہم لا یرد لانہ غیر معصوم بخلاف اخذہ من بغاۃ فانہ
یرد بعد وضع الحرب اوزارہا فتح اور اگر صلح میں مرتدوں سے مال لیا تو اسکا پھیر دینا نہ چاہیے اسواسطے کہ وہ معصوم نہیں بخلاف باغیوں سے مال لینے کے کہ وہ پھیر دیا جاویگا
بعد لڑائی ہو چکنے کے اسواسطے کہ اُنکا مال معصوم ہے کذا فی الفتح ولم نبع فی الزیلعی یحرم ان نبیعہم ما فیہ تقویتہم علی الحرب کحدید وعبید وخیل اور ہم نہ بیچیں اور زیلعی میں
ہے کہ حرام ہے ہلکو کافروں سے وہ چیز بیچنا جسمیں اُنکو قوت حاصل ہو لڑائی پر چنانچہ لوہا اور غلام اور گھوڑے ولا نحملہ الیہم ولو بعد صلح لانہ علیہ الصلوۃ والسلام نہی
عن ذلک وامر بالمیرۃ وہی الطعام والقماش فیجوز استحسانا اور انکی تقویت کی چیز کو ہم لادکر نہ لیجاویں بطریق تجارت کے اہل حرب کی طرف اگرچہ بعد صلح کے یہ ہو
اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے یعنی سلاح کی بیع سے منع فرمایا کذا فی البیہقی وغیرہ عن عمران بن حصین اور حکم دیا میرہ کا یعنی طعام اور قماش کے
بھیجنے کا تو یہ جائز ہے بطریق استحسان کیونکہ ثمامہ رئیس یمامہ مسلمان ہوا اہل مکہ نے اس سے کہا کہ تو بیدین ہو گیا اُسنے کہا کہ میں بیدین نہیں ہوا میں اسلام لایا ہوں اور
محمد کی میں نے تصدیق کی ہے اب تمکو ایکدانہ گیہوں کا ملک یمامہ سے نہ پہونچیگا بدون حکم آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے پھر کفار مکہ پر نہایت تنگی ہوئی اناج کی حضرت کی
خدمت میں التجا کی حضرت نے ثمامہ کو لکھا کہ اناج وہاں جایا کرے کذا فی الفتح عن البیہقی ولا نقتل من امنہ حر او حرۃ ولو فاسقا او اعمی او فانیا او صبیا او عبدا
اذن لہما فی القتال اور نہ قتل کیا جاوے وہ کافر حربی جسکو کسی مسلمان آزاد مرد یا عورت نے امان دی اگرچہ امان دینے والا فاسق یا اندھا یا نہایت بڈھا یا وہ لڑکا یا غلام
ہو جن دونوں کو لڑنے کی اجازت ہوئی ہو ہم ابو داؤد میں مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ المسلمون تتکافأ دماؤہم ویسعی بذمتہم ادناہم یعنی مسلمانوں کے
خون برابر ہیں اور سعی کرتا ہے اُنکی ذمہ داری سے ادنی اُنکا یعنی اقل یعنی ایک مسلمان کذا فی الفتح امان یعنی پناہ عبارت ہے ازالہ خوف سے خواہ ایک کافر کو امان ہو یا
اہل شہر یا اہل قلعہ کو اور حکم امان ثبوت امن ہے کافر کے واسطے قتل سے اور گرفتاری سے اور اسکا مال لوٹنے سے لیکن اگر اُنکے پاس مسلم یا ذمی قید ہو گا تو چھڑا
لیا جاویگا کذا فی البنایہ تاتارخانیہ اور صفت امان یہ ہے کہ وہ عقد غیر لازم ہے اگر اسکے توڑنے میں مصلحت ہو تو توڑنا جائز ہے کذا فی الدرر والملتقی ای بلغتہ کان

[illegible] اور انکا لونڈی غلام ہونا ... مسلمین [illegible] ساتھ ... المسلمین فلا امان لہم ... اسی طرح ہے [illegible]

امن دیا ہو [illegible] ... مسلمانوں کے ساتھ ... امان کو ... تو ... اور ... میں ... فتاوی عالمگیری

میں ہے کہ اگر ... مسلمانوں کی امان ... تو ان کو قتل ... مسلمانوں نے ... [illegible]

اسلام ہوا اور ... سو ... [illegible] ... صحیح ... کی امان

... اور امان صحیح ... [illegible] ... اور ... [illegible]

ہو ... کذا فی الفتح والنہایۃ ... [illegible] ... صحیح ... [illegible]

سمجھا اور قتل کر دیں ... یا نہ ... یعنی قتل ... اور ... امان ... تو امان ... [illegible]

مانند ہے ... اگر ... تو ... یہ ... ساتھ ... بھی یہی تفصیل مذکور ہے ... اشارہ ... [illegible]

... کی طرف اشارہ کرنے سے ... آسمان کا مطلب یہ ہے کہ ... معبود ... کذا فی الفتح ... کذا فی العالمگیریۃ

... مشرک ... امان ... اور اگر مشرک نے ... امان ... صحیح ہے اور ... اجابت ... سکوت کیا ہو ... اور ... [illegible]

... غنیمت ہے کذا فی ... الاماد صحیح ہے ... [illegible]

شارح بیان ... البحر الرائق کی عبارت ... یعنی ... بخلاف ... فانہ ... یعنی اگر ... [illegible]

امان ... امان ... عبارت اس ... صریح ہے کہ امان کا طلب کرنا ... [illegible]

سکے واسطے صحیح ہے مگر ... صورت ... شارح کی عبارت ... شارح ... [illegible]

کتب معتبرہ ... بخلاف ... عبارت ... بخلاف ... [illegible]

اور ... اولاد کی امان میں بیٹوں کی اولاد ... داخل ... لا امان ... القاتل الدیۃ ... [illegible]

لا بیہ ... اور اگر ایک لشکر مسلمین نے کسی شہر کے کفار کو امان دی ہے ... لشکر نے ... غنیمت ... بعد انکو امان

دینے کا حال معلوم ہوا تو ... قتل کیا ... لازم ہے ... اولاد ... مسلم ہے ... باپ کی تبعیت سے اور ... [illegible]

اور مال ان لوگوں کے پھیر دیے جاویں یعنی ... کے پاس ... پھیر دیا جاوے ... کذا فی العالمگیریۃ وینقض الامام الامان

لو ... شرعا ... بالمصلحۃ ... امام امان کو ... اگر ... اہل اسلام کے حق میں ... امان دی ہو ... مسلم نے اور بلا مصلحت امان کا

دینے والا تعزیر دیا جاوے ... اور نقض امان ... کفار کو ... کذا فی النہایۃ ... امان ذمی ... مسلم ... ذمی کا امان دینا باطل ہے مگر جبکہ مسلم نے

اسکو امان دینے کا امر کیا ہو تو صحیح ہے کذا فی ... عالمگیری میں ہے کہ ... ذمی ... امان صحیح ... مسلم امیر ہے تو ظاہر

غیر امیر کا امر کافی نہیں ... تاجر ... محجور عن القتال ... صحیح ... امان ... مسلم ... امان ... باطل ہے امان دینا مسلم محبوس اور

سوداگر اور ... غلام کا جنکو قتال کی اجازت نہیں ... صحیح ... محمد ... غلام کا امان دینا ... کہ خدمت ... مسلم کا ... امان ... [illegible]

... مجنون ... مسلم ... لانہم لا یملکون القتال ... مجنون ... شخص کی امان باطل ہے ... مسلمان ہوا ... [illegible]

نہیں کی ... اشخاص مذکورین قتال کے مالک نہیں ... خوف کے محل ... شخص قتال نہیں کر سکتا ... ذمی کو اہل اسلام ... [illegible]

انکی امان صحیح ہو ... مسلم ... ذمی ... اور جو شخص ... اسلام لایا ... خود کفار کی امان میں ہے تو انکا امان دینا ... کذا فی ... [illegible]

باب المغنم وقسمتہ

یہ باب ہے غنیمت اور اسکے بانٹنے کے احکام میں قاموس میں ہے کہ مغنم اور غنیم اور غنیمت اور غنم بالضم عبارت ہے فی سے اور غنم بالضم اور غنم بالفتح اور غنم بالتحریک اور غنیمت عبارت ہے چیز کے پانے سے بدون محنت کے کذا فی المنح فی المغرب الغنیمۃ ما نیل من الکفار عنوۃ والحرب قائمۃ فتخمس وباقیہا للغانمین والفئی ما نیل منہم بعد ما تضع الحرب کالخراج وہو لکافۃ المسلمین مغرب میں ہے کہ غنیمت وہ مال ہے جو کفار سے حاصل ہو غلبہ اور قہر سے اور لڑائی ہنوز موجود ہو تو اسمیں سے خمس یعنی پانچواں حصہ نکالا جاویگا اور باقی حق غازیوں کا ہے اور فئی وہ مال ہے جو کفار سے حاصل ہو بعد لڑائی ہو چکنے اور دار الاسلام ہو جانے کے جیسے زمین کا خراج اور وہ سب مسلمانوں کا حق ہے نہ فقط غازیوں کا کذا فی المنح اور فتاوی عالمگیری میں ہے کہ غنیمت اسکا نام ہے جو کافروں سے حاصل ہو غازیوں کی قوت اور کفار کے مقہور اور مغلوب ہونے سے اور فئی وہ ہے جو کفار سے بدون قتال کے حاصل ہو جیسے خراج زمین کا اور جزیہ غنیمت میں خمس ہے نہ فئی میں اور جو کفار سے بطریق تحفہ یا سرقہ یا ہبہ یا لے بھاگنے سے حاصل ہو وہ غنیمت نہیں وہ فقط اخذ کی ملوک ہے اذا فتح الامام بلدۃ صلحا جری علی موجبہ کذا من بعدہ من الامراء وارضہا تبقی مملوکۃ لہم جبکہ امام کسی شہر کو فتح کرے بطریق صلح کے نہ لڑائی کے تو جو حسب صلح کے عمل کیا کرے اور اسیطرح اسکے بعد کے حاکم وہی معمول جاری رکھیں اور زمین اسکی کفار کی ملک میں باقی رہیگی قہستانی نے کہا کہ صلح کا اعتبار خراجی یا عشری باندیہ ہے تو اگر وہاں کا باقی خراجی ہے تو خراج پر امام صلح کرے اور اگر عشری ہے تو عشر پر صلح کرے اور اس صلح کا تغیر جائز نہیں کہ یہ بجائے نقض عہد ہے کذا فی الطحطاوی و لو فتحہا عنوۃ بالفتح ای قہرا قسمہا بین الجیش ان شاء او اقر اہلہا علیہا بجزیۃ علی رؤسہم و خراج علی ارضیہم اور اگر امام نے بطور قہر اور غلبہ شہر کو فتح کیا تو اسکو لشکر کے درمیان یعنی غازیوں کو بانٹ دے اگر وہ چاہے یا وہاں کے لوگوں کو برقرار رکھے انکی ذاتوں پر جزیہ باندھکر اور انکی زمینوں پر خراج یعنی محصول مقرر کرکے اگر امام نے اراضی کو غازیوں میں تقسیم کیا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں کیا تو زمین غازیوں کی مملوک ہو جاویگی اور اسپر عشر معین ہوگا نہ خراج اور اگر بعد فتح کے وہاں کے کفار کو برقرار رکھا بطور جیسا کہ کیا چنانچہ امیر المومنین عمر فاروق نے ملک عراق میں کیا کہ انکے گھر اور انکی زمین کو انہیں کے تصرف میں رکھا جزیہ اور خراج لیکر اور غازیوں میں زمین تقسیم نہیں کی تو کفار حر اصلی ذمی ہونگے اور زمین کے وہی مالک رہینگے کذا فی المنح اور کفار پر انکی رقاب اور اراضی کا احسان کرنا بدون مال منقول کے مکروہ ہے بلکہ اتنا مال دینا چاہیے کہ خود کھاویں اور کھیتی کریں یہاں تک کہ غلہ پیدا ہو اور کافروں کو چھوڑ دینا بدون زمین اور مال کے یا فقط مال منقول دینا جائز نہیں کہ اہل اسلام سے پھر لڑنے کو تیار ہونگے امام مالک نے موطا میں اسلم سے روایت کی کہ میں نے عمر فاروق سے سنا فرماتے تھے کہ اگر پچھلے مسلمانوں کی محتاجی کا خیال نہ ہوتا تو جس گانوں کو مسلمان فتح کرتے ہیں تو میں انہیں کے درمیان تقسیم کر دیتا حصہ حصہ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو حصہ حصہ تقسیم کر دیا اس روایت سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ سب خیبر کو تقسیم کیا تھا اور امام ابوداؤد میں بروایت صحیح ثابت ہے کہ خیبر کو نصفین تقسیم کیا نصف اپنی حاجات اور نصف مسلمین کے درمیان میں مسلمین میں اٹھارہ سہم تقسیم فرمائے یعنی ہر سہم میں سو مردوں کے حصے داخل کیے کذا فی الفتح ملخصا والاول اولی عند حاجۃ الغانمین اور اول یعنی لشکر میں بانٹ دینا بہتر ہے غازیوں کی حاجتمندی کے وقت او اخرجہم منہا وانزل بہا قوما غیرہم ووضع علیہم الخراج والجزیۃ لو کانوا کفارا فلو مسلمین وضع علیہا العشر لا غیر یا کافروں کو دار الحرب کو نکالدے اور وہاں اور قوم کو بسادے اور اسپر خراج اور جزیہ مقرر کرے اگر وہ قوم کافر ہو اور اگر وہ مسلمان ہوں تو اسپر عشر مقرر کرے کچھ اور ہم فتاوی عالمگیری میں ہے کہ اگر مسلمان کو وہاں لا بسایا ہے اسپر عشر مقرر کرے چاہے خراج طحطاوی نے کہا عشر ہی مقرر کرنا لائق ہے بقواعد فقہ ہے واللہ تعالی اعلم وقتل الاساری ان شاء الا اذا اسلموا او استرقہم او ترکہم احرارا ذمۃ لنا الا مشرکی العرب والمرتدین کما سیجی اور قتل کرے قیدیوں کو اگر امام چاہے بشرطیکہ مسلمان نہ ہو گئے ہوں یا انکو لونڈی غلام بنا دے یا انکو آزاد ذمی بنا کر چھوڑ دے سوائے مشرکین عرب اور مرتدین کے کہ انکا ذمی ہونا جائز نہیں چنانچہ آگے مذکور ہوگا قولہ ذمۃ لنا ای حقا واجبا لنا علیہم من الجزیۃ والخراج یعنی اہل ذمہ پر ہمارا حق واجب ہے از قسم جزیہ اور خراج کے اسواسطے کہ ذمہ یعنی حق اور امان اور عہد ہے اور اہل ذمہ کو اہل ذمہ کہا اسواسطے کہ وہ مسلمین کے عہد اور امان میں داخل ہیں وحرم منہم ای اطلاقہم مجانا ولو بعد اسلامہم لتعلق حق الغانمین وجوزہ الشافعی لقولہ تعالی فاما منا بعد واما فداء قلنا نسخ بقولہ تعالی واقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم شرح مجمع اور حرام ہے کافروں پر احسان کرنا یعنی انکو مفت چھوڑ دینا اگرچہ بعد گرفتاری اور انکے مسلمان ہونے کے انکو چھوڑ دے کذا ذکرہ ابن کمال بسبب متعلق ہو جانے غازیوں کے حق کے یعنی بعد فتح کے غازی کافروں کے مالک ہو گئے تو اب مفت چھوڑنا انکی حق تلفی ہے اور امام شافعی نے انکا مفت چھوڑنا جائز رکھا ہے بدلیل اس آیت کے فاما منا بعد واما فداء یعنی لڑائی کے بعد یا احسان کر دیا فدیہ لو یعنی کچھ مال لیکر

پہونچ جاتے ہیں ... اسواسطے کہ ... تنقیح ... اسکے بعد قتل کرنا جائز ہو ... قولہ ... حرب ... جو ...
... ہوا ... یعنی قتلوا المشرکین ... نازل ہوئی اور ... سورۃ ... ذلک بعد ...
... بعد ... قتل ... جائز ... اور ... کہا ... ہر ...
کے ... وحرم فداؤہم بعد تمام الحرب ... ابو حنیفہ ... لا یجوز ... امام ... جائز ...
... قتل ... قیدی مسلمان کا فدیہ لینا ... مسلمان کا ... کافر ... مسلمان کے عوض قیدی ...
بھی ... کہ ... قیدی ... جواز ... امام ... جواز ... عدم جواز ...
ہے لیکن جواز ... اور ... قتل ... قتل ... ولا نفادی بسبایا وصبیان ...
دلا ... مسلم ... امام ... قیدی ... عوض فدیہ لینا ... فرض ... قیدی ...
عوض جو مسلمان ... قیدی ... عوض ... جائز ... اسواسطے جائز ہوا کہ وہ بالغ ہو کر مسلمانوں
سے لڑینگے اور عورتوں سے نسل پیدا ہوگی ... محمد ... کہا ... محمول ... اور ... لینے ... کا عوض
عوض مسلمان کا لینا بقول صاحبین جائز ہے تو ... ردہم الی دارہم ثابت فی نسخ الشرح ... اہل العلم ... منع ...
بالاولی اور حرام ہے ... دار الحرب میں ... شرح کے نسخوں میں ثابت ہے موافق ... نسخوں میں ... ابن کمال کے اسواسطے کہ
دار الحرب کا ... اہل ... برجندی نے کہا کہ ... بعوض ہے تو ... دخل ہے یا بغیر عوض ہے تو ... اور ... واجب کی ... کہ
... عبارت ... حرام ... حرام ہوگا اسواسطے کہ ... زیادتی کے ساتھ یعنی دار الحرب میں پہونچا دینا وحرم
عقر دابۃ شق نقلہا الی دارنا فتذبح وتحرق بعدہ ولا تعقر ... اور حرام ہے ... دار الاسلام ...
اور ذبح کے بعد جلا دے اسواسطے کہ جانور کو آگ سے جلانا جائز نہیں ... کما تحرق اسلحۃ وامتعۃ تعذر نقلہا وما لا یحرق منہا کحدید یدفن فی موضع خفی لا یعثر علیہم
دتراق ... انکے ہتھیار ... دار الاسلام کی طرف ... جو چیز جل سکے ... چنانچہ ... کے ہتھیار
وغیرہ تو وہ ... پوشیدہ مکان میں ... برتن ... تیل ... رسائی ... ولم تترک صبیان ونساء
منہم شق اخراجہا بارض خربۃ حتی یموتوا جوعا ... النبی ... دلائل ... انکے ... عورتیں ... دار الحرب ... ویران زمین میں
چھوڑ دے ... بھوک اور پیاس سے مر جاوین ... قتل ... دار الحرب میں انکے باقی رکھنے کی کوئی وجہ نہیں یعنی ... باقی رکھے تو ... جوان ہوکر
مسلمانوں سے لڑینگے اور عورتوں سے نسل پیدا ہوگی فتح القدیر میں محقق نے کہا کہ ... مارنا تو قتل سے بھی سخت تر ہے ... اضطرار شدید کے ... جائز ہوتا
اضطرار یہ کہ ... واسطے باربرداری ... وجد المسلمون حیۃ او عقربا فی رحالہم ... دار الحرب ... ذنب العقرب وانیاب الحیۃ
قطعا للضرر عنا بلا قتل ابقاء للنسل تاتارخانیہ مسلمانوں نے سانپ یا بچھو کو ... مکانوں میں ... دار الحرب میں ... بچھو کا ڈنک اور سانپ کے دانت
نکال ڈالیں تا مسلمانوں سے ضرر منقطع ہو ... قتل نہ کریں تا انکی نسل باقی رہے ... واسطے کذا فی النہایۃ ... مسلمات ... اہل الحرب
یحاصرون الا ... بالنار ... تاتارخانیہ میں ہے کہ مسلمان عورتیں دار الحرب میں مر گئیں اور اہل حرب کی عادت یہ ہے کہ مردوں ... توانکو آگ
سے جلا دیں ... طحاوی نے کہا ... جب مکان ... دفن ... جلانا جائز نہیں ولا تقسم غنیمۃ
ولا ... قسم ... ولا ... اور تقسیم نہ کیجائے غنیمت وہاں یعنی دار الحرب میں مگر جبکہ امام نے قسمت کی

اجتہاد اور مصلحت سے یا بسبب حاجتمندی غازیوں کے تو قسمت صحیح ہوگی یا قسمت کی غازیوں کے پاس امانت رکھنے کے واسطے تو حلال ہے بشرطیکہ امام
کے پاس بار برداری نہو فان ابوا اہل یجبرہم باجر المثل روایتان فاذا تعذر فلو بحال لو قسمہا قدر کل علے حملہ قسم بینہم والا فہو مما شق نقلہ وسبق حکمہ پھر اگر غازی غنیمت
لانے کو نمانیں تو آیا پھر امام جبر کرے اجر مثل مقرر کرکے یا نہ جبر کرے اسمین دو روایتیں ہیں جواز جبر ایک روایت میں اور عدم جواز دوسری روایت میں پھر درصورت
عدم جبر امانت رکھنے کے واسطے قسمت کرنا متعذر ہو تو اگر یہ حالی ہو کہ اگر بانٹ دے تو ہر شخص اپنے بوجھ کے اٹھالانے پر قادر ہو تو غنیمت کو غازیوں میں بانٹ
دے اور اگر قادر نہو تو یہ وہ صورت ہے جسکا نقل کرنا شاق ہے اور اسکا حکم اول مذکور ہو چکا یعنی دواب کا ذبح کرنا اور جلانا اور عورتوں کو اور لڑکوں کو ویران زمین میں
چھوڑ دینا ولم تبع الغنیمۃ قبلہا الا للامام ولا لغیرہ یعنی للتمول ولو باع شیئا بطعام جاز جوہرہ اور بیچیں اہل اسلام نہ بیچیں غنیمت کو قبل قسمت کے نہ امام کو یہ جائز ہے اسکے
غیر کو یعنی بیع قبل قسمت تمول اور ادخار کیواسطے جائز نہیں لیکن اگر کسی چیز کو کھانے کیواسطے بیچے تو جائز ہے کذا فی الجوہرہ وردالبیع لو وقع دفعا للفساد فان لم یکن رد
ثمنہ للغنیمۃ خانیہ اور بیع کو مردود کرے اگر قبل قسمت واقع ہوئی ہو واسطے دور کرنے فساد کے اور اگر رد کرنا ممکن نہو تو اسکی قیمت غنیمت میں داخل کرے کذا فی الخانیہ
ولا یستحقہ تسکما قاتل لا سوقی وحربی ومرتد یسلم فیہ بلا قتال فان قاتلوا شارکوہم اور نہ مستحق ہوگا غنیمت کا بازاری اور حربی اور جو مرتد اور ملک غازیوں کے ملی دارالحرب میں جاکر تو وہ غازی کے برابر ہے استحقاق
غنیمت میں نہ مرد بازاری اور حربی اور جو مرتد کہ وہاں مسلمان ہوا بدون قتال کے اور اگر بازاری وغیرہ کافروں سے لڑائی کرینگے تو وہ بھی غازیوں کے شریک ہونگے غنیمت میں ہم
بازاری کو حصہ بدون قتال کے اسواسطے نہیں کہ اسکا وہاں جانا قتال کی نیت سے نہیں بحرالرائق میں کہا تو اسمین اشارہ ہے کہ اگر حربیت دار الحرب میں جا دے واسطے زوج کی
خدمت کیواسطے یا غلام جاوے اپنے میاں کی خدمت کے واسطے اور قتال نہ کرے تو اسکے واسطے کچھ نہیں کذا فی الاختیار اور فتح القدیر میں ہے کہ اسی طرح گھوڑے کے سائیس کا
کچھ حصہ نہیں ولا من مات قبلہا ای قبل قسمتہ او بیع ولو مات بعد احدہما ثم او بعد الاحراز بدارنا یورث نصیبہ لتأکد ملکہ تاتارخانیہ اور اس غازی کا حصہ نہیں جو دارالحرب
میں مرگیا غنیمت کے قسمت یا بیع ہونے سے پہلے اور اگر وہ مرگیا قسمت یا بیع کے بعد وہاں یا بعد لے آنے غنیمت کے دارالاسلام میں تو اسکے حصہ میں ارث جاری ہوگا یعنی
اسکے وارث بقدر ورثت کے پاوینگے بسبب مستاکد ہوجانے اسکی ملکیت کے کذا فی التاتارخانیہ وفیہا ادعی رجل شہود الوقعۃ وبرہن وقد قسمت لم تنقض استحسانا ویعوض بقدر حصتہ من
بیت المال وتاتارخانیہ میں ہے کہ دعوی کیا ایک مرد نے لڑائی میں حاضر ہونے کا اور اسکو گواہوں سے ثابت کیا اور حالانکہ غنیمت کی تقسیم ہو چکی تو قسمت شکستہ نہوگی بنا بر استحسان
کے اور بقدر اسکے حصے کے بیت المال سے اسکو عوض دیا جاویگا وما فی البحر من قیاس الوقف علی الغنیمۃ ردہ فی النہر وحرزنا فی الوقف اور بحرالرائق میں جو وقف کا قیاس کیا
ہے غنیمت پر تو اسکو رد کیا ہے نہرالفائق میں اور اسکو ہمنے اسی کتاب کی کتاب الوقف میں تحریر کیا ہے ہم صاحب بحر نے کہا کہ اگر مستحق وقف مرگیا بعد غلہ پیدا ہونے اور احراز
ناظر کے قبل از قسمت تو اسکے حصے میں ورثت ہوگی جیسے غنیمت بعد احراز میں ورثت ہوتی ہے صاحب نہر نے کہا دررا اور غرر میں صاحب مجیط کے فوائد سے منقول ہے کہ اگر امام اور
موذن کا حصہ ہے وقف میں سو بدون قبضہ مرگیا تو حصہ ساقط ہوگیا اسواسطے کہ یہ بحکم صلہ اور عطا ہے اور قول ضعیف یہ ہے کہ ساقط نہیں ہوتا اسواسطے کہ وہ بحکم اجرت ہے تو
اس سے معلوم ہوا کہ وقف کا قیاس غنیمت پر غیر صحیح ہے انتہی ملخصا وللہم اے للغانمین لا لغیرہم الانتفاع فیہا ای فی دار الحرب بعلف وطعام وحطب وسلاح
ودہن بلا قسمۃ اطلق الکل تبعا للکنز وقید فی الوقایۃ السلاح بالحاجۃ وہو الحق وقید الکل فی الظہیریۃ بعدم نہی الامام عن الکل فان نہی لم یبح فینبغی تقیید المتون بہ
اور فقط غازیوں کو نہ غیر کو جائز ہے منتفع ہونا اسمین یعنی دار الحرب میں جانوروں کے چارے اور طعام اور لکڑی اور ہتھیار اور تیل سے بدون قسمت کے مصنف نے
ان چیزوں کے انتفاع کو مطلق رکھا باتباع کنز اور وقایہ میں ہتھیار سے انتفاع کو مقید بحاجت کیا اور یہی حق ہے اور سب اشیاء مذکورہ کو ظہیریہ میں مقید کیا
ساتھ منع کردینے امام کے اسکے کھانے سے اکل سے مراد تناول اور استعمال ہے مناسب چیزوں کے مناسب ہو تو اگر امام اشیاء مذکورہ کے انتفاع سے منع
کردے تو مباح نہیں تو لائق ہے تقیید متون کی عدم نہی کی قید سے ہم حلبی نے بحرالرائق سے نقل کیا لائق یوں ہے کہ نہی امام کو بعدم حاجت مقید کیجیے اسواسطے
کہ جب غازیوں کو کھانے اور شرب کی حاجت ہوگی تو اسکے منع کرنے پر عمل نہو گا وبلا بیع ولا تمول فلو باع ردثمنہ فان قسمت تصدق بہ لو غنیا فقیر

اور غازیوں کو انتفاع جائز تھا وہ ختم ہو گیا اور امام نے بیچ ڈالا تو اگر قبل قسمت کے کسی چیز کو غازی نے بیچا ہو تو اسکی قیمت کو غنیمت میں پھیر دے اور اگر غنیمت کی قسمت ہو چکی ہو اور اسکے بعد بیع واقع ہوئی ہو تو اسکی قیمت کو خیرات کرے اگر وہ غنی ہو اور اگر محتاج ہو تو خود کھا جاوے کذا فی المنبع عن المحیط [illegible] دار الحرب [illegible] فی دار الحرب [illegible] اذا لم یکن فی دار الحرب [illegible] الاحبطه [illegible] یعطی منه [illegible] کی نظر اور کی [illegible] چیز کو چھپا رکھا ہو تو وہ مشترک ہے سب غازیوں میں تو اسکی بیع موقوف رہیگی امیر کی اجازت پر پھر اگر بلا اجازت بیع ہوا [illegible] بیع [illegible] قیمت نافع [illegible] بیع کو جائز رکھیگا اور اگر بیع تام ہو کر قیمت تلف ہو تو بیع کو فسخ کرے اور غنیمت میں پھیر دے لیکن بیع کو فسخ کرے [illegible] وبعد [illegible] اشیاء [illegible] اور [illegible] سب غازیوں کی [illegible] من اسلم منهم قبل ان یؤخذ فهو حر وکل مال هو فی یده [illegible] اور جو شخص [illegible] مسلمان ہو گیا اپنے گرفتار ہونے سے پہلے تو اسنے اپنی جان اور اپنے چھوٹے بچوں کو بچا لیا اور اپنے ساتھ والے مال کو بچایا [illegible] جبکہ مسلمان ہو گیا اسنے وقت [illegible] اسلام سے محفوظ ہو گئی اور وہ [illegible] سو مال [illegible] جو کسی مسلمان یا ذمی کے پاس امانت رکھا ہو وہ محفوظ رہیگا [illegible] اور جو امانت حربی کے پاس ہو تو وہ مال غنیمت ہے [illegible] لانه لم یصر معصوما [illegible] وان ظهرنا علی الدار [illegible] لتبعیته [illegible] اور اگر حربی مسلمان ہوا پھر دار الاسلام میں آیا یا مسلمان ہو کر دار الحرب پر غلبہ ہوا تو اسکا مال وہاں غنیمت ہے سوائے اسکے چھوٹے بچے کے کہ وہ تابع ہوتے ہیں اسلام میں [illegible] لاولاده الکبیر وزوجته وحملها وعقاره وعبده المقاتل [illegible] اور جو کافر قبل گرفتاری کے دار الحرب میں مسلمان ہوا تو اسکا بالغ بیٹا اور اسکی زوجہ اور اسکا حمل اور اسکی زمین اور اسکا لڑنے والا غلام اور اسکی لڑنے والی عورت اور اسکا [illegible] محفوظ نہ رہیگا سوا اسکے کہ حمل اسکا تابع ہو تو اگر اسکا غلام یا لونڈی قتال کرنے تو اسکے [illegible] حربی دخل دارنا بغیر امان فاخذه احدنا فهو وما معه فی لکل المسلمین سواء اخذ قبل الاسلام او بعده وقالا هو لآخذه خاصة وفی [illegible] قنیه کا فر حربی بدون امان کے دار الاسلام میں داخل ہوا پھر کسی مسلمان نے اسکو گرفتار کر لیا تو وہ اور اسکے ساتھ کا مال غنیمت ہے سب مسلمانوں کیواسطے خواہ گرفتار ہو قبل اسلام کے یا بعد اسکے اور صاحبین نے کہا کہ وہ گرفتار کرنے والے کی غنیمت ہے خاص کر اور وجوب خمس میں دو روایتیں ہیں امام اعظم کے نزدیک کذا فی [illegible] القنیه [illegible] استاجره لخدمته [illegible] الفرس [illegible] ضرب مستاجر [illegible] جراد فی الغنیمة للمستاجر اور قنیہ میں ہے کہ نوکر رکھا ایک شخص کو اپنے سفر کی خدمت کیواسطے سو نوکر نے جہاد کیا مستاجر کے گھوڑے وغیرہ ہتھیار سے تو اسکا حصہ غنیمت کا دونوں کے درمیان تقسیم ہو گا اگر اسوقت تقسیم نہ ہوا جب عقد میں شرط ہو کہ [illegible] غنیمت کا حصہ مستاجر کیواسطے [illegible]

فصل فی کیفیة القسمة

یہ فصل ہے کیفیت قسمت غازیوں میں کیونکہ قسمت ہوتی ہے سب شائع کو محل معین میں کر دینے کذا فی [illegible] المعتبر فی الاستحقاق [illegible] وقت المجاوزة عند الفصال عندنا وعند الشافعی وقت القتال معتبر مستحق ہونے سوار اور پیدل کے حصے میں مجاوزت کا وقت ہے یعنی دار الاسلام سے جدا ہونے کے وقت اگر سوار تھا تو سوار کا حصہ پاویگا اور اگر پیدل تھا تو پیدل کا حصہ پاویگا اور امام شافعی کے نزدیک لڑائی کا وقت معتبر ہے بحر الرائق میں [illegible] منقول ہے [illegible] مذہب دخول دار الحرب کا ارادہ کرے تو لشکر کو ملاحظہ کرے اور سوار اور پیدل کا شمار کرے اور انکے نام لکھے سو جسکا نام سواروں میں لکھا [illegible] پھر گھوڑا مر گیا تو وہ سوار کے سہم کا مستحق ہو گا اور اگر بیچ کرے گا تو مستحق نہو گا کذا فی المنح فلو دخل دار الحرب فارسا فنفق [illegible] استحق [illegible] دخل [illegible] فرسا استحق سهما تو اگر غازی دار الحرب میں سوار داخل ہوا پھر اسکا گھوڑا مر گیا تو دو حصے کا مستحق ہو گا اور جو وہاں پیدل گیا پھر اسنے وہاں گھوڑا مول لیا تو ایک حصے کا مستحق ہو گا باعتبار وقت انفصال کے امام اعظم اور زفر کے نزدیک سوار کے دو حصے اور پیدل کا ایک حصہ اور [illegible] اکثر اہل علم کے نزدیک سوار کے تین حصے اور پیدل کا ایک حصہ صاحبین وغیرہم کی دلیل وہ حدیث ہے جو صحاح ستہ میں سوائے نسائی کے [illegible] ابن [illegible] سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کے دو حصے مقرر فرمائے اور اسکے صاحب یعنی سوار کا ایک حصہ اور امام اعظم کی طرف سے یہ جواب ہے کہ معارض اسکی وہ حدیث ہے جو ابن ابی شیبہ

مصنف مین ابن عمر سے مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار کیواسطے دو حصے مقرر فرمائے اور پیدل کیواسطے ایک حصہ علاوہ اسکے بہت احادیث سے دو سہم
سوار کیلئے ثابت ہین جنکی تفصیل فتح القدیر مین موجود ہی پھر جب سوار کیلئے تین سہم اور دو سہم مین معارضہ ہوا تو امام اعظم نے دو سہم کو وجوب پر محمول کیا اور تین سہم کی روایت کو تنفیل
یعنی انعام پر محمول کیا اسواسطے کہ جمع بین الروایات اولی ہی ایک کے ابطال سے اگرچہ کوئی اقوی ہو اور کوئی قوی اور یون کہنا کہ بخاری کی حدیث اصح ہی غیر بخاری کی حدیث
سے اگرچہ راوی اُسکے ثقات ہون یا وہ راوی ہون جن سے بخاری نے روایت کی ہی سو دعوی بے دلیل ہی اُسکو ہم نہین مانتے کذا فی الفتح **ولا یسہم لغیر فرس واحد صحیح کبیر صالح**
للقتال فلو مریضا ان صح قبل الغنیمۃ استحقہ استحسانا لا لو مہرا فکبر تاتارخانیہ اور حصہ نہ دیا جاویگا سوا ایک گھوڑے کے جو تندرست جوان لڑائی کے لائق ہی تو اگر گھوڑا بیمار ہو پھر تندرست
ہو جاوے قبل غنیمت ملنے کے تو وہ اپنے سہم کا مستحق ہوگا بنابر استحسان کے اور اگر بچھیرا ہو اور دار الحرب کے طول جنگ در اقامت سے جوان ہو جاوے تو گھوڑے کا حصہ نہ دیگا
وکان الفرق حصول الارہاب وہو بکبیر مریض لا بالمہر ادر گویا کہ فرق دونون صورتون مذکورہ مین حصول تخویف ہی جوان بیمار گھوڑے سے نہ بچھیرے سے ولو غصب فرسہ قبل دخولہ او کبہ آخر
او نفر فدخل راجلا ثم اخذہ فلہ سہمان اور اگر غازی کا گھوڑا غصب ہو گیا یا دوسرا شخص اُسپر سوار ہو گیا یا گھوڑا بھاگ گیا اور مالک اُسکا پیدل داخل ہوا دار الحرب مین پھر اُسنے
اپنے گھوڑے کو پایا تو اُسکو دو حصے ملینگے سب صورتون مین **لا** لو باعہ **او** بعد تمام القتال فانہ یسقط فی الاصح لانہ ظہر ان قصدہ التجارۃ فتح واقرہ المصنف لکن نقل فی النہر بلا لیتہ
عن الجوہرۃ والتبیین ما یخالفہ وفی القہستانی لو باعہ فی وقت القتال فراجل علی الاصح وبعد القتال فارس بالاتفاق انتہی فتنبہ لتحفظ ہذہ القیود خوف الخطا فی الافتا
والقضا اور دو حصے نہ یاوے گا اگر اُسنے گھوڑے کو بیچ ڈالا اگرچہ اُسنے لڑائی ہو جانے کے بعد بیع کی ہو تو البتہ اُسکا حصہ ساقط ہو جائیگا قول اصح مین اسواسطے کہ بیع
سے ظاہر ہو گیا کہ اُسکی نیت سوداگری کی تھی نہ جہاد کی کذا فی الفتح اور مصنف نے بھی اس قول کو ثابت رکھا ہی لیکن نہر بلالیہ مین جوہرہ اور تبیین سے اسکے
مخالف منقول ہی اور قہستانی مین ہی کہ اگر غازی نے گھوڑا بیچا لڑائی کے وقت تو وہ پیادہ ہی بنابر قول اصح کے اور لڑائی کے بعد بیع کرنے سے وہ سوار ہی بالاتفاق
انتہی تو خبردار رہنا اور ان قیود کو یاد رکھنا چاہیے بخوف خطا کاری افتا اور قضا مین مصنف نے اپنی شرح مین فتح القدیر سے نقل کیا کہ اگر گھوڑا بیچا لڑائی کے بعد تو اُسکا حصہ
ساقط نہین ہوتا بعض کے نزدیک اور صحیح یہ ہی کہ ساقط ہوتا ہی اسواسطے کہ ظاہر ہو گیا کہ اُسکا قصد تجارت کا تھا انتہی مانی المنح حلبی نے کہا کہ یہ نقل فتح القدیر سے
غلط ہی فتح القدیر کی عبارت یہ ہی ولو باعہ بعد الفراغ من القتال لا یسقط سہم الفارس بالاتفاق وکذا اذا باعہ حال القتال لا یسقط عند البعض قال المصنف والاصح انہ
یسقط لانہ ظہر ان قصدہ التجارۃ انتہی اور یہی مطلب ہی تبیین اور جوہرہ اور قہستانی کا تو شارح کا استدراک کرنا اور خبرداری اور حفظ کا امر کرنا بے معنی ہی انتہی قول الحلبی طحاوی
نے کہا کہ شارح کا استدراک حق ہی کہ اُسنے اس استدراک سے اُس خطا پر آگاہ کر دیا جو مصنف سے واقع ہوئی اور خبردار اسواسطے کر دیا کہ یہ مقام پوشیدگی سے خالی
نہین اور یاد رکھنے کا امر جمیع قیود کی طرف راجع ہی واللہ اعلم **ولا یسہم لعبد وصبی وامراۃ وذمی ومجنون ومعتوہ ومکاتب ورضخ لہم قبل اخراج الخمس**
عندنا **اذا باشر والقتال او کانت المراۃ تقوم بمصالح المرضی او تداوی الجرحی او دل الذمی علی الطریق** اور غنیمت سے حصہ نہ دیا جاوے غلام اور
صغیر اور عورت اور ذمی اور مجنون اور بیہوش اور مکاتب کو اور انکو کچھ تھوڑا سا دیا جاوے قبل نکالنے خمس کے ہمارے نزدیک جبکہ وہ لوگ لڑائی لڑین یا عورت
بیمارون کی خدمت گذاری کرے یا زخمیون کا علاج کرے یا کافر ذمی راہ بتا دے ومفادہ جواز الاستعانۃ بالکافر عند الحاجۃ وقد استعان علیہ الصلوۃ والسلام بالیہود
علی الیہود ورضخ لہم اور دلالت ذمی سے مستفاد ہوا امداد چاہنا کافر سے حاجت کے وقت اور البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدد چاہی تھی یہود دیوانہ
سے یہودیون پر اور انکو کچھ عطا کیا تھا امام واقدی نے روایت کی ہی محیصہ سے کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام مدینہ کے دس یہودی لے گئے تھے اہل خیبر
سے لڑنے کے واسطے اور جنگ حنین مین صفوان بن امیہ سے استعانت کی تھی اور وہ جب مشرک تھا کذا فی الفتح **ولا یبلغ بہ السہم الا فی الذمی**
اذا دل فیزاد علی السہم لانہ کالاجرۃ اور نہ پہونچے انکی عطا بقدر سہم کے یعنی غازی کے حصے کے برابر نہ دینا چاہیے مگر ذمی مین جب کہ وہ
راہ بتا وے تو سہم پر زیادہ کیجاوے اسواسطے کہ عطا بعوض دلالت اجرت کے مانند ہی تو دینا چاہیے جس قدر کہ

له اگر بیچ ڈالا گھوڑا بعد لڑائی سے فارغ ہونے کے تو نہیں ساقط ہوگا حصہ سوار کا بالاتفاق اور بیچا لڑائی کے بیچ میں جبکہ اسکو بیچا تو بعض کے نزدیک نہیں ساقط ہوگا اور بعض نے کہا کہ اصح یہ ہے کہ ساقط ہوگا اسلیے کہ ظاہر ہوا کہ اسکا قصد تجارت کا ہے ۱۲

پھر وہ البیرونی قیمت اشتراک سے بھی خمس لیا جائے گا یعنی جب غنیمت میں خمس اور چار حصے ہو چکے اور پھر قیمت اسی کی قدر ہو اور بعد اس کے جمع ہوئی ہو

اور ان سب میں نہیں بلکہ بعض میں جیسے گھوڑے کے ان میں سے خمس لیا جائے اور یہی ہے اور سوا اسکے اور جس چیز کا خمس اور مال ہو اس کا بھی اور ان کی

لگت پر اسکا حصہ ہے سبب اسکے کہ وہ ایک حصہ گھوڑے کا ہے اور ایک گھوڑے میں بھی صرف حصہ اور شارح نے اسکا

ذکر کیا کہ ان دونوں کا فرق دلیل ہے کہ صاحب خمس خیل کی طرف قول اللہ تعالی ومن رباط الخیل اور سب گھوڑوں کو کہتے ہیں اور اسواسطے اگر ہو

گھوڑا طلب ہو اور عرب میں جو قومی گھوڑا ہے اسکا خاص اس رباط کا ہے اور ایک نہیں جدی جدی غنیمت ہے لا یسہم الراحلۃ والبغل والحمار لعدم

حصہ ہو دیا جاوے اور اونٹ اور خچر اور گدھے کا بسبب عدم عرب اسکے لائق نہیں یعنی یہ جانور جہاد کے لائق نہیں اور ان میں کسی میں بھی نہیں باوجودیکہ صدر اسلام میں اونٹ اور

گدھے اور خچر بہت ہوتے تھے لیکن کسی کا حصہ قول نہیں والخمس الباقی یقسم اثلاثا سہم للیتیم وسہم للمسکین وسہم لابن السبیل اور غنیمت کا باقی خمس یعنی پانچواں حصہ

ہمارے نزدیک تین حصے کیا جاتا ہے یتیم اور مسکین اور مسافر کو یعنی یتیم وہ نابالغ ہے جسکا باپ مر گیا اور بعد بالغ ہونے کے اسکو یتیم نہیں کہتے و جاز صرفہ الی صنف واحد

منہم اور جائز ہے صرف کرنا خمس کا ایک ہی قسم میں کذا فی البرہان تو اقسام ثلثہ کا ذکر کرنا واسطے بیان مصارف کے ہے یعنی خمس یتیم اور مسکین اور مسافر کا حق ہے خواہ تینوں

کو دے خواہ ایک قسم کو دے فی الغنیۃ لو صرفہ للغانمین لحاجتہم جاز ذکرہ فی شرح المنتقی اور غنیہ میں ہے کہ اگر خمس کو غازیوں پر صرف کرے بسبب انکی حاجتمندی کے تو جائز ہے اور

البتہ میں نے اسکو تحقیق بیان کیا ہے شرح منتقی میں اور شرح منتقی کا یہ مضمون ہے کہ غنیمت کا خمس یا کسی شکل معدن اور رکاز کے محتاج یتیم اور مسکین اور مسافر کا حق ہے تو ہمارے

نزدیک یہ تینوں مال تین حصے کر کے اقسام ثلثہ پر تقسیم کیے جاویں انکے سوا اور کسی کا دینا جائز نہیں یا اقسام ثلثہ میں سب کو دے یا بعض کو بشرطیکہ غنی نہ ہوں محتاج ہوں

وقدم فقراء ذوی القربی من بنی ہاشم منہم ای من الاصناف الثلثۃ علیہم لعدم جواز الصدقات علیہم لا لہم اور خمس دینے میں محتاج قرابتدار بنی ہاشم جو جدا اصناف ثلثہ میں

مقدم کیے جاویں یتیم اور مسکین اور مسافر پر بسبب جائز ہونے صدقات کے غیر بنی ہاشم کیواسطے نہ بنی ہاشم کیواسطے یعنی بنی ہاشم کا یتیم اور مسکین مقدم ہے اور بنی ہاشم کا مسکین اور

مسکین پر اور انکا مسافر اور مسافر پر ذوی القربی سے مراد بنی ہاشم اور بنی مطلب ہیں فقط اور انکا استحقاق فقط قرابت میں بلکہ نصرت کے سبب سے تھا یعنی آنحضرت

علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ ہمکلامی کی موافقت اور مصاحبت کی نصرت نہ قتال کی نصرت اور ایسی نصرت بنی ہاشم اور بنی مطلب کے سوا مفقود ہے اور اسواسطے انکی عورتوں کو بھی

حصہ ملتا تھا پھر یہ حصہ حضرت کی موت سے ساقط ہو گیا بسبب نہ باقی رہنے علت کے یعنی نصرت مذکورہ کے تو اب بنی ہاشم اور بنی مطلب بھی مستحق ہونگے بسبب

محتاجی کے ولا حق لاغنیائہم عندنا اور خمس میں کچھ حق نہیں بنی ہاشم کے مالداروں کا ہمارے نزدیک اسواسطے کہ خلفاء اربعہ راشدین نے خمس کو اسی طرح اصناف ثلثہ پر

تقسیم کیا اور ذوی القربی کو کچھ نہیں دیا اور آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اے گروہ بنی ہاشم حق تعالی نے تمہارے واسطے لوگوں کا غسالہ اور انکا میل یعنی زکوۃ

کو مکروہ رکھا اور اسکے عوض میں خمس کا خمس تمکو دیا تو معلوم ہوا کہ خمس خمس عوض ہے زکوۃ کا اور زکوۃ کا مستحق نہیں مگر محتاج تو اسی طرح خمس کا مستحق نہیں مگر محتاج اور آنحضرت

علیہ الصلوۃ والسلام نے جو انکو خمس دیا تھا تو بسبب نصرت ہمکلامی اور مصاحبت کے دیا تھا اور خلفاء راشدین نے جو انکو دیا تو اسواسطے کہ ذوی القربی بیان ہیں مصرف کا

کا اور ہمارے نزدیک تنصیص کرنا مصنف واحد پر جائز ہے یا انکو غنی جانکر نہ دیا معلوم کرنا چاہیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم ہیں اور عبد مناف

کے چار بیٹے تھے ہاشم اور عبد شمس اور مطلب اور نوفل چنانچہ عثمان بن عفان عبد شمس کی اولاد میں ہیں اور جبیر بن مطعم نوفل کی اولاد میں جب کفار قریش نے آپس میں عہد نامہ لکھا کہ بنی ہاشم سے

یا بنی مطلب سے نہ بیاہ کریں اور نہ ان سے کلام کریں تاوقتیکہ وہ حضرت کو نہ دیں قتل کرنے کے واسطے تو بنی ہاشم نے بھی عہد کیا کہ ہم آنحضرت کے مددگار رہینگے سو نوفل کی اولاد اور عبد شمس کی

اولاد قریش کے شریک ہوئی اور بنی ہاشم حضرت کے شریک ہوئے یہاں تک کہ تین برس تک پہاڑ کی گھاٹی میں حضرت کے ساتھ قید رہے گھاس اور پتے کھا کر ذلت کے

ساتھ قید رہے چنانچہ کتب سیر میں یہ قصہ مفصل موجود ہے سنن ابو داود میں جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ جب آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے فتح خیبر کے بعد ذوی القربی کا

حصہ خمس بنی ہاشم اور بنی مطلب کو دیا اور بنی عبد شمس اور بنی نوفل کو نہ دیا تو میں اور عثمان بن عفان حضرت کے پاس آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ بنی ہاشم کی

فضیلت کے ہم منکر نہیں ہیں بلکہ حق تعالیٰ نے آپ کو بنی ہاشم میں پیدا کیا سو کیا وجہ ہے کہ ہمارے بھائیوں بنی مطلب کو آپ نے دیا اور ہمکو چھوڑا اور قرابت ہماری اور انکی آپ کے
ساتھ ایک ہی طرح ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اور بنی مطلب جدا نہوئے کفر میں اور نہ اسلام میں اور ہم اور وہ تو شی واحد ہیں اور اپنی انگلیوں کو آپ نے قینچی کیا
اسمیں حضرت نے اشارہ کیا انکی نصرت کا یعنی مواسات اور موافقت کی نصرت جاہلیت میں جب کفار قریش نے مہاجرت کا عہد کیا تھا اسواسطے کہ اسوقت نصرت قتال کی
نہتی کذا فی المنح والنہر والطحطاوی اور امام شافعی اور احمد کا یہ مذہب ہے کہ خمس الخمس میں غنی اور فقیر ذوی القربیٰ کے برابر ہیں اور امام مالک کے نزدیک امام مختار ہے چاہے
انکو دے چاہے نہ دے چاہے سب کو دے چاہے بعض کو چاہے غیر ذوی القربیٰ کو دے اور دلائل مفصلہ اس مسئلہ کے کتب مبسوطہ مثل عینی ہدایہ اور فتح القدیر میں مفصل ہیں ونقله
المصنف عن البحر ان فائدة الحاوي الفائدة ترجيح الصرف لاغنيائهم لا ثمرة فيه في النهر اور مصنف نے بحر الرائق سے یہ نقل کیا ہے کہ البتہ جو قول کہ حاوی قدسی میں ہے وہ مفید ہے ترجیح صرف کا اعتبار
ذوی القربیٰ کیواسطے اسمیں اعتراض کیا ہے نہر الفائق میں جو حاوی قدسی میں ابو یوسف سے مروی ہے کہ خمس صرف کیا جاوے ذوی القربیٰ اور یتامی اور مساکین اور ابناء سبیل
میں اور اسی قول کو ہم لیتے ہیں بحر الرائق میں کہا کہ یہ اسکا مقتضی ہے کہ اعتبار ذوی القربیٰ کے دینے پر فتویٰ ہے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے صاحب نہر الفائق نے کہا کہ اسمیں نظر ہے بلکہ اسکا
انکے دینے کی ترجیح ہے غاية الامر یہ ہے کہ صاحب حاوی نے عطاء ذوی القربیٰ میں اشتراط فقر سے سکوت اسواسطے کیا کہ عطاء خمس میں شرط ہونا فقر کا معلوم اور مشہور ہے کذا فی النہر
وذكره تعالى للتبرك باسمه في ابتداء الكلام اذ الكل لله اور ذکر اللہ تعالیٰ کے نام پاک کا مصارف خمس میں اسکے نام سے برکت لینے کے واسطے ہے ابتداء کلام میں اسواسطے کہ
ہر چیز خدا کی مملوک ہے خمس کی کچھ خصوصیت نہیں ہے قرآن مجید میں ارشاد ہوا واعلموا انما غنمتم من شيء فان لله خمسه وللرسول ولذي القربى واليتامى والمساكين وابن السبيل یعنی معلوم کرو
کہ جو کچھ غنیمت میں حاصل کرو تو اسکا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ کیواسطے ہے اور واسطے رسول کے اور ذوی القربیٰ اور یتامی اور ابن سبیل کے واسطے مصنف نے اس آیت کی تفسیر سے
آگاہ کر دیا دفع اشتباہ کیواسطے اسلیے کہ طبرانی میں ابن عباس سے منقول ہے کہ ذکر اللہ جل جلالہ کا افتتاح کلام ہے اسواسطے کہ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے وہ خدا ہی کا ہے اسمیں رد ہے
ابو العالیہ کے قول کا کہ اللہ کا حصہ تعمیر بیت اللہ میں صرف ہو اگر وہ قریب ہو اور نہیں تو مساجد میں صرف ہو کذا فی النہر وسهمه عليه الصلوة والسلام سقط بموته لانه حكم علق
بمشتق وهو الرسالة كالصفي الذي كان صلى الله عليه وسلم يصطفيه لنفسه اور حصہ رسول علیہ الصلوۃ والسلام کا آپ کی موت سے ساقط ہو گیا اسواسطے کہ وہ حکم مشتق پر معلق ہے
یعنی رسالت پر یعنی وصف رسالت علت ہے حکم کی اور حالانکہ بعد آنحضرت کے کوئی رسول نہیں چنانچہ صفی ساقط ہو گیا آپ کی موت کے بعد صفی وہ جسکو رسول علیہ الصلوۃ
والسلام اپنے واسطے پسند کر لیتے تھے غنیمت سے قبل قسمت اور اخراج خمس کے چنانچہ تلوار یا زرہ یا لونڈی اور امام شافعی کے نزدیک حصہ رسول علیہ الصلوۃ والسلام کا خلیفہ
کے واسطے ہے اور جو دلیل سقوط کی مذکور ہو چکی وہ انپر حجت ہے درر المنتقی میں کہا کہ ہر چند رسالت آپ کی موت کے بعد منقطع نہیں چنانچہ علماء کبار نے مذکور کیا ہے
لیکن وصف رسالت میں آپ کا کوئی خلیفہ نہیں اسواسطے کہ آپ کے بعد کوئی رسول نہیں اور یہ مطلب نہیں کہ رسالت آپ کی موت کے بعد منقطع ہو گئی جیسا کسی
ناقص الفہم نے مخالف اجماع کے گمان کیا بلکہ حکم منعدم ہو گیا بسبب منعدم ہونے اسکی علت کے ومن دخل دارهم باذن الامام او منعة اي قوة فاغار خمس
ما اخذ لانه غنيمة والا لا لانه اختلاس اور جو مسلمان گیا دار الحرب میں امام کی اجازت سے یا قوت سے پھر مال لایا غارتگری سے تو خمس لیا جاویگا اس سے جو کہ وہ لوگ لائے
اسواسطے کہ وہ غنیمت ہے اور اگر امام سے حکم نہیں لیا یا قوت اور شوکت سے دار الحرب میں نہ گیا اور کچھ مال لایا تو اسمیں خمس نہیں اسواسطے کہ وہ چھینا مارنا اور بے باکنا ہے
ہم خلاصہ یہ ہے کہ جسمیں قہر اور غلبہ اور قوت ہے اسمیں خمس ہے اور جسمیں غلبہ نہیں اسمیں خمس نہیں یا شوکت جانے میں تو قوت کا ہونا صریح ہے اور امام کے اذن میں اسواسطے
قوت ہوتی کہ جب امام نے اذن دیا تو انکی مددگاری کا التزام کیا تو یہ امر بحکم قوت ہے وادنى المنعة لو دخل اربعة خمس ولو ثلثة لا ور قنیہ میں ہے کہ اگر چار شخص دار الحرب
میں گئے اور کچھ مال لائے تو انسے خمس لیا جاوے گا اور اگر تین شخص گئے تو نہیں قال الامام ما اصبتم لا اخمسه فلو لهم منعة لم يجز والا جاز امام نے کہا کہ جو مال تم
دار الحرب سے لاؤ گے میں اسکا خمس نہ لونگا تو اگر غازی با قوت ہوں تو جائز نہیں اور اگر انکو قوت اور شوکت نہیں تو جائز ہے وندب للامام ان ينفل
وقت القتال حثا وتحريضا فيقول من قتل قتيلا فله سلبه سماه قتيلا لقربه منه اور امام کو مستحب ہے کہ انعام دینے کا وعدہ کرے لڑائی کے وقت ترغیب اور

چونکہ ترغیب دینے کے واسطے تو یوں کہے کہ جو شخص قتل کرے گا اسی مقتول کو تو ہبہ کرنے کے واسطے اسباب کا ذکر کیا مقتول کا سب اسکے قریب ہونے کے قتل پر
اسم نفل مستعمل ہوتا ہے لغت میں جس کے معنی زیادت کے ہیں اور غنیمت کو بھی نفل کہتے ہیں اس واسطے کہ وہ بھی ایک زیادہ چیز ہے غنیمت زیادہ ہوئی کیونکہ وہ اسکا مستحق ہے
نفلی اور اصطلاح شرع میں نفل وہ ہے جو کہ امام جنگ کے غازیوں کے واسطے مخصوص کر دے کذا فی المحیط اور انعام میں وقت قتال کی قید لگانے سے احتراز کیا کہ قبل
قتال یا قتال ہی کے وقت اور بعد قتال کے جائز نہیں ہے ولیقول من اخذ شیئا فهو له وقد یکون بدفع المال او ترغیب المال یا امام یوں کہے کہ جو غازی کسی چیز کو
لے گا وہ اسی کی ہے اور گاہے تنفیل مال دینے سے ہوتی ہے یا مال کی ترغیب سے خواہ وہ مال امام کے پاس ہو یا مقتول کا اسباب ہو فالترغیب نفسه واجب
و فقہا ما لا دلیل مقصود مندوب تو ترغیب فی النفسہ واجب ہے اسکے اوپر کے سبب سے اور انعام میں اسکا اختیار کرنا مستحب ہے جو زیادہ دلیرانہ مقصود و شوق انگیز
ہو و ولایحیا التقیید بالقدر لا بأس به لانه لیس مخرج الماتر که اولی بل مستعمل فی الندب ولذا عبر فی المبسوط بالاستحباب اور استحباب تنفیل کے موافق ہیں
تعبیر کرنا قدوری کا لا باس سے اس واسطے کہ لفظ لا باس کا فقط ترک اولی کو مستلزم نہیں ہے بلکہ لا باس استحباب میں بھی مستعمل ہوتا ہے ایسا کہا ہے مصنف نے اپنی شرح میں اسی واسطے
مبسوط میں تنفیل کو مستحب کہا ہے ویستحق الامام لو قال من قتل قتیلا فله سلبه اذا قتل هو استحسانا اور انعام کا امام مستحق ہو گا اگر اس نے یوں کہا کہ جو کسی مقتول کو مار ڈالیگا
تو اسکے واسطے اسکا اسباب ہے جبکہ امام ہی قتل کرے بنابر استحسان کے اور قیاس میں اسواسطے جائز نہیں کہ اس قول سے امام اپنی ذات کا انعام دینے والا ہوا تو متہم ہوگا اور
استحسان میں اسواسطے جائز ہے کہ یہ قول قضا نہیں تو صورت عدم تخصیص امام تہمت نہیں بخلاف لو قال من قتلکم و قال من قتلته انا فلی سلبه فلا یستحقه الا اذا عمم بعده و تغییره
بخلاف سابق یہ ہے کہ اگر امام نے کہا کہ جو شخص تم سے مارڈالیگا یا یوں کہا کہ جسکو میں قتل کروں تو اسکا اسباب میرا ہے سو امام اس قول سے اسکے اسباب کا مستحق نہ ہوگا مگر اسوقت مستحق
ہوگا جبکہ تعمیم کردے بعد اس تخصیص مذکور کے کذا فی الظہیریہ پہلی صورت میں اسواسطے مستحق نہ ہوا کہ امام کو غازیان مخاطب کے واسطے خاص کر چکا اور دوسری صورت میں بسبب
تہمت کے مستحق نہ ہوا ویستحقہ مستحق سهم او رضخ فیدخل الذمی وغیرہ اور انعام کا مستحق ہے جو سہم یا رضخ کا حقدار ہو تو انعام عام ہو گیا ذمی وغیرہ کو وذا ای التنفیل انما یکون فی مباح
القتل فلا یستحقه بقتل المراة و مجنون ونحوهما ممن لم یقاتل اور یہ یعنی تنفیل تو مباح القتل ہی کے ارنے میں ہوتی ہے تو اسکا مستحق نہ ہوگا عورت یا مجنون اور انکے
مانند کے قتل سے منجملہ ان لوگوں کے جنھوں نے قتال نہیں کیا و سماع المقاتل مقالة الامام لیس بشرط فی استحقاقه مثلا اذ لیس فی الوسع اسماع الکل اور سننا قائل
کی امام کے کلام کو شرط نہیں اسکے استحقاق تنفیل میں اسواسطے کہ سب لشکر کو سنانا انسان کے مقدور میں نہیں یعنی اظہار خطاب البتہ ہو سکتا ہے سو پایا گیا کذا فی المنح و
یعم کل قتال فی تلک السنة ما لم یرجع او مات الوالی او عزل نائمنه الثانی تنفیل مذکور شامل ہے اس سال کی ہر لڑائی کو جبتک غازی نہ پلٹ آویں اگرچہ
والی مر جاوے یا معزول ہو جبتک دوسرے والی نے اسکو منع نہ کر دیا ہو کذا فی النہر یہ اسوقت ہے جب تنفیل قتال کے وقت نہوئی ہو اور اگر عین حالت قتال میں
ہوئی ہو تو اسی لڑائی تک مقید رہے گی کذا فی البحر وکذا یعم کل قتیل لانه نکرة فی سیاق الشرط فیعم اور اسی طرح تنفیل شامل ہے ہر مقتول کو اسواسطے کہ لفظ قتیل کا نکرہ ہے
شرط کے تحت میں اور وہ شرط من قتل الخ ہے یعنی من قتل قتیلا فله سلبه میں جم حلبی نے تحریر سے نقل کیا کہ عموم نکرہ نفی میں ضروری ہے اور سیاق شرط میں ضروری نہیں ہے اگر
یمین میں علاوہ اسکے من قتل قتیلا اور ان قتلت قتیلا میں کچھ فرق ظاہر نہیں ہوتا اسواسطے کہ دونوں مثالوں میں قتیل نکرہ ہے سیاق شرط میں کما لا یخفی
بخلاف ان قتلت قتیلا بخلاف اس قول کے کہ امام نے غازی سے کہا کہ اگر تو مقتول کو مارے گا تو اسکا اسباب تیرا ہے یعنی اگر ایک غازی سے یہ خطاب کیا
اور ... دوسرے کو مار تو اسکو اول مقتول کا اسباب ملے گا فقط اور اگر علی العموم اسطرح لشکر سے خطاب کیا کہ اگر کوئی مرد تم میں کسی قتیل کو مارے گا تو اسکو
اسکا اسباب ملے گا پھر ایک مرد نے دو یا تین کو قتل کیا تو سب کے اسباب کا مستحق ہوگا اور یہ استحسان ہے کذا فی البحر ولو قال ان قتلت ذلک الفارس
فذلک لک ولم یصح وان قلت رؤس ادلک انتی فلک کذا صح خفیة اور اگر امام نے یوں کہا کہ اگر تو اس سوار کو قتل کرے تو تیرے واسطے ایسا ہے تو یہ صحیح نہیں
اور اگر یوں کہا کہ اگر تو ان مقتولوں کا سر کاٹے تو تیرے واسطے ایسا کچھ ہے تو صحیح ہے کذا فی الغنیمہ قاضی نے کہا اسواسطے کہ پہلی صورت از قسم جہاد ہے تو وہ اجرت کا

مستحق نہو گا جیسے امامت اور اذان کی اجرت جائز نہیں بخلاف دوسری صورت کے اسواسطے کہ مقتول کا سر کاٹنا از قسم جہاد نہیں تو اجارہ اسپر صحیح ہوگا جو یہ
نے شرح کنز میں کہا کہ تعلیل قاضی خان متقدمین کے قول پر مبنی ہے کہ اجارہ طاعات پر صحیح نہیں ولو نفل السریۃ ہی قطعۃ من الجیش من اربعۃ الی اربعمائۃ
ماخوذۃ من السری وہو المشی لیلا دون الربع سمع العسکر دونہا فلہم النفل استحسانا ظہیریۃ اور اگر امام نے سریہ یعنی چھاپہ مارنے والوں سے چوتھائی غنیمت
کے انعام کا وعدہ کیا اور اس قول کو لشکر نے سنا نہ چھاپہ مارنے والوں نے تو انکو یہ انعام ثابت ہے بنا بر استحسان کے کذا فی الظہیریۃ سریہ عبارت ہے قطعہ لشکر سے یعنی جو
لوگ لشکر کے چار سے چار سو تک یہ لفظ ماخوذ ہے سری سے یعنی رات کو چلنا کذا فی الدرر یہ باعتبار اصل وضع کے ہے تو اب استعمال میں ملحوظ نہیں و جاز ای التنفیل
بالکل او بقدر منہ لسریۃ لا للعسکر والفرق فی الدرر اور تنفیل جائز ہے کل غنیمت سے یا اسکے برابر سے سریہ کو نہ لشکر کو اور فرق درر غرر میں مذکور ہے (ہم) درر میں وجہ فرق یوں
مذکور ہے کہ مقصود تنفیل سے ترغیب اور تحریض قتال ہے اور یہ حاصل نہیں مگر بعض کی تخصیص میں کسی چیز کے ساتھ اور تعمیم میں تو سوار کی فضیلت پیدل پر باطل ہوتی ہے اور
خمس کا بھی ابطال ہے بحر الرائق میں فتح القدیر سے نقل کیا کہ سریہ اور لشکر عدم جواز تنفیل کل میں برابر ہیں بسبب بطلان سہمین منصوصین کے اور یہ مسئلہ حواشی سے مذکور ہے کذا فی
حاشیۃ الحلبی ولا ینفل بعد الاحراز ہنا ای بدارنا الا من الخمس لجوازہ لصنف واحد کما مر اور امام تنفیل نہ کرے بعد پہونچ جانے غنیمت کے دار الاسلام میں مگر خمس سے
تنفیل بعد الاحراز بھی صحیح ہے بسبب جائز ہونے صرف خمس کے ایک قسم میں چنانچہ مذکور ہو چکا یعنی جب صرف خمس کا محتاج کیواسطے ہوا تو محتاج مقاتل کیواسطے بطریق اولی
جائز ہوگا کذا فی الفتح وغیرہ وسلبہ ما معہ من مرکبہ وثیابہ وسلاحہ وکذا ما علی مرکبہ لا ما علی دابۃ اخری اور اسباب مقتول کا وہ چیز ہے جو اسکے ساتھ ہے یعنی اسکی سواری اور کپڑے
اور ہتھیار اور اسی طرح وہ چیز جو اسکی سواری پر ہے نہ وہ اسباب جو دوسرے جانور پر ہے جسکو کوتل کہتے ہیں (ہم) سلب بفتحتین بمعنی مسلوب ہے کذا فی القہستانی و التنفیل
سلمہ قطع حق الباقین لا الملک قبل الاحراز بدار الاسلام اور حکم تنفیل کا قطع ہونا ہے باقی لشکر کے حق کا نہ مالک ہونا قبل احراز دار الاسلام کے (ہم)
جب باقی لشکر کا حق منقطع ہوا تو جس مال کو بعد تنفیل کے پاوے اسمیں خمس نہیں اور اسمیں وراثت جاری ہوگی اگرچہ مورث دار الحرب میں مرجاوے اور یہ جو کہا کہ
مالک ہونا تنفیل کا حکم نہیں تو مطلب یہ ہے کہ ملک کامل نہیں اور اگر ملک مطلق نہوتی تو اسمیں وراثت کیونکر جاری ہوتی کذا فی شرح الملتقی اور یہ مذہب شیخین کا
ہے اور محمد اور ائمہ ثلثہ کے نزدیک بمجرد تنفیل کے ملک ثابت ہوجاتی ہے کذا فی الفتح فلو قال الامام من اصاب جاریۃ فہی لہ فاصابہا مسلم فاستبرأہا لم یحل لہ
وطیہا ولا بیعہا کما لو اخذہا المتلصص ثمہ واستبرأہا لم تحل لہ اجماعا جب یہ قاعدہ ہوا کہ تنفیل میں ملک قبل احراز دار الاسلام کے ثابت نہیں تو اگر امام نے یوں کہا کہ جو
لونڈی کو پاوے تو وہ اسی کی ہے پھر اسکو ایک مسلمان نے پایا پھر اسکا استبرا کیا یعنی دار الحرب میں تو اسکو اسکی وطی اور بیع حلال نہیں جیسے کسی مسلم نے دار الحرب میں عورت کو
پکڑ لیا بطور خفیہ اور استبرا کیا تو اسکو وہ حلال نہیں باجماع شیخین و محمد کے یہانتک کہ اسکو دار الحرب سے نکال لاوے اور استبرا کرے کذا فی الطحطاوی عن الشلبی بحث اتفاقا
والسلب للکل ان لم ینفل لحدیث لیس لک من سلب قتیلک الا ما طابت بہ نفس امامک کما مر حدیث السلب للقاتل اور اسباب مقتول کا سب لشکر کا حق ہے نہ فقط
قاتل کا اگر امام نے انعام نہ مقرر کر دیا ہو بدلیل اس حدیث کے کہ تجکو اپنے مقتول کے اسباب سے کچھ حق نہیں مگر جب تیرے امام کا دل اسکو چاہے
تو ہم نے حدیث سلب کو تنفیل پر محمول کیا ہے حدیث من قتل قتیلا فلہ سلبہ کی محتمل ہے کہ قاتل اپنے مقتول کے اسباب کا مالک ہوا اور تنفیل کی بھی محتمل ہے تو علماء حنفیہ نے
اسکو تنفیل ہی پر محمول کیا بنظر حدیث اول کے تا دونوں حدیثوں میں تعارض باقی نہ رہے حدیث اول ابن حبیب بن مسلمہ سے خطاب ہے ہر چند یہ حدیث ضعیف
ہے لیکن بسبب کثرت طرق کے مرتبہ حسن کو پہونچ گئی ہے کذا فی الفتح قلت وفی معروضات المفتی ابی السعود ہل یحل وطی الاماء المشتراۃ من الغزاۃ الان حیث
وقع الاشتباہ فی قسمتہم بالوجہ المشروع فاجاب لا توجد فی زماننا قسمۃ شرعیۃ لکن فی سنۃ ۹۴۸ وقع التنفیل الکلی فبعد اعطاء الخمس لا یبقی شبہۃ ابدا انتہی ملخصا
شارح کہتا ہے اور مفتی روم شیخ الاسلام ابو السعود کے معروضات میں مرقوم ہے کہ کیا حلال ہے جماع ان لونڈیوں کا جو خرید کیجاتی ہیں اب غازیوں سے جب کہ
واقع ہوا ہے اشتباہ غازیوں کی قسمت میں بوجہ مشروع تو جواب اس سوال کا دیا مفتی ممدوح نے کہ ہمارے زمانے میں قسمت شرعی

[illegible] سوائے اسکے شرط ... باقی [illegible]

[illegible] اور ... تفصیل ... مذکور [illegible]

[illegible] صحیح ... تفصیل [illegible]

[illegible] تفصیل مذکور ... باقی [illegible]

[illegible] جب کہ سلطان ... تفصیل مذکور ... واللہ سبحانہ اعلم [illegible]

باب استیلاء الکفار

یعنی بعضہم بعضا علی ... یہ باب ہے غلبۂ کفار کے احکام میں بعضوں کے بعضوں پر یا ہمارے مالوں پر غلبہ پانے کا۔ علی بعضہم بعضا کی ترکیب فاسد ہے کیونکہ
صواب تھا کہ بعضہم علی بعض اذا سبی کافر کافرا آخر بدار الحرب واخذ مالہ ملکہ لاستیلائہ علی مباح جب گرفتار کیا ایک کافر نے دوسرے کافر کو دار الحرب میں اور مال اسکا
چھین لیا تو وہ مالک ہو گیا بسبب اسکے غالب ہونے کے مباح چیز پر۔ شرح مختصر میں کہا کہ اطلاق دار الحرب کا اسکا مفید ہے کہ اگر دو ملک شرط نہیں تو اگر کفار ترک اور
ہنود کفار روم پر غالب ہوں اور رومیوں کو ہندوستان میں پکڑ لیجائیں تو وہاں کفار ترک کی بھی ملک ثابت ہوگی کفار ہند کے مانند کفار کے نفوس اور اموال دار الحرب میں مباح
ہیں اور استیلاء علی المباح ملک کا سبب ہے مانند استیلاء علی الصید کے ولو سبی اہل الحرب اہل الذمۃ من دارنا لا یملکونہم اور اگر گرفتار کریں کافر حربی ذمی کو
دار الاسلام سے تو نہیں مالک ہونگے اسواسطے کہ ذمی دار الاسلام میں آزاد ہیں اور آزاد استیلاء سے مملوک نہیں ہوتا اور ذمیوں کا سوائے اموال مسلمین کے مملوک ہو جاتے ہیں وملکنا
ما نجدہ من ذلک ان غلبنا علیہم اعتبارا بسائر املاکہم اور ہم اہل اسلام مالک ہونگے جو ہم پاوینگے اس بندی کفار سے اگر ہم غالب ہوں باعتبار انکی اور املاک
کے یعنی اگر ایک کافر حربی نے دوسرے کافر حربی کو گرفتار کیا پھر مسلمین غالب ہوئے تو اس بندی کے مالک ہونگے جیسے حربیوں کے اور اموال کے مالک ہوتے ہیں۔ ف
فتاوی قاضیخان میں ہے کہ اگر کافر حربی دار الاسلام میں امان لیکر آیا اور لڑکے کو بیچے تو باتفاق روایت جائز نہیں اور اگر مسلم دار الحرب میں جا کر حربی کا لڑکا خریدے اس میں اختلاف ہے امام سے
ایک روایت یہ ہے کہ جائز ہے اور حسن کی روایت امام سے یہ ہے کہ یہ بیع باطل ہے اور یہی صحیح ہے پھر جب بیع دار الحرب کی جائز نہوئی پھر جب خریدے تو اگر مشتری دار الاسلام میں نکال
لایا اسمیں اختلاف ہے بعضوں نے کہا کہ نکال لانے سے مالک ہوگا اسواسطے کہ بیع اگرچہ باطل ہے لیکن جب اسنے جبر نکالا تو اسکا مالک ہو گیا بسبب قہر اور زبردستی کے
اور بعضوں نے کہا کہ وہ حربی ہے اور بعضوں نے یعنی کرخی نے کہا کہ اگر بائع کے نزدیک بیع جائز ہے تو مشتری بسبب اخراج دار الاسلام کے مالک ہوگا خواہ خوشی سے اسکو لایا ہو یا جبر
سے اور اگر بائع کے نزدیک بیع باطل ہے تو اگر زبردستی سے لایا تو مالک ہے اور اگر وہ بخوشی آیا تو مالک نہیں اور صحیح قول یہ ہے کہ اگر اسکو زبردستی سے نکال لایا تو مالک
ہوگا اور اگر بخوشی لایا تو مالک نہوگا خواہ بائع جواز بیع کا معتقد ہو یا نہو۔ وان غلبوا علی اموالنا وعبیدا مومنا واحرزوہا بدارہم ملکوہا لاستیلاء
علی مباح لان الصحیح من مذہب اہل السنۃ ان الاصل فی الاشیاء التوقف والاباحۃ رای المعتزلۃ لا لان العصمۃ من جملۃ الاحکام المشروعۃ وہم لم یخاطبوا بہا فبقی فی حقہم
مالا غیر معصوم فیملکونہ کما حققہ صاحب المجمع فی شرحہ اور اگر کفار غالب ہوگئے ہمارے اموال پر اگرچہ منجملہ ہمارے اموال کے عبید مومن ہوں اور اموال کو دار الحرب میں
لے گئے تو اُسکے مالک ہونگے بسبب استیلاء علی المباح کے اسواسطے کہ اہل سنت کا صحیح مذہب یہ ہے کہ اشیا میں اصل توقف ہے اور اباحت معتزلہ کا مذہب ہے
بلکہ کفار ہمارے اموال کے مالک ہو گئے اسواسطے کہ عصمت یعنی وجوب حفظ اموال منجملہ احکام شرعیہ کے ہے اور کفار احکام شرعیہ کے مخاطب نہیں تو ہمارے
اموال انکے حق میں مال غیر محفوظ باقی رہے تو وہ مالک اسکے ہونگے چنانچہ صاحب مجمع نے اسکی تحقیق اپنی شرح میں کی ہے۔ م اشباہ میں مذکور ہے کہ اصل اشیا میں
اباحت ہے تا وقتیکہ دلیل اسکے مخالف پر قائم ہو اور یہی مذہب ہے امام شافعی کا یا اصل تحریم ہے تا وقتیکہ اباحت پر دلیل دلالت کرے اور تبا [illegible]
اسکو امام اعظم کی طرف نسبت کیا ہے اور بدائع میں کہا کہ مذہب مختار یہ ہے کہ افعال میں قبل شرع کے کچھ حکم نہیں انتہی اور مصنف کی شرح منار میں ہے کہ

اصل اشیا میں اباحت ہی بعضے حنفیوں کے نزدیک انھیں میں کرخی ہی اور بعض اصحاب حدیث نے کہا کہ اصل اشیا میں توقف ہی باین معنی کہ واقع میں اشیا کیواسطے اباحت
یا تحریم کا حکم ضرور ہی لیکن ہم اسپر واقف نہیں ہو سکتے عقل سے بدون بیان شرع کے اور ہدایہ کی فصل حداد میں مذکور ہی کہ اصل اشیا میں اباحت ہی طحطاوی نے کہا کہ شاید
صاحب ہدایہ یہاں بعض اہل مذہب کی راے پر چلا ہو موافقت شافعی جب یہ ثابت ہوا تو شارح کو نسبت کرنا اباحت کے قول کو معتزلہ کی طرف مناسب نہ تھا اور یہ جو
شارح نے کہا کہ کفار مخاطب باحکام شرعیہ نہیں یہ قول غیر صحیح ہی اور قول اصح یہ ہی کہ وہ مخاطب باحکام شرعیہ میں نا برادا اور اعتقاد کے اور یہ جو کہا کہ جب کفار مخاطب
احکام شرعی کے نہوے تو انکے حق میں مال غیر محفوظ باقی رہا یعنی تو انکے واسطے مباح ہوا تو اسوقت میں قول بالاباحت کی طرف رجوع ثابت ہوا تو شارح جسکا منکر تھا اسی کا
قائل ہو گیا ویفترض علینا اتباعھم اور ہم پر فرض ہی انکا پیچھا کرنا یعنی کفار کا پیچھا کرنا اور انسے لڑنا اموال چھڑانے کیواسطے فرض ہی تا وقتیکہ وہ دار الاسلام میں ہیں اور
جب دار الحرب میں چلے گئے تو فرض نہیں بلکہ مستحب ہی اور اگر اولاد کو پکڑ لے گئے تو مطلقاً انکا پیچھا کرنا فرض ہی کذا فی المنح عن البحر عن المحیط وان اسلموا تقرر ملکھم اور اگر کفار مسلمان
ہو گئے تو انکی ملک ثابت ہو گئی یعنی کفار مسلمین کے اموال لیکر دار الحرب میں جاکر مسلمان ہو گئے تو وہ مالک اموال کے ہو گئے اب صاحبان اموال انسے نہیں لے سکتے کذا فی المنح
عن شرح الطحطاوی وان غلبنا علیھم ای بعدما احرزوھا بدارھم اما قبلہ فھی لنا لاکما مجانا مطلقا اور اگر ہم غالب ہوے انپر یعنی بعد اسکے کہ کفار اموال کو دار الحرب لے گئے
اور قبل دار الحرب لیجانے کے تو اموال مذکورہ انکے مالکو مفت ملینگے ہر طرح سے خواہ قبل قسمت انکو پایا ہو خواہ بعد قسمت کے فمن وجد ملکہ قبل القسمۃ بین المسلمین
لا بین الکفار کما حققہ فی الدرر فھو لہ مجانا یعنی اگر ہم غالب ہوں کافروں پر تو جو مسلمان اپنا مال مملوک پاوے قبل تقسیم ہونے بین المسلمین کے نہ کفار کے درمیان چنانچہ اسکو
درر میں محقق کیا ہی تو وہ مال پانے والے مالک کو مفت ملیگا بدون دینے کوئی چیز کے وان وجدہ بعدھا فھو لہ بالقیمۃ جبرا للضرر بالقدر الممکن اور اگر صاحب مال نے
اسکو بعد قسمت بین المسلمین کے پایا تو اسکو بعوض قیمت کے ملیگا تا بقدر ممکن دونوں نقصان بھر جائیں یعنی مالک قدیم کی ملک بلا رضامندی زائل ہو گئی تو باین لحاظ اسکے
لینے کا اسکو حق ہی لیکن بعد قسمت کے مفت لینے سے اسکا ضرر ہی جسنے اسکو اپنے حصہ میں پایا لہذا اس مال کو بہ قیمت لینا چاہیے تا جانبین کی حق تلفی نہو یہ دلیل عقلی
ہی اور اسی کے موافق بحر الرائق میں حدیث منقول ہی ولو کان ملکہ مثلیا فلا سبیل لہ علیہ بعدھا اذ اخذہ اخذہ بمثلہ فلا یفید الذی اشتراہ بہ ولو قبلھا اخذہ مجانا کما مر
اگر مالک قدیم کا مملوک مثلی ہو یعنی کیلی یا وزنی تو اسکے واسطے کوئی راہ لینے کی نہیں اسپر بعد قسمت کے اسواسطے کہ اگر اسکو لیگا تو بعوض اسکے مثل کے لیگا مثلاً گیہوں
عوض گیہوں کے لیگا تو اسکی خرید میں کچھ فائدہ نہیں اور جو شخص اپنا مثلی مال قبل قسمت کے پاوے تو اسکو مفت ہے چنانچہ عنقریب گذرا وبالثمن الذی اشتراہ بہ لو اشتراہ
منھم تاجر ای من العدو واخرجہ الی دارنا وبقیمۃ العرض لو اشتراہ بہ اور مالک قدیم بعوض اس قیمت کے لے جس قیمت سے سوداگر نے انسے مول لیا یعنی دشمن سے خرید کیا اور
اسکو ہمارے دار الاسلام میں نکال لایا اور بہ قیمت جنس کے لے اگر اسنے بعوض جنس کے خرید کیا ہو وبالقیمۃ لو اتھبہ منھم زاد فی الدرر او ملکہ بعقد فاسد اور بعوض قیمت کے
لے اگر کفار سے اسنے بطریق ہبہ کے پایا ہو درر میں اتنا زیادہ کہا ہی یا مالک ہوا مال مذکور کا بعقد فاسد تو بھی بعوض قیمت کے لے لکن فی البحر اشتراہ بخمر او خنزیر لیس
لمالکہ اخذہ باتفاق الروایات وکذا لو شراہ بمثلہ نسیئۃ او بمثلہ قدرا ووصفا بعقد صحیح او فاسد لعدم الفائدۃ فلیحفظ قلت وکذا باقل قدرا او ارد وصفا فلہ اخذہ لانہ یفید ولیس
بربوا لانہ فداء لیکن بحر الرائق میں ہی خرید کیا ایک شخص نے مال مذکور کو کفار سے بعوض شراب یا سور کے تو اسکے مالک کو اسکا لینا باتفاق روایات جائز نہیں اور
اسی طرح اگر اسکو بعوض اسکے مثل کے بوعدہ اداے قیمت خرید کیا یا بعوض اس چیز کے خرید کیا جو مقدار اور وصف میں مبیع کے مثل ہی خواہ بہ عقد صحیح خرید کیا خواہ
بعقد فاسد تو جائز نہیں بسبب عدم فائدہ کے سوا اگر بعوض اقل مقدار کے خرید کیا یا بعوض ناقص جنس کے خرید کیا تو مالک کو اسکا لینا جائز ہی اسواسطے
کہ یہ خرید مفید ہی اور یہ بیاج نہیں اسلیے کہ یہ فدا ہی ہم یعنی مثلی کی عدم مساوات یہان بیاج میں داخل نہیں اسواسطے کہ مالک نے اپنے مال کو خلاص کیا تو یہ
فی الحقیقۃ فدا ہی نہ عوض کذا فی المنح عن البحر وان وصل الیہ فقئت عینہ او قطع یدہ واخذ مشتریہ ارشہ اخذہ بکل الثمن ان شاء لان الاوصاف
لا یقابلھا شیء منہ یعنی مالک کو جائز ہی کہ اپنے مال کو سوداگر سے بقیمت لے اگرچہ اسکے مملوک کی آنکھ پھوڑ دی گئی ہو یا اسکا ہاتھ کاٹ ڈالا گیا ہو اور اسکے مشتری

کو بعوض ثمن کے خرید لیا ہو تو مشتری سے مالک قدیم اسکو قیمت سے لیگا اسواسطے کہ دونوں صورتوں میں قیمت ہی ہے
والقول للمشتری فی مقداره لانه منکر ولو اقاما البینة فبینة المالک ایضا اخذه بالثمن اور قول مشتری کا ہی قیمت کے مقدار
مین اسکے قسم کے ساتھ گواہ نہونے کے وقت اور اگر کوئی گواہ دیگا تو اسکے گواہ مقبول ہونگے اسواسطے کہ گواہ بیان کرنے والے ہیں اور اگر دونوں گواہ
لاوین تو مالک کے بھی گواہ اسے ہیں بخلاف ابو یوسف کے کذا فی البحر میں ایک عبارت ہے فبینة المالک بینة اور بھی ہے
ہو وان تکرر الاسر والشراء بان اسر ثانیا وشراه واخذه المشتری الاول من الثانی بثمنه لیکن اسکو ملک الاخذ ثم یاخذه المالک القدیم
بالثمنین ان شاء لقیامه علیه بهما وقبل اخذ الاول لا یاخذه القدیم لکیلا یضیع الثمن اور اگر گرفتاری اور خرید مکرر ہوئی اس طرح پر کہ دوسری بار گرفتار
ہوا اور دوسرے مشتری نے اسکو خرید کیا تو مشتری اول اسکو مشتری ثانی سے بعوض اسکی قیمت کے لیگا بسبب وارد ہونے گرفتاری کے مشتری اول کی ملک
پر تو اسیکو لینا مقدم ہوا پھر مالک قدیم اسکو دونوں قیمتیں دیکر لے اسواسطے کہ غلام مشتری اول کو دو ثمنوں پر پڑا اور مشتری اول کے قبل مالک
قدیم مشتری ثانی سے نہ لے تا مشتری اول کی قیمت ضائع نہ ہو ولا یملکون حرنا ومدبرنا وام ولدنا ومکاتبنا ونحن نملک علیهم ویاخذه مالکه مجانا لکن بعد القسمة تودی
قیمته من بیت المال اور کفار مالک نہیں ہوتے ہمارے حر کے اور ہمارے مدبر اور ام ولد اور مکاتب کے بسبب آزاد ہو جانے مدبر و ام ولد اور مکاتب کے کسی طرح
سے تو اسکو اسکا مالک مفت لے بلا عوض لیکن بعد قسمت مسلمین اسکی قیمت بیت المال سے ادا کیجائے حر وغیرہ اسواسطے کہ ملوک کفار سبب ملک
کا محل ملک میں ہوتا ہے یعنی مال مباح میں اور حر معصوم بنفسه ہے اور اسی طرح مدبر وغیرہ میں من وجہ حریت ثابت ہے اور اگر تاجر کا فروں سے حر خرید کر لاوے تو مالک
اس سے بلا عوض لے کذا فی المنح ونملک علیهم جمیع ذلک بالغلبة لعدم العصمة اور ہم اہل اسلام کفار پر مستولی ہو کر انکے مدبر و ام ولد و مکاتب کے مالک ہونگے
بسبب غلبہ کے بوجہ نہونے عصمت کے ولو ند الیهم دابة ملکوها لتحقق الاستیلاء اذ لا ید للعجماء اور اگر کافروں کی طرف اہل اسلام کا کوئی جانور بھاگ گیا تو وہ اسکے
مالک ہونگے بسبب ثابت ہونے استیلا کے دار الاسلام سے نکلنے کے اسواسطے کہ جانور کیواسطے اپنی ذات پر تصرف نہیں کہ دار الاسلام نکلنے کے وقت ظاہر ہو اور
ملک کفار کا مانع ہو وان ابق الیهم قن مسلم فاخذوه قهرا لا خلافا لهما لظهور یده علی نفسه بالخروج من دارنا فلم یبق محلا للملک اور اگر دار الاسلام سے کفار کی طرف
یا غلام مسلمان بھاگ نکلا اسواسطے کفار نے اسکو زبردستی پکڑ لیا تو مالک نہونگے بخلاف مذہب صاحبین کے بسبب ظاہر ہونے تصرف غلام کے اپنی ذات پر ہمارے
دار الاسلام سے نکلنے کے سبب سے تو وہ محل ملک باقی نہ رہا جبتک غلام دار الاسلام میں تھا تو اسکا تصرف اپنی ذات پر ساقط الاعتبار تھا بسبب تحقق
مولے کے تصرف کے تا مولیٰ اسکے امتناع پر قادر ہو اور خروج دار الاسلام سے مولے کا تصرف اسپر سے زائل ہو گیا تو اسکا تصرف اپنی ذات پر ظاہر ہوا تو وہ معصوم
بنفسه ہو گیا لہذا وہ محل ملک باقی نہ رہا جب کفار کی ملک اسپر ثابت نہوئی امام کے نزدیک تو مالک قدیم اسکو مفت لیگا خواہ وہ موہوب ہو خواہ کسی نے
اسکو خرید کیا ہو خواہ مغنوم قبل از قسمت ہو اور بعد قسمت کے اسکا عوض بیت المال سے ادا کیا جائیگا کذا فی البحر شارح نے قہر کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر غلام کو
بلا قہر کفار لینگے تو باتفاق امام و صاحبین کے مالک نہونگے بخلاف ما اذا ابق الیهم بعد ارتداده فاخذوه ملکوه اتفاقا بخلاف اسکے جبکہ غلام انکی طرف بھاگ
جاویگا بعد اپنے مرتد ہونے کے پھر کفار اسکو پکڑیں تو بالاتفاق مالک ہونگے ولو ابق ومعه فرس او متاع فاشتری رجل ذلک کله منهم اخذ المالک
العبد مجانا وما سواه بالثمن لانهم ملکوه اور اگر غلام دار الحرب میں بھاگ گیا اور اسکے ساتھ گھوڑا یا اسباب تھا پھر ایک مرد نے یہ سب
انسے مول لیا تو مالک قدیم غلام کو مفت لے اسواسطے کہ مذکور ہو چکا کہ کفار غلام کے مالک نہیں ہوتے اور غلام کے سوا اور چیز کو قیمت سے لے اسواسطے
کہ کفار اسکے مالک ہو چکے وعتق عبد مسلم او ذمی لانه یجبر علی بیعه ایضا شراه مستامن هنا وادخله دارهم اقامة لتباین الدارین مقام الاعتاق
کما لو استولوا علیه وادخلوه دارهم فابق منهم الینا اور آزاد ہوگا وہ غلام مسلمان یا غلام ذمی اسواسطے کہ غلام ذمی کی بھی بیع پر جبر کیا جائیگا کذا فی شرح الوقایه

وہ غلام آزاد ہوگا جسکو کافر مستامن نے دارالاسلام میں خرید کیا اور دارالحرب میں داخل کیا بسبب قائم کرنے تباین دارین کے مقام اعتاق کے چنانچہ اس صورت
میں آزاد ہوگا اگر کفار غالب ہوں غلام پر دارالاسلام میں یا درانحالیکہ وہ دارالحرب میں داخل کریں پھر وہ وہاں سے ہماری طرف دارالاسلام میں بھاگ آوے ہم امام کے نزدیک غلام
دارالحرب میں داخل کرنے سے اسواسطے آزاد ہوا تا مسلم کافر کی ذلت سے خلاصی پاوے لہذا شرط تباین دارین کو علت کے قائم مقام کیا یعنی اعتاق کے قید بالمستامن لانہ لو شراہ حربیا
لا یعتق علیہ اتفاقا لمانع حق استرداد مصنف نے مستامن کی قید لگائی اسواسطے کہ اگر اسکو کافر حربی خرید کریگا تو وہ آزاد نہوگا باتفاق امام اور صاحبین کے اسکے حق استرداد کے مانع کے
سبب سے کذا فی النہر عم طحطاوی نے کہا کہ بحر الرائق اور نہر الفائق میں لو شراہ کے مقام میں لو اسرہ ہے یعنی اگر حربی نے عبد مسلم کو گرفتار کیا اور مترجم نے بھی جو نہر الفائق کی طرف رجوع کیا
تو طحطاوی کے موافق پایا چنانچہ اسکی عبارت حاشیہ پر مرقوم ہے کعبید لہم اسلم ثمہ فجاز نا الی دارنا او الی عسکرنا ثمہ او شراہ مسلم او ذمی او حربی ثمہ او عرض علی البیع وان لم یقبل
المشتری بحر چنانچہ حربیوں کا وہ غلام آزاد ہوجاتا ہے جو دارالحرب میں مسلمان ہوا پھر ہمارے پاس آیا یعنی ہماری طرف دارالاسلام میں آیا یا اس لشکر اسلام میں آیا جو دارالحرب
میں وارد ہے یا اسکو مسلم یا ذمی یا حربی نے دارالحرب میں خرید کیا یا حربی نے اسکو بیع کے واسطے پیش کیا اگرچہ مشتری نے اسکی بیع نہ قبول کی ہو کذا فی البحر او ظہرنا علیہم فقہی
ہذہ التسع الصور یعتق العبید بلا اعتاق ولا ولاء لاحد علیہ لان ہذا عتق حکمی در یا ہم اہل اسلام غالب ہوے حربیوں پر تو ان نو صورتوں میں غلام مذکور آزاد ہوجائیگا
بدون آزاد کرنے کے اور کسی کو حق ولا اسپر نہوگا اسواسطے کہ یہ عتق حکمی ہے کذا فی الدر عم نو صورتیں مستامن کی خرید سے آخر تک میں حلبی نے کہا بلکہ گیارہ صورتیں
ہیں اسطرح پر کہ خرید کرنا مستامن کا دو حال سے خالی نہیں یا اسنے عبد مسلم کو خرید کیا یا ذمی عبد کو اور اسی طرح استیلا کفار عبد مسلم پر واقع ہوا ہے یا عبد ذمی پر د
فی الزیلعی لو قال الحربی لعبدہ انت حر لا یعتق عند ابی حنیفۃ رح لانہ معتق ببیانہ مسترق ببنانہ اور شرح زیلعی میں ہے اگر حربی نے اپنے غلام سے کہا اسکا
ہاتھ پکڑ کے کہ تو آزاد ہے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک آزاد نہوگا اسواسطے کہ وہ آزاد ہے اسکے بیان سے اور مملوک ہوگیا اسکے ہاتھ پکڑنے سے یعنی پھر زوال ملک استیلا جدید
سے اسکی ملک ثابت ہوگئی استیلا جدید سے مراد اسکا ہاتھ پکڑنا ہے دارالحرب میں واللہ تعالیٰ اعلم

باب المستامن

ای الطالب للامان باب ہے مستامن یعنی امان مانگنے والے کے احکام میں اور چونکہ طلب امان بدون استیلا کے نہیں ہوتی لہذا اسکو باب الاستیلا کے بعد مذکور کیا
ہو من یدخل دار غیرہ بامان مسلما کان او حربیا مستامن وہ جو غیر کے ملک میں پناہ لیکر جائے خواہ مستامن مسلمان ہو یا حربی یعنی مسلم دارالحرب میں اہل حرب سے
امان لیکر جائے یا کافر حربی دارالاسلام میں اہل اسلام سے پناہ لیکر آئے دونوں کو مستامن کہتے ہیں دخل مسلم دار الحرب بامان حرم تعرضہ لشئی من دم ومال وفرج
منہم اذ المسلمون عند شروطہم داخل ہو مسلم دارالحرب میں امان لیکر تو اسپر حرام ہے کافروں کی ہر چیز سے متعرض ہونا خون اور مال اور شرمگاہ سے اسواسطے کہ اہل اسلام
اپنی شرطوں کے نزدیک قائم رہتے ہیں یعنی مستامن کو حربیوں کا خون کرنا یا انکا مال ناحق لینا یا انکی عورتوں سے قربت کرنا جائز نہیں حرام ہے فلو اخرج الینا شیئا ملکہ ملکا
حراما للغدر فیتصدق بہ وجوبا سو اگر مسلم مستامن دارالحرب سے ہماری طرف دارالاسلام میں کوئی چیز نکال لایا تو اسکا مالک ہوگا بملک حرام بسبب دغابازی
کے تو اسکو خیرات کردے بنابر وجوب کے عم مالک اسواسطے ہوا کہ بسبب اخراج کے مال مباح پر مستولی ہوا اور حرمت عہد شکنی کی جہت سے ثابت ہوئی اور تصدق
ثابت ہوا بسبب ملک خبیثہ کے تا انیکہ اگر جاریہ ہوگی تو اسکی وطی حلال نہیں اگرچہ اسکو دارالاسلام میں محرز کیا اور جو شخص کہ اس جاریہ کو مستامن سے خرید کرے
اسکو بھی وطی حلال نہیں بسبب قائم ہونے حرمت کے ملک میں دغابازی سے اور یہ حرمت وطی مشروط بقید علم ہے یعنی اگر مشتری جانتا ہو کہ بائع اسکا
مالک ہوا ہے بملک محظور اسواسطے کہ خانیہ میں ہے کہ حرمت اموال میں متعدد اور منتقل ہوتی ہے علم کے ساتھ مگر وارث کے حق میں اسواسطے کہ مورث کا مال وارث
کو حلال ہے اگرچہ وارث اسکے مال کی حرمت کو جانتا ہو اور ظہیریہ میں حلت مال مورث میں یہ قید مذکور ہے کہ وارث ارباب اموال کو نہ جانتا ہو تب اسکو مال
مورث کا حلال ہے یعنی اگر جانتا ہو کہ فلانا مال فلانے شخص کا مورث نے غصب کیا ہے یا رشوت میں لیا ہے تو حلال نہیں کذا فی الطحطاوی سے

میں اسکو کچھ قیمت ... کے سبب سے حکم نہیں ... مصنف نے ... اور اگر ... کیا ... ہو وہ غصب کیا ہو ...

... اور حربی ... کو ... کے خلاف ... الا حربی ... التسوية ... مستامن ...

... کے سبب ... قیمت ... سے تعرض ... کیا ... ہو ... مستامن ...

... قتل النفس دون اباحة الفرج ... بالملك ... مسلم ... کو ... کا مال لیا ...

... ملک قبل الاحراز بدار الاسلام کے ثابت نہیں ... اور دونوں ...

الا اذا وجد امرأة ... الامة مسلم مستامن ... اسکو اباحت ... حلال نہیں ...

... گرفتار ... اسواسطے کہ ... کے خلاف ... گرفتار ... مملوک ہو جاتی ہے ...

... اہل حرب ... ولدہا ... حلال ہیں ... اہل حرب ...

... فان اداله حربی دینا ببیع او قرض او غصبا ... صاحبہ ... الاسلام ... لانہ ما التزم حکم

الاسلام فیما مضی بل فیما یستقبل پھر اگر حربی نے مسلم مستامن کو مدیون کیا خواہ دین بواسطے بیع کے ہو یا قرض کے یا اسکے بالعکس ہو یعنی مستامن نے حربی کو مدیون کیا یا ایک

نے دوسرے کا مال غصب کیا اور دونوں ... دارالاسلام میں نکل آئے ... اہل اسلام ... کسی چیز کا حکم ... اسواسطے کہ حربی

مستامن نے حکم اسلام کا زمان گذشتہ میں التزام نہیں کیا بلکہ زمان آیندہ میں التزام کیا ... دار الحرب میں واقع ہوئی وہاں

... اسلام جاری نہیں ... اور وقت ... حربی مستامن پر ولایت اسلام نہیں ... زمان گذشتہ میں التزام احکام نہیں کیا ...

میں ... اور غصب میں ... حکم نہیں ... دار الحرب ... ایک شخص دوسرے کے مال پر ... مالک ہو گیا ...

... قرض کو شامل ہے اگرچہ صاحب قاموس کے کلام سے ... قرض کو دین نہیں ... فقہا نے تصریح کی ہے کہ دار الحرب ...

... ولا یفتی المسلم برد المغصوب ... وبرد الدین ایضا دیانۃ لا قضاء ... مسلم کو ... فتوی دیا جائیگا کذا فی شرح الطحاوی ... الدین

... دین ... کا فتوی دیا جائیگا ... دیانۃ ... قضاء ... فتوی ہوگا ... ادائے دین ... قاضی ...

... بلکہ مسئلہ شرعی بیان کر دیگا وکذلک الحکم فی حربیین فعلا ذلک ای الادانۃ والغصب ثم استامنا لما بیناہ اور ایسا ہی حکم جاری ...

... دار الحرب ... دار الاسلام میں داخل ہو کر مستامن ہوئے ... اس دلیل سے جسکو ہم نے بیان کیا ہے یعنی دونوں ... قاضی ...

... حکم نہ کریگا ... التزام احکام اسلام استقبال میں کیا ہے ... مسلم الی العسکر فادعی المسلم اسیرہ فقال الحربی کنت مستامنا فالقول

للحربی ... قرینۃ ... مسلمان کے ساتھ لشکر اسلام ... مسلم نے دعوی کیا کہ ... حربی

نے کہا کہ میں مستامن تھا تو حربی ہی کا قول معتبر ہوگا ... مسلم کا قول مقبول ہوگا جب کوئی قرینہ قائم ہو ... گرفتاری ...

... ظاہر حال پر عمل ... کذا فی البحر وان خرجا ای الحربیان ایضا مسلمین ... قضی بینہما بالدین ... لا بالغصب

... دار الاسلام میں مسلمان ہو کر ... مقدمہ رجوع کیا قاضی کی طرف ... دونوں میں ادائے دین کا حکم کیا جاویگا ...

... دین کے صحیح ... سبب رضا ... اور غصب میں ... حکم ... اسواسطے کہ مذکور ہو چکا کہ دار الحرب میں غصب کرنے سے غاصب مالک ہو جاتا ہے

اسواسطے کہ دار الحرب ... وقتل احد المسلمین المستامنین صاحبہ عمدا او خطاء ... الدیۃ ... فی مالہ ...

... دو مسلمان مستامنوں میں سے ایک نے دوسرے اپنے ساتھی کو قتل کیا قصدا یا چوک کر تو دیت واجب ہوگی ...

وہاں یعنی دار الحرب میں ماخذ ہونے کے دیت واجب ہوگی قاتل کے مال میں دونوں صورتوں عمد اور خطا میں بسبب متعذر ہونے حفاظت کے اہل محلہ پر یا وجود اختلاف دارین کے
یعنی اہل محلہ پر جو قتل خطا میں دیت واجب ہوتی ہے تو اس سبب سے کہ انھوں نے بچانے میں قصور کیا سو یہ اختلاف دارین سے متصور نہیں لہذا قاتل ہی کے مال سے دیت
دلائی جائیگی والکفارة ایضا فی الخطاء لاطلاق النص اور کفارہ بھی واجب ہوگا قتل خطا میں بسبب اطلاق نص کے یعنی نص قرآنی میں بلا قید دار الحرب یا دار الاسلام کے
ارشاد ہوا ہے کہ جو مومن کو چوک کر مارے تو مسلمان گردن کا آزاد کرنا اور دیت مسلمہ مقتول کے وارثوں کو وفی قتل احد الاسیرین الآخر کفر فقط کالمسلم بلا دیة فی الخطاء اور
دو قیدی مسلمان میں سے ایک دوسرے کے قتل کر ڈالنے میں فقط کفارہ دے بدلیل گذشتہ بدون دیت کے قتل خطا میں ہم سقوط دیت کی وجہ قتل عمد میں مذکور ہوگی ولا شیئ
فی العمد اصلا لانه بالاسر صار تبعا لهم فسقطت عصمته المقومة لا المؤثمة فلذا یکفر فی الخطاء اور کچھ واجب نہیں قتل عمد میں اصلا نہ کفارہ نہ دیت اسواسطے کہ مسلم بسبب گرفتاری
کے اہل حرب کا تابع ہو گیا تو ساقط ہو گئی اسکی عصمت مقومہ نہ عصمت موثمہ تو اسی واسطے قتل خطا میں کفارہ دے نہ عمد میں اسلام مقومہ یعنی قیمت ٹھہرانے
والی وہ ہے جو موجب مال ہو تعرض کے نزدیک اور عصمت موثمہ وہ ہے جو موجب گناہ کی ہو عند التعرض کذا فی المنح کقتل المسلم اسیرا او من اسلم ثمة ولو ورثته المسلمون
ثمة فیکفر فی الخطاء فقط لعدم الاحراز بدارنا جیسے مسلم کے قتل کرنے میں قیدی مسلم کو یا اسکو جو دار الحرب میں مسلمان ہوا اگرچہ مقتول کے مسلمان وارث وہاں موجود
ہوں دیت واجب نہیں تو فقط قتل خطا میں کفارہ دے بسبب عدم احراز دار الاسلام کے ہم عصمت مقومہ جو انسان کی قیمت کو ثابت کرے اس طرح پر کہ جو
ہتک عصمت کرے تو اسپر قصاص لازم آوے یا دیت یہ ہمارے نزدیک بسبب احراز دار الاسلام کے ثابت ہے نہ بسبب اسلام کے کذا فی الطحطاوی عن العلامة نوح

فصل فی استیمان الکافر

یہ فصل ہے کافر کے طلب امان میں جب امان مسلم سے فراغت پائی تو مصنف نے احکام کافر مستامن کے شروع کیے لا یمکن حربی مستامن فینا سنة لئلا یصیر عینا لهم وعونا
علینا نہ رہنے پاوے حربی مستامن ہم میں یعنی دار الاسلام میں ایکسال تاکہ کافروں کا جاسوس اور ہماری ضرر رسانی کو انکا مددگار نہو جاوے ہم حربی کا ہمیشہ رکھنا دار الاسلام میں
جائز نہیں مگر باسترقاق یا جزیہ تاکہ کافروں کا جاسوس نبنے اور مسلمین کے اضرار میں انکا مددگار نہو مگر تھوڑی مدت انکو رہنے دینا البتہ جائز ہے اسواسطے کہ بالکل نہ آنے دینے
میں سد باب تجارت ہے لہذا دونوں مدتوں میں حد فاصل ایکسال کو قرار دیا کہ اس مدت میں جزیہ واجب ہوتا ہے کذا فی المنح وقیل له من قبل الامام ان اقمت سنة
قید اتفاقی لجواز توقیت با دونہا کشہر و شہرین درر لکن ینبغی ان لا یلحقه ضرر بتقصیر المدة جدا فتح وضعنا علیک الجزیة اور حربی سے کہا جاوے بادشاہ اسلام کی طرف
سے کہ اگر تو دار الاسلام میں ایکسال رہیگا تو ہم تجھپر جزیہ رکھینگے شارح نے کہا ایکسال رہنے کی قید اتفاقی ہے بسبب جواز توقیت کمتر از سال کے جیسے ایک مہینے یا دو مہینے کذا فی
الدرر لیکن لائق یوں ہے کہ اسکو ضرر نہ پہونچے نہایت کمتر مدت مقرر کرنے سے کذا فی الفتح ہم جزیہ مقرر کرنا سال بھر کے رہنے پر موقوف نہیں بلکہ اگر امام نے ایک مہینہ رہنے کی
اجازت دی تو اگر دو مہینے رہیگا تو ذمی ہو جائیگا جزیہ اسپر لازم آویگا فان مکث سنة بعد قوله فهو ذمی ظاهر المتون ان قول الامام له ذلک شرط لکونه ذمیا فلو اقام
سنة او سنتین قبل القول فلیس بذمی به صرح العتابی وقیل نعم وبه جزم فی الدرر قال فی الفتح والاول اوجه پھر اگر حربی دار الاسلام میں سال بھر بعد قول امام کے
ٹھہرے تو وہ ذمی ہے ظاہر عبارت متون یہی ہے کہ امام کا یہ قول اسکے ذمی ہونے کی شرط ہے تو اگر حربی ایکسال یا دو سال دار الاسلام میں ٹھہرے گا قول امام سے پہلے
تو وہ ذمی نہیں اور اسی کی عتابی نے تصریح کی ہے اور قول ضعیف یہ ہے کہ بدون قول امام کے بھی ذمی ہوگا اور اسی قول پر یقین کیا ہے درر میں فتح القدیر سے کہا
کہ قول اول دلیل سے موافق تر ہے ولا جزیة علیه فی اول الحول الا اذا شرط اخذها منه فیه اور حربی پر جزیہ نہیں پہلے سال کی اقامت میں مگر اس سے شرط کر لینے میں
سال کے اندر جزیہ لینے کی یعنی اگر یوں کہدیا ہو کہ اگر تو اس سال رہیگا تو تجھپر جزیہ دینا لازم آوے گا تب تو لینا درست ہے ورنہ نہیں اسواسطے کہ وہ دوسرے سال
میں ذمی ہوا ہے نہ اول سال میں اور جزیہ دینا بدون ذمی ہونے کے لازم نہیں اب آگے مصنف نے ذمی کے احکام شروع کیے واذا صار ذمیا یجری
القصاص بینه وبین المسلم ویضمن المسلم قیمة خمره وخنزیره اذا اتلفه اور جبکہ حربی ذمی ہو گیا تو قصاص جاری ہوگا اسکے درمیان اور مسلم کے درمیان اور مسلم اسکی

حرب اور جو اُن کی قیمت ہو تو ضامن ہوگا بخلاف مسلم کے خون کے کہ اُس پر واجب الدیت علیہ او قتلہ خطأ اور مسلمان پر دارالحرب میں جب کوئی ذمی کو
قتل کرے تو واجب لکن الا ذمی حقہ و حرمۃ نفسہ کالمسلم فتح القدیر وہ بہ تکریر ہو کہ قیمت [illegible] ذمی کی قیمت بھی بمنزلۂ مسلمان کے [illegible]
[illegible] اور مستامن فی دارنا و مقیم سنۃ و قت [illegible] فیہ لم یرجع الی دارہ قیل یہ [illegible] و حرج اصیب [illegible] مستامن ہو کر دارالاسلام
میں رہ گیا اور مدت دراز ہو گئی بایں ہمہ تو اُس کا مال اُسکا وہیں رہے گا جو اُس کا ہے اور [illegible] یا دو تہائی اور [illegible] تو سال بھر
تو ضامن ہوگا اموال اُسکا اور جزیہ اُس کے بزد دستاد کو تھاس [illegible] نہیں فاذا اراد الرجوع الی دار الحرب بعد الحول و لو تجارۃ او تسنادا ما اقیم
الاطلاق شرع شرع لان عقد الذمۃ لا ینقض و متعارف الذمی انتہا اور جب کہ کافر مستامن دار الحرب کی طرف پھر جانے کا ارادہ کرے بعد پورے سال بھر کے تو منع
کیا جائیگا اگرچہ تجارت یا حاجت روائی کیواسطے جاتا ہو چنانچہ اطلاق روایات اسی کو مفید ہے لہذا فی النہر سو اسیلئے روکا جائیگا کہ عقد ذمہ بعد منعقد ہونے کے منقوض
نہیں ہوتا اور اس تعلیل سے مستفاد ہوا کہ ذمی کا منع کرنا بھی دار الحرب کے جانے سے ہے مشائخ نے کہا منع ذمی کا بحر صاحب بحر نے لا ہاں مسئلہ فتاوی عالمگیری میں
مصرح ہے یعنی تو قیاس کی کیا حاجت ہے کما منع لو وضع علیہ الخراج بان الزم بہ فاخذ منہ عند حلول وقتہ لان خراج الارض کخراج الرأس جیسے روکا جاتا ہے مستامن
مستامن دار الحرب کے جانے سے اگر اسپر خراج زمین کا مقرر کیا جائے اسطرح پر کہ خراج اسکو لازم کیا گیا ہو اور خراج اُس سے لیا جائیگا اُسکے وقت آنے کے نزدیک ہو واسطے
اسکے کہ زمین کا محصول گردن کے محصول کے برابر ہے ذمی ہو جانے میں یعنی جب مستامن نے دار الحرب میں زمین مول لی یا عشری زمین میں زراعت کی تو اسپر خراج لازم آیا تو وہ اُسکے
ذمی ہو گیا جیسے جزیہ سے ذمی ہوتا ہے لہذا دار الحرب میں نہ جانے پائیگا و صار لہا ای المستامنۃ الکتابیۃ زوج مسلم او ذمی تبعیتہا لان علیہ خل بہا یا مستامنہ
کتابیہ کے واسطے مسلم یا ذمی زوج ہو گیا یعنی دار الاسلام میں اُسنے مسلم یا ذمی سے نکاح کیا تو اب دار الحرب میں نہ جانے پاویگی بسبب تابع ہونے زوج کے زوج کیواسطے اگرچہ
زوج نے اُس سے قربت نہ کی ہو لا عکسہ لامکان طلاقہا بالعکس اسکے یعنی کافر مستامن اگر ذمیہ سے نکاح کرے تو ذمی نہیں ہوتا اسکی طلاق دینے کے امکان سے یعنی مرد وجہ کو
طلاق دیکر اپنے ملک میں جا سکتا ہے بخلاف عورت کے کہ وہ مالک طلاق کی نہیں و لو طالبتہا فطالبتہ بمہرہا فلما منعہ من الرجوع تاتارخانیہ اور اگر مستامن نے ذمیہ سے
دار الاسلام میں نکاح کیا سو زوجہ نے اُس سے اپنا مہر مانگا تو اُسکو اسکا روکنا دار الحرب کے جانے سے پہونچتا ہے کذا فی التاتارخانیۃ ظاہر لہ تمت نقلہ الحول ای سیر دورہ
ذمیا علی ما مر من الدرر سو اگر مستامن نے مہر دیا یہاں تک کہ ایک سال گذر گیا تو اُسکا ذمی ہو جانا بنا بر اُس روایت کے کہ جو درر سے مذکور ہو چکی یعنی امام کا یوں
کہنا مستامن سے کہ اگر تو سال بھر رہیگا تو تجھپر جزیہ مقرر کرینگے ذمی ہونے میں شرط نہیں بلکہ اقامت یکسالہ ثبوت ذمیت میں کافی ہے درر و منہ علم الدین کا دائن
فی دارنا او مہر کے حکم سے معلوم ہو گیا اُس دین کا حکم جو دار الاسلام میں حادث ہوا یعنی صاحب دین کو مدیون کا روکنا دار الحرب کے جانے سے جائز ہے اور اگر سال بھر
ادا دین نہ کرے گا تو ذمی ہو جائیگا فان رجع المستامن الیہم و لو لغیر دارہم حل دمہ لبطلان امانہ پھر اگر مستامن پھر گیا حربیوں کی طرف اگرچہ دوسرے دار الحرب
میں گیا ہو تو اُسکا خون بعد داخل ہونے دار الحرب کے حلال ہے بسبب باطل ہو جانے اُسکی امان کے تو وہ حربی ہو گیا فان ترک ودیعۃ عند معصوم مسلم
او ذمی او دینا علیہما فاسر او ظہر بالبناء للمجہول یعنی غلب علیہم فاخذ و او قتلوہ سقط دینہ و سلمہ و ما غصب منہ و حزبۃ عند اجرہا السبق بید ہ پھر اگر مستامن
دار الحرب میں پھر گیا اور امانت کو شخص معصوم یعنی مسلم یا ذمی کے پاس چھوڑ گیا یا دونوں پر اپنا دین چھوڑ گیا پھر بعد فتح ہونے دار الحرب کے گرفتار ہوا یا
غلبہ حاصل ہوا اہل حرب پر سو اُسکو گرفتار کیا مسلمین نے یا اُسکو قتل کیا بعد غالب ہونے کے تو اُسکا دین اور بیع مسلم کا راس المال اور جو مال کہ اُس سے غصب
کیا اور کرایہ اُس ذات کا جسکو اسنے اجارہ دیا تھا ساقط ہو گیا بسبب مقدم ہونے قبضۂ امانت دار و غیرہ کے ہم مدیون وغیرہ پر اثبات کے بسبب مطالبہ کے
تھا اور مطالبہ تو بسبب گرفتاری یا قتل دائن کے ساقط ہوا اور مدیون وغیرہ کا ید اور مسلمین کے ید سے اسبق ہے تو اُسی کو مخصوص ہوگا لہذا دین وغیرہ ساقط ہوگا
اور غنیمت نہوگا کذا فی البحر و صار مالہ کو دیعتہ و ما عند شریکہ و مضاربہ و ما فی بیتہ فی دارنا فیأ اور مال اُسکا چنانچہ اُسکی امانت اور جو مال کہ اُسکے شریک

یا مضارب کے پاس ہو اور جو اُسکے گھر میں ہو وہ مال اسلام کے اندر غنیمت ہو جاویگا یعنی اسواسطے کہ مال مذکور اُسکے قبضے میں ہے تقدیراً کیونکہ امانت دار وغیرہ کا قبضہ
امام مقام صاحب امانت کے ہے تو امانت وغیرہ غنیمت ہو جاویگی اُسکی ذات کی تبعیت سے واختلف فی الرهن ورجح فی النهر انه للمرتهن بدينه اور اختلاف روایت ہے اُسکے
رہن میں در نہر الفائق میں ترجیح دی ہے کہ مرتہن ہی کیواسطے ہے بعوض اسکے دین کے جو اُسکا ہے یہ قول ہے ابو یوسفؒ کا اور محمدؒ کے نزدیک مرہون بیچا جاوے اور اُس سے قرض کا دین ادا
کیا جاوے اور جو زیادہ ہو وہ وارث دیجے وہ غنیمت ہے مسلمین کی صاحب بحر نے محمد کے قول پر ترجیح دی ہے اور حموی نے صاحب نہر کی ترجیح کو رد کیا ہے کذا فی الطحطاوی فی السراج
لو بعث من یاخذ الودیعة والقرض یجب تسلیمه الیه انتہی اور سراج میں ہے کہ اگر مستامن مذکور نے کسی شخص کو دار الحرب سے امانت اور قرض لینے کے واسطے بھیجا تو اُسکو امانت اور قرض
کا سپرد کرنا واجب ہے انتہی کلامہ یعنی اسواسطے کہ اُسکا مال غنیمت نہیں ہوا مگر اُسکی گرفتاری یا قتل سے سو ہنوز حاصل نہیں وعلیہ فینبغی ان یقید ہنا وصارت ودیعتہ فیئا
اور بنا بر وجوب تسلیم ودیعت اور قرض کے تو ادا کیا جاویگا اُسکے مال سے دین اُسکا جو اُسنے دار الاسلام میں مسلم سے قرض لیا یا ذمی سے اگر یہ اُسکی ودیعت غنیمت ہو گئی طحطاوی
کما بحثہ صاحب بحر کی نہ روایت مذہب وان قتل او مات فقط بلا غلبة علیہم فقرضه ووديعته لورثته لان نفسه لم تصر مغنومة فكذا ماله كما لو ظهر عليه فهرب
فماله له اور اگر مستامن مذکور بعد رجوع دار الحرب کے قتل کیا گیا بدون گرفتاری کے یا فقط مرگیا بدون غالب ہونے مسلمین کے دار الحرب پر تو اُسکا دین اور قرض اور امانت
اسکے وارثوں کے واسطے ہے اسواسطے کہ ذات اُسکی مغنوم نہیں ہوئی تو اسی طرح اُسکا مال بھی غنیمت نہیں ہوا چنانچہ اگر وہ گرفتار ہوا پھر بھاگ گیا تو اُسکا مال اسی کے واسطے
ہے کیونکہ اُسکی گرفتاری اُسکے بھاگ جانے سے باطل ہو گئی ہے خلاصہ یہ ہے کہ یہاں پانچ صورتیں ہیں تین صورتوں میں تو اُسکا دین ساقط ہے اور اُسکی امانت غنیمت ہے ۱-
دار الحرب پر غالب ہونے اور اُسکے گرفتار کرنے سے ۲- دار الحرب پر غالب ہونے اور اُسکے قتل کرنے سے ۳- بدون غلبہ دار الحرب اُسکی گرفتاری سے اور دو صورتوں میں
اُسکا مال غنیمت نہیں بلکہ بطور سابق قائم رہیگا اگر وہ زندہ ہے تو آپ سے نہیں تو اُسکے وارث لینگے ۱- اُسکے گرفتار ہونے سے پھر بھاگ جانے سے ۲- اُسکے مقتول ہونے
سے بدون مغلوبی دار الحرب کے یا اُسکے مرجانے سے کذا فی المنح حربی ہنا له ثمه عرس واولاد وودیعة مع معصوم وغیرہ فاسلم ہنا او صار ذمیا ثم ظهرنا علیہم فکله
فیئ لعدم یده ولایته ولو سبی طفله لینا فهو مسلم ایک حربی یہاں دار الاسلام میں ہے جسکی وہاں دار الحرب میں جورو اور اولاد اور امانت ہے شخص معصوم یا غیر معصوم کے ساتھ
پھر وہ یہاں دار الاسلام میں مسلمان ہو گیا یا ذمی ہو گیا پھر ہم اہل اسلام اہل حرب پر غالب ہوئے تو اُسکی زوجہ اور اولاد اور امانت سب غنیمت ہے بسبب نہونے اُسکے
قبضے اور ولایت کے اور اگر اُسکا طفل دار الاسلام میں گرفتار ہو آیا تو وہ مملوک مسلم ہے یعنی طفل مسلمان ٹھہرا اپنے باپ کی تبعیت سے اسواسطے کہ دونوں ایک ملک
میں مجتمع ہوئے بخلاف اُن اطفال کے جو دار الحرب میں ہیں کہ وہ اسلام میں تابع اپنے باپ کے نہونگے بسبب تباین دارین کے وان اسلم ثمه فجاء ہنا فظهرنا علیہم
فطفله مسلم لاتحاد الدار اور اگر حربی دار الحرب میں مسلمان ہوا پھر یہاں دار الاسلام میں آیا پھر اہل اسلام کا اہل حرب پر غلبہ ہوا تو اُسکا طفل صغیر مسلم ہے اپنے باپ
کی تبعیت سے بسبب متحد ہونے دار کے یعنی جب اُسکا باپ مسلمان ہوا تھا تو دونوں دار الحرب میں واقع تھے کذا فی المنح وودیعته مع معصوم له لان یده کیده محترمة
اور امانت اُسکی شخص معصوم کے ساتھ اُسی کیواسطے ہے اسواسطے کہ قبضہ امانت دار معصوم کا صاحب امانت کے قبضے کے مانند محترم ہے یعنی بسبب اسلام کے وغیرہ فیئا
غصبها مسلم لعدم النیابة فتح اور سوائے امانت کے اور مال اُسکا غنیمت ہے اگرچہ اُسکی کسی چیز کو مسلم نے اُس سے غصب کیا ہو بسبب عدم نیابت کے کذا فی الفتح اسواسطے
کہ غاصب کا قبضہ صحیح نہیں جو مالک کے قبضے کے قائم مقام ہو وللامام حق اخذ دیة مسلم لا ولی له اصلا اور امام کے واسطے اُس مسلمان کی دیت کے لینے کا
حق ہے جسکا کوئی ولی وارث نہیں ہے اور مقصود یہ ہے کہ اُسکا خون بہا لے کر بیت المال میں رکھے والا قتل خطا کا حکم معلوم ہے ولہذا کفارہ مذکور نہ کیا اسواسطے کہ جنایات
میں مذکور ہوگا ودية مستامن اسلم ہنا من عاقلة قاتله خطأ لقتله نفسا معصوما اور امام کو اُس مستامن کی دیت کے لینے کا حق ہے جو یہاں دار الاسلام میں
مسلمان ہوا اور اُسکے قاتل کے اہل محلہ سے خون بہا لے قتل خطا میں بسبب قتل کرنے قاتل کے نفس معصوم الدم کو یعنی مستامن ولی دار الحرب میں کا معدوم ہے لہذا
امام اُسکا خون بہا لیگا اسواسطے کہ امام اُسکا ولی ہے جسکا کوئی ولی نہیں وفی العمد له القتل قصاصا والدية صلحا لا العفو نظرا لحق العامة اور لا وارث

[illegible] امر [illegible] قال [illegible] [illegible]

[illegible] مین [illegible] ان [illegible] الحرم [illegible]

[illegible] جنایات [illegible] ہے [illegible] حرم [illegible]

[illegible] دخل [illegible] ہین [illegible]

[illegible] کتاب جنایات مین [illegible] لا تصیر دار الاسلام دار الحرب الا بامور ثلثہ باجراء احکام اہل الشرک فیہا

وباتصالہا بدار الحرب وبان لا یبقی فیہا مسلم او ذمی امنا بالامان الاول علی نفسہ [illegible] دار الاسلام دار الحرب نہین ہوتا مگر تین امور کے پائے جانے سے ایک شرک کے احکام

جاری ہونے سے ۲ دوسرے اسکے متصل ہونے سے دار الحرب کے ساتھ ۳ اور تیسرے یہ کہ وہان مسلم یا ذمی بے دھڑک نہ باقی رہے [illegible]

[illegible] احکام [illegible] جاری ہون [illegible] حکم اسلام [illegible]

[illegible] غالب ہونے کفار کے مسلم کو سلام کے سبب [illegible]

[illegible] اسلام غالب [illegible] احکام کفر جاری [illegible]

[illegible] دار الاسلام دار الحرب [illegible]

[illegible] کذا فی العالمگیریہ من سراج الوہاج [illegible] جب دار الاسلام دار الحرب ہو گیا تو وہان [illegible]

[illegible] احکام مذکورہ منعکس ہو جائینگے جب دار الحرب دار الاسلام ہو جائیگا ودار الحرب تصیر دار الاسلام باجراء احکام اہل الاسلام

فیہا کجمعۃ وعید وان بقی فیہا کافر اصلی وان لم تتصل بدار الاسلام [illegible] ثابت فی نسخ المتن ساقط من نسخ الشرح [illegible]

ہو جاتا ہے احکام اسلام کے جاری کرنے سے انمین چنانچہ نماز جمعہ اور عید اگرچہ وہان کافر اصلی باقی رہے اور گو وہ ملک دار الاسلام سے متصل [illegible]

یعنی حربی وغیرہ کے دخول حرم سے آخر تک متن کے نسخون مین ثابت ہے اور مصنف کی شرح کے نسخون سے ساقط ہے سو گویا مصنف نے [illegible] شرح مین [illegible]

مضمون کے اور واضح ہونے باقی کلام کے یعنی دخول حربی کا حرم مین کتاب جنایات مین آویگا اور باقی مضمون واضح ہے طحطاوی نے کہا [illegible]

ملتقی مین شرح ملتقی سے منقول ہے کہ قاری ہدایہ سے سوال ہوا دریائے شور یعنی سمندر سے کہ وہ دار الاسلام ہے یا دار الحرب جواب دیا کہ وہ کسی [illegible]

اور حکومت نہین طحطاوی نے کہا کہ ہم نکاح کا ذکر کے باب مین مذکور کر چکے ہین کہ دریائے شور دار الحرب مین داخل ہے [illegible] حاشیہ [illegible]

ہدایہ کے مذکور [illegible] دار الحرب کے حکم مین [illegible] تو معلوم ہوا کہ جو قاری ہدایہ نے مذکور کیا وہ [illegible]

اپنی فصول مین [illegible] مذکور کیا کہ دار الاسلام دار الحرب نہین ہوتا جبتک وہ سب امور حاصل نہ ہو جائین [illegible] دار الاسلام [illegible]

اسی طرح مذکور کیا ہے اور امام [illegible] الدین نے منشور مین ذکر کیا کہ دار الاسلام سبب جاری ہونے احکام اسلام کے دار الاسلام ہوا ہے جبتک تو کوئی چیز علامات اسلام سے [illegible]

[illegible] تو جانب اسلام کو ترجیح دیجاوے گی کذا فی حاشیۃ الطحطاوی [illegible] مذکور ہے کہ جو بلاد کفار کے [illegible] مین بلا شک وہ بلاد اسلام [illegible]

کہ وہ بلاد حرب سے متصل نہین اور اسواسطے کہ کفار نے ان مین احکام کفر کے بھی جاری نہین کیے بلکہ اہل اسلام قاضی ہین اور جس شہر [illegible]

ہو تو اقامت جمعہ اور عید اور [illegible] بسبب استیلاء اسلام کے اور کفار کی اطاعت [illegible]

[illegible] مسلمین کو اقامت جمعہ اور عید جائز ہے اور [illegible] کی رضامندی سے ایک شخص قاضی ہو سکتا ہے اور اہل اسلام کو واجب ہے کہ کفار سے درخواست کرین کہ [illegible]

مسلمان کو حاکم کرے کذا فی الفصول العمادیہ

باب العشر والخراج والجزیۃ

یہ باب ہے عشر اور خراج اور جزیہ کے احکام میں مقدم کیا مصنف نے اسکو ذکر کیا جس سے کافر مستامن ذمی ہو جاتا ہے تو اسکے بعد وظیفہ ثابت الیہ کو ذکر کیا یا جو ذمی پر ذمی ہونے کے بعد
لازم آتی ہے یعنی ذمی کی زمین اور سر کا خراج اور چونکہ خراج ارض اور خراج راس کی تفریعات میں کثرت تھی لہذا انکو دو باب میں ذکر کیا اور خراج ارض کو مقدم کیا اسواسطے کہ
اسی میں گفتگو ہے پھر خراج کے ساتھ عشر کو بھی ذکر کر دیا تا وظیفہ ارض کی تکمیل اور تتمیم ہو جاوے اور ذکر عشر کا خراج پر اسواسطے مقدم کیا کہ اسمین عبادت کا مضمون ہے بخلاف
خراج کے کہ وہ عقوبت ہے عشر بضم عین لغت میں عبارت ہے واحد من العشرۃ یعنی دسواں حصہ اور خراج بالفتح وہ ہے جو زمین یا غلام کی پیدائش سے خارج ہو اور جسکو بادشاہ وغیرہ
ارض اور راس سے لے وہ مسمی بخراج ہے پھر مصنف نے تحدید اور تبیان عشری اور خراجی زمین کی اول شروع فرمائی اسواسطے کہ اسطرح ضبط احکام آسان ہے کذا فی منح الغفار حاکم اسلام
پر واجب ہے کہ جب اسکو عشر اور خراج اور جزیہ ملے تو انکے مستحقین پر صرف کرے ورنہ اسکا وبال اسکی گردن پر ہے اور اگر عشر و خراج خلاف شرع لیگا تو ظالم ہوگا اور جو اسکو حلال
جان کرے وہ کافر ہے اور ہمارے زمانے کے حاکم فاسق اور ظالم ہیں اسواسطے کہ وہ خراج وغیرہ کو خلاف شرع خرچ کرتے ہیں یعنی ملک کے محصول کو اپنے باپ کا مال سمجھتے ہیں اور
اہل استحقاق کو محروم کرکے اسکو بیہودہ اپنے عیش اور آرام میں صرف کرتے ہیں کذا فی الطحطاوی عن الحموی ارض العرب وہی من حد الشام والکوفۃ الی اقصی الیمن عشریۃ اسلم اہلہ
طوعا او فتح عنوۃ وقسم بین جیشنا والبصرۃ ایضا باجماع الصحابۃ عشریۃ لانہ الیق بالمسلم زمین عرب کی اور وہ شام اور کوفہ کی حد سے منتہائے یمن تک ہے اور جس ملک
کے رہنے والے بخوشی مسلمان ہوئے یا جو ملک بزور اور شوکت اسلام فتح ہوا اور اسکی زمین لشکر اسلام میں تقسیم ہوگئی اور بصرہ بھی باجماع صحابہ کرام عشری ہے اسواسطے کہ دسواں حصہ
لینا مسلمان کے لائق ہے جیسا کرخی نے کہا عرب عبارت ہے زمین حجاز و تہامہ و زمین مکہ اور طائف اور بادیہ یعنی جنگل سے اور غیر کرخی نے کہا کہ مکہ تہامہ میں داخل ہے تہامہ بکسر اول
وہ زمین ہے جو نجد سے نیچی ہے اور نجد اونچی زمین کا نام ہے اور حجاز اس زمین کا نام ہے جو تہامہ اور نجد کے درمیان حاجز اور فاصل ہے عرب کو جزیرہ یعنی ٹاپو اسواسطے کہتے ہیں کہ
بحر حبش اور بحر فارس اور فرات اسکو محیط ہے اور عرب کی حد طول میں عدن سے ہے عراق تک اور عرض میں جدہ سے ہے شام تک زمین عرب کی عشری اسواسطے ہوئی کہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ
والسلام اور خلفاء راشدین سے منقول نہیں کہ وہاں سے کسی نے خراج لیا ہو اور جیسے عرب کی قیمت جائز نہیں ویسے ہی انکے ملک سے خراج درست نہیں کہ احسان سلم اور کرمہ کان ذورہ
درر وہو فی باب العاشر تتمۃ من ہو اور مرناہ فی شرح الملتقی اور اسی طرح مسلمان کا باغ اور انگور ... اگر تھا عشری ہے کذا فی الدرر اور باب العاشر میں اسکا بیان
سے زیادہ تر گذر گیا اور ہم نے اسکو تحریر کیا ہے شرح منتقی میں یعنی شرح ملتقی میں شارح سے یوں مذکور ہے کہ جو گھر باغ بنا لیا اگر گھر ذمی کا ہے تو اسمین خراج ہے مطلقا اور اگر
مسلمان کا ہے سو اگر اسنے خراج کے پانی سے سینچا تو اسمین خراج ہے اور اگر عشر کے پانی سے سینچا تو عشر ہے اور اگر مسلم یا ذمی نے اسکو گاہے خراج کے پانی سے سینچا اور گاہے عشر کے
پانی سے تو مسلم پر عشر ہے اور ذمی پر خراج کذا فی الحلبی ملخصا وسواد العراق وحدہ من العذیب بالضم فتح قریۃ من قری الکوفۃ الی عقبۃ حلوان بن عمران
بضم فسکون قریۃ بین بغداد وہمدان عرضا اور سواد قریات عراق اور عراق کے ملک کی حد عذیب سے ہے عقبہ حلوان بن عمران تک عرض میں عذیب بضم عین مہملہ و فتح ذال
معجمہ ایک گاؤں کا نام ہے قریات کوفہ سے اور عقبہ حلوان بضم حا و سکون لام ایک گاؤں ہے بغداد اور ہمدان کے درمیان ... سواد عراق سے قریات عراق
مراد ہیں انکو سواد کہا بسبب انکے اشجار اور زراعت کی سرسبزی کے عرب سبز کو سیاہ بولتے ہیں اسواسطے کہ سبز دور سے سیاہ نظر آتا ہے تو کلام شارح کا بحذف
حرف تفسیر ہے اور اضافت بیانی ہے اور عراق سے مراد عراق عرب ہے جسمیں کوفہ اور بصرہ اور بغداد اور نجف اور کربلا واقع ہیں اور شرنبلالیہ وغیرہ میں کہا کہ عذیب
بنی تمیم کے پانی کا نام ہے قریب کوفہ کے اور شاید کہ اس چشمہ کے کنارے پر گاؤں آباد ہو اسلئے عذیب ... تو دونوں قولوں میں اختلاف نہ رہا ومن العلث
بفتح فسکون قریۃ شرقی دجلۃ موقوفۃ علی العلویۃ وما قیل من الثعلبیۃ بفتح فسکون غلط ... عن المنزل الی عبادان بالتشدید حصن صغیر بشط البحر
الملح لیس وراءہ عبادان قریۃ مستغنی طولا اور حد عراق کی علث سے ہے عبادان تک طول میں علث بفتح عین مہملہ و سکون لام پھر ثا مثلثہ قریہ ہے
دجلہ کے مشرق کی جانب سادات علویہ پر موقوف ہے اور وہ جو بعضوں نے یعنی شارح وقایہ وغیرہ نے کہا ہے کہ حد عراق کا ثعلبیہ بفتح اول و سکون ثانی

(منہ ۱۲)

۱۲

[illegible]

[illegible] جمیعًا [illegible] المسلمین [illegible] حنیفة [illegible]

[illegible] امام کے ساتھ [illegible] وہ کذا فی [illegible]

منقول ہی [illegible] ارض سواد عراق [illegible] لکھا ہی کہ [illegible] فتح عنوۃ [illegible]

بین جیشنا ... سواد اقر اہلہ علیہ او نقل الیہا قوم وضع علیہا خراجیۃ کذا فی البحر اور جو ملک کہ شوکت اسلام سے فتح ہوا اور لشکر اسلام نے اسکو تقسیم نہین کیا

بلکہ غنیمت کے طور پر وہان کے لوگ اسی زمین پر ثابت اور قائم رکھے گئے یا اس ملک کی طرف اور کسی ملک کے لوگ لا کر بسائے گئے یا جو زمین صلح سے فتح ہوئی وہ خراجی کر دی جاتی ہے

خراج کا فرض مناسب ہی اور سواد عراق پر امیر المومنین فاروق اعظم نے صحابہ کرام کے ساتھ خراج مقرر کیا چنانچہ تب ہی سے [illegible] روایت کی ہین

اور یہی طرح بعد فتح مصر اور شام کے خلافت فاروقیہ مین خراج مقرر ہوا اور خراج کا فرض اسواسطے مناسب ہوا کہ [illegible] جو ہی اور اس مین [illegible] خراج [illegible]

اگرچہ کو فرض ہی [illegible] مگر خراج مین اور عشر سے متعلق ہی بخلاف عشر کے کہ وہ بین [illegible] سے متعلق ہی [illegible] عشر کا [illegible]

ہو وہ فتح ہوا اور وہان کے لوگ وہین قائم رکھے گئے لیکن وہ عشری ہی نہ خراجی اسواسطے کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے وہان سے خراج نہ لیا اور بعد وفات خراج نہ ہو کہ وہان

نہین ہوتی و[illegible] ارض سواد مملوکۃ لاہلہا یجوز بیعہم لہا وتصرفہم فیہا دراہۃ [illegible] الثلثۃ ہی موقوفۃ علی المسلمین [illegible] فتح اور سواد عراق کی زمین ملک

ہی وہان کے لوگون کی انکو بیع کرنا اور انمین تصرف کرنا مانند ہبہ اور وصیت اور اجارہ اور وقف کے جائز ہی کذا فی الہدایۃ اور باقی تینون اماموں کے نزدیک وہ زمین

وقف ہی تو وہان کے لوگون کی بیع انکے نزدیک جائز نہین کذا فی الفتح اور عراق کے حکم مین وہ ملک ہی جو بزور اسلام فتح ہوا اور وہان کے لوگ وہین قائم رکھے گئے یا جو ملک

صلح سے فتح ہوا اور انکی اراضی پر خراج مقرر ہوا تو وہان کے زمیندار اپنی اراضی کے مالک ہین بیع اور ہبہ وغیرہ انکو جائز ہی اور اسمین باری ہی [illegible]

[illegible] تب انکی ملکیت بیت المال کی طرف منتقل ہو گی کذا فی الطحطاوی عن شرح الملتقی تو معلوم ہوا کہ اکثر دیہات ہندوستان کے زمیندار اپنی زمین کے شرعًا مالک ہین

انکی بیع اور ہبہ وغیرہ نافذ ہی اسواسطے کہ جب ہندوستان فتح ہوا تو یہان کے لوگون پر ثابت رکھا گیا خراج لیکر وجب الخراج فی ارض الوقف الا اذا اشتراہا من بیت المال

[illegible] وقفہا مشتریہا فلا خراج فیہا والخراج شرنبلالیہ معزیا للبحر وکذا لو لم یوقفہا کما ذکرہ فی شرح الملتقی اور خراج واجب ہی وقف کی زمین مین مگر اس وقفی زمین مین

خراج نہین جو بیت المال سے خرید ہوئی ہی بلکہ اسکو وقف کیا اسکے مشتری نے تو اسمین عشر ہی نہ خراج کذا فی الشرنبلالیہ ناقلا عن البحر اور اسی طرح اسمین عشر اور خراج

نہین اگر مشتری نے اسکو وقف نہ کیا چنانچہ مین نے اسکو شرح ملتقی مین مذکور کیا ہی ہم بیت المال کی اراضی بیچنا سلطان کو جائز نہین مگر اس شرط سے کہ جب

مسلمین کو معاذ اللہ حاجت شدید واقع ہو کذا فی الطحطاوی عن التحفۃ المرضیۃ ۔ والصبی والمجنون لو کانت الارض خراجیۃ او العشر لو عشریۃ [illegible]

الزکوۃ اور خراج واجب ہی وقف اور صغیر اور مجنون کی زمین سے اگر وہ زمین خراجی ہی اور عشر واجب ہی اگر وہ عشری ہو کذا فی الدرر اور یہ مسئلہ کتاب الزکوۃ مین

مذکور ہو چکا ۔ قالوا ارض الشام والمصر خراجیۃ اور فقہا نے کہا ہی کہ زمین مصر اور شام کی خراجی ہی ہم یہ بین ہی کہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے مصر پر خراج مقرر کیا جبکہ

اسکو عمرو بن العاص نے فتح کیا اور یہی طرح باجماع صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم شام پر خراج مقرر ہوا کذا فی النہر وفی الفتح الماخوذ الان من اراضی مصر اجرۃ لا خراج

الا تری انہا لیست مملوکۃ للزراع کانہ لموت المالکین شیئا فشیئا بلا وارث فصارت لبیت المال وعلی ہذا فلا یصح بیع الامام ولا شراؤہ من وکیل بیت المال

بشئ منہا لانہ کولی الیتیم فلا یجوز الا للضرورۃ والعیاذ باللہ زاد فی البحر ورغب فی اختصار تصنیف قسمۃ علی قول المتاخرین المفتی بہ قلت وسیجئ فی باب الوصی جواز

بیع عقار الصبی فی سبع مسائل اور فتح القدیر مین ہی کہ جو اب حاصل ہوتا ہی مصر کی اراضی سے وہ اجرت ہی نہ خراج تو نہین جانتا کہ اراضی مذکورہ زراعت

کرنے والون کی ملک نہین گویا عدم مملوکیت اسکی بسبب مرجانے اسکے مالکون کے ہی اندک اندک بلا وارث تو وہ اراضی بیت المال کی ہو گئی اور بموجب اسکے

تو صحیح نہیں بیچنا امام کا اُس ارضی کو اور نہ حاکم کا خریدنا بیت المال کے وکیل سے کسی زمین کو اُنمین سے اسواسطے کہ امام اور سلطان بیت المال کے مملوک میں یتیم کے ولی کے
مانند ہی تو اُسکی بیع اور شرا جائز نہیں مگر بسبب ضرورت کے والعیاذ باللہ بحر الرائق میں اتنا زیادہ کہا ہی یا زمین کی خرید میں رغبت زیادہ ہو گئی ہو اُسکی دونی قیمت ہو جانے سے
تو اُسکی بیع جائز ہی بموجب قول متاخرین کے جو مفتی بہ ہو میں کہتا ہوں باب الوصی میں آویگا ارضی صغیر کی بیع کا جائز ہونا سات صورتوں میں ہم بیت المال کا وکیل وہ ہی
جسکو سلطان نے بیت المال کی خبرگیری پر داروغہ کیا شرح ملتقی میں کہا کہ عشری اور خراجی کے سوا یہاں ایک تیسری قسم کہی ہی جسکو ارضی مملکت اور ارضی حوزہ کہتے ہیں
یعنی زمین سلطانی وہ ارضی ہی جسکے مالک مرگئے بلا وارث اور اُسکی ملکیت بیت المال کی طرف راجع ہوئی یا جو ملک بزور لشکر اسلام فتح ہوا اور اہل اسلام کی ملک میں
تا قیامت باقی رکھا گیا اور اس ارضی کا حکم تاتارخانیہ میں یوں مذکور ہی کہ سلطان کو جائز ہی کہ وہ ارضی زراعت کرنے والوں کو دے دو طریق پر یا مزارعین کے مالکوں کو
قائم مقام کرے زراعت اور خراج کے دینے میں یا زمین اُنکو اجارہ دے خراج کے برابر تو جو اُنسے حاصل ہو وہ خراج ہی امام کے حق میں پھر اگر نقد مقرر ہو تو وہ خراج موظف ہی اور اگر بعض
خارج ہو تو خراج مقاسمہ ہی اور مزارعین کے حق میں تو فقط اجرت ہی نہ عشر نہ خراج انتہی ما فی التاتارخانیہ اگر کوئی کہے کہ استیجار ارض کا بعض خارج سے جائز نہیں کیونکہ اجارہ
فاسد ہی بسبب جہالت کے اُسکا جواب یہ ہی جو مذکور ہو چکا کہ حاصلات امام کے حق میں خراج ہی اور مزارعین کے حق میں اجرت بضرورت عدم صحت خراج حقیقۃً و حکماً پھر جب ارضی
مذکورہ دوسرے مزارعین کو دی تو اُس ارضی میں اُنکو بیع اور تصرف کرنا جائز نہیں اور وراثت اُسمین جاری نہیں کذا فی الطحطاوی ملخصاً و افتی مفتی دمشق فضل الدرا الرضی
بان غالب اراضینا سلطانیۃ لانقراض ملاکہا فالتحقت ببیت المال فتکون فی ید زراعہا کالعاریۃ انتہی اور یہ فتوی دیا مفتی دمشق فضل اللہ رضی نے کہ اکثر ہماری ارضی
سلطانی ہی بسبب ہلاک ہو جانے اُنکے مالکوں کے تو وہ بیت المال کی طرف راجع ہوئیں سو اپنے کاشتکاروں کے ہاتھ میں عاریت کے مانند ہیں انتہی وفی النہر عن الواقعات
لو اراد السلطان شراءہا بالنفسیہ امر غیرہ ببیعہا ثم یشتریہا منہ لنفسہ انتہی اور نہر الفائق میں واقعات سے منقول ہی کہ اگر سلطان بیت المال کی زمین کی خرید کا ارادہ کرے
تو اپنے غیر کسی شخص کو مثلاً وکیل بیت المال کو امر کرے اُسکے بیچڈالنے کا پھر اُسکو اُسکے مشتری سے خرید کرلے اپنے واسطے انتہی ہم طحطاوی نے کہا یہ قول مخالف ہی
قول سابق کے کہ امام کو بیت المال کے وکیل سے بھی خرید کرنا جائز نہیں مگر یہ کہ اُسکو اُس حالت پر محمول کیجیے جب مسلمین کو ضرورت شدیدہ پیش آوے واذا لم یعرف
الحال فی الشراء من بیت المال فالاصل الصحۃ و یعرف صحۃ وقف المشتراۃ من بیت المال وان شروط الواقفین صحیحۃ وانہ لاخراج علی اراضیہا اور جبکہ حال معلوم نہو
بیت المال سے خرید کرنیکا یعنی بوقت شرا مجوز بیع شرعاً حاصل تھا یا نہ تھا تو اصل یہاں صحیح ہونا خرید کا ہی اور بسبب اصل صحت کے معلوم ہوگی صحت وقف اُس
زمین کی جو بیت المال سے خرید ہوئی اور یہ کہ شروط واقفین کی صحیح ہیں اور یہ کہ اُس ارضی موقوفہ پر خراج نہیں ہم جب شروط واقفین کی صحیح ہوئیں تو اُنکے بموجب
عمل کرنا واجب ہوگا اور یہ جو حموی نے توہم کیا ہی کہ ارضی مذکورہ بیت المال کے حکم پر باقی ہی سو غیر صحیح ہی **و موات احیاہ ذمی باذن الامام** او رضخ لہ الامام خراجی
اور جس بلاوارث افتادہ زمین کو ذمی نے بحکم امام آباد کیا یا امام نے اُسکو بطور عطا دیا چنانچہ مذکور ہو چکا وہ خراجی ہی **ولو احیاہ مسلم اعتبر قربہ** لان ما قارب الشئ
یعطی حکمہ اور اگر زمین افتادہ کو مسلم نے آباد کیا تو اُسکا قرب معتبر ہوگا کیونکہ جو شی کے قریب ہوتا ہی اُسکو اُسی کا حکم دیا جاتا ہی ہم اگر وہ زمین خراجی کے قریب ہی تو وہ
بھی خراجی ہی اور اگر عشری کے نزدیک ہی تو عشری ہی اور یہ مذہب ہی ابو یوسف کا چنانچہ گھر کے آگے کے میدان میں صاحب خانہ منتفع ہوتا ہی اگرچہ
وہ اُسکی ملک میں نہو یعنی اُسکو بسبب قرب کے وہاں مٹی ڈالنا اور گھوڑا باندھنا درست ہی کذا فی المنح **وکل منہما** ای العشریۃ والخراجیۃ **ان سقی
بماء العشر اخذ منہ العشر** الا ارض کافر تسقی بماء العشر اذ الکافر لا یبتدا بالعشر اور دونوں قسمیں یعنی زمین عشری اور خراجی اگر عشر کے پانی
سے سینچی جاوے تو اُس سے عشر لیا جائے گا مگر کافر کی زمین جو عشر کے پانی سے سینچی اُس سے خراج ہی لیا جاوے گا نہ عشر اسواسطے کہ کافر سے عشر
لینے میں ابتدا نہیں کیجاتی بالاتفاق **وان سقی بماء الخراج اخذ منہ الخراج** لان النماء بالماء اور اگر زمین سینچی جاے خراج کے پانی سے تو اُس سے
خراج لیا جائے گا اسواسطے کہ افزونی کھیت کی پانی سے ہوتی ہی ہم علامہ نوح نے فرمایا کہ یہ تفصیل فقط موات یعنے افتادہ زمین میں جاری

[illegible] تقسیم [illegible] [illegible] بعض [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

وموجب خراج مقاسمة ان كان الواجب بعض الخارج كالخمس ونحوه وخراج وظيفة ان كان الواجب شيئا في الذمة يتعلق بالتمكن من الانتفاع

[illegible] [illegible] خراج مقاسمہ [illegible] [illegible] خراج وظیفہ [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

سے المتقی كما وضع عمر رضي الله عنه على السواد لكل جريب [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] خراج وظیفہ مقرر [illegible] امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سواد عراق پر [illegible] جریب [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

باوجود اختلاف مقادیر کے ہندوستان میں [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] يبلغه الماء صاعا من بر او شعير ودرهما [illegible] فاروق اعظم نے [illegible] جس میں [illegible] پانی پہنچتا ہو [illegible]

نہایت [illegible] مقرر کیا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ایک صاع [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

پانچ [illegible] [illegible] وفي جريب الرطبة خمسة دراهم [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

فارسی میں [illegible] [illegible] [illegible] وفي جريب

الكرم والنخل متصلة [illegible] [illegible] دس درم [illegible]

[illegible] شارح نے کہا کہ [illegible] [illegible] [illegible]

اسکو زبان عرب میں کرم بولتے ہیں كذا في المنح ولما سواه مما ليس فيه توظيف عمر كزعفران وبستان [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توظیف اور تعیین [illegible]

زعفران اور بوستان بقدر انکی طاقت کے خراج ہے شارح نے کہا بوستان اس زمین کا نام ہے [illegible] [illegible]

نیچے ممکن ہو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ولا يزاد عليه في خراج المقاسمة ولا في الموظف على مقدار ما وظفه عمر رضي الله تعالى عنه [illegible] طاقت [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقرر فرمایا اگرچہ زمین خراج فاروقی سے زیادہ کی طاقت رکھتی ہو بنابر قول صحیح کے کذا فی الکافی حم خراج فاروقی سے زیادہ لینا اسواسطے
نہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عاملوں سے پوچھا کہ شاید تم نے زمین پر زیادہ محصول مقرر کیا جسکی اسکو طاقت نہیں انہوں نے کہا نہیں بلکہ ہم نے بقدر طاقت
کے معین کیا ہے اور اگر ہم اس سے بھی زیادہ مقرر کرتے تو بھی اسمین گنجائش تھی انتہی تو اس سے ثابت ہوا کہ باوجود طاقت اور گنجائش کے بھی زیادہ لینا جائز نہیں اسواسطے کہ
فاروق عادل نے باوجود دریافت طاقت وگنجائش کے بھی زیادہ لینا تجویز نہ کیا اور یہی قول امام اعظم کا صحیح ہے چنانچہ کافی میں موجود ہے تو جو زمین کہ بعد فاروق اعظم کے مفتوح
ہوئی سو اگر اُسمین گیہوں پیدا ہوتے ہوں اور حاکم چاہے کہ ایک سیر فی جریب دو درم مقرر کرے باوجود طاقت اور گنجائش کے تو ہرگز جائز نہیں کذا فی المنح طحطاوی نے کہا کہ یہ نص صریح
ہے اس محصول کے حرام ہونے پر جسکو حکام ظالمین خراج فاروقی سے زیادہ لیتے ہیں اور اگر یہ بھی سمجھے کہ اراضی بیت المال کی ہو کر مستاجرہ ہو گئی ہے خراجیہ باقی نہ رہی تو بھی اجرت
کی زیادتی خراج سے جائز نہیں چنانچہ تاتارخانیہ سے مذکور ہو چکا (و) ینقص (مما وظف) علیہا (ان لم تطق) بان لم یبلغ الخارج ضعف الخراج الموظف فینقص الی نصف الخارج
وجوبا وجوازا عند الاطاقۃ وینبغی ان لا یزاد علی النصف ولا ینقص عن الخمس حلبی اور کم کر ڈالا جاوے اُس خراج سے جو زمین پر مقرر ہو گیا اگر زمین کو اُسکی طاقت نہو اسطرح پر
کہ زمین کا غلہ خراج موظف کے دو چند تک نہ پہونچے تو خراج گھٹایا جاوے نصف خارج تک بنابر وجوب کے اور بنابر جواز کے طاقت کے وقت اور لائق یون ہے کہ زیادہ نہ لیا جاوے
نصف خارج سے اور کم نہ کیا جاوے خمس سے کذا ذکرہ الحلبی والطحطاوی یعنی اگر مثلاً دس سیر فی جریب غلہ پیدا ہو تو محصول پانچ سیر سے زیادہ نہ لے اور دو سیر سے کم نہ کرے اور یہ حکم بٹائی کا
ہے کذا فی الحلبی عن البحر وفیہ لو غرس بارض الخراج کرما او شجرا فعلیہ خراج الارض الی ان یطعم اور یطعم یعنی جو برہ مراد زمین ہے اگر ایک شخص خراج کی زمین میں انگور بوئے یا کوئی
اور درخت بولے تو اُسپر زمین کا خراج واجب ہے یہانتک کہ انگور وغیرہ کھانیکے لائق ہوں پس خراج زمین ہے خراج زراعت ہے اور وہ یعنی ایک صاع اور ایک درم وکذا لو قطع الکرم وزرع
الحب فعلیہ خراج الکرم اور اسی طرح اگر انگور کو کاٹ ڈالے اور اناج بو دے تو اُسپر انگور کا خراج واجب ہے اُسپر کیونکہ انگور کا خراج واجب ہوگا اسواسطے کہ اُسنے اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کو اختیار
کیا فتاوی عالمگیری میں ہے کہ جو شخص لاوارثی کی طرف انتقال کریگا بدون عذر کے اُسپر عمدہ کا خراج واجب ہوگا جیسے زعفران چھوڑ کر مثلاً باجرا بو دے اور اس مسئلہ کو دریافت
کرنا چاہیے اسکا فتوی نہ دینا چاہیے تا حاکم ظالم لوگوں کے مال نہ چھین لیں انتہی جسکا ماحصل یہ ہے کہ لیا جاویگا تو اُسپر تہمت رکھینگے کہ اُسنے مثلاً انگور یا زعفران کی زراعت
چھوڑ کے جوار یا باجرا بویا اور اُس سے خراج زعفران اور انگور کا لینگے (واذا اثمر فعلیہ قدر الطاقۃ ولا یزید علی عشرۃ دراہم ولا ینقص عما کان) اور جبکہ انگور کھانے کے لائق ہو تو اُسپر
خراج لازم آویگا بقدر اُسکی طاقت کے اور نہ زیادہ کرے دس درم پر اور نہ کم کرے اس محصول سے جو اُس زمین پر قبل انگور بونے کے تھا طحطاوی نے کہا اذا اثمر مسئلہ اولی سے
مرتبط ہے تو بہتر یون تھا کہ بعد الی ان یطعم کے مذکور کرتا (وکل مالا یمکن الزرع تحت شجرۃ فبستان) وما لا یمکن فکرم اور جہاں زراعت ممکن ہو درخت کے نیچے وہ بستان ہے اور جہاں ممکن نہو وہ
کرم ہے یہ مضمون مکرر ہو چکا واما الاشجار التی علی المسناۃ فلا شیء فیہا انتہی اور جو درخت کہ پانی کے بان پر ہوتے ہیں اُنکی کچھ خراج نہیں انتہی مافی الجوہرہ طحطاوی ہم
مسناۃ بضم میم وتشدید نون جامع اللغۃ میں کہا کہ وہ عرم ہے یعنی جو سیلاب روکنے کیواسطے بنایا جاوے کذا فی الطحطاوی وفی زکوۃ الخانیۃ قوم اشتروا ضیعۃ فیہا کرم وارض
فشتری احدہما الکرم والآخر الارض وارادوا قسم الخراج فلو معلوما فکما کان وان لم یعرف الکرم الا کرما قسم بقدر الحصص اور خانیہ کی کتاب الزکوۃ
میں مذکور ہے کہ ایک قوم نے ایک قریہ خرید کیا جسمین انگور اور زمین ہے سو ایک شخص نے انگور کے باغ مول لیے اور دوسرے نے اراضی مول لی اور دونوں نے قسمت
خراج کا ارادہ کیا تو اگر خراج معلوم ہو یعنی انگور کا خراج علیحدہ اور اراضی کا خراج علیحدہ معلوم ہو تو ویسا ہی خراج باقی رہیگا جیسا خرید کرنے سے پہلے تھا اور
اگر انگور اور زمین کا خراج جدا جدا معلوم نہو تو خراج وہان کا مجمل اور مجموعہ رہیگا سو اگر انگور سوائے انگور کے کچھ اور نام سے مشہور نہوں تو خراج کی تقسیم ہوگی
بقدر حصوں کے یعنی کوئی شخص انگور کو اراضی نہ جانتا ہو اور اراضی کو انگور نہ جانتا ہو تو مجموع خراج قریہ کا بقدر اُسکے حصوں کے قسمت پذیر ہوگا کذا
فی الحلبی عن الخانیۃ قریۃ خراجہم متفاوت فطلبوا التسویۃ ان لم یعلم قدرہ ابتداء ترک علی ما کان ایک قریہ ہے کہ وہان کے لوگوں کا خراج مختلف ہے کسی پر کم اور
کسی پر زیادہ پھر اہل قریہ نے خراج برابر کر دینے کی درخواست کی اگر مقدار خراج کی ابتداء سے معلوم نہو کہ برابر تھا یا کم و بیش تو بدستور سابق چھوڑا جاوے گا

ولا خراج ان غلب على ارضه الماء او انقطع الماء او اصاب الزرع آفات سماویۃ غرق وغیرہ ... اور نہین ہی ... حق ادا
تہا اگر حصول خراج کی قدرت ... بھی مین پانی غالب ہوا یا پانی اوس سے منقطع ہوگیا یا کہیت کو آسمانی آفت پہنچی جیسے کہ ڈوب گیا اور دیکہنا
سردی کی بہت پڑنے سے گراؤ ... اسکو تہا قصول ہوگا جب ان آفتون کے سبب سال بہر ... بقدر مدت زمین ... جسمین دوسری زراعت ہو سکے ...
مین کہا اور یہی ہو کہ جب آفات مذکورہ کے سال مین ... پانی مین تو خراج ساقط ہوگا اور آفات سماویہ ... اور دیہی جسکو انسان دفع کرسکے
اور دفع نہین کر سکتا ... کو نقصان پہنچنے سے ساقط ہوگیا ہو اسواسطے کہ جسکا دفع کرنا ممکن ہو سکتا اور نہ ... کہیت مین کیڑا لگنا اور جوہا اور ٹڈی
اور چسنا بھی اسی طرح ملحق بالآفات ہی لیکن ... اکثر ... بندر اور درندے جانور اور ... مین ... اسکی تصریح کی ہو اور ... خراج ... خراج ساقط ہو
ختم ہوئی اور کہیت کے مانند ... کرم ... یعنی قول یعنی سقوط خراج آفات مذکورہ ... نقصان سے قریب ہو اور ... فتاوی ... مین ...
کر دری سے منقول ہو کہ ... یعنی تو نہیں ... کیا اور ... کہ جب ... کی زراعت اسکے وقت ... رسیدہ ہوتی ... وغیرہ ... سے
اور کہتے تہے کہ ہم ... نفع مین شریک ہین تو ہم انکے نقصان مین بہی کیون نہ شریک ہون ... سلام ... مین ... بحر الرائق ... نہا
خراج کو کچھ نہ دے قولہ اقول کہ اس سے خراج کا ساقط ہونا ... اذا کانت الآفۃ غیر سماویۃ ویمکن الاحتراز عنها کاکل القردۃ والسباع ونحوها والانعام والفارۃ والدودۃ
الخراج بعد ... ولا یسقط ... اور جبکہ آفت آسمانی نہو اور اس سے بچ رہنا ممکن ہو جیسے بندر اور درندے جانور اور ... کہیتی کہا جائے جیسے چوپائے
جانور اور چوہا اور کیڑا کذا فی البحر یا ہلاک ہو گیا غلہ کہیت کاٹنے کے بعد تو خراج ساقط نہوگا اور قبل کہیت کاٹنے کے اگر غلہ تلف ہوگا تو خراج ساقط ہوگا اگر اسوقت ساقط ہوگا
جب سال مین اتنی مدت باقی ہو جسمین دوبارہ کہیتی ہو سکے چنانچہ یہ قید کلام سابق سے مفہوم ہوتی ہو نہر الفائق مین کہا کہ کیڑے کو آفت سماوی مین داخل کرنا ... مین
بلکہ اسکے آفت آسمانی ہونے مین تردد کرنا لائق نہین سو اسلئے کہ اس سے احتراز ممکن نہین ولو هلک البعض ان فضل عما انفق شیٔ اخذ منه مقدار ما بیناه مصنف سراج وہاج
فی الشرنبلالیہ معزیا للبحر اور اگر تمام غلہ ہلاک نہو بلکہ بعض ہلاک ہوا تو اگر کچھ غلہ فاضل خرچ سے بچ سکے تو اس سے خراج لیا جائے بقدر جسکو ہم نے بیان کیا کذا ذکرہ المصنف
فی شرحہ عن السراج الوہاج اور پورا بیان اسکا شرنبلالیہ مین ہی بحر الرائق سے ہم شرح ... مین سراج وہاج سے منقول ہو کہ اگر بعض خارج ہلاک ہو تو محمد رح نے کہا
کہا اگر غلہ خراج کا دونا باقی رہا مثلاً جیسے کہ فی جریب بمقدار دو درہم اور دو صاع کے باقی رہا تو خراج واجب ہی اور اگر مقدار خراج سے کم باقی رہا تو نصف واجب
ہو ہمارے مشائخ نے کہا اسمین صواب یہ ہو کہ اول اسکو دیکہنا چاہیئے کہ مزارع کا اس کہیت مین کتنا خرچ ہوا پہر غلہ کی پیدائش کو دیکہنا چاہیئے تو پہلے غلہ سے مزارع
کے خرچ کو مجرا کرے پہر اگر کچھ بچے تو ہمین ہی وہ مقدار خراج ہے جسکو ہم نے بیان کیا یعنی نصف سے تمام و کذا الحکم الاجارۃ فی الارض المستاجرۃ شرنبلالیہ مین کہا اور یہی حکم
ہو اجارہ ارض مستاجرہ مین ہم غلطا دی نے کہا بحر الرائق مین مذکور ہو کہ حکم اجارہ مخالف حکم خراج ہو اسواسطے کہ بقدر استیفا اجرت لیجاتی ہو بخلاف خراج کے نزدیک
کو خراج کے ساتھ ملحق کرنا ظاہر صحیح نہین فان عطلها صاحبها وکان خراجها موظفا او اسلم صاحبها او اشتری مسلم من ذمی ارض خراج یجب الخراج پہر اگر خراجی
زمین کو اسکے مالک نے معطل رکہا نہ بویا اور اس زمین کا خراج موظف یعنی معین تہا یا اس زمین کا مالک مسلمان ہوگیا یا مسلمان نے ذمی سے زمین خراج کی مول لی
تو ہر صورت مین خراج واجب ہو مصنف نے نسبت تعطیل سے اشارہ کیا کہ صاحب ارض زراعت پر قادر تہا اور اسنے زراعت نہ کی تو تقصیر اسکی ثابت ہوئی لہذا خراج
اسپر لازم آیا اور اگر مالک زراعت کرنے سے عاجز ہو بسبب اپنے ناطاقت ہونے کے یا بسبب فقدان اسباب کے تو حاکم کو چاہیئے کہ اسکی زمین کسی شخص کو بٹائی پر دے اور
مالک کے حصے سے خراج لے کر باقی کو مالک کے واسطے رکہے اور اگر حاکم چاہے زمین کو اجارہ دے اور خراج اجرت سے لے خواہ بیت المال کے مال سے زراعت کرا دے اور
اگر یہ کچہ نہو سکے تو زمین کو بیچ ڈالے اور اسکی قیمت سے خراج لے اور یہ حکم بلا خلاف ہو کذا فی البحر اور خراج لینے کے بعد جو قیمت باقی رہے وہ مالک کو دے اور بعض نے
مشتری سے خراج لیا کرے کذا فی النہر الفائق مسلمان پر ابتداء خراج نہین لگایا جاتا ہو اسواسطے کہ صحابہ کرام نے زمین خراج کی مول لی تہی اور اسکا خراج دیا کرتے تہے

كذا فی فتح القدیر ولو منعه انسان من الزراعة او كان الخراج خراج مقاسمة لا یجب شیء سراج اور اگر ذمی کو زراعت کرنے سے کسی انسان نے روکا یا خراج بٹائی کا
خراج تھا تو کوئی چیز واجب نہیں كذا فی السراج سو اسلیے کہ روکنے سے اسکی عاجزی ثابت ہو گئی اور بٹائی کا خراج بدون پیداوار کے لازم نہیں وقد علمت ان المأخوذ
من اراضی مصر اجرة لا خراج فما یفعل الآن من الاخذ من الفلاح وان لم یزرع ویسمی ذلك فلاحة واجباره علی السكنی فی بلدة معینة لیعمر داره ویزرع الاراضی
حرام بلا شبهة نهر اور تجکو معلوم ہو چکا کہ جو حاصل ہوتا ہے اراضی مصر سے اجرت ہے نہ خراج سو جو کہ اب معمول ہے کاشتکار سے لینے کا اگرچہ وہ نہ بووے اور یہ مسمی فلاحت
ہے اور کاشتکار پر جبر کرنا ایک شہر معین کے رہنے پر کہ اپنے گھر کو آباد رکھے اور اراضی میں زراعت کرے سو حرام ہے بلا شبهة كذا فی النهر ونحوه فی الشرنبلالیة
معزیا للبحر حیث قال وتقدم ان مصر الآن لیست خراجیة بل بالاجرة فلا شیء علی من لم یزرع ولم یكن مستاجرا ولا جبر علیه بسببها فما یفعله الظلمة من الاضرار به حرام
خصوصا اذا اراد الاشتغال بالعلم اور مانند نهر الفائق کے شرنبلالیہ میں ہے بحر الرائق کی طرف نسبت کرکے چنانچہ یوں کہا ہے اور مقدم مذکور ہو چکا
کہ اراضی مصر کی بالفعل خراجی نہیں بلکہ باجرت ہے تو کوئی چیز اسپر واجب نہیں جس نے اسمیں زراعت نہ کی اور حالانکہ وہ مستاجر نہیں یعنی درصورت
مستاجری اور تملک کے اجرت واجب ہوگی اور اسپر جبر نہیں اسکے سبب سے تو جو حکام ظالمین اسکو ضرر پہونچاتے ہیں وہ حرام ہے خصوصا جب کہ
مزارع اشتغال علم کا ارادہ کرے وقالوا لو زرع الاخس قادرا علی الاعلی كزعفران فعلیه خراج الاعلی وهذا یعلم ولا یفتی به كیلا یتجری الظلمة علماء نے
کہا کہ اگر مزارع بووے کمتر چیز عمدہ تر پر قادر ہو کر چنانچہ زعفران چھوڑ کر جو بووے تو اسپر عمدہ چیز کا خراج واجب ہے اور اس مسئلہ کو دریافت کیجیے اسکا فتوے نہ
دیجیے تاکہ حکام ظالمین لوگوں کے اموال پر جرأت نہ کریں یعنی اگر حاکم ظالم اسکا فتوی پاویگا تو اسکو مال لینے کا یہ حیلہ ملیگا کہ اسنے مثلاً زعفران چھوڑ کر
باجرا بویا اور اس سے زعفران کا محصول ناحق لیگا اور یہ صریح ظلم ہے باع ارضا خراجیة ان بقی من السنة مقدار ما یتمكن المشتری من الزراعة فعلیه
الخراج والا فعلی البائع غایة بیچا خراجی زمین کو اگر سال سے اتنی مدت باقی ہے جسمیں مشتری زراعت کرنے پر قادر ہے تو مشتری پر خراج ہے اور نہیں تو
بائع پر كذا فی الغایة وهم فتح القدیر سے مذکور ہو چکا کہ امکان زراعت میں تین مہینے پر فتوے ہے ولا یؤخذ العشر من الخارج من ارض الخراج
لانهما لا یجتمعان خلافا للشافعی رح اور نہ لیا جاوے عشر خراجی زمین کے غلہ سے اسواسطے کہ امام اعظم رح کے نزدیک بموجب حدیث کے
عشر اور خراج مجتمع نہیں ہوتے بخلاف امام شافعی رح کے كذا فی الفتح ولا یتكرر الخراج بتكرر الخارج فی سنة لو موظفا والا بان كان خراج
مقاسمة تكرر لتعلقه بالخارج حقیقة اور دوبار خراج نہیں لیا جاتا دو بار غلہ پیدا ہونے سے ایک سال میں اگر جمعی خراج ہے اور اگر جمعی خراج نہو اسطرح پر
کہ بٹائی کا خراج ہو تو دوبار لیا جائیگا بسبب متعلق ہونے بٹائی کے خارج پر فی الحقیقة یعنی تو جو بار غلہ پیدا ہوگا بانٹ دیا ہوگا كالعشر فانه یتكرر بٹائی کا
خراج عشر کے مانند مکرر ہوتا ہے زراعت کی تکرار سے ترك السلطان او نائبه الخراج لرب الارض او وهبه له ولو بشفاعة جاز عند الثانی وحل لو مصرفا
والا تصدق به یفتی وما فی الحاوی من ترجیح حله لغیر المصرف خلاف المشهور سلطان یا اسکے نائب نے خراج چھوڑ دیا زمیندار کو یا اسکو بخش دیا
اگرچہ کسی کی سفارش سے چھوڑا یا بخشا تو ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے اور زمیندار کو وہ حلال ہے اگر وہ خراج کا مصرف ہو مثلاً غازی یا قاضی یا مفتی
یا مدرس ہو اور اگر صاحب زمین خراج کا مصرف نہو تو وہ خراج کو خیرات کرے اسی پر فتوے ہے اور جو قول کہ حاوی قدسی میں ہے غیر مصرف کی بھی حلت
کی ترجیح میں سو قول مشہور کے خلاف ہے كذا فی النهر ولو ترك العشر لا یجوز اجماعا ویخرجه بنفسه للفقراء سراج خلافا لما فی قاعدة تصرف الامام منوط
بالمصلحة من الاشباه معزیا للبزازیة قنیه اور اگر سلطان عشر چھوڑ دے عشری زمین کے مالک کو تو جائز نہیں باتفاق صاحبین کے اور مالک اسکو
آپ نکالے فقیروں کے واسطے كذا فی السراج بخلاف اس قول کے جو اشباہ کے اس قاعدہ میں ہے بزازیہ کی طرف نسبت کرکے کہ تصرف
امام کا مصلحت سے متعلق ہے سو آگاہ رہنا ہم درر المنتقی میں کہا بزازیہ میں ہے زمین عشری کے مالک پر عشر کا چھوڑنا جائز ہے خواہ وہ غنی ہو

یا عشر لیتا ہے اگر وہ غنی ہو ورنہ سلطان عشر کو ضامن ہوگا اسواسطے کہ بیت المال کا حق ... مال کا اور اگر وہ فقیر ہو تو ضامن نہوگا ... جو مصرف ... بعض علما
خزانہ میں ہے اور تاتارخانیہ میں ہے اگر عشر اسکو معاف کیا تو جائز ہے اسواسطے کہ عشر مثل ... کی قیمت سے ... حق جیسے ... دیکھنا چاہیے کہ ...
اقتصاد ... تصحیح عشر کا ... جو صحیح ہے ... اور خراج میں ... اور زمانہ میں ... جواز کا قول ہے ... علامہ ابی السعود ...

ملخصاً من قول الشامی فیہم ای فی الاقطاعات من ارض بیت المال اذا کانت الارض لبیت المال ... وقفہا ... اجارۃ ...

اجارہ کا مستاجر ... اور البحر الرائق میں ہے کہ ابو یوسف کے قول سے یعنی جواز ترک خراج ... معلوم ہوتا ہے کہ بیت المال کی اراضی کی معافی
کا حکم اسواسطے کہ معافی کا حاصل یہ ہے کہ رقبہ زمین بیت المال کا مملوک ہے اور محصول زمین کا معافیدار کیواسطے ہے اور اسوقت میں تو بیع نہیں معافیدار کی
بیع اور نہ اسکا ہبہ اور نہ اسکا وقف ہاں اسکو جائز ہے اجارہ دینا بقیاس اجارہ مستاجر اقطاعات کو بعض عرف میں انعام کہتے ہیں اور بعضے اسکو ... اور بعضے
بولتے ہیں اور صورت اسکی یہ ہے کہ بادشاہ قطعہ ارض خراجیہ کو بعضے لوگوں کو عطا کرے کہ وہ اس سے فائدہ پاویں تو یہ جائز ہے بشرطیکہ مستحق ہو یعنی جسکو کہ بادشاہ نے
عطا کی وہ مصرف خراج ہو ابو یوسف کے نزدیک کذا فی حاشیۃ الطحطاوی اور ہندوستان کے عرف میں اقطاعات کو معافی کی زمین یا ... اور ... بولتے
ہیں اور جسکو وہ زمین ملی اسکو معافیدار یا ... دار اور ... کہتے ہیں ... معافیہ کا بیچنا اور وقف کرنا اسواسطے جائز نہیں کہ وہ معافیدار کی ملک نہیں اسکو فقط

خروج میں اختیار ہے ... ارض من الحوادث لو اقطعہا السلطان لہ ولاولادہ ونسلہ وعقبہ علی ان من مات منہم انتقل نصیبہ الی اخیہ فہل اذا مات السلطان

و انتقل من اقطع لہ السلطان الی زمان سلطان آخر ... یکون لاولادہ ... ومقتضی قواعدہم ابطال التعلیق بموت المعلق ... اور منجملہ حوادث فتوی یہ مسئلہ
ہے کہ ایک اراضی کو اگر معاف کر دیا سلطان نے اسکو اور اسکی اولاد کو اور اسکی نسل اور ذریت اور پسماندہ کو اس شرط پر کہ اسکی اولاد سے جو مرے اسکا حصہ اسکے بھائی کو
ہو تو پیچھے پھر معاف کرنے والا سلطان مرگیا اور جسکے واسطے معافی ہوئی وہ دوسرے سلطان کے زمانے میں منتقل ہوا کیا وہ معافی اسکی اولاد کے واسطے ہوگی صاحب بحر
نے کہا کہ اس مسئلہ کو میں نے فقہا کے کلام میں نہیں دیکھا اور مقتضی انکے قواعد کا تعلیق کا لغو کرنا ہے تعلیق کرنیوالے کی موت سے سو اسکو غور کرو تعلیق سے یہ قول
مراد ہے کہ جو زمین سے مرے اسکا حصہ اسکے بھائی کی طرف منتقل ہو اور تعلیق کرنے والے سے سلطان اول مراد ہے طحطاوی نے کہا ظاہر اسکا یہ حکم ہے کہ وہ اراضی اسکی
اولاد کیواسطے ہے اسواسطے کہ اسکی اولاد بالاصالت معافیدار ہے بطریق تعلیق کے ولو اقطع السلطان ارضا مواتا او ملکہا السلطان ثم اقطعہا لہ جاز وقفہ لہا اور اگر
سلطان نے زمین افتادہ ایک شخص کو معاف کر دی یا بادشاہ زمین مذکور کا مالک ہوا پھر اسنے ایک شخص کو معاف کر دی تو اسکو وقف کرنا اس زمین کا جائز ہے ... زمین
افتادہ کی معافی سے یہ مراد ہے کہ اس شخص نے زمین مذکورہ کو آباد کیا باذن سلطان اور ملک سلطان سے مراد ہے کہ سلطان نے زمین مذکورہ کو اپنے واسطے آباد کیا
وقف کرنا اس شخص کا اسواسطے صحیح ہوا کہ وہ زمین مذکورہ کا مالک ہو گیا بملک حقیقی تو اسکو جمیع تصرفات مالکانہ جائز ہوئے والا ... من السلطان ... بالاتفاق البتہ
اور ارصاد سلطان کا وقف کرنا جائز نہیں ہے البتہ نہی ما فی النہر سید حموی نے کہا کہ ارصاد اس سے عبارت ہے کہ جو لوگ بیت المال کے مستحق ہیں انکے واسطے بیت المال
میں سے بقدر انکے حصے یا بعض حصے کے جدا کر دینا سو یہ جائز ہے اسکا نقض باتفاق جائز نہیں اور یہ جو بحکم وزرا اور امرا علما اور قرا اور یتامی اور بیوہ اور بنا
مساجد اور موذن اور امام اور خطیبوں کے واسطے ارصاد مقرر ہے اسکا نقض ہرگز جائز نہیں اسواسطے کہ یہ لوگ بیت المال کے مصارف سے ہیں اور بیت المال
فقط مصالح مسلمین کے واسطے ہے اور ہرگز مصلحت نہیں ارزاق مستحقین بیت المال کے قطع کرنے میں اور ابن عبد السلام اور اکمل اور طرطوشی اور ابن جماعہ کا یہی فتوی
ہے انتہی اور شیخ عیسی حنفی نے اپنے رسالہ متعلقہ ارصادین میں کہا کہ اراضی بیت المال کی مساجد وغیرہ سلطان نورالدین شہید نے اول وقف کی اور ابن عصرون سے اسکا
استفسار ہوا اسو انھوں نے اسکے جواز کا فتوی دیا اور ... انکے ساتھ متفق ہوئے اور ابن عصرون اور انکے موافقین نے یہ ارادہ نہیں کیا کہ
وقف حقیقی ہے اسواسطے کہ وقف کرنا غیر مالک سے صحیح نہیں یعنی سلطان بیت المال کا مالک نہیں جو اسکا وقف صحیح ہو بلکہ علماء مذکورین نے اسکو ارصاد

معلوم کیا یعنی بعض بیت المال اسکے مستحقین کے واسطے علحدہ ہو گیا تا انکو بسہولت پہونچ جاے اسواسطے کہ فقہا اور ضعفا کا پہونچنا بادشاہون تک اور اپنا حق اسسے
لینا متعذر یا متعسر ہے کذا فی حاشیۃ الطحطاوی وفی الاشباہ قبیل القول فی الدین افتی العلامۃ قاسم بصحۃ اجارۃ المقطع لہ وان للامام ان یخرجہ متی شاء اور اشباہ مین
قبل گفتگو دین کے ہے علامہ قاسم نے اجارہ معافیدار کی صحت کا فتوی دیا اور یہ کہ امام کو جائز ہے کہ معافیدار کو جب چاہے خارج کردے یعنی اراضی کو ضبط کرلے ہم کہتے
اجارہ یہ ہے کہ معافیدار انتفاع اراضی کا مالک ہے تو وہ مستاجر کے مانند ہے نہ مستعیر کے اور مستاجر کو اجارہ دینا درست ہے اسی طرح معافیدار کو بھی جائز ہے وقیدہ ابن نجیم
بغیر الموات اما الموات فلیس للامام اخراجہ عنہ لانہ یملکہ بالاحیاء فلیحفظ اور معافیدار سے زمین کے نکال لینے کو ابن نجیم صاحب اشباہ نے غیر زمین افتادہ کو مقید کیا ہے
اور زمین افتادہ مین تو سلطان کو اسکا نکال لینا معافیدار سے جائز نہین اسواسطے کہ زمین افتادہ کا بسبب آباد کرنے کے وہ مالک ہو جاتا ہے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے
ہم والی ملک کو لازم ہے کہ تحصیل خراج پر ایسے شخص کو مقرر کرے جو رعایا پر آسانی کرے اور خراج لینے مین انصاف کرے اور جتنا غلہ پیدا ہوا ہے اسکے موافق خراج لے
یہان تک کہ پورا خراج آخر غلہ تک حاصل کرے یعنی خراج بمقدار غلہ لے یہان تک کہ اگر زمین مین غلہ ربیع اور غلہ خریف دونون ہوتے ہون تو تخمین کرے
اگر دونون فصلون مین برابر غلہ ہوتا ہو تو آدھا محصول ربیع مین لے اور آدھا خریف مین اور اسیطرح ساگ اور ترکاری کو غور کرے اگر پانچ بار کاٹی جاتی ہو
تو اسکا پانچ بار مین محصول لے اور اگر چار بار کاٹی جاتی ہو تو چار بار لے وعلی ہذا القیاس جسپر عشر اور خراج ہو اور وہ مر جاے تو اسکے متروک سے لے
اور خراج لینا چاہیے غلہ تیار ہونے کے وقت علی اختلاف البلدان اور صاحب اراضی کو حلال نہین غلہ کھانا بدون ادا ے خراج کے اور اسیطرح
عشری زمین کا غلہ کھانا جائز نہین بدون ادا ے عشر کے اور اگر کھاے گا تو ضمان دینا ہوگا اور ارض خراج کا غلہ حبس کرنا سلطان کو جائز ہے حصول
لینے کے واسطے کذا فی العالمگیریۃ

فصل فی الجزیۃ یہ فصل ہے جزیہ کے احکام مین ہی لغۃ فی الجزاء لانہا جزت عن القتل وجمعہ جزی کلحیۃ ولحی اور لغت مین جزیہ بمعنی جزا ہے اسواسطے
جزیہ جزا واقع ہوا ہے قتل سے یعنی جزیہ قتل کا بدلا ہے اگر جزیہ نہ دیتا تو قتل کیا جاتا اور جزیہ کی جمع جزی ہے بکسر اول وفتح ثانی جیسا لحیہ کی جمع لحی ہے اور وہ یعنی
جزیہ دو قسم ہے جزیہ صلحی اور جزیہ قہری الموضوع من الجزیۃ بتراض لا یغیر لان المقدر بالتراضی لا یقدر … جو جزیہ کہ معین ہوا بطور صلح کے اسمین تقدیر اور تغییر نہین
عہد شکنی سے بچنے کے واسطے ہم یعنی جو جزیہ کہ تراضی سے معین ہوا تو اسکو بدل ڈالنا عہد شکنی ہے اور یہ جو کہا کہ اسمین تقدیر نہین یعنی تقدیر آیندہ … و
الا وہ تو صلحاً مقدار ہوا ہے وما وضع بعد ما قہروا واقروا علی املاکہم اقدر فی کل سنۃ علی فقیر معتمل … تقدیر علی تحصیل النقدین بای وجہ کان …
وتکفی صحتہ فی اکثر السنۃ ہدایہ اثنا عشر درہما فی کل شہر درہم اور جو جزیہ کہ مقرر کیا جاے کافرون کے مغلوب ہونے اور املاک پر انکو قائم رکھنے کے بعد ہر محتاج
کاسب پر جو تحصیل نقدین پر قادر ہے کسی وجہ سے قدرت ہو کذا فی البنایہ اور تندرست رہنا اسکا اکثر سال مین وجوب جزیہ کے واسطے کافی ہے کذا فی النہر
بارہ درہم … ہر مہینے مین ایک درہم یعنی تخمیناً پانچ آنہ مہینا وعلی وسط الحال ضعفہ فی کل شہر درہمان اور متوسط الحال یعنی بالکل نہ فقیر ہو
نہ غنی بہت اسکا دونا مقرر کیا جاے ہر مہینے مین دو درہم ہر سال مین چوبیس درہم وعلی المکثر ضعفہ فی کل شہر اربعۃ دراہم وہذا التفصیل لبیان الوجوب لانہ
باول الحول … اور غنی کثیر المال پر اسکا دونا ہر مہینے مین چار درہم اور … اسواسطے کہ وجوب
جزیہ کا ابتداے سال مین ہوتا ہے کذا فی البنایۃ … ومن ملک عشرۃ آلاف درہم فصاعدا غنی
ومن ملک مائتی درہم فصاعدا متوسط ومن ملک ما دون المائتین … فقیر قالہ الکرخی وہو احسن الاقوال وعلیہ الاعتماد … وعن ابی جعفر …
وہذا الاصح تاتارخانیہ اور جو ذمی دس ہزار درہم یا زیادہ کا مالک ہو وہ غنی ہے اور جو دو سو درہم یا زیادہ کا مالک ہو وہ متوسط الحال ہے اور جو دو سو درہم سے کم کا مالک
ہو یا کسی چیز کا مالک نہ ہو وہ فقیر اور محتاج ہے یہ قول ہے کرخی کا اور یہی احسن الاقوال ہے اور اسی پر اعتماد ہے کذا فی البحر اور ابو جعفر طحاوی نے عرف کو معتبر رکھا ہے اور یہ

[illegible] فی [illegible] ... [illegible] جیسے کہ [illegible] باب الجزیہ میں [illegible] فتاوی [illegible] میں [illegible]

[illegible] اور [illegible] الحسنات فی [illegible] وجوب [illegible] [illegible]

[illegible] اسواسطے کہ [illegible] وجوب اداکا وقت ہوا اور تو وقت علی کتابی [illegible] [illegible]

[illegible] اگر [illegible] [illegible]

[illegible] علیہ السلام پر [illegible] میں اور نصاریٰ میں [illegible] داخل ہیں اور [illegible] [illegible]

[illegible] عربی [illegible] صورت [illegible] جزیہ [illegible] نصاریٰ میں [illegible] نزدیک [illegible] پرست میں [illegible]

[illegible] عرب میں اسواسطے کہ اگر وہ عجمی ہوتے تو امام اور صاحبین میں کا وجوب جزیہ [illegible] اختلاف [illegible] جزیہ [illegible] کتابی [illegible]

مشرک و مجوسی [illegible] صلی اللہ علیہ والصلوۃ والسلام [illegible] اور مجوس آتش پرست [illegible] مقرر کیا [illegible] علیہ الصلوۃ والسلام [illegible]

[illegible] میں ایک شہر کا نام ہے اور وہ عرب میں داخل ہے وثنی عجمی جو [illegible] علیہ [illegible] جائز ہوئے

[illegible] استرقاق اور مملوکیت کے تو اسپر جزیہ بھی جائز ہوا ہے بخلاف عربی کے وثنی وہ ہے جو [illegible] اور [illegible] امام [illegible] صورت

انسان ہو اور صلیب وہ ہے جسکا نقش [illegible] صورت کذا فی المنح بحر الرائق میں کہا وثن وہ ہے جسکا جثہ ہو خواہ وہ لکڑی کا بنا ہو یا پتھر یا مٹی یا جوہر کا [illegible]

شرح [illegible] میں ہے کہ وثن وہ ہے جسکی صورت ہو آدمی کی صورت کے مانند اور صنم صورت بلا جثہ ہے کذا فی [illegible] وثنی عربی [illegible] جزیہ

نہ مقرر کیا جاوے عربی بت پرست پر اسواسطے کہ معجزہ انکے حق میں ظاہر تر ہے تو وہ معذور نہ ہوا اُن کا عرب میں معجزہ [illegible] رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

میں پیدا ہوئے اور قرآن مجید انہیں کی زبان میں اترا تو وہ اسکے معانی اور فصاحت کے زیادہ تر واقف ہوئے تو کفر انکا سخت ہوا [illegible] سخت حکم [illegible]

قبول نہیں یا اسلام لاوین یا مقتول ہوں اور ہر چند اہل کتاب عرب سے زیادہ تر عارف تھے حقیقت اسلام سے لیکن انکو قیاس [illegible] ہو گیا بسبب [illegible] قرآن

کے کہ اہل کتاب سے اخذ جزیہ کا حکم ہوا نہ عربیت اور عربی سے مراد عربی الاصل ہے تو اہل کتاب اس قید سے خارج ہو گئے اگرچہ وہ عرب میں رہیں اسواسطے کہ وہ عربی

الاصل نہیں [illegible] الا الاسلام او السیف اور جزیہ نہیں مقرر کیا کافر عربی اور مرتد سے پھر مقبول نہیں سوائے اسلام یا تلوار کے یعنی [illegible]

[illegible] اسلام سے مطلع ہو کر کافر ہو گیا لہذا اس سے اور عربی سے غیر اسلام یا تلوار کے اور کچھ قبول نہیں [illegible] علیہم [illegible] [illegible]

عرب یا مرتدین پر تو انکی عورتیں اور لڑکے غنیمت میں لئے جائیں گے بخلاف نساء اور صبیان مرتدین [illegible] [illegible]

مسبی و امراۃ و صبی و مکاتب و مدبر و ام ولد اور صغیر نابالغ اور عورت اور غلام اور مکاتب اور مدبر اور ام ولد کے لئے پر جزیہ نہیں [illegible] جزیہ

اور حالانکہ یہ غیر مناسب ہے کیونکہ جب نساء و احرار پر جزیہ نہ ہوا تو ام ولد پر کیونکر ہوگا مراد ام ولد سے ابن ام ولد ہے کذا فی المنح [illegible]

[illegible] فدخل المفلوج فی شیخ العاجز اور زمن پر جزیہ نہیں زمن مشتق ہے زمانہ سے یعنی جسکے بعض اعضا ناقص ہو گئے یا اسکے قوی [illegible] تو [illegible]

[illegible] اور عاجز بوڑھا زمن میں داخل ہو گیا و اعمیٰ و فقیر غیر معتمل و راہب لا یخالط الناس [illegible] الجزیۃ لا استقاط [illegible]

اور نصاریٰ کے [illegible] پر جو لوگ [illegible] نہیں ملتا جلتا جزیہ نہیں اسواسطے کہ [illegible] قتل نہیں کیا جاتا اور جزیہ لازم [illegible] قتل [illegible]

[illegible] ابن الکمال انہ القیاس مفادہ ان الاستحسان بخلافہ فتامل اور حدادی نے نقل کیا ہے واجب ہونے جزیہ کا [illegible]

[illegible] ابن کمال نے ایضاح اور اصلاح میں نقل کیا ہے کہ یہی قیاس ہے اور قیاس سے مستفاد یہ ہوا کہ استحسان بخلاف قیاس ہے [illegible]

فتاوی قاضی خان سے نقل کیا کہ راہب اور [illegible] سے جزیہ لینا ثابت ہے ظاہر الروایت میں اور [illegible] [illegible]

کہ مصنف نے غیر ظاہر الروایۃ کو اختیار کیا کذا فی الطحطاوی عن الحموی والعبرۃ فی الاہلیۃ للجزیۃ وعدمہا وقت الوضع فمن افاق او عتق او بلغ او برأ
بعد وضع الامام لم توضع علیہ اور جزیہ کی اہلیت اور عدم اہلیت کا اعتبار امام کے مقرر کرنے کا وقت ہے سو جو مجنون کہ ہوش میں آیا یا غلام آزاد ہوا یا صغیر
بالغ ہو گیا یا بیمار تندرست ہوا بعد وضع امام کے تو اسپر جزیہ نہ رکھا جائیگا ہم یہ مراد نہیں کہ بعد وضع امام کے گا ہے جزیہ مقرر نہو گا یا وجود اہلیت کے بلکہ مراد یہ ہے
کہ اس سال مقرر نہو گا بلکہ سال آئندہ سے معین ہوگا کذا فی العالمگیریۃ عن قاضی خان بخلاف الفقیر اذا ایسر بعد الوضع حیث توضع علیہ لان سقوطہا
بعجزہ وقد زال بخلاف فقیر کے جب وہ مقدور والا ہو گیا بعد جزیہ مقرر کرنے کے اسواسطے جزیہ اسپر مقرر کیا جائیگا کہ اسکا سقوط تھا عاجز ہونے کے سبب سے
اور حالانکہ اسکا عجز زائل ہو گیا کذا فی الاختیار وہی ای الجزیۃ لیست رضی منا بکفرہم کما طعن الملحدۃ بل انما ہی عقوبۃ لہم علی اقامتہم علی الکفر فاذا جاز امہالہم
للاستدعاء الی الایمان بدونہا فبہا اولی وقال تعالی حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وہم صاغرون واخذہا علیہ الصلوۃ والسلام من مجوس ہجر ونصاری نجران وفرضہا
علیہم اور وہ یعنی جزیہ لینا رضامندی اہل اسلام کی نہیں انکے کفر پر جیسا کہ ملحدان دین نے طعنہ دیا ہے بلکہ جزیہ تو انکے لیے عقوبت اور عذاب ہے بسبب انکے
قائم رہنے کے کفر پر پھر جب کہ مہلت دینا کافرون کا ایمان کی طرف بلانے کے واسطے بدون جزیہ کے جائز ہوا تو جزیہ لیکر مہلت دینا بطریق اولی جائز ہے اور حق تعالی
نے فرمایا یہاں تک کہ کفار جزیہ دین ہاتھ سے ذلیل ہو کر اور رسول علیہ الصلوۃ والسلام نے ہجر کے مجوسیون اور نجران کے نصاری سے جزیہ لیا اور انکو انکے دین پر رہنے
دیا یعنی انکو مہلت دی تا محاسن اسلام دیکھکر اسلام قبول کرین ہم شارح نے یہ جواب دیا اس سوال کا جو منح الغفار میں اسطرح مذکور ہے کہ اگر تو کہے کہ کفر معصیت
ہے تو اسکے قائم رکھنے پر عوض لینا کیونکر جائز ہو گا اور اگر جائز ہو تو چاہیے کہ زانیون سے عوض زنا کے اور اسی طرح اور معاصی کے عوض مال لینا جائز ہو خلاصہ
جواب یہ ہے کہ جزیہ لینا رضا بالکفر نہیں بلکہ عقوبت اور اذلال ہے اقامت علی الکفر سے اور جزیہ لینے کے جواز پر قرآن اور حدیث دال ہے ثم فرع علیہ بقولہ فتسقط
بالاسلام ولو بعد تمام السنۃ پھر مصنف نے جزیہ کے عقوبت ہونے پر اپنا یہ قول متفرع کیا تو جزیہ ساقط ہوتا ہے ذمی کے مسلمان ہونے سے اگرچہ بعد تمامی
سال کے اسلام لاوے ہم حلبی نے کہا کہ بعدیت بیان مقارنت پر محمول ہے اسواسطے کہ اگر مسلمان ہو گا سال کے بعد تو سقوط جزیہ کا بسبب تکرار
کے ہو گا نہ بسبب اسلام کے ویسقط المعجل لسنۃ لا لسنتین فیرد علیہ لسنۃ خلاصۃ اور ساقط ہو گا پیشگی جزیہ ایک سال کا نہ دو سال کا سو ایک سال کا
اسکو پھیر دیا جائے گا کذا فی الخلاصۃ یعنی اگر ابتدا سے سال میں جزیہ دیا پھر اسی سال میں وہ مسلمان ہوا تو اسکو جزیہ پھیر دیا جائیگا اور اگر دو سال کا جزیہ
پیشگی دیا ہے تو ایک سال کا اسکو پھیر دیا جائیگا اسواسطے کہ اسپر وجوب ثابت نہ تھا کذا فی الطحطاوی وبالموت وبالتکرار للتداخل کما سیجی اور ساقط ہوتا ہے جزیہ
بسبب موت اور تکرار سال کے بواسطے تداخل کے چنانچہ ذکر تداخل کا عنقریب آتا ہے وبالعمی والزمانۃ وصیرورتہ فقیرا او مقعدا او شیخا کبیرا لا یستطیع العمل
اور ساقط ہوتا ہے جزیہ بسبب نابینا ہونے کے اور ناقص الاعضا ہو جانے کے اور ہو جانے ذمی کے فقیر یا اپاہج یا بہت بڈھا کہ کام نہیں کر سکتا ثم بین التکرار فقال
واذا اجتمع علیہ حولان تداخلت والاصح سقوط جزیۃ السنۃ الاولی بدخول السنۃ الثانیۃ زیلعی لان الوجوب باول الحول بالعکس خراج الارض
پھر مصنف نے تکرار کو بیان کیا سو یون کہا اور جب ذمی پر دو سال مجتمع ہون تو جزیہ متداخل ہو جائے گا یعنی ایک سال کا جزیہ چند سال کو کفایت کرے گا اور
پہلے سال کے جزیہ کا ساقط ہونا دوسرے سال کے آنے سے قول اصح ہے کذا فی شرح الزیلعی اسواسطے کہ وجوب جزیہ کا اول سال میں ہوتا ہے خراج الارض کے بالعکس کہ وہ
آخر سال میں واجب ہوتا ہے یعنی جب وجوب جزیہ اول سال سے ہوا تو دوسرے سال کے داخل ہونے سے تکرار لازم ہوئی ویسقط الخراج بالموت فی الاصح حاوی و
بالتداخل کالجزیۃ وقیل لا یسقط کالعشر وینبغی ترجیح الاول لان الخراج عقوبۃ بخلاف العشر ثم قال المصنف وعزاہ فی الخانیۃ لصاحب المذہب فکان ہو المذہب
اور ساقط ہوتا ہے خراج قول اصح میں کذا فی الحاوی اور ساقط ہوتا ہے تداخل سے جزیہ کے مانند اور قول ضعیف میں ساقط نہیں ہوتا مانند عشر کے اور لائق ہے ترجیح دینا قول
اول کا اسواسطے کہ خراج عقوبت ہے بخلاف عشر کے کہ وہ عبادت ہے کذا فی البحر مصنف نے اپنی شرح میں کہا اور خانیہ میں سقوط بالموت کو امام اعظم صاحب سے

یہ نجران ایک شہر ہے یمن میں ۱۲ ہجر ایک شہر ہے یمن میں ۱۲

نہ ہوسیاں جزیہ نسبت کیا تو دی قوی سبب ہو ام کل اختلاف و دیجے جب قرات کر ہو بیٹ کے سبب [illegible] ذمی کے [illegible] ہو [illegible] ما جزی [illegible]
[illegible] فی تجلی ہوا [illegible] کذا فی فتح [illegible] کتاب الحشر و الخراج [illegible] منقود ہو [illegible] اما م اعظم [illegible]
کذا فی ہندالمگیریہ عینی [illegible] تو قول معتمد علیہ عدم سقوط ہوا اور [illegible] مؤخت ہیں اور خرج متا سمہ [illegible] سے متعلق ہو [illegible] کذا فی البحر اور [illegible]
لا یحل لہ [illegible] حتی یجی ہو [illegible] اور بنا یہ ہیں [illegible] حلال نہیں ہے [illegible] وقت [illegible] اور بھی حکم [illegible] کا جیسا کہ باب الخراج کے آخر ہندالمگیریہ میں ہے ترجمہ
اسکو اور عدم سقوط خراج کو نقل کیا ہو ولا یقبل من الذمی لو بعثھا علی ید نائبہ فی الاصح بل یکلف ان یاتی بنفسہ فیعطیھا قائما والقابض منہ قاعدا
اور ذمی سے جزیہ قبول کیا جاوے اگر اسکو اپنے نائب کے ہاتھ بھیجے قول اصح میں بلکہ اسکو حکم کیا جاوے کہ آپ [illegible] سو اسکو کھڑا ہو کر دے اور ذمی [illegible] کذا
فی الہدایہ ولیقول اعط [illegible] یا عدو اللہ و یصفعہ فی عنقہ لا یا عدو اللہ یا کافر [illegible] اور جزیہ کا لینے والا ذمی سے کہے اے دشمن خدا [illegible] اور اسکی گردن [illegible]
نا [illegible] اسکو یا کافر کہے اور یا کافر کہنے والا گنہگار ہوگا اور اسکو اس قول سے تحلیف دیکھا کذا فی القنیہ ولا یجوز ان یحدث بیعۃ ولا کنیسۃ ولا صومعۃ ولا بیت
نار ولا مقبرۃ ولا صنما حاوی فی دار الاسلام ولو قریۃ فی المختار فتح اور جائز نہیں ذمی کو بنا دے بیعہ اور کنیسا اور صومعہ اور آتشخانہ اور قبرستان
اور صنم کذا فی الحاوی دار الاسلام میں اگرچہ دار الاسلام کے قریہ میں احداث کرے تو بھی جائز نہیں قول مختار میں کذا فی الفتح ہم اصل لغت میں عبادتخانہ
یہود و نصاری کو مطلقا بیعہ کہتے ہیں پھر غلبہ استعمال سے عبادتخانہ یہود کو کنیسہ کہتے ہیں اور عبادتخانہ نصاری کو بیعہ بولتے ہیں اور دیر کا لفظ نصاری کے ساتھ
مخصوص ہے اور صومعہ وہ عبادتخانہ ہے جسکا سر لمبا بنایا جاوے تاکہ خلق سے منقطع ہو کر اسمیں عبادت کیجاوے کذا فی الفتح ہندوستان میں نصاری اپنے عبادتخانہ
کو گرجا کہتے ہیں ویعاد المنہدم ای لا نا ہدم الا امر بل لو انہدم کنیسۃ اعیدت کما فی آخر الدار بربع الشاھرات اور ذمیوں کا منہدم عبادتخانہ دوبارہ بنایا جاوے
یعنی وہ عبادتخانہ جسکو امام نے ڈھایا بلکہ وہ بنایا جاوے جو خود بخود منہدم ہو گیا چنانچہ اشباہ کی دفع وباء کی دعا کے اخیر میں مذکور ہے ہم مصنف کے کلام سے معلوم
ہوا کہ معابد قدیمہ سے تعرض نہ چاہیے اور جو قدیم گر جاوے اسکا اعادہ جائز ہے کذا فی الفتح من غیر زیادۃ علی البناء الاول ولا یعدل من النقض الاول الی الثانی و
تما سرفی شرح الوہبانیہ اعادہ منہدم [illegible] زیادہ کرنے کے پہلی عمارت پر اور [illegible] کذا فی [illegible] یہاں اسکا شرح وہبانیہ میں
ہے [illegible] اگر بنا سے اول [illegible] تو اسمیں [illegible] کی زیادتی ہے اور [illegible] کذا فی النہر شرح وہبانیہ میں مذکور ہے کہ [illegible] کی [illegible]
معلوم ہوا کہ جو [illegible] اسکو [illegible] نہ بنا دے اور جو [illegible] کذا فی [illegible]
بجز خلاف لما فی القہستانی [illegible] قدر [illegible] کو وسطے چھوڑے جائیں بلا د فتوحہ میں اور عبادتکو واسطے چھوڑے جائیں بلاد صلحیہ میں کذا فی البحر قول [illegible]
قہستانی کے سوخبر دار رہنا چاہیے کہ قہستانی میں محمد سے منقول ہے کہ جو بلاد صلح سے فا بو میں آئے اسکے کل معابد منہدم کیے جائیں جمیع روایات میں ویمیز الذمی
عنا فی زیہ بالکسر لباسہ وہیئتہ و مرکبہ و سرجہ و سلاحہ اور ممتاز اور جدا کیا جاوے ذمی اہل اسلام سے اپنے لباس اور ہیئت میں اور اپنی سواری اور زین
اور ہتھیار میں شارح نے کہا ہے ذی بالکسر بمعنی لباس اور ہیئت ہے اور ذمی نے شرح مسلم میں کہا کہ زی [illegible] کذا فی الطحطاوی [illegible] الا اذا استعان
بھم الامام لمحاربۃ و ذب عنا [illegible] و جاز [illegible] مختار تاتارخانیہ تو ذمی سوار نہ ہو گھوڑے پر مگر اسوقت جبکہ امام انسے مدد چاہے [illegible] اور واسطے بچانے کفار
کے مسلمین سے کذا فی الذخیرۃ اور جائز ہے ذمی کو سوار ہونا خچر کا مانند گدھے کے کذا فی التاتارخانیۃ و فی الفتح [illegible]
اصلا الا الضرورۃ و فی الاشباہ و [illegible] لا یرکبوا مطلقا [illegible] سوار ہونا متقدمین کے نزدیک ہے اور متاخرین نے قول مختار کیا ہے کہ ذمی ہرگز سوار نہ ہو [illegible]
قول معتمد ہے کہ اہل ذمہ مطلقا سوار نہ ہوں اور [illegible] اور اگر ذمی سوار ہو گدھے پر بسبب ضرورت کے [illegible] سوار ہو [illegible]

ویرکب سرجا کالاکف کالبرذعۃ فی مقدمہ شبہ الرمانۃ اور سوار ہو ایسے زینوں پر جو پالانوں کے مانند ہیں یعنی جنکے آگے لکڑی ہو مانند انار کے ہم محل رکوب
ذی استعانت امام ہی یا ضرورت تو اب جواز اور عدم جواز رکوب میں اختلاف نہ رہا طحطاوی نے کہا کالبرذعۃ بحذف حرف تفسیر ہی مگر شارح کو مناسب تھا کہ کالابرذع کہتا
اسواسطے کہ جمع کی تفسیر ہو ولا یعمل بالسلاح اور نہ کام کرے ہتھیار باندھکر اسواسطے کہ ہتھیار کے استعمال میں غرر ہی کذا فی القہستانی ویظہر الکستیج فارسی معرب
الزنار من صوف او شعر اور ذمی ظاہر رکھے کستیج کو کستیج لفظ فارسی ہی معرب یعنی زنار صوف یا بال کا ہم ابو یوسف سے منقول ہی کہ وہ تاگا ہی موٹا انگلی کے برابر جسکو
ذمی اپنے سب کپڑوں کے اوپر باندھے بلا تزیین کذا فی المنح عن المحیط ولا یلزم تمیزہم بکل العلامات خلافا للاشباہ والصحیح ان فتحہا عنوۃ فلہ ذلک والا فعلی
الشرط تاتارخانیہ اور کیا لازم ہی تمیز ذمیوں کی جمیع علامات سے اسمیں خلاف ہی کذا فی الاشباہ اور قول صحیح یہ ہی کہ اگر امام نے شہر کو بغلبہ فتح کیا ہی تو اسکو یہ جائز ہی اور
اگر بصلح فتح ہوا ہی تو شرط کے موافق عمل کرنا چاہیے کذا فی التاتارخانیہ ہم بعضوں نے کہا کہ اہل ذمہ کی تمیز تین علامات سے ضرور ہی اور بعضوں نے کہا نصرانی میں
ایک علامت کافی ہی اور یہودی میں دو اور مجوسی میں تین اور اسی پر بعضوں کا فتوی ہی کذا فی الطحطاوی عن الذخیرۃ **ویمنع من لبس العمامۃ** ولو زرقاء او صفراء
علی الصواب نہر ونحوہ فی البحر واعتمدہ فی الاشباہ کما قدمناہ وانما تکون طویلۃ سوداء اور منع کیا جائے پگڑی باندھنے سے اگرچہ آسمانی یا زرد رنگ ہو بنابر قول
صواب کے کذا فی النہر اور اسی طرح بحر الرائق میں ہی اور اسی قول پر صاحب بحر نے اشباہ میں اعتماد کیا ہی چنانچہ اسکو ہم نے پہلے ذکر کیا ہی اشباہ سے اور ذمی
کی پگڑی تو لمبی سیاہ ہوتی ہی **ومن زنار الابریسم والثیاب الفاخرۃ** والمختصۃ باہل العلم والشرف کصوف مربع وجوخ رفیع وابراد رقیقۃ اور منع کیا جائے
ذمی ریشم کے زنار سے اور عمدہ کپڑوں سے اور اس پوشاک سے جو اہل علم اور شرف کو مخصوص ہی جیسے صوف مربع اور جوخ رفیع اور چادریں باریک طحطاوی نے
کہا صوف مربع سے شاید جبہ مراد ہی کہ مخصوص باہل قرآن اور اہل علم ہی ہم جبہ عرب کا ایک لباس ہی اور جوخ عمدہ بانات کا کشادہ آستین لباس عرب کا ہی جسکو
قمیص اور جبہ پر پہنتے ہیں ومن الاستکتاب والمباشرۃ التی یکون بہا معظما عند المسلمین وتمامہ فی الفتح اور منع کیا جائے ذمی لکھنے سے اور اس کام کی مباشرت سے جس سے
وہ مسلمین کے نزدیک معظم اور باعزت ٹھہرے اور پورا بیان اسکا فتح القدیر میں ہی ہم یعنی کافر کو تحریر کا کام مثل منشی گری یا منصب جیسے نہ دینا چاہیے اسی طرح اسکو اور دفتری کام
تقسیم تنخواہ وغیرہ سپرد کرنا نہ چاہیے جسمیں مسلمان اسکے حاجتمند ہوں وفی الحاوی وینبغی ان یلازم الصغار فیما یکون بینہ وبین المسلمین فی کل شیء وعلیہ فیمنع من القعود
حال قیام المسلم عندہ بحر اور حاوی قدسی میں ہی اور سزاوار یہ ہی کہ لازم کیجائے ذمی کو ذلت اور حقارت ان معاملات میں جو اسکے درمیان اور مسلمین کے درمیان واقع
ہوں ہر چیز کے اندر اور اسکے بر حسب تو منع کیا جائے بیٹھنے سے مسلم کے کھڑے ہونے کے وقت اسکے پاس کذا فی البحر ویحرم تعظیمہ وتکرہ مصافحتہ ولا یبدأ بالسلام
الا لحاجۃ ولا یزاد فی الجواب علی وعلیک اور حرام ہی تعظیم اور توقیر اسکی اور مکروہ ہی اس سے مصافحہ کرنا اور اسکو پہلے سلام نہ کیا جائے مگر بسبب حاجت کے
اور اسکے سلام کے جواب میں وعلیک سے زیادہ نہ کہا جائے ہم ذمی کی خدمت کرنا اور اسکے واسطے کھڑا ہونا تعظیم محرم میں داخل ہی ذخیرہ میں ہی کہ جب یہودی
حمام میں گیا اگر خادم مسلم نے اسکی خدمت کی فلوس کی طمع سے یا اس نیت سے کہ اسکا دل اسلام کی طرف مائل ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اور اگر خدمت کی اسکی تعظیم کیواسطے
بلا نیت مذکورہ تو مکروہ ہی اور اسی طرح اگر مسلم ذمی کیواسطے کھڑا ہو گیا بطمع اسکے اسلام لانے کے تو کچھ مضائقہ نہیں اور اگر اسنے تعظیم کیواسطے قیام کیا بلا نیت مذکورہ
یا بسبب اسکی مالداری کے کھڑا ہو گیا تو مکروہ ہی ویضیق علیہ فی المرور ویجعل علی دارہ علامۃ وتمامہ فی الاشباہ من احکام الذمی اور اسپر تنگی کرنا چاہیے چلنے پھرنے میں
یعنی مسلمانوں سے راہ میں دب کر چلے اور اسکے گھر پر کچھ علامت مقرر کیجائے اور اسکا پورا بیان ہی احکام ذمی میں اشباہ کے ہم علامت کا فائدہ یہ ہی تا سائل
اسکے واسطے مغفرت کی دعا نکرے اور تضرع نکرے جیسے مسلمین سے تضرع کرتا ہی وفی شرح الوہبانیۃ للشرنبلالی ویمنعون من استیطان مکۃ والمدینۃ لانہما من ارض
العرب قال علیہ الصلوۃ والسلام لا یجتمع فی ارض العرب دینان ولو دخل للتجارۃ جاز ولا یطیل واما دخولہ المسجد الحرام فذکر فی السیر الکبیر المنع وفی الجامع الصغیر عدمہ
والسیر الکبیر آخر تصنیف محمد رحمہ اللہ تعالی فالظاہر انہ [illegible] ما استقر علیہ الحال انتہی اور شرنبلالی کی شرح وہبانیہ میں ہی اور کفار ذمی روکے جائیں مکہ اور

[illegible] رسول الله صلی الله علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] فی المصر [illegible]

[illegible] الامام [illegible]

نہیں [illegible]

فی الدر [illegible] وفی معروضات المفتی ابی السعود من کتاب الصلوٰۃ سئل عن [illegible]

لا [illegible] فاجاب بقوله [illegible]

السلطانی [illegible] اور مفتی ابی السعود کے معروضات میں کتاب الصلوٰۃ [illegible] سوال ہوا [illegible]

کہ [illegible] کسی مسلمان کا گھر [illegible] امام اور مؤذن [illegible]

دیتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں [illegible] حلال ہے یا نہیں [illegible] مفتی موصوف نے [illegible] جواب دیا کہ ان گھروں کو اہل اسلام قیمت دے کر

زبردستی سے [illegible] شریعت سلطانی [illegible] جواب [illegible]

کیا اور سوال مذکور کا جواب یہ ہے کہ امام اور مؤذن مستحق وظیفہ ہیں کہ اپنے کام پر مستعد اور قائم ہیں کذا فی [illegible]

الشریعۃ السلطانی [illegible]

[illegible] ذلک [illegible] مفتی ممدوح کے معروضات میں ہے کتاب الجہاد [illegible] شریعت سلطانی

کے غلاموں اور لونڈیوں کو خدمت کرنے ذمیوں کا اگر ذمی خدمت لے غلام یا لونڈی سے اس پر کیا لازم ہے تو مفتی موصوف نے جواب دیا کہ اس پر تعزیر

شدید اور قید کرنا لازم ہے [illegible] ذخیرہ [illegible] میں یہ مضمون ہے [illegible] ذمیوں کو [illegible] جسمیں انکی ذلت ہو اور اسی طرح جدائی کی جائے انکے گھروں کی

ہمارے گھروں سے [illegible] تو اسکو یاد رکھنا چاہیے یعنی جب ذمی مامور [illegible] استخفاف [illegible] تعزیر شدید لازم آوے گی

[illegible] اہل الذمۃ دور [illegible] فیما بین المسلمین [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بالمنع المذکور عن الامصار ان یکون لھم فی المصر محلۃ خاصۃ یسکنونھا وھم فیھا منعۃ عارضۃ کمنعۃ المسلمین فاما سکناھم بینھم وھم مقھورون فلا کذالک کذا فی فتاوی
الاسکوبی فلیحفظ اور اشباہ میں ہے اور اختلاف واقع ہے ذمیوں کی سکونت میں اہل اسلام کے اندر شہروں کے اور جواز سکونت محلہ خاص میں قول معتمد ہے انتہی اور
اسی کو ثابت رکھا ہے مصنف وغیرہ نے لیکن شیخ الاسلام جوی زادہ نے اسکو رد کیا ہے اور اسپر یقین کیا ہے کہ صاحب اشباہ غلط سمجھا ہے سو گویا وہ ناحیہ سے
محلہ سمجھا ہے اور حالانکہ ایسا نہیں ہے اسواسطے کہ تمرتاشی نے جامع صغیر کی شرح میں بعد نقل کرنے امام شافعی رحمہ سے اس قول کو کہ ذمیوں کو اسنے گھر بیچنے کا
اہل اسلام کے شہروں میں اور وہاں سے نکل جانے کا اور خارج شہر کے رہنے کا حکم کیا جاوے تاکہ انکے واسطے ایک محلہ خاص ہو نسفی سے تمرتاشی نے نقل کرکے تصریح کی ہے
کہ مراد یعنی منع سکونت ہمارے سے یہ ہے کہ انکے واسطے شہر میں ایک محلہ مخصوص ہو جسمیں وہ سکونت کریں اور حالانکہ انکے واسطے وہاں جماعت با شوکت و عزت
ہو جماعت مسلمین کے مانند اور سکونت اہل ذمہ کی انمیں اور حالانکہ وہ دبے اور ذلیل ہوں اسطرح منع نہیں کذا فی فتاوی الاسکوبی تو اسکو یاد رکھنا چاہیے حاصل
خلاصہ یہ ہے کہ اہل ذمہ اگر اہل اسلام میں کم زور ہوکر رہیں تو منع نہیں اگرچہ خاص محلہ میں رہیں لیکن اگر با جماعت اور قوت ہوں چنانچہ تمرتاشی نے مذکور کیا یا انکی
سکونت سے تقلیل جماعت مسلمین لازم آوے جیسے کہ صاحب ذخیرہ نے تصریح کی ہے تو منع کیے جاوینگے اور صاحب اشباہ نے جو سکونت محلہ خاص کے جواز کو معتمد کہا ہے
تو اسپر محمول ہے کہ جب انکو قوت اور شوکت نہو تو تمرتاشی کے قول کے مخالف نہو واللہ تعالی اعلم کذا فی الطحطاوی وینتقض عھدھم بالغلبۃ علی موضع للحراب
او باللحاق بدار الحرب زیادۃ فی الفتح او بالامتناع من قبول الجزیۃ او بجعل نفسہ طلیعۃ للمشرکین بان یبعث لیطلع علی اخبار العدو فلو لم یبعثہ لذلک لم ینتقض عھدھم
وعلیہ یحمل کلام المحیط اور ذمیوں کا عہد ٹوٹ جائیگا انکے غالب ہونے سے ایک مکان پر لڑائی کے واسطے یا دار الحرب میں جا کر ملنے سے فتح القدیر میں اتنا زیادہ کہا ہے
یا عہد شکنی ہوگی جزیہ قبول نکرنے سے یا آپ کو مشرکین کا جاسوس بنانے سے اسطرح کہ کافر حربی دار الحرب میں بھیجا جاوے مستامن ہوکر تا اخبار دشمن پر مطلع
ہو سو اگر اہل حرب اسکو اسکے واسطے نہ بھیجیں تو انکا عہد نہ ٹوٹیگا اور اسی تفصیل پر کلام محیط کا محمول ہے مطلب محیط کا یہ ہے کہ اگر ذمی مشرکین کو عیوب مسلمین کی خبر
دیکے تو اس سے نقض عہد نہیں صاحب بحر نے رفع اختلاف کیواسطے تاویل کی کہ یہ اس صورت پر محمول ہے جبکہ اہل حرب نے اسکو جاسوسی کیواسطے نہ بھیجا ہو اور صاحب نہر
اور مقدسی اور شارح نے بھی اس تاویل کو پسند کیا کذا فی الطحطاوی وصار الذمی فی ھذہ الاربع الصور کالمرتد فی کل احکامہ الا انہ لو اسر یسترق والمرتد یقتل ولا یجبر علی
قبول الذمۃ والمرتد یجبر علی قبول الاسلام اور ہو گیا ذمی ان چاروں صورتوں میں مرتد کے مانند اسکے کل احکام میں مگر یہ کہ اگر ذمی گرفتار ہوگا تو غلام بنایا جائیگا اور
مرتد گرفتاری کے بعد قتل ہوگا اور ذمی پر قبول جزیہ کے واسطے جبر نہوگا اور مرتد پر قبول اسلام کیواسطے جبر ہوگا لا ینتقض عھدہ بقولہ نقضت العھد زیلعی بخلاف الامان
الحربی فانہ ینتقض بالقول بحر نہ ٹوٹیگا انکا عہد انکے یوں کہنے سے کہ میں نے عہد کو توڑا کذا فی شرح الزیلعی بخلاف حربی کے امان کے کہ وہ ٹوٹ جائیگی قول مذکور سے کذا فی البحر
ولا بالاباء عن اداء الجزیۃ بل عن قبولھا کما مر ونقل العینی عن الواقعات قتلہ بالاباء عن الاداء قال وھو قول الثلاثۃ لکن ضعفہ فی البحر اور ذمی کا عہد نہیں ٹوٹتا
ادائے جزیہ کے انکار سے بلکہ عہد ٹوٹتا ہے قبول جزیہ کے انکار سے چنانچہ فتح القدیر سے مذکور ہو چکا اور عینی نے واقعات سے ذمی کا قتل کرنا بسبب انکار ادائے جزیہ کے
نقل کیا ہے کہا اور یہی قول ہے تینوں اماموں کا لیکن اس قول کو ضعیف کہا ہے بحر الرائق میں اسوجہ سے کہ درایت اور روایت کے مخالف ہے ولا بالزنا بمسلمۃ
وقتل مسلم وفتنان مسلم عن دینہ وقطع الطریق اور عہد ذمی کا نہیں ٹوٹتا مسلمان عورت کے ساتھ زنا کرنے سے اور مسلمان کے قتل کر ڈالنے سے اور مسلمان کو اسکے
دین سے بہکا دینے سے اور قطع الطریق سے اسواسطے کہ زنا سے اسپر حد قائم ہوگی اور قتل سے قصاص لازم آویگا اور ذمی رہنے کا فائدہ بعد قصاص کے یہ ہے کہ انکی
اولاد صغار رقیق نہوگی اور انکا مال غنیمت نہوگا وسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم لانہ کفر والمقارن لہ لا یمنعہ فالطاری لا یرفعہ ولو من مسلم قتل کما سیجیء اور نہیں
ٹوٹتا عہد ذمی کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دشنام اور بدگوئی سے اسواسطے کہ کافر ہونا ذمی کا جو مقارن ہے عہد کے مانع عہد کا نہیں تو جو کفر کہ طاری ہو بسبب
دشنام کے وہ عہد کا رافع نہوگا پھر اگر دشنام مسلم سے صادر ہو تو وہ مقتول ہوگا چنانچہ باب لاحق میں آوے گا مع شیخ شاہین نے ذخیرہ سے

مخصوص ہو اسکو نقل کیا ہی چنانچہ اگر ذمی نے اپنے اعتقاد کے موافق یون کہا کہ آنحضرت رسول نہ تھے یا انکو یہودیون نے ناحق قتل کیا یا نسبت کی اللہ سبحانہ کی
طرف ... علما کے نزدیک اسکا ... ہی تو ... اور اگر ذمی نے اپنے خلاف اعتقاد ذکر کیا اسطرح کہ آنحضرت کی طرف برائی نسبت کی یا آپ کے نسب مین طعن کیا تو ...
انتہی اور یہ مجملہ ... عدم اعلان ... فی الھدایۃ ویعاقب علی سب دین الاسلام او القرآن او النبی صلی اللہ علیہ وسلم حاوی قدسی وغیرہ
یعنی ... قال العینی واختیاری فی السب ان یقتل انتہی وتبعہ ابن الہمام قلت وبہ افتی شیخنا الخیر الرملی وھو قول الشافعی انتہی اور ذمی کو تعزیر دیا جاتا ہے سب دین اسلام یا قرآن یا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی برگوئی پر لہذا فی الحاوی وغیرہ علامہ عینی نے کہا اور میرے نزدیک قول مختار برگوئی مین یہ ہے کہ وہ قتل کیا جاوے اور تابع ہوا اسکا ابن ہمام
صاحب فتح القدیر مین کہتا ہون اور اسی کا فتوی دیا ہے ہمارے استاد خیر الدین رملی نے اور یہی قول ہے امام شافعی کا انتہی بحر الرائق مین کہا کہ ابن ہمام نے باتباع
خلاف اہل مذہب کے کی ہے عینی کا تابع ہوکر اور علامہ قاسم نے تصحیح کی ہے کہ ابن ہمام کے ابحاث مخالف مذہب پر عمل کرنا نہ چاہیے ہان یہ لیتے ہین کہ ... دلائل ... مین
اور ... کی طرف مائل ہوتا ہے لیکن اتباع مذہب واجب ہے تمام ہوئی قلت وفی معروضات المفتی ابی السعود انہ ورد امر سلطانی بالعمل بقول ائمتنا القائلین بقتلہ اذا ظہر انہ معتاد
وبہ افتی انتہی مین نے مفتی ابو السعود کے معروضات مین دیکھا کہ البتہ امر سلطانی وارد ہوا ہے یہ کہ ان علما کے اقوال پر عمل کرنے کا جو قائل ہین ذمی کے قتل کرنیکے جبکہ
ظاہر ہوجاوے کہ برگوئی اسکی عادت ہے اور اسی کا فتوی دیا ہے مفتی ممدوح نے فقیر محشی نے شرح ملتقی سے نقل کیا کہ جب ذمی علی الاعلان برگوئی کرے یا اسکی یہی
عادت ہو تو اسکو قتل کرنا چاہیے اگرچہ عورت ہو وبہ افتی فی بکر الیہودی قال لبشر النصرانی نبیکم عیسی ولد الزنا بانہ یقتل لسب الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام انتہی پھر مفتی
ابو سعود نے بکر یہودی کے بشر نصرانی سے یون کہنے مین کہ معاذ اللہ تمھارا نبی عیسی ولد الزنا ہے یہ فتوی دیا کہ وہ قتل کیا جاوے بسبب اسکے گالی دینے کے حضرات
انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو انتہی قتل کا فتوی دیا بسبب اعلان سب کے قلت ویؤیدہ ان ابن کمال باشا فی احادیثہ الاربعینیۃ فی الحدیث الرابع والثلثین یا عائشۃ
لا تکونی فاحشۃ ما نصہ والحق انہ یقتل عندنا اذا اعلن بشتمہ علیہ الصلوۃ والسلام صرح بہ فی سیر الذخیرۃ حیث قال واستدل محمد لبیان قتل المرأۃ اذا اعلنت بشتم الرسول
بما روی ان عمیر بن عدی لما سمع عصماء بنت مروان تؤذی الرسول فقتلہا لیلا مدحہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ذلک انتہی فلیحفظ شارح کہتا ہے مین کہتا ہون اور مفتی
ممدوح کے فتوی کا یہ مؤید ہے کہ ابن کمال پاشا نے اپنی چہل حدیث مین جو تفسیر اس حدیث کے اسمین یعنی یا عائشہ لا تکونی فاحشۃ مین جو اسطرح تصریح کی ہے
اور حق یہ ہے کہ کافر ذمی قتل کیا جاوے گا ہمارے نزدیک جبکہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کی برگوئی کو ظاہر کرے تصریح کی ہے اس مسئلہ کی ذخیرہ کی
کتاب السیر مین چنانچہ یون کہا ہے اور امام محمد نے واسطے بیان قتل کرنے عورت کے جبکہ وہ رسول علیہ الصلوۃ والسلام کی برگوئی کا اعلان کرے استدلال
کیا ہے اس روایت سے کہ عمیر بن عدی نے جبکہ سنا عصماء بنت مروان سے کہ رسول علیہ الصلوۃ والسلام کو ایذا دیتی ہے تو اسکو قتل کر ڈالا رات مین تو رسول
علیہ الصلوۃ والسلام نے اسکے قاتل کی مدح کی انتہی ما فی الذخیرۃ تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ھم خلاصہ یہ ہوا کہ ذمی مقتول نہو گا حضرت کی برگوئی سے مگر جبکہ اسکو
برگوئی کی عادت ہوگئی ہو کما فی المعروضات یا وہ اعلان کرتا ہو کما فی الذخیرۃ تو عدم قتل کی روایت عدم اعتیاد یا عدم اعلان پر محمول ہے تو اب دونون قولون
مین تعارض باقی نرہا واللہ تعالی اعلم ویؤخذ من مال بالغ تغلبی وتغلبیۃ لان الصلح وقع علی الاخراج ضعف زکوتنا باحکامہا مما تجب فیہ الزکوۃ المعہودۃ
بیننا لان الصلح وقع کذلک اور لیا جاوے گا بالغ تغلبی اور تغلبیہ کے مال سے انکے اموال سے سوائے خراج کے اہل اسلام کی زکوۃ کا دونا لیا جاوے باحکام
مفصلہ زکوۃ اس مال سے جسمین زکوۃ مقرری بین المسلمین واجب ہوتی ہے اسواسطے کہ صلح اس قوم سے اسی طرح پر واقع ہوئی ہے تغلبی منسوب ہے
تغلب بن وائل بن ربیعہ کی طرف وہ عرب کی ایک قوم ہے جو جاہلیت مین نصرانی ہوگئی تھی اور روم کے متصل سکونت اختیار کی تھی جب زمانہ اسلام کا آیا تو عمر
فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے انسے جزیہ طلب کیا انھون نے جزیہ دینے کا انکار کیا عار سمجھکر اور بولے کہ ہم لوگ بھی عرب ہین ہم سے بھی زکوۃ لیجیے اور جیسے زکوۃ لیتے
تھا فاروق اعظم نے فرمایا کہ مشرک سے ہم زکوۃ نہین لیتے تو بعضے لوگ اس قوم کے روم کو بھاگ گئے سو نعمان بن زرعہ نے کہا یا امیر المؤمنین یہ لوگ بڑے زور آور

ہین اور عرب مین جزیہ دینے سے ننگ اور عار کرتے ہین سو تنگی نہ کیجیے اور انسے جزیہ بنام زکوۃ لیجیے سو فاروق اعظم نے انکو بلایا اور زکوۃ کا دونا انپر مقرر کیا پھر اسی پر صحابہ کرام کا اجماع ہو گیا انکے بعد فقہا کا کذا فی النہر والبحر اور چونکہ صلح دو چند زکوۃ پر ہوئی لہذا انکے اطفال اور مجانین اور معتوہین پر کچھ لازم نہین کیونکہ زکوۃ انپر واجب نہین کذا فی الدر المنتقی بخلاف خراج کے کہ وہ طفل وغیرہ پر لازم ہی اسواسطے کہ وہ زمین کا وظیفہ ہی عبادت نہین کذا فی البحر اور جب انپر دو چند زکوۃ بالحکانا لازم ہوئی تو چالیس بکریون مین سے دو بکریان اور ایکسو بیس بکریون سے چار بکریان وعلی ہذا القیاس اونٹ سے کذا فی الفتح ولیؤخذ من مولاہ ای معتق التغلبی فی الجزیۃ والخراج کمولی القرشی وحدیث مولی القوم منہم مخصوص بالاجماع اور لیا جائیگا اسکے مولی سے یعنی تغلبی کے آزاد غلام سے جزیہ اور خراج مین قرشی کے آزاد غلام کے مانند اور مولی القوم منہم کی حدیث بالاجماع مخصوص ہی یعنی یہ جو حدیث ہی کہ آزاد غلام قوم کا اسی قوم مین داخل ہی سو یہ مخصوص بحث صدقہ ہی یعنی جس قوم کو صدقہ لینا درست نہین تو اسکے آزاد غلام پر بھی لینا جائز نہین ومصرف الجزیۃ والخراج ومال التغلبی وہدیتہم للامام وانما یقبلہا اذا وقع عندہم ان قتالنا للدین لا للدنیا جوہرہ وما اخذ منہم بلا حرب ومنہ ترکۃ ذمی وما اخذہ عاشرہم ظہیریۃ مصالحنا خبر مصرف اور مصرف جزیہ اور خراج کا اور تغلبی کے مال کا اور اس مال کا جسکو کفار نے سلطان کو بطریق تحفہ دیا ہو اور اس مال کا جو کافرون سے بدون لڑائی کے لیا گیا اہل اسلام کے مصالح ہین سلطان کفار کا تحفہ اسوقت قبول کرے جبکہ انکے نزدیک ثابت ہو جاے کہ ہمارا لڑنا دین کے واسطے ہی نہ دنیا کی تحصیل کے واسطے کذا فی الجوہرہ اور مال بلا حرب مین اس ذمی کا ترکہ داخل ہی جسکا کوئی وارث نہین کذا فی الحموی اور وہ مال جسکو عاشر کفار سے لے کذا فی الظہیریۃ شارح نے کہا مصالحنا خبر ہی مصرف کی مصالح جمع ہی مصلحت کی یعنی جسکی منفعت اسلام کی طرف عائد ہو کذا فی القہستانی اہل نجران کا مال اور جس مال پر کہ اہل حرب نے صلح کی ترک قتال پر دار الحرب مین لشکر اسلام کے داخل ہونے سے پہلے مال بلا حرب مین داخل ہی کذا فی البحر کسد ثغورنا وبناء قنطرۃ وجسر وکفایۃ العلماء والمتعلمین تجنیس وبہ یدخل طلبۃ العلم فتح مصالح اہل اسلام کے جیسا کہ دار الاسلام کی سرحدون کی حفاظت کرنا اور پکا پل اور لکڑی کا پل بنانا اور علما اور متعلمین کو بقدر کفایت دینا کذا فی التجنیس اور متعلمین کے لفظ سے طالب علم بھی مصرف مین داخل ہو گئے کذا فی الفتح ہم سد بالفتح والضم مضبوط کرنا وثغر بالفتح وسکون غین معجمہ عبارت ہی موضع مخافت بلاد سے تو سد ثغور سے مراد یہ ہی کہ ان لوگون پر صرف کرنا چاہیے کہ جو اس محل خوف کی محافظت کرتے ہین جو فاصل ہی دار الاسلام اور دار الحرب کے درمیان مین اور علما سے مراد مفسرین اور محدثین ہین اور ظاہر اعلما سے مراد وہ ہین جو علوم شرعیہ کی تعلیم کرتے ہین تو صرف اور نحو وغیرہما کو بھی شامل ہی کذا فی الحموی عن البرجندی نہر الفائق مین خانیہ سے منقول ہی کہ رازی سے سوال ہوا کہ بیت المال مین اغنیا کا بھی حصہ ہی جواب دیا کہ نہین مگر جبکہ غنی عالم یا قاضی ہو اور فقہا کا اسمین حصہ نہین مگر اس فقیہ کا حصہ ہی جو لوگون کو فقہ اور قرآن کی تعلیم کیا کرتا ہی والقضاۃ والعمال الکتبۃ قضاۃ وشہود قسمۃ ورقباء سواحل اور بقدر کفایت قاضیون اور عاملون کے جیسے قاضیون کے کاتب اور قسمت کے گواہ یعنی قسمت بین الورثہ اور شہر کا کے شاہد اور سواحل دریا کے نگہبان یعنی عشر لینے والے کذا فی الطحطاوی ورزق المقاتلۃ وذراریہم ای ذراری کل من ذکر مسکین واعتمدہ فی البحر قائلا وہل یعطون بعد موت آبائہم حالۃ الصغر لم ارہ اور جیسے روزی مقاتلین مجاہدین کی اور انکی ذریت کی یعنی محافظین حدود اور علما اور قضاۃ اور عمال اور مقاتلین سب مذکورین کی ذریت کی کذا فی الشرح مسکین اور اسی پر اعتماد کیا بحر الرائق مین یون کہکر اور کیا انکی ذریت کو روزی دیجائیگی انکے باپون کے مرجانے کے بعد حالت طفلی مین مین نے اسکا حکم کسی کتاب مین نہین دیکھا ہم طحطاوی نے شیخ عیسی صفتی کے رسالے سے نقل کیا کہ ابو یوسف رح نے کہا کتاب الخراج مین کہ جو شخص بیت المال کا مستحق ہی اور اسکے واسطے اسکا استحقاق بیت المال مین مفروض ہو گیا تو اسکی ذریت کے واسطے بھی مفروض ہوگا اسکی تبعیت سے اور اسکی موت سے ساقط نہوگا صاحب حاوی نے کہا فتوی اسپر ہی کہ علما اور فقہا اور مقاتلین کی ذریت اور جو مستحق بیت المال ہو اسکی ذریت کا حصہ معین کیا جاوے اور جو انکی اولاد کے واسطے مفروض ہوا وہ انکی موت سے ساقط نہین ہوتا وان ہنا علمت مصارف بیت المال ثلثۃ فہذا مصرف جزیۃ وخراج مصرف زکوۃ وعشر مرثی الزکوۃ ومصرف خمس ورکاز مر فی السیر وبقی رابع وہو لقطۃ وترکۃ بلا وارث ودیۃ مقتول بلا ولی ومصرفہا

[illegible] فقیر [illegible] چوتھی قسم بیت المال کے مصارف سو مصرف جزیہ اور خراج کا ہو اور زکوٰۃ و عشر کا مصرف [illegible]
[illegible] لیا تھا [illegible] کتب مذہب [illegible] قسمت میں مذکور ہو چکا [illegible] بیت المال میں [illegible]
اور [illegible] الی [illegible] واسطے [illegible] اور تعمیر پلوں کے [illegible] اور مرمت مساجد اور [illegible] ہو اور اُن کے سوا [illegible]
[illegible] خرچ کیا جاوے کذا فی الظہیریہ وعلی الامام ان یجعل لکل نوع منہا بیتا یخصہ اور بادشاہ پر لازم ہو کہ ہر قسم مال کا ایک بیت مقرر کرے کہ
[illegible] کے واسطے مخصوص ہو یعنی ایک بیت المال جزیہ اور خراج کا اور دوسرا عشر اور زکوٰۃ کا اور تیسرا خمس اور رکاز کا چوتھا لقطات اور [illegible]
[illegible] بیت کا مال ہے اور [illegible] کا ہے کہ ایک قسم کا مال دوسری قسم میں مخلوط نہو جاوے اسواسطے کہ ہر قسم کا حکم علیحدہ ہو کذا فی البحر الرائق
[illegible] کہ بادشاہ کو قرض لے ایک بیت المال سے اسکو صرف کرے دوسرے بیت المال کے مصرف میں پھر جب اُس قسم کا مال آوے تو جو
بیت المال سے قرض لیا تھا اُسمین پھیر دے مگر جبکہ مال صرف از قسم صدقات اور خمس کے تو اہل خراج پر صرف کیا ہو اور وہ محتاج ہیں تو پھیر نہ
[illegible] اسواسطے کہ فقرا اہل خراج مستحق صدقات ہیں اپنی محتاجی کے سبب سے کذا فی البحر والنہر ویعطی بقدر الحاجۃ والفقہ والفضل فان قصر کان اللہ علیہ
حسیبا یعنی اور دے بقدر حاجت اور بمقدار فقہ اور فضیلت کے سوا اُسمین بادشاہ قصور کرے گا تو حق تعالیٰ اُس سے حساب کا لینے والا ہو کذا فی شرح الطحاوی
[illegible] اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل اسلام کو برابر دیتے تھے اور عمر فاروق انکو بقدر حاجت اور بمقدار فقہ اور فضیلت کے عطا فرماتے تھے اور
عمل کرنا فاروق اعظم کے فعل پر ہمارے زمانے میں احسن ہو کذا فی الحاوی عن الحموی وفی الحاوی المراد بالحفاظ فی حدیث کالحفاظ القرآن لہا دینار ہو الفتی
[illegible] اور حاوی قدسی میں ہو کہ حافظ سے مراد اس حدیث میں کہ حافظ قرآن کے واسطے دو سو دینار ہیں مفتی ہو اسواسطے کہ جو صحابہ کرام کے زمانے میں حافظ قرآن
ہوتا تھا وہ احکام کا بھی عالم ہوتا تھا بخلاف اس وقت کے کذا فی الحاوی ولا شی لذمی فی بیت المال الا ان یہلک لضعفہ فیعطیہ بالسد جوعتہ اور کچھ حق نہیں ذمی
کے واسطے بیت المال میں مگر یہ کہ وہ ہلاک ہوتا ہو بسبب اپنے ضعف کے تو اُتنا اسکو بیت المال سے دے جس سے بقدر کرسنگی دفع ہو ومن مات من ذکر
فی نصف الحول حرم من العطاء لانہ صلۃ فلا تملک الا بالقبض اور جو شخص مصارف بیت المال سے جنکا ذکر ہو چکا نصف سال میں مر گیا محروم رہا عطا سے اسلیے
کہ عطا صلہ یعنی صدقہ اور احسان ہو تو وہ مملوک نہیں ہوتا بدون قبضے کے عمر موی کی شرح میں ہو کہ رزق اور عطا متقارب المعنی ہیں مگر فقہانے دونوں میں فرق کیا ہو
سو جو اہل لشکر کو مہینا مہینا دیا جاوے اسکو رزق کہتے ہیں اور جو بطریق سالانہ یا ششماہی کے دیا جاوے اسکو عطا کہتے ہیں اور فتح القدیر میں ہو کہ عطا وہ ہو کہ جو
مستحقین بیت المال کے نام پر کچہری میں لکھا جاوے چنانچہ چاکروں کو ہمارے عرف میں لیکن جاگیر ماہانہ ہو اور عطا سالانہ واہل العطاء فی زماننا القاضی والمفتی
والمدرس یعنی ہمارے زمانہ میں اور اہل عطا یعنی سالانہ دار ہمارے زمانے میں قاضی اور مفتی مدرس ہیں کذا فی شرح الوقایہ بحر الرائق کی عبارت میں مثل القاضی والمفتی
والمدرس ہے اور [illegible] ہو کہ مثالیں میں غیر جہم کو بھی شامل ہو ولو مات فی آخرہ او بعد تمامہ کما صححہ اخی زادہ یستحب الصرف الی قریبہ لانہ اوفی تعبہ فیندب الوفاء
اور اگر اہل عطا مر گیا آخر سال میں یا بعد تمام ہو جانے سال کے چنانچہ اخی زادہ نے اُسکی تصحیح کی ہو تو مستحب ہو عطا کا صرف کرنا اُسکے قریب کی طرف اسواسطے کہ
اُسنے اپنی محنت کشی کو پورا کر دیا تو عطا کا بھی پورا کر دینا اُسکے واسطے مستحب ہوا یعنی میت کے وارثوں کو دے کہ یہ استحباب صرف علامہ عینی اور شارح مجمع کا
مختار ہو اور مسکین نے وجوب صرف کو اختیار کیا ہو محقق ابن ہمام نے کہا کہ دلیل اسکی مقتضی ہو کہ اُسکے وارثوں کو دینا واجب ہو اسواسطے کہ حق متاکد ہو گیا سال کے
اندر تمام ہونے سے چنانچہ سہم غازی کا موروث ہوتا ہی بعد احراز دار الاسلام کے بسبب متاکد ہونے حق کے اُس وقت میں اگرچہ اُسکی ملک ثابت نہیں کذا
فی العطاء ومن تعجل ثم مات او عزل قبل الحول قیل یجب رد ما بقی وقیل لا کالنفقۃ المعجلۃ زیلعی اور جو سالانہ پیشگی لے کر مر جاوے یا معزول ہو قبل سے سال کے
لیسے بعضوں نے کہا جسقدر سال میں سے باقی رہا اُتنا حساب سے پھیر دے اور بعضوں نے کہا پھیر دینا واجب نہیں نفقہ معجلہ کے مانند شیخین کے نزدیک

خلافا لمحمد کذا فی النسخ عن الزیلعی والمؤذن والامام اذا کان لہما وقف فلم یستوفیا حتی ماتا فانہ یسقط لانہ کالصلۃ وکذلک القاضی وقیل لا یسقط لانہ کالاجرۃ وہذا ثابت فی نسخ الشرح ساقط من نسخ المتن ہنا وتمامہ فی الدرر وقد لخصناہ فی الوقف اور موذن اور امام مسجد کا جبکہ وقف انکے واسطے ہو اور انکو پورا سال نگذرا کہ وہ مرگئے تو وہ ساقط ہوگا اسواسطے کہ وہ بمنزلہ صدقہ اور احسان کے ہے اور یہی حکم ہے قاضی کا اور قول ضعیف یہ ہے کہ وہ ساقط نہیں ہوتا اسواسطے کہ وہ بجائے اجرت کے ہے اور یہ مسئلہ مصنف کی شرح کے نسخوں میں ثابت ہے اور متن کے نسخوں سے ساقط ہے اور پورا بیان اسکا درر غرر میں ہے اور کتاب الوقف میں ہم نے اسکو خلاصہ بیان کیا ہے اور اگر امام اور موذن کے واسطے اجرت معین ہے تو وہ موت سے ساقط نہیں ہوتی درر غرر میں صدر الاسلام طاہر بن محمود کے فوائد سے مذکور ہے کہ ایک گانو میں ایک امام مسجد پر زمین وقف ہے سو امام نے اسکا غلہ بعد پختہ ہونے کے لیا اور اس گانو سے چلاگیا تو باقی سال کا حصہ اس سے مسترد ہوگا اور امام کو باقی سال کا حصہ کھانا جائز ہے اگر وہ محتاج ہو اور یہی حکم ہے طلبہ علم اور مدرس کا کذا فی الطحطاوی

باب المرتد

یہ باب ہے مرتد کے احکام میں جب مصنف نے کفر اصلی کے احکام سے فراغت پائی تو کفر طاری کے احکام شروع کیے کفر اصلی سے مراد یہ ہے کہ جسپر ایمان مقدم نہوا ہو بعد بلوغ کے اور کفر طاری وہ ہے جسپر ایمان مقدم ہوا ہو ہو لغۃ الراجع مطلقا وشرعا الراجع عن دین الاسلام مرتد لغت میں پھر جانیوالے کو کہتے ہیں مطلقا خواہ ایمان سے پھرے یا غیر ایمان سے اور اصطلاح شرع میں دین اسلام سے پھر جانیوالے کو مرتد کہتے ہیں ورکنہا اجراء کلمۃ الکفر علی اللسان بعد الایمان اور ردت یعنی ارتداد کا رکن جاری کرنا ہے کلمۂ کفر کا زبان پر بعد ایمان کے سو یہ ارتداد ظاہری کی تعریف ہے اور ارتداد قلبی تکلم لسانی پر موقوف نہیں چنانچہ حق تعالی کو بصفت نالائق موصوف اعتقاد کرے یا بعد مدت کے کافر ہوجانیکا قصد مصمم رکھے کذا فی الطحطاوی وہو تصدیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی جمیع ما جاء بہ عن اللہ تعالی مما علم مجیئہ ضرورۃ اور وہ یعنی ایمان عبارت ہے سرور عالم محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تصدیق سے ہر چیز میں جسکو آنحضرت لائے اللہ تعالی کی طرف سے جسکا لانا بالیقین معلوم ہوچکا یعنی ضروریات دین محمدی کو دل سے مان لینا یہی حقیقت ہے ایمان کی اور ضروریات سے مراد وہ ہے جسکو عوام بھی جانتے ہیں بلا احتیاج نظر و استدلال چنانچہ وحدانیت خدا و نبوت انبیا و بعثت وجزا و وجوب صلوۃ و زکوۃ و حرمت خمر وغیرہا کذا فی حاشیۃ الحلبی وہل ہو فقط او ہو مع الاقرار قولان واکثر الحنفیۃ علی الثانی والمحققون علی الاول اور کیا ایمان فقط تصدیق قلبی سے عبارت ہے یا تصدیق مع الاقرار سے اسمیں دو قول ہیں اور اکثر حنفیہ قول ثانی پر ہیں اور علماء محققین قول اول پر ہیں محققین سے مراد اکثر ماتریدیہ اور اشاعرہ ہیں اور خوارج کے نزدیک ایمان عبارت ہے تصدیق مع الاطاعت سے لہذا انکے نزدیک گناہ سے آدمی کافر ہوجاتا ہے اور کرامیہ کے نزدیک فقط تصدیق زبانی کا نام ایمان ہے سو اگر تصدیق لسانی تصدیق قلبی کے مطابق ہے تو وہ مومن ناجی ہے والا مومن مخلد فی النار ہے والاقرار شرط لاجراء الاحکام الدنیویۃ بعد الاتفاق علی انہ یعتقد متی طولب بہ اتی بہ فان طولب بہ فلم یقر فہو کفر عناد اور محققین مذکورین کے نزدیک ایمان کا اقرار کرنا شرط ہے احکام دنیویہ کے جاری کرنے کیواسطے انکے متفق ہونے کے بعد اسپر کہ مومن اسکا اعتقاد رکھے کہ جب کوئی اس سے ایمان کا مطالبہ کریگا تو وہ ایمان کا اقرار کریگا سو اگر اس سے ایمان کا مطالبہ ہوا اور اسنے اقرار نہ کیا تو اسکا یہ عدم اقرار اور چپ رہنا کفر عناد ہے احکام دنیویہ سے مراد نکاح اور انکاح اور قبول شہادت اور صحت عقد اور تغسیل اور تکفین و نماز جنازہ اور مقابر مسلمین میں دفن کرنا ہے پھر اگر وہ مرگیا اور اسنے ایمان کا اقرار نکیا اور اسکے دل میں یہ تھا کہ جو کوئی اس سے پوچھیگا تو وہ ایمان کا اقرار کریگا تو وہ خدا کے نزدیک مومن ناجی ہوگا لیکن اسلام کے احکام دنیویہ اسپر جاری نہونگے علماء محققین کا اسپر اجماع ہے کہ ترک عناد شرط ہے ایمان کی اور ترک عناد سے مراد یہ ہے کہ جب اس سے ایمان کا مطالبہ ہو تو وہ اسکا اقرار کرے سو اگر بعد مطالبہ اسنے اقرار نکیا تو یہ عدم اقرار کفر عنادی ہے اعتقاد سابق اسکو مفید نہوگا باقی رہا یہ کہ اگر اسکا معتقد نہو یعنی خالی الذہن ہو یا اسکا معتقد ہو کہ مطالبہ کرنے سے ایمان کا اقرار نہ کرے گا لیکن مطالبہ کے وقت اقرار کرے سو یہ اقرار کیا کافی ہوگا بنظر حصول مقصود کے یا کافی نہوگا بنظر اعتقاد سابق کے کذا فی حاشیۃ الحلبی طحطاوی نے کہا ظاہر جواب یہ ہے کہ جب اسنے اقرار کیا تو اسکے ایمان میں

اگر ثابت ہو تو بھی اُترے وسوسہ مختاران وہ ہو گا سو بیشک اُسنے اپنی نیت میں دل کی بات ظاہر کیا اور یہی صورت میں تو اگر نیت کا منتفی ہو تو بعض علما
کے نزدیک کافر ہے اور بعض کے نزدیک وہ معتقد ہے اور مستہزی تو کفر بھی اُسنے کیا اور نیز اقرب ہے کہ جسنے ستم اور خوش میں بات کفر
کی اور معتقد کفر نہ ہو وہ تو بھی باسبب خفت جنسی کے تو وہ کافر فتاوی کے مانند ہے جیسا فتاوی وغیرہ میں بحرالرائق سے منقول ہے کہ جو شخص کفر کا لفظ اپنے اختیار
اور ارادے سے بولے وہ کافر ہے سب کے نزدیک اور اسکے اعتقاد کا کچھ اعتبار نہیں اور جسنے اشتباہ خطا یا اکراہ کے کلمہ کفر کہا وہ سب کے نزدیک کافر نہیں اور جسنے
معلوم کر کے قصدا کلمہ کفر کیا وہ بھی بالاتفاق کافر ہے اور جو کلمہ کفر کو خوشی سے بولا لیکن اُسکے کفر ہونے سے جاہل ہے تو اسمین اختلاف ہے والکفر لغۃ الستر وشرعا
تکذیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی شیء مما ثبت عنہ من الدین ضرورۃ اور کفر لغت میں چھپانے کو کہتے ہیں اور شرع میں عبارت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب سے اُس چیز
میں جسکو آپ لائے منجملہ دین کے بالیقین بلا تردد یعنی ضروریات دین میں سے ایک چیز کا بھی انکار کرنا کفر ہے مثلاً جو فرضیت نماز کو یا حج کا منکر ہو وہ نمازی شخص
یا رکعت فرض کو یوں کہے وہ کافر ہے والفاظ تعرف فی الفتاوی بل افردت بالتالیف مع اہ لا یفتی بالکفر بشیء منہا الا فیما اتفق المشایخ علیہ کما یاتی قال فی البحر
وقد افردت بعضہم الکتب منہا اور کلمات کفر کے فتاووں میں مشہور ہیں بلکہ اُن کے واسطے علیحدہ تالیف ہوئی ہے مسائل میں باوجود اسکے کفر کا فتوی نہ دیا جاوے
یا بسبب کسی چیز کے نہیں ہے مگر ہیں جسپر فقہا کا اتفاق ہے چنانچہ آویگا بحرالرائق میں کہا کہ میں نے اپنی ذمہ پر لازم کر لیا ہے کہ نہیں فتوی دونگا کسی چیز پر کہ جنمیں
سے بعض مین فقہا کا اختلاف ہے اسواسطے کہ مومن کو کافر کہنا بلا دلیل قطعی خطرناک ہے فائدہ بعضے موجبات کفر فتاوی عالمگیری اور طحطاوی سے مترجم نقل کرتا ہوں
تا اہل اسلام اُس سے کنارہ کریں جو شخص کہے کہ میں صفت اسلام کی نہیں جانتا وہ کافر ہے اُسکا صوم اور صلوۃ اور عبادت اور نکاح صحیح نہیں اور اُسکی اولاد
ولد الزنا ہے جو شخص حق تعالی کو بصفات ناقصہ موصوف کرے یا اُسکے کسی نام مقدس سے یا اُسکے کسی حکم سے استہزا کرے یا اُسکے وعدہ اور وعید کا انکار کرے
یا اُسکا کوئی شریک یا فرزند یا زوجہ ٹھہراوے یا اُس علیم اور قدیر کی طرف جہل یا عجز یا نقصان کی نسبت کرے وہ کافر ہے جو کہے کہ اگر خدا مجھکو اس کام کا
امر کرے تو میں نہ کروں وہ کافر ہے جو شخص بعض انبیا علیہم السلام کا مقر نہو یا کسی سنت کو سنن مرسلین سے پسند نکرے وہ کافر ہے جو خضر اور ذوالکفل کی نبوت
کا منکر ہو وہ کافر نہیں بسبب اختلاف کے انکی نبوت میں جو شخص کہے کہ اگر فلانا شخص نبی یا رسول اللہ ہو تو بھی اُسپر ایمان نہ لاؤں وہ کافر ہے رافضی جب
شیخین کو بد کہے یا لعنت کرے تو وہ کافر ہے اور اگر علی مرتضی کو ابی بکر صدیق سے افضل کہے تو کافر نہیں مبتدع ہے قذف عائشہ صدیقہ کا کفر ہے بخلاف دیگر ازواج
کے کہ انکا قاذف کافر نہیں لیکن مستحق ملعنت ہے خلافت شیخین کا منکر بقول صحیح کافر ہے رافضیوں کا یہ قول کہ دنیا میں اموات رجعت کرینگے یا جبرئیل علیہ السلام نے
غلطی کی کہ علی مرتضی کو چھوڑ کر محمد علیہ الصلوۃ والسلام کو وحی پہنچائی یہ سب اقوال کفر ہے یہ لوگ دین اسلام سے خارج ہیں اور مرتدین میں داخل ہیں حدیث متواتر
کا منکر کافر ہے اور حدیث مشہور کا منکر بقول صحیح کافر نہیں اور اسی طرح خبر واحد کا منکر کافر نہیں بلکہ گنہگار ہے بسبب ترک قبول کے استخفاف علما کا اور
انکو عیب لگانا کفر ہے جو شخص قرآن کو مخلوق کہے یا قرآن میں سے کسی آیت کا منکر ہو یا استہزا اور بے ادبی کسی آیت سے کرے وہ کافر ہے جو قرآن
کو دف وغیرہ کی گت پر پڑھے وہ کافر ہے ایک شخص نے کہا دوسرے سے کہ نماز پڑھا کہ تجھے ثواب ہووے اس نے جواب دیا کہ اسکو ان سر پر اٹھاوے یا بولا کہ ہمارے واسطے لوگ نماز
پڑھتے ہیں یا بولا کہ تو نے نماز پڑھکے کیا کیا یا یوں بولا کہ نماز پڑھنا نہ پڑھنا برابر ہے یہ سب کفر ہے جو شخص کہے بطریق استخفاف اور فخر کہ ہم نے بہت نماز پڑھی
ہماری کوئی حاجت روا نہوئی تو وہ کافر ہے جو شخص کہے کہ نماز مجھکو سزاوار نہیں یا حلال مجھکو سزاوار نہیں یا نماز کو میں نے طاق پر رکھ دیا وہ کافر ہے جو شخص
بلا سبب عالم یا فقیہ کو گالی دے اُسپر خوف ہے کفر کا ایک جاہل نے کہا کہ جو علم سیکھتے ہیں وہ داستان سیکھتے ہیں اور یا وہ ہوا کہتے ہیں یا یوں کہا کہ یہ زرق
ہے سو وہ کافر ہے اگر فقیہ نے مسئلہ بیان کیا یا حدیث صحیح کی روایت کی دوسرے نے کہا یہ کچھ نہیں یا یوں بولا کہ یہ بات کس کام آتی ہے درم چاہیے کہ مروت
حشمت اور عزت ہو علم کسکے کام آتا ہے سو یہ قول کفر ہے جو شخص اونچے مکان پر بیٹھے بطور دل لگی کے اور اسکے ساتھ چند لوگ ہوں اور اس سے

مسائل پوچھتے ہین اور اُس سے ہنسی کرتے ہین اور اُنکو ملکیون سے مارتے ہون تو سب کافر ہونگے شرع کے ساتھ استخفاف اور بے ادبی کرنے سے اور اگر خصم اُسکا فتوی
لکھا لاوے اور وہ فتوی کو زمین پر ڈال دے تو وہ کافر ہی جو شخص حرام کو حلال اعتقاد کرے یا حلال کو حرام جانے وہ کافر ہی لیکن اگر بازاری بلا اعتقاد حلت حرام کو
حلال کہے تو اُسکا مال پاک جانے یا جہالت سے کہے تو وہ کافر نہین اور اصل یہ ہی کہ جو حرام کو حلال اعتقاد کرے سو اگر وہ حرام لغیرہ ہی جیسا غیر کا مال تو کافر نہین اور اگر
حرام لعینہ ہی سو اگر اُسکی دلیل قطعی ہی تو وہ کافر ہی اور نہین تو نہین مرتکب صغائر سے کسی نے کہا کہ توبہ کر اُسنے جواب دیا کہ مین نے کیا کیا ہی کہ توبہ کرون وہ کافر ہی
جو شخص پیالہ خمر کے پینے کے وقت یا زنا کرنے کے وقت یا قمار کھیلنے کے وقت بسم اللہ کہے وہ کافر ہی اذکار اور اذان سے مسخرا پن اور بے ادبی کرنا کفر ہی جو قیامت
اور جنت اور نار اور میزان اور صراط اور نامۂ اعمال اور بعد موت کے زندہ ہونے کا منکر ہو وہ کافر ہی اور اگر بعینہ ایک مردے کے بعث کا منکر ہو وہ کافر نہین ایک
شخص نے دوسرے سے کہا کہ گناہ نہ کر کہ دوسرا جہان بھی ہی اُسنے کہا کہ اُس جہان کو کون جانتا ہی وہ کافر ہی جو کسی شخص کو کلمۂ کفر سکھا دے وہ کافر ہی اگرچہ بطریق لہو و لعب کے
سکھا دے اور اسی طرح اگر غیر کی عورت کو ارتداد کی تلقین کرے تا وہ اپنے زوج سے جدا ہو جاوے یہ بھی کفر ہی جو شخص مجوسیون کی ٹوپی اپنے سر پر رکھے وہ کافر ہی بقول صحیح مگر
بضرورت دفع گرما اور سرما کفر نہین اور اپنی کمر پر زنار باندھنے سے کافر ہوتا ہی مگر جبکہ جنگ مین بطور خدع کے یا جاسوسی کے باندھے تو کفر نہین جو مشرکین کی عید مین بطریق تعظیم
جاوے تو کافر ہوتا ہی مترجم کہتا ہی اعیاد مشرکین یعنی کفار کے میلے جیسا کہ ہولی دیوالی بسنت نوروز وغیر ذالک کافر ہوتا ہی آدمی مجوسیون کے نوروز مین جانے سے اُنکے
افعال کی موافقت کے سبب سے اُسدن مین اور اُس چیز کے خرید کرنے سے نوروز مین جسکو قبل اسکے نہ خرید کرتا تھا تعظیم نوروز کے واسطے نہ واسطے کھانے اور پینے کے اور
کافر ہوتا ہی اُسدن مشرکین کو تحفہ دینے سے اگرچہ انڈا ہی ہو بطریق اُسکی تعظیم کے اور کافر ہوتا ہی تحسین کر کفار سے بالاتفاق تو اگر کہے کہ کھانے کے وقت کلام نہ کرنا یا
حالت حیض مین عورت کو پاس نہ رکھنا بہتر فعل ہی مجوسیون کا تو وہ کافر ہی شیخ ابو منصور ماتریدی نے کہا کہ جو ہمارے زمانے کے سلطان کو عادل کہے وہ کافر ہی اور بعضون
نے کہا کہ کافر نہین خطیبون کا القاب سلاطین مین یون کہنا عادل اعظم شہنشاہ اعظم مالک رقاب الامم سلطان ارض اللہ مالک بلاد اللہ علی الاطلاق جائز نہین
اسواسطے کہ بعضے الفاظ کفر ہین اور بعض معصیت اور کذب ہین اور شہنشاہ خصائص اسمائے الٰہیہ سے بلا وصف اعظم ہی عورات مسلمین اطفال کے چیچک نکلنے کے وقت
جو بھوانی کو پوجتی ہین اور اُس سے شفا چاہتی ہین کافر ہو جاتی ہین نکاح اُنکا ٹوٹ جاتا ہی اور اگر اُنکے شوہر بھی اس فعل سے راضی ہون تو وہ بھی کافر ہو جاتے ہین جو شخص
کہے کہ اس زمانے مین بدون خیانت اور دروغگوئی کے میرا گذارا نہین ہوتا یا یون کہے کہ جبتک خرید فروخت مین تو جھوٹ نہ بولے گا روٹی کھانے کو نہ پاوے گا
اس کلام سے کافر ہو جاتا ہی جسنے کافر ہونے کا عزم کیا اگرچہ سو برس کے بعد تو وہ فی الحال کافر ہو گیا جسنے اپنی زبان سے کلمۂ کفر بخوشی کہا بغیر جبر کے اور اُسکا دل
ایمان پر ہی وہ کافر ہی اور خدا کے نزدیک مومن نہین جس قول باطل کے کفر ہونے مین علما کا اختلاف ہو تو اُسکے قائل کو تجدید نکاح اور توبہ کا امر کیا جاوے بطریق
احتیاط کے اور اگر از راہ خطا وہ قول یا فعل صادر ہوا ہو تو تجدید نکاح اور رجوع کی حاجت نہین کذا فی العالمگیریۃ واللہ تعالی اعلم وشرائط صحتہا العقل
والصحو والطوع فلا تصح ردۃ مجنون ومعتوہ وموسوس وصبی لا یعقل وسکران ومکرہ علیہا واما البلوغ والذکورۃ فلیسا بشرط بدائع اور صحت ارتداد کی شرطین
عقل اور ہوشیاری اور خود مختاری ہی تو صحیح نہین مرتد ہونا مجنون اور بیہوش اور وسواسی اور طفل ناقص اور مست کا اور بسبب جبر اور زبردستی ہوئی مرتد ہونے
کے واسطے اور بالغ ہونا اور مرد ہونا ارتداد کی شرط نہین کذا فی البدائع وفی الاشباہ لا تصح ردۃ السکران الا الردۃ بسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانہ یقتل ولا یعفی
اور اشباہ مین ہی کہ صحیح نہین مرتد ہونا مست کا مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بدگوئی کا ارتداد صحیح ہی اسواسطے کہ وہ قتل کیا جائیگا اور اُسکا قصور معاف نہوگا
ھم بحر الرائق مین قید لگائی ہی کہ اُسکا سکر حرام چیز سے ہو اور اُسنے اپنی خوشی بلا جبر اُسکو استعمال کیا ہو ورنہ وہ مجنون کے مانند ہی من ارتد عرض الحاکم علیہ الاسلام
استحبابا علی المذہب لبلوغہ الدعوۃ جو شخص مرتد ہو جاوے حاکم اُسپر اسلام عرض کرے یعنی اُس سے اسلام قبول کرا دے بطریق استحباب کے بنا بر صحیح مذہب کے
اسواسطے کہ اُسکو دعوت اسلام کی پہونچ گئی یعنی جسکو دعوت پہونچ گئی اُسپر عرض اسلام واجب نہین وتکشف شبہتہ بیان لثمرۃ العرض اور اُسکا شبہہ

اور اگر پیدا ہووے جو بیان ہے عرض کرنے کا یعنی عرض اسلام کا فائدہ یہ ہے کہ اگر اسکو کوئی شبہہ پیدا ہو تو دفع کیا جاوے کیونکہ جو انکار کرتا ہے ... ویحبس ثلاثة ایام

فی محل یعنی ثلاثة ایام اور یہ قید کیا جاوے تین روز تک ... اسکو بیان کیا جاوے ... تین دن تک ... عرض کیا جاوے

ان استمهل ای طلب المهلة والا قتله من ساعته ... الا اذا رجی اسلامہ ... جو بیچ ... مہلت پاوے اور اگر مہلت نہ مانگے تو فی الفور

قتل کر دیوے یعنی بعد عرض اسلام اور کشف شبہہ کے اسی وقت قتل میں جلدی کرے جبکہ اسکا مسلمان ہونا متوقع نہ ہو کذا فی البدائع وکذا لو ارتد

ثانیا یضرب و فی الثالثة یحبس ایضا حتی یظهر علیه التوبة فان عاد فکذلک تاتارخانیة قلت لکن نقل فی الدرر عن الخلاصة ... فی المبسوط للسرخسی ... فی الثالثة

دو نوبت تنبیہ اور یہی طرح مہلت دیجاویگی اگر دوسری بار مرتد ہو گا لیکن تیسری بار ... بعد توبہ کے ... اور چوتھی بار کے ارتداد میں ضرب کے ساتھ حبس بھی کیا جاویگا

یہاں تک کہ اثر توبہ کے ظاہر ہوں پھر اگر چوتھی بار ارتداد کی طرف عود کریگا تو یہی حکم کریگا یعنی بعد توبہ ... اثر اسلام مفید ہو گا کذا فی المنح عن

التاتارخانیة شارح کہتا ہے لیکن درر میں ... دو خانیہ سے ابو عبد اللہ بلخی کی طرف نسبت کر کے وہ مضمون نقل کیا ہے جو مفید ہے کہ مرتد کو قتل کیا جاوے قبول

توبہ سوا ... فتح القدیر میں تاتارخانیہ کے قول کو ظاہر الروایة قرار دیا ہے اور خانیہ کے قول کو روایت ... اور ... اختیار ... اور مختصر ... میں ...

کہ چوتھی بار کے ارتداد میں امام اسکو مہلت دے اگر وہ مہلت مانگے اگر فی الحال اسلام قبول کرے تو بہتر ہے ورنہ اسکو قتل کرے کذا فی حاشیة الطحطاوی فان اسلم

فیها والا قتل لحدیث من بدل دینه فاقتلوه سو بعد مہلت مذکورہ کے اگر وہ اسلام قبول کرے تو کیا خوب ہے ورنہ امام اسکو قتل کرے بدلیل اس حدیث کے کہ جو

دین کو یعنی اسلام بدل ڈالے تو اسکو قتل کرو رواه احمد والبخاری کذا فی المنح واسلامه ان یتبرأ عن الادیان سوی الاسلام او عما انتقل الیه بعد

نطقه بالشهادتین وتمامه فی البحر اور مسلمان ہونا مرتد کا اس طرح ہے کہ بیزار ہو جاوے سب دینوں سے سواے اسلام کے یا اس دین سے بیزار ہو جسکی طرف اسنے انتقال کیا

بعد تکلم شہادتین کے اور پورا بیان اسکا بحر الرائق میں ہے بحر الرائق میں کہا کہ مرتد کے اسلام میں بعد شہادتین سواے اسلام کے اور دینوں سے بیزار ہونا دار الاسلام

میں شرط ہے اور اگر دار الحرب میں مسلم مرتد کو مارے ... اور وہ کہے محمد رسول اللہ یا کہے کہ میں اسلام میں داخل ہوا یا دین محمدی میں آیا تو یہ دلیل ہے اسکے اسلام کی

ولو اتی بها علی وجه العادة لم ینفعه ما لم یتبرأ بزازیة اور اگر مرتد کلمہ شہادت کو بطور عادت کے تو اسکو نافع نہیں جبتک سواے اسلام کے اور دینوں سے

تبرا کرے کذا فی البزازیة وکره تنزیها لما قتله قبل العرض بلا ضمان لان الکفر مبیح للدم اور بدلیل گذشتہ مکروہ تنزیہی ہے اسکا مارنا قبل عرض کرنے اسلام

کے بدون ضمان کے اسواسطے کہ کفر مباح کرنے والا ہے اسکے خون کا بعد دلیل گذشتہ یہ ہے کہ عرض اسلام بقول صحیح مستحب ہے اور ترک مستحب مکروہ تنزیہی ہے فتح ... فی

فتح القدیر میں کہا کہ قاتل قبل العرض پر اگرچہ ضمان نہیں لیکن تعزیر ہے اور اسی طرح قاتل عضو پر قید باسلام المرتد لان الکفار اصناف خمسة من ینکر الصانع کالدهریة

ومن ینکر الوحدانیة کالثنویة ومن یقر بها لکن ینکر بعثة الرسل کالفلاسفة ومن ینکر الکل ومن یقر بالکل لکن ینکر عموم رسالة المصطفی صلی الله علیه وسلم کالعیسویة

فیکتفی من الاولین بقول لا اله الا الله وفی الثالث بقول محمد رسول الله وفی الرابع بهما وفی الخامس بهما مع التبری عن کل دین یخالف دین الاسلام

بدائع وتمامه فی الدرر اور مصنف نے اسلام مرتد کو مقید بقید مذکور اسواسطے کیا کہ سب کافر پانچ قسم پر ہیں بعضے خالق کے منکر ہیں چنانچہ زندقہ

دہریہ اور بعضے وحدانیت کے منکر ہیں چنانچہ مجوسی کہ دو خالق کے قائل ہیں یعنی یزدان و اہرمن کے اور بعضے کا خالق اور اسکی وحدانیت کے

مقر ہیں لیکن رسالت انبیا کے منکر ہیں جیسے حکما و فلاسفہ اور بعضے خالق اور وحدانیت اور رسالت سب کے منکر ہیں چنانچہ بت پرست اور بعضے سب

کا اقرار کرتے ہیں لیکن عموم رسالت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں چنانچہ فرقہ عیسویہ تو اکتفا کرے امام اولین یعنی دہریہ اور مجوسیوں سے

لا الہ الا اللہ کہنے پر اور ثالث یعنی حکما و فلاسفہ سے محمد رسول اللہ کے کہنے پر اور رابع یعنی بت پرستوں سے دونوں سے ایک پر یعنی کلمۂ توحید یا اقرار رسالت پر

اور خامس یعنی عیسویہ سے دونوں قول پر یعنی شہادتین پر کفایت کرے ساتھ تبرا کرنے کے ہر دین سے جو مخالف ہے دین اسلام کے کذا فی البدائع وتمامه

کراہیۃ الدرر ہم فلاسفہ سے یہاں سبب علماء یونانیین مراد نہیں ہیں بلکہ بعضے مراد ہیں اسواسطے کہ جمہور فلاسفہ رسالت انبیاء کے قائل ہیں اور علیسویہ سے نصاریٰ مراد
نہیں بلکہ ایک قوم ہے یہود کی جو عیسیٰ اصفہانی یہودی کی طرف منسوب ہے شارح مسایرہ کا قول بدائع اور درر کے مخالف ہے یعنی مجوسیوں میں ادا ے شہادتین ضروری اور
اور ظاہر اور یہی مجوسیوں کے مانند ہیں انکار توحید اور رسالت میں ہذا فی حاشیۃ الحلبی وینبغی ان یستفسر من جہل حالہ بل جہم فی الدرر اشتراط التبری فی کل یہودی
ونصرانی ومثلہ فی فتاوی المصنف وابن نجیم وغیرہما وفی رہن فتاوی قاری الہدایۃ کذا افتی علماؤنا والذی افتی بہ وصحتہ بالشہادتین بلا تبری لان التلفظ
بہا صار علامۃ علی الاسلام فیقتل ان رجع الا ان یعید اور اسوقت میں یعنی جب معلوم ہوا کہ کفار پانچ قسم پر ہیں اور انکے اسلام میں حکم مختلف ہے تو استفسار کرنا چاہیے
جسکا حال معلوم نہو کہ اقسام خمسہ میں سے کس دین پر ہے اور مقید داخل ہوا بلکہ عام کہا ہے درر میں شرط ہونے تبرا کو ہر یہودی اور نصرانی میں اور اسی کے مانند ہے
مصنف اور ابن نجیم وغیرہما کے فتاووں میں اور فتاوی قاری ہدایہ کی کتاب الرہن میں ہے ایسا ہی فتوی دیا ہے ہمارے علماء نے اور جو میں فتوی دیتا ہوں
وہ صحت اسلام ہے شہادتین سے بلا شرط تبرا ہو اسواسطے کہ شہادتین کا بولنا اسلام کی علامت ہو گئی ہے تو قتل کیا جائیگا اگر پھر جاے درصورت عدم الاعادہ اسلام مہم(؟)
میں بالفعل اکتفا بالشہادتین معمول ہے کذا فی الدرر المنتقی واعلم انہ لایفتی بتکفیر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ خلاف ولو کان ذلک
روایۃ ضعیفۃ کما حررہ فی البحر وعزاہ فی الاشباہ الی الصغری اور اسکو معلوم کر کہ فتوی نہ دیا جاے اس مسلمان کی تکفیر پر جسکے کلام کا محمول کرنا اچھے محل پر ممکن ہو یا اسکے
کفر میں علماء کا اختلاف ہو اگرچہ یہ خلاف ضعیف روایت سے ہو چنانچہ بحرالرائق میں اسکو خوب منقح کر کے لکھا ہے اور اشباہ میں عدم تکفیر درصورت اختلاف کو فتاوی
صغری کی طرف منسوب کیا ہے مفتی ابوالسعود نے حاشیہ اشباہ میں تصریح کی ہے کہ عدم تکفیر میں روایت ضعیف بھی کافی ہے اگرچہ وہ روایت ہمارے غیر مذہب
کی ہو وفی الدرر وغیرہا اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب الکفر وواحد یمنعہ فعلی المفتی المیل لما یمنعہ ثم لو نیتہ ذلک فمسلم والا لم ینفعہ حمل المفتی علی خلافہ اور درر وغیرہ
میں ہے جبکہ ایک صورت میں چند وجوہ ہوں موجب کفر کے اور ایک وجہ مانع کفر ہو تو مفتی پر لازم ہے میل کرنا اس وجہ کی طرف جو مانع کفر ہے پھر اگر اس شخص کی
نیت میں وہی وجہ ہے جو مانع کفر ہے تو وہ شخص مسلمان ہے اور اگر اسکی نیت میں وہ وجہ نہیں ہے تو فائدہ نہ کریگا محمول کرنا مفتی کا اسکے خلاف پر وینبغی التعوذ بہذا
الدعاء صباحا ومساء فانہ سبب العصمۃ من الکفر بوعد الصادق الامین صلی اللہ علیہ وسلم اللہم انی اعوذ بک من ان اشرک بک شیئا وانا اعلم واستغفرک لما لا اعلم
انک انت علام الغیوب اور مسلمان کو لائق ہے پناہ مانگنا بواسطے اس دعا کے صبح اور شام اسواسطے کہ وہ سبب ہے کفر سے محفوظ رہنے کا بموجب وعدہ رسول
صادق امانت دار کے علیہ الصلوۃ والسلام وہ دعا اللہم سے آخر تک ہے یعنی خداوندا میں پناہ مانگتا ہوں بواسطے تیرے اس سے کہ کسی چیز کو میں تیرا شریک
ٹھہراؤں جان بوجھکر اور تیری مغفرت چاہتا ہوں اس گناہ کیواسطے جسکو میں نہیں جانتا بلاشک تو علام الغیوب ہے وتوبۃ الیاس مقبولۃ دون ایمان الیاس
درر اور توبہ کرنا گناہوں سے اسوقت جب زندگی کی امید نرہے مقبول ہے نہ ایمان لانا اسوقت کا کذا فی الدرر طحطاوی نے کہا مقبولیت توبۂ یاس متفق علیہ
نہیں بلکہ بعضے علماء نے عدم قبول کی تصحیح کی ہے واللہ تعالی اعلم وفیہا ایضا شہد نصرانیان علی نصرانی انہ اسلم وہو منکر لم تقبل شہادتہما وکذا لو شہد رجل و
امرأتان من المسلمین وفی النوازل تقبل شہادۃ رجل وامرأتین علی الاسلام وشہادۃ نصرانیین علی نصرانی بانہ اسلم انتہی اور یہ بھی درر میں ہے کہ گواہی دی دو
نصرانیوں نے ایک نصرانی پر کہ وہ مسلمان ہو گیا اور حالانکہ وہ منکر ہے تو انکی گواہی مقبول نہوگی اور اسی طرح اگر گواہی دی ایک مرد اور دو عورتوں نے منجملہ مسلمین کے
اور نوازل میں ہے کہ مقبول ہے ایک مرد اور دو عورتوں کی اسلام لانے پر اور مقبول ہے گواہی دو نصرانیوں کی ایک نصرانی پر اسکی کہ وہ مسلمان ہو گیا انتہی وکل مسلم ارتد
فتوبتہ مقبولۃ الا جماعۃ من تکررت ردتہ علی ما مر اور جو مسلمان کہ مرتد ہو گیا تو اسکی توبہ مقبول ہے مگر چند مرتدین کی توبہ مقبول نہیں انمیں سے ایک وہ ہے جسکا ارتداد
چند بار واقع ہوا بنابر گذشتہ ہم یہ قول غیر معتمد ہے اور حق یہ ہے کہ اسکی توبہ مقبول ہے چنانچہ تاتارخانیہ سے مذکور ہو چکا والکافر بسب نبی من الانبیاء فانہ
یقتل حدا ولا تقبل توبتہ مطلقا ولو سب اللہ تعالی قبلت لانہ حق اللہ تعالی والاول حق العبد لایزول بالتوبۃ اور توبہ مقبول نہیں اس

مرتد کی جو کہ وہ عیب سے گالی دینے کسی نبی کو انبیا میں سے اسواسطے کہ وہ قتل کیا جاتا ہے بنا بر حد کے اور اسکی توبہ مقبول نہوگی یعنی خواہ خود توبہ کرے یا پکڑا جاوے
اسکی توبہ پکڑا جانے کے بعد ثابت ہوئی ہو کذا فی البحر اور اگر حق تعالیٰ کو گالی دے تو توبہ مقبول ہے اسواسطے کہ وہ حق اللہ ہے اور نبی کی گالی حق العبد ہے جو توبہ کرنے
سے زائل نہیں ہوتا ہے جیسا کہ اسکی توبہ مقبول نہیں یعنی قتل نہیں معاف ہوتا کذا فی الفتح بحر الرائق میں کہا اس تقریر سے معلوم ہوا کہ حنفیہ کے نزدیک اسکی توبہ مقبول نہیں
جیسا کہ فقہا نے اسکی تصریح کی ہے ومن شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر کذا فی البحر نقلا عن البزازیہ اور اسکی توبہ مقبول نہیں جو نبی کے گالی دینے والے کے
عذاب اور کفر میں شک کرے اور یہ بیان اسکا درمختار میں توبہ کی فصل میں ہے بزازیہ سے نقل کر کے کہ بزازیہ میں ہے کہ ابن سحنون مالکی نے کہا کہ اہل اسلام کا اجماع
ہے کہ نبی کا گالی دینے والا کافر ہے اور حکم اسکا قتل ہے اور جو شک کرے اسکے عذاب اور کفر میں وہ کافر ہو گیا وکذا لو ابغضہ بالقلب فتح واشباہ اور اسی طرح وہ مرتد ہے
جو نبی کے ساتھ بغض رکھے دل سے کذا فی الفتح والاشباہ وفی فتاوی المصنف ویجب الحاق الاستہزاء والاستخفاف بہ لتعلق حقہ ایضا اور مصنف کے فتاوے میں
ہے اور واجب ہے الحاق استہزاء اور استخفاف کا ساتھ گالی کے یعنے جو نبی علیہ السلام سے تمسخر کرے وہ بھی مرتد غیر مقبول التوبہ ہے اسواسطے کہ نبی کا حق اس سے بھی متعلق
ہو گیا وفیما سئل عمن قال لشریف لعن اللہ والدیک والدی الذین خلفوک فاجاب بجمع المضاف لیعم مالم یتحقق عہد خلافا لابی ہاشم وامام الحرمین کما فی جمع الجوامع
حینئذ فیعم حضرۃ الرسالۃ فینبغی القول بکفرہ واذا کفر بسببہ لاتوبۃ لہ علی ما ذکرہ البزازی واقرہ الشارحون نعم لو لوحظ قول ابی ہاشم وامام الحرمین باحتمال
العہد فلا کفر وہو اللائق بمذہبنا التصریح بالمیل الی عدم التکفیر اور آمین یعنے فتاوی مصنف میں سوال واقع ہوا اسکے حق میں جسنے سید فاطمی سے کہا کہ لعنت کرے
اللہ تیرے باپوں کو اور ان باپوں کو جو تجھکو اپنے پیچھے چھوڑ گئے تو جواب دیا کہ جمع مضاف عام ہو جاتی ہے تاوقتیکہ عہد نہ ثابت ہو بخلاف ابی ہاشم اور
امام الحرمین کے مذہب کے کذا فی جمع الجوامع اور اسوقت میں تو یہ کلام حضرت صاحب رسالت کو شامل ہو جاویگا تو اسکے کفر کا قائل ہونا لائق ہے اور جب وہ
کافر ہوا صاحب رسالت کے گالی دینے سے تو اسکے واسطے توبہ نہیں بنا بر اسکے جسکو بزازی نے ذکر کیا ہے اور شارحین متون نے اسپر اتفاق کیا ہے ہاں اگر ابی ہاشم
اور امام الحرمین کا قول ملاحظہ کیا جاوے بسبب محتمل عہد کے تو کفر اسکا ثابت نہیں اور یہی عدم تکفیر ہمارے مذہب کے لائق ہے بسبب تصریح کرنے ہمارے
اہل مذہب کے اس جہت کی طرف مائل ہونے پر جو مانع تکفیر ہے ہم وجہ مانع کفر اس سوال میں ابی ہاشم اور امام الحرمین کا قول ہے کہ جمع مضاف عام نہیں ہوتی
اور احتمال عہد یہاں یہ ہے کہ والدین اقربین معہود ہیں تو صاحب رسالت کا شمول ثابت نہوا وفیما من نقص مقام الرسالۃ بقولہ بان سبہ صلی اللہ علیہ
وسلم او بفعلہ بان ابغضہ بقلبہ قتل حدا کما مر التصریح بہ لکن صرح فی آخر الشفاء بان حکمہ حکم المرتد ومفادہ قبول التوبۃ کما لایخفی اور فتاوی مصنف میں ہے کہ جو
گھٹاوے مرتبہ صاحب رسالت کو اپنے قول سے اس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا اپنے فعل سے اسطرح کہ اس محبوب رب العالمین سے
بغض رکھے اپنے دل میں تو قتل کیا جاوے بنا بر حد کے چنانچہ اسکی تصریح گذر گئی لیکن قاضی عیاض مالکی نے آخر شفا میں تصریح کی ہے کہ حکم اسکا مانند حکم
مرتد کے ہے تو مستفاد ہوا اس سے کہ توبہ اسکی مقبول ہے جیسا کہ مخفی نہیں زاد المصنف فی شرحہ وقد سمعت من مفتی الحنفیۃ بمصر شیخ الاسلام ابن
عبد العال ان الکمال وغیرہ تبعوا البزازیۃ والبزازی تبع صاحب السیف المسلول ولم یعزہ لاحد من علماء الحنفیۃ وقد صرح فی النتف ومعین الحکام وشرح الطحاوی
وحاوی الزاہدی وغیرہا بان حکمہ کالمرتد ولفظ النتف من سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانہ مرتد وحکمہ حکم المرتد ویفعل بہ ما یفعل بالمرتد انتہی وہو ظاہر فی قبول توبتہ
کما مر عن الشفاء فلیحفظ اور یہ بڑھایا ہے مصنف نے اپنی شرح منح الغفار میں اور میں نے سنا مفتی حنفیہ سے شہر مصر میں یعنی شیخ الاسلام ابن عبد العال سے کہ
کمال الدین صاحب فتح القدیر وغیرہ عدم قبول توبہ میں بزازی کے تابع ہیں اور بزازی سبکی کا تابع ہے جو مصنف ہے سیف مسلول کا اور بزازی نے اس
قول کو سبکی کیطرف منسوب کیا اور اسکو منجملہ علماء حنفیہ کے کسی عالم کیطرف نسبت نہیں کیا اور بتحقیق تصریح کی ہے نتف اور معین الحکام اور شرح طحاوی اور حاوی زاہدی
وغیرہا میں اسکی کہ حکم اسکا مانند مرتد کے ہے اور نتف کی عبارت کا یہ مطلب ہے کہ جسنے گالی دی اور بدگوئی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سو وہ مرتد ہے اور حکم اسکا

مانند حکم مرتد کے ہی اور اسکے ساتھ وہ کیا جاے جو مرتد کے ساتھ کیا جاتا ہی انتہی یعنی اصرار مین قتل ہی اور توبہ مین نہین اور یہ ظاہر ہی اسکی توبہ قبول ہونے مین چنانچہ شفا سے مذکور ہو چکا انتہی تو اسکو یاد رکھنا چاہیے حرخلاصہ یہ ہی کہ شاتم مصطفوی کی عدم قبول توبہ کی سند سبکی کیطرف منتہی ہی جو سیف مسلول کا مصنف ہی اور حالانکہ سبکی حنفی المذہب نہین جو اسکا قول حنفیون کیواسطے حجت ہو علی الخصوص کہ علماء حنفیہ کی تصریحات اسکے مخالف موجود ہین واللہ اعلم قلت وظاہر الشفاء

ان قولہ یا ابن الف خنزیر او یا ابن مائۃ کلب ان قولہ لہاشمی لعن اللہ بنی ہاشم کذلک وان شتم الملائکۃ کالانبیاء فلیحرر مین کہتا ہون اور ظاہر شفا اسپر دلالت کرتا ہی کہ یون کہنا کہ ای بیٹے ہزار سورون کے یا ای فرزند سو کتون کے اور یون کہنا ہاشمی سے کہ لعن کرے خدا بنی ہاشم پر اسیطرح کفر ہی اور البتہ شتم ملائکہ انبیا کے شتم کے مانند ہی تو اسکی تحقیق اور تحریر کرنا چاہیے یعنی کتب حنفیہ مین تلاش کرنا چاہیے کہ اسکا کیا حکم ہی اسواسطے کہ قاضی عیاض صاحب شفا مالکی المذہب ہی اسکا قول حنفیون کیواسطے حجت

نہین ومن حوادث الفتوی ما لو حکم حنفی بکفرہ بسبب نبی ہل للشافعی ان یحکم بقبول توبتہ الظاہر نعم لانہا حادثۃ اخری وان حکم بموجبہ نہ او حوادث فتوی سے یہ ہی کہ اگر حنفی المذہب نے بسبب شتم نبی کے شاتم کے کفر کا حکم دیا تو کیا شافعی المذہب کو جائز ہی کہ اسکی قبول توبہ کا حکم کرے ظاہر جواب یہ ہی کہ ہان جائز ہی اسواسطے کہ دوسرا حادثہ ہی مغایر حادثہ تکفیر کے اگرچہ شافعی المذہب نے بموجب کفر حکم بھی کر دیا ہو کذا فی النہر یعنی اسواسطے کہ موجبات کفر اور ارتداد کے متعدد ہین چنانچہ زوجہ کا جدا ہو جانا اور عمل کا حبط ہونا تو موجب متعین نہ رہا عدم قبول توبہ مین طحطاوی نے کہا کہ یہ سوال اور جواب بزازی وغیرہ کے قول پر مبنی ہی حالانکہ اہل مذہب قبول توبہ کے قائل ہین تو اسکا

ذکر بلا وجہ ہی قلت ثم رایت فی معروضات المفتی ابی السعود سوالا ملخصہ ان طالب علم ذکر عندہ حدیث نبوی فقال کل احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم صدق یعمل بہا فاجاب

بانہ یکفر اولا بسبب استفہامہ الانکاری وثانیا بالحاقہ الشین بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم ففی کفرہ الاول عن اعتقاد یؤمر بتجدید الایمان فلا یقتل والثانی یکفیا لزندقۃ فبعد اخذہ

لا تقبل توبتہ اتفاقا فیقتل وقبلہ اختلف فی قبول توبتہ فعند ابی حنیفۃ تقبل فلا یقتل وعند باقی الائمۃ لا تقبل ویقتل حدا فلذلک ورد امر سلطانی فی سنۃ

اربع واربعین وتسع مائۃ لقضاۃ الممالک المحمیۃ برعایۃ رای الجانبین بانہ ان ظہر صلاحہ وحسن توبتہ واسلامہ لا یقتل ویکتفی بتعزیرہ وحبسہ عملا بقول الامام الاعظم

وان لم یکن من اناس یفہم خیرہم یقتل عملا بقول بقیۃ الائمۃ ثم فی سنۃ ۹۵۵ تقرر ہذا الامر آخر فینظر القائل من ای الفریقین ہو فیعمل بمقتضاہ انتہی فلیحفظ و

لیکن التوفیق شارح کہتا ہی پھر مین نے دیکھا مفتی ابوسعود کے معروضات مین ایک سوال جسکا خلاصہ یہ ہی کہ ایک طالب علم کے نزدیک حدیث نبوی مذکور ہوئی سو اسنے کہا کیا سب احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی ہین جنپر عمل کیا جاے تو مفتی ممدوح نے یہ جواب دیا کہ وہ کافر ہو گیا اول بار اپنے استفہام انکاری کے سبب سے اور دوسرے بار کافر ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب لگانے سے سو اسکے پہلے کفر اعتقادی مین امر کیا جاے تجدید ایمان کا تو قتل نہ کیا جاے اور کفر ثانی اسکا مقید زندقہ ہی سو بعد گرفتار ہونے کے اسکی توبہ مقبول نہین بالاتفاق تو قتل کیا جاے اور قبل اسکی گرفتاری کے اختلاف ہی اسکی توبہ قبول ہونے مین سو امام ابوحنیفہ کے نزدیک توبہ مقبول ہی تو وہ مقتول نہوگا اور باقی تینون اماموں کے نزدیک توبہ مقبول نہین اور مقتول ہوگا بنا برحد کے سو اسی اختلاف کے سبب سے حکم سلطانی وارد ہوا ہی یعنی سلطان روم کا حکم سنہ ۹۴۴ مین ممالک محروسہ کے قاضیون کو ساتھ مراعات کرنے رائے جانبین کے اسطرح پر کہ اگر ظاہر ہو سرتارکی صلاحیت اور خوبی اسکی توبہ اور اسلام کی تو وہ مقتول نہو اور کفایت کیجاے اسکی تعزیر اور حبس پر امام اعظم کے قول پر عمل کرنے سے اور اگر وہ شخص ان لوگون سے نہو جنکی خیر اور نیکوکاری دریافت ہو تو قتل کیا جاے ائمہ ثلثہ کے قول پر عمل کرنے سے پھر سنہ ۹۵۵ مین مستحکم ہو گیا یہ حکم سلطانی دوسرے حکم کے آنے سے تو قائل کو دیکھنا چاہیے کہ دو فریق مین سے وہ کس مین ہی اہل صلاح مین ہی یا اہل فسق مین پھر موافق اسکے عمل کرنا چاہیے انتہی کلام المفتی سو اسکو یاد رکھنا چاہیے اور اس حکم سلطانی سے قبول توبہ اور عدم قبول کا اختلاف بھی دفع ہو گیا ہم طحطاوی نے کہا کہ طالب علم مذکور کے کفر مین تامل ہی اسواسطے کہ اسکا کلام محل حسن پر محمول ہوتا ہی یعنی اسکے کلام کی یہ مراد ہی کہ اثبات احکام مین عمل نہین کیا جاتا مگر حدیث صحیح پر یا حسن پر اور اسمین حدیث ضعیف پر عمل نہین یا یہ مراد ہی کہ احادیث منسوخہ پر عمل نہین اور جو حدیث کہ اس طالب علم نے سنی یا ضعیف ہی جس سے حکم شرعی ثابت نہین ہوتا یا منسوخ تو اس قصد سے یا اسی احتمال سے اسپر کفر کا حکم نہین ہو سکتا اور محل استفہام اسکے قول یعمل بہا پر ہی نہ صدق پر تو اس احتمال سے لحاق شین بھی نہوا اور برتقدیر تسلیم ارتداد زندقہ اسکا ثابت نہین ہوتا واللہ اعلم

ہونا اگر وہ سب ایسا نہیں ہے اور سب اصحاب النبی [illegible] سب شیخین یا جس نے انکو برا کہا [illegible] توبہ [illegible] اور [illegible]
[illegible] المصنف [illegible] بالقول بعدم قبولہا توبۃ من سب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کما فی النہر [illegible]
[illegible] انتہی قالت ولکنہا [illegible] الفرق والسبب [illegible] شیخین [illegible]
[illegible] ایک کی دشنام [illegible] البحر الرائق میں جو ہر [illegible] شیعہ کی طرف نسبت [illegible]
[illegible] اسکی مقبول نہیں اور اسی قول کو ابو نصر دبوسی اور فقیہ ابو اللیث سمرقندی نے لیا ہے اور [illegible]
[illegible] اشباہ وہبانیہ اور [illegible] مصنف نے اپنی شرح میں یوں کہا کہ یعنی شاتم شیخین کے کفر اور عدم قبول توبہ کی [illegible]
مصطفوی کے قول کو اور عدم قبول توبہ بھی جانب سے [illegible] اشباہ و قنیہ میں لاحق ہے بر عایت جناب مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم انتہی تو اما مصنف [illegible]
اور اسکا وجود ہی نہیں اصل جوہرہ میں وہ عبارت تو جوہرہ کے بعضے نسخے کے حاشیہ پر پائی گئی تھی سو اصل کے ساتھ مل گئی [illegible] اس عبارت [illegible]
[illegible] انتہی فی النہر شارح کہتا ہے اور کفایت کرتا ہے [illegible] کہ گیا یعنی قبول توبہ اور عدم قبول شاتم [illegible] حکم [illegible]
[illegible] شیخین کے تبرا کرنے والے اور طاعن کا کفر بر روایت خلاصہ اور بزازیہ اور وہبانیہ بلا شبہ ثابت ہے کذا فی الفتح لیکن [illegible] عدم قبول توبہ [illegible]
بحر الرائق نے جو ہرہ سے اسکو نقل کیا ہے سو اسکا حال معلوم ہو چکا کہ اصل کتاب کی وہ عبارت نہیں کسی نے حاشیہ کی عبارت کو اس میں داخل کر دیا اور یہ جو مصنف نے عدم قبول توبہ
کی تقویت کی ہے اور اسکو قابل اعتماد کے کہا ہے بر عایت جناب مصطفوی سو لائق اعتماد کے نہیں عدم قبول توبہ بلکہ صریح سب کے مخالف ہے چنانچہ [illegible]
اعتماد کے میں ترجیح مصنف کی اسواسطے کہ در باب ترجیح میں نہیں ورد رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام [illegible] در رحیم ہے تو اس دریا کرم سے [illegible]
سید حموی نے حاشیہ اشباہ میں کہا کہ عمر بن نجیم صاحب نہر سے حکایت ہے کہ انکے بھائی صاحب بحر نے عدم قبول توبہ کا فتوی [illegible] روایت مطلب [illegible]
میں کہتا ہوں اگر جوہرہ کے سب نسخوں میں روایت مذکورہ ہوتی تو بھی حجت نہ تھی اسواسطے کہ ہم سابق ذکر کر چکے ہیں کہ ہمارے مذہب میں [illegible] مقبول [illegible]
[illegible] اور جب یہ ہوا تو سب شیخین کی عدم قبول توبہ بلا دلیل ہے بلکہ میری [illegible] میں کسی امام سے یہ قول ثابت نہیں انتہی کذا فی حاشیہ شامی [illegible]

ان من قال عن فصوص الحکم للشیخ محی الدین بن العربی انہ خارج عن الشریعۃ وقد صنفہ للاضلال ومن طالعہ ملحد ماذا یلزمہ اجاب نعم فیہ کلمات تباین الشریعۃ وتکلف بعض المتصلفین
لارجاعہا الی الشریعۃ لکنا تیقنا ان بعض الیہود افتراہا علی الشیخ قدس اللہ سرہ فیجب الاحتیاط بترک مطالعۃ تلک الکلمات [illegible] اذ صدر امر سلطانی بالنہی فیجب الاجتناب [illegible]

کل وجہ انتہی ملخصا اور مفتی ابو السعود کے معروضات مذکور میں وہ سوال ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ جو شخص شیخ محی الدین بن عربی کی فصوص الحکم کو کہے کہ وہ شریعت سے
خارج ہے اور اسکو گمراہ کرنے کے واسطے تصنیف کیا ہے اور جو اسکا مطالعہ کرے وہ ملحد ہے کیا لازم ہے اس قائل پر مفتی ممدوح نے جواب دیا کہ ہاں اس کتاب میں بعضے کلمات
مخالف شرع ہیں اور بعضے اہل تکلف نے ان کلمات کے پھیرنے میں شریعت کی طرف [illegible] کیا ہے لیکن ہمکو یقین ثابت ہو گیا ہے کہ بعضے یہودیوں نے ان کلمات
کلمات کا شیخ قدس سرہ پر افترا کیا ہے تو واجب ہے احتیاط کرنا ان کلمات مخالف شریعت کے مطالعہ کرنے سے اور البتہ صادر ہوا ہے حکم سلطانی اسکے عدم اشتغال پر تو واجب
اجتناب ہو گیا ہر وجہ سے یعنی [illegible] شیخ محی الدین بن [illegible] عربی [illegible] مشہور
بابن العربی شیخ اکبر [illegible] میں پیدا ہوئے اور چند سو [illegible] انتقال کیا [illegible]
[illegible] دمشق میں [illegible] اکثر لوگ اس سے فیضیاب ہوئے اور بار [illegible] کتاب [illegible] فصوص الحکم [illegible]
[illegible] اور [illegible] صحبت [illegible] اوقات [illegible]

پھر نوبت کے دن اس مشغولی سے باز رہے مخلصین نے سوال کیا کہ اسکا کیا سبب ہے فرمایا کہ آج کی رات درس کا ایک مقام مشکل معلوم ہوا بار بار اسمین غور کیا اشکال زیادہ ہوتا جاتا تھا پھر عالم قدس کیطرف توجہ خالص کی تاکہ یہ مجھپر منکشف ہو تو حقیقت مجھپر کشف ہوئی سو مجھکو ثابت ہوا کہ شیخ کا کشف اس مسئلہ مین مختل ہو گیا لہذا مین اس کتاب سے باز رہا انتہی اور بعض عارفین نے شیخ اکبر کی ثنا اور صفت کے بعد کہا ہے کہ شیخ کی بعض کتب مین اکثر کلمات وحشت انگیز ظاہرۃ الاشکال ہین جسکے سبب سے اکثر لوگ بدگمان ہو گئے ہین حالانکہ محققین کاملین نے فرمایا ہے کہ ان کلمات کا جو ظاہر مطلب موہم ہے وہ مراد شیخ نہین بلکہ مراد شیخ وہ امور ہین جو متاخرین اہل طریقت کے مصطلح علیہا ہین انکی اصطلاح ٹھہر گئی ہے کہ ان امور کے معتبر الفاظ موہمہ سے کیجاتے تاکہ نا اہل کذاب ان امور کا دعویٰ نکرے کذا فی حاشیۃ الطحطاوی ہم شیخ اکبر قدس سرہ کے کمال عرفانی مین توقف کو تردد نہین لیکن کلمات وحشت انگیز مخالف شریعت حقہ انکی بعضی تصانیف مین البتہ جابجا موجود ہین یا اس سبب سے کہ عارف کتنا ہی کامل ہو خطاء کشفی سے معصوم نہین چنانچہ طبقات مناوی سے بشہادت ولی مکاشف بعضے مسائل مین اختلال کشف شیخ ثابت ہوا یا اس سبب سے کہ بنا ے کلام شیخ اصطلاح قوم پر ہے نادان اصطلاح انکو مخالف شریعت سمجھتا ہے اور واقع مین مخالف نہین یا اس سبب سے کہ معاندین یہود نے شیخ کے کلام مین گمراہی مسلمین کیواسطے کچھ کلمات مخالفہ شریعت درج کر دیے ہین چنانچہ بشہادت شیخ الاسلام مفتی ابو سعود کے معلوم ہو چکا اور عارف باللہ عبد الوہاب شعرانی بھی اسکے معترف ہین چنانچہ انکی تصانیف سے ظاہر ہے جب یہ ثابت ہوا تو ہر شخص کو مطالعہ ان کلمات کا جائز نہین علی الخصوص کم علم ناآشناے عرفان کے حق مین انکا دیکھنا سم قاتل ہے اور یہ جو بعضے جاہل متصوف کہتے ہین کہ مخالفت شریعت کی کچھ ضرر نہین شریعت عوام کیواسطے ہے اہل حقیقت کا مرتبہ اس سے بالاتر ہے یہ قول صاف جہالت اور الحاد ہے شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی نے عوارف مین فرمایا کہ کل حقیقۃ ردتہا الشریعۃ فہی زندقۃ یعنے جس حقیقت کو شریعت رد کرے وہ کفر اور زندقہ ہے طبقات عارف مناوی مین جو درکلام شیخ اکبر قدس سرہ العزیز کا منقول ہے کہ جو شخص شرائع انبیا مین سے ایک حکم کا جاہل ہو اسکے واسطے مقام معرفت صحیح نہین سو جو شخص کہ معرفت کا مدعی ہو اور شریعت محمدیہ غیر ہا میں سے ایک حکم اسپر مشکل ہو وہ کاذب ہے حق تعالیٰ ہمکو اور مسلمانون کو فہم صحیح عطا کرے اور افراط اور تفریط سے بچاوے آمین - وقد اثنی صاحب القاموس علیہ فی سوال رفع الیہ فیہ فقال اللہم انطقنا بما فیہ رضاک الذی اعتقدہ وادین اللہ

بہ انہ کان رضی اللہ عنہ شیخ الطریقۃ حالا وعلما وامام الحقیقۃ حقیقۃ ورسما ومحی رسوم المعارف فعلا واسما ۵ اذا تغلغل فکر المرء فی طرف ٭ من علمہ غرقت فیہ خواطرہ ٭ اور البتہ تعریف کی ہے صاحب قاموس نے شیخ اکبر کی اس سوال مین جو انکے پاس بھیجا گیا شیخ اکبر کے باب مین سو یون کہا ہے کہ الٰہی مجھکو گویا کر اسمین جسمین تیری رضامندی ہے جو اعتقاد کرین رکھتا ہون اور جسی اعتقاد سے کہ مین حق تعالیٰ کی عبادت کرتا ہون وہ یہ ہے کہ شیخ اکبر رضی اللہ عنہ شیخ طریقت تھا حالت اور علم کی راہ سے اور امام حقیقت تھا باعتبار حقیقت اور رسم کے یعنی اہل حقیقت کا زینت دینے والا تھا اور آثار شکستہ عارفند کا زندہ کرنے والا تھا بنا بر فعل اور اسم کے جبکہ فکر مرد کی نزدیک جاے اسکے دریاے علم کے کنارے سے تو ڈوب جائین اسمین خطرات اسکے یعنی اسکے فہم سے عاجز ہو عباب لا تکدرہ الدلا ٭ وسحاب تتقاصی عنہ الانواء کانت دعوتہ تخرق السبع

الطباق وتفرق برکاتہ فتملا الافاق وانی اصفہ وہو یقینا فوق ما وصفتہ وناطق بما کتبتہ وغالب ظنی انی ما انصفتہ ۵ وما علی اذا قلت معتقدی ٭ دع الجہول یظن الجہل عدوانا ٭ واللہ واللہ واللہ العظیم ٭ ومن اقامہ حجۃ للدین برہانا ٭ ان الذی قلت بعض من مناقبہ ٭ ما زدت الا لعلی زدت نقصانا ٭ الی ان قال ومن خواص کتبہ انہ من واظب علی مطالعتہا انشرح صدرہ لفک المعضلات وحل المشکلات وہ سیلاب عظیم ہے جسکو ڈول گدلا نہین کرتے اور بادل ہے جس سے ستارے بعید ہو جاتے ہین یعنی عجیب حجابے مین ستارون سے مراد انکے زمانے کے اہل عرفان ہین انکی دعا ساتون آسمانون کو پھاڑتی تھی یعنی مستجاب الدعوۃ تھے اور برکتین انکی منتشر تھین سو آسمان کے کنارے انسے پر تھے اور البتہ مین انکی صفت کرتا ہون اور وہ یقینا میرے بیان کرنے سے بالا ہین اور جو مین نے انکی تعریف لکھی ہے اسکا مین گویا ہون یعنی تحریر مطابق تقریر کے اور میرا گمان غالب یہ ہے کہ مین نے اسکا انصاف نہین کیا یعنے اسکا حق وصف ادا نہین کیا اور کچھ مجھپر حرج نہین جبکہ مین اپنا اعتقاد بیان کرون دور کر اس جاہل کو جو جہالت کا گمان وہم کرتا ہے سرکشی سے واللہ واللہ واللہ العظیم اور اسکی قسم ہے جسنے شیخ اکبر کو حجۃ اللہ اور برہان کر کے قائم کیا ہے کہ بیشک جو مین نے انکی تعریف کی ہے وہ قدر قلیل ہے انکے مناقب اور فضائل سے مین نے زیادہ نہین بیان کیا مگر اس خوف سے کہ شاید مین نقصان کو زیادہ کرون اسواسطے کہ مرد کامل کی ادنیٰ فضیلت کا بیان کرنا درحقیقت اسکی تنقیص ہے

[illegible] … کیا کرے جیسے کہ … معتمرات … مشکلات کی بات …

… مذہب شعرانی … تنبیہ الاغبیاء علی قطرۃ من بحر علوم الاولیاء … باب التوفیق والعبد شیخ اکبر … سنت کی …

… شعرانی نے … کتاب میں جسکا نام تنبیہ الاغبیاء علی قطرۃ من بحر العلوم الاولیاء ہو … کتا …

التوفیق … شعرانی … والکافر بسبب اعتقاد السحر لا توبۃ لہ … بسبب اعتقاد کرنے امامت …

یعنی … کی توبہ قبول نہیں … اور تصدیقات اور تاثیرات انکی طرف منسوب ہوں اور شیخ … نے کہا

کہ سحر … قال … محقق ابن ہمام نے کہا کہ ہمارے اصحاب حنفیہ نے فرمایا کہ سحر کی حقیقت اور تاثیر …

میں … سحر کی حقیقت نہیں … اسی لیے بلا خلاف اہل علم کے حرام ہے اور اسکو مباح اعتقاد کرنا کفر ہے … اصحاب

امام مالک اور احمد سے منقول ہے کہ ساحر کافر ہو جاتا ہے سحر کے سیکھنے اور کرنے سے خواہ اسکو حرام جانے یا نہ جانے اور اسکو قتل کرنا چاہیے کذا فی المنح عن الفتح اور

تبیین المحارم میں امام ابو منصور ماتریدی سے منقول ہے کہ سحر کو مطلقا کفر کہنا خطا ہے بلکہ اسکی حقیقت بحث کرنا واجب ہے سو اگر سحر میں اس چیز کا رد ہو جو ایمان کی شرط ہے

لازم ہے تو … والا کفر نہیں پھر جو سحر کہ کفر ہو اسمیں مرد مقتول ہونگے نہ عورتیں اور جو سحر کہ کفر نہیں اور اسمیں اہلاک نفس ہے تو اسمیں قطاع الطریق کا حکم ہوگا

… مقتول ہونگے … بسبب کوشش کرنے فساد فی الارض کے اور مقبول ہے توبہ ساحر کی اسواسطے کہ ساحرین فرعون جب ایمان لائے تھے تو انکا ایمان صحیح تھا اور عدم

قبول توبہ کا قول غلط ہے … اور عدم قبول توبہ کا قول احکام دنیا کے حق میں محمول ہے اور احکام آخرت کے حق میں تو بلا شبہہ توبہ مقبول ہے ایک قسم کا سحر وہ ہے جسمیں عورت کی

قربت … تفسیر ابن عادل میں وہب بن منبہ کی کتاب سے منقول ہے کہ جو شخص بیر کے سات پتے سبز لے اور انکو دو پتھروں کے درمیان کچلے پھر اسکو پانی میں گھولکر

آیۃ الکرسی پڑھ … پھر … تین … غسل کرے تو … انشاء اللہ تعالی دفع ہو جاوے کذا فی حاشیۃ الطحطاوی ولو امرأۃ فی الاصح لسعیہا فی الارض بالفساد وذکرہ الزیلعی

اگرچہ ساحرہ عورت ہو قول اصح میں بسبب اسکی سعی کرنے کے فساد فی الارض کے زیلعی نے اسکو ذکر کیا ہے مگر غیر اصح کا قول ہے کہ ساحرہ مقتول نہوگی بلکہ حبس کیجاویگی اور

مرتدہ کے … ماری جاویگی زیلعی نے … شرح میں کہا کہ … سحر کو کفر … ثم قال وکذا الکافر بسبب الزندقۃ لا توبۃ لہ وجعلہ فی الفتح

ظاہر المذہب … فی … الخانیۃ الفتوی علی انہ اذا اخذ الساحر او الزندیق المعروف الداعی قبل توبتہ ثم تاب لم تقبل توبتہ ویقتل ولو اخذ بعد … قبلت … زیلعی نے کہا اور

اسی طرح جو کافر ہو بسبب زندقہ کے اسکی توبہ مقبول نہیں اور عدم قبول توبہ کو فتح القدیر میں ظاہر المذہب قرار دیا ہے لیکن خانیہ کی کتاب الحظر میں ہے کہ فتوی اس پر ہے کہ جب ساحر

یا زندیق مشہور جو لوگوں کو زندقہ سکھاتا ہے گرفتار ہو اور قبل توبہ کرنے کے پھر اسکے بعد گرفتاری کے توبہ کی تو اسکی توبہ مقبول نہیں اور وہ مقتول ہوگا اور اگر بعد توبہ کرنے کے

گرفتار ہوا تو اسکی توبہ مقبول ہو وافاد فی السراج ان الخناق لا توبۃ لہ اور سراج وہاج میں تصریح کی ہے کہ پھانسی دینے والے کی توبہ مقبول نہیں یعنی جو گلا گھونٹ کر آدمی کو مار ڈالتا ہے

چنانچہ کتاب الجہاد سے پہلے مذکور ہو چکا وفی الشمنی الکاہن قیل کالساحر اور شمنی میں ہے کہ کاہن کو بعضوں نے ساحر کے مانند کہا ہے عدم قبول توبہ میں اور فتح القدیر میں کہا کہ

بعضوں کے نزدیک کاہن بھی ساحر ہے اور بعضوں کے نزدیک کاہن عراف کو کہتے ہیں جو اٹکل اور تخمین سے خبر دیتا ہے اور بعضوں کے نزدیک کاہن وہ ہے جسکے پاس جن … ہمارے علما نے

… نے کہا کہ اگر وہ اسکا معتقد ہو کہ شیاطین کرتے ہیں جو وہ چاہتا ہے تو وہ کافر ہے اور اگر فقط تخییل کا معتقد ہو تو کافر نہیں وفی حاشیۃ البیضاوی للاخر الداعی الی الالحاد

والاباحی کالزندیق اور ملا خسرو کے حاشیہ بیضاوی میں ہے جو الحاد کیطرف لوگوں کو بلاتا ہے اور اباحی زندیق کے مانند ہیں یعنی انکی توبہ مقبول نہیں اباحی وہ ہے جو ہر چیز کو حلال

اعتقاد کرے … کا معتقد ہو وفی الفتح المنافق الذی یبطن الکفر ویظہر الاسلام کالزندیق الذی لا یتدین بدین وکذا من علم انہ ینکر فی الباطن بعض الضروریات کحرمۃ

الخمر ویظہر اعتقاد حرمتہ … اور فتح القدیر میں ہے کہ منافق جو کفر کو چھپاتا ہے اور اسلام کو ظاہر کرتا ہے وہ زندیق کے مانند ہے جو کسی دین کو نہیں مانتا اور اسی طرح

شخص زندیق کے مانند ہے جو باطن میں بعض ضروریات دین کا منکر ہے مانند حرمت خمر کے اور ظاہر میں اسکی حرمت کا اعتقاد ظاہر کرتا ہے … بیان اسکا … فتح …

کہا کہ واجب ہے کہ عدم قبول توبہ میں منافق زندیق کے مانند ہو اسواسطے کہ زندیق کے اظہار توبہ پر اطمینان نہیں کیونکہ وہ اپنے اعتقاد عدم دین کو چھپاتا ہے اور منافق
اسکے مانند ہے اخفا میں اور اسکا حال یون معلوم ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص اسپر کسیطرح سے آگاہ ہوگیا یا اسنے اپنا عقیدہ کسی اپنے معتقد سے بیان کیا وفیہ یکفر الساحر بتعلمہ وفعلہ
اعتقد تحریمہ اولا ویقتل لکن فی حظر الخانیۃ لو استعملہ للتجربۃ والامتحان ولا یعتقدہ لا یکفر وحینئذ فالمستثنی احد عشر اور فتح القدیر مین ہے کہ کفر ہوتا ہے ساحر سحر کے سیکھنے اور کرنے
سے اسکی حرمت کا معتقد ہو یا نہو اور وہ مقتول ہوگا لیکن خانیہ کی کتاب الحظر مین ہے کہ اگر سحر کو استعمال کرے آزمایش اور امتحان کیواسطے اور اسکی اباحت کا
اعتقاد نہ رکھتا ہو تو کافر نہین ہوتا اور اسوقت مین گیارہ قسم کے مرتد مستثنے ہین یعنی ہر مرتد کی توبہ مقبول ہے سوائے گیارہ شخصون کے یعنی جسکا ارتداد مکرر ہوا
اور جسنے انبیاء علیہم السلام کو بد کہا اور جسنے صدیق یا فاروق رضی اللہ تعالے عنہما کو برا کہا اور ساحر اور زندیق اور پھانسی دینے والا اور کاہن اور ملحد اور اباحی اور منافق
اور بعضے ضروریات دینی کا منکر باطن مین اعلم ان کل مسلم ارتد فانہ یقتل ان لم یتب الا جماعۃ المرتدۃ والخنثی ومن اسلامہ تبعا والصبی اذا اسلم والمکرہ علی الاسلام
ومن ثبت اسلامہ بشہادۃ رجلین ثم رجعا اور معلوم کر کہ جو مسلمان کہ مرتد ہوگیا وہ قتل کیا جاے اگر توبہ نکرے مگر چند اشخاص مرتدین پر قتل نہین اگرچہ توبہ نکرین عورت
اور خنثی اور جسکا اسلام بالتبع ہوا اور صغیر جبکہ وہ مسلمان ہوجاے اور جو بزور مسلمان کیا گیا ہو اور جسکا اسلام دو مردون کی گواہی سے ثابت ہوا ہو پھر دونون گواہ گواہی سے
پھر گئے ہون کذا فی المنح عن الفوائد الزینیۃ اسلام بالتبع کی یہ صورت ہے کہ صغیر غیر عاقل کے والدین مسلمان ہوے پھر صغیر بالغ ہوا اور بعد بلوغ کے اقرار اسلام اس سے مسموع نہوا
تو اگر وہ مرتد ہوگا تو مقتول نہوگا اسواسطے کہ ہنوز اس سے تصدیق نہین پائی گئی کہ ارتداد کی تعریف اسپر صادق آوے کذا فی الحموی اور صغیر کافر جبکہ اسلام کے اگر مرتد ہوگا تو
مقتول نہوگا بلکہ بزور اسلام پر قائم رکھا جائیگا کذا فی الشرنبلالیۃ زاد فی الاشباہ ومن ثبت اسلامہ بشہادۃ رجل وامرأتین انتہی اشباہ مین اتنا زیادہ کہا ہے کہ جسکا اسلام ایک مرد
اور دو عورتون کی گواہی سے ثابت ہوا وہ بھی مقتول نہوگا انتہی ثم حلبی نے کہا کہ یہ نوادر کی روایت ہے ولو شہد نصرانیان علی نصرانی انہ اسلم وہو ینکر لم یقبل شہادتہما وقیل تقبل و
علی النصرانیۃ قبلت اتفاقا وتمامہ فی آخر کراہیۃ الدرر اور اگر دو نصرانیون نے ایک نصرانی پر گواہی دی کہ وہ مسلمان ہوچکا ہے اور حالانکہ وہ منکر ہے تو انکی گواہی مقبول نہوگی اور قول ضعیف
یہ ہے کہ مقبول ہوگی اور اگر نصرانیہ عورت کے اسلام کی دو نصرانیون نے گواہی دی تو بالاتفاق مقبول ہوگی اور پورا بیان اسکا درر کی کتاب الکراہیۃ کے آخر مین ہے ہر دونون مین
وجہ فرق یہ ہے کہ مرتدہ مقتول نہین ہوتی تو قبول کرنا دونون کی گواہی کا جائز ہوا بخلاف مرتد کے ولیکن نصرانیہ پر جبر کیا جائیگا قبول اسلام پر یہی قول ہے امام کا اور نوادر کی
روایت یون ہے کہ ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی اسلام پر اور نصرانیون کی گواہی نصرانی کے اسلام پر مقبول ہے کذا فی آخر کراہیۃ الدرر اور قاضیخان نے امام ہی کے قول پر اعتماد
کیا ہے کہ عورتون کی گواہی پر قتل نہین اگرچہ قبول اسلام پر جبر کیا جائیگا کذا فی الطحاوی عن نوح افندی ویلحق بالصبی من ولدتہ المرتدۃ بیننا اذا بلغ مرتدا والسکران اذا اسلم وکذا
اللقیط لان اسلامہ حکمی لا حقیقی اور عدم قتل مین ملحق صغیر سے وہ شخص ہے جسکو مرتدہ نے دار الاسلام مین جنا جبکہ وہ بالغ ہوا مرتد ہوکر اور مست جبکہ اسلام لایا اور اسیطرح سے لقیط
اسواسطے کہ مسلمان ہونا اسکا حکمی ہے نہ حقیقی وقیدہ فی الخانیۃ وغیرہا المکرہ بالحربی اما الذمی والمستامن فلا یصح اسلامہ انتہی لکن حملہ المصنف فی کتاب الاکراہ علی
جواب القیاس وفی الاستحسان یصح فلیحفظ وحینئذ فالمستثنی اربعۃ عشر اور خانیہ وغیرہ مین مکرہ علی الاسلام کو کافر حربی کی قید سے مقید کیا ہے اور کافر ذمی اور مستامن کا
اسلام زبردستی سے صحیح نہین لیکن مصنف نے کتاب الاکراہ مین عدم صحت اسلام کو جواب قیاس پر محمول کیا ہے اور استحسان مین صحیح کہا ہے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے تو مستثنی
چودہ قسم کے مرتد ہین یعنی جو مسلمان کہ مرتد ہوجاے اور توبہ نکرے وہ قتل کیا جائیگا مگر چودہ مرتد مقتول نہونگے عورت اور خنثی اور جسکا اسلام بالتبع ہوا اور صغیر جبکہ اسلام قبول کرے اور
حربی اور ذمی اور مستامن جبکہ بزور مسلمان کیے جائین اور جسکا اسلام دو مردون کی گواہی سے ثابت ہو پھر وہ شاہد رجوع کرین اور جسکا اسلام ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی
سے ثابت ہوا اور وہ نصرانی جسکے اسلام پر دو نصرانی گواہی دین اور وہ نصرانیہ جسکے اسلام پر دو نصرانی گواہی دیں اور جسکو مرتدہ دار الاسلام مین جنے جبکہ وہ بالغ ہو تو مرتد ہوا اور مست جبکہ
اسلام قبول کرے اور لقیط شہدوا علی مسلم بالردۃ وہو منکر لا یتعرض لہ لا لتکذیب الشہود العدول بل لان انکارہ توبۃ ورجوع یعنی فیمتنع القتل فقط وتثبت بقیۃ احکام المرتد کحبط عمل
وبطلان وقف وبینونۃ زوجتہ لو فیما تقبل توبتہ والا قتل کالردۃ بسبہ علیہ الصلوۃ والسلام کما مر اشباہ زاد فی البحر وقد رایت من یغلط فی ہذا المحل فاقرہ المصنف وحنفیہ

[illegible] مسلمان کے ارتداد پر اور منکر نبوت سے تعرض کیا جاوے سبب کذب کے [illegible] کہا اسکے [illegible]
[illegible] منکر قتل [illegible] اور ثابت رہینگے باقی احکام مرتد کے [illegible]
[illegible] تو قتل کیا جائیگا چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم [illegible]
[illegible] مگر جو اس [illegible] ابتداء [illegible] قتل کے سوا [illegible]
[illegible] مصنف نے [illegible] متن میں طحطاوی نے کہا صواب یہ ہے کہ شارح [illegible] کہتا ہے [illegible] عدم قتل [illegible]

[illegible] شرح الوہبانیۃ [illegible] وما فیہ خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح [illegible]
کی شرح وہبانیہ میں [illegible] باتفاق کفر ہو اسکے عمل اور نکاح باطل ہوجاتا ہے اور اسکی اولاد زنا کی اولاد ہے اگر تجدید نکاح نہ ہوا قبل ارتداد کے کفر ہونے میں علماء کا
اختلاف [illegible] استغفار اور تجدید نکاح کا امر کیا جائیگا یعنی [illegible] کے تجدید نکاح کا فتویٰ دیا جاوے اور [illegible] کا حکم ہوا اور تیسری قسم ثالث کو زیادہ کیا
[illegible] موجب کفر نہیں [illegible] تجدید نکاح کا امر نہیں لیکن استغفار اور رجوع کا امر کیا جائیگا کذا فی الطحطاوی ولا یترک المرتد علی
ردتہ باعطاء الجزیۃ ولا بامان موقت ولا بامان مؤبد ولا یجوز استرقاقہ بعد اللحاق بدار الحرب بخلاف المرتدۃ خانیۃ اور مرتد چھوڑ نہ دیا جائیگا اپنے ارتداد پر
جزیہ دیکر اور نہ امان موقت اور نہ امان دائمی سے اور جائز نہیں اسکا غلام بنانا بعد الحاق دار الحرب کے بخلاف مرتدہ کے کہ اسکا استرقاق بعد الحاق دار الحرب کے
جائز ہے کذا فی الخانیۃ والکفر کلہ ملۃ واحدۃ خلافا للشافعی فلو تنصر یہودی او عکسہ ترک علی حالہ ولم یجبر علی العود اور جمیع اقسام کفر کے ایک دین ہیں بخلاف
امام شافعی کے تو اگر نصرانی ہوگیا یہودی یا اسکے بالعکس تو اپنے اسی حال پر چھوڑا جائیگا اور نہ جبر کیا جائیگا پہلے دین کے عود پر ویزول ملک المرتد عن مالہ زوالا
موقوفا فان اسلم عاد ملکہ وان مات او قتل علی ردتہ او حکم بلحاقہ ورث کسب اسلامہ وارثہ المسلم ولو زوجتہ بشرط العدۃ زیلعی بعد قضاء دین اسلامہ وکسب ردتہ
فی بعد قضاء دین ردتہ وقالا میراث ایضا ککسب المرتدۃ اور زائل ہوتی ہے مرتد کی ملکیت اسکے مال سے بزوال موقوف یعنی اگر وہ پھر مسلمان ہوا تو اسکی ملک پھر
عود کیا اور اگر مرگیا یا حالت ارتداد پر مقتول ہوا یا الحاق دار الحرب کا اسپر حکم ہوگیا تو حالت اسلام کے اسکے کسب کا اسکا وارث مسلم وارث ہوگا اگرچہ وارث اسکی زوجہ
ہو بشرط [illegible] عدت کذا فی شرح الزیلعی وراثت ہوگی بعد ادائے دین اسلام کے اور اسکے ارتداد کا کسب غنیمت ہے بعد ادائے دین ارتداد کے اور صاحبین نے کہا کہ وہ بھی میراث
ہے مرتدہ کی کسب کے مانند امام حسن نے ابو یوسف سے روایت کی کہ دین ارتداد کا کسب اسلام سے ادا کیا جائیگا لیکن اگر کفایت نکریگا تو ارتداد کے کسب سے ادا کیا جائیگا بدائع
اور ردالمحتار میں کہا کہ یہی قول صحیح ہے تو متن کی روایت قول صحیح کے مخالف ہے کذا فی الطحطاوی عن الحموی وان حکم القاضی بلحاقہ عتق مدبروہ من ثلث مالہ وام ولدہ
من کل مالہ وحل دینہ وقسم مالہ ویؤدی مکاتبہ الی الورثۃ والولاء للمرتد لانہ المعتق بدائع اور اگر الحاق دار الحرب کا مرتد پر قاضی نے حکم کیا تو اسکا مدبر ثلث مال سے
آزاد ہوگا اور اسکی ام ولد کل مال سے آزاد ہوگی اور اسکا دین موجل فی الحال لازم الادا ہوگا اور اسکا مال وارثوں میں قسمت کیا جائیگا اور اسکا مکاتب
بدل کتابت کو اسکے وارثوں کو ادا کریگا اور ولاء مرتد ہی کیواسطے ہوگی اسواسطے کہ وہی آزاد کرنے والا ہے کذا فی البدائع یعنی اسکے وارث ابتداءً ولاکے مالک نہونگے بلکہ نصیب
اسکو وراثت میں دیگا اور اگر ولا میں وارثوں کا حق ہوتا تو عورت بھی شریک ہوتی کذا فی الطحطاوی وینبغی ان لا یصح القضاء بہ الا فی ضمن دعوی حق العبد نہر والا لحوق
یہ ہے کہ الحاق دار الحرب کا حکم صحیح نہو مگر دعوی حق العبد کے ضمن میں کذا فی النہر یعنی حکم الحاق قصداً صحیح نہیں ہوسکتا اسواسطے کہ الحاق موت کے مانند ہے اور موت کا دخل قضا
نہیں پس اس بحث کی حسب بحر سے ہے واعلم ان تصرفات المرتد علی اربعۃ اقسام فینفذ منہ اتفاقا ما لا یعتمد تمام ولایۃ وہی خمس الاستیلاد والطلاق وقبول الہبۃ وتسلیم الشفعۃ
والحجر علی عبدہ المأذون اور معلوم کر کہ تصرفات مرتد کے چار قسم پر ہیں سو اسکا وہ تصرف باتفاق امام اور صاحبین نافذ ہے جو کامل ولایت پر موقوف نہیں اور وہ پانچ چیزیں ہیں
استیلاد اور طلاق اور قبول ہبہ اور تسلیم شفعہ اور تصرف سے باز رکھنا اپنے عبد ماذون کا اما استیلاد کی صورت یہ کہ مرتد کی لونڈی لڑکا جنی اور اسنے اسکا دعوی کیا

تو ولد کا نسب مرتد سے ثابت ہوگا اور وہ ولد وارثون کے ساتھ اُسکا وارث ہوگا اور لونڈی اُسکی ام ولد ہوگی اگر کوئی کہے کہ مرتد کی زوجہ بائن ہوجاتی ہی پھر طلاق
اُس سے کیونکر واقع ہوگی اُسکا جواب یہ ہی کہ وقوع بینونت سے امتناع طلاق لازم نہین اور کتاب الطلاق مین مذکور ہوچکا کہ مبانہ کو طلاق صریح عدت مین لاحق ہوسکتی
ہی کذا فی البحر ویبطل منہ اتفاقا ما یعتمد الملۃ وہی خمس النکاح والذبیحۃ والصید والشہادۃ والارث اور مرتد کا وہ تصرف بالاتفاق باطل ہی جو ملت پر معتمد ہی یعنی
جسکی صحت اعتقاد ملت پر منحصر ہی اور وہ پانچ چیزین ہین نکاح اور ذبیحہ اور شکار کرنا اور گواہی اور وارث ہم نکاح مرتد کا باطل ہی خواہ منکوحہ مسلمہ یا کافرہ اصلیہ یا
مرتدہ ہو اسواسطے کہ مرتد مستحق قتل ہی اور امہال اُسکا تامل کیواسطے ہی اور نکاح اُس سے باز رکھیگا اور باطل ادائے شہادت ہی نہ تحمل اُسکا اور ارث باطل ہی یعنے
مرتد کسیکا وارث نہین لیکن اگر وہ مریگا تو اُسکے کسب اسلامی کے ورثہ مسلمین وارث ہونگے ویتوقف منہ اتفاقا ما یعتمد المساوات وہو المفاوضۃ اور وہ
تصرف اسکا بالاتفاق موقوف ہی جو مساوات دینی پر معتمد ہی اور وہ شرکت مفاوضہ ہی یعنی اگر مسلمان ہوگا تو مفاوضہ کی شرکت نافذ ہوجائیگی اور نہین تو باطل
ہوگی او ولایۃ متعدیۃ وہو التصرف علی ولدہ الصغیر یا موقوف رہیگا اُسکا وہ تصرف جو ولایت متعدیہ پر معتمد ہی اور وہ تصرف ہی اپنے ولد صغیر پر ویتوقف
منہ عند الامام وینفذ عندہما کل ما کان مبادلۃ مال بمال او عقد تبرع کالمبایعۃ والصرف والسلم والعتق والتدبیر والکتابۃ والہبۃ والرہن والاجارۃ
والصلح عن اقرار وقبض الدین لانہ مبادلۃ حکمیۃ والوصیۃ اور امام کے نزدیک موقوف رہیگا اور صاحبین کے نزدیک نافذ ہوگا ہر ایک وہ تصرف جو مبادلہ مال کا ہی
ساتھ مال کے یا عقد تبرع ہی چنانچہ مبایعہ اور صرف اور سلم اور عتق اور تدبیر اور کتابت اور ہبہ اور رہن اور اجارہ اور صلح اقرار سے اور قبض کرنا دین کا اسواسطے کہ دین کا قبضہ
کرنا مبادلہ حکمیہ ہی اور وصیت کرنا ہم قبض دین مبادلہ حکمیہ اسواسطے ہوا کہ ادائے دین باطل ہوتا ہی تو قابض دین کا اُس چیز کا بدلا لینا چاہتا ہی جو مدیون کے ذمے پر
ثابت ہی ویلغی امانۃ وعقلہ ولا شک فی بطلانہما اور باقی رہا اُسکے امان دینے اور دیت کا حکم اور شک نہین اُنکے باطل ہونے مین اسواسطے کہ جب ذمی دوسرے کو امان
نہین دیسکتا تو مرتد بطریق اولی اور چونکہ دیت تناصر سے متعلق ہی اور مرتد لائق نصرت کے نہین لہذا اُسکی دیت باطل ہی واما ایداعہ واستیداعہ والتقاطہ واللقطۃ
فینبغی عدم جوازہا نہر اور مرتد کی ایداع و استیداع اور التقاط اور لقطہ کا عدم جواز لائق ہی کذا فی النہر ان اسلم نفذ وان ہلک بموت او قتل ولحق بدار الحرب
وحکم بلحاقہ بطل ذلک کلہ اگر مرتد مسلمان ہوا تو جمیع تصرفات موقوفہ ہونگے اور اگر ہلاک ہوا موت سے یا قتل سے یا وہ دار الحرب مین جاکر ملا اور اُسکے
الحاق پر قاضی کا حکم ہوگیا تو یہ سب باطل ہوجائینگے فان جاء مسلما قبلہ ای قبل الحکم فکانہ لم یرتد کما لو عاد بعد الموت الحقیقی زیلعی پھر اگر مرتد
دار الحرب سے آیا مسلمان ہوکر قبل حکم لحاق کے تو گویا وہ مرتد ہی نہوا تھا اور چنانچہ اگر عود کرے یعنی زندہ ہوجاے میت بعد موت حقیقی کے تو وہ اپنا مال
وارث سے پھیر لیگا کذا فی شرح الزیلعی م جب اُسکا مسلمان ہوکر آنا قبل حکم لحاق کے بجاے عدم ارتداد ہوا تو اپنے مال کا وہی مالک ہوگا اور مدبر اُسکا آزاد نہوگا اور اُسکا
دین موجل غیر موجل نہوگا اور اُسکا مال جو وارثون کے پاس ہوگا اُسکو ملکیت اُسکی عود کریگی بلا حکم قاضی و رضائے وارث اور اگر وارث نے اُسکا مال تلف کیا ہو تو ضمان دیگا
لیکن ارتداد کا حکم فسخ نکاح اور احباط عمل مین جاری رہیگا کذا فی الطحطاوی وان جاء مسلما ومالہ مع وارثہ اخذہ بقضاء او رضی ولو فی بیت المال لا لانہ فیٔ نہر اور اگر
دار الحرب سے مسلمان ہوکر آیا بعد حکم لحاق کے اور حالانکہ مال اُسکا وارث کے پاس موجود ہی تو اُسکو لیگا قاضی کے حکم سے یا وارث کی رضامندی سے اور اگر مال اُسکا بیت المال
مین ہی تو اُسکو نہ پاویگا اسواسطے کہ وہ غنیمت ہی کذا فی النہر م بیت المال کے مال سے وہ مال مراد ہی جو ارتداد کے کسب سے حاصل ہوا ہو اور اگر بسبب عدم وارث کے کسب اسلام
کا مال بیت المال مین رکھا گیا ہو تو اُسکو وہ پاویگا تو اطلاق شارح کا غیر مناسب ہی کذا فی الطحطاوی عن ابی السعود وان ہلک مالہ وازالہ الوارث عن ملکہ
لا یاخذہ ولو قائما لصحۃ القضاء اور اگر اُسکا مال ہلاک ہوگیا یا اُسکو وارث نے اپنی ملک سے زائل کردیا تو اُسکو نہ پاویگا اگرچہ وہ مال قائم ہو بسبب صحیح ہونے
حکم قاضی کے حق وارث مین ولہ ولاء مدبرہ وام ولدہ اور اسی کے واسطے ہی اُسکے مدبر اور ام ولد کی ولاء ومکاتبہ لہ ان لم یؤد وان عجز عاد رقیقا لہ بدائع اور مرتد کو
مکاتب اُسیکا ہوگا اگر مکاتب نے بدل کتابت وارث کو نہین ادا کیا اور اگر عاجز ہوا ادائے بدل کتابت سے تو پھر اُسکا مملوک ہوجائیگا۔ کذا فی البدائع

وليقضي ما ترك من عبادة في الاسلام لان ترك الصلاة والصيام معصية والمعصية تبقى بعد الردة اور جس عبادت کو حالت اسلام میں ترک کیا ہے
اسکو بعد مسلمان ہونے کے قضا کرے اسواسطے کہ ترک نماز و روزہ اور صیام معصیت ہے اور معصیت باقی رہتی ہے بعد ارتداد کے کذا فی فتاوی قاضی خان وما ادی منها فی حالة
اور جو عبادت کہ اسلام میں ادا کی وہ باطل ہو گئی الا انہ لا یقضی من العبادات الا الحج لانہ بالردة صار کالکافر الاصلی فاذا اسلم وهو غنی فعلیہ الحج فقط
اور قضا نکی جائیگی عبادتیں سوائے حج کے اسواسطے کہ مرتد بسبب ارتداد کے کافر اصلی کے برابر ہو گیا پھر جب وہ اسلام لاوے اور غنی ہو تو اسپر فقط حج واجب
ہے قضا حج سے اعادہ حج کا مراد ہے اسواسطے کہ حج کا وقت تمام عمر ہے قضا اور ادا دونوں نہیں کہا جاتا حج کا حکم مختص ہے اسواسطے کہ اگر اول وقت نماز پڑھکر مرتد ہو گیا اور
آخر وقت مسلمان ہوا تو اس نماز کا اعادہ واجب ہے کیونکہ اسکا وقت ہنوز باقی ہے بخلاف حج کے ولو اسلم اصاب مالا او شیئا یجب بہ القصاص او
حد السرقة یعنی المال المسروق لا الحد خانیة والاصل انہ یؤاخذ بحق العبد والا فلا وتفصیلہ فی الخانیة اگر مسلم نے کسی کا مال لیا یا ایسا قتل کیا جس سے قصاص واجب ہو
یا مرتکب حد سرقہ ہوا مراد اس سے مال مسروق ہے نہ حد کذا فی الخانیة اور قاعدہ اسکا یہ ہے کہ مرتد حق العبد میں ماخوذ ہوگا اور غیر حق العبد میں تفصیل ہے جو
خانیہ میں ہے کہ اگر مسلم پر حد شرب خمر یا حد سکر واجب ہوئی پھر وہ مرتد ہوا پھر اسلام لایا قبل لحوق دار الحرب کے تو وہ ماخوذ نہ ہوگا اور اگر مرتد امام کی قید میں
محبوس ہے اور اسکا مرتکب ہوا تو وہ حد خمر اور سکر میں ماخوذ نہ ہوگا اور حد زنا اور سرقہ میں ماخوذ ہوگا اور اگر مرتد امام کے پاس محبوس نہیں اور اسکا مرتکب ہوا پھر
مسلمان ہوا قبل لحوق دار الحرب کے تو بھی اسپر مواخذہ نہیں کذا فی المنح او الدیة ثم ارتد واصابہ ذلک مرتدا فی دار الاسلام ثم لحق وحارب زمانا ثم جاء
مسلما یؤاخذ بہ کلہ یا مسلم موجب دیت کا مرتکب ہوا پھر مرتد ہوا یا مرتکب اشیاء مذکورہ کا ہوا حالانکہ وہ مرتد تھا دار الاسلام میں پھر وہ دار الحرب میں جا کر
اہل اسلام سے مدت تک لڑا کیا پھر دار الاسلام میں آیا مسلمان ہو کر تو ان سب چیزوں کا اس سے مواخذہ ہوگا یعنی مال اور قصاص اور مال مسروق اور
دیت کا ولو اصابہ بعد ما لحق مرتدا فاسلم لا یؤاخذ بشیء من ذلک لان الحربی لا یؤاخذ بعد ان اسلم بما کان اصابہ حال کونہ محاربا اور اگر مرتکب ہوا
امور مذکورہ کا بعد لاحق ہونے دار الحرب کے مرتد ہو کر پھر وہ مسلمان ہوا تو امور مذکورہ میں سے کسی چیز کا مواخذہ اس سے نہ ہوگا اسواسطے کہ مرتد مذکور حربی کا حکم
ہو گیا اور حربی ماخوذ نہیں ہوتا بعد اسلام کے ان افعال میں جسکا مرتکب ہوا وقت محارب ہونے کے اہل اسلام سے اخبرت بارتداد زوجها فلها التزوج بآخر
بعد العدة استحسانا کما فی الاخبار بموتہ او تطلیقہ ثلثا ولو کان غیر ثقة فاتاها بکتاب طلاق واکبر رایها انہ حق لا باس بان تعتد وتتزوج مبسوط عورت
کو خبر پہونچی اپنے زوج کے مرتد ہو جانے کی تو اسکو دوسرے زوج سے نکاح کر لینا جائز ہے بعد عدت کے بدلیل استحسان کے جیسا کہ عورت کو دوسرا نکاح جائز ہے
معتمد کی خبر کہنے میں زوج کی موت کی یا اسکے تین طلاق دینے کی اور اسیطرح اگر مخبر معتمد نہو اور عورت کے پاس اسکے طلاق کا خط آوے زوج کیطرف سے اور عورت
کو ظن غالب ہو جاوے اسکے حق ہونے کا کچھ مضائقہ نہیں کہ وہ عدت میں بیٹھے اور بعد اسکے نکاح کرے کذا فی المبسوط والمرتدة ولو صغیرة او خنثی تحبس
ابدا ولا تجالس ولا تؤاکل حقائق حتی تسلم ولا تقتل خلافا للشافعی اور عورت مرتدہ اگرچہ صغیرہ یا خنثی ہو کذا فی البحر ہمیشہ محبوس رہیگی اور پاس بٹھائی جاوے
اور ساتھ کھلائی جاوے کذا فی الحقائق یہانتک کہ اسلام قبول کرے اور قتل نہ کیجائیگی بخلاف امام شافعی کے ہم عدم قتل مرتدہ سے وہ ساحرہ مستثنی ہے جو اپنے
اسکا خالق اعتقاد کرتی ہو کذا فی المحیط امام شافعی کی قتل مرتدہ میں یہ دلیل ہے کہ جو اپنا دین بدل ڈالے اسکو قتل کرو ہماری دلیل حدیث ہے جسمیں
قتل نساء کی نہی وارد ہے اور وہ کافرہ اصلیہ اور مرتدہ دونوں کو شامل بلکہ امام اعظم نے اپنی مسند سے بروایت ابن عباس عدم قتل مرتدات اور انکے قید رکھنے اور
بعد اسلام قبول کرلنے کی حدیث روایت کی ہے کذا فی النہر وان قتلها احد لا شیء علیہ ولو امة فی الاصح اور اگر مرتدہ کو کسی نے قتل کر ڈالا تو وہ کسی چیز کا ضامن
نہ ہوگا اگرچہ مرتدہ لونڈی ہو قول اصح میں اسواسطے کہ قیمت خون کی اسلام کے سبب سے ہوتی ہے سو وہ زائل ہو گیا لیکن قاتل پر تعزیر ہے کذا فی الولوالجیة وتحبس خدمة
لمولاها سوی الوطی سواء طلب ذلک ام لا فی الاصح وتؤمر بالاسلام ہیں الجمع بین الحقین اور مرتدہ لونڈی اپنے مولی کے پاس محبوس کیجاوے اسکی خدمت کیلیے سوا جماع کے

خواہ اُسکے حبس کرنے کا اپنے پاس مولیٰ طالب ہو یا نہو اور اُسکی ضرب کا مولیٰ کو اختیار رہیگا بواسطے جمع کرنے کے دونون حقون مین یعنی حق خدا و رحق مولیٰ ولیس

للمرتدۃ التزوج بغیر زوجہا بہ یفتی وعن الامام تسترق ولو فی دار الاسلام ولو افتی بہ حسما لقصدہا السیء لا باس بہ وتکون قنۃ للزوج بالاستیلاء مجتبی وفی الفتح انہا فیء

للمسلمین فیشتریہا من الامام او یہبہا لہ لو مصرفا اور جائز نہین مرتدہ کو نکاح کرنا اپنا زوج چھوڑ کر غیر سے اسیکا فتوی ہی اور امام سے ایک روایت یہ ہی کہ مرتدہ

لونڈی بنائی جائیگی اگرچہ دار الاسلام مین ہو اور اگر مفتی اس روایت پر فتوی دے اُسکے بُرے قصد کے استیصال کے واسطے تو کچھ مضائقہ نہین اور رہوگی

مرتدہ لونڈی اپنے زوج کی استیلا کے سبب سے کذا فی المجتبی اور فتح القدیر مین ہی کہ وہ غنیمت ہی سب مسلمین کیواسطے نہ فقط زوج کیواسطے تو زوج اُسکو امام سے

خرید کرلے یا امام اُسکو بخشدے اگر مصرف ہو غنیمت کا م زوجہ کا بُرا قصد یہ کہ مرتد ہو کر اپنے زوج سے بائن ہو جاے اور امام سے اسوقت خرید کرے جب بیت المال منتظم ہو

نہین تو زوج استیلا سے مالک ہو گا وصح تصرفہا لانہا لا تقتل اور صحیح ہی تصرف مرتدہ کا مانند بیع اور ہبہ کے اسواسطے کہ وہ مقتول نہین ہوتی واکتسابہا مطلقا

لورثتہا ویرثہا زوجہا المسلم لو مریضۃ وماتت فی العدۃ کما مر فی طلاق المریض قلت وفی الزواہر انہ لا یرثہا لو صحیحۃ لانہا لا تقتل فلم تکن فارۃ فتامل اور کمائی مرتدہ کی مطلقا

خواہ اسلام کی کمائی ہو خواہ ارتداد کی اُسکے وارثون کیواسطے ہی اور اُسکا زوج مسلم اُسکا وارث ہو گا اگر وہ مریض ہو اور عدت مین مرگئی ہو چنانچہ طلاق المریض مین گذر گیا مین

کہتا ہون اور زواہر مین ہی کہ زوج اُسکا وارث نہو گا اگر وہ بیمار نہو اسواسطے کہ وہ مقتول نہین ہوتی تو فارہ نہین ہوتی تو اسکو تامل کرلے م حلبی نے کہا کہ مین نے تامل کیا سو اُسکا

مفہوم اسکے ماقبل مین پایا یعنے قولہ لو مریضۃ انتہی اور ایک نسخہ مین یہ عبارت زائد ہی وترث المرتدۃ زوجہا المرتد اتفاقا خانیہ یعنی مرتدہ اپنے زوج مرتد کی وارث ہوتی ہی

بالاتفاق کذا فی الخانیۃ ولدت امتہ ولدا فادعاہ فہو ابنہ حر ایرثہ فی امتہ المسلمۃ مطلقا ولدتہ لاقل من نصف حول او اکثر لاسلامہ تبعا لامہ المسلم یرث المرتد

ان مات المرتد او لحق بدار ہم مرتد کی لونڈی ایک لڑکا جنی سو اُسکا دعوی کیا مرتد نے تو ولد اُسیکا بیٹا آزاد ہی اُسکا وارث ہو گا مسلمان لونڈی مین یعنی اگر مسلمان

لونڈی سے پیدا ہو تو مطلقا وارث ہو گا خواہ اُسکو چھ مہینے سے کمتر مین جنی ہو بعد ارتداد کے یا زیادہ مین بسبب مسلمان ہونے ولد کے اپنی مان کی تبعیت سے اور مسلمان مرتد کا

وارث ہوتا ہی اگر مرتد مرجاے یا دار الحرب مین جاملے وکذا فی امتہ النصرانیۃ ای الکتابیۃ الا اذا جاءت بہ لاکثر من نصف حول منذ ارتد وکذا النصفۃ لعلوقہ من ماء المرتد

فیتبعہ لقربہ للاسلام بالجبر علیہ والمرتد لا یرث المرتد اور یہی حکم ہی اُسکی نصرانیہ لونڈی مین یعنی اگر مرتد کی نصرانیہ یا یہودیہ لونڈی سے لڑکا پیدا ہوا تو اُسکا وارث

ہو گا مگر اُسوقت وارث نہو گا جبکہ کتابیہ اُسکو جنے چھ مہینے سے زیادہ مین ابتداے ارتداد سے اور اسیطرح نصف سال کی ولادت مین بھی وارث نہو گا بسبب

اُسکے علوق کے مرتد کی منی سے تو لڑکا مرتد ہی کا تابع ہو گا بسبب قریب ہونے ولد کے اسلام سے بواسطے جبر علی الاسلام کے اور مرتد وارث نہین ہوتا مرتد کا

یعنے ولد تابع ہوتا ہی والدین مین سے اُسکا جسکا بہتر دین ہی سو یہان مان ہی کتابیہ اور باپ مرتد لیکن چونکہ مرتد پر اسلام کیواسطے جبر ثابت ہی تو ولد پر بھی جبر ثابت

تو ظاہر حال اُسکا اسلام پر دال ہی لہذا وہ باپ کا تابع ہو گا نہ مان کا پھر جب وہ مرتد رہا تو وارث نہو گا کیونکہ مرتد نہین وارث ہوتا مرتد کا کذا فی المنح وان لحق بمالہ ای مع مالہ

ظہر علیہ فہو ای مالہ فیء لا نفسہ لان المرتد لا یسترق اور اگر مرتد دار الحرب مین گیا اپنے مال کے ساتھ اور اہل اسلام کا اُسپر غلبہ حاصل ہوا تو اُسکا مال غنیمت ہی نہ اُسکی ذات

اسواسطے کہ مرتد رقیق نہین ہوتا فان رجع ای بعد اللحق بلا مال سواء قضی بلحاقہ او لا فی ظاہر الروایۃ وہو الاوجہ فتح فلحق ثانیا بمالہ وظہر علیہ فہو لوارثہ لانہ

باللحاق انتقل لوارثہ فکان مالکا قدیما وحکم بامرانہ لہ قبل قسمتہ بلا شیء وبعدہا قیمتہ ان شاء ولا یاخذہ لو مثلیا لعدم الفائدۃ پھر اگر مرتد دار الاسلام مین

پھر آیا یعنے بعد لاحق ہونے دار الحرب کے بلا مال خواہ اُسکے الحاق کا حکم ہو گیا ہو یا نہ ہوا ہو ظاہر الروایۃ مین اور یہی وجہ قوی ہی کذا فی الفتح پھر دوسرے بار

پلٹ گیا دار الحرب مین اپنا مال لیکر اور اُسپر غلبہ حاصل ہوا تو وہ مال اُسکے وارث کا ہو گا اسواسطے کہ بسبب لحوق دار الحرب کے مال اُسکا اُسکے وارث کیواسطے منتقل

ہو گیا تو بمدت دراز سے اُسکا وارث ہو چکا اور حکم اُسکا گذر گیا کہ وہ مال اُسکے وارث کا ہی قبل اُسکی قسمت کے مفت اور بعد قسمت غنیمت کے بعوض قیمت کے پاویگا اگر وہ چاہے اور اگر وہ مال

مثلی ہو یعنی کیلی اور وزنی ہو تو نہ لے بسبب عدم فائدہ کے اسواسطے کہ اگر اُسکو لیگا تو مثلی دیکر لیگا وان قضی لعبدہ شخص مرتد لحق بدار ہم لابنہ فکاتبہ الابن فجاء المرتد مسلما فبدلہ

والولاء بکسبہ لو قبلہ لانہ مقصودا بخلاف حربیت کا ذکر کیا اور اگر ایک شخص نے حربیت ہو جو دار الحرب کے قدم کی ایک کوپیت لڑکے کو پیت ہوکر یا کیا سو

لڑکے نے اسکو مکاتب کیا پھر مرتد ہوا یا مسلمان ہوکر قبل کتابت اور بدل دونون نہیب کے واسطے ہونگے بہ سلامت ہوکر پھر وہ مر گیا تو بیٹا کہوت مانند مقرر ہوگیا

مکاتب کتابت مین مرتد قتل رجلا خطاء فلحق او قتل فدیتہ فی کسبہ لاسلام ان کان والا ففی کسبہ لردتہ جز عن خانیۃ مرتد نے قتل کیا ایک مرد کو بطور چوک کے

پھر وہ دار الحرب مین جا کر ملتا یا مقتول ہوا تو اوسکی دیت مرد مقتول کی اسلام کی کمائی مین ہے اگر وہ ہو اور اگر اسلام کی کمائی نہو تو ارتداد کی کمائی مین اسکی دیت

ہوگی کذا فی البحر عن الخانیۃ وکذا لو اقر بالغصب او کان الغصب بالمعاینۃ او بالبینۃ ففی الکسبین اتفاقا قاضیخان اور ایسا ہی حکم ہے اگر مرتد نے غصب کا اقرار کیا

اور اگر ثبوت غصب کا اشاہدہ یا گواہی ہو نہ اقرار سے تو وہ دونون کے کسب مین ہے بالاتفاق کذا فی الظہیریۃ واعلم ان جنایۃ العبد والامۃ والمکاتبۃ والمدبر

فی غیر الردۃ اور معلوم کر کہ جنایت غلام اور لونڈی اور مکاتب اور مدبر کی انکی جنایت غیر ارتدادی کے برابر ہے یعنی مولی مختار ہے چاہے لونڈی اور غلام کا فدیہ دے

چاہے انکو دیدے اور مکاتب کی جنایت اسکے کسب ارتدادی مین ہے وہ جنایت مدبر کی کتاب الجنایات مین آویگی قطعت ید مسلم عمدا فارتد والعیاذ باللہ

ومات منہ او لحق فحکم بہ فجاء مسلما فمات منہ ضمن القاطع نصف الدیۃ فی مالہ لوارثہ فی الصورتین لان السرایۃ حلت محلا غیر معصوم فاہدرت وقید بالعمد لانہ

فی الخطاء علی العاقلۃ مسلم کا ہاتھ عمدا کاٹا گیا پھر وہ معاذ اللہ مرتد ہوگیا اور اوسی زخم سے مرگیا یا دار الحرب مین جا ملا اوسکے لحوق کا حکم ہوگیا پھر دار الاسلام مین مسلمان

ہوکر آیا سو اوسی زخم سے مرگیا تو قاطع نصف دیت کا ضمان دے اپنے مال مین سے مرتد کے وارث کو دونون صورت مین یعنی نصف قطع ید کی دیت لازم ہوگی نہ جان کی اسواسطے کہ

سرایت الی النفس نے محل غیر معصوم مین حلول کیا تو باطل ہوگئی مصنف نے عمد کی قید لگائی اسواسطے کہ خطا مین عاقلہ پر دیت ہے وقید بالحکم بلحاقہ لانہ ان عاد مسلما

او اسلم ہہنا ولم یلحق فمات منہ بالسرایۃ ضمن الدیۃ کلہا لکونہ معصوما وقت السرایۃ ایضا اور مقید کیا ہے لحاق دار الحرب کے حکم کے ساتھ اسواسطے کہ اگر مرتد

دار الحرب سے قبل حکم لحاق عود کریگا یا مسلمان ہوا یہان دار الاسلام مین اور دار الحرب مین لحق نہوا پھر مرگیا اوسی قطع سے بسبب سرایت کے تو پوری دیت کا

ضامن ہوگا اسواسطے کہ وہ معصوم الدم ہے سرایت کے وقت بھی جیسے کہ وہ معصوم تھا ثبوت حکم کے وقت ارتد القاطع فقتل او مات ثم سری الی النفس فمات لو عمدا

لفوات محل القود و لو خطاء فالدیۃ علی العاقلۃ فی ثلث سنین من یوم القضاء علیہم خانیۃ ولا عاقلۃ للمرتد قاطع ید مرتد ہوگیا پھر مقتول ہوا یا مرگیا پھر سرایت کی

قطع نے جان تک یعنی اوس زخم سے مرگیا تو قصاص باطل ہے اگر قطع عمدا ہو بسبب فوت ہوجانے محل قصاص کے اور اگر قطع بنابر خطا ہو تو دیت عاقلہ پر ہے تین سال

کے اندر جس دن سے کہ اونپر حکم ہوا کذا فی الخانیۃ اور مرتد کیواسطے عاقلہ نہیں ہم خطا مین عاقلہ پر اسواسطے دیت لازم ہوئی کہ قطع کے وقت وہ مسلمان تھا نہ مرتد ولو ارتد

مکاتب ولحق واکتسب مالا فاخذ بمالہ ولم یسلم فقتل فبدل الکتابۃ لمولاہ و ما بقی من مالہ لوارثہ لان الردۃ لا تنافی الکتابۃ اور اگر مکاتب مرتد

ہوا اور دار الحرب مین جا ملا اور کچھ مال کمایا اور اپنے مال کے ساتھ گرفتار ہوا پھر مقتول ہوا تو مکاتب کا بدل کتابت اوسکے مولی کا ہے اور بدل کتابت دیکر جو مال باقی رہے

وہ مکاتب کے وارث کا ہے اسواسطے کہ ارتداد اثر نہیں کرتا کتابت مین زوجان ارتدا ولحقا فولدت المرتدۃ فولدا و ولد لہ ای لذلک الولد ولد فظہر علیہم جمیعا

فالولدان فی کا مہما والولد الاول یجبر بالضرب علی الاسلام وان حبلت بہ ثمہ لتبعیتہ لابویہ لا الثانی لعدم تبعیتہ الجد علی الظاہر فحکمہ کحربی زوج اور زوجہ

دونون مرتد ہوئے اور دار الحرب مین جا ملے پھر مرتدہ نے بیٹا جنی اور اوس مولود کے بھی لڑکا ہوا پھر ان سب پر غلبہ حاصل ہوا اہل اسلام کا تو بیٹا اور پوتا غنیمت ہین

انمین سے کے مانند اور بیٹا بزور مسلمان کیا جائیگا مار کر اگرچہ اسکا حمل دار الحرب مین ہو جبر علی الاسلام بہر صورت ثابت ہے بابتاع والدین نہ پوتا یعنی پوتے پر جبر

علی الاسلام نہیں بسبب اسکے نہ تابع ہونے دادا کے ظاہر الروایۃ مین تو حکم اسکا حربی کے مانند ہے ہم ارتداد کا حکم ایک پشت جاری رہتا ہے نہ دو پشت پھر جب

دادا کا تابع نہوا جبر علی الاسلام مین تو پوتا گرفتاری کے بعد غلام بنایا جائیگا یا اسپر جزیہ مقرر ہوگا یا قتل کیا جائیگا اور دادا مقتول ہوگا اسواسطے کہ اسلام کو

اسلام قبول کرے کذا فی المنح عن الفتح وقید بردتہما لانہ لو بات مسلم عن امرأۃ حامل فارتدت ولحقت فولدت ہناک ثم ظہر علیہم فالولد

سکن الدار فانہ لا یسترق ویرث اباہ لانہ مسلم ولو لم تکن ولدتہ حتی سبیت ثم ولدتہ فی دار الاسلام فھو مسلم تبعا لابیہ مرقوق تبعا لامہ
فلا یرث اباہ لرقہ بدائع اور مصنف نے مسئلہ سابقہ میں ارتداد زوجین کی قید لگائی اسواسطے کہ اگر مسلمان مرگیا اپنی زوجہ کو حاملہ چھوڑ کر پھر عورت مرتد ہوئی
اور دار الحرب میں جا ملی پھر وہاں لڑکا جنی پھر وہاں کے لوگوں پر اہل اسلام کا غلبہ ہوا تو وہ لڑکا غلام نہ بنایا جائیگا اور وہ اپنے باپ کا وارث ہوگا
اسواسطے کہ وہ مسلمان ہے اپنے باپ کا تابع ہوکر اور اگر مرتدہ مذکورہ دار الحرب میں نہ جنی یہانتک کہ گرفتار ہوئی پھر لڑکا جنی دار الاسلام میں تو وہ مسلمان ہے اپنے
باپ کا تابع ہوکر اور وہ مرقوق ہے اپنی ماں کا تابع ہوکر تو وہ اپنے باپ کا وارث نہوگا بسبب اپنے رق کے کذا فی البدائع واذا ارتد صبی عاقل صح خلافا للثانی
ولا خلاف فی تخلیدہ فی النار لعدم العفو عن الکفر تلویح اور جبکہ مرتد ہوگیا صبی عاقل تو صحیح ہے بخلاف ابی یوسف کے اور خلاف نہیں ہے اسکے مخلد فی النار ہونے میں
بسبب نہ معاف ہونے کفر کے کذا فی التلویح یعنی خلاف ابی یوسف کا فقط احکام دنیوی میں ہے نہ اخروی میں کاسلامہ فانہ یصح اتفاقا فلا یرث ابویہ الکافرین
تفریع علی الثانی ویجبر علیہ بالضرب تفریع علی الاول ارتداد صبی عاقل کا صحیح ہے اسکے مسلمان ہونے کے مانند کہ وہ صحیح ہے بالاتفاق تو وارث نہوگا اپنے کافر ماں
باپ کا یہ تفریع ہے ثانی پر یعنی صحت اسلام صبی عاقل پر اور مسلمان ہونے پر زبردستی کیجائیگی مارکر یہ تفریع ہے اول پر یعنی صحت ارتداد صبی عاقل پر والعاقل الممیز و
ہو ابن سبع فاکثر مجتبی سراجیہ وقیل الذی یعقل ان الاسلام سبب النجاۃ ویمیز الخبیث من الطیب والحلو من المر قالہ الطرطوسی فی النفع الوسائل
قال ولم ار من قدرہ بالسن قلت وقد رایت نقلہ اور صبی عاقل عبارت ہے ممیز سے اور وہ یعنی طفل باتمیز سات برس یا زیادہ کا ہوتا ہے کذا فی المجتبی السراجیۃ
اور قول ضعیف یہ ہے کہ صبی عاقل وہ ہے کہ جو سمجھتا ہو کہ اسلام سبب ہے نجات کا اور امتیاز کرتا ہو خبیث اور طیب اور شیریں اور تلخ میں قائل اس قول ضعیف کا طرطوسی ہے
کتاب النفع الوسائل میں یوں کہا کہ میں نے اس فقیہ کو نہیں معلوم کیا جسنے صبی عاقل کی حد سال سے ٹھہرائی ہو میں کہتا ہوں اور تو معلوم کر چکا اسکی نقل کو مجتبی اور
سراجیہ سے ہم حموی اور قہستانی کا قول طرطوسی کے قول کا مقوی ہے حموی نے اپنی شرح میں کہا کہ عاقل وہ ہے جو جانے کہ اسلام حق ہے اور کفر باطل ہے اور قہستانی نے
کہا کہ عاقل وہ ہے جو کلمہ توحید کو تعقل کرے اور جانے کہ اسلام سبب ہے نجات کا اور یہ خلاف ظاہر ہے انتہی اور سات برس کا لڑکا ان امور کو کچھ نہیں سمجھتا خصوصا
اس زمانے میں کذا فی الطحطاوی ویؤیدہ انہ علیہ الصلوۃ والسلام عرض الاسلام علی علی وہو ابن سبع وکان یفتخر بہ حتی قال سبقتکم الی الاسلام طرا غلاما ما بلغت
اوان حلمی وسبقتکم الی الاسلام قہرا بصارم ہمتی وسنان عزمی اور تقدیر بالسن کی یہ مؤید ہے کہ رسول علیہ الصلوۃ والسلام نے علی مرتضی پر اسلام کو
پیش کیا اور حالانکہ عمر انکی سات برس کی تھی اور مرتضی کرم اللہ وجہہ اسکا فخر کرتے تھے یہانتک کہ فرمایا صحابہ کرام سے مخاطب ہوکر کہ میں نے تم سب سے سبقت کی
مسلمان ہونے کی طرف لڑکپن میں جبکہ میں اپنی جوانی کے وقت کو نہ پہونچا تھا اور چلایا میں نے تمکو اسلام کیطرف زبردستی اپنی ہمت کی تلوار اور اپنے عزم کی
برچھی سے ہم صحیح قول یہ ہے کہ عرض اسلام کیوقت جناب مرتضوی آٹھ برس کے تھے چنانچہ بخاری نے اسی پر اقتصار کیا ہے کذا فی الفتح اول من اسلم کی روایات مختلفہ
کی توفیق یہ ہے کہ صبیان میں علی مرتضی پہلے مسلمان ہوئے اور رجال احرار میں صدیق اکبر اور نساء میں خدیجۃ الکبری اور موالی میں زید بن حارثہ اور ورقہ بن نوفل اور
بحیرا اور نسطورا اہل فترت سے ہیں یعنی قبل از نسخ دین عیسوی کے متمسک تھے اور رسول منتظر کے مومن اور مصدق تھے اور یہ تصدیق انکو آخرت میں مفید ہوگی لیکن یہ لوگ
اہل اسلام میں داخل نہیں اسواسطے کہ اہل اسلام کا اجماع ہے کہ حقیقت میں اول من اسلم خدیجۃ الکبری علیہا السلام ہیں اور ورقہ وغیرہ صحابہ میں داخل نہیں اسواسطے کہ صحابی وہ ہے
جو بعد رسالت کے یعنی بعد نزول سورہ مدثر کے رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام کا مصاحب ہو کذا فی الشحاوی عن شرح الملتقی ثم ہل یقع فرضا قبل البلوغ ظاہر کلامہم نعم اتفاقا وفی
التحریر المختار عند الماتریدی انہ مخاطب باداء الایمان کالبالغ حتی لو مات بعدہ بلا ایمان خلد فی النار نہر پھر دریافت کرنا چاہیے کہ صبی عاقل کا ایمان کیا فرض واقع ہوتا ہے
قبل بلوغ کے ظاہر کلام علماء یہ ہے کہ ہاں فرض واقع ہوتا ہے بالاتفاق اور تحریر میں ہے کہ ابو المنصور ماتریدی کے نزدیک قول مختار یہ ہے کہ صبی عاقل ادائے ایمان
کا مخاطب ہے بالغ کے مانند یہانتک کہ اگر مر جائیگا بعد اسکے بلا ایمان تو ہمیشہ دوزخ میں رہیگا کذا فی النہر الفائق وفی شرح الوہبانیۃ بردوشتم ولسان کفر بعضہم

وقیل ان قصد به الرد فلا قول ثبت ستہ قیل یکفر ۔ و یا حاضر یا ناظر لیس بکفر ۔ عدہ عبد البر بن شحنہ کی شرح وہبانیہ مین ذکر کیا ہو کہ بعض لوگون نے کہا ہے کہ ..
ایسے کفر ہونا ہی ۔ دوسرا قول کفر نہین ہے تحقیق و منقول ہوا ہی اور بعضون نے کفر کہا ہو اور یا حاضر و ناظر کہنا کفر نہین ہی شرح وہبانیہ
البزازیہ سے منقول ہو کہ یا حاضر اور یا ناظر کہنا کفر نہین ہو اور بعضون نے کہا کہ ... یہ معنی لگے کہ یہ عین تجسیم ہی ... اسکو حرام بھی
مباح ہونا ... بلکہ حرام کفر ہی اور ... بمعنی قول فہم کرکہ یہ ہی کہ ... اسکا ... ایسا کہنا ... کہ اسے یون کہا کہ ... بے
مسافت ... طرف النظر ... یا شئی کی اباحت بھی کوئی دلالت نہین ... ابا حت ... انبیا اور ... کفر ہونے کی شاہد ہم
وجہ یہ ہو کہ قائل نے ... اللہ تعالیٰ کے لیے ... حاضر حق تعالیٰ ہر جگہ ... سب خلق اسکے محتاج ہین ... ہو کا اس قول مین عدم تکفیر کو ترجیح دیتے ہوئے
کہ اسکی دلیل یون ہو ... کہ ... یہ اراد کیا کہ ... اللہ تعالیٰ کے اکرام کیواسطے شارح نے اسکو ... نقل کیا شرح وہبانیہ ... وقول
شئی للہ لبعض یکفر ۔ وتخشی علیہ الکفر لبعض یقرء ۔ کذا فی الطحطاوی بعضے لوگ بطور وظیفہ یون کہا کرتے ہین یا عبد القادر شئی للہ ... عدم تکفیر ہو لیکن خوف
کفر سے خالی نہین جنانچہ بیت وہبانیہ کی ... ہو تو ترک اس قول کا لازم ہو اور یا حاضر یا ناظر کہنے مین اسواسطے کفر نہین کہ حضور بمعنی علم ہو اور نظر بمعنی رویت ہو
قال اللہ تعالیٰ الم یعلم بان اللہ یری) تو گویا اُسنے حق تعالیٰ کو یون ندا کی کہ یا عالم یا من یری ۔ ومن یستحل الرقص قالوا بکفرہ ۔ ولا سیما بالدف یلہو ویزمر ۔ اور جو
رقص کو حلال جانے اسکا کفر علمانے بیان کیا ہو خصوصا وہ رقص کرنے والا جو دف پر جیسے اور جالت لاوے امام قرطبی نے نقل کیا کہ یہ راگ اور ضرب قضیب اور رقص حرام ہو
امام مالک اور شافعی اور احمد بن حنبل کے نزدیک ۔ شیخ الاسلام کرمانی کا فتوی یہ ہو کہ مستحل اس رقص کا کافر ہو جب معلوم ہوا کہ اسکی حرمت بالاجماع ہو تو لازم آیا
کہ اسکا حلال جاننے والا کافر ہو کذا فی الطحطاوی ۔ ومن لولی قال طی مسافۃ ۔ یجوز جہول ثم بعض یکفر ۔ واثباتہا الی کل ما کان خارقا ۔ عن النسفی النجم یحکی
وینشر ۔ اور جو ولی کیواسطے طی مسافت جائز کہے وہ جاہل ہو پھر بعضون نے اُسکی تکفیر کی ہو اور اثبات کرامت کا ہر خارق عادت مین امام نجم الدین نسفی سے
مروی ہو ۔ ومشہور ہو یعنے بصرت عموم خوارق عادات کی امام ممدوح کے اس قول سے ثابت ہو کہ ہم کرامات اولیا کے مومن ہین اسواسطے کہ قول طی مسافت کو بھی شامل ہو مگر
جو نص قاطع سے ثابت ہو چکا کہ محال ہو جیسے قرآن کے مانند کلام کا ہونا وہ البتہ داخل کرامات نہین جنانچہ کتاب الطلاق کے اندر فصل ... مین اسکا بیان کیا گیا

باب البغاۃ

یہ باب ہو باغیون کے احکام مین جب حکم قتال کفار سے فراغت ہوئی تو حکم قتال مسلمین للبغاوت شارح شروع ہوا البغی لغۃ الطلب منہ ذلک ما کنا نبغی یعنی لغت
عرب مین بمعنی طلب ہو اور منجملہ معنی طلب یہ آیت ہو ذلک ما کنا نبغی) یہ وہ چیز ہی جسکو ہم طلب کرتے تھے صحاح مین ہو کہ بغی عبارت ہو تعدی اور حد سے تجاوز
اور افراط سے وعرفا طلب الایحل من جور وظلم فتح اور عرف مین بغی عبارت ہو اُس چیز کی طلب سے جو حلال نہین جور اور ظلم سے کذا فی الفتح وشرعا ہم الخارجون
عن طاعۃ الامام الحق بغیر حق فلو بحق فلیسوا ببغاۃ وتمامہ فی جامع الفصولین اور شرع مین باغی وہ لوگ ہین جو خارج ہوئے امام حق کی اطاعت سے ناحق
اور اگر امام حق پر خروج کرین تو وہ باغی نہین اور اسکی تمام تقریر جامع الفصولین مین ہو کہ جب مسلمین نے ایک امام پر اجتماع کیا اور اُسکے سبب سے امن مین ہوگئے پھر ایک
جماعت مسلمین نے اُسپر خروج کیا سو اگر یہ خروج امام کے ظلم کے سبب سے ہوا تو یہ لوگ باغی نہین اور سب مسلمانون پر امام کی اعانت کرنی کہ اعانت علی الظلم ہو اور نہ اہل خروج کی
اعانت کرین کہ اعانت علی الخروج ہو اور اگر خروج مسلمین کا بسبب ظلم کے نہو بلکہ ... حقیقت اور ولایت کے ہو تو وہ لوگ اہل بغی ہین مسلمین بنصرت امام کی ... واقع شی
نے کہا کہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ اگر علی مرتضی نہوتے تو ہمکو قتال اہل قبلہ معلوم نہوتا جناب مرتضوی اور اُنکے ساتھی اہل حق تھے اور مخالفین اُنکے اہل بغی اور ...
اعتبار ہو فرقہ عادلہ اور باغیہ معلوم نہین ہوتا کہ سب غالب ہیں انتہی ملخصا کذا فی الطحطاوی ثم الخارجون عن طاعۃ الامام ثلثۃ قطاع الطریق وعلم حکمہم وبغاۃ وخوارج منہم
خوارج وہم قوم لہم منعۃ خرجوا علیہ بتاویل یرون انہ علی باطل کفر او معصیۃ توجب قتالہ بتاویلہم یستحلون دماءنا واموالنا ویسبون نساءنا ویکفرون اصحاب

نبینا علیہ افضل الصلوۃ والسلام وحکمہم حکم البغاۃ باجماع الفقہاء کما حققہ فی الفتح پھر دریافت کرنا چاہیے کہ اطاعت امام سے خارج ہونے والے تین قسم ہیں ایک قطاع الطریق یعنے اہل خروج بلا تاویل اور بلا شوکت اور انکا حکم معلوم ہوگیا اور دوسری قسم باغی جو مباح نہیں جانتے جسکو خوارج مباح جانتے ہیں اور انکا حکم آتا ہے اور تیسری قسم خوارج وہ قوم ہیں جنکے واسطے قوت اور شوکت حاصل ہے امام پر خارج ہوے ہیں تاویل سے گمان کرتے ہیں کہ امام باطل پر ہے باعتبار کفر اور معصیت کے جو موجب قتال ہے امام کا انکی تاویل سے وہ حلال جانتے ہیں ہم اہل اسلام کے خونوں اور مالوں کو اور بندی کرتے ہیں ہماری عورتوں کو اور کافر کہتے ہیں ہمارے نبی علیہ افضل الصلوۃ والسلام کے اصحاب کو انکا حکم مانند حکم باغیوں کے ہے باجماع فقہا چنانچہ اسکی تحقیق فتح القدیر میں کی ہے حم فتح القدیر میں ہے کہ جمہور فقہا اور محدثین کے نزدیک خوارج درحکم بغاۃ ہیں اور بعضے محدثین انکے کفر کے قائل ہیں ابن منذر نے کہا میں نہیں جانتا کہ اہل حدیث کے ساتھ کوئی موافق ہوا ہو تکفیر خوارج میں اور یہ مقتضی ہے اجماع فقہا کی نقل کا اور محیط میں مذکور ہے کہ بعضے فقہا اہل بدعت کی تکفیر نہیں کرتے اور بعضے کرتے ہیں اس بدعت والے کی جسکی بدعت دلیل قطعی کے مخالف ہو اور صاحب محیط نے اسکو اکثر اہل سنت کیطرف نسبت کیا ہے اور نقل اول یعنے عدم تکفیر اثبت ہے ہاں یالبتہ ہے کہ اہل مذہب کے کلام میں اکثر اہل بدعت کی تکفیر واقع ہوئی ہے لیکن تکفیر ان فقہا کے کلام میں ہے اور نہیں جو مجتہدین ہیں اور غیر فقہا مجتہدین کا کلام معتبر نہیں اور مجتہدین سے منقول عدم تکفیر ہے اور ابن منذر نقل مذاہب مجتہدین سے زیادہ تر واقف ہے بحر انتہی حلبی نے کہا کہ یہ کلام وجیہ ہے مگر مشکل یہ ہے کہ مقتضی ہے عدم تکفیر ان رافضیوں کا جو سب شیخین اور قذف عائشہ صدیقہ کرتے ہیں حالانکہ یہ صریح کفر ہے طحطاوی نے کہا اسکا جواب ممکن ہے کہ عدم تکفیر اہل بدعت سے روافض مذکورین کی تکفیر مستثنی ہے اسواسطے کہ انکی تکفیر نص فقہا سے ثابت ہے واللہ اعلم وانما لم نکفرہم لکونہ عن تاویل وان کان باطلا بخلاف المستحل بلا تاویل کما مر فی باب الامامۃ اور ہم جو خوارج کی تکفیر نہیں کرتے تو اس سبب سے کہ انکا قتال اور استحلال تاویل سے ہے اگرچہ تاویل باطل ہے بخلاف مستحل بلا تاویل کے کہ اسکی تکفیر صریح ہے چنانچہ کتاب الصلوۃ کے اندر باب الامامۃ میں مذکور ہو چکا والامام یصیر اماما بامرین بالمبایعۃ من الاشراف والاعیان وبان ینفذ حکمہ فی رعیتہ خوفا من قہرہ وجبروتہ اور امام ہو جاتا ہے امام دو چیز سے اشراف اور رئیسوں کے بیعت کرنے سے اور اس سے کہ اسکا حکم جاری ہو جاے اسکی رعیت میں اسکے غالب ہونے اور دبدبہ سے ہم امامت ثابت ہوتی ہے اہل حل وعقد کی بیعت سے یا خلیفہ سابق کے استخلاف سے اور امامت میں سب اہل اسلام کی بیعت کی یا عدد معین کی بیعت شرط نہیں بلکہ جماعۃ علما یا جماعۃ اہل رای اور تدبیر کی بیعت کافی ہے کذا فی الطحطاوی عن المسایرۃ وشرحہا فان بایع الناس الامام ولم ینفذ حکمہ فیہم لعجزہ عن قہرہم لایصیر اماما سو اگر لوگوں نے ایک امام سے بیعت کی اور اسکا حکم نافذ نہوا نہیں بسبب اسکے عاجز ہونے کے اسکے مغلوب ہونے سے تو وہ امام نہوگا فاذا صار اماما فجار لا ینعزل ان کان لہ قہر وغلبۃ لعودہ بالقہر فلا یفید والا ینعزل لانہ مفید خانیۃ وتمامہ فی کتب الکلام پھر جبکہ ایک شخص بشروط مذکورہ امام ہو پھر اسنے ظلم شروع کیا تو معزول نہوگا اگر اسکے واسطے قہر اور غلبہ ثابت ہوا سواسطے کہ وہ بسبب اپنے قہر اور شوکت کے پھر سلطان ہو جائیگا تو معزول کرنا مفید نہوگا اور اگر اسکے واسطے قوت حاصل نہیں تو بسبب ظلم اور ستم کے معزول کرنے سے معزول ہوگا اسواسطے کہ وہ مفید ہے اور بحث امامت کا پورا بیان کتب کلام میں ہے

فاذا خرج جماعۃ مسلمون عن طاعتہ او طاعۃ نائبہ الذی الناس بہ فی امان درر وغلبوا علی بلدۃ دعاہم الیہ ای الی طاعتہ وکشف شبہتہم استحبابا پھر جبکہ جماعت مسلمین نے امام کی اطاعت سے خروج کیا یا اسکے اس نائب کی اطاعت سے خروج کیا جسکے سبب سے لوگ امان میں ہیں کذا فی الدرر اور مسلمین مذکورین غالب ہو گئے ایک شہر پر تو امام انکو اپنی طاعت کیطرف بلاوے اور انکے شبہے کو حل کرے بنابر استحباب کے نہ بنابر وجوب کے فان تحیزوا مجتمعین حل لنا قتالہم بدأ حتی نفرق جمعہم اذ الحکم یدار علی دلیلہ ہو الاجتماع والامتناع سو اگر باغیوں نے ایک مکان پکڑا اسمیں مجتمع ہوکر تو حلال ہوگیا ہمکو قتال انکا پہلے پہل یہانتک کہ انکی جماعت پریشان ہو اسواسطے کہ حکم قتال کا پھرتا ہے قتال کی دلیل پر اور وہ عبارت ہے اجتماع اور امتناع سے یعنی ظاہر اجتماع اور امتناع انکا ارادہ قتال کی دلیل ہے لہذا انکا قتال حلال ہوا اگرچہ وہ قتال کی ابتدا نکریں اس قول کو خواہرزادہ نے ہمارے اصحاب سے نقل کیا ہے اور یہی مذہب مختار ہے اور قدوری نے نقل کیا کہ قتال شروع کرنا نہ چاہیے تاوقتیکہ وہ شروع نکریں کذا فی البحر ومن دعاہ الامام الی ذلک ای قتالہم افترض علیہ اجابتہ لان طاعۃ الامام فیما لیس بمعصیۃ فرض فکیف فیما ہو طاعۃ بدائع اور جسکو امام نے انکے قتال کیطرف بلایا

[illegible] اسکی فرضیت [illegible] امام کی [illegible] فرض [illegible] کذا فی البحر [illegible]
[illegible]
[illegible] قتال [illegible]
اور شرع میں یہی حرمت و عصبیت کے قتال پر محمول ہے اور اگر کیرے اور طلب ملک کے قتال پر کذا فی الفتح لو قادرا [illegible]
ظلم مسلمانان فی رعیتہ عنہ [illegible] من الناس معاونۃ السلطان لا معاونتھم اجابت امام کی فرض ہے اگرچہ وہ قتال پر قادر نہیں تھا جیسے کہ منیہ میں ہے کذا فی الدر
اور خستعو میں ہے کہ اگر جماعت ساتھ ہی بغاوت کی بسبب ظلم بادشاہ کے اور حالانکہ بادشاہ ظلم سے باز نہیں رہتا تو لوگوں کو لائق نہیں مدد کرنا سلطان کی اور
نہ وہ کہ [illegible] باغی لوگوں کی ولو طلبوا الموادعۃ اجیبوا الیھا ان خیرا للمسلمین کما فی اہل الحرب والا لا یجابوا کذا فی البحر اور اگر باغیوں نے صلح کرنا چاہا
قتال پر تو امان انکو دینا چاہیے اگر صلح کرنا مسلمین کیواسطے بہتر ہو چنانچہ حربیوں کی صلح میں یہی شرط ہے اور اگر انکے حق میں صلح بہتر نہو تو قبول کرنا نہ چاہیے
کذا فی البحر ولا یوخذ منھم شی اور انسے کچھ لینا نہ چاہیے یعنی عوض ہدیہ اہل صلح کے عوض میں فلو اخذنا منھم رہونا واخذوا منا رہونا ثم غدروا بنا
وقتلوا رہوننا لا نقتل رہونھم ولکن نحبسھم الی ان یھلک اہل البغی او یتوبوا وکذا اہل الشرک اذا فعلوا برہوننا ذلک لا نقتل رہونھم
ولکن یجبرون علی الاسلام او یصیروا ذمۃ لنا پس اگر ہمنے باغیوں سے اول لی اور باغیوں نے ہمسے اول لی پھر انھوں نے ہمسے عہد شکنی کی اور ہمارے
اولوں کو قتل کیا تو ہم انکے اولوں کو نہ قتل کرینگے ولیکن انکو محبوس رکھینگے یہاں تک کہ اہل بغی ہلاک ہو جائیں یا بغاوت سے توبہ کریں اور یہی حکم ہے کفار کا
جبکہ ہماری اولوں کو قتل کریں تو ہم انکی اولوں کو نہ قتل کرینگے ولیکن وہ لوگ بزور مسلمان کیے جائینگے یا ہمارے ذمی ہو جائیں ہم انکا قتل اسواسطے جائز نہوا کہ
وہ ہمارے قابو میں اگر ہماری امان میں ہو گئے کذا فی البحر ولو لھم فئۃ اجھز علی جریحھم ای اتم قتلہ واتبع مولیھم والا لا لعدم الخوف اور اگر باغیوں کی جماعت قائم ہو تو
امام انکے زخمیوں کو پورا قتل کر دے اور انکے بھاگنے والوں کا پیچھا کرے اور اگر جماعت انکی پریشان ہو گئی تو زخمیوں کو قتل کرنا اور بھاگنے کا پیچھا کرنا نہ چاہیے بسبب
عدم جنبے خوف کے والامام بالخیار فی اسیرھم ان شاء قتلہ وان شاء حبسہ حتی یتوب اہل البغی فان تاب حبسہ ایضا حتی یحدث توبۃ سراج اور سلطان کو اختیار ہے
انکے قیدیوں میں چاہے اسکو قتل کرے چاہے محبوس رکھے یہانتک کہ اہل بغاوت توبہ کریں سو اگر وہ توبہ کریں تو بھی قیدی کو قید میں رکھے یہانتک کہ وہ بھی توبہ کرے
کذا فی السراج ونقاتلھم بالمنجنیق والاغراق وغیر ذلک کاہل الحرب اور ہم انسے لڑینگے منجنیق و غرق کردینے سے اور انکے سوا اور طریق سے جیسے کفار سے
ولا یجوز قتل من لا یقتل من اہل الحرب کنساء وشیوخ لا یجوز قتلہ منھم لم یقاتلوا اور جنکا قتل کرنا کفار سے جائز نہیں جیسے عورتوں اور بڈھوں کا انکا قتل باغیوں میں سے
بھی جائز نہیں تاوقتیکہ وہ نہ لڑتے ہوں یعنے اگر باغیوں کی عورتیں یا بڈھے قتال کرینگے تو انکا قتال جائز ہے سوا اطفال اور مجانین کے کذا فی البحر ولا یقتل عادل محرم
مباشرۃ باغیا محرما قتلہ او عادل یعنے امام کا مددگار اپنے محرم باغی کو اپنے ہاتھ سے نہ قتل کرے جبتک محرم نے اسکے قتل کا ارادہ نہیں کیا یعنی اگر محرم باغی قتل کا
ارادہ کرے تو دفع کرنا اسکا جائز ہے اگرچہ دفع کرنا بقتل ہو بخلاف جنگ کفار کے کہ وہاں قتل محرم جائز ہے سوائے والدین کے کذا فی البحر ولا یسبی لھم ذریۃ ولا یحبس
اموالھم الی ان یتوبوا فتردد علیھم اور انکی ذریت بندی نہ کیجائے اور انکے مال محبوس ہیں ہم انکی توبہ ظاہر ہونے تک سو بعد توبہ انکو پھیر دیے جائینگے اور انکی عورتیں بھی
بندی نہو نگی اسواسطے کہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے جنگ جمل میں قتل اسیر اور کشف ستر اور اخذ مال سے نہی فرمائی اور وہی پیشوا ہیں اس باب میں کذا فی المنح ویبیع الکراع
اولی لانہ انفع فتح اور بیچ ڈالنا انکے دواب کا بہتر ہے اسواسطے کہ نافع تر ہو کذا فی الفتح بیع کی منفعت یہ ہے کہ قیمت کا امانت رکھنا آسان بلا مشقت ہے اور بیت المال
سے دانہ چارہ صرف ہوگا وقیاس علیہ العبید نہر اور دواب کی بیع پر انکے غلاموں کی بیع قیاس کیجائے کذا فی النہر ونقاتل بسلاحھم وخیلھم عند الحاجۃ ولا ننتفع
بشیء منھا من اموالھم مطلقا ولو عند الحاجۃ سراج اور قتال کرینگے ہم انکے ہتھیاروں اور گھوڑوں سے اور ان چیزوں کے سوا انکے اموال سے مطلقا منفعت نہ لیجائے اگرچہ

انتفاع وقت حاجت کے ہو کذا فی السراج م جناب مرتضوی نے باغیوں کے ہتھیار اپنے لشکر میں تقسیم کیے لیکن یہ تقسیم بسبب حاجت کے تھی نہ واسطے تملیک کے اور فرمایا کہ انکا مال غنیمت
نہیں اور انکی ذریت بندی نہیں کذا فی المنح ولو قال الباغی تبت والقی السلاح من یدہ کف عنہ ولو قال کف عنی لانظر فی امری لعلی اتوب والقی السلاح
کف عنہ ولو قال انا علی دینک ومعہ السلاح لا لانہ وجود السلاح معہ قرینۃ لقتالہ لغیۃ تمنی اللقاء کف عنہ والا لا فتح اور اگر باغی نے کہا کہ میں نے توبہ کی اور ہتھیار
اپنے ہاتھ سے ڈال دیے تو عادل اسکے قتال سے باز رہے اور اگر اسنے کہا عادل سے کہ مجھکو مہلت دے تا میں اپنے امر میں تامل کروں شاید میں توبہ کر دوں اور ہتھیار پھینک دے
تو باز رہے اور اگر باغی بولا کہ میں تیرے دین پر ہوں اور اسکے ساتھ ہتھیار ہیں تو اسکے قتال سے نہ باز رہے اسواسطے کہ ہتھیار کا ساتھ رہنا قرینہ ہے اسکی لقاء قتال کا
سو جبکہ ہتھیار پھینکے تو باز رہے اور نہیں تو باز نہ رہے کذا فی فتح القدیر ولو قتلہ باغ مثلہ وظہر علیہم فلا شئی فیہ لکونہ مباح القتل فتح فلا اثم ایضا اور اگر ایک
باغی کو دوسرے باغی نے قتل کیا اور اُنپر اہل عدل کا غلبہ حاصل ہوا تو اسکے قتل میں کوئی چیز نہیں قصاص نہ دیت اسواسطے کہ اُسکا قتل مباح تھا کذا فی فتح القدیر پھر
جب قتل مباح ہوا تو اسکے قتل میں کچھ گناہ بھی نہیں وقتلانا شہداء ولا یصلی علی البغاۃ بل یکفنون ویدفنون بدائع اور ہمارے یعنے اہل عدل کے مقتول شہید ہیں تو انپر
نماز جنازہ پڑھی جاے اور بدون غسل دفن کیے جائیں اور باغیوں کے مقتولوں پر نماز جنازہ نہ پڑھی جاے بلکہ کفن پہنائے جائیں اور دفن کیے جائیں کذا فی البدائع ویکرہ نقل رؤسہم
الی الآفاق وکذا رؤس اہل الحرب لانہا مثلۃ وجوزہ بعض المتاخرین لو فیہ کسر شوکتہم او فراغ قلبنا فتح ومر فی الجہاد اور مکروہ ہے انکے سروں کو اطراف عالم میں پھرانا
اور اسی طرح کفار کے سروں کو نقل کرنا مکروہ ہے اسواسطے کہ مثلہ ہے اور اسکو بعضے متاخرین نے جائز کہا ہے اگر اسمیں انکی کسر شوکت ہو یا ہماری تسکین خاطر ہو کذا فی الفتح اور مذکور ہو چکا
جہاد میں ولو غلبوا علی مصر فقتل مصری مثلہ عمدا فظہر علی المصر قتل بہ ان لم یجر علی اہلہ ای المصر احکامہم وان جری لا لانقطاع ولایۃ الامام عنہم اور اگر باغی غالب
ہو گئے ایک شہر پر سو ایک شہر والے نے دوسرے شہری کو عمداً قتل کیا پھر اہل عدل کا بادشاہ غالب ہوا اس شہر پر تو قاتل مذکور بسبب اس قتل کے مقتول ہوگا اگر اہل شہر پر
باغیوں کے احکام نہ جاری ہوتے ہوں اور اگر انکے احکام جاری ہوتے ہوں تو قصاص نہوگا بسبب منقطع ہو جانے امام کی حکومت کے اُنپر سے لیکن قاتل پر عذاب آخرت ثابت ہے کذا
فی الفتح وان قتل عادل باغیا ورثہ مطلقا اور اگر عادل نے باغی کو قتل کیا تو اسکا وارث ہوگا ہر طرح خواہ باغی کہے کہ میں حق پر ہوں یا کہے کہ میں باطل پر ہوں اسواسطے
کہ قتل بحق مانع ارث کا نہیں وبالعکس اذا قال الباغی وقت قتلہ انا علی باطل لا یرثہ اتفاقا لعدم الشبہۃ اور سابق کے برعکس یعنے باغی عادل کو قتل کرے جبکہ باغی بولا
اسکے قتل کے وقت کہ میں باطل پر ہوں تو اسکا وارث نہوگا بالاتفاق بسبب عدم شبہہ کے مگر باغی اسواسطے وارث ہوگا کہ اُسنے اتلاف نفس بتاویل فاسد کیا اور تاویل فاسد ملحق ہے تاویل
صحیح سے جبکہ اسکے ساتھ قوت ہو کذا فی المنح وان قال انا علی حق فی الخروج علی الامام واصر علی دعواہ ورثہ اما لو رجع تبطل دیانتہ فلا ارث ابن کمال اور اگر باغی نے کہا کہ میں
حق پر ہوں امام پر خروج کرنے میں اور اپنے دعوی پر مصر رہا تو عادل مقتول کا وارث ہوگا اور اگر اس دعوی سے رجوع کریگا تو اسکی دیانت باطل ہوگی تو وارث نہوگا کذا
ذکرہ ابن کمال وفی الفتح ولو دخل باغ بامان فقتلہ عادل عمدا لزمہ الدیۃ کما فی المستامن لبقاء شبہۃ الاباحۃ اور فتح القدیر میں ہے اور اگر باغی دار العدل میں داخل ہوا
امان لیکر پھر اسکو عادل نے عمداً قتل کیا تو اسپر دیت لازم ہوگی جیسے مستامن کے قتل میں دیت لازم ہے بسبب باقی رہنے شبہہ اباحت کے یعنی دیت لازم ہوگی نہ قصاص
اسواسطے کہ اسکی اباحت دم کا شبہہ موجود ہے ویکرہ تحریما بیع السلاح من اہل الفتنۃ ان علم لانہ اعانۃ علی المعصیۃ اور مکروہ تحریمی ہے ہتھیار کا بیچنا اہل فتنہ سے
اگر معلوم ہو کہ مشتری اہل فساد سے ہے اسواسطے کہ یہ مددگاری ہے گناہ پر م حموی نے کہا اور یہی حکم ہے ہبہ اور وصیت اور اعارہ اور اجارہ دینے ہتھیار کا اور بیع کو
مکروہ تحریمی کہنا یہ بحث ہے صاحب بحر کی اور اہل فتنہ بغاۃ اور قطاع الطریق اور لصوص سب کو شامل ہے کذا فی المنح وبیع ما یتخذ منہ کالحدید ونحوہ یکرہ لاہل الحرب لا لاہل
البغی لعدم تفرغہم لعملہ سلاحا لقرب زوالہم بخلاف اہل الحرب زیلعی اور اُس چیز کا بیچنا جس سے جنگی ہتھیار بنتا ہے جیسے لوہا وغیرہ مکروہ ہے اہل حرب سے نہ اہل بغاوت سے بسبب انکے
نہ فراغت پانے کے ہتھیار بنانے کو اسواسطے کہ بسبب انکے قریب زوال ہونے کے بخلاف اہل حرب کے کذا فی الزیلعی قلت وافاد کلامہم ان ما قامت المعصیۃ بعینہ یکرہ بیعہ تحریما والا فتنزیہا نہر
میں کہتا ہوں اور فقہا کے کلام سے ثابت ہوا کہ جسکے سبب سے معصیت قائم ہو جیسے ہتھیار اسکی بیع مکروہ تحریمی ہے اور جسکے سبب سے گناہ نہ قائم ہو جیسے جاریہ مغنیہ اور کبوتر اڑانے والے

اور جب اگر دعوت بیت بننے میں شک ہے کہ شہید ہو جیسے کشف الغطاء فتح بغیر حکم قد ... اور کتب صحیح ... اگر ثابت علم ... شہادت ...
... اور فتح ... کہ دونوں کے دعوی ... حکم نافذ ... وہ عادل ہو ... اگر باقی ہو تو اسکا حکم نافذ ہوگا اور اگر باغیوں کے ... ہے ...
کی طرف ... سوا معلوم ہو کہ ... وہ عادل کی گواہی سے ... تو وہ حکم نافذ ہوگا اور ... تو ... حکم ... نافذ ...
کی ... کے ... مجتہد فیہ میں نافذ ہو اگرچہ ... عادل ... کے خلاف ہو ... شارح کو ... نہیں ... الاجتهاد من الفتح ... اعلم ...

کتاب اللقیط

یہ کتاب ہے لقیط کے احکام میں عقبہ مع اللقطہ بالجهاد لفرضیتها الفوات النفس والمال ... المقدمة ... بالنفس ... المال مصنف کتاب لقیط کو
کتاب اللقطہ کے ساتھ کتاب الجہاد کے پیچھے لایا ہے اسواسطے کہ جان اور مال دونوں معرض ہلاک میں ہیں ... جہاد میں ... اول معرض ہلاکت میں ہیں دو
مقدم کیا کتاب اللقیط کو بسبب اسکے متعلق ہونے کے جان ... اور ... بیان مقدم ہے مال پر ... اللقیط فعیل بمعنی مفعول ... علی الولد المنبوذ باعتبار المال
لقیط لغت میں وہ چیز ہے ... اٹھا یا جاوے فعیل بمعنی مفعول ہے ... استعمال غالب ہو گیا ... باعتبار انجام کے یعنی جو زمین پر پھینکا اور ... اٹھایا گیا ...
اٹھایا گیا اسواسطے اسکو لقیط کہا ... الحی مولود طرحه اهله خوفا من العیلة او فرارا من تهمة الريبة اور شرع میں لقیط ... کا نام ہے جسکو کوئی
اسکو پھینکدے ... محتاجی کے خوف سے یا تہمت زنا سے بچنے کے واسطے مضیعه آثم ... اسکا ضائع کرنے والا یعنی جو اسکو پھینکا ... وہ گنہگار ...
فائدہ پاوے ... ثواب پاویگا التقاطه فرض کفایة ان غلب علی ظنه ... فرض عین ... علی الصحیح ... لقیط کا اٹھا لینا
فرض کفایہ ہے اگر ملتقط کو گمان غالب ہو اسکی ہلاکی کا اگر وہ اسکو نہ اٹھاوے اور اگر لقیط کو کوئی نہ جانتا ہو سوائے اسکے تو ... وقت میں اٹھانا فرض عین ہے اور اسی
اندھے کو کوئیں میں گرنے دیکھنا کذا فی التبیین والا فمندوب لما فیه من الشفقة والاحیاء اور اگر اسکی ہلاکی کا خوف نہ ہو تو اٹھا لینا لقیط کا مستحب ہے واسطے کہ
اسمیں شفقت اور جلانا ہے جان کا ... شفقت اطفال پر افضل اعمال ہے اور ایک جان کا جلانا سب آدمیوں کے جلانے کے برابر ہے حق تعالی نے فرمایا ومن احیاها فکانما احیا الناس
جمیعا کذا فی الزیلعی وهو حر مسلم تبعا للدار الا بحجة رقه علی خصم وهو الملتقط لسبق یده اور لقیط آزاد مسلمان ہے دار اسلام کی تبعیت ... مگر اسکی رقیت کی حجت خصم
اور خصم یہاں ملتقط ہے بسبب سابق ہونے اسکے ہاتھ کے ... دفع ... خصم کے حجت ... بیان کوئی نہیں شارح نے ... ملتقط ...
اسکے ... میں بسبب سبقت ید کے حق ہے تو اسکا تصرف ... زائل نہوگا اور حجت سے یہاں بینہ مراد ہے ... اقرار کذا فی الطحطاوی وما یحتاج الیه من النفقة کسوة وسکنی
ودواء ومهر اذا زوجه السلطان فی بیت المال ان برهن علی التقاطه اور جس چیز کی لقیط کو احتیاج ہے خوراک اور پوشاک اور مکان سکونت اور دوا اور مہر جب کہ سلطان اسکا
نکاح کر دے وہ بیت المال میں ہے بشرطیکہ ملتقط اسکا اٹھا لینا گواہی سے ثابت کرے وان کان له مال او قرابة ففی ماله او علی قرابته اور اگر لقیط کا مال ہو یا اسکی کوئی قرابت
ثابت ہو تو جمیع ضروریات مذکورہ اسکے مال میں ہیں یا اسکے قرابت والوں پر ہیں وارثه وعاقله فی بیت المال کجنایته لان الغرم بالغنم وراثت لقیط کی اگرچہ دیت
بیت المال میں ہے جیسے اسکی جنایت بیت المال سے متعلق ہے اسواسطے کہ نقصان بمقابلہ فائدہ کے ہے تو اگر لقیط محلہ میں مقتول پایا گیا تو اہل محلہ سے دیت ... بیت المال
میں داخل ہوگی اور اگر لقیط کو کوئی عمدا قتل کرے تو سلطان کو اختیار ہے چاہے قاتل کو قتل کرے چاہے دیت پر صلح کرے لیکن سلطان معاف نہیں کر سکتا کذا فی المنح اور اگر لقیط
جنایت صادر ہوگی تو اسکی دیت بیت المال سے دیجاویگی ولیس لاحد اخذه منه قهرا وهل للامام الاعظم اخذه بالولاية العامة فی النهر لا لما قدمنا تبعا للبحر ...
فی النهر ... لکن لا ینبغی اخذه الا بموجب ... اور کسی کو جائز نہیں لینا لقیط کا ملتقط سے بزبردستی اور سلطان اعظم کو اسکا لے لینا بسبب حکومت عامہ کے جائز ہے یا نہیں نہر الفائق میں ...
کہا کہ جائز نہیں اور شایت ... اس قول کو مصنف نے اپنی شرح میں باتباع صاحب بحر اور ... نہر الفائق میں کہ ہاں سلطان کو لینا زبردستی جائز ہے لیکن ...
... نہیں مگر ... سبب یہ کہ ملتقط محافظت کے لائق نہو فلو اخذه واحد ... الاول رد الیه الا اذا دفعه باختیاره ... اگر لقیط کو کسی نے ملتقط

زبردستی لیا اور خصومت کی اُس سے ملتقط اولی نے تو بھی کر پھیر دیا جائیگا مگر اُس وقت نہ پھیرا جائیگا جبکہ اُسنے دوسرے کو اپنی خوشی سے دیا ہو اسواسطے کہ اُسنے اپنا حق آپ باطل
کردیا وہذا اذا اتحد الملتقط فلو تعدد وترجح احدہما کما لو وجدہ مسلم وکافر فتنازعا قضی بہ للمسلم لانہ انفع للقیط خانیۃ ولو استویا فالرای فیہ للقاضی بحر بحثا اور
یہ جو ملتقط سے زبردستی نہ لینا اس صورت میں ہے جبکہ ملتقط ایک ہی ہو اور اگر ملتقط متعدد ہوں اور ایک ترجیح رکھتا ہو چنانچہ اگر لقیط کو ایک مسلم اور ایک کافر
نے پایا پھر دونوں نے جھگڑا کیا تو لقیط مسلم ہی کو دلایا جائیگا اسواسطے کہ مسلم کے پاس رہنا لقیط کو نافع ہے کہ وہ بھی مسلمان ہوگا کذا فی الخانیۃ اور اگر دونوں ملتقط برابر
ہوں اسلام یا کفر میں تو تعیین قاضی کی تجویز کو دخل ہے کذا فی البحر بحثا ویثبت نسبہ من واحد بمجرد دعواہ ولو غیر الملتقط استحسانا لو حیا والا فبالبینۃ خانیۃ اور اگر دو ملتقط نے
پایا اور ایک نے اُسکے نسب کا دعوی کیا تو اُسکا نسب ایک ملتقط سے ثابت ہو جائیگا بمجرد اُسکے دعوی کرنے کے بدلیل استحسان بشرطیکہ لقیط زندہ ہو اور اگر زندہ نہ ہوگا تو
نسب دعوی سے ثابت ہوگا بدون گواہی کے کذا فی الخانیۃ ووجہ استحسان کی یہ ہے کہ اقرار نسب صغیر کیواسطے ہے اور حق ملتقط کا ابطال ضمنا واقع ہوا بالضرورت ثبوت نسب اور
بہت چیزیں ضمنا ثابت ہو جاتی ہیں نہ قصدا کذا فی الحموی ومن اثنین ای معا بہ کولد امۃ مشترکۃ اور نسب لقیط کا ثابت ہوتا ہے دو برابر شخصوں کے دعوی سے
جیسے مشترک لونڈی کے ولد کا نسب ثابت ہوتا ہے دو شریکوں سے بشرطیکہ دعوی میں دو شخص برابر ہوں جنمیں کوئی مرجح نہیں تو ملتقط کا دعوی خارج سے مقدم ہوگا
وعبارۃ الملتقی اوعاہ اکثر من اثنین فعن الامام انہ یثبت الی خمسۃ ظاہرۃ فی عدم قبول دعوی الزائد ولا یشترط اتحاد الام نہر لکن فی القہستانی عن النظم تقیید
ثبوتہ من الاکثر فیحرر اور عبارت ملتقی کی یہ ہے کہ لقیط کے نسب کا دو سے زیادہ شخصوں نے دعوی کیا تو امام اعظم سے روایت ہے کہ نسب ثابت ہوگا پانچ شخص
تک ظاہر اس عبارت کا دلالت کرتا ہے کہ پانچ سے زیادہ کا دعوی مقبول نہ ہوا اور شرط نہیں اتحاد ماں کا دعوی مذکور میں کذا فی النہر لیکن قہستانی میں نظم سے
وہ عبارت منقول ہے جو مفید ثبوت نسب ہے پانچ سے زیادہ میں بھی تو اسکی تحریر اور تنقیح کرنا چاہیے ہم قہستانی میں نقایہ سے منقول ہے کہ ابو حنیفہ کے نزدیک
دو مرد سے اکثر میں نسب ثابت ہوتا ہے طحطاوی نے کہا کہ عبارت مینہ اور سراج کی صریح ہے کہ دعوت نسب کی پانچ شخص تک منتہی ہے اور قہستانی کی عبارت غیر صریح ہے اور لائق اعتماد
کے صریح ہے نہ غیر صریح ولو ادعتہ امرأۃ واحدۃ ولیست ذات زوج فان صدقہا زوجہا او شہدت لہا القابلۃ او قامت بینۃ ولو رجلا وامرأتین علی الولادۃ صحت
دعوتہا والا لا لما فیہ من تحمیل النسب علی الغیر اور اگر لقیط کے نسب کا ایک عورت شوہر والی نے دعوی کیا سو اگر شوہر نے اُسکی تصدیق یا دائی جنائی نے اُسکی گواہی
دی یا بینہ قائم ہوئی ولادت پر اگرچہ گواہ ایک مرد اور دو عورتیں ہوں تو عورت کا دعوی صحیح ہے اور اگر ایسا نہیں یعنی زوج وغیرہ نے اُسکی تصدیق نہ کی تو دعوے
نسب کا صحیح نہیں اسواسطے کہ اس دعوی میں شخص غیر پر نسب کا ثابت کرنا ہے یعنی زوج پر وان لم یکن لہا زوج فلابد من شہادۃ رجلین اور اگر عورت بے شوہر ہو
تو دو مرد کی گواہی ضرور ہے ثبوت نسب میں ولو ادعتہ امرأتان واقامت احدہما البینۃ فہی اولی بہ وان اقامتا جمیعا فہو ابنہما خلافا لہما اشباہ من الخانیۃ اور اگر لقیط
کا دو عورتوں نے دعوی کیا اور ایک نے گواہ قائم کیے تو وہی اُسکے ساتھ لائق تر ہے اور اگر دونوں عورتوں نے گواہ قائم کیے تو وہ دونوں کا بیٹا ہے بخلاف صاحبین کہ انکے نزدیک
وہ کسیکا بیٹا نہیں سب مسائل مذکورہ خانیہ سے منقول ہیں وان ادعاہ خارجان ووصف احدہما علامۃ بہ ای بجسدہ لا بثوبہ ووافق فہو احق اذا لم یبرہن الاخر و
اقوی منہا کبینۃ الآخر وحریۃ ویلد اسلام مسلم انہما ارخا تان استویتا فبینہما اور اگر لقیط کے نسب کا دو خارج شخصوں نے دعوی کیا اور ایک نے اُسمیں کوئی نشانی بیان
کی یعنی اُسکے بدن میں نہ کپڑے میں تل یا چوٹ کی نشانی اور اُسکا نشان موافق پڑا تو وہی شخص زیادہ تر حقدار ہے بشرطیکہ کوئی وجہ قوی تر علامت سے معارض اُسکی نہو
چنانچہ دوسرے شخص کے گواہ یا اُسکا آزاد ہونا یا اُسکی سبقت قبض یا مسلمان ہونا اُسکا یا اُسکی اتنی عمر ہونا کہ اُسکے لڑکا ہو سکے بشرطیکہ دونوں مدعیوں نے تاریخ ذکر کی ہو سو اگر اشتباہ
واقع ہو تو لقیط دونوں میں مشترک ہوگا یعنے اگر ایک شخص کا بیان نشان موافق پڑا اور دوسرے نے ثبوت نسب کے گواہ گذرانے یا کہ دوسرا آزاد ہے اور صاحب علامت غلام یا وہ مسلم ہے
اور صاحب علامت کافر تو ان صورتوں میں علامت کا کچھ اعتبار نہوگا ولو ادعی احدہما انہ ابنہ والآخر انہ ابنتہ فاذا ہو خنثی فلو مشکلا قضی لہما والا فلمن صدق ای انہ ابن اور اگر ایک نے دعوی
کیا کہ لقیط اُسکا بیٹا ہے اور دوسرے نے کہا کہ وہ اُسکی بیٹی ہے پھر اُسکو جو دیکھا تو خنثی ہے سو اگر وہ خنثی مشکل ہے تو وہ دونوں کو دلایا جائیگا بسبب عدم ترجیح کے اور اگر خنثی

اگر اُسنے یہ کیا سو وہ ہلاک ہوگیا تو ملتقط پر ضمان لازم ہوگا اور اگر ختنہ کرنے والے نے جانا کہ وہ ملتقط ہی تو ختان ضامن ہوگا کذا فی الذخیرۃ ولہ نقلہ حیث شاء و سیجیٔ
منعہ من مصر الی قریۃ بحر اور ملتقط کو جائز ہی اُسکا لیجانا جہان جاہے اور لائق ہی اُسکا روکنا شہر کے لیجانے سے گانون کیطرف کذا فی البحر اسواسطے کہ گانون مین اُسکی
خو بگڑ جائیگی ولا ینفذ للملتقط علیہ نکاح و بیع وکذا اجارۃ فی الاصح لانہ الولایۃ علیہ فی مالہ ونفسہ للسلطان بحدیث السلطان ولی من لا ولی لہ اور لقیط پر نکاح اور
بیع ملتقط کی نافذ نہین اور اسیطرح اُسکا اجارہ نافذ نہین قول اصح مین سو اسواسطے کہ لقیط پر حکومت اُسکے مال اور جان مین سلطان کیواسطے ہی بسبب اس حدیث کے کہ بادشاہ
اُسکا ولی ہی جسکا کوئی ولی نہین شروع مسائل ملحقہ شارح کے لو باع او کفل او دبر او کاتب او اعتق او وہب و تصدق و سلم ثم اقر انہ عبد لزید لا یصدق فی ابطال شئ
من ذلک لانہ متہم ولتمامہ فی الخانیۃ اگر لقیط نے بعد بلوغ کے بیع کی یا اپنی ضمانت کی یا اپنے غلام کو مدبر کیا یا مکاتب کیا یا آزاد کیا یا ہبہ کیا یا صدقہ دیا اور قبضہ کرا دیا پھر
اقرار کیا کہ وہ شخص زید کا غلام ہی تو اُسکی تصدیق نہ کیجائیگی تصرفات مذکورہ کے ابطال مین سو اسواسطے کہ وہ اِس اقرار مین متہم ہی اور پورا بیان اسکا خانیہ مین ہی و مجہول النسب کلقیط
اور شخص مجہول النسب لقیط کے مانند ہی طحطاوی نے کہا ظاہر اطلاق اِسپر دلالت کرتا ہی کہ لقیط کے جمیع احکام مجہول النسب مین جاری ہین واللہ اعلم و استغفر اللہ العظیم

کتاب اللقطہ

یہ کتاب ہی لقطہ کے احکام مین ہی بالفتح و یسکن اسم وضع للمال الملتقط یعنی لقطہ بضم لام و فتح قاف ہی اور سکون قاف بھی جائز ہی یہ اسم مال ملتقط کیواسطے موضوع ہی کذا فی
شرح العینی و شرعا مال یوجد ضائعا ابن کمال اور اصطلاح شرع مین لقطہ وہ مال ہی جو ضائع پایا جاوے یعنے مال غیر محفوظ جسکا مالک معلوم نہو و فی التاتارخانیۃ عن المضمرات مال
یوجد ولا یعرف مالکہ ولیس بمباح کمال الحربی اور تاتارخانیہ مین مضمرات سے تعریف لقطہ یون ہی کہ جو مال پایا جاوے اور اسکا مالک معلوم نہو اور وہ مباح نہو حربی کے مال کے مانند
و فی المحیط رفع شئ ضائع للحفظ علی الغیر لا التملیک و در محیط مین ہی کہ لقطہ عبارت ہی چیز ضائع کے اُٹھا لینے سے حفاظت کیواسطے غیر شخص پر نہ واسطے تملیک کے م لقطہ شئ
مرفوع ہی نہ رفع تو یہان رفع بمعنی مرفوع ہی اور بہتر یہ تھا کہ تملیک کے مقام پر تملک ہوتا کذا فی الطحطاوی و ہذا یعم ما علم مالکہ کالواقع من السکران و فیہ نظر لانہ امانۃ لا لقطۃ لانہ لا یعرف
بل یدفع لمالکہ اور یہ تعریف محیط کی اُس مال کو بھی شامل ہی جسکا مالک معلوم ہو جیسا کہ گری چیز مست سے اور اس تعمیم مین خلل ہی کہ مست کی گری چیز امانت ہی لقطہ نہین اسواسطے
کہ وہ چھپائی نہین جاتی بلکہ اُسکے مالک کو دیجائیگی ندب رفعہا لصاحبہا ان امن علی نفسہ تعریفہا والا فالترک اولی افتادہ چیز کا اُٹھا لینا اُسکے مالک کیواسطے افضل ہی
اگر اعتماد ہو اپنی ذات پر اُسکی تعریف کرنے کا اور اگر اعتماد نہو یعنی شک واقع ہو تعریف اور عدم تعریف مین تو اُسکا ترک بہتر ہی و فی البدائع وان اخذہا لنفسہ حرم لانہا
کالغصب اور بدائع مین ہی اور اگر لقطہ کو اپنے واسطے لیگا تو حرام ہی اسواسطے کہ وہ غصب کرنیکے برابر ہی و وجب ای فرض فتح وغیرہ عند خوف ضیاعہا کما
لان لمال المسلم حرمۃ کما لنفسہ فلو ترکہا حتی ضاعت اثم و ہل یضمن ظاہر کلام النہر لا و ظاہر کلام المصنف نعم لما فی الصیرفیۃ حمار یاکل حنطۃ انسان فلم یمنعہ حتی اکل قال فی البدائع الصحیح
انہ یضمن انتہی اور واجب ہی اُسکا اُٹھا لینا یعنے فرض ہی کذا فی الفتح وغیرہ اُسکے ضائع ہونے کے خوف کیوقت چنانچہ کتاب اللقیط مین مذکور ہو چکا اسواسطے کہ مسلمان کے مال
کیواسطے حرمت ہی جیسے اسکی جان کی حرمت ہی سو اگر اُسنے چھوڑا یہانتک کہ وہ مال ضائع ہوگیا تو وہ گنہگار ہوگا اور کیا اُسپر ضمان لازم آویگا یا نہین ظاہر کلام نہر الفائق
یہ ہی کہ ضمان نہین اور ظاہر کلام مصنف کا اُسکی شرح مین یہ ہی کہ ہان اُسپر ضمان ہی اسواسطے کہ صیرفیہ مین ہی کہ ایک گدہا کسی انسان کے گیہون کھاتا ہی سو اُسنے اسکو نہ روکا
یہانتک کہ وہ کھا گیا بدائع مین کہا قول صحیح یہ ہی کہ وہ ضمان دیگا انتہی م معتمد علیہ نہر الفائق کا قول ہی یعنی عدم ضمان چنانچہ فتح القدیر کی آیندہ روایت اُسکی مؤید ہی
اور مسئلہ حمار مین اتلاف مشاہد اور محقق ہی بخلاف ترک لقطہ کہ یہان اتلاف غیر مشاہد اور غیر محقق ہی اسواسطے کہ ممکن ہی کہ لقطہ ایسے شخص کے ہاتھ مین آوے جو اُس سے زیادہ تر امین ہو
کذا فی الطحطاوی فی الفتح وغیرہ لو رفعہا ثم ردہا الی مکانہا لم یضمن فی ظاہر الروایۃ اور فتح القدیر وغیرہ مین ہی کہ اگر لقطہ اُٹھایا پھر وہین رکھدیا تو ضامن نہوگا ظاہر الروایۃ مین
م اور مقابل ظاہر الروایۃ کے قول بالضمان ہی و صح التقاط صبی و عبد لا مجنون و مدہوش و معتوہ و سکران لعدم الحفظ منہم اور صحیح ہی لقطہ اُٹھانا صغیر اور غلام کا نہ مجنون اور مدہوش اور
غافل اور مست کا بسبب نہونے حفاظت کے اُن لوگون سے م جب صغیر اور غلام لقطہ اُٹھاویگا تو تعریف ولی اور مولی پر لازم ہوگی کذا فی الطحطاوی فان اشہد علیہ باخذہ لیردہ

اُٹھا لیوے اور تعریف جو اوپر مذکور ہوئی مشہور ہے لیکن تعریف مین ... جس طرح کہ اوپر مذکور ہوا اسکو چاہیے کہ اسکے مالک کو دے اور شاہد کر لے

رکھنے کے واسطے تاکہ کسی کو کوئی حجت نہ رہے جسکو یہ معلوم ہو کہ یہ لقطہ ہے پس جو شخص اسکی علامات اور نشانیان بیان کرے اسکو دیدے ... اپنے گھر

میں ڈالے تاکہ جہان اُسکا مالک ہو ... مساجد کے ابواب پر اور بازارون اور رستون میں یون پکارتا رہے کہ جس کسی کی چیز گر گئی ہو وہ لے لے اور جب تک

اُسکا مالک معلوم ہو یا اُسکا پتا لگے کذا فی السراجیہ اور اگر اُسکی تعریف میں دوسرے شخص کو کہ وہ تعریف کرے کذا فی الظہیریہ ... ان عرفہا

واہا فالنصف ... الضمان ... پس یہ معلوم ہوا کہ جب تک مالک کا پتہ نہ لگے تب تک تعریف کرتا رہے اور اگر ہلاک ہو جائے تو کوئی ضمان نہیں

یعنی جب تک ... غالب ہو کہ مالک اب اسکو طلب نہ کریگا یہی قول مفتی بہ ہے کذا فی المضمرات اور ظاہر الروایہ میں ایک سال کی تعریف ہے مطلقاً کذا فی السراج الوہاج

اور قول یہ ہے کہ ہر مہینہ یا ہر ہفتہ یا ہر روز تعریف کرے اور تلاش کرے معلوم ہوا کہ جو چیز جلد بگڑ جانے والی ہو جیسے کھانا اور پھل وغیرہ تو

لینا اور تعریف جائز ہے لیکن اُس کی ... نہیں ... واسطے کہ تملیک مجہول سے صحیح نہیں مگر جب پھینکنے کے وقت تم سے کہا ہو کہ جو اُٹھا لے وہ مالک ہے

اور لقطہ کا لینا متفرق کا ... کذا فی الحاوی کا ... اور تعریف مذکور کے لقطہ ملتقط کے ہاتھ مین امانت ہوگا یعنی بعد تعدی

ضمان نہیں فلو لم یشہد مع التمکن منہ ولم یعرفہا ضمن ان انکر ربہا اخذہ للرد وقبل الثانی قولہ بیمینہ وبہ ناخذ حاوی واقرہ المصنف وغیرہ سو اگر ملتقط نے کسی کو گواہ نہ کیا

باوجودیکہ قادر ہونے کے یا اُسنے تعریف نہ کی تو ضامن ہوگا اگر اسکا مالک انکار کرتا ہو کہ چیز دینے کی نیت سے لینے کا اور قبول کیا ہو ابو یوسف نے قول ملتقط کا بمع قسم

کے ساتھ اور اسی قول کو ہم لیتے ہیں یعنی یہی مفتی بہ ہے کذا فی الحاوی اور ثابت رکھا اسکو مصنف رحمہ اللہ نے قول صحیح میں محمد بھی ابو یوسف کے ساتھ ہین کذا فی النہایہ

تو اب صاحبین کے قول پر فتوی ہوا ولو من الحرم او قلیلا او کثیرۃ فلا فرق بین مکان ومکان ولقطۃ ولقطۃ اگرچہ لقطہ حرم کا ہو یا کم یا زیادہ ہو تو کچھ فرق نہیں

درمیان ایک مکان کے دوسرے مکان سے اور نہ ایک لقطہ کا دوسرے لقطہ سے لقطہ حل اور حرم کی تعریف میں کچھ فرق نہیں امام اعظم اور مالک اور شافعی اور احمد کا ایک قول

یہی اور دوسرا قول امام شافعی کا یہ ہے کہ ہمیشہ تعریف کرتا رہے یہانتک کہ مالک اُسکا پیدا ہو اسواسطے کہ صحیحین میں بروایت ابو ہریرہ حدیث مرفوع میں ہے ولا تحل

ساقطتہا الا لمنشد یعنی حلال نہیں لقطہ مکہ کا مگر معرف کیواسطے اور اسمین تعریف کی قید نہیں تو دوام ثابت ہوا اسکا جواب یہ ہے کہ مطلب حدیث کا یہ ہے کہ لقطہ واسطے نفس کے نہیں

مگر معرف کو اور لینے واسطے لینا حلال نہیں اور تخصیص مکہ واسطے دفع اس وہم کے ہے کہ کوئی وہان کی تعریف کو ساقط سمجھے اس سبب سے کہ ظاہر وہ چیز مسافرون کی ہے

جو متفرق ہو گئے تو اب تعریف سے کیا فائدہ کذا فی الفتح اور ایسے ہی لقطہ قلیلہ اور کثیرہ کی تعریف مین کچھ فرق نہیں قول معتمد میں اور غیر معتمد یہ قول ہے کہ دس درم

یا زیادہ کی سال بھر تعریف چاہیے اور دس درم سے زیادہ کی دو سو تک ایک مہینہ اور دس درم کی سات دن اور تین درم کی تین دن اور ایک درم کی ایک دن تعریف چاہیے

کذا فی الحاوی فینتفع الرافع بہا لو فقیرا والا تصدق بہا علی فقیر ولو علی اصلہ وفرعہ وعرسہ الا اذا عرف انہا للذمی فانہ توضع فی بیت المال تاتارخانیہ پھر

تعریف کے اُٹھانے والا منتفع ہو لقطہ سے اگر وہ محتاج ہو اور اگر محتاج نہ ہو تو اسکو فقیر پر تصدق کرے اگرچہ فقیر اسکی اصل اور فرع اور زوجہ ہو مگر جبکہ معلوم ہو جائے کہ لقطہ ذمی کا

ہو تو وہ بیت المال میں رکھا جائیگا کذا فی التاتارخانیہ وفی القنیۃ لو رجی وجود المالک وجب الایصاء اور قنیہ میں ہے کہ اگر وجود مالک کی امید ہو تو اسکی وصیت کرجانا واجب ہے

واجب ہیں کذا فی البحر فان جاء مالکہا بعد التصدق خیر بین اجازۃ فعلہ ولو بعد ہلاکہا ولہ ثوابہا پھر اگر اسکا مالک آیا تصدق کرنے کے بعد تو وہ مختار ہے اسکے تصدق

کے جائز رکھنے میں اگرچہ بعد ہلاک لقطہ کے اجازت واقع ہو اور اُسی مالک کو اُسکے تصدق کا ثواب ہوگا او تضمینہ والظاہر انہ لیس للوصی والاب اجازتہا تہر

یا مالک مختار ہو ضمان لینے میں ظاہر یہ ہے کہ مالک صغیر کے وصی اور باپ کو اجازت تصدق کا اختیار نہیں فی الوہبانیۃ الصبی کبالغ فیضمن ان لم یشہد وللاب والوصی

التصدق وضمانہ فی مالہما لا مال الصغیر اور وہبانیہ میں ہے کہ صغیر بالغ کے برابر ہے تو ضمان اسپر لازم آویگا اگر اُسنے اُٹھانے کے وقت شاہد نہ کیا ہو اور لڑکے کے باپ یا وصی

کو تصدق کرنا اور لقطہ کا ضمان دینا جائز ہے اپنے مال سے نہ صغیر کے مال سے ولو تصدق بہا بامر القاضی فی الاصح کما لا یضمن ان لم یشہد ... اولا الامام ... فی ...

لانہ تصدق بمال الغیر بغیر اذنہ ذخیرہ ملتقط پر ضمان لازم ہے اگرچہ اُسنے بامر قاضی تصدق کیا ہو چنانچہ اُسکو اختیار ہے کہ قاضی یا بادشاہ سے ضمان لے اگر قاضی یا امام
نے بھی تصدق کیا ہو اسواسطے کہ یہ خیرات کرنا ہے غیر کے مال میں بغیر اُسکے اذن کے کذا فی الذخیرہ او یضمن المسکین ثم ایہما ضمن لا یرجع علی صاحبہ یا ضمان لے مالک
اُس فقیر سے جسنے اُسکا مال خیرات میں پایا اور دونوں میں سے جس سے ضمان لے وہ دوسرے سے پھیر لے ولو العین قائمۃ اخذہا من الفقیر اور اگر وہ چیز قائم اور موجود ہو تو اُسکو
فقیر سے لے ولا شیٔ للملتقط من المال او بہیمۃ او غیرہما من الجعل اصلا الا بالشرط لمن ردہ فلہ کذا انقلیہ جبر مسئلہ تاتارخانیہ کاجارۃ فاسدۃ اور مال یا جانور یا اسیر گم شدہ کے
ملتقط کیواسطے کچھ مال عوض التقاط کے ہرگز نہیں مگر اس شرط سے چنانچہ مالک نے کہا کہ جو اُسکو لاوے اُسکے واسطے اتنا مال ہے تو اُسکو اجرت مثل ملیگی کذا فی تاتارخانیہ
جیسے اجارہ فاسدہ میں اجرت مثل ملتی ہے وندب التقاط البہیمۃ الضالۃ وتعریفہا ما لم یخف ضیاعہا فیجب وکرہ لو معہا ما تدفع بہ عن نفسہا کالقرن للبقر والکدم للابل تاتارخانیہ
بھولے بھٹکے جانور کا التقاط اور تعریف مستحب ہے جبتک اُسکے ضائع ہونے کا خوف نہو پھر اگر خوف ہو تو التقاط واجب ہے اور التقاط مکروہ ہے اگرچہ لوگ کے ساتھ وہ چیز ہو جس سے
وہ اپنی جان بچا سکے غیر کو ہٹا کر جیسے سینگ گائے بیل کے اور دانت سے کاٹنا اونٹ کیواسطے کذا فی تاتارخانیہ قاموس میں ہے کہ بہیمہ وہ جانور ہے جسکے چار پاؤں ہوں اگرچہ
پانی میں رہتا ہو یا ہر جانور بے تمیز کا نام بہیمہ ہے تو بموجب تفسیر ثانی کے دواب و طیور نر اور اونٹ و بیل اور بھیڑ بکری اور مرغی اور پانو کبوتر کو لفظ بہیمہ شامل ہے اور یہ جو
حدیث صحیح میں ضالہ بہیمہ سے نہی وارد ہے اُسکا جواب مبسوط میں یوں لکھا ہے کہ یہ حکم تھا بسبب غلبۂ اہل صلاح کے اور ہمارے زمانے میں ہے اہل فساد اور اس وجہ سے کہ غلبہ ہے ہرگز اطمینان نہیں
کہ اہل خیانت اُسکو چھوڑ دیں تا مالک پا جائے تو اب اُسکا التقاط ہی افضل ہے تا موجب مال محفوظ رہے ولو کان التقاط فی الصحراء ان ظن انہا ضالۃ اگرچہ بہیمہ
جنگل میں واقع ہو بشرطیکہ اُسکی گمشدگی کا ظن غالب ہو کذا فی الحاوی وہو فی الانفاق علی اللقیط واللقطۃ متبرع لقصور ولایتہ اور ملتقط لقیط اور لقطہ پر صرف
کرنے میں احسان کا کرنے والا ہے بسبب اپنے قصور ولایت کے یعنی صرف کا تقاضا مالک سے نہیں کر سکتا جیسے غیر کا دین ادا کرنا بغیر اُسکے امر کے کذا فی البحر الا اذا قال لہ
قاض انفق لترجع فلو لم یذکر الرجوع لم یکن دینا فی الاصح او یصدقہ اللقیط بعد بلوغہ کذا فی المجمع ای التصدقہ علی ان القاضی قال [illegible] مگر قاضی
صرف مذکر دین کا جبکہ ملتقط سے کسی قاضی نے کہا کہ خرچ کر پھیر لیجیو سو اگر قاضی پھیر لینے کو نہ مذکور کرے تو اُسکے مالک پر دین نہ ہوگا قول صحیح میں [illegible] دین کا جبکہ لقیط
ملتقط کی تصدیق کرے اپنے بالغ ہونے کے بعد کذا فی المجمع یعنی لقیط اُسکی اسپر تصدیق کرے کہ قاضی نے اُسکے پھیر لینے کو کہا تھا اور [illegible]
کیا ہے کذا فی النہر ابن ملک شارح مجمع نے تصدیق لقیط کا یہ مطلب سمجھا ہے کہ سبب قاضی نے انفاق کا حکم کیا اور ملتقط نے دعوی کیا کہ قاضی نے حکم کیا ہے اور لقیط نے اُسکی تصدیق کی
تو اُسکو پھیر لینے کا اختیار ہے کذا فی الطحطاوی ثم المدیون ہو اللقیط او سیدہ [illegible] پھر دیانت کرنا چاہیے کہ در صورت رجوع مدیون لقیط کا مالک ہے اور لقیط کا
یا اُسکا مولی یا خود لقیط بعد بالغ ہونے اپنے کے وان کان لہا نفع اجرہا باذن الحاکم وانفق علیہا منہ کالضال بخلاف الآبق [illegible] اور اگر ملتقط جانور لائق ہو منفعت
کے جیسے گم ہوا گھوڑا اور اونٹ تو اُسکو اجارہ دے ملتقط حاکم کے اذن سے اور اسپر صرف کرے اُسکی اجرت سے بخلاف [illegible] کے اُسکا اجارہ صحیح نہیں اُسکے بھاگ جانے
کے خوف سے ورنہ عنقریب آتا ہے باب الآبق میں وان لم یکن لہا نفع باعہا القاضی وحفظ ثمنہا ولو الانفاق اصلح امر بہ لان ولایتہ نظریۃ اختیار فلو لم یکن
ثم نظر لم ینفذ امرہ بہ فتح بحثا اور اگر جانور میں نفع لائق اجارہ کے نہو جیسا کچھ بھیڑ بکری ہیں تو قاضی اُسکو بیچ ڈالے اور اُسکی قیمت رکھ چھوڑے اور اگر خرچ کرنا اسپر بہتر ہو
مالک کیواسطے تو قاضی ملتقط کو خرچ کرنے کا امر کرے دو تین دن تک بامید ظہور مالک کذا فی البحر عن الہدایہ اسواسطے کہ قاضی کی ولایت نظری ہے یعنی تامل مصلحت کیواسطے
ہے سو اگر وہاں تامل میں مصلحت نہو تو اُسکا امر بالانفاق نافذ نہیں کذا فی الفتح بحثا ولہ منعہا من ربہا لیاخذ النفقۃ فان ہلکت بعد حبسہ سقطت وقبلہ لا اور ملتقط
کو جائز ہے دینا لقطہ کا مالک کو نفقہ لینے کے واسطے پھر اگر لقطہ ہلاک ہو گیا بعد حبس ملتقط کے تو نفقہ ساقط ہو گیا اور قبل حبس کے ہلاکی سے ساقط نہیں ولا یدفعہا
الی مدعیہا جبرا علیہ بلا بینۃ اور ملتقط لقطہ نہ دے اُسکے مدعی کو زبردستی بدون گواہی کے لیکن در صورت تصدیق ملتقط کو دینے کا اختیار ہے فان بین علامتہا
حل الدفع بلا جبر وکذا یحل ان صدقہ مطلقا بین اولا ولہ اخذ کفیل الامع البینۃ فی الاصح نہایہ پھر اگر مدعی نے کوئی علامت لقطہ کی بیان کی اور موافق پڑی

اور اسکا صرف کرنا جائز ہوا کیونکہ جب تصدق جائز ہوا تو اگر حقدار نے تصدیق کی تو ملکیت ہوئی اور نہ بیان کی جہت سے جائز ہو اور لقطہ کو صاف
لینا مستحب ہے کہ اپنے ساتھ جائز نہیں ہوا قول اسم میں کذا فی النہایۃ الملتقط اللقطۃ بعد مدت شم ہو۔ فی الذخیرۃ خصوصیۃ ان خوف الرجعۃ
بیت۔ ہر ادانی لقطہ میں اسی حکم ہے ان خصوصیت کی ہے اگر ایک شخص نے لقطہ اٹھایا سو ضائع ہوگیا اسکے پاس سے پھر اسکو بابا غیر کے پاس پایا تو دونوں پر
خصومت نہیں یعنی لقطہ اٹھانے والا اسکو مطالبہ نہیں کر سکتا کذا فی المحیط والنوازل لیکن بہت مرتبہ تو لائق یہ ہے کہ اسکو خصومت ہو درست ہو تو اسکے لینا ہی ردیدہ
حفظ کے سبب سبقت کے علیہ دیون مثالم جہل اربابہا وایس من علیہ ذلک من معرفتہم فعلیہ التصدق بقدرہا من مالہ وان استغرقت جمیع المال
ہذا مذہب اصحابنا لا نعلم بینہم خلافا کذا فی مدعو وتبین لا تعلم مستحقہا فقلت العالمین باعیان ایک شخص پر ایسے دیون و مظالم ہیں جنکے لوگ معلوم نہیں جس پر دیون ثبت
ہیں اور انکی پہچان ناامید ہوگیا تو پھر تصدق کرے جب تک کہ برابر اپنے خاص مال سے اگرچہ اسکا تمام مال اس دین کے حساب میں ہے سمجھ اور اتفاق کا جس کا اختلاف کو معلوم
نہیں جب تک اسی طرح ہے جیسا کہ اسباب جنکے مستحق معلوم ہوں پھر تصدق اب بر دیون کا اعتبار جاہئے کہ مظالم لینے ہی میں اور غصب اگر دیون کی بابت فرمائے
انکے وارث معلوم ہوتے ہیں بری الذمہ ہوگا دنیا و آخرت میں بدون انکے دینے کے اور صحیح اگر انکی معرفت کی توقع ہو تو تصدق جائز نہیں تصدق سے مراد نہیں انکے حق
تو پہلے کی طرح جو گا اسلئے کہ تصدق کیواسطے انکا اذن ثابت نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ قیمت ... خدا کے نزدیک خیر ہو حق ہو اسے اسیطرح کہ انکی بھی نیکی سبب سے انکی
کذا فی الشہادات وہ قول ان ذلک سقط عنہ المطالبۃ من اصحاب الدیون فی العقبی مجتبے اور جبکہ یہ تصدق کریگا تو پھر سے مطالبہ اصحاب دیون کا آخرت میں ساقط ہوگا کذا فی المجتبی مشائخ
نے کہا شاید اسکی وجہ واللہ اعلم یہ ہے کہ دیون و مظالم مذکورہ لقطہ کے مانند ہیں لقطہ کے معرفت میں صورت معلوم نہ ہونے مستحقین کے اور اداء دین میں حق تعالی کا حق ہے
صدقہ نیت معلوم ہیں اور توبہ سے ارتکاب ظلم کا گناہ ساقط ہوگا واللہ تعالی اعلم فی الصحیح وجد لقطۃ دعر فہا ولم یرد بہا فانتفع بہا لفقرہ ثم ایسر یجب علیہ ان یتصدق بمثلہ اذا
سوچنے یہ ہے کہ ایک شخص نے لقطہ پایا اور اسکی تعریف کی اور اسکے مالک کو نہ دیکھا سو اس سے منتفع ہوا بحالت محتاجی کے سبب پھر متمول ہو گیا تو واجب ہے کہ اسیقدر خیرات کرنا اسکے مانند
یہ خوب سمجھ کے بات فی البادیۃ جاز لرفیقہ بیع متاعہ ومرکبہ وحمل ثمنہ الی اہلہ ایک شخص مر گیا جنگل میں تو اسکے رفیق کو اسکے اسباب سواری کا بیچنا اور قیمت اسکی انکے گھر تک
پہونچانا جائز ہے جیسے جنگل بعید ہو وعلی بعیر والابعینہ اسکا اسباب پہونچانا باجابت خطبئیہ ہے۔ فی الماء ان لقیمۃ فلقطۃ والا فحلال لآخذہ کما الرمان الملقی فی المیاہ ملتقطہ ہ
اور لکڑی جو پانی میں پائی اگر وہ قیمت والی ہے تو وہ لقطہ ہے اور اگر قیمتی نہیں تو اسکے لینے والے کو حلال ہے چنانچہ باقی مباحات جسکو لینا حلال ہے کذا فی الصدقۃ فی انا
غرمباحات فی بیت انسان لم یعرف وارثہ فترکتہ کاللقطۃ مالم یکن کثیرا فلبیت المال بعد التفحص عن ورثتہ سنین فان لم یجدہم فلہ التصدق ادرجاء دیکھی ہیں؟
کہ مسافر مر گیا ایک انسان کے گھر میں اور وہ اسکے وارث کو نہیں جانتا کہ کہاں ہے تو اسکا متروک لقطہ کے مانند ہے حکم میں جب تک زیادہ نہ ہو اور اگر زیادہ ہوگا تو
بیت المال کیواسطے ہے بعد تلاش کرنے اسکے وارثوں کے چند سال تک سو اگر وارثوں کو نہ پایا تو وہ انسان اسکو اگر وہ دستبردار ہو یعنی فقیر ہو صحیح ہے اور اسکی بنا
لقطہ کی شرح سے مفہوم ہوا محتضنہ ای برج حمام خلط بہا اہلی لغیرہ لا ینبغی لہ ان یاخذہ وان اخذہ طلب صاحبہ لیردہ لہ لانہ کاللقطۃ فان فرخ عندہ فان
کانت الام غریبۃ لا یتعرض لفرخہا لانہ ملک الغیر فان الام لصاحب المحتضنۃ والغریب کرفیا لفرخ لہ دلولم یعلم ان برجہ غریبا لاشی علیہ ان شاء اللہ تعالی
کبوتروں کا برج ہے یعنی انکے رہنے کا مکان ہے جسمیں غیر کے پالو کبوتر مل گئے تو لائق نہیں صاحب مکان کو اسکا لینا اور اگرلے تو اسواسطے تعریف اسکے مالک کو
طلب کرے تاکہ اسکو پھیر دے اسواسطے کہ وہ لقطہ کے مانند ہے سو اگر غیر کے کبوتر نے بچہ دیا سو اگر مادہ مسافر ہو تو مالک مکان اس سے متعرض نہو کہ غیر کی ملک ہے اسواسطے کہ جانور کا بچہ
مال کے تابع ہے اور کبوتری گر صاحب مکان کی ہے اور کبوتر مسافر تو بچہ مکان والے کا ہے اور اگر اسکو معلوم نہیں کہ اسکے برج میں غیر کا مسافر کبوتر ہے تو اسپر کچھ گناہ نہیں انشاء اللہ تعالی
قلت وان لم یملک الفرخ فان فقیرا کلہ وان غنیا تصدق بہ ثم اشتراہ وہکذا کان یفعل الامام الحلوانی ظہیریۃ میں کہتا ہوں اور جب مکان کا مالک بچہ نہ ہوا تو اگر
وہ فقیر ہے تو اسکو کھائے اور اگر غنی ہو تو محتاج کو تصدق کرے پھر اس سے خرید کرے اور شمس الائمہ سرخسی نے کہا اسی طرح ہمارے استاد شمس الائمہ حلوانی کیا کرتے تھے

غلام کے پھیر لانے والے کیواسطے چالیس درم محنتانہ ہی اگرچہ شرط نکی ہو مولی نے محنتانہ کی بنا بر استحسان کے پھر جب محنتانہ چالیس درم ٹھہر گیا تو چالیس سے زیادہ درم پر صلح کرنا باطل ہی
قیاس یہ ہی کہ بدون شرط محنتانہ نہو لیکن وجہ استحسان صحابۂ کرام کا اجماع ہی اصل محنتانہ پر اگرچہ اسکی مقدار مین اختلاف ہی لہذا مدت سفر مین چالیس درم مقرر کیے ہوا اور کمتر مین کمتر
تا جمیع روایات مجتمع ہو جاوین کذا فی الطحاوی عن الحموی او رواتہ ولہا ولد لیس الاباق فجعلان نہر تجا اور اگر پھیر لایا لونڈی کو اور اسکا ایک بیٹا ہی جو فرار کے مضمون کو سمجھتا ہی تو دو
محنتانے ہین کذا فی النہر تجا وان لم یعدلہا عند الثانی لثبوتہ بالنص فلذا عول علیہ ارباب المتون چالیس درم محنتانہ لازم ہی اگرچہ غلام کی قیمت چالیس کے برابر نہو ابو یوسف کے نزدیک
ثابت ہونے چالیس درم کے صحابۂ کرام کی نصوص سے تو اسیواسطے متون فقہ کے مصنفون نے ابو یوسف ہی کے قول پر اعتبار کیا ہی ان شہد انہ اخذہ لیردہ والا لاشیئ لہ محنتانہ لازم ہی
اگر پھیرنے لانے اپر گواہ کیا ہو کہ اسکو گرفتار کیا ہی پہونچا دینے کیواسطے اور اگر گواہ نہین کیا تو اسکے واسطے کچھ نہین اسواسطے کہ ترک اشہاد دلالت کرتا ہی کہ اسنے اپنے واسطے گرفتار کیا
والمرادہ من اقل منہا القسط وقیل یرضخ لہ برای الحاکم او یقدر باصطلاحہما بہ یفتی تاتارخانیۃ اور اسکے پھیرنے والے کیواسطے کمتر مدت سفر سے محنتانہ ہی چالیس کے حساب سے
اور دوسرا قول یہ ہی کہ اسکو قدر قلیل دینا چاہیے حاکم کی تجویز سے یا اسکی تقدیر ہو دونون کی رضامندی سے اسی قول پر فتوی ہی کذا فی البحر عن التاتارخانیۃ ولو من المصر
فیرضخ لہ او یقسطہ کما مر اور اگر اسکو اسی شہر سے پھیر لایا جسمین مولے رہتا ہی تو اسکو قدر قلیل دینا چاہیے یا چالیس کے حساب سے چنانچہ گذر گیا وام ولد ومدبر وماذون
کقن فی الجعل اور ام ولد اور مدبر اور عبد ماذون فی التجارۃ خالص غلام کے برابر ہی محنتانہ مین وان مات المولی قبل وصولہ ای الآبق وہو مدبر او ام ولد فلا جعل لہ
لعتقہما بموتہ اور اگر مولے مرگیا غلام گریختہ کے پہونچنے سے پہلے اور حالانکہ وہ مدبر یا ام ولد ہی تو پھیر لانے والے کیواسطے محنتانہ نہین بسبب آزاد ہوجانے دونون کے مولے کی موت سے اور آزاد کے
پھیر لانے مین کچھ محنتانہ نہین وان ابق منہ بعد الشہادۃ المتقدم لم یضمن لانہ امانۃ حتی لو استعملہ فی حاجۃ نفسہ ثم ابق ضمن ابن ملک عن القنیۃ اور اگر غلام بھاگ گیا
پھیر لانے والے کے پاس سے بعد اسکے اشہاد متقدم کے تو پھیر لانے والے پر ضمان نہین اسواسطے کہ غلام کے پاس امانت تھا اور اسیواسطے بلا تقدیر ضمان نہین تو اگر اسنے غلام کو اپنے ذاتی
کام مین لگایا پھر وہ بھاگ گیا تو وہ ضمان دیگا کذا فی شرح ابن ملک عن القنیۃ وفی الوہبانیۃ لو انکر المولی اباقہ قبل قولہ بیمینہ ویلزم مرید الرد قیمتہ ما لم یبین اباقہ اور وہبانیہ مین ہی کہ
اگر مولی نے اسکے بھاگنے کا انکار کیا تو اسکا قول مقبول ہوگا قسم کے ساتھ اور قاصد رد پر اسکی قیمت لازم ہوگی جبتک وہ اسکا بھاگنا نہ ثابت کرے یعنی گواہی یا مولے کے اقرار سے کذا فی الطحطاوی
وضمن لو ابق او مات قبلہ مع تمکنہ منہ لانہ غاصب اور ضامن ہوگا گرفتار کرنے والا اگر غلام بھاگ گیا یا مرگیا قبل اشہاد کے باوجود اسکے قادر ہونے کے اشہاد پر اسواسطے ضامن ہوگا کہ وہ
غاصب ہی ولا جعل لہ فی الوجہین خلافا للثانی فی الثانی لان الاشہاد عندہ لیس بشرط فیہ وفی اللقطۃ اور اسکے واسطے محنتانہ نہین دونون صورتون مین یعنی در صورت فرار بعد
الاشہاد اور در صورت ترک اشہاد بخلاف ابو یوسف کے دوسری صورت مین اسواسطے کہ انکے نزدیک گواہ کرنا شرط نہین غلام کے محنتانہ مین اور لقطے مین ہم طحطاوی نے
کہا کہ اسمین اعتراض ہی اسواسطے کہ ابو یوسف کے نزدیک بعد الاشہاد کے بھی بھاگ جانے مین محنتانہ واجب نہین تو ترک اشہاد مین بطریق اولی واجب نہوگا بلکہ انکے نزدیک محنتانہ بدون
پہونچا دینے کے واجب نہین ہان انکے نزدیک اشہاد شرط نہین تو بہتر یہ تھا کہ شارح قول خلافا للثانی کو یہان سے حذف کرتا اور انہ اخذہ لیردہ کے قول کے پاس ذکر کرتا اور محتمل ہی کہ خلافا
للثانی وضمن قبلہ کیطرف راجع ہو اسواسطے کہ وہ قسم ثانی ہی وان ابق منہ کی ولا جعل لہ ومکاتب لحریتہ یدا اور محنتانہ نہین مکاتب کے پھیر لانے پر بسبب اسکے آزاد ہونے
کے تصرف کی راہ سے وجعل عبد الرہن علی المرتہن لو قیمتہ مساویۃ للدین او اقل ولو اکثر من الدین فعلیہ بقدر دینہ والباقی علی الراہن لان حقہ بالقدر
المضمون منہ اور محنتانہ رہن کیے غلام مرتہن پر ہی اگر اسکی قیمت برابر ہو دین کے یا کمتر اور اگر قیمت زیادہ ہو دین سے تو مرتہن پر محنتانہ ہی بقدر اسکے دین کے اور باقی محنتانہ راہن
پر ہی اسواسطے کہ اسکا حق اس سے بقدر ضمان کے ہی ہم محنتانہ بہر صورت مرتہن پر ہی خواہ راہن زندہ ہو یا مردہ اسواسطے کہ موت سے رہن باطل نہین ہوجاتا کذا فی الفتح
والبحر وجعل عبد اوصی برقبتہ لانسان وبخدمتہ لآخر علی صاحب الخدمۃ فی الحال لان المنفعۃ لہ فاذا انقضت الخدمۃ رجع صاحبہا علی صاحب
الرقبۃ او بیع العبد فیہ ای فی الجعل اور محنتانہ اس غلام کا جسکی گردن کی وصیت ایک انسان کیواسطے ہوئی ہو اور اسکی خدمت کرنے کی وصیت دوسرے انسان
کے واسطے ہوئی ہو صاحب خدمت پر ہی فی الحال اسواسطے کہ منفعت اسی کے واسطے ہی پھر جب خدمت کی مدت منقضی ہوجاے تو صاحب خدمت اسکی گردن کے مالک سے

مقصود صحیح ہے لیکن [illegible] نفقہ میں [illegible] فی شرح الوقایۃ [illegible] مستقر الملک [illegible] باقی [illegible] اور نفقہ [illegible]
[illegible] بعد [illegible] خواہ مولی کی [illegible] قیمت سے نفقہ [illegible] اور باقی قرضخواہوں کو [illegible] کتب جیسے البحر یعنی [illegible]
علی [illegible] جیسا [illegible] تو نفقہ [illegible] جنایت کی [illegible] ادا کرنا [illegible] خواہ مولی خواہ [illegible]
اور [illegible] میں جنایت کرے تو کسی پر نفقہ نہیں [illegible] مغصوب [illegible] موہوب لہ [illegible] الواہب [illegible]
بالرجوع بالتقصیر [illegible] اور غلام مغصوب کا نفقہ اسکے غاصب پر ہے اور غلام موہوب کا نفقہ موہوب لہ پر اگرچہ واہب نے اسکو پھیر لینا [illegible]
[illegible] کہ زوال ملک موہوب لہ کا بسبب رجوع کے اسکی تقصیر سے ہوا یعنی ترک تصرف سے [illegible] صغیر کے غلام کا نفقہ [illegible]
نفقۃ کنفقۃ اللقطۃ [illegible] اور غلام گریختہ کا خرچ لقطہ کے خرچ کے مانند ہو جاتا ہے [illegible] یعنی اگر گرفتار کرنے والے نے بلا امر قاضی خرچ کیا ہو تو احسان ہے اسکو
مالک سے پھیر نہیں سکتا اور اسکے اذن سے پھیر سکتا ہے بشرطیکہ قاضی نے رجوع کی شرط کر دی ہو والاصح انہ لا ینفقہ [illegible] اور غلام کے گرفتار کرنے والے
کو اسکا حبس کرنا اپنے نفقہ کے دینے کے واسطے درست ہے ولا یؤجرہ القاضی [illegible] لکن یحبسہ تعزیرا لہ وقیل یوجرہ للنفقۃ وبہ جزم فی الہدایۃ والکافی
اور غلام گریختہ کو قاضی اجارہ نہ دے اسکے دوبارہ بھاگ جانے کے خوف سے لیکن اسکو حبس کرے بعنوان تعزیر کے اور دوسرا قول یہ ہے کہ اسکو اجارہ دے نفقہ کیواسطے
اور اسی قول اخیر پر یقین کیا ہے ہدایہ اور کافی میں بخلاف اللقطۃ والضال وقد فی التاتارخانیۃ مدۃ حبسہ ستۃ اشہر ونفقتہ فیہا من بیت المال ثم یبیعہ
القاضی کما مر بخلاف لقطہ اور گمراہ غلام کے کہ انکو قاضی اجارہ دے اور تاتارخانیہ میں مدت حبس غلام کی چھ مہینے کے ساتھ متعین کی ہے اور خرچ غلام کا مدت حبس
میں بیت المال سے ہے پھر مدت مذکورہ کے بعد قاضی اسکو بیچ ڈالے جیسا کہ مذکور ہو چکا کتاب اللقطہ میں یعنی جسقدر بیت المال سے صرف ہوا اسکو لیکر باقی قیمت
کو مالک کیواسطے رکھ چھوڑے فرع مسئلۃ ملحقۃ شارح کا ابق بعد البیع قبل القبض للمشتری رفع الامر للقاضی لیفسخ غلام مذکور بھاگ گیا بعد بیع قبل القبض کے
تو مشتری کو جائز ہے قاضی سے نالش کرنا تاکہ وہ بیع کو فسخ کر دے اسواسطے کہ مشتری رد غلام کے انتظار سے متضرر ہوگا واللہ اعلم واستغفر اللہ العظیم

کتاب المفقود

یہ کتاب ہے شخص مفقود کے احکام میں مناسبت اسکی سابق سے ایسی ہے کہ غائب و بے نشان ہونے میں دونوں برابر ہیں ہو لغۃ العدم وشرعا غائب لم یدر
ہو فیتوقع قدومہ ام میت اودع اللحد البلقع ای القفر [illegible] فدخل الاسیر [illegible] لاحکام المفقود لغت میں یعنی معدوم ہے اور شرع میں اس غائب کو
کہتے ہیں جو معلوم نہیں کہ زندہ ہے کہ اسکا آنا متوقع ہو یا مردہ ہے کہ جنگل میدان کی لحد میں گاڑا گیا البلقع یعنی [illegible] زمین [illegible] بلاقع ہے
تو اس تعریف میں اہل حرب کا قیدی اور وہ مرتد داخل ہوا جو معلوم نہیں کہ دارالحرب میں داخل ہوا یا نہیں [illegible] مصنف نے باتباع صاحب بحر الرائق جہل مکان
مفقود کو اعتبار نہیں کیا اس دلیل سے کہ محیط میں مسلم اسیر اہل حرب کو جسکی حیات اور موت معلوم نہیں مفقود میں شمار کیا ہے حالانکہ مکان اسکا معلوم ہے کہ دارالحرب
لیکن نقایہ اور اسکی شرح قہستانی میں تعریف مفقود کی یون کی ہے کہ وہ غائب ہے جسکا اثر معلوم نہیں یعنی حیات اور موت اور مکان اسکا معلوم نہیں کنز اور وقایہ
عالمگیری میں بھی جہل مکان کو شرط کیا ہے اور صاحب بحر نے بغیر صریح کے جہل مکانی ثابت نہیں کیا طحطاوی نے کہا تو مقصد یہی ٹھہرا کہ جہالت مکان [illegible]
شرط ہے وہو حی فی حق نفسہ بالاستصحاب ہو الاصل فلا یرد [illegible] یعنی مفقود اپنی ذات کے حق میں زندہ ہے باعتبار استصحاب کے یعنی بنظر ظاہر حال کے یہی حیات [illegible]
اصل ہے مفقود کے احکام میں چنانچہ اسی اصل پر مصنف نے قول آیندہ کو متفرع کیا فلا تنکح عرسہ غیرہ ولا یقسم مالہ تو نکاح نہ کرے اسکی زوجہ سے کوئی دوسرا اور
اسکا مال وارثون پر تقسیم نہ کیا جائے قلت وفی معروضات المفتی ابی السعود انہ لیس لامین بیت المال نزعہ من ید من بیدہ من امنہ علیہ قبل فقدہ [illegible]
خزانۃ المفتین میں کہتا ہوں مفتی ابی السعود کے معروضات میں ہے کہ جائز نہیں بیت المال کے امین کو مفقود کا مال نکال لینا اس شخص کے ہاتھ سے جسکو مفقود نے

اپنے مال پر امین کیا اپنے جانے سے پہلے چنانچہ آگے آویگا حرزانہ المفتیین سے ولا تفسخ اجارتہ اور اسکا اجارہ فسخ نہ کیا جاوے وینصب القاضی من اخذ وکیلا یاخذ حقہ
لغلاتہ ودیونہ المقر بہا ویحفظ مالہ ویقوم علیہ عند الحاجۃ اور حاجت کے وقت منصوب کرے قاضی اسکو یعنی وکیل کو جو مفقود کا حق لیا کرے چنانچہ غلات اور اسکے وہ دیون
جنکے مدیون مقر ہیں منکر نہیں اور محافظت کرے اسکے مال کی اور قائم رہے اسپر اسطرح کہ مثلاً کھیت کا کٹوانا اور خرمنگاہ مین جمع کرنا پھر غلہ کو بھوسے سے جدا کرکے مخزن میں
رکھنا تو قیام عام ہوا حفظ سے طحطاوی نے کہا کہ عند الحاجۃ نصب قاضی سے مرتبط ہے بدلیل ما بعد لہذا ترجمہ اسطرح کیا گیا فلو لہ وکیل فلہ حفظ مالہ لا تعمیر دارہ الا باذن الحاکم لانہ
لعلہ مات ولا یکون وصیا تجنیس سو اگر مفقود کیطرف سے کوئی وکیل ہو تو اسکو اسکے مال کی حفاظت کا اختیار ہے نہ اسکے گھر کی تعمیر کا مگر حاکم کے اذن سے اسواسطے کہ شاید
وہ مرگیا ہو اور یہ شخص اسکا وصی نہیں کذا فی التجنیس لکنہ ای ہذا الوکیل المنصوب لیس بخصیم فیما یدعی علی المفقود من دین ودیعۃ وشرکۃ فی عقار او رقیق و
نحوہ لانہ لیس بمالک ولا نائب عنہ وانما ہو وکیل بالقبض من جہۃ القاضی وانہ لا یملک الخصومۃ بلا خلاف لیکن یہ وکیل منصوب صاحب خصومت نہیں ہوسکتا اس چیز مین
جو مفقود پر دعوی کیا جاوے از قبیل دین اور امانت اور شرکت کی زمین یا غلام وغیرہ مین اسواسطے کہ وکیل مذکور مالک نہیں اور نہ اسکا نائب ہے وہ تو قبض مال کا وکیل ہے
قاضی کیطرف سے اور وہ خصومت کا مالک نہیں بلا اختلاف ہم قاضی کے وکیل منصوب مین اختلاف نہیں سواسطے کہ حکم علی الغائب لازم آتا ہے اور وہ جائز نہیں ہے لیکن
اختلاف ہے مالک کے وکیل مین جسکو قبض دین کیواسطے اسنے وکیل کیا کہ وہ خصومت کا مالک ہے یا نہیں تو امام کے نزدیک وہ مالک ہے اور صاحبین کے نزدیک مالک نہیں
کذا فی المنح ولو قضی بخصومتہ لم ینفذ زاد الزیلعی فی القضاء وتبعہ الکمال الا ان ینفذہ قاض آخر لکن فی الخلاصۃ الفتوی علی النفاذ یعنی لو القاضی مجتہدا نہر اور اگر قاضی
کے وکیل منصوب کی خصومت سے کوئی قاضی حکم کرے تو اسکا حکم نافذ نہوگا زیادہ کیا ہے زیلعی نے کتاب القضا مین اور کمال الدین صاحب فتح القدیر اسکا تابع ہوا ہے
کہ حکم مذکور نافذ نہین مگر دوسرے قاضی کی تنفیذ سے لیکن خلاصہ مین ہے کہ فتوی ہے حکم نافذ ہونے پر بلا شرط تنفیذ یعنی اگر قاضی مجتہد ہو نہ مقلد کذا فی النہر عبارت
فتح القدیر اور خلاصہ اور بزازیہ مین ہے کہ اگر قاضی مصلحت دیکھے اور اعتقاد کرے تو قضا علی الغائب جائز ہے اور حموی نے کہا کہ ظاہر کلام علماء مذکورین یہ ہے کہ قاضی سے
مراد قاضی مجتہد ہے یا قاضی غیر حنفی مذہب جو قضا علی الغائب کا معتقد ہے اور حنفی المذہب تو کیونکر اسکا اعتقاد کریگا اپنے امام کے مذہب کے مخالف اور اس سے معلوم ہوگیا کہ قضا علی الغائب
ہمارا مذہب نہیں علی ما ہو الصواب پھر اگر اسپر غیر حنفی حکم کریگا تو اسکے نفاذ مین دو روایتین صحیح ہین پھر اگر دوسرا قاضی اسکو نافذ کردیگا تو اختلاف جاتا رہیگا اور اگر حنفی اسکا
حکم کریگا تو نافذ نہوگا اسواسطے کہ اسکا امام اسکا معتقد نہین کذا فی الطحطاوی ملخصا ولا یبیع القاضی ما لا یخاف فسادہ فی نفقۃ ولا فی غیرہا بخلاف ما یخاف
فسادہ فانہ یبیعہ القاضی ویحفظ ثمنہ اور نہ بیچے قاضی مفقود کی اس چیز کو جسکے بگڑ جانے کا خوف نہین نہ نفقہ مین بیچے نہ اسکے غیر مین بخلاف اس چیز کے کہ جسکے سڑنے اور بگڑنے کا
خوف ہے کہ اسکو قاضی بیچڈالے اور قیمت اسکی رکھ چھوڑے قلت لکن فی معروضات المفتی ابی السعود ان القضاۃ وامناء بیت المال فی زماننا مامورون بالبیع مطلقا وان لم
یخف فسادہ فان ظہر حیا فلہ الثمن لان القضاۃ غیر المامورین لفسخہ نعم اذا بیع بغبن فاحش فلہ فسخہ انتہی فلیحفظ مین کہتا ہون لیکن مفتی ابو السعود کے معروضات مین
یہ ہے کہ قاضی اور بیت المال کے امین سلطان روم کی طرف سے مامور ہین بیچڈالنے کے مطلقاً اگرچہ اسکے بگڑنے کا خوف نہو پھر اگر مفقود زندہ ظاہر ہو تو اسکے
واسطے قیمت ہے اسواسطے کہ قاضی مامور نہین اسکی بیع فسخ کرنے کے ہان جبکہ نقصان صریح سے بیع ہوئی ہو تو اسکو فسخ بیع کا اختیار ہے انتہی کلام المفتی تو اسکو یاد
رکھنا چاہیے وینفق علی عرسہ وقریبہ ولادا وہم اصولہ وفروعہ اور خرچ کیا جاوے مفقود کی زوجہ اور ولادت کے قرابت والون پر اور وہ اسکے اصول ہیں یا فروع ہم اصول او
فروع کو بشرط احتیاج اور فقر کے نفقہ ملیگا اور زوجہ کو بلا فقر بھی چنانچہ باب النفقات مین مذکور ہوچکا ولا یفرق بینہ وبینہا ولو بعد مضی اربع سنین خلافا لمالک اور
تفریق نہ کیجاوے درمیان مفقود اور درمیان اسکی زوجہ کے اگرچہ بعد گذرنے چار برس کے ہو بخلاف امام مالک کے ہم امام مالک کے نزدیک جب آدمی چار برس تک مفقود الخبر
ہوگیا تو قاضی اسمین اور اسکی زوجہ مین تفریق کردے پھر وفات کی عدت بیٹھکر جس سے چاہے نکاح کرلے اسواسطے کہ عمر فاروق نے یہی حکم کیا تھا اس شخص مین جسکو جن اٹھالیگئے تھے ہماری
دلیل یہ حدیث مرفوع ہے کہ انہا زوجتہ حتی یاتیہا البیان یعنی مفقود کی عورت اسی کی زوجہ ہے یہانتک کہ اسکے پاس خبر پہونچے یعنی موت یا طلاق کی اور علی مرتضی نے کہا کہ وہ عورت مبتلا

ہوئی ہے تو اسکو میراث پہنچیگی اسلئے کہ اسکی موت معلوم نہیں ہوئی صرف اسواسطے کہ نکاح کا ثبوت معروف ہے اور بسبب فرقت کے وجہ ضرورت ہے اور موت سے بھی متحمل ہے تو علم
قطعی شک سے زائل نہیں ہوسکتا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ تعالی عنہ کے قول کیطرف آخر کو رجوع کیا ہے کذا فی شیخ شادی نے فتاوی رہبجی و ذخیرہ سے
نقل کیا ہے اور یہ قول بموضع ضرورت میں فتوی دینے میں مذہب کے مطابق ہے کذا فی الہدایہ ہو بیت فی حق غیرہ فلا یرث من غیرہ حتی یعلم موتہ [illegible]
ورث مفقود و مفقود مات [illegible] فی الترکۃ فی یدہ [illegible] مثل مفقود و انفق ادیب [illegible] اللقاضی ان یحفظ المال [illegible] فقسمہ [illegible] تنبیہ
مفقود میت کا نہیں ہے اور دوسرے میں وراثت ہو گا نہیں ہے بیان کیا کہ اگر ایک مرد مرگیا دو بیٹیاں اور ایک بیٹا مفقود چھوڑ کر اور مفقود کی دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے اور یہ کہ
مورث کی دو بیٹیوں کے ہاتھ میں ہے اور سب لوگ متفق ہیں ان اس بیٹے میں یعنی کسی کو اسکی حیات اور موت اور مکان معلوم نہیں رہا تو اسکی بیٹیوں کو بشرکت تہائی
ملنا نہیں ہے مال کو اسکے مکان سے جس شخص سے جنبی مال کر دیگی بیٹیوں کے ہاتھ سے نکالے کذا فی خزانۃ المفتین ولا یستحق ما اوصی لہ اذا مات الموصی بل یوقف
قسطہ الی موت اقرانہ فی بلدہ علی المذہب لانہ الغالب اختار الزیلعی تفویضہ للامام اور مفقود مستحق نہیں اس مال کا جسکی وصیت ہوئی اسکے واسطے جبکہ وصیت
کرنیوالا مرگیا بلکہ مفقود کی وراثت کا حصہ انتظار کیا جائے اسکے شہر والے ہمعصروں کی موت تک بنا بنابر مذہب کے اسلئے کہ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ آدمی اپنے سب اقران
و امثال سے زیادہ کثر زندہ رہتا ہے اور اختیار کیا ہے زیلعی نے تفویض اسکی امام کیواسطے یعنی حاکم جسوقت مصلحت دیکھے تو اسکی موت کا حکم دے مقابل ظاہر مذہب
گیارہ قول ہیں ادنی اقل تیس سال کی تقدیر ہے بحر الرائق میں کہا تعجب ہے مشائخ سے کہ ظاہر مذہب کے مخالف کیونکر اختیار کیے ہیں حالانکہ مقلدین امام اعظم پر اتباع
ظاہر المذہب واجب ہے وطریق قبول البینۃ ان یجعل القاضی من فی یدہ المال خصما عنہ او ینصب علیہ قیما تقبل علیہ البینۃ نہر اور طریق قبول شہادت کا یہ ہے کہ
جسکے ہاتھ میں مفقود کا مال ہے اسکو قاضی خصم ٹھہرادے مفقود کی طرف سے یا قاضی کسی کو اسکا کارندہ بناکر اسپر گواہی قبول کرے کذا فی النہر تکملہ فی واقعات المفتین
لقدری افندی معزیا للقنیۃ انما یحکم بموتہ لقضاء لانہ امر محتمل فما لم ینضم الیہ القضاء لا یکون حجۃ میں کہتا ہوں اور قدری آفندی کے واقعات المفتین میں قنیہ سے منقول
ہے کہ مفقود کی موت کا تو حکم قاضی کی قضا سے کیا جائیگا اسواسطے کہ اسکی موت امر محتمل ہے تو جب تک اسکی طرف قضاء قاضی منضم نہوگی حجت نہوگی ام اور دوسرا قول یہ کہ
کہ بمجرد انقضاء مدت بلا قضاء قاضی اسکی موت کا حکم ہوگا کذا فی القہستانی اور اختصار قدری آفندی کا قول اول ہے اسکی ترجیح کا مفید ہے قدری آفندی کا نام عبد القادر
ہے کذا فی الطحطاوی فان ظہر قبلہ قبل موت اقرانہ حیا فلہ ذلک القسط پھر اگر مفقود زندہ ظاہر ہو قبل مرنے اپنے ہمعصروں کے تو اسکو وہ حصہ وراثت کا
ملیگا جو اسکے واسطے انتظار کیا گیا تھا ام اور یہی حکم ہے اگر وہ زندہ ظاہر ہو العدۃ بعد المدۃ قبل حکم قاضی کے اور اگر زندہ ظاہر ہوا بعد اسکی موت کے حکم کے تو ظاہر اوہ اس
میت کے برابر ہے جو زندہ ہوگیا اور مرتد کے برابر ہے جو مسلمان ہوا تو جو مال کہ وارثوں کے ہاتھ میں باقی ہوگا اسکو وہ پاویگا اور جو مال صرف ہوگیا اسکا مطالبہ
نہیں ہے شیخ شامی نے کہا کہ اسکی زوجہ اسکو ملیگی اور اولاد زوج ثانی کی ہے کذا فی الطحطاوی عن المفتی ابی السعود فتاوی عالمگیری میں تاتارخانیہ سے منقول ہے کہ اگر مفقود
آیا بعد اسکے مدت کے تو اپنی زوجہ کا وہی احق ہے اور اگر اسکی زوجہ نے دوسرے سے نکاح کرلیا تو اسکا اسپر کچھ اختیار نہیں و بعدہ یحکم بموتہ فی حق مالہ یوم علم
ذلک ای موت اقرانہ فتعتد منہ عرسہ للموت و یقسم مالہ بین من ترثہ الآن اور بعد موت اقران کے اسکی موت کا حکم کیا جاوے اسکے مال کے حق میں جسدن
کہ یہ معلوم ہو یعنی اسکے اقران کا مرنا تو اسی دن سے اسکی زوجہ موت کی عدت میں بیٹھے اور اسکا مال تقسیم کیا جائے ان لوگوں کے درمیان میں جو اسکے اب وارث ہیں
ام اور جو اسکے وارث قبل مدت کے مرگئے انکو حصہ نہ ملیگا گویا مفقود اب مرگیا اور اسیطرح اسکے ام ولد اور مدبر اب آزاد ہونگے و یحکم بموتہ فی حق مال غیرہ من
حین فقدہ فیرد الموقوف لہ الی من یرث مورثہ عند موتہ لما تقرر ان الاستصحاب ہو ظاہر الحال حجۃ دافعۃ لا مثبتۃ اور بعد موت اقران حکم کیا جاوے
مفقود کی موت کا اسکے غیر کے مال کے حق میں جسوقت سے کہ وہ گم ہوا تو جو حصہ کہ اسکے واسطے انتظار رکھا گیا تھا وہ پھیرا جاوے ان لوگوں کی طرف جو اپنے مورث
کے وارث تھے اسکی موت کے نزدیک اسواسطے کہ ثابت ہو چکا ہے علم اصول میں کہ استصحاب یعنی ظاہر حال حجت دافعہ ہے نہ مثبتہ ام اسیواسطے اسکی موت کا حکم نہیں

اُسکے مال کے حق مین گم ہونے کے وقت سے اسواسطے کہ ظاہر حال اُسکی حیات پر دلالت کرتا ہی اور وہ مقتضی ہی عدم قسمت کا ولو کان مع المفقود وارث یحجب
بہ لم یعط الوارث شیئاً وان انتقص حقہ بہ اعطی اقل النصیبین ویوقف الباقی اور اگر مفقود کے ساتھ ایسا وارث ہو جو محجوب ہوتا ہو مفقود کے سبب سے
تو اس وارث کو کچھ نہ دیا جائیگا اور اگر وارث کا حق کم ہوتا ہو مفقود کے سبب سے تو اُسکے دو حصون مین سے اُسکو کمتر حصہ دیا جائیگا اور باقی انتظار کیا جائیگا ھم فلا
ایک شخص مرگیا دو بیٹیان اور ایک مفقود بیٹا اور ایک پوتا یا پوتی چھوڑکر اور مال مورث کا اجنبی کے ہاتھ مین ہی اور سب وارثون نے فقدان ابن مین اتفاق کیا ہے
دونون بیٹیون نے میراث طلب کی تو اُنکو نصف دیا جائیگا اسواسطے کہ اُتنا اُنکا حصہ بہرصورت متیقن ہی اور نصف باقی انتظار کیا جائیگا اور اولادِ ابن کو کچھ نہ ملیگا اسواسطے کہ
وہ محجوب ہین اگر مفقود زندہ ہو تو وہ میراث کے مستحق نہونگے بسبب شک کے اور اجنبی کے ہاتھ سے مال نہ لیا جائیگا تاوقتیکہ اُسکی خیانت ظاہر ہو کذا فی المنح کالحمل ومحلہ الفرائض
ولذا حذفہ القدوری وغیرہ مانند حمل کے اور محل اس گفتگو کا فرائض ہی لہذا قدوری وغیرہ نے اسکو یہان حذف کیا ہم یعنی اگر حمل کے ساتھ دوسرا ایسا وارث ہو جو کسیطرح ساقط
ہوتا ہو اور حمل سے متغیر نہوتا ہو تو اسکو پورا حصہ ملیگا بسبب اُسکے متیقن ہونے کے ہر حال مین چنانچہ اگر مورث نے ایک بیٹا اور حاملہ زوجہ چھوڑی تو زوجہ کو آٹھوان حصہ ملیگا اور اگر ایسا وارث
ہو کہ حمل سے اُسکا حصہ ساقط ہو جاتا ہو تو اُسکو کچھ نہ دیا جائیگا اور اگر ایسا وارث ہو جسکا حصہ حمل سے متغیر ہو جاتا ہو تو اُسکو اقل النصیبین ملیگا چنانچہ اگر مورث نے زوجہ
حاملہ اور جدہ چھوڑی تو جدہ کو چھٹا حصہ دیا جائیگا اسواسطے کہ اُسکو تغیر نہین اور اگر حاملہ اور بھائی کو چھوڑا تو اُسکو کچھ نہ ملیگا اسواسطے کہ بھائی ساقط نہین ہوتا بیٹی سے
بلکہ عصبہ ہوتا ہی اور ممکن ہی کہ حاملہ بیٹی جنے اور ساقط ہو جاتا ہی بیٹے کے سبب سے اور جائز ہی کہ حاملہ بیٹا جنے تو امر دائر ہوا سقوط اور عدم سقوط مین تو اصل استحقاق
مشکوک فیہ ہوا لہذا اُسکو کچھ نہ ملیگا اور حمل کے واسطے ابن واحد کا حصہ اُٹھا رکھا جائیگا اسی قول پر فتوی ہی کذا فی المنح والطحطاوی فرع مسئلہ ملحقہ شارح کا لیس
للقاضی تزویج امۃ غائب ومجنون وعبدہما ولا ان یکاتبہما یعنی قاضی کو درست نہین شخص غائب و مجنون کی لونڈی اور اُنکے غلام کا نکاح کر دینا اور اُسکو اختیار نہی
اُنکے مکاتب کرنے اور بیچ ڈالنے مین اور اسیطرح اُنکو اجارہ دینے مین کذا فی شرح الملتقی واللہ تعالےٰ اعلم واستغفر اللہ الحلیم۔

کتاب الشرکۃ

یہ کتاب ہی شرکت کے احکام مین لایخفے مناسبتہا للمفقود من حیث الامانۃ بل قد تتحقق فی مالہ عند موت مورثہ پوشیدہ نہین مناسبت شرکت کی ساتھ مفقود کے
امانت کی جہت سے بلکہ گاہے شرکت ثابت ہو جاتی ہی مفقود کے مال مین اُسکے مورث کے مرجانے کے وقت مصنف نے کتاب الشرکت کو کتاب المفقود کے بعد لایا دو وجہ
کی مناسبت سے ایک وجہ یہ کہ ایک شریک کا مال دوسرے شریک کے پاس امانت ہوتا ہی جیسے مفقود کا مال شخص حاضر کے پاس امانت ہوتا ہی اور دوسری وجہ یہ کہ گاہے
مفقود کے مال مین شرکت متحقق ہو جاتی ہی چنانچہ اگر مفقود کا مورث مرگیا زندہ مفقود اور دوسرے وارث کو چھوڑکر اور یہ مناسبت انھین دونون مین مخصوص ہی اور پہلی
مناسبت عام ہی دونون مین اور آبق اور لقطہ اور لقیط مین اگر لقیط کے ساتھ مال ہو کذا فی المنح ہی بکسر فسکون فی المعروف لغۃ الخلطۃ سمی بہا العقد لانہا سببہا شرکت
بکسر اول و سکون ثانی بقول معروف لغت مین عبارت ہی خلط سے یعنی دو حصون کو اسطرح ملانا کہ جدائی باقی نہ رہے اس عقد کا نام شرکت کہا گیا اسواسطے کہ شرکت سبب ہے
عقد کی طحطاوی کہا ضمیر سببہ کی عقد کیطرف راجع ہی اور بعضے نسخون میں لانہا سببہ ہی اور اسمین قلب ہی بلکہ لانہ سببہا کہنا ٹھیک ہی وشرعاً عبارۃ عن عقد بین المتشارکین
فی الاصل والربح جوہرہ اور اصطلاح شرع مین شرکت عبارت ہی عقد بین المتشارکین سے اصل یعنی راس المال اور منفعت مین کذا فی الجوہرہ اگر منفعت
مین شرکت ہو نہ راس المال مین تو وہ مضاربت ہی اور اگر راس المال مین ہو نہ منفعت مین تو وہ بضاعت ہی کذا فی الطحطاوی ورکنہا فی شرکۃ العین اختلاطہما اور
رکن شرکت کا شرکۃ العین مین دونون مالون کا ملجانا ہی یعنی دونون مالون مین ایسا اختلاط ہو کہ ایک کی تمیز دوسرے سے متعذر یا متعسر ہو اور اختلاط کے مانند خلط ہی یعنی دو
مال کا ملنا اور ملانا یکسان ہی حکم مین کذا فی المحلی و فی العقد اللفظ المفید لہ اور رکن شرکت کا شرکۃ العقد مین وہ لفظ ہی جو عقد کا مفید ہو یعنی ایجاب اور قبول رکن
ہی چنانچہ یون کہنا ایک شریک کا کہ مین تیرا شریک ہوا فلانی فلانی چیز مین اور دوسرے شریک کا یون کہنا کہ مین نے قبول کیا وشرط جوازہا کون الواحد قابلا للشرکۃ

اور یہ شرکت ملک تحریر ہونا ایک چیز کا بہ نیت مستقر و حدیہ کے ذریعہ شرکت کے ہم قبل شرکت کی نیت سے وقت میں ہبہ ... کیا تو شرکت کی ...
وقف کو ساتھ حق کے شریک ہے وہی شرکت شرکۃ ملک ہوتی ان یملک متعدد اثنان فاکثر عینا او حفظا لقوب ہبۃ البیع فی دار ... شرکت
قہستانی اور شرکت وہ ہے ایک شرکت ملک کی دو یہ ہو کہ چند شخص ہوں یا زیادہ وہ ایک ہی چیز موجود کے یا ایک ہی حق کے جیسا کہ ...
شخصوں کے گھر ... الدیا تو وہ دونوں شریک ہیں اسکی حفاظت میں کذا فی القہستانی اور بیا فی یا ہو بھی فلو دفع المدیون لاحدہما فللاخر الرجوع بنصفہ ...
قہستانی مستنبط باجیہ ہوگ مالک ہوں دین کے برابر قول کے جو حق ہے تو اگر مدیون ایک شریک کو دین ادا کرے تو دوسرے شریک ... نصف ...
جائز ہے کذا فی الفتح اور یہ مسئلہ کتاب الصلح کے متن میں آویگا ہم بعضوں نے کہا کہ دین میں شرکت نہیں لا یجاز اسواسطے دین صفت شرعی ہے مملوک نہیں ہو اور جو ...
شرع مملوک ہوتا ہو دلیل تفریع شارح ہان مسئلہ حیثما صالح احدہما عن نصیبہ من الدین فان نصیبہ من الدین حصتہ ... اور یہ دین کہ ایک ... حصہ ...
یہ چیز اگر شریک آخر کو ... اسکے حصے کے ہبہ کرے اور مالک دین ہوسکے اپنا حصہ ہبہ کرے کذا فی الوہبانیۃ ہبہ میں ... لہٰذا غیر مدیون کو ہبہ
کرنا جائز نہیں یا وراثت اور بیع اور غیرہ یا ہی سبب کان جبرا او اختیارا و لو متعاقبا کما لو اشتری شیئا ثم اشرک فیہ آخر منیۃ جیسے شریک مالک ہوں بسبب وراثت کے
یا بیع کے یا سوائے انکے جس سبب سے کہ ملک حاصل ہو خواہ سبب جبری ہو یا اختیاری اگرچہ ملک متعاقب ہو جیسا کہ اگر ایک شخص نے کسی چیز کو خرید کیا پھر اس میں دوسرے
شخص کو شریک کر لیا کذا فی المنیۃ ہم سوا ارث اور بیع کے منجملہ اسباب ملک ہبہ ہے اور صدقہ اور دو شخصوں کا غالب ہو جانا حربی کے مال پر یا قبیل ... دو شخصوں کا مال ...
بلا قصد تخلیط بالقسمۃ بحیث یعسر غلط کرنا کہ تمیز متعذر ہو یا متعسر جیسا کہ گیہوں کا جو میں ملا دینا ان سب صورتوں میں شرکت املاک متحقق ہوتی ہے وکل من شرکاء الملک اجنبی
فی الامتناع عن تصرف مضر فی مال صاحبہ لعدم تضمنہا الوکالۃ اور ہر شریک شرکت ملک سے اجنبی کے مانند ہے اس تصرف کے امتناع میں جو مضر ہو اپنے ساتھی کے مال میں
شریک کے حصے میں تصرف مضر کرنا جائز نہیں بسبب متضمن ہونے شرکۃ الملک کے وکالت کو ہم تصرف مضر کی اسواسطے قید لگائی کہ تصرف غیر مضر جائز ہے جیسا کہ مشترک
گھر کی چھت پر چڑھنا یا مشترک زمین میں کھیتی کرنا بشرط حصول منفعت در صورت غیبت شریک کذا فی القہستانی فصح لہ بیع حصتہ ولو من غیر شریکہ بلا اذن الا فی صورۃ
الخلط لما لیہا لتعلہا بالخلطۃ کشیر ولبناء وشجر وزرع مشترک قہستانی وتمامہ فی فصل الشیء من العمادیۃ وبحوہ فی فتاوی ابن نجیم تو صحیح ہے بیچنا اپنے حصے کا اگرچہ
غیر شریک کے ہاتھ بیچا ہو بدون اسکے اذن کے مگر خلط کی صورت میں غیر شریک سے بیچنا بلا اذن جائز نہیں یعنی دو شخصوں نے دو مال اپنے فعل اختیاری سے ...
جیسا گیہوں کو جو سے ملانا اور جیسا کہ عمارت اور درخت اور کھیتی مشترک کذا فی القہستانی اور پورا بیان اسکا عمادیۃ کی ... فصل میں ہے اور اسی کے مانند ابن نجیم کے فتاوی
میں ہے ہم خلط ... فعل شریکین کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر ایک شخص خلط کریگا تو وہ دوسرے کے مال کا مالک ہو جائیگا ضمان دیکر شرکت نہ رہیگی اگر کوئی کہے کہ خلط اور
اختلاط کی صورت میں اور انکی غیر میں کیا فرق ہے اسکا جواب یہ ہے کہ جب دو شریکوں میں ابتدا سے شرکت ہوئی اسطرح پر کہ دونوں نے گیہوں کو خرید کیا یا وراثت میں
پایا تو ہر دانہ گیہوں کا دونوں میں مشترک ہوا تو ہر شریک کو اپنا حصہ شائع بیچنا شریک سے یا اجنبی سے جائز ہے بخلاف خلط اور اختلاط کے کہ ہر ہر دانہ مملوک ہے ایک شخص کا
انمیں دوسرے کی شرکت نہیں پھر جب اپنا حصہ غیر شریک کے ہاتھ بیچا تو اسکی تسلیم پر قادر نہوگا مگر حصہ شریک کو مخلوط کرکے لہٰذا اسکے اذن پر بیع موقوف ہوگی اور اگر شریک
کے ہاتھ بیچیگا تو جائز ہے بسبب قدرت علی التسلیم کے جیسے اجارہ مشاع کا شریک سے جائز ہے اور ہمارا بیان شارح کا مقتضی ہے کہ عمارت اور درخت اور زراعت
مشترک من قبیل خلط ہے اور حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ انمیں بیع کا متوقف ہونا شریک کے اذن پر اسواسطے ہے کہ شریک کو درخت کے کاٹنے سے اور عمارت کے
ڈھانے سے ضرر ہوگا کذا فی الطحطاوی وفیہا بعد ورقتین ان البطیخۃ کذلک لکن فیہا بعد ورقتین اخریین جواز بیع البناء والغرس المشترک فی الارض المحتکرۃ
ولو لاجنبی فتنبہ اور ابن نجیم کے فتاوی میں دو ورق کے بعد ہے کہ خربوزوں کی فالیز بھی اسی طرح ہے لیئے اسکی بیع اجنبی سے جائز نہیں لیکن اسی کتاب میں
اور دو ورقوں کے بعد جواز بیع ہے عمارت اور شجر مشترک کا جو ارض محتکرہ میں قائم ہے اگرچہ اسکی بیع اجنبی سے کی ہو تو خبردار رہنا ہم شارح نے تناقض کا بیان کیا

آگاہ کر دیا اور اطمینان دل کے لائق وہ قول ہے جو اور کتب معتمدہ کے موافق ہے بیع بنا اور غرس کی اجنبی سے جائز نہیں کذا فی الطحطاوی فلا یجوز بیعہ الا باذنہ
ولو کانت الدار مشترکۃ تو جائز نہیں اشیاء مشترکہ کی بیع بلا اذن شریک کے اگرچہ گھر مشترک ہو علامہ حلبی نے کہا عدم جواز بیع راجع ہے خلط مالین اور اسکے مابعد کی طرف
دار بینہما باع احدہما بیتا معینا او نصیبہ من بیت معین فللآخر ان یبطل البیع ایک گھر مشترک ہے دو شریکوں میں ایک شریک نے ایک معین کوٹھری یا اپنا حصہ
ایک معین کوٹھری سے بیچا تو دوسرے شریک کو جائز ہے کہ بیع کو باطل کر ڈالے اسواسطے کہ بائع کا حصہ مبیع میں متحقق نہیں اس احتمال سے کہ شاید قسمت کے وقت جسکو
بائع نے بیچا ہے اسکے شریک کے حصے میں پڑے ہاں اگر اپنا حصہ بلا تعیین مکان بیچا تو جائز ہوتا وفی الواقعات دار بین رجلین باع احدہما نصیبہ للآخر لم یجز لانہ لا یخلو
ان باعہ بشرط الترک او بشرط القلع او الہدم اما الاولی فلا یجوز لانہ شرط منفعۃ للمشتری سوی البیع فصار کشرط اجارۃ فی البیع ولا یجوز بشرط الہدم والقلع لان
فیہ ضررا بالشریک الذی لم یبع اور واقعات میں ہے کہ ایک گھر مشترک ہے دو مردوں میں انمیں سے ایک نے اپنا حصہ اجنبی کے ہاتھ بیچا تو جائز نہیں اسواسطے کہ دو
حال سے خالی نہیں کہ یا اسنے بیع کی ہے بشرط ترک کے یعنی جیسا گھر ہے ویسا ہی بنا رہے یا بیع کی ہے بشرط قلع یا ہدم کے پہلی صورت تو جائز نہیں اسواسطے کہ
بائع نے مشتری کی منفعت شرط کی ہے سوائے بیع کے تو یہ شرط مانند شرط اجارہ کے ہوئی بیع میں اور بشرط ہدم اور قلع بھی جائز نہیں اسواسطے کہ گھر کے گرانے میں اس
شریک کا ضرر ہے جسنے اپنا حصہ نہیں بیچا ہم بیع مذکور سے فقط عمارت کی بیع مراد ہے چنانچہ عمادیہ میں مصرح ہے اور اگر شریک نے اپنا تمام حصہ یعنی عمارت کو ساتھ زمین کے
بیچا تو اسکے جواز کا کوئی مانع نہیں کذا فی الحلبی اور اجارہ شرط کرنا بیع میں اسطرح کہ عمارت کا حصہ بیچنے کے وقت اسکی زمین کا اجارہ شرط کرے تو یہ جائز نہیں اسواسطے
کہ لو خال ایک عقد کا ہے دوسرے عقد میں وفی الفتاوی شجرۃ بین قوم باع احدہم نصیبہ مشاعا والاشجار قد انتہت اوان القطع حتی لا یضر بہا القطع جاز الشراء وللمشتری
ان یقطع لانہ لیس فی القسمۃ ضرر اور فتاوی میں ہے کہ درخت مشترک میں ایک قوم میں انمیں سے ایک شخص نے اپنا حصہ بلا تعیین بیچا اور حالانکہ درختوں کے
کاٹنے کا زمانہ پیدا ہو چکا کہ اب مشتری اور شریک کو کاٹنا ضرر نہیں کرتا تو خرید کرنا جائز ہے اور مشتری کو کاٹنا درست ہے اسواسطے کہ قسمت میں ضرر نہیں ہم طحطاوی
نے کہا قطع مشتری بعد تقسیم درست ہے اور یہ حکم ان اشجار میں ہے جنمیں قطع کرنا مقصود ہوتا ہے یعنی جیسے شیشم اور ساکھو اور جن درختوں سے پھل مقصود ہوتا ہے انکا
یہ حکم نہیں وفی النوازل باع نصیبہ من شجرۃ بلا ارض بلا اذن شریکہ ان بلغت اوان القطاعہا جاز البیع لانہ لا یتضرر المشتری بالقسمۃ وان لم تبلغ فسد لتضررہ بہا
اور نوازل میں ہے کہ ایک شریک نے اپنا حصہ اشجار میں سے بدون زمین کے بلا اذن شریک بیچا اگر اسکے قطع کا وقت ہے تو بیع جائز ہے اسواسطے کہ مشتری کو ضرر
نہوگا قسمت سے اور اگر قطع کا وقت ہنوز نہیں پہونچا تو بیع فاسد ہے بسبب ضرر پانے مشتری کے قسمت سے وفیہا باع بناء بلا ارض علی انہ یترک المشتری لبناء
فالبیع فاسد عمادیۃ من الفصل الثلثین من مسائل الشیوع اور نوازل میں ہے کہ ایک شریک نے عمارت بدون زمین کے بیچی اس شرط پر کہ مشتری عمارت کو چھوڑ دے
یعنی بدستور سابق قائم رکھے تو بیع فاسد ہے کذا فی العمادیہ مسائل شیوع کی تیسویں فصل سے طحطاوی نے کہا اشجار اور عمارت کے دونوں مسئلے مکرر ہو گئے پہلا
مسئلہ فتاوی میں مذکور ہے اور دوسرا واقعات میں والاختلاط بلا صنع من احدہما فلا یجوز بیعہ الا باذنہ لعدم شیوع الشرکۃ فی کل حبۃ بخلاف نحو حمام وطاحون
وعبد ودابۃ حیث یصح بیع حصتہ اتفاقا کما بسطہ المصنف فی فتاواہ بیع مشترک کی بلا اذن شریک صحیح ہے مگر خلط اور اس اختلاط کی صورت میں جو بلا صنعت
احد الشریکین کے حاصل ہو تو اسکی بیع جائز نہیں مگر باذن شریک بسبب شائع ہونے شرکت کے ہر ہر دانہ میں بخلاف مانند حمام اور چکی اور غلام اور
جانور مشترک کے اسواسطے کہ انمیں سے اپنا حصہ بیچنا بالاتفاق صحیح ہے چنانچہ اسکو شرح بیان کیا ہے مصنف نے اپنے فتاوی میں ہم اختلاط بلا صنعت کی
صورت یہ ہے مثلا کہ تھیلی پھٹکر دراہم ملگئے یا گٹھیا پھٹکر گیہوں یا جو مخلوط ہو گئے اور عدم شیوع شرکت عدم جواز بیع کی علت ہے خلط اور اختلاط کی دونوں صورتوں میں
چنانچہ مسئلہ خلط میں اسکی تصریح ہو چکی ثم الظاہر ان البیع لیس بقید بل المراد الاخراج عن الملک ولو بہبۃ او وصیۃ وتمامہ فی الرسالۃ المبارکۃ فی الاشیاء المشترکۃ
فافہم ملتقطا بالافتاء بعد ظاہر یہ ہے کہ مصنف کے قول مذکور میں بیع کی قید نہیں بلکہ بیع سے مراد اخراج ہے اپنے ملک سے اگرچہ اخراج بسبب ہبہ یا وصیت کے ہو اور پورا بیان اسکا رسالہ مبارکہ

فی اشیاء المشترکہ میں ہے اور دوسرا اُس شخص کو منع کرے جو حصہ اپنا بیچنا چاہتا ہے کہ بیچنے سے قسم رسالہ صاحب ہدایہ کی تصنیف ہے کذا فی المضمرات و الدر المختار الصحیح کا الفتوی و الزوائد الهدایہ اور دوسرا اختلاف مسئلہ کو بھی زیادہ کیا ہے اور اسکی عبارت صاحب کریم حاشیہ مذکورہ کی عبارت کا یہ استثنا صحت شرط اختلاف بعض ابواب اور دیگر مصنف کو لائق ہے کہ استثنا صحت حنفیہ کا بھی اشارہ کرتا ہوا ہے کہ اگر وجہ الارث ہو تو اسکے

یا حصہ میں کو بغیر شریک کے بیچنا جائز نہیں بدون اذن شریک کذا فی العمادی واز مسائل متعلقہ شرکت یعنی بیت و خادم و اقتضی مشتبہ اشیاء کی شرکت و نحوہ

جو مجتمع ہو الدابۃ و نحوہا تماسنی بعض الثاث وا نلتین من المنصوص اور نا حمہ لینا چیز مشترک سے اپنے شریک کی نسبت بیت و خادم اور زمین میں جو بالکل مشترک ہے

اور زمین کی نسبت ذکر کی ہو اور اگر زمین کو عمدہ زراعت سے تو جائز نہیں کذا فی المبسوط اور جانور اور اسکے مانند کا اور اسکا پورا بیان منصوصین کی تفصیلوں میں فصل میں ہوگا

تھوڑے کی جانور مشترک پر سوار ہو بغیر اذن شریک کے اسواسطے کہ سواری میں تفاوت ہوتا ہے یعنی وقت کہ کسی سوار کو جانور کی حفاظت نہیں اور ناواقف کی سواری سے مشقت

ہوتی ہے اور ملتقط کی ہے اگر مشترک لونڈی ایک دن ایک شریک کے پاس ہے اور دوسرے دن دوسرے کے پاس یعنی آپ چند مسائل مہایاۃ کے بمناسبت مقام ذکر ہوسکتی ہیں

مفتی ابو السعود نے سراج سے نقل کیا ہے مہایاۃ عبارت ہے باری مقرر کرنے سے منافع مشترکہ میں سو معلوم کرنا چاہیے کہ باری بانٹنا منافع مشترکہ میں جائز ہے بنابر استحسان کے

اسمیں قاضی کا جبر جاری ہے کیونکہ قسمت کے مانند ہے مگر قسمت قوی ہے تکمیل منفعت میں اسواسطے کہ اسمیں منافع کا اجتماع ہے زمان واحد میں اور مہایاۃ میں اجتماع منافع

علی التعاقب ہے اور مہایاۃ باطل نہیں ہوتی موت سے تو وہ از قسم اجارہ اور عاریت نہیں کہ انکا بطلان ہو جاتا ہے موت سے اور جب ایک شریک طالب قسمت کا ہو تو نقض اسکا

جائز ہے اور کوئی ایسا عقد نہیں جسکا فسخ دوسرے کی طلب سے جائز ہو سوائے مہایاۃ کے اور مہایاۃ تین قسم پر ہے ایک مہایاۃ اُس چیز میں ہے جو اصل کی قسمت کرنے سے بھی

حاصل ہے اور اختلاف محل سے مختلف نہیں تو یہ قسم صحیح ہے چنانچہ ایک گھر دو شخصوں میں مشترک ہے سو انھوں نے آپس میں یہ قرار دیا کہ بعضے مکان میں ایک ہے اور بعضے میں

دوسرا ہے تو بیان مدت کی کچھ حاجت نہیں ہر شخص کو جائز ہے کہ آپ اُسمیں رہے یا اپنا مکان اُس گھر کا کرایہ کو دے اور اگر آپس میں یہ قرار پایا کہ ایک شخص کو ٹھے پر رہے اور

دوسرا نیچے تو بھی جائز ہے دوسری قسم مہایاۃ کی وہ ہے جو اُس شے کے منافع میں ہو جو اصل کی قسمت کرنے سے حاصل نہیں ہوسکتی لیکن اختلاف نہ پڑے جیسا کہ دو شخصوں میں

یوں قرار دیا کہ ایک غلام ایک مولی کی خدمت کرے اور دوسرا غلام دوسرے مالک کی خدمت کرے اور یہ جائز ہے صاحبین کے قول پر بسبب جائز ہونے قسمت رقیق کے اور امام اعظم

اگرچہ جواز قسمت رقیق کے قائل نہیں لیکن اُنکے نزدیک قسمت فی المنافع جائز ہے اسواسطے کہ جنس واحد غیر مختلف ہے تیسری قسم مہایاۃ کی وہ ہے جو منافع مختلفہ میں ہو

چنانچہ سواری کے دو جانوروں میں یہ بات مقرر ہو کہ ایک پر ایک شریک سوار ہو اور دوسرے پر دوسرا یا دونوں جانور دونوں شریکوں کی سواری میں رہیں تو یہ مہایاۃ

جائز نہیں بسبب مختلف ہونے منفعت دواب کے اور اسیطرح ایک سواری پر باری باری سوار ہونا بھی جائز نہیں بخلاف عبد واحد کے اسواسطے کہ سوار ہونا مختلف ہے

باعتبار حذاقت سوار کے اور خدمت غلام کی مختلف نہیں اسواسطے کہ غلام اپنے اختیار سے خدمت کرتا ہے بالا طاقت کا متحمل نہیں ہوتا اور جانور سواری میں مجبور ہے اور

اگر دو شریکوں نے ایک نخل یا شجر میں یہ مقرر کیا کہ ہر شخص ایک جانب کے پھل لیا کرے یا بکری میں ایک شخص کا ایک شخص دودھ لے اور دوسرا تھن سے دوسرا شریک لے

تو جائز نہیں اسواسطے کہ مہایاۃ منافع کے ساتھ مخصوص ہے اس سبب سے کہ انکو بقا نہیں تو قسمت اُنمیں متعذر ہے اور پھل اور دودھ شے موجود ہے کہ نہیں بطریق قسمت ہوتی

ہے اولاد پھلوں کے علاوہ اسکے اولاد اور البان متفاوت ہیں اور اعیان میں قسمت جائز نہیں الا بہ تعدیل کذا فی الطحطاوی المختصر اور طحطاوی نے کہا فصولین کی

فصل غیر کورہ میں مذکور ہے کہ مشترک گھر میں ایک شریک رہا دوسرے شریک کی غیبت میں تو اُسپر حصہ شریک غائب کا کرایہ لازم نہیں اگرچہ وہ گھر کرایہ کے واسطے مہیا

ہو اسواسطے کہ سکونت کے حق میں مشترک گھر ہر شریک کا مالک قرار دیا جاتا ہے علی سبیل الکمال اسواسطے کہ اگر ایسا نہ ہو تو ہر شریک کا اُسمیں داخل ہونا اور بیٹھنا اور اس سے

نکلنا ممنوع ہو تو منافع ملک بالکل باطل ہو جاویں اور حالانکہ یہ جائز نہیں بخیر جبکہ یہ ٹھہرا تو شریک حاضر اپنی ملک میں ساکن ہوا تو اُسپر کرایہ نہ ہوگا اسواسطے کہ

وہ تبادل ملک میں رہا و شرکت عقد اسی واقعہ سبب عقد مقابلہ للدکانہ اور دوسرے قسم شرکت کی عقد شرکت ہے یعنی وہ شرکت جو واقع ہے بسبب

قابل ہو واسطے وکالت کے ورکنہا ای ماہیتہا الایجاب والقبول ولو معنی کما لو دفع لہ الفا وقال اخرج مثلہا واشتر والربح بیننا۔ رکن اسکا یعنی شرکت العقد کی ماہیت اور حقیقت ایجاب اور قبول ہو اگرچہ ایجاب اور قبول لفظی نہو بلکہ معنوی ہو چنانچہ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم دیے اور کہا کہ تو بھی اپنے سے نکال اور اشیاء تجارت کو مول لے اور نفع ہمارے تمہارے درمیان نصفا نصف ہو جبکہ دوسرے شخص نے دراہم مذکورہ کو لیا اور اپنے دراہم اپنے پاس سے نکالے تو شرکت منعقد ہو گئی کذا فی البحر وشرطہا ای شرکۃ العقد کون المعقود علیہ قابلا للوکالۃ فلا تصح فی مباح کاحتطاب اور شرکۃ العقد کی شرط یہ ہو کہ ہونا معقود علیہ کا قابل وکالت کے تو صحیح نہیں شرکت امر مباح میں جیسے جنگل کی لکڑیاں لینا ہم معقود علیہ یعنی جس کام کے واسطے شرکت واقع ہوئی اسمیں قابلیت وکالت اسواسطے شرط ہوئی تاکہ جس چیز کو دونوں شریک حاصل کریں وہ دونوں میں مشترک واقع ہو تو فاعل کیواسطے بطریق اصالت کے ہوگی اور شریک کیواسطے بطریق وکالت کے تو یہ بات مباحات میں حاصل نہوگی چنانچہ جنگل کی لکڑیوں اور گھاس اور شکار میں اسواسطے کہ توکیل انمیں صحیح نہیں تو مباحات کو جو شخص حاصل کریگا وہی بخصوصہ اسکا مالک ہوگا نہ اسکا شریک کذا فی شرح الزیلعی وعدم ما یقطعہا کشرط دراہم مسماۃ من الربح لاحدہما لانہ قد لا یربح غیر المسمی وحکمہا الشرکۃ فی الربح اور شرکۃ العقد کی دوسری شرط نہونا اسکا جو قاطع ہو شرکت کا چنانچہ شرط کر لینا دراہم معینہ کا منفعت سے ایک شریک کیواسطے اسواسطے کہ ممکن ہو کہ گاہے منفعت سوائے قدر معین کے نہو اور حالانکہ حکم شرکت کا اشتراک فی المنفعۃ ہو مثلا زید اور خالد شریک ہیں تجارت میں اور زید نے ہزار روپیے دیے اور خالد سے کہا کہ مجھکو دو یا ار روپیہ ماہوار مشاہرہ دیا کرنا تو یہ شرط نا جائز ہو اور مفسد شرکت اسواسطے کہ شاید کبھی دو یا چار کے سوا منفعت نہوئی تو خالد منفعت سے بے نصیب رہا مطلق فائدہ نہوا فتاوی عالمگیری میں بدائع سے منقول ہو کہ شرکۃ العقد کی یہ شرط ہو کہ فائدہ معلوم القدر ہو سو اگر مجہول القدر ہوگا تو مفسد شرکت ہو اور یہ شرط ہو کہ فائدہ جزو شائع ہو فی الجملہ نہ معین یعنی شریک اپنے واسطے نصف منفعت ٹھہرا لے یا تہائی سو اگر دس یا سو درم کی تعیین ہوگی تو شرکت فاسد ہو جائیگی انتہی وہی اربعۃ مفاوضۃ وعنان وتقبل ووجوہ وکل من الاخیرین یکون مفاوضۃ وعنانا کما سیجی اور شرکۃ العقد چار قسم پر ہو ایک مفاوضہ دوسری عنان تیسری تقبل چوتھی وجوہ اور پچھلی دو قسموں سے مفاوضہ اور عنان بھی ہوتی ہو چنانچہ آگے آویگا بحر الرائق میں کہا کہ زیلعی نے شرکت کو چھ قسم کہا ہو اس اعتبار سے کہ یا شرکت بالمال ہو یا شرکت بالاعمال ہو یا شرکت بالوجوہ ہو اور ہر ایک دو قسم میں مفاوضہ اور عنان دریں تقسیم ستہ ہو اور اسی کو طحاوی اور کرخی نے ذکر کیا ہو اسواسطے کہ چار قسم کہنا جیسا کہ شارح نے کہا ہو اسکا وہم ہو کہ اخیرین یعنی تقبل اور وجوہ میں مفاوضہ اور عنان نہیں ہوتی انتہی اور عالمگیری میں ذخیرہ سے بھی اقسام ستہ مذکورہ منقول ہیں اما مفاوضۃ من التفویض بمعنی المساواۃ فی کل شئی اور شرکۃ العقد یا مفاوضہ ہو اور مفاوضہ مشتق ہو تفویض سے اور تفویض بمعنی مساواۃ ہو یعنے ہر چیز میں برابر ہونا ہم مشتق ہونا مفاوضہ کا تفویض سے دلالت کرتا ہو کہ مزید بھی مزید سے مشتق ہوتا ہو اور یہ خلاف مشہور ہو کذا فی شرح الملتقی قاموس میں کہا کہ مفاوضہ عبارت ہو اشتراک فی کل شئی اور مساوات سے لہذا ہدایہ میں کہا چونکہ یہ شرکت عام جمیع تجارات میں ہو اور تفویض کرتا ہو ہر شریک دوسرے کو امر شرکت کا علی الاطلاق اسواسطے یہ عقد مسمی بمفاوضہ ہو لیکن مفاوضہ اصطلاحیہ میں ہر چیز کی مساوات لازم نہیں اسواسطے کہ زیادتی ہر شریک کی دوسرے پر باعتبار زمین اور اسباب کے مفسد شرکت نہیں اور بعضوں نے کہا کہ مفاوضہ مشتق ہو فوض بمعنی انتشار اور اشتہار سے چونکہ یہ عقد جمیع تصرفات کے انتشار اور ظہور پر مبنی ہو لہذا اسکو مفاوضہ کہا ان تضمنت وکالۃ وکفالۃ لصحۃ الوکالۃ بالمجہول ضمنا لا قصدا شرکت یا مفاوضہ ہو اگر وہ وکالت اور ضمانت کو متضمن ہو بسبب صحیح ہونے مجہول کی وکالت کے ضمنا نہ قصدا ہم یہ جواب ہو سوال مقدر کا کہ وکالت بالمجہول جائز نہیں تو لازم ہو کہ شرکت مفاوضہ جائز نہو کہ مجہول الجنس کی وکالت کو متضمن ہو شارح نے اسکا جواب دیا کہ وکالت بالمجہول قصدا البتہ صحیح نہیں لیکن ضمنا صحیح ہو چنانچہ مضاربت صحیح ہو باوجود جہالت کے اسواسطے کہ مضاربت چیز مجہول کی خرید کی توکیل سے عبارت ہو لیکن در ضمن عقد مضاربت وتساویا مالا تصح بہ الشرکۃ اور بشرطیکہ دونوں شریک اس مال میں برابر ہوں جس سے شرکت صحیح ہو ہم صحت شرکت کی قید سے عرض اور عقار خارج ہو تو انکی زیادتی مفسد مفاوضہ نہیں وکذا ربحا کما حققہ الواني اور اسیطرح منفعت میں دونوں برابر ہوں جیسا کہ وانی نے اسکی تحقیق کی ہو ہم وانی نے حاشیہ درر میں کہا کہ شرکت مفاوضہ عبارت ہو مساوات جمیع متعلقات شرکت سے تو یہ منفعت کی برابری کو بھی مقتضی ہو ولہذا فقہاء نے اسکا تعرض نہیں کیا کرخی نے اپنے مختصر میں منجملہ شرائط صحت

[illegible]

مفاوضہ کہا کیونکہ دونوں منفعت میں برابر ہوتے ہیں تفضیل کی شرط نہیں و لا بد من التساوی فی التصرف و فیما ذکرنا من التساوی فی التصرف یستلزم التساوی فی الدین

دونوں شریک برابر ہوں تصرف اور دین میں کچھ نہیں کہ تصرف میں برابری ہونا مستلزم ہے دین کی برابری کو اور واسطے مصنف نے کہا کہ تفاوت فی الدین اختلاف

فی التصرف کا موجب ہے کیونکہ ذمی جب شراب اور سور کو خرید کیا تو مسلم اسکی بیع پر قادر نہیں اور شرط ہے ... کہ جمیع تصرفات میں شریک کی بیع پر قادر ہو کہ

اور مسلم و ذمی کے درمیان ان دونوں کی خرید مختلف ہے ہیں یا جائز ابو یوسف مع اختلاف الملة مع الکراہة اور امام ابو یوسف نے مفاوضہ جائز کہا ہے اختلاف

کے ساتھ بھی کراہت کے ساتھ ہے کہ کافر عقود جائزہ ... فلا تصح مفاوضة وان صحت عنانا بین حر و عبد ولو کان ماذونا ولا بین الصبی البالغ والمسلم والکافر لعدم المساواة

اور شرکت صحیح نہیں باعتبار مفاوضہ اگرچہ صحیح ہے باعتبار عنان درمیان آزاد اور غلام کے اگرچہ غلام ماذون ہو اور درمیان صغیر اور بالغ کے اور مسلم اور کافر کے بسبب برابر

نہ ہونے دونوں کے اسواسطے کہ بالغ بذات خود تصرف کا مالک ہے اور غلام اور صغیر بلا اذن ولی اور مولی کے مالک نہیں علی ہذا القیاس مسلم اور کافر تصرف میں برابر نہیں چنانچہ

مذکور ہو چکا وانما لا تصح بین الصبیین لعدم اہلیتہما للکفالة ولا ماذونین لتفاوتہما قیمة اور مصنف نے اپنے کلام میں اشارہ کیا کہ شرکت مفاوضہ صحیح نہیں دو نابالغوں کے

انکی عدم اہلیت کفالت کے اور صحیح نہیں دو ماذون غلاموں میں بسبب تفاوت ہونے دونوں کی قیمت میں اسلئے جب قیمت میں برابر ہوں تو منافع میں برابر نہ ہوں گے

حالانکہ مفاوضہ میں ایک شریک کا کفیل ہونا دوسرے شریک کو ضروری ہے وکل موضع لم تصح المفاوضة لفقد شرطها ولا یشترط ذلک فی العنان کان عنانا

لاجتماع شرائطہ اور جس موضع میں شرکت مفاوضہ صحیح نہ ہو بسبب فقدان اسکی شرط کے اور حالانکہ وہ شرط عنان میں شرط نہیں تو وہ شرکت

عنان ہو جاویگی چنانچہ مذکور ہو چکا کہ حر اور عبد اور صبی اور بالغ اور مسلم اور کافر میں مفاوضہ صحیح نہیں لیکن عنان صحیح ہے اسکی شرائط کے جمع ہونے سے چنانچہ شرائط

عنان عنقریب واضح ہونگے وتصح المفاوضة بین حنفی وشافعی وان تفاوتا تصرفا فی متروک التسمیة لتساویہما ملة وولایة والالزام بالحجة ثابت ہے شرکت مفاوضہ

درمیان حنفی اور شافعی کے اگرچہ دونوں بوجہ متروک التسمیہ میں متفاوت ہیں باعتبار تصرف کے بسبب برابر ہونے دونوں کے ملت میں اور ولایت الزام کی دلیل سے ثابت ہے یعنی

متروک التسمیہ کے مال غیر متقوم ہونے پر دلیل قائم ہے اور ثبوت حجت کا بواسطہ اتحاد ملت اور اعتقاد کے لازم ہے اسواسطے کہ شافعی المذہب کا یہ گمان ہے کہ متروک التسمیہ کی خرید شافعی

اور حنفی دونوں کو درست ہے اور حنفی کا یہ زعم ہے کہ وہ دونوں کو جائز نہیں تو دونوں تصرف میں برابر ہیں بنیہ اعتقاد کی راہ سے بخلاف مسلم اور ذمی کے کذا فی المنح ولا تصح الا

بلفظ المفاوضة وان لم یعرفا معناها او بیان جمیع مقتضیاتها ان لم یذکرا لفظہا اذ العبرة للمعنی لا للمبنی اور شرکت مفاوضہ صحیح نہیں مگر بذکر لفظ مفاوضہ

اگرچہ شریکین اسکے معنی کو نہ جانتے ہوں یا اسکے جمیع مقتضیات کے بیان سے صحیح ہے اگر اسکے لفظ کو ذکر نہ کیا اسواسطے کہ اعتبار معنی کا ہے نہ لفظ کا اور لفظ مفاوضہ میں علم اسکے معنی کا

اسواسطے نہ شرط ہوا کہ صحیح محتاج نیت کا نہیں اور جمیع مقتضیات کا بیان اسطرح ہے کہ دو حر بالغ مسلم یا ذمیوں میں ایک دوسرے سے یوں کہا کہ میں تیرا شریک ہوا اپنے سب مال میں نقد

تیری ملک کے بطریق عموم دونوں جانب تجارات اور اور نسیہ میں اور یہ شرط کہ ہر شخص دوسرے کا ضامن ہے کذا فی البحر واذا صحت فما اشتراہ احدہما یقع مشترکا الا طعام

اہلہ وکسوتہم استحسانا لانہ معلوم بدلالة الحال کالمشروط بالمقال ... ما کان من حوائجہ ولو جاریة للوطی باذن شریکہ ... اور جبکہ شرکت مفاوضہ باجتماع شرائط

مذکورہ صحیح ہوئی تو جس چیز کو ایک شریک خرید کریگا وہ شرکت واقع ہوگی مگر کھانا اہل و عیال کا طعام اور لباس خرید کرنا شرکت نہیں بنابر استحسان کے اسواسطے کہ جو چیز کہ بدلالت

حال معلوم ہے وہ زبانی شرط کے برابر ہے اور مصنف نے طعام اور لباس سے جمیع حاجات ضروریہ کا ارادہ کیا اگرچہ لونڈی خرید کی ہو وطی کیواسطے اپنے شریک کے اذن سے چنانچہ فصول ...

علم ... کے مانند ... اور اذن شریک کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر بے اجازت شریک خرید کریگا تو لونڈی مشترک ہوگی وللبائع مطالبة ایہما شاء بثمنہما ای الطعام والکسوة ویرجع

الآخر بما ادی علی المشتری بقدر حصتہ ان ادی من مال الشرکة اور بائع کو قیمت طعام اور لباس کا مطالبہ جائز ہے دونوں میں سے جس سے چاہے کرے خواہ مشتری سے ادا کرے خواہ

اسکے شریک سے یا کفالہ اور دوسرا شریک مشتری سے پھیر لے جو اسنے قیمت ادا کی بقدر اسکے حصہ کے اگر اسنے شرکت کے مال سے ادا کی ہو مگر اگر اسنے غیر شرکت کے مال سے قیمت ادا کی تو ...

... اور شرکت مفاوضہ باطل ہوگئی اگر مال موروثی ... ہو جس سے شرکت صحیح ہے اسواسطے کہ اس مال کے داخل ہونے سے اسکی ملک میں مال اسکا زیادہ ہو گیا مساوات شرط باقی نہ رہا

اگر وہ مال موروثی ایسی جنس شرکت نہیں چنانچہ عرض تو مفاوضہ باطل نہیں کذا فی الطحطاوی وکل دین لزم احدہما بتجارۃ واستقراض وغصب واستہلاک وکفالۃ بمال بامرہ
لزم الآخر ولو لزمه باقراره اور جو دین کہ ایک شریک کو لازم ہوگا بسبب تجارت اور قرض لینے اور غصب اور استہلاک اور مال کی ضمانی سے مکفول لہ کے امر سے تو وہ دین
دوسرے شریک کو بھی لازم ہوگا اگرچہ لزوم اُسکا شریک کے اقرار سے ہو مگر کفالت بامر کی قید اسواسطے لگائی کہ کفالت بلا امر سے اسکے شریک پر دین لازم نہیں چنانچہ کفالت بالنفس
بین وہ بالاجماع ماخوذ نہیں کذا فی الملتقی وشرحہ الا اذا اقر لمن لا تقبل شہادتہ لہ ولو معتدۃ فیلزمہ خاصۃ کمہر وخلع وجنایۃ وکل ما لا تصح الشرکۃ فیہ مگر جبکہ شریک نے دین کا اقرار کیا
اُس شخص کیواسطے جسکے حق میں اُسکی گواہی مقبول نہیں چنانچہ اصول اور فروع اور زوجہ اگرچہ زوجہ معتدہ ہو تو یہ دین اُسی کو لازم ہوگا بخصوص اسکے شریک کو چنانچہ مہر اور خلع اور جنایت اور
وہ چیز جسمیں شرکت صحیح نہیں جیسے زیلعی نے کہا کہ دوسرے شریک کو جنایت کی دیت اور مہر اور خلع اور صلح قتل عمد اور نفقہ زوجات اور اقارب لازم نہیں اسواسطے کہ یہ دیون اُس چیز کے بدل
میں جسمیں شرکت صحیح نہیں تو یہ لازم نہیں مگر مباشر کو وفائدۃ اللزوم انہ اذا ادعی علی احدہما فلہ تحلیف الآخر ولو ادعی علی الغائب لہ تحلیف الحاضر علی علمہ ثم اذا قدم لہ تحلیفہ
البتۃ ولوالجیۃ اور فائدہ لزوم دین کا یہ ہے کہ جب مدعی نے دین کا دعوی کیا ایک شریک پر تو اُسکو قسم دینا دوسرے شریک پر جائز ہے یعنی درصورت انکار وعدم بینہ اور اگر مدعی
نے شریک غائب پر دعوی کیا تو مدعی کو شریک حاضر کا قسم دینا جائز ہے اُسکے علم پر پھر جب غائب آوے تو مدعی کو اُس سے قسم لینا بالیقین جائز ہے کذا فی الولوالجیۃ حاضر کے علم پر اسواسطے
قسم ہوگی کہ غیر کا فعل ہے اور غائب کے بخلاف کہ اُسپر بالقطع قسم ہے کہ اپنا فعل ہے وتبطل ان وہب لاحدہما او ورث ما تصح فیہ الشرکۃ مما یجی ووصل بیدہ ولو بصدقۃ
او ایصاء لفوات المساواۃ بقاء وہی شرط کالابتداء اور شرکت مفاوضہ باطل ہو جائیگی اگر ایک شریک نے ہبہ یا وراثت میں وہ چیز پائی جسمیں شرکت صحیح ہے بجملہ نقد وغیرہ کے
چنانچہ اسکا ذکر آویگا اور حالانکہ چیز موہوب اور موروث اُسکے ہاتھ میں پہنچ گئی اگرچہ وصول بواسطے خیرات اور کسی کی وصیت کے ہوا ہو شرکت باطل ہوگی بسبب فوت ہونے مساوات
مالی کے من حیث البقاء اور حالانکہ مساوات بقائی شرط ہے مانند ابتدائی کے ہم اسواسطے کہ عقود غیر لازمہ میں بقاء درحکم ابتداء ہے طحطاوی نے کہا ظاہر کلام زیلعی اسکا مقتضی ہے کہ میراث
میں قبضہ ہونا شرط بطلان میں بلکہ بسبب میراث نقدین کی دین ہو ولا تبطل بقبض ما لا تصح فیہ الشرکۃ کعرض وعقار باطل نہیں ہوتی شرکت مفاوضہ اُس چیز کے قبضہ
جسمیں شرکت صحیح نہیں چنانچہ اسباب اور زمین واذا بطلت بما ذکر صارت عنانا ای منقلب الیہا اور جبکہ شرکت مفاوضہ باطل ہوگئی بسبب اُسکے جو مذکور ہو چکا تو شرکت
عنان ہوگئی یعنی مفاوضہ منقلب ہو کر عنان بنگئی بسبب امکان کے اسواسطے کہ مساوات اُسمیں شرط نہیں کذا فی المنح ولا تصح مفاوضۃ وعنان ذکر فیہما المال الا بما تقبل
ووجوہ بتغیر النقدین والفلوس النافقۃ والتبر والنقرۃ ای ذہب وفضۃ لم یضربا اذا جری مجری النقود فی التعامل بہا والا فکعرض اور صحیح نہیں شرکت مفاوضہ اور عنان سوائے
نقدین اور فلوس رائجہ اور سونے چاندی کی ڈلی کے جبکہ بجائے نقود معاملات میں چلتی ہوں اور اگر بجائے دراہم اور دنانیر رائج نہوں تو سونے چاندی کی ڈلی اسباب کے مانند ہے
شارح نے کہا سوائے نقد وغیرہ کے وہ شرکت مفاوضہ اور عنان صحیح نہیں جنمیں مال مذکور ہو اور اگر مال مذکور نہیں تو مفاوضہ اور عنان درضمن شرکت تقبل اور وجوہ ہونگی
تبر بکسر اول اور نقرہ سے سونا اور چاندی غیر مضروب مراد ہے بطریق لف ونشر مرتب وصحت بعرض ہو المتاع غیر النقدین ویحرک قاموس ان باع کل منہما نصف
عرضہ بنصف عرض الآخر ثم عقداہا مفاوضۃ او عنانا وہذہ حیلۃ لصحتہا بالعروض اور شرکت اموال صحیح ہے اسباب سے اگر بیع کرے ہر شخص دونوں میں سے
اپنے نصف اسباب کو بعوض نصف اسباب دوسرے کے پھر دونوں شرکت کو منعقد کریں خواہ شرکت مفاوضہ ہو خواہ عنان اور یہ حیلہ ہے واسطے صحیح ہو جانے شرکۃ العقد کے
اسباب سے عرض بالفتح عبارت ہے اُس متاع یعنی اسباب سے جو نقدین کے سوائے ہے اور بتحریک عرض بھی جائز ہے کذا فی القاموس ہم جب ایک نے اپنا نصف اسباب
دوسرے کے نصف اسباب سے بیچا تو دونوں قیمت میں شریک ہو گئے بشرکت ملک تو جائز نہیں ایک کو دوسرے کے حصے میں تصرف کرنا پھر عقد سے شرکۃ المال
شرکۃ العقد ہو گئی اب ہر شخص کو اپنے شریک کے حصہ میں تصرف جائز ہو گیا کذا فی المنح زیلعی نے کہا بیع کرنا بعوض نصف اسباب شریک کے اتفاقی
قید ہے اسواسطے کہ اگر بعوض دراہم بیع کرکے شرکت منعقد کریگا عرض بیع میں تو بھی جائز ہے اور ایک شخص کا بیع کرنا ثبوت شرکت کے واسطے
کافی ہے وہذا ان تساویا قیمۃ وان تفاوتا باع صاحب الاقل بقدر ما تثبت بہ الشرکۃ ابن کمال فقولہ بنصف عرض الآخر اتفاقی اور یہی نصف

دو شخص کو منفعت ... سبب بیع کرنا اسوقت زیادہ ہو جب دونون کے اسباب ... قیمت مین اور اگر قیمت مین متفاوت ہون تو قدر قیمت ... اسباب
... شرکت ہو جاتی ہو کذا فی ... اور مبسوط ... شرکت ... سے بیع کرے اتفاقا ... ایک شخص کے اسباب کی ہزار قیمت ہو اور دوسرے
شریک کے اسباب کی دو ہزار قیمت ہو تو صاحب ... اپنے اسباب کی دو تہائیان ... تہائی دوسرے کے اسباب کے عوض بیع کرے تو تمام مال دونون مین ... شرکت
... صاحب الف کو ... اور ... شرکت ... دونون ... شرکت کو منعقد ... دونون ... کذا فی ... دوسرے کا اسباب
... شرکت ... اسواسطے کہ ... اتفاقی ہو ... عنان دونون کو شامل ہے ... مفاوضہ
... شرط ہو ... عنان مین کذا فی ... وتصح ... بالمال ... وغیرہا متفاوتہ کانت ... وعنانا لتضمنہ معنی علی موجب الشرکۃ اور شرکت صحیح نہین ... مال
اور ... خواہ شرکت مفاوضہ ہو یا عنان ... موجب شرکت ... جب دونون مال ... حاضر ہو تو دونون مین منفعت کا ہونا ... رحمہ اللہ
تعالی ... عقد کے مال کا ہونا شرکت کی شرط نہین ... خرید کے وقت مال کا ہونا شرط ہو بسبب حصول مقصود کے واما العنان ... شرکت عنان
بالکسر ہو ... جائز ہو ... العنان ... مفاوضہ ... بیان ہو شرکت ... عنان ... بیع ... اور ... ایک شریک
نے دوسرے کو ... اختیار دیا کہ خرید ... یہ شرکت ... عنان ... اسواسطے کہ ہر شریک نے ... بعض مال کی
عنان ... دوسرے شریک کو دی ان ... وکالۃ ... بیان شرطہا شرکت عنان ہوتی ہو اگر ... وکالت کی ... بیان ہو ... شرط ... تو ...
مشتمل ہو ... کفالت ... عنان منعقد نہین ہوتی لیکن اگر وکالت ... کفالت کے ساتھ ... شرط مفاوضہ موجود ہو تو شرکت مفاوضہ ہو ... عنان منعقد ہوا
فقہا کے ... کفالت سے منعقد نہین ہوتی یہ مطلب ہو کہ کفالت عنان مین شرط نہین ... کہ عدم ذکر کفالت شرط ہو کذا فی ... من اہل التوکیل ...
... الکفالۃ ... شرکت عنان صحیح ہو ... اہل توکیل سے ... صغیر ... عقل ... اگرچہ ...
لیاقت ... اسواسطے کہ شرکت عنان ... کی مقتضی ... اہل توکیل ... اور ... بالغ اور صغیر ماذون اور ... ماذون ... مسلم ...
شامل ہو کذا فی العالمگیریہ ... شرکت عنان صحیح ہو ... اور ... الصحیح ... عاما وخاصا ... مطلقا ... شرکت عنان وکالت کی مقتضی ...
عنان صحیح ہو عام اور خاص ہوکر ... مطلق اور موقت ہوکر ... چونکہ عنان وکالت ... ہو اور وکالت تو عام اور خاص اور مطلق اور موقت ہر طرح صحیح ہو تو عنان بھی ...
صحیح ہو ... مع التفاضل فی المال ... الربح ... عنان صحیح ہو مال کی زیادتی کے ساتھ ... منفعت ... بالعکس ... مال مین ...
شریکون کا مال برابر ہو یا کم و بیش ... نفع ... دونون مین برابر ہو یا کم و بیش خواہ دونون تجارت کرین یا ایک ہر صورت شرکت عنان صحیح ہو لیکن اگر سب نفع ایک شخص کے واسطے
مشروط ہو ... جائز نہین ... شرکت ... قرض ہو گیا اگر عامل کیواسطے نفع مشروط ہوا یا بضاعت ہو گئی اگر نفع صاحب مال کیواسطے مشروط ہوا کذا فی ...
وببعض المال دون البعض اور شرکت عنان صحیح ہو بعض مال سے ... اسواسطے کہ مساوات عنان مین شرط نہین ... بخلاف ... الآخر
اور عنان صحیح ہو مخالفت الجنس سے ... ایک شریک کی اشرفیان اور دوسرے شریک کے روپیہ ... عنان مین ... خلاف جنس ... کہ شرکت مفاوضہ مین ... جائز نہین ...
ایسا نہین ہو اسواسطے کہ اگر ... قیمت مین برابر ہون تو مفاوضہ جائز ہو ... عنان صحیح ہو کذا فی الطحطاوی ... سود ...
... اور عنان صحیح ہو مخالفت ... چنانچہ ... اگرچہ دونون کی قیمت متفاوت ہو ... الربح علی ما شرطا ... نفع ... شریکون
کی شرط ... عدم ... التحاد الاستناد الشرکۃ فی الربح الی العقد لا المال فلم تشترط مساواۃ و اتحاد ... اور عنان صحیح ہو ... دونون مال ...
... شرکت کے ... شرط ... مساوات اور اتحاد ... مساوات ... التفاضل ...
... عدم ... الی بخلاف ... وصف ... البائع المشتری بالثمن ... لعدم الثمن ... مشتری ...

ویرجع علی شریکہ بحصتہ منہ ان ادی من مال نفسہ ای مع بقاء مال الشرکۃ شرکت عنان کے ضمانت کو متضمن ہونے کے سبب سے اسکے شریک سے قیمت کا لیا جائیگا
والا فالشراء لہ خاصۃ لانہ یصیر مستقرضا علی مال الشرکۃ بلا اذن بحر اور شریک مشتری قیمت بھرے اپنے شریک سے بقدر اسکے حصے کے اگر مشتری نے قیمت ادا کی
اپنے ذاتی مال سے یعنی باوجود باقی رہنے مال شرکت کے اور اگر مال شرکت کا نقد باقی نہیں رہا بلکہ بمنزلہ اعیان اور امتعہ کے ہو گیا ہو تو خرید کرنا مشتری ہی کے واسطے مخصوص
ہوگا کیونکہ شریک مشتری قرض کرنے والا شرکت کے مال پر بلا اذن شریک کذا فی البحر حاصل یہ ہے کہ اگر ایک شریک نے کوئی چیز خریدی اور شرکت کا مال نقد موجود ہے تو
شریک سے قیمت بھر لے بقدر اسکے حصے کے اور اگر نقد باقی نہیں بلکہ متاع اور قماش مشترک ہے اور مشتری نے دراہم یا دنانیر سے ادھار خریدی تو یہ خرید فقط مشتری ہی کے واسطے
مخصوص ہے اسواسطے کہ اگر مشترک ہو تو لازم آوے کہ اسنے شرکت کے مال پر قرض کیا اور حالانکہ شریک عنان بلا اذن شریک استدانت کا مالک نہیں کذا فی البحر عن المحیط (وتبطل الشرکۃ
بہلاک المالین او احدہما قبل الشراء والہلاک علی مالکہ قبل الخلط وعلیہما بعدہ) اور باطل ہو جاتی ہے شرکت دونوں مالوں کے ہلاک ہونے سے یا ایک مال کے ہلاک ہونے
سے قبل خرید کے اور ہلاکی مالک کے مال پر ہے قبل خلط کرنے دونوں مالوں کے اور دونوں شریکوں پر ہے بعد خلط کرنے کے (وان اشتری احدہما بمالہ وہلک بعدہ
مال الآخر قبل ان یشتری شیئا فالمشتری بالفتح بینہما شرکۃ عقد علی ما شرطا ورجع علی شریکہ بحصتہ منہ ای من الثمن لقیام الشرکۃ وقت الشراء) اور اگر ایک
شریک نے اپنے مال سے کوئی چیز خریدی اور بعد خرید کے دوسرے شریک کا مال ہلاک ہو گیا قبل اسکے خرید کرنے کسی چیز کے تو جو چیز خرید ہوئی وہ مشترک ہے دونوں میں شرکت
عقد بموجب دونوں کی شرط کے اور شریک مشتری اپنے شریک سے قیمت بھرے اسکے حصے کے موافق بسبب قائم ہونے شرکت کے خرید کے وقت میں طحطاوی نے کہا قیام شرکت
علت ہے یعنی فالمشتری بینہما کی تو اسکا ذکر اسکے متصل مناسب تھا (وان ہلک مال احدہما ثم اشتری الآخر بمالہ فان صرحا بالوکالۃ فی عقد الشرکۃ بان قالا علی ان
ما اشتراہ کل منہما بمالہ ہذا یکون بیننا مشترکا نہر وصدر الشریعۃ فالمشتری مشترک بینہما علی ما شرطا فی اصل المال لا الربح کنیر وہی شرکۃ ملک لبقاء الوکالۃ التی تضمنتہا
اور اگر ایک شریک کا مال ہلاک ہو گیا پھر دوسرے شریک نے اپنے مال سے کوئی چیز خریدی تو اگر دونوں شریکوں نے وکالت کی تصریح کر دی عقد شرکت میں مثلا کہ دونوں نے کہا
کہ ہم شریک ہیں اس شرط پر کہ دونوں میں سے جو شخص اپنے اس مال سے خرید کرے تو وہ چیز مشترک ہے کذا فی النہر وصدر الشریعۃ تو جو چیز خرید ہوئی وہ مشترک ہوگی دونوں میں موجب
اسکی شرط کے یعنی اشتراک اصل مال میں ہوگا نہ منفعت میں بسبب جاتے رہنے شرکت کے شرکۃ الملک بسبب باقی رہنے اس وکالت کے جسکی تصریح ہو چکی تھی ایک شریک کا مال ہلاک ہونے سے شرکت عقد
باطل ہو گئی لیکن وکالت مصرحہ باقی ہے اور خرید ہوئی تھی بحکم وکالت تو اب شرکۃ الملک ہو گئی سوا اس کے کوئی شریک دوسرے کے نصیب میں تصرف نہیں کر سکتا کذا فی النہر ویرجع
بحصتہ منہ (والا) ای وان ذکرا مجرد الشرکۃ ولم یتصادقا علی الوکالۃ فیہا ابن کمال (فہو لمن اشتراہ خاصۃ) لان الشرکۃ لما بطلت بطل ما فی ضمنہا من الوکالۃ اور شریک مشتری
اسکی قیمت کا حصہ بھر لے والا یعنی اور اگر دونوں شریکوں نے فقط شرکت کو ذکر کیا ہو اور آپس میں وکالت پر اتفاق نہ کیا ہو کذا صرح ابن کمال تو وہ خرید ہوئی چیز اسی شخص کی مخصوص
ہوگی جسنے خریدی کی اسواسطے کہ شرکت جبکہ باطل ہو گئی بسبب ہلاکی مال کے تو جو اسکے ضمن میں وکالت تھی وہ بھی باطل ہو گئی (وتفسد باشتراط دراہم مسماۃ من الربح لاحدہما
لقطع الشرکۃ لما مر) اور فاسد ہوتی ہے شرکت ایک شریک کے واسطے دراہم معینہ شرط کرنے سے منفعت میں سے بسبب منقطع ہونے شرکت کے چنانچہ اول باب میں گذر گیا کہ تعیین دراہم
قاطع شرکت ہے مثلا ایک شریک نے شرط کی کہ نفع میں سے سو درم اول لیکر باقی کو تقسیم کرونگا تو یہ شرط قطع شرکت کی موجب ہے بعض وجوہ میں کہ شاید کبھی فائدہ حاصل نہ ہو سوا
سو درم کے تو اس صورت میں تمام نفع ایک ہی شخص کے واسطے مشروط ہو گیا تو یہ شرکت نہ رہی قرض یا بضاعت ہو گئی کذا فی المنح والطحطاوی (لا لانہ شرط لعدم فسادہا بالشرط
وظاہرہ بطلان الشرط لا الشرکۃ بحر) پس منفعت شرکت فاسد ہو گئی قطع شرکت سے نہ اس سبب سے کہ تعیین دراہم شرط فاسد ہے بسبب فاسد ہونے شرکت کے شروط فاسدہ سے
اور ظاہر اس قول کا یعنی عدم فساد شرکت بشروط فاسدہ بطلان شرط پر دلالت کرتا ہے نہ بطلان شرکت پر کذا فی البحر وشرح المصنف قلت صرح صدر الشریعۃ وابن الکمال بفساد
الشرکۃ میں کہتا ہوں کہ تصریح کی ہے صدر الشریعۃ اور ابن کمال نے فساد شرکت کی تعیین دراہم سے ہم طحطاوی نے کہا کہ شارح کا طرز بیان فہم مقصود میں موجب
اشکال کا ہوا اگر شارح مصنف کی عبارت کے بعد یوں کہتا کہ اس طرف صدر الشریعۃ اور ابن کمال گئے ہیں اور فقہا نے کہا ہے اس قول سے کہ شرکت فاسد

نہیں ہوتی شرط نہ درست صاحب بحر نے دعوے کیا ہے کہ شرح تعلیق آہم کی بابت دو شرکت ہو تو بضاعۃً صحیح ہے جو بدون مکرر جامع قصد ان بیع دو جہت

قیمت بقیہ مال کے لیے درست ہے ہر ایک شریک کا نفع بقدر اسکے حصہ مال کے ہوگا کیونکہ شرکت نا سدہ کا یہی حکم ہے وکل من شریکی العنان والمفاوضۃ

ان یبضع یعنی شرکت عنان و مفاوضہ کے دونوں شریکوں میں سے ہر ایک کو جائز ہے کہ شرکت کا مال کسی کو بضاعت دے یعنی کسی شخص کو مال کی حفاظت کرنے کو دیدے

کہ بیچ چیزوں کی دستور کے موافق ہی ہے ولہ ان یبضع الدراہم البحر الرائق اور ہر شریک کو جائز ہے کہ مال کو بطریق بضاعت کے دیدے تمام نفع جو کچھ حاصل ہو وہ

مشترکہ مال کیواسطے ہو گا کہ بضاعت کے یہ معنی عرف میں اور مناسب ہے کہ بضاعت بمعنی شریک ہو کذا فی القاموس والودیعۃ والمضاربۃ

بدون الشرکۃ لتضمنہا اور جائز ہے کہ شریک کسی کو امانت رکھوا دے اور روپیہ دیوے مال کو بطریق مضاربت کے واسطے کہ مضاربت شرکت سے کمتر ہے تو شرکت اسکو

متضمن ہو وکل اجنبیا بیع و شراء و لو نہی المفاوض لا یصح نہیہ بحر اور جائز ہے کہ شریک کو کسی شخص غیر کو بیع اور شراء کا وکیل کرے اور اگر اس کو دوسرے شریک نے منع

کیا ہے وکیل سے تو اسکا منع کرنا صحیح ہے کذا فی البحر تقیید مفاوض کا اتفاقی ہے اسواسطے کہ ہر شریک کو نہی صحیح ہے کذا فی الشامی عن البحر وبیع بما عز وہان نقد و نسیئۃ

کہ شریک کا بعوض تھوڑے اور ذلیل کے کذا فی الخلاصہ یعنی بعوض قلیل یا کثیر بیع جائز ہے و نقد و نسیئۃ یعنی جائز ہے کہ بیع نقد اور ادھار کذا فی البحر وبیع اورنا والمال

ہو تو صحیح ہے کہ کالاشباہ و قیل ان لہ حمل مؤنۃ و الا لاظہیریہ اور جائز ہے ہر شریک کو سفر میں لیجانا مال کا خواہ اسکے واسطے حمل ہو یا نہ ہو یہی قول صحیح ہے کذا فی الاشباہ اور

بعض نے کہا کہ اگر مال کیواسطے حمل ہو تو شریک پر ضمانت ہو ورنہ نہیں کذا فی الظہیریہ اور تفسیر حمل میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا کہ وہ حمل یعنی اجرت اور بعضوں نے کہا کہ وہ

سے مراد ہے کذا فی جامع الفصولین اور خلاصہ میں ہے کہ سفر میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ مطلقاً سفر جائز ہے اسواسطے کہ اذن تصرف کا مقتضا شرکت ثابت ہے اور شرکت علی الاطلاق

ساتھ ہوتی اور مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہی ہے مگر یہ ہے کہ ومونۃ السفر و الکراء من راس المال ان لم یربح خلاصہ اور خرچ سفر اور کرایہ کا راس المال سے متعلق ہے

نفع نہوا ہو تجارت میں کذا فی الخلاصہ عالمگیری میں ظہیریہ سے منقول ہے کہ شریک کا نفقہ اسکی ذات اور طعام اور سامان کا راس المال میں ہے اور اگر نفع حاصل ہوا ہو تو نفع

محسوب ہو ولا یملک الشریک الشرکۃ الا باذن شریکہ جوہرہ یعنی شریک غیر کو شریک کرنے کا مگر اپنے شریک کی اجازت سے کذا فی الجوہرہ اسواسطے کہ شریک اپنی مثل کو

شریک نہیں کر سکتا اپنی برابر والی چیز کی متضمن نہیں ہوتی بلکہ کمتر کی کذا فی الہدایۃ ولا الرہن الا باذن و یکون ہو العاقد فی موجب الدین اور مالک نہیں شریک رہن کا مگر اپنے

شریک کے اذن سے یا کہ رہن وہی عاقد ہو موجب دین میں یعنی شریک نے کوئی چیز مول لی اور بعوض اسکی قیمت کے کوئی چیز شرکت کے مال سے رہن رکھی تو جائز ہوگا

جیسے رہن جائز نہیں ایسے ہی ارتہان بھی جائز نہیں الا در صورت ولایت عقد کذا فی الشامی عن البحر والکفایۃ و یملک تصحیح اقرارہ بالرہن والارتہان اور

میں ہی جبکہ وہی عاقد ہو تو صحیح ہے اسکا اقرار رہن اور ارتہان کا کذا فی السراج ولا الکتابۃ ولا الاذن بالتجارۃ و تزویج الامۃ و ہذا کلہ لو عنانا اما المفاوض

فلہ کل ذلک اور مالک نہیں شریک غلام کے مکاتب کرنیکا اور اسکو تجارت کے اذن دینے کا اور لونڈی کے نکاح کر دینے کا اور یہ سب جبکہ کہ ہو اسوقت ہے کہ جبکہ وہ شریک

عنان ہو اور شریک مفاوض کو تو یہ سب کچھ جائز ہے ولو فاوض ان باذن شریکہ جاز و الا انعقد عنانا بحر اور اگر شریک مفاوض غیر کو شریک مفاوض بناوے اگر اپنے

شریک کے اذن سے ہے تو جائز ہے اور نہیں تو شرکت عنان منعقد ہو جائیگی کذا فی البحر اسواسطے کہ عنان کمتر ہے مفاوضہ سے اور شے اپنی کمتر کی متضمن ہوتی ہے ولا یجوز

لہ ای عنان و مفاوضۃ تزویج العبد ولا الاعتاق ولو علی مال اور جائز نہیں دونوں شریکوں کو عنان اور مفاوضہ میں تزویج غلام کی اور نہ اسکا آزاد کرنا

جائز ہے اگرچہ اعتاق بعوض مال کے ہو ولا الہبۃ ای لثوب و نحو و طعام بحر فی حصۃ شریکہ و جاز فی نحو لحم و خبز و فاکہۃ اور نہ شریکوں کو ہبہ کرنا جائز ہے یعنی کپڑا اور اسکے مثل

ہبہ کرنا صحیح نہیں اور اگر ہبہ کر دیگا تو اپنے شریک کے حصہ میں جائز نہوگا اور جائز ہے ہبہ مانند گوشت اور روٹی اور میوے کے خلاصہ یہ ہے کہ چاندی سونا اور سامان

ہبہ کرنا درست نہیں اور ما کولات کا ہبہ درست ہے ولا القرض الا باذن شریکہ ازدھر یحانیہ سراج اور نہ قرض دینا جائز ہے مگر اپنے شریک کے اذن سے ایسا اذن

اپنے ہو قرض میں کذا فی السراج و فیہ اذا قال لہ اعمل برائک فلہ کل التجارۃ الا القرض والہبۃ اور سراج میں ہے جبکہ ایک شریک نے دوسرے سے کہا کہ عمل کر

اپنی تجویز کے موافق تو اُسکو اس قول سے ہر تجارت جائز ہی سوائے قرض دینے اور ہبہ کرنے کے یعنی اس قول سے رہن اور ارتہان اور سفر اور خلط مال اور غیرہ کے مال سے شرکت کرنا جائز ہی مگر قرض اور ہبہ درست نہیں کذا فی البحر وکذا کل ما کان اتلافا للمال او کان تملیکا للمال بغیر عوض لان الشرکۃ وضعت للاسترباح وتوابعہ ولیس کذلک لانتظمہ عقدہا اور ہیچ قرض کے مانند ہی جسمین مال تلف ہوتا ہو یا تملیک مال ہو بغیر عوض کے اسواسطے کہ شرکت مقرر ہوئی واسطے طلب منفعت اور توابع منفعت کے اور جو کام ایسا نہیں اُسکو عقد شرکت منتظم نہیں۔ وصح بیع شریک ومفاوض ممن ترد شہادتہ لہ کابنہ وابیہ ونفذ علی المفاوضۃ اجماعا اور صحیح ہی شریک مفاوض کی بیع اس شخص سے جسکی گواہی اُسکے حق میں مقبول نہیں چنانچہ اُسکا بیٹا اور باپ اور یہ بیع شرکت مفاوضہ پر نافذ ہوگی بالاجماع لا یصح اقرارہ بدین فلا ینفذ علی المفاوضۃ عندہ بزازیۃ صحیح نہیں اُسکا اقرار دین کا تو یہ اقرار نافذ نہوگا مفاوضہ پر امام اعظم کے نزدیک کذا فی البزازیۃ یعنی اگر شریک مفاوض نے مثلاً اقرار کیا کہ مین نے اپنے بیٹے یا باپ سے قرض لیا ہی تو یہ اقرار غیر صحیح شرکت مین جاری نہوگا وفی الخلاصۃ اقر شریک العنان بجاریۃ لرجل فی حصۃ شریکہ اور خلاصہ مین ہی اقرار کیا شریک عنان نے ایک لونڈی کا تو جائز نہیں اُسکے شریک کے حصہ مین یعنی ایک شریک کے پاس شرکت کی لونڈی ہی سواسطے اقرار کیا کہ یہ لونڈی فلانے شخص کی ہی تو یہ اقرار اُسکے شریک کے نصیب مین جائز نہیں کذا فی العالمگیریۃ عن قاضی خان ولو باع احدہما لیس للآخر اقالتہ ولا الخصومۃ فیما باعہ او اجرہ اور اگر ایک شریک نے بیع کی تو دوسرے شریک کو اُسکی قیمت لینا جائز نہیں اور نہ اُسکی بیع اور اجارت مین خصومت جائز ہی یعنے جس مال کو شریک نے بطریق دین یا اجارت دیا اُسمین شریک ثانی خصومت نہیں کرسکتا وہو ای الشریک امین فی المال فیقبل قولہ بیمینہ فی مقدار الربح والخسران والضیاع والدفع لشریکہ ولو ادعاہ بعد موتہ کما فی البحر مستدلا بما فی وکالۃ الولوالجیۃ کل من حکی امرا لا یملک استئنافہ ان فیہ ایجاب الضمان علی الغیر لا یصدق وان فیہ نفی الضمان عن نفسہ صدق انتہی ملخصا فلیحفظ اور وہ یعنی شریک خواہ شریک عنان ہو یا مفاوضہ کذا فی الطحطاوی امانت دار ہو مال مین تو اُسکا قول مقبول ہوگا قسم کے ساتھ مقدار منفعت اور نقصان اور راس المال کے ضائع ہونے اور اپنے شریک کے دینے مین اگرچہ اُسکا دعوی کیا اپنے شریک کی مرنے کے بعد چنانچہ بحر الرائق مین ہی وکالت ولوالجیہ سے استدلال کرکے کہ ہر شخص نے حکایت کی اُس امر کی جسکے استیناف کا وہ مالک نہیں اگر اُسمین ایجاب ضمان ہوتا ہو غیر پر تو اُسکی تصدیق نہوگی اور اگر اُس حکایت مین نفی ضمان کی ہو اپنے ذات سے تو اُسکی تصدیق ہوگی تو اس قاعدہ کو یاد رکھنا چاہیے ہم صاحب بحر نے کہا کہ ظاہر کلام فقہا یہ ہی کہ اگر اپنے شریک کو دفع مال کا دعوی کیا تو اُسکا قول مع الیمین معتبر ہوگا یہ دعوی شریک کی حیات مین ہو یا موت مین اور ظاہر کلام ولوالجی کتاب الوکالہ مین اُسکا مفید ہی اسواسطے کہ اُسنے کہا کہ اگر قبض ودیعت کیواسطے وکیل کیا پھر موکل مرگیا وکیل نے کہا کہ مین نے قبضہ کیا اُسکی حیات مین اور وہ چیز ہلاک ہوگئی اور وارث اُسکے منکر ہین یا وکیل نے کہا کہ مین نے ودیعت موکل کو دی تو اُسکی تصدیق ہوگی اور اگر قبض دین کیواسطے وکیل کیا تو تصدیق نہوگی اسواسطے کہ وکیل نے دونون موضع مین اس امر کی حکایت کی جسکے استیناف کا مالک نہیں ہی وکیل القبض ودیعت نفی ضمان کی اپنی ذات سے حکایت کرتا ہی اُسکی تصدیق ہوگی اور وکیل القبض دین حاکی ضمان ہی موکل پر تو اُسکی تصدیق نہوگی انتہی ملخصا کذا فی المنح ویضمن بالتعدی وہذا حکم الامانات اور ضمان دیگا شریک بسبب تعدی کے اور یہی حکم ہی امانات کا یعنی امانت دار پر ضمان نہیں مگر بتعدی وفی الخانیۃ التقیید بالمکان صحیح فلو قال لا تجاوز خوارزم فجاوز ضمن حصۃ شریکہ اور خانیہ مین ہی کہ مقید کرنا شرکت کا ساتھ مکان کے صحیح ہی تو اگر ایک شریک نے دوسرے شریک سے کہا کہ خوارزم سے آگے نہ بڑھنا پھر وہ بڑھ گیا اور مال برباد ہوا تو ضامن ہوگا اپنے شریک کے حصہ کا بسبب تعدی کے وفی الاشباہ نہاہ احدہما شریکہ عن الخروج وعن بیع النسیئۃ جاز اور اشباہ مین ہی کہ ایک شریک نے منع کی اپنے شریک کو شہر کے باہر جانے سے اور اُدھار بیچنے سے تو بھی جائز ہی یعنی اگر اُسکے خلاف کریگا اور مال تلف ہوگا تو ضمان دیگا کما یضمن الشریک عنانا ومفاوضۃ بموتہ مجہلا نصیب صاحبہ علی المذہب والقول بخلافہ غلط کما فی وقف الخانیۃ وسیجیء فی الودیعۃ خلافا للاشباہ چنانچہ ضامن ہوتا ہی شریک اپنے شریک کے حصہ کا خواہ شرکت عنان ہو یا مفاوضہ کذا فی البحر اپنے مرجانے سے بلا بیان یعنی اگر ایک شخص مرگیا اور اُسنے اپنے شریک کے مال کا جو اُسکے پاس ہی حال نہ بیان کیا تو وہ ضمان دے بنا بر مذہب صحیح کے اور قول اسکے مخالف یعنی عدم ضمان کا قول غلط ہی کما فی وقف الخانیۃ۔ اور کتاب الودیعۃ مین اُسکی تصریح آویگی بخلاف اشباہ کے اُم اشباہ کی کتاب الامانات مین ہی کہ اصل مفاوضین جب مرگیا اور اُسنے بیان کیا اُس مال کا جو اُسکے پاس ہی تو اُسپر ضمان نہیں طحطاوی نے کہا کہ صاحب اشباہ کا کلام مبنی علی الغلط ہی فرع مسائل لمتعہ شارح کے فی المحیط

قد وقع بعد القسمة الا فی ... ثمن ... ونصف حصته شریکه ... استحقاق ... اسلئے واقع ہوئے
ہو کہ ایک حصہ جسنے دوسرے کو دیا ... شریک نے ... جواب ... کے ... مال کے ...
ملک شریک کے سبب ... اگر شریک اپنے حصہ کی بیع کرے ... تو نفع ... دونوں کے واسطے ہے یعنی ... اسکی بیع ...
... بسبب ... خروج نصیبه ان لا یکون البیع علی الشرکة ... شریک ... دوسرے کو بیع کیا مال کو ...
شریک ... مال ... منفعت حاصل ہوئی ... جواب ... ایک ... سبب ... تراث کے ... ہے کہ نفع ...
مستحق ... شرکت ... کذا فی النهر یعنی ... شرکت غصب کیطرف منتقل ... فیه ولفرع علی کونه امانة ... قاری الهدایة عمن طلب ... شریکه فاجاب ...
بالتفصیل ... مضارب الوصی والمتولی نهر وقضاة زماننا لیس لهم قصد المحاسبة الا الوصول الی سحت محصول ... اور تفریع ... شرکت کے ...
و مسائل یہ کہ سوال ہوا قاری ہدایہ سے کہ جو شخص اپنے شریک سے محاسبہ طلب کرے تو قاری ہدایہ نے جواب دیا کہ شریک پر جواب دینا بتفصیل لازم کیا جائیگا ...
تو نفع نقصان میں شریک کا قول ... مقبول ہوگا اور شریک کے مانند مضارب یتیم کا وصی اور متولی وقف ہے وکذا فی النهر اور ہمارے زمانہ کے قاضی ... حساب لینے ...
کچھ ... نہیں سوا حرام ... کے ہم حلبی نے کہا سب عبارت نهر الفائق کی ہے اور شارح کو مناسب تھا کہ لفظ نهر کو ... اور آخر میں ... والمتقبل وتسمی شرکة
صنائع و اعمال و ابدان اور یا شرکت تقبل ہے اور اسکو شرکت صنائع اور شرکت اعمال اور شرکت ابدان بھی کہتے ہیں ہم شرکت تقبل اسواسطے کہتے ہیں کہ ایک شریک عمل کو قبول کرے
اور اپنے شریک کیطرف ڈال دیتا ہے اور شرکت صنائع اسواسطے کہتے ہیں کہ اہل حرفہ یہ شرکت باہم کرتے ہیں اور شرکت اعمال اور ابدان اسواسطے کہتے ہیں کہ دونوں شخص اپنے ابدان سے عمل
کرتے ہیں فلیتامل اگرچہ دونوں کے عمل کرنیکا لازم نہیں ان اتفق صانعان خیاطان او خیاط وصباغ ولا یلزم اتحاد صنعة ومکان علی ان یتقبلا الاعمال التی یمکن استحقاقها ... شرکت تقبل
اگر متفق ہوئے دو اہل حرفہ یعنی دو درزی یا درزی اور رنگریز اسپر کہ ان اعمال کو قبول کریں جنکا استحقاق ممکن ہے اور جب خیاط اور رنگریز کی شرکت صحیح ہوئی تو ثابت ہوا کہ اتحاد
حرفہ اور اتحاد دکان شرط لازم نہیں شرکت میں ہم امکان استحقاق عمل کی قید سے ان اعمال کی شرکت نکل گئی جو غیر مستحق ہیں عقد سے چنانچہ دلالی اور ... کہ عمل حلال ہو نہ حرام
اور عمل قبول کرنا دونوں کا شرط نہیں بلکہ اگر ایک شخص کام لے اور دوسرا کام کرے یا ایک درزی کسی کا کپڑا لے اور قطع کرکے دوسرے خیاط کو دے سینے کیواسطے تو جائز ہے کذافی الطحطاوی
ومنه تعلیم کتابة وقرآن وفقه علی المفتی به اور منجملہ عمل حلال جسکا استحقاق عقد سے ممکن ہے تعلیم کتابت اور قرآن اور تعلیم فقہ ہے بموجب قول مفتی بہ کے ہم متاخرین کے نزدیک اسپر فتوی
ہے کہ طاعات پر اجرت لینا صحیح ہے بخلاف شرکة دلالین ومغنیین وشهود محاکم وقراء مجالس تعازی ووعاظ وسؤال لان التوکیل بالسؤال لا یصح قنیة واشباه بخلاف دلالون کی شرکت
گویوں کی شرکت اور محکمہ کے گواہوں کی شرکت اور مجالس ماتم کے قاریوں کی شرکت اور واعظوں کی شرکت اور سائلین کی شرکت کے اسواسطے سائلین کی شرکت جائز نہیں کہ
سوال کرنے کیواسطے وکیل کرنا صحیح نہیں کذافی القنیة والاشباه ہم شرکت دلالین اسواسطے صحیح نہیں کہ دلالی کے عمل کا استحقاق بعقد اجارہ صحیح نہیں بلا بیان مدت کذافی المجتبی و مغنی یعنی
گویوں کی شرکت اسواسطے صحیح نہیں کہ غنا حرام ہے اور شرکت شہود اسواسطے جائز نہیں کہ گواہی پر اجرت لینا صحیح نہیں اور شرکت قرآن خوانوں کی مجالس ماتم کے مکانوں میں ...
قرأت زمزمہ یعنی گٹکری سے پڑھنا صحیح نہیں اسواسطے کہ ممکن الاستحقاق نہیں اور شرکت واعظین بھی بسبب عدم استحقاق کے صحیح نہیں لتعازی جمع تعزیت ہے مراد ماتم ہے جو موت کیواسطے
ہو کذافی الطحطاوی ویکون الکسب بینهما علی ما شرطا مطلقا فی الاصح لانه لیس بربح بل بدل عمل فصح تقویمه اور ہوگا کسب دونوں شریکوں کے درمیان میں بموجب انکی شرط کے
مطلقا قول اصح میں اسواسطے کہ کسب نفع نہیں بلکہ عمل کا بدلا ہے تو اسکی تقویم صحیح ہے ہم اگرچہ عمل بالمناصفہ مشروط ہوا اور مال اثلاثا یعنی ایک ثلث ایک شریک کا اور دو ثلث
دوسرے شریک کے تو بھی صحیح ہے باعتبار استحسان کے اسواسطے کہ جو مال کسب سے حاصل ہوتا ہے وہ منفعت میں داخل نہیں اسواسطے کہ منفعت ہوتی ہے جنس کے اتحاد کے وقت یعنی
جبکہ راس المال اور منفعت ایک جنس ہوں اور حالانکہ یہاں دونوں مختلف الجنس ہیں اسواسطے کہ راس المال یہاں عمل ہے اور منفعت مال ہے تو یہ مال عمل کا بدلہ ہوا اور
عمل تقویم پذیر ہے یعنی عمل قلیل کی تقویم مال کثیر سے صحیح ہے چنانچہ ایک شخص کو مزدور ٹھہرایا اجرت مثل سے زیادہ دیکر بخلاف شرکة اموال کے کہ انمیں کمی اور زیادتی منفعت کی

صحیح بمنزلہ بیع وقیاس کیے چنانچہ آگے معلوم ہوگا کذا فی المنح وکل ما تقبلہ احدہما یلزمہما وعلی ہذا الاصل فیطالب کل واحد منہما بالعمل ویطالب کل منہما بالاجر ویبرأ دافعہا بالدفع الیہ ای الی احدہما اور جس کام کو ایک شریک قبول کریگا تو دونوں پر وہ لازم ہوجائیگا اور بموجب اسی قاعدہ کے تو مطالبہ عمل کا کیا جائیگا ہر شریک سے اور ہر شریک مزدوری کا مطالبہ کریگا اور بری الذمہ ہوگا مزدوری کا دینے والا ایک شریک کو دیکر والحاصل من اجر عمل احدہما بینہما علی الشرط ولو الآخر مریضا او مسافرا

او امتنع عمدا بلا عذر لان الشرط مطلق العمل لا العمل القابل الا تری ان القصار لو استعان بغیرہ او استاجرہ استحق الاجر بزازیہ اور جو مزدوری ایک شریک کے کام کرنے سے حاصل ہوگی وہ دونوں میں منقسم ہوگی بموجب شرط کے اگرچہ دوسرا شریک بیمار ہو یا سفر میں ہو یا عمداً بلا عذر عمل سے باز رہا ہو اسواسطے کہ شرط مطلق عمل ہے کسی خاص شخص کا عمل ہونا بالتخصیص قبول کرنے والے شریک کا عمل کیا تو نہیں جانتا کہ دھوبی اگر امداد چاہے غیر شخص سے یا کسی کو مزدوری لگاوے تو اجرت کا مستحق ہوگا کذا فی البزازیہ

واما الوجوہ فہذا رابع وجوہ شرکۃ العقد اور یا شرکۃ الوجوہ اور یہ چوتھی قسم ہے شرکۃ العقد کے اقسام کی ہم شرکۃ الوجوہ اسواسطے اسکا نام ہوا کہ ادھار خرید کرنا بدون وجاہت کے نہیں ہوتا یعنی جس شخص کی وجاہت اور اعتبار لوگوں میں ہوتا ہے اسی کے ہاتھ ادھار بیچتے ہیں کذا فی المنح ان عقداہا بلا مال علی ان یشتریا نوعا او انواعا بوجوہہما

ای بسبب وجاہتہما ویبیعا فما حصل بالبیع یدفعان منہ ثمن ما اشتریا بالنسیئۃ وما بقی بینہما اور یا شرکت الوجوہ ہے اگر دونوں شریکوں نے ایجاب قبول کیا بدون مال کے اس شرط پر کہ دونوں شخص ایک قسم یا چند اقسام کی چیزیں خرید کریں اپنی وجاہت اور اعتبار سے اور بیچیں سو بیع سے جو حاصل ہوا ثمن سے قیمت اسکی دیں جسکو ادھار خرید کیا اور جو باقی رہے لیاوے قیمت کیے دونوں میں منقسم ہو ہم شرکۃ الوجوہ یہ ہے کہ دو شریک ہوں اور انکے پاس مال نہیں لیکن لوگوں میں انکی وجاہت ہو سو دونوں کہیں کہ ہم شریک ہیں اسپر کہ ادھار مول لیں اور نقد بیچیں اس شرط پر کہ جو حق تعالی نفع دے وہ ہمارے بیچ میں منقسم ہو بموجب ایسی ایسی شرط کے کذا فی العالمگیریہ عن البدائع

ویکون کل منہما من التقبل والوجوہ عنانا ومفاوضۃ ایضا بالشرط السابق اور ہر ایک قسم تقبل اور وجوہ کی عنان ہوتی ہے اور مفاوضہ بھی موافق اپنی شرط سابق کے ہم شرکت تقبل میں مفاوضہ اسطرح ہوگا کہ دونوں شریک بلفظ مفاوضہ یا معنی مفاوضہ ذکر کریں اس شرط سے کہ دونوں اہل حرفہ اعمال کو قبول کریں اور ضامن ہوں اعمال کے برابر اور نفع اور نقصان میں مساوی ہوں اور ہر شخص دوسرے کا ضامن ہو ملحقات شرکت میں اور اگر عمل اور اجرت میں کمی بیشی ہو تو شرکت عنان ہوگی اور شرکت وجوہ میں مفاوضہ اسطرح ہوگا کہ دونوں شریک اہل کفالت ہوں اور جو چیز خرید کریں وہ دونوں میں نصفا نصف ہو اور ہر شخص پر اسکی نصف قیمت ہو اور نفع میں دونوں برابر ہوں اور لفظ مفاوضہ ذکر کریں یا اسکے مقتضیات کو تو اثمان اور مبیعات میں وکالت اور کفالت متحقق ہوگی اور اگر کوئی ان شرطوں میں سے فوت ہو تو شرکت عنان ہوجائیگی کذا فی العالمگیریہ عن الفتح والمحیط

واذا اطلقت کانت عنانا اور اگر شرکت تقبل یا وجوہ مطلق ہو یعنی بلا ذکر مفاوضہ یا عنان کے تو عنان ہی ثابت ہوگی بسبب کثرت رواج عنان کے وتتضمن شرکۃ کل من التقبل و

الوجوہ الوکالۃ لاعتبارہا فی جمیع انواع الشرکۃ اور ہر ایک شرکت تقبل اور وجوہ سے وکالت کی متضمن ہوگی واسطے معتبر ہونے وکالت کے جمیع اقسام شرکت میں والکفالۃ ایضا اذا کانت مفاوضۃ بشرطہا اور ہر شرکت تقبل اور وجوہ کی ضمانت کی بھی متضمن ہوگی جبکہ شرکت مفاوضہ ہو موافق اسکی شرط کے خلاصہ یہ ہے کہ شرکت کو میں وکالت کا ہونا ہر صورت ضرور ہے اور کفالت در صورت مفاوضہ والربح فیہا علی ما شرطا من مناصفۃ المشتری او مثالثتہ لیکون الربح بقدر الملک

لئلا یؤدی الی ربح ما لم یضمن بخلاف العنان کما مر اور شرکۃ الوجوہ میں نفع بقدر شرط شریکین کے ہوگا خرید کی چیز میں مناصفہ ہو یا مثالثہ یعنی اگر دونوں شریکوں نے آدھوں آدھ خرید کی ہو تو نفع بھی آدھوں آدھ ہوگا اور اگر ایک شریک نے تہائی خرید کی اور دوسرے نے دو تہائیاں تو اسکے موافق نفع ہوگا تاکہ نفع بقدر ملک کے ہو تاکہ اسکے نفع کی طرف نوبت نہ پہونچے جسکا یہ شخص ضامن نہیں بخلاف اس شرکۃ العنان کے جو شرکۃ الاموال میں ہوتی ہے کہ اسمیں زیادتی نفع باوجود کمی مال کے جائز ہے چنانچہ مذکور ہوچکا ہم خلاصہ یہ ہے کہ نفع شرکۃ الوجوہ میں تابع خرید کی چیز کے ہے اسواسطے کہ نفع بقدر ضمان کے ہوتا ہے اگر کوئی شریک شرکۃ الوجوہ میں زیادہ نفع شرط کریگا تو شرط باطل ہے او نفع دونوں میں بقدر ضمان کے ہوگا پھر اگر ایک چیز ادھار خرید کی اور ہر شخص مثلا نصف نصف قیمت کا ضامن ہوا اور ایک شریک نے نصف سے زیادہ دو ثلث نفع شرط کرلیا تو یہ نفع اسکا ہوا جسکا ضمان اسپر نہیں لہذا جائز نہیں کذا فی الطحطاوی ملخصا وفی الدرر لا یستحق الربح الا باحدی ثلث بمال او عمل او تقبل اور درر میں ہے کہ نفع

آتی تو نہیں ہیں مگر بسبب اسکے کہ یہ چیزیں بعوض مال اجرت یا قبول کرنے سے ہم الرسے نفع حاصل ہوا جیسے کہ حاصل ہوا ہے مشابہت مال تجارت
نفع ہوا جیسا کہ مضارب کو ہوتا ہے اور قبول کرنے سے نفع ہوا جیسا کہ ایک شخص دکان پر بیٹھا ہو اور دوسرا کسی سے یا بنئے کا کام دیتے ہیں اور دو اپنے شرکت کا حکم
کرتا ہے تو نصف اجرت کا دو مستحق ہے بسبب تقبل دونوں کے ان تینوں چیزوں کے سوا النفع لیناست درست نہیں ہے یہ مضمون کذا فی الفتاوی

فصل فی الشرکۃ الفاسدۃ

یہ فصل ہے شرکت فاسدہ کے احکام میں شرکت فاسدہ وہ ہے جسمیں صحت شرکت کی شرائط سے کوئی شرط نہ ہو کذا فی العالمگیریۃ لا تصح شرکۃ فی احتطاب و
احتشاش و اصطیاد و استقاء و سائر المباحات کاجتناء ثمار من جبال وطلب معدن من کنز وتجارۃ من طین مباح لتضمنھا الوکالۃ والتوکیل فی اخذ المباح
لا یصح یعنی شرکت مباح لکڑی اور گھاس لانے اور پانی لینے اور شکار کرنے اور باقی مباحات میں جیسا کہ پھلوں کا چننا پہاڑوں سے اور معدن کا طلب کرنا کنز
اور اینٹ کا بنانا مباح مٹی سے بسبب متضمن ہونے شرکت کے وکالت کو اور حالانکہ مباح چیز کے لینے میں وکیل کرنا صحیح نہیں ہے تم شرکت بلا وکالت نہیں ہو سکتی اور چونکہ
مباحات میں وکالت متصور نہیں اسواسطے کہ توکیل عبارت ہے اثبات ولایت تصرف سے اس چیز میں جسمیں موکل کا تصرف ثابت ہو سو یہاں حاصل نہیں اسواسطے
کہ موکل مباح چیز کا خود مالک نہیں تو بھی جگہ غیر کی تو مستحق کیونکر مالک ہوگا کذا فی العینی معدن وہ ہے جسکی وضع حق تعالی نے کی اور کنز وہ ہے جسکی وضع بنی آدم سے ہو
اور رکاز دونوں کو شامل ہے تو اگر شارح نے بجاے مباحات میں طلب معدن و کنز جاہلی کہتا فتاوی عالمگیری کے مانند تو مناسب تھا اسواسطے کہ کنز اسلامی لقطہ ہے
نہ مباح اور مباح مٹی اور گنکر کا مالک ہونا اور دو شخص انکو خرید کر کے اینٹ و چونہ بناویں اور پکاویں تو جائز ہے عینی نے کہا یہ شرکۃ الوجوہ ہے اور فتح القدیر میں کہا کہ یہ
شرکۃ الصنائع ہے کذا فی الطحطاوی وما حصلہ احدھما فلہ وما حصلاہ معا فلہما نصفین ان لم یعلم ما لکل اور مباحات میں سے جو ایک شریک حاصل کریگا تو وہی
اسکا مالک ہوگا یعنی بسبب فاسد ہونے شرکت کے اور جسکو دونوں ساتھ ہی حاصل کرینگے تو وہ دونوں میں نصفا نصف ہوگا اگر معلوم نہ ہو کہ ہر شخص نے کتنا حاصل کیا
یعنی اگر ایک کی تحصیل معلوم ہو تو اسکا موافق مالک ہونگے ہم فتاوی خیریہ میں ہے کہ عورت کا زوج اور بیٹا ایک گھر میں رہتے اور علیحدہ علیحدہ کسب کرتے ہیں اور جو مال
کسب کیا رکھتے ہیں اور تفاوت اور مساوی اور تمیز معلوم نہیں تو وہ مال دونوں میں برابر ہوگا اور اسیطرح چند بھائی اپنے باپ کی میراث میں سوداگری یا کھیتی
کرتے ہیں اور مال زیادہ ہوا تو برابر سب میں تقسیم ہوگا اگر چہ کام اور تدبیر میں متفاوت ہوں وما حصلہ احدھما باعانۃ صاحبہ فلہ ولصاحبہ اجر مثلہ بالغا ما
بلغ عند محمد وعند ابی یوسف لا یجاوز نصف ثمن ذلک قیل لتقدیمہم قول محمد یؤذن باختیارہ نہر وعنایہ اور مباحات میں سے جو ایک شخص نے حاصل کیا اپنے
ساتھی کی مدد سے تو وہ چیز اسی شخص کی ہے اور اسکے ساتھی کیواسطے اجرت ہے اسکی محنت کے مانند اجرت مثل کتنی کیوں نہو جاے محمد کے نزدیک اور ابو یوسف کے نزدیک
اس چیز کی نصف قیمت سے اجرت زیادہ نہوگی بعضوں نے کہا مقدم لانا فقہا کا محمد کے قول کو اسکے مختار ہونے پر دلالت کرتا ہے کذا فی النہر والعنایہ ثم حموی نے
منتقی سے نقل کیا کہ قول محمد فتوی کے واسطے مختار ہے اور غایۃ البیان میں ہے کہ قول ابو یوسف استحسان ہے والربح فی الشرکۃ الفاسدۃ بقدر المال ولا عبرۃ بشرط
التفضیل فلو کل المال لاحدھما فللآخر اجر مثلہ کما لو دفع دابتہ لرجل لیوجرھا والاجر بینہما فالشرکۃ فاسدۃ والربح للمالک وللآخر اجر مثلہ وکذلک السفینۃ والبیت اور
شرکت فاسدہ میں نفع بقدر مال کے ہے اور اعتبار نہیں زیادہ دینے کی شرط کا سو اگر سب مال ایک شریک کا ہو تو دوسرے شریک کو اسکی محنت کے مانند اجرت ملیگی جیسا کہ
ایک شخص نے اپنا جانور ٹٹو یا بیل دوسرے مرد کو دیا تا اسکو کرایہ چلاوے اور اجرت دونوں میں مشترک ہو تو یہ شرکت فاسدہ ہے اور تمام نفع مالک کا ہے اور دوسرے
مرد کے واسطے اجرت مثل ہے اور یہی حکم ہے ناؤ اور گھر کا تتمہ مزید ہے کہ ایک شخص ناؤ کا مالک ہے اسنے اپنے ساتھ چار شخص شریک کیے اس شرط پر کہ ناؤ کو چلاویں اور نفع
انکا سب میں سے پانچواں حصہ مالک کا اور باقی چاروں میں برابر تو یہ شرکت فاسدہ ہے اور حاصل کا مالک صاحب کشتی ہے اور واسطے چاروں کی اجرت مثل ہے ولو کان لہما
البر فالربح لرب البر وللآخر اجر مثل الدابۃ ولو لاحدھما البغل وللآخر البعیر فالاجر بینہما علی مثل اجر البغل والبعیر اور اگر ایک شخص نے اپنا جانور دوسرے کو دیا کہ

اُسکے اوپر گیہوں لادکر بیچے تو نفع گیہوں کے مالک کا ہوگا اور دوسرے کو جانور کی اجرت مثل ملیگی اور اگر ایک شخص کا خچر ہو اور دوسرے کا اونٹ تو اجرت دونوں میں منقسم ہوگی
خچر اور اونٹ کی اجرت کے مانند کذا فی النہر صاحب نہر نے کہا اسواسطے شرکت فاسد ہو کہ جانور کی منفعت مال شرکت ہونے کی لیاقت نہیں رکھتی وتبطل الشرکۃ
ای شرکۃ العقد بموت احدہما علم الآخر اولا لانہ عزل حکمی اور باطل ہوجاتی ہو شرکت یعنی شرکۃ العقد ایک شریک کے مرنے سے دوسرے شریک نے اُسکی موت معلوم
کی ہو یا نہ اسواسطے کہ موت عزل حکمی ہو تو علم اسمیں شرط نہیں موت سے شرکت اسواسطے باطل ہوگئی کہ شرکت میں وکالت ضرور ہو اور موت سے وکالت باطل ہوجاتی ہو
کذا فی الفتح ولو حکما بان قضی بلحاقہ مرتدا موت سے شرکت باطل ہوتی ہو اگرچہ موت حقیقی ہو یا حکمی ہو اسطرح پر کہ ایک شریک کے لحوق دار الحرب پر حالت ارتداد
میں قاضی کا حکم ہوگیا ہو وتبطل ایضا بانکارہا وبقولہ لا اعمل معک فتح اور شرکت باطل ہوتی ہو شرکت کے انکار سے اور یوں کہنے سے کہ میں تیرے ساتھ کام
نہیں کرتا کذا فی الفتح وبفسخ احدہما ولو المال عروضا بخلاف المضاربۃ ہو المختار بزازیۃ خلافا للزیلعی اور شرکت باطل ہوتی ہو ایک شریک کے فسخ کرڈالنے سے اگرچہ
مال شرکت عروض ہو نہ نقد بخلاف مضاربت کے کہ وہ فسخ کرنے سے فسخ نہیں ہوتی اگر مال عروض ہوا اور یہی قول مختار ہو کذا فی البزازیۃ بخلاف زیلعی کے کلام کے
ہم زیلعی کے کلام سے نکلتا ہو کہ جب مال عروض ہو تو فسخ جائز نہیں ویتوقف علی علم الآخر لانہ عزل قصدی اور فسخ شرکت موقوف ہو دوسرے شریک کے علم پر اسواسطے
کہ یہ عزل قصدی ہو نہ حکمی ہم طحطاوی نے کہا تینوں طرح کا فسخ علم پر موقوف ہو یعنی فسخ انکاری اور اظہار عدم عمل کا فسخ اور فسخ صریح وبجنونہ مطبقا فالربح بعد ذلک
للعامل لکنہ یتصدق بربح مال المجنون تاتارخانیہ اور شرکت باطل ہوتی ہو شریک کے جنون مطبق ہونے سے اور فسخ شرکت کے بعد کا نفع عامل کے واسطے ہو لیکن
وہ خیرات کردے مجنون کے مال کی منفعت کو کذا فی التاتارخانیۃ ہم ظاہرا شرکت فسخ ہونے کا حکم نہیں بلا اطباق جنون اور اطباق جنون کی مدت ایک مہینہ ہو
یا چھ مہینے علی اختلاف القولین کذا فی الطحطاوی ولم یزک احدہما مال الآخر بغیر اذنہ فان اذن کل فادیا معا او جہل ضمن کل نصیب صاحبہ و
تقاصا او رجع بالزیادۃ اور نہ زکوۃ دے ایک شریک دوسرے شریک کے مال کی بدون اُسکے اذن کے پھر اگر ہر شریک نے دوسرے کو اپنے مال کی زکوۃ دینے کا اذن
دیا پھر دونوں نے ساتھ ہی زکوۃ دی یا التقدیم اور تاخیر معلوم نہوئی تو ہر شریک حصہ شریک ثانی کا ضمان دے اور دونوں باہم مجرا کرلیں یا زیادتی کو پھیر لے یعنی اگر
شرکت مفاوضہ ہو یا شرکت عنان میں دونوں کا مال برابر ہو تب تو باہم مجرا کرلیں اور اگر ایسی شرکت عنان ہو جسمیں دونوں مال کم وبیش ہوں تو زیادہ مال والا مقدار
زیادت کو شریک سے ضمان لے وان ادیا متعاقبا کان الضمان علی الثانی علم باداء صاحبہ اولا کالمامور باداء الزکوۃ او الکفارۃ اذا دفع للفقیر
بعد اداء الامر بنفسہ لان فعل الامر عزل حکمی وفیہ لا یشترط العلم خلافا لہما اور اگر دونوں شریکوں نے زکوۃ آگے پیچھے ادا کی تو دوسرے دینے والے پر ضمان ہوگا
خواہ ثانی کو اپنے شریک کے ادا کرنے کا علم ہو یا نہو جیسے اداء زکوۃ اور کفارہ کا مامور جبکہ فقیر کو دے بعد ادا کرنے آمر کے بذات خود ضامن ہوتا ہو اسواسطے
کہ آمر کا فعل عزل حکمی ہو اور اسمیں علم شرط نہیں امام کے نزدیک بخلاف صاحبین کے مذہب کے کہ اُنکے نزدیک ضمان نہیں بصورت عدم علم در صورت تعاقب
ثانی ادا کرنے والے پر اسواسطے ضمان واجب ہوا کہ اُسنے ادا نکیا آمر کا امر یعنی فرض کا ساقط کرنا آمر پر سے سو اسواسطے کہ جب آمر نے اول زکوۃ دی تو اُسپر سے فرض
ساقط ہوگیا پھر مامور کے دینے سے کچھ ساقط نہوا تو وہ آمر کا مخالف ہوا لہذا اُسپر ضمان لازم آیا خواہ اُسکو اُسکا علم ہو یا نہو اسواسطے کہ آمر کے ادا سے مامور حکما معزول
ہوگیا بسبب فوت ہونے محل کے اور یہ مختلف نہیں ہوتا علم اور جہل سے جیسے بیع عبد کا وکیل موکل کے آزاد کردینے سے معزول ہوجاتا ہو اُسکو عتاق کا علم ہو
یا نہو کذا فی المنح اشتری احد المتفاوضین امۃ باذن الآخر صریحا فلا یکفی سکوتہ لیطاہا فہی لہ لا للشرکۃ بلا شیء لتضمن الاذن بالشراء للوطی الہبۃ اذ لا طریق لحلہا
الا بہا لحرمۃ وطی المشترکۃ وہبۃ المشاع فیما لا یقسم جائزۃ وقالا یلزمہ نصف الثمن ایک شریک متفاوض نے لونڈی خریدی دوسرے شریک کے صریح اذن سے
تو کافی نہوگا چپ رہنا اسواسطے خریدی کہ اُس سے قربت کرے تو وہ لونڈی اُسی کی ملک خاص ہوگی نہ شرکت کی مفت مملوک مشتری ہوگی اسواسطے کہ وطی کے
واسطے خرید کا اذن دینا ہبہ کا متضمن ہو اسواسطے کہ وطی کے حلال ہونے کا کوئی طریقہ نہیں سوائے ہبہ کے بسبب حرام ہونے مشترک لونڈی کی وطی کے اور ہبہ مشاع کا اُس

اس صورت میں تقسیم نہیں ہو سکتی ... اور ... نے کہا کہ شریک مشتری کو نصف قیمت دینا لازم ہوگا ولو رد البائع المستحق لہ ذلک ثم اجاز وعتق بالثمن فقد ذکرنا

اتفاقی ہوا اور ... بائع اور مستحق کو جائز ہونیکی نیت اور ... شریک سے بسبب ... ضمانت کو ... لیکن و مشتری سبب ...

بائع ہر شریک ... نیت ... مستحق ہو ... مشتری عبدا مثلا فقال لآخر اشرکنی فیہ فقال فعلت ان قبل القبض لم یصح وان

بعدہ صح ولزمہ نصف الثمن ان علم بالثمن وخیر عند العلم یہ اور جیسے مثلا ایک غلام خرید کیا اور ... شخص نے اس سے کہا کہ آپ مجھکو شریک کر لے

سو مشتری نے کہا کہ میں نے اس غلام کو اپنے شریک کیا اگر یہ قول قبل قبض کے ہی تو صحیح نہیں اور اگر بعد قبض کے ہی تو صحیح ہی اور اسکو نصف قیمت لازم ہوا اور اگر وہ

قیمت معلوم نہیں تو وہ مختار ہو قیمت معلوم ہونے کے وقت چاہے جو چاہے تو لے قبل القبض شرکت اسواسطے صحیح نہوئی کہ بیع منقول کی قبل القبض جائز نہیں

ولو قال اشرکنی فیہ فقال نعم ثم لقیہ آخر وقال مثلہ واجب بنعم فان کان القائل عالما بمشارکۃ الاول فلہ ربعہ وان لم یعلم فلہ نصفہ لکونہ مطلوبہ شرکۃ

فی کاملہ وحینئذ خرج العبد من ملک الاول اور اگر غیر شخص نے کہا کہ مجھکو شریک کر لے مثلا غلام کی خرید میں سو مشتری نے کہا ہاں تجھکو شریک کیا پھر مشتری کو دوسرا

شخص ملا اور اسنے بھی یہی کہا یعنی شرکت کی درخواست کی اور جواب پایا کہ ہاں تو بھی شریک ہی تو اگر قائل ثانی مشارکت شخص اول کو جانتا ہی تو وہ چوتھائی کا

مالک ہوا اور اگر اسکو مشارکت کا علم نہیں تو نصف کا مالک ہوگا اسواسطے کہ قائل ثانی کو پورے غلام کی شرکت مطلوب ہی اور اسوقت میں غلام نکل جائیگا اول کی ملکیت

سے قائل ثانی درصورت علم مشارکت اسواسطے چوتھائی کا مالک ہوگا کہ ایجاب اول سے نصف غلام قائل اول کا ہوگیا تھا اور نصف مشتری کا تو ایجاب ثانی سے مشتری مشارکت

نہیں کرسکتا مگر اپنے نصف میں تو نصف النصف ربع ہوا اور قائل ثانی درصورت عدم علم مشارکت اسواسطے نصف کا مالک ہوگا کہ قائل ثانی کو عبد کامل میں شریک ہونا

مطلوب ہی حالانکہ ایجاب اول سے نصف عبد میں قائل اول کو شریک کر چکا تو نصف باقی قائل ثانی کا ہوگا اب مشتری اول کی غلام میں کچھ بھی ملکیت باقی نہ رہی کذا

فی الفتح ما اشتریت الیوم من انواع التجارۃ فہو بینی وبینک فقال نعم جاز اشباہ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ جو میں آج خرید کروں تجارت کی اقسام سے سو وہ مجھ میں اور

تجھ میں مشترک ہی سو دوسرے نے کہا ہاں تو یہ جائز ہی کذا فی الاشباہ ھم ذکر الیوم اور وقت شرط نہیں اور ایک شخص دوسرے کا حصہ بیع نہیں کرسکتا بدون اسکی اجازت کے اسواسطے کہ

دونوں خرید میں شریک ہیں نہ بیع میں کذا فی الطحطاوی وفیہا تقبل ثلثۃ عملا بلا عقد شرکۃ فعملہ احدہم فلہ ثلث الاجر ولا شئی للآخرین اور اشباہ میں ہی کہ تین شخصوں نے

ایک کام کرنا قبول کر لیا بلا عقد شرکت سو ایک شخص نے وہ عمل پورا کر دیا تو اسکو تہائی مزدوری ملیگی اور باقی دو شخصوں کو کچھ نہ ملیگا اسلئے کہ وہ باہم شریک نہ تھے تو ہر شخص پر ثلث

عمل لازم تھا اسواسطے کہ ہر شخص پر تہائی کام تہائی مزدوری کے عوض مستحق تھا سو جب ایک شخص نے پورا کام کر دیا تو دو ثلث عمل کے اسنے بطور احسان کے کیے لہذا مستحق

مزدوری کا نہوگا ابن وہبان نے کہا یہ حکم باعتبار قضا کے ہی لیکن باعتبار دیانت کے اسکو پوری مزدوری دینا مناسب ہی جبکہ انسے کام لینا بطور بیع کے نہ ہو اسواسطے

کہ ظاہر حال یہ ہی کہ اسنے تمام کام اسلیے کیا کہ پوری مزدوری پا دیگا فروع مسائل ملحقہ شارح کے القول لمنکر الشرکۃ قول معتبر شرکت کے منکر کا ہی ...

ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ یہ میرا شریک مفاوض ہی اور وہ شخص منکر ہو اور مال منکر کے قبض میں ہی تو منکر ہی کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہی اور مدعی پر گواہ لانا لازم ہی کذا فی الفتح

برہن الورثۃ علی المفاوضۃ لم تقبل حتی یبرہنوا انہ کان مع الحی فی حیوۃ المیت گواہ لائے وارث شرکت مفاوضہ پر تو مقبول نہیں جب تک کہ گواہ نہ لاویں کہ مال مشترک شریک

زندہ کے پاس تھا شریک میت کی زندگی میں اسواسطے کہ مفاوضہ مقتضی بقاء مال نہیں بلکہ ممکن ہی کہ مال ہلاک ہوگیا ہو تو اسکا بیان ضرور لازم ہی کہ یہ مال مشترک ہی

جبکہ نصف مال کا حکم ہوگا برہنوا علی الارث والحی علی المفاوضۃ قضی لہ بنصفہ فتح وارث گواہ لائے میت کی وراثت پر اور شریک زندہ نے گواہ گذرانے

شرکت مفاوضہ پر یعنی میت میرا شریک مفاوض تھا تو شریک زندہ کو نصف مال میت کا دلایا جاویگا کذا فی الفتح تفرق احد الشریکین فی البلد والآخر فی السفر ... ثم

اقتسما وقد استقرضت الف فالقول لمدعی المال فی یدہ تصرف کیا ایک شریک نے شہر میں اور دوسرے نے سفر میں اور کسی شریک نے قسمت کا ارادہ کیا تو قابض ...

تو ہزار درہم قرض لیے تھے یعنی شرکت میں جو قسمت ہو تو اسیکا قول معتبر ہی اگر مال اسکے ہاتھ میں ہی اور دوسرے کو ہزار درہم لینا جائز ہی کذا فی الفتح ... ...

قبض مال کی شرط کی کچھ حاجت نہیں خرواکرو فباعوا ثمرته ودفعوه لاحدهم ليحفظه فدفنه في التراب لم يجده حلف فقط چند لوگون نے انگور کا باغ خرید کیا پھر اسکا پھل بیچا اور
اسکی قیمت اپنے مین سے ایک شخص کو دی حفاظت کے واسطے سو اسنے مال کو مٹی مین گاڑ دیا پھر تلاش کیا تو مال نہ پایا تو اس سے فقط قسم لیجائیگی یعنے ضمان اسپر نہیں کہ وہ امین ہے
ودفع لاخر الا قرضه لنصفه وعقد الشركة في الكل فشرى منه فطلب رب المال حصته ان لم يصبر لنفسه اخذ المتاع بالقيمة الوقت ایک شخص نے دوسرے کو کچھ مال دیا نصف اسکو قرض
دیا اور کل مال مین شرکت منعقد کی سو دوسرے شخص نے تجارت کا اسباب خرید کیا پھر مال کے مالک نے اپنا حصہ طلب کیا یعنی اپنا قرض مانگا کذا فی الطحطاوی تو اگر وہ مال بکنے
اور نقد حاصل ہونے تک صبر نکرے تو اسباب کو لے فی الحال کی قیمت سے یعنی وقت طلب قیمت سے لے نہ خرید کے موجب بينهما متاع على دابة في الطريق سقطت فاكترى لها حاملا
دابة لتعيبه الاخر فهو ضامن لهلاك المتاع ولقعده يرجع بحصته قنيه دو شخصون کا اسباب مشترک ایک جانور پر تھا راہ مین وہ جانور گر پڑا تو ایک شریک نے دوسرے شریک کی غیبت مین
دوسرا جانور کرایہ کیا اسباب کے ضائع ہونے یا نقصان کے خوف سے تو اپنے شریک سے بقدر اسکے حصہ کے کرایہ پھیرلے کذا فی القنيه دابة مشتركة قال البيطارون لا بد من كيها فكواها
احدهما لم يضمن اور ایک جانور مشترک بیمار ہو سالوتریون نے کہا کہ اسکا داغنا ضرور ہے سو داغ دلایا اسکو شریک حاضر نے دوسرے شریک کی غیبت مین پھر جانور ہلاک ہوگیا تو حصہ کا
ضمان نہیں کذا فی المنح دار بين اثنين سكن احدهما وخربت ان خربت بالسكنى ضمن ایک گھر دو مین مشترک ہے اسمین ایک شریک نے سکونت کی اور وہ منہدم ہوگیا اگر اسکی سکونت کے
سبب سے منہدم ہوگیا تو ساکن پر ضمان ہے ہم مشترک گھر غیر مقسوم مین شریک کو بقدر اپنے حصہ کے سکونت کرنا جائز ہے جہان چاہے رہے اور مقسوم مین سوائے اپنے حصہ کے سکونت جائز نہین
کذا فی الطحطاوی طاحونة مشتركة قال احدهما لصاحبه عمر فانه قال هذه العمارة تكفيني لا ارضى بعمارتك فعمر لم يرجع جواهر الفتاوى پنچکی مشترک ہے دو مین سو ایک شریک نے کہا اپنے دوسرے
شریک سے کہ اسکی مرمت تعمیر کر سو اسنے کہا کہ یہی عمارت مجھکو کافی ہے مین تیری عمارت سے راضی نہین سو اسنے اسکی تعمیر کی تو وہ اپنے شریک سے عمارت کا خرچ نہین لے سکتا کذا فی
جواہر الفتاوی ہم طاحون مشترک سے ہر چیز قسمت پذیر مراد ہے وفي السراجية طاحونة مشتركة انفق احدهما في عمارتها فليس بمتطوع ولو انفق على عبد مشترك او ادى خراج كرم مشترك
فهو متطوع الكل من منح المصنف اور سراجیہ مین ہے مشترک پنچکی کی عمارت مین ایک شریک نے خرچ کیا تو وہ محسن نہین یعنی شریک سے اسکے حصہ کے موافق لیگا اور اگر غلام مشترک
خرچ کیا یا انگور مشترک کا خراج ایک شریک نے ادا کیا تو وہ محسن ہے یہ جمیع مسائل مذکورہ مصنف کی شرح منح الغفار سے منقول ہین قلت والضابط ان كل من اجبر ان يفعل
مع شريكه اذا فعله احدهما بلا اذن فهو متطوع والا لا شارح کہتا ہے مین کہتا ہون اور قاعدہ کلیہ مسائل مذکورہ کا یہ ہے کہ جس شخص پر اپنے شریک کے ساتھ کام کرنے کا جبر ہو سکتا
ہو تو جب ایک شریک وہ کام کریگا دوسرے شریک کے بلا اذن تو وہ محسن ہے اور اگر اس کام مین شریک پر جبر نہین تو فاعل محسن نہین ہم در صورت جواز جبر شریک فاعل
قاضی سے نالش کر سکتا ہے تا قاضی بردستی شریک ثانی سے وہ کام کراوے پھر باوجود اسکے جبکہ اسنے نالش نکی تو وہ تعمیر وغیرہ مین مضطر نہ ٹھہرا محسن ہوا لہذا شریک سے
نصف خرچ کا دعوی نہین کر سکتا اور در صورت عدم جواز جبر اگر ایک شریک تعمیر وغیرہ کریگا بلا اذن تو محسن نہوگا کیونکہ وہ اپنے مال بچانے کے واسطے مضطر ہے تو اپنے
شریک سے نصف خرچ کا دعوی کریگا اور یہ قاعدہ جمیع فروع مذکورہ کو شامل ہے سوائے مسئلہ سراجیہ کے اور ظاہرا جواہر الفتاوی کا مسئلہ معتمد ہے اسواسطے کہ قاعدہ مذکورہ کے
اور نظائر کے موافق ہے اور سراجیہ کا مسئلہ اس صورت پر محمول ہے جبکہ بحکم قاضی خرچ کرے واللہ اعلم کذا فی الطحطاوی ولا يجبر الشريك على العمارة الا في ثلث وصي وناظر وفي
تعذر قسمة كرى نهر ومرمة قناة وبير ودولاب وسفينة معيبة وحائط لا يقسم اساسه فان كان الحائط يحتمل القسمة ويبنى كل واحد في نصيبه السترة لم يجبر والا اجبر وكذا كل ما لا يقسم
كحمام وخان وطاحون تمامه في متفرقات قضاء البحر والعيني والاشباه اور شریک پر عمارت کیواسطے زبردستی نہین ہوتی مگر تین صورت مین وصی یتیم اور ناظر وقف اور تعذر قسمت کی صورت
مین جیسے اصلاح نہر اور سکار یا کنوین اور رہٹ درست کشتی کی مرمت اور اس دیوار کی مرمت جسکی نیو منقسم نہین ہو سکتی سو اگر دیوار قسمت کی محتمل ہو یعنی طویل ہو اور ہر شریک
اپنے حصے مین پردہ کر سکتا ہو تو اسکی مرمت مین شریک ثانی پر جبر نکیا جاویگا اور اگر دونون شریکون مین آڑ اور پردہ نہو سکتا ہو تو شریک ثانی پر تعمیر کیواسطے جبر ہوگا اور اسیطرح
کا حکم علی التفصیل ہر ایک اس چیز مین ہے جو قسمت پذیر نہین جیسے حمام اور خانقاہ اور پنچکی اور پورا بیان اسکا بحر الرائق کی کتاب القضا کی متفرقات اور عینی اور اشباہ مین ہے ہم خانیہ
مین ہے کہ ایک دیوار مشترک ہے دو صغیرون کے دو گھرون کے درمیان مین اور اس دیوار پر چھتون وغیرہ کا بوجھ ہے کہ خوف ہے سقوط کا اور ہر صغیر کا وصی ہے سو ایک وصی نے

دیا اسکی مرمت شاید کل اور دوسرا دعوی اسکو نہیں پاتا تو دعوی دونون مین کرینگے کہ اسکو نیچے کا گھر کی مرمت میں دونوں کا ضرر معلوم کرتے تو ہر حق جو درست اور
بیچ منصوبہ لیتا ہین ترکیہ جو اور مکان منہدم ہو گیا مشکل ہو گیا تو اسکی تعمیر میں جبر نہیں ہے کہ دونون شریک تقسیم کر لیں اور اگر قابل قسمت نہو اور کچھ منہدم ہو تو ہر شریک جبرا مرمت
کرا سکتا ہے یعنی یہ حیثیت اور اگر محتاج ہو تو دوسرا شریک مرمت کرے اور نصف خرچ شریک سے لیوے کذا فی الطحطاوی وفی غصب المجتبی زرع بلا اذن شریکه فدفع له شریکه
نصف البذر لیکون الزرع بینهما قبل النبات لم یجز وبعده جاز ان اراد قلعه یقاسمه فیقلعه من نصیبه ویضمن الزارع نقصان الارض بالقلع والصواب لنقصان الزرع اور
مجتبی کی کتاب الغصب میں ہے کہ کھیتی کی بلا اذن شریک کے سو اسکے شریک نے اسکو آدھا بیج دیا تا کہ کھیتی دونوں میں مشترک ہو اگر کھیتی جمنے سے پہلے بیج دیا تو جائز نہیں
ہو واسطے کہ وہ بیج ... معدوم ہے اور بعد کھیت جمنے کے جائز ہے اور اگر شریک غیر زارع نے کھیت کی قیمت اکھاڑنے کا ارادہ کیا تو اسکو باہم تقسیم کرے پھر اسکو اکھاڑ ڈالے اپنے حصہ
سے اور زراعت کرنے والا نقصان زمین کا ضامن ہے جو نقصان کہ اکھاڑنے سے ہوا اور ٹھیک یہ ہے کہ نقصان زراعت کا ضامن ہے طحطاوی نے کہا قول غیر شارح کا ...
کہ عبارت مجتبی النقصان بالقلع منتہی ہو گئی ہے چنانچہ میں نے مجتبی کے نسخ معتمدہ میں ایسا ہی پایا ہے اور تصویب شارح کی بلا وجہ ہے اسواسطے کہ مناسب ہی شریک ہے جسنے بلا اذن شریک کے
کھیتی کی انتہی ملخصا وفی قسمة الاشباه المشترکة اذا انہدم فابی احدہما العمارة فان احتمل القسمة لا جبر والا قسم الا بنی ثم اجره لیرجع وتمامه فی شرکة المنظومة المحبیة اور اشباہ کی کتاب القسمة
میں ہے کہ مکان مشترک جب منہدم ہو جاوے اور ایک شریک اسکی مرمت سے انکار کرے تو اگر وہ مکان قابل قسمت ہے تو اسکی تعمیر میں شریک پر جبر نہیں ہاں اسکی تقسیم کیجاوے یعنی دوسرے
شریک کی درخواست سے اور اگر مکان قابل تقسیم کے نہو تو دوسرا شریک اسکو بنا دے یعنی قاضی کے حکم سے پھر اسکو کرایہ دے تا نصف خرچ حاصل کرے اور پورا اسکا بیان منظومہ محبیہ کی
کتاب الشرکة میں ہے وہ یہ ہے ٥ باع شریک مستقسم الآخر + ولو بلا اذن شریک ناظر + فیما عدا الخلط والاختلاط + جوز ذاک البیع والتعاطی + اور منظومہ محبیہ میں ہے کہ ایک شریک نے
اپنا حصہ دوسرے شخص سے بیچا اگرچہ بلا اذن شریک حاضر کے بیع کی ہو سوائے صورت خلط و اختلاط کے تو یہ بیع اور تعاطی جائز رکھی گئی ہم یہ مسئلہ شرکة الملک کا ہے جو اول
باب میں مذکور ہو چکا ہے ٥ ثم الشریک ہہنا اذا باع + حصته من فرس دابتاعا + ذلک منه الاجنبی واہلکا + وکان ذا بغیر اذن الشرکا + فان یشاؤا ضمنوا الشریکا + او من اشتری
منه علی ما قد رووا + تعبیر بیان شریک اگر اپنا حصہ گھوڑے میں سے بیچے اور شخص اجنبی اس سے مول لے اور گھوڑا ہلاک ہو جاوے اور یہ بیع بغیر اذن شریکوں کے ہوئی ہو
تو موجب روایت فقہا کے شریکوں کو اختیار ہے کہ شریک سے ضمان لیں یا اس سے جس نے اسنے خرید کیا ہے در صورت اذن شریک تضمین نہیں اور شریک پر ضمان اس صورت
میں ہے جب اسنے گھوڑا مشتری کو تسلیم کر دیا ہو اور اگر مشتری نے بلا تسلیم بائع اسکو لیا ہو تو فقط مشتری پر ضمان ہے کذا فی الطحطاوی ٥ وان یکن کل شریک اجرا + حصته
حمام له من آخرا + وکان شخص منہما قد اذنا + لذاک فی التعمیر او بالبنا + فلا رجوع صاح للمستاجر + فی ذا البنا علی الشریک الآخر + اور اگر ہر شریک نے اپنا حصہ حمام
دوسرے کو اجارہ دیا ہو اور ایک شخص نے دونوں شریکوں میں سے اس مستاجر کو اسکی تعمیر اور بنانے کی اجازت دی ہو تو مستاجر کو جائز نہیں اس تعمیر کا خرچ مانگنا
دوسرے شریک سے جسنے اجازت نہیں دی ہم حلبی نے کہا شارح نے حاشیہ پر یہ عبارت یہاں لکھی ہے قلت ظاہره انه یرجع علی الآذن لکن بقی هل یرجع بالکل ام بحصته
فلیراجع یعنی میں کہتا ہوں کہ ظاہر کلام مذکور یہ ہے کہ مستاجر اذن دینے والے شریک سے مرمت کا خرچ لیگا اتنی بات باقی رہی کہ تمام خرچ اس سے لیگا یا بقدر اسکے حصے کے تو اسکو کتب فقہ
میں تلاش کرنا چاہیے طحطاوی نے کہا کہ یہی عبارت بعضے نسخ در مختار کے اندر مرقوم ہے اور آخر میں اسکے لفظ منه ہے تو یہ قرینہ ہے کہ یہ عبارت حاشیہ کی ہے اسواسطے کہ عادت
مصنفین یہ ہے کہ حاشیہ کے اختتام کے بعد منه لکھتے ہیں ٥ لو واحد من الشریکین سکن + فی الدار مدة بغیر اذن + فلیس للشریک ان یطالبه + باجرة السکنی ولا المطالبه
بان یسکن مثل الاول + لکن اذا کان فی المستقبل + ولیطلب ان یہائی شریکا + یجاب فافہم ودع التشکیکا + دو شریکوں میں سے ایک شریک رہا گھر میں ایک مدت تک
جو گذشتہ گئی زمانہ سے تو دوسرے شریک کو کرایہ مانگنا جائز نہیں اور نہ اسکا اسکو مطالبہ ہے کہ تمہیں رہے زمان اول کے برابر لیکن اگر زمان مستقبل میں شریک سے
مطالبہ سکونت کا بطور مہایاۃ کرے تو قبول کیا جاوے اسکو سمجھ لے اور چھوڑ تشکیک کو ہم اب چند مسائل شرکت فتاوی عالمگیری سے نقل کرتا ہوں باپ اور بیٹے نے
ایک حرفت سے مال حاصل کیا اور بیٹے انکے پاس کچھ مال نہ تھا تو یہ مال باپ ہی کا ہے اگر بیٹا اسکی عیال میں ہو اسلیے کہ بیٹا معین ہے باپ کا اور اسیطرح اگر زوجین کے پاس مال نہ ہو

دونوں نے دینی سعی سے مال کثیر جمع کیا ہو تو وہ مال زوج ہی کا ہے زوجہ اسکی معین اور مددگار ہوگی ہاں اگر زوجہ کا علیحدہ پیشہ ہوگا تو اسکی مالک وہی ہوگی و شخص کہا
ہو دین کہ ایک شخص پر واجب ہوگا سبب واحد پر حقیقۃً ہو یا حکماً تو وہ دین دونوں میں مشترک ہوگا تو جب ایک شریک دین میں سے کچھ حاصل کریگا تو دوسرے شخص کو
اسمیں مشارکت ہوا جا تو ہے اور جو دین دو شخصوں کا دو سبب مختلف سے ہو تو وہ مشترک نہیں تو اگر ایک شخص کچھ حاصل کریگا تو دوسرا اسمیں شریک نہیں ہوسکتا ایک اونٹ دو
میں مشترک ہو پھر ایک شریک اسپر کچھ ذکر سیر سے چلا اپنے شریک کے اذن سے پھر اونٹ راہ میں گر پڑا سو شریک نے اسکو حلال کر ڈالا تو اگر اسکی زندگی کی امید تھی تو وہ
ضامن ہے اور اگر امید نہ تھی تو ضامن نہیں اور اگر غیر شریک اسکو حلال کریگا تو بہر صورت اسپر ضمان ہے امید ہو یا نہو یہی قول اصح ہے اور یہی حکم ہے بکری چرانے والے کا کہ
درصورت قطع امید حیات اسکے ذبح کرنے میں ضمان نہیں اور غیر شخص کے ذبح میں ضمان ہے مطلقاً طعام اور دراہم دو شریکوں میں مشترک ہیں سو شریک حاضر نے شریک
غائب کے حصے لنفقت طعام اور دراہم کو صرف کیا محمد نے کہا میرا امید رکھتا ہوں کہ کچھ مضائقہ نہیں فقیہ ابو اللیث نے کہا یہی قول ہمارا مختار ہے اور رسیل اور حوض مشترک
سے اپنا حصہ لینا شریک کی غیبت میں جائز ہے ایک گھر میں دو شریک رہتے ہیں تو اگر ایک شریک چھت پر چڑھے تو دوسرا اسکو روک نہیں سکتا ہو اسیلئے کہ وہ اپنے
حق میں متصرف ہے اگر ایک وارث نے ترکۂ مشترکہ میں تجارت کی اور نفع حاصل کیا تو یہ نفع فقط اسیکا ہے ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مجھکو ہزار درم قرض دے
میں تجارت کروں نفع میں ہم اور تو شریک ہیں پھر اسنے قرض دیا اور فائدہ حاصل ہوا تو تمام نفع مستقرض کا ہے مقرض کا واللہ اعلم و استغفر اللہ الکریم ✣

کتاب الوقف

یہ کتاب ہے وقف کے احکام میں محاسن وقف کے ظاہر ہیں کہ اسمیں انتفاع طبقات محبوبین ہے منجملہ اپنی اولاد یا محتاجین کے اور عمل صالح کا ادامت ہے کہ بعد موت کے
بھی اسکا ثواب جاری ہے امام شافعی نے فرمایا کہ میری دانست میں اہل جاہلیت میں وقف نہ تھا یہ خصلت حمیدہ اہل اسلام سے جاری ہوئی اور ثابت ہوا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے سات باغ مدینہ میں وقف فرمائے اور خلیل الرحمن علیہ السلام کے اوقاف اب تک باقی ہیں اور خلفاء راشدین اور صحابۂ کرام کے اوقاف مشہور ہیں کذا فی البحر
مناسبتہ للشرکۃ ادخال غیرہ معہ فی مالہ غیر ان ملکہ باق فیہا لا فیہ مناسبت وقف کا شرکت سے اپنے مال میں غیر کا داخل کرنا ہے اپنے ساتھ مگر اتنا فرق ہے کہ مالک کی ملک
شرکت میں باقی ہے نہ وقف میں ہم غیر کا ادخال شرکت میں تو ظاہر ہے کہ شریک مالک کے ساتھ تصرف اور نفع میں داخل ہے لیکن اپنے ساتھ غیر کا داخل کرنا قسم وقف
میں لازم نہیں مگر جبکہ اپنی ذات اور غیر پر وقف کرے تو اگر شارح صاحب نہر الفائق وغیرہ کے مانند یوں کہتا کہ مناسبت وقف کی شرکت سے اس اعتبار سے ہے کہ شخص
دونوں سے اس مال کا انتفاع ہے جو اصل مال پر زائد ہو لیکن شرکت میں اصل مال صاحب مال کی ملک میں رہتا ہے اور وقف میں امام کے نزدیک اسکی ملک سے نکلتا ہے تو
خوب تر واضح ہوتا کذا فی الطحطاوی ہو لغۃ الحبس وقف لغت میں بمعنی حبس ہے یعنی بند کرنا اور روکنا ولہذا موقف الحساب اس مکان کو کہتے ہیں جہاں لوگ قیامت میں
حساب کیواسطے محبوس ہونگے وقف مصدر ہے بمعنی موقوف اسیلئے اسکی جمع اوقاف ہے و شرعا حبس العین علی حکم ملک الواقف والتصدق بالمنفعۃ ولو فی الجملۃ اور اصطلاح
شرع میں وقف عبارت ہے حبس کرنے عین سے وقف کرنے والے کی ملک کے حکم پر اور خیرات کرنی منفعت سے اگرچہ تصدق فی الجملۃ ہو یہ تعریف وقف کی امام کے مذہب پر
ہے شارح نے قید حکم باتباع شرنبلالیہ زیادہ کی اور یہ صحیح نہیں اسواسطے کہ بتصریح قہستانی امام کے نزدیک عین مملوک ہے وقف کا حقیقۃً نہ حکماً اور قید فی الجملۃ جواب ہے اعتراض
کا صاحب فتح القدیر نے کہا کہ تعریف وقف پر اتنی عبارت زیادہ کرنا چاہیے او صرف منفعتہا الی من احب یعنی اسکی منفعت کا صرف کرنا جسپر چاہے اسواسطے کہ اغنیا
پر خیرات کرنا بلا قصد قربت وقف میں صحیح ہے بشرطیکہ اسکے آخر میں قربت دائمی ہو لیکن قبل انقراض اغنیا وقف ثابت ہے بلا تصدق اور اسقدر زیادہ کرنے سے
تعریف جامع ہوجاتی ہے حاصل جواب یہ ہے کہ تصدق فی الجملۃ مراد ہے اور اسپر محیط کی عبارت دلالت کرتی ہے کہ اگر اغنیا پر وقف کرے تو جائز نہیں اسواسطے کہ قربت نہیں
بخلاف اسکے کہ اگر اسکے آخر میں محتاجین کے واسطے مقرر کرے تو قربت ثابت ہوگی فی الجملۃ کذا فی الحلبی والاصح انہ عندہ جائز غیر لازم کالعاریۃ اور قول اصح
یہ ہے کہ امام اعظم کے نزدیک وقف جائز ہے لازم نہیں مانند عاریت کے یعنی واقف کو ابطال وقف کا اختیار ہے و عندہما ہو حبسہا علی

اخلاف باب استحسان و صرف نفعها الی من احب ولو غنیا فیلزم فلا یجوز ابطاله ولا یورث عنه وعلیه الفتوی ابن کمال وابن الشحنة اور صاحبین کے نزدیک
وقف نام ہے زمین کے حبس کرنیکا اللہ تعالی کی ملک کے حکم پر اور اسکی منفعت کے صرف کرنے سے جسپر چاہے اگرچہ دولتمند غنی ہو پس جب وقف کی
ملک سے خارج ہو تو وقف لازم ہوگیا تو واقف کو اسکا باطل کردینا جائز نہیں اور نہ وارث اسکو وراثت میں پاویگا اور صاحبین ہی کے قول پر فتوی ہے کذا صحح
ابن کمال وابن الشحنة وسببه ارادة محبوب النفس فی الدنیا ببر الاحباب وفی الآخرة بالثواب یعنی سبب وقف کا ارادہ کرنا ہے محبوب دل اور پسندیدہ جانی کا دنیا میں دوستوں
سے احسان کرکے اور آخرت میں ثواب حاصل ہونے سے یعنی بالنیة من اهله لانه مباح بدلیل صحته من الکافر یعنی حصول ثواب وقف اس شخص کی نیت سے ہوتا ہے جو اہل ہے نیت کا یعنی
مسلم عاقل بالغ ہو اسواسطے کہ وقف کرنا مباح ہے بدلیل صحیح ہونے وقف کے کافر سے یعنی جب کافر کا وقف فی نفسہ عبادت نہیں تو ثواب نیت سے ہوگا نہ اصل وقف سے وقد یکون
واجبا بالنذر فیتصدق بها او بثمنها ولو وقفها علی من لا یجوز دفع الزکوة له جاز فی الحکم ویبقی النذر وبهذا عرف صفته اور وقف کرنا کبھی واجب ہوتا ہے نذر کرنے سے تو چیز موقوف کو تصدق کرے
یا اسکی قیمت کو اور اگر اسکو وقف کیا اسپر جسکو زکوة دینا جائز نہیں تو حکم میں وقف جائز ہوگا اور نذر باقی رہیگی اور اس تقریر سے صفت وقف کی معلوم ہوگئی ہم صفت وقف
کی یہ ہے کہ وہ مباح اور قربت اور فرض ہوتا ہے مباح وہ وقف ہے جو بلا قصد قربت ہو ولہذا آدمی سے وقف صحیح ہے اور اسکو کچھ ثواب نہیں اور وقف قربت بقصد عبادت
ہوتا ہے مسلم سے اور وقف فرض منذور ہے چنانچہ یوں کہا کہ اگر میرا لڑکا آوے تو مجھپر اس گھر کا وقف کرنا مسافروں پر لازم ہے پھر اگر نذر کرنیوالا اپنے اصول اور فروع پر وقف
کریگا تو وقف جائز ہوگا لیکن نذر ادا نہوگی کذا فی البحر اور یہ جو شارح نے کہا کہ اسکو تصدق کرے یا اسکی قیمت کو تو مسئلہ نذر با وقف کو اس مسئلہ کے ساتھ مخلوط کردیا جبکہ صیغہ وقف
کا نذر ہو حالانکہ دونوں کا حکم مختلف ہے نذر با وقف کا حکم تو ابھی معلوم ہوچکا اور صیغہ وقف کے نذر ہونے کا بحر الرائق میں یہ حکم ہے کہ اگر بحکم عرف یا قائل کے پوچھنے سے
وقف ثابت ہو تو وقف ہے اور وہ اگر کسی زمین نے صدقہ کا ارادہ کیا تو وہ نذر ہے اسکو تصدق کرے یا اسکی قیمت کو اور اگر کچھ نیت نہو تو وہ میراث ہے کذا فی الطحطاوی ملخصاً
وحکمه مر فی تعریفه اور حکم وقف کا گذر گیا اسکی تعریف میں حکم یعنی اثر مرتب جو تعریف میں مذکور ہے جو اسو تصدق ہے منفعت کا ومحله المال المتقوم اور وقف کا محل مال
متقوم ہے جو قابل وقف ہو طحطاوی نے کہا مال سے وہ مال مراد ہے جو وقف کا مالک ہو وقف کرنیکے وقت تو اگر زمین کو غصب کرکے وقف کیا پھر اسکو خرید لیا مالک سے تو صحیح نہیں
ورکنه الالفاظ الخاصة کارضی هذه صدقة موقوفة مؤبدة علی المساکین ونحوه من الالفاظ کموقوفة لله او علی وجه الخیر او البر واکتفی ابو یوسف بلفظ موقوفة فقط قال الشهید ونحن
نفتی به للعرف اور رکن وقف کا الفاظ مخصوصہ ہیں چنانچہ یوں کہنا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ دائمی ہے مساکین پر اور مانند ان الفاظ کے چنانچہ یوں کہنا کہ یہ زمین خدا
کے واسطے موقوف ہے یا علی وجه الخیر یا علی وجه البر موقوف ہے اور ابو یوسف نے فقط بلفظ موقوف اکتفا کی ہے یعنی اگر اسیقدر کہے کہ یہ زمین یا یہ باغ موقوف ہے بلا ذکر
مساکین و ابداً قید دوام تو کافی ہے صدر شہید نے کہا کہ ہم اسی قول کا فتوی دیتے ہیں بسبب عرف کے ہم الفاظ کو رکن اسواسطے کہا کہ اگر وقف مع الشرائط لکھے بلا تلفظ تو وقف
صحیح نہیں بالاتفاق کذا فی القہستانی اور شرح الملتقی میں ہے کہ طرفین کے نزدیک وقف صحیح نہیں جبتک اسکو اپنے ہاتھ سے نہ لکھے اور شاہدوں کو اسکے مضمون پر گواہ کرے
انتہی مشائخ بلخ نے ابو یوسف کے قول پر فتوی دیا ہے کہ مجرد نفقہ وقف بلا ذکر دوام درجہت منقطع کافی ہے اور اکثر علما نے محمد رح کے قول پر فتوی دیا ہے اشتراط تسلیم میں کذا فی
الطحطاوی وشرطه شرط سائر التبرعات کحریة وتکلیف اور شرط وقف کی وہ ہے جو باقی تبرعات کی شرط ہے چنانچہ آزادی اور تکلیف تو غلام اور صغیر اور مجنون کا وقف صحیح
نہیں وان یکون قربة فی ذاته اور شرط وقف یہ ہے کہ فی ذاتہ قربت ہو تو مسلم یا ذمی کا وقف نصارے یا یہود کے معبد اور فقراے اہل حرب پر صحیح نہیں اور غنی
پر وقف کرنے میں قربت ہے اسواسطے کہ ذخیرہ میں ہے کہ تصدق علی الغنی میں ایک طرح کی قربت ہے کمتر قربت فقیر سے معلوما منجزا لا معلقا الا بکائن شرط وقف کی
یہ ہے کہ معلوم ہو نہ مجہول منجز ہو نہ معلق کسی شرط پر مگر معلق بشرط موجود جائز ہے تو اگر اپنی کچھ زمین وقف کی بلا تعیین تو صحیح نہیں یا یوں کہا کہ یہ زمین فقرا یا
میرے قرابت والوں پر وقف ہے تو باطل ہے بسبب شک کے کذا فی العالمگیریہ اور صحیح وقف زمین باستثناء اشجار صحیح نہیں بسبب عدم
تعیین وقت اور اگر بولا کہ اگر میرا بیٹا آوے تو میرا گھر وقف ہے مساکین پر تو صحیح نہیں بسبب تعلیق کے اور اگر یوں کہا کہ اگر یہ گھر میرا ملک ہو پھر ظاہر ہو

کر وقف تکلم وہ گھر متکلم کا مملوک تھا تو وقف صحیح ہوگا اسواسطے کہ تعلیق تحقیق شرط موجود پر ہے ولا مضافا ولا موقتا ولا بخیار شرط اور شرط وقف یہ ہے کہ مضاف نہ ہو اور موقت نہو اور خیار شرط نہو ہم اضافت وقف اسطرح کہ میرا گھر صدقہ ہے کل یا پرسون چلپی نے کہا کہ عدم اضافت کو شرط وقف کی کہنا غلط ہے اسواسطے کہ بحر اور نہر مین جامع الفصولین سے صحت اضافت منقول ہے ولا ذکر معہ اشتراط بیعہ وصرف ثمنہ لحاجتہ فان ذکرہ بطل وقفہ بزازیہ اور شرط یہ ہے کہ وقف کے ساتھ اُسکے بیع کو اور اُسکی قیمت صرف کرنے کو اپنی حاجت مین مذکور نہ کرے اور اگر مذکور کریگا یعنی اسطرح کہ یہ زمین وقف ہے لیکن اگر مجھکو حاجت ہوگی تو بیچکر مین اُسکی قیمت صرف کرونگا تو وقف اُسکا باطل ہے کذا فی البزازیہ وفی الفتح لو وقف المرتد فقتل او مات او ارتد المسلم بطل وقفہ اور فتح القدیر مین ہے کہ اگر مرتد نے وقف کیا پھر وہ مقتول ہوا یا مرگیا یا مسلم بعد وقف کرنے کے مرتد ہو گیا تو اُسکا وقف باطل ہے ہم وقف مرتد میراث ہو جائیگا خواہ وہ مقتول ہوا اپنے ارتداد پر یا مرجاے یا مسلمان ہو لیکن بعد اسلام کے اعادہ وقف صحیح ہے اور مرتدہ کا وقف کرنا صحیح ہے اسواسطے کہ وہ مقتول نہین ہوتی کذا فی البحر ولا یصح وقف مسلم او ذمی علی بیعۃ او حربی قیل او مجوسی اور صحیح نہین وقف کرنا مسلم یا ذمی کا معبد نصاری پر یا حربی پر اور بعضون نے کہا یا مجوسی پر ہم معبد نصاریٰ سے جمیع معابد کفار مراد ہین معابد کفار کا وقف عہد اسلام مین باطل ہے اور اگر زمانہ جاہلیت مین یعنے حبلی ہونیکے وقت وقف کیا تو صحیح یہ ہے کہ بعد ذمی ہونیکے اُس سے تعرض نہین اور قول معتمد یہ ہے کہ محتاجین مجوس پر وقف جائز ہے کذا فی البحر وجاز علی ذمی لانہ قربۃ حتی لو قال علی من اسلم من ولدہ او انتقل الی غیر النصرانیۃ فلا شی لہ لزمہ شرطہ علی المذہب اور جائز ہے وقف کرنا ذمی پر اسواسطے کہ وہ قربت ہے لہذا اُسکو صدقہ اور نذر اور کفارہ دینا جائز ہے یہانتک کہ اگر نصرانی ذمی وقف کرے اس شرط پر کہ جو اُسکی اولاد سے مسلمان ہو جائے یا نصرانیت کے سوا اور دین کیطرف انتقال کرے تو اُسکو محاصل وقف سے کچھ حصہ نہین تو اُسکی شرط لازم ہوگی بنا بر مذہب مختار کے اسواسطے کہ مالک کو اپنے تصرفات مین اختیار ہے کذا نص الخصاف و الملک یزول عن الموقوف باربعۃ امور باقرار بسجد کما سیجیئ او بقضاء القاضی لانہ مجتہد فیہ وصورتہ ان یسلمہ الی المتولی ثم یظہر الرجوع معین المفتی معزیا للفتح المولی من قبل السلطان لا بالمحکم اور ملک واقف کی زائل ہوتی ہے موقوف سے ایک امر سے منجملہ چار امور کے مسجد کے جدا کردینے سے چنانچہ عنقریب اسکا بیان آویگا یا اُس قاضی کے حکم کردینے سے جو بادشاہ کیطرف سے مقرر ہو نہ محکم کے حکم سے حکم قاضی کی اسواسطے حاجت ہوئی کہ زوال ملک مجتہدین مین مختلف فیہ ہے اور صورت اُسکی یہ ہے کہ وقف متولی کو وقف تسلیم کردے پھر اپنا رجوع ظاہر کرے یعنی کہے کہ اب مین وقف نہین کرتا کذا فی معین المفتی عن الفتح پھر قاضی بلحاظ مرافعہ متولی کے لزوم کا حکم کرے ثم مصنف نے لزوم وقف نزوال ملک کر تعبیر کیا اسواسطے کہ زوال ملک کو لزوم وقف لازم ہے اور قضا کی احتیاج امام کے مذہب پر ہے اسواسطے کہ صحت وقف مین اختلاف نہین خلاف تو لزوم وقف مین ہے سو امام کے نزدیک لازم نہین اور صاحبین کے نزدیک لازم ہے تو اسمین بیع اور وراثت نہین اور ترجیح دلیل سے ہے اور خصاف نے صاحبین کے مذہب کے واسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کے اوقاف سے بکثرت استدلال کیا ہے اور ابو یوسف اول امام کے قول پر تھے جب ہارون الرشید کے ساتھ حج کیا اور مدینہ طیبہ اور اُسکے نواح مین اوقاف صحابہ کرام کے دیکھے تو امام کے مذہب سے رجوع کیا اور لزوم وقف کا فتوی دیا خلاصہ یہ ہے کہ مشائخ نے صاحبین کے قول کو ترجیح دیکر فتوی دیا ہے علاوہ اسکے فقہا نے تصریح کی ہے کہ جب قاضی نے رشوت لی تو اُسکا حکم نافذ نہین ہوتا اور ہمارے زمانہ مین قاضی رشوت سے خالی نہین تو اسوقت مین لزوم وقف نہین ہو سکتا مگر صاحبین کے قول پر کذا فی الخصاف وسیجیئ ان البینۃ تقبل بلا دعوی اور آگے آویگا کہ گواہی قبول ہے بلا دعوی یعنی اسواسطے کہ حکم وقف کا تصدق ہے محصول کا اور یہ حق تعالی کا حق ہے اور حقوق اللہ مین قضا بالشہادۃ بلا دعوی صحیح ہے کذا فی المحیط ثم ہل القضاء بالوقف قضاء علی الکافۃ فلا تسمع فیہ دعوی ملک آخر ووقف آخر ام لا فتسمع افتی ابو السعود مفتی الروم بالاول وبہ جزم فی المنظومۃ المحبیۃ ورجحہ المصنف صونا عن الحیل لابطالہ لکنہ نقل بعدہ عن البحر ان المعتمد الثانی وصححہ فی الفواکہ البدریۃ وبہ افتی المصنف پھر کیا قضا بالوقف حکم ہے سب پر کہ اسمین دوسرے ملک یا دوسرے وقف کا دعوی مسموع نہین یا سب لوگون پر حکم نہین کہ دعوی مذکور مسموع ہو ابو السعود مفتی روم نے قول اول یعنی عدم کا فتوی دیا اور اسی قول پر منظومہ محبیہ مین یقین کیا اور اسی کی ترجیح مصنف نے دی تا وقف ابطال کے حیلون سے محفوظ رہے لیکن مصنف نے اپنی شرح مین اس کلام کے بعد بحر الرائق سے نقل کیا کہ قول ثانی یعنی جواز سماع دعوی معتمد ہے اور اُسکی فوائد بدریہ مین تصحیح کی ہے اور اسی کا فتوی

معلقہ بت سے وقف ہوا ہو یا بالموت او علق به بموته كاوصيت نفذ وقف واحل كذا فى الصحيح انه كوصية تقسيم من الثلث بالموت ولو بعده ولم يرد الورثة
لکنہ تقسیم کو تلثین یا تکثیر ہوتی ہو واقف کے موت سے جبکہ وہ اپنی موت پر وقف کو معلق کرے ایسا صحیح ہے جب میں بنا دون تو اپنے گھر کو ندنے پر وقف
کیا تو صحیح ہے کہ وقف وصیت کے مانند لازم ہوتا ہے ثلث مال سے بسبب ت کے قبول لگے اگرچہ واقف نے اپنے وارث کے واسطے وقف کیا ہو اُسکے وارث
نے اُسکو جائز نہ رکھا ہو لیکن ثلث تقسیم ہوگا وارثون پر دو ثلث کے مانند ظہیریہ میں ہے کہ ایک عورت نے گھر کو اپنے مرض الموت میں اپنے بیٹون پر وقف کیا اُسکے
بعد انکی اولاد پھر اولاد کی اولاد پر جبتک انکی نسل باقی رہے بعد اُسکے محتاجون کیواسطے چھوڑ وہ عورت مر گئی اور دو بیٹیاں اور ایک بہن وارث چھوڑ گئی اور بہن اُسکے
وقف کرنے سے راضی نہیں اور میت کا کچھ مال نہیں سوا اُس گھر کے تو وقف جائز ہوگا ایک ثلث میں اور دو ثلث میں تو دو ثلث وارثون میں بقدر انکے سہام کے تقسیم ہونگے اور ایک ثلث
وقف رہیگا تو اُسکا جو کرایہ وغیرہ ہوگا وارثون پر تقسیم ہوا کریگا بقدر انکے حصول کے جبتک وارث زندہ رہینگے یعنی بیٹیون پر پھر انکی اولاد پھر اولاد کی اولاد پر واقفہ کی شرط کے
مانند اور وارثون کا اُسمین حق نہیں یعنی اُسکی بہن کا یا اُسکی اولاد کا انتہی بزازیہ کی عبارت یہ ہے (قال ارضی هذه موقوفة على ابنى فلان فان مات فعلى ولده وولد ولده ونسله
ولم تجز الورثة فهى ارث بين كل الورثة مادام الابن الموقوف عليه حيا فان مات صار كلها للنسل انتهى) یعنی ایک شخص نے کہا کہ میری یہ زمین وقف ہے میرے فلانے ولد پر پھر جب مر
تو اُسکے ولد پر اور میری نسل پر اور وارثون نے اُسکو جائز نہ رکھا تو وہ ارث ہے سب وارثون میں جبتک کہ ابن موقوف علیہ زندہ رہیگا پھر جبکہ وہ مر گیا تو تمام زمین نسل کیواسطے
ہوگی انتہی اور یہ صاحب بحر الرائق نے کہا کہ عبارت بزازیہ کی صحیح نہیں سو اسواسطے کہ ظہیریہ سے مذکور ہو چکا کہ دو ثلث ملک ہین اور ایک ثلث وقف ہے اور اُسکا محصول وارثون پر تقسیم ہوگا
جبتک وارث موقوف علیہ زندہ رہیگا شارح نے اس اعتراض کا جواب دیا قول کی تاکید میں یا نقول البزازية انه ارث اى حكما فلا خلل فى عبارته فاعتبر الوارث بالنظر للغلة والوصية وان
ردوا بالنظر للغير وان لم تنفذ للورثة لانها لم تمحض لهم للغير وبعده فافهم تو بزازیہ کا یہ قول کہ ثلث وقف کا ارث ہے محمول ہے ارث حکمی پر یعنی با وجود وقف ہونیکے تا حیات موقوف
علیہ مثل میراث کے تقسیم ہوگا تو اب کچھ خلل نہ رہا بزازیہ کی عبارت میں تو فقہا نے وارث کا اعتبار کیا بنظر محصول وقف کے اور وصیت کا اعتبار کیا اگرچہ وارثون نے اُسکو جائز
نہ رکھا بنظر غیر کے کہ وصیت جاری ہو وارث کیواسطے اسواسطے کہ وصیت یہان محض وارث کیواسطے نہیں کی جو جائز نہو بلکہ غیر وارث کیواسطے نافذ ہوگی ہے بعد وارث کے تو سمجھو
یعنی چونکہ وصیت فقط وارث کیواسطے خالص نہ تھی لہذا اسمین دونون اعتبار کی رعایت کی وارث کا اعتبار بنظر محصول کے کیا اور غیر وارث کا اعتبار بنظر وصیت کے کیا تا وصیت
لازم ہو جائے طحطاوی نے کہا شارح کا رد ظاہر نہیں اسواسطے کہ عبارت بزازیہ اسمین صریح ہے کہ تمام زمین میراث ہے جبتک ابن موقوف علیہ زندہ ہے اور اُسکی موت کے بعد بالکل نسل کیواسطے ہوجائیگی
اور شارح کا جواب حیات ابن تک ہو سکتا ہے لیکن بنظر نسل نہیں ہو سکتا اسلیئے کہ نسل کے واسطے ثلث ہے نہ سب میں اور بقوله وقفتها فى حيوتى وبعد وفاتى مؤبدا فانه جائز عندهم لكن عند الامام
مادام حيا هو نذر بالتصدق بالغلة فعليه الوفاء وله الرجوع ولو لم يرجع حتى مات جاز من الثلث یا مالک یون کہے کہ میں نے اُسکو وقف کیا اپنی زندگی میں اور بعد وفات
اپنی کے ہمیشہ کو تو یہ جائز ہے امام اور صاحبین کے نزدیک لیکن امام کے نزدیک جبتک وہ زندہ ہے تو وہ تصدق محصول کی نذر ہے تو اُسپر وفا نذر لازم ہے اور اُسکو اُس سے رجوع کرنا بھی
جائز ہے اور اگر اُسنے رجوع نکیا یہانتک کہ وہ مر گیا تو وقفہ جائز ہوگا ثلث مال سے ثم جواز بمعنى مذكور صاحبین کے نزدیک منافی لزوم نہیں قلت فقى هذين الامرين له الرجوع مادام حيا فينبغى اجراء
الامرين فى غيره شرنبلالية بقول ليدرر وتتفسح بفسخ القاضى وغير مسجل منظور فيه میں کہتا ہون تو ان دونون امر یعنی وقف معلق بالموت اور وقف بقید حیات وبعد ممات میں واقف
کو رجوع کرنا جائز ہے جبتک کہ وہ زندہ ہے الدار ہو یا محتاج قاضی کے امر سے رجوع کرے یا سوا اُسکے کذا فی شرنبلالیہ تو درر کا یہ قول کہ اگر واقف محتاج ہو تو قاضی اُسکا
فسخ کردے اگر وقف بر قاضی کی سجل ہو گئی ہو منظور فیہ ہے یعنی مسلم نہیں ہم اسواسطے کہ فسخ قاضی کی حاجت نہیں بلکہ واقف خود فسخ میں مختار ہے اور قید فقر کی بھی کچھ
احتیاج نہیں اور موجب قول مفتی بہ کے واقف کچھ تصرف نہیں کر سکتا ہو مفتی کو بھی فسخ کا فتوی دینا جائز نہیں اسواسطے کہ بحر الرائق میں ہے امام کے قول پر کسیکے فتوی نہیں دیا
كذا فى الطحطاوى لا تتم لو قف حتى يقبض لم يقل للمتولى لان تسليم كل شئ بما يليق به ففى المسجد بالافراز وفى غيره بنصب المتولى وتسليمه اياه ابن كمال اور وقف
تمام نہیں ہوتا یہانتک کہ مقبوض ہو مصنف نے یون نہ کہا کہ متولی کا مقبوض ہو اسواسطے کہ تسلیم ہر چیز کی اُسکے لائق ہوتی ہے تو مسجد میں

تسلیم جدا کر دینے سے ہوتی ہے اور غیر مسجد میں متولی مقرر کرنے اور اُسکو تسلیم کر دینے سے ہوتی ہے کذا صحح ابن کمال **ویفرز** فلا یجوز وقف مشاع یقسم خلافا للثانی اور
وقف تمام نہیں ہوتا یہانتک کہ جدا کر دیا جاے تو جائز نہیں وقف کرنا مشاع قسمت پذیر کا بخلاف ابو یوسف کے ہم وقف کا جدا کر دینا قسمت کر کے مبنی ہے
اشتراط قبض پر سو امام محمد نے قبض کو شرط کیا ہے تو وقف مشاع یعنی غیر مقسوم کو جائز نہیں رکھا اور امام ابو یوسف نے قبض نہیں شرط کیا تو وقف مشاع جائز رکھا
اور اختلاف ہے محتمل القسمة میں اور غیر محتمل القسمة کا وقف تو بالاتفاق جائز ہے سواے مسجد اور مقبرہ کے کہ اسکا وقف باوجود عدم احتمال قسمت بھی تمام نہیں بالاتفاق
مشائخ بلخ نے ابو یوسف کے قول کو لیا ہے اور مشائخ بخارا نے محمد کے قول کو لیا ہے اور خلاصہ اور بزازیہ اور ولوالجیہ اور شرح مجمع اور تجنیس اور رغایۃ البیان میں کہا کہ مشائخ نے
امام محمد کے قول پر فتوی ہے کذا فی البحر **ویجعل آخره لجهة قربة لا تنقطع** ہذا بیان شرائط الخاصة علی قول محمد لانه کالصدقة وجعله ابو یوسف کالاعتاق اور آخر وقف کا مقرر
کیا جاے اُس جہت قربت کیواسطے جو منقطع نہو یعنی انجام کار وقف موبد دائمی ہو مساکین پر یہ یعنی تسلیم اور افراز اور تابید بیان ہے وقف کی شرائط خاصہ کا محمد کے
قول پر اسواسطے کہ وقف مانند صدقہ ہے اور ابو یوسف نے اُسکو اعتاق کے مانند قرار دیا ہے ہم ابو یوسف سے دو روایتیں ہیں ایک روایت یہ کہ تابید وقف میں ضرور ہے لیکن
ذکر دوام شرط نہیں اور یہی قول صحیح ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ دوام شرط نہیں ہے امام محمد کے نزدیک تصریح تابید ضروری ہے کذا فی الدرایہ والمنح طحطاوی نے کہا مصنف کا ذکر
بیان مناسب نہیں اسواسطے کہ اول امام کے مذہب پر چلا کہ لزوم وقف نہیں ہے تا وقتیکہ قضا سے پھر بیان شرائط میں محمد کے طور پر چلا حالانکہ فتوی صاحبین کے قول پر ہے لزوم وقف
میں بلا قضا **واختلف الترجیح والاخذ بقول الثانی احوط واسهل** فی الدرر وصدر الشریعة وبه یفتی واقره المصنف اور محمد اور ابو یوسف کے قول کی ترجیح مختلف ہے اور ابو یوسف
کا قول لینا احوط اور اسہل ہے وقف کی ترغیب کیواسطے اور درر اور غرر اور شرح وقایہ میں ہے کہ اسی کا فتوی ہے اور مصنف نے بھی اپنی شرح میں اسکو ثابت رکھا ہے **واذا وقته**
بشهر او سنة بطل اتفاقا درر وعلیه فلو وقف علی رجل بعینه عاش وبعد موته لورثة الواقف به یفتی فتح قلت وجزم فی الخانیة بصحة المؤقت مطلقا فتنبه واقره الشرنبلالی اور جب مدت میں
مہینہ یا سال کی وقت بیان کیا تو باطل ہے بالاتفاق کذا فی الدرر اور بموجب بطلان موقت کے اگر وقف کیا ایک مرد پر بعینہ تو اُسکی موت کے بعد وقف کے وارثونکی طرف
عود کریگا اسی پر فتوی ہے کذا فی الفتح میں کہتا ہوں اور خانیہ میں یقین کیا ہے صحت موقت کا مطلقا تو خبردار ہو جا اور ثابت رکھا ہے اسکو شرنبلالی نے ہم مسئلہ وقف علی المعین البطلان موقت پر مبنی نہیں ہو سکتا
جبتک شخص معین پر وقف کرنا بالاتفاق باطل نہو حالانکہ ایسا نہیں بلکہ یہ مسئلہ اسپر مبنی ہے کہ ابو یوسف کے نزدیک تابید صریحا شرط نہیں تو موقوف علیہ کی حیات تک وقف رہیگا اور بعد اسکے میراث
ہوگا اور خانیہ میں ہے کہ ایک مرد نے اپنے گھر کو ایک دن یا ایک مہینہ یا وقت معین وقف کیا اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو جائز ہے اور وقف ابدی ہوگا انتہی تو اسکا قول یعنی عدم زیادت اس
تفصیل کا مشیر ہے جسکو ہلال نے بیان کیا ہے کہ اگر واقف یہ شرط کرے کہ بعد وقت معلوم کے موقوف میری طرف رجوع کرے تو وقف باطل ہے اور اگر یہ شرط نہیں تو صحیح ہے تو خانیہ کی عبارت میں
اطلاق نہیں جیسکو شارح نے بیان کیا ہے مگر یہ کہ اطلاق وقت دار رکھے اور توفیق عبارات کی یون ممکن ہے کہ بطلان موقت کا قول مطلقا محمد کے قول پر محمول ہے کہ اُنکے نزدیک تابید لفظی شرط ہے اور صحت
موقت مطلقا کا قول ابو یوسف کی اس روایت پر محمول ہے جس میں مطلقا اشتراط تابید نہیں اور قول بالتفصیل ابو یوسف کے اس قول صحیح پر محمول ہے جسمین تابید معنوی ضرور ہے واللہ اعلم کذا فی الطحطاوی
فاذا تم ولزم لا یملک ولا یملک ولا یعار ولا یرهن لبطلان شرط واقف الکتب الرهن [illegible] پھر جب وقف باتباع شرائط تمام ہوا اور لازم ہوگیا تو مملوک نہیں ہوتا اور تملیک اسمین
نہیں ہوتی اور نہ عاریت اور نہ رہن تو کتابوں کے وقف کرنیوالے کی شرط کہ رہن کرنا باطل ہے چنانچہ کتاب التدبیر میں مذکور ہے **لو سکنه المشتری او المرتهن ثم بان انه وقف او للصغیر لزم اجر**
المثل قنیه اور اگر وقف میں مشتری یا مرتہن [illegible] صغیر کا مملوک ہے تو اجرت مثل لازم ہے کذا فی القنیه **ولا یقسم بل یتهایئون الا عندهما فیقسم المشاع وبه افتی**
قاری الهدایة اور وقف کو تقسیم نہ کیا جاوے تو وقف کے مستحقین میں [illegible] استحقاق نوبت بنوبت اُس سے فائدہ لیں مگر صاحبین کے نزدیک غیر مقسوم قسمت کیا جاوے اور اسی کا فتوی دیا ہے قاری الہدایہ نے
[illegible] الواقف شریک لمالک [illegible] قاری الهدایة [illegible] صاحبین کے نزدیک قسمت وقف مشاع صحیح ہے جبکہ قسمت ہو درمیان وقف و
ملک شریک کے یا دوسرے واقف یا اسکے ناظر کے شریک جہت اُسکی وقف کی مختلف ہو کذا صحح قاری الہدایہ یعنی قاضی نے جبکہ جواز وقف مشاع کا حکم کیا اور اسکی قضا نافذ
ہو گئی اور متفق علیہ ہو گئی سوا اگر بعض شرکا طالب قسمت ہوں تو امام کے نزدیک قسمت نہوگی نوبت بنوبت استعمال کرنا چاہیے اور صاحبین کے نزدیک قسمت ہوگی کذا فی المنح اور اگر جہت وقف مختلف نہیں

وقسمت کی تعیین نہیں چاہئیے کیونکہ وقف کا مصرف متعدد ہو تو قسمت نصف نصف ہوگی فافہم ولا یقسمه مع الواقف صدر الشریعة وابن الکمال وبعد موته فورثته کذلک
ذکرہ ابن الکمال وقف من الملک لم یجبر فی فتاوی قاری الہدایة واعتمده فی المنظومة المحبیة اور اگر واقف نے اس زمین کا نصف وقف کیا جسکی ملک وہ ذات ہو تو قاضی کو
اسکی تقسیم کرنی درست ہے بوجہ واقف کے کذا صرح صدر الشریعة وابن الکمال اور واقف کی موت کے بعد اسکے وارثون کو تقسیم جائز ہے تو قاضی وقف کو ملک سے جدا کرے
اور وارثون کو ملک کا بیچ کرنا جائز ہے اور اسی کا فتویٰ دیا ہے قاری الہدایہ نے اور اسی پر اعتماد کیا ہے منظومہ محبیہ مین جو المنح المسائل مین مذکور ہے کہ جمیع مین الوقف
والملک کی قسمت قاضی کو جائز نہین مگر شرکا کی رضامندی سے کذا فی المنح لا الموقوف علیهم فلا یقسم الوقف بین مستحقیه اجماعا درر وکافی وخلاصة وغیرها لان حقهم لیس فی العین
وبه جزم ابن نجیم فی فتاواه وفی فتاوی قاری الهدایة هذا هو المذهب وللمتأخرین کلام اور جنپر وقف ہے انکے قسمت ہو تو وقف منقسم نہوگا ان مستحقین کے باجماع
امام وصاحبین کے کذا فی الدرر والکافی والخلاصة وغیرہا اسواسطے کہ مستحقین کا حق عین وقف مین نہین بلکہ اسکے محاصل مین ہے اور اسی کا یقین کیا ہے ابن نجیم نے اپنے فتاوی
مین اور قاری ہدایہ نے فتاوی مین ذکر کیا ہے یہی مذہب ہے اور بعضے علما نے قسمت موقوف بین المستحقین جائز رکھی ہے وہ قول غیر معتبر ہے کہ مخالف اجماع ہے کذا فی الطحطاوی ولو سکن
بعضهم لم یجد الآخر موضعا یکفیه فلیس له اجرة ولا له ان یقول انا استعمله بقدر ما استعملته لان المهایاة انما تکون بعد الخصومة قنیة اور اگر بعض مستحقین نے وقف مین سکونت کی
اور دوسرے مستحق نے ایسی جگہ نہ پائی جو اسکو کافی ہو تو اسکو اجرت لینا مستحق ساکن سے جائز نہین اور نہ اسکو یہ کہنا جائز ہے کہ مکان وقف کو مین استعمال کرونگا جسقدر تو نے
استعمال کیا اسواسطے کہ مہایاة یعنی نوبت بنوبت استعمال کرنا نہین ہوتا مگر بعد خصومت کے کذا فی القنیة طحطاوی نے کتاب خصاف کی عبارت سے شارح نے قنیہ کیطرف نسبت کی
نعم لو استعمله کله احدهم بالغلبة بلا اذن الآخر لزمه الاجر بقدر حصة شریکه ولو وقفا علی سکناهما بخلاف الملک المشترک ولو معدا للاجارة قنیة ہان اگر ایک مستحق نے تمام مکان وقف کو استعمال
کیا بزبردستی بلا اذن مستحق ثانی کے تو ساکن پر بقدر حصہ شریک کے اجرت لازم ہوگی اگرچہ وہ مکان دونون کی سکونت کیواسطے وقف ہوا ہو بخلاف ملک مشترک کے کہ اسمین شریک
پر اجرت لازم نہین اگرچہ وہ مکان کرایہ کیواسطے مہیا ہو کذا فی القنیة قلت لو بعضه ملک وبعضه وقف یاتی فی الغصب مین کہتا ہون اور اگر کچھ مکان ملک اور کچھ وقف ہو تو غصب مین
آویگا ویزول ملکه عن المسجد والمصلی بالفعل وبقوله جعلته مسجدا عند الثانی وشرط محمد والامام الصلوة فیه بجماعة وقیل یکفی واحد وجعله فی الخانیة ظاهر الروایة اور زائل
ہوتی ہے ملک واقف کی مسجد اور عیدگاہ وغیرہ سے بواسطہ فعل کے یعنی علیحدہ کر دینے سے یا اس قول سے کہ مین نے اس مکان کو مسجد کر دیا ابو یوسف کے نزدیک اور محمد اور امام نے اسمین
جماعت سے نماز پڑھنا شرط کیا ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ ایک شخص کا بھی نماز پڑھنا کافی ہے اور خانیہ مین اسی قول کو ظاہر الروایة کہا ہے مسجد مخالف ہے مطلق وقف سے سب کے
نزدیک تو امام اعظم کے نزدیک حکم حاکم اور وصیت کرنا اسکے واسطے شرط نہین اور ابو یوسف کے نزدیک مشاع کا مسجد کرنا جائز نہین اور محمد کے نزدیک تسلیم متولی اسمین شرط نہین مسجد کیواسطے
عمارت بنانا شرط نہین اسواسطے کہ خانیہ مین ہے کہ ایک شخص کی زمین میدان ہے اسمین کچھ عمارت نہین اور اسنے لوگونکو جماعت سے نماز پڑھنے کی اجازت دی ابدا یا دوام کا لفظ ذکر کیا
لیکن نیت دوام کی کی پھر وہ مرگیا تو وہ مکان مسجد ہوگیا اسمین میراث نہین کذا فی النہر جسنے مسجد بنائی تو اسکی ملک جود ہے جبتک مسجد کو اسکی راہ کے ساتھ اپنی ملک سے جدا
نکرے اسواسطے کہ وہ خالص اللہ تعالے کیواسطے نہین ہوتی بغیر جدا کر دینے کے تو اگر اپنے گھر کے درمیان مین مسجد بناوے اور لوگونکو دخول و نماز کا اذن دے اگر اسکی راہ بھی شرط کی ہو تو سب کے
نزدیک مسجد ہوگئی والا امام کے نزدیک مسجد نہین اور صاحبین کے نزدیک مسجد ہوگئی اور راہ منجملہ حقوق مسجد ثابت ہوجاویگی بلا شرط اور نماز اسواسطے شرط ہوئی کہ امام اور محمد کے نزدیک
تسلیم ضرور ہے اور مسجد مین جماعت سے تسلیم ثابت ہوتی ہے بنابر صحیح روایت کے امام سے اور اسکے ساتھ اذان اور اقامت سے نماز جہری بھی شرط ہے تو اگر نماز سری بلا اذان و اقامت ہوئی تو امام
اور محمد کے نزدیک مسجد نہ ثابت ہوگی اور اگر ایک شخص کو امام اور مؤذن مقرر کیا تو اسکے تنہا نماز سے مسجد ہوگی بالاتفاق اور متولی یا قاضی یا اسکے نائب کی تسلیم سے مسجد ثابت ہوگی کذا فی
العالمگیریة ملخصا اور چونکہ وقف اور قضا مین ابو یوسف کا قول راجح ہے لہذا مصنف نے اسکو مقدم کیا تنویر اور درر اور ملتقی کے مانند یعنی مجرد قول سے مسجد ہو جاتی ہے کذا فی الطحطاوی فرع
مسئلہ شارح کا اراد اهل المحلة نقض المسجد وبناءه احکم من الاول ان کان البانی من اهل المحلة لهم ذلک والا بزازیة اہل محلہ نے چاہا مسجد کا توڑنا اور بعد اسکے بنانا اسکا محکم تر اول
سے تو اگر دوسرا بنانیوالا منجملہ اہل محلہ ہے تو جائز ہے اور نہین تو نہین جائز کذا فی البزازیة واذا جعل تحته سردابا لمصالحه ای المسجد جاز کمسجد المقدس ولو جعل لغیرها

او جعل فوقہ بیتا وجعل باب المسجد الی طریق وعزلہ عن ملکہ لا یکون مسجدا ولہ بیعہ ویورث عنہ خلافا لہما اور جبکہ مسجد کے نیچے تہ خانہ بنایا مسجد کے مصالح کیواسطے تو جائز ہے
جیسے بیت المقدس کی مسجد کے نیچے ہے اور اگر تہ خانہ مصالح المسجد کے سوا کے واسطے بنایا گیا مسجد کے اوپر کوٹھری بنائی اور مسجد کا دروازہ راہ کیطرف کر دیا اور اسکو اپنی ملک سے جدا
کر دیا تو مسجد نہوگی اور اسکو اسکی بیع جائز ہے اور اسکے بعد اسکا وارث پاویگا بخلاف صاحبین کے مذہب کے جو امام کا قول ظاہر مذہب ہے اسواسطے کہ اسمیں حق بندہ کا باقی ہے اور جبتک حق بندہ
مسجد کے اعلی یا اسفل جانب میں باقی رہا تو وہ خالص اللہ تعالی کیواسطے نہوگی کذا فی الطحطاوی وعن البحر کما لو جعل وسطہ دارہ مسجدا واذن للصلوۃ فیہ حیث یکون مسجدا الا اذا شرط
الطریق زیلعی چنانچہ ایک شخص نے اپنے گھر کے درمیان مسجد بنائی اور اسمیں نماز کا اذن دیا تو وہ مسجد نہوگی مگر جبکہ مسجد کیواسطے راہ بھی شرط کرے کذا فی الزیلعی فرع مسائلہ شارح وہی

لو تمہ بیتا للامام لا یضر لانہ من المصالح اما لو تمت المسجدیۃ ثم اراد البناء منع ولو قال عنیت ذلک لم یصدق تاتارخانیہ فاذا کان ہذا فی الواقف فکیف بغیرہ فیجب ہدمہ ولو علی جدار
المسجد ولا یجوز اخذ الاجرۃ منہ ولا ان یجعل شیئا منہ مستغلا ولا سکنی بزازیہ اور اگر واقف نے مسجد کے اوپر امام کیواسطے کوٹھری بنائی تو ضرر نہیں اسواسطے کہ یہ منجملہ مصالح مسجد ہے اور
اگر اس مکان کا مسجد ہونا پورا ہوگیا یعنی فقط قول سے جیسے فتوی ہے یا اسمیں نماز پڑھنے سے پھر واقف نے مسجد کے اوپر مکان بنانے کا ارادہ کیا تو منع کیا جائیگا اور اگر
کہیگا کہ میں نے اسکی نیت کی تھی تو اسکی تصدیق نہوگی کذا فی التاتارخانیہ پھر جب واقف کا یہ حال ہے کہ بنا نہیں سکتا تو غیر واقف کا بنانا کیونکر جائز ہوگا تو اسکا گرا دینا واجب ہے
اگرچہ عمارت مسجد کی دیوار پر ہو نہ چھت پر اور اس سے کرایہ لینا جائز نہیں اور نہ یہ جائز ہے کہ منجملہ مسجد کے کوئی تھوڑا مکان کرایہ یا سکونت کیواسطے مقرر کیا جاوے کذا فی البزازیہ
ثم کرایہ لینا ہر صورت جائز نہیں اگرچہ مسجد کی عمارت وغیرہ میں صرف ہو اور یہ جو بعض مسجد کا کرایہ لینا صاحب مسجد کیواسطے جائز رکھا ہے وہ قول غیر صحیح ہے کذا فی البحر ولو خرب ما حولہ
واستغنی عنہ یبقی مسجدا عند الامام والثانی ابدا الی قیام الساعۃ وبہ یفتی حاوی القدسی اور اگر مسجد کا گرد و پیش منہدم ہوکر ویران ہوگیا اور اسکی کچھ حاجت نہ رہی تو وہ بھی
مسجد ہی باقی رہیگی امام اور ابو یوسف کے نزدیک ہمیشہ قیامت تک اسی پر فتوی ہے کذا فی الحاوی القدسی یعنی اسکی ملکیت واقف اور اسکے وارثوں کیطرف عود نہ کریگی اور اسکا
نقل کرنا دوسری مسجد کیطرف جائز نہیں اسواسطے کہ وہ مسجد ہی علی الدوام کوئی اسمیں نماز پڑھے یا نہ پڑھے کذا فی المنح والحاوی القدسی وعاد الی الملک ای ملک البانی او ورثتہ
عند محمد اور مسجد منہدم عود کریگی طرف ملک کے یعنی بانی یا اسکے وارثوں کو اسکی ملک عائد ہوگی محمد کے نزدیک وعن الثانی ینقل الی مسجد آخر باذن القاضی اور ابو یوسف سے دوسری
روایت ہے کہ وہ نقل ہوگی دوسری مسجد کیطرف قاضی کے اذن سے یعنی اسکا شکستہ اسباب قاضی کے اذن سے بیع ہوکر قیمت اسکی دوسری مسجد میں صرف ہوگی اور یہ روایت اسعاف
اور حاوی کے مخالف ہے کذا فی المنح ومثلہ فی الخلاف المذکور حشیش المسجد وحصیرہ مع الاستغناء عنہما اور خلاف مذکور میں مثل منہدم کے ہے مسجد کی گھاس اور اسکی چٹائیاں جب انکی
حاجت نرہے یعنی شیخین کے نزدیک ملک میں داخل نہیں اور محمد کے نزدیک واقف کی مملوک ہوجاویگی وکذا الرباط والبیر اذا لم ینتفع بہما فیصرف وقف المسجد والرباط والبیر والحوض
الی اقرب مسجد او رباط او بیر او حوض الیہ تفریع علی قولہما اور اسیطرح مسافرخانہ اور کنواں جب لائق انتفاع کے نرہے تو صرف کیا جاوے وقف مسجد اور مسافرخانہ اور کنویں اور
حوض کا اس مسجد اور مسافرخانہ اور کنویں اور حوض کے جو اس سے قریب تر ہو یہ تفریع ہے شیخین کے قول پر کذا فی الدرر عبارت میں لف و نشر مرتب ہے یعنی وقف مسجد اقرب مسجد کیطرف
اور وقف مسافرخانہ اقرب مسافرخانہ کیطرف اور حوض کا وقف اقرب حوض کیطرف صرف ہو وفیہا وقف ضیعۃ علی الفقراء وسلمہا للمتولی ثم قال لوصیہ اعط من غلتہا فلانا کذا وفلانا کذا لم
یصح لخروجہ عن ملکہ بالتسجیل فلو قبلہ صحت قلت لکن سیجی معزیا للقنیۃ وموید زادہ ان للواقف الرجوع فی الشروط ولو مسجلا اور درر میں ہے کہ ایک شخص نے زمین فقراء پر وقف کی اور متولی
کو سپرد کی پھر اسنے اپنے وصی سے کہا کہ اس زمین کے محصول سے فلانے کو اتنا دینا اور فلانے کو اتنا تو یہ صحیح نہیں بسبب خارج ہوجانے موقوف کے واقف کی ملک سے قاضی کے حکم مسجل
سے اگر قبل حکم کے وصیت کریگا تو صحیح ہوگا میں کہتا ہوں لیکن آگے آویگا قنیہ اور موید زادہ سے منقول ہو کر واقف کو شروط وقف میں رجوع کرنا جائز ہے اگرچہ وقف مسجل ہوگیا ہو
یہ استدراک ہے عدم صحت پر طحطاوی نے کہا معلوم ہوا کہ شارح نے اسکی تحریر نہیں کی اتحد الواقف والجہۃ وقل مرسوم بعض الموقوف علیہ بسبب خراب وقف احدہما جاز للحاکم ان یصرف
من فاضل الوقف الآخر علیہ لانہما حینئذ کشیئ واحد واقف واحد اور جہت متحد ہے اور بعض موقوف علیہ کا مرسوم یعنی مشاہرہ دیا سالیانہ کم ہوگیا بسبب ویران ہوجانے احد الوقفین کے تو حاکم کو جائز
ہے کہ دوسرے وقف کی فاضل آمدنی سے ادھر صرف کرے اسواسطے کہ دونوں مصرف ایک مصرف کے مانند ہیں جو مصنف نے اپنی شرح میں اتحاد واقف و جہت کی اسطرح مثال دی کہ ایک شخص نے

اور ہم نے باب اول میں ذکر کیا ہے کہ صحیح ہونا اسکا مشروط نہیں ہے پس واقف حسین کہا تو اگر ایک جہت ہے ۔ مسافروں کی جگہ کو عام ہو یا خاص وقت کی ویرانی سے دوسری جہت کی طرف ہو تو
حاکم سکتا ہے یعنی فقط منع نہ کیا جائے اور صحیح یہ ہے کہ امام کا حکم نہ ہو بلکہ جو حکم دے وہ سب سے بڑا ہے تا اور وقف دربست کی بابت شامل ہو کہ جدا وقف ہوں
بیرون میں وقت ہنگام مرمت نہ ہو سکے اور وہ مسجد وقف کے امام و موذن کو سے کذافی الحاوی اور اگر دو مسجدوں کا وقف جدا جدا ہو جیسے کہ دو مسجد وقف ہیں
کذافی الحاوی اگر وقف دونوں جہت سے کوئی مختلف ہو تو صحیح یہ ہے کہ دو شخصوں کو دو مسجد بنانے میں یا ایک شخص مسجد اور مدرسہ بنایا اور دونوں پر اوقاف موقوف کیے تو حاکم کو یہ جائز
نہیں کہ ایک کا محصول دوسرے پر صرف کرے ولو وقف العقار ببقرہ واکرتہ فتجب من ہم جیسا کہ اگر اون کو صحیح آتخب اتبعا اور اگر ایک شخص نے بیچ یا بیل جانور اور کھیتی کے ہتیار
اپنے غلاموں کے ساتھ وقف کیا تو صحیح ہے بنابر استحسان زمین کی تبعیت سے اگر شیخ اول نے مال جمع اکا یعنی کہ کام اور مسجد پاتی وقف کشتی ونحوہ وقف کیا تو یہ سب صحیح ہے
صحیح ہے کذافی شرح الملتقی وجاز وقف القن علی مصالح الرباط نفقتہ وجنایتہ فی مال الوقف فلو قتل عمدا الاقود فیہ شرنبلالیہ جیسا کہ اور جائز ہے وقف کرنا
غلام کا مسافرخانہ کے مصالح کیواسطے کذافی الخلاصہ اسکا خرچ اور جنایت وقف کے مال میں ہے اور اگر وہ غلام مقتول ہو عمدا تو قصاص نہیں کذافی البزازیہ بلکہ قاتل پر اسکی
قیمت دینا واجب ہے تاکہ اوسکے عوض دوسرا خرید کیا جائے کما صح وقف مشاع قضی بجوازہ لانہ مجتہد فیہ فللحنفی المقلد ان یحکم بجوازہ وقف المشاع ولبطلانہ لاختلاف الترجیح وان کان من المسائل
قول الشیخان جانز الافتاء واقضاء احمد بما یحکم نفذ چنانچہ صحیح ہے وقف مشاع کا جسکے جواز پر قاضی کا حکم ہو گیا ہو واسطے کہ وقف مشاع میں مجتہدین کا اختلاف ہے تو
حنفی مقلد کو جائز ہے کہ صحت وقف مشاع کا حکم کرے بسبب اختلاف ترجیح صحت و عدم صحت کے اور جبکہ مسائل میں دو قول صحیح ہوں تو کسی ایک قول پر فتوی دینا مفتی کو اور حکم
کرنا قاضی کو جائز ہے کذافی البحر و شرح منظومہ ابن وہبان جبکہ کوئی قول منقی بہ نہ ہو والا مفتی بہ سے عدول کرنا جائز نہیں اور جب ایک قول پر فتوی دیا یا قاضی حکم کرے تو دوسرے قول پر
فتوی نہ دیا اور نہ حکم کرے کذافی المعادن وکما یصح ایضا وقف کل منقول قصدا فیہ تعامل للناس کفاس وقدوم بل ودراہم ودنانیر اور جیسا کہ صحیح ہے وقف اس مال
منقول کا بھی بالقصد الاتبع جسمیں لوگوں کا عمل جاری ہو گیا یعنی جس منقول کا وقف کرنا لوگوں میں رائج ہو گیا جیسے کلہاڑی اور بسولہ بلکہ دراہم اور دنانیر تھوڑے اور تھیلا
کی صحت وقف میں صاحبین میں خلاف نہیں ہے اسواسطے کہ دونوں احادیث و آثار وارد ہیں بلکہ انکے غیر میں اختلاف ہے کہ محمد کے نزدیک وقف منقول کا بشرط رواج صحیح ہے اور ابو یوسف
کے نزدیک صحیح نہیں اور مجتبی میں یوں منقول ہے کہ محمد مجوز وقف منقول ہیں مطلقا اور ابو یوسف بشرط رواج اور ظاہر یہ ہے کہ اتفاق اسپر دلالت کرتا ہے کہ وقف منقول نہیں شہروں میں منحصر ہے
جہاں اسکے وقف کا رواج ہے اور مفتی ابو سعود کے نزدیک انحصار مقبول نہیں کذافی الطحطاوی فامت بن رد الامر للقضاۃ بالحکم بہ کما فی معروضات المفتی ابی السعود فیعمل وموزون
فیباع ویدفع ثمنہ مضاربۃ او بضاعۃ فعلی ہذا لو وقف کرا علی شرط ان یقرضہ لمن لا بذر لہ لیزرعہ لنفسہ فاذا درک اخذ مقدارہ ثم اقرضہ لغیرہ وہکذا جاز خلاصہ میں کہتا ہوں بلکہ سلطان
روم کا امر قاضیوں کو صحت وقف دراہم اور دنانیر کے حکم کرنے کا وارد ہوا ہے چنانچہ مفتی ابو سعود کی معروضات میں ہے اور ہر چیز کیلی اور وزنی کے وقف کرنیکا تو کیل اور موزون
بیچی جاوے اور اسکی قیمت بطور مضاربت یا بضاعت کسی کو دیجاوے تو موجب صحت وقف منقول کے اگر کئی من گیہوں یا جو وقف کرے اس شرط پر کہ منقول اسکا قرض دے
اس مزارع کو جسکے پاس بیج نہیں تاکہ وہ بو دے اپنے واسطے پھر جب اناج پختہ ہو تو اتنا اوس سے لے پھر وہ اناج دوسرے محتاج مزارع کو قرض دے اور اسیطرح ہمیشہ قرض دیا کرے
اور اتنا لیا کرے تو یہ جائز ہے کذافی الخلاصہ وفیہا وقف بقرۃ علی ان ما خرج من لبنہا او سمنہا للفقراء ان اعتادوا ذلک رجوت ان یجوز اور خلاصہ میں ہے کہ ایک شخص نے گائے
وقف کی اس شرط پر کہ جو اسکا دودھ اور گھی نکلے وہ فقیروں کے واسطے ہے اگر وہاں کے لوگ ایسے وقف کرنیکے معتاد ہوں تو اسکے جواز کی میں امید رکھتا ہوں وقدر وجنازۃ
وثیابہا ومصحف وکتب لان التعامل تیرک بہ القیاس لحدیث ما رآہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن بخلاف ما لا تعامل فیہ کثیاب ومتاع وہذا قول محمد وعلیہ الفتوی اختیار اور
صحیح ہے وقف کرنا دیگ اور جنازہ اور اسکے کپڑوں کا اور مصحف اور کتابوں کا اسواسطے کہ تعامل یعنی رواج مسلمین سے قیاس مجتہد متروک ہو جاتا ہے بدلیل اس حدیث کے
کہ جسکو اہل اسلام اچھا جانیں وہ خدا کے نزدیک اچھا ہے بخلاف اوس منقول وقف کے جسکا رواج نہیں چنانچہ کپڑوں اور اسباب کا وقف کرنا کہ وہ جائز نہیں یہ قول ہے
محمد کا اور اسی پر فتوی ہے کذافی الاختیار شرح المختار جنازہ بالکسر عبارت ہے نعش سے یعنی جسپر میت کو رکھکر دفن کیواسطے لیجاویں اور ثیاب جنازہ وہ ہیں جو

نعش پر ڈالے جاتے ہیں علامہ نوح نے کہا کہ وقف کتب کا مطلقاً جائز ہے اگرچہ صرف و نحو و بلاغت کی کتابیں ہوں وقف میں قیاس یہ ہے کہ زمین کا وقف جائز ہو نہ منقول کا سواسطے کہ تابید
یعنی ہمیشگی وقف میں شرط ہے سو منقول میں حاصل نہیں والحق فی البحر السفینۃ بالمتاع اور لاحق کیا ہے بحرالرائق میں کشتی اور جہاز کو اسباب سے عدم جواز وقف میں یعنی بسبب عدم عرف کے حلبی
نے کہا ہمارے زمانہ میں جہازوں کا وقف رائج ہو گیا ہے اسواسطے کہ بعضے جہاز حرمین شریفین کے اناج پہونچانے کیواسطے وقف ہیں وفی البزازیۃ جاز وقف الاکسیۃ علی الفقراء فیدفع الیہم
شتاء ثم یردونہا بعدہ اور بزازیہ میں ہے کہ جائز ہے وقف کملوں کا فقیروں پر سو انکو دیے جاتے ہیں جاڑے میں پھر انکو وہ پھیر دیں بعد اسکے ہم پر وقف عدم جواز وقف متاع سے مستثنی ہے
فی الدرر وقف مصحفا علی اہل مسجد لقراءۃ القرآن ان یحصون جاز اور درر میں ہے کہ وقف کیا مصحف کو اہل مسجد پر قرآن پڑھنے کیواسطے اگر اہل مسجد شمار کے لائق ہوں تو جائز ہے ثم
ظاہر تقییدہ احصاء دلالت کرتی ہے کہ درحالت عدم احصار وقف جائز نہو لیکن ملتقی اور اسکی شرح میں احصار اہل مسجد شرط نہیں وان وقف علی المسجد جاز و یقرأ فیہ ولا یکون محصورا علی ہذا
المسجد اور اگر مصحف کو وقف کیا مسجد پر تو جائز ہے اور اسمیں پڑھا جاویگا اور محصور نہوگا یہ مصحف اسی مسجد پر کذا فی البحر وفیہ میں ہے کہ ایک مسجد معین کا مصحف وقف دوسرے
اہل محلہ کو دینا جائز نہیں ہے عرف حکم نقل کتب الاوقاف من محالہا للانتفاع بہا والفقہاء بذلک مبتلون فان وقفہا علی مستحق وقفہ لم یجز نقلہا وان علی طلبۃ العلم وجعل مقرہا فی
خزانۃ التی فی مکان کذا ففی جواز النقل تردد نہر اور اسی سے معلوم ہو گیا نقل کرنا کتب اوقاف کا انکے مکانات سے فائدہ لینے کیواسطے اور فقہا اسمیں مبتلا ہیں اگر واقف
نے کتابوں کو وقف کیا اپنے وقف یعنی اپنی مسجد یا مدرسہ کے مستحقین پر تو ان کتب کا دوسری جگہ لیجانا جائز نہیں اور اگر مطلق طالب علموں پر وقف کیا اور رکھنا کتب کا اپنے
اس خزانہ میں مقرر کیا جو فلانے مکان میں ہے تو جواز نقل میں تردد ہے کذا فی النہر سبب تردد اختلاف ہے ان دونوں عبارتوں کا جو سابق مذکور ہو چکیں کہ ایک روایت سے جواز نقل
معلوم ہوتا ہے اور دوسری سے عدم جواز طحطاوی نے کہا کہ فقہا کا یہ قول کہ وقف میں عمل بالاصلح لازم ہے اسکا مقتضی ہے کہ نقل کتب فقہیہ جائز ہو کہ نفع حاصل ہو اور بعد نقل کے متعسر
ہو جاتا ہے خصوصاً زیادہ مدت گذرنے سے یا ناقل کے موت سے اسکے وارث اسکی ملک کے مدعی اکثر ہو جاتے ہیں واللہ اعلم ویبدأ من غلتہ بعمارتہ ثم ما ہو اقرب لعمارتہ کامام مسجد ومدرس مدرسۃ
یعطون بقدر کفایتہم ثم السراج والبساط کذلک الی آخر المصالح وتمامہ فی البحر اور وقف کی آمدنی سے پہلے وقف کی مرمت شروع کیجاے بعد اسکے وہ صرف جو عمارت سے نزدیک تر ہے جیسے مسجد
کا امام اور مدرسہ کا مدرس انکو دینا چاہیے بقدر انکی کفایت کے پھر چراغی اور فرشوں کی اصلاح بقدر کفایت دینا چاہیے آخر مصالح تک یعنی موذن و ناظر اور تیل اور چٹائیاں اور وضو کا پانی اور
پورا بیان اسکا بحرالرائق میں ہے ثم یعنی متولی پر ترتیب مذکور کے موافق صرف کرنا واجب ہے اور ابتداء عمارت لازم نہیں مگر جب خوف ہو وقف کی ویرانی کا اور تعمیر اسیقدر مستحق ہے جس صفت پر
واقف نے وقف کیا تھا اور اس سے زیادہ تعمیر کرنا مستحق نہیں مگر مستحقین کی رضامندی سے تو وقف کی دیواروں کو سفید یا سرخ کرنا جائز نہیں مگر واقف نے تزئین کیا ہو وان لم
یشترطہ الواقف لثبوتہ اقتضاء اور صرف عمارت مقدم ہے اگرچہ واقف نے اسکو شرط نکیا ہو بسبب اسکے ثابت ہونیکے بنابر اقتضائے یعنی اسواسطے کہ واقف کا قصد یہ ہے کہ محاصل ہمیشہ صرف
ہوا کریں اور ہمیشگی نہیں ہو سکتی بدون عمارت کے تو شرط عمارت کی اقتضاء ثابت ہوئی کذا فی الفتح وتقطع الجہات للعمارۃ ان لم یخف ضرر بین فتح فان خیف کامام وخطیب وفراش
قدموا فیعطی المشروط لہم اما الناظر والکاتب والجابی فان عملوا زمن العمارۃ فلہم اجرۃ عملہم لا المشروط بحر قال فی النہر وہو الحق خلافا للاشباہ اور قطع کیے جاوینگے سب مصارف
مستحقین کے ہنگام عمارت میں اگر صریح ضرر کا خوف نہو کذا فی الفتح سو اگر ضرر صریح کا خوف ہو جیسے امام اور خطیب یا فراش تو انکی تقدیم ہو گی سو انکو انکا مشروط دیا جاویگا اور
ناظر اور کاتب اور تحصیلدار اگر عمارت کے زمانہ میں اپنے کام کریں تو انکو اپنے عمل کی اجرت ملیگی نہ مشروط کذا فی البحر نہرالفائق میں کہا کہ یہی حق ہے خلافاً للاشباہ اور اشباہ
میں کہا کہ انکو بقدر کفایت دیا جائیگا وفیہا عن الذخیرۃ و صرف الناظر لہم مع الحاجۃ الی التعمیر ضمن ہل یرجع علیہم الظاہر لا لتعدیہ بالدفع اور اشباہ میں ذخیرہ سے
منقول ہے کہ اگر ناظر نے مستحقین پر صرف کیا باوجود حاجت تعمیر کے تو اسپر ضمان ہے اور کیا ناظر مستحقین سے بعد ضمان کے پھیر سکتا ہے ظاہر الحکم یہ ہے کہ پھیر نہیں سکتا بسبب
اسکی تعدی کے دینے سے وما قطع للعمارۃ یسقط راسا اور جو حق مستحقین کا قطع ہوا عمارت کیواسطے وہ بالکل ساقط ہو جاتا ہے یعنی وقف پر دین نہیں ہوتا اسلیے کہ ہنگام
عمارت میں انکا کچھ حق نہیں تو اگر سال آئندہ آمدنی حقوق سے فاضل رہیگی تو انکو بعوض سال گذشتہ ملیگی کذا فی الاشباہ وفیہا لو شرط الواقف تقدیم العمارۃ ثم
الفاضل للفقراء او للمستحقین لزم الناظر امساک قدر العمارۃ کل سنۃ وان لم یحتجہ الآن لجواز ان یحدث حدث ولا غلۃ بخلاف ما اذا لم یشترطہ فلیحفظ الفرق بین الشرط وعدمہ اشباہ میں ہے

ہو وقف سے ذمہ تعمیر عمارت شرعی کی جہاں سے فاضل منافع اوقات مستحقین پر صرف ہو قدر ضرورت بقدر عمارت کے جو اسکے لیے حاجت ہو تو اسکو شاید کرلے
مستحقین کو تعمیر وغیرہ کے جب بقدر عمارت نہ تقدیم عمارت نہ مشروط کی ہو پھر اسکا رکھنا لازم نہیں تو شرط اور عدم شرط سے فرق کو یاد رکھنا چاہیے اور وہبانیہ کو
مستوفی والقاضی ہے اتصل فصل البیان توضیح اوجار و وہبانیہ میں ہو کہ اگر متولی نے اجرت مثل پر ایک آدمی زیادہ کی ترتیب اجرت کا وہ ضامن ہو اپنے مال سے
ہوگا اور تعالی کی صورت مثل ہو کہ متولی نے ایک شخص کو مسجد میں ایک ماہ اور ایک آدمی پر مزدوری لگایا اور اجرت مثل ایک درہم ہو تو متولی کو تمام اجرت
دینے ہوگی کذا فی شرح الوہبانیہ قاضی خان اور ذمہ تعمیر جسم و درہم و اجرت شرح الاشباہ ہلال خبر قول شعر وہبانیہ قوی وقت المصالح جمیع ہو امام خطیب المؤذن المعبر الشعائر
التی تقدم شرحا ما لم یشترط بعد العمارۃ ہی امام خطیب مدرس وقاد فراش مؤذن ناظر و بیت زیت قنادیل و حصیر و ماء وضوء و کلفۃ نقلہ للمیضاۃ فلیس مباشر و شاہد و شاد
جابی خازن کتب من الشعائر فیقدم فی دفتر الحساب لیس بشرعی و یقع الاشتباہ فی ابواب فرملا فی قال فی البحر قلت والتردد فی تقدیم بواب مزملۃ و خادم مطہرۃ انتہی
در وہبانیہ کی شرح شرنبلالی میں اسکے اہل کے پاس روشن ہو مصالح وقف میں خرچ اور امام اور خطیب اور مؤذن یوں ہو کہ جو شعائر مقدم میں اور وقف نے شرط کیا ہو
یا نہ شرط کیا ہو بعد عمارت کے وہ امام اور خطیب اور مدرس اور چراغچی اور فراش اور مؤذن اور ناظر اور تیل اور قندیلیں اور چٹائیاں اور وضو کے پانی کی قیمت اور پانی لانے کی مزدوری
وضو کے برتن میں اور مباشر اور شاہد اور مسجد کا جبر کیر اور محصول کا تحصیلدار اور کتابوں کا خزانچی شعائر وقف میں نہیں تو انکی تقدیم دفتر حساب میں امر شرعی نہیں بحرالرائق میں
کہا کہ بیان دو فرماتی میں اشتباہ واقع ہوتا ہے کہ یہ بھی مقدم ہیں یا نہیں میں کہتا ہوں کچھ تردد نہیں دربان اور فراش اور خادم مطہرہ کی تقدیم میں انتہی کلام شرنبلالی امام فرملاتی
منسوب ہو فرملاکیطرف فرملا برتن کے مطہرہ وہ برتن جس میں پانی بھرا ہو اور مراد یہاں وہ شخص ہے جو اہل مسجد کے پانی پینے کے برتن پانی سے بھرے اور شاد وہ شخص جو خبر گیر مسجد ہو یعنی
جو لازم مسجد رہے پاک صاف رکھنے کیواسطے اور خادم مطہرہ وہ ہے جو اسکو پاک صاف رکھے اور وہ مراد نہیں جو مطہرہ میں پانی بھرے کہ وہ پہلے مذکور ہو چکا کذا فی الطحطاوی قلت
انما یکون المدرس من الشعائر لو مدرس المدرسۃ کما مر اما مدرس الجامع فلا لانہ لا یتعطل لغیبتہ بخلاف المدرسۃ حیث تقفل اصلا شارح کہتا ہے میں کہتا ہوں کہ مدرس اسوقت شعائر
میں داخل ہوگا اگر مدرسہ کا مدرس ہو چنانچہ مذکور ہو چکا اور جامع مسجد کا مدرس تو شعائر میں داخل نہیں ہو اسواسطے کہ اسکی غیبت سے معطل نہیں ہوتا بخلاف مدرسہ کے کہ وہ اسکے
نہ ہونے سے بالکل معطل ہو جاتا ہے اور اشباہ میں ہے کہ مدرس مدرسہ اسوقت شعائر میں ہے جب لازم مدرس ہے واقف کی شرط کے مانند اور ہمارے زمانہ کے مدرس ایسے نہیں ہیں انتہی
اور مدرس صورت ملازمت تدریس مستحق ہوگا بشرطیکہ خواہ طالبین مشروطین کو تعلیم کرے یا اور طالبین کو اور ایام بطالہ کے جیسے رمضان کے اور ینبغی الحاقہ ببطالۃ القاضی
اختلفوا فیہا والاصح انہ یاخذ لانہا للاستراحۃ اشباہ من قاعدۃ العادۃ محکمۃ وسیجی ما لو غاب فلیحفظ اور کیا مدرس ایام تعطیل جیسے عید اور رمضان میں مشروط لیگا یا نہیں جن میں اسکو
مصرح نہیں کیا اور لائق ہے الحاق تعطیل مدرس کا قاضی کے تعطیل سے اور علما اسکے لینے میں مختلف ہیں قول اصح یہ ہے کہ قاضی اسکو لے اسواسطے کہ ایام تعطیل کے استراحت کیواسطے
ہیں چنانچہ اشباہ میں یہ بیان قاعدہ کے تحت میں العادۃ محکمۃ اور آگے آویگا وہ مسئلہ کہ اگر مدرس غائب ہو تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم طحطاوی نے کہا کہ علامہ بیری نے اس الحاق کو فیصل کی عبارت سے
رد کیا ہے کہ اگر واقف نے ہر روز کی تدریس پر کچھ معین کیا پھر مدرس نے جمعہ اور منگل کو تعطیل کی تو اسکو روزینہ حلال نہیں اگر ہر روز کیواسطے کچھ مبلغ مقرر نہیں کیا تو لینا حلال ہے اگرچہ
ان دونوں دنوں میں درس کرے بسبب عرف کے بخلاف غیر جمعہ اور منگل کی تعطیل کے کہ اسکی اجرت لینا حلال نہیں مطلقا خواہ ہر روز کی اجرت معین کی ہو یا نہ کی ہو و لو کان الموقوف
دارا فعمارتہ علی من لہ السکنی و لو متعددا من مالہ لا من الغلۃ اذ الغرم بالغنم درر اور اگر موقوف گھر ہو تو اسکی مرمت اس شخص پر ہے جسکی سکونت کیواسطے وہ موقوف ہے اگرچہ ساکن متعدد
ہوں رہنے والا اپنے مال سے مرمت کرے نہ گھر کے کرایہ سے اسواسطے کہ نقصان عوض نفع منفعت کے ہے کذا فی الدرر و لم یزد فی الاصح یعنی انما تجب العمارۃ علیہ بقدر الصفۃ التی وقفہا
الواقف اور ساکن گھر کی مرمت زیادہ نہ کرے قول اصح میں یعنی ساکن پر تو عمارت بقدر اسی صفت کے واجب ہے جس صفت پر واقف نے اسکو وقف کیا و لو ابی من لہ السکنی او
عجز لفقرہ عمر الحاکم ای آجرہا الحاکم منہ او من غیرہ و عمرہا باجرتہا کعمارۃ الواقف و لم یزد فی الاصح الا برضا من لہ السکنی زیلعی و لا یجبر الآبی علی العمارۃ و لا تصح اجارۃ من لہ السکنی بل المتولی
او القاضی اور جسکے واسطے سکونت وقف ہے اگر عمارت بنانا قبول نہ کرے یا اپنی محتاجی سے عاجز ہو تو حاکم اسکی تعمیر کرے یعنی حاکم اس گھر کو اسی شخص ساکن یا اسکے

بغیر کو کرایہ پر دیوے اور اُسکے کرایہ سے اُسکی مرمت کرے واقف کی عمارت کے مانند اور زیادہ عمارت نکرے اگر اُسکی رضامندی سے جسکے واسطے سکونت ہی کذا فی الزیلعی اور یا کرنیوالے پر
زبردستی نہین عمارت کیواسطے اور جسکے واسطے سکونت ہی اُسکا اجارہ دینا صحیح نہین بلکہ متولی یا قاضی کا اجارہ دینا صحیح ہی ثم رد بالعد التعمیر الی من لہ السکنی رعایۃ للحقین بحر حاکم کہ
گھر کو بعد تعمیر کے پھیر دے اُسکو جسکے واسطے سکونت ہی برعایت دونون حقوق کے یعنی تعمیر برعایت حق واقف ہوئی اور پھیر دینا برعایت حق سا کن ہو اسواسطے کہ اگر تعمیر نہوتی تو سکونت بالکل
فوت ہو جاتی فلا عمارۃ علی من لہ الاستغلال لانہ لا سکنی لہ فلو سکن ہل تلزمہ الاجارۃ الظاہر لا لعدم الفائدۃ تو گھر کی عمارت اُس شخص پر واجب نہین جسکے واسطے گھر کا کرایہ وقف ہی
اسواسطے اُسکے لیے سکونت نہین اگر وہ شخص گھر مین سکونت کرے کیا کرایہ اُسپر لازم ہوگا ظاہر جواب یہ ہی کہ اُسپر واجب نہین بسبب عدم فائدہ کے یعنی اگر کرایہ اُسپر لازم ہو تو آخر کرایہ
بھی اُسکو ملیگا پھر لزوم اجرت کا کیا فائدہ ہوا الا اذا احتیج للعمارۃ فیاخذہ المتولی لیعمرہا دو ہونے المتولی یعنی ان یجبرہ القاضی علی عمارتہا ما علیہ من الاجر فان لم یفعل نصب متولیا
لیعمرہا مگر اُسوقت کرایہ اُسپر لازم ہوگا جب مرمت کی حاجت ہو تو متولی اُس سے کرایہ لے تاکہ گھر کی مرمت کرے اگر خود وہی متولی بھی ہو تو لائق یہ ہی کہ قاضی اُسپر زبردستی کرے
عمارت کیواسطے اُس کرایہ سے جو اُسپر لازم ہوا ہی بسبب سکونت کے پھر اگر وہ نہ کرے تو قاضی دوسرا متولی مقرر کرے اُسکی تعمیر کیواسطے ولو شرط الواقف غلتہا لہ ومؤنتہا علیہ صحا
ولم یجبر علی عمارتہا الظاہر لا نہر اور اگر واقف نے آمدنی گھر کی ایک شخص کیواسطے شرط کی اور اُسکا خرچ بھی اُسپر شرط کیا تو یہ دونون شرطین صحیح ہین اور کیا اُس شخص پر عمارت کیواسطے
زبردستی کیجاویگی یا نہین ظاہر جواب یہ ہی کہ اُسپر جبر نہین کذا فی النہر وفی الفتح ولو لم یجد القاضی من یستاجرہا لم ارہ وخطر لی انہ یخیرہ بین ان یعمرہا او یردہا لورثۃ الواقف قلت ولو
کان ہو الوارث لم ارہ وفی فتاوی قاری الہدایۃ بالفیہا یستبدل ادیرد ثمنہ للوارث والفقراء اور فتح القدیر مین ہی کہ اگر قاضی اُسکو نہ پاوے جو اُس گھر کو کرایہ سے لے مین نے
اُسکو نہین دیکھا اور میرے دل مین یہ آتا ہی کہ جسکے واسطے سکنے وقف ہی اُسکو قاضی اختیار دے یا ہمین کہ یا اُسکی تعمیر کرے یا اُسکو واقف کے وارثون کو پھیر دے شارح کہتا ہی مین کہتا ہون
کہ اگر وارث ہی پر سکونت وقف ہو مین نے اُسکو نہین دیکھا اور قاری ہدایہ کے فتاوی مین یہ مضمون ہی جو مفید ہی اُسکے استبدال کا یا اُسکی قیمت پھیر دینے کا وارث کو یا فقیرون کو
ہم بحر الرائق مین بعد نقل عبارت فتح القدیر کے کہا کہ یہ عجیب ہی اسواسطے کہ فقہا نے تصریح کی ہی کہ جب وقف ویران ہو جاوے اور لائق انتفاع نرہے تو اُسکا استبدال جاہیے خواہ
زمین ہو خواہ گھر ذخیرہ مین منتقی سے منقول ہی کہ ہشام نے کہا کہ مین نے محمد سے سنا کہتے تھے کہ جب وقف خراب ہو جاوے اس طرح کہ لائق انتفاع مساکین کے باقی نرہے تو قاضی کو جائز ہی کہ
اُسکو بیچ ڈالے اور اُسکی قیمت سے زمین یا گھر مول لے اور یہ جائز نہین سوائے قاضی کے اور وقف کا عود کرنا بعد ویرانی کے ملک واقف یا اُسکے وارث کی طرف سوم ہم ذکر کر چکے کہ وہ قول ضعیف
ہی حاصل یہ ہی کہ موقوف علیہ السکنی جب تعمیر سے انکار کرے اور قاضی مستاجر کو نہ پاوے تو اُسکو بیچ ڈالے اور اُسکی قیمت سے وہ زمین یا گھر خرید کرے جو وقف ہو انتہی تو شارح کا یہ قول کہ اگر
موقوف علیہ السکنی وارث ہو اُسکو مین نے نہین دیکھا ساقط ہو گیا اسواسطے کہ اُسکا حکم فقط استبدال ہی اور وہ مختلف نہین ارشاد اور غیر وارث سے اور فتاوی قاری ہدایہ کا بھی ضعف ظاہر
ہو گیا اور تعجب ہی شارح سے کہ اِس قسم کا تردد کیا ہی باوجود کلام بحر الرائق کے دیکھنے کے علی الخصوص کہ صاحب نہر الفائق نے بھی اُسکو ثابت رکھا ہی کذا فی الحلبی وصرف الحاکم او المتولی حاوی
نقضہ وثمنہ ان تعذر اعادۃ عینہ الی عمارتہ ان احتاج والا حفظہ لیحتاج الا اذا خیف ضیاعہ فیبیعہ ویمسک ثمنہ لیحتاج حاوی اور صرف کرے حاکم یا متولی کذا فی الحاوی وقف کے
منقوض کو یعنی مکان کی شکستہ لکڑی اور پتھر اور اینٹ کو یا اُسکی قیمت کو اگر وقف کا بعینہ اعادہ متعذر ہو اُسکی عمارت کیطرف اگر حاجت ہو مرمت کی اور نہین تو اُسکو محفوظ رکھے حاجت کے وقت
کیواسطے مگر جب آسکے ضائع ہونیکا خوف ہو تو اُسکو بیچ ڈالے اور اُسکی قیمت کو رکھ چھوڑے حاجت کیواسطے ہم بحر الرائق مین تو بیچ منقوض کی دو جگہ ہی در صورت تعذر اعادہ اور در صورت خوف
ہلاک ولا یقسم النقض وثمنہ بین مستحقی الوقف لان حقہم فی المنافع لا فی العین ولا یقسیم ہوگا وقف کا منقوض یا اُسکی قیمت مستحقین وقف کے درمیان مین اسواسطے کہ اُنکا حق منافع وقف مین ہی
نہ عین وقف مین یعنی اسواسطے کہ عین مین حق مالک ہی یا حق اللہ تعالی علی اختلاف القولین اس بیان سے معلوم ہو گیا کہ مسجد کی پرانی چٹائیون کی تقسیم مستحقین مین جائز نہین اور اسی طرح باقی
رہین رمضان کی بتیان موم کی اور تیل امام اور موذن کو لینا جائز نہین بلا اذن مالک کے اور اگر اُسکے یہان رواج ہو کہ امام اور موذن بلا اذن صریح لیتے ہون تو جائز ہی کذا فی الطحطاوی جعل شی
ای جعل البانی شیئا من الطریق مسجدا لضیقہ ولم یضر بالمارین جاز لانہما للمسلمین کعکسہ ای کجواز عکسہ ہو اذا جعل فی المسجد ممر لتعارف اہل الامصار فی الجوامع وجاز لکل احد ان یمر فیہ حتی
الکافر الا الجنب والحائض والدواب زیلعی بانی مسجد کو تھوڑی راہ مسجد مین کر لینا بسبب تنگی مسجد کے جبکہ راہ چلنے والون کو مضرت نہو تو جائز ہی اسواسطے کہ مسجد اور راہ دونون مسلمین کیواسطے ہین

لیئے اپنی ضرورت میں سے جانا جائز ہے بلکہ مسجد میں گذرنے کی عادت نہ بنائی جاوے اور بسبب عذر کے جائز ہے جیسے جامع مسجد میں شخص کی مسجد میں گزر جانا جائز ہے یا تنگ کا تو مسجد ہی جنب و حائض اور
بیمار سے یہی ایذا یعنی ہم سوائے ان صورتوں کے جو مستثنیٰ ہیں اگر کوئی مسجد کو مسلمانوں کی راہ بنا دے تو صحیح یہ ہے کہ اسکو جائز نہیں رکھتے
جیسا کہ بیان ہو اسکی مخالفت نہیں اسلئے کہ مصنف کا کلام بانی مسجد کے بارے میں ہے اور یہ کلام اہل محلہ کے بارے میں ہے کما لو جعل الامام الطریق مسجدا لا عکسہ لجواز الصلوۃ
فی الطریق لا المرور فی المسجد چنانچہ جائز ہے بنانا امام کا راہ کو مسجد نہ بالعکس یعنی مسجد کو راہ بنانا جائز نہیں بسبب جائز ہونے نماز کے راہ میں اور مسجد میں چلنا جائز نہیں کما لا یخفی
جنب و حائض و نفساء و بیماروں کا چلنا مسجد میں جائز نہیں یہ قول منافی اس تقدم نہیں ہے تو خذ ما قیل و حانوت بجنب مسجد ضاق علی الناس یا القیمۃ کرہا درر و عمادیہ
زمین اور دکان اگر مسجد کے پہلو میں ہو اور مسجد لوگوں پر تنگی کرے تو اسکو زبردستی قیمت دیکر لینا جائز ہے کذا فی الدرر والعمادیہ ہم اسواسطے کہ جب مسجد الحرام میں تنگی ہوئی
تھی تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے لوگوں کی اراضی اکراہ سے لی اور مسجد میں ملا لی اور یہ اکراہ جائز ہے اگر وقف کی زمین مسجد کے پہلو میں ہو تو اسکا لینا بحکم قاضی جائز ہے کذا فی المنح
والطحطاوی جعل الواقف الولایۃ لنفسہ جاز بالاجماع ٹھہرانا واقف کا ولایت وقف کو اپنے واسطے جائز ہے بالاجماع ہم اسواسطے کہ شرط واقف کی شرط معتبر ہے نص کے مانند
اگر کوئی کہے کہ محمد کے نزدیک تسلیم شرط ہے صحت وقف کی پس قول بالاجماع کیونکر صحیح ہوگا اسکا جواب یہ ہے کہ ولایت واقف منافی تسلیم نہیں ہے اسلئے کہ ممکن ہے کہ واقف اول کسی کو
تسلیم کرے پھر اس سے لیوے اور محتمل ہے کہ تسلیم شرط ہو واقف کی ولایت میں وکذا لو لم یشترط لاحد فالولایۃ لہ عند الثانی وھو ظاہر المذہب خلافا لما نقلہ المصنف اور اسیطرح اگر
واقف نے کسی کے واسطے ولایت شرط نہ کی ہو تو واقف ہی کیواسطے ولایت ثابت ہوگی ابو یوسف کے نزدیک یہی ظاہر المذہب ہے کذا فی النہر بخلاف اسکے جسکو مصنف نے نقل کیا ہم مصنف نے
اپنی شرح میں سراجیہ سے نقل کیا ہے کہ محمد کے قول پر فتوی ہے یعنی در صورت عدم شرط ولایت وقف صحیح نہیں ہم وسیأتی ان لا تقلید لکم فتاوی ابن نجیم قاری الہدایہ دیکھو پھر در صورت عدم شرط واقف
کے بعد اسکے وصی کیواسطے ولایت ہوگی اور اگر وصی نہیں تو حاکم کیواسطے ولایت ہوگی کذا فی فتاوی ابن نجیم و قاری الہدایہ اور آگے آویگا وینزع وجوبا بزازیۃ لو الواقف درر فغیرہ
بالاولی غیر مامون او عاجزا او ظہر بہ فسق کشرب خمر ونحوہ فتح او کان یصرف مالہ فی الکیمیاء نہر بحثا اور نکال لیا جاوے وقف بنا بر وجوب کے کذا فی البزازیہ اگر واقف پر اطمینان نہ ہو یعنی خائن ہو
کذا فی الدرر تو غیر واقف سے در صورت خیانت نکال لینا بطریق اولی جائز ہوگا یا متولی وقف کا عاجز ہو یا اسکا فسق ظاہر ہوگیا ہو جیسے شراب کا پینا یا مانند اسکے کذا فی الفتح یا متولی اپنا
مال کیمیا میں صرف کرتا ہو کذا فی النہر بحثا ہم خلاصہ یہ ہے کہ متولی وقف کا امین اور قادر اور متقی چاہیئے اسواسطے کہ مقصود وقف بدون ان صفات کے حاصل نہیں اور اسیطرح جسکو
کیمیا کی لت ہو وہ لائق تولیت نہیں کیونکہ اسکا مال وقف طلب کیمیا میں برباد کریگا وان شرط عدم نزعہ او ان لا ینزعہ قاض ولا سلطان لمخالفتہ لحکم الشرع فیبطل کالوصی فلو مامونا لم تصح
تولیتہ غیرہ اشباہ اگرچہ واقف نے اسکا عدم نزع شرط کیا ہو یا یہ شرط کی ہو کہ متولی کو قاضی اور سلطان نہ نکالے تو بھی نکالنا واجب ہے اسواسطے کہ یہ شرط حکم شرع کے مخالف ہے تو باطل
ہوگی جیسے وصی غیر امین کو نکال لینا جائز ہے سو اگر متولی امین ہو تو اسکے غیر کی تولیت صحیح نہیں کذا فی الاشباہ ہم یعنی اگر وقف کے متولی ناظر کو بلا ظہور خیانت قاضی معزول کرے اور
دوسرے کو قبول ٹھہرا دے تو دوسرے کی تولیت صحیح نہیں اگر متولی واقف کی جانب سے ہو تو قاضی کو اسکا معزول کرنا بلا ظہور خیانت بھی جائز ہے اور دوسرے قاضی کو اسکا پھر بحال کرنا جائز نہیں
خود واقف کو متولی کا معزول کرنا مطلقاً جائز ہے اسی پر فتوی ہے کذا فی الطحطاوی وجاز جعل غلۃ الوقف والولایۃ لنفسہ عند الثانی وعلیہ الفتوی اور جائز ہے آمدنی وقف کو یا ولایت
کو اپنی ذات کیواسطے مقرر کرنا ابو یوسف کے نزدیک اور اسی قول پر فتوی ہے ہم یعنی ایک شخص نے وقف کیا اور تمام یا بعض محصول کو اپنی ذات کیواسطے شرط کیا جبتک کہ زندہ رہے
اور بعد اسکی موت کے فقیروں کے واسطے ہے تو محمد کے نزدیک باطل ہے اور ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے اور اسی پر فتوی ہے مشائخ بلخ کا تا وقف کرنے میں لوگ راغب ہوں کذا فی المنح حموی کما لو اذا وقف
وقف میں یہ شرط کرے کہ میرا قرض اس سے ادا کیا جاوے یا میرے کفارات ایمان یا میرے دیون ادا کئے جائیں جو باقی رہے وہ فقیروں میں صرف ہو تو ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے ابو یوسف کی دلیل حدیث
دلیل ہے جو مشائخ نے روایت کی کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام اپنے وقف سے کھاتے تھے اور یہ حلال نہیں مگر شرط کے ہو اسواسطے کہ اس پر اجماع ہے کہ بدون شرط کے یہ حلال نہیں کذا فی الطحطاوی وجاز شرط
الاستبدال بہ ارضا اخری حینئذ اور جائز ہے شرط کرنا بدل ڈالنے وقف کا دوسری زمین سے اسوقت میں یعنی جبکہ ابو یوسف کے قول پر فتوی ہو البحر الرائق میں ہے کہ جواز شرط استبدال بالاجماع ہے اور بعضوں
نے اسکو ابو یوسف کا قول منقول کہا ہے کذا فی الطحطاوی او شرط بیعہ ویشتری بثمنہ ارضا اخری اذا شاء فاذا فعل صارت الثانیۃ کالاولی فی شرائطہا وان لم یذکرہا ثم لا یستبدلہا

بشائعہ لانہ حکم ثبت بشرط والشرط وجد فی الاولیٰ لا الثانیۃ یا شرط کرنا وقف کی بیع کا جائز ہے اور خرید کرے اسکی قیمت سے دوسری زمین جب چاہے پھر جب یہ کر چکا تو دوسری زمین
پہلی زمین کے مانند ہوگی اسکی شرطوں میں اگرچہ واقف نے شرائط سابقہ کو ذکر نہ کیا ہو پھر دوسری زمین کو تیسری زمین سے نہ بدلے اسواسطے کہ استبدال کا حکم ثابت ہوا تھا بسبب
شرط کے اور شرط پہلی زمین میں پائی گئی نہ دوسری میں فتح اما الاستبدال ولو للمساکین بدون الشرط فلا یملکہ الا القاضی درر وشرط فی البحر خروجہ عن الانتفاع بالکلیۃ وکون البدل
عقارا والمستبدل قاضی الجنۃ المفسر بذی العلم والعمل اور بدون شرط واقف کے زمین وقف کا بدلنا اگرچہ استبدال فقط مساکین کیواسطے ہو کوئی اسکا مالک نہیں سوا قاضی کے کذا فی الدرر
اور بحر الرائق میں استبدال قاضی کیواسطے شرط کیا ہے نکلجانا وقف کا انتفاع سے بالکل اور ہونا بدل کا زمین اور ہونا مستبدل کا قاضی جنت یعنی قاضی صاحب علم وعمل اھ شارح نے بحر الرائق
کی پانچ شرطوں سے دو شرطوں کو ذکر نہ کیا یعنی اتنی آمدنی نہ باقی رہنا [illegible] کی مرمت ہو سکے اور بیع میں غبن فاحش نہونا قاضی عالم باعمل کو قاضی جنت کہا ہو جب اس حدیث مرفوع کے
جو حاکم نے بریدہ سے روایت کی کہ دو قاضی نار میں ہیں اور ایک [illegible] جس قاضی نے حق کو دریافت کیا پھر اسی پر حکم کیا سو وہ جنت میں ہے اور جس قاضی نے حق کو دریافت
کیا پھر ظلم کیا دانستہ یا حکم کیا بغیر علم کے تو وہ دونوں نار زمین ہیں کذا فی الطحطاوی وفی النہر ان المستبدل قاضی الجنۃ فالنفس بہ مطمئنۃ فلا یخشی ضیاعہ ولو بالدراہم والدنانیر کذا لو شرط عدمہ
وہی احدی المسائل السبع التی یخالف فیہا شرط الواقف کما بسطہ فی الاشباہ اور نہر الفائق میں ہے کہ اگر وقف کا بدلنے والا قاضی جنت ہو تو اس سے دلکو اطمینان ہے تو اسکے ضائع ہونیکا
خوف نہیں اگرچہ استبدال دراہم اور دنانیر سے ہو اور اسیطرح استبدال قاضی جائز ہے اگر واقف نے عدم استبدال کی شرط کی ہو اور یہ ایک مسئلہ ہے ان سات مسئلوں سے جنمیں شرط واقف
کی مخالفت کیجاتی ہے چنانچہ اسکو اشباہ میں مشرح بیان کیا ہے ہم اشباہ میں کہا کہ شرط واقف کی نص شارع کی برابر ہے واجب العمل ہونے میں مگر چند مسائل میں ۱ شرط کی واقف نے ناظر
کے نہ معزول ہونیکی تو نالائق ناظر کے معزول کرنے میں قاضی کو اختیار ہے ۲ شرط کی کہ وقف کو ایک سال سے زیادہ اجارہ نہ دے حالانکہ لوگ ایک سال کے اجارہ میں رغبت نہیں
کرتے یا زیادتی اجارہ میں فقیروں کا نفع ہے تو قاضی کو مخالفت جائز ہے نہ ناظر کو ۳ واقف نے شرط کی کہ میری قبر پر قرآن پڑھا جاوے تو تعیین باطل ہے امام کے قول پر اسواسطے
قبور پر قرآن پڑھنا مکروہ ہے اور صحیح اور مختار محمد کا قول ہے عدم کراہت کا تو تعیین لازم ہوگی ۴ شرط کی کہ فاضل آمدنی فلانی مسجد کے سائلوں پر تصدق ہو تو قیم یعنی متولی کو غیر مسجد
مذکور کے سائلوں کو اور فقیر غیر سائل کو دینا جائز ہے ۵ شرط کی کہ مستحقین کو اتنی روٹی اور اتنا گوشت ہر روز دیا جاوے تو متولی کو نقد دینا جائز ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ فقیروں کو
طلب عین یا قیمت لینا جائز ہے ۶ قاضی کو جائز ہے کہ امام کے مشروط کو زیادہ کرے اگر امام کو اسقدر کفایت نہ کرتا ہو بشرطیکہ امام عالم متقی ہو ۷ واقف نے عدم استبدال کی شرط
کی تو قاضی کو استبدال جائز ہے اگر بہتر ہے اسکے حق میں انتہی ملخصا وزاد ابن المصنف فی زواہرہ ثامنۃ وہی اذا نص الواقف ورای الحاکم ضم مشارف جاز کالوصی وعزاہ لانفع
الوسائل اور ابن مصنف نے اپنے حاشیہ اشباہ مسمی بہ زواہر میں آٹھواں مسئلہ زیادہ کیا اور وہ یہ ہے کہ جب تصریح کی واقف نے کہ کوئی شخص ناظر کا شریک نہو پس وقف میں حاکم نے اسکے ساتھ
مشرف کے ملانے کی مصلحت دیکھی تو جائز ہے جیسے وصی کے ساتھ دوسرے کو شریک کرنا جائز ہے اور اسکی نسبت انفع الوسائل کیطرف کی ہم مشرف ضم اول سکون ثانی وہ ہے جسکو حفاظت کا امر ہو
نہ کسی اور کام کا اور مشارف بھی بمعنی مشرف ہے اور مسائل ثمانیہ پر نواں مسئلہ یہ زیادہ کیا گیا کہ جب واقف نے شرط کی کہ اسقدر سے زیادہ اجرت پر اجارہ نہ دیا جاوے اور حالانکہ اجرت مثل
اس سے زیادہ ہے سراج حانوتی نے کہا کہ جائز نہیں یعنی بدون اجرت مثل کے اجارہ دینا جائز نہیں اگرچہ واقف نے یہ شرط کی ہو کذا فی الطحطاوی وفیہا لا یجوز استبدال العامر الا فی
اربع اور اشباہ میں ہے کہ وقف کا بدلنا جائز نہیں مگر چار صورت میں ہم اشباہ میں چاروں صورتیں یوں مذکور ہیں ۱ واقف نے اگر استبدال کی شرط کی ہو ۲ غاصب نے اسکو غصب کیا
اور اسپر اتنا پانی جاری کیا کہ زمین زراعت کے لائق نہ رہی تو متولی اس سے ضمان لیکر دوسری زمین اسکے عوض خرید کرے ۳ غاصب نے زمین وقف غصب کی اور گواہ نہیں ہیں تو غاصب سے
قیمت لیکر دوسری زمین خرید کرکے پہلے شرائط کے موافق وقف کرے ۴ اگر کوئی شخص عمدہ زمین کثیر المحصول وقف کے عوض دیتا ہو تو ابو یوسف کے مفتی بہ قول پر بدلنا جائز ہے
قلت لکن فی معروضات المفتی ابی السعود انہ فی السنۃ احدی وخمسین وتسعمائۃ ورد الامر الشریف بمنع استبدالہ وامر ان یصیر باذن السلطان تبعا لترجیح صدر الشریعۃ انتہی فلیحفظ میں کہتا ہوں
لیکن مفتی ابو سعود کی معروضات میں یہ ہے کہ نو سو اکاون سال میں امر شریف سلطان روم کا منع استبدال وقف میں وارد ہوا ہے اور حکم ہوگیا کہ استبدال باذن سلطان ہوا کرے
یہ منع باتباع ترجیح صدر الشریعۃ ہے انتہی تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ۔ ہم یہ شارح اشباہ کے جواز استبدال پر استدراک کیا صدر الشریعۃ نے شرح وقایہ میں کہا

اگر وہ مسجد ہو اور سب متولی نہیں ہو تو متولی کو معزول کر سکتا ہے اور بچے اسکے ذریعہ سے بھی نہیں ہوتے اور سبب اسکا بھی یہی ہے کہ فساد ہو گیا ہو کہ حاکم کا فیصلہ نہیں اسکو مقرر کیا ہو اور خانقاہ مسلمین کے
اعمال میں داخل ہو اور جو حاکم قاضی وقت کو جائز ہو وہ کہہ سکتا ہے تو وہ بھی اسکا درجہ قائم رہے گا اور وقف القرآن والمذہب سے اور قید ہے
یحول من الامر و لا یہ بعد ذلک بحیث القضاۃ والمراد و ان جعلوہم علیہم لعنۃ اللہ لکن بعد مختص فاجاب بانہ لا سیما یدفع و لا یستعمل القدرۃ من سنہ والشیاطین من یکون
فالمتولون الذین مرادہم الفسدون اللہ علیہ و علی مقتضی الشرع من حکم یتولی من قضاۃ اہل الذمی من تقرر من قرارہ مخالفۃ القضاۃ والمتولین والمتدون
القضاۃ بہذا ولو لا امر شریف لا لو الفون لولا ادای فساد صدر لیس بدائرۃ لاخص القضاۃ بالامر علیہم اللعنۃ علیہم الملعونون مما لم یرد ان ابتدا کما المخالفۃ للشرع
اجمعوا الہ و باطل انتہی ملخصا و مفتی ابو السعود کی معروضات میں یہ بھی ہے کہ اگر واقف عزل اور نصب اور باقی تصرفات اسکے واسطے شرط کرے جو اسکی اولاد سے متولی
ہو اور مداخلت نہ کرے اسکی اولاد میں تولیت سے قاضیوں اور امیروں میں سے کوئی اور اگر مداخلت کریں تو انپر اللہ کی لعنت ہو کیا اس صورت میں قاضیوں اور
امیروں کو دخل کرنا ممکن ہو مفتی مرحوم نے یہ جواب پایا کہ نو سو چالیس ہجری میں ایسے وقف مرقوم ہوئے ہیں جنمیں ایسی شرطیں ہیں تو متولی اگر منجملہ امراء با وجاہت ہوں تو
تصرفات وقف کو ارباب دولت عالیہ سلطانیہ کے آگے پیش کیا کریں اور اگر متولی اُنسے کمتر رتبہ ہوں تو اپنی تجویزوں کو قضاۃ بلاد سے پیش کیا کریں اور دونوں امور شرعیہ
پر عمل کریں نہ قاضی متولیوں کی مداخلت کریں نہ متولی قاضیوں کی امر شریف سلطانی اسی پر وارد ہوا ہے جب یہ معلوم ہو چکا تو اگر وقف کرنیوالے یہ ارادہ کر لیا
کہ متولیوں سے جو فساد صادر ہو وہ صادر ہوا کرے اور جبکہ قاضی اور امیروں سے مداخلت کریں دفع فساد میں تو انپر لعنت ہو تو وہی واقف ملعون ہے اسواسطے کہ ثابت
ہو چکا ہے کہ شرط مخالف شریعت بالکل لغو اور باطل ہے انتہی کلام المفتی تو اسکو یاد رکھنا چاہیے بحر الرائق میں ہے کہ جب واقف یہ شرط کرے کہ قاضی یا بادشاہ وقف میں دخل
نہ کریں تو یہ شرط باطل ہے اسواسطے کہ امین ہے تفتیش کی مصلحت کی تفتیش اور وقف کی تعطیل ہے تو مقبول نہیں انتہی چونکہ حتی الامکان رعایت شرط واقف اور عدم مداخلت حاکم لازم ہوئی
لہذا مفتی مرحوم نے توافق کا حکم کیا یعنی متولی حاکم کی مرضی سے وقف میں تصرفات کیا کرے اس سے معلوم ہوا کہ اگر متولی حاکم سے اجازت نہ لے تو حاکم کو امین میں مداخلت کرنا جائز ہے
اور اسپر کچھ گناہ نہیں بلکہ واقف پر گناہ ہے بنی علی الارض ثم وقف البناء قصدا بدونہا ان الارض مملوکۃ لا یصح وقیل یصح وعلیہ الفتوی ایک شخص نے زمین پر عمارت بنائی پھر
عمارت کو وقف کیا بالقصد بدون زمین کے اگر زمین مملوک ہے کسی کی تو وقف صحیح نہیں اکثر اہل مذہب کے نزدیک کذا فی البحر اور دوسرا قول یہ ہے کہ صحیح ہے اور اسی پر فتوی ہے سئل
قاری الہدایۃ عن وقف البناء والغراس فاجاب الفتوی علی صحۃ ذلک ورجحہ شارح الوہبانیۃ واقرہ المصنف معللا بانہ منقول فیتابع قیمتین یہ ان قاری قاری ہدایہ سے وقف کرنے
عمارت اور اشجار کا بدون زمین کے سوال ہوا سو جواب پایا کہ اسکے صحیح ہونے پر فتوی ہے اور اسی کو ترجیح دی شارح وہبانیہ نے اور ثابت رکھا ہے اسکو مصنف نے اپنی شرح میں یہ دلیل لا کر
کہ عمارت اور اشجار مال منقول ہے اور اسکے وقف میں عرف جاری ہے تو اسکا فتوی بنا تعیین ہو گیا اسم قاری ہدایہ کا نام سراج الدین ہے وہ شاگرد ہے اکمل کا اور استاد ہے صاحب فتح القدیر
کا ... اور ... عمارت اور اشجار ... ملقب قاری ہدایہ ہو گیا کذا فی الطحطاوی وعن ابی السعود وان توقفہ علی عین البناء لجاز تبعا اجماعا وان ارض مجمرۃ
... صحیح ... کذا فی المنظومۃ المجیبۃ اور اگر زمین موقوفہ ہو اسپر جسکے واسطے عمارت معین کی تو جائز ہے وقف عمارت کا بالتبع بالاتفاق اور اگر زمین دوسرے مصرف
کے واسطے ... ہو ... اختلاف ہے اور قول صحیح یہ ہے کہ اسکا وقف صحیح ہے کذا فی المنظومۃ المحیبۃ وسئل ابن نجیم عن وقف الاشجار بلا ارض فاجاب یصح لو الارض وقفا
او لغیر الواقف ... سوال ہوا وقف اشجار بلا ارض کا تو جواب پایا کہ وقف صحیح ہے اگر زمین وقف ہو اگرچہ وقف اشجار کے سوا کسی اور کے وقف کیا ہو صحیح
یہ قول المفتی بہ کے مخالف ہے چنانچہ مذکور ہو چکا قاری ہدایہ سے سئل ایضا عن البناء والغراس فی الارض المحتکرۃ ہل یجوز بیعہ ووقفہ ام لا یجوز وقفہا العین المرہونۃ
والمستاجرۃ فاجاب نعم والحاصل سوال اُنسے ہوا کہ عمارت اور اشجار ارض محتکرہ میں کیا انکی بیع اور وقف جائز ہے اور کیا جائز ہے وقف کرنا جس
زمین یا گھر کا جسکو گرو رکھا ہے یا اجر کو اجارہ دیا ہے تو جواب دیا کہ ہاں ہم ارض محتکرہ عبارت ہے اس زمین موقوف سے جسکی اجرت مقرر ماہانہ یا سالانہ
مقرر ہو کچھ طحطاوی نے کہا اس مسئلہ کے ذکر کی کچھ حاجت نہیں ہے واسطے کہ مذکور ہو چکا کہ زمین موقوف کی عمارت اور اشجار کا وقف بقول صحیح صحیح ہے اور ارض مرہونہ اور مستاجرہ کے

جواب میں اجمال ہے تفصیل اسکی بحرالرائق میں ہی کہ اگر ایک شخص نے اُس زمین کو وقف کیا جو غیر شخص کے اجارہ میں ہے تو صحیح ہے اور اجارہ باطل نہوگا پھر جب مدت اجارہ منقضی ہوگی یا موجر یا مستاجر میں سے کوئی مریگا تو مصرف وقف میں صرف ہوگی اور زمین رہن ہو تو اگر چھوڑا یا ہے یا واسطے ادا کرنے زر رہن کے کچھ مال چھوڑ مرا ہے تو وقف صحیح ہے ورنہ اگر کچھ مال ادا کرنے کیواسطے نہیں تو وہ زمین بیچی جایگی اور وقف باطل ہوگا اور اگر راہن زندہ ہے تو قاضی ادا کرنے زر رہن کیواسطے اُسپر جبر کریگا اگر اُسکو مقدور ہوگا اور اگر وہ مفلس ہے تو وقف باطل ہے و فی البزازیۃ لا یجوز وقف البناء فی ارض عاریۃ او اجارۃ ۱ھ بزازیہ میں ہے کہ جائز نہیں ہے وقف عمارت کا عاریت اور اجارہ کی زمین میں یعنی مستعیر اور مستاجر کو جائز نہیں طحطاوی نے کہا بحرالرائق میں ہے کہ خصاف نے ذکر کیا وہ اُس سے مستثنے ہے کہ اگر زمین محتکرہ ہے تو جائز ہے واما حکم الزیادۃ فی الارض المحتکرۃ ففی القنیۃ حانوت لرجل فی ارض وقف فابی صاحبہ ان یستاجر الارض باجر المثل ان العمارۃ لو رفعت تستاجر باکثر مما استاجرہ امر برفع العمارۃ ویوجر بغیرہ لاتترک فی یدہ بذلک الاجر ومثلہ فی البحر اور اجرت زیادہ ہونیکا حکم قنیہ میں بایں تفصیل ہے کہ ایک شخص کی دکان وقف کی زمین میں اور اُسکے مالک نے انکار کیا کہ زمین کو اجرت مثل پر دے تو اگر عمارت وہاں سے اٹھالی جائے تو اُسکی اجرت زیادہ ہو جائے مستاجر کی اجرت سے تو اُسکو حکم ہوگا کہ اپنی عمارت کا اسباب اٹھالیجائے اور وہ زمین غیر شخص کو اجارہ دیجائے اور بعد عمارت دور ہونے سے اجرت زیادہ ہو تو اُسکو مستاجر کے ہاتھ میں اُسی اجرت پر چھوڑا جائے اور اُسکے مانند بحرالرائق میں ہے و فیہ لو زید علیہ ان الاجارۃ مشاہرۃ تفسخ عند راس الشہر ثم ان ضر رفع البناء لم یرفع وان لم یضر رفع او تملکہ القیم برضی المستاجر وان لم یرض یبقی الی ان یخلص ملکہ تحصیلہ اور بحرالرائق میں محیط سے ہے کہ اگر مستاجر کی اجرت سے زیادہ اجرت ہو اگر اُسکا اجارہ ماہواری ہے تو شروع مہینہ کے نزدیک اجارہ اُسکا فسخ کیا جائے بعد اسکے اگر رفع عمارت مضر ہو وقف کو تو نہ اُٹھائی جائے اور اگر رفع مضر نہو تو اٹھائی جائے یا متولی وقف اُسکا مالک ہو جائے مستاجر کی رضامندی سے اور اگر وہ راضی نہو تو باقی رکھی جائے انتہٰی یہانتک کہ خلاص ہو جائے بقی لو اجارۃ مسانہۃ ومدۃ طویلۃ والظاہر انہ لا تقبل الزیادۃ دفعا للضرر علیہ لاضرر علی الوقف اذ لم تزد انما کانت بسبب البناء والزیادۃ فی نفس الارض انتہٰی باقی رہی یہ بات کہ اگر مستاجر کا اجارہ بطور سالانہ ہو یا مدت دراز کا اجارہ ہو ظاہر یہ ہے کہ یہاں زیادتی اجرت مقبول نہو مستاجر کے دفع ضرر کیواسطے اور وقف پر بھی کچھ ضرر نہیں سوا اسکے کہ زیادتی کرایہ کی بسبب عمارت کے تھی نہ بسبب زیادتی زمین کے فی نفسہا انتہٰی کلام صاحب البحر واما وقف الاقطاعات ففی النہر لا یجوز الا اذا کانت الارض مواتا او ملکا للامام فاقطعہا رجلا قال وفی اغلب ظنی ان اکثر اوقاف امراء مصر انما ہو اقطاعات یجعلونہا مشتراۃ صورۃ من وکیل بیت المال اور وقف کرنا اراضی معافی کا سو نہرالفائق میں ہے کہ جائز نہیں مگر اُس وقت جبکہ زمین معافی کی موات ہو یعنی اُسکا کوئی مالک نہو یا حاکم کی مملوک ہو سو حاکم نے اُسکو کسی شخص کیواسطے معاف کر دیا صاحب نہر نے کہا کہ امیروں کے اکثر اوقاف مصر میں انعامی اراضی ہے وقف کرنیوالے بیت المال کے وکیل سے اُسکو ظاہر میں مشابہ تحریر کر لیتے ہیں ہم تفصیل اس مقام کی یون ہے کہ واقف ارض یا مالک اصلی ہے اُسکا یا مفرج ہے کہ وہ اُسکا مالک تھا جبکہ وہ ملک دار الاسلام میں ہوا اور تمام اراضی وہاں کی لوگون کے ہاتھوں میں تھی تو یہ وقف بلا تردد صحیح ہے یا واقف نے زمین کی ملکیت اُسکے مالک اصلی سے کسی وجہ سے حاصل کی تو یہ وقف بھی صحیح ہے یا واقف کو زمین بطور انعام سلطانی ملی تو اگر زمین مذکور موات یعنی لاوارثی ہے یا حاکم کی مملوک ہے تو وقف صحیح ہے اور اگر بیت المال کی زمین سلطان کسی کو دی تو اُسکا وقف صحیح نہیں سوا اسکے کہ وہ منفعت کا مالک ہے نہ زمین کا اور جب سلطان چاہے اُس سے مکان لے اور اگر واقف نے بیت المال سے بوجہ شرعی زمین خرید کر لی تو اُسکا وقف صحیح ہے اسواسطے کہ وہ اُسکا مالک ہے اُسکی جمیع شرطوں کی مذکورین رعایت ہوگی اور اگر بیت المال کی زمین کو سلطان وقف کرے بلا خرید کے علامہ قاسم نے فتوی دیا کہ وقف صحیح ہے اور دوسرا سلطان اُسکو باطل نہیں کر سکتا انتہٰی ذکرہ الطحطاوی عن الحموی عن التحفۃ المرضیۃ وفی الوہبانیۃ ولو وقف السلطان من بیت مالنا لمصلحۃ عمت یجوز ویؤجر قلت وفی شرحہا للشرنبلالی وکذا یصح اذا ہو بذلک ان ثبت عندہ لاصلحا بتقاریر ملکہا قبل الفتح اور وہبانیہ میں ہے کہ اگر بادشاہ نے مسلمین کے بیت المال سے وقف کیا مصلحت عام کیواسطے تو جائز ہے اور سلطان ثواب پا دیگا میں کہتا ہوں اور وہبانیہ کی شرنبلالی کی شرح میں ہے اور اسیطرح اذن دینا بادشاہ کا اُسکے واسطے صحیح ہے اگر وہ ملک شہر دارالاسلام کے فتح ہوا ہو نہ بطور صلح کے بسبب باقی رہنے ملک مالک کے قبل فتح کے قسم خانیہ میں ہے کہ اگر سلطان نے کسی قوم کو یہ اذن دیا کہ شہر کی زمین سے خالی زمین میں مسجد کے وقف کیواسطے دکانیں بنالیں تو اگر وہ ملک بقہر فتح ہوا ہے تو اذن سلطان کا نافذ ہے اسواسطے کہ وہ ملک مجاہدین کا مملوک ہوگیا تو اسمیں امر سلطانی جائز ہے اور اگر بطور صلح فتح ہوا تو مالکان قدیم کی ملک قائم ہے کذا فی الطحطاوی واطلق القاضی بیع الوقف غیر المسجل لوارث الواقف فباع صح وکان حکما ببطلان الوقف لعدم تسجیلہ حتی لو باع الواقف او بعضہ او رجع عنہ ووقفہ لجہۃ اخری

وفی اتساف البنی علیہ ہم اور اگر بیع تسانی ہو تو غنی عن ہمارے کا اختلاف المصنف ففی ہو باشیخ تقدیر کی نہایہ المرالی مسجد وقف عن ذلک الشہر علی ہمنا فی تقسیم
اور بلا اجازت روح قاضی کے وقف غیر منجل کی بیع کے وقت کی وارث کو ہوگا شرعاً کا نہ بیع صحیح ہے اور با جازت قاضی کے بطلان وقف کا حکم ہوگا و اسطے تحلیل
مثنے کے یا ثانیا کے اگر واقف یا حاکم وقت یا بعض کو بیع کر دے پھر جوع کرے وقف سے اور باپ اسکے وارث ثبوت سے وقف کرے اور وقف تالی ہو فی حکم کردے
میں حکم کرے ہیں اس کے تو وقف تالی صحیح ہوگا بسبب اس کے ہونے حکم قاضی کے اور ہیں بنا پر اسکو فقیر نے بعض مشائخ کی شرح میں اسکو قدوری کی شرح سے
اور قاضی بیضاوی و فتح القدیر وغیرہ سے ہیں کتاب ان کے کیا جسکو صاحب فتح القدیر نے حکم حسب اسکی صحت کر کے جو مسیر کر وقف ہیں کی بیع میں
حکم قضا میں مصنف نے قاضی وغیرہ سے صحیح و صحت نقل کی اگرچہ قاضی سے خلافی المذہب اور قنیہ کی روایت اس کے بعد بیع میں صحیح ہے اور علامہ قاسم نے بیان
یہ قول امام ہے جسکے واسطے بعول فتاویٰ قنیہ وامام کا قول یعنی تحت کا لازم ہونا بحکم قاضی اگرچہ مقدمہ اسکی تصحیح کی ہے کہ اسپر فتویٰ ہے جیسا کہ بحر الرائق
غیر مفتی بہ ہے حکم کرنا جائز نہیں کذا فی الشامی وفی الفتاوی القاضی ان بیع القیم ودی لغیر الوارث لا یصح بیعہ لانہ لو بطل مال الملک لوارث بیع المال غیرہ کو ترد لازم
شرعی لمانی الفقہا دیکہ بابت اقیم او الوقف ولا لقاضی فالواجب اور اگر قاضی بیع وقف کی غیر وارث کو اجازت دے تو اسکی بیع جائز نہیں اسواسطے کہ جب باس مال
یعنی قاضی کی اجازت بیع سے تو وارث کی ملک میں ہوگیا اور جا لانکہ غیر کے مال کو بیچنا جائز نہیں کذا فی الہ یعنی عدم جواز اسوقت ہے کہ بغیر اجازت یعنی ہو اسو
ایک قاعدہ میں ہو کہ فصل وقف بیچا قاضی کے امر اور تجویز سے تو جائز ہے یعنی اسواسطے کہ بیع شرعی تو نہ ہوئی اما المسجل و القطع ثبوتہ ولاد والوقف ینا فاقضال
المفتی ابو السعود فی معروضاتہ قد منع القضاة من استماع ہذہ الدعوی انتہی تحفہ میں کہتا ہوں در وقف مسجل کا اگر ثبوت منقطع ہو اور وقف کی ادا دیکھا جیسا
جائے تو فتاوی ابو سعود سے یعنی معروضات میں کہا کہ ایسے دعوی کے استماع سے قاضی ممنوع ہیں تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ثم انقضاء ثبوت مسجل کی صورت ہے کہ
مثلاً قاضی کی مجلس میں یہ مرقوم ہو کہ فلانے شخص نے فلانی زمین وقف کی اور قاضی نے اسپر حکم کر دیا لیکن بسبب طول مدت کے اسکے ثبوت پر گواہ نہیں ایسا الوقف
فی مرض موتہ کہبتہ فیعتبر من الثلث مع القبض وقف کرنا اپنے مرض الموت میں مانند ہبہ کے ہے مرض الموت میں یعنی ثلث مال سے معتبر ہے قبض کے ساتھ فان خرج الوقف من الثلث
او اجازة الوارث نفذ فی الکل الا بطل فی الزائد علی الثلث ولو اجاز البعض جاز بقدرہ سو اگر وقف مذکور ثلث مال سے نکل آیا یا اسکے وارث نے
جائز رکھا تو کل میں نافذ ہوگا اور اگر ثلث سے نہ نکلا یا وارث نے جائز رکھا تو تہائی مال سے زائد میں باطل ہوگا اور اگر بعضے وارث نے وقف میت کا جائز رکھا تو بقدر
اسکے جائز ہوگا وبطل وقف راہن معسر و مریض مدیون بمحیط اور باطل ہے وقف کرنا راہن مفلس کا اور اس مریض کا جو دین محیط کا مدیون ہے بخلاف صحیح تو بطل بحیز فان شرط وفاء
دینہ من غلتہ صح وان لم یشترط یوفی من الفاضل عن کفایتہ بلا سرف ولو وقفہ علی غیرہ فغلتہ من جملة لخاصة فتاوی ابن نجیم بخلاف تندرست مدیون کے اگر وہ شخص وقف
کیا ہو تو باطل ممنوع التصرف ہوتے سوا اگر اسنے ادائے دین کی شرط کی ہو وقف سے محصول سے تو صحیح ہے اور اگر شرط نہ کی ہو تو دین ادا کیا جائے آمدنی سے جو فاضل بچے وہ نفس
کی بقدر کفایت سے بلا فضول خرچی اور اگر واقف نے اپنے سوا اور شخص پر وقف کیا ہو تو اسکی آمدنی اسی شخص کو واسطے مخصوص ہوگی جسکے واسطے واقف نے مقرر کر دیا
کذا فی فتاوی ابن نجیم ہم دیکھتے ہیں مریض ہو تو مانع صحت وقف ہے نہ صحیح غیر محجور میں اور اگر صحیح ہو تو بسبب سفاہت یا دین کے محجور التصرف ہوا ہو تو وقف اسکا صحیح نہیں فلت قید بالدین
المحیط لیجوز فی ثلث الباقی بعد الدین لو لم یحط والا فکلہ لو اجازہ القاضی ثم ظہر لی شرح با رمز بدل لہا ما مر فی الاسعاف فی باب وقف المریض میں کہتا ہوں کہ دین میں یا
کی قید لگائی گئی اسلیے کہ دین غیر محیط میں وقف جائز ہے اس ثلث مال میں جو بعد ادائے دین باقی رہے اسپر تاکید واقف کے وارث ہوں اور اگر اسکے وارث نہ ہوں تو
اسکے کل مال میں بعد ادائے دین کے وقف صحیح ہوگا پھر اگر قاضی نے وقف کو بیچا واسطے ادائے دین واقف کے خواہ دین محیط ہو یا غیر محیط پھر میت کا وقف کا مال ظاہر ہوا تو وہی
اس مال سے دوسری زمین بقدر ثمن اسکے خرید کرے اور جو بیان اسکا اسعاف میں ہے وقف مریض کے بیان میں اور وہبانیہ ہے فان وقف المرتہن فکذا یجوز فان فک جاز
وعین تعین لا لفقیر ادائی و انتقل الی لغلة بمیل لفقیر اور وہبانیہ میں ہے کہ اگر شی مرہون کو وقف کیا پھر اسکو خلاص کیا تو جائز ہے سو اگر مر گیا وہ مال چھوڑ کر

ہوا اُسکے دین مین پورا ہی تو وقف معتبر نہوگا یعنے اگر دین ادا نہوگا تو وقف باطل کیا جائیگا یا آمدنی کیواسطے مہلت دیجائے تو اُس سے دین ادا ہو اور وقف باطل نہو تو تامل کرنا چاہیے
ہم طحطاوی نے کہا کہ بموجب امر شارح کے ہمنے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ طرز بیان شارح خوب نہیں اسواسطے کہ شرنبلالی نے وہبانیہ مین کہا آمدنی کیواسطے مہلت دینا یعنے علما کی بحث ہے

روایت نہین جسکو بطور نص ذکر کیا قلت لکن فی معروضات المفتی ابی السعود سئل عمن وقف علی اولادہ وہو مستغرق الدین ہل یصح فاجاب لا یصح ولا یلزم والقضاۃ ممنوعون من الحکم
وتسجیل الوقف بقدر ما یشغل الدین انتہی فلیحفظ مین کہتا ہون لیکن مفتی ابو سعود کی معروضات مین سوال ہوا اُس شخص کا جسنے اولاد پر وقف کیا اور اداے دین بھا گا کیا
یہ وقف صحیح ہے تو جواب دیا کہ صحیح نہین اور لازم نہین اور قاضیون کو منع ہے اسکا حکم کرنا اور وقف سجل کرنا بقدر اسکے جو مشغول ہے دین سے انتہی جواب المفتی تو اسکو یاد رکھنا چاہیے
ہم یہ منع سلطان روم کی جانب سے ہے جیسے بعد بندرہ سال کے استماع دعوی منع ہے کذا فی الطحطاوی الوقف علی ثلثۃ اوجہ اما للفقراء او للاغنیاء ثم الفقراء او یستوی فیہ

الفریقان کرباط وخان ومقابر وسقایات وقناطر ونحو ذلک کمساجد وطواحین وطست لاحتیاج الکل لذلک بخلاف الادویۃ فلم یجز لغنی بلا تعمیم او تخصیص فیدخل الاغنیاء
تبعا للفقراء قنیہ وقف تین طور پر ہے یا فقیرون کیواسطے ہے یا مالدارون کیواسطے یا بعد اُسکے فقیرون کیواسطے یا اُسمین دونون فریق برابر ہین چنانچہ مسافرخانہ اور خانقاہ اور قبرستان
اور آبدار خانے یعنی پانی کی سبیل اور پل اور اسکے مانند اور چیزین جیسے مسجدین اور پنچکیان اور طاس کہ ان چیزون کے وقف مین فقیر اور غنی برابر ہین سو اسواسطے کہ انکی طرف سب کی حاجت ہے
بخلاف دوا یعنی جو دوا کہ دارالشفا مین وقف ہو تو وہ مالدار کو جائز نہین بلا تعمیم یا تخصیص کے تو صورت تعمیم اغنیا بھی اسمین فقیرون کے پیرو ہوکر داخل ہونگے کذا فی القنیہ تعمیم کی
یہ صورت ہے کہ واقف کہے کہ دوا اسمین سب بیمارون کیواسطے وقف ہین اور تخصیص یہ کہ واقف اغنیا کو کھولکر بذکر کردے تو اغنیا اسمین بالقصد داخل ہین اور تعمیم مین بالتبع فرع مسئلہ ملحقہ

شارح کا اقر بوقف صحیح دیانۃ اخرجہ من یدہ وورثتہ یعلم خلافہ جاز الوقف ولا تسمع دعوی وارثہ قضاء اور اقرار کیا واقف نے وقف صحیح کا اور اسکا کہ اُسنے اسکو اپنے ہاتھ سے خارج کردیا اور
واقف کا وارث اُسکے خلاف جانتا ہے یعنی یہ جانتا ہے کہ مورث نے وقف نہین کیا تو وقف جائز ہے اور اُسکے وارث کا دعوی مسموع نہین ہے اور قضا مین کذا فی الدرر وفی الوہبانیہ ۵
ویبطل وقف امراء بارتدادہ فیجعل الارتداد منہ للوقف اجدر اور وہبانیہ مین ہے کہ باطل ہوجاتے ہین وقف اُس مرد کے کہ اُسکے مرتد ہوجانے سے تو حالت ارتداد کے وقف بطریق اولی باطل ہونگے

فصل

یہ فصل ہے شرط واقف کی مراعات مین یراعی شرط الواقف فی اجارتہ فلم یزد القیم بل القاضی لانہ ولایتہ النظر لفقیر وغائب وغیبت عایت کیجاسے یعنے واجب الرعایت ہے واقف
کی شرط اجارہ وقف مین تو متولی واقف کی شرط سے زیادہ اجارہ نہ دے بلکہ قاضی اسکو شرط سے زیادہ کرسکتا ہے اسواسطے کہ قاضی کو ولایت نظری ہے فقیر اور غایب اور میت کیواسطے
ہم مثلا واقف نے شرط کی کہ زمین وقف کو ایک سال سے اجارہ نہ دے اور حالانکہ مستاجر اتنی مدت کے اجارہ پر رغبت نہین کرتے اور چند سال کا اجارہ فقیرون کے حق مین نافع تر ہے تو متولی
اور چند سال کا اجارہ نہین کرسکتا بلکہ قاضی سے حال عرض کرے تاوہ مدت اجارہ زیادہ کردے کذا فی البحر فلو اہمل الواقف مدتہا قیل تطلق الزیادۃ للقیم وقیل تقید بسنۃ
مطلقا وبہا افتی ابو اللیث بعض فی الدار وثلث سنین فی الارض الا اذا کانت المصلحۃ بخلاف ذلک وہذا مما یختلف زمانا وموضعا پھر اگر واقف نے مدت اجارہ بلا قید رکھی تو بعضون
نے کہا کہ اجارہ کی مدت کی زیادتی اسواسطے علی الاطلاق باقی رہیگی اور بعضون نے کہا کہ ایک سال کو مقید ہوگی ہر صورت مین اور اسیپر یعنی سال کی مدت پر فتوی ہے گھر کے اجارہ
اور تین سال پر فتوی ہے زمین کے اجارہ مین مگر جبکہ مصلحت اسکے مخالف ہو اور یہ یعنی اختلاف مدت اجارہ مختلف ہے باعتبار زمان اور مکان کے ہم زیادتی مدت اجارہ ہے
اسلیے وقف مین جائز نہوئی کہ ابطال وقف نہ لازم آوے اسواسطے کہ جو مستاجر کو مدت دراز تک تصرف مالکانہ کرتے دیکھیگا تو اُسکی ملک کا اُسکو وہم ہوگا وفی البزازیۃ لو احتیج لذلک

یعقد عقودا فیکون العقد الاول لازما لانہ ناجز والثانی لا لانہ مضاف قلت لکن قال ابو جعفر الفتوی علی ابطال الاجارۃ الطویلۃ ولو بعقود ذکرہ الکرمانی فی الباب التاسع عشر واقرہ
قدری افندی وغیرہ فی الاشباہ اور بزازیہ مین ہے کہ اگر اُسکی یعنی طول مدت اجارہ کی احتیاج ہو تو چند عقود منعقد کرے تو عقد اول لازم ہوگا اسواسطے کہ وہ فی الحال
کا عقد ہے اور عقد ثانی لازم نہین اسواسطے کہ وہ مضاف ہے مین کہتا ہون لیکن فقیہ ابو جعفر نے کہا کہ اجارہ طویلہ کے ابطال پر فتوی ہے اگرچہ بہ چند عقود ہو چنانچہ
اسکو کرمانی نے انیسوین باب مین ذکر کیا ہے اور قدری افندی نے اسکو قائم رکھا ہے اور کتاب الاجارہ مین آئیگا کہ شارح نے استدراک سے آگاہ کردیا ہے بزازیہ کی روایت

قدر ونقص جو ویسا ہی اجر المثل علی الحر زیادۃ قبل و بہ والمستحق تاری الہدایۃ او نقصان بیسیر الا اذا لم یرغب فیہ الا بالاقل اشباہ اور وقف کا مکان اجارہ پر دیا ہے اجرت مثل پر
تو اس سے کم اجارہ دینا درست نہیں اگرچہ مستحق ہی مستاجر ہو کذا ذکرہ قاری الہدایہ مگر اجرت مثل سے اگر تھوڑا سا کم ہو تو جائز ہے یا جبکہ اسمین کوئی خواہش نہ کرتا ہو
الا باقل کذا فی الاشباہ فلو رخص اجرہ بعد العقد لا یفسخ العقد للزوم الضرر اور اگر وقف کا کرایہ ارزان ہو جائے بعد عقد کے تو عقد منفسخ ہوگا بسبب لزوم ضرر وقف کے
بسبب فسخ کے ولو زاد اجرہ علی اجر مثلہ قیل یعقد ثانیا بہ علی الاصح اور اگر اجرت وقف کی گران ہو جائے اسکی اجرت مثل سے تو بعضوں نے کہا اجارہ کو دوبارہ منعقد کرے
بقول اصح فی الاشباہ ولو زاد اجر مثلہ فی نفسہ بلا زیادۃ احد فللمتولی فسخہا به یفتی وما لم یفسخ فلہ المسمی اشباہ مین ہے اگر اسکا اجر مثل فی نفسہ زیادہ ہو گیا بدون زیادہ کرنے
کسی شخص کے تو متولی کو اسکا فسخ کر دینا جائز ہے اسی پر فتوی ہے اور جبتک فسخ نہ کریگا تو اسکو اجر معین ہی ملیگا وقیل لا یعقد ثانیا کزیادۃ واحد تعنتا فانہا غیر معتبر
ۃ بل فی الاجارۃ اور بعضوں نے کہا درصورت زیادتی دوبارہ عقد نہ کرے مانند زیادتی کسی شخص کیواسطے تکلیف رسانی اور مشقت اندازی مستاجر کے کہ وہ زیادتی
معتبر نہیں ہوا کرتی اور ایک کتاب الاجارہ میں ہے المستاجر الاول اولی من غیرہ اذا قبل الزیادۃ اور پہلا مستاجر اولی ہے اپنے غیر سے جبکہ زیادتی اجر کو قبول کرے تم یہ مبنی ہے
قول اول پر جو اصح ہے والموقوف علیہ الغلۃ او السکنی لا یملک الاجارۃ ولا الدعوی لو غصب منہ الوقف الا بتولیۃ او اذن قاض لو الوقف علی رجل معین علی ما علیہ الفتوی
عمادیہ لان حقہ فی الغلۃ لا العین اور جسکے واسطے محصول یا سکونت وقف ہو وہ اجارہ دینے کا مالک نہیں اور نہ دعوی کا مالک ہے اگر اس سے کسی نے وقف غصب کر لیا ہو مگر
سبب تولیت یا اذن قاضی کے اگرچہ مرد معین پر وقف ہو بنا بر قول مفتی بہ کے کذا فی العمادیہ اجارہ دینے کا اسواسطے مالک نہیں کہ حق مستحق کا محصول مین ہے نہ عین وقف مین
وہل یملک السکنی من یستحق الریع فی الوہبانیۃ لا وفی شرحہا للشرنبلالی والتحریر نعم اور کیا سکونت وقف کا وہ شخص مالک ہے جو مستحق ہے اسکی آمدنی کا وہبانیہ مین کہا کہ وہ مالک
سکونت کا نہیں اور اسکی شرح شرنبلالی مین کہا اور تحریر یہ ہے کہ ہان وہ سکونت کا مالک ہے والموقوف اذا آجرہ المتولی بدون اجر المثل لزم المستاجر لا المتولی کما غلط فیہ
بعضہم تمام امرای تمام اجر المثل اور جبکہ متولی موقوف کو کمتر اجر مثل سے اجارہ دے تو مستاجر کو پورا اجر مثل دینا لازم ہوگا نہ متولی کو جیسا کہ بعضوں نے اسمین غلطی سمجھا ہے کا یہ
وکذا وصی خانیہ اجر منزل صغیرہ بدونہ فانہ یلزم المستاجر تمامہ لانہ لیس لکل منہما ولایۃ الحط ولا الاسقاط چنانچہ باپ یا وصی نے کذا فی الخانیہ اجارہ دیا اپنے صغیر کا مکان
اجرت کمتر مثل سے تو البتہ مستاجر پر پورا اجر لازم ہوگا اسواسطے کہ ہر ایک کو دونون مین سے کم کرنے اور ساقط کرنے کی ولایت نہیں ہم طحطاوی نے کہا کہ اگر شارح بجاے لکل منہما
کے لکل منہم کہتا تو متولی کو بھی تعلیل شامل ہوتی وفی الاشباہ عن القنیۃ ان القاضی یامرہ بالاستیجار باجر المثل وعلیہ تسلیم ما مرد وسنین لمافیہ ولو کان الفیم ساکتا مع قدرتہ علی
الرفع للقاضی لا غرامۃ علیہ وانما ہی علی المستاجر واذا ظفر الناظر بمال الساکن فلہ اخذ النقصان منہ فیصرفہ فی مصرفہ قضاء ودیانۃ انتہی فلیحفظ اور اشباہ مین قنیہ
سے منقول ہے کہ قاضی مستاجر کو بعوض اجر مثل اجارہ لینے کا امر کرے اور اسپر سنین ماضیہ کی زیادتیاں لازم ہونگی یعنی درصورت کم ہونے اجارہ کے اجرت مثل سے اور
اگر متولی ساکت رہا ہوگا باوجود اسکے قادر ہونیکے قاضی کے پاس نالش کرنے پر تو بھی اسپر تاوان نہیں ہوتا تاوان تو مستاجر ہی پر ہے اور جبکہ ناظر ساکن وقف کے مال کو پا جاوے تو اسکو
بقدر نقصان اسمین لینا جائز ہے پھر اسکو صرف کرے وقف کے مصرف مین قضاء بھی اور دیانۃ بھی انتہی کلام الاشباہ تو اسکو یاد رکھنا چاہیے قلت وقید باجارۃ المتولی لما فی غصب الاشباہ
لو اجرہ الغاصب فما اداہ مضمونہ من مال الوقف والیتیم او معد للاستغلال فعلی المستاجر المسمی لا اجر المثل وعلی الغاصب ما قبضہ لا غیر لتاویل العقد انتہی فلیحفظ مین کہتا ہون کہ مصنف نے وقف مین
اجارہ متولی کی قید لگائی اسواسطے کہ اشباہ کی کتاب الغصب مین یون ہے کہ اگر غاصب نے اجارہ دیا جسکے منافع کا ضمان غاصب پر ہے جیسا مال وقف یا مال یتیم یا آس مکان کے جو کرایہ کیواسطے
مہیا ہے تو مستاجر پر اجر مسمی ہے نہ اجر مثل اور غاصب پر جو کچھ لیا ہے اسکا جو اجر اسنے مستاجر سے لیا ہے سوا اسکے بسبب تاویل عقد اجارہ انتہی تو اسکو یاد رکھنا چاہیے یفتی بالضمان فی غصب
عقار الوقف وغصب منافعہ او اتلافہا کما لو سکن بلا اذن او اسکنہ المتولی بلا اجر کان علی الساکن اجر المثل ولو غیر معد للاستغلال به یفتی صیانۃ للوقف وکذا منافع مال الیتیم درر فتوی یا وہ
تاوان کا زمین وقف کے غصب اور اسکے منافع کے غصب اور منافع کے تلف کر دینے مین چنانچہ اگر کسی نے مکان وقف مین سکونت کی بلا اذن یا متولی نے اسکو رکھا بلا کرایہ تو ساکن
پر اجر مثل واجب ہوگا اگرچہ وہ مکان کرایہ کیواسطے مہیا نہو اسی پر فتوی ہے وقف کی حفاظت کیواسطے اور یہی حکم ہے مال یتیم کے منافع کا کذا فی الدرر وکذا الفتوی بکل ما ہو انفع للوقف فیما

اختلف العلماء فیہ حاوی القدسی متی قضی بقیمۃ شری بہا عقارا آخر فیکون وقفا بدل الاول اور اسیطرح فتوی ہی ہر ایک اس قول پر جو وقف کیواسطے زیادہ ترنافع ہی جسمین علما کا اختلاف ہو
کذا فی حاوی القدسی اور جبکہ قاضی زمین وقف کی قیمت کا حکم کرے تو بعوض اسکے دوسری زمین خرید کرے تو یہ زمین وقف ہوگی زمین اول کی عوض یعنی اسکا وقف ہونا بلفظ وقف پر موقوف
نہین کذا فی معین المفتی اور اختلاف علما کی یہ صورت ہی مثلا کہ ایک قول ہی کہ استبدال وقف در صورت قلت محصول جائز ہی اور دوسرے قول مین جائز نہین مگر در صورت فقدان محصول مطلقا تو عدم
جواز پر فتوی دیا جائیگا کہ یہ وقف کو نافع تر ہی بسبب باقی رہنے اسکی ذات کے اور احتمال تلف ہوجانے اسکی قیمت کے والذی تقبل فیہ الشہادۃ حسبۃ بدون الدعوی اربعۃ عشر منہا الوقف
علی ما فی الاشباہ لان حکمہ التصدق بالغلۃ وہو حق اللہ تعالی اور جنمین گواہی بغرض ثواب مقبول ہوتی ہی تحصیل ثواب کے واسطے بدون دعوی کے وہ چودہ مقام ہین انمین سے ایک وقف ہی کذا فی الاشباہ اسواسطے
کہ اثر مترتب وقف کا تصدق ہی محصول کا اور تصدق حق اللہ ہی تو اسکی گواہی مین دعوی مدعی کی کچھ حاجت نہین ثم چودہ مقامات مذکورہ مین وقف طلاق تعلیق طلاق لونڈی کا
آزاد ہونا اسکا مدبرہ ہونا خلع ہلال رمضان نسب حد زنا حد شرب ایلا ظہار حرمت مصاہرت اپنے مولی کے نسب کا دعوی کذا فی الطحطاوی عن الاشباہ ویقبل لو الوقف علی معینین
ہل تقبل بلا دعوی فی الخانیۃ ینبغی لا اتفاقا وفی شرح الوہبانیۃ حسن بن التفصیل ہو المختار وفی التاتارخانیۃ ان ہو حق اللہ تقبل والا لا الا بالدعوی فلیحفظ باقی رہی یہ بات کہ اگر
وقف معین لوگون پر ہوگیا اسمین گواہی بلا دعوی مقبول ہی یا نہین تو خانیہ مین کہا لائق یہ ہی کہ مقبول نہین بالاتفاق اور شیخ حسن کی شرح وہبانیہ مین ہی اور یہ تفصیل ہی مختار ہی
اور تاتارخانیہ مین ہی کہ اگر وہ حق اللہ ہی تو مقبول ہی اور حق اللہ نہین تو گواہی بلا دعوی مقبول نہین سو اسکو یاد رکھنا چاہیے ثم تفصیل مذکور سے تاتارخانیہ کی تفصیل مراد ہی کہ
غیر معین پر مقبول ہی نہ معین پر قلت لکن بحث فیہ ابن الشحنۃ [illegible] مین کہتا ہون لیکن بحث کی ہی اسمین یعنی اشکال [illegible] ثم ابن شحنہ نے کہا کہ تفصیل مذکور
لابدی ہی اسواسطے کہ جب شہادت قائم ہولی اسپر کہ اس نے وقف کی تو ہم معین مستحق ہی تو اسمین دعوی [illegible] اسکے استحقاق اور احتمال سے اگرچہ آخر کار
اسکے فقرا مستحق ہون بخلاف اس گواہی کے کہ فقرا یا مسجد کے وقف پر قائم ہو کذا فی المنح حلبی نے کہا [illegible] اطلاق کیطرف جو کلام اس سے مستفاد ہی نہ تفصیل
کیطرف طحطاوی نے کہا شارح کی عبارت اسکے مخالف موہم ہی ووفق المصنف بقبولہا مطلقا لثبوت اصل الوقف بقبولہ للفقرا واشتراط الدعوی لثبوت الاستحقاق لما فی
الخانیۃ لو کان ثمہ مستحق لم یدع لم یدفع لہ شئ من الغلۃ بل تصرف للفقرا اور مصنف نے اپنی شرح مین اختلاف مذکور [illegible] یہ ہی کہ مقبول ہی گواہی کے مطلقا واسطے
ثابت ہونے اصل وقف کے کیونکہ مرجع اسکے فقیر ہین اور واسطے مشروط ہونے دعوی کیواسطے ثابت ہونے استحقاق کیواسطے کہ خانیہ مین ہی کہ اگر وہان مستحق ہو اور دعوی نکرے تو اسکو
کچھ غلہ نہ دیا جائیگا اور تمام غلہ محتاجون پر صرف کیا جائیگا ثم خلاصہ توفیق مذکور یہ ہی کہ ثبوت اصل وقف محتاج نہین دعوی کا مطلقا اگرچہ مستحق بدون دعوی کے غلہ نہ پاویگا اور ثبوت
استحقاق شخص معین بلاشبہہ دعوی پر موقوف ہی تو اب ابن وہبان و ابن شحنہ کے کلام کا خلاف مندفع ہوگیا کذا فی المنح قلت مفادہ انہ لو ادعی المستحق مع انہا لاتسمع منہ علی
المفتی بہ لا بتولیۃ کما قدمنا مین کہتا ہون قول مذکور سے یہ مستفاد ہوا کہ مستحق دعوی کریگا تو مستحق غلہ ہوگا باوجود اس بات کے کہ مستحق کا دعوی مسموع نہین بنا بر قول مفتی کے
بدون تولیت کے چنانچہ عنقریب گذر گیا تو غور کر ثم حلبی نے کہا جو مذکور ہو چکا وہ یہ ہی کہ در صورت غصب کے مدعی ہوگا نہ مستحق بلا تولیت اور اگر مستحق وقف مین اپنے استحقاق کا دعوی کریگا
تو بلاشبہہ صحیح ہی محتاج تدبر نہین وفی الاشباہ لنا شاہد حسبۃ فی اربعۃ عشر ولیس لنا مدع حسبۃ الا فی دعوی الموقوف علیہ اصل الوقف فانہا تسمع عند البعض والمفتی بہ لا الا بتولیۃ فاذا لم تسمع دعواہ
قال الحلبی ای المنتہی وقد مر فتنبہ اور اشباہ مین ہی کہ ہم حنفیون کے نزدیک شاہد حسبہ چودہ مقام مین ہی چنانچہ عنقریب مذکور ہو چکا اور ہمارے نزدیک مدعی حسبہ نہین مگر موقوف علیہ اصل وقف
کے دعوی مین کہ اسکا دعوی مسموع ہی بعض کے نزدیک اور قول مفتی بہ مین مسموع نہین مگر تولیت پھر دعوی اسکا مسموع نہوا تو حلبی اس سے بہتر ہوا انتہی کلام الاشباہ اور البتہ
مذکور ہو چکا سو آگاہ ہو جا ثم جو مذکور ہوا سو موقوف علیہ کا دعوی غاصب پر ہی اور یہان اصل وقف کا دعوی ہی تو دونون کی مغایرت مین شک نہین ولیس شرطا فی دعوی
الوقف بیان الواقف لو الوقف قدیما فی الصحیح بزازیۃ لما یکون اثباتا المجہول وفی العمادیۃ تقبل اور شرط ہی دعوی وقف مین بیان واقف کا اگرچہ وقف قدیمی ہو قول
صحیح مین کذا فی البزازیۃ تا اثبات مجہول کیواسطے نہو اور عمادیہ مین ہی کہ مقبول ہی بلا بیان واقف اور یہ قول ہی ابو یوسف کا اور اسی پر مشائخ بلخ ہین اور چونکہ وقف مین ابو یوسف کے
قول پر فتوی ہی تو یہان بھی انھین کے قول پر فتوی ہوا کذا فی المنح وتقبل فیہ الشہادۃ علی الشہادۃ وشہادۃ النساء مع الرجال والشہادۃ بالشہرۃ لاثبات اصلہ وان

قولہ قال الطحطاوی قال صاحب الاشباہ اربعۃ عشر [illegible] ۱۲

شرح الوہبانیہ فی الحج فی المنیۃ والوقف من مصیر بشہادۃ وقوف انہ ینقل الشہادۃ کے بخلاف غیرہ اوقبول ہوونے میں گواہی پر گواہی دینا اور گواہی خوذ تلف ہو جانے
کے ساتھ القبول ہے اور ہنگی گواہی جس وقف کے ثبات کیواسطے اگرچہ گواہ اپنی سماعت کی تصریح بھی کر دین قول مختار میں اور گواہ ذمہ معین کرنے میں موجود ہے تو اسکی قبول
ہے کذا فی التاتارخانیہ مسئلہ سے متفرق میں شہادت غیر وقف کے ہیئے جسمیں شہادت بالتسامع جائز ہے چنانچہ سب گواہوں میں اپنی سماعت کی تصریح کرینگے تو گواہی قبول نہ کی کذا فی البحر
من فتح القدیر والتقبیل بالشہرۃ لاثبات شرائطہ فی الصحیح و در مختار غیر مقبول ہین شہرت کی گواہی شرائط وقف کے اثبات کیواسطے قول اصح میں کذا فی الدرر وغیرہم اسی پر فتوی ہے کذا فی
الخلاصہ والفیض والمنح کما تصح شہادت بالشہرۃ یہ کہ مدعی دعوی کرے کہ اس زمین کل وقت بر فلان امر پر معروف اور مشہور ہے اور گواہ بھی یہی گواہی دیں شہادت بالتسامع پر کہ شرائط
کے گواہی دینا موں بسبب تسامع کے کذا فی الشامی اور بزازیہ میں ہے کہ شہادت بالتسامع اصل وقف پر موقوف ہے اور اسکی شرائط پر سو اسکے کہ وقف باقی رہتا ہے اور نہ بعد
فرق بجانب شرائط کے اور جسسے صحت وقف کی تحقیق ہو اور موقوف علیہ موسودہ اصل وقف سے ہے اور جو موقوف نا صحت وقف نہیں وہ اسکی شرائط میں ہے کذا فی المنح لکن فی
المجتبی المختار قبولہا علی شرائطہ ایضا واعتمدہ فی المعراج واقرہ الشرنبلالی وقواہ فی الفتح تقویۃ بسیکت الشہرت ثبوت المجد وشرائطہ ومصارفہ ما کان علیہ وہ اوعن الفساد انتہی
جواب اس کا شبہ ورد والدر اثم بحر لیکن مجتبی میں تھا کہ قبول کرنا شہادت شہرت کا وقف کی شرائط پر بھی قول مختار ہے اور معراج میں اسیپر اعتماد کیا ہے اور شرنبلالی نے اسکو ثابت
رکھا ہے اور فتح القدیر میں اسکو قوی رکھا فقہاء کے اس قول سے کہ جس وقف کا ثبوت منقطع ہو اور اسکی شرائط اور مصارف مجہول ہین تو انمین اسیپر عمل کیا جاتا تھا جو قاضیون کے
دفاتر میں ہو انتہی اور جواب اسکا یہ ہے کہ یہ بسبب ضرورت کے ہے اور مدعا عام ہے کذا فی البحر خلاصہ تقویت فتح القدیر یہ ہے کہ درصورت مذکورہ جب دفاتر قضاۃ پر عمل ہوا تو یہی مطلوب
ہے ثبوت بالتسامع کا اور جواب بحر الرائق میں یہ ہے کہ دفاتر پر عمل اس ضرورت سے ہوا کہ شرائط اسکے مجہول تھے اور مدعا عام ہے خواہ شرائط مجہول ہوں یا نہوں علاوہ اسکے
کلام فتح القدیر کا اس وقف میں ہے جسکا ثبوت منقطع ہو اور سوا دفتر کے اسکا حال معلوم نہو اور یہاں گفتگو اس وقف کی ہے جسکا ثبوت سماعت کی گواہی سے ہے و بیان
المصرف کقولہم علی مسجد کذا من اصلہ لتوقف صحۃ الوقف علیہ فتقبل بالتسامع اور مصرف وقف کا بیان چنانچہ یون کہنا شاہدون کا کہ یہ زمین فلانی مسجد پر وقف ہے داخل ہے
اصل وقف میں بسبب موقوف ہونے صحت وقف کے بیان مصرف پر تو مصرف میں شہادت بالتسامع مقبول ہے و بعض مستحقیہ وکذا البعض لورثۃ ولانائب لہا کما فی الاشباہ قلت
وکذا لو شہا احسار دنی وجہ احدا لغرماء کما سیجی فتنال وقالوا یقبل بینۃ الافلاس لغیبۃ المدعی وکذا اعتراض بعض الاولیاء المتساوین تیبت لاعتراض الکل کما وکذا الامان
والعفو وولایۃ المطالبۃ بازالۃ الضرر العام عن طریق المسلمین والتتبع یقتضی عدم الحصر اور بعض مستحق وقف بجائے کل مستحقین کے ہے اور اسیطرح بعض وارث اوران وکا سیر الیمین یعنی سوائے
مستحق اور وارث کے ایک شخص بجائے کل اشخاص نہیں ہو سکتا کذا فی الاشباہ میں کہتا ہوں اور اسیطرح حکم ہے اگر مفلسی بیدون کی ایک قرضخواہ کے سامنے ثابت ہو جیسا کہ آویگا تو اسکو
تمام کرد اور فقہانے کہا ہے کہ افلاس کے گواہ مدعی کی غیبت میں مقبول میں اور یہی حکم ہے بعض اولیاء متساوین کا کہ اعتراض نکلیگا حق ہر ایک کو پورا ثابت ہے اور یہی حکم ہے امان اور قصاص
اور ولایت مطالبت کا ضرر عام دفع کرنیکے واسطے مسلمین کی راہ سے اور تجسس اور تلاش مقتضی ہے عدم حصر کی ہم یہ رد ہے صاحب اشباہ کا کہ وہ دو کے حصر کا قائل ہے ہم نہ ینتصب احد
الورثۃ خصما عن الکل لو فی دعوی دین لا عین مالم یکن بیدہ فلیحفظ پھر معلوم کرنا چاہیئے کہ ایک وارث خصم ہوتا ہے سب وارثون کیطرف سے اگر دین کے دعوی میں خصومت ہو
نہ کہ عین کے دعوی میں تا وقتیکہ وہ مدعی علیہ کے ہاتھ میں نہو تو اسکو یاد رکھنا چاہیئے ینتصب خصما عن الکل ای اذا کان الوقف بین جماعۃ ووقفہ واحد فلو لاحد منہم او وکیلہ
الدعوی علی واحد منہم او وکیلہ یعنی بعض مستحق وقف جھگڑا کر سکتا ہے سب کیطرف سے یعنی جب وقف ہو ایک جماعت کے درمیان میں اور اسکا وقف کرنیوالا ایک ہی
ہو تو انمین سے ایک مستحق کو یا اسکے وکیل کو دعوی کرنا انمین سے دوسرے شخص پر یا اسکے وکیل پر جائز ہے وقیل لا ینتصب فلا یصح القضاء الا بقدر ما فی ید الحاضر اور دوسرا
قول ضعیف یہ ہے کہ بعض مستحق سب کیطرف سے خصومت نہیں کر سکتا سو قاضی کو حکم کرنا صحیح نہیں مگر اسیقدر میں جو حاضر کے ہاتھ میں ہے و قائل اس قول کا قاضی عبد الجبار ہے و ہذا اذا
انتصاب البعض اذا کان الاصل ثابتا والا فلا ینتصب احد المستحقین خصما و تمامہ فی الوہبانیہ اور یہ یعنی بعض مستحقین کا خصومت کرنا اسوقت ہے جب اصل وقف ثابت ہو اور
اگر ثابت نہو تو ایک مستحق خصومت نہیں کر سکتا اور پورا بیان اسکا شرح وہبانیہ میں ہے اشتری المتولی بمال الوقف دارا للوقف لا تلحق بالمنازل

الموقوفة ویجوز بیعها فی الاصح لان للزومہ کلاما کثیرا ولم یوجد ہھنا متولی وقف نے مالِ وقف سے ایک گھر خرید کیا واسطے وقف کرنیکے تو یہ گھر منازل موقوفہ سابقہ کے ساتھ نہ ملایا جاسے اور اسکی بیع جائز ہے قول اصح میں اسواسطے کہ اسکے لزوم وقف میں بہت سا کلام ہے اور یہان وہ موجود نہیں مات المؤذن والامام ولم یستوفیا وظیفتہما من الوقف سقط لانہ کالصلۃ کالقاضی وقیل لا یسقط لانہ کالاجرۃ کذا فی الدرر قبیل باب المرتد وغیرہا قال المصنف ثمہ وظاہرہ ترجیح الاول لحکایۃ الثانی بقیل قلت قد جزم فی البغیۃ تلخیص القنیۃ بانہ یورث بخلاف رزق القاضی کذا فی وقف الاشباہ ومنحۃ النہر مرگیا موذن اور امام اور حالانکہ دونون نے اپنا وظیفہ یعنی ماہانہ یا سالانہ وقف سے نہیں پایا تو ساقط ہوگیا مثل قاضی کے اسواسطے کہ وظیفہ مانند صلہ اور عطا کے ہے کہ بدون قبض مملوک نہیں ہوتا اور دوسرا قول یہ ہے کہ ساقط نہیں ہوتا اسلیے کہ وہ اجرت کے مانند ہے کذا فی الدرر قبیل باب المرتد وغیرہا مصنف نے اپنی شرح میں یہان کہا اور ظاہر درر ترجیح قول اول کا مقتضی ہے یعنی سقوط کا بسبب حکایت قول ثانی کے بلفظ قیل مین کہتا ہون کہ بغیۃ تلخیص القنیہ میں البتہ یقین کیا ہے اسکا کہ امام اور موذن کا وظیفہ موروث ہوتا ہے بخلاف رزق قاضی کے کذا فی وقف الاشباہ ومنحۃ النہر دار وقف علی الامام فلم یستوف الاجرۃ حتی مات ان اجرہا المتولی سقطوا ان اجرہا الامام لا عمادیہ اور اگر امام مسجد پر ایک گھر وقف ہو سواسنے کرایہ اس گھر کا پورا نہ پایا یہانتک کہ وہ مرگیا تو اگر وہ گھر متولی نے کرایہ دیا تھا تو کرایہ ساقط ہوگیا اور اگر اسکو امام نے کرایہ دیا تو ساقط نہوگا کذا فی العمادیہ یعنی اسواسطے کہ امام کا اجارہ دینا بمنزلہ اسکی قبض کے قرار دیا گیا اخذ الامام الغلۃ وقت الادراک وذہب قبل تمام السنۃ لا یسترد منہ غلۃ باقی السنۃ قضایا کالجزیۃ وموت القاضی قبل الحول ویحل للامام غلۃ باقی السنۃ لو فقیرا وکذا الحکم فی طلبۃ العلم فی المدارس اور امام نے غلہ لیا پختگی زراعت کے وقت اور اس مسجد سے چلا گیا قبل تمام ہونے سال کے تو اس سے باقی سال کا غلہ پھیر نہ لیا جائیگا تو وہ ہوگیا جزیہ اور موت قاضی کے مانند سال سے پہلے اور حلال ہوگا امام کو غلہ باقی سال کا اگر وہ محتاج ہوگا اور یہی حکم ہے طالب علمون کا مدرسون میں کذا فی الدرر یعنی اگر طالب العلم غلہ سال بھر کا مدرسہ سے لیکر چلا جاوے تو استرداد نہیں ہم اگر ذمی اثناے سال میں مرجاے تو اس سے ایام گذشتہ کا جزیہ نہ لیا جائیگا اور محتمل ہے کہ یہ مراد ہو کہ اگر اثناے سال میں جزیہ پیشگی دے پھر ذمی مسلمان ہوجاے یا مرجاے تو وہ یا اسکا وارث استرداد جزیہ نہیں کرسکتا ونظم ابن الشحنۃ الغیبۃ المسقطۃ للمعلوم المقتضیۃ للعزل منہ ۔ وما لیس منہ ان لم یزد علی ثلث شہور فہو یعفی ویغفر اور ابن شحنہ نے نظم کیا ہے اس غیبت کو جو ساقط کرتی ہے مشروط کو اور مقتضی ہے معزول کو اور منجملہ نظم مذکور یہ ہے اور جو غیبت ناچاری کی ہے اگر تین مہینہ سے زیادہ نہو تو وہ معاف اور مغفور ہے ۔ وقد اطبقوا لا یاخذ السہم مطلقا لما قد مضی والحکم فی الشرع یسفر اور البتہ علما نے اتفاق کیا ہے کہ درصورت غیبت ایام گذشتہ کا حصہ مطلقا نہ لے اور یہ حکم شرع میں ظاہر کیا واسطے ہم حصہ نہ لے مطلقا یعنی خواہ سفر ضروری ہو یا غیر ضروری قلت ہذا کلہ فی سکان المدرسۃ وفی غیر فرض الحج وصلۃ الرحم اما فیہما فلا یستحق العزل المعلوم کما فی شرح الوہبانیۃ للشرنبلالی مین کہتا ہون اور یہ تمام مذکور سکان مدرسہ میں اور فرض حج اور صلہ رحم کے سوا میں ہے اور ان دونون میں یعنی فرض حج اور صلہ رحم میں تو مستحق عزل اور مشروط کا نہیں کذا فی شرح الوہبانیۃ للشرنبلالی وفی المنظومۃ المحبیۃ ۔ لا تجز استنابۃ الفقیہ لا ۔ ولا المدرس لعذر حصلا ۔ کذاک حکم سائر الارباب ۔ اذ لم یکن عذر بذا من باب ۔ اور منظومہ محبیہ میں ہے کہ جائز نہیں نائب کرنا فقیہ اور نہ مدرس کا بسبب عذر کے حاصل ہو اسیطرح حکم ہے باقی ارباب وظائف کا یا عذر نہو تو یہ عدم استنابت بطریق اولی جائز نہو گی ۔ والمتولی لو اوقف اجرا ۔ لکنہ فی صکہ ما ذکرا ۔ من ای جہۃ تولی الوقفا ۔ ما جوزوا ذلک حیث یلغی ۔ اور متولی نے اگر وقف کو اجارہ دیا لیکن اُسنے وثیقہ اجارہ میں یہ ذکر نہین کیا کہ وہ کس وجہ سے متولی ہوا ہے وقف کا واقف کیطرف سے یا قاضی کیجانب سے تو فقہانے یہ اجارہ دینا جائز نہین رکھا جہان کہین ہو ۔ وشبہ الوصی اذ تختلف ۔ حکمہما فی ما علی ما یعرف ۔ بحسب التقلید والنقض فقس ۔ کل التصرف کیلا یلتبس ۔ اور مانند متولی کے وصی ہے اسواسطے کہ متولی اور وصی دونون کا حکم بنابر مشہور کے مختلف ہے بحسب تقلید اور نقض کے سو قیاس کر لے اجارہ دینے پر جمیع تصرفات کو اسواسطے فقہانے اجازت نہ دی تا احکام میں اشتباہ نہ ہو شرحہ جامع الفصولین میں ہے کہ ایجار متولی اور وصی بلا تصریح وجہ تولیت اور ایصا کی جائز نہیں اسواسطے کہ باپ کے وصی اور دادا کے وصی اور ان کے وصی اور قاضی کی جہت سے وصی کے احکام مختلف ہیں قلت لکن للسیوطی رسالۃ سماہا الضیابۃ فی جواز الاستنابۃ ونقل الاجماع علی ذلک فلیحفظ میں کہتا ہون کہ جلال الدین سیوطی کا ایک رسالہ ہے جسکا نام انہوں نے ضیابۃ فی جواز الاستنابۃ کہا ہے اور جواز نیابت پر اجماع فقہا نقل کیا ہے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ولایۃ نصب القیم الی الواقف ثم لوصیہ لقیامہ مقامہ ولایت قائم کرنی متولی کی واقف کیطرف ہے پھر اسکے وصی کو بسبب قائم ہونے وصی کے مقام اسکے ولو جعلہ علی امر الوقف فقط کان وصیا فی کل شئ خلافا للثانی ولو جعل النظر لرجل ثم جعل الآخر وصیا کانا ناظرین

فالمرجع تاریخ الوصیۃ اسعاف فقد وجد تما او قف فی کلام السوال تاریخ اثنان متاخر فتنبہ اور اگر واقف نے ایک شخص کو فقط مرافعت پر بھی کیا تو وہ سب جنہیں میں بھی ہوگا بعد
ہو یہ سمجھے کہ اور اگر واقف نے ہمہ کو نظارت کیلئے کو دیا پھر دوسرے کو بھی دیا تو دونوں ناظر ہونگے تا وقتیکہ تخصیص نہ ہو یہ اسعاف میں ہے اور اگر وقف کے دو وثیقے پائے گئے
اور ہر ایک میں ایک متولی کا نام ہو اور دوسرے وثیقہ کی تاریخ متاخر ہو تو دونوں شخص تولیت میں شریک ہونگے کذا فی البحر فرع مسئلہ ملتقطہ شارح کا طالب التولیۃ لا یولی الا المشروط لہ النظر لانہ کالمتولی نفسہ قلید
تولیت کی درخواست کرنیوالے کو تولیت نہ دیجائے سوائے اُس شخص کے جسکے واسطے تولیت مشروط ہو چکی ہو اور بعد شرط کے درخواست کریگا تو دیا جائیگا اسواسطے کہ وہ متولی ہو چکا
بسبب شرط ہونیکے تو وہ اپنی خواہش سے نفیذ شرط کا ارادہ کرتا ہے کذا فی النہر طحطاوی نے کہا جاتا ہے کہ اسکو اسواسطے تولیت نہ دیجائے کہ حدیث میں نہی وارد ہے کما قال انا لا نولی من اراد
بعد موت الواقف لم یوص الی احد فولایۃ النصب للقاضی اذ ولایۃ المستحق التولیۃ کما مر جبکہ وہ شخص کیا جسکے واسطے تولیت مشروط تھی بعد موت واقف کے اور اُسنے کسی کے واسطے وصیت نہیں
کی تولیت کی تو نصب کی ولایت قاضی کیواسطے ہے نہ مستحق وقف کیواسطے اسواسطے کہ مستحق کو ولایت نہیں مگر اسکی تولیت سے جیسا گذر گیا وما دام احد یصلح للتولیۃ من اقارب الواقف
لا یجعل المتولی من الاجانب لانہ اشفق ومن قصدہ نسبۃ الوقف الیہم اور جبتک کوئی شخص تولیت کی لیاقت رکھتا ہو واقف کے اقارب سے تو متولی بیگانوں میں سے نہ مقرر کیا جائے اسواسطے کہ
واقف کا رشتہ دار الاولی یا وہ شفیق ہے اور اسکا مقصود یہ ہے کہ وقف کی نسبت اسکی خاندان کیطرف ہی رہے اراد المتولی اقامۃ غیرہ مقامہ فی حیاتہ وصحتہ ان کان التفویض لہ
بالشرط عاما صح ولا یملک عزلہ الا اذا کان الواقف جعل لہ التفویض والعزل ایک متولی نے اپنے غیر شخص کو بجائے خود قائم کرنیکا ارادہ اپنی زندگی اور صحت میں کیا اگر متولی کو تفویض
تولیت بسبب شرط کرنے واقف کے عام ہو تو اقامت مذکور صحیح ہے اور متولی مذکور اُسکے معزول کرنیکا بعد اقامت کے مالک نہ رہیگا مگر جبکہ واقف نے اسکے واسطے متولی کرنا اور
معزول کرنا دونوں مقرر کردیا ہو طحطاوی نے کہا بہتر یہ تھا کہ شارح وصحتہ کو مقدم کرتا تاکہ تفصیل آئندہ صحیح ہوتی انتہی صاحب اشباہ کے والا فان فوض فی صحتہ لا یصح وان فی مرض موتہ صح و
ینبغی ان یکون لہ العزل والتفویض الی غیرہ کالایصاء اشباہ اور اگر متولی نے غیر کو تولیت سپرد کی اپنی صحت میں تو صحیح نہیں اور اگر اپنے مرض الموت میں تفویض کی تو صحیح ہے اور سزاوار یہ ہے کہ
عزل وتفویض غیر کا اختیار ہو مثل وصیت کرنیکے کذا فی الاشباہ مثلاً بیٹے وصی کو اختیار ہے کہ دوسرے کو وصی کرے اور اسکو معزول کرے قال وسئلت عن ناظر معین بالشرط ثم من بعدہ للحاکم هل
اذا فوض النظر لغیرہ ثم مات ینتقل للحاکم فاجبت ان فوض فی صحتہ نعم وان فی مرض موتہ لا لان المفوض لہ قائم مقامہ وعن واقف شرط لرجل معین ثم من بعدہ الفقراء ففرغ عنہ لغیرہ
ثم مات ہل ینتقل للفقراء فاجبت بالانتقال صاحب اشباہ نے کہا مجھ سے سوال ہوا ایسے ناظر کا جو معین ہو شرط سے پھر بعد اسکے حاکم کو اختیار ہو تو جب کہ ناظر مذکور غیر کو نظارت
سپرد کرے پھر مرجاوے کیا اسکی ولایت حاکم کیطرف منتقل ہوگی سو میں نے جواب دیا کہ اگر ناظر نے اپنی صحت میں غیر کو تولیت تفویض کی تو ہاں حاکم کیطرف انتقال ہوگا اور اگر اُسنے
اپنے مرض الموت میں تفویض کی تو انتقال نہ ہوگا جبتک وہ شخص باقی رہیگا جسکو ناظر نے تولیت سپرد کی بسبب قائم ہونے اُس شخص کے بجائے ناظر کے اور مجھ سے سوال ہوا ایسے وقف
کرنیوالے کا جسنے بترتیب وقف کیا ایک مرد معین کیواسطے پھر بعد اسکے فقیروں کے واسطے سو فرد مستحق اپنا حصہ غیر کیواسطے دیکر کنارہ گیر ہوا پھر مرگیا وظیفہ معاد کیا فقیروں کیطرف منتقل
ہوگا میں نے منتقل ہونیکا جواب دیا یعنی بعد موت مستحق مذکور کے وفیہا للواقف عزل الناظر مطلقا بہ یفتی ولم ار حکم عزلہ لمدرس وامام ولاہما ولو لم یجعل ناظرا فنصب القاضی لم یملک
الواقف اخراجہ ولو عزل الناظر نفسہ ان علم الواقف او القاضی صح والا لا اور اشباہ میں ہے کہ واقف کو اختیار ہے معزول کرنے ناظر کا مطلقا یعنی خواہ اُسنے اپنے واسطے عزل شرط
کیا ہو یا نہ کیا ہو اسی کا فتوی ہے اور میں نے نہیں دیکھا حکم معزول کرنے واقف کا اُس مدرس اور امام کو جنکو واقف ہی نے مقرر کیا اور اگر واقف نے ناظر معین نہیں کیا سو قاضی
نے منصوب کیا تو واقف اسکے اخراج کا مالک نہیں اور اگر ناظر نے اپنی ذات کو معزول کیا اگر واقف یا قاضی کو اسکا علم ہو تو عزل صحیح ہے والا نہیں م طحطاوی نے کہا کہ امام اور
موذن کی معزولی تو صریح ہے بلاشک مدرس کا بھی یہی حکم ہے خانیہ میں ہے کہ جب امام اور موذن بسبب عذر کے چھ مہینے تک کام نہ کریں تو متولی کو انکا معزول کرنا اور غیر کو قائم کرنا جائز
ہے انتہی لیکن یہ عزل بسبب علت کے ہے اور کلام ہے بدون علت میں باع دارا ثم اشتراہا المشتری من آخر ثم ادعی انی کنت وقفتہا او قال وقفت علی لم تصح وتحلف المشتری باع زید نے
گھر بیچا پھر اسکو خالد مشتری نے اور شخص سے بیچا پھر زید نے دعوی کیا کہ میں نے اس گھر کو وقف کر دیا تھا یا یوں کہا کہ وہ گھر مجھ پر وقف تھا تو یہ دعوی صحیح نہیں قسم بیجا لیگا مشتری سے ثم مشتریہا
کا بیع کرنا قید نہیں فتاوی ابن نجیم کے سوال میں یہ مذکور تھا شارح نے اسکو ذکر کر دیا اور مشتری پر اسواسطے حلف نہیں کہ حلف صحت دعوی پر مرتب ہے ولو اقام بینۃ اور برہان قبلت

فیبطل البیع ویلزم اجر المثل فیما لا فی الملک لو مستحق بجا المعتمد بزازیہ وغیرہا اور اگر بائع مذکور گواہ قائم کرے اسکے وقف ہونے پر یا حجت شرعی ظاہر کرے تو مقبول ہوگی اور بیع باطل
ہوگی اور مشتری پر اجر مثل لازم ہوگا وقف مین ملک مین وہ بشرطیکہ مستحق ہوکا بقول معتمد کذا فی البزازیہ وغیرہا اور وقف مین اجرت مثل لازم ہوجاتی ہے بلا عقد اجارہ بخلاف ملک
مستحق کے اور حجت شرعی سے وہ نوشتہ مراد ہے جو بیع کے وقت ہونے پر گواہی ہے چنانچہ فتاوی ابن نجیم مین مسائل کے سوال مین مصرح ہے اور ظاہر بیان شارح کا اسپر دلالت کرتا ہے
کہ نوشتہ پر عمل کرنا چاہیے یہ بیان شرعی اور حالانکہ یہ قاعدہ مذہب کے خلاف ہے کہ نوشتہ معمول بہ نہین ہے اور خود ابن نجیم نے سوال کے جواب مین فقط گواہون پر انحصار کیا ہے اور
اشباہ کے بعضے حاشیون نے کہا ہے کہ قاضی کے محفوظ سجل پر عمل کرنا چاہیے کذا فی النہایہ اور ولیس للمشتری حبس الثمن غیبۃ من الاستحقاق اور مشتری کو جائز نہین ہے کہ مکان وقف
مذکور کا قیمت لینے کے واسطے کذا فی المنیہ من باب الاستحقاق اسواسطے کہ حبس کرنا نہین ہے اور وقف مین بیع جائز نہین ہے یہی احدی المسائل البیع المستثنا من قولہم من سعی
فی نقض ما تم من جہتہ فسعیہ مردود علیہ اور دعوی یعنی بیع کرکے وقف کا دعوی کرنا ایک مسئلہ ہے ان اٹھ مسائل سے جو مستثنی ہین فقہا کے اس قول سے کہ جو شخص سعی کرے اسکے توڑنے
مین جو اسی کی جہت سے پوری ہوئی ہے تو اسکی سعی نامقبول ہے کذا فی تفسیر الاشباہ واعتمد فی الفتح والبحر انہ ان ادعی وقفا محکوما بلزومہ قبل والا لا وہو تفصیل حسن اعتمدہ
المصنف فی الاستحقاق لکن اعتمد الاول آخر الکتاب تبعا للکنز وغیرہ اور فتح القدیر مین اور بحر الرائق مین اسپر اعتماد کیا ہے کہ اگر بائع نے اسکا دعوی کیا کہ مبیع ایسا وقف
ہے جسکے لزوم پر قاضی کا حکم ہوگیا تو دعوی اسکا مقبول ہے اور نہین تو نہین اور یہ خوب تفصیل ہے جسپر مصنف نے باب الاستحقاق مین اعتماد کیا ہے لیکن آخر کتاب مین قول اول
پر یعنی اطلاق وقف پر خواہ لزوم کا حکم ہوا ہو یا نہوا ہو مصنف نے اعتماد کیا ہے کنز وغیرہ کے تابع ہوکر ہم تفصیل مذکور امام کے قول پر مبنی ہے اور بقول مفتی بہ حکم باللزوم کی
کچھ حاجت نہین وفی العمادیہ لا تقبل عند الامام وہو المختار وصوبہ الزیلعی قال وہو احوط اور عمادیہ مین ہے کہ دعوی مقبول نہین امام کے نزدیک اور یہی مختار ہے اور زیلعی نے اسکو تصویب
کی ہے اور کہا کہ یہی قول قریب تر باحتیاط ہے وفی دعوی المنظومۃ المحبیۃ وہذا فی وقف ہو حق اللہ تعالی اما لو کان علی العباد فلم یجز فلت قد قدمنا قبولہا مطلقا لثبوت اصلہ لانہ
للفقراء فتدبر وفی فتاوی ابن نجیم نعم تسمع دعواہ وبینتہ ویبطل البیع اور منظومہ محبیہ کے کتاب الدعوی مین ہے اور یہ یعنی دعوی وقف کے گواہ مقبول ہونا اس وقف مین
ہے جو حق اللہ ہے اور اگر وقف عباد پر ہو تو جائز نہین مین کہتا ہون ہم مقدم ذکر کرچکے مقبول ہونا شہادت کا مطلقاً واسطے ثابت ہونے اصل وقف کے کیونکہ اسکا
انجام کار فقیرون کے لیے ہے تو اسکو غور کرلے اور ابن نجیم کے فتاوی مین ہے کہ ہان دعوی وقف کا اور گواہی مسموع ہے اور بیع باطل ہوگی البانی للمسجد اولی من القوم
بنصب الامام والمؤذن فی المختار الا اذا عین القوم اصلح ممن عینہ البانی بنانے والا مسجد کا مقدم ہے اہل محلہ سے امام اور مؤذن کے مقرر کرنے مین بقول مختار مگر جبکہ قوم نے
امام اور مؤذن بانی کے امام اور مؤذن سے اصلح اور الیق معین کیا یعنی اسوقت مین تجویز اہل محلہ بہتر ہے اسواسطے کہ اسکی منفعت اہل محلہ کیطرف راجع ہے صح الوقف قبل
وجود الموقوف علیہ فلو وقف علی اولاد زید ولا ولد لہ او علی مکان ہیاہ لبناء مسجد او مدرسۃ صح فی الاصح صحیح ہے وقف کرنا قبل وجود موقوف علیہ کے تو اگر خالد نے
زید کی اولاد پر وقف کیا اور حالانکہ اسکے کوئی اولاد نہین یا اس مکان پر وقف کیا جسکو مسجد یا مدرسہ بنانے کے لیے مہیا کیا تو صحیح ہے قول اصح مین وتصرف الغلۃ
للفقراء الی ان یولد لزید او یبنی المسجد عمادیہ زاد فی النہر وینبغی انہ لو وقفہ علی مدرسۃ یدرس فیہا المدرس مع طلبۃ فدرس فی غیرہا لتعذر التدریس فیہا ان تصرف
العلوفۃ لہ لا للفقراء کما یقع فی الروم اور صرف کیا جاے محصول وقف کا فقیرون پر یہان تک کہ زید کی اولاد ہو یا مسجد بنائی جاے کذا فی العمادیہ نہر الفائق
مین اتنا زیادہ کیا ہے کہ اگر واقف نے وقف کیا اس مدرسہ پر جسمین مدرس درس کرتا ہے طالب علمون کے ساتھ سو مدرس پڑھانے لگا اور مدرسہ مین سوا سے
اسکے بسبب متعذر ہونے درس کے اس مدرسہ مین تو لائق یہ ہے کہ علوفہ مدرس کو دیا جاے نہ فقیرون کو چنانچہ بلاد روم مین رائج ہے ہم تدریس متعذر ہوئی بسبب
منہدم ہوجانے مدرسہ کے یا بعید واقع ہونیکے آبادی سے شروع تمہ حادثۃ للفتوی پیسائل ضرور بہ فرع جو فتوی کیواسطے حادثت ہوئے ہم شارح علامہ نے آخر کتاب الوقف
مین بکثرت مسائل ملحقہ کو زیادہ کیا اور بعد نفوت کتاب کے تنگنا سے ایجاز سے نکلکر گلگشت میدان اطناب فقط اسی باب مین پسند کیا ارصد الامام ارضا علی
سقایۃ لیصرف خراجہا لکلفتہا فاستغنی عنہا لخراب البلد فنقلہا وکیل الامام لسقایۃ ہی ملکہ بل التیح اجاب بعض الشافعیۃ بان الارصاد علی

ہے صدقہ میں داخل ہیں یعنی بیت المال [illegible] وقف ہونا ثابت ہوگا [illegible] محروم ہوجاوے مرتبہ [illegible] اگر وقف پر فقیر ہوجاوین بادشاہ نے کوئی زمین ایک
شخص کو دی اور وہ شخص اس زمین کا [illegible] ہے [illegible] ہر شخص حاجتمند اس زمین سے [illegible] دیجائے [illegible] کیونکہ اسکا وقف
ہونا درست نہیں [illegible] کیا فقیر کے [illegible] یہ [illegible] اگر [illegible] دینا [illegible] صحیح ہے تو وقف بین مرصد [illegible]
[illegible] ایسا ہے جیسا [illegible] حاوی میں ہے کہ [illegible] جب [illegible] ہوجاوے تو [illegible] اوقاف کو دوسرے [illegible]
[illegible] اسکو خود [illegible] کہا حاوی میں [illegible] وقف [illegible] حاجتمند مذکورہ [illegible] تک کہ صرف

وان کیر تو بیا بوجہ [illegible] علی حیثیۃ فلان البائع [illegible] قال لو وقف [illegible] بالیسۃ فی الثانی اختلفت اذ قنا
[illegible] مذکور فی الذخیرۃ ولکن فی النائبۃ اوحی الرحیم بمال [illegible] لحتاج [illegible] اختلفوا [illegible]
[illegible] ایک [illegible] وقت [illegible] اولاد کی اولاد پر [illegible] اسکے بعد [illegible]
[illegible] مذکور [illegible] اور دیگر [illegible]
[illegible] خلاف کے جو ذخیرہ میں مذکور ہے لیکن [illegible] وصیت کی [illegible] مال کی [illegible] واسطے وصیت کی [illegible]
[illegible] شخص کے واسطے [illegible] وہ محتاج ہو گیا اسکو فقیر [illegible] دیا جائیگا [illegible] علما مختلف ہیں اور قول اصح یہ ہے کہ ہان اسکو بھی دیا جائیگا کلام ذخیرہ میں مذکور ہے کہ اگر
اپنی زمین کی [illegible] محتاج قرابتون پر صرف کیا اور نصف ثانی کو مساکین کے واسطے معین کیا سو اسکے قرابتی محتاج ہو گئے کیا بنام مساکین اسکو دیا جائیگا ہلال
نے کہا نہ دیا جائیگا اور یہی قول ہے ابراہیم بن [illegible] کا اور ابراہیم بن یوسف اور [illegible] نے کہا اسکو بھی دیا جائیگا انتہی ذخیرہ [illegible] قول کی ترجیح [illegible]

[illegible] کہ دیا صحیح ہو واستاجر دار اموقوفۃ فیہا اشجار تثمر [illegible] الاکل منہا [illegible] اذا لم یعلم شرط الواقف [illegible] الحاوی [illegible] المسجد [illegible]
السبیل فللکل سلم الاکل [illegible] المصالح المسجد وقف کا گھر کرایہ لیا جسمین پھل والے درخت ہیں کیا کرایہ دار کو انکے کھانا درست ہو ظاہر جواب یہ ہو کہ جب واقف کی شرط معلوم
نہو تو کھاسکتا اسواسطے کہ حاوی میں ہے کہ واقف نے مسجد میں پھلدار درخت بوئے اگر فی سبیل اللہ وقف کیواسطے بوئے تو ہر مسلم کو اسکا کھانا جائز ہے اور نہیں تو [illegible]

ضروریات مسجد کیواسطے تو [illegible] کنص الشارع ای فی المفہوم والدلالۃ ووجوب العمل بہ فیجب علیہ [illegible] المتعطیل الکل من النہر
یہ قول فقہا کا کہ وقف کرنیوالے کی شرط شارع کی نص کے مانند ہے یعنی مفہوم اور دلالت اور وجوب عمل میں [illegible] پرانیے وظیفہ کی خدمت کرنا یا وظیفہ چھوڑنا اس
شخص کیواسطے جو خدمت مذکورہ ادا کرتا ہو اور اگر باوجود عدم کارگزاری کے [illegible] کو لیگا تو گنہگار ہوگا [illegible] خدمت ہیں جنکے ترک سے [illegible]
چنانچہ مدرس مدرس کی [illegible] مذکورہ نہر الفائق سے منقول ہو [illegible] اگر [illegible] محتمل [illegible] نہیں تو
اسپر عمل کیا جائیگا اور جو [illegible] ظاہر ہو تو اسکا بھی یہی حکم ہے اور اگر محتمل ہو لیکن [illegible] اگر مشترک اور مجمل ہو [illegible] اگر واقف زندہ
ہو تو اس سے دریافت کیا جائیگا وفی الاشباہ الجامکیۃ فی الاوقاف لہا شبہ الاجرۃ [illegible] فی ضمن [illegible] وشبہ الصلۃ فلو مات او عزل [illegible] وشبہ
الصدقۃ لتصحیح اصل الوقف فانہ لا یصح علی الاغنیاء ابتداء وتمامہ فیہا [illegible] وظیفہ مرتبہ [illegible] اجرت کے مشابہ ہے بنگام خدمت گزاری میں اور
اغنیا کیواسطے حلال ہونے میں اور مشابہ ہے صلہ اور عطا کے تو اگر صاحب خدمت [illegible] امام یا مدرس مرجاوے یا معزول ہو تو [illegible] لیا جاویگا اور
مشابہ ہے صدقہ کیواسطے صحیح ہونے اصل وقف کے اسواسطے کہ وقف صحیح نہیں مالدارون پر باعتبار ابتدا کے اور پورا بیان اسکا اسمین ہے [illegible] جاگیر عطا کے مانند ہے
جو دفتر میں [illegible] کے نام پر ثابت ہے لیکن عطا سالیانہ ہے اور جاگیر [illegible] جاگیر سے [illegible] جو واقف کی جانب سے مرتب ہو [illegible]

اعطاء نصاب الفقیر من وقف الفقراء الا اذا وقف علی فقراء قرابتہ اختیار [illegible] الکثیر من وقف الفقراء لبعض العلماء والفقراء فلیحفظ [illegible]

بقدر نصاب کے فقیرون کو دینا فقرا کے وقف سے مگر جبکہ واقف نے اپنے قرابتی فقیرون پر وقف کیا تو بقدر نصاب دینا مکروہ نہین کذا فی الاختیار اور اسی سے معلوم ہو گیا حکم
مرتب کثیر کا فقرا کے وقف سے یعنے محتاج علما کے واسطے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے یعنے فقیرون کے وقف سے بقدر نصاب یا زیادہ محتاج عالم کو دینا جائز نہین سو اسواسطے کہ وقف صدقہ
ہو تو مشابہ زکوۃ ہوا لیس للقاضی ان یقرر وظیفة فی الوقف بغیر شرط الواقف و لا یحل للمقرر الاخذ الا النظر علی الوقف باجر مثلہ قنیہ یہ قاضی کو جائز نہین کہ کسی کے واسطے وظیفہ
مقرر کرے وقف مین بدون شرط واقف کے اور جسکے واسطے قاضی نے مقرر کر دیا اسکو لینا حلال نہین مگر نظارت وقف بعوض کی اجرۂ مثل کے قاضی کو جائز ہے کذا فی القنیہ م
یہ اسوقت ہے جب ضرورت نہو اور اگر ضرورت داعی ہو اور مصلحت مقتضی ہو تو قاضی کے پاس مرافعہ کیا جاے اور ضرورت ثابت کیجاے تو قاضی اسکو مقرر کرے جو اسکی اصلاح کرے اور اسکے واسطے
اجرت مثل معین کر دے یا متولی کو قاضی اجازت اسکی دے کذا فی الطحطاوی عن الوالجیہ یجوز الزیادة من القاضی علی معلوم الامام ان کان لا یکفیہ و کان عالما تقیا ثم قال
بعد ورقتین و الخطیب ملحق بالامام بل ہو امام الجمعة قلت و اعتمد فی المنظومة المحبیة قاضی کو جائز ہے زیادہ کرنا امام کی وجہ تقرری پر جبکہ اسکو کفایت نکرتی ہو اور وہ عالم متقی ہو پھر
صاحب اشباہ نے کہا دو ورق کے بعد اور خطیب امام کے ساتھ ملحق ہے بلکہ خطیب خود امام الجمعہ ہے مین کہتا ہون اور اسی روایت پر اعتماد کیا ہے منظومہ محبیہ مین و نقل عن المبسوط ان السلطان
یجوز لہ مخالفة الشرط اذا کان غالب جہات الوقف قری و مزارع فیعمل بامرہ و ان غایر شرط الواقف لان اصلہا لبیت المال او منظومہ محبیہ کے مصنف نے خواہرزادہ کی مبسوط سے نقل
کیا ہے کہ البتہ بادشاہ کو مخالفت شرع کی جائز ہے جبکہ اکثر جہات وقف کی دیہات اور اراضی زراعت کی ہو تو اسکے حکم کے موافق عمل کیا جاے اگرچہ واقف کی شرط کے مغائر
ہو اسواسطے کہ دیہات اور اراضی کی اصل بیت المال کی ملوک ہے یصح تعلیق التقریر فی الوظائف فلو قال القاضی ان مات فلان او شغرت وظیفہ کذا فقد قررتک فیہا صح وظائف
مین مقرر کرنیکی تعلیق صحیح ہے تو اگر قاضی کہے کہ اگر فلانا شخص مرجاے یا فلانا وظیفہ خالی ہو تو مین نے تجھکو اسمین مقرر کیا تو یہ تعلیق صحیح ہے لیس للقاضی عزل الناظر بمجرد
شکایة المستحقین حتی یثبتوا علیہ خیانة و کذا الوصی جائز نہین قاضی کو معزول کرنا متولیہ کا بمجرد شکایت مستحقین کے یہانتک کہ اسپر خیانت ثابت کرین اور اسیطرح وصی
کو معزول کرنا بدون اثبات خیانت جائز نہین الناظر اذا اجر انسانا فہرب و مال الوقف علیہ فلم یضمن بخلاف ما اذا فرط فی خشب الوقف حتی ضاع ضمن ناظر نے جب کہ
اجارہ دیا کسی آدمی کو سو وہ بھاگ گیا اور حالانکہ اسپر وقف کا مال ہے تو ناظر پر ضمان نہین بخلاف اسکے کہ جب کہ ناظر نے وقف کی لکڑی کی محافظت اور خبرگیری نہ کی یہانتک
کہ وہ ضائع ہوئی تو اسپر ضمان لازم ہے م اور یہی حکم ہے مسجد کے فرش کا جب کہ نہ جھاڑا گیا اور دیمک اسکو کھا گئی یا کتب موقوفہ کے داروغہ نے خبرگیری نہ کی
یہانتک کہ دیمک کھا گئی تو اسپر ضمان ہے اگر اسکی کچھ اجرت معین ہو کذا فی النصیر فیہ لا تجوز الاستدانة علی الوقف الا اذا احتیج الیہا لمصلحة الوقف کتعمیر و شراء
بذر فیجوز بشرطین الاول اذن القاضی فلو بعد منہ یستدین بنفسہ الثانی ان لا یتیسر اجارة العین و الصرف من اجرتہا و الاستدانة القرض او الشراء
نسیئة جائز نہین استدانت یعنی دین کرنا وقف پر مگر جب اسکی حاجت ہو وقف کی مصلحت کے واسطے چنانچہ مرمت کرنا یا زمین وقف کے واسطے
بیج مول لینا تو استدانت جائز ہے دو شرطون سے شرط اول اذن قاضی ہے سو اگر ناظر وقف دور ہو قاضی سے تو خود بلا اذن قاضی استدانت
کرے دوسری شرط یہ ہے کہ عین وقف کا اجارہ دینا اور اسکی اجرت سے صرف کرنا ممکن نہ ہو اور یہان استدانت سے مراد قرض ہے یا ادھار خرید
کرنا م حلبی نے کہا صواب یہ ہے کہ شارح بجاے قرض استقراض کہتا اس واسطے کہ قرض عبارت ہے قرض دینے سے اور استقراض قرض لینے سے
و ہل للمتولی شراء متاع فوق قیمتہ ثم بیعہ للعمارة و یکون الربح علی الوقف الجواب نعم کیا متولی کو جائز ہے خرید کرنا متاع کا اسکی قیمت سے زیادہ کرکے پھر اسکا
بیچنا عمارت کے واسطے اور مقدار زیادت کو وقف پر ڈالنا جواب اسکا یہ ہے کہ ہان متولی کو جائز ہے م طحطاوی نے کہا منشا اس جواب کا عدم اطلاع حکم
سابقین ہے اسواسطے کہ تاتارخانیہ اور قنیہ مین ابویوسف سے یون منقول ہے کہ زیادتی قیمت کو متولی وقف سے نہ دے بلکہ اپنے مال سے دے اسی پر فتوی ہے اقر بارض فی
یدہ غیرہ انہا وقف و کذبہ ثم ملکہا صارت وقفا زمین مقبوضہ غیر مین ایک شخص نے اقرار کیا کہ یہ وقف کی زمین ہے اور قابض نے اسکی تکذیب کی پھر کسی وجہ
سے مقر اس زمین کا مالک ہوا تو وہ زمین وقف ہو جاویگی یعمل بالمصادقة علی الاستحقاق و ان خالفت کتاب الوقف لکن سے

[illegible] اور مشروط ہو ... تو کیا جائیگا اس واسطے کہ جب مستحق ہو
مساوات لفظ وقف کی ثابت ہو لیکن یہ حکم فقط مقرر کے حق میں مخصوص ہوگا سوا اگر اسکی سب کی جسکے واسطے وقف کی آمدنی یا تولیت مشروط ہو اقرار کیا ہو دوسرے ... کی
تولیت کا فلانا شخص مستحق ہے تو یہ صحیح ہے اور اگر موقوف علیہا نے اپنا حصہ غیر کے واسطے مقرر کردیا تو صحیح نہوگا اور اسکے کتاب کا اقرار کے اخیر میں بیان ہوگا اقرار ہو موقوف
علیہ کا منافی وقفیہ وقف کے ہو احتمال سے صحیح ہے کہ شاید واقف نے مقر کے بعد غیر شخص کے واسطے معین کردیا ہو اور غیر کو اپنا حصہ دینا صحیح ہو سواسطے ہو ... مثل
شرط وارث کے مانند ساقط کرنے سے ساقط نہیں ہوتا ہو کبھی صرف اقرار ثبوت استحقاق میں مثل اثبات نسب کے جسکی باپ کی طرف ثبوت نسب اور کفایت نہیں ہوتا
صرف اقرار شرکا سواسطے ثابت ہونے استحقاق مستحق کے اگر مقرر ہو سکی نسب کے اثبات سے وہ دعوی ثبوت نسب کا باب میں آئیگا اس قدر ہم صرف اقرار شرکا واسطے احتمال
ثبوت استحقاق میں ہی ذکر ہوا وقف شرطوں میں متنافیین یعنی متناقضین عمل بالآخر منہما عندنا لانہ ناسخ للاول جب واقف نے دو شرطیں متنافیین کریں تو شرط متاخر پر عمل ہوگا ہمارے
نزدیک سواسطے کہ متاخر اول شرط کی ناسخ ہو دو شرطیں متنافیین چنانچہ واقف نے اول میں ثبوت ال وقف کو ذکر کیا پھر منع کردیا اور صفت جو متعمل ہو رجوع الی الاخیر عندنا
والی الجمیع عند الشافعیۃ لو بالواو و ثم فالی الاخیر اتفاقا فالکل من وقف الاشباہ و تمامہ فی القاعدۃ الثامنۃ صفت بعد تمام معطوفات کے راجع ہوتی ہے اخیر معطوف
کیطرف ہمارے نزدیک اور سب معطوفات کیطرف راجع ہوتی ہے شافعیوں کے نزدیک اگر عطف بحرف واو ہو اور اگر عطف بحرف ثم ہو تو اخیر معطوف کیطرف بالاتفاق حنفیہ
اور شافعیہ راجع ہوتی ہے یہ سب مسائل سابقہ مذکورہ اشباہ کے کتاب الوقف سے منقول ہیں اور پورا بیان اسکا اشباہ کے آٹھویں قاعدہ میں ہے ہم یعنی اگر واقف نے یون
کہا کہ وقف علی اولادی و اولاد اولادی و اولاد اولادی الذکور تو ہمارے نزدیک ذکور صفت ہے بطن ثالث کی نہ بطن اول و ثانی کی بخلاف شافعیہ کے
من وقف حال صحتہ وقال علی الفریضۃ الشرعیۃ قسم علی ذکورہم واناثہم بالسویۃ ہو المختار المنقول عن الاخیار کما حققہ مفتی دمشق یحیی بن المنقار فی الرسالۃ المرضیۃ
علی الفریضۃ الشرعیۃ ونحوہ فی فتاوی المصنف جس شخص نے وقف کیا اپنی اولاد پر اپنی صحت میں اور یون کہا کہ میں نے وقف کیا بموجب فریضہ شرعیہ کے تو
وارثوں کے ذکور و اناث پر تقسیم ہوگی یہی قول مختار علماء اخیار سے منقول ہے چنانچہ اسکی تحقیق بیان کیا ہے مفتی دمشق یحیی بن منقار نے رسالہ مرضیہ علی الفریضۃ
الشرعیۃ میں اور اسی کے مانند ہے مصنف کے فتاوی میں ہم طحطاوی نے کہا کہ فریضہ شرعیہ سے شاید اسواسطے تساوی ذکور و اناث کی ثابت ہوئی کہ بسبب فرض
کے بین المتساوین فی الدرجۃ والقوۃ کے ارث برابر ہوتی ہے چنانچہ اولاد مادری میں اور تفاوت بین الابن والبنت تو بسبب عصوبت کے ہے نہ بواسطے فرض کے واللہ اعلم
وبما اشتری تثبت بالطریق الشرعی وقفیتہ مکان وجب نقض البیع ولا اثم علی البائع مع عدم علمہ وللمتولی اجر مثلہ وعلی المشتری او غرس فذلک لہا فیسلک معہما الانفع للوقف
اور فتاوی مصنف میں ہے جبکہ بطریق شرعی ثابت ہو وقف ہونا مکان کا تو اسکی بیع کو توڑنا واجب ہے اور کچھ گناہ نہیں اسکے بائع پر اسکی نادانستگی کے ساتھ اور
متولی کو اجرت مثل ہے مشتری سے اور اگر مشتری نے زمین وقف میں عمارت بنائی یا درخت لگایا تو وہ عمارت اور درخت بانی اور غارس کا ہے تو عمارت اور
درخت کے ساتھ وہ کرنا چاہیے جو نافع تر ہو وقف کے واسطے یعنی اگر عمارت اور درخت وقف کے واسطے نافع ہو تو متولی اسکا مصرف ہو اور اگر مشتری
کے اجارہ میں رکھنا نافع ہو تو اسکے پاس رکھے وفی البزازیۃ معزیا للجامع انما یرجع بقیمۃ البناء بعد نقضہ ان سلمہ المشتری للبائع وان امسکہ لم یرجع بشیء بخلاف
ما لو استحق المبیع اور بزازیہ میں ہے جامع سے کہ رجوع کرنا بقیمت عمارت تو بعد شکستگی عمارت کے ہے یعنی بنا منقوض کی قیمت معتبر ہے نہ بناء قائم کی اگر مشتری نے اسکو
بائع کے تسلیم کردیا ہو اور اگر اپنے پاس رکھا ہو تو مشتری کچھ نہ پاویگا بخلاف اسکے وہ ہے اگر مبیع میں استحقاق ملک غیر ثابت ہو یعنی وہاں مشتری بناء قائم
کی قیمت لیگا نہ بناء منقوض کی ولو انقطع ثبوتہ فما کان فی دواوین القضاۃ اتبع والا فمن برہن علی شیء حکم لہ بہ والا صرف للفقراء او ما لم یظہر وجہ لبنائہ
توجہ ... یعود للمالک وان فقد لورثتہ او لبیت المال اگر منقطع ہو ثبوت اسکا یعنی مصرف وقف کا معلوم نہ ہو بسبب تقادم زمان کے
سو جو مصرف قاضیوں کے دفاتر میں مرقوم ہو تو اسکی پیروی کرنا چاہیے اور اگر وہاں نہو سو جو شخص کسی چیز کو گواہی ثابت کرے تو اسکا حکم کیا جائے

اور اگر گواہی بھی نہو تو فقیرون پر صرف کیا جاے جبتک کہ وجہ بطلان وقف فقرا بوجہ شرعی نہ ظاہر ہوا اور اگر بطلان وقف فقرا ظاہر ہوا اسطرح پر کہ اسکے واقف نے
اُسکو اغنیا پر وقف کیا تو وقف ند کو ر واقف کی ملک مین پھر آویگا اگر وہ زندہ ہو یا اسکے وارث کی ملک مین اگر واقف مرگیا ہو یا بیت المال کی ملک مین
عود کریگا اگر واقف اور وارث کوئی نہو فلو وقفہ السلطان عاما جاز ولو لجہۃ خاصۃ فظاہر کلامہم لایصح اور اگر وقف کیا بادشاہ نے علی العموم تو جائز ہے اور اگر
جہت خاص کے واسطے وقف کیا چنانچہ ایک شخص کی اولاد پر وقف کیا تو ظاہر کلام فقہا یہ ہے کہ یہ وقف خاص نہیں ہے یعنی سلطان کا وقف بیت المال سے
عام صحیح ہے نہ خاص اسواسطے کہ خصوصیت مین بقیہ مسلمین کی حق تلفی ہے کذا فی شرح الوہبانیۃ لو شہد المتولی مع آخر بوقف مکان کذا علی المسجد فظاہر کلامہم
قبولہا اگر گواہی دی متولی نے دوسرے گواہ کے ساتھ فلانے مکان کے وقف ہونے کی مسجد پر تو ظاہر کلام علما قبول شہادت پر دلالت کرتا ہے لا تلزم المحاسبۃ
فی کل عام ویکتفی القاضی منہ بالاجمال لو معروفا بالامانۃ ولو متہما یجبرہ علی التعیین شیأ فشیأ ولا یحبسہ بل یہددہ ولو اتہمہ یحلفہ قنیۃ قلت وقد مناقی الشرکۃ ان
الشریک والمضارب والوصی والمتولی لا یلزم بالتفصیل وان غرض قضاتنا لیس الا الوصول لسحت المحصول لازم نہیں محاسبہ متولی کا ہر سال اور قاضی متولی
کو محاسبہ اجمالی پر کفایت کرے اگر وہ امانت مین مشہور ہو اور اگر سم نجیانت ہو تو اسپر جبر کرے تعیین مصارف پر اندک اندک اور اسکو قید نہ کرے بلکہ اسکو دھمکا دے
اور اگر اُسکو تہمت یاوے تو قسم کھلاوے کذا فی القنیہ مین کہتا ہون اور پہلے کتاب الشرکۃ مین مقدم ذکر کیا ہے کہ شریک اور مضارب اور وصی اور متولی کو حساب
دینا بتفصیل لازم نہین اور ہمارے زمانے کے قاضیون کو حساب لینے سے کچھ غرض نہین سوا اسکے حاصل کرنے حرام مال کے لو ادعی المتولی الدفع قبل قولہ
بلا یمین لکن افتی المولی ابو السعود انہ ان ادعی الدفع من غلۃ الوقف فی وقفہ کاولادہ واولادہ واولادہ قبل قولہ وان ادعی الدفع الی الامام بالجامع والبواب ونحوہما
لا یقبل قولہ کما لو استاجر شخصا للبناء فی الجامع باجرۃ معلومۃ ثم ادعی تسلیم الاجرۃ لم یقبل قولہ قال المصنف بتفصیل فی غایۃ الحسن فیعمل بہ واعتمدہ ابنہ فی حاشیۃ
الاشباہ اگر متولی نے حقدار کو حق دینے کا دعوی کیا تو اسکا قول بدون قسم کے مقبول ہوگا لیکن مفتی ملا ابو السعود نے فتوی دیا ہے اسکا کہ اگر متولی نے
دعوی کیا حق دینے کا غلہ وقف دینے سے اپنے وقف مین چنانچہ اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد کو تو اسکا قول مقبول ہے اور اگر اسنے جامع مسجد کے
امام یا دربان اور مانند انکے اہل خدمات کے دینے کا دعوی کیا تو اسکا قول مقبول نہوگا چنانچہ اگر ایک شخص کو مزدوری لگایا جامع مسجد کی تعمیر کے واسطے بعوض
اجرت مقرری کے پھر دعوی کیا تسلیم اجرت کا تو اسکا قول مقبول نہین مصنف نے اپنے فتاوی مین کہا کہ یہ تفصیل مفتی مرحوم کی نہایت خوبی مین ہے تو اسی پر
عمل کرنا چاہیے اور اسی پر مصنف کے بیٹے نے حاشیہ اشباہ مین اعتماد کیا ہے قلت وسیجی فی العاریۃ معزیا لاخی زادہ لو اجر القیم ثم عزل فقبض الاجرۃ للمنصوب سے
الاصح مین کہتا ہون اور آگے آویگا کتاب العاریۃ مین نقل قول اخی زادہ کہ اگر متولی نے مکان وقف اجارہ دیا پھر وہ متولی معزول ہوا تو اجرت لینا متولی
منصوب کا حق ہے قول اصح مین اسواسطے کہ متولی سابق کا اجارہ دینا وقف کے واسطے تھا نہ اپنی ذات کے واسطے وہل یملک المعزول مصادقۃ المستاجر علی
التعمیر قبل نعم قال المصنف والذی ترجح عندی لا اور کیا متولی معزول مالک ہے تصدیق مستاجر کا مرمت پر بعضون نے کہا ہان مالک ہے مصنف نے کہا اور جو قول
میرے نزدیک ترجیح ہے وہ عدم ملک مصادقت ہے یعنی اگر متولی معزول کہے کہ مین نے مستاجر کو مرمت کرنے کا اور صرف مجرا دینے کا اذن دیا تھا تو اسمین اختلاف ہے علما کا لیس للمتولی اخذ
زیادۃ علی ما قدر لہ الواقف اصلا جائز نہین متولی کو زیادہ لینا اسپر جو اسکے واسطے واقف نے مقرر کر دیا مطلقا خواہ اجرت مثل کے برابر ہو یا نہو کذا فی الطحطاوی ویجب صرف جمیع
ما یحصل من نماء وعوائد شرعیۃ وعرفیۃ لمصارف الوقف الشرعیۃ اور جو ثمرہ ہوتی اور فوائد شرعی اور عرفی حاصل ہون ان سب کا وقف کے مصارف شرعیہ مین صرف کرنا واجب ہے مگر
یہ اُس صورت مین ہے کہ جب متولی کی اجرت نہ مقرر ہوئی ہو والا عوائد قدیمہ معہودہ کا متولی کو لینا جائز ہے اسواسطے کہ معہود کالمشروط ہے کذا فی الطحطاوی ویجب علی
الحاکم امر المرتشی برد الرشوۃ علی الراشی غب الدعوی الشرعیۃ الکل من فتاوی المصنف قلت لکن سیجی فی الوصایا وفی الفنا ان للمتولی اجر مثل عملہ
فلینبہ اور واجب ہے حاکم پر رشوت لینے والے پر حکم کرنا رشوت پھیر دینے کا رشوت دینے والے کو بعد دعوی شرعی کے یہ مسائل سابقہ فتاوی مصنف سے

اندرونی میں ہے [illegible] انتہی اور یہی حکم کتاب الوصایا میں آویگا اور خود کو ہو جیسے کہ متولی کو اپنے عمل کی اجرت لینا جائز ہے تو کیا ہو یا امام محمد ہی سے نہایہ میں شارح
نے [illegible] متولی کو وظیفہ وقف سے دیا ہو وہ لینا جائز نہیں اور جو لوگ اس میں ہوں انکو لینے میں کچھ مضائقہ نہیں اسواسطے کہ وہ کام جو اس نے وقت مقرر
[illegible] ہو وہ اجرت عمل اس صورت میں ہے جبکہ قاضی نے متولی کو مقرر کیا ہو جیسا کہ بحر الرائق میں مفصل مذکور ہے او وقف للفقراء من قرابته لم یستحق فیھا
ولد ولیہ الصغیر لا بینته علی فقرہ وقرابتہ مع بیان جہتہا اذا قضی بہ اخذ من حین الوقف کذا فی فتاوی ابن نجیم اگر واقف نے وقف کیا اپنے قرابت والے محتاجوں پر
تو قرابت کا [illegible] مستحق وقف ہوگا اگرچہ [illegible] صغیر کا ولی ہو بدون گواہی کے اپنی محتاجی اور قرابت بوجہت قرابت کے بیان کے ساتھ بموجب قاضی کا حکم ہوگا
اسکے استحقاق پر تو وہ مستحق ہوگا وقف کا وقف کرنیکے وقت سے کذا فی فتاوی ابن نجیم وفیہا سئل عمن شرط السکنی لزوجتہ فلانۃ بعد وفاتہ ما دامت عزباء فماتت وتزوجت
وطلقت ہل ینقطع حقہا بالتزوج اجاب نعم قلت وکذا لو وقف علی امہات اولادہ الا من تزوج او علی بنی فلان الا من خرج من ہذہ البلدۃ فخرج ثم عاد او علی بنی فلان
ممن تعلم العلم فترک بعضہم ثم اشتغل بہ فلا شیٔ لہ الا ان شرط انہ یعود فلہ فلیحفظ خزانۃ المفتین اور فتاوی ابن نجیم میں ہے کہ سوال ہوا اس شخص کا حکم جسنے سکونت مکان
کی شرط کی اپنی فلانی زوجہ پر بعد اپنی وفات کے جبتک کہ وہ مجرد بلا نکاح رہے پھر وہ مرگیا اور زوجہ نے دوسرے سے نکاح کیا اور مطلقہ ہوئی کیا منقطع ہوجائیگا
اسکا حق نکاح کرنے سے جواب دیا کہ ہان نکاح کرنے سے حق سکونت منقطع ہوجائیگا میں کہتا ہوں اور یہی حکم ہے اپنی امہات اولاد پر وقف کرنیکا مگر جو ام ولد نکاح
کرے اسکے واسطے حق سکونت نہیں یا وقف کیا فلانے کی اولاد پر مگر اسپر نہیں جو نکل گیا اس شہر سے سو کوئی انمیں سے شہر سے نکلا پھر لوٹ آیا یا وقف کیا فلانے
کی اولاد پر جو انمیں سے علم حاصل کرے سو انمیں سے کسی نے علم سیکھنا ترک کیا بعد اسکے پھر تحصیل علم میں مشغول ہوا تو اسکے واسطے مال وقف سے کچھ نہیں مگر یہ کہ واقف
نے یہ شرط کی ہو کہ اگر شرط مفقود میں کسیطرف پھر عود کریگا تو وہ مستحق ہوگا تو اس شرط سے البتہ حقدار ہوگا سو اسکو یاد رکھنا چاہیے کذا فی خزانۃ المفتین وفی الوہبانیۃ انتہی
بدخول ولد البنت بعد مضی سنین فلہ غلۃ الاتی لا الماضی ومستہلکۃ اور وہبانیہ میں ہے قاضی کا حکم جاناتی کے داخل ہونیکا بعد گذرنے چند سال کے تو اسکو آیندہ
کا غلہ ملیگا نہ گذشتہ اگر غلہ صرف ہوگیا ہو یعنی اگر غلہ موجود ہوگا تو ایام گذشتہ کا بھی ملیگا اور نہیں تو آیندہ ملیگا نہ گذشتہ وقف علی بنیہ ولہ ولد واحد فلہ النصف
والباقی للفقراء ایک شخص نے وقف کیا اپنے بیٹوں پر اور اسکا ایک ہی بیٹا ہے تو اسکو نصف ملیگا اور باقی فقیروں کے واسطے یعنی اسواسطے کہ لفظ بنین جمع ہے اور
اقل جمع وقف اور وصیت میں دو ہیں لہذا بالمناصفہ ہوگیا کذا فی الحلبی وعلی ولدہ لہ الکل لانہ مفرد مضاف فیعم اور وقف کیا اپنے ولد پر اور اسکا ایک ہی بیٹا ہے تو
اسکو کل ملیگا اسواسطے کہ لفظ ولد کا مفرد مضاف ہے تو عام ہوگا للمتولی الاقالۃ لو خیرا متولی کو اجارہ توڑنا جائز ہے اگر وقف کیواسطے بہتر ہو اقالۃ اجارہ وقف جائز ہے
جبکہ اسنے خود اجارہ دیا ہو نہ دوسرے متولی نے کذا فی البصیر [illegible] ومحل جواز الاقالۃ اسوقت تک ہے جبتک اجرت کو اسنے نہ لیا ہو اور اگر اجرت لی تو اقالہ جائز نہیں کذا سنے
الاشباہ اجر بعوض معین صح وخصاہ بالنقود متولی نے وقف کو اجارہ دیا معین اسباب کی عوض تو صحیح ہے اور صاحبین نے اجارہ وقف کو نقود کے ساتھ مخصوص کیا ہے للمستاجر
غرس الشجر بلا اذن ان لم تضر الارض ولیس لہ الحفر الا باذنہ ویاذن لو خیرا للوقف مستاجر وقف کو جائز ہے درخت کا بونا بدون اذن متولی کے جبکہ درخت بونا زمین کو ضرر
نہ کرے اور اسکو حوض وغیرہ کھودنا جائز نہیں مگر اذن سے اور متولی کھودنے کا اذن دے اگر وقف کیواسطے بہتر ہو الا اذن نہ دے وما بناہ مستاجر او غرسہ فلہ مالم ینوہ
للوقف وللمتولی بناؤہ وغرسہ للوقف ما لم یشہد انہ لنفسہ قبلہ اور مستاجر جو عمارت بنا دے یا درخت لگائے وہ اسی کا مملوک ہے جبتک اسنے وقف کیواسطے اسکی نیت
نکی ہو اور متولی کا عمارت بنانا اور درخت لگانا وقف ہی کا مملوک ہے جبتک کہ اسنے قبل تعمیر اور درخت لگانے سے اسپر شاہد نہ کیا ہو کہ تعمیر وغیرہ اپنی ذات کے واسطے ہے
ولو اجر لابنہ لم یجز خلافا لہما کعبدہ اتفاقا وہذا لو باشرہ بنفسہ فلو القاضی صح کذا الوصی بخلاف الوکیل اور اگر متولی نے وقف اجارہ دیا اپنے بیٹے کو تو جائز نہیں امام
کے نزدیک بخلاف صاحبین کے چنانچہ اپنے غلام کو اجارہ دینا باتفاق امام اور صاحبین کے جائز نہیں اور یہ حکم مذکور اس وقت ہے جب متولی نے
بذات خود اجارہ دیا سو اگر قاضی متولی کے بیٹے یا غلام کو اجارہ دیگا تو صحیح ہے اور یہی حکم ہے وصی کا کہ اسکی بیع اور اجارہ اپنے فرزند سے صحیح ہے

بخلاف وکیل کے کہ اسکی بیع اور اجارہ اپنے فرزند سے صحیح نہیں وقف علی اصحاب الحدیث لا یدخل فیہ الشافعی اذا لم یکن فی طلب الحدیث ویدخل الحنفی کان فی طلبہ
اولا بزازیۃ ای لکونہ یعمل بالمرسل ویقدم خبر الواحد علی القیاس ایک شخص نے وقف کیا اہل حدیث پر تو اسمین شافعی مذہب نہ داخل ہوگا جبکہ وہ علم حدیث نہ پڑھتا
ہو اور حنفی مذہب اہل حدیث مین داخل ہوگا خواہ وہ علم حدیث کی طلب مین ہو یا نہو کذا فی البزازیۃ یعنی اسواسطے کہ حنفی مذہب خدیث مرسل پر عمل کرتا ہے اور حدیث
واحد یعنی جو حدیث متواتر اور مشہور نہو اسکو مقدم کرتا ہے قیاس پر بخلاف شافعی المذہب کے کہ وہ حدیث مرسل پر عمل نہین کرتا اور قیاس کو احادیث احاد پر
مقدم رکھتا ہے حدیث مرسل وہ ہے جسمین صحابی مذکور نہو تابعی یون کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا خلاصہ یہ کہ جب حنفی کے نزدیک حدیث مرسل
پر عمل لازم ہوا اور بمقابلہ احادیث احاد قیاس متروک ہوا تو حنفی کو اہل حدیث کہنا لایق ہوا طحطاوی نے کہا ظاہر محل اس مسئلہ کا وہ ہے جب واقف کو تخصیص محدثین
کی نیت نہو والا بلا شک اہل استحقاق محدثین ہی ہونگے نہ فقہا اسواسطے کہ واقف کی مراد معلوم ہوگئی اور در صورت عدم نیت واقف، گفتگو کا مقام ہے کہ چار ون
مذہب والے اہل حدیث ہین باینمعنی کہ اُنکے امامون نے موافق اپنے شروط کے حدیث پر عمل کرنا واجب جانا ہے اور حنفی کا عمل کرنا مرسل پر اور خبر واحد کو قیاس پر
مقدم کرنا اسکی تخصیص کا مقتضی نہین انتہی وجاز علی القبور والاکفان لا علی الصوفیۃ وا لعمیان ہو الصحیح اور وقف جائز ہے قبرون اور کفنون پر نہ صوفیون پر
اندھون پر یہی قول صحیح ہے مترجم بحر الرائق مین ہے کہ وقف مین یہ شرط کرنا کہ اسکی قبر کے نزدیک قرآن پڑھا جاے باطل ہے لیکن فتوی محمد کے قول پر ہے کہ قرات عند القبر
مکروہ نہین اور صوفیون پر وقف اسوقت جائز نہین جبکہ وہ طریقہ پسندیدہ خلاف شرع پر ہون اسواسطے کہ اسوقت مین وقف کرنا انپر قربت نہین اور اگر صوفیہ
طریقہ حمیدہ پر ہون تو وقف صحیح ہے اور اسی پر محمول ہے جواز وقف جو شمس الائمہ سے منقول ہے اور اندھون پر اسواسطے وقف جائز نہین کہ اندھے غنی بھی ہوتے ہین اور
محتاج بھی اور اسیطرح کانے اور لنگڑے بھی کذا فی الطحطاوی ولو شرط النظر للارشد فالارشد من اولادہ فاستویا اشترکا بہ افتی المنلا ابو السعود معللا بان افعل التفضیل ینتظم
الواحد والمتعدد وہو الظاہر اور اگر واقف نے اپنی اولاد مین سے تولیت شرط کی ارشد فالارشد کیواسطے یعنے جو زیادہ تر ہوشیار ہو وہ درجہ بدرجہ متولی وقف رہے سو
دو فرزند اُسکے برابر ٹھہرے ہوشیاری مین تو دونون تولیت مین شریک ہونگے اسی کا فتوی دیا ہے ملا ابو سعود نے یون استدلال کرکے کہ افعل التفضیل کا صیغہ واحد اور متعدد کو شامل
ہوتا ہے اور یہی قول ظاہر ہے وفی النہر عن الاسعاف شرط الافضل من اولادہ فاستویا فلاسنہم ولو احدہما اورع والآخر اعلم بامور الوقف فہو اولی اذا امن خیانتہ انتہی جوہرہ اور نہر الفایق
مین اسعاف سے منقول ہے کہ واقف نے تولیت شرط کی اپنی افضل اولاد کیواسطے سو اُسکی اولاد مین سے دو شخص برابر ٹھہرے تو تولیت زیادہ تر عمر والے کو ملیگی اور ایک فرزند
زیادہ پرہیزگار ہو اور دوسرا زیادہ تر دانا ہو امور وقف کا تو دانا تر بہتر ہے بشرطیکہ اُسکی خیانت کا خوف نہو انتہی نقل النہر عن الجوہرۃ ثم یہ استدراک ہے قول سابق پر تو اشتراک
تولیت اسوقت ہوگا جب دونون عمر مین برابر ہون اور نہر الفائق کے ایک نسخہ مین مترجم نے جو دیکھا تو ادویت عالم کی روایت ظہیریہ کیطرف منسوب پائی نہ جوہرہ کیطرف
واللہ اعلم وکذا لو شرط لارشدہم کما فی النفع الوسائل اور اسیطرح افضل کی شرط کے مانند ہے اگر واقف نے ارشد اولاد کیواسطے تولیت شرط کی کما فی النفع الوسائل یعنے جو شرط
افضل مین کلام ہے وہی اشتراط ارشد مین کذا فی الطحطاوی ولو ضم القاضی للقیم ثقۃ ای ناظر حسبۃ ہل للاصیل ان یستقل بالتصرف لم ارہ افتی الشیخ الاخ انہ ان ضمہ الیہ
لخیانتہ لم یستقل والا فلہ ذلک وہو حسن نہر اور اگر قاضی نے متولی کے ساتھ دوسرے شخص معتمد کو ملایا یعنے ناظر بلا اجرت کو تو متولی اصیل کو تصرف وقف مین کرنا
بالاستقلال جائز ہے یا نہین مین نے اسکو مصرح نہین دیکھا اور میرے استاد بھائی یعنے صاحب بحر الرائق نے فتوی دیا کہ اگر قاضی نے متولی کے ساتھ دوسرا
ناظر اُسکی خیانت کے سبب سے ملایا ہے تو اصیل مستقل نہوگا اور نہین تو اسکو استقلال بالتصرف جائز ہے اور یہ فتوی خوب ہے کذا فی النہر ثم نصب متولی اور ناظر اور وصی
ہر قاضی کو جائز نہین بلکہ یہ عہدہ قاضی القضاۃ کا ہے کذا فی الطحطاوی عن البحر وفی فتاوی موید زادہ معزیا للخانیۃ وغیرہا لیس للمشرف التصرف بل الحفظ اور فتاوی
موید زادہ مین منقول ہے خانیہ وغیرہ سے کہ مشرف کو وقف مین تصرف کرنا جائز نہین بلکہ اسکا عہدہ حفاظت کا ہے لیس للمتولی ان یستدین علی الوقف للعمارۃ
الا باذن القاضی متولی کو وقف کے اوپر اُدھار کرنا عمارت کے واسطے جائز نہین مگر قاضی کے اذن سے مات المتولی والجباۃ یدعون تسلیم

واختلفوا فیہ فقیل تبطل وقیل لا تبطل نعم بعد توبیشیر واقف نے ہم اسکا ان تعویل ہوگیا تجیہ ماداد واقی کرتے ہین کہ ہم نے کہا اور حق کا ہمیں ولی کو تسلیم کیا۔ اسکی زندگی مین اور

دانہ قال فی نوہ نہین تو اسکی تصدیق ہوگی اسکی قسم کے ساتھ بسبب اسکے کہ خبر دے ظلان کے رجوع الرجوع عن الوقف و اذا کان مستبدا لکن یجوز الرجوع عن الوقف نمیہ

الشرط کا تو دینی الامام واعلم ان کا تو الصحیح انتہی جو ہمارے جائز نہین وقف کرکے مرنا جبکہ وقت اس حکم قاضی ہو گیا ہو لیکن جیسے حال وقت مشروط بنا بر مرونات

ادا مام اور بعض کا تغییر کرنا جائز ہو اگرچہ وہ وقف سرحیت انتہی نقل الفتادی من الجوہرہ وم الفتادی نے کتا الشرح کی نقل مین خلل ہر صاحب یہ ہر کہ جواز تغییر شرط

عدم صلاحیت ہر کذا فی الدر رشیقی عن مؤید زادہ وکذا فی الخلاصۃ وفی جواہر الفتادی شرط نفسہ او ام حیاتہ ثم لولدہ وفلان یا عاش ثم من بعدہ ولد عنف ودرثہ

من اولادہ فانہا تصرف للابن ولو اثنت لان الکنایۃ تصرف الا قرب المذکورات تقتضی الوضع اور جواہر الفتادی مین ہر واقف نے شرط کی تولیت اپنی ذات کیواسطے

جبتک زندہ رہے پھر اپنے فلانے ولد کیواسطے جبتک وہ زندہ رہے پھر بعد اسکے عنیمت قرار دے پیار ترکیو اسطے ایکی اولاد مین تو ضمیر بعد وانما دوہ کی وقف کی

ولد کیطرف پھرے گی نہ واقف کیطرف اسواسطے کہ کنایہ منصرف ہوتا ہر قریب تر مذکور کیطرف بمقتضاے وضع کے ہم کنایہ سے بیان مراد ہاے ضمیر ہر اور ضمیر کو کنایہ کہنا یہ

اصطلاح کوفی ہر اور بھی سے مراد ضمیر کا مرجع ہر کذا فی الفتادی وکذلک مسائل ثلثۃ وقف علی زید وعمرو ونسلہ فالنسل لعمر وفقط اور اصطلاح مسائل ثلثہ مین اقرب الیہ

ہی پہلا مسئلہ یہ ہر کہ وقف کیا زید اور عمرو اور اسکی نسل پر تو باے ضمیر فقط عمرو کیطرف پھر یگی یعنی اسواسطے کہ وہی اقرب ہر نہ زید کیطرف کیونکہ وہ بعید ہر اور وقف

علی ولدی وولد ولدی الذکور فالذکور راجع لولد الولد بحسب دوسرا مسئلہ یہ ہر کہ واقف نے کہا کہ مین نے وقف کیا اپنے بیٹے اور بیٹے کے ولد ذکور کی طرف

تو صفت ذکور کی پوتے کیطرف راجع ہوگی فقط یعنی اسواسطے کہ ذکور اقرب ہر پوتے سے وعکسہ وقف علی بنی زید وعمرو ولم یدخل بنو عمرو لانہ اقرب الی زید غیر

الیہ ہذا ہو الصحیح اور بالعکس مسئلہ ثانی کے یہ قول ہر کہ وقف کیا مین نے ابناے زید اور عمرو پر تو ابناے عمرو وقف مین نہ داخل ہونگے اسواسطے کہ لفظ ابنی کا زید سے

قریب تر ہر تو اسی کیطرف منصرف ہوگا نہ عمرو کیطرف یہی قول صحیح ہر ہم پہ راجع ہر اصل مسئلہ کیطرف اور قول غیر صحیح کا ل الدین کا قول ہر کہ مسئلہ اول مین باے ضمیر دونو

کیطرف ہو نہ اسکے ابن کیطرف کذا فی الفتادی وقد منا ان الوصف بعد شیئین للاخیر عندنا وفی الزیلعی من باب المحرمات وقولہم یصرف الشرط الیہ ما ہو الاصل فلذلک

فی الشرط المصرح بہ والاستثناء بمشیۃ اللہ تعالیٰ اما فی الصفۃ المذکورۃ فی آخر الکلام فتنصرف الی ما یلیہ نحو جاء زید وعمرو العالم الخ فلیحفظ اور ہم مقدم ذکر کر چکے ہین کہ

صفت بعد دو معطوفون کے اخیر معطوف کے واسطے ہوتی ہر ہمارے نزدیک اور زیلعی کے باب المحرمات مین یہ ہر اور فقہا کا یہ قول کہ شرط دونون معطوفون کیطرف

پھرتی ہر اور یہی اصل ہر ہم کہتے ہین کہ دونون معطوفون کیطرف شرط کا پھرنا شرط مصرح اور استثنا بمشیت اللہ مین ہر اور اس صفت مین جو آخر

کلام مین مذکور رہے تو یہ اصل ہر کہ اپنے قریب کی طرف منصرف ہوگی چنانچہ جاء زید وعمرو العالم مین عالم فقط عمرو کی صفت ہر انتہی تو اسکو یاد رکھنا چاہیے

ہم شرط مصرح کی یہ مثال ہر کہ ازینب طالق وہندان دخلت الدار) تو دخول دار دونون کی طلاق کی شرط ہر نہ فقط ہند کی اور استثنا کی یہ مثال ہر کہ

(زینب طالق وہند ان شاء اللہ) وفی المنظومۃ المحبیۃ سوالوصف بعد جمل اذا اتی یرجع للجمیع فیما ثبتا عند الامام الشافعی فیما ان کان ذا العطف بواو دائما

ان کان اذ عطفا بثم وقعا الی الاخیر باتفاق رجعا اور منظومہ محبیہ مین ہر اور صفت بعد سب معطوفات کے جب آوے تو جمیع معطوفات کیطرف راجع ہر

اس روایت مین جو امام شافعی سے ثابت ہر اگر معطوف بحرف واو ہو اور اگر بہ عطف ثم سے واقع ہو تو باتفاق حنفی اور شافعی اخیر معطوف کیطرف راجع ہوگی

ووقف علی البنین وقضا یعمل فان فی ذلک البنات تدخل اور اگر وقف بیٹون پر مقرر ہوا تو بیٹیان بھی داخل ہونگی ہم اور اخوۃ کے وقف مین

اخوات داخل ہونگی کذا فی الظہیریۃ وقاضی خان اور شاید کہ وجہ اسکی تغلیب ذکور بر اناث ہر واللہ اعلم وولد الابن کذاک البنت بہ یدخل فی ذریتہ

اور پوتا اور اصطلاح ثانی ذریت کے وقف مین داخل ہر ہم کذاک البنت اصل مین کذاک ولد البنت تھا مضاف محذوف ہوا اور مضاف الیہ

اصطلاح مجرد مبنا رہا کذا فی الحلبی وہو وقف الواقف علی الذریۃ من غیر ترتیب فبالسویۃ یقسم بینہم من علا والاسفل ومن غیر تفضیل البعض فا

اگر وقف کیا ذریت پر بلا ترتیب تو برابر تقسیم ہوگی ذریت عالیہ و سافلہ میں بدون زیادتی بعض کے بعض پر سوا اس روایت کو نقل کرکے فتاوی عالمگیری میں ہے کہ وقف
کیا اپنی نسل اور ذریت پر تو قریب اور بعید اسمیں داخل ہیں اور اولاد بنین اور بنات اسمیں برابر ہیں آزاد ہوں یا مملوک اور مملوک کا حصہ اسکا مولی لیگا۔ وتنقض القسمة
فی کل سنة ۰ فیقسم الباقی علی من عنده ۰ اور قسمت ٹوٹ جائیگی ہر سال اور باقی تقسیم ہوگا انپر جنکے واسطے معین کیا ہے واقف نے یعنی اگر واقف کی ذریت میں کوئی اور
لڑکا لڑکی پیدا ہو جو سال گذشتہ میں مستحق نہ تھے یا ذریت موجودہ میں سے کوئی مرگیا تو سال گذشتہ کی قسمت بدل جائیگی اور اگر موقوف ذریت پر بعض وقف ہے تو باقی تقسیم
ہوگا اور کل وقف ہے تو کل تقسیم ہوگا کذا فی الطحطاوی ۰ ولو علی اولاده ثم علی ۰ اولاد اولاده قد رجلان ۰ وقفا فقالوا لیس فی زاید خل ۰ اولاد بنته علی ما نقل ۰ اور
اگر وقف کیا اپنی اولاد پر پھر اپنی اولاد کی اولاد پر تو علماء نے کہا ہے کہ اسمیں واقف کی اولاد بنت یعنی ناتی اور نواسے داخل نہیں بموجب روایت منقولہ کے کہ یہی ظاہر الروایت ہے اور
واقعات اور ہندیہ اور ولوالجیہ اور تجنیس اور مزید میں اسی پر فتوی ہے کذا فی الطحطاوی ۰ بنی اولادی کذا اقاربی ۰ واخوتی ولفظ آبائی احسب ۰ یشترک الاناث
والذکور ۰ فیه وذاک افصح مسطور ۰ بنی اولادی کے لفظ میں اسیطرح اقاربی اور اخوتی اور آبائی کے لفظ کو شمار کر اسمیں اناث اور ذکور مشترک ہیں اور یہ قول واضح
اور مسطور ہے یعنی اگر واقف نے کہا وقف علی آبائی یعنی میں نے باپوں پر وقف کیا تو اسمیں اسکی ماں اور باپ دادا دادی نانا نانی داخل ہونگے اسواسطے کہ
جمع مذکر اختلاط کے وقت مونث کو بھی شامل ہوتی ہے کذا فی الطحطاوی عن شرح الوہبانیة وما یکثر وقوعه بالو وقف علی ذریته مرتبا فجعل من شرط ان من مات قبل
استحقاقه وله ولد قام مقامه وبقی حیا فصل لحظ ابیه لو کان حیا ویشارک الطبقة الاولی اولا افتی السبکی بالمشارکة وخالفه السیوطی وهذه المخالفة واجبة کما
افاده ابن نجیم فی الاشباه من القاعدة التاسعة اور جو صورت وقف اولاد کی کثیر الوقوع ہے یعنی مصر میں وہ یہ ہے کہ اگر واقف نے وقف کیا اپنی ذریت پر
علی الترتیب یعنی طبقة بعد طبقة وبطنا بعد بطن اور شرط وقف کی یہ مقرر کی کہ جو شخص اسکی اولاد میں سے قبل استحقاق کے مرجاوے ولد چھوڑ کر تو اسکا ولد اپنے
باپ کے قائم مقام ہو اگر اسکا باپ زندہ باقی رہتا تو کیا اس ولد کو اپنے باپ کا حصہ ملیگا اگر اسکا باپ زندہ رہتا اور یہ ولد استحقاق میں طبقہ اولی کا شریک ہوگا
یا نہیں علامہ سبکی نے مشارکت کا فتوی دیا اور سیوطی نے اسکی مخالفت کی ہے اور یہ مخالفت واجب ہے چنانچہ اسکو بیان کیا ہے ابن نجیم نے اشباہ کے نویں قاعدہ میں م اشباہ
میں حاصل سوال اور اپنا جواب مختار یوں مذکور ہے کہ جب واقف نے اپنی اولاد اور پوتوں پر وقف کیا پھر انکے بعد پڑپوتوں پر پھر اپنی ذریت اور نسل پر طبقة بعد
طبقة وبطنا بعد بطن کہ طبقہ علیہ طبقہ سفلی کا حاجب ہو اس شرط پر کہ جو مرجاوے تو اسکا حصہ اسکے ولد کو ملے اور جو مرجاوے قبل داخل ہونیکے اس وقف میں اور مستحق ہونے
اسکے منافع کے اور بیٹا اور پوتا یا پڑپوتا چھوڑے تو بیٹا اپنے باپ کے حق کا مستحق ہوگا اگر اسکا باپ زندہ رہتا اور یہ صورت کثیر الوقوع ہے قاہرہ یعنی مصر میں انتہی طحطاوی نے
کہا ہے جو شارح نے فتوی مشارکت کا سبکی کی طرف نسبت کیا سو غلط ہے بلکہ اشباہ میں عدم مشارکت کا فتوی سیوطی سے مصرح ہے اور یہ فتوی واقف کے پوتے کے دو فرزندوں
مذکور ہے جو پوتا اپنے باپ کی زندگی میں مر گیا لکنه ذکر بعده وقیل ان بعضهم یعبر بین الطبقات بثم وبعضهم بالواو فبالواو یشارک بخلاف ثم فراجعه متاملا مع شرح الوہبانیة فان فیه
نقل عن السبکی وعن آخرین یحتاج الیها ولم یزل العلماء متحیرین فی فهم شروط الواقفین الا من رحم الله لیکن صاحب اشباہ نے دو ورقوں کے بعد مذکور کیا ہے کہ بعضے وقف کرنے
والے طبقات اولاد میں بلفظ ثم تعبیر کرتے ہیں اور بعضے بلفظ واو تو واو کی تعبیر سے طبقہ سافلہ طبقہ عالیہ کا شریک ہوگا بخلاف ثم کا کہ مشارک نہو گا سو مراجعت
کر اشباہ کیطرف غور کرکے شرح وہبانیہ کے ساتھ کہ اسنے سبکی سے دو اور صورتیں نقل کی ہیں جنکی طرف حاجت پڑتی ہے اور ہمیشہ علماء حیران رہے ہیں شروط
واقفین کے فہم میں مگر جسپر کہ خدا نے رحم کیا ہو طحطاوی نے کہا ہے میں نے مراجعت کی اشباہ کیطرف سو یہ اسمیں پایا کہ واو کی تعبیر میں قسمت منقوض ہوگی اور ثم میں
منقوض نہوگی اسمیں مشارکت اور عدم مشارکت جو شارح نے نقل کی مذکور نہیں اور یہ بھی بالتحقیق معلوم ہوا کہ یہ جو صاحب اشباہ نے واو اور ثم کا فرق کیا ہے
سو صحیح نہیں بلکہ دونوں صورتوں میں قسمت منقوض ہوگی انقراض بطن اعلی سے چنانچہ علامہ مقدسی نے بسند کلام خصاف اسکو دفع کر دیا ہے اور جو تنقیح
اس مسئلہ کی چاہے وہ اشباہ اور اسکے حواشی کیطرف رجوع کرے انتہی ملخصا وقد افتیت بمن ۰ وقف علی اولاد الذکور دون الاناث فانها مستحقة عن الذین

دو بیٹا من اولاد دختر [illegible] فینتقل نصیبہا الی المتصدق کونہا من اولاد دختر باعتبار ابیہا کما یعلم من مسئلۃ و غیرہ و اگر شخص کے حق میں جس نے
وقف کیا ذکور کی اولاد و بیٹوں اناث کی اولاد پر ہو ایک مستحق عورت ایک ولد چھوڑ کر مرگئی جسکا باپ ذکور کی اولاد سے ہے تو ظاہر یہی ہے کہ ایسی صورت
مستحقہ کا حصہ دونوں ولد کی طرف منتقل ہوگا اسواسطے کہ دونوں پر یہ صادق آتا ہے کہ وہ ذکور کی اولاد میں سے ہیں اپنے باپ سے [illegible] سابقہ
سے معلوم ہوا [illegible] والذا رحمانیہ وقف علی عقبہ یکون لولدہ و ولد ولدہ ابدا ما تناسلوا [illegible]
ولدہ الذکور من یرجع نسبہ الی الواقف بان باؤہ من عقبہ کل من کان ابوہ من غیر قوم الواقف فلیس من عقبہ انتہی [illegible] رحمانیہ [illegible]
کہ اگر واقف نے وقف کیا اپنے عقب یعنی پس ماندوں پر تو یہ وقف واقف کے ولد اور پوتے پر ہمیشہ رہیگا جبتک کہ نسل باقی رہے اور ذکور کے
مگر اناث کی اولاد اسوقت وقف میں داخل ہوگی جبکہ اناث کے ازواج واقف کے پوتوں کی اولاد ہوں جس شخص کا نسب واقف کیطرف راجع ہو
آبا کے واقف کا عقب ہے اور جس شخص کا باپ واقف کی اولاد ذکور سے نہ ہو وہ شخص واقف کے عقب میں داخل نہیں انتہی کلام الاسعاف ہم قول اخیر
کی توضیح ہر خلاصہ یہ ہے کہ اولاد پسری بر عقب صادق آتا ہے اور اولاد دختری پر نہیں انہ فی الوصایا انہ لو اوصی لاہل فلان دخل کل من ینسب الیہ من قبل آبائہ
اولاد البنات لانہا لو اوصت الی اہل بیتہا او جنسہا لا یدخل لدیہا الا ان یکون ابوہ من قومہا لان الولد انما ینسب الیہ لا امہ قلت و بہ علم جواب حادثۃ وقف علی
اولاد الظہور من اولاد البطون فماتت مستحقۃ عن ولدین ابوہما من اولاد الظہور ہل ینتقل نصیبہما لہما فاجبت نعم ینتقل نصیبہما لہما لصدق کونہما من اولاد الظہور
باعتبار والدہما المذکور اور آگے آویگا کتاب الوصایا میں یہ کہ اگر ایک شخص نے وصیت کی اپنی آل اور اپنی جنس کے واسطے تو داخل ہوگا اس وصیت
میں جو شخص کہ منسوب ہے اسکی طرف اسکے آبا و اور اجداد کی جانب سے اور نہ داخل ہوگی اولاد بنات کی اور اگر عورت نے وصیت کی اپنے اہل بیت
اور اپنے جنس کے واسطے تو عورت کا ولد وصیت میں نہ داخل ہوگا مگر اس صورت میں داخل ہوگا جبکہ باپ اسکا عورت موصیہ کی قوم سے ہو اسواسطے کہ لڑکا
باپ کیطرف منسوب ہوتا ہے نہ اپنی ماں کی طرف میں کہتا ہوں اس تقریر سے جواب اس حادثہ کا معلوم ہوگیا کہ اگر وقف کیا اولاد ذکور پر نہ اولاد بنات پر پھر
ایک عورت مستحقہ دو ولد چھوڑ کر مرگئی جنکا باپ ذکور کی اولاد سے ہے کیا عورت کا حصہ اسکے دونوں لڑکوں کیطرف منتقل ہوگا سو میں نے جواب یا کہ ہاں عورت کا حصہ
دونوں کیطرف انتقال کریگا اسواسطے کہ دونوں پر صادق آتا ہے کہ وہ ذکور کی اولاد میں باعتبار اپنے والد مذکور کے ہیں یہ مسئلہ بعینہا عنقریب مذکور ہوچکا

فصل

فیما یتعلق بوقف الاولاد من الدر رو غیرہا یہ فصل ہے ان مسائل میں جو متعلق ہیں اولاد کے وقف سے منقول ہیں درر و غیرہا سے ہم یہاں عبارت در المختار کی نسخ میں
مختلف ہے نسخہ مکتوبہ عربیہ میں یوں ہے (فیما یتعلق بوقف الاولاد من ذکور و غیرہا) اور نسخہ مطبوعہ کلکتہ میں (من الدرر و غیرہا) لیکن مترجم نے نسخہ مطبوعہ مصر پر اعتماد
کیا کما لا یخفی وجہہ عبارۃ المواہب فی الوقف علی نفسہ و ولدہ و نسلہ و عقبہ جعل ریعہ لنفسہ ایام حیاتہ ثم و ثم جاز عند الثانی و بہ یفتی کجعلہ لولدہ ولکن تخصیص الصلبی اور عبارت
مواہب کی یہ ہے کہ اپنی ذات اور اپنی ولد اور اپنی نسل اور اپنے عقب کے وقف میں محصول وقف کا اپنی ذات کیواسطے مقرر کیا اپنے ایام حیات میں پھر اسکے بعد
بدرجہ تو جائز ہے ابو یوسف کے نزدیک اور اسی پر فتوی ہے چنانچہ واقف کا اپنے ولد کیواسطے محصول وقف کا مقرر کرنا جائز ہے لیکن فرزند صلبی کو مخصوص ہوگا بیٹے
پوتے پر دے کو نہ ملیگا و یعم الانثی بالم یقیدہ بالذکر ادر ولد کا لفظ عورت کو بھی شامل ہے جبتک واقف نے ولد ذکر کی قید لگائی ہو ہم ولد عورت کو اسواسطے عام
ہوا کہ ماخوذ ہے ولادت سے اور ولادت عورت میں بھی موجود ہے کذا فی الحلبی عن الدرر و یستقل بہ لو واحد فان انتفی الولد الصلبی فللفقراء دون ولد الولد الا ان یکون حین
صلبی تخصیص ہو لہ الابن و لو انثی دون من دونہ من البطون و دون ولد البنت فی الصحیح اور مستقل ہوگا ساتھ وقف کے واحد صلبی سو اگر واحد صلبی منتفی ہو
مرگیا ہو تو وقف فقرا کے واسطے ہوگا نہ واقف کے پوتے کیواسطے مگر اسوقت جبکہ وقت کے وقت ولد صلبی نہ ہو تو اب وقف لڑکے کو مخصوص ہوگا اگرچہ ولد بیٹی

عورت جو نہ خیر ولد الابن کو شامل نہیں ہوتی ہے اور قبیلے کے اپنی کو قول اصح میں یعنی اسواسطے کہ اولاد بنات کی اپنے آبا کی طرف منسوب نہیں ہوتی ہے اور جہات کی طرف بخلاف اولاد بنین کے

فی البحر لو زاد وولد ولدی فقد شمل جلیہا اور اگر واقف نے زیادہ کیا کہ میں نے وقف کیا اپنے فرزند پر اور اپنے پوتے پر فقط تو ولد اور پوتے پر منحصر ہوگا اور زیادہ بیشی لکھا ہے عمدہ نسل

اور اگر واقف نے بیٹی بیٹا کو زیادہ کیا تو اسکی تمام نسل کو شامل ہو گا یعنے گروہوں کو قصہ علی ولدی و ولد ولدی و ولد ولد ولدی) کذا فی الدرر یعنی میں نے وقف کیا اپنے بیٹے پر اپنے پوتے

پر اور اپنے پر پوتے پر تو تمام اسکی نسل پر صرف ہوگا جبتک کہ تین تناسل باقی رہیگا برابر سواسطے کہ جب واقف نے بیٹی بیٹا کو ذکر کیا تو سبب کثرت کے انقادت ہوئی تخصیص ہوگیا تو صفت

تخصیص کی ممتنع ہوگی تو فقط معنی انتساب کا اعتبار باقی رہا تو سب کو شامل ہوگی کیونکہ ترتیب بیوہ سب میں جو دیر بخلاف تین کے اسواسطے کہ تین سب ہی اسمیں کذا فی الخطا دی اور سنو

الا بعد دالاقرب لا ان ذکر ابدا علی الترتیب تو قال ابدا علی اولادی بطنا بعد بطن او علی ولدی و ولد ولدی اور بیشی ثانی کی زیادتی میں ابعد اور اقرب برابر ہوگا مگر یہ کہ واقف

وہ چیز ذکر کرے جو ترتیب پر دلالت کرے چنانچہ ابعد اور اقرب برابر ہونگے مگر یہ کہ کہے بطنا بعد بطن کہ ابتدا سے وقف میرا اولاد پر یا یوں کہے کہ وقف ہے میرے ولد پر اور میرے

ولد کی اولاد پر ہم ترتیب پر دلالت کرنا اسطرح پر کہ واقف کہے کہ الاقرب فالاقرب یا یوں کہے کہ میرے ولد پر پھر میرے پوتے پر یا کہے کہ بطنا بعد بطن تو اسوقت انہی سے شروع

ہوگی جیسے واقف نے ابتدا کی دو قال علی اولادی ولکن سماہم کان لحدہم صرف نصیبہ للفقراء او فی علی اولاد اولادہ ولم یذکر بہا انھیں بسما الا انہم یستحقون نصیب من مات

منہم الی ولدہ اور اگر واقف نے کہا کہ میں نے وقف کیا اپنی اولاد پر لیکن ان اولاد کا نام ذکر کیا اور آخر وقف فقیروں کیواسطے ٹھہرایا کذا فی الدرر سو انمیں سے ایک لڑکا مرگیا تو اسکا

حصہ فقیروں پر صرف ہوگا اور اگر وقف کیا اپنی زوجہ پر اور اپنی اولاد پر پھر زوجہ مرگئی تو اسکا بیٹا اسکے حصہ کے ساتھ مخصوص ہوگا کیونکہ واقف نے اس شخص کا حصہ جو ان میں

مرگیا اسکے ولد کیواسطے پھر بنا شرط نہ کیا ہو تو شارح کو مناسب تھا کہ یوں کہتا او علی امرتہ ثم علی اولادہ تاکہ ہم مناسب تا اور مراد یہ ہے کہ واقف نے زوجہ کے حصہ کا مستحق

اپنی اولاد کیواسطے ٹھہرایا تو زوجہ کا ولد زوجہ کے حصہ کے ساتھ مخصوص ہوگا اور یہ میں ولد پر زوجہ سے وہ لڑکا مراد ہے جو واقف سے پیدا ہوا انتہی اور جو لڑکا زوجہ کا اور شوہر سے

ہو اسکو وقف میں کچھ دخل نہیں کذا فی الطحطاوی او قال علی بنی او علی اخوتی دخل الاناث علی الذکور وعلی بناتی لا یدخل البنون اور اگر واقف نے کہا کہ میں نے وقف کیا اپنے بیٹوں

یا اپنے بھائیوں پر تو انمیں اناث بھی داخل ہیں یعنی اس حیثیت سے بیٹیاں اور بہنیں بھی وقف میں داخل ہونگی یعنی اسواسطے کہ جمع ذکور عند الاختلاط اناث کو بھی شامل ہوتی ہے

بخلاف جمع اناث کے کہ مرد داخل نہیں فقط او قال علی بنی او بناتی وولدہ فی الثلث لمساکین یکون مشترکا ان ذکر حاد الیہ اور اگر وقف کیا اپنے بیٹوں پر اور جار نکھ

اسکی بیٹیاں ہیں یا وقف کیا اپنی بیٹیوں پر اور حال یہ کہ اسکے فقط بیٹے ہیں تو غلہ مساکین کے واسطے ہے اور وقف منقطع ہوگا پھر اگر وہ پیدا ہو جسکو واقف نے ذکر کیا تھا تو وقف

اسکی طرف عود کریگا یعنی پہلی صورت میں اگر واقف کا بیٹا پیدا ہوا اور دوسری صورت میں بیٹی پیدا ہوئی تو وقف مذکور کی مستحق ہوگی ویدخل فی قسمۃ الغلۃ من ولد

لدون نصف حول من طلوع الغلۃ لا وکثر الا اذا ولدت بائنۃ او ام ولد لستۃ اشہر لدون سنتین لثبوت نسبہ الاحول وجہا خیر حبل فلا احتمال علوقہ بعد طلوع الغلۃ

اور اولاد کے وقت میں غلہ کی قسمت میں وہ لڑکا داخل ہوگا جو چھ مہینے سے کم مدت میں پیدا ہوا ہے موجودگی غلہ سے نہ وہ لڑکا جو زیادہ مدت

میں پیدا ہوا اگر وہ لڑکا داخل ہوگا جسکو واقف کی زوجہ مبانہ یا اسکی ام ولد دو برس سے کم مدت میں جنی کیونکہ بسبب ثابت نسب ہونے ولد کے بوقت وطی

اسکی ماں کے سوا اگر اسکی وطی حلال ہو صحیح یہ کہ ام ولد نہ ہو یا زوجہ مبتوتہ نہ ہو کذا فی الحلبی تو اکثر مدت کی ولادت میں داخل قسمت نہوگا بسبب احتمال

علوق ولد کے بعد نمود ہونے غلہ کے وتقسم علیہم بالسویۃ ان لم یرتب البطون ان قال للذکر مثل حظ الانثیین کما قال اور اولاد کے حصے برابر تقسیم ہونگے اگر واقف نے بطون

میں ترتیب مذکور نہیں کی اور اگر واقف نے کہا کہ مرد کو دونا حصہ عورت کا تو بموجب انکے قول کے ملیگا فلو وصیۃ فرض کرم مع الاناث انثی مع الذکور ثم جمیع سہمہ للورثۃ

لعدم صحۃ الوصیۃ للمعدوم فلا بد من تحصیلہ لیعلم ما یرجع للورثۃ سوا کر وصیت ہو تو فرض کیا جائے مرد عورت کے ساتھ اور عورت فرض کیجائے مردوں کے ساتھ اور اسکا حصہ شخص

مفروض کا اسکے وارثوں کی طرف راجع ہو بسبب صحیح ہونے وصیت کے معدوم کیواسطے تو ضرور ہے اسکی فرضیت سے تا معلوم ہو کہ قدر غلہ موصی کے وارثوں کی طرف

راجع ہوگا اور یہ مسئلہ تامتوں ہے توضیح اسکی یہ ہے کہ اگر واقف نے وقف کیا اپنی اولاد پر للذکر مثل حظ الانثیین اور مرد اور عورت انمیں مختلف ہیں تو موجب اسکی

ہوگی اور وقف کی ... [illegible] ... قیمت ہو ... موت ... [illegible]
[illegible] ... تو ... ساتھ ... [illegible] ... ہوگی ... [illegible]
اور ... [illegible] ... وقت ... کی ... [illegible] ... موت ... [illegible]
اسی ... [illegible] ... وصیت ... کے واسطے ... [illegible] ... وصیت صحیح ہوگی ... [illegible]

یعنی ... [illegible] ... کذا فی ... [illegible] ... قال ... [illegible] ... اور نسل ... [illegible] ... مرجائے تو
اسکا حصہ ... [illegible] ... اولاد ... [illegible] ... وصیت کا حصہ ... [illegible] ... شرط کے ... [illegible]
... [illegible] ... واقف نے ... [illegible] ... ولد ... نسل ... [illegible] ... وصیت کا ... [illegible]
... [illegible] ... اولاد ... نسل ... [illegible] ... وصیت ... [illegible]

... [illegible] ... چنانچہ شارح نے ... [illegible] ... من غیر نسل ... [illegible]
... [illegible] ... الفقراء ... [illegible] ... اگر ... [illegible] ... نسل مرجائے تو اسکا حصہ
... [illegible] ... اولاد ... [illegible] ... وقف ... [illegible]
... [illegible] ... ولد ... [illegible] ... اولاد کا ... [illegible] ... اگرچہ
ولد عورت ہو ... [illegible] ... اولاد ... [illegible] ... ذکور ... [illegible]

عقب نہیں ... [illegible] ... الاسلام ... [illegible]
... [illegible] ... الاسلام ... [illegible]
... [illegible] ... اسلام ... [illegible] ... اعتبار ... [illegible]
اور عورت محرم اور غیر محرم ... [illegible] ... اولاد ... [illegible] ... نہیں

... [illegible] ... کذا فی العالمگیریہ ... [illegible] ... الاسلام ... [illegible]

... [illegible] ... قرابت ... اتفاق ... [illegible] ... نسب ... [illegible]
... [illegible] ... اسلام میں ... [illegible] ... والدین ... [illegible] ... قرابت نہیں ... [illegible]
والدین ... [illegible] ... اجداد اور جدات ... [illegible] ... قرابت نہیں ... [illegible]
... [illegible] ... قرابت ... [illegible] ... کذا فی العالمگیریہ ... [illegible]
... [illegible] ... الفقراء ... [illegible] ... واقف نے وقف کو ... قرابت کے فقیروں کے ساتھ ... [illegible] ... مستحق ... [illegible]
وہ ہوگا جو ... محتاج ہوگا ... [illegible] ... زکوٰۃ ... [illegible] ... زکوٰۃ لینا
... [illegible] ... فقیر ... [illegible] ... حاجت سے زیادہ ... [illegible] ... قیمت ... [illegible]
... [illegible] ... وقف لینا حلال نہیں کذا فی العالمگیریہ ... [illegible] ... الفقیر وقت ... [illegible] ... الغلہ ... [illegible]

الصلات انما تملک حقیقۃ بالقبض فیطرء الغنی والموت لایبطل ما استحقہ پھر اگر واقف کے صرف مین تاخیر ہوگئی چند سال کسی وجہ سے سو غنی محتاج ہوگیا اور محتاج غنی ہوگیا تو مشارک ہوگا وہ غنی جو فقیر ہوگیا وقت قسمت کے اسکا جو فقیر ہوگیا وقت وجود غلہ کے اسواسطے کہ صلات تو مملوک نہین ہوتی مگر قبض سے اور طاری ہونا مالداری اور موت کا مبطل اس حق کا نہین جسکا وہ مستحق ہوچکا اور غنی کا فقیر ہونا اسطرح پر کہ گواہون نے گواہی دی کہ وہ محتاج ہوگیا قبل پیدا ہونے غلہ کے اور فقیر مستغنی ہوا بعد لگنے غلہ کے اور اپنا حصہ لینے سے پہلے اور غلہ کے وقت وہ فقیر ہی تھا کذا فی العالمگیریہ اور یہان سوال وارد ہوا تھا کہ وقف تو فقیرون کا حق ہے تو چاہیے کہ اس غنی کو نہ ملے شارح نے جواب دیا کہ وقف مذکور فقیرون کا حق نہین ہوگیا اسواسطے کہ صلہ مملوک نہین ہوتا مگر قبض سے واما من ولد منہم لدون نصف حول بعد

مجیٔ الغلۃ فلاحظ لہ لعدم احتیاجہ فکان بمنزلۃ الغنی وقیل یستحق لان الفقیر من لا شئ لہ والحمل لا شئ لہ اور وقف مذکور مین جو اہل قرابت مین لڑکا پیدا ہو کمتر چھ مہینے کی مدت مین غلہ آنیکے بعد تو اسکا حصہ نہین بسبب اسکی عدم احتیاج کے تو وہ بمنزلہ غنی کے ہوگا تو غلات مستقبلہ کا مستحق نہوگا اور قول ضعیف یہ ہے کہ وہ مستحق ہوگا اسواسطے کہ فقیر وہ ہے جو کسی چیز کا مالک نہو اور حمل کسی چیز کا مالک نہین ہم یہ ایک قول ہے فقیر کی تعریف مین اور قول معتمد یہ ہے کہ فقیر وہ ہے جو بقدر نصاب کے مالک نہو ولو قید بصلاحہم

او بالاقرب فالاقرب او فالاحوج او من جاورہ منہم او من سکن مصر تقید الاستحقاق بہ عملا بالشرط اور اگر واقف نے اہل قرابت کو صالحین کے ساتھ مقید کیا یا اقرب فالاقرب یا احوج فالاحوج کی قید لگائی یا جو شخص اسکا مجاور رہے یا جو مصر مین مثلاً سکونت رکھے تو استحقاق وقف کا قید مخصوص کے ساتھ مقید ہوگا بنظر عمل کرنے اسکی شرط کے ہم اہل صلاح وہ ہے جو مستور مستقیم الطریقۃ سلیم الناحیۃ کامن الاذی قلیل الشر نہ متہتک صاحب ریبت ہو نہ قذاف محصنات نہ معروف بالکذب

اور اہل عفاف و اہل خیر اور اہل فضل اور اہل صلاح برابر ہین کذا فی العالمگیریۃ عن الحاوی وتمامہ فی الاسعاف ومن احوجہ حوادث زمانہ الی ما خفی من مسائل

الاوقاف فعلیہ بالکتاب المخصوص باحکام الاوقاف الملخص من کتابی ہلال والخصاف کذا فی البرہان فی شرح مواہب الرحمن للشیخ ابراہیم بن موسی بن ابی بکر

الطرابلسی الحنفی نزیل القاہرۃ بعد دمشق المتوفی فی اوائل القرن العاشر سنۃ اثنین وعشرین وتسعمائۃ وہو ایضا صاحب الاسعاف اور پورا بیان مسائل مذکورہ کا اسعاف مین ہے اور جس مفتی اور عالم کو مسائل خفیہ اوقاف کیطرف حوادث زمانہ محتاج کرین تو اسپر مطالعہ اس کتاب کا لازم ہے جو احکام اوقاف کے ساتھ مخصوص ہے اور کتاب ہلال اور کتاب خصاف کا خلاصہ ہے اسیطرح مذکور ہے برہان شرح مواہب الرحمن مین جو تصنیف ہے ابراہیم بن موسی بن ابی بکر طرابلسی حنفی کی جو اقامت پذیر تھے مصر کے بعد دمشق کے جنکی وفات ہوئی قرن عاشر کی ابتدا مین نو سو بائیس ہجری مین اور وہی اسعاف کے بھی مصنف ہین ہم یہانتک فروع اوقاف مذکور ہوچکے آگے مسائل اختلاف شہادت وغیرہ مذکور ہوتے ہین واللہ اعلم شارح رحمۃ اللہ علیہ نے مسائل مذکورہ کو محل یہان مذکور کیا اور تکلف کر کے مناسبت کو ثابت کرنا خالی دقت سے نہین بہرحال مترجم بیچارہ ترجمہ مسائل مذکورہ مین تابع ہے شارح کا قول الاشباہ اختلاف الشاہدین مانع الا فی احدی اربعین یہ قول ہے اشباہ کا کہ اختلاف دو گواہون کا مانع ہے قبول ہونے شہادت کا مگر اکتالیس مسئلون مین مانع نہین ہم یعنی جسمین تعدد شہادت کا شرط ہے اسمین اختلاف مانع ہے اسواسطے کہ ہر شاہد دوسرے کا مکذب ہے اور مدعی ایک شاہد کا مکذب ہے دریافت کرنا چاہیے کہ تطابق کلام شاہدین مین لفظاً اور معنی ضرور ہے اسطرح پر کہ دونون کا لفظ معنی واحد پر بالوضع بطریق دلالت مطابقی کے دلالت کرے نہ بطریق تضمن کے امام کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک اسکا اعتبار ہے جسپر دونون شاہدون نے اتفاق کیا تو اگر ایک شاہد نے ہزار کی گواہی دی اور دوسرے نے دو ہزار کی تو امام کے نزدیک گواہی مردود ہے اسواسطے کہ اقل پر بطریق تضمن دلالت کرنا امام کے نزدیک معتبر نہین لیکن صاحبین کے نزدیک ہزار پر گواہی مقبول ہے جبکہ اکثر کا مدعی دعوی کرتا ہو اسواسطے کہ ہزار پر دونون نے اتفاق کیا ہے اور اگر مدعی نے اقل کا دعوی کیا تو صاحبین کے نزدیک گواہی مردود ہے اسواسطے کہ مدعی اکثر کے شاہد کا مکذب ہے اور صحیح صاحبین کا قول ہے کذا فی الطحطاوی عند ابی السعود شارح کو مناسب تھا کہ بجاے الا فی احدی واربعین کے الا فی اثنین واربعین کہتا تا تفصیل آئندہ کے مطابق ہوتا اسواسطے کہ بیالیس صورتین مستثنی مذکور ہین قال فی زواہر الجواہر حاشیتہا للشیخ صالح ابن المصنف قد ذکر فی الشرح

المحال علیہ مسائل لا یضر فیہا اختلاف الشاہدین وانا اذکرہا سردا فاقول الاولی شہد احدہما ان علیہ الف درہم وشہد الآخر انہ اقر بالف درہم تقبل

اسی باب میں مصنف نے مزید نظائر ... جو بعینہ اشباہ و نظائر میں کہا ہے مصنف اشباہ نے اس شرح میں جسپر حوالہ کیا یعنی بحر الرائق میں ... کو ذکر
کیا ہے یعنی اختلاف شاہدین شہادتین میں مسائل کو ... یہ ذکر کرتا ہون سو کہتا ہون پہلا مسئلہ یہ کہ ایک شاہد نے گواہی دی کہ مدعا علیہ نے ہزار درم
ہیں اور دوسرے نے گواہی دی کہ مدعا علیہ نے ہزار درم کا اقرار کیا تو گواہی مقبول ہے الثانیۃ ادعی کر حنطۃ جیدۃ فشہد احدہما بالجودۃ والآخر بالردیۃ تقبل بالردیۃ دعوی
... جو دعوی ... کہ ... گواہی دی اور دوسرے گواہ نے ناقص ہونے کی گواہی دی تو ناقص کی گواہی مقبول ہوگی
اور ... یہ حکم ہوگا ... الثالثۃ ادعی مائۃ دینار فشہد احدہما نیسابوریۃ والآخر بخاریۃ والمدعی یدعی نیسابوریۃ ... بالنیسابوریۃ
سو ... یا سو دینار کا تو ایک گواہ نے کہا کہ نیشاپوری دینار تھے اور دوسرے نے کہا بخاری دینار تھے اور مدعی نیشاپوری کا دعوی کرتا ہے اور ... تو دینار
... کا حکم ہوگا بالاتفاق الرابعۃ لو اختلفا فی الہبۃ والعطیۃ ... اگر دونون اختلاف کرین ہبہ و عطیہ مین ... لو اختلفا فی لفظ النکاح والتزویج ۵ - اگر اختلاف کرین
نکاح و تزویج کے لفظ مین ... بحر الرائق مین کہا کہ ... یہ شرط نہیں کہ وہی بعینہ لفظ مذکور ہو بلکہ بعینہ یا اسکے مرادف تو ہبہ و عطیہ کا اختلاف یا نکاح اور
تزویج کا اختلاف مانع قبول کا نہیں ... حموی نے کہا کہ ... استثنا کی حاجت نہیں کہ ... یہان اختلاف ہی نہیں السادسۃ شہد احدہما انہ جعلہا صدقۃ موقوفۃ ابدا
علی ان لزید ثلث غلتہا وشہد الآخر ان لزید نصفہا تقبل علی الثلث ۶ - ایک نے گواہی دی کہ واقف نے زمین کو صدقہ موقوفہ دائمی کیا ہے اس شرط پر کہ زید کو اسکا تہائی
غلہ ملے اور دوسرا گواہی دیتا ہے کہ زید کو اسکا نصف غلہ ملے تو گواہی تہائی پر مقبول ہوگی ام اور ایسی ہی اگر ایک کل کی گواہی دے اور دوسرا نصف کی تو نصف متفق
علیہ پر حکم ہوگا بشرطیکہ مدعی اکثر کا دعوی کرتا ہو السابعۃ انہ باع بیع الوفاء فشہد احدہما بہ والآخر ان المشتری اقر بہ تقبل ۷ - مدعی نے دعوی کیا کہ اسنے بیع الوفا
کی بیع کی تو ایک گواہ نے اسکے موافق گواہی دی اور دوسرے نے کہا کہ مشتری نے بیع الوفا کا اقرار کیا تو مقبول ہے ام بیع الوفا یا بیع کی کچھ خصوصیت نہیں بلکہ ہر قول کا
یہی حکم ہے بخلاف فعل کے اور نکاح قول مین داخل ہے کذا فی الحلبی عن البحر الثامنۃ شہد احدہما انہا جاریتہ والآخر انہا کانت لہ تقبل ۸ - ایک نے گواہی دی کہ وہ اسکی
لونڈی ہے اور دوسرے نے کہا کہ یہ اسکی لونڈی تھی تو قبول ہوگی التاسعۃ ادعی الفا مطلقا فشہد احدہما علی اقرارہ بالف قرض والآخر بالف ودیعۃ تقبل ۹ - دعوی کیا
مطلق ہزار کا بلا قید قرض یا ودیعت کے سو ایک نے گواہی دی مدعا علیہ کے اقرار پر قرض کی اور دوسرے نے ہزار امانت کی تو مقبول ہے العاشرۃ ادعی الابراء فشہد احدہما بہ
والآخر انہ وہبہ او تصدق علیہ او حللہ جاز ۱۰ - دعوی کیا ابراء دین کا تو ایک نے اسکی گواہی دی اور دوسرے نے گواہی دی کہ دائن نے مدیون کو دین ہبہ کردیا یا خیرات کیا
یا اسکو چھوڑ دیا تو جائز ہے اسواسطے کہ ہبہ کرنا اور تصدق کرنا اور تحلیل دین براءت مین داخل ہے الحادیۃ عشرۃ ادعی الہبۃ فشہد احدہما بالبراءۃ والآخر بالہبۃ وانہ حللہ جاز ۱۱ - دعوی
کیا ہبہ کا یعنی دائن نے اسکو دین ہبہ کردیا سو ایک نے براءت کی گواہی دی اور دوسرے نے ہبہ یا تحلیل کی تو جائز ہے الثانیۃ عشرۃ ادعی الکفیل الہبۃ فشہد احدہما بہا والآخر
بالابراء جاز وثبت الابراء ۱۲ - دعوی کیا ضامن نے ہبہ کا یعنی دیون اصیل کو دائن نے دین ہبہ کردیا تو ایک نے اسکے موافق گواہی دی اور دوسرے نے ابراء کی تو جائز ہے اور ابراء
ثابت ہوگا اور ضامنی باطل ہوجاویگی الثالثۃ عشرۃ شہد احدہما علی اقرارہ انہ اخذ منہ العبد والآخر علی اقرارہ بانہ اودع منہ ہذا العبد تقبل ۱۳ - ایک نے گواہی دی مدعا علیہ کے
اقرار پر کہ اسنے مدعی سے غلام لیا ہے اور دوسرے نے اسکے اس اقرار پر کہ اسنے مدعی کا غلام بطور ودیعت کے رکھا تو گواہی مقبول ہوگی ام صورت اسکی یہ ہے کہ ایک نے غلام کا
دعوی کیا جو دوسرے مرد کے پاس ہے سو مدعا علیہ نے انکار کیا پھر مدعی نے شہادت مذکورہ ثابت کی تو مدعی غلام کو پا لیگا اور اسیطرح ہے مسئلہ آئندہ الرابعۃ عشرۃ شہد احدہما انہ
غصبہ منہ والآخر ان فلانا اودع منہ ہذا العبد تقضی للمدعی ۱۴ - ایک نے گواہی دی کہ مدعا علیہ نے مدعی سے غلام کو غصب کیا ہے اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ فلانے نے
اسکو غلام بطور ودیعت کے رکھا ہے تو مدعی کیواسطے حکم ہوگا الخامسۃ عشرۃ شہد احدہما انہا ولدت منہ والآخر انہا حبلت منہ تقبل ۱۵ - ایک نے گواہی دی کہ عورت اسکے لڑکا جنی
اور دوسرے نے یہ کہ وہ اس سے حاملہ ہوئی تو مقبول ہوگی ام صورت اسکی یہ ہے کہ زوج نے زوجہ کی طلاق اسکی ولادت پر معلق کی پھر گواہون نے شہادت مذکورہ دی تو طلاق واقع
ہوگی اسواسطے کہ حمل کو غالبا ولادت لازم ہے تو گویا اسنے ولادت کی گواہی دی السادسۃ عشرۃ شہد احدہما انہ اشتری الدار والآخر انہ سکن فیہا تقبل

۱۶- ایک نے گواہی دی کہ مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ گھر مدعی کا ہے اور دوسرے نے یہ کہ مدعی اسمیں ساکن تھا تو مقبول ہوگی ہم سرخیہ سکونت باجارہ یا عاریۃ بھی ہوتی ہے لیکن ملک
اسمیں اصل ہے لہذا گواہی مقبول ہوگی خصوص کہ دوسرے کی شہادت سے ملک کی تائید ہوگئی السابعۃ عشرۃ شہد احدہما انہا ولدت منہ ذکرا وقال الآخر انثی تقبل
۱۷- ایک نے گواہی دی کہ زوجہ شوہر سے لڑکا جنی اور دوسرے نے کہا کہ اسکی لڑکی جنی تو مقبول ہے ہم صورت اسکی یہ ہے کہ طلاق اسکی مطلق ولادت پر معلق ہوئی تھی الثامنۃ عشرۃ
انکر اذن عبدہ فشہد احدہما علی اذنہ فی الثیاب والآخر فی الطعام تقبل ۱۸- مولی نے انکار کیا اپنے غلام کو تجارت کے اذن دینے کا تو ایک نے گواہی دی کپڑوں کی تجارت کے
اذن کی اور دوسرے نے طعام کی تجارت کی گواہی دی تو مقبول ہوگی اسواسطے کہ ایک قسم میں اذن دینا جمیع انواع کو شامل ہے کذا فی باب المأذون التاسعۃ عشرۃ اختلف
شاہدا الاقرار بالمال فی کونہ اقر بالعربیۃ او بالفارسیۃ تقبل بخلاف نحو الطلاق ۱۹- اختلاف کیا اقرار مال کے دو شاہدوں نے کہ اسنے عربی زبان میں اقرار کیا یا فارسی میں
تو مقبول ہوگی بخلاف طلاق کے کہ اسمیں مقبول نہ ہوگی یعنی اسواسطے کہ اقرار میں اتفاق معنوی کافی ہے بخلاف طلاق کے العشرون شہد احدہما انہ قال لعبدہ انت حر
والآخر انہ قال آزادی تقبل ۲۰- ایک نے گواہی دی کہ مولی نے اپنے غلام سے عربی میں کہا کہ انت حر یعنی تو آزاد ہے اور دوسرے نے کہا فارسی میں آزادی یعنی تو آزاد ہے
تو مقبول ہے الحادیۃ والعشرون قال لامرأتہ ان کلمت فلانا فانت طالق فشہد احدہما انہا کلمتہ غدوۃ والآخر عشیۃ طلقت ۲۱- زوج نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر تو فلانے
سے بات کریگی تو تو طالق ہے سو ایک نے گواہی دی کہ اسنے اس سے اول روز بات کی اور دوسرے نے گواہی دی کہ اس سے آخر روز بات کی تو وہ مطلقہ ہوگی الثانیۃ والعشرون
ان طلقتک فعبدی حر فقال احدہما طلقہا الیوم والآخر انہ طلقہا امس تقع الطلاق والعتاق ۲۲- زوج نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر میں تجھکو طلاق دوں تو میرا
غلام آزاد ہے سو ایک نے گواہی دی کہ اسنے آج کے دن اسکو طلاق دی اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسکو کل طلاق دی تو طلاق اور عتاق واقع ہونگے ہم اس مسئلہ
میں اور مسئلہ سابقہ میں مقصود ملحوظ ہے یعنی حصول شرط قطع نظر زمان سے الثالثۃ والعشرون شہد احدہما انہ طلقہا ثلثا البتۃ والآخر انہ طلقہا ثنتین البتۃ یقضی بالطلقتین
ویملک الرجعۃ ۲۳- ایک نے گواہی دی کہ زوج نے زوجہ کو تین طلاق البتہ دی اور دوسرے نے گواہی دی کہ دو طلاق البتہ دی تو دو طلاق کا حکم ہوگا اور زوج
رجعت کا مالک ہوگا ہم اگر لفظ البتہ کا شہادت سے متعلق ہے نہ طلاق سے تو رجعت بلا تکلف ثابت ہے اور اگر طلاق سے متعلق ہو تو ملک رجعت سے مراد یہ ہے کہ
اعادہ نکاح کا مالک ہے بعقد جدید اسواسطے کہ طلاق بائن کے بعد اعادہ عقد جائز ہے الرابعۃ والعشرون شہد احدہما انہ اعتق بالعربیۃ والآخر بالفارسیۃ تقبل ۲۴
ایک نے گواہی دی کہ مولی نے عربی زبان میں غلام کو آزاد کیا اور دوسرے نے کہا فارسی میں تو مقبول ہے ہم یعنی شاہد نے عربی و فارسی میں گواہی دی اور شاہد نے یہ
نہیں کہا کہ مولی نے حر یا آزاد کہا تو یہ مسئلہ بیسوین مسئلہ کے ساتھ مکرر نہوا کہ اسمیں قول مولی کا تازی فارسی ہونا مذکور ہے الخامسۃ والعشرون اختلفا فی مقدار المہر
یقضی بالاقل ۲۵- شاہدوں نے اختلاف کیا مقدار مہر میں تو اقل مہر پر حکم ہوگا ہم طحطاوی نے کہا جامع الفصولین میں مذکور ہے کہ شاہدوں نے بیع اور اجارہ اور طلاق
اور عتاق کی گواہی دی بعوض مال کے اور مختلف ہوئی مقدار مال میں تو گواہی مقبول نہیں مگر نکاح میں مقبول ہے اور مہر میں مہر مثل کیطرف رجوع ہوگا اور
صاحبین نے کہا کہ نکاح میں بھی مقبول نہیں انتہی تو اقل پر حکم کرنا اسکے منافی ہے السادسۃ والعشرون شہد احدہما انہ وکلہ بخصومۃ مع فلان فی دار سماہا وشہد الآخر
انہ وکلہ بخصومتہ فیہ وفی شیء آخر تقبل فی دار اجتمعا علیہ ۲۶- گواہی دی ایک نے کہ فلانے نے فلانے کو فلانے کے ساتھ خصومت کرنیکا وکیل کیا ہے اس گھر میں جسکا
وکیل نے نام لیا اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسنے اسکو خصومت کا وکیل کیا ہے اسی گھر کی خصومت میں اور دوسری چیز کی خصومت میں بھی تو گواہی مقبول ہوگی
اس گھر کی وکالت میں جسپر دونوں شاہد متفق ہوے السابعۃ والعشرون شہد احدہما انہ وقفہ فی صحتہ والآخر انہ وقفہ فی مرضہ قبلا ۲۷- ایک نے گواہی دی کہ واقف
نے اسکو وقف کیا اپنی صحت میں اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اسکو اپنے مرض میں وقف کیا تو دونوں مقبول ہیں ہم طحطاوی نے کہا لیکن اسکی
تصریح نہ ہوئی کہ وقف کل میں ہوگا یا ثلث میں اگر اسکا اتنا ہی مال ہے اور ظاہر ثلث ہی مال معلوم ہوتا ہے مگر اسکو بنقل ثابت کرنا چاہیے
الثامنۃ والعشرون لو شہد شاہد انہ اوصی علیہ یوم الخمیس والآخر یوم الجمعۃ جازت ۲۸- اگر ایک شاہد نے گواہی دی کہ زید نے خالد کو

شاہد دعویٰ کیا پس قبضہ کے وہ ان دو دوسرے نے ہبہ کے دعویٰ کی جائز ہے اما ستۃ وعشرون ادعی الف رجل جاء الی المحتال علیہ حال اقر بہ ہند و شہد احدہما فی حقہ بقبل عن الحیۃ ۲۹ - مدعی نے دعویٰ کیا کہ مال حوالہ کیا تھا ایک نے گواہی دی کہ مال علیہ پر آگئے وہ اس نے قبول کیا اور دوسرے نے گواہی دی کہ مدعی علیہ
مدیون کا ضامن ہوا تو اسمیں اگر یہ گواہی قبول ہوگی تو مدیون مدیون سے بری ہوجاتا ہے سوجان چاہیے کہ حوالہ میں مدیون بری ہوجاتا ہے اور ضمان میں نہیں
ہوا اور محتال علیہ ہے پس کوئی مال ادا کرے یعنی آمادہ ہے اور وہ قبول کرے صورت مسئلہ کی یہ ہے کہ زید نے خالد پر مال کا دعویٰ کیا سو خالد نے انکار کیا زید نے
دو شاہد گذرانے ایک شاہد نے یہ گواہی دی کہ خالد محتال علیہ ہے یعنی خالد کے واسطے زید کا حوالہ خالد پر کیا یعنی جو اسکا دین لہ پر ہے وہ زید کو دلایا اور دوسرے نے
گواہی دی کہ خالد ضامن ہے مدیون کا خالد ضامن ہے مال خالد پر صورۃ ہے لیکن ایک شاہد نے کہا کہ یہ مال بطریق حوالہ ہے اور دوسرے نے کہا بطریق ضمانت ہے اور
یہ صورت شیخ کے کلام میں نہیں گئے اور کی کہ اسنے کہا ہے کہ حکم ضمانت ہو گا دیکھنا چاہیے کہ وہ قول ہے کذا فی الاستادی الثلثون شہد احدہما انہ باعہ کذا الی شہر وشہد الآخر انہ باعہ
ولم یذکر الاجل تقبل ۳۰ - ایک نے گواہی دی کہ اسنے اسکو بیچا ایک مہینہ کی مدت پر اور دوسرے نے بیع کی گواہی بلا ذکر مدت دی تو مقبول ہے الحاویہ والحادی والثلثون
شہد احدہما انہ باعہ بشرط الخیار ثلثۃ ایام ولم یذکر الآخر الخیار تقبل فیہما ۳۱ - ایک نے گواہی دی کہ اسنے بیع کی بشرط خیار تین دن کے اور دوسرے نے خیار کو نہ ذکر کیا تو دونوں میں
مقبول ہے الثانیۃ والثلثون شہد احدہما انہ وکلہ بالخصومۃ فی ہذہ الدار عند قاضی الکوفۃ والآخر عند قاضی البصرۃ جازت شہادتہما ۳۲ - ایک نے گواہی دی کہ مدعی
کو اس گھر کی خصومت میں وکیل کیا قاضی کوفہ کے سامنے اور دوسرے نے کہا کہ قاضی بصرہ کے سامنے تو دونوں کی گواہی جائز ہے الثالثۃ والثلثون شہد انہ وکلہ بقبض دینہا
والآخر انہ جرّیہ تقبل ۳۳ - ایک نے گواہی دی کہ مدعی کو قبض کرنیکا وکیل کیا اور دوسرے نے کہا کہ اسکو مسلط کیا تو مقبول ہے قوہ جرّاء من التجریۃ بمعنی التسلیط کذا
فی الحلبی الرابعۃ والثلثون شہد احدہما انہ وکلہ بقبضہ والآخر انہ سلطہ علی قبضہ تقبل ۳۴ - ایک نے گواہی دی کہ مدعی کو قبض کا وکیل کیا اور دوسرے نے کہا کہ اسکو
قبض کرنیکا مسلط کیا اعلم یہ صورت اور صورت سابقہ یکسان ہے فقط لفظ کا فرق ہے الخامسۃ والثلثون شہد احدہما انہ وکلہ بقبضہ والآخر انہ اوصی لہ بقبضہ فی حیوتہ
تقبل ۳۵ - ایک نے گواہی دی کہ اسکو اسنے اسکے قبض کرنے کا وکیل کیا اور دوسرے نے کہا کہ اسنے اسکو اپنی زندگی میں اسکے قبض کرنے کی وصیت کی تو مقبول ہے
اعلم موصی الیہ بالقبض بمنزلہ وکیل کے ہے حقیقۃً وکیل نہیں اسواسطے کہ وکالت موت سے باطل ہوجاتی ہے السادسۃ والثلثون شہد احدہما انہ وکلہ بطلب دینہ
والآخر بتقاضیہ تقبل ۳۶ - ایک نے گواہی دی کہ اسنے اسکو وکیل کیا اپنے دین کے طلب کرنے میں اور دوسرے نے کہا کہ دین کے تقاضا کرنے کے واسطے وکیل کیا تو
مقبول ہے السابعۃ والثلثون شہد احدہما انہ وکلہ بقبضہ والآخر بطلبہ تقبل ۳۷ - ایک نے گواہی دی کہ اسکو وکیل کیا اسکے قبض کرنے کے واسطے اور دوسرے
نے کہا اسکے طلب کرنے کے واسطے تو مقبول ہے الثامنۃ والثلثون شہد احدہما انہ وکلہ بقبضہ والآخر انہ امرہ باخذہ او ارسلہ لیاخذہ تقبل ۳۸ - ایک نے گواہی
دی کہ اسنے اسکو اسکے قبض کرنے کا وکیل کیا اور دوسرے نے کہا کہ اسنے اسکو اسکے لینے کا امر کیا یا اسکو بھیجا تا اسکو لے تو مقبول ہے التاسعۃ والثلثون
اختلفا فی زمن اقرارہ فی الوقف تقبل ۳۹ - دونوں شاہدوں نے اختلاف کیا وقف کے زمانہ اقرار فی الوقف میں اعلم اسمین قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ مشہود بہ
اگر قول محض ہے تو اختلاف زمانی یا مکانی قبول شہادت کا مانع نہیں بسبب ممکن ہونے اعادہ و تکرار کے قول میں اور اگر فعل محض ہو جیسا کہ غصب یا
قول ملحق بفعل ہو جیسا کہ نکاح تو اسمین اختلاف زمان یا مکان کا مانع ہے قبول کا نکاح اگرچہ قول ہے لیکن حضور شاہدین اسکی شرط ہے اور وہ فعل ہے
کذا فی الطحطاوی عن شرح الوہبانیۃ الاربعون اختلفا فی مکان اقرارہ تقبل ۴۰ - شاہدوں نے اختلاف کیا وقف کے مکان اقرار میں تو مقبول ہے
الحادیۃ والاربعون اختلفا فی وقفہ فی صحتہ او فی مرضہ تقبل ۴۱ - گواہوں نے اختلاف کیا واقف کے وقف کرنے میں اسکی صحت میں یا اسکے مرض
میں اعلم یہ مسئلہ ستانوین مسئلہ کے ساتھ مکرر ہو گیا الثانیۃ والاربعون شہد احدہما بوقف علی زید والآخر علی عمرو یکون وقفا بطل التقریر انتہی ۴۲ - ایک
شاہد نے گواہی دی وقف کی زید پر اور دوسرے نے عمرو پر تو مقبول ہے اور یہ وقف فقیروں پر ہوگا انتہی کلام الاشباہ والنظائر تقبل مما علی ما ذکرہ المصنف

مسائل منہا لو اختلفا فی تاریخ الرہن بان شہد احدہما انہ رہن یوم الخمیس والآخر یوم الجمعۃ تسمع عندہما خلافاً لمحمد جواہر الفتاوی شیخ صالح نے کہا میں کہتا ہوں اور جو مسائل
مصنف اشباہ اور بحر الرائق نے مذکور کئے انمیں میں نے چند مسائل زیادہ کیے یعنے تیرہ مسئلے ازانجملہ یہ کہ گواہوں نے تاریخ رہن میں اختلاف کیا سو ایک نے گواہی دی
کہ اس نے پنجشنبہ کے دن رہن رکھا اور دوسرے نے کہا کہ جمعہ کے دن تو گواہی شیخین کے نزدیک مسموع ہے بخلاف امام محمد کے کذا فی الجواہر الفتاوی ومنہا لو اتفق الشاہدان علے
الاقرار وفی احدہما انہ اختلفا فقال احدہما کنا جمیعاً فی مکان کذا وقال الآخر کنا فی مکان کذا تقبل وازانجملہ یہ کہ اگر شاہدوں نے ایک شخص کے اقرار مالی پر اتفاق کیا اور
مکان میں اختلاف کیا سو ایک شاہد نے کہا کہ ہم سب ایسے مکان میں تھے اور دوسرے نے کہا کہ ہم فلانے مکان میں تھے تو مقبول ہے حم حلبی نے کہا یہ مکرر ہے چالیسویں صورت
کے ساتھ طحطاوی نے کہا مگر دونوں میں فرق ہے واسطے کہ چالیسویں میں نفس کے اقرار میں ہے اور یہاں کے اقرار میں علاوہ اسکے وہاں شاہدوں نے یہ نہیں کہا کہ ہم سب تھے سو مال کر دالا اسکا
بابعد سینتیسویں صورت کے ساتھ مکرر ہوجائیگا ومنہا لو قال احدہما المسئلۃ بحالہا کان ذلک بالغداۃ وقال الآخر کان ذلک بالعشی تقبل ہما فی الولوالجیہ اور ازانجملہ یہ کہ ایک
نے کہا اور حالانکہ مسئلہ سابقہ بحال خود ہے یعنی مال کا اقرار متعلق علیہ ہے یوں کہا کہ یہ اقرار اول روز تھا اور دوسرے نے کہا آخر روز تھا تو مقبول ہے اور یہ دونوں صورتیں ولوالجیہ
میں مذکور ہیں ومنہا شہدا علی رجل انہ طلق امرأتہ واحدہما یقول انہ تعین منکوحۃ بنت فلان الآخر یقول لا یعینہا انی لا اعلم وشہد ان المرأۃ التی کانت لہ سوی ابنۃ فلان
قد طلقہا واخرجہا من دارہ قبل ہذا التعلیق قال فخر الدین اذا شہدا علی الطلاق ولا انہ عین احدہما المرأۃ وذکر اسمہا ولم یعین الآخر التی ہی فی نکاحہ ولیس فی نکاحہ
غیر امرأۃ واحدۃ تصح الشہادۃ وہی فی جواہر الفتاوی اور ازانجملہ یہ کہ دو شاہدوں نے ایک مرد پر گواہی دی کہ اُسنے اپنی زوجہ کو اور ایک کہتا ہے کہ زوج نے اپنی
عین منکوحہ زید کی بیٹی کو مثلاً طلاق دی اور دوسرا شاہد کہتا ہے کہ وہ مطلقہ بعینہا نہیں میں مقرر جانتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ جو عورت کہ زوج کی تھی زید
کی بیٹی کے سوا اسکو اُسنے طلاق دی اور اُسکو یعنی زید کی بیٹی کو تو اُسنے اپنے گھر سے نکال دیا قبل اس تعلیق کے یعنے جسمیں ایک شاہد تعیین کرتا ہے کذا فی الطحطاوی
فخر الدین نے کہا جبکہ دو نوں نے طلاق پر گواہی دی مگر یہ کہ ایک شاہد نے عورت مطلقہ کی تعیین کی اور اُسکا نام مذکور کیا اور دوسرے شاہد نے اُس عورت کو جو
اُسکے نکاح میں تھی علی التعیین ذکر نہ کیا اور حالانکہ زوج کے نکاح میں نہیں سوا ایک عورت کے تو شہادت صحیح ہوگی یعنی اسواسطے کہ صاف معلوم ہوگیا کہ مطلقہ زید ہی کی
بیٹی ہے اور یہ مسئلہ جواہر الفتاوی میں ہے ومنہا ادعی ملک دارہ فشہد لہ احدہما انہا لہ وقال ملکہ وشہد الآخر انہا کانت ملکہ تقبل قنیۃ المفتی اور ازانجملہ یہ کہ ایک شخص نے اپنے گھر کی ملک
کا دعوی کیا تو ایک شاہد نے گواہی دی کہ وہ گھر اُسی کا ہے یا یوں بولا کہ اُسکا مملوک ہے اور دوسرے نے گواہی دی کہ وہ گھر اسکا مملوک تھا تو مقبول ہے کذا فی المنیۃ المفتی حم جب زمانہ
گذشتہ میں اُسکا مملوک ٹھہرا تو اصل یہ ہے کہ بطور سابق اُسی کا مملوک رہیگا اُسوقت تک کہ ناقل شرعی اسکو نقل کرے ومنہا ادعی الفین والفاً وخمسمأۃ فشہد احدہما بالالفین
والآخر بالف وخمسمأۃ قضی لہ بالالف اجماعاً منیہ ازانجملہ یہ کہ دعوی کیا دو ہزار کا یا ایک ہزار اور پانسو کا تو شاہد نے ہزار کی گواہی دی اور دوسرے نے ایکہزار اور پانسو
کی گواہی دی تو ہزار کا حکم بالاجماع ہوگا کذا فی المنیۃ المفتی اسواسطے کہ شاہد نے ہزار کا لفظ صراحۃ ذکر کیا بخلاف ایکہزار اور دو ہزار کی گواہی کے اسواسطے کہ ہزار دو ہزار میں
داخل ہیں صراحۃً اور معلوم ہوچکا کہ مفتی بہ صاحبین کا قول ہے کذا فی الطحطاوی ومنہا لو شہدان لہ علی ہذا الرجل الف درہم وشہد احدہما انہ قد قضاہ المطلوب منہا خمسمأۃ
والطالب ینکر ذلک فانہ شہادتہما علی الالف مقبولۃ ولوالجیہ اور ازانجملہ یہ کہ دونوں شاہدوں نے بالاتفاق اسکی گواہی دی کہ مدعی کے اس مرد پر ہزار درہم ہیں اور
ایک نے یہ گواہی دی کہ دراہم مطلوبہ میں سے مدعی علیہ نے پانسو درہم ادا کیے ہیں اور طالب اسکا منکر ہے تو ان دونوں کی گواہی ہزار پر مقبول ہے کذا فی الولوالجیہ یعنی مدعی علیہ کو
چاہیے کہ دوسرے گواہ پانسو کے ادا کرنے پر قائم کرے ومنہا ادعی جاریۃ فی ید رجل وجاء بشاہدین فشہد احدہما انہا جاریتہ غصبہا منہ وشہد الآخر انہا جاریتہ ولم یقل
غصبہا منہ تقبل الشہادۃ مجمع الفتاوی اور ازانجملہ یہ کہ مدعی نے دعوی کیا ایک لونڈی کا ایک مرد کے ہاتھ میں اور مدعی دو شاہد لایا سو ایک شاہد نے
گواہی دی کہ وہ لونڈی مدعی کی لونڈی ہے مدعی علیہ نے اس سے غصب کر لی ہے اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسکی لونڈی ہے اور یہ نہ کہا کہ اُسنے اُس سے غصب
کر لی ہے تو شہادت مقبول ہے کذا فی مجمع الفتاوی اسواسطے کہ مطلق مقید کے ساتھ مجتمع ہوجاتا ہے ومنہا شہدا بالبقرۃ بقرۃ واختلفا فی لونہا تقبل عندہ خلافاً لہما

جامع الفصولین اور اگر یہ کہ شاہدون نے کسی شی کی نسبت گواہی دی اور اختلاف کیا ٹکڑے مین تو یہ گواہی امام کے نزدیک مقبول ہے بخلاف صاحبین کے
کذا فی جامع الفصولین ومنہا شہد احدہما بالکفالۃ والآخر بہا وتقیید الکفالۃ ومثلہ فی جامع الفصولین اور از انجملہ یہ کہ ایک نے کفالت کی گواہی دی اور دوسرے نے
حوالہ دین کی تو کفالت مین گواہی مقبول ہوگی اسواسطے کہ ضامن نسبت حوالہ کے ہے کذا فی جامع الفصولین ہم بصورت مسئلہ صورت کے ساتھ کہہ چکے ہین
ومنہا شہد احدہما انہ وکلہ بطلاق امرأتہ وشہد الآخر انہ وکلہ بطلاقہا وطلاق فلانۃ الاخری فہو وکیل بطلاق التی اتفقا علیہا وہی فیہ ایضا اور از انجملہ یہ کہ ایک نے
گواہی دی کہ فلان زید کو زوج نے فقط فلانی زوجہ کی طلاق کا وکیل کیا ہے اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسکی طلاق کا اور دوسری فلانی عورت کے بھی طلاق کا وکیل
کیا ہے تو زید اسی عورت کی طلاق مین وکیل ہوگا جس عورت پر دونون شاہد متفق ہوئے اور یہ مسئلہ بھی جامع الفصولین مین ہے ومنہا شہد ابالوکالۃ وزاد احدہما انہ
عزلہ لم تقبل فی الوکالۃ ولا فی العزل وہی فیہ ایضا اور از انجملہ یہ کہ دو شاہدون نے وکالت کی گواہی دی اور ایک گواہ نے اتنا زیادہ کیا کہ وکیل مذکور کو معزول کیا
وکالت سے تو شہادت وکالت مین مقبول ہوگی نہ معزول کرنے مین اور یہ مسئلہ بھی جامع الفصولین مین ہے ومنہا ادعت ارضا فشہد احدہما انہا ملکہا لان زوجہا دفعہا الیہا
عوضا عن ارضیہا وشہد الآخر انہا ملکہا لان زوجہا اقر انہا ملکہا تقبل وان کل بائع مقر بالملک لمشتریہ فکانہما شہدا انہ ملکہا اور از انجملہ یہ کہ عورت نے ایک
زمین کا دعوی کیا ایک شاہد نے گواہی دی کہ وہ زمین اس عورت کی مملوک ہے اسواسطے کہ اسکے زوج نے وہ زمین اسکو بعوض مہر کے دی ہے اور دوسرے
نے گواہی دی کہ اس زمین کی عورت ہی مالک ہے اسواسطے کہ اسکے زوج نے اقرار کیا کہ زمین عورت کی مملوک ہے تو گواہی مقبول ہے اسواسطے کہ ہر بائع اپنے
مشتری کی ملک کا مقر ہے تو گویا دونون شاہدون نے بالاتفاق گواہی دی کہ زوج نے عورت کو زمین کا مالک کیا ہے ہم جب زوج نے زمین عوض مہر کے دی تو
زوج بائع ٹھہرا اور مشیان عبارت ہے مہر سے کذا فی الطحطاوی وقیل ترد لانہ لما شہد احدہما انہ دفعہا عوضا وشہد بالعقد وشہد الآخر باقرارہ بالملک فاختلف
المشہود بہ اما لو شہد احدہما ان زوجہا دفعہا عوضا والآخر باقرارہ انہ دفعہا عوضا تقبل لاتفاقہما کما لو شہد احدہما بالبیع والآخر باقرارہ وہی فی جامع الفصولین
انتہی کلام الشیخ صالح ابن الشیخ محمد بن عبد اللہ الغزی اور قول ضعیف مین شہادت مذکورہ مردود ہے اسواسطے کہ جب ایک گواہ نے اسکی گواہی دی کہ زوج
نے زمین کو عوض مہر کے دیا اور عقد معاوضہ کی گواہی دی اور دوسرے نے زوج کے اقرار بالملک کی گواہی دی تو مشہود بہ مختلف ہو گیا یعنی اس
جہت سے کہ شاہد اول نے اقرار بالملک کی گواہی دی اور اگر ایک شاہد یون گواہی دیتا کہ اسکے زوج نے زمین عوض مہر کے دی اور دوسرا زوج
کے اقرار پر یون گواہی دیتا کہ اسنے زمین عوض مہر دی تو مقبول ہوتی بسبب متفق ہونے دونون شاہدون کے چنانچہ ایک شاہد اگر گواہی دے بیع کی اور دوسرا گواہ بائع کے
اقرار بیع پر گواہی دے تو مقبول ہے اور یہ مسئلہ بھی جامع الفصولین مین ہے تمام ہو چکا کلام شیخ صالح بن شیخ محمد بن عبد اللہ غزی کا فی الاشباہ السکوت کالنطق الا
فی مسائل عد منہا بضعۃ وثلثین اشباہ مین ہے کہ سکوت نطق کے مانند ہے مگر چند مسائل مین شمار کیا ہے مسائل مذکورہ مین سے سینتیس کو ہم اولی یہ تھا کہ شارح
یون کہتا السکوت لیس کالنطق الا فی کذا چنانچہ اصلاح ہے بعض نسخ در المختار مین اور یہ نقل بالمعنی ہے اسواسطے کہ اشباہ کی عبارت یون ہے القاعدۃ الثانیۃ
عشر لاینسب الی ساکت قول ثم قال اخرج عن ہذہ القاعدۃ مسائل کثیرۃ یکون السکوت فیہا کالنطق کذا فی الطحطاوی اور مترجم نے ۳۲ مسائل کو کتاب النکاح
کے باب الاولیا مین مفصل ذکر کیا ہے قلت وزاد فی تنویر البصائر مسئلتین مین کہتا ہون اور تنویر البصائر مین دو مسئلے اور زیادہ کیے ہین اول مسئلہ سکوت فی اجارۃ
قبول ورضی کقولہ لساکن دارہ اسکن بکذا والا فانتقل فسکت لزمہ المسمی وذکرہ المؤلف فی الاجارۃ پہلا مسئلہ یہ ہے سکوت کرنا اجارہ مین قبول اور رضامندی
ہے چنانچہ صاحب خانہ کا یون کہنا اپنے گھر کے رہنے والے سے کہ سکونت کر بعوض اتنے کے ورنہ اٹھ جا اور پھر رہتا رہا تو اسکو معین کرایہ
دینا لازم ہوگا اور مولف اشباہ نے اسکو کتاب الاجارہ مین ذکر کیا ہے الثانیۃ سکوت المودع قبول دلالۃ قال المؤلف فی البحر سکوتہ عند
وضعہ بین یدیہ قبول دلالۃ انتہی دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ بابت رہنا امانت رکھنے والے کا قبول ہے بدلالت حال مولف اشباہ نے

اپنی کتاب بحر الرائق مین کہا جب بنا امانت دار کا امانت رکھنے کے وقت اپنے سامنے قبول ہو باعتبار دلالت کے انتہی کلام التنویر وزاد علیھا فی زواہر الجواہر
مسائل آدر مسائل مذکورہ بر زواہر الجواہر مین چند مسائل بڑھائے ہین منہا عند قولہ الرابعة والعشرون سکوتہ عند بیع زوجتہ فقال وکذا سکوتھا عند بیع زوجھا ما تنبنے
البزازیة الفتوی علی عدم سماع الدعوی فی تقریب الزوجة انتہی وصحح قاضی خان انہا تسمع فلیتامل عند الفتوی از انجملہ ماتن کے اس قول کے پاس کہ سکوت زوج کا زوجہ
کے بیع کرنے کے وقت سو شیخ صالح زواہر کے مصنف نے کہا اور اسیطرح سکوت زوجہ کا اپنے زوج کے بیع کرنے کے وقت بجائے قول کے ہو اسواسطے کہ بزازیہ مین
فتوی ہو عدم سماع دعوی پر قرابت و دار زوجہ مین انتہی مافی البزازیة اور قاضی خان نے تصحیح کی ہو کہ دعوی مذکور مسموع ہو تو تامل کرنا چاہیے فتوی دینے کیوقت یعنی
مفتی کو مناسب ہو کہ خصمین کو نظر کرے اور جو انکے حق مین احوط ہو اسکا فتوی دے کذا فی الطحطاوی قلت وبزاد مافی متفرقات التنویر من سکوت الجار عند تصرف
المشتری فیہ زرعا وبناء اعزیا للبزازیة وہکذا ذکرہ فی تنویر البصائر معزیا الیھا فالعجب من صاحب الجواہر الزواہر کیف ذکر صدر کلام البزازیة وترک آخر شارح
کہتا ہو مین کہتا ہون اور زیادہ کیا جاوے وہ مسئلہ جو متفرقات تنویر مین ہو یعنی ساکت رہنا پڑوسی کا مشتری کے تصرف کیوقت خرید کے مکان مین باعتبار
زراعت کرنے یا عمارت بنانے کے اور اس قول کو ہمنے بزازیہ کیطرف نسبت کیا ہو اور اسیطرح تنویر البصائر مین ذکر کیا ہو اسی کی طرف نسبت کرکے تو تعجب ہو جواہر
زواہر کے مصنف سے کہ کیونکر آسنے ابتداء کلام بزازیہ کو ذکر کیا اور آخر کلام کو چھوڑا ہم صدر کلام بزازیہ سکوت زوجہ کا ہو اپنے زوج کی بیع کرنیکے وقت اور
آخر کلام بزازیہ کا مسئلہ ہو متفرقات کا ومنھا تزوجت بغیر کفو فسکت الولی حتی ولدت کان سکوتہ رضی زیلعی اور منجملہ زوائد صاحب زواہر الجواہر کے یہ ہو کہ اگر
عورت نے نکاح کیا غیر کفو سے سو ولی ساکت رہا یہانتک کہ وہ جنی تو اسکا سکوت رضامندی ہوگا کذا فی الزیلعی ومنھا مافی المحیط رجل زوج رجلا بغیر امرہ فھناہ القوم
وقبل التھنیة فھو رضی لان قبول التھنیة دلیل الاجازة اور از انجملہ وہ مسئلہ ہو جو محیط مین ہو کہ ایک مرد نے دوسرے مرد کا نکاح کر دیا بدون اسکے امر کے سو اسکو قوم
نے مبارکبادی دی اور آسنے مبارکباد قبول کیا تو وہ رضامندی ہو نکاح کی سواسطے کہ مبارکباد کا قبول کرنا اجازت نکاح کی دلیل ہو ہم یہ مسئلہ مبنی ہو
ظاہر الروایة پر اور بموجب روایت حسن کے جسپر فتوی ہو نکاح ہی منعقد نہوگا اور قبول تہنیت سے مراد سکوت ہو ورنہ یہ مسئلہ مستثنیات مین نہوگا ومنھا ان الوکالة
کما تثبت بالصریح تثبت بالسکوت لذا قال فی الظہیریة لو قال ابن العم للکبیرة انی اریدان ازوجک من نفسی فسکتت فزوجھا جاز ذکرالمولف فی بحرہ من بحث الاولیاء
اور از انجملہ یہ کہ وکالت جیسے صریح قول سے ثابت ہوتی ہو ویسے ہی سکوت سے بھی ثابت ہوتی ہو اور اسیواسطے ظہیریہ مین کہا ہو کہ اگر ابن عم نے چچا کی بالغ بیٹی سے
کہا کہ مین چاہتا ہون کہ تیرا نکاح کرون اپنی ذات سے سو وہ چپ رہی سواسطے اس نے نکاح کر لیا تو جائز ہو ذکر کیا ہو اسکو مولف نے اپنی کتاب بحر الرائق مین
اولیا کی بحث سے ہم یہان سکوت سے موکل کا سکوت مراد ہو اور یہ غیر ہو ماتقدم کا کہ وہان وکیل کا سکوت مراد ہو ومنھا سکوت اہل العلم والصلاح فی التعدیل کما فی
الشہادات البحر قال ویکتفی بالسکوت من اہل العلم والصلاح فیکون سکوتہ تزکیة للشاہد کما فی الملتقط وکان اللیث بن مساور قاضیا فاحتاج الی تعدیل شاہد و
کان المزکی مریضا فعادہ القاضی وسال عن الشاہد فسکت المعدل ثم سالہ فسکت فقال الیسالک ولا تجیبنی فقال المعدل الا یکفیک من مثلی السکوت قلت
قد عدہ فی الاشباہ معزیا للشہادات شرحہ فکیف تکون زائدة نعم زاد فیہ تقییدہ بکونہ من اہل العلم والصلاح فعدھا من الزوائد اور از انجملہ سکوت اہل علم
اور صلاح کا قول کے برابر ہو شاہد کے تعدیل مین چنانچہ بحر الرائق کے کتاب الشہادت مین ہو کہا اور کفایت کرتا ہو سکوت اہل علم اور صلاح کا تو ہوگا
سکوت اسکا تزکیہ شاہد کا اسواسطے کہ ملتقط مین ہو کہ لیث بن مساور قاضی تھا سو اسکو ایک شاہد کی تعدیل کی حاجت ہوئی اور مزکی بیمار تھا سو قاضی
اسکی عیادت کو گیا اور شاہد کا حال اس سے پوچھا سو وہ چپ ہو رہا پھر پوچھا پھر چپ رہا تو قاضی نے کہا مین تجھسے پوچھتا ہون تو مجھکو جواب نہین دیتا
تو معدل نے کہا کیا تجھکو مجھ سے آدمی کا چپ رہنا کفایت نہین کرتا شارح کہتا ہو مین کہتا ہون سکوت مزکی کو اشباہ مین شمار کیا اپنی شرح کی کتاب الشہادت
کیطرف نسبت کرکے تو یہ مسئلہ زائد کیونکر ہوگا ہان یہ البتہ ہو کہ صاحب زواہر نے سکوت مزکی مین آسکے اہل علم اور صلاح ہونیکی قید زیادہ کی ہو لہذا اسکو

اسکو مسجد مین ترجمہ کیا ہم اور بعضے نسخون مین یون عبارت ہی فثبت کون فی قضیہ وبکونہ من باب العلم ینبغی ان یعلم ان ما ذکرہ محقق بحث وی نے کہا من ازدیاد خبر ہو لکھونکی اور قول سابعد کو حذف کرنا اولی ہی جسکا مطلب یہ ہی کہ جب یہ مسئلہ اشباہ مین ہوا تو فقط یہی ہم اور صلاح کیطرف تکلف ہی زیادہ مین کیونکہ جو اپنی حیثیت رکھنا ہی

فی کونہ خانی نکلف ہے تم مین ومنہا سترجم نے نسخہ صحیحہ کو مدعی صواب پر اعتماد کیا واللہ اعلم ومنہا سکوت الاب حین تخرج للنساء الجمعۃ قراءۃ سورۃ فسکت حمل ہذا الخروج اسی اور اسکو

بمنزلہ امر جنسی کیا تفی ہذہ اجزاد الاذن لہ یہ کہ اگر غلام نماز جمعہ کیواسطے نکلا سو اسکے مولی نے اسکو دیکھا سو چپ رہا تو اسکا نماز کیواسطے نکلنا حلال ہی سواسطے کہ سکوت

بمنزلہ رضامندی کے ہی چنانچہ بحر الرائق کے باب الجمعہ مین مذکور ہی ومنہا مانی القنیۃ بعدان رقم بعلامتہ بعلامۃ قاضی عبد الجبار ثم ان لطالب بما بعث الیہ

من الدنانیر وان کان الجہاز قلیلا فلہ المطالبۃ بما بقی بالمبعوث فی عرفہم یتخذ منہ بقدرہ واطلق الجہاز وانہ من قلیلا بمقدار بان الرجل او بعث والمعتبر ما یتخذ للزوج وما یتخذ لہا و

وسکت بعد الزفاف زمانا یعرف بذلک رضاہ لم یکن لہ ان یخاصم بعد ذلک ان لم یتخذ لہ شی اور ماحاصل ومسئلہ جو قنیہ مین مذکور ہی بعد علامت قاضی عبد الجبار کے

اگر چہ زوجہ زوج کے پاس بھیجی گئی بدون جہیز کے تو زوج کو مطالبہ کرنا ان دنانیر کا جو اسکے باپ یا چچا کیطرف بھیجے تھے جائز ہی اگر تھوڑا جہیز دیا ہو تو اسکو مطالبہ

کرنا اس قدر جہیز کا جو انکے عرف مین مبعوث کے ساتھ لائق ہی درست ہی اور اسی قنیہ مین یہ فتوی ہی کہ جب زوجہ کے ولی نے جہیز مناسب حال نہ دیا تو زوج کو پھیر لینا

اس مال کا جو قبل نکاح کے بھیجا تھا جائز ہی اور معتبر وہ جہیز ہی جو زوج کی منفعت کیواسطے بنایا جاتا ہی نہ وہ جہیز جو زوجہ کیواسطے ہوتا ہی اور اگر زوج نے سکوت کیا

بعد زفاف کے اتنی مدت کہ اس سے عدم جہیز یا قلت جہیز کی رضامندی معلوم ہو گئی تو زوج کو جھگڑا کرنا بعد اس مدت کے جائز نہین اگرچہ زوج کیواسطے کوئی چیز بنائی

گئی ہو ختم قع علامت ہی قاضی عبد الجبار کی اور عت علامت ہی علاء الدین ترجمانی کی یعنی یہ مسئلہ قاضی عبد الجبار اور علاء الدین ترجمانی سے مروی ہی اور یہان مقصود

بالذکر فقط سکوت بعد زفاف ہی حلبی نے فی عرفہم کے بعد تع ضبط کیا ہی اسے تحتیہ وحا مہملہ حالانکہ یہ قنیہ کے رموز سے نہین کما لا یخفی علی ناظرہا اور نسخ کثیرہ مین تحتیہ ہی کذا فی

الطحطاوی اور مسئلہ جہیز کا کتاب النکاح مین مفصل مذکور ہو چکا ومنہا اذا ابراہ فسکت صح فلا یحتاج الی القبول ہکذا ذکرہ البرہان فی اختیارات فی کتاب الاقرار انتہی منجملہ

یہ کہ جب ان میں سے مدیون کو دین سے بری کر دیا سو مدیون چپ رہا تو ابرا صحیح ہی اور حاجت نہین قبول کرنے مدیون کی اسیطرح برہان نے اختیارات کتاب الاقرار کے اندر ذکر کیا و

منہا سکوت الراہن عند بیع المرتہن الرہن یکون مبطلا فی احدی الروایتین ذکرہ الزیلعی وغیرہ وہی تعلم من الاشباہ اول القاعدۃ الحمد للہ العزیز الوہاب وہو اعلم بالصواب انتہی منجملہ

سکوت راہن کا مرتہن کے بیچنے کے وقت رہن کو مبطل رہن ہوگا ایک روایت مین مبطل نہین ذکر کیا ہی اسکو زیلعی وغیرہ نے اور یہ مسئلہ اشارۃ معلوم ہوتا ہی اشباہ کے

اول قاعدہ سے سب تعریف اسی کو ہی جو غالب در بخشنے والا ہی اور وہی دانا تر ہی ٹھیک بات کا ختم شیخ صالح مؤلف زواہر نے زوائد کے بعد حمد ربانی ادا کی تالیف

کی توفیق پر بعضے علما نے چند مسائل اور زیادہ کیے ہین ۱۔ جسنے اپنا اسباب ایک مرد کے پاس رکھدیا اور چپ رہا پھر چلا گیا تو صاحب اسباب مودع بالکسر ٹھہریگا یعنی

امانت رکھوانے والا ۲۔ جب میت کے دو وصیون سے ایک وصی نے جنازہ اٹھانے کیواسطے قبرستان تک حمال کرایہ کیے اور دوسرا وصی حاضر اور ساکت ہی یا بعضے وارثون

نے کرایہ مقرر کیا اور دونون وصی انکے سامنے اور وہ ساکت ہین تو جائز ہی اور یہ اجرت جمیع مال سے ہوگی بمنزلہ کفن کے ۳۔ بدعت اور خلاف شرع دیکھکر ساکت رہنا رضامندی

کے مانند ہی بشرطیکہ ہاتھ یا زبان سے اسکے روک دینے پر قادر ہو اور اگر قادر نہو تو دل سے مکروہ جانے یعنی درصورت عدم قدرت اگر بدعت اور گناہ کو مکروہ جانیگا تو ثبت

مین اسکا شمار رضامندی مین نہ شمار ہوگا ۴۔ زید نے خالد کو وصیت کی پھر خالد زید کی حیات مین ساکت رہا پھر جب مرگیا تو بعض ترکہ خالد نے بیچا یا اسکے دین کا تقاضا

کیا تو یہ وصیت کا قبول کرنا ہی ان مسائل کو حموی نے معین الحکام سے نقل کیا ۵۔ زوج اپنے گھر مین روئی لایا اور اسکی زوجہ نے سوت کاتا یا زوج سوت لایا اور زوجہ نے

کپڑا بنا تو زوج اسکے قیمت کا تاوان نہین لے سکتا اور ساکت رہنا زوج کا رضامندی مین شمار ہوگا ۶۔ زید نے آٹا گوندھا اور خالد نے اسکی روٹی پکائی یا زید نے زمین پر بکری

کو پچھاڑا اور خالد نے اسکو ذبح کیا تو زید کا سکوت امر کرنیکے مانند ہی باعتبار دلالت حال کے اور خالد اسکا معین ہی نہ اسکو اجرت ملیگی نہ اسپر ضمان ہی اس فعل مین

کذا فی الطحطاوی عن البیری اھ تو معلوم ہوا کہ تینون مسائل مین سکوت نطق کے مانند ہی باقی تفصیل اشباہ کے مسائل ۱-۲-۳ اور تنویر البصائر کے ۲-۱ اور زیدالجواہر

.. اور طحطاوی کے منقول ہو قول الاشباہ لایحلف المنکر فی احدی وثلثین مسئلۃ بینا ہا فی الشرح یہ قول ہے اشباہ کا کہ قسم نہ لیجائے منکر سے اکتیس مسئلوں مین ہمنے انکو شرح مین بیان
کیا ہے یعنی بحر الرائق مین قال الشیخ شرف الدین فی حلشیتہ علیہا المسماۃ تنویر البصائر علی الاشباہ والنظائر اقول قال فی شرحہ المحال علیہ ثم اعلم ان المصنف اقتصر علی عدم الاستحلاف
عندہ فی الاشیاء السبعۃ وفی الخانیۃ انہ لایستحلف فی احدی وثلثین مسئلۃ بعضہا مختلف فیہ وبعضہا متفق علیہ فذکرہا سردا اختصارا للتکثیر شیخ شرف الدین نے اپنے حاشیہ مین جو اشباہ پر ہے
جسکا نام تنویر البصائر علی الاشباہ والنظائر ہے کہا کہ مین کہتا ہون کہ مصنف نے اپنی شرح مین جسپر اشباہ مین حوالہ کیا ہے یون کہا کہ پھر معلوم کر کہ کنز کے مصنف نے اقتصار
کیا عدم استحلاف پر امام کے نزدیک نو چیزون مین اور خانیہ مین ہے کہ منکر سے قسم نہین لیجاتی اکتیس صورت مین بعضی انمین مختلف فیہ ہین اور بعضی متفق علیہ ہین پھر اسنے
بطور شمار کے بلا دلیل اختصار کیواسطے نو چیزون کو ذکر کیا ہم اشیاء تسعہ یعنی نو چیزین تنویر وغیرہ مین یون ذکر کیا ہے کہ تحلیف نہین اُس نکاح مین جس کا انکار کیا زوج
یا زوجہ نے اور اُس رجعت مین جسکا مرد یا عورت نے انکار کیا عدت کے بعد اور اُس ایلا مین جسکا مرد یا عورت نے انکار کیا بعد مدت کے اور استیلاد کے انکار مین جسکا دعوی
لونڈی کرتی ہے اور رقیت اور نسب اور ولا مین اسطرح پر کہ مثلاً زید شخص مجہول پر دعوی کرے کہ وہ میرا غلام یا بیٹا یا مولی ہے یا العکس اور حدا ور لعان مین حاصل یہ ہے کہ مسائل مذکورہ مین
فتوی ہے عدم تحلیف پر سوا حد و لعان کے کذا فی الطحطاوی فی تزویج البنت صغیرۃ او کبیرۃ وعندہما یستحلف الاب فی الصغیرۃ اور تحلیف نہین تزویج بنت مین صغیرہ ہو یا کبیرہ اور
صاحبین کے نزدیک باپ سے قسم لیجائیگی صغیرہ مین ہم تو لہذا فی تزویج البنت عندہ ہی نسخہ ہی وفی تزویج المولی امتہ خلافا لہما اور مولی کے نکاح کر دینے مین اپنی لونڈی کا بخلاف
صاحبین کے وفی دعوی الدائن الایصاء فائدہ لایحلف اور دائن کے دعوی مین وصیت کرنیکا پھر مدعی علیہ نے اسپر انکار کیا تو قسم لیجائیگی ہم دائن نے یہ دعوی کیا کہ میت نے مدعی علیہ کو
اداکرنے دین کی وصیت کی ہے اور چاہتا ہے کہ اپنا دین مدعی علیہ سے لے اور وہ وصیت کا منکر ہے تو اسپر قسم نہین وفی دعوی الدین علی الوصی اور دین کے دعوی مین وصی پر ہم یہان
وصیت متحقق ہے لیکن دین کا انکار بخلاف مسئلہ سابقہ کے کہ وہان اصل وصیت کا انکار ہے وفی الدعوی علی الوکیل فی المسئلتین کالوصی وکیل پر دعوی کرنے مین دونون صورتون مین
وصی کے مانند ہے ہم پہلی صورت میں ایک یہ کہ مدعی نے دعوی کیا کہ مدعی علیہ فلانے کام کا وکیل ہے اور وہ اصل وکالت کا منکر ہے دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ وکالت متحقق ہے لیکن مدعی
کے دعوی کا منکر ہے کما مر فی المسئلتین المذکورتین وفیما اذا کان فی ید رجل شیء فادعاہ رجلان کل اشتراہ منہ فاقر بہ لاحدہما وانکر الاخر لایحلفہ اور اس صورت مین جبکہ ایک مرد کے ہاتھ
مین ایک چیز ہے سو اسکا دو شخصون نے دعوی کیا ہر شخص اس چیز کے خرید کرنیکا مدعی علیہ سے دعوی کرتا ہے سو اسنے ایک شخص کے خریدنے کا اقرار کیا اور دوسرے کے خریدنے کا انکار کیا تو
دوسرا شخص اس سے قسم نہ لیگا وکذا لو انکرہما فحلف لاحدہما فنکل وقضی علیہ لم یحلف للآخر اور اسیطرح اگر مدعی علیہ نے دونون کی خرید کا انکار کیا سو ایک مدعی کیواسطے اس سے
قسم لی گئی سو اسنے قسم نہ کھائی اور اسپر حاکم کا حکم ہوگیا چیز دینے کا تو دوسرے مدعی کیواسطے قسم نہ لیجائیگی وفیما اذا ادعی الہبۃ مع التسلیم من ذی الید فاقر لاحدہما لایحلف للآخر ونظیر
اُس صورت مین جبکہ دو شخصون نے دعوی کیا ہبہ مع التسلیم کا قابض سے سو اسنے ایک کیواسطے اقرار کیا تو دوسرے کے واسطے قسم نہ لیجاویگی وفیما اذا ادعی کل منہما انہ رہنہ و
قبضہ فاقر بہ لاحدہما اور اُس صورت مین جبکہ دو شخصون مین سے ایک نے دعوی کیا کہ مدعی علیہ نے اس چیز کو رہن کیا ہے اور مینے اسپر قبضہ کیا ہے سو اسنے ایک مدعی کے رہن و قبض کا
اقرار کیا تو دوسرے کیواسطے قسم نہ لیجائیگی او حلف لاحدہما فنکل لایحلف للآخر دعوی الرہن مع القبض مین ایک مدعی کیواسطے قسم طلب ہوئی سو مدعا علیہ نے قسم نہ کھائی
تو دوسرے کے واسطے قسم نہ لیجائیگی وفیما اذا ادعی احدہما الرہن والتسلیم والآخر الشراء فاقر بالرہن او انکر البیع لایحلف للمشتری اور اس صورت مین جبکہ ایک مدعی نے
رہن و تسلیم کا دعوی کیا اور دوسرے نے خرید کا دعوی کیا سو مدعی علیہ نے رہن کا اقرار کیا اور بیع کا انکار کیا تو مشتری کیواسطے قسم نہ لیجائیگی ولو ادعی احد
ہذین الاجارۃ والآخر الشراء فاقر بہا وانکرہ لایحلف لمدعیہ ویقال لمدعیہ ان شئت فانتظر انقضاء المدۃ او فک الرہن وان شئت فافسخ اور ایک
مدعی نے اگر اجارہ کا دعوی کیا اور دوسرے نے خرید کا سو مدعی علیہ نے اجارہ کا اقرار کیا اور خرید کا منکر ہوا تو خرید کے مدعی کے واسطے قسم نہ لیجائیگی اور
اسکے مدعی سے کہا جائیگا کہ اگر تیرا جی چاہے تو انقضاء مدت اجارہ کی یا رہن چھڑانیکا انتظار کر اور اگر تو چاہے تو بیع کو فسخ کر ڈال ہم خرید کے مدعی سے انتظار کیواسطے
اُسوقت کہا جائیگا جبکہ اُسنے خرید کو ثابت کیا ہو انقضاء اجارہ اس مسئلہ سے متعلق ہے اور فک رہن مسئلہ سابقہ سے عبارت مین لف نشر غیر مرتب کیا ہے وفیما اذا ادعی احدہما الصدقۃ

ادعی انی اقر ... [illegible] ... اور ایسی صورت میں جبکہ ایک مدعی نے کسی چیز کے صدقہ اور قبضہ کر لینے کا دعویٰ کیا اور دوسرے نے اسی چیز کے خریدنے کا دعویٰ کیا اور
مدعی علیہ نے ایک کے دعویٰ کا جواب صدقہ اور خریدنے کا اقرار کیا تو دوسرے کیواسطے قسم نہ لیجائیگی ... [illegible]
اور شخص واحد ... [illegible] ... کا دعویٰ کیا سو مدعی علیہ نے ایک مدعی کیواسطے اقرار کیا تو دوسرے کیواسطے قسم نہ لیجائیگی اور ... [illegible]

... [illegible] ... فلا یستحلف للثانی ... [illegible] ... نکاح ... [illegible]
یا انہا منکوحتہ کے دعویٰ میں ایک مدعی کیواسطے ... اور اسنے قسم نہ کھائی تو دوسرے کیواسطے قسم ... [illegible]
جانبین چیز کے دعویٰ کیا سو ... ایک مدعی کیواسطے اقرار کیا یا ایک مدعی کیواسطے جس سے قسم طلب ہوئی سو اسنے قسم نہ کھائی تو دوسرے مدعی سے قسم
لیجائیگی چنانچہ اگر ... امانت رکھنے کا دعویٰ کیا سو مدعی علیہ نے ایک مدعی کیواسطے اقرار کیا تو دوسرے کے واسطے اس سے قسم لیجائیگی اور یہی حکم ہے عاریت
... کا اور قسم یوں لیجائیگی ... کی تجھپر فلانی چیز نہیں ہے اور نہ اسکی قیمت ہے اور قیمت تو اتنی اتنی ہے ... سو اسواسطے لیجائیگی کہ جب مدعی علیہ نے ضائع کر دیا ایک
مدعی کیواسطے اقرار کیا تو دوسرے مدعی کا ... کیا لہذا اسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور ... قسم سب میں ... ودیعت و استعارہ میں ... انکار ... [illegible]
... [illegible] ... اذا ادعی البائع ... یحلف ... اور جبکہ بائع نے دعویٰ کیا کہ موکل بیع کے عیب پر راضی ہو گیا
ہے اور وکیل اسکا منکر ہے تو وکیل سے قسم نہ لیجائیگی یعنی اسواسطے کہ رضامندی موکل کی جہت سے ہے تو وکیل سے غیر کے فعل کی کیونکر قسم طلب ہو وکذا اذا ادعی توکیلہ
فی النکاح اور ایسی صورت میں جبکہ مدعی علیہ انکار کرے کہ میں نے مدعی کو نکاح میں وکیل نہیں کیا وکذا اذا اختلف الصانع والمستصنع فی المامور بہ لا یمین علی واحد منہما
اور ایسی صورت میں جبکہ کاریگر اور کام بنوانے والا کام میں مختلف ہوں یعنی صانع کہتا ہو کہ تو نے فلانے کام کی فرمایش کی اور مستصنع کہتا ہو کہ نہیں میں نے
دوسرے کام کی فرمایش کی تھی تو دونوں میں سے کسی پر قسم نہیں ہے یہ دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ صورت اختلاف فی المامور بہ صانع پر قسم نہیں اور دوسری صورت یہ کہ
مستصنع پر قسم نہیں وکذا لو ادعی الصانع علی رجل انہ استصنعہ فی کذا فانکر لا یحلف اور ... اگر صانع نے ایک مرد پر دعویٰ کیا کہ اسنے اس سے ... کام بنوایا اور دوسرا
منکر ہے تو اس سے قسم نہ لیجائیگی ... باب السلم کے آخر میں معلوم ہوگا کہ اگر صانع اور مستصنع عمل میں متفق علیہ ہوں تو مستصنع کو اختیار ہے چاہے اسکو لے اور چاہے نہ لے تو
درصورت اختیار ... یا انکار ... اسکو اختیار ہوگا پھر قسم کی کیا وجہ ہے الحادیۃ والثلثون لو ادعی انہ وکیل عن الغائب بقبض دینہ وبالخصومۃ فانکر لا یستحلف المدیون
علی قولہ خلافا لہما کذا ذکر بعضہم وقال الحلوانی یستحلف فی قولہم جمیعا انتہی اکتیسواں مسئلہ یہ ہے کہ اگر دعویٰ کیا ایک شخص نے کہ میں وکیل ہوں شخص غائب کا اسکا دین
لینے اور خصومت کیواسطے سو مدیون نے اسکا انکار کیا تو اس سے قسم نہ لیجائیگی امام کے قول پر بخلاف صاحبین کے اسیطرح ذکر کیا ہے بعض فقہا نے اور حلوانی نے کہا
کہ امام اور صاحبین سب کے قول میں مدیون سے قسم لیجائیگی انتہی کلام الخانیۃ وبہ علم ان ما فی الخزانۃ تسامح وقصور حیث قال کل موضع لو اقر لزمہ فاذا انکرہ یستحلف
الا فی ثلث ... اور خانیہ کے ... مسائل سے معلوم ہو گیا کہ جو خزانہ میں ہے ... تسامح اور قصور ہے اسواسطے کہ صاحب خزانہ نے کہا کہ جس موضع میں اگر شخص اقرار کرے تو اقرار
اسکو لازم ہو جاوے جب اسکا انکار کرے تو اس سے قسم لیجائیگی مگر مسائل ثلثہ میں باوجود انکار کے قسم نہیں ہے قصور یہ ہے کہ صاحب خزانہ نے فقط تین ہی صورتوں کو
مستثنیٰ کیا باوجود کثرت مسائل مذکورہ کے آگے مسائل ثلثہ کا بیان ہے منہا الوکیل بالشراء اذا وجد بالمشتری عیبا فاراد ان یردہ بالعیب فاراد البائع ان یحلفہ
باللہ ما یعلم ان الموکل رضی بالعیب لا یحلف فاذا اقر الوکیل لزمہ لانہ یبطل حق الرد پہلا مسئلہ منجملہ مسائل ثلثہ کے یہ ہے کہ خرید کے وکیل نے مول لی چیز میں عیب پایا سو ارادہ
کیا کہ اسکو بسبب عیب کے پھیرے اور بائع نے ارادہ کیا کہ اس سے قسم لے اللہ کی کہ وہ نہیں جانتا ہے کہ اسکا موکل عیب سے راضی ہو گیا ہے تو اس سے قسم نہ لیجائیگی پھر
اگر وکیل رضامندی کا اقرار کرے تو اسکو بیع لازم ہو جاوے اور پھیرنے کا حق باطل ہو ... یہ بعینہ خانیہ کا ... مسئلہ ہے الثانیۃ لو ادعی علی الآمر رضاہ لا یحلف ان اقر
لزمہ ... مسئلہ اگر ... آمر پر یہ دعویٰ کرے ... کی رضامندی کا تو اس سے قسم نہ لیجائیگی اور اگر اقرار کرے تو اسپر لازم ہو جاوے ... رضا کی ... [illegible]

چنانچہ اسکے موافق ترجمہ ہو چکا اور احتمال ہی کہ آمر کیطرف راجع ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ مدعی رضائے آمر کا دعوی کرے اور ایک نسخہ میں یون ہی کہ ادعی الآمر رضاہ یعنی
اگر آمر رضا مامور کا دعوی کرے یعنی مامور عیب سے راضی ہوگیا غرض اسکی یہ کہ مامور پر الزام آوے کذا فی الطحطاوی الثالثۃ الوکیل بقبض الدین اذا ادعی المدیون ان الموکل
براہ عن الدین وطلب یمین الوکیل علی العلم لا یحلف ولو اقر لزمہ انتہی سوم قبض دین کے وکیل پر مدیون نے دعوی کیا کہ موکل نے اسکو دین چھوڑ دیا اور اسنے وکیل سے قسم
طلب کی تو اس سے قسم نہ لیجائیگی اور اگر وکیل اقرار کرے ابراء دین کا تو اسکو اقرار لازم ہوا انتہی مافی الخلاصۃ ثم اقرار لازم ہو یعنی وکیل کو مقتضائے اقرار یعنی ترک
مخاصمت مدیون کے ساتھ لازم آوے اور یہ مطلب نہین کہ اسکے موکل پر وکیل کا اقرار لازم آوے وزدت علی الواحد والثلثین المسائل السابقۃ البائع اذا انکر قیام العیب
للحال لا یحلف عند الامام ولو اقر بہ لزمہ کما مر فی خیار العیب صاحب بحر الرائق نے کہا اور اکتیس مسائل سابقہ پر مین نے یہ مسائل زیادہ کیے اول یہ کہ بائع جب قیام عیب
فی الحال کا انکار کرے تو اس سے قسم نہ لیجائیگی امام کے نزدیک اور اگر وہ اقرار کرے عیب کا تو اسکو لازم ہو چنانچہ مذکور ہو چکا خیار العیب مین ثم صورت اسکی یہ ہی کہ
مشتری نے دعوی کیا مثلاً کہ غلام فرش پر پیشاب کر دیتا ہی اور بائع اسکا منکر ہی تو اسپر قسم نہ آویگی والشاہد اذا انکر رجوعہ لا یستحلف ولو اقر بہ ضمن ما تلف بہا اور یہ
جبکہ رجوع عن الشہادۃ کا انکار کرے تو قسم نہ لیجائیگی اور اگر رجوع کا اقرار کرے تو ضامن ہوگا اس مال کا جو اسکی گواہی سے تلف ہو گیا والسارق اذا انکر لا یستحلف
للقطع ولو اقر بہا قطع وذکر الاسبیجابی ولا یحلف الاب فی مال الصبی ولا الوصی فی مال الیتیم ولا المتولی للمسجد والاوقاف الا اذا ادعی علیہم العقد فیحلفون حینئذ دستہ
اور چور جب چوری کا انکار کرے تو قطع ید کیواسطے درصورت نکول اس سے قسم نہ لیجائیگی یعنے لزوم مال کیواسطے البتہ قسم لیجائیگی کذا فی الطحطاوی اور اگر
چوری کا اقرار کریگا تو ہاتھ قطع کیا جائیگا اور اسبیجابی نے ذکر کیا کہ قسم نہین لیجاتی باپ سے صغیر کے مال مین اور نہ وصی سے یتیم کے مال مین اور نہ مسجد اور اوقاف
کے متولی سے یعنے درصورت دعوی خیانت باپ اور وصی اور متولی پر قسم نہین مگر جبکہ انپر عقد کا دعوی ہو تو اب انسے قسم لیجائیگی انتہی کلام البحر یعنی اگر باپ یا وصی یا متولی
پر اراضی صغیر یا یتیم یا وقف کے عقد اجارہ کا کوئی دعوی کرے اور وہ منکر ہو تو اس سے قسم لیجائیگی تلک وزدت علی ماذکرہ مسائل شرف الدین حاشیہ تنویر البصائر کے
مصنف نے کہا مین کہتا ہون اور مین نے چند مسائل زیادہ کیے صاحب بحر الرائق کے مذکورات پر الاولی لو ادعی رجل شیا دارا وشخا فقال المدعی علیہ ہو لابنی الصغیر فلا یحلف
وفی فتاوی الفضلی علیہ الیمین فی قولہم جمیعا فان استحلف فنکل المدعی ارض یقضی بالارض للمدعی ثم ینتظر بلوغ الصبی ان صدقہ المدعی کان کما قال وان کذبہ ضمن الوالد
قیمۃ الارض وتوخذ الارض من المدعی وتدفع للصبی وہذا بمنزلۃ الاقرار الغائب لم یظہر جحودہ ولا تصدیقہ یسقط عنہ الیمین فلذلک ہنا قلت وعلی الاول رجوع لمرۃ واسلے
قول المصنف ولا یستحلف الاب فی مال الصبی لانہ لما اقر بہا للصبی ظہر انہا من لہ وفیہ تامل ہذا مسئلۃ تنویر البصائر کا یہ ہی کہ اگر دعوی کیا ایک مرد نے کسی چیز کا اور مدعی علیہ
سے قسم لینا چاہا تو مدعی علیہ نے کہا کہ وہ چیز میری صغیر بیٹے کی ہی تو قسم نہ لیجائیگی اور فتاوی فضلی مین ہی کہ اسپر قسم ہی سب کے قول مین پھر جب اس سے قسم
طلب ہوئی سو اسنے قسم نہ کھائی اور جسکا دعوی ہی وہ زمین ہی تو زمین مدعی کو دلائی جائیگی پھر صغیر کے بالغ ہونے کا انتظار کیا جائیگا اگر بعد بالغ ہونیکے صغیر نے
مدعی کی تصدیق کی تو ویسا ہی ہوگا جیسا اسنے کہا اور اگر اسنے مدعی کی تکذیب کی تو صغیر کا والد زمین کی قیمت کا ضمان دیگا مدعی کو کذا فی الحلبی اور زمین
مدعی سے لیکر صغیر کو دیجائیگی اور یہ مسئلہ بمنزلہ اسکے ہی کہ اگر مدعی علیہ نے اس شخص غائب کے واسطے اقرار کیا جسکی تصدیق اور تکذیب ظاہر نہین تو مدعی علیہ سے
قسم ساقط نہوگی تو اسیطرح یہان اقرار صغیر مین بھی ساقط نہوگی شارح کہتا ہی مین کہتا ہون اور قول اول کے بموجب یعنے درصورت عدم یمین رجوع اس مسئلہ کا
مصنف بحر الرائق کے اس قول کیطرف ہوگا کہ باپ پر صغیر کے مال مین قسم نہین اسواسطے کہ جب باپ نے صغیر کیواسطے اقرار کیا تو ظاہر ہوگیا کہ متنازع فیہ صغیر کے مال سے ہی اور اسمین تامل
ہی ثم طحطاوی نے کہا شاید وجہ تامل کی یہ ہی کہ صاحب بحر کا کلام اس صورت مین ہی جب متحقق ہو جائے کہ وہ شئے صغیر ہی کا مال ہی اور یہان صغیر کا مال ہونا ثابت نہین مگر باپ کے اقرار
سے اور یہ بھی ممکن ہی کہ شاید مدعی علیہ نے ابطال دعوی مدعی کا حیلہ کیا ہو الثانیۃ لو اشتری دارا فحضر الشفیع فانکر المشتری الشراء قال فی النوازل ولو ان رجلا اشتری
دارا فحضر الشفیع فانکر المشتری الشراء او اقر ان الدار لابنہ الصغیر ولا بینۃ فلا یمین علی المشتری لانہ قد لزمہ الاقرار لابنہ فلا یجوز اقرارہ لغیرہ بعد ذلک

۔ مجھ پر بیچا ایک گھر تو شفیع حاضر ہوا تو مشتری سے زید کا نام لیا یا اقرار کیا کہ گھر اپنے صغیر بیٹے کا ہوا تو شفیع کے پاس اگر وہ نہیں خریدیں تو مشتری پر قسم نہیں اسواسطے
کہ اسکو اپنے بیٹے کا اقرار لازم ہو گیا تو جائز نہیں غیر دلیل کیوجہ سے اقرار کرنا بعد اسکے کہ نہیں لے سکتے بلکہ مراد یہ ہے کہ اگر قسم مشتری پر لازم ہو اور شاید وہ قسم سے انکار کرے
اور وہ گھر شفیع کو دیا جائے اور صغیر کی ملک سے نکلجائے التاسعۃ لو کان فی ید رجل غلام او جاریۃ او ثوب او دار جحدہن فقدم الی القاضی فاقر بہ ودعیٰ الاقرار ادعٰی ذو الید عینہ
فلان او دعی الملک وسلم او شراء من جہتہ لم یکن ان یحلفہ وان ادعی علیہ الغصب فلم یحلفہ و لو اقر بالغصب یجب علیہ الضمان کذا فی النوازل ۳۔ اگر ایک شخص کے پاس غلام یا لونڈی
یا کپڑا یا مسکان ہو اور دوسرے نے دعوی کیا سو دونوں مدعا علیہ کو قاضی کے پاس لیگئے سو اُسنے ایک شخص کے واسطے اقرار کیا پھر دوسرے نے اسکی قسم لینے کا ارادہ کیا سو اُسنے ملک
مرسل یا اسکی خرید کرنیکا مدعا علیہ سے دعوی کیا تو اُسکو قسم لینا جائز نہیں اور اگر اُسپر غصب کا دعوی کیا تو اُسکو قسم لینا جائز ہے اسواسطے کہ اگر مدعا علیہ غصب کا اقرار کریگا تو
اُسپر ضمان واجب ہوگا کذا فی النوازل ام اگر مدعی ثانی خرید کا اقرار کریگا تو اُسپر ضمان واجب ہوگا اسواسطے کہ وہ چیز اسکے ہاتھ سے نکل گئی دوسرے مشتری کو ملی مدعا کا اقرار
دوسرے پر حجت نہیں غایۃ الامر یہ ہے کہ دوسرا مشتری قیمت پھیر لیگا اگر قیمت دینا ثابت ہوگا کذا فی الطحطاوی ملک مرسل یہ کہ وجہ ملک اسمین بیان نہو یعنی بسبب خرید یا ہبہ یا وراثت
کے مالک ہوا اور یہ مسئلہ مکرر ہے خانیہ کے سولہوین مسئلہ سے فقط ملک مرسل کی قید اسمین زیادہ ہے الرابعۃ لو اشتری الاب لابنہ الصغیر دارا ثم اختلف مع الشفیع فی مقدار الثمن فالقول لہ
بلا یمین کما فی کثیر من کتب المذہب ۴۔ اگر خرید کیا باپ نے اپنے صغیر بیٹے کیواسطے ایک گھر پھر اختلاف ہوا شفیع کے ساتھ مقدار قیمت مین تو باپ ہی کا قول معتبر ہو گا قسم
کے جیسا کہ اکثر کتب اہل مذہب مین ہے یعنی قسم لینا اسواسطے نہیں کہ باپ چیز غیر کے مال مین قسم نہیں جیسا کہ مذکور ہو چکا الخامسۃ لو ادعی السارق انہ استہلک المسروق ورب المسروق
انہ قائم عندہ فالقول للسارق لا یمین علیہ ۵۔ اگر سارق نے دعوی استہلاک مسروق کا کیا اور مسروق کا مالک مدعی ہے کہ وہ مال قائم ہے سارق کے پاس تو سارق ہی کا قول
معتبر ہے اور اسپر قسم نہیں ام یہ مسئلہ مفروض ہے سارق کے قطع ید کے بعد بقرینہ عبارت نوازل قال ابو اللیث فی النوازل وسئل ابو القاسم عن السارق اذا استہلک المسروق
بعد ما قطعت یدہ ہل یضمن قال لا ویستوی حکمہ فیما استہلک قبل القطع وبعد القطع قیل لہ فان قال السارق قد ہلک قال صاحب المال لم یستہلک وہو عندک قائم ہل یحلف
قال یجب ان یکون القول قول السارق ولا یمین علیہ فقیہ ابو اللیث نے نوازل مین کہا کہ ابو القاسم سے سوال ہوا سارق کا جسنے مال مسروق کو مستہلک
کیا اپنے قطع ید کے بعد کیا اسپر ضمان لازم آویگا جواب یا کہ ضمان نہیں اور سارق کا حکم یکسان ہے استہلاک مال مین قبل قطع ید اور بعد قطع ید کے پھر اُنسے سوال ہوا
کہ اگر سارق کہے کہ مال ہلاک ہوا اور مالک مال کہے کہ تو نے اسکو مستہلک نہین کیا اور وہ تیرے پاس موجود ہے کیا سارق سے قسم لیجائیگی کہا ابو القاسم نے واجب یہ ہے کہ
سارق ہی کا قول معتبر ہو بدون قسم کے ام طحطاوی نے کہا یہان ہلاک مال اور استہلاک کا حکم یکسان ہے السادسۃ اذا وہب الرجل شیئا واراد الرجوع فادعی الموہوب لہ ہلاک
الموہوب فالقول قولہ ولا یمین علیہ کما فی الخانیۃ وغیرہا ۶۔ جب ایک مرد نے کوئی چیز ہبہ کی اور ارادہ کیا پھیر لینے کا سو موہوب لہ نے موہوب کی ہلاکی کا دعوی کیا تو موہوب لہ کا
قول معتبر ہوگا اور اسپر قسم نہیں کما فی الخانیۃ وغیرہا السابعۃ ادعی علیہ انک وصی فلان المیت فانکر لا یحلف ۷۔ مدعی علیہ پر دعوی ہوا کہ تو فلانی میت کا وصی ہے سو اُسنے انکار
کیا تو اُس سے قسم نہ لیجائیگی ام یہ مسئلہ مکرر ہے خانیہ کے بارہوین مسئلہ کے ساتھ الثامنۃ ادعی علیہ انک وکیل فلان فانکر انہ وکیل فلان لا یحلف وہما فی البزازیۃ ۸۔ مدعی علیہ پر
دعوی ہوا کہ تو فلانے کا وکیل ہے سو اُسنے انکار کیا کہ مین فلانے کا وکیل نہیں تو اس سے قسم نہ لیجائیگی اور یہ دونوں مسئلے بزازیہ مین ہین ام یہ مسئلہ بھی خانیہ کے چودھوین
مسئلہ کے ساتھ مکرر ہے التاسعۃ قال الواہب شرطت العوض وقال الموہوب لہ لم تشترط فالقول لہ بلا یمین ۹۔ واہب نے کہا کہ مین نے ہبہ بشرط عوض کے کیا اور موہوب لہ نے
کہا کہ تو نے عوض شرط نہیں کیا تو موہوب لہ کا قول معتبر ہے بلا قسم اسواسطے کہ اصل ہبہ مین یہ ہے کہ بلا عوض ہو العاشرۃ اشتری العبد شیئا فقال البائع انت محجور فقال
العبد انا ماذون فالقول لہ بلا یمین ۱۰۔ غلام نے کوئی چیز خرید کی سو بائع نے غلام سے کہا کہ تو محجور ہے یعنی مولی نے تجھکو تجارت کی اجازت نہیں دی سو غلام نے کہا مین ماذون
فی التجارۃ ہون تو غلام ہی کا قول معتبر ہوگا بلا قسم الحادیۃ عشرۃ اذا اشتری عبد من عبد فقال احدہما انا محجور وقال الآخر انا وانت ماذون فالقول لہ بلا یمین ۱۱۔
جب کہ ایک غلام نے دوسرے غلام سے کوئی چیز خرید کی سو ایک غلام نے کہا کہ مین محجور ہون اور دوسرے غلام نے کہا کہ ہم دونوں ماذون فی التجارۃ ہین تو

قول معتبر اُسکا ہی جو مدعی ہو اذن کا بلا یمین اسواسطے کہ صدور بیع قرینہ ہو اذن کا الثانیۃ عشرۃ باع القاضی مال الیتیم فردہ المشتری علیہ بعیب فقال برئت منہ فالقول

قولہ بلا یمین کذا لو ادعی رجل قبلہ اجارۃ ارض الیتیم واراد تحلیفہ لم یحلفہ لان قولہ علی وجہ الحکم وکذا فی کل شئ یدعی علیہ ۱۲- قاضی نے یتیم کا مال بیچا سو مشتری نے

قاضی کو پھیر دیا بسبب عیب کے سو قاضی نے کہا کہ تو نے مجھکو اُس سے بری الذمہ کر دیا ہی تو قول معتبر قاضی کا قول ہوگا اور اسیطرح اگر ایک مرد نے اجارہ زمین یتیم کا دعوے

کیا قبل بیچنے قاضی کے اور اُسنے تحلیف قاضی کا ارادہ کیا تو قاضی سے قسم نہ لیجائیگی اسواسطے کہ قاضی کا قول حکم ہی یعنی حاکم پر قسم نہیں اور یہی حکم ہی ہر چیز کے دعوی کا قاضی پر الثالثۃ

عشرۃ لو طالب ابو الزوجۃ زوجہا بالمہر فلہ ذلک صغیرۃ او کبیرۃ بکرا ولو اختلفا لاب الزوج فی بکارتہا ولابنیۃ للزوج والتمس من القاضی تحلیفہ علی العلم فلہ ذلک عن ابی یوسف

انہ یحلف وذکر الخصاف انہ لا یحلف کالوکیل بقبض الدین اذا ادعی المدیون ان صاحب الدین ابراہ وانکرالوکیل لا یحلف الوکیل کذلک ہنا کذا فی الظہیریۃ ۱۳- اگر

زوجہ کے باپ نے اُسکے زوج سے مہر کا تقاضا کیا تو اُسکو جائز ہی اگر زوجہ صغیرہ یا کبیرہ باکرہ ہو اور اگر باپ اور زوج نے اُسکی بکارت میں اختلاف کیا اور گواہ نہون

زوج کے عدم بکارت پر اور زوج نے التماس کیا قاضی سے باپ کی قسم لینے کا اُسکی عدم علمی پر ابو یوسف سے روایت یون ہی کہ اُس سے قسم لیجائے اور خصاف نے

ذکر کیا کہ اُس سے قسم نہ لیجائے چنانچہ قبض دین کے وکیل سے مدیون یون دعوی کرے کہ صاحب دین نے اُسکو دین معاف کر دیا ہی اور وکیل اسکا منکر ہو تو اُس سے قسم نہ لیجائیگی

اسیطرح یہان بھی قسم نہ لیجائیگی کذا فی الظہیریۃ الرابعۃ عشرۃ اشتری امۃ فادعی ان لہا زوجا فقال البائع لہا زوج عبدی طلقہا قبل البیع او مات فالقول لہ بلا

یمین کذا فی السراجیۃ واللہ اعلم ہذا التحریر من خواص ہذا الکتاب کذا فی حاشیۃ الاشباہ للشرف الغزی ایضا ۱۴- خرید کیا لونڈی کو پھر مشتری نے دعوی کیا کہ اِس

لونڈی کا زوج ہی یعنی اِس عیب سے پھیر دینے کا ارادہ کیا سو بائع نے کہا کہ اُسکا زوج میرا غلام ہی سو اُسنے اُسکو طلاق دی قبل بیع کے یا وہ مرگیا تو بائع کا قول

معتبر ہوگا بلا یمین کذا فی السراجیۃ واللہ اعلم اِس قسم کی تحریر اِس کتاب کے خواص مین سے ہی اسیطرح مذکور ہی شرف الدین غزی کے حاشیہ اشباہ مین قلت فی حاشیتہا

للشیخ صالح زاد سبعۃ اخر فنقول شارح کہتا ہی مین کہتا ہون اور شیخ صالح کے حاشیہ اشباہ مین سات مسئلے اور زیادہ کیے ہین سو ہم اُنکو بیان کرتے ہین الخامسۃ عشرۃ لو طعن

علیہ فی الشاہد وقال ہو ادعی ہذہ الدار لنفسہ قبل شہادتہ فانکر فارادتحلیفہ لا یحلف مجمع الفتاوی ۱۵- اگر مدعا علیہ نے شاہد مین طعن کیا کہ اُسنے اِس گھر کا اپنی ذات کیواسطے

دعوی کیا تھا قبل اپنی شہادت کے سو شاہد نے اِسکا انکار کیا تو مدعا علیہ نے اُس سے قسم لینے کا ارادہ کیا تو قسم نہ لیجائیگی کذا فی مجمع الفتاوی السادسۃ عشرۃ اذا کانت الترکۃ

مستغرقۃ بدیون جماعۃ باعیانہا فجاء غریم آخر وادعی دینا لنفسہ فالخصم ہو الوارث المنکر لا یحلف لانہ حینئذ لو اقر لم یقبل فلم یحلف مجمع الفتاوی ۱۶- جب ترکہ جماعت

معین کے دین مین مستغرق ہو پھر دوسرا قرضخواہ آوے اور دین کا دعوی کرے اپنی ذات کیواسطے تو خصم وارث ہی میت کا لیکن اُس سے قسم نہ لیجائیگی اسواسطے کہ

اسوقت مین اگر اُسکے دین کا اقرار کریگا تو مقبول نہوگا تو اُس سے قسم بھی نہ لیجائیگی کذا فی مجمع الفتاوی السابعۃ عشرۃ رجل لہ علی رجل الف درہم فاقر بہا ثم انکر

اقرارہ ہل یحلف باللہ ما اقررت قال المدبوسی نعم وقال الصفار لا وانما یحلف علی نفس الحق مجمع الفتاوی ۱۷- ایک مرد کے دوسرے مرد پر ہزار درم ہین سو اُسنے ہزار کا اقرار کیا

پھر اپنے اقرار کا منکر ہوگیا کیا اُس سے اللہ کی قسم لیجائیگی کہ مین نے اقرار نہین کیا دبوسی نے کہا کہ ہان قسم لیجائیگی اور صفار نے کہا کہ نہین اور اُس سے تو نفس حق پر یعنی ہزار

درم ہونے پر قسم لیجائیگی کذا فی مجمع الفتاوی والثامنۃ عشرۃ دفع لآخر مالا ثم اختلفا فقال قبضت ودیعۃ وقال الدافع بل غصبت لا یحلف المدعی علیہ قال القاضی القول

لرب المال لانہ اقر بسبب الضمان وہو قبض مال الغیر مجمع الفتاوی ۱۸- ایک شخص نے دوسرے کو مال دیا پھر دونون مختلف ہوے سو جسنے مال لیا تھا کہا کہ مین نے بطور امانت کے

قبضہ کیا تھا اور دینے والے نے کہا بلکہ تو نے اپنی ذات کیواسطے یعنی قرض لیا تھا تو قسم نہ لیجائیگی مدعا علیہ سے قاضی نے کہا قول معتبر صاحب مال کا ہی اسواسطے کہ وہ سبب

ضمان کا مقر ہی یعنی قبض مال غیر کذا فی مجمع الفتاوی مطلب دعوی ودیعت سے غرض یہ ہی کہ اُسپر ضمان لازم نہ آوے اسواسطے کہ بلا تعدی ہلاک ہو جانے ودیعت کے امانت اور ضمان نہین اور

قول قاضی بیان ہی حکم مسئلہ یعنی جب مدعا علیہ پر قسم نہوئی تو صاحب مال کا قول معتبر ہوگا کذا فی الطحطاوی التاسعۃ عشرۃ رجل قدم رجلا للقاضی وقال ان فلانا ابن فلان توفی ولم یترک

وارثا غیری ولہ علی ہذا کذا وکذا من المال فانکر المدعی علیہ جمیع ذلک فقال للابن استحلفہ بالعلم انی ابنہ وانہ مات لم یحلف بل یبرہن الابن علیہا ثم یحلفہ علی ما یدعی

وبہ یفتی ولذا قیل یستحلف علی العلم اور اول قول امام و ثانی قولہما وقال الحموی الصحیح قول الثانی انہ یحلف دو المجیب ۱۹ - ایک مرد نے اپنا دعوی کیا
کہ فلان بن فلان مرگیا اور اسنے کوئی وارث نہیں چھوڑا سوا میرے اور اس میت کا اسقدر مال اسکے ذمہ تھا اور مدعا علیہ نے دعوی کا انکار کیا تو مدعی
نے قاضی سے کہا کہ اس سے قسم لیجئے اسکی کہ وہ نہیں جانتا کہ میں اسکا بیٹا ہون اور وہ شخص میرا باپ مرگیا تو اس سے قسم لیجائیگی بلکہ بیٹا اپنی ولدیت اور اسکی موت
ثابت کرے پھر مدعا علیہ سے قسم لینے باپ کے مال کے دعوے پر اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے قسم لیجائیگی یعنی نفی علم ولدیت و موت پر پہلا قول امام کا ہے اور دوسرا قول صاحبین
کا ہے اور حلوانی نے کہا ثانی کا قول یعنی ابو یوسف کا قول صحیح ہے کہ اس سے قسم لیجائے کذا فی ابو المجیب طحطاوی نے کہا تخصیص ابو یوسف کی اسکی مفید ہے کہ محمد انکے ساتھ نہیں
حالانکہ یہ بات اسکے مخالف ہے یعنی وہان حلف لینا صاحبین کیطرف منسوب ہے انتہی ثم اعلم ان من التصحیح قول الثانی باضافتہ الیہ وذکر قول الامام ھو الذی عنہ عبارتہ
الی ہے ابو یوسف و محمد دونون کا قول صحیح ہے واللہ اعلم ومنہا العشرون ادعی علیہ انہ قال المدعی علیہ للسلطانی انہ قد کان رشی علی بدو الدعوی عند قاضی بلد کذا ثم
خرج من عہدۃ تلک فما برائی من ہذہ الدعوی فحلفہ انہ لم یبرائی منہا فان حلف حلف ما ادعی شیئًا حلف فیہ فالصحیح انہ یستحلف علی عواہ ردالمحتار و درالمختار ۲۰ - اگر ایک شخص
پر دعوی کیا ہزار درہم کا سو مدعا علیہ نے قاضی سے کہا کہ مدعی نے یہ دعوی مجھپر فلانے شہر کے قاضی کے پاس کیا تھا پھر مدعی نے اس دعوے سے مجھکو بری الذمہ کردیا
تھا اس دعوے سوا قاضی صاحب اس سے قسم لیجئے کہ اسنے مجھکو اس دعوے سے بری الذمہ نہیں کردیا پھر اگر مدعی قسم کھائیگا تو میں یہ قسم کھاؤنگا کہ اسکا مجھپر کچھ نہیں آتا
ہے اور قول صحیح یہ ہے کہ اسکے دعوے پر قسم لیجائیگی کذا فی ابو المجیب یعنی مدعی سے قسم لیجائیگی مدعا علیہ کے دعوی برأت پر اسطرح پر کہ میں نے اسکو اس دعوے سے بری الذمہ نہیں کیا
تھا اور ظاہر یہ ہے کہ اس عبارت کا یہی مطلب معلوم ہوتا ہے جو مذکور ہوا ومنہا لو ان حلفا ادعی علی رجل انہ خرق ثوبہ فحضر الثوب مع القاضی ان اراد استحلافہ علی السبب لا یحلف علی
السبب وانما یحلف الخ - اگر ایک مرد نے دوسرے مرد پر یہ دعوی کیا کہ اسنے اسکا کپڑا پھاڑا اور وہ اپنے ساتھ کپڑا بھی لایا قاضی کے پاس اس سے قسم لینا چاہا سبب پر تو اس سے قسم
نہ لیجائیگی سبب پر ہم یعنی مدعا علیہ سے یون قسم نہ لیجائیگی کہ واللہ میں نے اسکو نہیں پھاڑا اسواسطے کہ پھاڑنا کبھی مالک کے اذن سے بھی ہوتا ہے یا کپڑا مدعا علیہ کا تھا اور اسنے
اسکو اپنی ملک کی حالت میں پھاڑا پھر اسکو بیچڈالا تو استحلاف علی السبب میں حرج ہے بلکہ اس پھاڑنے کے تاوان پر قسم لیجائیگی فائدہ وقلت بعدہ مع قبلہا صارت اثنین وثلثین
مسئلۃ فلیحفظ فائدہ میں کہتا ہون اور یہ وائدہ مسائل سابقہ کے ساتھ ملکر بتیس مسئلے ہوئے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے حلبی نے کہا بتیس نہیں بلکہ اکتالیس ہو اسواسطے کہ تاتارخانیہ کے
اور بحر الرائق کے ۲ - اور تنویر البصائر کے ۱۴ - اور زواہر الجواہر کے ۷ - وقد افاد الامام الحلوانی ان الجہالۃ کما تمنع قبول البینۃ تمنع الاستحلاف ایضا الا اذا اتہم القاضی وصی
الیتیم او قیم الوقف لا یدعی شیئا معلوما فانہ یحلف نظرا للوقف والیتیم واللہ اعلم اور امام حلوانی نے کہا کہ جہالت دعوی کی جیسے قبول شہادت کی مانع ہے قسم لینے کی بھی مانع ہے
مگر جبکہ متہم کرے قاضی یتیم کے وصی کو خواہ وقف کے متولی کو اور کسی چیز معین کا دعوی نہ کرے تو اس سے قسم لیجائیگی بلحاظ وقف اور یتیم کے واللہ اعلم قول للاشباہ القاضی اذا قضی
فی مجتہد فیہ نفذ قضاؤہ الا فی مسائل الخ ای ینتقض فیہا حکم الحاکم یہ قول ہے اشباہ کا کہ قاضی جب حکم کرے اس امر میں جسمین اجتہاد مجتہدین مختلف ہے تو اسکا حکم جاری ہو جائیگا
مگر چند مسائل میں الی آخرہ یعنی چند مسائل مستثنی میں حاکم کا حکم توڑا جائیگا نافذ نہوگا علامہ حموی نے کہا کہ قاضی سے مراد قاضی مجتہد ہے اور قاضی مقلد کو تو حکم کرنا
سوا اپنے مذہب کے قول راجح کے جائز نہیں یہانتک کہ اگر غیر مذہب کا حکم کریگا تو اسکا حکم نافذ نہوگا انتہی یعنی مثلاً اگر قاضی حنفی مذہب شافعی یا مالکی یا حنبلی مذہب کا حکم
کریگا تو اسکا حکم نافذ نہوگا اور فتاوی کا زرونی میں شیخ شبلی سے منقول ہے کہ اگر قاضی حنفی صاحبین کے قول پر حکم کرے امام کے خلاف اور حالانکہ صاحبین کا قول اس مسئلہ میں
مرجح نہین تو اسکا حکم نافذ نہوگا توڑا جائیگا کذا فی الطحطاوی شارح نے اشباہ کے مسائل مستثنی کو بسبب کثرت کے نقل کیا انجملہ مسائل اشباہ نکاح متعہ ہے یعنی اگر قاضی مجتہد
اپنے خلاف مذہب جواز نکاح متعہ کا حکم کرے تو نافذ نہوگا اسواسطے کہ متعہ منسوخ ہے اور ابن عباس اگرچہ جواز کے قائل تھے لیکن یہ قول مخالف کتاب و سنت کے معتبر نہوگا
علاوہ اسکے اس مسئلہ سے ابن عباس کا رجوع بھی صحیح ثابت ہے وقال ابن الشحنۃ الشیخ صالح بن محمد بن عبد اللہ فی حاشیۃ علیہا المسماۃ بزواہر الجواہر فی النظیر علی الاشباہ والنظائر
وقد ظفرت بمسائل اخر ذکرتہا تتمیما للفائدۃ وقسمتہا علی ثلثۃ اقسام الاول ما لم یختلف فیہ مشائخنا والثانی ما یختلفوا فیہ والثالث ما لا نص فیہ عن الامام

واختلف اصحابنا فیہ وتعارضت فیہ تصانیفهم مصنف کے بیٹے شیخ صالح ابن محمد بن عبد اللہ نے اپنے اشباہ کے حاشیہ میں جسکا نام زواہر الجواہر فی التنضیر علی الاشباہ والنظائر
ہے کہا اور البتہ میں نے چند مسائل اور بڑھائے ہیں سو میں نے انکو بڑھایا ہے تا فائدہ پورا ہو جاوے اور انکو تین قسم کیا ہے پہلی قسم وہ جسمیں ہمارے مشائخ یعنی امام اور صاحبین مختلف
نہیں ہیں اور دوسری قسم وہ ہے جسمیں وے مختلف ہیں اور تیسری قسم وہ ہے جسمیں امام سے روایت صریح نہیں اور ہمارے اصحاب یعنی مصنفین اہل مذہب اسمیں مختلف ہیں اور
انکی تصانیف اسمیں متعارض ہیں فمن القسم الاول اذا باع دارا وقبضها المشتري واستحقت منه وتعذر على البائع ردها فقضى على البائع للمشتري بدار مثلها في المواضع والخطة
والاذرع والبناء كقول عثمان البتي ثم رفع لقاض آخر ابطله والزمه برد الثمن فقط الا ان يكون احدث بناء او غرسا فيلزمه بقيمته ذلك مع الثمن سو قسم اول سے یہ مسئلہ
ہے کہ جب ایک شخص نے گھر بیچا اور اسپر مشتری نے قبضہ کیا اور وہ گھر مستحق استرداد ہوا اس سے یعنی غیر بائع کا مملوک ثابت ہوا اور بائع پر اسکا پھیرنا متعذر رہا اسو
قاضی نے بائع پر مشتری کیواسطے ایسے دوسرے گھر دینے کا حکم کیا جو اسکے برابر ہو باعتبار مساکن اور محلہ اور طول اور عرض کی ناپ اور عمارت میں چنانچہ عثمان بتی کا یہ مذہب
ہے پھر اسکا مرافعہ ہوا دوسرے قاضی کے پاس تو اسکو باطل کرے اور فقط قیمت پھیر دینا بائع پر لازم کر دے مگر یہ کہ مشتری نے اسمیں عمارت بنائی ہو یا درخت لگایا ہو تو
اسکی قیمت بھی گھر کی قیمت کے ساتھ لازم کرے ومنه حاكم قضى ببطلان شفعة الشريك ثم رفع لقاض آخر فانه ينقضه لمخالفته نص الحديث اور ازانجملہ یہ کہ ایک قاضی
نے شفعہ شریک کے بطلان کا حکم کیا پھر دوسرے قاضی کے پاس مرافعہ ہوا تو اسکو باطل کر دے کیونکہ یہ حکم نص حدیث کے مخالف ہے ومنه المحدود في قذف اذا قضى بشئ بعد
توبته ثم رفع الحكم لقاض لا يراه ابطله اور ازانجملہ یہ کہ جسپر قذف کی حد پڑی جبکہ وہ کسی چیز کا حکم کرے بعد اسکے ثابت ہونیکے گواہی سے پھر اسکا مرافعہ ہوا اس قاضی کے
پاس جسکا یہ مذہب نہیں ہے تو اسکو باطل کر دے ہم طحطاوی نے کہا اور ایک نسخہ میں بعد توبہ ہے بتاء مثناۃ فوقانیہ یعنی محدود فی القذف اپنے توبہ کرنے کے بعد قاضی
ہو کر حکم کرے ومنه ما اذا حكم اعمى ثم رفع لقاض لم يره نقضه لانه ليس من اهل الشهادة والقضاء فوقها اور ازانجملہ یہ ہے کہ اگر اندھا حکم کرے پھر اسکا مرافعہ دوسرے
قاضی کے پاس ہو جو اسکو جائز نہیں جانتا تو اسکو باطل کر دے اسواسطے کہ اندھا اور اسیطرح محدود فی القذف لائق شہادت کے نہیں اور قاضی ہونا تو شہادت
سے بھی بالاتر ہے یہ دونوں مسئلے حسن کی دلیل ہیں ومنه اذا حكم بشهادة الصبيان ثم رفع لآخر نقضه لانه كالمجنون كذا اداء النائم في نومه اور ازانجملہ یہ کہ جب قاضی لڑکوں کی گواہی سے
حکم کرے پھر اسکا دوسرے قاضی کے پاس مرافعہ ہو تو اسکو باطل کر دے اسواسطے کہ یہ مجنون کے مانند ہے اور اسیطرح وہ مسئلہ ہے جبکہ سوتا آدمی سونے کی حالت میں گواہی ادا کرے اور اسپر
کوئی حکم کرے لازم الابطال ہے ہم اگرچہ بعضوں کے نزدیک شہادت اطفال معتبر ہے لیکن یہ مخالف ہے نص قرآنی کے لہذا لازم الابطال ہے قال اللہ تعالی واستشهدوا شهيدين من
رجالكم یعنی حق تعالی نے فرمایا کہ دو گواہ کرو اپنے مردوں میں سے یعنے مسلمانوں میں سے دو مرد گواہی میں شرط ہیں حالانکہ اطفال کو رجال نہیں بولتے ومنه الحكم بشهادة النساء
وحدهن في شجاج الحمام ثم رفع لآخر لا ينفذه اور ازانجملہ حکم کرنا فقط عورتوں کی گواہی سے سر کے زخموں میں حمام کے اندر اور اسکا مرافعہ ہوا تو دوسرا قاضی اسکو نہ جاری کرے بلکہ
باطل کر دے اسواسطے کہ نص قرآنی کے مخالف ہے ومنه الحكم باجارة المديون في دينه لا ينفذ اور ازانجملہ حکم کرنا مدیون کی اجارہ پر اسکے دین میں نافذ نہو گا ومنه القضاء بخط
شهود اموات لا ينفذ اور ازانجملہ حکم کرنا مردہ گواہوں کے خط دیکھکر نافذ نہیں ومنه القضاء بجواز بيع الدراهم بالدنانير نسيئة اور ازانجملہ حکم کرنا جواز بیع دراہم کا دنانیر سے
ادھار یعنی ایک شخص روپئے نقد دے اور دوسرا اشرفی دینے کا وعدہ کرے یا بالعکس واجب الابطال ہے اسواسطے کہ حدیث مشہور کے مخالف ہے ومنه القضاء بشهادة
اهل الذمة في الاسفار وفي الوصية ثم رفع لمن لا يراه نقضه اور ازانجملہ حکم کرنا کفار ذمیوں کی گواہی سے سفر اور وصیت میں پھر مرافعہ ہوا اس قاضی کے پاس جسکا
یہ مذہب نہیں تو اسکو باطل کر دے ومنه اذا قضى لشئ فرفع لآخر فنقضه ولم يبين وجه النقض امضى نقضه اور ازانجملہ یہ کہ جب ایک قاضی نے کسی چیز کا حکم کیا پھر اسکا
مرافعہ دوسرے قاضی کے پاس ہوا سو دوسرے حاکم نے اسکو باطل کیا اور وجہ بطلان کو بیان کیا تو حاکم ثانی کا حکم جاری رکھا جاویگا اسواسطے کہ صدور نقض میں اصل یہ ہے
کہ علی وجہ السداد ہو کذا فی الطحطاوی ومنه اذا باع رجل من آخر عبدا او امة ومضى على ذلك مدة ثم ظهر فيه عيب لم يقر البائع به ولم تقم به بينة بانه كان موجودا عنده
فرده القاضي على البائع ثم رفع حكمه لآخر فانه يبطل الرد ويعيده للمشتري اور ازانجملہ یہ کہ جب ایک مرد نے دوسرے سے غلام یا لونڈی کو بیچا اور اسپر

نہ کرتی پھر ایسی دو سبب تھا پھر وہ انکار بابت اقرار نہیں کرتا اسپر گواہی قائم نہیں کہ جیسے بیت کے پاس تھا سو قاضی نے اسپر حکم دیا پھر مقدمہ دوسرے حاکم کے پاس گیا تو وہ اسکو بھیجے بیٹے ابطال کرے اور تفریق کے پاس اسکو بھیجے مثلاً فی المحیط والذخیرۃ مراۃ انتقی سر بحیض ثم حکم قاض بالکراہۃ بعض الحکم الاول لمخالفۃ بشخص ما یحکم الاول فی تحریم الآیۃ اور انجملہ یہ کہ ایک حاکم نے مس عورت کی بیٹی کی تحریم کا حکم دیا پس سے انکے حرمت نہیں حقیقی قربت کے تفریق دی پھر اسکا مرافعہ دوسرے حاکم کے پاس ہوا تو حاکم اول کے حکم کو باطل کرے اسواسطے کہ تحریم آیت قرآن ہے کہ امہات نسائکم وربائبکم ربیبہ جو تمہاری گود میں ہین تمہاری ان عورتون سے جنسے تم نے صحبت کی سو اگر تم نے انسے صحبت نکی تو تمپر حرج نہیں ہے قسم الثانی ما اختلف فیہ علی قولین ثم اتفق الناس علی احد القولین وترکوا الآخر فحکم القاضی بالمتروک لم ینفذ عند خلافا للثانی اور قسم ثانی یعنی جسمین امام اور صاحبین مختلف ہین یہ مسئلہ ہو کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مختلف ہوں دو قول پر پھر لوگون نے انکے ایک قول پر عمل کیا اور دوسرے قول کو چھوڑا سو قاضی نے قول متروک پر حکم کیا تو امام کے نزدیک حکم ثانی نافذ ہوگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک نہیں اور منہا وطی ام امرأتہ وحکم ببقاء النکاح ثم رفع الی آخر یری خلافہ لم یبطلہ ثم ان الزوج جاہلا فہو فی سعۃ وان عالما لا یحل لہ المقام معہا لان القضاء لا یحل ولا یحرم خلافا لابی حنیفۃ اور ازانجملہ یہ کہ جب ایک شخص نے اپنی خوشدامن سے وطی کی یعنی زنا کیا اور حالانکہ ہنوز منکوحہ سے قربت نہیں ہوئی کذا فی جامع الفصولین اور قاضی نے بقاء نکاح منکوحہ کا حکم کیا پھر مرافعہ ہوا دوسرے حاکم کے پاس جو اسکے مخالف اعتقاد رکھتا ہو تو حاکم ثانی اسکو باطل نکرے پھر اگر زوج جاہل ہو تو وہ کشایش مین ہے یعنی منکوحہ کے پاس رہنا اسکو جائز ہے اور اگر عالم ہو تو اسکو منکوحہ کے پاس رہنا حلال نہین اسواسطے کہ قاضی کا حکم حرام کو حلال نہین کرتا اور نہ حلال کو حرام بخلاف امام اعظم کے کہ انکے نزدیک بابت بقاء نکاح کا حکم لازم البطلان ہے کذا فی الطحاوی وذکر الحاکم فی المنتقی فی رجل وطی ام امرأتہ فقضی ان ذلک لا یحرمہا ثم رفع الی آخر فرق بینہما وذکر ذلک مطلقا فالظاہر ان ذلک مذہبہ وقول الامام لمخالفتہ النص ولا نکحوا ما نکح آباؤکم اور حاکم نے اس مرد کے حق مین ذکر کیا جسنے اپنی خوشدامن سے وطی کی پھر قاضی کا حکم ہوگیا کہ وہ وطی اسکی منکوحہ کو حرام نہین کرتی پھر مرافعہ دوسرے قاضی کے پاس ہوا وہ تفریق کردے زوجین مین اور حاکم نے اسکو مطلقاً ذکر کیا بلا خلاف امام اور صاحبین کے تو ظاہر یہ ہے کہ تفریق حاکم کا مذہب ہے یا امام کا قول ہے بسبب اسکے مخالف ہونے کے اس نص قرآنی کے کہ نکاح کرو جو تمہارے باپون نے نکاح کیا عورتون سے اور نکاح سے یہان وطی مراد ہے یعنی اس عورت سے قربت نکرو جس سے تمہارے باپ نے قربت کی ہو نص مذکور اس مسئلہ کی دلیل نہین ہوسکتی بلکہ اس مسئلہ کی دلیل ہے جیسا کہ جامع الفصولین مین اسطرح ذکر کیا کہ اگر قاضی نے جواز نکاح منزنیہ اب کا حکم بیٹے کے واسطے کیا یا بالعکس تو یہ حکم نافذ نہوگا کہ اسکی حرمت کتاب اللہ مین منصوص ہے کذا فی الطحاوی ومنہا اذا قضی بخلاف مذہبہ غلطا ووافق قول مجتہد ثم رفع الی آخر نفذ عند الامام وقال لا ینقضہ لانہ غلط والغلط لیس مجتہد فیہ اور ازانجملہ یہ کہ قاضی نے اپنے مذہب کے خلاف غلط حکم کیا اور کسی مجتہد کے قول کے موافق پڑ گیا پھر دوسرے قاضی کے پاس مرافعہ ہوا تو وہ اسکو جاری رکھے امام کے نزدیک اور صاحبین نے کہا کہ اسکو باطل کردے اسواسطے کہ وہ غلط ہے اور غلط مجتہد فیہ نہین ہے جامع الفصولین مین ہے کہ قضاء فی المجتہدات نافذ ہے سب علماء کے نزدیک بالاجماع لیکن سزاوار ہے کہ قاضی عالم ہو مواضع خلاف سے اور قول مخالف کو چھوڑے اور اپنے مذہب کے موافق حکم کرے تاکہ سب علماء کے نزدیک بالاتفاق روایات صحیح ہو اور اگر قاضی کو مواضع اجتہاد کا علم نہو تو اسکے نفاذ حکم مین ہمارے علماء سے دو روایتین ہین یعنی صحت اور عدم صحت اور اگر قاضی مجتہد ہو سوائے غیر کے مذہب پر بھولکر حکم کیا تو حکم امام کے نزدیک نافذ ہے اور اگر عمداً حکم کیا تو بھی بقول صحیح نافذ ہے اور صاحبین رحمہم اللہ نے کہا کہ نافذ نہین بموجب اسکے زعم کے اور صاحبین ہی کے قول پر فتوی ہے اور بعضون نے کہا کہ امام کے قول پر فتوی ہے کذا فی الطحاوی ومنہا المدیون اذا حبس لا یکون حبسہ حجرا علیہ وقال القاسم بن معن حجر فلو حکم بہ ثم رفع الی آخر نقضہ وقالا ینفذ فلو حکم الثانی بہ لنفذ ولم ینتقض اور ازانجملہ یہ کہ مدیون محبوس ہوا تو اسکا حبس مانع اسکے تصرفات کا نہین اور قاسم بن معن نے کہا کہ مانع تصرفات ہے سو اگر قاضی نے اسکے منع تصرف کا حکم کیا پھر اسکا مرافعہ ہوا دوسرے قاضی کے پاس تو اسکو باطل کردے اور صاحبین نے کہا کہ وہ حکم نافذ ہے پھر اگر دوسرے قاضی نے بھی پہلے قاضی کے موافق حکم کیا تو اب وہ حکم نافذ ہوگا اور باطل نہوگا یعنی بالاتفاق ومن تقسیم

الثالث اذا حکم بالشاہد والیمین فی الاموال ثم رفع لحاکم تری خلافہ نقضہ عند الثانی عن الامام لا لاختلاف الآثار اور تیسری قسم سے یہ مسئلہ ہے جب حاکم نے حکم کیا ایک شاہد اور مدعی کی قسم پر مالی مقدمات میں پھر مرافعہ ہوا دوسرے حاکم کے پاس جسکا مذہب اسکے خلاف ہے تو اس حکم کو باطل کرے ابو یوسف کے نزدیک اور امام سے ایک روایت یہ ہے کہ باطل نکرے بسبب اختلاف آثار کے یعنی بعضے آثار ایک شاہد اور یمین کے حکم کے جواز پر دلالت کرتے ہیں اور بعضے عدم جواز پر موافق تقسیم سابق کے مناسب یہ تھا کہ یہ مسئلہ قسم ثانی میں مذکور ہوتا اسواسطے کہ قسم ثالث وہ ہے جسمین امام سے روایت نہو حالانکہ اسمین امام سے روایت موجود ہے مگر یہ کہ روایت سے روایت معتبر مراد رکھے ومنہ اذا قضی القاضی بشہادۃ الاب لابنہ او لجدہ ثم رفع لآخر لا یراہ امضاہ عند الثانی ونقضہ عند محمد اور ازانجملہ یہ کہ جب قاضی باپ کی گواہی پر اسکے بیٹے یا دادا کے واسطے حکم کرے پھر دوسرے کے پاس مرافعہ ہو جسکا مذہب اسکے مخالف ہے تو ابو یوسف کے نزدیک اسکو جاری کرے اور محمد کے نزدیک اسکو باطل کرے ومنہ لو تزوج الثانی بابنتہ من الزنی و حکم الحاکم بحلہ ثم رفع لمن لا یراہ ابطلہ لانہ مما یستشنعہ الناس ذکرہ فی شرح الطحاوی اور ازانجملہ یہ کہ جب زانی نے اپنی زنا کی بیٹی سے نکاح کیا اور حاکم نے اسکے حلال ہونے کا حکم کیا پھر مرافعہ ہوا اس حاکم کے پاس جسکا مذہب اسکے مخالف ہے تو اسکو باطل کردے اسواسطے کہ اسکو لوگ معیوب جانتے ہیں ہم لوگوں سے اہل نقل مراد ہیں اور مناسب یہ تھا کہ اسمین خلاف کو مذکور کرتا اسواسطے کہ قسم ثالث سے ہے ومنہ رجل اعتق عبدہ ثم مات المعتق

ولا وارث لہ ثم قضی القاضی بمیراثہ للمعتق ثم رفع لحاکم آخر نقضہ وجعل مالہ لبیت المال عند ابی یوسف وہو صحیح لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم انما الولاء لمن اعتق ولا

یلزم مولی الموالاۃ لانہ یحق بالعقد وہو قائم بہما فاستویا کالزوجیۃ فاغتنم ہذہ المقام فانہ من جواہر ہذہ الکتاب واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب اور ازانجملہ یہ کہ ایک مرد نے غلام کو آزاد کیا پھر آزاد کرنے والا مر گیا اور اسکا کوئی وارث نہیں پھر قاضی نے اسکی میراث غلام آزاد کو دلائی پھر مرافعہ ہوا دوسرے حاکم کے پاس تو اس حکم کو باطل کردے اور اسکا مال بیت المال کے واسطے ٹھہرا دے ابو یوسف کے نزدیک اور یہی قول صحیح ہے بدلیل اس حدیث صحیح کے کہ میراث اسی شخص کے واسطے ہے جس نے آزاد کیا یعنے غلام آزاد کے واسطے میراث نہیں اور مولی العتاقہ پر مولی الموالاۃ کا اعتراض لازم نہیں آتا اسواسطے کہ مولی الموالاۃ مستحق میراث کا عقد موالاۃ سے ہوتا ہے اور عقد مذکور دونوں میں قائم ہے تو دونوں میراث پانے میں برابر ہوگئے جیسے زوجیت زوجین میں برابر قائم ہے یعنی مطلق ارث میں نہ مقدار میں سو غنیمت جان اس مقام کو کہ وہ اس کتاب کے جواہرات میں سے ہے اور اللہ تعالی دانا تر ہے ٹھیک بات کا اور اسی کی طرف مرجع اور مآب ہے ہم مولی الموالاۃ یہ کہ دو شخص مجہول النسب آپسمین عقد محبت منعقد کرین تو اگر کوئی انکا وارث نہو تو ایک دوسرے کا وارث ہوگا بخلاف ولاء عتاقت کے کہ اسمین آزاد کرنے والا فقط اپنے غلام آزاد کا وارث ہوتا ہے اور غلام آزاد اسکا وارث نہین ہوتا

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ علی احسانہ کہ اس ایام برکت انجام مین جلد دوم غایۃ الاوطار ترجمہ اردو درالمختار شرح تنویر الابصار فقہ امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کی جنکا مذہب تمام ہندوستان میں رائج ہے جسکا ترجمہ بزبان اردو مولوی خرم علی صاحب مرحوم نے طحطاوی اور حاشیہ مدنی کے اقوال کے ساتھ کیا اور جسکا تکملہ بعد انتقال مولوی صاحب مرحوم افضل العلماء جناب مولوی محمد احسن صاحب صدیقی نانوتوی نے فرمایا اب بار چہارم مطبع نامی منشی نولکشور بعلو ہمتی جناب منشی پراگ نرائن صاحب مالک مطبع موصوف سنہ ۱۹۰۰ء مطابق ۱۳۱۷ھ بہزاران حسن و خوبی طبع ہوکر نفع بخش

مسلمین ہوئی

نام کتاب	قیمت
امام حق - مشہور مدرسی از شیخ شرف الدین بخاری	۲ پائی
مائۃ مسائل - سو مسائل از مولانا احمد اسعد رحمہ اللہ	[illegible]
شرح وقایہ فارسی مع حاشیہ تحقیق الاحکام از شاہ عبدالحق محدث دہلوی	[illegible]
مسالک المتقین - مرغوب عامہ ولایت از مولوی اسد یارخان -	[illegible]
فتاوی برہنہ - جامع ابواب فقہ از مفتی نصیرالدین -	[illegible]
قدوری -	۶
شرح فارسی مختصر وقایہ - از عبدالرحمن جامی -	۱۵
کنز فارسی - از مفتی نصیرالدین کرمانی محشی مع فرہنگ -	۶
مالا بد منہ - از قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ مع وصیت نامہ -	۵ [illegible]
شرح مختصر وقایہ کورمیری از مولانا جلال الدین سمرقندی -	[illegible]
رسالہ تنبیہ الانسان - در حلت و حرمت جانوران -	۲ پائی
رسالہ قاضی قطب - ذکر بیان ارکان	۳ پائی

کتب فقہ عربی

نام کتاب	قیمت
ابوالمکارم - شرح مختصر وقایہ از عبداللہ بن محمد معروف -	[illegible]
مبادی الاصول - مصنفہ مولانا ابن المنصور الحسن بن یوسف -	[illegible]
برجندی - شرح مختصر وقایہ از مولانا عبدالعلی برجندی [illegible] شرح [illegible] کنزالدقائق -	[illegible]
جامع الرموز - شرح مختصر وقایہ از شمس محمد قہستانی متداول -	[illegible]
فتح القدیر - بتقسیم جبلی ہدایہ اور بقلم مناسب فتح القدیر از امام کمال الدین بن ہمام نہایت مستند و باعظمت شرح مشہور و معروف اور آخرین تکملہ زین الدین آفندی کامل چار جلد بتفصیل ذیل - کاغذ سفید گندہ -	[illegible]
ایضاً کاغذ حنائی -	[illegible]
ہدایہ - حاشیہ جدید نہایت عمدہ زوائد و فوائد محشی مولانا محمد حسن سنبھلی مرحوم ہر چہار جلد کامل دو مجلدات میں بتفصیل ذیل -	
۱- جلدین اولین عبادات -	[illegible]
۲- جلدین آخرین معاملات -	[illegible]
ہدایہ مع شرح الکفایہ - از سید جلال الدین کرلانی بہت معروف و مستند متداول چار جلد میں اس شرح ہدایہ پر حاشیہ بہت مستند لکھے گئے ہیں کاغذ سفید کامل بتفصیل ذیل -	
ایضاً جلد اول و ثانی تا آخر نکاح -	[illegible]
ایضاً جلد سوم و چہارم تا آخر کتاب -	[illegible]
فتاوی عالمگیری - ہر چہار جلد کامل در دو جلد کاغذ حنائی و سفید	[illegible]
فتاوی قاضیخان مع سراجیہ - از امام قاضی حسن بن منصور [illegible] مستند مشہور معروف متداول دو جلد میں -	[illegible]
شرح وقایہ - از امام صدر الشریعہ بخط قلم مع کامل حاشیہ ذخیرۃ العقبیٰ از یوسف بن جنید چلپی و اخی زادہ تحقیق کردہ تحشیہ و صحیح کاغذ سفید -	[illegible]
ایضاً - کاغذ حنائی -	[illegible]
شرح وقایہ خورد - مع دائرہ ہندیہ متوسط قلم	[illegible]
ذخیرۃ العقبیٰ - حاشیہ شرح وقایہ از یوسف بن جنید چلپی متداول معروف -	[illegible]
اشباہ والنظائر مع شرح حموی معروف مستند متداول -	[illegible]
ملا مسکین - از [illegible] محشی جدید	[illegible]
کنز الدقائق محشی متداول درسی کتاب -	۸
مستخلص الحقائق - شرح کنز الدقائق مشہور متداول -	[illegible]
عینی شرح کنز الدقائق محشی ہر چہار جلد مستند معروف متداول در دو مجلدین	[illegible]
(۱) جلدین اولین عبادات میں -	[illegible]
(۲) جلدین آخرین معاملات میں	[illegible]
شرح الیاس - شرح مختصر وقایہ از شیخ محمود بن الیاس کمل یکجائی -	[illegible]

نام کتاب	قیمت
مختصر وقایہ محشی۔ از امام صدر الشریعۃ درسی متداول۔	۹/
عمدۃ البضاعۃ۔ فی مسائل الرضاعۃ از مولوی تراب علی مرحوم۔	۶ پائی
قدوری محشی۔ تالیف امام ابو الحسن درسی متداول	۸۰/
کتب حدیث اُردو	
مظاہر حق۔ ترجمۂ مشکوٰۃ المصابیح ترجمہ جناب مولانا محمد قطب الدین دہلوی مرحوم و مغفور کامل چار جلدوں میں ہر جا مل المتن یعنی اول عبارت عربی حدیث کی بعدہٗ اُسکا ترجمہ اُردو میں کاغذ سفید گندہ۔	[illegible]
ایضاً۔ کاغذ حنائی و سفید معمولی۔	[illegible]
تحفۃ الاخیار۔ ترجمہ اُردو مشارق الانوار مترجمہ مولوی خرم علی۔ کاغذ سفید و حنائی۔	[illegible]
ترجمۂ جامع ترمذی۔ حامل المتن جلد اول مترجمہ مولوی فضل احمد انصاری لاہوری کاغذ سفید و حنائی۔	[illegible]
ایضاً۔ جلد دوم کاغذ سفید و حنائی۔	[illegible]
کتب حدیث فارسی	
اشعۃ اللمعات حامل المتن شرح مشکوٰۃ از مولانا محدث عبد الحق دہلوی چار مجلدات میں پوری شرح مع ترجمہ۔ کاغذ سفید و حنائی۔	[illegible]
کتب حدیث عربی	
تیسیر الوصول الی احادیث جامع الاصول از شیخ عبد الرحمن بن علی یمنی معروف۔	[illegible]

نام کتاب	قیمت
جامع ترمذی۔ از امام ابو عیسیٰ رح صحاح ستہ میں سے معروف مع رسالہ اصول حدیث جرجانی و شمائل ترمذی جلد	[illegible]
قسطلانی شہاب الدین قسطلانی کی شرح صحیح البخاری مسمیٰ بارشاد الساری معروف بہ قسطلانی دس مجلدات میں پوری شرح خط نسخ کاغذ سفید ولایتی گندہ۔	[illegible]
سنن ابی داؤد۔ ہر چہار جلد کامل دو جلدوں میں از امام سلیمان بن اشعث داخل صحاح ستہ معروف جدید الطبع۔	[illegible]
دلائل الخیرات۔ با ترجمۂ فارسی و اسمائے متبرکہ و حد احوال سوار حسینے معروف	۱۶/
زاد السبیل الی الجنۃ و السلسبیل ذخیرۂ احادیث از مولانا غلام یحییٰ۔	۱۴/
عناصر الخیرات۔ با ترجمۂ اُردو از حکیم ناصر علی صاحب آروی بے نقط درود کا مجموعہ۔	۱۱/
کتب تفسیر اُردو	
مقدمۂ تفسیر مواہب الرحمٰن۔	[illegible]
تفسیر مواہب الرحمٰن۔ پارۂ اول مولفہ مولوی امیر علی صاحب مترجم فتاوائے عالمگیری مع مقدمہ	[illegible]
ایضاً۔ پارۂ دوم	[illegible]
ایضاً۔ پارۂ سوم	[illegible]
ایضاً۔ پارۂ چہارم	[illegible]

نام کتاب	قیمت
تفسیر مواہب الرحمٰن۔ پارۂ پنجم۔	[illegible]
ایضاً۔ پارۂ ششم۔	[illegible]
ایضاً۔ پارۂ ہفتم۔	[illegible]
ایضاً۔ پارۂ ہشتم۔	[illegible]
ایضاً۔ پارۂ نہم۔	[illegible]
ایضاً۔ پارۂ دہم۔	[illegible]
ایضاً۔ پارۂ یازدہم۔	[illegible]
ایضاً۔ پارۂ دوازدہم۔	[illegible]
ایضاً۔ پارۂ سیزدہم۔	[illegible]
ایضاً۔ پارۂ چہاردہم۔	[illegible]
ایضاً۔ پارۂ پانزدہم۔	[illegible]
ایضاً۔ پارۂ شانزدہم۔	[illegible]
ایضاً۔ پارۂ ہفدہم۔	[illegible]
ایضاً۔ پارۂ ہشتدہم۔	[illegible]
ایضاً۔ پارۂ نوزدہم۔	[illegible]
ایضاً۔ پارۂ بستم۔	[illegible]
ایضاً۔ پارۂ بست و یکم۔	[illegible]
ایضاً۔ پارۂ بست و دوم۔	[illegible]
ایضاً۔ پارۂ بست و سوم۔	[illegible]
ایضاً۔ پارۂ بست و چہارم۔	[illegible]
ایضاً۔ پارۂ بست و پنجم۔	[illegible]
ایضاً۔ پارۂ بست و ششم۔	[illegible]
ایضاً۔ پارۂ بست و ہفتم۔	[illegible]
تفسیر سورۂ فاتحہ مسمیٰ بہ تحفۃ الاسلام از مولوی اکرام الدین۔	۱۲/